فہرست گلستان باختر جلد اول

گلستان باختر

(جلد سوم)

اُن دفاتر کا سلسلہ دفتر آفتاب شجاعت کی جلد پنجم کے بعد سے شروع ہوتا ہی جسکا تسلسل ناظرین کو جلد اوّل و جلد دوم گلستان باختر سے معلوم ہوا ہوگا - اس جلد مین اسطرح سے آغاز کیا جاتا ہی کہ مردود بارگاہ خدا ترید بیجا سارق بن بقا جو لقا کے چھوٹے بھائی کا بیٹا ہی دست صاحبقران ابن صاحبقران سلطان پژوہ کیوان شکوہ صاحبقران رابع سے عاجز و مجبور ہو کر طلسم زلزلہ مین جا کر پوشیدہ ہوا ہی اور نقاش صورت کش چند سرداران اہل اسلام کو قید کر کے خدمت مین شعشاع ابن مشمش خداوند کے لے گیا ہی اور صاحبقران تعاقب مین اُسکے مع فوج ظفر موج کوچ در کوچ کرتے ہوے چلے جاتے ہین اور در بند طلسم زلزلہ پر بڑی بڑی معرکہ آرائیان پڑتی ہین اور فرزند ارجمند صاحبقران ثالث صاحبقران بن صاحبقران بن صاحبقران رستم صولت دارا حشمت اژدر در شہزادہ تیمور شیر پرور کے کارہاے نمایان اور جرأت بے پایان اور پھر بطلب سلیمان صاحبقران اُن کا قاف جانا اور بڑے بڑے سرکشان قاف کو حلقۂ غلامی پہنا کر زلزلہ در قاف ثانی سلیمان خطاب پانا اور پھر وہان سے آکر صاحبقران رابع سے لوازمۂ صاحبقرانی طلب کرنا اور بڑی بڑی لڑائیون مین سر بر آور رہنا اور دلسوز بن جالسوز بن مہتر قران نظر کردہ شاہ مردان کا لشکر اسلام مین داخل ہو کر بے نظیر عیاریان کرنا اور آخر مین شہزادہ تیمور شیر پرور کا عیار بننا - اور گل گلزار عیاری موجد ولا ورویہ ہی سر بریدہ گردن کشان و قتل کنندۂ ساحران شاہ عیاران خواجہ خضران نامدار فرزند عمرو ثانی کا درویش کامل ان سب شہورت بنکر مع حشم و خدم کے آنا اور لشکر کفار سے معرکہ آرائیان پڑنا ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو کا چیلا بنکر ہمراہ لوٹ لیتے ہین صاحبقران زمان کا خواجہ خضران کے حال سے ناواقف ہونا اور دلسوز بن جالسوز کا خواجہ خضران پر طاقت ہی اُن کو پریشان کرنا اور خواجہ سے کہنا کہ تم زنبیل وغیرہ مجکو دیکر خانۂ کعبہ چلے جاؤ عجب پُر حیرت داستان ہے اور جو جو شیر سر سردار محکم سر مسہاے لکھی گئی ہین وہ آجتک کسی کتاب مین نظر سے نہ گذری ہونگی پھر صاحبقران کیوان شکوہ کا طلسم طوفان نے جو یہ ستاطرہ صاحبقرانی تیمور شیر پرور کو بخشنا اور دونون کا خانہ کعبہ چلے جانا غرضکہ ہر طرح سے یہ مصنف طوفان شیر سر نے یہ ہم کی [illegible] حضرات ناظرین اس سے محفوظ ہو کر اُن مرحوم کو دعاے خیر سے یاد فرمائین گے اور نہایت وبدبہ سے روان ہی ابھی طبع نہین ہوئی ہین وہ بھی خدا نے چاہا تو عنقریب چھپ کر شائع ہون گی

جس کو

[illegible]ئن مرحوم نے حسب الحکم مالک مطبع ہذا نہایت محنت و جانکاہی سے عجب و دلکش پیرایہ مین لکھا ہے

لال بہار گو - بی - اے سپرنٹنڈنٹ

[illegible] سنہ ۱۹۱۷ء

[illegible]اقع لکھنؤ مین چھپا

وا ہار سے اسکی طرف پہلا آ[illegible]
نہ بڑھانا بس اسی مین خیر ہی کہ صا[illegible]
اور بہتری ہی کہ جان کا صدقہ مال سمجھکر ا[illegible]
مارا جائیگا یہ کہتا ہوا آگے بڑھکر سدّ راہ ہوا
ارا[illegible] کیا کرتا ہی اور تیرا بادشاہ بھی ڈاکو ہی آ[illegible]
کے کا مال اسکے عوض نقد جان دیکے جائیگا تو نہین جا[illegible]
[illegible] یہ خزانہ خداوند باختر کا ہی اگر تو اسکی طرف نظر[illegible]
[illegible] گے اور کوئی نہین یہ کوئی بندہ برگشتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد خدا خالق ارض وسما و نعت محمد مصطفےٰ شفیع روز جزا و منقبت علی مرتضیٰ زوج بتول عذرا مع الائمۃ الھدا صلی اللہ
وسلامہ علیہم اجمعین۔ اما بعد بخدمت ناظرین باتمکین اذل کونین شیخ تصدق حسین عرض رسا ہی کہ حسب ارشاد فیض
معلی القاب ولی نعمت مخزن جود و مروت راے بہادر منشی پراگ نراین صاحب ادام اللہ اقبالہم
تیسری جلد بھی گلستان باختر کی شروع ہوکر اتمام کو پہونچی اگرچہ امید نہ تھی کیونکہ اب ہمارا آخر [illegible]
ولولہ شباب ہی نہ جوش طبیعت اسوقت کی فسانہ گوئی مصداق اس مصرع کے ہی ع پیری کے [illegible]
سہارا ہی + مگر شائقین سے امید ہی کہ وہ میرے اس آخری جام کو بھی غنیمت سمجھکر نظر عنایت [illegible]
کیونکہ ع نہ اب وہ دل ہی ہی باقی نہ وہ طبیعت ہی + گیا شباب کے ہمراہ ولولہ دل کا +
دامن عفو سے چھپائین کہ وہ دماغ کی بیداری و ولولۂ شباب کے ساتھ رخصت ہوگئی مگر [illegible]
رہ سکتا کہ انشاء اللہ تعالےٰ ناظرین اولی الابصار اس میرے آخری جام سے سرشار [illegible]
اور اس آئینہ مین وہ وہ جلوے نظر آئین گے جو کبھی پہلے نظر سے نہ گذرے ہون
اس مین وہ شراب بھری ہی جو رنگ ڈھنگ مین ہر طرح سے کھری ہی اگر زندگی [illegible]
اور آقاے نامدار دام اقبالہ نے پرورش فرمائی تو کیا عجب ہی کہ اس کے بعد [illegible]
نوبت آے کیونکہ اب آخری وقت مین جو کچھ ہو جائے وہ تھوڑا ہی

جوانی سے زیادہ وقت پیری جوش ہوتا ہی
بھڑکتا ہی چراغ صبح جب خاموش ہوتا ہی

امید کہ ناظرین میرے اس آخری ہدیہ محقر کو شرف قبولیت سے [illegible]

آغاز داستان

رہ نوردان شاہد معانی و صورت نگاران محبوب خوش بیانی اس داستان حیرت بیان کو یون تحریر کرتے ہین کہ ساریق بن بقا راندہ درگاہ خدا بھاگ کر طرف طلسم زلزلہ کے روانہ ہوا ہی اور نقاش صورت کش چند سرداران اسلام کو مقید کر کے خدمت مین شمعشاع بن مشمش کے روانہ ہوا ہی اور صاحبقران عالیشان تعاقب مین ساریق ملعون کے مع فوج ظفر موج کوچ و مقام کرتے ہوے چلے جاتے ہین دیکھا چاہیے کہ راستے مین کیا کیا مراحل پیش آتے ہین۔

پہلے کچھ حال ضلالت مآل راندۂ خدا ساریق بن بقا کا بیان ہوتا ہی۔ ساقی نامہ

پلا ساقیا ساغر مشکفام ۔ کہ پیش نظر ہی جوانی کی شام ۔ یہ ہمتا نہ قصہ مین پیر کہن ۔ دکھاؤن خزان مین بہار چمن
کرون جب بیان صنعت سامری ۔ کہین لوگ قصہ کو جادوگری ۔ اگر لب پر آ جاین حالات جنگ ۔ تو پیدا ہو مردہ دلون مین امنگ
جو کہنے لگون قصہ اہل دل ۔ تو الفاظ مین ہو اثر جانگسل ۔ بیا بشنو اے ہمدم راستان ۔ کہ باز آمدم بر سر داستان

ناظرین نیرنگ عجائبات روزگار و تماشہ بینان طلسمات زمانہ بدکردار پر ظاہر و ہویدا ہو کہ گلستان باختر جلد دوم اس مقام پر تمام ہوئی ہی کہ ساریق بن بقا جو خزانہ غلطان شاہ درورگوش کا لوٹ کر بھاگا ہی طے مراحل قطع منازل کرتا ہوا جاتا ہی اور ہژبر خون آشام غالو ساریق کا دس ہزار سوار سے خزانہ قبضہ مین کیے ہوے آگے آگے جا رہا ہی یہان تک کہ مضافات شہر سرمستان مین پہونچا اور آیندہ و روندہ سے دریافت کیا کہ نام اس شہر کا کیا ہی فرمانروا یہان کا کون ہی لوگون نے بیان کیا کہ اس کو شہر سرمستان کہتے ہین حاکم یہان کا محکم سرمست ہی نو بیٹے اُس کے نہایت جری و بہادر ہین کہ ایک ایک رستم و اسفندیار و سہراب زمانہ ہی بادشاہ بھی نہایت دلاور و بہادر و مرد میدان ہی پانچ لاکھ سوار پر حاکم ہی اور علاوہ اس کے پہلوان نامی و گرامی افسر فوج سے ہین کام ان سب کا یہی ہی کہ ادھر سے جو قافلہ وغیرہ گذرتا ہی اور یہ سن پاتے ہین تو چڑھ جاتے ہین اور لوٹ لیتے ہین یہ جو ہژبر خون آشام نے سُنا کہا ان لوگون کو کبھی بہادرون سے سابقہ نہین پڑا ہی کیا مجال و طاقت ہی اُن کی جو یہ مال و خزانہ چھین لین یہان تو یہ باتین ہو رہی تھین اُدھر گویندون نے طوفان شیر سر سردار محکم سرمست سے جا کر بیان کیا کہ ہژبر خون آشام دس ہزار سوارون کی حفاظت مین بہت بڑا خزانہ لیے آتا ہی طوفان نے جو یہ سُنا طمع زر دامنگیر حال ہوئی اسیوقت بیس ہزار سوار ہمراہ لے کر شہر سے باہر نکلا صحرا مین آکر طوفان شیر سر نے یہ دیکھا کہ ایک لشکر مع ایک خزانہ گرانبار چلا آتا ہی آگے آگے سب کے ہژبر خون آشام نہایت دبدبہ سے روان ہی ادھر ہژبر خون آشام جسوقت صحرا مین پہونچا دیکھا اس نے کہ طوفان شیر سر سوار اسکی طرف چلا آ رہا ہی آتے ہی طوفان شیر سر نے نعرہ کیا کہ باش اے خیرہ سر و خبردار آگے نہ بڑھنا بس اسی مین خیر ہی کہ صاف صاف بیان کر دو کہ تم لوگ کون ہو اور یہ خزانہ کس کا ہی اور کہان جاتا ہی ورنہ بہتری ہی کہ جان کا صدقہ مال سمجھ کر اس خزانہ کو چھوڑ دو اور اپنی جانین لیکر چلے جاؤ ورنہ تم مین کا ہر ایک میرے ہاتھ سے مارا جائیگا یہ کہتا ہوا آگے بڑھ کر سد راہ ہوا ہژبر خون آشام کو یہ سنکر غصہ آیا اور کہا کہ او زندہ مگا مجھے حال تیرا معلوم ہو چکا ہی راہزنی کیا کرتا ہی اور تیرا بادشاہ بھی ڈاکو ہی آئین تیرے ملک کا بھی یہ ہی کہ جسکے پاس مال دیکھا اسے لوٹ لیا مگر مجھ سے تو ایک کوڑی کا مال اسکے عوض نقد جان دیکے جائیگا تو نہین جانتا کہ مین کون ہون اور یہ خزانہ کسکا ہی مین ہژبر خون آشام غالو خداوند رکھتا ہون اور یہ خزانہ خداوند باختر کا ہی اگر تو اسکی طرف نظر بد سے دیکھیگا تو اندھا ہو جائیگا یہ سنکے طوفان شیر سر نے کہا کہ خداوند سوا شمعشاع کے اور کوئی نہین یہ کوئی بندہ برگشتہ خداوند کا معلوم ہوتا ہی یہ کہکر وار کیا ہژبر ... وار کیا طوفان نے ...

وار ہزبر کا آسیب سپر رد کرکے جو ہاتھ تیغۂ آبدار کا مارا ہزبر خون آشام نے بھی سپر بلند کی لیکن تیغہ لنگر دار تھا سپر کو مانند قرص پنیر کے دو ٹکڑے کیا اور سر میں جا بیٹھا چار انگل کا زخم سر میں آیا ہزبر خون آشام نے داستانہ مارا تلوار تو جھٹکا کر سر سے باہر نکلی لیکن چادر خون کی جو سر سے باہر آئی بیہوشی طاری ہو گئی طوفان نے چاہا کہ سر کاٹ لوں لوگ ہزبر کے درمیان میں آ گئے تلوار چلنے لگی ہزبر کو تو بچا لیا لیکن فوج طوفان نے جو تلوار برسانا شروع کی تو ہزبر کے دس ہزار سوار جو افسر کے زخمی ہونے سے بد دل ہو چکے تھے خزانہ کو چھوڑ کر جانیں بچا کر بھاگ کھڑے ہوئے یہاں طوفان شیر سر نے جو خزانے کو دیکھا نہایت خوش ہوا اور تمام مال و جواہر قبضہ میں کر کے چلا ہمیشہ سے دستور یہ تھا کہ جو سردار محکم سرمست کے حضور مال لوٹ کا لاتا تھا وہ چہارم اُس کو دے کر باقی خزانہ شاہی میں داخل کر دیتا تھا جب طوفان نے اسقدر مال و اسباب دیکھا نیت اسکی بد ہوئی اور قصد کیا کہ یوہیں زیر کوہ ہو کر نکل چلوں اور وہ جو قلعہ صحرا میں نہایت مستحکم بنا ہوا ہے وہاں قیام اختیار کروں فوج ملازم کروں چند دن میں میں خود بادشاہ بن جاؤں یہ کیا ضرورت ہے کہ اس مال میں سے حصہ بٹاؤں محنت ہم کریں اور کھائیں غیر یہ سوچ کے طوفان جانب کوہ روانہ ہوا قضائے کار و اتفاقات روزگار کہ اُس طرف سے دو بیٹے محکم سرمست کے شکار کھیل کے پلٹے ہوئے چلے آتے تھے اُن کو معلوم ہوا کہ طوفان نے آج بہت بڑا خزانہ لوٹا ہے اور اسکی نیت فاسد ہوئی ہے قلعۂ جدید کی طرف جا رہا ہے بس یہ سنکے نوفل سرمست اور نافل سرمست یہ دونوں بھائی دوسرے رستے سے ہو لیے اور طوفان شیر سر کو ٹوکا کہ کہاں جاتا ہے دیکھا طوفان نے کہ اب یہ راز قبل از وقت فاش ہو گیا لہذا اسکا ہضم ہونا مشکل ہے کہا کہ میں نے سنا تھا کہ حضور شکار کو آئے ہیں میں آپ ہی کی تلاش میں جاتا تھا نوفل سرمست اور نافل سرمست نے خزانہ کو اپنے قبضہ میں کیا اور وہاں سے شہر سرمستان میں آئے اور تمام خزانہ محکم سرمست بادشاہ شہر کے سامنے پیش کیا محکم سرمست نے حسب قاعدہ چہارم مال طوفان کو دلوا دیا باقی اپنے خزانہ میں داخل کر دیا طوفان خوش ہو گیا اسکو یہ امید نہ تھی کہ بادشاہ اپنے عہد پر قائم رہے گا لیکن نافل و نوفل کو کمال افسوس ہوا کہ بادشاہ نے اتنا مال اسے دیدیا جب طوفان چلا گیا تو ان دونوں نے بادشاہ سے شکایت کی کہ آپ نے اتنا مال و خزانہ اسکو دیدیا اسکی کیا ضرورت تھی تھوڑا سا دیدیتے محکم نے کہا کہ اگر ہم بھی بد عہدی کریں تو ہم میں اور ان میں فرق کیا رہ گیا علاوہ اسکے پھر حکومت قائم نہ رہے ملازمین برگشتہ ہو جائیں خبردار تم بھی اپنے زمانہ میں خلاف عہد نکرنا ورنہ خطا پاؤ گے جو اطاعت کرتے ہیں یہ سر اٹھائیں گے آپ حاکم بنجائیں گے تمکو محکوم بنائیں گے یہ سنکے نوفل سرمست اور نافل سرمست خاموش ہو رہے لیکن ان کا کلام سنکے یہ خیال اُن کے دلوں میں باقی رہا اب حال ہزبر خون آشام کا بیان کیا جاتا ہے کہ یہ حالت زخمداری میں بھاگا ہوا ساریق بن بقا کے پاس آیا ساریق صورت ہزبر کی دیکھکر گھبرا گیا پکارا کہ اے خالق قدرت یہ کیا حالت ہے ہزبر خون آشام نے بیان کیا کہ یہاں سے قریب ایک شہر ہے کہ نام اسکا شہر سرمستان ہے عجب طرح کے جاہل لوگ وہاں بستے ہیں فوج شاہی لوٹ مار کیا کرتی ہے چہارم حصہ حق فوج ہے اور باقی خزانہ شاہی میں داخل ہوا کرتا ہے وہی لوگ آئے اور خزانہ لوٹ لے گئے سخنگان تو ناچا اور کہنے لگا مال حرام بود بجاے حرام رفت ساریق نے کہا کہ تو ہنستا ہے یہاں یہ فکر پیدا ہوئی کہ فوج اس صحرا میں بھوکوں مر جائیگی کوئی کہاں تک ہمارا ساتھ دے گا آخر کو سب چھوڑ چھوڑ کر چلے جائیں گے یہ سنکے سخنگان نے کہا کہ میں جاتا ہوں خزانہ ملنے کی تو امید نہیں لیکن اس خزانے کی عوض اگر اُن کا ملک ہی نہ برباد کرایا تو نام اپنا شیطان نہ پایا یہ کہکر خچر اپنا طلب کیا اور خچر پر بیٹھ کے جانب ملک سرمستان روانہ ہوا بادشاہ شہر بھی رفقا کو ساتھ لیے ہوئے برائے سیر نکلا تھا نظر بادشاہ کی سخنگان پر پڑی دیکھا کہ ایک شخص عجیب الخلقت بڑا سا طوق پہنے ہوئے بال سر کے بندر کے ایسے لباس زرین جسم میں خچر پر سوار چلا آتا ہے سخنگان نے بادشاہ کو دیکھتے ہی کچھ ایسے انداز سے سلام کیا کہ بے اختیار بادشاہ کو ہنسی آ

پوچھا تم کون ہو سخنگان نے کہا کہ اگر نام میرا اسکے معنی نہ پوچھے تو مین نام بیان کرون بادشاہ نے کہا اگر سمجھ مین
نہ آئے گا تو پوچھون گا سخنگان نے نام اپنا اس طرح بیان کیا کہ سخنگان بن سخنگان بن بختیارک بن بختک
بن الفقش بن سنگ سپید بادشاہ نے کہا کہ سنگ سپید کے کیا معنی سخنگان نے کہا کہ نام کے لیے معنو کی
کیا ضرورت ہی ماں باپ نے جو نام رکھدیا وہ رکھدیا سب اس کی باتون پر ہنسے شکل بھی مضحک حرکات اُس سے زیادہ مضحک
پوچھا کہ تم ادھر کس غرض سے آئے سخنگان نے کہا کہ مین وزیر اور شیطان درگاہ ہون خداوند ساریق بن بقا
بادشاہ ملک باختر کا سپہ سالار خداوند کہ خزانہ و مال لیے جاتا تھا آپ کے کسی سردار نے خزانہ چھین لیا ہی اُس نے
آکر خداوند سے فریاد کی خداوند نے مجھے بھیجا ہی کہ ہماری جانب سے کہو کہ جو کچھ ہم نے تم کو دیا وہ کم نہین ہی کہ
تم نے دست ہوس اور دراز کیا ایسا نہو کہ مین ناراض ہو کر تقدیر پھیر دون امیر سے فقیر بنا دون یہ سنکے محکم
سرمست نے کہا کہ جاکر اپنے خداوند سے کہو کہ یہ بوسہ یہ پیغام اچھا نہین ہم سے اور خداوند سے مواجہہ مین گفتگو ہو جائے
سخنگان کا تو مطلب یہی تھا کہ پناہ لے پھر تو خدا پرست آ کے اسے بھی تباہ کر دینگے اسنے کہا کہ خداوند کے استقبال
مین کہی نکنا مین جاتا ہون اور ابھی خداوند کو لاتا ہون یہ کہکر سخنگان ساریق بن بقا کے پاس آیا اور کہا کہ چلیے ان
سرکشون کو بھی ہاتھ سے خدا پرستون کے تاخت و تاراج کرایئے پھر طلسم زلزلہ کا راستہ لیجیے گا ساریق ملعون
سخنگان سمیت جانب شہر سرمستان روانہ ہوا وہان محکم سرمست کو نہایت اشتیاق تھا کہ دیکھین وہ خداوند
کیسا ہی جس کا وزیر ایسا ہی جسوقت محکم سرمست کو یہ معلوم ہوا کہ ساریق بن بقا آتا ہی یہ مع فوج برائے استقبال
آیا اور ساریق کو نہایت اعزاز و اکرام سے شہر مین لایا سامان ضیافت مہیا کیا جب دعوت و ضیافت سے فراغ
حاصل ہوا تو ساریق نے کہا کہ اے بندگان من مین نے تم کو اسقدر مال دیا کہ جسکے قابل تم نہ تھے اب تم نے اور دست
ہوس کو دراز کیا اور خداوند کی بغیر اجازت مال خداوندی کو قبضہ مین لائے بہتر یہ ہی کہ مال خداوندی ملازمان
خداوند کے سپرد کرو اور عذر کرو تاکہ مورد عتاب خداوندی نہو یہ سنکے محکم سرمست نے ہنس کے جواب دیا کہ آخر
خداوند نے مال کو اپنے بندون ہی کے واسطے تو خلق فرمایا ہی لہذا مال خداوند بندون کا مال ہی خداوند کے گھر کا ہیکی
کمی ہی یہ بھی ایک کرم خداوندی تھا کہ گھر بیٹھے خداوند نے اتنا مال بھیجدیا سخنگان نے چپکے سے کہا کہ اب مال تو ملنا
نہین ہی ان سے یہ کہو کہ اگر خداوند کی اطاعت کرو دشمنان خداوند کو سزا پہونچاؤ تو اس مال کی کیا حقیقت ہی خداوند
اور بہت کچھ عنایت فرمائین گے ساریق نے یہی کہا محکم سرمست نے کہا کہ دشمن آپ کا کون ہی یہ سن کے
ساریق نے نام صاحبقران رابع کا بتایا اور کہا کہ میرے تعاقب مین وہ اژدر وہان آتا ہوگا وہی چار روز مین
یقین ہی کہ وہ یہان آجائے گا محکم سرمست نے کہا کہ جب آئے گا تو دیکھا جائے گا میرے افسران فوج بہت
جلد خدا پرستون کا استیصال کر دینگے آپ پریشان نہون اور اطمینان سے بیٹھین اور اگر زیادہ فوج اسکے ساتھ
ہوئی تو یہان سے قریب ملک حسن آگین ہی وہان کا بادشاہ حسین سنبر قبا ہی وہ بہت بڑی فوج رکھتا ہی
اور لشکر مین اُس کے ایسے ایسے پہلوانان نامی و گرامی ہین کہ عالم مین کہین نہون گے مجھسے اور حسین سنبر قبا
سے نہایت تپاک ہی اگر مین اُس سے کمک طلب کرون گا تو وہ دریغ نہ کرے گا شہر آگین کا نام سنکے سخنگان
نے پوچھا کیا لوگ وہان کے بہت حسین ہین محکم سرمست نے کہا کہ ملک جی کیا کہون ایسا حسن خیز طبقہ دنیا پر دوسرا
نہوگا نہ کہین کے خوبصورت نہ وہان کے بدصورت سخنگان نے کہا کہ خدا پرستون کے خوب جوڑے لگین گے واہ
کیا تقدیر ہی ان لوگون کی کہ جہان جاتے ہین عیش کے سامان مہیا ہو جاتے ہین سخنگان کی اس پیشینگوئی پر کسی نے
اعتنا نہ کی بلکہ ہنسی مین ساریق نے کہا کہ او احمق وہان کے لوگون کو خداوند نے خاص اپنی خدمت کے لیے پیدا
کیا ہی اس وجہ سے وہ حسین ہین محکم سرمست نے کہا کہ آخر خداوند نے اپنی صورت سب سے بہتر کیون نہ بنائی

سارق نے کہا کہ بندون کی اطاعت کا امتحان مقصود تھا اگر اپنی صورت خداوند سب سے اچھی بنالیتے تو سب خداوندہی کے خواہشمند ہو جاتے مخلوق کسطرح بڑھتی علاوہ اس کے بندون کو شکایت ہوتی اب جو بدصورت ہین اُن کو خداوند کی شکل دیکھکے صبر آتا ہوگا یہ سنکے اہل دربار ہنسے اور کہنے لگے ع ۔ وزیرےچنین شہریارے چنان + محکم سرمست نے کہا کہ ایک دختر ملک حسین سبز قبا کی ہی کہ نام اُسکا حسینہ گلگون پوش ہی ہمیشہ لباس سرخ پہنتی ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ چاند شفق مین ہی ایک تو طبقہ وہ حسن خیز ہی علاوہ اسکے ملکہ حسینہ گلگون پوش اُس شہر مین فرد ہی لوگ جمال کی تاب نہین لاسکتے دیکھتے ہی بیہوش ہو جلتے ہین یہ سنکے سارق ہنسا اور اُس کو اشتیاق پیدا ہوا کہا کہ اُسکو خاص اپنے لیے خداوند نے خلق فرمایا ہی یہان سے چلکر نور قدرت اسکے پیٹ مین آتا رونگا مشکتگان نے کہا کہ ایسا خیال بھی دل مین نہ لایئے گا وہ کسی سردار اسلام کی نذر ہو جائیگی اور اگر اُسکا نام لوگے تو خداپرستون کے ہاتھ کے طمانچے کھاؤگے یہان تو یہ باتین ہو رہی ہین لوگ شہر سرمستان کے سنتے ہین اور سارق کو مسخر اپنا رکھا ہی اسکی باتون سے محکم سرمست دل بہلایا کرتا ہی ان سب کو تو واہی خرافات مین رہنے دیجیے اور دیکھیے کہ کیا ہوتا ہے ۔

اب دو کلمہ داستان شوکت نشان زلزلہ گیتی ولرزہ گردون گردان سرکوب رستم دستان حق پژوہ یعنی عادل کیوان شکوہ صاحبقران رابع کے بیان کیے جاتے ہین مخمس

کہتے تھے وہ بشر کو جو دل ہے بشر غلط	دیوانہ ہو کسی کا کوئی سربسر غلط	شامت جو آئی اُنکا بیان جان کر غلط
	مین نے کہا کہ دعوے الفت مگر غلط کہنے لگے کہ ہان غلط اور کسقدر غلط	
ہوتے ہین ایک بات کی تہ مین ہزار جھوٹ	تصدیق کیجیے تو بس انجام کار جھوٹ	اور پھر ڈرا مین بولکے بے اعتبار جھوٹ
	تاثیر آہ و زاری شبہاے تار جھوٹ آوازہ قبول دعاے سحر غلط	
یا لب پہ کوئی قطرہ مے جم کے رہ گیا	یا کچھ عیان ہوا اثر گرمی غذا	یا جھوٹ بولنے کی خدا نے یہ دی سزا
	سوز جگر سے ہو تھا یہ تبخالہ افترا شور فغان سے جنبش دیوار و در غلط	
ہان سچ نہین حکایت حال زبون دروغ	ہان شکوہ و شکایت صبر و سکون دروغ	ہان سربسر دماغ مین جوش جنون دروغ
	ہان سینے سے نمایش داغ درون دروغ ہان آنکھ سے تراوش خون جگر غلط	
ہان بےبسی ہین جرم و خطا کچھ نہ کیجیے ۔	تسلیم و عاجزی کے سوا کچھ نہ کیجیے	ظاہر سواے مہر و وفا کچھ نہ کیجیے ۔
	آجائے کوئی دم مین تو کیا کچھ نہ کیجیے عشق مجاز چشم حقیقت نگر غلط	
آگے نہ تھے زمانہ مین جواب فریب ہین	ایمان و دین و ملت و مذہب فریب ہین	چلتے ہوے بہانے ہین سب ڈھب فریب ہین
	بوس و کنار کے لیے یہ سب فریب ہین اظہار یا کیا نری ذوق نظر غلط	
یہ کذب یہ دروغ یہ بہتان الامان	کیا جھوٹ بولنے کو ملی ہی انھین زبان	شاعر ملا رہے ہین زمین اور آسمان
	لو صاحب آفتاب کہان اور ہم کہان	

	احمق نہین نہ سمجھین ہم اسکو اگر غلط	
معدوم تو وہ شے ہے جسے لاکھ نکتہ چین	ثابت کرین ہزار وہ ثابت نہو کہین	یہ بات کیا کہ دل تو نہو اور ہو حزین
	سینہ مین اپنے جلتے ہو تم کہ دل نہین ہمکو سمجھتے ہو کہ ہے ان کی کمر غلط	
کیا ہو یقین جو کوئی کہے دن کو رات ہے	ہم جانتے ہین ہیچ ہے بے شبہ گھات ہے	ایسے مبالغے سے غرض التفات ہے
	کہنا ادا کو تیغ خوشامد کی بات ہے سینے کو اپنے اُس کی سمجھنا سپر غلط	
اک آہ سرد بھر کے کیا طور بیخودی	اسکو دیا یہ دم کہ تجھے جان نذر کی	لو دینے والے ہوتے ہین ایسے ہی تو سخی
	مٹھی مین کیا دھری تھی کہ جھپکے سے سونپ دی جان عزیز پیشکش نامہ بر غلط	

راوی بیان کرتا ہے کہ سلطان حق پژوہ یعنی عادل کیوان شکوہ تعاقب مین ساریق بن بقا کے کوچ اور مقام کرتے ہوئے برابر چلے آتے ہین ہرکارے قبل سے روانہ ہو گئے ہین یہ بھی سراغ لگاتے پتہ لگاتے چلے آتے ہین جسوقت ہرکارے شہر سرمستان تک پہونچے اور حال سے ساریق بن بقا کے آگاہ ہوے تو انھون نے بازگشت کی اور خدمت مین صاحبقران عالیشان کے آکر بیان کیا کہ وہ راندۂ درگاہ خدا یعنی ساریق بن بقا جاکر شہر سرمستان مین پناہ گزین ہوا ہے صاحبقران نے فرمایا کہ کیا حاکم شہر سرمستان اُس کے پرستارون مین سے ہے ہرکارون نے عرض کی کہ وہ شعشاع بن مشمش کوئی کافر ہے آپسے اپنا خداوند جانتا ہے ساریق کا تو خزانہ اُس نے چھین لیا تھا اور بہت پریشان کیا تھا لیکن سخنگان کی چرب زبانی سے اُسنے پناہ دی ہے صاحبقران نے فرمایا کہ پیش خیمہ ہمارا اُسی جانب روانہ ہو جرنیل بن عادی پیش خیمہ لیکر جانب شہر سرمستان روانہ ہوے عقب مین ان کے اور سرداران نامی گرامی بھی یکے بعد دیگرے جانب شہر سرمستان روانہ ہوے لیکن جسوقت جرنیل عاد قریب شہر سرمستان کے پہونچے ہین اور یہ خبر محکم سرمست کو ہوئی کہ پیش خیمہ خداپرستون کا آگیا اُسنے سخنگان سے پوچھا کہ بارگاہ خداپرستون کی کیسی ہے سخنگان نے کہا کہ ایسی بارگاہ ہے کہ تعریف اُسکی بیان سے باہر ہے سکتے تو کاہے کو کبھی ایسی بارگاہ دیکھی بھی ہوگی یہ سنکے محکم سرمست کو رشک ہوا کہ اگر اُس بارگاہ مین ہم بیٹھین تو کیا اچھا ہو نافل و نوفل سے کہا کہ کسی سردار کو بھیجکر بارگاہ چھنوا لو یہ دونون تو طوفان شیر سر سے کینہ رکھتے ہی تھے انھون نے طوفان سے کہا کہ جاکر بارگاہ خداپرستون کی چھین لاؤ طوفان ابھی خزانہ چھیننے کے خوش ہو چکا تھا سوچا کہ اگر بارگاہ چھین کے لاؤنگا اور مال و اسباب پاؤنگا بس اُسیوقت چالیس ہزار سوار ساتھ لیکر جانب صحرا روانہ ہوا وہان جرنیل عادی نے صحرا مین قیام کیا تھا صاحبقران عالیشان کے منتظر تھے ایک جاے بلند تجویز کرکے بارگاہ کے استادہ ہونے کا حکم دیا تھا ملازمین استادگی بارگاہ مین مصروف تھے کہ ایک مرتبہ جانب صحرا سے گرد اُڑی اور آمد لشکر کے آثار معلوم ہوے جرنیل نے ہرکارون کو واسطے دریافت حال کے روانہ کیا ہرکارے گئے اور آن واحد مین آکر عرض کی کہ طوفان شیر سر ارادۂ فاسد سے آتا ہے بس جرنیل عاد نے بارگاہ کو پشت پر لیا اور آپ سامنے پرے جماکے کھڑے ہوے اتنے مین گرد شق ہوئی اور علمہاے سیاہ پیدا ہوے پھریرون پر علمون کے تعریف شعشاع بن مشمش کی تحریر تھی آگے آگے ایک گبرنا ہنجار کرگدن ابلق پر سوار شیر صورت پیدا ہوا پشت پر چالیس ہزار جوان شمشیر بکف سوار ہوے جرنیل عادی نے للکارا کہ باش او فرساق تو کون ہے اور کس ارادے سے آتا ہے طوفان شیر سر نے جواب دیا کہ مین فرستادہ حاکم شہر سرمستان ہون اور اس بارگاہ کے لینے کو آیا ہون

بہتر یہی ہے کہ بارگاہ میرے سپرد کردے ورنہ بزور شمشیر مین لے لونگا یہ سنکر جنرل عادی نے کہا کہ تیرا بادشاہ اور حاکم کیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی ڈاکو ہے بادشاہونکی یہ خصلت نہین ہوا کرتی ہے ہم وہ ہین کہ رستم و اسفندیار کو بھی خطر مین نلائین تیری کیا حقیقت ہے جو تو بارگاہ چھینے گا بس اسی مین بہتری ہے کہ جدھر سے آیا ہے اُسی طرف لوٹ جا اپنی جان سلامت لے جا ورنہ نقد جان کھو کے جائے گا۔ بس یہ سنتے ہی طوفان شیر سر کو طیش آیا اور اُس نے ایک وار تلوار کا جنرل عادی پر کیا جنرل عادی نے جو اُس کا وار سپر پر روک کر ایک ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا تو طوفان شیر سر کے چار ٹکڑے ہوے یہ دیکھکر لشکر طوفان نے حملہ کیا اسطرف سے ہمراہیان جنرل عادی آپڑے تلوار پر تلوار چلنے لگی کشتون کے پشتے لگ گئے نہر خون جاری ہوئی میدان جنگ تمام خون سے رنگین ہوگیا لاشین پر لاشین گرنے لگین دیر تک تلوار چلی آخر طوفان شیر سر کی فوج کا منھ پھر گیا سب رو بفرار لائے اور جانب شہر سرمستان فرار ہوگئے اہل اسلام نے آدھ کوس تک اُن کا تعاقب کیا آخر واپس آئے اور بارگاہین ایستادہ ہونے کا حکم دیا بارگاہین ایستادہ و خیمہ برپا ہوتے ہی آمد لشکر اسلام شروع ہوگئی سب قریب ہی قریب چلے آتے تھے تھوڑے سے وقت مین آکر جمع ہوگئے تمام صحرا فوجون سے مملو ہوگیا دوسرے روز سواری بادشاہ اسلام و صاحبقران عالیمقام کی بھی آگئی امیر داخل بارگاہ ہوئے سردار آکے جمع ہوے اُس روز تو آرام فرمایا دوسرے روز ایک نامہ بنام محکم سرمست بادشاہ شہر سرمستان تحریر فرمایا مضمون نامہ یہ تھا کہ اے حاکم شہر سرمستان یہ تونے کونسا طریقہ اختیار کیا ہے کہ دوسرون کے مال و خزانہ پر قبضہ ناجائز کرتا ہے ان حرکات رکیک کو ترک کر یہ بادشاہون کے شایان شان نہین ہوتا ہے اور میرا دزد تیرے شہر مین بھاگ کے آیا ہے اُسے گرفتار کرکے میرے حوالے کر یا آمادہ جنگ ہو یہ نامہ تحریر فرماکر غلطان در در گوش بادشاہ شہر غلطانیہ سے ارشاد فرمایا کہ ایک نامہ تم بھی تحریر کرو اور اپنی طرف سے بھی لکھو غلطان در در گوش نے حسب الارشاد صاحبقران عالیشان نامہ تحریر فرمایا مضمون نامہ یہ تھا کہ تو جو میرا خزانہ وغیرہ لوٹ کے لے بھاگا اور مین نے سنا ہے کہ اب اُس خزانہ کو تونے اپنے قبضہ مین کیا ہے تو اگر میرا خزانہ میرے سپرد کردے تو مین تیرا ممنون ہونگا اور اگر اسکے خلاف کریگا تو سمجھ لے کہ بوٹی کے بدلے بکرا دینا پڑے گا تیرا خزانہ بھی میرے خزانہ کے ساتھ لٹ جائے گا یہ دونون نامے صاحبقران عالیشان نے رکھے اور حسب دستور خلعت و سپر و شمشیر واسطے نامہ دار کے رکھکر حکم فرمایا کہ ہے کوئی ایسا جو اس نامہ کا جواب باصواب شہر سرمستان سے لائے بس یہ سنتے ہی برہوت رعد آواز اپنے دنگل سے کود پڑا اور جام پیکر خلعت زیب جسم کیا تلوار کمر سے لگائی نامہ سر سے باندھا اور دوسرا نامہ کمر مین رکھا اور عرض کی کہ یہ غلام جاتا ہے اور جواب باصواب لیکر ابھی آتا ہے یہ کہکر سامان رخصت کیا اور خیمہ سے باہر نکلا اپنے لشکر مین آیا دس ہزار سوار اپنے ہمراہ لیکر جانب شہر سرمستان روانہ ہوا۔

اب کچھ حال محکم سرمست حاکم شہر سرمستان کا سنیے کہ جب لاش طوفان کی ہمراہیان طوفان لیے ہوے سامنے محکم سرمست کے پہونچے اور سارا ماجرا بیان کیا نافل سرمست اور نوفل سرمست تو نہایت خوش ہوے اُسی وقت جاکر مکان طوفان کا محاصرہ کیا اور سب مال و اسباب اُس کا قرق کرکے لے آئے داخل خزانہ شاہی کردیا لیکن محکم سرمست کو طوفان کے مرنے کا نہایت صدمہ ہوا اور اس نے کہا کہ خیر دیکھا جاوے گا کہدو کہ لشکر ہمارا تیار ہو اُسیوقت فوج سرمستان مین کمر بندی ہونے لگی دوسرے روز تمام افسران فوج حاضر ہوے اور عرض کی کہ فوج تیار ہے کیا حکم ہوتا ہے محکم سرمست نے کہا کہ شہر سے باہر بارگاہ برپا کرو اور پہلے بارگاہ مسلمانون کی چھین لو بعد اُس کے جو آئے اُسے گھیر کے مارلو مسلمانون کو جمع نہونے دو ورنہ مقابلہ دشوار ہو جائیگا ہنوز یہی باتین ہو رہی تھین کہ ہرکارون نے آکر عرض کی کہ نامہ دار آتا ہے نخچگان نے گھبرا کے محکم سرمست سے کہا کہ جلدی کسی کو واسطے استقبال کے بھیجیے ورنہ غضب ہو جائے گا صاحبقران سے ابھی آپ آگاہ نہین ہین وہ بہت بڑے شخص ہین محکم سرمست کا تو دوری کچھ

ارادہ تھا لیکن سختگان کے کہنے سے خیالات بدلے اور افسران فوج کو برائے استقبال نامہ دار صاحبقران روانہ
کیا لوگ گئے اور بہروت رعد آواز کو نہایت اعزاز کے ساتھ لائے سختگان نے دنگل قریب تخت بادشاہ کے
پہلے سے بچھوا دیا تھا بہروت رعد آواز آکر دنگل پر بیٹھ گیا سب افسران لشکر اپنے اپنے دنگل پر متمکن ہوئے بہروت
نے مسند نامہ دار کا نعرہ کیا محکم سرمست نے کہا کہ نامہ لاؤ بہروت رعد آواز نے پہلے کرتے نکال کر نامہ غلطان
در درگوش کا دیا محکم سرمست نے نامہ پڑھا اور ہنسا بہروت رعد آواز سے کہا کہ میں نے یہاں خداوند سے پایا ہے میں
شہر غلطانیہ میں اس خزانے کے لوٹنے کو نہیں گیا تھا جو دیدوں مثل مشہور ہے کہ جس کی تیغ اس کی دیغ بہروت نے
کہا کہ خیر جو کچھ منظور ہو تحریر کرو محکم سرمست نے بھی جواب تحریر کر دیا سختگان حیران تھا کہ نامہ امیر نہیں آیا ہے بہروت
رعد آواز پھر کرچلا اور کہا کہ اے محکم سرمست یہ تو نامہ ضمناً تھا اصل میں نامہ صاحبقران کا میں لایا ہوں محکم نے
کہا کہ لاؤ وہ بھی دو بہروت نے کہا کہ وہ نامہ یوں نہیں ملتا ہے جبتک شرائط استقبال و نثار نہ ادا کئے جائیں محکم نے
کہا کہ یہ میں سمجھا نہیں بہروت رعد آواز نے کہا کہ سات قدم نامہ کا استقبال کرو اور تین قدم میرا اور سات
کشتیاں زروجواہر کی نامہ پر سے نثار کرو اور تین کشتیاں مجھ پر سے تو یہ نامہ دیا جائے گا محکم سرمست نے کہا کہ
استقبال میں تو کچھ حرج نہیں ہے لیکن زروجواہر میرے پاس فالتو نہیں ہے بہروت رعد آواز نے کہا کہ اگر زروجواہر
نہیں نصیب نہیں ہے تو کشتیاں پھولوں کی نثار کرو محکم سرمست نے اسیوقت دس کشتیاں پھولوں سے بھروا کر
سامنے رکھوا دیں اور اٹھکر دس قدم آگے بڑھکر نامہ لیا بہروت رعد آواز نے پھول لٹا دیئے اور نامہ دیدیا محکم
سرمست نے نامہ پڑھا اور ساریق کی طرف دیکھکر کہا کہ واہ آپ کیا اچھے خداوند ہیں کہ بندوں کے ہاتھ سے بھاگتے
پھرتے ہیں اور بندوں کا مال لوٹتے ہیں ساریق نے کہا کہ قدرت نے صبر اختیار کیا ہے اور مثل مخلوق کے اوقات بسری
پر کمر باندھی ہے کہ بندگان مصیبت زدہ بددل ہوں اور اُن کو صبر آئے کہ جب خداوند کی یہ حالت ہے تو ہم اپنا
کیا کہیں ؎ ہم حال ما باہم تسکین دہ غریبان * جب درد سے بھرے ہیں آپس میں درد کی دوا ہیں * محکم سرمست اس کی باتوں پر ہنسا
اور پشت نامہ پر جواب تحریر کر دیا بہروت رعد آواز نے جواب نامہ کا لیا اور وہاں سے نکلکر جانب لشکر اسلام روانہ
ہوا یہاں سرکاروں نے حال نامہ داری سے صاحبقران کو پہلے ہی اطلاع دی تھی امیر بہت خوش ہوئے اور شاہان
ہفت ملک کو بہروت کے استقبال کے لئے روانہ کیا بہروت نے آکر جواب نامہ پیش کیا صاحبقران نے
فرمایا خیر کچھ پروا نہیں دیکھا جائے گا ایلچی کے واپس آتے ہی فوج سرمستان شہر سے باہر آئی اور بارگاہ برپا کی
پانچ لاکھ سوار و پیدل صحرا میں پھیل گئے آخر میں محکم سرمست مع نافل سرمست اور نوفل سرمست اور طوفان
سرمست اور طوغان سرمست اور طہماسپ سرمست اور بہراسپ سرمست اور سہراب سرمست اور محراب
سرمست اور ضیغم سرمست اور ساریق بن لقا شہر سے باہر آیا داخل بارگاہ ہوا تمام افسران لشکر مثل عاد فیل زور
اور معاد فیل زور اور طوس شترلب اور کیموس شترلب اور کاس بن کیلوس اور غیبروان گرگیدن سوار اور
شکیل گرگیدن سوار وغیرہ قریب سوا سو سرداران زبردست کے جمع ہوئے اور ضیغم سرمست بڑا بیٹا محکم سرمست کا
کہ رستم وقت اور افسر لشکر ہے باقی آٹھ فرزند محکم کے کہ یہ بھی نہایت زبردست ہیں اور ایک ایک حصہ فوج کے مالک
ہیں کوئی چالیس ہزار کا افسر کوئی تیس ہزار کا سردار ہے اور خود محکم سرمست بھی نہایت زبردست و بہادر ہے جب
یہ سب یکجا ہوئے اور سختگان نے غور سے سب کی طرف دیکھا اور اندازہ کیا تو ضیغم سرمست کو بہت پسند کیا کہ
یہ کچھ ہے اگر لڑائی بھی پڑے تو کچھ زور یہ روک سکتا ہے باقی سردار تو تماشا ہیں اہل اسلام میں کوئی حقیقت نہیں رکھتے
چپکے سے ساریق کے کان میں کہا کہ جبتک ضیغم سرمست ہے اسوقت تک یہ سلطنت باقی ہے جس دن یہ گرفتار ہوا
اسی روز لڑائی کا خاتمہ سمجھ لینا غرضکہ جام شراب ارغوانی گردش میں آیا اور آوازیں نائے ونوش کی بلند ہوئیں

جب دماغ ان سب کے بادۂ ناب سے گرم ہوئے تو محکم سرمست نے حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اُسیوقت نقارۂ رزمی پر
چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی خبر صاحبقران عالیشان کو پہونچی کہ فوج کفار مین کوس حربی بجا ہے فرمایا کچھ پروا نہین
کہدو ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی بجے طبل جنگی اُسیوقت یہان بھی نقارہ رزمی نوازش مین آیا اور تیاریان
جنگ کی ہونے لگین تمام رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون طرف کی فوجین میدان مین آکر صف آرا
ہوئین میمنہ میسرہ قلب جناح ساقہ و کمینگاہ اگلا ہراول پچھلا چنداول صفین جماکر کھڑے ہوئے اس طرف محکم سرمست
تخت پر سوار آگے آگے تخت کے ضیغم سرمست مرکب بادرفتار پر سوار اسلحہ جنگ سے آراستہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ دیو
بصورت انسان کھڑا ہوا ہے برابر اس کے ساریق کا تخت تھا سرداران ساریق نہنگ خون آشام پلنگ خون
آشام سہر بر خون آشام ببر خون آشام وغیرہ ساریق کو گھیرے ہوئے کھڑے تھے ان سب کی نظر جو لشکر اسلام
پر پڑی نہوست آب ہوگئے مستی اتر گئی کہ اتنا بڑا لشکر اور ایسے ایسے جوان ان سے کون مقابلہ کرسکتا ہے ادہر خداپرستون
نے سرستون کو تاک لیا سرداران اسلام نے سرداران کفار کو پسند کیا کہ اگر فلان نکلے گا تو اس کے مقابلہ کو ہم
جائینگے الحاصل دونون طرف سے تبردار نکلے اور جھاڑیان جھنڈیان کاٹ کے میدان کو صاف کیا تبرداروں
نے پستی و بلندی زمین کو ہموار کیا سقون نے آب پاشی کرکے گرد کو بٹھایا میدان کو مثل آئینہ کے صاف و
شفاف کردیا اب نقیبان بلند آواز سرود مستانہ چھیڑتے ہوئے ہر صف کے قریب آئے اور اشعار عبرت آمیز
پڑھ پڑھکر جوانان لشکر کو جوش دلایا جسوقت نقیب ہٹے تو لشکر کفار سے مندویل اژدرنفس میدان مین آیا اور
بہ سلیح شوربی بسیار نیزہ زمین پر گاڑا اور دم کو آراستہ کرکے آواز دی کہ باش گروہ خداپرستان و فرقہ مسلمانان
جسکو تمنائے مرگ و آرزوے قضا ہو وہ نکلے میرے مقابلہ کو بس یہ سنتے ہی جانب دست چپ کے علم جلوہ گری پر
آئے اور شاہزادہ محتشم بن ہاشم نے گھوڑے کا باگ کا لیا سامنے تخت بادشاہی کے آکر اجازت میدان کی چاہی فرمایا
جاؤ خدا حافظ و نگہبان ہے شاہزادہ محتشم سلام رخصت کرکے عازم میدان کارزار ہوئے اور سامنے مندویل
اژدردم کے پہونچے مندویل قد و قامت محتشم بن ہاشم کا دیکھکر بہت ہنسا اور پکارا کہ اے شخص تو کیا سمجھکر
میرے مقابلہ کو آیا ہے تلوار کے لگتے ہی دب کے مرجائے گا میری ضرب کی تاب نہ لائے گا شاہزادہ محتشم نے فرمایا
کہ اس ہرزہ درائی سے کیا حاصل حربہ اپنا اٹھا ابھی کھوٹے کھرے کا حال معلوم ہوجائے گا یہ سنکے مندویل اژدردم
نے نیزہ اٹھایا اور سینہ شاہزادہ محتشم پر وار کیا محتشم نے وار اس کا خالی دیکر اپنا نیزہ سنبھالا نیزہ بازی ہونے
لگی کوئی پہر بھر طعن کی نوبت آئی ہوگی کہ شاہزادہ محتشم نے نیزہ ہاتھ سے مندویل اژدردم کے نکالدیا مندویل
ارے گرکے رکھیا نیزہ تو نیزہ بھر بلند ہوکے زمین پر گرا اور مندویل نیزہ برابر آب خجالت مین غرق ہوگیا ادھر اہل
اسلام نے احسنت و مرحبا کی صدائین بلند کین کفار نے گردنین جھکالین مندویل اژدردم نے تیغہ کمر سے کھینچا اور
محتشم کے وار کیا محتشم نے وار اس کا آسیب سپر رد کرکے اپنا وار کیا مندویل نے بھی سپر بلند کی لیکن تلوار
سپر پہنچی تھی یا مانند برق جہندہ کے زمین مین ڈوب کے نکلی مندویل مع مرکب چار ٹکڑے ہوا استادگان نے
صلواۃ پڑھی پہلوان درازریش میدان مین آیا آتے ہی محتشم بن ہاشم پر برس پڑا محتشم نے کئی وار اس کے
رد کرکے جو تلوار کی ماری اس کے بھی دو ٹکڑے ہوئے شام تک سترہ سردار جان سے مارے گئے شام کو طبل
بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھرے محکم سرمست نہایت تعجب مین تھا کہ یہ خداپرست بلائے بد آفت روزگار
ہین دیکھنے مین تو معمولی قد و قامت ہین لیکن رگ رگ مین زور بھرا ہوا ہے اسطرف بادشاہ اسلام محتشم پر سے
زر نثار کرتے ہوئے میدان سے پھرے اسطرف محکم سرمست نے پھر طبل جنگ بجوا دیا ادھر بھی کوس حربی نوازش
مین آیا تمام رات دونون لشکرون مین تیاری جنگ کی رہی صبح کو پھر دونون لشکر میدان مین آکر صف آرا ہوئے

بعد آراستگی صفوف قتال و جدال جب وقت نقیب نسب سے گر ہٹ گئے تو لشکر کفار سے عاد فیل زور میدان میں
آیا اور مبارز طلب ہوا لشکر اسلام سے شاہزادہ شہنشاہ صف شکن نکلے بعد گفتگو کے بسیار نوبت نیزہ بازی کی
آئی شہنشاہ صف شکن نے نیزہ عاد فیل زور کے ہاتھ سے نکال لیا عاد نے تلوار ماری شہنشاہ صف شکن
نے کلائی پکڑی اور جھٹکا مارا کہ عاد فیل زور اوندھے منہ یال مرکب پر آرہا شہنشاہ صف شکن نے دوسرا
ہاتھ بڑھا کر کمر زنجیر کا بند پکڑ کے جو زور کیا قاش زین سے اُٹھا لیا اور فرمایا کہ کہتا ہے شناخت پروردگار عالم میں
عاد فیل زور نے کہا ہزار جانیں ہوں تو تمام پر خداوند ششمش اور اس کے فرزند شعشاع بن ششمش کے نثار ہیں
بس یہ سنکے شہنشاہ صف شکن نے اُس کو بالاے ہوا اُچھال دیا اور گرتے وقت ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا کہ وہ
شعشاع پرست چار ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا بس یہ دیکھکر معاد فیل زور بھائی عاد فیل زور کا دوڑ پڑا اور
آتے ہی پکارا کہ غضب کیا تو نے کہ بازو میرا توڑ دیا کب چھوڑتا ہوں میں کہ تو زندہ بچکر میرے ہاتھ سے جا سکے یہ کہکر
تلوار ماری شہنشاہ صف شکن نے اس کا وار بھی رد کر کے ایسا ہاتھ مارا کہ مع راکب و مرکب چار ٹکڑے ہوئے
شام تک شہنشاہ صف شکن نے اٹھارہ سردار جان سے مارے اور چار سرداروں کو زخمی کیا شام کو پھر
طبل بازگشت بجا اور دونوں لشکر میدان سے پھر گئے تیسری میداندار ی میں ضیغم سرمست اپنے باپ سے اجازت
لے کر میدان میں آیا اور مبارز طلب ہوا اس طرف سے شاہزادہ تیمور شیر پرور نکلا بعد گفتگو کے بسیار نیزہ بازی
ہوئی تیمور نے نیزہ ضیغم کے ہاتھ سے ہوائی کیا ضیغم سرمست نے تلوار ماری تیمور نے وار اس کا رد کر کے
کلائی پکڑلی زور ہونے لگے ضیغم سرمست بھی بڑا بہادر تھا آخر دونوں کے مرکب لشکروں کی تاب نہ لا سکے بیٹھ گئے
دونوں نے زین خالی کئے اور مصروف تلاش ہوئے دم بھر میں کڑیاں زرہ کی پارہ پارہ ہو کر جسم سے گر گئیں شام تک
کشتی رہی مطلب نہ حاصل ہوا جب شام ہوئی تو ضیغم سرمست نے کہا کہ اے جوان رات واسطے آرام و
آسائش کے ہے اور دن کاروبار دنیا کے لئے تو بھی جا کے آرام کر اور میں بھی آرام کروں صبح کو میرے تیرے پھر
مقابلہ ہوگا تیمور نے کہا کہ میں بغیر فیصلہ کئے میدان سے نہیں پلٹتا ضیغم سرمست نے کہا کہ مجھکو کیا تو نے موم کا
سمجھا ہے میں تین تین روز تک بھی مقابلہ کیا ہے اگر تیرا یہ عزم ہے تو میں نے بھی دل میں ٹھان لی ہے کہ جبتک فیصلہ نہ کر لوں گا
میدان سے نہ پھروں گا دونوں جانب سے روشنی آگئی دنگل کرسیاں بچھ گئیں تمام رات کشتی رہی لیکن مطلب نہ
حاصل ہوا صبح کو پھر اسی طرح دونوں الجھتے رہے خلاصہ یہ کہ تین شبانہ روز کشتی رہی آخر تیسرے روز قریب شام تیمور
نے لنگر توڑا اور سر سے بلند کر کے زمین پر مارا باندھ کے مشکیں اپنے عیاروں کے حوالے کیا اور طبل بازگشت بجا کر میدان
سے پھر گیا محکم سرمست اپنے فرزند کے اسیر ہو جانے سے دل تنگ ہو گیا اور اس کو یقین ہو گیا کہ اب خدا پرستوں
سے کسی طرح عہدہ برآ نہ ہوں گے اُدھر سنگکان نے ساریق سے کہا کہ اب بھاگنے کے واسطے تیار رہو یہاں کا تو
خاتمہ ہے محکم نے رنج پسر میں پھر طبل جنگ بجوا دیا خبر بادشاہ اسلام کو ہوئی یہاں بھی کوس حربی نوازش میں آیا تمام رات
تیاری جنگ میں گذری صبح کو دونوں لشکر میدان میں آ کر صف آرا ہوئے بعد آراستگی صفوف قتال و جدال جب وقت
نقیب نسب سے گر ہٹ گئے تو نوفل سرمست نے باپ سے اجازت مانگی محکم سرمست نے کہا کہ جب ضیغم اسیر
ہوگیا تو تم کیا کر لوگے یہ تو مجھے یقین ہو گیا کہ اب ان خدا پرستوں پر فتحیاب ہونا دشوار بلکہ ناممکن ہے لہذا مجھی کو آج فیصلہ
کر لینے دو اگر میں نے ایک مسلمان کو بھی گرفتار کر لیا تو میں ان سے صلح کر لوں گا ان کا قیدی ان کے حوالے کر دوں گا اور اپنا
قیدی ان سے لے لوں گا اور اگر خود بھی اسیر ہو گیا تو مجبوری ہے یہ کہکر اس نے خود لودھا باگ کا لیا اور میدان میں آکر
پکارا کہ یا امیر میرے مقابلہ کو وہ شخص نکلے جو قائم مقام آپ کا ہو یا آپ خود نکلیں کیونکہ بعد میرے اس جنگ کا خاتمہ ہو
فرمایا جو تمہاری خوشی ہو مجھے ہر طرح منظور ہے یہ سنکے محکم سرمست نے کہا کہ جی تو میرا یہی چاہتا ہے کہ آپ ہی سے

مقابلہ کروں فرمایا کہ میں موجود ہوں ہر خیدا و سرداروں نے عرض کی کہ یا امیر ہمیں واسطے مقابلہ کے جانے دیجیے
لیکن صاحبقران نے نہ مانا اور فرمایا کہ وہ مجھسے مقابلہ کرنا چاہتا ہے میں تمہیں کسطرح اجازت دوں یہ فرما کر خضران
سے اشارہ کیا خضران نے کلاہ نمد اچھال کر میدان کو قرق کیا علم اژدہا پیکر جلوہ گری پر آیا صاحبقران مرکب کو
جھکا کر سامنے تخت بادشاہ کے آئے بادشاہ اسلام نے تخت رکھوا دیا صاحبقران سے گلے ملکر رخصت جنگ
عنایت فرمائی امیر باتوقیر بار دگر مرکب پر سوار ہو کر سامنے محکم سرمست کے تشریف لائے اور فرمایا اے محکم فرزند
تو اجنبیت سے ہو اطمینان رکھ بعد تیرے مقابلہ کے جو فیصلہ تجھسے ہوگا وہی اس سے بھی ہو جائے گا لاحربہ اپنا اور
دیکھ کر محکم سرمست نے نیزہ سنبھالا اور سینہ صاحبقران باقبال پر وار کیا امیر نے وار اس کا اپنے نیزے
پر لیا اور تیسری طعن میں اس طرح نیزہ ہاتھ سے محکم کے نکال لیا کہ تمام سرداران لشکر اسلام حیرت میں آگئے یہ کونسا
بند تھا کسی کی سمجھ میں نہ آیا سوا شاہزادہ تیمور شیر پرور کے کہ یہ زود فہم تو سمجھ گیا اور اس نے تعریف کی ادھر محکم
سرمست حیرت میں تھا کہ یہ کسطرح نیزہ میرے ہاتھ سے نکل گیا کہ سمجھ میں بھی نہ آیا اس نے تلوار کمر سے کھینچکر سر پر
صاحبقران کے وار کیا امیر نے دھار بچا کر کلائی پکڑ لی اور جھٹکا مارا کہ محکم اوندھے منہ یال مرکب پر آرہا مگر بھی
سنبھلا اور ہاتھ کھینچا مرکب لنگروں کی تاب نہ لا سکے بیٹھ بیٹھ گئے کشتی ہونے لگی دونوں طرف سے افسران لشکر قریب
آگئے تماشہ کشتی کا دیکھنے لگے تمام دن کشتی رہی قریب شام صاحبقران نے لنگر محکم سرمست کا توڑا اور سر سے
بلند کر کے زمین پر مارا پاندھ کے مشکین عیار کے حوالے کر دیا اور طبل بازگشت بجوا کر میدان سے پھرے ادھر ساریق
واپس ہوا لیکن محکم سرمست نے صاحبقران سے عرض کرا بھیجی کہ یا امیر جس طرح ساریق نے شہر فلاطانیہ کا
خزانہ لوٹ لیا اسی طرح میرے شہر میں بھی لوٹ نہ مچاوے لہذا میرے حق میں جو کچھ منظور ہو اسی وقت ہو جائے
تو بہتر ہے یا میں خود واپس ہو کر اپنے ملک کی حفاظت کروں یا حضور ملک کو اپنے قبضہ میں کر کے اس کی حفاظت
فرمائیں اور اس دزد کو پکڑ لیں صاحبقران نے یہ سنکے محکم سرمست اور ضیغم سرمست کو طلب کیا جسوقت
یہ دونوں حاضر ہوئے امیر نے ان کو ایک ایک ڈنگل عنایت فرمایا اور ارشاد کیا کہ اب تمہارا کیا ارادہ ہے
محکم سرمست نے عرض کی کہ تا زندہ ایم بندہ ایم اب امیر ضیغم سرمست کی طرف مخاطب ہوئے اور ارشاد
فرمایا کہ تم کیا کہتے ہو اس نے عرض کی کہ جب میرے باپ نے اطاعت اختیار کر لی تو مجھے کیا عذر ہو سکتا ہے صاحبقران نے
آہنگروں کو بلا کر ہتھکڑیاں بیڑیاں کٹوا دیں اور دونوں کو خلعت عنایت فرمائے محکم سرمست نے عرض کی کہ اگر
اجازت ہو تو میں جا کر سامان دعوت مہیا کروں اور حضور مجھے سرفراز فرمائیں اور وہیں میں ساریق کو بھی گرفتار
کر کے حاضر حضور کروں گا فرمایا کیا مضائقہ ہے جاؤ محکم سرمست صاحبقران سے رخصت ہو کر مع ضیغم سرمست
اپنے شہر میں آیا ساریق نے پوچھا کہ کیونکر تمہاری رہائی ہوئی محکم سرمست نے کہا کہ ہم نے دین اسلام اختیار
کیا ساریق نے سنگخشتگان سے اشارہ کیا کہ اب یہاں ٹھہرنے میں ضرر ہے سنگخشتگان نے کہا کہ ابھی تو نہیں سکے
خلاصہ یہ کہ محکم سرمست نے سامان دعوت و ضیافت مہیا کیا اور صاحبقران کی خدمت میں کہلا بھیجا کہ اب
حضور تشریف لائیں امیر باتوقیر ہمراہ اپنے تمام سرداران اسلام کو لے کر تشریف لائے محکم سرمست دروازہ
شہر پناہ تک واسطے استقبال کے آیا صاحبقران داخل شہر سرمستان ہوئے سلامی ہوئی راستے میں جسقدر
بتکدے ملتے گئے امیر نے اپنے سامنے ان کو منہدم کرایا بنائے مساجد کرتے ہوئے داخل ایوان شاہی
ہوئے ساریق ملعون نے نہ استقبال کیا نہ تعظیم کو اٹھا امیر باتوقیر نے ساریق کی طرف دیکھکے ارشاد فرمایا کہ
اب کیا کہتا ہے محکم سرمست کو ساریق کے حال پر رحم آیا صاحبقران سے عرض کی کہ حضور اس کے حال پر
مترحم فرمائیں اگر یہ دین اسلام اختیار کرے تو کچھ ملک و مال اس کے ممالک میں سے حضور اس کو عنایت فرمائیں

ہین اور مسلمان سرستون کو برا بھلا کہہ رہے تھے اس شور وغل کی خبر صاحبقران عالیشان کو پہونچی فرمایا
یہ کیا آفت ہے محکم سرمست نے عرض کی کہ مجھے خبر نہین مگر غنیمت یہ تھا کہ صبح قریب تھی صبح تک تو برابر تلوار چلا کی
ہزارون مارے گئے جب روشنی ہوئی تو صاحبقران نے ایسا نعرہ کیا کہ دونون لشکر دہل کے جدا ہوگئے
پوچھا صاحبقران نے کہ تم کیسے آپس مین لڑے اہل اسلام نے کہا کہ ہم پر سرستون نے حملہ کیا اور سرستون نے
اہل اسلام پر الزام لگایا اُسوقت صاحبقران حیران ہوئے کہ یہ اُن کا نام لیتے ہین اور وہ ان کا نام لیتے ہین
اب دونون مین سچا کسے سمجھین حضران نے عرض کی یا صاحبقران ساریق کو دریافت فرمایئے کہ کہان ہے
دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ ساریق نہین ہے خضران نے عرض کی کہ یہ دونون بے خطا ہین قصور ساریق
کا ہے یہ اُسی ہاتھون نے دونون لشکرون پر شبخون مار آپ تو نکل گیا یہان ایک دوسرے کے شبہ مین لڑ گئے اب
لاشون کو تلاش کیا تو اکثر لاشین ساریق پرستون کی ملین ایک شخص زندہ تھا لیکن زخمی ہونے کی وجہ سے
بھاگ نہ سکا اُس کو سامنے صاحبقران کے لائے امیر نے فرمایا کہ اگر راست راست بیان کرے گا تو تجھے
زندہ چھوڑ دین گے قتل نہ کرین گے اُس نے صاف صاف بیان کر دیا کہ یا امیر بیشک یہ فعل ساریق کا تھا اُسنے
سنگان کی صلاح سے شبخون مارا اور بجانب شہر حسن آگین بھاگ گیا مین زخمی ہو گیا اس لئے بھاگ نہ سکا
اب چاہے قتل کیجیے چاہے بخشیے صاحبقران نے فرمایا کہ مین وعدہ کر چکا ہون کہ اگر تو سچ بیان کرے گا تو تجھے چھوڑ دون گا لہذا
اب تجھے اختیار ہے جہان چاہے چلا جا اُس نے عرض کی کہ اگر جانے کے قابل ہوتا تو رہ کیون جاتا فرمایا کہ اسے شفاخانہ مین لیجاؤ
جس وقت یہ اچھا ہووے اُسوقت اسے زاد سفر دے کے رخصت کر دینا اس عنایت پر صاحبقران کی وہ شخص شیدا ہو گیا
عرض کی کہ یا صاحبقران مین نے لعنت کی ساریق پر اب زندگی اپنی انھین قدمون کے نیچے بسر کرون گا مجھے دین اسلام
تعلیم فرمایئے امیر نے کلمہ پڑھایا وہ شخص از سر صدق مسلمان ہوا لوگ اُسے شفاخانہ مین لے گئے علاج اُس کا ہونے لگا۔
یہان صاحبقران با اقبال نے محکم سرمست سے ارشاد فرمایا کہ مین تعاقب مین ساریق کے جاؤنگا محکم سرمست
نے عرض کی کہ حضور ایسے مقام پر فروکش ہین کہ ساریق جا نہین سکتا ایک راستے پر آپ کی فوج پڑی ہے دوسرے
راستے پر شہر حسن آگین ہے وہان کے لوگ نہ کہین جاتے ہین نہ کسی کو اپنے ملک مین آنے دیتے ہین ساریق مجبور
ہو کر پلٹے گا اور نہ مانے گا تو مبتلائے بلا ہوگا صاحبقران نے فرمایا کہ یہان سے کے روز کا راستہ ہے محکم سرمست نے
عرض کی کہ بہت قریب ہے دور نہین انسان پہونچ جاتا ہے آپ چھ روز انتظار فرمایئے اگر ساریق پلٹ کے نہ آئے تو
پھر حضور کو اختیار ہے امیر با توقیر نے کہنے سے محکم سرمست کے ملک سرستان مین قیام کیا مگر ہرکارے واسطے خبر کے روانہ
کر دیئے تھے یہ تو انتظار کرتے ہین لیکن حال رانده درگاہ خدا ساریق بن لقا کا سنیئے کہ جسوقت شبخون مار کے
بھاگا تو اس نے کسی مقام پہ قیام نہ کیا کہ ایسا نہو میرے تعاقب مین اہل اسلام آتے ہون دوسرے روز صبح کو ایک
صحرا مین پہونچا دور سے ایک تحریر طلائی معلوم ہوئی چونکہ یہ علامت اسے دریافت ہو چکی تھی اسی جانب روانہ ہوا
پہر دن چڑھے قریب پہونچا تو دیکھا اس نے کہ ایک دیوار طلائی کھنچی ہوئی ہے اور ایک دروازہ طلائی جس مین جواہر
بیش بہا نصب ہین مثل آغوش تمنا کے کھلا ہوا ہے اور بالاے دروازہ ایک برآمدہ ہے اُس پر ایک شخص اسطرلاب
ہاتھ مین لئے بیٹھا ہے اور جانب فلک دیکھ رہا ہے جیسے ہی گھوڑون کی ٹاپون کی آواز اُس کے گوش زد ہوئی سر اٹھا کے
دیکھا آواز دی کہ او اجل رسیدہ کہان آتے ہو پلٹ جاؤ ورنہ لقمہ دہان گور ہوگے ساریق نے ڈر کے گھوڑے
کو روکا کہ یہ کیا آفت ہے اسطرلاب جادو نے آواز دی کہ تم لوگ کون ہو اور ادھر کیون آتے ہو ساریق نے
منم خداوند کا نعرہ کیا اسطرلاب جادو ہنسا اور کہا کہ تو کس کا خداوند ہے سنگان نے کہا یہ خداوند ملک
باختر ہین اور طلسم زلزلہ کی طرف جانا چاہتے ہین اسطرلاب جادو نے کہا ان سے کہو کوئی اور راستہ اختیار کرین

اس طرف سے کسی کے آنے جانے کا حکم نہین ہی یہ سرحد حکیم اشراق الحکمت کی ہی حکیم صاحب کا حکم نہین ہی
کہ کوئی اس طرف سے آئے سارق کو غصہ آیا کہا کہ اب تو خداوند جو قصد کر چکے وہ کر چکے ہم اسی طرف سے
جائین گے یہ کہکر ایک سوار سے اشارہ کیا کہ ڈال دے گھوڑا سوار اشارہ پاتے ہی مرکب کو چمکا کر دروازے کی طرف
چلا سامنے دروازے کے ایک نشان بنا ہوا تھا جیسے ہی وہ سوار اس حد مین پہونچا اسطرلاب جادو نے
جانب فلک دیکھا اور آواز دی کہ لینا اس کو فوراً ایک طائر فیل کے برابر پیدا ہوا اور منقار مین اپنی اُس سوار کو
دبا کر بلند ہو گیا اور کچھ دیر کے بعد طائر تو نگاہون سے پوشیدہ ہو گیا لیکن چند استخوان تازہ گر پڑے جس سے یہ
معلوم ہوا کہ طائر نے اُس سوار کا گوشت کھا لیا اور ہڈیان پھینکدین سخنگان تو لرز گیا اور سارق کے بھی اوسان
جاتے رہے ادھر اسطرلاب جادو نے کہا کہ دیکھا تم نے یہ تو ایک ہی سوار تھا اگر کرورہا آدمی ایک مرتبہ آنے کا
قصد کرین تو بھی یہی انجام ہو سخنگان نے کہا کہ اگر مجھے اجازت ہو تو مین کچھ بیان کرون اسطرلاب جادو نے
کہا بیان کرو سخنگان نے قریب آکر نہایت لجاجت کے ساتھ کہا کہ آپ حکیم صاحب سے اجازت لیکر ہمین اِس طرف
سے نکلجانے کی اجازت دیجیے اس لئے کہ تعاقب مین ہماری دشمن آتے ہین اگر ہم پلٹین گے تو مارے جائین گے
اور آگے بڑھتے ہین تو اجل کا سامنا ہے ۔ غم صیاد و فکر باغبان ہے + دو بلا مین ہمارا آشیان ہے ہمین نہ ان کے شہر
سے کام ہے نہ قیام کی ضرورت ہے ہم تو جانب طلسم زلزلہ جانا چاہتے ہین اسطرلاب جادو نے کہا کہ اچھا اپنے خداوند
سے کہو کہ قیام کرے مین بادشاہ کو لکھتا ہون یہ کہکر اسطرلاب جادو نے اسی وقت ایک عرضی اسرار سبز قبا
کو تحریر کی کہ اے جہان پناہ کوئی شخص سارق نام مالک باختر کا فرمان روا اسلامیون کے ہاتھ سے شکست کھا کے
اس طرف آیا ہے اور نکلجانے کی اجازت چاہتا ہے اگر حکم ہو تو اسے راستہ دیدیا جائے چونکہ وہ ایک وقت مین خداوندی
کرتا تھا اور اب اس پر وقت سخت پڑا ہے لائق رحم ہے جس وقت یہ عرضی حسین سبز قبا جس کا دوسرا نام اسرار
سبز قبا ہے کو پہونچی تو اُس نے اس عرضی کو خدمت مین حکیم اشراق الحکمت کے روانہ کر دیا حکیم جس وقت
مضمون عرضی سے مطلع ہوا اس نے اسیوقت ایک روئی کا پہل بنا کے اڑا دیا اور خاموش ہو کے بیٹھ رہا اور
بادشاہ کو لکھ بھیجا کہ مین نے ابر اس کے لینے کے واسطے بھیجا ہے لیکن آپ ایک روز سے زیادہ اسے اپنے ملک مین
نہ ٹھہرایئے گا یہان اسطرلاب جادو جواب کا منتظر تھا کہ ایک مرتبہ لکہ ابر نمودار ہوا اور قریب آکر اس مین سے
آواز پیدا ہوئی کہ مجھے حکیم صاحب نے سارق ابن لقا کے لینے کو بھیجا ہے اسطرلاب جادو نے سخنگان
سے کہا کہ لو مراد تمہاری بر آئی اپنے خداوند سے کہو کہ اس ابر پر بیٹھکر نکل جائین ابر زمین پر مثل فرش کے بچھ گیا
سارق اپنے ہمراہیون سمیت اُس ابر پر بیٹھا ابر کسیقدر بلند ہوا اور ہوا کو چیرتا ہوا جانب شہر حسن آگین روانہ
ہوا تھوڑے ہی عرصہ مین راہ کو طے کر کے شہر مین پہونچا سارق مع فوج ابر سے اترا چونکہ حسین سبز قبا کو
پہلے سے خبر ہو چکی تھی اس لئے لوگون کو سارق کے لینے کے واسطے بھیجا لوگ آئے اور سارق کو استقبال
کر کے دربار مین حسین سبز قبا کے لے گئے حسین سبز قبا کو صورت سارق و سخنگان کی دیکھ کر ہنسی
آگئی لیکن سارق و ہمراہیان سارق اہل دربار کو دیکھکر متحیر ہو گئے کہ دنیا مین ایسے ایسے حسین بھی ہین حسین سبز قبا
نے حالات دریافت کیے سارق تو اپنے غرور مین خاموش بیٹھا رہا مگر سخنگان نے تمام کیفیت مفصل بیان کی
یہ خبر ملکہ حسنہ نگار گلپوش دختر بادشاہ کو ہوئی کہ کچھ لوگ دوسرے ملک کے ہمارے ملک مین آئے
ہین اس کو اشتیاق پیدا ہوا اسیوقت پشت مرکب پر بیٹھی اور نقاب چہرہ پر ڈال کے جانب دربار شاہی روانہ
ہوئی ترک سوارنیان اور حسین مہ جبینان انتظام کرتی ہوئی ساتھ ساتھ تھین جیسے ہی داخل دربار ہوئی اور
نقاب چہرہ سے اٹھی یہ معلوم ہوا کہ لکہ ابر چہرہ آفتاب سے ہٹ گیا دربار منور ہو گیا اہل دربار نے ادب سے

سلام کیا تعظیم کو اٹھے ساریق کی رال ٹپک پڑی سنخنگان سے کہا کہ ہین اس کے پیٹ مین نور قدرت صفزور
اتارون گا اور اسی کے فرزند کو اپنا قائم مقام بناجاؤن گا سجیپارک نے چپکے سے ایک چپت رسید کی اور کہا
کہ کیون شامتین آئی ہین ایسی بات زبان پر کبھی نہ لانا ورنہ اتنی جوتیان کھاؤگے کہ یاد کروگے ارے یہ نازنین لائق
پرستش ہے یا لائق وصل کیا کہون موقع نہین ہے ورنہ اسوقت اس زور سے دھول مارتا کہ آئندہ کے لئے آپ کو
تنبیہ ہوجاتی ساریق نے دیکھا کہ اگر کچھ کہتا ہون تو راز فاش ہوتا ہے چپکا ہو رہا لیکن یہ حرکت سنخنگان کی ملکہ نے دیکھ
لی بے اختیار ہنس پڑی اپنے باپ سے کہا کہ ان جانورون کو الگ الگ پنجرون مین بند کیجئے ورنہ یہ آپس مین
لڑین گے حسین سبز قبا نے دختر کو پاس بٹھالیا پیشانی کو بوسہ دیا اور کہا کہ اے فرزند ایسا نہ کہو اسلئے کہ یہ بھی
اپنے ملک کا بادشاہ ہے اسوقت یہ گردش زمانہ سے تباہ ہوکر اس طرف چلا آیا ہے ورنہ اس تک تو رسائی دشوار تھی
یہ وہ شخص ہے کہ تمام گلستان باختر اسے سجدہ کرتا تھا اور اپنا خداوند جانتا تھا ملکہ نے سنخنگان کی طرف دیکھکر ارشاد فرمایا
کہ کچھ حالات اپنے بیان کرو سنخنگان نے عرض کی کہ اے ملکہ عالم یہ شخص خداوند باختر اور مین اس کا شیطان درگاہ ہون
چونکہ یہ خدا سے حقیقی کو بھولا اور اپنے کو خداوند کہلوانا شروع کیا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانون نے اس کے ملک پر چڑھائی
کی تمام سامان خداوندی کو ایک دم مین مٹا دیا خداوند کی بیٹیون بھانجیون کو بے بھاگے اپنے تصرف مین لائے
خداوند کو سوا بھاگنے کے کوئی چارہ نہ ممکن ہوا یہانتک کہ اس مقام پر پہونچے اب طلسم زلزلہ مین جاکر پناہ لینے
کا قصد ہے ملکہ نے مسکرا کر کہا کہ تم اپنے خداوند کی بڑی قدر کرتے ہو نہایت عزت سے پیش آتے ہو سنخنگان
سمجھ گیا کہ ملکہ نے میرا چیت لگانا دیکھ لیا ہے عرض کی اے ملکہ عالم جیسا خداوند ویسی پرستش ملکہ نے کہا کیا اس خداوند
کی یونہین پرستش ہوتی ہے سنخنگان نے گردن جھکالی ملکہ نے اپنی ساتھیون سے کہا کہ تم بھی خداوند کی پرستش کرو
انھون نے کہا کہ طریقہ پرستش تعلیم فرمایئے ملکہ نے ہاتھ پھونک کر اشارہ سے بتایا سیکڑون چپتین سر پہ ساریق کے
پڑ گئین ساریق رونے لگا حسین سبز قبا کو رحم آیا ملازمین ملکہ کو منع فرمایا وہ لوگ ہٹ گئے اور ساریق سے
کہا کہ یہ خطا تمھارے شیطان کی ہے ملکہ تو اسیوقت ہنستی ہوئی چلی گئی لیکن ساریق کی قسمت زبردل ہوا کہ اس نے
حسین سبز قبا سے کہا کہ مجھکو اب طلسم زلزلہ کی جانب پہونچوا دیجئے حسین سبز قبا اپنے بزرگون سے سن چکا تھا
کہ ایک زمانہ مین اس وضع اور اس قطع کا ایک شخص اس ملک مین آئے گا وہ نہایت سبز قدم اور منحوس ہے اسکی
نحوست سے ملک پر تباہی آئے گی جس وقت وہ تمام باتین حسین سبز قبا نے ساریق مین مشاہدہ کین اسی وقت
ساریق کو رخصت کردیا لوگ دوسرے دروازے تک پہونچا گئے اور ساریق کو اس کے ہمراہیون سمیت
شہر سے باہر نکال دیا یہ تو بھاگ کر طرف طلسم زلزلہ کے جاتا ہے اس برگشتہ قسمت کو تو یونہین روان دوان رہنے دیجیے اور ذرا

چند کلمے داستان شوکت بیان صاحبقران حق پژوہ یعنی عادل کیوان شکوہ کے سماعت فرمایئے غزل با آغاز کلام

طبیعت ہی مری مجھ پہ محبت کی بلا لائی
مری روٹھے ہوئے دل کی تمنا کو منالائی
[illegible]

جو آئی بھی تو کیا آئی جو لائی بھی تو کیا لائی
ذرا سینہ تو دیکھ اپنا جوانی تیری کیا لائی
یہان تم آپ سے آئے ہو یا تمکو قضا لائی
[illegible] نظر کی چند نوری ہے
[illegible] لائی
[illegible] ظالم

نوید جانفزا امید وصل دلربا لائی
کہ یہ ڈھونین رکھکر سیکڑون کے دل اڑا لائی
وہ جیسے گفتگو کرنے لگے ہین بے حجابانہ
لڑی جس کی نظر سے بس اسی کا دل اڑا لائی
تمنا اپنی اپنی لائی ہے دونون کو مقتل مین
کسی کا دل اڑا لائی کسی کا دل چرا لائی

تہ تیغ ستم آفت تک نہ کی ہے تو بسمل ہون
ہماری ہی جوانی ہم کو پیغام قضا لائی
بھلا کیا کام تھا جو روکن تک کے مرنیوالونکو
فلک تک جا کے آہ رسا تو کیا بتا لائی
وہ کہتے ہین کہ لایا کون تمکو میری محفل مین
مرے دل مین کچھ ایسا ولولہ کالی گھٹا لائی
پھنسے ہین خواستگارون مین تو اب گھبرا گئے ہین
خدا جانے یہ کس سفاک کی شوخی اڑا لائی

یہی تھی وہ ادا جو اُن کے لب تک مرحبا لائی
مری چشم تصور نے کیا کیا کام کیا کہنا
نہین تو خلد تک پہنچ اور یہی حسرت لگا لائی
یہان ہوسے انتا کوئی کہ بیخود ہو کے رہجاتا
کہون کسکے سوا اب اور کیا میری قضا لائی
تم اپنے آپ آتے میرے گھر یہ غیر ممکن تھا
برا ہو اچھی صورت کا کہ مجھ پر یہ بلا لائی

شباب آتے ہی ہم تو مٹے ان مہ جبینون پر
عدو کی گود سے اُس ماہ پیکر کو اٹھا لائی
مزا جب تھا کہ گھر کرتی کسی بیرحم کے دل مین
نظر میری تھی جو تاب جمال دلربا لائی
کسی صورت نہ قائم رہ سکا انکار بیہوشی
مرے دل کی کشش لائی مری آہ رسا لائی
غضب کا چلبلا پن تیز ہے میری طبیعت مین

راوی بیان کرتا ہے کہ جب صاحبقران کو چھ روز شہر سرمستان مین گذر گئے تو ہرکارے واپس آئے اور آکر سارا ماجرا بیان کیا کہ اس صورت سے ساریق مین لقا داخل شہر حسن آگین ہوا کہ ایک لکہ ابر آیا اُسی پر ساریق اپنے ہمراہیون سمیت بیٹھ کر جانب شہر حسن آگین روانہ ہوا صاحبقران نے محکم سرمست سے ارشاد فرمایا کہ اگر تم نہ روکتے تو مین جا کر راستے ہی سے اس کو گرفتار کرلیتا خیر اب بھاگ کر کہان جائے گا شہر حسن آگین مین گھس کے نہ اسے گرفتار کیا تو کچھ کام نہ کیا بشرطیکہ وہ اور آگے نہ بھاگ نکلا یہ سنکے رنگ چہرہ محکم کا متغیر ہوگیا اور عرض کی کہ یا صاحبقران مین نہ جانتا تھا کہ بادشاہ شہر اپنے آئین کے خلاف کرے گا اور ساریق کو اپنے ملک مین بلالے گا مجھے تو یہ یقین تھا کہ ساریق یا تو سرحد پر مارڈالا جائے گا یا واپس آئے گا وہان کے لوگ کسی شہر کے لوگون سے میل کرنا پسند ہی نہین کرتے خدا جانے کیا اتفاق ہوئی لیکن اب میری التماس کو قبول فرمایئے کہ اُس خرس بادیہ ضلالت کے تعاقب سے باز آئیے شہر حسن آگین بہت بدمقام ہے وہان کے لوگ کسی سے ملنا پسند نہین کرتے راستے مسدود کر رکھے ہین خدا جانے کیا بات ہوئی کہ ساریق کو بلالیا اُس نے ضرور بیان کیا ہوگا کہ مین پناہ لینے آیا ہون اور میرے عقب مین میرے دشمن آتے ہین اب آپ کو وہ لوگ ہرگز نہ آنے دین گے فرمایا کہ مین بزور شمشیر جاؤن گا محکم سرمست نے عرض کی کہ تلوار کا زور وہان نہین چلتا مین سرحد کے حال سے واقف ہون لیکن میرے شہر مین ایک مرد بزرگ رہتے ہین کہ وہ اپنا مذہب کسی پر ظاہر نہین کرتے وہ وہان کے حالات سے کما حقہ آگاہ ہین انھین مین بلواتا ہون حضور ان سے حالات دریافت فرمائین جو مقام لائق جانے کے نہین ہے فرمایا مین جاؤن گا تو ضرور ہی لیکن اچھا ہے کچھ حالات پیشتر سے معلوم ہوجائین محکم سرمست نے اسیوقت ایک نامہ خضران اختر شناس کو تحریر کیا مضمون نامہ یہ تھا کہ آپ سے کچھ باتین دریافت کرنا ہین جسطرح ممکن ہو کچھ دیر کے لیے تشریف لے آیئے جب یہ نامہ خضران اختر شناس کو پہونچا اور خضران اختر شناس مضمون نامہ سے آگاہ ہوا اُسی وقت نامہ دار کے ہمراہ حاضر ہوا محکم سرمست نے نہایت عزت کے ساتھ بٹھایا اور حال صاحبقران کے تشریف لانے کا بیان کیا اور کہا کہ تم سے کچھ حالات شہر حسن آگین کے دریافت کرنے تھے اس غرض سے بلایا تھا خضران اختر شناس نے اپنے مقام سے اٹھ کے صاحبقران کے ہاتھ چومے اور عرض کی کہ یا حضرت مین مسلمان ہون ان لوگون کے خوف سے مین نے گوشہ نشینی اختیار کی تھی اور اپنے مذہب کو چھپاتا تھا مجھے علم اختر شناسی کے ذریعہ سے آگاہی تھی کہ حضور کسی وقت تشریف لائین گے اور یہان کے بعد شہر حسن آگین کو جائین گے اور مجھسے حالات دریافت فرمائین گے یا صاحبقران شہر حسن آگین دنیا پر نمونہ جنت ہے وہان کے باشندے رشک حسینان دہر ہین اور اس ملک کی آب و ہوا پسند کرکے حکیم اسرار الحکمت نے دنیا سے حسین سمیٹ کرکے اُن حسینون سے آباد کیا ہے پانسو برس سے یہ ملک آباد ہے اور اب شباب پر ہے پانسو برس پیشتر یہ جنگل پڑا تھا حکیم اسرار الحکمت نے تو انتقال کیا اب قائم مقام اُن کا حکیم اشراق الحکمت ہے جو شاگرد و جانشین اسرار الحکمت کا ہے اصلی فرمانروا

وہان کا حکیم ہو اور ظاہری بادشاہ حسین بن قباد چند زمانے سے اشراق الحکمت کے خیالات مین تغیر پیدا ہوا اور اُس نے
توحید سے انکار کیا دنیا کو قدیم تصور کیا اور دہریت اختیار کی چونکہ اُس کے نزدیک کوئی مختار سزا و جزا تو ہی نہین جسکا
اُسے خوف ہوتا وہ اپنے کو پیمبر بیان کرتا ہی اور فرضی خدا ٹھہرالیا ہی تمام ملک اُسی کو مانتا ہی چونکہ حکیم زبردست ہی تمام
ملک کو بنا رہا اپنے قبضہ مین کئے ہوئے ہی دوسرے ملک اور دوسرے مذہب کے لوگون کا وہان تک گذر ہی نہین
کہ لوگ واقفیت حاصل کرین سکے سب حکیم پر اعتقاد لائے ہوئے ہین فرمایا کہ آخر اُس ملک مین نہ پہونچنے کا کیا سبب
ہی عرض کی کہ گرد شہر کے اُس نے شہر پناہ قائم کی ہی دو دروازے اُس کے ہین ایک تو معدوم ہی جب اہل شہر کسیکو
شہر بدر کرنا چاہتے ہین تو اُسی دروازے سے نکال دیتے ہین اور وہ دروازہ بیرون شہر سے نہین معلوم ہوتا ہی اور
دوسرا دروازہ باہر سے نظر آتا ہی اندر سے نہین معلوم ہوتا ہی اس دروازے کا محافظ اسطرلاب جادو ہی اور
طائر جادو اُس کا محکوم ہی جب کوئی اندر جانے کا قصد کرتا ہی تو اسطرلاب جادو منع کرتا ہی اگر کہنا اُس کا کسی نے
مان لیا فہو المراد اور اگر نہ مانا تو طائر آتا ہی اور اُٹھا لیجاتا ہی گوشت کھا لیتا ہی ہڈیان پھینک دیتا ہی بعد اس شہر پناہ
کے ایک درخت عظیم ہی اُس کا یہ خواص ہی کہ جب کوئی اُس کے قریب پہونچتا ہی تو تمام پھل اُس درخت کے زمین پر
گرتے ہین اور چٹک چٹک کے اُن مین سے انسان پیدا ہوتے ہین اگر کروڑہا آدمی کا لشکر ہو تو اُتنے ہی آدمی پیدا
ہو جاتے ہین اور آمادہ نبرد ہوتے ہین تیر و شمشیر کوئی حربہ اُن پر کارگر نہین ہوتا دم بھر مین وہ تمام لشکر حریف کو
تہ تیغ کرتے ہین اور دھوان بن کر خود بھی فنا ہو جاتے ہین اور درخت مین اور پھل پیدا ہو جاتے ہین بعد اس درخت
کے ایک دیوانخانہ ملتا ہی وہ حکیم اسرار الحکمت کا ساختہ ہی اُس مین ہزار تصویرین مجمی شیرون کی بنا ہوئی
ہین جو کوئی اُس دیوانخانے تک پہونچتا ہی تو وہ سب شیر شیر اصلی بن کر حملہ کرتے ہین اور نوجون کو پھاڑ کر کھا لیتے ہین
اور پھر تصویر جیسی بنکر اپنے اپنے مقام پر کھڑے ہو رہتے ہین ان مرحلون پر نہ ساحر کا سحر کام دیتا ہی نہ پہلوان کی گاؤزوری
سے مطلب حاصل ہوتا ہی نہ سب یہ کام کرتے ہین میری راے مین اُس طرف کا قصد کرنا اچھا نہین ہی آئندہ
آپ کو اختیار ہی صاحبقران عالیشان نے ارشاد فرمایا کہ اے حضرت اختر شناس برب کعبہ مین ضرور جاؤنگا
اگر خدا نے مجھکو صاحبقران بنایا ہی تو وہ مدد کرے گا اور اگر میری زندگانی اور حکمرانی کا خاتمہ شہر حسن آگین پر موقوف ہی
تو جو مرضی خدا کی مجھے عذر بھی نہین ع - سر تسلیم خم ہی جو مزاج یار مین آئے + یہ فرما کر حکم دیا کہ ابھی پیش خیمہ ہمارا جانب
شہر حسن آگین روانہ ہو اُسی وقت جبرئیل بن عادی اٹالہ بارگاہ سلیمانی کا بار کر کے جانب شہر حسن آگین روانہ
ہوئے بعد اس کے صاحبقران عالیشان مع جملہ سرداران نامی و گرامی جانب شہر حسن آگین تشریف لے گئے حکیم سمرست
نے پہلے تو بہت منع کیا لیکن امیر نے نہ مانا تو یہ خود بھی صاحبقران کے ہمراہ رکاب ہوا بعد طے مراحل و قطع منازل دو سہر
روز سرحد پر پہونچ گئے جبرئیل عادی نے خیمہ برپا کیا صاحبقران داخل بارگاہ ہوئے رات آرام سے بسر کی
جب صبح ہوئی تو دربار فرمایا سب لوگ جمع ہوئے صاحبقران تمام سردارون کو ہمراہ لے کر اُسی دروازہ طلائی کی
سامنے تشریف لائے دیکھا کہ بر آمدہ پر ایک شخص ساحر وضع اسطرلاب ہاتھ مین لئے ہوئے بیٹھا ہی جیسے ہی اُس نے
صاحبقران کو آتے دیکھا آواز دی کہ یہ دروازہ گذرگاہ عام نہین ہی جس کو اپنی جان شیرین تلف و برباد کرنی ہو وہ
اس طرف کا رخ کرے ورنہ پلٹ جائے اُس وقت سمرست دیوانہ رفیق شاہزادہ رفیع البخت غصہ مین آیا پکارا کہ
او ملعون تو ہم لوگون کو معمولی آدمیون کی طرح سمجھا ہی جو ایسی سخت کلامی کرتا ہی نہین جانتا کہ یہ سب شاہزادے اور
شہریار زادے ہین اور سب کے سرتاج صاحبقران عالیشان بھی اس گروہ مین تشریف فرما ہین خبردار اس طرح
کی بدزبانی نکرنا اسطرلاب جادو ہنسا اور کہا کہ مجھے کسی شاہ و شہریار سے کیا کام میرا شاہ وہ ہی جس کا مین ملازم
اور تابع فرمان ہون باقی امیر و فقیر میرے آگے سب برابر ہین یہ سن کے دیوانے کو اور غصہ آیا اور کہا مردود تیری

شامتین آتی ہین اور تلوار کھینچکر چلا ہر چند سرداران صاحبقران ہان ہان کیا کیے مگر اُس نے ایک نہ مانی اُسطرف
اسطرلاب جادو نے جو دیکھا کہ یہ چلا ہی آتا ہی بس اس نے جانب فلک دیکھا ساتھ ہی وہی طائر سیاہ رنگ پیدا
ہوا اور سرمست دیوانہ کو منقار مین دبا کر بلند ہو گیا اور بعد تھوڑی دیر کے طائر تو نظرون سے غائب ہو گیا مگر چند
استخوان گر پڑے صاحبقران نے سرمست دیوانہ کے واسطے بہت افسوس کیا اُس وقت خواجہ خضران بن عمرو
ثانی نے عرض کی کہ یا امیر اگر اجازت ہو تو مین اسطرلاب جادو سے کچھ کلام کرون فرمایا تمھین اختیار ہی اس وقت
خواجہ نے چند قدم آگے بڑھ کر اسطرلاب جادو سے کہا کہ مین تم سے کچھ باتین کرنا چاہتا ہون اسطرلاب جادو نے کہا
اس کا مضائقہ نہین آؤ چلے آؤ خواجہ نے کہا کہ اگر تم پھر طائر کو اشارہ کر دو تو مین کیا کرون گا اسطرلاب جادو
نے کہا کہ یہ سرکشون کے واسطے ہی جو خلاف حکم پیش قدمی کرتے ہین تم تو میری اجازت سے آنا چاہتے ہو خواجہ
آگے بڑھے لیکن ڈر کے مارے جانب آسمان دیکھتے جاتے تھے کہ اگر طائر آتا ہو تو گلیم اوڑہ لون لیکن طائر نظر نہ آیا
اُس وقت خواجہ زینے پر ہو کے برآمدے پر پہونچے اور اسطرلاب جادو سے کہا کہ تم جس کے ملازم ہو اُس کو
لکھ بھیجو کہ صاحبقران زمان تشریف لائے ہین اور ارشاد فرماتے ہین کہ ہمارا گنہگار ساریق بن تقا بھاگ کے تمھارے
ملک مین آیا ہی یا تو اُس کو گرفتار کر کے ہمارے حوالے کر دو ہمین تمھارے ملک و مال سے کوئی تعلق نہین ہی ہم واپس
چلے جائین گے یا اگر وہ تمھارے ملک سے ہو کر کسی دوسرے مقام پر چلا گیا ہو تو ہمین بھی راستہ دیدو کہ ہم بھی چلے جائین
اسطرلاب جادو نے کہا اس کا مضائقہ نہین ہی تم جا کے صاحبقران سے کہو کہ آپ انتظار کیجیے مین لکھتا ہون جیسا کچھ حکم
ہوگا اس سے مین اطلاع دون گا اور بغیر اجازت حکیم اشراق الحکمت کیا ممکن ہی کہ کوئی اس طرف سے جا سکے تم نے
دیکھا کہ اُس دیوانے کا کیا انجام ہوا یہی نتیجہ ہر شخص کے لیے رکھا ہوا ہی اگر فوجین ایک وقت مین آنے کا قصد کرین
تو جتنے آدمی ہون گے اُتنے ہی طائر پیدا ہون گے اور سب کو اسیطرح اُٹھا کر کھا لین گے خواجہ خضران
وہان سے پلٹ کے خدمت صاحبقرانی مین حاضر ہوے اور جو کچھ گفتگو ہوئی تھی بیان کر دی صاحبقران
واپس آئیے یہ تو انتظار مین بیٹھے ہین لیکن حال اسطرلاب جادو کا سنیے کہ اس نے پھر ایک نامہ حکیم
اشراق الحکمت کو براہ راست تحریر کیا اور مضمون یہ تھا کہ تعاقب مین ساریق کے صاحبقران عالم تشریف لائے
ہین اور اپنے گنہگار کو مانگتے ہین مین نے یہ عذر کیا کہ ساریق جانب طلسم زلزلہ گیا وہ فرماتے ہین ہمین بھی راستہ دیدو
تو ہم بھی چلے جائین ہمین تمھارے ملک و مال سے کوئی تعلق نہین ہی جس وقت یہ نامہ حکیم اشراق الحکمت کو پہونچا
اور حکیم نامہ کے مضمون سے آگاہ ہوا تو اس نے جواب مین تحریر کیا کہ صاحبقران سے کہو کہ ساریق تو یہان موجود
نہین ہی اور اگر ہوتا بھی تو ہم نہ دیتے اُس لیے کہ اُس نے آکر پناہ لی تھی اور اب تو وہ یہان موجود ہی نہین ہی اور ہم
آپ کو راستہ نہین دے سکتے اس لیے کہ فوج آپ کے ساتھ بہت ہی اگر آپ چند آدمیون سے جانا چاہین تو
جس طرح ہم نے ساریق کو بھیجدیا ہی اُسی طرح آپ کو بھی بھیجدین یعنی وہی ایک لکہ ابر آئیگا اس دروازہ شہر
سے لیجائیگا دوسرے دروازے پر اُتار دیگا اور جتنے آدمی اُس پہ بیٹھ سکین گے وہی جا سکتے ہین جب یہ
جواب اسطرلاب جادو کو پہونچا تو اُس نے ایک طائر سحر کے گلے مین وہ نامہ باندھ دیا اور بارگاہ امیر کی
جانب روانہ کیا یہان صاحبقران عالیشان بارگاہ سلیمانی مین فروکش تھے طائر کی کیا مجال تھی کہ اندر بارگاہ
آ سکتا جیسے ہی طائر داخل بارگاہ ہونے لگا تاثیر سحر برطرف ہو گئی اور طائر ماش کا آٹا ہو کے گر پڑا بہیر اُلٹے
پاؤن بھاگے ایک چوبدار وہان کھڑا ہوا تھا اُس نے جو دیکھا کہ ایک جانور ماش کے آٹے کا بنا ہوا گرا ہوا ہی اور گلے
مین اُس کے کوئی کاغذ بندھا ہوا ہی اس نے اُس آٹے کو کاغذ سمیت اُٹھا لیا اور خدمت صاحبقران عالیشان
مین حاضر ہو کر سارا ماجرا بیان کیا کہ اسطرح ایک طائر آیا جیسے ہی داخل بارگاہ ہونے لگا اس کے یہ ہیئت ہو گئی

صاحبقران عالیشان نے اُس رقعہ کو کھول کے پڑھا مضمون نامہ سے آگاہ ہوئے اُس وقت معلوم ہوا کہ
یہ عیار فرستادہ اسطرلاب جادو تھا صاحبقران نے خضران سے فرمایا کہ جاکے اسطرلاب جادو سے کہہ دو کہ ہم نے
جو ارادہ کر لیا وہ کر لیا ہین اسی طرف سے جاؤن گا اور مجھے اسطرح بھی جانا منظور نہین ہے کہ ابر پر بیٹھ کے
جاؤن اگر حکیم مجھے سیدھی طرح راستہ نہ دے گا تو تلوار کے زور سے جاؤن گا تین روز مین اور منتظر ہون بعد
تین روز کے تمام لشکر میرا اسی طرف سے گذرے گا اگر ایک شخص بھی نہ باقی رہے گا جب بھی مین اپنے ارادہ سے
باز نہ آؤن گا خضران نے جاکے یہ پیام صاحبقران کا اسطرلاب جادو سے بیان کیا اسطرلاب جادو
نے کہا کہ اب میرا کچھ کہنا سود مند نہ ہوگا حکیم صاحب کا قاعدہ یہ ہے کہ جب وہ کسی بات کا جواب دیتے ہین تو پھر
التفات نہین کرتے مگر مین بخاطر امیر اور بخیال اس کے کہ لاکھون جانین تلف و برباد ہونگی پھر لکھتا ہون یہ لکھ کر پھر ایک نامہ
حکیم اشراق الحکمت کو لکھا کہ اگر آپ راستہ نہ دین گے تو صاحبقران اپنی دھن کے ہین وہ واپس
نہ جائین گے اور لاکھون جانین مفت برباد ہونگی اس سے کیا حاصل اگر مناسب ہو تو راستہ دیدیجیے وہ
لوگ آن بان کے ہین جتنا کہتے ہین اُس کے خلاف ہرگز نہ کرین گے یہ سن کے حکیم اشراق الحکمت نے جواب
تحریر کیا کہ اے اسطرلاب جادو ان لوگون کو اپنی فوج و سپاہ پر بڑا گھمنڈ ہے ان کو راستہ دیدینا تو کوئی بات
نہ تھی مگر ان کو خیال ہوگا کہ حکیم دب گیا اور مجھے ان کا غرور مٹانا منظور ہے مین ہرگز راستہ نہ دونگا بلکہ ان سے کہدو
کہ تین روز کے اندر اس صحرا کو بھی خالی کر دین ورنہ اچھا نہ ہوگا جب یہ جواب اسطرلاب جادو کے پاس پہونچا تو
اس نے خواجہ کو وہ پرچہ دیا اور کہا کہ دیکھیے یہ خیالات حکیم اشراق الحکمت کے ہین اب مین مجبور ہون
خواجہ وہ جواب لئے ہوئے خدمت مین صاحبقران عالیشان کے حاضر ہوئے اور عرض کی یا صاحبقران
حکیم نہایت بدخلق معلوم ہوتا ہے اُس نے یہ جواب لکھا ہے یہ کہکر پرچہ دیا صاحبقران نے پرچہ کو پڑھکر فرمایا خیر کچھ پروا
نہین مجھے یہ دیکھنا ہے کہ تین روز بعد یہ حکیم کیا کرتا ہے جب تین روز گذر گئے تو حکیم اشراق نے اسطرلاب جادو
پاس کہلوا بھیجا کہ وہ لوگ گئے یا ابھی ہین اسطرلاب جادو نے کہا کہ سب آمادہ مرگ و مہیاے قضا بیٹھے ہین اور منتظر
اس کے ہین کہ ہم صحرا نہ خالی کرین گے تو آپ کیا کیجیے گا یہ سنکے حکیم اشراق الحکمت لکہ ابر پر بیٹھا اور بجانب لشکر
صاحبقران عالیشان روانہ ہوا یہان صاحبقران دروازہ بارگاہ سلیمانی پر ٹہل رہے تھے منتظر تھے کہ دیکھیے آج
کیا ظہور مین آتا ہے کہ یکایک جانب شہر حسن آگین سے لکہ ابر سیاہ نمودار ہوا اور آتے آتے وہ ابر زمین پر گر کے
بصورت خیمہ سیاہ قائم ہو گیا اور حکیم اشراق الحکمت چار رفیقون سمیت اس خیمہ مین داخل ہوا اُس وقت صاحبقران
نے خضران سے ارشاد فرمایا کہ جاؤ اور حکیم اشراق الحکمت سے کہو اگر کچھ مضائقہ نہو تو یہین آئیے ہمارے آپکے
کچھ دیر صحبت رہے خضران نے اپنے کو منظور نظر بنایا اور بایہ سقلاتی گوہر عیاری قبلہ ہائے نقطی سے آراستہ کیا
اور جانب خیمہ حکیم اشراق الحکمت روانہ ہوا جیسے ہی حکیم اشراق الحکمت نے خضران کو آتے دیکھا مسکرایا
خواجہ نے سلام کیا اور کہا کہ صاحبقران ارشاد فرماتے ہین کہ اگر کچھ مضائقہ نہو تو یہین تشریف لائیے ہمارے
آپکے سواجہ مین باتین ہو جائین حکیم اشراق الحکمت نے خواجہ کو بیٹھنے کی بھی اجازت ندی اور نہایت
بداخلاقی کے ساتھ جواب دیا کہ مجھے کوئی ضرورت صاحبقران سے ملنے کی نہین ہے اگر ان کو غرض ہو تو وہ خود
تشریف لائین اُن کو اپنے جاہ و حشم پر گھمنڈ ہے آن واحد مین معلوم بھی نہوگا کہ لشکر کہان گیا اور شان و شوکت کیا
ہوئی خضران کو یہ باتین نہایت ناگوار گذرین اور کہا کہ اے حکیم اشراق الحکمت تجھسے بڑھکے بدخلق اور
ناقدرشناس مین نے نہین دیکھا یہ وہ صاحبقران ہین جن کی قدمبوسی کی حسرت ایک عالم کو ہے وہ تجھے یاد
کرتے ہین اور تو نہین جاتا انھون نے اور اُن کے غلامون نے بڑے بڑے سرکشون کو نیچا دکھا دیا ہے تیری کیا

حقیقت ہے اور وہ تیرے پاس کیا تشریف لائینگے حکیم کا چہرہ ان کلمات کو سنکر سرخ ہو گیا کہا او ناعیار اگر اسوقت
تو ایلچی کی حیثیت سے نہوتا تو زبان تیری گدی سے کھینچ لیتا جا چلا جا اور کہدے اُس عرب سے کہ تو طبل جنگ بجوا تو سب
حال معلوم ہو جائے خضران نے کہا کہ مجھے یہ خوف ہے کہ صاحبقران مجھسے ناراض ہوں ورنہ ساری سرکشی تیری
ابھی مٹا دیتا اور تجھے باندھ کے خدمت صاحبقران میں لے چلتا یہ کہکر وہاں سے روانہ ہوے اور خدمت امیر
میں آکر ساری روداد بیان کی صاحبقران نے اسی وقت حکم دیا کہ بجے طبل جنگ نقارہ رزمی پر چوب لگی تمام لشکر
آگاہ ہوا مگر اہل لشکر حیران تھے کہ ہم کس کے مقابلے میں تیاری جنگ کریں کوئی مد مقابل نظر ہی نہیں آتا خیمہ میں
چار کس جمع ہیں اگر امیر ایک سپاہی کو حکم دیں تو وہ چاروں کے سر کاٹ لاے اتنے کے لیے طبل جنگ بجنا اور
تیاری لشکر سے کیا حاصل صاحبقران بھی حیران تھے کہ اس نے کس کے بل پر طبل جنگ بجوایا ہے الغرض تمام
رات بسر ہوئی صبح کو صاحبقران عالیشان مع لشکر فراوان میدان میں آکر صف آرا ہوے دیکھا کہ حکیم
اشراق ایک تخت پر سوار میدان میں موجود ہے صرف چار خادم تخت کی چاروں جانب کھڑے ہیں اس وقت امیر
نے حکیم اشراق کو دیکھا کہ ایک مرد میانہ قد کشادہ ابرو گندہ لب بال کچھ سپید کچھ سیاہ رنگ سانولا پیشانی پر
سیاہی کفر صاحبقران نے فرمایا کہ اے حکیم اشراق الحکمت مذہب تمہارا کیا ہے حکیم نے کہا کہ میرا مذہب خود پرستی
ہے اگر میں عقل سے کام نہ لیتا تو اس مرتبہ پر فائز نہوتا کہ جسے چاہوں بادشاہ بنا دوں جسے چاہوں فقیر کر دوں جسے چاہوں
مار ڈالوں جسے چاہوں زندہ کر دوں یہ سنکے صاحبقران نے لاحول پڑھا اور فرمایا کہ تو شیطان مجسم کفر کا پتلا ہے او
نادان عقل تجھے کس نے دی جس عقل کی بدولت تونے علوم حاصل کیے حکیم اشراق نے کہا کہ یہ سندی امر تھا فطرت
نے مجھ میں ایسے سامان جمع کر دیے فرمایا پھر تو فخر کس بات کا کرتا ہے یہ فعل فطرت کا ہوا نہ کہ تیرا ممکن تھا کہ فطرت تجھے
ناقص العقل اندھا لنگڑا لولا پیدا کر دیتی اور تو جسے فطرت کہتا ہے وہ تابع امر الٰہی ہے کوئی چیز بغیر خالق مخلوق نہیں ہو سکتی
جن علوم کے ذریعے سے تو بڑے بڑے کام کرتا ہے اگر ان علوم سے کام نہ لیا جاتا بیکار رہتے اسی طرح فطرت بھی بیکار تھی اگر
فطرت سے کام لینے والا نہوتا یا علوم کیونکر پیدا ہوتے اگر حکماے متقدمین اپنی عمر عزیز ان کے اخذ و اختراع میں صرف
نہ کرتے تو وساوس شیطانی میں مبتلا ہے خلاق عالم و عالمیان کو بھولا ہوا ہے یہ تیرا غرور تجھے بہت جلد مٹا دیگا یہ سنکے
حکیم ہنسا اور کہا کہ میں تن تنہا تمہارے سامنے موجود ہوں اور تم اتنا بڑا لشکر لیے ہوے کھڑے ہو حکم دو کسی کو
کہ آئے میرے مقابلے کو ابھی تمکو معلوم ہو جائے یہ سنکے صاحبقران نے اپنے لشکر کی طرف دیکھا بس اسی وقت
تمغاج زرہ پوش رفیق شاہزادہ رفیع البخت اپنی صف سے نکلا اور بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر
جانب میدان روانہ ہوا جیسے ہی حکیم اشراق نے اس کو اپنی طرف آتے دیکھا بس جانب صحرا دیکھکر دستک دی
اسیوقت گرد اڑی اور ایک نقابدار شمشیری پوش پیدا ہوا آتے ہی پکارا کہ او سرکش کدھر آتا ہے نقابدار نے سامنے
آتے ہی نقاب چہرہ سے الٹ دی اور پکارا کہ ارے تو اس شخص کو قتل کیا چاہتا ہے جس کے ایسی ایسی کنیزیں موجود ہیں
پہلے ہمیں قتل کر پھر اسے قتل کرنا ہم کس کے ہوکے رہیں گے بس نظر جو تمغاج زرہ پوش کی چہرہ پر پڑی ہے ایک پری
حسن تھی کہ خرمن دل کو جلا گئی ہوش اڑا لے گئی تمام میدان نور حسن سے معمور ہو گیا تمغاج زرہ پوش نے کہا
کہ بیشک مجھسے قصور ہوا جو حکم اس کی تلافی کے لیے ہو اسے بجا لاؤں نازنین پکاری کہ اپنے ہاتھ سے اپنا گلا کاٹ ڈال
یہ سنتے ہی تمغاج زرہ پوش نے تلوار کمر سے کھینچکر دل پر رکھکے جو کھینچی سر دھڑ سے اُڑ کے سامنے نقابدار کے
جا پڑا بس اس کا مرنا تھا کہ لشکر تمغاج کے لوگ یکے بعد دیگرے جانے لگے اور گلے کاٹ کاٹ کے جان دینا شروع
کی اب تو صاحبقران عالیشان نہایت پریشان ہوے کہ یہ تو سلسلہ بندھ گیا دیکھیے کیا ہوتا ہے آج تو تمام لشکر کا خاتمہ
نہ ہو جائے گا ادھر جو سامنے نازنین کے پہونچا تلوار کمر سے کھینچی اپنی گردن اپنی تیغ دس ہزار جوان تمغاج کے تحت

اشراق نے نقابدار و مین تھے سب نے دم زدن مین اپنے کو آپ ہلاک کر ڈالا جب یہ سب مر مٹے اُسوقت پر اشبد ہوا
آواز دی کہ بس آج اسی قدر ان لوگون کے غیرت دلانے کو کافی ہی بعد اس کے اگر پھر بھی یہ انجام کو نہ سوچے تو دیکھا
جائے گا نقابدار نے تو بند نقاب درست کئے اور جانب صحرا روانہ ہوا اور خضران نے کہا کہ رسیدہ بود بلائے ولے
بخیر گذشت اور حکیم اشراق نے صاحبقران کی طرف دیکھکر آواز دی کہ یا امیر اب ان کشتون تو دفن کر کے
رو رہیے اور تین روز تک اور انجام پر غور کر لیجئے اگر تیسرے روز شام تک بھی لشکر آپ کا یہان سے نہ گیا تو یاد رہے
کہ جس طرح دم بھر مین دس ہزار آدمی کا خاتمہ ہوگیا اسی طرح ایک دن مین تمام لشکر ختم ہو جائے گا آگے اختیار ہے صاحبقران
نے بسبب صدمے کے کوئی جواب نہ دیا حکیم تو اپنا تخت اڑائے ہوئے جانب شہر حسن آگین روانہ ہوگیا اور یہان
صاحبقران اُن کشتگان حسرت کے لاشون پر تشریف لائے گریہ فرمایا اور لاشون کو اٹھوا کر دفن کرایا جب
تیسرا دن ہوا تو حکیم اشراق نے ایک شخص کو بھیجا کہ دیکھ آ صاحبقران ہین یا گئے وہ شخص آیا اور واپس جاکے
عرض کی کہ ایک شخص بھی تو لشکر صاحبقران سے کم نہین ہی نہ ارادہ کسی کا معلوم ہوتا ہی کہ یہان سے جائے گا یہ
سنکے حکیم اشراق کو نہایت غصہ آیا اور کہا کہ ان کو قضا ہی ان کی کھینچکے یہان لائی ہی قریب اس کے بیٹھے
ساحر بیٹھے تھے کہ وہ رفیق ناصح اور مصاحب ہین حکیم اشراق کے بس تاریک تیرہ رو ایک ساحر کی
طرف دیکھکے کہا کہ جا اور لشکر امیر کو دھوئین مین گھونٹ کے مار ڈال آج ہی تمام لشکر کا خاتمہ کر کے چلا آ تاریک تیرہ رو
نے کہا بہت خوب اور اسی وقت اُس نے پر پرواز پیدا کئے اور جانب لشکر صاحبقران روانہ ہوا اور کچھ دیر
شام پر اُتر کر اُس نے ایک ناریل جھولی سے نکالا اُس پہ کچھ سیندور کے لگائے اور کچھ اسم سحر دم کر کے ناریل
زمین پر مارا کہ تڑاقے کی صدا ہوئی تمام عسکر کو نیچ اٹھا کر گھوڑے اگاڑیان پچھاڑیان توڑا توڑ کے بھاگے اہل لشکر
پریشان ہوئے کہ یہ کیا معاملہ ہی تھا کہ ناریل مین سے دھوان پیدا ہوکے بلند ہوا اور لشکر صاحبقران پر گرا کہ
مثل سرپوش کے ہوگیا اور لوگون کا دم گھٹنے لگا لوگون نے فریاد کی کہ یا صاحبقران ہمارے تئین بچا لیجیے ہم گھٹ کے مرے
جاتے ہین صاحبقران نے جو دیکھا کہ تمام لشکر پر دھوان چھایا ہوا ہی نفس تنگی کر رہا ہی صاحبقران نے جلدی سے
اسم اعظم پانی پر دم کر کے جو چھینٹا مارا تو اُس دھوئین مین در پیدا ہوگیا صاحبقران اسی در مین سے چلے
صاحبقران بھی امیر کے ساتھ ساتھ چلا اور کہا یا امیر اسم اعظم پڑھتے چلیئے یہ سخت معلوم ہوتا ہی صاحبقران اسم اعظم
پڑھتے چلے جاتے ہین دھوان سامنے سے ہٹتا جاتا ہی یہانتک کہ جب لشکر کی حد کو طے کر کے صاحبقران آ رہے تو
دیکھا کہ ایک شخص سیہ فام کھڑا ہوا سحر کر رہا ہی بس امیر نے نعرہ کیا کہ او ملعون خبردار و ہوشیار کہ مین آ پہونچا تاریک تیرہ رو
نے جو دیکھا کہ صاحبقران میری طرف چلے آتے ہین بس اس نے ایک ترنج سحر صاحبقران پر کھینچ مارا امیر نے
اسم اعظم پڑھ کے اُس ترنج پر دم کیا ترنج پلٹا اور ساحر نے پر تاریک تیرہ رو کے پڑا کہ سحر اس کا فعل کیا ہی ایسا
ساحر زبردست تھا کہ اس نے اُس آگ کو فرو کیا صاحبقران عالیشان تیغ بکف اس کی طرف چلے تاریک تیرہ رو
نے جھولی سحر کی اٹھا کر صاحبقران پر کھینچ ماری صاحبقران نے کچھ اسم اعظم پڑھکر وار اُس کا خالی دیا تاریک کا
ایک پہ جو چل چکا تھا اُس لئے سے یہ معذور ہوا پیدل سامنے سے صاحبقران کے بھاگا اور صاحبقران عالیشان بھی
تعاقب مین تاریک کے چلے تاریک بھاگتے بھاگتے قریب ایک گڑھے کے پہونچا صاحبقران بھی نزدیک آ چکے تھے بس اُس نے
گھبرا کے اپنے کو اُس گڑھے مین گرا دیا ساتھ ہی صاحبقران بھی کود پڑے دیکھا کہ ایک راستہ مثل نقب کے لگا ہوا ہی
تاریک بھاگا جاتا ہی صاحبقران نے نعرہ کیا کہ او ملعون کہان جاتا ہی مین آ پہونچا تاریک بھاگتے بھاگتے ایک میدان
مین پہونچا صاحبقران بھی میدان مین پہونچے دیکھا کہ وسط صحرا مین ایک بہت بڑا مندر بنا ہوا ہی اور چند جوگی وہان
بیٹھے ہوئے یا سامری یا جمشید کے نعرے کر رہے ہین تاریک تیرہ رو بھاگ کے اُس مندر مین گھسا اور

پکارا کہ دُہائی ہے خداوند سامری کے نام کی مجھے اس ظالم کے ہاتھ سے بچاؤ یہ سنکے وہ تمام جوگی اُٹھکے دوڑے
لیکن صاحبقران تعاقب تاریک پیر کو روکا ترک نہین کرتے چلے ہی جاتے ہین یہانتک کہ تاریک تصویر سامری
کے پیچھے چھپا صاحبقران نے دوڑکے تلوار ماری کہ بت تاریک کے دو ٹکڑے ہوئے بس مرنا تھا تاریک پیر کو
کہ ایک قیامت بپا ہوئی آوازین گیر و دار کی آنے لگین آتش باری برف باری دیر تک رہی جب لاش
تاریک کی پھڑک کے سرد ہو گئی تو آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام بن تاریک جادو بود حیف مردیم وجان دادیم
و مطلب خود نرسیدیم روشنی جو ہوئی تو جوگیون نے صاحبقران عالیشان کو ہر چہار جانب سے گھیر لیا اور شور
کرنے لگے کہ ارے مار لو اس ظالم کو غضب کیا اس نے کہ تصویر سامری کو مٹا یا اندر مندر کے آکر بندہ سامری کو
مارا ہر طرف سے ہر جوگی تارنج تیغ مار رہے تھے صاحبقران رد کرتے جاتے تھے اور جوگیون کو قتل کر رہے تھے یہ شور
یہ غوغا بلند ہوا کہ حاکم مندر سامری ہاروت جادو کو خبر ہوئی کہ اسطرح ایک شخص بھاگ کے مندر مین چھپا اور تعاقب
مین اُس کے ایک شخص آیا اُسکو مندر مین قتل کیا خداوند کی تصویر کو بھی مٹا دیا وہ بڑا سرکش اور فتنہ انگیز معلوم ہوتا
ہے نہ اُس پر سحر اثر کرتا ہے نہ اُس کا وار کسی سے رد ہو سکتا ہے جا در مندر قتل ہو رہے ہین یہ سنکے ہاروت جادو نے
ایک گیند طلائی دیا اور کہا ہے جا کر اُس کے سینے پر مارو یہ گیند پڑتے ہی وہ از خود فراموش ہو جائے گا جس چیز
سے وہ سحر کو رد کرتا ہے اُسے بھول جائے گا بس گرفتار کر لانا یہ سنکے ایک ساحر اُس گیند کو لیکر طرف مندر کے روانہ
ہوا جس وقت قریب پہونچا دیکھا کہ جوگی سحر کر رہے ہین مگر جو سحر کرتا ہے سحر اُس کا مٹ جاتا ہے اور ایک شخص نو وارد
شمشیر بکف تلوار سے خون ٹپکتا ہوا جوگیون کو قتل کرتا چلا آتا ہے بس یہ ساحر سامنے سے آیا جیسے ہی نظر صاحبقران
کی دوسری جانب مڑی اس نے گیند کھینچ مارا گیند جو سینے پر پڑتا ہے تو صاحبقران کی آنکھون مین اندھیرا سا
چھا گیا اور چور آگئے تلوار گر گئی اسم اعظم فراموش ہو گیا اتنی مہلت پاتے ہی لوگ چارون طرف سے ٹوٹ پڑے
اور صاحبقران کو پکڑ لیا جلدی سے آہنگرون کو بلا کے ہاتھون مین ہتکڑیان پاؤن مین بیڑیان گلے مین طوق
ڈال کے سامنے ہاروت جادو کے لائے ہاروت جادو نے کہا کہ کیون اے شخص تو نے ہماری پرستش گاہ کو
خراب کیا تصویر خداوندی سے بے ادبی کی اس کی سزا تجھے کیا دیجائے امیر با توقیر نے ارشاد فرمایا کہ ہمارا
مجرم بھاگ کے آیا تھا وہ اُس تصویر کے پیچھے چھپا ہمکو تمہاری پرستش گاہ اور اُس تصویر سے کچھ غرض نہ تھی تمنے ہمارے
مجرم کو کیون نہ نکال دیا ہاروت جادو نے کہا کہ جو دامن پناہ کا لیتا ہے اسے کون نکال دیتا ہے قتل کرو اس سرکش کو
کہ اپنی خطا پر پشیمان نہین ہوتا ہے لوگون نے قتل کرنے کا قصد کیا تھا کہ وزیر ہاروت جادو کا آگیا نام اس کا سہیل
زرین قلم ہے اس نے عرض کی کہ اے بادشاہ اس کا قتل ابھی مناسب نہین ہے ایسا نہ ہو کوئی زبردست دعویدار
خون کا پیدا ہو لہذا اسے قید رکھئے ہاروت جادو نے کہا کہ اس کا قتل کر ڈالنا ہی مناسب ہے ایسا نہ ہو پھر کوئی
فتنہ برپا ہو سہیل زرین قلم نے عرض کی کہ اب یہ مجبور ہے قیدی آہن بھی ہے اور اسیر سحر بھی یہ کہان جا سکتا ہے
ہاروت جادو نے سہیل زرین قلم کے کہنے سے صاحبقران عالیشان کو ایک زندان کی طرف بھجوا دیا بعد تھوڑی دیر
کے دیکھا کہ ایک عورت نہایت حسین سے برس پندرہ یا کہ سولہ کا سن + جوانی کی راتین مرادون کے دن
چہرہ پر اُداسی چھائی ہوئی بال پریشان چہرہ گرد و غبار مین اَٹا ہوا چلی آتی ہے جوگیون نے جو اُسے آتے دیکھا کہا
کہ تجھے کس کی تلاش ہے عورت نے کہا کہ میرا شوہر اسطرف آیا تھا مین ہر چند اُسے منع کرتی رہی مگر اُس نے میرا کہنا
نہ مانا اگر تمکو معلوم ہو تو مجھے پتہ اُس کا بتا دو جوگیون نے کہا کہ وہ بادشاہ کی قید مین ہے اور آج کے تیسرے روز
قتل ہو جائے گا عورت نے کہا کہ مجھے بادشاہ کے در دولت پر لے چلو مین فریاد کرون گی شاید بادشاہ کو میرے
حال پر رحم آجائے جوگیون نے دور سے ایوان شاہی دکھا دیا عورت مکان شاہی کی طرف متوجہ ہوئی جب

در دولت پر پہونچی لوگون نے بادشاہ کو اطلاع دی کہ وہ جو شخص آپ کی قید مین ہے اُس کی عورت اپنے شوہر کی
تلاش مین آئی ہے بادشاہ نے کہا بلالو عورت سامنے ہاروت جادو کے پہونچی ہاروت جادو کی نظر جو صورت زیبا
پر پڑی منہ مین پانی بھر آیا سہیل یمن قلم سے کہا کہ کیا اچھا ہو اگر یہ عورت ہمین ملجائے سہیل یمن قلم نے عرض کی
کہ آپ دیکھتے ہین کہ یہ عشق مین اپنے شوہر کے دیوانی ہو رہی ہے ابھی اس کا منظور کرنا غیر ممکن ہے ہان جب وقت وہ قتل
ہو جائے گا اور یہ اُس کی جانب سے مایوس ہوگی اُس وقت شاید منظور کرے وہ بھی بہت دن بعد بالفعل مناسب
ہے کہ اس کی خاطر کیجیے کہ یہ رنجیدہ نہو بادشاہ نے کہا کہ اے نازنین شوہر تیرا قید ہے اگر تو اُسے دیکھنا چاہتی ہے تو جا کے
دیکھ آ مگر چونکہ وہ مجرم ہے اور تو بیگناہ ہے اُس کا تیرا ساتھ نہین ہو سکتا جبتک اُسکی حیات کا وقت باقی ہے تو جا کے
دیکھ آیا کر تیسرے روز وہ قتل ہو جائے گا اور تو اگر رہنا چاہے تو تیرے لئے سب سامان عیش و راحت مہیا ہو سکتے
ہین یہ سنکے عورت نے کہا کہ خاک ہوا اُن سامانون پر جو عزت کھو کے حاصل ہون تیرا جی چاہے تو اُسی زندان کے برابر
میرے قیام کو بھی کوئی مکان دیدے مگر مین تنہا رہون گی کوئی مرد یا عورت میرے پاس موجود نہ رہے کہ دل میرا
غم سے بھرا ہوا ہے بادشاہ کو خاطر اس کی منظور تھی ایک ملازم سے حکم دیا کہ اس عورت کو لیجا کر اس کے شوہر کو دکھلاؤ
اور وہین کوئی مکان اس کے رہنے کے لئے خالی کر دو یہ سنکے ایک ساتھ ساتھ ہوا اور اُس زن حسینہ کو لئے ہوئے
دروازہ زندان پر آیا دیکھا کہ صاحبقران عالیشان سر بزانو بیٹھے ہوئے ہین عورت نے پکار کے کہا کہ کیون صاحب
ہم نہ تمھین منع کرتے تھے کہ بھاگنے کا پیچھا کرنا اچھا نہین ہوتا تم نے ہمارا کہنا نہ مانا آخر کار اس عذاب مین مبتلا ہوئے
تمہاری یہان جان جائے گی اور ہماری آبرو کا بچنا دشوار ہوگا صاحبقران پہلے تو یہ سمجھے کہ یہ عورت مجھپر عاشق ہوئی ہے
فرمایا کہ مجھے تو کسی نے بھی منع نہین کیا تھا عورت نے کہا خود انجام کو سوچے ہوتے اب یہ بتاؤ کہ تم تو قتل ہو جاؤ گے
وہ جو تین برس کا لڑکا ہے اُس کی پرورش کیونکر ہوگی اور میرا رنڈاپا کسطرح تیر ہوگا صاحبقران نے فرمایا کہ کوئی
مجھ پر تہمت رکھتا ہے اور پیٹ پیچھے جھوٹ بولتا ہے تو منہ پہ جیتے جی جھوٹ کہتی ہے یہ کیا ہوا اسوقت تک مین تیری صورت سے
بھی آگاہ نہین اور زندانیون نے کہا کہ کیا یہ آپ کی گھر والی نہین ہے فرمایا استغفر اللہ مین اس سے واقف بھی
نہین میری عورتون کو کون دیکھ سکتا ہے وہ یہان کہان انھون نے ہنس کے کہا کہ آپ بسبب غیرت کے انکار کرتے
ہین اور اس کا دل تھوڑا کرتے ہین وہ تو آپ کی محبت مین یہانتک آئی ہے اور آپ سراسر انکار کرتے ہین بھلا اس سن و
سال کی عورت کسی مرد پہ تہمت رکھنے کی تھی تہمت وہی عورت رکھتی ہے جو خود اس قابل نہو کہ اُس کی جانب کوئی رغبت کرے
اور وہ خود کسی پر راغب ہو یہ نازنین لائق پیار کرنے کے ہے اس پہ ہزارون جان دینے کو موجود ہو جائین گے بھلا اسے
کیا غرض پڑی ہے جو آپ پر تہمت رکھنے کی ضرور یہ آپ کی بی بی ہے صاحبقران غیرت کے مارے کٹے جاتے ہین
عورت رو رہی ہے اور کہہ رہی ہے کہ اگر تم قتل کر ڈالے گئے تو ہم بھی تم پہ ستی ہون گے صاحبقران متحیر ہین کہ یہ کون ہے
خلاصہ یہ کہ عورت نے قریب زندان کے ایک مکان پسند کیا اور اُسے خالی کرا کے اندر مکان کے چلی گئی ادھر تو بادشاہ
عاشق ہو گیا ہے ادھر داروغہ زندان کو یہ فکر ہے کہ کسی طرح صاحبقران قتل ہو جائین تو اس عورت کو مین اپنے
سے راضی کرون بار بار یہ دروازہ پر آتا ہے اور پوچھتا ہے کہ اے نازک اندام تجھے کسی طرح کی تکلیف تو نہین ہے نازنین
نے کہا کہ اور تو سب راحت ہے لیکن تکلیف یہی ہے کہ تو بار بار آتا ہے مجھے تنہائی پسند ہے مین کسی کی آواز سننا اور اپنی آواز
سنانا بھی نہین چاہتی لوگ کہتے ہین کہ یہ عورت بڑی پاکدامن ہے کہ اس طرح اپنے شوہر پہ دم دیتی ہے اور کس استقلال
کے ساتھ بسر کر رہی ہے وہان بادشاہ کی یہ حالت ہے کہ اُس کو چین نہین پڑتا سہیل یمن قلم سے کہا کہ اگر یہ عورت
مجھسے راضی ہو تو زندگی میری با لطف ہو جائے گی سہیل یمن قلم نے کہا کہ راضی ہونا اُس کا ممکن ہے لیکن
دفعتاً اس کام کا ہونا ناممکن ہے ذرا اس کی دلجوئی کرتے رہیے تو جس وقت اُس کے شوہر کا غم اُس کے دل سے برطرف ہوگا

تو شاید آپ کی طرف متوجہ ہو بادشاہ خود اُسی مکان پر آیا جہان وہ عورت تھی عورت نے دروازے کی کنڈی چڑھا لی اور کہا کہ مین
اپنے شوہر کے دشمن جان کی شکل نہ دیکھون گی اُسوقت سہیل نمر ریز قلم سے بادشاہ نے کہا کہ اگر بخاطر اُس کے مین اُسکے
شوہر کو چھوڑے دیتا ہون تو بھی اُسی کا ساتھ دے گی میرا ساتھ نہ دے گی اور اگر قتل کرتا ہون تو اور مجھ پر خلاف ہو گی
سہیل نمر ریز قلم نے کہا کہ سوا قتل کے کوئی چارہ نہین ہے لیکن قتل سے بہتر یہ ہے کہ ایک مکان ہیزم کا تیار کرا کے اور یہ
ظاہر کیجیے کہ ایک شب وہ مرد قیدی کو مکان ہیزم مین رہنا ہو گا اور بعد اُس کے رہا کر دیا جاویگا لیکن پیشکر مین آگ
لگوا دیجیے کہ وہ جل سکے خاک ہو جائے اُسوقت آپ الزام سے بری رہین گے عورت آپ سے راضی رہے گی کینہ
اُس کے دل مین نہ پیدا ہو گا پیدا ہونے سے ہاروت جادو نے پسند کی اور صحرا مین مکان ہیزم کی تیاری کا حکم دیا چونکہ
داروغہ زندان کو بادشاہ سے رقابت پیدا ہو گئی تھی اُسنے آکر تمام ماجرا عورت سے بیان کر دیا کہ بادشاہ نے یہ تدبیر کی ہے
کہ اس شخص کو بہانہ قید مکان ہیزم مین رکھکر جلا دیا جائے اور دن کو یہ دن ہیزم کو آگ دی جاوے گی اور فلان جگہ
مین مکان ہیزم تیار ہو رہا ہے عورت نے کہا کہ اگر ایسی حرکت بادشاہ نے کی تو مین قسم کھاتی ہون خداوند سامری کی
کہ مین بادشاہ کا ساتھ نہ دون گی اور تیرا ساتھ دون گی یہ سنکر داروغہ زندان خوش ہوا ایک ایک دم کی خبر پہنچاتا
تھا اور عورت دونون وقت کھانا لیکر زندان خانہ مین آتی تھی اور صاحبقران کو کھانا کھلاتی تھی ایک دن صاحبقران نے
پوچھا کہ تم کون ہو جو اس وقت آخر مین میرے ساتھ یہ احسان کر رہی ہو اگر مجھے خدا نے رہائی دی تو مین اس کا
عوض تمہارے ساتھ ایسا کرونگا کہ یاد کرو گی عورت نے کہا کہ وقت کو سب بھول جاتے ہین فرمایا مین احسان فراموش
نہین ہون عورت نے کہا کہ کیا سلوک کرو گے تحریر کر دو صاحبقران نے فرمایا کہ ایک لاکھ روپیہ کا زیور بنوا دونگا عورت
نے پرچہ کاغذ کا لکھوا کر اپنے پاس رکھ لیا جب رات ہوئی تو دروازہ مکان کا بند کر کے اندر سے مکان کے نقب لگانا
شروع کی اور سرا نقب کا اُسی مکان ہیزم مین لے جا کر تمام کیا اور وہان سے پلٹ آئی اور یہ سرا بھی نقب کا ڈھانکا
اور اُس پر مٹی ڈال دی اور بند کر دیا صبح کو لوگ آئے اور صاحبقران کو زندان سے نکال کر اُس مکان ہیزم مین لے گئے
ادھر عورت بیتابانہ مکان سے نکلی اور جانب مکان ہیزم چلی اُسوقت عالم یہ تھا صاحبقران کو مکان ہیزم
مین لے جا کے دروازہ بند کر دیا تھا قریب تھا کہ آگ دیدی جاوے کہ دیکھا وہی زن ایک سمت سے ناری ہوئی چلی آتی
ہے دونون ہاتھون مین تاریکی ہے آنکھون مین کاجل دیا ہوا سولہ سنگار کئے ہوئے چلی آتی ہے بادشاہ اُس کی ادا پر
لوٹ گیا پکارا او آفت جان کہان جاتی ہے عورت نے کہا جہان میرا شوہر گیا زندگی بھر ساتھ دیا تو مرتے وقت کیسے ساتھ
چھوڑون گی یہ کہتی ہوئی چلی بادشاہ نے اشارہ دیا کہ آگ لگا دو شاید یہ شعلون سے ڈر کے رہ جاوے دروازہ تو
بند ہی ہو چکا تھا اب یہ اندر مکان کے کسطرح سے جاوے گی جو جلے گی لوگون نے آگ لگا دی تین طرف سے آگ
دیدی گئی ایک سمت باقی تھا قریب تھا کہ اُس طرف سے بھی آگ لگا دی جائے کہ یہ عورت کمند اُسنے پھینک کر اور بادشاہ
کی طرف دیکھکر پکاری کہ دیکھ باعصمت اور وفادار عورتین ایسی ہوتی ہین اور اسطرح اپنے شوہر کے ساتھ جلا کرتی ہین یہ
کہتے ہی اندر مکان کے کود پڑی بادشاہ ہاتھ مل کے رہ گیا اب شعلے بلند ہونے لگے اُدھر صاحبقران نے فلک کی طرف
دیکھا کلمہ شہادت زبان پر جاری کر کے عرض کرنے لگے کہ شکر ہے تیرا کہ تو نے گناہون کی سزا زندگی مین دیدی اب
تو مجھے آتش دوزخ سے محفوظ رکھنا اور دھوان اندر گھٹ رہا تھا لیکن آگ اندر تک نہین پہنچی تھی کہ ایک مرتبہ
وہی عورت کود پڑی اور کہا کہ لو صاحب تمہارے ساتھ ہم بھی جلنے کو موجود ہین صاحبقران نے فرمایا کہ اسے تو کیون اپنی
میرے ساتھ جان دیتی ہے آخر تو کون ہے اُس وقت خضران نے کہا کہ بدیع الملک تم کو میری حفاظت مین دے گئے تھے
پھر کیونکر ہو سکتا ہے کہ تم جل جاؤ اور مین زندہ رہون تو بدیع الملک کو کیا منہ دکھاؤنگی صاحبقران نے فرمایا کہ لے
خضران کنارے کر دی مرجانا مگر مین بخوشی کہتا ہون کہ تو تسلیم اور حمد لے اور نکل جا خضران نے کہا کہ تم بھی ادھر ہو لیجئے

اودھر لون صاحبقران نے آہ سرد بھر کے فرمایا کہ مجھے آخری وقت جادو اگر دکھاتا ہے یہ کبھی نہ ہوگا اُسوقت خضران نے کہا کہ مرحبا صد
مرحبا بیشک تم استقلال صاحبقرانی رکھتے ہو مگر تم مین قوت نہین ہے فرمایا اے عزیز اسوقت قوت کیا کام آسکتی ہے خضران
نے کہا کہ زمین پر لات مارو اگر صاحبقران گیتی ستان ہو تو زمین راہ دے گی امیر نے یہ سنکے زمین پر ایک لات ماری
طبقہ پھٹا اور نقب نمودار ہوئی خضران نے کہا کہ بس اب موقع دیر کا نہین ہے نکل چلو امیر نقب مین کود پڑے اور خضران
بھی کود پڑے تو چلتے ہوے یہان بادشاہ نے کہا کہ ارے جلد اس آگ کو فرو کرو ہرچند لوگون نے کوشش کی مگر ممکن
نہوا کہ شعلے بلند ہو چکے تھے سب لکڑیان جل کے خاک ہو گئین ہوا اسقدر گرم ہو گئی کہ صحرا مین ٹھہرا نہ جاتا تھا بادشاہ کو
اُس عورت کے جلنے کا اسقدر صدمہ ہوا کہ اس نے سیہ پوشی اختیار کی اور ایک مکان تنہا مین رہنا پسند کیا صرف چند
دربان دروازہ پر بغرض حفاظت بیٹھے تھے اور بادشاہ تن تنہا مکان مین اشعار عاشقانہ پڑھتا تھا اور روتا تھا اور کہتا تھا
کہ یا خداوند سامری یا تو مجھے بھی بلا لیجیے یا اُس ستی کو مجھے عنایت کیجیے اُدھر داروغہ زندان کی یہ حالت تھی کہ نوبت
بجان تھا بادشاہ کو ہزارون گالیان دیتا تھا لیکن حال صاحبقران عالیشان اور خواجہ خضران کا سنیے کہ یہ جو نقب
کے راستے سے چلے تو پہلے اُسی مکان مین پہونچے جہان سے خضران نے نقب لگائی تھی یہان کچھ لوگون کے بولنے
کی آواز گوش زد ہوئی خضران نے امیر سے عرض کی کہ اب اس مقام پر نکلنا مناسب نہین ہے ورنہ گرفتار ہو جائینگے
اوزار تو اس کے پاس موجود ہی تھے کھدمٹی کرنا شروع کی اور دوسری طرف روانہ ہوا جہان طبقہ توڑنے کا
قصد کیا لوگون کی آواز سنائی دی خضران نے پھر ارادہ بدل دیا یہ تو اسطرح زمین زمین صاحبقران کو لیتے ہوے چلا جاتا ہے

اب دو کلمہ داستان عقیل روشنضمیر خوش تدبیر کے بیان کیے جاتے ہین

چہرہ چیند کشان خمخانہ وحدت و سرمستان بادہ کثرت قلم رنگین رقم کو اس طرح محفل مین گردش دیتے ہین کہ عقیل روشنضمیر
ایک درویش باصفت ہین اور اپنے مقام پر رہتے ہین ان کا حجرہ صحرا مین بنا ہوا ہے کچھ بالکے حاضر رہتے ہین یہ بیٹھے
ہوے کتاب دیکھ رہے تھے اور مسکرا رہے تھے بالکون نے پوچھا کہ کیا اس کتاب مین کچھ ہنسی دل لگی کی باتین لکھی ہوئی
ہین جو آپ پڑھ پڑھ کے ہنس رہے ہین عقیل روشنضمیر نے کہا کہ ابھی ظاہر ہو جائیگا کہ ایکبارگی مرتبہ سامنے سے طبقہ زمین کا
شق ہوا اور ایک نازنین گرد مین اٹی ہوئی اور ایک جوان رعنا نمودار ہوا عقیل روشنضمیر اپنے مقام سے اُٹھے اور سلام علیک
کی آواز دی صاحبقران نے علیک السلام کا جواب دیا درویش نے کہا کہ یہ آپ اپنی گھر والی کو ساتھ ساتھ لیے پھرتے ہین
یہ تو اہل اسلام مین جائز نہین مگر نہین میرا خیال غلط ہے معلوم ہوتا ہے آپ بھگا کے لائے ہین صورت تو اچھی ہے لیکن
اس کا کیا اعتبار جس طرح آپ کے ساتھ بھاگ آئی ہے اسیطرح ممکن ہے کہ آپ کو چھوڑ کے کسی دوسرے کی ہو رہے صاحبقران
بسبب غیرت کے کٹے جاتے ہین اور خضران سے فرماتے ہین کہ تم نے مجھکو ذلیل کر رکھا ہے میان اب تو صورت تم اپنی بدلو
خضران نے کہا کیا معلوم یہ دوست ہین یا دشمن ابھی ظاہر کرنا اچھا نہین اتنے مین درویش ہنستے ہوے قریب آئے اور
فرمایا کہ خواجہ تمہارا مثل کا ہے کو ہے لے اب ہیئت اصل پر آؤ صورت اپنی دکھاؤ صاحبقران کو ذلیل نہ کرو ہم تو برسون
سے تمہارے انتظار مین بیٹھے ہوے تھے یہ کہکر صاحبقران باقبال سے مصافحہ کیا اور امیر کو لیتے ہوے اپنے حجرے
مین آئے عزت سے بٹھایا اور کہا کہ مین مرد خدا پرست ہون آپ ہی کے انتظار مین اس مقام پر قیام اختیار کیا تھا
اور اسوقت بھی انتظار مین بیٹھا ہوا کتاب دیکھ رہا تھا الحمد للہ کہ آپ کی زیارت نصیب ہوئی جس قدر بالکے فقیر کے
ہمیشہ تھے انھون نے بھی ملازمت صاحبقران عالیشان کی اختیار کی اب خضران نے آئینہ نکال کر سامنے رکھا اور اپنی
موجودہ حالت کی تصویر کھینچ لی کہ شاید پھر کبھی یہی بھیس اختیار کرنا پڑے اور اب اپنی ہیئت اصل پر آ گئے درویش نے
نہایت تعریف کی صاحبقران نے قیام فرمایا لیکن خضران نے عرض کی کہ یا امیر اسم اعظم فراموش ہے اور تاوقتیکہ ہاروت
جادو مارا نہ جائیگا اُسوقت تک آپ کو اسم اعظم یاد نہین آسکتا لہذا اجازت ہو تو مین جا کر ہاروت جادو کو

پکڑ لاؤن فرمایا جاؤ مگر خوب ہوشیاری کے ساتھ ایسا نہو کہ تم خود بھی گرفتار ہو جاؤ تو پھر ہمارا رہا کرنیوالا بھی
کوئی نہین ہے مین ہون بھی تو بیکار اس لیئے کہ اسم اعظم یاد نہین سوا اس کے کہ اگر تم گرفتار ہوئے تو مین بھی اگر
اپنی جان دیدون تب بھی تمھین رہا نہین کرسکتا عمران نے کہا حضور اطمینان رکھین عقیل روشن ضمیر نے کہا خواجہ ہاروت
جادو معمولی ساحر نہین ہے اُس کا فریب مین آنا بہت دشوار ہے عمران نے کہا کہ اگر اسکو فریب نہ دیا تو عیاری
کرنا بیکار ہے اے مرد خدا رسیدہ اگر مین نے ہاروت جادو کو باندھ کے حاضر نہ کیا تو آج سے نام عیاری کا ندلونگا
عقیل روشن ضمیر نے کہا کہ خواجہ تم ایسے ہی ہو جاؤ خدا تمہارا نگہبان ہے عمران تو جانب صحرا روانہ ہوا اور
میان درویش نے صاحبقران کے واسطے سامان دعوت مہیا کیا لیکن اول حال ہاروت جادو کا بیان کیا
جاتا ہے کہ یہ بستر پر تڑپ رہا ہے اور یہ شعر پڑھ رہا ہے ؎ دل کو ہے یاس تیرے آنے سے + ہم جانتے ہین اب زمانے سے +
زندگی اس نے تلخ کر دی ہے + زہر بہتر ہے پیچ کھانے سے + کہ ایک مرتبہ دروازے کی جانب سے ایک بلّے سیاہ
آتی ہوئی نظر آئی ہاروت جادو نے غور سے دیکھا تو ایک شخص مہیب صورت سر ایک سینگ مثل کرگدن کے
اور آنکھین مانند مشعل کے روشن اور دانت بڑے بڑے پھیلا ایسا منھ دہن سے شعلے نکلتے ہوئے بارہ دری کی
طرف چلا آتا ہے تو ہاروت جادو ڈر کے مارے اُٹھ بیٹھا اور پکارا کہ تو کون ہے جواب دیا کہ مین فرشتہ عذاب
فرستادہ خداوند سامری یہ کہتا ہوا قریب ہاروت جادو کے آیا ہاروت جادو نے کہا کہ تم کسواسطے آئے ہو
کہا کہ مجھکو خداوند سامری نے تمھاری قبض روح کے واسطے بھیجا ہے حکم ہوا ہے کہ اس کو زندہ جہنم مین ڈالدو ہاروت جادو
نے کہا کہ میرا کیا قصور ہے اور تقصیر کا نتیجہ لگا فرشتہ عذاب نے کہا کہ خداوند اس بات پر تم سے ناراض ہین کہ تم نے
پرائی عورت کو نگاہ بد دیکھا اور اُس کو جل جانے دیا تم کیسے بادشاہ تھے کہ باوجود عاشق ہونے کے اُس کی جان
نہ بچائی ایسی صورتین ہمنے اسلئے نہین پیدا کی ہین کہ وہ ایک کے پیچھے اسطرح خاک ہو جائین بلکہ اس نعمت سے
ہر شخص کو لذت اُٹھانا چاہیئے ہاروت جادو نے کہا کہ اے فرشتہ عذاب میری جانب سے عرض کردے کہ مجھے خود اُس کے
جلنے مرنے کا اسقدر ملال ہے کہ زندگی تلخ ہے دشوار ہے اگر مرنے کے بعد وصال اُس نازنین کا میسر ہو تو مین مرنے کو
حیات ابدی سمجھتا ہون فرشتہ عذاب نے کہا کہ عورت جس مرد کے ساتھ مرتی ہے اُسی کی ہو رہتی ہے دوسرے کو نہین ملسکتی
ہان اس مین ایک صورت ہوسکتی ہے کہ جس قدر فرشتے ہین سب کو رشوت دیجائے اور وہ خداوند سے یہ بیان کرین
کہ اس عورت نے پوری شوہر پرستی کی ادا نہین کی ہین اس کی سزا یہ ہے کہ پھر پیدا ہو کے دنیا پر واپس کی جائے اور جس
شخص سے کراہیت کرتی ہے اُس کو دیجائے یہ سنکے ہاروت جادو قدمون پر گر پڑا کہ اگر ایسا ہو تو جسقدر روپیہ کہیے
مین آپکی خدمت مین حاضر کردون فرشتہ عذاب نے کہا کہ جسقدر تمہارے امکان مین ہو منگواؤ ہاروت جادو نے
کہا کہ آپ یہین ٹھہریئے مین ابھی زر و جواہر لاتا ہون یہ کہکر اپنے مکان سے نکلا اور جسقدر زر و جواہر اُس کے امکان
مین تھا لا کے سامنے فرشتہ عذاب کے رکھدیا فرشتہ عذاب نے سامنے سے ہاروت جادو کے سب مال اُٹھا لیا اُٹھا
یہ کہہ کر سب کے زیر بغل رکھنا شروع کیا کہ لو تم بھی لو اور فلان کو بھی دینا اور سب ملکے اُس ستی کے واپس ہونیکی
کوشش کرو ہاروت جادو دیکھ رہا ہے کہ مال و اسباب زیر بغل گیا اور غائب ہوا بعد اس کے فرشتہ عذاب نے پرچہ کاغذ دیا
اور کہا کہ اس پر ایک اسم لکھا ہوا ہے اس کو سر شام ایک سو گیارہ مرتبہ پڑھنا اور فلان تکیہ پر جاکے پڑھنا ایک قبر سے
وہ ستی تمکو آواز دے گی تم قبر کھود کے اُس کو نکال لانا اور اب مین جاتا ہون یہ کہکر وہین سے کھڑے کھڑے فرشتہ
عذاب غائب ہوگیا ہاروت جادو نے تڑپ تڑپ کے وہ رات بسر کی اور دن بھی بمشکل گذارا کہ کسی طرح شام ہو
تو جاکے اسم پڑھون اور اپنی معشوقہ کو لا کے اُس سے ہمکنار ہون وہان خواجہ نے جاکے نقب لگائی اور ایک قبر
مین پوشیدہ ہو کے بیٹھ رہے صورت اپنی پھر اُسی تصویر کے موافق بنائی جس صورت پرستی ہونے گئے تھے یہان

ہاروت جادو تن تنہا شام کو تکیہ پر پہونچا اور اسم کو پڑھنا شروع کیا اسم یہ تھا کہ میں ہاروت شیطان کا بھائی
ستی بندم سے واپس آئی وہاں خواجہ کے نام کی ہاروت جادو حیران تھا کہ یہ کس طرح کا اسم ہے کہ علوی سفلی الفاظ
ملے ہوئے ہیں مگر اس خوف سے کہ اعتقاد میں فرق ہوگا تو تاثیر میں بھی فرق ہوگا اسم خوانی میں متوجہ کامل مصروف
ہوا چلا چلا کے پڑھ رہا تھا جیسے ہی اسم تمام ہوا ایک قبر سے آواز پیدا ہوئی کہ جیسی گئی ویسی آئی بس یہ سنتے ہی ہاروت
جادو جلدی سے قریب اس قبر کے آیا پھاڑ والتا گیا تھا قبر کو کھودا دیکھا کہ وہی عورت بیٹھی ہوئی ہے ہاروت جادو
نے جلدی سے ستی کو باہر نکالا اور کہا کہ تم ہم سے بھاگی کیوں تھیں پھر تمکو بلوا لیا ستی نے کہا کہ میں تمکو ایسا عالی مرتبہ
نہ جانتی تھی کہ تم ایسے ہو جسکی خاطر خداوند کو بھی اسقدر مطلوب ہے ورنہ انکار نہ کرتی مجھے خداوند کا یہ حکم ہوا کہ جا اور
ہمارے بندۂ خاص کو خوش کر ہاروت جادو خوشی خوشی لئے ہوئے ایوان شاہی میں آیا بسبیل بریں قلم سے بیان کیا
اور ستی کو دکھایا تمام اراکین دولت نے مبارکباد دی شہر بھر کے جوگی اور پانڈے آ کے جمع ہوئے بڑی دھوم سے
بادشاہ کا عقد ستی کے ساتھ پڑھا گیا بہت کچھ خیرات ہوئی جب رات ہوئی تو بادشاہ خلوت کدے میں گیا نازنین نے
کہا کہ کچھ سامان شراب و کباب بھی مہیا ہے ہاروت جادو نے کہا کہ سب کچھ ہے ستی نے کہا کہ پہلے پہل کا واسطہ ہے تجھے
قسم ہے کہ اپنا پہلے دو چار جام چلیں پھر دیکھا جائے گا ہاروت جادو نے اپنے ہاتھ سے کشتی شراب کی لا کر
سامنے ستی کے رکھدی ستی نے ایک جام بھر کے ہاروت جادو کو دیا ہاروت جادو نے جام پیا تین چار
جام از خود پئے تابڑتوڑ پلائے اس کے بعد گانا شروع کیا ہاروت جادو نشۂ شراب میں آنکھ ناچنے لگا لیکن ہوا
اتنے ہی بیہوشی نے ملا تھے مارا ہاروت کا سر جھکا آنکھیں اوپر دھم سے گرا خواجہ نے نعرہ کیا اور جا در عیاری کرتے
کھول کر پشتارہ باندھ کے دوش پہ لگایا اور کمند مار کے دیوار پھاندی اور راہ صحرا اختیار کی یہاں اراکین دولت
رخصت ہو چکے تھے خادم و خدمتگار بھی غافل تھے کہ آج بادشاہ تخلیہ میں ہے شہر سے نکل رہا ہے خواجہ پشتارہ لئے ہوئے
روانہ ہوگئے وہاں صاحبقران ذیشان سے درویش عقیل رو شمشیر نا منجع سے فراغت کر کے باتیں کر رہے تھے
صاحبقران فرما رہے تھے کہ [illegible] کل سے گیا ہوا ہے اور اسوقت تک واپس نہیں آیا مجھے تردد ہے کہ نہیں
معلوم اسپر کیا گذری جواب تک واپس نہیں آیا عقیل رو شمشیر کہہ رہے تھے کہ آپ تردد نہ فرمائیں خواجہ باقبال مرام
واپس آئیں گے اتنے میں خواجہ پشتارہ بدوش نمودار ہوئے اور ہاروت جادو کو سامنے صاحبقران کے ڈالدیا
امیر نے فرمایا باندھ دو ستون سے اور ہوشیار کرو صاحبقران نے ستون سے باندھ دیا اور ہوشیار کیا ہاروت
جادو نے آنکھ کھول کے دیکھا اور پھر آنکھ بند کرلی خواجہ نے کہا کہ او ملعون یہ خواب نہیں ہے بیداری ہے ہوشیار
ہو اور دیکھ قدرت معبود بے نیاز کو کل صاحبقران تیری قید میں تھے اور آج تو ان کی قید میں ہے ہاروت
جادو نے آنکھ کھولی حیران تھا کہ یہ نہیں مجھسے اسطرح کی باتیں کر رہی ہے خواجہ نے قلم دوات سامنے رکھکر
آنکھ کھول دی اور زبان پر بند لگا دیا تھا کہ بول نہ سکے ہاروت جادو نے کہا کہ پہلے تم اس راز سے باخبر کردو
پھر یہ بتلاؤ کہ گرفتار ہوا خواجہ صاحبقران نے کہا کہ سن میں ستی نہیں ہوں بلکہ عیار ہوں صاحبقران کا عورت بنکے آیا
اور مکان پہ سے نقب لگا کے نکالا چلے گیا اور نقب کے راستے سے اپنے آقا کو باہر کر کے لیگیا بعد اس کے
فرشتہ بنا ہوا ہوں گئے تھے دھوکا دیا پھر عورت بن کے قبر سے باہر آیا اور تجھے شراب بیہوشی کی پلا کے پکڑ لایا اب
کہہ اطاعت اسلام کے بارے میں کیا کہتا ہے دیو بند نے کہا کہ خواجہ تکلہ اس کی زبان سے کھینچ لو یہ بیان کچھ کر نہیں
سکتا ہے جو کچھ اس کے دل میں ہو زبان سے بیان کرے خواجہ نے تکلہ زبان سے کھینچ لیا ہاروت جادو نے
کہا کہ میں نے بدل اطاعت اسلام اختیار کی خواجہ نے شبہے سے نظر کی فریب سے [illegible] دیکھا جلدی سے ہاروت
ہاروت جادو نے خواجہ کے ہاتھ اور صاحبقران کے قدم چومے اور کہا کہ اگر آپ مجھ پر [illegible]

بطرفہ چین دیا اور بطرفہ خواب دیا +
پیامبر نے یہ آکر مجھے جواب دیا +
وہ کمسنی مین ستم ڈھاتے ہین جوانون پر
برائی مین نہین سنتے کا برملا اُن کی +
یہ کیسا قول تھا کیسی تھی یہ قسم اے دل
جو گھر جلاتے ہین وہ داغ شہر دیتے ہین
وہی ہین میرے مسیحا جو زہر دیتے ہین
جہان وہ پاؤن دھرین اپنا میری تربت پر
ادا ادا سے ادا ہوا دا ادا اُن کی
مگر چراغون سے کیا لطف ہی یہ باغ فراق
نہ بیقرار بہت ہو ذرا سنبھل اے دل
ہر ایک بات پر ایسا نہ تو مچل اے دل
تجھے جنون ہی کیون بکار رہا ہی کیا قاصد
حقیقت اپنی بیان کر رہا ہی یا اُن کی +
زیادہ ہوگا نہ جم بھی جناب آصف سے

عوض سکون کے کچھ اور اضطراب دیا
پیام سُن کے کہا آگئی قضا اُن کی
اگرچہ آج یہان بن گئی ہی جانون پر
ابھی سے دیتے ہین سر بات مین وہ دم ایدل
وہ ابتدا ہی مین کرنے لگے ستم اے دل
اُنھین کے عشق مین جان اہل دہر دیتے ہین
انھین کو لاؤ مجھے راس ہی دوا اُن کی
چلین جہان یہ عیان اُس جگہ قیامت ہو
فراق یار سے دل ہو گیا ایاغ فراق
کہین ہی زخم محبت کہین ہی داغ فراق
ہمیشہ سینے مین میرے نہ تو اچھل ایدل
ستم ہین تیرے اٹھاؤن گا یا جفا اُن کی
سمجھ مین ہی ہوش ٹھکانے نہین ترا قاصد
کلیم ہوش مین صنم بھی جناب آصف سے
ملے تھے آج تو ہم بھی جناب آصف سے

پیام دے کے مری جان کو عذاب دیا
نہ رحم غیرون ہی پر اور نہ ہی بیگانون پہ
خدا کے سامنے رکھون گا ہاتھ کانون پہ
ابھی سے دیتے ہین شربت کے بدلے سم ایدل
پھر آگے آگے قیامت ہی انتہا اُن کی
دکھا کے آنکھ وہی جام قہر دیتے ہین
یہ آرزو ہی کہ کچھ اور اُن کی شہرت ہو
بنا ہو ناز ہر اک نازنین نزاکت ہو
اور اس ایاغ مین جلنے لگا چراغ فراق
نشانیان ہین مرے دل مین جا بجا اُن کی
نکال جان مری یا کہ تو نکل اے دل
خدا کے واسطے جلدی کہین بتا قاصد
حواس تیرے کہان ہین سنبھل ذرا قاصد
ہین شاد اہل کرم بھی جناب آصف سے
عجیب ناک مین ہین پوچھتے ہو کیا اُن کی

سنو بیان شنوائے ہدہم راستان + کہ بارہا دم بہ سر داستان + جلد دوم مین بیان ہو چکا ہی کہ نقاش صورت کش فرستادہ شعشاع بن مشتمش شہر طلطانیہ پر آیا تھا اور چند سرداران نامی وگرامی کو اسیر کر کے لے گیا تھا کہ خداوند صورتین ان بندگان سرکش کی دیکھنا چاہتے ہین چنانچہ یہ سب اسیرون کو لیتے ہوئے اول شہر انجم حصار مین پہونچا کہ یہی راستہ طلسم زلزلہ کا ہی پہر کوکب انجم حصاری کو ہوئی کہ خداوند نے اپنے دشمنون مین سے کچھ لوگون گرفتار کرا بلوایا ہی کوکب انجم حصاری کو بھی ان لوگون کے دیکھنے کا اشتیاق پیدا ہوا پس اس لئے اسی وقت نقاش صورت کش کے پاس کہلا بھیجا کہ ہم بھی اُن اسیرون کو دیکھنا چاہتے ہین جن کو آپ گرفتار کر کے لائے ہین جو شخص پیام لیکر گیا تھا اُس نے پیام بیان کیا لیکن دیکھا تو ایک قفس مین انیس طائر مختلف اللون بند ہین نقاش صورت کش سے پوچھا کہ یہ جانور کیسے ہین نقاش صورت کش نے بیان کیا کہ وہ قیدی یہی ہین مین ان کو جانور بنا کے لیے چلا ہون کہ مبادا کوئی ان کو دیکھے تو پہچان نہ سکے اس لئے کہ مددگار اور طرفدار ان کے بہت ہین اور بادشاہ سے کہدینا کہ کل مین آپ کو دکھا دونگا اور ان قیدیون کو لے کر حاضر ہون گا اُس پیامبر نے آکر بادشاہ سے تمام سرگذشت بیان کی کہ نقاش صورت کش سب کو جانور بنا کے لایا ہی اُن قیدیون کا دیکھنا ایسا ہی جیسے جنگلی جانور دیکھ لئے یہ سنکے بادشاہ کو کمال رنج ہوا کیونکہ اس نے سنا تھا کہ وہ لوگ نہایت ذی عزت اور صاحب حرمت ہین اُن لوگون کو ایسی ذلت سے قید رکھنا اچھا نہین ہی مبادا کوئی وقت بُرا آیا تو وہ بھی ہم سے اسی طرح پیش آئین گے اور اگر اس وقت ہم اُن کی عزت کرین گے تو کسی وقت وہ بھی ہماری عزت کرین گے بس اس نے ایک نامہ اور لکھا مضمون یہ تھا کہ اے نقاش صورت کش واضح ہو کہ یہ لوگ دشمن ہین مگر ذی عزت ہین ان کو اس ذلت و خواری سے رکھنا اچھا نہین آدمی کو آدمی سمجھنا چاہیے تم کو چاہیئے کہ انھین صورت اصلی پر لا کے کسی زندان مین قید کرو اس مین تمہاری بھی عزت اور ہماری عزت ہی کہ دیکھنے والون کو یہ معلوم ہوگا کہ کن لوگون کو انھون نے اسیر کیا ہی اور چونکہ تم ہمارے مہمان ہو ہم کھانا تمہارے واسطے مع قیدیون کے بھیجتے ہین یہ نامہ لکھکر ایک شخص کو دیا اور خوان کھانے کے اُس کے ساتھ

کرکے نقاش صورت کش کے پاس روانہ کیا جس وقت یہ نامہ نقاش صورت کش کے پاس پہونچا اور یہ مضمون
نامے سے آگاہ ہوا تو اُس نے ایک مکان کو زندان قرار دیکر سب کو اُس مکان میں چھوڑکر کچھ اسم پڑھا کہ سب کے سب صورت
اصلی پر آگئے بعد اس کے دروازے پر نگہبان مقرر کیئے گئے اور خوان کھانے کے زندان میں بھجوائے جو شخص نامہ لیکر آیا
تھا یہ خود خوان لیکر اندر زندان کے آیا اور کھانا قیدیوں کے سامنے پیش کیا اُس وقت بھوک کے مارے چہرے ان
لوگون کے متغیر ہو رہے تھے لیکن ایک کو دوسرے کا لحاظ مانع تھا سب یہ چاہتے تھے کہ سکندر رستم خو یا قاسم مقام
صاحبقران کھانے میں سبقت کریں تو ہم بھی کھائیں لیکن سکندر نے کہا جاؤ لے جاؤ ہم کافر کے ہاتھ کا کھانا نہیں کھاتے
یہ سبب سنکر اُس وقت جو شخص کھانا لایا تھا کہنے لگا کہ چہروں پر تو ہوائیاں اڑ رہی ہیں مگر خیالات ایسے ہیں بھلا ان
کے ہاتھ کا کھانا کہاں ممکن ہوگا جب کھاؤ گے یہی کھانا ملیگا سکندر نے کہا کہ ہم اُس رازق مطلق کے بندے ہیں اور
وہ ہم کو ہر حال میں پاک اور حلال کھانا کھلوائیگا ؏ بے مگس ہرگز نماند عنکبوت + رزق را روزی رسان پر میدہد
اُس شخص نے ان لوگون کے استقلال پر آفرین کہی اور کہا کہ میں تمھاری آن بان اور استقلال ایمان کا قائل ہو گیا یہ کہکر
چلا گیا اور سارا ماجرا بادشاہ کے سامنے بیان کیا کہ حقیقت میں وہ لوگ بڑے مستقل مزاج ہیں اور اُن کے خدا نے ان کو
صورت سیرت سبھی کچھ دیا ہے جس وقت حضور دیکھیں گے تو صداقت ہو جائیگی اسوقت قمہور نقب زن کو ملکہ ناہید
ہلال ابرو دختر کوکب شاہ کا موجود تھا اس نے تمام کیفیت جا کے سامنے ملکہ کے بیان کی کہ اس طرح چند مسلمان
قید ہو کے آئے ہیں نقاش صورت کش ان کو لایا ہے بادشاہ نے قیدیوں کے واسطے کھانا بھیجا تھا مگر انھوں نے نہیں
کھایا اس نے تذکرہ بیان کیا کہ ایک نئی خبر تھی لیکن ملکہ تو اُن لوگوں سے واقف تھی ناظرین کو یاد ہوگا کہ اپنے نقابدار کو
لیے ہوئے ملک سارنقیہ میں گئی تھی اور اُس کے نقابداروں نے سرداران ساریق کو بھی اسیر کیا تھا اور اہل اسلام
کو بھی گرفتار کیا تھا خواجہ نے نقابدار آئینہ پوش کو مثل عمرو کے ایک نقابدار کو پکڑ لیا تھا اور ایک کو مار ڈالا تھا۔
بعد اس کے صاحبقران سے ملاقات تشریف لانے سے صحبت رقص وسرود گرم رہی تھی اتحاد پیدا ہو گیا تھا اور
اسطرف آنے کا امیر سے وعدہ بھی ہوا تھا اُسی وقت سے خدا پرستوں کی محبت اور سب سے زیادہ امیر کا عشق ہو گیا
تھا یہ واقعات جو زبانی اپنے کوکا کی سنے یہ خیال پیدا ہوا کہ جس وقت ملاقات صاحبقران سے ہوگی تو امیر ضرور شکایت
کریں گے کہ تمھاری موجودگی میں ہمارے عزیزوں اور رفیقوں کو تکلیف ہوئی پس اس نے قمہور نقب زن سے
کہا کہ بھائی یہ وہ لوگ ہیں جن کی عظمت وشان میں دیکھ چکی ہوں ان کو اس ذلت وخواری کے ساتھ رکھنا اچھا
نہیں ہے تم کسی طرح ان قیدیوں تک جاؤ اور میری طرف سے کھانا سب کے واسطے لے جاؤ جس وقت تم میرا پیغام دوگے
تو پھر کوئی انکار نہ کرے گا قمہور نے کہا کہ وہ لوگ آپ کو کیا جانیں ملکہ نے کہا مجھے سب جانتے ہیں تھوڑا عرصہ
ہوا کہ میں ملک سارنقیہ میں بطور سیر کے نکل گئی تھی تو وہاں ان لوگوں سے اور میرے نقابداروں سے مقابلہ
ہوا تھا چند سردار میری قید میں تھے لیکن اُن کے عیار نے بھی ایک نقابدار کو میرے مار ڈالا اور ایک نقابدار
کو گرفتار کر لیا تھا آخر میں نے اُن کے سرداروں کو چھوڑ دیا اور انھوں نے میرے نقابدار کو رہا کر دیا یہ وجہ اتحاد
کی ہوئی قمہور نے کہا کہ اگر آپ کو پاس اُن لوگوں کا ہے تو میں پوشیدہ طور پر جاتا ہوں ظاہر نظاہر جانا بادشاہ کے خلاف
ہوگا یہ کہکر قمہور نقب زن جانب زندان روانہ ہوا اور صحرا میں پہونچکر اس نے نقب لگانا شروع کی وہاں قیدیوں کی
یہ حالت تھی کہ بھوک کے سبب سے چہرے متغیر ہو گئے تھے اکثر سردار شاہزادہ سکندر رستم خو سے کہہ رہے تھے
کہ حالت قید میں حرام وحلال کی پابندی کہاں ہو سکتی ہے جو آپ نے یہ سختی کی ہے مثل مشہور ہے کہ تیسرے روز مردار بھی حلال
ہے یہ فرماتے کہ زندگی کیونکر ہوگی سکندر نے کہا کہ میں نے کسی کو منع تو کیا نہ تھا اپنے اپنے نفس کا ہر شخص کو اختیار ہے
کھا لیا ہوتا میں تو اُس پروردگار پر بھروسہ رکھتا ہوں جو پتھر کے اندر کیڑے کو غذا پہونچاتا ہے اور شکم مادر میں بچہ کو غذا پہونچاتا ہے

کیا اس وقت وہ یہین مسلمان کے ہاتھ سے نہین پہونچا سکتا جو ہم کافر کے ہاتھ سے لے کر کھانا کھائین یہی باتین ہو رہی
تہین اور قمہور نقب زن برابر نقب دیتا چلا آتا تھا کہ ایک مرتبہ برابر طلحہ بن لندھور کے طبقہ زمین کا شق ہوا اور ایک
شخص گرد و غبار مین اَٹا ہوا نقب سے باہر آیا طلحہ نے کہا کہ تو کون ہے اُس نے جواب دیا کہ دوست کا فرستادہ ہون
اور خیریت مزاج دریافت کرنے آیا ہون سکندر نے کہا دوست کون قمہور نقب زن نے کہا کہ ملکہ ناہید جلال
اسیر وادو رفقا ہدار اختر پوش نے تم سب کو دعا کہی ہے اور مزاج پوچھا ہے اور ارشاد کیا ہے کہ ہم نے سنا ہے کہ تم لوگون مین
سے کسی نے کھانا نہین کھایا ہے اور کافرون کے ہاتھ سے کھانا کھانے مین تم کو انکار ہے لہذا میری دعوت قبول کرو اسوقت
مین بلا نہین سکتی اگر وہ وقت آئے گا تو دیکھا جائے گا اس وقت جو کچھ نان و نمک مین بھیجتی ہون اسے قبول کرو سکندر
نے قمہور سے کہا کہ ملکہ سے بندگی کہنا اور کہنا کہ صاحبقران بھی قریب ہے کہ تشریف لائین اور یہین آپ سے کسیطرح
کا عذر و انکار نہین ہو سکتا جیسے صاحبقران ویسے آپ قمہور یہ سمجھا کہ یہ باتین خوشامد کے پہلو لیئے ہوئے ہین یہ سنکر
اُسی وقت چلا گیا اور اُسی نقب کے راستے سے اُس نے پلٹین میوے کی اور صراحیان پانی کی پہونچانا شروع
کین سکندر نے طلحہ بن لندھور اور ملوک بن مالک اور وحید الملک اور قمہور بن جمہور اور ہرمز بن فرامرز
اور گردین بہرام اور مرزنگ بن مرزبان خراسانی اور دیگر سرداران نامی و گرامی سے کہا کہ دیکھا تم نے
صبر تلخ است ولیکن بر شیرین دارد۔ اُسی وقت دو رکعت نماز شکر ادا کی اور سب سے کہا کہ اب کھانا کھاؤ سب نے
کھانا کھایا اور کہا واقع مین امتحان کے وقت ہر شخص کا حال کھلتا ہے اگر یہ اس مرتبہ کا نہوتا تو صاحبقران اوسط نہ
نہین ہوتا خدا جس کو جیسا دیکھتا ہے اُس کو ویسے مرتبہ پر پہونچاتا ہے غرضکہ سب نے کھانا کھایا اور شکر خدا بجا لائے اور سب نے
ملکہ کا شکریہ ادا کیا جب تھوڑی سی رات باقی رہی تو قمہور نقب زن نے عرض کی کہ اب مین رخصت ہوتا ہون ورنہ راز
افشا ہونے کا خوف ہے سب نے ملکہ کی خدمت مین تسلیم کہلا بھیجی قمہور نقب زن نے اُسی طرح منہ نقب کا بند کیا اور
نقب سے نکل کر صبح ہونے سے پہلے خدمت مین ملکہ کی پہونچا ملکہ چلتے وقت اس نے سکندر سے یہ بھی عرض کیا کہ
اگر مناسب جانیئے تو چلے چلیئے مین قید بھی کاٹ دون سکندر نے ارشاد کیا کہ ابھی وقت رہائی نہین ہے جب انشاء اللہ
رہائی کا وقت آئے گا تو ہم چلے چلین گے اور خود قیدون کو توڑ ڈالین گے یہ قید کوئی چیز نہین ہے ہم وقت کے منتظر
ہین قمہور جس وقت خدمت مین ملکہ کے پہونچا ہے تو دیکھا کہ ملکہ ٹہل رہی ہے اسے خیال تھا کہ ابھی ملکہ آرام مین ہوگی
لیکن جس وقت ملکہ کو ٹہلتے دیکھا تو سلام کیا اور کہا کہ ہین آپ نے آرام نہین فرمایا ملکہ نے فرمایا کہ تم پہلے یہ بیان کرو
کہ ان لوگون نے کھانا بھی کھایا یا نہین قمہور نے ساری روداد بیان کی کہ نہین معلوم کیا بات تھی اسنے اقبال آ چکا
کیا جا سکتا ہے کہ ہر ایک نے بے عذر کھانا کھا لیا اور آپ کو نہایت ادب سے تسلیم کہلا بھیجی ہے ملکہ اس فکر مین تھی کہ کسطرح
ان کی رہائی کا سامان ہو یہ راز قمہور پر ظاہر کرون یا نہ کرون کہ قمہور نے خود تعجب کے ساتھ بیان کیا کہ یہ لوگ بڑے
بہادر ہین مین نے کہا تھا کہ چلیئے ابھی نقب کے ذریعہ سے نکل چلیئے مگر ان لوگون نے اسے ننگ و عار سمجھا اور گوارا نہین
کیا اُسوقت ملکہ مسکرا دی اور کہا کہ تو نے دشمنون کے رہا کرنے کا قصد کیا تھا قمہور نے کہا کہ ہمین دشمن دوست
سے کیا مطلب ہمین تو آپ کی خوشی سے کام ہے ملکہ نے قمہور کو اپنے گلے کا مالا اُتار کے دیدیا اور آفرین کی قمہور
وہان سے اپنے مکان پر آیا اور مالا موتیون کا اُتار کے اپنی مان فہیم جادو کو دیا فہیم جادو نے کہا کہ یہ مالا تو شاہزادی
کے گلے کا معلوم ہوتا ہے قمہور نے کہا کہ ہان مجھے انعام مین عطا کیا ہے فہیم جادو نے پوچھا کہ کس کام کے صلہ مین یہ مالا
ملکہ نے عنایت کیا قمہور نے سارا ماجرا بیان کیا اُس وقت فہیم جادو انگشت بدندان ہوئی اور قمہور سے کہا کہ
وہ تو ابھی بچہ ہے نادان نشیب و فراز دنیا کو نہین سمجھتی تو نے ایسی حرکت کیون کی ابھی بادشاہ سن لیگا تو کیا کریگا
قمہور نے کہا کہ ہمین ملکہ کی خوشی سے کام ہے ہم جس کے ملازم و نمکخوار ہین اُس کی اطاعت کو واجب جانتے ہین

فہیم جادو خاموش ہو رہی اور قمہو نقب زن منہ ہاتھ دھو کے پوشاک بدل کے دربار شاہی کی طرف روانہ
ہوا یہان صبح ہوتے ہی بادشاہ آکر دربار مین بیٹھا اور قیدیون کو طلب کیا یہی قمہو نقب زن حسب الحکم بادشاہ نقاش
صورت کش کے پاس گیا اور پیام بادشاہ کا بیان کیا نقاش صورت کش نے چوبیس ارابے طلب کئے اور تمام قیدیون کو
اسطرح کہ ایک ایک قیدی کو ایک ارابے پر بٹھا دیا اور سب کو لے کر جانب بارگاہ کوکب انجم حصاری روانہ ہوا
تمام خلق براے تماشہ جمع ہوئی دورویہ لوگ کھڑے تھے اور بیچ سے ارابے گذر رہے تھے کہ ایک مرتبہ طلحہ بن اللہ جو
نے زانو بدلا ایک پہیہ ارابے کا زمین مین دھنس گیا ان کو دیکھکر مملوک بن مالک نے لنگر مار دیا کہ دونون پہیے
زمین مین دھنس گئے چار چار بیل لگے ہوے تھے کس کس طرح زور کرتے تھے لیکن ارابے اپنی جگہ سے آگے نہ بڑھتے تھے
جو ارابے پیچھے تھے اُن کو آگے نکالنے کا قصد کیا یہ دیکھکر تمام سردارون نے لنگر مار دیے کہ کئی ارابون کے
پہیے ٹوٹ گئے اور بیکار ہو گئے سکندر رستم خو صاحبقران اوسط کا ارابہ سب کے آگے تھا یہ دور نکل آیا تھا کہ
یکایک سکندر کو چھینک آئی ایسا ہچکولا پہونچا کہ ارابہ اُس کا دھنس گیا پلٹ کے دیکھا تو اور ارابے دور پڑے ہوے
ہین تماشائی حیران تھے کہ یہ کس طرح کے لوگ ہین دیکھنے مین تو دست و بازو انسانی قوت کی حد مین ہین لیکن
قوت دیوون سے بڑھی ہوئی ہے حسن و جمال مین ایک ایک یوسف ثانی ہے تماشائی وجد کر رہے تھے جب کسی طرح ارابے آگے
نہ بڑھ سکے اور لوگ ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھ رہے تو ان لوگون نے آرابون پر سے اُتر کے اپنے اپنے ارابون کو بیلون
سمیت اُٹھا اُٹھا کے صاف جگہ رکھدیا اور بیلون کو ہنکایا تو بیل چلے یہانتک کہ در دولت پر پہونچے سب سردار
آرابون سے اُترکر داخل ایوان شاہی ہوے دیکھا کہ کوکب انجم حصاری تخت پر بیٹھا ہے لباس مین اُس کے
بڑے بڑے ستارے نصب ہین اور ارکین دولت ادب کے ساتھ اپنے اپنے منصب کے موافق بیٹھے ہوئے
ہین اُسوقت شاہزادہ سکندر رستم خو نے آواز دی کہ سلام میرا اُس شخص پر ہے جو خداے یگانہ کو اپنا خالق مطلق
جانتا ہو اور اُس کے نبی محمد مصطفیٰ کو پہچانتا ہو کسی نے جواب نہ دیا غیب سے جواب سلام آیا بادشاہ نے سب کے
واسطے پہلے سے دنگل بچھوا رکھے تھے یہ سب سردار آکر دنگلون پر بیٹھے اور نقاش صورت کش قریب بادشاہ کے بیٹھا
اور سب سردارون کا نام بیان کیا کوکب شاہ نے سکندر کی طرف مخاطب ہوکے کہا کہ آپ اپنی حسن و جوانی پر
رحم کیجئے دیکھیے تو آپ کے چہرے کی کیا حالت ہو رہی ہے آپ نے میری دعوت کو قبول نہ کیا اس وقت آپ اپنے
اختیار مین نہین ہین جو انکار کرتے ہین سکندر نے ہنس کر جواب دیا کہ اپنے اختیار مین نہ ہوتا تو انکار کیون کرتا ہر شخص
کو اپنے نفس پر اختیار ہے اور اب بھی ہم مین اتنی قوت ہے کہ پوچھ لو اپنے ملازمین سے کہ جہان لنگر مار دیا ارابے زمین مین
دھنس گئے جب خود ارابون کو زمین سے نکالا تو نکلے ورنہ ممکن نہ تھا کہ نکلتے کوکب انجم حصاری نے کہا کہ یہ سب باتین ٹھیک ہین تو
اور زیادہ افسوس ہوتا ہے کہ ایک وقت مین کروٹ بھی نہ بدلی جائے گی سکندر نے کہا کہ ہم لوگون مین زور خدا داد ہے کبھی
یہ طاقت کم نہ ہوگی علاوہ اس کے ہمارا خدا ایسا ہے کہ ہر حال مین کھانے کو دیتا ہے اور جسطرح مانگو اسیطرح دیتا ہے واللہ ہم کو اب
بھی ہم سیراب ہین اور گرسنہ نہین ہین بعد کچھ دیر کے صحبت برخاست ہوئی اور نقاش صورت کش نے کہا کہ اب مین بھی
رخصت ہوتا ہون خداوند کو میرا انتظار ہوگا نقاش کو کوکب انجم حصاری نے رخصت کیا نقاش صورت کش
تو رخصت ہو کر قیدیون کو لئے ہوے جانب دیبچہ طلسم روانہ ہوا لیکن قمہو نقب زن خدمت مین ملکہ یاسمین بہار الابرو
کے آیا اور ساری کیفیت بیان کی اُس وقت فہیم جادو بھی موجود تھی اسکو شک ہوا دیکھا اس نے کہ چہرہ ملکہ کا
متغیر ہو گیا ہے اور اس کے قبل کے واقعات قمہو کی زبانی سن چکی تھی بس اس نے ملکہ کے چہرہ کی بلائین لین اور عرض
کی کہ واری آخر تمہارے دلکا کیا حال ہے کچھ بیان تو کرو مین دیکھتی ہون کہ یہ قیدی تمکو نہایت عزیز ہین ملکہ نے کہا کہ دائی اماں
آپ سے پردہ کرنا بھی حماقت ہے اصل یہ ہے کہ مین جب ملک سارقیہ مین گئی تھی تو مین نے ان لوگون کو نہایت غفلت و

شان کے ساتھ دیکھا تھا آج گردش زمانہ سے اس حال پرملال مین دیکھ رہی ہون مجھے عبرت ہوتی ہے اور یہ خیال بھی ہے کہ یہ
لوگ جس ملک پر گئے اُسے تاخت و تاراج کر دیا سیکڑون خداوندیان بگاڑ دین ہزارون طلسم توڑ ڈالے اب یہان بھی
یہ آئے ابتدا ان لوگون کی کچھ ایسی ہی ہوتی ہے لیکن انجام مین فتح کا سہرا انھین کے سر رہتا ہے مثل مشہور ہے کہ جنگ دو سرا زرد
ہین کیا معلوم ان کی فتح ہو یا ہماری عقب مین اُن کے فوج دریا موج آتی ہوگی اور سردار و پیش روان ان سب کے
صاحبقران عالیشان ہین اگرچہ سن ابھی کم ہے لیکن خدا نے وہ جاہ و جلال حسن و جمال دولت و جاہ فوج و سپاہ عنایت
کی ہے کہ مثل و نظیر نہین ہے بہت قریب زمانہ ہے کہ صحرائے انجم حصار مین فوجون کے سوا کچھ نظر نہ آئے گا اگر وہ لوگ فتحیاب
ہوئے تو جس طرح اسوقت ہم اُن کے ساتھ پیش آئین گے اُسی طرح وہ ہمارے ساتھ بھی پیش آئین گے فہیم جادو
ایک جاہ ندیدہ اور ہوشیار ہے سمجھ گئی کہ یہ کسی سے تعلق خاطر رکھتی ہے ورنہ ایسی کون سوچتا ہے اگر بادشاہون کو یہی خیال
ہو تو کسی سے لڑین کاہے کو پہلے ہی سے صلح قائم کر لین جواب دیا کہ اے ملکہ ان قیدیون کی رہائی کیونکر ہو سکتی ہے جب تک
عزیزان کے آئین آئین یہ طلسم مین پہونچکر پھنس جائین گے پہلا طلسم زلزلہ ایسا مقام ہے جہان سے کوئی قیدی رہا ہو سکے
اگر تمھاری یہ مرضی ہو کہ یہ رہا ہو جائین تو یہ میرے امکان کی بات ہے کہ مین راستے مین جا کر نقاش صورت کش سے مقابلہ کرون
اگرچہ وہ ساحر زبردست ہے اُس پر غلبہ حاصل ہونا مشکل ہے مصاحب خاص ہے خداوند طلسم زلزلہ کا مگر ہان اگر کوئی فریب چل گیا یا
غفلت مین پھنس گیا تو مغلوب ہو سکتا ہے اگر تم کہو تو مین جاؤن اور قیدیون کو رہا کرا لاؤن ملکہ نے کہا اُن کی رہائی تو
بیشک مجھے منظور ہے لیکن ظاہر نہین علاوہ اس کے جہان اُن کی رہائی منظور ہے وہان تمھاری سلامتی بھی چاہتی ہون
یہ منظور نہین کہ تم اپنی جان دو اُس وقت قمر نقب زن نے کہا کہ اے مادر مہربان آپ کیون تکلیف فرماتی ہین
مین جاتا ہون اور اگر عیاری بن پڑتی ہے تو ابھی سب کو رہا کر کے لاتا ہون اور اگر مین بھی پھنس گیا تو اسوقت آپ کو اختیار
ہے یہ کہکر قمر نقب زن جانب صحرا روانہ ہوا اور جلدی جلدی قریب کے راستون سے گذر کر دہنہ طلسم کے قریب
پہونچا اور صورت اپنی جوگی کی بنا کر ٹھیک کو ٹھیک کر کے روشن کیا اور آسن مار کے بیٹھ گیا نعرے یا سامری یا جمشید
کے مارنا شروع کئے تھوڑی دیر گذرنے کے بعد دیکھا کہ آگے آگے نقاش صورت کش پیچھے پیچھے تمام سردار آرایون پر
بیٹھے ہوئے نمودار ہوئے نقاش صورت کش نے جو اس جوگی کو دیکھا قریب آیا جوگی برابر بڑبڑا رہا تھا اور آگ پر کچھ
بخور ڈالتا جاتا تھا نقاش صورت کش غور سے جوگی کو دیکھا کیا اور ہرچند اس نے فکر کی لیکن اس کی سمجھ مین نہ آیا کہ جوگی
کونسا اسم پڑھ رہا ہے آخر اس نے پوچھا کہ یہ کونسا اسم آپ پڑھ رہے ہین جوگی نے ہنس کے کہا کہ بچہ ابھی کچھ دنون علم سحر کو
سیکھو تو شاید تو سمجھ سکے نقاش صورت کش سمجھا کہ یہ کوئی بہت بڑا ساحر ہے اس کا علم مجھسے زیادہ ہے ہر گاہ اس کے بخور کو
سونگھنے لگا اور اپنے جسم کو دھونی دینے لگا اُدھر جوگی نے اور رائی سرسون کا لا دانہ وغیرہ آگ پر ڈالا اس کے
دھوان اُٹھتا ہی تو نقاش صورت کش لہرا کے وہین رہ گیا بس قمر نے خنجر کھینچکر نعرہ کیا اور چاہا کہ ذبح کر ڈالون ساتھ
ہی یہ خیال پیدا ہوا کہ یہ ملازم بہت بڑے شخص کا ہے یہ راز کھل جائے گا کہ کس نے اسے مارا بس نقاش کا منہ کھول کر پہلے تو
اس نے گیند عیاری کا حلق مین ٹھونسا اور بعد اُس کے زبان کھینچکر تکلہ سوزن کیا پھر ہاتھ جانب پشت باندھ دیئے اور
ایک گڑھا کھود کے اُس مین نقاش کو زندہ دفن کر دیا کہ گھٹ گھٹ کے خود ہی مر جائے گا بعد اُس کے آرایون کے
قریب آیا اور سوہن نکال کے سکندر کی قید کاٹنے کا قصد کیا سکندر رستم خو نے کہا کہ تو کون ہے قمر نقب زن نے
عرض کی کہ یہ وہی غلام ہے جس نے زندانخانے مین حضور کی خدمت کی تھی یا بہائے ملکہ آپ کی رہائی کی فکر کی اب دیر
مناسب نہین ہے پیشکے شاہزادہ سکندر نے کہا کہ اچھا تو ہٹ جا اور ہاتھ ہتھکڑیون کی بیڑیون مین ڈال کر جو زور کیا
تو قید کو مانند تار عنکبوت کے پارہ پارہ کر کے پھینک دیا پھر تو سب سردارون نے قیدین توڑین قمر نقب زن نے
عرض کی کہ وہ سامنے بیابان ہمارا ہے آپ سب صاحب اسی طرف تشریف لیجایئے اب یہان ٹھہرنا مناسب نہین ہے پیشکے

سب سردار تو جانب بیابان بہار روانہ ہوے اور قمہور نے آکر کیفیت رہائی سرداران اسلام بیان کی ملکہ نے
بہت بھاری خلعت عنایت کیا اور مصروف شغل سرود و ستار ہوئی لیکن حال سرداران اسلام کا سنیئے کہ یہ سب کے سب
پا پیادہ چلے جاتے ہین دور سے ایک باڑی تربوزون کی نظر آئی بس یہ سبکے سب بھوکے بھی تھے اور پیاس بھی لگی تھی
جا پہونچے اور تربوز توڑ توڑ کے کھانا شروع کیے وہ جو نگہبان بیٹھا تھا اُس نے ہرچند منع کیا مگر یہ لوگ کس کی سنتے
ہین آخر وہ اُٹھا ہوا صحرا کی طرف چلا گیا مالک اس صحرا کا دیوانہ بلغار تھا جب اُس کو خبر ہوئی کہ کچھ لوگ آئے اور اُنھون نے
بہت سے بچون کو مار ڈالا بس یہ چوبدست پکڑ کے چلا اور آتے ہی اس نے ایسی چیخ ماری کہ تمام صحرا گونج اُٹھا اور پکارا کہ
تم لوگون نے ہمارے بچون کو مار ڈالا ہم نے بہت دنون مین پرورش کیا تھا اب اُن کے بدلے تمھاری جان لین گے
یہ کہکر چوبدست کو سر پر پھرا کے سر طلحہ پر وار کیا کہ یہی آگے بڑھے ہوئے کھڑے تھے طلحہ کے پاس نہ سپر نہ گرز کس پر
پر وار روکتے دونون ہاتھ بلند کر دیے لیکن چوبدست جو پڑتی ہے دونون ہاتھ شانے پاس سے جاتے رہے اور طلحہ بیہوش
ہوکے گرے اسوقت ملوک بن مالک دوڑ کے قریب آگئے چوبدست سے لپٹ کر چاہا چھین لون ممکن نہوا آخر کشتی ہونے لگی
ایک مقام پر پاؤن ملوک کا موشخانہ مین جا رہا اوپر سے دیوانہ ریل کرکے چلا پاؤن ملوک کا ٹوٹ گیا سکندر نے
آواز دی کہ او دیوانے بس علیحدہ ہو جا کہ زخمی سے لڑنا خلاف سپہ گری ہے دیوانے نے چوبدست پکڑی اور
ملوک کو چھوڑ کر سکندر کی طرف چلا اور سردارون نے بڑھنے کا قصد کیا تھا کہ سکندر نے روکا اور خود سامنے آگئے
دیوانے نے چوبدست ماری سکندر نے ایک قدم آگے بڑھا کر دستہ چوب پر ہاتھ ڈال دیا اور جھٹکا مارا کہ چوب چھین لون
مگر دیوانہ بھی زبردست تھا اس نے چوب ہاتھ سے نہ چھوڑی اور لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی تمام دن کشتی رہی جب
شام قریب پہونچی تو دیوانے شانے پر سکندر کے چپت لگائی سکندر نے گلے پر گچا دیا اس نے گھبرا کے دوسری
جگہ منہ مارا سکندر نے تھپڑون پر دھر لیا آخرکار زنجیر کا بند پکڑ کے جو زور کیا سر سے بلند کرکے پٹکنے کا قصد کیا
اُس دیوانے نے امان مانگی فرمایا بشرط ایمان دیوانے نے کہا بشرط صحت خواب سکندر نے کہا یہ کیسا دیوانے نے کہا کہ
مجھے غور سے صورت اپنی دیکھنے دیجیے تو بتاؤن سکندر نے چھوڑ دیا دیوانے نے چہرہ سکندر کو غور سے دیکھا اور قدم چومے اور ہاتھ
باندھ کے عرض کی کہ بیشک خواب میرا سچا تھا اور دین آپکا برحق ہے جو آپکے مذہب مین آئے وہ کیا کہے فرمایا کلمہ طیبہ پڑھو دیوانہ کلمہ طیبہ پڑھکر
صدق دل سے مسلمان ہوا اور عرض کی کہ مین نے یہی خواب دیکھا تھا کہ ایک مرد بزرگ مجھسے ارشاد فرماتے ہین کہ تو اہل بہشت سے ہے اور دین اسلام
اختیار کریگا مین نے پوچھا کس طرح انھون نے کہا اس صورت کا ایک شخص خاندان صاحبقران سے آئیگا اور تو اسکے ہاتھ سے زیر ہوکر دین اُسکا
اختیار کریگا انھون نے جو علامتین بتائی تھین وہ سب آپ مین پائی جاتی ہین یہ کہکر شاہزادہ سکندر سے عرض کی کہ ہم تو
ہمیشہ جنگل مین رہتے ہین نہ ہم کو دھوپ کی فکر ہے نہ اوس کی آپ کے واسطے کونسی جگہ تجویز کرون کہ آپ کو راحت ملے
سکندر نے کہا کہ ہم راحت و تکلیف سبکے عادی ہین لیکن یہ بتاؤ کہ یہان سے قریب کوئی قلعہ کوئی ملک بھی ہے کہ اُسے
فتح کرین اور وہین بود و باش اختیار کرین دیوانے نے عرض کی کہ ایک قلعہ تو اسی صحرا مین ہے مگر ویران رہتا ہے مجھے شوق
نہین کہ مین اُسے آباد کرتا میرے ساتھ کے چالیس ہزار دیوانے سب آزاد منش ہین کوئی مکان بنانا یا مکان مین رہنا
پسند نہین کرتا سبکے سب صحرا صحرا پہاڑ پہاڑ مارے مارے پھرتے ہین سکندر نے کہا کہ چلو اُس قلعہ کو ہم دیکھین بلغار
دیوانہ سرداران اسلام کو ساتھ لیے ہوے قلعہ سنگین حصار مین آیا دیکھا سکندر نے کہ قلعہ نہایت شاندار مستحکم
بنا ہوا ہے گو عمارت پرانی معلوم ہوتی ہے لیکن اس وقت تک کہین سے شکست نہین سکندر نے نہایت پسند کیا اور
اُسی وقت تمام دیوانون کو بلا کے اُن سے کہا کہ اس قلعہ کو صاف کرو دیوانون نے دم بھر مین سارا قلعہ جھاڑ کے مثل
آئینہ کے کر دیا فرش زین وغیرہ تو خراب ہوگیا تھا لیکن اور بہت سا سامان راحت مہیا تھا دیوانے نے کہا کہ مین آپکے
واسطے گھوڑے اور رسد وغیرہ لاتا ہون یہ کہکر اس نے دس ہزار دیوانے اپنے ساتھ لیے اور جانب صحرا روانہ ہوا

اس نے یہ فکر سوچی تھی کہ زمینداروں پر دباؤ ڈال کے اُن سے یہ سب چیزیں وصول کروں گا جب رپورٹ اسکی بادشاہ تک پہونچے گی اُسوقت سمجھا جائے گا اس وقت تو کام نکلجائے گا دیوانہ اس فکر میں چلا جاتا تھا اور اُس طرف سے کچھ لوگ خراج شہر اختر یہ کاٹے ہوئے شہر انجم حصار کی طرف جارہے تھے کوئی پانچہزار سوار ہمراہ تھے اور افسر اُن کا سپہ سالار اختر شاہ کہ نام اُس کا گستہم گرد ہی تھا چند مرکب بھی نہایت نفیس ہمراہ تھے جو اختر شاہ نے اپنے شہنشاہ کی نذر کو بھیجے تھے بس جیسے ہی بلغار دیوانہ کو یہ خبر ملی کہ خزانہ جارہا ہی بس یہ دس ہزار دیوانوں سے چڑھ دوڑا اور نعرہ کرکے لوگوں کو قتل کرنا شروع کیا گستہم گرد کی فوج بھی لڑی گستہم کی نظر جو دیوانہ بلغار پر پڑی پکارا او دیوانے یہ کیا حرکت ہی ارے تو تو کبھی مال وخزانہ پر نظر بھی نہ کرتا تھا تو کیا کرے گا دیوانے نے کہا کہ اُسوقت تک میں اسے کنکر پتھر جانتا تھا مجھے نہ معلوم تھا کہ یہ کس مصرف کی چیز ہیں اور اس سے کیا کام نکلتا ہی اب تو مجھے معلوم ہو گیا کہ یہ بڑے کام کی چیز ہی گستہم گرد نے کہا کہ کیوں شامتیں آئی ہیں یہ حق بادشاہ کا ہی اگر اسے تو لے گا تو سزا پاے گا فوج شاہی آکر تیرا کام تمام کردے گی عاقبت تنگ ہوجائے گی تجھے اس بیشہ میں رہنا دشوار ہوجائے گا یہ سنکے دیوانہ ہنسا اور کہا کہ تجھ میں کچھ دم ہو تو سامنا کر ورنہ خزانہ رکھدے مجھے نصیحت نہ کر جو شخص کسی فعل کا ارادہ کرتا ہی وہ اُس کے نیک وبد کو پہلے سوچ لیتا ہی تجھے اگر کچھ دعوے ہی تو تلوار میان سے کھینچ گستہم گرد نے کہا کہ میں تجھے سڑی جان کر رعایت کرتا تھا تو یہ سمجھتا ہی کہ میں نے دبا پایا لے روک تو اسے یہ کہکر تلوار ماری دیوانہ بلغار نے وار اُس کا چوب پر روکا تلوار بالشت بھر چوب میں درآئی دیوانے نے ہاتھ کو کج دیا تلوار ٹوٹ گئی گستہم گرد نے قبضہ منھ پر دیوانے کے کھینچ مارا دیوانے نے خالی دیا اور چوبدست اُٹھاکر پکارا ؎ تو ضربے زدی ضرب با نوش کن + سہ شادی از دل فراموش کن + یہ کہکر چوبدست گران سنگ کا وار کیا گستہم گرد نے سپر بلند کی لیکن یہ چوبدست بھلا گستہم گرد سے رُکنے کی چیز کب ہی جو رُک جاتے چوبدست پڑتے ہی تڑاقے کی آواز بلند ہوئی ہاتھ گستہم گرد کے تھراتے چوبدست مع سپر سر پر آئی کہ سر گردن میں اور گردن سینے میں سینہ شکم میں اور شکم پشت مرکب میں مرکب زمین میں ایک چبوترہ بنکے رہ گیا جسوقت مین گرد برطرف ہوا تو سوا ایک ڈھیر کے کچھ نظر نہ آیا ہمراہیان گستہم گرد مال وخزانہ چھوڑکر بھاگ کھڑے ہوتے اور فریاد کناں جانب شہر انجم حصار روانہ ہوئے بادشاہ قلعہ انجم حصار کی فصیل پر ٹہل رہا تھا کہ کچھ لوگ روتے پیٹتے نمودار ہوئے کوکب انجم حصاری نے کہا دریافت تو کرو کہ یہ لوگ کیوں روتے ہیں اور سبب ان کے رونے کا کیا ہی ہرکارے گئے اور بعد دریافت حال عرض کی کہ اختر شاہ نے خراج بھیجا تھا سپہ سالار اُس کا حسب دستور خزانہ لئے چلا آتا تھا اور چند مرکب بھی نہایت عمدہ ہمراہ تھے راستے میں دیوانہ بلغار نے آکر مقابلہ کیا گستہم گرد مارا گیا خزانہ دیوانے نے چھین لیا یہ سنکے کوکب انجم حصاری نے کہا کہ یہ دیوانہ تو بہت زمانے سے بیابان بہار میں رہتا ہی لیکن یہ حرکت اس نے کبھی نہ کی تھی آج یہ اُس کے ذہن میں کیا آگئی جو اس نے ایسی حرکت کی ارے ہی کوئی اسی وقت سمعان دیو ہیبت نے عرض کی کہ کیا حکم ہوتا ہی کوکب انجم حصاری نے کہا کہ تم اپنی فوج کو لیکر جاؤ پہلے تو اُس سڑی کو سمجھانا اگر بآسانی روپیہ دیدے فہو المراد اور اگر آمادہ فساد ہو تو مار کر بیابان بہار بلکہ میری سرحد سے باہر نکال دینا اور لڑے تو سر کاٹ لانا سمعان دیو ہیبت نے عرض کی کہ ابھی اور اُسیوقت یہ کہکر اپنے لشکر میں آیا اور تیاری کرکے چالیس ہزار سواران نامی سے جانب بیابان بہار روانہ ہوا لیکن اول حال دیوانہ بلغار کا سنیئے کہ یہ خوشی خوشی مال وخزانہ ومرکب لئے ہوئے قلعہ سنگین حصار میں آیا شاہزادہ سکندر رستم خو نے فرمایا کہ ارے یہ سامان کہاں سے آیا دیوانے نے سرگذشت بیان کی سکندر نے کہا کہ یہ فعل تو برا ہی مگر مقتضائے وقت یہی ہی اس وقت میں چارہ ہی کیا ہی یہ فرماکر ایک مرکب مشکی اپنے لئے پسند کیا باقی مرکب اور سرداروں پر تقسیم فرمائے خزانہ کو قلعہ میں محفوظ کیا سامان قلعہ کا درست کرکے دیوانوں کو قلعہ داری وگولہ اندازی سکھانا شروع کی تیسرا روز ہوا اور صبح کا وقت شاہزادہ سکندر فصیل قلعہ پر ٹہل رہے ہیں سیر صحرا میں مصروف ہیں کہ ایک مرتبہ جانب [illegible] سے تتق گرد بلند ہوا اور آمد لشکر کے آثار نمودار ہوئے سکندر نے ہرکاروں کو واسطے دریافت حال کے روانہ کیا بعد

کچھ دیر کے ہرکارون نے آکر عرض کی کہ سمعان دیو ہیبت چالیس ہزار سوار سے دیوانہ کی فکر مین آتا ہی فرمایا کچھ پروا نہین
آنے دو اس وقت دیوانہ موجود نہ تھا شاہزادہ سکندر رستم خو نے فصیل قلعہ سے اُترکر قلعہ سے باہر نکلنے کا قصد کیا تمام سرداران
اسلام جلدی جلدی مسلح ہوکر ساتھ ہوے سکندر نے بیرون قلعہ آکر اُنھین بیس بائیس سردارون کی صف باندھی چند دیوانے
بھی قلعہ سے نکلکر صفین باندھ کے کھڑے ہوگئے کہ ایک مرتبہ دامن گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد سے سمعان دیو ہیبت
چالیس ہزار سواران جرار سے نمودار ہوا اور سامنے قلعہ کے آکر اُس نے صف باندھی اور پکارا کہ کہان گیا وہ دیوانہ جو خزانہ
شاہی لوٹ کے لایا ہی اور تم کون لوگ ہو جو قلعہ پر قبضہ کرکے بیٹھے ہو طلحہ بن لندھور نے جواب دیا کہ دیوانہ تو موجود نہین لیکن
ہمکو بھی اس وقت اُسی کی جگہ سمجھو تمہین آخر دیوانے سے کیا کام ہی سمعان نے کہا کہ وہ شاہی خزانہ لوٹ لایا ہی مین اُس کی
سرکوبی کو آیا ہون خیر اُس سے تو بعد کو سمجھا جائے گا پہلے تم اپنا حال بیان کرو کہ تم کون ہو اور اس قلعہ مین تم نے کس کے
حکم سے قیام کیا ہی مملوک بن مالک نے کہا کہ ہم خود حاکم ہین اپنی تلوار کے حکم سے قلعہ پر قبضہ کیا ہی یہ سنکے سمعان دیو ہیبت
ہنسا اور کہا کہ خیر دیوانے سے تو پھر سمجھا جائے گا اول تم لوگون سے اس قلعہ کا خالی کرانا واجب ہوا یہ کہکر مرکب کو چمکا کر
میدان مین آیا اور پکارا کہ تم مین سے ایک ایک آکے پاس مل کے آئین مین موجود ہون یہ سنکے مملوک نے کہا کہ ہم مین کا
ایک تیرے بادشاہ کی سلطنت اُلٹ دینے کو کافی ہی تو کیا چیز ہی جو تنہا مقابلہ کرنے کا عزم رکھتا ہے یہان آتے ہین یہ کہکر
سکندر کی طرف دیکھا سکندر رستم خو نے اجازت دی مملوک بن مالک مرکب کو چمکا کر سامنے سمعان کے آئے
سمعان نے نیزہ سنبھالا اور سینہ مملوک پر وار کیا مملوک نے وار اُس کا اپنے نیزے پہ گانٹھکے بند باندھا
سمعان نے اُس بند کو کھول کے اپنا بند باندھا دیر تک رد و بدل رہی آخر ستر ھوین طعن مین مملوک نے نیزہ ہاتھ
سے سمعان کے نکال دیا اتنے مین نگاہون مین سمعان کے تیرہ و تار ہوگئی دوڑکے آکر اپنے پرسے اپنا ساطور لیا اور
پکارا کہ غضب کیا تو نے کہ میرے ہاتھ سے نیزہ نکال دیا کب چھوڑتا ہون تجھکو یہ کہکر ساطور مارا مملوک نے سپر بلند کی وستہ
ساطور سپر پر پڑا اتراقہ ہوا سکندر نے تعریف کی کہ کس خوبصورتی سے وار رد کیا ہی یہ وہ ضرب ہی کہ رد ہی نہین ہوتا ہی
مملوک نے سلام کیا اور اپنا وار کیا سمعان نے سپر اُٹھائی تلوار نے سپر کو قلم کیا خود پر آئی سمعان نے سر پیچھے کھینچا تلوار سر
مرکب پر گری گردن مرکب سمعان کی قلم ہوئی مرکب نے چرخ مارا سمعان مرکب سے کود کے علیحدہ ہوا اور تلوار ٹیکتے
مملوک کی طرف چلا کہ اس کے مرکب کو بھی بے گرون مملوک نیزہ باز نے ہوا رادہ سمعان کا فاسد دیکھا مرکب سے کود پڑا
سمعان لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی شام تک کشتی رہی شام کو سمعان نے کہا کہ واقع مین تو زبردست ہی اور بہادر ہی مگر
اے جوان رات واسطے آرام کے ہوتی ہی اور دن کاروبار دنیا کے لئے اگر آرام پسند ہی تو جاکر آرام کر مین بھی آرام
لون صبح کو میرے تیرے پھر مقابلہ ہوجائے گا یہ سنکے مملوک نے کہا کہ ہم بغیر معاملہ یکسو ہوے میدان سے نہین
پلٹتے ہین یہ سنکے سمعان کو غصہ آیا اور کہا کہ کیا مجھے تو موم کا سمجھتا ہی لاؤ روشنی اُسیوقت دونون جانب سے روشنی آگئی
کشتی ہوا کی تمام رات کشتی رہی دن کو بھی علیحدہ نہوے کوئی پہر بھر دن چڑھا ہوگا کہ صحرا سے زنجیر کی آواز کان مین آئی دیکھا
کہ دیوانہ چلا آتا ہی یہان جو دیوانے نے یہ معرکہ دیکھا پوچھا کہ کیا ہی اس کے ہمراہیون نے بیان کیا کہ سمعان دیو ہیبت
سے مقابلہ ہو رہا ہی دیوانہ بھی پاس سے آکر دیکھنے لگا تیسرے روز مملوک بن مالک نے لنگر سمعان کا توڑا اور سر سے بلند
کرکے زمین پر مارا کود کے چھاتی پر سوار ہوا اور مشکین باندھ کے میدان سے پھرا ہمراہیان سمعان روتے پیٹتے خدمت مین
بادشاہ کے آئے اور کیفیت سمعان کے زیر ہونے کی بیان کی یہ سنکے کوکب انجم حصاری کو نہایت تعجب ہوا اب
اس نے کہا کہ چھیڑنا ان لوگون کا مناسب نہین ہی بہتر یہ ہی کہ ایک نامہ خداوند کے نام لکھ کے روانہ کیا جائے اُسیوقت
دبیر کو حکم دیا کہ نامہ تحریر کرے دبیر نے نامہ لکھ کے تیار کیا مضمون یہ تھا کہ یا خداوند آپ کا مصاحب لقا تیر صورت
کش چند سرداران اسلام کو گرفتار کرکے لایا تھا نہین معلوم راستے مین کیا افتاد پیش آئی کہ وہ لوگ چھوٹ گئے

اب انھوں نے قیامت برپا کر رکھی ہے لہٰذا آپ سے اطلاع کرنا ضرور ہوا کہ اپنے سرداروں کو بلوا لیجیے ورنہ یہ میرے شہر میں آفت برپا کریں گے نامہ دار تو نامہ لے کر جانب طلسم زلزلہ روانہ ہوا اور یہاں کوکب انجم حصاری نے دس پہلوانان نامی و گرامی کو جمع کر کے دو لاکھ سواران کے ہمراہ کئے اور کہا کہ جا کے قلعہ کا محاصرہ کرو اور اُن قیدیوں کو گرفتار کر لاؤ ورنہ یہ فتنہ و فساد برپا کریں گے دس سردار جانب قلعہ سنگین حصار روانہ ہوئے ان کو تو راستے میں چھوڑا جاتا ہے لیکن یہاں

چند کلمے داستان دیو چہار سر کے بیان کئے جاتے ہیں ساقی نامہ

پلا ساقیا جام مے تیز و تند
میں دکھلاؤں پھر مجھ کو دیوون کی جنگ
قوی میں نہیں گرچہ طاقت ہے اب
مجھے اُس سے ملنے کا ارمان ہے

طبیعت ہے مدت سے کچھ اپنی کند
وہ مے دے کہ جس سے روانی بڑھے
مگر دل کو ہے شوق بنت العنب
خدارا تو اب بھر کے ساغر پلا

وہ مے دے کہ دونی ہو جس سے ترنگ
بڑھاپے میں زور جوانی بڑھے
مری روح ہے وہ مری جان ہے
کہ مہمان کچھ دن کا ہوں ساقیا

راوی بیان کرتا ہے کہ ایک مدت سے دیو چہار سر اس قلعہ میں رہتا تھا تھوڑے زمانے سے ایک پری کے عشق میں اس نے اپنا قلعہ کا ترک کیا تھا اور فراق میں اختر پری کے صحرائے پرستان میں مارا مارا پھرا کرتا تھا اور اختر پری قید میں فیروز دیو کے تھی کہ وہ دیو چہار سر سے بھی زبردست تھا دیو چہار سر اس پر قابو نہ پاتا تھا ایک روز دیو فیروز صحرا میں سو رہا تھا کہ ادھر سے دیو چہار سر آتا تھا اس نے دیکھا کہ دیو فیروز سو رہا ہے بس یہ سوچا کہ اس سے بہتر موقع نہ ہاتھ آئے گا دیو چہار سر نے وار شمشاد و سر پر دیو فیروز کے مارا چونکہ دیو چہار سر اس سے خائف تھا ڈر میں ضرب دیو کی شاخ پر پڑی شاخ ٹوٹ گئی اور دیو فیروز تڑپ کے اٹھ بیٹھا دیکھا کہ ایک دیو وار کر کے کھڑا ہے دیو فیروز نے ڈانٹا کہ تو کون ہے دیو چہار سر بھاگا اور دیو فیروز تعاقب میں دوڑا اگرچہ شاخ سے خون بہہ رہا تھا لیکن دیو فیروز تعاقب نہ چھوڑتا تھا یہاں تک کہ دیو چہار سر بھاگتے بھاگتے قلعہ سنگین حصار میں آیا یہاں اس وقت سکندر رستم خو فصیل قلعہ پر بیٹھے تھے اور تمام سردار گرد و پیش جمع تھے سمعان کو طلب کیا تھا سمعان بھی حاضر تھا کہ ایک مرتبہ دیو چہار سر بھاگتا ہوا آ کے قلعہ میں گھس آیا یہاں آدم زادوں کو دیکھ کر پکارا کہ ارے میری جان بچاؤ ساتھ ہی دیو فیروز بھی پیدا ہوا اِس سکندر نے ڈانٹا کہ خبردار آگے بڑھنے کا قصد نہ کرنا کہ دیو چہار سر ہمارے دامن میں چھپا ہے دیو فیروز نے کہا کہ آپ گرفتار کر کے ہمارے سپرد کر دو ورنہ دیو چہار سر کے ساتھ تمہاری جان بھی جائے گی تم سب کو ہلاک کر جاؤں گا سکندر نے کہا کیا بکتا ہے بس دیو فیروز نے ہاتھ بڑھایا اور چاہا کہ سکندر کو اٹھا کے لے کر جاؤں سکندر نے ہاتھ پکڑ کے کھینچا دیو نے چاہا دوسری شاخ پر اٹھاؤں سکندر نے شاخ پکڑ کے لنگر مارا کہ دیو کا سر زمین سے لگ گیا سکندر نے دونوں پاؤں شانوں میں دیو کے اڑا کے شاخ کو بل دے کے جو جھٹکا مارا دھڑ سے سر کھینچ لیا لاش دیو فیروز کی پھڑکنے لگی یہ زور سکندر کا دیکھ کر سمعان نے تو ہاتھ چوم لئے اور عرض کی کہ تیرے غلاموں کی غلامی میں مجھ کو فخر ہے اور دیو چہار سر کے ہوش اُڑ گئے کہ جب ان آدم زادوں نے اس دیو کو مار لیا تو میری کیا حقیقت ہے سکندر رستم خو نے دیو چہار سر سے پوچھا کہ تو کون ہے دیو چہار سر نے عرض کی کہ میں اس قلعہ میں رہتا تھا اختر پری کے عشق میں سکونت میں نے یہاں کی ترک کر کے پرستان میں رہنا پسند کیا تھا مگر اس دیو کے باعث اُس پری پر قابو نہ پاتا تھا اور میرے دل میں اس دیو کی طرف سے کینہ تھا میں نے سوتے میں اس پر حملہ کیا یہ جاگ اٹھا میں بھاگا تو یہاں آیا یہ بھی میرے ساتھ آیا آخر آپ کے ہاتھ سے مارا گیا میں آپ کا بندہ بے دام ہوں کہ آپ نے جان بھی بچائی اور معشوق کے ملنے کی بھی امید ہوئی فرمایا تیرا مذہب کیا ہے دیو چہار سر نے کہا کہ ابلیس پرست ہوں فرمایا خدا پرستی اختیار کر ابلیس پر لعنت کر دیو چہار سر از صدق مسلمان ہوا اور عرض کی کہ اب میں اپنی معشوقہ کو

لینے کو جاتا ہوں یہ کہکر دیو چہار سر جانب پرستان روانہ ہوا وہان اختر پری ایک گنبد کہنہ مین برسون سے قید تھی
دیو فیروز کے اختیار مین بھی کوئی قابو نہ پاتی تھی دیو اگرچہ قابل اس کے نہ تھا کہ کسی عورت سے دل بہلائے لیکن پہلین
مین پڑکے جوانی پری کی برباد کر رکھی تھی پری خود بھی دیو چہار سر پر مائل تھی کیا ایک دیو چہار سر ہو گیا اور پری سے قصہ کل
دیو فیروز بیان کیا پری نہایت خوش ہوئی اور کہا کہ اول مین ان آدمزادون کی مشتاق ہون جنھون نے اس دیو کو مارا
دیو چہار سر پری کو اپنے کاندھے پر بٹھائے ہوے قلعہ سنگین حصار مین آیا اور صحبت مین شاہزادہ سکندر کے پری کو
بٹھا دیا سکندر رستم خو نے کہا کہ اے دیو چہار سر اسے لیجا اور قلعہ کے کسی مکان مین اچھی طرح رکھ لیکن ہمارے کسی معاملہ مین
دخل نہ دینا بالفعل ہم سے جنگ درپیش ہے اور جنگ مین فتح بھی ہوتی ہے شکست بھی تم ہماری اعانت کا قصد نہ کرنا دیو چہار سر
نے عرض کی کہ کیا مجال ہے جو بغیر اجازت مین دخل دون یہ کہکر دیو اپنی پری کو لئے ہوئے ایک مکان مین آیا اور مصروف
عیش و عشرت ہوا شاہزادہ سکندر رستم خو کو دعائین دیتا تھا یہان شاہزادہ سکندر رستم خو کا جی جو گھبرایا دیوانہ بلغار سے فرمایا
کہ ہم شکار کو جائینگے یہان کس صحرا کی طرف شکار کثرت سے ملتا ہے دیوانے نے عرض کی کہ یہان ہر طرف شکار
بکثرت ہے مگر میری تو گذر صحرائی جانورون پر ہی ہے شاہزادہ سکندر سے طلحہ بن لندھور نے عرض کی کہ حضور تو تشریف
لئے جاتے ہین ہمین کس پر چھوڑے جاتے ہین فرمایا کہ تم ہمیشہ صاحبقران کے قائم مقام رہتے ہو یہان میرے قائم مقام
تم ہو مین بہت جلد شکار سے واپس آؤن گا یہ فرما کر جانب صحرا روانہ ہوے صرف دیوانہ بلغار کو برائے راہبری ہمراہ
لے لیا تھا تمام دن شکار کیا بہت سے آہو صید کر کے سرداران اسلام کے واسطے بھیجے ایک آہو کو ذبح کر کے صحرا مین
کباب لگائے خود بھی نوش کیا دیوانے کو بھی اپنے ساتھ کھلایا قریب شام چلے راستہ بھول کے کدھر کے کدھر نکل گئے
ایک مقام پر پہونچ کے گانے کی آواز کان مین آئی ادھر ادھر دیکھنا شروع کیا کچھ معلوم نہ ہوا سکندر حیران تھے کہ
یہ آواز کس طرف سے آرہی ہے دیوانہ بلغار نے عرض کی کہ اے شہریار شب تاریک ہے صحرا مین ہاتھ کو ہاتھ سوجھتا نہین خدا جانے
کیا اسرار ہے یہ آواز کہان سے چلی آتی ہے ذرا کسی درخت کے سایہ مین توقف فرمایئے جس وقت ماہتاب بلند ہوگا تو
دیکھا جائے گا اتنے مین دیکھا کہ ایک جانب سے کچھ روشنی نظر آئی سکندر نے اس طرف دیکھنا شروع کیا تھوڑے
عرصہ مین ایک عورت لالٹین لیے ہوے دکھائی دی جب قریب آئی تو دیکھا کہ کہاری وضع ہے پوچھا بی مہری تم کہان سے
آئی ہو کہاری نے عرض کی کہ ہماری شاہزادی آپ کو بلا رہی ہین سکندر نے کہا کہان ہین کہاری نے کہا کہ وہ کیا
سامنے باغ ہے اُسی کے برآمدے پر صحبت رقص و سرود برپا ہے جس وقت آپ شکار مین مصروف تھے اُس وقت ملکہ
نے حضور کو دیکھا تھا سکندر نے کہا چلو آگے آگے کہاری لالٹین لئے ہوے چلی اور پیچھے پیچھے شاہزادہ سکندر اور ان کے
پیچھے دیوانہ جاتے جاتے دور پہونچ کے دروازہ باغ کا نظر آیا دیکھا سکندر نے کہ دروازہ باغ پر اور ایک خواص
موجود ہے سکندر کو دیکھتے ہی سلام کیا اور کہا کہ خوب ملکہ کو راستہ دکھلایا پریشان کیا ہے جلدی چلئے ملکہ نے خاصہ
نہین نوش فرمایا ہے سکندر رستم خو حیران کہ یہ کونسی ملکہ ہے اور عشق اس حد تک کیونکر طول کھینچ گیا خلاصہ یہ کہ وہ خواص
ساتھ ہوئی سکندر ہمراہ اس خواص کے چلے جاتے ہین ہر روش پٹری نہایت درست ہے لیکن رات کی سیاہی بھی
حسن و قبح پر پردہ ڈالے ہوے ہے یہانتک کہ شاہزادہ قصر یاقوت نگار مین پہونچا دیکھا کہ ایک نازنین ماہ جبین آفت
ہوش مسند سے لگی ہوئی بیٹھی ہے سامنے گائین حاضر ہین طبلے پر تھاپ پڑ رہی ہے گانا ہو رہا ہے مصاحبین گرد و پیش جمع
ہین خواصین سامنے ادب سے ہاتھ باندھے ہوے کھڑی ہین جیسی ہی نظر ملکہ کی سکندر کے چہرہ زیبا پر پڑی اپنے
مقام سے اٹھ کر تالب فرش برائے استقبال آئی اور شاہزادہ سکندر کا ہاتھ پکڑ کے مسند تک لا کے صدر مین
جگہ دی ایک خواص نے عرض کی کہ اے ملکہ آفاق اب خاصہ تناول فرمایئے اس کے بعد رقص و سرود ہو
تو بہتر ہے کہ حضور عادی سویرے کھانا کھانے کی ہین اور آج شاہزادے کے انتظار مین اسقدر دیر ہوگئی ملکہ نے فرمایا

کہا اچھا دسترخوان بچھاؤ اُسیوقت دسترخوان چناگیا ملکہ نے کہا آئیے تشریف لائیے جو کچھ نان و نمک حاضر ہے اُسے قبول فرمائیے سکندر حیران ہو کہ یہ ماجرا کیا ہے نہ کبھی کی جان پہچان اور یہ بے تکلفی یہ ایسے محو ہوے کہ یہ بھی نہین پوچھتے کہ تم مسلمان ہو یا کافر ساتھ ملکہ کے بیٹھ ہی تو گئے دیوانہ سے ملکہ نے کہا کہ آؤ تم بھی آؤ دیوانہ بھی برابر شاہزادے کے آکے بیٹھا لیکن ادب کے ساتھ پیچھے دبا ہوا ملکہ نے کہا بسم اللہ شاہزادے نے بے تکلف کھانا کھایا اور شکر خدا بجالایا جب کھانے سے فراغت ہوئی تو وہی صحبت رقص و سرود پھر آراستہ ہوئی گانیوالیان حاضر ہوئین اور گانے بجانے مین مصروف ہوئین ایک پری جمال نے یہ غزل شروع کی

غزل

خوشی سے جو بڑا ہین حوصلے ایسے بھی ہوتے ہین
فلک سے زمین کو زلزلے ایسے بھی ہوتے ہین
شب فرقت مگر رونے تڑپنے پر نہ سہنس جاہم
رہا قابو نہ دلبر ولولے ایسے بھی ہوتے ہین
ستاتی تھی بہت فرقت مین ہم کو خانہ ویرانی
یہان مین اہل دل کے حوصلے ایسے بھی ہوتے ہین
تکلف کیا جو دست نازک قاتل کو دی زحمت
رہے دونون ہی ناخوش فیصلے ایسے بھی ہوتے ہین
بدی ہو جائے نیکی سلسلے ایسے بھی ہوتے ہین
نکالے سے نہ نکلین ولولے ایسے بھی ہوتے ہین
کلیجہ ملکے رہتے ہین کہ نکلی آہ کیون منھ سے
کہ بیکاری مین اکثر مشغلے ایسے بھی ہوتے ہین
گوارا کی اسیری آپ بن کر مجرم الفت
لگا دی آگ خود ہی دلجلے ایسے بھی ہوتے ہین
ورم سے دونون آنکھوں کے ہے ظاہر جوش گریہ
گلا خود کاٹ ڈالا منچلے ایسے بھی ہوتے ہین
تلاش راہبر راہ عدم مین آرزو کیون ہو
مٹا دین باہمی رنجش گلے ایسے بھی ہوتے ہین
تڑپنے پر مرے دل سن ستمگر کا دھڑک اٹھا
عجب انداز ناز ہو گئے ایسے بھی ہوتے ہین
چلا ہون لے اجازت جلوہ گاہ یار کی جانب
رسائی کے یہان مین سلسلے ایسے بھی ہوتے ہین
حقیقت دل کی کیا ہے تم کہو تو جان تک دیدون
جو بہ کہا اور ابھرین آبلے ایسے بھی ہوتے ہین
ملا وہ مجھکو محشر مین نہ اُس نے غیر کو پایا
روانہ قافلے کے قافلے ایسے بھی ہوتے ہین

غرضکہ تمام رات یہی صحبت رہی ادھر تو رنگ فلک بدلا اور صحبت انجم مین ابتری پیدا ہوئی اُدھر ملکہ نے شاہزادے کی طرف دیکھکر کہا خدا حافظ اور ایک دھوان بن کر ساری محفل مع باغ نظرون سے غائب ہوگئی اب جو سکندر نے دیکھا تو ایک صحرائے لق و دق کے سوا اور کچھ بھی نہین ہے سکندر حیران تھا کہ یہ کیا ماجرا ہے دیوانہ بلغار ایک مرتبہ رونے لگا سکندر نے کہا کہ کیون روتا ہے دیوانے نے عرض کی کہ اے شہریار غضب ہوگیا ہم ایسی بلا مین پھنس گئے کہ اب تابہ زیست رہائی حاصل نہوگی معلوم ہوتا ہے کہ ہم قلعہ سنگین حصار سے شمال کی جانب اٹھارہ کوس نکل آئے لوگون سے سنا تھا کہ قلعہ سنگین حصار کے شمالی حصہ مین کچھ عجائبات نظر آتے ہین اور اگر کوئی بھولا بسرا آنکلتا ہے تو اسی صحرا مین ٹکرا ٹکرا کے مرجاتا ہے پھر اُسے رہائی نصیب نہین ہوتی ہے خدا جانے یہان کیا اسرار ہے بعد اس کے جو اُس نے غور سے دیکھا تو قلعہ سنگین حصار کا ایک منارہ دور سے نظر آیا جس سے صاف ظاہر ہوگیا کہ ہم قلعہ کی شمالی جانب آگئے ہین دیوانہ تو رونے پیٹنے لگا لیکن شاہزادہ سکندر ہنس پڑے اور فرمایا کہ اے دیوانہ بلغار اپنے کو آپ ہلاک کرنے سے کیا فائدہ ہے بیشک تقدیر گردش مین ہے اسی وقت تک ہم یہان پھنسے ہوے ہین اور جس روز تقدیر گردش سے نکلی اسی دن ہم یہان سے نکل گئے اور اگر خدا نے قسمت مین یہین کا آب و دانہ تحریر کر دیا ہے تو یہ مرضی اُس کی کیا چارہ ہے بہر نوع بیتابی سے کچھ حاصل نہین دعا کرو کہ خدا جلد نجات دے اور اے بلغار جب قلعہ کا منارہ سامنے معلوم ہوتا ہے تو اُسی طرف کیون نہین چلتے ہو دیوانے نے کہا کہ چلیئے شاہزادہ ہمراہ دیوانہ بلغار کے قلعہ کی سیدھ باندھ کے چل نکلا دن بھر کی رہروی مین بہت سے آہو صید کئے لیکن شام ہوتے ہی اب جو خیال کرتے ہین تو جس مقام سے چلے تھے وہین موجود ہین سکندر نے لاحول پڑھا شام ہوتے ہی تاریکی تمام عالم مین محیط ہوگئی آوازین درندون کی آنے لگین دوسرا ہوتا تو زہرہ اُس کا آب ہو جاتا تھوڑی دیر کے بعد پھر اسی طرح گانے کی آواز کان مین آئی شاہزادے کو خیال تھا کہ آج پھر وہی کہاری یا کوئی اور بلانے کو آئے گا لیکن انتظار مین بہت عرصہ کھینچا اور کوئی بلانے کو نہ آیا آخر شاہزادے نے دیوانے سے کہا کہ چلو بھی جی گھبرا رہا ہے بھلا خیر کچھ دل تو بہلے گا دیوانے نے کہا چلیئے شاہزادہ دیوانے کو ساتھ لیکر جانب باغ روانہ ہوا جاتے جاتے دروازہ باغ پر پہونچے تو آج دروازہ بند پایا اور سامنے دروازے کے ایک دیو کو بیٹھے دیکھا دیو نے جو سکندر کو آتے

دیکھا آواز دی کہ تو کون ہے جو محل شاہی کی طرف آتا ہے پلٹ جا ورنہ تیرے حق میں اچھا نہ ہوگا سکندر نے فرمایا کیا جھک مارتا
ہے محل شاہی کیسا کل ہم اس باغ میں آکر پریشان ہو چکے ہیں آج پھر جائیں گے دیو نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے تجھکو تیری قضا
کھینچ کر اس طرف لائی ہے بس خیریت اسی میں ہے کہ پلٹ جا ورنہ پچھتائے گا سنا کہ آج میں بھوکا بھی ہوں کہ صبح سے سوا چند آہوؤں
کے کوئی بیل گاؤ ملا نہ کوئی شیر نظر آیا کہ شکم سیر ہوتا سکندر نے کہا ملعون دور ہو ورنہ سزا دونگا دیو ہنسا اور منھ
اپنا کھول کے کہنے لگا کہ آؤ دیر کیا ہے یوہیں نگل جاؤں اور اگر سختی کرے گا تو چبا چبا کے ہڈیاں سرمہ کر کے کھا جاؤں گا سکندر
نے ایک پتھر اٹھا کر دیو کے حلق میں ڈالدیا دیو نے منھ مارا تو دانت پتھر پر پڑا اور ٹوٹ گیا بس اس نے پتھر کو تو اوگل دیا
لیکن غصہ میں سکندر کی طرف بڑھا کہ کھا ہی لونگا سکندر نے شاخ سر دیو کی پکڑلی اور جھٹکا مارا دیو نے چاہا
کہ شاخ پر اسکا اٹھا لوں اسی کشاکش میں شاخ دیو کی ٹوٹی دیو چیخ مارکے اندر باغ کے گھس گیا سکندر بھی تعاقب میں
چلے دیو نے ایک چیخ ماری کہ ہزارہا دیو پیدا ہوئے ہر طرف سے سکندر پر حملہ کیا سکندر نے تلوار کھینچی اگرچہ شاہزادہ
تنہا ہے صرف دیوانہ بلغار ساتھ ہے تو اس کو بھی پشت پر لے لیا ہے کہ شاید یہ جنگ دیوان کی تاب نہ لاسکے اور آپ تن تنہا
دیوؤں کا مقابلہ کر رہے ہیں لاشیں پر لاشیں گر رہی ہیں مگر چلے ہی آتے ہیں اور شور کرتے ہیں کہ مار لو اس سرکش کو
یہ جانے نہ پائے شاہزادہ نیرنگ قاف کے مرحلوں کو سر کئے ہوئے ہے کس کی مجال ہے جو تاب مقابلہ لاسکے صبح تک
ہزارہا دیوؤں کو قتل کیا ایک مرتبہ صبح ہوتے ہی دیو مانند پرچھائیوں کے نظر آنے لگے اور روشنی ہوتے ہی وہ
پرچھائیاں بھی غائب ہو گئیں زمین کو جو دیکھا تو کیسا سبزہ لہلہا رہا ہے دیو کیسا ایک مچھر کی لاش بھی نہیں ہے سکندر نے
دیوانے سے کہا کہ تم بھی شاہد ہو کہ رات کو میں نے ہزارہا دیوؤں کو قتل کیا تھا اس وقت کچھ بھی نہیں یہ کیا معاملہ ہے دیوانے
کے تو رونگٹے کھڑے ہوگئے اس نے کہا اے شہریار خدا ہی اس صحرا سے زندہ نکالے گا تو رہائی ہوگی ورنہ پہنچے تو
بہت ہی برے ہیں فرمایا کچھ پروا نہیں اگر زندگی ہے تو بزور رہائی کو قریب جانو اور اگر خاک یہیں کی ہے تو مجبوری ہے یہ
فرما کر اس سرزمین سے علیحدہ ہوئے جاتے جاتے ایک چشمہ آب پر پہونچے منھ ہاتھ دھویا نماز صبح قضا ہو گئی تھی ادا کی
کچھ جنگلی میوہ کھایا کہ بھوک کے مارے برا حال تھا شکر خدا بجا لائے کچھ دیر ایک درخت کے نیچے قیام کیا دیوانہ نے
عرض کی کہ حضور سو رہیں تو بہتر ہے کہ دو راتیں جاگتے گذر چکی ہیں آج شب کو دیکھئے کیا مرحلہ پیش آئے شاہزادہ نے
زین پوش بچھا کے آرام فرمایا گھوڑے چرنے لگے اور دیوانہ بلغار تنہ درخت پر تکیہ کر کے اس ارادہ سے بیٹھا کہ
جبتک شاہزادہ آرام کرے میں جاگتا رہوں لیکن اس کی بھی آنکھ لگ گئی اور شاہزادہ بھی سو گیا بعد کچھ دیر کے
جو آنکھ کھلی تو مرکبوں کو نہ پایا سکندر نے کہا کہ غضب ہوا مرکبوں کا گم ہونا ہمارے حق میں اور بھی برا ہوا خیر
ع - ہرچہ آید بسر من بانصیب - یہ فرما کر اٹھے ظہرین کو ادا کرکے دیوانہ سے کہا کہ کچھ خشک لکڑیاں جمع کرو دیوانے
نے لکڑیاں جمع کیں سکندر نے چند طائر صید کئے دیوانہ نے طائروں کو ذبح کر کے کباب لگائے شاہزادہ کو
کھلائے آپ بھی کھائے چشمہ آب سے پانی پیا سکندر نے کہا کہ اے بلغار دیوانہ آج جو ایک طرف کو چلو تو علامت راہ
قائم کرتے چلو تاکہ معلوم ہو کہ ہم نے کتنی راہ طے کی اور ہم کہاں تک پہونچے دیوانہ نے عرض کی کہ بہت خوب بس
اسیوقت دیوانہ گلک کے جنگل کی طرف گیا اور بہت سے نیزے توڑ لایا کہا تشریف لے چلئے سکندر رستم خو نے قلعہ
سنگین حصار کی سیدھ باندھ کے راستہ لیا دیوانہ جا بجا گلک کے نیزے قائم کرتا ہوا چلا کہ اب تو منزل مقصود تک پہونچنے
میں آسانی ہوگی دن بھر سیر کی اور شام کو جو دیکھا تو اسی مقام پر موجود ہیں جہاں سے چلے تھے سکندر نے کہا
کہ اے بلغار اپنے قائم کئے ہوئے نشانات کو تو دیکھو دیوانہ نے ایک درخت بلند پر چڑھ کے جو خیال کیا تو جس جگہ
سے نشان شروع ہوئے ہیں ایک دوسرے کے ساتھ اسی مقام پر ختم ہو گئے ہیں گویا ایک دور کر کے پلٹ آئے
ہیں سکندر حیران تھے کہ یہ کونسا راستہ کا پیچ ہے بقول شاعر [illegible]

پاتون مین + اے بلغار آج فاقہ بھی ہوا نہ تو کوئی جانور صید کیا اور نہ پھل درختون سے توڑے دیوانہ نے عرض کی کہ اگر مجھے حکم ہو تو مین جاؤن کچھ پھل درختون کے توڑ کر لے آؤن سکندر رستم خو نے کہا کہ اب شام قریب ہی ایسا نہو کہ تم کسی آفت مین مبتلا ہو جاؤ اس سے بہتر یہ ہی کہ یا تو ہم تم ساتھ چلین یا تکیہ خدا پر کرین وہ رازق العباد خود ہی رزق پہونچاوے گا بے تکس ہرگز نہ ماند عنکبوت + رزق را روزی رسان پر می دہد + یہ فرما کر تیمم سے نماز پڑھی اور ایک جگہ بیٹھ گئے اب سیاہی شب کی پھیلی عالم پر دہ ظلمات نظر آنے لگا اور وہی آواز ساز و سرود پھر پیدا ہوئی سکندر رستم خو نے دیوانہ بلغار سے کہا کہ چلو پھر اسی محفل مین چلین دیوانہ نے عرض کی کہ کل کا سانحہ کیا حضور کو فراموش ہو گیا سکندر نے کہا کہ خوب یاد ہی مگر پہرسون تو پہونچ گئے تھے دیوانہ نے عرض کی کہ پہرسون تو خود ایک عورت آکر اپنے ساتھ لے گئی تھی کل ناخوانده مہمان کی طرح گئے تھے اس کا انجام آپ نے دیکھا فرمایا خالی بیٹھنے سے تو بہتر ہی ایک شغل بیکاری ہی سہی دیوانہ نے عرض کی کہ مین ہمراہ رکاب ہون سکندر اٹھ کر باغ کی طرف چلے آج ہر چند تلاش کیا باغ کا راستہ ہی نہ ملا صبح ہو گئی دیوانہ نے عرض کی کہ اے شہریار اب خدا پر تکیہ کر کے جانورون کو صید کر کے کباب لگائیے اور کھائیے پھرنے مین سوا پریشانی کے اور کیا حاصل ہوگا جس وقت خدا کو رہائی منظور ہوگی تو خود ہی کوئی شکل نکلے گی ان کو تو اس پریشانی اور سرگردانی مین چھوڑا جاتا ہی اور

اول کچھ حال فتانہ جادو مالک بیابان سرگردان کا بیان کیا جاتا ہی

ساقیا ہی جو جستجو تیری
ہان ذرا چھیڑ ذکر بنت عنب
غنچہ دل کا میرے کیا کھلنا
دل مین اک میٹھا میٹھا درد اٹھا

دل مین مستی ہی آرزو تیری
لذت دیتی ہی گفتگو تیری
رنگ میرا ہی اس مین بو تیری
یاد آئی جو گفتگو تیری

مین وہ گل ہون ہی جس مین بو تیری
ہو تلاش اپنے دل کی اب مجھکو
کام دیر و حرم سے کیا مجھکو
اے منعم اس بہر زمانے مین

ہون وہ بلبل ہی آرزو تیری
اس سے پہلے تھی جستجو تیری
لئے پھرتی ہی آرزو تیری
رکھ لے اللہ آبرو تیری

واضح رہے ناظرین باتمکین ہو کہ حاکم اس صحرا کی فتانہ جادو ہی اس نے تمام صحرا کو طلسم بند کر رکھا ہی کہ جو شخص اس طرف نکل آئے وہ پلٹ کے نہ جانے پائے جو آتا ہی وہ کچھ دنون پریشانی اٹھاتا ہی آخر فتانہ کا مطیع ہو کر خدمت بجا لاتا ہی سیکڑون امیرزادے اس کی غلامی کرتے ہین جو آیا وہ یہین کا ہو رہا سکندر رستم خو کے حسن و جمال پر شیدا ہو کے اس نے پہلے روز تو اپنی صحبت مین بلا لیا لیکن جب اس کو علم سحر سے یہ بات دریافت ہوئی کہ یہ مجھسے رضامند نہوگا تو اس نے شاہزادہ کو پھر اسی حیرانی و سرگردانی مین مبتلا کیا تین چار روز گذرنے کے بعد اس کی بھانجی ملکہ طناز جادو اپنی خالہ سے ملنے کو آئی جس وقت پلٹ کے جانے لگی تو اس نے سکندر کو سرگردان و پریشان پایا یہ شاہزادے کے حسن و جمال پر شیفتہ ہوئی اپنی وزیرزادی شرارہ جادو سے کہا کہ اس کو بچہ بن کے اٹھا لے چلو شرارہ جادو نے کہا مجھے حکم بجا لانے مین کچھ عذر و انکار نہین لیکن آپ نے نتیجہ بھی سوچ لیا ہی کہ کیا ہوگا جس وقت ملکہ فتانہ جادو کو معلوم ہوگا کہ ایک قیدی ہمارا اگم ہوا تو سوا آپ کے کس پر خیال ہوگا طناز جادو نے کہا کہ دیکھا جائے گا شرارہ جادو بچہ بن کے گری اور سکندر کو اٹھا کے لے چلی گئی دیوانہ دیکھتے رہ گیا اور شاہزادے کے فراق مین اس نے گریبان چاک کیا شرارہ جادو اور طناز جادو سکندر کو لئے ہوے اپنے باغ مین آئین شاہزادہ متوحش ہوا سے بیہوش ہو گیا تھا ملکہ نے شاہزادے کو لخلخہ زعفران معنبر سنگھا کر ہوشیار کیا سکندر کی آنکھ جو کھلی تو اپنے کو ایک باغ فرحت افزا مین پایا ایک نازنین ماہ جبین آفت ہوش دزد گوش مرصع پوش کو سر بالین محو التفات دیکھا اٹھ بیٹھے اور ارشاد فرمایا کہ اے پری جمال تو کون ہی ملکہ طناز جادو نے کہا کہ مین نے آپ کو اسیر زندان بلا دیکھا آپ کی جوانی پر رحم کیا کہ اٹھا لائی ہون جس صحرا مین آپ سرگردان و حیران تھے وہان میری خالہ فتانہ جادو رہتی ہی اس نے تمام صحرا کو سحر بند کر دیا ہی کہ جو آتا ہی وہ پھر پلٹ کے نہین جاتا ہی اگر مین آپ کو جان پر کھیل کے نہ اٹھا لاتی تو زندگی مین رہائی نہوتی اور دیکھیے

اس حرکت پر مجھے کیا کیا مصیبت اٹھانا پڑتی ہے شاہزادہ سکندر رستم خو نے ارشاد فرمایا کہ اے ملکہ تو سہی جو اُس مکارہ کو سزائے معقول نہ دی تم کسی طرح میرا اور فتانہ جادو کا سامنا کرادو طناز جادو نے ہنس کے کہا کہ وہ ساحرہ ہے آپ اس کا کیا کرینگے سکندر نے کہا کہ اگر خدا ہمارا مددگار ہے تو اگر اس کو مار کر میدان سرگردان کو صاف نہ کیا تو نام اپنا سکندر رستم خو نہ پایا ملکہ نے کہا یقین ہے وہ خود آئے گی اور شاہزادے کے لئے سامان ضیافت مہیا کیا اس وقت شاہزادے کو اپنا دیوانہ یاد آیا فرمایا اے ملکہ ایک رفیق میرا اسی صحرا میں رہ گیا ہے خدا جانے وہ کس حال میں ہوگا ملکہ نے کہا میں اُسے بھی بلواتی ہوں یہ کہکر شرارہ جادو سے کہا کہ جا کر دیوانے کو بھی لے آؤ شرارہ جادو یہاں سے بھبھوکا بن کے اڑی وہاں فتانہ جادو کو خبر پہونچی کہ ایک قیدی کو آپ کے طناز جادو اٹھوا لے گئیں فتانہ جادو بیتاب ہوکے آئی کہ دیکھوں کس قیدی کو اس نے اٹھوالیا جب یہاں آکر سکندر کو پایا تو اسے نہایت طیش آیا کہا تو اس چھوکری نے میرے ساتھ بھی یہ چھنال گنگھوٹے نکالے ہیں دیکھنا اسے کیسی سزا دیتی ہوں یہ اسی طیش میں تھی کہ شرارہ جادوگری اور دیوانہ کو بھی لے کر چلی بس فتانہ جادو نے بھی پر پرواز پیدا کئے اور ساتھ ساتھ اڑتی ہوئی چلی ادھر تو شرارہ جادو نے سامنے ملکہ اور شاہزادے کے دیوانہ کو لا کے چھوڑا اُدھر فتانہ جادو آپہونچی اور پکاری کہ کیوں او شوخ دیدہ یہ کیا حرکت تھی تجھے مجھی پر سوتا پالینا تھا تو سہی جو تجھے اور اسے دونوں کو نہ قتل کروں ارے ان خدا پرستوں سے دوستی کرنا اپنے سے دشمنی ہے میں چاہتی تھی کہ یہ سر ٹکرا ٹکرا کے مر جائے اور راستہ نہ پائے میں نے انھیں خدا پرستوں کے لئے یہ دام تدویر بچھایا ہے بہتوں کو مار ڈالا اور بہت سے باقی ہیں سکندر نے سمجھ لیا کہ یہ راہ پر آنے والی نہیں ہے اور اس وقت بگاڑنے میں کام خراب ہوگا فرمایا اے ملکہ تم نے ایک روز اپنا جمال جہان آرا دکھایا پھر اس وقت تک ترسایا کئی روز ہم صحرا میں مارے مارے پھرے مگر تمہارا پتہ نہ پایا یہ تو بتاؤ کہ تم اس قدر خدا پرستوں سے کیوں دشمنی رکھتی ہو خدا پرستوں نے تمہارے ساتھ کونسا بدسلوک کیا فتانہ جادو نے ہنس کے کہا کہ میں قتل خدا پرستاں میں مرحلہ بیابان کاج و باج میں شریک تھی جن کے ساتھ میں نے دشمنی کی وہ کب میرے دوست ہوں گے علاوہ اس کے ساحروں اور خدا پرستوں سے ہمیشہ کی عداوت چلی آتی ہے سکندر نے جواب دیا کہ ایک مچھلی سارے جل کو گندہ کرتی ہے نہ سب خدا پرست بد باطن ہیں نہ سب ساحر بد نفس ہیں دیکھو ایک یہ ہیں کہ اگر تم کہو تو تمہاری طرف سے سارے خدا پرستوں کو قتل کریں تمہاری محبت کا دم بھرتی ہیں باتوں نے سکندر کی فتانہ کو لبھا لیا دام میں پھنسا لیا ایک تو یوں ہی عاشق ہوچکی تھی ان باتوں پر اور بھی شیفتہ ہوگئی کہنے لگی کہ اگر تم میرے عاشق ہوتے تو اس شوخ دیدہ کے ساتھ کیوں چلے آتے سکندر نے فرمایا کہ اسی سے پوچھو میں چلا آیا یا یہ اٹھا لائی فتانہ نے کہا کہ خیر گذشتہ را صلوٰۃ آئندہ را احتیاط اب میں تجھے لے چل کے اپنی بغل میں سلاؤں گی اور اس گیسو بریدہ کو دکھا دکھا کے جلاؤں گی سکندر نے کہا کہ یہ تو اسی قابل ہے فتانہ جادو نے ملکہ طناز جادو کی طرف ایک بال اپنے سر کا توڑ کے پھینکا اور کچھ اسم سحر پڑھا کہ وہ بال رسن بنکے شرارہ جادو اور طناز جادو دونوں کے بازوؤں میں لپٹ گیا اور دونوں کو باندھ لیا ہر چند دونوں نے اُف اُف کی دہن سے شعلے نکلے مگر کچھ نہ ہوا رسن سحر نہ جلی نہ جدا ہوئی طناز جادو پشیمان تھی کہ یہ عجب طرح کا مردوا ہے ابھی تو مجھ سے محبت جتا رہا تھا ابھی اس لکاتہ کی محبت کا دم بھرنے لگا سچ ہے سب مطلب کے یار ہوتے ہیں خیر اب تو جو ہوا سو ہوا خود کردہ را علاجے نیست یہ تو اس افسوس میں تھی اور دیوانہ پکار پکار کے کہہ رہا تھا کہ اے شہریار یہ تو شیوہ آپ کے خاندان کا نہ تھا جو آپ نے کیا سکندر نے جواب دیا کہ اے رفیق من ع زمانہ با تو نہ سازد تو با زمانہ بساز + ملکہ نے میرے ساتھ کیا برائی کی جو میں ان سے روگردانی کروں یہ ان کی محبت تھی کہ انھوں نے صحرا کو سحر بند کر کے راستہ جانے کا مسدود کر دیا تھا میں عاشقی سے کیا کام سودا وہی عشق کی اپنی کوئی ہم سے پوچھے + خضر کیا جانا یہ سر بیا اسکے زلف والے + دیوانہ چپ ہوگیا مگر نہایت نفرت کی نظروں سے سکندر کو

دیکھنے لگا فتانہ نے سحر کیا کہ ایک لکہ ابر پیدا ہوا فتانہ نے ان سب کو اسی ابر پر بٹھایا اور لے کر جانب بیابان پُرگردان روانہ ہوئی جس وقت اپنے قصر میں پہونچی تو دیوانہ کو زندان خانے میں بھجوا دیا اور شرارہ جادو و طناز جادو کو ستون قصر سے باندھ کر کشتیان شراب و کباب کی لاکے رکھدین سکندر کے واسطے اسباب آسایش مہیا کرکے گانیوں کو گانے کا حکم دیا ایک پریجمال نے یہ غزل شروع کی غزل

جو قتلگاہ میں وہ ترک جنگ جو آئے
یقین ہے خون تمنا کی میرے بو آئے
کلیم طور پہ جانا تمھیں مبارک ہو ++
تو مدتوں مرے داغ وفا کی بو آئے
کوئی تو آکے خبر لے بلا نصیبوں کی +
خدا کرے کہ کسی میں توان کی بو آئے
نہ حسن و عشق کا چھوٹے علاقہ محشر میں
پھر آج اشک ڈبونے کو آبرو آئے
کسی کی تیغ میں اتنا کہاں ہے دم باقی
حریم کعبہ میں جو آئے باوضو آئے
نظر کی چوٹ پھر اس پرنگاہ یار کی چوٹ
غضب کے رنج اٹھائے تو لکھنؤ آئے

جو ہم یہ تیغ لگانے کو یار تو آئے
بڑھے یہ تیغ کا پانی کہ تا گلو آئے
کسی کے کوچہ میں پہنچے بھی ہم تو کیا پہنچے
مگر سمجھ کے ذرا ان سے گفتگو آئے
وہی ہے نامہ جو پہنچے تمہارے کوٹھے تک
اجل ہی یا پوچھنے آئے اگر نہ تو آئے
یہ شوق ہے کہ جو بیٹھے وہ تیر پہلو میں
ہو میرے ہاتھ میں دامن ترا جو تو آئے
غم فراق نے چھوڑا نہ دل میں قطرۂ خون
کہ میرے دم کی طرح کھینچ کے تا گلو آئے
شریک اشک عنادل ہی ہوں جو پھولوں میں
پھر آئینہ نہیں اتنا صفا جو روبرو آئے

دہن کی دامن زخم جگر سے بو آئے
لگا کے ہاتھوں میں مہندی جو یار تو آئے
گئے تھے دل کی طرح بن کے آرزو آئے
بھریں اگر گل تصویر میں وہ رنگ مرا
وہی ہے آہ جو عرش بریں کو چھو آئے
گلوں کو سونگھتا پھرتا ہوں صورت بلبل
تمام تن کا وہیں دوڑ کر لہو آئے
کسی کے ذکر کرتے ہی ڈبڈبائی آنکھ
کہاں ست تیروں کی دعوت کو اب لہو آئے
یہ کوے یار ہے دم سوز زندگی ست ہاتھ اپنی
زمین عطر سے خون جگر کی بو آئے
نہ کانپو کبھی ہم سے چھوٹتا لے جاہ

دیر تک یہ مشغلہ رہا آخر صحبت برخاست ہوئی ایسین جلیسین مصاحبین جو تھین سب چلی گئیں اور فتانہ جادو نے گلے میں سکندر کے ہاتھ ڈال کر انگڑائی لی سکندر نے بھی آغوش میں لیا دیوانہ بلغار نے نفرت کی نظر سے سکندر کو دیکھا کہ ایسا جوان رعنا اور ایسے خاندان عالی سے ہوکر اس ساحرہ کریہ منظر سے ملتفت ہی یہان شاہزادے نے فتانہ کو آغوش میں لے کر دبایا پہلے تو وہ ناز معشوقانہ کرنے لگی جب سکندر نے زور سے دبایا اور پسلیان کڑکنے لگیں تو چلائی کہ ارے ظالم کیا کرتا ہے سکندر نے اور زور سے دبا دیا تمام پسلیان ٹوٹ گئیں اور دوسرے رستے سے دم نکل گیا سکندر نے لاش کو جھٹک دیا مرتے ہی فتانہ جادو کے ایک قیامت کبرے برپا ہوئی آندھی چلی خاک اڑی زمانہ تیرہ و تار ہو گیا آوازین بگیرو بزن کی آنے لگیں آتش باری و برف باری دیر تک رہی تمام باغ دھوان بن کر نظروں سے غائب ہو گیا آخر بیہرون نے شور کیا کہ گشتی مرا نام من فتانہ جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم اب جو روشنی ہوئی ہے تو دیکھا کہ نہ باغ ہے نہ قصر چار سرکنڈے گڑے ہوئے ہین ان پر پیلا پیلا زرد زنگاری سوت لپٹا ہوا ہے شرارہ جادو و طناز جادو بال کی باندھی کھڑی ہین جس قدر حجرے وغیرہ تھے سب غائب ہو گئے جتنے ملازمین تھے سب کاغذ کے پتلے بن کے ہوا میں ادھر سے ادھر اڑنے لگے تمام قیدی رہا ہو گئے لیکن متحیر تھے کہ ہم کس طرح اس ظالم کی قید سے چھوٹے ادھر طناز جادو نے قید سے چھوٹتے ہی سکندر کی تعریف کی اور اپنی خطا بخشوائی کہ مین اس چال کو پہلے نہ سمجھی تھی اسی بنا پر آپ کو برا بھلا کہتی تھی اب مجھے معلوم ہوا کہ یہ عشق اس واسطے تھا مگر خدا کے لیے کہین مجھسے بھی ایسا ہی عشق تو نہین ہے سکندر نے کہا جو خدا پرستون سے عناد رکھے گا اس کا یہی انجام ہوگا طناز جادو نے کہا کہ مین تو پہلے سے بندۂ بیدرم ہو چکی ہون اتنے مین دیوانے نے بھی آکے سلام کیا اور عرض کی کہ اے شہریار یہ تو آپ نے وہ کام کیا ہے جو سوا عیار کے کسی سردار نے نہ کیا ہوگا سکندر نے کہا کہ سپاہی کے چھتیس فن ہین اے دیوانہ بلغار اگر مین ایسا نہ کرتا تو زندگی مین رہائی نہوتی اور ساتھ میرے بہت سے غریب رہا ہوئے اب فتانہ کے مال و خزانے کی تلاش کی تو ایک بہت بڑا دفینہ پایا شاہزادہ سکندر نے وہ دفینہ اسی جگہ محفوظ

رکھا اور دیوانہ کا پہرہ وہان قایم کیا اور ارشاد فرمایا کہ ہم قلعہ سنگین حصار سے کچھ لوگون کو بھیجکر یہ خزانہ وہین منگالینگے اور جس قدر قیدی تھے اُن کو رہا کر دیا اور طناز جادو سے ارشاد کیا کہ تم اپنے باغ کو جاؤ جب طلسم زرلہ سے فرصت ہولے گی تو ہم تم سے ملین گے بغیر اس کے ہم تم سے نہین مل سکتے طناز جادو رنجیدہ ہو کر اپنے باغ کی طرف روانہ ہوئی اور سکندر رستم خو نے قلعہ سنگین حصار کا راستہ لیا ابا اول

جنگ کلے داستان سرداران اسلام اور فوج کفار کے بیان کیے جاتے ہین کہ حکم سے کوک انجم حصاری کے دو لاکھ سوار اور دس سردار واسطے تاراجی قلعہ سنگین حصار کے روانہ ہوئے

ہان مرے ساقی مین صدقے دے وہ جام لالہ رنگ　　پھر بڑھاپے مین نظر آئے جوانی کی امنگ
ہر کوئی دم مین یہان سے اپنا ساقی چل چلاؤ　　اب کہان وہ جوش دل اور وہ جوانی کا بناؤ
وقت آخر دیکھ لون بنت العنب کو اک نظر　　ہی اجل سر پر گھڑی دم مین عدم کا ہی سفر
پھر کہان مین اور کہان تو اور کہان یہ انجمن　　دو گھڑی کی بھی غنیمت ہی یہ صحبت جان من
بھر کے ساغر دے دکھاؤن تجھکو پھر زور شباب　　جنگ کے میدان مین آیا ہون بارنگ خضاب
دنگ ہو جائین جوانان جہان بھی دیکھکر　　وہ دکھاؤن معرکہ اُٹھتے ہین میدان مین بھر

راوی بیان کرتا ہی کہ سرداران لشکر اسلام قلعہ مین مقیم تھے شاہزادہ سکندر رستم خو کا انتظار تھا جب دو روز گذر گئے اور شاہزادہ سکندر رستم خو تشریف نہ لائے تو سرداران اسلام پریشان ہوے ہرکارون کو براے دریافت حال روانہ کیا ہرکارے شام کو واپس آئے اور عرض کی کہ صاحبقران اوسطاش صحرا کی طرف گئے جہان جا کے کوئی واپس نہین آتا یہ سنکے تمام سردار پریشان ہوگئے طلحہ بن لندھور نے کہا جا کے واپس نہ آنے کا کیا سبب ہرکارون نے عرض کی کہ ایک صحرا اس نواح مین ہی کہ اُس طرف جانے کی ممانعت ہی اور جو کوئی غلطی سے چلا جاتا ہی وہ واپس نہین آتا ہی خدا جانے کیا اسرار ہی اس خبر وحشت اثر کو سنکے طلحہ نے کہا کہ مین ضرور جاؤن گا ملوک بن مالک نے کہا کہ مین بھی چلونگا محتشم بن ہاشم بھی آمادہ ہوگئے مرزنگ بن مرزبان خراسانی بھی اُٹھ کھڑے ہوے خلاصہ یہ کہ تمام سرداران لشکر اسلام چلنے پر آمادہ ہوگئے لیکن ہنوز یہ لوگ دروازہ قلعہ تک پہونچے ہون گے کہ جانب صحرا سے تق گرد و غبار بلند ہوا اب تو سب دیکھنے لگے یہانتک کہ آتے آتے دامن گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گردے دو سو علم نشان دو لاکھ سوار کا پہرا آ ہو پھریرے پر علم کے تعریف قعقاع بن منشش کی تحریر تھی اب تو اور ملازمین نے عرض کی کہ پہلے اس بلا کو ٹالیئے اُس کے بعد تلاش صاحبقران اوسطاش مین جانے کا قصد فرمایئے گا طلحہ نے اس راے کو پسند کیا اور حکم دیا ہرکارون کو کہ دریافت کرو یہ کس ارادے سے آئے ہین ہرکارے گئے اور خبر لے کر پھرے عرض کی کہ یہ فوج بادشاہ انجم حصار کی بہ تاراجی قلعہ کے ارادے سے آئی ہی طلحہ نے حکم دیا کہ ہمارا خیمہ بھی باہر قلعہ کے برپا ہو دیوانون نے لا کر بارگاہ برپا کی دس ہزار دیوانہ اندر قلعہ کے رہا اور بیس ہزار دیوانون نے آکر بیرون قلعہ قیام کیا جب لشکر کفار نے دیکھا کہ اہل قلعہ مردانگی سے مقابلہ کرنے پر آمادہ ہین تو اُنھون نے بھی بمقابل لشکر اسلام خیمہ برپا کیا سپہ سالار قعقاع فیل پیکر تھا کہ اس کو قفانہ جادو نے ایک ہیکل دی تھی تاثیر اُس کی یہ تھی کہ تلوار جسم پر اثر نہ کرتی تھی اس نے آتے ہی حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسیوقت نقارہ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی خبر طلحہ بن لندھور کو ہوئی اُنھون نے بھی کوس حربی بجوا دیا دونون لشکر وہین تیاریان جنگ کی ہونے لگین تمام رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر و عیدگاہ مصاف مین پہونچے بمقابل یک دیگر صف آرا ہوے بعد آراستگی صفوف قتال و جدال جب نقیب نے بیب دیکر سٹ گئے تو لشکر کفار سے سرہنگ دیو قامت میدان مین آیا اور پکارا کہ اے قیدیو تمکو چاہیے تھا کہ رہائی کو غنیمت جانا ہوتا جان بچا کر چلے گئے ہوتے تمہاری

شامت نے تمھین اس قلعہ مین بند کیا اب قید کرنے کے بدلے تم قتل کیے جاوٴگے غضب کیا تم نے کہ خزانہ شاہی لوٹ لیا
بادشاہی قلعہ پر قبضہ کر لیا بہتر ہے کہ خزانہ میرے حوالے کر دو اور تم جہان چاہو چلے جاوٴ مین متعرض نہون گا ورنہ مال
کے ساتھ جان بھی جائے گی اور کچھ بھی ہاتھ نہ آئے گی یہ کلام سرہنگ دیو قامت کا طلحہ بن لندھور کو نہایت ناگوار
گذرا فیل اپنا بڑھا دیا اور آواز دی کہ کیا جھک مارتا ہے آج تو اس قلعہ پر قبضہ کیا ہے کل پایہ تخت انجم حصار پر قبضہ ہوگا
یہ کہتے ہوئے سامنے سرہنگ کے پہونچے سرہنگ دیو قامت نے برچھا اٹھایا اور سینہ طلحہ بن لندھور پر وار کیا طلحہ
نے نیزے کو نیزے پر گا تھا طعنین چلنے لگین پچیس طعنون کے بعد طلحہ نے نیزہ ہاتھ سے سرہنگ کے ہوائی کیا سرہنگ
کی نگاہون مین دنیا تیرہ و تاریک ہو گئی تلوار کے قبضہ پر ہاتھ ڈال کے آواز دی کہ خیر کچھ پروا نہین نیزہ بازی حلال بازی
گر زبازی حمال بازی تیغ بازی راست بازی جس کو حلال مشکلات جہان کہتے ہین یہ کہکر سر پر تلوار ماری طلحہ نے وار
اُس کا آسیب سپر رد کر کے جو ہاتھ شمشیر آبدار کا مارا سرہنگ کے دو ٹکڑے ہوئے یہ دیکھکر محراب کج گردن نے مرکب
بڑھایا سامنے طلحہ کے آیا بعد گفتگوے بسیار نوبت شمشیرزنی کی آئی محراب بھی ہاتھ سے طلحہ کے مارا گیا دو پہر مین طلحہ
نے چھ سرداروں کو مارا اور دو کو زخمی کیا بس یہ دیکھکر تہمتن فیل زور مرکب کو چمکا کر سامنے طلحہ کے آیا اور کہا کہ
تو بڑا سرکش معلوم ہوتا ہے کہ اتنے سردار تیرے ہاتھ سے مارے گئے اور زخمی ہوئے لا ضرب بہادری کی دیکھون تو تیری
تلوار مین کیسی کاٹ ہے طلحہ نے کہا کہ اتنی لڑائیان تیرے سامنے ہوئین تو نے نہین دیکھا کہ ہم پیشدستی نہین کرتے ہین پہلے
تو اپنا وار کر جب خدا تیری ضرب سے بچائے گا اُسوقت دیکھا جائے گا بس یہ سنکے تہمتن فیل زور نے کہا کہ تجھے اپنے دست
و تیغ پر بڑا گھمنڈ ہے دیکھ ابھی تیرا غرور مٹائے دیتا ہون یہ کہکر تلوار ماری طلحہ نے وار اُس کا رد کر کے اپنا وار کیا ادھر
تہمتن فیل زور نے سپر بلند کی تلوار نے طلحہ کی سپر کو مانند قرص پنیر کے کاٹا سر پہ بیٹھی طلحہ نے جھٹکا مارا تلوار سر چھیلتی
ہوئی صاف نکل آئی خط بھی نہ پڑا تہمتن نے دوسرا وار کیا طلحہ نے چاہا کہ کلائی پکڑ لون حربہ اس پر تا ثیر نہین کرتا یہ
بغیر کشتی کے زیر نہ ہوگا لیکن قضائے کار پاؤن گھوڑے کا موشخانہ مین جا رہا مرکب نے سکندری کھائی تلوار طلحہ کے
سر پر آئی خود سر سے گرا طلحہ نے پہلے سے داستانہ مار دیا کہ تلوار سر پر نہ پڑی تلوار تو اُچٹ گئی لیکن طلحہ جبتک گھوڑے
کو سنبھال کر آپ سنبھلین اتنے عرصہ مین تہمتن نے دوسرا وار کیا کہ سر طلحہ کا زخمی ہوگیا یہ دیکھکر ملوک بن
مالک دوڑ پڑے انھون نے تہمتن کے کئی وار رد کئے آخر یہ بھی زخمی ہوئے اب تو تانتا بندھ گیا جو سردار
آیا وہ زخمی ہوا شام تک مین تہمتن نے سب سرداران اسلام کو زخمی کیا اور طبل بازگشت بجواکر میدان سے پھر گیا
اور یہ کہتا گیا کہ اگر کل تم سب کو نہ مارا تو نام اپنا تہمتن فیل زور نہ پایا یہان تمام سرداران زخمی کو قلعہ کی طرف
روانہ کیے لشکر اسلام کے باقی لوگ بھی پچھلی رات کو قلعہ مین چلے گئے جب صبح ہوئی اور تہمتن فیل زور کو معلوم ہوا کہ لوگ
زخمیون کو لے کر قلعہ بند ہوئے ہین اس نے کہا کچھ پروا نہین بجواؤ طبل جنگ مین قلعہ پر دھاوا کرون گا چنانچہ نقارہ
رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی خبر اہل قلعہ کو ہوئی انھون نے بھی مضطرب ہو کے کوس حربی بجوایا تہمتن
فیل زور اپنی فوج کو لے کر سامنے قلعہ کے آیا زد سے ہٹ کے کھڑا ہوا پانچسو سوار منتخب کر کے اپنے ہمراہ لیے اور قلعہ
پر دھاوا کیا اُدھر اہل قلعہ نے دوربینین لگا کر دیکھنا شروع کیا جب دیکھا کہ یہ زد پر آگئے ہین توپین مارنا شروع کین
تمام میدان دھوان دھار ہوگیا جب گولہ اندازون نے اپنے نزدیک زمین کا ایک ایک ذرہ اُڑا دیا تو ہاتھ روکا دھوان
ہوا سے منتشر ہو کر جب میدان صاف ہوا تو دیکھا کہ تہمتن فیل زور لب خندق کھڑا ہوا نعرے کر رہا ہے بس اہل قلعہ نے
مضطرب ہو کے دعا کی ہنوز سخن در دہان تھا کہ تیر دعا کا ہدف مراد پر پہونچا اور جانب صحرا سے تتق گرد خفیف بلند ہوا اور
آتے آتے دامن گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گرد سے شاہزادہ سکندر رستم خو نمودار ہوا دیکھا سکندر نے کہ قلعہ پر یورش
ہے اور گبر نابکار لب خندق کھڑا ہوا نعرے کر رہا ہے اُدھر اہل قلعہ نے جو سکندر کو آتے دیکھا نقارہ شادمانی بجایا توپ

سلامی کی داغی دروازہ قلعہ کا کھول کر لوگ استقبال کو نکلے سکندر نے آتے ہی آواز دی کہ او ملعون تو کون ہے
تہمتن فیل زور نے کہا کہ فرستادہ بادشاہ انجم حصار ہون تیرے ساتھ والون کو مین نے زخمی کیا خداوند ششتاع
مین مشمش نے تجھے بھی بھیجدیا اب تجھکو ابھی قتل کر کے سب کا قصہ پاک کرون گا سکندر نے جواب دیا کہ او بے حیا تجھکو شرم
نہین آتی کہ زخمیون پر تو نے یورش کیا ہے کب چھوڑتا ہون تجھکو اُدھر اہل قلعہ نے آواز دی کہ اے شہریار یہ ملعون روئین تن
ہے خیال رکھیے گا ادھر تہمتن فیل زور نے لپٹ کر تلوار ماری شاہزادے نے تیغ کی دی کر تلوار اچٹ پڑی بس کلائی
پر ہاتھ ڈال دیا تہمتن فیل زور نے ہر چند ہاتھ چھڑانا چاہا ممکن نہوا یہ معلوم ہوا کہ پنجہ ملک الموت مین ہاتھ آگیا آخر اس نے
بھی گریبان مین ہاتھ ڈالدیا زور ہونے لگے مرکب لنگرون کی تاب نہ لا سکے بیٹھ بیٹھ گئے دونون نے زین خالی کئے اور
مصروف تلاش ہوئے اہل قلعہ بھی باہر نکل آئے سرداروں نے زخمون مین پٹیان باندھین اور مرکبون پر سوار ہو ہو کے
آگئے اور تماشا کشتی کا دیکھنے لگے دوپہر کامل کشتی رہی آخر سکندر نے لنگر تہمتن فیل زور کا توڑا اور سر سے بلند کر کے
زمین پر مارا اور کود کے چھاتی پہ سوار ہوئے اور پوچھا کیا کہتا ہے شناخت پروردگار عالم مین تہمتن نے کہا کہ ہزار جان سے
ہون تو نام پر خداوند ششتاع کے نثار ہین بس سکندر نے دھڑ سے سر جدا کیا سینہ پر مارا اور پلٹنے کا قصد کیا تھا کہ لشکر
کفار آپڑا اس طرف سے سرداران زخمی دیوانون کے لشکر سمیت آپڑے تلوار چلنے لگی کفار شور کر رہے تھے کہ مارلو اسکو
جانے نہ پائے غضب کیا اس نے کہ سردار کو ہمارے مارا اُدھر اہل اسلام جا بجا زبان دکھا رہے تھے کوندا برق شمشیر کا لپک
رہا تھا بارش خون سے زمین گلنار ہو رہی تھی سر مانند اولون کے برس رہے تھے سینہ جنگل کا لالہ گون ہو رہا تھا کوتل
سمند دوڑتے پھرتے تھے سوارون کے لاشون کو کچل رہے تھے کہین تلوار پڑی تھی کہین سپر کہین تیر کہین تفنگ کہین کمان
کہین نیزہ کہین گرز کہین تبر عجب حالت تھی کفار زیادہ تھے اور اہل اسلام کم لیکن ان شیر دلون نے ایسی تلوار کی کہ آخر
قدم اُٹھ گئے اور کافرون نے راہ فرار پر قرار لیا سکندر نے کوس بھر زمین تک مار کے بھگا دیا اور واپس ہوئے
لاشون کو شمار کیا تو دس ہزار مسلمان کام آئے تھے اور تیس ہزار کافر مارے گئے تھے مسلمانون کی لاشین دفن کرا دین
اور کفار کی لاشین دریا مین ڈلوا دین بعد اس کے قلعہ مین تشریف لائے ہر ایک کی عیادت فرمائی سب نے شکر یہ ادا
کیا کہ اگر اس وقت نازک مین آپ تشریف نہ لے آتے تو جانبری دشوار تھی شاہزادے سے دیوانون نے پوچھا کہ اے شہریار
ہمارا افسر کہان ہے سکندر نے ارشاد کیا کہ صحرا مین ایک خزانہ دستیاب ہوا ہے اُس کو خزانے کی نگہبانی کے واسطے مین
چھوڑ آیا ہون یہ سنکے اور سردارون نے عرض کی کہ وہ تن تنہا کہان تک حفاظت کرے گا ایسا نہو کہ یہ خبر مشہور ہو جائے
اور لوگ بادشاہ کے آکر قبضہ کر لین سکندر نے فرمایا کہ مین خزانے کو یہین منگوائے لیتا ہون یہ فرما کر بیس ہزار دیوانون
سے مملوک بن مالک کو روانہ کیا کہ اُن کا زخم سر بھی کسی قدر مندمل ہو چکا تھا مملوک بیس ہزار دیوانون سے جانب بیابان
سرگردان روانہ ہوئے ان کو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہے لیکن

دو کلمہ داستان اُس فوج مفرور کے بیان کئے جاتے ہین جسکو صاحبقران نے واسطے شکست دے کر بھگایا ہے

اے میرے ساقی پلا جام مے
کہانتک مین حیران پریشان رہون

کہ کرنا ہے مجھکو رہ جنگ طے
دکھا دے تو بنت العنب کی جھلک

کہانتک غم ہجر مین مارا مارا پھرون
رہونگا مین تا ب بھلا کب تک

یہ لوگ جو بھاگے ہوئے چلے تو اتفاقیہ سرحد بیابان سرگردان مین جا پہنچے دو ایک سردار بھی باقی رہ گئے تھے انھون نے
کہا افسوس صد افسوس ہم بیابان سرگردان مین پھنس گئے بے حواسی مین خیال نہ رہا اس طرف نکل آئے اہل لشکر نے
کہا کہ اب تو آگئے اور پھنس گئے اسی صحرا کی سیر کرنا چاہیے دیکھین بیان کیا بات ہے کہ جو آتا ہے پلٹ کے نہین جاتا یہ لوگ

آگے روانہ ہوئے ایک مقام پر ایک مرد دہقانی ملا اُس سے پوچھا تو کون ہے اُس نے بیان کیا کہ مین یہین کا باشندہ ہون
ملکہ فتانہ جادو نے جب اس بیابان کو سحر بند کیا تھا تو آمد و رفت موقوف ہوگئی تھی مین نے جا کے ملکہ سے کہا کہ
میرے بال بچے تو بھوکون مر جائینگے میرا یہی کام تھا کہ صبح سے مزدوری کو جاتا تھا شام کو جو کچھ میسر ہوتا تھا وہ لاتا تھا اور
اپنے اہل و عیال مین بسر کرتا تھا ملکہ نے مجھکو ایک شیشہ دیا تھا کہ جب مین اُسے آنکھ پر لگا کے دیکھتا تھا تو راستے کا پھیر
سمجھ مین آجاتا تھا روز جاتا بھی تھا اور چلا بھی آتا تھا ایک روز شیشہ کہین گر گیا مین بہت رویا پیٹا مگر راستہ نہ ملا آج
تیسرا دن ہے کہ مجھے یہ معلوم ہوا کہ صحرا مین آگ لگ گئی ہے شور و غل پیدا ہوا جب وہ حالت برطرف ہوئی تو کچھ لوگ دکھائی
دیے اُن سے مین نے پوچھا کہ یہ شور و غل کیسا تھا انھون نے بیان کیا کہ ایک شخص اس بیابان مین آیا تھا پہلے وہ قید رہا
آخر اُس نے ملکہ فتانہ جادو کو مارا طلسم یہان کا ٹوٹ گیا راستہ صاف ہوگیا یہ شور و غل اسی ساحرہ کے مرنے کا تھا
مین بھی اپنے گھر گیا بال بچون سے ملا سب تین دن کے فاقے سے تھے یہ سنکے اہل لشکر نے ترس کھا کے کچھ اُس دہقانی کو
دیا لیکن دل مین نہایت خوش ہوئے کہ اب راستہ تو ملجائے گا اب اور آگے چلے چند قدم بڑھے ہون گے کہ اور ایک شخص
دکھائی دیا ان لوگون نے اُس سے پوچھا کہ تو کون ہے اُس نے جواب دیا کہ ہم ملازم ہین شاہزادہ سکندر رستم خو کے یہ
لوگ نام سے تو شاہزادہ سکندر رستم خو کے آگاہ ہی ہو چکے تھے پوچھا کہ تم یہان کس غرض سے آئے ہو اُس سادہ مزاج
نے کہا کہ شاہزادہ اس بیابان مین پھنس گیا تھا لیکن اُس با اقبال نے کانٹون سے اس راستے کو بھی پاک کیا فتانہ
جادو کو مارا صاحبان اقبال کے واسطے غیب سے سامان مہیا ہو جاتے ہین فوج کے اخراجات کے واسطے کوئی انتظام
نہ تھا اس سرزمین سے خزانہ ہاتھ آیا شاہزادہ تو یہان سے قلعہ کی جانب تشریف لے گیا ہے اور برائے حفاظت خزانہ دیوانہ
بلغار کو چھوڑ گیا ہے مین بھی اُس ساحرہ مکارہ کی قید مین تھا مین نے غلامی شاہزادے سکندر کی اختیار کرلی کہ اس سے
بہتر ولی نعمت کہان ملیگا یہ سنکے سہراب تبرزن آگے بڑھا اور اُس مرد سادہ مزاج سے کہا کہ مین دیوانہ بلغار کا دوست
ہون مجھے اُس کے پاس لے چلو وہ سہراب تبرزن کو اپنے ساتھ لیتے ہوئے دیوانہ بلغار کی طرف روانہ ہوا عقب
مین فوج بھی چلی آتی تھی یہ لوگ جو شکست کھا کے بھاگے تھے سامان رسد وغیرہ بھی چھوٹ گیا تھا روپیہ وغیرہ بھی باقی نہ رہا
تھا اُدھر دیوانے نے جو ان لوگون کو آتے دیکھا اپنے دل مین یہ سمجھا کہ شاہزادہ سکندر رستم خو نے فوج واسطے حفاظت خزانہ
کے بھیجی ہوگی جس وقت وہ ملازم سہراب تبرزن کو ساتھ لیے ہوئے سامنے دیوانہ بلغار کے پہونچا اور دیوانے
نے اس مفسدہ پرداز کو دیکھا خوب پہچانتا تھا کہ یہ کوکب انجم حصاری کا ملازم دس ہزار سوارون کا افسر ہے بس یہ اپنے
مقام سے اٹھا اور پکارا کہ اے سہراب کیا ارادہ ہے وہین سے بیان کر قریب آنے کا قصد نہ کرنا سہراب مکار نے
کہا کہ اے دیوانہ بلغار تو کس خواب خرگوش مین ہے حالانکہ ہم قلعہ سنگین حصار کو فتح کئے ہوئے چلے آتے ہین جس کے
واسطے تو خزانہ کی حفاظت کر رہا ہے اُس کو ہم نے گرفتار کرکے قتل کر ڈالا سر اُس کا نذر بادشاہ کے واسطے بھیجدیا تمام
رفیق بھی مار ڈالے گئے اب تیری تلاش ہو رہی ہے کہ تو بھی مجرم بادشاہ ہے شاہی خراج تو ہی لوٹ کے لے گیا ہے مین ازراہ
دوستی تجھے سمجھاتا ہون کہ تو جس خزانے کی حفاظت کر رہا ہے اب اسے لے چل کے بادشاہ انجم حصار کی نذر کر مین
سفارش کرکے تیری خطا عفو کرا دونگا بلکہ فوج مین رسالہ داری وغیرہ کا عہدہ دلا دونگا یہ سنکے دیوانہ بلغار کی آنکھون مین
دنیا اندھیر ہوگئی ساتھ ہی یہ خیال آیا کہ بھلا اس کی بھی یہ حقیقت ہے کہ یہ مقابلہ کرکے صاحبقران وقت پر غالب آسکے یہ جھوٹا
مجھے فقرہ دیتا ہے اور اگر خدانخواستہ یہ سچ بھی ہو تو خاک ہے اس زندگی پر جب ایسا آقاے نامدار نہ رہے پس دیوانے نے آواز
دیکر کہا او سہراب تیری بھی یہ حقیقت ہے کہ تو اُس شیر بیشہ شجاعت کے مقابلہ مین سر سبزی اٹھا سکے پہلے اُس کے غلامون
سے تو مقابلہ کرلے میری زندگی مین تو کیا مجال ہے کسی کی کہ اس خزانہ کی طرف رخ بھی کرسکے ہان جس وقت مین نہ ہون اسوقت
کی نہین کہہ سکتا یہ دیکھکر یہ بدذات سیدھی کی سہراب تبرزن نے دیکھا کہ فقرہ تو نہ چل سکا اب بغیر لڑائی کے اس دولت کا

ہاتھ آنا دشوار ہے ایک شرمندگی تو حاصل ہو چکی کہ شکست کھا کر بھاگے ہیں اگر خزانہ بھی لوٹ کے لیجائیں گے تو بھی خیر کچھ بات بنجائیگی
ہمارے ساتھ فوج ہے یہ تنہا کیا کریگا بس اس نے دوڑ کر تبر مارا دیوانے نے تبر کو چوبدست پہ روک کے جو اسکے چوبدست
کا مارا سہراب نے سپر بلند کی لیکن یہ گیارہ سو من کی ضرب ہر شخص کہاں روک سکتا ہے چوب پڑتے ہی تراقہ ہوا کہ صحرا گونج
اٹھا پرندے اڑ گئے کہ صحرا میں یہ کیا آفت آئی چرند بھاگے کہ کوئی نیا درندہ آگیا اُدھر اُسکے سہراب کے تھرائے سپر مع چوبدست
خود پر آئی خود کاسہ سر میں در آیا سر سینہ میں سینہ شکم میں شکم پشت مرکب میں مرکب زمین میں غرق ہو گیا زمین پر ایک گوشت
کا چبوترہ بن کے رہ گیا ٹہ یان سرمہ ہو گئیں اتنے عرصہ میں فوج بھی قریب آگئی تھی اور سردار جو لشکر کے ساتھ تھے انھوں نے
کہا کہ مار لو اس دیوانے کو غضب کیا اس نے کہ ہمارے ساتھ والے کو جان سے مارا قصاص خون کا اس سے لینا ضرور ہوا بس
یہ سنتے ہی تمام فوج تلواریں پکڑ پکڑ کے آ پڑی ادھر دیوانے نے مرنے پر کمر ہمت کو چست باندھا اور چوبدست سنبھالی جس پر ہاتھ
مارا پیرا ہٹا ہو کے رہ گیا لوگ شور کر رہے ہیں کہ مار لو اس کو جانے نہ پائے دیوانے نے پشت کی حفاظت کے لیے تو ایک درخت
کی آڑ پکڑ لی ہے اور قدم جمائے کھڑا ہے جو آگے بڑھا ایسا ہاتھ مارا کہ عدم کو پہونچا لوگ برس کر کرکے آتے ہیں مگر قابو نہیں
چلتے ہیں دیوانے نے دو پہر تلوار کی اب ہاتھ بھی شل ہو گئے ہیں اور پائے ثبات میں لغزش پیدا ہو گئی ہے کفار اپنی کثرت
کے باعث خوف نہیں کھاتے ہیں ہر طرف سے کمندیں بھی پڑ رہی ہیں دو چار زخم بھی آگئے ہیں مگر دیوانہ برابر نعرے کر رہا ہے
اور لڑ رہا ہے اب قریب ہے کہ گرفتار ہو جائے دفعتاً جانب صحرا سے تتق گرد و غبار بلند ہوا فوج کفار سمجھی کہ ہمارے ساتھ کے
چھوٹے ہوئے لوگ ہوں گے لیکن جس وقت دامن گرد شگافتہ ہوا تو دل گردے **ملوک بن مالک** پر چشم بیس ہزار
دیوانوں سے پیدا ہوئے یہاں آکر یہ معرکہ دیکھا کہ دیوانے پر یورش ہے اور دیوانہ بہت زخمی ہے گرفتار ہوا چاہتا ہے بس
انھوں نے نعرہ کیا کہ باش اے کافران بیحیا میں آ پہونچا ارے ایک شخص پر یہ یورش ہے لیکے جو یہ پہلو کی طرف سے گرتے
ہیں تو ہلچل ڈالدی اُدھر بیس ہزار دیوانے آکر گرے اور انھوں نے قتل کرنا شروع کیا اُن کی آنکھوں میں دنیا اندھیر ہو گئی
کہ مالک ہمارا گھرا ہوا ہے **ملوک بن مالک** نے آواز دی کہ اے **ملفاریل** نہ گھبرانا کہ میں آ پہونچا **عمود خود** سر ایک پہلوان
تھا اُس نے جو دیکھا کہ کمک آگئی بس اس نے اپنے بھائی **عماد گردن کش** سے کہا کہ تو اس جوان کو روک اور میں دیوانے
کے قتل کو جاتا ہوں **عماد گردن کش ملوک بن مالک** کی طرف چلا اور **عمود خود** سر دیوانے کی طرف بڑھا اول **عماد** سے اور **ملوک**
سے سامنا ہوا **عماد** نے گرز مارا **ملوک** نے کلہ گرز کو شمشیر سے قلم کرکے ہاتھ تلوار کا کمر پہ مارا کہ دو ٹکڑے ہوئے ادھر **عمود**
خود سر نے دیوانے پر تلوار ماری کہ شانہ نشانہ ہوا دیوانے نے اسی حالت میں چوبدست ماری کہ اس کا بھی سر بیٹا گولہ ٹوٹا
جہنم واصل ہوا مرتے ہی ان دونوں سرداروں کے فوج کے قدم اُٹھ گئے اور ان سب نے فرار پر قرار لیا **ملوک بن**
مالک کئی کوس تک لوٹتے اور بھگاتے چلے آئے دیوانہ گرمی جنگ میں لڑ رہا تھا ہاتھ رکتے ہی حالت دگرگوں ہوئی غشی سی
طاری ہو گئی ادھر لوگ اس کی چارہ سازی میں مصروف ہوئے اُدھر **ملوک** جو فوج کفار کو بھگا کے پلٹے تو انھوں نے
خیمہ برپا کیا کہ شام ہو گئی تھی اور کثرت زخم سے دیوانہ اس قابل بھی نہ تھا کہ اسے لیے چلتے رات بسر کی صبح کو تمام خزانہ چھکڑوں
پر بار کرکے دیوانے کو قفس میں ڈالا اور جانب قلعہ سنگین حصار روانہ ہوئے ان کو تو راہ میں چھوڑا جاتا ہے اور اب یہ سلسلہ بیان کیا

دو کلمے داستان فتنہ جادو بن فتانہ جادو کے بیان کئے جاتے ہیں

خدا رکھے ہے رونق تم سے میری بزم ماتم کی
سنی جس نے کہانی ایک دن میری شب غم کی
مزاج یار کر دیتی ہے برہم وقت آرایش
ستایا کرتی ہے تا صبح تنہائی شب غم کی

وہی غم غم ہے دنیا میں خوشی ہو جسکو جس غم کی
نہیں شام ایسی کوئی ہو نہ جسکی صبح عالم میں
مگر اب حد سے شوخی بڑھ گئی ہے زلف برہم کی
اثر کرنا تھا اسکے دل میں نالے آہ رسا مجھکو

تڑپنے میں بسر کیں اُسنے اے ظالم کئی راتیں
یہ کیوں ناپید ہے یا رب سحر میری شب غم کی
مرے پہلو کو خالی پا کے تم سے ہجر میں کیا کیا
مجھے کیا بن گئی زنجیر اگر تو عرش اعظم کی

مقدر اے صنم سیدھا نہ ہوگا مجھسے عاشق کا	نہ جائے گی کجی ہرگز ترے ابروئے پرخم کی	اچٹنا نیند کا میرا تڑپنا دل کا گھبرانا
وہ تنہائی کی آفت اور وہ تاریکی شب غم کی	لپٹ جائے گا خود آکر گلے سے وہ مہ تابان	کسی دن اے منیر اپنی اگر تقدیر کچھ چمکی

راوی بیان کرتا ہے کہ حسب دستور ساحران **فتانہ جادو** نے اپنی دختر **فتنہ جادو** کو بھی واسطے تحصیل علم سحر کے چاہ بابل مین بھیجدیا تھا اس نے بیس برس مین علم سحر حاصل کیا اور اب یہ چاہ بابل سے نکل کر اپنی مان کے اشتیاق دیدار مین چلی تھی جس وقت بیابان سرگردان مین پہونچی تو یہان سناٹا پایا لوگون سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ ایک خدا پرست نے اُس کو مارا اور اب وہ قلعہ سنگین حصار مین ہے بس یہ سنتے آنکھون مین اس کی زمانہ تیرہ و تار ہوگیا بولی اگر نہ مارا اپنی مان کے قاتل کو تو کچھ کام نہ کیا یہ خیال کرکے یہ وہان سے جانب قلعہ سنگین حصار روانہ ہوئی جس وقت سامنے قلعہ سنگین حصار کے پہونچی تو اس نے خیمہ برپا کیا اور ایک نامہ تحریر کیا مضمون اُس کا یہ تھا کہ اے اہل قلعہ چونکہ مین رحمدل ہون اور نہین چاہتی کہ کشت وخون ہو اور بیگناہ ہون کے خون سے اپنے ہاتھ بھرون لہذا تمکو لائق و لازم ہے کہ قاتل کو میری مان کے باندھ کر میرے پاس بھیجدو ورنہ یہ یاد رکھنا کہ ایک دم مین قلعہ کو تاخت و تاراج کردونگی یہ نامہ **فتنہ جادو** نے ایک ساحر کو دیا وہ نامہ لئے ہوے قلعہ مین آیا دروازہ تو قلعہ کا کھلا ہی ہوا تھا ساحر اندر قلعہ کے آیا یہان شاہزادہ **سکندر رستم خو** دنگل شوکت پر متمکن تھے سرداران دست راست و دست چپ ترتیب سے بیٹھے ہوے تھے کہ ایک مرتبہ یہ ساحر پہونچا **سکندر** نے پوچھا کہ تو کون ہے اس نے بیان کیا کہ مین ایلچی ہون ملکہ **فتنہ جادو** کا نامہ لایا ہون **سکندر** نے نامہ طلب کیا اس نے بسبب ناواقفیت کے نامہ **سکندر** کے ہاتھ مین دیدیا **سکندر رستم خو** نے نامہ کو پڑھا مضمون نامہ کو دیکھکر بہت ہنسے لوگون نے سبب ہنسنے کا دریافت کیا **سکندر** نے فرمایا کہ جس لکاتہ کو مین نے مارا ہے اُس کی دختر قصاص خون مادر لینے کو آئی ہے اور تم لوگون سے مجکو طلب کرتی ہے یہ شخص آیا ہے مجھے اس کے سپرد کردو یہ سنکے جوانان اسلام برہم ہوے اور کہا کہ اس لکاتہ کو قضا اُس کو کھینچ کے لائی ہے اے شہریار یہ ہماری زندگی مین کیا مجال ہے اُس کی کہ آپ کی طرف نظر بد سے دیکھ بھی سکے **سکندر** نے کہا کہ پھر جو چاہو جواب تحریر کردو سرداران اسلام نے پشت نامہ پر جواب جنگ تحریر کردیا ساحر نامہ کا جواب لے کر **فتنہ جادو** کے پاس آیا اور ساری روداد بیان کی بس **فتنہ جادو** نے برہم ہوکے اُسیوقت حکم دیا کہ بجے طبل جنگ چالیس ہزار ساحر اس کے ساتھ تھے جس وقت نقارہ زرین پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی خبر اہل اسلام کو ہوئی اُنھون نے بھی کوس حربی بجوایا اور قلعہ کے باہر آکے خیمہ برپا کیا تمام رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان مین آکر صف آرا ہوے بعد آراستگی صفوف قتال و جدال جس وقت نقیب نہیب دے کر ہٹ گئے تو **فتنہ جادو** میدان مین آئی اور اسنے کچھ اسم سحر پڑھکر دستک دی کہ ایک پریزاد گلدستہ لئے ہوے پیدا ہوئی اور وہ گلدستہ لاکر **فتنہ جادو** کو دیا **فتنہ جادو** نے کچھ اسم سحر پڑھکر وہ گلدستہ اُسی پریزاد پر کھینچ مارا کہ جسم مین پریزاد کے آگ لگ گئی اور ہمہ تن شعلہ ہوکے لشکر اسلام کی طرف چلی سب سے آگے برتبہ صاحبقرانی شاہزادہ **سکندر رستم خو** کھڑے ہوے تھے اس شعلہ نے آکر گرد **سکندر** کے چرخ مارنا شروع کیا اگر سات چکر تمام ہوجاتے تو شعلہ جسم سے **سکندر** کے لپٹ جاتا اور جلا کے خاک کردیتا مگر اسی وقت کڑاکا ہوا اور ایک پنجہ گرا کہ **سکندر** کو لے کر بلند ہوگیا اور آواز پیدا ہوئی کہ ہم ملکہ **طناز جادو** ہیں شعلہ بھی پنجہ کے ساتھ بلند ہوکر چلا تھا کہ ایک مرتبہ ایک پریزاد خالی شیشہ لئے ہوے پیدا ہوئی اور منہ شیشہ کا سامنے شعلے کے کردیا شعلہ اندر شیشہ کے اُتر گیا پریزاد شیشہ لیکے روانہ ہوگئی اور آواز پیدا ہوئی کہ اب اگر تجھے دعوے ہے تو باغ آتش بہار پر آکر مقابلہ کر لیکن **طناز جادو** جو **سکندر** کو لے کر چلی تو اپنے باغ مین آئی شاہزادہ متوجہ ہوا کہ بیہوش ہوگیا تھا اس نے اپنے زانو پر شاہزادہ کا سر لیا اور نکہت زلف معنبر کا سنگھا کر ہوشیار کیا جس وقت شاہزادے کو ہوش آیا فرمایا اے ملکہ تم مجھے تو لے آئین مگر وہان میرے عزیزون اور رفیقون کی خبر نہ لی اگر ایک شخص بھی مارا گیا تو مین صاحبقرانی کو منہ دکھانے کے قابل نہ ہونگا **طناز جادو** نے کہا کہ اگر قضا ہی اُن کی آگئی ہے تو اس کا علاج کسی کے پاس بھی نہین ہے

اور اگر قضا نہین ہی تو خدا اُن کی حفاظت کرنے والا ہی مین نے اُسکے کائنات کا سحر تو اپنے قبضہ مین کر لیا لیکن یہ ساحرہ نہایت سخت ہی اُسکا مارا جانا ممکن نہین ہی ورنہ مین تمکو لے نہ آتی تمہارے سامنے خود مقابلہ کرتی وجہ یہ ہی کہ اُس نے بارہ برس کے ریاض مین ایک سحر ایسا تیار کیا ہی کہ رد اُس کا کوئی نہین جانتا ہی اور اپنے کو اُس نے طلسم بند کر کے بیضہ حیات اپنا بنایا ہی اور طاؤس جادو کو اُس بیضہ کا نگہبان کیا ہی جبتک وہ بیضہ سحر ہاتھ نہ آئے مارا جانا فتنہ جادو کا ممکن نہین ہی اور طاؤس جادو کوہ ابیض پر رہتا ہی ہر وقت اُس بیضہ کی حفاظت مین مصروف رہتا ہی اگرچہ یہ میری بہن ہی لیکن مجھسے عداوت دلی رکھتی ہی میرے چچا کے بیٹے سے میری شادی قرار پائی تھی یہ اُس پر عاشق ہوئی اور اُس کو لے گئی بعد اُس کے اور ایک شخص کی محبت مین اُسے بھی مار ڈالا جیسی اس کی مان تھی ویسی ہی یہ بھی ہی لہذا مین آپکو کوہ ابیض کی طرف لیے چلتی ہون اگر طاؤس جادو کو مار کر کسی تدبیر سے بیضہ ہاتھ آیا تو تو عافیت ہی ورنہ ممکن نہین فرمایا جلد چلو طناز جادو نے شاہزادہ کو مرکب دیا اور طاؤس سحر پر سوار ہو کے ساتھ ہوئی اور شرارہ جادو سے کہا کہ اگر شاید فتنہ جادو یہان آجائے تو اُس پر یہ ظاہر ہونے پائے کہ مین باغ مین نہین ہون شرارہ جادو نے کہا حضور اطمینان رکھین مین آپ کی تصویر لا کے لگا دون گی طناز جادو تو شاہزادہ سکندر کو لے کر جانب کوہ ابیض روانہ ہوئی اور یہان شرارہ جادو نے باغ کا انتظام کیا جو بروقت ظاہر ہوگا لیکن حال فتنہ جادو کا سنیے کہ اس کو طناز جادو کی اس حرکت پر نہایت غصہ آیا اور طبل جنگ بجوا کر میدان سے پھر گئی اور پکار کر کہدیا کہ تم سب رفیق ہو اُس شخص کے جو میری جان کا قاتل ہی دشمن کے مددگار کو بھی دشمن سمجھنا چاہیے لیکن پہلے اُس باغ کو تاراج کر آؤن جان میرا دشمن ہی پھر آکے تم سے سمجھون گی یہ کہکر اس نے دس ہزار جادوگر اپنے ساتھ لئے اور تیس ہزار جادوگرون کو اُسی مقام پر چھوڑا کہ مین کل ہی باغ کو مٹا کے آجاؤنگی تم اطمینان رکھو لیکن اہل قلعہ مین سے خبردار کوئی بھاگ کے نہ جانے پائے اور دوسری روایت یہ ہی کہ فتنہ جادو نے ایک ناریل زمین پر مارا اور وہ پھٹا اور اُس مین سے دھوان پیدا ہوا جو گرد قلعہ کے مثل حصار کے قائم ہو گیا تا کہ اہل قلعہ مین سے کوئی جانے نہ پائے یہان کا تو اس نے یہ انتظام کیا اور آپ دس ہزار ساحرون سے جانب باغ آتش بہار روانہ ہو گئی وہان شرارہ جادو کو کھٹکا لگا ہی ہوا تھا یہ دروازہ باغ پر تھری بنی بیٹھی تھی جیسے ہی اس نے دیکھا کہ ابر سیفت رنگ اُٹھا ہی یہ سمجھ گئی کہ فتنہ جادو آتی ہی بس یہ اُڑ کر جانب صحرا چلی گئی اور ایک درخت پر پتون کی آڑ مین بیٹھ کر دیکھنے لگی کہ یہ کیا کرتی ہی فتنہ جادو نے آتے ہی ابر کو اشارہ کیا کہ تمام ابر نے باغ کو گھیر لیا اور ابر سے بارش شعلہ ہاے آتش اور سنگہاے سخت کی ہونے لگی تمام باغ مین آگ لگ گئی دھر دھر جلنے لگا عندلیبان چمن بیتابی کی حالت مین چاہتے تھے کہ اُڑ کر باغ سے باہر نکل جائین لیکن طائر اُڑ کے چلا اور اُس پر شعلہ جھپک کے گرا کہ طائر آتشبازی ہو گیا فتنہ جادو علیحدہ کھڑی ہوئی کچھ اسم سحر پڑھتی جاتی تھی اور دانے ماش رائی سرسون کالے دانے وغیرہ کے پھینکتی جاتی تھی جس سے رعد کی گرج برق کی چمک بڑھتی جاتی تھی اور شرارہ جادو سب تماشے دیکھ رہی تھی یہانتک کہ پہر بھر کے عرصہ مین تمام باغ جل کے خاک ہو گیا جب فتنہ جادو کو اطمینان ہو گیا تو اس نے وہان ایک جھنڈا اپنے نام کا نصب کیا اور بیٹھ کر ابر سحر پر جانب قلعہ سنگین حصار روانہ ہوئی کہ یہان کا تو خاتمہ ہو گیا یقین ہی کہ طناز اور سکندر سب جل کے خاک ہو گئے ہون گے اب چلکر ان سب کا بھی کام کرون

دو کلمے داستان ملکہ طناز جادو اور سکندر رستم خو کے بیان مین

مرے ساقی خدا کے لیے کدھر ہی
جگر بریان ہی کوئل کی کوکو

مجھے الیہ یاد دلکش کی کچھ خبر ہی
دیے جلدی بیلے بھر بھر کے ساغر

الٹھا ملنگ کو چھائی ہی ابر اک سو
کہ دور چرخ گردان سے ہی دل مضطر

یہ مرکب پر سوار چلے جاتے ہین اور طناز جادو طاؤس سحر پر سوار ہی ہوا پر ملکہ کا طاؤس اُڑتا چلا جاتا ہی اور مقابلہ

کا مرکب زمین پر ہی جاتے جاتے شام ہوگئی ایک صحرا میں تھے کہ طناز جادو نے طاؤس سحر اپنا زمین پر اتارا اور خیمہ
سحر آراستہ کیا اور شاہزادہ سے عرض کی کہ اس خیمہ میں رات بسر کیجیے فرمایا اے ملکہ میں اس خیمہ میں نہ رہونگا مجھے تم صحرا
میں رہنے دو ملکہ نے ہرچند اصرار کیا مگر شاہزادے نے نہ مانا آخر طناز جادو مجبور ہوکے خاموش ہو رہی شاہزادہ
نے زمین پر زین پوش بچھایا قریب ایک چشمہ آب تھا اس سے وضو کرکے نماز پڑھی کچھ پھل درختوں کے نوش کرکے آرام
فرمایا جب صبح ہوئی تو پھر کوہ ابیض کی راہ لی دوسرے روز قریب شام کوہ ابیض نظر آیا ملکہ نے کہا کہ کسی طرح اس کوہ
تک پہونچ کے کسی گھاٹی میں رات بسر کیجیے تو پھر صبح کو کوئی تدبیر کی جائیگی شاہزادہ نے مرکب کو جولان کیا شام ہوتے
ہوتے قریب پہونچ گئے بیابان نہایت ہولناک تھا لیکن کوہ بہت پرفضا تھا رات اس پہاڑ کی گھاٹی میں گذاری عاشق
و معشوق میں بہت دیر راز و نیاز رہے جب صبح ہوئی تو طناز جادو نے کہا کہ اے شہریار اب آپ کوہ پر تشریف لیجائیے
بالائے کوہ ایک گنبد سنگ سرخ کا بنا ہوا ہے اس گنبد پر طاؤس جادو طاؤس بنا بیٹھا ہوگا جس وقت آپ اس گنبد
کی طرف جانے کا قصد کرینگے تو طاؤس آواز دیگا کہ ادھر نہ آنا آپ کو چاہیے کہ جس وقت طاؤس پہلی آواز دے
تو آپ ایک قدم پیچھے ہٹ کر چلہ کمان میں تیر پیوستہ کرلیجیے گا اور جب طاؤس دوسری آواز دے تو نصف قدم پیچھے
ہٹ کر چار پانچ قدم جلدی جلدی آگے بڑھ جائیے گا اور جب طاؤس تیسری بار منقار کھولے گا تو دہن سے اس کے
ایک شعلہ نکل کر آپ کی طرف چلے گا آپ کو چاہیے کہ جس وقت دہن طاؤس سے شعلہ باہر آئے تو آپ تیر سر کیجیے اتنی
جلد کہ منقار طاؤس کی بند ہونے پائے اور شعلہ آپ تک نہ پہونچے کہ تیر اس کی منقار میں در آئے تب تو مظفر ہو ورنہ وہ
شعلہ آپ کو جلا دیگا اور پھر کوئی چارہ ممکن نہیں ہے اور اگر قبل اس کے کہ شعلہ دہن سے خارج ہو آپ تیر مارینگے تو تیر جل کے
خاک ہو جائیگا اور پھر طاؤس ہاتھ نہ آئیگا شاہزادہ نے فرمایا کہ انشاءاللہ اگر خدا نے چاہا تو میں نے مارا اس طاؤس کو اور
اگر قضا ہے تو جو مرضی خدا کی طناز جادو تو بہت ہی گڑگڑائی اور بلند ہوگئی کہ شاید کام بگڑے اور تیر خطا کرے تو کچھ مجھ سے
ہو سکے وہ میں کروں اور شاہزادہ پاپیادہ تیر کمان لئے ہوئے بالائے کوہ تشریف لائے دیکھا کہ کوہ سنگ مرمر کا ہے اور نہایت
سڈول ہے قلۂ کوہ پر ایک گنبد سنگ سرخ کا بنا ہوا ہے اور بالائے گنبد طاؤس بیٹھا ہے پہلے تو شاہزادہ نے کوہ کی سیر کی جبتک
شاہزادہ مصروف سیر رہا طاؤس دیکھتا رہا جب شاہزادے نے گنبد کا رخ کیا تو طاؤس پکارا کہ بس آگے بڑھنے کا حکم نہیں
ہے اگر جان کی خیریت چاہتا ہے تو اس طرف بڑھنے کا قصد نہ کرنا ورنہ خطا پائیگا مارا جائیگا شاہزادے نے ایک قدم پیچھے ہٹ کر
تیر کو چلہ کمان میں پیوستہ کیا اور پھر آگے بڑھے طاؤس نے دوسری آواز دی کہ تو سنتا نہیں کیا بہرہ ہے پلٹ جا ورنہ مارا جائیگا
پھر بھی شاہزادے نے سماعت نہ کی نصف قدم پیچھے ہٹا کر کئی قدم آگے دوڑ گئے اب طاؤس نے پھر آواز دی کہ او سرکش مرنے
پر تیار ہو جا کہ تو سرحد قضا میں آگیا یہ کہتے ہی دہن سے طاؤس کے شعلہ خارج ہوا اور مانند تیر شہاب شاہزادہ کی طرف چلا
اودھر تو شعلہ کا سناٹا پیدا ہوا ادھر کمان کڑکی ہنوز شعلہ شاہزادہ تک نہ پہونچا تھا اور منقار طاؤس کی کھل کے بند ہونے پائی تھی
کہ پیکان تیر دہن طاؤس میں زبان بن گیا بس طاؤس نے مانند طاؤس آتشبازی کے چرخ مارا اور جل کے خاک ہوگیا مرنے سے
اس کے قیامت برپا ہوئی تمام کوہ لرز گیا آتش باری و برف باری ہوئی آخر آواز پیدا ہوئی کشتی مرا نام من طاؤس جادو بود
حیف مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم اب جو روشنی ہوئی تو دیکھا کہ لاش ایک ساحر سیہ فام کی پڑی ہے اور درخت سے
گردن تک ایک زخم ہے ملکہ طناز جادو زمین پر اتری اور شاہزادے کی نہایت تعریف کی کہ نہ آپ ایسا قادر انداز ہوتا
نہ یہ ساحر مارا جاتا سوا اس طریقہ کے اس کی موت ہی نہ تھی اب سینہ اس کا چاک کیجیے اس میں سے ایک ڈبیا نکلیگی
اس میں ایک کنجی ہوگی سوا اس کنجی کے قفل گنبد کا کھلنا ناممکن ہے شاہزادے نے سینہ طاؤس جادو کا چاک کیا اور صندوقچی
نکال کر اس میں سے کنجی نکالی اور قریب گنبد کے تشریف لائے اور قفل کو دیکھ کر فرمایا کہ اگر کنجی نہ ہوتی تو میں اس قفل کو کنڈے
سمیت کھینچ لیتا اس کی کیا حقیقت ہے ملکہ طناز جادو نے کہا اے شہریار غیر ممکن ہے آپ آزمایش کر لیجیے یہ سنگ سکندری ہے قفل بھی

ہی تھا ڈالا اور زور کیا قفل نہ ٹوٹا سکندر کو شرمندگی سی ہوئی دوڑکر دروازہ پر گرز مارا کہ دروازہ توڑ دون سکندر کی وہ ضرب جس سے تمام کوہ ہلگیا مگر دروازہ نہ ٹوٹا ملکہ نے کہا غصہ آپ کا بیجا ہے یہ کارخانہ سحر کا ہے فرمایا یہ گنبد بھی سحر کا ہے طناز جادو نے کہا کہ یہ گنبد تو سحر کا نہیں ہے مگر سحر بند ہے اگر یہ کنجی نہ دستیاب ہوتی تو یہ قفل کھل سکتا نہ دروازہ کھلتا شاہزادہ نے قفل دروازہ کا کھولا اور اندر گنبد کے داخل ہوے دیکھا کہ ایک بیضہ برابر بیضہ مرغ کے رکھا ہوا ہے شاہزادے نے اُس بیضہ کو اُٹھالیا اور دروازہ کو پھر بند کردیا اور مرکب پہ سوار ہو کے جانب قلعہ سنگین حصار روانہ ہوے اور ملکہ طناز جادو بھی اسی طرح طاؤس سحر پہ سوار ہو کے بالاے ہوا اُڑتی ہوئی چلی اول باغ آتش سہار میں پہونچی دیکھا ملکہ نے کہ تمام باغ میرا جلا پڑا ہے اور شرارہ جادو ایک شاخ درخت پر قمری بنی بیٹھی ہے شرارہ نے جو اپنی شاہزادی کو آتے دیکھا حاضر ہوئی اور ملازمت حاصل کی اور سارا ماجرا باغ کے جلنے کا بیان کیا ملکہ نے کہا مجھے باغ کے جلنے کا غم نہیں خدا کا شکر ہے کہ تجھے زندہ پایا اب انشاء اللہ جب خدا فتحیاب کرے گا اُسوقت باغ کو پھر سے آراستہ کرینگے یہ کہکر جانب قلعہ سنگین حصار چلی شرارہ جادو نے کہا کہ اب میں بھی حضور کے ساتھ چلون گی طناز جادو نے ابر طاؤسی رنگ تیار کیا اور اُس ابر میں آپ مع شرارہ جادو پوشیدہ ہو کے چلی اور شاہزادہ سکندر رستم خو مرکب پر سوار ہو کے روانہ ہوے یہ تو براے قتل فتنہ جادو جاتے ہین اب فتنہ جادو کا حال سنئے

دو کلمہ داستان فتنہ جادو کے بیان کئے جاتے ہین

مرے حال پر رحم کر ساقیا ٭ کہ ہون دختر رز پہ مین مبتلا

ہے فتنہ سی جادو سے منظور جنگ ٭ وہ مے دے دکھادون جو اپنی امنگ

بھلادون مین نیرنگ جادو اُسے ٭ نہ آئے نظر کوئی پہلو اُسے

زمانے مین ہے دھوم اس تیغ کی ٭ یہی سر بر آوردہ ہر دم رہی

پلا دے تو مجھ کو دو چار جام ٭ کہ غم دور ہو جائے ہون شاد کام

لڑون آکے میدان مین یون ڈانٹ کے ٭ کہ عالم مین اک تہلکہ سا پڑے

مری تاب طاقت سے ہو جائے دنگ ٭ بڑھاپے مین دکھلاؤن مردانہ ڈھنگ

وہ فتنہ اگر ہے قیامت ہون مین ٭ سراپا غضب اور آفت ہون مین

جب یہ باغ کو جلا کر لشکر مین پہونچی تو اس نے طبل جنگ بجوادیا ہرکارے دوڑتے ہوے خدمت مین شاہزادہ قاسم بن ہاشم اور سہراب ثانی وغیرہ کے پہونچے اور عرض کی کہ فتنہ جادو نے پھر طبل جنگ بجوایا ہے فرمایا کچھ پروا نہین حافظ حقیقی ہمارا نگہبان ہے یہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا تیاریان جنگ کی ہونے لگین جوانان اسلام نے مرنے پر کمر ہمت کو چست باندھا اس لئے کہ ان کو یقین ہوچکا تھا کہ اس ملکہ کے ہاتھ سے بچنا دشوار ہے نہ صاحبقران ہین کہ اسم اعظم پڑھکر سحر کو باطل کرینگے نہ کوئی ساحر زبردست ہماری کمک پر ہے نہ وہ لشکر اسلام کے عیار موجود ہین جنھون نے بڑے بڑے ساحرون کی دل کی دل ہی مین رہنے دی ارمان بھی پورا نہونے دیا ہر ایک نے غسل کیا نماز میت پڑھی کفن پہنا صبح کو میدان مین پہونچکر صف آرا ہوے اُس طرف فتنہ جادو اپنے چالیس ہزار ساحرون سے میدان مین آکر صف آرا ہوئی اور پکاری کہ کیون اے خداپرستو کیا ارادہ ہے یا تو اطاعت ہماری اختیار کرو یا آمادہ مرگ ہو جاؤ کہ ایک سحر مین تم سب کا خاتمہ کردون گی یہ سنکے جوانان اسلام نے سخت سست کہا کہ او ملکہ تیرا کیا مجال ہے تیری کہ بغیر حکم خدا کسی کا بال بھی بیکا کرسکے یہ سنکے فتنہ جادو ہنسی اور کہنے لگی کہ یہ جواب تم نے اچھا نکالا ہے جب مین حکم خدا کی شرط لگا دی ہے تو سب سے سردار کو تو مین نے اُس کی معشوقہ سمیت پھینک دیا اب تمھاری باری ہے یہ کہکر میدان مین آئی اور کچھ اسم سحر پڑھکر دستک دی کہ ایک پریزاد ہاتھ مین پنجرہ لئے ہوے پیدا ہوئی اُس مین نہ کوئی طائر تھا نہ مرغ خالی پنجرہ تھا لیکن بلبلون کی آواز چلی آتی تھی فتنہ جادو نے وہ خالی پنجرا ہاتھ سے پریزاد کے لے کر کچھ اسم سحر پڑھا اور پنجرے کی کھولی ایک بھرا ہوا لالوت کا نکلا اور غول باندھکر سر پر فتنہ جادو کے تانے لگانے لگا بس فتنہ جادو نے چند دانے دانہ کے کچھ اسم سحر پڑھکر زمین پر پھینکے وہ سب لال زمین پر آئے دانہ کھایا اب فتنہ جادو نے اپنا سو بیڑہ ہلانا شروع کیا تمام لال دانہ کھانے کے بعد پھر اُتار کے اُٹھے اور ایک تاؤ تو سر پر فتنہ جادو کے لگایا اور اب جو اُنھون نے لشکر اسلام کا رخ کیا تو پھر پلٹ کے نہ دیکھا اہل اسلام حیران تھے کہ یہ لال کیسے ہین اور تمام لالون نے

آکر قلعہ کی فصیل پہ بیٹھ کر بولنا شروع کیا تمام اہل اسلام اُن کی طرف محو ہوگئے بس اب جو یہ پھر اٹامار کے اُڑے تو لشکر اسلام پہ
سایہ ڈالتے ہوئے سامنے فتنہ جادو کے آگئے جن لوگون پہ سایہ ان جانورون کا پڑا وہ تو پتھر کے ہوگئے اور جن پر سایہ
نہ پڑا صرف آواز سنی تھی وہ بیخودی مین جھوم رہے تھے لالون نے پھر تاو لگایا اور جانب لشکر اسلام آکے اسیطرح سات پھیرے
کئے تمام لشکر اسلام پتھر کا ہوکے رہ گیا اب اس نے پنجرہ کھول کر سامنے کیا سب جانور اندر پنجرے کے جاتے ہی نظرون سے
پوشیدہ ہوگئے اب یہ پلٹ کے اپنے خیمہ مین آئی اور اس نے جشن خوشی منعقد کیا ساحران اولوالعزم جو اس کے پہلونشین
تھے وہ آکے بیٹھے پنجرہ دروازہ بارگاہ مین لٹکا دیا گیا اور صحبت راگ رنگ کی قائم ہوئی میدان مین تمام لشکر شاہزادہ سکندر
رستم خو کا پتھر کی تصویرین بنا ہوا کھڑا تھا اور یہان بارگاہ مین جلسہ ہو رہا تھا تین دن اسی حالت مین گذرے چوتھے روز
مصاحبون نے عرض کی کہ اب یہان سے تشریف لے چلیے یہان قیام کرنے سے کیا فائدہ ہے فتنہ جادو نے کہا کہ سات روز تک
اگر کوئی ساحر زبردست آجائے تو ان پر سے میرا سحر اتار سکتا ہے اور بعد سات دن گذر جانے کے پھر یہ اسی طرح رہینگے کوئی ان کی
اعانت نہ کر سکیگا اب چوتھا روز ہے اور پنجرہ اُس کے ہاتھ مین ہے اپنے خیمہ کے آگے ٹہل رہی ہے کہ ایک مرتبہ جانب صحرا سے تتق گرد بلند
ہوا اور آتے آتے دامن گرد کا شگافتہ ہوا اور شاہزادہ سکندر رستم خو نہایت شان و شوکت کے ساتھ نمودار ہوئے دیکھکر
سکندر کو فتنہ جادو متعجب ہوئی کہ یہ کہان سے آگیا اسے تو مین باغ آتش بہار مین پھونک آئی تھی کیا روح اس کی مجسم
ہوکر آئی اُدھر شاہزادہ سکندر رستم خو نے دیکھا کہ تمام لشکر میرا تو صف آرا ہے اور لشکر حریف کے لوگ اطمینان سے اپنے
قیامگاہ پہ جمع ہین حیرت مین آئے قریب لشکر آکر آواز دی کہ تملوگ کیون چپ باندھے کھڑے ہو کوئی جواب نہ پایا سکندر نے
پھر آواز دی پھر کوئی جواب نہ پایا اب تو سکندر قریب آگئے دیکھا تو کسیکی آنکھ کو بھی حرکت نہین ہے ایک آدھ کا بازو پکڑا اور ہلایا
شبہا بھی کسی کو خبر نہوئی گھوڑون پر خیال کیا تو وہ بھی سبکے سب تصویر بنے کھڑے ہین سکندر نے ایک آہ کا نعرہ مارا اور
کہا کہ اے یاران وطن افسوس کہ تم نے اسقدر جلدی کی اور ہمین بھی ساتھ اپنے نہ لیا خیر نہ گھبراؤ ہم بھی راستے مین تمہارا انتظار کرنا
ہم بھی بہت جلد آتے ہین صرف تمہارے دشمنون سے قصاص لینا ہے اس مین جسقدر دیر ہو یہ فرما کر آنسو پونچھتے ہوئے لشکر
فتنہ جادو کی طرف متوجہ ہوئے اور پکارے کہ کہان ہے وہ لکاتہ جس نے میرے لشکر کی یہ حالت کی ہے فتنہ جادو نے کہا
کہ او سرکش یہ تو بتا کہ باغ آتش بہار کو تو مین نے پھونک دیا تو پھر کیونکر زندہ ہوکے آگیا سکندر نے فرمایا کہ مین تیری جان کا ملک الموت
بن کے آیا ہون جس طرح تیری ماں لکاتہ کو مارا اگر اسی طرح تجھکو بھی نہ مارا تو کچھ کام نہ کیا آسمانے یہ سنکے فتنہ غصہ مین سکندر کی طرف
بڑھی اور ترنج سحر جھولی سے نکال کر شاہزادے پر کھینچ مارا شاہزادے نے ترنج کو اسی بیضہ پر روکا بیضہ ٹوٹا اور بیضہ سے ایک
باز سپید پیدا ہوا اور فتنہ جادو کی طرف چلا فتنہ جادو باز سپید کو دیکھکر گھبرائی جلدی سے کنڈی پنجرے کی کھولی لالون کا غول نکلا
باز نے لالون کا شکار کرنا شروع کیا اب اسے یقین ہوگیا کہ معلوم ہوتا ہے طناز جادو اور یہ دونون باغ مین نہ تھے اور بیضۂ
قتل میرا اس کے ہاتھ آگیا جو یہ اس طرح منھ پر چڑھ آیا ورنہ یہ تو سحر سے آگاہ نہین ایک ترنج اس کے قتل کو کافی تھا اب اس باز
سے جان میری بچانا دشوار ہوگئی جو حملہ یہ شاہزادے پر کرتی تھی باز اسے رد کر دیتا تھا اس اُلجھاوے کو دیکھکر ملکہ طناز جادو
نے آواز دی کہ اے شہریار حکم دیجیے باز کو کہ کھانے اس مجہ کو بغیر اس کے باز حملہ نہ کرے گا اسی کے وار رد کئے جائینگے
بس سنتے ہی شاہزادے نے باز کو آواز دی کہ لے باز قتل سے اس کے نہ باز آ کہ یہ دشمن جان ہماری ہے بس یہ سنتے ہی
باز کندے سے چھوٹکر چلا فتنہ نے طناز کی جو آواز سنی گھبرا گئی کہ یہ اسی کے کرشمے ہین نہ یہ شریک ہو جاتی نہ یہ انجام ہوتا بس
اس نے پر پرواز پیدا لگئے اور بھاگی باز نے پیچھا کیا اُدھر طناز جادو نے اپنے ابر طاؤسی رنگ کو اشارہ کیا کہ یہ ابر گرکر اگر
لشکر پر گرا اور مثل سر جوش کے ہوگیا باز نے جاتے ہی پر مارا کہ جسم مین فتنہ جادو کے آگ لگ گئی بس یہ تڑپ کے اپنے
لشکر پر گری جس کا جسم اس کے جسم سے مس ہوگیا اُس کے جسم مین بھی آگ لگ گئی اور جلنے لگا فتنہ جادو تڑپتی پھرتی تھی
اور باز پیچھا نہین چھوڑتا تھا دو ایک چکرون مین باز کا قد بڑھ گیا اب ایک مقام پر باز نے فتنہ جادو کو پنجہ مین دبایا اور زمین پر

لایا مغز سر نکال کے کھا گیا اور بہت شعلہ بن کے لشکر فتنہ جادو پر گرا کے سب کو جلا کے خاک کر دیا مرتے ہی ان تمام ساحرون کے اور فتنہ جادو کے تمام اہل اسلام ہوش مین آئے شاہزادہ سکندر کو دیکھ کے دوڑے شاہزادے نے فرمایا کہ تم کس حال مین تھے انھون نے عرض کی کہ ہمین ایک غنودگی سی آگئی تھی شاہزادہ سکندر نہایت خوش ہوے کہ الحمد للہ ابھی سب زندہ ہین ایک دوسرے سے بغلگیر ہوا گویا وہ روز روز عید تھا لاشین ساحرون کی اُٹھوا کے پھکوا دین اور جھلسا ہوا سر فتنہ جادو کا دروازہ قلعہ مین آویزان کیا گیا اتنے مین گرد اڑی اور ملوک بن مالک مع دیوانہ بلغار کرکے پہونچے انھون نے اپنی سرگذشت بیان کی شاہزادہ سکندر نے خزانہ کو قلعہ مین محفوظ کیا اور مصروف جشن ہوے ۔

دو کلمہ داستان ظفر نشان لشکر صاحبقران زمان و حکیم اشراق الحکمت روشن ضمیر کے معرض تحریر مین آتے ہین

غزل کلیجہ منہ کو ترا فوڑا اے عدو آئے
نہ جذب کھینچکے لائے سر کھینچکے تو آئے
شروع عشق مین آتی ہے گر نوائے گلہ
ملال کرنے کو بلبل کے تا گلو آئے
یہ دصیان بحث مین لے کے مزاج جنگجو ہے
گرہ مین باندھ کے ہم اپنی آبرو آئے
جگر کے خون سے بھی سینچا نہین دل مین گر
بھرین ہم اشکون سے خالی اگر سبو آئے
چمن مین شوق سے وہ سو گئے تو مین لیکن
انھین کبھی نہ دل آزاری عدو آئے
ہر میہمان کی تعظیم درد کو لازم +
نقاب ڈال کے منھ پر وہ ماہرو آئے
فصاحت اس کو مین سمجھاؤن جو سمجھے شعر
کہ باز آمدم بر سر داستان ۔

مری طرح جو شگفتہ مین غم کے تو آئے
عدو کی بزم سے ہم آج سرخرو آئے
ہجوم غم نہ لئے دل مین آرزو آئے
کسی کے دل مین مرے سامنے خدا نکرے
بل ابروؤن پہ نہ ہنگام گفتگو آئے
کہین حلال کرین چھپ کے وہ مجھے لیکن
کبھی نہ تجھ مین پھل اے نخل آرزو آئے
جو بحر علم مین غواص ہو تو اے جاہل
چڑھائین تیوری جو غنچہ کے منھ سے بو آئے
خوشی خوشی مین ادھر فرشتہ کرون لیکن
ہمارے دل مین یہ لٹکے حباب آرزو آئے
ثنائے حضرت پیر مغان کرے جو رند
سخنورون کی جو محفل مین عیب جو آئے

تجھے یہ چاہئے خود ہی بہ آبرو آئے
ذلیل ہونے گئے تھے بہ آبرو آئے
خزان مین تیغ نے گر چمن مین سوکھی شاخ
خیال آبرو افزائی عدو آئے
ہر قول گوہر غلطان میان بحر جہان
انھین کے کوچہ مین بہ کر مرا لہو آئے
وہ بادہ خوار ہین ساقی کہ انجمن مین تری
ضرور ہاتھ ترے دُرّ آبرو آئے ۔
اگر ہزار طریقون سے مین سکھاؤن بھی
قدم قدم مرے مگر جس طرف سے تو آئے
جو خواستگار عیادت ہو دلفگار کوئی
شراب پیچے نہ اُس کے دہن سے بو آئے
بیا بشنو اے ہمدم براستان ۔

راوی بیان کرتا ہے کہ حکیم اشراق روشن ضمیر نے جس وقت تاریک تیرہ رو کو لشکر اسلام کے غارت کرنے کے لئے بھیجا تھا تو بیضہ حیات تاریک تیرہ رو اپنے سامنے رکھ لیا تھا جس وقت تاریک تیرہ رو ہاتھ سے صاحبقران رابع کے مارا گیا تو بیضہ حیات تاریک چٹکا اور اُس مین سے ایک مرغ سپید پیدا ہوا اور ہیہات کی آواز دے کر جل کے خاک ہوگیا بس حکیم اشراق روشن ضمیر سمجھ گیا کہ تاریک تیرہ رو مارا گیا اس کو نہایت افسوس ہوا اور اس نے اُسی غم و غصہ کی حالت مین اپنے مصاحبین سے کہا کہ پہلے تو مین نے یہ قصد کیا تھا کہ لاکھون جانین میرے ہاتھ سے تلف و برباد ہون اسی سبب سے مین نے تاریک تیرہ رو کو روانہ کیا تھا کہ جس وقت اسکی ہیبتون سے اہل اسلام تنگ آئین گے تو خوف سے بھاگ جائین گے لیکن انھون نے تاریک کو بھی مارا اب میری نگاہ مین زمانہ تاریک ہے کہ میرا ایسا رفیق قدیم مارا گیا اب ایک مسلمان کو پردہ ہستی پر زندہ نہ چھوڑون گا یہ کہکر اپنے مقام سے اُٹھا اور اپنے ملازمین کو حکم دیا کہ سواری ہماری تیار کرو آج ہم شہر کے دروازہ سے نکل کر جائین گے اور بمقابل لشکر اسلام خیمہ بپا کرین گے ملازمین پیش خیمہ لے کر چلے بعد کو حکیم ایک بوچے پر سوار ہوکے روانہ ہوا لیکن بیان کی

حالت سنیے کہ صاحبقران تو تعاقب مین تاریک تیرہ رو کے گئے ہوے تھے اور یہان اہل اسلام دھوین مین گھٹ رہے
تھے نفس تنگی کر رہا تھا دم گھٹے جاتے تھے تاب فریاد بھی نہ تھی قریب تھا کہ اسی طرح گھٹ گھٹ کے ہلاک ہو جائین دل سے دعا کر رہے
تھے منہ سے دعا بھی نہ کر سکتے تھے کہ منہ کھلا اور دھوان منہ مین بھر گیا مگر دعا تو وہی ہے جو دل سے ہو یکایک ایک ہوائے تند چلی کہ
وہ تمام دھوان منتشر ہو گیا مطلع صاف ہو گیا جو لوگ گھٹ رہے تھے اور نوبت بجان تھے وہ اپنے ہوش مین آ گئے شکر خدا بجا لائے
عاقلون نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے وہ ساحر ہاتھ سے صاحبقران ذیشان کے مارا گیا اب لوگ تلاش صاحبقران مین روانہ ہوئے
تمام دن تلاش کی صاحبقران کو نہ پایا جب دوسرا دن ہوا پھر ہرکارے تلاش مین چلے یکایک دروازہ حصار طلائی کا وا ہوا
اور کچھ لوگون نے آکر پہلے خیمہ برپا کیا اور بعد اس کے اور کچھ لوگ آئے اور بطور نگہبانون کے گرد خیمے کے قائم ہوئے اتنے
مین سواری حکیم اشراق روشن ضمیر کی آئی حکیم اتر کر بوچہ سے داخل خیمہ ہوا اور اس نے ایک نامہ بادشاہ لشکر اسلام کے
نام تحریر کیا مضمون نامہ یہ تھا کہ اب تک تو مین نے طرح دی اور چاہا کہ آپ لشکر کو اپنے لے کے پلٹ جائیے مگر آپ نے نہ مانا یہانتک
کہ میرا رفیق قدیم بھی مارا گیا اب مین یہ کہتا ہون کہ یا تو اسی وقت کوچ کر کے میرے سامنے سے چلے جایئے اور یا طبل جنگ بجوایئے
اگر مین نے ایک ہی روز مین تیغ خود اور گردن کے سب کو نہ مارا تو نام اپنا حکیم اشراق نہ پایا آپ نے اس قتال ہوشربا
نقابدار شجرفی پوش کو دیکھا ہے یا نہین کہ اس نے دم بھر مین کیا حال کر دیا اگر مین چاہتا تو اسی روز تمام لشکر کا خاتمہ کر دیتا
مگر مین نے طرح دی کہ شاید اب بھی آپ چلے جائین مگر مجھکو معلوم ہوا کہ آپ لوگون کو آپ کی قضا گھیر کے اس وادی مین لائی
ہے یہ نامہ ایک شخص کو دیا کہ جا کر بادشاہ اسلام سے اسی وقت اس کا جواب یا جواب لے کر آ ایک شخص نامہ حکیم اشراق
روشن ضمیر کا لے کر جانب لشکر اسلام روانہ ہوا یہان ہرکارون نے قبل سے بادشاہ اسلام کو خبر دیدی تھی کہ آج حکیم
اشراق حصار طلائی کے باہر آیا ہے خیمہ اس نے برپا کیا ہے اور نامہ دار حکیم اشراق کا آتا ہے یہ سنکے بادشاہ نہایت پریشان
ہوئے کہ صاحبقران موجود نہین ہین جواب نامہ کا کیا دیا جائے اتنے مین چوبدار نے آکر عرض کی کہ نامہ دار حکیم اشراق
روشن ضمیر کا حاضر ہوا اور امیدوار باریابی ہے فرمایا بلا لو نامہ دار اندر بارگاہ کے آیا شان بارگاہ دیکھکر ہوش اڑ گئے
عجب بارگاہ تھی عجب گیر و دار ، تو گوئی کہ یک عرش و کرسی ہزار ، دیکھا کہ بادشاہ اسلام تخت پر جلوہ افروز ہین سرداران صف شکن
اپنے اپنے دنگلون کرسیون پر بیٹھے ہوئے ہین عیار خشت طلائی پر کھڑے ہین ایسا رعب چھایا کہ نامہ دار بدحواس ہو گیا ایسے
نہین ایسا دربار کا ہے کو دیکھا تھا اس کے ہوش اڑ گئے مجرائی نے مجرا کرایا نامہ دار کو بادشاہ نے قریب بلایا نامہ دار نے نامہ
پیش کیا ظل اللہ نے دبیر کو نامہ دیا اس نے باواز بلند پڑھا تمام اہل دربار مضمون نامہ سے آگاہ ہوئے بادشاہ اسلام نے
سر زانو تفکر پر نہوڑایا اور فرمایا کہ عدم موجودگی صاحبقران مین مناسب وقت یہ معلوم ہوتا ہے کہ حکیم اشراق روشن ضمیر
سے مہلت طلب کی جائے یہ سنکے شاہزادہ تیمور شیر پیکر نے عرض کی اگر حضور اس حکیم سے مہلت طلب کرین گے
تو مین خودکشی کرونگا اگر صاحبقران موجود نہین ہین تو جان نثاران صاحبقران تو ہین حضور جواب جنگ تحریر فرماوین
کسی سردار نے طنز سے کہا کہ طبل بجوا دینا تو آسان ہے لیکن نقابدار سے مقابلہ کرنا بہت دشوار ہے اس لئے کہ نقابدار
بلائے بد ہے اگر لڑنے والا ہو تو آدمی اس سے لڑے یہ کونسا مقابلہ ہے کہ صورت دیکھی اور اپنا گلا آپ کاٹ ڈالا یہ سنکے تیمور کو
غصہ آیا بادشاہ اسلام سے عرض کی کہ میرے نام پر طبل جنگ بجوائیے بادشاہ اسلام نے دیکھا کہ تیور اس کے بگڑ گئے ہین
اگر اس نے طبل جنگ بجوا دیا تو غضب ہو جائے گا اس لئے کہ اگر نقابدار کے ہاتھ سے یہ مارا جائے گا تو صاحبقران کو کمال
صدمہ ہوگا مجھ پر الزام آئے گا کہ آپ نے تیمور کو ہاتھ سے کھو دیا بادشاہ نے تیمور سے ارشاد فرمایا کہ یہ سچ ہے کہ اسوقت
صاحبقران نہین ہین تو قائم مقام صاحبقران موجود ہے اگر وہ بھی ہوتے تو جواب جنگ ہی تحریر کرتے مین تمہاری رائے کے
موافق جواب لکھے دیتا ہون لیکن یہ اجازت نہین دیتا کہ طبل تمہارے نام پر بجے جس وقت کوئی تمہارا ہم نبرد میدان
مین آکر ٹوکے اسوقت مین منع نہ کرونگا اور یون ہرگز تمہین جانے نہ دونگا یہ فرما کر پشت نامہ پر جواب جنگ تحریر

فرمایا اور نامہ نامہ دار کو دیدیا نامہ دار نے جاکر جواب نامہ حکیم اشراق روشن ضمیر کو دیا حکیم نامہ کو پڑھکر بنہایت غیظ و غضب
مین آیا اور اُس نے حکم دیا بجے طبل جنگ وہ جو چند آدمی اس کے ساتھ حصار سے باہر آئے تھے اور سامان مختصر ہر قسم کا لائے
تھے انھون نے نقارہ نوازی بھی شروع کی یہ خبر بادشاہ اسلام کو ہوئی بادشاہ اسلام نے بھی حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی
بفضل ایزدی و بتائید ربانی بجے طبل جنگ یہان بھی نقارے گڑگڑائے تمام لشکر مین خبر ہوئی کہ نقارہ رزم بجا ہر اہل لشکر
پریشان ہوے کہ دیکھیے کل کیا ہوتا ہر صاحبقران بھی موجود نہین ہین کہ اسم اعظم پڑھکر بلاے سحر کو رد کرین گے اور اگر سحر
نہو تو کوئی اور بلا ہوگی کیونکہ ساحر تو امیر کے ہاتھ سے مارا جاچکا ہر اب یہ حکیم کوئی اور ہی انتظام کرے گا غرضکہ عجب طرح کا
انتشار تمام لشکر مین تھا لوگ آپس مین بغلگیر ہو رہے تھے اور ایک دوسرے سے وصیت کر رہا تھا لوگون نے غسل کرکر کے
کفن پہن لیے تھے کہ کل کشتۂ تیغ ادا ہونا ہر وہ قتال ہوش رُبا نقابدار سنجر فی پوش سب کی جان لے گا خدا جانے یہ کونسی
بلا ہر اس بلا کو تو خدا ہی دفع کرے تو ہو سکتی ہر ورنہ غیر ممکن ہر یہان تو یہ حالت ہر اور شاہزادہ تیمور یہ تہیہ کیے
ہوے ہین کہ مین مقابلہ کو نکلون بادشاہ اسلام نے تمام رات مناجات مین بسر کی خلاصہ یہ کہ گریبان سحر چاک ہوا عالم تیرگی
سے پاک ہوا بزم انجم برخاست ہوئی طایر آشیانون سے نکل نکل کر فکر آب و دانہ مین روانہ ہوے چرند پرند چراگاہون کی جانب
چلے اہل اسلام نے فریضۂ سحری کو ادا کیا حکیم اشراق میدان مین آکر کھڑا ہوا اور اہل اسلام کو مصروف عبادت رب انام دیکھکر
بہت ہنسا اور کہا کہ ہمین دیکھنا ہر کہ آج تمھارا خدا تمھاری جان کیونکر بچاتا ہر سرداران اسلام کو نہایت غصہ آیا ایک آدھ
نے بڑھکر آواز دی کہ او مرتد مردود تو تو کافر ہر نور ایمان تیرے قلب تک پہونچا ہی نہین ہر تو خدا کو کیا پہچانے گا اتنا تک
تو ہمین تیرے مقابلہ مین ہراس تھا لیکن اس وقت تو ایسا کلمۂ کفر بولا ہر کہ یقین ہر خدا کے خلاف ہوا ہوگا اب تجھپر کوئی
نہ کوئی آفت ارضی و سماوی آیا ہی چاہتی ہر اور خدا کے بندے تیرے شر سے ضرور محفوظ رہین گے غرضکہ بعد فراغ طاعت
معبود تمام اہل اسلام دستہ دستہ گروہ گروہ فوجون فوجون میدان مین آکر پرے جما جما کے کھڑے ہوے تخت بادشاہ اسلام
کا قلب لشکر مین قائم ہوا چونکہ تیور تیمور کے بدلے تھے بادشاہ نے ارشاد فرمایا کہ اے تیمور صاحبقران تمکو روح و جان
سمجھتے ہین اور اس وقت قائم مقام صاحبقران تمھین ہو خبردار جس وقت تک ہم اجازت نہ دین اُس وقت تک میدان
مین جانے کا قصد نہ کرنا ہان اگر حریف تمکو ٹوکے اُسوقت تمھین اختیار ہر تیمور مجبور ہوگیا غرضکہ تمام سردار اپنے اپنے
مرتبے کے موافق کھڑے ہوے اور تیمور کو امیر نے اپنے تخت سے علیحدگی نہ اختیار کرنے دی جس وقت نقیب نقابت
کرکے ہٹ گیئے تو ساحرون نے یہ ارادہ کیا کہ حکیم اشراق پر ٹوٹ پڑین اور خاتمہ کر دین مگر آداب بادشاہ سے رکے
رہے اُدھر حکیم اشراق کچھ دیر تو منتظر رہا کہ لشکر اسلام سے کوئی نکلے تو مین بھی نقابدار کو طلب کرون جب ادھر سے کوئی نہ
نکلا تو حکیم اشراق نے آواز دی کہ تم لوگ صورت دیکھنے کو آئے ہو یا لڑنے کیون نہین میدان مین نکلتے یا اگر خوف زدہ
ہو تو اب بھی یہان سے نکل جاؤ یہ سنکے سرداران اسلام نے جواب دیا کہ او مردود ہم اہل اسلام سبقت کو بُرا جانتے ہین
پہلے تو کسی کو بھیج جب وہ میدان مین آکر مبارز طلب کرے گا اُس وقت یہان سے بھی کوئی غازی مقابلہ کے لیے پہونچ
جائے گا یہ سنکے حکیم ہنسا اور کہا کہ معلوم ہوتا ہر تم لوگ سب ساتھ مرنا چاہتے ہو تو ہمین مبارز بھیجتے ہین یہ کہکر اس نے
جانب صحرا دیکھکر دستک دی بس دستک دیتے ہی بگولہ گرد کا پیدا ہوا جب قریب پہونچا تو دیکھا کہ وہی نقابدار سنجر فی پوش
گھوڑا مارے چلا آتا ہر صورت اس نقابدار کی دیکھکر لوگون کے رنگ اُڑ گئے کہ یہ وہی بلا ہر خدا اس سے محفوظ رکھے
نقابدار میدان مین آکر قائم ہوا حکیم اشراق نے کہا کہ اے قتال ہوش رُبا یہ لوگ نہایت سرکشی پر ہین آج
ہی ان سب کو مٹادے کہ انھون نے مجھے نہایت پریشان کر رکھا ہر اور بھائی تیرا تیرہ تاریک روان کے ہاتھ سے مارا گیا ہر
قصاص خون لینا برادر کا ان لوگون سے ضرور ہر بس یہ سنتے ہی نقاب دار نے نقاب اُٹھنے کا ارادہ کیا تھا کہ جانب
صحرا سے تق گرد بلند ہوا نقابدار اور تمام اہل لشکر صحرا کی طرف متوجہ ہوے کہ دیکھین اب کون آتا ہر ہرکارے واسطے دریافت

حال کے روانہ ہوئے اتنے مین دامن گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد سے صاحبقران عالیشان اس شان و شوکت
سے نمودار ہوئے کہ آگے آگے امیر مرکب پر سوار پشت پر چالیس ہزار ساحران غدار ہاروت جادو بادشاہ ساحران
تخت پر بیٹھا ہوا یہ دیکھکر تمام سرداران اسلام برائے استقبال روانہ ہوئے اور امیر با توقیر کو لے کر لشکر مین آئے نقارہ
شادمانی پر چوب پڑی سلامی ہونے لگی ہاروت نے بادشاہ اسلام سے ملازمت حاصل کی تاج اپنے سر سے اُتار لیا
بادشاہ اسلام نے پھر تاج عنایت فرمایا لیکن اس نے عرض کی کہ مین حضور کے سامنے ہرگز تاج نہ پہنون گا ان باتون مین
بہت وقت گذرا حکیم اشراق نہایت نازک دماغ ہے اس کو انتظار گران گذرا اور یہ بھی خلاف تھا کہ لشکر آمد صاحبقران
کی خوشی کر رہا تھا اسوقت لشکر اسلام سے مخاطب ہو کر حکیم اشراق نے اتنا تو کہا کہ خیر امیر کے آنے سے تمھین ایک روز
کی اور مہلت دی جاتی ہے کہ اپنے نیک و بد کو سمجھ لو یا رات بھر مین پھر اقبال گرد و یا آمادہ مرگ ہو یہ کہکر نقابدار سے کہا کہ خیر
ایک روز کی مہلت انکو دین اور دو نقابدار تو حکیم کو سلام کر کے جانب صحرا روانہ ہو گیا اور حکیم اشراق رونق افزا خیمہ مین داخل
ہوا لیکن جس وقت نقابدار جانب صحرا چلا ہے تو طیفور بادیہ گرد نے تعاقب کیا کہ اگر پاؤن تو اس نقابدار کا راستہ ہی مین
خاتمہ کر دون لیکن کچھ دور جا کر نقابدار تو نظرون سے غائب ہو گیا طیفور بادیہ گرد اس امید مین دور تک چلا آیا کہ نشان
سم مرکب تو پا لے جاؤنگے جب نشان قدم بھی نہ ملے تو مجبور ہو کے پلٹا ادھر عیار تیمور مہر شاہور شیر دل نے
خندق نقب زن کو ساتھ لیا اور چند عیاران اسلام مثل قران ثالث و برق ثالث وغیرہ کے ہمراہ لئے اور
سب عیار اس فکر مین چلے کہ کسی طرح قابو پائین تو حکیم کو مار ڈالین یہ تو اس فکر مین جاتے ہین اور وہان شام ہوتے ہی
حکیم اشراق الحکمت نے پھر طبل جنگ بجوایا اور خیمہ مین جا کر باطمینان تمام سو رہا یہان عیاران اسلام مین سے چند عیارون
نے تو نقب لگانا شروع کی اور چند عیار صورتین تبدیل کر کے عیاری کی فکر مین چلے جس وقت قریب خیمہ کے پہونچے تو دیکھا کہ
جو لوگ گرد خیمہ کے ہین وہ بھی پڑے سو رہے ہین اب یہ اور خوش ہوئے کہ کام بنجائے گا یہانتک کہ گرد خیمہ کے عیار پہونچ کے
قنات کو خنجر سے چاک کرنے کا قصد کیا قنات نہ چاک ہو سکی یہ معلوم ہوا کہ لوہے کی چادر ہے کہ خنجر در نہین آتا اب ان لوگون
نے سوہن سے ریتنے کا قصد کیا سوہن جھک گیا آخر دروازے کی جانب آئے چاہا تھا کہ اندر قدم رکھین دیکھا کہ ایک
اژدہا منھ کھولے بیٹھا ہے شاہور نہایت منچلا ہے اس نے ایک حقہ آتشبازی اندر خیمہ کے کھینچ مارا کہ حکیم کو جلا دون
اژدہا اس حقہ کو نگل گیا صبح تک یہ عیار یہی کوشش کرتے رہے جب قابو نہ چلا تو انھون نے یہ صلاح کی کہ اب ہمکو تو ہر طرح مرنا ہے
اگر حکیم پر قابو نہ پایا نہ سہی اس کے ملازمون کو ختم کر دین کچھ تکلیف تو اسے بھی پہونچے یہ خیال کر کے جو لوگ گرد خیمہ کے
سو رہے تھے ان کو ذبح کرنے کا قصد کیا مگر یہ معلوم ہوا کہ سب آہنی پتلے ہین کسی پر خنجرون نے اثر نہ کیا اب لوگ بیدار
بھی ہونے لگے اور حکیم بھی خواب مرگ سے بیدار ہوا یہ تمام عیار وہان سے راہی ہوئے راستے مین خندق نقب زن
اور قران ثالث سے ملاقات ہوئی پوچھا کہ تم نے کیا کیا قران ثالث نے بیان کیا کہ ہم جس مقام پر طبقہ نقب کا توڑنا
چاہتے تھے زمین آہنی ملتی تھی تمام رات نقب کنی کی مگر مطلب نہ حاصل ہوا اب آج تو وقت باقی نہین ہے اگر آج کا دن خیریت
سے گذر گیا تو تھیلیان بارود کی رکھکر پورا طبقہ اُڑا دین گے شاہور شیر دل نے کہا کچھ نہ ہوگا اس لئے کہ یہ حکیم نہایت
ہوشیار ہے ہمکو بھی اس کی دراز معلوم ہوتی ہے ہم نے اس کے مار ڈالنے مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا لیکن قابو نہ پایا
نتیجہ اب جو منظور خدا ہوگا وہ ہوگا اگر اس کی قضا ہے تو ہمارے تمھارے ہاتھ سے نہین ہے یہ کہتے ہوئے عیار تو پلٹ آئے
اور دونون طرف کی فوجین میدان آکر صف آرا ہو گئین اُس طرف حکیم اشراق الحکمت تخت پر سوار ہو کر اپنے خیمہ سے نکلا
پچاس آدمی اس کے ساتھ وہ بھی آلات حرب و ضرب سے آراستہ نہ تھے مثل تماشائیون کے کھڑے تھے اس طرف سے
لشکر صاحبقران میدان مین پہونچکر صف آرا ہوا بادشاہ اسلام نے منچلے سردارون کو اپنے قریب رکھا تھا اور زبانی بھی
فرما دیا تھا کہ کوئی صاحب بغیر میری اجازت کے میدان مین جانے کا قصد نہ فرمادین صاحبقران سے بھی فرما دیا تھا کہ آپ

بھی جلدی نہ کیجیے گا حکیم ساحر نہیں ہے کہ سحر اُس کا آپ اسم اعظم سے رد کر دیں گے۔ غرضکہ عجب طرح کا انتشار لشکر میں تھا ہاروت
جادو نے صاحبقران سے عرض کی تھی کہ یا صاحبقران اگر کوئی ساحر ہوتا تو اُس سے ہم مقابلہ کر کے فتح کی امید بھی
کر سکتے تھے لیکن اس حکیم پر سحر ہمارا کارگر نہ ہوگا یہ بلائے بے درمان ہے یا صاحبقران ہم صرف اس غرض سے حضور کے
ہمراہ چلے آئے ہیں کہ مرتبہ شہادت سے سرفراز ہوں اور جو کچھ گناہ اتنی عمر میں کیے ہیں ان کا کفارہ ہو جائے صاحبقران
نے فرمایا اے ہاروت جادو اگر تمہارا یہ خیال ہے تو اسی وقت تم چلے جاؤ میں مدد خدا کا محتاج ہوں اور کسی کی مدد نہیں چاہتا
ہاروت جادو نے عرض کی کہ یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ ہم آپ کو اس بلا میں چھوڑ کر چلے جائیں جو سب کا حال وہ اپنا حال مثل
مشہور ہے کہ مرگ انبوہ جشنے دارد اگر حکیم کسی ساحر کو بھیجے گا تو لطف آوے گا مرنا تو برحق ہے آج نہ مرے کل مریں گے
صاحبقران عالیشان نے آفرین کی ہاروت جادو بھی ایک طرف اپنے چالیس ہزار ساحروں کو لے کے کھڑا ہو گیا
حکیم اشراق نے ہاروت جادو کی طرف دیکھ کے آواز دی کہ اے ہاروت یہ مسلمان وہ ہیں کہ جنھوں نے ساحروں
سے دنیا کو خالی کر دیا جو مطیع نہ ہوئے اُن کو جان سے مارا اور جو مطیع ہوئے اُن سے سحر ترک کرایا یہاں تک کہ سحر کے
مٹانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا تو کیا سمجھ کے ان کا ہمدرد بنا ہے ہاروت جادو نے کہا کہ میں نے اطاعت اسلام
اختیار کی جب یہ غیر ساحر ہو کر ساحروں پر حکومت کرتے ہیں تو بیشک خدا ان کا مددگار ہے اور یہ برحق ہیں اور وہی ان کو
بچاتا ہے ورنہ بچ نہیں سکتے ابھی کل کی بات ہے کہ میں نے صاحبقران کو گرفتار کر کے پھونک دیا تھا مگر عیاران کا نقیب
لگا کر نکال لے گیا اور جس طرح صاحبقران میرے سامنے اسیر ہو کر آئے تھے اُسی طرح میں بھی گرفتار ہو کر سامنے صاحبقران
کے گیا اگر دوسرا شخص ہوتا تو میری جان بخشی نہ کرتا اس لیے کہ میں نے صاحبقران کے مار ڈالنے میں کوئی بات اٹھا
نہیں رکھی تھی لیکن صاحبقران وہ عالی ہمت ہیں کہ مجھ کو ہدایت اسلام کی اور قتل نہ کیا میں دل سے ان کا غلام ہوں
جب تک دم میں دم باقی ہے امیر پر آنچ نہ آنے دوں گا حکیم ہنسا اور کہا کہ تو کیا کر لے گا کیا مجھ سے واقف نہیں کہ میں کون
ہوں ہاروت جادو نے کہا کہ میں تجھے خوب جانتا ہوں کہ تو بلائے بے درمان ہے لیکن اس کے ساتھ یہ بھی سمجھتا ہوں کہ
ع۔ دشمن اگر قوی است نگہبان قوی تر است ۔ جب تک حکم خدا نہ ہوگا تو کسی کا رونگٹا بھی میلا نہیں کر سکتا یہ سن کے حکیم کو غصہ آیا
اور کہا کہ تماشا دیکھیے گا تیرے سامنے ابھی ابھی سب کا خاتمہ کیے دیتا ہوں اگر یہ سب اپنے ہاتھ سے اپنے گلے نہ کاٹ
ڈالیں تو جیب کی سند یہ کہہ کر اس نے دستک دی اور جانب صحرا دیکھا فوراً گرد اڑی اور وہی نقابدار سحر فن ہوش
پیدا ہوا حکیم اشراق نے ہنس کے کہا کہ کیوں اے ہاروت جادو اب تو نے اس نقابدار کو پہچانا ہاروت جادو نے کہا کہ
خوب پہچانتا ہوں تو نقابدار کو حکم دے جیسے بھی جو ہو سکے کر دیں گے بس یہ سن کے حکیم اشراق نے آواز دی کہ
اے قتال ہوش ربا اُٹھا دے نقاب اپنے چہرہ سے بس نقابدار نے نقاب اپنے چہرہ سے اٹھائی ہنوز کسی کی
نظر اس کے چہرہ پر نہ پڑنے پائی تھی کہ ہاروت جادو نے ایک ناریل زمین پر مارا کہ وہ ناریل شق ہوا اور اس میں
سے دھواں پیدا ہو کر نقابدار کے چہرہ کا غازہ بن گیا وہ تاثیر باطل ہو گئی یا تو نقابدار کے جمال کا ہر شخص دیوانہ
ہو جاتا تھا یا سب لاحول بھیجنے لگے بس یہ دیکھ کر حکیم اشراق نے جانب فلک دیکھا ایک پری شیشۂ آب لیے
ہوئے پیدا ہوئی اور اس نے آ کر چھینٹا پانی کا منہ پر نقابدار کے مارا وہ سیاہی غائب ہو گئی اور چہرہ نقابدار
کا روشن ہو گیا ہاروت جادو تو جلدی سے پاؤں مار کر غرق زمین ہو گیا لیکن اہل لشکر ہاروت کی یہ حالت ہوئی کہ
جس کی نظر چہرہ پر قتال ہوش ربا کے پڑی وہ بیخود ہو گیا اور جھومتا ہوا چلا کہ ملکہ آفاق کیا ستم ہوتا ہے
قتال ہوش ربا نے کہا کہ اپنے گلے اپنے ہاتھ سے کاٹو یا آپس میں لڑو بس یہ سننا تھا کہ ساحروں میں گولہ تیغ
چلنے لگا سحر ہونے لگے باپ بیٹے کو بھائی بھائی کو مار کے ڈالتا تھا ہر طرف آتش سحر مشتعل تھی ساحر آپس میں
کٹے مرتے تھے اور قتال ہوش ربا پکار پکار کے کہہ رہی تھی کہ ہاں ہاں نیاز و لطف عشق یہی ہے کہ جو معشوق کے

اس پر عمل کرو تھوڑے ہی عرصہ مین قریب دس ہزار ساحرون کے کام آگئے یکایک ہاروت جادو ایک مقام پر زمین
سے نکلا اور اس نے ایک ناریل جھولی سے نکال کر زمین پر مارا کہ تڑاقہ ہوا ناریل پھٹا اور ایک دیوار درمیان لشکر اور
نقابدار کے حائل ہوئی بس نقابدار نے تو پلٹ کے حکیم اشراق کی طرف دیکھا اور کہا کہ یہ حصار حاجب ہے حکیم نے کہا کہ
کیون نہین اس حصار کو توڑ دیتے ہیان ہاروت جادو نے جلدی سے مہلت پاتے ہی اپنی لشکر پر ایک لکۂ ابر کو قائم
کیا اُس مین سے بارش شروع ہوئی جس پر ایک قطرہ بھی گرا وہ بیہوش ہوگیا ہاروت نے کہا یا صاحبقران حضور نے
ملاحظہ کیا بس میری حد یہین تک تھی کہ مین نے ان لوگون کو بیہوش کرکے جانین ان کی بچالین مگر جو اثر ان کے دل و
دماغ پر ہو چکا ہے اسے مین نہین مٹا سکتا فرمایا صد آفرین مگر اپنی جان کی حفاظت بھی مقدم ہے ہاروت جادو نے عرض کی
کہ خدا حفاظت کرے گا ہم تو کچھ بھی نہین کر سکتے ہین صاحبقران عالیشان نے دعا دی ہاروت جادو ہنوز لشکر کو بیہوش
کرکے قائم ہونے پایا تھا کہ تڑاقہ ہوا اور دیوار دھوان بنکر نظرون سے غائب ہوگئی اور نقابدار پکارا کہ برہمن نگر
برہمن نگر بس ہاروت کی نظر جیسے ہی چہرہ منحوس نقابدار پر پڑی بیخودی چھاگئی اور جھومنے لگا قتال ہوشربا پکاری
کہ جن کو ہم قتل کراتے تھے اُن کو تو نے بیہوش کرکے بچایا اسی منہ پر عشق کا دعوے ہاروت نے کہا کہ مین نے بہت برا کیا
ایسا جو حکم ہو اسے بجا لاؤن قتال نے کہا کہ اب ان کو اپنے ہاتھ سے قتل کر پھر مجھ سے بات کرنا ہاروت جادو نے سحر
پکڑ کر چلا اور اس نے اپنے لشکر کو قتل کرنا شروع کیا وہ سب بیہوش پڑے تھے ہاروت جادو نے جس پر ہاتھ مارا اُسکے
دو ٹکڑے ہوگئے یہ دیکھکر صاحبقران سے ضبط نہو سکا چاہتے تھے کہ مرکب کو دوڑا دون کہ خضران نے عرض کی کہ
ہرگز ایسا قصد نہ کیجیے گا اگر یہ نقابدار آپ کی طرف پلٹ پڑا تو جس طرح ہاروت جادو اپنے لشکر کو قتل کر رہا ہے اسی طرح
آپ بھی اپنے لشکر کو قتل کرنے لگین گے فرمایا اے خضران یہ بھی تو نہین دیکھا جاتا کہ بے گناہ قتل ہو رہے ہین خضران
نے کہا کہ دیکھیے اس کا انتظام مین کرتا ہون یہ کہکر خضران پاے شاطری مارتا ہوا چلا اور قریب ہاروت کے پہونچ کر
حباب بیہوشی سینے پر ہاروت جادو کے کھینچ مارا کہ حباب ٹوٹا اور بقہ بیہوشی اڑا ہاروت جادو بھی چھینک مار کر اسی مقام
پر گرا لشکر قتل سے بچ گیا حکیم نے آواز دی کہ یہ عیار ہے جانے پاے نقابدار برہمن نگر برہمن نگر پکارنے لگا خواجہ وہین سے
گلیم اوڑھ کے نظرون سے غائب ہوگئے اب حکیم اشراق الحکمت نے آواز دی کہ اے قتال ہوشربا آج روز قتل ہے جو جی دشمن
ہین دوست ان مین کون ہے جسے چاہیے قتل کر سب تیرے شکار ہین لشکر اسلام مین سے ایک بھی باقی نہ رہجائے یہ سنکے تیمور
نے بیچین ہو کے بادشاہ کی طرف دیکھا کہ اگر اجازت ہو تو ہم بھی اپنا وصلہ نکالین بادشاہ نے منع کیا ادھر قتال ہوشربا لشکر
اسلام کی طرف برہمن نگر برہمن نگر کہتی ہوئی چلی یہ رنگ دیکھکر خضران نے سپید مہرہ منہ سے لگا کر آواز دی کہ اُس
نامحرم کا دیکھنا شرع مین حرام ہے سب اس کی طرف سے منہ پھیرے رہو آنکھین اپنی بند کر لو ہرگز نظر اس کے چہرہ پر نہ کرنا
سنتے ہی بہتون نے منہ پھیر لیے بہتون نے آنکھین بند کر لین حکیم بہت ہنسا اور کہا کہ واقعی مین تو بھی بڑا ذہین ہے اے
خضران اگر ساتھ صاحبقران کا چھوڑ کر میرے پاس چلا آ تو مین تیرا بڑا مرتبہ کرون گا اور تجھے علم حکمت اچھی طرح تعلیم
کر دون گا کہ پھر تیرا جواب دینے والا عالم مین نہ نکلے گا اس وقت سوا اس بات کے بچت کا دوسرا پہلو نہ تھا خضران
نے جواب دیا کہ کیا جھک مارتا ہے مین تجھے چھوکرے روز پڑھایا کرتا ہون تو مجھے کیا سبق دے گا لیکن اب بادشاہ
اسلام اور امیر عالیمقام دست بدعا ہین کہ اے حافظ حقیقی یہ وقت سخت ہے اب سوا تیرے کوئی سہارا نہین ہے نقابدار
برہمن نگر برہمن نگر کہتا ہوا قریب چلا آتا ہے اور یہ لوگ آنکھین ڈر کے مارے نہین کھولتے ہین کہ ایک مرتبہ جانب صحرا
سے ایک مرگ چھالا اڑتا ہوا نظر آیا اور کچھ باجے کی آواز کان مین آئی نقابدار ایک مقام پر ٹھہر گیا کہ یہ کیا ماجرا ہے دیکھا
کہ مرگ چھالے پر ایک درویش بیٹھے ہوئے ہین داہنی اور بائین جانب درویش کے دو شخص بیٹھے ہاتھون مین ستار لئے
بیٹھے ہین اور لا الہ الا اللہ کہتے چلے آتے ہین اور بیچ مین جو مرد حسین ہین اُن کے چہرہ سے نور پیدا ہے تسبیح ہاتھ مین ہے کچھ

پڑھتے چلے آتے تھے انھون نے بہتری نقابدار کو ڈانٹا کہ او بیحیا نامحرمون مین منہہ کھولے کھڑی ہے اس آواز مین خدا جانے کیا تاثیر تھی کہ
قتال ہوش ربا نے جلدی سے بند نقاب درست کرلیے بس حکیم اشراق الحکمت کی نظر جو عقیل روشن ضمیر پر پڑی پکارا
کہ او بڈھے تو کس ارادہ سے آیا ہے درویش نے کہا صاحبقران کی قدمبوسی کو امیر تو تمام سردارون کو لیکے استقبال
کے واسطے بڑھے لیکن اشراق الحکمت جل گیا کہ اس کا آنا برا ہوا صاحبقران بڑی عزت کے ساتھ لائے اور بادشاہ سے
ملاقات کرا کے درویش کے زہد و اتقا کی تعریف کی وہان اشراق الحکمت نے دستک دی کہ ایک طائر منقار مین گل سرخ
رنگ دبائے ہوے آیا اور قتال ہوش ربا کو وہ پھول سنگھا کے اڑا ہوا چلا گیا قتال کو پھول سونگھتے ہی ایک پھریری
آئی حکیم اشراق الحکمت نے کہا کہ کیون مزاج کیسا ہے قتال ہوش ربا نے کہا کہ اچھی ہون کیا حکم ہے حکیم اشراق الحکمت نے
کہا کہ بس آج کے بعد تمکو زندگی بھر راحت ہے آج روز قتل خدا پرستان ہے جبتک ایک متنفس بھی باقی رہے اب میدان سے
منہ نہ موڑنا اور سوا ہمارے کسی کے کہنے پر عمل نہ کرنا قتال نے کہا کیا مجال اور پھر یہ نقاب الٹ کے لشکر اسلام
کی طرف چلی یہان درویش بادشاہ اسلام سے ملنے کے بعد رخصت ہوے اور میدان کی طرف متوجہ ہوے حکیم
اشراق الحکمت نے کہا کہ او فقیر اب تو تو نقابدار کو روک دے درویش نے کہا کہ مین نے جب نصیحت کی تھی اور اب
بھی نصیحت سے باز نہ رہون گا ماننا نہ ماننا میرے اختیار کی بات نہین ہے یہ کہکر قتال سے کہا کہ ابھی تجھکو سمجھا دیا تھا تو
پلٹ گئی تھی اب پھر حکیم کے بہکانے پر آگئی ارے یہ شیطان ہے تجھے گنہگار خدا کرتا ہے اسکے درویش کے کلام نے کچھ تاثیر
نہ کی قتال بگڑ کے بولی کہ محرم کیسا اور نامحرم کیسا زندگی کے چار دن عیش سے نہ گذارین لینے دل کو مارین یہ سن کے
درویش نے کہا کہ تو شوہر دار ہو کر غیر مردون سے بیحیائی کرتی ہے ہین کیا تیرا شوہر آپ تجھسے پوچھ لیگا ہنوز یہ سخن ناتمام تھا
کہ جانب صحرا سے نشان اور جلوس نمودار ہوا اب تو سب دیکھنے لگے کہ یہ کیا ماجرا ہے دیکھا کہ ایک برات سجی ہوئی چلی
آتی ہے ہوادار پر ایک نوشاہ سوار ہے آگے آگے باجہ بجتا ہوا حکیم اشراق الحکمت بھی حیران تھا کہ یہ برات کیسی ہے بلکہ تمام
لشکر عالم تحیر مین تھا کہ نقابدار بھی ایک مقام پہ ٹھہر کر تماشہ برات کا دیکھنے لگا برات آتے آتے بیچ میدان مین پہونچی نوشاہ
ہوادار پہ سوار تھا بس بیچ میدان مین پہونچتے ہی برات رک گئی نوشاہ نے سہرا الٹ دیا دیکھا سب نے کہ ایک جوان
حسین ہے نوشاہ حکیم اشراق کی طرف دیکھکے پکارا کہ تجھسا بے حیا بھی عالم مین نہوگا کہ ایک دختر کو تمام عالم کے واسطے تو نے
مباح کردیا ہے اگر تجھے یہی منظور تھا تو میرے ساتھ شادی کا وعدہ کیون کیا تھا ہم تو برات لیکے آئے یہان دلھن میدان مین
کھڑی آنکھین لڑا رہی ہے ہر ایک کو لبھا رہی ہے فقط یہ ہمارے ساتھ منسوب ہوئی تھی اس کی غیرت تجھے اسقدر ہے اور تیری
بیٹی ہوکر تجھے غیرت نہین آتی حکیم اشراق الحکمت کو ان باتون پر نہایت غصہ آیا کہ یہ اس کو میری دختر بناتا ہے اور آپ
داماد بنتا ہے پکارا کہ اے قتال عالم پہلے اسی اجل رسیدہ کو قتل کر ڈال یہ سنکے اس نازنین نے نوشاہ سے آنکھ ملائی اور
برمن نگر سرمن نگر کی آواز دی نوشاہ قریب آیا اور گلے مین ہاتھ ڈالدیا کہ خوب دیکھا اور ابھی ابھی دیکھینگے اب یہ تو نوشاہ کی
طرف دیکھ رہی ہے اور نوشاہ اس کی طرف دیکھ رہا ہے حکیم پکار رہا ہے کہ اے قتال اس کے فریب مین نہ آنا یہ دشمن ہے تیری
آزادی مین خلل آئے گا پاؤن مین کانٹے پڑ جائینگے نوشاہ نے کہا ایہا الناس دیکھو اس حکیم کی وہی مثل ہے کہ ؎
کیون نہ برسین فلک سے انگارے ۔ بیٹی دے کے داماد کو مارے ✢ تمام لشکر صاحبقران حیرت مین ہے کہ
یہ تو عجب تماشہ ہے قتال کہہ رہی ہے کہ ہمین چاہتے ہو تو تلوار کے گھاٹ اترو نوشاہ کہہ رہا ہے کہ ہم بیوقوف نہین وہ اور تھے جو شہید
ہوتے ہون گے جو گلے کاٹکے جان دیتے ہون گے ہم تیرے عاشق نہین تیرے جمال کے عاشق ہین ابھی کوئی تجھسے اچھی
ملے اسی کے ہو رہین گے دنیا ہے اور اپنے مطلب کی دو دن کی زندگی کے سارے لطف ہین معشوق لطف زندگی کے لیے
ہوتا ہے جان لینے کے لیے نہین ہوتا ہے ہم جان دیدین تو تم کو گلے سے کون لگائے اور پیار کون کرے لطف وصل کون
اٹھائے اب یہ بیرحمی جانے دو یہ حکیم تمھاری راحت نہین چاہتا عاشقون کو تمھارے قتل کروائے دیتا ہے پھر وہی ہوگا کہ

سے اسی باعث سے قتل عاشقان کو منع کرتے تھے ۔ اکیلے پھر رہے ہو یوسف بے کارواں ہوکر ۔ یہ کہکر قتال ہوش ربا کو گھوڑے پر سے
اپنے لوچہ پر لے لیا اور گلے سے لگا کر بوسے لینا شروع کئے اب تو قتال ہوش ربا بھی نوشاہ سے لپٹی لگی میدان کو خلوت کدہ
بنا دیا نوشاہ نے آواز دی کہ سہ ۔ لپٹے ہیں بیخودی میں وہ ہم سے بیان نرم + آنکھیں وہ بند کرلے جب ناگوار ہو ۔
اب تو درویش عقیل روشن ضمیر نے کہا کہ کیوں اشراق الحکمت اگر تم دختر کو رخصت کر دیتے تو تمام عالم کے سامنے
ذلت کیوں حاصل ہوتی بازاری عورتوں کا بھی یہ انجام نہیں ہوتا ہے جو تیری بیٹی کا ہو رہا ہے یہ سنکے حکیم اشراق غرق عرق
ہوگیا اور کہا کہ یہ سب فسادات تیرے ہی برپا کیے ہوئے ہیں بس ایک شیشہ اس کے تخت پر رکھا ہوا تھا آبیا سرخ رنگ اس میں
مثل خون کے بھرا ہوا تھا یہ شیشہ حکیم اشراق کی کائنات تھا بس حکیم اشراق الحکمت نے وہ شیشہ اٹھا کر اس نوشاہ دوروں
پر کھینچ مارا شیشہ عروس کے سینہ پر پڑتے ہی ٹوٹا اور ایک شعلہ نکلکر گرا کہ دونوں کو جلا دیا نہ عروس رہی نہ نوشاہ بعد اس کے
وہ شعلہ براتیوں پر گرا کہ سب براتی جل کے خاک ہوگئے اب یہ شعلہ لپک کر درویش کی طرف چلا درویش نے اپنا شیشہ
اٹھا کے اس شعلہ پر کھینچ مارا کہ شعلہ افسردہ ہوکے رہ گیا یہ دیکھکر حکیم اشراق الحکمت نے آواز دی کہ خیر آج تو مجھے تیرے
آنے کی خبر نہ تھی اب کل دیکھا جائے گا یہ کہکر اپنے خیمہ میں چلا گیا یہاں خواجہ عمران نے آکر ہاروت جادو کو ہوشیار کیا
ہاروت ہوش میں آیا تو اب اس کی وہ حالت نہ تھی لیکن ہوش میں تھا اس نے کچھ اسم سحر پڑھکر اپنے لشکر کو ہوشیار کیا
چالیس ہزار ساحروں میں تیس ہزار باقی رہ گئے تھے دس ہزار آپس میں لڑے ہوئے اور قتل ہوگئے پڑے تھے صاحبقران
نے ان لاشوں کو بھی اٹھوا کر گورستان کی جانب روانہ کیا اور پلٹ کے بارگاہ سلیمانی میں تشریف لائے تمام سردار
جمع ہوئے بادشاہ اسلام نے درویش عقیل روشن ضمیر کی نہایت عزت کی اور فرمایا کہ آپ ہی کی وجہ سے تمام اہل اسلام
کی جان بچی ورنہ ایک متنفس بھی باقی نہ رہتا درویش نے عرض کی کہ دنیا عالم اسباب ہے یہ ضرور ہوتا ہے کہ جو منظور خدا ہوتا
ہے وہی ہوتا ہے لیکن یہ بھی ضرور ہے کہ اس کے اسباب بھی جمع ہو جاتے ہیں خدا نے یہ نیکنامی میری ہی قسمت میں لکھی تھی
مگر یا صاحبقران کل کا روز نہایت سخت ہے آپ نہیں واقف ہیں مگر میں واقف ہوں کل یہ حکیم اپنے عمل کی پوری قوت
سے کام لے گا تمام عمر اس نے ستارہ زہرہ پر ریاضت کیا ہے جس وقت حکیم اشراق میدان میں آکر جانب آسمان دیکھے گا
اور ستارہ زہرہ کو طلب کرے گا تو زہرہ میدان میں آئے گی لباس کی خوشبو سے تمام لشکر آپ کا بیہوش ہو جائے گا اور
وہ ایک ہیکل میرے گلے میں پہنا دے گی اسوقت میں بھی اپنے ہوش میں نہ ہوں گا اور اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا اس کی
طرف دوڑوں گا اس وقت میرا ہوش میں آنا غیر ممکن ہے وہ حکیم حکم دے گا مجھے وہی کرنا پڑے گا یا صاحبقران اتنی
التماس میری قبول ہو کہ بعد میرے میری لاش کو اپنے قبرستان میں دفن کرکے کوئی علامت ایسی بنا دیجئے کہ جس سے
پتا چلتا رہے کہ یہ فلاں شخص کی قبر ہے تاکہ اگر اہل اسلام کا گذر اس طرف سے ہو تو وہ مجھکو بھی فدیہ راہ خدا سمجھکر قبر کو میری
فاتحہ خیر سے فراموش نکریں یہ سنکے صاحبقران عالیشان نے ارشاد فرمایا کہ میری صاحبقرانی میں کوئی بزرگ خدارسیدہ
مثل آپ کے نہیں ہے میں لہذا میں ہرگز آپ کو ہلاکت میں نہ پڑنے دوں گا اگر خدا کو ہمارا بچانا منظور ہے تو بچائے گا کوئی اور
صورت پیدا کرے گا وہ قادر مطلق ہے حضور اسی وقت اپنی عبادت گاہ کی جانب روانہ ہو جائیں درویش نے کہا کہ یا امیر
ایک دن مرنا ضرور ہے جتنی حیات جس شخص کی ہے وہ اس سے زیادہ نہیں جی سکتا اگر میں اس معرکہ میں نہ مروں گا تو فرش
خواب پر مروں گا اس مرنے میں سعادت ابدی ہے کہ فدیہ راہ خدا ہوں گا مرتبہ شہادت آئے گا بستر پر مرنے سے کیا حاصل
کہ نہ تو ثواب شہادت حاصل ہوگا اور نہ اہل اسلام کو کوئی فائدہ پہنچے گا یا صاحبقران اگر کل میدان میں آپ نہ
تشریف لے جائیں اور کسی گوشہ میں چھپکر تماشہ دیکھتے رہیں اور جس وقت مجھے عالم بیخودی میں دیکھیں اور یہ شیشہ آپ جو
میرے پاس باقی رہا ہے آپ مجھپر چھڑک دیں تو میں ہوش میں آجاؤں گا اس وقت شاید میں بھی کچھ کرسکوں صاحبقران
نے ارشاد فرمایا کہ میں ضرور آپ کے واسطے یہ انتظام کروں گا وہاں حکیم نے پھر نقارہ بجوا دیا تھا اور یہاں لشکر اسلام

میں بھی کوس حربی بج رہا تھا لشکر میں عجب طرح کا انتشار اور ہلچل مچی ہوئی تھی کہ دیکھیے صبح کو کیا ہوتا ہے آج حکیم اشراق
کو بہت بڑی زک ہوئی ہے خدا ہی انجام بخیر کرے اور درویش نے حسرت آمیز کلام کیے ہیں بعض بزدلے ٹل گئے
کہ جان ہے تو جہان ہے اگر مر گئے تو کچھ بھی نہیں زندگی عجب شے ہے اُدھر مرد درویش نے رات بھر عبادت خدا میں گذاری
صبح کو نیا مرگ چھالا اوڑھے اترتے ہوئے میدان میں پہونچے اس طرف سے حکیم اشراق الحکمت میدان میں آیا صاحبقران
نے خضران سے ارشاد کیا کہ کسیکو ہماری صورت بناکے قائم مقام ہمارا کرو خضران نے ایک شخص اجنبی کو جو کہ
گونگا تھا زنبیل سے نکال کر صاحبقران بنایا اور اُسے سمجھا دیا تھا کہ تم چپکے گھوڑے پر سوار کھڑے رہنا آج تمھیں ہم ایسا
تماشہ دکھائیں گے کہ کبھی نہ دیکھا ہوگا اور اگر منہ سے بول اٹھوگے تو طلسم ٹوٹ جائے گا جو کچھ ہمیں نظر ہوگا وہ غائب
ہو جائے گا یہ سنکے وہ خوش ہوا خضران نے صاحبقران کو صحرا کی ایک جھاڑی میں چھپاکے بٹھا دیا تھا اور صاحبقران
نقلی کو ساتھ لیے ہوئے میدان میں آکے زیر علم اژدہا پیکر کھڑا کر دیا اور کہا کہ یہاں سے قدم آگے نہ بڑھانا اور وہاں سے
پلٹ کے لشکر میں آئے لشکر سے غائب ہو گئے اور جس مقام پر صاحبقران اصلی چھپے بیٹھے تھے خضران بھی وہیں
ہو چھپکر بیٹھ رہے اور میدان کی طرف دیکھنے لگے کہ دیکھیے کیا ظہور میں آتا ہے یکایک حکیم اشراق نے عقیل رو شمشیر کی طرف دیکھے
آواز دی کہ او پیر کہن سال کہہ آج کہاں جائے گا میں تجھے ایسا نہ جانتا تھا کہ تو میرے مقابلہ میں آئے گا ورنہ پہلے
ہی تیرا تدارک کر لیا جاتا خیر اب سہی عقیل رو شمشیر نے کہا کہ میں ہمیشہ سے جانتا تھا کہ ایک وقت میں تیری سرکوبی
کرنا پڑے گی اسی وجہ سے میں نے اس مقام پر مدت سے قیام اختیار کیا تھا جو تجھ سے ہو سکے قصور نہ کر یہ سنکے
حکیم اشراق الحکمت نے جانب آسمان دیکھا اور آواز دی کہ اے رقاصہ فلک اپنی شان دلربائی دکھا کہ اس وقت
اہل زمین تیرے مشتاق ہیں بس یہ کہنا تھا کہ ایک کڑاکا ہوا کہ گویا آسمان پھٹ پڑا اور ایک بجلی سی چمک کے فلک
سے زمین پر آئی کہ آنکھیں سب کی جھپک گئیں اب جو آنکھ کھلی تو دیکھا کہ ایک نازنین روشن جبین سپید جوڑا پہنے
ہوئے عطر میں ڈوبی ہوئی تیوریاں چڑھائے ہوئے ایک ہاتھ میں چنگ پاؤں میں گھونگرو بندھے ہوئے چنگ سے آواز
نغمہ مستانہ پیدا گھونگرو کی صدا نہایت دلچسپ گلے میں ہیکل پڑی ہوئی حکیم اشراق الحکمت سے بولی کہ زیادہ مشتاق
میرا کون ہے حکیم نے کہا کہ یہ مرد درویش جو سامنے کھڑے ہیں نازنین نے کہا کہ چاہنے والا کس کو ملتا ہے اگر یہ میرے
مشتاق ہیں تو میں بھی ان کی مشتاق ہوں یہ کہتی ہوئی اور چنگ نوازی کرتی ہوئی درویش کی طرف چلی بس
جلوۂ جمال نازنین دیکھتے ہی ہر شخص کی یہ حالت ہوئی کہ مست و بیخود ہو گیا تمام لشکر اسلام لشکر تصویر بنا ہوا کھڑا
تھا اور درویش بھی ایک نگاہ کرتے ہی از خود رفتہ ہو گئے نازنین قریب آئی اور اپنے گلے کی ہیکل اتار کے درویش
کو پہنا دی اور کہا کہ یہ نشانی ہماری ہے لے ہم تو جاتے ہیں زیادہ ٹھہرنے کی فرصت نہیں اب تم کو جو کچھ کہنا ہو
حکیم صاحب سے کہنا اور جو یہ کہیں اسے ہمارا مقولہ سمجھنا یہ کہکر ایک برق سی چمکی اور نظروں سے پوشیدہ ہو گئی
اور درویش حق حق کے نعرے کرتے ہوئے حکیم اشراق کی طرف بڑھے حکیم اشراق الحکمت نے کہا کہ کیوں حضرت
مزاج کیسا ہے درویش نے کہا کہ براے خدا مجھ پر احسان کر ایک مرتبہ اس آفت ہوش سے پھر ملاقات کرا دے وہ
تیرا ہی حوالہ دے گئی ہے اور تیرے اختیار میں ہے حکیم اشراق الحکمت نے ہنس کے کہا کہ آؤ میں تمھیں ابھی اس سے ملا دیتا ہوں
اور تمام لشکر اسلام بھی جانب آسمان دیکھ رہا ہے ہر ایک مست و مدہوش ہے حکیم اشراق نے ایک چھری نکالی اور ندیما [?]
مصاحبوں سے کہا کہ مجھے ڈر تھا تو اسی بڈھے کا تھا اب اس کا خاتمہ پہلے کر لوں پھر ایک آواز میں تمام لشکر اسلام اپنے
گلے آپ کاٹ ڈالے گا درویش جھومتے ہوئے آگے بڑھتے چلے جاتے ہیں اور حکیم اشراق ہنس رہا ہے کہ ایک مرتبہ
بگولہ گرد کا پیدا ہوا اور صاحبقران مع خضران دوڑے ہوئے قریب درویش کے آگئے اور وہ شیشہ [?] لیکر فراش [?]
اشک [?] کی کھولی اور چھینٹا پانی کا منہ پر درویش کے مارا کہ ان کو پھریری سی آگئی اور جمائی لی صاحبقران نے کچھ پانی درویش کے

خلق مین بھی ٹپکا دیا اب درویش کو ہوش آیا الحمد للہ کا کلمہ زبان پر جاری کیا درویش کے ہوش مین آتے ہی حکیم کا
رنگ زرد ہوگیا کہ یہ کیا ہوا یہ صاحبقران اور خضران کہان سے آگئے بس درویش نے کہا یا صاحبقران اب آپ
اپنے لشکر مین تشریف لے جایئن اور تماشہ دیکھیئن کہ کیا ہوتا ہے لیکن وصیتین میری یاد رہین فراموش نہ کر جایئے گا
کیونکہ درویش نے ایک شیشی اور جیب سے نکالی اور صاحبقران کو دی کہ اس کا پانی بہت سے پانی مین ملا کر تمام اہل
لشکر پر چھڑکوا دیجیے گا اسوقت لشکر ہوش مین آجائے گا یہ کہکر درویش نے زمین کی طرف دیکھکر آواز دی
کہ اے ملحد تیری پشت پر کھڑے ہوکر بندگان خدا کو اذیت دین اور تو دیکھا کرے بس یہ کہنا تھا کہ زلزلہ سا پیدا
ہوا اور طبقہ زمین کا شق ہوکر جس قدر ملازمین حکیم اشراق تھے سب زمین مین سما گئے اور کرسی حکیم اشراق
بھی زمین مین دھنس گیا بس حکیم نے دو پتھر مارا اور پکارا کہ لاؤ اُس بچہ کو جسے مین نے تین برس سے پاس مین
پرورش کیا ہے بس یہ کہنا تھا کہ ایک پریزاد پیدا ہوئی اور ایک تین برس کا بچہ گود مین حکیم اشراق الحکمت کے
لا کے ڈالدیا بس حکیم نے بوٹی اُس بچہ کی کاٹ کے پھینک دی یہ دیکھتے ہی درویش نے بھی اپنے جسم سے بوٹی کاٹ کے
پھینک دی ساتھ ہی لاحول پڑھا کہ یہ مین نے کیا کیا اُدھر حکیم اشراق نے پھر دوسری بوٹی اُس بچہ کے جسم سے
کاٹ ڈالی جبتک حکیم بوٹی کاٹتا تھا اُسوقت تک تو درویش حکیم کو منع کرتے تھے کہ او ظالم یہ کیا کرتا ہے معصوم
بے گناہ کے خون سے ہاتھ بھرتا ہے لیکن جب حکیم بوٹی کاٹ کے سامنے پھینک دیتا تھا اُسوقت یہ بھی اپنی بوٹی کاٹ کے
پھینک دیتے تھے اور بالکل بدحواس ہوتے جاتے تھے یہ حالت درویش کی دیکھکر صاحبقران عالیشان نہایت
پریشان ہوئے کہ یہ تو بن کے بگڑ گئی اب درویش کی جان بچتی نظر نہین آتی حکیم نے تمام جسم کی بوٹیان اس بچہ
کی کاٹ کے پھینک دین ادھر درویش نے اپنے جسم کی بوٹیان کاٹ کے پھینک دین آخر مین حکیم نے زبان اُس
بچہ کی منہ سے باہر کھینچ لی اور جلدی سے کاٹ کے سامنے درویش کے پھینک دی بس درویش نے بھی جلدی سے
زبان اپنی دہن سے باہر نکالی اور کچھ اسم پڑھ کر اپنی زبان سامنے حکیم اشراق کے کاٹ کے پھینک دی اور
اُف کی صدا بلند کی بس فوراً زبان حکیم اشراق کی بھی مانند شمع کے جلنے لگی ہرچند حکیم نے اُف اُف کی مگر کچھ نہوا وہ
شعلہ فرو نہوا زبان جلتے جلتے تمام جسم مین حکیم اشراق کے آگ لگ گئی ادھر تو درویش بیہوش ہوکر جان بحق تسلیم
ہوگئے اُدھر حکیم اشراق ہمہ تن جل کے خاک ہوگیا صاحبقران عالیشان عقیل روشن ضمیر کے لیئے بہت روئے کہ
یہ ایک ہی درویش باکمال ان کو ملے تھے اُدھر تو اسطرلاب جادو روتا پیٹتا ہوا آیا اور لاش سوختہ حکیم اشراق الحکمت
کی اُٹھا لے گیا ادھر صاحبقران عالیشان نے درویش کا دیا ہوا پانی ایک حوض کے پانی مین ملوا دیا اور وہ پانی لشکر پر چھڑکنا
شروع کیا پہلے سرداروں پر چھڑکا کہ وہ سب ہوش مین آگئے بعد اُس کے تمام لشکریون پر چھڑکا سب ہوش مین آگئے
اب امیر یا توقیر قریب لاش درویش کے آئے اور میت درویش کی اُٹھا کر گورستان مین لے گئے تمام سرداران اسلام
کاندھا دیتے ہوئے درویش کو لائے اور ایک جائے بلند پر قبر کھود کر درویش کو دفن کیا اور مقبرہ تعمیر ہونے کا حکم دیکر
لشکر مین تشریف لائے اور سیہ پوشی اختیار کی جس وقت تک مقبرہ درویش کا تیار نہ ہولیا اُس وقت تک لباس سیاہ امیر
نے جسم سے نہ اُتارا جب مقبرہ تعمیر ہوگیا تو صاحبقران نے ایک پتھر بہت بڑا کندہ کرایا عبارت یہ تھی کہ یہ مقبرہ فدیہ
راہ خدا درویش عقیل روشن ضمیر کا ہے اس مرد باخدا نے اسی کروڑ مسلمانان عالم کی جان بچائی اور اپنی جان کو فدا کیا
لہذا جو مرد مسلم اس طرف سے گذرے اس مقدس کی روح پاک پر فاتحہ ضرور پڑھ دے کہ اس نے وہ کام کیا ہے جو
اس کے زمانے مین ہوا اس کے دوسرے سے نہوتا اور یہ محسن ہے تمام مسلمانون کا بعد اس کے وہ پتھر نصب کرا کے
مجلس فاتحہ خوانی مقرر کی تمام سرداران اسلام اور کل اہل لشکر نے درویش کی قبر پر فاتحہ پڑھا اور سوگ اُتارا اور بعد اس
سے فارغ ہونے کے سب نے نہا دھو کر لباس تبدیل کئے اور صاحبقران آکر بارگاہ مین جلوہ افروز ہوئے

طلسم و شہر پر ور سے نہایت خوش تھے کہ اس نے میری عدم موجودگی میں پوری قائم مقامی کی بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ یا امیر اب تو یقین ہی کہ راستہ کھل گیا ہوگا اور حصار ٹوٹ گیا ہوگا ہر کاروں نے عرض کی کہ حضور سرحد اسیطرح قائم ہی اس لیئے کہ ابھی مالک سرحد زندہ ہی صاحبقران نے خضران سے ارشاد کیا کہ جا کر اسطرلاب جادو سے کہدو کہ جس کا تجھے بھروسہ تھا وہ تو جہنم واصل ہوا اب بہتر یہ ہی کہ ہمیں راستہ جانے کا دیدے ورنہ جو انجام حکیم کا ہوا ہی اس سے بدتر تیری حالت ہوگی خضران اُسی وقت جانب حصار طلائی روانہ ہوے اسطرلاب جادو نے جو خضران کو آتے دیکھا کہا کہ خواجہ تم دو مرتبہ آ چکے ہو اس کا لحاظ ہی کہ میں تمہارے ساتھ رعایت کرتا ہون اور کہے دیتا ہون کہ اب قصد مجھ تک آنے کا نکرنا جو کچھ تمہارے دل میں ہو وہیں سے بیان کر دیں ابھی جواب دیدونگا اس لیئے کہ اب مجھے کسی سے پوچھنا اور دریافت کرنا نہیں ہی جو حاکم ہمارا تھا وہ اُٹھ گیا اُس کے مرنے سے ہماری آنکھوں میں دنیا اندھیر ہی خضران نے کہا کہ اے اسطرلاب جادو واقع میں ملاقات ایسی چیز ہی کہ جس سے ایک کو دوسرے کا خیال پیدا ہو جاتا ہی آج میں بھی تیرے ساتھ حق دوستی ادا کرنے اور تجھکو سمجھانے آیا ہون کہ تو حکیم اشراق سے زیادہ نہیں ہی دیکھا تو نے کہ اس کا کیا انجام ہوا حق عجب چیز ہی خدا ہمیشہ حق کا شریک ہوتا ہی اور ناحق پرستوں پر اپنا عذاب نازل کرتا ہی اب تجھکو چاہیے کہ صاحبقران کو راستہ دیدے تیرا کیا نقصان ہی اب تو تجھے حکیم اشراق الحکمت کا بھی خوف نہیں ہی اور اگر اس کے خلاف کرے گا تو بہت پچھتائے گا اور مثل حکیم اشراق الحکمت کے مارا جائے گا یہ سُنکے اسطرلاب جادو ہنسا اور کہا کہ خواجہ حکیم نے عمر بھر میں ایک ہی تو نادانی کی جس کا یہ خمیازہ کھینچا کہ جان سے مارا گیا اگر حکیم اپنے مقام پر ہوشیار رہتا تو تمام اہل اسلام اسی مقام پر شکار طائر اجل ہو جاتے حکیم اشراق کی صورت دیکھنے کی حسرت باقی رہ جاتی اور کوئی شکل بھی حکیم اشراق کی نہ دیکھ سکتا جا کر صاحبقران سے کہدو کہ بس بہتر آپ کے حق میں یہی ہی کہ آپ واپس جائیے ورنہ آپ کے حق میں اچھا نہوگا اس لیئے کہ حکیم اشراق کے مرنے سے سرحد کو کوئی نقصان نہیں پہونچا ہی حکیم کی تو شامت تھی کہ اُس نے خود آ کر اپنی جان دی ہم حکیم کے محتاج مدد نہیں ہیں یہ سُنکے خضران کو نہایت غصہ آیا اور کہا اے اسطرلاب جادو واقع میں تیری پیشانی پر وہ سیاہی کفر ہی کہ کبھی دفع نہیں ہو سکتی میں نے جو تجھکو سمجھایا اپنا منہ تھکایا بہت بُرا کیا خیر اتنا کہے جاتا ہون کہ بہت ہوشیار رہنا اگر ہمیں نے اس سرحد کو نہ مٹایا تو نام اپنا خضران نہ پایا یہ فرما کر خواجہ خضران پلٹے خدمت میں صاحبقران عالیشان کے حاضر ہوے اور عرض کی کہ یا امیر اسطرلاب جادو کسی طرح نہیں مانتا مثل حکیم اشراق کے وہ بھی اپنے کو خدا جانے کیا سمجھتا ہی صاحبقران نے فرمایا کہ تم کوس رحلت بجوا دو صبح کو ہم کوچ کر کے شہر کی طرف چلیں گے یا تو اس مرحلہ کو پامال کر کے نکلیں گے یا سب اسی مقام پر ختم ہو گئے یہ فرما کر دربار برخاست کیا داخل خوابگاہ ہوے اُدھر اسطرلاب جادو کو خبر پہونچی کہ امیر نے کوس رحلت بجوا دیا ہی صبح کو کل لشکر اسلام اس طرف آئے گا اسطرلاب جادو نے کہا کچھ پروا نہیں غرضکہ شب کو اسطرلاب جادو نے حسب معمول اسی بالاخانہ پر صحبت عیش و طرب برپا کی اور عقاب جادو بھائی اسطرلاب جادو کا بھی شریک صحبت ہوا یہی عقاب ہمراہ روکو سرحد پر سے اُٹھائے جاتا ہی اور گوشت کھا کے ہڈیاں پھینک دیتا ہی آج اسطرلاب جادو نے تمام کیفیت عقاب جادو سے بیان کی کہ خضران سے اس طرح کی گفتگو ہوئی ہی عقاب جادو نے کہا کہ کہنے دو اگر تمام لشکر صاحبقران کا آئے گا تو مارا جائے گا دو گھنٹے صحبت رہی جام شراب گردش میں رہا تاج ہوا کیا قریب صبح صحبت برخاست ہوئی عقاب مردار خوار پرواز کر کے بلند ہو گیا اور جو آشیانہ اس نے بالا سے ہوا بنایا ہی اس پر بیٹھ رہا جب صبح ہوئی تو صاحبقران عالیشان سوار ہوے تمام عزیز و اقارب ہمراہ رکاب ہوے اور صاحبقران سامنے حصار طلائی کے تشریف لائے اور اسطرلاب جادو کی طرف دیکھے آواز دی کہ اے شخص تو بالکل عقل سے خارج معلوم ہوتا ہی اب تجھے کس کا دباؤ ہی جس کے خوف سے تو سرحد کی محافظت کر رہا ہی اگر تو راستہ دیدے گا تو امن میں رہے گا ورنہ میں اس میدان کو صاف کر کے تیری سرحد کو مٹا کے نکل جاؤنگا اُسوقت سوا پشیمانی کے کچھ ہاتھ نہ آئے گا یہ سُن کے

اسطرلاب جادو نے کہا کہ ایسے بہت سے آئے اور کچھ پلٹ گئے کچھ صید اجل ہوئے مجھے زیادہ باتون کا دماغ نہین ہے
بس یہ سنتے ہی عظیم دراز قامت رفیق قدیم صاحبقران غصے سے سرخ ہوگیا اور پکار کر کہا او دریدہ دہن تو بھی اس
قابل ہے کہ تجھسے کوئی رعایت یا فرمان روا بات کرے دیکھ تجھے کیسی سزائے معقول دیتا ہون یہ کہکر اُس نے گھوڑا دوڑا دیا
کہ مین جلدی سے پہونچکے اس کو تو مار ڈالون پھر چاہے میرا کچھ ہی حال کیون نہ ہو جائے ہرچند صاحبقران ہان ہان
کرتے رہے لیکن اس نے ایک نہ سنی اور گھوڑے کو دوڑائے ہوئے چلا کہ کسی طرح برآمدے تک پہونچ جاؤن جیسے ہی
نصف راہ طے کی طائر مثل بلائے آسمانی کے گرا اور اس مرد شریف کو اُٹھا کر بلند ہوگیا اور دم بھر بعد ہڈیان گر پڑین
صاحبقران نے اپنے رفیق کے لئے افسوس کیا خضران نے کہا کہ یا امیر اب مجھے اجازت ہو صاحبقران نے فرمایا
کہ خواجہ مین آپ جاؤنگا تمھین نہ جانے دونگا خضران نے کہا کہ یہ کبھی نہوگا دیر تک یہی حجت رہی آخر صاحبقران
نے فرمایا کہ اچھا دیکھو مین ایک ترکیب کرتا ہون اگر خدا کو منظور ہے تو ابھی اس طائر کو مارے لیتا ہون بلاؤ قبیل بن مقبول بن
مقبل کو اور گرشاسپ تیرانداز کو اُسیوقت یہ دونون قدر انداز حاضر ہوے صاحبقران نے فرمایا کہ مین ایک قیدی
کو جانب حصار بھیجتا ہون جسوقت یہ طائر اُس کے اُٹھانے کو نیچا ہو تم تیرون پر رکھ لینا خضران نے کہا کہ سوچی تو خوب
مگر اس سے کوئی نتیجہ نکلتے نہین معلوم ہوتا خیر حوصلہ پورا کر لیجیے یہ دونون صاحب قدر انداز تیر ناوک کمان مین پیوستہ کرکے
کھڑے ہوے اور صاحبقران نے ایک واجب القتل قیدی کو حکم دیا کہ اگر تو اس حصار کو چھو آئے گا تو ہم تجھے چھوڑ دینگے
یہ سنکے وہ قیدی خوشی خوشی جانب حصار طلائی روانہ ہوا پہونچتے ہی اُس حد مین پہونچا طائر مثل بلائے سیاہ کے گرا اور اُٹھا کر
قیدی کو لے چلا بس قبیل بن مقبول نے تیر مارا ساتھ ہی گرشاسپ تیرانداز نے تیر مارا ایک تیر دہن پر عقاب کے پڑا
اور دوسرا تیر پوٹے پر لیکن دونون تیر تیر شہاب ہوگئے عقاب صحیح وسالم نکل گیا خضران نے کہا یا امیر یہ عقاب اب ہمارا
صید ہے اب کل تماشہ دیکھیے گا ہم اس مرحلہ کو فتح کر لین گے صاحبقران نے فرمایا کہ اے خضران تم کس طرح فتح کروگے
خضران نے کہا دیکھ لیجیے گا آج سفر ملتوی رکھیے اور کل توقف نہ فرمایئے گا صاحبقران پلٹ آئے خواجہ نے اپنے نام پر
طبل بجوا دیا اور صاحبقران سے عرض کی کہ ہم جاتے ہین اپنے انتظام مین مصروف ہوتے ہین صبح کو آپ میدان مین آکر
تماشہ دیکھیے گا کہ کیا ہوتا ہے صاحبقران خاموش ہو رہے وہان اسطرلاب جادو حیران تھا کہ یہ عیار کیا کرے گا یہان عیاری
کا کونسا موقع ہے جب صبح ہوئی تو خواجہ نے ایک گنہگار کو جو سرکار رہنے والا تھا زنبیل سے نکالا اور کہا کہ تم کو اپنی صورت
پر بناتے ہین جہان ہم کہین وہان تم جانا اور جس کو بتائین سلام کرنا اور منہ سے نہ بولنا وہ غریب خوش ہوا خواجہ نے رنگ و
روغن عیاری لگا کر اس کی صورت اپنی سی بنائی اور فتیلہ رفع بیہوشی اُس کے دماغ پر چڑھا کے تمام لباس کو اُس کے
عطر بیہوشی سے آلودہ کیا اور آپ ایک خادم کی صورت بن کے اُس کے ساتھ ہوئے اور اُس کو لے کر سرحد کی جانب
روانہ ہوے یہان صاحبقران عالیشان تمام فوج کو لے کر میدان مین آچکے تھے صف آراستہ کیے کھڑے تھے خضران
کا انتظار تھا اسطرلاب جادو اپنے برآمدے پر کھڑا ہنس رہا تھا کہ ایک مرتبہ جانب صحرا سے خواجہ خضران نمودار ہوے
سب کو سلام کرتے ہوے طرف سرحد کے چلے خادم ایک مقام پہ ٹھہر گیا لیکن بالکل قریب سرحد کے صاحبقران حیران تھے
کہ یہ یونہین چلا جاتا ہے وہان جا کے کیا کرے گا کہ ایک مرتبہ اُس حد مین قدم رکھتے ہی وہی عقاب پیدا ہوا اور اُس غریب
یعنی خضران نقلی کو اُٹھا کر لے چلا بس یہ دیکھتے ہی عزیزان خضران نے گریبان پھاڑے اور صاحبقران رونے لگے
کہ یہ کیا حالت خضران نے کی کہ مجھکو صاحبقران حالت سے شرمندہ کیا تمام لشکر اسلام مین ایک عجیب طرح کا تہلکہ مچا ہوا تھا
ہر طرف سے ہائے خضران کی صدائین چلی آتی تھین اسطرلاب جادو برآمدے پہ کھڑا ہنس رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ یہ حکیم
اشراق کا مار ڈالنا ہے یہ مقام طلسم نہین ہے یہان جو آئے گا اس کا یہی انجام ہوگا خضران اصلی خادم بنے ہوے کھڑے
تھے اور اہل اسلام کے رونے پر ہنس رہے تھے اور اس بات کا اندازہ کر رہے تھے کہ میرا صدمہ کس کس کے دل پر کس قدر ہوا

وہاں عقاب نے دو ایک بوٹیاں اُس غریب کی نوچ کے کھالیں بس بیہوشی نے اپنا کام کیا اور عقاب بیہوش ہوکر چکر کھاتا ہوا زمین کی طرف چلا آن واحد میں دھم سے گرا ابن خضران اصلی نے دوڑ کر جال الیاسی مارا اور عقاب کو پکڑ لیا اور نعرہ کیا کہ منم خواجہ خضران دیکھو لاؤ اسطرلاب جادو یوں پکڑ لیتے ہیں صاحبقران یا تو روبرو تھے یا ہنس پڑے اور فرمایا کہ خواجہ جلد اسے مار ڈالو خواجہ نے ہتوڑا حضرت داؤد کا زنبیل سے نکالا یہ سامان دیکھکر اسطرلاب جادو نے پیر و ازبید اکئے اور چاہا کہ خواجہ سے چھین لوں امیر نے اس کو آتے دیکھکر تیر کو چلہ کمان میں پیوستہ کیا مہتر گرد باد بادیہ گرد قریب تھا اُس نے عرض کی کہ اسم اعظم پڑھ لیجیے صاحبقران نے جلدی سے اسم اعظم پڑھ کر پیکان تیر پر دم کیا اُدھر سے تو اسطرلاب جادو نا تند تیر کے چلا ادھر صاحبقران نے تیر کو چلہ کمان سے رہا کیا کہ سینے پر اسطرلاب جادو کے بیٹھا توڑ کر پار گذر گیا اسطرلاب جادو تڑپ کے زمین پہ گرا ادھر خواجہ نے ہتوڑے سے عقاب کا ٹکڑے کیا ان دونوں کے مرتے ہی قیامت کبریٰ برپا ہوئی صدائیں گیر و دار کی آنے لگیں آتش باری و برف باری دیر تک ہوئی وہ حصار طلائی مانند برق کے چمک کر نظروں سے پنہاں ہوگیا بعد کچھ دیر کے وہ شور و غوغا موقوف ہوا اور آواز پیدا ہوئی کہ کشتہ مرا نام من عقاب مردار خوار جادو بود و اسطرلاب جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و مطلب خود نرسیدیم اب جو علامات سحر برطرف ہوئے اور روشنی ہوئی تو دیکھا کہ ایک صحرائے لق و دق ہے نہ وہ حصار ہے نہ دروازہ لاشیں دو ساحروں کی پڑی ہوئی ہیں امیر نے ان دونوں کی لاشوں کو پائے فیل میں بندھوا کر کھچوایا کہ دیکھنے والے عبرت کریں اور اس مرحلے کے ٹوٹنے کی اس قدر خوشی ہوئی کہ صحبت جشن منعقد فرمائی اور لاشیں ان دونوں کی مرحلے پر پھنکوا دیں کہ جسطرح اُنھوں نے بندگان خدا کا گوشت کھایا ہے اسی طرح ان کا بھی گوشت عقاب و زاغ و زغن کھائیں ایک ہی روز میں گدھوں اور چیلوں نے گوشت کھا کر ہڈیاں صاف کر دیں امیر یا تو قیر نے تمام سرداران اسلام سے خواجہ کو انعام دلوایا اور آپ بہت بھاری خلعت عنایت کیا بادشاہ کی جانب سے ایک لاکھ روپیہ انعام عنایت ہوا بعد اس کے صحبت جشن آراستہ ہوئی خواجہ ارباب نشاط کے داروغہ ہوئے اس رقم سے بھی چہارم کا نفع حاصل ہوا آخری صحبت میں خود بھی خواجہ بلحن داؤدی یہ غزل گائی

غزل

نیاز مند ہوں مجھ کیا قصور میں نے کیا
زبان سے یہ نہ کہوں گا قصور میں نے کیا

جنون شوق کو بس تھا ترا تصور بھی
مگر خیال دل ناصبور میں نے کیا

جما تھا قلب میں یوں داغ بدگمانی غیر
کہ اُس کا پاس نزاکت ضرور میں نے کیا

بھلا کے دل سے نہ انداز دلبری کے فریب
میں جانتا ہوں کہ دریا عبور میں نے کیا

رہا نہ بزم میں بھی باز عرض حال سے میں
ذرا سی بات ہر کہدو قصور میں نے کیا

پکاری رحمت حق اس کو دور میں نے کیا
ہو بے نیاز یہ اپنے غرور میں نے کیا

فغاں بھی جلوہ فروز جمال دوست رہی
پکارنے کا ارادہ ضرور میں نے کیا

میں چھپ کے بھی نہ انھیں بےحجاب دیکھ سکا
چھڑا چھڑا کے مہینوں میں دور میں نے کیا

کسی کے وعدۂ فردا کے انتظار کا حشر
نہ اعتبار دل ناصبور میں نے کیا

چلے ہیں رنجش باہم کے فیصلے کو مگر
ملی جب آنکھ اشارہ ضرور میں نے کیا

گناہ کرتے ہیں جنکا قصور میں نے کیا
اگرچہ جان محبت میں جائے بات رہے

فلک کو رشک ہو وہ کوہ طور میں نے کیا
تجھے بھی اپنے تحمل پہ ناز عشق میں تھا

نگاہ چھپ گئی وہ قصور میں نے کیا
فغاں بے اثر اپنی پکارتی ہی رہی

بلند شام سے شور نشور میں نے کیا
جو رو کا ضبط سے کچھ دیر ایک قطرۂ اشک

یہ ایک بھی نہیں کتنا قصور میں نے کیا
بڑھے نہ رنجش باہم کا آرزو جھگڑا

جسوقت جشن سے فراغت پائی تو صاحبقران عالیشان نے ارشاد فرمایا کہ اب چلیے ہمارا آگے روانہ ہو مہتر محکم سر مست نے عرض کی کہ یا صاحبقران خضران اختر شناس کو ساتھ کیجیے جو شخص ہراول لشکر بن کر جائے وہ خضران کے خلاف رائے نہ کرے کہ یہ مرحلہ اول سے زیادہ سخت ہے صاحبقران نے فرمایا کہ بہتر ہے اور جبریل عاد کو بلا کے ارشاد کیا کہ یہ مقام نازک ہے تم مرد سپاہی ہو جہالت سے کام نہ لینا جتنا تمکو خضران اختر شناس ہدایت کرے اُسی پر عمل کرنا جبریل عاد نے عرض کی کہ میں تابع فرمان ہوں جس مقام پر

یہ کہین گے مین اُسی جگہ بارگاہ برپا کرون گا یہ عرض کرکے اُنھون نے بارگاہ بارگرائی اور اپنے چالیس ہزار بہادرون سے
مع خضران انجم شناس آگے روانہ ہوے بعد اس کے اور سردار بھی یکے بعد دیگرے روانہ ہونے لگے لیکن ہاروت
جادو نے کہا کہ یا امیر با توقیر جس مرحلے پر آپ چلے ہین یہ نہایت سخت ہی یہان اسم اعظم آپ کا کام نہ دے گا اسلیے
کہ یہ مقام سحر بند اور طلسم بند ہی کچھ یہان کے راز میرا ماموں جانتا ہی لیکن مین مطیع اسلام ہوگیا ہون اور وہ کافر ہی مجھے
امید نہین کہ وہ راز سے حضور کو آگاہ کرے گا فرمایا کہ مین بھی سوا خدا کے کسی کی مدد کا خواہان اور محتاج نہین ہون یہ
فرما کر سوار ہوے اور جانب مرحلہ روانہ ہوے ہاروت جادو ہمراہ تھا ایک منزل طے کی ہوگی کہ سامنے سے سانڈنی
سوار نمودار ہوا جس وقت قریب پہونچا تو نامہ ہاروت جادو کو دیا ہاروت جادو نے نامہ کو پڑھا مگر چہرہ سے اس کے
آثار پریشانی کے پیدا ہوے صاحبقران نے پوچھا کہ کیون اے ہاروت جادو خیریت تو ہی ہاروت جادو نے عرض
کی کہ یہ نامہ میرے ماموں ابریق جادو کا ہی عجب طرح کی پریشانی اس نامہ سے ظاہر ہوتی ہی وہ لکھتا ہی کہ اے فرزند اشتہ
ہم پر وقت سخت ہی اور زمانہ پُرآشوب ہو رہا ہی ایک بلا ہمارے ملک مین نازل ہوئی ہی کہ وہ دس بیس ساحرون کو روز
نگل جاتی ہی نہ سحر کام دیتا ہی نہ زور چلتا ہی اگر تم سے ہوسکے تو کسی طرح اپنی امانت مجھسے لے جاؤ میری زندگی کا تو خاتمہ معلوم
ہوتا ہی صاحبقران نے فرمایا امانت کیسی ہاروت جادو نے عرض کی کہ میری شادی میرے ماموں کی دختر سے قرار پاچکی ہی
یہ اشارہ اُسی طرف ہی کہ اپنی عروس کو لے جاؤ کہ یہان رنگ اور ہی ایسا نہو کہ میرے ساتھ اُس پر بھی کوئی آفت آئے جو
بچ گیا وہی سہی یا صاحبقران ماموں میرا اگلے ساحرون مین سے ہی ہر ایک ساحر کی مجال نہین ہی کہ اُس سے مقابلہ
کرسکے مگر نہین معلوم یہ کونسی بلا آئی ہی جس نے اتنے بڑے ساحر کو پریشان کردیا ہی صاحبقران نے فرمایا کہ اے ہاروت
جادو مین چلون گا اور اُس بلا کو دفع کرون گا ہاروت جادو نے عرض کی کہ یا امیر ہمارے ہی برادران ایمانی کی جوا
ہو یا کافر کی آپ کو کیا ضرورت ہی کہ وہان جائیے یہان آپ کو خود ہی ایک مہم در پیش ہی امیر نے ارشاد فرمایا کہ اے ہاروت
جادو ہمین خدا نے اسی واسطے پیدا کیا ہی کہ دنیا سے ظالمون کو دفع کرین اور امن قائم کرکے راہ حق کی ہدایت
کرین ہاروت جادو وجد کرنے لگا اور کہنے لگا کہ واقع مین آپ خاص بندے خدا کے ہین لیکن پہلے چل کر اپنے لشکر کو
قائم کیجیے اور سب کو منع کر دیجیے کہ جبتک ہم واپس نہ آئین اُسوقت تک کوئی آگے بڑھنے کا قصد نہ کرے صاحبقران
نے فرمایا کہ بادشاہ اسلام انتظام کے واسطے موجود ہین لیکن طہمورث شیر پرور نے عرض کی کہ یا امیر مین بھی آپ کے ساتھ چلونگا
صاحبقران نے فرمایا کہ تم میرے قائم مقام ہو بہتر یہ ہی کہ تم لشکر مین رہو اور مجھکو جانے دو طہمورث نے کہا کہ مین اگر لشکر مین
رہون گا تو مرحلہ پر جاؤن گا صاحبقران نے دیکھا کہ یہ منچلا ہی فی الحقیقت اگر اس کو مین ساتھ نہ لے جاؤن گا تو یہ مرحلہ پر
جاکر مبتلاے بلا ہوجائے گا خلاصہ یہ کہ صاحبقران اور خواجہ خضران اور طہمورث اور شاہور اور ہاروت جادو ہمراہ
اُسی نامہ دار کے جانب شہر ابریقیہ روانہ ہوے جس وقت قریب شہر پہونچے اور خبر ابریق جادو کو ہوئی کہ بھانجا آپ کا
آتا ہی لیکن دو شہریار اور بھی اُس کے ساتھ ہین یہ سنکے ابریق جادو مع بہمن ستارہ پیشانی واسطے استقبال کے
روانہ ہوا راستے مین ملاقات ہوئی صاحبقران سے جو آنکھ چار ہوئی رعب امیر سے ابریق جادو بے اختیار تسلیم کو جھکا امیر
نے مرکب سے اُترنے کا قصد کیا تھا کہ ہاروت جادو نے رکاب پکڑ لی اور عرض کی کہ آپ کا مرتبہ یہ نہین ہی کہ آپ ہر کس و ناکس
کی تعظیم کیجیے امیر نے فرمایا کہ اے برادر مین ایک مرد فقیر ہون اپنے سے ہر شخص کو بہتر جانتا ہون ابریق جادو نے اپنے بھانجے
سے کہا کہ ان دونون شہریارون سے مجھے آگاہ کرو ہاروت جادو نے کہا کہ ان مین ایک تو صاحبقران با اقبال ہین اور
دوسرے شاہزادہ طہمورث شیر پرور عزیز و جانشین صاحبقران ہین جس وقت نامہ آپ کا پہونچا ہی اور یہ دونون شہریار
مضمون نامہ سے آگاہ ہوے تو فرمایا کہ ہم چل کر اُس بلا کو دفع کرین گے مین نے ہر چند عرض کی کہ آپ کو کیا ضرورت ہی فرمایا ہم
ہر دردمند کے ہمدرد ہین ابریق جادو نے کہا کہ نام تو صاحبقران کا ایسا ہی کہ ہر گوش ہوش تک پہونچا ہوا ہی لیکن یہ تو بتاؤ

کہ تم ساحر سامری پرست یہ مسلمان بلکہ رہبر راہ اسلام تمھارے ان کے ارتباط کیونکر بڑھے اسوقت ہاروت جادو نے کہا کہ
مین مطیع اسلام ہوگیا ہون مین نے سامری پرستی کو دل سے ترک کر دیا اور سبب اُس کا یہ ہوا کہ تاریکپا تیرہ رو ایک
ساحر تھا کہ اُس نے لشکر صاحبقران کو پریشان کیا امیر یا تو تیر اُس کے تعاقب مین تشریف لائے تاریکپا بھاگ کر مندر
سامری مین چھپا امیر نے اُس کو مندر مین گھُس کے مارا مین نے صاحبقران کو اسیر کرکے جلوا دیا مگر ان کے خدا نے ان کو محفوظ رکھا
اور نتیجہ یہ ہوا کہ عیار امیر کا مجھکو گرفتار کرکے سامنے صاحبقران کے لے گیا قصور تو مین نے ایسا کیا تھا کہ عوض مین اُس کے
صاحبقران جو کچھ میری حالت کرتے وہ بجا تھی مگر صاحبقران نے لطف خسروانہ سے کام لیا مجھے چھوڑ دیا مین نے ان کی
اطاعت اختیار کرلی اُسوقت ابریق جادو نے کہا کہ خیر تو نے جو کچھ کیا اچھا کیا لیکن مین یہ کہے دیتا ہون کہ اگر صاحبقران
اسواسطے تشریف لائے ہون کہ مین اس کے شہر سے بلا کو دفع کرکے اسے بھی مسلمان کرون تو یہ مین پہلے سے کہے دیتا ہون کہ
مین ہرگز اطاعت اسلام اختیار نہ کرون گا صاحبقران نے فرمایا کہ ہدایت کرنا ہمارا کام ہے ماننا نہ ماننا تمھارے اختیار مین ہے ہم
کسی پہ جبر نہین کرتے ہین سوا اُس کے جو دشمن جان ہوتا ہے اور ہمارے قتل کا ارادہ رکھتا ہے اُسے ہم بھی یا مطیع کرتے ہین یا
قتل کر ڈالتے ہین جس وقت تک تو ہمارا دشمن نہین اُسوقت تک ہم تیرے دوست ہین بلکہ حالت دشمنی مین بھی اپنے آئین
کے موافق دوستی ہی کرین گے کہ پہلے تجھے سمجھائین گے جب نہ مانے گا تو قتل پر ہاتھ اُٹھائین گے یہ سنکے ابریق جادو سب کو
ساتھ لئے ہوئے ایوان شاہی مین آیا اتنے مین خبر پہونچی کہ دیو قہقہہ فیل سر جادو آج بھی پندرہ ساحرون کو پکڑ لے گیا
امیر نے ابریق جادو سے ارشاد فرمایا کہ تم کیسے ساحر ہو کہ ایک دیو پر تمھارا سحر کارگر نہین ہوتا اس نے عرض کی کہ یا
صاحبقران وہ دیو بھی ہے اور ساحر بھی ہے اس کے علاوہ روئین تن ہے کہ حربہ اُس پر کارگر نہین ہوتا ہے جس وقت وہ آتا ہے
اور چیخ مارتا ہے تو جتنے آدمی اُس کے سامنے ہوتے ہین سب بیہوش ہو جاتے ہین دس پندرہ کو وہ پکڑ لیجاتا ہے اور بھون کر
کھا جاتا ہے میرے شہر سے قریب ایک پہاڑ ہے کہ اُس کو کوہ خارا کہتے ہین اسی کوہ کو اُس نے اپنا مسکن قرار دیا ہے اگر چند روز
یہ دیو رہ گیا تو اس ملک پر کیا موقوف ہے اور شہر بھی جس قدر یہان سے قریب ہین یقین ہے کہ سب جنگل ہو جائین گے اور
باشندگان شہر یا تو نکل جائین گے یا لقمہ دہان دیو ہونگے وہ دیو زبردست اسقدر ہے کہ اُس نے گرز اپنا شہر کے ناکے پر ڈال دیا
ہے اور قول اُس کا یہ ہے کہ جو اس گرز کو اُٹھالے وہ مجھسے مقابلہ کرے فرمایا کہ مجھے وہان لے چلو ابریق جادو نے بہمن
ستارہ پیشانی اپنے فرزند سے کہا کہ تم ملک و مال سے خبردار رہنا مین امیر کے ساتھ جاتا ہون جب صاحبقران بلا وجہ
میرے ہمدرد بنے ہین تو مجھپر ان کی رفاقت واجب ہے اگر ان پر آنچ آئی تو مین بھی دیو سے لڑکر اپنی جان دون گا اور اگر خدا
نے فتحیاب کیا تو پھر تجھسے آکے ملون گا یہ کہکر فرزند کو گلے سے لگایا تاج اُس کے سر پر پہنایا سامنے اپنے ارکین دولت سے
نذرین دلوا کر آپ امیر کے ساتھ ہوا اور کچھ فوج بھی ہمراہ لینے کا قصد کیا امیر نے کہا کہ اگر تم فوج لے کے چلو تو مجھے نہ لے جاؤ
مین تنہا جاؤن گا صرف ایک شخص کو برائے راہبری ہمراہ کر دو ابریق جادو نے عرض کی کہ مین ضرور ساتھ چلون گا
اگر آپ کی خوشی نہین ہے تو فوج کو اپنے ہمراہ نہ لون گا یہ کہکر ابریق جادو ساتھ ہوا اور ہاروت جادو بھی ہمراہ رکاب ہوا
صاحبقران اور طیمور شیر پرور تو آگے آگے دونون عیار گوشۂ زین تھامے ہوئے اور پشت پر ہاروت جادو
اور ابریق جادو شہر کے ناکے پر پہونچے تو دیکھا امیر نے کہ ایک بہت بڑا گرز رکھا ہوا ہے امیر قریب گرز کے آئے تو
کلہ گرز پر کچھ تحریر دیکھا غور کرکے جو پڑھا سام کا نام تحریر تھا اب تو صاحبقران متحیر ہوئے کہ یہ گرز سام بن نریمان تو
صاحبقران کے قبضہ مین رہا اس دیو کے قبضہ مین کیونکر آگیا اُسوقت خضران نے عرض کی کہ یا صاحبقران اسوقت
مجھے واقعہ بیابان کاج وباج کا یاد آگیا ہے اُس کو سماعت فرمایئے جب حمزۂ ثانی بدیع الملک کو صاحبقران کرکے جانب
خانۂ کعبہ روانہ ہوئے تو ہمراہ بارگاہ سلیمانی کے چند اور تبرکات بھی اپنے ہمراہ لیتے گئے تھے انھین مین سے یہ گرز سام
بن نریمان بھی ہے جب امیر نے بیابان کاج وباج مین قیام فرمایا اور ساحران بیابان کاج وباج نے صحرا مین آگ لگا دی

تو صاحبقران بزور اسم اعظم کے اُس آتش مشتعلہ سے نکلے باقی بہتر اور سردار بھی نکل گئے ایرج اور نورالدہر کو تو نیچے
لے گئے تھے اور کرب دلاور بارگاہ کو لے کر نکلے تھے اُس حالت اضطراب میں بارگاہ کو لے کر نکلنا یہ کرب ہی کا
کام تھا کہ ہر شخص کو اپنی اپنی جان کی پڑی تھی اُس انتشار کی حالت میں کرب بارگاہ کو تو لے کے نکل گئے مگر یہ گرز
چھوٹ گیا تھا اسے یہ دیو اُٹھا لایا ہوگا صاحبقران نے فرمایا کہ تم سچ کہتے ہو یہ معاملہ قرین قیاس ہے اسوقت ابرق جادو
نے بھی تصدیق کی اور صاحبقران سے عرض کی کہ یا امیر ساحران بیابان کاج و باج وہ بلا کے ساحر تھے کہ عالم کے ساحر اُنکے
نام سے کانپتے تھے انھیں میں سے یہ دیو قہقہہ فیل سر جادو بھی ہے ملاحظہ فرمائیے کہ ہمارا سحر اُس پر کارگر نہیں ہوتا باوجودیکہ
میں بھی ایسا ویسا ساحر نہیں ہوں ایک عالم مجھے بھی جانتا ہے اور تین لاکھ ساحروں پر میں حکومت کرتا ہوں اور بڑے بڑے
ساحر میرے نام سے تھراتے ہیں مگر اس ساحر کا میں کچھ نہیں کر سکتا صاحبقران نے فرمایا کہ قتل اس ملعون کا جلد واجبات
سے ہے کہ یہ شہر یکسا خون خدا پرستان رہ چکا ہے یہ فرما کر گرز پر زور کیا آسانی اُٹھا لیا اور فرمایا کہ بزرگوں سے یہ بھی سنا ہے کہ یہ
گرز اُسی سے اُٹھے گا جو صاحبقران ہوگا دوسرا اس گرز کو نہیں اُٹھا سکتا یہ سنکے طہمورث نے عرض کی کہ اگر اجازت ہو تو میں
بھی اس گرز پر زور کروں صاحبقران نے فرمایا کہ اے طہمورث اسوقت تک تم سب کی نگاہوں پر چڑھے ہوئے ہو اور یہ معاملہ
تقدیر کا ہے اس میں کہ نکرو ورنہ خفت حاصل ہوگی یہ گرز غیر صاحبقران سے ہرگز نہ اُٹھے گا طہمورث نے کہا یا امیر یہ تو ظاہر ہے کہ
میں صاحبقران نہیں ہوں پھر اگر یہ گرز مجھ سے نہ اُٹھا تو میری کیا توہین ہے امیر نے گرز ہاتھ سے رکھدیا اور فرمایا کہ تم جانو
اسوقت طہمورث نے موٹھ گرز کی پکڑ کر نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچ کے جو زور کیا گرز کو اُٹھا لیا ابرق جادو نے اور ہاروت
جادو نے تو تعریف کی لیکن صاحبقران کسی قدر ملول ہوئے یہ دیکھکر طہمورث نے عرض کی کہ یا امیر اسوقت میں
چہرہ پر آپ کے کبیدگی کے آثار پاتا ہوں اس کا کیا سبب امیر نے فرمایا کہ اے طہمورث مجھے اس کا ملال نہیں ہے کہ تم نے گرز
اُٹھا لیا اور تم میرے ہمسر ہوگئے بلکہ یہ رنج ہے کہ زمانہ میری صاحبقرانی کا بہت کم رہ گیا ہے ورنہ یہ گرز تم سے نہ اُٹھ سکتا
اور یہ میں کہے دیتا ہوں کہ بعد میرے تمھیں صاحبقران ہوگے دوسرا نہوگا اسوقت یاد نش بخیر مجھے سکندر رستم خو
یاد آگئے کہ انھوں نے چوبیس من کا گرز تک اُٹھایا ہے اور یہ اٹھارہ سو من کی ضرب ہے لیکن اُن سے بھی یہ گرز اس صفائی
سے نہ اُٹھے گا جس طرح تم نے اُٹھا لیا ہے اگر خدا بخیر و خوبی سکندر سے ملائے گا تو ہم تجربہ کراکے دکھا دینگے طہمورث نے
عرض کی کہ مجھے ہوس صاحبقرانی نہیں ہے میں آپ کی اطاعت کو صاحبقرانی سے بہتر جانتا ہوں فرمایا کہ یہ تمھاری سعادتمندی
ہے مگر جو فعل تقدیری ہے وہ ہونا ضروری ہے علاوہ اس کے میں خوش ہوں اس بات پر کہ بعد میرے تم صاحبقران ہو دوسرا
نہو طہمورث نے عرض کی کہ اگر آپ ایسا ارشاد کرتے ہیں تو دیو قہقہہ سے مقابلہ بھی میں کروں گا فرمایا اے طہمورث اس ارادہ
سے باز رہو اس لئے کہ دیو کی حالت تم سن چکے ہو کہ وہ ساحر بھی ہے اور تم صاحب اسم اعظم نہیں ہو تمھارا دیو سے مقابلہ کرنا اپنے
پاؤں سے دہان گور میں جانا ہے طہمورث نے کہا کہ اگر خدا کو آپ کے بعد مجھے صاحبقران بنانا ہے تو وہ میری حفاظت کرے گا اور
مجھے دیو کے ہاتھ سے بچائے گا امیر اس جواب پر خاموش ہو رہے اب طہمورث نے بائیں ہاتھ میں گرز سنبھالا اور دہنے ہاتھ
میں نیزہ لیا اور جانب کوہ چلا صاحبقران بھی ساتھ چلے مگر کسی قدر فاصلہ سے جس وقت طہمورث قریب درہ کوہ کے پہونچا
تو دیکھا کہ دیو سو رہا ہے بس طہمورث نے آواز دی کہ او اجل رسیدہ ہوشیار ہو کہ اجل تیرے سر پر آگئی دیو اُٹھا دیکھا کہ
ایک نوجوان وہی گرز جو میں نے شہر کے ناکے پر رکھدیا تھا تانے ہوئے کھڑا ہے چونکہ دیو کو یہ بات اپنے علم سحر کے ذریعے سے
معلوم تھی کہ جو اس گرز کو اُٹھائے گا وہی میرا قاتل ہے اور اسی غرض سے اس نے گرز کو شہر کے ناکے پر رکھدیا تھا کہ جو گرز تانے
ہوئے آئیگا مجھے معلوم ہو جائے گا اُس سے میں مقابلہ نکروں گا اور جان بچا کے نکل جاؤں گا بس اس نے اُٹھ کے درہ
سے نکلنا چاہا طہمورث نے کہا کہ بس آگے بڑھنے کا قصد نہ کرنا دیو قہقہہ نے سونڈ اپنی بلند کی اور دہن کھول کے چیخ مارنے کا
قصد کیا اس غرض سے کہ یہ آواز میری سُنکے بیہوش ہوگا تو میں نکل جاؤں گا ہنوز آواز اس کے دہن سے باہر نہ آئی تھی کہ

طلیمو پر سے دور کر نیزہ مارا سنان نیزے کی حلق کے پار گذر گئی آواز بند ہو گئی دیو نے سر جھٹکا کے جھٹکا مارا کہ ڈانڈ نیزے کی ٹوٹ گئی گرسراس کا زمین سے مل گیا ہنوز دیو نے سر اونچا نہ کیا تھا کہ طلیمو پر نے سر پر اُس کے گرز مارا کہ مغز پاش پاش ہو گیا بس مرتے ہی دیو قہقہہ فیل سحر جادو کے ایک قیامت برپا ہوئی لاش پھڑکنے لگی آندھی چلی آتش باری و برف باری ہوا کی جب لاش دیو کی پھڑک کے سرد ہوئی تو آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من دیو قہقہہ فیل سحر جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و مطلب خود نرسیدیم جس وقت علامات سحر برطرف ہوئے تو صاحبقران نے دیکھا کہ لاش دیو کی پڑی ہے امیر نے بارہ فیل منگوائے اور سب کے پاؤں میں ایک زنجیر ڈال کے سرے میں زنجیر کے لاش قہقہہ فیل سحر کی بندھوا کر شہر میں آئے اور تمام شہر میں لاش دیو کی تشہیر کرائی اہل شہر صاحبقران کو دعائیں دیتے تھے اور لاش قہقہہ فیل سحر پر تھوکتے تھے کہ اُس نے ہزاروں گھر برباد کر دیے تھے بعد اس کے لاش دیو کی میدان میں پھنکوا دی گئی ابرق جادو نے جشن تہنیتی منعقد کیا صاحبقران نے فرمایا کہ اے ابرق جادو ہمیں اب اتنی فرصت نہیں ہے کہ شریک جلسہ ہوں لشکر ہمارا مرحلہ صاحبیہ پر اترا ہوا ہے یہ سُنکے ابرق جادو نے عرض کی کہ یا امیر آپ کے احسان سے میرا سر نہیں اُٹھ سکتا ہے اگرچہ میں نے آپ سے یہ وعدہ کر لیا تھا کہ میں اس احسان کی عوض میں دین اسلام قبول نہ کروں گا لیکن اب میں بدل مطیع اسلام ہوتا ہوں بیشک دین آپ کا برحق ہے اور دین سامری پرستی پر ہزار ہزار لعنت ہے یہ کونسا انصاف ہے کہ نام سامری لیکر چاہے حق کرو یا ناحق دونوں طرح تاثیر پیدا ہوتی ہے اور آپ باوجود سحر نہ جاننے کے اتنے بڑے ساحر پر غالب آئے بیشک خدا آپ کا شریک تھا ورنہ ممکن نہ تھا کہ آپ کو غلبہ حاصل ہوتا لیکن اتنا امیدوار ہوں کہ حضور اس جشن میں شریک ہو لیں تو میں شادی اپنی دختر کی ہاروت جادو سے کر کے فرصت کر لوں پھر حضور کے ہمراہ رکاب رہوں اور جسقدر میرے امکان میں ہے میں بھی شرکت کروں گا جس مرحلہ پر لشکر حضور کا اترا ہوا ہے وہ نہایت سخت ہے میں وہاں کے رموز سے کسی قدر آگاہ ہوں بروقت حضور کو مطلع کرونگا صاحبقران نے بخاطر ابرق جادو و ہاروت جادو منظور فرمایا ابرق جادو نے شادی کا انتظام کیا اور صحبت جشن آراستہ کی امیر کو میر محفل قرار دیا ہاروت جادو کو دولہا بنا کے مسند پر بٹھایا ناچ ہونے لگا ایک باہوش نے یہ غزل شروع کی غزل

انہیں کے کام الٰہی مرا لہو آئے
جو تو نہ آئے ترے گیسوؤں کی بو آئے

ہمیں سے تیغ بھی اٹکی کٹ رہو آئے
ہم آئے تو لئے آئینہ روبرو آئے

نہ جھوٹ بول کہ ہم شام سے کل آئینگے
ہماری بزم میں جو آئے باوضو آئے

اترنے والے ابھی تک نہ بام سے آئے
نسیم کہدے ذرا اُلٹی بو آئے

یہ جانتے تھے کہ نکلا ہوا ہے نام اس کا
اُٹھے حجاب تو کچھ لطف گفتگو آئے

کبھی کی پی ہوئی کام آئی آج حشر کے دن
خیال آئے تو منہ سے مرے لہو آئے

تماشے اپنے تری آنکھ نے کہاں دیکھے
دماغ میں جو ابھی اختیار کی بو آئے

مری نگاہ میں بیٹھ ... کی بجلیاں بھر دے

رنگین جو ہاتھ لہو میں حنا کی بو آئے
لگا نے باغ کہاں داغ آرزو آئے

ہم آئے پینے کو مے وہ پئے وضو آئے
دبی زبان سے میرا بھی ذکر کر دینا

نہ کھا قسم ارے جھوٹے کبھی جو تو آئے
طلب کئے کبھی ہم نے اگر پیس تو بہ

تڑپنے والے تڑپ کر فلک کو چھو آئے
شار وصل کی راتیں اس ایک ساعت پر

نسیم حشر میں کیوں میرے روبرو آئے
والے پا دجو و عدے تو پھر جھنجھلا کر

خدا کے سامنے نوش سرخرو آئے
سنا ہیں ہم بھی اُسے کچھ جو کہ چکے وانوں

تری نگاہ میں کیا چشم آرزو آئے
وہ بزم ناز ہو اچھی کسی کی خلوت سے

کوئی چمک کے ذرا میرے روبرو آئے

مریض ہوش میں آئے نہ آئے تو آئے
یہاں نہ پھول نہ پھولوں میں رنگ و بو آئے

عتاب یار کا اس کے سوا جواب نہ تھا
کلیم طور پر اُن سے جو گفتگو آئے

نماز ہو گی ادا دختر رز کے دامن پر
بہت بھرے ہوئے سے خم و سبو لائے

گراں دماغ وہ ہیں اب سے گل کی تیری سے
ہم انتظار میں تیرے ہوں اور تو آئے

کھلے جو کوئی تو محفل کرے سے باتیں ہوں
یہ اور حشر میں لینے کو آبرو آئے

فغاں کا نام نہ لو اب مری یہ حالت ہے
وہ بیٹھ جائے تو مینا اُٹھے سبو آئے

کھلیں نہ قبر میں جنت کی کھڑکیاں رندو
سنے یہ کون مری جان کے عدو آئے

ہزار وہ گریبان تری نزاکت سے

خدا کرے نہ خنجر مرا گلو آئے
بنا تھا برق سر طور اُبھر کے تا نگاہ
ذرا یہ سر جو ہلا دے ابھی سبو آئے
نہ ہو یہ کہنے کو ہم بے کہے گئے واعظ
کہاں یہ آج بزرگ فرشتہ خو آئے

ذرا دکھائیں ہمیں بھی تو کھینچکر تصویر
کلیم خوش ہیں کہ وہ میرے روبرو آکے
لگا دی ہم نے لب جو قطار مینا کی
حرم کو جاتے ہوئے منہ بتوں کا چھو آئے

کلیم کہتے ہیں وہ میرے روبرو آئے
ادب سے پی نہیں سکتا ہوں لے اجازت شیخ
لگانے سرو نے ہم کنار جو آئے
ریاض آئے تو لوگوں نے میکدہ میں کہا

جب راگ رنگ موقوف ہوا تو صاحبقران اور طیمور شیر پرور نے غلہ پیٹا ہاروت جادو وصل عروس سے کامیاب ہوا صبح کو صاحبقران نے سامان کوچ کیا ابرق جادو نے ہاروت جادو اور بہمن ستارہ پیشانی کو اپنا قائم مقام کیا اور آپ ہمراہ رکاب سعادت انتساب صاحبقران ہو کر جانب مرحلہ صاحبیہ روانہ ہوا وہاں لشکر صاحبقران باوقار کا اترا ہوا تھا اور سامنے وہ درخت تھا جس کے پھلوں سے مرکب پیدا ہوتے ہیں اور لوگوں کو لے جاتے ہیں درخت نہایت بزرگ تھا کئی کوس تک شاخیں اُس کی پھیلی ہوئی تھیں سرداران اسلام بادشاہ سے عرض کرتے تھے کہ اگر حضور اجازت عطا فرمائیں تو ہم جائیں اس درخت کے عجائبات دیکھ آئیں بادشاہ کا حکم قطعی تھا کہ خبردار جبتک صاحبقران تشریف نہ لے آئیں اُسوقت تک کوئی جانے کا قصد نکرے جو صاحب فہم تھے وہ تو سمجھ گئے کہ ممانعت ہے لیکن سرسنگ دیوانہ رفیق شاہزادہ سکندر رستم خو اس حکم کے معنی یہ سمجھا کہ جس وقت صاحبقران تشریف لے آئیں اُسوقت ضرورت دریافت کرنے کی نہیں ہے جیسے ہی گرد اڑی اور ہرکاروں نے خبر آمد صاحبقران بیان کی لوگ پیشوائی کو روانہ ہوئے اور صاحبقران کو لے کر میدان سے پھرے اور سرسنگ دیوانہ نے امیر کو آتے دیکھا بس یہ مع لشکر اُس درخت کی طرف چلا لوگوں نے منع کیا کہ کہاں جاتے ہو یہ کس کی سنتا ہے جیسے ہی زیر سایہ درخت پہونچا درخت کو حرکت ہوئی اور پھل زمین پر گرکے چٹکے ہر پھل سے ایک مرکب پیدا ہوا اور شیہہ کرکے ایک ایک مرکب ہر سوار کی طرف چلا دیکھا سواروں نے کہ مرکب ساز و یراق سے آراستہ نہایت عمدہ ہیں ہر سوار نے اپنے اپنے گھوڑے کو چھوڑا اور اُن مرکبوں پر سوار ہوے بس پشت پر جاتے ہی مرکبوں نے صحرا کا رخ کیا ہرچند سواران کو پھیرتے ہیں لیکن یہ جو صحرا کی طرف چلے تو چلتے چلتے نگاہوں سے غائب ہوگئے اور درخت میں پھر اسی طرح پھل پیدا ہو کر لٹکنے لگے صاحبقران اور دیگر سرداران اسلام اس واقعہ کو دیکھکر نہایت حیرت میں آگئے امیر نے ابرق جادو سے فرمایا کہ میں کچھ لوگوں کو سرسنگ دیوانہ کی تلاش میں روانہ کرتا ہوں ابرق جادو نے عرض کی کہ اب سرسنگ سے تو ہاتھ اٹھائیے وہ سب تو دامان صاحبیہ میں پہونچ گئے ہوں گے جو باقی ہیں اُن کو بچائیے کہ یہ بھی جاکر مبتلائے بلا نہ ہو جائیں صاحبقران نے بادشاہ اسلام کو ابرق جادو سے آگاہ کیا ابرق جادو نے صاحبقران کی قدمبوسی حاصل کی سب آکر بارگاہ میں بیٹھے امیر نے سرسنگ دیوانہ کے لئے افسوس کیا بعد اس کے ابرق جادو نے صاحبقران والاشان سے عرض کی کہ جسقدر حالات مجھے یہاں کے معلوم ہیں انھیں میں حضور کے سامنے بیان کرتا ہوں آپ سماعت فرمائیں یا امیر بظاہر یہ ایک مرحلہ ہے اور بہ باطن دو ہیں جس طرح ایک درخت آپ کے پیش نظر ہے اسی طرح ایک درخت اور اس کے بعد بھی ہے یہاں حاکم صاحب جادو ہے اور وہاں کا فرمانروا مصاحب جادو ہے اور یہ ایک ایک درخت ہے اور زیر درخت مسکن صاحب جادو اور مصاحب جادو ہے اسی وجہ سے اس مرحلہ کو صاحبیہ اور اُس کو مصاحبیہ کہتے ہیں یہ دونوں ساحر بلاے بد ہیں اگر حکیم اشراق خود ہی آکر مقابلہ نہ کرتا تو آپ کا حکیم اشراق تک پہونچنا آسان نہ تھا یہ اُس کی قضا تھی جو کھیرے سے آئی اب میں اتنا کر سکتا ہوں کہ سحر کے پتلے تیار کرکے بھیجوں فوراً درخت کے پھلوں سے مرکب پیدا ہوں گے اور پتلوں کو لے کر جانب صحرا روانہ ہوں گے جسوقت گھوڑے نظروں سے غائب ہو لیں گے تو اور پھل درخت میں پیدا ہوں گے جتنے عرصہ میں اور پھل پیدا ہوں اگر کوئی شخص جاے اور اس درخت کو اکھاڑ کر پھینک دے اور فوراً اُس نشیب میں کود پڑے جہاں سے طول اکھڑے گا تو ہو سکتا ہے کہ منزل مقصود تک پہونچے اور بغیر اس کے ناممکن ہے اور یہ کام سوا صاحبقران کے دوسرا نہیں ہے اسلئے

کہ نہ دوسرے سے یہ درخت اکھڑ سکے گا نہ مرحلہ پر پہونچ کر کچھ کر سکے گا اور اگر درخت اکھیڑنے کے بعد کودنے میں دیر کی
تو ایسا شعلہ پیدا ہوگا کہ جلا کر خاک سیاہ کر دے گا آپ کا اسم اعظم کچھ کام نہ دے گا صاحبقران نے فرمایا کہ میں ضرور جاؤنگا
ابریق جادو نے یہ بھی عرض کی کہ دوسرا راستہ طلسم زلزلہ کا اور بھی ہے اگر مناسب جانیئے تو اُسی طرف سے چلے چلیے حالانکہ
اُس راستے سے سوا میرے اور کوئی آگاہ نہیں اور میں برائے راہبری موجود ہوں لیکن صاحبقران عالیشان نے گوارا
نہ فرمایا اور ارشاد کیا کہ اے ابریق جادو خدا نے مجھکو دنیا پر بلاؤں کے دفع کرنے اور راستوں کو کانٹوں سے صاف
کرنے کے واسطے معین فرمایا ہے جب اس صحرا کو ان کانٹوں سے صاف کرلوں گا تو آگے بڑھوں گا ابریق جادو نے کہا کہ یہ
آپ کو اختیار ہے جو کچھ مجھ سے ہو سکتا ہے اس میں مجھے عذر نہیں میں بسر و چشم موجود ہوں جب دوسرا دن ہوا تو صاحبقران
نے رخ میدان کا کیا تمام سرداران لشکر ساتھ ہوئے بادشاہ اسلام بھی دور تک ہمراہ آئے آخر قسمیں دیکر صاحبقران
نے سب کو تو رخصت کیا مگر خضران نے گلیم اوڑھلی بس ابریق جادو نے اپنے سحر کے پتلے زمین پر چھوڑے اور بارش کے
دانے پڑھکر ان پتلوں پر مارے پتلے پرا باندھکر درخت کی طرف چلے صاحبقران کھڑے دیکھ رہے ہیں کہ ایک مرتبہ درخت
کو حرکت ہوئی یہ معلوم ہوا کہ ہوا سے تند چلی درخت سے پھل گرے اور ان سے مرکب پیدا ہوئے پتلوں نے مرکبوں پر
سواری لی مرکب پتلوں کو لیکر صحرا کی طرف بھاگے بس صاحبقران دوڑ کر زیر درخت آئے اور درخت کو کولے میں لیکر
یا حیدر کرار کہکے جو زور کیا اتنے بڑے درخت کو بآسانی اکھاڑ کے پھینک دیا جہاں سے درخت اکھڑا تھا وہاں خندق سی ہوگئی
امیر با توفیق اُس میں جو کود پڑے ایک آواز پیدا ہوئی کہ اسم اعظم پڑھتے جاؤ امیر اسم اعظم پڑھنے لگے مگر حیران تھے کہ یہ آواز
کس نے دی جس وقت پاؤں امیر کے زمین سے آشنا ہوئے اور آنکھ کھلی تو دیکھا صاحبقران نے کہ ایک میدان وسیع ہے کہ
نہ درخت ہے نہ گیاہ نہ بوے انسان آتی ہے نہ حیوان ہوا کے سنّاٹے سے ہول پیدا ہوتا ہے عجب مقام وحشتناک ہے چند قدم
امیر چلے ہونگے کہ ایک نالی سی معلوم ہوئی دیکھا امیر نے کہ نالی کے اُس پار ایک مرکب ساز و یراق مرصع کار سے
آراستہ کھڑا ہے امیر نے جانب گردوں ہاتھ اُٹھائے اور شکر پروردگار بجا لائے کہ میں پیادہ پا تھا اور اس صحراے
لق و دق کا طے کرنا تھا کسطرح یہ بیابان طے ہو سکتا اب اسی مرکب پر سوار ہوکر آسانی کے ساتھ اس وادی کو طے کروں گا
جس وقت امیر با توفیق اُس نالی کو پھاند کر قریب اُس مرکب کے پہونچے تو دیکھا کہ مرکب اُسی طرح خاموش کھڑا ہے صاحبقران
نے خیال کیا کہ نہایت شائستہ ہے کہ سوار کے قریب آنے سے اُسی طرح خاموش کھڑا ہے بس جیسے ہی امیر نے پیٹھ پر ہاتھ پھیرا
مرکب گھُل کے رہ گیا ہاتھ میں سپیدی پھر گئی جس قدر جواہر ساز میں نصب تھا وہ چمکا اور اُس میں سے دھواں سا پیدا
ہوا اور مرکب مثل کافور ہوا میں اُڑ گیا صاحبقران حیران ہوئے کہ یہ کیا معاملہ ہے آواز قہقہہ کی آئی اور کسی نے یہ کہا
کہ اندھی تاقیامت ماندی اگر نالی نہ پھاندتا تو ممکن تھا کہ جہاں سے آیا تھا پھر پلٹکے جا سکتا تھا مگر اب کیا جا سکتا ہے یہ سنکے
امیر پریشان ہوئے اور چاہا کہ نالی پھاند کے پھر اسی طرف چلا جاؤں اب جو قریب آکر خیال کرتے ہیں تو ایک دریاے زخار ہے
کہ بھرا ہے مینڈھے اچھل رہے ہیں ایک ایک مچھلی ایک ایک جہاز کے برابر معلوم ہوتی ہے جس وقت ماہی اُبھرتی ہے اور اچھلتی ہے تو
دریا میں تلاطم پیدا ہو جاتا ہے صاحبقران ناچار ہو کر پلٹے اور دوسری راہ اختیار کی تمام دن چلے مگر منزل تک نہ پہونچے
وہی صحرا تھا وہی دریا تھا شام کو ایک مقام پہ تھک کے بیٹھ گئے تیمم سے نماز ادا کی کہ اب اتنی قوت باقی نہ تھی کہ دریا تک
جا سکتے علاوہ اس کے یہ بھی خیال تھا کہ نہیں معلوم یہ پانی کیسا ہے اور وضو کر سکوں یا نکر سکوں الحاصل بعد نماز سے فراغ
حاصل ہونے کے اُسی خاک کو فرش سمجھکر امیر سو رہے آج فاقہ بھی ہوا جب صبح ہوئی تو دیکھا صاحبقران نے کہ وہ دریا
بھی نہیں ہے اب امیر اور حیران ہوئے یکایک ایک جانب ایک درخت خشک نہایت بلند نظر آیا امیر نے اُس درخت کو نشان
قرار دے کر کوچ اختیار کیا اور چلے دن بھر کی رہروی میں اُس درخت کے قریب پہونچے دیکھا کہ وہاں چند استخوان
بوسیدہ پڑے ہیں اور اُن استخوانوں سے یہ آواز حسرت طراز پیہم آرہی ہے رباعی ہمنے بھی کبھو جام و سبو دیکھا تھا

جو کچھ کہ نہیں ہر روبرو دیکھا تھا + اِس حال کو کیا بیان کروں ہیں آوردہ اک خواب سا ہی وہ جو کچھ دیکھا تھا + امیر نے انجام سوچ کر بہت
گریہ فرمایا اور آہ سرد دل پر درد سے کھینچکر ارشاد کیا کہ اے مسافران راہ عدم ہم کو بھی اب اپنے سے قریب سمجھو تم تو مرنے کے بعد
سامان دنیا ترک ہونے کی شکایت کرتے ہو ہم سے تو زندگی ہی میں دوست احباب سب چھوٹ گئے افسوس اتنا ہی کہ تم وصیت
کر سکتے ہیں نہ کسی کو اتنا دیکھتے ہیں جو مرنے کے بعد تجہیز و تکفین کرے گا ہمیشہ سے دنیا کا یہی رنگ ہی اسکے ظلم سے کسی نے نجات نہیں
پائی ہی یہ باتیں کرتے تھے جیسے سامنے جاتے ہوئے کاسۂ سر اُن کے دیکھے ٹھوکریں کھاتے ہوئے + اسی حالت میں دیکھا کہ وقت نماز کا تنگ
رہ گیا ہی صاحبقران نے پھر تیمم سے نماز ادا کی اور انھیں مردوں سے پھر باتیں کرنے لگے تمام رات اسی مشغلہ میں گذری اب
امیر کو تیسرا دن اور پانچواں فاقہ ہوا قوت بہت زائل ہو گئی یہ سمجھ لیا کہ پھرنے چلنے سے تو کوئی فائدہ نہیں ہی اب آگے بڑھکے خدا
جانے کس منزل پر شام ہو کیسی جگہ مقام ہو یہاں ان ساکنان ملک عدم سے کچھ باتیں تو ہو جاتی ہیں یہ خیال فرما کر ادھر اُدھر دیکھنے لگے
یکایک ایک درخت خرد پر نگاہ صاحبقران کی پہونچی دیکھا امیر نے کہ ایک مرغ لاکھی رنگ کا درخت پر بیٹھا ہی دونوں پاؤں میں
اُس کے زنجیر بندھی ہوئی ہی اور سرا زنجیر کا زمین تک لٹک رہا ہی صاحبقران نے خیال کیا کہ اس مرغ کو پکڑ کے ذبح کرنا چاہیے گو
کباب لگانے کا سامان نہیں ہی نہ سہی کچا گوشت کھا لیں گے سہارا تو ہو جائے گا یہ خیال فرما کر امیر آہستہ آہستہ قریب اُس زنجیر کے
آئے اور زنجیر کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کے جو زور کیا مرغ اُڑا صاحبقران لٹک گئے قصد کیا کہ زنجیر چھوڑ دوں اب جو زمین کی طرف
خیال کرتے ہیں تو بہت دور تھے سوچے اتنی بلندی سے گرنے میں استخوان تک پارہ پارہ ہو جائیں گے بس صاحبقران نے خدا پر توکل
کیا کہ اب یہ مرغ جہاں لے جائے وہیں اُتریں گے اور زیادہ یہ حیرت تھی کہ میں صاحبقران ہوں دیووں کو میں نے پست کیا ہی
یہ ایک مرغ ایسا ہی جس سے میرا کوئی قابو نہیں چلتا لیکن مرغ پہلے تو بلند ہو گیا بعد اُس کے زمین کی طرف متوجہ ہوا بعد تین گھنٹے کے
زمین پر اُترا تو دیکھا صاحبقران نے کہ زمین سنگ مرمر کی ایک چٹان ہی اور یہ صحرا کسی قدر سبز و خرم ہی امیر نے فرمایا اے مرغ
مجھے تجھ پر شک ہوتا ہی کہ تو مرغ نہیں ہی اگر کہہ سکتا ہو تو اپنا حال زار بیان کر شاید مجھ سے تیری دادرسی ہو سکے کہ میں صاحبقران ہوں
اور زبان پرندوں کی بھی سمجھتا ہوں یہ سنکے اُس مرغ نے منقار سے زمین پر یہ تحریر کیا کہ میں بول نہیں سکتا منقار پر میری سوزن سحر
لگی ہوئی ہی اگر آپ اسم اعظم پڑھکر سوزن سحر میری منقار سے کھینچ لیں تو میں گویا بھی ہوں اور حالت اصلی پر بھی آ سکتا ہوں اُس وقت
آپ سے اپنی سرگذشت بیان کروں گا یہ عبارت لکھکر مرغ ہٹ گیا صاحبقران نے غور کرکے اُس کو پڑھا اسم اعظم ورد زبان
فرمایا اور مرغ پر دم کرکے منقار پر ہاتھ پھیرا تو سوئی ہاتھ میں چبھی امیر نے سوئی کھینچ لی دیکھا کہ مرغ زمین پر تڑپا اور بہیئت انسانی
پر آیا صاحبقران کے ہاتھ چومے سلام کیا اور عرض کی کہ میرا نام ریحان باختر شناس ہی میں منجم ہوں مجھے اپنے علم کے ذریعہ
سے معلوم تھا کہ ایک وقت شب و روز میں ایسا آتا ہی کہ اگر انسان احاطۂ سحر سے نکلنا چاہے تو ممکن ہی یہی سبب تھا کہ میں اس بیابان
میں پہونچا جہاں آپ حیران و سرگردان تھے اور میں آپ کو وہاں سے نکال لایا جو لوگ ناواقف تھے وہ نکل نہ سکے مجھے یہ بھی ممکن
تھا کہ میں قیدخانہ طلسم سے نکل جاتا مگر اُس سے مطلب حاصل نہ ہوتا اس لئے کہ میرا آدمی بنانے والا کوئی اور سوا آپ کے نہ تھا
اور آپ سے شرف قدمبوسی حاصل ہونے کی یہی جگہ تھی اور کہیں جاتا تو اُسی طرح مرغ بنا ہوا پھرا کرتا اب حالت اس مقام کی سنئے
کہ حاکم یہاں کا صاحب جادو ہی نہایت ساحر زبردست ہی اُس نے اس مقام کو سحر بند کیا ہی ایک روز گذر صاحب جادو
کا شہر اجلالیہ کی طرف ہوا اجلال روشن طالع وہاں کا بادشاہ تھا اور میں اُس کا وزیر تھا اور ایک دختر اجلال روشن طالع
کی ہی کہ نام اُس کا ملکہ محبوب سیمتن ہی نہایت حسین ہی صاحب جادو کی نظر اُس شاہزادی پر پڑی عاشق ہو گیا جب وقت
اپنے مرحلہ پر آیا تو ایک نامہ اجلال کو لکھا مضمون نامہ یہ تھا کہ اے اجلال روشن طالع نصیب تیرے جاگے مقدر
تیرا یاور ہوا کہ تیری دختر بلند اختر بدولت و اقبال کی منظور نظر ہوئی بہتر یہ ہی کہ ملکہ کو سوار کرکے ہمارے پاس بھیج دو جب وقت
نامہ اس مضمون کا میرے بادشاہ کو پہونچا تو اُسے نہایت غصہ آیا چونکہ مرد بہادر و صف شکن تھا اُس نے جواب سخت لکھنے کا قصد
کیا میں نے منع کیا اور کہا کہ وہ ساحر ہیں آپ اُن کا کچھ کر نہیں سکتے جہاں تک ہو سکے بلطائف ٹالنا مناسب ہی بادشاہ نے بکراہت

اُس بات کو منظور کیا اور میری صلاح سے یہ جواب نامہ کا تحریر کیا گیا کہ ہمین اور تو کوئی عذر نہ تھا مگر اتنا عذر ضرور ہی کہ ہمارا مذہب اور ہی تمھارا مذہب اور ہی جس طرح حسینان سبز قبا کے خاندان مین شادی کا دستور ہی اسی طرح ہمارے یہان بھی دوسرے گھر مین بیٹی کو نہین بیاہتے ہین ہمین معاف کیجیے یہ جواب جو صاحب جادو کو پہونچا نہایت برہم ہوا اور غصہ مین آیا دو ساحر اُس کے مصاحب ہین کہ نام ایک کا نظام جادو اور دوسرے کا انتظام جادو ہی اور ایک عیار ہی کہ اُس کو چنچل کہتے ہین صاحب جادو نے انتظام جادو کے ساتھ چنچل عیار کو کیا اور حکم دیا کہ جا کر پیغام دو اگر مانے فہو المراد اور نہ مانے تو سزاے معقول دینا انتظام جادو مجھ سے واقف تھا کہ جب تک یہ گرفتار نہ ہوگا کوئی زور نہ چل سکے گا اُس نے چنچل عیار کو بھیجکر مجھے گرفتار کرا لیا اور گرفتار کر کے اُس نے مجھے تو مرغ بنا کے چھوڑ دیا بعد اُس کے بادشاہ کو مع فوج ایک باغ مین بلا کر پتھر کا بنا دیا ایک شخص معین ہی کہ وہ تیسرے دن جا کر سب کو ہیئت اصلی پر لاتا ہی اور کچھ کھلا پلا کے چلا آتا ہی اگر حضور وہان تشریف لے چلین اور اسم اعظم پڑھکر دم کرین تو یقین ہی کہ وہ سب ہیئت اصلی پر آجائین صاحبقران نے فرمایا کہ مجھے لے چلو اُسی وقت امیر با توقیر ریحان اختر شناس کے ساتھ اُس باغ مین تشریف لے گئے جہان اجلال روشن طالع اپنی فوج سمیت پتھر کا بنا ہوا تھا صاحبقران نے اسم اعظم پڑھکر اُن سب پر دم کیا ہر ایک مین حس و حرکت پیدا ہوئی ریحان اختر شناس نے بادشاہ کو صاحبقران سے آگاہ کیا بادشاہ نے ہاتھ چومے اور عرض کی کہ مجھکو ایک بزرگ نے خواب مین آگاہ کیا تھا کہ تجھکو صاحبقران وقت مصیبت سے رہائی دین گے اور انھین بزرگ کی ہدایت سے مین نے دین اسلام قبول کیا تھا مگر یا امیر یہ نہین معلوم کہ میری دختر کی عزت ان ساحرون کے ہاتھ سے بچی یا نہین فرمایا کہ اگر نیت تمھاری دختر کی پاک ہی تو حفاظت کرنے والا اُس کی ضرور حفاظت کرے گا اجلال روشن طالع نے عرض کی کہ اب یہان سے میرے ملک مین تشریف لے چلیے اُس کے بعد اختیار ہی جہان چاہیے تشریف لے جائیے گا صاحبقران نے فرمایا کہ اے اجلال روشن طالع مین ان مرحلون کو شکست کرنے کو آیا ہون کہ ساحرون کے ہاتھ سے اہل دنیا کو سخت تکلیفین پہونچی ہین ہنوز یہ باتین ہو رہی تھین کہ وہ شخص جس کی نگہبانی مین یہ لوگ تھے آگیا ان سب کو حالت اصلی پر دیکھ کر پکارا کہ تم کیونکر ہوشیار ہوے صاحبقران نے دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام چلا آتا ہی فرمایا او مردود آگاہ ہو کہ مین نے ان کو ہوشیار کیا اُس نے کہا کس کے حکم سے فرمایا حکم خدا سے ساحر کو غصہ آیا پکارا کہ تیرا قتل جملہ واجبات سے ہی کہ دشمن خداوندان معلوم ہوتا ہی یہ کہتے کہتے ناریل سحر کا کھینچ مارا صاحبقران نے اسم اعظم پڑھنا شروع کیا ناریل سے شعلہ نکل کر امیر کی طرف چلا تھا مگر قریب پہونچتے ہی ببرکت اسم اعظم گل ہوگیا اُسوقت ساحر نے زمین پر غلطک ماری اور بصورت شیر درندہ بن کر امیر پر حملہ کیا صاحبقران نے اسم اعظم پڑھکر پھونکا اور آواز دی کہ دیکھ اپنی طرف کہ کس حال مین ہی ساحر نے دیکھا کہ مین گھٹنیون چل رہا ہون سحر کر کے بھاگنے کا قصد کیا سحر نے تاثیر نہ کی صاحبقران نے ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا کہ اُس کے دو ٹکڑے ہوے مرتے ہی ساحر کے شور و غوغا ہوا قضاے کار اُسوقت بالا روی کرتا ہوا چنچل عیار بھی اس طرف آنکلا تھا اُس نے جو یہ معرکہ دیکھا اُلٹے پاؤن جانب ایوان صاحب جادو روانہ ہوا کہ حاکم مرحلہ کو مرنے سے نگہبان کے اور چھوٹنے سے قیدیون کے آگاہ کرون یہ اُس طرف بھاگ کے جاتا ہی اور صاحبقران عالیشان ہمراہ اجلال شاہ کے طرف شہر اجلالیہ کے چلتے ہین لیکن اب

دو کلمہ داستان مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران خواجہ خضران کے بیان ہوتے ہین ۔

غزل گل وفا سے جفا کی بھی کیون نہ بو آئے
اگر وہ مینڈھے لڑانے کنار جو آئے

لحد پہ آے تو کیا پھیرہ عدو آئے
وہ خون نکلنے کی دیکھینگے سیر ذبح کیوقت

نہ کیون نزاع کی تحریرون مین گفتگو آئے
تمام جسم کا نشتر رگ ہی مین لہو آئے

امید ہے کہ وہ اقرار وصل آج کرین
جب اُن کے پاس ہم آئے تو وا وضو آئے
نہ جانے دھیان تھے کیا کیا کہین ہم آن
کبھی رگون سے نہ اک بوند بھی لہو آئے
مثال غیر نہین مین جو تکرار کرون
مجال ہے کہ کبھی پھر آبرو آئے
وہ میری حرفت دل کے لئے یہ کہتے ہین
جہاز ڈوب گئے جو کنار جو آئے
ہماری آنکھون مین آنسو بھی ڈبڈبانے لگے
غم و ملال جگہ دین تو آرزو آئے
تمنا و ران غم عشق کو ہے شوق بڑا
جدھر کو دیکھون نظر مجھ کو تو ہی تو آئے

خیال غیر نہ ہنگام گفتگو آئے
امید وصل مین فرقت کے بھی ملال ہون
خموش رہ گئے جب اُن کے روبرو آئے
ہرا یہ زخم جگر وہ نہین جو سی جائے
بس اب زبان پہ کبھی دیکھیے نہ تو آئے
حضور دیکھیے زخم دل و جگر کو مرے
مجال ہے کہ جلے قلب اور نہ بو آئے
کشش دکھائین اگر بادہ خوار اے ساقی
حباب بہتے ہوئے جب کنار جو آئے
کوئی غزال ختن اس طرف بھی آ نکلے
کہ آب خنجر انداز تا گلو آئے
یہ حکم عام دیا اُس نے ضد سے فاخر کی

پڑے نہ ہاتھ کہین خط مصحف رخ پر
غمون کے ساتھ ہے میلین آرزو آئے
وہ زار ہون کہ جو فصاد فصد بھی کھولے
عبث غریب رفوگر پے رفو آئے
مثال صحبت اغیار مین نہ عزت کو
یہ پھول وہ ہین محبت کی جن سے بو آئے
مٹے ان آنکھون مین آتے ہی لخت قلب و جگر
تو اُن کی بزم مین بے دست و پا سبو آئے
نہین ہے خانہ دل مین نہین ہے جا باقی
ادھر بھی نکہت گیسوے مشکبو آئے
مثال آئینہ خانہ تمام عالم ہو
کوئی شناس مرے لیے آرزو آئے

سے بزم سخن طوطی خوشنوا ۔ بدین زمزمہ شد ترنم سرا ۔ جب وقت کہ صاحبقران عالیشان درخت کو اکھیڑ کر نقب مین کود تھے اسی وقت خواجہ جہانقران بھی گلیم اوڑھ کے کود پڑے تھے لیکن خواجہ کی جو آنکھ کھلی اور پاؤن زمین سے آشنا ہوئے تو اپنے کو ایک صحراے لق و دق مین پایا یہ شگون کے منتظر ہوئے ایک جانب سے آواز زاغ سنائی دی خواجہ اسی طرف چل نکلے جاتے جاتے سواد شہر معلوم ہوا خواجہ اور چلے یہانتک کہ داخل شہر ہوئے دیکھا کہ عمارتین شہر کی معمولی ہین لیکن ایک بہت بڑا گنبد ہے خواجہ نے لوگون سے دریافت کیا کہ نام اس شہر کا کیا ہے اور بادشاہ یہان کا کون ہے لوگون نے کہا کہ اس کو جھولی شہر کہتے ہین ایک فقیر نے اسے آباد کیا ہے نام اُن درویش کا امیر شاہی ہے اب انھون نے غیبت اختیار کی ہے یہ تمام شہر انھین کا مرید ہے برسوین دن میلا ہوتا ہے تمام شہر جمع ہوتا ہے لوگ دعائین کرتے ہین مرادین مانگتے ہین ایک تصویر آہنی دیو کی مزار کے سرہانے نصب ہے لوگ روپیا اشرفی جواہر جو چڑھانا منظور ہوتا ہے اُس دیو کے دہن مین ڈال دیتے ہین یہ بھی ایک کرامت درویش کی ہے کہ جو کچھ ڈالا جاتا ہے سب غائب ہو جاتا ہے ورنہ اب تک منہ تک آ جاتا خواجہ نے کہا کہ اس شہر کو جھولی شہر کیون کہتے ہین کچھ اس کا بھی سبب معلوم ہے خواجہ کو ایک نیا آدمی دیکھ کر اور راہگیر بھی جمع ہو گئے تھے جس شخص سے خواجہ باتین کر رہے تھے وہ تو اس سے زیادہ نہ جانتا تھا لیکن ایک پیر مرد نے کہا کہ بابا کیا تو نیا آیا ہے خواجہ نے کہا مین بھی پردیسی ہون جس ملک کی سیر کو جی چاہتا ہے چلا جاتا ہون ابکے اسی طرف کی پھیری ہو گئی مرد پیر نے ہاتھ چومے اور کہا کہ آپ ایسے نہ ہوتے تو یہان نہ پہونچ سکتے ہمارے میان درویش امیر شاہی کہہ گئے تھے کہ اب اس شہر مین دوسرے ملک کا آدمی نہ آسکے گا سوا ایک درویش باکمال کے تو معلوم ہوتا ہے وہ درویش باکمال آپ ہی ہین آپ مجھ سے حقیقت کیا دریافت کرتے ہین آپ خود جانتے ہون گے خواجہ نے ہنس کے فرمایا کہ جانتے ہم سب کچھ ہین لیکن تم لوگون کا اندازہ کرنا مقصود تھا کہ تم مسافر نوازی کرتے ہو پوچھنے والے کو سچ سچ بتاتے ہو یا بہکا دیتے ہو مرد پیر نے کہا کہ امیر شاہی ہمیشہ سے اس مقام پر رہتے تھے اور عبادت خدا کیا کرتے تھے جب سن اُن کا زیادہ ہوا تو انھون نے خیال کیا کہ مجھے شہر مین جانے سے تکلیف ہوتی ہے لہذا شہر کو یہین بسا لون یہ تصور کر کے وہ اپنے مقام سے اٹھے اور شہر مین جا کر جتنے مکان اور مکین تھے سب کو اٹھا کر جھولی مین بند کر لیا اور وہان سے آکر اس جنگل مین اپنی جھونپڑی کے گرد شہر کو آباد کر دیا نہ یہان کے لوگ کہین جا سکتے ہین نہ کہین کے لوگ یہان آ سکتے ہین بعد چند روز کے درویش نے اعلان کیا کہ ہم جانے والے ہین تمام شہر جمع ہوا کہ آپ کیون جاتے ہین اور کہان جاتے ہین درویش نے کہا کہ اب یہی مناسب ہے کہ ہم غائب رہین تاکہ تم لوگون کے دلون مین

اشتیاق پیدا ہوا اور ہمین یہ بھی دیکھنا ہو کہ تم اطاعت ہماری ہمارے بعد بھی کرتے ہو یا نہین چنانچہ درویش انتقال کر گئے
جس جگہ درویش کی جھوپڑی تھی اسی جگہ اُن کے ایک نائب نے بہت بڑا مقبرہ بنوا کر درویش کو وہان دفن کیا اور ایک
تصویر آہنی دیو کے قد برابر اور دیو کی صورت کی سرہانے قبر کے نصب کرا دی کہ جس کو جو ہدیہ درویش کی نذر کرنا ہو
وہ دہن دیو مین ڈال دے سے لے درویش باکمال آپ چل کر مہمانی میری قبول فرمائیے خواجہ ہمراہ اُس شخص کے اس کے
مکان پر گئے اُس مرد پیر نے خواجہ کی بہت آؤ بھگت کی خواجہ نے وہان قیام کیا روز شہر کی سیر کو جایا کرتے تھے لوگون سے
یہ بھی دریافت ہوا کہ درویش امیر شامی کا نائب عرس مین آیا کرتا ہو اور خبر ظہور درویش سنایا کرتا ہو کہ اب اتنا زمانہ باقی
ہو اور اب اتنا زمانہ باقی ہو اب خواجہ کو یہ فکر ہوئی کہ کسی صورت سے اس مکار کو تلاش کرنا چاہیئے کہ وہ کہان ہو لوگون
سے پوچھا انھون نے بیان کیا کہ وہ برسوین روز اسی دیو کے دہن سے باہر آتا ہو اور پھر صحرا کو چلا جاتا ہو خواجہ نے پوچھا
کہ کس طرف جاتا ہو لوگون نے رخ بتا دیا بس خواجہ نے اپنے میزبان سے رخصت مانگی میزبان نے عرض کی کہ درویش کی
جانب سے حکم ہو کہ اگر کوئی درویش باکمال ہمارے مزار پر آ نکلے تو پیار کرو اور تمام درویشون کو جمع کر کے دعوت دو آپ کی
تشریف آوری کی خبر نائب درویش امیر شامی کو دی گئی ہو اور وہان سے حکم ابھی نہین آیا ہو دو ایک روز اور
قیام کیجئے اُس کے بعد آپ کو اختیار ہو خواجہ خاموش ہو رہے دوسرے روز اُس مرد پیر نے عرض کی کہ اب حکم آ گیا ہو کل آپ کی
دعوت مزار درویش پر ہو جب دوسرا دن ہوا تو تمام شہر کے فقیر آ کر درویش امیر شامی کے مزار پر جمع ہوے خواجہ بھی گئے
لوگون نے مصافحہ کیا نام پوچھا فرمایا مجھے گلاب شاہ کہتے ہین پہلے تمام فقیرون نے درویش کے نام پر فاتحہ پڑھا بعد اُس کے
سامان دعوت مہیا ہوا خواجہ گلاب شاہ نے پوچھا کہ نائب درویش کہان ہو تصویر دیو مین سے آواز پیدا ہوئی کہ مین موجود
ہون خواجہ نے کہا کہ چھپا کیا بیٹھا ہو سامنے آ یا طاقت مہمان نداشت خانہ بمہمان گذاشت ۔ آواز آئی ہم ہر فقیر سے اسیطرح
ملتے ہین بس خواجہ اُٹھ کھڑے ہوے اور کہا کہ تو سہی جو تجھے اس کی سزائے معقول نہ ملے تو نے ہماری کچھ عزت نہ کی ہے ہم تو
جاتے ہین مگر دیکھ تو کیا ہوتا ہو یہ کہکر آپ تو گلیم اوڑھ کے غائب ہو گئے بعد کچھ دیر کے جتنی پر تکلف چیزین وہان تھین وہ سب
غائب ہو گئین یہانتک کہ فقیرون کی کمری کلاہین بھی کسی نے سر سے اُتار لین اب تو درویش بھاگے اور پکار پکار کے کہنے لگے کہ
بُرا ہوا اس نائب درویش اسرار کا کہ اس نے ہمارے نئے مرشد کو بگاڑ دیا اب دیکھیے کیا ہوتا ہو غرضکہ وہ صحبت درہم و برہم ہو گئی
خواجہ جو لوٹ مار کے چلے تو جس رخ کا پتہ سنا تھا کہ نائب درویش فلان مقام کی طرف جاتا ہو اسی طرف کی راہ لی کہ چل کر کچھ
رنگ جمانا چاہیے انھین لوگون کو صاحب جادو سے لڑوانا چاہیے یہ تو اس تلاش مین جاتے ہین لیکن حال اسرار شامی
کا بیان کیا جاتا ہو کہ یہ شخص نہایت مکار ہو اس نے ایک باغ تیار کیا ہو شہر سے کئی کوس کے فاصلہ پر اور گرد اُس باغ کے بہت
بڑی بڑی جھاڑیان جھنڈیان لگی ہین کہ صحرا معلوم ہوتا ہو کوئی شخص اُدھر آنے کا قصد نہین کرتا ہو اس نے چند مصاحب اپنے
رکھے ہین انھین سے صحبت رہتی ہو ایک سرنگ باغ سے لے کر مزار درویش تک اس ترکیب کی لگائی ہو کہ جو کچھ دہن دیو مین
ڈالا جاتا ہو وہ لڑھک کے باغ تک چلا آتا ہو اور جو اٹک کے رہ جاتا ہو اُسے کوئی جا کے نکال لاتا ہو اور جب کوئی عرضی آتی ہو تو
جب اس کے جی مین آتی ہو جا کر جواب دے آتا ہو اور برسوین روز جب عرس ہوتا ہو تو آپ جا کر سیڑھی لگا کر دہن دیو سے نکلتا
ہو اور عرس کر کے صحرا کی طرف چلا جاتا ہو وہان سے اپنے باغ مین چلا آتا ہو خواجہ جو تلاش مین اس کی چلے تو بیابان بہت صاف
و شفاف دیکھا صرف ایک ہی مقام پر کچھ جھاڑیان جھنڈیان نظر آئین خواجہ قریب اُن جھاڑیون کے آئے دیکھا کہ سلسلہ جھاڑیون
کا بہت دور تک ہو قضائے کار ایک جوڑا طاؤس کا جو اسرار شامی کا پالو تھا آج دیوار پھاند کر ان جھاڑیون مین آ گیا خواجہ
نے جو طاؤس دیکھے اور طاؤسون کی نظر خواجہ پر پڑی طاؤس اُڑے تو اُڑ نہ سکے دیکھا خواجہ نے کہ پر طاؤسون کے
کٹے ہوے ہین اب خواجہ کو شبہ ہوا کہ یہ تو پالو معلوم ہوتے ہین اور پالو ہین تو کس کے ہین یہان سے قریب کوئی قریہ قصبہ
تو معلوم نہین ہوتا ہو نہو پلنے والا بھی ان کا انھین جھاڑیون مین ہوگا بس یہ قصد کر کے خواجہ پیچھے پیچھے ان طاؤسون کے

چلے پہاٹک کو جاڑیون کو طے کرکے جو نکلے تو دیکھا کہ ایک دیوارہ طاؤس کو دیوار پھاند کر اندر باغ کے چلے گئے اور خواجہ
دروازہ تلاش کرتے ہوئے آگے بڑھے تھے کہ مرزا اسرار شاہی اپنے طاؤسون کی تلاش مین آیا تھا اور دروازہ پر کھڑا ادھر
ادھر دیکھ رہا تھا یہ تو اسے اطمینان تھا کہ یہان آنے جانے والا کون ہے یکایک دیکھا کہ ایک درویش چلا آتا ہے آنکھ چار ہونے سے
مجبور ہوکر صاحب سلامت کرنا پڑی پکار کر کہا یا واللہ دوسرے درویش نے جواب دیا کہ مدد اللہ درویش اسرار شاہی نے کہا
بابا یہان کیونکر آنکلے حضرات نے کہا ہم تیری طرح گوشہ نشین تو ہین نہین اُس کی قدرت کے تماشے دیکھتے پھرتے ہین آج یہان تو
کل وہان اور صرف کبھی پھیری ہوگئی اب کل خدا جانے کہان ہون گے درویش کو مجبوراً کہنا پڑا کہ اب آگئے ہو تو فقیر کی دعوت
قبول کرو انھون نے کہا کہ مین تیری دعوت کیا قبول کرون تو دنیا دار ہے فقیر نے کہا کہ تم نے مجھ مین کونسی دنیا داری دیکھی
خواجہ نے کہا باغون مین رہنا عیش و عشرت کرنا یہ بادشاہون اور دنیا دارون کے شیوے ہین یا فقیرون کے خدا نے فقیر کے
ٹکڑون مین بھی بڑے مزے دئے ہین اگر یقین نہ ہو تو کھا کے دیکھو نعمتون کو بھول جاؤگے یہ کہکر چند ٹکڑے جھولی سے نکال کر
پیش کئے اسرار شاہی نے ایک ٹکڑا کھایا ایسا مزا پایا کہ کسی نعمت مین یہ مزا نہ پایا تھا نہایت تعریف کی اور درویش کے ہاتھ
چومے قدمون پہ گرا کہ ایک روز کی میری مہمانی قبول کیجئے خواجہ نے بدقت اُس کی التماس منظور کی اور اندر باغ کے تشریف
لیگئے تمام باغ کی سیر کی ایک گوشہ کو دیکھا نقب کی جگہ سمجھ مین نہ آئی ایک مقام پہ حوض نظر آیا خواجہ نے نہانے کی خواہش ظاہر
کی اسرار شاہی نے کہا اس حوض مین نہ نہایئے اس لئے کہ پانی اس کا نہایت خراب ہے خواجہ سمجھ گئے کہ کچھ اسرار اس مین ضرور
ہے خاموش ہو رہے اسرار شاہی نے دعوت مین بہت عمدہ عمدہ نعمتین پیش کین خواجہ نے جس چیز کو کھایا اُس مین کچھ نہ کچھ عیب
بتایا جب رات ہوئی اور سب سو رہے تو خواجہ اپنے مقام سے اُٹھے اسرار شاہی سو رہا تھا کچھ عیاری ہاتھ پیر چلایا اور سات
تین مثقال بیہوشی دماغ مین پھونک دی جب اسرار شاہی بالکل بیہوش ہوگیا تو خواجہ نے اُسے اُٹھا کے زنبیل مین ڈال لیا
اور آپ اُس کی صورت بن کر فرش خواب پہ لیٹ رہے آیاب دو چیزین بھی غائب کر دین جب صبح ہوئی تو ملازمون سے کہا کہ وہ
جو شخص نو آیا تھا اُسے تلاش کرو معلوم ہوتا ہے وہ کوئی چور تھا لوگ تمام مین ڈھونڈھنے لگے کہین پتہ نہ پایا فرمایا کہ دیکھو تو کچھ
زر و جواہر ہمارا تھا وہ تو ہی یا نہین ہر اُن لوگون نے آکر صندوق کھول کھول کے دکھائے خواجہ نے تمام مال کا جائزہ لیکر
سب مین قفل پڑا کے کنجیان اپنے پاس رکھ لین اُس کے بعد حوض مین اُترے اور نقب کے راستے اُسی دیو کی تصویر مین جاکر
آواز دی کہ آج کے تیسرے روز امیر شاہی درویش بدل کے خروج کرین گے جو جو مشتاق زیارت ہو وہ آئے یہ
آواز جو مقبرے مین گونجی اور مجاور قبر آگاہ ہوے تمام شہر مین غوغا ہوگیا کہ درویش ظہور کیا چاہتے ہین اور آج کے تیسرے
دن خروج کرین گے لوگ آآکے مقبرے کے گرد جمع ہونے لگے جو عمائد شہر تھے اُنھون نے آکر دہن دیو مین عرضیان لکھ کے
ڈالین کہ جو خدمت ہم سے متعلق کی جائے اُسے ہم بسر و چشم بجا لائین آپ نے جواب تحریر کیا کہ اب جو ہم خروج کرین گے
تو دین اپنا پھیلائین گے کافرون کو سزا دین گے فوج بھی تیار ہو اور ہمارے واسطے ایک تخت نہایت عمدہ بنایا جائے اُس مین
زر و جواہر لگایا جائے ہم جو نکلین گے تو اُسی تخت پر جلوہ افروز ہوکر خروج کرین گے یہ جواب عرضیون کے جو روسا شہر کو پہونچے
اُسی وقت نجار بلوائے گئے اور جیسا نقشہ عرضی کے ساتھ کھنچا ہوا آیا تھا اُسی طرح کا تخت بنوایا زر و جواہر اُس مین نصب کرایا گرد مقبرہ
کے خیمہ ڈیرے راوٹیان قلندریان بچھ کے آراستہ ہوگئے ایک رات پیشتر سے لوگون نے آکے قیام کیا کوئی خیمہ مین مقیم ہوا
کوئی سڑک ہی پہ پڑ رہا جو جس حیثیت کا آدمی تھا اور جس کو جہان جگہ مل گئی وہ وہین پڑ رہا جو مقرب زیادہ تھے وہ اندر مقبرہ
کے عبادت کیا کئے اور تمام رات جاگتے رہے کہ پہلے جلوہ ہمین دیکھین تمام رات عجب گہما گہمی رہی سارا شہر امنڈا پڑا ہوا تھا
میلا لگا ہوا تھا جا بجا ناچ ہو رہے تھے تنبو لگے تخت لگے ہوے پان بک رہی تھین کسی جگہ بھنگ پینے والے جمع تھے نشہ
مین گانٹھ چھن رہی تھی کہین تیشان لاچ رہی تھین لوگ ہر قسم کے مشغلہ مین اپنے دل کو بہلاتے تھے وہ اُس رات اشتیاق
درویش مین پہاڑ ہو گئی تھی خدا خدا کرکے رات بسر ہوئی صبح ہوتے ہی تمام مخلوق کی نگاہین مقبرے سے لگی ہوئی تھین کہ اب

درویش امیر شاہی ظہور فرماتے ہیں لوگوں کی یہ حالت تھی کہ جو اندر مقبرے کے تھے وہ باہر نہ نکلتے تھے اور جو باہر تھے
وہ اندر جانے کی کوشش میں مصروف تھے قیامت کی کشاکش تھی کھوے سے کھوا چھل رہا تھا مشتاق دیدار شور مچا رہے تھے
کہ جلد تشریف لائیے اب نہ ترسائیے لوگ دور ہی سے پھول پھینکتے اور کر رہے تھے کچھ لوگ طبق ہاتھوں میں لئے کھڑے تھے
کہ میاں صاحب برآمد ہوں تو پھول گنگا جمنی لٹائیں وہ جو تخت تیار کیا گیا ہے اندر مقبرہ کے رکھا ہوا ہے یہاں تو یہ حالت ہے اور
وہاں خواجہ اسرار شاہی بیٹھے ہوئے باغ کی سیر میں مصروف ہیں ایک مرتبہ گلگشت کرتے کرتے ملازمین سے فرمایا کہ لو
ہماری طلب ہوئی ہم تو اب جاتے ہیں اور بڑے درویش یہاں آتے ہیں یہ سنکے وہ لوگ بدحواس ہو گئے کہنے لگے کہ آپ کے
باعث سے عیش کرتے تھے نہیں معلوم اُن درویش کا ہمارے ساتھ کیا برتاؤ ہو جواب دیا کہ وہ نہایت ترش مزاج اور
سخت طبیعت کے ہیں خبردار اُن کے خلاف ورزی کوئی بات نہ کرنا ورنہ سزا پاؤ گے نکال دئے جاؤ گے سب گھبرا گئے اور آپ
گلیم اوڑھ کے غائب ہو گئے اب تو اُن لوگوں کے اعتقاد قوی ہو گئے کہ بیشک یہ صاحب کشف و کرامات ہیں آپ نے گوشہ باغ
میں جا کر لوگوں کی نگاہ بچا کے رنگ و روغن عیاری چہرہ پر لگایا اور صورت اپنی تبدیل کر کے آواز سلام علیکم کی بلند کی
اب جو اُن لوگوں نے دیکھا تو ایک پیرمرد چلے آتے ہیں کہ ریش اُن کی ناف سے نیچی ہے اور بڑا سا جبہ پہنے ہوئے ہیں ہاتھ
میں ہزارہ ہے دوسرے ہاتھ میں سونٹا آواز دی کہ تم لوگوں نے بڑے مال جمع کئے اور خوب مزے کئے لاؤ صندوق کہاں
ہیں یہ لوگ گھبرا گئے کہ ان کو تو سب معلوم ہے جس قدر صندوق مال و اسباب کے تھے سب پیش کئے آپ نے جس صندوق
میں ہاتھ لگایا وہ خالی ہو گیا یہاں تک کہ سب صندوق خالی کر دیئے اب سونٹا سیدھا کیا اور اُن لوگوں سے کہا کہ یہ تو سب
وہ مال تھا جو ہمارا جانشین اسرار شاہی ہمارے واسطے جمع کر گیا تھا تم لوگوں نے کیا جمع کیا وہ بھی لاؤ جو چپکے سے لاویگا
اُس کو آئندہ اس سے دونا ملے گا اور جو چوری کرے گا اُس کے پاس سے موجودہ مال بھی ضایع ہو جائے گا فقیر پر سب
روشن ہے کوئی بات پوشیدہ نہیں ہے اب تو مارے ڈر کے جس کے پاس جو کچھ تھا اُس نے لا کے رکھدیا آپ نے سب
اُٹھا کے نذر زنبیل کر لیا اور ان لوگوں سے کہا کہ تم اسی مقام پر قیام کرو ہم جاتے ہیں اور اپنے مریدوں کو راہ نیک بتاتے
ہیں سب کے سب برگشتہ ہو گئے ہیں یاد خدا کو بھولے ہوئے ہیں یہ کہکر اُسی حوض کے راستے سے روانہ ہوئے آج اسقدر
اشرفی و جواہر لوگوں نے دہن دیو میں ڈالا ہے کہ راستہ مسدود ہو گیا ہے نقب گویا کہ بند ہے آپ روپیہ اشرفی جواہر سب
پرکھتے ہوئے نذر زنبیل کرتے چلے جاتے ہیں بہر کیف وہ راستہ صاف ہوا اور خواجہ اُس دیو کے جسم خالی میں پہونچے
ایک بانس کی سیڑھی لگی ہی ہوئی وہاں موجود تھی آپ نے اُس سیڑھی کو لگایا اور اوپر چڑھ گئے اور سپید مہرہ زنبیل سے
نکال کر دہن سے لگایا اور اس زور سے بجایا کہ لوگ دہل گئے بہت سے بیہوش ہو کر گر پڑے لیکن مجاوروں نے کہا مؤدب
مؤدب ہو جاؤ میاں تشریف لاتے ہیں لوگ مؤدب کیا ہوتے بدحواس ہو گئے تھے ایک مرتبہ آپ نے سر اپنا دہن دیو
سے باہر نکالا لوگ دوڑے اور زر و جواہر نثار کرنے لگے دیکھا آپ نے کہ یہ تو نقصان ہوا جاتا ہے جو کچھ لٹایا جاتا ہے وہ
لوگ تبرک کرکے تبرک کیے ڈالتے ہیں بس جلدی سے آپ باہر نکل آئے لوگوں نے ہاتھوں ہاتھ لیا جو لوگ کہ پرانے
تھے اور امیر شاہی کو دیکھے ہوئے تھے انھوں نے تو یہ کہا کہ میاں نے برن بدلا ہے پہلے اور صورت تھی اب اور قطع ہے
اور جن لوگوں نے دیکھا نہ تھا وہ سمجھے کہ ایسی ہی صورت ہوگی جس وقت آپ مقبرے سے باہر آئے اور لوگوں کی نگاہ
پڑی جو جہاں تھا اُس نے اپنی حسب حیثیت لٹانا شروع کیا کسی نے اشرفی کسی نے جواہر کسی نے روپیہ کسی نے پیسہ کسی نے
کوڑیاں کسی نے پھول کسی نے بتاسے اور تال کھانے آپ نے کچھ سپید مہرہ منہ سے لگایا اور اُسے بجا کر آواز دی کہ ارے
جو جس کی توفیق ہو وہ نذر دے میں تنہا نہیں ہوں میرے ساتھ بہت سے ہوکل ہیں جن سے ابھی بڑے بڑے کام لینا
ہیں روپیہ کی بہت ضرورت پڑے گی اُس وقت سب نے اپنی اپنی حسب حیثیت پیش کرنا شروع کیا جب سب نے جو پیش کیا آپ نے
اُٹھا کر جیب میں رکھ لیا اور منہ سے ہر مرتبہ ایک نیا نام لیکے کہتے تھے کہ یہ فلاں کا حق ہے یہ فلاں کا حق ہے اگر کل جمع کیا جاتا تو ایک

اظہار ہوجاتا لیکن سب جیب میں پہونچ کے غائب ہوگیا لوگ اس بات پر بھی متعجب تھے کہ اتنی سی جیب کی کیا سمائی ہے کہ جو کچھ
گیا وہ سب غائب ہوگیا جو لوگ پرانے تھے اُنھوں نے کہا یہ وہی بزرگ تو ہیں جنھوں نے جھولی میں شہر کو اُٹھاکے رکھ لیا
تھا اور اس جنگل میں پورے شہر کو جھولی سے نکال کے آباد کر دیا یہ کرامت تو ان کی قدیمی ہے کوئی نئی بات نہیں اگر یہ چاہیں
تو تمام عالم کو جھولی میں بند کر لیں اب آپ نے حکم دیا کہ دیکھو عالم میں کفر بہت پھیلا ہوا ہے اور ہم جہاد کرنا چاہتے ہیں جس کو
ہمارا ساتھ دینا ہو وہ مال و خزانہ ہمراہ لے جو جس کے پاس ہو اور اہل و عیال کو دوسرے کے سپرد کرے اور آج کے
تیسرے روز ہم اول جانب دربند صاحبیہ چلیں گے سب سے پہلے صاحب جادو کو راہ نیک بتائیں گے اگر اُس نے
مانا فہو المراد ورنہ اسی سونٹے سے اس کا غرور مٹائیں گے سونٹے کو دیکھکر لوگ لرز گئے غرضکہ ہر شخص نے اپنی سعادت
جان کر درویش کے ساتھ چلنے پر کمر باندھی اور جو کچھ مال و اسباب جس کے پاس تھا جنس کو بیچ کر نقد کر کے کمر مضبوط کی تیسرے
روز سب آکے جمع ہوگئے گرد مقبرہ کے دور تک ہجوم تھا یہاں آپ نے بیٹھے بیٹھے سوچا کہ شاید وقت تباہی کا آگئے تو
جان کا بچانے والا اللہ تعالیٰ ہے لیکن مال کی حفاظت اپنے ذمہ ہے بس آپ نے تخت میں سے جواہر اصلی اکھیڑ اکھیڑ کر جھوٹے نگینے
نصب کئے جب سب جمع ہوگئے تو آپ نے پہر سپیدہ بجا کر آواز دی کہ ہمارا تخت اُٹھاؤ اور جانب دربند صاحبیہ چلو
لوگوں نے تخت کو اپنا فخر سمجھ کر اُٹھایا اور حسب ہدایت درویش جانب دربند صاحبیہ روانہ ہوئے لیکن خواجہ متردد
تھے کہ ابھی تک کوئی سردار ایسا نہ ملا جس کو میں سالار لشکر بناتا ان کو یہ خیال پیدا ہی ہوا تھا کہ ایک منزل پر پہونچ کے جو
قیام کیا تو دیکھا کہ ایک جوان زبردست وحسین چلا آتا ہے جب وہ قریب پہونچا پائے تخت کو بوسہ دیا اور درویش سے عرض کی کہ وہ شخص
اولاد رستم سے ہے باپ نے میرے صغرسنی میں انتقال کیا اب میں جوان ہوا تو کس کام کا بے دست و پا ہوں اگر کوئی اُستاد مجھے
فن سپہ گری تعلیم کرتا تو میں آپ کے ہمراہ کچھ کام بھی کر سکتا خواجہ نے اس جوان کو نہایت پسند کیا پشت پر ہاتھ رکھا اور ارشاد
فرمایا کہ اب جس وقت تک تیری تعلیم اچھی طرح نہوے گی اُس وقت تک کے لئے ہمنے اپنا خروج معطل کیا وہ سامنے دامن کوہ ہے تو روز
صبح کو اُس طرف جانا وہاں ایک نقابدار الفی پوش آئے گا وہ تجھے فن سپہ گری بتلائے گا یہ سنکے وہ جوان بہت خوش ہوا خواجہ
نے نام پوچھا اُس نے **فرامرز ثانی** اپنا نام بیان کیا خواجہ امیر شامی نے حکم عام دیا کہ ہم دس روز بعد کوچ کریں گے تمام لشکر
نے ڈیرے ڈالدئے خیمے خرگاہیں قلندریاں راوٹیاں استادہ ہوگئیں بازار کھل گئے جنگل میں منگل نظر آنے لگا جب رات
گذر کے صبح ہوئی تو فرامرز ثانی جانب صحرا روانہ ہوا جب دامن کوہ میں پہونچا تو دیکھا کہ ایک جانب سے نقابدار الفی پوش
نمودار ہوا اور آواز دی کہ اے **فرامرز ثانی** مجھے درویش نے تیری تعلیم کا حکم دیا ہے تو کچھ جانتا بھی ہے یا بالکل ناواقف ہے
فرامرز نے کہا کہ جتنا کچھ میرے شہر کے لوگ جانتے تھے اُتنا تو میں نے حاصل کر لیا ہے لیکن اُس درجہ تک نہیں جانتا ہوں
جیسا میرے آباؤ اجداد جانتے تھے نقابدار الفی پوش نے ایک روز میں پیترے صاف کرائے دوسرے روز نیزہ بازی کے
رموز سے آگاہ کیا تیسرے روز علم تیر میں جتنی خامی تھی اُس سے آگاہ کیا چوتھے روز گرز بازی پانچویں اور چھٹے دن شمشیرزنی
ساتویں اور آٹھویں روز کشتی کے پیچ صاف کرائے اور دو تین روز اور اچھی طرح مشق کرا کے طاق کر دیا اور کہا کہ اب تم
خود چند شاگرد کر کے مشق بڑھاؤ چونکہ فرامرز خاندانی پہلوان اور کچھ واقف بھی تھا بہت جلد واقف ہوگیا آخر روز نقابدار
نے کہدیا تھا کہ اب ہم نہ آئیں گے اس لئے کہ تمھیں بتانے کی ضرورت نہیں ہے خواجہ امیر شامی نے جس روز سے قیام کیا
تھا لوگوں سے کہدیا تھا اگر ہم کسی وقت تمھیں نہ دکھائی دیں تو پریشان نہونا اور تلاش نہ کرنا یہ آپ ہی نقابدار الفی پوش بنکے
جاتے تھے اور فن سپہ گری فرامرز کو سکھلاتے تھے جب طاق کر دیا تو پھر اپنے مقام پر آکر حکم کوچ دیا جھولی شہر سے کئی کوس
کے فاصلہ پر ایک قلعہ تھا کہ ویران پڑا ہوا تھا اس سے قبل اُس میں ساحروں کی عملداری تھی جب صاحب جادو نے قلعہ سحر تیار
کر لیا تو اس قلعہ کو چھوڑ دیا خواجہ نے اول اُس قلعہ پر قبضہ کیا اور وہاں سے ہرکاروں کو روانہ کیا اس لئے کہ ان کو یہ فکر لگی
ہوئی تھی کہ صاحبقران جو آنے والے ہیں انھوں نے کیا کیا ہرکارے برائے دریافت حال آگے آگے روانہ ہوئے لیکن

دو کلمہ داستان اسپان جادو کے سنئے

ارے ساقی مجھے اک جام مے دے
کرون گا مین طلسمات جہان طے
یہی میدان ہے ساقی اور یہی گو
مین سچ کہتا ہون قرآن درمیان ہے

مین صدقے ساغر جمشید و کے کے
بہت منہ زوربان اپنی نہ دکھلا
پلا دے جام مے جو کچھ بھی ہو ہو
ہون اک مدت سے دختِ رز کا شیدا

الٰہی کلک اپنا زور پر ہے
کہان کا جام ساقی ختم کے خم لا
خیال انجام کا اب کس کو یان ہے
کہان مجھ ایسا یا وہ کش ہے پیدا

راوی بیان کرتا ہے کہ جب تک صاحبقران نے درخت کی بیخکنی نہین کی تھی اُس وقت تک یہ حالت تھی کہ گھوڑے جو درختون سے پیدا ہوتے تھے اور لوگون کو سوار کرکے لیجاتے تھے تو سامنے اسپان جادو کے پہونچتے تھے اسپان جادو کو صاحب جادو نے صرف ایک اسم سحر کا عامل بنادیا ہے اس کے سوا وہ اور کچھ نہین جانتا ہے جس وقت گھوڑے لوگون کو لاتے تھے تو یہ اسم سحر پڑھکر انسانون کو زندان مین بھجوادیتا تھا اور گھوڑون پر اسم سحر دم کرتا تھا کہ وہ دھوان ہوکر اُسی درخت مین بشکل پھلون کی پیدا ہوکے آویزان ہوجاتے تھے لیکن آج یہ واقعہ گذرا کہ ابرق جادو نے مرکبون پر سحر کے پتلے سوار کردیے تھے جس وقت وہ سرحد اسپان جادو مین پہونچے تو حالت اصلی پر آگئے دیکھا اسپان جادو نے کہ چیتھڑے ہر مرکب کی پشت پر رکھے ہوئے ہین اسپان جادو حیران ہوا کہ یہ کیا معاملہ ہے کیا سوار بھاگ گئے اور دامن اُن کے اُلجھ کے رہ گئے ہین اس نے اُن چیتھڑون کو اُتار اُتار کے جمع کیا اور خدمت مین صاحب جادو کے روانہ کیا اور گھوڑون پر اسم سحر دم کیا کہ وہ دھوان بن کر اُڑے اور درخت کی طرف چلے یہان صاحبقران عالیشان درخت کو اُکھیڑ کر خندق مین پھاند چکے تھے جس وقت یہ دھوان اُس مقام پر پہونچا جہان درخت تھا اور وہین نقب کی ہوا لگی وہ دھوان ہمہ تن شعلہ بنکر وہان سے پلٹا اسپان جادو ... یا ذرہ تھا دھوان شعلہ جوالا بنا ہوا آکر اسپان جادو اور اُس کے لشکر پر گرا کہ اسی کو جلاکر خاک کردیا جو دو ایک ملازم اسپان جادو کے اس جگہ موجود نہ تھے وہ تو بچ گئے باقی سب مارے گئے یہ لوگ خبر مرگ اسپان جادو لے کر خدمت مین صاحب جادو کے روانہ ہوئے

اب دو کلمہ داستان چنچل عیار کے بیان کیے جاتے ہین

ساقی وہ جام دے کہ نہ آؤن خودی مین مین
جو منہ مین آئے کہدون تجھے دل لگی مین مین
اب تو مدام جنگل و صحرا مین زیر پا
عیار تجھسا پاؤن گا کب زندگی مین مین

سرشار ہو دماغ رہون بیخودی مین مین
نازک ہے میرا شیشۂ دل چھیڑنا نہ تو
وہ دن گئے کہ رہتا تھا تیری گلی مین مین
جلوہ فگن تو آئینۂ دل مین ہے مرے

لکھون وہ داستان کہ طبیعت پھڑک اُٹھے
رونے لگون گا ورنہ ابھی تو ہنسی مین مین
طرار و شوخ و چنچل و بیباک ساقیا
نظارہ تیرا کرتا ہون اس آرسی مین مین

راوی کہتا ہے کہ جس وقت نگہبان زندان مارا گیا اور صاحبقران نے اجلال روشن طالع کو آدمی بنایا اجلال روشن طالع صاحبقران کو اپنے ہمراہ لیکر اپنے شہر مین آیا رعایا نہایت شاد ہوئی اجلال نے صاحبقران کی دعوت کی وہان چنچل عیار نے تمام کیفیت انتظام جادو سے بیان کی کہ اس طرح ایک شخص آیا تھا پہلے اُسے مرغ اُٹھاکے لایا پھر اُس نے مرغ کو انسان بنایا بعد اُس کے اجلال کو قید سے رہا کیا نگہبان کو مارا یہ سنکے انتظام جادو نے کہا کہ ریحان روشن ضمیر کا قید سے چھوٹنا بہت برا ہوا اب مشکل پڑے گی مگر فوج ساحران کو اپنے ساتھ لے کر بارہ ہزار ساحرون سے شہر اجالیہ کی جانب روانہ ہوا ہرکارون نے اجلال روشن طالع کو خبر دی کہ انتظام جادو بارہ ہزار ساحرون سے آتا ہے اجلال روشن طالع پریشان ہوا کہ یہ وہی ملعون ہے جس نے ایک بار سب کو پتھر کا بنادیا تھا لیکن ریحان روشن ضمیر نے عرض کی کہ آپ نہ گھبرائیے اُس وقت مین اسیر ہوچکا تھا ورنہ اس کی نوبت نہ آتی اب تماشہ دیکھ لیجیے گا کہ کیا ہوتا ہے اور صاحبقران نے ارشاد کیا کہ اے اجلال روشن طالع اب شومی طالع گئی مین تمہارے سامنے سر میدان اس ساحر کو مارون گا اطمینان رکھو

اجلال نے بھی اپنی فوج کو قلعہ سے باہر نکالا خیمہ برپا کیا صاحبقران اور اجلال روشن طالع اور ریحان اختر شناس
پہنچکے سب آکر بیٹھے ہنوز اپنے صحرا کی طرف سے آنکھ اٹھا دیکھے تھے کہ یکایک جانب صحرا سے فوج ساحران پیدا ہوئی آگے آگے
انتظام جادو کرگدن سحر پر سوار پشت پر بارہ ہزار ساحران غدار بلائے بد آفت کے پرکالے جھولیاں جھولیاں کاندھوں پر
ڈالے ڈفلی اور ڈمرو بجاتے ہوئے نمودار ہوئے اور آکر سامنے لشکر اجلال روشن طالع کے خیمہ برپا کیا اور حکم دیا کہ بجے
طبل جنگ اسی وقت نقارہ رزمی پر چوب پڑنے لگی اور آواز نقارہ کی گرجی یہ خبر اجلال روشن طالع کو ہوئی اس نے بھی کوس حربی
بجوا دیا دونوں لشکروں میں تیاری جنگ کی ہونے لگی تمام رات تیاری جنگ میں بسر ہوئی صبح کو ادھر سے اجلال
روشن طالع مع ریحان اختر شناس و صاحبقران نیک اساس میدان میں پہونچکر صف آرا ہوا اور اس طرف
سے انتظام جادو کرگدن سحر پر سوار مع بارہ ہزار ساحران غدار میدان میں آکر صفیں جما کر کھڑا ہوا اور پکارا کہ اے
اجلال تم یہ خیال نہ لانا کہ میری کمک پر ایک شخص آگیا ہے تو میرے ہاتھ سے بچ کے جا نہیں سکتا ایسا مرتبہ جو حالت
تیری بنا چکا ہوں وہ تجھے یاد ہوگی اب کی قتل ہی کر ڈالوں گا زندہ بھی نہ چھوڑوں گا یہ سنکے اجلال روشن طالع نے
کہا کہ او ملعون اپنی خیر منا وہ وقت گیا ادھر ریحان اختر شناس نے صاحبقران سے عرض کی کہ حضور کے آگے تو اسکا
قتل کر ڈالنا اس سے بھی کم ہے جیسے ایک مچھر کو مار ڈالا لیکن میری لڑائی کا تماشہ دیکھیے کہ یہ ساحر ہے اور میں ستارہ شناس
ہوں دیکھیے تماشہ کہ ہوتا کیا ہے یہ کہکر اس نے ساعتوں کا شمار کرکے ایک مٹھی خاک زمین سے اٹھالی اور جانب آسمان
دیکھتا رہا جب اس کے علم کے موافق ساعت مناسب آئی تو اس نے خاک جانب آسمان اڑا دی اور کچھ اسم موکلین ستارہ
کے پڑھتا رہا وہاں انتظام جادو مرکب سحر کو بڑھا کر میدان میں آیا اور پکارا کہ اے اجلال میں تیری فوج پر بلائے آسمانی
بھیجتا ہوں لے اسے روک یہ کہکر اس نے ایک ناریل زمین پر مارا کہ وہ پھٹا اور اس میں سے ہزارہا پتنگے پیدا ہوئے ہوا لگتے
ہی اُن کے [illegible] وقد پیدا ہوئی قریب چار سو طائروں کے پیدا ہوکر لشکر اجلال روشن طالع کی طرف چلے اجلال حیران تھا کہ یہ
بلا کیسے ہیں اور دیکھیے کیا قیامت برپا کریں گے صاحبقران نے بڑھنے کا قصد کیا تھا کہ ریحان اختر شناس نے عرض
کی کہ حضور تماشہ دیکھتے جائیں کہ کیا ہوتا ہے صاحبقران پھر تھم گئے ریحان اختر شناس نے جانب فلک دیکھا اور پکارا کہ
اے عقاب اسقدر دیر بس دیکھا کہ ایک عقاب تیز پر پیدا ہوا اور مثل باز کے ان طائروں پر گرا اور طائروں کو نگلنا
شروع کیا یہاں تک کہ تمام طائروں کو نگل گیا اور پھر اڑ کر بلند ہوگیا یہ دیکھکر صاحبقران نے تعریف کی لیکن انتظام جادو
پکارا کہ میں تیرے علم و کمال سے آگاہ تھا اسی وجہ سے میں نے تجھکو اسیر کرلیا تھا اب تجھ سے دوبدو آپڑی ہے خیر جو کچھ ہوگا سمجھ لیا
جائے گا لے اس سحر کو تو روک یہ کہکر اس نے ایک ترنج سحر جھولی سے نکالا اور اپنے جسم میں سات جگہ نشتر لگائے ادھر ریحان
اختر شناس نے ساعتوں کو شمار کیا تو سات نشتروں میں ایک نشتر ساعت مناسب میں لیا گیا تھا اس نے پہلے سے کہدیا کہ یا امیر
ابکی کچھ نہ کچھ تاثیر اس کا سحر بھی دکھائے گا لیکن وہ اثر عام نہیں ہے ادھر انتظام جادو نے کچھ اسم سحر پڑھ کر خون سے ترنج کو
آلودہ کرکے ریحان اختر شناس پر کھینچ مارا ترنج ایک شعلہ جوالا بنکر ریحان کی طرف چلا بس عقاب مثل برق کے قریب اس
شعلہ کے آیا اور منقار کھول دی شعلہ دہن میں عقاب کے اتر گیا عقاب عقاب آتشبازی کی طرح چرخ مارنے لگا اور بہت
شعلہ بن کے پلٹا انتظام جادو نے ہر چند سحر کیے مگر یہ شعلہ نہ رکا سر پر انتظام جادو کے گرا کہ جلا کے خاک کر دیا بعد اس کے
لشکر پر انتظام جادو کے گرا کہ اس کا لشکر بھی جل کے خاک ہوگیا مرنے سے ان ساحروں کے قیامت کبریٰ برپا ہوئی بجلیاں
گیر و دار کی آنے لگیں آندھی چلی خاک اڑی آتش باری و برف باری دیر تک رہی آخر آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من انتظام
جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم اب جو روشنی ہوئی اور علامات سحر برطرف ہوئے تو دیکھا کہ
لاشیں ساحروں کی جھلسی ہوئی پڑی ہیں صاحبقران نے ریحان اختر شناس کی نہایت تعریف کی با فتح و فیروزی پلٹ کے داخل
بارگاہ ہوئے اس وقت صاحبقران نے اجلال روشن طالع سے ارشاد فرمایا کہ میں طلسم زلزلہ پر جانے والا ہوں اور یہ مرحلہ

راستے مین پڑ گیا اس کی وجہ سے مجھے دیر ہو رہی ہے سردار اور عزیز میرے قید ہو کر جانب طلسم روانہ ہوئے ہین لہذا
مین چاہتا ہون کہ اس مرحلے سے جلد فرصت کر کے آگے بڑھون صاحبقران کی ارشاد سے اجلال نے جشن خوشی
کو معطل کیا اور کوچ کر کے طرف دربند بہا جبیہ کے روانہ ہوا ان کو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہے دیکھیے کب پہونچتے ہین اور یہا

چند کلمہ داستان شکست نشان صاحب جادو کے بیان کئے جاتے ہین

ہاتھ مین کب مرے ساقی نے پیالہ دیکھا
کب مری آہ سے عالم تہ و بالا دیکھا
قریبا اہل صفا کام نہ آئی کچھ بھی
کوئی میخانہ مین خالی جو پیالا دیکھا

تفتہ دل وہ ہون کہ جب دیکھا تو چھالا دیکھا
حسن مین ناز مین شوخی مین نرالا دیکھا
شمع تربت کا لحد مین نہ اجالا دیکھا
اسنے جب میان سے شمشیر کو کھینچا اپنی

لب تک آتے ہوئے کب آپ نے نالا دیکھا
ہر حسین سے ترے رتبے کو دوبالا دیکھا
مین وہ میکش ہون کہ آنکھوں مین بھر لائے آنسو
پھر سلامت نہ کوئی فوج و رسالا دیکھا

واضح رائے ناظرین با تمکین ہو کہ اس مقام پر دو ملک آباد ہین ایک کا حاکم صاحب جادو اور دوسرے کا فرمانروا
مصاحب جادو ہے اور یہ دونون آپس مین بھائی ہین اور ایک دوسرے کا ہمدرد ہے صاحب جادو بیرونی سرحد
روکے ہوئے ہے کہ غیر ملک کا آدمی اس ملک مین نہ آنے پائے اور مصاحب جادو اندرونی سرحد کا حاکم ہے کہ اندر کا
آدمی باہر نہ جانے پائے جس طرح کے انتظامات سرحد بیرونی کے بیان ہوئے یہی انتظامات اندرونی سرحد کے بھی ہین
صاحب جادو کو پہلے خبر وحشت انگیز یہ پہونچی کہ اسپان جادو مارا گیا اور صاحبقران درخت کو اکھیڑ کر داخل طلبان
ہوئے اور مرغ کے ذریعے سے باغ اجلال شاہ مین پہونچ کر سب کو رہا کیا انتظام جادو مارا گیا اب امیر اس طرف تشریف
لاتے ہین اور دوسری خبر یہ پہونچی کہ آپ کے ملک سے قریب جو ایک جھولی شہر ہے جسے درویش امیر شامی نے آباد کیا
ہے چونکہ بسر اوقات اُن کی بھیک مانگنے پر تھی اور اُن کو ریاضت سے فرصت کم ملتی تھی تو امیر شامی نے تمام شہر کو
اُٹھا کے جھولی مین رکھ لیا اور اپنی منڈیا کے قریب آباد کیا کہ مجھے بھیک مانگنے کو دور نہ جانا پڑے یہ سنکے صاحب جادو
بہت ہنسا اور کہا کہ پھر کیا ہوا لوگون نے بیان کیا کہ پھر وہ درویش مر گئے اور دفن کر دئے گئے بعد پندرہ برس کے
انھون نے بدن بدل کے پھر خروج کیا ہے اور کہتے ہین کہ ابکی مرتبہ ہم تم لوگون کے ساتھ نہین رہین گے اور دین اپنا پھیلائینگے
صاحب جادو نے کہا کہ دین اُن کا کیا ہے لوگون نے بیان کیا کہ دین اُن کا کچھ سمجھ مین نہین آتا وہ یہ کہتے ہین کہ جس نے
سب کو پیدا کیا وہ خدا برحق ہے اب انھون نے پہلے آپ ہی کے ملک کا رخ کیا ہے اور کوچ بکوچ منزل بمنزل اسی طرف چلے
آتے ہین یہ سنکے صاحب جادو نے نظام جادو سے کہا کہ جاکر اُس درویش کو اُسی سرحد پر روک دو اور آگے نہ بڑھنے
دو نظام جادو چند ساحر اپنے ساتھ لے کر جانب قلعہ سرحدی روانہ ہوا اور یہان صاحب جادو نے ایک نامہ
مصاحب جادو کو تحریر کیا کہ اے برادر بجان برابر ہم دیکھتے ہین کہ ایسا انقلاب آیا چاہتا ہے حکیم اشراق مارے گئے صاحبقران
میرے مرحلہ مین بھی داخل ہو گئے انتظام جادو مارا گیا اب سنا ہے کہ وہ لشکر لئے میرے ملک پر چلے آتے ہین اور بعد میرے
تمہاری باری ہے لہذا مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ جس وقت ایک مرحلہ ٹوٹ گیا تو گویا قوت آدھی رہ گئی لہذا ہم تم ملکے
صاحبقران عالیشان سے مقابلہ کرین اس لئے کہ مثل مشہور ہے کہ ؎ دو دل یک شود بشکند کوہ را پراگندگی
آرد انبوہ را یہ نامہ ایک ساحر کو دیا کہ وہ نامہ لے کر جانب دربند مصاحبیہ روانہ ہوا جب نامہ مصاحب جادو کو پہونچا اور
وہ مضمون نامہ سے آگاہ ہوا تو اُس نے جواب مین تحریر کیا کہ بہت جلد ہی حاضر ہوتا ہون اور لشکر کو تیار کر کے سمندان جادو
اور توسن جادو کو چالیس ہزار ساحرون سے اپنے ساتھ لے کر جانب دربند صاحبیہ روانہ ہوا جس وقت صاحب جادو
کو خبر آمد مصاحب جادو معلوم ہوئی لوگون کو برائے استقبال روانہ کیا اور خود بھی تا لب فرش برائے استقبال آیا اور
لا کر اپنے پاس بٹھایا جس قدر اخبار گوش زد ہوئے تھے سب بیان کئے اسوقت مصاحب جادو نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے امیر تو

جادو اُن کا شریک ہوگیا ہر اور اسی کی مدد سے امیر یہان تک پہونچے ورنہ ممکن نہ تھا خیر جب وقت مقابلہ آئیگا تو دیکھا جائے گا راز سے ان درندون کے سوا حکیم اشراق یا ابریق جادو کے اور کوئی آگاہ نہ تھا یہ انتظار مین بیٹھے ہین

لیکن اب دو کلمہ داستان نظام جادو اور درویش امیر شاہی کے سنئے

ایک دن وہ تھا کہ ہم تھے اور میخانہ تھا	ہر طریقہ سے بریا ہر فعل سے باکانہ تھا
شاہراہ عشق کا رہرو ہون مین اک دہر مین	کوہکن مزدور تھا مجنون سڑی دیوانہ تھا
دیر سے کچھ کام تھا مجکو نہ کعبہ سے غرض	تھا مرید پیر مغ مذہب مرا رندانہ تھا
کل ملے تھے راہ مین اس وضع سے مجکو منیر	شیشہ تھا اک ہاتھ مین اک ہاتھ مین پیمانہ تھا

چہرہ صوفی نشان بادۂ وحدت و دلدادگان شاہد کثرت یون نغمہ سرا ہوتے ہین کہ ہنوز درویش داخل شہر صاحبہ نہین ہوئے تھے راستے ہی مین تھے کہ ان کو ہرکارون کے ذریعہ سے معلوم ہوا کہ نظام جادو صاحب جادو کی طرف سے برائے انتظام سرحد آتا ہی شاہ صاحب نے حکم دیا لشکر ہمارا ٹھہر جائے اسی وقت تمام فوج اتر پڑی اور خیمے ڈیرے علم درویش کے ساتھ ہی کھڑے ہوگئے اس سے پیشتر جب آپ نقابدار الفی پوش بن کے فرامرز ثانی کو فنون سپہ گری تعلیم کرنے آتے تھے اسی وقت آپ نے اس تخت کو تو اٹھا کے زنبیل مین ڈال لیا تھا جو اپنے واسطے ساکنان جھولی شہر سے بنوایا تھا اکی مرتبہ جو ظاہر ہوئے تو اسی تخت کی حیثیت کو خیال مین رکھکر منڈھی سے معجزہ طلب کیا منڈھی اسی شکل سے قائم ہوئی اب آپ نے چند عیار وان کو زنبیل سے نکال کر پشت پر اپنے قائم کیا ان کے ہاتھون مین عہد سے تھے جن کا بیان اپنے وقت پر آئے گا آپ خود منڈھی مین رونق افروز ہین منڈھی اپنی وسط لشکر مین قائم کرائی ہر اندر بیٹھے ہوئے ہین کہ ایک مرتبہ نظام جادو پہونچا فوج کو اپنی اس نے وہین ٹھہرا دیا اور آپ تن تنہا لشکر درویش مین سے ہوتا ہوا اور پتہ خیمہ درویش کا پوچھتا ہوا سامنے تخت درویش کے پہونچا دیکھا کہ ایک تخت پر چھوٹا سا سائبان کھنچا ہوا ہی درویش بیٹھے ہوئے ہین نظام جادو نے سامنے پہونچکر آواز دی کہ اے مرد فقیر تم کو وہی گوشہ نشینی بھلے گی ملک گیری کے ارادہ سے باز رہو ورنہ انجام برا ہوگا یہ فوج جسے ساتھ لیکے چلے ہو معلوم بھی نہوگی کہ کیا ہوئی نہ تمہارا پتہ لگے گا کہ کدھر گئے درویش نے جواب دیا کہ اوبے تہذیب اپنے کو دیکھ کے گفتگو کر سے از خیال پری دوی بگذر + آدمی زا بچشم حال نگر + ہم کو دیکھ اور اپنی طرف نظر کر تو اسوقت ایک ایلچی کی حیثیت مین ہی جو کچھ تیرے مالک نے پیام بھیجا ہو وہ کہہ دے اور جواب لیکے چلا جا نظام جادو نے کہا کہ میرے مالک نے اس لئے بھیجا ہر کہ کسی غیر کو سرحد مین داخل ہونے دو بیرون سرحد روکو درویش نے کہا پہلے تو کہان تھا اب تو ہم سرحد مین داخل ہوچکے نظام جادو نے کہا مین تم کو ہٹا دونگا درویش نے کہا کہ کیا مجال ہر تیری جو تو ہم کو ہٹا سکے بس بہتر اس مین ہر کہ پلٹ جا اور اپنے مالک سے کہہ دے کہ کفر کو ترک کر فقیر کا پیالہ پی اور راہ نیک حاصل کر اگر اس کے خلاف کرے گا تو ایک دم مین سب کو مٹا دونگا نظام جادو ہنسا اور کہنے لگا کہ او فقیر تو کیون سڑی ہوا ہر فقیری اوڑھنے ہر ساحری اوڑھنے ہر ساحری اور چیز ہر اس بیہودہ دہی سے باز آ اور پلٹ جا ورنہ مجھے حکم مل چکا ہر ابھی ساری قلعی کھولدونگا یہ تخت معلوم بھی نہ ہوگا کہ کہان گیا شاہ صاحب نے کہا کہ تو نہ مانے گا تیری کیا حقیقت ہر اور تیرا صاحب جادو کیا جان رکھتا ہر کہ فقیر کو اس کی جگہ سے ہٹا دے ارے تو نے نہین سنا ہر کہ قطب از جا نمی جنبد بس نظام جادو غصہ مین چلا اور اندر منڈھی کے گھس کر چاہا سحر کرون آپ بھی چپکے بیٹھے رہے جب نظام جادو اندر منڈھی کے آگیا تو آپ نے اٹھکے ایک تھپڑ مارا نظام جادو کو سحر تو یاد نہ تھا درویش کھڑا ہون گے اٹھکر مشکین باندھ لین فرمایا لے جاؤ اس نجس کو لوگون نے اس کو منڈھی سے باہر نکالا اب جو اسے خیال سحر کا آیا ہر تو سحر یاد یا آفت کرتے ہی تمام بند جل گئے اس نے خیال کیا کہ جان بچی لاکھون پائے اس بڈھے سے بھڑنا اچھا نہین ہر بس یہ پلٹا آپ نے آواز دی کہ یہی حال سب کا کر دونگا چاہتا تو تجھے ابھی مار ڈالتا مگر اس لئے چھوڑ دیا ہر کہ تو جاکر صاحب جادو کو

میرے عظمت و شوکت سے آگاہ کرے اور خود بھی پشیمان ہوکر راہ راست پر آئے نظام جادو بھاگ کے اپنے لشکر مین آیا
اور سر پر پاؤن رکھ کے بھاگا درویش کے مریدون نے آکر قدم لئے نہایت خوش ہوئے کہ کیا کام کیا ہی ایکے تو مرشد اور
بھی اکمل ہوکے ظاہر ہوئے ہین اتنے مین ہرکارون نے آکر خبر دی کہ کون شخص ہی کہ اوسے لوگ صاحبقران کہتے ہین شہر
اجلالیہ سے اس نے بھی خروج کیا ہی اور شہر صاحبیہ کی طرف وہ بھی چلا آتا ہی یہ سنکے خواجہ کو اطمینان ہوا کہ امیر کی خیر و عافیت
تو دریافت ہوئی پس اسی وقت امیر کے چھیڑنے کے لئے ایک نامہ تحریر کیا مضمون نامہ یہ تھا کہ اے صاحبقران اس وقت
تم کو خدا نے صاحبقران بنایا ہی اور مجھکو درویش باکمال خلق کیا ہی لہذا تمکو چاہیئے کہ ہمارا جھوٹا پیالہ پیو اور آکر مرید ہو یہ نامہ
فرامرز ثانی کے ہاتھ مین دے کر حکم دیا کہ جاؤ اور اس نامہ کا جواب صاحبقران زمانہ سے لیکے آؤ یہ سنکے فرامرز ثانی
جانب شہر اجلالیہ روانہ ہوا پہلی منزل پر پہونچ کے فرامرز نے قیام کیا پانچہزار سوار اس کے ہمراہ تھے کہ اسکو خبر ملی
کہ صاحبقران شہر اجلالیہ سے چل چکے ہین آج قیام امیر کا ایک کوہ پر ہوا ہی اور کل صحراے صاحبیہ مین منزل ہوگی فرامرز
ثانی نے دل سے کہا کہ اب چلکے کل ہی امیر سے مل لینگے یہ تصور کرکے شام آسایش بسر کی صبح کو کوچ کرکے
اس طرف سے یہ جانب صحراے صاحبیہ روانہ ہوا اور اس طرف سے صاحبقران باوقار تو چلے ہی آتے تھے کچھ دن رہے
برابر سے صحراے صاحبیہ مین پہونچے دونون لشکر اترے امیر کے ہرکارون نے صاحبقران کو فرامرز کے آنے کی
خبر دی فرامرز کے ہرکارون نے فرامرز کو امیر کی تشریف آوری سے آگاہ کیا دونون لشکر جاے مناسب تجویز کرکے
کسی قدر فاصلہ سے اتر پڑے بازار لشکرون کے کھل گئے سپاہیون نے کمرین کھولین خیمے ڈیرے استادہ ہوگئے راوٹیان
چھولداریان خرگاہین استادہ ہوگئین جب شام ہوئی تو فرامرز نے آسودہ ہونے کے بعد نامہ درویش امیر شاہی کا لیکے سر سے باندھا
اور بیٹھ کر پشت مرکب پر جانب بارگاہ اجلال روشن طالع روانہ ہوا ہرکارون نے اجلال شاہ کو خبر دی کہ جس
شخص کا لشکر صحرا مین اترا تھا وہ تن تنہا اس طرف آتا ہی اجلال شاہ نے صاحبقران کی طرف دیکھا امیر نے فرمایا آنے دو
اور دنگل اس کے واسطے پہلے سے بچھوا دیا جس وقت فرامرز ثانی دروازہ بارگاہ پر پہونچا اور اپنی اطلاع کرانا چاہی
دربانون نے کہا کہ آپ کے واسطے پہلے سے اجازت آچکی ہی آیئے تشریف لائیے فرامرز ثانی نہایت خوش ہوا کہ مجھے
دروازہ بارگاہ پر ٹھہرنا بھی نہین پڑا جیسے ہی داخل بارگاہ ہوا نگاہ صاحبقران پر پڑی بطریق خدا پرستان سلام کیا تمام
آداب درویش نے چلتے وقت تعلیم کر دئے تھے صاحبقران نے جواب سلام دے کر دنگل کی طرف بیٹھنے کو اشارہ کیا اور
اس جوان کو نہایت پسند کیا فرامرز سلام کرکے دنگل پر بیٹھ گیا صاحبقران نے ساقی کو اشارہ کیا اس نے جام
شراب الصالحین پیش کیا اسوقت فرامرز نے عرض کی کہ میرے مرشد نے جب مجھے پیالہ پلایا ہی تو یہ بھی فرما دیا تھا کہ جام شراب
سے ہمیشہ اجتناب رکھنا لہذا مین معاف کیا جاؤن صاحبقران نے مسکرا کے فرمایا کہ یہ شراب نہین ہی شراب ہم بھی نہین پیتے
ہین اس وقت اس نے سلام کرکے جام پی لیا فرمایا صاحبقران نے کہ شراب تو نہ تھی اس نے عرض کی کہ نہین بعد اس کے
امیر نے فرمایا کہ تمھارا کس ارادہ سے اس طرف آنا ہوا اور نام کیا ہی کس ملک کے رہنے والے ہو فرامرز نے اپنا
نام بتلایا اور کہا کہ مین اولاد رستم سے ہون پہلے تو مسکن میرا شہر عنبر سواد تھا لیکن اب جھولی شہر سے آیا ہون اور
نامہ درویش امیر شاہی اپنے مرشد کا لایا ہون فرمایا صاحبقران نے کہ جھولی شہر کیسا فرامرز نے مختصر حالت سامنے
صاحبقران کے بھی بیان کی کہ ہمارے مرشد کو شہر عنبر سواد مین بھیک مانگنے جانے مین تکلیف ہوتی تھی اس سبب سے
انھون نے سارے شہر کو جھولی مین رکھ لیا اور آکر اپنی منڈیا کے گرد بسا دیا اسوقت سے یہ جھولی شہر مشہور ہوگیا اب
دوبارہ درویش نے خروج کیا ہی اور یہ نامہ حضور کو دیا ہی اسے پڑھکر جواب اس کا تحریر فرما دیجئے صاحبقران نے نامہ کو
لے کر پڑھا مضمون نامہ سے آگاہ ہوئے جواب تحریر فرمایا کہ اے درویش باکمال اگر پیالہ پینے کے معنی اطاعت اختیار کرنے
کے اور پیروی کرنے کے ہین تو مین پیرو اس رسول مقبول کا ہون جس کے بعد کوئی رسول نہوگا سلسلہ رسالت ختم ہوگیا

اور وہ اشرف آدم ہو اس کا مرید کسی کا مرید ہو گا اور اگر پیالہ در حقیقت شربت جھوٹا کرکے پلانا مقصود ہو تو پیالہ ایک امکروہ فعل ہو بھلا کیا ضرورت ہو کہ میں پیوں اور یوں تو مسلمانوں میں کسی کو ایک دوسرے کے جھوٹے میں تکلف نہ چاہیے اگر یہ جواب تمہارے خلاف ہوا ہو تو میں بند نہیں ہوں جس طرح تمہارا جی چاہیے سمجھ لو یہ جواب تحریر کرکے صاحبقران نے اپنے زانو کے نیچے رکھ دیا اس لیے کہ صاحبقران کا جی نہ چاہتا تھا کہ فرامرز ابھی چلا جائے ایک کمان صاحبقران کو طلسم ابلق کے ایک مرحلے سے دستیاب ہوئی تھی اس کے قبضہ پر نام ارجن پہلوان کا تحریر تھا اور یہ لکھا تھا کہ یہ کمان یا اولاد صاحبقران سے کھنچیگی یا اولاد رستم سے اور کسی پہلوان سے کھینچنا اس کا محال ہو اور کمان نہایت خوبصورت بنی ہوئی تھی دیکھنے میں نازک لیکن نہایت کس دار صاحبقران نے فرامرز سے ارشاد فرمایا کہ تمھیں فنون سپہ گری کس نے تعلیم کیے فرامرز نے عرض کی کہ ایک نقابدار الق پوش صحرا سے آتا تھا اور فنون سپہ گری بتا جاتا تھا بس اتنا تمھیں اپنے استاد کا جانتا ہوں اس سے زیادہ مجھے معلوم نہیں یہ سنکے امیر کو اور تعجب ہوا ارشاد فرمایا کہ تم نے کبھی گرز یا کمان پر بھی زور کیا ہو اس نے عرض کی کہ اکثر کمانیں میں نے توڑ کے پھینکدی ہیں اسوقت امیر نے وہی کمان ارجن سامنے فرامرز کے پھینکدی اور ارشاد فرمایا کہ اس کمان پر تو زور کرو فرامرز نے جو زور کیا تو دونوں گوشے کمان کے ملا دیے مگر چہرہ سرخ ہو گیا صاحبقران بہت خوش ہوے اور وہ کمان فرامرز کو دیدی کہ اب تمھیں اس کمان کو اپنے پاس رکھو فرامرز نے سلام کرکے وہ کمان لے لی اور دل میں خوش ہوا کہ اپنے مرشد کو دکھاؤنگا صاحبقران جب اس کے زور کا بھی اندازہ فرما چکے تو جواب نامہ دے کر خلعت عنایت فرمایا فرامرز رخصت ہو کر بخدمت درویش روانہ ہوا ہنوز درویش دربند صاجبیہ تک نہ پہونچے تھے کہ فرامرز پہونچ گیا اور جواب نامہ درویش کو دیا درویش جواب نامہ پڑھکر کہنے لگے کہ یہ کمان تیرے پاس کیسی ہو فرامرز نے واقعہ کمان کا بیان کیا درویش نے پشت پر ہاتھ رکھا اور شاباشی دی اور کہا کہ خیر اب تم لشکر کو لے کر دربند صاجبیہ پر آنا اور ہم آگے چلتے ہیں وہیں صاحبقران سے بھی فیصلہ ہو جائیگا یہ کہکر اب درویش نے اپنے تخت کو اڑایا اور جانب دربند صاجبیہ روانہ ہوے مریدوں نے خوشی کے نعرے بلند کیے کہ درویش تو نہایت باکمال ہیں یہ کمال تو آج ہی ظاہر ہوا کہ تخت اڑا چلا جاتا ہو بعد روانہ ہونے تخت درویش کے فرامرز ثانی نے بھی کوچ کیا اب تخت درویش کا کوس بھر کے فاصلے سے صاجبیہ چلا آتا ہی

حال صاحب جادو اور مصاحب جادو اور پہونچنا نظام جادو کا بیان ہوتا ہی-

دور سے کیا پوچھتے ہو دل کے دکھ جانیکی بات ۔ پاس آؤ تو کہیں ہم تم سے گھبرانے کی بات
ظرف تھا رندوں کا جو تو میکدے میں بچ گیا ۔ ورنہ کی تھی تونے واعظ مار ہی کھانیکی بات
ایکدن سمجھیں گے تجھسے ہم بھی چرخ کینہ جو ۔ زندگی باقی ہو گر تو کیا ہو گھبرانیکی بات
کس مزے سے صبح وصلت سنکے وہ بولے منیر ۔ رات کی تھی تونے ظالم جان ہی جانیکی بات

راوی بیان کرتا ہو کہ صاحب جادو اور مصاحب جادو نے قلعہ سے نکلکر بارگاہ برپا کرائی ہو گرد لشکر کا ہجوم ہو دونوں بھائی ایک ہی بارگاہ میں بیٹھے ہوے باتیں کر رہے ہیں کہ ایک مرتبہ نظام جادو پہونچا صاحب جادو نے کہا کہ تونے کیا کیا فقیر کو شکست دی یا مار ڈالا اور سر بدنیہ کس ساحر کو چھوڑ المظلم جادو نام فقیر کا سنتے ہی تھرا گیا اور عرض کی کہ فقیر بلاے بد ہی مجھ پر یہ سانحہ گذرا اور ساری روداد اپنی بیان کی صاحب جادو نے کہا کہ معلوم ہوتا ہی اسے دو چار اچھے منتر یاد ہیں جن کا توڑ تجھسے نہ ہو سکا خیر جس وقت فقیر یہاں آئیگا تو دیکھا جائیگا دوسری خبر پہونچی کہ صاحبقران بھی مع لشکر گران تشریف لاتے ہیں قریب آ چکے ہیں دوسرے روز صبح کا وقت ہو صاحب جادو اور مصاحب جادو ایک ہی بارگاہ میں بیٹھے ہیں کہ یکایک جانب آسمان سے ایک تخت ہوا میں نگاہ بالاے زمین اترا تخت پر ایک چھوٹا سا شامیانہ کھچا ہوا تھا اور ایک مرد درویش

وضع بیٹھے ہوئے سجگر دانی کر رہے تھے درویش نے کہا کہ سلام میرا اُس شخص پر ہو جو اپنے پیدا کرنے والے کو پہچانے اور کوردو
دین کی حقیقت کو جانے صاحب جادو نے کہا کہ او فقیر بھیک مانگنا بھول گیا اب تجھے حکومت کی ہوس نے گھیرا ہے دور ہو کہ
اپنی خانقاہ میں بیٹھ آگے نہ چل ورنہ زک اٹھائے گا شاہ صاحب نے غصہ میں آکر ارشاد فرمایا کہ میں تجھے راہ راست دکھانے
آیا ہوں گمراہی سے بچانے آیا ہوں اپنا جھوٹا پیالہ پلاؤں گا مرید بناؤں گا صاحب جادو نے سمندون جادو کی طرف دیکھا
اور کہا کہ تو پٹ دے اس بڈھے کو برف میں یہ سنکے سمندون جادو نے کچھ روئی کے پھل توم توم کے اڑانا شروع کئے اور
ان میں چھوٹی چھوٹی کنکریاں رکھکر کچھ اسم سحر پڑھنا شروع کیا کہ آن واحد میں ایک ابر محیط ہو گیا اور برسنے بارش برف
شروع ہوئی دم بھر میں تمام صحرا سلوں سے برف کی پٹ گیا درویش کی منڈھی بھی پوشیدہ ہو گئی صاحب جادو نے سمندون
جادو سے کہا کہ اب اپنا سحر ہٹا کر دیکھ تو کہ فقیر کس حال کو پہونچا سمندون جادو نے دوسرا سحر کیا کہ ہوا چلی ابر منتشر ہو گیا
اور برف پانی ہو کے بہ گئی دیکھا تو فقیر اسی طرح اپنے تخت پر بیٹھے کچھ پڑھ رہے ہیں تنگیرہ تک تر نہوا تھا اب تو یہ ساحر گھبرا کے
ہوش باختہ ہوئے کہ یہ اسے کونسا اکھر یاد ہے کہ کوئی سحر اس پر تاثیر نہیں کرتا بس سمندون جادو کو غصہ آیا کہ اس نے مجھکو
شرمندہ کیا زمین پر تڑپا اور کڑک کر مثل برق کے گرا کہ مع تنگیرہ اس کو پھونک دوں جیسے ہی منڈھی پر گرا خواجہ نے
ہاتھ سے اشارہ کیا کہ لینا اس کو سمندون جادو پیچ کے در میں لٹنے لگا سر پٹکنے لگا یہ دیکھکر سمان جادو دوڑا کہ ہمنشین کو
اپنے چھڑا لوں جیسے ہی اس نے ہاتھ بڑھایا اس کا ہاتھ بھی پھنس گیا اب ہر چند یہ سحر پڑھتا ہے اور ہاتھ کھینچتا ہے مگر ہاتھ نہیں
چھوٹتا بلکہ آگے ہی کو کھنچتا چلا جاتا ہے اب تو سمان نے فریاد کی کہ مجھے بچائیے مصاحب جادو نے کہا کہ واقع میں آپ درویش
کامل ہیں اب ان دونوں گنہگاروں کو چھوڑ دیجیے یہ اپنی گستاخی کی سزا پاگئے درویش نے داڑھی پر ہاتھ پھیر کے
کہا کہ اگر تم میں کچھ دم ہو تو آکر چھڑا لو مصاحب جادو ڈرا کہ ایسا نہو میری بھی یہی حالت ہو درویش سے کہا کہ بر تو
جنگ دیکھا جائے گا ابھی تو جانے دیجیے طبل جنگ بجوا لیجیے اور یہ یاد رکھو کہ اگر گنہگاری دو گے تو ان گنہگاروں چھوڑوں گا
ورنہ کھڑا رہنے سامنے ان کی گردنیں مروڑوں گا مصاحب جادو نے دیکھا کہ فقیر طامع ہے کچھ لے دے کر کام نکالنا چاہیے آئی
بلا کو ٹالنا چاہیے اُسی وقت دو کروڑ اشرفیاں منگا کر رکھ دیں کہ لیجیے یہ گنہگاری بھی حاضر ہے آپ نے اُن دونوں ساحروں
کو چھوڑ دیا اور جال مار کر سب توڑے اشرفیوں کے داخل زنبیل کر لیے اتنے میں صحرا کی جانب سے گرد اڑی اور فرامرز
تاجی کئی لاکھ آدمیوں کی جمعیت سے پہونچا درویش منڈھی کو اڑا کر چلے اور جب سے مناسب یہ منڈھی کو برپا کیا اور
سجدہ طلب کیا کہ منڈھی مثل ایک بارگاہ کے وسیع ہو گئی آپ جاکر تخت پر جلوہ افروز ہوئے فرامرز کو برابر نشست
کے دنگل پر جگہ دی اتنے میں جانب صحرا سے دوسری گرد بلند ہوئی ہرکارے دونوں جانب کے برائے دریافت
حال روانہ ہوئے اتنے میں دامن گرد شگفتہ ہوا اور دل گردے صاحبقران عالیشان مع اجلال و طالع بین لاکھو
اسوار و پیدل کی جمعیت سے نمودار ہوئے سامنے لشکر صاحب جادو و مصاحب جادو کے خیمہ برپا کیا اور ایک نامہ بنام
صاحب جادو تحریر فرما کر ارشاد کیا کہ کون اس نامہ کو لے جاکے جواب لائے گا ریحان نظر شناس نے عرض کی کہ یہ کام اس
غلام کا ہے میں نامہ لے کے جاؤں گا اور جواب باصواب لے کے آؤں گا یہ کہکر نامہ سر سے باندھا اور جانب بارگاہ صاحب
جادو روانہ ہوا صاحبقران نے ہرکاروں کی ڈاک بٹھا دی کہ دمبدم کی خبر دیتے رہنا اگر ریحان نظر شناس کے ساتھ کوئی
بے عنوانی ہوئی تو وہیں جاکے صاحب جادو کو نہ مارا تو نام اپنا صاحبقران رابع نہ رہا ریحان نظر شناس نامہ لے کر مع
چند سواروں کے جانب لشکر حریف روانہ ہوئے یہ خبر صاحب جادو کو پہونچی کہ وزیر اجلال روشن طالع آتا ہے نامہ صاحبقران
لاتا ہے صاحب جادو نے سمندون جادو و نظام جادو کو برائے استقبال روانہ کیا یہ دونوں آئے اور پیشوائی کر کے
ریحان نظر شناس کو لے گئے ریحان نظر شناس نے نامہ دیا چونکہ صاحبقران کے آداب نامہ ادا کرنا ہر شخص کا کام نہیں ہے لہذا ایسا
نامہ اجلال کی جانب سے تحریر کیا گیا تھا مضمون نامہ یہ تھا کہ اے صاحب جادو دیکھا تم نے کہ تمھارے باندھے ہوئے

طلسم صاحبقران نے کس آسانی سے توڑ دیے جو تم سب کا افسر تھا یعنی حکیم اشراق اُس کو بھی مارا اب وہ وقت ہے کہ تم کو اپنی جان بچانا دشوار ہو گئی ہر چند کہ تم نے میرے ساتھ برائی کی مگر نیکی نیک راہ بدی پیش رو سمجھکر میں تمکو سمجھاتا ہوں کہ اب بھی صاحبقران سے صلح کر لو راستہ دیدو ورنہ جو انجام حکیم کا ہوا ہے وہ وقت تمہارے واسطے بھی قریب آگیا ہے اس تھوڑے لکھے کو بہت جانو اور سمجھ بوجھ کر جواب تحریر کرو صاحب جادو اور مصاحب جادو نے باہم مشورہ کرکے یہ جواب تحریر کیا کہ اے اجلال روشن طالع ہم نمک حرام نہیں ہیں گو حکیم صاحب مر چکے لیکن ہمیں پاس نمک اُن کا لازمی ہے جبتک ہمارے دم میں دم باقی ہے کسی کو اس راستے سے نہ جانے دیں گے گو حکیم صاحب نہیں مگر بادشاہ ہمارا حسین سحر فیا تو موجود ہے ہمیں سرحد کی حفاظت لازم ہے ہم جواب جنگ تحریر کرکے طبل جنگ بجواتے ہیں اور میدان میں آتے ہیں صاحبقران سے جو ہو سکے اُٹھا نہ رکھیں ہم صاحبقران کو نہیں مانتے ہیں اگر ڈر ہے تو اس فقیر کا ہے جو آیا ہوا ہے کہ اس پر سحر ہمارا تاثیر نہیں کرتا ہے یہ جواب تحریر کرکے ریحان نجم شناس کو دیا ریحان نجم شناس نامہ لے کر جانب صاحبقران روانہ ہوا اور جواب لاکر بخدمت صاحبقران کے دیا امیر نہایت خوش ہوئے اُدھر صاحب جادو نے حکم دیا کہ نیچے طبل جنگ نقارہ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی خبر لشکر اجلال روشن طالع میں ہوئی یہاں بھی کوس حربی نوازش میں آیا خبر لشکر درویش امیر شامی میں ہوئی انھوں نے بھی نقارہ رزمی بجوایا تمام رات تینوں لشکروں میں تیاری جنگ ہوتی رہی ساحر سحر جگاتے گئے تمام صحرا میں بخور کا دھواں پھیلا ہوا تھا اگیاریاں روشن تھیں نعرے یا سامری و یا جمشید کے بلند تھے ادھر جوانان اسلام کمربندیاں کر رہے تھے اُدھر درویش کے لشکر میں یا حق کی پکار تھی جب رات گذر کر صبح ہوئی تو تینوں لشکروں کے لوگ اپنے اپنے طریقے کے موافق عبادت رب پاک ذات میں مصروف ہوئے بعد ادائے رسم عبادت اس طرف لشکر اجلال روشن طالع کا میدان میں پہونچکر صف آرا ہوا اُس طرف سے خروج صاحب جادو اور مصاحب جادو کی میدان میں آئی ایک جانب سے لشکر درویش بھی میدان میں آکر صف آرا ہوا صاحب جادو نے درویش کی صورت جو دیکھی دل میں ڈرا کہ ایسا نہو یہ بھی حریف کا شریک ہو جائے تو پھر کچھ نہ بن پڑے گی پکار کر آواز دی کہ آپ نے کس کے مقابلہ کا عزم کیا ہے درویش نے جواب دیا کہ جو ہم سے لڑے گا اُس سے ہم لڑیں گے ورنہ ہمیں کوئی دخل نہیں ہے صاحب جادو نے کہا کہ ہمیں صاحبقران سے مقابلہ منظور ہے آپ تماشہ دیکھیے فرمایا کہ بہتر اگر تم ہم سے نہ لڑوگے تو ہم ہرگز دخل نہ دیں گے جب یہ معاہدہ ہو چکا تو سمندون جادو نے صاحب جادو سے اجازت لی اور میدان میں آکر پکارا کہ کون خدا پرست ایسا ہے کہ اس بندہ سامری کے مقابلے میں آکے ہنر جنگ دکھائے یہ سنتے ہی صاحبقران عالی وقار نے مرکب کی باگ لی اور سامنے سمندون جادو کے پہونچکر آواز دی کہ کیا کہتا ہے لا حربہ اپنا سمندون جادو نے ایک نارنج جھولی سے نکالا اور کچھ اسم سحر اُس پر دم کرکے امیر پر توڑ کر کھینچ مارا امیر نے اسم اعظم پڑھنا شروع کیا نارنج سے جو شعلے نکلکر صاحبقران کی طرف چلے تھے قریب آتے ہی فرو ہو گئے اُس وقت سمندون جادو نے صورت اپنی اژدر کی بنائی اور صاحبقران کی طرف چلا کہ نگل جاؤں امیر نے اسم اعظم پڑھکر اژدر کی طرف دم کیا سمندون جادو ہیئت اصلی پر آگیا دیکھا کہ گھٹنوں کے بل چلا آتا ہے فرمایا خبر لے اپنی کس حال میں ہے سمندون جادو نے بھاگنا چاہا امیر نے تلوار ماری کہ دو ٹکڑے ہوئے مرتے ہی سمندون جادو کے قیامت کبریٰ برپا ہوئی صاحب جادو نے آواز دی کہ مارلو اس کو جانے نہ پائے ارے یہ تو بلائے بے معلوم ہوتا ہے بس یہ سنتے ہی سب ساحر گولے ترنج نارنج پکڑ پکڑ کے صاحبقران کی طرف چلے اُدھر سے اجلال روشن طالع نے اپنی فوج کو اشارہ کیا یہ لوگ بھی تلواریں کھینچ کھینچ کے جا پڑے جنگ ہونے لگی ساحروں کے گولے ترنج نارنج چل رہے تھے اُدھر جوانان اسلام تلواریں برسا رہے تھے ہر طرف صدائے بگیر و بزن بلند تھی ساحروں کے مرنے سے قیامت برپا تھی عین گرمی جنگ میں صاحب جادو نے کڑک کر صاحبقران پر گرا کہ جلاکر خاک کر دوں امیر اسم اعظم پڑھتے جاتے تھے برکت اسم اعظم سے اسم سحر باطل ہوا صاحب جادو سامنے امیر کے زمین پر گرا صاحبقران نے دوڑکر تلوار ماری کہ دو ٹکڑے ہوئے مرتے ہی صاحب جادو کے قیامت برپا ہوئی آندھی چلی کالی

آتش باری و برف باری دیر تک رہی آخر آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام مر صاحب جادو بود ہیفت مردیم وجان دادیم
و بطلب خود نرسیدیم مرتے ہی صاحب جادو کے راستہ کا طلسم ٹوٹا سامنے لشکر صاحبقران عالی وقار نظر آنے لگا
ادھر ابرق جادو نے جوانان اسلام کو مژدہ دیا کہ معلوم ہوتا ہے امیر با توقیر نے مالک مرحلہ کو مارا جو راستہ کھل گیا لوگ
یہاں سے دوڑے آکر دیکھا تو جنگ ہو رہی ہے بس سرداران اسلام نعرے کر کے گرے ساحروں کو چاروں طرف
سے گھیر لیا مصاحب جادو نے چلا کر ایک گولہ فولادی درویش کی منڈھی پر کھینچ مارا کہ اسی کی وجہ سے شکست کھائی
معلوم ہوتا ہے کہ یہی چپکے چپکے کوئی اچھر پڑھ رہا ہے کہ سحر ہمارا تاثیر نہیں کرتا ہے اسی سے سمجھ لینا چاہیئے گولہ جو آکر منڈھی پر گرا
درویش نے آواز دی کہ کیوں تو نے بد عہدی کی اب ہم بھی تیرے ساتھ رعایت نہ کریں گے مار لو اس کو بس یہ کہنا تھا
کہ تمام فوج درویش کی بھی آپڑی ساحروں کو گھیر لیا مصاحب جادو منڈھی میں گھس پڑا کہ فقیر کو مار ڈالوں منڈھی
میں جاتے ہی راستہ بھولا سحر یاد نہ رہا بس درویش نے اپنے ملازموں سے اشارہ کیا کہ باندھ لو اس کو سب لپٹ گئے
اور مصاحب جادو کو پکڑ کے باندھ لیا زبان پر کلمہ چڑھا دیا درویش نے فرامرز ثانی کو آواز دی کہ صاحبقران نے
صاحب جادو کو مارا تم اسے قتل کرو دیکھوں تو کیسا جوہر لگاتے ہو یہ کہکر مصاحب جادو کو پھینکا فرامرز نے
زمین پر گرنے سے پہلے تلوار ماری کہ مصاحب جادو کے بھی دو ٹکڑے ہوئے اس کے مرنے سے اور آفت برپا ہوئی ساحروں
کے جی چھوٹ گئے آواز امان بلند ہوئی فوج اسلام نے چار جانب سے گھیر لیا تھا بھاگنے کی راہ بھی نہ ملتی تھی جب ساحروں
نے دیکھا کہ کسی طرح جان نہیں بچتی ہے تو ناچار فریاد بلند کرنے لگے نام صاحبقران کی دہائی پہنچی اسوقت اہل اسلام نے
جواب دیا کہ امان بشرط ایمان سب نے کہا ہمیں بدل منظور ہے اہل اسلام نے ہاتھ روکا لیکن خیال ہو گیا تو درویش نہیں ہیں
وہاں خواجہ منڈھی اڑا کے پہلے ہی قلعہ میں داخل ہو گئے اور جس قدر مال مصاحب جادو کا تھا سب لوٹ کے داخل خزانہ
کر لیا اور پھر منڈھی اڑا کر لشکر میں چلے آئے صاحبقران کی طرف دیکھ کے کہا کہ اب ہمارے آپ کے کسی اور مقام پر ملاقات
بالفعل ہمیں فرصت ٹھہرنے کی نہیں ہے یہ کہکر اپنی فوج کو لے کر جانب قلعہ مصاحبیہ روانہ ہوئے یہاں فوج اسلام
جو داخل قلعہ ہوئی اور چاہا کہ حق اپنا لیں قلعہ میں کچھ نہ پایا روتے پیٹتے خدمت امیر با توقیر میں آئے اور بیان کیا کہ یہ
ساحر نہایت مفلوک تھا ایک پیسہ قلعہ سے نہیں ہاتھ آیا امیر کو تعجب ہوا ساحروں کو بلا کر ان سے دریافت کیا سب نے
عرض کی کہ ہمارے مالک کے یہاں بہت بڑی دولت تھی نہیں معلوم کیا ہو گئی امیر نے سب ساحروں کو ابرق جادو کی
ماتحتی میں دیا اور آپ کوچ کر کے جانب دربند مصاحبیہ روانہ ہوئے وہاں خواجہ پہلے ہی پہنچ گئے اور اس کا مال بھی
تل پٹ کر ڈالا اور ایک دامنہ کوہ میں جا کر اپنا لشکر اتارا جب صاحبقران عالیشان پہونچے تو معلوم ہوا کہ درویش یہاں
آگئے تھے اپنی جانب سے قلعہ کا حاکم معین کر گئے ہیں لوگوں نے اس شخص کو ہٹانا چاہا صاحبقران نے منع کیا اور فرمایا کہ
درویش بھی حق پرست ہے اور یہ قلعہ اسی کا حق بھی ہے اس لئے کہ اس نے مصاحب جادو کو مارا ہے لوگ خاموش ہو رہے بلکہ
امیر نے اس مقام سے ہٹ کر قیام فرمایا بارگاہ برپا کرائی تمام سردار آکر جمع ہوئے طہمورث شیر پرور اپنے دنگل پر جلوہ افروز
تھے سب سردار اپنے اپنے مرتبے کے موافق بیٹھے تھے کہ ایک مرتبہ امیر کو اپنے ان ملازموں کا خیال آیا جو اس
دربند میں جا کے پھنسے تھے پوچھا خضران کہاں ہیں لوگوں نے عرض کی کہ ان کا تو کئی روز سے پتہ نہیں کہ کہاں رہ گئے
فرمایا کہ خبرکاروں کو بلاؤ کہ ہمارے سرداروں کو تلاش کریں جو اس دربند میں آکر اسیر ہوئے تھے اب وہ کہاں
غائب ہو گئے ارشاد صاحبقران کے موافق لوگ چار جانب روانہ ہوئے لیکن یہاں کا حال سنیئے کہ جس روز سے
طہمورث شیر پرور نے دیو قہقہہ فیل سر کو مارا اور گرز سام بن نریمان کو اٹھایا صاحبقران طہمورث سے کشیدہ خاطر ہیں
کہ اب ہم میں اور اس میں فرق کیا رہ گیا جو ہم نے کیا وہ اس نے کیا طہمورث نے بھی خیال کیا کہ اب وہ توجہ صاحبقران
عالیشان کی میری جانب باقی نہیں ہے اس نے گرز سام بن نریمان سامنے صاحبقران عالیشان کے پیش کیا اور

عرض کی کہ یہ امانت حاضر ہے صاحبقران نے فرمایا کہ اے طہمورث اب یہ گرز تمہین باندھا کرو اور ہم آج سے پندرہ سونکی ضرب باندھین گے جو تمہاری ضرب ہے یہ طعن آمیز معنی خیز کلمہ طہمورث کو نہایت ناگوار ہوا ایک تو یہ بے التفاتی صاحبقران سے یوہین بددل ہو رہا تھا بس یہ کلمہ سنتے ہی اٹھ کھڑا ہوا اور کہا کہ یا امیر معلوم ہوا کہ آپ اپنے سامنے کسی کا فروغ نہین چاہتے یہ آپ کے خوش ہونے کی بات تھی یا رنج کرنے کی کہ ہم سینہ سپر ہوے آپ کو تکلیف مقابلہ نہ اٹھانے دی یا گرز پر زور کر کے جو اٹھا لیا اس کی شکایت خدا سے کیجیے کہ اس نے مجھے اتنی قوت کیون دی آجتک بسبب سن بزرگی کے مین آپ کا لحاظ کرتا تھا مگر اب مجھے نہو گا اس لیے کہ اگر آپ سن میں بڑے ہین تو مین رشتہ مین بڑا ہون آپ ایرج نوجوان کے پوتے ہین اور مین بیٹا ہون اگرچہ چھوٹا ہون اگر آپ مین دست راسیون کا لگاؤ نہ ہوتا تو یہ مادہ رشک کا نہ پیدا ہوتا مین ایسے ناقدرون کے ساتھ رہنا پسند نہین کرتا نہ مجھے ہوس صاحبقرانی ہے نہ مجھکو ضرورت جانفشانی ہے صاحبقران کا چہرہ ان باتون پر غصہ سے سرخ ہوگیا کہ اس نے مجھکو ننہال کا طعنہ دیا فرمایا اے طہمورث بس اپنی طرف دیکھو کہ تم مین سیامک کے حرکات پائے جاتے ہین اگر تم نے انسان کا دودھ پیا ہوتا تو اسقدر مغضوب الغضب نہوتے طہمورث نے کہا کہ مین نے اس کا دودھ پیا ہے جس کے نام سے دنیا مین جرأت پیدا ہوتی ہے کوئی آپ کی بارگاہ مین ہے کہ مجھ سے آنکھ ملائے یہ کہکر تمام سردارون پر آنکھ ڈالتا ہوا نکلا چلا گیا سرداران دست راست نہایت برہم ہوے سمجھے کہ یہ منہ در منہ ہمکو برا کہہ گیا لیکن جب طہمورث نے آنکھ ڈالی تو ایک کی جرأت بھی نہوئی کہ طہمورث کو ٹوک سکے یا آنکھ پر آنکھ ڈالے طہمورث نے باہر آکے بہبوت رعدآواز سے کہا کہ ہم صحراے مشرق کی طرف جاتے ہین تم لشکر کو لیکر آؤ یہ کہکر اسیوقت پشت مرکب پر بیٹھ کے نکلا ہوا چلا گیا شاہ ہوشنگ شیر پرور کو بعد مین معلوم ہوا کہ میرے آقا سے اور صاحبقران سے بگڑ گئی ہے اور آقا میرا صحراے مشرق کی طرف گیا ہے بس یہ بھی نشان سم مرکب دیکھتا ہوا جانب صحرا روانہ ہو گیا بعد اس کے بہبوت رعدآواز بھی کل لشکر کو لیکر بجانب مشرق روانہ ہوا یہان سرداران دست چپ کو طہمورث کے جانے کا نہایت ملال ہوا مگر لحاظ صاحبقران سے کچھ کہہ نہ سکے

اب دوکلمہ داستان سیلان جادو خواہر مصاحب جادو کے بیان کیے جاتے ہین

دور ہے اپنا چراغ اوروں کا اب گل ہو چکا
جبکہ میخانہ مین دور ساغر مل ہو چکا
اٹھ منیرا دہ کش خالی ہے اب ساقی کی بزم

نغمہ سنجی عنادل غنچہ ء گل ہو چکا
دل لگانا دختر رز سے کھیل ہے گیا ماصحا
رند پیکر اٹھ گئے وہ شور قلقل ہو چکا

واہ ری تقدیر پہونچا مین حریف بادہ کب
اب عبادت ہو چکی حضرت توکل ہو چکا

یہ مالک زندان ہے اور مسکن اس کا صحراے مشرق ہے جو لوگ ان مرحلون پر اسیر ہوتے تھے وہ صحراے مشرق کی طرف روانہ کر دیے جاتے تھے یہ مردار جن کو پسند کرتی تھی انھین قید رکھتی تھی اور کبھی کبھی اپنا مطلب دل ان سے بر لاتی تھی اور جن کو پسند نہ کرتی تھی انھین بھون بھون کے کھا لیتی تھی دیوانی معلوم ہوتی تھی ابھی تک اس کو خبر نہ تھی کہ دونون بھائی میرے مارے گئے اور مرحلے شکست ہوگئے یہ دن رات مصروف عیش و نشاط تھی قضاے کار طہمورث شیر پرور کو راستے مین ایک آہو دکھائی دیا طہمورث نے اس آہو کے تعاقب مین گھوڑا اڑالا آہو بھاگا بھاگتے بھاگتے دیوار باغ پھاندکر اندر باغ کے داخل ہوا یہ ہرن سیلان جادو کا پالا تھا ادھر تو آہو نے جست کی ادھر طہمورث نے اپنے گھوڑے کو رانون مین مسلا مرکب مانند برق کے چمک کر باغ مین پہونچا طہمورث نے تیر مارا کہ آہو کی دم پر پڑا اور تھوڑی تو ٹکے نکل گیا طہمورث نے مرکب سے اترکر اس آہو کو ذبح کر ڈالا سیلان جادو قصر باغ سے یہ تماشہ دیکھ رہی تھی کہ پیچھے آہو کے ایک جوان آیا اس نے آہو کو ذبح کر ڈالا بس یہ غصہ مین آئی کہا اسے مین صید کرون گی لیکن نظر جو اس کی جمال شاہزادہ طہمورث پر پڑی بے خود ہو گئی پکاری کیون صاحب یہ زیادتی پر ایسے گھر چڑھ کر آنا اور دل دکھانا تمنے ہمارے پالو ہرن کو صید کیا اب اس کا عوض تم سے کیا لیا جاے طہمورث نے دیکھا کہ ایک دیون کھڑی باتین بنا رہی ہے فرمایا جا دور ہو میرے سامنے سے تیری صورت مجھے بری معلوم ہوتی ہے ہم نے خوب کیا جو آہو کو صید

گیا جہان تک ہماری تلوار کی چمک پہونچ گئی ہی وہان تک ہمارا قبضہ ہی یہ ترش روئی طیمور کی دیکھ سیلان جادو ہنسی اور
کہا کہ شاید ابھی تو مجھ سے آگاہ نہین ہی جب آگاہ ہو جائے گا تو تجھے پڑھ کر کوئی حسین تجھے نہ معلوم ہوگا فرمایا تو کون ہی یہان
کر اس نے کہا کہ مین مالک زندان ہون اور اب تو میرے باغ مین آگیا تو بس میرا قیدی ہی یہان سے نکل کے نہ جاسکے گا
طیمور نے کہا کہ جب چاہون گا چلا جاؤن گا تو بکتی کیا ہی سیلان جادو نے کچھ اسم سحر پڑھکر چند دانے اس کے مارے اور کہا
کہ دیکھ تو اپنی حالت کو اب تو اپنے اختیار مین ہی یا ہمارے طیمور نے دیکھا کہ دست و پا بے قابو ہو رہے ہین سمجھ گئے کہ یہ ساحرہ
معلوم ہوتی ہی برے پھنسے مگر خدا صاحبقران کے احسان سے بچائے کوئی ان کا خیر خواہ مجھے آکے نہ چھڑائے سیلان جادو
قریب آئی اور کہنے لگی کہ اے جوان حسن اگر تو کام دل میرا برلائیگا تو مرتبہ عالی پائے گا ورنہ سر ٹکرا ٹکرا کے مر جائے گا اور
گھر جانے کا راستہ نہ پائے گا طیمور نے یہ سنکے منہ پر سیلان جادو کے تھوک دیا اور فرمایا کہ او لکاتہ اس سے تو مجھے مرنا
قبول ہی ایسی بخشی سے خدا بچائے سیلان جادو کو نہایت ناگوار ہوا مگر مجبور ہو کر پلٹ آئی کہ طیمور پر بدل مائل ہو گئی تھی
راستہ باغ کا نظر بند کر دیا اور طیمور پر سے سحر اپنا اتار لیا طیمور ہر چند باغ مین پھرتا ہی مگر راستہ نہین پاتا ان کو تو اس
سرگردانی مین رہنے دیجئے لیکن حال طیمور کے عیار مہتر شاہور شیر دل کا سنیے کہ یہ اپنے آقا کی تلاش مین نشان سم مرکب
دیکھتا ہوا چلا آتا ہی آتے آتے زیر دیوار باغ پہونچکر نشان قدم معدوم ہو گئے شاہور سمجھ گیا کہ آقا میرا اس باغ مین ہی اس نے
چار طرف پھرنا شروع کیا کہ دروازہ پاؤن تو اندر جاؤن یا کسی نگہبان سے دریافت کرون وہان سیلان جادو دیوار کو
سحر سے بلند کر چکی تھی اب اتنی دیوارین نہ تھین جنمین شاہور بھاند سکتا اسی گشت مین رات ہو گئی بس شاہور نے صورت اپنی
ایک گویے کی بنائی اور زیر دیوار باغ بیٹھکر گانا شروع کیا وہان سیلان جادو نے حسب معمول بالاخانہ پر آکے قیام کیا
گانیوالیاں حاضر ہوئین شغل سرود و ستار ہونے لگا یکایک شاہور کے گانے کی آواز سیلان جادو کے گوش زد ہوئی اس نے
کہا کہ اری دیکھو تو یہ کون گا رہا ہی سوسن اس کی کنیز تھی اس نے آکر دیوار پر سے جھانکا دیکھا کہ ایک خوبصورت سا
لڑکا بیٹھا ہوا گا رہا ہی پلٹ آئی اور سیلان جادو سے بیان کیا سیلان جادو نے کہا جاکے اسے لے آ کنیز باہر باغ کے آئی
اور سامنے شاہور کے پہونچی کہا تم کو ہماری ملکہ یاد فرماتی ہین شاہور نے کہا کہ مین تو خود ملکہ کا نام سنکے آیا تھا لیکن رسائی
کا کوئی ذریعہ نہ پایا اس سے یہان بیٹھکر شور مچانے لگا کہ شاید آواز میری ملکہ کے کان تک پہونچ جائے اور اسی ذریعہ
سے رسائی ہو جائے سوسن نے کہا کہ تمہارے گانے نے بیچین کر دیا چلو جلدی چلو شاہور اس کنیز کے ساتھ اندر باغ کے
آیا دیکھا کہ باغ نہایت آراستہ ہی بالاے قصر روشنی ہو رہی ہی کنیز شاہور کو لیتے ہوئے بالائے قصر پہونچی اور سیلان جادو
کے سامنے شاہور کو پیش کیا سیلان جادو نے کہا کہ تیرا نام کیا ہی رہنے والا کس ملک کا ہی شاہور نے کہا مجھکو سمر طمسیٹ
خان کہتے ہین طعن توڑ خان میرے باپ کا نام ہی ملک باختر کا رہنے والا ہون جب سے خداوند ساریق کی بربادی ہوئی
اور مسلمانون کا عمل ہوا ہم لوگون کی قدر جاتی رہی آخر وطن کو چھوڑ نکل کھڑے ہوئے جو قدردان ملجائے گا اسی کے ہو رہینگے
سیلان جادو نے کہا کہ تو تو خوب گاتا ہی مین زندگی بھر اپنے پاس سے تجھکو جدا نکرون گی سمر طمسیٹ خان نے کہا کہ اے ملکہ
ابھی آپ نے گانا میرا کہان سنا ہی یہ تو رونا تھا اپنے حال پر کہ جنگل مین بیٹھا تھا نہ کوئی سننے والا تھا نہ پرکھنے والا تھا
اب سنئیے گا ملکہ نے کہا کہ اچھا گاؤ ہم تمکو خوش کرینگے شاہور نے گانا شروع کیا جو گانے یہان گا رہی تھین وہ حیرت
سے منہ دیکھنے لگین شاہور ایسا گایا کہ سیلان جادو کو محو بیخود کر دیا آخر مین یہ غزل شروع کی ۔ غزل

زہے رحمت تری یارب گھٹا کچھ اور کہتی ہے	خوشا قدرت تری ٹھنڈی ہوا کچھ اور کہتی ہے	دکھاتی ہے سہتے انداز کا جوبن جھڑی بندھ کی
چمک بجلی کی بادل کی صدا کچھ اور کہتی ہے	نرالا آجکل برسات کا موسم ہے دنیا مین	ہر اک کوہ و بیابان کی فضا کچھ اور کہتی ہے
قیامت ہے پپیہون کا تڑپ کر پی کہان کہنا	یہ شورش رات دن کی برملا کچھ اور کہتی ہے	بیان اس کی صفت کیا ہو ختم کیا ہو تماشا اسکی
عجب یہ فصل ہے جن کی ادا کچھ اور کہتی ہے	تقاضہ اور ہی کچھ اندنون ہے طبیعت کا	مگر پابندی رسم حیا کچھ اور کہتی ہے +

خواجہ اس مزے سے یہ غزل گاگئے کہ | رہو خاموش گو فکر رسا کچھ اور کہتی ہے | مدہامین ہوچکے بارش کے موتیون خوب لٹے ناطق

سیلان جادو کو محو وبے خود کردیا تازہ معشوق کا خیال آیا یا تو شگفتہ طبیعتی تھی یا پژمردہ سی ہوگئی یہ بھی تو عیاری قیافہ شناسی مین کامل دستگاہ رکھتا ہو سیلان جادو کی چشم وابرو دیکھکر کہنے لگا کہ لے ملکہ آفاق اسوقت کیا خیال آیا کہ دفعتاً خوشی دشمنون کی غم سے مبدل ہوگئی سیلان جادو نے کہا کہ تو بڑا جوہر شناس معلوم ہوتا ہو کہ میرے دل کی بات پہچان لی گذری ہوئی سب جان لی بیان کرنے سے کیا فائدہ شاہور نے کہا کہ ہم بھی رئیسون کے کھلونے ہین ہمیشہ قدر دانون مین گذری ہو کچھ تو ارشاد فرمائیے دل کی بات زبان پر لائیے اب مین بھی نمکخوارون مین داخل ہون مجھسے پردہ کرنا لے جا ہو چھپانا کسی بات کا ہو جس کو کسی کی محبت نہین وہ آدمی کیا ہو پتھر ہو سیلان جادو سے ایسی باتین بنائین کھل کھل کے کہنے لگی کہ مجھے کسی مرد سے انکار نہین کیا لوگ میرے تعلق کو اپنا فخر جانتے ہین ہمیشہ خواہشمند رہے لیکن ایک ظالم کل میرے باغ مین آیا میرے پالو ہرن کو مارا مین اس کو سزا دینے اٹھی تھی مگر نظر جو اس کی صورت پر پڑی غصہ فرو ہوگیا تا زبانہ ہاتھ سے چھوٹ پڑا مین نے غصہ کرنے کے بدلے منتین کین مگر اس نے ایک نہ مانی شاہور نے کہا کہ مین بھی تو اس کی صورت دیکھون کیا آپ سے وہ کچھ اچھا ہو آخر اس رکاوٹ کا سبب کیا ہو ملکہ نے کہا کہ آ مین دکھا دون مگر شرط یہ ہو کہ اس کا غصہ فرو کر دینا مجھسے رضامند کر دینا شاہور نے کہا کہ آپ نہ گھبرائیے مجھے اس کی صورت تو دکھائیے انھین کامون مین بسر ہوئی ہو ایسی باتین بناؤن کہ وہ خود آپ کے خواہشمند ہون اور آپ اسی طرح کشیدگی کریے ان سے بدلا لیجیے اسطرح کی باتین بناتا ہوا ساتھ چلا ملکہ شاہور کو لیے ہوے باغ مین آئی دکھا کہ طیمور ایک درخت کے نیچے سکوت مین بیٹھا ہو سیلان جادو نے کہا کہ دیکھو وہ جوان یہی ہو اب شاہور نے پہچانا دل مین کہا کہ خوب پھنسے سیلان جادو سے کہا کہ اب آپ ذرا علیحدہ ہو جائیے بلکہ سامان عیش منگائیے خلوت خانہ آراستہ کیجیے مین اسے دو فقرون مین راضی کر کے لاتا ہون ان کی ساری ہین مٹاتا ہون سیلان جادو خوشی خوشی بالاخانہ پر آئی اور سامان عیش وراحت مین مصروف ہوئی یہان شاہور گویا بنا ہوا قریب طیمور کے آیا سلام کیا طیمور نے صورت دیکھی اور کہا کہ تو کون ہو اور کس واسطے آیا ہو شاہور نے کہا کہ گویا ہون دو باتین پوچھنے آیا ہون فرمایا تو کیا پوچھیگا شاہور نے کہا جو میرے جی مین ہوگی فرمایا بیان کر شاہور نے کہا کہ آپ کو ملکہ کے وصل سے کیون انکار ہو یہ پریشانی بہتر ہو یا وصل یار جانی بہتر ہو فرمایا او زشت خو وہ قحبہ قابل وصل ہو یا لائق فصل ہو اگر مجھسے ایسی ہی باتین کرنا ہو تو جا دور ہو شاہور نے کہا اسقدر نہ بگڑو آخر تمھارا حرج کیا ہو اگر یہ نکروگے تو زندگی بھر اسی قید مین مروگے فرمایا موت ہزار درجے بہتر ہو ایسی مردار کے وصل سے وصال بہتر ہو تو باتین نہ بنا خیر خواہی نہ جتا جا تجھی کو وہ لگاتہ مبارک ہو میرا جس دن قابو چلا مار ہی ڈالون گا اس وقت شاہور نے کہا کہ ذرا آنکھ ملائیے کبھی پہچانے ہوے خادم کو خیال مین لائیے مین ہون شاہور طیمور نے کہا کہ ارے تم کیونکر آگئے شاہور نے کہا جس طرح آسکے اسے کچھ نہ پوچھو اب موقع اسی کا ہو کہ وصل پر رضامند ہو جاؤ نوبت وصل نہ آنے پائے گی کہ یہ لگاتہ جہنم مین پہونچ جائے گی فرمایا کہ جھوٹ مجھسے نہ بولا جائے گا شاہور نے کہا کہ آپ جھوٹ نہ بولیے گا خاموش بیٹھے رہیے گا یہ سنکے طیمور اپنے مقام سے اٹھے شاہور شاہزادے کو اپنے ہمراہ لئے ہوے بالاخانہ پر آیا سیلان جادو نے جو دیکھا کہ شاہزادہ اس کے ساتھ ہو نہایت خوش ہوئی گلے مین موتیون کا مالا پہنے تھی اتار کر شاہور کو بطور انعام کے دیا شاہور نے کہا کہ یہ تو ہر طرح ہمارا ہو سیلان جادو نے کہا یہ کیسا جواب دیا کہ جب ہم آپ کے ہوے تو ہر شے آپ کی ہماری ہو اب شاہور شراب کی کشتیون کے قریب آیا اور سیلان جادو سے کہا کہ اگر اجازت ہو تو ساقی گری بہت کرون غلام کو اس کام مین بھی کمال حاصل ہو خداوند سا یہ تو کی بزم مین وہ وہ ساقی گری کی ہو کہ اہل محفل کو بے خود بنا بنا دیا ہو لٹا لٹا دیا ہو سیلان نے کہا مین نے تجھکو اپنے شرابخانہ کا داروغہ کیا تو ہی ساقی گری کر شاہور نے جام لبریز کیا اور دوسرا جام خالی رکھا مگر سیلان جادو کی ظاہر مین بھر لیا تھا پہلے طیمور کے آگے آیا خالی جام منہ سے لگا گویا پلا دیا اور دوسرا جام سیلان جادو کو دیا سیلان جادو پی گئی شراب منہ سے لگتے ہی لالا کے سوا کچھ یاد نہ تھا کہ بتلین چڑھ گئی

اب شاہور نے گانا اور ناچنا شروع کیا سیلان جادو بھی اٹھ کر ناچنے لگی ہوا گتے ہی سب بیہوشی نے طمانچہ مارا چھینک آئی سر نیچے اور ٹانگین اوپر زمین پر گری شاہور نے نعرہ کیا کہ او نکاتہ منم شاہور شیر پرور اور خنجر مارا لیکن یہ نکاتہ آہنی بدن تھین تن تھی تلوار اچٹ گئی طیمور نے بھی اٹھ کے کئی ہاتھ مارے لیکن اثر نہوا بس شاہور نے جلدی سے کسوت عیاری سے کئی تھیلیان بارود کی نکال کر تمام جسم پر سیلان جادو کے بارود پھیلا کر حقہ آتشبازی مارا کہ سیلان جادو جلکر کولا ہو گئی بس مرتے ہی اس کے ایک قیامت برپا ہوئی یہ معلوم ہوا کہ طبقہ زمین کا ہل گیا تمام درخت باغ کے مثل درخت آتشبازی کے جلنے لگے صدائین دار و گیر کی بلند ہوئین آتش باری و سنگ باری دیر تک رہی آخر آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من سیلان جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم اب جو روشنی ہوئی تو دیکھا کہ نہ وہ باغ ہے نہ قصر ہے ایک کھنڈل سا ہے جو لوگ اس کی قید مین تھے وہ سب رہا ہوئے انھین قیدیون مین رفقائے صاحبقران بھی تھے یہ سب کے سب خدمت شاہزادہ طیمور مین حاضر ہوئے سلام کیا طیمور نے کہا اے شاہور ان کے شانون پر مہرین لگا دے تاکہ صاحبقران کو معلوم ہو کہ ہمارے رفیقون کو طیمور نے آزاد کیا یہ لوگ حیران تھے کہ یہ کیا ماجرا ہے شاہور نے حسب ارشاد اسیوقت ان کے بازوون پر مہرین لگا دین اور رخصت کر دیا اتنے مین گرد اڑی اور بڑھوتا بہ عدد آواز مع لشکر پہونچا طیمور نے اسی مقام پر بارگاہ برپا کرائی اور قیام کیا صبح کو کوچ کر کے آگے روانہ ہوئے اب ان کو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہے لیکن

دو کلمہ داستان صاحبقران عالیشان کے بیان ہوتے ہین

فدا حضور پہ کس دن یہ جان نثار نہ تھا — لب آنکھین تر نہ تھین کب قلب داغدار نہ تھا
بروز حشر ہمارا حساب کیا ہوتا — گناہ اتنے تھے جن کا کچھ شمار نہ تھا
گمان بادہ کشی مجھ پہ کل تھا کیون واعظ — خدا سے ڈر تجھے کیا خوف کردگار نہ تھا
یہ آج کیا ہے چڑھاتا ہے جو سبو پہ سبو — منیر تو کبھی اتنا تو بادہ خوار نہ تھا

کہ بعد روانہ ہونے طیمور شیر پرور کے صاحبقران نے ہرکارون سے دریافت کیا کہ اب آگے اس کے کونسا مرحلہ ہے ہرکارون نے عرض کی کہ حکیم اسرار الحکمت کا دیوان خانہ ہے یہ مقام نہایت سخت ہے سنا ہے کہ جس قدر شیر حجری اس عمارت مین ہین جو اس طرف سے گذرتا ہے اسے پھاڑ کھاتے ہین صاحبقران نے فرمایا کہ مین کل ضرور جاؤن گا یا مین نے ان شیرون کو مار کر راستہ صاف کیا یا آپ لقمہ دہان اجل ہوا جب صبح ہوئی تو ہرکارون نے آکر عرض کی کہ جو سردار مرحلہ پر پھنسے تھے وہ صحرائے مشرق سے آتے ہین جس وقت وہ خدمت مین صاحبقران عالیشان کے پہونچے تو سارا ماجرا بیان کیا اور مہرا پنے بازوون کی دکھائی امیر کو نہایت ناگوار گذرا اسی وقت اپنی بارگاہ سے نکال دیا کہ اب تم طیموری کے لشکر مین جاؤ یہ لوگ نہایت پریشان جانب صحرا روانہ ہوئے اور صاحبقران کوچ کر کے دیوانخانہ حکیم اسرار الحکمت کی طرف چلے راستے مین ابرق جادو نے عرض کی کہ یا امیر اس محل پر اسم اعظم حضور کا کام نہ دیگا فرمایا جو کچھ ہو مین ضرور جاؤن گا مجھے اب اپنی زندگی دشوار ہے ابرق جادو نے دیکھا کہ امیر کو غصہ ہے نہ مانین گے خاموش ہو رہا جب صاحبقران ذیشان مع فوج و نشان سامنے دیوانخانہ کے پہونچے تو لشکر کو اترنے کا حکم دیا خیمے ڈیرے برپا ہوگئے دوسرے روز صاحبقران ذیشان تن تنہا مرکب پر سوار ہو کر چلے اسوقت ابرق جادو قدمون پر گر پڑا کہ حضور ابھی جانے کا قصد نہ فرمائین پہلے اس غلام کو اجازت دین اگر یہ کام مجھ سے نہ بنے تو پھر آپ کو اختیار ہے صاحبقران نے طوعاً و کرہاً قبول فرمایا اسوقت ابرق جادو نے رخ اس عمارت کا کیا جس وقت قریب پہونچا تو تمام شیر حجری حرکت مین آئے اور ابرق جادو کی طرف جھپٹے ابرق جادو نے جلدی سے کچھ اسم سحر پڑھ کر دستک دی کہ جانب

صحرا سے بہت سے خرس پیدا ہوئے اور آکر شیروں سے کلہ بکلہ لڑنے لگے یہاں تک لڑے کہ گتھ کے رہ گئے اب
ابرق جادو نے عرض کی کہ یا صاحبقران آپ تماشہ ان جانوروں کی لڑائی کا دیکھتے میں جاتا ہوں اور ایک تختی لاتا ہوں
جب تک وہ تختی نہ آئے گی کام نہ چلے گا یہ کہکر جانب صحرا روانہ ہو گیا جس مقام پر کہ مقبرہ حکیم اسرار الحکمت کا بنا ہوا تھا وہاں
پہونچا اور بنو مقبرہ کی کھود کر وہ تختی ساختہ حکیم اسرار الحکمت نکال کر لایا یہاں اسی طرح شیر اور خرس سرگرم جنگ تھے آخر
سست ہو گئے اور لپٹ کے رہ گئے تھے کچھ دیر ساکت ہوتے تھے اور پھر لڑنے لگتے تھے بس ابرق جادو نے آتے ہی عکس اس
تختی کا ڈالا یہ معلوم ہوا کہ ایک برق چمکا کر گری شیر اور خرس جلکر خاک ہو گئے صاحبقران سے عرض کی کہ اب تشریف لے
امیر اس دیوانخانے میں آئے دیکھا کہ تمام حکما کی تصویریں اس میں نصب ہیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ بزم حکیمان آراستہ ہوا اور ہر شبیہ
پر نام صاحب شبیہ کا تحریر ہے امیر نے اس مقام کی سیر کی اور یہی مرکز اپنا قرار دیا جب سردار جمع ہوئے تو اجلال روشن طالع نے
دست بستہ عرض کی کہ ایک التماس میری بھی قبول ہو فرمایا بیان کرو اجلال نے تصویر ملکہ کی دے کر عرض کی کہ اس دختر کو
کنیزی میں قبول فرمائیے صاحبقران نے گردن جھکالی بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ تمہاری استدعا قبول ہے غرضکہ مختصر سا سامان
کرکے شب کو عقد صاحبقران عالی وقار کا ملکہ محبوب تمکین کے ساتھ کر دیا گیا چہر عقد صاحبقران سنکر خواجہ نے صورت اپنی
تبدیل کی اور لشکر میں پہونچے جس قدر زر و جواہر کھیا وہ ہوا سب لوٹ کر داخل زنبیل کیا اور اپنے لشکر کی راہ لی جس قدر خادم
و خدمتگار تھے محروم رہ گئے رات کو امیر و نبیل سے محبوب تمکین کے کامیاب ہوئے بطن سے اس کے ایک لڑکا پیدا ہوتا
ہے کہ نہایت جری و بہادر ہوتا ہے ذکر اس کا آئندہ دفتر میں آئے گا بسبب عقد صاحبقران عالی وقار کے کچھ دنوں رسم نامہ و
پیام ملتوی رہی یہاں تو امیر مصروف عیش و نشاط ہیں لیکن ایا

دو کلمہ داستان حیرت بیان حسین سبز قبا کے بیان ہوتے ہیں

غزل برآغاز داستان

اٹھائیں سختیاں جب سے بتوں کے دام میں آئے
وہ تھے دنیا کی جو کبھی تو کام میں آئے
کہاں تک ساتھ دے پھر وہ لباس اتفاق [illegible]
جو بجلی کی طرح چشم خیال خام میں آئے
دو پٹہ ان سے رکھا ہے گر پھر کفن تو کیا
سمجھنا زہر اسے تھی اگر بادام میں آئے
ملا تا قبر ہر منزل میں لطف آغوش مادر کا
کہ تھم [illegible] ہوئیں اور [illegible] پیام میں آئے
یہ ذائقے [illegible] دم آخر
ابلتے [illegible] دیکھنا ہے کون کون الزام میں آئے
[illegible] گھبرا ہے اگر تیرہ بختی سے
سفر لے [illegible] کلام میں آئے
گوا عالی ابتر آرزو ہی جن کی بے ربطی

شکایت کیا ہو درد و غم دل ناکام میں آئے
کلیجہ ہو جو پتھر کا تو ایسے کام میں آئے
فغاں میں درد اثر آہ دل ناکام میں آئے
جو مستقل ہے برسوں جنون کام میں آئے
کیا یہ جوش پیار [illegible] ساقی میں [illegible] غم نے
خوشی اس وقت لازم ہے کہ یہ کام میں آئے
لیے دیدار خوباں ہے زیارت کعبہ دل کی
عدم تک ملک ہستی سے بڑے آرام میں آئے
اٹھائیں سختیاں ہجر بتاں کی وہ کہ دل ٹوٹا
کہ تیرا افسوس آئے بھی تو کس [illegible] کام میں آئے
کہاں [illegible] ٹھوکروں سے کیا کوئی [illegible]
کہاں سے روشنی میرے چراغ شام میں آئے
بری اچھی کوئی تاثیر تو پیدا کریں نالے
بچا ایسے حروف قسمت سے [illegible] نام میں آئے

بنی ہو جس لیے [illegible] نہ کیوں اس کام میں آئے
نہ نکلے جو وہ حسرت کیوں دل ناکام میں آئے
[illegible] کوئی تو دے [illegible] کام میں آئے
نظر بھر کر [illegible] دیکھنے کے کیا کروں حسرت
ہوئے شیشے شکستہ بال [illegible] جام میں آئے
مریض چشم [illegible] ہو جب [illegible] نظر دیکھے
بتوں کے سلسلے سے بھی [illegible] لوگ اسلام میں آئے
لگا دے منہ سے ساقی دیر ہو گی [illegible] میں
نہ کیونکر [illegible] شیشہ جب ایسے کام میں آئے
جفائیں تو ہمیں نے ظلم سہہ کر سکھائی ہیں
جو دل بیتاب ہو کر پیش [illegible] گام میں آئے
جفا سہہ کر وفا کا نام اگر روشن کیا تو کیا
کسی تکلیف میں ہو یا خلل آرام میں آئے
[illegible] بیان سنو اے ہمدم داستان

کہ بازآمدم بر سر داستان ۔ راوی بیان کرتا ہے کہ جب حکیم اشراق الحکمت مارا گیا ہے تو ملازمین لاش اس حکیم کی
اٹھا کر لے گئے تھے بدروتے اور پیٹتے حسین سبز قبا بادشاہ شہر حسن آگین کی خدمت میں پہونچے اور لاش

۱۰

سامنے بادشاہ کے رکھدی حسین سبز قبا لاش کو حکیم اشراق الحکمت کی دیکھکر بہت رویا تمام شہر سیاہ پوش ہوا
اور لاش حکیم کی اُٹھائی گئی تمام شہر واسطے تماشے کے آیا کوئی ایسا نہ تھا جو سیاہ پوش نہو بادشاہ خود جنازے کے ہمراہ تھا اور
خیر خواہان دولت بھی ساتھ تھے لوگ کہتے تھے کہ وہ کونسا شخص تھا جس نے ایسے شخص کو مارا جس سے ساحر ڈرتے تھے
ابھی سے رعب صاحبقران شہر حسن آگین پر چھا گیا لوگون کے دلون مین ہیبت پیدا ہو گئی بے جا کے حکیم اشراق الحکمت
کو مقبرہ حکیم اسرار الحکمت مین دفن کیا یہ وہ زمانہ تھا کہ عرس حکیم اسرار الحکمت کا قریب تھا جس روز حکیم اشراق
کا تیجہ تھا اُسی روز حکیم اسرار الحکمت کا عرس تھا تمام شہر جمع ہوا اس عرس مین خوشی کے بدلے ہر ایک پر غم طاری تھا
جو شخص پیر کہ اس مقبرہ کا مجاور تھا ایک کتاب امانتاً اُس کے پاس رہتی تھی سال بھر بعد عرس مین وہ کتاب نکالی جاتی
تھی اور اُس مین سال بھر کا حال تحریر ہوتا تھا اُسی پر سب کاربند ہوتے تھے اور جو کچھ لکھا ہوتا تھا وہ ظہور مین آتا تھا مثلاً
جس سال کے بارے مین قحط لکھا ہوتا تھا اُس سال قحط ضرور پڑتا تھا لوگ اناج خرید خرید کرکے رکھ چھوڑتے تھے دوسرے
ملکون سے منگا لیتے تھے اور اپنے ملک کا غلہ کہین نہ جانے دیتے تھے جس سال وبا ہونے والی ہوتی تھی اُس کی خبر بھی اُس
کتاب سے ملجاتی تھی لوگ قبل سے جنگلون مین رہنے کا بندوبست کر لیتے تھے اور جس شخص کو اپنی عمر یا کسی اور بات کی نسبت
دریافت کرنا ہوتا تھا وہ اُسی کتاب سے فال دیکھ لیتا تھا تو معلوم ہو جاتا تھا چنانچہ اس عرس مین جو وہ کتاب نکالی گئی تو اُس مین
تحریر تھا کہ اس سال سکہ بدل جائے گا اور مکان محفوظ مثل شاہراہ کے ہو جائے گا بادشاہ نے اس عبارت کے معنی اُسی
پیر مرد سے دریافت کئے اُس نے بیان کیا کہ اس سے صاف ظاہر ہے کہ حصار ٹوٹ جائین گے اور دوسرے ملک کے لوگ
اس شہر مین آنے جانے لگین گے اور آپ کو کسی دشمن کے مقابلے مین شکست اُٹھانا پڑے گی جس سے بجائے آپ کے سکہ
اُس کے نام کا جاری ہو گا اس کے بعد تحریر تھا کہ دختر بادشاہ کا شوہر وہ شخص ہو گا جس کا مرکب ابلق اسلحہ الماس نگار ہو گا
حسن و جمال مین عدیم المثال ہو گا اور تلوار کے زور سے اس ملک مین داخل ہو گا یہ تمام باتین سُنکر بادشاہ کمال مسرور
ہوا مگر رنجیدہ بھی ہوا کہ ملک آئین مین فرق آجائے گا حکومت کو زوال ہو گا محفوظ جاتا ہے گا جب عرس برخاست ہوا
تو بادشاہ پلٹ کے اپنے ایوان مین آیا بعد چند روز کے خبر ہوئی کہ مرحلے سب ٹوٹ گئے صاحب جادو اور مصاحب
جادو مارے گئے اُس وقت بھی بادشاہ کو اطمینان تھا کہ ابھی وہ مرحلہ باقی ہے جس کا ٹوٹنا عقل مین نہین آتا یعنی دیوانخانہ
حکیم اسرار الحکمت کے شہر پھری کہ نہ وہ سحر کے بنے ہوئے ہین نہ زور سے مٹ سکتے ہین آخر مین یہ بھی خبر پہونچی کہ وہ مرحلہ
بھی شکستہ ہو گیا اب بادشاہ پریشان ہوا اس نے ایک عیار کو روانہ کیا کہ جا کے خبر لا کہ افسران لشکر حریف مین کوئی ایسا
شخص بھی ہے جس کا مرکب ابلق اور اسلحہ الماس نگار ہو اور حسن و جمال مین سب سے بہتر ہو اگر ایسا جوان ہے تو اُس سے جنگ و
جدال بیکار ہے بلکہ جس صورت سے وہ راضی ہو صلح مناسب ہے کہ کتاب حکیم اشراق الحکمت خبر دے رہی ہے کہ ایسا
شخص ملکہ کا شوہر ہو گا عیار یہ حکم پا کر براے دریافت حال روانہ ہوتا ہے اور بادشاہ انتظار مین اپنے عیار کے بیٹھا ہے لیکن ایسا

دو کلمہ داستان لشکر اسلام و ملکہ سمان تیج ابرو و خواجہ جمشران کے بیان ہوتے ہین

منیر جان حزین پر عذاب آئے گا
قیامت آئے گی جس دن شباب آئے گا
کسے خبر تھی کہ وصلت مین بھی مجھے اے شوخ
ہمارے گھر بھی کبھی آفتاب آئے گا

اسی سے جب دل خانہ خراب آئے گا
زمین سے آسمان آئینگے زلزلے مین تمام
سوال بوسہ لب پر عتاب آئے گا
راویان شکر سخن فرمایند

ابھی سے ثانیہ مختصر مین کھنچے ہین وہ
جو بات پر دل پر اضطراب آئے گا
یقین ہے چمکیگی قسمت کبھی منیر اپنی
شارح این داستان چنان کردند

راوی بیان کرتا ہے کہ بعد فتح مرحلہ حکیم اسرار الحکمت صاحبقران نے جشن خوشی کیا ہے کہ اب اس مقام پر کوئی تلاش باقی نہین

رہ گئی ہی سب دقتین طے ہوگئی ہین علاوہ اس کے نئی نئی شادی ملکہ محبوب سیمتن سی معشوقہ کے ساتھ ہوئی ہی امیر
عیش و نشاط مین مصروف تھے ایک دن عید رات شب برات ہورہی ہی کہ ایک نامہ حاکم شہر بردوان کا اجلال روشن طالع کو
پہونچا شتر سوار نے آکر نامہ دیا خیریت بیان کی اجلال نے نامہ کو کھول کر پڑھا لکھا تھا کہ اے برادر مہربان بھاوجی تمھاری
اور دختر میری اپنی بہن اور بہنوئی کے دیکھنے کی نہایت مشتاق ہی سنا ہی کہ تم نے عقد اپنی دختر کا کسی نامی شخص کے ساتھ کر دیا
ہی اگر تم اُس دختر کا آنا خلاف مصلحت سمجھو تو مجھے اطلاع دو کہ مین اُس کو نہ آنے دون اور اگر مناسب جانو تو لکھو کہ مین
اُسے بھیجدون ہرچند کہ تمھارے خداپرست ہوجانے سے میرا جی تو نہین چاہتا تھا کہ تم سے ملون یا اپنی دختر کو ملنے دون
مگر مجبور ہون کہ رشتہ میرے تمھارے انتہا کا نازک ہی جو کسی طرح قطع نہین ہوسکتا اجلال روشن طالع اُس نامہ کو لیئے
ہوئے اپنی دختر ملکہ محبوب سیمتن کے پاس آیا اور مضمون نامہ کا سنایا محبوب سیمتن اپنی پھوپی زاد بہن کے آنے
کی خبر سنکے نہایت خوش ہوئی اُسی وقت صاحبقران کو بلا بھیجا اور وہ نامہ امیر کو دکھایا اور اجازت مانگی امیر نے فرمایا کہ
وہ بہن ہی تمھاری تو بلا بھیجو کیا قباحت ہی اجلال روشن طالع نے جواب مین لکھ بھیجا کہ اے برادر یہ بات دریافت کرنے کی
کیا تھی جیسی محبوب سیمتن ویسی سہمان کج ابرو مجھے دونون برابر ہین اور تبدیل مذہب کی شکایت جو تم نے لکھی یہ
بالکل بیجا ہی اس لیئے کہ اپنی اپنی گور اپنی اپنی منزل ہی نہ تم میری قبر مین میرے بچانے کو آؤگے نہ مین تمھاری قبر مین تمھاری
امداد کر سکتا ہون اپنی عاقبت آپ ہی بھگتنا پڑے گی لہذا مین نے جس دین و مذہب کو اچھا جانا اُسے اختیار کیا میرے
تبدیل مذہب سے تمھین کسی طرح کا ضرر نہین پہونچ سکتا ہی یہ جواب نامہ کا لے کر نامہ بر روانہ ہوا اجلال روشن طالع نے
عرض کی کہ یا امیر مین تو اپنے کو غلام سمجھتا ہون لیکن بردوان شاہ میرا بہنوئی ہی اور خداپرست بھی نہین ہی جو آپ کے
مرتبے سے آگاہ ہوتا اور میرے اُس کے رشتہ نازک ہی کہ وہ اُس شخص کا بہنوئی ہی اور ملکہ سہمان کج ابرو میری بھانجی
ہوتی ہی لہذا اُس کے ساتھ ایسا برتاؤ ہو کہ سہمان کو کوئی شکایت نہ ہو صاحبقران نے ارشاد فرمایا کہ مین شاہان ہفت
ملک کو براے استقبال بھیجون گا اس لیئے کہ میری بھی تو سالی ہوتی ہی اجلال نہایت خوش ہوا لیکن نامہ دار جو نامہ لیکر
شہر بردوان مین پہونچا بردوان شاہ کو نامہ دیا بردوان شاہ نے نامہ کو پڑھا اپنی دختر کو نہایت جاہ و احتشام سے
سوار کرکے روانہ کر دیا لیکن چلتے وقت خوب سمجھا دیا کہ ان خداپرستون کے بہکانے مین نہ آجانا اور اپنا دین قدیم ترک
کرکے مذہب خداپرستی نہ اختیار کر لینا ملکہ نے عرض کی کہ مین اپنی بہن کو دیکھنے جاتی ہون یا تبدیل مذہب کرنے جاتی ہون
بلکہ سمجھا بجھا کر اپنی بہن کو بھی دین قدیم کی طرف رغبت دلاؤن گی غرضکہ ملکہ سوار ہوکر جانب لشکر صاحبقران روانہ
ہوئی قریب چالیس ہزار کے فوج بھی اس کے ساتھ ہی اور انیس جلیس مصاحبین سب ہمراہ ہین سواری اس کی نہایت
تزک و احتشام کے ساتھ چلی آتی ہی فوج کوس کوس بھر کے فاصلے سے آگے اور پیچھے چلتی ہی اس خیال سے کہ ملکہ پر کسی کی
نظر نہ پڑے اور ملکہ کے سکھپال کے پردے اُلٹے ہوئے ہین اور یہ سیر صحرا دیکھتی ہوئی چلی آتی ہی کہ نہایت نازک مزاج
ہی جسوقت یہ قریب لشکر صاحبقران پہونچی تو اس نے مقام کیا اور اپنے آنے کی خبر اجلال روشن طالع اپنے ماموں
پاس کہلا بھیجی کہ کوئی واسطے استقبال کے آئے چند سوار خبر آمد ملکہ سنانے کی غرض سے جانب لشکر اسلام روانہ ہوئے
اور باقی کوس کوس بھر کے فاصلے سے لوگ اُترے کہ ملکہ کو تکلیف نہو پردے مین نہ گھٹے ملکہ اپنے خیمے کے آگے ٹہل رہی
ہی لیکن حال درویش اصیر شامی کا سنئے کہ لشکر ان کا بھی تین چار کوس کے فاصلہ پر اُترا ہوا ہی خدا جانے یہ کیا کیا
منصوبے بنا رہے ہین کہ نہ تو یہ جھولی شہر مین جاتے ہین نہ لشکر صاحبقران مین آتے ہین منڈھی اپنی بالاے کوہ برپا
کیئے ہوئے بیٹھے ہین ہو حق کے دم بھرا کرتے ہین یہ دیکھکر فرامرز ثانی کا جی گھبرایا اس نے آکے عرض کی کہ حضور تو ابھی
یہان رونق افروز رہین گے اگر مجھے اجازت ہو تو مین شکار کو جاؤن دو چار آہو صید کرکے حضور کے واسطے بھی بھیجون
فرمایا کیا مضائقہ ہی جاؤ مگر جلد واپس آنا کہ شاید ہمارا جی گھبرائے اور ہم کوچ کرین تو تمھارے سبب سے دیر نہو اس نے

عرض کی کہ روز صبح کو جاؤن گا اور شام کو واپس آؤن گا یہ کہکر اُس نے کچھ فوج اپنے ساتھ لی اور سامان شکار فراہم
کرکے جانب صحرا روانہ ہوا صحرا مین ایک مقام پر پہونچ کے خیمہ برپا کیا اور تن تنہا مرکب پر سوار ہو کے جانب صحرا روانہ
ہوا ایک مقام پر دیکھا کہ چند آہو چر رہے ہین ایک مرتبہ آہو چاپ پاتے ہی منتشر ہو کر فرار ہوے بس فرامرز نے ایک
آہو کے پیچھے گھوڑا ڈالا آہو نہایت تیز بھاگا اس کے بھاگنے پر فرامرز کو اور غصہ آیا عہد کر لیا کہ اب اسے تھکا کے نہ مارا
تو نام اپنا فرامرز نیا پایا آہو بھاگتے بھاگتے اُسی مقام پر پہونچا جہان خیمہ ملکہ سمان کج ابرو کا برپا تھا آہو یہان آ کے
جھجکا سامنے خیمہ تھا اور پشت پر آفت ناگہانی کی طرح فرامرز چلا آتا تھا آہو چوکڑی بھولا بس ساتھ ہی بگولہ کہ دکا اٹھا
اور فرامرز ثانی پیدا ہوا اس نے آتے ہی حلقہ کمند کا آہو کی گردن مین ڈال دیا اور کود کے مرکب سے آہو کو دبوچ
کے ذبح کر ڈالا نظر جو ملکہ محبوب سیمتن کی اس جوان رعنا پر پڑی دل مائل ہو گیا یہ بھی جوانی مین بھری ہوئی تنہا اپنے
خیمہ کے آگے ٹہل رہی تھی آواز دی کہ او صیاد ظالم تو بڑا بیدرد معلوم ہوتا ہے اس خوش چشم سے تو نے آنکھ پھیر لی
اور ذبح کر ڈالا اس نے پلٹ کے دیکھا تو ایک آفت ہوش خیمہ کے آگے کھڑی ہوئی کہہ رہی ہے ملکہ بھی انتہا کی حسین
فرامرز بھی اس پر مائل ہوا کہا کہ اے ملکہ خداوند عالم نے جس چیز کو حلال کیا ہے اُسے ہم حلال سمجھتے ہین اور جسے حرام کیا
ہے اُسے حرام جانتے ہین انسان خوش چشم کو پیار محبت کی نظر سے دیکھتے ہین آہو کو ذبح کرکے کھاتے ہین اور مین نے تو آہو
کو صید کیا تم نے مجھکو صید کیا مین اس آہو کے کباب لگاؤن گا اور تم یقین ہے کہ میرا دل جلاؤ گی ملکہ نے کہا کہ اے شخص
خدا کے غضب سے ڈر تو نے تو خنجر سے آہو کو ذبح کیا مین نے کیا کیا فرامرز نے کہا کہ تمھاری تیغ نگاہ نے مجھے ذبح کر ڈالا
ملکہ نے کہا کہ اب یہان سے جاؤ ایسا نہو کوئی دیکھ لے تو مین بدنام ہون گی لوگ خدا جانے کیا خیال کرین گے فرامرز
نے کہا کہ مین کہدون گا کہ ملکہ نے مجھے اشارے سے بلایا تو مین یہان آیا ملکہ نے کہا سبحان اللہ کیا اچھی آپ کی دوستی ہے
فرامرز نے کہا کہ جب تم دشمنی کرو گی تو ہم کیون دوستی کرنے لگے ملکہ بولی آخر مین نے کیا دشمنی کی فرامرز نے کہا کہ
اگر تم سے دور رہین گے تو جلین گے مرین گے تم کو اپنی بدنامی کا اتنا خیال ہے اور ہماری جان کا ذرا بھی پاس نہین.
ہے ملکہ نے کہا کہ اگر تمکو تن تنہا آہو کا لے جانا ہے تو خیر آؤ میرے خیمہ مین بیٹھو کباب لگ کے کھاؤ جب آسودہ ہو لو گے چلے
جانا اتنے کے واسطے کسی کو ناراض کرنے سے کیا حاصل فرامرز نے دیکھا کہ یہ بھی کچھ چاہا چاہتی ہے باتین کرتی ہے عورت زبان
سے دفعتًا اقرار تو کرنے کی نہین خیر دیکھا جائے گا یہ وحشی رام ہو ہی جائے گا ہرن کو کھینچے خیمہ کی طرف لے چلا تھا کہ
ایک رکاول بھی اس کے ساتھ کا آ پہونچا فرامرز نے اُس رکاول سے کہا کہ کباب لگا رکاول نے بیٹھ کے ہرن کو
صاف کیا اور کباب لگانے لگا فرامرز ملکہ کے خیمہ مین چلا آیا اور بیٹھ گیا سہیلیون نے ملکہ سے پوچھا کہ یہ کون مردوا
ہے ملکہ نے کہا کہ بیچارہ مسافر ہے تھوڑی دیر دم لے لیگا پھر چلا جائے گا سہیلیان بولین کہ اے ملکہ یہ مناسب نہین
ہے کہ غیر مرد آپ کے خیمہ مین بیٹھے اس مین بدنامی ہوگی آپ تو بچ کے چھوٹ جائین گی آئی گئی ہمارے سر ہوگی ہماری
ناک چوٹی کی خیر نہین ہے ملکہ نے کہا کہ مردا رد یہ کوئی بات ہے کہ جس سے چاہا عیب لگا دیا خیمہ تنہا بھی تو نہین ہے لاؤ
کشتی شراب کی اُسی وقت کشتی شراب کی حاضر کی گئی کباب گرم گرم بھن کے آتے جاتے تھے یہ دونون شراب پیتے
جاتے تھے اور کباب کھاتے جاتے تھے اسی اثنا مین فرامرز نے پوچھا کہ تم کون ہو اور کہان جاتی ہو ملکہ نے کہا
کہ مین دختر ہون بردوان شاہ حاکم شہر بردوانیہ کی محبوب سیمتن دختر اجلال شاہ میری ماموں زاد بہن ہے اور
مین اُس کے دیکھنے کو آئی ہون تم کون ہو اور کس خاندان سے ہو فرامرز ثانی نے کہا کہ مین اولاد رستم سے ہون
نام میرا فرامرز ثانی ہے اور ایک مرد درویش کا مرید ہون اس طرف شکار کھیلنے چلا آیا تھا یہان آ کے تمکو دیکھا اے
ملکہ درویش ہمارے عجب باکمال شخص ہین انھون نے ایک زمانے مین سارا شہر اپنی جھولی مین اُٹھا کے رکھ لیا تھا اور
دوسرے مقام پر جھولی سے نکال کے بسا دیا تھا اب اُس شہر کو جھولی شہر کہتے ہین درویش یہان سے تین کوس کے

فاصلے سے ایک کوہ پر رونق افروز ہین ملکہ نے کہا کہ اب تم جاؤ لوگ میرے استقبال کو آتے ہون گے اگر تم کو دیکھ لین گے تو مین بدنام ہوجاؤن گی اور تمھاری جان جائے گی فرامرز نے کہا کہ اے ملکہ مین چلا تو جاؤن لیکن میرا دل تو مجھے دیدو ملکہ نے کہا کہ تمھارا دل تمھارے سینے مین ہے یا میرے پاس ہے فرامرز نے کہا جبتک مین نے تمھین دیکھا نہ تھا اسوقت تو بیشک میرا دل میرے پاس تھا لیکن اب تمھاری دزدیدہ نگاہین چرا لے گئین اب دل تمھارے پاس ہے ملکہ نے کہا پھر ہمارے تمھارے کسی مقام پر ملاقات ہوجائے گی لشکر خدا پرستان کچھ دور نہین ہے مجھے بھی صحرا مین رہنے کا شوق ہے تم پھر آنا فرامرز نے کہا کہ خدا پرستون مین جاکر کوئی ان کے دام سے نکلتا ہی نہین ہے اگر تمکو میرا پاس ہے تو اسی وقت میرے ساتھ چل چلو ملکہ نے کہا اس مین رسوائی ہوگی فرامرز نے کہا رسوائی بھی نہوگی کام بھی نکل آئے گا مین مشہور کردونگا کہ ملکہ کی طبیعت فقیر کی طرف مائل ہوئی انھون نے درویش کی مریدی اختیار کی ملکہ نے کہا کہ میری وجہ سے درویش پر بھی آفت آئے گی فرامرز نے کہا کہ درویش سے کیا مجال ہے کسی کی کہ کر سکے وہ عجب باکمال شخص ہین تم نے ابھی ان کی کرامتین دیکھی نہین ہین ملکہ بھی سوچی کہ سچ تو کہتا ہے جب لشکر مین پہونچ گئی تو میری نگرانی کامل طور سے ہوگی پھر نکلنا میرا دشوار ہوگا اب چلے ہی چلنا صلاح ہے بس ملکہ نے کہا کہ اگر چلنا ہے تو جلد نکل چلو ورنہ پھر محال ہوگا فرامرز اٹھ کھڑا ہوا سواری منگا کر ملکہ کو سوار کیا چند سہیلیان ساتھ ہولین اور بعضی رہ گئین کہ ہم تو نہ جائین گے اس مین ہمارے واسطے بدنامی ہے فرامرز ثانی ملکہ کو لیکے روانہ ہوگیا اور شام کو درویش کی خدمت مین پہونچ گیا اور عرض کی کہ شاہزادی بردوان آپکی مرید ہونے کے واسطے آئی ہے درویش حیران ہوے کہ شاہزادی بردوان کجا اور مین کجا پوچھا کہ صاف صاف بیان کرو مجھے کیا جانے فرامرز نے کہا کہ کون ایسا ہے جو حضور سے واقف نہین اس کا حسن عقیدت لے آیا ہے فرمایا تم سے کس طرح ملاقات ہوئی فرامرز نے مفصل کیفیت بیان کی کہ مجھسے شکار پر اس طرح سامنا ہوا مین نے آپکی تعریف کی اس کو اشتیاق پیدا ہوا چلی آئی اور اب کہتی ہے کہ مین ہمیشہ درویش کی خدمتگذاری مین بسر کرونگی مین نے سلطنت اور حکومت سے ہاتھ اٹھایا درویش نے فرمایا کہ لاؤ اسے فرامرز نے محافہ ملکہ کا سامنے طلب کیا ملکہ آئی اور محافے سے اتری درویش کو مؤدب ہوکے سلام کیا درویش نے دست شفقت پشت پر رکھا اور پوچھا کہ بچہ تو کیون آئی ہے کسی کے جبر سے یا اپنی خوشی سے اگر تجھے کوئی جبر سے لایا ہو تو جہان تو کہے مین حفاظت سے بھجوا دون ملکہ نے عرض کی کہ یہ کنیز اپنی خوشی سے آئی مین تنہا تو تھی نہین کہ کوئی مجھپر جبر کرسکتا فوج لشکر سب کچھ میرے ساتھ تھا مین خود آئی ہون درویش سمجھ گئے کہ معلوم ہوتا ہے ان دونون مین دلی تعلق پیدا ہوگیا فرمایا کہ خیر اگر آگئی ہو تو رہو اور فرامرز سے کہا کہ خبردار ابھی ہاتھ بھی اس کو نہ لگانا سوا دیکھو آنے کے ان کو خیال ہوا کہ مبادا صاحبقران یا کسی عزیز صاحبقران کی منظور نظر ہو تو برا ہوگا یہ لشکر سے لے تو آیا ہے جس وقت صاحبقران کو معلوم ہوگا تو قیامت بپا ہوگی اور درویش نے پہرہ عیارون اور سردارون کا گرد خیمہ ملکہ سمان رخ ابرو کے معین کردیا اب فرامرز کسی کسی وقت جاتا ہے اور ملکہ کو دیکھ آتا ہے اور کہتا ہے کہ دیکھئے وہ کونسا دن ہوتا ہے کہ وصل سے اس کے کامیابی ہوگی لیکن اب ادھر کا حال سنئے کہ صاحبقران عالیشان جو خیمہ مین ملکہ محبوب سیتن کے تشریف لائے تو دیکھا کہ ملکہ بیٹھی ہوئی کچھ تصویرین الٹ پلٹ کر رہی ہے صاحبقران نے ارشاد کیا کہ اے ملکہ کیا دیکھ رہی ہو کہا آپ بھی دیکھئے یہ تصویرین میرے عزیزون کی ہین امیر تصویرین دیکھنے لگے ملکہ بتاتی جاتی ہے کہ یہ میری پھوپی کی تصویر ہے یہ بہن کی تصویر ہے یہانتک کہ تصویر ملکہ سمان رخ ابرو کی بھی سامنے آگئی ملکہ نے کہا کہ یہ اسی بہن کی تصویر ہے جو میرے دیکھنے کو آنے والی ہے صاحبقران نے جو اس تصویر کو دیکھا تو بشرے پر شوخی پائی گئی فرمایا کہ اے ملکہ اس کے تیور سے مین مجھے یہ نہایت چالاک معلوم ہوتی ہے پشت پر صاحبقران کے طیفور پادشہ گرد عیاران کا کھڑا ہوا تھا اس کی نظر بھی پڑی اس کو نہایت پسند آئی کہا یا صاحبقران آپ سچ فرماتے ہین یہ تو عیارہ معلوم ہوتی ہے ملکہ خفا ہوئی کہ تو میری بہن کو عیارہ

بتاتا ہی جیسا آپ مکار ہی ویسے سب کو سمجھتا ہی صاحبقران نے فرمایا کہ ملکہ برا نہ مانو یہ ہمارا بھائی ہی تم سے رشتہ ہنسی
کا ہی اگر کہا تو کیا کسی کے کہنے سے کیا ہوتا ہی جب امیر تصویرین دیکھ چکے تو کچھ دیر بیٹھے رہی بعد اس کے باہر تشریف لا کے
بس طیفور قدمون پر گر پڑا فرمایا کیون کیا کشتی ہو بیان کرو طیفور نے عرض کی کہ آپ تو عقد کر چکے اور وصل سے
بھی ملکہ محبوب سیمتن کے کامیاب ہو چکے سمان بج ابرو کو مجھے دیدیجئے فرمایا کہ اسے آنے تو دو اگر وہ تم سے رضامند
ہوگی تو مین ضرور تمہارا عقد اس کے ساتھ کر دون گا طیفور یہ اقرار لے کر روانہ ہوگیا اس کے تو دل کو لگی ہوئی تھی
ہرکارون کو روانہ کر دیا کہ دیکھو ملکہ کہان تک آئی ہی یہان صاحبقران نے فرمایا کہ خضران کا بھی کہین پتہ ہی لوگون
نے عرض کی کہ جس وقت آپ درخت کو اکھاڑ کر خندق مین پھاند رہے تھے اسی وقت سے خضران بھی غائب ہین ہم
سمجھتے تھے کہ وہ آپ کے ساتھ ہون گے فرمایا کہ مجھ سے اور خضران سے پھر ملاقات نہوئی خدا جانے وہ کہان ہی
صاحبقران ثالث اس کو میرے پاس چھوڑ گئے تھے مجھے یہ تشویش ہی کہ اگر خضران کا پتہ نہ ملا تو مین جس وقت خانہ
کعبہ جاؤن گا تو ان کو کیا منہ دکھاؤن گا طیفور واپس آگیا تھا اس نے عرض کی کہ یا امیر آپ بھی کن خیالون مین ہین
وہ ایک چوٹا مکار تھا مال و اسباب میرا لے کے بھاگ گیا آپ کے سامنے زنبیل و گلیم و دیوجامہ تمام تبرکات مجھے دینے
کا وعدہ کیا تھا اسے یہ خیال ہوا ہوگا کہ اگر یہان رہون گا یا امیر سے اطلاع کر کے جاؤن گا تو یہ چیزین دینا پڑین گی
اس سبب سے وہ چپکے سے چلا گیا صاحبقران نے فرمایا کہ اگر ایسا کیا تو برا کیا اتنے مین ہرکارون نے آکر طیفور کو خبر
دی کہ ملکہ آئی ہی کوس بھر پر اتری ہی لوگ اس کے واسطے اطلاع کے آرہے ہین جب یہان سے لوگ پیشوائی کو جائینگے
تو وہ آئین گی یہ سنکے طیفور اسی وقت روانہ ہوگیا کہ مین دیکھون تو صورت ملکہ کی کیسی ہی راستے مین لوگ بھی آتے
ہوے ملے اب اسے یہ خیال ہوا کہ شاید صاحبقران مجھے بھی استقبال کو بھیجین تو چپکے دیکھنے سے ظاہر بظاہر دیکھنا بہتر ہی
یہ سوچ کے یہ پھر پلٹا یہان سوار آ پہونچے اور اجلال دشمن طالع کے خیمہ دریافت کر کے عرض کی کہ بھابی آپ کی تشریف
لائی ہین اجلال نے صاحبقران سے عرض کی کہ ملکہ آگئی ہی فرمایا جس جس کو تم کہو مین واسطے استقبال کے روانہ
کرون عرض کی کہ حضور جسے مناسب جانین ابھی زیادہ اکرام کی ضرورت نہین ہی اس لئے کہ وہ مسلمان بھی تو نہین ہی فرمایا
خیر شہریار شیر دل فرزند سلطان شاہ دردگوش کو برائے استقبال بھیجو طیفور نے حکم صاحبقران کا شہریار شیر دل کو پہونچایا
شہریار شیر دل اسی وقت دس گیارہ سو جوان اپنے ساتھ لے کر برائے استقبال روانہ ہوا اسوقت پہونچا کہ قزاق ملکہ
کو لے کے راہی بھی ہو چکا تھا اس نے سوارون کو ادھر ادھر دوڑایا کہین پتہ نہ ملا آخر ان لوگون سے پوچھا جو ملکہ کے
ساتھ آئے ہوئے تھے کہ تم نے ملکہ کی حفاظت نہ کی آخر ملکہ کہان گئی صاحبقران کو کیا جواب دوگے ان لوگون نے آکر خواصون
سے پوچھا خواصون نے سارا ماجرا بیان کیا کہ ایک شخص نے آکر آہو کو صید کیا ملکہ کے خیمے مین آکے بیٹھا کباب لگا کے آپ
بھی کھائے ملکہ کو بھی کھلائے ملکہ اسی کے ساتھ چلی گئین سنا ہی کہ وہ کسی فقیر کا مرید ہی اس نے خود ہی ملکہ سے بیان کیا تھا
کہ مین درویش امیر شامی کا مرید ہون درویش یہان سے تین کوس پر دامن کوہ مین اترے ہوے ہین یہ سنکے شہریار
شیر دل وہان سے پلٹا اور آکر خدمت مین صاحبقران والاشان کے سارا ماجرا عرض کیا اجلال دشمن طالع تو سبب
شرم کے غرق عرق ہوگیا لیکن صاحبقران کو نہایت غصہ آیا کہ اب فقیر کے چیلون کی جسارت اسقدر بڑھی کہ شاہزادیون کو
بھگا کے لے جاتے ہین اسی وقت امیر نے جام رکھوا دیا اور فرمایا کون ایسا بہادر ہی کہ جائے اور فقیر کو سزائے معقول دیکر
ملکہ کو فقیر سے چھین لائے بس یہ سنتے ہی شہریار شیر دل اپنے دلگل سے کود پڑا اور عرض کی کہ غلام ہی اس خدمت
کو بجا لائے گا ورنہ لوگ کہین گے کہ یہ خیال جلوسی تھا کہ استقبال کو گیا اور جب موقع جنگ وجدال کا آیا تو بیٹھ رہا فرمایا
صاحبقران نے کہ بہتر تمہین جاؤ شہریار شیر دل نے جام پیا سپر شمشیر لگائی اور بارگاہ سے نکل کر اپنے لشکر سے
چالیس ہزار سواران صف شکن کو ساتھ لیا اور جانب کوہ روانہ ہوا طیفور کے تو دل کو لگی ہوئی تھی جیسے اس نے

سنا تھا کہ ملکہ کو فقیر کا چیلا لے گیا دل اس کا بیتاب تھا کہ غضب ہوا ایسا نہو عقد اُس کا ملکہ کے ساتھ ہو جائے تو پھر کچھ
قابو نہ چلے گا ادھر اس نے یہ دیکھا کہ نہر بہر شیر دل چلا ہی یہ مہم سخت اس سے سر ہوتی معلوم نہین ہوتی اپنا کام اپنے
سے خوب ہوتا ہی امیر سے عرض کی کہ اگر اجازت ہو تو مین بھی جاؤن مین نے سنا ہی کہ وہ فقیر مکاری اور جعلسازی مین
یکتا ہی ایسا نہو ملکہ کو کہین غائب کر دے اور نہر بہر شیر دل سے انکار کر جاے کہ ملکہ یہان نہین ہی تو اس کو سوا چلے آنے
کے اور کچھ نہ بن پڑے گا فرمایا صاحبقران نے کہ جاؤ تمھین اختیار ہی بس طیفور بھی وہان سے روانہ ہوا ایک گھنٹہ
کے عرصہ مین نہر بہر شیر دل مع طیفور بادیہ گرد گیا لشکر کو اپنے زیر کوہ اُتارا اور طیفور کو ساتھ لے کر جانب بارگاہ درویش
امیر شاہی روانہ ہوا وہان ہرکارون نے خبر امیر شاہی کو دی کہ ایک سردار اور ایک عیار لشکر اسلام سے آیا ہی فرمایا
آنے دو جس وقت طیفور اور نہر بہر شیر دل دونون پہونچے انھون نے سلام کیا درویش نے دعا دی اور پوچھا
کہ کچھ کس سبب سے آنا ہوا ان دونون نے کہا کہ تمھارا ایک چیلا امیر کی سالی کو بھگا لایا ہی ہم اس لئے آئے ہین
کہ اُس کو اس حرکت کی سزا دین اور ملکہ کو لے جائین درویش نے کہا کیا امیر نے کسی بازاری عورت سے عقد کیا
ہی کہ بہنین اُس کی بھاگتی پڑی پھرتی ہین اگر ایسا بھی ہی تو مثل مشہور ہی کہ بھاگتے کا پیچھا نہ کرے اُسے خود ہی وہان رہنا
منظور نہو گا جبھی تو بھاگ کے چلی آئی نہر بہر شیر دل نے کہا کہ اے فقیر بہتر یہ ہی کہ زبان درازی سے باز آ امیر نے
بادشاہ شہر اعلالیہ کی دختر سے عقد کیا ہی اُس کی پھوپی زاد بہن اُس کے دیکھنے کو آئی تھی راستے سے فرامرز اُسے لے
آیا ہی بہتر یہ ہی ابھی سوار کر دو ورنہ ملکہ کے ساتھ تمھارا اور فرامرز کا سر بھی خدمت امیر با توقیر مین جائے گا درویش
نے کہا کہ بابا خفا نہو غصہ نہ کرو ملکہ کو ابھی بلانے بھیجتا ہون اور تم خود اُس سے پوچھو اگر فرامرز بجبر لے آیا ہوگا تو ضرور
ہی معلوم ہو جائے گا تم ملکہ کو اپنے ساتھ لے جانا اور اگر ملکہ نے تمھارے ساتھ جانا قبول نہ کیا تو مین ہرگز نہ لے جانے دونگا
نہر بہر شیر دل نے کہا کہ ملکہ خوشی سے جائے گی تو اور جبر سے جائے گی تو ہم لے ضرور جائین گے چھوڑین گے نہین کہ
میر سے وعدہ کر کے آئے ہین درویش نے کہا کہ اگر جبر سے لیجانا ہی تو طبل جنگ بجواؤ جس کی تلوار مین زور ہوگا ملکہ
اُسی کی ہو کے رہے گی یہ سنکے نہر بہر شیر دل پلٹ کے اپنے لشکر مین آیا اور حکم دیا اس نے کہ بجے طبل جنگ اُسی وقت
نقارہ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی خبر درویش کو ہوئی درویش نے فرامرز کو بلا کے کہا کہ کل تمھارے
جوہر دیکھنا ہی یہ صاحبقران کا سردار ملکہ کو لینے آیا ہی جس وقت میدان مین تمھارا اور حریف کا سامنا ہو تو ایک
اقرار لے لینا وہ یہ کہ ہم اگر زبر ہون گے تو خدا پرست ہونے کے علاوہ اطاعت صاحبقران کرین گے اور تم زیر ہوگے
تو تم کو درویش کا مرید ہونا پڑے گا فرامرز نے کہا کہ جو حکم ہوگا مین بجا لاؤن گا اور خدا نے چاہا تو اس جوان کو باندھ
لے آؤن گا فرمایا ہان مجھے بھی یقین ہی اس نے آ کر ملکہ سے کہا کہ تمھارے لینے کو صاحبقران کی طرف سے ایک جوان
آیا ہی کل ہمارے اُس کے مقابلہ ہوگا ملکہ نے کہا یہ کونسا ظلم ہی تم جا کے کہدو صاحبقران خود آ کے دریافت کر لین کہ ملکہ اپنی
خوشی سے یہان آئی ہی لڑنے بھڑنے سے کیا فائدہ اگر مجھے کوئی بجبر لیجائے گا تو مین اپنی جان دیدونگی فرامرز نے کہا اے ملکہ
اطمینان رکھو مین اولاد رستم سے ہون سوا اولاد صاحبقران کے دوسرا شخص میری پشت زمین کو نہین لگا سکتا ہی تم دیکھنا
کل باندھ لاؤن گا اس سردار کو یہ کہکے اپنے خیمہ مین جا کر یہ تو سو رہا لیکن ملکہ تمام رات دعائین مانگا کی جب صبح ہوئی تو
نہر بہر شیر دل اپنے لشکر کو لے کر میدان مین آیا اور صفین باندھ کر کھڑا ہوا یہان درویش بھی اپنے تخت کو اڑا کر میدان
مین آئے پشت پر تمام فوج پرے جما کے کھڑی ہوئی اور فرامرز پایہ تخت تھامے ہوے میدان مین آیا اُس طرف
نہر بہر شیر دل کو غصہ تھا میدان تیار ہوتے ہی اُس نے مرکب کو تازیانہ مارا گھوڑا بے چین ہو کر میدان مین آیا اور نہر بہر
شیر دل نے نیزے کے ہاتھ نکالنا شروع کئے دیر تک سلح شوری کرتا رہا جس وقت سراپا میدان کو دکھا کر پسینے مین
غرق ہو لیا تو ایک مقام پر ٹھہر کے اور دم کو آراستہ کر کے پکارا کہ او درویش بھیج کسی کو میرے مقابلہ کے لئے فرامرز

نے درویش کی صورت دیکھی درویش نے کہا بسم اللہ اس نے سلام کیا اور مرکب کی چھل بل دکھاتا ہوا میدان مین
آیا بہزبیر نے نیزہ سنبھالا اور سینہ پر فرامرز کے وار کیا فرامرز نے نیزہ اُس کا اپنے نیزے پر لیا طعنین چلنے لگین رد و
بدل ہونے لگی یہ معلوم ہوا کہ ایک ہالہ بندھ گیا بس ایک مقام پر نیزے سے نیزے کو لپیٹ کے جو جھٹکا مارا صاف نیزہ
ہاتھ سے بہزبیر شیردل کے نکل گیا درویش نے تعریف کی اس نے پلٹ کے سلام کیا اور بہزبیر عرق خجالت مین غرق
ہوگیا بس گھسیٹ کے تیغہ آبدار سر پر فرامرز کے وار کیا اس نے آتے تلوار کو خیال مین کرکے جھٹکی دی کہ تلوار ریٹ
پڑی کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اب کے چلنے لگے مرکب بیٹھ گئے دونون نے زین خالی کئے کشتی ہونے لگی لشکر دونون
طرف کے قریب آگئے درویش نے بھی پاس سے آکے دیکھا تو فرامرز کو چھایا ہوا پایا یہ تو اتنا کہکے چلے گئے کہ لے فرامرز
تو آج شام تک مین اسے زیر کرلے گا مین اب جاتا ہون کہ عبادت مین حرج ہوگا یہ کہکر درویش تو چلے گئے فرامرز کا دل
اور بھی بہادر ہوگیا کہ اب مین ضرور فتحیاب ہون گا لیکن بہزبیر شیردل کو غصہ آیا اور یہ اور زور شور سے لڑنے لگا ہر مرتبہ
چاہتا تھا کہ فرامرز کو اُٹھالون لیکن فرامرز جہان لنگر قائم کر دیتا تھا جگہ نچھوڑتا تھا خوب کے چلے زور کشاکش کے ہوتے ہوتے
یہان تک کہ کڑیان زرہ کی ٹوٹ ٹوٹ کے گرگئین دوپہر تک تو بہزبیر شیردل نے برابر سے فرامرز کو جواب دیے کہ
اگر وہ دس قدم دوڑا لے گیا تو یہ بھی دس قدم دوڑا لے گیا لیکن بعد دوپہر کے اب یہ نوبت آئی کہ اگر یہ دس قدم
دوڑا لے جاتا تھا تو بہزبیر بمشکل آٹھ قدم تک لے جاتا تھا تین پہر گذرنے کے بعد اب تو سانس پھول گئی اور بہزبیر
شیردل بیچ بیچ کے لڑنے لگے قریب شام فرامرز نے لنگر توڑا اور سر سے بلند کرکے آواز دی کہ کیا کہتا ہے اپنے قول پر
قائم ہے یا نہین بہزبیر شیردل نے کہا کہ اے جوان بلاشک مین تجھسے زیر ہوگیا اب مجھے تیری اطاعت مین عذر نہین ہے
خدا پرست تو ہم تم دونون ہین رہی درویش کی مریدی اس مین بھی مجھے عذر نہوگا فرامرز نے چھوڑ دیا اس نے اپنی
فوج سے کہا جسے میرا ساتھ دینا ہو وہ ادھر آئے اور جسے میرا ساتھ دینا نہو وہ چلا جائے فوج نے کہا کہ ہم ملازم ہین
آپ کے ہمین کیا عذر ہوسکتا ہے جہان آپ وہان ہم یہ سبکے سب بہزبیر شیردل کے ساتھ لشکر فرامرز مین شامل
ہوگئے فرامرز بہزبیر شیردل کو اپنے ساتھ لئے ہوئے درویش کی خدمت مین آیا درویش نہایت خوش ہوئے اور بہزبیر
کو بھی پیالہ پلا کے اپنا مرید کیا یہ رنگ دیکھکر طیفور با دیگر عیار صاحبقران نہایت پریشان ہوا اور یہ سوچا کہ
اب خالی واپس جانا تو اچھا نہین صاحبقران مجھسے وعدہ کر چکے ہین کہ مین عقد تیرا آسمان گنج ابرو کے ساتھ کر دون گا بہزبیر
شیردل زیر ہوگیا اب عیاری کرنا چاہیئے بغیر اس کے ملکہ کا ہاتھ آنا دشوار ہے بس یہ بھی درویش کی خدمت مین آیا
سلام کیا درویش نے کہا کہ تم کون ہو اس نے کہا کہ مین شاہ عیاران عیار صاحبقران ہون درویش نے کہا کہ ہم نے تو
خضران کو شاہ عیاران سنا تھا یہ تم کیسے شاہ عیاران بن گئے طیفور نے کہا کہ خضران جب تک بدیع الملک کے
ساتھ تھے اُسوقت تک شاہ عیاران تھے اب صاحبقران رابع کا زمانہ ہے اب مین شاہ عیاران ہون اس لئے کہ
صاحبقران کا عیار ہون درویش نے کہا کہ خضران کہان ہین طیفور نے کہا کہ اُس نے تمام اسباب میرا چرایا اور
خانہ کعبہ چلا گیا وہ جانتا تھا کہ جتنے تبرکات بزرگون کے ہین یہ مجھسے لیگا اور خضران کو دینا منظور نہ تھا اب انشاء اللہ
خانہ کعبہ جاکر وہین اگر خضران سے اسباب عیاری نہ لیا تو نام اپنا طیفور نہ پایا کہ اب اُن تبرکات اور باتہائے عیاری کا
مستحق مین ہون درویش نے کہا کہ اگر تمھین یہ دعوے ہے کہ مین عیار صاحبقران زمان ہون اس بنیاد پر باتہائے عیاری
کا مستحق ہون تو یہ خیال عبث ہے شاہ عیاران وہ ہوسکتا ہے جو فن عیاری مین سب عیارون پر فوق رکھتا ہو اگر تم سے
اور خضران سے مقابلہ ہو تو تم خضران پر غالب بھی آسکتے ہو طیفور نے کہا کہ مین جب چاہون خضران کو پکڑ لون
درویش نے کہا کہ اگر ایسے ہو تو بیشک تم شاہ عیاران ہو لیکن مشکل ہے اس لئے کہ خضران علاوہ اس کے کہ پوتا ہے
عمرو اول کا اور بیٹا عمرو ثانی کا ہے فن عیاری مین اپنا مثل و نظیر نہین رکھتا ہے اور مرد جہان دیدہ ہے اس نے زمانہ

صاحبقران ہمیں کا دیکھا پھر صاحبقران ثالث کے ساتھ رہا اور بڑے بڑے معرکے جھیلے ہین اب صاحبقران رابع کے پاس
تھا اس زمانہ مین بھی سنا ہی کہ اُس نے بڑی بڑی عیاریان کین طیفور نے کہا کہ مین نے ایسی ایسی عیاریان کین کہ خضران
کے جی چھوڑوا دیے بعد اس گفتگو کے درویش نے کہا کہ عیار صاحبقران سے کہدینا کہ بہتر یہ ہی کہ آکر ہمارا پالہ پہنچے نہین تو
جس طرح نہر بر شیر دل زیر ہوا ہی یہی حالت سب کی ہوگی طیفور نے ہنس کے کہا کہ اے درویش ابھی تو نے دیکھا نہین ہی
کہ لشکر صاحبقران مین کیسے کیسے سردار ہین نہر بر شیر دل کی حقیقت کیا ہی ایک دن آپ کے فرامرز صاحب اسی طرح
بندھے ہوے چلے جائین گے جس طرح وہ آج خوشی خوشی نہر بر شیر دل کو باندھ لائے ہین فرمایا کہ تو نے ابھی میرے کشف و
کرامات نہین دیکھے ہین ورنہ اس طرح کی باتین نکرتا مین چاہون تو ایک طفل سے پہلوانان صاحبقران کو زیر کرا لون غرض کہ
طیفور درویش سے رخصت ہو کر صحرا مین آیا اور اس نے رنگ و روغن عیاری چہرہ پر لگا کے صورت اپنی ایک بڑھیا کی بنائی
بال مثل روئی کے منہ مین کوئی دانت نہین کوئی نوے برس کا سن معلوم ہوتا تھا لٹھیا ٹیکتا ہوا ملکہ کا خیمہ تلاش کرتا ہوا چلا
یہان تک کہ جاتے جاتے اُس مقام پر پہونچا جہان ملکہ کا خیمہ تھا چونکہ ملکہ کو صحرائیت زیادہ پسند ہی بنا بر اس کے اُس نے
درویش سے اجازت لے کر خیمہ اپنا لشکر سے علیحدہ برپا کیا ہی پہرہ جشنون اور ترکنون کا موجود ہی کوئی مرد اس طرف نہین
آنے پاتا ہی ملکہ خیمہ مین بیٹھی ہوئی تھی اس کا جی گھبرایا دروازہ خیمہ پر آکے ٹہلنے لگی کہ ایک مرتبہ دیکھا اس نے کہ ایک بڑھیا لٹھیا
ٹیکتی ہوئی جلدی جلدی چلی آتی ہی بال اس کے اندی سے بگلے ہوے سر ہلتا ہوا کمر جھکی ہوئی جیسے ہی قریب ملکہ کے
پہونچی سلام کیا پھر چٹر بلائین لے کے کہنے لگی کہ قربان جاؤن آپ کی صورت میرے مالک سے کس قدر مشابہ ہی ملکہ نے فرمایا
کہ کون تمھاری مالک بڑھیا نے کہا یہان سے قریب ایک قصبہ ہی وہان کے رئیس کی بیٹی پاس مین کہانی کہنے مین نوکر ہون
اُن سے آپ کی صورت بہت ملتی ہی یہ سنکے ملکہ نے کہا کہ کیا تم کہانی خوب کہتی ہو بڑھیا نے کہا اسی کی روٹی کھاتی ہون ملکہ
نے کہا آج ہمین بھی اپنی کہانی سنا تو اسوقت اکیلے جی بھی گھبرا رہا ہی تم خوب آگئین بڑھیا نے کہا واری آج نہین کل سنا دیگی
مین نے بڑی مشکل سے دو روز کی رخصت لی ہی ایک روز مین اپنی بیٹی پاس رہون گی کہ اسی کے دیکھنے کو اجازت لے کر
جاتی ہون دوسرے روز آپ کی خدمت مین حاضر رہون گی ملکہ نے کہا کہ آج تم ہمارے پاس رہو کل اپنی بیٹی پاس چلی
جانا ہم تمھین خوش کرین گے انعام دین گے لیکن آج تمھاری کہانی ضرور سنین گے بڑھیا نے کہا خیر خوشی آپ کی ملکہ بڑھیا
کو ساتھ لیے ہوئے خوابگاہ مین آئی مسہری پر لیٹ رہی اور بڑھیا سے کہا کہ کہانی کہو شاید مجھے نیند آجائے تو چلی نہ جانا یہین
سو رہنا بڑھیا نے عرض کی کہ اس وقت مجھے قصہ محمود شاہ عادل کا یاد آیا ہی اُس کو سنئے اے ملکہ آفاق ایک تھا
بادشاہ ہمارا تمھارا خدا بادشاہ نام اُس کا محمود تھا نہایت رحم دل اور عدالت پناہ اور سخی تھا اسی وجہ سے لوگ اُس کو
محمود شاہ عادل کہتے تھے بعد نوشیروان کے ایسا عدل آج تک کسی نے نہین کیا ہے شہر آباد تھا رعایا شاد ہر طرف اُس کی
تھی بامراد مسرور فکر و غم نہ تھا کوئی رنجیدہ دل الم نہ تھا کوئی ایک روز اُس نے سنا کہ وزیر کی دختر نہایت نیک سیرت
اور خوبصورت ہی اس کو عقد کی خواہش ہوئی وزیر کو بلایا جب وزیر سامنے آیا تو اُس سے ارشاد فرمایا کہ مین چاہتا ہون
تمھاری دختر سے عقد کرون تمھین منظور ہی وزیر بھی عاقل و دانا تھا سوچا کہ اگر مین اقرار کئے لیتا ہون اور دختر کو میری
شادی کے نام سے نفرت ہی اُس نے انکار کیا تو بادشاہ کے سامنے جھوٹا ہونا پڑے گا یا جبر عقد کر دینا ہوگا ایسا عقد نہ تو
جائز ہوگا جو جبر کیا جائے نہ اس عقد کی خوشی ہوگی بادشاہ سے عرض کی کہ میرا تو افتخار ہی کہ اُس کو حضور کی کنیزی مین
دون آخر ایک روز عقد کرنا ضرور ہی پھر آپ سے بہتر کون ملے گا لیکن اے شہریار مثل مشہور ہی کہ ہاتھیون سے گنے
کھانا اچھا نہین ہوتا پیوند سے پیوند ملتا ہی کمخواب مین کمخواب کا پیوند زیب ہوتا ہی گاڑھے مین گاڑھے کا پیوند اچھا معلوم ہوتا ہی مخمل
مین موتیا کا پیوند کبھی زیب نہ دے گا بادشاہ نے فرمایا کہ اے وزیر یہ خیالات خام ہین اس لئے کہ سب اولاد آدم ہین
یہ اپنی اپنی قسمت ہی کہ کوئی شاہ ہوا کوئی فقیر کوئی غریب ہوا کوئی امیر کوئی حاکم ہوا کوئی محکوم ہم تم سب برابر ہین اُسوقت

وزیر نے عرض کی کہ مین دختر سے بھی پوچھ لون تو عرض کرون اس لئے کہ وہ بالغہ ہے اب بغیر اُس کی رضامندی کے
عقد صحیح نہوگا بادشاہ نے فرمایا کہ ہان اس کا مضائقہ نہین ہے وزیر وہان سے اپنے مکان مین آیا دختر کو اپنے سامنے بلایا
جب وہ حور خصال پری جمال سامنے آئی تو وزیر نے کہا کہ اے نور نظر اے پارۂ جگر اقبال تیرا یاور ہوا ستارۂ قسمت تیرا چمکا
کہ بادشاہ نے تیری خواہش ظاہر کی ہے میرا ارادہ ہے کہ عقد تیرا کر دون یہ معاملہ نازک ہے اگرچہ عورتین اپنی زبان سے نہین
کہتی ہین لیکن اس مقدمہ مین شرم نہ چاہیئے اس لئے کہ جب بیٹا بیٹی سن تمیز کو پہونچے اور نیک و بد سمجھنے کے قابل ہو گئے
پھر بغیر اُن کی رضامندی کے شادی کر دینا جائز نہین اس کا مجھ کو جواب دو حجاب نکرو کہ تمکو زندگی بھر نباہنا ہے وزیرزادی
شرما کے اپنے مقام پر چلی آئی اور قلم دوات لے کر یہ تحریر کیا کہ مجھے دنیا کے تعلق پسند نہین ہین چاہتی ہون کہ یہ چندروزہ
زندگی عبادت خدا مین بسر کرون دو روز کے عیش و آرام حشمت و جاہ سے کیا حاصل خوشی میری ہرگز نہین کہ شادی
میری کسی کے ساتھ کی جائے اور جبر کا علاج نہین اگر مین کسی وقت مین بھی شادی کو منظور کرونگی تو سوا بادشاہ کے
دوسرے کے ساتھ نہ کیجئے گا مجھے بادشاہ سے انکار نہین ہے بلکہ شادی ہی سے انکار ہے یہ جواب لکھ کے بھیجدیا وزیر اُس
کاغذ کو لئے ہوے خدمت مین محمود شاہ عادل کے آیا اور یہ جو دختر کے ہاتھ کا لکھا ہوا بادشاہ کو دکھایا بادشاہ اس عاقلانہ
جواب کو دیکھ کے چپ ہو گیا وزیر سے کہا کہ مین اپنی خواہش نفس پوری کرنے کے لئے تمہاری دختر پاکدامن پر جبر کرنا پسند
نہین کرتا اگر اُسے نہین منظور ہے نہ سہی خدا اُسے نیک توفیق عطا کرے اور وہ عصمت داری کے ساتھ عبادت خدا ہی مین اپنی
زندگی بسر کرے یہ کہکر خاموش ہو رہا بادشاہ کی رعایا مین سے ایک سوداگر تھا کہ وہ اُس وقت مین ملک التجار تھا بہت سے
جہاز اُس کے تھے ہر شہر سے بیوپار رکھتا تھا پدم ہا روپے کا آدمی تھا اور اُس کا ایک فرزند تھا مگر نہایت حسین اور نوجوان
حافظ قرآن وہ شام کو مسجد جامع مین جایا کرتا تھا اور وہان سے بعد فراغ عبادت وزیر کے مکان کی طرف سے آیا کرتا
تھا وہی راستہ اس کے مکان کا تھا اور راستہ بھر تلاوت قرآن کی خوش الحانی کے ساتھ کرتا تھا ایک روز وزیرزادی
اپنے برآمدے پر کھڑی تھی اس کے کان مین آواز جو پہونچی یہ ایسی محو ہوئی کہ سامنے سے ہٹنے کا بھی اس کو خیال
نہ رہا سورۂ اخلاص کی تلاوت نے خلوص پیدا کر دیا محو ہو گئی سوداگر بچے کی نظر وزیرزادی پر پڑ گئی شب ماہ
تھی دیکھتے ہی سوداگر بچہ محو ہو گیا تلاوت موقوف کی مصحف رخ کی زیارت مین محو ہو گیا جب آواز تلاوت موقوف
ہوئی تو وزیرزادی کو خیال آیا کہ مین ایک نامحرم کے سامنے کھڑی ہون اس نے پیچھے ہٹنے کا قصد کیا سوداگر بچے
نے کہا اے حور جنت جلوہ دکھا کے منہ چھپانا کیسا مشتاق کر کے منہ پھیرنا ہے ؎ جمال تو نے دکھا کر بگاڑ دی عادت ٭
یہ آنکھین اب نہین انتظار کے قابل ٭ وزیرزادی کو بھی یہ خیال آیا کہ جب یہ مجھے دیکھ چکا تو جیسے ایکبار دیکھا ویسے
ہزار بار اس نے سامنے آ کے کہا کہ اے جوان مین تیرے لحن داؤدی مین ایسی محو ہوئی کہ مجھے تن بدن کا ہوش
نہ رہا اگر مین پہلے سے ہٹ جاتی تو مجھے تو کیون دیکھتا اس مین سوا میرے تیری خطا نہین ہے اگر تو مجھے دیکھنا چاہتا ہے
تو پاکبازی اختیار کر کہ نہ مین گنہگار رہون نہ تو گنہگار رہو تو روز آیا کر مجھے قرآن کا سبق پڑھایا کر اور جب مجھے سبق یاد ہو جائے
تو اپنے گھر چلا جایا کر لیکن اس طرح کہ میری رسوائی نہونے پائے تجھپر بھی کوئی آفت نہ آئے اس لئے کہ وزیر کی دختر
بادشاہ کی منظور نظر ہون اگر یہ حال کھل جائے گا تو مجھ پر بھی عتاب آئے گا اور تو بھی مارا جائے گا سوداگر بچے نے کہا
کہ اے وزیرزادی مجھے آپ کا ارشاد بدل منظور ہے کور ہون وہ آنکھین جو آپ کو کسی اور نظر سے دیکھین مین بھی
احکام الٰہی کا پابند ہون شب و روز عبادت سے کام ہے ورنہ خدا نے دولت مجھے بھی بہت عطا کی ہے اگر اہل دنیا
کی طرح عیش پسند ہوتا تو کمی کس بات کی تھی مین قسم کھاتا ہون اسی کلام الٰہی کی جس کی تلاوت کیا کرتا ہون
کہ مین آپ کو ہاتھ بھی نہ لگاؤن گا سبق پڑھاؤن گا اور اپنے گھر چلا جاؤن گا وزیرزادی نے کمند لٹکا دی سوداگر بچہ
اسی کمند کے ذریعہ سے کوٹھے پر چڑھ گیا وزیرزادی اپنے کمرے مین آئی اور سامنے شمع کافوری کے کلام مجید لیکر

بیٹھ گئی سوداگر بچے نے سبق پڑھایا اور اپنے گھر چلا آیا اُس روز سے ورد ہو گیا کہ سوداگر بچہ جب مسجد سے پلٹ کے آتا تھا
تو کمند کے ذریعہ سے کوٹھے پر جاتا تھا کچھ دیر کی صحبت رہتی تھی وزیرزادی قرآن پڑھا کرتی تھی اور سوداگر بچہ صورت
دیکھا کرتا تھا جتنا وقت معین ہو گیا تھا اُتنی دیر بیٹھتا تھا اُس کے بعد اپنے گھر چلا آتا تھا دونوں کی محبت یوماً فیوماً ترقی
کرتی گئی تھی یہ تو اس رنگ میں تھے اب بادشاہ کا حال سنئے کہ اس کا یہ ورد تھا کہ روز بھیس بدل کر شہر میں نکلتا تھا
حالات شہر کے خفیہ طور پر دریافت کیا کرتا تھا اور اپنی تحقیق کے موافق مقدمات فیصل کرتا تھا لوگ سمجھتے تھے کہ بادشاہ
کو الہام ہوتا ہے کہ کوئی بات اس پر پوشیدہ نہیں رہتی ہے ایک روز بادشاہ پیادہ کی صورت بنا ہوا وزیر کے مکان کی
طرف سے گذر رہا تھا اور سوداگر بچہ اپنے گھر جانے کے لئے کوٹھے سے اُتر رہا تھا بادشاہ یہ دیکھ کر چھپ رہا جیسے ہی سوداگر
بچہ کوٹھے سے نیچے اُترا اور اپنے مکان کی طرف چلا بادشاہ نے دوڑ کے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ تو کون ہے بس رنگ سوداگر بچہ
کا فق ہو گیا اگر سچ سچ بیان کرتا ہے تو وزیرزادی کی رسوائی ہوتی ہے اس نے اُس اضطراب میں معشوق کی بدنامی کو بچایا
کہا کہ میں چور ہوں وزیر کے گھر چوری کرنے گیا تھا موقع نہ پایا جاگ ہو گئی پلٹ آیا بادشاہ جو پیادہ بنا ہوا تھا کہنے لگا
کہ کیا تو نہیں واقف کہ زمانہ کس بادشاہ کا ہے جس نے چوری کی سزا موت معین کی ہے اس نے کہا میں سب کچھ جانتا ہوں
لیکن اپنی خصلت سے مجبور ہوں پیادہ نے کہا کہ کوتوالی چلو صبح کو مقدمہ تمہارا عدالت میں پیش ہو گا اس نے کہا کہ
مجھے کیا عذر ہے میں تو جرم کا اقرار ہی کر رہا ہوں لیکن اتنا چاہتا ہوں کہ تم مجھے اسی رات کے لئے چھوڑ دو صبح کو میں
خود کوتوالی میں حاضر ہو جاؤں گا پیادہ نے کہا چور کا اعتبار کیونکر ہو اس نے کہا کہ میں ضامن دیتا ہوں پیادے نے
کہا کہ چور کی کون ضمانت کرے گا سوداگر بچے نے کہا کہ باپ میرا میری ضمانت کرے گا اس لئے کہ ملک التجار ہے اور میں اُس کا
اکلوتا بیٹا ہوں پیادہ نے کہا چلو اگر وہ ضمانت تمہاری کر لے گا تو میں تم کو چھوڑ بھی دوں گا سوداگر بچہ پیادے کو لئے
ہوئے اپنے مکان پر آیا پیادہ نے دربانوں سے کہا کہ سوداگر صاحب سے کہو کہ آپ کا لڑکا گرفتار ہوا ہے باہر آئیے سوداگر
سو رہا تھا محلدار نے جا کر جگایا اور پیام سنایا سوداگر گھبرایا ہوا باہر آیا کہ کس علت میں گرفتار ہوا یہ تو عبادت خدا میں مصروف
رہتا تھا آخر جوان تھا کوئی حرکت ہو گئی ہو گی جس وقت آیا اور کوتوالی کے پیادہ کو دیکھا پوچھا کہ تم نے اسے کس علت میں
گرفتار کیا ہے پیادہ نے کہا کہ تمہیں پوچھو سوداگر نے بیٹے سے پوچھا اس نے بیان کیا کہ میں نے چوری کی تھی سوداگر حیران ہوا
کہ یہ ایسی بات کہتا ہے جو عقل میں نہیں آتی پوچھا کہ تو نے چوری کس واسطے کی کیا تو محتاج کا بیٹا تھا سوداگر بچے نے کہا
کہ سبب نہ پوچھئے یہی جی میں آ گئی کہ جب مال سہولت سے ملے تو محنت کون کرے سوداگر نے کہا کہ اگرچہ تو میرا اکلوتا
بیٹا ہے اور سوا تیرے میرا کوئی نہیں لیکن میں چور کا شریک نہیں میں ہرگز تیری ضمانت نہ کروں گا اُس وقت یہ نہایت
مایوس ہوا اور کوتوالی کے پیادہ نے کہا کہ لے اب چلو سوداگر بچہ گردن جھکائے ہوئے اُس کے ساتھ چلا اور سوداگر
گھر میں آیا بی بی نے پوچھا خیر تو ہے یہ اس وقت کوتوالی کا پیادہ تمہارے دروازے پر کیوں آیا تھا سوداگر نے سارا
واقعہ بیان کیا وہ رونے لگی کہ اب صبح کو میرا بیٹا مار ڈالا جائے گا اور سوداگر کو بھی انتہا کا رنج ایک تو گھر کا چراغ گل
ہونے کا صدمہ دوسرے یہ رنج کہ کس بدنامی کے بعد یہ دنیا سے جائے گا جو ابد تک نامہ اعمال کی طرح اُس کے نام کے ہمراہ
رہے گی ان دونوں نے یہی مصمم قصد کر لیا کہ ادھر تو توپ کی آواز آئے اُدھر ہم خنجر مار کر جان دیدیں اور سوداگر بچہ جو
پیادے کے ساتھ مایوس چلا تو اس نے ایک گلی میں پہنچ کے کہا کہ اگر تم اجازت دو تو میں ایک دوست کو اپنے اور
پکاروں شاید وہ رات بھر کے لئے میری ضمانت کر لے پیادہ نے کہا کہ اے شخص یہ تو بتا جس کی ضمانت باپ نے
نہ کی اُس کا کون ضامن ہو گا کہا یہ سچ ہے لیکن میرے دل کی ہوس تو نکل جائے گی افسوس تو نہ رہ جائے گا کہ اگر فلاں
شخص سے کہتے تو شاید وہ ضمانت کر لیتا پیادہ نے کہا خیر تمہیں اختیار ہے اب پیادے کے ہاتھ میں سوداگر بچے کا ہاتھ
ہے دونوں ایک دروازے کے قریب آئے اور سوداگر بچے نے آواز دی کہ مرزا صاحب اندر سے آواز آئی کون سوداگر بچہ

نے کہا کہ بھائی مین ہون ذرا باہر مکان کے آؤ بڑی ضرورت ہی کہا اچھا لیکن چند منٹ گذر گئے اور وہ شخص بھی گھر سے باہر نہ نکلا
تو سونت پیادہ نے کہا اے نادان بُرے وقت مین کون کس کا ساتھ دیتا ہی جب تیرا باپ تیرا شریک نہوا تو اور کون شریک
ہوگا اس نے ایک آواز پھر دی کہ اگر نہین آتے ہو تو خدا حافظ ہین زیادہ ٹھہرنے کی فرصت نہین ہی یہ کہکر پیادے کے ساتھ
آگے بڑھنے کا قصد کیا تھا کہ دروازہ مکان کا کھلا اور آواز آئی کہ مین آپہونچا دیکھا پیادے نے کہ ایک شخص مسلح ایک رومال
ہاتھ مین لئے ہوئے گھر سے نکلا اور کہا کہ کیون بھیا خیر تو ہی مجھے معاف کرنا دیر اس وجہ سے ہوئی کہ سوچا نہین معلوم تمنے اسوقت مین مجھکو
کس ضرورت سے بلایا ہی کسی دشمن سے سامنا ہی یا روپے کی ضرورت ہی یا عورت کی خواہش ہی لہذا مین تمھارے سامنے ہتھیار لگائے
موجود ہون جسے کہو مار ڈالون اگر روپیہ کی ضرورت ہو تو یہ دو سو روپیہ میرے پاس موجود ہین اور اگر زیادہ کی ضرورت ہو تو
مین زیور تمھاری بھاوج کا اُتار لاؤن واللہ اس کے سوا اور کچھ میرے پاس نہین ہی اور اگر عورت کی خواہش ہو تو بیٹی میری
موجود ہی جاہیے اسے نکاح کر لو چاہیے متعہ پیادہ تو حیرت سے منہ دیکھنے لگا اور سوداگر بچہ نے کہا کہ اے دوست صادق میری
اتنی خواہش ہی کہ رات بھر کے لئے میری ضمانت کر لو مین نے چوری کا قصد کیا تھا اس پیادے نے مجھے گرفتار کیا ہی جانے نہین دیتا
ہی اور مجھے ایک شخص سے ملنا ضروری ہی میرے باپ نے بھی میری ضمانت نہین کی یہ سنکے مرزا صاحب نے کہا کہ اے سوداگر بچہ
چوری کیسی تم اور چوری کروگے ہرگز مجھے یقین نہین خیر اگر کیا کہین چوری کرکے آتے ہو یا کہین ڈاکہ مارا ہی جو کچھ تم نے کیا ہی مین
ضامن ہون پیادے نے کہا اچھی طرح سمجھ لو اگر یہ بھاگ گیا شاہ جی گرفتار آیا تو اس کی عوض مین تم قتل کیے جاؤگے جانتے ہو
کہ محمود شاہ عادل کا زمانہ ہی مرزا صاحب نے کہا کہ ہان ہم سب کچھ جانتے ہین پیادے نے ہاتھ چھوڑ دیا اور نام مرزا صاحب
کا پوچھا مرزا صاحب نے نام بتایا اس نے نام اور پتہ لکھ لیا بظاہر سامنے سے چلا گیا لیکن ایک گوشہ مین چھپ رہا کیونکہ اس کو
حقیقت دریافت کرنا منظور تھی کہ اصلیت اس کی کیا ہی یہان مرزا صاحب نے کہا کہ اب تمھارا جہان جی چاہیے چلے جاؤ اور خبردار
خبردار پلٹ کے نہ آنا کہو تو ایک گھوڑا بھی لا دون یہ ہتھیار میرے لگا لو اور دو سو روپیہ اپنے پاس رکھو رات ہی کسی دوسرے
ملک مین جا کے روزگار کی کوئی صورت نکال لو یہان ہم سمجھ لین گے سوداگر بچے نے کہا کہ تم کیا سمجھ لوگے جواب دیا کہ رات
ہی کو محمود شاہ کے محل مین پھاند کر اسے مار ڈالون گا اگر مرون گا تو اسے بھی مار کے مرون گا ورنہ بن پڑا تو نکل آؤن گا سوداگر بچہ
نے کہا کہ اے برادر ایسا عادل بادشاہ اور رعایا پرور کا جیکو پیدا ہوگا تم ایک میرے لئے جو اپنے کو بھی ہلاکت مین ڈالو
اور اسے بھی مارو تو کیا فائدہ ہم ایسے ہزار ہون تو ایسے بادشاہ پر سے نثار ہین اگر وہ ایسا عدل نکرے تو اس کی سلطنت
تمام امن کا ہیکو قائم رہے مرزا صاحب نے کہا کہ اچھا کہو تو اس پیادے ہی کو جا کے مار ڈالون ابھی تھوڑی ہی دور گیا ہوگا اس کے
مر جانے سے تمھاری جان بچ جائیگی سوداگر بچے نے کہا کہ ہان یہ صورت اس سے تو بہتر ہی لیکن ایک گنہگار کی جان بچانے
کو بے گناہ کی جان لینا یہ کس خدا نے کہا ہی اب مجھے اجازت دو تو مین اپنے کام کو جاؤن جس واسطے یہان سے تمھین یہ تکلیف
دی صبح ہونے سے کچھ پیشتر ہی آجاؤن گا مرزا صاحب نے کہا کہ مین تو یہ کہتا ہون کہ تم نہ آنا لیکن تم [illegible] تو بہتر
[illegible] کہکر مرزا صاحب تو گھر مین چلے آئے اور سوداگر بچہ جلدی جلدی [illegible] ہوا محمود شاہ
پیادہ [illegible] اُس نے سوداگر بچے کو جاتے دیکھا یہ بھی پیچھے پیچھے [illegible] کہا کہ اسے ٹہرنا کیا وہ
باتین جو سوداگر بچے سے مرزا نے کہی تھین وہ سب بادشاہ نے سنی تھین کہا [illegible] آگے معلوم ہی ہو جائے گا
القدم بر سر مطلب کہ جب سوداگر بچہ وزیر کے مکان کے نیچے پہونچا تو اس نے کمند ماری اور اُٹھ کے گیا کمند اسی طرح چھوڑ دی
کہ اسے پلٹ کر آنا بھی تھا محمود شاہ بھی اسی کمند کے ذریعہ سے کوٹھے پر چڑھ گیا سوداگر بچے نے جا کے آہستہ سے دروازہ
کمرہ کا کھولا دیکھا کہ ملکہ بیہوش سو رہی ہی تنہا نہ کوئی بار بردار ہی نہ خواص سوداگر بچے نے آہستہ آہستہ پکارا بھلا جوانی کی نیند
مین اس پکارنے کی کسے خبر ہوتی ہی بس اس نے احتیاط کے ساتھ چھری سے گدگدایا کہ یہ گھبرا کر اُٹھ بیٹھی سوداگر بچے
پر نظر پڑتے ہی پوچھا کہ آج یہ خلاف وقت تم دوسری بار کیون آئے کیا عہد بھول گئے اور نیت تمھاری بد ہوئی اسے شخص جو

پاک محبت مین لطف ہی اُس سے بڑھ کے ہوگا سوداگر بچے نے کہا کہ اے گوہر برج عصمت و شرافت اسوقت مین تجھ سے ملنے
کو آیا ہون کہ اب عمر بھر کے واسطے تجھسے جدائی ہوتی ہی خدا کا شکر ہی کہ اس وقت تک نیت میری پاک ہی مین صرف چاہتا ہون
کہ جس طرح تم روز مجھسے قرآن پڑھا کرتی تھین اور مین تمھین دیکھا کرتا تھا اُسی طرح آج پھر قرآن پڑھو اور مین تمھین دیکھون اور
کل سے ہمارا انتظار نہ کرنا اور اے اختر آسمان حسن مین تیرے جلوہ دیدار کو وصل سے بہتر سمجھتا تھا اگر نیت میری بد ہوتی
تو مین جگانے کے بہانے تیرے جسم نازک کو ہاتھ ہی لگا لیتا اسوقت بھی مین نے چھڑی سے گدگدا کے تمھین جگایا اور ہاتھ نہین
لگایا یا تو وزیرزادی اور کچھ سمجھ رہی تھی یہ کلمات حسرت آیات سنکے گھبرا گئی کہا کہ مفصل بیان کرو کہ کس سبب سے تم کل سے نہ
آؤ گے کیا کچھ ناراض ہوگئے یا تمہاری شادی ہونے والی ہی یا کہین کا سفر درپیش ہی سوداگر بچے نے کہا کہ شادی کا ہونا نہونا
میرے اختیار کی بات تھی مین منظور نکرتا اور اگر کر بھی لیتا تو مجھے یہان آنے مین کون حارج ہوسکتا تھا سفر بھی اپنے اختیار کی
چیز ہی گئے یا نہ گئے مجھے تمھاری نہین ہی مفلسی نہین پریشان کئے ہوئے ہی کہ مین باہر جاؤن وہ بات درپیش ہی جس کا علاج ہی
ممکن نہین آج اس وقت تم سے باتین کر رہے ہین اور کل اہل عدم سے صحبت ہوگی ملکہ نے کہا کہ للہ صاف صاف بیان کرو
اب تو میرا دل بیٹھا جاتا ہی سوداگر کی آنکھون سے آنسو جاری تھے ملکہ نے ابھی تک مفصل نہین سنا تھا لیکن اس کی آنکھون
سے بھی آنسو بہنا شروع ہوگئے تھے اب سوداگر بچے نے بیان چاہ شروع کیا کہ آج جو مین تمکو پڑھانے کے بعد کوٹھے سے نیچے
اُترا تو بادشاہی پیادے نے مجھکو پکڑ لیا اور پوچھا کہ تو کیون آتا جاتا تھا اگر مین اُس سے سچ کہتا تو تمھاری رسوائی تھی مین نے
کہا کہ مین چوری کرنے گیا تھا وہ مجھے کوتوال کے پاس لے جاتا تھا بمشکل مین اپنے مکان اُس کو لے گیا اس امید پر کہ باپ میرا میری
ضمانت کرے گا تو مین ایک بار تم سے رخصت ہونے کو چلا آؤن گا لیکن وقت بد کا کوئی شریک نہین ہی کہ باپ نے اور میری
ضمانت نکی باوجودیکہ سوا میرے اُس کے اور کوئی اولاد نہین ہی پھر مین اپنے ایک دوست کے مکان پر گیا جب اُس نے
میری ضمانت کی تو مین تم سے ملنے کو آیا اب کل صبح کو مین توپ پر باندھ کے اڑا دیا جاؤن گا یہ سنکے وزیرزادی کی عجیب حالت
ہوئی سر دھنے رونے لگی ہچکی بندھ گئی سوداگر بچہ بھی بیچارہ رو پا گیا آخر دیر کے بعد سوداگر بچے نے کہا کہ یہ تھوڑا سا وقت غنیمت جان لو
اسے تو ہنسو بولو کچھ قرآن پڑھ کے بسر کرلو وزیرزادی نے کہا کہ اے جوان اتنا زمانہ میرے تیرے محبت کو ہوا کہ تو نے
نصف قرآن سے زیادہ مجھے یاد کرا دیا لیکن خدا کا شکر ہی کہ نہ مجھ مین لغزش پیدا ہوئی نہ تیرے استقلال مین فرق آیا آج خلاف
وقت آنے اور جگانے سے مجھے تیری جانب بدگمانی ہوئی تھی لیکن اب مین یہ کہتی ہون کہ میری وجہ سے تو اس بلا مین مبتلا
ہوا اگرچہ مین وزیر کی دختر ہون تو سمجھتا ہوگا کہ اس کی سعی بکار آمد ہوسکتی ہی لیکن مین قسم کھاتی ہون کہ ہرگز بادشاہ مجرم
کو کسی کی سعی سے نہ چھوڑے گا اگرچہ تو مجرم نہین ہی لیکن اُس کی ظاہر مین تو مجرم ہی اور اگر یہ راز فاش ہوتا تو بھلا وہ رسوائی
کے بھی سزا سے موت سے نجات ملنا دشوار بات تھی کہ ایک وقت مین بادشاہ میرا خواستگار تھا اور مین نے شادی سے
انکار کیا تھا اور یہ عہد کیا تھا کہ یا تو زندگی بھر شادی نکرون گی اور اگر کرون گی تو سوا بادشاہ کے کسی کے ساتھ نکرون گی
جس وقت بادشاہ میری بد عہدی سنے گا تو کیا تجھے چھوڑ دے گا یا مجھ پر عتاب نہ آئے گا خراب تو وہ درد پیدا ہوا ہی جس کی
دوا لقمان کے پاس بھی نہین ہی جان کسی صورت سے بچ نہین سکتی اب مین یہ کہتی ہون کہ تجھکو میری محبت سے یہ ملا کہ جان
بھی جاتی ہی لہذا اب مین خوشی سے کہتی ہون کہ اس وقت مین اگر تیری جان نہین بچا سکتی تو تیری اطاعت کرنے کو موجود
ہون اگر تو نے میری خواہش کے واسطے اپنی جان شیرین عزیز نہ کی تو مین بھی تجھ ایسے باوفا پر سے اپنی عزت و عصمت
سے نثار کرتی ہون اسوقت تیرے لئے مثل ایک کنیز کے حاضر ہون جو حسرت تیرے دل مین ہو پوری کرلے مجھے ہرگز
انکار نہوگا سوداگر بچے نے ایک ٹھنڈی سانس لی اور کہا اے وزیرزادی جب مرنے کا گمان بھی نہ تھا اُسوقت تو مین
تیری عزت کا درپے نہوا اور نہ بہت روز تک خواہش کرتا اب چند ساعت کی زندگی کے واسطے عصمت مین داغ لگاؤن اپنے کو
کو تیری نظر مین حقیر بناؤن یہ مجھے منظور نہین ہی بس تم اتنا کرنا کہ جب قرآن پڑھنا کچھ ثواب مین بھی بخشدینا کہ ہم مستحق ہی

اس کے ہیں یہ سنکے وزیرزادی نے کہا کہ اچھا تو ایک بات میری گوش ہوش سے سنو قاعدہ یہ ہے کہ جب مجرم توپ پر
باندھا جاتا ہے تو منہ اُس کا توپ کے منہ کی طرف کر دیا جاتا ہے اور تم بادشاہ سے عرض کرنا کہ میری پشت توپ کے منہ کی
طرف کر دی جائے یہ بات ہرگز نہ بھولنا اور دوسری نصیحت میری یہ ہے کہ ہر طرف دیکھتے رہنا جس طرف سے بھی کوئی
نقاب دار آتے دکھائی دے تم اُسی کی طرف دیکھتے رہنا ہم آئیں گے اور وقت آخر تمھیں صورت دکھائیں گے اور تمھاری
شکل دیکھیں گے وہ وقت انھیں باتوں میں گذر گیا قرآن پڑھنے کی نوبت بھی نہ آئی سوداگر بچہ نے کہا کہ اب صبح ہوا
چاہتی ہے لے خدا حافظ یہ کہکر اُٹھ کھڑا ہوا اور حسرت سے وزیرزادی کی طرف دیکھ کے رخصت ہوا دونوں کی یہ حالت تھی
کہ موت سے پہلے مردنی چھا گئی تھی اور قوت سلب ہو گئی تھی محمود شاہ پیادہ بنا ہوا یہ تمام کیفیت چھپکے دیکھا کیا اور
باتیں سنا کیا جس وقت سوداگر بچہ رخصت ہو کے چلا تو یہ بھی جلدی سے اُسی کمند کے ذریعہ سے اُتر کر ایوان شاہی کی
جانب روانہ ہوا سوداگر بچہ کوٹھے سے اُتر کر اپنے دوست کے گھر کی طرف چلا وزیرزادی جہانتک سامنا رہا سوداگر بچہ
کو دیکھا کی جس وقت سوداگر بچہ نظروں سے پوشیدہ ہو گیا تو یہ پلٹ کے چلی آئی محمود شاہ کو مکان میں پہونچتے پہونچتے
صبح ہو گئی تھی اور دل اس کا بیتاب تھا کہ اس مقدمہ کو جلدی میں طلب کروں یہ آتے ہی لباس بدل کے تاج پہن کے
دربار میں آیا تلوار سامنے رکھکر بیٹھا اور کوتوال شہر کو طلب کیا کوتوال تھراتا ہوا آیا کہ آج کیا بات ہے مجھے بادشاہ نے کیوں
یاد فرمایا ہے کس واسطے بلایا ہے سامنے پہونچ کے سلام کیا بادشاہ نے فرمایا کہ اے کوتوال فلاں محلہ میں جو سوداگر رہتا ہے اُس کے
بیٹے نے وزیر کے گھر میں چوری کرنے کا قصد کیا تھا وہ گرفتار ہوا ایک دوست نے اُس کے اُس کی ضمانت کی وہ دوست
اُس کا فلاں مقام پر رہتا ہے اُس کے پاس جاؤ اور سوداگر بچہ کو لے آؤ اور اگر سوداگر بچہ بھاگ گیا ہو تو اُس کے دوست
کو گرفتار کر لاؤ کہ اُس نے ضمانت کی تھی کوتوال یہ حکم پاتے ہی روانہ ہوا یہاں سوداگر بچہ جلدی جلدی مکان پر اپنے
دوست کے پہونچا کنجی کھڑکھڑائی مرزا صاحب نے آواز دی کہ کون کہا میں گنہگار ہوں مرزا صاحب مکان سے باہر نکلے
سوداگر بچے کو دیکھا کہا تم کیوں آئے کہیں چلے کیوں نہ گئے سوداگر بچے نے کہا کہ اے بھائی میں احسان فراموش اور
محسن کش نہیں ہوں ابھی یہی باتیں ہو رہی تھیں کہ کوتوال پہونچ گئے کہا کہ شب کو وزیر کے مکان میں کون چوری
کرنے گیا تھا مرزا صاحب نے کہا کہ ہم گئے تھے کوتوال نے کہا کہ چلئے کہا چلو سوداگر بچہ نے کہا کہ چوری میں نے کی تھی
انھوں نے میری ضمانت کی تھی چور میں ہوں اور ضامن یہ ہیں مرزا صاحب نے بگڑ کے کوتوال سے کہا کہ آپ کی عقل کہاں
گئی ہے یہ کل کا لونڈا ہے یہ کیا چوری کرے گا چوری کرنے والوں کے بڑے دل گردے ہوتے ہیں ہم وزیر کے گھر میں پھاند کے
گئے تھے بہت سا مال پہلے ہی تڑی کیا آخیر میں پکڑ لیے گئے کوتوال حیران ہے کہ کسے چور سمجھوں کسے ضامن جانوں کہا آپ دونوں
صاحب چلئے بادشاہ چور کو آپ ہی پہچان لے گا مرزا نے کہا بادشاہ کیا پہچانے گا اس غریب بے گناہ کو نہ لے جائیے یہ کمسن ہے
میرے ساتھ حق دوستی ادا کرنے کو زبردستی مجرم بنا جاتا ہے کوتوال نے دونوں کو حراست میں لیا اور سامنے بادشاہ
کے لا کر پیش کر دیا اور عرض کی کہ حضور دونوں کہتے ہیں کہ ہم چور ہیں اب کسے ضامن کہوں کسے چور بادشاہ نے کہا ہمیں
معلوم ہے کوتوال سے سوداگر بچے کو بتایا کہ اسے پکڑ لو یہ چور ہے اور یہ مرزا ضامن ہیں چور نہیں ہیں مرزا نے کہا اے بادشاہ
عادل اگر آج تو نے اسے قتل کیا تو عادل کے بدلے ظالم مشہور ہو جائے گا اس لئے کہ یہ بے گناہ ہے بادشاہ نے کہا کہ
بس حق دوستی ادا کرنے کا وقت گذر گیا اب یہ توپ پر باندھ کے اُڑا دیا جائے گا اے کوتوال لے جاؤ اس کو اور توپ
کے منہ پر باندھ دو ہم بھی آتے ہیں تماشا اس کی موت کا دیکھیں گے کہ مرتے وقت بھی ایسے مجرم کو کچھ ندامت اپنے فعل
سے ہوتی ہے یا نہیں کوتوال سوداگر بچے کو گرفتار کئے ہوئے میدان میں لایا سامنے توپ کے باندھ دیا اس وقت
مرزا صاحب نے اینٹیں اور پتھر لا کے سامنے توپ کے جمع کرنا شروع کئے ایک چبوترہ باندھ دیا اتنے میں سواری
بادشاہ کی آئی مرزا صاحب جلدی سے اُچک کے چبوترے پر کھڑے ہو گئے کہ شاید بادشاہ آتے ہی حکم دیدے توپ میں

بھی اسی کے ساتھ اُڑ جاؤن لوگون نے منع کیا کہ تم سامنے نہ کھڑے ہو کہا اس مین بھی کچھ کسی کا اجارہ ہی کیا ہم اپنی جان
کے مالک بھی نہین ہین بادشاہ تو دوسرون کی جان کا مالک ہی محمود شاہ نے یہ سب تماشہ بھی آنکھون سے دیکھا کہ مرزا
ابتک مرنے پر آمادہ ہی یہ ضرور اپنی جان دیدیگا اب جلاد آکر ران مہتاب روشن کرکے توپ کے منہ پر مسلط ہوا
اُس وقت جلاد نے حکم طلب کیا بادشاہ نے فرمایا کہ اُڑا دے مجرم کو جلاد نے عرض کی کہ یہ مجرم بھی اپنی جان پر کھیلے
ہوے ہی بادشاہ نے کہا اسے بھی اُڑا دو اسوقت جلاد نے سوداگر بچے سے کہا کہ جو کہنا ہو کہہ لے جو سننا ہو سن لے کہ
وقت آخر تیرا ہی سوداگر بچے نے کہا کہ کوئی حسرت میرے دل مین نہین ہی لیکن اتنا چاہتا ہون کہ مین توپ پر پشت
کی طرف سے باندھ دیا جاؤن جلادون نے بادشاہ کی خدمت مین عرض کی کہ یہ اپنی حسرت بیان کرتا ہی بادشاہ نے کہا کہ کیا
مضائقہ ہی اس کی پشت توپ کے منہ کی طرف کر دو جلادون نے آکر سوداگر بچہ کو کھولا اور پشت اس کی توپ کے سینے
کی طرف کر دی کہا اور کچھ حسرت ہی کہا اتنا اور عرض کر دو بادشاہ سے کہ ایک نقابدار سبز پوش میرا دوست ہی شاید وہ
کسی سے خبر پاکر میرے دیکھنے کو آئے تو کچھ دیر اس کے انتظار کا امیدوار ہون جس وقت وہ نقابدار آجائے اُسوقت
حضور حکم موت دین بادشاہ نے اس عرض کو بھی قبول کیا لیکن سوداگر بچے کی پہلے نظر مرزا صاحب پر پڑی دیکھا کہ سامنے
توپ کے مرزا نے بہت سے کنکر پتھر جمع کرکے چبوترہ بنایا ہی اُس چبوترے پر آپ نشانہ بنے ہوے کھڑے ہین سوداگر بچہ
نے تڑپ کے کہا کہ عزیز یہ کیا حرکت ہی کیا تیرے مرنے سے میری جان بچ جائے گی مرزا نے کہا کہ تسکین ہو جائے گی ورنہ
نہ ہوگا کہ فلان شخص مرگیا وہ مرگیا تو ہم بھی مرگئے زندہ رہکے کونسا کوہ اُٹھائے سوداگر بچے نے کہا کہ بھائی تمھاری
جوان ہی بیاہی لڑکی ہی بی بی ہی اُن کی کون خبر لے گا مرزا صاحب نے کہا کہ جو تمکو مادر مین خبر لیتا ہی آغوش مین سکھاتا ہی خدا
ہی مین کہا اُس سے بڑھ کے خبر لینے والا ہون اب جان تم وہان ہم تم ابھی کچھ ہوتا تجھ پر کار ہو راستہ عدم سے پر خطر
مقام کا درپیش ہی ہم تمکو تنہا لین گے سوداگر بچے نے دیکھا کہ یہ ماننے والے نہین ہین میرا اصرار بیکار ہی ادھر اس نے
صحرا کی طرف نظر کی دیکھا کہ نقابدار سبز پوش ایک مرکب پری پیکر پر سوار چلا آتا ہی اس نے آتے آتے قریب میدان پہنچ
ایک درخت کے نیچے قیام کیا اور ایک ٹکڑا رسی کا اُس کے ہاتھ مین تھا جلدی سے ایک سرا اُس کا درخت مین باندھا
اور دوسرے سرے مین پھندا لگا کر اپنے گلے مین پہن لیا اور وقت کا منتظر ہو لیا کہ ادھر توپ پر بتی دی جائے اُدھر
مین جھٹکا مارون اور کام اپنا تمام کرون یہ بھی محمود شاہ نے دیکھا اب جلاد صرف حکم سوم کا منتظر ہی لیکن بادشاہ
تیسرا حکم نافذ نہین کرتا وزیر برابر بادشاہ کے کھڑا تھا بادشاہ نے وزیر کی طرف مخاطب ہوکے کہا کہ اے وزیر جانتے
ہو کہ یہ نقابدار کون ہی وزیر نے عرض کی کہ مین آگاہ نہین بادشاہ نے کہا یہ وہی دختر نیک اختر آپکی ہی جس کو ہمارے
عقد سے انکار تھا اور آج اس سوداگر بچے کی محبت مین جان دینے کو آئی ہی اور گلے مین پھانسی لگاکے کھڑی ہوئی ہی
بس اسی منہ پر تم اسے عصمت دار اور عبادت گذار کہتے تھے وزیر تھرانے لگا اور عرض کی کہ کیونکر عرض کرون کہ یہ
میری دختر ہی اور نقابدار بنی ہوئی اس مقام پر کھڑی ہی آجتک تو وہ کسی عزیز کے یہان بھی سوار ہوکے نہین گئی
ڈیوڑھی مین پلی ہی ہان اپنے باغ مین بیشک گھوڑے پر بھی سوار ہوکے پھرتی ہی ہوادار پر بھی پیدل بھی بادشاہ نے
کہا کہ جاؤ تم اور نقاب کسی حیلہ سے ہٹاکے دیکھ آؤ لیکن اسے اس طرح بے پردہ نکرنا کہ اور کوئی دیکھ لے نہ اُس پر کوئی
بدعت کرنا اس کا اختیار تمھین نہین ہی بلکہ ہمین ہی وزیر نے عرض کی کہ بیشک غلام ابھی جاتا ہون اور ابھی آتا ہی یہ کہکر وزیر
مرکب کو اپنے بڑھا کر اُس درخت کے نیچے آیا جہان نقابدار کھڑا تھا قریب پہونچ کے وزیر نے پوچھا کہ اے نقابدار تو کون
ہی جواب ملا کہ بندہ خدا وزیر نے کہا کہ بندہ خدا تو سبھی ہین تیرے ماں باپ تجھے کیا کہکے پکارتے ہین کہا نور نظر لخت جگر
کہا اور لوگ کیا کہتے ہین کہا جسکا جو درجہ ہوتا ہی وہ اُسی کے موافق پکارتا ہی آخر وزیر نے جھلا کے نقاب منہ سے کھینچ
لی دیکھا تو وہی آفتاب حسن ہی وزیر نے کہا کہ یہ کیا حرکت تھی بس تیور اس کے بدل گئے اور کہا کہ بس باوا جان اسوقت

بہتر یہی ہی کہ آپ میرے پاس سے چلے جائیے مین کوئی دم کی مہمان ہون ادھر آواز توپ کی ہوئی اُدھر پھندا کھنچا اگر مین
ننگ خاندان نکلی تو قصہ پاک ہوا جاتا ہی نقاب میرے چہرے پر ہی مرنیکے بعد آپ کسی کو کہدے مین تو پوا دیجئے گا کہ راز فاش
نہو چونکہ بادشاہ کی یہی ممانعت تھی وزیر نے کچھ نہ کہا اور چپکا پھرا ہوا بادشاہ کی خدمت مین آیا اور عرض کی کہ جو کچھ جہان پناہ
نے ارشاد کیا بہت بجا و درست ہی مین اس شوخ دیدہ کو ایسا نہ جانتا تھا اور اچھا ہوا کہ حضور نے اس سے عقد نفرمایا تھا اب
مجھے معلوم ہوا کہ یہی سبب تھا جو یہ عقد سے انکار کرتی تھی بیشکہ بادشاہ نے وزیر سے ارشاد فرمایا کہ تم اس کا ملال دل مین
نہ لانا خوشا نصیب اُس کے جس کو خدا ایسی پاک دامن دختر عنایت کرے اے وزیر مین اس واقعہ سے خوب آگاہ ہون
دختر تمہاری اس سوداگر بچے پر عاشق ضرور ہی اور سوداگر بچہ بھی اس پر عاشق ہی لیکن دونوں مین پاک محبت ہی اسوقت
تک ایک نے دوسرے کو ہاتھ بھی نہین لگایا ہی یہ سوداگر بچہ تمہاری دختر کو روز قرآن پڑھانے جاتا تھا مین پیادہ بنا ہوا
جاسوسی کر رہا تھا مین نے اس کو کوٹھے سے اُترتے دیکھکر گرفتار کر لیا اور پوچھا کہ تو کون ہی اس نے اپنے کو چور بتایا اور
راز محبت کو چھپایا مجھ سے رات بھر کی مہلت مانگی مین نے اجازت ندی اس نے اپنے باپ کی ضمانت چاہی وہ بھی جو حاضر
ہوا آخر یہ جو مرزا صاحب کھڑے ہین یہ اس کے دوست ہین انھون نے ضمانت کی مین نے چھوڑ دیا مگر مجھے یہ فکر تھی کہ دیکھون
یہ جو مہلت طلب کرتا ہی تو اب کہان جائے گا یہ اسی مکان پر پھر گیا مین ساتھ ساتھ تھا لیکن چھپا ہوا اس نے تمہاری دختر
کو جگایا مگر ہاتھ نہین لگایا اور اُس سے رخصت ہوا جب اُسے اس کے مرنے کا یقین ہوگیا تو اُس نے کہا کہ اگر تو نے
اپنی جان میری عزت پر سے نثار کی تو مین اپنی عصمت تجھپر نثار کرتی ہون جو تیرے دل مین حوصلہ ہو پورا کر لے اس نے
انکار کیا اور چلا آیا اے وزیر شکر خدا کرتا ہون کہ میرے عہد حکومت مین اور میرے ملک مین اس وقت ایسے ایسے پاک
دامن اور نیک خصال مرد و عورت موجود ہین اب تم اپنی دختر کو لیجا کے سامان شادی کا کرو اور سوداگر بچے کو مین لئے
جاتا ہون اور سامان شادی کا کرتا ہون وہ تمہاری دختر اور یہ آج سے میرا بیٹا ہی یہ کہکر بادشاہ قریب آیا اور کہا کہ کھولدو
اس سوداگر بچے کو لوگ حیران تھے کہ یہ کیا ہوا ابھی قتل کا سامان تھا ابھی رہائی کا حکم ہوگیا سوداگر بچے کو توپ کے منھ
سے کھول دیا بادشاہ نے جوش محبت مین سوداگر بچے کو گلے سے چپٹا لیا اور تخت پر اپنے پاس بٹھالیا اس پر لوگ اور متحیر
تھے اب بادشاہ مرزا کی طرف مخاطب ہوے اور فرمایا کہ بھئی تم تو ہمین قتل کرنے پر آمادہ تھے آؤ تلوار مارو مرزا نے عرض
کی کہ کیا مجال غلام کی بیشک اُسوقت تک میرا یہی قصد تھا مگر اب تو مین جان نثار اور بندہ بے دام ہون بادشاہ نے فرمایا
کہ دوست مین نے آج دیکھا اے مرزا نہ اُس سوداگر بچے سے بہتر نیک مرد دیکھا نہ وزیرزادی سے بہتر نیک عورت نہ تجھسے
بڑھکر یار وفادار مین نے تمکو اپنی تمام فوج کا سردار کیا مرزا کے لئے اسی وقت خلعت آیا جس وقت یہ خبر سوداگر بچے
کے مان باپ کو پہونچی قریب تھا کہ شادی مرگ ہو جائین یا تو وہ بھی آمادہ مرگ بیٹھے تھے کہ اب کوئی دم مین توپ
کی آواز آیا چاہتی ہی یا یہ خبر پہونچی کہ بادشاہ نے تمہارے فرزند کو اپنا بیٹا کیا اور وزیر کی دختر کے ساتھ شادی ہونے
والی ہی بڑھا در دولت پر حاضر ہوا اور ہزارون دعائین دینے لگا بادشاہ کو بڑی دھوم سے دونون کی شادی
ہوئی اُن کو اپنی نیک نیتی کا یہ پھل ملا کہ زندگی بھر کے واسطے رنج مفارقت جاتا رہا ایک دوسرے کے وصل سے
شاد کام ہوا جس طرح اُن کے دن پھرے اسی طرح کہنے سننے والون کے دن پھرین جب یہ کہانی تمام ہوئی تو ملکہ کی
نیند اُڑ گئی کہا اے ضعیفہ تجھے تو غضب غضب کی کہانیان یاد ہین تجھے جو کچھ تیری مالک دیتی ہی مین اُس سے چوگنا دونگی
تو میرے پاس رہا کر بڑھیا نے کہا واری مجھے عذر کیا ہی مین تو قدردان ڈھونڈھتی ہون اب ملکہ کی یہ حالت ہو کہ کروٹین
بدل رہی ہی مگر نیند نہین آتی بڑھیا نے عرض کی کہ کیا نیند نہین آتی ملکہ نے فرمایا کہ تو نے جو کچھ بیان کیا اُس کی تصویر میری
آنکھون کے نیچے پھر رہی ہی کہ بادشاہ ہو تو ایسا ہو اور مرد ہو تو ایسا ہو عورت نیک خصلت ہو تو ایسی ہو اور یار وفادار
ہو تو ایسا ہو جیسے وہ مرزا تھے بڑھیا نے کہا کہ ابھی آپ نے سنا ہی کیا ہی ایسی ایسی کہانیان سناؤن گی کہ یاد کیجئے گا میری کہا

کہانی کا اثر یہی ہو کہ نیند اُڑ جاتی ہو مین نے اس کی دوا بھی پیدا کی ہو کہ جب نیند اُڑ جائے تو وہ دوا کھا لینے سے فوراً نیند آ جاتی ہو ملکہ نے کہا کہ وہ دوا کیا ہو بڑھیا نے عرض کی کہ وہ کوہ سرمستان کی خاک ہو جو شخص رتی بھر چاٹ لے خوب نیند بھر کے سو رہے ملکہ نے کہا کہ کوہ سرمستان کہاں ہو بڑھیا نے عرض کی کہ ہیچ کو مین بہت سی خاک منگا دون گی تھوڑی سی تو اسوقت بھی میرے پاس موجود ہو آپ اسے نوش کیجیے اگر نیند نہ آئے تو میرا ذمہ مین تو بسبب پیرانہ سالی کے اکثر اس خاک کو کھایا کرتی ہون خوش ذائقہ بھی ہو قوت دار بھی اور نیند لانے مین تو اکسیر کا حکم رکھتی ہو یہ کہکر ایک پڑیا نکالی اور اس مین سے ایک چٹکی ملکہ کو چٹائی اور تھوڑی تھوڑی سب انیسون جلیسون کو دی جس نے چاٹی اس نے تعریف کی واقع مین بہت شیرین اور نہایت عمدہ ہو اور دم بھر مین سب پر غنودگی چھا گئی دراصل یہ دارو بیہوشی تھی کہ سب بیہوش ہو گئے بس طیفور نے جلدی سے چادر عیاری کمر سے کھولی اور پشتارہ ملکہ کا باندھ کر پشت پر لگایا اور قنات چاک کر کے لے نکلا کہین گتے کی چال چلا کہین سانپ کے روش زمین پکڑے پکڑے یہانتک کہ جب دور نکل گیا تو جانب لشکر اسلام روانہ ہوا وہان خواجہ خضران کو بیٹھے خیال آیا کہ عیار صاحبقران کا آیا ہوا تھا تیور اس کے بُرے تھے ایسا نہو کہ ملکہ کو لیجائے اور وہان پہونچتے ہی کسی کے ساتھ عقد ہو جائے تو فرامرز اپنی جان ہی دیدے گا بس انھون نے ایک عورت کو بھیجا کہ جا کے خبر تو لا کہ ملکہ کے یہان کیا ہو رہا ہو وہ عورت اُسوقت پہونچی کہ طیفور یہ خاک کوہ سرمستان کی تعریف کر کر کے سب کو چکھا رہا تھا اس نے آکر سب کیفیت خواجہ سے بیان کی کہ ایک بڑھیا کہانی کہنے والی کہین سے آئی ہو اس نے ایسی کہانی کہی کہ ملکہ کی نیند اُڑ گئی اس نے کوہ سرمستان کی خاک سب کو چٹائی ہو اور کہا ہو کہ اس سے خوب نیند آتی ہو یہ سنکے خواجہ فکر مین گئے کہ یہ کوہ سرمستان کی خاک کیسی ایسا نہو اس مین کچھ فریب ہو الغرض آ کے دروازہ منڈھی کا بند کیا اور وہان سے آپ پہنچے مین ملکہ کے آئے یہان عجب معرکہ دیکھا کہ کوئی ہوش مین نہین ہو ملکہ غائب ہو مسہری خالی پڑی قنات چاک ہو انھون نے پیتر ے کو دیکھا تو پہچانا کہ طیفور کا پیتر ا ہو بس انھون نے زانو پر ہاتھ مارا کہ غضب ہوا اگر یہ لشکر مین پہونچ گیا تو پھر کچھ نہ بنے گا بس اُسی وقت یہ قریب کے راستے سے پاے شاطری مارتے ہوے چلے اور یہ کوشش کی کہ مین کسی طرح منزل اول پر طیفور سے پہلے پہونچ جاؤن راوی بیان کرتا ہو کہ اس وقت خضران اُس چال سے گئے ہین جس رفتار سے عمرو خانہ کعبہ سے ڈھائی دن مین آئے تھے راستے مین ایک چوکی پڑتی ہو مسافر اسی جگہ قیام کرتے ہین اور دم لیتے ہین اس چوکی پر ایک مرد با خدا رہتا ہو کہ نام اس کا فہیم عابد ہو جو گذرتا ہو اسی طرف سے گذرتا ہو خضران لہو بورا مرد مسافر پہونچے دیکھا کہ فہیم عابد بیٹھا ہوا ہو خضران نے کہا کہ کوئی اور مسافر تو اس طرف سے نہین گیا ہو فہیم عابد نے کہا کہ بہت دیر سے کوئی راہگیر نہین دکھائی دیا اور نہ رات کو اس طرف سے لوگ آتے جاتے ہین بلکہ جب تک صاحب جادو اور مصاحب جادو زندہ تھے اُسوقت تک تو ایک بھی آتا جاتا نہ تھا اب تو اکثر لوگ آتے جاتے رہتے ہین بلکہ مین نے ساحرون ہی کے ڈر سے یہان بود و باش اپنی اختیار کی تھی خضران نے تکیا ڈوری رکھکے حقہ مانگا فہیم عابد نے حقہ لا کے رکھا خضران نے کہا تم آگ نکالو مین چلم چاے لیتا ہون فہیم عابد چقماق سے آگ نکالنے لگا اور خواجہ خضران نے چلم چائی تنباکو مین بہت سی دارو بیہوشی ملا دی کہ پیتے ہی انٹا چت ہو جاے حقہ تیار کر کے رکھا گیا خضران نے کہا کہ رات کا وقت ہو اور ابھی مجھے دور جانا ہو حقہ سلگاؤ کہ دو گھونٹ مین بھی پی لون فہیم عابد نے آگ کو دھونکنے کے دم لگایا ادھر تو منہ سے دھوان نکلا اُدھر فہیم عابد بیہوش ہو کے گرے خواجہ نے آئینہ نکالکر صورت اپنی فہیم عابد کی ایسی بنائی اور فہیم عابد کو اُٹھا کے حجرے مین ڈال دیا قضاے کار اتفاقات روزگار طیفور یادش بخیر گرد پشتارہ بدوش پاے شاطری مارتا ہوا چلا آتا ہو اور دل مین خوش ہو کہ اب اسے لے کر صاحبقران پاس پہونچا اور عقد پڑھا لیا کہ امیر عہد کر چکے ہین نہایت خوش ہو اسی خوشی مین اس کو پاخانہ معلوم ہوا اب یہ پریشان ہوا کہ کیا کرون اور کیا نکرون ذہن مین یہ آئی کہ چل کر فہیم عابد سے پانی لینا چاہیے یہ خیال کر کے چوکی پر آیا دیکھا تو فہیم عابد بیٹھے ہوے ہین حقہ آگے لگا ہوا ہو عابد

نے کہا کہ حقہ پیتے جاؤ طیفور نے کہا کہ تھوڑا پانی دو میں رفع حاجت کو جاؤں گا فہیم عابد تعلی نے جلدی سے ایک ٹین کے لوٹے
میں پانی بھر کے دیدیا اب طیفور پشتارہ ساتھ لیے جاتا ہے تو کچھ نازیبا سا معلوم ہوتا ہے کہ معشوق کا پشتارہ اور پاخانہ میں ساتھ
ساتھ آداب عشق کے خلاف سمجھ کر پشتارہ زمین پر رکھدیا اور عابد سے کہا کہ اسے دیکھتے رہنا فہیم عابد نے کہا کہ میں دیکھتا ہوں
تم جاؤ طیفور تو جنگل کو چلا گیا اور یہاں خضران نے جلدی سے پشتارہ کھول کر ملکہ کو پشتارے سے نکال کر زنبیل میں ڈال لیا
اور فہیم عابد کو کوٹھری میں سے نکال کر پشتارے میں باندھ کے رکھدیا اور آپ اسی طرح حقہ لگا کے بیٹھ رہے طیفور پاخانے سے فرصت
کر کے آیا جلدی سے پشتارہ دوش پر لگایا اور چلتا ہوا خضران نے فہیم عابد کی کل کٹھری کر لی جو کچھ اس غریب کے حجرے
میں رکھا تھا اُٹھا کر نذر زنبیل کیا اور جانب لشکر روانہ ہوے ملکہ کو تو اُسی طرح اُس کے پلنگ پر لٹا دیا اور آپ اپنے حجرے میں
چلے گئے جب صبح کو آنکھ ملکہ کی کھلی تو پوچھا کہ بڑھیا کہاں ہے خواصوں نے عرض کی کہ ملکہ کیا کہیں کہ وہ ہرستان کی خاک کا
ایسا اثر تھا کہ ہم میں سے کسی کو بھی ہوش نہ رہا معلوم ہوتا ہے وہ اپنی بیٹی کو دیکھنے کو چلی گئی خیر شام تک آہی جائے گی
ملکہ نے کہا اگر نہ آئے گی تو میں بلوا بھیجوں گی وہ پتہ تو بتا ہی گئی ہے کیا کہوں میں بھی ایسی غافل سوئی کہ ہوش ہی نہ رہا یہاں
تو یہ رنگ ہیں کسی پر ثبوت بھی نہیں ہوا کہ کیا گذر گئی لیکن اب حال طیفور کا سنئے کہ جس وقت طیفور پشتارہ بدوش
خدمت میں صاحبقران عالیشان کے پہونچا پشتارہ سامنے رکھدیا اور کہا کہ وعدہ کے موافق میرا عقد کر دیجئے فرمایا ہاں
اگر ملکہ رضامند ہوگی تو مجھے کچھ عذر و انکار نہ ہوگا میں تجھسے وعدہ کر چکا ہوں ملکہ کو ہوشیار کر کے میں پوچھ لوں طیفور نے پشتارہ
کھولا اب جو نظر پڑی ہے تو ڈیڑھ بالشت کا ڈاڑھا کھچڑی بال ایک مرد بدصورت ہے صاحبقران نے فرمایا کہ اسے یہی ملکہ ہے
بلاؤ کسی کو اسی کے ساتھ اس کا عقد پڑھ دو طیفور حیران کہ یہ کیا معاملہ ہے میں کس محنت و مشقت کے ساتھ ملکہ کو لایا تھا یہ
کیا ملکہ کوئی بلا ہے اُدھر ہوا لگتے ہی فہیم عابد کو جو ہوش آیا تو اپنے کو ایک بارگاہ آسمان جاہ میں پایا کہا کیا اچھا خواب میں
دیکھ رہا ہوں واہ رے تری قدرت کہاں میں کہاں یہ بارگاہ صاحبقران نے فرمایا کہ تیرا نام کیا ہے بیان کر فہیم عابد
نے کہا کہ میں چوکی پر رہتا ہوں مسافروں کی خدمت کرتا ہوں فہیم عابد میرا نام ہے آپ کیوں پوچھتے ہیں فرمایا کہ تم کیونکر یہاں
آگئے اس نے عرض کی کہ میں نہیں جانتا کہ یہاں مجھے کون لے آیا طیفور نے کہا کہ تمنے مجھے لوٹا پانی کا دیا تھا فہیم عابد نے
عرض کی کہ میں نے تو لوٹا وٹا کچھ نہیں دیا تھا صاحبقران نے فرمایا کہ اے طیفور اسی منہ پر تو عمرو کی جانشینی کا دعوی
کرتا ہے کہ جو تڑوں پہ پیاز کٹ گئی اور تجھے خبر نہوئی بلاؤ قاضی کو کہ پڑھ دے عقد اسی کے ساتھ طیفور نے عرض کی کہ یا
صاحبقران جس وقت میں چوکی پر پہونچا ہوں تو مجھے پاخانہ ایسا معلوم ہوا کہ ضبط نہ کر سکا تو میں نے اسی فہیم عابد سے لوٹا مانگا
اور پشتارہ اسی کی نگہبانی میں دیدیا تھا جتنی دیر میں میں پاخانہ پھر کے آیا اتنے عرصہ میں نہیں معلوم کیا ہوا صاحبقران نے
طیفور پر بہت لعنت ملامت کی اور اس کے بعد فہیم عابد کو کچھ دے کر رخصت کر دیا یہ بھی حیران تھا کہ میں کس عالم میں
تھا یہ واقعہ کیا گذرا طیفور نے کہا یا امیر درویش کے کمال کی صفت بہت سنی ہے یہ درویش کا کمال تھا جس نے مجھے
دھوکا دیا خیر اب جاتا ہوں کان لیتے کہ کہیں نہ چوکوں گا لیکن جس وقت میں ملکہ کو لے کے آؤں اسی وقت عقد میرا
کر دیجئے گا فرمایا کہ جب میں وعدہ کر چکا ہوں تو مجھے عذر ہی کیا ہے تم کہیں ملکہ کو تو لاؤ طیفور دوبارہ جانب لشکر درویش
روانہ ہوا ہرکارے درویش کے لگے ہوئے تھے یہ تمام خبر ہرکاروں نے جا کر درویش سے بیان کی خضران بہت ہنسے
اور یہ بھی معلوم ہوا کہ طیفور جھلایا ہوا پھر آتا ہے بس یہاں خواجہ خضران نے ایک بڑھیا حبشن کو زنبیل سے نکالا کہ [illegible]
کی لوٹ میں اسے پکڑ کے زنبیل میں رکھ لیا تھا عمرو ثانی کے وقت سے یہ زنبیل میں تھی خواجہ نے اس کو زنبیل سے
نکالا اور فرمایا کہ تو نے کبھی اپنی صورت بھی دیکھی ہے اس نے عرض کی کہ عہد شباب میں میں نے اپنی شکل دیکھی تھی اس وقت
سے آئینہ ہی نصیب نہوا کہ اپنی شکل دیکھ سکتی خواجہ نے اس کی حالت پر عبرت کی اور آئینہ نکال کر اس کو دکھایا تو حبشن
کو اپنی صورت سے تنفر ہوا خواجہ نے اس کے بعد تصویر سمان رخ ابرو کی اس کو دکھائی اور فرمایا کہ اگر تمہاری صورت

ایسی ہو جائے تو تم کچھ خوش ہوگی جلبشن اس تصویر کو دیکھکر بیتاب ہوگئی کہنے لگی کہ خدا نے تو ایسی صورت بنائی نہین تم
کیونکر بنا دوگے فرمایا ہم تو بنا دین گے اور اُسی وقت رنگ و روغن عیاری لگا کر چوکا دانتون کا درست کرکے جب اُسے
بالکل ملکہ کی صورت بنا لیا تو پھر آئینہ دکھایا یہ جلبشن صورت اپنی دیکھکے نہایت خوش ہوئی خواجہ نے کہا کہ تیری شادی
ایک جوان و حسین کے ساتھ ٹھہرا دین گے تو زبان سے کچھ نہ کہنا قاضی پوچھے تو ہنکارا بھر دینا جلبشن نہایت خوش ہوئی
اب خواجہ نے ملکہ کے خیمہ مین آکر مزاج پرسی کی خواصون کو ہٹا دیا کہ ہمین کچھ راز کی باتین کرنا ہین جب تخلیہ ہوگیا تو خواجہ
نے عطر کی روئی سنگھا کر ملکہ کو تو بیہوش کرکے زنبیل مین ڈال لیا اور جلبشن کو زنبیل سے نکال کر پلنگ پر لٹا دیا خواصون
کو بلا لیا اور کہا کہ ملکہ کے سر مین درد تھا مین نے دوا سنگھائی جس سے نیند آگئی ہے اب ہرگز بیدار نکرنا تم بھی جاؤ لیتے
اپنے ٹھکانے ہو رہو باہر پہرہ دارون نے فرصت پائی ہر ایک اپنے اپنے مقام پر آکے مصروف آرام ہوئے خواجہ آکر اپنی
مسند ہی مین بیٹھ رہے یہان طیفور جو آیا تو دیکھا اس نے کہ آج تو بالکل سناٹا ہے بس اس نے ایک درخت کے نیچے بیٹھ کے سرنگ
لگانا شروع کردی دم بھر مین دہن نقب کا مسہری کے نیچے لیجا کے توڑا اور نکل کے جو دیکھا تو سناٹا پایا بس جلدی سے
پشتارہ جلبشن کا باندھ کے اسی دہن نقب کے ذریعہ سے لے نکلا راتا رات آکر لشکر مین پہونچا اپنے خیمہ ہی مین پشتارہ رکھا
خیمہ کو بتیہ رات مین خوب آراستہ کیا مسہری بچھی دل مین نہایت خوش ہے کہ اب وصل حاصل ہوگا جلبشن کو پشتارے
سے نکال کر مسہری پر لٹا دیا اور خدمت مین صاحبقران عالیشان کے حاضر ہوکر عرض کی کہ یا امیر مین ملکہ کو لے آیا فرمایا
کہان ہے کہا میرے خیمہ مین ہے فرمایا چلو مین چلتا ہون ساتھ ساتھ طیفور کے خیمہ مین تشریف لائے یہان ہوا لگنے سے آنکھ
جو اس جلبشن کی کھلی تو اپنے کو عجب مقام جنت نشان مین پایا خوشبو پھولون کی چلی آتی ہے مسہری پر ہار لپٹے ہوئے ہین
پھولون کی پنکھڑیون کا بچھونا ہے خیمہ مثل خوابگاہ سلاطین کے آراستہ ہے یہ دل مین نہایت خوش ہوئی صاحبقران نے دیکھا
ارشاد فرمایا اے طیفور ملا لا قاضی کو عقد کرلے اور اُس عورت سے پوچھا کہ تجھے عقد اپنا اس میرے عیار کے ساتھ منظور ہے
اُس نے کس خوشی سے ہنکارا بھر دیا طیفور خوشی خوشی گیا اور قاضی کو بلا لایا صاحبقران نے طیفور کے ساتھ عقد پڑھا دیا
قضاے کار اُسی وقت اُس جلبشن کو چھینک آئی تڑاق سے چوکا دانتون کا منہ باہر آپڑا اب تو طیفور پریشان ہوا کہ یہ کیا
ہوا دانت جو اُٹھا کر دیکھے تو مصنوعی بنے ہوئے دانت تھے اب تو طیفور نے منہ پر ہاتھ پھیرا رنگ و روغن عیاری جا بجا
سے چھوٹ گیا کہین سے تو چہرے کی سیاہی جھلکنے لگی اور کہین روغن کی سپیدی باقی رہ گئی طیفور نے کہا ارے تو
کون ہے یہ تو ابلقی رنگ ہوگیا جلبشن اُٹھ کے پیٹنے کو دوڑی طیفور پیچھے ہٹا اس نے کہا یا صاحبقران آپ گواہ رہیے گا کہ آپکے
سامنے عقد ہوا ہے اسی چاوسے لایا تھا اور اب یہ مجھسے بھاگتا ہے امیر نے کہا کہ تجھکو اسی کے ساتھ رہنا ہوگا ارے یہ تو کسے
لے آیا طیفور نے کہا کہ یا امیر اس بلا کو نکالئے صاحبقران ہنس رہے ہین طیفور بھاگتا پھرتا ہے اور یہ جلبشن پیچھے پیچھے دوڑتی
پھرتی ہے آخر طیفور نے شمشیر کی مارے پلٹ کے ایک ہاتھ مار دیا کہ وہ بیچاری جان بحق تسلیم ہوگئی اب تو صاحبقران
کو طیش آیا فرمایا کہ بس اسی منہ پر خضران سے یا نہاے عیاری کا دعوی کرتا ہے جا دور ہو میرے سامنے سے خبردار اب
میرے سامنے نہ آنا طیفور شرمندگی مین خیمہ سے نکل گیا اور کہا کہ یا امیر یہ درویش کا کوئی کرشمہ ہے کہ دو مرتبہ مین بڑی
محنت و مشقت سے ملکہ کو لایا اور دونون دفعہ ملکہ غائب ہوگئی اب اگر اس فقیر سے بدلہ نہ لیا تو نام اپنا طیفور نہ رکھونگا
یہ کہکر طیفور تو اُسی وقت وہان سے نکلکر روانہ ہوا یہان جوہر کا رے خواجہ کے لگے ہوئے تھے انھون نے ساری
کیفیت خواجہ خضران سے بیان کی خضران بہت ہنسے اور کہا کہ اگر ایسے ہی ایسے چوکے رہین دعوکا دیجایئن تو ہے بات۔

چند کلمے داستان پردوان شاہ پدر ملکہ سہمان کج ابرو کے بیان کئے جاتے ہین

غزل برآغاز داستان ۔ آہون سے شب غم کی سحر کی نہین جاتی || اشکونسے قیامت بھی اٹھائی نہین جاتی

کس دل کا ہے کیا حال خبر لی نہیں جاتی
لے لیتے ہیں جو چیز تو پھیری نہیں جاتی
ہنسا کبھی ہنسا کر کبھی غیروں کو رُلاؤ
سیدھی تو کوئی بات کبھی کی نہیں جاتی
رہتا ہے تصور کبھی تصویر تمھاری
بیتاب ہے دل تم سے جو دیکھی نہیں جاتی
یہ بیچ ہی قہر ستم ہے یہ تغافل
جو دل میں شکایت تھی وہ اب کی نہیں جاتی
کیوں مجھ سے خفا ہو گئے کیوں پھیر لیں آنکھیں
بیشک یہ کمال اپنی تعلی نہیں جاتی

شرمائے چلے جاتے ہو شوخی نہیں جاتی
بوسہ جو نہیں دیتے تو بوسہ کی طلب پر
ان کی بھی زبان پر ہو یہ شوخی نہیں جاتی
ہر دم ہے ترا دھیان تری یاد تری دید
تنہا تو شب ہجر بسر کی نہیں جاتی
کیوں چھیڑتے ہو جب یہ کہا ہنس کے وہ بولے
کچھ چاہنے والوں کی خبر لی نہیں جاتی
صدقے ہے شرارت تری شرمائی ادا پر
آتی ہے طبیعت تو وہ پھیری نہیں جاتی

دل دے کے جو مانگا تو نگہ پھیر کے بولے
منہ پھیر کے گالی بھی کوئی دی نہیں جاتی
آتے ہیں بل ابرو پہ نگہ ہوتی ہے ترچھی
آنکھوں میں چھپی ہے جو تجلی نہیں جاتی
اٹھ جاؤ کہ سینے سے مرے ہاتھ اٹھا لو
معشوق کی طینت میں ہے شوخی نہیں جاتی
دیکھا جو انھیں شکر خدا کرنے لگے ہم
پھر کہدے مری آنکھ سے شوخی نہیں جاتی
کرتے ہیں حسینوں سے بہت عشق کے دکھڑے

راوی بیان کرتا ہے کہ یہ خبر اجلال شاہ نے بردوان شاہ کو بھیجی کہ اے برادر تم نے اپنی دختر کو ہمارے پاس بھیجا تھا لیکن اُس دختر نے یہ حرکت کی کہ قبل ہمارے پاس آنے کے وہ درویش امیر شاہی کی جا کے مرید ہوئی پیالہ پیا اور اب درویش ہی کے یہاں ہے صاحبقران نے اُس کے لینے کے واسطے ایک سردار کو بھیجا تھا درویش کے ایک چیلے نے اُسے بھی زیر کر کے مطیع کر لیا اور ملکہ کو لاکھ بلاتے ہیں وہ نہیں آتی لہذا ہم تمھیں اطلاع دیتے ہیں کہ وہ تمھاری دختر ہے تم جو مناسب جانو وہ اُس کے حق میں کرو اگر ملکہ رضامند نہوئی تو صاحبقران قیامت برپا کر دیتے مگر چونکہ ملکہ خود اُسی درویش کی رضامند ہے اس سے مجبوری ہے جب نامہ اس مضمون کا لیجا کے قاصد نے بردوان شاہ کو دیا پہلے تو بردوان شاہ سمجھا کہ خیریت نامہ ہوگا جب اُس نامہ کو اس شر و فساد سے مملو دیکھا اس کو نہایت غصہ آیا بیٹا اسکا پہلوان زبردست ہے کہ نام اُس کا طماس تیغزن ہے اس نے طماس سے کہا کہ اگر تمکو غیرت و حمیت ہے تو جا کر فقیر کو سزائے معقول دے اور اپنی بہن کو اس سے چھین لا کہ اُس نے اطاعت درویش کی اختیار کر لی ہے یہ سنکے طماس طیش کھاتا ہوا اُٹھا اور ایک لاکھ جوان صف شکن اپنے ہمراہ لیکر جانب کوہ روانہ ہوا وہاں درویش بالائے کوہ بیٹھے تھے کہ جانب صحرا سے متصل گرد و غبار بلند ہوا درویش نے ہرکاروں کو واسطے دریافت حال کے روانہ کیا ہرکارے گئے اور خبر لیکر آئے عرض کی کہ اے مرد باخدا ملکہ سیمان رخ ابرو کا بھائی اپنی بہن کے لینے کو آتا ہے فرمایا کچھ پروا نہیں آنے دو تھوڑی ہی دیر میں دامن گرد شگافتہ ہوا اور دل گردے سے ایک لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت سے طماس تیغزن پیدا ہوا اور اس نے آکر خیمہ برپا کیا اور وہاں سے تن تنہا جانب کوہ روانہ ہوا جس وقت سامنے درویش کے پہونچا کہا او فقیر یہ تو نے کیا حرکت کی کہ شاہزادی کو اپنا مرید کیا یہ جعلسازی اپنی عوام الناس تک رہنے دے اس کی سزائے سخت تجھکو دیجائے گی اور بہتر یہ ہے کہ ملکہ کو ہمارے حوالے کر درویش نے کہا کہ بابا فقیر پر کیوں غصہ کرتے ہو فقیر کسی کو بلانے نہیں جاتا ہے جو کوئی اپنی خوشی اعتقادی سے آکر فقیر کا پیالہ پیتا ہے اُس کا پاس فقیر کو بھی ہو جاتا ہے اگر بہن تمھاری جانے پر رضامند ہو بخوشی اُس کو لے جاؤ میں مانع نہیں اور اگر وہ بخوشی نہ جائے گی تو پھر ہم اُسے جانے نہ دینگے طماس نے کہا کہ میں ضرور ملکہ سے پوچھونگا درویش نے فرامرز کیطرف اشارہ کیا کہ تم ساتھ جاؤ فرامرز طماس کو اپنے ساتھ لیکے ملکہ کے خیمہ کے دروازے پر آیا طماس سے کہا آپ پکاریئے اپنی بہن کو یہیں سے پوچھیئے اگر وہ رضامندی ظاہر کرے آپ لیجائیے طماس نے آواز دی ملکہ اپنے بھائی کی آواز سنکے کسقدر خائف ہوئی جواب میں دیر کی فرامرز نے آواز دی کہ اے ملکہ بھائی تمھارے لینے کو آئے ہیں درویش نے ارشاد کیا ہے کہ اگر ملکہ راضی ہو تو اُس کو لے جاؤ لہذا اگر تمھیں اپنے بھائی کا ساتھ منظور ہو تو چلی جاؤ ورنہ اپنی زبان سے کہدو کہ تمھیں کیا منظور ہے جس وقت یہ آواز ملکہ کے کان میں پہونچی دل اس کا ... فرامرز ساتھ ہوا اب یہ مجبور جبر نہ کرنے پائے گا لہذا اس نے جواب دیا کہ اے برادر عالی مقدار

میری جانب سے والد ماجد کی خدمت میں تسلیم عرض کیجیے گا اور کہہ دیجیے گا کہ مجھے فقیری اچھی معلوم ہوتی ہے لہذا میں تو نہ جاؤنگی
اگر والد ماجد یا آپ یا اور کوئی عزیز مجھسے ملنا چاہے تو یہیں آکے مل لے اور مجھے جانا منظور نہیں ہے میں نے دنیا داری کو
ترک کر کے گوشہ قلندری اختیار کی یہ کہکے اسنے اندر خیمہ کے جانے کا قصد کیا فرامرز نے بازو پکڑ لیا اور کہا کہ اگر ملکہ رضامند
ہوتی تو مضائقہ نہ تھا اب ہم آپ کو خیمہ میں نہ جانے دینگے اگر آپکا اپنے دست و بازو پر بھروسہ یا فوج پر گھمنڈ ہے تو
جا کر طبل جنگ بجوا دو جسکو خدا غلبہ دے وہ ملکہ کو لے اپنے قبضہ میں کرے یہ کلمہ طہماس کے اور بھی خلاف گذرا کہ میری
ہی بہن اور مجھی کو اختیار حاصل نہیں ہے اسی وقت پلٹا اور آتے ہی اس نے طبل جنگ بجوا دیا یہاں فرامرز نے بھی نقارہ زرہی
بجوایا دونوں طرف تیاریاں جنگ کی ہونے لگیں تمام رات تیاری جنگ میں گذری صبح کو دونوں فوجیں وعدہ گاہ
مصاف میں پہونچکر صف آرا ہوئیں درویش بھی تخت پر سوار ہو کر تماشہ دیکھنے کو آئے طہماس تیغزن غصہ میں بھرا ہوا
میدان میں آیا اور پکارا کہ او فقیر بھیج کسی کو میرے مقابلے کے لیے اسوقت شیر دل نے فرامرز سے کہا کہ اگر اجازت
ہو تو میں جا کر اس سے سامنا کروں فرامرز نے کہا کہ تم مقابلہ نہ کرو یہ حق میرا ہے یہ کہکر مرکب کو بڑھایا اور سامنے تخت درویش
کے آ کر اجازت خواہ میدان مصاف ہوا درویش نے کہا کہ جاؤ حافظ حقیقی نگہبان ہے فرامرز سلام رخصت کر کے میدان
میں آیا اور طہماس تیغزن سے سامنا کیا طہماس تیغزن نے نیزہ مارا فرامرز نے نیزے کو نیزے پر لگا تھا نیزہ بند سے اور کھلنے
لگے اسی حالت میں فرامرز نے نیزہ طہماس کو اپنے نیزے میں پیٹ کے جو جھٹکا مارا صاف نیزہ ہاتھ سے طہماس کے نکل گیا
بس نیزہ نکلتے ہی دنیا ننگا ہو دن میں طہماس کے تیرہ و تار ہو گئی تلوار کمر سے کھینچ کے سر پر پڑا فرامرز نے وار رد کرنا
شروع کیے اسی حالت میں فرامرز نے بھی ایک ہاتھ تلوار کا مارا طہماس نے سپر کھینچی کو کھینچا تلوار گردن مرکب پر پڑی
کہ مرکب طہماس کا مرکب آتشبازی ہو گیا چرخ مارنے لگا طہماس نے زین خالی کیا اور تلوار کھینچکر جھپٹا کہ اس کے
مرکب کو بھی بے کر ڈالوں لیکن فرامرز ارادہ اسکا فاسد دیکھکر مرکب سے کود پڑا طہماس نے پھر تلوار ماری فرامرز
نے بند دست پر ہاتھ ڈالدیا اور چاہا کہ مروڑکر ہاتھ تلوار چھین لوں طہماس نے تلوار ہاتھ سے پھینکا کے گریبان میں
ہاتھ ڈال دیا اور کشتی ہونے لگی دن بھر کی کشتی میں فرامرز نے طہماس تیغزن کو سر سے بلند کر کے زمین پر مارا اور کہا
کیا کہتا ہے اطاعت درویش میں طہماس نے درویش کو برا بھلا کہا فرامرز نے باندھ کے عیار کے حوالے کر دیا اور نقارہ فتح
بجاتا ہوا میدان سے پھرا اور طہماس کو اسیر غل و زنجیر کر کے زندانخانے میں بھجوا دیا ملکہ کو خبر ہوئی کہ بھائی میرا اسیر ہوا اس نے
سجدہ شکر کیا کہ اگر طہماس غالب آتا تو مجھے چھین کے لے جاتا اور بہت ظلم کرتا لیکن فوج طہماس کی پلٹ کر جانب شہر بردوان
روانہ ہوئی بردوان شاہ اس انتظار میں بیٹھا تھا کہ فرزند میرا جنگ سر کر کے مع ملکہ آتا ہوگا اتنے میں لشکر کے سپاہی روتے
پیٹتے پہونچے بردوان شاہ نے کہا کہ کیا ہوا کیا فرزند میرا مارا گیا انھوں نے کہا کہ فقیر کے دو چیلے ایسے زبردست ہیں کہ ان سے
عہدہ برآ ہونا غیر ممکن ہے فرزند آپکا دن بھر کی کشتی میں زیر ہو گیا ابھی تک قتل تو نہیں ہوا لیکن قید ہے یہ سنکے بردوان شاہ
کو نہایت غصہ آیا بس یہ اپنے مقام سے اٹھ اور ایک مکان تنہا میں آیا یہاں ایک بڑا آئینہ لگا ہوا تھا پوشش پڑی ہوئی تھی
بردوان شاہ نے پوشش آئینہ کی دور کی اور آئینہ پر نظر کی اور منہ کی بھاپ دے کر پوشش ڈال دی بعد چند ساعت کے کڑاکا
ہوا اور ایک لکہ ابر آکے شق ہوا اس میں سے ایک ساحرہ تخت پر سوار نمودار ہوئی دو مصاحب ہمراہ تھے آتے
ہی پکاری کہ اے بردوان شاہ اسوقت مجھے تم نے کیوں یاد کیا ہے بردوان شاہ نے کہا کہ اپنے ہے اٹھ جادو تمہاری
دوستی و محبت کس دن کے کام آئیگی ایک فقیر پیدا ہوا ہے کہ وہ ہر ایک کو مرید اپنا کرتا ہے ہوتا دیکھا اپنا رسید کہ پہلے
اس نے شاہزادی کو ایسا پیالہ پلایا کہ وہ اسی کا دم بھرنے لگی لیکن بعد اسکے فرزند دینا ہے تو چاہا کہ لینے کو گیا وہ نہ
آئی ایسا اسکا قلب فقیر نے پلٹ دیا اور بعد اسکے فرزند سے میرے لڑائی ہوتا ہوا کہ میں چاہتا ہوں
کہ فقیر کے ہاتھ سے میرے دختر و فرزند دونوں کو رہا کر دو اور اس فقیر کو ایسی سزا قیامت تک بھی اس سے باز آئے

سرگذشت ... ن کرنے

یہ سنکے سماک جادو لرزگئی اور کہا کہ اے ہر دوان شاہ تو اُس فقیر کی حقیقت سے آگاہ نہین ہے یہ کون بلا ہے یہ عمرو ثالث عیار ہے اس نے فقیر بنکر بہتون کو اپنا بنایا اور مصاحب جادو کو مارا اس کا خاندان ہمارے خاندان کا قاتل ہے جتنے بڑے بڑے ساحر تھے وہ اسی کے خاندان والون نے مارے ساحر مشتش ساحر سا شخص کہ جو خداوند ساحران تھا اُس نے دریا مین پناہ لی عمرو اول کے ہاتھ سے وہان بھی پناہ نملی عمرو نے دریا مین گھس کے اُسے گرفتار کیا اور بیرون دریا لاکے مار ڈالا اور آج تک جو مین نے روپوشی اختیار کی تھی اور تمہارے پاس کا رہنا ترک کر دیا تھا اُس کا سبب یہی تھا کہ مجھے اپنے علم سحر سے معلوم ہو گیا تھا کہ قاتل میرا اس مقام پر آیا چاہتا ہے تم نے وہ فرمایش کی ہے اور ایسے کام کو کہا ہے کہ جس مین جان جوکھم ہے ہر دوان شاہ نے کہا کہ اے سماک جادو جب یہ تم جانتی ہو کہ قاتل تمہارا یہی شخص ہے اور ہمیشہ اُس کا دھوکا دیتا ہے بغیر اس کے اُسے ہمیر غلبہ حاصل نہین ہو سکتا تو اُس سے سر میدان کیون نہ مقابلہ کر و یا ایسے وقت مین کیون نہ حملہ کرو جب وہ غافل ہو سماک جادو نے کہا کہ تم نے وہ بات کہی جو عقل کے موافق ہے لیکن تقدیر عقل کے خلاف ہی ہوا کرتی ہے مگر اب سوا اس کے چارہ کیا ہے مین بھی یہ سمجھتی ہون کہ جب مرنا اسی طرح ہے تو اپنا حوصلہ کیون نہ نکال لین تم اسی مقام پر ٹھہرو مین ابھی جاتی ہون اور اُسے گرفتار کرکے لاتی ہون اور تمہارے سامنے اُس کے کباب لگا کے کھاتی ہون یہ کہکر ایک تیلی ہاتھی دانت کی جھولی سے نکالی اور چند دانے ماش کے پڑھکر اُس پر مارے تیلی گویا ہوئی کہ کیا حکم ہوتا ہے سماک جادو نے کہا کہ اگر اس وقت مین جاؤن اور خضران کی گرفتاری کی فکر کرون تو کامیاب ہون گی تیلی نے کہا ہان اسوقت وہ غافل ہے ایسے مقام پر نہین ہے کہ گرفتار نہو سکے بعد اس کے پوچھا کہ ملکہ کس مقام پر قید ہے اور کیون نہین آتی کہا کہ ملکہ فرامرز پر عاشق ہے اور فرامرز مرید ہے درویش کا اپنے خضران کے فریب مین پھنسا ہوا ہے یہ سنکے اس نے عشق جادو اور علیق جادو سے کہا کہ تم تو ملکہ کو لینے جاؤ اور بادشاہ کے فرزند کو قید سے چھڑاؤ اور مین جاتی ہون خضران کو گرفتار کرکے لاتی ہون یہ سنکے عشق جادو اور علیق جادو دونون کڑک کر اڑین اور جانب لشکر درویش روانہ ہوئین اور سماک جادو نے ادھر صورت اپنی ایک پری کی ایسی بنائی اور اُڑ کر جانب لشکر درویش تبلاش درویش روانہ ہوئی لیکن اب

دو کلمہ داستان درویش امیر شاہی اور ملکہ سہمان کج ابرو اور طہماس تیغ زن کے بیان ہوتے ہین

ماہرو دلبر ہوا ہے آنکر ہمخانہ آج خانقاہ شیخ ہے ساقی تیرا میخانہ آج کس کا یہ رتبہ ہے اے ساقی زہے میرا نصیب مین دیے جاتا ہون حسن جلفین کا بیعانہ آج	غیرت برج قمر میرا بنا کاشانہ آج وادی ایمن کا جلوہ دیکھتا ہون دیر مین آپ بھر کر یار نے مجکو دیا پیمانہ آج لے لیا بوسہ لپٹ کر تیغ ابرو کا مشیر	آرہی ہے قلقل مینا سے حق حق کی صدا کیا وہ بت آیا ہے یان اے راہب بتخانہ آج شرح بہر سمجھائے کہ گھٹ جائے مجھے مطلب نہین کام آئی اپنے اختر ہمت مردانہ آج

راوی بیان کرتا ہے کہ ملکہ سہمان کج ابرو نے فرامرز سے کہا کہ مجھے اب اندیشہ پیدا ہو گیا ہے یا تو تم میرے بھائی کو قید سے رہا کر دو ورنہ اب میرا ایک ایسی بلا کھنچے گا کہ ٹالنا دشوار ہو جائے گی فرامرز نے کہا کہ کیا اور کوئی پہلوان زبردست اُنکے یہان ہے ملکہ نے کہا کہ ایک ساحرہ ہے کہ نام اُس کا سماک جادو ہے اگر وہ آئی تو قیامت برپا کرے گی فرامرز نے کہا کہ ساحرہ ہمارے مرشد کا کیا کر سکتی ہے یہ وہ باکمال ہین کہ مصاحب جادو سے ساحر کو پکڑ لیا اور بلندی پر سے پھینکا مین نے اپنے ہاتھ سے اُس کو چو رنگ ہوائی کیا اگر یہ ساحرہ بھی آئے گی تو ہاتھ سے درویش کے سزا پائے گی ہان سنئے یہ خیال بیشک ہے کہ جبتک میرا تمہارا نکاح نہو جائے گا اُس وقت تک ایسی ہی آفتین آتی رہینگی جب یہ خبر مشہور ہو جائے گی کہ ملکہ امانت دوسرے کی ہو گئی اُسوقت پرائے ناموس کو چھینے کا کوئی قصد نہ کرے گا ملکہ نے کہا کہ پھر پیر و مرشد سے جاکر عرض کرو اگر ایک امر ہونا ہے تو ہو جائے دیر مین قباحت ہے فرامرز نے کہا کہ مین ابھی جاتا ہون یہ کہکر ملکہ کے خیمہ سے

نکلکر درویش کی جانب روانہ ہوا راستے میں ہزبر شیر دل سے ملاقات ہوئی ہزبر شیر دل نے کہا کہ آپ کہاں جاتے ہیں
فرامرز نے راز اپنا ہزبر سے بیان کیا ہزبر شیر دل نے کہا کہ نہایت مناسب ہے اور اگر ایسا نہ کیجیے گا تو ملکہ کے چھن جانے
کا خوف ہے خصوصاً لشکر اسلام کے ہاتھ سے کہ وہاں ایک ایک رستم وقت و اسفندیار زمانہ ہے نہیں معلوم کیا بھید ہے کہ اسوقت
تک کوئی سردار نہیں آیا آپ کس کس سے مقابلہ کیجیے گا کس کس کو جواب دیجیے گا جس روز اولاد صاحبقران سے کوئی ہم
مقابلہ آگیا اس دن سوا زیر ہو کر مطیع ہو جانے کے چارہ نہوگا اور اگر عقد ہو گیا تو اہل اسلام ملکہ کو ناموس غیر سمجھکر ادھر رخ
نہ کریں گے یہ باتیں کرتے ہوئے دونوں خدمت میں درویش امیر شاہی کے آئے اور مدعائے دلی اظہار کیا درویش سوچے
کہ اس پر طیفور عیار و صاحبقران بھی عاشق ہے ایکبار مرتبہ تو وہ لے ہی گیا ہوتا اور دوسری مرتبہ جالوش کو ملکہ سمجھ کے لے گیا
جس پر صاحبقران نے ناراض ہو کے نکال دیا یہ سب خبریں درویش کو ہرکاروں نے پہونچا دی تھیں اس وجہ سے ان کو اور بھی
تامل تھا لیکن ساتھ ہی یہ خیال ہوا کہ ملکہ تو فرامرز پر خود عاشق ہو چکی ہے دوسرے کو قبول نکرے گی اور اگر قبول نکرے گی تو
عقد کیونکر جائز ہوگا صاحبقران بھی اگر عقد کریں گے تو فرامرز ہی کے ساتھ کیونکہ عقد کے بارے میں جبر درست نہیں یہ سوچکر
اٹھ کھڑے ہوئے اور فرامرز سے کہا کہ چلو میں ابھی عقد تمہارا ملکہ کے ساتھ کر دوں یہ فرماکر فرامرز کے ساتھ ہو لئے فرامرز
خواجہ کو لئے ہوئے ملکہ کے خیمہ میں آیا ملکہ سلام کو اٹھی درویش نے پشت پر ہاتھ رکھا ملکہ بیٹھ گئی گردن جھکا لی درویش نے
کہا کہ عقد تمہارا فرامرز کے ساتھ پڑھ دیا جائے ملکہ نے رضامندی ظاہر کی درویش نے کہا کہ ایسا نہو کہ کوئی اور دعویدار پیدا
ہو جائے اگر تمہاری خوشی ہو تو عقد پڑھا جاوے یعنے جس کے ساتھ تمہیں منظور ہو اسی کے ساتھ عقد تمہارا کر دیا جائے ملکہ نے
کہا کہ آپ مجھسے زیادہ نہ پوچھیے اگر میں دوسرے کی راضی ہوتی تو ان کے ساتھ کیوں چلی آتی اب خواجہ نے صیغہ جاری کرنے
کا قصد کیا تھا کہ بجلی چمکی کہ آنکھیں سب کی جھپک گئیں یہاں عقد کے سامان تھے اور وہاں سماک جادو تاک میں تھی کہ خواجہ
کو منڈھی کے باہر پاؤں توڑے جاؤں جس وقت تک خواجہ منڈھی میں تھے کئی مرتبہ سماک جادو سحر غائب کئے ہوئے
نزدیک منڈھی کے آئی لیکن جب اندر جانے کا قصد کیا تو اسے موکلوں نے روکا کیونکہ خواجہ اس کے آنے سے بیخبر تھے اور
بے اجازت کیا مجال ہے کسی کی کہ اندر منڈھی کے قدم رکھ سکے لیکن جب خواجہ منڈھی سے نکلکر چلے ہیں تو سماک جادو کئی
مرتبہ قصد کر کے رہ گئی لیکن بسبب خوف کے اس کی جرأت نہوئی کہ خدا جانے کیا افتاد پیش آئے آخر اس نے جان پر کھیل کے
پنجہ سحر پہنچا یہاں خواجہ حالت غفلت میں تھے گلیم بھی نہ اوڑھ سکے پنجہ خواجہ کو اٹھا کے بلند ہوا لوگوں نے کہا کہ لو وہ برکت
جاتی ہے فرامرز پکارا کہ کہاں آپ تشریف لئے جاتے ہیں درویش نے کہا کہ اپنے خدا سے ملنے کو آسمان پر جاتے ہیں پریشان
نہو اگر حکم ہوا تو ہم پھر واپس آئیں گے یہ کہتے کہتے نظروں سے غائب ہو گئے ساتھ ہی دوسرا پنجہ جا کر زندان خانے میں گرا
اور طہماسپ تیغ زن کو لے کر روانہ ہو گیا اور تیسرا پنجہ فرامرز کو لے گیا اب تو درویش کے لشکر میں غوغا ہوا لوگ شور
کرنے لگے کہ پیر و مرشد ہمیں کس پر چھوڑے جاتے ہیں ہم کس کے ہو کے رہیں گے یہ تو غل مچاتے رہ گئے اور پنجے لئے ہوئے
ان کو بلند ہو گئے وہاں بہر دوان شاہ انتظار میں بیٹھا تھا کہ سماک جادو اور عتیق جادو اور عشق جادو پہونچیں
عتیق جادو نے تو طہماسپ تیغ زن کو سامنے بہر دوان شاہ کے لے جا کے ڈالدیا دیکھا بہر دوان شاہ نے کہ فرزند اسیر
غل و زنجیر ہے اس کو کمال رنج ہوا کہ میرا فرزند اور اس حالت سے اور عشق جادو نے فرامرز کو پیش کیا اور کہا کہ اس
شخص کا نکاح ملکہ کے ساتھ ہونے ہی کو تھا اور اسی سے آپ کا فرزند اسیر بھی ہوا تھا اور سماک جادو نے خضران کو
لیجا کے سامنے بہر دوان شاہ کے ستون سے باندھ دیا بہر دوان شاہ نے کہا کہ ملکہ خضران کے حلیہ سے تو صورت اس کی نہیں
ملتی ہے پھر تم نے خضران کیوں کہتی ہو ملکہ نے کہا کہ یہ حلیت بدلے ہوئے ہے آپ صورت اصلی اس کی دیکھیں گے بہر دوان
شاہ نے کہا کہ ضرور دیکھوں گا بس سماک جادو نے چھینٹا آب دمیدہ سحر کا منہ پر خضران کے مارا تمام رنگ و روغن عیاری
اتر گیا صورت اصلی نکل آئی اب دیکھا تو وہی زیر اسی آنکھیں جھپک رہی ہیں گلچہ سے گال پھولے ہوئے ہیں تا گاسی گردن

نکلے ناک پوری ہیئت وہی پائی جو حلیہ عمرو کا مشہور تھا اولاد عمرو اول میں اسقدر عمرو سے مشابہ اب کوئی
نہیں جسقدر خضران ہے اور اسی کھینچنے کے ساتھ خواجہ کو ہوش بھی آگیا جس وقت خواجہ ہوشیار ہوئے تو ملک الموت
کو سر پر پایا دل میں خیال کیا کہ برے پھنسے مگر خیر اب تو جو کچھ ہو بادشاہ نے آہنگروں کو بلوا کے قید دور کرائی اور اپنے
فرزند کو سینے سے لگایا طہماس تیغزن تلوار کھینچکر فرامرز کی طرف چلا کہ قتل کر ڈالوں سماک جادو نے منع کیا
اور کہا کہ جلدی نکرو اب یہ میرے قابو میں آگئے نکل کے کہاں جا سکتے ہیں چونکہ مددگاران لوگوں کے زمین و آسمان
سے پیدا ہوتے ہیں لہذا پہلے مجھے انتظام کر لینے دو بعد اس کے قتل کرنا باغ کا میں بندوبست کرتی ہوں کہ یہاں کوئی
آنے نپائے بیرون باغ کا انتظام تم کرو کہ کوئی غیر ملک کا آدمی نہ آنے پائے بردوان شاہ مع پسر باہر آیا اور فوج کو
طلب کر کے گرد باغ کے حصار کر لیا کہ کوئی آنے جانے نہ پائے وہاں سماک جادو نے یہ انتظام کیا کہ کچھ اسم سحر پڑھکر
ایک کیل لوہے کی زمین میں گاڑ دی جس سے تمام زمین آہنی ہو گئی تاکہ نقب کے ذریعہ سے بھی کوئی عیار اندر باغ کے
نہ آسکے اور بالائے باغ ابر سحر قائم کیا کہ کوئی پرند تک اڑ کے نہ آسکتا تھا اور گرد باغ کے حصار آتش قائم کر دیا تمام دیواریں
باغ کی آتشی معلوم ہوتی تھیں اور عشق جادو اور علیق جادو سے کہا کہ ان دونوں کی حفاظت کرو آج طبیعت
میری سست ہے کل صبح کو ان کے کباب لگاؤں گی اور کھاؤں گی کہ انھوں نے بہت دل جلایا ہے خصوصاً اس عمرو
ثالث نے کہ ہزاروں ساحروں کو مارا ہے اور یہ دوسرا جو ہے چیلا اس کا یہ فربہ بہت ہے اس کا گوشت خوش ذائقہ ہوگا
بادشاہ سے کہدینا کہ کسی کبابی کو بھیجدے خضران نے ہر چند واویلا کی مگر سماک جادو نے ایک ساعت نہ کی اور کہا
کہ تو بڑا مکار ہے میں تیرے مکر و فریب سے خوب آگاہ ہو چکی ہوں یہ تو انتظار صبح میں بیٹھی تھی اور فرامرز حیران ہے کہ
مرشد کی تو صورت ہے اور ہے اور نام بھی نیا سنا جاتا ہے یہ ماجرا کیا ہے لیکن کچھ بھی ہو یہ عیار ہوں یا مکار ہمارے تو پیرو مرشد
ہیں کہ انھیں کی بدولت ہم اس مرتبہ کو پہونچے مگر اب

دو کلمہ داستان طیفور بادیہ گرد عیار صاحبقران سے بیان کیے جاتے ہیں

ساقی ساقی پیارے ساقی — خم میں نہ رکھ تو کچھ بھی باقی
بات یہی ہے ملنے اگر تو — سچ تو یہی ہے جانے اگر تو
جم کی یہی تھی اصل حبیبی — قلب کی جان اور جان کی پیاری
احسان تیرا احسان ہوگا — رندوں کا دل شادان ہوگا

جام پلا بھر بھر کے وے کے — ہو وین جس سے سب کو لپٹنے
کچھ بھی مزا بے مے کے نہیں ہے — لطف بڑا ہے اسکے کہیں ہے
لاکے پلا دے کر تو نہ خست — ہوئے گا جو کچھ ہوئیگی قسمت
اب تو مری آئی ہے باری — دیکھ کسر رہجائے نہ باقی

راوی بیان کرتا ہے کہ جب طیفور نے خضران کے ہاتھ سے دو مرتبہ زک اٹھائی اور صاحبقران کے روبرو اس کو
ذلت حاصل ہوئی تو امیر نے یہ فرما کر نکال دیا کہ اسی منہ پر تو دعویدار بانہائے عیاری ہوتا ہے جب ایک فقیر نے دو مرتبہ
تجھے دھوکہ دیدیا تو عیار سے تیرا کیا بس چلیگا اگر تو بانہائے عیاری کا مالک بھی ہوتا تو یقین ہے کہ سب تبرکات عمرو کے
چھنوا دیتا ہمارا عیار ہوکے اور ایسا غافل جا نکلجا میری بارگاہ سے اور اب منہ نہ دکھانا جب تک کوئی کارنمایاں نہ
کر لینا اور فقیر سے عوض اس کا نہ لے لینا اور اب بانہائے عیاری بھی تجھے یوں نہ ملیں گے کہ میں سفارش کر کے خانہ کعبہ
سے منگوا بھیجوں بدیع الملک تو میری خاطر سے ضرور بھیجدیں گے لیکن تو اس قابل نہیں کہ ان بانوں کا حامل ہو اگر تجھے
جانشینی خضران کا دعویٰ ہے اور شاہ عیاران ہونے کی خواہش ہے تو جا اور خانہ کعبہ میں پہنچ عیاری تبرکات اپنے
بزرگوں کے خضران سے حاصل کر صاحبقران کو غصہ میں دیکھکر طیفور کو نہایت کوفت ہوئی کہ میں نے کیسی کیسی کوششیں
کیں اور پھر ملکہ کے لانے میں کامیابی حاصل نہوئی بس یہ بارگاہ سے نکلکر جانب صحرا روانہ ہوا دور دور تک پریشان و
سرگردان رہا کبھی تو خیال کیا کہ درویش کو زک دے لوں تو خانہ کعبہ جاؤں کبھی یہ خیال آیا کہ درویش دھوکہ نہ کھائیگا

اس لئے کہ اُسے الہام ہوتا ہے جبتک تبرکات عمرو کے ہاتھ نہ آئین گے لہذا بہتر یہ ہے کہ پہلے چل کر خضران پر عیاری کرون اگر کامیابی حاصل ہو تو انھین تبرکات کے ذریعے سے درویش کو دھوکہ دون یہ سوچ کر ایک جانب بارادہ سفر خانہ کعبہ چل کھڑا ہوا جاتے جاتے اس کو پیاس معلوم ہوئی اور اس نے وہان کسی مقام پر نشان چشمہ و چاہ کا نہ پایا یہ حیران و سرگردان پھر ہی رہا تھا کہ دیکھا اس نے کہ ایک مقام پر جھونپڑا پڑی ہوئی ہی اور اس مین سے اللہ ہو کی آواز چلی آتی ہے طیفور قریب اس جھونپڑی کے آیا دیکھا کہ ایک مرد درویش بیٹھے ہوے تلاوت قرآن کے سورون کی کر رہے ہین طیفور سامنے جا کے کھڑا ہو رہا کہ یہ مرد باخدا ہین کیا عجب ہے کہ ان کے باعث کچھ مطلب برآری ہو جب درویش تلاوت قرآن سے فارغ ہوے تو آنکھ اٹھا کر طیفور کی طرف دیکھا اور مسکرائے طیفور نے کہا کہ آپ کیا مُسکرائے درویش نے فرمایا کہ تو جس کی فکر مین دور جانے کو ہے وہ دور نہین ہے طیفور نے کہا کہ جب یہ آپ کو معلوم ہو گیا کہ مین کس واسطے جاتا ہون اور کہان جاتا ہون تو یہ بھی بیان فرما دیجیے کہ مطلب میرا حاصل ہوگا یا ناکام ہی رہون گا درویش نے کہا کہ کعبہ کا سفر اور دغابازی کا ارادہ تم کو شایان نہین خدا پر بھروسہ رکھو اور جانب شہر بردوان جاؤ مطلب تمھارا حاصل ہوگا اور یہ شیشی لیتے جاؤ جس اسیر سحر کو دو قطرے اس عرق کے پلا دوگے وہ قید سحر سے رہا ہو جائے گا اور تم سے ایسی عیاری بن پڑے گی کہ لوگ تمھین مان جائین گے اور مین تمھین بشارت دیتا ہون کہ بہت جلد تم شاہ عیاران ہونے والے ہو طیفور نے قدم چومے اور شیشی عرق باطل السحر کی لے کر کسوت عیاری مین رکھی اور جانب شہر بردوان روانہ ہو گیا بعد طے مراحل و قطع منازل اسی روز شام کے وقت شہر بردوان مین پہونچا جہان روز سماک جادو خضران کو اسیر کر کے لائی تھی اور اس نے یہ کہا تھا کہ کل مین اس کے کباب لگا کے کھاؤن گی اور بردوان شاہ سے کہا تھا کہ کوئی کبابی بھیجدو چنانچہ طیفور حسب اتفاق کچھ سیخین ہاتھ مین لئے ہوے اور کبابی بنے ہوے چلے جاتے تھے ایک مقام پر دیکھا انھون نے کہ ایک کبابی دوکان لگائے بیٹھا ہے اور کباب بھن رہے ہین یہ جا کر دوکان پر کھڑے ہو رہے پوچھا اس نے کہ تم کون ہو جواب دیا کہ نام میرا روشن کبابی ہے شہر مصاحبیہ کا رہنے والا ہون برا ہوا ان خدا پرستون کا کہ انھون نے آ کے مصاحب جادو کو مارا مین تباہ ہو کر یہان آیا یہ سُن کے اُس کبابی نے کہا کہ اگر تم میرے شاگرد ہو تو مین اپنے بادشاہ کے یہان تمھارا بھی کچھ معین کراؤن گا روشن کبابی نے کہا کہ ہم تو تمھارے شاگرد کے شاگرد بنجائین ہمین دو پیسے پیدا کر کے پیٹ پالنا ہے استاد بننا منظور نہین ہے سالم کبابی نے کہا کہ آؤ تم میرے مہمان ہو جب تک تمھارا کوئی سلسلہ نکلے میری دوکان پر کام کرو فرمایا کہ مجھے کیا عذر ہے یہ کہکر دوکان پر چڑھ گئے آگ دھونکنے لگے اب ان کو یہ فکر ہے کہ اسے بیہوش کر کے کہین پھینکدون اور اس کی شکل بن کے بادشاہ تک رسائی پیدا کرون قضائے کار ہنوز یہ اپنے ارادہ مین کامیاب نہونے پائے تھے کہ بادشاہی پیادہ آیا اور اس نے سالم کبابی کو فرمان سنایا کہ تمھین بادشاہ نے یاد کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ ایک کبابی اور اپنے ساتھ لیتے آنا کہ کام زیادہ ہے سالم کبابی نے کہا کہ لو میان روشن جلدی تمھارا نصیب جاگا چلو روشن نے جلدی سے مصالحہ اور سیخین اور چھریان اٹھائین اور سالم کبابی کے ساتھ ہوے سالم کبابی ان کو ساتھ لئے ہوے ہمراہ پیادہ کے خدمت مین بردوان شاہ کے پہونچا سلام کیا بردوان شاہ نے نئے آدمی کو اس کے ساتھ دیکھکر پوچھا کہ یہ کون ہے سالم کبابی نے کہا کہ یہ میرا شاگرد ہے بادشاہ نے کہا کہ نیا شاگرد ہے یا پرانا سالم کبابی نے عرض کی حضور بہت پرانا شاگرد ہے اور خوب کباب لگاتا ہے مین نے اس کو مصاحب جادو پاس نوکر رکھا دیا تھا چونکہ مصاحب جادو کو خدا پرستون نے مارا یہ تباہ ہو کر پھر یہان آیا مین نے اس کو اپنی دوکان پر بٹھا دیا تھا کہ حضور کے یہان سے طلب ہوئی اور یہ حکم پہونچا کہ ایک کبابی کو اور ساتھ لیتا آنا یہ میرا اچھا ہوا تھا مین اسی کو لیتا آیا بادشاہ نے کہا کہ تم کو آدمی کے گوشت کے کباب لگانا ہون گے سالم کبابی حیران ہوا کہ یہ آج نئی فرمائش ہے روشن کبابی نے عرض کی کہ حضور آدمی کا گوشت تو تمام گوشتون سے زیادہ لذیذ ہوتا ہے اس کے کباب لگانا دشوار نہین ہین ہم تو بکرے کے کباب اور لڑکے کے کباب لگاتے ہین ٹھیک

گوشت کڑوے ہوتے ہیں اور پھر کڑواہٹ نہیں رہنے پاتی مصاحب جادو کو بہت شوق تھا وہ آدمی کے گوشت کے
کباب بہت کھاتے تھے سالم کبابی پہلے تو حیران ہوا تھا کہ اس نے کبھی انسان کے گوشت کے کباب لگائے نہ تھے
روشن کبابی نے جو کہا کہ انسان کے کباب لگانا آسان ہیں اس کو تسکین ہوئی کہ یہ جانتا ہوگا ادھر روشن کبابی کو
شک گذرا کہ انسان کے کباب کیسے بردوان شاہ نے کہا کہ ہماری مہمان ملکہ سماک جادو نے تم کو باغ میں طلب کیا ہے
وہاں دو آدمیوں کے کباب لگانا منظور ہیں تم جاؤ اور ان کی خوشی کرو مگر کباب نہایت لذیذ ہوں روشن کبابی نے
عرض کی کہ حضور وہ بہت خوش ہوں گی آپ ہمیں بھجدیں اسوقت عشق جادو موجود تھی بردوان شاہ نے ان
دونوں کو عشق جادو کے سپرد کر دیا عشق جادو ان دونوں کو لے کر اسی حصار آتش کے قریب آئی اور کچھ اسم سحر
پڑھ کر اس نے ترنج سحر مارا کہ وہ آتش ہٹی اور دروازہ نمودار ہوا عشق جادو ان دونوں کو لئے اندر اس حصار
کے داخل ہوئی اور سامنے ملکہ سماک جادو کے پہونچی دیکھا طیفور نے کہ واہ واہ یہاں تو اور ہی سامان ہے یہاں خضران
ایک ستون سے بندھے ہوئے ہیں اور ایک ستون سے فرامرز ثانی درویش امیر شاہی کا بالکا بندھا ہوا ہے ابھی تک
طیفور کو یہ بات معلوم نہ تھی کہ درویش امیر شاہی یہی خضران بنے ہوئے تھے ملکہ نے ان دونوں کبابیوں سے
کہا کہ ان دونوں کے کباب لگاؤ سالم کبابی نے روشن کبابی کی طرف دیکھا روشن کبابی قریب خضران کے آئے
اور گوشت ٹٹولنا شروع کیا اب خضران نے فلک کی طرف دیکھا اور کہا کہ اے رب بے نیاز مجھے اس موت سے
نجات دے کہ میرے کباب لگائے جائیں سماک جادو نے کہا کہ او مکار تیرے ہاتھ سے بڑے بڑے ساحر مارے گئے اور
مجھے بھی تیرا ہی اندیشہ تھا کہ میں جان اپنی چھپا کے گنبد ہوا میں رہتی تھی لیکن تو نے درویش امیر شاہی بن کر سیکڑوں کو
دھوکہ دیا مصاحب جادو کو مارا بردوان شاہ کی دختر کہاں اور تیرا بالکا کہاں اس کے ساتھ ملکہ کا نکاح کئے دیتا تھا سامری
و جمشید نے یہ فتح میرے ہی نامۂ اعمال میں لکھدی تھی ورنہ میں تو تجھ سے ایسی خائف تھی کہ تجھی کو اپنا قاتل جانتی تھی خضران
نے کہا کہ ملکہ مجھکو معلوم ہوا کہ آپ بڑی صاحب اقبال ہیں اگر مجھے چھوڑ دیجئے تو میں زندگی بھر سرتابی نہ کروں گا آپ کی
اطاعت سے کام رکھوں گا ملکہ نے کہا کہ ایسے فقرے تو کسی اور کو دے تو اپنی بدنصیبی اور میری خوش نصیبی سے میرے
ہاتھ آگیا ورنہ تیرا گرفتار ہونا غیر ممکن تھا ہاں جلد اسے ذبح کرو اور کباب اس کے لگاؤ سالم کبابی چھرا لے کے اٹھا
خضران کا چلوؤں خون خشک ہو گیا اور اب انھیں اپنی زندگی سے یاس ہو گئی ادھر روشن کبابی یعنی طیفور بھی گھبرائے
کہ اگر یہ ذبح ہو گئے تو کچھ نہ ہوا بس انھوں نے کہا کہ اے ملکہ آفاق ایک عرض ہے اسے سن لیجئے پھر حضور کا جو حکم ہوگا اسکو
بجا لانے میں مطلق عذر و انکار نہ ہوگا سماک جادو نے کہا کہ بیان کر روشن کبابی نے عرض کی کہ میں سالم انسان
کے کباب لگاتا ہوں اگر فرمائیے تو ان دونوں کو اسی طرح بھون دوں یہ معلوم ہو کہ زندہ موجود ہیں اور جہاں سے چاہئے
تراش کے نوش کیجئے اور آپ کو یہ بھی معلوم ہو کہ ہم کس کے کباب کھا رہے ہیں اور اگر ذبح کر کے گوشت کا قیمہ بنا ڈالا تو
صورت بگڑ جائے گی یہ سنکے سماک جادو نہایت خوش ہوئی اور کہا کہ اگر ایسے کباب تو لگائے گا تو میں بہت کچھ انعام
دوں گی سالم کبابی حیران ہوا کہ یہ تو بڑا کامل معلوم ہوتا ہے بس روشن کبابی نے کوئلے سلگائے جب آگ روشن ہو گئی
تو انھوں نے کہا کہ پہلے کس کے کباب لگاؤں سماک جادو نے کہا اسی موٹے دبلے کے کباب پہلے لگاؤ اگر مجھے پسند
ہوں گے تو مسلم کباب دوسرے کے بھی لگا دینا نہیں تو اس کا قیمہ بنا کے کباب بھوننا یہ سنکے روشن کبابی نے
کچھ مصالحہ نکالا اور سالم کبابی کی طرف دیکھ کے کہا کہ دیکھئے استاد یہ میرا ایجاد کیا ہوا نسخہ ہے کہ میں کوئلوں پر یہ مصالحہ
چھڑک دیتا ہوں اب اس کا اثر تمام جسم میں پھیل جائے گا جہاں سے کاٹیئے گا گوشت میں مصالحہ کا اثر پائیے گا یہ کہکر انھوں نے
مٹھی بھر کے دارو بیہوشی آگ پر چھڑک دی اور پنکھے سے دھونکنا شروع کیا دھواں پھیلتے ہی تڑاق تڑاق
آنا شروع ہو گئی سماک جادو اور عشق جادو اور عشیق جادو اور سالم کبابی اور خضران اور فرامرز

بیہوش ہوئے چونکہ یہ پہلے سے اپنے دماغ پر فتیلہ رفع بیہوشی چڑھائے ہوئے تھے اس پر کوئی اثر نہوا اب انھون نے
جلدی سے رنگ و روغن عیاری لگا کر صورت اپنی عمرو ثانی کی بنائی اور فتیلہ رفع بیہوشی سنگھا کر خضران کو ہوشیار
کیا خضران کی آنکھ جو کھلی تو عمرو ثانی کو دیکھا جلدی سے سلام کیا اور عرض کی کہ باواجان عجب وقت نازک میں آپ نے
خبر لی ہی ہمارا تو خاتمہ ہی ہوچکا تھا جواب دیا کہ ہان بیٹا مین نے ایک خواب پریشان دیکھا کہ تم مبتلائے بلا ہو اور کوئی بچانے
والا نہین ہی اُس وقت مین نے بدیع الملک سے اسم اعظم پڑھوا کر پانی شیشے مین رکھ لیا تھا کہ مبادا تم اسیر سحر ہو تو تمھاری
رہا کرنے مین دقت نہونے پائے لو یہ دو قطرے تم پی لو تاکہ تم پر سے اثر سحر برطرف ہوجائے خضران نے جلدی سے
منہ کھول دیا طیفور نے درویش کی دی ہوئی شیشی کے دو قطرے حلق مین خضران کے ٹپکا دیے اُسی وقت بندش
سحر رفع ہوئی خضران نے کہا کہ باواجان جلد اس لکاتہ کو مار ڈالیے ایسا نہو یہ ہوشیار ہوجائے تو آپ بھی گرفتار ہوجائینگے
عمرو ثانی نے کہا کہ ٹھہرو جلدی نکرو یہ ہوشیار قیامت تک نہوگی پہلے اپنے ولی نعمت شاہزادہ بدیع الملک کا پیام
سن لو کہا جلد بیان کیجیے آقا میرا خیریت سے تو ہی عمرو ثانی یعنی طیفور نے کہا کہ ہان خیریت سے ہین انھون نے فرمایا ہی
کہ ہمین سب خبرین پہونچین کہ عیار عادل کیوان شکوہ تجھسے باہنائے عیاری طلب کرتا ہی خبردار باہنائے عیاری اُس کو ندینا بلکہ
تم اپنے پاس بھی ان تبرکات کو نہ رکھو شاید تم سے تلف ہوجائین بلکہ ہمارے پاس بھیجدو ہم جسے مناسب جانینگے اُسی کو
دینگے لہذا باہنائے عیاری میرے سپرد کرو کہ مین لیکر جانب خانہ کعبہ روانہ ہوجاؤن اُس کے بعد تم ان جادوگرنیوں کو
قتل کرنا کہ موت ان کی تمھارے ہی ہاتھ سے لکھی ہی اور مین نے اب قتل سے توبہ کی ہی چونکہ ایسے مقام پر رہتا ہون جہان
مچھر اور کھٹمل کا مارنا بھی جائز نہین لہذا مین اپنے ہاتھ اس خون نجس سے نہ بھرونگا یہ سنکے خضران نے جلدی سے
دیوجامہ زنبیل گلیم بادوھرے جال الیاسی کمند آصفانی باصفا منڈھی داؤدی بارگاہ دانیالی زنبیل وغیرہ جسقدر تبرکات
ان کے پاس تھے سب دیدیے اور کہا کہ بہتر ہے کہ آپ چلیے اور مین بھی اب صاحبقران سے اجازت لیکر بہت جلد
آؤنگا کہ یہان رہکر میرا کلیجہ پک گیا ہی عیارون نے مجھے بہت پریشان کر رکھا ہی یہ سنکے طیفور نے کہا خداحافظ اور
گلیم اوڑھکے غائب ہوگیا خضران نے خنجر لیکر پہلے تو سماک جادو کو ذبح کیا بعد اُس کے عشق جادو اور علیق
جادو کو بھی قتل کیا بس مرتے ہی ان دونون کے وہ حصار آتش گل ہوگیا ابر کے ٹکڑے روئی ہوکر گرپڑے زمین
مین زلزلہ پیدا ہوا اور وہ میخین سحر کی جو سماک جادو نے گاڑی تھین اکھڑ گئین قیامت برپا ہوئی شور گیر و دار بلند ہوا آخر
آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من سماک جادو و علیق جادو و عشق جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و مطلب
خود نرسیدیم اب جو روشنی ہوتی ہی تو فرامرز کو بھی ہوش آیا دیکھا کہ لاشین تینون جادوگرنیون کی ذبح کی ہوئی پڑی ہین
اور خواجہ خنجر خون آلودہ لیے ہوئے کھڑے ہین فرامرز سمجھا کہ یہ انھین نے کوئی کمال دکھایا خضران نے کہا کہ اے فرامرز
اب ہوشیار ہوجاؤ کہ سامنا تلوار کا ہونے والا ہی دیکھو گرد فوج معلوم ہوتی ہی اُدھر بردوان شاہ مرنے سے سماک جادو
کے باخبر ہوا اس نے حکم دیا فوج کو کہ مار لوان دونون کو خبردار یہ جانے نپائین فوج داخل باغ ہوئی خضران نے
پیچھ عیاری کھینچا اب نہ گلیم ہی کہ اوڑھکر غائب ہوجائین نہ زنبیل ہی کہ فرامرز کو زنبیل مین ڈالکر جان بچائین ادھر یہ لڑنے لگے
اُدھر فرامرز نے تلوار کھینچی اور لڑنا شروع کیا بردوان شاہ فوج کو للکار رہا ہی کہ مار لوان دونون کو غضب کیا انھون نے
سماک جادو ایسے معین و مددگار کو مار ڈالا یہان کی تو یہ حالت ہوا اور طیفور نے مرتے ہی ان جادوگرنیون کے جو راستہ
لیا بادوھرے پاؤن مین باندھے اور اُڑکر جانب لشکر اسلام روانہ ہوا اور آن واحد مین پہونچ گیا یہان صاحبقران
دروازہ بارگاہ پر ٹہل رہے تھے ہرکارون نے آکر خبر دی تھی کہ تمام لشکر درویش کا جانب شہر بردوان جارہا ہی سنا ہی کہ
کوئی ساحرہ شہر بردوان سے آئی تھی اور وہ درویش کو اٹھالے گئی تھی اُس نے درویش کو قتل کیا ہی یا قید رکھا ہی تمام
مریدان درویش کے جانون پر کھیلے ہوئے ہین اور حق حق کا شور کرتے ہوئے چلے جاتے ہین اتنے مین طیفور سامنے

صاحبقران کے پہونچا اور سلام کرکے عرض کی کہ حضور جلد سوار ہوکر جانب شہر بردوان روانہ ہون ورنہ بہت سے
مسلمان قتل ہو جاینگے اور خواجہ کو بھی زندہ نہ پائیے گا صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ کون طیفور نے عرض کی
کہ خضران فرمایا امیر نے خضران یہان کہان وہ تو جانب خانہ کعبہ چلا گیا تھا طیفور نے عرض کی اب تو شہر بردوان
مین ہین خضران دراصل درویش امیر شامی بنے ہوے تھے اب حال کھلگیا ہے صاحبقران نے فرمایا کہ تو میرے سامنے
کیون آیا تو نے کونسا کارنمایان کیا جو مجھے صورت دکھائی طیفور نے عرض کی کہ حضور کو وہان پہونچ کر معلوم ہو جائیگا
لے اب جلد سوار ہو جیے مجھسے آپ کو جو کچھ دریافت کرنا ہے وہین دریافت کر لیجیے گا یہان کچھ نہ پوچھیے کہ دیر ہوگی امیر نے
اُسی وقت مرکب طلب کیا اور بیٹھ کر پشت مرکب پر جانب شہر بردوان روانہ ہوے طیفور نے گوشہ زین تھام لیا اور
یہ بھی جست و خیز کرتا ہوا روانہ ہوا بعد جانے صاحبقران کے اجلال روشن طالع کو خبر ہوئی یہ بھی فوراً مع لشکر جانب
شہر بردوان روانہ ہو گیا اور چالیس ہزار سوار خاص امیر کی اردلی کے جو طلسم ابلق سے ساتھ آئے تھے اور ہر وقت
ساتھ رہتے تھے ان کے ابلق گھوڑے اور ابلق پوشاکین تھین یہ بھی جانب شہر بردوان روانہ ہو گئے دو چار کوس کا
تو فاصلہ ہی تھا گھنٹہ بھر مین صاحبقران پہونچگئے دیکھا امیر نے کہ چار جانب سے ہجوم لشکر ہے بیچ مین خضران اور
فرامرز گھرے ہوے لڑ رہے ہین بس امیر نے یہین سے تلوار کھینچی اور نعرہ کرو شگاف کیا کہ تمام شہر متزلزل ہو گیا اور کفار پر گرکے
قتل کرنا شروع کیا ساتھ ہی گرد اڑی ایک جانب سے اجلال روشن طالع اور دوسری جانب سے لشکر درویش پہونچا
یہ دونون فوجین بھی شریک جنگ ہوئین اور فوج بردوان پر حملہ کیا فوج اُس طرف مصروف ہوئی خضران اور
فرامرز پر سے وہ انبوہ برطرف ہوا خضران صفائے آتشبازی مارتے ہوے فرامرز کو ساتھ لیے ہوے ایک جانب
چل کھڑے ہوے اتنے مین پھر گرد اڑی اور چالیس ہزار ابلق سوار ابلق پوش جو آکے گرتے ہین تو انھون نے
صفون کو توڑ دیا پرون کو شکستہ کر دیا صاحبقران نے عالیشان مرکب کو چھیڑ کے بردوان شاہ کی طرف چلے بردوان شاہ
چلایا کہ مار لو اس خداپرست کو جانے نپائے غضب کیا اس لیے کہ اس مقام پر بھی آفت برپا کی ساحرون کو مارا نام
ساحری و جمشید کے مٹانے کی کوشش کر رہا ہے لیکن فوج بردوان کے جی چھوٹے ہوے ہین قدم نہین تھمتے غازیان
اسلام لاشون پر لاشین گرا رہے ہین ہر طرف صدائے بگیر و بزن بلند ہے کوندا برق شمشیر کا نہایت زور شور سے لپک
رہا ہے بارش سرون کی ہو رہی ہے دریائے خون جوش مار رہا ہے آب شمشیر تا گلو پہونچا ہوا ہے کہ امیر یا تو تیراُسی دریائے
خون کو جھیلتے ہوے قریب تخت بردوان شاہ پہونچے بردوان شاہ نے تلوار ماری صاحبقران نے ایک ہاتھ سے
کلائی پکڑلی اور دوسرے ہاتھ سے کمر زنجیر کا بند پکڑ کے جو زور کیا ہاتھ پر بلند کر لیا لوگ اپنے بادشاہ کے بچانے کو دوڑے
جس نے تلوار اٹھائی صاحبقران نے بردوان شاہ کو بجائے سپر سامنے بڑھا دیا بردوان شاہ نے آواز امان بلند کی
فرمایا امیر نے کہ امان بشرط ایمان کہا قبول ہے صاحبقران نے زمین پر چھوڑ دیا غازیان اسلام نے قتل کفار سے ہاتھ
روکا امیر یا تو پھر آکر بارگاہ مین بیٹھے بردوان شاہ حاضر ہوا اجلال روشن طالع اور خضران اور فرامرز سب
ایک جا جمع ہوے پوچھا صاحبقران نے کہ یہ لڑائی کس سبب سے ہوئی مفصل کیفیت بردوان شاہ نے بیان کی
اُس وقت صاحبقران نے فرمایا کہ لے خضران اب ملکہ کو اُس کے باپ کے سپرد کرو کہ وہ دین اسلام اختیار کر چکا ہے
خضران نے عرض کی کہ مجھے کیا عذر ہے اب امیر نے پوچھا کہ تم تو خوب درویش بنے تھے لیکن حال کھلگیا اپنی کیفیت
بیان کرو خضران نے عرض کی کہ یا امیر مین آگاہ نہ تھا کہ بردوان شاہ کے یہان ساحر بھی ہین ورنہ ایک دم بھیلیے
سندھی سے باہر نہ نکلتا مین فرامرز کا عقد ملکہ کے ساتھ پڑھنے کو گیا تھا کہ پنجہ گرا اور مجھکو اٹھالے گیا سماک جادو نے
میرے کباب لگانے کا حکم دیا خدا معلوم کسطرح والد ماجد کیا پی بن کے پہونچ گئے اور سماک جادو کو مار کے مجھے رہا
کیا بدیع الملک نے آپکا مزاج پوچھا ہے مین نے خیر و عافیت کہدی تھی امیر نے فرمایا کہ چلے تعجب ہے عمرو نے

ہمسے ملاقات نہین کی خضران نے عرض کی کہ وہ صرف دو کامون کے واسطے تشریف لائے تھے ایک تو میری رہائی
منظور تھی اور دوسرے شاہزادہ بدیع الملک کو یہان کی خبرین آپکے عیار کے زبانی معلوم ہوئین انھون نے
باہنائے عیاری منگا بھیجے کہ ہم جیسے مناسب جانین گے آپسے دین گے مین نے تمام باہنائے عیاری بھیجدیئے امیر نے
فرمایا کہ تم نے تو میرے عیار سے وعدہ کیا تھا کہ مین بروقت جانے کے باہنائے عیاری تجھے دونگا اور اس نے
گلیم تو تم سے شہر مین جیت لی تھی اب امانتًا تمھارے پاس تھی خضران نے کہا کہ میری جان و مال کے مختار ہین
بدیع الملک مین ان سے کس طرح عذر کر سکتا تھا اُسوقت طیفور آگے بڑھا اور کہا کہ حق بحقدار رسید دیکھیے
وہ گلیم یہ ہے اور دیو جامہ یہ ہے اور کمند یہ ہے جال یہ ہے زنبیل یہ ہے بادھرنے یہ ہین سپید مہرہ یہ ہے یہ کہکر سب چیزین
سامنے خضران کے پھیلا دین اب تو خضران کے ہوش اُڑے طیفور نے کہا کہ گستاخی معاف آپ نے دو رکین مجھے
ایسی دی تھین کہ کہین کا نرکھا تھا میرے نے مجھکو بارگاہ سے نکالدیا تھا اگر مین اتنی بڑی عیاری نکرتا اور آپ کو دھوکا نہ دیتا
تو کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہین رہا تھا گستاخی معاف ہو آپ سے باپ بن کے باہنائے عیاری لیے لئے اب یہ باہنائے
حاضر ہین خضران نے کہا کہ اب یہ باہنائے تمھین کو مبارک ہون ہم نے آج سے عیاری ترک کی ہے اس بات کا رشک
نہین ہے کہ تم نے ایسی عیاری کی بلکہ شکر ہے خدا کا کہ بعد ہمارے نام اولاد عمرو ہین سے روشن کرنے والے
تمھین ہو صاحبقران اس عیاری کا حال سنکے نہایت خوش ہوے اور فرمایا کہ اے خضران اگر دیتے ہو تو ایک
جلسہ کیا جائے اور اُس جلسے مین تم اپنے ہاتھ سے طیفور کو باہنائے دے کر اسے اپنا قائمقام کرو خضران نے عرض
کی کہ مجھے کیا عذر ہے بردوان شاہ نے عرض کی کہ حضور دعوت اس خادم کی قبول فرماوین اور اسی جلسۂ دعوت مین
یہ دستاربندی ہو جائے امیر نے قبول فرمایا بردوان شاہ صاحبقران کو لے کر داخل شہر ہوا پہلے ہی نظر صاحبقران
کی ایک مندر پر پڑی وہین باگ مرکب کی روک لی اور بردوان شاہ کی طرف دیکھکے ارشاد فرمایا کہ ابھی تک تمھارے
شہر مین بتخانے باقی ہین جلد اسے کھدوا ڈالو اُسی وقت مزدور لگگئے اور دم بھر مین اُس مندر کو کھودکے گرادیا اور آگے
روانہ ہوئے اتنے ہی عرصہ مین بردوان شاہ نے ایسا انتظام کیا کہ جس قدر مندر شہر مین تھے سب منہدم ہوگئے پھر کوئی
مندر امیر کو راستے مین ایسا نہ ملا جو منہدم نہو تا صاحبقران آکر ایوان شاہی مین متمکن ہوے بردوان شاہ نے جشن
ہفت روزہ معین کیا اس جشن کی تعریف احاطۂ تحریر سے باہر ہے تمام شہر آئین بند ہوا گلی گلی چراغان تھا اور ایوان شاہی
مین تمام شب ناچ رہتا تھا لوگ رات بھر جاگتے تھے دن بھر سوتے تھے ایک رات گذرنے کے بعد صاحبقران کو خیال
آیا کہ اس جلسہ مین تمام ارکین سلطنت اور سرداران اسلام کا شریک ہونا ضرور ہے لہذا دو روز کے لئے جلسہ ملتوی کیا
جائے مین اپنے لشکر کو مع بادشاہ اسلام بلالون بردوان شاہ نے عرض کی کہ حضور بلا بھیجین صاحبقران نے یہان سے
اجلال روشن جانباز کو روانہ کیا کہ تم جاؤ اور بادشاہ اسلام سے عرض کرو اجلال حسب الحکم صاحبقران جانب لشکر روانہ
ہوا اور پیام امیر کا بادشاہ اسلام کو سنایا بادشاہ اسلام نے غازیان دیندار کو پہلے روانہ کیا آخر مین خود بھی کوچ کرکے طرف
شہر بردوان کے چلے یہان خضران نے فرامرز سے کہا کہ اے فرامرز اب حال میرا تم پر ظاہر ہو گیا کہ مین عیار صاحبقران
ہون لہذا تمکو چاہیئے کہ بجائے میرے اب اطاعت صاحبقران کرو اور اُن کی فرمانبرداری کو واجب جانو فرامرز نے
عرض کی کہ مین تو آپ ہی کو اپنا ولی نعمت جانتا ہون مجھے آپ ہی نے خاک سے پاک کیا فرمایا کہ تم میرے مطیع ہو اور مین
صاحبقران کا فرمانبردار ہون جب بھی نتیجہ ایک ہی نکلا غرضکہ جب دوسرا دن ہوا تو جانب صحرا سے گرد اڑی اور آمد
سرداران لشکر اسلام کی شروع ہوگئی تمام دن لشکر صاحبقران آیا کیا بردوان شاہ پیشوائی مین دوڑتے دوڑتے
پریشان ہوگیا اور تمام صحرائے بردوانیہ آدمیون سے مملو ہوگیا دوسرے روز صبح کو بادشاہ اسلام کی آمد کا شور ہوا
یہان سے تمام سردار مع صاحبقران عالیشان برائے استقبال روانہ ہوئے اور پیشوائی کرکے لائے بردوان شاہ

ان کی تسکین کلیں دل میں قائل ہوا کہ یہ لوگ بڑے صاحب جاہ و جلال ہیں اب جلسہ پھر سے شروع ہوا سات روز تک یہ حالت رہی کہ دن عید رات شب برات تھی ساتویں روز خواجہ خضران نے طیفور سے کہا کہ آج تم بھی کچھ گاؤ اور ہم بھی گائیں گے طیفور نے یہ غزل شروع کی

غزل

یاد اس کو کبھی کچھ مری الفت نہیں آئی
رکھی بھی تو مجھکو دم رحلت نہیں آئی

یارا مجھے پہلے تو محبت نہیں آئی
ہم اٹھ نہ سکے کیوں تمھیں غیرت نہیں آئی
اندوہ و الم درد و قلق حسرت و حرمان
وہ شوخ یہ بولا کہ قیامت نہیں آئی
میرے ہی لئے زہر ہوئی گردش گردون
پھر وں مرے قابو میں طبیعت نہیں آئی
خنجر سے اشارہ یہ اداؤں کا ہی چل بھی
یا داور شرارت دم رخصت نہیں آئی
بھولے ہی نہیں ہم شب وعدہ میں دم شکر

اب کہتے ہیں کیوں تجکو مروت نہیں آئی
کس گل کو نہ اس گلشن آفاق میں دیکھا
سب آ گئے صبح شب فرقت نہیں آئی
وہ کونسی تھی حسرت و امید و تمنا
میخانے میں مے پینے کی نوبت نہیں آئی
برگشتہ ہوئی عشق میں جیسی مری تقدیر
کہتی ہی قضا یہ کہ اجازت نہیں آئی
مردوں کو نہو جائے کہیں حشر کا دھوکا
ان یاد کمال ان کی شکایت نہیں آئی

کہتے ہیں کہ ہم غیر کے پہلو میں جو بیٹھے
اک پھول سے بھی پوسے محبت نہیں آئی
جب اُس سے کیا وعدہ دیدار کا شکوہ
لب پر مرے جوبن کے شکایت نہیں آئی
پہلو میں وہ بیٹھے مرے قابو میں جو آئے
یوں پھیر میں ظالم کوئی قسمت نہیں آئی
وہ جلد لیے جو دے کے مرے دلکو تسلی
وہ حشر میں آئے ہیں قیامت نہیں آئی

طیفور ایسا ایسا گایا کہ محفل کو جھوما دیا بعد اس کے صاحبقران نے خضران سے فرمایا کہ تم بھی کچھ گاؤ خضران نے عرض کی کہ بیشک آج گاؤنگا اور یہ آخری گانا ہمارا ہی سب کو سننا ہو سن لے بعد اس کے ہم کہاں اور گانا بجانا کہاں یہ کہکر خضران برابر طیفور کے آ بیٹھے طیفور نے طنبورہ کی آس دی اور خضران نے یہ غزل شروع کی

غزل

دل بسمل میں اسی کی شوخیوں کی چٹکیاں
بھی سبھی باتیں جو کرتا ہی اُٹھلایا ہوا
زندوں کی کیونکر ہو واعظ کہ فرشتوں کو خبر
آ بسکے دل کا کوئی مضمون ہر پایا ہوا
گو ہر ناسفتہ سے کس طرح دوں تشبیہ دل
گیسوے پیچ پیچ میں جو دل الجھا یا ہوا
مجھسے بڑھکر کون ہی دلدادہ حسن و فا
اُنکی صورت کا ہوں میں بچپن سے للچایا ہوا
ناصح مشفق مجھے کس طرح لائے راہ پر
آج ہی تیری کمر کی طرح بل کھایا ہوا

موسم گل جوش پر ہی ان دنوں آیا ہوا
یہ جو بیٹھا ہی مرے پہلو میں شرمایا ہوا
ایک دن اس شوخ نے دیدی کہیں مجھسے مثال
میکدے سے پرابر ہی چاروں طرف چھایا ہوا
ہو رہا ہی باعث شادابی گلزار خلد
سو جگہ تیری نظر سے جب زبر پایا ہوا
نعمت اپنے درد الفت کی مجھے کرشمے نصیب
تم سے زائد کس کو انداز ستم بھایا ہوا
میرے استقلال دل کی ورہمت بڑھ گئی
جب سمجھتا ہی نہیں میں اُس کا سمجھایا ہوا

پھر بھی میرا غنچہ خاطر ہی مرجھایا ہوا
میں اسی کے نشہ الفت میں ہوں مست و خراب
صرف اتنی بات پر دشمن ہی اترایا ہوا
میرے دل میں آتے ہی جوبن گیا ہی اضطراب
ایک لہرا میری چشم تر کا برسایا ہوا
اُس کے عقدوں کے سلجھنے کی تمنا ہی فضول
غم تو ہی مجھ خستہ جان کا پہلے سے کھایا ہوا
غیر ممکن ہی حسینوں پر نہ اٹھ جائے نظر
دیکھکر کم کردہ دل دشمن کو پچھتایا ہوا
وہ قدر شمشاد جو تھا غیرت سرو چمن

خضران ایسے ایسے گائے کہ سماں بندھ گیا در و دیوار سے مردوں کی آواز آتی تھی جو شعر تھا ایک مرقع خیالی تھا کہ دل سے بھولتا نہ تھا جب یہ جلسہ برخاست ہوا تو سب سرداران اور عیار باقی رہ گئے لیکن بادشاہ اسلام تشریف فرما تھے صاحبقران بھی بیٹھے تھے بادشاہ نے خضران کو حکم دیا کہ طیفور کو کرسی پر بٹھاؤ۔ صاحبقران نے ارشاد کیا کہ میری رائے میں یہ رسم جانشینی بارگاہ سلیمانی میں بیٹھ کے ادا ہو تو بہتر ہے بادشاہ نے فرمایا کہ جو آپ کی رائے اب تمام جلسہ وہاں سے اٹھ کے بارگاہ سلیمانی میں آیا سردار اپنے اپنے دنگلوں پر بیٹھے اور عیار دستہ بستہ زیر زینہ کھڑے ہوئے صاحبقران نے فرمایا کہ اسے خضران جب اپنی جگہ تم طیفور کو بٹھاؤ گے تو تم کہاں بیٹھو گے خضران نے عرض کی کہ اب تو مجھے آزادی عنایت فرمائیے میں خانہ کعبہ چلا جاؤں فرمایا صاحبقران نے کہ بعد مرحلہ طلسم زلزلہ کے چلے جانا ابھی میں اجازت نہ دونگا اس وقت بادشاہ اسلام نے خضران کے لئے اپنی پشت پہ جگہ دی اور سرو جہانبانی کا کام خواجہ کے سپرد کیا خواجہ نے طیفور کے سر پر عمر واولی کی کلاہ پہنائی اور اس کے بعد دیو جامہ پہنایا گلیم کرسے

باندھ دی زنبیل زیر بغل آویزان کر دی پاؤن مین پاؤ ھرے منھ مین سپید مہرہ دے کر ایک ہاتھ مین جال الیاسی
دوش پر کمند آصفائے باصفا دوسرے ہاتھ مین ہتھوڑا حضرت داؤد کا ان تبرکات سے طیفور کو مزین کرکے کرسی پر اپنے
بٹھا دیا اور صاحبقران کی طرف دیکھ کے عرض کی کہ اگر حکم ہو تو مین بھی انھین نذر دکھاؤن اسلیئے کہ انھون نے بہت بڑا کام
کیا ہے صاحبقران نے فرمایا کہ وہ بات اور ہے فن مین بھی ترقی چاہتے ہین لیکن اس سے کسی کی عزت کے درپے تھوڑی
ہو جاتے ہین تم ان کے بزرگ ہوئے ہان اور عیارون سے نذر دلواؤ اسوقت سب سے پہلے قران ثالث نے آکے
نذر دی بعد اس کے برق ثالث اور سعید ثالث اور سنجر ثالث اور گلباد ثالث اور کلباد ثالث جسقدر
نامی عیار تھے پہلے نذرین دے گئے آخر مین اور عیار بھی نذرین گذراننے لگے لوگون نے مبارکباد دی اور پھر سے جشن
شروع ہوا یہ جشن عیارون کی جانب سے تھا انواع و اقسام کے تماشے گلی گلی ہو رہے تھے اور بارگاہ شاہی مین
صحبت رقص و سرود برپا تھی جب اس جشن سے بھی فراغ حاصل ہو گیا تو صاحبقران نے خضران سے فرمایا کہ خواجہ
دربند صاحبیہ مین ہمارے تمھارے شرکت تھی اور دربند صاحبیہ کو تمھین نے فتح کیا خضران نے عرض کی کہ اگر
حاکم مرحلہ کو مارنے سے مین فاتح دربند ہو گیا تو تمام ساحرون کو ہمین لوگ قتل کرتے ہین کم ایسے ساحر ہون گے جو آپکے
ہاتھ سے قتل ہوئے ہون اور بہت ایسے ہون گے جن کو ہم نے مارا ہے پھر وہ سب سلطنتین عنایت کیجیے تو ہمین عنایت
ہو صاحبقران نے ارشاد فرمایا کہ ہمارے ساتھ مین جو کام تم سے ہو گا وہ ہمارا ہے لڑتی فوج ہے اور نام بادشاہ کا ہوتا ہے اور
جو کام ہم سے علیحدہ ہو کے کرو گے وہ تمھارا سمجھا جائے گا لہٰذا ان مرحلون پر حاکم مقرر کرنے کا تمکو اختیار دیا جاتا ہے خضران
نے عرض کی کہ یا صاحبقران اگر یہ رائے حضور کی ہے کہ مین وہان کا حاکم مقرر کرون تو میرے نزدیک فرامرز ثانی کو حاکم
مقرر فرمایئے کہ یہ اولاد رستم مین سے ہے اور پہلوان زبردست ہے فرمایا کہ مین ابھی لکھے دیتا ہون اس گفتگو کے
وقت فرامرز موجود نہ تھا صاحبقران نے شقہ لکھکر خضران کو دیدیا اور فرمایا کہ ہم نے خراج بھی معاف کیا اس کو اپنی
سلطنت مین ہر طرح کا اختیار ہے خضران نے اس شقہ کو لیا اور خیمہ فرامرز مین آئے شقہ فرامرز کے ہاتھ مین دیا جسوقت
فرامرز مضمون سے آگاہ ہوا تو اس کا دل کھٹکا عرض کی کہ مجھے جس قدر عزت و حرمت دی ہے آپ نے دی ہے مین
کسی کو نہین جانتا مگر ایسا نہو کہ اس عنایت صاحبقران سے بے موقع دنیا پڑے خضران نے کہا کہ اتنا دباؤ ان کا ہم
بھی ہے جتنا مالک کا ملازم پر ہوتا ہے فرامرز نے عرض کی کہ ان سے کون انکار کر سکتا ہے اور جو انکار کرے وہ نمک حرام ہے مجھے
یہ خیال ہوتا ہے کہ یہ تالیف قلب آخر مین زخم دل نہو جائے خضران نے کہا کھل کے بیان کرو فرامرز نے کہا کہ ایسا نہو
کہ صاحبقران ملکہ کا عقد اپنے عیار کے ساتھ کرین خضران نے کہا کہ وہ مالک ہین اب میرا دخل کچھ نہین اسوقت
تک ایک پردہ تھا اگر عقد تمھارے ساتھ ہو جاتا ہو جاتا لیکن اب مین ایسا نہین کر سکتا فرامرز نے عرض کی کہ حضور
سمجھ سکتے ہین کہ یہ عزت کا معاملہ ہے اور سپاہی جان کو عزت پر سے قربان کرتے ہین خضران نے کہا کہ یہ سچ ہے مگر اسے
فرامرز کیا تم صاحبقران سے لڑکے سر سبز ہو سکتے ہو فرامرز نے عرض کی کہ کیا مجال ہے میری کہ قصد مقابلہ بھی کرون
گو مین نے مقابلہ نہین کیا لیکن ان کے افسانے سن چکا ہون عالم مین کون ان سے مقابلہ کر سکتا ہے لیکن یہ سمجھ
لیجیے کہ غریب کا غصہ اس کی جان پر ہے یہ سنکے خضران کو بھی ایک سکوت سا ہو گیا کہ معاملہ بہت ہی نازک ہے دیکھیے
ہوتا کیا ہے لاکھ لاکھ خضران چاہتا ہے کہ صاحبقران سے سفارش کرون لیکن پھر یہ خیال ہوتا ہے کہ ان بیوقوفون سے
امید رکھنا بیکار ہے ان کے عیار سے ایک عیاری بن پڑی خدا نے بنا دی اس وقت جا وبیجا اس کا بڑھا ہوا ہے اور
یہ بھی ہو چکا ہے کہ صاحبقران اس سے عقد کر دینے کا وعدہ بھی کر چکے ہین لیکن خضران کا دل ملکہ کی طرف سے
مضبوط ہے کہ وہ فرامرز پر مائل ہو چکی ہے لیکن تو ہے کہ نہ پھرے گی بیان کی تو یہ حالت ہے ابھی تک خیمہ خضران کا لشکر
صاحبقران سے علیحدہ ہے اور فوج بھی الگ ہے جو لوگ مرید ہین وہ اسی طرح مرید ہین گو کہ ان پر یہ حال ظاہر ہو گیا

ہے کہ دراصل یہ درویش نہیں ملکہ عیار ہیں لیکن اُن لوگوں کو خیال ہے کہ ہم تو کامل کے مرید ہیں درویش ہیں ہوتا
غیر درویش ہیں لیکن اب حال ظاہر ہو گیا کہ یہ خدمت صاحبقران میں حاضر ہوا اور بلا ہی کی کہ یہ سبب اشرف
تو حضور کی یہ دولت حاصل ہو چکی کہ شاہ عیاران کا خطاب پایا عمرو کا قائم مقام کہلایا لیکن ابھی تک داغ فراق
ملکہ مہان بخ ابرو دل سے دور نہوا قلب کو سرور نہوا فرمایا صاحبقران نے کہ میں اپنے وعدے کو بھولا نہیں
ہوں بس اسی وقت قران ثالث سے فرمایا کہ جاکر بردوان شاہ سے کہدو کہ عیار میرا حسن کو میں اپنا بھائی سمجھتا
ہوں تمھاری دختر یہ عاشق ہے لہذا میری خوشی یہ ہے کہ تم عقد اس کا اس کے ساتھ کردو جب وقت قران ثالث یہ پیام
صاحبقران عالی مقام کا لیکر ہمرہ بردوان شاہ کی بارگاہ میں پہونچے اور بردوان شاہ سے بیان کیا تو
اس نے کہا کہ اب مجھے ملکہ پر کوئی اختیار نہیں ہے وہ خود عاقلہ بالغہ ہے میں جبر نہیں کرسکتا حضور کو اختیار ہے مجھے
یقین ہے کہ وہ انکار کرے گی اور حضور کو یقین آئے یا نہ آئے لہذا میں اس کو خنجران کے لشکر میں بھیجے دیتا ہوں
اگر کسی قدر ملکہ پر اختیار ہے تو انہیں کو کہ وہ ہادی و رہبر اس کے ہو چکے ہیں علاوہ اس کے خنجران کے بیان کا
آپ کو یقین ہوگا ورنہ خود حضور ملکہ سے دریافت فرمالیں یہ جواب تو بردوان شاہ نے صاحبقران کو دیا اور
اسی وقت ملکہ کو سوار کرکے خنجران کے لشکر میں بھجوا دیا کیونکہ بردوان شاہ کہہ چکا تھا کہ اب یہ مقدمہ نازک سا
ہو گیا ہے میں اپنی جان کیوں عذاب میں ڈالوں ملکہ فرامرز کی عاشق ہے فرامرز اولاد رستم سے ہے اور پہلوان
زبردست ہے یہ کچھ کبھی عیار کہلائے گا اور وہ سردار علاوہ اس کے ابتدا اسی سے ہوئی ہے اس نے تو اپنی جان
چھڑائی اور وہاں ملکہ جو لشکر خنجران میں پہونچی اور خنجران کو معلوم ہوا انھوں نے لشکر سے علیحدہ دریا
کنارے خیمہ برپا کرا کے ملکہ کو اتروایا اور فرمایا کہ اے ملکہ تمھیں تمھارے باپ نے بھیجا ہے یا خود سے آئی ہو ملکہ نے
کہا کہ میں مصیبت میں مبتلا ہوں کیا عرض کروں صاحبقران نے اپنے عیار کے ساتھ پیام بھیجا تھا یہ بات صاحبقران
کی میرے باپ کو بھی ناگوار گذری میرے لیے امیر کو جواب صاف دینا تو خلاف ادب سمجھا گیا انھوں نے یہ جواب
دیا ہے کہ ملکہ کا اختیار خنجران کو ہے مجھے نہیں ہے اور مجھکو سوار کرکے یہاں بھیجدیا ہے اب آپ جو میرے حق میں
بہتر جانیں وہ کریں یہ کہکر رونے لگی خنجران نے کہا کہ اے ملکہ رونے سے کچھ فائدہ نہیں اسوقت تک ایک
پردہ تھا صاحبقران نہ جانتے تھے کہ یہ کون شخص ہے اب ظاہر بظاہر میں سرتابی نہیں کرسکتا ہوں اگرچہ واللہ ہے
کہ یہ فعل صاحبقران کا میرے بھی خلاف ہے لیکن میں ان سے بگڑ کے کیا بنا سکتا ہوں دو مرتبہ عیاران کا تم کو
لے گیا ہوتا اگر میں نے حفاظت نہ کی ہوتی آخر اس نے تبرکات بھی بزرگوں کے عیاری کرکے مجھسے لے لئے ایسا میں
بوڑھا ہوا عقل اس کی جوان ہے میں نے بھی غنیمت جان کے جان بچائی چند دن میں میں تو جانب خانہ کعبہ چلا جاؤنگا
کچھ روز یہ بھی اسباب عیاری سے کام لے لیں ان کے بعد کوئی اور آئے گا جس طرح ہم سے انھوں نے یہ اسباب
لیا اسی طرح کوئی ایسا بھی آئے گا جو ان سے لے جائے گا پھر تو اب ہم بالکل بے اختیار ہو گئے اگر امیر سے بگڑے
تو مشکل پڑ جائے گی بہت ذلت اٹھانا پڑے گی جو لوگ ابھی تک جھکے ہوئے ہیں وہ سر کھینچنے لگیں گے لیکن تم کیوں
روتی ہو خدا نے اس مقدمہ میں سب کو آزاد کیا ہے اگر تم کو منظور نہیں ہے انکار کرو ملکہ نے کہا کہ خیر پھر جو کچھ ہمارے
دل میں ہے کریں گے دیکھ ہی لیجیے گا کہ کیا ہوتا ہے خنجران وہاں سے فرامرز کے خیمہ میں آئے اور فرامرز سے کہا
کہ جاکے ملکہ سے مل آؤ وہ بلا رہی ہے فرامرز وہاں سے ملکہ کے خیمہ میں آیا ملکہ کو روتے ہوئے پایا اس کا بھی دل
بھر آیا کہا اے ملکہ رونے سے کیا حاصل ہے ملکہ نے کہا کہ اب سوا موت کے چارہ نہیں ہے اس لئے کہ مخالفت صاحبقران
کا انجام برا ہے اور موافقت صاحبقران دشمن عزت و وفاداری نہ اب وہ موقع ہے کہ مثل سابق کے تمھارے ساتھ
نکل جاؤں نہ کہیں بھاگ سکتے ہیں ٹال سکتے ہیں دیکھیے کیا ہوتا ہے مرا سوزیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد * وگر دم درکشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد

سوزد۔ فرامرز نے کہا کہ اے ملکہ ع	بجلی ہی ہوت محبت میں کسی پر شک سے یارب	یہ امر اگر شدنی ہے تو ہو ہمارے بعد

لیکن وہان کی حالت سنیے کہ صاحبقران نے جس وقت قران ثالث کو بردوان شاہ پاس بھیجا تھا تو طیفور
سے کہدیا تھا کہ جا تو اپنے خیمہ کو آراستہ کر مین چاہتا ہون آج ہی تیرا عقد ملکہ سے کرکے تیسرے چوتھے دن یہان سے کوچ
کردون کہ دیر ہوا استقاد صاحبقران کو اتنا دو بھر ہو رہا تھا بردوان شاہ پر جس وقت مہتر قران ثالث نے جواب
بردوان شاہ کا صاحبقران کیوان جاہ سے بیان کیا تو امیر نے فرمایا کہ اے قران کچھ قباحت نہین ہے خضران
کیا مجھے انکار کریگا جاؤ ابھی خضران سے کہدینا کہ ہمارے عیار سے بہتر کون ہو سکتا ہے جس سے شادی ملکہ کی کیجائے
تم خوب جانتے ہو جو سلسلہ تمھارے خاندان اور ہمارے خاندان کا چلا آتا ہے کہ چولی دامن کا ساتھ ہے اکثر شادیان ایسی ہوئی
ہین کہ ایک بہن کی شادی سردار اور دوسری کی عیار سے ہوئی ہے بادشاہزادیان کیا شاہزادیان نہین ہین جو عیارون کو
منسوب ہوئی ہین ملکہ جادو فرمانروائے شہر عنطایا بادیا برق جادو بھانجی دامہ جادو کی کہ دونون عمرو اول
کو منسوب ہوئی ہین اس کے علاوہ اور بھی بہت سی شادیان ہوئی ہین لہذا تم کو چاہیئے کہ ملکہ کو رضامند کرکے بھیجدو قران
ثالث یہ پیام امیر کا لئے ہوئے خضران کے پاس آئے جس وقت خضران کو خبر آمد مہتر قران معلوم ہوئی تو یہ
پریشان ہوئے کہ خدا خیر کرے دیکھیے کیا پیام آیا ہے اتنے مین قران سامنے خواجہ کے پہونچے خضران نے اپنے پاس
بٹھایا اور پوچھا کہ کیون آئے ہو مطلب تمھارا کیا ہے قران ثالث نے پیام امیر کا خضران سے بیان کیا خضران یہ سنکے
متشوش ہوئے سوا اس کے اور کچھ جواب نہ بن پڑا کہ مین حکم کے خلاف تھوڑی کر سکتا ہون لیکن ملکہ بغیر آپ کے تشریف لائے
نہ جائے گی کوئی عزت تو اس کی ہو قران یہ جواب لے کر خدمت صاحبقران مین آئے اور امیر کو آگاہ کیا صاحبقران
نے فرمایا کہ مجھے بھی اپنے عیار کی خوشی کے لئے کوئی عذر نہین ہے مین آپ چلون گا یہ فرماکر صاحبقران سوار ہوئے مگر
صرف طیفور ساتھ ہو لیا اور جانب خیمہ ملکہ سہمان کج ابرو روانہ ہوئے وہان خواجہ نے جلدی سے جاکر ملکہ کو امیر کے
ارادہ سے آگاہ کیا اور ملکہ سے فرمایا کہ جو کچھ تمھین کہنا ہو روبروے صاحبقران کہہ لینا گو میرا اختیار نہین لیکن مجھے
بھی گوارا نہین کہ تم فرامرز سے کنارہ کرو فرامرز خواجہ کو دیکھکر علیحدہ ہٹ گیا تھا خضران نے ملکہ کی طرف دیکھکے
کہا کہ لو وہ وقت استقلال و پامردی آپہونچا اے ملکہ صاحبقران نے میرے پاس کہلا بھیجا ہے کہ ملکہ کو بھیجدو اب عزت
فرامرز کی تمھارے ہاتھ ہے ملکہ نے عرض کی کہ عزت پہ سے جان قربان ہے جس کے ہو گئے اُسی کے ہو گئے کہین بار بار زبان
بدلی جاتی ہے اور فرض کریم زبان بدل بھی دی جائے تو دل کیونکر بدل سکتا ہے آپ مطمئن رہین صرف اتنا کہلا بھیجیے کہ ملکہ
آپ کی فہمائش سے شاید چلی آتے میری خوشی تو اس نے گوارا نہ کی جبر کرنا اچھا نہین خواجہ تو پہلے ہی یہ جواب مہتر قران
ثالث کو دے چکے تھے بہت خوش ہوئے کہ الحمد للہ جو بات اس کے دل مین تھی وہی میرے دل مین بھی تھی یہ فرماکر
خضران تو پھر چلے آئے اور فرامرز نے کہا کہ ملکہ اور کچھ دیر تم یہین دیکھو تو ہم تمھین دیکھ لین اس کے بعد خدا جانے
زمانہ کیا دکھاتا ہے اُدھر خضران آمد صاحبقران عالیشان کی خبر سنکر برائے استقبال روانہ ہوا اور امیر کو پیشوائی
کر کے لئے ہوئے خیمہ ملکہ کے قریب آیا ملکہ اس کمرے مین تھی جا بجا پردہ پڑا تھا اور صدر اس نے پہلے سے صاحبقران
کے واسطے خالی کر دیا تھا امیر آکر رونق افروز ہوئے طیفور بھی ساتھ ہے اس وقت دونون عاشق و معشوق ایکدوسرے
کو دیکھ رہے تھے جس وقت خبر آمد صاحبقران پہونچا تو فرامرز نے ملکہ سے کہا کہ اب مجھے جانے دو مین امیر کو سلام
کرون شاید صاحبقران کو میرے حال پر کچھ رحم آئے یہ کہکر ملکہ کے پہلو سے اٹھا اور دوسرے دروازے سے
آکر امیر با توقیر کو مجرا کیا دیکھا امیر نے کہ منہ فرامرز کا اترا ہوا ہے ہوائیان چھوٹ رہی ہین آنکھین روئی ہوئی معلوم
ہوتی ہین صاحبقران سے اس کی صورت غمگین دیکھی نہ گئی گردن جھکالی لیکن ساتھ ہی خیال آیا کہ اے عادل اگر ملکہ
اسے ملے گی تو جو حالت اس وقت اس کی ہے وہی حالت میرے عیار کی ہوگی پھر اس کا ملال بہتر یا طیفور کا رنج بہتر وہ

بچپن کا ساتھی ہے کیا کیا وفاداریاں اُس نے تمھارے ساتھ کی ہین ہمدردی اُسی کی زیبا ہے اور یہ وہ شخص ہے کہ سوا
مسلمان ہونے کے کوئی خصوصیت اس کو حاصل نہین ہے بس آواز دی امیر نے کہ اے ملکہ ہم تمھارے لینے کو آئے ہین
اور سواری بھی ساتھ مین ہے سوار ہو اور چلو اگر کچھ عذر ہو تو بیان کرو ملکہ کا رنگ اُڑ گیا جواب دیا کہ اس کنیز پر
اسقدر التفات کہ حضور نے تکلیف فرمائی اس کا شکریہ ادا کرنے کے قابل کہان سے زبان لاؤن اور عذر مجھے کیا
ہو سکتا ہے جب آپ کی کنیز ہون تو آپ مالک ہین جس کے ہاتھ مین ہاتھ دیدین اگر پیار بھی ہو تو سر کا تاج ہے صاحبقران
نے فرمایا کہ سکھپال لے جاؤ اور ملکہ کو سوار کرو کہاریان پائے سکھپال کے پکڑے ہوئے ساتھ ساتھ سوار کرنے کو
چلین خود ملکہ محبوب سیمتن بہن اس کی اور معشوقہ صاحبقران کی اپنی بہن کے سوار کرنے کو اور لینے کو آئی تھی ادھر
تو سکھپال لا کے لگایا گیا ادھر ملکہ محبوب سیمتن نے آواز دی کہ کیون بہن آتی ہو یا مین ہی آؤن اور تمھین گود مین اُٹھاؤن
ملکہ نے کہا کہ بس تمھارا اتنا تکلیف اُٹھانا بھی بہت ہے کہ اب تم صاحبقران کی بی بی ہوا ور مین ایک عیار کے قابل
سمجھی گئی ہون اگر حکومت صاحبقران کی ہوگی تو جا جاسے ہوگی یا اپاہجون پر ہوگی مین اپنے نفس کی آپ مختار ہون
لے اب تم تماشہ دیکھو کہ ہم کہان جاتے ہین خیر اچھا ہوا کہ وقت آخر تم کو دیکھ تو لیا یہ کہتے ہوے دریا کی طرف بڑھی
یہ دیکھکر محبوب سیمتن نے کہا کہ یا امیر دوڑیئے ورنہ پھر ملکہ کو نپایئے گا صاحبقران سمجھے کہ یہ بھاگی ہے تو بھاگ کے کہان
جاے گی اسوقت جبر اچھا نہین جو خواہشمند ہے وہ ڈھونڈھ کے لیے ہی آئے گا جواب دیا کہ جاتی ہے تو جانے دو بس
یہ سنکے ملکہ بیتاب ہوکے سکھپال سے باہر نکل آئی اور ہاے میری بہن کہکے چلائی خضران دوڑ پڑے کہ یہ کیا عالم ہے
صاحبقران بھی پردہ ہٹا کر اُس طرف آگئے ساتھ صاحبقران کے طیفور اور فرامرز بھی نکل آئے سمہان رخ
ابرو نے کنارے دریا کے پہونچ کے آواز دی کہ جو ہمارا عاشق صادق ہو وہ آئے ہمین اپنی عصمت و عزت جان سے
زیادہ عزیز ہے یہ کہکر دریا مین پھاند پڑی صاحبقران نے فرمایا کہ بلاؤ ملاحون کو جلد نکالو اس کو ڈوبنے نپائے طیفور تو
ملاحون کو تلاش کرنے لگا اور فرامرز نے کہا کہ اے ملکہ عاشق صادق تو امتحان کے وقت معلوم ہوتا ہے لو ہم آتے ہین
ہمارا انتظار کرو اگر تم نے ہماری محبت مین اپنی حسن و جوانی کو خاک مین ملایا تو ہم تمھارا ساتھ دینے کو موجود ہین یہ کہتے
ہی دوڑ کے فرامرز بھی دریا مین کود پڑا ملکہ پہلا غوطہ کھا کے ابھری فرامرز نے جلدی سے بال پکڑ لئے اور چاہا کہ پیر کے
نکال لے چلون لیکن چار دن طرف سے موجین آپڑین اور پانی مین تاند پڑی دونون اس طرح پانی مین بیٹھے کہ پھر نہ ابھرے
خضران کی آنکھون سے آنسو گر پڑے امیر نے فرمایا کہ اے خضران تم کو تو اسقدر رنج ہوا جیسے ان دونون مین تمھارا
خون شامل تھا خضران نے کہا کہ اے عادل کیوان شکوہ مین تمھارے خاندان کی ہمدردی سے خوب آگاہ ہون
مجھے تمھارے بزرگون کی ہمدردیان خوب یاد ہین اگر مین یہ کہتا کہ ملکہ کی شادی اپنے عیار کے ساتھ نکرو تو تم بھی سمجھتے
کہ یہ میرے عیار سے جلتا ہے اب آنکھون سے دیکھ لیا جو عاشق صادق تھا اُس نے ملکہ کے ساتھ اپنی جان بھی دیدی
اگر طیفور بھی عشق صادق رکھتا تھا تو کیون نہ ملکہ کے ساتھ ڈوب مرا خیر تمھین ملکہ کے حال پر زندگی بھر افسوس تو رہے گا
اے عادل کیوان شکوہ اپنے دل پر ہاتھ رکھنا چاہیئے اگر اپنی معشوقہ کو کوئی ظالم چھین کے دوسرے کے حوالے کردے
تو اسوقت انسان مرنا بہتر جانے گا مگر اس امر کو خوشی کبھی گوارا نکرے گا ان باتون پر دل صاحبقران کا لرز گیا فرمایا
کہ اے خضران اگر یہ دونون زندہ ہاتھ آگئے تو بخدا مین اب ہرگز طیفور کی خواہش پوری نہونے دونگا بلکہ
ملکہ کا عقد فرامرز ہی کے ساتھ کردونگا خضران جلا ہوا تو تھا ہی کہا کہ خدا سے دعا کرو اگر اس کو تمھاری خاطر
منظور ہوگی تو وہ پھر زندہ کردے گا ورنہ اب تک تو وہ دونون لقمۂ دہان نہنگ ہوگئے ہون گے یا مچھلیون نے
گوشت اُن کا تقسیم کرلیا ہوگا شاید ہڈیان تہ دریا پر ملجائین تو ملجائین یہ خبر ہردوان شاہ کو پہونچی کہ ملکہ ڈوب گئی
اور شادی اپنی عیار صاحبقران کے ساتھ گوارا نہ کی ہردوان شاہ نے گریبان چاک کیا لباس سیاہ پہنا تمام شہر

بیہوش ہوا ادھر خضر ان نے یہ بیہوشی اختیار کی امیر کو بھی سخت ملال ہوا فرمانے لگے کہ اگر مین ایسا جانتا تو
طیفور سے ہرگز اقرار نکرتا بلکہ اس ارادہ سے باز رکھتا طیفور کو صدمہ بھی ہوا اور ملکہ کی جانب سے نفرت سی
پیدا ہوئی کہ ہم اس پر مرتے تھے اور یہ خبر نہ تھی کہ یہ دوسرے پر شیدا ہے مین روز عجب طرح کا ماتم دریا کنارے
برپا رہا اب امیر نے خضر ان سے فرمایا کہ جہازون کا انتظام کرو کہ ہم شہر حسن آگین مین جانے کا قصد رکھتے ہین
خضر ان نے کہا کہ بہتر تو یہ ہے کہ اب مجھے خانہ کعبہ جانے کی اجازت دیجیے کہ ملال میرا برطرف ہو صاحبقران نے فرمایا
کہ اے خضر ان جو مین کہہ چکا وہ کہہ چکا کہ بعد طلسم زلزلہ کے فتح ہونے کے تمکو جانے دونگا ابھی ہرگز نہین خضر ان
نے کہا کہ خیر آپ مالک ہین بغیر آپ کی اجازت کے مین جا نہین سکتا لیکن اب اس قسم کے کام اپنے عیارون سے لیجیے جو
جس کا منصب ہے وہ اس کام کو انجام دے مین تو اب کوتوال معزول کی طرح ہون جو کچھ کہنا ہو وہ طیفور سے کہیے
اُسوقت بردوان شاہ نے عرض کی کہ یا امیر اسوقت تک خدا نے بات رکھی اور آپ کو ہر مرحلے پر فتحیاب کیا اب
شہر حسن آگین کے ارادہ سے باز رہیے وہان جانے سے کچھ حاصل نہین ہے اول تو اس دریا کو عبور کرنا غیر ممکن ہے
دوسرے یہ کہ اگر آپ شہر حسن آگین مین پہونچ بھی گئے تو بہت پریشان ہوجیے گا یہ تمام ملک عجائبات و غرائبات سے مملو
ہے حکیم اسرار الحکمت نے ایک ایک ذرہ مین یہان کے طلسم باندھا ہے ادنی سا امر یہ ہے کہ اگر آپ تمام مرحلون کو طے کرکے
پہونچ بھی گئے تو وہان کے عورت مرد اسقدر حسین ہین کہ جس قدر لوگ آپ کے ہمراہ ہین سب عالم بیخودی مین آجائینگے
جو جس عورت پر عاشق ہوجائیگا وہ اُسی کا ہوکے رہ جائیگا اور یہی حالت آپ کی بھی ہوگی وہ عورتین اس قابل
نہین ہین کہ اُن کو آپ کہین لیجا سکین فرمایا کیا سبب کہا اسے مین نہین جانتا لیکن اتنا معلوم ہے کہ نہ وہان کے مرد
کہین جاسکتے ہین نہ وہان کی عورتین جاسکتی ہین وہان کی عورتین وہین کے مردون کے قابل اور مرد وہان کے وہین
کی عورتون کے لائق ہین اور کہین نہ مرد جاسکتے ہین نہ عورتین اور جن لوگون کو اُن سے دلبستگی ہوگی وہ بھی ساتھ
آپ کا چھوڑ کر وہین کے ہو رہین گے فرمایا مجھے کچھ پروا نہین مین تنہا جاؤنگا بردوان شاہ تو خاموش ہو رہا لیکن
بادشاہ اسلام نے عرض کی کہ یا امیر اگر مناسب جانیے تو اس بارہ مین خواجہ زادون کی صلاح بھی لے لیجیے صاحبقران
نے فرمایا کہ خوشی آپ کی اُسوقت بدری اشرفیون کی اور کشتیان خلعت کی منگوا کے رکھی گئین اور خواجہ زادے
طلب ہوئے جس وقت پیام خواجہ زادون کو پہونچا یہ اُسی وقت درباری لباس زیب جسم کرکے حاضر ہوئے
بادشاہ اسلام نے ان کو نہایت عزت و توقیر کے ساتھ بٹھایا اور ارشاد فرمایا کہ آپ اپنے علم سے دریافت کیجیے کہ
شہر حسن آگین کا سفر صاحبقران کے واسطے کیسا ہے یہ سنکر خواجہ زادون نے اپنے قاعدے کے موافق سوا گز
زمین لیپا کے کچھ اسماء متبرکہ زبان پر جاری کیے اور زائچہ کھینچا بارہ برج ساتون ستارے نظر مین رکھکر احکام
استخراج کیے اور عرض کی کہ لشکر پر فراق صعب معلوم ہوتا ہے مناسب تو یہ ہے کہ دوسرے راستے سے طلسم زلزلہ
کی طرف تشریف لے جائیے اور اگر اس کے خلاف کیجیے گا تو زحمت اٹھائیے گا ثمرہ نیک نہ پائیے گا لشکر پر ضرور تباہی
آئے گی بادشاہ نے خواجہ زادون کو خلعت وغیرہ دے کر رخصت کیا اور صاحبقران سے فرمایا کہ اب روز سعد
تاریخ نیک دیکھکر دوسرے راستے سے طلسم زلزلہ کی طرف تشریف لے چلیے فرمایا صاحبقران نے کہ آپ باتون سے
خواجہ زادون کی ڈر گئے قسم بہ ایمان خود کہ بہر طور شہر حسن آگین مین جاؤنگا خواجہ زادے مجھکو ڈراتے ہین
اگر شہر حسن آگین مین اپنا عمل نہ بٹھایا تو نام اپنا حمزہ دلیر کیون مشہور بنایا ایک موٹی سی مثل ہے کہ اگر رنگریز ایسا ہی
ہوتا تو اپنی داڑھی نہ رنگ لیتا غیب کا حال سوا خدا کے کوئی نہین جانتا اگر مین اس مقام سے خوف کھا کر چلا جاؤنگا
تو اس راستے کو خس و خاشاک سے کون پاک کریگا بادشاہ اسلام نے جو یہ سُنا ارشاد فرمایا کہ اگر آپ کو یہی منظور
تھا تو آپ نے زائچہ کیون دکھلایا آپ کے بزرگ خواجہ زادون کے کہے پر چلا کیے ہین ان کے احکام بہت صحیح ہوتے

نہین فرمایا کہ اگر صبح بھی ہو تو مین اس ارادہ سے باز نہ رہون گا مین ایسی باتون سے وسوسہ دل مین نہین لاتا جو منظور خدا ہو وہ
ہوگا صاحبقران کے تیور دیکھکر سب خاموش ہوگئے اور طیفور تلاش مین جہازون اور کشتیون کے روانہ ہوا وان
حسین سبز قبا نے پہلے ہی حکم بھیجدیا تھا کہ خبردار لشکر حریف کو جہازون پر جگہہ نہ دینا جہازرانون نے جہازون کو پہلے
ہی اس ساحل سے ہٹا دیا تھا طیفور نے بعد دریافت حال عرض کی کہ یا صاحبقران دور دور مین پھر آیا کہین جہازونکا
پتہ نہ پایا اب جو حکم ہو وہ کیا جاے فرمایا کہ جہاز تیار کئے جائین طیفور اُسی وقت روانہ ہوا نجارون کو فراہم کیا اور جنگل
سے مناسب درخت تجویز کرا کے ان کی لکڑیان کاٹین اور جمیع کین نجارون نے جہاز بنانا شروع کئے مہینے ڈیڑھ مہینے کے
عرصہ مین چند جہاز اور چند کشتیان بن کے تیار ہوئین اور دریا مین ڈالی گئین صاحبقران کنارے دریا کے تشریف
لائے اپنے سامنے جہاز دریا مین ڈلوائے اور فرمایا کہ کل صبح کو ہم اُس پار جائینگے بردوان شاہ نے عرض کی کہ
یا صاحبقران صرف جہازون کی مجبوری نہ تھی کہ حضور کو منع کیا تھا بلکہ یہ دریا بھی دریائے فتنہ و فساد ہے اس سے عبور
کرنا ان جہازون کا دشوار ہے آئندہ حضور کو اختیار ہے فرمایا مین ضرور جاونگا بردوان شاہ خاموش ہو رہا جب رات
گذر کر صبح ہوئی تو صاحبقران نے چلنے کا قصد کیا رفیقان جان نثار ہمراہی کے لئے کمربستہ ہوئے ہنوز صاحبقران
بادشاہ اسلام سے رخصت بھی نہونے پائے تھے کہ سرکارون نے آکر عرض کی کہ صبح کو ایک جہاز کا پتہ بھی نہ ملا کہ وہ کشتیان
اور جہاز کیا ہوگئے یہ سنکے امیر پریشان ہوئے اور فرمایا کہ اگر اقبال میرا یاور ہے تو ضرور دریا کے اُس پار پہونچونگا مین
اپنے ارادہ سے باز نہ آونگا یہ فرما کر امیر نے مرکب طلب کیا طیفور سمجھ گیا کہ اب صاحبقران باز نہ رہینگے بس
پیر قدمون پر گر پڑا اور عرض کی کہ غلام انتظام کرتا ہے حضور ابھی عجلت نفرمائین یہ تو معلوم ہولے کہ یہ جہاز کیا ہوئے اور
کون جہازون کو لے گیا بادشاہ اسلام نے بھی روکا صاحبقران بخاطر بادشاہ اسلام خاموش ہو رہے لیکن طیفور
سے ارشاد کیا کہ ایک مہینے کی مہلت مین تجھکو دیتا ہون اگر اندر ایک ماہ کے تم نے کوئی انتظام کیا تو خیر ورنہ مین
گھوڑے کا زیر بند کاٹ کے دریا مین ڈالدونگا یا تو اُس پار پہونچ گیا یا غرق ہو کر اپنی بھی جان دی طیفور نے عرض
کی کہ ڈیڑھ مہینے کی مہلت دیجیے اور سردارون نے بھی اصرار کیا صاحبقران نے منظور فرمایا اور اپنے ارادہ کو
ڈیڑھ مہینے کے واسطے ملتوی فرمایا لیکن طیفور نے پھر جلدی جلدی کشتیان تیار کرائین اور دو کشتیان دریا مین ڈلوادین
اور ایک چھولداری کنارے دریا کے برپا کرکے آپ نگران ہوا جب دوپہر رات گذری تو دیکھا طیفور نے کہ دریا متلاطم
ہوا اور ایک نہنگ مہیب نظر آیا نہنگ قریب کشتیون کے آیا اور دم ماری کہ کشتی کا ایک ایک تختہ الگ ہوگیا بعد
اُس کے دوسری کشتی کو بھی دُم مار کے غرق کر دیا اور تہ مین پانی کی چلا گیا یہ کرشمہ دیکھکر طیفور خاموش ہو رہا اور
صبح کو خدمت صاحبقران مین حاضر ہو کر رات کی سرگذشت بیان کی صاحبقران نے فرمایا کہ اُس نہنگ کو گرفتار
کرو طیفور نے عرض کی کہ آج کچھ تیر انداز عنایت ہون وہ نگرانی کرتے رہین ہم ایک کشتی اور تیار کرا کے دریا مین
ڈلواتا ہون جس وقت نہنگ نمودار ہوا اور کشتی غرق کرنے کے ارادہ سے قریب کشتی کے آئے اُسی وقت تیرباران
کیا جائے صاحبقران نے قبیل بن مقبول کو بارہ ہزار ناوک اندازون سے ساحل پر معین فرمایا اور طیفور نے
ایک کشتی اور بنا کے دریا مین ڈالی اور ناوک انداز کنارے پر جمع ہوتے تیرون کو چلہ کمان مین پیوستہ کرکے
تاک لگائی جب دوپہر رات گذری تو دریا مین تلاطم پیدا ہوا اور نہنگ پانی پر ابھر کر کشتی کی طرف چلا چاہتا تھا ناوک
اندازون نے تیر کھینچے جتنے ناوک قریب اُس نہنگ کے گئے وہ جل کے خاک ہوگئے نہنگ نے برابر کشتی کے
آکر دم ماری کہ کشتی پاش پاش ہوگئی نہنگ کشتی کو تباہ کرکے پھر تہ پر چلا گیا یہان صبح کو قبیل بن مقبول بن مقبل
وفادار نے آکر تمام کیفیت صاحبقران عالیشان سے بیان کی امیر نے فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے وہ نہنگ ساحر ہے آج
شب کو مین آپ کشتی پر سوار ہو کے جاونگا یا تو مین نے نہنگ کو مارا یا نہنگ نے کشتی کے ساتھ مجھکو بھی غرق کیا

طیفور نے عرض کی کہ یا صاحبقران یہ عہد کے خلاف ہے آپ ڈیڑھ مہینے کی مہلت مجھے دے چکے ہیں اس عرصہ
میں اگر میں نے راستہ صاف نہ کر دیا تو پھر حضور کو اختیار ہوا اور قبل اس کے میں آپ کو جانے نہ دوں گا صاحبقران
خاموش ہو رہے اب طیفور نے نجاروں سے کہا کہ جس طرح ہو سکے آج شام تک ایک ڈونگا تیار کر دو نجاروں نے
ایک ڈونگی تیار کی اور کچھ بیڑا لوہے کے جڑ کے اسے مضبوط کیا طیفور نے ڈونگی دریا میں ڈلوا دی اور آپ اس
ڈونگی میں بیٹھ کر دو دریا میں لنگر پانی کی طرف دیکھنا شروع کیا یہ خبر صاحبقران با اقبال کو پہونچی کہ آج آپکا عیار
خود ناؤ پر سوار ہو گئے ہیں برائے گرفتاری نہنگ گیا ہے یہ سنکے امیر با توقیر بیتاب ہو گئے اور فرمایا کہ ہمارا خیمہ بھی کنارے
دریا کے برپا ہو ہم بھی رات وہیں بسر کرینگے اگر عیار ہمارا غرق ہوا تو قسم ہے اپنے پیدا کرنے والے کی کہ دریا میں کود کر
اس نہنگ حرامزادے کو ماروں گا یہ فرما کر عقرب سلیمانی کو ٹیک کر اٹھ کھڑے ہوئے اور کنارے دریا کے تشریف
لائے فراشوں نے آکر خیمہ استادہ کیا امیر کنارے دریا کے بیٹھ کر جانب دریا دیکھنے لگے صاحبقران کے تشریف
لاتے ہی تمام سرداران لشکر اسلام دریا کنارے آ گئے کہ اگر امیر دریا میں کودے تو ہم بھی امیر کا ساتھ دینگے
طیفور تو دریا کی طرف دیکھنے میں محو تھا اس کا دھیان کسی اور جانب نہ تھا کہ یہ صاحبقران کے آنے سے باخبر ہوتا لیکن امیر نے
خود آواز دی کہ اے طیفور یاد رہے کہ دیکھوں تو کس شیروں کا بیٹا ہے واللہ ہے کہ اگر تجھپر کوئی آفت آئی تو میں بھی آمادہ بیٹھا
ہوں ساتھ ہی دریا میں پھاند دوں گا طیفور نے عرض کی کہ حضور کا اقبال شریک حال ہے تو آج نہنگ کو بغیر گرفتار کئے میں کب
چھوڑتا ہوں جب وقت نصف شب آیا تو دریا میں تلاطم پیدا ہوا اور نہنگ پانی پر ابھر کے کشتی کی طرف چلا طیفور نے آہستہ آہستہ
جال الیاسی کو کھولنا شروع کیا جیسے ہی نہنگ قریب کشتی کے آیا طیفور نے جال مارا کہ گردن نہنگ کی جال کے حلقہ میں پھنسی
نہنگ نے اچھل کی کہ شعلہ دہن سے نکلا لیکن یہ جال اس آتش سحر سے کب جلنے والا تھا نہنگ تڑپا کہ جال کو توڑ کے نکل جاؤں
جتنا نہنگ تڑپا حلقے اور پیوست ہوتے چلے گئے طیفور نے جال سے معجزہ طلب کیا جال بڑھنا شروع ہوا طیفور کشتی کو
اپنی کنارے پر لے آیا اور سرا جال کا صاحبقران کے ہاتھ میں دیدیا کہ اب آپ جانیے میں نے گرفتار کر دیا آپ نکال لیجے
صاحبقران نے کھینچنا شروع کیا آخر نہنگ کو باہر پانی کے کھینچ لائے لشکر میں نہایت خوشی ہوئی صاحبقران نہنگ
کو لئے ہوئے بارگاہ سلیمانی میں تشریف لائے اور پانی پر اسم اعظم دم کر کے چھینٹا پانی کا نہنگ پر مارا نہنگ تڑپ کے
ہیئت اصلی پر آیا تو دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام ہے اس نے سحر کرنے کا قصد کیا بسبب برکت بارگاہ سلیمانی کے اسے سحر یاد نہ آیا
صاحبقران نے ارشاد فرمایا کہ حال اپنا بیان کر اس نے عرض کی کہ نام میرا نہنگ جادو ہے میں ملازم ہوں
مولج دریا پیز جادو کا میرے گرفتار ہو جانے پر آپ مطمئن نہوں آج میں گرفتار ہوا کل دوسرا نہنگ پیدا ہوگا وہ
جہازوں اور کشتیوں کو غرق کرے گا تا وقتیکہ مولج جادو گرفتار نہوگا اس سلسلہ کا قطع ہونا ناممکن ہے اس لئے
کہ وہ ایسے مقام پر رہتا ہے جہاں جانے کا راستہ ہی نہیں نہ مولج جادو کبھی پانی پر ابھرتا ہے کہ وہ گرفتار ہو صاحبقران
کو اس کی بات کا یقین نہ آیا فرمایا اسے قید رکھو اور آج پھر کشتی دریا میں ڈالو طیفور نے نہنگ جادو کو اٹھا کر زنبیل
میں ڈال لیا اور جانب دریا روانہ ہوا جب شام ہوئی تو پھر طیفور کشتی پر سوار ہو کے چلا کنارے دریا کے صاحبقران
عالیشان مع فوج دریا موج موجود تھے دو پہر رات گئی اسی طرح دریا میں تلاطم پیدا ہوا اور ایک نہنگ پیدا ہوا اور
کشتی کی طرف چلا طیفور تو پہلے سے ہوشیار تھا جیسے ہی نہنگ قریب کشتی کے آیا اور چاہا اس نے کہ دم مار کے کشتی
کو الٹ دوں طیفور نے حلقہ کمند آصفائے باصفا کا مارا اور کھینچ کے داخل زنبیل کر لیا اور کشتی کو کنارے لا کے کشتی
سے اترا صاحبقران نے بہت تعریف کی اور فرمایا کہ ان دونوں کو اپنے ہی پاس قید رکھو صبح کو دیوان ان کا سمجھا
جائیگا یہ فرما کر خوابگاہ میں تشریف لے گئے اور آرام فرمایا جب صبح ہوئی تو بارگاہ سلیمانی میں تشریف لائے طیفور
سے کہا کہ دونوں کو نکالو تمام سردار جمع تھے بادشاہ اسلام تخت طاؤسی پر جلوہ افروز تھے طیفور نے دونوں جادوگروں

زنبیل سے نکالا اور پہرہ عیارون کا معین ہوا کہ یہ بھاگ کے نہ نکل جائین پہلا ساحر تو ہیئت اصلی پر تھا لیکن دوسرا
ابھی تک بشکل نہنگ تھا صاحبقران نے اسم اعظم اس پر بھی دم کیا رنگ و روغن سحر اڑ گیا اور نہنگ انسان
ہو گیا اس نے سحر کرنے کا قصد کیا سحر یاد نہ آیا امیر نے فرمایا کہ یہان ساحری کام نہ دے گی حال اپنا بیان کر اُس وقت
نہنگ جادو اول نے کہا کہ اے ہمارا دریافت نکر و جو سچ سچ ہو بیان کرو پہلے تو ہمین گرفتار ہو کر آئے ہین تم تو ہمارے
بعد گرفتار ہوئے ہو اُسوقت اُس ساحر نے کہا کہ مین ملازم مواج جادو کا ہون فرمایا تو کس واسطے آیا تھا اُس نے
کہا کہ ہم لوگ اسی کام پر معین ہین کہ اگر کوئی کشتی یا جہاز ادھر سے ادھر جائے تو اُسے غرق کر دین صدہا کشتیان ہمنے
غرق کر دین آج نہین معلوم کیونکر گرفتار ہو گئے ہمین خود اپنی گرفتاری پر حیرت ہے لیکن ہم دو بھائیون کے گرفتار ہونے
سے انتظام مین خلل نہین پڑ سکتا ہے چالیس ہزار ساحر اسی کام پر معین ہین اگر آپ ایک روز گرفتار کرین گے تو بھی
برسون گذر جائین گے اُسوقت نہنگ جادو نے صاحبقران سے عرض کی کہ اب حضور کو میرے کہنے کا یقین آیا یا نہین
اب مناسب یہ ہے کہ ہم دونون مین سے ایک کو رہا کر دیجیے اور بھیجیے مواج جادو سے کہلا بھیجا ہو کہ ہدایت بھیجے بیتاب
مواج جادو راہ راست پر نہ آئے گا اُسوقت تک آپ دریا عبور کر کے اس پار سے اُس پار نہین جا سکتے ایک کو
اپنے اطمینان کے واسطے قید رکھیے صاحبقران نے فرمایا کہ کیا مضائقہ ہے تم دونون مین سے جسے کہو رہا کر دون نہنگ
جادو نے کہا کہ اس کو رہا کر دیجیے مجھے اسیر رہنے دیجیے صاحبقران نے خرچنگ جادو کو رہا کر دیا اور فرمایا کہ جا کر
مواج جادو سے کہہ دینا کہ یا تو ہمین اُس پار جانے دے تعرض نکرے یا بر سر مقابلہ آئے دریا مین چھپا بیٹھا ہے خرچنگ جادو
سلام رخصت کر کے پانی پر چلنے روانہ ہوا تھا تھوڑی دور جا کر دریا مین کود پڑا اور غائب ہو گیا یہان صاحبقران تو انتظار مین
بیٹھے ہین نہنگ جادو طیفور کی قید سخت مین ہے کہ بھاگ نہ جائے لیکن حال خرچنگ جادو کا سنیے کہ یہ جو چلا تو سیدھا
مواج جادو کے سامنے پہونچا اور حال اپنے گرفتار ہو کے صاحبقران کے سامنے جانے کا بیان کیا بعد اُس کے
پیام امیر کا سنایا کہ صاحبقران فرماتے ہین یا تو مجھے جانے دے تعرض نکرے یا بر سر مقابلہ آ اس کی باتون پر مواج جادو
کو شبہ ہوا کہ شاید یہ صاحبقران سے مل گیا ہے ایسا نہو کہ اگر مین امیر سے صلح نکرون تو یہ کوئی فتنہ و فساد برپا کرے
بس مواج جادو نے اسیوقت خرچنگ جادو کو قید کر لیا اور خاموشی اختیار کی کوئی جواب امیر کے پیام کا نہ بھیجا یہان
صاحبقران نے تین روز خرچنگ جادو کا انتظار کیا جب وہ نہ آیا تو صاحبقران نے نہنگ جادو کو بلایا اور
ارشاد فرمایا کہ خرچنگ جادو تو واپس نہین آیا نہنگ جادو نے عرض کی کہ یا تو وہ قید کر لیا گیا ہو گا یا مار ڈالا گیا
ہو گا ورنہ ضرور واپس آتا یا صاحبقران وہ مکار آدمی نہین ہے فرمایا کہ اب کیا انتظام کیا جائے نہنگ جادو نے
عرض کی کہ یا صاحبقران مواج جادو تک رسائی کسی کی ممکن نہین اب آپ اگر تنہا مجھے جانے بھی دین
تو مین جاؤن اس لیے کہ خرچنگ جادو کے واپس نہ آنے سے مجھے شک پیدا ہو گیا ہے کہ ایسا نہو مواج جادو
مجھسے بھی بدی پیش آئے ہان اتنا مین کر سکتا ہون کہ اگر آپ مجھکو چھوڑ دین تو جس شخص کو ارشاد کیجیے مین مواج جادو
تک پہونچا دون امیر نے فرمایا کہ کون ایسا ہے جو راستے بھر اسکو چھوڑے اور یہ چھڑا کے بھاگ جانا چاہے تو جانے دے
اور وہان پہونچ کے مواج جادو سے جواب پیام لائے یا مواج کو اسیر کر کے لے آئے یہ سنکے صاحبقران نے اپنی
کرسی سے اُٹھنے کا قصد کیا کہ طیفور اُٹھ کھڑا ہوا اور عرض کی کہ یا صاحبقران یہ کام سوا اس غلام کے اور کسی کا
نہین ہے فرمایا امیر نے کہ جاؤ اور مواج جادو سے پیام کا جواب لے کے آؤ طیفور نے کمر مین نہنگ جادو کے سرا
کمند آصف ثانی یا صفا کا لپیٹ دیا اور کمند کو ہاتھ مین لیے ہوئے کنارے دریا کے آیا نہنگ جادو دریا مین کود ا ساتھ
ہی طیفور بھی دریا مین چھلانگ پڑا نہنگ جادو نے صورت نہنگ کی پیدا کی اور تہ آب کی طرف متوجہ ہوا طیفور
بھی اُسی کے ساتھ کھنچتا ہوا چلا کسی مقام پر نہنگ نے دم ماری کہ یہ کہان کا عذاب ساتھ لگا ہے اس کا ایسے لیجانا اچھا نہین

لیکن یہ کہاں تک یہ ٹوٹنے والی تھی آخر چار و ناچار نہنگ جادو کو لیجانا پڑا طیفور کے ہاتھ میں سر اکمند کا ہے اور دوسرے
ہاتھ سے دور ہیں لگائے ہوئے سیر پانی کی دیکھتا چلا جاتا ہے عجب عجب طرح کے جانور پانی میں نظر آئے یہانتک کہ جاتے
جاتے کچھ ابر سرخ و سبز و زرد و زنگاری معلوم ہوئے نہنگ جادو طیفور کو کھینچے ہوئے انھیں بادلوں کے سایہ سے گذرتا
ہوا ایک مکان میں پہونچا دیکھا طیفور نے کہ اب نہ دریا ہے نہ پانی ہے بلکہ راہ دریا سے آئے ہیں اور لباس تک تر نہیں
ہے اندر اس مکان کے ایک بادشاہ تخت پر بیٹھا ہوا ہے مگر جوگی وضع ہے فقیرانہ تکلفات سے لباس اس کا مزین ہے اور گرد
پیش ارکین دولت جمع ہیں نہنگ جادو نے چپکے سے کہا کہ میں نے اپنا وعدہ پورا کیا اب یہ رسی میری کمر سے
کھولدیجیے طیفور نے سر اکمند کا کھول لیا نہنگ جادو نے طیفور کو سامنے مولاج جادو کے پیش کیا اور کہا کہ
یہ وہ شخص ہے جس نے آپ کے دو ملازموں کو پکڑ لیا تھا اب آپ کو اختیار ہے یہانتک پہونچا دینا میرا کام تھا ادھر تو یہ
کہکے نہنگ جادو علیحدہ ہوا ادھر طیفور نے گلیم اوڑھ لی اور غائب ہو گئے مولاج جادو نے نہنگ جادو سے
کہا کہ تو نے اس کو اسیر کیوں نہ رکھا نہنگ جادو نے کہا کہ میں نے تو آپ کے سامنے پیش ہی کر دیا تھا اسیر کرنا میرے
اختیار کی بات نہ تھی فقرہ سے تو میں اپنی جان بچا کے اور لے سے کے آیا مولاج جادو نے کہا کہ تلاش کرو دیکھو تو
کہاں گیا ہے ساحروں نے ہر طرف ڈھونڈھنا شروع کیا یہ گلیم اوڑھے ہوئے وہیں کھڑے رہے مگر کسیکو پتہ نہ ملا نہ طیفور نے
زیادہ ٹھہرنے کا موقع پایا اس مکان سے نکل کر جانب صحرا روانہ ہوا طیفور کو حیرت ہے کہ یہ کیا معاملہ ہے کہاں تو میں دریا میں
پہانہ اتھا اور کہاں اس مکان میں آ کے پہونچا اب نہ وہ عالم آب ہے نہ طوفان ہے وہی زمین و آسمان ہے جو ہر جگہ ہے غرضکہ سیر
صحرا کرتا ہوا چلا جاتا ہے جاتے جاتے دور سے دو گنبد سپید نظر آئے طیفور اس طرف روانہ ہوا کہ دیکھنا چاہیے یہ کونسا مقام ہے
اور یہ گنبد یہاں کیسے بنے ہوئے ہیں غرضکہ جاتے جاتے جس وقت طیفور قریب پہونچا تو دیکھا اس نے کہ ایک چار دیواری
ہے کہ ہر گوشہ پر اس کے ایک گنبد سپید بنا ہوا ہے اور ایک جانب بہت بڑا پھاٹک لگا ہوا ہے دونوں پٹ اس کے کھلے ہوئے
ہیں نہ کوئی حاجب ہے نہ دربان طیفور بسم اللہ کہکے داخل باغ ہوا اور سیر کرتا ہوا چلا یہ تو سیر باغ میں مصروف ہے اور وہاں
صدف جادو دختر مولاج جادو اپنے قصر میں بیٹھی ہوئی ناچ دیکھ رہی ہے گانا سن رہی ہے عورتیں جمع ہیں عجب طرح کا
ہنگامہ برپا ہے اتنے میں ایک سانولی سی عورت چھریرا ڈیل رفع احتیاج کے واسطے نکلی اور ایک گوشہ باغ کی طرف چلی جیسے
ہی ان کے قریب سے نکلی طیفور نے ہاتھ بڑھایا وہ جھجکی طیفور نے پٹ سے چانٹا مار دیا وہ عورت گر کے بیہوش ہو گئی
طیفور نے لباس اس کا اتار کے آپ پہنا نگینہ و روغن عیاری لگا کر صورت اپنی اسی عورت کی سی بنائی اور اس بچاری
کو ٹانگ پکڑ کے کھینچ کے پھینک دیا اور سے پتے ہمیشہ کے رکھدیے ایک ڈھیر پتوں کا معلوم ہونے لگا اور آپ اس کی
صورت بنے ہوئے داخل قصر ہوئے صدف جادو نے کہا کہ اری کیتکی تو کہاں گئی تھی میں نے اکثر دیکھا ہے کہ تو کام
کے وقت غائب ہو جایا کرتی ہے کیتکی کا نام سنکے طیفور سمجھ گئے کہ جس عورت کو میں نے بیہوش کیا ہے اس کا یہی نام
تھا طیفور نے کہا کہ اے ملکہ ؎ غم کیا دشمن باغبان ہے ٭ دو تنکے ہیں چار آشیان ہے ٭ کیا کہوں اگر آپ کے حکم
پر چلتی ہوں تو خداوند سامری ناراض ہوتے ہیں اور خداوند کے کہنے پر عمل کرتی ہوں تو آپ ناراض ہوتی ہیں اب یہ
بتائیے کہ میں کیا کروں اور کیا نہ کروں صدف جادو نے کہا کہ اللہ یا تو تو بالکل خبطن ہے یا یہ تڑاق پڑاق ہو گئی اور اسقدر
جھوٹ بولنے لگی کیا خداوند سامری نے تجھسے یہ کہدیا ہے کہ مالک کے کہنے پر عمل نہ کیا کر کیتکی نے کہا کہ چند دن سے خداوند
کی مجھپر مہربانی ہے جس وقت وہ یاد فرماتے ہیں تو مجھے جانا واجب ہو جاتا ہے اسوقت بیشک میں حضور کا خیال نہیں کرتی ہوں
صدف جادو نے کہا او جھوٹی تو خداوند پر تہمت لیتی ہے بھلا خداوند کو تجھسے کیا کام در پیش رہتا ہے جو وہ تجھے بلاتے ہیں
کیتکی نے کہا کہ طبیعت ان کی اگر آپ کو یقین نہیں آتا نہ سہی صدف جادو کو غصہ آیا کوڑا پکڑ کے اٹھی آپ نے گلیم
اوڑھ لی اور غائب ہو گئے اب تو صدف جادو حیران ہوئی کہ کیتکی کہاں چل گئی تھوڑی دور پر دیکھا کہ کیتکی کھڑی ہنس

رہی ہی ہاتھ مین ایک گلاب کا پھول لئے ہوئے ہی اب تو سب کو یقین ہو گیا کہ بیشک اس مین کرامت پیدا ہو گئی یہ خدمت
خداوند کا اثر ہی ملکہ نے بھی اپنی خطا کیتکی سے بخشوائی کہ تم ناراض ہونا خداوند سے میری شکایت نکر دینا یہ کہکر ہاتھ
پکڑے ہوئے لائی برابر اپنے مسند پر بٹھایا اور پوچھا کہ کیا کیا باتین تمکو خداوند کی صحبت مین آئین اور خداوند تمکو کس نظر
سے دیکھتے ہین کیتکی نے کہا کہ اب زور خدا پرستون کا بہت ہو گیا ہی تو خداوند اپنا نائب واسطے استیصال کے بھیجنے والے
ہین مجھے ارشاد فرمایا ہی کہ مین تیرے پیٹ مین نور قدرت اتارونگا اس سے خداوندزادہ پیدا ہوگا اور وہ اس قدیم
دین کو مٹائے گا جسدن سے خداوند کی خدمت مین آئی ہون اس دن سے مجھ مین یہ قدرت پیدا ہو گئی ہی کہ چاہون پری بنجاؤن
چاہون چڑیل کے لباس مین نظر آؤن چاہون دکھائی دون چاہون نہ دکھائی دون چاہون نگاہون سے غائب ہو جاؤن مجھے اپنی
صورت کے بدلنے کا اختیار ہی اور کہا آپ یہ سمجھتی ہین کہ مین خداوند کے سامنے ایسی ہی صورت سے بیٹھی رہتی ہون ایسی صورت
کو کون پوچھتا ہی ملکہ نے کہا کہ پھر خداوند کے پسند کے قابل کونسی صورت ہی اُسے بھی ظاہر کرو کیتکی نے اپنے منہ پر ہاتھ پھیرا
اب جو صدف جادو نے دیکھا تو چہرہ ضو دے رہا ہی کیتکی تو اور ہی چیز ہو گئی ہی بعد اُس کے کیتکی نے کہا کہ آپ کو
خوب معلوم ہی کہ گلا میرا اچھا نہ تھا اور شوق مجھے گانے کا بہت تھا مین نے ایک روز خداوند سے اپنی حسرت بیان کی خداوند
نے ہاتھ اپنا میرے گلے پر پھیر دیا اُسوقت سے تو نور کا گلا ہو گیا ہی کہ مین آپ اپنے گانے کی عاشق ہو گئی ہون اب تو صدف
جادو نے کہا کہ ہمین بھی گانا اپنا سناؤ کیتکی نے کہا کہ ایسا نہو خداوند کے خلاف حکم کرنے سے مورد عتاب ہون مین ذرا
پوچھ آؤن تو ابھی آتی ہون یہ کہکر پھر گلیم اوڑھ لی اور اب جو نمودار ہوئی تو کناری جوڑا پہنے ہوئے زیور مرصع کا رسے آراستہ
صورت مثل چاند کے صدف جادو کی یہ حالت ہوئی کہ گرد پھرنے لگی اور کہا کہ اب آپ اپنا نام بھی بدل ڈالیے اُسوقت
تم میری کنیز تھین اب مین تمھاری کنیز ہون کہ تم خداوند کی خدمت مین آچکی ہو کیتکی نے کہا کہ مجھے خداوند نے
بت صدر رنگ کا خطاب دیا ہی ملکہ ہاتھ بت صدر رنگ کا پکڑے ہوئے مسند پر آ بیٹھی تمام اہل محفل محو ہین ہر ایک
کو سکتہ ہی کوئی کہتی ہی کہ قسمت تو دیکھو کہ کیا سے کیا ہو گئی کوئی کہتی تھی کہ خدمت سے عظمت ہی نہ یہ خداوند پر شیدا ہوتی اور نہ
خداوند اسے سرفراز کرتے لیکن بت صدر رنگ نے کہا کہ خیر مین تم کو گانا تو سنا دون ورنہ تم سمجھوگی کہ یہ ناز کرتی ہی صدف
جادو نے کہا کہ جو خوشی آپ کی مین تو اب ایسی گستاخی آپ کے ساتھ نہین کر سکتی بت صدر رنگ نے وہین بیٹھے بیٹھے
بغیر ساز کے ایک غزل گنگنا کے گانا شروع کی جسکو سنکر تمام اہل محفل دنگ ہو گئے کسیکے ہوش و حواس بر جا نہ تھے غزل یہ تھی

غزل

بتان شوخ مزا دل کھائے دیتے ہین
ہم آج روز کا جھگڑا چکائے دیتے ہین
یہ شوق دید سے کہتی ہین شوخیان انکی
کہ دیکھ دیکھ کے وہ مسکرائے دیتے ہین
ہوا خیال تو ان کو برا ہوا کہ بھلا
کہ آج دل انھین سب آزمائے دیتے ہین
نگاہ ناز کا خنجر تھا سینے نیام اب تک
کچھ ایسا ہی ہی کہ ان کو ہٹائے دیتے ہین
اگرچہ کہنے کے قابل نہین ہی راز دل
کہ وہ یہ رسم ہی اب سے اٹھائے دیتے ہین
یہی جواب ملے پہلے ہی کیسے تھا ہم سے
پھر آج راہ مین آنکھین بچھائے دیتے ہین

غضب خدا کا ہی کعبہ کو ڈھائے دیتے ہین
لہو یہ روز کے چہرے سکھائے دیتے ہین
کہ درمیان سے پردہ اٹھائے دیتے ہین
عدو بھی ہی گمان کیا مرے تڑپنے کا
جفا وہ کرکے مرا دل بڑھائے دیتے ہین
کبھی ہی لطف بہم جب کہ جھگڑا ہی ہو
ہم ان کی آنکھ مین سرمہ لگائے دیتے ہین
اثر تو آنے دے اے سوز عشق نالون مین
جو پوچھتے ہو تو ہم بھی بتائے دیتے ہین
رگ گلو کو ہمارے بتاتے ہین زنار
وہ خط سے حرف ثنا مٹائے دیتے ہین
یہ کہتے ہین کہ پسینہ جبین یہ کیسا ہی

عذاب جان ہی تو دل کو گنوائے دیتے ہین
ہم آگ ایسی لگی کو لگائے دیتے ہین
لگا ہوا ہی یہ کیا میری روح صورت مین
یہ لوگ رشک جو پتھر دبائے دیتے ہین
خدا یہ چھوڑا ہی انجام عشق کو ہم نے
انھین بھی حد سے زیادہ بلائے دیتے ہین
مریض عشق کو کیونکر یقین مرگ نہو
کسی دن آگ ادھر بھی لگائے دیتے ہین
ہمارے پھول اٹھانا یہ بار خاطر ہین
ہنسی ہنسی مین وہ کا فرنبائے دیتے ہین
سنا ہی چھپ کے وہ جانیکو ہین تیغ بکف
وہ ڈوب مرنے کو غیرت دلائے دیتے ہین

مزا جدان یہ بتایا ہی ربط الفت نے کہا ہی منہ سے تو کر کے دکھائے دیتے ہین زیادہ جیرا دست و فا مین تھا آرزو کی قسم	جو دل مین آپکے ہی ہم بتائے دیتے ہین زبان دی انھین کیا آج تیغ قاتل نے بجھے چراغ کو پھر ہم جلائے دیتے ہین	گلے کو کاٹتے ہین ہم اپ دیکھئے سیر کہ جتنے زخم ہین سب مسکرائے دیتے ہین جس وقت تجسیتا رقص و سرود ختم ہوئی

تو ملکہ صدرف جادو نے کہا کہ اب تم ہر وقت ہمارے پاس رہا کرو سوا ان اوقات کے جب کہ تم خدمت خداوند مین جاتی ہو یہ کہکر اپنے برابر مسہری پر لٹا لیا اور سو گئی لیکن طیفور جاگتا رہا لیٹے لیٹے خیال مین آیا کہ ایسا نہو مواج جادو سحر سے میرا حال دریافت کرے اور آکر گرفتار کر لیجائے یہ خیال آتے ہی پہلے تو رنگ و روغن عیاری لگا کر صورت اپنی صدرف جادو کی بنائی بعد اُس کے صدرف جادو کو اپنی صورت بناکے پھر لیٹ رہے قضائے کار وہان مواج جادو کو جب کسی طرح طیفور کا پتہ نہ ملا تو یہ اپنی پرستش گاہ مین آیا اور ایک تصویر مجری پر چند دانے ماش کے پڑھکر مارے اور پکارا کہ اے خداوند دم جنبانیہ وہ دزد مکار جو یہان آیا تھا کہان گیا تصویر گویا ہوئی کہ تیری دختر کے باغ مین وہ پہونچگیا اور اُس کو فریب دیکر ایک عورت بنا ہوا اُسی کے پہلو مین لیٹا ہی بس یہ سنتے ہی اس کے ہوش اُڑے اور اُسی وقت یہ باغ ملکہ صدرف جادو کی جانب روانہ ہوا کہ ایسا نہو یہ فریب دیکر ملکہ کو مار ڈالے جسوقت باغ مین پہونچا تو دیکھا واقعی مین ایک مسہری پر ملکہ کے ساتھ دوسری عورت بھی لیٹی ہوئی ہی لیکن جو کچھ تصویر نے خبر دی تھی ایک بات اُس کے خلاف ہی وہ یہ کہ تصویر نے کہا تھا کہ داہنی جانب ملکہ ہی اور بائین جانب عیار ہی یہان اُس کے خلاف ہی کہ داہنی جانب عیار اور بائین جانب ملکہ ہی مواج نے خیال کیا کہ مین بھول گیا ہون جلدی سے ملکہ نقلی کو ہوشیار کیا اور کہا کہ یہ تمھارے پہلو مین جو لیٹا ہی یہ عیار ہی طیفور کی جو آنکھ کھلی اور مواج کو دیکھا دل مین خدا کا شکر کیا کہ اگر مین ہیئت نہ تبدیل کر چکا ہوتا تو ابھی گرفتار ہو جاتا مواج سے کہا کہ مین تو اسے عورت سمجھے ہوئے تھی آپ کی بدولت جان بچ گئی ورنہ یہ مجھے زندہ نچھوڑتا مواج نے جلدی سے رسن سحر مین صدرف جادو کو طیفور سمجھکے باندھا زبان پر تکلہ سوزن کر دیا اور لئے ہوئے اپنے مقام پہ آیا طیفور صدرف جادو بنا ہوا ساتھ ساتھ آیا کہ اب مین آپکے پاس سے جدا نہونگی زمانہ بہت نازک ہی یہ موے عیار یہانتک بھی پہونچگئے سنا ہی کہ ان کے مددگار زمین و آسمان سے پیدا ہوتے ہین اب تنہا رہتے ہین جان کا خوف ہی مواج نے کہا اے نور نظر نہ گھبرا مین اسے قتل کئے ڈالتا ہون یہ کہکر اس نے خنجر نکالا اور صدرف جادو کی طرف بڑھا صدرف جادو بھی ہوشیار ہو گئی ہی حسرت سے باپ کی طرف دیکھ رہی ہی کہ بابا تو یہ مجھے اسقدر چاہتا تھا یا اب ذبح کرنے پر آمادہ ہی مجھسے کونسا قصور ہوا ہی مگر زبان پر تکلہ سوزن ہی کچھ بول نہین سکتی ہی طیفور کہہ رہا ہی کہ اسے جلدی ذبح کیجیے ایسا نہو یہ چھوٹ جائے مواج نے کہا کہ مین نے اسیر سحر کر لیا ہی اب یہ بچکے کہان جا سکتا ہی یہ کہکر صدرف جادو کو ذبح کر ڈالا بس اس کے ذبح ہوتے ہی قیامت برپا ہوئی آندھی چلی خاک اُڑی صدائے دارو گیر آنے لگی بیرون سے شور کیا کہ کشتی مرا نام من صدرف جادو بود حیف مردیم و جاندادیم و بمطلب خود نرسیدیم اب جو روشنی ہوئی تو دیکھا مواج جادو نے کہ صدرف جادو ذبح کی ہوئی پڑی ہی اس نے سر پیٹ لیا کہ ارے یہ کیا غضب ہوا مین نے اپنی دختر کو اپنے ہاتھ سے ذبح کر ڈالا یہ تو سر پیٹنے لگا اور طیفور گلیم اوڑھ کے غائب ہو گیا ہر چند ساحرون نے تلاش کیا مگر کہین نہ پایا آخر مواج جادو نے صدرف جادو کی ارتھی نہایت دھوم سے اٹھائی اور لیکر مرگھٹ کی جانب روانہ ہوا آپ گلیم اوڑھے ہوئے سب سیر دیکھا کئے جب دیکھا کہ ارتھی اُٹھائی گئی اور سب بڑے چھوٹے جانب مرگھٹ روانہ ہوئے تو انھون نے گلیم اُتاری اور صورت اپنی ایک برہمن کی بناکے یہ بھی جانب مرگھٹ روانہ ہو گئے اور جو پانسے وہان جلانے پھونکنے کے واسطے جمع تھے اُن مین مل کے کھڑے ہو رہے ارتھی لاکے رکھی گئی اور گرد اُس کے لکڑیان لگا کر آگ دی گئی مواج جادو کو سب اس کے عزیز و رفیق گھیرے کھڑے تھے اور رو رہے تھے مواج جادو بھی حسرت سے دیکھ رہا تھا دل مین کہہ رہا تھا کہ یہ وہی واقعہ ہوا جو رستم کو پیش آیا تھا

کہ اُس نے بھی اپنے فرزند سہراب کو ذبح کر ڈالا تھا لیکن اب پچھتائے سے کیا ہوتا ہے پچھتانا یہی ہے کہ دشمن سے قصاص لینا چاہیئے یہ تو ہمہ تن انتقام بنا ہوا اُٹھ کھڑا ہوا اور اُدھر پانڈوں نے رال اور گھی لکڑیوں پہ چھڑک کے آگ دیدی یہ بیان ہوچکا ہے کہ طلیفور بھی انھیں پانڈوں میں شریک ہے ہمراہ رال اور گھی کے کئی سیر بیہوشی چھڑک دی تھی آگ دیتے ہی جو دھوان پھیلا اور ہوا نے چار جانب دھوئیں کو منتشر کیا تو جس قدر لوگ کھڑے ہوئے ارتھی کا تماشہ دیکھ رہے تھے سب کے سب بیہوش ہوئے سوا طلیفور کے جس قدر ساحر مع مواج جادو یہاں موجود تھے سب بیہوش پڑے تھے چونکہ طلیفور نے پہلے سے یہ انتظام کر لیا تھا کہ فتیلہ رفع بیہوشی دماغ پر چڑھا لیا تھا اس سبب سے یہ محفوظ رہا اب اس نے جلدی سے آ کے مواج جادو کی زبان پر تکلہ سوزن کیا اور رنگ و روغن عیاری چہرے پر لگا کر صورت اپنی مواج جادو کی بنائی اور رائی سرسون تعویذ رفع بیہوشی ملک سب کو سنگھا سنگھا کر ہوشیار کیا اور کہا کہ یہ کیسی ہوا چلی کہ سب کو سلا دیا جب ہر ایک ہوشیار ہو لیا تو مواج نقلی نے کہا کہ اب یہ مقام پر خطر ہو گیا میں یہاں رہنے سے حریف کے مقابلہ پر جانا بہتر سمجھتا ہوں ان لوگوں نے کہا کہ آپ ہمارے افسر اور مالک ہیں جو حکم ہو وہ ہم بجا لائیں مواج نقلی نے کہا کہ کشتیاں لاؤ اور چل کر ساحل پر اُترو میں پہلے تو صاحبقران سے نامہ و پیام کروں گا اگر انھوں نے نصیحت میری سنلی فہو المراد ورنہ جنگ ہوگی ملازموں نے کشتیاں حاضر کیں کل فوج ساحران سوار ہوئی ایک کشتی پہ مواج جادو اور گرداب جادو بیٹھے اور چلے اب وہاں کا حال سنیے کہ دو سہ روز سے صاحبقران عالیشان انتظار میں اپنے عیار کے بیٹھے ہیں کہ ایک مرتبہ دریا سے کشتیاں نمودار ہوئیں اور ساحل پر پہونچکے کشتیوں سے فوج ساحران اُتری خیمہ برپا کئے ہرکارے برائے دریافت حال روانہ ہوئے اور آکر عرض کی نظم + الٰہی بخت تو بیدار بادا + ترا دولت ہمیشہ یار بادا + گل اقبال تو دائم شگفتہ + بچشم دشمنانت خار بادا + یہ لشکر ناظم دریا مواج دریا نشین جادو کا ہے اور بعزم مقابلہ آیا ہے فرمایا کچھ میرے عیار کی بھی خبر ہے ہرکاروں نے عرض کی کہ عیار کا تو کچھ ذکر بھی نہیں سنا وہاں مواج نقلی نے خیمہ میں جا کر ایک نامہ بنام صاحبقران عالیشان تحریر کیا مضمون نامہ یہ تھا کہ اے سرگروہ خدا پرستان آپ نے اپنے عیار کو ہماری آزار رسانی کے واسطے بھیجا تھا مگر خداوند ساحری و جمشید نے ہمیں اُس کی شر سے بچایا ہم نے اُسکو گرفتار کر کے مار ڈالا معلوم ہوتا ہے کہ آپ انھیں عیاروں کے زور پر ساحروں سے مقابلہ کرتے ہیں سر میدان مقابلہ کیجیے تو حال معلوم ہو میں اسی واسطے دریا سے باہر آیا ہوں یا تو آپ پلٹ جائیے اور اگر یہ منظور نہو تو پہلے مجھسے مل لیجیے بشرطیکہ آپ کو یہاں آنے میں خوف نہو ورنہ میں خود آؤں یہ نامہ ایک ساحر کو دے کر جانب بارگاہ صاحبقران عالیشان روانہ کیا یہاں ہرکاروں نے امیر کو خبر دی کہ نامہ دار آتا ہے فرمایا آنے دو جس وقت نامہ دار آیا نامہ ہاتھ میں صاحبقران کے دیا امیر نے نامہ پڑھکر گریبان چاک کیا اور ہائے طلیفور کا نعرہ مارا کہ بارگاہ تھرا گئی شہزادگان کو بھی طلیفور کے شباب پر افسوس ہوا عیاروں میں غوغا ہوا مہتر صندوق نقب زن نے عرض کی کہ یا صاحبقران اگر اجازت ہو تو میں اپنے اُستاد کے خون کا بدلہ مواج جادو سے لوں فرمایا صاحبقران نے کہ ابھی صبر کرو لیکن جس وقت نظر امیر کی اس مضمون پر پڑی کہ اگر آپکو خوف ہو تو نہ آئیے یا میں خود آؤں اُسیوقت تلوار ٹیکا کے اُٹھ کھڑے ہوئے اور غصہ سے ریش کے بال کھڑے ہوگئے فرمایا نامہ دار سے کہ جا کر کہدے کہ امیر آتے ہیں سردار حیران تھے کہ یہ عزم امیر نے کس غرض سے کیا ہے تمام سردار تلوار ٹیک ٹیک کے اُٹھ کھڑے ہوئے اور ساتھ چلنے کو تیار ہوگئے امیر نے منع فرمایا اور تن تنہا جانب خیمہ مواج دریا نشین جادو روانہ ہوئے اِدھر تو سرداران اسلام میں ہلچل تھی کہ امیر غصہ میں تنہا گئے ہیں دیکھیے کیا ٹھہرتی ہے مثل عیاروں کے ساحر بھی مکار ہوتے ہیں ایسا نہو کوئی پیچ پڑے اُدھر ساحروں میں غوغا ہوا کہ صاحبقران زمان کشندہ ساحران تشریف لاتے ہیں مواج دریا نشین جادو کو جو خبر ہوئی کہ صاحبقران آتے ہیں یہ گرداب جادو کو اپنے ساتھ لئے ہوئے برائے استقبال آیا اور نہایت عزت کے ساتھ امیر کو اپنے خیمہ میں لایا دنگل پر بٹھایا صاحبقران نے فرمایا کہ تو نے

مجھے کس واسطے بلایا ہی مولج نے کہا کہ اب ارادہ آپ کا کیا ہی فرمایا جو پہلے تھا مولج نے کہا کہ سب کی کشتی حیات طوفانی
ہو گی ایک بھی دریا کے اُس پار نہ جاسکیگا فرمایا مرنا منظور ہی لیکن بے نیل مقصود واپس جانا منظور نہی اُسوقت مولج
نقلی نے کہا کہ اچھا آپ اپنے عیار کی سوگواری سے فرصت کرلیجیے اُس کے بعد دیکھا جائیگا اور اب مین خود حاضر ہونگا
صاحبقران وہان سے اٹھ کر اپنے لشکر مین تشریف لائے جو کچھ گذری تھی سب بادشاہ اسلام کے سامنے بیان کی
اور سیہ پوشی اختیار کی تمام عیار سیہ پوش ہوئے تین روز طیفور کا ماتم برپا رہا چوتھے روز بادشاہ اسلام بارگاہ سلیمانی
مین جلوہ افروز تھے صاحبقران عالیشان دنگل نا دعنبر پیشکن بیٹھے تھے کہ چوبدار نے عرض کی کہ مولج جادو چند ساحرون
سے حاضر ہی فرمایا بلالو مولج نقلی مع گرداب جادو اور دیگر افسران فوج کے اندر بارگاہ سلیمانی کے آیا امیر نے ان
سب کے بیٹھنے کے لئے کرسیان بچھوا دین یہ سب بیٹھ گئے اُسوقت مولج نے کہا کہ آپ کو اپنے عیار کا بہت رنج ہوا عیار تو آپکا
خون شریک نہ تھا صرف ساتھ کا کھیلا ہوا تھا اُس پر آپ کو کس قدر رنج ہوا اور آپ کے عیار نے تو میری دختر نیک اختر
ملکہ صدف جادو کو مار کر میرا گھر بے چراغ کیا یا امیر انصاف شرط ہی صاحبقران نے فرمایا مین تجھسے شکایت نہین کرتا کہ
تو نے اُسے کیون مارا لیکن تو میرے صدمہ و غم پر بھی اعتراض نہین کرسکتا جس کا دوست یا عزیز مرتا ہی اُسے رنج ضرور
ہوتا ہی یہ کوئی نئی بات نہین ہی اگر مین نے طیفور کا اتنا غم کیا تو تو نے کیا اپنی دختر کا غم نہ کیا ہوگا مولج نے کہا کہ یا امیر
دروازون پر پہرہ قائم کرا دیجیے تاکہ نہ کوئی اندر آسکے اور نہ باہر جاسکے فرمایا اس کی کیا ضرورت ہی مولج نقلی نے عرض
کی کہ اس کی بہت بڑی ضرورت ہی ابھی نہین بعد کو عرض کرونگا صاحبقران نے مہمان نوازی کی راہ سے پہرے
قائم کرا دیے اُسوقت طیفور نے کھڑے ہو کر منہ پر اپنے ہاتھ پھیرا اور آواز دی کہ ایہا الناس ہر کہ داند داند و ہر کہ نداند
بداند بشناسید منم شاہ عیاران صحرا نورد یعنی طیفور بادپیما گرد اے ساحران دریا آگاہ ہو کہ مین نے مولج جادو کو گرفتار
کرلیا اور میرے پاس قید ہی تم سب میری مٹھی مین ہو مجھے اگر چاہتا تو اُسی وقت قتل کر ڈالتا مگر دعا گوئے دولتخواہ صاحبقران
عالیشان کو جن کے خون سے مین نے تمہارے خون سے ہاتھ نہین بھرا کہ ان کا یہ حکم نہین ہی کہ کسی ساحر کو قتل کرو جبتک
اُسے دعوت اسلام نہ دے لو اور وہ انکار نکرے یہ سنکے ساحرون کے ہوش اُڑ گئے اور امیر نے طیفور کو پہچانا قریب تھا
شادی مرگ ہو جائین خندق نقب زن دوڑ کے قدمون سے لپٹا قران ثالث نے ہاتھ چومے حضران تصویر
حیرت بن گئے کہ اس نے بہت بڑا کام کیا ساحرون نے کہا کہ اے شاہ عیاران اگر آپ نے مولج جادو کو قتل نہین کیا
تو کیا کیا وہ کہان ہی طیفور نے زنبیل سے نکال کر سامنے ڈالدیا اور کہا کہ یہ ہی بچانو اپنے افسر کو سب ساحرون نے پہچانا
امیر نے حکم دیا کہ باندھ دو اس کو ستون بارگاہ سے طیفور نے اس کو ستون بارگاہ سے باندھ کر ہوشیار کیا اور نکلہ زبان
سے کھینچ لیا مولج نے آنکھ کھول کر دیکھا حیرت مین آ گیا کہ یا تو مین مرگھٹ مین کھڑا ہوا اپنی دختر کی لاش جلوا رہا تھا یا اس مقام
پر ہون یہ خواب ہی یا بیداری شاید خواب ہی ہو گا بیداری کی یہ باتین نہین ہین یہ سوچ کے اس نے آنکھین بند کرلین جب
طیفور نے کہا کہ ہوشیار رہو یہ خواب نہین بلکہ عین بیداری ہی اُسوقت مولج نے آنکھین کھولدین صاحبقران نے فرمایا کہ
سحر کیون نہین کرتا مولج نے کہا کہ سحر مجھکو یاد نہین ورنہ ایک آن مین سب کو خاک سیاہ کردیتا فرمایا امیر نے کہ اے مولج جادو
تو اتنا بڑا ساحر اور عیار میرا ایک حرف سحر سے واقف نہین مگر دیکھ قدرت رب غفور کو کہ اُس نے ایک چیونٹی کو فیل پر غالب
کرکے دکھا دیا یہ نتیجہ حق پرستی کا ہی کہان ہین تیرے سامری جمشید اسوقت کمک کو نہین آتے تجھے دشمنون کے ہاتھ سے نہین
بچاتے اور دیکھ ہمارے خدا کی قدرت کو کہ تجھ ایسا ساحر ہمارا کچھ نہین کرسکتا اگر آنکھین رکھتا ہوا اور عقل سے کام لے تو پہچان
مذہب حق کو اور دیکھ اسمار الٰہی کی برکت کو کہ اس بارگاہ مین تو سحر بھول گیا زندگی بھر کی محنت اس وقت مین کام نہین آتی
اس کلام نصیحت نظام نے زنگ کفر دل سے مولج جادو کے دھو ڈالا بلکہ تمام ساحر بدل مطیع اسلام ہوتے مولج جادو
نے امیر با توقیر سے عرض کی کہ واقعی مین دین آپ کا برحق ہی مین بدل مطیع اسلام ہوتا ہون لیکن ابھی سحر سے توبہ نکرونگا

اس لیے کہ آگے بڑھکر سخت ساحرون سے مقابلہ پڑے گا صاحبقران نے فرمایا کیا مضائقہ ہے ایسا اور ساحرون نے
بھی کیا ہے اُسوقت صاحبقران عالیشان طیفور کی طرف مخاطب ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ اے مرد عزیز تونے جو مجھے
تین روز پریشان کرکے اپنے حال سے آگاہ کیا تو اس سے کیا حاصل تھا طیفور نے ہنس کے عرض کی کہ یا امیر ایک تو مجھے یہ
دیکھنا تھا کہ آپ کو مجھ سے کس قدر محبت ہے دوسرے یہ فائدہ ہوا کہ تیجہ جیتے جی ہو گیا اب اگر عالم غربت مین بھی موت آئے گی
اور کوئی تیجہ کرنے والا نہ بھی ہوگا تو بھی کچھ مضائقہ نہین ہے امیر ہنسے اور فرمایا کہ تو میرا امتحان لیتا تھا طیفور نے کہا کہ امتحان
لے چکا یا امیر بغیر امتحان ماننا ٹھیک نہین اب میری وفاداری بڑھ گئی کہ آپ کی محبت کا بھی یقین پیدا ہو گیا الحاصل بعد
اس تمام گفتگو کے مواج جادو نے عرض کی کہ اب حضور کو کیا منظور ہے صاحبقران نے فرمایا کہ یہ تو تمھارا بار بار پوچھنا
بیکار ہے مین شہر حسن آگین مین ضرور جاؤنگا مواج جادو نے عرض کی کہ اگر یہ قصد ہے تو کل تشریف لے چلیے گا آج مین کشتیون
اور جہازون کا بندوبست کرلون پھر اختیار ہے امیر نے فرمایا بہتر مواج جادو صاحبقران سے رخصت ہوکر اپنے
لشکر کی جانب روانہ ہوا جس وقت لشکر مین پہونچا تو تمام فوج کو جمع کیا اور کہا ایہا الناس آگاہ ہو کہ مین نے تو اطاعت
دین اسلام اختیار کی جس کو میرا ساتھ دینا ہو وہ اقرار کرے اور جسے منظور نہو وہ میرے لشکر سے علیحدہ ہو جائے
یہ سنکے سب نے ہم آواز ہوکر کہا کہ ہم آپ سے علیحدہ ہوکر کہان جائینگے جو آپ کا دین وہ ہمارا دین جو آپ کی رائے وہ
ہماری رائے اُسوقت مواج دریانشین جادو نے حکم دیا کہ کشتیان اور جہاز فراہم کرو دوسرے روز صبح کو پچاس جہاز اور
سو کشتیان جمع ہوگئین مواج دریانشین خدمت مین صاحبقران عالیشان کے حاضر ہوا اور عرض کی کہ جہاز اور کشتیان
تیار ہین صاحبقران عالیشان نے پہلے تو چند سردارون کو مع پیش خیمہ کے روانہ کیا جب وہ سب اُس پار پہونچ گئے
تو یہان سے امیر با توقیر اور بادشاہ لشکر اسلام با جاہ و حشم سوار ہو کر اس پار اُترے اتنی دیر مین یہان سردارون
نے بارگاہ استادہ کر رکھی تھی صاحبقران جاتے ہی داخل بارگاہ ہوئے اب یہان سے لشکر اُترنا شروع ہوا الغرض دو روز
مین لشکر اس پار سے اُس پار پہونچا جیسے خرگاہین برپا ہوئین تمام صحرا فوجون سے مملو ہو گیا بعد دو تین روز کے صاحبقران
نے مواج جادو سے ارشاد کیا کہ حاکم اس صحرا کا کون ہے مواج دریانشین نے عرض کی کہ یا امیر یہ مقام نہایت سخت ہے
اس کو نمونہ بیابان کاج و باج کا تصور فرمایئے جو اس صحرا مین آگیا اُس کا بچکے جانا غیر ممکن ہے ساحر یہان کے بلائے
بے درمان آفت جان ہین حاکم صحرا شعلہ افگن جادو ہے اور ایک عیار اس کا ملازم ہے کہ نام اس کا عشقا ہے
زمین کن ہے وہ بھی بلا کا عیار ہے یہان تو فکر بیچارہ سازی ہو رہی ہے مواج جادو نے عرض کی ہے کہ صحرا مین سے لشکر کو لیکے
گذرنا اچھا نہین ہے اس لیے کہ مثل بیابان کاج و باج کے جس وقت لشکر اندر بیابان کے پہونچیگا تو بیابان مین آگ
لگجائے گی اور سب جل کے مرجائینگے لیکن اب حال شعلہ افگن جادو کا سنیے کہ جس وقت اسکو یہ خبر پہونچی کہ مواج جادو
نے اطاعت اسلام اختیار کی اور لشکر صاحبقران کا بیابان خونخوار مین آگیا ہے یہ سنکے شعلہ افگن ہنسا اور کہا کہ اگر امیر یہان
آئے ہین تو بہت پریشان ہونگے لیکن مواج کا شریک ہو جانا اچھا نہین ہے اے عشقا زمین کن جا اور کسی طرح
قابو پانا تو مواج کو اسیر کر لانا ورنہ صاحبقران سے دو بدو مقابلہ کرنا پڑے گا اور علاوہ مواج کے بھی جسقدر سرداران
اسلام مع صاحبقران عالیمقام ہاتھ آئین ان سب کو گرفتار کر لانا یہ سنکے عشقا زمین کن جانب بیابان خونخوار روانہ
ہوا جسوقت داخل لشکر ہوا اسوقت اپنی ایک فقیر کی بنائی اور لشکر کی سیر کرتا ہوا چلا اس بیابان مین ایک مقبرہ بنا
ہوا ہے کہ نہایت پرانا ہے عشقا زمین کن نے اس مقبرہ کو اپنی جائے قیام معین کیا اور مقبرہ مین جاکے بیٹھ رہا
جب رات ہوئی تو اس نے اُسی مقبرہ سے نقب لگائی اور سرنقب کا بیابان خونخوار مین چھوڑا اور وہان سے باہر نکل کے
لشکر مین آیا دیکھا کہ بازار لشکر کے کھلے ہین لوگ سودا خرید رہے ہین یہ فقیر بنا ہوا جیسا مانگتا ہوا نہر مظفر غازی
کی پشت پر جاکے پڑ رہا اور گڑگڑانا شروع کیا حسب اتفاق اُس طرف سے مظفر غازی چلے آتے تھے اُنھون نے

جو دیکھا کہ ایک شخص بیمار پڑا کراہ رہا ہے پوچھا تو کون ہے کہا فقیر ہون طناب خیمہ مین اُلجھ کے گر پڑا چوٹ آئی اس سے کراہ رہا ہون مظفر غازی وہان سے اپنے خیمہ مین آئے اور سو رہے جب دو پہر رات گئی تو عنقائے زرین کن اپنے مقام سے اُٹھا اور قنات چاک کرکے اس نے جھانکنا شروع کیا دیکھا کہ دو ایک باربیدار اونگھ رہے ہین ایک شمع کافوری ہلکی ہلکی روشن ہے بس اس نے پروانے بیہوشی کے اُڑائے پروانے آکر شمع پر گرے اور جلے دھوان اُن کا منتشر ہوا جو لوگ اونگھ رہے تھے وہ بالکل بیہوش ہوگئے عنقائے زرین کن اندر بارگاہ کے آیا کچھ عیاری مین بیہوشی رکھکر قریب ناک کے لے گیا جس وقت مظفر غازی نے اوپر کی سانس کھینچی عنقائے زرین کن نے تمام بیہوشی پھونک دی اور چادر عیاری مین پشتارہ باندھ کر چل نکلا جس وقت مقبرہ مین پہونچا دہن نقب کا وا کیا اور اُتر کر دہن نقب سے بیابان جنار کی راہ لی وہان کچھ لوگ موجود تھے پشتارہ اُن کے سپرد کیا اور آپ آکے مقبرے مین بیٹھ رہا یہان صبح جو ہوئی بارید ارون کو ہوش آیا تو اپنے آقا کو نہ پایا روتے پیٹتے خدمت مین صاحبقران کے آئے بیان کیا کہ شاہزادہ مظفر غازی شب کو بستر پر سے غائب ہوگئے امیر نے خضران کو بھیجا خضران نے آکر دیکھا تو پتہ اعیار کا لگا ہوا پایا جاکر صاحبقران سے عرض کی کہ یہ کام کسی عیار کا ہے مواج دریانشین نے عرض کی کہ یا امیر یا صاحبقران یہ وہی عیار ہے جس کا مین نے ذکر کیا تھا صاحبقران نے طیفور سے ارشاد کیا کہ تم کس خواب غفلت مین ہو تلاش کرو اس شخص کو جو مظفر غازی کو لے گیا ہے طیفور نے عیارون پر تاکید کی کہ ہوشیاری سے پہرہ دیا کرو اور دشمن کی فکر کرو کہ کس طرف سے آتا ہے اور سردارون کو چرا کر کہان لیجاتا ہے لیکن جب شام ہوئی تو عنقائے زرین کن آیا اور آج اس نے شاہزادہ عارف بن معروف کے خیمہ کا رُخ کیا ایک درخت پشت خیمہ کی طرف واقع تھا اُس درخت کی آڑ پکڑ کے نقب لگانا شروع کی دو پہر رات گئے سر نقب کا پلنگ کے نیچے توڑا اور وہان سے گلہائے بیہوشی پھینکے اُن کی خوشبو سے باربیدار بیہوش ہوگئے اس نے نکلکر پشتارہ عارف بن معروف کا باندھا اور چل کھڑا ہوا یہان صبح کو لشکر عارف مین غوغا ہوا صاحبقران کو خبر پہونچی کہ آج عارف بن معروف کو بھی کوئی لے گیا تیسرے روز صبح کو داراب ثانی کے لشکر مین ہلڑ ہوا چوتھے دن شاہزادہ بلقیس بن قمہور کو بھی کوئی لیگیا اب تو امیر نے طیفور پر نہایت سختی کی اور فرمایا کہ یا تو زنبیل وغیرہ خضران کے حوالے کر یا اس کا پتہ لگا کہ شب کو کون آتا ہے اور سردارون کو چرا لیجاتا ہے طیفور نے خیال کیا کہ ہو نہو اس فقیر کا کچھ ساز ہو بس آج طیفور نے شام سے فقیر کی تاک لگائی جب لشکر مین دورہ کرکے آیا مقبرہ مین جاکے فقیر کو بھی دیکھ لیا بعد بارہ بجے کے جو فقیر کو دیکھا تو نہ پایا بس طیفور نے سمجھ لیا کہ یہ فعل اسی کا ہے طیفور مقبرہ مین بیٹھ رہا تین پہر رات گذری ہوگی کہ دیکھا طیفور نے کہ ایک شخص سیہ پوش پشتارہ بدوش چلا آتا ہے بس طیفور ایک گوشہ مین چھپ رہا اور تماشہ دیکھنے لگا کہ یہ یہان آکے کیا کرتا ہے عنقائے زرین کن آج شاہزادہ رفیع البخت کو چرا کے لایا تھا اس نے آتے ہی دہن نقب سے تختہ ہٹایا اور جیسے ہی نقب کے اُترا طیفور نے دوڑ کر حلقہائے کمند مارے کہ ساتون حلقے گلے مین عنقا کے پڑے طیفور نے عنقا کو باہر کھینچ لیا اور مشکین باندھ لین پشتارہ کو کھولا اور شاہزادہ رفیع البخت کو ہوشیار کیا رفیع البخت کی آنکھ جو کھلی تو اپنے کو خیمہ سے دور پایا سرہانے طیفور کو دیکھا فرمایا اے طیفور یہ کیا حرکت تھی کیا تو دشمن کا شریک ہوگیا ہے طیفور نے عرض کی کہ اے شہریار مین نے دشمن سے آپ کو چھینا ہے دشمن آپ کا یہ ہے یہ کہکر عنقائے زرین کن کی طرف اشارہ کیا رفیع البخت نہایت خوش ہوئے اور عنقائے زرین کن کو گرفتار کیے ہوئے خدمت مین صاحبقران عالیشان کے لائے امیر نے فرمایا کہ باندھ دو اسے ستون سے اور پوچھو اس سے حالات طیفور نے عنقائے زرین کن کو باندھ دیا اور پوچھا کہ تو کون ہے اور کس کا فرستادہ ہے عنقائے زرین کن نے کہا کہ اب تو مین گرفتار ہی ہوگیا اصل یہ ہے کہ مین گرفتاری مواج دریانشین کی فکر مین آیا تھا مگر قابو نہ پایا مین عیار ہون شعلہ افگن جادو مالک بیابان جنار کا اس نے مجھے گرفتاری مواج دریانشین کو بھیجا تھا اور کہہ دیا تھا کہ علاوہ مواج کے بھی جو سرداران اسلام گرفتار ہون اُن کو بھی بھیجدینا مین حکم اپنے مالک کا بجالایا صاحبقران اس کی استادگی

سے خوش ہوئے اور فرمایا کہ اب کیا ارادہ ہے عنقائے زمین کن نے عرض کی کہ اب میں کیا ارادہ کروں فرمایا
صاحبقران نے کہ اگر تجھے رہا کر دیا جائے تو کیا کرے عنقائے زمین کن نے کہا کہ اگر آپ رہا کر دیں تو آپ کی اطاعت
کروں اور اگر میرا مالک مجھے رہا کرلے تو پھر آپ کی گرفتاری کی کوشش کروں اس لئے کہ اسوقت میرا فرض منصبی یہی ہے اور اگر
آپ نے رہا کیا تو پھر آپ سے دغا کرنا شیوہ شرافت نہیں ہے صاحبقران نے طیفور سے فرمایا کہ کھول دو اسکو طیفور نے
عنقائے زمین کن کو رہا کر دیا اسوقت عنقائے زمین کن نے عرض کی کہ یا امیر شعلہ افگن جادو کو اسوقت بہت خوف ہے مگر
مواج دریا نشین کے دل میں جو راز ہے میں اس سے باخبر نہیں کہ کیا ہے اور کیوں شعلہ افگن کو مواج کی شرکت کا
خوف ہے اب اسے حضور دریافت فرمائیں صاحبقران مواج کی طرف متوجہ ہوئے اور ارشاد کیا کہ بیان کرو مواج جادو
نے عرض کی کہ یا امیر اصل یہ ہے کہ میں اسوقت تک اس فکر میں تھا کہ آپ کو مع لشکر اسی بیابان چنار میں پھکوا دونگا اور
مجبوری میں مطیع اسلام ہو گیا تھا لیکن اب میں صدق دل سے آپ کا مطیع ہوتا ہوں اس بنا پر کہ خدا آپ کو غیب سے
سامان فیروزی آپکے لئے اور سامان بربادی ساحران کفار کے واسطے پیدا کرتا ہے اور جس بات کا شعلہ افگن جادو کو
خوف ہے وہ یہ ہے کہ صحرائے چنار طلسم بند ہے اور محافظ صحرا دیو شہر ہے اور مسکن دیو کا گنبد اسود ہے گنبد صحرائے چنار کی طرف واقع
ہے پاس دیو شہر کے ایک قفس ہے اس میں ایک طائر ہے جس وقت فوج دشمن اندر بیابان چنار کے داخل ہوتی ہے تو دیو
آتا ہے اور طائر کو رہا کر دیتا ہے ادھر طائر چنگھاڑا اور بیابان آگ لگ گئی سب جل کے خاک ہو گئے اگر وہ دیو مطیع ہو یا مارا جائے
اور وہ طائر ہاتھ آئے تو بیابان چنار سے راستہ آگے بڑھنے کا ہے صاحبقران نے فرمایا کہ اے مواج اب میں تیرے
ایمان کا کیونکر یقین کروں مواج نے عرض کی کہ اگر اب بھی میں اپنی زبان سے اقرار نکرتا تو آپ کو کیونکر معلوم ہوتا علاوہ
اس کے اسی عنقائے زمین کن سے پوچھ لیجیے کہ میں سچ کہتا ہوں یا جھوٹ عنقائے زمین کن نے عرض کی کہ یا امیر واقع میں
جو کچھ اس نے بیان کیا صحیح ہے صاحبقران نے مواج جادو سے ارشاد کیا کہ مجھے اس بیابان کی طرف لے چل میں
اس دیو سے مقابلہ کرونگا مواج جادو نے کہا کہ تشریف لے چلیے صاحبقران نے اسیوقت مرکب طلب کیا اور سوار
ہو کر مواج جادو اور عنقائے زمین کن کو ساتھ لے کر کوہ اسود کی جانب روانہ ہوئے طیفور نے خیال کیا کہ ایسا نہو
یہ دونوں ملکر کوئی فریب کریں یہ بھی گلیم اوڑھ کر ساتھ ہو لیا غرض سب تو جانب کوہ اسود چلے ہیں لیکن حال شعلہ افگن
جادو کا سنیے کہ بعد روانہ کرنے عنقائے زمین کن کے ایک سردار روز گرفتار ہو کر آیا کیا اس نے سب کو جانب شہر
حسن نگین روانہ کر دیا جس روز اسے معلوم ہوا کہ عنقائے زمین کن گرفتار ہو کر مطیع اسلام ہو گیا اب اسے تردد
ہوا کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے بعد اس کے خبر پہونچی کہ صاحبقران کو لیکر مواج جادو اور عنقائے زمین کن جانب کوہ
اسود روانہ ہوگئے ہیں پس اس مکار نے سامنے اپنے قلعہ کے ایک باغ سحر تیار کیا کہ حال اس کا بروقت پہونچنے
صاحبقران کے معلوم ہوگا اور آپ قلعہ میں نہایت اطمینان سے بیٹھکر سحر تیار کرنے میں مصروف ہوا ادھر صاحبقران
عالیشان ہمراہ مواج جادو کے راستہ طے کرکے قریب گنبد اسود کے پہونچے پنجرہ طائر کا دروازہ گنبد پر آویزاں تھا
اور دیو موجود نہ تھا مواج جادو نے جلدی سے دوڑ کر پنجرہ اتار لیا اور صاحبقران سے عرض کی کہ چلیے ہنوز
صاحبقران وہاں سے پھرے نہ تھے کہ صحرا کی جانب سے دیو نمودار ہوا مواج جادو نے عرض کی کہ یا صاحبقران
یہ دیو آہنی بدن ہے اس پر کوئی حربہ اثر نہیں کرتا نہ حربہ سحر کارگر ہوتا ہے نہ حربہ آہن صاحبقران نے فرمایا کچھ پروا نہیں آنے دو
دیو نے جو آکے دیکھا کہ پنجرا طائر کا مواج جادو کے ہاتھ میں ہے پس اس نے دہن سے زفیل دی طائر دیو کی آواز سنکے
چنگھاڑا دہن سے طائر کے شعلہ پیدا ہوا اور جسم میں مواج جادو کے آگ لگ گئی مواج جادو نے پنجرہ ہاتھ سے
پھینک دیا اور رد سحر پڑھنے لگا لیکن آگ کسی طرح فرو نہوئی صاحبقران نے جو یہ حالت مواج جادو کی دیکھی
اسم اعظم پڑھتے ہوئے قریب آئے اور دم کیا مواج بیہوش ہوکے گرا تمام بدن میں آبلے پڑ گئے تھے ہاں آتش فرو ہو گئی

ورنہ جل کے خاک ہوجاتا اُدھر دیو شمر قریب آ پہونچا اور پکارا کہ او اجل رسیدہ تو یہان کیون آیا صاحبقران نے ڈپٹ کر
للکارا کہ او ملعون مین تیری سرکوبی اور بیابان جبار کے مٹانے کو آیا ہون منم سلیمان حق پژوہ عادل کیوان شکوہ دیو شمر
نے کہا کہ تو آپ ہو چکا خیر میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائے گا منم دیو شمر یہ کہکر اس نے گرز مارا صاحبقران نے گرز کو زمین
ہاتھ ڈالدیا اور جھٹکا مارا کہ دیو اوندھے منہ زمین پر آ رہا بس امیر نے دونون شاخین دیو کی پکڑلین زور ہونے لگے دیو چاہتا تھا
کہ صاحبقران کو شاخون پر اٹھالون اور صاحبقران لنگر قائم کئے ہوئے تھے دیر تک زور ہوتے رہے آخر دیو تھکا اور
گردن ڈالدی بس امیر نے دونون پاؤن شاخون مین اڑا کر شاخون کو تین بل دے کر جھٹکا مارا تو دھڑ سے سر جدا ہو کر پھینکدیا
لاش دیو کی پھڑک کے سرد ہوگئی لیکن اب جو نظر کرتے ہین تو پنجرا غائب عنقا سے زمین کن عیار نے عرض کی یا صاحبقران
پنجرا طائر کا نہین معلوم کیا ہوا صاحبقران حیران ہوئے مولج جادو کو ہوشیار کیا مولج جادو بسبب تکلیف کے
بدحواس تھا امیر نے فرمایا کہ اے مولج دیو کو تو مین نے مارا لیکن پنجرا غائب ہوگیا مولج جادو نے عرض کی کہ یا صاحبقران
یہ بات میری سمجھ مین بھی نہین آتی حضور لشکر مین تشریف لے چلیے میری حالت اچھی نہین ہے اگر مین اچھا ہوگیا تو کوئی فکر کرونگا
اور دریافت کرونگا کہ پنجرا کیا ہوا صاحبقران مولج اور عنقا کو لئے ہوئے پلٹے جس وقت داخل بارگاہ ہوئے تو دیکھا کہ
دربار آراستہ ہے بادشاہ نے سلام لے پوچھا کہ کیا کیفیت گذری امیر نے سارا واقعہ بیان کیا اُسوقت [illegible] نے عرض کی کہ
یا صاحبقران مرہم پر اسم اعظم دم کرکے اس کے زخمون پر لگائیے تو مولج جادو اچھا ہوگا صاحبقران نے جراحون کو
بلایا جو مرہم جراحون نے مولج جادو کے گھاؤن پر رکھنے کے لئے تجویز کیا صاحبقران نے اُس مرہم پر اسم اعظم دم کرکے
پٹیان چڑھوا دین اُسیوقت سے ٹھنڈک پڑگئی دو روز مین مولج دریانشین بالکل اچھا ہوگیا اب امیر نے فرمایا کہ اے مولج جادو
پنجرے کا حال نہ معلوم ہوا کہ کون لے گیا اور اب کس طرح ہاتھ آئے گا کیونکہ مجھے جانا ضرور ہے اور راستہ بیابان جبار ہی کی
طرف سے ہے مولج جادو نے عرض کی کہ یا صاحبقران ہم آپ کے ساتھ جانبازی کے لئے موجود ہین لیکن یہ عرض
کئے دیتے ہین کہ ہمارے سحر سے کچھ نہ ہوگا آپ نے دیکھ لیا کہ جسوقت طائر چہکارا اُسی وقت میرے جسم مین آگ لگ گئی
یہی حالت سب کی ہوگی آگے حضور کو اختیار ہے فرمایا کچھ ہو مین ضرور جاؤنگا اور مین یہ نہین چاہتا کہ میرے ساتھ کوئی
اور بھی اپنے کو ہلاکت مین ڈالے سرداران اسلام نے کہا کہ جبتک ہمارے دم مین دم ہے اُسوقت تک آپ کے دامن
دولت کو نہ چھوڑین گے یہ کہکے سب سردار اٹھ کھڑے ہوئے اور صاحبقران کے ساتھ چلنے پر آمادہ ہوگئے اور ساحرون
نے بھی عرض کی کہ یا صاحبقران پہلے ہمین اجازت دیجئے کہ ہم جا کر آپ پر نثار کرین اُس کے بعد آپ کو اختیار ہے امیر نے
فرمایا کہ مین دیدہ و دانستہ کسی کو جلنے کے واسطے نہ جانے دونگا اگر تم لوگون کو امید فتح ہوتی تو مضائقہ نہ تھا مین صاحب
اسم اعظم ہون ہمراہی جانا مناسب نہین یہ فرما کر سب کو روک دیا اور تن تنہا چلنے کا قصد کیا اُسوقت طیفور نے عرض کی کہ
یا صاحبقران اگر وہ طائر بولجائے گا تو بیابان سر ہوجائیگا صاحبقران نے فرمایا کہ مولج جادو کی زبانی سنا تو
ایسا ہی ہے بس طیفور نے زنبیل سے پنجرا نکال کے سامنے رکھدیا اور مولج دریانشین سے کہا کہ دیکھا تو یہ وہی طائر ہے یا
اور کوئی ہے مولج جادو حیران ہوا کہ یہ اس کے پاس کہان سے آیا کہا بیشک طائر تو وہی ہے مگر تم کو کیونکر ہاتھ لگا اُسوقت
طیفور نے کہا کہ اے مولج جس وقت تمنے پنجرا ہاتھ سے پھینکا ہے تو مجھے خیال ہوا کہ ایسا نہو یہ دیو پنجرا اٹھالے
مین نے اسے اٹھا کے زنبیل مین ڈال لیا تھا صاحبقران نے فرمایا کہ تو تو ساتھ میرے نہین گیا تھا طیفور نے کہا
کہ یا امیر مین پوشیدہ طور پر آپ کے ساتھ تھا اس غرض سے کہ مولج جادو اور عنقا سے زمین کن دونون تازہ
سلطنت تھے ایسا نہو یہ دغا کرین امیر نے طیفور کو خلعت سے سرفراز فرمایا اور مولج جادو سے ارشاد کیا کہ اب جس کا
جی چاہے وہ ساتھ چلے یہان سے عنقا سے زمین کن عیار اور مولج دریانشین اور گروہ سب جادو اور ابرق
جادو صاحبقران کے ساتھ ہوئے اور کل لشکر کو تیاری کا حکم ملا اسیوقت فوج تیار ہوکر ہمراہ ہوئی اور راستہ

بیابان چنار کا لیا آگے آگے مولج جادو اور ابریق جادو تھے پیچھے کل لشکر تھا جس وقت قریب بیابان چنار کے پہونچے تو مولج جادو نے انگلی مین نشتر دے کر خون نکالا اور اُس طائر کو چٹایا اور کہا کہ اے طائر جلا دے اس بیابان کو بس یہ سنتے ہی طائر چہکار امولج دریاکشین نے پنجرا کھولدیا طائر اڑ کر بلند ہوا اور چہکار نے سے پھر شرارے طائر کے شرارے پیدا ہوئے اور چمک چمک کر گرنے لگے جس درخت پر شرارہ گرا اُس مین آگ لگ گئی اور مانند درخت آتشبازی کے جلنے لگا تمام صحرا آتش بہار ہو گیا طائران صحرا نے شور کیا اور جل جل کے گرنے لگے بڑی دیر تک تمام صحرا جلا کیا اور اسقدر دھوان پہیلا کہ روز روشن شب تاریک ہو گیا جب تمام صحرا جل چکا تو ہوا چلی اور دھوان منتشر ہوا اب جو دیکھا تو میدان صاف ہے اتنا بڑا جنگل نہ کو لانہ راکھ کسی چیز کا پتہ نہین اب صاحبقران آگے روانہ ہوئے جب وہ میدان ختم ہوا تو چار دیواری باغ کی نمودار ہوئی مولج دریاکشین نے کہا کہ یہ باغ تو نیا ہے اس سے پہلے تو یہ باغ نہ تھا یا صاحبقران اب قیام فرمایئے پہلے حال اس باغ کا دریافت ہونا چاہیئے بعد کو چلنے کا قصد کیجیئے گا امیر نے قیام فرمایا اور ہرکارون کو برائے دریافت حال روانہ کیا دوسرے روز زبانی ہرکارون کے معلوم ہوا کہ جہانتک ہم گئے دیوار حائل ہی خدا جانے کتنی دور تک یہ دیوار ہے سوا دروازہ کے آگے بڑھنے کا راستہ نہین ہے صاحبقران نے فرمایا کہ مجھے جانا ضرور ہے ابریق جادو نے کہا اے مولج جادو اگر شعلہ افگن جادو ساحر ہے تو ہم بھی ساحر ہین ہم نے بھی بارہ برس تک چاہ بابل مین چلہ کھینچا ہے گمان نہین کچھ دیکھی ہے سوا اس کے کہ اس کا مکان ہے اور ہمارا مکان نہین ہے لیکن بروقت مقابلہ معلوم ہو گا یا امیر آپ کوس رحلت بجوایئے کل صبح کو یا تو ہم نے اس باغ کو تاراج کر کے راستہ پیدا کر لیا اور یا حق تک سے ادا ہوئے صاحبقران نے ان دونون ساحرون کے اصرار سے طبل جنگ بجنے کا حکم دیا یہان تو نقارہ رزمی بجتا ہے اور ہر فرد بشر تیار ہے کہ دیکھیے صبح کو کیا ہوتا ہے راستہ ملتا ہے یا نہین

دو کلمہ داستان شوکت نشان حالات صاحبقران شاہزادہ طیمور شیر سرچشمہ کے بیان کئے جاتے ہین

بخدا تو وہ نبی ہے کہ ترے پاس نبی　　آئین گے روز جزا بہر شفاعت طلبی
کام آتا ہے ترا نام دم جان بلبی　　مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

شاہ خوبان بھی ہے تو خلق مین بادشاہ امم　　دیکھتے یوسف اگر حسن کا تیرے عالم
صورت آئینہ سکتہ انھین ہوتا پیہم　　حسن جیل بجمال تو عجب حیرانم
اللہ اللہ چہ جمال است بدین بو العجبی

نیری والا حسبی کا ہے جہان مین شہرا　　افضل و اشرف آفاق ہے تو ہی بخدا
ذات اقدس ہے تری فخر دو عالم شاہا　　نسبتی نیست بذات تو بنی آدم را
برتر از عالم و آدم تو چہ عالی نسبی

فیض اقدس سے نہین خلق مین خالی کا ہم　　رطب و یابس مین ہر اک پر ہے کرم تیرا عام
لب بستہ پستہ مین ہے چشم ہے لطف تمام　　نخل بستان مدینہ ز تو سر سبز مدام
زین شدہ شہرۂ آفاق بشیرین رطبی

باعث عالم ایجاد ہوا تیرا نور　　کلمہ پڑھتے ہین سبھی تیرا ملائک کی حور

حق تعالے کو ہو کیسی تری خاطر منظور | ذات پاک تو درین ملک عرب کردہ ظہور
زان سبب آمدہ قرآن بزبان عربی

یک بیک آٹھ بہشتون کی بھی کرلی گلگشت | چرخ اخضر کے بھی طے جلد ہو ساتون دشت
در طرفۃ العین مین کی عرش معلی کی بھی گشت | شب معراج عروج تو ز افلاک گذشت
بمقامے کہ رسیدی نرسد ہیچ نبی

تیرے کوچہ کو پہونچے نہین فردوس وارم | کہ وہ ہے کعبہ صفت قبلۂ اہل عالم
قدسیون سے نہین کتا بھی ترا رتبہ مین کم | نسبت خود بسگت کردم و بس منفعلم
زانکہ نسبت بسگ کوئے تو شد بے ادبی

لطف جان بخش تو جو ہے تری آب حیات | چاہیے لطف کے پیاسون کو بھی کچھ برکات
نہین ہمکو جو دین خضر نبی آب حیات | ما ہمہ تشنہ لبانیم و توئی آب حیات
لطف فرما کہ ز حد میگذرد تشنہ لبی

مورد لطف خداوند دو عالم پرور | تجھسے بہتر نہین اے شافع روز محشر
دیکھ لے اک نگہ مہر سے لللہ ادھر | چشم رحمت بکشا سوئے غریبان بنگر
اے قریشی لقبی ہاشمی و مطلبی

بخدا مثل جلال اس کا بھی ہے تو مطلوب | تو ہی درد دل امت کا معالج ہے خوب
چارہ جوئی کا ہے الحق یہی بہتر اسلوب | یا طبیب الفقرا انت شفاء القلوب
آمدہ سوئے تو قدسی پئے درمان طلبی

راویان شیرین زبان وحاکیان رنگین بیان اس داستان ظفر نشان کو یون تحریر کرتے ہین کہ جسوقت شاہزادہ طیمور شیر پیکر مع فوج فراوان اور لشکر گران صاحبقران حق پژوہ یعنی عادل کیوان شکوہ سے بگڑ کر چلا ہے تو پہلے اس نے سرداران صاحبقران کو قید سے رہا کیا اور سب کے شانون پر مہر آزادی ثبت کرکے بھیجا تھا جسپر امیر نے ناراض ہو کر ان سب کو نکالدیا تھا اور تلاش مین شاہزادہ طیمور کے روانہ ہوئے تھے لیکن اول حال طیمور کا سنیئے کہ یہ جو چلے تو توان کو ملک خاور کا شوق پیدا ہوا ہرچند رعد آواز سے ارشاد کیا کہ پیش خیمہ ہمارا طرف ملک خاور کے روانہ ہو کہ یہ ہمارے آبائی ملک ہین پہلے ان ممالک کا انتظام کرنا چاہیے اور اس کے بعد اگر ظلمات تک قبضہ کیا تو نام اپنا طیمور شیر پیکر ورنہ پایا پھر تو رعد آواز پیش خیمہ لے کر جانب ملک خاور روانہ ہوا بعد روانہ ہونے پر ہرچند رعد آواز کے طیمور نے خورشید زرین قبا اپنے پرورش کنندہ کو جانب شہر زرینہ روانہ کیا اور فرمایا کہ اب آپ اپنے ملک مین چلکر قیام کیجیے ہم انشاء اللہ جب ظلمات تک عمل بٹھا لین گے اسوقت آکر آپ سے ملین گے خورشید زرین کمر روتا ہوا طیمور سے رخصت ہو کر جانب شہر زرینہ روانہ ہوتا ہے اور یہان شاہزادہ طیمور صید وشکار مین دل بہلاتا ہوا [illegible] مین داخل ملک خاور ہوا پہلے قبرستان مین تشریف لائے شاہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم اور عمر بن رستم کی قبر پر فاتحہ پڑھ کر بہت روئے بعد اس کے قبر گیتی افروز و خورشید خاوری و رابعہ الماس پوش ان سب کی قبرون پر فاتحہ پڑھتے ہوئے دار العمارت شاہی مین تشریف لائے جس وقت یہ خبر مشتہر ہوئی کہ [illegible] نوجوان کا پوتا قاسم عالیشان کا نہایت جاہ وحشم سے آیا ہے تو لوگ مشتاق دیدار ہو کر حاضر ہوئے [illegible] لیکن طیمور نے حالات شہر دریافت کیے لوگون نے عرض کی جس وقت سے ارژنگ بن زمرد اور پھر نگار بن زمرد اس مقام پر آئے اور اس ملک کو خراب کرکے گئے اُسوقت سے یہ ملک ویران ہی ہوتا چلا

گیا بہت لوگ بخوف جان فرار ہوگئے بچورہ گئے انھون نے اپنا کوئی حاکم معین نہین کیا کہ اگر یہ ملک کسی کے نامزد ہوگا تو جو کا فر خروج کرے گا وہ پھر اس ملک کی تاراجی کو ضرور آئے گا اب نہ یہان فوج ہے نہ سپاہ نہ لشکر ہے نہ نشان نہ کچھ سامان ہین ہم لوگ گروہ گروہ ہوگئے ہین آپس مین بیٹھ کے مقدمات فیصل کرلیا کرتے ہین طیمور نے کہا افسوس یہ اُس شخص کا ملک ہے جس کے نام سے زمین کانپتی تھی آسمان تھراتا تھا آج وہ کس بے بسی سے زیر زمین سو رہا ہے بعد چند اشک شو ندر روح قاسم کرنے کے اُن لوگون سے کہا کہ اب تم اطمینان رکھو ہم تمھاری حفاظت کے واسطے دو لاکھ آدمیون کا لشکر اور اپنا ایک رفیق خاص انتظام ملک کے واسطے چھوڑے جاتے ہین یہ فرما کر نشنگ بن طوفان دریا موج کو دو لاکھ سوار و پیدل سے یہان کے انتظام کے لیئے چھوڑا اور قبرون پر فاتحہ خوان اور مجاور معین کیے آراستگی مقابر کا انتظام کرکے یہان سے کوچ کیا اور جانب قلعہ آفتاب شار روانہ ہوئے اس ملک کی حالت کچھ اُس سے زیادہ خراب پائی مالک ملک ملکوت شاہ لاولد مرچکا تھا اس بنا پر یہان بھی کوئی حاکم معین نہ تھا بلکہ جمہوری انتظام تھا طیمور نے یہان بھی ڈیڑھ لاکھ آدمی چھوڑے اور ایک شخص کو اپنی جانب سے ناظم معین کرکے آپ جانب زرین آبا د روانہ ہوا ایسا کہ جسقدر ملک طیمور کے آبائی تھے اُن سب پر قبضہ حاصل کیا اور اپنی جانب سے حاکم معین کیے گو کہ لشکر طیمور کے ساتھ بہت تھا لیکن بعد تقسیم ہونے کے آخر ایک لاکھ آدمی باقی رہ گئے اور برہوت رعد آواز رفیقون مین رہ گیا کچھ داروغہ بارگاہ بھی اور افسر لشکر بھی ہے چونکہ متواتر سفرون سے کسل بڑھ گیا تھا لہذا طیمور نے صحرائے زرنجا با د مین قیام کیا اور فرمایا کہ دو ایک روز ٹھیر کر اب پردہ ظلمات کی راہ لون گا اور نئے نئے ملک پیدا کرون گا اگرچہ سکندر ظلمات سے بے نیل مرام واپس آیا لیکن مین انشاء اللہ چاشنی آبحیات ضرور چکھونگا برہوت رعد آواز نے عرض کی کہ آپ صاحبقران زمانہ ہین جو ارادہ کیجیے گا وہ خدا پورا کرے گا یہ تو سیر صحرا مین مصروف ہین اور کسل برطرف کر رہے ہین لیکن اول

دو کلمہ داستان خروج ضحاک خود پسند بادشاہ شہر ضحاکیہ کے بیان ہوتے ہین غزل

اجل علاج دل بیقرار ہو جائے
جو اچھی طرح لحد مین فشار ہو جائے

کبھی تو دیکھ لو چشم ادا سے عاشق کو
کوئی تو تیر کلیجے کے پار ہو جائے

مٹے ہوے ہین ازل سے تری نگاہون پر
ادھر بھی اک نگہ لطف چشم یار ہو جائے

رکھین وہ دست حنائی جو میرے سینے پر
ہرے ہون زخم جگر اک بہار ہو جائے

بُرا نہ پھر کہے رندون کو خانقہ مین شیخ
کبھی جو دختر رز سے دو چار ہو جائے

گلون کے کان پہ رنگینی ہون نہ او بلبل
چمن مین نغمہ سرا تو ہزار ہو جائے

یقین ہے پھولے سماؤن نہ اپنے جامے مین
وہ گل گلے کا کسیدن جو ہار ہو جائے

جو دیکھ لون مین پری تیرے ساتھ دشمن کو
یقین ہے سر پہ مرے جن سوار ہو جائے

لگے ٹھکانے یون مٹی مری پس مردن
کہ مٹ کے تیری گلی کا غبار ہو جائے

منیر آپ سا پرہیزگار دو دن مین
یہ تیکا سا ہو لون بادہ خوار ہو جائے

واضح رہے ناظرین با تمکین ہو کہ ضحاک شاہ ایک بادشاہ ہے کہ نہایت ظالم ہے اور تمام زمانے سے بے تقاضا عاشق ہے تصویر نقشا اس کے پاس ہے اُسے دیکھا کرتا ہے اور رو رو کے اپنی حسرت بیان کیا کرتا ہے کہ یا خداوندا اگر میرے زمانے مین آپ ہوتے تو مین عالم فانی سے طرف عالم جاودانی کے آپ کو ہرگز نجانے دیتا اور جن بیدردون نے

آپ پر ظلم کیے ہین اگر اُن کو پاتا تو سزا پہونچاتا اسی ولولہ مین ایک دن اس نے مہتر نسیم بادپا ایسے عیار طرار سے کہا کہ اگر تو کسی خداپرست کو لاوے تو مین تجھے بہت کچھ انعام دون گا اور اُس خداپرست کو قتل کرکے اپنے دل کی بھڑاس نکالون گا مجھے یہ دیکھنا ہی کہ وہ کس قسم کے بندے ہین جنھون نے خداوند پر ظلم کیے اور خداوند نے بھی اُن پر اپنا عذاب نازل نہ کیا یہ سنکے نسیم بادپا نے عرض کی کہ اے شہریار جن لوگون نے کہ بڑے خداوند کو آزار پہونچائے تھے اُن مین سے تو اب کوئی بھی باقی نہین ہی سب خانہ کعبہ گئے اور زمانہ اتنا ہوا کہ نہین معلوم اب وہ زندہ بھی ہین یا نہین ہان اولاد اُن کی بعض مقامات پر موجود ہین اور نسل اپنے بزرگون کے یہ لوگ بھی سرکش ہو گئے ہین بندگان خداوند کو آزار پہونچاتے پھرتے ہین سنا ہی کہ اب زمانہ صاحبقران چہارم کا ہی اور وہ جانب طلسم زلزلہ تسخیر کرنے گئے ہین مگر ہنوز راستے مین ہین اگر حکم ہو تو انھین مین سے جس کو پاؤن اُسے لے آؤن ہر چند کہ اُن لوگون کے ساتھ عمرو کی اولاد موجود ہی اُن پر قابو پانا سخت دشوار ہی لیکن خیر دیکھا جائے گا ضحاک شاہ خودپسند نے کہا کہ تو جا اور جس طرح ہوسکے کسی نہ کسی کو گرفتار کر لا یہ سنکے مہتر نسیم بادپا نے جانے کی تیاری کی لیکن دو وزیر ہین ضحاک کے کہ نام ایک کا عقیل سرگشتی اور دوسرے کا ضمیر اختر شناس ہی ضمیر نے عرض کی کہ اے بادشاہ اس وقت تک بزرگون سے یہی سنتے آئے ہین کہ جس نے ان خداپرستون کو چھیڑا گویا بھڑ کے چھتے کو چھیڑا پھر جان و مال عزت و آبرو سب کا بچانا دشوار ہو جاتا ہی لہذا مناسب نہین ہی کہ آپ بیٹھے بٹھائے ایک عذاب اپنی جان کو لگائیے سنا گیا ہی کہ جب نوشیروان کے بیٹے خداپرستون کے ہاتھ سے شکست کھا کے بھاگے ہین اور آ کر ملک باختر مین پناہ گزین ہوئے ہین تو صاحبقران اول نے لقا سے کہلا بھیجا تھا کہ اگر تم ہرمز و فرامرز کو میرے سپرد کردو تو مین چلا جاؤن مجھے تمھارے ملک و مال سے تعرض نہین ہی خداوند نے نہ مانا اور آمادہ جنگ ہو گئے نتیجہ یہ ہوا کہ خداوند کو بھی مثل ہرمز و فرامرز کے بھاگنا پڑا اور خداوند نے بھی جہان جا کے پناہ لی وہ ملک بھی ویران ہوا آپ کو اپنی سات لاکھ فوج پر چند سرداروں پر گھمنڈ ہی خداوند کے یہان کیسے کیسے زبردست بندے جمع تھے مگر خداپرستون کے ہاتھ سے مارے گئے یا زیر ہو کر مطیع ہوئے آپ ارادہ سے باز رہیے ورنہ پچھتائیے گا یہ سنکے ضحاک شاہ خودپسند نے کہا کہ اے ضمیر اختر شناس ایمان پر سے جان قربان ہی اگر خداپرست یہان آئین گے اور ہم نام خداوند لے کر اُن سے لڑین گے تو کیا خداوند ہماری امداد نہ کرین گے اگر ہم نے ایک خداپرست کو بھی مارا تو عاقبت بخیر ہو گئی انجام درست ہو گیا اور اگر مارے گئے تو خدمت خداوند مین پہونچ گئے وزیر تو خاموش ہو رہا اور مہتر نسیم بادپا بانداسے عیاری تن پر آراستہ کرکے پاسئے شاطری مارتا ہوا تبلاش خداپرستان جانب طلسم زلزلہ روانہ ہوا شہر سنجا کیونکہ راستہ طلسم زلزلہ کا شہر زرنجاباد سے ہوکے پڑتا تھا جس وقت مہتر نسیم بادپا صحرائے زرنجاباد مین پہونچا تو دیکھا اس نے کہ ایک لشکر جمع ہی خیمہ برپا ہین لیس ہر رنگ دیکھ کر اس نے رنگ و روغن عیاری لگا کر صورت اپنی ایک پیرمرد کی بنائی سپید ڈاڑھی ناف تک لٹکتی ہوئی ایک بڑی کنٹھا گلے مین پڑا ہوا اس ہیئت سے یہ عیار مکار لشکر کی طرف چلا یہان شاہزادہ طیمور شیرپرور ایک تالاب کے کنارے کھڑے ہوئے تھے پندرہ سولہ رفیق ہمراہ تھے مہتر شاہور شیردل بھی موجود تھا طیمور اُس تالاب کو دیکھ دیکھ کر کہ رہا تھا کہ نہین معلوم یہ تالاب کس کا بنوایا ہوا ہی وہ کونسا ایسا نفیس طبع تھا جس نے اس تکلف کا تالاب بنوایا ہی کہ تمام سیڑھیان سنگ مرمر کی ہین اور کنارے تالاب کے جو عمارت بنی ہوئی ہی اُس پر پچی کاری کی ہوئی ہی کسی وقت مین مالک تالاب کنارے اس کے بیٹھتا ہوگا اور آج مالک اس کا زیر زمین سو رہا ہی تالاب ہمہ تن چشم پر آب ہی اپنے مالک کو نگاہ حسرت سے دیکھتا ہی مگر نہین پاتا ہی افسوس دنیا بھی عجیب مقام عبرت ہی یہ چندروزہ زندگی کے واسطے انسان کیا کچھ نہین کرتا ہی لیکن مال دنیا سے کچھ کام نہین آتا ہی بقول شاعر مصرع ۔ سکندر جب گیا دنیا سے دونون ہاتھ خالی تھے ۔ اے شاہور اگر کوئی مرد

مسدود ہوتا تو اُس سے دریافت کرتے کہ یہ تالاب کس کا بنوایا ہوا ہے یہی باتیں ہو رہی تھیں کہ سامنے سے ایک مرد پیر باریش
سپید دور سے نمودار ہوا طیمور نے کہا کہ اسے بلا لو یہ مرد فقیر ضرور جانتا ہوگا اس لیے کہ مسن ہے شاہور قریب آیا اور کہا
کہ شاہ جی اس طرف آئیے ہمارے آقا آپ کو بلاتے ہیں فقیر نے کہا کہ بابا بادشاہوں کو فقیروں سے کیا کام ہے شاہور نے کہا
کہ کچھ تو کام ہے جو تمہیں بلایا ہے فقیر نے کہا کہ اچھا بابا تیری خوشی یہ کہتا ہوا قریب آیا اور پکارا کہ یا دو اللہ شاگردان شاہور نے
ہنس کے کہا کہ یا دو اللہ درویش نے ہنس کے کہا کہ تم بھی کسی مرشد کے پاس گئے ہو چکے ہو طیمور نے کہا کہ شاہ صاحب
آپ کا نام کیا ہے اور مسکن کہاں ہے درویش نے کہا کہ بابا مجھکو مردان شاہ کہتے ہیں اور مسکن کو پوچھو سو فقیروں کا کیا کوچ
اور کیا مقام جگہ پائی جس جا دن بسر رہے آج اس صحرا میں کل اُس دشت میں کبھی کسی پہاڑ پر رات گزار دی کبھی کسی گاؤں
میں کبھی کسی شہر میں فقیر کی تو پھیری رہتی ہے طیمور نے کہا سن آپ کا کیا ہوگا درویش نے کہا بابا کوئی تین سو برس کا سن ہوگا
دو چولے بدل چکا ہوں اور اب پھر چولا بدلنے والا ہوں اس لئے کہ یہ چولا پرانا ہو گیا ہے طیمور نے کہا کہ اس تمام عمر میں اس
صحرا کے کتنے پھیرے ہوئے فقیر نے کہا کہ پچاس پچاس برس بعد ایک ایک پھیرا اس طرف کا ہو چکا ہے یہ چوتھا پھیرا ہے طیمور
نے کہا کہ پہلے پھیرے میں آپ نے یہاں کیا دیکھا تھا درویش نے کہا کہ بابا یہ مقام صحرا نہ تھا بلکہ نہایت آباد تھا اور یہ تالاب
وسط شہر میں واقع تھا اور یہاں کے فرمانروا سلیم شاہ نے بنوایا تھا اب سلیم شاہ کی قبر کا بھی پتہ نہیں ہے سے یک
گردش چرخ نیلوفری ؛ نہ نادر بجا ماند و نے نادری ؛ دوسرے پھیرے میں یہاں کسی اور فرمانروا کی عملداری تھی اُس کا نام
مجھے یاد نہیں تیسرے پھیرے میں مسلمانوں کا دور دورا تھا چوتھا پھیرا آپ کے سامنے ہوا چنگیز طیمور نے کہا کہ آج ہمارے
ہی یہاں قیام کرو درویش نے کہا کہ حضور اپنے نام نامی و اسم گرامی و خاندان سے آگاہ فرمائیں تاکہ آپ کا نام بھی میں اپنے
دل پر نقش کروں طیمور نے کہا کہ مجھکو طیمور شہریار بن ایرج بن قاسم بن علیم شاہ بن امیر حمزہ [illegible] کہتے
ہیں میرے بزرگوں کی تلوار سے عالم کانپتا تھا درویش نے کہا کہ اس میں کیا شک ہے اور آپ کے تیور بھی ویسے ہی ہیں عیار
دل میں کہا کہ یہ اچھا شکار ہاتھ لگا لیکن عیار اس کا نہایت چالاک ہے دیکھیے جو اس کے ہوتے ہماری چل بھی جاتی ہے یہ سوچ
خاموش ہو رہا طیمور نے اس کو اپنے خیمہ میں جگہ دی اتنے میں شام ہو گئی داروغہ ارباب نشاط حاضر ہوا اور عرض کی کہ
کچھ شغل منظور ہو تو طائفے حاضر ہوں فرمایا کہ نہیں آج کچھ طبیعت کسل مند ہے داروغہ ارباب نشاط تو سلام کر کے چلا گیا
طیمور درویش سے ادھر اُدھر کی باتیں کرتا رہا اتنے میں دسترخوان بچھایا گیا شاہور نے درویش کے ہاتھ دھلوائے انواع
و اقسام کے طعام لذیذ دسترخوان پر چنے گئے طیمور نے درویش سے کہا کہ کھانا کھاؤ درویش نے عرض کی کہ بابا میں تو ترک
لذات کر چکا ہوں مجھے اس نعمت سے کیا کام ہے طیمور نے کہا کہ دعوت کے کھانے کا حساب پیش پروردگار دینا نہیں ہوتا
ہے درویش نے طیمور کے اصرار سے کھانا کھایا جب ہاتھ منہ دھو کے فراغت ہوئی تو اور کچھ ادھر ادھر کی باتیں رہیں جب
کوئی پہر رات گئی رفقا سلام کر کے رخصت ہو گئے طیمور نے درویش سے کہا کہ جائیے [illegible] سو رہیے
اور کہیں درویش نے کہا کہ بابا مجھے تو یہ تالاب بہت پسند ہے میں اسی کے کنارے رات بسر کروں گا کچھ لکڑیاں کر کے
دھوئے آگ روشن کروں گا طیمور نے کہا کہ ابے شاہور کچھ لکڑیاں بھجوا دو اور جو سامان درویش قبول کرے
وہ اس کے لئے فراہم کر دو شاہور نے پوچھا کہ کوئی راوٹی استادہ کرا دی جائے یا قلندری کی [illegible] درویش نے کہا کہ بابا قلندر کو
قلندری سے کیا کام ہے ہمارا خیمہ آسمان اور فرش زمین ہے بس تھوڑی سی لکڑیاں بھجوا دو جو رات بھر جلنے کو کافی ہوں
صبح کو یہاں سے کوچ ہوگا کل شام خدا جانے کس جنگل میں ہو شاہور نے کچھ لکڑیاں بھجوا دیں مردان شاہ نے ہوا کا
رخ دیکھ کر کنارے تالاب کے آسن جمایا اور لکڑیاں سلگا کے بیٹھ گئے [illegible] شہزادہ طیمور شہریار [illegible] ہو گئے [illegible]
قائم ہو گئے آوازیں بیدار باش ہوشیار باش کی بلند ہوئیں [illegible] پہر رات شاہور [illegible]
[illegible]

جاتا ہون کہ وہان کی کیا حالت ہی پہرہ درست ہی یا نہین پہرہ بردارون نے کہا کہ ہم ہوشیار ہین آپ اطمینان رکھیے
شاہور نے خیمے سے نکلکر دیکھا تو فقیر بدستور یا اللہ حق اللہ کر رہا ہی بس شاہور مطمئن ہوکر جانب بارگاہ حسین کجکلاہ
روانہ ہوا یہان دیکھا تو شاگردان شاہور جمع ہین دور شراب کا چل رہا ہی شاگردون نے جو استاد کو دیکھا بلا کے
بٹھا لیا اور جام شراب الصالحین حاضر کیا شاہور بھی بیٹھ گیا کہ خیر کچھ کسل ہی برطرف ہوگا پہر رات کی ہوشیاری
اور چاہیے یہ بیٹھکر جام پینے لگا اتنے مین وقت نماز صبح کا آگیا اس نے وضو کیا کہ نماز بھی پڑھ لون تو چلکر شاہزادے کو
جگاؤن یہ تو یاد خدا مین مصروف ہوئے لیکن سحر نسیم باد پا جو فقیر بنا ہوا تھا شاہور کے جاتے ہی اس نے آگ پر
داروئے بیہوشی چھڑکنا شروع کی اور ہوا سے دھوان اُس کا منتشر ہوا جس قدر پہرے دار تھے اُن کے دماغ مین
ایسی خوشبو پہونچی کہ درود پڑھنے لگے ایک دوسرے سے کہتا تھا کہ نہین معلوم کس پاک روح کا ادھر گذر ہوا ہی جو ایسی
خوشبو چلی آتی ہی انھون نے اور اوپر کی سانس لے لیکے سونگھنا شروع کیا دم بھر مین سب کے سب بیہوش ہوگئے
اب یہ مکار اپنے مقام سے اٹھا اور قریب مسہری طیمور کے آیا دیکھا کہ شاہزادہ بیہوش پڑا ہوا ہی بس اس نے جلدی سے
چادر عیاری کمر سے کھولی اور پشتارہ باندھ کے پشت پر لگا پاؤن صافی گرہ عیاری کی سینے پر لگا کے خنجر برہنہ کمر مین رکھا
اور یہان تالاب کی طرف سے نکلکر سوچا کہ اگر سیدھا اپنے ملک کی راہ لیتا ہون تو شاہور پوتا عمرو کا ہی مجھے رگید کے
مار ڈالے گا اس سے چال کرنا چاہیے بس اگر اس کو مشرق کی طرف جانا تھا تو یہ مغرب کی طرف چل کھڑا ہوا اور کچھ
دور جاکے وہان سے جنوب کی طرف روانہ ہوا کوئی کوس بھر تک ادھر بھی چلا گیا بعد اس کے جانب شمال چل کھڑا
ہوا جب ادھر بھی کوس ڈیڑھ کوس نکل آیا تو ایک دریا چھوٹا سا ملا دریا کو پھاند کے اُس طرف آیا اور اب یہان سے
اس نے شہر ختاکیہ کا رخ کیا اور پائے شاطری مارتا ہوا جلدی جلدی روانہ ہوگیا یہان شاہور نے جو نماز سے فراغت
کی تو جلدی سے خیمہ شاہزادہ طیمور کے قریب آیا دیکھا کہ جس قدر پہرہ دار ہین سب بیہوش پڑے ہوئے ہین
شاہور نے آواز دی جب بھی یہ لوگ نہ چونکے اب شاہور نے تالاب کی طرف دیکھا تو فقیر کو بھی نہ پایا اتنے سے وحشت
ہوئی جلدی سے خیمہ مین آیا دیکھا تو طیمور فرش خواب پر نہین ہی بس اس نے سر پیٹ لیا کہ غضب ہوا یہ فقیر نہ تھا
بلکہ عیار تھا خیال جو کیا تو پیترہ بھی لگا ہوا پایا بس اس نے جلدی جلدی جو لوگ بیہوش تھے اُن کو ہوشیار کیا اور کہا کہ
مین تلاش مین اپنے آقا کی جاتا ہون تم جاکے بادشاہ سے عرض کر دینا کہ تا وقتیکہ کوئی خبر شاہزادہ کی نہ ملے آپ اس جگہ
قیام فرمائیے گا یہان سے کہین نہ جائیے گا یہ کہکر اس نے بھی بانہائے عیاری تن پر آراستہ کیے اور نشان قدم دیکھتا
ہوا روانہ ہوا جاتے جاتے ایک درخت تک تو وہ نشان محسوس ہوئے پھر دیکھا تو آگے کوئی نشان نہین اب تو
شاہور حیران ہوا کہ کدھر جاؤن چارون طرف تلاش کرنا شروع کیا کہ کہین چھپ تو نہین گیا ہی اسی طرح دوڑتے دوڑتے
پھر ایک جگہ سے نشان قدم معلوم ہوئے شاہور نے اُس طرف کی راہ لی کچھ دور جاکر پھر نشان معدوم ہوگئے اب
شاہور پھر اور حیران ہوا کہ کدھر جاؤن کیا یہ پھر کے لشکر ہی مین چلا آیا ہی پھر ادھر ادھر دوڑ کے نشان قدم تلاش
کرنے لگا کچھ دور جاکے جانب شمال پھر نشان قدم محسوس ہوئے پھر شاہور چل کھڑا ہوا چلتے چلتے جس وقت کنارے
دریا کے پہونچا تو پھر نشان معدوم ہوگئے اب شاہور نے ہرچند اِدھر اُدھر دوڑ کے نشان تلاش کیے مگر کہین نشان نہ پایا آخر
مجبور ہوکے ایک درخت کے نیچے بیٹھکر سوچنے لگا کہ اب کیا فکر کرون بیٹھے بیٹھے خیال مین آیا کہ دریا کے اُس پار چلکے بھی
دیکھنا چاہیے جب دریا کو پیر کے اُس پار آیا تو دیکھا کہ پھر نشان پا معلوم ہوتے ہین اب شاہور بھی نہایت تیزی سے مانند باد
صرصر کے تعاقب مین نسیم باد پا کے روانہ ہوا ادھر بادشاہ جو خواب سے بیدار ہوا تو لشکر مین غوغا پایا پوچھا کیا ہوا لوگون
نے عرض کی کہ شاہزادہ کو کوئی چرا لے گیا شاہور شیردل تلاش مین گئے ہوئے ہین اور کہہ گئے ہین کہ آپ یہین قیام پذیر
رہین جبتک ہم واپس نہ آلون یا کوئی خبر شاہزادے کی نہ معلوم ہو حسین کجکلاہ نہایت پریشان ہوا لیکن بر ہوتا

رعد آواز کی رائے کے موافق جاکر شہر زرنجاباد میں قیام کیا اور بہوت رعد آواز نے ہرکاروں کو چہار جانب روانہ کیا اور آپ چند ہزار آدمی اپنے ساتھ لے کر اسی تالاب کے کنارے قیام پذیر رہا اب ان لوگوں کو تو انتظار میں چھوڑا جاتا ہے بیان سنئے

چند کلمہ داستان مہتر نسیم بادپا عیار ضحاک کے بیان ہوتے ہیں

غزل برآغاز داستان
کس طرح حسرتوں کو نکالوں میں اے خدا
حسرت بھری نگاہ کوئی دل لگی نہ ہو
پھر دیکھنے کی ادا لوٹ لے گئی
شوخی تھی کوٹ کوٹ کے جس میں بھری نہ ہو
ساقی نے آنکھ دل کی طرف سے جو پھیر لی
اے دل ذلیل تیری کہیں خودسری نہ ہو
ہم سخت جان ہیں اس کو ہیں پر لگائیے
گم گشتہ دل پر آج مصیبت پڑی نہ ہو
ہونے دو چپکے چل کے دل محتسب کباب
فانوس دل میں شمع تجلی جلی نہ ہو
رہ رہ کے گدگدائی ہے دل میں کوئی خلش
میرے لباس تن میں تری بو بسی نہ ہو
تمثال دار آنسوؤں سے جب سینچتے ہو تم

اے جذب دل جو تیری طرف سے کمی نہ ہو
وہ چاہتے ہیں خانۂ دل میں کوئی نہ ہو
دل کی تڑپ کے ساتھ جگر کو ہو اضطراب
شرمائی آنکھوں میں نگہ دلبری نہ ہو
آہیں ذلیل ہیں کہ اثر کچھ نہ کر سکیں
اس شیشے میں کہیں مے حسرت بھری نہ ہو
عاشق حضور کا ہوں یہ کیوں پینے لگا
تیغ نگہ جو سان پہ اک بک چڑھی نہ ہو
ممکن نہیں کہ سیر ہو مال و متاع سے
اے رند و محتسب بادہ کشی کی ابھی نہ ہو
کیوں جھک گئی نگہ کہ اثر نہیں سکی کی جلی رت
یہ دل لگی کسی نگہ شوخ کی نہ ہو
ہم پر یہ ظلم ہے قسم خون محتسب
شاخ نہال غم ہے کہیں یہ ہری نہ ہو

آتے ہی بن پڑے اُسے اشعار تا ہنر بھی نہ ہو
ممکن نہیں کہ دل نہ بھر آئے حضور کا
ان دو ستونوں سے بھی ہیں مرنے کی شی نہ ہو
وہ بھی ہو کوئی دلبر و دلدار و دلفریب
اے آنسوؤ تمھاری کہیں اب ہنسی نہ ہو
ناصح کی ضد سے تو نے جو آفت مچائی ہے
سازش فلک کے ساتھ کہیں آپ کی نہ ہو
رہ رہ کے میری آنکھوں سے آنسو نکلتے ہیں
جب تک کہ آدمی کی طبیعت غنی نہ ہو
سوز الم سینے میں نہیں آتا اجر دو آہ
میری نظر کسی کی نظر سے لڑی نہ ہو
کیوں روح میرے سینے میں گھٹتی ہے تقویت
جو شخص بیمار ہوں بھی اگر زیست کی نہ ہو
راوی بیان کرتا ہے کہ مہتر نسیم بادپا

نہایت احتیاط کے ساتھ پشتارہ شاہزادہ طیمور کا لئے ہوئے تیسرے روز اپنے شہر میں پہونچا ضحاک شاہ اپنے دربار میں بیٹھا ہوا تھا کہ دروازہ بارگاہ سے مہتر نسیم نمودار ہوا اور پشتارہ لاکر سامنے بادشاہ کے رکھدیا اور کھڑے ہوکر بیان کیا کہ حضور کے اقبال سے اُس شخص کو لایا ہوں جو نسل رستم زمان عملشاہ دلیر جوان ہے لیکن پہلے اسے اسیر غل و زنجیر کر لیجیے اُس کے بعد میں ہوشیار کروں اُس سے پوچھئے ضحاک شاہ نے خوش ہوکے آہنگروں کو بلایا اور شاہزادہ کو اسیر غل و زنجیر کرا کے سامنے اپنے طلب کیا نسیم بادپا نے شاہزادہ کو ہوشیار کیا طیمور کی آنکھ جو کھلی اپنے کو ایک دربار میں پایا اور اسیر غل و زنجیر دیکھا سمجھا کہ میں خواب آخر دیکھ رہا ہوں مہتر نسیم نے کہا کہ اے جوان یہ خواب نہیں بلکہ عین بیداری ہے آگاہ ہو کہ یہ تو دربار میں ضحاک خودپسند کے ہے اور میں نسیم بادپا عیار ہوں فقیر بنکر تجھے گرفتار کر کے لایا ہوں بڑے دعوے تیرے عیار کو بھی تھے لیکن مجھے پہچان نہ سکا خیر اب وقت تیرا برابر آپہونچا جو کچھ کہنا ہو بادشاہ سے کہہ لے یہ سنکے طیمور کو افسوس ہوا کہ میں نے بڑا دھوکا کھایا خیر اب تو آگے نصیب جو کچھ قسمت دکھائے گی وہ ہوگا ضحاک شاہ نے کہا کہ حال اپنا بیان کر کہ تو کون ہے اور تو نے بندگان خداوند لقا کے ساتھ کیا کیا طیمور نے کہا کہ میں تو لقا کے زمانے میں نہ تھا لیکن افسانے اُس مردود کے سنے ہیں میرے بزرگوں نے لقا کو خوب سا ٹھیکا بنایا تھا میرے جد نامدار شاہزادہ تھا ور سیاہ ملک قاسم نے دختر لقا سے عقد کیا اور اسنے شوہروں ہی کے لقا کو بدحواس کر دیا ملک فرعونیہ تک لقا کی جان نہ چھوڑی آخر گرفتار کر کے لقا کو تیرباران کر دیا اور میرے جد نے اپنے زمانے میں ساریق ملعون برادر لقا کو دیکھا دو سردار جو ساریق کے لشکر میں سردار تھے اور دو سردار دونوں کو زیر کر لایا اور اپنا مطیع کیا یہ سنکر ضحاک خودپسند کو غصہ آیا اور کہا کہ تو قابل اس کے ہے کہ تجھے بھی قتل کیا جائے جا اسے

نسیم گرد پا اس کو لے جا کل مین اسے قتل کرون گا یہ سنکے ضمیر خضرشناس وزیر نے عرض کی کہ اے بادشاہ تجھے
اس شخص کے حسن و جمال پر بھی رحم نہین آتا ارے یہ وہ لوگ ہین جن پر خداوندی رعایت کرتے رہے اور کبھی غضب
اپنا نازل نہ کیا انتہا یہ ہو کہ خود دنیا سے چلے گئے لیکن ان لوگون کا قتل گوارا نہ کیا تو دیکھتا ہو کہ ایسے حسین کہین دنیا
مین پیدا ہوتے ہین اور ساتھ حسن کے شجاعت عدالت سخاوت سبھی وصف تو ہین یہ سنکے ضحاک کا دل بھی پسیج
گیا کہا کہ پھر اے وزیر خوش تدبیر کیا کرنا چاہیے اس کا رہا کر دینا بھی اچھا نہین اور اگر قید رکھتا ہون تو کوئی مددگار اس کا
پیدا ہوگا اور رہا کر لیجائے گا نسیم گرد پا نے کہا کہ اگر یہ قید رہا تو واقع مین رہا ہو جائے گا اس کا عیار عمرو کا پوتا بلا سے بلا
ہو وہ آتا ہی ہوگا اسوقت ضمیر خضرشناس نے کہا کہ اے ضحاک شاہ آپ کے ملک مین جو دریائے کابل ہو آج کل اسکی
یہ حالت ہو کہ دن کو تو وہ بہا کرتا ہو اور رات کو بسبب سردی کے جم کے برف ہو جاتا ہو لہذا کل کچھ دن رہے اس
قیدی کو ایک ناؤ پر سوار کر کے دریا مین بہا دیجیے جس وقت یہ بیچ دریا مین پہونچ جائے گا اتنے عرصہ مین شام
ہو جائیگی اور دریا جم جائے گا رات بھر کی سردی اس کے ہلاک کر ڈالنے کو کافی ہو یہ رائے ضحاک نے پسند
کی اور طیمور کو داروغہ زندان کے سپرد کیا جب دوسرا دن ہوا تو بادشاہ سوار ہو کر کنارے دریائے کابل
کے آیا اور لوگ طیمور کو بھی لائے اور کشتی پر بٹھا دیا اور بہا دیا کشتی بہتی ہوئی چلی طیمور نے کہا او ملعون نامرد معلوم
ہوا کہ تو انتہا کا بزدل ہو ارے لطف تو یہ تھا کہ دو لاکھ آدمیون کا محاصرہ کرا دیا ہوتا اور قید میری کاٹ دی ہوتی
اسوقت اگر کوئی مجھے گرفتار کر لیتا تو مین اس پر آفرین کرتا اگرچہ افسوس ہو تو یہی ہو کہ جس طرح جی چاہتا تھا اس طرح موت
نہ آئی لطف یہ تھا کہ چار طرف سیکڑون لاشین ہوتین بیچ مین ہماری لاش بھی ہوتی اور اس صورت سے مرنا کہ برف
مین اینٹھ کے رہ گئے قابل عبرت ہو مگر خیر جو مرضی معبود ہمارے مقدر مین یہی تھا کہ ایسی جگہ مرین کہ نہ گور و کفن نصیب
ہو نہ کوئی عزیز قریب پاس ہو یہ کہتے ہی رہ گئے کشتی بہ کے خدا جانے کہان سے کہان پہونچ گئی دیکھنے والون کو بھی
طیمور کی حسن و جوانی کا نہایت افسوس ہوا بادشاہ لوٹ کے ایوان شاہی مین آیا اور اس خوشی مین کہ بہت
بڑے شخص کو مین نے دریا برد کیا جشن خوشی منعقد کیا اور اپنے عیار کو خلعت پر زر دے کر مرغ زرین بنا دیا کہ تو نے
بڑا کام کیا لیکن حال شاہزادہ طیمور شیر پرور کا سنیے کہ یہ کبھی جانب فلک دیکھتا ہو کبھی جانب تحت سوا پانی کے
کچھ نظر نہین آتا کشتی ہوا کے زور مین بہتی ہوئی چلی جاتی ہو اب جون جون آفتاب قریب غروب آتا جاتا ہو سردی بڑھتی
جاتی ہو پانی کی روانی مین فرق آتا جاتا ہو طیمور کی مایوسی بڑھتی جاتی ہو اپنے حال پر خود افسوس کرتا ہو کہ ہم ایسا بدنصیب
بشر بھی کوئی نہو گا زندگی بھر باپ کا ورثہ پایا کہ کس جاہ و تجمل سے زندگی بسر کی لیکن آخر وقت ماں کا ورثہ ملا کہ کوئی
دوست دشمن نظر نہین آتا ان کو اسی عالم بیکسی مین صحرا کی موت آئی ہمین دریا کی ان کو درندے کھا گئے ہمین نہنگ
اور سوسمار کھا لین گے یہ تصور کر کے رونے لگا لیکن صاحبان اقبال کا خدا نگہبان ہوتا ہو بقول شاعر ہندی یہ دوہا

جا کو راکھے سائیان مار نہ ساکے کوئے	بال نہ بیکا کر سکے جو جگ بیری ہوئے

ایکا ایکی جانب شمال سے ابر اٹھا اور
ہوا بدلی کشتی بالکل سامنے بہتی چلی جاتی تھی یا کنارے کی طرف بہتی چلی آئی دامن وہ ٹکڑا ابر کا ہوا کے ساتھ نکلا
چلا گیا اور کشتی آکر کنارے لگ گئی گویا وہ لکہ کشتی کا بادبان تھا اور ہوا یا وہ مراد تھی طیمور جلدی سے ساحل پر اتر پڑا
اور جانب صحرا روانہ ہوا شام تو ہو ہی چکی تھی بھوک کے مارے طیمور کی حالت بری تھی پانون مین بیڑیان وغیرہ
نہ تھین کشتی پر بٹھاتے وقت دشمنون نے زیور آہن اتار لیا تھا صرف ہتھکڑیان چھوڑی تھین طیمور نے ہتھکڑیان توڑ کے
پھینک دین اور بہت سپٹی کھا کر ایک درخت کے سایہ مین قرار لیا اب وہ وقت آگیا کہ دریائے آسمان پر زورق ماہتاب
نمودار ہوئی اور کہکشان نے بادبان کھولا کشتی ماہ مشرق سے نمودار ہوئی جانب مغرب چلی اتنے ہی عرصہ مین اسقدر
سردی ہوئی کہ دریا مین موجین اٹھنا موقوف ہوگیا اور آب روان آب سطح معلوم ہونے لگا اور طیمور سے سردی کا

تحمل نہو سکا پس اس دانائے روزگار نے جلدی سے چند پتھر بڑے بڑے لاکر جمع کئے اور ان پر زور کرنا شروع
کیا جب پسینہ آگیا بیٹھ رہا جب پھر سردی معلوم ہونے لگی پھر پتھروں پر زور کرنے لگا کبھی تو پتھر اٹھا کر دور پھینکتا
تھا اور پھر دوڑ دوڑ کر اٹھا لاتا تھا اور کبھی ڈنڑ کرنے لگتا تھا کبھی کوئی پتھر اس زور سے پھینکا کہ بیچ دریا میں جا کر گرا
کبھی کسی درخت کو اکھاڑ کے پھینک دیا اسی حالت میں شب بسر کر دی جب صبح ہوئی تو آفتاب عالمتاب نے افق
مشرق سے سر نکالا اور اوس دھواں بنکر اڑی پانی پگھل پگھل کے بہا وہ ٹھٹھر برطرف ہوئی طیمور نے ایک سمت کی
راہ لی لیکن یہ صحرا بہت بڑا تھا کوسوں شہر یا رہیادہ بالکل گیا گذرا بوے انسان نہ پائی بلکہ اکثر مقامات پر جانور بھی نظر
نہ آتے تھے گھاس تک برف سے جل گئی تھی کسی کسی مقام پر کچھ درخت دکھائی دیجاتے تھے اسی طرح طیمور بیچارہ پھرا
تمام دن سرگردان و حیران رہا نہ کسی بستی تک پہونچا نہ کوئی گاؤں نظر آیا آخر پھر ایک درخت کے نیچے تھک کے بیٹھ گیا
راستے میں جنگلی سیب اور ناشپاتیاں کچھ توڑ لی تھیں انھیں کو کھایا اور تیمم سے فریضہ ظہرین و مغربین کو ادا کیا شام ہوتے
ہی پھر اسی سردی کا سامنا ہوا یہ رات بھی طیمور نے اسی طرح ڈنڑ پیل پیل کے اور پتھر اچھال اچھال کے کاٹی صبح کو پھر
ایک جانب چل کھڑا ہوا آج کا دن بھی اسی طرح سرگردانی و حیرانی میں گذرا یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہاں سے کوسوں تک
بوے انسان نہیں ہے اور انسان ایسے مقام پر کیونکر رہ سکتا ہے جہاں دن کو گرمی اور رات کو اس قیامت کی سردی ہو
طیمور وہاں پھرتا رہا شام کو پھر کسی مقام پر روز اول کی طرح بسر کی اسی حالت میں برابر نو روز طیمور کو گذرے
آج نویں دن قریب شام طیمور پھر اسی دریا کے کنارے پہونچا اگرچہ یہ مقام وہ نہ تھا جہاں طیمور دریا سے نکلا تھا
لیکن دریا وہی تھا طیمور حسرت سے دیکھ رہا تھا کہ کدھر جاؤں پھر شام ہوا چاہتی ہے اور کنارے دریا کے اور سردی
ہوگی لیکن خیال جو کیا تو پاٹ اس مقام پر دریا کا کم ہے اور اس پار دریا کے دور پر سواد شہر سا معلوم ہوتا ہے کچھ نشانات
مکانوں کے پائے جاتے ہیں اور ایک بہت بڑی چار دیواری نہایت بلند کھنچی ہوئی ہے اور دروازہ پر جو گنبد ہے اسکا
عکس چمک رہا ہے طیمور غور سے اسطرف دیکھنے لگا اور دل میں کہنے لگا کہ اُدھر بستی معلوم ہوتی ہے لیکن اس پار جائیں
تو کیونکر جائیں نہ تو کوئی کشتی ہے نہ پل ہے نہ دریا اس قدر ہے کہ پیر کے نکل جائیں یہ اسی سوچ میں تھا کہ دیکھا سامنے سے
ایک مورپنکھی نہایت تیزی کے ساتھ بہتی چلی آتی ہے طیمور اس کشتی کو دیکھکر کنارے دریا کے آگیا کہ دیکھا چاہیے
اس کشتی پر کون سوار ہے اور کدھر جاتا ہے لیکن واضح رہے ناظرین پر کہ یہ کشتی ملکہ منیر روشن تن دختر [illegible]
شاہ کی ہے باغ اس کا یہاں سے قریب ہے یہ کشتی پر سوار ہو کے سیر دریا کو نکلی تھی اس طرف بھی آگئی دیکھا اس نے
کہ ایک مرد نوجوان نہایت حسین کنارے دریا کے مایوسی کے ساتھ کھڑا ہوا کشتی کی جانب دیکھ رہا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ
ساحل مغرب پر ماہتاب غروب ہوا چاہتا ہے ملکہ کا دل پسیج گیا ماتحتوں سے کہا کشتی ہمارے کنارے پہ لے چلو دیکھیں
یہ کون شخص ہے وزیرزادی نے عرض کی کہ اے ملکہ اس صحرا میں سوا مجرمان بادشاہ کے اور کوئی نہیں رہتا ہے اور
یہ وہ وادی ہے جہاں رہنا بشر کا کام نہیں ہے جن لوگوں کو سزاے موت دینا ہوتی ہے اور قتل اُن کا منظور نہیں ہوتا ہے وہ
اس وادی میں چھوڑ دیے جاتے ہیں کوئی ہوگا آپ ادھر نہ جائیے ملکہ نے کہا کہ میں تو ضرور جاؤں گی بابا میرا
ظالم ہے مگر میں رحمدل ہوں مجھے نہیں دیکھا جاتا کہ کسی غریب پر ظلم ہو اور تو دیکھتی رہے کہ ایسے حسین مرد کہیں
پیدا ہوتے ہیں یہ اس لائق تھا کہ اس صحرا میں چھوڑ دیا جاتا اس سے تو دل کی ویرانی کے بسانے کا مزا اٹھا جسطرح
میں نے اور اکثر مجرموں کو رہا کر دیا ہے اسی طرح میں اسے بھی رہا کروں گی ماتحتوں نے عرض کی کہ اے ملکہ دن بھی کم
رہ گیا ہے ایسا نہو پلٹتے وقت ساحل تک نہ پہونچ پائیں اور شام ہو جائے تو پانی جم جائے گا کشتی نکل نہ سکے گی اپنی جان
کے لالے پڑ جائیں گے ملکہ نے فرمایا کچھ ہی کیوں نہو میں اسے لاؤں گی ضرور ماتحتیں تابع فرمان تھیں اب کیا
کہہ سکتی تھیں جلدی جلدی کشتی کو کھیتی ہوئی کنارے پر لائیں پاس سے جو ملکہ دیکھتی ہے تو اور بھی بیخود ہو گئی کہا

اے شخص تو کون ہے حال اپنا بیان کر طہمورث نے کہا کہ انسان ہون اور کیا بیان کرون مثل مشہور ہے کہ پیری مین جوانی کا بیان
مفلسی مین تونگری کا بیان بیکار ہے ایک مرد فقیر صحرا نشین ہون ملکہ نے کہا کہ خیر یہ بات تو آپ کے چہرے سے ظاہر ہے کہ آپ کہین
کے رئیس ہین لیکن اب زیادہ باتون مین ہم بھی آپ کی طرح مبتلائے بلا ہون گے شام ہوا چاہتی ہے برف گرا چاہتی ہے آپ
کشتی پر بیٹھکر چلیے مکان پر پہونچکے اطمینان سے آپ کا حال دریافت کرین گے طہمورث نے کہا اے نازنین خدا تیرا بھلا کرے کہ
تجکو مجھپر رحم آیا تیرے شہر مین تو کوئی رحمدل مجھے نظر نہ آیا یہ فرماکر کشتی پر بیٹھ گئے ملکہ نے آنچل کی آڑ کر لی کنکھیون سے دیکھتی
جاتی تھی وزیرزادی سمجھ گئی کہ یہ عاشق ہے خدا خیر کرے ملکہ نے ملاحون سے کہا کہ تمکو انعام دون گی جلد کشتی کو دوسرے
ساحل پر لے چلو اور اگر شام سے پیشتر تم نے کشتی نہ پہونچا دی تو سزائے سخت دون گی ملاحون نے کشتی کو کھینا شروع
کیا بازو شل ہوگئے مگر بہت جلد کشتی کنارے پر لاکے لگا دی کشتی مہر ساحل مغرب پر پہونچ کے غرق ہونے پائی تھی کہ یہ
کشتی ساحل مراد پر پہونچ گئی ملکہ نے ایک توڑا ملاحون کو انعام مین دیا اور وہان سے سواری لگی تھی ملکہ مرکب پر سوار ہوئی
نقاب چہرہ پر ڈال لی ایک مرکب پر وزیرزادی سوار ہوئی ایک مرکب جو ملکہ کی سواری سے زائد ساتھ رہا کرتا تھا اُس پر
شاہزادہ طہمورث سوار ہوے اور اب یہ تینون سوار مرکبون کو اُڑاتے ہوئے چلے دیکھا طہمورث نے کہ ایک چار دیواری نہایت
بلند ہے اور دروازہ اُس کا کھلا ہوا ہے ملکہ دروازے سے داخل باغ ہوئی یہان خواصون نے سب سامان درست کر رکھا
تھا ملکہ جیسے ہی آکر مسند پر جلوہ گر ہوئی شاہزادہ کو بٹھالا خواصون نے سامان میخواری مہیا کیا لیکن سبکی سب آپس مین سرگوشیان
کر رہی تھین کہ یہ جوان کون ہے لیکن پاس ادب سے لب نہ ہلا سکتی تھین ادھر ملکہ باربار شاہزادے کی طرف دیکھتی تھی دل مین
ہنسی جاتی تھی وزیرزادی نے جام بھرکر شاہزادے کے پیش کیا ملکہ نے جام طہمورث کے آگے بڑھا دیا طہمورث نے کہا کہ اے
ملکہ شراب اچھی چیز نہین ہے اسے پیکر انسان ہوش مین نہین رہتا بقول شاعر ؎ اُن انکھڑیون مین اگر نشۂ شراب آیا
سلام جھکا کے کرونگا جو پھر حجاب آیا ، اسوقت تک تو تم مجھسے شرم کے ساتھ باتین کر رہی ہو مجھے تمھارا لحاظ ہے کہ مین
تمھارا مہمان ہون جس وقت دونون بیخود ہو گئے اُسوقت یہ امتیاز جاتا رہے گا اور ہوش مین آنے کے بعد دونون کو پشیمانی
ہوگی ملکہ نے کہا کہ آپ سچ کہتے ہین اور نہایت اپنے کردار پر خفیف ہوئی اُسیوقت کشتیان شراب کی اٹھوا دین اور کہا کہ
چونکہ سردی زیادہ ہے چائے لاؤ اُسیوقت چائے تیار ہونے لگی وزیرزادی نے کہا کہ اے شہریار یہ تو آپ کا چہرہ پکار رہا ہے
کہ آپ کسی ملک کے فرمانروا ہین لیکن صاف طور پر بغیر آپ کے بیان کئے ہوے معلوم نہین ہو سکتا کہ آپ کون ہین اپنے
نام نامی واسم گرامی سے آگاہ فرمائیے طہمورث نے کہا کہ اے وزیرزادی مین گرشاسپ جہان ایرج نوجوان کا چھوٹا
فرزند ہون نام میرا طہمورث شیرپرور ہے ملکہ نے کہا کہ شیرپرور کا مطلب مین نہین سمجھی طہمورث نے اپنی پرورش پانے کی تمام
کیفیت ملکہ کے روبرو بیان کی ملکہ شان خلاق عالم پر تعجب کرنے لگی وزیرزادی نے کہا کہ سنا ہے کہ ایرج نوجوان شاہزادہ
تھا ورسپاہ لعل خفتان خونریز خاوری ملک قاسم کے فرزند تھے فرمایا ہان اور پردادا میرے گلستاہ نوجوان
تھے وزیرزادی تو انگشت بدندان ہوئی کہ یہ سب دشمنان خداوند لقا ہین لیکن ملکہ نے کہا کہ اب اپنے یہان آنیکی
کیفیت بیان کیجیے طہمورث نے کہا کہ اے ملکہ مین صحرائے زرنگار مین قیام پذیر تھا فوج سے علیحدہ مین نے خیمہ اپنا برپا کرایا
تھا کہ مجکو صحرائیت زیادہ پسند ہے ضحاک شاہ کا عیار گیا اور مجکو گرفتار کر لایا ضحاک عجب بزدل اور نالائق ہے کہ اُس نے
مجکو کشتی پر بٹھاکے دریا مین بہا دیا مگر میرا خدا میری حمایت پر تھا کہ کشتی کنارے پر آ لگی ہوا پلٹ گئی مین کشتی سے اُتر کر
صحرا کی طرف روانہ ہوا نو روز سے اس صحرا مین سرگردان تھا آج قسمت کی خوبی سے تمھاری کشتی آنکلی اور تم رحم کھاکے
مجھے لے آئین وزیرزادی نے کہا کہ خیر جو ہوا وہ ہوا ضحاک شاہ کو برا نہ کہیے اس لئے کہ وہ ملکہ کے والد ماجد ہین
اور آپ ملکہ کے ممنون احسان ہین طہمورث نے کہا کہ جو جیسا ہوگا ویسا کہا جائے گا اُس کی نالائقی اُس کے ساتھ ہے اور
ملکہ کی نیکی ملکہ کے ساتھ ہے پھر اگر زندہ ہون تو دیکھا جائے گا اتنے مین چائے آئی ملکہ نے اُسی طرح چائے پیش کی شاہزادے

نے جائے نوش فرمائی جب دور ختم ہوا تو ملکہ نے وزیرزادی سے کہا کہ ہمارے جانے کا وقت آگیا وزیرزادی نے
کہا کہ ملکہ دیر ہوگئی جلد تشریف لے چلیے بادشاہ بغیر آپ کے خاصہ نوش نہیں فرماتے ہیں شاہزادہ نے کہا کہ ملکہ کہاں جاؤگی
ملکہ نے کہا کہ اے شہریار میں دن بھر باغ میں رہتی ہوں اور رات کو اپنے باپ کے پاس چلی جاتی ہوں کہ وہ بغیر میرے
کھانا نہیں کھاتے فرمایا کہ میں تو نہ جانے دونگا یہاں جو میرا اکیلے جی گھبرائیگا تو کیا کرونگا ملکہ نے کہا کہ میں وزیرزادی
کو چھوڑے جاتی ہوں آپ اس سے چوسر وغیرہ میں دل بہلائیے گا شاہزادہ نے کہا کہ اسی کو نہ اپنے باپ کے بھیجدو تم
میرے پاس بیٹھو ملکہ نے کہا یہ کیونکر ہوسکتا ہے بس اب دیر نہ کیجیے ایسا نہو والد بے چین گھبرا کے چلے آئیں تو غضب ہوجائیگا
اُن کا قاعدہ ہے کہ جب مجکو جانے میں دیر ہوتی ہے تو اکثر چلے آتے ہیں شاہزادہ نے فرمایا کہ چلو اچھا ہے اگر وہ یہاں آگیا تو آج ہی
فیصلہ ہوجائیگا ملکہ نے کہا کیا خوب ہم تو تمھارے ساتھ یہ سلوک کریں تم ہمارے ہی باپ سے دشمنی کرو فرمایا اے ملکہ
میں دشمنی نہ کرونگا بلکہ یہ کھٹکا مٹجائیگا کہ بغیر وہاں جائے تم رہ نہیں سکتیں ملکہ نے کہا کہ تمھیں اپنے دین و مذہب
کا واسطہ اس بارے میں اصرار نکرو ورنہ تمھاری جان جائیگی میری رسوائی ہوگی فرمایا خیر تمھاری خاطر ہے صرف
تمھاری ہی رسوائی کو ڈرتا ہوں ورنہ میری جان تو سوا میرے خدا کے کوئی لے نہیں سکتا ہے یہ فرما کر مسہری پر لیٹ
رہے نو دن کے تھکے اور جاگے تھے سو گئے ملکہ سوار ہوکے جانب ایوان شاہی روانہ ہوئی جس وقت سامنے ضحاک
شاہ کے پہونچی سلام کیا ضحاک شاہ نے کہا کہ اے نور نظر آج تم نے بہت دیر لگائی میں آدمی کو خیر و عافیت
کے لیے روانہ ہی کرنے والا تھا ملکہ نے کہا کہ کیا عرض کروں میں آج دن کو سوئی نہیں شب کو بھی اچھی طرح نیند نہ آئی
تھی جاگی ہوئی تھی شام کو طبیعت سست ہوجانے سے لیٹ رہی لیٹتے ہی سوگئی اگر وزیرزادی نہ جگاتی تو یقین ہے
کہ ابھی بھی میں ہوشیار نہوتی بادشاہ نے دسترخوان بچھوایا ملکہ تو شاہزادے کے ساتھ کھانا کھا چکی تھی کچھ تھوڑا سا بادشاہ کا
ساتھ دے کر اس نے ہاتھ کھینچا بادشاہ نے کہا کہ اسوقت تم نے کچھ کھایا بھی نہیں ملکہ نے کہا کہ جی ہاں اشتہا ہی نہیں ہے
بادشاہ نے کہا کہ پھر تم نے کیوں تکلیف کی کہلا بھیجا ہوتا ملکہ نے کہا کہ حضور تو میرا انتظار کریں اور میں حاضر ہوکے بھی غذا
نکروں بلکہ کہلا بھیجوں یہ کیونکر ہوسکتا تھا الغرض ملکہ نے شب کو تو یہیں آرام کیا لیکن آرام کہاں نیند نہ آئی اور تڑپ
تڑپ کے بسر ہوئی صبح کو اٹھتے ہی باغ کی جانب روانہ ہوئی ہنوز شاہزادہ بیدار نہونے پایا تھا کہ یہ پہونچگئی ادھر شاہزادہ
بیدار ہوا منہ ہاتھ دھویا حمام کیا لباس بدلا دن بھر ملکہ کے ساتھ سیر میں مصروف رہا شام کو ملکہ حسب معمول پھر چلی
طیمور کے خلاف گذرا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ میں تو نہ جانے دونگا ملکہ نے کہا کیا غضب کرتے ہو میرے باپ کو اگر معلوم
ہوگیا تمھاری جان نہ بچیگی وہ سات لاکھ کی فوج کا مالک ہے فرمایا کہ میں سات کروڑ سے بھی نہیں ڈرتا ہوں ملکہ نے
کہا کہ اچھا میں تم سے وعدہ کرتی ہوں کہ آج شب کو میں کسی بہانے سے چلی آؤنگی وہاں نہ رہونگی شاہزادے نے
ہاتھ چھوڑ دیا ملکہ روانہ ہوگئی اور جاتے ہی درد سر کا بہانہ کر کے عرض کی کہ اگر اجازت ہو تو میں باغ چلی جاؤں آج
درد سر بہت ہے یہاں جی گھبراتا ہے بادشاہ نے کہا کہ جاؤ ملکہ اسیوقت سوار ہوکے باغ میں چلی آئی طیمور نہایت خوش
ہوا جب دو تین روز اسی طرح گذرے ایک روز طیمور نے کہا کہ اے ملکہ میرا عیار میری تلاش میں ضرور چلا ہوگا اگر
تم کہو تو میں جاکے اُسے ڈھونڈھ لاؤں ملکہ نے کہا کہ تم کو شہر بھر جان گیا ہے اگر کسی نے بادشاہ سے اطلاع کر دی تو
غضب ہو جائیگا وہ تمھارے ساتھ میرے لہو کا پیاسا ہو جائیگا فرمایا کہ میں شہر کی طرف نہیں جاؤنگا بلکہ صحرا میں
اُسے ڈھونڈھونگا ملکہ نے بمجبوری خاموشی اختیار کی شاہزادہ اسیوقت مرکب پر سوار ہوکے جانب صحرا روانہ ہوا
دور دور نکل گیا لیکن راستے سے نابلد راستہ بھول گیا پلٹتے وقت کہیں سے کہیں نکل گیا شام ہوگئی آخر ایک درخت
کے نیچے ٹھہر کر ادھر ادھر دیکھنے لگا حسب معمول اسوقت بادشاہ کی جانب سے حفاظت باغ کے لیے بیرل خیران پانچسو
سواروں سے جارہا تھا طیمور نے جو دیکھا کہ کچھ سوار جارہے ہیں اور ملکہ کی زبانی بھی سنا تھا کہ شام کو میرے باغ کی حفاظت

کے لیے فوج شاہی آتی ہے خیال ہوا کہ شاید یہ لوگ اُسی طرف جاتے ہوں بس طیمور بھی اُنھیں لوگوں کے پیچھے پیچھے چل کھڑا
ہوا یہ لوگ باغ کے قریب جا کر چاروں طرف پھیل گئے اور بیژن سو سواروں سے دروازہ باغ پر قیام پذیر ہوا راستہ
رُک گیا اب انھوں نے خیال کیا کہ رسائی باغ تک بغیر لڑے بھڑے دشوار ہے اُدھر ملکہ پریشان پھر رہی تھی کہ وہ ظالم اسوقت
تک نہ آیا خدا جانے اپنے عیار کے ساتھ اپنے ملک کو چلا گیا یا کسی آفت میں مبتلا ہو گیا کیا پیچ پڑا کہ اسوقت تک واپس نہیں
آیا اتنے میں رات ہو گئی اور پہرہ دینے والی فوج بھی آگئی اب تو ملکہ دیوانہ وار پھرنے لگی کہ خدا کرے وہ چلا ہی گیا ہو اسلئے
کہ اب اگر آئے گا تو مارا جائے گا یہاں ملکہ تو ہولیں کھا رہی تھی اور وہاں طیمور نے صحرا سے نکل کر باغ کا رخ کیا بیژن تیغزن
کی نظر پڑی اس نے للکارا کہ کون باغ کی طرف جاتا ہے جواب دیا کہ باغ کا مالک اور تیرا ملک الموت بیژن نے کہا کیوں
شامتیں آئی ہیں تو کون ہے نام اپنا بتا فرمایا نہیں جانتا منم طیمور شیر بہادر بس یہ سنتے ہی بیژن نے کہا کہ ارے مار لو اسکو
یہ تو وہی ہے جسے بادشاہ نے دریا میں بہا دیا تھا یہ یہاں کہاں سے آگیا لوگ گھوڑے کڑکا کے گرد آگئے تلواریں کھینچ لیں ادھر
شاہزادے نے بھی تلوار کھینچی اور حملہ کیا زیر دیوار باغ غوغا ہوا صدائے گیر و بزن بلند ہوئی ملکہ بام قصر پر چڑھ گئی کہ دیکھوں
تو بیرون باغ یہ شور و غل کیسا ہے اب جو دیکھتی ہے تو طیمور اکیلا سیکڑوں سے لڑ رہا ہے جس پر تلوار ماری اُس کے دو ٹکڑے
ہوئے بس یہ بیتاب ہو گئی وزیرزادی سے کہا غضب ہو گیا اب اس کی جان مفت گئی کہاں سے تو ہم بچا کے لائے تھے
اور اس نے یہاں مفت میں اپنی جان دی ملکہ تو گھبرا رہی ہے کہ کیا کروں لیکن وزیرزادی نے کہا کہ اے ملکہ پریشان
نہو جیسے اتنے سپاہی اس شیردل کا کچھ کر نہیں سکتے ہیں دیکھے جاتی ہے دم بھر میں سب کو شکار کرے گا ملکہ نے کہا کہ ایک
سو رہا کیا بہادر نہیں ہوتا ہے مثل مشہور ہے کہ ایک کی دو اور دو بیس کس کس سے لڑے گا اور کیسے کیسے قتل کرے گا وہاں
بیژن نے جو دیکھا کہ اس نے تلوار کے نیچے سب کو دھر لیا ہے بس یہ ہاتھ مارا اس کے دو ٹکڑے ہو گئے بیژن تیغزن
للکارا کہ او سرکش تو بلائے بد معلوم ہوتا ہے میں نے چاہا تھا کہ میں تجھے ہاتھ نہ اٹھاؤں مگر معلوم ہو گیا کہ تو سوا میرے کسی کے
ہاتھ سے مارا نجائے گا خیر اب تیرا ہی سر اس کی ایسا تجھے زندہ لے چلنے کی کوشش کرتا ہے بلکہ گرفتار کرنے کا خیال بھی عبث
ہے تو زندہ نہ ہاتھ آئے گا خیر تیرا سر کاٹ کے بادشاہ کو نذر دوں گا کہ اُس نے اسی واسطے مجھکو بلایا تھا یہ کہکر تلوار کھینچ کے سر پر
شاہزادہ طیمور کے لگائی طیمور نے وار اس کا پشت شمشیر پر روک کے جو ہاتھ تھکا آیا اس کا مارا یا تو تلوار سر پر چلی تھی یا زمین میں
ڈوب کے نکلی بیژن تیغزن مع مرکب چار ٹکڑے ہو کے زمین پر گرا لاش اس کی پھڑکنے لگی لوگ لاش اٹھا کر بھاگے وزیرزادی
نے آواز دی کہ بس ہو چکا اب یہاں آ پہنچو ملکہ ہولیں کھا رہی ہیں شاہزادہ داخل باغ ہوا ملکہ نے اسیوقت تصدق اتروایا اور
کہا کہ تم نے برا کیا اب راز فاش ضرور ہو گا فرمایا کہ پھر کیا ہو گا ایک دن مرنا ضرور ہے اگر قضا اسی بہانے آگئی ہے تو یہی سہی یہاں کی
تو یہ حالت ہے اور اب اُدھر کی سنیے کہ لوگ لاش بیژن کی اٹھائے ہوئے شور و غل کرتے ہوئے دروازہ بادشاہ پر آئے
ضحاک شاہ آواز پا دو لیکا سنکے محل سے باہر نکل آیا اور کہا کہ ارے کیا ہوا تم لوگ کیوں شور کر رہے ہو اُن لوگوں
نے عرض کی کہ اے شہریار جس شخص کو آپ نے دریا میں بہا دیا تھا وہ ملکہ کے باغ کی طرف جا رہا تھا نگہبانان باغ نے ٹوکا لڑائی
ہوئی سردار ہمارا بیژن تیغزن اُس کے ہاتھ سے مارا گیا ضحاک خودپسند تعجب میں آیا کہ یہ کیا ماجرا ہے وزیر سے کہا کہ یہ
خداپرست مر کے بھوت بھی ہو جاتے ہیں ضمیر اختر شناس نے کہا کہ خداوند نے بھی اکثر ان لوگوں پر اپنا غضب نازل کیا جہنم
میں پھنکوا دیا جلوا دیا مگر یہ لوگ تو مرتے ہی نہیں ہیں ہم نے آپ سے نہ کہا تھا کہ یہ بچہ کا چھٹا ہیں ان لوگوں کو نہ چھیڑیے آپ نے
نہ مانا نسیم گردپا نے کہا کہ دیکھیے میں جاتا ہوں اور ابھی خبر لاتا ہوں یہ کہکر نسیم گردپا جانب باغ ملکہ مہر روشن
تن روانہ ہوا وہاں شاہزادہ مسند پر بیٹھا تھا ملکہ پہلو میں تھی وزیرزادی سامنے دست بستہ حاضر تھی ناچ ہو رہا تھا کہ نسیم
گردپا بصورت مالن کی بنا ہوا داخل باغ ہوا ڈالی پھولوں کی ہاتھ میں یہاں دیکھتا ہے تو ہاہا ملکہ کے پہلو میں طیمور
بیٹھا ہوا ہے اس نے جا کر سامنے ڈالی لگائی ملکہ نے کہا تو کون ہے عرض کی کہ وہ آپ کے گھر کی مالن ہے وہ بیمار ہو گئی ہے میں

اُس کی بہو ہون مین نے سنا تھا کہ یہان ناچ ہو رہا ہی جلسہ ہی مین حسب قاعدہ ڈالی لگانے کو حاضر ہوئی ملکہ نے اُسے انعام دلوا دیا یہ وہان سے خدمت مین بادشاہ کے آیا اور عرض کی کہ آپ کی صاحبزادی پہلو مین اُس کے بیٹھی ہین صحبت راگ رنگ کی ہی گستاخی معاف ہو سچ سچ کہنا ہمارا کام تھا ہم نے عرض کر دیا آگے حضور کو اختیار ہی یہ سنکے رنگ چہرہ کا ضحاک کا متغیر ہو گیا کہا کہ جا اور دونون کو گرفتار کر لا نسیم گردپا نے عرض کی کہ ملکہ تو جس وقت یہان آئے اُسے آپ گرفتار کر لیجیے گا اور تیمور کو مین گرفتار کیے لاتا ہون ضمیر اختر شناس وزیر نے عرض کی کہ اگر تو سچا ہی تو اب ملکہ نہ آنے کی نسیم بادپا نے کہا کہ اگر نہ آئے گی تو پھر مین گرفتار کر لاؤن گا غرضکہ رات کو نو بجے تک حسب قاعدہ انتظار کیا جب ملکہ نہ آئی تو ضحاک نے نسیم بادپا عیار سے کہا کہ اب تو جا اور دونون کو گرفتار کر لا جبتک وہ دونون اسیر ہو کے نہ آئینگے مین محل مین نجاؤن گا بادشاہ نے اہل دربار کو تو رخصت کر دیا آپ تنہا بیٹھا رہا اور نسیم گردپا جانب باغ ملکہ روانہ ہوا جس وقت قریب باغ پہونچا کمند مار کر دیوار باغ پر پہونچا اور باغ مین اُتر کر ایک درخت کے نیچے کھڑا ہو رہا حسب اتفاق ایک عورت پیشاب کرنے کی غرض سے آئی نسیم دبے پاؤن اُس کے پیچھے پیچھے چلا وہ بیچاری پیشاب کرنے کو بیٹھی اُس نے پشت کی جانب سے ناک مروڑ کے بیہوش کر دیا اور کسی گوشہ مین ڈال کر اوپر سے خشک پتے سمیٹ کے ڈالدیے اور آپ اسی عورت کی شکل بنکر آیا خواصون مین مل کے کھڑا ہو رہا یہان صحبت برخاست ہوئی ملکہ اپنی خوابگاہ مین گئی اور تیمور اپنی خوابگاہ مین آیا حسب اتفاق جس خواص کی شکل بنا ہوا نسیم بادپا کھڑا تھا اُسی کی پکار ہوئی یہ حاضر حاضر کہتا ہوا دوڑا اور ملکہ کو پنکھا جھلنے لگا دو عورتین چپی کرنے لگین بس اس نے پنکھے پر عطر بیہوشی ملکے جھلنا شروع کیا دو تین جھپکون مین یہ سب بیہوش ہو گئے بس اس نے ملکہ کا پشتارہ باندھا اور وہان سے چل کھڑا ہوا ملکہ کو تو لاکر بادشاہ کے سامنے ڈال دیا اور آپ وہان سے پھر باغ مین آیا ملکہ کی صورت بن کر تیمور کی خوابگاہ مین آیا یہان جو عورتین باری پہ تھین وہ ملکہ کی صورت دیکھکر ٹل گئین کہ معشوق کا عاشق پاس آنا دلیل اس کی ہی کہ تخلیہ ہونا چاہیے سب ہٹ گئین بلکہ اپنے اپنے مقام پر جاکر سو رہین یہان نسیم گردپا نے اطمینان سے تیمور کو بیہوش کیا اور پشتارہ باندھ کے چل نکلا صبح سے پہلے پہونچ گیا اور پشتارہ سامنے ضحاک شاہ کے ڈالدیا ضحاک شاہ نے پھر اور دونون کو اسیر غل و زنجیر کرا کے ہوشیار کیا اور پہلے اپنی دختر سے مخاطب ہو کے کہا کہ یہ کیا حرکت تھی اُس نے عرض کی یا واجب اصل تو یہ ہی کہ مین مسلمان ہو چکی اب مین آپ کے کام کی نہین ہون یا تو مجھے اس شخص کے ساتھ کر دیجیے اور یا دونون کو قتل کر ڈالیے اور اگر اسے آپ نے قتل کیا اور مجھے رہنے دیا تو مجھ سے بڑھکر آپ کا کوئی دشمن نہو گا آگے اختیار ہی ضحاک شاہ دختر کی باتون پر تھرا گیا کہ ہماری پارۂ جگر اور ہمارے دشمن پر دم دیتی ہی ہمارے سامنے اس طرح کی گفتگو کرتی پھر اس نے کہا کہ مجھے یہی منظور ہی کہ اسی کے ساتھ تجھے بھی قتل کرون ایسی ننگ خاندان کا زندہ رہنا اچھا نہین اسے نسیم گردپا ان دونون کو لے جا کے قید کرو اور کل صبح کو مین انھین قتل کرون گا نسیم گردپا نے ایک پھول سنگھا کے ان دونون کو پھر بیہوش کیا اور جانب زندان روانہ ہوا لیکن اب

دو کلمہ داستان شاہور شیردل کے بیان ہوتے ہین

اب عشق ہوا ہے مہربان پھر	بیتاب ہے جان ناتوان پھر	پھر دل کو تپش سی ہو رہی ہے
سینے مین خلش سی ہو رہی ہی	پھر پہونچا ہے اب پیام الم کا	پھر آنے لگا سلام غم کا
پھر ہے وہی جوش نوجوانی	پھر بھا گئی اپنی زندگی	پھر دور شراب ناب ہوگا
پھر ہو وہین جگر کباب ہوگا	پھر چاہینگے ہم کسی حسین کو	پھر پھاڑینگے جیب و آستین کو
پھر چشم ہے خونفشان و خونخوار	پھر چہرہ بنا ہے زعفران زار	پھر ناوک درد دل فگن ہے

پھر سینہ کا زخم خندہ زن ہے
پھر کوچہ یار کی ہوس ہے
پھر دنیا مین اُبال پھر سے آیا

پھر بھائی ہے دل کو سیر صحرا
پھر گھر مرے واسطے قفس ہے
پھر تجھ کو ستمگر کچھ ہے سوجھی

پھر جی مین خیال ہے کسی کا
پھر عشق کا لطف دل کو بھایا
پھر خیر ہی نہین ہے جان و جی کی

کہ یہ تعاقب مین تقسیم کر دیا گیا تھا آتے آتے شہر ضحاکیہ پہونچا جہان تک کچی زمین تھی وہان تک تو پیرون کے نشان
پکڑتے چلے اور جہان سے پختہ سڑکین آگئین وہان سے نشان پا نہ ملے لیکن اتنا پتہ چل گیا کہ شاہزادہ اسی شہر مین ہے بس
شاہپور شیردل نے صورت اپنی ایک مرد مسافر کی بنائی اور لوگون سے نام شہر کا اور مذہب بادشاہ کا دریافت کیا معلوم
ہوا کہ بادشاہ یہان کا بت پرست ہے اور نہایت متعصب ہے اُس نے کسی خداپرست کو بلا کر پہلے تو دریا مین بہا دیا تھا وہان سے
اُس کی دختر نکال لے گئی اب بادشاہ نے دونون کو گرفتار کرکے حکم قتل دیا ہے آج ڈھنڈورا پٹا ہے کل صبح کو وہ دونون
قتل ہونگے اب یہ سوچا کہ دفعتاً رسائی مشکل ہے شہر سے قریب ایک کوہ واقع تھا شاہپور نے کوہ پر جاکے تصویر لقا
نکالی اور رنگ و روغن عیاری چہرہ پر لگا کے صورت اپنی لقا کی بنائی وہی داڑھی وہی چشم و ابرو لیکن قد اس کا چھوٹا
تھا قد بڑھا سکا لیکن لقا کا قد چھتر ارنج کا تھا اور شاہپور کا قد کوئی دس ارنج کا تھا صورت لقا کی وہی
شخص بن سکتا ہے جو اتنا ہی قد رکھتا ہو یا معجزہ سے قد بڑھا سکتا ہو جیسے عمرو اول نے اکثر یہ عیاری کی ہے کہ معجزہ طلب کرکے
قد اپنا دراز کر لیا تھا الحاصل جب شاہپور صورت لقا کی بن چکا تو پہاڑ کی گھاٹیون مین جا بجا وحشی اژدر وحشی
شیر چہرہ فیل چہرہ کرگدن وغیرہ جا بجا سے لگا کر بالائے کوہ آکر آپ بیٹھا اور چرندہ و پرندہ اُس طرف سے
گذرا اُس کو آواز دی کہ اے بندۂ مومن آگاہ باش کہ منم خداوند زمردشاہ باختری جن لوگون نے دیکھا اُنھون نے شہر
مین جا کر اور لوگون کو اطلاع کی کہ ایک شخص اس وضع اور اس قطع کا ہے اور وہ منم خداوند کے نعرے کرتا ہے لوگ مشتاق
ہو کے چلے اُن مین بعض ایسے بھی تھے کہ صورت لقا کی پہچانتے تھے تصویر دیکھی ہوئی تھی اور مقرب بادشاہ بھی تھے اُنھون نے
صورت پہچانی اور جا کر بادشاہ سے اطلاع کی کہ نصیب آپ کے جاگے قسمت بیدار ہوئی خداوند نے دوبارہ آپ کے ملک
سے خروج کیا ہے بالائے کوہ تشریف فرما ہین چل کر خداوند کو لے آئیے بس یہ سنتے ہی ضحاک شاہ مع اراکین دولت
جانب کوہ روانہ ہوا یہان آکے جو دیکھا تو عجیب تماشہ دیکھا کہ پہاڑ کی گھاٹیون مین سے اژدر و نہنگ پلنگ و فیل و
کرگدن وغیرہ جھانکتے ہین اور بالائے کوہ خداوند کھڑے ہین بس یہ دیکھتے ہی ضحاک شاہ سجدہ کو جھکا
اور گڑگڑا کر کہنے لگا کہ یا خداوند آپ تو عالم بالا کی سیر کو تشریف لے گئے تھے یہان کیسے تشریف لائے لقائے
نقلی نے کہا کہ تیری خوش اعتقادی مجھے لے آئی ورنہ مین تو اپنے بندون سے ایسا تنگ آیا تھا کہ یہان سے چلا گیا
اس زمانے مین تو نے خداوند کو بہت یاد کیا خداوند کو تیرے حال پر رحم آیا مین اس غرض سے آیا ہون کہ تیری مراد دل
بر لاؤن اگر تجھے خداپرستون سے قصاص لینا ہے تو خروج کر ہم تیرے ساتھ ہین بس یہ سنتے ہی ضحاک خوش ہو گیا اور
کہنے لگا کہ یا خداوند مین نے ایرج کے فرزند کو تو اسیر کر لیا ہے لیکن ایک بڑی مصیبت ہے کہ دختر میری اُس پر عاشق
ہو گئی ہے اُس کے پیچھے اپنی جان بھی دیئے دیتی ہے آپ کسی طرح دل اُس کا طیمور کی طرف سے پھیر دیجئے لقا نے ہنس کے
کہا کہ ہم نے اُس کو شیدا کیا ہے اُس کا دل پھیرین اے بیوقوف ضحاک اتنا تو نہین سمجھتا کہ ہم بندون کی خاطر سے
ہم نے دنیا کو ترک کرکے طارم عالم بالا مین رہنا اختیار کیا اُن کو تو مٹانا چاہتا ہے ارے اگر ان کا مٹانا منظور ہوتا تو کیا ہم نہین
مٹا سکتے تھے ہم نے ان بندون کو تمام عالم سے بہتر پیدا کیا ہے یہی وجہ ہے کہ وہ ہمین بھی نہین ملتے اور طیمور کو تو نہین
جانتا کہ وہ کس کے خون مین ہے اور خداوندی شہر ایسا ہے باپ اس کا نواسہ قدرت تھا خاص نور چکیدہ قدرت ملکہ گیتی افروز
کے بطن سے پیدا ہوا تھا خداوند نے اپنی بیٹیون کو تو ان بندون پر فریفتہ ہی کر دیا تیری دختر کی کیا حقیقت ہے بہتر
ہے کہ اپنی دختر کو اُسی کے سپرد کر دے ایک صفت آدمی ہمارے خاص بندون مین ہے کہ کسی نامحرم عورت کو چاہتا

اُس سے نکاح ہونے ہاتھ نہین لگاتے ہین تیری دختر بھی ابھی تک جیسی تھی ویسی ہوگی طیمور نے اسے ہاتھ بھی نہ لگایا
ہوگا مین اسی نصیحت کے واسطے آیا ہون ہان دل طیمور کا تیری طرف پھیر دون گا کہ وہ تیری اطاعت کرے گا اس کے بعد
تو خروج کرنا یہ ایسا زور آور ہے کہ صاحبقران تک سے مقابلہ کرے گا اور کسی کی تو کیا حقیقت ہے کہ اس کے سامنا
کر سکے اس کے آجانے سے تیری سلطنت کو زور ہو گیا اسوقت نسیم گرد پا نے عرض کی کہ یا خداوند یہ تو بتایئے
کہ قد آپ کا کیون مختصر ہو گیا یہ سنکے لقا نے ایک ٹھنڈی سانس کھینچی اور کہا کہ او بندہ بد اعتقاد خداوند جتنا چاہین
قد کو بڑھا لین اور جتنا چاہین گھٹا لین تجھے رموز قدرت مین کیا دخل ہے جو ہمارا جی چاہتا ہے وہ کرتے ہین نسیم گرد پا
خاموش ہو رہا اور ضحاک نے گڑگڑا کے کہا کہ خداوند نے سرفراز کیا ہے تو شہر مین تشریف لے چلیے کہ آپ کے
قدمون کی برکت سے میرا شہر سرسبز و شاداب ہوگا لقا نے کہا کہ چل جو تیری خوشی ضحاک شاہ نے تخت رواں
طلب کیا جسوقت تخت آیا تو لقا تخت پر سوار ہوا سب مع بادشاہ پیادہ پا تخت کے ہمراہ ہوئے شہر مین دھوم
مچ گئی کہ خداوند نے دوبارا خروج فرمایا ہے اب ملک ضحاکیہ ہمپایہ ملک باختر ہو گیا بلکہ باختر سے بہتر ہو گیا کہ وہ پہلا خروج
خداوند کا تھا جو ملک باختر سے ہوا تھا اور یہ دوسرا خروج ہے لوگ مشتاق لقا ہو ہو کے چلے جس وقت سواری
شہر مین پہونچی ہے تو دورویہ لوگ کھڑے تھے اور سجدے کر رہے تھے دعائین مانگ رہے تھے کوئی کہتا تھا یا خداوند میرا
باپ مر گیا ہے اُس نے اپنا مال نہین بتایا وہ تونگر تھا اور مین محتاج ہون مجھے اُس کے مال کا نشان بتا دیجیے کوئی کہتا
تھا کہ میرے لڑکے کو زندہ کر دیجیے مین اُسے بہت دوست رکھتا تھا لقا سب کو تسلی دیتا ہوا چلا جاتا تھا اسی صورت
سے ایوان شاہی مین داخل ہوا اب لقا تو آکر تخت پر بیٹھا اور ضحاک شاہ دست بستہ کھڑے ہو کر مروحہ جنبانی کرنے لگا
سب مودب ہو کے بیٹھے لقا نے کہا کہ اُس قیدی کو اپنی دختر سمیت منگاؤ مین اُس کا دل تمہاری طرف سے پھیرا ہوا ہے
تو رجوع کر دون گا ضحاک نے حکم دیا کہ لاؤ قیدیون کو داروغہ زندان چلا ملکہ مہ منیر و شمس تن اور شاہزادہ طیمور
کی قید حاضر کی ان دونون حسرت زدون نے جانا کہ ہمین قتل کرنے کو بلایا ہے طیمور نے ملکہ سے کہا کہ تم اپنی جان کیون
دیتی ہو میری محبت سے ہاتھ اُٹھاؤ ملکہ نے کہا کہ اے شہریار مین تجھے اپنے ساتھ کشتی پر بٹھا کے لائی تھی نہ مین تجھے
لاتی نہ تو اس عذاب مین مبتلا ہوتا خدا نے تو تجھے بچا دیا تھا اب تو میرے باعث سے گرفتار بلا ہوا واسطے ہو مجھکو کہ مین
اپنی جان بچاؤن اور تم کو قتل ہو جانے دون یہ بات مروت و محبت سے دور ہے الحاصل جب دونون عاشق و معشوق
دربار بادشاہ مین پہونچے اور نظر طیمور کی لقا پر پڑی لاحول کہہ کے منہ پھیر لیا ضحاک کو تو غصہ آیا لیکن لقا
جھنجھلانے لگا اور کہا اے بندہ من تو نے خداوند کو شیطان بنا دیا کہ صورت دیکھکر تو لاحول پڑھتا ہے شہزادہ کہ ابھی تجھے
غارت کر دون طیمور نے کہا کہ او ملعون کیا تاب ہے تیری تو وہی ہے کہ دادا صاحب کے خوف سے ملکون ملکون بھاگتا پھرا
تو خدا ہے پرستار تو وہ سے دیکھ تیرے پرستار ضحاک نے بختو عیار سے منگوا کر قتل کا حکم دیا ہے یہی شان مردی و
مردانگی ہے سات لاکھ کی فوج کا مالک ہو کے ایک نفس سے اس کو ایسا خوف ہوا کہ عیار کے ذریعہ سے اس نے اسیر کرایا
معلوم ہوتا ہے کہ کوئی سردار اس کے یہان لائق مقابلہ نہ تھا یہ کلمہ سنکے سرداران کے تیور بدل گئے کہنے لگے کہ اسے
بادشاہ اسے رہا کر دیجیے ہم سے یہ طعنے نہین سنے جاتے ضحاک شاہ نے کہا کہ اگر اسے رہا کر دون گا تو پھر یہ گرفتار نہ ہو سکے گا
طیمور نے کہا کہ اگر تجھکو بہ جبر مقابلہ ہو تو پہلے تجھے آنکھ ہی الگ دیکھ لو ابھی معلوم ہو جائے گا ایک پہلوان نے آنکھ سے
آنکھ ملائی نام اُس کا ہومال فیل تن تھا نہایت زبردست سردار تھا جیسے ہی آنکھ سے آنکھ ملی تیورا کے گرا اور بیہوش
ہو گیا یہ دیکھکر ضحاک کے اوسان جاتے رہے کہ واقع مین اگر یہ رہا ہوا تو اس سے کون مقابلہ کر سکے گا جس کی آنکھ
تلوار کا کام کرتی ہے اُس کی تلوار کون اُٹھا سکتا ہے لیکن لقا نے کہا کہ اے بندہ مین مین نے تجھکو وہ زور و طاقت
عطا کی ہے کہ کیا تاب ہے کسی کی کہ تم سے مقابلہ کر سکے مگر اب تجھکو چاہیے کہ بچا لون اپنے خداوند کو اور جو کچھ مین کہون

اُسے قبول کرو یہی تیرے حق مین بہتر ہوگا طیمور نے کہا کہ ملعون کیا جھک مارتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ تو مرے پر بھوت
ہوگیا ہے مین بھوت سے نہین ڈرتا ہون مثل مشہور ہے کہ مار کے آگے بھوت بھاگتا ہے اُسوقت لقا نے قلمدوات
طلب کیا فوراً قرطاس و قلم دوات حاضر ہوئی لقا نے کہا کہ اے ضحاک دیکھ مین ابھی اس کو تیرا مطیع بنائے
دیتا ہون تو تماشہ میری قدرت کا دیکھ یہ کہکر سب کی طرف سے آڑ کرکے لکھا کہ اے شہریار مین لقا نہین ہون بلکہ
آپ کا غلام شاہور ہون جو کچھ مین لکھتا ہون اُسے قبول کیجیے کہ مناسب وقت یہی ہے آپ سجدہ سے انکار کیجیے گا
اور قتل خداپرستان کا عہد ضحاک سے لے لیجیے گا اور بظاہر اس کی اطاعت کر لیجیے یہ لکھکر دیدیا اور کہا کہ اسے
بندۂ مرہ دیکھ اسے تیرا دادا اور پردادا اور سکڑدادا وہان سب میرے پاس تھے اور جو مین کہتا تھا وہ کرتے
تھے اب تو مجھسے روگردانی نکر اور اس نوشتہ کو دیکھ کہ یہ نوشتۂ قدرت ہے اور اسے نوشتۂ قسمت جان طیمور
نے جو دیکھا بے اختیار ہنسی آگئی کہا کہ بہتر مجھے قبول ہے اہل دربار حیران ہوگئے کہ ایسے وحشی کو خداوند نے ایک
آنچھ مین رام کرلیا یہ سوا خداوند کے دوسرے کا کام نہ تھا ضحاک نے تو قدم لئے کہ واہ خداوند اسی سے
تجھے جاگتی جوت کا خداوند کہتے ہین لقا نے کہا کہ اے طیمور ملکہ کو مین نے تجھے دیا اب تجھکو چاہیے کہ ضحاک
کی اطاعت کر یہ تیرا بزرگ ہوا طیمور نے کہا مجھے کوئی عذر نہین ہے سوا اس کے کہ مین تجھے سجدہ نہ کرونگا اور کسی
خداپرست کو قتل نہونے دونگا لقا نے کہا کہ یہ تو میرے خاندان کا دستور ہے ہم نے بھی حمزہ اور اولاد حمزہ پر سے
سجدہ معاف کیا بلاؤ آہنگرون کو کہ قید کاٹ دین بس یہ سنتے ہی طیمور نے قید کو توڑکے پھینک دیا ملکہ کی قید بھی
دور ہوئی لقا نے کہا کہ جاؤ ملکہ کو لے کے باغ مین چلے جاؤ طیمور تو اُسیوقت ہنستا ہوا باغ کی جانب روانہ ہوگیا ملکہ
حیران تھی کہ یہ کیا معاملہ ہے طیمور سے پوچھا کہ آپ یا تو برا بھلا کہتے تھے یا اطاعت کرلی یہ کیا معاملہ ہے فرمایا کہدونگا
جب باغ مین پہونچے تو انیسین جلیسین ملکہ کی یا تو رو رہی تھین کہ اب کچھ دیر مین خبر آتی ہوگی کہ ملکہ قتل ہوگئی یا حیرت
مین آگئین اور خوش ہوکے دوڑین بلاگردان ہوئین کہ ملکہ کیونکر رہا ہوئین شاہزادہ کو دیکھکر اور بھی تعجب ہوا کہ انکی
رہائی کیونکر ہوئی شاہزادہ نے ملکہ سے بیان کیا کہ یہ جو لقا بنا ہوا ہے یہ میرا عیار ہے اب تم اطمینان رکھو ملکہ تعجب مین
آگئی اور دل آرا وزیرزادی کو اشتیاق پیدا ہوا کہ یہ کیسا عیار ہے کہ خداوند بن گیا اور کوئی اسے پہچان نہ سکا
اب یہ دونون تو یہان مصروف عیش و عشرت ہین اور وہان لوگون نے روپیہ اشرفیان جواہر حسب حیثیت نذر کرنا
شروع کیا سامنے تخت لقا کے انبار ہوگیا جب لوگ نذرین گذران چکے تو لقا نے ضحاک شاہ سے کہا کہ اب
تم خروج کی تیاری کرو اور ہم جاتے ہین جس وقت تمہارا لشکر تیار ہوجائیگا اُسوقت ہم آجاینگے پھر بہشتون کا
انتظام فرعون شاہ اور زبرجد شاہ کے سپرد کرنا ہے اور یہ جو کچھ نذرانہ ہمارے بندون نے ہمارے سامنے پیش کیا ہے
اس سب کو ہم نے قبول کیا اسے فلان دامن کوہ مین امانت رکھوا دو خبردار اس مین سے ایک حبہ تلف نہونے پائے
کہ یہ حق اُن فرشتگان مقرب کا ہے جو ہماری خدمت کیا کرتے ہین ضحاک شاہ نے سب امانت دامن کوہ مین رکھوا دیا
لقا اٹھکر جانب صحرا روانہ ہوگیا جسوقت تنہائی مین پہونچا تو اس نے جاکر بڑا سا گڑھا ایک درخت کے نیچے کھودا اور
سب مال و اسباب لاکے اُسی گڑھے مین دفن کردیا اور نشان قائم کرکے آپ جانب باغ ملکہ روانہ ہوا یہان تو
خروج کی تیاری ہونے لگی فوجین تیار ہوئین قواعد لی جانے لگی وردیان نئی نئی بننے لگین اور وہان شاہزادہ
باغ مین ملکہ کے ساتھ عیش مین مصروف تھا ناچ ہو رہا تھا عاشق و معشوق پہلو بہ پہلو بیٹھے ہوئے تھے کہ ایکمرتبہ
شاہور صورت ایک گانوتانے بچے کی بنکے پہونچا زیر دیوار باغ بیٹھکر تانین لگانا شروع کین آواز جو شاہور کی
کان مین طیمور کے پہونچی پہچان کے ایک کہاری سے کہا کہ دیکھ تو دیوار باغ کے نیچے یہ کون گا رہا ہے اسے بلا لا ملکہ نے
کہا کہ یہ تمہین کیا ہوا ہے یا تو پردے کی تاکید کرتے تھے یا محرم کو اندر بلائے لیتے ہو فرمایا تم نہین جانتی ہو اس سے پردہ

کیسا یہ میرا بھائی ہے ملکہ نے کہا کیا ہے تم گوسیے ہو خدا کے لئے الگ ہٹ کے بیٹھو طیمور نے کہا کہ اے ملکہ سا تھ
کھا کے ذات پوچھتی ہو ملکہ نے کہا میں کا سے کو ایسا جانتی تھی دل آرا نے کہا کہ ملکہ آپ بھی کیسی باتیں کرتی ہو جہان
عمرو میں کون ایسا ہے جو کہ نا نہیں جانتا اور اولاد عمرو کو اولاد صاحبقران اپنا عزیز سمجھتی ہے یہ ان کا عیار ہے جیسے
بھائی کہتے ہیں کہاری باہر باغ کے آئی اور کہا کہ چلو تمکو ہمارے ولی نعمت نے یاد کیا ہے جواب دیا کہ میں نہ جاؤں گا
کہاری نے آکے اُسی طرح کہدیا اُسوقت شاہزادے نے کہا کہ بہت بڑا کام کیا ہے اسی پر یہ ناز کرتا ہے اسے دل آرا
تو جا اور بلا لا دل آرا نے کہا میں نجاؤں گی میں سن چکی ہوں کہ یہ عیار نہایت شریر ہوتے ہیں مجھے ستائیں گے طیمور
نے کہا کہ اطمینان رکھو سوا زبانی شرارت کے وہ تجھے ہاتھ نہ لگائے گا دل آرا گئی بس نظر جو شاہور کی دل آرا
پر پڑی بیچین ہو گیا دل آرا نے کہا کہ چلو ملکہ یاد کرتی ہیں انعام دیں گی شاہور نے کہا کہ اگر ملکہ تمہیں انعام میں دیدیں
تو کیا مضائقہ ہے دل آرا نے کہا چہ خوش درست ہے شاہور نے کہا کیا تم مجھسے اچھی ہو دل آرا اٹھے کہا میں اچھی ہوں یا
بری اسپنے واسطے ہوں شاہور نے کہا کوئی اپنے واسطے نہیں ہوتا ہے دنیا کا دستور ہے کہ عورت مرد کے لئے اور مرد
عورت کے لیئے دل آرا عاجز آکے کہنے لگی کہ اسی بارے میں نہیں آتی تھی تو اچھا ہے نہ آئیں تو جاتی ہوں یہ کہکر
بگڑ کے چلی شاہور اٹھا کہ جاتی کہاں ہو ٹھہرو تو سہی دل آرا بھاگی اور شاہور پیچھے دوڑا دل آرا بھاگ کے ملکہ
کے پیچھے جا چھپی شاہور نے پہونچتے ہی ملکہ کو سلام کیا اور کہا کہ دیکھیے یہ عورت میرے پیچھے پڑی ہے کہ بھاگی ہے میں بھی
اس کے چٹکی لوں گا ملکہ نے کہا کیوں دل آرا یہ کیا حرکت تھی یا تو جاتی نہ تھی گئی تو یہ شرارت کی تجھے غیر مرد سے
سے شرم بھی نہ آئی دل آرا نے کھسیانی ہو کر کہا کہ ملکہ ہاتھ ٹوٹیں جس نے اس کے چٹکی لی ہو خدا بچائے ایسے مرد سے
سے جو دل سے ایسی تہمتیں گھڑے ہیں میں ایسا بھی نہ جانتی تھی شاہور نے اپنے ہاتھ سے گال میں چٹکی لے کے
ملکہ کو دکھایا کہ دیکھیے یہ نشان بن گیا اس زور سے اس نے چٹکی لی ملکہ نے کہا سچ تو کہتا ہے تو بڑی شوخ دیدہ ہے طیمور
نے کہا اے شاہور یہ وہی مثل ہو گئی کہ چومتے ہی گال کاٹا بس زیادہ نہ ستاؤ اب کچھ گانا سناؤ شاہور نے کہا آئندہ
کوئی گویا نہیں ہے آپ نے یہ نہ پوچھا کہ تجھپر کیا گذری گانے کی فرمایش کر بیٹھے طیمور نے کہا جو گذر گئی اُس کا ذکر
بیکار ہے آئندہ کی فکر چاہیے شاہور نے بیٹھ کر یہ غزل شروع کی غزل

جاتی کبھی تو تجھکو دم رحلت نہیں آئی
کہتے ہیں کہ ہم غیر کے پہلو میں جو بیٹھے
اک پھول سے بھی بو نہ محبت نہیں آئی
جب اُس سے کیا وعدہ دیدار کا تقاضا
لب پر مرے جو ہیں کے شکایت نہیں آئی
پہلو میں وہ بیٹھے مرے قابو میں جو آکے
یوں نا بھیر میں ظالم کو کوئی قسمت نہیں آئی
وہ چاہتے ہیں جو دے کے مرے دلکو تسلی
وہ قبر پہ آئے ہیں قیامت نہیں آئی

بار اٹھیں پہلے تو محبت نہیں آئی
تم اٹھ نہ گئے کیوں تمھیں غیرت نہیں آئی
اندوہ و الم درد و فراق حسرت و حرمان
وہ شوخ یہ بولا کہ قیامت نہیں آئی
میرے ہی لیئے زیر ہوئی گردش گردوں
پھر وہ مرے قابو میں طبیعت نہیں آئی
خنجر سے اشارہ یہ اداؤں کا ہے چلیا بھی
یا داور شرارت دم رخصت نہیں آئی
بھولے ہی رہے ہم شب وعدہ یہ غم شکر

یاد اس کو کبھی کچھ مری الفت نہیں آئی
اب سکتے ہیں کیوں مجکو مروت نہیں آئی
کس گل کو نہ اس گلشن آفاق میں دیکھا
سب آگئے ہیچ نشیب فرقت نہیں آئی
وہ کونسی تھی حسرت و امید و تمنا
میخانے میں سے پینے کی نوبت نہیں آئی
برگشتہ ہوئی عشق میں جیسی مری تقدیر
کہتی ہے قضا یہ کہ اجازت نہیں آئی
مردوں کو نہ ہو جائے کہیں حشر کا دھوکا
ہاں یاد کمال اُن کی شکایت نہیں آئی

اسی طرح دو چار غزلیں شاہور نے اس مزے سے گائیں کہ دل آرا بھی اپس اپس کئی گنگناہیاں سے دیکھ دیکھ کے رہ گئی
کی ملکہ نے نہایت تعریف کی اور فرمایا کہ تجھے کیا انعام دوں جو کچھ دوں وہ کم ہے شاہور نے عرض کی کہ جو کچھ دیجیئے
وہ بہت ہے اس شہریار کے تصدق میں سب کچھ ہے کسی چیز کی کمی نہیں ہے میں نے خداوند کے بہت کچھ پیدا
کر لیا ہے اپنا اکیلے جی گھبرائے گا تنہائی کے بہلا دے کی ضرورت ہے ملکہ سمجھ گئی کہا خیر دیکھا جائے گا اطمینان رکھو

شاہور نے سلام کیا دل آرا نے کہا یہ کیا معمہ تھا ملکہ نے کہا کہ وقت آئے گا تو کھل جائے گا دوسرے روز
شاہور نے کہا کہ میں ذرا شہر کی سیر کو جاتا ہوں طیمور نے کہا کہ اے شاہور نسیم گردیا نہایت ہوشیار
عیار ہے ایسا نہو کہ اُس پر تمھارے آنے کا حال کھل جائے تو بنا بنایا کھیل بگڑ جائے گا شاہور نے کہا اے شہریار
اس نے بڑا دھوکہ دیا ہے جبتک میں اسے زک نہ دے لوں گا مجھے قرار نہ آئے گا فرمایا تمھیں اختیار ہے مگر ذرا ہوشیاری
سے کام لینا عرض کی کہ آپ اطمینان رکھیے یہ کہکر شاہور نے باغ سے نکلکر صورت اپنی بدلی اور شہر کا راستہ لیا چاندنی
چوک اور چوپڑ کا بازار بزازے وغیرہ کی سیر کرتا ہوا چلا جاتا تھا کہ ایک کوچہ کی طرف سے گذر ہوا اس طرف سے یہ جاتا تھا
اور اُس طرف سے مہتر نسیم گردیا آتا تھا نسیم نے جو ایک نئے آدمی کو دیکھا پوچھا تو کون ہے شاہور نے کہا کہ مسافر
ہوں بس نسیم سمجھ گیا کہ ہو نہو یہ شاہور ہے کہا ارے پکڑ لو اسے یہ عیار ہے چند شاگرد نسیم کے ہمراہ تھے کمند لیکے
دوڑے شاہور نے نیمچہ عیاری کمر سے کھینچا اور لڑنا شروع کیا جس کو جست کر کے نیمچہ مارا اُسے خاک پر گرا دیا جب
زیادہ شور و غل ہوا اور لوگ بہت سے دوڑ پڑے تو شاہور جست کر کے ایک مکان کے کوٹھے پر پہونچگیا ساتھ
ہی نسیم گردیا نے بھی جست کی اور یہ بھی بالائے بام پہونچا آواز دی کہاں جاتا ہے میں آپہونچا شاہور اس کوٹھے سے
اُس کوٹھے پر اُس کوٹھے سے اس کوٹھے پر اسی طرح جست و خیز کرتا ہوا چلا جاتا ہے ساتھ ساتھ نسیم گردیا بھی
چلا آتا ہے ایک مقام پر دیکھا شاہور نے کہ زیر دیوار ایک گڑھا ہے لیکن چوڑی بہت ہے اور سوا پھاندنے کے کوئی چارا
بھی نہ تھا کہ نسیم تعاقب میں چلا ہی آتا تھا بس شاہور نے آنکھیں بند کر کے جو جست کی تو کنارے پر گرا نسیم گردیا
نے بھی جست کی مگر ہنوز یہ زمین تک نہ پہونچنے پایا تھا کہ شاہور نے نیچے سے دھکا دیا نسیم جھکا جھکنے کی وجہ سے کنارے
نہ پہونچ سکا بیچ ہی میں گر پڑا غوطہ کھایا شاہور ایک گلی سے ہو کے روانہ ہو گیا اور جاتے جاتے ایک حمام کے دروازے
پر پہونچا حامی سے کہا میں نہاؤں گا حامی نے کہا کہ آئیے تشریف لائیے شاہور اندر حمام کے گیا اور وہاں دیکھا کہ حامی
اکیلا ہی ہے کہا کہ کوئی کیسہ کرنے والا بھی ہے حامی نے کہا کہ میں تو بہت سے لیکن اسوقت کوئی نہیں ہے شاہور نے
کپڑے اتارے اور کہا کہ بیسن لا حامی بیسن لینے گیا شاہور نے ناک حامی کی پکڑ کے مروڑ دی یہ غریب تو بیہوش ہو
شاہور نے اُسے کسی گوشہ میں چھپا کے کچھ کپڑے وغیرہ اس پر ڈالدئے اور آپ حامی کی شکل بنا کر دروازے پر آکے
بیٹھ رہا کہ مردا مرے گا تو گورستان ہی میں آئے گا وہاں نسیم گردیا غوطے کھاتے کھاتے بمشکل گڑھا سے نکلا اتنے میں
دو ایک شاگرد بھی آگئے نسیم گردیا نے کہا کہ خیر اگر آیا ہے تو بچکر میرے ہاتھ سے کہاں جائے گا یہ کہتا ہوا کیچڑ میں لت پت
حمام کی تلاش میں چلا یہاں سے قریب ہی حمام تھا جہاں پہلے ہی شاہور حامی بنا بیٹھا تھا نسیم گردیا اسی حمام میں آیا کپڑے
اتارے حمام میں داخل ہوا اور اپنے ایک شاگرد سے کہا کہ جا کے مکان سے کپڑے لے آ ادھر حامی نے بیسن لا کے
سر میں منہ میں تمام جسم میں مل دیا اور آپ حمام سے نکلکر اُسی شاگرد کے پیچھے پیچھے مکان نسیم گردیا کی جانب روانہ ہوا راستے
میں صورت اپنی بدل ڈالی پہلے شاگرد اصلی نسیم کا مکان پر پہونچا اور پکارا کہ استانی جی استاد کے کپڑے دیجیے
جورو اُس کی نہایت بدمزاج تھی بولی کہ آخر کپڑے کیوں مانگے ہیں رات کو موا کہاں رہا ہم اس لئے ہیں کہ کپڑوں کی نگہبانی
کریں اور وہ اپنا منہ کالا کرنے کہیں اور جائے اُس نے کہا کہ استاد حمام میں ہیں اور مجھے نہیں معلوم وہ اندر سے
بولی کہ جا دور ہو کپڑے نہیں ملیں گے یہ تو دتکار آگیا شاہور کو موقع ملا بڑھ کے عرض کی کہ مجھے سنیے وہ ایک کلوار کی
بیٹی پر مرتے ہیں وہیں رات بھر رہے ہوں گے کہا بیٹا تو سچ کہتا ہے اور یہ موا معلوم ہوتا ہے کہ کتا ہے جو نہیں بتاتا ہے میں
اُس کے سب کپڑے دئے دیتی ہوں تو لے جا اور اُس سے کہنا کہ اب خبردار میرے گھر پر آنا جہاں تیرا جی چاہے
وہاں رہ میں بادشاہ کو عرضی دے کر آدھی تنخواہ لے لوں گی آدھی تنخواہ جانے اور تو جانے چاہے اپنی خالہ کو دے
چاہے آپ صرف کر یہ کہکر پورا صندوق کپڑوں کا لاکے دیدیا پہلا شاگرد تو بگڑ کے پہلے ہی چلا گیا تھا کہ جا کر استاد سے

کہون گا کہ استانی کپڑے نہین دیتین شاہور کو موقع ملا یہان سے کپڑون کا صندوق لے کر باغ ملکہ کی جانب روانہ
ہوا وہان سیر اور منہ مین نسیم کے جو بیسن ملا تھا وہ نورا اٹھا تھوڑی دیر مین جو نسیم نے سر ملنا شروع کیا
جتنے بال تھے سب ہاتھون مین الجھ گئے پلکین بھوین سب گر گئین چار ابرو کا صفایا ہوگیا اب تو اس نے کہا کہ ارے او
حامی کو یہ اس نے کیا غضب کیا شاگرد اس کے حامی کو تلاش کرنے لگے ادھر حامی کو ہوش آیا یہ جو گوشہ حمام سے باہر آیا
تو شاگردان نسیم گرد پا نے پکڑ کے مارنا شروع کیا کہ کیون بے یہ کیا حرکت تھی کہ تو نے استاد کے سر مین
بیسن کی جگہ نورا لگا دیا حامی فریاد کرتا تھا اور یہ ظالم سنتے نہ تھے اسے پیٹے جاتے تھے نسیم گرد پا نے کہا کہ اسے
میرے سامنے لاؤ جسوقت حامی سامنے آیا تو نسیم گرد پا نے پوچھا کہ بتا یہ بیسن تو نے کیسا ملا تھا حامی نے
کانون پر ہاتھ دھرے کہ حاشا مین آگاہ نہین مین نے تو نہ بیسن ملا نہ بیسن ملا وہ کوئی اور ہوگا ایک شخص
نہانے کو آیا تھا اس نے میری ناک دبا دی پھر مجھے ہوش نہین اسوقت ہوشیار ہوا تو یہ لوگ مجھے مارنے لگے
نسیم گرد پا نے کہا کہ ہو نہو یہ شاہور ہی ہو سوا اس کے یہ دوسرے کا کام نہین ہر شاگردون سے کہا کہ خیر
جانے دو ایک شاگرد کپڑے لینے گیا تھا اس نے آکر کہا کہ استانی جی خفا ہوتی ہین کپڑے نہین دیتین نسیم گرد پا نے
ایک شاگرد کے گھر سے کپڑے منگا کر پہنے اور وہان سے گھر مین آیا بیوی نے جو دیکھا کہ چار ابرو کا صفایا ہی
صورت نہ پہچانی لکڑی لے کے دوڑی کہ موئے نکل تو کون ہی جو میرے گھر مین گھس آیا نسیم گرد پا نے کہا
کہ ارے مین ہون اس نے آتے ہی دو تین لکڑیان جما دین جب نسیم گرد پا نے اپنی آواز پہچنوائی تو اس نے
کہا کہ بھڑوے یہ کیا شکل بنا کے آیا ہی نکل میرے گھر سے نسیم گرد پا نے کہا کہ ارے کیون شور کرتی ہی میری
مصیبت تو سن کہ شاہور عیار نے پہلے تو مجھے گرمابہ مین گرایا بعد اس کے حامی بن کے میرے سر مین نورا ملدیا
جس سے بال گر گئے تم نے کپڑے نہ بھیجے مین ایک شاگرد کے کپڑے پہن کے آیا ہون بی بی نے کہا کہ مین تو سب
کپڑے بھیج چکی ہون تیرے شاگرد نے کہا کہ وہ کلوار کی بیٹی کے یہان ہی نسیم نے کہا کہ ارے معلوم ہوتا ہی
کہ وہی میرا شاگرد بن کے آیا اور اپنی استادی ختم کر گیا درزی کو بلوا کے کپڑے اسی وقت سلوا کر پہنے اور دربار
روانہ ہوا کہ وقت دربار کا تھا لیکن کسیقدر دیر ہو گئی بادشاہ کے سامنے جو گیا اور ضحاک شاہ نے یہ
صورت اس کی دیکھی کہا کہ یہ کیا ہوا نسیم گرد پا نے کہا کہ عیار شاہور نے میری شکل بنائی بادشاہ نے کہا کہ
جا نکل جا میرے گھر سے جس وقت اس سے بدلا لے لینا تو صورت دکھانا ورنہ شکل نہ دکھانا یہ تو دربار سے
نکالا گیا اور وہان شاہور صندوق کپڑون کا لئے ہوئے باغ مین پہونچا اسوقت شاہزادہ اور شاہزادی
دونون کھانا کھانے بیٹھے تھے شاہور نے صندوق لیجا کے سامنے رکھدیا اور عرض کی کہ حضور کے اقبال سے
ایسی زک دی ہی کہ کچھ دنون کو تو یاد کرے گا اور سارا واقعہ بیان کیا دونون خوب ہنسے اور کہا کہ تم اچھے
وقت آگئے آؤ کھانا کھالو شاہور کھانا کھانے بیٹھ گیا جب کھانا کھا پی کے فراغت ہوئی تو خیال آیا کہ اے شاہور
تو اتنی بڑی زک دے کے آیا ہی نسیم گرد پا ضرور تیری تلاش مین آئے گا اب اس مقام پر زیادہ قیام کرنا
اچھا نہین ہی اتنے مین کچھ ہرکارے جو ملکہ کی جانب سے معین تھے انھون نے آکے خبر دی کہ نسیم عیار
بادشاہ سے قول کر کے چلا ہی کہ مین شاہور شہر دل کا سر لینے جاتا ہون بس یہ سنتے ہی شاہور نے ملکہ ہور
سے کہا کہ یا تو وہ ملعون میرا ہی سر لیجائے گا اور یا مین اسی کا سر لاؤن گا یہ کہکر باغ سے نکلکر شہر کی جانب روانہ
ہوا ادھر سے نسیم عیار شاہور کو ڈھونڈھتا چلا آتا ہی لیکن اول حال شاہور کا سنئے کہ اس کے خیال مین
آیا کہ لطف یہ ہی کہ یہ مجکو سارے زمانے مین ڈھونڈھتا پھرے اور تو جلکر اسی کے گھر مین قیام کر اسیکے ذہن مین آیا
کہ جب مین کپڑے چرانے گیا تھا تو کلوار کی دختر کے ساتھ نسیم کا عشق بیان کر آیا تھا اب کسی کلوار کی دختر کو ملاقی

کرتا چاہیے جاتے جاتے دیکھا کہ ایک دوکان پر ایک سانولی سی عورت ماتھے پر ٹیکا سیندور کا دیا ہوا مانگ میں سیندور
بھرا ہوا سپوچیاں ہاتھوں میں پہنے ہوئے عجب نشیلی ادا سے دیکھ رہی ہے شتا ہور نے کہا اسکو لینا چاہیے یہ تصور کر کے
شام ہو چکی تھی کتے کی چال چل کے اس کی دوکان میں ہوتا ہوا کوٹھری میں گھس گیا کلوارن دوڑتی دوڑتی کرتی
ہوئی دوڑی جیسے ہی کوٹھری میں پہونچی آپ پیچھا سے لگے کھڑے تھے کلوارن کی ناک مسل دی وہ تو بیہوش ہوئی
بس جلدی سے پشتارہ اسکا چادر عیاری میں باندھا اور رنگ و روغن عیاری لگا کر صورت اپنی نسیم عیار کی بنائی اور پشتارہ
دوش پر لگا کے جانب مکان نسیم گرد پا روانہ ہوئے گھر میں آتے ہی پشتارہ کونے میں رکھدیا بی بی نے کہا کہ تم تو دشمن کا
سر لینے گئے تھے یہ سارے پہیے کو باندھ لائے اور اتنی جلدی سے آ گئے کہ ابھی گئے تھے اور ابھی آ گئے شتا ہور نے
کہا کہ بی بی اسے نہ کھولنا اس میں ایک سامان ہے میں اب دشمن کی فکر میں جاتا ہوں یہ کہکر مکان سے نکلکر چلے ادھر زوجہ کو
نسیم کی یہ شبہ ہوا کہ کہیں یہ بہجڑوا اسی کلوارن کے مکان پر پہنچا ہو اس کے یہاں ایک مرد ضعیف رہتا تھا کہ نام اسکا
محمدو تھا اس سے کہا کہ اسے محمدو جا کے دیکھ تو آ کہ یہ بہجڑوا کہاں گیا ہے یہاں محمدو لٹھیا پکڑ کے چلے دیکھا شتا ہور
نے کہ بڈھا میرے پیچھے آتا ہے یہ بڈھے کو دیکھکر عام راستہ چھوڑ کے سناٹے کی طرف چلے اور ایک دیوار کے پاکھے میں چھپ کے
کھڑے ہوئے بڈھا دوڑتا ہوا آیا کہ دیکھوں یہ کہاں گیا ہے کہیں کسی مکان میں نہ گھس جائے تو پھر معلوم بھی نہ ہوگا یہ بیچارہ
جلدی جلدی دوڑا کہ اس کو بی بی کا بھی خوف لگا ہوا تھا جیسے ہی دیوار کے پاکھے پاس پہونچا آپ نے جھپٹ بیہوشی مارا کہ
بڈھا بیہوش ہو کے گرا آپ نے اس کے کپڑے اتار کے پہنے اور محمدو کو برہنہ کر کے ڈالدیا اور وہاں سے محمدو کی شکل
بنکر اندر مکان کے آ گئے بی بی نے کہا دیکھ آئے کہا ہاں دیکھ آئے ذرا اس کوٹھری کو تو کھولو تمہاری تو وہی مثل ہوئی کہ شعر

یار در خانہ و ما گرد جہان میگردیم | آب در کوزہ و ما تشنہ لبان میگردیم

وہ کلوارن جس کا تمھیں شبہ تھا اس کوٹھری میں ہے اسنے سنا تھا
کہ اس پر شتا ہور بھی عاشق ہو گیا ہے اسے خیال ہوا کہ ایسا نہ ہو وہ اسے بھگا لیجائے تو تمہارا شوہر تمہارے خوف کے مارے اسکو
کوٹھری بنا کے رکھ گیا ہے اور اب دشمن کی تلاش میں گیا ہے یہ سنکے اسکو غصہ آیا کوٹھری کے پاس آئی کوٹھری کو کھلوا ڈالا اور کلوارن
کو نکالا ہوا لگتے ہی کلوارن کو ہوش آیا حیران تھی کہ یہ میں کہاں نسیم کی بی بی نے کہا کہ حرامزادی تو نے ہمارا گھر لگایا
ہے تو دیکھ ہم تیری کیا گت بناتے ہیں یہ کہکر جوتیاں مارنا شروع کیا خوب پیٹا اور کوٹھری میں بند کر دیا میاں محمدو نے اور
کٹے پر نمک مرچیں چھڑکیں جس سے یہ آگ بگولہ ہو گئی لیکن نسیم کا حال سنیے کہ یہ تلاش میں شتا ہور کی روانہ ہوا تھا اسکے
پہلے یہ باغ میں پہونچا شتا ہور نے وہاں اپنی صورت پر ایک خواص کو ملکہ کے بنا کے چھوڑ دیا تھا وہ خواص بیچاری پیشاب
کی غرض سے جا رہی تھی نسیم راستے میں حلقے کمند کے بچھا کے بیٹھ گیا جیسے ہی وہ اس طرف سے گذری اس نے حلقے
کمند کے کھینچ لیے اور پکڑ کے اس کا سر کاٹا اور سر لیے ہوئے خدمت میں بادشاہ کی خوشی خوشی روانہ ہوا راستے میں ہاتھ
خون سے آلودہ ہو گئے ایک کنوئیں پر بیٹھ کے ہاتھ دھونے لگا جو سر اٹھایا اور پانی اس سر پر ٹپکا تو رنگ و روغن
چھوٹا اسکو شبہ ہوا تو اس نے سارا سر دھو ڈالا اب جو دیکھا تو ایک حبشن کا سر ہے اس نے سر تو وہیں پٹکا اور دل میں پشیمان ہوا
کہ اے نسیم بڑا دھوکا کھایا اب یہ وہاں سے اور طرف تلاش کرتا ہوا چلا یہاں تک کہ تمام زمانے میں تلاش کر کے تھک گیا تو گھر کی راہ
لی کہ خیر آج نہ ملا تو نہ سہی کل دیکھا جائیگا آخر یہ بھاگ کے میرے ہاتھ سے جائیگا کہاں لیکن گھر میں جو آتا ہے تو واہ واہ یہاں کے
اور ہی رنگ دیکھے کہ بی بی غصہ میں جوتی لیے بیٹھی ہے نسیم نے کہا کہ کیوں تم غصہ میں کیوں بیٹھی ہو بی بی نے کہا کہ یہ کیسے اپنی ماں کو لائے ہو
اور کلوارن کو نکال کے سامنے کیا نسیم حیران ہوا کہ یہ کہاں سے آ گئی یہ قسمیں کھانے لگا کہ میں واقف نہیں کہ اسے کون
لایا بی بی نے کہا ہاں موذی کاٹے آپ ہی تو کٹھری باندھ کے یہاں رکھ گیا تھا اب کہتا ہے کہ میں واقف نہیں اسے محمدو کیا
دیکھتے ہو مارو مردے کو اس نے مجھے جلا جلا کے خاک کر دیا محمدو نے لگتا تار ادھر بی بی جوتی لے کے پلی مار پیٹ
ہونے لگی محمدو کا جو ہاتھ پڑتا تھا نسیم کی چٹنیا بل جاتی تھی دل میں کہتا تھا کہ بڈھے میں بڑی قوت ہے یہاں ابھی یہی پریشانی

ہو رہی تھی کہ وہاں محمد واصلی کی آنکھ کھلی اپنے کو برہنہ پایا اٹھ کے بھاگے بڑبڑاتے جاتے تھے کہ اس چھوکرے کے
ہاتھوں میں ذلیل ہوا نہ میں نسیم کی ٹوہ میں آتا نہ میرا یہ حال ہوتا یہ اسی طرح ننگا ایک ہاتھ آگے ایک پیچھے رکھے ہوئے گرتا پڑتا
چلا آیا یہاں دیکھا تو ایک شخص میری صورت کا اور کھڑا ہے ادھر نسیم اور اس کی بی بی نے دیکھا کہا ارے یہ دونوں محمد و
ہیں یہ کیا ماجرا ہے بس نسیم سمجھ گیا کہ یہ جو ننگا آیا ہے یہ محمد واصلی ہے اور یہ جو پہلے سے کھڑا جو تتا کن لگا رہا تھا یہ شاہور ہے بس
نسیم نے تلوار کھینچی اور کہا کہ او حرامزادے غضب کیا تو نے کہ میری بی بی کو بہکایا میرے گھر گھسے اندر چلا آیا اب
میں تجھے کب چھوڑتا ہوں شاہور نے بھی نعرہ کیا اور تیغ عیاری کمر سے کھینچ کے آواز دی کہ دیکھ عیاری اس کا نام ہے
تو دھوکا دے کے طیمور کے پکڑ لانے پر اتنا فخر کرتا تھا میں نے تیری کیا گت بگاڑی ہے اب ان دونوں میں تیغ چلنے
لگا بی بی نسیم کی بھاگ کر کوٹھے مکان سے تماشہ لڑائی کا دیکھنے لگی ان دونوں میں تیغ چل رہا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ دو
بجلیاں کوند رہی ہیں نگاہ نہ ٹھہرتی تھی جب اس نے ہاتھ مارا وہ بانسوں اڑ گیا جب اس نے ہاتھ مارا یہ اڑ گیا اسی ردوبدل
میں شاہور نے خیال کیا کہ ایسا نہ ہو کہ سحر ہو جائے اور اور لوگ بھی آجائیں تو پھر نکلنا دشوار ہوگا اب کام اس مردود کا
تمام کرنا چاہیے یہ سوچ کے شاہور نے جھپٹ کے سر کی تباکے جو کمر پر ہاتھ مارا نسیم کے دو ٹکڑے ہو گئے لاش
پھڑکنے لگی بس شاہور نے جلدی سے سر نسیم کا کاٹا اور دیوار مکان کی پھاند کر بھاگا ادھر کلو اسپچی سر پر پاؤں
رکھ کے بھاگی کہ میں نے مفت میں جوتیاں کھائیں یہ وہی مثل ہے کہ گھوڑے گھوڑے لڑیں اور موچی کا زین ٹوٹے
بچہ غریب نے کیا کیا تھا یہ تو اپنی دوکان کی طرف روانہ ہو گئی اور یہاں بی بی نسیم کی لاش کے ٹکڑے جمع کر کے
رونے لگی میاں محمد و بھی کھڑے بسور رہے تھے لیکن شاہور کی شیر دلی دیکھیے کہ رات کا وقت تھا مکان کے
اندر کی لڑائی تھی ابھی یہ خبر مشتہر ہونے پائی تھی بس اس نے مکان سے باہر آکے صورت اپنی نسیم کی بنائی
اور سر نسیم کو اپنی صورت بنا کر ہاتھ میں لیا اور پائے شاطری مارتا ہوا جانب بارگاہ ضحاک شاہ خود پسند کے روانہ
ہوا وہاں دربار برخاست ہونے ہی کو تھا کہ نسیم پہونچ گیا اور سر لیجا کر سامنے بادشاہ کے پھینک دیا اور کہا کہ
بہت بڑا کام کیا ہے انعام دلوایئے بادشاہ نہایت خوش ہوا بہت سا زر و جواہر منگا کر اپنے عیار کو دیا نسیم نے
کہا کہ میں رات بھر کا تھکا ہوا ہوں بڑی مشکل سے میں نے اسے مارا ہے دو پہر اس سے تیغ چلتا رہا اب مجھے
اجازت ہو تو جا کر آرام کروں ضحاک شاہ نے کہا کہ جایئے تو سلام کر کے اور بید دے کے چلتے ہوئے یہاں تھوڑی
دیر میں بی بی نسیم عیار کی روتی پیٹتی بھرے دربار میں پہونچی اور کہنے لگی کہ دہائی ہے بادشاہ کی میں لٹ گئی
کہیں کی نہ رہی شاہور عیار نے مکان میں گھس کے میرے شوہر کو مار ڈالا آپ ہی سے داد چاہتی ہوں یہ کہہ کر
لاش بے سر سامنے بادشاہ کے ڈال دی ضحاک حیران ہوا کہا کہ تیرا شوہر تو ابھی اپنے دشمن کا سر لے کر آیا تھا
یہ سر اس کا موجود ہے اور میں نے تیرے شوہر کو بہت کچھ انعام دیا وہ لے کر ابھی ابھی گیا ہے یہ تو سب کرشمے دیکھی ہوئی
چکی تھی اس نے کہا کہ آپ اسے پانی سے دھلوایئے یہی سر میرے شوہر کا ہے اور وہ جو میرے شوہر کی صورت
بنا ہوا آیا تھا وہی شاہور تھا اس نے جرم بھی کیا اور الٹے آپ سے انعام بھی لے گیا ضحاک شاہ نے اس کٹے
ہوئے سر کو جو پانی سے دھلوایا تو واقع میں وہ سر نسیم کا پایا اسے نہایت افسوس ہوا کہا اچھا خیر تو لیجا کر
لاش اس کی دفن کر دیکھا جائے گا یہ تو روتی پیٹتی لاش اپنے شوہر کی لے کے مکان میں آئی سامان کر کے جنازہ
اس کا اٹھایا اور وہاں شاہور مال و زر لیے ہوئے خدمت میں شاہزادہ طیمور شیر پیکر کے پہونچا طیمور نے
کہا شیر یا بھیڑ شاہور نے کہا کہ خادم آپ کے ہمیشہ شیر ہی رہتے ہیں مارا ہے میں نے اس مکار کو اور اپنی صورت
بنا کر سر اس کا بادشاہ کو نذر دیا اور یہ انعام اس سے لایا ہوں یہ کہہ کر اشرفیاں جواہر دکھایا طیمور نے
آفرین کی اور بہت ہنسی لیکن اب

دو کلمہ داستان صاحبقران حق پژوہ یعنی عادل کیوان شکوہ کے بیان سے کیے جاتے ہین مخمس

اُس گلی کے آگے بت خانہ برہمن چھوڑ دے
بالیقین موسیٰ تجلی گاہ ایمن چھوڑ دے
مسکن اپنا فاختہ قمری نشیمن چھوڑ دے
کوئے جانان دیکھ پائے گل تو گلشن چھوڑ دے
نکہت گل بھی صبا کا بلکہ دامن چھوڑ دے

ہاتھ میرا کس طرح قاتل کا دامن چھوڑ دے
کس طرح سر کٹ کے پائے تیغ افگن چھوڑ دے
دوست سے ملاعبت کیون شکل دشمن چھوڑ دے
خنجر سفاک کو کیا میری گردن چھوڑ دے
جو کہ ہو آہن ربا کس طرح آہن چھوڑ دے

دلربائی کی جو لہر آئے تجھے اے بحر حسن
خوش ادائی کی جو لہر آئے تجھے اے بحر حسن
آشنائی کی جو لہر آئے تجھے اے بحر حسن
خودنمائی کی جو لہر آئے تجھے اے بحر حسن
صاف گنگا کی پرستش برہمن چھوڑ دے

کچھ ہمین پروا ہے مال و دولت عالم نہین
کرتے ہین خواہان نقد جان سے بھی کب ہم نہین
یادگار اُس کا بھی اُس رشک پری سے کم نہین
خاتم جم ہو جو اپنے پاس سے لے غم نہین
پر نشانی کا جو چھلا ہے سو رہزن چھوڑ دے

دھجیان ہوتے ہین تجھے زلف پریشان کے عبث
داغ تو کھاتا ہے عشق روئے جانان کے عبث
پیش چشم اندھیر ہین گردون گردان کے عبث
ظلم سہتا ہے شب تاریک ہجران کے عبث
بس دل نادان خیال روئے روشن چھوڑ دے

مدتون سے کشمکش مین ہون کر اب خوف خدا
اپنے قیدی پر توجہ کی نظر تو کر ذرا
طائر روح اس قفس سے جلد چھٹ جائے مرا
دام سے تن اور تن سے دام ہو جائے رہا
کر کے بسمل مجھکو اب اے صید افگن چھوڑ دے

دفعتاً ہو جائے سنسان گلشن اے بیت الحزن
ہو لجائے ہمصفیرون کی ابھی سب انجمن
خار ہو جائین نظر مین کیا سمن کیا نسترن
ہاتھ مین اُس گل کے گر دیکھے چھری مرغ چمن
ہے یقین اسے باغبان شاخ نشیمن چھوڑ دے

پاس جو اُس کے صراحی اور ساغر دیکھ لے
اور اترتے حلق سے صہبائے احمر دیکھ لے
اک قیامت جان پر ہو موت بھی گر دیکھ لے
گردن ایسی اُس بت میکش کی ہر گر دیکھ لے
ہاتھ سے ساقی ابھی شیشے کی گردن چھوڑ دے

ہر کسی کی عقل کو چکر کوئی گردش مین ہے
کوئی شل پا تو شل سر کوئی گردش مین ہے
شب کو کوشش مین کوئی دن بھر کوئی گردش مین ہے
رشتۂ طول امل سے ہر کوئی گردش مین ہے
ہائے آسائش اگر رشتہ کو سوزن چھوڑ دے

کب وہ ہو زور آورون سے بیجانون سے جو ہو
کام تیرون سے نہ نکلے ان کمانون سے جو ہو
نام وربہا بین اُس مین بے نشانون سے جو ہو
پہلوانون سے نہ ہو ہم ناتوانون سے جو ہو
عشق کا وہ معرکہ ہے جی تہمتن چھوڑ دے

کیونکر اُس کی نرگسی آنکھون پر آجائے نہ پیار / صاف دکھلاتی ہین یہ نرگس کے غنچون کی بہار
اونچی ہوتی ہی نہین نظرین کسی کی ہزار / اُس پری کی شرمگین آنکھین ہین کیونکر ہون دوچار
دیکھکر مجکو نہ کیون پلکون کی چلمن چھوڑ دے

رنگ دکھلائے ہین کیا کیا گنبد دوار نے / کیا ستایا ہی کسی کے عشق کے آزار نے
تنگ کر رکھا ہی مجکو اس دل بیمار نے / ان دنون چھوڑا مرے گھر کا جو آنا یار نے
تو بھی اے روح رواں اب خانۂ تن چھوڑ دے

کب ہی پستی و بلندی کا اسے خوف و خطر / قصد رکھتا ہی فلک کا یہ بھی مانند نظر
راستبازی آگئی حصہ مین اس کے سربسر / ہوگیا اُس سرو قامت کی سواری کا اثر
اب الف ہونا بھلا کیا اُس کا توسن چھوڑ دے

جو ہنر کی بات ہو کب مانتے ہین عقلمند / ہی بہت نازک کہین دل کو نہ پہونچے کچھ گزند
گھٹ کے یون رہنا نہ اس کا آئیگا مجکو پسند / میرے سینے کے نہ سب ناسور کر جراح بند
کوئی تو دل کی نظر بازی کو روزن چھوڑ دے

کیون الجھن کرتا ہی تو اے بے ہنر جراح بند / رہ نہین سکتے ہین دم بھر ایسے در جراح بند
رخنہ پڑ جائیگا یہ ہون گے اگر جراح بند / میرے سینے کے نہ سب ناسور کر جراح بند
کوئی تو دل کی نظر بازی کو روزن چھوڑ دے

دوستی کا پہلے مجھ وحشی کے دم بھرنے لگا / دیکھکر انداز وحشت پھر وہ کچھ ڈرنے لگا
منتین کر کرکے سر کو پانون پر دھرنے لگا / جب مین چاک اپنے گریبان کیطرح کرنے لگا
قیس چلایا مرے صحرا کا دامن چھوڑ دے

کب سلیقہ ظلم کا ہی چرخ بے ہنجار کو / اک غریب آزاری آئی اس غریب زار کو
دیکھنا اس انقلاب عالم غدار کو / رحم آجائے غیر کو لیکن نہ آئے یار کو
دوست مجکو قتل کروا لے جو دشمن چھوڑ دے

یاس نے موزون کیے سرو قد بالا کے وصف / وصف نرگس کے ہین چشم شوخ و بے پروا کے وصف
جو ہکہم موزون ہین گلزار رخ زیبا کے وصف / کیا قلم لکھے ہین ناسخ اُس گل رعنا کے وصف
جو مرا دیوان دیکھے سیر گلشن چھوڑ دے

٥ بیا بشنو اے ہمدم داستان ، کہ باز آمدم بر سر داستان ، یہ داستان اس مقام تک تحریر ہوئی تھی کہ صاحبقران عالیشان مع فوج فراوان متصل باغ کے اُترے ہوئے ہین ابریق جادو اور مواج دریانشین کی رائے سے کوس رحلت بجوا دیا ہی اور ان دونون ساحرون نے مشورہ کیا ہی کہ کیا کرنا چاہیے دونون کی یہ رائے ہوئی کہ یہ سحر بہت جلد تیار کیا گیا ہی کیونکہ پہلے یہ باغ اس مقام پر نہ تھا اس کی شہادت قضا سے زمین کن عیار نے بھی دی کہ عین وقت تک مین مطلع نہوا تھا اُسوقت تک بھی یہ باغ تیار نہوا تھا نہ اس کی بنا پڑی تھی ابریق جادو نے کہا کہ جو سحر اُس نے رات مین تیار کیا ہی اگر ہم اسے ایک رات کے ریاض مین نہ مٹا سکین تو واے ہو ہم پر مواج دریانشین نے کہا کہ اے ابریق جادو یہ ساحر نہایت زبردست ہی اس باغ کو مٹا دینا تو زیادہ مشکل نہین ہی مگر مشکل اسوقت پڑےگی جب شعلہ افگن جادو سے سامنا ہوگا ابریق جادو نے کہا کہ آج کی رات تم اس کے مٹانے کی فکر کرو اور ہم مقابلہ شعلہ افگن کے لیے سحر تیار کرتے ہین مواج دریانشین نے قبول کیا اور کہا کہ اے ابریق جادو اس باغ کو مین مٹاؤنگا

اس سے تم اطمینان رکھو رہا شعلہ افگن جادو کا مقابلہ اُس سے بھی مجھے انکار نہیں ہے یہی نا کہ مارا جاؤں گا جب بھی
انجام بخیر ہے کہ حق کی طرف ہوں اور فتحیاب ہونے کی تو مجھے امید نہیں ابریق جادو نے کہا کہ اگر ہم نہیں تو پھر شعلہ
افگن جادو کو بھی زندہ نہ سمجھنا اے مواج دریا نشین ہم نے گھانس نہیں کھودی ہے دھوپ میں بال نہیں سپید کیے
ہیں ہم نے بھی علم سحر پر ریاض کیا ہے غرضکہ بعد اس صلاح و مشورہ کے دونوں ساحر اپنے اپنے حجرہ سحر میں داخل
ہوئے اور سحر تیار کرنے میں مصروف ہوئے اُدھر کوس رحلت بجا کیا جب صبح ہوئی تو مواج دریا نشین اپنے حجرہ
سے نکلا اور ابریق جادو اپنے حجرہ سے باہر آیا یہ دونوں ساحر نہنگ واژدر سحر پر سوار ہوکے پشت پہان کے
فوجیں جانوران سحر پر سوار جھولیاں سحر کی لگائے ہوئے سامنے دروازہ باغ کے پہونچے ادھر صاحبقران
عالیشان مع سرداران اسلام مرکب پر سوار ہوکے تماشہ دیکھنے کی غرض سے تشریف لائے اور علحدہ کھڑے
ہوئے لیکن ابریق جادو اور مواج دریانشین جس وقت قریب دروازہ باغ کے پہونچے تو مواج جادو نے کہا کہ
اے برادر آپ ٹھہرو اور تماشہ میرے سحر کا دیکھو یہ کہکر ایک پتلہ کاغذ کا کتر کے زمین پر پھینکا اور چند دانے اتش کے
پڑھکر اس پتلے پر مارے پتلہ ہیئت انسانی میں آیا اور ہاتھ باندھ کے کہنے لگا کہ کیا حکم ہوتا ہے مواج دریا نشین نے
کہا کہ جا اس باغ کی سیر کرکے آ اور مجھسے حال بیان کر کہ مالک اس باغ کا کون ہے یہ سنکے پتلہ دروازہ باغ میں داخل
ہوا ادھر تو پتلہ داخل باغ ہوا اُدھر طائروں نے شور کیا کہ یہ اپنوں میں بیگانہ کہاں سے آگیا اسے نکالو بس اس
آواز کے اثر سے تمام درختوں کی ڈالیاں خود بخود زمین تک جھکیں اور کنکر پتھر تک لپٹ کے بیرون باغ پھینکدیے
ایک ڈالی مثل مار سیاہ کے اس پتلے سے بھی لپٹ گئی اور پتلے کو باہر باغ کے پھینکدیا پتلا مثل مردہ کے زمین پر
گر کے پڑا رہا اسوقت مواج دریانشین نے پھر چند دانے اتش کے مارے پھر پتلے میں حرکت پیدا ہوئی اس نے
پھر حکم دیا کہ جا باغ میں اور دو چار پھول توڑ کے لا پتلہ پھر اندر باغ کے گیا پھر طائروں نے شور کیا کہ یہ بے غیرت
دوبارہ آیا نکالے جانے پر بھی اس کو شرم نہ آئی اب اسے یہیں ختم کردو پتلے نے جاتے ہی ایک پھول توڑ ہی تو
لیا پھول ٹوٹتے ہی شاخ درخت سے ایک شرارہ پیدا ہوا اور پتلے پر گرا کہ اس کو جلا کے خاک کر دیا بس مواج
جادو نے سمجھ لیا کہ جو چہچہاتا پھرتا ہے وہ ان طائروں کی آواز میں ہے بس اس نے ایک ناریل جھولی سے نکالا اُس پر
ٹیکے سیندور کے دیے ہوئے تھے مواج نے خون اپنی پیشانی کا نشتر دے کے نکالا اور ناریل کو خون سے رنگین
کر کے کچھ اسم سحر دم کر کے زمین پر مارا کہ ناریل شق ہوا اور اس میں سے دھواں اٹھ کر تمام باغ پر چھا گیا یہ معلوم
ہوتا تھا کہ ایک ابر غلیظ ہے کہ چھایا ہوا ہے طائر اس ابر کو دیکھ کر گھبرائے مانند قفس کے باغ میں بند ہوگئے جدھر اُڑ کے
جاتے تھے ابر سے راستہ مسدود پاتے تھے ادھر مواج دریانشین نے سحر کو زور دیا ابر گرجا اور بارش برف ہونے
لگی طائر درختوں کی آڑ پکڑنے لگے لیکن عجب الٹی تاثیر اس برف میں تھی کہ جو ٹکڑا برف کا جس درخت پر گرا اس میں
آگ لگ گئی اور مانند درخت چنار کے جلنے لگا تمام باغ باغ آتشبازی ہوگیا درخت دھڑ دھڑ جل رہے تھے جو
طائر جس درخت کی آڑ میں چھپا ہوا تھا وہ وہیں جل کے خاک ہوگیا تھوڑے عرصہ میں تمام باغ جل گیا اور ایک
میدان نظر آنے لگا اب اس نے دوسرا سحر کیا کہ ہوائے سرد چلی جس سے تمام ابر منتشر ہوگیا اور راکھ جلی ہوئی
درختوں کی اڑ گئی اب میدان بالکل صاف ہوگیا اور قلعہ شعلہ افگن جادو کا نظر آنے لگا ابریق جادو نے
مواج کی نہایت تعریف کی اور صاحبقران نے بھی خلعت عنایت فرمایا اور آگے چلنے کا حکم دیا مواج جادو نے
عرض کی کہ حضور یہ تو ایک معمولی سحر شعلہ افگن جادو کا تھا جس وقت وہ فوج لے کر مقابلہ پر آئے گا اسوقت دقت
پڑے گی ابریق جادو ... کہا کہ میں تم سے وعدہ کر چکا ہوں کہ مقابلہ کرنا شعلہ افگن جادو سے میرا کام ہے اگر اس نے
سحر پر ریاض کیا ہے تو ہم نے بھی برسوں جانفشانی کی ہے خیر دیکھا جائے گا اگر ہم نہیں ہیں تو وہ بھی نہیں ہے الحاصل

فوج صاحبقران آگے روانہ ہوئی اور ابرق جادو ہراول لشکر بن کر آگے روانہ ہوا سب سے پہلے اس نے سامنے قلعہ کے نشان نصب کر کے فوج اپنی اتاری یہ خبر شعلہ افگن جادو کو ہوئی کہ باغ تاراج ہو گیا اور لشکر صاحبقران زیر قلعہ آ گیا ہے پس اس نے حکم دیا کہ ہمارا لشکر بھی قلعہ سے باہر نکلے اسیوقت سات ہزار ساحران غدار بلائے بد آفت روزگار بیچھ گرگ شیر کرگدن اژدر نہنگ وغیرہ پر سوار قلعہ سے باہر آئے اور خیمے برپا کئے آخر میں شعلہ افگن جادو قلعہ سے باہر آیا سر پر اس کے ایک لکہ ابر سرخ رنگ سایہ فگن تھا جس وقت یہ میدان میں پہونچا ہے تو وہی ابر بصورت خیمہ بن گیا شعلہ افگن جادو داخل خیمہ ہوا اور اس نے حکم دیا کہ بجے طبل جنگی اسیوقت نقارہ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی خبر صاحبقران عالیشان کو ہوئی امیر نے بھی فرمایا کہ ہمارے یہاں بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی بجے طبل جنگی یہاں بھی کوس حربی نوازش میں آیا تیاریاں جنگ کی ہونے لگیں ساحران لشکر فریقین سحر جگانے میں مصروف ہوئے میدان میں ہر طرف آگیا بان روشن تھیں بخور گوگل لوبان رائی سرسون کالے دانے وغیرہ کا ہو رہا تھا تمام صحرا دھوان دھار تھا آوازیں یا سامری یا جمشید کی بلند تھیں تمام رات عجب ہنگامہ رہا صبح کو دونوں لشکر میدان میں آ کر صف باندھ کر ایک دوسرے کے سامنے کھڑے ہوئے بعد آراستگی صفوف قتال و جدال جسوقت نقیب نشیب دے کر ہٹ گئے تو شعلہ افگن جادو نے ایک ساحر سے اشارہ کیا وہ اپنا گرگ سحر بڑھا کر میدان میں آیا اور مبارز طلب ہوا ادھر لشکر ابرق جادو سے ایک ساحر نکلا اور سامنے اس ساحر کے پہونچا دونوں میں کئی سحر کی رد و بدل رہی ایک مرتبہ شعلہ افگن جادو نے اپنے ابر سحر کو اشارہ کیا اس ابر نے آ کر ابرق جادو کے ملازم پر آتش ڈالا یہ غریب جل کے خاک ہو گیا بعد اس کے جتنے ساحر مقابلے کو گئے ان سب کا بھی یہی انجام ہوا اسوقت ہوا یج دریافت میں نے کہا کہ اسے بر اور یہ سحر شعلہ افگن کا وہ ہے جس کے نام پر اس نے اپنا نام رکھا اس کا رد ہونا بہت دشوار ہے ابرق جادو نے کہا کہ مجھے بھی اس سحر کے توڑ کو آنہ آتا تھا کہ کیا تماشا اور کس قدر ہوا دیکھو یا یہ سحر نہیں یا ہمیں نہیں یہ کہکر ابرق جادو نے کچھ پھل روئی کے نکالے اور ان کو اپنے خون سے رنگین کر کے کچھ اسم سحر دم کر کے چند دانے اش کے پڑھ کر مارے وہ پھل روئی کے اڑ کر بلند ہوئے اور بالائے ابر سرخ رنگ قائم ہو کر برسنے لگے لیکن جس قدر پانی برسا اس کی یہ حالت ہوئی جیسے توے پر بوند پڑی ایک مرتبہ شعلہ افگن جادو نے اپنے ابر سحر کو اشارہ کیا کہ یہ ابر بلند ہو کر اس ابر سے مل گیا فوراً دامن ابر میں آگ لگ گئی اور ابرق جادو کا ابر سحر جل کر خاک ہو گیا اسوقت ابرق جادو نے ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور شعلہ افگن جادو ہنسا پس ابرق جادو نے صاحبقران کی طرف دیکھ کر عرض کی کہ غلام تو حق نمک سے ادا ہوتا ہے امیدوار ہوں کہ لاش میری دفن کر کے فاتحہ خیر سے فراموش نہ کیجیے گا اور آپ میرے اسلام کے شاہد رہیے گا فرمایا صاحبقران نے کہ اے ابرق جادو اگر تمکو یقین مرگ ہے تو اس کے مقابلہ کو نہ جاؤ ابرق جادو نے عرض کی کہ یہ نہیں ہو سکتا میں ضرور جاؤں گا اس لئے کہ شعلہ افگن جادو کا مارے جانا بغیر اس صورت کے آسان نہیں ہے یہ کہکر اس نے خاک اٹھا کر دونوں بازوؤں پر ملی اور کچھ اسم سحر دم کیا کہ پر پرواز پیدا ہوئے پس ابرق جادو اڑ کر بلند ہوا اور قریب اس ابر سرخ رنگ کے پہونچا اس نے کوئی اسم سحر پڑھا اور خنجر سے گلا اپنا کاٹ کر لاش اپنی اس ابر پر گرائی پس ابر کی یہ حالت ہوئی کہ سمٹ کر ایک شعلہ جوالہ بنا اور شعلہ افگن جادو کی طرف چلا شعلہ افگن جادو نے دستک دی کہ ایک پری زاد شیشہ لیے ہوئے پیدا ہوئی شعلہ افگن جادو نے شیشہ اس کے ہاتھ سے لے کے آب سحر نکالا اور چھینٹا مارا وہ شعلہ اور بھڑکا اب اس نے گھبرا کر جھولی سحر کی کھینچ ماری تمام آلات سحر پلٹ کر شعلہ افگن جادو پر گرے یہ ایسا ساحر زبردست تھا کہ اس نے سب پلٹے ہوئے سحر مٹا دیئے لیکن ابر سحر وہ فتنے کا اور کڑک کے سر پر شعلہ افگن جادو کے گرا شعلہ افگن جادو جلنے لگا اسوقت اس نے اف کی کہ شعلہ اس کے

دھر سے لشکر مانند تیر شہاب کے لشکر ابریق جادو پر گرا کہ بارہ سو ساحر جل کے خاک ہوگئے اُدھر وہ شعلہ سحر شعلہ افگن جادو کو جلا کر لشکر پر شعلہ افگن جادو کے گرا ساحر بھاگنے لگے لیکن شعلہ سحر نے ایک کو نہ چھوڑا سب کو جلا کے خاک کر دیا صاحبقران عالیشان قریب لاش ابریق جادو کے تشریف لائے اور بہت رو کے لاش کو دفن کرایا مقبرہ بننے کا حکم دیا ایک شب و روز بسبب صدمہ کے خاصہ نہیں تناول فرمایا اور تین روز ماتم بپا رہا اور ایک تعزیت نامہ تحریر کر کے ابریق جادو کے فرزند کو روانہ فرمادیا اور خلعت تعزیت بھیجا بعد اسکے میدان صاف تھا اب کوئی روک ٹوک باقی نہ تھی صاحبقران عالیشان نے کوچ فرمایا اور طرف شہر حسن آگین کے روانہ ہوئے ان کو تو راہ میں چھوڑا جاتا ہے اور بیان سے

چند کلمہ داستان ظفرنشان شاہزادہ طیمور شیر دل کے بیان ہوتے ہیں غزل برآغاز داستان

دل جو ٹوٹا تو ایک آنسو سر مژگان نکلا
کس مصیبت سے مرا دم شب ہجران نکلا
دیکھیے چھپ نہ سکا سوز محبت دل میں
جب کبھی میں طرف شہر خموشان نکلا
قفل پر اپنے ستمگر کو ابھارا میں نے
رات اس گھر سے جو نکلا وہ پریشان نکلا

صبح محشر کا ستارا شب ہجران نکلا
دور نے جب ورق الٹا کسی مجموعہ کا
شعلہ فانوس کے پردے میں بھی عریان نکلا
شمعیاں جب تیرے دیوانے کی کھلوائی ہیں
بارہا کوچہ قاتل سے غزلخوان نکلا
کی جو اجزائے دل اہل جنون کی تشریح

روح رگ رگ سے کھینچی دل سے ارمان نکلا
پردۂ خاک سے ہر ذرہ پریشان نکلا
گوش عبرت میں غم انگیز صدائیں آئیں
خونچکاں ہاتھ میں اک دشنہ پنہان نکلا
کل خدا جانے کہ بیمار کی حالت کیا تھی
ایک اک ذرہ سے ایک بیابان نکلا

سے بیابان شنو اسے خادم داستان، کہ باز آمدم بر سر داستان ۔ راوی بیان کرتا ہے کہ جس وقت شاہزادہ طیمور شیر پر در باغ ملکہ منیر روشن تن میں رونق افروز ہیں اور شاہ ہور بھی حاضر ہے ملکہ بھی بیٹھی ہے چونکہ شاہ ہور نسیم گرد پا کو مار کے آیا ہے اور بادشاہ کو دھوکے دے کر بہت کچھ انعام بھی حاصل کر لیا ہے تو طیمور نے ہرکارون کو روانہ کیا ہے کہ مبادا بادشاہ کچھ برہم ہو کر بے عنوانی کرے اور راز کھل جائے کہ یہی عیار نہر و شاہ بن کے بھی گیا تھا ہرکارے برائے دریافت حال روانہ ہوگئے ہیں اور بیان ضحاک خود پسند کو اپنے عیار کے مرنے کا نہایت رنج ہوا ضمیر اختر شناس سے کہا کہ ذرا تم قواعد علم نجوم سے دریافت تو کرو کہ یہ عیار طرار کہاں گیا ہے اور خداوند جو فروج کا حکم دے گئے ہیں تو کب تک واپس آئیں گے ضمیر اختر شناس نے بارہ برج سات ستارے پیش نظر کر کے جو غور کیا تو کہا اسے بادشاہ خداوند کہیں کوئی مر کے بھی زندہ ہوا ہے خداوند بن کے بھی یہی عیار ہر گاہ آیا تھا اور ہم سب کو بہکا گیا مجھے پہلے ہی شبہ ہوا تھا کہ خداوند کا قد تو چھپڑ ابریق کا تھا یہ قد کیونکر کم ہو گیا اب معلوم ہو گیا کہ وہ خداوند نہ تھے بلکہ یہ عیار تھا بس یہ سنکے ضحاک شاہ نہایت خفیف ہوا اور کہا کہ اس نے بڑا غضب کیا کہ مجھے کس رانی کرائی اور دختر کو میری دشمن کے سپرد کرا دیا عمر بھر کے واسطے مجھے چھڑا دیا خیر کہاں جائے گا بچکر میرے ہاتھ سے گو بہادر ہے اور زبردست ہے لیکن اکیلا ہی تو ہے کس کس سے مقابلہ کرے گا مثل مشہور ہے کہ ایک کی دوا دو دو کی دوا چار اسے عنقائے شیر شکار تو چالیس ہزار سوار اپنے ہمراہ لے کر جا اور باغ کو گھیر لے کہ طیمور نکل کے جانے نہ پائے ہیں اور کمک تیرے لیے روانہ کروں گا اسیوقت عنقائے شیر شکار چالیس ہزار سوار وہاں سے جانب باغ روانہ ہوا بعد اس کے ضحاک خود پسند نے حکم دیا کہ ہماری کل فوج تیار ہو ہم بھی واسطے گرفتاری حریفوں کے جائیں گے یہاں لشکر تیار ہونے لگا ادھر ہرکارون نے جا کر سب کیفیت بیان کی کہ وزیر نے علم نجوم کے ذریعہ سے تمام راز بیان کر دیے بادشاہ نے چالیس ہزار سوار دے کر عنقائے شیر شکار کو برائے گرفتاری شاہزادہ روانہ کیا ہے بس

یہ سنتے ہی ملکہ نہایت پریشان ہوئی اور کہا کہ خدا کے واسطے جلدی یہاں سے نکل چلو ورنہ آفت آیا چاہتی ہے تم
اکیلے کس کس سے مقابلہ کروگے مثل مشہور ہے کہ مور ما چنا بھاڑ نہیں پھوڑتا ہے اگر فوج آگئی تو پھر نہ جا سکوگے
طیمور نے ہنس کے فرمایا اے ملکہ میں وہ شخص ہوں کہ تن تنہا دو کروڑ کی فوج کو تہ و بالا کر دیا آج چالیس ہزار کے
خوف سے بھاگ جاؤں یہ شیوہ مردانگی کے خلاف ہے ملکہ نے کہا کہ مجھے لے کے نکل چلو ورنہ میری عزت کا بچنا
دشوار ہے تم کو نہیں معلوم کہ میرے خواستگار اور بھی ہیں لیکن میں نے تمہارے سے اپنی عزت اور جان دونوں نثار
کیں اور کسی طرف رخ نہیں کیا جب میں بے وارث ہو جاؤں گی تو عزت میری کیونکر بچے گی فرمایا اے ملکہ نیت
درست چاہیے حفاظت کرنے والا تو خدا ہے یوں اپنی کوئی حفاظت نہیں کرسکتا ہے خدا کو یاد کرو اس میں شک نہیں
کہ میں یکہ و تنہا کس کس کو قتل کروں گا مگر اے ملکہ میرے خاندان میں ایسا ہوا نہیں ہے کہ کوئی کسی عورت کو لے کے
بھاگا ہو ملکہ نے تو رونا شروع کیا سر کے بال کھول دیئے اور طیمور نے مرکب طلب کیا اور اسلحہ جنگ تن پر
آراستہ کرکے زین فرس کو جلوہ دیا اور بیٹھ کر پشت مرکب پر باغ سے باہر قدم نکالا اور شاہ ہو رنے حقہ ہائے
آتش بازی درست کرکے دیوار باغ پر قیام کیا اور جانب شہر ضحاکیہ دیکھنے لگا وزیرزادی نے ملکہ سے عرض کی
کہ ہائے اس جاہل مزاج نے کیا غضب کیا اگر یہ چاہتا تو صاف نکلا چلا جاتا مگر اس نے جہالت کو کام میں لیا اے ملکہ
اب فوج نمودار ہوئی ہے اگر یہ شہریار نکل گیا ہوتا تو گرد قدم بھی ہاتھ نہ آتی یہاں تو طیمور انتظار لشکر میں کھڑا ہے
اور وہاں پر بہوت رعد آواز نے خواب دیکھا کہ شاہزادہ طیمور دریائے خون میں غرق ہو رہا ہے بیتاب ہو کر بہوت
کی آنکھ کھل گئی گھبرایا ہوا خدمت میں بادشاہ کی آیا اور خواب اپنا بیان کیا حسین کجکلاہ نے کہا کہ اے پہلوان
زمان دریافت کرو کہ شاہزادہ کہاں گیا ہے کس ملک میں ہے تو چل کر اس کی امداد کریں بہوت رعد آواز نے عرض
کی کہ میں نے ہرکاروں سے چاروں سمتیں اس شہر کی دریافت کرائیں معلوم ہوا کہ تین جانب ملک اہل اسلام
کے ہیں اور ایک جانب ملک ضحاکیہ ہے ضحاک خودپسند وہاں کا بادشاہ لقا پرست ہے میری رائے میں دوستوں
کے ملک میں جانا فضول ہے اگر وہاں شاہزادہ ہوا بھی تو کیا اندیشہ ہے ہاں اگر حریف کے ملک میں ہوں گے تو
خوف ہر طرح کا ہے میری رائے میں شہر ضحاکیہ کی طرف تشریف لے چلیے جس وقت یہ رائے قرار پا چکی تو بہوت
رعد آواز مع لشکر کوچ کرکے جانب شہر ضحاکیہ روانہ ہوا اب حال طیمور کا سنیے کہ یہ انتظار میں لشکر کے مسلح
کھڑا ہوا تھا کہ جانب شہر ضحاکیہ سے تتق گرد و غبار بلند ہوا اور پھر پھریرے نشانوں کے ہوا میں لہراتے ہوئے
نظر آئے جس وقت قریب پہونچکر دامن گرد شگافتہ ہوا تو دل گرد سے چالیس ہزار علمہائے زنگاری نشانہ
چالیس ہزار سوار کا نمودار ہوئے آگے آگے عنقائے شیر شکار بدست شیر کا لباس پہنے ہوئے کرگدن مست
پر سوار نمودار ہوا ہیبت اس کی دیکھکر گھوڑے بدمزاج ہوئے تھے اس نے آتے ہی حکم دیا کہ گھیر لو باغ کو
ایسا نہو کہ دشمن فرار ہو جائے یہ سنکے شاہزادہ طیمور شیر پرور نے آواز دی کہ اے پہلوان ادھر آ کہ میں
تیرے انتظار میں کھڑا ہوں اگر چاہتا تو ابتک تیری سرحد سے بھی نکل جاتا مگر سہ آن نہ من باشم کہ روز جنگ بینی پشت من
وین منم کاندر میان خاک و خون بینی سرے، یہ آواز سنکے عنقائے شیر شکار کے ہوش اڑ گئے کہ اللہ رے
تیری جرأت کہ باوجود آگاہ ہو جانے کے جگہ نہ چھوڑی اور قدم نہ ہٹایا بس اس نے کہا کہ اے جوان میں نے
ایسا بہادر آجتک نہیں دیکھا تیرا مثل و نظیر نہیں ہے مگر میں حکم بادشاہ سے مجبور ہوں یہ کہکے مرکب کو
چمکا کے سامنے آیا اور پکارا کہ اے جوان وار کر طیمور نے کہا کہ میں تجھپر کیا وار کروں پہلے تو اپنا حوصلہ
نکال لے اگر خدا تیری ضرب سے بچائے گا تو دیکھا جائے گا یہ سنکے عنقائے شیر شکار نے تلوار ماری طیمور
نے وار اس کا سپر پر کاٹا تلوار دو انگل سپر کو کاٹ گئی طیمور نے کمک دی کہ تلوار عنقائے شیر شکار کی

ٹوٹ گئی اُس نے قبضہ ہاتھ سے پھینکدیا طیمور نے کہا کہ دوسری تلوار منگالو عنقاے شیر شکار نے دوسری
تلوار کھینچی اور طیمور سے کہا کہ مین ایک ضرب لگا چکا اب تمھاری ضرب کا مشتاق ہون طیمور نے تلوار ماری
عنقاے شیر شکار نے سپر بلند کی اور تلوار کو ضامن دیا بھلا ضرب طیمور کے سامنے سپر کی کیا حقیقت ہے
مانند قرص پنیر کے ڈھال کے دو ٹکڑے ہوئے اور تلوار زین مین ڈوب کے نکلی کہ مع راکب و مرکب چار ٹکڑے
ہوئے بس مرتے ہی عنقاے شیر شکار کے ایک شور ہوا کہ مار لو اسکے جانے نہ پائے غضب کیا اس نے کہ
ہمین بے سردار کا کر دیا یہ شور کرتے ہوئے چالیس ہزار سوار دوڑے اور آکے طیمور کو چارون طرف سے گھیر لیا
طیمور نے بھی تلوار کھینچ کے جا پڑا اور لقا پرستون کو قتل کرنا شروع کیا جس طرف کا رخ کیا صفین پامال کر دین مورچے
توڑ دیے لشکر کو درہم و برہم کر دیا یہ معلوم ہوتا تھا کہ گلہ گوسفند مین ایک شیر گرسنہ آپڑا ہے جس مقام پر طیمور گھر جاتا تھا
اور مجمع زیادہ ہوتا تھا تو شاہ طیمور حقہاے آتشبازی کی بوچھار کر دیتا تھا بھیڑ چھنٹ جاتی تھی ادھر ملکہ سقفنا قصر
سے لڑائی کا تماشہ دیکھ رہی تھی مگر ہولدین کھا رہی تھی دہلی جاتی تھی لیکن طیمور شیر پر زور نے کسی کو تلوار سے مارا
کسی کو نگاہ سے مارا جس سے آنکھ چار ہوگئی وہ بے حس و حرکت ہوگیا اسی ہنگامہ مین گرد اڑی اور دو لاکھ سوار
کی جمعیت سے ترکیب قوی بازو اور سرخاب قوی ہیکل دونون سپہ سالار سفاک پہونچے اور انھون نے
طیمور کو للکارا طیمور نے جواب دیا کہ اے نامردو تم کو شرم نہین آتی ہے کہ ایک یکہ و تنہا کے مقابلے مین دو لاکھ
لشکر لیکے آئے ہو اگر دعواے جرأت و بہادری ہے تو خود سامنے آؤ دیکھو تو کیا ہوتا ہے یہ سنکے ترکیب
قوی بازو اپنے گینڈے کو چھیڑ کے طیمور کی طرف چلا اس طرف سے طیمور صفون کو توڑتا پرون کو مسمار
کرتا ہوا سامنے ترکیب قوی بازو کے پہونچ گیا ترکیب قوی بازو نے ارہ پشت نہنگ کا وار
کیا طیمور نے اس سپر سے قلم کر کے جو ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا اس کے بھی دو ٹکڑے ہوگئے اب سرخاب
قوی ہیکل نے فوج کو للکارا کہ اسے نیزون پر دھر لو یہ شیر ایک سے شکار نہوگا نیزہ بازون نے نیزے
جھکائے اور طیمور کی طرف رخ کیا اس شیر بیشہ شجاعت نے نیزون کے نیستان مین گھس کے حملے کرنا شروع کیا
جس پر ہاتھ مارا اُس کے دو ٹکڑے ہوئے لیکن ملکہ نے دیکھا کہ اب طیمور کی خیر نہین معلوم ہوتی ہے اکیلا
کہان تک لڑے گا یہ کہہ اس نے بال سر کے کھول دیے اور بلک بلک کے دعائین کرنے لگی کہ اے کس بیکسان
واے دادرس غریبان اگر تو قادر مطلق اور خالق ہے تو اسوقت طیمور کو ان ظالمون کے ہاتھ سے بچا اگر یہ شہریار
مارا گیا تو اس ہجوم مین لاش کا بھی پتہ نملے گا اور مین تازہ مسلمان ہون میرے لیے بھی خرابی ہوگی ہنوز یہ
در دل مین تھا کہ تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا اور جانب صحرا سے یک گرد و غبار بلند ہوا سب دیکھنے لگے آتے
آتے دامن گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد سے برہوت رعدآواز بارہ ہزار سوار جرار سے پیدا ہوا اسے
مین اس کو خبر لگی تھی کہ طیمور سے تلوار چل رہی ہے بس یہ بارہ ہزار سوار اپنے ساتھ لے کر گھوڑے سرپٹ
دوڑاتا ہوا آپہونچا دیکھا اس نے کہ آقا میرا لاکھون مین گھرا ہوا تنہا جنگ کر رہا ہے وہ کھیت پڑا ہے کہ لاکھون
لاشین زمین پر پڑی ہین لیکن طیمور کو مطلق ہراس نہین ہے بس برہوت رعدآواز نے نعرہ کیا کہ باش لے
کافران بے حیا خبردار و ہوشیار ہو جاؤ کہ مین آپہونچا ستم برہوت رعدآواز اسکے نعرے سے تمام صحرا
ہل گیا اور دل سینون مین تھرا گئے ملکہ یا تو دعا مین مصروف تھی یا اچھل پڑی دل آرا وزیرزادی نے
عرض کی کہ اے ملکہ آفاق شکر خدا کیجیے کہ رفیق شاہزادے کا بارہ ہزار سوار سے براے مدد آپہونچا یقین ہے
کہ عقب مین اور لشکر بھی آتا ہوگا خیر ایک سے دو تو ہوئے ملکہ نے دیکھا کہ واقعی برہوت رعدآواز کے
حملون سے فوج صفحا کیہہ پراگندہ ہونے لگی یہ تازہ دم آیا ہے برس رہا ہے ایک تو اس کے نعرے نے دل ہلا دیے

دوسرے اس کی ضرب کا لنگر کس سے سنبھل سکتا ہے اُدھر بادشاہ کو خبر پہونچی کہ دو سپہ سالار جو آپ نے بھیجے
تھے اُن میں سے ایک مارا گیا اور ایک باقی ہے لیکن حریف کے لئے کمک آگئی ضحاک شاہ نے کہا کہ کتنے لوگ
ہون گے مخبروں نے عرض کی کہ کوئی بارہ ہزار جوان ہون گے لیکن اُن میں کا ایک ایک سو سو پہ بھاری ہے ضحاک
شاہ نے کہا کہ اتنا لشکر میرا کیا کر سکتا ہے میں ساٹھ لاکھ کی فوج کا افسر ہون لاؤ تخت رواں ہمارا یہ حکم پاتے ہی ملازمین
نے تخت رواں حاضر کیا ضحاک خود پسند تخت پر بیٹھ کے جانب باغ روانہ ہوا کوئی اڑھائی لاکھ فوج تو پہلے
ہی جا چکی تھی باقی ماندہ فوج ہمراہ بادشاہ کے جانب حرب گاہ روانہ ہوئی ساڑھے چار لاکھ کا لاؤ لشکر گھوڑوں
کی ٹاپوں سے زمین تھرا رہی تھی یہ بھی آکر اپنی فوج کا شریک ہوا اور اس نے شور کرنا شروع کیا کہ مار لو اس
سرکش کو جانے نہ پائے غضب کیا اس نے کہ ایک افسر فوج کو میرے مارا اب یہ زندہ بچ کے جانے نہ پائے
طیمور اور بہروت رعد آواز تو کشتوں کے پشتے اور لاشوں کے انبار لگا رہے ہیں مگر ملک کی یہ حالت ہے
کہ دہلی جاتی ہے رنگ چہرہ کا متغیر ہے منھ پر ہوائیاں چھوٹ رہی ہیں کہ یکایک جانب صحرا سے تتق گرد بلند ہوا اور
آتے آتے دامن گرد کا شگفتہ ہوا دل گردے حسین کجکلاہ اٹھاسی ہزار سواروں سے پیدا ہوا دیکھا
حسین کجکلاہ نے کہ بہروت رعد آواز اور طیمور شیر پیکر ساٹھ لاکھ کی فوج میں گھرے ہوئے
ہیں بارہ ہزار سوار بہروت رعد آواز کے ایک جانب لڑ رہے ہیں ہر چند کوشش کر رہے ہیں کہ
ہم کسی طرح اپنے آقا تک پہونچ جائیں مگر ممکن نہیں کجا بارہ ہزار کجا ساٹھ لاکھ جب ریلا ہوتا ہے تو قدم جمانا دشوار
ہو جاتا ہے حسین کجکلاہ بھی اٹھاسی ہزار سے آکر اُن بارہ ہزار سواروں کا شریک ہوا اب ادھر بھی ایک لاکھ
سوار کی جمعیت ہوگئی خوب گھمسان کی لڑائی ہونے لگی اگرچہ یہ لوگ طیمور تک نہ پہونچ سکے لیکن اپنی فوج کو
دیکھکر دل طیمور کا بہار ہوگیا بس اس نے مرکب کو رانوں میں دابا اور فوجوں کو مسمار کرتا ہوا تخت ضحاک شاہ
کی طرف چلا ضحاک کے پہلو میں دو سردار کھڑے تھے کہ نام ایک کا سپہدار مظفر بلی اور دوسرے کا مسعود
مغربی تھا اس نے اُن دونوں سے کہا کہ جاکر اس جوان کو روکو یہ میری طرف بڑھتا چلا آتا ہے اُن دونوں
نے باہم مشورہ کر لیا کہ اس سے تنہا مقابلہ کرنا اچھا نہیں ہے لاکھوں میں اس طرح [illegible] آرہا ہے ہم تنہا مقابلہ
کر کے اس کا کیا بنا لیں گے اسے دو طرف سے گھیر کے برابر وار کرو یہ مشورہ کر کے یہ دونوں بزدل اُسی
شیر بیشہ شجاعت کی طرف چلے ادھر طیمور باگ اُٹھائے چلا ہی آتا ہے جیسے ہی سامنا ہوا سپہدار مظفر بلی داہنی
جانب آگیا اور مسعود مغربی بائیں جانب دونوں نے برابر سے تلوار ماری بس طیمور نے ایک وار
پشت شمشیر پر اور دوسرا سپر پر روک کے جو ہاتھ کو گردش دی تو ایک ہی وار میں دونوں کے سر اُڑ گئے
گھوڑے لاشوں کو لئے کے بھاگ گئے ادھر طیمور نے گھوڑے کو کاوے پر ڈالا سپہداران [illegible] اب جو
اس نے مرکب کو رانوں میں مسلا تو پھر صفوں کو توڑتا ہوا تخت بادشاہ کے قریب پہونچ گیا ادھر بہروت
رعد آواز قریب علمدار لشکر کے پہونچا نام علمدار لشکر کا خورشید زرین علم تھا بہت بڑا پہلوان تھا
اس نے تلوار ماری بہروت نے ایسی تھپکی ماری کہ تلوار پنجہ سمیت قلم ہوگئے دور گری پھر بہروت
رعد آواز نے دوسرا ہاتھ مارا کہ علم سرنگون ہوا ادھر طیمور قریب تخت ضحاک کے پہونچ گیا ضحاک
نے تلوار ماری طیمور نے بند دست پر ہاتھ ڈال دیا اور دوسرے ہاتھ سے کمر زنجیر کا بند پکڑ کے جو زور کیا تو
سر سے بلند کر لیا طویل بالا بلند نے دوڑ کر تلوار مارنے کا قصد کیا طیمور نے ضحاک کو بجائے سپر کے
سامنے کر دیا طویل نے ہاتھ روکا ضحاک نے آواز امان بلند کی فرمایا کہ امان بشرط ایمان ضحاک نے
قبول کیا طیمور نے ضحاک کو چھوڑ دیا ادھر ضحاک نے اپنے لشکر کو منع کیا ادھر طیمور نے اپنی فوج کو روکا

جبتک موقوف ہوئی طیمور ضحاک کو ساتھ لئے ہوئے پہلے تو باغ مین آیا ملکہ بسبب شرم کے سامنے نہ آئی ضحاک نے کہا کہ اے طیمور ملکہ تو اب تمھاری ہو ہی چکی لیکن بہتر ہی کہ عقد ہو جاے طیمور نے کہا کہ ہم لوگ جبتک عقد نہین ہو لیتا ہو عورت کو اپنے اوپر حرام جانتے ہین اسوقت تک آپکی دختر جیسی تھی ویسی ہی ہی آپ کسیطرحکا شک اپنے دل مین نہ لائین خدا نے ہمین اتنا صبر و ضبط دیا ہی کہ اگر زندگی بھر ساتھ رہے اور عقد نہو تو ہاتھ نہ لگائین گے پہلے ضحاک کو یقین نہ تھا لیکن اب یقین آگیا کہ بیشک یہ لوگ اسی آن بان کے ہین مین نے ایسے شخص کے قتل کا ارادہ کیا تھا جو یکتاے زمانہ ہی حسن و جمال مین عدیم المثال ہی زور و جرات مین یگانہ رستم زمانہ ہی خوشا نصیب اس دختر کے کہ اس کو ایسا شوہر ملا اور خوشا نصیب میرے کہ مجھے ایسا داماد ملا یا تو ضحاک دشمن جانی تھا یا طیمور کے نام کا شیفتہ ہو گیا کہا اے فرزند مین اب جاتا ہون ملکہ کو بھیجتا ہی وہ آکر دختر کو سوار کر لیجائے گی مین شادی کا سامان کرتا ہون تم اسی باغ مین قیام کرو طیمور نے کہا کہ آپ کو اختیار ہی ضحاک اسیوقت سوار ہو کے مع لشکر شہر مین آیا بتخانون کے انہدام کا حکم دیا تصویر لقا کے گلے مین جوتیون کا ہار ڈالا ناک کاٹ کے وہ تصویر دروازہ شہر پناہ کے برابر نصب کرا دی کہ ہر آئندہ و روندہ دیکھے کہ یہ کیسا خرنا مشخص ہی کہ اس کی کیا گت بنائی گئی اور یہ کچھ نہ کر سکا تاکہ لوگ اس کی جانب سے بد اعتقاد ہو کر دین برحق کی جانب مائل ہون اور بعد اس کے مسجدون کی بنا ڈالی اور سامان شادی مین مصروف ہوا اودھر ملکہ کی ماں سوار ہو کے باغ مین آئی اور دختر کو لیجا کے دلہن بنایا طیمور کو طلب کیا طیمور دولہا بن کے گیا ملکہ کے ساتھ عقد ہوا شاہزادہ وصل سے ملکہ منیر روشن تن کے کامیاب ہوا بطن سے اس کے لڑکا پیدا ہوتا ہی کہ ذکر اس کا بعد کے دفتر مین آئے گا لیکن اب یہان سے

دو کلمہ داستان شمعون آدمخوار کے بیان کئے جاتے ہین

کھولیو ساقی منھ کو سبو کے
چشم بھر آئی ساغر بھر دے
ہوش مین آ نشہ سے تجھکو
آہ فلک انداز کنہی کی
آدمخوارون سے ہے بو آئی
منظور ہے مجھکو جو کہ سنائی
مست شراب غم کی خبر لے
جوش خمار نشہ دل سے
بادہ سرشک و چشم پیالہ
بادہ الفت زہر اثر ہے

پیتے ہین کب سے گھونٹ لہو کے
غفلت بیچارہ شک بھری کیون
ایسا کہان کا نشہ ہے تجھکو
شور فلک ہے بانگ تظلم
جان پر اپنے اب تو بن آئی
غور سے سن فریاد ستم کش
سینہ کباب غم کی خبر لے
ہاے وبال جان ہے جینا
ہاے ہوے ستا نہ سنے نالہ
یعنی تری اب آن بن ہے

جام شراب احمر بھر دے
حال سے میرے بیخبری کیون
چپ ہو سن آواز کسی کی
صور شکن ہے بانگ تظلم
شمعون کی سنائی تجھکو کہانی
جلد کہین دے داد ستم کش
جان شکنی پیوند گسل ہے
جنبش دم ہے زہرہ مینا
نشہ غم مین حال دگر ہے
دل شکنی ہے جان شکنی ہے

کہ یہ بادشاہ شہر شہابیہ ہی شہاب شمعر واس کا بیٹا ہی کئی سال گذرے کہ جب شہرہ حسن ملکہ منیر روشن تن کا ہوا ہی تو اس نے ضحاک شاہ سے خواہش کی تھی کہ اے برادر بجان برابر عقد اپنی دختر نیک اختر کا میرے فرزند کے سوا کسی کے ساتھ نکرنا ضحاک نے مصلحت وقت جان کر اقرار کر لیا تھا لیکن دل اس کا نہ چاہتا تھا کہ ایسی نازنین کو ایک زنگی آدمخوار کے حوالے کرو دن قضاے کار اس زمانے مین شمعون آدمخوار کو پھر خیال آیا کہ اب وہ دختر جوان ہو گئی ہوگی اور فرزند بھی میرا ہوشیار ہی پھر آج کے کام کو کل پہ انتظار رکھنا خلاف عقل ہی اور شادی مین عرصہ کرنے سے دونون کی جوانی برباد ہوگی تمناؤن کا خون ہوگا یہ سوچ کے اس نے ایک شوقنامہ

تحریر کیا اور ایک سردار کو وہ نامہ دیا کہ نام اُس کا گرگین گراز دندان تھا اور دس ہزار سوار ساتھ کر کے طرف شہر ضحاکیہ کے روانہ کیا یہ وہ زمانہ تھا کہ شاہزادہ طہمورث شیر پرور وصل عروس سے کامیاب ہو چکا تھا مجبتین جوش پر تھین دربار کے وقت تو طہمورث ضحاک شاہ کے پاس آیا کرتا تھا اس کے علاوہ ایک دم ملکہ کو اپنے پاس سے جدا نہونے دیتے تھے اور شاہور کا دل بھی دل آرا وزیر زادی سے الجھا ہوا تھا ایک روز طہمورث بیٹھا ہوا تھا کہ چوبدار نے آکر عرض کی کہ نامہ دار شمعون زنگی کا آیا ہے یہ سنکے ضحاک مثل بید کے کانپنے لگا اور پریشان ہوگیا طہمورث نے کہا کہ اسوقت آپ کی کیا حالت ہے ضحاک نے ٹال دیا اور گرگین گراز دندان کو بلا لیا گرگین آیا سلام کیا ضحاک نے دنگل بیٹھنے کو دیا گرگین بیٹھ گیا اور نامہ ہاتھ مین ضحاک شاہ کے دیا ضحاک شاہ نامہ کو دیکھکر طہمورث کو دیدیا طہمورث نے نامہ پڑھا مضمون نامہ یہ تھا کہ اے برادر مین اس جوان کے ہاتھ کٹار اپنے فرزند کی بھیجتا ہون تم اپنی دختر کو اس پہلوان کے ہمراہ کر دو کہ اب وہ جوان ہو چکی ہوگی اور اگر عرصہ کرو گے تو تمکو وہین موجود پاؤ گے اسوقت ملکہ عزت سے آئیگی اور اسوقت تم کو ذلت ہوگی بس یہ مضمون دیکھکر دنیا آنکھون مین تیرہ و تار ہوگئی نامہ کو پھاڑ کے پھینک دیا اور نامہ بر سے کہا کہ جا کر اُس بے حیا سے کہدینا کہ ملکہ کی شادی ہوگئی خبردار اب ملکہ کا نام نہ لینا ورنہ زبان گُدّی سے کھینچ لون گا نہین جانتا کہ ملکہ ہمارے ناموس مین داخل ہو چکی ہے گرگین نے جو دیکھا کہ نامہ اس جوان نے پھاڑ ڈالا اور بادشاہ کی شان مین ناشائستہ کلام کے بس اس نے تلوار کھینچ لی اور کہا کہ تیری زبان گدی سے کھینچنے کے قابل ہے تو واقف نہین کہ مین کون ہون میرے بادشاہ کی شان مین میرے سامنے اس طرح کے کلمات کہتا ہے یہ کہتا ہوا اٹھا اور طہمورث پر تلوار ماری طہمورث نے بیٹھے بیٹھے ٹیکی دی کہ تلوار پٹا پڑی بس کلائی پکڑ کے دوسرے ہاتھ سے ایسا تھپڑ مارا کہ کلہ گرگین پھٹ گیا بھیجے پر صدمہ پہونچا گرگین تڑپ کے مر گیا طہمورث نے ٹانگ پکڑ کے لاش اس کی باہر پھینک دی اور اس کے ہمراہیون سے کہا کہ لیجاؤ لاش اس مردود کی اور اپنے بادشاہ سے کہدینا کہ کیون شامتین آئی ہین اگر اس طرف آئیگا تو سزا پائیگا ملکہ اب ہمارا ناموس ہو چکی ہے خبردار ان خیالات کو دل مین نہ لانا وہ لوگ تو لاش گرگین کی لے کر طرف ملک شہابیہ کے روانہ ہوئے اور یہان طہمورث جو آکے بیٹھا تو ضحاک نے کہا کہ اے فرزند مین نے نہین کہا تھا کہ تم اس پہلوان سے لڑو غضب کیا تم نے کہ اُسے مار ڈالا اب ملک پر آفت آئیگی اور سب کی جان نہ بچیگی شمعون آدمخوار بلائے بیدرمان ہے مین سمجھا تھا کہ تم عاقل ہو کبھی بہانہ سے ٹالو گے تم نے مفت جان عذاب مین ڈالی اور ایک بلا اپنے پیچھے لگائی طہمورث نے کہا کہ اگر شمعون بلا ہے تو مین بلا کش ہون آپ اطمینان رکھیے مین کس طرح ایسے سخت الفاظ برداشت کر سکتا جو اُس بیہودہ نے تحریر کئے تھے بہروت رعد آواز نے کہا کہ اے بادشاہ آپ ابھی تک اس شہریار کے زور و طاقت سے کماحقہ آگاہ نہین ہین یہ وہ تہمتن وصف شکن ہے جس نے مجھ ایسے پہلوان کو مانند برگ کاہ کے سات روز کی کشتی مین باندھ لیا اور مین وہ شخص ہون جس نے دیوون کو پست کیا ہے آپ اسے آنے تو دیجیے دیکھیے گا کہ ہوتا کیا ہے ضحاک خاموش ہو رہا اب ان کو تو انتظار مین شمعون کی دغدغہ کے چھوڑا جاتا ہے لیکن

چند کلمہ داستان صاحبقران حق پژوہ یعنی عادل کیوان شکوہ کے بیان کئے جاتے ہین

نقاب ڈال کے سوئے چمن جو تو آئے	ترے دماغ مین چمن گر گلون کی بو آئے	گلہ نہین جو کبھی وہ رد برو آئے

یہ لطف کم ہو قریب رگ گلو آئے
اٹھے ہو نالۂ فرقت میں انتہا کا گر
بسا ہوا ہی جو دل میں اُسی کی بو آئے
پڑے ہیں اس لیے خلوت میں ابرو نیرلب
وہ میرے پھول ہو سونگھے وفا کی بو آئے
شب فراق کچھ ایسی دعا میں ہو تاثیر
خدا کے گھر سے کبھی ہم لیے کے آرزو آئے
بہار میں جو گلرنگ پی کے ہم میکش
اُدھر تم آؤ جدھر سے وفا کی بو آئے

کسی کی بزم اک میدہ گاہ عالم ہی
یہ چاہتے نہیں بیتاب ہو کے تو آئے
خدا کرے کہ لہو میں بعد ذبح مثل حنا
کہ میرے لب پہ نہ مطلب کی گفتگو آئے
یہ کیا کہ چھپ کے مرے دل میں چٹکیاں لیں
بلاؤں ہوتا کو گھبرا کے اور تو آئے
ہمارے خون سے کرہا شیخ اتقال
اُٹھے جو صحن چمن سے کنار جو آئے
وہ چپکے بیٹھے ہیں اک جام بھر کے دو تو نظا

کہ جھک گئے وہ نئی لے کے آرزو آئے
اٹھا کے خاک ہماری اگر کوئی سونگھے
جو ہو کے پاؤں تک اُن کے مرا لہو آئے
جما رہے ہیں مردن بھی رنگ الفت کا
مزا تو چھیڑ کا جب ہی کہ روبرو آئے
بتوں کا وصل نہ کعبہ میں بھی نصیب ہوا
خدا وہ مل کہ محبت کی جس سے بو آئے
پھر نہ گور غریبان میں ڈھونڈھتے مری قبر
نہیں ذرا سی تو کچھ لب پہ گفتگو آئے

سنیے بیا لشنواے ہمدم راستان و کہ باز آمدم بر سر داستان ۔ یہ داستان اس مقام تک تحریر ہوئی تھی کہ صاحبقران عالیشان مع فوج فراوان طے منازل و قطع مراحل کرتے ہوئے سرحد ملک حسین سبز قبا میں پہنچے اور یہ خبر حسین سبز قبا کو دی گئی کہ امیر آ تو پہنچے کل مراحل طے کیے کل داخلہ امیر کا اس ملک میں ہے یہ سنکے حسین سبز قبا نے کہا کچھ پروا نہیں وہ مرحلے مثل اس کے تھے جیسے ٹٹی لگا دی جاتی ہی ہٹا کے چلے آنا کو نسا مشکل کام تھا یہاں آکر امیر بہت پریشان ہوں گے وہ ابھی یہاں کے اسرار سے آگاہ نہیں ہیں آنے دو کل ہم بھی تماشہ آمد مسلمانان کا دیکھیں گے یہ کہکر اس نے حکم دیا کہ ایک خیمہ ہمارے واسطے جائے بلند پر نصب کیا جائے ملازمین یہ حکم پا کے بیرون شہر آئے ایک قلعہ کہنہ منہدم کر دیا گیا تھا وہ ایک ٹیکرا سا ہو گیا تھا لوگوں نے خیمہ سبز اُس ٹیکرے پہ نصب کیا دوسرے روز صبح کو حسین سبز قبا مع اراکین دولت آکر خیمہ میں بیٹھا طلوع آفتاب ہوتے ہی جانب صحرا سے تق گرد و غبار بلند ہوا کہ زمین و آسمان ایک ہو گئے ۔ ز سم ستوران دران پہن دشت ۔ زمین شش شد و آسمان گشت ہشت ۔ زیر آسمان ایک آسمان خاکی نمودار تھا لیکا یک ہوائے بار اگرد کو گردنے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا دل گرد سے اسی علم نشان اسی ہزار سوار کا نمودار ہوئے پھر ہروں پر علموں کے تعریف الٰہی نعت رسالت پناہی مرقوم تھی اور ایک پل گردن کشا تالہ بارگاہ کا ساتھ لیے ہوئے نمودار ہوا ہرکاروں نے آکر حسین سبز قبا سے عرض کی کہ یہ ہراول لشکر صاحبقران دار و غہ بارگاہ جبریل عادی ہی پیش خیمے کر آیا ہی اس کی تیسری پشت رفاقت خاندان صاحبقران میں ہی اور کچھ قرابت بھی ہی ادھر جبریل عادی نے جائے مناسب تجویز کر کے خیمہ برپا کیا بعد اس کے دوسرے گرد اڑی اور لشکر طلحہ بن لندھور پہونچا آمد اس لشکر کی دیکھکر حسین سبز قبا سمجھا کہ شاید صاحبقران تشریف لے آئے لیکن ہرکاروں کی زبانی معلوم ہوا کہ یہ لشکر بادشاہ ہندوستان طلحہ بن لندھور کا ہی مالک لشکر طرف طلسم زلزلہ کے اسیر ہو کے گیا ہی طلحہ کا خیمہ جانب یمین برپا ہوا اسکے بعد پھر گرد اڑی اور لشکر مبارک بن مالک پہونچا اور جانب یسار خیمہ برپا کیا ہرکاروں نے حسین سبز قبا کو خبر دی کہ یہ لشکر سردار میسرہ فوج کا ہی بعد اس کے پھر گرد اڑی اور لشکر صاحبقران اوسط یعنی شاہزادہ سکندر رستم خو نمودار ہوا اور زلازل میں زلزلے نے آکر خیمہ برپا کیا اسی طرح تمام دن آمد لگی رہی شام ہو گئی حسین سبز قبا نے ہرکاروں سے پوچھا کہ لشکر آ گیا اور صاحبقران ابھی تک نہیں آئے ہرکاروں نے عرض کی کہ ابھی ربع حصہ لشکر آیا ہی اور تین حصہ لشکر باقی ہی یہ سنکے حسین سبز قبا کے ہوش اڑ گئے سوار ہو کے اپنے شہر میں آیا آرام کیا دوسرے دن صبح سے جا کے پھر اسی بارگاہ میں بیٹھا اور

جانب صحرا دیکھنا شروع کیا یکایک از پردہ بیابان گردی برخاست مگر گرد تیرہ تیرہ وخیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان
رسیدہ و پائے گرد در زمین پیچیدہ زیر آسمان ایک آسمان خاکی نمودار تھا یکایک ہوا نے بار اگرد کو گردے
مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا دل گرد سے سات سو علم نشانہ سات لاکھ سوار کا نمودار ہوئے رنگ
پھریروں کے سبز تھے حسین سبز قبا نے پوچھا کہ یہ کس کا لشکر ہے لوگوں نے بیان کیا کہ یہ شاہزادہ رفیع البخت
صاحبقران سابق کے فرزند دلبند کا لشکر ہے جس نے طلسم نور آگین کو توڑ کر اپنے نانا کے خون کا بدلہ لیا ہے
لشکر بھی خیمہ زن ہوا تہمتن گرد سپہ سالار نے خیمہ جائے مناسب پر نصب کرایا شان اس بارگاہ کی دیکھکر
حسین سبز قبا کو تعجب ہوا کہ ایسی ایسی بارگاہیں بھی ہوتی ہیں بعد اس کے پھر گرد اڑی اور لشکر سہراب
بن رستم ثانی کا پہونچا اور بارگاہ یاقوت نگار بمقابل لشکر رفیع البخت برپا ہوئی بعد اس کے پھر گرد اڑی
اور لشکر شاہزادہ حشمت بن ہاشم کا پہونچا پھر گرد اڑی اور لشکر بلقیس بن قہمور دیو پر آیا پھر گرد اڑی
اور لشکر داراب ثانی کا پہونچا ہر کارے ایک ایک کا نام بتاتا تھا شام کو آمد لشکر موقوف ہوئی تیسری
صبح کو پھر حسین سبز قبا بارگاہ میں آکر بیٹھا اور تماشہ آمد لشکر کا دیکھنے لگا خلاصہ یہ کہ سات شبانہ روز تک
برابر لشکر آیا کیا ساتویں روز تمام سرداران لشکر برائے استقبال روانہ ہوئے اور سواری بادشاہ اسلام
کی نہایت جلوس کے ساتھ نمودار ہوئی آگے آگے تخت بادشاہ کے صاحبقران مرکب پری پیکر پر سوار
تھے اور تمام سردار پیادہ پا گھیرے ہوئے تھے شان وشوکت بادشاہ اسلام دیکھکر حسین سبز قبا کو حیرت
ہوگیا اس کو اپنے ہی حشم وخدم پر ناز تھا شوکت بادشاہ اسلام دیکھکر حسین سبز قبا کی آنکھیں کھل گئیں یہ
پلٹ کے اپنی بارگاہ میں آیا ادھر صاحبقران عالیشان داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوئے جب دوسرا دن ہوا
تو ہوشمند داتا وزیر حسین سبز قبا نے عرض کی کہ حضور کو کچھ خیال ہے کل وہ روز ہے کہ شاہزادی کی
سالگرہ ہے اس روز شب کو تمام شہر کی عورتیں کنارے دریا کے جمع ہوتی ہیں اور ملکہ نواڑہ کھیلتی ہے اور
لشکر حریف آچکا ہے لہذا کیا انتظام کیا جائے اور یہ رسم کیونکر ادا ہو اسوقت حسین سبز قبا نے سکوت
کیا دوسرا وزیر کہ نام اس کا دانشمند تھا اس نے عرض کی کہ حضور ایک نامہ صاحبقران کو اس مضمون
کا تحریر کریں کہ دریا کے کنارے سے آپ لشکر اپنا ایک روز کے واسطے ہٹا لیں کہ ہم رسم سالگرہ موافق
دستور ادا کر لیں بعد اس کے تو ہمارے آپ کے جنگ ہونا ضرور ہے اگر آپ کی ہماری لڑائی ہے تو بات ہی بات
کی ہے کوئی عداوت کسی وقت کی نہیں ہے جس وقت یہ نامہ امیر کو پہونچے گا تو وہ ایسے بامروت ہیں کہ فوراً
لشکر اپنا ہٹا لیں گے ہوشمند وزیر نے بھی اس رائے کو پسند کیا بس اسیوقت حسین سبز قبا نے نامہ
تحریر کیا اور دانشمند سے کہا کہ تو ہی جا کہ مزاج صاحبقران سے آگاہ ہے اور ان لوگوں کے آئین سے
واقف ہے دانشمند نے عرض کی کہ مجھے کیا عذر ہے غرضکہ حسین سبز قبا نے نامہ تحریر کیا اور وزیر کو نامہ
دے کر طرف صاحبقران عالیشان کے روانہ کیا یہاں امیر با توقیر بارگاہ میں رونق افروز ہیں تمام
سرداران اپنے اپنے منصب کے موافق کرسیوں و دنگلوں پر جمع ہیں امیر کا ارادہ یہی ہے کہ نامہ طرف حسین
سبز قبا کے روانہ کریں کہ ایک مرتبہ ہرکاروں نے آکر عرض کی کہ نامہ دار حسین سبز قبا آتا ہے یہ سنکے
صاحبقران عالیشان نے شاہان ہفت ملک کو برائے استقبال روانہ کیا اور ایک کرسی زرنگار دانشمند
وزیر کے واسطے بچھوا دی دانشمند آکر کرسی پر بیٹھا صاحبقران کی خدمت میں نہایت ادب کے ساتھ نامہ
پیش کیا امیر نے نامہ کو پڑھا جواب میں تحریر فرمایا کہ ہمارا یہ شیوہ نہیں ہے کہ ہم دوسرے کی عزت کو عزت
نہ جانیں کیا مجال ہے کسی کی کہ کنارے دریا کے ٹھہر جائے اور اسیوقت طیفور کی جانب دیکھکے ارشاد فرمایا

کہ جاکر جاری طرف سے کہدو کہ کل لشکر دریا کے کنارے سے کوس بھر کے فاصلے پر مقیم ہو کنارے دریا کے
بغیر حکم ثانی کوئی جانے کا قصد نہ کرے طیفور اُسیوقت حکم لے کر روانہ ہوا اور اہل لشکر کو آگاہ کیا کہ خبردار
کوئی اس مقام پر قیام نہ کرے جو یہاں ٹھہرے گا وہ سزا پائے گا اُسیوقت خیمے اُکھڑنے لگے لوگ اپنا اپنا اسباب
اُٹھا کر دوسری جانب روانہ ہوگئے امیر نے اتنی دیر وزیر کو جانے نہیں دیا جسوقت طیفور بادیہ گرد سب کو
ہٹا کے واپس آیا اُسوقت امیر نے دانشمند کو خلعت دے کر رخصت فرمایا دانشمند وزیر دریا کو دیکھتا ہوا
اپنے بادشاہ کی خدمت میں پہونچا جواب نامہ کا دیا اور زبانی شہادت دی کہ میں دیکھتا چلا آتا ہوں کہ اب
کنارے دریا کے ایک متنفس بھی نہیں ہے جب صاحبقران نے سب کو ہٹوا دیا اُسوقت مجھے آنے دیا
اور امیر سے بہتر خلیق شاید کہ زمانے میں کوئی ہوگا مجھ ناچیز کے استقبال کو شاہان ہفت ملک آئے اور
بیٹھنے کو کرسی زر نگار عنایت فرمائی ایسے شخص کی غلامی شاہی پر فوق رکھتی ہے حسین سبز قبا بھی نہایت
خوش ہوا اور کہا کہ اگر وہ ایسے نہوتے تو عالم عالم کو کس طرح تسخیر فرماتے اب اس نے محل میں حکم بھیجدیا کہ
شاہزادی حسب دستور شام کو دریا میں جاکر نواڑہ کھیلے ہم نے انتظام کر دیا ہے کسی طرح کا خطرہ نہیں ہے
یا تو ملکہ بھی ہوئی تھی کہ دیکھیے اس سال یہ رسم کیونکر ادا ہوتی ہے یا خوش ہوگئی اُسیوقت بجروں کی تیاری
کو حکم پہونچا لیے کنارے دریا کے دور تک چراغان کا انتظام کیا گیا شہر میں ظاہر ہوگیا کہ ملکہ حسب دستور
نواڑہ کھیلینگی آج کی رات تمام شہر میں سوا مردوں کے ایک عورت بھی نہیں رہجاتی ہے سب ملکہ کی سلامتی
منانے کو جاتی ہیں اور دریا پر تمام شہر کی عورتیں جمع ہوتی ہیں الحاصل جب شام ہوئی تو تمام شہر کی عورتیں
چھاگلیں جلا کے ہوئے تھال ہاتھوں پہ لئے ہوئے جانب دریا روانہ ہوئیں جو صاحب استطاعت تھیں
اُن کی ناویں اور بجرے تیار تھے بجروں پر سامان رقص و غنا تھا دریا کنارے دو رویہ ٹٹیاں روشن تھیں
پانی میں آگ سی لگی ہوئی تھی مچھلیاں تڑپ تڑپ کے پانی پر اُبھرتی تھیں اور پھر تہ میں چلی جاتی تھیں بڑے بڑے
جانور کوسوں بھاگ کے نکل گئے تھے دریا کے کنارے پرستان معلوم ہوتا تھا شہر حسن آگین کی نازنینیں
سب ایک وقت میں ایک جگہ جمع تھیں اُن میں کی بری بھی اچھوں سے اچھی تھیں اور جو حسین تھیں اُن کے
نظارہ جمال کی تاب لانا بھی تعجب سے خالی نہیں ہے برس دن کے بعد یہ سب ایک جگہ جمع ہوتی ہیں بہت سی
عورتیں ایسی ہیں کہ ان میں یوں تو رسم و راہ نہیں لیکن آج کے دن ایک دوسرے سے ملتی ہے تمام شہر کو
اس روز کا اشتیاق رہتا ہے ایک عجب طرح کا ہنگامہ ہے جو آتی ہے پہلے ملکہ کی سلامتی کا بیڑا چھوڑتی ہے اور
دعا مانگتی ہے پھر آپس میں ملاقاتیں ہوتی ہیں چونکہ ابھی ملکہ کے آنے کا وقت نہیں ہے بجرا شام سے تیار
کھڑا ہے اور ناچ ہو رہا ہے عام اجازت ہے کہ جس کا جی چاہے وہ آکر ناچ دیکھے وہاں شہزادی کو دادی اسکی
دُلہن بنا رہی ہے سہیلیاں گرد پیچھے گھیرے ہوئے بلا گردان ہو رہی ہیں لیکن یہاں کا حال سنیے کہ طیفور
بادیہ گرد جو بالا دوی کو نکلا تھا پھرتے پھرتے اس طرف بھی آنکلا یہ عالم کنارے دریا کے دیکھ کے سکتے کی سی
حالت ہوگئی اور وہاں سے اُلٹے پاؤں پھرا اب وہ وقت ہے کہ امیر نے سویرے سے دربار برخاست کر دیا
ہے آرامگاہ کی طرف چلے جاتے ہیں کہ طیفور پہونچا صاحبقران نے فرمایا کہو کیا خبر لائے طیفور نے
عرض کی کہ تنہائی میں کہنے کی بات ہے امیر اس کو ساتھ لیے ہوئے اپنے خیمہ میں تشریف لائے اور فرمایا کہ
بیان کر طیفور نے عرض کی کہ ایک قصور ہوگیا ہے پہلے اسے عفو فرمادیجے تو پھر بیان کروں گا فرمایا کہ معاف
کیا بیان کر طیفور نے عرض کی کہ یا امیر جیسی تعریف یہاں کے حسن کی سنی تھی اُس سے بڑھ کے پایا آج میں
بالا روی کے واسطے گیا تھا راستہ بھول کر دریا کی طرف نکل گیا آپ کو تو اطلاع ہو ہی چکی ہے کہ ملکہ کی سالگرہ

ہی تمام شہر کی عورتین دریا کنارے جمع ہین چراغان ہو رہا ہی بجرے مثل عروس شب اول کے آراستہ ان پر طائفے رقص کر رہے ہین عورتین بلے حجابی کے ساتھ آپس مین چہلین کر رہی ہین یا صاحبقران جس کے چہرہ پر نگاہ پڑی جی چاہتا ہی دیکھا کیجیے یہ عالم کبھی نگاہون سے نہ گذرا تھا نہ کسی نے دیکھا ہوگا صاحبقران کو بھی یہ سنکے اشتیاق پیدا ہوا فرمایا کہ اے طیفور اسوقت تو نے شوق پیدا کر دیا مگر مناسب نہین ہی اس لئے کہ مین حسین سبز قبا سے وعدہ کر چکا ہون کہ آج کنارے دریا کے کوئی نہ آئے گا نہ کہ مین خود جاؤن طیفور نے عرض کی کہ آپ نے یہ وعدہ کیا ہی کہ کوئی نہ آئیگا یہ وعدہ نہین کیا ہی کہ مین بھی نہ آؤنگا صاحبقران نے فرمایا کہ اے طیفور یہ اوچھی بات ہی طیفور نے کہا کہ اچھا دور سے تماشہ دیکھیے فرمایا کہ ہان اس کا مضائقہ نہین ہی لیکن اگر کسی نے پہچان لیا تو سخت خفت ہوگی طیفور خاموش ہو رہا لیکن بیٹھا رہا امیر مسہری پر لیٹے ادھر ادھر دیر تک کروٹین بدلا کیے مگر نیند نہ آئی فرمایا اے طیفور کوئی ایسی تدبیر نکال کہ مجھے کوئی پہچان نہ سکے طیفور نے کہا یہ کتنی بڑی بات ہی مین رنگ و روغن عیاری ملکر تمھین ایسی نازنین بنا دونگا کہ وہ عورتین خود تم سے لپٹین اور چہلین صاحبقران یہ سنکے پسینے مین غرق ہو گئے فرمایا لاحول ولا قوۃ عورت بن کے چلون طیفور نے کہا پھر اس مین قباحت کیا ہی عورت بن کے عورتون پاس تو جائیےگا عورت بن کے مرد پاس جانا عیب ہی کہ وہ شاید چھیڑے ستائے صاحبقران نے فرمایا کہ اے طیفور یہ داغ ایک بزرگ کی بدولت لگ چکا ہی جس کا طعنہ آجتک دیا جاتا ہی مین اکثر تواریخ روشن دل مین اپنے بزرگون کے حالات دیکھا کرتا ہون جس طرح اسوقت تو مجھے بہکا رہا ہی اسی طرح تیرے دادا عمرو اول نے شاہزادہ عمرو بن رستم کو شیشے مین اتارا تھا اور ڈومنی بنا کے ان کی معشوقہ کی صحبت مین لے گئے تھے اس روز سے وہ بدنامی عمرو بن رستم کی ہوئی کہ آج تک لوگ طعنہ دیتے ہین اور عمرو بن رستم نے غیرت مین آکر اسی روز سے سپہگری ترک کر دی طیفور نے کہا کہ اے شہریار یہ واقعہ مفصل بیان کیجیے صاحبقران نے فرمایا کہ ایک طولانی قصہ ہی رات زیادہ گذر جائیگی طیفور نے کہا کہ مثل مشہور ہی کہ رات اپنی اسوقت اور کام ہی کیا ہی آپ کو نیند بھی نہین آتی ہی اور مجکو ان باتون سے فائدہ حاصل ہوگا اکثر دادا صاحب کے ذکر سے مجھے فائدہ پہونچا ہی اکثر عیاریان مین نے انھین کے تذکرون سے پیدا کی ہین اور کامیاب ہوا ہون صاحبقران نے مسکرا کے فرمایا کہ اے طیفور جب سلطان صاحبقران حلقہ بگوش گردن کشان زلزلہ قاف ثانی سلیمان یعنے جناب امیر حمزہ صاحبقران میرے جد اعلےٰ نے ملک باختر پر چڑھائی کی ہی اور نصف سبائل پر قبضہ کر لیا ہی تو ارشاد فرمایا کہ ہمارے ساتھ ناموس بہت ہین اور مقابلہ ساحرون اور پہلوانون سے ہی فتح و شکست کی خبر نہین ایسا نہو کہ کوئی لڑائی بگڑے اور ناموس پر تباہی آئے لہذا ایک قلعہ نہایت مستحکم تیار ہونا چاہیے کہ ناموس کو اس قلعہ مین جگہ دی جائے اور چند سرداران زبردست برائے حفاظت ناموس مقرر کیے جائین یہ رائے سب نے پسند کی نقشہ نویسون نے نقشے بنا بنا کے پیش کیے صاحبقران نے ایک نقشہ کچھ ترمیم کر کے پسند فرمایا پھر یہ تجویز ہوئی کہ اس قلعہ کو کون تیار کرائے چونکہ اس کام مین عمرو بن رستم کو زیادہ دخل تھا وہ عمارت بنوانے مین زیادہ مداخلت رکھتے تھے لہذا سب کی رائے سے یہ کام انھین کے سپرد کیا گیا عمرو بن رستم بھی ہمارے رشتے کے دادا تھے شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم تیرا ہی حقیقی دادا تھے یہ ان کے بڑے بھائی تھے اور دونو بھائیون مین اس قدر محبت تھی کہ دنیا میں ایسی محبتین بھی کم ہوتی ہین الحاصل ہزارہا مزدور لگا دیے گئے کہ قلعہ جلد تیار ہو عمرو بن رستم دن بھر قلعہ کے بنوانے مین مصروف رہتے تھے اور دن بھر کے تھکے

ماندے شام کو مثل مزدورون کے خیمہ مین آکر بیہوش سو رہتے تھے یہان لشکر لقا سے برابر جنگ
ہو رہی تھی جب لقا کے بہت سے سرداران نامی اسیر ہوئے بعض مطیع ہوئے اور بعض مارے
گئے تو لقا نے ایک نامہ فریطا کوک عقرب چشم کو تحریر کرکے برائے مدد بلایا فریطا کوک بہت
زبردست پہلوان تھا جس وقت اُسے نامہ لقا کا پہونچا تو فریطا کوک عقرب چشم نے اپنی دختر کو محافہ
مین سوار کرکے ساتھ لیا کہ عقد اس کا یاقوت شاہ بن زمرد شاہ سے کرونگا چنانچہ فریطا کوک
عقرب چشم اُسی راستے سے آیا جس طرف عمرو بن رستم تعمیر قلعہ مین مصروف تھے پہلے فوج فریطا کوک
کی گذری لقا کو خبر ہوئی لقا نے تمام سردارون کو واسطے استقبال کے بھیجا لوگ آئے اور فریطا کوک عقرب چشم
کا استقبال کرکے لے گئے فریطا کوک اُن لوگون کے ساتھ آگے بڑھ گیا سواری ملکہ کی پیچھے رہ گئی
فصلے کارچوبند سے کھلے ہوئے تھے ملکہ صحرا کی سیر کرتی ہوئی چلی آتی تھی اُسے کیا خبر کہ اس صحرا مین قلعہ تعمیر
ہو رہا ہے اتفاقاً نظر عمرو بن رستم کی دختر فریطا کوک عقرب چشم پر پڑی ایک ہی نگاہ مین دل قابو
سے جاتا رہا عجب بات ملکہ کی نظر صحرا مین رستم پر نہین پڑی تھی اطمینان کے ساتھ صحرا کی سیر کرتی چلی جاتی تھی بس
جیسے ہی ایک مقام پر ٹھہر کر کہارون نے کاندھا بدلا اور ملکہ کی نگاہ بھی عمرو بن رستم پر پڑی اس نے جھپک کے
اپنا پردے مین کر لیا اور جالی سے پردے کی دیکھا عمرو بن رستم بھی انتہا کے حسین تھے جہانتک سامنا رہا
ملکہ پردے سے جھانکا کی اس ایک نگاہ نے دونون کو گھائل کیا اُدھر تو ملکہ غمگین ہوئی ادھر عمرو بن رستم
نے بمشکل دن گذارا شام ہوتے ہی جو خیمہ مین آکے بخار مین پڑتے ہین تو تین روز عجب حال رہا تعمیر قلعہ
وغیرہ موقوف ہو گئی اور علاج ہونے لگا مگر وہی حالت ہوئی کہ ع مرض بڑھتا گیا جون جون دوا کی
دن بدن لاغری و ناتوانی افزون ہوتی جاتی تھی کوئی علاج کارگر نہوتا تھا ادھر ان کی یہ حالت تھی اُدھر
فریطا کوک نے آتے ہی اپنے نام طبل جنگ بجوا دیا اور مقابلہ کرنا شروع کئے اسّی یا نوّی سردار لشکر
صاحبقران کے زخمی ہو گئے امیر دن بھر میدان جنگ مین رہتے تھے شام کو عمرو بن رستم کی خبر لیتے تھے لیکن
ان کی حالت روز بروز بدتر ہوتی چلی جاتی تھی طبیعت حیران تھی کہ کیا کرین کیا نکرین وہ تو مرض عشق تھا
دوا اس کی سوا شربت دیدار کے اور کچھ ہی نہین صحت کس طرح حاصل ہوتی آخر تمھارے دادا عمرو
نے پوچھا کہا عمرو اگر مین تمھارے پوتے کو اچھا کر دون تو مجھے کیا دوگے صاحبقران نے فرمایا جو طبیبون کا
حق ہے وہ تم کو ملجائے گا عمرو نے کہا کہ مین ایک ہزار روپیہ روزانہ فیس لون گا اگر تم کہو تو علاج شروع کرون
صاحبقران کو عمرو بن رستم کی جان کے لالے پڑے ہوئے تھے فرمایا مجھے قبول ہے عمرو نے کہا کہ بس اب
آج سے علاج اور عیادت دونون باتین موقوف کرو آج کے تیسرے دن ہماری دوا کے اثر کو آکر دیکھ لینا
لیکن مجھسے پوچھ کے صاحبقران نے یہ بھی منظور کیا اُسوقت تمھارے دادا عمرو بن رستم کے خیمہ مین
آئے چہرہ کو نظر غور سے دیکھا اور مسکرائے عمرو بن رستم کے منھ پر ہنسی کا نام بھی نہ تھا عمرو نے
اُسوقت ایک قصہ عشق کا شروع کیا اور جب قصہ رنگ پر آیا تو خاموش ہو رہے عمرو بن رستم نے کہا
کہ پھر آگے کیا ہوا عمرو نے کہا کچھ ہوگا پرائے ذکر سے کیا فائدہ کچھ اپنی بیتی کہو سنو عمرو بن رستم نے
کہا کہ ہوا جو خدا کے واسطے بیان کیجیے اسوقت آپ کی باتون مین میرا جی بہل گیا عمرو نے تاڑ لیا کہ یہ
کسی پر عاشق ہوئے ہین عمرو نے پھر تھوڑا سا بیان کرکے سوچا کہ اب مین جاتا ہون صاحبقران سے
تھوڑی دیر کی اجازت لے کر آیا تھا وہ وقت گذر گیا عمرو بن رستم نے دامن پکڑ لیا اور کہا کہ مین آپ کو
جانے نہ دونگا دادا صاحب سے کہلائے بھیجتا ہون عمرو نے کہا کہ مین تھوڑی دیر مین پھر آؤنگا اور

بیان کرونگا یہ فقرہ دے کے چلدیے اور پھر نہ گئے عمرو بن رستم کو اُس قصہ کا خیال جو رہا تو یاد ملیند ملکہ کے پھر کمی ہوئی اُسی قدر وحشت میں کمی رہی دوسرے روز عمرو پھر گئے عمرو بن رستم نے شکایت کی کہ آپ تو جو وعدہ کر گئے تھے عمرو نے بہانہ کر دیا کہ تمھارے دادا نے نہ آنے دیا خیر آج بقیہ قصہ کا سنو یہ کہکر پھر بیان کرنا شروع کیا اسی طرح دو تین روز میں بالکل بے تکلف ہو گئے اور عمرو بن رستم کو اپنے سے بے تکلف کر لیا اور پوچھا کہ اے عمرو بن رستم میں سمجھ تو گیا کہ تم کسی پر عاشق ہو اب مجھسے چھپانا بیکار ہے یاد رکھو کہ بغیر ہمارے مراد پر آنا مشکل ہے صاف صاف بیان کر دو تمھارے باپ نے شرم نہ کی جب تمھاری ماں سے عشق ہوا تھا تو علمشاہ بھی اسی طرح تڑپتے تھے پھر ہمین نے کتنا پا گیا تو کام چلا اور تمھارے دادا تو ہمارے ساتھ کے کھیلے ہوئے ہین اُن کی کتنا پے مین عمر گذر گئی عمرو بن رستم پہلے تو شرمائے آخر سمجھ گئے کہ بغیر ان کی کمک کے مطلب حاصل نہوگا عمرو نے ایسا شیشہ مین اُتارا اور اس طرح کے فقرے دیے کہ عمرو بن رستم نے سارا واقعہ بیان کر دیا اسوقت عمرو نے بہت تسلی و تشفی کی اور کہا کہ گھبرا تے کیون ہو مین آج ہی جاتا ہون اور وہان کی خبر لاتا ہون اگر وہ بھی تمھین دیکھ چکی ہے تو کچھ مشکل نہین ہے ورنہ پہلے دقت ہوگی جب سامنا ہو جائیگا تو وہ خود بھی تم پر مائل ہو جائے گی جو کچھ دقت ہے اسیوقت تک ہے جب تک تمھین اُس نے دیکھا نہین ہے یہ سنکے عمرو بن رستم نے کہا کہ یقین تو ہے کہ اُس نے بھی مجھے دیکھ ہی لیا ہوگا اس لئے کہ وہ صحرا کی سیر مین مشغول تھی جب اُس نے میری طرف دیکھا ہے تو اسوقت پردہ کیا ہے غرضکہ عمرو خیمہ سے نکلکر جانب لشکر بقیار روانہ ہوئے یہ کہکر صاحبقران نے فرمایا کہ اب سے فیقو رہے کہا کہ پھر کیا ہوا امیر نے کہا کہ مجھے زیادہ بکنے کی عادت نہین ہے اب پھر کسی وقت بیان کر دونگا طیفور نے منتین کین کہ اس عشق کا پورا واقعہ بیان کر دیجیے صاحبقران پھر بیان کرنے لگے کہ الحاصل عمرو لینے تمھارے دادا جانب لشکر بقیار روانہ ہوئے تمام لشکر مین پھرے کہین پتہ نہ لگا آخر مین معلوم ہوا کہ ابھی ملکہ ملک سیاکل مین نہین ہے بلکہ دریا پار خیمہ ملکہ کا برپا ہے تھوڑی سی فوج حفاظت کے لئے پڑی ہے جس وقت عقد ملکہ کا بادشاہ کے ساتھ ہوئے گا تو ملکہ ایک ہی مرتبہ جائے گی اور بہشت بقا مین داخل کر دی جائے گی یہ سنکے عمرو کو وحشت ہوئی کہ اگر کہین یہ دوسرے کے بس مین چلی گئی تو برا ہوگا اچھا نہوگا کسی صورت سے ملکہ تک پہونچنا چاہیے یہ سوچ کے خواجہ کنارے دریا کے آئے دیکھا کہ دو ڈومنیین کھڑی ہوئی ہین اور ایک ناؤ ملاح لیے چلا آتا ہے بس انھون نے جلدی سے رنگ و روغن عیاری چہرہ پر مل کے اپنی صورت بھی ایک ڈومنی کی اینٹی بنائی اور اُن ڈومنیون مین جا کے باتین کرنے لگے انھون نے کہا کہ بہن تم کون ہو کہان رہتی ہو جواب دیا کہ مین خدمت خداوندین گا یا بجایا کرتی ہون اندنون مجھے ہول دل کی بیماری ہو گئی تھی تو خداوند سے رخصت لیکے چلی آئی تھی آج دل بہلانے اسی طرف چلی آئی تم کون ہو اُن دونون نے کہا کہ ہم دونون آپس مین بہنین ہین نام ہمارے سیارہ و ستارہ ہین ہم ملکہ نا ہید کج ابرو دختر فریطا کوک عقرب چشم کے ملازم ہین یہ وقت نوکری کا ہے خیمہ ملکہ کا اُس پار ہے خیر اسوقت تو ہم مجبور ہین پھر کسی وقت آنا تو ہم تمھارا گانا سنین گے اپنا گانا تمھین سنائین گے انھون نے کہا کہ اگر تمھارا کچھ حرج نہو تو ہمین بھی لیے چلو ہمین گانے بجانے سے کچھ واسطہ نہین ہے سنا ہے کہ ملکہ تمھاری نہایت حسین ہے ذرا ہم بھی دیکھ لیتے انھون نے کہا کہ بہن چلو ہمارا کیا حرج ہے خواجہ اُن دونون ڈومنیون کے ساتھ کشتی پر سوار ہو کر اُس پار اُترے محلدار نے اطلاع کی کہ میراثنین حاضر ہین ملکہ نے بلا لیا خواجہ بھی اُن ڈومنیون کے ساتھ اندر پہونچے سلام کر کے بیٹھ گئے دیکھا تو ملکہ کا

رنگ زرد چہرہ متغیر بال پریشان عجب حال سے ہر کہ تن بدن کا ہوش نہین ہی خواجہ سمجھ گئے کہ یہ بھی
دل دادہ ہی ان ڈومنیون نے ساز ملا کے گانا شروع کیا خواجہ نے دیکھا کہ جہان کوئی جلا بھنا عاشقانہ
شعر آگیا ملکہ بے چین ہو گئی بعضے حسرت انگیز اشعار پر ملکہ کی آنکھ سے آنسو ٹپک پڑے آپ چپکے چپکے تماشہ
دیکھا کئے جب یہ ڈومنیان گا چکین تو ملکہ نے پوچھا کہ یہ جو لائی اوڑھے تمھارے ساتھ بیٹھی ہی یہ کون
عورت ہی انھون نے ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ یہ خداوند کے یہان گاتی بجاتی ہی ہماری برادری کی ہین
حضور کی مشتاق جمال تھین مین اپنے ساتھ لے آئی ملکہ نے کہا تمھارا کیا نام ہی خواجہ نے کہا جی مجکو سورستی
کہتے ہین ملکہ نے کہا کہ ذرا ہم بھی تمھارا گانا سنین تم تو خداوند کے جلسے کی گانے والی ہو ہمین کاہے کو
سناؤگی کہا کہ مین جیسی خداوند کی لونڈی ویسی آپ کی آپ بھی تو خداوند کی بہو بننے والی ہین ملکہ اس
سخن پر بد مزاج سی ہوئی مگر زبان سے کیا کہہ سکتی تھی خواجہ نے انداز کر لیا کہ یہ نام یاقوت شاہ سے نفرت
بھی کرتی ہی خواجہ ڈومنی بنے ہوئے سامنے جا بیٹھے اور ایک عاشقانہ غزل شروع کی پھر خواجہ کا گانا اور
کسی رشک ہزار شاہ کے جلے بھنے اشعار ہر شعر پر ملکہ کی یہ حالت ہوئی کہ بیخود ہو ہو گئی وہ جو ڈومنیان
خواجہ کو اپنے ساتھ لے گئی تھین وہ سکتے مین تھین ایسا گانا انھون نے کبھی کاہے کو سنا تھا ملکہ بہت خوش
ہوئی اور ایک مالا موتیون کا گلے سے اتار کے سورستی کو دیا اور کہا کہ کل پھر آنا سورستی نے سلام کیا
اور ہمراہ انھین ڈومنیون کے سوار ہو کر گھر کی راہ لی راستے مین مالا توڑ کے موتی بانٹ دیے ان
ڈومنیون نے لینے سے انکار کیا آپ نے اصلی موتی تو زنبیل مین رکھ لیے جھوٹے موتی بانٹ دیے اور ان کو
یہ بھی سمجھا دیا کہ یہ موتی بند کر کے رکھ چھوڑنا بار بار دیکھنے سے آبداری جاتی رہتی ہی یہ شاہزادی کے گلے
کے موتی ہین انھون نے خوش ہو کے کہا کہ ہمین تمھاری بدولت آج یہ انعام ملا ورنہ ہمین تو سو اشرفی
روپیہ کے کوئی شے کبھی انعام مین نہین ملی یہ تمھارا کمال اور تمھاری قسمت تمھاری بدولت ہمارا بھی
فائدہ ہوا کل پھر آنا ملکہ تم سے بہت خوش ہوئی ہین الحاصل خواجہ وہان سے رخصت ہو کر عمرو بن رستم کے
پاس آئے اور ساری کیفیت اپنے جانے کی بیان کی عمرو بن رستم یا تو کروٹ مشکل سے بدلتے تھے یا
اُٹھ بیٹھے اور خواجہ سے کہا کہ ہمین کیا اگر آپ جا کے ملکہ کو دیکھ آئے اگر ہماری آنکھون سے دیکھتے تو شاید
ہمین بھی کچھ تسکین ہوتی خواجہ نے کہا کہ پھر کیا مشکل ہی کل تم بھی چلے چلو مگر یون جانا ممکن نہین ہی جس
صورت بنا کے مین گیا ہون اسی صورت سے چلو عمرو بن رستم نے کہا کہ کس طرح خواجہ نے کہا کہ ڈومنی بن کے چلنا
ہوگا اس وقت عمرو بن رستم کو غیرت آئی اور کہا کہ مین تو نہ جاؤن گا اگر یہ بات ظاہر ہو گئی کہ عمرو بن رستم
ڈومنی بن کے گئے تھے تو مین کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہون گا خواجہ نے ایسا فقرہ دیا کہ عمرو بن رستم
راضی ہو گئے لطیفہ و بیچ مین بول اٹھا کہ اس فقرے کو بھی تو بیان کیجیے یہ سننے کا دل کیون شکوہ مسکرا کے
اور فرمایا کہ خواجہ نے کہا کہ تم کیا اپنے دادا سے بڑھ گئے ہو مین ان کو بھی صورت بدل کے لیجا چکا ہون عمرو
بن رستم عشق مین مبہوت ہو رہے تھے یہ نہ پوچھا کہ دادا صاحب کیا عورت بن کے گئے تھے اگر وہ گئے
بھی تھے تو مرد کے بھیس مین اپنی اصلی صورت مصلحت سے بدل ڈالی ہوگی دوسرے دن عمرو نے عمرو
بن رستم کو شیشے مین اتار کے بالکل راضی کر لیا اور رنگ و روغن عیاری ملکر صورت ان کی ڈومنی کی
بنائی اور ہیرا سا زیور پہنایا زنانہ جوڑا زیب جسم کیا خواجہ اسی صورت پر بنے جس صورت سے ایکدن
پیشتر ہو آئے تھے اور عمرو بن رستم کو اپنے ساتھ لے کے جانب ملکہ روانہ ہوئے جس طرح انھون نے
عمرو بن رستم کو فقرہ دیا اسی طرح تو مجھے فقرہ دیتا ہی مگر مین تیری باتون مین آکر اپنی عزت نہین ڈبوؤنگا

مرد ہو کر چوڑیان نہ پہنون گا طیفور نے کہا کہ اچھا یہ آپ کو اختیار ہے جائیے جائیے یا نہ جائیے مگر عمرو
بن رستم کا واقعہ تو پورا بیان کر دیجیے کہ وہان پہونچ کے کیا کیا صاحبقران نے فرمایا کہ گئے اور ملکہ کو
لے آئے طیفور نے کہا کہ اسی طرح مشرح و بسط کے ساتھ بیان کیجیے صاحبقران نے فرمایا کہ مین نے
ناحق تجھ سے بیان کیا تو نے بکواس کے بھیجا خالی کر دیا غرض خواجہ عمرو بن رستم کو اسی ہیئت سے
اپنے ساتھ لیے ہوئے چلے تو انھین سیارہ اور ستارہ ڈومنیون کے گھر پہونچے وہ دونون نہایت
اچھی طرح پیش آئین کہ ان کی وجہ سے نفع ہوا تھا حالانکہ ظاہری نفع تھا باطناً ان کو کچھ بھی نہ ملا تھا مال تو
انھین کے قبضہ مین رہا تھا ڈومنیون نے پوچھا کہ آج یہ جوان عورت کون تمھارے ساتھ ہے عمرو نے
کہا کہ میری بیٹی ہے آج اس نے ضد کی کہ مین بھی ملکہ کی خدمت مین چلون گی یہ سنکے وہ دونون کہنے لگین
کہ یہ تو رفتہ رفتہ سارے کنبہ کو ملکہ کے یہان داخل کر دے گی اس کا تو ہونا اچھا نہین معلوم ہوتا ہے مگر
مجبور تھین اگر ساتھ نہ لیجاتین تو یہ خوف تھا کہ اس نے ایک ہی دن مین ملکہ کے دل پر سکہ بٹھا لیا ہے ایسا
نہو یہ اور کسی ذریعہ سے پہونچ کے شکایت کر دے تو پھر ملکہ کا عتاب آئے گا ہم ضرور ہی نکال دیے
جائین گے مثل مشہور ہے کہ خود کردہ را علاجے نیست خیر اب تو جو کچھ ہوا وہ ہوا وقت تو ان کی حاضری کا
تھا ہی ادھر ملکہ نے سویرے سے ناؤ ان کے لینے کو بھیجدی تھی یہان سے خواجہ عمرو بن رستم ان
دونون ڈومنیون کے ساتھ ناؤ پر سوار ہو کے اس پار اترے اور وہان سے خدمت مین ملکہ کی
پہونچے سلام کیا ملکہ نے جو آج پھر ایک نئی عورت کو ساتھ دیکھا استفسار کیا کہ یہ کون ہے خواجہ نے ملکہ سے
بھی یہی کہا کہ یہ لونڈی کی دختر ہے اور عمرو بن رستم کی طرف دیکھ کے کہا کہ ہائین تم نے ملکہ کو سلام نہ کیا
بھلا یہ سلام کیا کرتے یہ تو یہین دل مین کہتے جاتے تھے کہ مین اس ہیئت سے کیون آیا مگر اب تو آپھنسے خاموش
بیٹھے رہے ملکہ نے کہا کہ شرم اس کے مزاج مین بہت ہے خواجہ نے کہا کہ حضور ہم لوگون کا بیحیائی کا پیشہ
مردون سے تو شرم کرتے نہین نہ کہ عورتون سے اور پھر وہ بھی آپ ایسی بیبیون سے اسی کو کہا ہے
کہ جس نے کی شرم اس کے پھوٹے کرم ملکہ نے کہا کہ خیر کچھ گاؤ اور یہ گانا جانتی ہو تو اس سے بھی گواؤ خواجہ
نے کہا کہ پھر اچھا خوب بجاتی ہے اور طبلہ کی تو استاد ہی ایسی ٹھیکا دیتی ہے کہ مجھے بھی یاد نہین مگر ویسے اچھا
ناچتی ہے مگر اس پر تو شرم بہت پڑی ہے یہ شرم نہین پڑی بیباکی ہے غرض ملکہ جو چاہا جی چاہا خواجہ نے کہا ان کو [illegible]
سامنے کے سوا کچھ بن نہ پڑی دل مین کہتے تھے کہ میری کیا شامت تھی کہ مین اس صورت سے آیا اب اگر
بولتا ہون تو راز فاش ہوتا ہے بنا بنایا کھیل بگڑا جاتا ہے خیر اب تو جو ہو سو ہو [illegible]
ہر چہ آید بر سر من بانصیب [illegible] چپکے ہی بیٹھے رہے دم نہین مارا خواجہ نے یہ غزل شروع کی غزل

زلف شبگون ہے کہین مشک ختن سے بہتر — رو سے رنگین ہے سراپا ہے چمن سے بہتر
اس مین یوسف ہے گرے مین گے سیکڑون دل — چاہ کنعان بھی نہین چاہ ذقن سے بہتر
کیا لگے ہر تن پہ دکھاتے ہین گل زخم بہار — کوچہ قاتل کا گلزار ہے چمن سے بہتر
یہ نرا لگتا ہے نہ یہ بو ہے نہ یہ رنگت ہے — غنچہ گل نہین اس گل کے دہن سے بہتر
سحر رخ شب گیسو کی بیاض اور سواد — حلبی آئینہ سے مشک ختن سے بہتر
ہون مین وحشی مجھے عریانی ہے کرتی ہے قبا — دامن دشت کی چادر ہے کفن سے بہتر
در دندان کے مضامین ہین جواہر [illegible] — [illegible] ملک عدن سے بہتر
دزد کا غم ہے نہ رہزن کا وہان کھٹکا ہے — منزل گور غریبان ہے وطن سے بہتر

اس کے نظارے سے کیا سیر دل بلبل ہو
بزم گل مین بھی جسے دیکھیے لب بستہ ہو
چٹنے مسک ہین وہ دنیا پہ مرے جاتے ہین
دفن کر دو تن پُر داغ ہمارا اے یاران
اسے پہنے ہوئے جاتے ہین خدا کے آگے
سر جھکائے ہوئے کس ناز سے یہ چلتی ہے
ہے وہان نقص ترقی ہے یہان روز بروز
جام ہاتھون مین ہین یا شاخ پہ گل پھولے ہین
پیچھے سنکے مرے پاس وہ گلرو بولا

شاہد گل کی سجاوٹ ہے دلہن سے بہتر
کوئی مجمع نہین ارباب سخن سے بہتر
ان کے نزدیک کوئی شے نہین زن سے بہتر
ہمکو یہ پھولون کی چادر ہے کفن سے بہتر
کوئی جامہ نہین دنیا مین کفن سے بہتر
ہے ستمگر تری تلوار دلہن سے بہتر
ماہ نو بھی تو نہین داغ کہن سے بہتر
آج ساقی تری محفل ہے چمن سے بہتر
زمزمے ہین ترے مرغان چمن سے بہتر

اسی طرح خواجہ ایسی ایسی غزلین گانے لگے کہ ملکہ کو رلا رلا دیا جب ملکہ کو اپنی طرف بہت متوجہ پایا تو ہاتھ باندھ کے عرض کی کہ قربان جاؤن مجھے کچھ تنہائی مین عرض کرنا ہے ملکہ نے کہا کہ بیان کرو یہ فرما کر تخلیہ کا حکم دیدیا جس قدر انیسین جلیسین مصاحبین خواصین وغیرہ تھین سب کو حکم ہوا کہ باہر جاؤ جب ہم بلائین تو آنا خبردار بے بلائے کوئی اندر نہ آئے سیارہ اور ستارہ بھی نکالدی گئین دل مین کہتی تھین کہ یہ بلا کہان سے آئی کہ اس نے تو ملکہ کو اپنا ہی کر لیا بیان جسوقت تخلیہ ہو گیا سوائے سورستی اور اُن کی بیٹی کے کوئی باقی نہ رہا تو ملکہ سے عرض کی کہ قربان جاؤن ایک زمانے مین مجھے علم نجوم و رمل وغیرہ سے اسقدر شوق ہوا تھا کہ مین نے گانا بجانا تک چھوڑ دیا تھا جب مصیبت پڑی تو گھر کا کام تھا اسوجہ سے پھر کرنے لگی ورنہ اصل مین مین نے علم نجوم مین کمال حاصل کیا تھا کل جو مین حاضر حضور ہوئی تو چہرہ کو دیکھکر شک ہوا مین نے اپنے علم سے جو دریافت کیا تو کیا کہون خلاف ادب ہے اگر جان کی امان پاؤن تو عرض کرون ملکہ کو اشتیاق تھا کہ دیکھیے یہ کیا بیان کرتی ہے فرمایا کہ جو تمھارے علم مین ہوا ہے بیان کرو خواجہ نے کہا کہ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے کوئی کسی کا شیدا ہوتا ہے اور اُس کے خیال مین محو ہو کر اپنے تن بدن سے بیخبر ہو جاتا ہے وہ حالت حضور کی ہے اگر میرا بیان سچا ہو تو کہہ دیجیے مجھے تعویذ بھی لکھنا آتا ہے جب تسخیر سب کچھ جانتی ہون ملکہ عورت تو تھی ہی اتنی بھی چوٹ کی کہ قبول دی فرمایا کہ مین یہ نہین سمجھتی جو جوان ہوگا کسی نہ کسی طرف اس کا میلان خاطر ضرور ہوگا ایسے علم مین کیا بتا سکتی ہون کچھ تفصیل وار بیان کرو اسوقت سورستی نے عرض کی کہ اگر مین نے مفصل بیان کر دیا تو انعام ملے گا ملکہ نے فرمایا کہ جو مانگے گی وہ دون گی اب تو خواجہ نے پورے اسرار دینا شروع کیے کہ جنگل تھا اُدھر سے سواری آپ کی جاتی تھی اور کسی مقام پر عمارت وغیرہ کی بنیاد پڑی ہے وہان کسی شخص کو آپ نے دیکھا ہے اُسوقت سے طبیعت آپ کی بے چین رہتی ہے اتنا سنتے ہی یا تو ملکہ لیٹی ہوئی تھی یا اُٹھ بیٹھی اور کہنے لگی کہ تم نے ایسا سچ بیان کیا جیسے تم دیکھ رہی تھین سورستی نے کہا کہ ہم لوگون کے سامنے سب ننگے ہین جس کا حال چاہین دریافت کر لین اب مجھسے چھپانا بیکار ہے اے ملکہ آفاق اگر ارشاد ہو تو مین تعویذ بھی دون اور ایسا تعویذ دون کہ پھر تو خیال اُس شخص کا دل سے جاتا رہے اور کہیے وہ خود یہان آجائے ملکہ نے کہا کہ اے سورستی کیا کہون مین اُس شخص کی دختر ہون جس کے نام سے پہلوانان زمانہ تھراتے ہین اور یہ سمجھتی کہ ایک مزدورون کے جمعدار پر میری طبیعت آئی تم سچ کہتی ہو سواری میری چلی آتی تھی اور ایک شخص نوجوان کھڑا ہوا کچھ عمارت بنوا رہا تھا اُس نے مجھے دیکھا میری نظر اُس پر پڑی اُسوقت سے روح بے چین ہے جی چاہتا ہے کہ اُڑ کر پہونچ جاؤن اور یہان میرے قتل کا

سامان ہو رہا ہی باپ میرا اسلیئے لایا ہی کہ یاقوت شاہ کے ساتھ میری شادی ہو اور مین اُسسے
بہرا مزا دے سے نفرت کرتی ہون میری قسمت خدا اُسی مرد و روون کے جمعدا رسے وابستہ کردے تو
اچھا ہی یہ کہکر رونے لگی اور یہ شعر پڑھا کہ ؎ یہ کہکر مرگئی بلبل قفس مین ۔نہو بندہ کسی بندہ کے بس مین
اس کی یہ حالت دیکھکر عمرو بن رستم قریب تھا کہ لپٹ جائین لیکن ضبط کیا اُسوقت سورستی نے کہا کہ
اے ملکہ اگر یہان ابھی رہو گی تو ضرور ہی کہ شادی تمھاری اُسی خدا وندزا دے کے ساتھ ہوگی جس سے
تمھین نفرت ہی ملکہ نے فرمایا کہ پھر کہان جاؤن میری تو وہ مثل ہی کہ نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن اُسوقت
سورستی نے کہا کہ اے ملکہ اگر وہ شخص جس پر تم عاشق ہو کچھ صاحب قوت ہو اور بقا سے مقابلہ کی طاقت
رکھتا ہو تو تم اُس کے پاس چلنے مین تامل تو نہ کرو گی ملکہ نے کہا کہ اے سورستی اگر وہ بقا سے مقابلہ بھی کرسکتا
ہو لیکن یہ مجھے معلوم ہو جائے کہ جو حالت میری اُس کے فراق مین ہی اُسی طرح اُسے بھی میرا خیال ہی
تو مجھے اُس کا ساتھ بدل و جان منظور ہی خواہ اس مین جان جائے یا رہے جب عمرو نے ملکہ کے دل کا
حال اچھی طرح دریافت کر لیا تو کہا کہ اے ملکہ آفاق مبارک ہو کہ جس پر آپ عاشق ہوئی ہین وہ مزدور کا
بیٹا نہین ہی بلکہ بیٹا ہی رستم زمان عالمشاہ نوجوان کا اور پوتا ہی امیر حمزہ صاحبقران کا جس کی تلوار کا
سکہ عالم مین بیٹھا ہوا ہی تم تو ایسا سمجھو ان کی دختر ہو حمزہ کے بیٹون پوتون پر تو بقا کی بیٹیان عاشق
ہوئین اور نکل گئین اس اس طرح ملکہ کو ابھارا کہ ملکہ آمادہ ہو گئی اب خواجہ نے کہا کہ اے ملکہ جو تمھاری
حالت اُس نوجوان کے فراق مین ہی اس سے بدتر اُس کی حالت ہی اور نام اس نوجوان کا عمرو بن رستم ہی
مین دراصل عمرو عیار ہون اور اُسی کے واسطے مین نے اپنی یہ صورت بنائی اور اپنے کو تم تک پہونچایا
اور یہ جس کو مین نے اپنی دختر بتایا تھا یہ وہی شاہزادہ ہی تمھارے ملنے کے اشتیاق مین اس نے یہ
لباس اختیار کیا اور میرے ساتھ یہان تک آیا ہی اب تو ملکہ ہک دھک ہو گئی عمرو نے اُٹھکر عمرو بن رستم
کے منھ پر ہاتھ پھیرا صورت اصلی ظاہر ہوئی جلدی جلدی تمام زیور اُتار کپڑے زنانے جو اوپر سے
پہنا دیے تھے اُتار ڈالے اب تو ملکہ نے پہچانا اور کہا کہ بیشک اسی جوان کو مین نے دیکھا تھا مگر اے شہریار
مجھے تو آپ کے ساتھ چلنے مین کوئی عذر و انکار نہین ہی لیکن آپ کو معلوم ہی ہو گا کہ جب سے میرا باپ
اس مقام پر آیا اور اُس نے آپ کے لشکر سے مقابلہ شروع کیا اُنتی سردار زخمی کئے ہین جس وقت
وہ میرے حال سے باخبر ہو گا تو لشکر اسلام سے ایسی تلوار چلے گی کہ زمین پر دریائے خون روان ہو گا
جو شخص فریطا کوک عقرب چشم سے طاقت مقابلہ رکھتا ہو وہ مجھے لے چلنے کا قصد کرے اسوقت عمرو
بن رستم نے کہا کہ اے ملکہ دربار بقا مین قرش سے بڑھکر زبردست سردار کوئی نہین جب قرش کو
صاحبقران نے زیر کر لیا تو فریطا کوک کی کیا حقیقت ہی یہ بھی ایک نہ ایک دن اسیر ہو جائے گا ابھی
تک دادا صاحب یا والد ماجد سے مقابلہ کی نوبت نہین آئی ہی ورنہ فریطا کوک کبھی لشکر اسلام مین ہوتا
تم ہمارے ساتھ چلو اطمینان رکھو کیا مجال ہی کسی کی جو تمھین ہم سے چھین سکے اُسوقت ملکہ نے دروازہ
خیمہ پر آکے سیارہ اور ستارہ دونون ڈومنیون کو رخصت کر دیا اور دوسرا بجرا تیار ہونے کا حکم دیا
اور فرمایا کہ ہم سیر دریا کرین گے بعد روانہ ہونے ڈومنیون کے ملکہ بھی مع عمرو بن رستم اور خواجہ عمرو
بجرے پر سوار ہو کے اُس پار اُترے خواجہ ملکہ کو لیئے ہوئے اُسی قلعہ نیم تعمیر مین آئے اور وہان سے ملکہ
کو عمرو بن رستم کے ساتھ گھوڑے کے جانب خیمہ ملک قاسم روانہ ہوئے شاہزادہ خاور سپاہ آرام
کر رہے تھے عمرو نے سیارہ سے کہا کہ جگا دے اُس نے عرض کی کہ میری مجال نہین ہی کہ مین جگاؤن

آپ مزاج سے شاہزادہ کے آگاہ ہین عمرو نے آپ جاکے قاسم کو جگایا اور کہا کہ بیٹھے کیا کر رہے ہین
بھائی صاحب آپکے فریطاکوک کی دختر پر عاشق ہوئے تھے اُسے بھگا کے قلعہ مین لائے ہین قلعہ تباتیار
ہو کسی سردار کو سواری ساتھ کرکے بھیجو اور بھاوج کو بلوا لو ایسا نہو یہ خبر مشہور ہوا اور لشکر لیجا جاکے
گھیرلے پھر ملکہ کا نکالکے لانا دشوار ہوگا قاسم نے اُسیوقت مظفر بن ضیغم خون آشام کو دس ہزار
سوار سے روانہ کیا کہ جاکر قلعہ سے بھابی صاحبہ کو لے آؤ مظفر بن ضیغم خون آشام روانہ ہوا وہان
وہ دونون ڈومنیان جو ملکہ کی خدمت سے واپس ہوئین تو آپس مین کہتی ہوئی چلین کہ نہین معلوم
یہ عورت کٹنی ہی یا ساحرہ ہی کہ دو دن مین ملکہ کو اپنا کر لیا ہم برسون کے نوکر اور دودھ کی مکھی کی طرح
الگ نکالکے پھینکدیے گئے اور مزا تو یہ ہی کہ اُس نے پہلے ہمین کو فریب دیا کہ ہم اُسے ملکہ تک لے گئے
ورنہ ملکہ تک رسائی بھی محال تھی اگر اونچ نیچ پڑی تو ناک چوٹی ہماری پہلے کاٹی جائے گی اس سے بہتر یہ
ہی کہ اپنی بریت کرنی چاہیے آج ملکہ کے والد ماجد سے اطلاع کردین یہ سوچتی ہوئی دونون کی دونون
خدمت مین فریطاکوک عقرب چشم کے پہونچین اور کہا کہ جان کی امان پائین تو کچھ عرض کرین فریطاکوک
نے کہا بیان کرو تمھاری جان تم کو بخشی یہ سنکے اُن دونون نے کہا کہ کچھ دنون سے صاحبزادی کی
طبیعت کا رنگ بدلا ہوا ہی اور ایک نئی عورت وہان گئی ہی اُس سے کچھ پوشیدہ باتین ہوا کرتی ہین یہ
ہمین نہین معلوم کہ کیا باتین ہوتی ہین اسلئے ہم نے ازراہ خیرخواہی حضور کو مطلع کردیا اب اگر کچھ اونچ نیچ
پڑے تو ہمارے سر الزام نہ آئے یہ سنکے فریطاکوک عقرب چشم نے اُسیوقت ایک عورت کو بھیجا کہ
جاکے ملکہ سے کہدو کہ تم دریا کے اس پار خیمہ اپنا برپا کرو کیونکہ اگر ہمارا جی چاہتا ہی کہ تم کو دیکھین تو دقت
ہوتی ہی تم تک پہونچنے مین عرصہ ہوتا ہی وہ عورت حسب الحکم ناؤ پر سوار ہوکے پیام فریطاکوک کا
ملکہ سے کہنے کو گئی جب ملکہ کے خیمہ مین پہونچی اور دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ ملکہ نہین ہین پوچھا کہان گئین
خواصون نے بیان کیا کہ بجرے پر سوار ہوکے سیر دریا کو گئین ہین بجرہ تو پلٹ آیا لیکن ملکہ پلٹ کے نہین
آئین ماچھیون کا بیان ہی کہ دو اجنبی آدمی تھے ملکہ انھین کے ساتھ بجرے سے اُترکر صحرا کی طرف چلی گئین
بس یہ سنکے اس نے چھاتی پر ہاتھ مارا اور کہا کہ اس چھوکری نے غضب کیا جس کا ایسا باپ ہو اُس نے
خاندان کی ناک اسطرح کٹوا دی وہان سے روتی پیٹتی آئی اور سارا ماجرا بیان کیا کہ صاحبزادی کا
پتہ نہین کہ کہان گئین بس یہ سنکے فریطاکوک بسبب شرم وحیا کے غرق عرق ہو گیا اپنے عیار کو بلاکے حکم
دیا کہ جا اور خبر لا کہ ملکہ کہان گئی عیار روانہ ہوا اب صبح کا وقت عیار فریطاکوک عقرب چشم لشکر اسلام مین
آیا اور گشت لگاکے پلٹا تھا کہ دیکھا اس نے کہ جانب صحرا سے مظفر بن ضیغم خون آشام ایک محافہ اپنی حفاظت
وحراست مین لیے ہوئے لشکر اسلام کی طرف جا رہا ہی اس نے کسی عیار اہل اسلام کی شکل بنکر ہمراہیان مظفر
سے پوچھا کہ یہ کس ملکہ کی سواری ہی انھون نے سادگی کے ساتھ دوست سمجھکے بیان کردیا کہ فریطاکوک عقرب چشم
کی دختر ہی اور شاہزادہ عمرو بن رستم کی معشوقہ ہی بس یہ سنتے ہی عیار وہان سے سر پر پاؤن رکھکے بھاگا اور
آکر فریطاکوک عقرب چشم سے بیان کیا کہ عمرو بن رستم ملکہ کو بھگا لے گیا ہی اور خالو قدرت ضیغم خون آشام
کا بیٹا محافہ ملکہ کا اپنی حفاظت مین لیے جاتا ہی ابھی ملکہ لشکر اسلام تک پہونچی نہین ہی بس یہ سنتے ہی فریطاکوک
عقرب چشم نے اسلحہ طلب کیا اور ایک رفیق اس کا تنومند وزورآور کہ نام اُس کا ضیغم شیرزن تھا یہ مسلح
بیٹھا ہوا تھا فریطاکوک نے اس سے کہا کہ تو جاکر مظفر سے ملکہ کو چھین لا اور مین بھی آتا ہون فریطاکوک
عقرب چشم تو جسم پر ہتھیار سجنے لگا اور ضیغم شیرزن اُسی وقت مرکب پر سوار ہوکے روانہ ہوگیا اودھر

مظفر بن ضیغم خون آشام ملکہ کا محافہ لئے چلے آتے ہین دس ہزار سوار محافہ کو گھیرے ہوئے ہین ملکہ بھی
دل مین خوش ہو کہ اب صاحبقران کی پوت بہو کہلاؤن گی اگر وہان رہتی تو ایک کافر کی بہو اور کافر کی جورو
کہلاتی خدا کا شکر ہو کہ اُس نے عفریت خصال سے مجھے بچا یا اور جیسے مین چاہتی تھی اُسے پایا یہ خوشی خوشی محافہ
سے جھانکتی تاکتی ہوئی کہ اب لشکر اسلام کتنی دور ہی چلی آتی تھی کہ ایک مرتبہ جانب صحرا سے گرد اُڑی اور ضیغم
تیغزن مانند باد صرصر کے پہونچا اور اس نے نعرہ کیا کہ اے پسر خالو قدرت بڑے شرم کی بات ہو کہ باپ تیرا
خالو قدرت کہلاتا ہو اس رشتہ سے تو یاقوت شاہ کا چچا ہوا اور اُسی کی منگیتر کو ایک مجاور زادہ مکہ کے پوتے
کے لئے لئے جاتا ہو تو نے نام خاندان کا ڈبو دیا جب عزیزان خداوند ایسا کرین گے تو دوسرون کو کیونکر خیال
ہونے لگا بس خیر اسی مین ہو کہ محافہ ملکہ کا میرے سپرد کر ورنہ بزور شمشیر مین چھین لون گا اُسوقت مظفر بن ضیغم
خون آشام نے کہا کہ او خدانا شناس یہ کس ملت و مذہب مین روا ہو کہ بجبر کسی کی شادی کر دی جائے
خدا نے ہر شخص کو آزادی دی ہو عورت ہو یا مرد جس کی راضی ہو اُس کے ساتھ عقد کرے ملکہ جس کی رضامند
تھی اُس کے پاس چلی آئی اور اب یہ شاہزادہ غاورسیاہ لال خفتان خونریز خاوری کی بجاوج ہو چکی اب
ادھر اگر کوئی دوسری نیت سے دیکھے تو آنکھین نکال لی جائین اور تو قرابت لقا کا جو طعنہ دیتا ہو تو میرا اسلام
اختیار کرنا پرستاران لقا کے واسطے نصیحت ہو کہ وہ سب بھی اس مذہب برحق کی طرف راغب ہون اور
دل مین سمجھین کہ اگر لقا لائق پرستش ہوتا تو عزیز اُس کے اُسے کیون چھوڑ دیتے بہتر یہ ہو کہ تو بھی مذہب اسلام
اختیار کر اور لقا پر لعنت کر کہ عبد ہو کر معبود ہونے کا دعوی کرتا ہو اور دیکھ لینا کہ ایک روز تیرا آقا فریطاکوک
عقرب چشم بھی زیر ہو کر مثل ملک قہرش بن سوکمائی طوفانی کے اطاعت اختیار کر لے گا یہ بھروسہ نہ کرنا کہ
فریطاکوک کے ہاتھ سے اسی پچاسی سردار زخمی ہو چکے ہین ابھی رستم زمان علمشاہ نوجوان یا خود صاحبقران
سے سامنا نہین ہوا ہو ورنہ فریطاکوک کو میدان سے پلٹ کے جانا نصیب نہوتا یہ سنکے ضیغم تیغزن نہایت
برہم ہوا اور اس نے تلوار کھینچکر مظفر پر حملہ کیا کہ تو نہ مانے گا بغیر جنگ تجھسے فیصلہ نہوگا مظفر بن ضیغم خون آشام
نے وار اُس کا رد کر کے ایسا ہاتھ مارا کہ ضیغم تیغزن زخمی ہو کر جھومنے لگا مظفر اگر دوسرا ہاتھ مار دیتا تو کام
ضیغم تیغزن کا تمام ہو جاتا مظفر نے اس حرکت کو شان مردی و مردانگی کے خلاف جانا ہنوز ضیغم تیغزن پلٹنے نہین
پایا تھا اور مظفر ملکہ کو لے کے لشکر کی طرف نہین جانے پایا تھا کہ دوسری گرد اُڑی اور خود فریطاکوک
عقرب چشم یکہ و تنہا پشت مرکب پر بیٹھا ہوا نمودار ہوا اپنے سردار کو غرق خون دیکھکر اس نے نعرہ کیا کہ او
مظفر کہان جاتا ہو خبردار کہ مین آ پہونچا فریطاکوک کی آمد دیکھکر ملکہ کے ہاتھ پاؤن سرد ہو گئے اور اس کو
یقین ہو گیا کہ اب میرا لشکر اسلام مین پہونچنا غیر ممکن ہو اس کے ہاتھ سے مظفر بچ نہین سکتا یہ تو سہم گئی وہان
مظفر نے کہا کہ او فریطاکوک عقرب چشم مین مثل لقا کے نہین ہون مین سپہگری کو خداوندی سے بہتر جانتا
ہون اور کوئی کام دوسرون کے گھمنڈ پر نہین کرتا ہون اگر تیرے بازوؤن مین طاقت ہو تو ملکہ کو مجھسے چھین لے
جبتک میرے دم مین دم ہو اُسوقت تک تو ملکہ کو ہرگز نہ دون گا فریطاکوک نے کہا کہ مین بھی عاجز نہین
ہون اور اب مجھے تیرا وہ پاس نہین ہو جو پہلے تھا اس لئے کہ پہلے مین عزیز خداوند سمجھکر بہت عزت کی نظر سے
تجھے دیکھتا تھا اب تو خداوندی سے منحرف ہو گیا تو پھر بھی تیری اطاعت واجب نہین رہی یہ کہکے فریطاکوک
عقرب چشم نے تلوار کھینچ لی ادھر مظفر نے تلوار کھینچ لی مظفر نے کئی وار کئے مگر فریطاکوک نے سب وار رد
کر کے ایک ہاتھ ایسا مارا کہ مظفر بن ضیغم خون آشام زخمی ہو گیا فریطاکوک نے محافہ کے قریب آ کے
دختر سے کچھ باتین کرنا چاہا ملکہ نے بسبب شرم کے باپ کو کوئی جواب نہ دیا اور وہان شاہزادہ غاورسیاہ کو

خبر ہوگئی کہ رفیق آپ کا فریطاکوک کے ہاتھ سے زخمی ہوگیا اور وہ اپنی دختر کو لیے جاتا ہے بس یہ سنتے ہی
قاسم کو تاب نہ رہی جلدی سے مرکب پر سوار ہوکر روانہ ہوئے یہاں فریطاکوک عقرب چشم محاذ کو ساتھ
لے کر چند ہی قدم آگے بڑھا ہوگا کہ گرد اڑی اور نعرہ ہوا کہ اے آفتاب مشرق دین پروری
شہسوار لال پوش خاوری۔ خبردار او فریطاکوک عقرب چشم کہاں جاتا ہے میں آپہونچا یہ دختر
تیری اب ہماری عزت ہے فریطاکوک عقرب چشم نے پلٹ کے دیکھا اور کہا کہ اتنی میدان داریاں ہوئیں
ان میں تو نے نکل کے سامنا نہ کیا تجھے تو حسرت صاحبقران اور علمشاہ نوجوان سے مقابلہ کی ہے اور کوئی
سردار نظر میں نہیں سماتا مگر آج تک نہ تیرا باپ ہی میرے مقابلہ کو نکلا نہ دادا تجھ سے میں کیا مقابلہ کروں قاسم
نے کہا کہ تو مجھے کیا سمجھتا ہے فریطاکوک نے کہا کہ بچہ جانتا ہوں قاسم نے کہا کہ میں وہ بچہ ہوں کہ میں نے
سات برس کے سن میں ترک توسن بلیطاقی کو بارگاہ ہرمز و فرامرز میں گھس کر مارا طلسم افراسیاب
کو فتح کیا میں تیری حقیقت کب سمجھتا ہوں لا ضرب بہادری کی فریطاکوک عقرب چشم نے تلوار ماری
قاسم نے چاہا بند دست پر ہاتھ ڈال دوں لیکن قد فریطاکوک کا بہت بڑا تھا ہاتھ قاسم کا کلائی تک
نہ پہونچا تھا کہ تیغہ سر پر آگیا اور تا دو ابرو اتر گیا قاسم نے جلدی سے داستانہ مارا تیغہ تو جھٹکا کر نکل گیا لیکن
قاسم پر غشی طاری ہوگئی کہ زخم گہرا تھا لیکن بعد قاسم کے چلنے کے اس خبر کو سنکر رستم زمان علمشاہ
نوجوان بھی چل کھڑے ہوئے تھے اسوقت پہونچے کہ قاسم زخمی ہو چکے تھے بس نعرہ کیا کہ علمشاہ رومی شہ
فیل زور کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور خبردار اے فریطاکوک عقرب چشم میں آپہونچا فریطاکوک
نے کہا کہ بیٹے کی محبت نے کھینچا تمہیں مقابلہ پر آ اور کہا اتنی میدان داریوں میں کسی دن سامنا نہ کیا علمشاہ
رومی نے کہا کہ اے فریطاکوک اگر تجھے میرے مقابلہ کی تمنا تھی مجھے پکارا ہوتا میرا فائدہ تھا یہ کہ اور لوگوں کو
تجھے تمنا ہے مقابلہ تھی میں ان کو نہ جانے دیتا اور کیا یہ میدان نہیں ہے جہاں مقابلہ ہو گیا وہی میدان
جنگ ہے آ اور حوصلہ اپنا نکال لے یہ سنکے فریطاکوک عقرب چشم نے تیغہ نیام میں رکھ کے گرز سنبھالا اور
کہا کہ میں نے تیری ضرب گرز کی بھی بہت تعریف سنی ہے لہذا میں بھی مشتاق ہوں یہ کہکر اس نے اپنے
پندرہ سو من کے گرز کو سر پہ چرخ دے کر سر علمشاہ رومی پر وار کیا علمشاہ نے سپر بلند کی چونکہ علمشاہ
اسوقت جلدی میں ایک سانڈنی مرکب پہ سوار ہو کے دوڑے تھے ادھر تو کلہ گرز سنسنانے کی صدا پیدا
ہوئی ادھر مرکب چراغ پا ہوا اب علمشاہ گرز کو روکیں یا مرکب کو سنبھالیں سپر تو سپر رہی گرز سر مرکب پر آیا
کہ مرکب کا سر پاش پاش ہوگیا مرکب نے چرخ مارا علمشاہ نے زین خالی کیا اور دو لاتیں ماری ادھر
فریطاکوک نے مرکب سے کود کر تیغہ مارا کہ سر علمشاہ کا زخمی ہوا اب علمشاہ نے بھی تلوار ماری کہ
فریطاکوک بھی زخمی ہوگیا اب یہ حالت ہے کہ جب فریطاکوک تلوار مارتا ہے علمشاہ سپر بھی نہیں بلند کرتے
ہیں اور سینہ پر وار روکتے ہیں یہ دیکھتے ہی فریطاکوک کو بھی غیرت آئی جب علمشاہ نے وار کیا تو
فریطاکوک نے بھی سپر نہ بلند کی اس نے بھی گھراز ختم کیا یا دونوں اسقدر زخمی ہوئے کہ زمین پر گھٹنے ٹیک دیے
اور خنجر کھینچ لیے تلوارین پھینک دیں ادھر یہ خبر صاحبقران عالیشان کو پہونچی کہ عمرو بن ستم فریطاکوک
کی دختر کو لیے آتے تھے یہ ساری بیماری عشق کی تھی فریطاکوک کو خبر ہو گئی وہ آکر سد راہ ہوا مظفر بن نیشم
خون آشام کو زخمی کیا قاسم گھبرائے ہوئے پہونچے وہ بھی زخمی ہوئے اب علمشاہ سے تلوار چل رہی ہے
دونوں زخمی ہیں بس یہ سنتے ہی جلدی سے صاحبقران مرکب پہ سوار ہوکر دوڑتے آگے دیکھا تو واقع
میں دونوں اسقدر زخمی ہیں کہ جھوم رہے ہیں نہ علمشاہ کا وار فریطاکوک روکتا ہے نہ فریطاکوک کا

وار علمشاہ مر گئے ہیں یہ دیکھکر صاحبقران بیتاب ہوگئے کہ ادھر تو نور نظر ہوا ادھر بھی رستم لشکر لقا
پر جو مارا گیا داغ دے جائیگا صاحبقران نے پہونچتے ہی آواز دی کہ دیکھیا جیالیت ہو اور کس طریقے کی
جنگ ہو رہی ہے اب لڑائی ہو تو فتح اگر وجب اچھے ہو لینا تو لڑ لینا لیکن ان دو نون میں اسی طرح جھوم جھوم کر تلوار
چلتی تھی اتنی دیر کی اکبر نے بھی ساعت نہ کی پس امیر نے جاتے ہی ایک ہاتھ سے ہاتھ علمشاہ کا اور دوسرے
ہاتھ سے فرلیطاکوک عقرب چشم کا پکڑ لیا اور کہا کہ اے دلاور بس فرلیطاکوک عقرب چشم نے کہا
کہ یا امیر افسوس یہ ہو کہ آپ سے حسرت مقابلہ باقی رہ گئی اور اب اسوقت مجھے روکئے نہ رستم کو میرے
اس کے فیصلہ ہو جانے دیجئے اب مجھے اپنی زندگی منظور نہیں ہو اس لئے کہ آپ کے فرزند کی بدولت میری
عزت پر حرف آیا مجھے ملکہ کو قتل کر ڈالنے دیجئے امیر نے فرمایا کہ اے فرلیطاکوک عقرب چشم یہ کیا بات
ہو خدا نے مرد کو عورت کے لئے اور عورت کو مرد کے لئے خلق کیا ہے یہی ہوتا چلا آیا ہو کہ کسی کی بیٹی کسی کا
بیٹا کیا تم اسے ذلیل سمجھتے ہو جو بیٹی کے قتل پر آمادہ ہو میرا فرزند تمہاری دامادی کے لائق نہیں ہو فرلیطاکوک
عقرب چشم نے کہا کہ اگر داماد ہوتے تو میرا افتخار تھا اسوقت آپ کی وہ عزت ہے کہ صاحبقران جہان
کہلاتے ہیں اور میں ایک پہلوان زبردست کے لقب سے مشہور ہوں لیکن یہ طریقہ بہت برا ہوا کہ عمرو
بن رستم ملکہ کو پوشیدہ طور پر لیکے بھاگے اور علاوہ اس کے ملکہ خداوندزادے کے ساتھ منسوب ہو چکی
تھی صاحبقران نے فرمایا کہ بیشک عمرو بن رستم نے یہ برا کیا اور یہ عذر کہ ملکہ یاقوت شاہ کی منگیتر تھی
یہ نامزد بیجا ہو اس لئے کہ جب ملکہ اس کے ساتھ رضامند نہ تھی تو ملکہ کی شادی اس سے کرنا ملکہ پر ظلم کرنا ہو
اگر تم ملکہ کے قتل پر آمادہ نہ ہوتے تو میں اسیوقت ملکہ کو تمہارے ساتھ کر دیتا مگر اب ملکہ کو میں اپنے ساتھ
لیے جاؤنگا جیسی تمہاری دختر ویسی میری دختر تم ہر طرح کا اطمینان رکھو اب عمرو بن رستم صورت بھی
ملکہ کی نہ دیکھنے پائیگا جسوقت تک میرے تمہارے فیصلہ نہ ہولے گا اور میں مرہم سلیمانی تمہارے
واسطے بھیجتا ہوں تم ایک روز میں اچھے ہو جاؤ گے یہ اشفاق واخلاق صاحبقران دیکھکر فرلیطاکوک
نے گردن جھکالی اور کہا کہ مجھے آپ کی بات کا یقین ہو لیکن افسوس کہ لقا کی طرف سے ہماری کمک کو
ابتک کوئی نہ آیا یہ کہکر اسی حالت زخمداری میں باگ پلٹ کے اپنے خیمہ کی جانب روانہ ہو گیا ادھر صاحبقران
عالیشان محافظ ملکہ کا اور فرزند زخمی کو ساتھ لیے ہوئے پلٹے ملکہ کو خورشید خاوری کے حوالے کیا اور کہا
کہ یہ امانت غیر ہو خبردار کسی مرد کا اس کا سامنا نہ ہونے پائے جبتک عقد نہ ہولے اور مرہم سلیمانی منگواکر
علمشاہ وغیرہ کے زخموں میں لگانے دلوائے لیکن علمشاہ نے کہا کہ پہلے فرلیطاکوک عقرب چشم کے واسطے مرہم
بھیجئے تب اس کے بعد میں اپنے زخموں کا علاج کرونگا امیر نے عمرو کے ہاتھ مرہم سلیمانی روانہ کیا
یہاں علمشاہ اس انتظار میں بیٹھے ہیں کہ فرلیطاکوک کے زخموں میں مرہم لگا لیا جائے اور عمرو پہونچکے
آئیں تو میں بھی مرہم لگاؤں وہاں فرلیطاکوک عقرب چشم اپنی بارگاہ میں پہونچا اور اس معرکہ کی خبر
مشہور ہوئی تو سرداران لشکر کفار عیادت کو آئے اور لقا خود سوار ہو کے آیا اس لئے کہ فرلیطاکوک
عقرب چشم کو طرہ نیزے کی بھی وہ سمجھا تھا ہمراہ لقا بھی بہت سے سردار آئے بارگاہ فرلیطاکوک عقرب چشم
کی بھر گئی اسوقت لقا نے کہا کہ تم لوگ بندگان رعونت کو لے کے خداوند زادے کی نظر کو آئے ہو
وہ بھاگ جاتی ہیں اور خداوند کو بدنام کرتی ہیں اگر دختر تمہاری خراب تھی تو اسے لے کے تم کیوں آئے
یہ بات سنکے فرلیطاکوک کو تاب ضبط نہ رہی چونکہ فرلیطاکوک عقرب چشم نہایت غیرت دار اور عقلمند تھا
اس نے زندگی کو رسوائی کے ساتھ ہیچ جانا اتنے میں خواجہ پہونچے اور کہا اے فرلیطاکوک عقرب چشم

صاحبقران نے مرہم سلیمانی تمھارے واسطے بھیجا ہے اور شاہزادہ علمشاہ نے زخموں میں پٹیاں نہیں بندھوائی ہیں جب تک تم یہ مرہم نہ لگاوگے اُسوقت تک علمشاہ بھی مرہم نہ لگائینگے زخم اُسی طرح ہوا کھا رہے ہیں یہ سنکے فریطاکوک نے ایک آہ کھینچی اور کہا کہ خواجہ ہمارا سلام آخر علمشاہ کو بھی کہدینا اور صاحبقران سے بھی تسلیم عرض کرنا اور کہا کہ اب ہمارے آپکے روز قیامت ملاقات ہوگی لیکن اتنا خیال رہے کہ یا تو ملکہ کو قتل کرڈالیے گا اور یا اُس صورت سے عقد کر دیجیے گا جس طرح ان باپ اولاد کا عقد کرتے ہیں ہم تو اب دنیا سے جاتے ہیں آپ نے اگر اپنی زبان سے اُس کو دختر کہا ہو تو اب ہمارے مقام پر آپ ہیں اور خواجہ آپ میرے کلمہ کے شاہد رہیے گا میں نے لاکھ لاکھ لعنت کی ایسے خداوند پر جس کے یہاں انصاف نہیں اور بدل دین اسلام قبول کیا بیشک مذہب اسلام برحق ہے یہ کہکر اس نے خنجر مار لیا عمرو ہائیں ہائیں کرتے رہے لیکن فریطاکوک ایسا تو تھا نہیں کہ عمرو اُس کا ہاتھ روک سکتے خنجر سینے کے پار ہو گیا فریطاکوک ایک تو یوں ہی زخموں میں چور تو بت بجان ہو رہا تھا اسپر اپنے ہاتھ سے خودکشی کر لی دم بھر میں پھڑک کے مرگیا لقا کو بھی صدمہ ہوا لیکن یہ ملعون پکارا کہ اے بندگان من میں اس بندے کو اس سے زیادہ شہزور کرکے پیدا کرونگا یہ کہکر لقا نے لاش فریطاکوک عقرب چشم کی ایک چشمہ میں ڈلوادی اور دوسری روایت یہ ہے کہ عمرو یہ حال دیکھکے واپس ہوئے اور آکر سارا حال میرسے بیان کیا صاحبقران کو نہایت صدمہ ہوا اور امیر نے خود لاش فریطاکوک عقرب چشم اٹھوا کے دفن کرادی اور دو شب وروز کھانا نہیں کھایا بعد اُس کے عقد ملکہ کا عمرو بن رستم کے ساتھ کر تو دیا مگر وہ خوشی جو صاحبقران کی تھی وہ تو مرنے سے فریطاکوک عقرب چشم کے مٹ چکی تھی تاہم موافق وصیت فریطاکوک مثل اپنی دختر کے دختر فریطاکوک عقرب چشم پر شفقت فرماتے تھے اُس دن سے یہ بدنامی کا داغ عمرو بن رستم کے نام سے زندگی میں نہ گیا اور عمرو بن رستم نے بھی اُس روز سے سپہگری ترک کردی کہ میں ہاتھوں میں چوڑیاں پہن لیں اب اُن سے تلوار کیا اُٹھاؤں اگر میں میدان میں کسی کے مقابلہ کو نکلا اور اُسنے طعنہ دیا تو مرجانے کی جگہ ہے اے طیفور تو مجھے مثل عمرو بن رستم کے نہ سمجھ اگرچہ عمرو بن رستم بھی میرے داداہوتے تھے لیکن میں نسل سے شاہزادہ خاور سپاہ کی ہوں جو اس ننگ و عار کو کبھی گوارا نکرتے بلکہ وہ بدیع الزمان کو اس بات کا طعنہ دیا کرتے تھے کہ تم وہی ہو کہ گوہر ملک کے ساتھ قفس میں بیٹھکر چار باغ گئے تھے یعنی چھپکے بھاگ گئے تھے تو اسنے ایسا کبھی نہیں کیا اُسوقت طیفور نے عرض کی کہ یا صاحبقران اگر عورت بنکے جانا آپکی شان مردانگی و جرأت کے خلاف ہو تو میں آپ کو ایک جوگی کی صورت بنائے دیتا ہوں اور خود آپکا بالکا بنتا ہوں اس ہیئت سے چل کے تماشہ دیکھیے کچھ سوچ کے امیر نے فرمایا کہ ہاں اس کا مضائقہ نہیں ہے بس طیفور یا وہ پیکر و اُسیوقت امیر کو شجرفی تہمد بندھوائی منہ پر بھبوت ملا بڑی بڑی جٹیں لگا کر خوب زیور پہنایا اور آپ بھی جوگی بچہ بن کر امیر کے ساتھ ہوا اور صاحبقران کو لے کر چل کھڑا ہوا پہلے تو دور سے تمام ساحل کی سیر دکھائی بعد اس کے امیر سے کہا کہ ان عورتوں میں تو بغیر عورت بنے ہوئے جانا ممکن نہیں اب ان سے علیحدہ کسی مقام پر ٹھہریے امیر نے کہا ایسے مقام پر ٹھہرو جدھر ملکہ کے آنے کی امید ہو اس لیے کہ ہم نے ملکہ کے حسن کی بہت تعریف سنی ہے جیسا یہاں کی عام عورتیں ایسی ہیں تو جو یہاں کے لوگوں میں حسین سمجھے جاتے ہیں وہ کیسے ہوں گے طیفور نے کہا کہ یہاں سے قریب ایک مزار ہے کسی درویش کا میلہ کی حد سے الگ بھی ہے اور یقین ہے کہ ملکہ جاسے متبرک سمجھکر اُس مزار تک ضرور آئے گی اسی کو آباد کرنا چاہیے صاحبقران نے فرمایا کہ جو تیری رائے طیفور امیر با توقیر کو ساتھ لیے

ہوے دور سے سیر دکھاتا ہوا مزار پر درویش مہربان شاہ کے روانہ ہوا امیر میلے کی سیر دیکھتے چلے جاتے ہین کہ جو عورت ہی حسن و جمال مین عدیم المثال ہی اور سوا جوانون کے کوئی سن رسیدہ نہین معلوم ہوتی نہ کوئی بدصورت دکھائی دیتی ہی سب کی سب آپس مین چہلین کر رہی ہین کوئی کسی مقام پر نہا رہی ہی کوئی تھال ہاتھ مین لیے ہوئے پھول دریا مین بہا رہی ہی غرضکہ عجب طرح کی گہما گہمی ہی نظم

کوئی گل پیرہن نہاتی تھی
پھول کوئی بہاتے جاتی تھی

غوطے ایک نے اس طرح مارے
جیسے غرق آسمان مین ہون تارے

نکلی دریا سے جو پری تمثال
راز پنہان ہوا زبان حال

صاحبقران سیر کرتے ہوے مزار مہربان شاہ پر پہونچے دیکھا کہ ایک عمارت سنگ مرمر کی کنارے دریا کے واقع ہی زیر گنبد مزار مہربان شاہ کا ہی اوپر مزار کے لوح لگی ہوئی ہی لوح پر نام مہربان شاہ کا کندہ ہی صاحبقران نے مزار پر فاتحہ پڑھا طیفور نے کہا اب آپ بیٹھے دیکھیے تو مین کیا سامان کرتا ہون لیکن جو کچھ اس سامان مین صرف ہوگا وہ آپ کو دینا پڑیگا امیر نے فرمایا مین دونگا بس اسیوقت طیفور نے زنبیل سے شیشہ آلات نکالے اور سقف مین آویزان کیے دیوارون مین نصب کیے فرش نہایت پر تکلف بچھایا اور اس فرش پر ایک سیتل پاٹی بچھا دی اُس پر صاحبقران کو بٹھا دیا اور فرشی جھاڑ مرذنگ بھی لگا کر قرینے سے روشن کر دیے اس کے بعد بڑے بڑے گجرے پھولون کے ہر کنول کی شاخ مین لپیٹ دیے اور ایک گجرا امیر کے گلے مین ڈالدیا ایک آپ پہن لیا اور عطر کے قرابہ کے قرابہ لنڈھا دیے اور کئی قرابے توڑ کے دریا مین بہا دیے اور کچھ طبق نہایت پر تکلف بنا کے چھوڑ دیے اس مقبرہ کو ایسا سجا کہ عروس شب اول کا حجلہ بھی اسقدر آراستہ نہوگا اور ایسی خوشبو مہکی کہ جب ہوا اس طرف سے ہوکے گذری دامن مین اپنے شمیم لے گئی تو جہانتک پہونچی بسا دیا ہوا بھی اسی طرف کی تھی جدھر میلہ تھا اور پانی کا بہاؤ بھی اسی جانب تھا یہ وہ وقت تھا کہ ملکہ اپنے بجرے پر سوار ہوکے چلی ہی ناچ ملکہ کے سامنے ہو رہا ہی وزیرزادی ہمراہ بیٹھی ہوئی ہی باقی خواصین اور کنیزین ہین یا مانجھنین ہین اور باقی نہین بجرہ ملکہ کا دھارا کاٹتا ہوا چلا اس لیے کہ ملکہ ہرسال مزار مہربان شاہ پر بھی آتی ہی اور کچھ چڑھاتی ہی مجاور اس مزار کا کوئی نہین ہی جو کچھ ملکہ چڑھاتی ہی وہ صبح کو جو پہلے پہونچگیا اُس کی قسمت کا ہوگیا اب اس طرف سے تو بجرا ملکہ کا جا رہا ہی اور اُس طرف سے طیفور کے بہائے ہوے طبق بہتے چلے آتے ہین ہوا جب آتی ہی مشام جان کو معطر کر دیتی ہی اور جتنا بجرا آگے بڑھتا جاتا ہی اُسی قدر خوشبو بھی زیادہ ہوتی جاتی ہی ملکہ حیران ہی وزیرزادی سے کہا کہ آج یہ کیا ماجرا ہی مزار درویش کی طرف سے تو ایسی خوشبو آرہی ہی کہ کبھی نہ آئی تھی اور یہ طبق کس نے بہائے ہین وزیرزادی نے ہنس کے کہا کہ کسی چاہنے والے نے بہائے ہونگے آج تو آپ کی سلامتی منانے کا دن ہی یہانتک کہ اب مزار مہربان شاہ کا نظر آنے لگا دیکھا ملکہ نے کہ ساری عمارت جگر جگر کر رہی ہی اور بھی تعجب ہوا وزیرزادی سے کہا کہ ارے دیکھ تو سہی اس مقبرہ کو کس نے آراستہ کیا ہی مانجھیون لے بجرہ چلو اور آگے بڑھایا اُدھر صاحبقران جوگی بنے ہوے مالا جپ رہے تھے کہ ایک مرتبہ سامنے سے بجرا ملکہ کا نمودار ہوا طیفور نے کہا کہ آپ کی کشش ملکہ کو یہین کھینچ کے لائیگی اور اچھا ہی کہ یہان تنہائی ہی ملکہ سے باتون کا موقع بھی ملے گا اول تو یقین ہی کہ ملکہ خود بھی اس مزار کی زیارت کو ضرور آئیگی علاوہ اس کے ہم نے سامان ایسا کیا ہی کہ چیا میرا ہمارا پہونچگیا ہوگا یعنی وہ عطر جو ہزارون روپیہ کا ہم نے لٹا دیا ہی اسکی خوشبو ملکہ کو بے چین کر دیگی ادھر یہ باتین تھین کہ جسوقت بجرا نمودار ہوا اور آرائشگی بجرے کی دیکھی تو طیفور نے امیر سے کہدیا کہ لیجیے مبارک ہو اس بجرے مین سوا ملکہ کے اور کوئی نہین ہی اتنے مین بجرا قریب آیا

دیکھا کہ ناچ ہو رہا ہے اور ایک نازنین ماہ جبین آفت ہوش دردرگوش مرصع پوش دریا ئے جواہر مین غوطہ مارے دلہن بنی ہوئی لباس سرخ زیب جسم مسند زرنگار پہ بیٹھی ہوئی ناچ دیکھ رہی ہے چہرہ اسقدر روشن اور صاف ہے کہ جوت پڑتی ہے نگاہ قائم نہین ہوتی ہے اُدھر ملکہ نے وزیرزادی سے کہا کہ آج تو اس مقبرے مین ایک جوگی بھی نظر آتا ہے مگر ہے تو خوبصورت اس نے اس سن مین خدا جانے کیون لیہ جوگ اختیار کیا اُدھر وزیرزادی نے غور کر کے کہا کہ ایک لڑکا بھی تو ہے ملکہ نے کہا کہ مجھے اس مقبرے مین جانا اور کچھ چڑھانا ضرور ہے یہ فقیر مرد وا بیٹھا ہے وزیرزادی نے کہا کہ یہ جوگی ہے جوگیون سے کون پردہ کرتا ہے آئیے غرضکہ انھون نے بجرا ساحل تک پہونچایا ملکہ بجرے سے اُتر کر مقبرہ مین داخل ہوئی پہلے تو قبر مہربان شاہ پر کچھ شیرینی کچھ نقد چڑھایا بعد اُس کے پلٹتے وقت جوگی سے کہا کہ آپ یہان کیسے آئے ہین اور اس مقبرے کو کس نے آراستہ کیا ہے جوگی نے کہا کہ جو کچھ پوچھنا ہو اس لڑکے سے پوچھو مین اسوقت نہین معلوم کس خیال مین ہون طیفور جو لڑکا بنا ہوا تھا بولا کہ اے شاہزادی فقیرون کی پھیری ہر طرف بھی آنکلے لیکن ملکہ کی یہ حالت ہے کہ ٹکٹکی باندھے ہوئے صاحبقران کی طرف دیکھے جاتی ہے اور صاحبقران بھی ملکہ کو دیکھ رہے ہین اور وزیرزادی سے اور طیفور سے باتین ہو رہی ہین اُسوقت شاہزادی نے ایک ٹھنڈی سانس بھر کے کہا کہ اے دل افروز ان لوگون سے زیادہ باتین کرنا فضول ہے اس لئے کہ یہ لوگ بکھیرہ ہوتے ہین کہ آج یہان کل وہان بقول شخصے مسافر سے کوئی بھی کرتا ہے پیت مثل سچ ہے جوگی ہوئے کس کے میت اُسوقت صاحبقران بھی متاثر ہوئے اور طیفور سمجھ گیا کہ ملکہ کا میلان بھی معلوم ہوتا ہے امیر نے فرمایا کہ اے ملکہ بھلا فقیرون اور بادشاہون کے دوستی کہین نبھ سکتی ہے کہان مین کہان آپ بقول شاعر

مجھے کیونکر ملے اور اُس پری پیکر سے یارانہ	مزاج اُسکا ہو شاہانہ مری صورت فقیرانہ
یہ کوئی کہتا ہے دیوانہ کوئی کہتا ہے سودائی	محبت مین سبھی یکسان ہین جسکی جس سے بن آئی

اُسوقت وزیرزادی نے یہ شعر پڑھا پہلے تو کچھ اشارون کنایون مین باتین ہوتی رہین جب ملکہ نے نام پوچھا تو طیفور نے کہا کہ اے ملکہ تم کس خیال مین ہو یہ صاحبقران عالیشان ہین جوگی نہین ہین اور مین ان کا عیار ہون طیفور بادپیکر دمیرا نام ہے ایک مدت سے تمھارے حسن کا شہرہ سنا تھا ظاہر بظاہر آنا خلاف مصلحت تھا اسواسطے یہ بھیس اختیار کیا اور تمھارے ہی شوق دیدار مین اس مقام پر آکے قیام کیا اور یہ ساری آراستگی تمھارے ہی واسطے کی گئی تھی ورنہ یہ سامان فقیرون پاس کہان یہ شاہ ایسے ہین کہ جسے چاہین شاہ بنا دین چونکہ یہ تاج بخش ہین اس بنا پر تاجداری سے کنارہ ہین یہ سنکے ملکہ کچھ شرمائی مگر دل مین خوش بھی ہوئی کہ خیر مجھے جو شخص پسند آیا وہ مجھسے بہتر ہے کمتر نہین ہے ملکہ نے کہا کہ مجھے کیونکر یقین ہو کہ یہ صاحبقران ہین طیفور نے کہا کہ مین بصورت اصلی امیر کی دکھائے دیتا ہون یہ کہکر منھ صاحبقران کا دھلایا اور اپنا منھ بھی دھویا اور وہ لباس اُتار کر جو لباس صاحبقران کا تھا وہ پہنایا اب جو ملکہ نے حسن و جمال امیر کو دیکھا تو اور بھی شیدا ہو گئی ایک آہ سرد بھر کے یہ شعر پڑھا

جفا شعار سمجھکر دیا ہے دل مین نے	تمھارا دوست ہون ایسا کہ اپنا دشمن ہون

افسوس کہ دشمن جان پر دل آیا آپ تو ہمارے ملک کو تباہ کرنے آئے ہین اور ہم آپ کی محبت کا دم بھرتے ہین ہائے یہ دل بھی کیا بری چیز ہے اُسوقت امیر نے فرمایا کہ اے ملکہ یہ خیال نکرو کہ مین تمھارا یا تمھارے باپ کا دشمن ہون یا خواہش ملک گیری مین اس طرف آیا ہون بلکہ مجھے طلسم زلزلہ پر جانا ہے اور راستہ طلسم کا یہی ہے اگر تمھارے باپ نے مجھے راستہ دیدیا تو خیر ورنہ ضرور جنگ ہو گی یہ سنکے ملکہ نے کہا کہ یا امیر اصل یہ ہے کہ مجھے آپ کے حسن و شباب پر افسوس آتا ہے اگر آشتی کا کام نکلا تو بہتر ہو گا اور اگر لڑائی ٹھہری تو اچھا نہو گا یا امیر یہ وہ مقام

نہیں ہوسکتے کوئی فتح کرسکے اور جن مرحلون کو توڑ کر آپ اس مقام تک آئے ہین وہ ایک کھیل تھا اصل مین تین
قلعہ ہین جو اس ملک کی حفاظت کے لیے فہیم عالمی نے تیار کئے ہین ایک قلعہ آبی ہی کہ بالکل وہان کا غوغا کف
رعد آواز ہی اور دوسرا قلعہ یاقوت نگار ہی اسکا حاکم محیط آتو مجوز اژدر ہی اور تیسرا قلعہ زمرد نگار ہی اُس کا قلعدار
مہران بیچ ابرد ہی یہ مقام نہایت سخت ہین کہان ان مرحلون کو کوئی طے کرسکتا ہی اور نہ یہ ممکن ہی کہ مین آپکے ساتھ
چلون کیونکہ یہان کی عورت دوسرے مقام پر جا نہین سکتی ادھر اس شہر سے باہر قدم نکالا اور نظرون سے
غائب ہوا کسی کو کچھ پتہ نہین لگتا کہ زمین کھا گئی یا آسمان لہذا مین سمجھائے دیتی ہون کہ جہانتک ہوسکے ٹکاٹر نہ ڈالیے گا
کہ کچھ نہ بن پڑیگی صاحبقران نے فرمایا کہ اے ملکہ خیر دیکھا جائے گا لیکن یہ فراق کا زمانہ بہت سختی سے گذریگا
لہذا کوئی نشانی اپنی دیتی جاؤ ملکہ نے ایک انگوٹھی اور ایک تصویر اپنی صاحبقران کو دی امیر نے تصویر کو گلے مین
پہن لیا اور انگوٹھی ہاتھ مین پہن لی اور اپنی انگوٹھی ملکہ کو پہنائی اور اپنی تصویر ملکہ کو دی بعد اس کے ملکہ نے
کہا کہ اب رات کم رہ گئی ہی آپ بھی اپنے لشکر کی راہ لیجیے اور مین بھی جاتی ہون ایسا نہو میری تلاش مین کوئی
آجائے اور یہ راز فاش ہوجائے صاحبقران نے ایک آہ بھر کے یہ شعر پڑھا شعر چشم در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد غرضکہ اُدھر تو ملکہ حسرت سے امیر کی طرف دیکھتی ہوئی اپنے حجرے پر سوار
ہوکے روانہ ہوئی اور ادھر طیفور نے جلدی جلدی سب اسباب اٹھاکر نذر زنبیل کیا اور صاحبقران کو پھر سے
راستے سے لشکر مین لایا تاکہ کوئی دیکھنے نہ پائے صبح ہونے سے کچھ پہلے امیر اپنی بارگاہ مین پہونچ گئے یہان صبح ہوتے ہی
ملکہ سوار ہوکے اپنے دیوان مین آئی اور میلا درہم و برہم ہوگیا جب دوسرا دن ہوا تو حسین سبز قبا نے
وزیر دانشمند سے حکم کیا کہ جاؤ صاحبقران سے شکریہ ادا کرنا اور ہماری طرف سے کہنا کہ مین نے آپ کو اس
کمسنی مین جیسا خلیق پایا ایسا کسی کو نہین دیکھا لہذا مین چاہتا ہون کہ یا تو آپ تشریف لائیے یا مجھے اپنے یہان
آنے کی اجازت دیجیے کہ مجھے چند باتین آپ سے کہنا ہین وزیر دانشمند خدمت مین صاحبقران کی روانہ ہوا
یہان امیر کو خبر پہونچی کہ پھر وزیر حسین سبز قبا کا آتا ہی فرمایا آنے دو اور کرسی اس وزیر کے لیے بچھوائی جب
دانشمند حاضر ہوا مودب ہوکے سلام کیا امیر نے بیٹھنے کی اجازت دی یہ سلام کرکے بیٹھ گیا اور عرض کی
کہ بادشاہ نے آپ کا شکریہ ادا کیا ہی اور یہ کہا ہی کہ یا تو آپ تشریف لائیے اور اگر آپ کو آنے مین تامل ہو کسی
مصلحت سے تو مین خود حاضر ہون مجھے چند باتین آپ سے کرنا ہین فرمایا اے دانشمند میری جانب سے کہدینا
کہ مین تمھارے ملک پر حریفانہ طریقہ سے آیا ہون اور تم مجھسے دوستانہ برتاؤ کرتے ہو یہ اچھا نہین کہ اسوقت
تو دوستانہ برتاؤ ہو اور دوسرے وقت ایک دوسرے کے خون کا پیاسا ہے لہذا میرے نزدیک یہ برتاؤ
ابھی مناسب نہین معلوم ہوتا جبتک میرے تمھارے فیصلہ نہو جائے وزیر نے عرض کی کہ یا صاحبقران
تاوقتیکہ باہم باتین نہون کی فیصلہ کیونکر ہوسکتا ہی یوسہ یہ پیغام کب تک رہیگا اس مین طول ہوگا
صاحبقران نے فرمایا کہ اگر یہی ہی تو بہتر ملنے کی یہ صورت معلوم ہوتی ہی کہ بیچ مین ایک خیمہ نصب کیا جائے
اس طرف سے ہم جائین اور اس طرف سے بادشاہ کو اپنے لاؤ اسی خیمہ مین ملاقات ہو اور باتین ہون بلکہ
خیمہ مین نصب کرائے دیتا ہون وزیر نے عرض کی کہ یہ رائے نہایت مناسب ہی چلتے وقت صاحبقران
نے پھر اس کو خلعت سے سرفراز فرمایا وزیر دانشمند صاحبقران کی تعریفین کرتا ہوا اُدھر روانہ ہوا ادھر
امیر نے نصف راستے پر خیمہ نصب ہونے کا حکم دیا اور فرمایا کہ ایک تخت بچھایا جائے اور ایک دنگل
اسیوقت جنرل عادی سامان ہمراہ لیکر روانہ ہوئے وہان وزیر دانشمند نے بادشاہ سے تمام
واقعات گذشتہ بیان کیے اور یہ کہا کہ صاحبقران نے درمیان راہ مین خیمہ نصب کرایا ہی اور فرمایا ہی کہ

کچھ ہم پڑھین اور کچھ حسین سبز قبا راستے مین ملاقات ہوا اور وہین خیمہ مین بیٹھ کے باتین ہو جائین
بادشاہ نہایت خوش ہوا اور کہا کہ امیر نہایت دانا معلوم ہوتے ہین اب ان کو تو اس انتظار مین چھوڑا جائے
ہر کہ خیمہ تیار ہو تو جائین لیکن یہان سے

چند کلمہ داستان تہمتن زور آور یعنی شاہزادہ طیمور شیر پرور کے بیان کیے جاتے ہین اور کچھ حال شاہزادہ سکندر رستم خو اور دیگر سرداران لشکر اسلام کا گذارش ہوتا ہے غزل

بزم مین ہم جو پھری اُن کی نظر دیکھین گے
زندگی ہو تو ہم اک دن ادھر دیکھین گے
آپکے دل مین نہ پائینگے اگر اپنی جگہہ
کوئی پھولا جو وہ گلشن مین شجر دیکھینگے
آبرو خاک مین ملجائیگی اسے ابر بہار
ہم کسی غنچہ کی مٹھی مین جو زر دیکھین گے
ہم بھی کوچۂ الفت مین نہ دیکھین گے قدم
اپنی آہو مین اگر کچھ بھی اثر دیکھین گے
نقص مجھ مین جو کوئی ہو تو یہ ہو اُن کا کمال
تیری آمد جو ہم اسے رشک قمر دیکھین گے
اپنے ملنے کا ہی یہ رنگ عیاذاً باللہ
جب تری شکل ہم اسے رشک قمر دیکھینگے
ضعف بڑھکر ہمین ان دونے رہیگا مطلب
مجھے گریان جو ہم اسے شمع سحر دیکھین گے
ہر تمھارے لب رنگین سے محبت ہو جو
ہر جگہہ عشق حقیقی کا اثر دیکھین گے
شرمگین ہین وہ مری وصل کی گستاخی سے
ہم نہین ماننے کے ایک نظر دیکھین گے
اپنے نالون کا پھر اسوقت اثر دیکھینگے
ہون گے وہ چار کے دل تیر نظر سے زخمی
پھر شکایت نہو ہم بھی کوئی گھر دیکھین گے
قہر ڈھائینگی یہ دزدیدہ نگاہین اُن کی
جو تمھیں تیرا جو مرے دیدۂ تر دیکھین گے
جو ہی موہوم وہ اور ون کو بھی کچھ دیتا ہے
کچھ بھی اس راہ مین گر خوف و خطر دیکھینگے
چونکا اُٹھتے ہین وہ آہون سے کران جو کون
پھولجائین گے اگر داغ جگر دیکھین گے
راہ پہ پھول وہ اور قبر کی سونی منزل
سب مٹائینگے جسے اہل ہنر دیکھین گے
اپنے سینے سے لگا لین گے وہ سر کاٹ بھی
یاد مین دیکھینگے ہم پا تو کمر دیکھین گے
جانینگے سینہ پر داغ کسی عاشق کا
وہ نہ بھولے سے بھی برگ گل تر دیکھینگے
ہم نہ جانین گے کہ دو لوٹ رہے ہین بسمل
بیمار آنکھین نہ کرین گے نہ ادھر دیکھینگے
قتل ہونے کا ہمین شوق بڑھا ہے ایسا
پاؤن اپنا رہ الفت مین کبھی دھر دیکھینگے
وہ جو ہر بار ادھر اور اُدھر دیکھین گے
تن پہ داغ ہمارا اُنھین یاد آئیگا
دل چرالین گے جو وہ ایک نظر دیکھینگے
صاف جانینگے کہ ہی مال کسی مسک کا
ہوش گم ہونگے جو اُس گل کی کمر دیکھینگے
اُن سے ہم وصل کے اُسوقت چلا ئینگے
گر میان تیری ہم اسے بادہ سحر دیکھینگے
سکتہ داغ جنون نذر کرین گے بڑھکر
الحذر ہم یہ قیامت کا سفر دیکھین گے
داغ پر داغ پڑین گے دل غمدیدہ مین
ایکدن ہم یہ محبت کا ثمر دیکھین گے
یاد آجائے گا فرقت کی شبون کا رونا
ہم سیہ بخت جو دنیا مین سحر دیکھین گے
نظر آئے گا بتون مین بھی خدا کا جلوہ
جب تڑپتے ہوئے دل و جگر دیکھین گے
حشر کے دن کوئی دیکھے کہ نہ دیکھے تم کو
پاس جب دیکھینگے ہم اُن کی کمر دیکھینگے

	ہاں یہ بزم سے شد ترنم سرا	طوطی خوش نوا	اب بزم سخن

سابق مین بیان ہو چکا ہے کہ شاہزادہ سکندر رستم خو قلعہ سنگین حصار مین رونق افروز ہین اور ملغار دیوانہ حاضر رہتا ہے ایک روز چند دیوانون نے آکر خبر دی کہ یہان سے قریب شہر کافور یہ ہے اور بعضے اس کو شہر شابیہ بھی کہتے ہین شمعون آدمخوار وہان کا حاکم ہے اب اُن آدمخوارون نے بہت سر اُٹھایا ہے وہ اپنے ملک سے نکلتے ہین اور جہان کہین اُن کو جو شخص ملجاتا ہے اُسے پکڑ کے لیے جاتے ہین اور بھون کے کھا جاتے ہین یہ سنکے ملغار دیوانہ نے کہا کہ مین آدمخوار کو اس ناشائستہ حرکت کی سزا دون گا یا تو مین نے اسے مار کر بندگان خدا کو اس ظلم و ستم سے بچایا اور یا خود بھی لقمہ وہان آدمخواران ہوا یہ سنکے صاحبقران اوسط یعنی

سکندر رستم خو نے ارشاد کیا کہ تم اس جگہ قیام کرو میں جاؤں گا اور اُس آدمخوار کو سزا سے معقول دونگا
پھر فرما کر شاہزادہ سکندر رستم خو اُٹھ کھڑے ہوئے سکندر کے ساتھ تمام سرداران اسلام اُٹھ کھڑے ہوئے
اور کہا کہ ہم بھی چلیں گے یہاں خالی بیٹھے ہوئے کیا کریں نہ جنگ ہے نہ کوئی اور شغل ہے سکندر نے کہا کہ کیا
مضائقہ ہے یہ تمام سرداران اسلام مرکبوں پر سوار ہوئے سکندر نے دیوانہ بلغار رستے فرمایا کہ زبانی
ہرکاروں کی معلوم ہوا ہے کہ شہر شاہیہ یہاں سے قریب ہے اگر بادشاہ انجم حصار کی جانب سے تمہارے ملک
پر چڑھائی ہو تو ہمیں اطلاع کرنا ہم فوراً تمہاری مدد کو آئیں گے یہ فرما کر صرف ایک دیوانے کو ہمراہ سے رہبری
ساتھ لیا اور شکار کھیلتے ہوئے سیر کرتے ہوئے جانب شہر شاہیہ روانہ ہوئے اب حال شہر شاہیہ کا سنئے
کہ شمعون آدمخوار انتظار میں جواب نامہ کے بیٹھا تھا کہ دیکھا اس نے کہ لوگ روتے پیٹتے چلے آتے ہیں اور
ایک لاش ساتھ ہے پوچھا کہ کیا ہوا انھوں نے بیان کیا کہ ایک شخص اولاد صاحبقران سے ملک ضحاکیہ میں
آیا ہوا ہے پہلے تو ضحاک خود پسند سے لڑائیاں رہیں آخر ضحاک نے اطاعت اُس کی اختیار کی اُسی کے
ساتھ ملکہ کی شادی کر دی جسوقت نامہ آپ کا پہونچا ضحاک خود پسند مضمون نامہ سے آگاہ ہوا تو بہت
ڈرا اور نامہ طیمور کو دکھایا طیمور نے نامہ کو چاک کر ڈالا اور نامہ دار کو مار ڈالا بس یہ سنتے ہی شمعون
آدمخوار نہایت برہم ہوا اور اس نے عقاب آدمخوار کو ایک لاکھ فوج کا حاکم کر کے حکم دیا کہ جاکر اُس
طفل سرکش کو اسیر کر لا اور شہر ضحاکیہ کو تاراج کر دے عقاب آدمخوار لاکھ جوانان آدمخوار اپنے ساتھ
لیکر جانب شہر ضحاکیہ روانہ ہوا یہاں شاہزادہ طیمور شیر پرور کا دل گھبرایا ضحاک شاہ سے کہا کہ
میں واسطے شکار کے جاتا ہوں اگر کوئی آدمخوار آپکے یہاں یورش کرے تو مجھے اطلاع دیجیے گا میں
فوراً اُس کے سر کو لیکے حاضر ہوں گا ضحاک نے کہا کہ تمہیں اختیار ہے شاہزادہ طیمور شیر پرور سامان
شکار اپنے ساتھ لیکر جانب صحرا روانہ ہوئے جس روز طیمور واسطے شکار کے صحرا کی جانب روانہ ہوئے
اُس کے دوسرے ہی دن ہرکاروں نے آکر خبر دی کہ عقاب آدمخوار سپہ سالار لشکر آدمخواران آج
ایک لاکھ آدمخواروں کی جمعیت سے آتا ہے یہ سنکے ضحاک تھرا گیا اور کہا کہ کسی کو واسطے اطلاع کے طیمور
شیر پرور پاس روانہ کرو یہ سنکے افسران فوج نے عرض کی کہ یوں تو حضور کو اختیار ہے لیکن اگر ایسا سنیے گا
تو طیمور اپنے دل میں کہیں گے کہ شہر ضحاکیہ کے رہنے والے بڑے بزدل ہیں ہم جان نثار کس دن کے
واسطے ہیں ابھی دو ایک میدان اندازیاں ہیں لڑنے دیجیے اگر جنگ سر نہوگی تو اطلاع دیجیے گا اور عجب
نہیں ہے کہ دو ہی ایک دن میں وہ خود تشریف لے آئیں اس لئے کہ آدمخواروں سے بگاڑ کا باعث
وہی ہوئے ہیں اُن کو معلوم ہے کہ آدمخواروں سے مقابلہ کی نوبت ضرور آئیگی ضحاک خود پسند
خاموش ہو رہا منصور چل چوبہا گردان سپہ سالار تھا اس نے فوج کو شہر کے باہر لیکے خیمہ برپا کیا
تھوڑا سا دن ہوگا کہ منصور چل سامنے اپنے خیمہ کے ٹہل رہا ہے سیر صحرا میں مصروف ہے کہ یکایک از
پردہ بیابان گرد سے برخاست گرد تیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و پاسے گرد در زمین
پیچیدہ ہوا سنے مار اگر دکو گردنے مارا ہوا کو دامن گرد سے لگا فتنہ ہوا دل گرد سے ہو علم نشانہ ایک لاکھ
سوار کا نمودار ہوئے پھریرے علموں کے سیاہ دیتے ہر پھریرے پر بخط سرخ تعریف بتوں کی تحریر تھی اور
آگے آگے سب کے ایک کبر سیہ فام بوم سیرت دیو صورت کریہ منظر کرگدن سیاہ پر سوار رشتہ پر
ایک لاکھ آدمخوار نانوں پڑھے ہوئے گینڈوں پر سوار نمودار ہوئے آمد اس فوج کی دیکھکر لشکر
ضحاک خود پسند کے زہرے آب ہوگئے جی چھوٹ گئے عقاب آدمخوار نے مقابلہ میں خیمہ برپا کیا اور

منڈویل چوب گردان پاس کہلا بھیجا کہ اگر خیریت اپنی چاہتا ہو تو جا کر اپنے بادشاہ کو سمجھا کر اُس طفل
کو باندھ کے بھیجدے اور ملکہ کو محافہ میں سوار کرکے ہمارے حوالے کر تو تیرے حق میں بہتر ہو ورنہ ایکدن
میں شہر کو تاراج کردونگا جسوقت یہ پیام عقاب آدمخوار کا منڈویل کو پہونچا اس نے جواب میں
کہلا بھیجا کہ کیوں تیری شامتیں آئی ہیں اگر جان اپنی تجھے عزیز ہو تو پلٹ جا ملکہ اپنے مالک غیر کی تو پرائے
ناموس کو طلب کرتا ہو یہ کس ملت و مذہب میں جائز ہو اب ایسا بیہودہ کلمہ زبان پر جاری نہ کرنا قسمت
تیری اچھی تھی کہ وہ شیر یہاں موجود نہیں ہے جس نے نامہ بردار کو اسکی بدزبانی کے عوض میں سزا سے
موت دی تھی ورنہ تیرا ابھی یہی انجام ہوتا لیکن اگر تو مقابلہ کریگا تو ضرور اس شیر بیشہ شجاعت کے
ہاتھ سے زک اُٹھائیگا اور جبتک وہ شہریار نہیں ہے ہم سب نمکخوار اُس کے جانبازی کو موجود ہیں
یہ جواب سنکر عقاب آدمخوار نہایت برہم ہوا اور اسی برہمی کی حالت میں اس نے طبل جنگ بجوا دیا
یہاں منڈویل چوب گردان نے نقارہ رزمی بجنے کا حکم دیا کوس حربی نوازش میں آیا دونوں لشکروں
میں تیاریاں جنگ کی ہونے لگیں تمام رات تیاری جنگ میں بسر ہوئی صبح کو عقاب آدمخوار ایک لاکھ
سواروں سے میدان میں آکر صف آرا ہوا اس طرف سے منڈویل چوب گردان اپنی فوج کو لے کر
پہونچا اور صفیں باندھ کے کھڑا ہوا دونوں جانب سے تبردار نکلے اور جھاڑی جھنڈی کاٹ کر میدان کو
صاف کیا بیلداروں نے پستی و بلندی زمین کو ہموار کیا سقوں نے آبپاشی کرکے گرد کو بٹھلا میدان کو
مثل آئینہ کے صاف کردیا جسوقت میدان تیار ہوچکا اور نقیب نقابت کرچکے تو عقاب آدمخوار میدان
میں آیا اور مبارز طلب کیا اس طرف سے قہرمان تبرزن نکلا عقاب آدمخوار نے سامنا کیا عقاب
آدمخوار قہرمان کو دیکھکر ہنسا اور کہا کہ تو مجھسے کیا مقابلہ کریگا جا جنگل کی لکڑیاں کاٹ یہ تبر تیرا
مجھپر اثر نہ کریگا یہ کہکر تلوار ماری قہرمان نے وار اُس کا سپر پر روک کے تبر مارا عقاب آدمخوار
نے تبر کو تلوار سے قلم کرکے دوسرا وار کیا کہ یہ بیچارہ مرتبہ شہادت پر فائز ہوا بعد اس کے اتھر تبرزن نکلا
یہ بھی مارا گیا تین پہر کی میدان داری میں تیرہ سردار جان سے مارے گئے اور بارہ زخمی ہوئے اور جو مارے گئے
اُن کو آدمخواروں نے اُسیوقت سب کے سامنے نوچ نوچ کے کھا لیا آخر منڈویل چوب گردان نے
خود عزم مقابلہ کیا اور مرکب کو چمکا کر سامنے عقاب آدمخوار کے آیا بعد گفتگو کے بسیار نیزہ بازی ہوئی
منڈویل نے نیزہ عقاب کے ہاتھ سے بضرب اسلام ہوائی کیا بس لگا ہوں میں اُس کے دنیا
تیرہ و تار ہوگئی تلوار کھینچ لی اور منڈویل چوب گردان پر وار کیا منڈویل نے سپر بلند کی لیکن تیغہ
لنگر دار تھا سپر قلم ہوئی تیغہ سر پر بیٹھا عقاب نے جھٹکا مارا تیغہ تا دو ابرو اُتر آیا منڈویل نے دستانہ
مارا تیغہ تو جھٹکا کر سر سے نکلا اور چادر خون کی سر سے باہر آئی عقاب آدمخوار چاہتا تھا کہ دوسرا ہاتھ
مار کر کام اس کا بھی تمام کروں اور بھون کے کھا جاؤں کہ تمام فوج دوڑ پڑی اُس طرف سے آدمخوار
آپڑے جنگ مغلوبہ ہوگئی فوج ضحاکیہ نے کسی طرح منڈویل کو بچا لیا اور اپنے سردار زخمی کو لیکر لڑتے
ہوئے پیچھے ہٹنے لگے اور آدمخوار ان کو پسپا کرتے ہوئے تا لب خندق آئے فوج ضحاکیہ بھاگ کر قلعہ
میں پناہ گزین ہوئی عقاب آدمخوار نے اپنی فوج کو منع کیا اور کہا کہ آج کے کھانے کا سامان تو ہوگیا
بہت سی لاشیں ہیں انھیں کھاؤ صبح کو دیکھا جائیگا یہ لوگ میرے ہاتھ سے بھاگ کے کہاں جا سکتے
تو نہیں جو پہر بھر کے اندر میں نے قلعہ خالی نہ کرا لیا یہ کہکر اس نے سامنے قلعہ کے خیمہ برپا کیا فوج اُتری اور
آدمخواروں نے خوب لاشیں بھون کے کھائیں جب کھانے پینے سے فراغت ہوچکی تو عقاب آدمخوار

نے قبل جنگ بجوا دیا اور خیمہ میں جا کے سو رہا لیکن ضحاک خود پسند نہایت خائف ہوا قریب تھا کہ شہر
چھوڑ کر راہ فرار اختیار کرے لیکن ضمیر اختر شناس نے چند سواروں کو تلاش میں شاہزادہ طیمور شیر پرور
کے روانہ کیا اور آراستگی قلعہ کا حکم دیا لوگ طیمور کی تلاش میں روانہ ہوئے یہاں قلعہ وار نے قلعہ کو
خوب آراستہ کیا توپیں چڑھا دی گئیں مانے کا متوالا آگ کا پولا بارود کے ہانڈے تیل کا کڑاہ سب
چیزیں درست کر رکھیں جب صبح ہوئی تو عقاب آدمخوار اپنے کرگدن مست پر سوار ہوا اور کوئی پانچسو آدمخوار
اپنے ہمراہ لے کر قلعہ کی راہ لی اُدھر متہ قلعہ دار نے فیل بند دروازے پر سے دوربین لگا کے دیکھنا
شروع کیا جب اندازہ کر لیا کہ یہ لوگ زد پر آ گئے ہیں تو گولہ اندازوں کو حکم دیا توپخانہ رعد آواز نوازش
میں آیا اور قلعہ پرستہ توپیں چلنے لگیں یہ معلوم ہوا کہ زمین کو زلزلہ پیدا ہو گیا تمام صحرا دھواں دھار ہو گیا
جتنے آدمخوار تھے سب مارے گئے لاشوں پہ لاشیں میدان میں ڈھیر ہو گئیں ایک بھی پلٹ کے نہ جا سکا اور
نہ آگے بڑھ سکا لیکن عقاب آدمخوار کے کوئی گولہ قضا کا نہ لگا اور یہ گولوں کو رد کرتا ہوا برلب خندق جا
پہونچا جب اہل قلعہ نے اپنے علم میں ایک ایک ذرہ بیابان کا اڑا دیا تو ہاتھ روکا اور دیکھنے لگے ہوا نے
تھوڑی دیر میں دھواں منتشر کر دیا اب جو دیکھا تو عقاب آدمخوار برلب خندق کھڑا ہوا نعرے کر رہا ہے
بس انہوں نے مانے کا متوالا آگ کا پولا بارود کی ہانڈی تیل کا کڑاہ یہ سب حربے بھی کیے لیکن عقاب
آدمخوار نے ان کو بھی رد کیا اور گرز ٹیک کر دروازہ قلعہ کی طرف بڑھا اب تو اہل قلعہ مصروف دعا ہوئے
ضحاک شاہ نے چور دروازے سے ملکہ کو لے کے نکل جانے کا قصد کیا لیکن فوج آدمخواران نے قلعے کے
چار جانب محاصرہ کر لیا ملکہ نے بیتاب ہو کے بال سر کے کھول دیے اور عرض کرنے لگی کہ اے کس بیکسان و
اے دادرس غریبان اب اسوقت مشکل میں ہوا تیرے جان و آبرو کا بچانے والا کوئی نظر نہیں آتا ہے ہنوز
سخن در دہان تھا کہ تیر دعا کا ہدف مراد پر لگا کہ جانب صحرا سے تتق گرد بلند ہوا عقاب آدمخوار بھی ٹھہر گیا کہ
انتظار کر لینا چاہیے جب دامن گرد شگافتہ ہوا تو دل گردے صاحبقران زور آور یعنی شاہزادہ طیمور
شیر پرور پیدا ہوا اسے آج صبح کو خبر ملی کہ آدمخواروں نے یورش کیا ہے پشت پر چند رفیق ساتھ تھے اور کچھ
شکار آرا یوں ہمراہ تھا اہل قلعہ نے تو طیمور کو دیکھتے ہی نقارہ شادمانی بجائے اور دروازہ قلعہ کا
کھول دیا اور طیمور نے نعرہ کیا کہ او آدمخوار بدکردار کہاں جاتا ہے ادھر آ کہ ملک الموت تیری جان کا آ پہنچا
عقاب آدمخوار پلٹا اور کہا کہ مجھے بھی تیری ہی زیادہ تلاش تھی طیمور نے آ کر عقاب کا سامنا کیا
عقاب آدمخوار نے نیزہ مارا طیمور نے چند طعنوں میں نیزہ ہاتھ سے عقاب آدمخوار کے ہوائی کیا اسنے
جھلا کر تلوار ماری طیمور نے پٹکی دی کہ تلوار پھٹ پڑی دوسرے ہاتھ سے کلائی پکڑ لی اور دہنا ہاتھ کمر زنجیر
کے بند میں ڈال کر جو زور کیا تو عقاب آدمخوار کو سر سے بلند کر کے زمین پر مارا باندھ کے مشکیں طیفور تجرد
پرور کے حوالے کیا اور بیرون قلعہ خیمہ برپا کرا کے داخل خیمہ ہوئے رات آرام سے بسر کی صبح کو عقاب کو
طلب کیا داروغہ زندان نے عقاب کو حاضر کیا طیمور نے فرمایا کہ میں نے تجھے کس طرح زیر کیا عقاب نے کہا
جس طرح صیاد زاغ و زغن کے پر باندھ دیتے ہیں اس طرح آپ نے میری مشکیں باندھیں فرمایا کیا کہتا ہے مذہب
کے بارے میں عقاب نے کہا کہ تا زندہ ایم بندہ ایم جب میں زیر ہو گیا تو مجھے اطاعت میں کب انکار ہو سکتا ہے
جو آپ کا مذہب وہ میرا مذہب شاہزادہ نے قید اس کی دور کرا دی اور کلمہ طیبہ تلقین فرمایا عقاب
آدمخوار مثل طوطے کے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوا اور طیمور سے اجازت لے کر اپنے لشکر میں آیا اپنے عیار سے
کہا کہ میں نے خوف جان سے اطاعت اختیار کر لی ہے اگر تو کسی طرح اس نوجوان کو اسیر کر لے تو میں اسے بادشاہ

کی خدمت مین لے چلون ورنہ جس وقت اسے معلوم ہوجائے گا کہ مین بدل مطیع نہین ہوا ہون تو یہ زندہ
نہ چھوڑے گا مہتر فریب عیار نے کہا کہ آپ اطمینان رکھین مین آج ہی شب کو اُسے اسیر کر لاؤن گا یہ کہکر
اس نے صورت اپنی ایک گھسیارے کی سی بنائی اور گٹھا گھاس کا سر پر رکھکر جانب لشکر طیمور شیر پرور
روانہ ہوا جس سوار نے دام پوچھے اسقدر زیادہ بیان کیے کہ اُس نے دام بھی نہ لگائے مہتر فریب
گٹھا گھاس کا لیے ہوے سارے لشکر مین پھرا کیا جب بارگاہ شاہزادہ طیمور شیر پرور کے قریب پہونچا تو
گٹھا سر سے اُتار کے ایک مقام پر بیٹھ گیا شام تو ہو ہی چلی تھی پہ گٹھے کو لڑھکاتا ہوا پشت بارگاہ کی طرف آیا
اور اسی گٹھے کی آڑ مین بیٹھ رہا لوگ اس طرف سے آئے گئے کسی نے کچھ خیال نہ کیا جب زلف لیلائے
شب کمر تک پہونچی اور شاہزادہ نے آرام فرمایا تو یہ مکار نزدیک خیمہ کے آیا پشت خیمہ چاک کرکے پروانے
بیہوشی کے اُڑائے وہ شمع پر آ آکر جلے دھوان اُن کا منتشر ہوا جو باریدار باری پر تھے وہ بیہوش ہوے
بس مہتر فریب اندر بارگاہ کے آیا کچھ بیہوشی ہاتھ پر چڑھایا قریب دماغ کے لایا جب طیمور نے اوپر کی سانس
کھینچی اس نے تمام بیہوشی دماغ مین پہونچا دی شاہزادہ بیہوش ہوگیا اُسوقت مہتر فریب نے چادر
عیاری کمر سے کھول کر پشتارہ باندھا اور لے نکلا کہین کتے کی چال کہین سانپ کی چال چلتا ہوا پہرہ دارون
کی نگاہون سے بچتا ہوا صاف نکلا چلا گیا وہان عقاب آدمخوار نے کوچ کی تیاری چپکے چپکے کر رکھی تھی اور
آپ انتظار مین بیٹھا ہوا تھا پہر رات باقی ہوگی کہ مہتر فریب پشتارہ بدوش پہونچا اور پشتارہ سامنے
عقاب آدمخوار کے ڈالا یہ ملعون نہایت خوش ہوا اور اسی عالم بیہوشی مین جلدی جلدی ہتھکڑیان
بیڑیان ڈالدین دوہری قید مین جکڑکے آرام سے پڑا رہا اور کوچ کرکے طرف شہر شہابیہ کے روانہ ہوا یہان
صبح کو جو لوگ بیدار ہوئے تو اپنے آقا کو نہ پایا روتے پیٹتے ہوئے خدمت مین ضحاک خودپسند کے
پہونچے اور بیان کیا کہ شاہزادہ شب کو بستر خواب پر سے غائب ہوگیا ضحاک خودپسند نے سر پیٹ لیا
اور کہا کہ غضب ہوا یہ فعل سوا عقاب آدمخوار کے دوسرے کا نہین ہے دریافت کرو اتنے مین ہرکارون
نے آکر خبر دی کہ عقاب آدمخوار کچھ رات رہے سے کوچ کرکے مع لشکر فرار ہوگیا اب تو سب کو یقین ہوگیا
ضحاک نے ضمیر اختر شناس کو طلب کیا اور کہا کہ تم علم نجوم مین کمال رکھتے ہو بتاؤ تو کہ رہائی شاہزادہ
کی کس کے ہاتھ سے ہے ضمیر اختر شناس نے بارہ برج سات ستارے نظر مین رکھکر جو غور کیا تو معلوم ہوا
کہ رہائی طیمور کی ایسے شخص کے ہاتھ سے ہے جو یہان نہین ہے بادشاہ سے بیان کیا کہ آپ پریشان نہون شاہزادہ
بہت جلد رہا ہوجائے گا اور آپ سے بہت جلد آکر خیر وعافیت کے ساتھ ملے گا ضحاک خودپسند تو
خاموش ہو رہا لیکن حال شاہجہور شیردل کا سنیے کہ جب اسے طیمور کے غائب ہوجانے کی خبر معلوم
ہوئی تو اس نے خیمہ مین آکر دیکھا پیرا عیار کا پہچانا نشان قدم دیکھتا ہوا تعاقب مین روانہ ہوا دیکھا کہ
جہان لشکر عقاب آدمخوار کا اترا ہوا تھا اسی مقام تک پیرے کے نشان ہین اُس کے بعد ایک شخص کے
نشان پا نہین بلکہ کل لشکر کے نشان قدم ہین یہ سمجھ گیا کہ یہ ملعون بدل مسلمان نہوا تھا جو اس نے دغا کی
عیار سے چروالیا اور خود بھاگ گیا خیر کہان جائے گا یہ دل سے باتین کرکے تعاقب عقاب آدمخوار
مین روانہ ہوا لیکن اول حال عقاب آدمخوار کا سنیے کہ یہ بھاگا بھاگ خدمت مین اپنے بادشاہ
شمعون زنگی کے پہونچا اور قید طیمور شیر پرور کی بیان کی شمعون آدمخوار سمجھا کہ میرا سردار اسے
زیر کرکے لایا ہے کہا ہوشیار کرو جب طیمور شیر پرور کو ہوشیار کیا طیمور نے اپنے کو ایک نئے مقام پر دیکھا
نئے لوگ جمع پائے سمجھا کہ مین خواب پریشان دیکھ رہا ہون پھر آنکھ بند کرلی شمعون نے کہا کہ اے شخص یہ

یہ خواب نہین عین بیداری ہی ہوشیار ہوا اور دیکھ کہ تو کس حال مین ہی اور مآل تیرا اس سے بدتر
ہوا چاہتا ہی بس اسی منھ پر تو نے دعوائے زور و طاقت کیا تھا اور ہمارے فرزند کی منگیتر کو اپنے
قبضہ مین کیا تھا کہ میرے سردار نے تجھے کس ذلت و خواری سے اسیر کیا یہ سنکے طیمور چونکا اور دلمین
سمجھا کہ معلوم ہوتا ہی کہ عقاب آدمخوار نے بدل اسلام قبول نہین کیا تھا اور یہی مجھے اسیر کرکے لایا ہی
فرمایا کہ او نامرد تجھے شرم نہین آتی تیرا سردار مجھے کیا زیر کرے گا معلوم ہوتا ہی کہ اس نے عیاری کے ذریعہ
سے مجھے گرفتار کرایا ہی مین نے سر میدان اسے زیر کیا تھا اور اس نے دین اسلام قبول کرکے میرے
ہاتھ سے امان پائی تھی بعد اس کے مجھے نہین معلوم کہ کیا ہوا اور مین یہان کسطرح آگیا یہ سنکے شمعون
آدمخوار اپنے سردار کی طرف مخاطب ہوا اور کہا کہ تو نے اسے کیونکر اسیر کیا عقاب آدمخوار نے
کہا کہ واقع مین یہ سچ کہتا ہی مین تو کیا ہون عالم مین کوئی اس سے مقابلہ نہین کر سکتا مین وہ پہلوان
ہون کہ دو دو تین تین روز لڑا کیا ہون اور اس کو سنا ہی کہ نو نو دن تک مقابلے کرتا ہی اور مجھے اسنے
آن واحد مین اسیر کرلیا تھا یہ سنکے شمعون آدمخوار کے ہوش اڑ گئے اور اس نے کہا کہ چارجی سے
کہو چارج دے کہ کل ہم اسے قتل کرکے گوشت اس کا تقسیم کرینگے اسے تبرک سمجھنا چاہیے جس کو
گوشت اس خداپرست کا کھانا منظور ہو وہ آ لے اور طیمور کو زندانخانے مین بھجوا دیا چارجی نے چارج
دیا دوسرے روز صبح کو شمعون آدمخوار مع فوج بیشمار میدان مین آیا اپنے سامنے ایک طشت
منگوایا اور جلاد سے کہا کہ اس طشت مین خون اور گوشت اس کا جمع کر قصاب بھی آ کے جمع ہوئے
اور جلاد سرخ لباس پہنکر تیغ بکف کھڑا ہوا اُدھر داروغہ زندان نے قید طیمور کی میدان مین پہونچائی
مہتر شاہور شیر دل اسوقت پہونچا کہ گرد تماشائی جمع تھے اور طیمور زیر تیغ بیٹھا تھا شاہور نے
افسوس کیا کہ مین ایسے وقت پہونچا کہ اپنے آقا کو بچا بھی نہین سکتا خیر دیکھا چاہیے گا اس نے گوپھن
ہاتھ مین لی اور تماشائیون کے غول مین صورت بدل کے کھڑا ہو رہا جسوقت شمعون آدمخوار نے
حکم قتل دیا اور جلاد تیغ کھینچکر سر پر طیمور کے آیا تو طیمور نے فلک کی طرف دیکھا اور جلاد نے تلوار اٹھائی
چاہتا تھا کہ ہاتھ مارے کہ شاہور نے پتھر مارا سر پر جلاد کے پڑا مغز سر پاش پاش ہوگیا جلاد تڑپ کے
زمین پر گرا اور مرگیا ایک غل ہوا کہ یہ کون تھا شاہور اس غول سے نکلکر دوسرے غول مین کھڑا ہو رہا
شمعون نے دوسرے جلاد کو حکم دیا یہ خنجر کھینچکر سر پر آیا پیترا بدلا چاہتا تھا کہ ہاتھ مارکے کام اس کا
تمام کرون کہ شاہور نے پھر پتھر مارا یہ پتھر کلائی پر جلاد کے پڑا تلوار ہاتھ سے چھٹ پڑی لیکن ایکی مرتبہ
مہتر فریب نے دیکھ لیا آواز دی کہ کہان جاتا ہی مین نے دیکھ لیا یہ کہکر اس نے نیمچہ عیاری کھینچا اور شاہور
پر آ پڑا ادھر شاہور نے نیمچہ کھینچا دونون مین حملے ہونے لگے لوگ ادھر متوجہ ہوئے کہ یہ کیا معاملہ
ہی ادھر شمعون کو یہ انتظار ہی کہ یہ اسیر ہولے تو قتل کا حکم دون ایسا نہو کوئی اور پوشیدہ ہو اور
پتھر مار کے جلاد کا کام تمام کرے قضائے کار و اتفاقات روزگار شاہزادہ سکندر رستم خو شہر شہباب
کی طرف چلے آتے تھے دیکھا کہ ہجوم ہی آئندہ و روندہ سے دریافت کیا کہ یہان کیا آج کوئی میلا ہی یا عرس ہی
معلوم ہوا کہ ایک خداپرست گرفتار ہوکے آیا ہی وہ قتل کیا جائیگا اور گوشت اس کا تبرک سمجھ کر
ریشہ ریشہ تمام آدمخوار چکھینگے سنا ہی کہ وہ نہایت زبردست ہی کوئی اس سے مقابلہ مین سربرنہو سکا
آخر عیار نے اسے بیہوش کرکے گرفتار کیا یہ سنتے ہی سکندر کو غصہ آیا کہا کہ مدد اس کی واجب ہی ایک تو
یہ کہ خداپرست ہی دوسرے بہادر بھی ہی نہین معلوم وہ کون شخص ہی سکندر نے باگ گھوڑے کی لی

ساتھ ہی سکندر کے اور سرداران اسلام بھی دوڑ پڑے اور نعرہ کرکے لشکر شمعون آدمخوار
پر گرے آدمخوار حیران تھے کہ یہ لوگ کہان سے آپڑے انھون نے بھی تلوارین کھینچین اور لڑنے لگے
طیمور نے جو نعرہ سکندر کی آواز سنی قید کو توڑ ڈالا ایک سوار نے دوڑکر تلوار ماری کہ یہ تو نکلا
جاتا ہے طیمور نے وار اس کا خالی دے کر ہتکڑی کھینچ ماری کہ سر اس کا مینا چیخ مارکر گرا شاہزادہ
طیمور شیر پیکر نے اس کا مرکب اپنی زیر ران کیا اور تلوار اس کی چھین کر لڑنے لگے شمعون آدمخوار
نے کہا کہ مارڈالو اس کو جانے نہ پائے تمام فوج ان سردارون پر یورش کرکے چلی دیکھا طیمور نے کہ فوج
بہت ہے اور سرداران اسلام بغیر فوج کے آئے ہین کہانتک قتل کرینگے لڑائی کا سر ہونا بہت دشوار
ہے پس انھون نے جو مرکب کو رانون مین مسلا تو تخت شمعون آدمخوار کی طرف چلے ادھر عقاب
آدمخوار نے دیکھا کہ یہ وہی شخص ہے جس نے ترکون کی طرح مجھے باندھ لیا تھا اس سے الجھنے مین سوا ذلت
کے اور کچھ حاصل نہوگا پس اس نے شاہزادہ سکندر کو توکا سکندر رستم خو نے بڑھکے آواز دی
عقاب آدمخوار نے تلوار ماری سکندر نے وار اس کا پشت شمشیر پر روک کے جو ہاتھ تیغ آبدار کا مارا
مع مرکب چار ٹکڑے ہوے ادھر شہاب شمعرو نے شہنشاہ صف شکن پر آرہ پشت نہنگ مارا
شہنشاہ صف شکن نے آرہ کو قلم کیا اور ہاتھ کمر کا مارا کہ شہاب آدمخوار کے دو ٹکڑے ہوے
اسی طرح سرداران اسلام نے بڑے بڑے موذیون کو مارا ادھر طیمور شیر پیکر قریب تخت شمعون
کے پہونچے شمعون نے ساطور مارا طیمور نے مرکب کو دبایا اور زیر بغل ہو کے ہاتھ پکڑ لیا دوسرے
ہاتھ سے کمر زنجیر کا بند پکڑ کے جو زور کیا تو شمعون آدمخوار کو سر سے بلند کرکے آواز دی کہ کیا کہتا ہے
شناخت پروردگار یکتا مین شمعون نے کہا مین ایسا بیوقوف نہین ہون کہ یوسنے دو سو خداوندون کو
چھوڑ کر ایک کی اطاعت و بندگی اختیار کرون پس طیمور شیر پیکر نے اس کو اچھال دیا اور گرتے وقت
چورنگ ہوائی کیا جتنے یہ بڑے بڑے آدمخوار تھے وہ سب سرداران اسلام کے ہاتھ سے مارے گئے
جن کو راستہ مل گیا وہ بھاگ کھڑے ہوے جو گھر گئے تھے انھون نے صوت امان بلند کی طیمور نے
فرمایا کہ امان بشرط ایمان سب نے بدل و جان قبول کیا غازیان اسلام نے ہاتھ روکا اور ایوان شاہی
مین آکر تمام سردار طیمور سے بغلگیر ہوے اور پوچھا کہ آپ یہان کیونکر گرفتار ہوگئے تھے طیمور نے
تمام سرگذشت بیان کی جب لوگون نے صاحبقران کی خیر خیریت دریافت کی تو طیمور نے کوئی جواب
نہین دیا اور چہرہ پر کبیدگی سی پیدا ہوئی بعد اس کے رؤسا شہر و حوالی شہر آنے لگے نذرین گذرنے
لگین طیمور نے ایک ایک کا حال پوچھنا شروع کیا ایک شخص نے آکر نذر دکھائی کہ نام اس کا کاؤس پاک
باطن تھا طیمور نے حال اس کا پوچھا اس نے نام تو بیان کیا لیکن جب بیت سکونت کا پوچھا تو چپ ہو گیا اور
رونے لگا اسوقت طیمور نے کہا کہ رونے کا کیا سبب ہے کاؤس پاک باطن نے عرض کی کہ کسی وقت
میرا باپ اس مقام کا حاکم تھا آج اسی کا بیٹا مثل رعایا کے آپ کے سامنے کھڑا ہے طیمور نے کہا کہ تیرے
باپ کا ملک کیونکر ضائع ہوا اس نے عرض کی کہ انھین آدمخوارون نے یورش کیا پہلے جنگل اور پہاڑون
مین رہتے تھے اور میرے ملک سے لوگون کو پکڑ پکڑ کے لیجاتے تھے اور کھاتے تھے آخر فغفور تاجدار
میرے باپ نے فوج کشی کی لیکن شکست کھائی مین صغیر السن تھا سنا ہے کہ فغفور تاجدار کو بھی گرفتار
کیا اور ملک پر قبضہ کرلیا مجکو اور میری ماں کو چند نمک حلال لیکے نکل گئے تھے مین نے انھین لوگون
کی نگہداشت مین پرورش پائی حضور کی فتحیابی کی خبر سنکے برائے نذر حاضر ہوا کہ ہر شخص کو اپنے وطن کی

محبت ہوتی ہی اتنا امیدوار ہون کہ کچھ میری کفالت کی جائے تاکہ آپ کی رعایا مین مین بھی شامل ہوکر
زندگی عافیت کے ساتھ بسر کرون طیمور نے فرمایا کہ کوئی صورت تصدیق کی ہی کہ تمھارا حق دار سلطنت
ہونا ثابت ہو کافور صافی باطن نے عرض کی کہ مین حق تو اپنا ظاہر بھی نہین کرتا ہون صرف گوشۂ
عافیت چاہتا ہون لیکن وہی لوگ جو میرے مربی ہین وہ تصدیق کر سکتے ہین کہ مین اُسی فغفور تاجدار
کا بیٹا ہون جو قبل آدمخوار دیو کے اس ملک کا بادشاہ اور فرمانروا تھا فرمایا اُن لوگون کو بلاؤ کافور
پاک باطن اُن لوگون کو لے آیا اُن مین ایک وزیر فغفور تھا کہ نہایت سن رسیدہ تھا اس نے عرض
کی کہ حضور کو یہ سلطنت مبارک چونکہ مین راز دار سلطنت تھا اگر کوئی راز سلطنت آپ کے سامنے
بیان کر دون تو آپ یقین کرین گے کہ بیشک یہ وزیر تھا اور مین اس بات کی تصدیق کرتا ہون کہ یہ لڑکا
ہمارے بادشاہ سابق کا فرزند ہی فرمایا کوئی راز بیان کر اُسوقت اُس پیر دانا نے عرض کی کہ اے شہریار
متصل اس شہر کے ایک باغ ہی کہ وہان پانچ درخت شمشاد کے برابر برابر لگے ہوئے ہین اُن پانچون
درختون کو کٹوا کر اگر زمین کھودی جائے تو پانچ صندوق نکلین گے ایک مین اسلحہ ہی ایک مین آلات
حرب ہین ایک مین جواہر بیش بہا ہی دو مین اشرفیان ہین آپ اُن درختون کو جڑ سے کھدوا کر دیکھین
اگر یہ چیزین برآمد ہون تو میری بات کا یقین مانیے گا ورنہ سراسر غلط جانیے گا طیمور نے اُس پیر مرد
اور کافور صافی باطن کو ساتھ لیا اور چند بیلدار اور تبردار لے کر اُس باغ مین تشریف لائے
دیکھا کہ واقع مین پانچ درخت شمشاد کے لگے ہوئے ہین اور انھین کٹوا ڈالا اور کھدوایا تو پیر مرد کے
کہنے کے موافق پانچون صندوق برآمد ہوئے اور کھولا تو جو چیزین بیان کی تھین وہ نکلین طیمور
اُن صندوقون کو بار کرا کے ساتھ اپنے لے آئے اور کافور شاہ کا ہاتھ پکڑ کے تخت پر بٹھا دیا اور اپنے
ہاتھ سے تاج پہنا کر پیر مرد سے کہا کہ اسے سلطنت اور تجھے وزارت مبارک ہم تاج بخش ہین تاج گیر
نہین ہین کافور شاہ قریب تھا کہ شادی مرگ ہو جائے اور پیر مرد بھی حیرت مین آگیا کہ ایسے لوگ
بھی ہوتے ہین جو ملک کے ملک بخش دیتے ہین غرضکہ طیمور نے دونون صندوق اسلحہ اور آلات
حرب کے تو لے لیے اور کوئی شے نہین لی چونکہ یہ سب لوگ لا مذہب تھے اُن کو ہدایت کر کے دین
اسلام کی طرف مائل کیا مسجدون کی بنا ڈالی اور اپنی بارگاہ شہر سے علیحدہ برپا کرائی اور ضحاک
حق پسند کو نامہ لکھا کہ مین اس مقام پر ہون الحمد للہ کہ مین نے آدمخوارون سے ملک شاہیہ کو
پاک کیا اور کافور شاہ کو حاکم کیا آپ ہمارے رفیق قدیم ہر بہوت رعد آواز کو مع لشکر روانہ
کیجیے نامہ دار تو اُس طرف روانہ ہوا اور یہان طیمور نے سکندر رستم خو سے کہا کہ آپ صاحبقران
اوسط ہین جس مقام پر صاحبقران نہون وہان آپ قائم مقام صاحبقران ہین سکندر نے کہا کہ
اے طیمور جس مقام پر تم نہو وہان مین صاحبقران اوسط ہون ورنہ تم صاحبقران اول اور
مین صاحبقران اوسط ہون اس بارگاہ مین اسوقت قائم مقام صاحبقران سوا تمھارے
دوسرا نہین ہو سکتا نہ یہ حق کسی کو حاصل ہی کہ تمھارے سامنے نام صاحبقرانی لے اُس وقت
سہراب ثانی نے کہا کہ اے طیمور یہ تو بتاؤ کہ تم لشکر صاحبقران سے کس طرح علیحدہ ہوئے طیمور
نے کہا کہ اس کا سبب نہ پوچھو اگرچہ صاحبقران اُسی نسل سے ہین جس نسل سے مین ہون لیکن کچھ
ننھیالی اثر بھی ہونا ضرور تھا وہی ظاہر ہوا یہ کلمہ درست راستیون نے جو سنا تو کان کھڑے کیے کیونکہ نانا
صاحبقران کے شاہزادہ نورالدہر ہوتے ہین سہراب نے طیمور سے کہا کہ اس مین شک نہین

لیکن مفصل بیان کرو طیمور نے کہا کہ بعد فتح شہر غلطانیہ جب امیر قریب شہر حسن آگین کے پہونچے تو ایک ساحر سبر ہوت جادو نام امیر کا شریک ہوا اُس کے باعث اُن کے ملک پر ایک بلا آئی ہوئی تھی صاحبقران ابریق جادو کی مدد کو روانہ ہوئے مین بھی ہمراہ تھا وہان پہونچکے معلوم ہوا کہ ایک دیو ہے کہ ساحر زبر دست ہے کسی کا سحر اُس پر کارگر نہین ہوتا ہے اور ایک گرز اُس نے رکھوا دیا ہے کہ جو اس گرز کو اُٹھا لے وہ مجھسے مقابلہ کرے جب صاحبقران اُس گرز کے پاس پہونچے تو گرز پر نام سام بن نریمان کا دیکھا امیر کو حیرت ہوئی کہ یہ گرز تو بدیع الملک کے پاس تھا اور صاحبقران اول سے صاحبقران ثانی اور صاحبقران ثانی سے بدیع الملک تک پہونچا تھا یہ نہیان کیونکر آگیا مین نے اُس گرز کے اُٹھانے کا قصد کیا صاحبقران نے منع فرمایا اور ارشاد کیا کہ یہ گرز سوا صاحبقران وقت کے دوسرے سے نہ اُٹھے گا یہ سُنکے مین خاموش ہو رہا امیر نے گرز کو اُٹھا کر رکھدیا بعد اُس کے مین نے امیر سے اجازت لے کر زور کیا تو گرز اُٹھا لیا اور جس دیو کا وہ گرز تھا اُسے بھی مارا معلوم ہوا کہ یہ گرز وہی ہے جس کا شبہ تھا اور دیو ساحران بیابان کاج داج مین سے تھا اور لوٹ مین یہ گرز اس کے ہاتھ آگیا تھا اور یہ گرز کو لے آیا تھا اُسوقت سے صاحبقران نے وہ گرز مجھسے نہین لیا اور کشیدہ خاطر ہے اور فرمایا کہ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ زمانہ صاحبقرانی میرا بہت کم ہے اور بعد میرے سوا تمھارے کوئی صاحبقران نہو گا پھر مین نے صاحبقران کی وہ نگاہ اپنے سے نہ پائی جو اسکے قبل تھی مجکو کمال رنج ہوا اور مین امیر سے علحدہ ہوگیا اور بہت سے ملکون کو مین نے آباد کیا اسبب جو صاحبقران کی رعایت ہے میری رفاقت کرتا ہو وہ نکرے اور جس کو خاص طور سے محبت و الفت ہو وہ میرے ساتھ رہے یہ سُنکے سرداران دست راست تو خاموش بیٹھے رہے لیکن سرداران دست چپ نے کہا کہ ہم آپ کے ساتھ ہین طلحہ بن لندھور اور وحید الملک اور گرد بن بہرام وغیرہ موقع ڈھونڈھنے لگے کہ کسی صورت سے ان سے علحدہ ہونا چاہیے اور طیمور نے اپنا ارادہ ظاہر کیا کہ امیر فتح طلسم زرلزلہ کی غرض سے آتے ہین اگر خدا نے مدد کی تو مین پہلے ہی اس طلسم کا خاتمہ کر دونگا یہ کہکر طیمور تو اپنے رفیق کے انتظار مین ٹھہرا ہی لیکن

دو کلمہ داستان زرلزلہ قاف سلیمان سلطان حق پژوہ یعنی شاہزادہ عادل کیوان شکوہ کے بیان کئے جاتے ہین بغزل آغاز کلام

ہے عجب افسانہ بلبل چمن مین کیون نہین … ذکر میرا یار تیری انجمن مین کیون نہین
اسقدر قربت لبون سے ہے تعجب کی جگہ … آب حیوان یار کے چاہ ذقن مین کیون نہین
بارہا اُن کے لب شیرین چکے ہین بوسے لئے … پھر حلاوت قند کی میرے دہن مین کیون نہین
عمر تو ساری ہوئی رنگین مزاجی مین بسر … قبر میری دوستو صحن چمن مین کیون نہین
ایک مدت سے یہ ڈوبا ہے اسی کی چاہ مین … دل ہمارا یار کے چاہ ذقن مین کیون نہین
ہمسری کا اس کو دعویٰ ہو اگر بیجا ہے سب … اُن کی زلفون کی سی بو مشک ختن مین کیون نہین
سامنے جلتے ہین پروانے نہین پروا اُسے … بوے الفت دوستو شمع لگن مین کیون نہین
گو مین دیوانہ ہون پر کیون بھاگتے ہین مجھسے لوگ … بو محبت کی مرے اہل وطن مین کیون نہین
صبا مُنہ رستی ہمارا نو یہ تو ہے آج تک … ایک وہ ہیونداس رخت کہن مین کیون نہین

سادگی کیون ہوگئی ہو وضع قاتل مین شریک ‏— بانکپن کی بات اُسکے بانکپن مین کیون نہین
پیستا ہو گر ہین تو پیس ہی ڈالے کہین ‏— آسیا کی طرز اس چرخ کہن مین کیون نہین
اپنے جیتے جی تو مین پہنا کیا عمدہ لباس ‏— بو تکلف کی مرے دو گز کفن مین کیون نہین
پیار کی آنکھون کی سی شوخی بھی ہو وحشت بھی ہو ‏— اسقدر شرم و حیا اہل ہرن مین کیون نہین
دیکھتے ہین جسکو اچھا سب مٹاتے ہین اُسے ‏— ہو تعجب قدر کامل اہل فن مین کیون نہین
ہر جوان سے بیوفائی کرتی ہو دنیا سے دون ‏— پاس پھر رسم وفا اس پیر زن مین کیون نہین

یہ داستان اس مقام تک تحریر ہوئی تھی کہ وزیر دانشمند بادشاہ شہر حسن آگین کا صاحبقران سے رخصت ہوکے گیا اور حسین سبز قبا سے بیان کیا کہ امیر با توقیر نے بیچ مین خیمہ نصب کرایا ہو اور فرمایا کہ کل ہمارے تمھارے اُسی خیمہ مین باتین ہونگی ہم تنہا آئین گے تم کو اختیار ہو چاہے تنہا آؤ یا کسی اور کو ساتھ لیتے آؤ حسین سبز قبا نے کہا کہ اگر صاحبقران تنہا آئین گے تو مین بھی تنہا جاؤنگا جب دوسرا دن ہوا تو اُس طرف سے صاحبقران روانہ ہوئے سرداران اسلام نے ساتھ چلنے کا قصد کیا امیر نے منع فرمایا اور ارشاد کیا کہ مین تنہا جاؤنگا کوئی میرے ساتھ نہ چلے اُسوقت اور سردار تو ٹھہر گئے لیکن قبل اسکے کہ امیر اُسے منع کرین طیفور نے عرض کی کہ خادم ضرور ساتھ چلیگا چونکہ یہ عیار ہو اور ایک خدمتی کا ساتھ ہونا ہمراہی مین داخل نہین ہو صاحبقران صرف طیفور کو ساتھ لیکر روانہ ہوے اُس طرف سے حسین سبز قبا تنہا چلا تمام ارکین دولت کو روک دیا صرف وزیر دانشمند کی ہمراہی بادشاہ نے بھی منظور کی اس طرف سے صاحبقران پہونچے اُدھر سے حسین قبا آیا ملاقات ہوئی امیر ہاتھ حسین سبز قبا کا پکڑے ہوے داخل بارگاہ ہوئے حسین سبز قبا نے چاہا کہ امیر بھی تخت پر رونق افروز ہون لیکن صاحبقران نے منظور نہ کیا فرمایا کہ مین دنگل نشین ہون تخت نشین نہین ہون یہ فرماکر صاحبقران نے حسین سبز قبا کو تخت پر جگہ دی اور آپ دنگل پر رونق افروز ہوتے عیار پشت پر کھڑے ہوکر رومال جھلنے لگا وزیر گوشۂ تخت پر مؤدب ہوکے بیٹھ گیا حسین سبز قبا نے کہا کہ یا صاحبقران مجھے معلوم ہوا کہ آپ بڑے اُولو العزم ہین اور نہایت خلیق ہین بڑے بڑے ملک آپ نے فتح کئے طلسم توڑے خداوندیان مٹا دین لیکن یہ مقام نہایت سخت ہو یہان سے گذرنا آپ کا مخالفت کے ساتھ غیر ممکن ہو جن مرحلون کو آپ نے توڑا ہو کوئی چیز نہ تھے حالانکہ آپ کو اُن کے فتح کرنے مین بھی جو دقت پڑی ہوگی اُنھین آپ ہی جانتے ہونگے دوسرا نہین سمجھ سکتا لیکن یہ یاد رہے کہ اب آپ قدم آگے نہین بڑھا سکتے چونکہ آپ نوجوان اور خلیق ہین مجھے آپکے حسن شباب پر رحم آتا ہو مین نہین چاہتا کہ مثل اور لوگون کے آپ کا مقبرہ بھی یہین بنے اور آپ نے میرے ساتھ نہایت عمدہ برتاؤ کیا کہ میری خواہش کے موافق ملک کی آبادی مین خلل اندازی نہین کی اور لشکر کو اپنے دریا کے قریب سے ہٹا لیا لہذا اس کی عوض مین مین آپ کو راستہ دیے دیتا ہون آپ طلسم زلزلہ کو اسی طرف سے تشریف لیجائین اتنی خوشی آپ ہی کی منظور ہی لیکن مجھسے مقابلہ کا قصد نفرمائیے ورنہ بہت پشیمان ہوجیئے گا اور آپ کچھ کر نہین سکتے اگر آپ کو دلاوری زور و جرأت پر ہو تو میرے تین سردارون مین سے آپ ایک کو بھی زیر نہ کرسکین گے اور اگر اسم اعظم کا بھروسہ ہو تو یہان سحر و ساحری کا معاملہ نہین ہو جیسے آپ اسم اعظم کے ذریعہ سے [illegible] تین قلعے اور تین قلعدار ایسے ہین کہ قلعدارون کا مارنا یا گرفتار کرنا اور قلعون کو قبضہ مین [illegible] یا امیر اب آپ سے مین کچھ رموز اس ملک کے بیان کیے دیتا ہون اس غرض سے کہ آپ [illegible]

سے باز رہین اصل مین یہ ملک حکیم اسرار الحکمت نے آباد کیا تھا اور حسینان عالم کو تلاش کر کے
اُن سے اس سرزمین کو آباد کیا اور انتظام حفاظت ملک کا فہیم عاقلی کے سپرد کیا یہ اُن کے شاگرد رشید
تھے اور سجادہ نشین اپنا حکیم اشراق الحکمت کو معین کر کے دنیا سے رحلت کر گئے فہیم عاقلی نے
تین قلعے بنوائے ایک قلعہ یاقوت نگار ہے اور حاکم وہان کا محیط آدمخوار ہے دوسرا قلعہ زمرد نگار ہے اُس کا
ناظم ہیران پیچ ابرو ہے تیسرے قلعہ کو قلعہ آبی کہتے ہین اس قلعہ کا مالک غوغاے رعد آواز ہے بروقت
مقابلہ اُن لوگون کی حقیقت معلوم ہوتی ہے اگر حکم دیدون تو ایک غوغاے رعد آواز آپ کے لشکر کے
واسطے کافی ہے یہ تو انتظام ظاہری ہے اور انتظام باطنی یہ ہے کہ اگر یہان کی کسی عورت کو کوئی شخص بھگا لے جانا
چاہے تو شہر کے ناکے باہر نکلتے ہی وہ عورت غائب ہوجاتی ہے اگر یقین نہو تو امتحان کر لیجیے بعد ان تمام
انتظامات کے فہیم عاقلی ہم سب سے ملکر جانب پردہ قافت روانہ ہو گئے اور وہان پہونچکے انتقال کیا
چلتے وقت ایک ٹہنی نرگس کے درخت کی دے گئے تھے کہ وہ آجتک ہری ہے باوصفیکہ کبھی اُس پر پانی کا
چھینٹا بھی نہین دیا گیا پھول بھی اُسی طرح کھلا ہوا ہے اور ڈالی بھی سرسبز ہے ہم سب اُسی کی پرستش کرتے ہین
اور حکیم اشراق چونکہ جانشین حکیم اسرار الحکمت کے تھے انھون نے گرد حصار نارکور کے وہ حصار قائم
کیا تھا جسے توڑکے آپ اس مقام تک پہونچے گو کہ حکیم اشراق الحکمت کا مارڈالنا بھی امر آسان نہ تھا لیکن
انھون نے اپنے غرور مین اپنی جان دی نہ وہ آپ تک آتے نہ مارے جاتے آپ کا جانا حکیم اشراق الحکمت
تک ناممکن تھا خیر ہرچہ گذشت گذشت یہ تمام جھگڑے اسواسطے بیان کیے کہ آپ اپنے حسن و شباب پر رحم
کر کے اس ارادہ سے باز آئین اور یہین راستہ دیدون آپ طلسم زلزلہ کو چلے جائین بلکہ دوستانہ طریق سے
جب تک جائین میری دعوت قبول کرین اور اس ملک مین قیام پذیر رہین اگر یہان کے حسینون کا اشتیاق
ہو تو مین چند عورتین عائد شہر سے انتخاب کر کے آپ کی خدمت کے واسطے بھیجدون انھین آپ اپنی کنیزین بنا
لائین لیکن اگر کسی عورت کو ساتھ لیجانا چاہیے تو یہ امر ناممکن ہے نہ مین کسی کو بھیج سکتا ہون نہ آپ لیجاسکتے
ہین اور اُس گل نرگس کی سیر بھی مین آپ کو دکھا دون جس کی مین پرستش کرتا ہون یہ کہکر بادشاہ خاموش
ہوا اور صاحبقران دل مین سوچے کہ میرا چلے جانا بغیر اس کے کہ یہ ملک اسلام آباد ہو وجہ جاہلی کی دلیل
ہے علاوہ اس کے ملکہ کا وصل بھی میسر نہوگا فرمایا کہ آپ چونکہ مرد بزرگ ہین اور مین آپ کے سامنے نوعمر
اور کمسن ہون مجھے تمام باتین آپ کی قبول ہین بشرطیکہ دو باتین آپ میری بھی منظور کرین کہا بیان کیجیے
فرمایا کہ مین نہ ملک گیری کی ہوس رکھتا ہون نہ جاہ و ثروت دنیا کو کچھ خیال مین لاتا ہون میرے نزدیک
یہ سب فانی ہین اور ہیچ ہین مجھے دولت عقبےٰ کی خواہش ہے اور صرف قربۃً الی اللہ مذہب برحق پھیلانے مین
سرگرم رہتا ہون لہذا چند کلمے نصیحت کے گوش ہوش سے سنیے وہ یہ ہین کہ پرستش اُس کی چاہیے
جس نے پیدا کیا ہے سوا اُس کے یہ حق دوسرے کا نہین ہے اور اپنی بنائی ہوئی چیز یا کسی دوسرے کی بنائی
ہوئی شئے کی پرستش کرنا صنعت پرستش مین داخل ہے اور اس سے کیا حاصل لہذا آپ کو چاہیے کہ
دین اسلام اختیار کیجیے اور وہ نرگس کی ٹہنی کیا چیز ہے جس کی پرستش آپ کیا کرتے ہین ایسے ایسے عجائبات
حکما نے بہت سے بنا ڈالے ہین یہ وہی ٹہنی ہے جسے فہیم عاقلی نے بنایا ہے اور دوسری خواہش میری یہ ہے
کہ اپنی دختر کے ساتھ مجھے قبول کیجیے بلکہ چاہیے اس شرط کو نہ منظور کیجیے لیکن شرط اول کا پورا ہونا
ضرور ہے بغیر اس کے مین اپنے ارادہ سے باز نہ رہون گا جو کچھ آپ نے بیان کیا وہ سب صحیح ہے مگر سے

وہ قادر مطلق ایسا ہے کہ دن کو رات	دگرگون میشود احوال عالم	بیک ساعت بیک لحظہ بیک دم

اور رات کو دن کرتا ہے آپ کے تین قلعہ آپ کی نظر مین بہت کچھ ہین لیکن اُس کی نظر مین کچھ نہین رہے جو
آن واحد مین رات کو دن اور دن کو رات کر دیتا ہے جن مرحلون کو مین نے مدد پروردگار سے شکستہ
کیا اُن کے ٹوٹنے کی کس کو امید تھی اور آپ کو یہ خیال کب ہوگا کہ یہ مرحلے شکستہ ہو جائینگے ورنہ جس
بات کو آپ اسوقت بخوشی منظور کر رہے ہین اگر پہلے ہی منظور کر لیتے تو اس کی نوبت بھی نہ آتی مجھے طلسم
زلزلہ پر جانا تھا چلا جاتا اب تو مین بغیر اسلام کا جھنڈا اس سرزمین پر گاڑے ہوے ہرگز قدم آگے نہ بڑھاؤنگا
یہ سُنکے حسین سبز قبا نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو قضا و منظور ہے خیر مین نے از راہ نیکی سمجھایا مگر
آپ نے نہ مانا اب آپ اسی سرزمین پر مزار آپ کا بنے گا ایک غوغاے رعد آواز جو پہلے قلعہ پر ہی
آپ کو مار ڈالے گا یہ کہکر حسین سبز قبا اپنے مقام سے اٹھا صاحبقران بھی یہ فرماتے ہوے
اُٹھ کھڑے ہوے کہ آپ طبل جنگ بجوا دیجیے مین نے اگر انشاء اللہ تعالیٰ اس نرگس کے پھول کو تلوون سے نہ ملا
تو نام اپنا صاحبقران نہ پایا یہ فرماکر امیر با توقیر اپنے لشکر کی جانب روانہ ہوئے اور حسین سبز قبا
اپنے شہر کی طرف چلا گیا راستے مین طیفور نے عرض کی کہ یا صاحبقران واقع مین یہ مقام دشوار گذار
معلوم ہوتا ہے مین نے جہان تک دریافت کیا ہے بیان بادشاہ ملک حُسن آگین کا صحیح ہے فرمایا مین بھروسہ ذات
باریتعالے کا رکھتا ہون مجھے کچھ پروا نہین ہے مین اگر ملک گیری کی ہوس مین آیا ہوتا تو انجام کو سوچتا کہ
ایسے ملک پر ہاتھ نہ ڈالون جہان جان جانے کا ضرر متصور ہو جبکہ مین قربۃً الی اللہ آیا ہون تو مجھے کیا پروا ہے
اگر فتح پائی تو غازی ہوے مارے گئے تو شہید یہ فرماتے ہوئے داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوئے بادشاہ
اسلام نے پوچھا کہ کیا باتین ہوئین صاحبقران نے تمام کیفیت بیان کی بادشاہ خاموش ہو رہے
وہان حسین سبز قبا نے غوغاے رعد آواز کو حکمنامہ بھیجا کہ تم طبل جنگ بجوا کر صاحبقران
سے مقابلہ کرو لیکن سردارون کو قتل نہ کرنا بلکہ اسیر کر لینا اس لیے کہ مین چاہتا ہون یہ لوگ خوف زدہ
ہوکے چلے جائین مارے نہ جائین غوغاے رعد آواز کو جسوقت یہ حکمنامہ بادشاہ کا پہونچا تو اس نے
اسی وقت حکم دیا کہ بجے طبل جنگی چنانچہ نقارۂ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارے کی گرجی ہرکارے
لشکر اسلام کے خبر وحشت اثر لیکے پھرے اور خدمت مین بادشاہ اسلام و امیر عالیمقام کے آکر عرض
کی کہ لشکر مخالف مین کوس حربی بجا ہے اور فوج قلعہ آبی نے بیرون قلعہ خیمہ برپا کیا ہے امیر با توقیر نے
ارشاد کیا کہ کچھ پروا نہین کہدو کہ ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی بجے طبل جنگی یہان بھی
کوس حربی نوازش مین آیا اور دونون لشکرون مین تیاریان جنگ کی ہونے لگین بہادر اپنے اپنے
حربون کو صیقل کرنے لگے اسی حالت مین رات گذری صبح نمودار ہوئی اہل اسلام مین شور اذان
بلند ہوا اور نرگس پرستون نے اپنی رسم مذہب کے موافق عبادت سے فراغ حاصل کر کے رخ میدان
کارزار کا کیا اس طرف سے بادشاہ اسلام سوار ہوکے جانب میدان کارزار روانہ ہوے صاحبقران
عالیشان ہمراہ تخت بادشاہ تھے جس وقت میدان مین پہونچے تو تخت بادشاہ کا قلب لشکر مین
قائم ہوا اور امیر چالیس قدم صفوف لشکر سے آگے بڑھکر بمرتبہ صاحبقرانی کھڑے ہوے اور سردار
اپنے اپنے منصب کے موافق دس دس بارہ بارہ قدم آگے بڑھکر کھڑے ہوے پھر پھریرا علم اژدہا پیکر کا
کھولا گیا ہوا جو آکر پھریرے مین بھری تو آواز یا صاحبقران یا صاحبقران پیدا ہوئی دیکھا کہ اس طرف
سے غوغاے رعد آواز ایک کرگدن مست پر بیٹھا ہوا نمودار ہوا اس نے بھی میدان مین آکر اپنے
لشکر کے پرے جمائے اور خود بمرتبہ سرداری کھڑا ہوا پوشاکین فوج کی اودی تھین اور ایک ایک پھول

نرگس کا پرور دی کے سینے پر بنا ہوا تھا اور پھریرے بھی نشانون کے اودے تھے اور علم بشکل گل نرگس
تھے جب دونون جانب کی صفین آراستہ ہوچکین تو غوغا سے رعد آواز میدان مین آیا اور پکارا کہ
اے گروہ خدا پرستان جو اپنی زندگی سے عاجز ہو وہ میرے مقابلہ کو آئے بس یہ کلمہ سنتے ہی زلازل
بن زلزلہ رفیق شاہزادہ سکندر رستم خو مرکب اپنا بڑھا کر سامنے تخت بادشاہ اسلام کے آیا اور مرکب
سے اتر کر اجازت خواہ میدان مصافت ہوا بادشاہ نے جام کلہ عزیمت عنایت فرمایا اور کہا کہ جاؤ
حافظ حقیقی نگہبان ہو زلزال بن زلازل بن زلزلہ جام پیکر سلام رخصت کرکے بار دگر مرکب پر سوار
ہوا اور سامنے غوغا سے رعد آواز کے آیا غوغا سے رعد آواز نے کہا کہ تو کیا سمجھ کر میرے مقابلہ
کو آیا ہو نہین جانتا کہ مین کون ہون زلزال نے کہا کہ اتنا سنا ہو کہ تو چیختا خوب ہو ایک ہمارا سردار
ہمنشین بھی ایسا ہی تھا کہ اُس کے نعرے سے بھی جانوران صحرائی بھاگ جاتے تھے اور لوگ بیہوش ہو جاتے
تھے میرے اُس کے اکثر مقابلہ ہوا ہو مین ان چیخون کا عادی ہون اُسوقت غوغا سے رعد آواز
ہنسا اور کہنے لگا کہ خیر ابھی تجھے میرا حال معلوم نہین ہو لے اپنا وار کر زلزال نے کہا کہ کیا تو نہین
واقف آئین اہل اسلام سے کہ ہم لوگ حریف پر سبقت نہین کرتے ہین اگر خدا تیری ضرب سے بچائیگا
تو دیکھا جائے گا یہ سنکے غوغا سے رعد آواز نے نیزہ سنبھالا اور گردش دے کر سینہ زلزال پر وار
کیا زلزال نے ترچھے ہو کر نیزہ کو نیزہ پر لیا تھا اور ایسا جھٹکا مارا کہ نیزہ غوغا سے رعد آواز کا ٹوٹ گیا
بس لشکر اسلام سے احسنت و مرحبا کی صدا بلند ہوئی غوغا سے رعد آواز نے شرمندہ ہو کے ایک
چیخ ماری کہ تمام میدان کانپ گیا گھوڑے بدمزاج ہونے لگے اور زلزال بن زلازل کی یہ حالت
ہوئی کہ ایسے تیورائے اور بیہوش ہو کے مرکب سے گر پڑے غوغا سے رعد آواز نے اپنے مرکب
سے کود کر اُس کی مشکین باندھین اور ملازمین کے سپرد کیا لوگ زلزال کو مسلسل و مطوق کرکے جانب
زندان روانہ ہوئے اور یہان غوغا سے رعد آواز نے پھر مبارز طلب کیا ایکبار اُس کے مقابلہ کو
تہمتن گرد رفیق شاہزادہ رفیع النجت نکلا بادشاہ سے اجازت لے کر سامنے غوغا سے رعد آواز
کے پہونچا اور کہا کہ لا حربہ اپنا غوغا سے رعد آواز نے کہا کہ کیا تو میرے حربہ سے آگاہ نہین ہو میرا حربہ
میری آواز ہو جس کا اثر تو دیکھ چکا تہمتن گرد نے کہا کہ پھر کیون نہین چیختا یہ سنکے غوغا سے رعد آواز نے
چیخ ماری تہمتن گرد نے کانون مین انگلیان دے لین جب یہ چیخ چکا تو دوڑ کر تلوار ماری غوغا سے
رعد آواز سپر بھی بلند نہ کرنے پایا تھا کہ تلوار سر پر پہونچ گئی اور خود پہ پہنچی خود کو تو تیغ نے کاٹا لیکن
سر پر پہونچکے تلوار رک گئی تہمتن گرد نے جھٹکا مارا تلوار پھنسی ہوئی تھی ٹوٹ گئی بس تہمتن گرد نے دوسری
تلوار کھینچ لی اور وار کرنے چلا غوغا سے رعد آواز نے چیخ ماری یہ ٹھہر کر سامنے آ گیا اور ہوش و حواس
جاتے رہے غوغا سے رعد آواز نے اسے بھی اسیر کرکے زندانخانے مین بھجوا دیا اور پھر مبارز طلب
کیا اگرچہ جوانان اسلام دیکھ رہے تھے کہ نہ حربہ اسپر تاثیر کرتا ہو نہ اس کی آواز سننے کی تاب رہتی ہو
ایک چیخ مین آدمی بیہوش ہو جاتا ہو اس کے مقابلہ کو جانا دہان گور مین جانا ہو لیکن ایک سلسلہ بندھا
ہوا تھا کہ ایک گرفتار ہوا اور دوسرا پہونچا دوسرا اسیر ہوا تیسرا جا پہونچا غوغا سے رعد آواز خود
حیرت مین تھا کہ یہ کس کلیجے کے لوگ ہین کہ مرنے اور قید ہونے سے ڈرتے ہی نہین غوغا سے رعد آواز
نے شام تک پچیس سردار اسیر کیے اور طبل بازگشت بجوا کر میدان سے پھر گیا ادھر اسیر با توقیر کمال
حیران نہایت پریشان میدان سے پھر کر بارگاہ سلیمانی مین تشریف لائے اور سکوت کے عالم مین بیٹھے

رہے جب وقت برخاست کا آگیا اٹھ کر تمام سردار مع صاحبقران نامدار اپنی اپنی خوابگاہ کی جانب
روانہ ہوئے وہان غوغاے رعد آواز نے پھر طبل جنگ بجوا دیا تھا اس طرف بھی نقارہ رزمی بجا کیا
تمام رات دونون لشکرون مین تیاریان جنگ کی رہین صبح کو دونون طرف کی فوجین وعدہ گاہ مصاف
مین پہونچکر صف آرا ہوئین بعد آراستگی صفوف قتال وجدال جسوقت نقیب نقابت کرکے ہٹے ہی تھے
کہ غوغاے رعد آواز میدان مین آیا اور بعد سلح شوری بسیار نیزہ زمین پر گاڑ کے اور دم کو آراستہ
کرکے پکارا کہ اے لشکر اسلام دیکھا تم نے کہ کل تمھارے حامی کس بے بسی سے اسیر ہوئے لہذا تمکو
چاہیے کہ ساتھ صاحبقران کا چھوڑ دو اور جہان چاہو چلے جاؤ ورنہ یہی انجام تمھارا بھی ہوگا یہ سنکے
سرداران اسلام نے دست بقبضہ ہوکر جواب دیا کہ او ملعون کیا جھک مارتا ہے تجھ ایسے بہت سے گبر
پیدا ہوے اور ناپید ہو گئے اور لشکر اسلام پر اس سے زیادہ زیادہ آفتین آچکین اور رد بھی ہو چکین
کسی نہ کسی روز تو بھی مارا جائیگا لیکن ابھی یہ نہین معلوم ہے کہ قضا تیری کس کے ہاتھ سے آئیگی جو لوگ
آج تیری قید مین ہین کل رہا ہو جائینگے غوغاے رعد آواز نے ایک قہقہہ مارا اور پکارا کہ ع
این خیال است ومحال است وجنون ہین مثل دیگران نہین ہون مین اُس خداوند بینا کو مانتا ہون تم نے
جسے دیکھا بھی نہوگا میرے خداوند نے میری موت معین ہی نہین کی ہے غرض ان باتون سے کچھ حاصل
نہین ہے جس کو مقابلے کے واسطے آنا ہو وہ آئے یہ سنکے برجلیس بن الکوان پسر خواندہ آصف احکم
طلامت نے مرکب اپنا صف سے نکالا اور سامنے تخت بادشاہ کے آکر گردن جھکائی اور اجازت خواہ
میدان کارزار ہوا تمام اہل اسلام اس لڑکے سے محبت رکھتے ہین کہ بہت کمسن اور نہایت حسین ہے
اور بیٹا اتنے بڑے شخص کا ہے جو خداوند زرطاق کہلاتا تھا اور اس نے دین اسلام بخوشی سے اختیار کیا باپ کا
شریک بنا جسوقت اس نے اجازت چاہی تو بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ اے برجلیس تم قصد نکلنے کا
نکرو اسلیے کہ تمھاری مان تمھارے فراق مین روتے روتے مرجائیگی کہ اُس کا سوا تمھارے کوئی
سہارا نہین ہے اسوقت برجلیس نے عرض کی کہ ظل اللہ آپ کا سایہ عاطفت ہر شخص کے واسطے کافی ہے
حضور کے عہد حکومت مین کوئی لاوارث نہین ہے اور اب تو مین دائرۂ اسلام مین آچکا ہون آئین اسلام
کا پابند ہون مجھ سے بیجا وسوسہ فقط نہین ہے اور اب اُس شخص کا بیٹا کہلاتا ہون جس کی تلوار عالم مین مشہور
ہے پھر کیونکر ہو سکتا ہے کہ میدان مین نکلکر بے لڑے واپس جاؤن بادشاہ اسلام نے مجبور ہو کر اجازت جنگ
مرحمت فرمائی اور جام عنایت کیا برجلیس بن الکوان جام پی کے جانب میدان روانہ ہوا جسوقت
سامنے غوغاے رعد آواز کے پہونچا تو غوغاے رعد آواز نے کہا کہ اے نوجوان تو تو ابھی
جنگ وجدال کے قابل نہین ہے تجھ پر ہاتھ اٹھاتے مجھے شرم آتی ہے برجلیس بن الکوان نے کہا کہ اے
شخص شاید تو مجھسے آگاہ نہین ہے مین بیٹا خداوند زرطاق کا ہون باپ میرا خداوند کہلاتا تھا اور مین نے
بندگی کو بہتر جانا ہے اور مین اپنے کو عبد خدا شمار کرتا ہون باپ میرا جس قدر قوت رکھتا تھا عالم جانتا ہے
لیکن چونکہ باطل پر تھا مارا گیا مین حق پر ہون میرے لیے ہمیشہ فتح ہے کہ مارا گیا تو شہید اور زندہ رہا تو غازی
ہون تجھے نصیحت کرتا ہون کہ تو بھی اس دین مبین کو اختیار کر جس مین دنیا و آخرت دونون نیک ہین اس
آوازہ پر اپنی نازان نہو جس سے تو سرداروں کو بیہوش کر دیا کرتا ہے میرے باپ کے طلسم مین ایسے
ایسے نہین معلوم کتنے کرشمے تھے لیکن خداوند سے وہ سب کرشمے مٹ گئے اور ایک نیلی الکوان
تاجدار ایسے شخص کو سوا بجالانے کے کچھ بن نہ آئی میرے باپ کے بعد اپنی نوبہ کرون مین تقسیم کی گئی

کہ آٹھ بھی مار ڈالے جائیں گے تو بھی میں مر نہیں سکتا اور پیکر نہم کو لیجا کے طلسم باطن میں پوشیدہ کیا
تھا لیکن انہیں صاحبقران رابع نے طلسم اسرار باطنی کو توڑا اور وہان جا کے اکوان تاجدار کو
مارا اور ساتھ اکوان تاجدار کے بادشاہ طلسم باطن بھی مارا گیا جب روز یہ پتہ مل گیا کہ تو طلسم ظاہر
یا سحر بند ہے اُسی روز تیری اجل کا پیام آگیا تو ان خدا پرستون پر فتحیاب نہین ہو سکتا کہ حق ان کا شریک
ہے یہ سُنکے غوغاے رعد آواز نے کہا کہ مین نے تو تجھپر ترس کھایا تھا کہ تو بچہ ہے تجھے کیا قتل کرون
تو مجھے نصیحت کرنے لگا معلوم ہوا کہ تیری قسمت مین بھی گرفتاری ہے اسے برجلیس بن اکوان تو ننگ
خاندان نکلا کہ ایک خداوند کا بیٹا ہو کر تو نے مجاورزادگان مکہ کی اطاعت اختیار کی اپنی نخوت کو خاک
مین ملایا مین ایسا نہین ہون خراب آیا ہے تو حوصلہ اپنا نکال لے پھر تو تیری قسمت مین بھی گرفتاری لکھی
ہوئی ہے اور اگر بادشاہ مجھے حکم گرفتاری نہ دیتا بلکہ حکم قتل دیتا تو جتنے سردارون کو مین نے اسیر
کیا ہے یہ قتل ہو چکے ہوتے اب تو امید رہائی ہے گو موہوم ہے آئندہ کوئی امید نہوتی برجلیس بن اکوان
نے کہا کہ یہ بھی قدرت خدا کی ہے اور دلیل فتح مسلمانون کی ہے کہ تو نے اُن کو قتل نہین کیا معلوم ہوتا ہے
کہ عمرین اُن کی دراز ہین وہ ابھی جئین گے تیرے ہاتھ سے قتل نہون گے بلکہ تو مارا جائیگا اور وہ
رہائی پائین گے غوغاے رعد آواز نے برہم ہو کے نیزہ مارا برجلیس بن اکوان کو انجم
طلعت نے مثل فرزندون کے تربیت کیا ہے اُس نے جلدی سے نیزے کو نیزے پر لیا
ردوبدل ہونے لگے کوئی ستر طعن کی نوبت آئی ہوگی کہ برجلیس نے نیزہ ہاتھ سے غوغاے رعد آواز
کے نکال دیا غوغاے رعد آواز نے خفیف ہو کر ایک چیخ ماری کہ تمام میدان ہلگیا اور برجلیس
بن اکوان پر غشی طاری ہوئی غوغاے رعد آواز نے اسیر کر کے زندانخانے کی جانب بھجوا دیا
اس کے اسیر ہوتے ہی شاہزادہ آصف انجم طلعت کو جوش آگیا آواز دی کہ او ملعون سوا
چھپنے کے تجھے کچھ بھی آتا ہے اس لڑکے کے ہاتھ سے نیزہ نہ نکال سکا اسی منھ پر دعواے سپہگری ہے
یہ کہتے ہوئے بغیر اجازت بادشاہ سامنے غوغاے رعد آواز کے پہونچے غوغاے رعد آواز
نے کہا کہ تم تو اس طرح دوڑے آئے جیسے یہ تمھارا ہی لڑکا تھا فرمایا بیشک ہمارا ہی فرزند ہے ہمین نے
اسکو تربیت کیا اور ہمین نے پرورش کیا بس لا حربہ اپنا کہ زمانہ میری آنکھون مین تاریک ہو رہا ہے
یہ سُنکے غوغاے رعد آواز نے گرز اٹھایا اور پکارا کہ تم لوگون سے نیزہ بازی کرنا بالکل بیکار ہے
لو اسکے یہ طمانچہ ملک الموت ہے یہ کہکر اس نے ضرب گرز کی لگائی آصف انجم طلعت نے
مردانہ وار اپنے گرز کو اُٹھا کر چہرے کی پناہ کیا گرز جو گرز پر پڑا اتفاق ہوا آتش گرد بلند ہوا غوغاے
رعد آواز نے زدم و بستم کردم کا نعرہ کیا عیار آصف انجم طلعت کا چلا تھا کہ خبر اپنے آقا
کی لون وہان آصف انجم طلعت اس کی ضرب کو کب ماننے والے تھے تتق گرد سے نکلکر للکارے
کہ ملعون کرا زدی وکرا بستی کردی حریف تیرا مین موجود ہون سنبھل تو ضرب نزدی ضرب مانوش کن
چو شادی از دل فراموش کن یہ کہکر اپنا گرز گران سنگ الماس رنگ ہشت پہلو پرچہ کو دہ پنبارہ کے
سپر کی ضرب کو سر پر چرخ دیا اور مرکب سے مرکب کو ملا کے جو وار کیا تو عیاذاً باللہ تتق گرد بلند ہوا
طبقہ زمین کا شق ہو گیا تڑاقے کی آواز فلک تک پہونچی شعلہ فلک کو نکلگیا مرکب غوغاے رعد آواز
کی کمر ٹوٹ گئی ملعون نے بھی زدم و بستم کردم کا نعرہ کیا تھوڑی دیر کے بعد غوغاے رعد آواز
گرد سے باہر آیا تو پیادہ پا تھا آصف انجم طلعت بھی اُسے پیادہ دیکھکر پیادہ ہو گئے اور بڑھے

جیسے ہی قریب پہونچے اور دست وگریبان ہونے کا قصد کیا غوغاے رعد آواز نے ایسی
چیخ ماری کہ یہ بھی لہرا کر گرے بس غوغاے رعد آواز نے ان کو بھی اسیر کرکے بھیجدیا بعد ان کے
شہنشاہ گوہر کلاہ نکلے انھون نے بھی آتے ہی اس کو گرد برد کر دیا آخر یہ بھی گرفتار ہوئے آج
بھی غوغاے رعد آواز نے تیس چالیس سردارون کو اسیر کیا اور شام کو طبل بازگشت بجوا کر میدان
سے پھر گیا آج اہل اسلام پہلے دن سے زیادہ مغموم پھرے کہ بہت سے عزیزان صاحبقران اسیر ہوگئے
تھے اور وہان غوغاے رعد آواز نے جا کر سب سردارون کو زندان مین بھیجدیا اور آپ مصروف
عیش ونشاط ہوا اور طبل جنگ اس نے نہین بجوایا یہان صاحبقران عالیشان نے منادی کردی
کہ خبردار اب اس سے مقابلہ کا کوئی قصد نکرے مین خود مقابلہ کرون گا طیفور نے دیکھا کہ اگر
صاحبقران نے مقابلہ کیا تو یہ بھی ضرور اسیر ہو جائینگے کسی طرح امیر کو ہاتھ سے اس کے بچانا چاہیے
بس اس نے صورت تبدیل کی اور قطورہ زربفتی و پاتابہ سقرلاتی وکسوت عیاری سے آراستہ ہو کر
جانب قلعہ آبی روانہ ہوا جب راستہ طے ہو چکا اور طیفور بادیہ گرد قریب قلعہ آبی کے پہونچا دیکھا کہ
لب ساحل قلعہ ہی اور زیر قلعہ فوج اتری ہوئی ہی بس طیفور نے رنگ وروغن عیاری چہرے پر ملکر
صورت اپنی ایسا جوگی کی بنائی اور کنارے دریا کے بیٹھ کر اکتارا بجا بجا کے گانا شروع کردیا جو لوگ
قریب تھے وہ گانے کی آواز سنکر سمٹ آئے دو چار جو یہان سے واپس گئے انھون نے اور
لوگون کو مطلع کیا کہ ایک جوگی آیا ہی کیا خوب گاتا ہی اور لشکر کے بیفکرے مشتاق ہوکے آئے اور گانا
سننے لگے شدہ شدہ یہ خبر غوغاے رعد آواز کو پہونچی کہ آپ یہان کیا بیٹھے گانا سن رہے ہین
ایک جوگی آیا ہی کہ اگر اس کا گانا سن لیجیے گا تو سب کو بھول جائیے گا کیا الاپ رہا ہی غوغاے رعد آواز
نے کہا کہ جاکر اسے ہمارے پاس لے آؤ لوگون نے آکر طیفور سے کہا کہ جوگی صاحب آپ کو مالک
قلعہ بلاتے ہین جوگی نے جواب دیا کہ مین کسی کا نوکر نہین ہون اگر اس زمین پر بیٹھنا تمھین شاق ہی تو مین کسی اور
جنگل کی راہ لونگا یہ کہکر بوریا بدھنا سنبھالا لوگ ہاتھ جوڑنے لگے کہ آپ کہین نجائیے جو لوگ پیام
غوغاے رعد آواز کا لے کر آئے تھے وہ پلٹ گئے اور جاکے غوغاے رعد آواز سے کہا
کہ جوگی صاحب نہین آتے آپ خود تشریف لے چلیے اور ان سے کہیے تو شاید آئین چونکہ غوغاے رعد آواز
کو کچھ اشتیاق اور کچھ غصہ بھی تھا کہ ہمارے بلانے سے نہ آیا اگر اب آنے سے انکار کریگا تو سزا دونگا یہ
سوچکے یہ اپنے مقام سے اٹھا اور جوگی کے پاس آکر کہا کہ گروجی تمھارا کیا نام ہی کہا کہ مجکو جوگی چونچال
کہتے ہین غوغاے رعد آواز نے کہا کہ مین چاہتا ہون کہ ایک روز کے لیے میری دعوت قبول فرمائیے
جوگی نے کہا کہ بچہ کیون فقیرون سے صحبت بڑھاتا ہی جاتو امیر ہی امیر غریب کی صحبت برآور نہین ہوتی ہی
غوغاے رعد آواز نے اصرار کیا بمشکل آپ نے منظور کیا اور ساتھ غوغاے رعد آواز کے
جانب قلعہ روانہ ہوئے ایک ایک مقام کو اجنبی بن کے پوچھتے جاتے تھے غوغاے رعد آواز بتاتا
جاتا تھا کہ یہ زندان خانہ ہی وہ سلح خانہ وہ اصطبل ہی اسی طرح سمجھاتا بجھاتا اپنی بارگاہ مین لایا اور قریب
اپنے بٹھایا دیکھا طیفور نے بارگاہ خوب آراستہ ہی لوگ جمع ہین ناچ ہو رہا ہی لیکن جن لوگون نے طیفور
کا گانا سن لیا تھا انھین کسی کا گانا بھلا نہ معلوم ہوتا تھا غوغاے رعد آواز کا دل لگتا تھا جلد ہی
سے مجرائی طائفہ کو برخاست کرکے غوغاے رعد آواز نے جوگی چونچال سے کہا کہ یہ گانا تو لہو ولعب
کا تھا اب آپ کوئی بھجن یا کوئی معرفت سنائیے کہ دنیا اور مافیہا دونون تنین جوگی نے اکتارا چھیڑا

عذر نہیں لیکن خیال یہ تھا کہ شاید آپ اپنے ساتھ کھلانے میں پرہیز کریں جوگی چوپال نے کہا کہ بابا
سب بندے خدا کے ہیں یہ نہیں ہے اپنی اپنی قسمت ہے کہ کوئی دولتمند ہے اور کوئی گدا یہ ہے غرضکہ غوغا سے
رعد آواز نے ساتھ جوگی کے حلوا کھایا جوگی نے کئی لقمہ نمک سرکاری ملا کے غوغا سے رعد آواز
کو دیے لیکن اس بلانوش پر کوئی اثر بیہوشی نہوا تھا نہوا جب کھانے سے فراغ حاصل ہوا تو
غوغا سے رعد آواز رخصت ہوکے اپنی خوابگاہ کی جانب روانہ ہوگیا قاعدہ اس کا یہ تھا کہ قلعہ
میں جاکے سوتا تھا اور لشکر بیرون قلعہ اترا ہوا تھا گشت طلایہ کے سواروں کا پہرہ تھا یہاں جوگی
صاحب نے کنارہ دریا کا چھوڑا زبانی غوغا سے رعد آواز کے سب سن چکے تھے کہ قیدی فلاں
مقام پر ہیں جب انھوں نے لباس شہروی تن پر آراستہ کرکے درختوں کی آڑ آڑ نگاہوں سے
نگہبانوں کی بچتے ہوئے پشت زندان کی طرف پہونچگئے اور ایک درخت کی آڑ پکڑ کے نقب لگانا شروع
کردی چند قدم کا تو فاصلہ تھا ہی تھوڑی دیر میں نقب کا اندر زندان کے توڑا اور زمین سے نکلکر
سرداران اسلام کو سلام کیا اور کہا کہ چلیے سرداران اسلام نے جسوقت طیفور کو پہچانا جلدی
جلدی قیدیں توڑیں اور کہا کہ ہم تنہا بھی تو نہیں ہیں پھر جاسکے کیونکر چلیں سب ساتھ کے
نقب کرکے زندان کے باہر آئے گھوڑے کھول کھول کے ان پر سواری لی اور جو سپاہی
ہتھیار سرہانے رکھے ہوئے سوتے تھے ان کے ہتھیار لیکر قتل شروع کردیا لشکر میں غوغا مچ گیا کہ
ارے قیدی رہا ہوگئے خبردار جانے نپائیں بھلا یہ شیر کس کے روکے رکتے ہیں تلوار برسانا
شروع کی قریب اسی پچاسی سرداروں کے تھے جن میں ایک ایک رستم وقت و اسفندیار زمانہ
تھا ادھر تو تلوار چل رہی تھی ادھر طیفور نے خیموں پر حقہائے آتشبازی مارنا شروع کیے یہ
خیمہ جلنے لگا اس خیمہ میں آگ لگی کفار ادھر تو قتل ہورہے تھے ادھر جلتے بھی دوزخ کی
آگ میں جل رہے تھے بہت سے دریا کے اندر پھاند پڑے اور ڈوب کے مرگئے جوانان
اسلام لشکر کو پامال کرتے ہوئے صاف نکلے چلے گئے اور طیفور بھی صدہا خیموں خرگاہوں کو
جلا کے نکلا چلا آیا صبح کو سرداران اسلام لشکر اسلام میں داخل ہوگئے جب یہ خبر امیر با توقیر کو
ہوئی کہ طیفور نے جاکر تمام سرداروں کو رہا کرلیا صاحبقران نہایت خوش ہوئے بارگاہ میں اپنی
تشریف لائے سرداروں سے ملاقات ہوئی طیفور کو بہت بھاری خلعت عنایت فرمایا طیفور
نے عرض کی کہ یا صاحبقران کیا عرض کروں غوغا سے رعد آواز نہیں معلوم کون بلا ہے میں نے
سات مثقال بیہوشی اس کو کھلادی مگر کمبخت پر کوئی اثر نہوا معلوم ہوتا ہے کہ سمی اس کی دوا ہے
کہ موت کے پنجہ میں آکے نکل گیا زہر پی گیا اور کوئی تاثیر نہوئی امیر نے فرمایا کہ خیر دیکھا جائیگا
جبتک قضا اس کی نہیں ہے اسوقت تک تو کچھ نہیں ہوسکتا اور جب وقت اجل کا آجائیگا
تو مہلت بھی نہ لینے دے گا اب وہاں کا حال سنیے کہ جب غوغا سے رعد آواز خواب مرگ سے
بیدار ہوا اور قلعہ سے نکلکر لشکر میں آیا تو عجیب تلاطم دیکھا کہ سیکڑوں خیمے جلے پڑے ہیں بہت سی
لاشیں میدان میں پڑی ہیں کوئی لاش اٹھا رہا ہے اور باپ کے بھائی کے نوحے کر رہا ہے کوئی کہتا ہے
کہ میرا بیٹا مارڈالا گیا کوئی باپ کے لیے واویلا کررہا ہے غوغا سے رعد آواز نے کہا کہ ارے کیا
کیا ہوا لوگوں نے عرض کی کہ وہ جوگی جو رات کو آیا تھا وہ دراصل صاحبقران کا عیار تھا اُسنے
قیدیوں کو رہا کیا قیدی ایسے سرکش تھے کہ قیدیں توڑ توڑ کے نکلے ہمارے ہی ہتھیار چھینے مارے گئے

گھوڑے لیے اور بہتون کو قتل کیا اسّی بیاسی آدمی دو لاکھ جوانون سے نہ رک سکے لاشین گراتے
ہوئے صاف نکلے چلے گئے اور اس عیار مکار نے خیمون مین آگ لگانا شروع کر دی ہم لوگ
مصروف جنگ سے آگ کون بجھاتا اور بہت سامان بھی تلف ہو گیا کیا غضب کے لوگ تھے کہ قتل
بھی کیا مال بھی لوٹا اور نکل بھی گئے بس یہ حالت دیکھکر غوغاے رعد آواز کو نہایت غصہ آیا
اور اس نے ایک نامہ صاحبقران کو لکھا مضمون نامہ یہ تھا کہ مین نے اس وقت تک حکم بادشاہ
سے رعایت کی کہ آپکے سردارون کو گرفتار کیا قتل نہین کیا اور آپکے سردارون نے رہا ہوکے
میرے لشکر کے کئی ہزار آدمیون کو جان سے مارا لہذا آئندہ سے جو میرے مقابلے کو نکلے وہ آمادہ
مرگ ہوکے نکلے اب مجھسے رعایت کی امید نہ رکھیے گا جب یہ نامہ صاحبقران کو پہونچا اور امیر
مضمون نامہ سے آگاہ ہوے جواب مین تحریر فرمایا کہ اے غوغاے رعد آواز جب لڑائی ٹھہری
تو پھر رعایت کیسی اگر زندگی ان لوگون کی نہ ہوتی تو تیرے ہاتھ سے مارے جاتے چونکہ حیات ان کی
منجانب خدا باقی تھی تیرے ذہن ہی مین نہ آیا کہ تو انھین قتل کرتا اور اب تو قتل کا ارادہ کرکے دیکھ
جنکی زندگی ہے وہ ہرگز قتل نہون گے اور جن کی مدت عمر پوری ہو چکی ہے وہ مارے جائینگے یہ جواب
دیکھ کے غوغاے رعد آواز نہایت برہم ہوا اور اس نے کہا کہ دیکھنا کل ان خدا پرستون کا کیا
حال کرتا ہون اور حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسیوقت نقارہ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی
خبر صاحبقران عالیشان کو ہوئی یہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا تیاری جنگ کی ہونے لگی
لیکن لشکر اسلام مین ایک ہراس تھا کہ دیکھیے کل کیا ہوتا ہے نہ حریف پر حربہ اثر کرتا ہے نہ اس کی آواز
کا کوئی متحمل ہوتا ہے دیکھا چاہیے کہ کس کس کی اجل اس ظالم کے ہاتھ سے آئی ہے وہان غوغاے
رعد آواز نے دوسرا نامہ حسین سبز قبا بادشاہ شہر حسن آگین کو تحریر کیا مضمون نامہ یہ تھا کہ
ہم نے حکم جہان پناہ سے لشکر حریف کے سردارون کو قتل نہین کیا بلکہ قید رکھا ان لوگون نے
ہمارے ساتھ مطلق رعایت نہ کی جسوقت رہا ہوے تو مال لوٹا لوگون کو قتل کیا چھاؤنی مین آگ
لگا دی اور نکلے چلے گئے لہذا یا تو ہمین حکم جنگ نہ دیجیے یا پورا اختیار دیجیے کہ ہم چاہین دشمن کو قتل
کرین چاہین قید رکھین جب یہ نامہ حسین سبز قبا کو پہونچا اور حسین سبز قبا مضمون نامہ سے آگاہ
ہوا تو اس نے جواب مین تحریر کیا کہ اے سپہ سالار تجھے اختیار ہے لیکن جسوقت یہ نامہ آیا ہے تو ملکہ
حسین گلگون پوش اپنے باپ کے پاس موجود تھی اس نے یہ بھی سنا کہ صاحبقران نے اپنے
نام پر طبل جنگ بجوایا ہے اور یہ بھی سنا کہ غوغاے رعد آواز نہایت برہم ہے اب اس نے قتل
پر کمر باندھی ہے بس یہ نہایت پریشان ہوئی اور اپنے مقام پر آکے وزیرزادی سے بیان کیا اس نے
عرض کی کہ ملکہ اگر آپ حکم دیں تو مین جاؤن اور صاحبقران کو سمجھا کر اس ارادہ سے باز رکھون
ملکہ نے کہا کہ تو ضرور جا میرے سر کی قسم دینا اور صاحبقران سے کہنا کہ آپ قصد مقابلہ نفرمایئے گا
وزیرزادی نے نقاب چہرے پر ڈالی اور ایک نوشتہ ملکہ کا لے کر کمر مین رکھا اور پشت مرکب پر
بیٹھکر جانب لشکر صاحبقران روانہ ہوئی یہان امیر باتوقیر دربار برخاست کیے ہوے اپنی
آرامگاہ کی طرف تشریف لیجاتے تھے کہ دیکھا ایک نقابدار سیاہ پوش کھڑا ہے نقابدار نے جو
صاحبقران کو دیکھا سلام کیا امیر نے فرمایا تو کون ہے نقابدار نے عرض کی کہ مین قاصد ہون اس
شخص کا جو آپ کو مزار مہربان شاہ پر ملا تھا یہ سنکے صاحبقران نہایت خوش ہوے سمجھ گئے

کہ ملکہ کا پیامی ہے اپنے ساتھ تخلیہ مین لائے وزیرزادی نے نقاب چہرے سے دور کی اور نامہ ملکہ
کا پیش کیا امیر نے نامہ کو پڑھا اور دوسرے پرچہ پر جواب تحریر کیا کہ اے زینت آغوش تمنا خدا کو
یاد کرو اگر حیات میری باقی ہے تو غوغاے رعد آواز کی کیا حقیقت ہے ملک الموت بھی کچھ نہین کر سکتے
اور اگر قضا آئی تو کوئی روک نہین سکتا اور یہ کب ہو سکتا ہے کہ مین نے اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا ہے
اور اب مقابلہ نکرون زمانہ کیا کہے گا تم خدا پر شاکر رہو وزیرزادی نے ہرچند سمجھایا مگر امیر نے
نہ مانا اور خلعت دے کر وزیرزادی کو رخصت کیا طیفور نے کہا کہ مین پہونچا دون وزیرزادی نے
صاحبقران سے عرض کی کہ اسے منع کیجیے یہ وقت پریشانی کا ہے ہنسی کا نہین ہے امیر نے طیفور
کو منع کیا وزیرزادی مرکب کو اڑاتی ہوئی جانب ایوان ملکہ روانہ ہوئی اور جواب نامہ صاحبقران
کا پیش کیا جب ملکہ مضمون سے آگاہ ہوئی نہایت صدمہ ہوا کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے ملکہ تو اس حال پر ملال
مین مبتلا ہے اور وہان طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہوا اور خانۂ شب سے صبح برآمد ہوئی جھونکے
نسیم بہار کے چلے طائران خوش الحان اپنے اپنے آشیانون سے نکلکر شاخ درخت پر محو نغمہ سرائی
ہوے دونون طرف کے لشکری خواب سے بیدار ہوے اپنے اپنے مذہب کے موافق رسوم عبادت
کو ادا کر کے آلات حرب وضرب سے درست ہو کر وعدہ گاہ مصاف مین آئے اور صفین آراستہ
کر کے کھڑے ہوے آج غوغاے رعد آواز نہایت برہم میدان مین آیا ہے اور وقت کا منتظر
ہے اس طرف سے سواری بادشاہ کی نہایت عظم و شان سے میدان مین پہونچی صاحبقران
پایہ تخت پکڑے ہوے ساتھ ساتھ تھے اور سردار چار طرف سے گھیرے ہوے تھے میدان مین
پہونچکر تخت بادشاہ کا قلب مین قائم ہوا امیر بہ رتبہ صاحبقرانی چالیس قدم صف سے آگے بڑھکے
کھڑے ہوے پھریرا علم اژدہا پیکر کا سر پر کھلا آوازہ صاحبقران علم سے پیدا ہوئی بس یہ دیکھکر
غوغاے رعد آواز نے پودا باگ کا لیا اور میدان مین آکر پکارا کہ یا امیر آئیے اور ہنر جنگ
دکھائیے صاحبقران نے فرمایا کہ مین تیری خدمتگذاری کو موجود ہون طیفور نے جلدی سے
کلاہ اچھال کر میدان کو قرق کیا کہ کوئی نہ نکلے صاحبقران مرکب کو بڑھا کر سامنے تخت شاہی
کے آئے مجرا کیا علم اژدہا پیکر کو جلوہ ملا باجے بجنے لگے بادشاہ نے تخت رکھوا دیا اور صاحبقران
سے گلے مل کے امیر کو رخصت کیا امیر بادگرد مرکب پر سوار ہو کے سامنے غوغاے رعد آواز کے
آئے غوغاے رعد آواز نے کہا کہ یا صاحبقران آپ کیا سمجھکر اور کس شے کے بھروسے پر
مقابلہ کو آئے ہین فرمایا خدا کے بھروسے پر غوغاے رعد آواز نے کہا کہ دیکھون آپ کا خدا آپکو
کس طرح بچا لیتا ہے یہ کلمۂ کفر امیر کو ناگوار گذرا فرمایا او ملعون تو کیا جھک مارتا ہے بیہودہ بکتا ہے دوہا
جاکو راکھے سائیان مار نہ ساکے کوئے + بال نہ بیکا کر سکے جو دو جگ بیری ہوئے + جو تجھ سے ہو سکے
کمی نکر غوغاے رعد آواز نے چیخ ماری امیر نے اسم اعظم کو ورد کیا لیکن کچھ نہین ہوا اس لیے
کہ یہ سحر نہین جو رد ہو جاتا امیر آواز اس کی سنکر لہرائے اور اسی حالت مین نعرہ کیا کہ تمام صحرا
ہلگیا پرند درختون سے اڑے گھوڑے بدمزاج ہوئے اور گرگدن غوغاے رعد آواز کا
ڈر کے پیچھے ہٹا لیکن اثر پورا پہونچا تھا نعرہ کرتے ہی صاحبقران بیہوش ہو گئے بس غوغاے
رعد آواز تلوار کھینچکر چلا کہ سر امیر کا کاٹ لون کہ کڑاکا ہوا اور ایک پنجہ گرا اور امیر کو لے گیا
لیکن اب

چند کلمہ داستان غریق دریاے محبت ملکہ پردوان و فرامرز ثانی کے بیان ہوتے ہین

ساقیا جلد آ بہار آئی | ساعت جشن بادہ خوار آئی
آج تو دن ہے بادہ خواری کا | یہی موسم ہے تیری باری کا
ہین حسینان شہر کے بھی بھاؤ | قہر کے ٹھاٹھ ہین غضب کے بناؤ
چال مستانہ چل رہی ہے صبا | موج صہبا ہے صاف موج ہوا
کثرت گل سے ہین نہال شجر | شاخ انگور ہین ہر بار شجر
کیا عروسان باغ کے ہین نکھار | کار مشاطہ کر رہی ہے بہار
زلف سنبل مین روغن گل ہے | شانہ کش بال و پر سے بلبل ہے
حسن افروز آتش گل ہے | نغمہ انگیز شور بلبل ہے
چشمک برق ہے یہان ہر بار | کہ مے لالہ گون پئین میخوار
ایسے موسم مین ساقی درد | کس لئے دیر کر رہا ہے تو
بلبل طبع چہچہانے لگے | فکر رنگینیان دکھانے لگے
ہے تصدق چمن وار و باغ | بہت اسوقت ہے شگفتہ دماغ
مست کیجئے شراب سے تو دو | اک ذرا بے حجاب ہونے دو
ساقیا لا شراب دیر نہ کر | مست کر دے شتاب بے فکر
وہ دکھاؤن گل سخن کی بہار | شوخ و رنگین سناؤن وہ اشعار

دل کو لہرا رہی ہے موتی جھیل | آب ہے ہے آب سے تا دیل
دیکھ ٹھنڈی سڑک پہ جوبن ہے | کیا ہوا سرو شفق مین ہے
چیدہ چیدہ ہین کچھ طبیعت دار | چار سو نالہ کش ہین عاشق زار
دل کو بھاتا ہے سبزہ شاداب | جھومتا ہے برنگ مست سحاب
رنگ لائی ہے زور فصل بہار | گل تو کیا عکس گل سے سرخ ہین خار
لب گل پہ ہے قہر کی لالی | چشم نرگس غضب ہے متوالی
لب سوسن پہ کیا مسی ہے دھڑی | کج ہین چوٹی گھڑی پہ بکھری
سنبل آسا چمن و سکتے ہین | نکہت گل سے کیا مہکتے ہین
کرم ابر رحمت حق ہے | جلوۂ شان قدرت حق ہے
دے کوئی جلد ساغر لبریز | پر وہ ہو باد و مضامین تیز
نغمہ سنجو چلو جو جی چاہے | سنلو اب نغمون کو جو جی چاہے
ناظم داستان مرالی ہے | ابھی یان کچھ طبیعت آئی ہے
پھر تو جادو بیانیان سننا | نشہ مین لن ترانیان سننا
پھر اڑانا طبع موزون دیکھ | پھر جمال عروس مضمون دیکھ
غنچہ و گل تو وجد مین آئین | عندلیب ہو کے بیہوش اڑ جائین

ناظرین نکتہ بین پر واضح و لائح ہو کہ قبل اس سے کے اس مولف ہیچمدان نے اس جلد مین یہان تک تحریر کیا ہے کہ خضران پسر عمرو ثالث نے جب فرامرز ثانی کو کہ نسل رستم سے تھا آئین دین اور فنون سپہگری بصد جہد و کوشش سکھا دیے اور وہ زور و قوت مین مثل رستم پیلتن اور فنون سپہگری مین شہرۂ آفاق ہوا اور اکثر کارہاے نمایان اُس سے ظہور مین آئے ہمراہ اُس کو لیکر بجمعیت مردم سپاہ جانب لشکر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ روانہ ہوا اور فرامرز ثانی ملکہ گلگون پیرہن پر عاشق ہوا اور ملکہ بھی اُس پر بہزار دل مائل و شیفتہ ہوئی یہانتک کہ اُس کے پاس چلی آئی چونکہ طیفور کردپا عیار صاحبقران سلطان کیوان شکوہ ملکہ مذکورہ بالا پر قبل سے فریفتہ تھا اور کئی مرتبہ ملکہ مسطورہ کو بعیاری و مکاری بیہوش کرکے پشتارہ مین باندھ کرکے لے آیا تھا اور اثناے راہ مین خضران فرزند خواجہ عمرو ثالث نے بعیاری اُس سے پشتارہ چھین لیا تھا طیفور کردپا فراق ملکہ مذکورہ مین بہت بیقرار تھا شب و روز اُسیکو اسی کا تصور رہتا اور نہایت اُس کے وصل کا اشتیاق تھا غرض صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے اپنے عیار وفادار کے حال سے باخبر ہوکے صدمہ و غم اُس کا گوارا نکرکے ایک روز چاہا کہ عقد طیفور کردپا کا ساتھ ملکہ گلگون پیرہن کے کردیا جاے تاکہ طیفور اپنی مراد کو پہونچے رنج و غم اُس کے دل سے دور ہو وصل معشوق میسر ہو غنچہ دل شگفتہ ہوجاوے کے اپنے اکثر ملازمون کو حکم دیا کہ ایک محافہ زرین مع مختصر جلوس ہمراہ لیکر جائین اور ملکہ کو محافہ مین سوار کرکے ہمارے لشکر مین لے آئین تاکہ آج ہی عقد طیفور کردپا کا ساتھ ملکہ کے کردیا جاے ملازمان مذکور حسب الحکم روانہ

ہوئے چونکہ قریب لشکر ایک طرف خیمہ ملکہ مذکورہ اور فرامرز ثانی کا تھا جلد تر ملازمون نے در خیمہ ملکہ پر پہونچکر کہا اے ملکہ چلو تم کو صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے طلب کیا ہی محافہ زرین بہر سواری تمہارے ساتھ ارسال کیا ہی جلوس بھی لیکر ضرورت بھیجا ہی شکر کرو کہ قسمت نے تمہاری یاوری کی اور بخت نے مددگاری کی کہ اب عقد تمہارا شاہزادہ طیفور گرد پا عیار نامدار بیمثل و دونگار سے کر دیا جائیگا کیونکہ طیفور تمہاری زنجیر الفت مین اسیر ہی اور تمہارے بحر مواج محبت مین غوطہ زن ہر شب و روز تمہارے ہی تصور مین اشکبار رہتا ہی اور تم سے ملنے کی از حد آرزو رکھتا ہی پر وہ سعید کس کو میسر ہوتا ہی بڑی بڑی شاہزادیان نامی و نامور طیفور گرد پا کے حالات سے بذریعہ اخبار واقف ہوکر آرزومند دید اور تمنائے وصل رکھتی ہین مگر اُن کی تمنا بر نہین آتی ہی خوشا تقدیر تمہاری کہ اب تم زوجہ طیفور ہوگی اور فخر کروگی فرامرز ثانی ایک پہلوان قوی ہیکل کی محبت سے دست بردار ہو کیونکہ جو عزت و وقار زوجہ ہونے طیفور گرد پا مین ہی وہ دوستی و اتحاد فرامرز مین نہین ہی لہذا ہمارے کہنے پر عمل کرو اور موافق حکم صاحبقران عالیشان سے الفور محافہ مین سوار ہو ملکہ مذکورہ نے تقریر اُن لوگون کی بخوبی سنکے آبدیدہ ہوئے یہ شعر زبان پر جاری کیا سہ وہ چھٹے ہم سے جس پہ جی تھا نثار جبر کیونکر یہ اختیار کرین + بعد اس کے خود بخود کہنے لگی کہ اے ملکہ فرامرز ایسا جوان دلیر مرد قوی ہیکل نامدار و نامور تجھپر فریفتہ ہی اور تو بھی اُس پر بدل و جان شیفتہ ہی تیرا محبت سے بعید ہی کہ اپنے محبوب کو چھوڑکر محافہ مین سوار ہوکر لشکر صاحبقران مین جاکر عقد طیفور گرد پا مین آوے ایک پیادہ ہی گو کہ صاحبقران کا عیار ہی پھر بھی لایق میری قدر منزلت کے نہین ہی تو شاہزادی ہی وہ ادنی عیار مکار ہی ع چہ نسبت خاک را با عالم پاک + سوائے اس کے تو خلق خدا مین رسوا و بدنام ہوگی کہنے والے زن و مرد کہین گے کہ ملکہ نے فرامرز ثانی پہلوان لاثانی سے محبت و الفت کیا اور بحکم صاحبقران سلطان کیوان شکوہ سے طیفور ایک عیار مکار سے اپنا عقد کیا فرامرز ثانی پر کچھ بھی توجہ نکی بنا اپنی محبت کرنے کا خیال کیا نہ اس کے عاشق ہونے کا دل مین تصور کیا نہایت بیوقوفی اور بے عقلی کی حالانکہ عورتین ناقص العقل ہوتی ہین لیکن ایسی بھی نادان و نافہم عقل کی دشمن تو لستیا پسند نہین ہوتی ہین اپنے امور نیک و بد مین فکر و غور کرکے حتی الامکان نیک تدبیر و نیک کام کرتی ہین کہ لوگ ان کی عقل و فہم و تدبیر پر آفرین کرتے ہین اور تعریف اُن کی ہر ایک بزم و محفل مین کرتے ہین اور اُنکی عصمت و پاکدامنی اور صداقت قول و فعل پر تحسین کرتے ہین بس اے ملکہ اگر تو حکم بادشاہ سے اپنے عاشق زار فرامرز نامدار سے روگردان ہوکر محافہ مین سوار ہوکر چلی جائیگی اور عقد تیرا ساتھ طیفور گرد پا کے ہوجائے گا تو یقینی اہل دنیا تجکو بھی برا کہین گے علاوہ اس کے تیرا دل اس بات کو قبول و منظور نہین کرتا ہی کہ فرامرز ایسے عاشق و جوان خوش رو و قوی ہیکل و پہلوان عدیم المثال سے ترک محبت و الفت کرے اور روگردان ہوکر رسوائے خلق ہو لہذا مناسب وقت یہی ہی کہ اس دنیائے فانی مین نام کر جا ذلت و رسوائی اپنی گوارا نکر با عزت و حرمت جان شیرین اپنی دیدے یہ کیونکہ ہوسکتا ہی کہ سہ وہ چھٹے جسکو دل نے پیار کرین + جبر کیونکر یہ اختیار کرین یہ کہکر بے اختیار زار و نزار مثل ابر نوبہار اشکبار ہوئی آہ سرد دل پر درد سے کرنے لگی اور آمادہ مرگ ہوئی اس اثناء مین فرامرز ثانی کہ خیمہ اُس کا بھی پاس خیمہ ملکہ کے تھا آیا اور سبب گریہ و زاری و نالہ و بیقراری دریافت کیا ملکہ نے کہا اسوقت حکم صاحبقران سلطان کیوان شکوہ سے چند آدمی ایک محافہ زرین مع

چلو مین میرے لینے کو آئے ہین ورمیہ پر موجود ہین کہتے ہین کہ اسے ملکہ محافہ مین سوار ہوکر چلو اب عقد تمہارا ساتھ طیفور کردیا عیار کے ہوگا اس خبر کے سننے سے مجکو بدرجہ کمال رنج ہے مین نہین چاہتی ہون کہ بجز تمہارے پہلو کے اور کسی کے پہلو مین بیٹھون سوا اس کے شرط محبت و الفت بھی یہی ہے کہ جس سے محبت کی بس اُسی سے الفت تا حیات کی تمہاری جدائی مجکو ناگوار ہے دل نہین چاہتا کہ حکم بادشاہ پر عمل کرون فرامرز ثانی نے جواب دیا اسے ملکہ تم ہرگز نہ جاؤ مجکو بھی منظور نہین کہ تم سے مفارقت ہو اگر جدائی ہوگی تو تاب فرقت نہ لاکر جلد ہلاک ہوجاؤنگا یہ کہکے خاموش ہوا ملکہ نے تقریر فرامرز ثانی کی سنکے تھوڑی دیر اسی عالم گریہ وزاری مین غور و فکر انجام کار مین کرکے آہ دلسوز و شرربار دل سے کھینچی ارادہ چلنے کا کیا فرامرز ثانی نے پوچھا اسے ملکہ کہان جاتی ہو اُس نے جواب دیا بضرورت جانب لب دریا جاتی ہون مطمئن رہو کہ محافہ مین سوار ہوکے جاؤنگی فرامرز ثانی خوش ہوا چونکہ خیمہ ملکہ کا کنارے دریا تھا پردہ خیمہ کا اٹھاکر روبرو اپنے کسی کو نہ پاکر چند قدم راہ طے کرکے لب دریا گئی دیکھا کہ وہ دریا ہے ناپیدا کنار بحر زخار آفت زا شور افزا ایسا ہے کہ ہر موج اُس کی بلند ہوکر سوے فلک جاتی ہے اور وہ تلاطم آب ہے کہ پناہ بخدا وہ جوش و خروش اُس کا کہ عیاذا باللہ پایاب اُس کا حد سے افزون تھا گویا دہان نہنگ تھا گرداب مثل بخت سیاہ پانی اُس کا تیرہ و تار تھا ایسا وہ بحر زخار تھا کہ بمصداق نظم اُس کی ہر ایک موج تھی طوفان اجل اُس سے تھا چھپتا گرداب

نظر آتا نہیں تھا کوسون پاٹ | گھاٹ گویا تھا اُس کا موت کا گھاٹ
ایسا دریا تھا وہ بلا انگیز | اُس کی ہر موج تھی قیامت خیز
اُس قدر وہ مہیب دریا تھا | ساتھ ملنے کے دل اچھلتا تھا
کس کے دست تامل مین یہ طاقت | لکھے اُس بحر کی جو ماہیت
وہ محیط کنارہ ناپیدا + دیکھکر زہرہ آب ہوتا تھا

دیکھتے ہی اس بحر پر خوف و خطر کو پہلے تو خائف ہوئی پھر اپنی زندگی سے بیزار ہوکر چاور آب کو کفن اور آب دریا آب غسل اور جس جگہ دریا مین پانی کھومتا تھا اور چکر کھاتا تھا اُس کو بصورت قبر تصور کرکے جان دینا اپنا زندگی سے بہتر جان کر ارادہ دریا مین کودنے کا کیا اس عرصہ مین فرامرز ثانی بھی گھبرا کر متردد ہوکر لب دریا آیا ملکہ نے فرامرز ثانی سے کہا ہم تو اب غرق دریا سے فنا ہوتے ہین جان اپنی دیتے ہین پاس الفت و محبت کے کرنے کا کرتے ہین کوچۂ الفت مین تا بجا قدم ہمارا جگہ نہین چھوڑتے ہین نام الفت کا نہین ڈبوتے ہین دنیا سے پرحسرت و ارمان جاتے ہین ہم ایسا بھی ناشاد و نامراد کوئی دنیا مین کم ہوا ہوگا کچھ بھی نخل جوانی مین پھل نہ آیا لطف جوانی و زندگی نہ پایا افسوس ہمارے پھول نہ کھلے غنچہ آرزو شگفتہ نہوا باغ زندگانی کی بہار نہ دیکھی عین جوانی و عنفوان شباب مین موت آئی اور اس طرح سے قضا آئی کہ بصدمہ و غم والم خود جان دیتی ہون دنیا سے جاتی ہون اب ہم سے اور تم سے ملاقات روز حشر ہوگی دیکھو خبردار میرے بعد میرے غم مین بہت گریہ وزاری نکرنا جان اپنی نہ کھونا دل اپنا احباب مین اور سیر و شکار مین بہلانا میری وصیت پر عمل کرنا ورنہ میری روح کو صدمہ ہوگا صاحب اصلا میرے جان دینے کا حتی الامکان غم نہ کرنا ہر وقت میرا تصور نہ کرنا مجکو یاد کرکے نالہ و فغان نہ کرنا ہان کبھی کبھی اگر ہم تم کو یاد آجائین تو ہدیہ ثواب سورۂ فاتحہ سے ہم کو شاد کرنا روح ہماری خوش ہوگی خیال کرو یہ دنیا کہ نہ رہیگا وہ کسی کو سوا ذات قیام مدام کسی کو نہین ہے جو پیدا ہوا وہ ایک روز نابود ہوا افسوس ہے جائے دنیا سرا سے فانی ہے ہرا سورہ در مرگ نوجوانی ہے + کسکو آئی نہین جہان مین اجل + ہوا سبب مرگ کا نہ خلل + کل جو رکھتے تھے اپنے فرق

تاج و آج ہین فاتحہ کو وہ محتاج + عطر مٹی کا جو ملتے تھے + نہ کبھی دہوپ مین نکلتے تھے + گردش چرخ
سے ہلاک ہوئے + استخوان تک بھی اُن کے خاک ہوئے + جان دیدین جو اپنی ہم اس دم
تم نہ رونا ہمارے مرنے کی قسم + دل کو ہم صحبتون مین بہلانا + لب دریا کبھی نہ چلے آنا + فرامرز
ثانی تقریر ملکہ کی سنکے بے اختیار رونے لگا کثرت غم سے حال غیر ہوا دنیا اس تقریر کے سننے سے
آنکھون مین تیرہ و تاریک ہوئی غش سا آنے لگا اور ایسی حالت گریہ و زاری مین چاہا تھا کہ ملکہ کو جان
دینے سے منع ہو اور بڑھ کر ہاتھ اُس کا پکڑ کے سمجھا کر خیمہ مین لے آئے اور غرق دریا ہونے نہ دے لیکن
جو مقدر مین ہوتا ہے اُس کا ظہور ضرور ہوتا ہے انسان مجبور و لاچار ہو جاتا ہے اگرچہ کیسا ہی دولتمند
و زور آور ہو فرامرز ثانی بھی تحیر پیشانی سے ایسا لاچار ہوا کہ آگے نہ بڑھ سکا اور ہاتھ ملکہ کا
پکڑ کر خیمہ مین لا نہ سکا بلکہ ملکہ کو زبان سے بھی مانع جان دینے کا اسوقت نہ ہوا کثرت گریہ و زاری اور
فرط صدمہ و غم سے بات بھی کر نہ سکا اس اثنا مین ملکہ نے اشکبار ہو کر افسوس اپنے نوجوان
مرنے کا اور جان دینے کا کر کے دریا مین اپنے تیئین ڈال دیا جسوقت ملکہ نے اپنے تیئین دریا مین
گرا دیا اور اُس نے آب دریا مین غوطہ کھایا وہ دیدہ چشم حباب اُس کے جان دینے پر پھوٹ پھوٹ
کے رو دیا دست امواج نے بلند ہو کر اُس کا ماتم کیا اکثر موجون نے اُس کی ناشاد و نامراد جان دینے
پر نظر کر کے سر اپنا ساحل پر بار بار پٹکا دریا مین اس صدمہ سے زیادہ جوش و خروش ہوا ہنوز ملکہ
نے اپنے تیئین دریا مین گرایا تھا اور غوطہ کھایا تھا کہ فرامرز ثانی نے دیکھا دل مین کہا غضب ہوا جو
ملکہ نے کہا تھا وہی کیا افسوس ہزار افسوس ملکہ نے میری محبت اور خیال رسوائی مین جان اپنی
دیدی مین دیکھتا ہی رہا کچھ بھی کر نہ سکا دو قدم بڑھکر ہاتھ بھی اُس کا پکڑ نہ سکا باوجود کثرت و
قوت و طاقت و زور کے اپنی جگہ سے پاؤن آگے بڑھا نہ سکا گویا زنجیرین پاؤن مین پڑ گئین یہ باتین
اپنے دل مین کر رہا تھا کہ ملکہ پانی سے اُبھری جمال جہان آرا اُس کا نظر آیا فرامرز ثانی نے آگے
بڑھ کر کہا اے ملکہ اگر تم نے اپنی جان دیدی تو مین بھی اب زندہ نہ رہونگا تمھارے ساتھ ہی جان
دیدونگا شرط وفا یہ نہین ہے کہ معشوق یون جان دیدے اور عاشق زار زندہ رہے تم سے جدا
ہو کر دنیا مین بسر کرنے کے بعد تمھارے اس دنیائے دنی پر تُف ہے مین بھی عاشق باوفا ہون بیوفا نہین
تمھاری جدائی مین زندگی تلخ گذرے گی ایسی دنیا کو تھو کہا ہین سگ ہے پس مین بھی آتا ہون تمھارے
ہمراہ ہی جانب ملک عدم جاتا ہون تنہا تم کو ہرگز نہ جانے دونگا ہمراہ تمھارے سوئے ملک بقا
چلونگا بعد تمھارے زندہ رہ کر کیا حاصل ہوگا بجز رنج و غم خوشی و مسرت خواب مین بھی نظر نہ آئیگی
یہ کہکر فی الفور اپنے تیئین بھی پاس ملکہ کے دریا مین گرا دیا اسوقت جو لوگ وہان موجود تھے
انھون نے دیکھا کہ عاشق و معشوق دونون ہم آغوش ہو کر غوطے کھا کر ایک دو بار ابھر کر دریا
مین غائب ہو گئے وہ مردم یہ حال غم افزا دیکھکر غمگین ہوئے فی الفور دیگر آدمیون سے یہ خبر یہان
کی جو ملازمین صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کا محافظہ ہمراہ اپنے لائے تھے یہ خبر سنکے متحیر ہو کر
اسیوقت وہان سے روانہ ہو کر روبروئے بادشاہ موجود تھے گئے اور تمام حال غرق ہونے ملکہ اور
فرامرز ثانی کا جو سنا تھا بیان کیا بادشاہ نے افسوس کیا بعدہ حکم دیا کہ جال ڈالے جائین غریق
دریا نکالے جائین شاید زندہ نکل آئین حکم بادشاہ کا روح سے ماہی گیرون نے تا دیر بسیار جال
ڈالے لیکن وہ غریق دریا جال مین نہ آئے نشان بھی اُن کا دریا مین نہ ملا آخر کار مجبور و لاچار ہو کر

کنار دریا سے سب ماہی گیر چلے آئے اور روبرو ہے بادشاہ عرض کی حضور ہم نے بہت کوشش و جستجو کی اُن کے نکالنے میں لیکن اُنکا پتہ بھی نہ لگا نہیں معلوم کیا واقعہ ہوا اسقدر جلد غرق ہوگئے اور بیٹھ گئے جائے حیرت ہے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ یہ تقریر ماہی گیرون کی سنکے فرامرز ثانی اور ملکہ کے غرق ہو جانے سے غمگین ہوئے اور فرمایا کیا عاشق صادق تھے کہ ایک نے دوسرے کی مفارقت گوارہ نہ کی دونون نے اپنی جان دیدی بعد دیکھنے کے دیدی کیا معلوم نہ تھا کہ یہ واقعہ درپیش ہوگا ورنہ محافہ پر سواری ملکہ روانہ نہ کیا جاتا اور ملکہ کو طلب کیا جاتا خیر جو ہونا تھا وہ ہوا اب کیا تدبیر ہو سکتی ہے یہ ارشاد کرکے خاموش ہوگئے طیفور گردیا نے جو یہ سانحہ جانگزا سنا کہ ملکہ نے اپنے تئین دریا مین گرا دیا سخت غمگین ہوا آثار ملال و حزن چہرے سے نمایان ہوئے اشک آنکھون سے ظاہر ہوئے آہ سرد دل پر درد سے کرنے لگا اپنی معشوقہ کے غرق دریا ہو جانے سے اسقدر غمگین ہوا کہ اپنی جان بھی بکثرت رنج و ملال و اشکباری سے دینے لگا اکثر سرداران لشکر و عیاران سپاہ دیون سمجھانے لگے کہ اے خواجہ جو کچھ ہونا تھا وہ ہوا اب صدمہ و غم نکر ورنہ باعث ہلاکت ہوگا اسی طور سے بادشاہ ممدوح نے بھی سمجھایا سبکے سمجھانے سے الغرض خواجہ کے صدمہ و بیقراری و اشکباری مین کمی ہوئی الحاصل لشکر صاحبقران مو میں تو اکثر مردم کو فرامرز ثانی اور ملکہ کے دریا مین ڈوبکر ہلاک ہونے کا ملال تھا خصوصا طیفور گردیا اور خضر ان فرزند عمرو ثالث کو ملکہ اور فرامرز ثانی کے دریا برد ہونے کا رنج و ملال تھا ان کو تو اسی حال مین چھوڑا جاتا ہے اور اب حال دیگر تحریر کیا جاتا ہے خضران بن عمرو رخصت ہوکر صاحبقران سے ایکطرف چلا گیا واضح ہو کہ خداوند عالم عالمیان جسکو چاہتا ہے اپنی قدرت کاملہ سے بچاتا ہے کوئی اُس کو ضرر ہرگز پہونچا نہین سکتا نہ آگ جلا سکتی ہے نہ پانی ڈبو سکتا ہے بمصداق

ہیں نظم • اُسی کے لیے ہے ہمیشہ ثبات	اُسی کے ہے قبضہ مین موت اور حیات	بلاشک وہی ہے علیم و خبیر
عیان اس پہ ہے حال ما فی الضمیر	کیا جو ارادہ وہ فوراً ہوا	نہین ایسا قادر کوئی دوسرا
وہ چاہے تو قطرے سے دریا بنے	وہ چاہے تو قطرے مین دریا رہے	وہ چاہے تو ہو آسمان پر حباب
وہ چاہے تو ذرہ بنے آفتاب	وہ چاہے تو زندہ کو مردہ بنائے	وہ چاہے تو مارکر پھر جلائے
کرے حکم تبدیل صورت اگر	تو ہو پھل سے پھول قطرہ گہر	اُسی کے ہے محکوم ہر ایک شے
وہی سب کا معبود و خلاق ہے	وہی جان و تن کا نگہدار ہے	وہی ہر بشر کا مددگار ہے

لاریب و بیشک وہ معبود مطلق ایسا ہی قادر ہے اور مسبب الاسباب ہے اپنے بندون کے واسطے ایک نہ ایک سبب ایسا پیدا کرتا ہے کہ جو حق مین بندون کے بہتر و مناسب ہوتا ہے چنانچہ جسوقت ملکہ اور فرامرز ثانی نے اپنے تئین دریا مین گرا دیا دریائے رحمت عنایت الٰہی جوش مین آیا یعنی ان بندون کو غرق دریا ہونے سے یون بچایا اور یہ سبب اُن کی جانبری کا پیدا کیا کہ عمان جادو بصورت نہنگ دریا مین چلا آتا تھا اُس کے دل مین محبت ملکہ اور فرامرز کی پیدا ہوئی عمان جادو نے ان دونون زن و مرد کو دریا مین ڈوبتے ہوئے دیکھکر رحم کھا کر بسبب الفت اپنے دہن مین لے لیا بعدہٗ دریا سے نکلکر اپنے مسکن پر آیا دونون کو بارہ دری مین لٹا کر واسطے کسی کام کے چلا گیا یہ عاشق و معشوق تھوڑی دیر تک بیہوش پڑے رہے جب ہوش آیا اپنے تئین ایک بارہ دری کہنہ و ویران مین پایا ملکہ نے آنکھین کھول کر کہا شکر ہے خداوند عالم عالمیان کا

کہ بعد مرگ مجکو موافق میرے رتبہ اور مرتبہ کے یہ قصر میرے رہنے کو عطا کیا ہر چند کہ مین خوش اعمال
نہ تھی مثل عابدون اور زاہدون کے عبادت خدا نہ کرتی تھی شب و روز امور دنیا مین بسر
کرتی تھی مگر اُس کا فضل شامل حال ہوا اُس نے اپنی رحمت سے یہ قصر واسطے رہنے کے مرحمت
کیا سوا اس فضل و کرم کے یہ احسان کیا کہ جس شخص سے مجکو محبت قلبی تھی اُسی کی صورت ایک
شخص کو میرا مونس تنہائی کیا یہ کہکر مردون مین اپنے تئین شمار کرکے آنکھین بند کرلین اسی طرح
فرامرز ثانی نے بھی اپنے تئین مردہ جان کر اور اُس بارہ دری کو بعد مرگ اپنا مسکن تصور
کرکے آنکھین بخوبی وا کرکے چہار سمت دیکھکر پہلو مین اپنے اپنی معشوقہ و محبوبہ کو پاکر خوش ہوکر
باواز نحیف کہا الحمد للہ والمنہ کہ بعد مرگ بھی خداوند عالم نے میری راحت و خوشی کا سامان
اپنی قدرت کاملہ سے مہیا کر دیا یہ باغ و بارہ دری واسطے رہنے کے دیا اور حور یہ بصورت
معشوق مونس تنہائی کی کیا اُس کا فضل و کرم و احسان ہے نہ چاہا اُس نے کہ فرامرز میرا بندہ
اپنی معشوقہ کے فراق مین بعد مرگ ملول و غمگین ہو یہ تقریر کرکے یقین اپنے تئین مردہ جان کر
آنکھین بند کرلین ہنوز دونون عاشق و معشوق مذکورہ نے غش سے ہوشیار ہوکر آنکھین کھولکر
جدا جدا تقریر کرکے پھر آنکھین بند کی تھین کہ ناگاہ عمان جادو بارہ دری مین قریب تر ملکہ و
فرامرز ثانی کے آیا اُس کے صدائے قدم سے گھبرا کر دونون نے آنکھین کھولکر جو دیکھا تو
ایک شخص سیہ فام طویل القامت مہیب صورت کو اپنی بالین پر پایا خائف ہوکر خیال کیا کہ
شاید یہی ہمارا قابض ارواح ہے بعد قبض روح نہین معلوم اب کس واسطے ہمارے سرہانے آیا
ہے کیا دوبارہ بھی قبض روح کرے گا ہر چند کہ سوا ایک مرتبہ کے بار دیگر کسی شخص کی قبض روح
کی نہین جاتی ہے لیکن یہ ملک الموت ہم اموات کے سرہانے جو آئے ہین کوئی نہ کوئی وجہ ہو اسکا
آنا بے سبب نہین یہ خیال کرکے بہ تصور جانکندنی و ایذائے قبض روح خوف سے کانپنے لگے
اور ارادہ کیا کہ اُٹھکر بھاگین اس قابض ارواح سے اب جان اپنی بچائین ہنوز فرامرز و ملکہ نے
کثرت خوف سے ارادہ اُٹھکر بھاگنے کا کیا تھا کہ عمان جادو نے بالفت و محبت کہا کیون تم مجھ سے
ڈرتے ہو مین تمھارا دشمن نہین ہون بلکہ دوست ہون ملکہ نے جواب دیا ہم تو مردہ ہین یہان
پڑے ہین تم ہمارے پاس کیون آئے ہو کیا کام ہے تمھاری تقریر سے معلوم ہوا کہ تم ہمارے دوست
ہو ہم تو قبل اس کے تم کو اپنا قابض روح جانتے تھے عمان جادو نے ہنسکر جواب دیا کہ تم دونون
زندہ ہو اپنے تئین ہرگز مردہ شمار نہ کرو مین تم کو دریا سے یہان لایا ہون مین بھی انسان ہون اب
تم دونون اُٹھو یہ سنکر فرامرز ثانی اور ملکہ دونون شکر خدائے دو جہان کرکے اُٹھے اور عمان جادو
سے مخاطب ہوکر پوچھا تم اپنا نام بتاؤ اور ہمارے لے آنے کا سبب ظاہر کرو اُس نے جواب دیا مین
نام کیا بتاؤن ایک آفت رسیدہ ہون تمھارے یہان لے آنے کا سبب یہ ہے کہ مین دریا کی راہ
سے آتا تھا نہنگ کی صورت بنا ہوا کیونکہ ساحر ہون بزور سحر چرند و پرند و مرغان آبی و جانوران
دریا کی صورت بن سکتا ہون تم دونون کو دریا مین غوطہ کھاتے دیکھکر میرے دل مین رحم آیا اور
ایسی تم دونون کی محبت دل مین پیدا ہوئی کہ بے فکر مین نے تم کو اُٹھا لیا غرق دریا نہونے دیا
پھر دریا سے تم کو یہان لا کر لٹا دیا چونکہ گرسنہ تھا باغ مین واسطے اکل و شرب کے گیا تھا بعد اکل و شرب
یہان جو آیا تم کو ہوشیار پایا دل خوش ہوا تم اپنے حالات سے اطلاع دو کہ کیون دریا مین گرے تھے

فرامرز ثانی نے تمام حال اپنا اور ملکہ کا مع نام ابتدا سے تا انتہا بیان کر کے کہا سبب ہمارے دریا
مین گرنے کا یہ ہوا کہ پہلے انھین ملکہ ہماری معشوقہ نے اپنے تئین دریا مین گرا دیا اُن کو ڈوبتے دیکھکر
مجھ عاشق نے بھی اپنے تئین دریا مین ڈالدیا خدا تمھارا بھلا کرے کہ تم نے ہم دونون کو ڈوبنے
نہ دیا دریا سے نکال کر یہان لے آئے بڑا احسان کیا عمان جادو نے پوچھا کہ کیا وجہ تھی کہ ملکہ نے مرنا
اپنا گوارہ کیا اور تمنے بھی اپنے تئین دریا مین ڈالدیا تھا تمام حالات تو تم نے بیان کیے صرف یہی
نہین ظاہر کیا فرامرز نے کل حال اپنے عاشق ہونے کا ملکہ پر اور طیفور گرد یا عیار صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ کا بھی عشق ملکہ سے ہونا پھر پے در پے عیاریان کرنا آخر بادشاہ ممدوح کا
واسطے سواری ملکہ کے محافہ ہمراہ اپنے ملازمون کے روانہ کرنا ملکہ کو یہ ثابت ہونا کہ شاہ موصوف
نے مجکو اسواسطے طلب کیا ہی کہ اپنے عیار مذکور کے ساتھ میرا عقد کر دے پس ان ملکہ کو حکم بادشاہ پر
عمل کرنا منظور نہوا دریا مین اپنے تئین گرا دیا مین نے بھی بعد ان کے زندہ رہنا گوارہ نکر کے اپنے
تئین دریا مین ڈال دیا تھا عمان جادو نے کہا اب مجکو کیفیت بالکل معلوم ہوئی خیر جو ہونا تھا وہ ہوا
اب تم دونون یہان رہو بخوف و خطر شب و روز آرزوے دل بر لایا کرو فرامرز نے جواب دیا
ہم لوگ مسلمان ہین جب تک عقد و نکاح نہین کرتے ہین وصل سے باز رہتے ہین ابھی ممکن نہین
کہ ہم اپنی حسرت دلی بر لاسکین عمان جادو نے کہا کہ خیر اس کی بھی تدبیر کی جائے گی عقد تمھارا ساتھ
ملکہ کے ہو جائے گا ایک مسلمان نکاح پڑھنے والے کو مین لے آؤن گا اور چند اہل اسلام بھی محض واسطے
تمھاری راحت رسانی کے لے آؤن گا تم خاطر جمع رکھو سیر اس باغ خزان دیدہ کی دل اگر گھبرایا کرے
تو کیا کرو اور اسی بارہ دری مین آرام کیا کرو تاکیداً کہتا ہون کہ اس باغ خزان رسیدہ سے نکلکر
باہر نجانا حالانکہ تھوڑے سے میرے ملازم جانثار و خیرخواہ نمک حلال در باغ پر موجود ہین مگر تم بھی
باغ سے باہر جانے کا ارادہ نکرنا مبادا دشمنون سے ضرر پہونچے فرامرز ثانی نے جواب دیا وہ کون
دشمن ہین جو مجکو ضرر پہونچائین گے عمان جادو نے کہا کہ اب یہ حال نہ پوچھو مین بھی اپنے دشمنون سے
ڈرتا ہون چاہتا ہون کہ تم بھی انھین میرے دشمنون سے پوشیدہ رہو تاکہ ان سے تمکو ضرر نہ
پہونچے فرامرز ثانی نے پوچھا دشمن تمھارے کون ہین نام ان کے کیا ہین کہان رہتے ہین ظاہر کرو
اور اپنا نام بھی بتاؤ تاکہ کل حال تمھارا ابھی ہم پر منکشف ہو جائے عمان جادو نے کہا پہلے مین کہہ چکا
ہون کہ مین ایک آفت رسیدہ ہون میرے نام و نشان کے پوچھنے سے کیا فائدہ اور میرے
دشمنون کے نام دریافت کرنے سے کیا نفع اس حال کو مجھسے دریافت نکرو باعث میرے ملال تازہ
کا ہوگا اگر پوچھتے ہو تو بس اسقدر بتلائے دیتا ہون بمقتضائے این مضمون کہ غمگین ہون بے دیار ہون صدمہ کشیدہ
ہون جو کچھ کہ ہون سو ہون غرض آفت رسیدہ ہون فرامرز نے کہا تم کو بیان کرنے مین کیا تامل ہے
کیون اپنا مفصل حال مجھ سے بیان نہین کرتے کیا مجکو اپنا دشمن جانتے ہو اگر دشمن نہین جانتے
تو پھر کیون اپنے حالات سے آگاہ نہین کرتے شاید کوئی کام مفید مطلب تمھارے ہم سے ہو سکے
اور تمھارے دشمنون کو ہم قتل کر سکین تم کو قید رنج سے چھڑا سکین تم نے ہمپر احسان کیا ہے عوض
احسان ہم بھی تم سے سلوک نیک کرین تمھارے دشمنون کو تہ تیغ کرین عمان جادو نے کہا میرے
دشمنون کو تم کیا قتل کر سکو گے ان کا قتل کرنا بہت دشوار ہے بلکہ تم سے ناممکن ہے ہان تمھارے
اصرار کرنے سے اپنا حال مفصل بیان کرتا ہون ذرا بگوش دل سنو واضح ہو کہ نام میرا عمان جادو

ہر چند میں بادشاہ شہر عمانیہ ہوں پہلے ساحر نہ تھا اب میں نے سحر سیکھا ہے اپنے قلعہ میں رہتا تھا عدل اور
انصاف کرتا تھا رعایا مجھ سے خوش تھی سپاہ بھی میری مجھ سے شاد تھی مسرور تھی اور جان نثار رہتی ہر
وقت موجود تھی جملہ دو لاکھ سپاہ تھی افسران سپاہ بھی چیدہ روزگار بہادر و نامدار تھے میرے
عدل سے سب ادنیٰ اعلیٰ شہر کے خوش تھے شہر نہایت آباد تھا دربار میں میرے سیکڑوں سرداران
سپاہ و رفیق مصاحب وغیرہ اہل دربار حاضر رہتے تھے اکثر سلاطین مجھ سے ڈرتے تھے کبھی مجھ سے
بغاوت نہ کرتے تھے قصد جنگ و جدال بھی نہ کرتے تھے میں اپنی جگہ پر یعنی اپنے قلعہ کا حکمران تھا
بارہا دل میں کہتا تھا کہ تو ایسا بادشاہ ہے کہ اکثر سلاطین تجھ سے خائف رہتے ہیں اور کبھی تجھ سے
آمادہ شر و فساد نہیں ہوتے ہیں کیا تیرا اقبال ہے اور کیا رعب و داب و سطوت و حکومت ہے غرضکہ
اپنے دل میں ہمیشہ ایسا ہی خیال کیا کرتا تھا اور بہزار راحت و آرام بسر کرتا تھا اور اپنے دین آبائی
یعنی خداوندوں کی پرستش کرتا تھا رعایا بھی میری موافق میرے مذہب کے ملت رکھتی تھی ناگاہ
دیو اسلم کہ زبردست ساحر تھا بجمعیت سپاہ میرے قلعہ پر چڑھ آیا میں بھی اُس سے حتی الامکان
میدان میں جنگ آزما ہوا تھوڑے زمانہ تک جنگ و جدال ہوا کی فوج بہت قتل ہوئی آخر کار
دیو اسلم نے سحر کیا میں دفع سحر نہ کر سکا کہ ساحر نہ تھا مسحور بہ سحر ہو کر مجبور و لاچار ہو کر لڑنے سے
عاجز ہوا ہنگام جنگ اہل لشکر میرے دست و پا ہلا نہ سکتے تھے اپنے حریفوں کے ہاتھ سے قتل ہوتے
تھے اور جب اہل لشکر فرودگاہ سپاہ پر آتے تھے اپنے دست و پا اپنے قابو میں نہ پاتے تھے
اسی طرح میں بھی وقت جنگ میدان میں مسحور بہ سحر ہو کر دست و پا نہ ہلا سکتا تھا اور جب جنگاہ سے
پھر کر آتا تھا دست و پا اپنے قابو میں پاتا تھا جب سپاہ میری بہت قتل ہو گئی اور تھوڑی فوج باقی
رہ گئی میں تاب مقابلہ نہ لا کر مع چند سواران خیر خواہ و نمک حلال کے ہنگام شب اپنے قلعہ سے
گریزاں ہوا اور ساحروں سے سحر سیکھا بعد سیکھنے سحر کے پھر فوج جمع کر کے اپنے قلعہ پر بجمعیت لشکر
آیا تاکہ دیو اسلم کو قلعہ سے نکال دوں یا اُس کو قتل کروں اور اپنے شہر پر بدستور قدیم قابض و
متصرف ہوں جب خبر میرے آنے کی دیو اسلم کو معلوم ہوئی تو دلیرانہ قلعہ سے بجمعیت سپاہ
واسطے میرے مقابلے کے نکلا میدان میں صف آرا ہوا چند روز تک خوب لڑائی ہوئی آخر دیو اسلم
بھی پسپا ہوا کیونکہ جب وہ سحر کرتا تھا میں رد سحر کرتا تھا آخر کار ایک روز ہنگام جنگ میں نے دیو
اسلم کو سر میدان اسیر کر کے ارادہ اُس کے قتل کرنے کا کیا یکایک ایک پارہ ابر سوئے فلک
اُڑتا آیا پھر اُس سے صدائے برق و رعد ظاہر ہوئی بعدہ وہ ابر شق ہوا ایک تخت اُس ابر سے ظاہر
ہوا غور سے جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ ایک ساحرہ اُس پر بیٹھی تھی سیاہ رنگ مہیب صورت ہیولی
اسباب سحر کی اپنے دوش پر رکھے ہوئے تھی اور بجائے زیورہائے مختلف رنگ استخوان اور کمر میں
پہنے ہوئے ہے ہنوز میں اور میرے اہل لشکر اُس کی طرف دیکھ رہے تھے اور قتل کرنے دیو اسلم
سے ہاتھ روکا تھا کہ ناگاہ اُس ساحرہ نے بڑے زور سے یوں نعرہ کیا کہ او نمک حرام جادو آگاہ ہو کہ میں
آ پہنچی ارے غضب کیا تو نے کہ میرے آشنا کو اسیر کیا اور ارادہ اُس کے قتل کا کیا حالانکہ
ہزار رقم کہ از دوست میں زندہ و سلامت رہے یہ نعرہ کر کے مثل برق جہندہ زمین پر آئی اور جھپٹ
کر دیو اسلم کو اٹھا لے گئی بعد تھوڑی دیر کے تخت پر دیو اسلم کو بٹھا کر مع سپاہ بعد نجات
میدان جنگ میں آئی میں بھی روبرو اُس کے صف آرائے سپاہ ہوا یعنی صف آرائی ہر دو سپاہ

ساحرہ جو دیو اسلم کو پنجہ میں کر اٹھا لے گئی تھی اور معشوقہ دیو اسلم تھی اور نام اُس کا ازلال
جادو تھا بصد قہر و غضب میدان جنگ میں آئی اس طرح سے کہ بالائے تخت سحر سوار تھی اسباب
سحر رکھے ہوئے تھے آنکھیں زرد و چہرہ سیاہ رخ سے آثار غیظ و غضب آشکار نظر قہر و غضب لجہ
اور میری سپاہ پر ڈالتی ہوئی غرضکہ آتے ہی اُس ساحرہ نے باواز بلند دلقہر و غضب پکار کر کہا
اے عمان ناہنجار بدخواہ و بداندیش میرے آشنا دیو اسلم کا تو ہوا ہے اُس کو تو نے قتل ہی کر ڈالا
تھا اگر میں تھوڑی دیر کے بعد آتی پس اب میں تجھکو کب زندہ چھوڑتی ہوں جلد آ مجھسے مقابلہ کر میں نے
سنا ہے کہ تو نے سحر بھی سیکھا ہے ذرا میدان جنگ میں آ کر مجھپر سحر کر میں بھی تو دیکھوں کہ تو کیسا ساحر ہے
اور کیسے کیسے سحر تو نے یاد کئے ہیں اے فرامرز ثانی یہ تقریر اُس ساحرہ کی سنکے میں لیئے لشکر سے
نکلا روبرو اُس کے جا کر پکارا کہ او ساحرہ تجکو شرم نہیں آتی ہے کہ مرد و زن سے سر میدان جنگ کرنیکو
آئی ہے دیو اسلم یا اور کسی کو واسطے لڑنے کے بھیج اور یہ جو تیرے آشنا دیو اسلم کا دشمن نہیں
ہوا ہوں اُس نے میرا ملک و مال چھین لیا ہے واسطے لینے اپنے ملک و مال کے جنگ و جدال
کرتا ہوں چاہتا ہوں کہ ملک و مال میرا پھر مجکو ملجائے لہذا تجکو لازم ہے کہ دیو اسلم کو ہمراہ اپنے
لیکر میرے قلعہ سے چلی جا بہتر یہی ہے کہ جنگ سے باز آ ہزاروں آدمیوں کا کشت و خون لڑائی
میں ہوگا طرفین کے ہزارہا مردان سپاہ کام آئینگے خونریزی بہت ہوگی ایسے صلح بہتر
ہوتی ہے اگر یہ تقریر میری تجکو منظور نہو تو میدان جنگ سے چلی جا دیو اسلم یا اور کسی کو واسطے
جنگ کے روانہ کر ساحرہ مذکورہ نے گفتگو میری سنکے رہبیہ طیش اس طرح جواب دیا کہ او عمان
کیا بیہودہ بکتا ہے ہرگز میں اور کسی کو میدان جنگ میں نہ بھیجونگی خود میدان جنگ سے بغیر لڑائی
فتح کیے جاؤنگی اب کچھ اس بارہ میں تقریر نکر آمادہ جنگ ہو سحر مجھپر کر اے فرامرز ثانی پہلوان
لاثانی یہ کلام اُس ساحرہ کا سنکے میں نے اُس پر سحر کیا ایک گولہ سحر اُس پر دم کرکے مارا اُس نے قریب
گولے کے آتے ہی کارد سحر سے گولے کے دو ٹکڑے کیے اس طرح رد سحر کرکے اُس نے کارد سحر مجھپر
لگائی ہرچند سپر سحر سے میں نے اپنے تئیں بچایا مگر وہ کارد میرے شانے کو زخمی کرکے نکل گئی اسی قاتلانہ
زخمداری میں پھر میں نے دلیرانہ نارنج سحر خون پیشانی اپنا کارد سے اُس پر ٹپکا کر سامری و جمشید کو
پکار کر اُس پر مارا ہرچند اُس نے رد سحر کرنا چاہا مگر وہ نارنج اُس کے پاؤں اور تخت سحر پر اثر کیا تخت
ٹوٹا پاؤں اُس کا بھی زخمی ہوا تخت سے بالائے زمین گری میں آگے بڑھا چاہا کہ کام اس ساحرہ کا تمام
کروں دیو اسلم یہ حال دیکھتے ہی مع سپاہ حملہ آور ہوا پہلے اپنی معشوقہ ازلال جادو کو اٹھا کر
بارگاہ میں بھجوا دیا پھر مجھسے لڑنے لگا افسران سپاہ میرے بھی مجکو نرغۂ اعدا میں دیکھکر تاب تحمل نہ لاکر
مع تمامی سپاہ حملہ آور ہوئے جب دونوں لشکر مل گئے لڑائی ہونے لگی تلوار چلنے لگی کشتوں کے
پشتے لاشوں کے انبار ہونے لگے بہادران جانبین نعرے رعد آسا کرنے لگے برق شمشیر چمک چمک کر
بہادروں کے حریفوں پر گرنے لگی تیرانداز تیر لگانے لگے نیزہ باز نیزوں سے اپنے دشمنوں کو ہلاک
کرنے لگے پہلوانان نامی گرز ہاے گرانبار سے نعرہ کرکے اپنے حریفوں پر آ گرنے اور ضرب ہاے
گرز سے اُن کو پیوند خاک کرنے لگے صداے آہ و نالہ مجروحان بلند ہوئی غبار گھوڑوں کی کثرت
سے بکثرت بلند ہوا غرضکہ خوب جنگ مغلوبہ ہونے لگی میں نے قریب دیو اسلم کے جا کر نعرہ کرکے
ترنج پر سحر دم کرکے اُس پر لگایا ترنج پھٹا دھواں پیدا ہوا وہ اُس دود سحر میں پنہاں ہوا بعد تھوڑی

دیکے وہ دھوان دور ہوا اب جو سب نے دیکھا تو دیو اسلیم مسحور بسحر ہوگیا ہی مدہوش و بیہوش
ہوگیا ہی مین نے بجلدی تمام چاہا تھا کہ سر اُس کا تیغ آبدار سے کاٹ لون ناگاہ یہ خبر ازلال جادو کو
پہونچی وہ بیتابانہ تخت سحر پر سوار ہوکر آئی اور زمین سے سوے فلک بلند ہوکے مجپر ایسا سحر کیا کہ
دست و پا میرے بیکار ہوگئے حس و حرکت باقی نہ رہی آرزوے دل بر نہ آئی دیو اسلیم کو قتل کرنیکا
مجبور و لاچار ہوکر زمین گیر ہوگیا اسی حالت مین ازلال جادو نے چند بانٹ میرے لشکر کی طرف سحر
دم کرکے مارے پا تو سب جم کر لڑ رہے تھے یا سب کے پانون اکھڑ گئے بے اختیار جنگاہ سے بھاگے جسوقت
مردان سپاہ میرے بھاگے مردان سپاہ جو دیو اسلیم کے تھے انھون نے حکم ازلال جادو سے تعاقب
اُن کا کرکے اُن کو قتل کرنا شروع کیا ہزارون کو قتل کیا اور جو بھاگ کر دور نکل گئے وہ جانبر ہوے
جسوقت تمام سپاہ میری میدان جنگ سے بزور سحر ساحرہ مذکورہ بھاگ گئی ازلال جادو نے
بلندی سے پر روے زمین آکر مجکو گرفتار کیا پھر مجکو مع دیو اسلیم و تمامی سپاہ کے میدان جنگ سے
قلعہ مین لے گئی اور دیو اسلیم کو تخت جلوس پر بٹھا کر قریب تر اُس کے بیٹھکر مجکو اپنے سامنے طلب کیا
ملازم اُس کے مجکو طوق و زنجیر مین گرفتار کیے ہوے سوزن میری زبان مین دی ہوئی کشان کشان
روبرو دیو اسلیم و ازلال جادو کے لے گئے اسوقت ازلال جادو نے مجسے مخاطب ہوکر کہا
کیون عمان اب پھر بسر فساد و کینہ ہوگا پھر میرے اس محبوب و آشنا سے صادق سے جنگ آزما
ہوگا یہ سنکے مین نے سر جھکا لیا بے بسی سے اور اپنی حالت اسیری پر نظر کرکے آنکھون مین اشک بھر لایا
ساحرہ مذکورہ نے رحم کھا کر کہا اے عمان مین تجکو قتل کراتی سر تیرا در قلعہ پر آویزان کراتی مگر رحم کھاکر
تجکو چھوڑے دیتی ہون خبردار اب کبھی ادھر آنے کا ارادہ نہ کرنا یہان سے اتنی دور نکل جا کہ اب
میرا تجکو نہ دیکھون اگر اب مین تجکو دیکھ لونگی تو یاد رکھ کہ ضرور قتل کر دونگی یہ کہکر مجکو رہا کر دیا ہی
سحر بھی مجپر سے دفع کر دیا حالانکہ مین بعد رہائی و سوزن زبان سے دور کرنیکے سحر دفع کر سکتا تھا
الحاصل بعد رہا ہونے کے مین تن تنہا غمگین و حزین وہان سے چلا بعد طے کرنے راہ دور و دراز کے
جو مردان سپاہ قتل ہونے سے بچگئے تھے وہ مجکو ملے مین نے اُن سے بھاگنے کی نسبت پوچھا انھون
نے کہا اے حاکم و آقا ہمارے نہین معلوم کیا ہوا کہ لڑتے لڑتے پانون ہمارے جنگاہ سے اکھڑ گئے اب
آپ فرمایئے کہ آپ کا اس حال مین ادھر آنا کیونکر ہوا مین نے تمام حال اپنا جو گذرا تھا مفصل بیان کیا بعدہ
مین نے سب سے کہا اگر تمھارا دل چاہے تو میری ہمراہی اختیار کرو جہان مین جاؤن میرے ہمراہ
چلو اُن سپاہیون سے تھوڑے سوارون خیر خواہ و نمک حلال نے مجھ سے عرض کیا ہمین آپ کی ہمراہی
بدل و جان منظور ہی کیونکہ ہم نے ایک مدت تک آپ کا نمک کھایا ہی ایسے وقت بد مین ہم ترک رفاقت
نکرینگے ہرگز آپ سے جدا نہونگے جہان آپ جایئے گا ہمراہ رکاب رہینگے یہ سنکے دل میرا اُن سے
خوش ہوا پھر اُن کو ہمراہ لیکر جانب ویرانہ اس طرف آیا دیکھا مین نے کہ باغ و بارہ دری ویرانے مین
ہی ہر چند کہ باغ خزان رسیدہ ہی اور بارہ دری بھی بے مرمت و مسکن بوم و شوم ہی لیکن مین نے
واسطے اپنی سکونت کے اختیار کیا اُن ملازمان چند در چند کو در باغ پر متعین کیا ہی اندر باغ کے آنے
نہین دیتا ہون دروازہ باغ کا بند رکھتا ہون ملازمون سے بتاکید اکید کہدیا ہی کہ اگر کوئی پوچھے
کہ تم کس کے ملازم ہو اور اس باغ مین کون رہتا ہی تو ہرگز نہ بتانا اس باغ مین عمان جادو رہتا ہی
اور ہم اُس کے ملازم ہین اسے فراموش نہ کرنا جب روز سے مین اس باغ خزان دیدہ مین آیا ہون اسی

بارہ دری مین ہنگام شب آکر سو رہتا ہون اور صبح کو یہان سے بخوف ازلال جادو چلا جاتا ہون
اُسی دریا مین یعنی جس دریا سے مین تمکو نکال کر یہان لایا ہون بزور سحر بصورت نہنگ رہتا ہون
ہنگام شب پا ویکہ بحال کہ خائف و ترسان یہان آکر کچھ اکل و شرب سے سیر و سیراب ہوکر سو رہتا ہون
جان اپنی ازلال جادو سے بچاتا ہون دن کو پوشیدہ دریا مین رہتا ہون اس خوف سے کہ مبادا
ازلال جادو مجھے دیکھ نہ لے ورنہ وہ مجھکو قتل کرے گا کیونکہ کہہ چکی ہے کہ ابکی مرتبہ اگر تجھکو کہین دیکھونگی
تو ضرور قتل کرونگی مفصل حال میرا یہی تھا جو کہ مین نے تمھارے اصرار کرنے سے بیان کیا ہے اب
مین تمکو یہان لایا ہون بخوشی و شادمانی یہان قیام پذیر ہوتا وقتیکہ مین قید رنج و تشویش سے رہا
ہون اور ازلال جادو اور اسلم دیو کے شر و فساد سے بےخوف و خطر ہون تم مع اپنی محبوبہ کے بآرام
و عیش و عشرت یہان رہو شب روز آشنا سے دلی برلاؤ وصل سے دل شاد کرو یہ کہکر آبدیدہ ہوکر
خاموش ہوا فرامرز ثانی نے تمام حال اُس کا سُنکے و افسوس کرکے کہا کہ تم نے ہمپر احسان کیا ہے ہم
دونون کو دریا سے نکالا ہے خیر اس کا عوض اگر ہم سے ہوسکے گا تو ہم بھی کرینگے اگر خداوند عالم
چاہیگا اور اے عمان جادو ہم مسلمان ہین بغیر عقد کیے ہوے کسی عورت سے ہم بستر ہو نہین سکتے
کیونکہ خلاف شرع ہے اور باعث گناہ کبیرہ ہے عمان جادو نے کہا اب معلوم ہوا کہ تم دونون مسلمان
ہو بغیر عقد نکاح کے عورت سے نزدیکی نہین کرتے خیر اس کی بھی تدبیر کی جائیگی دو ایک روز مین
کسی اپنے مسلمان کو جو صیغہ نکاح پڑھ سکتا ہو کسی تدبیر سے یہان لے آؤنگا باہم تم دونون کا عقد
و نکاح کرادونگا یہ کہکر کچھ میوہ تر و خشک لاکر روبرو رکھکر کہا کہ اسے نوش کرو اور باغ مین جو
چشمہ ہے اس سے پانی نکالکر پیو فرامرز نے وہ میوہ ہمراہ ملکہ کے کھایا پانی چشمے سے پیا عمان جادو
نے بھی علاوہ آب و طعام سے سیرابی و سیری حاصل کی جب زمانہ شب کا آیا سو رہا جب صبح ہوئی فرامرز
ثانی اور ملکہ کو آب و طعام سے سیر و سیراب کرکے دفعتًا نظر سے غائب ہوگیا فرامرز ثانی نے ملکہ سے
کہا کہ عمان جادو کہان چلا گیا دیکھا کہ نظر سے غائب ہوگیا فرامرز نے جواب دیا کہ ملکہ عمان جادو نے کہا تھا کہ دن کو
مین بخوف ازلال جادو بصورت نہنگ دریا مین رہتا ہون یقین ہے کہ دریا مین جا کر پوشیدہ ہوا
ہوگا پھر ملکہ سے کہا کہ چلو باغ کی سیر کرین بعدہ اس بارہ دری کے تمام درجون کی بخوبی سیر کرینگے دل اپنا
بہلائینگے ملکہ نے منظور کیا دونون عاشق و معشوق اٹھے بارہ دری سے باغ مین گئے دیکھا کہ باغ
خزان رسیدہ ہے آتش گل سرد ہوگئی ہے جو گل کہ مثل عارض محبوب سرخ و شاداب تھے وہ پژمردہ
ہوگئے ہین غنچے سوکھے ہوے ہین سنبل و لالے ناامیدان کے سنبل لب جوے آب یا موے
پریشان آشنا دہ تو ہے مگر پژمردہ گرد و غبار سے بال اٹے ہوئے اگر قمریان آتی بھی ہین اور سرو پر
بیٹھتی بھی ہین تو عوض خوشی و خوش الحانی کے آوازین فریاد و نالہ کی بلند کرتی ہین بعدہ اڑ جاتی ہین
اسی طرح بلبلین شاخ گل پر آکر بیٹھتی ہین اور سرسبز و شاداب نہ پاکر عوض نغمہ سرائی نالہ و نوحہ کرتی
ہین اپنی زبان مین فصل بہار کی تمنا کرتی ہین اور شکایت موسم خزان کرتی ہین اور ہر ایک گل و غنچہ
خوشیدہ و پژمردہ پر نظر کرکے بے اختیار باہم نالہ کرتی ہین پھر فریاد کرتی ہوئی اڑ جاتی ہین سوائے قمری
و بلبل کے اور جو طائران خوش الحان ہین وہ بھی باغ پر بہار جان کر اندرون باغ آتے ہین اشجار میوہ دار
و درختان گل مثل نرگس و شبو و گلاب و چنبیلی و بیلا و لالہ عمان و نافرمان وغیرہ پر بیٹھتے ہین اور اشجار
میوہ و گل کو سرسبز و شاداب نہ پاکر اپنی زبان مین فریاد کنان اڑ جاتے ہین باغ مین خاک اڑ رہی ہے

نرگس پژمردہ و خوشیدہ بنظر حیرت و حسرت وانقلاب زمانہ ہر طرف نظر کر رہی ہو لالہ باول داغدار
بحالت پژمردگی باغ مین ہو اُس کے دیکھنے سے ثابت ہوتا ہی کہ بربادی و خرابی باغ سے داغ بدل
ہوکر پژمردہ و خشک ہوگیا ہو نسرین و نسترن بھی خزان دیدہ ہین گل شبّو بھی دست خزان سے
سرسبز نہین ہو کثرت غم سے یہ زرد ہو اسی طرح ہر ایک درخت گل خزان رسیدہ ہو اشجار میوہ دار مانند
انار و سیب و بہی وغیرہ بھی بے برگ و بار ہین ثمر بھی کوئی ان مین نہین ہو یا د خزان سے سوکھے
ہوئے کھڑے ہین گویا فریاد ظلم خزان کر رہے ہین اور فصل بہار کو یاد کر رہے ہین اُن کی جنبش سے
صاف یہ ظاہر ہوتا ہی کہ محتاج آب ہین اپنی صاحب باغ کو راست و چپ دیکھتے ہین وہ نظر نہین آتا ہی
کہ آب رسانی سے ان کو سرسبز و شاداب کرے اور درختان گل کے تازہ و تر کرنے مین کوشش و
سعی کرے دیواریں باغ کی شق ہین بعض دیواریں یون خمیدہ ہین کہ قریب ہو گر پڑین ان کی خمیدگی
و شق ہونے سے ظاہر ہوتا ہی کہ صاحب باغ کی جدائی کے الم مین جگر اُن کا شق ہوگیا ہی اور بار فرقت
سے مالک باغ کے ایسی صدمہ کش ہوئی ہین کہ خمیدہ ہوگئی ہین دروازہ باغ مثل دل بستہ نہین ہو
جا بجا سے شکستہ ہو صاحب باغ کے غم سے شکستہ دلی اُس کی بھی ظاہر ہو ملکہ اور فرامرز نے باغ
مین جاکر سیر باغ کی کرکے باہم کہا افسوس یہ باغ خزان رسیدہ ہو نہین معلوم کس اجرت سے کسنے
اس کو بنایا ہوگا درخت گل چمن در چمن لگائے ہونگے اشجار میوہ دار بٹھلائے ہونگے آج
گردش فلک سے مالک باغ باغ مین نہین ہو خدا معلوم زندہ ہو یا سوئے ملک عدم گیا اُس کے
نہونے سے یہ باغ کس قدر ویران و خزان رسیدہ ہوگیا ہو جائے عبرت و مقام افسوس ہو یہ کہکر
طلب نہ شیرین دونون عاشق و معشوق گئے دیکھا کہ پانی اُس کا اُبل رہا ہی بیقراری آپ ہویدا
ہو رہا ہی کہ اپنے مالک و بناکردہ کو ایک نظر دیکھون تا بیقراری زائل ہو مگر وہ اُسکو دکھائی نہین دیتا
ہو غرض فرامرز ثانی اور ملکہ دونون باغ کو دیکھکر تاسف کنان بارہ دری مین آکے یہ جانتے تھے
کہ سیر باغ سے کچھ دل شگفتہ ہوگا مگر سیر باغ خزان رسیدہ سے دل اور پژمردہ ہوا عوض شگفتگی دل رنج
بربادی باغ ہوا جب دونون عاشق و معشوق مذکور الصدر بارہ دری مین گئے باہم یون تقریر کی
کہ اواب اس بارہ دری کے جابہ درجون کی سیر کرین آج اسی طور سے دن بسر کرین کیونکہ دل گھبراتا ہی
اس ویرانے مین آبادی سے آکر طبیعت بہت پریشان ہو آخر دونون باتفاق راست بارہ دری کے
درجون مین جانے لگے اور تعمیر و قطع پر اُس کی نظر کرنے لگے غور سے جو دیکھا تو معلوم و ظاہر ہوا کہ
صاحب باغ نے اس بارہ دری کو بعنوان شایستہ سے خوش قطع زر کثیر صرف کرکے بنوایا ہوگا اور اُسکی
گلکاری و نقش و نگار مین بکثرت زر سرخ و سفید معمارون اور نقاشون کو دیا ہوگا کیونکہ نقش و نگار
باقی ہین اور چھت پر دے نفیس و رنگین موجود ہین مگر شکستہ ہین ظاہر اُن کی شکستگی سے ثابت ہوتا
تھا کہ صاحب بارہ دری کے غم مین جگر اُن کا چاک چاک ہوگیا ہی شیشہ آلات جو مثل جھاڑ اور کنول
وغیرہ کے اُن درجون مین نظر آتے ہین وہ بھی گرد و غبار آلودہ و شکستہ اکثر کنولون مین شمعدان سے
موم و کافوری دیکھین کچھ جلی ہوئی آنسو اُن کے بہے ہوے اُن کے دیکھنے سے صاف روشن ہوا
کہ یہ شیشہ آلات اپنے مالک کے غم مین دل شکستہ ہین اور یہ شمعین اپنے صاحب بزم کی جدائی مین
ایسا روئی ہین کہ آنسو اُن کے جاری ہوے ہین فرش پر جو نظر کی معلوم ہوا کہ فرش نفیس و تختہ
مگر بوسیدہ ہو بکثرت غبار اُس پہ پڑا ہوا ہی صاف ثابت ہوتا ہی کہ اس فرش نے مفارقت مین اپنے

مالک و مکین کے اس درجہ صدمہ کیا ہو کہ ہمہ تن خاک ہوگیا ہو یا الم جدائی صاحب بارہ دری مین خاک بسر ہوا ہو الحاصل ملکہ اور فرامرز ثانی دونون تا شام سیر باغ و بارہ دری کیا کئے ہنگام شام اپنے مقام استراحت پر آئے ملکہ نے فرامرز سے کہا ایسا معلوم ہوتا ہو کہ یہ باغ و بارہ دری کسی شاہ و شہریار یا کسی وزیر و امیر نے بنوائی تھی جس زمانہ مین یہ باغ و بارہ دری تیار کی گئی ہوگی اور صاحب باغ مع اپنے متعلقین کے یہان مقیم و ساکن ہوگا کیا زیب و زینت ہوگی افسوس ہزار افسوس مکان تو اب تک بحالت خرابی موجود ہو لیکن مکین کا حال معلوم نہین کہ اُس پر کیا گذری آیا زندہ ہو یا مرگیا اگر زندہ ہو تو کہان ہو اُس کا نام و نشان بھی نہین شاید برباد و تباہ ہوگیا ہو یا کسی بلا مین مبتلا ہوگیا ہو ورنہ اپنے اس باغ کی ضرور خبر لیتا ہم کو تقدیر یہان لائی یہ مقام عبرت افزا دکھایا دیکھیے آئندہ کیا پیش آنیوالا ہو بدی قسمت سے انسان مجبور و لاچار ہو جاے دم زدن نہین فرامرز ثانی نے کہا اے ملکہ واقع مین بقول تمھارے یہ باغ و بارہ دری کسی شاہ و وزیر کی تعمیر کردہ معلوم ہوتی ہو یہ باقی رہگئی اور وہ شاہ و وزیر نرہے یہی کارخانہ جہان ہو مکان پڑے چندے رہ جاتے ہین اور صاحب مکان فنا ہو جاتے ہین دنیا ایک سراے فانی ہو کسی کو یہان قیام نہین ہر ایک آمادہ قضا و مہیاے سفر ہو بقول ایک شاعر کے کیا خوب اُس نے اس مخمس مین بے ثباتی دنیا اور اہل دنیا کی غفلت کی مذمت مین قلم فرسائی کی ہو۔

مخمس

سراے دنیا ہو خوف کی جا ہر ایک کو خوف دمبدم ہو
رہا سکندر یہان نہ دارا نہ ہو فریدون یہان نہ جم ہو
مسافر اے تنگ ہو اٹھو مقام فردوس ہی ارم ہو
سفر ہو دشوار خواب کب تک بہت بڑی منزل عدم ہو
نسیم جاگو کمر کو باندھو اٹھاؤ بستر کہ رات کم ہو

سرور و عیش و نشاط و عشرت یہ چند انفاس کے ہین جھگڑے
غرور و تمکین و کبر و نخوت یہ چند انفاس کے ہین جھگڑے
جوانی و حسن جاہ و دولت یہ چند انفاس کے ہین جھگڑے
ملال و رنج و غم و مصیبت یہ چند انفاس کے ہین جھگڑے
اجل ہو استادہ دست بستہ نوید رخصت ہر ایک دم ہو

اسی طور سے شاعر مذکور نے بہت کچھ کہا ہو تمھارے سامنے کہان تک اُس کا کلام پڑھون واقعی جو کچھ اُس نے اس مخمس مین نظم کیا ہو سچ ہو دنیا گذرگاہ ہو حیات مستعار کا کچھ اعتبار نہین اس مین کوئی ہوا امیر ہو یا فقیر ہو یا بادشاہ ہو ایک دن سب کو مرنا ضرور ہو اور اس دنیاے فانی سے جانب عدم جانا ضرور ہو کسی کو بقا نہین بجز خداوند عالم و عالمیان کے جب یہ اخبار و کلام خدا سے ثابت و یقین ہو چکا کہ مرنا ایک روز لابد ہو تو پھر چند روزہ حیات کو امور خیر مین صرف کرنا چاہیے اور خواب غفلت مین نہ رہنا چاہیے نہین معلوم کس وقت اجل آجاے جہان تک ممکن ہو عبادت و ذکر الٰہی مین اپنی زندگی بسر کرے رہنے کے واسطے براے بسر زمانہ حیات کوئی مختصر مکان بنالے قصر رفیع اور باغ بہشت نظیر نہ بنائے جو زر و مال قصر و باغ مین صرف کرنا مقصود ہو وہ راہ خدا مین دے تا عاقبت بخیر ہو اے ملکہ یہ بارہ دری اور باغ تو کیا ہو بڑے بڑے قصر شاہان اولوالعزم اور باغہاے عدیم النظیر بعد رحلت اُن شاہون کے منہدم و شکستہ و خراب و برباد ہوگئے جیسے اس بارہ دری مین جانورون نے اپنے آشیانے بنائے ہین اسی طرح شاہی اکثر عمارتون مین جو اب باقی ہین بوم شوم نے آشیانے بنائے ہین زاغ و زغن وغیرہ بھی اُن عمارتون پر بیٹھے ہین اکثر طائر سواے بوم کے بھی اُن قصرون مین آشیانے بنا کر رہتے ہین مکڑیون نے جالا لگا یا ہو خاک اُن مین

اُٹھ رہی ہو شب کو اندھیرا رہتا ہو مقام عبرت ہو کہ جن محلون مین شاہ وشہریار و وزیر رہتے تھے اور
اُن کے اہل وعیال و عزیز و اقارب ساکن تھے اب وہ ویران وخراب ہین کوئی ایسا نہین کہ
اُن مین ایک ایک چراغ روشن کردے یا جاروب کشی سے اُن قصور کی زینت فی الجملہ کرے یا
مرمت اُن کی کرے دیکھو افراسیاب کیسا بادشاہ اُولوالعزم تھا بعد اُس کے مرنے کے اُس کے
مقبرہ کی یہ حالت ہوگئی جیسا کہ ایک شاعر نے نظم کیا ہی ؎ پردہ داری میکند بر قصر قیصر عنکبوت
بوم نوبت میزند بر گنبد افراسیاب + اسی طرح مکانات شاہی کا بھی حال ہی خلاصہ یہ کہ دنیا گذرگاہ ہو مکین
ومکان دونون ایک دن فانی ہونے والے ہین خزان وبہار سب کے واسطے فنا ہو اس مین انسان
ہو یا مکان ہو یا باغ ہو یا اور کوئی شے ہو اس باغ کی بہار کا اور اس بارہ دری کی آبادی کا زمانہ
گذر گیا اب موسم خزان کا آیا ہی ہمیشہ زمانہ کسی کا یکسان نہین رہتا ہی کبھی بہار کبھی خزان کبھی
راحت گاہ مصیبت کبھی صحت کبھی علالت گاہ خوشی گاہ ملال اہل دنیا اور موجودات دنیا کا یہی
حال ہی ذرا غور کرو تمھارے اور ہمارے واسطے اس دنیا مین کیا ہوا ایک طور سے زندگی ابتک
بسر نہین ہوئی اگر صدمے اٹھائے تو خوشی بھی ہوئی اب وہ زمانہ آیا ہی کہ دریا سے جا بجا ہو کر اس
شکستہ و ویران بارہ دری مین ہم اور تم بیٹھے ہین شکر ہی خدا کا جو اُس نے بہتر جانا وہ کیا اور جو
اب اُس کو مناسب ہوگا تمھارے اور ہمارے حق مین کرے گا اگر وہ دن راحت وآرام سے
سونے اور کھانے پینے کے عیش کے باقی نرہے تو یہ دن بھی باقی نرہین گے خداوند عالم
مسبب الاسباب ہی جب وہ کسی پر رحم کرتا ہی اسباب راحت واسطے اُس کے فراہم ہو جاتے
ہین دشمن اُس کے دوست ہو جاتے ہین کفار بہ نیکی پیش آتے ہین جیسا کہ عمان جادو کافر بد مذہب
تم سے اور ہم سے بد وستی پیش آیا ہی دریا سے نکالکر یہان لایا ہی یہ کارسازی اور قدرت نمائی
وحفاظت اپنے بندون کی اُسی معبود حقیقی کی ہی ورنہ ایسے دریا سے قیامت خیز ہین خود گرنا اور پھر زندہ
رہنا مشکل بلکہ ناممکن تھا اگر وہ اس طور سے نہ بچاتا تو ہم تم زندہ نہ بچتے خورش جانوران آبی
ہو جاتے اُس کا فضل شریک حال ہونا چاہیے سب کام بگڑے بن جاتے ہین اور اگر اُس کی مشیت
ہوتی ہی تو بنے ہوئے کام بگڑ جاتے ہین وہ قادر ہی اُس سے امید بہبودی رکھنا چاہیے بقول شاعر ؎
اُسے فضل کرتے نہین لگتی بار ÷ نہو اُس سے مایوس امیدوار ÷ مجکو ذات خدا سے امید قوی ہی کہ
وہ اپنی قدرت کاملہ سے یہان بھی ہمارے واسطے کوئی سبب راحت پیدا کرے گا ملکہ نے کہا تم سچ
کہتے ہو واقعی خداوند عالم مسبب الاسباب ہی ضرور کوئی سبب آرام وراحت کا اپنی قدرت کاملہ سے
پیدا کرے گا اور اس ویرانہ سے آبادی مین پہونچاے گا ابھی دونون عاشق و معشوق باہم
باتین کر رہے تھے کہ عمان جادو آیا بزور سحر اُس نے روشنی کی میوہ تر و خشک دونون کے
روبرو رکھا بعد کو پوچھا کہ تم گھبرا گئے تو نہین طبیعت اس ویرانہ مین پریشان تو نہین ہوئی فرامرز
ثانی نے جواب دیا دل کو ہم نے آج سیر باغ وبارہ دری مین بہلایا کیونکہ اس باغ ویرانہ مین
بغیر تمھارے دل گھبراتا تھا اُس نے کہا تم سچ کہتے ہو جہانتک ممکن ہو اپنے دل کو بہلایا کرو خوش و
خرم رہا کرو مین بخوف ازلال جادو تمھارے پاس نہین رہ سکتا مجبور ہون ورنہ تم کو اکیلا یہان
نہ چھوڑ جاتا اب میرا ارادہ ہی کہ نکاح تم دونون کا کر دون کل اگر ممکن ہوا تو کسی نکاح پڑھنے والے کو
یہان لے آؤن گا آج سے مین نے تم دونون کو بجاے اپنے فرزند و دختر کے تصور کیا ہی تم بھی

مجھ سے پیر ہی پیش نہ آتا اگر نیکی کرتا لیکن سنو تو یہی بھی میرے ساتھ نیکی کرنا فرامرز ثانی نے جواب دیا اب میں بھی بجا
پر آپ کو سمجھوں گا یہی آپ سے کرتا ہوں مگر انشاء اللہ تعالے آپ سے کیا دشمنوں کو قتل کر کے تخت حکومت
پر آپ کو بٹھاؤں گا عمان جادو یہ سنکے خوش ہوا بعدہ کہنے لگا اسے فرزند اگر تیری کوشش و تدبیر سے
میں اپنے ملک پر قابض و متصرف ہوں گا تو اقرار کرتا ہوں کہ تمہارا دین بھی اختیار کروں گا دین آبائی
ترک کروں گا مگر اے فرزند میرے دشمنوں کو ہلاک کرنا بہت مشکل ہے تم غیر ساحر ہو تن تنہا کیونکر میرے
اعدا کو قتل کرو گے میں ساحر تھا اور سپاہ بھی بہت رکھتا تھا مینڈا مرجانگ دشمنوں کو اپنے بلا سے فرکر سکا
خود میں اسیر ہو گیا زمانہ حیات باقی تھا کہ ازال جادو نے رحم کھا کر یہیں شرط کر کے اس طرف کبھی
آنے کا قصد نہ کرنا مجھے قید سے رہا کیا فرامرز ثانی نے جواب دیا کہ اسے پدر بزرگوار خدا وہ ہے کہ قادر ہے
اور پر تمام اشیاء رکھے ہم کو اس سے امید قوی ہے کہ وہ ہماری اعانت کرے گا تم کو تمہارے اعدا پر
فتحیاب کرے گا اگر تنہا ہم سے یہ کام سرانجام نہ پاوے گا تو ادہر کوئی ہمارا اس کام میں حکم خدا سے میں
ویاور ہوگا بہرصورت انشاءاللہ تعالی در مقصود ہاتھ آوے گا آپ اس مقدمہ میں ہرگز تردد نہ کیجیے اپنے
حصول مطلب میں مایوس و ناامید ہرگز نہ ہوجیے عمان جادو یہ سنکے بہت شادمان ہوا بعد اکل و شرب
ملکہ و فرامرز ثانی خود بھی سیر و سیراب ہوئے بعدہ عمان جادو نے ان کے پاس بیٹھا پھر نظروں سے غائب
ہو گیا کہ اب تم دونوں آرام کرو ہم بھی جاتے ہیں نیند آتی ہے بعد جانے عمان جادو کے ملکہ و فرامرز
ثانی بھی آرام پذیر ہوئے ہنگام صبح بعد طلوع آفتاب عمان جادو نے یکایک ظاہر ہو کر پستہ و میوہ
تر و خشک وغیرہ سامنے رکھا اور کہا کہ تم دونوں اس میوہ ہائے لذیذ و خوش گوار کو کھاؤ اب میں
جاتا ہوں یہ کہکر سحر سے بصورت طائر بن کر اڑ گیا بعد چند ساعت کے دو اہل اسلام کو لایا بصورت
مبدل خود بھی ان کے ساتھ آیا دروازہ باغ کا کھلا وہ دونوں اہل اسلام و اہل علم اندر باغ کے
آئے جب ملکہ پس پردہ بیٹھی عمان جادو دروازہ باغ کا بند کر کے ہمراہ ان دونوں اہل علم کو
لے کر بارہ دری میں گیا پھر ان سے کہا کہ اس جوان کو میں نے اپنا فرزند کیا ہے اور جس عورت سے
اس کا عقد مطلوب ہے وہ صاحب عفت و عصمت ہے کہ بجائے میری دختر کے ہے اس پردے کے پیچھے ہے
لہذا آپ صاحبوں کو مناسب ہے کہ موافق اپنے مذہب کے ان کا صیغۂ نکاح پڑھیے انہوں نے بعد ایجاب
و قبول ہر دو صیغہ نکاح ان کا پڑھ دیا عمان جادو وغیرہ نے کہا اے فرزند مبارک ہو کہ اب
عقد تمہارا تمہاری محبوبہ سے ہو گیا فرامرز ثانی نے شادمان ہو کے عمان جادو اور ان اہل علم کو
جنہوں نے صیغہ نکاح پڑھا تھا سلام کیا ان علما نے بھی کہا خدا مبارک کرے بعد ہو جانے عقد کے
عمان جادو نے نذر و خلعت و نقل ان کو دے کر رخصت کیا بعدہ دوبارہ دروازہ باغ بند
کر کے ملکہ سے کہا اے ملکہ تم کو بھی مبارک ہو اب بعیش و عشرت تم دونوں زندگی اپنی بسر کرو
میں جاتا ہوں ہنگام شب آؤں گا یہ کہکے بزور سحر ایک طائر خوش رنگ بنکر اڑ گیا یہاں فرامرز
ثانی نے خلوت پاکر بصد خوشی و برغبت تمام ملکہ سے مدعائے دلی حاصل کیا بعد ایک مدت کے
در آرزو دستیاب ہوا از حد خوشی ہوئی عمان جادو کا احسان مند ہوا بعد نزدیکی آپس میں عشرت سے
دونوں نے غسل کیا پھر نماز شکر پڑھی اتنی دیر میں عروس لیلائے شب نے چہرہ اپنا دکھایا اور آفتاب
عالمتاب تہ مغرب جا کر پنہاں ہوا ہنوز زیادہ شب نہ گذری تھی کہ عمان جادو آیا دونوں زن
شوہر نے باادب سلام کیا اس نے دعائے طول عمر و ازدیاد دولت و جاہ دے کر کہا اے فرزند

ابتو مراد دلی تمھاری برآئی فرامرز نے شرماکر سر جھکا لیا کچھ جواب نہ دیا عمان جادو نے انواع و اقسام
کے میوے اور طعام ہائے لذیذ جو لایا تھا پیش کیا ہر ایک نے سیر ہو کر کھایا اور خود بھی طعام لذیذ
سے سیر ہو کر آب شیرین و سرد سے سیراب ہوئے تھوڑی سی دیر توقف کر کے بدستور رخصت ہو کر نظر
سے غائب ہو گیا یہ دونون نوشاہ و نوعروس بھی باہم لپٹ کر سو رہے اسی طور سے چند روز
گذرے ایک دن فرامرز ثانی نے عمان جادو سے کہا کہ ہمارا بہت دل چاہتا ہے کہ ہم سوئے
صحرا واسطے شکار آہو کے جائین اگر آپ کی اجازت ہو تو سمت صحرا جا کر غزالان دشت کا شکار
کرین اُس نے کہا اے فرزند شکار آہو کے واسطے جاؤ لیکن میرے ملازم جو چالیس سوار در باغ پر
ہین انکو اپنے ساتھ لے جاؤ مگر خبردار جانب جنوب نہ جانا کیونکہ اسی جانب شہر اشقہم ہے اب
حاکم وہان کا وہی ہیبت اثر دشمن دیو اسلم ہے مبادا تم اُس طرف جاؤ اور وہ تمھین بھی بہ جبر بٹھا
آگے فرامرز نے کہا اے پدر مین اقرار کرتا ہون کہ حتی الامکان اُس طرف نہ جاؤن گا عمان جادو
نے اجازت دی فرامرز ثانی ہمراہ عمان جادو کے در باغ سے باہر آیا عمان نے اپنے لشکر کے
سوارون سے کہا کہ آج تم سب اس جوان کے ہمراہ سوئے دشت جاؤ جب یہ شکار آہو کیا چاہین
تو انھین کے ہمراہ یہان چلے آنا خبردار خلاف میرے حکم کے نہ کرنا سب سوارون نے دست بستہ
عرض کیا اے بادشاہ ہمارے جو حکم ہوا ہے وہی عمل مین لائین گے یہ عرض کر کے سب مسلح و مکمل
ہوئے فرامرز ثانی بھی ایک مرکب پر سوار ہوا پھر جانب شمال مع اُن سوارون کے روانہ ہوا
اس طرف عمان جادو نے دروازہ باغ کا بند کر لیا فرامرز ثانی بعد قطع راہ دور و دراز شادان و
فرحان ایک ایسے سبزہ زار فرحت آثار مین پہونچا کہ اُس صحرا مین غزالان دشت بکثرت تھے اور
ہوا اُس صحرا کی دل کو فرحت دیتی تھی سبزہ شاداب کوسون تک نظر آتا تھا گویا فرش مخمل سبز
بچھا تھا دل مین بے اختیار یہی آتا تھا کہ اس فرش زمردین پر آرام کیجیے کیونکہ وہ سبزہ صحرا ایسا تھا
کہ بمقتضاے قطعہ + سوئے اُس سبزہ پر اگر بیمار + تندرستی کے ساتھ ہو بیدار + مردہ اُس فرش پر اگر لیٹے
اٹھکے اکدم مین زندہ اُٹھ بیٹھے + فرامرز ثانی نے اُس صحرائے سبزہ زار و پر بہار کی سیر کر کے خوش ہو کر
کہا کیا اچھا یہ صحرائے سبزہ زار ہے ہوا یہان کی مرغوب دل ہے اُن سوارون نے عرض کیا حضور واقعی
یہ صحرا عجیب صحرا ہے اس صحرا کی سیر بہتر از سیر باغ و گلشن ہے ہنوز سواران ہمراہی یہ عرض کر رہے تھے
کہ ناگاہ دور سے ایک غول آہوان شوخ چشم کا نظر آیا اسطرح کہ وہ بصد شوق اُس سبزہ شاداب
کو چر رہے تھے فرامرز ثانی نے اُن کو دیکھتے ہی مرکب اپنا آگے بڑھایا سب سوار بھی تیر و کمان لیے
ہوئے آہستہ آہستہ عقب فرامرز چلے جب قریب اُن آہوؤن کے پہونچے وہ آہوان کو
دیکھکر خوفناک ہو کر جست کنان بھاگے سوارون نے تاک تاک کر اُن پر تیر لگائے کسی کا تیر کارگر
نہوا فرامرز ثانی نے جو ایک آہو کے تیر لگایا وہ تیر اُس آہو کے پٹھے پر لگا وہ زخمی ہو کر جھپٹا ہوا
جانب جنوب بھاگا فرامرز نے اُس آہو کی طرف گھوڑا ڈالا سب سوار بھی ہمراہ ہوئے مجروح جست و خیز
کرتا ہوا کوسون چلا گیا فرامرز ثانی نے بھی اُس کے تعاقب سے ہاتھ
نہ اُٹھایا راوی نے بیان کیا ہے کہ وہ آہوئے تیر خوردہ سرحد شہر عمانیہ مین جو صحرا تھا اُس صحرا مین پہونچا
حسب اتفاق اُس وقت دیو سلیم پسر دیو اسلم کہ جو بطن سے ازلال جادو کے تھا مع اپنے
رفقا کے صحرا مین شکار کھیل رہا تھا جب وہ سامنے اُس کے بھاگتا ہوا آ گیا اُس نے بہت خوش ہو کر

اُس کو ایسا تیر لگا یا کہ وہ بصدمۂ زخم کاری سے بالائے خاک گرا دیو سلیم نے دوڑ کر اُس آہو کو پکڑا
بعدہ ارادہ کیا کہ اس آہو کو بیابان سے اپنے باپ کے پاس لیجاؤن اس اثنا مین فرامرز ثانی
بھی وہان پہونچا دیکھا کہ میرے آہوے تیر خوردہ کو ایک شخص دیو خصال عفریت صورت لیجانے پر
آمادہ ہے یہ دیکھکر غصہ آیا غضبناک ہوکر کہا کہ او دیو سیرت اس میرے آہوے تیر خوردہ کو کہان
لیجاتا ہے گا یہ آہو میرے حوالے کر دیکھ تیر میرا اس آہو کے پٹھے پر لگا ہے دیو سلیم نے چین بجبین ہوکے
جوابدیا او بیہودہ گو میشا اس آہو کا مین نے شکار کیا ہے ذرا آنکھین کھول کر دیکھ یہ تیر مین نے اس کے گلو پر
مارا ہے زخمی ہوکر جب یہ آہو گرا ہے تب مین نے اسے پایا ہے مین ہرگز اپنے شکار کئے ہوئے آہو کو
تجھے نہ دون گا فرامرز ثانی نے جوابدیا کہ او نابکار مین ضرور تجھ سے لون گا اُس نے کہا کہ تو کیا
مجھ سے میرا شکار لے گا اگر اپنی زندگی چاہتا ہے تو بیابان سے چلا جا ورنہ تیرا بھی شکار کرکے روبرو اپنے
والد کے لے جاؤن گا وہ گوشت آدم نراد برغبت کھاتے ہین یہ سنکے فرامرز ثانی کو زیادہ تر غصہ
آیا آخر بعد گفتگوے سخت و درشت نوبت لڑائی کی پہونچی پہلے اُس پسر دیو نے نعرہ کرکے وار
شمشاد بقوت تمام لگائی فرامرز نے ضرب اُس کی خالی دے کر تلوار اُس پر بڑھکر لگائی اُس نے بھی
خالی دے کر وار کیا فرامرز ثانی نے دلیرانہ پھر اُس کے وار کو خالی دے کر نعرۂ شیرانہ کرکے گھوڑے
کو بڑھا کر بحالِ غصہ مین ایسی تلوار اُس نابکار کی کمر پر لگائی کہ وہ دو ٹکڑے مانند خیار تر کے ہوکر بالاے
زمین گرا اُس پسر دیو کے زمین پر گرتے ہی زمین تھرائی غبار بلند ہوا رفقاے دیو سلیم یہ حال بد
اُس کا دیکھکر ایسے خائف ہوئے کہ فرامرز ثانی سے مقابلہ کرنے کے لاشہ فرزند دیو اسلم کا اٹھاکر
نالان و گریان بحال پریشان سمت قلعہ غانیہ روانہ ہوئے ادھر فرامرز ثانی اُس آہو کے
زخمی کو ذبح کرکے شکار بند مین اُسے باندھ کر تنہا وہان سے اپنے باغ مسکونہ کی طرف روانہ
ہوئے چونکہ سواران ہمراہی تعاقب آہو مین پیچھے رہ گئے تھے ہنوز فرامرز ثانی نے تھوڑی راہ طے
کی تھی کہ سامنے سے ایک جماعت سوداگرون کی نالان و گریان باحال پریشان نظر آئی جب
وہ قریب سب آئے تو فرامرز ثانی نے مرکب کو روک کے اُن سے پوچھا کہ تم کون لوگ ہو
اس قدر کیون روتے ہو پریشان حال اس درجہ کس وجہ سے ہو بعض بعض تم مین سے زخمی
ہین اس کا کیا سبب ہے اور نام تمھارے کیا ہین تمام حال اپنا صاف صاف بیان کرو ان تاجرون
مین سے جو زیادہ نالہ و فغان کرتا تھا اُس نے بصد نالہ و آہ عرض کیا کہ مین سوداگر ہون نام میرا
خواجہ اشکبار ہے فرامرز یہ سنکے مسکرایا دل مین کہا کہ واہ کیا اچھا نام ہے بعد مسکرانے کے دریافت
کیا کہ وجہ تسمیہ کیا ہے اُس نے کہا زمانہ طفلی مین کہ شیرخوار تھا مین نے والدین سے سنا ہے کہ بہت روتا تھا
اسی وجہ سے والدین نے نام میرا خواجہ اشکبار رکھا ہے پھر فرامرز نے دوسرے تاجر سے کہ وہ بھی
از حد نالہ کنان تھا اسی طرح اُس سے پوچھا اُس نے ظاہر کیا کہ مین تاجر ہون ملک شام کا رہنے والا
ہون نام میرا خواجہ بہار ہے فرامرز ثانی نے وجہ تسمیہ پوچھی اُس نے بیان کیا میری ولادت
موسم بہار مین ہوئی تھی اس وجہ سے والدین نے اسم میرا خواجہ بہار رکھا ہے اور یہ سب میرے
ہمراہی تاجر ہین صرف چند غلام ہمارے ساتھ ہین وہ بھی زخمی ہین سوا ان کے جو غلام جانباز تھے
وہ سب قتل ہوئے وجہ ہمارے اسقدر نالہ و فریادی کی یہ ہے کہ ہم سب تاجر اپنے اپنے وطن سے
مال و اسباب گران بہا و تحفہ و نایاب ہمراہ لے کر اس طرف واسطے تجارت کے آئے تھے وہ کوہ

سربلند جو ایک دامن صحرا مین ہے جب ہم سب قریب اُس کے آئے درۂ کوہ سے ہزارہا قزاقون نے
مسلح نکلکر ہمین روکا اور مال ہمارا جو بہت بیش قیمت تھا لوٹنا چاہا ہمارے بھی ہمراہ قریب ہزار
غلامون کے تھے اور ہم سب ہتھیار بند تھے دلیرانہ اُن سے یون ہم سخن ہوے کہ اگر ہمارے
مال و اسباب کو ہاتھ لگاوگے تو اچھا نہوگا ہم بھی کچھ بزدل نہین ہین تلوار چلیگی بہت کشت و
خون ہوگا اس صحرا کی زمین کو تمھارے خون سے رنگین کر دینگے حتی الامکان یہ مال و اسباب
و جواہر بیش قیمت کہ کرورہا روپیہ کا ہے تم کو ہرگز نہ دینگے یہ سنکے اُن قزاقون کے افسر نے جملہ
قزاقون کو حکم دیا کہ تمام مال و اسباب مع اونٹ ان کے لوٹ لو اگر آمادہ جنگ ہون تو ان کو
قتل کرو یہ حکم اپنے مالک کا پاکر سب قزاقون نے چار طرف سے ہمین گھیر لیا پہلے ہم نے عاجزی
و خوشامد کی کہ شاید ہماری عاجزی سے مطلب اپنا حاصل ہو مگر خوشامد و عاجزی سے کچھ فائدہ نہوا
بعدہ ہم بھی آمادہ جنگ ہوئے لڑائی ہونے لگی تیر و نیزہ سے قزاق لڑنے لگے قریب دوپہر تک
لڑائی ہوئی آٹھ نو سو غلام ہمارے قتل ہوئے اور باقی اکثر زخمی ہوئے ہم سب کو جو اسوقت موجود
ہین اسیر کیا جب ہم نے آہ و فریاد کی تو رحم کھاکر ہتھیار ہمارے لیکر قزاقون کے افسر نے ہمارے
تئین چھوڑ دیا ہے اسی وجہ سے ہم سب نالان و گریان ہین خبردار تم اُس طرف نجانا ورنہ وہ قزاق
سنگدل تم کو بھی لوٹ لینگے یہ گھوڑا تمھارا اور جو کچھ مال و اسباب تمھارے پاس پوشیدہ
ہوگا وہ بھی بزور ظلم تم سے لے لینگے اگر آمادہ جنگ ہوگے تو وہ تم کو بھی قتل کرینگے
فرامرز ثانی نے تمام تقریر تاجر مذکور سے سنکے نہایت افسوس کرکے اُس سے کہا کہ تم گھبراؤ نہین
گریہ و زاری نکرو میرے ہمراہ چلو اُن قزاقون سے سب مال و اسباب تمھارا تم کو دلوا دونگا
خواجہ بہار نے عرض کیا کہ آپ تنہا ہین وہ قزاق ہزارہا ہین اُن سے کیا مقابلہ کیجیے گا ان کسطرح
فتحیاب ہوجیے گا اب مال و متاع ہمارے اُن سے نہ ملینگے چور اور قزاق مال و اسباب لیکر
کبھی نہین واپس دیتے ہین یہ خیال خام آپ کا ہے فرامرز ثانی نے کہا اے خواجہ بہار ہمارے
ہمراہ چلنے سے کیون انکار کرتے ہو خدا قادر ہے اگر وہ چاہیگا تو کل مال و اسباب تمھارا ملجائیگا
یہ سنکے خواجہ مذکور خوش ہوکر اپنے ہمراہیون سے مخاطب ہوکر کہنے لگا اے یارو اس جوان بہادر
کے ساتھ چلو شاید ہمارا اور تمھارا اسباب اس جوان کی کوشش سے ملجائے سب سوداگرون نے
کہا بہتر ہم آپکے ہمراہ چلنے کو موجود ہین یہ تقریر کرکے وہ سب مع خواجہ بہار اور فرامرز نامدار
کے ہمراہ ہوئے بعد قطع راہ دراز اسی دامن صحرا مین روبرو اُس کوہ پہونچے دیکھا کہ ہزارہا گھوڑے
قزاقون کے صحرا مین کھڑے ہین قزاق کچھ درۂ کوہ مین ہین کچھ بالاے کوہ ہین جو افسر اُن قزاقون کا
ہے وہ بالاے کوہ کرسی زرین پر دلیرانہ بیٹھا ہوا ہے دلیری و شجاعت اُس کے چہرے سے آشکار
ہے جوان قوی ہیکل و قوی بازو ہے وہ بھی بالاے کوہ سے اسی طرف دیکھ رہا ہے فرامرز ثانی
نے قریب کوہ جاکر آواز بلند کہا اے افسر قزاقان غضب کیا کہ ان تاجرون کو لوٹ لیا اور
ان کے غلامون کو قتل کیا ناحق خون بے گناہون کا کیا اب بہتر و مناسب یہ ہے کہ سب مال و
اسباب جو اُن کا لوٹ لیا واپس دو ورنہ خود آکر مجھسے مقابلہ کرو یہ سنکے وہ افسر قزاقان
سنگدل کوہ سے اُترکر صحرا مین آیا فرامرز ثانی سے مخاطب ہوکر کہنے لگا اے جوان کیا تو دیوانہ
ہے جو ان تاجرون کی حمایت کرتے آیا ہے اگر اپنی زندگی چاہتا ہے تو یہ گھوڑا اور جو کچھ مال متاع تجھ

پاس ہو وہ یہان جو دہی رکھدے اور جس صحرا کی طرف سے آیا ہی اُسی طرف چلا جا زیادہ بیہودہ
باتین نکر ورنہ ابھی حکم دونگا چند قزاق آکر تجکو قتل کرکے تیرا بھی مال و اسباب سب لے لین گے
فرامرز ثانی نے برہم ہوکر جواب دیا کیا مجال کسی قزاق نابکار کی جو میرے گھوڑے اور اسباب
سو چہ وہ کو مجھ سے لیلے اور مجھے قتل کر سکے مین دیوانہ نہین ہون مرد عاقل و فرزانہ ہون اگر
تو دعوے مردی و شجاعت رکھتا ہی تو مجھسے تنہا مقابلہ کرکے میرا گھوڑا اور لباس و سلاح جنگ لیلے
اور اگر بزدل و نامرد ہی تو میرے سامنے سے دور ہو اپنے قزاقون کو بھیج کہ وہ مجھسے چھین لین افسر
قزاقان مذکور نے تقریر فرامرز کی سنکے بقہر و غضب جواب دیا او جوان بدزبان آگاہ ہو کہ مین
وہ شجاع و بہادر ہون کہ صدہا لڑائیان لڑا ہون بڑے بڑے پہلوانون اور دلیرون کو مین نے
قتل و ذبح کیا ہی ہزارون بہادر زیر کردہ میرے اسوقت میرے ہمراہ ہین میرے حلقہ بگوش
ہین تیس ہزار جملہ قزاق میرے محکوم ہین اُن مین ایک ایک بہادر و دلیر چیدہ روزگار آزمودہ کار
ہی پس تو مجھ ایسے بہادر کو بزدل کہتا ہی معلوم ہوتا ہی کہ جام عمر تیرا لبریز ہو چکا ہی اجل تیری
کشان کشان تجکو یہان لائی ہی نام میرا قہور راہزن مشہور عالم ہی سب خرد و کلان میری
بہادری و شجاعت و راہزنی سے خوب آگاہ ہین جسکا مال و اسباب میرے حکم سے میرے
ہمراہیون نے لوٹا ہی آجتک کبھی کسی کو واپس نہین دیا ہی اور جو اس صحرا مین آیا ہی وہ بغیر لٹے
یا قتل ہوے نہین گیا ہی آج جو تو یہان سے مین وہ مددگار ان تاجرون کا بنکر آیا ہی اور مجھسے مقابلہ
کرنے کی آرزو رکھتا ہی یقین ہی کہ میرے ہاتھ سے قتل ہوگا مال و اسباب اور گھوڑا تیرا مع سلاح
جنگ تیرے سب لیے جاوینگے مجھسے مقابلہ کرکے پچتائیگا جان اپنی دیدہ و دانستہ گنوائیگا
کیونکہ مین وہ شیر بیشۂ شجاعت ہون کہ ہنگام مقابلہ دشمن کو اپنے بغیر ہلاک کیے ہرگز نہین چھوڑتا
ہرچند بسبب راہزنی کے راہزن مشہور عالم ہون مگر اپنے اس گروہ و صحرا کا حاکم و بادشاہ ہون
کوئی بادشاہ بھی مجھسے بوجہ میری شجاعت و جمعیت ہم پہونچانے کے برسر مقابلہ نہین آیا ہی ایک
ڈرتا ہی بھلا تو کیا مجھسے لوٹیگا اور کیا مال و اسباب ان تاجرون کا مجھسے واپس لیگا مگر
بعوض و بجواہش مال و اسباب اپنی جان دیگا اسوقت میرے ہاتھ سے مارا جائیگا اب
بھی مین تیری جوانی و خوبی دست و پا و صورت پر ترس کھاکر تجھسے کہتا ہون کہ یہان سے چلا جا
ورنہ ابھی تیرے خون سے زمین رنگین ہو جائیگی فرامرز ثانی نے مسکرا کر جواب دیا کہ اے
قہور راہزن تم نے اتنی دیر تک جو حال اپنی شجاعت و بہادری کا بیان کیا اور اس قدر
کلمات کبر و غرور زبان پر جاری کیے اس سے کیا حاصل اگر تجکو دعوے شجاعت ہی تو تجھے جو ہر شمشیر دکھا
جس فن مین تجکو خوب کمال حاصل ہوا اُسی فن مین مجھسے مقابلہ کر ہم بھی تو دیکھین کہ تم کیسے بہادر
ہو لاف زنی مردون کا کام نہین ہی یہ سنکے قہور راہزن نے مرکب پر درست بیٹھکر نیزہ کو
تانکر نیزہ اپنا مشت مین سنبھالا اور مرکب کو کاوے پر ڈالکر پکارا خبردار ای جوان
اپنے قلب و جگر سے کہ اجل تیری قریب ہی ادھر فرامرز ثانی نے بھی نیزے کو اپنے ہاتھ مین
لیا اور دیکھتا رہا جب سنان نیزہ اُس کی نزدیک سینہ آنے لگی فرامرز ثانی نے اپنے نیزے
کی سنان پر اُس کے نیزہ کی سنان کو یون روکا کہ خود ہمراہیان قہور راہزن بے اختیار ہوکر
یکبارگی تعریف کرنے لگے شور و غل صدائے تحسین و آفرین کا زبان دشمنان سے بلند ہوا تاجرون

نے بھی تعریف کی اور دعائے نصرت کی پھر فرامرز ثانی نے اُس پر نیزے کا وار کیا اُس نے
بھی بجد و کد رد کیا پھر قمبور نے نیزہ سینہ کو تاک کر نہایت چالاکی و قوت سے لگایا فرامرز ثانی
نے بسہولت تمام اس وار کو بھی اُسی طرح رد کیا اب تو اکثر قزاق باہم آہستہ آہستہ کہنے لگے
دیکھیے انجام جنگ کیا ہوتا ہے حریف زبردست معلوم ہوتا ہے ہمارے مالک و آقا سے تیز دستی
کے ساتھ لڑ رہا ہے ایسے وقت میں دل چاہتا ہے کہ سب یکبارگی حملہ کر کے چار طرف سے گھیر کر اسکو
قتل کریں مبادا یہ حریف ہمارے آقا پر غالب آ جائے بعض قزاقوں نے جواب دیا کیا بیہودہ
خیال کرتے ہو ہمارا آقا و مالک کیا کم ہے جو ہم اس کو قتل کریں انھوں نے جواب دیا کہ ہمارے
نزدیک تو ہماری رائے مناسب ہے یہ کہکر قزاقان خونریز آگے بڑھے قمبور نے منع کیا اور کہا کہ یہ بہادری
و شجاعت کے خلاف ہے کہ ایک جوان سے صدہا ہزارہا آدمی لڑیں تم سب ٹھہرو مجھی کو لڑنے دو جملہ قزاق
حکم سے اپنے مالک کے صف آرا ہو کر ٹھہر گئے فرامرز ثانی نے دو وار اس کے روک کر کہا کہ اے بہادر
اب اپنے نیزہ سے ہوشیار رہنا کہ نیزہ تیرے ہاتھ سے نکل جائے گا قمبور یہ سنکے مسکرایا بعدہ جواب دیا
اے بہادر میں ہوشیار ہوں وار کر ہاتھ سے نیزے کا نکلنا نا ممکن ہے یہ سنکے فرامرز ثانی نے نیزہ
کو بلند کر کے خبردار خبردار کہکر گھوڑے کو بڑھا کر لگایا اس نے بمشکل نیزہ کو اپنے نیزے کی سنان
پر روکا دم فرامرز ثانی نے اسی طرح اپنے نیزے کو کس دیا اور زور کیا کہ سنان نیزہ اس کے ہاتھ
سے نکلکر مثل تیر شہاب یا شد جگنو کے چمکتی ہوئی دور جا کر گری قمبور متحیر ہوا نیز دل عرق انفعال
میں غرق ہو گیا تاجروں نے شور تحسین و آفرین بلند کیا جملہ قزاق یہ رنگ جنگ دیکھکر دنگ ہو گئے
ہر ایک حیرت سے تصویر کی ہو گیا قمبور نے بعد ایک لحظہ کے پکار کر کہا اے جوان سنان جو میرے
نیزے سے نکل گئی وجہ اس کی یہ تھی کہ یہ نیزہ کہنہ و بوسیدہ ایک مدت مدید کا ہے میرے زور بازو میں
کمی نہیں ہے یہ کہکر غصہ میں آ کر ڈانڈ نیزہ مذکور کی بصد غضب آگے بڑھکر سر فرامرز ثانی پر بقوت
تمام تر لگائی فرامرز نے ڈانڈ کو اس کی اپنے نیزے کی ڈانڈ پر اس طرح روکا کہ ڈانڈا اس کے نیزے
کی درمیان سے دو ٹکڑے ہو گئی قمبور قزاق نے منفعل ہو کر وہ ڈانڈ شکستہ زمین پر ڈال کر بتہور
غضب شمشیر آبدار نیام سے کھینچکر مرکب کو آگے بڑھا کر یوں پکارا کہ اے جوان آگاہ ہو کہ یہ وہ تیغ آبدار
ہے کہ بہتوں کا قصہ ایک دم میں فیصلہ کر چکی ہے خبردار و ہوشیار ہو جا کہ اب اس شمشیر آبدار کی ضرب
سے جانبر نہ ہو گا کیونکہ یہ شمشیر حریف کو راستہ سیدھا ملک عدم کا بتاتی ہے فرامرز ثانی نے مسکرا کر جواب دیا
اے بہادر حوصلہ اپنے دل کا نکال لے ضرب شمشیر لگا میں ہوشیار ہوں اللہ ہمارا نگہبان ہے وہی
بچانے والا ہے قمبور قزاق نے بقوت تمام سر پر فرامرز کے تلوار لگائی ادھر اس بہادر نے بائیں
ہاتھ میں بعجلت تمام شمشیر و سپر لے کے اس کی تلوار کی باڑھ پر نظر کی جب تلوار قریب سر آئی فرامرز
ثانی نے آگے بڑھکر بائیں جانب آ کر داہنا ہاتھ اپنا کلائی پر بسرعت تمام ڈال دیا اور کلائی مروڑ کر
تلوار اس کے ہاتھ سے چھین لی تاجروں نے بہت خوش ہو کر پھر شور تحسین و آفرین بلند کیا وہ جملہ
تیس ہزار قزاق جو صف آرا موجود تھے اور جنگ دیکھ رہے تھے یہ حال جدال دیکھکر باہم کہنے لگے
کہ یہ جوان عجیب پر قوت و پر فن ہے کہ ہمارے آقا سے بھی قوت و فن سپہگری میں زیادہ ہے انجام جنگ
برا معلوم ہوتا ہے کبھی اس طرح ہمارے آقا کسی بہادر سے ہنگام جنگ منفعل و خجل نہ ہوئے تھے ہم
مجبور ہیں ہم کو حکم نہیں دیتے ہیں ورنہ ابھی اس جوان چالاک دست کو شمشیر و خنجر سے پارہ پارہ

کر ڈالین ہنوز قزاقان مذکور یہ تقریر باہم کر رہے تھے اور قہور کے ہاتھ سے تلوار جو فرامرز نے چھین لی
تھی شہر نگین تھا سر جھکائے تھا بعد ایک لمحہ کے غصہ مین آکر مرکب کو کسی قدر بڑھا کر زنجیر کمر فرامرز مین
ہاتھ ڈال کر چاہا کہ پشت فرس سے اٹھا کر زمین پر اسطرح پٹکے کہ سرمہ سا ہو جائے مگر فرامرز ثانی کو
ذرا بھی جنبش نہوئی جب وہ زور کرکے تھک گیا فرامرز ثانی نے مسکرا کر بعجلت اُس کی زنجیر کمر مین
ہاتھ ڈال کر بسہولت زور کرکے اُس کو موافق قاعدہ بہادران پشت فرس سے اٹھا کر چرخ دیکر
آہستہ زمین پر گرا کر جلد گھوڑے سے اتر کر اُسکے سینہ پر بیٹھا اور بعض راویون نے یون کہا ہے کہ
جب فرامرز نے اُس کو پشت فرس سے اٹھا کر سر سے بلند کرکے گردش دے کے چاہا کہ بالا سے
خاک پٹکے اُس وقت قہور نے کہا اے جوان الامان فرامرز نے جواب دیا کہ امان بشرط قبول اسلام
و ایمان اُس نے بصدق دل کہا مجھے بدل و جان منظور و قبول ہے یہ سنکے فرامرز ثانی نے نہایت
خوش ہو کر اُس کو آہستہ زمین پر کھڑا کر دیا تاجرون نے بہت تعریف کی قہور قزاق زیر ہو کر خادمانہ
قدم فرامرز پر گرا اُس بہادر نے سر اُس کا اپنے سینے سے لگایا اور کلمہ طیبہ اُس کو تعلیم و تلقین
کیا اُس نے بصدق دل کلمہ پڑھکر مذہب اسلام اختیار کیا پھر فرامرز ثانی کو درہ کوہ مین بعزت و
حرمت لے گیا بہادر [illegible] بعد کو نہایت تکلف سے دعوت و ضیافت کی اور اپنے تمامی
ہمراہیان قزاق پیشہ کو کہ جملہ تیس ہزار تھے مسلمان کیا پھر بحکم فرامرز ثانی خواجہ بہادر و خواجہ
اشکبار وغیرہ تاجرون کا جس قدر مال و اسباب لوٹا تھا وہ اُن کے حوالے کیا وہ سب تاجر اپنا
مال و اسباب پاکر فرامرز ثانی کے حق مین دعاے خیر کرنے لگے اور رخصت ہو کر جہان اُن کو جانا
منظور تھا چلے گئے بعض بعض راویون نے اس مقام پر یہ بھی لکھا ہے کہ تاجران مذکور جملہ مال و اسباب
اپنا پا کر قیام پذیر رہے جب قہور قزاق نے چند روز تک بخوبی تمام دعوت ضیافت فرامرز کی اُس
صحراے سبزہ زار مین کی اور دولت دین کی برہنمائی فرامرز ثانی پائی اُس وقت بہت شادان
ہو کر پوچھا اے بہادر تیرا نام کیا ہے اور مسکن تیرا کہان ہے فرامرز نے اپنا نام بتا کر کہا کہ بالفعل مسکن
میرا باغ نعمان جادو ہے اب مین تم سے رخصت ہوتا ہون اور اپنے مسکن کی طرف جاتا ہون مجھکو
یہان زمانہ زیادہ گذرا واسطے شکار آہو کے باغ سے نکلا تھا اتفاق سے آہو کے عقب مین سرحد
شہر شاہیہ مین پہنچا وہان دیو اسلم کا فرزند شکار کھیل رہا تھا اُس آہو کی بابت اُس سے ایسی تکرار
ہوئی کہ نوبت بجنگ پہنچی آخر اُس کو تہ تیغ کرکے اپنے مسکن کی جستجو مین چلا تھا کہ یہ تاجر راہ مین گرفتار
و نالان ملے ان کے حال پر ہم کو رحم آیا کہ ہم ان کے اسباب و مال کے دلانے کے واسطے ادھر آئے
یہان کئی روز گذرے لہذا اب ہم کو رخصت کرو تم یہین رہو لیکن خبردار اب قزاقی نکرنا دل آزاری
مردمان خوب نہین خلاف شرع ہے اور گناہ بھی ہے اُس نے تمام تقریر سنکے دست بستہ عرض کی کہ جہاد
پیشہ قزاقی کو آپ نے منع کیا تو اب کس واسطے یہان سکونت اختیار کرون مین بھی آپ کے ہمراہ
چلونگا یہ تا بعد از آپ ایسے محسن و جان بخش و بہادر کے قدم سے جدا ہونگا فرامرز ثانی جوان
خوش ہو کر کہا خیر تم کو اختیار ہے قہور نے اُسی وقت حکم دیا کہ سامان سفر درست کرے ہاتھین
و اسباب جو فراہم کیا ہے وہ اونٹون پر چند وقون مین رکھکر بار کیا جائے کل ہم سب اپنے نئے
آقا کے ہمراہ یہان سے کوچ کرینگے جملہ قزاق یہ تقریر اُس کی سنکے کاربند ہوئے دو سو بے اختیار ہو کر
جب آفتاب مشرق سے برآمد ہوا فرامرز ثانی مرکب پر سوار ہوا قہور وغیرہ بھی بلند ہوا تاجرون

سوار ہوئے قطار مال و اسباب اونٹون کی ہمراہ لی تاجران مذکور بھی ہمراہ ہوئے فوامرز اس جمعیت سے سوے باغ عمان جادو روانہ ہوا اس کو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہوا ور اب

دو کلمہ داستان گل گلزار موجب عیاری و مکاری سحر بر بادہ گردن کشان و قتل کنندہ ساحران قلعہ گیری جنگ رونق افزاے فریب اور رنگ یعنی خضران فرزند ارجمند خواجہ عمرو ثالث کے بیان کیے جاتے ہین

ذوق صہباے سخن طرفہ مزا دیتا ہی
سیرے لب کو لب پیمانہ بنا دیتا ہی

ہی گلزنگ سے کس طرح چھکا دیتا ہی
آج دیکھون مرا ساقی مجھے کیا دیتا ہی

شوخ و طرار ہی کس طرح کا پہلو مین یہ دل
طرفہ عیاریان دم بھر مین دکھا دیتا ہی

زلف کا جال دکھا کر سر شام وصلت
طوطے ہاتھون کے وہ عیار اڑا دیتا ہی

لطف بوسے بھی کچھ بڑھ گئے ہین اے بیجان
سنتہ ہنا لینا ترا مجکو مزا دیتا ہے

رہبری کوچہ الفت کی بہت مشکل ہی
یہی رستہ ہی جو سان خضر و بنا دیتا ہی

خاک ہونے پہ بھی میکش کی زبان بند نہیں
لب پیمانہ سے ساقی کو دعا دیتا ہی

کیون ہین احسان لون پھر اسکے کیا کا بھلا
کیا فلک مجکو مقدر سے سوا دیتا ہی

شمع رو مین سے یہ طرفہ صفت ہی کہ مجھے
کشتہ کرتا ہی کبھی گاہ جلا دیتا ہی

زلف جانان مین کا ٹھکانا ہی کیا ہو تا سحر
دل مجھے ایسے بکھیڑون مین پھنسا دیتا ہی

آتش شوق بھڑک اٹھتی ہی مجھ اور شریر
اپنے دامن کی جو وہ مجکو ہوا دیتا ہی

قبل اس کے لکھا گیا ہی کہ خضران بعد دریا برد ہونے اور غرق بظاہر ہونے ملکہ اور فوامرز ثانی کے کثرت غم سے لشکر مین قیام پذیر نہو کر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ سے رخصت ہو کر بارادہ زیارت حج کعبہ نالان و گریان روانہ ہوا تھا بعد قطع منازل و طے مراحل ایک روز خضران نے اپنے دل مین خیال کیا کہ اے خضران تو جو سوے کعبہ جاتا ہی وہان قبلہ و کعبہ تیرے والد بزرگوار موجود ہین جب وہ مجھسے یہ سنین گے کہ چاہ بابل عیاری کے ایک عیار عیاری کر کے لیگیا اور وہ کیا فرماوینگے غالبا یہی ارشاد کرینگے کہ او نا خلف تو یہان سب بابل عیاری کے گنوا کر آیا غیرت و شرمندگی سے مر نہ گیا اُسوقت اے خضران تجکو نہایت خجالت اور ندامت حاصل ہوگی لہذا مصلحت وقت یہی ہی کہ ابھی ارادہ بیت اللہ کے جانے کا نکرا ور کسی جانب قدم فرسا ہو خداوند عالم کریم و رحیم ہی عجب نہین کہ اپنی قدرت کاملہ سے کوئی سبب خوشی پیدا کر دے یہ تصور کر کے ارادہ خانہ کعبہ جانے کا دل سے دور کر کے رنگ و روغن لگا کر ایک مرد پیر فقیر کی صورت بن کر لباس فقیرانہ زیب تن کر کے یا حق یا معبود یا ہو با آواز بلند کہتا ہوا خدا کے واسطے ہر ایک کو دعا کرتا ہوا دشت و کوہ کی سیر دیکھتا ہوا کوچ و مقام کرتا ہوا ایک روز قریب ایک قبرستان اور صحرا تھا جا پہونچا دور سے دیکھا کہ بہت سے درخت موالسری اور بڑ کے ہین اور اکثر نشان قبور پائے جاتے ہین اور کچھ آدمی بھی بیٹھے ہوے دکھائی دیتے

ہین حضر ان نے اپنے دل مین کہا کہ اس صحرا مین قبور مردم کا ہونا ایک مقام عجب ہے ذرا آگے بڑھکر
دیکھنا چاہیے اور ان لوگون سے پوچھنا چاہیے کہ تم کون ہو اور یہان کیون بیٹھے ہو یہ تجویز کرکے آگے بڑھا
جب قریب اُس قبرستان کے پہونچا دیکھا کہ چالیس فقرا ہین وا سپار پوست آہو و حصیر پر لباس
فقیرانہ پہنے ہوے بیٹھے ہین پیشانیون پر اُن کے نشان سجدہ ہین ہاتھون مین تسبیح ہین پوشاک
سب کی رنگین گیروی وغیرہ ہے درمیان مین اُن فقرا کے ایک مرد درویش باریش دراز و سفید
پوست آہو کا جامہ پہنے و دستار سبز سر پر رکھے تسبیح بدست سرنگون بیٹھا ہے رنگ اُس کا سرخ ہے
اور موے سر بھی اُس کے مائل بسرخی ہین لبون کو اُس کے حرکت ہے دانہاے تسبیح گردش مین
ہین درختان مولسری و تمر ہندی وغیرہ جو ہین کنجان ہین وہ اُن پر سایہ فگن ہین قریب تر اُن
فقرا کے چند درخت مولسری کے اور ہین اُن کے سایہ مین ایک کاٹھ کا کٹہرا ہے درمیان کٹہرے کے
ایک قبر کلان ہے اُس پر چادر برنگ سبز پڑی ہے بالاے چادر پھولون کی چادر برگ تازہ و خوشبودار
ہین پڑی ہے اور کشتی مین بالین قبر اگر سلگ رہا ہے دھوان بلند ہو رہا ہے قبرستان وسیع ہے ہزارہا
قبور ہین پختہ و خام مگر کسی قبر پر نہ چادر ہے نہ گل ہے صرف بیکسی و یاس ہے ایک قریہ ہو رہا ہے مقام
عبرت ہے ساکنان قبور قبرون مین ایسے غافل سو رہے ہین کہ ہوشیار نہین ہوتے ہین اعمال کے
مارے ہوے پڑے ہین گویا بزبان حسرت [illegible] کہ رہے ہین کہ یہ ثواب سورۂ فاتحہ دیتے جاؤ
ہم محتاج عمل خیر کے ہین گوشۂ قبر مین بے حس و حرکت پڑے ہین انتظار مین روز حشر کے کہ دیکھیے کب
روز حشر آتا ہے اور ہم قبور سے نکلکر ہمراہ محشر مین جاتے ہین اور بعد حساب اپنے مکانات و
مساکن مین جو خدا نے ہمارے واسطے مقرر و معین کیے ہین قیام پذیر ہوتے ہین اکثر قبور پر خس و
خاشاک ہے خاک اڑ رہی ہے حضر ان مین نگرو نے بعد دیکھنے قبور مذکور اور افسوس کرنے کے پھر
اُن فقرا کی طرف بڑھکر جو دیکھا تو معلوم ہوا اور سنا کہ ایک مطرب روبرو اُس فقیر صاحب دستار
سبز کے بیٹھا ہوا ہے اور [illegible] ڈھولک کے بجا رہا ہے اور یہ اشعار گا رہا ہے + اشعار

نکال اے شاہ خوبان اب کوئی تدبیر وصلت کی
نہین ممکن شاد ہو گر نہ پہنچے [illegible] رسالت کی
سنو اے گرد و [illegible] کشتہ [illegible]

کرو دل کی بیقراری سے مثل ضیغم غارت کی
نبی کی پشت پر خالق نے خود مہر نبوت کی
فروانی و دیکھتے ہین ہم تیرے دریاے قدرت کی

فقرا اس شعر کے حالت وجد مین ہین اکثر یا حق یا ہو کہہ رہے ہین بعض فقرا مطالب اشعار مندرجہ بالا
سمجھکر جھوم رہے ہین وہ درویش جو درمیان مین بیٹھا ہے اور سب کا مرشد معلوم ہوتا ہے اُسکی آنکھون
سے آنسو جاری ہین جھوم رہا ہے حالت وجد مین ہے گاہ پکار کر یا حق کہتا ہے کبھی یا معبود یا داتا کہتا
ہے کبھی کہتا ہے کہ اب تو زمانہ میری پیری کا ہے اے مالک مجھے طلب کر جس کا منتظر ہون اے صنم مجھکو
بتاتا ہے کہ امانت دار ہون کب تک امانت لیے بیٹھا رہون اب اپنے جوار رحمت مین بلا فقیر کو دنیا
فانی سے اٹھا مجھے مرشد کی خدمت مین لیجا کہ مجھے پہونچا اُن کے دید کا کمال شوق ہے اور تیری
لقا کا بدرجہ کمال اشتیاق ہے امید میری بر لا کہ تو ہی بر آرندہ حاجات جملہ مخلوقات ہے حضر ان
اُن فقرا کو دیکھتا ہوا اور تقریر درویشان سنتا ہوا قریب تر اُن سب کے پہونچا پانون کی آہٹ
سے اُس مرشد درویشان و دیگر فقرا نے سر اپنے اٹھا لیے اور بہ نظر حیرت دیکھنے لگے
وہ حال و قال موقوف ہوا مطرب خاموش ہوا اُس درویش سرخ مو و سرخ چہرہ نے کہ دعا کر رہا تھا

خضران کو دیکھا کہ ایک درویش باریش دراز و سفید جامۂ پارسائی و فقیری در بر دستار فقیری بر سر
سامنے سے آتا ہی دیکھتے ہی خوش ہوا دل میں کہنے لگا کہ الحمد للہ جس کا میں منتظر تھا وہ آ پہونچا مراد دلی
بر آئی خدا نے دعا میری مستجاب کی خضران نے کہا داتا یا داتا اللہ اُس فقیر نے کہا بابا عشق اللہ آؤ آؤ
یہ کہکر اپنی جگہ سے نیم قد براے تعظیم اُٹھا ہر چند کہ خضران نے کہا کہ داتا کیوں اس خاکسار کی تعظیم
و تکریم کرتے ہو مگر اُس نے نہ مانا اور جواب دیا بابا میں تجھے اپنے علم سے جانتا ہوں کہ تو بڑا شخص ہے بڑے
ذی و نامور کا فرزند ہے گو کہ تو اس لباس میں ہے یہ کہکے پاس اپنے اُسی چبوترے پر بالاے فرش
پوست شیر بٹھا لیا پھر پوچھا کہاں سے آنا ہوا کہاں جانے کا ارادہ ہے خضران نے جواب دیا کہ داتا
جہاں سے سب آئے ہیں میں بھی آیا ہوں اور جہاں سب جانے والے ہیں ایک روز میں بھی
جاؤنگا البتہ راستہ لیجانے والے کا دیکھ رہا ہوں چند روز میں ضرور جاؤنگا یہاں رہکر کیا کرونگا
یہ مقام رہنے کا نہیں ہے یہ تو ایک سرا ہے فقیر کا مکان اصلی دور ہے جلد خدا وہاں تک بخیریت پہونچائے
درمیان راہ میں کوئی خرابی نہو اُس درویش نے تقریر اس کی سمجھکر کہا بابا سچ کہتے ہو تم بھی فقرا کی
بولی ٹھولی سے رمز و کنایہ سے خوب آگاہ ہو خضران نے پوچھا شاہ صاحب آپ کا اسم شریف کیا
ہے اور یہ مزار کس کا ہے آپ کب سے یہاں فروکش ہیں اس صحرا بے آب و گیاہ و قبرستان میں
کیونکر بسر اوقات ہوتی ہے اُس درویش سرخ مو نے مسکرا کر جواب دیا بابا یہ کیا کہا سبحانہ رازق العباد
ہے رزاق مطلق ہے روزی رسان ہے انسان کا مرتبہ تو بڑا ہے رزاق مطلق کیڑوں کو بھی اپنے رحم و
کرم سے روزی پہونچاتا ہے کیا سنا نہیں کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے ؎ آسیا کہتی ہے ہر روز باآواز بلند
رزق سے پھرتا ہے رزاق نہیں پھیرتے کے ‌اسی جگہ سبحانہ و تعالیٰ ہر قسم کی نعمتیں عطا فرماتا ہے ہم سب سیر و سیراب
ہوتے ہیں جو کوئی کبھی اس طرف سے گذرتا ہے اُس کو بھی ہم اپنا مہمان کرتے ہیں جو کچھ ممکن ہوتا ہے آگے
آگے اکل و شرب سے رکھدیتے ہیں آج تمہاری بھی فقیر مہمانی کریگا جو ما حضر ہے کھلاویگا یا جس
شے کی تمکو خواہش ہوگی وہی طعام لذیذ و نفیس کھلائیگا پانی شیرین و سرد پلائیگا فضل خدا
سے سب کچھ اس صحرا میں فقیر کو ممکن ہے ابھی تمکو تعجب ہوگا جب دیکھوگے تو کہوگے کہ یہ فقیر سچ
کہتا ہے اب تمکو معلوم ہو کہ نام میرا مرجان ہے سرخ مو ہے سب مجکو مرجان شاہ کہتے ہیں اور یہ نام
میرا اس سبب سے میرے والدین نے رکھا ہے کہ چہرہ میرا اور موے تن سرخ ہیں اور یہ مزار جو سامنے ہے
میرے مرشد و ہادی عبد اللہ شاہ کا ہے اور یہ چالیس فقرا میرے مرید ہیں ان میں ہر ایک موحد و
خدا پرست و عبادت گذار ہے ایک مدت دراز و عرصہ بعید سے بحکم اپنے مرشد مرحوم و مغفور کے
یہاں بیٹھا ہوں اور وہ بھی برسوں اسی جگہ بیٹھے رہتے تھے اور جو لباس میں پہنے ہوں یہی پوشاک
وہ بھی پہنتے تھے اور انھوں نے یہ خرقہ و جامہ اپنے مرشد سے پایا تھا آگے کا حال معلوم نہیں کہ انھوں
نے یہ جامہ کس سے حاصل کیا تھا ہمارے مرشد نے ہمکو قریب مرگ یہ جامہ و دستار دیکر مسند نشین
کرکے تاکید کہا تھا کہ اس جامہ و دستار کو لے اور پہن اور اسی جگہ بیٹھ خبردار یہاں سے کہیں
نجانا میرے مرقد کے قریب تر رہنا جب کوئی اس جامہ کا لینے والا اس طرف سے گذرے اُس کو یہ
جامہ حوالے کر دینا یہ جامہ تیرے پاس امانت ہے خاص تیرا نہیں ہے میں نے پوچھا تھا کہ اس جامہ
پوستین کا لینے والا کون ہے مرشد نے جواب دیا تھا کہ یہ جامہ پوستین جس کے تن پر ٹھیک اور درست
ہو وہی اس جامہ کا لینے والا ہے بجز اُس کے کسی آدمی کے تن پر یہ جامہ ہرگز نہ آئیگا اور بڑی

پہچان ایک یہ ہی کہ جس کے تن میں یہ جامہ آ جائے گا وہ بصورت درویش یہاں آئے گا اور یاد رکھ
کہ اُسی روز تو بھی اس دنیا سے رحلت کرے گا ہم سے آ کر ملے گا مالک اس جامہ کا تجکو اپنے ہاتھ سے
غسل و کفن دے گا اور ہماری قبر کے پاس تجکو دفن کرے گا پس یہ وصیت و نصیحت کر کے مرشد
موصوف نے رحلت کی حسب وصیت ان کی مین نے اُن کو غسل و کفن دے کر بصد گریہ و
زاری دفن کیا بعدہ وہ پوستین مین نے پہن لیا دستار اپنے سر پر رکھی فاتحہ خوانی مرشد کی اُسی روز
سے کیا کرتا ہون مجاور بنا ہوا یہاں بیٹھا ہون شب کو شمع دن کو پھولون کی چادر چڑھاتا ہون جو کوئی
اس طرف سے گذرتا ہے اُسے مہمان کر کے جامہ عطیہ امانت مرشد پہناتا ہون کسی کے ٹھیک اور درست
تن پر نہین آتا ہے آج تجکو بھی وہی جامہ پہناؤن گا پہلے تمہاری دعوت و ضیافت کر لون یہ کہکے اُسی
جامہ پوستین کی جیب میں ہاتھ ڈالا اور کہا اے جامہ پوستین مرشد اسوقت ایک فقیر صورت
بندہ خدا پرست ہمارا مہمان ہوا ہے طعام ہماسے رنگا رنگ و لذیذ و خوشبو دار و آب صاف و سرد خوشگوار
درکار ہے ابھی دستیاب ہو خضران بن عمرو نے دیکھا کہ قابین اور پلیٹین سفید سے اور پیالے اور صحنین
کی گرما گرم اُس جیب سے برابر نکلنے لگین مرجان سرخ ہو بار بار اشیائے مطلوب جیب جامہ مذکور
سے نکال نکال کے رکھنے لگا کباب پلاؤ شیرینی ہر قسم کی نان قسمہ و مرغن و چرب لائق غذائے
شاہان تمام اشیاء و اغذیہ و صراحی آبہا سرد و دستر خوان نکال کر بالائے دستر خوان رکھین پھر
آفتابہ اٹھا کر ہاتھ دُھلا کے بعدہ کہا بسم اللہ کھانا کھاؤ یہ تو طعام موجود ہے اب جس چیز کی خواہش ہو
وہ بھی فقیر جیب سے نکال کر پیش کرے خضران نے کہا اب ضرورت کچھ نہین ہے سب کچھ تو موجود
ہوا اور اسی دستر خوان پر وہ نعمتین ہین کہ شاہون کے بھی دستر خوان پر ایسی ہی نعمتین ہنگام خوان
طعام موجود ہوتی ہون گی ظاہر مین یہ کہا مگر دل مین کہا یہ پوستین عجب کرامت کی پوستین ہے گویا زنبیل
قبلہ و کعبہ ہمارے والد کی ہے جو اوصاف اُس مین سنے وہی اوصاف اس مین پائے جاتے ہین
یہ دل مین باتین کر کے اصرار کرنے سے اس درویش سرخ مو کے خضران نے طعام کھانا شروع کیا
مرجان سرخ مو اور وہ چالیس فقیر ابھی شریک طعام ہوئے جب سب سیراب و سیر بخوبی ہو چکے
تو ہر ایک نے آب گرم سے ہاتھ دھویا درویش مرجان سرخ مو نے پھر وہ دستر خوان اور قابین
وغیرہ جو کچھ اُس جیب سے باہر نکالی تھین پھر اسی جامہ پوستین کی جیب مین داخل کر دین وہ غائب
ہو گئین خضران متحیر ہو کر دیکھنے لگا اُس فقیر نے کہا بابا کیا نظر حیرت سے دیکھتا ہے یہ جامہ پوستین
ہمارے مرشد کا عجیب اوصاف رکھتا ہے ابھی تو نے کیا دیکھا ہے جو جو کہ اشیاء اس مین ہین اور جو جو چیزین
حسب المطلب نکل سکتی ہین اور پھر غائب ہو جا سکتی ہین یہ کہکر وہ جامہ اپنے تن سے اتار کر
پہلے اپنے چالیس مریدون سے کہا کہ تم سب ایک بعد دیگرے اس جامے کو پہنو جس کے تن پر یہ
جامہ درست ہو وہ اس جامے کو ہم سے لیلے کہ فقیر اب دنیا سے جانے والا ہے ان چالیسون
مریدون نے یکے بعد دیگرے وہ جامہ بخواہش تمام پہنا لیکن کسی کے تن پر ٹھیک اور درست نہوا
آخر کار جب سب اُس کے پہننے سے عاجز و مجبور ہوئے خضران بن عمرو سے مخاطب ہو کر کہا بابا
اب تو اس جامہ کو پہن خضران نے جو اُس کو بسم اللہ زبان پر جاری کر کے پہنا ٹھیک و درست
ہوا اُن چالیس فقرا کو رشک ہوا سب نے دل مین افسوس کیا مرجان سرخ مو نے کہا کہ اے
خضران بن عمرو مبارک ہو کہ یہ جامہ خاص تمہارے واسطے مرشد نے ہمارے ہم کو دیا تھا اور ہم اسکو

بطور امانت اپنے پاس رکھتے تھے آج امانت تم کو موافق حکم مرشد دیتا ہون اس جامے کو لو اس کو
ہمیشہ اپنے گلے مین رکھنا اس کی جیب سے جو کچھ طلب کروگے تم کو فی الفور ملے گا تم عیار ابن خواجہ
عمرو ہو تمھارے جامۂ پوستین بہت کام آئے گا اس جامے کی جیب مین اول تو بہت سے سامان
عیاری کے ہین ازانجملہ ایک منڈھی ہے دیکھو ابھی ہم تم کو دکھلاتے ہین یہ کہکر جیب مین ہاتھ ڈال کر
کہا اے جامۂ پوستین مرشد منڈھی درکار ہے فی الفور ہاتھ مین آگئی وہ بصورت ایک چھتری کے
تھی مرجان سرخ مو نے ایک لوح بشکل ایک لکڑی کے نکالکر جیب سے درمیان مین اس منڈھی
کے رکھی اور کچھ اسمار اسی لوح سے ورد زبان کیے فوراً وہ دراز ہونے لگی یہانتک کہ وہ سب فقرا
اس کے درمیان مین آگئے مرجان سرخ مو نے کہا اے خضران یہ منڈھی جس قدر چاہو دراز
ہوسکتی ہے اور جب چاہو بلند ہو کر جہان کا ارادہ کرو پہونچا دے سکتی ہے اور جہان چاہو تمکو اتار دیسکتی
ہے بشرطیکہ یہ لوح جو اس کے درمیان مین ہے اس کے اسمار کو کہ مندرج ہین ورد زبان کروگے جس مطلب
کے واسطے جو اسم اس مین نقش ہے جب پڑھوگے وہ مطلب حاصل ہوگا اس مین اگر بیٹھوگے تو
ہر آفت و بلا سے محفوظ رہوگے کسی ساحر کا سحر اثر نہ کرے گا جو کوئی واسطے تمھاری گرفتاری کے
اس منڈھی کے اندر آجاے گا وہ فی الفور گرفتار ہو کر لٹکا جاے گا سوا اس کے کوئی درندہ و گزندہ
اس کے اندر آنہین سکتا ہے یہ بھی کرامات کی منڈھی ہے یہ کہکر اس لوح مذکور سے کچھ دیکھکر اسمار پڑھے
وہ منڈھی جیسی تھی ویسی ہی ہوگئی شاہ صاحب موصوف نے پھر اس منڈھی کو داخل جیب جامۂ
پوستین کرکے ایک گلیم اسی جیب سے نکالی اور کہا اے خضران دیکھو یہ گلیم بھی کرامت کی ہے
جب اس کو اوڑھ لوگے کوئی تم کو دیکھ نہ سکے گا نہ دریافت کرسکے گا کہ کہان ہے یہ کہکر وہ گلیم بھی پھر
داخل جیب کرکے جامۂ پوستین مذکور خضران بن عمرو کے حوالے کرکے کہا کہ اس کو اب پہن لو
جب خضران دوبارہ اس جامۂ پوستین کو پہن چکا تو مرجان شاہ نے اپنے بازو سے ایک اکا
کہ اس پر بہت سے نقش اور طلسم کندہ تھے کھول کر کہا دیکھو اے خضران یہ اکا ضحاک
بادشاہ نے اپنے عہد حکومت مین ہزارہا عالمون اور عاملون کو جمع کرکے بے حد و انتہا زر سرخ و سفید
خرچ کرکے اور عاملون کو دے کے تیار کرایا تھا خاصیت اس کی یہ ہے کہ جس کے بازو پر بندھا ہو اس پر
جن و انس سے جنگ مین و دیگر مقامات غالب آنہین سکتا ہے بلکہ صاحب اکا سے جو کوئی لڑے گا
وہ زیر ہوگا پس یہ اکا بھی لو اور اپنے بازو پر باندھو کہ تمھارے بہت کام آئے گا ہرگز اس کو اپنے
بازو سے بے ضرورت جدا نہ کرنا اس کی حفاظت و نگہبانی کرنا کہ یہ نایاب تحفہ ہے ضحاک شاہ نے اسکو
تیار کرا کر اپنے خزانے مین رکھا تھا جب اس نے انتقال کیا تو فریدون وغیرہ بادشاہون کے
قبضہ مین آیا اسی طرح یکے بعد دیگرے قبضہ مین آتا رہا یہانتک کہ ہمارے مرشد کے مرشد کو کسی طور
سے دستیاب ہوا تھا جو اس وقت تم تک پہونچا ہے یہ عجب بیش بہا تحفہ ہے اس کی جس قدر تعریف
کی جاے کم ہے خضران نے وہ اکا بھی لیکر اپنے قبضہ مین کیا اور اسی وقت اپنے بازو پر باندھ لیا
مرجان شاہ نے بعد اسکے کہا کہ اے خضران بن عمرو اب مین تم کو اپنا وصی و
جانشین کرتا ہون اور ان چالیسون مریدون کو تمھارے حوالے کرتا ہون ان سے سلوک نیک
کرنا پھر ان مریدون سے کہا خبردار خضران میرے وصی و جانشین کی اطاعت کرنا جو یہ حکم
کرین اس پر عمل کرنا خلاف ان کی راے کے کوئی کام نکرنا سب مریدون نے عرض کیا آپ کے حکم کی

تعمیل کرینگے جب مرجان شاہ اپنے مریدون سے اقرار لے چکا اور سب اشیاے کرامت خضران کو دے چکا اور اپنا وصی و جانشین بھی کر چکا اٹھکر نہایا غسل کیا جامہ پاک و خوشبو پہنکر دو رکعت نماز شکرانہ بشارت رسانی و آرزوے دلی استجابت دعا بجالا کر خضران سے مخاطب ہو کر کہا کہ اے جانشین من آگاہ کہ اب وقت وفات ہمارا آپہونچا ہے کوئی دم کا مہمان ہون جسوقت مرجاؤن اپنے ہاتھ سے غسل میت دینا پھر کفن دے کر نماز جنازہ ہمراہ ان سب مریدون کے پڑھکر برابر مرشد کے مزار کے قبر کہود اور مجھے اپنے ہاتھ سے دفن کر دینا اور حتی الامکان اسی جگہ رہنا ورنہ تمکو اختیار ہے میرے مریدون مین سے کسی کو اپنا جانشین کر کے بطور سیاحت چلے جانا دیکھو ضرور میری وصیت پر عمل کرنا یہ کہکے زمین پر دراز ہوا یعنے لیٹ گیا پھر کلمہ طیبہ زبان پر جاری کیا تھوڑی دیر مین بحکم خدا مرگیا خضران نے حسب وصیت اس کے اس کو غسل و کفن دے کے نماز جنازہ پڑھکر قبر مین اس کے مرشد کے برابر اسے دفن کیا بعد ایام تعزیت وغیرہ و فاتحہ خوانی اور کھانا کھلانے فقیرون کے خضران نے ان چالیسون مریدون سے ایک مرید کو زیادہ لائق پاکر اسکو اپنا جانشین کر کے کہا تو اس جگہ بیٹھ خبردار یہان سے کہین نہ جانا تاوقتیکہ ہم یہان نہ آئین اور اسی جگہ مسکن گزین رہنا ان دونون مزارون کی جاروب کشی و مجاور رہنا ہمیشہ عبادت خدا مین بسر کرنا لہو و لعب مین گرفتار ہونا پیٹا کیا کرے وہان سے سب اشیاے عطیہ مرجان شاہ ہمراہ درویش لے کر ایک جانب روانہ ہوا اس کو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہے ہنگام ضرورت اسکا حال لکھا جائیگا لیکن اب

حال ان ملازمون کا جو لاشہ دیو سلیم کا شکارگاہ سے اٹھاکر نالان وگریان سمت دیو اسلم و قلعہ کابیہ روانہ ہوے تھے تحریر کیا جاتا ہے

چپتا بیٹھا ہے تجھے یہ مہمان اپنا
رستہ ... تیغ ہے چلو ... تو پہچان اپنا

تیرے قربان نکال آج تو ارمان اپنا
رکھدیا تیغ کے نیچے کیوں ... جان اپنا

باغباں تو لیے بیٹھا رہ گلستان اپنا
تجھسے پھولوں کو مبارک ہو بیابان اپنا

گھر لیے جاتا ہے بلبل کو قفس میں صیاد
دیکھتی جاتی ہے مڑ مڑ کے گلستان اپنا

سفر میں بھی جا ہوں مرے دور چلے جو ساقی
میزبان ہم نہیں اور کوئی ہو مہمان اپنا

پھیر دے پھیر دے تا او رنگلے پر قاتل
سہل مشکل ہو تری کام ہو آسان اپنا

داغ دل کا ہو جیالا ... لے کے پتنگے فرسے
حشر میں جا ملیں گے ہم لے کے گلستان اپنا

جب وہ نابکار و بیچارے لاشہ اس دیو شکیل کا اٹھا کے نالان وگریان با دل دردناک در قلعہ کابیہ پر پہونچے دیو اسلم اسوقت تخت حکومت پر بیٹھا ہوا تھا جملہ اہل دربار اس کے دربار مین بیہودہ بیشمار حاضر تھے ناگاہ شور گریہ و فغان سنکے دیو اسلم نے گھبرا کر کہا دیکھو تو یہ کیسا شور و غل ہمارے در قلعہ پر ہے ملازمون نے جاکر جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ لاشہ دیو سلیم کا لوگ لے کر آئے ہین یہ دیکھکر وہ بھی نالان دربار مین پلٹ آئے دیو اسلم نے پوچھا کہ خیر ہے انھون نے عرض کیا کہ حضور جو کچھ حال ہے وہ ابھی ظاہر ہو جائے گا ہمارے منہ مین طاقت ہم اپنی زبان سے کیا کہین کہ کیا دیکھکر آئے ہین ہنوز وہ ملازم یہ عرض کر رہے تھے کہ وہ لوگ جو لاشہ دیو سلیم لیکر آئے تھے

سر و تن بار لاشہ دیو اسلیم کا نالان و گریان لاسئے دیو اسلیم لاشہ خون آلود اپنے فرزند دلبند کا دیکھکر
بے اختیار نالان ہوکر تخت حکومت پر اشکبار ہوکر بہت بحال اپنا غم فرزند مین ابتر کرکے پوچھنے لگا
میرے فرزند کو کسنے قتل کیا ہی وہ کون ایسا قوی دنیا در دشمن تھا کہ جسنے میرے فرزند کو قتل
کر ڈالا کچھ نا بدولت سے بھی نہ ڈرا ان ملازمون نے عرض کیا کہ اے بادشاہ ہم حسب الحکم ہمراہ
شاہزادے کے صحراے سبزہ زار مین گئے تھے شاہزادہ ہمارا بصد خوشی صحرا مین شکار آہو و ہزبر
کھیل رہا تھا ناگاہ ایک آہوے تیر خوردہ افتان و خیزان دور سے ہمارے شاہزادے کے
روبرو آیا شاہزادے نے بخوشی و بعجلت تیر لگا کر اُسکو شکار کیا جب وہ زمین پر گرا قریب اُسکے
جاکر ارادہ اُسکے کباب یا تمام کھانے کا کیا تھا کہ سامنے سے ایک جوان خوش رو بنی آدم سے
مرکب کو اپنے اڑاتا ہوا قریب آیا پھر اُسنے اُس سے للکار کر پوچھا کہ اس آہو کو کسنے شکار
کیا ہی اس کو تو پہلے میرا تیر لگا تھا یہ شکار ہمارا ہی غیر جسنے اسکو شکار کیا ہی مین بھی اُسکا
شکار کرونگا شاہزادہ وہ کون غیر ہی یہ ہمارے بادشاہزادے نے برہم ہوکر فرمایا کہ ہمنے اسکو
شکار کیا ہی کیون مطالب شکار کیا ہی اُس جوان تند خو نے کہا کہ اس آہو کو ہمارے حوالے کرو کہ یہ
آہو ہمارا شکار ہی ہمارے شاہزادے نے آہوے مذکور کے دینے سے انکار وہ جوان بد خو آمادہ
جنگ ہوا اور بحجت و تکرار بسیار کے شاہزادہ لڑائی پر مستعد ہوا ہر چند ہم سب نے عرض کیا حضور
تامل کرین ہم اس جوان بد خو سے مقابلہ نکرین ہم جان نثار موجود ہین ابھی اُسکو قتل کرینگے
لیکن شاہزادے نے ہم کو روک کر خود اُس سے مقابلہ کیا دیر تک جنگ ہوئی آخر کار اُس جوان
نے بضرب شمشیر آبدار ہمارے شاہزادے کو قتل کیا تب ہم سب نے اُس پر حملہ کیا اُسنے ہمکو بھی زخمی
کیا کسی طرح وہ قتل نہو سکا آخر کار وہ جوان اُس آہو کو لیکر ایک طرف صحرا مین چلا گیا ہم لاشہ
شاہزادے کا اُٹھاکر یہان لے آئے ہین دیو اسلیم نے پوچھا اُس جوان کا نام کیا ہی کہان رہتا ہی
اُن ملازمون نے عرض کیا کہ اے بادشاہ ہم اُسکے نام و جاے سکونت سے آگاہ نہین ہین
اُسکی صورت سے ماہر ہین وہ جوان قوی ہیکل تھا نہایت قوی بازو و خوش رو مرکب پر سوار
تھا مسلح و مکمل تھا دیو اسلیم یہ سنکے کہنے لگا کہ اے نامردو تمسے ایک جوان کو قتل نہ کیا گیا نہ
اُسے گھیر کر روکا گیا نہ نا بدولت کو خبر کی سب نے عرض کیا حضور وہ جوان بلاے بے درمان تھا
ہر چند چاہا کہ اُسکو قتل کرین لیکن وہ قتل نہو سکا نہ گرفتار ہوسکا نہ ہم اُسکو گھیر سکے نہ خبر اُسکے
آنیکی حضور کو پہونچا سکے وہ بہت جلد آہو کو لیکر صحرا سے چلا گیا ہم مجبور ہوگئے دیو اسلیم
سنکے پہلے تو بہت رویا بعدہ کچھ اسماے سحر پڑھکر دستک دی کہ ایک طائر خوش رنگ پیدا ہوا
اُسنے بزبان فصیح پکار کر کہا کہ اے دیو اسوقت تم نے مجھکو کیون طلب کیا ہی مطلب تمھارا کیا
ہی بیان کرو دیو اسلیم نے ایک رقعہ حسب المطلب جلد اپنے ہاتھ سے لکھکر اُس طائر سحر کو دیا اور کہا
کہ اس رقعہ کو ازلال جادو کو دے آؤ وہ طائر سحر اُس رقعہ کو اپنی منقار مین لیکر ایک جانب
پرواز کنان چلا گیا بعد تھوڑی دیر کے ایک لکہ ابر سرخ آسمان پر نمودار ہوا جب وہ درمیان
سے شق ہوا سب نے دیکھا کہ ایک تخت اُس ابر سے باہر آیا اُس تخت سحر پر ازلال جادو بیٹھی
ہی ہنوز سب اہل دربار دیکھ رہے تھے کہ وہ ساحرہ اپنے تخت سحر کو پہونچاکر دربار مین لائی پہلے
اُسنے جملہ اہل دربار کو نالان و گریان دیکھکر سبب فریاد و فغان نہایت حیران ہوکر پوچھا کی

جوش گریہ مین اُس کو کچھ جواب نہ دیا آخر اُس نے دیو اسلم سے دریافت کیا کہ یہ شور و غل اور گریہ و
بکا کیسا ہی سب رو رہے ہین تم بھی نالان ہو جلد بیان کرو کہ سبب اس رونے پیٹنے کا کیا ہی اور
تم نے مجکو طائر سحر کے ذریعہ سے رقعہ لکھکر کیون بلایا ہی دیو اسلم نے سر پیٹ کر کہا کہ ارے غضب
غضب ہوا تمھارا فرزند قتل ہوگیا دیکھو یہ لاشہ اُس کا پڑا ہی ازلال جادو نے جو اپنے فرزند کے
لاشہ پر نظر کی کثرت غم سے اس قدر روئی پیٹی کہ قریب ہلاکت پہونچی غش آگیا جب اُس کو غش
سے افاقہ ہوا پوچھا کہ میرے پارہ جگر کو کس نے مار ڈالا وہ کون بے درد تھا جس نے اس پر ہاتھ
اُٹھایا اور وہ کون ایسا شجاع و بہادر تھا کہ جس نے میرے قوی ہیکل پسر کو قتل کیا دیو اسلم نے
کہا اے صاحب مین نے اس کے ہمراہیون سے کہ اس کے ہمراہ شکار پر گئے تھے دریافت کیا تھا
کسی نے اس کے قاتل کا نام اور اُس کا مسکن نہین بتایا مجبور ہو کر تم کو طلب کیا کہ تم بذریعہ
سحر اُس کے قاتل کو دریافت کرو تاکہ اُس سے انتقام لیا جاے گا اور فی الجملہ اپنے قلب اغدار
کو تسکین ہو ہیگی ازلال جادو نے ایک اپنی شاگرد ساحرہ کو کہ نام اُس کا شرر جادو تھا
طلب کیا جب وہ حاضر ہوئی اُس سے کہا اسوقت میرے ہوش و حواس درست نہین ہین
تو بذریعہ سحر میرے فرزند کے قاتل کو دریافت کر اُس نے عرض کیا کہ اے استانی اس وقت
میرے بھی حواس باختہ ہین آپ کے فرزند کا لاشہ پڑا ہوا دیکھ رہی ہون ہوش و حواس
میرے بھی کثرت غم و الم سے بجا نہین ہین ازلال جادو نے اُسوقت ضبط گریہ کر کے ماش کا
آٹا نکال کر اُس کو آب چاہ جمشید ہی سے گوندھ کر اپنے ہاتھ سے ایک پتلہ بنایا پھر اُس پر تا دیر
اسماے سحر پڑھ پڑھکر دم کرتی رہی اور خون اپنی پیشانی کا کارد سے اُس پر ڈالا اور منتر پڑھ
اُس کے تھپکاتی رہی بعد دیر کے وہ پتلہ بڑا ہو کر سحر کے زور سے گویا ہوا کہ اے ملکہ ازلال جادو
تمھارا کیا مطلب ہی بیان کرو ازلال جادو نے کہا کہ پتلہ سحر سامری مین چاہتی ہون کہ تمام حال
از ابتدا تا انتہا میرے فرزند کے قاتل کا بیان کر کہ وہ کون ہی کیا اُس کا نام ہی کہان رہتا ہی کون اسکو
یہان تک لایا ہی شاید یہ عکان جادو نے میری عدم موجودگی مین سحر کی صورت اپنی بدلکر میرے
پارہ جگر کو مارا ہی اُس کا حال بھی بیان کر اُس پتلہ سحر نے ایک لمحہ تامل کر کے کہا کہ اے ملکہ ازلال جادو
آگاہ ہو کہ قاتل تمھارے فرزند دلبند کا راہ دور و دراز سے آیا ہی عکان جادو اُسے لایا ہی وہ نسل
رستم پہلتن سے ہی جوان نہایت قوی بازو و قوی ہیکل ہی نامی و نامور ہی پہلے وہ داخل لشکر صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ شاہ بردوان کی دختر پر عاشق تھا دختر شاہ مذکور بھی اُس پر دل و جان
سے مائل تھی وہ بھی داخل لشکر تھا اور گو کہ علیحدہ لشکر سے خیمہ زن تھی اور عاشق بھی اُس کا اُسکے نزدیک
مقیم خیمہ تھا چونکہ عیار صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کا کہ نام اُس کا طیفور گردپا ہی وہ بھی دختر
شاہ بردوان پر مائل تھا ایک روز بادشاہ لشکر سلطان کیوان شکوہ نے اپنے عیار کے عشق سے آگاہ
ہو کر حکم دیا کہ ملکہ یعنی دختر شاہ بردوان کو محافہ مین سوار کر کے ہمارے لشکر مین لے آؤ ہم اپنے عیار
کا عقد آج ہی اُس سے کر دینگے یہ حکم پاکر چند ملازم محافہ لے کر اُس کے لینے کو گئے اُس عزت دار
ملکہ نے لشکر مین جانا اور طیفور گردپا عیار سے اپنا عقد ہونا گوارا نہ کر کے فی الفور اپنے تئین دریا
مین ڈالدیا تھا اُسی وقت اُس کے عاشق صادق فرامرز ثانی نے بھی ملکہ مذکورہ کو غرق آب دریا
ہوتے دیکھکر اپنا زندہ رہنا گوارا نہ کر کے خود بھی دریا مین پھاند پڑا اسہنوز دونون عاشق و معشوق

ڈوب رہے تھے کہ عمان جادو بصورت نہنگ وہان پہونچا اور اُن دونون کو لیکر اپنے باغ مسکو نہ مین لایا وہان اُن کا عقد اُس نے کر دیا اور راحت سے رکھا ایک روز فرامرز ثانی واسطے شکار کے صحرا مین گیا تھا ایک آہو کے اُس نے تیر مارا تھا وہ آہو سے تیر خوردہ بھاگتا ہوا اُس جگہ آیا تھا جس جگہ تمہارا فرزند شکار کھیل رہا تھا اُس نے اُس آہو کو تیر مار کر شکار کیا تھا کہ اتنی دیر مین فرامرز بھی جو عقب آہو مرکب کو جولان کیے ہوئے آتا تھا اُس نے اپنے آہو کو دیکھکر تمہارے فرزند سے اُس آہو کے لینے پر حجت و تکرار کرکے جھگڑا کیا وہ برہم ہوا یہانتک کہ لڑائی ہوئی اور ہنگام جنگ اُسی بہادر نے تمہارے دلبر کو قتل کیا ہے اب وہ جمعیت دس ہزار مردم ایک صحرا سے جانب باغ عمان جادو آتا ہے باغ عمان جادو کا یہان سے جانب شمال ہے فلان ویرانہ و صحرا میں واقع ہے عمان جادو اپنے باغ میں موجود ہے یہ کہکر خاموش ہو کر خود بخود جلکر خاک ہو کر غائب ہو گیا ملکہ ازلال جادو نے پتلہ سحر سے تمام حال اپنے فرزند کے قاتل کا سنکے از حد برہم ہوکے ارادہ کیا کہ خود جاکر اُسے اسیر یا قتل کرے ناگاہ شہر پر جادو نے دست بستہ عرض کیا کہ استانی جی صاحبہ آپ ایسے حالت رنج و غم میں اپنے فرزند کا لاشہ بے دفن و کفن چھوڑ کر کہان جایئے گا میں ابھی جاتی ہون اور آپکے فرزند کے قاتل کو عمان جادو کے باغ سے اسیر کرکے لیے آتی ہون ازلال جادو نے اجازت دی جسوقت ساحرہ مذکورہ تخت سحر پر سوار ہوکے جانے لگی صمصام تیغزن نامی ایک سردار سپاہ نے دست بستہ دیو اسلم اور ازلال جادو سے عرض کیا کہ حضور اگر حکم ہو تو مین بھی مع اپنی تابع سپاہ کے ہمراہ شہر پر جادو کے جاؤن کیونکہ پتلہ سحر ساحری نے بیان کیا ہے کہ ہمراہ قاتل دیو سلیم کے جمعیت کثیر ہے پس تنہا شہر پر جادو کا جانا مناسب نہیں ہے ازلال جادو و دیو اسلم نے کچھ سوچ کے حکم دیا کہ اچھا تو بھی ساتھ شہر پر جادو کے جا اور میرے فرزند کے قاتل کو اسیر کرکے لا پھر شہر پر جادو سے کہا کہ عمان جادو کو بھی گرفتار کر لانا وہی بانی فساد ہے اگر وہ نابکار فرامرز نابدار کو دریا سے اپنے باغ میں نہ لاتا تو میرا فرزند کیون مارا جاتا شہر پر جادو یہ سنکے تخت سحر پر سوار ہو کر اسباب سحر کی جھولی دوش پر رکھ کے سب کو وہان نالان چھوڑ کر روانہ ہوئی اور صمصام تیغزن کہ افسر دس ہزار سواران زرہ پوش کا ہے یہ بھی اپنی سپاہ کو اپنے ہمراہ لیکر مرکب بادرفتار پر سوار ہو کر صحرا نورد ہوا شہر پر جادو تخت سحر پر بیٹھی ہوا جاتی تھی اور یہ سردار مع سواران زمین جاتا تھا بعد قطع راہ شہر پر جادو و صمصام تیغزن وغیرہ در باغ عمان جادو پر پہونچے دیکھا دروازہ بند ہے شہر پر جادو نے کچھ اندیشہ کرکے اندر باغ کے جانا مناسب نجانا صمصام تیغزن سے کہا ایک سوار کو حکم دو کہ دروازے پر جاکر عمان جادو کو پکارے صمصام تیغزن نے سوار کو حکم دیا اُس نے جاکر عمان جادو کو آواز دی اور کہا کہ یہان آؤ عمان اسوقت باغ میں ملکہ یعنی دختر شاہ بردوان کے پاس بیٹھا تھا وہ غمگین و ملول تھی رو رہی تھی کہ چند روز سے شوہر ہمارا نہیں آیا ہے شکار کو گیا تھا نہیں معلوم کیا ہوا اب تک یہان نہیں آیا عمان جادو سمجھا رہا تھا کہ اے دختر گریہ و زاری نکر شوہر تیرا شکار آہو کو گیا ہے اب آتا ہوگا ناگاہ اسی اثنا میں سنا کہ کوئی دروازے پر پکار رہا ہے سمجھا کہ فرامرز شکار سے آگیا ہے اُٹھکر دروازہ باغ کا کھولا دیکھا کہ شہر پر جادو اور دس ہزار سوار باغ کو گھیرے ہوئے ہیں یہ حال دیکھکر سمجھا کہ ازلال جادو نے ان سب کو میری گرفتاری کے واسطے روانہ کیا ہے شاید کہیں سے حال میرا معلوم ہو گیا ہے

کر رہی تھی کہ ادھر فرامرز نے پکار کر کہا کہ اے بہادر ہوشیار ہو جا کہ ابکی مرتبہ مین وار کرتا ہون
اُس نے جواب دیا کہ مین خبردار ہون فرامرز نے نیزہ اُس کے پہلو پر لگایا اُس نے بھی بعنوان شائستہ
روکا اسی طرح تھوڑی دیر تک باہم ردوبدل ہوئی آخرکار فرامرز نے ایک بند نادر باندھ کر سنان
نیزہ اُس کے ہاتھ سے نکال دی وہ مانند تیر شہاب کے چمکتی ہوئی دور جا کر گری اُسوقت ایک
شور و غل ہوا کہ صمصام ایسے بہادر کے ہاتھ سے سنان نیزہ جنگ مین نکل گئی صمصام تیغزن
سنان نیزہ کے نکل جانے سے نہایت خجل و شرمندہ ہوا غرق انفعال مین ایک نیزہ غرق ہو گیا بعد
ایک لمحہ کے ڈانڈ نیزے کی غصہ مین آ کر سر فرامرز پر لگائی ادھر فرامرز نے اپنے نیزے پر اس طرح سے
روکی کہ ڈانڈا اُس کے نیزے کی بیچ مین سے ٹوٹ گئی صمصام نے شرمندہ ہو کر ڈانڈ شکستہ کو
خاک پر ڈال کر تیغ خارا شگاف نیام سے کھینچ کر حملہ کیا اور حریف کو اپنی زد پر پا کر سپر پر وار کیا
ادھر فرامرز نے اُس کے تیغ تیز کو بالائے سپر روکا پھر خود اُس پر تلوار لگائی اُس نے بھی بکوشش
تمام ضرب شمشیر رکی یونہین تھوڑی دیر تک لڑائی ہوتی رہی فرامرز نے اپنے دل مین خیال کیا کہ سردار
بہادر ہے اس کو قتل کرنا نہ چاہیے زندہ اسیر یا زیر کر کے اپنا مطیع کرنا چاہیے یہ خیال کر کے اثنائے
جنگ مین جب اُس نے تیغ لگایا چالاکی سے بازو پر تیغ کی نظر کر کے مرکب کو اُس کے پہلو مین
لے جا کر کلائی پر اُس کی ہاتھ ڈال کر زور کر کے تیغ زبردستی اُس کے ہاتھ سے چھین لیا صمصام
تیغزن کو غصہ آیا فی الفور زنجیر کمر فرامرز مین ہاتھ ڈال کر زور کر کے چاہا کہ پشت فرس سے اٹھا کر
زمین پر لا کر پیوند خاک ہو جائے لیکن فرامرز کو ذرا جنبش بھی نہوئی جب وہ زور کر کے
عرق عرق ہو گیا فرامرز نے اُس کی زنجیر کمر مین ہاتھ اپنا ڈال کر ایسا جھٹکا دیا کہ تسمہ کمر کا ٹوٹا
پیزد ور کر کے پشت فرس سے اُس کو اٹھا کر سر سے بلند کر کے چرخ دیا اور چاہا کہ زمین پر پٹکے اُسوقت
صمصام تیغزن نے کہا امان چاہتا ہون فرامرز نے جواب دیا کہ امان بشرط قبول اسلام اور
ایمان اُس نے عرض کیا مجھے منظور ہے فرامرز نے خوش ہو کر اُسے آہستہ زمین پر کھڑا کر دیا اُس نے زیر
ہو کر کلمۂ طیبہ زبان پر جاری کر کے بصدق دل مسلمان ہو گئے اپنے لشکر کے سوارون کو پکار کر
کہا کہ یارو مین تو اس بہادر سے مردانہ قوت و جرأت مین ہیچ ہو کر مسلمان ہوا تم سب کو اگر میری ہمراہی
بخوشی منظور ہو تو تم بھی دین اسلام اختیار کرو ورنہ تم کو اختیار ہے راوی ناقل ہے کہ یہ تقریر سنتے افسر کی
لشکر کے جملہ سواران سپاہ نے کہا کہ اے سردار ہمارے جو دین تم نے قبول کیا وہی مذہب
ہم نے بھی اختیار کیا ہم آپ کی ہمراہی سے ہرگز جدا نہون گے یہ سنکے صمصام تیغزن نے
ارادہ کیا تھا کہ سب کو کلمہ طیبہ پڑھا کر مسلمان بنائے ناگاہ شعر پر جادو نے یہ رنگ جنگ دیکھ کر
غضبناک ہو کر کہا کہ اے صمصام تیغزن تو بھی دشمن کا شریک ہو گیا خیر دیکھ تو سہی تیرا کیا حال
کرتی ہون اور تیری سپاہ کا کیا نقشہ کرتی ہون مین شعر پر جادو ہون اور کوئی ساحرہ نہین ابھی
تم سب اہل اسلام کو سزا دیتی ہون یہ کہکے اپنی جھولی سے ایک شیشہ نکالا اور کچھ روئی
کے گالے نکالے ان روئی کے گالون پر پانی اُس شیشہ سے لے کر چھڑکا اور کچھ الفاظ سحر پڑھ کر دم کیے
پھر وہ روئی کے گالے ہوا سے فلک پر اچھالے وہ بلند ہو کے باہم مل گئے ابر سیاہ کی صورت
بنکر اور دور تک چھا گئے برسنے لگے جس کسی پر ایک قطرہ بھی اُس ابر سے گرا وہ پتھر کا ہو گیا
تھوڑی دیر مین جملہ سواران لشکر صمصام تیغزن و تمامی سواران قہور راہزن پتھر کے

ہو گئے یہانتک کہ ملکہ دختر بردوان شاہ بھی جو باغ مین کھڑی تھی وہ بھی آب ابر سحر سے تر ہو کر پتھر
کی ہو گئی شہر یہ جادو نے صرف فرامرز ثانی اور عمان جادو اور قہور راہزن اور صمصام
تیغزن کو پتھر کا نہین کیا بزور سحر ان کو گرفتار کر لیا بعدہ عمان جادو کی زبان مین سوزن دے کر
چارون اشخاص نامبردہ بالا کو اپنے تخت سحر پر ڈال کر سوے قلعہ عجائب رہ روانہ ہوئی اثناے راہ
مین شکل وصورت فرامرز ثانی پر نظر کرکے اور اس کی قوت کا خیال کرکے دل مین کہنے لگی کہ یہ
جوان قابل اس کے ہے کہ اس کو اپنے پہلو مین بٹھائے اس کے وصل سے لطف زندگی اٹھائے
اس سے دل لگائے یہ باتین دل مین کرکے بدل وجان فرامرز ثانی پر شیفتہ و مائل ہوئی پھر
ارادہ کیا تھا کہ اپنے دلدادہ کو قید سحر سے رہا کر دون مگر خوف ازلال جادو سے رہا نہ کیا
دل مین کہا کہ خیر اسوقت تو روبرو سے ازلال جادو کے چل آئندہ دیکھا جائیگا یہ خیال کرکے
شہر یہ جادو شادان و فرحان بعد قطع راہ روبرو سے دیو اسلم و ازلال جادو گئی اور کہا
مین نے ان کو گرفتار کر لیا اور سب کو اپنے سحر سے پتھر کا کر دیا ہے ازلال جادو نے پوچھا صمصام
تیغزن کو کیون اسیر کیا اس نے تمام حال اس کا جو گذرا تھا بیان کیا دیو اسلم و ازلال جادو اشخاص
مرقوم الصدر کی گرفتاری سے فی الجملہ خوش ہوے بعد خوشی ازلال جادو نے حکم کیا کہ ابھی جلاد حاضر
ہو ان چارون کو تہ تیغ کرکے ان کے خون سے زمین کو رنگین کرے حسب الحکم جلاد حاضر ہوا ارادہ قتل
کرنے کا کیا اسوقت شہر یہ جادو نے دست بستہ عرض کیا اے استانی جی فی الحال ان کا قتل کرنا کیا
ضروری کیونکہ لاشہ ابھی شاہزادہ دیو سلیم کا پڑا ہوا ہے اس کے اٹھانے کی فکر کی جائے بعدہ ان کو بھی
تہ تیغ کرا دیجیے گا یہ تو میرے قید سحر مین ہین اب کہان جا سکتے ہین بعد فراغ ایام عزا ان دشمنون کو جملہ
اعلے ادناے شہر کو جمع کرکے ان کے روبرو ان کو جلاد کے حوالے کیجیے گا تاکہ پھر کوئی شخص
ارادہ سرکشی و دشمنی نہ کرے ازلال جادو نے کہا کہ اے لڑکی تجھے اختیار ہے ان کو زندان مین
لے جا کر قید کر حفاظت و نگہبانی ان کی تو ہی کرنا داروغہ زندان کی نگہبانی ان کے واسطے کافی خیال
کرنا مبادا یہ چارون دشمن قید سے رہا ہو جائین تو پھر ان کا ہاتھ آنا مشکل ہوگا سوا اس کے یہ قید
سے رہا ہو کر ضرور فتنہ و فساد برپا کرینگے شہر یہ جادو نے عرض کیا کہ یہ تابعدار و مطیع آپ کے
حکم پر عمل کریگی یہ عرض کرکے اسیرون کو جانب زندان لے گئی ایک قیدخانہ تیرہ و تاریک
مین بقید سخت ہر ایک کو اسیر کیا داروغہ زندان سے تاکید کی کہ خبردار ان اسیرون کی خوب حفاظت
کرنا ان کی نگہبانی سے غافل نہونا اس نے کہا کہ اے شہر یہ جادو مین ہزار آدمیون کی جمعیت سے انکی
شب و روز حفاظت کرونگا گرد زندان چوکی پہرا رہے گا کیا مجال کسی کی جو در زندان تک آئے
اور ان کو زندان سے لے جائے یا یہ اسیر کسی تدبیر سے زندان سے نکل جا سکین شہر یہ جادو
نے کہا ہان خوب حفاظت کرنا اور مین بھی وقتاً فوقتاً آیا کرونگی ان کی نگہداشت رکھونگی یہ کہکے
وہان سے دربار مین آئی یہان عجب ہنگامہ برپا تھا لاشہ دیو سلیم کا اٹھایا جاتا تھا جملہ اہل دربار
نوحہ و بکا دیو اسلم اور ازلال جادو کا غیر حال تھا جب لاشہ اٹھایا گیا اور موافق مذہب ملت خود
ازلال جادو وغیرہ نے دفن کیا بعد دفن سب نالان و گریان واپس آئے اس روز سے دیو اسلم
نہایت غمگین و ملول رہتا تھا ازلال جادو بھی اپنے پسر کے غم مین مبتلا رہتی تھی ان کو حال غم والم
مین چھوڑا جاتا ہے اور ابیہ

حال خواجہ خضران بن خواجہ عمرو ثالث کا رقم کیا جاتا ہے

قتل کر ڈال مجھے دیر تو جلاد نہ کر	ہجر جان چھوڑ کے مٹی مری برباد نہ کر
بزم عشرت میں مجھے یاد نہ کر یاد نہ کر	روٹھ جائے گا عدو اُس کو تو ناشاد نہ کر
مرمٹوں کو نہ مٹا دیکھ تو برباد نہ کر	دردمندان محبت پہ یہ بیداد نہ کر
ہے وہ پہلی وفائیں وہ رفاقت میری	یوں فراموش تو او بانی بیداد نہ کر
کنج تنہائی میں گذرے گی جوانی کی بہار	قفس ہجر میں بند او ستم ایجاد نہ کر
درد فرقت سے ہوں بیکل تو بلا سے تیری	تو مجھے وصل اگر اغیار کو ناشاد نہ کر

کہ جب قبرستان مذکور سے درویش مرجان سرخ مو کو دفن کرکے خضران بن عمرو ثالث پاپیادہ بصورت درویش آگے بڑھا تھوڑی راہ طے کرکے دل میں کہا کہ اے خضران عبث صعوبت پیادہ روی اختیار کرتا ہے خداوند عالم نے درویش مرجان سرخ مو سے عجیب عجیب اشیائے کرامت نشان دلوائی ہیں ان میں سے ایک منڈھی بھی ہے پس اسی منڈھی میں بآرام تمام بیٹھکر بصورت مبدل پہاں چل آفتاب کی حرارت اور تکلیف پیادہ روی اور درندوں اور گزندوں کی ضرر رسانی سے محفوظ رہ علاوہ اس کے اگر باین صورت کہیں عیاری کرنا منظور ہو تو کچھ وہ یہ خیال کرکے ایک جگہ صحرا میں زیر درخت سایہ دار ٹھہر کر جیب میں ہاتھ ڈال کر کہا اے جیب جامۂ درویش مرجان سرخ مو اسوقت مجکو منڈھی درکار ہے یہ کہنا تھا کہ فوراً وہ منڈھی ہاتھ میں آگئی خضران بن عمرو نے اُس کو کھول کر موافق ضرورت حکم دیا وہ منڈھی حسب الحکم دراز ہوگئی پھر درمیان میں اُس کے ایک چوکی کہ جس پر فرش نفیس تھا اُسی جامۂ پوستین کی جیب سے نکال کر رکھی اور ستون اور ریسمان اُس کی درست کرکے رنگ و روغن عیاری اُسی جامۂ پوستین کی جیب سے نکال کر صورت اپنی اس طرح تبدیل کی کہ چہرے پر اپنے ایسا روغن لگایا کہ جو مانند آفتاب کے ضوفگن تھا اور داڑھی ایسی لمبی کہ جو تا بناف طول میں تھی اور مثل شعاع مہر کے تھی پھر پوشاک بھی سفید روغن دار ایسی زیب تن کی کہ جس کی چمک سے آنکھیں خیرگی قبول کریں جب اس شکل و لباس سے مزین ہوچکا درمیان منڈھی مذکور کے چوکی پر بیٹھا اور کہا اے منڈھی درویش مرجان سرخ مو بحکم درویش بلند ہوکر اس طرف مجھے لے چل وہ منڈھی بلند ہوکر اُسی طرف مثل ستارۂ سیارہ کے روانہ ہوئی لیکن راوی معتبر نے اس جگہ یوں لکھا ہے کہ خضران بن عمرو نے چوکی پر بیٹھکر وہ تختی جو درمیان میں منڈھی کے لگی ہوئی تھی اس میں سے وہ اسم جو مخصوص منڈھی کے بلند کرنے اور روان کرنے کا تھا ورد زبان کیا فی الفور منڈھی بلند ہوکر جانب باغ عمان جادو کہ اُسی طرف اشارہ کیا تھا مانند غبارہ یا سیارہ کے چلی خضران بن عمرو تو باین صورت مرقوم سوے باغ عمان جادو جاتا ہے اس کو تو راہ میں چھوڑیئے اور اب

وہ کلمہ وہ اسے ... وہ ہرگز تم سا دو شاگرد ملکہ ازلال جادو کے سنئے

جا خضر پہونچا سکے قوت میں نہیں

جادو نے یہ کلمات اپنے محبوب سے سنکے تو جاؤ	کشتۂ ناز کو ٹھوکر سے جلاتے جاؤ
اُس تخت سحر پر بعجلت تمام چاروں اشخاص بجان	چلتے چلتے تو کوئی تیر لگاتے جاؤ

اُف بھی جو منھ سے نکالوں تو گنہگار بنیں	دیکھو ہاں شوق سے تم تیر چلاتے جاؤ		
شیوہ عشق رہ و رسم محبت یہی یا	رو کے سو بار اگر یار منا تے جاؤ		
بیخودی میں بھی یہ ساقی سے کہے جاتا ہوں	ہاں ابھی پلا کے مجھے اور پلاتے جاؤ		
آنکھیں ملتا ہے وہ تلووں سے اُسے ملنے دو	راہ میں اسکی تم آنکھوں کو بچھاتے جاؤ		

کہ یہ ساحرہ کمسن اور حسینہ ہے اکثر شب و روز زندان میں در زندان وا کرکے جاتی ہے قیدیان پرغم الم کو دیکھتی ہے خصوصًا فرامرز ثانی کو دیکھ دیکھکر آہ سرد دل پر درد سے کرتی ہے دل میں کہتی تھی کہ افسوس یہ جوان حسین پر میرا دل آیا ہے اس زندان میں اسیر ہے تاریکی زندان سے گھبراتا ہے کیا کرون کہ اس کو اس زندان سے رہا کرون ازلال جادو اپنی استانی سے ڈرتی ہون وہ بلاے بے درمان ہے سحر و ساحری مین کامل ہے اُس سے اپنی جان کا بچانا نہایت مشکل ہے یہ باتین دل مین کرکے فرامرز سے آہستہ کہتی ہے کہ کیون جی اگر تم کو اس زندان سے کوئی رہا کرے تو اُس کے کہنے پر عمل کروگے اُس کے پہلو مین بیٹھو گے اپنے وصل سے اُسے شادکام کروگے فرامرز ثانی اُس کی تقریر کو سمجھکر منھ اُس کی طرف سے پھیر لیتا ہے کچھ جواب نہین دیتا ہے یہ مایوس و مجبور ہوکر زندان سے چلی آتی ہے اپنے مکان مین آکر فرش خواب پر گر کر تصور فرامرز مین تڑپا کرتی ہے بیشتر آبدیدہ ہوکر کہتی ہے کہ کیا تدبیر کرون کہ آرزو کے دل بر آئے دل بیتاب کو قرار آئے زندگی بلطف و آرام بسر ہو دیکھنے والون کو رشک ہو عدو کو ملال ہو دوستون کو میرے خوشی ہو ایک روز وقت سحر شہر یہ جادو اپنے مکان سے تخت سحر پر سوار ہوکر روبرو ازلال جادو کے گئی پہلے جھک کر سلام کیا پھر مودب روبرو اُس کے بیٹھی ازلال جادو نے چہرہ اُس کا متغیر پاکر پوچھا کہ اے شہر یہ جادو مزاج تیرا کیسا ہے چہرہ تیرا اُترا ہوا ہے آثار ملال تیرے بشرہ سے ہویدا ہین آنکھیں سرخ ہین اُس نے عرض کیا سبب اس کا یہ ہے کہ جب سے حضور نے ان عیارون کو میرے حوالے کیا ہے اور نگہبانی کے باب مین تاکید کی ہین شب و روز در زندان پر جا جا کر حفاظت کرتی ہون بہت کم سوتی ہون غذا بخوبی ہضم نہین ہوتی ہے طبیعت اسی وجہ سے بے لطف رہا کرتی ہے ازلال جادو نے کہا کہ اے شہر یہ جادو گرد زندان تو صدہا مردم نگہبانی کرتے ہین دار وغہ قید زندان بھی حفاظت کرتا ہے تو اسقدر کیون اپنے تئین حفاظت اسیران مین ہلاک کرتی ہے شب و روز مین ایک دو چار بار تھوڑی دیر کے واسطے جانب زندان چلے جایا کر اسیرون کو زندان مین پا کر پھر دیکھکر چلی آیا کر کچھ تھوڑے ہی دنون ان اسیرون کی نگہبانی و حفاظت اور کرنا چاہیے پھر تو مین ان کو قتل کر ڈالونگی ذرا لب جنازہ [illegible] فرزند سے دوری ہوا اور زمانہ غم و الم پسر مقتول ختم ہو تو تیرے ہاتھ سے ان کو قتل کراؤنگی شہر یہ جادو نے عرض کیا حضور نے بجا فرمایا مجھے کیا عذر ہے لیکن ایک عرض میری ہے اگر حضور متوجہ ہون تو یہ خادمہ عرض کرے ازلال جادو نے کہا بیان کر اُس نے کہا کہ اے ملکہ آپ مثل ان شہریہ در بہر بان [illegible] حال پہ مہربان ہین ذرا توجہ سے سنیے کہ جب واسطے دیکھنے اسیرون کے ہو سے زندان گئی ان یاد ہوئی تو اسیرون کو زندان مین نالان و گریان پاتی ہون خصوصًا وہ جوان جسپر نے [illegible] جملہ تمام [illegible] کو زیر کرکے مسلمان کیا ہے وہ ازحد روتا ہے اپنی نوجوانی مین قتل ہونے سے اور یا اور موافق مذہب جان تیری بچ جاے اور قتل نہ کیا جاؤن تو ملکہ ازلال جادو کی اطاعت کرون اُن واپس آئے اُس روز سے یہ [illegible] جب ملک سے وہ فوج کشی کرین اور مجکو افسر کرکے روانہ کرین اپنے غم مین مبتلا رہتی تھی ان کو حال غم و الم بادشاہ کو قتل کرون بس میرے نزدیک مناسب ہے کہ ان سب

اُس کو آپ کی خدمت مین لیکر آؤن آپ اُس کی خونریزی سے درگذر کیجیے اس کی جان بخشی کا حکم دیجیے وہ حضور کے اس احسان و لطف و عنایت سے مطیع و فرمانبردار ہوکر ایسے ایسے کار ہاے نمایان کرے گا کہ حضور کو حاکم و مالک کئی اقلیمون کا کر دے گا ازلال جادو نے شہر پر جادو سے جو تقریر مذکور سنی تھوڑی دیر تک فکر کرکے کہا کہ او گیسو بریدہ و آوارہ او چھوکری تو مجکو فریب دیتی ہی میری شاگرد ہوکر مجکو سبق نکر دیتی ہی دام فریب مین مجکو لاتی ہی مین جہاندیدہ ہون صاحب عقل وفہم ہون سمجھتی ہون جو تیرا ارادہ ہی اگر کہے تو بیان کر دون اُس نے تھرا کر کہا حضور بیان فرمائین کہ میرا کیا قصد آپ نے کیا خیال کیا ہی ازلال جادو نے کہا او آوارہ تو اُس جوان پر عاشق ہوئی ہی اور چاہتی ہی کہ مجھے فریب دے کر اُسے رہا کر کے اپنے پہلو مین بٹھالے اُس سے تنہا ہے دل بر لاے شب و روز اُس کے ساتھ عیش و عشرت کرے میرے فرزند کے قاتل سے ہمکنار ہو مجکو غم ہو تو خوشی و شادمانی حاصل کرے شہر پر جادو نے کانپ کر دست بستہ عرض کیا کہ حضور یہ تو میرا ارادہ نہین ہی آپ عبث مجھپر یہ بھی تہمت عشق دھرتی ہین ازلال جادو نے نہایت برہم ہوکر کہا دور ہو او گیسو بریدہ میرے سامنے سے مجھے جھوٹا جانتی ہی دیکھ تو سہی اس گستاخی و فریب دہی کی کیسی سزا دیتی ہون کہ تو بھی یاد کرے شہر پر جادو اُس کے قہر و غضب کی تاب نہ لاکر وہان سے بصد رنج و غم کانپتی ہوئی اُٹھکر سیدھی جانب زندان روانہ ہوئی جب قریب زندان پہونچی کچھ سوچ کر پہلے جملہ نگہبانان زندان پر ایسا سحر کیا کہ وہ سب بیہوش ہوگئے پھر اندر زندان کے گئی فرامرز ثانی اور صمصام تیغزن اور عمان جادو اور تہور راہزن کو قید سے رہا کیا عمان جادو کی زبان سے سوزن کو دور کر کے کہا کہ کل تک تو مین تمھاری دوست ایسی نہ تھی لیکن اسوقت سے دوست صادق تمھاری ہون جان و ایمان بھی اپنا تم سے عزیز نہین رکھتی ہون خصوصًا اے فرامرز ثانی تمھاری محبت مین اب اپنی جان دینا عالم شباب مین دست ازلال جادو سے قتل ہونا گوارہ کرتی ہون تم کو اس زندان سے رہا کر کے جہان سے لائی تھی وہان پہونچائے دیتی ہون مین نے جو تم کو اسیر کیا ہی یہ خطا میری بحل کرو فرامرز ثانی یہ تقریر اُس کی سنکے خوش ہوا دل مین کہنے لگا کیا شان و قدرت خدا ہی کہ جب وہ چاہتا ہی دشمن کو دوست کر دیتا ہی تکلیف کو سبدل براحت کر دیتا ہی قید سے رہا کرا دیتا ہی واقع خداوند عالم قادر و توانا ہی اور قابل تعریف ہی بقول شاعر استغفار ثنا کے ہی قابل وہ یکتا خدا نہین جسکا ثانی کوئی دوسرا

وہ یکتا ہی ذات خدائے غفور
خدائے ملک مالک روح ہی
سفید و سیہ روز و شب مہر و ماہ
تو فصل خزان مین ہو پیدا بہار

کہ سب سے ہی نزدیک اور سب سے دور
وہ ہی باعث رفعت آسمان
یہ مصنوع ہین اور صانع الہ

وہ قدوس ہی اور سبوح ہی
اُسی نے بنایا ہی عالم جہان
اگر رنگ قدرت کرے آشکار

یہ حمد و ثناے خدا فرامرز ثانی نے کرکے شہر پر جادو سے کہا کہ ہم نے تمھاری خطا معاف کی پہلے تم ہماری دشمن تھین اب ہم کو یقین ہوا کہ تم ہماری دوست ہو اپنی جان کے جانے کا اندیشہ نکرو خداوند عالم حافظ حقیقی ہی کیا مجال ازلال جادو کی جو وہ تمکو قتل کر سکے اگر خدا تم کو بچائے گا تو وہ ہرگز تم کو قتل و ہلاک کر نسکے گی میری زندگی مین کیا تاب اُس ساحرہ کی جو تمھین ضرر پہونچا سکے قوت مین مین دیو اسلم وغیرہ سے کم نہین ہون الا سحر نہین جانتا ہون شہر پر جادو نے یہ کلمات اپنے محبوب سے سنکے فی الجملہ خوش ہوکر جلد تر زور سحر ایک تخت سحر تیار کیا اور اُس تخت سحر پہ بعجلت تمام چارون اشخاص نامبردہ بالا کو بٹھاکر خود بھی بالاے تخت مذکور سوار ہوکر

بعد عجلت جانب باغ عمان جادو روانہ ہوئی جب در باغ پر پہونچی سب کو تخت سحر سے اتار کر جھولی سے کچھ گالے روئی کے اور ایک شیشہ پر آب نکال کر اس شیشے سے ان روئی کے گالون پر تھوڑا پانی چھڑک کر اسماے سحر ورد زبان کر کے اُن پر پھونکا فوراً وہ روئی کے گالے بلند ہو کر بصورت ابر سیاہ باہم ملکے برسنے لگے بارش ہونیلگی جس پتھر کی تصویر پر ایک قطرہ بھی اُس ابر سحر سے گرا اُس تصویر سے پہلے دھوان نکلا بعدہٗ وہ بحالت اصلی جاندار ہوگئے یہانتک کہ جس قدر سواران قزاق و سواران لشکر صمصام تیغزن پتھر کے ہوگئے تھے سب بحالت اصلی ہوگئے اور ملکہ یعنی دختر شاہ یزدوان جو اندرون باغ پتھر کی ہوگئی تھی وہ بھی بحالت اصلی ہوگئی جب سب اپنی حالت اصلی پر آگئے شہر پیر جادو نے وہ ابر سحر اپنا موقوف کیا بارش موقوف ہوئی ابر نابود ہوا فرامرز ثانی ہر ایک سے ملا پھر اندر باغ کے گیا ملکہ سے بھی بصد خوشی ملا اور تمام حال جو گذرا تھا بیان کیا وہ بعد اظہار غم خوش ہوئی عمان جادو نے بھی باغ میں جا کر ملکہ کو پیار کیا اور کہا کہ اے دختر ہم سب تو مبتلاے بلا ہوگئے تھے مگر اب نجات پائی ہے واقعی تمھارا دین اچھا ہے خدا تمھارا حالت سختی میں مدد کرتا ہے یہ کہکر فرامرز سے کہا کہ اے فرزند اب تم مجھے اپنے دین میں لاؤ کلمہ پڑھاؤ مسلمان کرو فرامرز ثانی نے خوش ہو کر عمان جادو کو کلمہ طیبہ پڑھایا وہ کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا شہر پیر جادو بھی اندر باغ کے آئی وہ بھی مطیع دین اسلام ہوئی مسلمان ہونے اور کلمہ پڑھنے سے باین سبب فی الحال اُس نے انکار کیا کہ ابھی مجکو ازلال جادو سے اطمینان نہیں ہے وہ دشمن جان ہے اُس سے حتی الامکان بہر سحر و ساحری لڑنا ضرور ہے الحاصل باغ عمان میں گویا بہار تازہ آئی فرامرز ثانی اور عمان اور ملکہ شہر پیر جادو کا گذر پھر ہوا لشکر بیرون باغ فروکش ہوا قمور راہزن و صمصام تیغزن نے خیام و بارگاہ استادہ کرائی ہر ایک سوار نامدار اپنے مرکب سے اُتر کر خیمے میں آرام طلب ہوا صحرا میں آبادی ہوئی جنگل میں بہار آئی ساعت نیک آئی ویرانہ آباد ہوا چالیس ہزار سواروں کا لشکر خیمہ زن ہوا دور تک خیام و بارگاہیں استادہ نظر آنے لگیں گھوڑے سواروں کے بمقام مناسب باندھے گئے سامان تیاری طعام لشکر میں ہونے لگا اکثر سواران لشکر بلاے سحر سے نجات و خلاصی پا کر خوش ہو کر انواع و اقسام کے باجے بجا کر گانے لگے کوئی سوار دف کوئی ڈھول اور بانسری بجا کر گانے لگا باغ میں بھی فرش نفیس بچھایا گیا بارگاہ برپا کی گئی مسند زرین بچھائی گئی بالاے مسند فرامرز و ملکہ بیٹھے عمان بادشاہ شہر عمانیہ نے کہا اے فرزند آج روز خوشی و انبساط کا ہے جی چاہتا ہے کہ مسرت ظاہر کروں بزم عیش و عشرت آراستہ کروں کیونکہ خدا نے ہمکو قید سے رہا کیا ہے اپنی قدرت کاملہ سے زندان تاریک سے خلاصی دی ہے فرامرز نے جواب دیا آپ کو اختیار ہے آج کا دن تو خوشی کا بیشک ہے عمان مذکور نے اُسی وقت مہرپارہ مطربہ خوش آواز کو طلب کیا وہ حسب الطلب حاضر ہو کر روبروے عمان بادشاہ مدان جا بیٹھی بعد چند طرح کے رقص کرنے کے یہ غزل بخوش آوازی گانے لگی صدا ہاے ہر ساز طعام تیغزن کو زل

وہ شوخ جو آج روبرو ہے | سب پوری ہماری آرزو ہے
بلبل کی طرح جو نالہ کش ہو | کس گل کی تباہ آبرو ہے
دنیا کا نہیں ہے غم ذرا بھی | جبتک کہ ہمارے پاس تو ہے
کیا تیغ تمام پی گیا ہے | خالی جو پڑا ہوا سبو ہے

دنیا سے نہیں ذرا تعلق | جیسا ہے میری گنج جاہ کا
دنیا میں وفا میں ہوں یکتا | مشہور جفا میں ہوں حسین
رہتا ہوں جو رات دن پریشان | کسکی مرے دلکو غم ہوا تھا
دشمن نے بڑھائی ہوگئی ہے | تجھسے جو خفا وہ

اعجاز یہ کہنا اُس پری کا | کیا وصل کی تجکو آرزو ہی

اہل بزم عشرت اشعار غزل مندرجہ بالا سننے لگے خوش ہو کر اس مطربہ کی تعریف کرنے لگے خصوصاً عمان بادشاہ کثرت خوشی سے اشعار مرقومہ سنکے باواز بلند تعریف کرنے لگا اور زر و جواہر انعام مین دینے لگا جب مطربہ نے غزل مندرجہ بالا تمام و کمال گا کر ختم کی عمان نے کہا کہ اور کوئی غزل عاشقانہ گاؤ وہ مطربہ بہ ادا و ناز حسب الحکم یہ غزل گانے لگی غزل

ہم پایہ کوے یار کے خلد بریں نہین | وہ آسمان نہین ہی وہان وہ زمین نہین
تجسا جفا شعار تو کوئی حسین نہین | دنیا مین اور بھی ہین اکیلے تمھین نہین
ٹھوکر لگا نہ مرقد حرمان نصیب پر | یہ سر تون کا ڈھیر ہی ظالم زمین نہین
تلوے کی تاب لانے کے قابل نہین فلک | وحشت کے واسطے مرے کافی زمین نہین
مجھ سے نحیف و زار تک آنا بعید ہی | چشم اجل کچھ ایسی تو باریک بین نہین
بالاے بام جلوہ نما ہی وہ رشک بدر | کہتا ہی کون آج کی شب چودھوین نہین
تنگ آ گئے ہین جور سے گردون کی دیکھنا | اک روز آسمان ہی نہین یا ہمین نہین
سمجھانا میرا حضرت دل یاد بھی رہے | بزم صنم مین جا کے مچلنا کہین نہین
چھن چھن کے نور آتا ہی باہر نقاب سے | پردہ نشین کا حسن تو پردہ نشین نہین
اجڑا ہوا ہی دل مرا مین کوچہ گرد ہون | میرا کہین مکان نہین اس کا مکین نہین
غصہ مین ان کو چھیڑ دیا کیا غضب کیا | سوجھی پیامبر تجھے چین جبین نہین

یہان تک اشعار مطربہ نے گا کر غزل کو تمام کیا فرامرز اور ملکہ دختر بردوان شاہ و عمان شاہ و شہر پر جادو اشعار غزل سنکے خوش ہوے مطربہ کو انعام کثیر دیا گیا بعدہ مطربہ دیگر طلب کی گئی وہ بھی مع اپنے سازندون کے بزم عشرت مین آکے رقص و نغمہ کرنے لگی جملہ اہل بزم ناچ گانا انکا دیکھنے اور سننے لگے باغ مین تو بزم عشرت آراستہ ہی ہر ایک عیش و عشرت مین ہی مگر یہ فلک دون چرخ نیلگون کب کسی کو راحت و عیش و آرام مین دیکھ سکتا ہی ہمیشہ درپے آزار رہتا ہی بزم عشرت کو آراستہ رہنا اسکو گوارہ نہین ہوتا ہی بربادی و خرابی کی ہمیشہ فکر کرتا ہی یہان بھی یہ محفل عیش گردون کو ناگوار ہوئی چنانچہ باعث مٹنے بزم عشرت کا تحریر کیا جاتا ہی کہ جب شہر پر جادو سامنے سے ازلال جادو کے اٹھ کر غصہ مین بھری ہوئی سوے زندان گئی اور وہان سب اسیرون کو رہا کر کے سوے باغ عمان شاہ لائی اور دوپہر تک ازلال جادو کے روبرو نہ آئی ازلال جادو نے منتظر رہ کر اپنی دوسری شاگرد ساحرہ مسماۃ اشتر جادو کو طلب کر کے اس سے کہا کہ او چھوکری ذرا جا کے دیکھ تو کہ شہر پر جادو کہان ہی بڑی دیر سے میرے روبرو نہین آئی شاید اپنے گھر مین ہوگی یا سوے زندان گئی ہوگی حفاظت اسیران مین مصروف ہوگی اسے میرے پاس بلا لا مین قبل اس کے اس پر خفا ہوئی تھی اشتر جادو حسب الحکم اسی وقت تلاش شہر پر جادو مین گئی پہلے مکان پر جا کر دیکھا اُسے وہان نہ پایا وہان سے پھر سوے زندان گئی دیکھا در زندان وا ہی داروغہ زندان مع صدہا نگہبانان زندان بالکل بیہوش پڑا ہی یہ حال دیکھکر گھبرائی بعجلت تمام روبرو ازلال جادو کے آئی عرض کیا حضور شہر پر جادو کا کہین پتہ نہین لگتا نہ تو وہ شوخ چشم اپنے مکان مین ہی نہ اہل زندان کی حفاظت مین سرگرم ہی زندان کھلا ہوا ہی داروغہ زندان مع اپنے جملہ ماتحتون کے بیہوش پڑا ہوا ہی زندان مین کوئی اسیر

نہین ہی یہ خادمہ خود دیکھکر ابھی آئی ہی ازلال جادو یہ سنکے سمجھ گئی کہ وہی گیسو بریدہ مجھسے برہم ہوکر
زندان سے اسیرون کو کسی طرف لیگئی ہی غالبًا سوے باغ عمان جادو گئی ہوگی یہ سمجھکر نہایت
برہم ہوکر کلمات سخت و درشت و ناگفتہ بہ شہپر جادو کے بارے مین اپنی زبان پر جاری کرکے بصد عجلت
تخت سحر پر سوار ہوکر انتر جادو کو بھی ہمراہ لیکر سوے باغ عمان شاہ بصد غیظ و غضب روانہ
ہوئی بعد قطع راہ جب قریب باغ مذکور کے پہونچی دیکھا کہ ایک لشکر کثیر بیرون باغ پڑا ہی خیام و بارگاہ
دورنگ استادہ ہین لشکر مین اکثر سوار خوش ہوکر گا رہے ہین اندر باغ کے بھی ایک بارگاہ ایستادہ
ہی پردے بارگاہ کے اٹھے ہوے ہین کچھ زن و مرد بیٹھے ہوے ہین ایک زن نازنین گا رہی ہی
اہل بزم بگوش دل گانا اُس کا سن رہے ہین یہ حال دیکھکر سمجھ گئی کہ شہپر جادو ان اسیرون کو
رہا کرکے یہان لائی ہی ان اسیرون نے اپنی رہائی کی خوشی مین جشن کیا ہی یہ سمجھکر زیادہ تر آتش غضب
اُس کی شعلہ ور ہوئی چہرہ قہر و غضب سے سرخ ہو گیا کثرت غصہ سے تاب ضبط نہ لا کر انتر جادو سے
کہنے لگی او چھوکری تو یہین ٹھہر مین جا کر ابھی سب کو جلا کر خاک مین ملائے دیتی ہون اور شہپر جادو
گیسو بریدہ کو پکڑ کر لئے آتی ہون انتر جادو نے دست بستہ عرض کیا اُستانی جی آپ کیون اتنی
زحمت و تکلیف گوارا کرین مجھی کو حکم دین کہ ابھی جا کر سب کو ایک ادنی سحر مین اسیر کرلون شہپر جادو
کو گرفتار کرلون آپ دور سے تماشہ دیکھین کہ کس عنوان سے آپکے دشمنون کو قید سحر مین مبتلا
کرتی ہون حضور نے جو مجھے سحر سکھایا ہی آخر کس روز کے واسطے سکھایا ہی میری موجودگی مین
آپکا دشمنون سے لڑنا مجھے منظور نہین ہی آپکا حق تعلیم و تربیت مجھپر بہت ہی آج کچھ تو یہ حق شاگردی
ادا کرے آپ کو میرے سر کی قسم میری عرض کو قبول کیجیے ازلال جادو انتر جادو
کے اس طرح عرض کرنے سے خوش ہوکر کہنے لگی او چھوکری اگر یہی تیری خوشی ہی تو جا فقط شہپر جادو
کو اسیر کر لا اور سب کو آتش سحر سے جلا دے یا دریاے سحر مین ڈبو دے نام و نشان کسی کا باقی
نہ رکھ کسی کو زندہ نہ چھوڑ مین یہان سے تیری سحر و ساحری دیکھتی ہون تیری خوشامد کرنے سے مجبور ہوکر
اسی جگہ توقف کرتی ہون دیکھون تو آج کس طرح تو سحر کرتی ہی انتر جادو نے عرض کیا حضور یہین
سے ملاحظہ فرمائین میرے سحر کا تماشہ دیکھین یہ عرض کرکے تخت سحر اپنا آگے بڑھا کر باواز بلند پکاری
کہ او شہپر جادو مین نے تجھے دیکھا خوب بیٹھی ہوئی گانا سن رہی ہی ارے غضب کیا تو نے کہ اپنی
اُستانی سے منحرف ہوئی اُن کے دشمنون کی دوست ہوئی خوب تو نے حق اُستادی ادا کیا جو کرنا
تھا وہ کیا تجکو شرم و حیا نہ آئی محبت مین اسیرون کی یہانتک چلی آئی کچھ خیال رسوائی و بدنامی کیا
اب ہوشیار ہو جا کہ اجل تیری آپہونچی مین تیرے حال پر رحم نکرون گی حکم اُستانی جی کا بجا لاؤن گی
شہپر جادو نے گفتگوے انتر جادو سنکے بدحواس ہوکر عمان بادشاہ و فرامرز ثانی سے
کہا کہ لو صاحب اب مین رخصت ہوتی ہون پیام اجل میرا آپہونچا زندگی میری دشوار ہی ہمراہ
انتر جادو کے ازلال جادو بھی ضرور آئی ہوگی وہ ایک بلاے بے درمان ہی سحر مین اُسکے
مین مقابلے کر نہین سکتی ہون ایک ادنی سی اُسکی تعلیم یافتہ ہون اپنا یقین ہی کہ اُس کے ہاتھ سے قتل ہون گی
اس نوجوانی مین دنیا سے سوے ملک عدم جاؤن گی افسوس کہ جو میری آرزو تھی بر نہ آئی پر ارمان
دنیا سے چلی مگر جاے شکر ہی کہ جو عہد محبت مین ثابت قدم رہی الفت مین جان گنوائی [illegible] جائیگی
کبھی کبھی یاد ضرور کیجیے گا یہ جان نثار اسیر قتل ہونے جاتی ہی آپ سب بھی اب بھی ہوشیار ہو جائیے

فکر اپنی جان بچانے کی کیجیے آمادہ جنگ ہو جائیے حالانکہ آپ سب صاحب اُس ساحرہ نامی سے تو کیا مقابلہ کیجیے گا سحر سے آپ لوگ آگاہ نہین ہین فقط مین اس بزم مین ساحرہ ہون **اشتر جادو** سے تو مقابلہ کر سکتی ہون مگر اُستانی سے ڈرتی ہون اُس پر غالب نہ آؤن گی یہ کہکر جلد تر طاؤس سحر پر سوار ہوکر باغ سے بلند ہوکر روبرو **اشتر جادو** کے گئی ادھر **فرامرز ثانی و عمان** نے بزم عیش کو موقوف رکھکر باغ سے باہر آکر افسران فوج کو حکم کمر بندی کا دیا حسب الحکم جملہ سوار مسلح ہوکر مرکبون پر سوار ہوئے **فرامرز ثانی** اور **عمان** بادشاہ شہر عمانیہ بھی مرکبون پر بیٹھے پھر میدان مین صف آرا ہوکے ارادہ کیا کہ جب **ازلال جادو** یہان آئے گی اُسے نشانہ تیر کرین گے بالاے زمین تو مردان جنگ جو صف آرا ہین ادھر بالاے ہوا شتر پر جادو نے سامنا **اشتر جادو** کا جاکر کہا کہ او بدزبان و بیہودہ گفتار جو کچھ مین نے کیا وہ خوب کیا مجھے اپنے فعل کا اختیار ہے اگر تجکو جھگڑا خواہی مین اپنی اُستانی کے دعوے سحر و ساحری ہو تو کوتاہی نکر مین بھی تجھسے سحر مین کچھ کم نہین ہون بلکہ زیادہ ہون تیری بھی یہ مجال ہے کہ مجھسے مقابلہ کرے اور مجھے اسیر کرکے لیجائے یہ تقریر **شتر پر جادو** کی سنکے **اشتر جادو** کو نہایت غصہ آیا فی الفور ایک گولہ فولادی جھولی سے نکال کر اسماے سحر اُس پر دم کرکے نام ساحری لے کر سینہ **شتر پر جادو** پر مارا ادھر **شتر پر جادو** نے کاردِ سحر سے اُس گولے کے دو ٹکڑے کرکے وہی کاردِ سحر اپنے خون پیشانی سے تر کرکے **اشتر جادو** کی طرف پھینکی اُس نے ہرچند سپرہاے سحر سے اُس کارد کو روکنا چاہا لیکن کارد مذکور اُن سپرہاے سحر کو کاٹ کر **اشتر جادو** کے سینہ پر کینہ پر اس طرح پڑی کہ پشت سے گذر گئی وہ تڑپتی ہوئی خاک پر گری بعد ایک لمحہ کے ہلاک ہوگئی اُس کے مرنے سے گونہ تاریکی ہوئی پھر اُس کے سحر کے اُس کے نام سے یون پکارے افسوس مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم کہ نام من **اشتر جادو** بود جب وہ تاریکی دفع ہوئی اور پھر اُس کے سحر کے ایک جانب نالان و گریان چلے گئے **ازلال جادو** نے تمام حال جنگ دیکھکر **اشتر جادو** کے قتل ہوجانے کا از حد افسوس کرکے کہا کہ اس چھوکری کی قضا ہی آئی تھی جب ہی تو خوشامد اور سر کی قسم دے کر مجھسے اجازت لے کر لڑنے کو گئی تھی خیر جو ہونا تھا وہ ہوا اب مین **اشتر جادو** اور اپنے فرزند کے خون ناحق کا عوض ان باغیون سے لیتی ہون یہ کہکر بزور سحر اژدرِ مہیب و کلان بنکر شعلہاے آتشین دہن سے نکالتی ہوئی صحرا کے درختون کو جلاتی ہوئی مثل بلاے بے درمان کے منہ کھولے ہوئے سوے **فرامرز ثانی و عمان** و **شتر پر جادو** وغیرہ باین خیال چلی کہ سب کو اپنے نفس گرم و شعلہاے آتش سوزان سحر سے جلا دیجیے یا کشش نفس سے جملہ دشمنون کو نگل جائیے **شتر پر جادو** اُس کو آتے ہوئے دیکھکر خوف سے بے اختیار بھاگ کر پاس **فرامرز ثانی** وغیرہ کے آئی اور کہا دیکھو وہ بلاے بے درمان آتی ہے دیکھیے کیا ہوتا ہے بظاہر تو یہ بلاے بد ابھی کسی کو زندہ نچھوڑے گی **فرامرز** نے جواب دیا کہ اے **شتر پر جادو** جاے خوف و اندیشہ نہین کیونکہ اگر دشمن قوی ہے تو نگہبان جان ہمارا دشمن سے قوی زیادہ ہے دیکھو ہم اُسی سے دعا کرتے ہین اگر اُس کو منظور ہوگا تو وہ ہمین کسی طور سے اس ساحرہ کی شر سے بچائے گا اور اگر پروردگار عالم ہی کو منظور نہوگا تو دعا ہماری قبول نہوگی یہ ساحرہ ہمکو مبتلا بلاے تازہ کرے گی یہ سنکر **فرامرز ثانی و عمان و صمصام تیغ زن و قہور راہزن** وغیرہ برجوع قلب سوے فلک ہاتھ اٹھا کر اس طرح بگریہ و زاری درگاہ جناب باری مین دعا کرنے لگے کہ اے خالق کون و مکان و اے معبود

انس وجان اے قاضی الحاجات واے مجیب الدعوات اے بر آرندہ حاجات واماندگان و اے مددگار عاجزان واسطہ تجکو اپنے بندگان برگزیدہ کا ہمکو اس ساحرہ کے شر سے بچا جلد تر ہمکو ساحل مراد پر پہونچا غرق دریاے فنا فی الحال نکر اس آفت عظیم و بلاے جان ستان سے کشت حیات ہماری پامال نکر تو ہمیشہ پر قادر ہی ہماری حالت مجبوری تجپر ظاہر ہی اس وقت بیکسی مین کوئی ہمارا مونس و مددگار نہین ہی تیرا ہی سہارا ہی تو ہی ہماری مدد کر اگر تیری مصلحت ہو تو اس بلا کو ہم سے دفع کر رونے شاد شادمانی دکھا اے حافظ حقیقی جانین ہماری کسی صورت سے بچا ورطۂ الم سے نجات دے اس بلاے بد سے امان دے ذات تیری کارساز ہی تو ہی بیکس غریب نواز ہی ہر ایک بندے کو تجھی پر ناز ہی تو ہی حاجت رواے اہل عالم ہی تو ہی نا خداے کشتی بنی آدم ہی بیکسون کا معین و ناصر ہی لاریب تو ہی ایسا توانا و قادر ہی کہ بمصداق **نظم**

کشتی نیا سے طوفان سے | ڈوبتی کو بچا لے طوفان سے | کردیا وصل آدم و حوا

حافظ نوح ہی بلا مین رہا
کردیا اس پہ آگ کو گلزار
شاخ پژمردہ سبز ہو اسدم
زندہ مچھلی مین رکھا یونس کو

خضر کا تو ہی راہ مین حافظ
مصلحت مین ہی تیری دخل بہت
تیری جس دم ہو بارش افضال
اے خدا ہم کو بھی بلطف و عطا

بہا یوسف کا چاہ مین حافظ
غرق کر دے تو دم مین ایسے جسے
شجر خشک کا ہے ہو نہال
ہمکو بھی اس بلا سے بچا

آگ مین ہو گیا خلیل بہار
چلے تیری اگر ہواے کرم
غم نہین اس کو جو کہ مونس ہو
اسی اپنے بندے کو اسوقت

ہماری نصرت کے واسطے بھیج تاکہ وہ ہماری مدد کرے تیرے حکم سے ہم کو اس ساحرہ کی شر سے بچائے یا اس کو آکر قتل کرے ہنوز فرامرز وغیرہ دعا کر رہے تھے دست دعا بلند تھے جانب فلک دیکھ رہے تھے ازلال جادو بصورت اژدر شعلہ فشان چلی آتی تھی کہ ناگاہ سوے فلک ایک غبارۂ پرضو یا ایک ستارۂ درخشان ان کو دکھائی دیا ہر ایک یہ امر عجیب و غریب مشاہدہ کرکے متحیر ہوکر بغور دیکھنے لگا سب کی اس طرف نظر تھی ازلال جادو بھی جو بصورت اژدر منہ کھولے شعلہا ہے آتشین دہن سے نکالتی ہوئی آتی تھی سوے فلک دیکھنے لگی یکایک صاحب غبارۂ مذکور نے بلندی سے فرامرز وغیرہ کو دست بدعا دیکھکر اژدر مسطور کو ان کی طرف آتے دیکھکر اس غبارہ نما کو سوے پستی لاکر نعرہ کیا کہ او اژدر بےادب کہان آتا ہی ٹھہر ہماری بے اجازت خاص بندون کو کیون ضرر پہونچایا چاہتا ہی خبردار کہ اپنی آتش قہر و غضب سے تجکو جلا کر خاک کردون کیا تو ہم کو نہین جانتا کہ ہم کون ہین ہمارے خوف سے بھی مطلق نہی ازلال جادو کہ بشکل اژدر وہان آئی تھی اس نعرے کے سنتے ہی تھم گئی سب نے دیکھا کہ ایک منڈھی مین کہ پرضو مانند ستارہ ہی ایک مرد ضیا بار باریش دراز لباس سفید و چکدار اپنے نشان و شوکت بیٹھا ہی آنکھ اسکے چہرۂ تابان پر اچھی طرح نہین ٹھہر سکتی ہی نظر خیرگی کرتی ہی وہ بلندی سے اترتا ہوا سوے زمین چلا آتا ہی اور پکار پکار کر کہتا ہی ستم درویش آفتاب صورت جب وہ بروے زمین آیا اپنے جامۂ پوستین کی جیب مین ہاتھ ڈالکر ایک آئینہ کہ مسمی آئینۂ حیرت تھا نکال کر عکس اس کا اس اژدر پر ڈالا عکس کے پڑتے ہی سحر دور ہوا ازلال جادو بصورت اصلی سب کو نظر آئی گھبرائی ہوئی مانند بید کے کانپتی ہوئی حواس باختہ سحر بھولی ہوئی خداوند آفتاب صورت نے منہ سے نکل کر بضرب شمشیر آبدار اسے قتل کیا بعض راویون نے یون بھی کہا ہی کہ اس صاحب غبارۂ پرضو نے بالا سے زمین آکر آئینۂ حیرت کا عکس اس پر ڈالکر صورت اصلی پر اس کو لاکر نا آشنائے

سحر عکس آئینہ سے کرکے فرامرز وغیرہ سے کہا کیا کھڑے دیکھ رہے ہو اس ساحرہ اپنی دشمن جان کو قتل کرو کچھ خوف نکرو اب اس کو سحر یاد نہیں ہے فرامرز نے حسب الحکم تلوار سے ازلال جادو کو قتل کیا غرض بہر طور جب ازلال جادو قتل ہوئی اور تڑپ کر مر گئی اُس کے مرنے سے تاریکی محیط ہوئی آندھی سیاہ آئی کچھ برف باری اور سنگ باری ہوئی بعد تھوڑی دیر کے مطلع صاف ہوا اُس کے سحر کے پیروں نے اُس کے نام سے آواز دی کہ مارا مجھکو کہ نام میرا ازلال جادو تھا یہ آواز دے کر نالان ایک طرف چلے گئے اُس وقت سب نے دیکھا کہ ایک ضعیفہ از حد سن رسیدہ کریہہ منظر بہت بدصورت زمین پر دو ٹکڑے پڑی ہے لباس اُس کا یہ ہے کہ لہنگا پہنے ہے کرتہ نیلگون بدن پر ہے بال سفید سر پر برائے نام ہیں دو دانت مثل گراز کے دراز دہن سے نکلے ہوئے آنکھیں چھوٹی چھوٹی نہایت زرد ہر ایک نے اُس کی صورت بد کو دیکھکر کہا کہ یہ ساحرہ کیا بدصورت تھی شہر پر جادو نے کہا کہ اصلی صورت اس کی یہی تھی بزور سحر اپنے تئیں جوان بنائے رکھتی تھی خوب ہوا کہ یہ قتل ہوئی اس کے ضرر و شر سے میری اور سب صاحبوں کی جانیں بچ گئیں درویش آفتاب صورت نے یہاں آکر عجب کار نمایاں کیا کہ دیکھنے سے حیرت ہوئی ان کی قدمبوسی سے شرف حاصل کرنا چاہیے یہ کہکے آگے بڑھی پھر شرف قدمبوسی حاصل کیا اسی طرح فرامرز و عمان بادشاہ وغیرہ نے شرف دست بوسی و قدمبوسی حاصل کرکے عرض کیا اس باغ میں تشریف لائیے قدم رنجہ فرمائیے چندے قیام فرمائیے تاکہ ہم آپ کی خدمت سے شرفیاب ہوں خداوند آفتاب صورت نے عرض قبول کرکے اُس منڈھی اور آئینہ کو ایک دم میں غائب کرکے باغ میں جاکر قیام کیا عمان شاہ وغیرہ نے از حد تکلفات سے دعوت و ضیافت کی خدمت گذاری بہت کی پھر ساحرہ مذکور کے قتل ہونے کی خوشی میں جشن کا حکم دیا بزم عشرت آراستہ ہوئی سامنے درویش آفتاب صورت کے ارباب نشاط مع سازندوں کے حاضر ہوکر رقص و نغمہ کرنے لگی اور ارباب نشاط سے ایک مطربہ نے یہ غزل گائی

غزل

آپ کو کیا جو پھرے کوئی بیابانوں میں — آپ آرام سے سویا کریں خسخانوں میں
مسجد و کعبہ میں پرستش نہ صنم خانوں میں — بت پرستوں میں نہ ہم ہیں نہ مسلمانوں میں
ہم سے پوچھے کوئی انداز پریزادوں کے — ہم رہا کرتے ہیں ہر وقت پریخانوں میں
جان و دل لے کے دیا بوسۂ رخسار تو کیا — یہ بھی احسان ہے کوئی ترا احسانوں میں
بلبلوں کو ہے تری بزم کی زینت کا خیال — پھول لالے کے لگا جاتی ہیں گلدانوں میں
سب سمجھتا ہوں رقیبوں کے کنائے دل میں — مجھکو نادان نہ سمجھے کوئی انجانوں میں
گھر سے پڑ جاتے ہیں ناسور ہمارے دل میں — ایسا کچھ زہر بھرا ہے تری مژگانوں میں
کچھ نہیں ضبط نہیں عشق میں مجنوں کی طرح — کیوں ترے کوچے سے جانے لگے ویرانوں میں
کافر عشق کو کہتے ہیں برا واعظ و شیخ — آگیا ہے خلل ان دونوں کے ایمانوں میں
دیکھ تو مجلس رندان میں بہانا واعظ — قدر کچھ بھی تو نہ ہوگی تری میخانوں میں
اور ہے کون جو آکر مرے دل میں رہتا — اک تصور ہی فقط آپ کا مہمانوں میں
وہ بلانوش ہیں ساقی کہ اگر منھ سے لگے — ایک قطرہ بھی نہ چھوڑیں ترے پیمانوں میں
ہم سے کیا نوک کی لیں خار مغیلان احسن — ہم قدم دیکھ کے رکھتے ہیں بیابانوں میں

اہل بزم سننے لگے خصوصاً درویش آفتاب صورت اور عمان بادشاہ و فرامرز ثانی وغیرہ
بگوش دل سامع ہوئے مطربہ مذکورہ انعام میں زر و جواہر پانے لگی دو پہر رات سے زیادہ بزم
عشرت آراستہ رہی بعد ازان بزم عشرت برخاست ہوئی ہر ایک اپنے اپنے فرش خواب پر جا کر آرام پذیر
ہوا فرامرز ثانی بھی جا کر فرش خواب پر لیٹا ہنوز خواب اُس کو آیا نہ تھا کہ درویش آفتاب
صورت نے سب کو سوتا دیکھکر فرامرز ثانی کے پاس جا کر کہا کہ تو نے مجھکو پہچانا یا نہیں اُس نے
کہا میں نے تو آپ کو نہیں پہچانا اسوقت مسکرا کر جواب دیا کہ میں خضران بن عمرو ہوں اے فرزند
آگاہ ہو کہ جب ملکہ نے اور تو نے اپنے تئین دریا میں ڈال دیا تھا میرے تئین سے صدمہ جدائی میں
صاحبقران سلطان کیوان شکوہ سے رخصت ہو کر بارادہ حج بیت روانہ ہوا تھا اثنائے
راہ میں دل میں آیا تھا کہ خانہ کعبہ میں ہمارے قبلہ و کعبہ خواجہ عمرو ثانی موجود ہیں جب اُن کو یہ معلوم
ہوگا کہ تجھسے عیار رہیاری جملہ اسباب عیاری لے گیا تو وہ ناراض ہو کر ایسے کلمات فرمائیں گے کہ
جن سے مجکو بہت ندامت حاصل ہوگی لہذا عزم خانۂ کعبہ موقوف کرکے کسی کوہ پر جا کر جان اپنی دیدون
چنانچہ اپنی جان دینے پر آمادہ ہوکے صحرا نورد ہوا تھا کہ ویرانہ میں ایک قبرستان میں گذر ہوا اُس
قبرستان درویش مرجان سحر ہو تھا اُس سے بہت سی اشیائے کرامت آثار مجکو دستیاب ہوئی
ہیں ازانجملہ منڈھی اور آئینہ حیرت ہے جس کو تو نے دیکھا ہے اُس کے اثر عکس سے ساحرہ سحر بھول گئی
اور بصورت اصلی ہو گئی پھر قتل کی گئی خداوند تعالے نے میرے حال پر رحم کیا شکر ہے خدا کا کہ میں نے
یہاں آکر تجھکو اور ملکہ کو زندہ و سلامت پایا اب مصلحتاً میرے حال سے کسی کو آگاہ نہ کرنا تم سے اپنا
حال کہدیا ہے فرامرز یہ سنکے خوش ہوا خضران بن عمرو نے اُس کو گلے سے لگایا بزرگانہ پیار کیا
پھر پوچھا کہ تم اپنے حال سے آگاہ کرو کہ کیونکر دریا سے نکلکر یہاں آئے فرامرز ثانی نے تمام حال
نیسان کے لانے کا اور جو کچھ گذرا تھا بیان کیا جب وہ شب بسر ہوئی صبح کو حسب الحکم درویش
آفتاب صورت و فرامرز ثانی لشکر سمیت عمان شاہ اُس جگہ سے سوئے قلعہ عمانیہ بارادہ
جنگ کوچ کیا جب لشکر قریب پہونچا دیو اسلم بھی مع اپنی فوج کے قلعہ سے باہر نکلا دیکھنے والوں
نے دیکھا کہ وہ اپنے فرزند اور اپنی زوجہ ازلال جادو کے قتل ہونے سے بدرجہ کمال غمگین تھا
اپنی زندگی سے بیزار تھا عمان و فرامرز ثانی کو مع لشکر کثیر دیکھکر اسی حالت غم میں تاب ضبط
نہ لا کر اپنے لشکر میں طبل جنگی بجنے کا حکم دیا جب یہ صدائے طبل جنگی سپاہ دیو اسلم میں بلند ہوئی
ہرکارے جو ہراول کے خبر رسان تھے انھوں نے روبروئے فرامرز ثانی آکر عرض کیا کہ اے پہلوان
دوران اسوقت دیو اسلم نے اپنی سپاہ میں نقارۂ جنگی بجوایا ہے ارادہ اُس بد اندیش کا یہ ہے
کہ صبح کو مع فوج میدان مصاف میں آکر آتش فتنہ بلند کرے باقی خیریت ہے فرامرز ثانی نے
حسب رائے درویش آفتاب صورت حکم دیا کہ ہمارے بھی لشکر ظفر اثر میں کوس حربی
لیناً بیتاً ایزدی بجایا جاوے ہنگام سحر جو منظور ایزدی ہوگا وہ ہوگا ملازموں نے فی الفور حکم کی
تعمیل کی یعنی نقارۂ جنگی بجایا رات بھر دونوں لشکروں میں خوب تیاری جنگ ہوئی ہنگام صبح ادھر
سے فرامرز ثانی ہمراہ عمان و درویش آفتاب صورت مع تمامی سپاہ جانب جنگاہ روانہ
ہوا اُس طرف سے دیو اسلم بھی ساٹھ ہزار سپاہ کی جمعیت سے میدان رزم میں آیا بعد درستی
میدان جنگ دونوں جانب سے صف آرائی سپاہ ہوئی میمنہ میسرہ قلب و کمین گاہ ہر ایک

سپاہ کا جوانان پرجگر سے آراستہ کیا گیا جب صف آرائی بخوبی ہو چکی دیو اسلم وار شمشاد لیکر
میدان جنگ میں آیا اور پکارا اے فرامرز ثانی اے قاتل فرزند من غمگین جلد میرے مقابلے
کو آ مجھ سے مقابلہ کر یا تو مجھے قتل کر یا میں تجکو ہلاک کردون کیا فائدہ کہ لشکر جانبین سے سرداران
سپاہ جو بہادر نامور ہیں نکلکر جنگ آزما ہون فرامرز ثانی نے صدائے دیو اسلم سنکے جانب
درویش آفتاب صورت دیکھا اس نے قریب اپنے بلاکر آہستہ کہا کہ اے فرزند میں نے
درویش مرجان سیخ مو سے ایک اکہ ایسا بھی پایا ہے کہ وہ جس کے بازو پر بندھا ہو کوئی اسپر
غالب نہو لہذا میں تیرے بازو پر وہی اکہ باندھ دون تاکہ دیو تجپر غالب نہ آئے فرامرز نے
عرض کیا کہ اس وقت آپ میرے بازو پر وہ اکہ نہ باندھیے بغیر اسکے باندھے میرے زور
بازو اور اپنی تعلیم فنون سپہ گری کا اثر دیکھیے کہ کیونکر اس دیو سے لڑتا ہون درویش آفتاب
صورت نقلی نے بہت خوش ہوکر کہا کہ اے فرزند اگر تیری یہی خوشی ہے تو خیر بسم اللہ برائے
مقابلہ دشمن جا خداوند عالم کے حفظ و حراست میں تجکو دیا اے فرزند حتی الامکان وار ضرب
شمشاد سے اپنے تئیں بچانا روکنے کا ارادہ نکرنا فرامرز ثانی بعد حصول اجازت جنگ میدان
کارزار میں آیا سامنے دیو اسلم کے مرکب روک کر ٹھہرا پھر طالب ضرب ہوا دیو بدگوہر نے
فرامرز ثانی کو دیکھکر یاد کیا کہ یہی میرے فرزند دیو سلیم اور میری زوجہ ازلال جادو کا
قاتل ہے اسی نے میرے دل کو دردمند کیا ہے یہی باعث بیزاری زندگی ہے یہ باتیں یاد کرکے آبدیدہ
ہوکر وار شمشاد کہ از حد گران اور طویل تھی اپنے دونوں ہاتھوں میں محکم پکڑ کر بالائے سر گردش
دے کر سر پر فرامرز ثانی کے لگائی ادھر فرامرز نے وار دار شمشاد کا خالی دے کر مرکب کو اچھالکے
آگے بڑھا کر شمشیر آبدار علم کرکے اس طرح اُس خیرہ سر کی کمر پر لگائی کہ وہ اجل رسیدہ مانند خیار تر
کے دو ٹکڑے ہو کر زمین پر یون گرا کہ زمین کانپی غبار بلند ہوا گویا ایک کوہ کو چیکا دو ٹکڑے
ہوکر بالائے زمین گرا لشکر اسلام میں شور تحسین و آفرین بلند ہوا مردمان سپاہ دیو اسلم دیکھتے
ہی دنگ ہوگئے ہر ایک کو حیرت ہوئی کہ ایک ہی آدم نے ایسے دیو قوی الجثہ کو ایک ہی وار میں
کس خوبی سے دو ٹکڑے کیا بعد حیران و متعجب ہونے کے افسران فوج دیو اسلم نے مردمان سپاہ
سے مخاطب ہوکر کہا یارو اس جوان نے ہمارے بادشاہ کو قتل کیا ہے ہم نے ایک مدت تک اپنے
بادشاہ مقتول کا نمک کھایا ہے مقتضائے بہادری و نمک خواری یہ ہے کہ اس جوان کو قتل کرو
زندہ اس کو جانے ندو سبنے کہا ہم تابع حکم ہیں افسران سپاہ فوج کو ہمراہ لیکر آگے بڑھے
فرامرز ثانی کو چار طرف گھیرنا چاہا ادھر سے بھی حکم درویش آفتاب صورت سے قہور
راہزن و صمصام شیرزن جملہ سپاہ کو ساتھ لیکر بعجلت تمام گھوڑے دوڑا کر آگے روانہ
ہوئے جب دونون لشکر مانند دو دریائے مواج و قہار کے باہم مل گئے لڑائی ہونے لگی برق
شمشیر چمکنے لگی بہادران سپاہ رعد آسا نعرے کرنے لگے بارش خون دلاوران مجروح و مقتول
زمین پر ہونے لگی عرصہ جنگ خون بہادران میدان جنگ سے رنگین ہونے لگا فرامرز ثانی
دلیرانہ ایسا لڑا کہ فوج عدو پسپا ہو کر امان طلب ہوئی فرامرز نے تلوار کو نیام میں رکھکر مردمان
سپاہ دشمن کو پناہ دی اسوقت جملہ افسران سپاہ دیو اسلم خدمت فرامرز ثانی میں آئے
اور عرض کیا کہ اب حضور کے ہم تابع فرمان ہیں چاہتے ہیں کہ آپ قلعہ میں تشریف لیجلیے فرامرز ثانی

الغرض درویش آفتاب صورت مع اپنے افسران سپاہ و عمان بادشاہ وغیرہ کے داخل قلعہ ہوا دیکھا کہ شہر نہایت آباد ہی عمارتین عمدہ و نفیس ہین الامر دمان شہر حق پرست معلوم ہوتے ہین غرضکہ فرامرز ثانی شہر کو دیکھتا ہوا دربار مین پہونچا سرداران لشکر دولت اسلام نے دست بستہ عرض کیا کہ حضور اس تخت حکومت پر اب جلوس فرماوین یہان کی بادشاہت کرین فرامرز نے تخت نشینی سے انکار کیا اسوقت درویش آفتاب صورت نے عمان کو اپنے ہاتھ سے تخت حکومت پر بٹھادیا تاج شاہی بالاے سر رکھدیا پھر حکم دیا کہ جملہ امرا وزرا و سرداران سپاہ عمان بادشاہ سابق شہر عمانیہ کو نذرین دین بدستور قدیم اس کو اپنا بادشاہ جانین اس کے تابع حکم رہین حسب الحکم درویش موصوف جملہ اہل دربار و سرداران تہور شعار نے موافق قاعدہ نذرین دین درویش مذکور ایک کرسی پر بیٹھے فرامرز ثانی قریب تخت ایک دنگل پر بیٹھا تہور زاہرن و صمصام تیغزن وغیرہ جملہ سرداران سپاہ بعد نذرین دینے کے حسب الحکم علی قدر مراتب کرسی و دنگل پر بیٹھے جب سب اہل دربار علی قدر مراتب دربار مین بیٹھ چکے تو عمان بادشاہ نے پہلے ہر ایک اہل دربار کو خلعت و انعام سے سرافراز کیا پھر فرامرز ثانی سے مخاطب ہوکر کہنے لگا کہ اے فرزند تم نے مجھپر بہت احسان کیا کہ میرے شہر پر مجھکو قابض و متصرف کرادیا میرے دشمنونکو قتل کیا اس احسان کی عوض کیا سلوک نیک کرون کہ جس سے بار احسان عظیم سے سبکدوش ہون فرامرز نے مسکرا کر جواب دیا کہ ہمکو احتیاج زر و مال و ملک کی نہین ہی اگر عوض ہماری نیکی کا منظور ہو تو دین اسلام اختیار کرا و اپنے جملہ مردمان شہر کو مسلمان کر آئین خدا پرستی اختیار کر مذہب باطل سے کنارہ کش ہو خدا وند عالم و عالمیان کو اپنا معبود حقیقی جان اس کو سجدہ کر کہ وہی قابل سجدہ ہی عمان بادشاہ نے کہا کہ اے فرزند مین تو پہلے ہی مسلمان ہو چکا اب از سر نو روبرو اہل دربار مسلمان ہوتا ہون یہ کہکے کلمہ طیبہ زبان پر جاری کر کے بصدق دل مسلمان ہوا پھر اسکے حکم سے جملہ اہل دربار بلکہ تمامی مردمان شہر مسلمان ہوے مساجد کی بنا ہونے لگی آواز اذان آنے لگی لوگ پابند نماز ہوے عبادت خدا کرنے لگے دیر منہدم کر دیے گئے مردمان شہر اپنے بادشاہ سابق کے از سر نو بادشاہ ہونے سے بہت خوش ہوے شہر مین رونق و زینت دو چند ہوئی عمان بادشاہ نے حکم جشن فتحیابی و سامان دعوت و ضیافت دیا ملازم کار بند ہوے بزم عشرت آراستہ ہونے لگی ارباب نشاط آنے لگے دعوت و ضیافت فرامرز ثانی و درویش آفتاب صورت و ملکہ دختر بردوان شاہ و جملہ سرداران سپاہ و مردم سپاہ کی بصد تکلف ہونے لگی بزم عشرت مین روبرو عمان و فرامرز ثانی و درویش موصوف نازنینان خوبرو و خوش گلو رقص و نغمہ کرنے لگین زر و جواہر انعام مین پانے لگین ازانجملہ ایک مطربہ نازنین و خوبرو نے یہ غزل حسب فرمائش عمان شاہ گانا شروع کی

غزل

اچھی یہ مزے کی گفتگو ہے تیری سی شکل ہو بہو ہے	کیون تم کو ہماری آرزو ہے تصویر لطف کے روبرو ہے	اب ان کی یہ ہم سے گفتگو ہے ہر لحظہ زبان پہ تو ہی تو ہے

پانی نہین آنکھ مین لہو ہے پھر بادۂ سرخ بھی لہو ہے موتی کی گرہ مین آبرو ہے	اشکون سے بدلدی دل اپنا ساقی جو ہو شریک محفل تم چھین سکو گے اسکو کیونکر	بیکار یہ جام یہ سبو ہے ہم سمجھتے ہین موت حیلہ جو ہے درکار اسے کونسا گلو ہے	ہم بزم ہو جسمین جو کوئی آجائے ابھی جو ہو سہانہ خنجر ہی الگ شام سے کیون

رُوکے ہم ہوس کے ہاتھ کو شب وصل
مضطر وہ بہت ہی تند خو ہے

اہل بزم عشرت اشعار عاشقانہ غزل سن سن کے خوش ہو کر تعریف کرنے لگے مطربہ مذکورہ کو انعام ملنے لگا الحاصل سات شبانہ روز تک بزم عیش و عشرت آراستہ رہی ارباب نشاط رقص و نغمہ کیا کیے دعوت و ضیافت بصد تکلف ہوئی بعد اختتام جشن ہوا اور درویش آفتاب صورت کی رائے سے فرامرز ثانی نے عمان شاہ سے کہا کہ اب جشن ختم ہوا دعوت و ضیافت بھی ہماری ہو چکی ہمکو رخصت کرو کیونکہ یہاں زیادہ قیام کرنا ہمیں منظور نہیں ہے سوئے لشکر صاحبقران یہاں سے جانا مطلوب ہے بند لشکر صاحبقران جانب طلسم نزول گیا ہے وہیں ہمکو بھی جانا ضرور ہے عمان شاہ نے کہا اگر خوشی تمہاری یہی ہے تو خیر ہم بھی ہمراہ چلیں گے یہ کہکے ارکان دولت و اعیان مملکت کو حکم دیا کہ سامان سفر مہیا کیا جائے اور اسباب جنگ فراہم ہو مگر بہت جلد تاخیر نہو کیونکہ ہمکو ہمراہ فرامرز ثانی کے یہاں سے جانا مطلوب ہے اعیان دولت نے حسب الحکم سامان سفر مہیا کیا درستی اسباب جنگ کی بھی کی جب سامان سفر حسب دلخواہ فراہم ہو گیا تو عمان شاہ نے اپنے وزیر اعظم مسمی ریحان خوش تدبیر کو بجائے اپنے تخت حکومت پر بٹھا کر جملہ اعلے ادنا کو حکم اُس کی اطاعت و فرمانبرداری کا دے کر تاج شاہی اُس کے سر پر مستعار رکھکر ساٹھ ہزار سواروں کی جمعیت سے ہمراہ رکاب فرامرز ثانی ہوا سپاہ فرامرز کہ جملہ بالا میں ہمراہ تھی سب فوج کی تعداد ایک لاکھ ہوئی درویش آفتاب صورت فرامرز ثانی کیخسرو براہمن و صمصام شمشیرزن وغیرہ سرداران سپاہ و عمان شاہ کی فوج مذکور ہمراہ لے کر ملکہ کو بھی ساتھ لے کر بہادر کر دو فر شہر عمانیہ سے سوئے لشکر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ روانہ ہوا حال اس کا انشاء اللہ بمقام مناسب لکھا جائے گا

یہاں سے اشہب کلمہ داستان صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کے تحریر کیے جاتے ہیں

عبث دل کو تصور ہر گھڑی ہے روئے جاناں کا
نہ لائے سر پہ کچھ آفت خیال اس آفت جاں کا

خدایا دور رکھنا تیسے سایہ ایسے انساں کا
نہیں ہے پاس مطلق جس کو اپنے عہد و پیماں کا

وہ بہر فاتحہ آئے کیا سامان جب ارماں کا
چمکتا اختر استارہ قسمت گور غریباں کا

شب فرقت خدا جانے قیامت ڈھائیگی کیا کیا
سحر سے دل کو دھڑکا ہے بلا سے شام ہجراں کا

گماں اہل زمیں کو ہوگا خورشید قیامت کا
اگر سر کا کبھی پھاہا ہمارے داغ ہجراں کا

تم اپنا آئینہ دیکھو سنا ؤ زلف پیچاں کو
تمہیں کیا غیر ہے جو حال مجھ حیران پریشاں کا

بچھوڑینگے نچوڑینگے کبھی ہم دختر رز کو
بلا سے زاہدا اسمیں ضرر ہو دین و ایماں کا

نگاہ ناز یہ کس کی ہوئی ہے پار سینے سے
مزا دیتا ہے رہ رہ کر کھٹکنا نوک پیکاں کا

قدر انداز تم ایسے ہو جیسے سامنے آؤ
لگاؤ تاک کر دل پر نشانہ تیر مژگاں کا

بلا کر جرم میں اپنی سناؤ یوں نہ سلواتیں
خدا کا خوف لازم ہے دکھاؤ دل نہ انساں کا

نہیں ہے دور دستے خالی مری صحرا نوردی بھی
دکھا دیتا ہے دل کو لوٹنا خار بیاباں کا

کہ ان کو جو نیچہ اثنائے جنگ و مقابلہ عوغا سے رعد آواز مین گر کر اٹھا لے گیا تھا جب وہ پنجہ
زمین سے بلند ہوا اول تو صاحبقران موصوف بیہوش تھے متوج ہوا سے زیادہ بیہوش
و بدہوش ہو گئے کچھ بھی خبر نہین رہی اپنے حال سے مطلق آگاہی نرہی غرضکہ وہ پنجہ صاحبقران
کو لیے ہوے پردۂ قاف مین درمیان قصر فیروزہ نگار مرصع کار کے کہ دیوؤن نے واسطے
جناب سلیمان کے بنایا تھا اُس کی تعریف خوبی کیا بیان ہو سکتی ہے سلیمان صاحبقران
ابن صاحبقران اعظم کے کہ اسی قصر مین تشریف رکھتے تھے جا کر ڈالدیا سلیمان صاحبقران
نے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کو پہچان کر متحیر ہو کر پوچھا کہ اے دیو افغان انکو
تو کہان پا گیا کیون ان کو اٹھا لایا اُس نے دست بستہ عرض کیا کہ حضور نے ایکمرتبہ اس تابعدار
و فرمانبردار سے فرمایا تھا کہ ہمارے آبا و اجداد کی نسل و ذریت اگر کسی کو کہین پانا یا اسکو بتلا سے
بلا دیکھنا تو فوراً اسے ہمارے پاس لے آنا یاد فرمایئے حضور پہچان بھی اپنے آبا و اجداد کی نسل کی
بھی یہ بتائی تھی کہ گیسوان طبیلی ہون گے خال سبز چہرے پر ہوگا اسی طرح دیگر پہچان بھی بتائی تھی
چونکہ آج حضور نے بضرورت تابعدار کو سوے پردۂ دنیا بھیجا تھا اور یہ فدوی اُدھر سے واپس
آتا تھا راہ مین دیکھا کہ دو طرف فوجین بکثرت جمع ہین میدان جنگ مین صف آرا ہین عرصہ مصاف
مین ایک جوان سے یہ مقابل ہوے اُس نے آواز بلند کر کے ان پر گرز گرانبار لگایا یہ بیہوش
ہوے اُس نے ارادہ قتل کرنے کا کیا مین نے فوراً آپنچ کر ان کو اٹھا لیا وہان سے حضور کے
پاس لے آیا سلیمان صاحبقران پردۂ قاف نے تقریر دیو مذکور کی سنکے متبسم ہو کے اسے
انعام دے کر فرمایا کہ اچھا کیا تو نے کہ ان کو ہمارے پاس لے آیا ہم تجھسے خوش ہوے دیو افغان
تو انعام لے کر وہان سے اپنے مقام مسکن پر گیا سلیمان صاحبقران نے اعزہ و اقارب سے
جو پریان تھین نیز دیگر پریون کو بلا کر ان سے کہا کہ ان کو معرکہ جنگ سے دیو افغان اٹھا لایا ہے
یہ بیہوش ہین ان کو بتدابیر جلد ہوشیار کرو مین یہان سے محض اس خیال سے جاتا ہون کہ ہمارے
سامنے اگر یہ غشی سے ہوشیار ہون گے تو شاید ان کو کچھ ندامت ہوگی یہ کہکے وہان سے ہٹ گئے
اُن پریون نے تدبیرین دفع غشی و بیہوشی کی کرنا شروع کین کوئی پری اپنے دست نازک سے
تلوے سہلانے لگی کوئی بدو مال بازو پر زور سے کس کر باندھنے لگی کوئی پنکھے سے ہوا دینے لگی
کوئی لخلخہ حسن عطر آمیز سنگھانے لگی کوئی گلہاے خوشبو پردۂ قاف سے لاکر گلدستہ بنا کر سنگھانے
لگی کوئی بازو پر ہاتھ رکھکر دعائین پڑھنے لگی کوئی عرق گلاب و کیوڑے کے منہ پر بار بار چھینٹے دینے
لگی کوئی اپنے دستی رومال سے پسینہ چہرے کا پونچھنے لگی کوئی پری انواع و اقسام کے تحائف دافع
بیہوشی ہوشیار کرنے کے قریب مشام صاحبقران سلطان کیوان شکوہ رکھنے لگی کسی پری
نے بند قبا کھولے کسی نے زرہ و بکتر تن سے دور کرنے کی فکر کی کسی نے کسی پری سے کہا جلد آب
سرد لاؤ ان کا منہ دھلاؤ پاؤن بھی ان کے ٹھنڈے پانی سے دھو تاکہ ہوش آئے بیہوشی رفع ہو
کوئی پری گھبرا کر دست نازک سوے فلک اٹھا کر واسطے دفع بیہوشی کے خدا سے دعا کرنے لگی
کوئی فتیلہ کیدر سے الکر انھین جلا کر سنگھانے لگی باین خیال کہ اگر یہ بیہوشی بوجہ آسیب کے ہو
تو آسیب دیو وغیرہ دور ہو جائے آنکھیں اپنی کھولین ہوش آجائے کوئی پری بواسطہ جناب سلیمان
خدا کی درگاہ مین واسطے دفع بیہوشی کے ملتجی ہوئی غرضکہ اُن پریون نے صدہا تدبیرین کین مگر

بیہوشی دفع ہو کسی طرح ہوش آئے اسوقت بہت سی پریان نادرالحسن وجمال صاحبقران
موصوف کے گرد قریب ترتھین اُن کے گل عارض کی خوشبو اور اُن کے گیسوان معنبر کی مہک
اور پسینہ تن کی دل آرام بوے خوش اور اُن کے لباس معطر کی بو باس ہزارون طرح کے
لخلخون سے بہتر و افضل تھی بیہوش توکیا ہی اگر مردہ صدسالہ کے بھی مشام مین خوشبو ہاے
مرقوم الصدر کا گذر ہو تو وہ بھی حکم خدا سے دوبارہ زندہ ہو جاے جب پریون نے تدابیر
مذکور کین اور گرد بیٹھین اور سر صاحبقران اپنے زانو پر رکھکر اپنے گیسو کی بو سنگھائی اور چند
قطرے عرق کے اُن کے گل عارض سے رخ صاحبقران پر ٹپکے غشی دور ہونے لگی ہوش
آنے لگا اُس پری نے اسی حالت مین زانو اپنا سر صاحبقران سے کچھ خیال کر کے علیحدہ کیا
اس اثناے مین صاحبقران کو ہوش آیا آنکھین کھولکر قصر فیروزہ نگار اور پریون کو دیکھکر کہا
کہ الحمد للہ والمنہ کہ پروردگار عالم نے اپنی رحمت و بخشش سے بعد مرگ مجکو یہ قصر فیروزہ نگار
عطا فرمایا ہی اور اسقدر حورین مجھے دی ہین یہ اُس کی رحمت ہی اعمال تو میرے لیسے اچھے تھے
کہ جن پر مجکو بھروسہ اپنی بخشش کا ہوتا لیکن اللہ نے میرے حال پر رحم کیا غوغاے رعد
آوا کے ہاتھ سے قتل ہوتے ہی جنت مین خدا نے داخل کیا اب یہان مدام براحت و آرام
بسر ہو گی وصل حوران جنان نصیب میوہ باغ بہشت کھانے کو حلہ ہاے جنت پہننے کو آب
چشمہ کوثر پینے کو سایہ طوبی راحت رسانی دل کو قصر ارم رہنے کو ملا ہی یقین ہی کہ ہمسایہ مین میرے
سب اہل جنت ہون گے جناب صاحبقران اولی بھی ضرور یہین کسی قصر مین تشریف فرما
ہون گے آرزو ہے دلی بر آئے اگر اُن سے ملاقات ہو جاے اُن کی قدمبوسی ضروری وہ بھی
جناب مجکو دیکھکر خوش ہون گے ہماری جناب جدہ مکرمہ ملکہ سیمان پری و قریشیہ سلطان
بھی یہین کسی قصر مین ہون گی ابھی اُن کو میرے یہان آنے کی شاید خبر نہین ہی اگر خبر ہوتی تو وہ
جناب خوش ہو کر خواہ یہان تشریف لاتین یا مجکو اپنے پاس بلاتین امید ہی کہ اُن جناب تک کوئی
ملک یا حور میری خبر ضرور کرے گا جب وہ حالات دریافت کرین گی تمام حالات جو گذرے ہین
بیان کر دون گا بعدہ عرض کرون گا کہ دنیا سے کارہ تھا مسافرانہ زندگی بسر کرتا تھا ہمیشہ اسی
سراے آخرت کا خیال رہتا تھا دنیا کے جھگڑون سے چھوٹ گیا جنگ و جدال بیشتر کفار سے
درپیش رہتی تھی لشکر کشی بارہا مشرکین پر کرنا پڑتی تھی شب و روز فکر و اندیشہ و تدبیر مین بسر ہوتی
تھی کوئی دم راحت سے زندگی نہ گذرتی تھی باوجود دولت و مال جاہ و حشم کے بے فکری حاصل
نہ تھی مقام شکر ہی کہ اجل آئی دنیا سے دوری ہوئی امور دنیا سے چھوٹ گیا اب کچھ فکر نہین ہی
یہان چین سے سوئین گے حورون سے ہمکنار ہون گے غلمان خادم ہین وہ حکم خدا سے ہماری
خدمت کرین گے یہان تمام اسباب راحت موجود ہین کسی بات کی تکلیف نہین ہی کیونکہ جنت
جاے راحت ہی مقام تکلیف نہین ہی اسی طرح سے بہت سی باتین کر کے اپنے تئین مردہ جان کے
آنکھین بند کر لین پریون نے جو تمام گفتگو صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کی سنی بعضی
تو مسکرائین اکثر متردد ہوئین کچھ پریان گھبرا کر خدمت سلیمان صاحبقران مین گئین اور
عرض کیا کہ حضور یہان تشریف رکھتے ہین وہان صاحبقران سلطان کیوان شکوہ غشی
سے ہوشیار ہو کر شاید اپنے تئین مردہ جان کر عجب عجب باتین کر رہے ہین وہ باتین اگر آپ سنئے

تو بہت بہتر ہے اگر مناسب ہو تو اسی حال میں تشریف لے چلیے اُن سے ہم سخن ہو کر فرمایئے کہ یہ کیا
باتیں کرتے ہو تم زندہ ہو صاحبقران قاف یعنی سلیمان صاحبقران نے کہا کہ اچھا تم چلو
ہم بھی آتے ہیں ادھر پریوں نے صاحبقران عادل کیوان شکوہ سے عرض کیا کہ حضور
آنکھیں کھولیں فرش سے اٹھیں مسند زرین پر یا کرسی زرین پر بیٹھیں اچھی طرح اپنے ہوش و حواس میں
آئیں اپنے تئیں مردہ تصور نہ فرمائیں دشمن حضور کے مردہ نہیں ہیں فضل خدا سے ابھی حضور زندہ
ہیں یہ مقام جنت نہیں ہے یہ پردۂ قاف ہے ہم کو حوریں نہ جانیے ہم سب پریاں ہیں اس قصر کو قصر جنان
نہ خیال فرمائیے یہ قصر فیروزہ نگار ہے جس کو دیوؤں نے برائے جناب سلیمان علیہ السلام
بنایا تھا آپ کو پردۂ دنیا سے دیو افغان مقابلہ غوغا سے رعد آواز سے اٹھا کر لایا ہے
صاحبقران عادل کیوان شکوہ نے پریوں کی گفتگو سنکے اچھی طرح آنکھیں کھول کر دیکھا تو
واقع میں اپنے تئیں پردۂ قاف میں پایا گرد پریوں کو بیٹھے دیکھا متحیر ہو کر فرش سے اٹھ بیٹھے اتنی دیر
میں سلیمان صاحبقران آئے ان کو پہچان کر سلام کیا انھوں نے جواب سلام دے کر حال مزاج
دریافت کیا جواب دیا شکر ہے خدا کا کہ زندہ ہوں اپنے تئیں پردۂ قاف میں پاتا ہوں قبل اس کے
اپنے لشکر میں تھا غوغا سے رعد آواز سے مقابلہ کر رہا تھا سلیمان صاحبقران نے کہا سچ ہے
تم کو دیو افغان پنجہ بنکر اٹھا لایا ہے اب کچھ اور خیال نہ کرو صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے
کہا کہ الحمد للہ اسی حیلہ سے آپ سے ملاقات ہوئی ہنوز یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ صاحبقران اعظم والد
سلیمان صاحبقران تشریف لائے ہمراہ ان کے سلیمان کوچک بھی تھے صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ نے اٹھ کر باادب سلام کیا اُن جناب نے فرمایا اے فرزند بیٹھو ہم نے تمہارے یہاں
آنے کی خبر سنی تمہارے دیکھنے کو آئے اسی طرح سلیمان کوچک نے کہا کہ ہم بھی اطلاع تمہارے
آنے کی پا کر اشتیاق دید میں یہاں آئے صاحبقران اعظم نے بزرگانہ پیار سے گلے لپٹا کر اپنے
سینے سے لگایا شفقت بزرگانہ بے حد کی مزاج پوچھا صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے
کہا کہ بفضل خدا آپ کی برکت دعا سے اچھا ہوں یہ باتیں جب ہو چکیں صاحبقران اعظم و سلیمان
کوچک و سلیمان صاحبقران نے واسطے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کے میوہ تر و
تازہ قاف و طعام لذیذ طلب کیا خدام نے حکم تعمیل کی پھر سب نے ایک جا میوہ و طعام کھایا بعد
اکل و شرب واسطے خوشی خاطر و شگفتگی مزاج صاحبقران پریوں کو حکم دیا کہ سامنے ان کے رقص و
نغمہ کریں پریوں نے حسب الحکم ناچنا گانا شروع کیا وہ اُن کی آوازیں وہ صورتیں بے بدیل وہ ادا
اُن کی لاجواب وہ اُن کا ناز و ادا و عشوہ ہنگام رقص و نغمہ پناہ بذات خدا صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ پریوں کے رقص و نغمہ سے از حد خوش ہوئے بعدہ سلطان صاحبقران کے
کہنے سے جا بجا پردۂ قاف کی سیر کی عجائب و غرائب اشیا نظر آئیں ایک روز ہنگام سیر اس قبرستان کی
کی طرف گذر ہوا جس قبرستان میں قبور ملکہ آسمان پری و ملکہ قلیشیم سلطان وغیرہ بزرگوں
کی تھیں سلیمان صاحبقران نے ہر ایک قبر کے صاحب قبر کا نام بتا کر کہا کہ افسوس یہ بزرگ اس
دنیا سے چلے گئے گوشۂ قبر میں عجب خواب میں ہیں کہ ہوشیار ہی نہیں ہوتے صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ نے آبدیدہ ہو کر ہر ایک اپنے بزرگ کی قبر پر سورہ فاتحہ پڑھا اس کا ہدیہ ثواب اُن کی
روح کو دے کر کہا کہ ہم بھی مسافر ہیں اس سرا میں ہیں بعد چندے کے آپ سے آ کر ملیں گے آپ صاحبوں کی

جدائی دشوار ہی بغیر بزرگون کے زندگی خردون کی بے لطف ہی دل یہی چاہتا ہی کہ آپ صاحبون
سے جلد تر ملحق ہو جاؤن یہ کہکر اشکبار اُٹھکر مزار جناب سلیمان علیہ السلام پر جاکر با ادب بیٹھکر
ہدیہ ثواب سورۂ فاتحہ اُن جناب کو دیا پھر وہان سے ہمراہ سلیمان صاحبقران وغیرہ قصر
فیروزہ نگار مین آئے متردد و متفکر بیٹھے سلیمان صاحبقران نے سبب تردد پوچھا اظہار کیا
کہ اسوقت ہمکو اپنے لشکر کا خیال آیا ہی نہین معلوم بعد ہمارے یہان آنے کے اہل لشکر پر کیا گذری
غوغاے رعد آواز سے سخت اندیشہ ہی وہ نابکار ہمارے لشکر کے اکثر سردارون کو ہنگام
جنگ اپنے نعرے سے بیہوش کرکے گرفتار کرکے لیجا چکا ہی کوئی حربہ اُس پر کارگر نہین ہوتا ہی سمجھ
مین نہین آتا ہی کہ کیا معاملہ ہی ہم نے بھی اُس سے مقابلہ کیا تھا اُس نے گرز گران مارا تھا ہر چند کہ گرز
مجکو بھی نہین پڑا تھا فقط اُس کی جھپٹ اور ہوا لگی تھی اور اُس نے نعرہ کیا تھا گھوڑا ہمارا ہلاک ہوا تھا
ہم بیہوش ہوے تھے اس اثنا مین آپ سے معلوم ہوا کہ دیو افقان پنجہ شکن ہمین اُٹھا لایا دیکھیے
انجام اس جنگ کا کیا ہوتا ہی غوغاے رعد آواز قتل ہوتا ہی یا نہین بظاہر تو ایسا معلوم ہوتا ہی کہ
قتل نہو سکیگا کیونکہ اُس پر کوئی حربہ کارگر نہین ہوتا ہی اور اُس کی صداے نعرہ کو سنکے کوئی با حواس
نہین رہتا ہی خدا معلوم اس مین کیا اسرار ہی کس سے دریافت کرین سلیمان صاحبقران نے
کہا کہ ہم ابھی شمس جنی کو کہ عامل ہی طلب کرتے ہین اُس سے بابت غوغاے رعد آواز کے
پوچھتے ہین وہ بزور اپنے علم کے جو کچھ اسرار ہوگا بیان کرے گا یہ کہکے ایک دیو کو واسطے اُس کے
بلا لانے کے روانہ کیا وہ دیو گیا بعد چند ساعت کے شمس جنی کو اپنے ہمراہ لایا اُس نے آکر
سلیمان صاحبقران و صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کو با ادب سلام کیا سلیمان
صاحبقران نے اُس کو ذی عزت جانکر بحرمت و عزت نزدیک اپنے بٹھایا اُس نے بعد تھوڑی
دیر کے عرض کیا اسوقت حضور نے مجکو کیون طلب فرمایا اس کمترین سے کیا کام لینا منظور ہی سلیمان
صاحبقران نے تمام حال غوغاے رعد آواز کے طریقۂ جنگ کا بیان کرکے پوچھا کہ غوغاے
رعد آواز پر کیا وجہ ہی کہ کوئی حربہ کارگر نہین ہوتا ہی اور وہ اپنے نعرے سے ہنگام جنگ حریف
کو اپنے بیہوش کر دیتا ہی اس مین کیا اسرار ہی شمس جنی نے اپنا عقدہ رمل زائچہ کھینچکر تا دیر فکر
کرکے عرض کیا کہ حضور مجکو اپنے علم و قاعدہ کی رو سے ایسا کچھ ثابت ہوتا ہی کہ غوغاے رعد
آواز طلسم بند ہی زیادہ اس باب مین کچھ نہین کہہ سکتا کہ وہ کیونکر مارا جائے گا اور کس نے اس کو
طلسم بند کیا ہی سلیمان صاحبقران نے فرمایا کہ اے شمس جنی ہم چاہتے ہین کہ تمام حال
مفصل طور سے غوغاے رعد آواز کا معلوم ہو اور یہ بھی دریافت ہو کہ وہ نابکار کیونکر قتل
ہوگا ایسی کوئی تدبیر بتاؤ کہ مطلب دلی ہمارا حاصل ہو اُس نے عرض کیا اگر حضور کو مفصل حالات
غوغاے رعد آواز سے آگاہی منظور ہو تو حور جنی جو عامل زبردست و یگانۂ روزگار ہین اور
ہزار برس سے انھون نے امور دنیا کو ترک کرکے ایک حجرے مین رہنا اور شب و روز عبادت خدا
کرنا اختیار کیا ہی اُن کے پاس جا بیٹھیے اور اُن سے نسبت غوغاے رعد آواز کے سوال کیجیے
وہ جواب شافی حسب دلخواہ حضور دینگی مگر حور جنی جناب تک پہونچنا حضور کا دشوار ہی حالانکہ
آپ مالک و حاکم پردۂ قاف کے ہین اور قوت تا زندار رکھتے ہین لاجواب ہین مگر بہت دشوار ہی کہ اُن
جناب تک آپ کی رسائی ہو سلیمان صاحبقران نے فرمایا کہ وہ ہانپ پوچھا کہ حور جنی تک کس وجہ سے

جا سکتے اُس نے کہا کہ ایک دیو مسمی دیو سرکش اثنائے راہ مین ہی بقوت زور بازو اُس نے ملک
اپنے قبضہ و تصرف مین کر لیا ہی تیس لاکھ دیو اُس کے تابع فرمان ہین دیو سرکش اُس ملک کی بادشاہت
کرتا ہی غیر کو اپنے ملک مین بلکہ اپنے ملک کی سرحد پر بھی نہین آنے دیتا ہی اُس کے خوف سے کوئی دیو اور
ہمن اُس طرف سے گذر نہین کرتا ہی کیونکہ وہ از حد قوی ہیکل ہی اُس سے کوئی لڑ نہین سکتا ہی اُسکی ضرب
کو روک نہین سکتا ہی نہ قوت مین اُس سے کوئی برابری کر سکتا ہی حورجنی جو عامل زبردست ہین
وہ اُسی کے ملک کی سرحد مین ہین سنا ہی کہ پہلے وہ ملک حورجنی کے بزرگون کے قبضہ مین تھا
حورجنی نے دنیا کو ترک کر کے شوق عمل خوارق مین کچھ ملک و مال کے اوپر توجہ نہین کی دیو سرکش
نے وہ ملک بقوت بازو اپنے قبضہ مین ایک مدت دراز سے کر لیا ہی صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ نے حال قوت دیو سرکش سُنکے کہا کہ ہم اُس دیو نابکار سے مقابلہ کر کے اُس کو
تہ تیغ کرین گے اور راہ کو پاک و صاف کر کے حورجنی تک جائین گے سلیمان صاحبقران
نے جواب دیا آپ اسقدر کیون تکلیف گوارہ کرین ہم کو موجود ہین اُس دیو سے سمجھ لین گے
جلد لشکر لے کر اُس کے ملک کی طرف روانہ ہون گے اُس سے مقابلہ و مجادلہ کر کے قتل کرین گے
آپ یہان سیر کرین بآرام و راحت رہین تھوڑی مدت مین یہ مہم سر ہو جائے گی پھر حورجنی تک
چلیے گا اُن سے ملکہ غوغا کے رعد آواز کے قتل ہونے کا سبب دریافت کیجیے گا صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ نے جواب دیا کہ یہ کام ہمارا ہی ہم کو بضرورت شدید پاس حورجنی کے جانا
منظور ہی لہذا ہم کو مناسب ہی کہ ہم دیو سرکش سے مقابلہ کر کے اُس کو پیوند خاک کرین آپ کو
لازم ہی کہ اس بارے مین اصرار نکرین ہماری قوت و شجاعت ہنگام مقابلہ دیو سرکش بلاحظہ کرین
کہ ہم کیونکر اُس سے لڑتے ہین اگر خدانخواستہ ہم اُس کے ہاتھ سے قتل یا مجروح شدید ہون گے تو ہمارے
اُسوقت آپ اُس سے جنگ کیجیے گا سلیمان صاحبقران نے اس مقدمہ مین زیادہ تقریر
مناسب نہ جان کر سکوت اختیار کیا بعدہٗ حکم تیاری لشکر دیا سامان سفر و جنگ ہونے لگا بعد اپنے
حسب دلخواہ سامان جنگ فراہم و مہیا ہو چکا سلیمان صاحبقران صاحب کیوان شکوہ نے
کیوان شکوہ کو ہمراہ لے کر کئی لاکھ دیوؤن کی جمعیت سے بصد کر و فر صاحبقران اعظم و سلیمان
روانہ ہوئے اثنائے راہ مین سیر عجائب و غرائب اشیا ر کی صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کے ملیوہ تر و
کو دکھلاتے ہوئے کوچ و مقام کرتے ہوئے ایک روز سرحد ملک سے ایک جا میوہ و طعام کھایا بعد
سبزہ زار مین لشکر کے قیام کا حکم دیا خیام و بارگاہین برپا ہوئین پریون کو حکم دیا کہ سامنے ان کے رقص و
جلد لشکر کے اترنے کا سامان کیا حسب خیام و بارگاہ بنا لیا وہ ان کی آوازین وہ صورتین بے عدیل وہ لوبنا
تخت سے اُتر کر صاحبقران سلطان کیوذہ ہنگام رقص و نغمہ پناہ بذات خدا صاحبقران سلطان
لشکر بھی اُترا یہ خبر دیو سرکش کو پہونچی وہ نابکار از حد خوش ہوئے بعدہ سلطان صاحبقران کے
لشکر لے کر ادھر آیا ہی کیا اُس کو ہماری قوت و شجاعت اُب اشیا ر نظر آئین ایک روز ہنگام سیر اُس قبرستان کو
کہ اسے بادشاہ ہا سے ہم نے سنا ہی کہ سلیمان ... سلیمان پری و ملکہ قریشیہ سلطان وغیرہ بزرگون
ہین اور شجاع و بہادر ہین وہی لشکر لے کر ... قبر کے صاحب قبر کا نام بتا کر کہا کہ افسوس یہ بزرگ اس
ایک شخص جس کو لوگ صاحب ... کیوان ... مین ہین کہ ہوشیار رہی نہین ہوتے صاحبقران سلطان
مین آیا ہو اُس کی بھی بہاد ... اپنے بزرگ کی قبر پر سورہ فاتحہ پڑھا اُس کا تحفہ ثواب اُن کی
س سرا مین ہین بعد چند سے نگے آپ سے آکر ملین گے آپ صاحبون کی

ملکہ آسمان پری اور قریشیہ سلطان سے ہین دیو سرکش نے کہا کہ کوئی آیا ہو مین کسی سے
نہین ڈرتا ہون دیکھنا ہنگام جنگ ہر ایک کو ایک ایک ضرب مین پیوند خاک کر دون گا لشکر کو تباہ و
برباد کر دون گا صحرا لاشون سے بھر دون گا کسی کو ان کے لشکر سے زندہ نچھوڑون گا اگر تمامی ساکنان
پردۂ قاف بھی مجھ سے لڑین گے تو بھی مجھ پر فتحیاب نہون گے رفقا نے عرض کیا حضور بجا فرماتے ہین یہان
تو دیو سرکش عالم غیظ و غضب مین سر دربار بالاے تخت حکومت بیٹھا ہوا بکب رہا ہی چہرے سے
آثار قہر و غضب آشکار ہین لیکن اب حال سلیمان صاحبقران کا تحریر کیا جاتا ہی کہ جب لشکر
فروکش ہوا سلیمان صاحبقران نے ایک نامہ اس مضمون کا دیو سرکش کو لکھا کہ او دیو
سرکش تجکو معلوم ہو کہ ہم اس طرف محض واسطے فتح جورجینی کابل کا ل سے آئے ہین لہذا ہمارا
سد راہ ہو کر ہم سے آمادہ شر و فساد نہونا اور دیکھتے ہی اس نامہ کے اطاعت ہماری اختیار کرنا ورنہ
انجام سرکشی تیرے حق مین برا ہوگا جب نامہ اس مضمون کا تیار ہو چکا ایک دیو کو حکم دیا کہ اس
نامہ کو پاس دیو سرکش کے لیجا وہ دیو نامہ لیکر روانہ ہوا دیو سرکش کو خبر ہوئی کہ نامہ لیکر
ایک دیو آتا ہی اس نے حکم دیا کہ اس کو آنے دو قاصد کو نہ روکو جسوقت وہ دیو نامہ لیئے ہوے
روبرو دیو سرکش کے پہونچا اس نے نامہ طلب کیا دیو نے موافق قاعدہ نامہ اس کو دیا اس نے
مضمون نامہ پر نظر کرکے نہایت برہم ہوکے پشت نامہ پر یہ جواب تحریر کرا دیا کہ اے سلیمان
صاحبقران مین تمہاری اطاعت ہرگز نہ کرون گا جورجینی تک ہرگز تم کو جانے ندون گا اگر
میری سرحد مین قدم رکھنے کا ارادہ کروگے تو پچتاوگے تمکو اور تمہارے تمام لشکر کو قتل کرون گا
کیا تم مجھسے آگاہ نہین ہو کہ نام میرا دیو سرکش ہی سرکشان دہر مجھسے پناہ مانگتے ہین یہ عبارت
جب لکھوا چکا دیو نامہ بر کو دیکے رخصت کیا بعد جواب کا منتظر ہوا دیو نامہ بر نے جواب نامہ کا سلیمان
صاحبقران کو دیا سلیمان صاحبقران دیکھتے ہی اس کی تحریر کو بدرجہ کمال غصہ آیا اسیوقت
صاحبقران نے جواب لکھا کہ او دیو سرکش ہوشیار ہو جا اگر روکنا اور ہم سے لڑنا منظور رہو تو
رعد آواز پر کیا وجہ ہم ضرور جورجینی تک جائینگے تیرے ڈرانے سے ہم شیر بیشہ جرأت ہرگز نہ ڈرینگے
کو اپنے بیہوش کر دیتا ہی اس نامہ مین لکھکر بدست دیو دیگر نامہ روانہ کیا اس نے نامہ کو دیکھتے ہی رعد
کرکے عرض کیا کہ حضور تجکو اپنے عالم کیا کہ مین مع اپنی سپاہ کے آتا ہون تم سے مقابلہ کرون گا ہنگام جنگ
آواز طلسم بند ہی زیادہ اس بارے لیکر نامہ دیکر کہا کہ لیجا دیو تو نامہ لیکر خدمت سلیمان
طلسم بند کیا ہی سلیمان صاحبقران سے صاحبقران نے مضمون جواب سے اطلاع پائی اور
مفصل طور سے غوغا سے رعد آواز کا معلوم انہو کر بمقابلہ سلیمان صاحبقران مقیم ہو کر
ہوگا ایسی کوئی تدبیر بتاؤ کہ مطلب دلی ہمارا حاصل ہو نقارۂ جنگی پر چوب لگا دیجیے کہ ہم میدان جنگ
غوغا سے رعد آواز سے آگاہی منظور رہو تو جو تدبیرین کہ دیوون نے اس کے حکم پر عمل کیا جب
ہزار برس سے انھون نے امور دنیا کو ترک کرکے خدمت سلیمان صاحبقران ثانی علم میں نہ
کرنا اختیار کیا ہی ان کے پاس جا بیٹھے اور ان سے لے سلیمان صاحبقران پردۂ قاف دیو سرکش
وہ جواب شافی حسب دلخواہ حضور دین بمقابلہ حضور نقارۂ جنگی اپنے لشکر ہزیمت اثر مین بجوایا ہو
آپ مالک و حاکم پردۂ قاف کے ہین اور فتنہ کارزار مین آکر آتش فتنہ و فساد بلند کرے باقی ہزیمت
جناب تک آپ کی رسائی ہو سلیمان نے فرمایا کہ مدد ہمارے لشکر ظفر اثر مین بھی نہایت ایذدی

کوس حربی بجایا جائے اگر وہ نابکار آمادہ کارزار ہے تو ہم بھی اُس سے مستعد جنگ ہین اُن دیوؤن نے
نقارہ نواز دیوؤن سے حکم صاحبقران پردۂ قاف صاف صاف بیان کیا انھون نے بسم اللہ کہکر
کوس حربی بجایا رات بھر دونون لشکرون مین تیاری جنگ کی ہوئی ہر ایک دیو نے اپنے اپنے حربے کو
بخوبی درست کیا جب صبح ہوئی اُس طرف سے دیو سمرکش تین لاکھ دیوان خونخوار و بہادرین کی جمعیت
سے بصد کبر و غرور میدان جنگ مین آیا اس طرف سے سلیمان صاحبقران بہمراہی صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ سوئے نبردگاہ بہزار عز و جاہ کئی لاکھ دیوؤن کے ساتھ خرامان خرامان گئے
جب بمقابلہ دیو سمرکش پہونچے اپنے تخت کو روکا دیو سمرکش کو بنظر تند و تیز دیکھا اُس نے بھی سلیمان
صاحبقران کو بنظر قہر دیکھا پھر دونون جانب سے درستی میدان کارزار ہوئی بعد از طرفین سے صف آرائی
ہوئی میمنہ میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمین گاہ حسب دلخواہ درست کیا گیا سلیمان صاحبقران بعد
صاحبقرانی چالیس قدم آگے لشکر کے ہمراہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کے بالائے مرکب
پردۂ قاف ایستادہ ہوئے اُسوقت دیو سمرکش وار شمشاد ہاتھ مین لے کر بصد غرور میدان جنگ
مین آکر بصدائے بلند و مہیب پکارا کہ اے سلیمان صاحبقران کسی اجل رسیدہ کو واسطے میرے
مقابلے کے روانہ کرو یا خود آکر مجھ سے جنگ آزما ہو سلیمان صاحبقران نے ارادہ اُس سے
مقابلہ کرنے کا کیا تھا مرکب کو آگے بڑھایا تھا کہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے انھین روک
کر کہا کہ آپ توقف کریں اس دیو کے مقابلے کے واسطے ہمین جانے دین ہر چند سلیمان صاحبقران
نے کہا کہ آپ نہ جائیے ہمین لڑنے کے واسطے جانے دیجیے صاحبقران نے نمانا آخر کار مجبور ہو کر سلیمان
صاحبقران نے کہا کہ اچھا آپ ہی اس نابکار سے جنگ آزما ہوجیے جوہر شمشیر آبدار دکھائیے ہم مشتاق
دید ہین ہمین اپنی جنگ دکھائیے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ مرکب پر سوار ہو کر مسلح و مکمل ہو کر
روبرو دیو سمرکش کے گئے اُس نے ان کو دیکھکر قہقہہ مارکر کہا کہ اے آدمزاد ضعیف البنیاد تو مجھسے لڑنے کو
آیا ہے کیا تجکو اپنی جان عزیز نہین ہے زندگی سے بیزار ہے جو مجھ ایسے دیو قوی سے لڑنے کو آیا ہے مجھے تیرے
حال پر رحم آتا ہے کہ تجھے کیا مارون تیرے خون سے زمین کو کیا رنگین کرون سوا اس کے کہ تجھسے لڑنا باعث
اپنی بدنامی کا ہے کیونکہ تو ایک نحیف و ناتوان آدمزاد ہے جا کسی دیو قوی بازو کو میرے مقابلے کیواسطے
بھیج تو مجھسے کیا لڑے گا میری ضرب کیا روکے گا ہوا سے وار شمشاد سے وقت جنگ اڑ جائے گا
صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے برہم ہو کر جواب دیا کہ او دیو مغرور متکبر کیا بیہودہ بکتا ہے
بس اب ایسی تقریر نکرنا ورنہ زبان تیری تیرے دہن سے کھینچ لون گا او نابکار تو مجکو نظر حقارت سے دیکھتا
ہے میرے حال پر رحم کرتا ہے یعنی آدم کو ضعیف و ناتوان جانتا ہے اپنے قوت بازو پر ناز کرتا ہے دیکھنا وقت
حرب و ضرب کس طرح تجھ سے لڑتا ہون اور کیونکر تجکو تہ تیغ کرتا ہون کہ تو بھی وقت احتضار پچھتائے
دیکھنے والون کو حیرت ہو جائے او ناہنجار پروردگار عالم نے مجکو اپنی قدرت کاملہ سے وہ زور عطا کیا ہے کہ دیو
اور جن بھی مجھسے لڑ نہین سکتے طاقت مین ہمسری کر نہین سکتے تو مجھسے کیا لڑے گا ایک دم مین میرے
ہاتھ سے مارا جائے گا اگر اپنی زندگی چاہتا ہے تو راہ راست پر آ دین اسلام قبول کر کے میری اور سلیمان
صاحبقران کی اطاعت کر جو رنجش تک جانے دے اُس نے برہم ہو کر جواب دیا کہ او آدمزاد تو
ایک لقمۂ نرم و نازک ہے اسوقت تجکو ہلاک کر کے کھاؤن گا تیرے کہنے پر عمل نکرون گا تو اپنی قوت
دکھا دے حوصلہ اپنے دل کا نکال لے آخر کو تو میرے ہاتھ سے جانبر نہوگا صاحبقران موصوف نے

جواب دیا کہ او نابکار ہم اہل اسلام ہیں یہ ہمارا شعار نہیں کہ پہلے حریف پر وار کریں جب ہمارا پروردگار تیری ضرب سے بچائے گا اُسوقت ہم بھی تجھ پر ضرب لگائیں گے دیو نے جواب دیا ثابت ہوا کہ تیری اجل ہی آگئی ہے میں نے تو بہت چاہا کہ تجھ ایسے ضعیف و نحیف سے نہ لڑوں تجھے ہلاک نکروں لیکن تو نہیں مانتا خبردار ہو جا کہ اب اجل تیری تیرے سر پر آئی ہے یہ کہکر دار شمشاد کو پکڑ کر دونوں ہاتھوں سے گردش دے کر بالاے سر صاحبقران ممدوح لگائی اس طرف صاحبقران موصوف نے تلوار علم کرکے اسقدر توقف کیا کہ دار شمشاد قریب آئے اُس کے نزدیک آتے ہی ایسی قوت سے اُس پر تلوار لگائی کہ وہ دار شمشاد مانند خیار تر دونیم ہو کر بالاے زمین گری اُس کے گرنے سے زمین میں ایک غار ہو گیا میدان جنگ تھرایا غبار عظیم بلند ہوا دیو سرکش کو حیرت ہوئی صاحبقران پردۂ قاف نے بڑھکر بہت تعریف کرکے کہا کہ آپ نے کس خوبی سے دار شمشاد کو تلوار سے دو ٹکڑے کیا ہے واقعی عجب کارنمایاں کیا ہے ایسے گرانبار و طویل دار شمشاد کو ایک ضرب شمشیر سے دو نیم کرنا آپ ہی کا کام ہے کسی دیو سے ممکن نہیں ہنوز سلیمان صاحبقران تعریف کر رہے تھے کہ دیو سرکش نے اُس دار شمشاد کو جو اُس کے ہاتھ میں تھا نادم و متحیر ہو کر زمین پر ڈالکر گرز دہ پشت نہنگ نہایت گران سنگ کو اٹھا کر خبردار خبردار کہکر بقوت تمام صاحبقران سلطان کیوان شکوہ پر لگایا صاحبقران موصوف نے یہ وار خالی دے کر حریف کو اپنی زد پر پا کر ایسی تلوار اُس کی کمر پر لگائی کہ وہ دیو ناپاک دو ٹکڑے ہو کر بالاے خاک گرا وہ زمین پر کیا گرا گویا دو ٹکڑے ایک کوہ کے زمین پر گرے عرصہ نبرد اُس کے گرنے سے ہل گیا گاؤ زمین کو صدمہ پہونچا غبار بلند ہوا دیووں نے لشکر سلیمان صاحبقران کے شور تحسین و آفرین بلند کیا سلیمان صاحبقران نے از حد تعریف شجاعت و بہادری و فن سپہ گری کرکے کہا کہ آپ نے کیا وار کیا ہے کہ ایک پہاڑ کو ضرب شمشیر سے دو ٹکڑے کیا ہے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے کہا کہ یہ فقط آپ کی حسن نظر ہے ہنوز یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ دیو لشکر دیو سرکش کے اپنے بادشاہ و آقا کو مقتول دیکھکر تاب تحمل نہ لا کر یکبارگی صاحبقران ممدوح پر حملہ ور ہوے باہم اس امر میں اتفاق کیا کہ قاتل دیو سرکش کو گھیر کر ضرور قتل کرو زندہ اس کو جانے نہ دو ادھر سے بھی حکم سلیمان صاحبقران سے تین لاکھ دیو اُن کے روکنے کو آگے بڑھے جب دو لشکر باہم ملے طوفان عظیم برپا ہوا لیتے لڑائی ہونے لگی چوب چقماق و دار شمشاد و دہ پشت نہنگ وغیرہ چلنے لگے جنگ مغلوبہ ہونے لگی صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے اُس جنگ مغلوبہ میں شمشیر آبدار سے ہزارہا دیو زخمی اور قتل کیے آخرکار دیو سپاہ دیو سرکش کے تاب ثبات قدم و تحمل حملہ نہ لا کر پسپا ہو کر طالب امان ہوے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے اُن کو امان دی وہ سب دیو مطیع و فرمانبردار ہو کر مسلمان ہوے جب لڑائی فتح ہوئی اور دیو سرکش مارا گیا کوئی سد راہ نرہا تو سلیمان صاحبقران نے وہاں سے سوے حورجنی کوچ کیا صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کو ہمراہ لیا بعد قطع راہ دور و دراز در حجرہ حورجنی تک پہونچے دیکھا کہ در حجرہ بند ہے حورجنی اندر حجرے کے ذکر خدا کر رہا ہے سلیمان صاحبقران نے چند دیووں سے کہا کہ حورجنی سے ہمارے یہاں آنے کی خبر کرو اُن سے کہو کہ دروازہ حجرے کا وا کریں ہم واسطے ملاقات اور ملنے کے لیئے آئے ہیں تھوڑی دیر ہم سے ہمسخن ہوں بعدہٗ ذکر خدا میں مصروف ہوں اُن دیووں نے حکم کی تعمیل کی حورجنی نے دروازہ حجرہ کا وا کیا اندر حجرے کے بلایا اور واسطے تعظیم کے اپنے فرش حصیر سے اٹھا اور سلام کیا پھر وہیں سلیمان

صاحبقران و صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کو بٹھا کر بعد مزاج پرسی سبب تشریف آوری دریافت
کیا سلیمان صاحبقران نے قبل ظاہر کرنے اپنے آنے کے سبب کے سراپاے حور جنی عامل کامل
پیرا و راس کے حجرۂ مسکونہ پہ نظر کی معلوم ہوا کہ حور جنی ایک مرد بزرگ نہایت سن رسیدہ با ریش دراز
و سفید نحیف و لاغر ہی باوجود کبیر سنی کے چہرے پر نور ہی پیشانی پر نشان سجدہ ہی علامت کثرت سجدہ
و عبادت خدا کی ہی سر پر عمامہ ہی بدن پر پوشاک پاک و صاف ہی دست حق پرست مین تسبیح ہی آنکھین
محو نظارہ قدرت پروردگار ہین سینہ گنجینہ علم و کمال ہی کثرت لاغری سے رگین شکم و پشت و غیرہ
اعضا کی ظاہر ہین ہمہ تن پوست استخوان ہی کثرت رکوع سے پشت دوتا ہی بوجہ کبیر سنی کے کوزہ پشت
ہی حجرے مین مال دنیا سے بجز فرش حصیر کچھ نہین ہی وسعت مین وہ حجرہ کم ہی چندان کشادہ و وسیع
نہین ہی کہنہ و بوسیدہ ہی اس کے دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہی کہ نہایت کہنہ ہی تعمیر اس کی مدت درازکی ہی
نہین معلوم کس زمانہ کا بنا ہوا ہی اور کس نے بنایا ہی جا بجا سے شکستہ و بے مرمت ہی گویا بصورت قبر ہی
کہ تنگ و تاریک نہین ہی روشنی ہی کھانے اور پینے کی قسم سے کوئی شے وہان نہین ہی نہ کوئی ظرف
کسی قسم کا ہی پہ سلیمان صاحبقران نے جواب دیا کہ اے حور جنی باعث ہمارے یہان آنے کا ایک
امر ضروری ہی وہ یہ ہی کہ کچھ آپ سے دریافت کرنا ہی منظور ہی حور جنی نے کہا پوچھو جو کچھ پوچھنا ہو اگر ہم کو
معلوم ہوگا تو بتا دینگے سلیمان صاحبقران نے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کی طرف
اشارہ کر کے کہا کہ یہ ہمارے عزیز قریب صاحبقران سلطان کیوان شکوہ ہین پردۂ دنیا پر آپ ہی
صاحبقران ہین یہ بضرورت مع اپنے لشکر کے براے فتح طلسم زلزلہ جاتے تھے اثناے راہ طلسم مذکور
مین ان کو چار قلعے نظر آئے ان قلعون سے گذرنے کا ارادہ کیا قلعہ اول کا جو حاکم حسین پیر تھا
ہی سد راہ ہوا کسی طرح راہ دینے پر راضی نہوا آخر کار نوبت بجنگ پہونچی غوغاے رعدآواز سے
مقابلہ ہوا جو بہادر و دلاور ہی اس سے جا کر ہم نبرد ہوا اس نے نعرہ کیا بجرد نعرہ کرنے کے حریف اس کا
بیہوش ہوگیا اس نے اسے اسیر کر لیا اسی طرح بکثرت بہادرون کو ہنگام جنگ و مقابلہ اس نے اسیر
کیا ان کے عیار و فادار طیفور گرد پا نے بعیاری سرداران سپاہ اسیر شدہ کو رہا کیا آخر کار خود انھون
نے اس نابکار سے مقابلہ کیا اس نے وار گرز گرانبار کا کیا گھوڑا ان کا ہلاک ہوا یہ بھی اس کے نعرے
سے قریب بہ غشی ہوے تھے دیو افغان ان کو پنجہ بنکر اٹھا لایا ہی پس کیا اسرار ہی کہ غوغاے رعدآواز
کی صدا سے حریف اس کا بیہوش ہو جاتا ہی اور وہ نابکار قتل ہو نہین سکتا ہی کیا تدبیر کی جاے کہ اس پر
یہ فتحیاب ہون اور دیگر حاکمان قلعہ جات مذکورہ پر فتحمند ہو کر سوے طلسم زلزلہ جائین آپ اپنے علم اور
کمال سے مفصل حالات ارشاد کرین تاکہ اس کی کوئی تدبیر کی جاے بلکہ خود ہی آپ تدبیر فتحیابی بھی
قلعجات مندرجہ بالا ارشاد کر کے ہم کو قید فکر و تردد سے رہا کرین حور جنی عامل زبردست نے تمام حال
سنکے اپنے علم و کمال کے ذریعہ سے تا دیر فکر کر کے جواب دیا کہ اے صاحبقران پردۂ قاف آپ کو معلوم
ہو زمانہ بعید و دراز گذرا ہی کہ پردۂ دنیا پر ایک شخص عامل کامل مسمی فہیم عامل تھا اس نے واسطے اظہار
علم و کمال و حکمت اپنے کے و نیز بقاے نام اپنے کے بزور اپنے علم و کمال و حکمت و دانائی کے اثناے
راہ طلسم زلزلہ مین چار قلعے بناے اور آباد کئے تھے اور ہر ایک قلعہ کا ایک ایک حاکم مقرر کیا تھا اور
ایک ایک شخص ہر قلعہ مین طلسم بند کیا تھا بلکہ ہر ایک قلعہ طلسم بند کیا تھا تاکہ کوئی شاہ و شہریار ان قلعون کو
بزور شمشیر فتح نہ کر سکے جو کوئی بادشاہ ان قلعون کو لینا چاہے یا راہ قلعجات سے گذرنا چاہے ہرگز نہ لے سکے

نہ گذر کر سکے اور ہنگام جنگ دست اشخاص طلسم بند سے اسیر و قید ہوا اور کوئی سرکش اُن پر فتحیاب نہو
اگر لاکھوں مردم حملہ در ہوں تو بھی وہ قلعہ فتح نکر سکیں خود قتل و قید ہو جائیں غرض بعد تیار کرنے
قلعوں مذکور کے لوح طلسمی بھی اُن قلعوں کی بنائی تھی از حد کوشش و ریاضت و حکمت اُس کے
بنانے میں کی تھی بعد تیار کرنے قلعوں اور لوح طلسمی کے اُس کو اپنے علم کے ذریعہ سے یہ بھی واضح ہوا
تھا کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ ایک شخص اولاد و نسل صاحبقران اولی سے براے فتح طلسم زلزلہ
جاے گا اثناے راہ میں ان قلعوں کو بھی فتح کرے گا لہذا حفاظت لوح طلسمی اُس کو واجب و لازم
ہوئی بعد فکر بسیار پوشیدگی لوح طلسمی کے سوچکر اُس نے بزور عمل خوانی چند پریوں اور کچھ جنوں کو تسخیر
کرکے اپنا مطیع و فرمانبردار کیا اکثر پریوں اور جنوں کے پاس بیٹھتا تھا اپنی بزم میں بارہا اُن کو جگہ دیتا
تھا پریوں کی اور جنوں کی ہم نشینی سے خوش ہوتا تھا لطف زندگی اُٹھاتا تھا اُن پریوں سے ایک
خضران سبز پوش پری تھی اور دیگر پریاں اور بھی تھیں چنانچہ خضران سبز پوش پری اب تک
بقید حیات ہے از حد ضعیفہ ہو گئی ہے اس پری سے فہیم عامل از حد مانوس تھا غرضکہ عامل مذکور بعد مطیع
کرنے پریوں اور جنوں کے بفکر پوشیدگی لوح طلسمی سرحد پر کوہ قاف میں آیا یہاں آکر اُس نے بعد کد
و تردد و بزور علم و حکمت ایک قلعہ وسیع و محکم مسمی بہ طلسم شمشیر جنبان بنایا در قلعہ پر دو تلواریں لگائیں
کہ وہ اب تک شب و روز ہر لحظہ و ساعت جنبان رہتی ہیں جو کوئی دیو یا جن یا بنی آدم سایہ دیوار طلسم
شمشیر جنبان میں اگر سہواً بھی چلا جاتا ہے یا حد طلسم مذکور میں قدم رکھتا ہے تو وہ دو تلواریں جو در قلعہ پر آویزان
و جنبان ہیں فی الفور در قلعہ سے جدا ہو کر مانند دو برقوں کے اوپر اُس کے گرتی ہیں اور خرمن حیات
کو اُس کے جلا کر خاک کر دیتی ہیں اور پھر بدستور در قلعہ میں آویزان ہو کر جنبان ہوتی ہیں الحاصل بعد تیار کرنے
طلسم مذکور کے حاکم و بادشاہ اُس طلسم کا برق جادو کو کیا اور اُسی کے نام پر طلسم مذکور کو باندھا
قواعد و مرحلات طلسم مانند دیگر طلسموں کے اُسمیں بھی قائم کئے اور اندر اُس طلسم کے ایک مقبرہ بھی
بنوایا جب وہ مرض الموت میں مبتلا ہوا زندگی سے نا امید ہوا حاکم و بادشاہ طلسم مذکور کو بلا کر کہا کہ
میں اب جانبر نہوں گا دنیا سے سوے عدم جاؤں گا اس بیماری سے نہ بچوں گا لہذا قبل از مرگ
ہم نے تجھکو اسواسطے بلایا ہے کہ چند وصیتیں تجھ سے کر دیں اور پابند اُن وصیتوں کا تجھکو کر دیں تجھے بھی
لازم ہے کہ ہماری وصیتوں پر عمل کرنا خلاف اُن کے عمل نہ کرنا ورنہ پچھتاے گا جان سے جائے گا
اس بادشاہ طلسم شمشیر جنبان نے عرض کیا کہ آپ نے مجھ پر احسان کیا ہے مجھے اس طلسم کا بادشاہ کیا ہے
جو وصیت کیجیے گا اُس پر عمل کروں گا جادۂ اطاعت و فرمانبرداری سے علیحدہ قدم نہ رکھوں گا آپ
ارشاد فرمائیں وہ نصائح اور وصایا کیا ہیں فہیم عامل نے کہا اول وصیت یہ ہے کہ ہمیشہ اس طلسم
سے خبردار و ہوشیار رہنا امور و قواعد طلسمی میں زیادتی و کمی نہ کرنا کبھی اس طلسم کی نگرانی سے غفلت
نکرنا دوم یہ وصیت ہے کہ کبھی کسی بنی آدم کو اپنے پاس نہ آنے دینا نہ اُس کو اپنی محفل میں جگہ دینا بسبب
فتح اس طلسم کا کہ بنی آدم سے ہوگا یہاں آئے اور تجھکو قتل کرے اس طلسم کو توڑے اور مرحلات
طلسم درہم و برہم کرے لہذا اپنی حفاظت بنی آدم سے بہت کرنا جان اپنی طلسم کشائے سے بچانا بنی آدم سے
کبھی بے خوف و خطر نہونا اگر اس طرف کوئی بنی آدم آئے خبردار اُسے اسیر کرکے بیرون طلسم لیجاکر
تہ تیغ کرنا زندہ نہ چھوڑنا سوم یہ وصیت ہے کہ جب میں مر جاؤں یہ لوح طلسمی میرے پہلو میں میری قبر میں
رکھدینا اس حال سے کسی کو آگاہ نہ کرنا اور قبر میری اندر مقبرہ کے جو کہ ہم نے اندر طلسم کے بنوایا ہے کھدوا

اور بشرکت خضران پری و دیگر جنون کے غسل و کفن دے کر یہین دفن کرنا حال لوح طلسمی کا خضران
پری اور دیگر جنون سے بھی جن کو ہم نے اپنا مطیع کیا ہی کہنا اس راز کو اپنے ہی دل مین رکھنا چہارم وصیت
یہ ہی کہ ہر ایک ہفتہ کو اگر خضران پری مع دیگر پریون کے میری قبر پر واسطے فاتحہ خوانی کے آئین تو ان کو
نہ روکنا بلکہ ہمراہ اُن کے تا قبر تو بھی جایا کرنا جب وہ فاتحہ خوانی سے فارغ ہو کر قبر سے میری اٹھین اُنھین
کے ہمراہ بیرون طلسم جانا پھر در قلعہ بند کر دینا کلید قفل در طلسم شمشیر جنبان ہمیشہ اپنے پاس رکھنا اور کسیکے
سپرد نہ کرنا اور اس کا بھی خیال رکھنا کہ جو کوئی تیرے ہمراہ اندر طلسم مذکور کے جائیگا اس پر کوئی آفت
نہ آئیگی ہلاکت سے محفوظ رہیگا کیونکہ ہم نے انتظام و قاعدہ اس طلسم کا اسی عنوان مذکور سے رکھا ہی
تاکہ ثواب سورۂ فاتحہ سے محروم نرہین اور خاص ہمراہ تیرے دوست غمخوار ہمارے مرقد پر آیا کرین اور
ہماری قبر پر سورۂ فاتحہ پڑھا کرین یہ بھی ایک راز ہی خبردار کسی سے نہ کہنا ورنہ باعث خرابی و بربادی
ہوگا نہ تو زندہ رہیگا نہ طلسم رہیگا یہ کہکر شاہ طلسم مذکور کو رخصت کیا تھا پھر چند روز زندہ رہکر مرگیا
تھا بادشاہ طلسم مذکور نے بشرکت خضران پری اور اُن جنون اہل اسلام کے جن کو فہیم عامل نے
مطیع اپنا کیا تھا غسل و کفن دے کر نماز جنازہ پڑھوا کر موافق وصیت اندر طلسم شمشیر جنبان کے جو
مقبرہ تھا اسی مقبرے مین لحد کھدوا کر اُسے دفن کیا تھا اے صاحبقران پردۂ قاف اب تک وہ طلسم
بدستور ہی اور بادشاہ اُس کا بھی موجود ہی اگر اُن قلعجات کا فتح کرنا مقصود ہی جو کہ اثناے راہ طلسم
زلزلہ مین واقع ہین تو وہ لوح طلسمی جو فہیم عامل نے حسب وصیت اپنی قبر مین رکھوائی ہی اُس کو حاصل
کرنا چاہیے بغیر اُس کے دستیاب ہونے کے وہ قلعجات کہ طلسم بند ہین اور غوغاے رعد آواز وغیرہ
بھی کہ طلسم بند ہین ہرگز فتح اور قتل نہون گے یہ تمام حال ہم نے بیان کر دیا ہی تدبیر حصول لوح طلسمی
مین آپ کوشش کیجیے یہ کہکر خاموش ہوا سلیمان صاحبقران نے اُس کے علم و زہد قناعت و
عبادت کی ثنا کرکے کہا آپ نے احسان کیا کہ اس راز سے آگاہ کیا اگر آپ نہ بتاتے تو کبھی ان باتون
سے اطلاع نہوتی خداوند عالم آپ کو پردۂ قاف مین ہمیشہ زندہ رکھے کہ ذات والا صفات آپکی
باعث برکت و افادت ساکنان پردۂ قاف ہی یہ کہکر پوچھا کہ اس حجرے مین آپکی بسر کیونکر ہوتی ہی
بظاہر تو کچھ سامان و اسباب راحت دنیا یہان موجود نہین ہی اکل و شرب کی کیا صورت ہوتی ہی کوئی
خادم و خدمتگار بھی آپکا یہان معلوم نہین ہوتا ہی حور جبینی نے مسکرا کر جواب دیا کہ اے سلیمان
صاحبقران مسافر کو اسباب و سامان دنیا کی کیا حاجت ہی سراے دنیا جاے راحت و آرام
نہین ہی یہ تو اہل عقل کے نزدیک ایک قیدخانہ ہی جو عاقل و دانا ہی وہ اس زندان مین مثل قیدی
کے ہی بعد اختتام مدت حبس جسطرح قیدی قید سے رہا ہو جاتا ہی اسی طرح انسان بھی بعد ختم زمانہ حیات
مر جاتا ہی چند روز دار دنیا مین رہتا ہی رہنے کی یہ جگہ نہین ہی مکان ہمیشہ رہنے کا آخرت ہی ذرا خیال کرو
کیسے کیسے انبیا و اولیاے خدا و شاہان عالی ہمت صاحب ملک و دولت علما و حکما و اہل فن جو وحید عصر
و یکتاے روزگار تھے دنیا مین آئے لیکن اب کہان ہین ہان زیر زمین نہان ہین خواب اجل مین ایسے سو رہے ہین کہ
ہوشیار نہین ہوتے ہم بھی اُن رفتگان سے ملحق ہونے والے ہین اس سراے دنیا سے سوے عدم
جانے والے ہین متردد و غمگین ہین کہ سفر دور و دراز درپیش ہی زاد راہ کچھ بھی پاس نہین ہی مفلس ہم
تہی دست ہین سواے بار گناہ کے اعمال خیر ہمارے پاس نہین ہین دیکھیے کیا انجام ہوتا ہی خدا اپنی
رحمت شامل حال کرے اور اکل و شرب کے باب مین جو کہا کیا نہین جانتے کہ خداوند عالم رازق العباد

ہی بلکہ کل مخلوق کا اپنی ضامن رزق ہی اُس نے وعدہ رزق دینے کا کیا ہی بہرطور سب کو رزق پہونچاتا
ہی ہم گنہگار سراپا خطا کار پیر زمین گیر کو بھی اپنی قدرت کاملہ سے روزی دیتا ہی صبح و شام طعام لذیذ و
خوش ذائقہ بھیجتا ہی پانی سے بھی محروم نہین رکھتا ہی اچھی طرح ہم سیر و سیراب ہوتے ہین یہان سے
نہ کہین جاتے ہین نہ کسی کو بلاتے ہین نہ کوئی یہان آتا ہی صدہا برس کے بعد آج آپ صاحبون کا ادھر
آنا ہوا ہی دروازہ حجرے کا ہم بند رکھتے ہین کبھی اگر ضرورت ہوتی ہی یا دل گھبراتا ہی تو کھول لیتے ہین ہین
خادم و خدمتگار کی کیا ضرورت ہی کوئی کام ہمین درپیش نہین ہوتا ہی صرف بیٹھے رہتے ہین اچھی طرح
عبادت خدا بھی نہین کرسکتے ہین پروردگار عالم کے بندہ خاطی ہین اُس کی رحمت پر نازان ہین
یہ کہکے سلیمان صاحبقران و صاحبقران سلطان کیوان شکوہ سے مخاطب ہو کر کہا کہ آپ
حضرات نے ہم ایسے خاکسار کو اپنی تشریف آوری سے سرافراز کیا ہی ہم فقیر ہین مال دنیا سے کچھ پاس
نہین رکھتے ہین فقیر منش نادم و خجل ہین کچھ نذر زر و جواہر نہین کرسکتے ہین نہ حسب دلخواہ سامان
دعوت و ضیافت کرسکتے ہین نہ اس لائق ہین کہ خدمتگزاری سے شرفیاب ہون مگر دل چاہتا ہی کہ
یہان کچھ آپ حضرات تناول فرمائین تاکہ باعث ہمارے فخر و افتخار کا ہو کہ ایک شخص نے رکھا یا ہے
شاہان اولوالعزم کے سامنے ایسا ماحضر رکھا کہ جو اُن کے لائق کھانے کے نہ تھا لیکن شاہان ممدوح نے
ازراہ نوازش و الطاف بخاطر اُس مرد غریب و محتاج کے اُسی ماحضر کو تناول کیا اور عذر نہ کیا سلیمان
صاحبقران و صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے خورجنی کو رنجیدہ خاطر کرنا گوارا نکر کے
کہا کہ جو آپ کی خوشی ہو وہ ہمکو بدل منظور ہی خورجنی نے شادمان ہو کر آہستہ کچھ پڑھا کسی نے نہ سنا کہ
کیا پڑھا بعد ایک لمحہ کے کہا لاؤ جلد لاؤ دیر نہ کرو سلیمان صاحبقران بیٹھے ہوئے تھے کہ یکایک شمام
مین بوے طعام خوش ایسی آئی کہ دماغ معطر ہو گیا متحیر ہو کر جانب صاحبقران سلطان کیوان
شکوہ دیکھا اس اثناے مین خورجنی نے اٹھکر گوشہ حجرہ مین جا کر چند خوان پر از طعام رنگا رنگ و لطف
و نادر و نایاب و خوشبو مع چند صراحیان کہ آپ سرد کی تھین لا کر روبرو رکھکر دستر خوان نفیس بچھا کر موافق
قاعدہ قابین اور پلیٹین اور تشتریان کہ جو پُر از طعام گرماگرم و لطیف تھین اُس پر رکھین بعدہ ابریق
و آفتابہ نقرئی لا کر ہاتھ دھلا کر بعجز و انکسار کہا کہ اس نان خشک موجودہ کو تناول کیجیے اس فقیر و محتاج
کی دعوت قبول فرمائیے سلیمان صاحبقران و صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے کہا
کہ آپ کے فرمانے سے ہمین اکل و شرب مین کچھ عذر نہین ہی لیکن آپ بھی ہمارے ساتھ شریک طعام ہون
خورجنی نے عذر و انکار مناسب نہ جان کر کہا خیر ہم بھی شریک طعام ہون گے ارشاد آپ کا بجا لاینگے
حالانکہ یہ غذا مین نہین کھاتا اور یہ وقت بھی میری طعام خوری کا نہین ہی بسم اللہ نوش فرمائیے سلیمان
صاحبقران و صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے بسم اللہ کہکر وہ طعام لذیذ و خوش ذائقہ
کھانا شروع کیا خورجنی بھی ہمراہ باادب کھانے لگا وہ طعام رنگارنگ و شیرین و نمکین ایسا خوش ذائقہ
و لذیذ و خوشبو و گرماگرم ظروف جواہرات مثل الماس و یاقوت و زبرجد وغیرہ مین تھا کہ سلیمان
صاحبقران و صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے باوجود حکومت و ثروت و دولت
کے اپنی عمر مین کبھی نہ کھایا تھا کیونکہ وہ طعام بفرمائش خورجنی موکلون کا لایا ہوا تھا اور وہ پانی جو
صراحیون مین بھرا ہوا تھا وہ ایسا سرد و شیرین تھا کہ جان شیرین اُس پر نثار تھی اور در اصل شہد سے
بھی شیرین تر تھا گویا آب حیات تھا برف سے زیادہ سرد تھا اور ساغر آب زبرجد و یاقوت بیش بہا

گئے تھے جب تینون اشخاص اُس طعام و آب سے سیر و سیراب ہو چکے دستر خوان بڑھایا گیا ہر ایک نے
حسب قاعدہ ہاتھ دھویا رومال سے ہاتھ پاک و صاف کیا اسی اثنا مین وہ خوان طعام مع ظروف
آب و طعام دفعتاً نظر سے غائب ہو گئے موکل ان کو اُٹھا لیگئے بعدہ خورجنی عامل زبردست نے کچھ
کچھ آہستہ پڑھا اور کہا کہ اب میوہ ہائے لذیذ و مقوی خشک و تر بہتر سے بہتر جا کر جلد لاؤ حسب الحکم
موکل فرمانبردار جا کر ظروف جواہر نگار بلکہ ظروف جواہر مین نہایت حسن و خوبی سے میوہ ہائے طلب
کردہ رکھکر لے آئے اور ایک کشتی نقرئی و طلائی مین وہ ظروف پُر میوہ رکھکر کشتی پوش زرین اُس پر ڈالکر
روبروے خورجنی کے آہستہ سے رکھدیے خورجنی نے وہ کشتی پر از میوہ سامنے سلیمان صاحبقران
و صاحبقران سلطان کیوان شکوہ رکھکر کہا کہ اب کچھ یہ میوہ تر و خشک بھی کھائیے سلیمان
صاحبقران اور صاحبقران نے خورجنی کے اصرار کرنے سے کچھ میوہ تر و خشک بھی کھایا بعدہ آب
سرد سے ہاتھ دھو کر کہا کہ بیشک آپ عامل زبردست ہین موکل آپ کے تابع فرمان ہین اس داری
مین صاحب اختیار ہین حکومت موکلون پر رکھتے ہین آپ بظاہر نادار ہین لیکن بادشاہت کرتے ہین
بلکہ شاہون سے زیادہ آپ حکمران ہین ہماری خوشی اب یہ ہے کہ آپ اس ملک کی بادشاہت کرین اپنے
جد و آبا کے ملک پر قابض و متصرف ہون تخت حکمرانی پر جلوس کیجیے قدم اس حجرہ تنگ سے باہر
نکالیے کیونکہ ہم نے دیو سرکش کو جو اس ملک پر قابض و متصرف ہو گیا تھا ہنگام جنگ... قتل کیا ہے
ملک کو بیدینون سے پاک و صاف کر دیا اس کفرستان کو اسلام آباد کیا ہے وجہ قتل کرنے دیو سرکش
کی یہ ہوئی کہ ہم کو ان ضرورتون کی وجہ سے آپ کے پاس آنا منظور ہوا دیو سرکش نے ہمین روکا آمادہ شر و فساد
ہوا آخر اُس کو ہنگام جنگ قتل کیا جو دیو بیدین تھے اُن کو مسلمان کیا ہے راستہ پاک و صاف ہے
اب کوئی دیو و جن بیدین اس ملک مین نہین ہے آپ بھی خدا پرست ہین اب ساکنان شہر بھی خدا پرست
ہوئے ہین اب کسی کی طرف سے خیال شر و فساد کا نہ کیجیے ہمارے کہنے پر عمل کیجیے خورجنی نے جواب دیا
خداوند عالم آپ کو جزائے نیک دے آپ نے اس ملک کو اسلام آباد کیا بیدین سرکشون کو علے الخصوص
دیو سرکش کو قتل کیا مجھے اُس کے قتل ہونے کی خوشی ہوئی کہ بیدین بد آئین و سرکش و مغرور تھا
اب اس ملک کو بھی میری آرزو یہ ہے کہ اپنے قبضہ مین رکھیے یہان کی بھی حکومت کیجیے مجھکو حکمرانی سے
اس ملک کی معذور رکھیے کیونکہ مین پیر ہون بار حکومت مجھ سے نہ اُٹھیگا سوا اس کے خداوند
عالم نے واسطے عبادت کے پیدا کیا ہے عبادت سے باز رہونگا حکومت ملک کی کرنے مین عبادت الٰہی
نہو سکیگی حالانکہ جو عبادت کرنا چاہیے وہ ہو نہین سکتی ہے مجھکو مال و دولت و ملک سے کیا مطلب یہ حجرہ
مجھکو بہتر حکومت ملک سے ہے کہ ایک گوشۂ عافیت ہے حیات چندروزہ اسی حجرے مین بسر ہو جائیگی خداوند
عالم آپ صاحبون کا بھلا کرے کہ اس ملک کو اسلام آباد کیا دیو سرکش بیدین کو تہ تیغ کیا یہ کہکر
خاموش ہوا سلیمان صاحبقران نے بعد تھوڑی دیر کے رخصت چاہی خورجنی نے دعائے ترقی
عمر و دولت و حکومت و اقبال دیکر کہا خیر بسم اللہ سدھارو اللہ آپ صاحبون کو مع الخیر رکھے مدام
آفات ارضی و سماوی سے محفوظ رکھے اور جملہ مطالب دینی و دنیوی حسب مدعا بر لائے سلیمان
صاحبقران و صاحبقران سلطان کیوان شکوہ بعد رخصت ہونے کے اُٹھکر بیرون حجرہ
آکر تخت پر سوار ہوے دیوؤن اور پریزادون نے تخت اُٹھایا ادھر حجرہ خود بخود خورجنی کا
بند ہو گیا پریزاد اور دیو تخت کو بلند کرکے سوئے قصر فیروز نگار روانہ ہوے لشکر پریزاد اور دیو

عقب سواری چلا بعد قطع راہ سلیمان صاحبقران و صاحبقران پردہ و بنا دیہ قصر فیروزہ نگار
پر پہونچے دیوؤن نے تخت اتارا سلیمان صاحبقران و صاحبقران سلطان کیوان شکوہ
تخت سے اتر کر بصد خوشی داخل قصر مذکور ہوے پریان حاضر خدمت ہوئین خدمت گذاری مین
مصروف ہوئین سلیمان صاحبقران نے سلطان کیوان شکوہ سے کہا مبارک ہو کہ حال
کما حقہ جورجیکی سے معلوم ہوگیا اب کسی تدبیر سے لوح طلسمی حاصل کیجیے تاکہ غوغاے رعد آواز
وغیرہ اس لوح کی ہدایت سے قتل ہون صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے جواب دیا کہ
ہم سے لوح طلسمی فہیم عامل کی قبر سے نکالی نجاے گی کیونکہ شرعاً قبر کا کھودنا ممنوع ہے سلیمان صاحبقران
نے کہا کہ اگر اس طور سے آپ کو حصول کے بارے مین انکار ہے تو اپنے عیار کو اپنے لشکر سے یہان
طلب کیجیے وہ بعیاری و مکاری لوح طلسمی جا کر کسی عنوان سے لے آئیگا یہ راے سلطان کیوان
شکوہ نے پسند کرکے کہا کہ کسی دیو کو بطلب خواجہ لطیفور گردیار روانہ کرنا چاہیے سلیمان صاحبقران
نے اسی وقت ایک دیو کو بلا کر شکل و صورت خواجہ کی خوب بتا کر فرمایا کہ ایسی صورت کا جو کوئی شخص
لشکر اہل اسلام مین ہو اُسے جا کر اٹھا لا اُس نے پوچھا لشکر اہل اسلام کہان ہے فرمایا تنہاے راہ طلسم
زلزلہ مین چار قلعے واقع ہوے ہین روبروے قلعہ اول لشکر اہل اسلام پڑا ہے اگر حسب اتفاق جس
صورت و شکل کا آدمی ہم نے تجھ سے پہلے بتایا ہے لشکر اسلام مین نہ ملے تو جس جگہ اسی صورت کا انسان
دیکھنا اُسے یہان لے آنا خبردار خالی ہاتھ نہ آنا ورنہ تجکو سزاے سخت دیجائیگی دیو مذکور حسب الحکم
روانہ ہوا اس کو راہ مین چھوڑا جاتا ہے اور اب یہان سے

دو کلمہ داستان لشکر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ اور حسین سبز قبا بادشاہ ہر چہار قلعہ کے بیان کیے جاتے ہین

تمہارے حسن پر برپا قیامت ہونے والی ہے
وہ کہتے ہین کسی سے ہمکو الفت ہونیوالی ہے
ہمارا ذکر پھر آنے لگا ہے اُن کی صحبت مین
زمین ٹالیگا وعدے پر کہا تک آجکل کہکر
مری بالین سے اُٹھ بیٹھو کہ وقت نزع ہے میرا
بنایا ہے دلہن کمرہ سجا کر آج ساقی نے
پھر اُن سے ذکر ہونے لگی دلبستگی مجکو
ہمارے سامنے کرلا کہ وصف حور اے واعظ
بڑھاپی ہے جو تم نے رسم چھیڑین سے تو اچھا ہے
نسیم اب اپنے پھیرے کرتے ہین پھر کو جاتا نکلے

یہی صورت ہے جو کچھ اور صورت ہونیوالی ہے
ہماری بھی تمہاری ہی سی حالت ہونیوالی ہے
سنا ہے ہم پر اُن کی پھر عنایت ہونیوالی ہے
کہ آخر ایک دن ظالم قیامت ہونیوالی ہے
یہان تو عدکر اب میری حالت ہونیوالی ہے
پہ بس میخوار کی یارب ضیافت ہونیوالی ہے
کدورت مٹ مٹا کر اب محبت ہونیوالی ہے
کہین یارون کی ڈانوا ڈول نیت ہونیوالی ہے
ہماری بھی کہین صاحب سلامت ہونیوالی ہے
نئے سرے مگر حضرت کو وحشت ہونیوالی ہے

کہ جب تجہ صاحبقران کو اٹھا لے گیا حسین سبز قبا کو بہت خوشی ہوئی اور بادشاہ دیجاہ لشکر
اہل اسلام و تمام سرداران لشکر اہل اسلام کو نہایت صدمہ ہوا سپاہ کفار بصد خوشی حکم حسین
سبز قبا سے ہی عجب اسے رعد آواز میدان جنگ سے فرودگاہ پر گئے ادھر بادشاہ لشکر اہل اسلام

جنگگاہ سے مع لشکر غمگین قیام گاہ سیاہ پر آئے تختیات سے اُتر کر داخل بارگاہ ہوئے جملہ سرداران
سپاہ و تمامی سواران لشکر بھی اپنے اپنے مرکبون سے اُتر کر اپنی اپنی بارگاہ و خیمہ مین جا کر ملول و حزین
بیٹھے بادشاہ لشکر اہل اسلام نے اُسی حالت حزن و ملال مین اپنے لشکر کے رمالون کو طلب کر کے
اُن سے پوچھا کہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کو میدان جنگ سے کون لے گیا اب اُن سے
کب ملاقات ہوگی اُنھون نے زائچہ کر کے اشکال پر نظر کر کے جواب دیا کہ اے ظل اللہ ہمکو بقاعدہ علم
رمل ایسا ثابت ہوتا ہے کہ صاحبقران کو کوئی اُن کا دوست اُٹھا لے گیا ہے قریب ہفتہ عشرہ کے عجب
نہین کہ وہ یہان تشریف لائین بادشاہ لشکر اسلام نے یہ مژدہ اُس سے سنکے اُن کو خلعت دے کر
رخصت کیا فی الجملہ قلب کو اطمینان ہوا اُدھر حسین سبز قبا نے میدان جنگ سے جا کر اپنے عیار رسمی
سپاہکار رو کو طلب کر کے اُس سے کہا کہ ہمارے محسن و مالک فہیم رمال نے ایک روز ہم سے تخلیہ مین
کہا تھا کہ ایک روز ایسا آئے گا کہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ مع اپنے لشکر کے اس طرف
سے سوے طلسم زلزلہ جائے گا اُس سے خوف کرنا اور اُس کے عیار سے ڈرتے رہنا کیونکہ وہی
دونون تباہ و برباد کنندگان قلعہ ہون گے ہون گے حتی الامکان اُن کو قتل کرنا پہلوانان
لشکر سے اُن سے مقابلہ کرانا لشکر کو اُن کے یا تو اپنی سرزمین قلعہ سے ہٹا دینا یا سب کو قتل کرنا غرض
نامبردگان سے غافل و بیخوف نہ رہنا لہذا صاحبقران کو تو ہنجہ اُٹھا لے گیا شاید فہیم رمال نے اُن کو
بقہر و غضب اپنے پاس کسی ذریعہ سے طلب کر لیا ہے اُن کو وہ سزاے مناسب دین گے اُن کی تو
شر و ضرر رسانی سے ہم بیخوف ہوئے اب اُن کا عیار اور اُن کا لشکر یہان ہے اُس کے دفع کرنے کی تدبیر
ہونا چاہیے یہ کہکے ایک نامہ لکھوا کر عیار سپاہکار رو کو دے کر کہا کہ ابھی اس نامہ کو پاس بادشاہ
لشکر اہل اسلام کے لیجا اور جواب اس کا لے آ عیار سپاہکار رو نامے کو لے کر بانند نامہ بردن کے نامہ دستار
مین رکھکر پچاس ساٹھ عیارون کو ہمراہ لے کر بصورت اصلی قلعہ سے جانب لشکر اہل اسلام روانہ
ہوا عیاران لشکر اہل اسلام نے یہ خبر بادشاہ لشکر سے جا کر بیان کی کہ اسوقت مہتر سپاہکار عیار
بادشاہ حسین سبز قبا کا نامہ اپنے بادشاہ کا لیے ہوے اس طرف تھوڑے عیارون کے ساتھ آتا ہے
بادشاہ موصوف نے یہ خبر سنکے حکم دیا کہ خواجہ طیفور گرد یا چند عیارون کے جا کر استقبال اُس کا کر کے
اُسے یہان لے آئین دشمن سے بھی خلق و مروت پیش آنا چاہیے اسوقت وہ پراسے نامہ بری آتا ہے
خواجہ طیفور گرد یا حسب الحکم اسیوقت بہت سے عیارون کو ہمراہ لے کر اُس کے لینے کو روانہ ہوئے
اثنار راہ مین اُس سے ملے پوچھا اسوقت کیا ارادہ ہے اُس نے کہا کہ اے خواجہ طیفور گرد یا ہمارے
بادشاہ نے ہمین ایک نامہ دیا ہے فرمایا ہے کہ بادشاہ لشکر اہل اسلام کو دے آؤ مین حسب الحکم نامہ خداوند
آیا ہون خواجہ نے کہا اچھا چلو حکم اپنے بادشاہ کا بجا لاؤ ہم تمہارے لینے کے واسطے یہان آ لیا یہ کہہ کر
اُس نے کہا کہ تم نے میری عزت افزائی کی کہ تکلیف گوارہ کی یہ باتین باہم کرتے ہوئے دو دعاے ترقی
لشکر ہو سے مہتر سپاہکار رو اجازت حاصل کر کے دربار بادشاہ لشکر اہل اسلام مین گیا الخیر کے مدام
سلام کیا پھر جملہ اہل دربار کی طرف بنظر حیرت دیکھکر دل مین کہا کہ ان اہل اسلام نے سلیمان
کیا ہے کیا کیا سرداران سپاہ نامی و نامور ہین کیا دربار بہادرون سے بھرا ہوا ہے تا لشکر بیرون نجمہ
جانب اہل دربار دیکھ رہا تھا کہ بادشاہ ممدوح نے موافق اُس کی لیاقت کے زمرہ و بخود حور جنی کا
بیٹھنے کا کیا وہ سلام کر کے جو کرسی برابر خواجہ طیفور گرد یا کے بیٹھنے کی رکھی تھی اُس سے لشکر پر بڑا اور دیوانہ

قاعدہ ساقی نے بحکم بادشاہ موصوف لے سے جام پر از بادہ گلگون دیا اُس نے وہ جام دست ساقی سے لے کر شراب پی جب دماغ اُس کا حرارت بادۂ ناب سے گرم ہوا یعنے نشہ ہوا پکارا منم نامہ دار حسین سبز قبا بادشاہ ہر چہار قلعہ بادشاہ ممدوح نے نامہ اُس سے طلب کیا اُس نے نامہ دیا بادشاہ لشکر اہل اسلام نے میر منشی کے حوالے کرکے ارشاد کیا کہ اسکو باواز بلند پڑھو تاکہ سب اہل دربار سنیں اُس نے لفافہ کو چاک کرکے عبارت نامہ کو باواز بلند پڑھا مضمون نامہ خلاصہ یہ تھا کہ اے بادشاہ لشکر اہل اسلام آگاہ ہو کہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ اس طرف آکر ہم سے بر سر فساد و جنگ ہوے اور انھون نے ارادہ ہمین قتل کرنے کا کیا فہیم عامل نے اُن پر عتاب کرکے اپنی برق غضب سے اُن کو جلا دیا آپ بھی اُن کے قہر و غضب سے ڈریے بہتر یہ ہر کہ آٹھ روز کی مدت میں ہماری سرزمین قلعہ سے مع اپنے لشکر کے چلے جایئے اگر نہ جایئے گا تو بہت پچھتایئے گا ہم غوغاے رعد آواز کو رواں کرکے آپ کے لشکر کو تباہ و برباد و قتل کر ڈالین گے آپ کو بھی زندہ نرکھین گے اطلاع دیدی گئی ہر بادشاہ ممدوح نے اُس نامہ کی پشت پر یہ جواب تحریر کرایا کہ اے حسین سبز قبا حاکم ہر چہار قلعہ نامہ تمھارا بدست سباک رو عیار ہمین پہونچا مضمون نامہ سے آگاہی ہوئی موافق تمھارے کہنے کے ہم جہان تک ہوسکیگا جلد یہان سے چلے جائین گے مگر آٹھ روز کی مدت میں ہمارا یہان سے جانا ناممکن ہر ہمکو انتظار صاحبقران کے آنے کا ہر یہ عبارت لکھوا کر مہتر سباک رو کو نامہ دے کر خلعت بھی دیا وہ خلعت سے سرفراز ہو کر اپنے بادشاہ کی طرف ہمراہ اپنے شاگردون کے روانہ ہوا اثناے راہ مین دیکھا کہ نرگس رفیق ملکہ حسین گلگون قبا دختر حسین سبز قبا حاکم ہر چہار قلعہ لباس رنگین پہنے ہوے خرامان خرامان چلی آتی ہر اپنے حسن و جمال پر مغرور ہر ناز و ادا سے چلتی ہر کبھی ٹھہر جاتی ہر سبزے کی سیر کرتی ہر کبھی آہستہ آہستہ چلتی ہر مہتر سباک رو نے اسے پہچان کر پوچھا کہ اے نرگس اسوقت کہان کا ارادہ ہر اُس نے کہا کہ کیا کہون اسوقت بارادہ گرفتاری خواجہ طیفور گردپا نکلی ہون اُس نے بہت صدمے ہماری ملکہ کی وزیرزادی کو دیے ہین ملکہ عالم بھی اُس سے ناخوش ہین والد ملکہ عالم کو بھی اُس عیار چالاک و پرفن سے خوف و خطر ہر مہتر سباک رو نے پوچھا یہ تو بتاؤ کہ فی الحال تمھاری ملکہ کیسی ہین مزاج اُن کا بحال ہر خوش و خرم صحت سے ہین یا نہین نرگس نے مہتر سباک رو کو علحدہ لے جا کر تنہائی مین آہستہ کہا کہ اے سباک رو آگاہ ہو کہ جس وقت سے پنجہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کو مقابلہ غوغاے رعد آواز سے اُٹھا لے گیا ہر اُن کا عجب حال ہر گویا دیوانی ہو گئی ہین اکثر اشعار عاشقانہ پڑھتی ہین کبھی اشعار اشتیاق ملاقات کے مضمون اپنی زبان پر جاری کرتی ہین کبھی خود بخود آبدیدہ ہوتی ہین کبھی ناشتہ خواب پر خاموش غمگین و حزین لیٹی رہتی ہین کسی کو اپنے پاس آنے نہین دیتی ہین کبھی کچھ خیال کرکے ہنستی ہین معلوم ہوتا ہر کہ عشق مین صاحبقران موصوف کے اور اُن کی جدائی مین ملکہ کا یہ حال ہر اگر چندے یہی حال رہا تو ہلاک ہو جائین گی کیونکہ آب و طعام مین اُن کے کمی ہر اکثر اوقات کبھی غذا نہین کھاتی ہین کبھی سب کے کہنے سے کچھ براے نام کھا لیتی ہین اے مہتر سباک رو عیار مین نے یہ حال ملکہ کا تم سے کہا ہر تم خبردار کسی سے نہ کہنا مہتر سباک رو نے کہا اچھا مین کسی سے نکہونگا اب تم یہان سے ملکہ کے پاس جاؤ تم بھلا کیا طیفور گردپا کو پکڑ لاؤ گی تم عیاری کیا جانو اُس نے کہا کہ تم نے بھی عجب بات کہی طیفور کی تو کیا حقیقت ہر مین اپنے حسن دلفریب کو دکھا کر جس کو کہو اسے

اپنے دام مکر مین اسیر کرلون مہتر سبک رو نے ہنسکر کہا ہمین یقین ہوا کہ تم بڑی عیارہ ہو لو جاؤ
اب آگے نجاؤ یہ کہکر ہمراہ اُس کو لے کر قلعہ مین گیا نرگس تو خدمت ملکہ مین گئی مہتر سبک رو نے
سامنے اپنے بادشاہ کے جاکر جواب نامہ دیا اُس نے پڑھکر کہا کہ اب بادشاہ لشکر اہل اسلام کو
صاحبقران نہ ملین گے اُن کو عبث اُن کے آنے کا انتظار ہے خیر ہم آٹھ روز تک اُن سے خبر ہونگے
بعدہٗ غوغائے رعد آواز کے ہاتھ سے بادشاہ وغیرہ جملہ اہل اسلام کو قتل کرائین گے یہ کہہ کے
خاموش ہوا مہتر سبک رو نے خدمت بادشاہ سے اپنے خیمہ مین آکر اپنے شاگردون سے کچھ باتین کرکے
اُن کو کچھ سمجھا کے کہا کہ آؤ میرے ساتھ چلو تیس چالیس شاگرد اُس کے ہمراہ ہوئے مہتر سبک رو
اُن کو ایک باغ کہنہ و بے مرمت مین کہ قلعہ سے نزدیک تھا لے گیا پھر رنگ و روغن عیاری لگا کر
کسی کو بصورت ملکہ یعنی بشکل دختر حسین سپہر قبا بنایا پوشاک شاہزادیون کی سی پہنائی کسی عیار کو
بصورت فتانہ بہار آرا یعنی وزیرزادی ملکہ حسین گلگون قبا کی شکل پر بنایا اکثر عیارون کو ملکہ
کی ہمجولیون کی صورت پر بنایا بہت سے عیارون کو بشکل و صورت کنیزون کے بنایا خود بھی ایک
زن خوبرو کی صورت بن کر چند کنیزون نقلی کو ہمراہ اپنے لے کر ایک لالٹین روشن کرکے انھین
کنیزون سے ایک کنیز کو دے کر کہا آگے چل وہ کنیز لالٹین لیے ہوئے آگے آگے ہنگام شب چلی
مہتر سبک رو لالٹین کی روشنی مین چند کنیزون نقلی کے ساتھ جانب لشکر اہل اسلام خرامان خرامان
چلا بعد قطع راہ قریب لشکر کے پہونچا مردان لشکر سے پوچھا کہ خیمہ طیفور گردپا کا کہان ہے انھون
نے بتا دیا زن مذکورہ اندر خیمہ کے گئی دیکھا کہ طیفور گردپا بیٹھا ہے کوئی اُس کے پاس نہین ہے تنہائی
مین کچھ فکر کر رہا ہے زن مذکورہ نقلی نے پہلے سلام کیا بعدہٗ کہا کہ کیا آپ ہی کا نام طیفور گردپا ہے خواجہ نے
کہا کہ ہان سب مجھی کو طیفور گردپا کہتے ہین تم کون ہو کہان سے آئی ہو مجھ سے تمھارا مطلب کیا ہے
اُس نے کہا کہ مین فرستادہ ملکہ حسین گلگون قبا ہون تم کو انھون نے اسوقت بلایا ہے کچھ کہنا ضرور
ہے کیا تم مجھے نہین جانتے ہو میرا نام نرگس ہے رفقائے ملکہ ممدوحہ سے ہون خواجہ طیفور گردپا نے
پوچھا ملکہ کہان ہین اُس نے بیان کیا قلعہ سے پوشیدہ طور سے باہر آکر قریب قلعہ جو باغ ویران و کہنہ
ہے اُس مین آئی ہین ہمراہ اپنے اپنی وزیرزادی فتانہ بہار آرا کو بھی مع چند کنیزون کے لائی ہین
دیر سے اسی باغ مین تشریف رکھتی ہین چونکہ طیفور گردپا عاشق فتانہ بہار آرا ہے نام اپنی معشوقہ
کا سنتے ہی بے اختیار اُٹھ کر چلنے پر آمادہ ہوا دل مین کہا کہ اے طیفور چلو ملکہ کے پاس نہین معلوم کیون
اُس نے بلایا ہے وہان جاکر سبب بلانے کا ملکہ سے پوچھون گا علاوہ اس کے اپنی محبوبہ و معشوقہ دلربا
فتانہ بہار آرا کو بھی دیکھون گا اُس سے ہم سخن ہون گا اظہار اشتیاق وصل بایما سے اشارہ کرونگا
یہ دل مین باتین کرکے تنہا نرگس نقلی مذکورہ کے ہمراہ جانب باغ چلا کسی اور سردار کو اپنے جانے
سے آگاہ نہ کیا نہ کسی نے پوچھا کہ اے طیفور گردپا کہان جاتے ہو غرض بغیر کسی سے اپنے جانے کی
باب مین کہے طیفور گردپا جلد جلد ہمراہ اُس زن مذکورہ کے چلا بعد قطع راہ طیفور گردپا باغ
مین پہونچا دیکھا کہ بارہ دری باغ مین فرش نفیس مختصر بچھا ہے مسند پر ملکہ حسین گلگون قبا کچھ محزون
بیٹھی ہے قریب اُس کے فتانہ بہار آرا بھی بیٹھی ہے چند کنیزین عہدے ہاتھون مین لیے پس پشت
ملکہ استادہ ہین روشنی بھی مختصر مانند کنول اور فانوس کے ہے طیفور گردپا دیکھتے ہی اپنی معشوقہ
کو خوشی مست گویا بیخود ہو گیا کنیزون نے ملکہ سے عرض کیا دیکھیے حضور وہ طیفور گردپا آئے آپ ان کا

انتظار کر رہی تھیں نرگس جا کر انھیں لے آئی یہ سنکے ملکہ نے جانب طیفور گرد یکھا ادھر خواجہ
طیفور گرد یا بڑھکر اُسکے روبرو گئے ملکہ کو ملکہ اصلی جان کر سلام کیا اُس نے اشارہ بیٹھنے کا کیا
پیر روبرو سے ملکہ بیٹھ گئے بعد ایک لمحہ کے پوچھا کہ اے ملکہ اسوقت اس باغ ویران میں آپ نے
مجھے کیوں طلب کیا ہے اور آپ ایسے باغ میں کہ جو ویران ہے کیوں آکر تشریف فرما ہوئی ہیں ملکہ نے
تو کچھ جواب نہ دیا لیکن فتانہ بہار آرا نے بناز و ادا و بعشوہ و غمزہ جواب دیا او طیفور میں تو
مجھ سے کبھی بات نہ کرتی لیکن بمجبوری کلام کرتی ہوں آگاہ ہو کہ جسوقت سے صاحبقران کو
غوغاے رعدآواز کے مقابلہ سے پنجہ اٹھانے کیا ہے ان کو سخت صدمہ ہے خواب و خور گویا ترک
ہے تم کو تو تمام حال سے ان کے اور صاحبقران کی الفت سے بخوبی آگاہی ہے اسوقت شب میں
اپنے والد و دیگر اغیار سے پوشیدہ ہو کر یہان آئی ہیں تم کو اسواسطے بلایا ہے کہ حال صاحبقران
تم سے دریافت کریں کہ اُن کو کون لے گیا کب تک یہان آئیں گے طیفور گرد یا نے ہنوز کچھ جواب
نہ دیا تھا معشوقہ روبرو تھی بناز انداز باتیں کر رہی تھی اُس کی طرف بصد شوق نگران تھا محو جمال
محبوبہ تھا کہ یکایک چار طرف سے تیس چالیس حلقہ ہاے کمند اس کی گردن میں پڑے ایسی حالت
میں کیا بچ سکتا تھا اسیر حلقہاے کمند ہو گیا مہتر سیاک رو نے نعرہ کیا کہ ہم مہتر سیاک رو ہیں او عیار
تجکو اپنی عیاری پر بہت ناز تھا دیکھ یوں عیاری کر کے تجھے گرفتار کر لیا یہ کہکے مع اپنے شاگردوں کو
ہمراہ لے کر طیفور گرد یا کو اسیر کئے ہوے باغ سے نکلکر جلد جانب قلعہ بصد خوشی روانہ ہوا کسی عیار
و سردار وغیرہ کو حال گرفتاری طیفور سے آگاہی نہوئی کہ اُس کی رہائی میں کوشش کرتا غرضکہ بعد
قطع راہ مہتر سیاک رو سامنے حسین سبز قبا کے گیا بعد سلام عرض کیا کہ چونکہ حضور کو اس عیار
کے شر و فساد سے اندیشہ تھا میں نے عیاری کر کے ابھی اس کو اسیر کیا ہے حسین سبز قبا اپنے عیار
کی عیاری اور طیفور کی گرفتاری سے بہت خوش ہوا اسی وقت خلعت و انعام کثیر اپنے عیار کو دیکر
کہا کہ آج کی شب تو طیفور کو اپنی حفاظت میں رکھ صبح کو اس کو قتل کر دونگا دل کو اطمینان ہو جائے گا
خوف بربادی قلعہ ہر چہار انھیں دونوں سے تھا صاحبقران کو تو پہلے لے گیا اس کو تو اسیر کر لایا تو نے
کار نمایاں کیا مہتر سیاک رو نے خلعت و انعام پا کر طیفور کو کشاں کشاں لے جا کر زندان میں قید کیا
غل و زنجیر و طوق میں خوب جکڑ دیا در زندان بند کر کے خود مع اپنے شاگردوں کے گرد زندان بیٹھکر
حفاظت و نگہبانی میں مصروف ہوا جب صبح ہوئی حسین سبز قبا نے اپنے قلعہ میں یہ منادی کرائی
کہ اسوقت عیار صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کا جو دشمن قوی تھا قتل کیا جائے گا جس کو
دیکھنا ہو وہ آکر دیکھے تمام ساکنان قلعہ کو اطلاع ہوئی ہر طرف سے خاص و عام گروہ گروہ چلے
لشکر اہل اسلام میں بھی خبرداروں نے خبر دی کہ طیفور گرد یا کسی طور سے گرفتار ہو گیا ہے اسوقت
قتل کیا جائے گا مگر اندر قلعہ کے در قلعہ بند ہے غوغاے رعدآواز مع فوج کثیر در قلعہ پر موجود ہے
بادشاہ لشکر اہل اسلام نے یہ خبر سنکے حکم عیاروں اور سرداروں کو دیا کہ طیفور گرد یا کو دست
اعدا سے چھڑا لاؤ وہ قتل نہونے پاے حسب الحکم اس طرف عیار واسطے عیاری کے اور سرداران
لشکر مع سپاہ واسطے جنگ و جدال کے بعجلت کمال مسلح ہو کر مرکبوں پر سوار ہو کر سوے قلعہ روانہ
ہوے مہتر سیاک رو حسب الحکم اپنے بادشاہ کے طیفور کو زندان سے لے گیا شاہ مذکور نے جلاد
کو طلب کر کے حکم قتل کرنے کا دیا اُس جلاد سنگدل نے بازو طیفور کا پکڑا اور مقام قتل میں کشاں

کشان لے گیا حسب دستور چبوترہ رنگ کا بنایا اُس چبوترے پر طیفور رگر دپا کو بٹھا کر گردن پر کوئلہ سے خط کھینچا تیغ آبدار نیام سے نکالکر پکارا اے طیفور رگر دپا اب کوئی دم مین رشتۂ حیات تمہارا منقطع ہوجائیگا جو کچھ کھانا پینا ہو کھالو جو کہنا ہو کہہ لو حسرت و آرزو اپنے دل کی نکال لو یہ وقت آخری ہے اسے غنیمت جانو پھر تمہارے سر و گردن مین جدائی ہو جائیگی طیفور رگر دپا نے جواب دیا کہ او جلاد مجکو آب و طعام کی خواہش نہین کثرت غم سے سیر ہون اور آب اشک سے سیراب ہون ہان اسوقت آخر مین دل چاہتا ہے کہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کو دیکھتا اُن سے رخصت ہوتا اُسی جلاد نے جواب دیا کہ اول تو صاحبقران یہان نہین ہین نیچہ ان کو اُٹھا لیگیا ہے اور اگر وہ یہان موجود بھی ہوتے تو یہ آرزو تیری برنہ آتی یہ کہکے جلاد منتظر حکم ثانی کا ہوا طیفور رگر دپا نے اپنے تئین زیر سایہ تیغ جلاد دیکھکر سر اپنا سوے فلک کرکے برجوع قلب خدا وند عالم سے اس طرح مناجات و دعا کرنی شروع کی۔ مناجات

روح پاک رسول کا صدقہ
جرم بے حد سے شرمسار ہون مین
شرم عصیان سے آب آب ہون مین
گرد عصیان سے پاک دامن کر
تو وہ کر جو کہ تیرے شایان ہے
مین گدا ہون گدا نواز ہے تو
جب تلک قطع ہو نہ تار نفس
روشن اس گھر مین یہ چراغ رہے
خلوت دل مین یاد غیر نہو
نام تیرا مری زبان ہووے

اے خطا پوش اے محیط عطا
بیکسی بتول کا صدقہ
تا مرزگار ہے تیرا
غرق دریاے اضطراب ہون مین
بخشے تو جو ہوئی زبون کاری
کس لیے تو رحیم و رحمان ہے
گو سراپا گنہگار ہون مین
تا کہ باقی رہے شمار نفس
مئے الفت سے تیری مست رہون
سوا ترے کچھ مراد غیر نہو
قبر کی ہے بہت کڑی منزل

اے غفور اے سحاب لطف و سخا
روسیہ ہون گنہگار ہون مین
عفو کرنا شعار ہے تیرا
آب رحمت سے دھو دل ابتر
وہ تو لائق نہ تھی میرے اے باری
مین ہون بے چارہ چارہ ساز ہے تو
جرم بے حد سے شرمسار ہون مین
تیری الفت کا دل مین داغ رہے
بلبل گلشن الست رہون
روح قالب سے جب روان ہووے
سہل کر دیجیو مری مشکل

تجکو رسوا نہ حشر مین کیجو
پردہ اے پردہ پوش رکھیو

اے خداے برحق اے خالق ارض و سما و اے حافظ و نگہبان مین اسوقت قتل ہوا چاہتا ہون اس نوجوانی مین سوے عدم آباد جایا چاہتا ہون بجز تیرے یہان کوئی میرا مونس و یاور نہین ہے تو ہی اپنی قدرت کاملہ سے مجھے دست اعدا سے بچا ابھی دنیا سے جانے کو دل میرا نہین چاہتا ہے باغ عالم مین مجھے رہنے دے سن و سال بھی ابھی میرا کچھ نہین ہے نوجوان ہون منزل ضعیفی تک نہین پہونچا ہون اپنے اہل و عیال و عزیز و اقارب و احباب سے دور ہون علی الخصوص صاحبقران سلطان کیوان شکوہ اور بادشاہ لشکر اسلام و جملہ لشکر اہل اسلام سے جدا ہون اُن کے دیکھنے کا ازحد شوق ہے نہ کچھ مرگ سے ڈرتا ہون موت سے بیزار ہون صورت اجل ابھی نہ دکھا ملک الموت کو ابھی واسطے میری قبض روح کے نہ حکم دے اُس کی صورت ہیبت ناک ابھی نہ دکھا اس بری موت سے مجھے بچا کیونکہ اگر اسوقت قتل ہونگا یہ کفار میرے لاشے کو صحرا مین ڈالدینگے درندے مجھ مقتول خدا کا گوشت کھا جائینگے لیجنے چرپانے پڑیا اور بھی میری چباکر کھا جائینگے نہ غسل کوئی دیگا نہ کفن نہ گوشۂ قبر سونے کو میسر ہوگا پروردگارا تو ہی نے تو اپنی قدرت کاملہ سے مجکو بھی پیدا کیا ہے یہ گوشت و پوست و استخوان میرے تیری حکمت و قدرت سے پیدا ہوے ہین والدین نے بڑی محنت

و شفقت سے پرورش کیا ہی نازو نعم سے پالا ہو اب گلشن شباب کی مین نے سیر کی ہی زمانہ طفلی گذرا ہی چمن عنفوان جوانی مین فی الحال قدم رکھا ہی چاہتا ہون کہ ابھی باغ پر بہار حیات کی سیر کرون اور گلہاے مراد اس دنیا مین پاؤن نخل آرزو میرا بارور ہو درخت تمنا میرا سرسبز ہو تخم حسرت پھولے پھلے دوست میرے شادان ہون عدو میرے درد حسد و رشک سے نالان ہون دنیا مین کار خیر کرون تیری عبادت و بندگی مین شب و روز بسر کرون ورد زبان تیرا ہی نام رہے ہر دم تیرا ہی خیال رہے تجھی کو یاد کرون تجھی کو سجدہ کرون بغیر تیرے کسی کو اپنا معبود حقیقی نہ جانون تیرے ہی احکام پر عمل کرون دین اسلام کے فروغ و ترقی مین کوشش کرون کفار کو ہدایت کرون اگر وہ دین اسلام اختیار کرین تو فہو المراد ورنہ ان کو قتل کرون دنیا مین کارہاے نمایان کرون امور خیر کے کرنے پر کمر ہمت محکم باندھون غربا و مساکین سے سلوک نیک کرون تشنہ و گرسنہ لوگون کو سیر و سیراب کیا کرون زنبیل سے زر کثیر نکال نکال کر تیری راہ مین صرف کرون کبھی حج بیت اللہ کرون گاہ فقرا و غربا کی حاجت براری چاہون زاد آخرت کچھ تو مہیا کرون ابھی تو تہی دست ہون اعمال خیر سے نامہ عمل میرا سادہ ہی کچھ بھی نیکیان میری کراماً الکاتبین نے نہین لکھی ہین ایسی صورت مین سفر ملک عدم کرنا مجھے منظور نہین ہی تو مسبب الاسباب و بے نیاز ہی مجکو تیری قدرت و خالقی پر ناز ہی اسی وجہ سے ایسی تقریر کر رہا ہون تیرے فضل و کرم پر مجکو بھروسا ہی تیری ہی قدرت کاملہ کا قائل ہون توہی نے اپنی قدرت سے یونس علیہ السلام کو شکم ماہی مین زندہ رکھا پھر ان کو حبس شکم ماہی سے نجات دی توہی نے حضرت یوسف کو چاہ تاریک مین ہلاکت سے بچایا پھر ان کو ملک مصر تک پہونچایا جب وہ جناب قید ہوے توہی نے اپنی قدرت سے انھین زندان سے رہا کراکے عزیز مصر کیا توہی نے آتش سوزان جناب ابراہیم خلیل اللہ پر گلزار و سرد کر دی توہی نے اپنے بندون کو ہر بلا و آفت سے اکثر بچایا ہی مشکلین اپنے بندون کی آسان کر دی ہین جس نے تجھ سے مدد چاہی ہی اس کی تو نے فی الفور اعانت کی ہی جس نے مشکل سخت و دشوار مین تجکو پکارا ہی اس کی تو نے اپنی قدرت سے مشکلکشائی کی ہی مین بھی ایک بندۂ عاصی و خاطی نافرمان تیرا ہون اسوقت بدین تجھ سے طالب مدد ہون رہائی اپنی چاہتا ہون اپنی قدرت سے سامان خلاصی پیدا کر کوئی سبب اے مسبب الاسباب ایسا ہو پیدا کہ جان میری بچ جائے قتل نہون خون میرا اس رنگ سے چبوترے پر نہ گرے خنجر جلاد میرے حلق نازک سے نہ ملے یہ نابکار جلاد جفا شعار ہی ہلاک ہوجائے تیری برق غضب سے یہ ستمگار جل کر خاک ہوجائے نام و نشان اس کا باقی نہ رہے اس نے میرے دل کو دکھایا ہی زیر تیغ بٹھایا ہی تو دیکھتا ہی کہ تیغہ بکف آمادہ قتل کھڑا ہی منتظر حکم ثانی ہی خلقت کا ہجوم ہی ہزارون کفار میرے قتل ہونے کا تماشہ دیکھنے آئے ہین یہ سب نابکار خوش ہو رہے ہین کلمات دل شکن زبانون پر جاری کر رہے ہین مجکو سخت و درشت کہہ رہے ہین یقین اس امر کا ان کو ہی کہ مین قتل ضرور ہونگا مجکو اور تیری قدرت کو یہ بیدین بھولے ہوے ہین نہی جانتے ہین کہ اب اس کو کوئی بچا نہین سکتا پس اے قادر و توانا قدرت اپنی دکھا دے مجکو قتل ہونے سے بچا لے کفار کو حیرت ہوجائے کشت شادمانی پر ان کے اوس پڑ جائے خوشی انکی مبدل بغم ہوجائے نخل آرزو میان ان کے پھل نہ آئے حسین سبز قبا بادشاہ ہر چہار قلعہ حصار حسرت و افسوس مین اسیر ہوجائے مہتہ سپاک رو عیار نابکار رنگ تیری قدرت کا دیکھکر دنگ

ہو جائیگی اس طرح سے میری رہائی ہو جائے ہنوز خواجہ طیفور گرد پا گریہ و زاری درگاہ جناب
باری میں برجوع قلب دعا کر رہے تھے اور حسین سنبر قبا بادشاہ قلعہ دو حکم دے چکا تھا تیسرا حکم
واسطے قتل کرنے کے نہیں دیا تھا جلاد منتظر حکم ثالث تھا کفار کا بے حد جماؤ تھا لشکر اہل اسلام ہمراہ
سرداران عالی مقام قریب در قلعہ آ چکا تھا ہر ایک کا یہی ارادہ تھا کہ دلیرانہ در قلعہ کو توڑ کر اندر قلعہ
کے گھس جائیں گے خواجہ طیفور گرد پا کو قتل سے بچائیں گے غوغاے رعد آواز نابکار
سے کبھی کچھ اندیشہ نکریں گے کہاں تک وہ نابکار چیخے گا کس کس کو اپنے نعرے سے بیہوش کرے گا
آخر نا ہنجار چیختے چیختے تھک جائیگا آواز بیٹھ جائے گی ہم میں سے ہزارہا بہادر دلیرانہ در قلعہ کو ضرب
گرز گران توڑ کر داخل قلعہ ہو کر خواجہ کو زیر تیغ سے اٹھا لیں گے جلاد کو بعوض خواجہ کے قتل
کریں گے اگر مردان سپاہ حسین سنبر قبا بادشاہ قلعہ ہمیں رد کیں گے تو ان سے دلیرانہ لڑینگے
سب کو تہ تیغ کر کے در آرزو قلعہ میں جا کر حاصل کریں گے عیاران بھی جس قدر تھے وہ سب جان
دینے اور مرنے پر آمادہ تھے سب نے کھینچ لیے تھے کمندیں اٹھالی تھیں ارادہ یہ تھا کہ ٹہر کر
دیوار قلعہ تک جا کر حلقہاے کمند دیوار قلعہ پر پھینک کر بذریعہ کمند قلعہ کے اندر جس طرح ہو سکے گا
ضرور جائینگے ہم اپنی زندگی میں خواجہ کو قتل نہونے دینگے کہ ناگاہ سوے فلک سے ایک
پنجہ مثل برق جہندہ اس طور سے گرا کہ جلاد کا نشان بھی نمعلوم ہوا کہ کیا ہو گیا اور خواجہ طیفور
گرد پا کو چبوترہ ریگ سے سلاسل وغیرہ جدا کر کے اٹھا لے گیا پھر سوے فلک جا کر سب کی نظر
سے غائب ہو گیا اس سے ایک شور عظیم اہل قلعہ سے بلند ہوا کہ مثل صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ کے طیفور گرد پا کو بھی پنجہ اٹھا لے گیا جلاد نہیں معلوم کیا ہوا جب یہ شور عظیم
بلند ہوا اور پنجہ کو گرتے ہوئے دیکھا اور خواجہ کو لیجاتے بھی دیکھا تو جملہ سردار و عیار و سواران سپاہ
قریب در قلعہ سے پلٹ آئے کیونکہ ایسی حالت میں اندر قلعہ کے جانا بے سود تھا جب سب
فرودگاہ سپاہ پر آئے بادشاہ لشکر اہل اسلام کو اکثر سرداروں اور عیاروں سے معلوم ہوا کہ خواجہ
کو بھی پنجہ اٹھا لے گیا بادشاہ موصوف نے کہا کہ شکر ہے خدا کا کہ طیفور گرد پا قتل ہونے سے تو محفوظ
رہا امید واثق ہے کہ بعد چندے وہ اور صاحبقران پھر ہم سے آ کر ملیں گے یہاں لشکر اسلام میں
ہر ایک خاص و عام انتظار تشریف آوری صاحبقران میں ہے اور متردد و متفکر ہے ادھر حسین سنبر قبا
نامہ روانہ کر کے اطلاع دے چکا ہے کہ آٹھ روز میں تم یہاں سے سب چلے جاؤ ورنہ ہم دست
غوغاے رعد آواز سے تم سب کو قتل کرا دیں گے مگر اب حال کفار قلعہ کا لکھا جاتا ہے کہ جب
پنجہ خواجہ کو اٹھا لے گیا جملہ کفار موجودین کو بدرجہ کمال حیرت ہوئی اکثر کو صدمہ عظیم ہوا کہ طیفور
قتل نہوا تماشہ اس کے قتل کا ہم نے نہ دیکھا غرض افسوس کناں وہ جملہ کفار جو تماشہ دیکھنے قتل
خواجہ ممدوح کا آئے تھے متحیر و ناخوش و غمگین اپنے اماکن کی طرف گئے حسین سنبر قبا بادشاہ حصار
قلعہ نے جو یہ خبر سنی پہلے تو متحیر ہوا بعد ازاں کہنے لگا کہ فہیم عالمی نے اپنی برق قہر و غضب سے
کام طیفور کا بھی تمام کیا اگر ہم نے صاحبقران و طیفور گرد پا کو تہ تیغ نہ کیا تو ہمارے سرپرست
و معین و مالک فہیم عالمی نے ان کو سزاے معقول دیدی اپنی برق قہر و غضب سے جلا دیا یا
ان کو اپنے پاس بلا کے قید کیا غرض لشکر کشی و جنگ و جدال کا ان دونوں دشمنوں کو خوب
مزا مل گیا ہمارا مطلب اس طرح بھی نکلا کہ ان دونوں دشمنوں کی خبر ہم کو فہیم عالمی نے دی تھی

انھین سے خوف وخطر تھا اب کچھ کسی سے خوف و اندیشہ نہین ہی روے زمین پر اب کوئی بہادر ایسا نہین ہی کہ ان قلعون کو فتح کرسکے ہم کو اسوقت سے اطمینان کامل ہوگیا کہ دشمن ہمارے روے زمین سے اٹھ گئے اس کا ہمین جشن کرنا ضرور ہی کیونکہ اب دل ہمارا شاد مان ہوا ہی خوشی ظاہر کرنا مناسب وقت ہی اہل دربار نے عرض کیا کہ حضور بجا فرماتے ہین واقعی اب کسی سے کچھ خوف نہین ہی جو دو دشمن تھے وہ شکار پنجہ برق مثال ہوگئے اندیشہ و خوف دل سے دور ہوا خوشی اس کی ضرور کرنا چاہیے حسین سبز قبا نے اہل دربار کو بھی موافق اپنی راے کے پاکر حکم دیا کہ بزم عشرت آراستہ کی جاے گے سامان خوشی و سرور مہیا ہو ارباب نشاط حاضر ہون حسب الحکم ملازم کار بند ہوے سامان جشن ہونے لگا بزم عشرت آراستہ کی گئی حسین سبز قبا مع اپنے جملہ اہل دربار و خوش غلوے ریحاد آواز کے بصد تکلف بزم عشرت مین آکر بیٹھا ساقیان سیمین ساق حسب الحکم بادشاہ مذکور کشتیان شراب ناب کی مع شیشہ و ساغر بناز و انداز لیکر حاضر بزم عشرت ہوئین پھر بادۂ ناب شیشون سے ساغرہاے بلورین مین بھر بھر کر شاہ مذکور و جملہ اہل محفل کو دینے لگی ہر ایک بادہ پرست شراب پینے لگا جب سب اہل بزم بصد خوشی شراب پی چکے ساقیان گلرخ کشتیان شراب کی اٹھاکر بزم عیش سے چلی گئین بعد جانے ساقیان گل اندام کے عین حالت نشہ مین حسین سبز قبا نے حکم دیا کہ ارباب نشاط سے کوئی نازنین خوب رو و خوش گلو حاضر بزم عشرت ہوکر روبرو ہمارے رقص و نغمہ کرے بمجرد حکم ایک نازنین مہ جبین سراپا ناز نہایت خوش آواز بصد ناز و انداز ہمراہ اپنے سازندون کے بزم عشرت مین اسطرح آئی کہ اس کی رفتار سے دل دیکھنے والون کے پس گئے مانند حنا پامال سبزہ پامال ہوگئے جوانان اہل جلسہ عیش نے اس کے رخ زیبا پر نظر کرکے ہزار دل و جان عاشق و فریفتہ ہوکے بے اختیار آہ کی دل سینون مین مضطر و بیقرار ہوگئے سب اس کے عاشق زار ہوگئے خواہش وصل دل مین پیدا ہوئی آنکھون کو اس کی دید مد نظر ہوئی ہر ایک اس کے برق حسن سے سکتے مین تھا محو جمال مطربہ مذکورہ تھا بادشاہ مذکور بھی اس کی شمع حسن دلفریب پر فریفتہ ہوگیا بے اختیار اس کو دیکھنے لگا اس نازنین نے بادشاہ سند بوجہ بالا کو بہزار ناز و انداز سلام کرکے بعد درست ہونے سازون کے سب کو اپنی طرف متوجہ پاکر ناچنا شروع کیا اہل بزم بغور دیکھنے لگے اور بجاے خود تعریف اس کے رقص کی کرنے لگے حسین سبز قبا بھی اس کے رقص کو پسند کرکے دل مین کہنے لگا کہ یہ نازنین کیا خوب ناچتی ہی اپنے فن مین کامل ہی وہ نازنین تا دیر رقص کرکے دلون کو اہل محفل کے ہنگام رقص ہی پامال کرکے حسب فرمایش بادشاہ حسین سبز قبا یہ غزل عاشقانہ گانے لگی اہل بزم اس کی طرف متوجہ ہوے

غزل

نکالی ہی مرے درد جگر نے دل لگی اچھی — کیا کرتا ہی سینے مین یہ بیٹھا گدگدی اچھی
ہوا مشہور مین سارے جہان مین اُن کی الفت سے — حسینون کی بدولت میری شہرت ہوگئی اچھی
جفا و ظلم سے اب ناک مین دم آگیا تیرا — سزا عشق حسینان کی تجھے ایدل ملی اچھی
عدو کا ہجول کر وہ گھر مرے گھر مین چلے آتے — شب تاریک مین تقدیر جگی ہی مری اچھی
دل ناشاد کا میرے لہو ملکے ہاتھون مین — وہ کہتے ہین یہ ہنس ہنس کر کیا مہندی کی ہی اچھی
زمانے بھر حسینون سے تمھارا حسن اچھا ہی — جہان کے دلبرون سے ہی تمھاری دلبری اچھی

کہ خواجہ کو کہان سے لایا ہی اُس دیو نے دست بستہ عرض کیا کہ حضور یہ تابعدار حسب الحکم یہان سے
سوے طلسم زلزلہ گیا تھا اُسنے راہ مین چار قلعے مجکو نظر آئے قلعہ اول کے سامنے لشکر اہل اسلام
کو فروکش دیکھا پہلے اُسی لشکر مین مین نے خواجہ کی جستجو کی جب نہ پایا تو متردد ہوا ناگاہ دیکھا مین نے
کہ اندر قلعہ کے ہزارہا آدمیون کا ایک جگہ مجمع ہی یہ خواجہ طوق و زنجیر مین گرفتار زیر تیغ جلاد بیٹھے
تھے سوے فلک ہاتھ اُٹھا کے کچھ کہہ رہے تھے چہرہ ان کا متغیر ہی اشک آنکھون مین ہین جلاد قتل
کیا ہی چاہتا ہی یہ دیکھتے ہی مین پنجہ بدل کر ان کو اُٹھا لایا بھوک کا اُسوقت بہت تھا جلاد کو کھا گیا اُس کے
کھانے سے عجب لذت زبان پر آئی کیونکہ گوشت نمکین تھا پھر یہ فدوی خواجہ کو لئے ہوے یہان آیا
سلیمان صاحبقران اور صاحبقران سلطان کیوان شکوہ اُس دیو کی باتین سنکے بہت
ہنسے پھر اُس سے کہا کہ اب کبھی کسی انسان کو نہ کھانا خصوص اہل اسلام کو اُس نے عرض کیا کہ فدوی
اب حکم حضور کی تعمیل کرے گا یہ کہکے چلا گیا چونکہ خواجہ بیہوش تھے سلیمان صاحبقران اور
صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کے حکم سے پریون نے ایسی تدبیرین کین کہ خواجہ کو ہوش
آیا آنکھین کھولین سامنے صاحبقران اور سلیمان صاحبقران اور چند پریون کو پایا فی الفور
خوش ہوکر اُٹھ بیٹھا ادب سے سلام کیا پھر گھبرا کر پوچھا کہ اے صاحبقران ذی وقار یہان مجھے
کون لایا مین تو زیر سایہ تیغ جلاد بیٹھا ہوا تھا یہ کہکے تمام حال اپنے گرفتار ہونے کا اور حسینان سبز قبا
کے نام بھیجنے کا مفصل بیان کیا صاحبقران نے کہا کہ ہمکو بھی آگہی دیو یہان اُٹھا لایا تھا ہم نے
بضرورت دیو کو روانہ کرکے تمکو بھی وہان سے بلوا لیا الحمد للہ کہ دیو ایسے وقت پر پہونچا کہ تمکو جلاد نے
زیر تیغ ہی بٹھایا تھا قتل نہین کیا تھا کہ دیو تمہین لے آیا خواجہ نے عرض کیا کہ اس خاکسار سے کیا کام
لینا منظور خاطر عالی ہی کس واسطے آپ نے مجھے بذریعہ دیو طلب کیا ہی ارشاد ہو صاحبقران نے
تمام حال دیو سحر کش سے لڑنے کا اور شمس جنی سے غوغاے رعد آواز کے قتل ہونیکا
اور حور جنی عامل کے پاس جانے کا اور جو کچھ اُس نے بیان کیا تھا وہ سب کہکے ارشاد کیا کہ اے
خواجہ تم کسی تدبیر سے اندر طلسم شمشیر جنبان کے جاکر پہلوے قبر فہیم عامل سے لوح طلسمی لے آؤ
تاکہ ہدایت لوح طلسمی سے غوغاے رعد آواز وغیرہ اشخاص جو سحر بند ہین ہم اُنکو یہان سے جاکر
قتل کرین چارون قلعون کو فتح کرین خواجہ نے عرض کیا کہ مجکو تعمیل حکم مین کچھ عذر نہین ہی مگر طلسم شمشیر
جنبان مین کیونکر جا سکتا ہون راہ سے ناواقف ہون کوئی راہبر نہین ہی اور خضران پری کے
مسکن سے بھی ناآشنا ہون سلیمان صاحبقران نے کہا کہ اے خواجہ ہم ایسی کوئی فکر کرینگے
کہ تمکو خضران پری تک پہونچا دین گے یہ کہکے اکثر پریون کو طلب کرکے اُن سے دریافت کیا کہ
تمکو خضران پری سے آگاہی ہی کہ وہ کہان رہتی ہی پردۂ قاف مین کہان اُس کا مکان ہی اُس سے
تمکو رسم و راہ بھی ہی یا نہین اُن پریون مین سے ایک پری نے عرض کیا کہ اے صاحبقران پردۂ
قاف مین خضران پری کو جانتی ہون اُس کی جاے سکونت سے بھی آگاہ ہون مجھسے اور اُس سے
رسم و راہ بھی ہی مگر وہ یہان سے بہت دور ہی جوالی پردۂ قاف مین رہتی ہی سلیمان صاحبقران نے
اُس پری سے فرمایا کہ تم خواجہ کو اپنے ہمراہ خضران پری کے پاس لیجاؤ ان کو اُس پری تک
پہونچا دو اور جو کچھ خواجہ تم سے کہین اُس پر عمل کرو اُس پری نے منظور کیا ایک روز خواجہ عطیفور
گردپا نے تیاری سوچکر شکل اپنی بعینہ پری کی سی بنائی بقول بعض راویون کے رنگ و روغن سے

اور بعض راویون نے یہان کہا ہی کہ بمعجزہ صورت اپنی پری کی بنائی بہر طور جب خواجہ موصوف
بشکل پری بنے وہ پری کہ نام اُس کا الگن پری تھا خواجہ کو تخت پر بٹھا کر تخت کو بلند کرکے سوے
خضران پری روانہ ہوے اثناے راہ مین خواجہ پردہ قاف کے عجائبات وغرائب اشیاء
دیکھتے ہوے بصورت پری بنی ہوئی جاتے تھے اور الگن پری سے کہتے جاتے تھے کہ تم مجکو جب
خضران پری کے سامنے لیجانا اور وہ پوچھے تو یہ کہنا وہ کہتی جاتی تھی کہ اے جو کچھ آپنے
کہا ہی ایسا ہی کرون گی غرضکہ بعد قطع راہ دور و دراز الگن پری خضران پری کے مکان پر
پہونچی تخت اپنا اُتارا دیکھا کہ خضران پری اپنے مکان مین بیٹھی ہوئی ہی چند پریان بھی اُس کے
قریب بیٹھی ہین کچھ باتین کر رہی ہین الگن پری نے قریب اُس کے جا کر سلام کیا اُس نے پہچان
بہت خوش ہوکے پوچھا کہ اے الگن پری بعد مدت مدید و عرصہ بعید کے آج ادھر تمھارا آنا ہوا
مزاج تمھارا کیسا ہی باعث تمھارے آنے کا کیا ہی فقط ہم سے ملنے کو آئی ہو یا کوئی کام ہم سے درپیش
ہی اُس نے کہا کہ اے خضران پری آپ کو مین نے ایک زمانہ دراز سے نہین دیکھا تھا اسلیے شوق
آپ سے ملنے کا از حد تھا آج محض آپ سے ملنے کو آئی ہون کوئی کام سواے ملاقات نہین ہی یہ سنکے
خضران پری نے خوش ہوکر قریب اپنے بٹھا کر پوچھا کہ یہ پری تمھارے ساتھ جو آئی ہی یہ تمھاری
کوئی عزیز ہی یا غیر ہی نام اس کا کیا ہی ہم نے کبھی اس پری کو نہین دیکھا ہی اُس نے کہا کہ یہ پری میرے
عزیزون سے ہی نام اس کا حسین خوش گلو پری ہی واقع آپ نے کبھی اس کو نہین دیکھا ہی یہ
ماشاء اللہ خوب ناچتی ہی اور گاتی ہی تو ایسا ہی کہ پردہ قاف مین مثل اس کے کوئی پری نہ گاتی ہوگی
آواز اس کی ایسی اچھی ہی کہ تعریف ہو نہین سکتی خضران پری نے بہت مشتاق ہوکر کہا کہ اے
الگن پری اس سے کہو کہ ہمارے سامنے بھی رقص و نغمہ کرے ہم کو شوق گانا سننے کا تم جانتی ہو
ہمیشہ سے ہی کبھی ہم بھی جوان تھے عالم جوانی مین ایسا گاتے تھے کہ جن و دیو تو کیا مرغان ہوا اور
ماہیان دریا بھی ہماری آواز دلکش اور ہمارے گانے کو سنکر پرواز و حرکت سے باز رہتے تھے ہم کو
بھی اپنے گانے کا اور خوش آواز ہونے کا خیال تھا بلکہ غرور تھا اب ہم ضعیف ہوے وہ آواز نہین
رہی مگر کبھی کبھی اب تک کچھ بجاے خود گاتے ہین اور گانا سنتے ہین گو وہ زمانہ شباب نہ رہا مگر شوق
گانا گانے اور گانا سننے کا اب تک ہی لہذا حسین خوش گلو پری کے گانے کی آرزو ہی اور گانا
سننے کے مشتاق ہین الگن پری نے کہا کہ اے حسین خوش گلو پری ہماری بہن خضران پری
تمھارے گانا سننے کی بہت مشتاق ہین ان کے سامنے اسوقت کچھ گاؤ اور رقص اپنا انھین دکھاؤ
ناچنے گانے مین یہان نہ شرماؤ حسین خوش گلو پری نے بعد عذر خرابی آواز کے اصرار الگن
پری سے مجبور ہوکر روبرو خضران پری کے ایستادہ ہوکر ایسا رقص کیا کہ دیکھنے والے حیران
ہوگئے خصوصاً خضران پری دنگ ہوگئی بے اختیار بار بار تعریف کرنے لگی حسین خوش گلو
پری نے خضران پری وغیرہ کو متوجہ پاکر یہ غزل حسب فرمائش الگن پری شروع کی غزل

پھول کیا کرتے ہین کھل کھلکے گلستانون مین ‌ ‌ بخت کھلجاتے ہین جو پڑجاتے ہین تیرے کانون مین
دل سے تیار رہو جان سے تیار رہو ‌ ‌ حکم آتا ہی یہ لکھا ہوا فرمانون مین
تھک گئے اب تری تعریف کے لکھنے والے ‌ ‌ رکھدیے سب نے قلم آج قلمدانون مین
میکشی چھوڑکے اب اس پہ قناعت کرلی ‌ ‌ کیفیت ملتی ہی انگور کے دو دانون مین

دل مین چبھو جائین تو برسون مین خلش جاتی ہی
ہائے افسوس کہ اس دل نے نہ پایا مجکو
لے گیا لوٹ کے ایمان ہمارا ظالم
نہ وفا کا ہی سلیقہ نہ جفا کی ہی تمیز
بیٹھ رہ صبر سے تو ایک جگہ اسے مجنون
اپنے مطلب کی تو مین بات سمجھ لیتا ہون
بیشک آغوش مین لینے کے خطاوار ہین ہم
تیرے بیمار کو صحت سے نہ مطلب نہ غرض
خلش نوک مژہ لذت پیکان خدنگ
بزم عشاق مین وہ شوخ نہ آئے گا دلیر

خوب نوکین تیرے تیرون کی ہین پیکانون مین
تیر نے مداحون مین دشمن کے ثناخوانون مین
کون کہتا ہی وہ ظالم ہی مسلمانون مین
چشم بد دور ابھی آپ ہین نادانون مین
خاک اڑاتا ہی عبث نجد کے میدانون مین
وہ سمجھتے ہین تو مجھین سمجھے دیوانون مین
تیر دو اور لگا دیجیے ان شانون مین
نہ دواخانون مین جانا نہ شفاخانون مین
سب بھرے سینہ مین دل صد چاک کے ارمانون مین
حور آجائے گی کس طرح سے انسانون مین

حضرت ان پری اور دیگر پریان اشعار غزل مندرجہ بالا سنکے اور ناچنا حسین خوش آواز پری کا دیکھکے دنگ تھین سب کی سب تصویر گل ہو گئی تھین ایسی محو و بیخود و متحیر تھین کیونکہ حسین خوش آواز پری ایسا ناچی اور گاتی تھی کہ بمصداق قطعہ

نور کی اک ہوائی تھی کہ چھٹی
آفت جان وہ تان اونچ پلٹا
دل پہ لگتا تھا آکے تیر پہ تیر
ان سرون کی نشست جوش پائے
نغمہ سنجان باغ وہ ہو گئے دنگ
ہو گئے ریشم ساز کو چھر پار

لکھدی لوح دل پہ وہ تحریر
دل پہ نشتر زن ایک ایک فقرا
گت پہ جو اس رشک حور کی تھی ستم
دل لئے سے جہان کے دل لبھا لئے
پہ سما بند ہو گیا پہر رنگ جما
بندھ گئے تار آنسوؤن کے تار

تان کیا لی چہک گئی بجلی
نقش جب سان ہوا ہر اک تسخیر
سر لگاتی تھی جب وہ ماہ منیر
کھنچنے قانون سے زیادہ نہ کم
سنکے اس گل کا زمزمہ آہنگ
اہل محفل کو ہوگیا سکتا

حسین خوش گلو پری نے جب ناچ گا کر غزل مندرجہ کو بھی تمام کر کے توقف کیا تو حضرت ان پری وغیرہ کو جب سکتہ اور بیخودی سے افاقہ ہوا حواس درست ہو سکے تو ہر ایک نے تعریف کی پھر حضرت ان پری نے حسین خوش گلو پری سے مخاطب ہو کے کہا کہ واقعی تمھارا مثل و نظیر زیر چرخ ناچنے گانے مین نہین ہی یہ تو بتاؤ کہ تم نے کس استاد سے سیکھا ہی اس سن و سال مین یہ کمال اللہ تم کو نظر بد سے بچائے زندہ سلامت رکھے تم نے اسوقت دل میرا بہت خوش کیا ایسا گانا سنایا کہ مین نے کبھی نہ سنا تھا ایسا رقص کیا کہ کبھی ایسا ناچ نہ دیکھا تھا حسین خوش گلو پری نے سر جھکا کر کہا کہ مین نے اکثر پریون سے ناچ گانا سیکھا ہی بہت سی باتین اپنی طبیعت سے ایجاد کی ہین محنت و مشقت حصول علم موسیقی مین بہت کی ہی شام و صبح بلکہ تمامی روز و شب رقص و نغمہ مین برسون مین نے بسر کئے ہین مگر اب بھی کچھ بھی نہین جانتی ہون محض مبتدی ہون آپ کا حسن سماعت ہی کہ میرے گانے کو آپ پسند کرتی ہین از راہ قدردانی رقص و نغمے کی تعریف کرتی ہین حضرت ان پری نے جواب دیا کہ واقعی تمھین لائق تعریف ہو اس سن مین یہ کمال رکھتی ہو گانا سننے والون کو حیرت ہوتی ہی ناچ دیکھنے والون کو تعجب ہوتا ہی ہنگام رقص برق کی طرح کوند جاتی ہو سچ تو یہ ہی کہ ناچنے کے وقت دلہائے اہل محفل مانند سبزہ پا مثل حنا پامال کرتی ہو ایک روز ہم تمھارا گانا پھر سنینگے آج کے تیسرے روز ہمارے مخدوم فہیم عالی کا عرس ہی ان کے مرقد پر ہم جائینگے تمکو بھی اپنے ساتھ لے جائینگے وہان تمھارا

کا لئے نہین گے روح ہمارے مخدوم و موصوف کی تمھارے رقص و نغمہ کرنے سے بہت خوش ہوگی
اگر ممکن ہو تو دو چار روز یہان رہو الگن پری بھی رہین جب عرس ہو جائے گا تو چلی جانا حسین
خوش گلو پری نے کہا مجھے کچھ عذر نہین ہے اگر الگن پری یہان رہین گی تو مین بھی رہون گی
الگن پری نے جواب دیا کہ مین اپنی بہن کی خلاف مرضی یہان سے نجاؤنگی خضران پری
یہ سنکے خوش ہوئی الحاصل تیسرے روز خضران پری الگن پری و حسین خوش گلو پری
و دیگر پریون کو ہمراہ لے کر تخت پر سوار ہو کر سوے قلعہ یعنی طلسم شمشیر جنبان روانہ ہوئی
جب نزدیک قلعہ مذکور پہونچی تخت سے اُترکر ایک رقعہ لکھکر ایک دیو کو دیا کہ اس رقعہ کو وہ سامنے
جو چشمہ ہے اُس مین ڈالدے دیو نے حکم کی تعمیل کی ہنوز دیر نہوئی تھی کہ سامنے سے برق جادو حاکم
و بادشاہ طلسم شمشیر جنبان تخت سحر پر سوار تاج شاہی بر سر قبلے فرمانروائی در بر کیے و تنہا نمودار ہوا
جب قریب آیا خضران پری سے کہا کہ رقعہ تمھارا ہمکو پہونچا تھا معلوم ہوا تھا کہ آج روز عرس فہیم عاقلی
ہے آؤ ہمارے ساتھ داخل قلعہ ہوا ور بعضے راویون نے بیان کیا ہے کہ قبل پہنچ جانے کے خضران
پری نے رقعہ لکھکر دیو کو دیا اور اُس سے کہا کہ چشمہ نیلگون مین اس کو ڈال آ دیو نے حکم کی تعمیل کی
پھر خضران پری ہمراہ سب پریون مذکورہ کے مع حسین خوش گلو پری تخت پر سوار ہو کر سوے
طلسم شمشیر جنبان روانہ ہوئین جب قریب دروازہ طلسم شمشیر جنبان پر پہونچین حاکم و بادشاہ طلسم
شمشیر جنبان کو خبر ہوئی وہ مانند بجلی کے تیز تر بسرعت تمام تخت سحر پر سوار تاج شاہی بر سر پوشاک شاہانہ
در بر کیے تنہا آیا خضران پری نے پوچھا کہ اے برق جادو مزاج تمھارا کیسا ہے اُس نے کہا کہ تمھاری
دعا سے اچھا ہون رقعہ تمھارا پہونچا تھا دیر سے مین تمھارا منتظر تھا یہ کہکے ہمراہی پریون پر نظر کر کے کچھ
متردد ہو کے پوچھا کہ آج تمھارے ساتھ یہ کون پری ہے کبھی تم اس کو اپنے ہمراہ نہین لائی تھین آج اسکے
یہان لانے کا کیا سبب ہے خضران پری نے جواب دیا کہ یہ پری ہماری الگن پری کی عزیز ہے چونکہ
آج روز عرس فہیم عاقلی ہے الگن پری بھی بشرکت عرس یہان آئی ہین اور اس پری کو بھی اپنے ساتھ
لائی ہین کچھ تم تردد نہ کرو مین یہان کسی غیر کو کبھی نہ لاؤنگی تمھاری دوست ہون دشمن نہین برق
جادو یہ سنکے مطمئن ہوا تردد دل سے دور ہوا کچھ اندیشہ دل مین نہ رہا بیخوف ہو کر اپنے تخت سحر سے
اُترکر جانب دروازہ طلسم شمشیر جنبان دیکھکر انگشت سے اشارہ کیا دیکھنے والون نے دیکھا کہ وہ
تلوارین جو دروازے پر لٹکی ہوئی جنبان تھین دفعتاً وہ ٹھہر گئین حرکت سے باز رہین دروازہ کھل گیا برق
جادو خضران پری وغیرہ کو ہمراہ لے کر اندر اُس قلعے کے گیا پھر سوے در قلعہ دیکھکر اشارہ کیا
وہ تلوارین پھر بدستور ہلنے لگین اور دروازہ قلعہ بند ہو گیا حسین خوش گلو پری نے اندر اُس
قلعے کے جا کے اکثر عجائب و غرائب کی سیر کی اگر اُن کو بتفصیل بیان کیا جاے تو نہایت طول ہوگا خلاصہ
یہ کہ بہت سی عجائب و غرائب اشیاء کا مشاہدہ کیا اُن کے دیکھنے سے نہایت حیرت ہوئی قلعہ کو دیکھا
تو نہایت وسیع پایا ایک جانب کو ایک مقبرہ نظر آیا نہایت پختہ و خوش قطع دروازہ اُس کا مقفل تھا
برق جادو نے اُس دروازے پر جا کر قفل کو بنظر تند دیکھا فی الفور وہ قفل وا ہوا دروازہ
مقبرے کا کھل گیا خضران پری ہمراہ الگن پری وغیرہ کے اندر اُس مقبرے کے گئی قبر فہیم
عاقلی کے پاس بیٹھکے بے اختیار اشکبار ہوئی دیگر پریان بھی آبدیدہ ہوئین برق جادو بھی محزون ہوا
حسین خوش گلو پری نے اندر مقبرے کے جا کر چار طرف نظر کر کے معلوم کیا کہ مقبرہ وسیع ہے

عمارت پختہ ومنقش شیشہ آلات جھاڑ کنول وغیرہ اسباب ضروری سے اچھی طرح آراستہ ہے جھاڑوں اور کنولوں میں شمعین مومی وکافوری چڑھی ہوئی ہین آئینے کلان طلائی کار چہار طرف بقاعدہ مناسب دیوار مقبرہ سے ملحق آویزان ہین وہ آئینے ایسے صاف وشفاف ہین کہ اگر ان کو آئینہ سکندر بھی دیکھتا تو حیران ہوتا علاوہ آئینہ ہاے مذکور کے چند قطعات وآیات بخط نسخ ونستعلیق خوشنویسان نامی کے ہاتھون کے لکھے ہوے انجام مرگ وبے ثباتی عالم وعالمیان کے مضمون کے تختون مین زیر آئینہ نہایت خوبی کے ساتھ دیوارہاے مقبرہ مذکور مین آویزان ہین درمیان مقبرہ قبر پختہ فہیم عالی کی ہے گرد اس کے نقرئی کٹہرہ ہے قبر پر چادر کمخواب سبزی ہے بالاے چادر مذکور چادر گل پڑی ہے بالین قبر ایک کشتی نقرئی رکھی ہے اگر سوز نقرئی مع مورچھل اس مین رکھا ہے اگر سوز آتش غم فہیم عالی مین دود آہ دل سوزان ظاہر کر رہا ہے فرش مقبرہ سنگ مرمر وسنگ موسی کا ہے علاوہ فرش سنگ مرمر وسنگ موسی کے جابجا قالین اونی نہایت بیش قیمت بچھے ہین غرضکہ مقبرہ مذکور مین جملہ اشیاے ضروری سے زیب وزینت دیکھی خضران پری نے سامان عرس کا حکم دیا پریون نے ضروری سامان مہیا کیا چادر گل تر وتازہ بالاے قبر چڑھائی گئی اگر اگر سوز مین مگر رسلگایا گیا کھانا سے لذیذ وخوش ذائقہ کی تیاری براے فاتحہ خوانی صاحب قبر مذکور ہونے لگی پریان مصروف کار ہوئین خضران پری نے بعد فراغ بعض کار مرجوعہ سب پریون کو ایک جا بٹھایا برق جادو بھی ایک جانب بیٹھا اسوقت خضران پری نے حسین خوش آواز پری سے کہا کہ حسب وعدہ اس وقت تجھ مزار فہیم عالی کے روبرو معرفت الہی مین گاو یا کوئی غزل عاشقانہ گا کر روح کو ان مرحوم کی خوش کر وآج ان کا عرس ہے یہ دنیا مین عامل کامل تھے افسوس کہ آج زیر خاک سورہے ہین ہم ان کو روتے ہین زندگی مین عامل زبردست تھے آج یہ عمل خیر کے دوسرون سے محتاج وخواہان ہین حسین خوش گلو پری نے حسب فرمائش خضران پری پہلے تو غزلین وغیرہ معرفت خدا مین خوب گائین اور خوب رقص کیا ہر ایک حالت وجد مین جھومنے لگا کلمہ حق بار بار زبان پر جاری کرنے لگا خصوصا خضران پری کو تو گویا حال آگیا بیخود ہو گئی برق جادو بھی علحدہ بیٹھا ہوا یہ دیکھا کیا گانا سنا کیا بعد تھوڑی دیر کے خضران پری سے رخصت ہو کر کہنے لگا آج تو تم شام تک یہین رہو گی ہنگام شام جاؤ گی اس نے کہا کہ ہان حسب دستور قدیم آج شب کو یہین یہان سے جاؤن گی یہ سنکے برق جادو چلا گیا پھر نغلی پری یہ غزل بخوش گلوئی گانے لگی۔ غزل

فصل بہار آئی ہے دیوانہ پن ہوا / گل کی طرح سے چاک مرا پیرہن ہوا
بستر پہ ہون مگر کوئی پاتا نہین مجھے / اس طور جا ہے بستر میں لاغر بدن ہوا
دل آپ کے فراق مین محزون رہا مدام / سینہ ہمارا غیرت بیت الحزن ہوا
مثل حباب آیا نظر آسمان مجھے / دریا جو میرے آنسوؤن کا موجزن ہوا
بیکس ہو گا کوئی بھی مجھ سا جہان مین / بعد فنا نصیب نہ گور وکفن ہوا
مر قید مین عشق ... مری آنکھین ... کھلی رہین / دیدار کا خیال جو زیر کفن ہوا
رویا جو ... مین تو ... داغ دل ... / بارش کی فصل آئی ہے تازہ چمن ہوا
... وا ... اس ... / غربت مین ... نہ ہم کو خیال وطن ہوا
... جو ... آہ شعلہ بار ... / جل کر تباہ گنبد چرخ کہن ہوا

برمین مرے جو بیٹھ گیا کل وہ شمع رو — کیا کیا خجل رقیب سرانجمن ہوا
دیتے نہین جواب جو میرے سوال کا — ثابت تمہارا شکل کمر کیا دہن ہوا
گیسو جو اُس نے ڈالدیے رخ پہ بزم مین — غل ہوگیا جہان مین کہ سورج گہن ہوا
لائق جو دل لیا کسی محمل نشین نے چھین — سمجھا جسے رفیق وہی راہزن ہوا

خضران پری والگن پری و دیگر پریان جو اُس جلسے مین موجود تھین وہ اشعار غزل مندرجہ بن سنکے اور رقص دیکھکر بہت خوش ہوکر باربار بے اختیار تعریف کرنے لگین بعد تمام کرنے غزل کے حسین خوش گلو نے کہا مین آپکا فرمانا بجا لاچکی اب چاہتی ہون کہ آپ کچھ گائین خضران پری نے پہلے تو اپنے سن رسیدہ ہونے کا عذر کیا پھر اصرار کرنے سے یہ غزل اُس نے شروع کی غزل

روح کو چین ہے جو غم دلبر مین نہین — صاحب خانہ کو آرام جو گھر مین نہین
مجکو امید ہے مشکل مری آسان ہوگی — جو رکاوٹ ترے دل مین ہے وہ پتھر مین نہین
اے غم عشق نہ جانا مرے دل سے باہر — ایسی مہمان کی توقیر کسی گھر مین نہین
کس سے وعدہ ہے جو گھبرائے ہوئے پھرتے ہو — یہ وہ گردش ہے کہ جو میرے مقدر مین نہین
مجھپہ بیداد کرو تو بھی غنیمت جانون — تجسے امید کسی طرح کی محشر مین نہین
آپکے لطف وعنایت کا بھروسا کیا ہے — کہ گھڑی بھر مین اگر ہے تو گھڑی بھر مین نہین
لگ لیے جاتے ہین شیدائی گیسو سارے — کونسا نام ہے جو آپکے دفتر مین نہین
سخت جانون سے جو منہ پھیرلیا ہے قاتل — عرق شرم تو آب دم خنجر مین نہین
مین نے کیا جانیے کیون سجدہ کیا ہے اسکو — جانتا ہون کہ خدا اور ہے تصویر مین نہین
غیر کے عشق سے جلتا ہے عبث تو اے داغ — اُس کی تقدیر مین ہے تیرے مقدر مین نہین

اہل بزم اشعار سننے لگے اور متوجہ ہوکر جانب خضران پری جو دیکھنے لگے تو وہ مرقد فہیم عالی کی طرف دیکھ دیکھکے روتی جاتی تھی اور اشعار غزل پہ ایسی تباہی تھی کہ پریان اُس کے گانے کی تعریف کرتی تھین جب خضران پری نے غزل کو تمام کیا حسین خوش گلو پری نے بھی اُس کی ثنا کی پھر ایک پری خضران پری کے کہنے سے گانے لگی اس اثنا مین حسین خوش گلو پری اٹھی خضران پری نے پوچھا کہ کہان جاتی ہو اُس نے کہا بضرورت جاتی ہون ابھی آتی ہون یہ کہکے باہر مقبرے کے جاکے ایک درخت کی آڑ مین بیٹھکر بعجلت تمام نقب لگانی شروع کی تھوڑی دیر مین خواجہ طیفور گر دیا نقب لگاتے ہوئے پہلوے قبر فہیم عالی تک پہنچے اُس جگہ فتیلہ عیاری روشن کرکے دیکھا کہ گوشہ قبر فہیم عالی مین ایک چھوٹا صندوقچہ مانند قلمدان کے رکھا ہے خواجہ نے اُسے اٹھا کر نذر زنبیل کیا پھر بعجلت نقب سے باہر آکر دہن نقب کو بند کرکے دست وپا سے گرد وغبار وخاک کو دور کرکے خراماں خراماں اندر مقبرے کے جاکر پاس الگن پری کے بیٹھے خضران پری نے خیال کیا کہ حسین خوش گلو واسطے دفع بول وبراز کے گئی تھی یہ خیال کرکے خاموش رہی قریب شام سورۂ فاتحہ فہیم عالی کی روح کو بخشنا تھا ہر ایک نے ہاتھ قبر پر رکھکر سورۂ فاتحہ پڑھا پھر روشنی کرکے اغذیہ انواع واقسام پر بھی سورۂ فاتحہ وغیرہ پڑھکر ہدیہ ثواب اُس کی روح کو بخشا وہ طعام مستحق لوگون کو دیدیا گیا اسی عرصہ مین برق جادو آیا خضران پری وغیرہ سب پریان اٹھین باہر مقبرے کے آئین برق جادو نے کچھ آہستہ پڑھا دروازہ مقبرے کا بند ہوگیا وہ قفل جو کھلا تھا پھر بدستور حلقہ زنجیر مین جاکر آویزان ہوا برق جادو

نے ہمراہ خضران پری کے قریب درِ قلعہ آکر کچھ اسماے سحر آہستہ زبان پر جاری کیے دروازہ قلعہ کا
کھل گیا وہ تلوارین جنبش سے باز رہین جب خضران پری وغیرہ سب باہر قلعے کے چلے گئین اور
برق جادو نے پھر سوے درِ قلعہ اشارہ کیا وہ خود بخود بدستور سابق بند ہوگیا وہ تلوارین بھی اسی طرح
ہلنے لگین برق جادو خضران سے رخصت ہوکر نظر سے غائب ہوگیا خضران پری سے الگن
پری بھی خواہان رخصت ہوئی اُس نے اجازت جانے کی دی الگن پری تخت پر حسین خوش گلو
پری کو بٹھاکر سوے قصر فیروزہ نگار روانہ ہوئی اُدھر خضران پری مع اپنی ہمراہی پریون کے اپنے
مکان کی طرف تخت پر بیٹھکر گئی الگن پری بعد قطع راہ در قصر فیروزہ نگار پر آکر تخت سے اتری اور
حسین خوش گلو پری بھی ہمراہ اُس کے تخت سے اتری پھر دونون داخل قصر فیروزہ نگار ہوئین
دیکھا کہ سلیمان صاحبقران اور صاحبقران سلطان کیوان شکوہ بیٹھے ہین باہم کچھ باتین
کر رہے ہین یکایک الگن پری نے اور خواجہ طیفور گردپانے جو بصورت پری بنے ہوے تھے
با ادب سلام کیا صاحبقران نے پوچھا کہو خواجہ لوح طلسمی لائے خواجہ نے بصورت اصلی ہوکر
عرض کیا کہ آپ کے اقبال سے اور اعانت خدا سے لوح طلسمی لیے آیا صاحبقران ممدوح نے بہت
خوش ہوکر لوح کو طلب کیا خواجہ نے زنبیل سے نکال کر وہ صندوقچہ کو پیش کیا صاحبقران
نے جب اُس کو کھلوایا اندر اُس کے لوح کو پایا کہ مانند قمر کے پر ضو تھی اور جو طلسم نقوش اُس پر کندہ
تھے وہ بخوبی پڑھے نہ جاتے تھے بعد غور کرنے بسیار کے گوشۂ لوح مذکور پر یہ عبارت نظر آئی کہ اگر خدا
فضل کرے اور لوح طلسمی طلسم کشا کو دستیاب ہو تو اُس کو چاہیے کہ چشمۂ ماہیان مین اس اسم اعظم
الٰہی کو پڑھکر غوطہ دے تاکہ لوح کام دے اور جملہ طلسم و نقوش واسطے الٰہی اُسے نظر آئین اور
لوح طلسمی طلسم کشا کو بابت طلسم کشائی و فتح ہر چہار قلعہ کے ہدایت کرے لیکن یہ کام خود کرے صاحبقران
موصوف عبارت لوح پر نظر کرکے سلطان صاحبقران سے گویا ہوے کہ یہ لوح ہمکو ہدایت کرتی ہے کہ
چشمۂ ماہیان مین لوح طلسمی کو غوطہ دو سلیمان صاحبقران نے فرمایا کہ ممکن ہے چشمۂ ماہیان تک جانے
کچھ دشوار امر نہین ہے یہ کہکے خواجہ طیفور گردپا کی اس کار نمایان کی بہت تعریف کی صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ نے بھی ازراہ قدردانی ثنا کی خواجہ نے کہا کہ اس تعریف و ثنا سے مجھکو کیا فائدہ ہوا رنگ
و روغن و لباس کے مہیا کرنے مین بہر از رکثیر صرف ہوا ہے صاحبقران نے وعدہ دینے زر کثیر کا کیا سلیمان
صاحبقران نے خواجہ کو زر و جواہر مرحمت کیا خواجہ نے لے کر نذر زنبیل کیا بعد صاحبقران نے پوچھا
کہ چشمۂ ماہیان یہان سے کب جائیے گا جواب پایا کہ اے خواجہ کل وقت سحر جاؤن گا مگر ضرورت راہبری کی ہے
سلیمان صاحبقران نے فرمایا ہم حسب دلخواہ فکر کر رہین گے جب وہ روز و شب گذر کر سحر نمودار ہوئی
سلیمان صاحبقران نے ایک جن کو طلب کرکے ارشاد کیا کہ ابھی ان کو چشمۂ ماہیان پر پہونچا دے
اُس نے عرض کیا کہ بسر و چشم یہ التماس کرکے ایک تخت پر صاحبقران ممدوح کو بٹھاکر خود بھی پس پشت
اُن کے بیٹھکر تخت کو بلند کرکے سوے چشمہ مذکور روانہ ہوا بعد قطع راہ کنارے چشمہ مذکور کے پہونچا تخت
کنارے چشمے کے اُتارا صاحبقران نے ملاحظہ کیا کہ چشمہ ماہیان نہایت صاف ہے پانی اُس کا آب گہر
سے بہتر ہے مچھلیان صدہا رنگ کی اُس مین دکھائی دیتی ہین پانی اُس کا یون رواں ہے کہ جیسے عمر رواں اور
شیرین اس درجہ ہے کہ جیسے جان شیرین یا عسل خالص اور سرد ہے مانند برف کے اور سفید ہے مثل گہر یا شیر
کے طائران رنگا رنگ کنارے اُس کے بیٹھے ہین مصروف خوش الحانی ہین سیر دریا سے قدرت پروردگار

دیکھ رہے ہین اپنی زبان مین حمد و ثنائے خالق بحر و بر کر رہے ہین درختان میوہ دار اکثر کنارے اُس چشمے
کے ہین مگر پھل اور پھول اُن کے عجیب و غریب نہ کبھی دیکھے نہ سنے ہنوز صاحبقران سیر چشمہ ماہیان
کر رہے تھے کہ اُس جن نے دست بستہ عرض کیا کہ حضور یہان توقف نہ فرمایئن یہ جگہ ٹھہرنے کی نہین ہے
مقام پُرخطر ہے اندیشہ ضرر کا ہے جلد یہان سے تشریف لے چلیے صاحبقران نے سبب خوف و خطر اُس
جن سے دریافت نکر کے لوح طلسمی مذکورہ کے گوشہ پر جو اسم اعظم الٰہی کندہ تھا اُس کو موافق ہدایت
لوح زبان پر جاری کر کے لوح کو چشمہ ماہیان مین ڈال کر دھویا پھر جو اُس پر نظر کی تمام اسم اعظم الٰہی اور
نقوش و طلسم نظر آنے لگے اور نظر اُس پر قائم ہونے لگی اور کسی قدر تیرگی بھی اُس کی دور ہوئی بعد
دھونے لوح کے صاحبقران تخت پر سوار ہوے وہ جن بھی بعجلت تخت پر بہ پشت صاحبقران
بیٹھا پھر تخت کو بلند کر کے وہان سے سوئے قصر فیروزہ نگار روانہ ہوا بعد طے ہونے راہ کے در قصر
فیروزہ نگار پر تخت کو اُتارا صاحبقران تخت سے اُتر کر داخل قصر مذکور ہوے سلیمان صاحبقران
نے پوچھا کہ لوح کو چشمہ ماہیان مین دھویا صاحبقران نے کہا کہ ہان لوح کو چشمہ ماہیان مین غوطہ دیدیا
سلیمان صاحبقران نے فرمایا کہ اب لوح کو دیکھیے کہ وہ کیا حکم دیتی ہے صاحبقران موصوف نے بعد
کہنے بسم اللہ کے لوح کو اُٹھا کر بہ نیت فتح طلسم دیکھا اُس مین یہ عبارت نظر آئی اور لوح نے اس طرح
ہدایت کی کہ اگر فضل خدا شامل حال ہوا اور لوح طلسم شمشیر جنبان دستیاب ہو تو پہلے طلسم کشا کو مناسب
ہے کہ در قلعہ یعنے دروازہ پر طلسم شمشیر جنبان کے جا کے دیوار قلعہ سے ہٹ کے یہ اسم الٰہی باین تعداد و ترکیب باوضو پڑھے پھر
قدرت خدا کا تماشہ دیکھے اور شمشیر نیلگون سے جو ساحر سامنے آئے اُسے قتل کرے صاحبقران نے رہنمائی لوح سے
آگاہ ہو کر اطلاع دی سلیمان صاحبقران نے فرمایا کہ مناسب یہ ہے کہ ہدایت لوح پر عمل کیجیے صاحبقران اُسی وقت مرتب ہوا
ہو کے تنہا سوئے طلسم شمشیر جنبان روانہ ہوئے عقب مین اُن کے خواجہ اور سلیمان صاحبقران بھی
بجمعیت دیو و جن گئے جب صاحبقران روبروئے دروازہ طلسم شمشیر جنبان پہونچے دیکھا کہ در قلعہ پر
دو تلوارین آویزان ہین جو مثل برق چمک چمک کر جنبان ہین قلعہ محکم ہے در قلعہ پر کوئی ساحر و غیر ساحر
نہین ہے سناٹا ہے در قلعہ بند ہے یہ دیکھ کر موافق ہدایت لوح کے وہی اسم اعظم الٰہی موافق تعداد و ترکیب
باوضو پڑھا بعد پڑھنے کے دیکھا کہ در قلعہ کو حرکت ہوئی بلکہ دیوارہائے قلعہ تھرا گئین تڑاقا ایسا ہوا اور
ایسی صدا اُس سے مہیب آئی کہ وہ صحرا تھرا گیا زمین دشت کانپنے لگی پردہ ہائے گوش گویا کر ہوگئے تاریکی پیدا
ہوئی اُس تاریکی مین شور و غل و فریاد و نالہ پیدا ہوا دھوان بھی در و دیوار سے ظاہر ہوا بعد دروازہ
قلعہ کا کھل گیا وہ دونون تلوارین در قلعہ سے جدا ہو کر قبضہ مین طلسم کشائے موصوف کے آگئین
صاحبقران نے وہ تلوارین کہ خود بخود در قلعہ سے جدا ہو کر ہاتھ مین آگئی تھین اپنے قبضے مین کر کے
بعجلت تمام پھر لوح کو دیکھا لوح نے ہدایت کی کہ اے طلسم کشا بہت جلد داخل قلعہ ہو دیر نہ کر ورنہ خرابی
واقع ہوگی پھر قلعے مین جانا دشوار ہوگا طلسم کشا نے اپنے تئین حسب ہدایت لوح فی الفور اُسی شور و
تاریکی مین داخل قلعہ کیا ہنوز صاحبقران حسب ہدایت لوح داخل قلعہ ہوئے تھے کہ دفعتاً برق جادو
کو اطلاع ہوئی وہ بصد غیظ و غضب برق آسا کڑکتا ہوا تخت سحر پر سوار ہو کے بجمعیت ساحران آیا دیکھا
اُس نے کہ دروازہ قلعہ کا کھلا ہے دونون تلوارین قبضہ طلسم کشا مین ہین لوح طلسمی گلے مین صاحبقران
کے پڑی ہے طلسم کشا داخل قلعہ ہوگیا ہے یہ حال دیکھ کر بصد قہر و غضب پکارا کہ او طلسم کشا او برباد کنندہ
طلسم شمشیر جنبان او قاتل ساحران او دشمن جان ما تو کس طرح لوح طلسمی پا گیا حال لوح سے تو بخوبی

کسی کو خبر نہ تھی لوح تو فہیم عالی بانی طلسم شمشیر جنبان نے واسطے حفاظت کے اپنے مرقد میں پوشیدہ
کی تھی اور مقبرہ و قبر اپنی بخیال حفاظت لوح طلسمی اندر قلعہ طلسمی کے بنوایا تھا تاکہ کوئی اندر قلعے کے داخل
نہو سکے اور گوشہ قبر سے لوح کو نہ لے سکے باوجود اس درجہ حفاظت لوح طلسمی کے تجھکو کس طرح لوح
طلسمی حاصل ہوگئی مجمد ایسا بیدار مغز و ہوشیار مدام حفاظت لوح طلسمی میں شب و روز سرگرم رہتا تھا
بجز خضران پری وغیرہ کے اور کسی کو حسب ہدایت فہیم عالی بانی طلسم شمشیر جنبان اس قلعہ میں
نہ آنے دیتا تھا اور رات کا بھی نگران رہتا تھا ان سے بھی بالکل اطمینان نہ تھا اسے غضب ہوا کہ لوح
طلسمی تیرے ہاتھ آگئی یقین ہے کہ خضران پری کے ہمراہ تیرا یہاں آنا ہوا یا تیرے عیار کا گذر ہوا روز
عرس فہیم عالی یہ لوح طلسمی مرقد بانی طلسم سے کوئی نہ کوئی لے گیا نہیں معلوم حال لوح سے کس نے
آگاہ کر دیا کون ایسا دشمن ہا ہر لوح طلسمی تھا خیر جو ہونا تھا وہ تو ہوا اب بھی یہ وہ طلسم نہیں ہے کہ
باسانی فتح ہو جائے یاد رکھ قیامت برپا کروں گا حتی الامکان اس طلسم کو فتح نہونے دوں گا مرحلات
طلسم پر سے گذر تیرا دشوار ہوگا یہ لوح طلسمی تیرے قبضے سے نکل جائیگی اسیر ہو جائے گا بعد تجھکو قتل
کروں گا یہ کہکے خوف عکس لوح سے قریب نہ آیا ساحران طلسم کو ہوشیار رو آگاہ کرکے تو دفع الحال
از جا مناسب سمجھکر چلا گیا صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے بعد جانے برق جادو حاکم قلعہ ذرگون
کے لوح کو دیکھا موافق ہدایت لوح آگے جانب مرحلہ اول روانہ ہوا ناظرین عالی فہم پر واضح ہو کہ اگرچہ
ہیچمدان مؤلف گلستان باختر جلد سوم مفصل حالات فتح مرحلات طلسم شمشیر جنبان و کیفیت جنگ و
جدال ساحران و حال اکثر مقامات سخت گذار و تدابیر برق جادو حاکم قلعہ مذکور اس جگہ تحریر کرے
تو از حد طول ہوگا اور یہ جلد سوم گلستان باختر مانند ایک جلد طلسم ہوشربا کے ہو جائے گی اور جو
مطالب کہ لکھنا منظور ہیں وہ تحریر سے رہ جائیں گے لہذا طول دینا مناسب نجان کر مفصل حالات کو
ترک کرکے یوں خلاصہ لکھتا ہے کہ طلسم کشا نے حسب ہدایت لوح طلسمی آگے مرحلہ اول پر جاکر بعد
جنگ و جدال بسیار گلنار جادو مالک مرحلہ اول کو حسب ہدایت لوح طلسمی تہ تیغ کیا پھر حسب ہدایت
لوح جانب مرحلہ دوم روانہ ہوا راہ میں صعوبت بہت اٹھاکر مرحلہ دوم پر جاکر توقف کیا فریب جادو
مالک مرحلہ دوم نے دام سحر و فریب میں طلسم کشا کو پھنسانا چاہا اور لوح طلسمی چھین لینا چاہا لیکن جا بجا
لوح کو جو دیکھا اس نے ہدایت کی حسب ہدایت لوح گرفتار دام مکر فریب جادو نہوا آخر کار ہنگام جنگ
عظیم موافق ہدایت لوح صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے اسکو بھی بمشکل قتل کیا بعد فتح کرنے
مرحلہ دوم کے قیام پذیر نہو کر حسب ہدایت لوح سمت مرحلہ سوم قدم بڑھایا راہ میں اکثر عجائب و
غرائب نظر آئے کہیں دریائے مہیب حائل ہوا کہیں صحرائے پر خار ملا کہیں باغ میں اشجار و اثمار و
گل عجیب و غریب دیکھے کہ دفعتاً غائب اور پھول لیتے تھے اور خشک ہو جاتے تھے گاہ سرسبز و شاداب
ہو کر بارور ہوتے تھے کہیں گلشن سیر کنان حسینان شوخ چشم و رنگین لباس کو دیکھا ان کی صحبت میں گذر
ہوا انھوں نے بناز و انداز اپنے اوپر مائل کرکے لوح کے چھین لینے کا قصد کیا لیکن بخیال اسیری لوح کو
دیکھکر دشمن جان ان کو جان کر موافق ہدایت لوح قتل کیا غرضکہ اسی طور سے راہ طے کرکے جملہ آفات و
شر دشمنان سے بچکر مرحلہ سوم پر پہونچا حاکم مرحلہ سوم کا نہال جادو تھا اس نے بہت باغ سبز فریب
اپنے سحر کا دکھایا لیکن طلسم کشا کو خدا نے اس کے بھی شر و ضرر رسانی سے بچایا لوح طلسمی کام آئی اسنے
ہر ایک مقام سخت پر ہدایت کی اس کی ہدایت سے اور فضل خدا ہستہ بلا سے بلا نہوا انجام کار و مدبر

مقابلہ مع فوج ساحران آیا بعد جنگ بسیار حسب ہدایت لوح آئین ابکار ساحر کو بھی راہی دار البوار
کیا نہال جادو حاکم مرحلہ سوم جنگ میں پھولا نہ پھلا آخر اُس پر خزان آئی لوح طلسمی کے عکس سے
بے بس ہوگیا خوف سے لہو اُس کا خشک ہوگیا سحر بھول گیا بھاگ بھی نہ سکا اس اثنا میں پھل تیغ کا
کھا کر ذائقہ موت اُس نے چکھا کشت حیات اُس کی ایک دم میں پامال ہوگئی اُس کے مرنے سے بھی بہت
تاریکی ہوئی آخر کار وہ تاریکی رفع ہوئی پھر اُس کے سحر کے اُس کے نام سے یون پکارے کہ افسوس
قتل کیا مجھکو کہ نام میرا نہال جادو تھا مالک مرحلہ سوم طلسم شمشیر جنبان تھا یہ آواز دے کر پھر اُس کے
سحر کے لاشے کو اٹھا کر برق جادو کے پاس نالہ کنان لے گئے شاہ طلسم اُس کے لاشے کو دیکھکر
نہایت غمگین ہوا تھا حالانکہ لاشہ گلنار جادو و فریب جادو کا بھی اسی طور سے اُس کے پاس پہونچا
تھا صدمہ ہوا تھا مگر نہال جادو کہ برادر زادہ تھا اس کے قتل ہونے کا از حد صدمہ ہوا اور اُسی
صدمے میں اپنی نانی نیرنگ جادو کو بذریعہ نامہ طلب کرکے لاشہ نہال جادو کا اُسے دکھا کر تمام
حال بربادی طلسم اُس سے بیان کرکے کہا کہ اے نانی دست طلسم کشا سے پے در پے صدمات
مجھکو پہونچے ہیں اب صرف مرحلہ چہارم اس طلسم کا کہ مالک مرحلہ چہارم آپ ہیں باقی رہا ہے بعد آپ کے
مرحلے کے طلسم کشا میری جانب آئیگا اُس کے پاس لوح طلسمی ہے وہ اُس کو ہدایت کرتی رہتی ہے میں
اُس پر غالب نہوسکونگا یقین ہے کہ طلسم کشا مجھکو بھی حسب ہدایت لوح طلسمی اُس شمشیر نیلگون سے کہ جو در قلعہ
طلسم شمشیر جنبان پر آویزان و جنبان تھی اور اب طلسم کشا کے قبضے میں ہے قتل کریگا نام و نشان
اس طلسم کا باقی نرکھیگا صرف مقبرہ فہیم عاملی کا باقی رہیگا پس جہان تک آپ سے ہوسکے ایسی تدبیر
کیجئے گا کہ طلسم کشا سے لوح کو چھین لیجئے اور اس کو اسیر کر لیجئے طلسم کشا اب آپ کے مرحلے کی طرف
آئیگا بہت اُن دشمنوں سے ہوشیار رہیے گا میں تو قلعہ میں پوشیدہ رہتا ہون خوف طلسم کشا سے باہر نہیں
نکلتا ہون دن پھرے کی زمانہ نہایت سخت ہے میں کتاب سامری میں دیکھ چکا ہون خلاف حکم عمل کر نہیں
سکتا ہون نجومی اور کاہن بھی منع کرتے ہیں کہ چالیس روز تک سامنا طلسم کشا سے نکرنا ورنہ تو قتل
ہوجائیگا بس اسی کہنے کے واسطے آپ کو طلب کیا تھا اُس ساحرہ ضعیفہ رشک ماہیان زہر رنگ و
آفات جہان دست دادی اور نانی افراسیاب مالک طلسم ہوش ربا نے کہا کہ او برق جادو
او چھوکرے کیون اس قدر بیتاب و بے قرار ہے اپنی زندگی سے کیون ناامید و مایوس ہے ابھی تو میں زندہ
ہون کیا مجال و طاقت کہ میری حیات میں طلسم کشا تجھکو کچھ ضرر پہونچا سکے تو بیخوف و خطر ہلسی خوشی سے رہ
میں سمجھ لونگی ذرا طلسم کشا میرے مرحلے پر آئے تو دیکھون کیسا طلسم کشا ہے یہ تقریر مختصر میں کرکے
برق جادو کو تشفی و تسلی دے کے تخت پر سوار ہوکے چلی گئی تھی ادھر صاحبقران سلطان کیوان
شکوہ حسب ہدایت لوح طلسمی بعد قتل کرنے نہال جادو مرقومہ بالا کے جانب مرحلہ چہارم روانہ
ہوئے تھے بعد قطع راہ سخت و صعب اور دیکھنے اشیاے عجائب و غرائب کے ایک باغ پُر بہار کے
قریب پہونچے تھے وہ باغ از حد پر بہار تھا دروازہ اُس کا کھلا دیکھکر خوشبو گلہاے رنگارنگ کی سونگھکر
اور اُس باغ میں ایک نازنین مہ جبین نہایت حسین کمسن ورنگین لباس مزین بزیور جواہر نگار کو حلقۂ
نازنینان میں خرامان اور سیر کنان دیکھکر بے اختیار اُس کے حسن دلفریب پر مائل ہوکے در باغ پر پہونچے
تھے پھر حسب الطلب بعض بعض نازنینون کے اندر اُس باغ پر بہار کے گئے تھے وہ نازنین بڑی
بارہ دری میں جاکر مسند پر بناز و انداز بیٹھی تھی گرد اُس کے بعض نازنینان شوخ و شنگ بھی بیٹھی تھین

صاحبقران بھی قریب مسند کے جاکر بیٹھے تھے مگر اُس کے عشق مین ہوش وحواس درست نہ تھے
عقل سالم نہ تھی کچھ بھی طلسم کشائی کا خیال نہ تھا دوست و دشمن مین تمیز نہ تھی اُس کی الفت مین
مبہوت تھے ایسے وقت مین صاحبقران نے پوچھا تھا کہ اے دلربا نام تیرا کیا ہے اُس نے تو کثرت
حسن و فرط غرور سے و نیز شرم و حیا سے کچھ جواب نہ دیا تھا نام اپنا نہ بتایا تھا لیکن ایک اُس کی ہمجنس نے
بیان کیا تھا کہ اے صاحبقران آپ کو معلوم ہو کہ نام ان کا ملکہ خوشتر و جواہر پوش ہے دختر نیک اختر
ہین سکندر بادشاہ والی ملک ختن کی ایک روز یہ اپنے باغ مین مصروف سیر تھین کہ ایک پنجہ گرا اور
ان کو یہان اٹھا لایا یہ بیہوش ہو گئی تھین جب ان کو ہوش آیا انھون نے دیکھا کہ ایک جن نوجوان
ان کے پاس بیٹھا ہے یہ اُس کو دیکھکر ڈرین اُس نے کہا کہ مجھسے خائف نہ ہو مین تمھارا عاشق ہون تم کو
اٹھا لایا ہون نام میرا ناموس جن ہے اُس روز سے یہ ملکہ اسی باغ مین رہتی ہین ہم سب ان کی خادمہ
ہین ناموس جن ہنگام شب آتا ہے تھوڑی دیر بیٹھکر چلا جاتا ہے آپ کا ادھر آنا ہوا ملکہ کو دیکھکر آپ کا
عشق مین عجیب حال ہوا ہم نے آپ کو بلا لیا اب آپ آرام سے یہان تشریف رکھیں جب وہ
جن یہان آئے گا آپ کہین پوشیدہ ہو جائیے گا ورنہ وہ آپ کو دیکھکر غضبناک ہو کر برسر جنگ
ہوگا مبادا آپ کے دشمنون کو ضرر پہونچاے گا صاحبقران نے جواب دیا کہ مین تو ہرگز اُس جن
سے ڈر کر پوشیدہ نہون گا یونہین بیٹھا رہون گا اگر وہ آمادہ شر ہوگا تو اسے قتل کرون گا وہ
نازنین یہ تقریر سنکے مسکرائی پھر اُس نازنین مسند نشین نے اشارہ کیا کہ اسوقت کچھ رقص و نغمہ کرو
سامان میکشی بھی کرو کشتی شراب ناب کی طلب کرو حسب الحکم اُسیوقت ایک کنیز نوجوان و چالاک
کشتی شراب کی لائی مع شیشہ و ساغر بلورین کے پھر یا پہلے نازنین مذکورہ بالا انھین مہجبینون
مین سے ایک نے رقص و نغمہ کرنا آغاز کیا تھا تا دیر وہ نازنین اشعار غزل عاشقانہ گایا کی تھی ہنگام
شام چند نازنینون نے طلسم کشا سے بعد و حسب عرض کیا تھا کہ اب ناچ گانا موقوف ہوا وقت شب
کا ہوا لباس تن سے اتار دیجیے صرف پوشاک شب خوابی پہنے رہیے اسلحہ بھی تن سے دور کیجیے یہ وقت
آرام کا ہے چلیے مسہری پر آرام کیجیے ملکہ بھی سویرے سے آرام کرتی ہین ہم ان کو لے کر مسہری پر
سلانے کو لاتے ہین یہ کہکے خود تلوار کمر سے کھولنے لگین کوئی زرہ اتارنے کی فکر کرنے لگی تھی ایک
چالاک نازنین نے لوح طلسمی گلے سے اتار لی تھی لوح اتار لیتے ہی اُس نازنین مسند نشین نے مسکرا کر
کچھ اسما سحر آہستہ پڑھکر سوے صاحبقران پھونکا تھا زمین نے پکڑ لیا تھا دست و پاے طلسم کشا
بیحس و حرکت ہو گئے تھے اُس نازنین مسند نشین نے بصورت اصلی ہو کر نعرہ کیا تھا کہ منم نیرنگ
جادو دیکھا طلسم کشا یون دام مکر مین گرفتار کرتے ہین جب یہ نعرہ سنا تھا اسوقت صاحبقران کو
ہوش آیا تھا وہ بیخودی و غفلت جو اُس کے عشق مین تھی وہ دور ہوئی تھی سخت صدمہ اپنی گرفتاری
کا ہوا تھا وہ ساحرہ اور جملہ ساحر بہت خوش ہوئے تھے پھر صاحبقران کو طوق و زنجیر مین گرفتار
کرکے سحر اپنا دور کرکے نیرنگ جادو نے زندان مین بھیجدیا تھا وہ باغ سحر کا تھا جو بعد گرفتاری
طلسم کشا نابود ہو گیا تھا اصلی مکان رہ گیا تھا شب بھر ساحرون نے حکم نیرنگ جادو سے گرد
زندان بیٹھکے نگہبانی کی تھی ہنگام سحر نیرنگ جادو نے طلسم کشا کو زندان سے طلب کرکے ایک
ساحرہ مسماۃ آتشبار جادو سے کہا تھا کہ طلسم کشا کو تخت سحر پر ڈال کر اپنے سحر مین طلسم کشا کو مبتلا
کرکے برق جادو کے پاس لے جا اور یہ لوح طلسمی بھی لیتا جا برق جادو کو دیدینا اور میری

جانب سے کہہ دیا کہ اوچھو کرے اسی طلسم کشا سے مجھکو خوف جان تھا مین نے اس کو اسیر کر لیا لوح طلسمی
اس سے لے لی اب اس اسیر کا تجکو اختیار ہی چاہیے قتل کر خواہ قید کر آتشبار جادو حسب الحکم
نیرنگ جادو لوح طلسمی لے کر رومال مین لپیٹ کر طلسم کشا کو اپنے سحر مین مبتلا کر کے تخت سحر
پر ڈال کے خود بھی اسی تخت پر سوار ہو کے تخت سحر کو بلند کر کے بصد خوشی سوئے برق جادو
حاکم طلسم شمشیر جنبان روانہ ہوا تھا قبل اس کے لکھا گیا ہی کہ عقب صاحبقران سلیمان صاحبقران
مع سپاہ اور خواجہ طیفور گرد پا چلے تھے جو مرحلہ سر ہوتا گیا تھا راستہ کھلتا گیا تھا سلیمان صاحبقران
وغیرہ بھی آگے روانہ ہوئے تھے مرحلہ سوم پر پہونچکر خواجہ نے شب بسر کی تھی صبح کو تنہا بصورت بدل
آگے روانہ ہوئے تھے راہ مین نیچے ایک درخت کے بصورت درویش بیٹھے تھے پانی اور حقہ چلم سامنے
رکھا تھا انگیٹھی مین آگ رکھی تھی لکڑی اس مین دبی تھی درویش مذکور سوئے فلک دیکھ دیکھکر
نعرے مار رہا تھا کبھی سامری کبھی جمشید کو پکار رہا تھا ناگاہ درویش مذکور نے دیکھا تھا کہ ایک ساحر
تخت سحر پر بیٹھا ہوا کسی کو تخت پر ڈالے ہوئے جاتا ہی درویش نے پکار کر کہا تھا کہ اے جانے والے
ٹھہر جا کہاں جاتا ہی ساعت بد ہی کام تیرا بگڑ جائے گا دشمن تیرے راہ مین تجکو مار ڈالین گے آتشبار
جادو یہ سنکے گھبرایا تھا تخت روک کر درویش کو دیکھکر بلندی سے اتر کر سامنے درویش کے آیا تھا اور
درویش سے پوچھا تھا کہ اے درویش نام تیرا کیا ہی تو نے ایسا مجھے ڈرایا کہ مین آگے نہ گیا تیرے
کہنے سے ٹھہر گیا مجھے راہ مین کون مار ڈالے گا درویش نے کہا میرا نام تو نہین جانتا مین ایک مدت
سے یہان بیٹھتا ہون ہزارون ساکنان طلسم اپنے امور مشکل مین مجھسے رجوع کرتے ہین یہان تک
شاہ بھی کہ خود برق جادو مالک اس طلسم کا اکثر میرے پاس آتا ہی قبل تیرے آنے کے بھی آیا تھا
بابت طلسم کشا کے اس نے مجھسے سوال کیا تھا مین نے کہہ دیا تھا کہ طلسم کشا گرفتار ہو جائے گا لوح
طلسمی اس سے چھین لی جائے گی ایک ساحر طلسم کشا کو اسیر کر کے تیرے پاس لائے گا ہین جو مین نے
کہا تھا وہی ہوا تو اسوقت طلسم کشا کو برق جادو پاس لئے جاتا تھا مجھے دریافت ہوا کہ راہ مین
مار ڈالا جائے گا عیار طرار طلسم کشا تجھے قتل کرے گا اسوجہ سے کلمہ خیر میری زبان سے نکلا کہ یہ ساعت
تیرے حق مین بہت بری ٹھہر جا بعد ایک ساعت کے جانا قتل سے بچ جائے گا آتشبار جادو نے کہا
کہ اے درویش تو نے بڑا احسان کیا کہ مجکو میری ساعت بد سے آگاہ کیا جان میری بچائی چونکہ آتشبار
جادو درویش مذکور کی انگیٹھی کے پاس بیٹھا تھا انگیٹھی سے دھوان نکل رہا تھا لکڑی سلگ رہی تھی
وہ دھوان ساحر مذکور کے جو دماغ مین پہونچا تھا سر کو گردش ہوئی تھی درویش احسان شناس
سے اس نے کہا تھا شاہ جی اسوقت نہین معلوم کیا سبب ہی کہ سر کو گردش ہی درویش نے جواب دیا تھا
کہ بابا یہ فصل گرمائی ہی دوپہر سے لو آتا ہی اسی وجہ سے تیرا یہ حال ہی ذرا اٹھکر ٹھنڈا پانی موجود ہی ہاتھ منھ
دھو ڈال ساحر مذکور اٹھا تھا ارادہ ٹہلنے کا کیا تھا کہ بے اختیار بیہوش ہو کر گرا تھا درویش مذکور نے
نعرہ کیا تھا کہ منم خواجہ طیفور گرد پا او نابکار میرے آقا نامدار کو گرفتار کئے ہوئے لئے جاتا تھا
سے [illegible] کہ از دست من زندہ و سلامت میروی یہ کہکے فی الفور اٹھکر خنجر آبدار سے قتل کرنا چاہا
پہلے آتشبار جادو کی زبان مین سوزن دے کر اس کو ہوشیار کر کے کلمات شہادت اس کو کہکے ہدایت
دین اسلام کی اس نے گردن ہلائی یعنی اشارہ کیا کہ مین مسلمان نہونگا خواجہ نے برہم ہو کر خنجر سے اسکے
دو ٹکڑے کئے تھے ساحر مذکور دو نیم ہو کر تڑپکر مر گیا تھا اس کے مرنے سے تاریکی ہوئی تھی پردون

نے اُس کے نام سے باواز بلند کہا تھا کہ قتل کیا مجکو کہ نام میرا آتشبار جادو تھا پھر تاریکی دفع ہوئی
تھی سحر اُس کا صاحبقران پر سے دفع ہوا تھا ہوشیار ہو کر ایک صحرا مین اپنے تئین زنجیر و طوق مین
گرفتار خاک پر پڑا ہوا پایا تھا سامنے ایک ساحر کو دو نیم دیکھا تھا اور ایک درویش کو روبرو اپنے
پایا تھا اُس فقیر نے پہلے کچھ باتین بنا کر پھر اپنے تئین ظاہر کیا تھا کہ اے صاحبقران آپ کو معلوم ہو
کہ یہ فرمانبردار طیفور رکیر دیا ہی یہ ساحر مقتول تخت سحر پر ڈالے ہوئے آپ کو بروئے ہوا جاتا تھا مین نے
اس کو روک کر بعیاری قتل کیا ہی دیکھیے یہ لوح طلسمی ہی اسے اپنے گلے مین ڈال لیجیے اور یہ تینون تلوارین بھی
ان کو اپنے قبضہ مین رکھیے مین سوہن نکالتا ہون زنجیر و طوق کو آپ کے جسم سے دور کرتا ہون صاحبقران
نے فرمایا کہ اے خواجہ کاسہ کردی از دست دشمن مارا رہا کردی اب ضرورت سوہن کی نہین جب
وقت رہائی ہوتا ہی ہمارے نزدیک طوق و سلاسل کی کچھ حقیقت نہین ہوتی ہی یہ فرما کر جوش شجاعت مین زور
کر کے طوق و سلاسل وغیرہ اپنے تن سے مانند تار عنکبوت کے توڑ کر پھینک دیا تھا پھر لوح طلسمی کو اٹھا کر
اپنے گلے مین ڈالا تھا تینون تلوارین یعنے ایک وہ تلوار جو خاص اپنی تھی اور دو وہ تلوارین کہ جو در طلسم
شمشیر جنبان پر آویزان و جنبان تھین اور بہدایت لوح دستیاب ہوئی تھین کمر سے لگائی تھین خواجہ
نے حال گرفتاری پوچھا تھا صاحبقران نے تمام حال اپنے باغ مین جانے کا اور ایک نازنین پر مائل
ہونے کا اور اپنی گرفتاری کا بیان کیا تھا اتنی دیر مین سلیمان صاحبقران مع لشکر ایوان اُس جگہ آگئے
تھے انھون نے حال دریافت کیا تھا صاحبقران نے اُن سے بھی تمام حال اپنی اسیری کا بیان کیا تھا
لشکر اُسی جگہ اترا تھا نیرنگ جادو مالکہ در بند چہارم کو بذریعہ ساحران قتل ہونے آتشبار جادو کی خبر
ہوئی تھی اُس کو رہائی طلسم کشا کا رنج ہوا تھا برق جادو بادشاہ طلسم شمشیر جنبان کو بھی یہ خبر پہونچی تھی
کہ نیرنگ جادو نے بمکر و فریب بصورت نازنین مہ جبین طلسم کشا کو اسیر کیا تھا لوح طلسمی اُس سے
چھین لی تھی وہ تلوارین جو در طلسم شمشیر جنبان پر لٹکتی تھین وہ کمر طلسم کشا سے کھول لی تھین بلکہ خاص
شمشیر طلسم کشا کی تھی وہ بھی لے لی تھی اور جملہ اشیائے مذکور مع طلسم کشا ہمراہ آتشبار جادو ادھر کو
روانہ کی تھین اثنائے راہ مین عیار طلسم کشا نے بعیاری و مکاری فقیر بنکر آتشبار جادو کو قتل کر کے
طلسم کشا کو رہا کیا پھر لوح طلسمی اُس کو ملگئی ہی یہ خبر سنکے شاہ مذکور کو نہایت صدمہ ہوا تھا اپنے اہل
دربار سے کہا تھا کہ نانی صاحبہ نے تو کار نمایان کیا تھا مگر بدی مقدر سے اپنے کام بن کے بگڑ گیا دیکھیے
اب کیا ہوتا ہی اہل دربار نے اُس سے عرض کیا تھا کہ بادشاہ بیجا متردد نہون آپ کی نانی صاحبہ پھر
طلسم کشا کو کسی عنوان دیگر سے اسیر کرلینگی برق جادو کو اہل دربار کی اس تقریر سے گو نہ اطمینان ہوا
تھا اس طرف صاحبقران نے کچھ دیر توقف کر کے لوح طلسمی کو ملاحظہ کیا تھا لوح مذکور نے یہ ہدایت کی
تھی کہ اے طلسم کشا اگر بعد اسیری فضل خدا سے رہائی ہو تو لازم ہی کہ اس جگہ سے سوئے جنوب روانہ
ہو کہ مرحلہ چہارم اسی جانب ہی اب ہوشیار رہنا کسی ساحر و ساحرہ کے دام مکر و فریب مین نہ آنا ورنہ پھر
قبضہ دست ساحران مین ہو جانے کا اندیشہ ہی صاحبقران حسب ہدایت لوح مذکور جانب جنوب
اُسی وقت سب سے رخصت ہو کر یکہ و تنہا روانہ ہوئے تھے بعد قطع راہ مرحلہ چہارم پر پہونچے تھے
نیرنگ جادو مع جمعیت ساحران واسطے مقابلے کے آئی تھی ساحرون کو اُس نے حکم دیا تھا کہ ہر چہار
طرف سے گھیر کر طلسم کشا کو ترسول اور تنبول وغیرہ حربون سے زخمی کر کے ہلاک کرو ساحرون نے کہ
بتعداد چار ہزار تھے یکبارگی حملہ کیا تھا ترسول اور تنبول سے وار کرنے کا ارادہ کیا تھا اسی حالت مین

طلسم کشا نے لوح پر نظر کی تھی لوح نے یہ ہدایت کی تھی کہ اے طلسم کشا اے قاتل ساحران ان ساحرون
کی جمعیت سے نہ گھبرا تو وہ تلوار جس کا قبضہ سنہری ہے اور در قلعہ طلسم شمشیر جنبان سے تجھکو دستیاب ہوئی
ہے اُسی تلوار کو کمر سے کھینچ ان ساحرون کو و نیز شیر نگ جادو کو قتل کر اور عکس لوح بار بار ساحرون پر
ڈال تا کہ یہ جنگ فتح ہو صاحبقران ممدوح ہنوز حکم لوح سے آگاہ ہوئے تھے کہ جملہ ساحران نابکار
غل و شور کرتے ہوئے سحر کی سواریون پر سوار ترسول او رتپسول وغیرہ حربے جنگ کے ہاتھون مین
لئے جھولیان اسباب سحر کی دوش پر رکھے ہوئے سامری و جمشید کے اسمار زبان پر جاری کرتے ہوئے
قریب تر آ گئے تھے حربے مذکور چار سمت سے لگانے لگے تھے شیر نگ جادو تخت سحر پر سوار دور سے
پکار پکار کر ساحرون سے کہہ رہی تھی کہ ان بہادر و حق نمک ادا کرو جانبازی و سرفروشی کر کے طلسم کشا
کو قتل کر و یا ہجوم کر کے طلسم کشا کی گردن سے لوح طلسمی اُتار کر لے آؤ مین خلعت و انعام شاہانہ دون گی
شاہ طلسم بھی تم سے خوش ہو کر تم سب کو خلعت و انعام بہت دے گا تم سب چار ہزار ہو طلسم کشا تنہا ہے
ایک شخص کا گھیر کر قتل کرنا یا اسیر کرنا کچھ مشکل نہین ہے دیکھو خلاف میرے حکم کے عمل نکرنا طلسم کشا سے
خائف و ترسان ہو کر پسپا ہونا ہمت نہ ہارنا ساحران نابکار شیر نگ جادو کے حکم سے بڑھ بڑھ کر
وار کرتے تھے صاحبقران حسب ہدایت لوح شمشیر مذکورہ بالا کو جس کا قبضہ سنہری تھا کمر سے کھینچکر نعرہ
کوہ شگاف کر کے اُن ساحرون کو دلیرانہ قتل کرنے لگے تھے اور بار بار اُن ساحرون پر عکس لوح
طلسمی ڈالتے جاتے تھے داہنے ہاتھ مین وہی تلوار تھی بائین ہاتھ مین لوح طلسمی تھی تلوار سے قتل
کرتے تھے لوح کا عکس ساحرون پر ڈالتے تھے ساحران نابکار شمشیر آبدار سے قتل ہوتے جاتے
تھے جو ساحر خوف طلسم کشا سے ارادہ بھاگنے کا کرتے تھے اسمار سحر زبان پر جاری کرنا چاہتے تھے
عکس لوح سے سحر بھی بھول جاتے تھے اجسام مین اُن کے عکس لوح سے ایک سوزش و گرمی شدید پیدا
ہوتی تھی جسکی جہت سے معذور و مجبور ہو کر آہ و نالہ کرتے تھے صاحبقران اُن ساحرون تک پہونچکر بضرب
شمشیر آبدار انھین قتل کرتے تھے جب ہزار ڈیڑھ ہزار ساحران نابکار لڑائی مین قتل ہوئے زمین
اُن کے خون نجس سے رنگین ہوئی تاریکی اُن کے مرنے سے پیدا ہوئی جا بجا لاشون کے انبار
کشتون کے پشتے ڈھیر میدان کارزار مین ہوئے باقی ماندہ ساحران نابکار ہمت ہار کے پسپا ہونے لگے
تھے صاحبقران دلیرانہ نعرے کرتے ہوئے آگے بڑھتے جاتے تھے ہر چند شیر نگ جادو پکار پکار کر
کہتی تھی کہ اے ساحرو کیا غضب کرتے ہو کیسے نامرد ہو کہ ایک شخص کے خوف سے پیچھے ہٹے آتے ہو
بڑھکر نہین لڑتے ہو طلسم کشا کو قتل نہین کرتے ہو اگر وہ تم سے قتل نہین ہو سکتا ہے تو لوح طلسمی ہی
اُس سے چھین لو لیکن اُس جنگ مین کوئی ساحر آواز شیر نگ جادو نہ سنتا تھا نہ اُس کے کہنے پر
کوئی عمل کرتا تھا کیونکہ خوف جان سے پیچھے ہٹتے تھے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ
قتل کرتے ہوئے آگے بڑھتے جاتے تھے یہان تک کہ قریب تخت سحر شیر نگ جادو کے پہونچے تھے
وہ ساحرہ گھبرائی تھی خوف جان سے اُس نے بھی ارادہ بھاگنے کا کیا تھا اسمار سحر ورد زبان کرنیکو
تھی ارادہ تھا کہ غرق زمین ہو کر دست طلسم کشا سے جان اپنی بچائے اسی اثنا مین صاحبقران
نے لوح طلسمی پر نظر کی تھی لوح مین یہ عبارت نظر آئی تھی کہ اے طلسم کشا جلد تر اپنے تئین شیر نگ
جادو تک پہونچا اور یہ اسم الہٰی جو گوشہ لوح پر کندہ ہے اس کو سات مرتبہ پڑھکر اسی تلوار پر دم کر کے
شیر نگ جادو پر لگا کہ اسی تلوار سے یہ ساحرہ قتل ہوگی اگر اس کے قتل کرنے مین تامل کرے گا اور

یہ ساحرہ اس میدان جنگ سے بھاگ جائیگی تو پھر اس ساحرہ تک تیرا پہونچنا مشکل ہوگا جبتک یہ ساحرہ قتل نہوگی دربند اس کا فتح نہوگا صاحبقران نے مضمون عبارت لوح طلسمی سے آگاہ ہوکر جنگ ریستانہ کرکے جلد تر اپنے تئین نزدیک اُس کے پہونچایا تھا ہنوز ساحرہ مذکور نے سحر نہ پڑھا تھا غرق زمین بزور سحر نہوئی تھی کہ وہی اسم اعظم الہی پڑھکر تلوار پر دم کرکے اُس خیرہ سر کے سر پر نعرہ کرکے لگائی تھی اُس نے تلوار کے پڑتے ہی آہ کی تھی تلوار اُس کو دو ٹکڑے طول مین کرکے ایسا وجب زمین پر اتر آئی تھی وہ ساحرہ دونیم ہوکر خاک پر گری تھی تھوڑی دیر تڑپ کر ہلاک ہوگئی تھی اُس کے مرنے سے جملہ ساحران نابکار جو باقی ماندہ تھے میدان جنگ سے بے اختیار بھاگ گئے تھے تاریکی عظیم محیط عالم ہوئی تھی ابر نمودار ہوا تھا بجلی چمکی تھی سہالے رعد آئی تھی سنگ باری و برف باری ہوئی تھی بعد تھوڑی دیر کے وہ تاریکی دفع ہوئی تھی اُس کے سحر کے بیرون نے اُس کے نام سے باواز بلند یون پکارا تھا کہ افسوس مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم یعنے مارا مجکو طلسم کشا نے کہ نام میرا شیر نگ جادو تھا ہوس دل بر نہ آئی دست طلسم کشا سے اجل آئی یہ آواز دے کے پھر اُس کے سحر کے نالان و گریان ایک جانب روانہ ہوئے تھے اور ہنگام جنگ و قتل شیر نگ جادو برق جادو اُس کی مدد کو بخوف جان نہ آیا تھا غرضکہ بعد مرنے شیر نگ جادو کے ایک بونڈلا ایسا جانب صحرا سے آیا کہ اُس بونڈلے مین لاشہ شیر نگ جادو کا لپٹ کر زمین سے بلند ہوا تھا پھر وہ بونڈلا لاشہ شیر نگ جادو کا جانب برق جادو بادشاہ طلسم شمشیر جنبان لے گیا تھا شاہ طلسم مذکور متردد و متفکر محزون و غمگین بیٹھا ہوا تھا کہ یکایک روبرو اُس کے اُس بونڈلے نے لاشہ اُس کا دھڑ سے ڈالدیا تھا برق جادو لاشہ اپنی نانی کا دیکھکر بہت رویا تھا بعد گریہ و زاری بسیار کے برق جادو نے سر دربار کہا تھا کہ اب ہمارا مثل نانی کے کوئی معین و مددگار نرہا چارون مرحلے یعنے چارون دربند ہمارے طلسم کے فتح ہوگئے اب طلسم کشا ہماری جانب آئے گا حسب ہدایت لوح اُنہی شمشیر سے کہ جو اُس کے قبضہ مین ہی اور جسکی ضرب سے ہماری اجل ہی وہی تلوار ہم پر لگائیگا ہمین قتل کریگا ہمین یقین حاصل ہوگیا کہ اب ہم زندہ نرہینگے ضرور قتل ہو جائینگے یہ طلسم ٹوٹ جائیگا نام و نشان اس طلسم کا باقی نرہیگا ہان صرف مقبرہ فہیم عاملی کا کہ اصلی عمارت ہی باقی رہیگا یہ کہکے بہت اشکبار ہوا اہل دربار بھی اُس کے رونے سے آبدیدہ ہوئے تھے بعد گریہ و زاری بسیار کے برق جادو نے اپنی نانی کا لاشہ موافق اپنے ملت و مذہب کے شاہانہ جلوس سے اُٹھا کر آگ مین جلا دیا تھا بعد اس کے اپنے دربار مین آکر ساحران نامی و نامور مانند وزرا کے جو ذی عزت ساحر تھے اُن سے مخاطب ہوکر کہا تھا کہ ہرچند کتاب سامری سے پایا گیا ہی اور نجومیون اور کاہنون نے اپنے علم کے قاعدے سے حکم لگایا ہی کہ چالیس دن نہایت سخت ہین سامنا طلسم کشا کا ان دنون مین کرنا اچھا نہین ہی لیکن مین خلاف کتاب سامری و احکام نجومیان طلسم کشا سے حتی الامکان مقابلہ کرونگا تم سب بھی میرے معین رہنا جان نثاری و سرفروشی کرنا حق نمک ہمارا ادا کرنا ہماری رفاقت و اعانت سے دست بردار نہونا اس وقت بد مین ہمارا ساتھ نہ چھوڑنا سب ساحران ذی عزت و نامی و نامور نے دست بستہ قسم سامری و جمشید کی کھا کر عرض کیا تھا کہ ہم سب سرفروشی و جانبازی کو حاضر ہین ہم نے برسون نمک شاہ کھایا ہی اس وقت مین حضور کی رفاقت سے دست بردار نہونگے جانین اپنی دینگے طلسم کشا سے مقابلہ و مجادلہ کرینگے حتی الامکان اُس کو روکینگے جہان تک ہوسکیگا اُسے اسیر کرینگے حضور تک نہ آنے دینگے

خصوصاً آفات جادو و حبیب جادو و اسرار جادو نے و اژدر جادو و عقرب جادو و
بلاے جادو وغیرہ ساحران نامی نے عرض کیا تھا اے بادشاہ ہمارے اگرچہ رون دربند طلسم کشا
نے بہ ہدایت لوح طلسمی بعضے فتح کر لئے ہین تو کیا اندیشہ ہے حضور اپنی حیات سے ناامید نہون ابھی ہماری موجودگی مین
خود بنفس نفیس طلسم کشا سے مقابلہ نکرین ہم جانباز و سرفروش کس دن کے واسطے ہین پہلے ہماری جانبازی و
سرفروشی حضور دیکھ لین ہمین واسطے روکنے اور مقابلہ و مجادلہ کرنے طلسم کشا کے یکے بعد دیگرے روانہ فرمائین
جب ہم سب دست طلسم کشا سے کام آئین اسوقت مین حضور کو اختیار ہے طلسم کشا سے لڑنے کا برق جادو
نے ساحران نامی کی تقریر مذکور سنکے آفرین اُن کی خیر خواہی پر کرکے کہا تھا کہ اچھا ابھی ہم مقابلہ طلسم کشا سے
خود نکرینگے تم مین سے کسی کو اُس کے روکنے کے واسطے روانہ کرینگے جو کوئی تم مین سے طلسم کشا کو اسیر
کریگا ہم اُسے مالا مال کر دینگے وہ خلعت و انعام دینگے کہ کسی بادشاہ نے اپنے معزز ملازم کو بھی
نہ دیا ہوگا یہ سنکے جملہ ساحران نامی بامید حصول خلعت و انعام کثیر خوش ہوئے علی الخصوص آفات جادو
نے بطمع حصول مال و دولت دست بستہ عرض کیا کہ یہ نمکخوار قدیم امیدوار ہے کہ پہلے سب کے بندۂ خیرخواہ
مع جمعیت سپاہ واسطے روکنے اور اسیر کرنے طلسم کشا کے روانہ کیا جائے ابھی وہ مرحلہ چہارم پر ہوگا
اس طرف اُس نے قدم نہ بڑھایا ہوگا شاہ طلسم نے اُس کی عرض قبول کی تھی اُسی وقت اُس کو اجازت
جانے کی دی تھی آفات جادو چھ ہزار ساحرون کی جمعیت سے سامان جنگ کرکے اژدر آتشین پر سوار
ہوکے فوج مذکور کو اپنے ہمراہ لے کر جانب طلسم کشا روانہ ہوا تھا صاحبقران سلطان کیوان شکوہ
بہ ہدایت لوح طلسمی نیرنگ جادو وغیرہ ہزارہا ساحرون کو قتل کرکے باقی ماندہ ساحرون کو بھگا کرکے
مظفر و منصور ہوکے شکر خدا کرکے توقف پذیر ہوئے تھے حیرت سے دیکھ رہے تھے کہ جب تک نیرنگ
جادو زندہ تھی بیان کیا عمارتین نظر آتی تھین اب خاک اڑ رہی ہے کف دست میدان ہے جا بجا کچھ ٹیلے دکھائی
دیتے ہین وہ آبادی وہ مکانات کیا ہوئے دفعتاً نام و نشان اُن کا نہ رہا کارخانہ سحر بھی عجب حیرت افزا ہے
یقیناً سب عمارتین اور باغ پُر بہار وغیرہ سحر سے نیرنگ جادو کے ہویدا تھے اُسی ساحرہ کے سحر کے
زور سے سب کی نمود تھی اب میدان مین لاشے ساحرون کے پڑے ہوئے ہین اور کچھ بھی نہین ہے کہ
یکایک سلیمان صاحبقران مع لشکر دیوان و طیفور گرد با رادہ پاکر اُس جگہ آئے تھے صاحبقران
سے حال دریافت کیا تھا صاحبقران نے تمام حال جنگ و قتل نیرنگ جادو مفصل بیان کیا تھا
سلیمان صاحبقران طیفور گرد با مژدۂ فتح سنکے خوش ہوکر اُسی جگہ مع لشکر فروکش ہوئے تھے خیمہ بارگاہین
اُسی جگہ استادہ ہوگئی تھین صاحبقران سلطان کیوان شکوہ داخل بارگاہ ہوئے تھے دو آخر روز اور
شب اُسی جگہ بسر کی تھی دیوون نے وہ لاشے ساحرون کے صحرا مین پاکر سلیمان صاحبقران سے پوشیدہ
خوب مزے سے کھائے تھے نہایت خوش ہوئے تھے جب وہ شب گذر کر سحر ہوئی تھی بعد ادائے نماز سحر
صاحبقران ممدوح لوح دیکھکر حسب ہدایت لوح مرکب پر سوار ہوکر لشکر کو چھوڑ کر تنہا آگے روانہ ہوئے
تھے ہنوز تھوڑی دور راہ طے کی تھی کہ سامنے سے پروے ہوا چلنے لگی ابر سیاہ و سرخ پیدا ہوئے تھے اُن
ابر کے ٹکڑون مین برق کی چمک رعد کی سی آواز تھی یکایک وہ لکہ ہائے ابر شق ہوئے تھے طلسم کشاے
موصوف نے دیکھا تھا کہ ساحران نابکار سیہ رو سیہ درون تخت و طاؤس و بط و عقاب و ہنس آتشین
وغیرہ سحر کی سواریون پر سوار چلے آتے ہین جھولیان جھولیان اسلحہ سحر سے بھری ہوئی اُن کے دوش پر ہین دھوتیان
کثیف باندھے ہین مرزائیان گاڑھے کی پہنے ہین ٹوپیان مارگین وغیرہ لباس نجس و کثیف کی بالاے سر ہین

ہاتھون پر اُن کے قشقہ سفید ورکا ہی جو ننگے ہین یعنے مرزائی نہین پہنے ہین اُن کے بازوؤن پر نشان گنو چندن
ہین ہاتھون مین ترسول اور نیسول وغیرہ حربے لیتے ہین سامری و جمشید کے نام اُن کی زبانون پر جاری
ہین جمعیت اُن کی چھ ہزار ہی اکثر تخت ہاے سحر پہ نالہ خیام و بارگاہ ہی آگے آگے اُن ساحرون کے
ایک ساحر اژدر آتشین پر سوار ہی نہایت بدصورت و ترش رو سیہ چہرہ ہی لباس اُس کا بہ نسبت
سب ساحرون کے اچھا ہی ہنوز صاحبقران اُن ساحرون کو دیکھ رہے تھے کہ یکایک وہ ساحر جو
اژدر آتشین سحر پر سوار تھا بلندی سے بالاے زمین آیا اُس کے ساتھ تمام ساحران نابکار بھی زمین پر اُترکر
پھر اُس ساحر اژدر سوار کے حکم سے خیام و بارگاہین صحرا مین استادہ ہوئین لشکر اُس کا فروکش ہوا تھا
بعد تھوڑی دیر کے وہ ساحر اژدر آتشین پر جو سوار تھا اُس نے آگے بڑھکر پکار کر کہا تھا کہ اے طلسم کشا
بس اب آگے قدم نہ بڑھانا مین فرستادہ بادشاہ طلسم ہون واسطے تمہارے قتل کرنے کے آیا ہون
تم سے طبل جنگ بجوا کر لڑون گا اگر تم کو اپنی جان عزیز ہی تو لوح طلسمی میرے حوالے کر دو یہان سے
زندہ و سلامت چلے جاؤ مین اقرار کرتا ہون کہ تم کو اسیر نکرون گا اگر خلاف میرے کہنے کے عمل کروگے
تو بہ بدی پیش آؤن گا مین کوئی ایسا ویسا ساحر نہین ہون نام میرا آفات جادو ہی ہزارہا آفتین
برپا کرون گا حتی الامکان تم کو اسیر کرون گا شاہ طلسم کے پاس لیجاؤن گا وہ تم کو ضرور قتل کرے گا
صاحبقران موصوف نے جواب دیا تھا کہ او نابکار کیا بیہودہ بکتا ہی ہم شیر بیشۂ شجاعت ہین خوف
جان سے ہرگز لوح طلسمی نہ دین گے اگر تجھ کو دعواے سحر و ساحری ہی تو مقابلہ کر کے مردانہ وار ہم سے
لوح طلسمی لے لے ہمین اسیر کر لے او نابکار بد اندیش ظاہر ثابت ہوتا ہی کہ اجل تیری تجھکو یہانتک کشان
کشان لائی ہی جس طرح ہم نے گلنار جادو و نہال جادو و فریب جادو و نیرنگ جادو وغیرہ
ساحرون کو تہ تیغ کیا ہی تجھکو بھی قتل کرین گے وہ شمشیر آبدار ہمارے قبضہ مین ہی کہ جس سے تمام ساحران
طلسم شمشیر جنبان ڈرتے ہین موت اُن کی اُسی تیغ سے ہی دوسری تلوار وہ ہمارے قبضہ و اختیار مین
ہی کہ جس سے تیرا بادشاہ برق جادو قتل ہوگا لوح طلسمی واسطے ہدایت کے ہی تو ہمین کیا اسیر و
قتل کرے گا خود ہی ہمارے ہاتھ سے قتل ہوگا آفات جادو نے یہ تقریر طلسم کشا کی سنکے برہم ہوکے
تاب ضبط نہ لاکر اپنے لشکر مین اسی وقت طبل جنگ بجوایا تھا صداے نفیر سحر و طبل سحر کی بلند ہوئی
چونکہ اُس جگہ سے لشکر سلیمان صاحبقران کا قریب تر بلکہ سامنے فروکش تھا ارشاد صاحبقران
موصوف سے طیفور گرد پا نے بھی سلیمان صاحبقران کے لشکر مین کوس حربی بجوایا تھا اُس روز
شب دونون لشکرون مین تیاری لڑائی کی ہوئی تھی ساحرون نے اگیاری کی تھی گوگل و لوبان جلایا
تھا سحر خوانی مین مصروف ہوئے تھے بچہ شاہ سور وغیرہ چوپایون کے دیے تھے پیر سحر کے موجود ہوئے
تھے جب وہ روز و شب گذر کر سحر نمودار ہوئی تھی اس طرف سے صاحبقران فتاح طلسم شمشیر جنبان
نماز سحر سے فارغ ہوکر مسلح و مکمل ہوکر مرکب پر سوار ہوکر لوح کو ملاحظہ کر کے سوے میدان جنگ ہمراہ
لشکر کے روانہ ہوئے تھے اُس طرف سے آفات جادو بکروفر میدان جنگ مین آیا تھا اژدر آتشین
اپنا صف لشکر سے نکال کر اپنا سحر اُس نے زبان پر جاری کر کے ایک ترنج پر دم کر کے سوے صحرا
پھینکا تھا وہ دور جا کر پھٹا تھا دھوان اور شعلے اُس مین سے پیدا ہوئے تھے بعد تھوڑی دیر کے اُس
دھوئین سے ایک سوار شمشیر بکف پیدا ہوکر روبرو آفات جادو کے آیا تھا اور گویا ہوا تھا کہ اے
آفات جادو آج تو نے مجھکو بعد مدت کے کیون واسطے کیا ہی کیا کام و مقصود درپیش ہی کس دشمن کی

اپنے سے مجھے لڑوانا منظور ہو اُس نے جواب دیا تھا کہ اے سوار سحر سامری اسوقت مین نے تجھکو اسواسطے طلب کیا ہے کہ وہ سوار جو کھڑا ہے اُس سے تجھکو لڑواؤن تیرے ہاتھ سے اُسے قتل کراؤن اُس نے کہا کہ اگر تیرا یہ ارادہ ہے تو میری بھینٹ مجھے دے آفات جادو نے کارد نکال کر اپنی پیشانی کا بذریعہ زخم کارد نکال کر چلو مین لے کر کہا لے اُس نے منہ کھولا تھا آفات جادو نے وہ خون اُس کے دہن مین ڈالدیا تھا دیکھنے والون نے دیکھا تھا کہ کیا تو وہ سوار ایک بالشت سے کچھ زیادہ تھا یا دفعتاً بڑھکر مانند بنی آدم کے قد کے ہو گیا مرکب بھی اُس کا مانند گھوڑون کے بڑھ گیا جب درازی اُس کو حاصل ہوئی تھی اُس نے مرکب کو جولان کر کے روبرو طلسم کشا کے آکے مرکب کو روک کر پکارکر کہا تھا کہ اے جوان تلوار مجھپر لگا مین بے سپر تیری تلوار اپنے سر پر روکون کا طلسم کشا نے لوح کو دیکھکر ہدایت لوح طلسمی سے جواب دیا تھا کہ او سوار پہلے تو وار کر اُس نے کہا تھا کہ اگر پہلے مین وار کرونگا تو حوصلہ جنگ تیرا تیرے دل ہی مین رہیگا ایک ضرب مین دو ٹکڑے ہو جائے گا بہتر یہ ہے کہ پہلے تو شمشیر یا تیر یا نیزہ یا خنجر یا گرز مجھپر لگا لے وار کر لے حوصلہ اپنے دل کا نکال لے پھر تو نہ تو ہوگا نہ تیرا مرکب سالم ہوگا طلسم کشا نے پھر جواب اُس کو یہی دیا تھا کہ پہلے تو ہی ضرب لگا جب تیری ضرب سے ہم جانبر ہو سکیگے تجھپر بھی وار کرینگے اُس سوار نے آخرکار خبردار خبردار کہکر تلوار لگائی تھی ادھر صاحبقران نے حسب ہدایت لوح لوح طلسمی پر اُس کی تلوار روکی تھی عکس لوح کا اُس پر پڑا تھا تلوار اُس کی ٹوٹی تھی چہرہ اُس کا متغیر ہوا تھا اسی حالت مین حسب ہدایت لوح ایک اسم اعظم الٰہی پڑھکر تلوار اُس کے سر پر لگائی تھی وہ سوار تلوار کھاتے ہی دھوان ہو گیا تھا نام و نشان اُس کا باقی نہ رہا تھا سحر آفات جادو کے زور سے جو سوار سحر آیا تھا وہ اس طرح نیست و نابود ہوا تھا آفات جادو نے یہ حال دیکھکر کبھی اپنے سحر سے شیر سحر گاہ اژدر سحر کبھی پتلی بلورین سحر کے پیدا کئے تھے اور واسطے مقابلہ صاحبقران کے بھیجے تھے صاحبقران نے موافق ہدایت لوح ہر ایک سحر کو اُس کے دفع کیا تھا آفات جادو عاجز ہو کر سمجھا تھا کہ طلسم کشا صاحب لوح ہے اس طرح اس سے مقابلہ کرنا بیجا ہے بہتر یہ ہے کہ اور کوئی فکر و تدبیر کرتا کہ مدعا سے دل تیرا بر آئے اور آرزو تجھکو دستیاب ہو یہ سمجھکر اُس ساحر مکار نے قریب شام نے و نفیر سحر و نقارہ بازگشت لشکر بجواکر صاحبقران ممدوح سے پکار کر کہا کہ اے طلسم کشا واقعی تجھسے لڑنا نادانی ہے مین پہلے راہ خطا پر تھا اب سمجھ گیا کہ تجھسے کوئی ساحر سر بر نہوگا لہذا مین اب نہ مقابلہ کرونگا اپنے گھر جاؤنگا حکم بادشاہ طلسم سے لڑنے آیا تھا اب اپنی جان تجھسے مقابلہ کر کے نہ دونگا کیونکہ تو صاحب لوح طلسمی ہے سحر کوئی کارگر نہین ہوتا ہے ہر ایک سحر میرا باطل ہو جاتا ہے مجھکو سر میدان جنگ ندامت حاصل ہوئی ہے یہ کہکر اسی وقت اپنے تمام لشکر کو اپنے ہمراہ لیکر میدان جنگ سے چلا گیا تھا صاحبقران شادان و فرحان قریب شام اپنے لشکر مین پہونچے سلیمان صاحبقران کے لشکر مین میدان جنگ سے آکر بارگاہ مین آرام پذیر ہوئے تھے لشکر کی فرودگاہ ہوا تھا شب اُس جگہ براحت بسر کر کے ہنگام نماز سحر پڑھکر دعاے فتح و ظفر خدا سے برجوع قلب کر کے مسلح ہو کے مرکب پر سوار ہو کے لشکر کو اُسی جگہ چھوڑ کے بلا طلیفو کر دیا او بھی اسی جگہ چھوڑ کر لوح طلسمی کو گلے مین ڈال کر آگے روانہ ہوئے تھے بعد قطع راہ دور و دراز قریب دوپہر کے قریب ایک گلستان سبز و شاداب کے پہونچے تھے درختان سایہ دار دیکھکر وہان ٹھہرے تھے عرق اپنے چہرے سے رومال سے پاک کیا تھا ہوائے سرد سے دل کو فرحت حاصل ہوئی تھی ایک آواز کراہنے کی

ایک طرف سے آئی تھی متردد ہوکر صاحبقران نے اُس طرف نظر کی تھی دیکھا تھا کہ طیفور گرد پا
نیچے ایک درخت کے پڑا ہوا تڑپ رہا ہی دم بدم آہ و فریاد کرتا ہی کبھی کہتا ہی ہائے وہ درد ہی کہ روح
تن سے نکلی جاتی ہی افسوس ہزار افسوس کس جگہ اجل آئی ہی کہ یار نہ مددگار ہی تنہائی ہی تنہائی ہی کوئی
دوست و شفیق پاس نہین ہی نہین معلوم صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کہان ہین قبل
میرے آنے کے وہ اسی طرف تو آئے تھے مین راہ دیگر سے اُن کی محبت و خیرخواہی مین ادھر آیا تھا
زیادہ تیز رہروی سے جگر مین درد پیدا ہوگیا ہی یقین ہی کہ اس درد شدید سے جانبر نہونگا کیا اچھا ہوتا
اگر اس حالت درد جگر مین وقت آخر صاحبقران یعنی اپنے آقائے ذیشان کو دیکھ لیتا اُن سے رخصت
ہولیتا عفو خطا و قصور اپنی کرالیتا اور کچھ وصیتین اُن سے کرتا گاہ تڑپ کر کہتا ہوا اُف اُف روح پر درد کی شدت
سے صدمہ سخت ہی کس قیامت کا درد ہی کوئی یہان معالج بھی نہین ہی صاحبقران ممدوح نے طیفور گرد پا کو
اس طرح بسمل کے زمین پر لوٹتا ہوا دیکھکر اور اس کی تقریر بخوبی سنکے بیتاب و بیقرار ہوکے جلد تر اُس کے
سرہانے جاکے مرکب سے اُترکر پوچھا تھا کہ اے طیفور گرد پا کیا حال ہی کیسا مزاج ہی اُس نے آنکھین
کھول کر چہرے پر نظر کرکے کہا شکر ہی امید و حسرت دل بر آئی آپ تشریف لائے اس آخری وقت مین
مین نے آپ کو دیکھ لیا یہ کہکے پھر تڑپ کر نالہ کیا بعد تھوڑی دیر کے کہا کہ اے صاحبقران کیا عرض کرون
درد جگر مین رہ رہ کر ایسا شدید اُٹھتا ہی کہ روح کے اوپر صدمہ ہوتا ہی اگر تھوڑی دیر یہ درد اسی شدت
سے رہیگا تو روح تن سے نکل جائیگی صاحبقران نے کہا تھا کہ اے طیفور گرد پا یہان تمھارے
دفع درد جگر کی کیا تدبیر کی جائے کوئی طبیب و حکیم یہان نہین ہی نہ کوئی دوا یہان ممکن ہوسکتی ہی سخت
مجبوری ہی مگر گھبراؤ نہین خداوند عالم تم کو اس درد سے شفا دیگا نا لگایا یہ درد رہا ہی طیفور گرد پا
نے عرض کیا تھا اگر یہان کوئی طبیب و دوا نہین ہی تو جانبری مشکل ہی بیشک مرجاؤنگا میری خطائین
معاف کر دیجیے کہ اب وقت آخر ہی صاحبقران نے اُس کی اس تقریر سے آبدیدہ ہوکر فرمایا تھا کہ
اے طیفور ایسی تقریر نکرو ہم کو صدمہ ہوتا ہی ہم مجبور ہین کیا کرین کہ درد تمھارے جگر کا دفع ہوجائے
تم کو صحت ہو دل ہمارا خوش ہو طیفور گرد پا نے عرض کیا تھا کہ مین نے سنا ہی اسمائے الٰہی اور دعاؤن
مین بڑی برکت و اثر ہی آپ کے پاس جو لوح طلسمی ہی بیشتر اُس پر نقوش اور اسمائے الٰہی اور دعائین
کندہ ہون کی ذرا اپنے گلے سے اُتار کر مجکو تھوڑی دیر کے واسطے دیدیجیے کہ اُسے مین اپنے گلے مین
ڈال لون بلکہ لوح کو اپنے جگر پر رکھ لون عجب نہین ہی کہ بہ برکت اسمائے الٰہی و نقوش درد میرے جگر
کا دفع ہوجائے صاحبقران نے اُسی عالم اضطراب و بیتابی مین لوح طلسمی اپنے گلے سے اُتار کر اپنے
ہاتھ مین لے کر ارادہ طیفور گرد پا کے ہاتھ مین دینے کا کیا تھا کہ دفعتاً دل مین خیال کیا کہ اے
صاحبقران جب تم سلیمان صاحبقران سے رخصت ہوکر ادھر آئے تھے طیفور گرد پا کو لشکر مین
چھوڑ آئے تھے قبل تمھارے یہان آنے کے طیفور گرد پا کس راہ سے یہان آگیا ذرا لوح کو تو دیکھو یہ
خیال کرکے ارادہ لوح کے دیکھنے کا کیا تھا طیفور گرد پا نے ہاتھ اپنا بڑھایا تھا اور عرض کیا تھا کہ اے
صاحبقران جلد لوح کو میرے ہاتھ مین دیدیجیے تاکہ مین اُس کو جلد اپنے جگر پر رکھ لون پھر درد اُٹھا چاہتا
ہی کھٹک شروع ہوگئی ہی صاحبقران نے جواب دیا تھا کہ تامل کرو لوح طلسمی تم کو دیتا ہون یہ فرماکر
بہ نیت دریافت حال لوح کو غور سے دیکھا تھا لوح مین یہ عبارت نظر آئی تھی کہ اے طلسم کشا آگاہ ہوکہ
یہ طیفور گرد پا عیار تمھارا نہین ہی یہ آفات جادو ہی بصورت طیفور گرد پا سحر کے زور سے بنکر

اپنے سے مجھے لڑوانا منظور ہو اُس نے جواب دیا تھا کہ اے سوار سحر سامری اسوقت مین نے تجھکو
اسواسطے طلب کیا ہو کہ وہ سوار جو کھڑا ہو اُس سے تجھکو لڑواؤن تیرے ہاتھ سے اُسے قتل کراؤن
اُس نے کہا کہ اگر تیرا یہ ارادہ ہو تو میری بھینٹ مجھے دے آفات جادو نے کارد نکال کر اپنی
پیشانی کا بذریعہ زخم کارد نکال کر چلو مین لے کر کہا لے اُس نے منھ کھولا تھا آفات جادو نے وہ خون
اُس کے دہن مین ڈالدیا تھا دیکھنے والون نے دیکھا تھا کہ گیا تو وہ سوار ایک بالشت سے کچھ زیادہ
تھا یا دفعتا بڑھکر مانند بنی آدم کے قد کے ہوگیا مرکب بھی اُس کا مانند گھوڑون کے بڑھ گیا جب درازی
اُسکو حاصل ہوئی تھی اُس نے مرکب کو جولان کر کے روبرو طلسم کشا کے آکے مرکب کو روک کر پکارکر
کہا تھا کہ اے جوان تلوار مجھپر لگا مین بے سپر تیری تلوار اپنے سر پر روکون گا طلسم کشا نے لوح کو دیکھکر
ہدایت لوح طلسمی سے جواب دیا تھا کہ او سوار پہلے تو وار کر اُس نے کہا تھا کہ اگر پہلے مین وار کرون گا
تو حوصلہ جنگ تیرا تیرے دل ہی مین رہیگا ایک ضرب مین دو ٹکڑے ہوجائے گا بہتر یہ ہو کہ پہلے تو شمشیر
یا تیر یا نیزہ یا خنجر یا گرز مجھپر لگالے وار کرلے حوصلہ اپنے دل کا نکال لے پھر تو نہ تو ہوگا نہ تیرا مرکب سالم
ہوگا طلسم کشا نے پھر جواب اُس کو یہی دیا تھا کہ پہلے تو ہی ضرب لگا جب تیری ضرب سے ہم جانبر ہونگے
تجھپر بھی وار کرینگے اُس سوار نے آخرکار خبردار خبردار کہکر تلوار لگائی تھی ادھر صاحبقران نے
حسب ہدایت لوح لوح طلسمی پر اُس کی تلوار روکی تھی عکس لوح کا اُس پر پڑا تھا تلوار اُس کی ٹوٹی تھی
چہرہ اُس کا متغیر ہوا تھا اُسی حالت مین حسب ہدایت لوح ایک اسم اعظم الٰہی پڑھکر تلوار اُس کے سر پر
لگائی تھی وہ سوار تلوار کھاتے ہی دھوان ہوگیا تھا نام و نشان اُس کا باقی نرہا تھا آفات جادو
کے زور سحر سے جو سوار سحر آیا تھا وہ اسطرح نیست و نابود ہوا تھا آفات جادو نے یہ حال دیکھکر کبھی
اپنے سحر سے شیر سحر گاہ اژدر سحر کبھی پتلی بلورین سحر کے پیدا کئے تھے اور واسطے مقابلہ صاحبقران
کے بھیجے تھے صاحبقران نے موافق ہدایت لوح ہر ایک سحر کو اُس کے دفع کیا تھا آفات جادو
عاجز ہوکر سمجھا تھا کہ طلسم کشا صاحب لوح ہو اسطرح اس سے مقابلہ کرنا بیجا ہے بہتر یہ ہو کہ اور کوئی فکر
و تدبیر کرنا کہ مدعا سے دل تیرا برآئے اور آرزو تجھکو دستیاب ہو یہ سمجھکر اُس ساحر مکار نے قریب شام
نے و نفیر سحر و نقارہ بازگشت لشکر بجاکر صاحبقران ممدوح سے پکارکر کہا کہ اے طلسم کشا واقعی
تجھسے لڑنا نادانی ہو مین پہلے راہ خطا پر تھا اب سمجھ گیا کہ تجھسے کوئی ساحر سر بر نہوگا لہذا مین اب نہ
مقابلہ کرونگا اپنے گھر جاؤنگا حکم بادشاہ طلسم سے لڑنے آیا تھا اب اپنی جان تجھسے مقابلہ کرکے
نہ دونگا کیونکہ تو صاحب لوح طلسمی ہو سحر کوئی کارگر نہین ہوتا ہو ہر ایک سحر میرا باطل ہوجاتا ہو مجھکو
سر میدان جنگ ندامت حاصل ہوئی ہو یہ کہکر اسی وقت اپنے تمام لشکر کو اپنے ہمراہ لیکر میدان
جنگ سے چلا گیا تھا صاحبقران شادان و فرحان قریب شام اپنے لشکر مین بیٹھے سلیمان صاحبقران
کے لشکر مین میدان جنگ سے آکر بارگاہ مین آرام پذیر ہوئے تھے لشکر بھی خوش ہوا تھا شب اُس
جگہ براحت بسر کرکے ہنگام نماز سحر پڑھکر دعاے فتح و ظفر خدا سے برجوع قلب کرکے مسلح ہوکے
مرکب پر سوار ہوکے لشکر کو اُسی جگہ چھوڑ کے بلا طلیفو زکر دیا اوبھی اُسی جگہ چھوڑ کر لوح طلسمی کو
گلے مین ڈال کر آگے روانہ ہوئے تھے بعد قطع راہ دور و دراز قریب دوپہر کے قریب ایک
نخلستان سبز و شاداب کے پہونچے تھے درختان سایہ دار دیکھکر وہان ٹھہرے تھے عرق اپنے چہرے
سے رومال سے پاک کیا تھا ہوائے سرد سے دل کو فرحت حاصل ہوئی تھی یکا یک آواز کراہنے کی

ایک طرف سے آئی تھی متردد ہو کر صاحبقران نے اُس طرف نظر کی تھی دیکھا تھا کہ طیفور گردیا
نیچے ایک درخت کے پڑا ہوا تڑپ رہا ہے دمبدم آہ و فریاد کرتا ہے کبھی کہتا ہے ہائے وہ درد ہے کہ روح
تن سے نکلی جاتی ہے افسوس ہزار افسوس کس جگہ اجل آئی ہے کہ یار ہے نہ مددگار ہے تنہائی ہی تنہائی ہے کوئی
دوست و شفیق پاس نہیں ہے نہیں معلوم صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کہاں ہیں قبل
میرے آنے کے وہ اسی طرف تو آئے تھے میں راہ دیگر سے اُن کی محبت و خیر خواہی میں ادھر آیا تھا
زیادہ تیز رہروی سے جگر میں درد پیدا ہو گیا ہے یقین ہے کہ اس درد شدید سے جانبر نہ ہونگا کیا اچھا ہوتا
اگر اس حالت درد جگر میں وقت آخر صاحبقران یعنی اپنے آقائے ذیشان کو دیکھ لیتا اُن سے رخصت
ہو لیتا عفو خطا و قصور اپنی کرا لیتا اور کچھ وصیتیں اُن سے کرتا گاہ تڑپ کر کہتا ہے اُف اُف روح پر درد کی شدت
سے صدمہ سخت ہے کس قیامت کا درد ہے کوئی یہاں معالج بھی ہے صاحبقران ممدوح نے طیفور گردیا کو
مانند مرغ بسمل کے زمین پر لوٹتا ہوا دیکھ کر اور اُس کی تقریر بخوبی سنکے بیتاب و بیقرار ہو کے جلد تر اُس کے
سرہانے جا کے مرکب سے اتر کر پوچھا تھا کہ اے طیفور گردیا کیا حال ہے کیسا مزاج ہے اُس نے آنکھیں
کھول کر چہرے پر نظر کر کے کہا شکر ہے امید و حسرت دلی بر آئی آپ تشریف لائے اس آخری وقت میں
میں نے آپ کو دیکھ لیا یہ کہکے پھر تڑپ کر نالہ کیا بعد تھوڑی دیر کے کہا کہ اے صاحبقران کیا عرض کروں
درد جگر میں رہ رہ کر ایسا شدید اُٹھتا ہے کہ روح کے اوپر صدمہ ہوتا ہے اگر تھوڑی دیر یہ درد اسی شدت
سے رہیگا تو روح تن سے نکل جائیگی صاحبقران نے کہا تھا کہ اے طیفور گردیا یہاں تمہارے
دفع درد جگر کی کیا تدبیر کی جائے کوئی طبیب و حکیم یہاں نہیں ہے نہ کوئی دوا یہاں ممکن ہو سکتی ہے سخت
مجبوری ہے مگر گھبراؤ نہیں خداوند عالم تم کو اس درد سے شفا دیگا ناگاہ یہ درد دریاجی ہے طیفور گردیا
نے عرض کیا تھا اگر یہاں کوئی طبیب و دوا نہیں ہے تو جانبری مشکل ہے بیشک مر جاؤں گا میری خطائیں
معاف کر دیجیے کہ اب وقت آخر ہے صاحبقران نے اُس کی اس تقریر سے آبدیدہ ہو کر فرمایا تھا کہ
اے طیفور ایسی تقریر نہ کرو ہم کو صدمہ ہوتا ہے ہم مجبور ہیں کیا کریں کہ درد تمہارے جگر کا دفع ہو جائے
تم کو صحت ہو دل ہمارا خوش ہو طیفور گردیا نے عرض کیا تھا کہ میں نے سنا ہے اسمائے الٰہی اور دعاؤں
میں بڑی برکت و اثر ہے آپ کے پاس جو لوح طلسمی ہے بیشتر اُس پر نقوش اور اسمائے الٰہی اور دعائیں
کندہ ہونگی ذرا اپنے گلے سے اُتار کر مجھکو تھوڑی دیر کے واسطے دیدیجیے کہ اُسے میں اپنے گلے میں
ڈال لوں بلکہ لوح کو اپنے جگر پر رکھ لوں عجب نہیں ہے کہ بہ برکت اسمائے الٰہی و نقوش درد میرے جگر
کا دفع ہو جائے صاحبقران نے اُسی عالم اضطراب و بیتابی میں لوح طلسمی اپنے گلے سے اُتار کر اپنے
ہاتھ میں لے کر ارادہ طیفور گردیا کے ہاتھ میں دینے کا کیا تھا کہ دفعتاً دل میں خیال کیا کہ اے
صاحبقران جب تم سلیمان صاحبقران سے رخصت ہو کر ادھر آئے تھے طیفور گردیا کو لشکر میں
چھوڑ آئے تھے قبل تمہارے یہاں آنے کے طیفور گردیا کس راہ سے یہاں آ گیا ذرا لوح کو تو دیکھو یہ
خیال کر کے ارادہ لوح کے دیکھنے کا کیا تھا طیفور گردیا نے ہاتھ اپنا بڑھایا تھا اور عرض کیا تھا کہ اے
صاحبقران جلد لوح کو میرے ہاتھ میں دیدیجیے تاکہ میں اُس کو جلد اپنے جگر پر رکھ لوں پھر درد اُٹھا چاہتا
ہے کھٹک شروع ہو گئی ہے صاحبقران نے جواب دیا تھا کہ تامل کرو لوح طلسمی تم کو دیتا ہوں یہ فرما کر
بہ نیت دریافت حال لوح کو غور سے دیکھا تھا لوح میں یہ عبارت نظر آئی تھی کہ اے طلسم کشا آگاہ ہو کہ
یہ طیفور گردیا عیار تمہارا نہیں ہے یہ آفات جادو ہے بصورت طیفور گردیا سحر کے زور سے بنکر

درد جگر ظاہر کرتا ہی اور مجھکو فریب دیکر لوح طلسمی مجھسے لینا چاہتا ہی ہرگز اس کو لوح نہ دے ورنہ اسیر
ہو جاویگا تیری خوش اقبالی اور عنایت الٰہی تھی کہ ایسے اپنے یار وفادار کو ایسی حالت مین دیکھکر
وقت دینے لوح کے لوح کے دیکھنے کا تونے خیال کیا خیر ہوئی اب تجھکو لازم ہی کہ اس اسم کو جو کوشہ لوح پر
ہو تین مرتبہ پڑھکر شمشیر طلائی قبضہ پر دم کرکے تلوار مذکور اس پر لگا پھر قدرت خدا کا تماشہ دیکھ صاحبقران
نے حکم لوح سے آگاہ ہوکے وہی اسم اعظم الٰہی تین دفعہ پڑھکر اسی تلوار پر دم کرکے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ
بڑھایا تھا کہ طیفور گردپا نے ترپ کر ارادہ اٹھکر بھاگنے کا کیا تھا ادھر صاحبقران نے بعجلت
تلوار علم کرکے طیفور گردپا نقلی کی گردن پر لگائی تھی تلوار کے پڑتے ہی سر دو تن مین اس کے جدا ئی
ہو گئی تھی اور ببرکت اس اسم اعظم الٰہی کے آگ اس کے جسم مین لگ گئی تھی مثل شمع کافوری الاشتہ
اس کا جلتا تھا تھوڑی دیر وہ لاشہ اس کا جلکر خاک ہو گیا تھا اس ساحر کے اس طرح مرنے سے تاریکی
ہوئی تھی ابر آیا تھا سنگ باری ہوئی تھی بعد تھوڑی دیر کے مطلع صاف ہوا تھا پیرون نے اس سحر
کے اس کے نام سے یون پکارا تھا افسوس ہزار افسوس قتل کیا مجھکو کہ نام میرا آفات جادو تھا
ہنوز ساحر مذکور کے پیرون نے صدا دی تھی کہ ان اشجار سایہ دار پر جو پرندے صد ہا چھپے ہوئے پتون
کی آڑ مین بیٹھے تھے وہ دراصل پرندے نہ تھے سب ساحر تھے حکم آفات جادو سے وہ بصورت پرند
بنکر اشجار پر پوشیدہ ہوکر بیٹھے تھے یکبارگی تاب ضبط نہ لاکر اپنے سردار کی حالت مذکور دیکھکر زمین پر
گرکے بصورت اصلی ہوکر ترسول اور تیسول وغیرہ حربے لیکر صاحبقران پر مارنے لگے تھے اور ہر
چہار سمت سے گھیر لیا تھا اسی حالت مین صاحبقران نے جلد تر مرکب پر سوار ہوکر اسی تلوار سے
ان کو قتل کرنا شروع کیا تھا جب کچھ ساحر قتل ہوکے لاشے ان کے زمین پر تڑپے ساحران صحیح وسالم
ان ساحران مقتول کی لاشون کو دیکھکر یہ خیال کرکے کہ ہم بھی اسی طرح قتل ہو جائینگے بے اختیار اس جگہ
سے بزور سحر بھاگے تھے کوئی غرق زمین ہو گیا تھا کوئی پرندہ بنکر بھاگا تھا صد ہا تخت سحر پر سوار ہوکر
زمین سے بلند ہوکر ایک طرف بھاگے تھے کوئی ساحر باقی نہ رہا تھا صاحبقران فتحیاب ہوئے تھے لشکر خدا
کیا تھا اتنی دیر مین لشکر آگیا تھا سلیمان صاحبقران و طیفور گردپا نے پوچھا تھا کہ یہ لاشے کیسے
پڑے ہین صاحبقران نے تمام حال جو گذرا تھا بیان کیا تھا سلیمان صاحبقران نے فہم و دانائی
صاحبقران کی تعریف کی تھی طیفور نے بھی عرض کیا تھا کہ آپ نے نہایت عقل سے کام کیا ایسے وقت
مین آپ نے لوح کو دیکھا پھر طیفور نے کہا خوب ہوا کہ آفات جادو آپ کے ہاتھ سے مارا گیا اس
نابکار نے میری صورت بنکر لوح کا بھی لے لینا چاہا تھا میرا بدخواہ تھا کہ مبتلائے درد جگر میری صورت
بنکر ہوا تھا خدا کا شکر ہے کہ میرے درد جگر ہوا اس کی اس تقریر پر سلیمان صاحبقران و صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ مسکرائے تھے پھر اسی جگہ لشکر اترا تھا بارگاہ مین خدام ایستادہ ہوئے تھے
صاحبقران ممدوح داخل بارگاہ فلک فرسا ہوکر راحت پذیر ہوئے تھے اور وہ ساحران نابکار جو ہنگام جنگ
بھاگ گئے تھے مضطر و پریشان نالان و گریان اسوقت رو بروئے شاہ طلسم پہونچے تھے کہ وہ دربار مین
بیٹھا ہوا تھا جملہ اہل دربار ساحران نامور و نامدار حاضر دربار تھے برق جادو نے ان کو دیکھتے ہی
اپنے دل مین کہا تھا کہ آفات جادو پر ضرور کوئی آفت آئی اس اثنا مین ان سب نے باادب سلام
کرکے فریاد کی تھی برق جادو بادشاہ طلسم مذکور نے پوچھا تھا کیا ہوا کیون فریاد کرتے ہو انھون نے
تمام حال جنگ و قتل آفات جادو جو صاف صاف و صحیح تھا بیان کیا تھا شاہ مذکور کو آفات

جادو کے قتل ہونے کا گو رنج ہوا تھا پھر اُن ساحروں سے برہم ہو کر کہا تھا کہ اے نامردو دور ہو میرے سامنے سے اپنے سردار کو قتل کرا کے میدان جنگ سے بھاگ کر روتے ہوئے یہاں آئے ہو وہ ساحر روبرو ئے شاہ مذکور سے چلے گئے تھے پھر بادشاہ طلسم نے اژدر جادو و عقرب جادو و اسرار جادو و عقاد جادو و مہیب جادو و ہلال جادو و ببر جادو وغیرہ ساحران نامی و نامور کو یکے بعد دیگرے بمعیت فوج ساحران برائے قتل و اسیری طلسم کشا روانہ کیا تھا ہر ایک ساحر مثل آفات جادو کے میدان جنگ سے دست طلسم کشائے ممدوح سے مارا گیا تھا شاہ طلسم کو ہر ایک نامور ساحر کے قتل ہونے کا صدمہ ہوا تھا آخر کار خود شاہ طلسم نے ارادہ طلسم کشا سے مقابلہ کرنے کا کر کے فرد دلیری و شجاعت سے پوشیدہ و گریزان ہونا گوارہ نکر کے حکم دیا تھا کہ سامان جنگ مہیا کر و اٹالہ بارگاہ کا سوے طلسم کشا قبل سے روانہ کر دو دو چار جو ساحران نامی تھے انھوں نے حسب الحکم سامان جنگ کیا تھا برق جادو بعد درستی و مہیا ہونے سامان جنگ کے قلعہ باطن سے نکل کر فوج کثیر ہمراہ لے کر بصد کر و فرو بجاہ و شوکت و حشم برائے گرفتاری و جنگ طلسم کشا کے روانہ ہوا تھا بادشاہ طلسم کا لڑنا اور اُس کی تدبیرین رکھنے اور اسیر کرنے طلسم کشا کی تھرکی تھین اور سحر اُس کے قیامت کے تھے طلسم کشا بوجہ پاس ہونے لوح کے اُس کے شر و مکر و سحر سے بچا کیا لوح طلسمی ہدایت کرتی رہی آخر ایک روز برق جادو غضبناک ہو کر میدان جنگ مین آکر طلسم کشا سے مقابل ہوا تھا بعد جنگ عظیم و بسیارے کشتہ و خون کے برق جادو از حد غضبناک ہو کر برق بنکر طلسم کشا پر گرا تھا اور ارادہ کیا کہ لوح طلسمی اُس کے گلے سے اتار کر لے جاے لیکن عکس لوح سے گرتے ہی سحر بھول گیا تھا اور بصورت اصلی ہو کر قریب طلسم کشا گرا تھا اسی صورت مین طلسم کشا نے بعجلت تمام لوح کو دیکھا تھا لوح مین یہ عبارت نظر آئی تھی کہ اے طلسم کشا اگر خدا فضل و کرم اپنا شامل حال کرے اور شاہ طلسم عاجز و غضبناک ہو کر برق بنکر تجھپر گرے اور عکس لوح سے سحر اُس وقت خاص مین بھول جاے تو تجھکو لازم ہی کہ بسرعت تمام یہ اسم اعظم الٰہی جو وسط لوح مین کندہ ہی سات مرتبہ پڑھکر اُس تیغ پر جو نیلگون ہی اور جس کا قبضہ یاقوت سرخ و جواہر نگار رنگا رنگ کا ہی اور تو نے در قلعہ طلسم شمشیر جنبان سے پائی ہی سر برق جادو پر لگا پھر قدرت خدا کا تماشہ دیکھ کہ اسی شمشیر کو سے شاہ طلسم کی قضا ہی اور کسی تلوار و دیگر حربون سے یہ ہرگز قتل نہوگا اور اگر تجھپر سامنے سے تیرے چلا جاویگا تو پھر مشکل سے قتل ہوگا ایسا وقت ہاتھ نہ آئے گا لہذا تاخیر نکر جلد وار کر صاحبقران نے حسب الاستدعاے لوح طلسمی وہی شمشیر نیام سے کھینچکر اسی اسم اعظم الٰہی کو سات مرتبہ پڑھکر شمشیر پر دم کر کے بعجلت تمام مرکب کو بڑھا کر اُس کے قریب تر جا کر نعرہ کر کے تلوار اُس کے سر پر لگائی ہر چند کہ شاہ طلسم نے لیکے ہنگام مین سحر کر کے زمین مین غرق ہو کر جان اپنی بچانا چاہا تھا اور بزور سحر پہلے چند سپرین سر اسکے حفاظت سر و جان بالاے فرق پیدا ہوئی تھین لیکن طلسم کشاے موصوف نے دوبارہ عکس لوح کا ڈال کر تلوار لگائی جو ہین تلوار سر پر پڑی شاہ طلسم نے آہ کی تھی اور کہا تھا کہ پھر سحر دانہ مانا گیا حوصلہ اپنے دل کا لڑائی مین نکال چکا تھا تلوار جو سر پر پڑی تھی سر کو کاٹ کر گلے مین اور گلے سے سینہ مین اور سینے سے کمر تک کر سے گذر کر زمین تک پہونچی تھی اس طرح دو ٹکڑے ہوئے تھے تھوڑی دیر لاشہ شاہ طلسم زمین پر تڑپا تھا بعدہ روح اُس کی سوئے دوزخ روانہ ہوئی تھی اُس کے مرنے سے از حد تاریکی محیط عالم ہوئی تھی روے آفتاب عالمتاب پنہان ہو گیا تھا آندھی شدید نہایت زور سے

سیاہ آئی تھی زمانہ تیرہ و تاریک تھا و پر غبار ہو گیا تھا بڑے بڑے درخت جڑ سے اکھڑ کر مانند خس و خاشاک
کے کوسون اڑ گئے تھے ابر سیہ بھی محیط ہوا تھا برق و مبادم چمکتی تھی سنگ باری و برف باری
ہوئی تھی ساحران سپاہ و شاہ طلسم کو حیرت عظیم و سدھ بدھ جاتی تھا زمین کو حرکت تھی سناٹا غضب کا
تھا دیر تک یہی حالت رہی تھی بعدہ مطلع صاف ہوا تھا چہرۂ آفتاب نظر آیا تھا شاہ طلسم کے سحر
کے بیرون نے شاہ طلسم کے نام سے یون با آواز بلند پکارا تھا کہ افسوس ہزار افسوس جو مبلغ دل کا تو
جنگ مین نکلا لیکن جان نہ بچی دلیرانہ اور مردانہ قتل ہوئے زم دنیا سے سوئے عدم گئے قتل کیا تمکو
طلسم کشا نے نام ہمارا برق جادو تھا ہم بادشاہ طلسم شمشیر جہانبان تھے وہی تلوار ہم پر چل گئی جو
فہیم عاملی نے خاص ہمارے قتل ہونے کے لئے بنائی تھی اور در قلعہ پر لٹکائی تھی ہمارے قتل
ہونے سے یہ طلسم ٹوٹ گیا تباہ و برباد ہو گیا نام و نشان بھی نہ رہا یہ آواز بیرِ سحر کے وے گریان نالان اور
گریان ایک جانب چلے گئے تھے بیران جادو جو ساحر نامی قتل ہونے سے باقی رہا تھا اس نے
اپنے بادشاہ کو قتل ہوتے دیکھ کر اور تقریر سحر کے بیرون کی سنکے از حد غمگین ہو کر جملہ ساحرون سے
کہا کہ وہ چھ ہزار تھے کہ لطف زندگی باقی نہ رہا بادشاہ طلسم مارا گیا طلسم ٹوٹ گیا ہماری رائے
یہ ہے کہ ہمارے ساتھ ہو کر طلسم کشا سے لڑ بھڑ کر مر جاؤ کہ حق نمک شاہ طلسم ادا ہو جائے سبھون نے
کہا تھا کہ طلسم کشا سے لڑنا بیکار ہے اس پر فتحیاب ہونا دشوار ہے ہان لڑ بھڑ کر مر جانے کے لئے ہم موجود
ہین یہ سنکے بیران جادو سب کو لے کر بڑھا اور یکبارگی حملہ طلسم کشا پر کیا تھا ترسول اور پسول
وغیرہ حربے لگنے شروع ہوگئے تھے اودھر بادشاہ سلیمان صاحبقران دیو بڑھے تھے لیکن
صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے منع کیا تھا کہ انسان سے دیوون کا لڑنا خلاف انصاف
ہے مین خود ان ساحرون سے بہ ہدایت لوح لڑون گا یہ کہکر وہی تلوار علم کی تھی جس کا قبضہ سنہری
تھا اور سوا اسکے بادشاہ طلسم کے جملہ ساحرون کے واسطے اور خونخوار رعد آواز قلعدار قلعہ
اول و بیران تیغ ابرو قلعدار قلعہ دوم و محیط روئین تن قلعدار قلعہ سوم کے کہ یہ بھی طلسم بند
تھے قتل کے واسطے فہیم عاملی نے تیار رکھی تھی اور ساحرون پر عکس لوح کا ڈال ڈال کر تلوار سے
ان کو قتل کرنا شروع کیا تھا جب بہت سا ساحر قتل ہوگئے تھے پسپا ہوئے تھے ارادہ بھاگنے کا کیا تھا
اسی حالت مین بیران جادو نے مجبور ہو کر امان طلب کی تھی طلسم کشا نے موصوف نے فرمایا
تھا کہ امان بشرط قبول دین اسلام دیجائے گی اس نے قبول کیا تھا طلسم کشا نے ہاتھ جنگ سے
روکا تھا بیران جادو نے آگے بڑھکر بعد سلام سر اپنا قدم طلسم کشا پر رکھدیا تھا اور عرض کیا تھا
کہ بعد عفو کرنے میری خطا کے کہ آپ سے لڑا تھا اپنے دین مین مجھے لائیے صاحبقران نے خوش
ہو کر کلمہ طیبہ اس کو پڑھا کر مسلمان کر کے سر اس کا اپنے سینے سے لگایا تھا اور کہا تھا کہ ہم نے تیری تقصیر
عفو کی وہ بہت خوش ہوا تھا پھر جملہ باقی ماندہ ساحرون کو اس نے حسب الحکم طلسم کشا کلمہ پڑھا کر
مسلمان کیا تھا پھر صاحبقران کو اس کوٹھی مین جس مین خزانہ و مال و اسباب طلسمی نایاب و
نفیس و نادر تھا لے گیا تھا وہ سب زر و جواہر مال و اسباب صاحبقران نے اپنے قبضہ مین کیا
تھا بعدہ بیران جادو کو وہان حاکم کر کے خلعت و انعام اسے دیا تھا چالاکہ بعد قتل ہونے شاہ طلسم
کے جو عمارتین اور اشیا ر سحر سے بنو دیتین وہ نابود ہو گئی تھین مگر کچھ مکان پختہ و خام اور مقبرہ
فہیم عاملی باقی تھا اس کے سوا کچھ نہ تھا کوسون تک میدان تھا سلیمان صاحبقران اس

کہ وسعت میدان کو دیکھکر ہنو دیے بو دیے تحیر کو یکبارگی بے نام و نشان دیکھکر متحیر ہو کر بہ نظر حیرت
وعبرت چار طرف دیکھ رہے تھے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ بھی ہمراہ سلیمان
صاحبقران اُس میدان کو دیکھکر اشعار عبرت آمیز اپنی زبان پر جاری کرتے تھے کبھی کہتے تھے
فاعتبروا یا اولی الابصار قبل تھوڑی دیر کے یہان کیسا اور ہی آبادی و رونق و زیب و زینت
تھی اسوقت یہان خاک اُڑ رہی ہے جہان تک نظر پہونچتی ہے میدان ہی میدان نظر آتا ہے غرضکہ بعد بہت
افسوس کرنے اور بنظر عبرت دیکھنے کے اُسی جگہ اُس روز خیام اور بارگاہین ایستادہ و برپا کرکے
صاحبقران موصوف قیام پذیر ہوگئے تھے سلیمان صاحبقران و طیفور گردباد و ہزبر
جادو نے مبارکباد دی فتح طلسم کی دی تھی بلکہ ہزبر جادو نے نذر فتح کی بھی دی تھی اسروز
حکم صاحبقران سے وہان جشن فتح طلسم ہوا تھا دوسرے روز صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ ہمراہ سلیمان صاحبقران کے جملہ مال و اسباب لیکر ہزبر جادو سے
رخصت ہو کر خرم و خندان بالشکر دیوان و ہمراہی طیفور گردباد سوئے قصر فیروزہ نگار روانہ
ہوئے تھے اور بعد قطع راہ داخل قصر فیروزہ نگار ہوئے تھے جب صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ طلسم شمشیر جہان کو فتح کرکے قصر فیروزہ نگار مین آئے صاحبقران اعظم
و سلیمان کوچک کو خبر ہوئی یہ دونون بھی قصر فیروزہ نگار مین آئے صاحبقران و اسکے تعظیم
کے اُٹھے ادب سے سلام کیا جب سب بیٹھے صاحبقران اعظم نے تہنیت فتح طلسم شمشیر جہان
دے کر قوت و ہمت کی تعریف کی اسی طرح سلیمان کوچک نے بھی مبارکباد دی بعد تھوڑی
دیرکے دونون صاحب موصوف الصدر رخصت ہوگئے اُسکے دوسرے روز صاحبقران
اعظم نے اپنے فرزند دلبند سلیمان صاحبقران سے خلوت مین فرمایا کہ دختر سلیمان کوچک
مسماۃ جواہر پری اب بخوبی جوان ہوئی ہے قابل عقد ہے حسن الحال اتفاق سے صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ کا یہان آنا ہوا ہے قوت و شجاعت و ہمت و مردانگی و لیاقت بے مثل
اپنے آبا و اجداد کے ہے لہذا ہماری رائے یہ ہے عقد سلطان کیوان شکوہ کا جواہر پری
کے ساتھ اگر ہو جائے تو اچھا ہے آپس کا معاملہ ہے سلیمان صاحبقران نے عرض کیا کہ رائے آپکی
بہت خوب ہے مین پسند کرتا ہون مگر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کو اس امر پر راضی کرنا بھی
ضرور ہے آج کی شب اس بارہ مین اُن سے پوچھا جائے گا چنانچہ ہنگام شب خلوت مین کہ صرف وہان
طیفور گردباد تھا سلیمان صاحبقران نے سلطان کیوان شکوہ سے بزرگانہ مسکرا کر فرمایا
کہ ہمارا دل چاہتا ہے کہ یہان تمھارا آپس مین نزدیک کے عزیزون مین ایک خوبرو پری سے عقد کردین
تاکہ نسل سے تمھاری فرزند و دختر دنیا مین ہون ترقی نسل ہو دل کو ہمارے خوشی ہو صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ نے بلحاظ و شرم جواب نہ دیا شرم سے سر جھکا لیا سلیمان صاحبقران
نے سمجھ لیا کہ سکوت ان کا بمنزلہ اقرار کے ہے یہ سمجھکر خوش ہو کر کہا مبارک ہو کہ ہم تمھارا عقد دختر
سلیمان کوچک جواہر پری سے کرینگے طیفور گردباد نے ادب سے کہا کہ کیا مین عقد سے
محروم رہونگا میرا عقد جواہر پری کی وزیرزادی سے نہوگا کیا میری نسل کی ترقی منظور نہین ہے
خلاف قاعدہ قدیم تھا سلیمان صاحبقران نے مسکرا کر فرمایا کہ اے خواجہ مطمئن رہو تمھارا
عقد بھی وزیرزادی بلکہ جواہر پری مسماۃ اسرار پری سے کیا جائے گا مگر اس شادی مین درکشیدہ

تم کو صرف کرنا ہوگا زنبیل سے لاکھون روپیہ نکالتا ہون لگے شادی دھوم سے ہوگی والدین اسرار
پری کی یہی خواہش ہے کہ دھوم سے شادی ہو لاکھون کرورون روپیہ کا جانبین سے خرچ ہو خواجہ
طیفور گردیا نے جواب دیا کہ ہماری زنبیل مین دو کوڑیان بھی نہین ہین خاک اڑ رہی ہے نہین معلوم
کس طرح ہماری بسراوقات ہوتی ہے زنبیل کا نام ہی نام ہے اس مین کچھ بھی نہین ہے آپ ملاحظہ کرلین
مین لاکھون روپیہ شادی کے واسطے کہان سے لاؤن خود قرضدار ہون مہاجن مجھ سے اپنے روپیہ
کا تقاضا کرتے ہین مین اُن سے ہمیشہ وعدہ کرتا ہون کبھی اُن سے پوشیدہ ہوتا ہون پس آپ ہی
اپنے پاس سے یا جس طرح مناسب ہو عقد میرا کیجیے گا مین محتاج ہون بلکہ فاقہ کش ہون چار روپیہ کا
پیادہ ہون کچھ آمدنی نہین رکھتا ہون سلیمان صاحبقران و صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ طیفور گردیا کی تقریر سنکے ہنسے دیر تک خواجہ کو چھیڑا کیے وہ شب اسی گفتگو مین
بخوشی و مسرت بسر ہوئی دوسرے روز سے دونون طرف شادی کا سامان ہونے لگا قصہ مختصر
کہ نہایت تکلف اور شاہانہ طور سے عقد صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کا ساتھ
جواہر پری دختر سلیمان کوچک سے ہوا اور مہر کرورہا زر سرخ کا مع ملک و مال قرار پایا
اور عقد خواجہ طیفور گردیا کا اسرار پری وزیرزادی بلکہ جواہر پری کے ساتھ ہوا اس کے
مہر مین بڑی حجت و تکرار و گفتگو ہوئی دلہن والون کی طرف سے کہا گیا کہ سات کرور کا مہر مقرر کیا جائے
خواجہ نے منظور نہ کیا پھر چھ کرور کے مہر کو کہا خواجہ نے محتاجی اپنی ظاہر کی پھر پانچ کرور کے مہر کی
خواہش کی خواجہ نے جواب دیا کہ اس قدر مہر مجھسے نہ دیا جائے گا یہان تک لکھا ہے کہ ایک لاکھ روپیہ
تک کے مہر کی نوبت پہونچی خواجہ نے کہا کہ مین نادار ہون لاکھ روپیہ کہان سے لاؤن ہان لاکھ کی
اگر ضرورت ہوگی تو کسی چوڑی بنانے والے سے مانگ کر دیدون گا اہل محفل اس تقریر پر ہنسے
آخر کار جسقدر کم مہر کو کہا گیا خواجہ انکار ہی کرتے گئے اور یہی ہر دفعہ کہا کہ مین تہی دست ہون کبھی
دو کوڑیان بھی میرے پاس نہین ہین کہ انھین کوڑیون کو مہر مین دون انجام کار بعد بہت ہنسی
اور دل لگی کے صاحبقران نے زر مہر اپنی طرف سے دینا منظور کیا بلکہ دیدیا عقد خواجہ کا ہو گیا بعد
ہونے دونون عقدون کے صاحبقران اپنی زوجہ جواہر پری سے ہنگام شب ہم بستر ہوئے
اور خواجہ طیفور گردیا نے اپنی زوجہ سے نزدیکی کی قدرت پروردگار سے دونون پریان حاملہ
ہوگئین جواہر پری کے بطن سے بعد گذرنے ایام حمل کے جو لڑکا پیدا ہوگا نام اس کا صفدر
صف شکن پیرزاد ہوگا اور جو لڑکا ہم صورت خواجہ طیفور گردیا بطن اسرار پری سے
ہوگا نام اس کا سیفور بن طیفور سبک رو ہوگا کہ جو مثل خواجہ عمرو کے نامور ہوگا اور صفدر
صف شکن پیرزاد بھی از حد شجاع و بہادر ہوگا بمقام مناسب ان دونون کا حال لکھا جائیگا
اور ان سے کارہائے نمایان ہون گے الحاصل بعد گذرنے شب زفاف کے صبح کو صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ نے سلیمان صاحبقران و صاحبقران اعظم و
سلیمان کوچک سے با دب کہا کہ ہم کو اب رخصت کیجیے لشکر ہمارا بمقابلہ عوج غاسے رعدآواز
برادر زبانی طیفور گردیا کے معلوم ہوا ہے کہ حسین سنبر قبا بادشاہ مالک ہر چہار قلعہ نے ایک نامہ بادشاہ
لشکر اہل اسلام کو بعد ہمارے یہان آنے کے اس مضمون کا لکھا تھا کہ اے بادشاہ لشکر اہل اسلام
آپ ہماری سرزمین سے آٹھ روز کی مدت مین چلے جایئے اگر نہ جایئے گا تو ہم عوج غاسے رعدآواز

کو روانہ کرکے تمام لشکر کو آپ کے درہم وبرہم کرا دینگے غوغاے رعدآواز آپ کے
لشکر کے نامور سردارون کو تہ تیغ کرکے لشکریون کو مار کر بھگا دیگا آپ کو بھی قتل یا اسیر کرے گا
چنانچہ ہم کو یہان آئے ہوئے آج نوان روز ہے غالبًا آج لشکر ہمارا مبتلاے آفت ہوگا بغیر ہمارے
وہان جانے کے بہت کشت وخون ہوگا بلکہ تمام لشکر ہمارا تباہ وبرباد وقتل ہوجائے گا کیونکہ
غوغاے رعدآواز طلسم بند ہے اُس کے نعرے سے حریف بیہوش ہوجاتا ہے اسی حالت مین
وہ اسیر یا قتل کرتا ہے سلیمان صاحبقران وصاحبقران اعظم وسلیمان کوچک
نے ایسی حالت مین رہ کر نامناسب سمجھا ناچار بمجبوری کہا کہ اچھا ہے خدا حافظ ونگہبان ہمارا رہے
یہ کہکے چند دیوون کو طلب کیا جب وہ حاضر ہوئے اُن سے کہا کہ ایک تخت نفیس نقرئی یا طلائی
مرصع کار لاؤ انھون نے حکم کی تعمیل کی ادھر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ وخواجہ
طیفور گردپا اپنی اپنی زوجہ سے جاکر رخصت ہوئے اُن سے اقرار پھر آنے کا کرکے اسی تخت پر
سوار ہوکر خواجہ عقب پشت صاحبقران بیٹھے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ و
خواجہ طیفور گردپا نے صاحبقران اعظم وسلیمان صاحبقران وسلیمان کوچک
کو باادب سلام کیا سب نے بعد دعاے درازی عمر وترقی جاہ ومراتب حشم وخدم کے سلطان
کیوان شکوہ سے کہا کہ تمھارے ساتھ چلین تمکو تمھارے لشکر تک پہونچا دین صاحبقران نے
جواب دیا کہ آپ حضرات کیون تکلیف گوارہ کرین فقط آپ صاحبون کی دعا میرے حق مین کافی ہے خداوند
عالم حافظ ونگہبان ہے اُس نے کہان کہان نہین مجکو اپنی قدرت سے شر دشمنان سے بچایا ہے اب بھی
باقی ماندہ دشمنون کے شر سے بچاے گا اُس سے امید قوی ہے یہ تقریر سنکے سبھون نے کہا کہ اچھا
جو تمھاری خوشی یہ کہکر دیوون سے بتاکید اکید کہا کہ خبردار ان کو ان کے لشکر مین مع الخیر پہونچا کر
رسیدان سے خیر وعافیت سے پہونچنے کی لے کر یہان آنا ورنہ تمکو سخت سزا دی جائے گی دیوون
نے دست بستہ عرض کیا کہ ہم سب موافق حکم عمل کرینگے یہ عرض کرکے انھون نے تخت اپنے
دوش پر اٹھاکر رکھا بلند ہ زمین سے بلند ہوکر سوے لشکر اہل اسلام روانہ ہوئے ان کو تو راہ
مین بالفعل چھوڑا جاتا ہے لیکن اب

دو کلمہ داستان حسین سبز قبا بادشاہ ومالک ہر چہار قلعہ ولشکر اسلام کے بیان کیے جاتے ہین

کب تک تری جدائی کے صدمے سہا کرون
مر جاؤن زہر کھا کے نہ اے جان تو کیا کرون

تلوار مجپہ کھینچ کے دکھلا دے بانکپن
قربان جاؤن جان کو تجھپر فدا کرون

تیور چڑھے ہین ہاتھ مین خنجر کھنچا ہوا
ایسے مین خاص امر کی کیا التجا کرون

کوسین وہ مجکو شوق سے اسمین بھی ہے بھلا
مین ان کی جان ومال کو بیٹھا دعا کرون

اے دل عدو کی بزم مین ہرگز نجاؤن گا
ظالم مین روز تیرا کہان تک کہا کرون

آنسو بہین نہ ہجر مین ان کا یہ حکم ہے
مقصود ہے کہ خون جگر مین پیا کرون

دامن سے کم پڑے یہ نہین اشک کے بہار مین
کیا فائدہ جو روز مین بیٹھا سیا کرون

مطوائے ساقی ہیں تری آنکھوں پہ ہوں نثار	پیمانے بھر کے دیکھو جب تک پیا کروں
وہ اور ہوں گے دوست سے جو دشمنی کریں	ہیں تو عدو کے ساتھ بھی یاری وفا کروں

الغرض حسین سبز قبا بادشاہ ہر چہار قلعہ نے سات روز تک جشن عظیم اس خوشی کا کیا کہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ و طیفور گرد با عیار کو یکے بعد دیگرے پنجے اٹھا لے گئے جن دشمنوں سے خوف جان و ملک و مال تھا وہ بالائے زمین نہ رہے کسی آفت میں مبتلا ہو گئے بعد ختم ہونے ایام جشن و تعداد مہلت کے جو بادشاہ لشکر اہل اسلام کو بذریعہ نامہ دی گئی تھی حسین سبز قبا نے نوین روز علی الصباح برہم ہو کر غوغائے رعد آواز کو بلا کر اس سے کہا کہ اے غوغائے رعد آواز یہ اہل اسلام نہایت سرکش ہیں باوجود اس کے کہ ہم نے بادشاہ لشکر اہل اسلام کو بذریعہ نامہ تاکید سے کہا تھا کہ آٹھ روز کی مہلت دیجاتی ہے آپ آٹھ روز میں ہماری سرزمین قلعہ سے مع لشکر اپنے کے چلے جائیے ورنہ آپ کے حق میں اچھا نہو گا لیکن آج تک کہ نوان روز ہے وہ ہماری سرزمین سے نہیں گئے ہیں ہمارے کہنے پر انھوں نے عمل نہیں کیا ہے از راہ کبر و نخوت سرکشی کی ہے لہذا ہم تجکو حکم دیتے ہیں کہ ابھی تو مع اپنی فوج کے میدان جنگ میں جا کر ان اہل اسلام کا خاتمہ کر دے کسی کو زندہ نہ چھوڑ جو کوئی تیرے سامنے آئے اُسے قتل کر طبل یورش بجا کر یکبارگی حملہ کر فرداً فرداً اہل اسلام سے مقابلہ نکر اس نے عرض کیا کہ فدوی ابھی جاتا ہے حکم حضور بجا لاتا ہے یہ کہکے اُسیوقت اپنے قلعہ مُخ میں آکر تیاری فوج کا حکم دیا حسب الحکم جلد جلد چالیس ہزار سوار مسلح ہو کر مرکبوں پر سوار ہوئے غوغائے رعد آواز بھی مسلح ہو کر اپنے گینڈے پر کرز بکف سوار ہو کر قلعہ سے نکلکر میدان جنگ میں آکر باواز بلند کہنے لگا کہ اے بادشاہ لشکر اہل اسلام و اے سرداران لشکر اہل اسلام آگاہ و خبردار ہو کہ تمکو ہمارے بادشاہ ذیجاہ نے آٹھ روز کی مہلت دے کر فرمایا تھا کہ آٹھ روز میں ہماری سرحد سے چلے جاؤ تم نے اُن کے حکم پر عمل نہ کیا آج نوان روز ہے لہذا ہم حکم بادشاہ سے طبل یورش بجوا کر برائے جنگ آئے ہیں تم کو قتل کریں گے کسی کو زندہ نچھوڑیں گے بس تم سب ہوشیار ہو جاؤ مسلح و مکمل ہو جاؤ قتل ہونے اور مرنے پر آمادہ ہو جاؤ زندگی سے اب اپنی ہاتھ اٹھاؤ کیونکہ ساغر عمر تمھارا لبریز ہو گیا ہے اجل تمھاری تمھارے قریب آ گئی ہے تم نے بہت سرکشی پر کمر باندھی ہے اپنا سر تمھارے بدن تمھارے اجسام سے جدا ہوں گے زمین عرصۂ جنگ تمھارے خون سے رنگین ہوگی میرے نیزے سے تم کو غفلت مرگ آئیگی ضرب گرز میری سرحد ملک عدم تک تم کو پہونچا دیگی نام و نشان تمھارا باقی نرہیگا مال و اسباب تمھارا لوٹ لیا جائیگا نہ علم لشکر رہیگا نہ علمدار رہیگا نہ تخت حکومت رہیگا نہ تمھارا بادشاہ زندہ رہیگا نہ کوئی سردار سپاہ اب حیات اپنی دنیا میں کر سکیگا نہ کوئی سوار و پیادہ جانبر ہوگا آج تمھارا لشکر اس سرزمین سے جانب ملک عدم کوچ کریگا اسباب سفر درست کر لو سپر و سپر اب ہو کر مرکبوں پر سوار ہو لو کفن پہن لو ایک دوسرے سے رخصت ہو لو کہ وقفہ اجل کے آنے میں نہیں ہے آمادہ قضا ہو جاؤ جانا تم کو دور ہے ذرا ہوشیار ہو جاؤ یہ نہ کہنا کہ ہم کو آگاہ نہ کیا غفلت میں دھوکے سے مار ڈالا قتل کیا مردانہ وار ہم سے مقابلہ و مجادلہ غوغائے رعد آواز نے نہ کیا یہ کہکر حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں طبل یورش بجوایا جاوے بموجب حکم اُس نابکار کے اُس کے ملازموں نے اُسیوقت طبل یورش بجایا صدائے طبل یورش بلند ہوئی ادھر بادشاہ لشکر اہل اسلام و جملہ سرداران لشکر کو ارادہ غوغائے رعد آواز سے اطلاع

ہوئی بادشاہ لشکر اہل اسلام نے بھی حکم کرنہ ندی کا دیا جملہ سرداروسوار بصد عجلت مسلح ہو کر مرکبون پر سوار ہوئے بادشاہ لشکر اہل اسلام بھی مترود و متفکر اپنے تخت پر سوار ہوئے جلد تر بارگاہ سے برآمد ہوئے نقارہ پر چوب پڑی سواری بادشاہ لشکر اسلام آگے بڑھی نقیبون نے صدائے دور و باش با ادب باش دینا شروع کی تمام لشکر ظفر اثر ہمراہ رکاب بادشاہ موصوف ہوا ابھی سواری بادشاہ جنگاہ تک نہ پہونچی تھی کہ غوغاے رعدآواز برہم ہو کر گرز بکف اپنے گینڈے کو آگے بڑھا کر چالیس ہزار سوارون کو اپنے ہمراہ لے کر دلیرانہ حملہ آور ہو کر لشکر اہل اسلام پر گرا اور اپنے نعرے سے اہل اسلام کو مدہوش و غافل کر کے بضرب گرز اہل اسلام کو ہلاک کرنے لگا سواران ہمراہی اُس کے بہ نیزہ و شمشیر لڑنے لگے اہل اسلام پر وار کرنے لگے اہل اسلام بھی دلیرانہ لڑنے لگے قتل ہونے لگے غوغاے رعدآواز کے ہاتھ سے اہل اسلام زیادہ تر قتل و مجروح ہونے لگے عرصہ جنگ مین لاش پر لاش گرنے لگی جابجا لاشون کے و سپہر کشتون کے انبار ہونے لگے زمین میدان جنگ خون دلیران جنگ جو سے رنگین ہونے لگی بلکہ ایک جوے خون زمین پر جاری ہونے لگی کشتے زمین پر ڈھیر ہونے لگے مجروح زمین پر تڑپنے لگے صداے فریاد و نالہ مجروحان ہر طرف سے بلند ہوئی گھوڑون کی گشت سے غبار ایسا اڑا کہ روے آفتاب نظر سے پنہان ہونے لگا ایسی جنگ عظیم مین اہل اسلام دست غوغاے رعدآواز سے صدہا قتل ہوئے ہزارون زخمی ہوئے آخر اہل اسلام غوغاے رعدآواز سے عاجز ہو گئے کیونکہ اس نابکار پر کوئی حربہ کسی کا کارگر نہین ہوتا تھا وہ جس کو چاہتا ہی بڑھ کر قتل کرتا تھا اسی حالت مین بادشاہ لشکر اہل اسلام نے رنگ جنگ اچھا نہ دیکھکر دست دعا سوئے فلک بلند کر کے تاج اپنے سر کا اپنے ہاتھون پر رکھکر یون دعا کی کہ۔ نظم ؎

اے قادر ذوالجلال از بہر بتول | اے دافع ہر بلا ز اولاد رسول

ہم اکم و ناچارم و مغموم و ملول | از دست عدوئے خود ہنگ مدام

ابھی بادشاہ لشکر اہل اسلام بہ رجوع قلب دعا کر رہے تھے اشک آنکھون مین تھے اکثر سرداران سپاہ آمین کہہ رہے تھے جنگ مغلوبہ ہو رہی تھی غوغاے رعدآواز نعرے کر کے بضرب گرز اہل اسلام کو ہلاک کر رہا تھا کہ یکایک تیر دعاے بادشاہ لشکر اہل اسلام ہدف مراد تک پہونچا اور مسبب الاسباب نے سبب بہبودی اہل اسلام پیدا کیا یعنی صاحبقران سلطان کیوان شکوہ جو پردۂ قاف سے چلے تھے دیوان کا تخت اُٹھائے نزدیک لشکر اہل اسلام لائے صاحبقران موصوف نے بلندی سے غوغاے رعدآواز کو اپنے لشکر پر حملہ ور دیکھکر اور اپنے لشکر کو اُس کے ہاتھ سے عاجز پا کر بادشاہ لشکر اسلام کو بھی مصروف دعا دیکھکر برہم ہو کر وہین سے اس طرح نعرہ کیا کہ او غوغاے رعدآواز مغرور و سرکش و بداندیش باش باش کہ اجل رسید ہم دست خود را نگہدار از ما جنگ آزما شو یہ نعرہ صاحبقران سنکے غوغاے رعدآواز نے لڑائی سے ہاتھ روک کر سر اپنا سوئے فلک بلند کیا دیکھا کہ ایک تخت طلائی مرصع و جواہر کار پر صاحبقران شادان و فرحان بیٹھے ہین پیچھے اُن کے خواجہ طیفور کردہ بیٹھے ہین دیو تخت اٹھائے ہوئے ہین اسی طرف لاتے ہین یہ حال دیکھکر متحیر ہوا دل مین کہنے لگا کہ ان دونون کو تو دیو اٹھا لے گئے تھے امید ان کے آنے کی نہ تھی جانے تعجب ہے کہ پھر یہ دونون دشمن جان و ایمان زندہ سلامت یہان آتے ہین یہ خیال کر کے پھر قصد لڑنے کا کیا گینڈا اپنا آگے بڑھایا صاحبقران موصوف نے پھر بلندی سے فرمایا کہ او غوغاے رعدآواز او نا شناس ہاتھ اپنا جنگ سے نہین روکتا لڑائی سے

باز نہین آتا یاد کر آٹھ روز قبل اس کے ہم سے تجھ سے اسی جگہ مقابلہ ہوا تھا عین مقابلہ و جنگ مین
پنجہ ہمکو اٹھا لے گیا تھا فضل خدا سے ہم پھر زندہ و سلامت یہانتک آئے مین شرط انصاف یہی اور
دم مرم بہادری کا بھی یہی ہی کہ پھر ہم سے مقابلہ کر کیون ہمارے اہل لشکر سے ہماری موجودگی مین کرتا
ہی کیسا بہادر ہی نامردون کی سی حرکت کرتا ہی تجھے شرم بھی نہین آتی ہی کہ اپنی حرکت کو چھوڑکر دوسرون
سے جنگ آزما ہوتا ہی عوغاے رعد آواز یہ تقریر صاحبقران کی سنکے بجاے خود کہنے لگا کہ
واقعی صاحبقران سچ کہتے ہین وہ یہان آئے ہین انہین سے لڑنا مناسب ہی یہ باتین دل مین کرکے اپنے گینڈے
کو روکا بلکہ جنگ سے ہاتھ روکا اہل اسلام نعرۂ امیر سنکے ازحد شادمان ہوئے بادشاہ لشکر اہل اسلام
بھی بہت خوش ہوئے کیونکہ صاحبقران نہین آئے گویا مراد دلی برآئی ابھی انتشار مین کہ اہل اسلام
خوش ہو رہے تھے عوغاے رعد آواز نے جنگ سے ہاتھ روکا تھا لشکری بھی اُس کے حکم سے
ہاتھ جنگ سے روکے ہوئے تھے کہ امیر بالتوقیر بالائے زمین تشریف لائے دیوون نے تخت مع
صاحبقران زمین پر رکھا پھر انھون نے کہا ہم کو اپنے خیریت سے پہونچنے کی رسید یا رقعہ دیجیے
صاحبقران نے تخت سے اُتر کر دیوون کو اپنی مہری رسید اپنے پہونچنے کی لشکر مین لکھدی دیو
وہ رسید و تخت لیکر سوئے قاف روانہ ہوئے اُدھر بادشاہ لشکر اہل اسلام و جملہ سرداران سپاہ
بصد خوشی صاحبقران سے ملے امیر نے بادشاہ لشکر اسلام کو سلام کیا بادشاہ نے جواب سلام
دے کر خیریت مزاج دریافت کی طبیعت خوش کر دیا سب جملہ عیاران لشکر اہل اسلام آکر ملے ہر ایک خوش
ہوا یہ تمام حال حسین سبز قبا نے اپنے قلعہ پر سے دیکھا رفقا سے اپنے کہا دیکھو تو دو دشمن ہمارے
اس لشکر مین تھے جن کو پنجہ لے گئے تھے پھر وہی دونون عدو کے جان آگئے نہین معلوم کیونکر زندہ یہانتک
آئے کہان تھے ان کو اٹھا کر لے گئے تھے ہم تو سمجھے تھے کہ اب یہ دونون گویا دنیا سے گئے مگر پھر داخل
لشکر ہوئے خیر اجل ان کی ان کو یہان لے آئی ہی عوغاے رعد آواز کے ہاتھ سے صاحبقران
کسی طرح جانبر نہونگے کاش کہ یہ جہان کہین تھے وہان سے یہان نہ آتے تو ان کی جان بچتی یہان آئے
تو اب ضرور قتل ہونگے اجل ان کی یہان لے آئی ہی رفقا نے عرض کیا کہ حضور بجا فرماتے ہین کہ یہ
دونون دشمن حضور خود اپنے پاؤن سے مقام مرگ پر آئے ہین یہ معاملہ قضا ہی جہان جس کی قضا
ہو وہین پہونچکر اُس کی اجل آتی تھی ابھی بادشاہ قلعہ سے رفقا سے ہم سخن تھے کہ عوغاے رعد آواز
نے بڑھکر پکارکر کہا کہ اے صاحبقران جو کچھ آپ نے فرمایا اُسے مین نے تسلیم کیا واقعی اثنار
مقابلہ سے پنجہ آپ کو اُٹھا لے گیا تھا ہم کو امید آپ کے آنے کی نہ تھی خیر اب آپ آگئے ہین مین طبل
بازگشت بجوا کر جاتا ہون شب کو طبل جنگ بجوا کر صبح کو آپ سے مقابلہ کرونگا شرط انصاف یہی ہی
اسوقت آپ بھی دور سے آتے ہین اور دن بھی زیادہ آگیا ہی اس وجہ سے اسوقت لڑائی موقوف
کی گئی ورنہ اسی وقت آپ سے جنگ آزما ہوتا یہ کہکے طبل بازگشت بجوا کر اپنے قلعہ مین مع اپنے
لشکر کے گیا اہل اسلام جنگاہ سے فرودگاہ سپاہ پر آئے صاحبقران نے دیکھا کہ میدان جنگ مین
کئی ہزار اہل اسلام گویا درجہ شہادت پر فائز ہوئے ہین اور کفار بھی ڈیڑھ دو ہزار قتل ہوئے
ہین میدان مصاف مین انبار لاشون کے ہین یہ رنگ عرصۂ جنگ دیکھکر اہل اسلام کے قتل ہو جانیکا
رنج و افسوس کر کے حکم دیا کہ لاشے میدان جنگ سے اہل اسلام کے اٹھائے جائین موافق شریعت
ابراہیمی اُن کو غسل و کفن دے کر نماز جنازہ پڑھکر دفن کیا جاوے ملازم حسب الحکم کاربند ہوئے

اسی طرح غوغاے رعدآواز نے بھی اپنے لشکر کے مقتول سوارون کو حربگاہ سے اُٹھواکر
موافق اپنی ملت کے انھین دفن کیا اُس طرف غوغاے رعدآواز اپنے قلعہ داخل ہوکر
آرام پذیر ہوئے اس طرف صاحبقران موصوف اپنی بارگاہ مین داخل ہوئے بادشاہ لشکر
اہل اسلام اپنی بارگاہ مین داخل ہوئے اسی طرح ہر ایک سردار لشکر مرکب سے اُترکر اپنے اپنے
خیمہ مین گیا سواران سپاہ بھی مرکبون سے اُترکر داخل خیام ہوئے جو مجروح تھے حکم صاحبقران
سے علاج ان کا ہونے لگا چونکہ تشریف آوری صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کی خبر
مشہور ہوئی تھی ملکہ حسین گلگون قبا نے بھی سنی تھی کہ آج صاحبقران داخل لشکر ہوئے
ہین یہ خبر سنکے خوش ہوئی تھی کیونکہ عاشق و مائل صاحبقران تھی اسی عالم خوشی مین واسطے اظہار
کرنے اپنی محبت و خوشی کے ایک محبت شمامہ پوشیدہ طور سے باین عبارت صاحبقران کو تحریر
کیا بعد آداب و القاب کے لکھا کہ اے صاحبقران جب سے آپ کو پنجہ اُٹھالے گیا تھا ہمکو نہایت
رنج و ملال تھا ہر وقت آپ کا خیال تھا بُرا ہو اس محبت کا کہ جس وقت سے آپ کو دیکھا ہے ایک قسم کی
الفت پیدا ہوئی ہے اور آپ کو ہم نے اپنے اوپر مائل پایا ہے مثل مشہور ہے کہ دونون جانب سے چاہ
ہوتی ہے اب جو آپ مع الخیر داخل لشکر ہوئے ہم کو بہت خوشی حاصل ہوئی مگر یہ نہ معلوم ہوا کہ وہ
پنجہ کون تھا اور کس کے پاس لے گیا تھا کہان آپ اتنے دنون تک رہے کس کے ہمنشین ہوئے
کس کے پہلو مین بیٹھے کس کی بزم مین رونق افروز رہے کس کو یہان سے جاکر سرافراز کیا کیا کوئی نئی
محبت کسی سے کی یا نیا کوئی چاہنے والا پیدا ہوا کچھ حال ظاہر نہوا ہے نہین تو آپ نے یاد بھی نہین کیا
اب آپ آئے ہین دیکھیے کب یہان قدم رنجہ کرتے ہین ادھر بھی توجہ اب دیکھیے کس روز ہوتی
ہے زیادہ کیا لکھا جائے اس مضمون کا نامہ جب لکھا گیا ایک اپنے قدیم ملازم و خیرخواہ ہمراز کو دیکر
کہا کہ اس نامہ کو صاحبقران کے پاس لے جانا تنہائی مین انھین کو دینا ہماری طرف سے مبارکباد
تشریف آوری کی بھی دینا اگر وہ قبل دیکھنے اور پڑھنے اس نامہ کے تجھ سے دریافت کرین کہ یہ
نامہ کس کا ہے تو کہدینا کہ یہ نامہ ملکہ حسین گلگون قبا کا ہے جو دختر ہین حسین سبز قبا بادشاہ
چار قلعہ کی وہ سمجھ جائینگے پھر جو جواب وہ نامہ کا دین اُسے لے آنا لیکن یہ راز کسی پر ظاہر نہونے
پائے اس کا بہت خیال رکھنا اُس ملازم نے نامہ لے کر عرض کیا حضور نے جو کچھ فرمایا ہے یہ تابعدار
اسی طور سے حکم کی تعمیل کرے گا یہ عرض کرکے وہان سے سوئے لشکر اسلام آیا کسی اہل لشکر سے
بارگاہ صاحبقران دریافت کرکے بہت ہوشیاری سے در بارگاہ تک آکے ستا تا بارگاہ مین
جاکے اندر بارگاہ کے گیا دیکھا کہ صاحبقران تنہا تشریف رکھتے ہین کسی فکر مین ہین ملازم مذکور نے
باادب سلام کرکے وہ نامہ دیا صاحبقران نامہ لے کر لفافہ کو چاک کرکے مضمون نامہ سے آگاہ
ہوکر پشت نامہ پر فقط یہ عبارت جواب نامہ مین تحریر کی کہ اے ملکہ ابھی تو ہم داخل لشکر ہوئے ہین
اسوقت کچھ امور مرجوعہ ضروریہ مین فکرمند ہین جواب حرف بحرف نہین تحریر کرسکتے ہین الاجواب
تمھارے نامہ کا دین گے ہمین تمھارا خیال ہے یہ عبارت لکھکر اُس ملازم نامہ کو دیا وہ ملازم جانے لگا
صاحبقران نے بطریق انعام اُسے زر و جواہر دیا وہ خوش ہوکر سلام کرکے جلد بارگاہ سے نکل کر
جانب ملکہ روانہ ہوا بعد قطع راہ خدمت ملکہ مین پہونچا نامہ دے کر تمام حال جو دیکھا تھا بیان کیا ملکہ
جواب نامہ پڑھکر خوش ہوئی چہرے پہ کمالی نمود ہوئی آثار خوشی رخ سے ہویدا ہوئی رنج و ملال دل سے

باز نہین آتا یاد کر ۲ تھہ روز قبل اس کے ہم سے تجھ سے اسی جگہہ مقابلہ ہوا تھا عین مقابلہ و جنگ مین
پنجہ ہمکو اٹھا لے گیا تھا فضل خدا سے ہم پھر زندہ و سلامت یہانتک آئے ہین شرط انصاف یہی اور
دہرم بہادری کا بھی یہی ہی کہ پھر ہم سے مقابلہ کر کیون ہمارے اہل لشکر سے ہماری موجودگی مین لڑتا
ہی کیسا بہادر ہی نامردون کی سی حرکت کرتا ہی تجھے شرم بھی نہین آتی ہی کہ اپنی حرکت کو چھوڑکر دوسرون
سے جنگ آزما ہوتا ہی عوغا سے رعد آواز یہ تقریر صاحبقران کی سنکے بجاے خود کہنے لگا کہ
واقعی صاحبقران سچ کہتے ہین وہ یہان آتے ہین انھین سے لڑنا مناسب ہی یہ باتین دل مین کرکے اپنے گینڈے
کو روکا بلکہ جنگ سے ہاتھ روکا اہل اسلام نعرہ امیر سنکے از حد شادمان ہوئے بادشاہ لشکر اہل اسلام
بھی بہت خوش ہوئے کیونکہ صاحبقران نہین آئے گویا مراد دلی برآئی ابھی انتظار مین کہ اہل اسلام
خوش ہو رہے تھے عوغا سے رعد آواز نے جنگ سے ہاتھ روکا تھا لشکری بھی اس کے حکم سے
ہاتھ جنگ سے روکے ہوئے تھے کہ امیر با توقیر بالاے زمین تشریف لائے دیوون نے تخت مردی
صاحبقران زمین پر رکھا پھر انھون نے کہا ہم کو اپنے خیریت سے پہونچنے کی رسید یا رقعہ دیجیے
صاحبقران نے تخت سے اترکر دیوون کو اپنے مہری رسید اپنے پہونچنے کی لشکر مین لکھدی دیو
وہ رسید و تخت لیکر سوئے قاف روانہ ہوئے ادھر بادشاہ لشکر اہل اسلام و جملہ سرداران سپاہ
بعد خوشی صاحبقران سے ملے امیر نے بادشاہ لشکر اسلام کو سلام کیا بادشاہ نے جواب سلام
دے کر خیریت مزاج دریافت کی طبلچور کر دیا سے جملہ عیاران لشکر اہل اسلام آکر ملے ہر ایک خوش
ہوا یہ تمام حال حسین سبز قبا نے اپنے قلعہ پر سے دیکھا رفقا سے اپنے کہا دیکھو جو دو دشمن ہمارے
اس لشکر مین تھے جن کو پنجہ لے گئے تھے پھر وہی دونون عدو کے جان آ گئے نہین معلوم کیونکر زندہ یہانتک
آئے کہان تھے ان کو اٹھا کر لے گئے تھے ہم تو سمجھے تھے کہ اب یہ دونون گویا دنیا سے گئے مگر پھر داخل
لشکر ہوئے خیر اجل ان کی ان کو یہان لے آئی ہی عوغا سے رعد آواز کے ہاتھ سے صاحبقران
کسی طرح جانبر نہون گے کاش کہ یہ جہان کہین تھے وہان سے یہان نہ آتے تو ان کی جان بچتی یہان آئے
تو اب ضرور قتل ہون گے اجل ان کی یہان لے آئی ہی رفقا نے عرض کیا کہ حضور بجا فرماتے ہین کہ یہ
دونون دشمن حضور خود اپنے پاؤن سے مقام مرگ پر آئے ہین یہ معاملہ قضا ہی جہان جس کی قضا
ہو وہین پہونچکر اس کی اجل آئی تھی ابھی بادشاہ قلعہ سے رفقا سے ہم سخن تھے کہ عوغا سے رعد آواز
نے بڑھکر پکار کر کہا کہ اے صاحبقران جو کچھ آپ نے فرمایا سے مین نے تسلیم کیا واقعی انتشار
مقابلہ سے پنجہ آپ کو اٹھا لے گیا تھا ہم کو امید آپ کے آنے کی نہ تھی خیر اب آپ آ گئے ہین مین طبل
بازگشت بجوا کر جاتا ہون شب کو طبل جنگ بجوا کر صبح کو آپ سے مقابلہ کرون گا شرط انصاف یہی ہی
اسوقت آپ بھی دور سے آتے ہین اور دن بھی زیادہ آ گیا ہی اس وجہہ سے اسوقت لڑائی موقوف
کی گئی ورنہ اسی وقت آپ سے جنگ آزما ہوتا یہ کہکے طبل بازگشت بجوا کر اپنے قلعہ مین مع اپنے
لشکر کے گیا اہل اسلام جنگاہ سے فرودگاہ سپاہ پر آئے صاحبقران نے دیکھا کہ میدان جنگ مین
کئی ہزار اہل اسلام گویا درجہ شہادت پر فائز ہوئے ہین اور کفار بھی ڈیڑھ دو ہزار قتل ہوئے
ہین میدان مصاف مین انبار لاشون کے ہین یہ رنگ عرصہ جنگ دیکھکر اہل اسلام کے قتل ہو جانے کا
رنج و افسوس کر کے حکم دیا کہ لاشے میدان جنگ سے اہل اسلام کے اٹھائے جائین موافق شریعت
ابراہیمی ان کو غسل و کفن دے کر نماز جنازہ پڑھکر دفن کیا جاے لازم حسب الحکم کاربند ہوئے

اسی طرح عوغاے رعد آواز نے بھی اپنے لشکر کے مقتول سوارون کو حرب گاہ سے اٹھوا کر
سوافق اپنی ملت کے انھین دفن کیا اُس طرف عوغاے رعد آواز اپنے قلعہ داخل ہوکر
آرام پذیر ہوئے اس طرف صاحبقران موصوف اپنی بارگاہ مین داخل ہوئے بادشاہ لشکر
اہل اسلام اپنی بارگاہ مین داخل ہوئے اسی طرح ہر ایک سردار لشکر مرکب سے اتر کر اپنے اپنے
خیمہ مین گیا سواران سپاہ بھی مرکبون سے اتر کر داخل خیام ہوئے جو مجروح تھے حکم صاحبقران
سے علاج اُن کا ہونے لگا چونکہ تشریف آوری صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کی خبر
مشہور ہوئی تھی ملکہ حسین گلگون قبا نے بھی سنی تھی کہ آج صاحبقران داخل لشکر ہوئے
ہین یہ خبر سنکے خوش ہوئی تھی کیونکہ عاشق و مائل صاحبقران تھی اسی عالم خوشی مین واسطے اظہار
کرنے اپنی محبت و خوشی کے ایک محبت شمامہ پوشیدہ طور سے باین عبارت صاحبقران کو تحریر
کیا بعد آداب و القاب کے لکھا کہ اے صاحبقران جب سے آپ کو پنجہ اُٹھا لے گیا تھا ہمکو نہایت
رنج و ملال تھا ہر وقت آپ کا خیال تھا برا ہو اس محبت کا کہ جس وقت سے آپ کو دیکھا ہے ایک قسم کی
الفت پیدا ہوئی ہے اور آپ کو ہم نے اپنے اوپر مائل پایا ہے مثل مشہور ہے کہ دونون جانب سے چاہ
ہوتی ہے اب جو آپ مع الخیر داخل لشکر ہوئے ہم کو بہت خوشی حاصل ہوئی مگر یہ نہ معلوم ہوا کہ وہ
پنجہ کون تھا اور کس کے پاس لے گیا تھا کہان آپ اتنے دنون تک رہے کس کے ہم نشین ہوئے
کس کے پہلو مین بیٹھے کس کی بزم مین رونق افروز رہے کس کو یہان سے جا کر سرافراز کیا کیا کوئی نئی
محبت کسی سے کی یا نیا کوئی چاہنے والا پیدا ہوا کچھ حال ظاہر نہوا ہمین تو آپ نے یاد بھی نہین کیا
اب آپ آئے ہین دیکھیے کب یہان قدم رنجہ کرتے ہین ادھر بھی توجہ اب دیکھیے کس روز ہوتی
ہے زیادہ کیا لکھا جائے اس مضمون کا نامہ جب لکھا گیا ایک اپنے قدیم ملازم و خیرخواہ ہمراز کو دیکر
کہا کہ اس نامہ کو صاحبقران کے پاس لے جانا تنہائی مین انھین کو دینا ہماری طرف سے مبارکباد
تشریف آوری کی بھی دینا اگر وہ قبل دیکھنے اور پڑھنے اس نامہ کے تجھ سے دریافت کرین کہ یہ
نامہ کس کا ہے تو کہدینا کہ یہ نامہ ملکہ حسین گلگون قبا کا ہے جو دختر ہین حسین سبز قبا بادشاہ
چار قلعہ کی وہ سمجھ جائینگے پھر جو جواب وہ نامہ کا دین اُسے لے آنا لیکن یہ راز کسی پر ظاہر نہونے
پائے اس کا بہت خیال رکھنا اُس ملازم نے نامہ لے کر عرض کیا حضور نے جو کچھ فرمایا ہے یہ تابعدار
اسی طور سے حکم کی تعمیل کرے گا یہ عرض کرکے وہان سے سوئے لشکر اسلام آیا کسی اہل لشکر سے
بارگاہ صاحبقران دریافت کرکے بہت ہوشیاری سے دربار گاہ تک آ کے سناٹا بارگاہ مین
پاکے اندر بارگاہ کے گیا دیکھا کہ صاحبقران تنہا تشریف رکھتے ہین کسی فکر مین ہین ملازم مذکور نے
با دب سلام کرکے وہ نامہ دیا صاحبقران نامہ لے کر لفافہ کو چاک کرکے مضمون نامہ سے آگاہ
ہوکر پشت نامہ پر فقط یہ عبارت جواب نامہ مین تحریر کی کہ اے ملکہ ابھی تو ہم داخل لشکر ہوئے ہین
اسوقت کچھ امور مرجوعہ ضروریہ مین فکرمند ہین جواب حرف بحرف نہین تحریر کرسکتے ہین الاجواب
تمھارے نامہ کا دینگے ہمین تمھارا خیال ہے یہ عبارت لکھکر اُس ملازم نامہ کو دیا وہ ملازم جانے لگا
صاحبقران نے بطریق انعام اُسے زر و جواہر دیا وہ خوش ہوکر سلام کرکے جلد بارگاہ سے نکل کر
جانب ملکہ روانہ ہوا بعد قطع راہ خدمت ملکہ مین پہونچا نامہ دے کر تمام حال جو دیکھا تھا بیان کیا ملکہ
جواب نامہ پڑھکر خوش ہوئی چہرے پر بحالی نمود ہوئی آثار خوشی رخ سے ہویدا ہوئی رنج و ملال اُس نے

دور ہوا یہان تو باغ مین اپنے ملکہ حسین گلگون قبا خوش و مسرور بیٹھی ہوئی تھی گرد مجلسین بیٹھی تھین چہلین آپس مین ہو رہی تھین وہان قلعہ مین اسی وقت مہتر سبک بار و نے حسین سبز قبا اپنے بادشاہ کو تنہا بیٹھا ہوا دیکھکر تخلیہ پا کر بعد سلام کرنے کے عرض کیا کہ فدوی اسوقت کچھ عرض کیا چاہتا ہے شاہ مذکور نے کہا کہ اے مہتر سبک بار و بیان کرو اس نے عرض کیا کہ اے بادشاہ عالیجاہ ایک روز فدوی نے زبانی نرگس رفیق ملکہ گلگون قبا کی سنا تھا کہ ملکہ صاحبقران پر مائل ہین ان کے عشق مین مبتلا ہین جس روز سے ہنجر ان کو اٹھا لے گیا ہے ان کو ایسا صدمہ ہے کہ ہنسنا بولنا چھوڑ دیا ہے بلکہ آب و غذا مین بھی بہت کمی ہے چہرہ اداس ہے اشک آنکھون مین ہین رنگ چہرہ فرط الم مفارقت صاحبقران سے زرد ہو گیا ہے کیونکہ جب وہ لشکر مین تھے ان کو کسی طور سے دیکھکر دل کو خوش رکھتی تھین جس وقت سے وہ لشکر میرے شہر سے ہنجر ان کو اٹھا لے گیا اسوقت سے ملول و حزین ہین اے بادشاہ عالیجاہ یہ حال حضور سے فدوی نے بیان کر دیا ہے اس بارے مین جو مناسب ہو وہ حضور کرین یہ عرض کرکے مہتر سبک بار و تو اپنے خیمہ مین چلا گیا حسین سبز قبا بادشاہ قلعہ نے برہم ہو کر اسی وقت اپنی دختر کو طلب کیا ملازمان شاہی در باغ پر آئے اور عرض کیا اے ملکہ عالم چلئے آپکے والد نے آپ کو یاد کیا ہے ملکہ مذکورہ بعد خوشی بیٹھی تھی اپنے باپ کے طلب کرنے سے متردد ہو کر فی الفور محافے مین سوار ہو کر داخل قلعہ ہوئی سامنے اپنے باپ کے جا کر جھک کے سلام کیا شاہ بر جبار قلعہ یعنے حسین سبز قبا نے اپنی دختر کے چہرے پر بغور نظر کی مطلق آثار رنج و غم چہرے پر پا کر کچھ خیال کر کے کہا اے دختر ہم نے فقط دیکھنے کو تمہین بلایا تھا اب تم قلعہ مین رہا کرو اپنے باغ مین نہ رہا کرو کیونکہ بیشتر او قات تمہارے دیکھنے کو دل چاہتا ہے ملکہ نے کہا کہ اب مین موافق آپکی ارشاد کے قلعہ مین رہونگی باغ مین نہ رہونگی ملکہ تو اب قلعہ مین ہے صاحبقران اپنی بارگاہ فلک فرسا مین ہین لیکن اب وہ کلمہ داستان عنوغا سے رعد آواز کے بیان کرتے ہین کہ یہ نابکار سیہ درون جو میدان کارزار سے طبل باز گشت بجوا کر اپنے قلعہ مستحکم مین آیا بعد تھوڑی دیر کے اس نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین طبل جنگی پر چوب لگائی جائے کل ہم سر میدان صاحبقران سے مقابلہ کرینگے ہنگام جنگ قتل کرینگے ملازمون نے حسب الحکم طبل جنگ بجایا جب صدائے طبل جنگ بلند ہوئی جو ہرکارے لشکر اہل اسلام کے برائے خبر رسانی مقرر و معین تھے انہون نے بخوبی خبر سے آگاہی حاصل کر کے جلد تر جاکر خدمت صاحبقران سلطان کیوان شکوہ مین بہو نچ کر حسب قاعدہ با دب تمام یعنی اوصاف و ثنا و دعا وغیرہ کر کے خبر طبل جنگ بجوانے عنوغا سے رعد آواز کی بیان کرنے لگے کہ بمصداق نظم

وان قطب معدلت که سپہر و ستارہ را
جز سمت در گہش نکند عقل اختیار
وانرا که از حدیقۂ لطف گلی شگفت
ہر دم باستین کرم بستر و غبار
بفشار باے خرم که پیش از تو کس ندید
در مرغزار ملک بدین فربہی شکار
پیش از طلوع کوکب عدل تو آسمان

ان بحر مکرمت که ز امداد فیض تو
ہموارہ گرد مرکز حکمت بود مدار
آنرا که در تربیت تو عزیز کرد
دوران روزگار ز نیار دنہا د خار
آنکس که یکدم از پی عصیان تو ست شد
بر ابلق زمانہ بدین جلبکی سوار
گیتی ہنوز و جود تو نا گیست بی قیاس
ہر گز کمین منطقہ نشناخت از یسار

دانم غریق نعمت تو ہست روزگار
چون مشتبہ بود جہت کعبۂ نجات
اجرام آسمان نتواند کرد خوار
اے ملکی کہ راے تو از روی ملک دین
تا نقش صورت کند دفع زحمت خمار
بگشاے دست عزم که کس رو نہ فتاد
خورشید پیش لب تو نقد لیست کم عیار
در سلک دہر بود شبہ ہمسر گہر

در باغ ملک بود کہ وہم سر خیار
بار دگر کار خطبۂ اقبال تو نخواند
کس را درون پردہ تقدیر نیست بار
جاہ تو ہم دولت فردوس بے زوال

زان لحظہ باز کار جہان انتظام یافت
ممکن نبود عرصہ شود بدہ را قرار
دوران دولت تو کہ نظم جہان ازوست
ہم تو ہیچو مدت افلاک بے شمار

کاندر پناہ جاہ تو آمد بہ زینہار
تا از برائے نظم ممالک درین جہان
باد اہو نظم من ابدالدہر پایدار

اسوقت غوغاے رعد آواز بانی فساد و بد اندیش نے اپنے لشکر مین طبل جنگ بجوایا ہی ارادہ اُس عدوے قوی کا یہ ہی کہ صبح کو آکے میدان جنگ مین شعلہ آتش جنگ بلند کرے باقی خیریت ہی صاحبقران موصوف نے خبر نواخت طبل جنگ سنکے توکل بخدا کرکے حکم دیا کہ بعد ہمارے لشکر مین بھی کوس حربی بجایا جاے نقارہ جنگی پر چوب لگائی جائے ذات خدا سے امید قوی ہی کہ وہ ہم کو اوپر غوغاے رعد آواز کے غالب کرے گا اُن ہرکارون نے نقار خانے مین جاکر حکم صاحبقران سے نقارچیون کو آگاہ کیا اُنھون نے حسب قاعدہ قدیم چوب اُٹھاکر بسم اللہ تا آخر زبان پر جاری کرکے نقارے پر چوب لگائی صداے نقارہ بلند ہوکر کوسون تک گئی اہل لشکر اعلے و ادنے صداے نقارۂ حربی سنکے آگاہ ہوگئے کہ صبح کو پھر غوغاے رعد آواز سے مقابلہ صاحبقران ہوگا یہ سمجھکر اُسیوقت سے درستی آلات حرب وضرب مین مصروف و مشغول ہوئے بہادران لشکر اپنی تلوارون پر صیقل کرنے لگے تیر انداز تیرونکو حسب دلخواہ تیار و درست کرکے ترکشون مین بھرنے لگے کمانین جو ناقص ہوگئی تھین اُن کو بھی درست کرنے لگے نیزہ دار اپنے نیزون کو دیکھنے بھالنے مین مصروف ہوئے اسی طرح ہر ایک سردار و سوار و پیادہ سامان جنگ و جدال کرنے لگا جانب غوغاے رعد آواز بھی سامان لڑائی کا ہونے لگا بہادرون نے اگرچہ وقت شب تھا خواب اور راحت و آرام سے دست بردار ہوکر درستی آلات حرب وضرب مین بیداری اختیار کی اُس شب کو بھی حسب قاعدہ بادشاہ لشکر اہل اسلام بارگاہ فلک فرسا سے برآمد ہوکر دربار در بار مین راہی چھپ لاکر بالاے تخت حکومت جلوہ فرما ہوئے جملہ سرداران دست یمین و یسار و اہل دربار حسب مقدار تعظیم و تکریم بقاعدہ آداب و تسلیم بجالاے پھر اپنے اپنے دنگل اور کرسی وغیرہ پر علی قدر مراتب بیٹھے اس اثنا مین صاحبقران سلطان کیوان شکوہ بھی اپنی بارگاہ فلک جاہ سے برآمد ہوکر دربار مین تشریف لاے طیفور کردیا بھی ہمراہ رکاب تھا ہر ایک سردار واسطے تعظیم صاحبقران ممدوح کے سروقد اپنے اپنے دنگل اور کرسی وغیرہ سے اُٹھا یہان تک کہ خود بادشاہ لشکر نے بھی کسی قدر تخت سے اُٹھکر تعظیم کی پھر ہر ایک سردار سپاہ دست راستی وچپی نے بادب صاحبقران کو سلام کیا صاحبقران جواب سلام دے کر اپنے دنگل شوکت پر بیٹھے خواجہ طیفور کردیا بھی اپنی جگہ پر بالاے کرسی جا بیٹھے بعد تھوڑی دیر کے بادشاہ لشکر اہل اسلام نے صاحبقران کی جانب نظر کرکے دست حنائی صاحبقران کے ملاحظہ کرکے متبسم ہوکے مزاحًا فرمایا کہ آج تو رنگ خوشی و شادی سر دست آپکے دست حنائی سے ہویدا ہی کیا رنگ دست حنائی ہی کہ پنجۂ مرجان بھی اس رنگ شوخ سے شرمگین ہی شوخی حناے دست شاہد ہی کہ فے الحال کوئی خوشی عشرت حاصل ہوئی ہی پوشیدہ طور سے کوئی شادی و عقد کیا گیا ہی مگر چھپانے سے کوئی امر چھپ نہین سکتا ہی علاوہ دست حنائی کے لباس بھی آپکا گواہی شادی دیتا ہی عطر عروس و سہاگ سے معطر ہی عرق تن سے بھی بو سے ہم آغوشی عروس نو آتی ہی بس خدا مبارک و ہمایون کرے اگرچہ ہماری شرکت اس شادی مین نہوئی اور ہمین آگاہی

نہوئی صاحبقران نے سر جھکا کر باادب عرض کیا کہ ارشاد آپ کا بجا ہے خوشی تو ضرور ہوئی ہے اور شاہد
شادی نے رخ انور اپنا دکھایا ہے ظہور امر خوشی ہوا ہے لیکن اسوقت بوجوہ مفصل عرض کرنا اُس کا مصلحت
نہین ہے بعد اس کے عرض کیا جائے گا پھر بادشاہ لشکر نے پوچھا کہ اسوقت تین تلوارین آپ کی زیب کمر
ہین ان مین سے دو تلوارین ایسی ہین کہ اُن کے قبضون سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ تلوارین سنہ الحال
دستیاب ہوئی ہین اور ایک لوح بھی آپ کے گلے مین ہے یہ سب اشیا کہان سے اور کیونکر ممکن ہوئین
صاحبقران نے عرض کیا کہ حال ان تلوارون کا اور اس لوح کا بھی یک قلم آپ پر ظاہر ہو جائے گا
بالفعل عرض نہین کر سکتا بادشاہ لشکر یہ تقریر صاحبقران کی سنکے خاموش ہوئے پھر اہل دربار سے
جو بادشاہ اور شاہزادے معزز و مکرم و ذیجاہ تھے اُنھون نے بھی عنوان شائستہ سے صاحبقران
کو مبارکباد دی خانہ آبادی کی دی صاحبقران مسکرا کے پھر رعب و آداب بادشاہ لشکر اسلام سے
کسی نے کچھ تقریر نہ کی سب اعلیٰ و ادنیٰ خاموش بیٹھے رہے اسی طرح حشم اور برابر والے و دیگر
عیاران لشکر نے بھی خواجہ طیفور گر دیا کے دست حنائی پر نظر کر کے کہا مبارک ہو سر دست کوئی
شادی ظہور مین آئی خواجہ نے کہا کہ ہان اِس شادی مین محتاج ہو گیا جو کچھ زر و جواہر وغیرہ میری زنبیل
مین تھا وہ سب اسی شادی مین صرف ہو گیا بلکہ لاکھون روپیہ کا قرضدار ہو گیا جوہر کی قسم ہے کچھ نہین بلا
زنبیل میری خالی ہو گئی خاک اُڑنے لگی ایک کوڑی بھی زنبیل مین باقی نہ رہی اس شادی مین تباہ برباد
ہو گیا سچ تو یہ ہے کہ یہ شادی باعث عسرت و بربادی ہوئی مجھے اس شادی کی خوشی نہوئی بلکہ رنج ہوا
اب فکر یہ ہے کہ جو روپیہ شادی مین صرف ہو گیا وہ تو ہو گیا قرضدارون کو زر قرضہ کیونکر دون گا ہان
اگر آپ لوگ میرے قرضہ کی ادائگی چاہین گے اور علیٰ قدر مراتب مجھے دین گے بطریق شربت پلائی
کے تو البتہ وہ ساعت آٹھ لاکھ روپیہ ادا ہو جاسکتا ہے یہ تقریر خواجہ کی سنکے وہ لوگ بہت مسکرائے اکثر
ہنسے اور کہا کہ اے خواجہ آپ اپنے قرضدار ہونے سے تردد نکیجیے انشاء اللہ قرضہ ادا ہو جائے گا
ہم سب کوئی فکر کرین گے خواجہ اُن کی تقریر سنکے [illegible] ہوکے کہنے لگے کہ تم سب کی عجب باتین ہین
کہتے ہو کہ ادائے قرضہ کی فکر کی جائے گی نہین معلوم کب کی جائے گی سنہ الحال تو مہاجن جنسے روپیہ
قرض لے کر شادی مین صرف کیا ہے وہ تقاضائے شدید کرتے ہین عدالت مجاز مین نالش کرنے کو مستعد ہین
میرے گرفتار کرنے اور قید کرانے کی تدبیرین کر رہے ہین جو کچھ فکر و تدبیر منظور کرنا ہو ابھی کرو روپیہ
ایک جگہ جمع کر دو مین وہ سب روپیہ اُنکے قرض کی ادائی مین دیدون آبرو و عزت اپنی اُن مہاجنون
سے بچاؤن شاگردون وغیرہ نے خواجہ کی تقریر کو قبول کر کے کچھ روپیہ سب نے جمع کیا پھر خواجہ
کے حوالے کیا خواجہ نے وہ سب زر کثیر نذر زنبیل کر کے اپنے پاس جمع کر لئے کہا کہ اب کسی روز اُن
مہاجنون کو یہ روپیہ جا کر دیدون گا وہ سب خواجہ کی باتون پر ہنسے اور سمجھ گئے کہ ہم ہمیشہ ان کی
ایسی ہی باتین سنا کئے ہین الحاصل وہ شب انھین باتون مین اور طبل جنگ نبجنے مین قریب نصف
کے گذر رہی بادشاہ لشکر اہل اسلام نے دربار برخاست کیا ہر ایک سردار سپاہ دربار سے اٹھکر
اپنی اپنی بارگاہ و خیمہ مین گیا صاحبقران اپنی بارگاہ مین داخل ہوئے طیفور گر دیا اپنے خیمے مین
جا کر راحت پذیر ہوا جب وہ نصف شب بھی گذر کر سحر ہوئی سفیدۂ سحری آسمان پہ نمودار ہوا سیاہی
شب دور ہونے لگی موذن اذان دینے لگے ہر طرف سے صدائے اللہ اکبر آنے لگی مرغان خوش الحان
ابھی آثار سحر فلک پر پاکے چہچہانے لگے اپنی زبان مین حمد و ثنائے خالق ارض و سما کرنے لگے سپاہ

اور ستارے نہان ہونے لگی روشنی صبح دمبدم بڑھنے لگی ماہتاب کے چہرے پر اُداسی ظاہر ہوئی
بے نوری رخ اُس کے چہرے سے پیدا ہوئی رنگ فلک بدلنے لگا تاریکی مبدل بہ روشنی ہونے لگی
عابد و زاہد و عبادت گذار پابند نماز پنجگانہ حکم خالق یگانہ سے برائے ادائے نماز سحر اپنے اپنے بستر
خواب سے جلد جلد اُٹھے طہارت و وضو کر کے جانمازون پر روبقبلہ کھڑے ہو کر بعد اذان و اقامت
تکبیرۃ الاحرام کر کے قرأت سورۂ فاتحہ وغیرہ سورون مین برجوع قلب مصروف و مشغول ہوئے
رکوع و سجود بخشوع کر کے پھر ایستادہ ہوئے رکعت دوم بھی بطریق رکعت اول پڑھکر قنوت پڑھنے
سے فارغ ہوکے پھر رکوع و سجود بجا لا کر تشہد پڑھکر سلام ہر سمت معینہ و مقررہ پر نماز کو ختم و تمام کر کے
اوراد و وظائف مین مصروف ہوئے اکثر تسبیحات اربعہ پڑھنے لگے لشکر اہل اسلام مین جملہ اہل اسلام
یک یک سپہر ہنگام سحر بیدار ہوئے بعد وضو آمادہ ادائے نماز ہوئے اس اثنا مین صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ بھی بیدار ہو کر با وضو اپنی بارگاہ سے برآمد ہوئے جملہ سرداران
فوج اسلام نے بادب تمام سلام کیا صاحبقران ممدوح نے جواب سلام دیا پھر موذن نے
اذان بخوش الحانی دی بعدہ ایک مرد دیندار نے اقامت کہی صفین آراستہ ہوئین نماز بجماعت
ہوئی جملہ اہل لشکر نے نماز سحر بجماعت پڑھی بادشاہ لشکر اسلام نے بھی برجوع قلب فریضہ سحری
ادا کیا پھر خالق کونین سے دست بدعا ہوئے مطالب دینی و دنیوی کے واسطے دعا کی علی الخصوص
واسطے فتح و ظفر کے خداوند عالم و عالمیان سے دعا کی اسی طرح صاحبقران و جملہ اہل اسلام نے
جو اُسوقت وہان موجود تھے اپنی اپنی اجراے حاجات اخروی و دنیوی کے لئے خدا سے دعا کی بعد
ادائے نماز سحر صاحبقران نے حکم دیا کہ سب مسلح ہون حسب الحکم جملہ اہل اسلام زرہ و جوشن
و چار آئینہ سے مزین ہو کر مسلح ہوئے صاحبقران موصوف بھی بعد ادائے وظیفہ مسلح ہو کر منتظر
تشریف آوری بادشاہ لشکر در دولت پر ہمراہی جملہ سرداران لشکر ٹھہرے یکایک پردہ بارگاہ اُٹھا
سب نے دیکھا کہ بادشاہ لشکر اہل اسلام عالی مقام تاج شاہی برسر قبائے فرمانروائی دربر بصد
سطوت و صولت و شان و شوکت بالائے تخت بیٹھے ہوئے نمودار ہوئے کہاریان نوجوان و خوبصورت رنگین
لباس تخت اپنے کاندھون پر رکھے ہوئے تا در دولت آئین کہار جو وردیان نفیس و نوبانات کی پہنے
ہوئے سو جو تھے اُنھون نے کہاریون سے تخت زرین مذکور کو لے کر اپنے دوش پر رکھا نقیبون نے
باواز بلند پکار کر کہا کہ ظل اللہ دین پناہ کی عمر و دولت و اقبال ترقی پذیر ہو دشمن مقہور ہو تکیہ روبرو
بادشاہ نے نظر اُٹھائی صاحبقران وغیرہ جملہ سرداران لشکر نے موافق قاعدہ بادب سلام کیا شاہ
ممدوح نے بایما و اشارہ سلام لے کر اشارہ سوار ہونے کا کیا صاحبقران ذیشان پہلے اپنے مرکب
پر سوار ہوئے پھر جملہ سرداران سپاہ اپنے اپنے مرکب پر بسم اللہ کہکر سوار ہوئے بعد ازان جملہ سواران
لشکر گھوڑون پر سوار ہوئے نقارے پر چوب پڑی نقیبون نے صدائے دور و باش بلند کی سواری
بادشاہ بکر و فر ہمراہی تمام لشکر جانب عرصہ کارزار خرامان خرامان روانہ ہوئی اُسوقت سواری
بادشاہ کا سوئے حربگاہ کا بصد کر و فر جانا آفتاب عالمتاب کا جانب مشرق سے کچھ کچھ ظاہر ہونا تارون
کا نہان ہونا نسیم سحری کا چلنا سبزہ ہائے زمین سبز و شاداب کا لہلہانا طایران خوش الحان کا نغمے کرنا بلبلون کا
چہکنا پپیہے کا بولنا کوئل کا کوکو کرنا گل خودرو کا میدان مین شگفتہ ہونا وہ اُن کی بہار وہ اوس کی تراوش
وہ سہانا وقت وہ غول غول گروہ گروہ خیل خیل ذیل ذیل بادب قاعدہ اہل لشکر کا جانا وہ درمیان

حلقہ برداران سپاہ کے تخت بادشاہ ممدوح کا ہونا قابل دید تھا جب اس طرح سواری مثل باد بہاری کے میدان جنگ میں پہونچی حکم بادشاہ سے ٹھہری ہنوز بادشاہ دین پناہ جنگاہ مین پہونچے تھے کہ سامنے درقاعہ سرخ کھلا سب نے دیکھا کہ غو نماسے رعد آواز مسلح و مکمل بصد غرور و نخوت گردن پر سوار آگے آگے پس پشت اُس کے چالیس ہزار سوار آزمودہ کار ظاہر ہوا بعد قطع راہ میدان جنگ مین بمقابلہ لشکر اہل اسلام آکر ٹھہرا اُسوقت حکم سے غو نماے رعد آواز و صاحبقران ذیجاہ سرافراز کے بیلچہ بردار و تبردار دونون لشکرون سے باہر نکلے اُنھون نے زمین پست و بلند کو ہموار کیا جھاڑی جھنڈی کو عرصہ کارزار سے دور کیا زمین ناہموار کو ہموار کیا بعدہ دونون سمت سپاہ سے سقے مشکین پُر آب اپنے دوش پر رکھے ہوئے میدان جنگ مین آئے اُنھون نے اسقدر آب زمین پر چھڑکا کہ زمین عرصہ مصاف سرد و تر ہوگئی گرد و غبار دور ہوا پھر بیلچہ بردار اور سقے میدان سے چلے گئے اور دونون لشکرون مین صف آرائی ظہور مین آئی میمنہ میسرہ ساقہ کمین گاہ قلب و جناح ہر ایک لشکر کا حسب دلخواہ آراستہ ہوا قلب لشکر مین مانند دل بادشاہ لشکر اسلام کا قیام ہوا صاحبقران بعہدہ سپہ سالاری چالیس قدم آگے صفوف لشکر کے زیر سایہ علم کہ یوسف مصری علمدار لشکر نے کھولا تھا کھڑے ہوئے علم مذکور کے کھلنے سے آواز یا صاحبقران یا صاحبقران پیدا ہوئی پھریرے سے اُس کے بوئے عنبر و مشک کی آنے لگی تمام عرصہ نبرد خوشبو سے معطر ہو گیا میدان کارزار بوئے خوش سے بس گیا سوائے علم مذکور اور بھی علمدارون نے اپنے اپنے لشکر کے علمون کو جلوہ دیا جملہ علمہاے لشکر اہل اسلام وا ہوکر سر بلند ہوئے پھریرے ہوا سے حرکت مین آنے لگے جنگی باجے ہر ایک گروہ اور ہر ایک غول مین سپاہ کے بجنے لگے جب شور و خروش باجون کا موقوف ہوا دونون لشکرون سے نقیبان خوش آواز دلکش نکل کر میدان مین آکر جوانان سپاہ کو لڑنے پر اس طرح آمادہ کرنے لگے کہ بمصداق نظم

دنیا مین نہین تمھارا ہمسر	تم سب ہو بہادر و دلاور		رستم سے نہو وہ کام کرنا	ایسے نامور ہو وہ نام کرنا

دیکھو آج عرصہ کارزار مین حریفون سے سامنا ہے اپنی اور اپنے جد و آبا کی عزت و آبرو کا خیال رکھنا دلیرانہ آگے ہی قدم بڑھانا پیچھے قدم نہ ہٹانا سر میدان عزت و آبرو کھونا بہادرون مین ذلیل و رسوا نہ ہونا برائے امید حیات چند روزہ عرصہ جنگ سے بخوف قتل راہ فرار اختیار نہ کرنا دنیا بے ثبات ہے اہل دنیا بھی جا بین اجل سے کسی کو گریز نہین ہے مرنا ایک روز ضرور ہے خواہ خضر ہمسفر ہو کتنی ہو کوئی قضا سے بچ نہین سکتا دست قضا سے گریز ممکن نہین غور تو کرو تمھارے آبا و اجداد جو نامی و نامور شجاع و بہادر تھے وہ آج کہان ہین کچھ بھی اُن کا نام و نشان ہے دنیا سے سوئے عدم چلے گئے زیر خاک نہان ہوگئے اب تم اُن کو اپنی زندگی مین دیکھ بھی نہین سکتے وہ اب تمکو نظر آ نہین سکتے اجل کے مارے ہوئے گوشہ ہاے لحد مین پڑے سو رہے ہین ایسے غافل ہین کہ اگر اُن کو پکارین تو وہ جواب نہ دین خواب غفلت سے ہوشیار نہون مثل اُن کے تم کو بھی مرنا ہے دنیا سے سوئے عدم جانا ہے مناسب ہے کہ انسان دنیا مین ایسے ایسے کارہاے نمایان کر جائے کہ بعد مرگ اہل دنیا اُسے بہ نیکی یاد کرین پس تم سب بھی بہادر و دلاور ہو مثل اپنے جد و آبا کے شجاع و بہادر ہو آج وہ بہادری اپنی سب کو میدان کارزار مین دکھانا کہ دیکھنے والون کو حیرت ہو جائے اخبار مین اہل اخبار تمھاری بہادریان درج کرین شہرہ تمھاری دلاوری کا دور دور ہو جائے دنیا مین شجاع و بہادر مشہور ہو جاؤ اپنے دشمنون سے منہ نہ پھیرنا دلیرانہ شیرانہ

لڑنا دیکھو آج روز امتحان جرأت و ہمت ہے یہ زمین میدان جنگ ایک کسوٹی ہے مرد و نامرد کی پہچان
کی لہذا ثابت قدمی اختیار کرنا خیال رہے کہ میدان رزم سے قدم ہٹنے نہ پائے ورنہ آبرو جاتی رہیگی
مردون مین شمار تمہارا نہوگا بزدل و نمک حرام کہلاؤگے اگر اپنے آقا و خدا وند نعمت کی رفاقت و
نصرت سے ہاتھ اٹھا کر آبرو گئی پھر آبرو نہین ملتی پھر دست یاب نہین ہوتی ہے لازم ہے تم کو دلیرانہ
لڑنا جرأت و شجاعت اپنی دکھانا بڑھ بڑھکر حریفون کو تلوار لگانا شیرانہ نعرے کرنا زخمی کرنا خود بھی زخمی
ہوکر بہادرون مین سُرخ رو ہونا اگر نصیب دشمنان دست حریف سے قتل بھی ہو جاؤگے تو حشر تک
دنیا مین بہادر کہلاؤگے اہل دنیا ہر ایک انجمن و بزم مین تمہاری بہادری بیان کرینگے اور اگر دشمنون پر
اپنے فتحیاب ہوئے تو علاوہ آبرو و عزت کے اپنے مالک و آقا سے خلعت و انعام کثیر پاؤگے تمہارے
تمغا زیب تن ہوگی اہل دنیا تم کو بہادر کہینگے غرضکہ ثبات قدمی جنگاہ مین بہ تن تمہاری خوب
ہے اور جنگاہ سے بھاگنا معیوب ہے ہمارے نزدیک حیات چندروزہ کے واسطے خوف قتل سے
طریق فرار پسند نکرنا آگے تمکو اختیار ہے بر رسولان بلاغ باشد و بس ایسی کیلئے نقیب اور کرکیت وسط
میدان جنگ سے علحدہ ہوئے بلکہ میدان جنگ سے چلے گئے اُسوقت کا سناٹا وہ جملہ جوانون کا
خاموش ہوکر گوش دل تقریر نقیبان سُنکے جوش شجاعت مین آنا اکثر بہادرون کا نیامون کو توڑکر
پھینک دینا تلوارون کو علم کرکے ارادہ کرنا کہ دلاورانہ صف لشکر عدو پر حملہ کرکے اعدا کو درہم و
برہم کر دین بلکہ سب کو تہ تیغ کرین دلیری اپنی دکھائین بڑھ بڑھکر تلوارین لگائین دشمنون کو دو نیم
کرکے مرکبون سے گرائین اپنی شجاعت دکھائین جد و آبا کے نام روشن کرین معرکہ جنگ مین سُرخ رو
ہون زخمی ہوکر خون مین نہائین معرض امتحان مین آئین ابھی دونون لشکرون سے کوئی بہادر
میدان جنگ مین نہ نکلا تھا ہر ایک دلاور ارادہ صف لشکر سے نکلنے اور لڑنے کا کر رہا تھا مرنے کو
جنگاہ مین زندگی پر ترجیح دے رہا تھا کہ یکایک غوغا سے رعد آواز اپنے کرگدن کو چھیڑکر میدان
مصاف مین آکر باواز بلند پکارا کہ اے صاحبقران آؤ مجھسے مقابلہ کرو اُس روز تو ہنگام جنگ تم کو
پنجہ اُٹھا لے گیا تھا میرے دست سے بچگئے قتل نہوئے آج ضرور قتل کرونگا بس تاخیر نکرو جلد آکر
مجھسے مصروف جدال ہو تم نے کل وعدہ مجھسے لڑنے کا کیا تھا آج اُس وعدے کو ایفا کرو یہ کہکے
خاموش ہوا ادھر صاحبقران نے مرکب اپنا بڑھایا روبروئے بادشاہ آکر اجازت جنگ طلب کی
بادشاہ نے فرمایا جائیے حوالہ خدا کیا امیر با توقیر نے اجازت جنگ حاصل کرکے رُخ اپنا سوئے حریف
کیا اُسوقت علمون کو علمدارون نے ازسرنو جلوہ دیا لشکر اہل اسلام مین جنگی باجے بجے بادشاہ
لشکر و جملہ سرداران نامور برائے فتح صاحبقران دل سے دست بدعا ہوئے صاحبقران نے
اثنائے راہ مین اُسی لوح طلسمی پر جو قبر قہیم عالی سے دستیاب ہوئی تھی باین نیت نظر کی کہ غوغا سے
رعد آواز سے کیونکر لڑنا چاہیے اور کیونکر اُس کو قتل کرنا چاہیے لوح نے ہدایت کی کہ اے
صاحبقران یہ اسم الٰہی جو گوشہ لوح پر ہے اس کو سات مرتبہ پڑھکر اور اپنے دم کرلو بسبب برکت اس
اسم اعظم الٰہی کے غوغا سے رعد آواز کے نعرہ و صدا سے تم بیہوش نہوگے اور اس اسم اعظم
باری کو تین مرتبہ اپنی شمشیر سنہری قبضہ پر پڑھکر پھونک لو ہنگام ضرب عدو دو ٹکڑے ہو جائیگا یہ حکم
لوح سے پاکر تعمیل ہدایت لوح کرکے جلد مرکب کو جولان کرکے روبرو غوغا سے رعد آواز کے
جاکر مرکب کو روکا طیفور رگردپا عقب صاحبقران کھڑا ہوا غوغا سے رعد آواز نے صاحبقران

سے کہا کہ میرے نزدیک مناسب ہے کہ آج اپنے دل کا حوصلہ نکال لو جو حربہ لگانا منظور ہو مجھ پر لگالو
حسرت ضرب لگانے کی دنیا سے نہ لے جاؤ میرے ہاتھ سے جانبری دشوار ہے ضرب سے میری زندہ
نہ ہوگے صاحبقران نے جواب دیا اے غوغا سے رعد آواز یہ قاعدہ ہم اہل اسلام کا نہیں ہے کہ
پہلے اپنے دشمن پر ضرب لگائیں تو کوئی ضرب لگا اگر خدا نے تیری ضرب گرز سے بچا لیا تو ہم
بھی تجھ پر ضرب شمشیر لگائیں گے یہ سنکے اُس نے موافق قاعدہ و دستور اپنے کے پہلے نعرہ کیا صاحبقران
کو اُس کے نعرہ کرنے سے بہ برکت اسم اعظم الٰہی کے کچھ بھی ضرر نہ پہونچا بیہوشی و غفلت نہ ہوئی
بعد نعرہ کرنے کے غوغا سے رعد آواز نے اپنے گرز کو گردش دے کر سر صاحبقران پر مارا
ادھر صاحبقران نے اُس کی ضرب گرز کو اپنے گرز پر روکا اور گرز غوغا سے رعد آواز
بالا سے گرز صاحبقران جو پڑا وہ عظیم و مہیب صدا پیدا ہوئی کہ پناہ بخدا سننے والوں کے گوش
گویا کر ہوگئے پردہ گوش پھٹ گئے زمین تھرائی پاؤں مرکب کے گھٹنوں تک زمین میں غرق ہوگئے
غبار عظیم بلند ہوا اُس غبار میں صاحبقران نہان ہوگئے بادشاہ لشکر و جملہ سرداران سپاہ وغیرہ
اہل اسلام کو سخت تردد ہوا ادھر غوغا سے رعد آواز نے ضرب گرز لگا کر اپنے دل میں یقین
جان کر کہ صاحبقران ہلاک ہوگئے ہوں گے استخوان اُن کے ریزہ ریزہ ہوگئے ہوں گے بلکہ پیوند
خاک ہوگئے ہوں گے مرکب بھی اُن کا مرگیا ہوگا اب اُس مرکب کا نام و نشان بھی نہ ہوگا آواز بلند
پکار کر کہا کہ اے بادشاہ لشکر اسلام و اے سرداران سپاہ اسلام و اے طیفور گرد دیکھو اندر اس
غبار کے دیکھو تو کہ صاحبقران کا کیا حال ہوا ڈھونڈھو کوئی استخوان اُن کا ملتا بھی ہے یا نہیں آج
میں نے وہ ضرب گرز لگائی ہے کہ قبل اس کے کبھی کسی پر اس زور سے ضرب گرز نہ لگائی تھی یقین ہے
کہ وہ مع مرکب نیست و نابود بلکہ پیوند خاک ہوگئے ہوں گے ذرا اُن کی آکر خبر لو لاش اُن کی تم کو
ہرگز نہ ملے گی کہ تم اُن کو دفن کرو میرے گرز گران نے اُن کو زمین میں ایسا دفن کیا ہے کہ سرمہ سا کر کے
اُن کو خاک میں ملا دیا ہے اب تم کو اُن کے دفن کرنے کی بھی ضرورت نہیں ہے تم کو اُن کی دلاوری پر
بہت ناز تھا اُن کا غرور پست ہوگیا میری ضرب گرز سے وہ خاک کے پیوند ہوگئے غربال سے چھانو گے
تو ریزہ ہائے استخوان بھی اُن کے نہ پاؤ گے یہ کلمات غوغا سے رعد آواز کے سنکے بادشاہ لشکر و جملہ
سرداران لشکر اہل اسلام از حد متردد ہوئے اکثر سواران لشکر آبدیدہ ہوگئے سب نے ارادہ کیا
کہ آگے بڑھکر حال صاحبقران مشاہدہ کریں لیکن سب کے پہلے طیفور گرد دیا نے چھاگل پر از آب
زنبیل سے جلد تر نکال کر پانی اس قدر چھڑکا کہ وہ گرد و غبار دفع ہوا دیکھا کہ صاحبقران زندہ و سلامت
ہیں گرز ہاتھ میں مانند ستون کے قائم ہیں گرد و غبار سے چہرہ و گیسو پر خاک ہے کسی قدر چہرہ متغیر ہو عرق آگیا
ہے آنکھیں بند ہیں مرکب گھٹنوں تک زمین میں دھنس گیا ہے تن پسینے میں تر ہے تھرا رہا ہے قریب ہے کہ
گر پڑے یہ حال دیکھکر خواجہ طیفور گرد دیا کو اس امر کی خوشی حاصل ہوئی کہ صاحبقران مع الخیر ہیں
فی الفور پانی کے چند چھینٹے چہرے پر دیئے اور عرض کیا یا صاحبقران ہوشیار ہوجیے حریف آپ کا
ضرب گرز لگا کر کلمات غرور آمیز و نامناسب کہہ رہا ہے صاحبقران نے آنکھیں کھول کر دیکھا کہ جملہ
سرداران سپاہ مع بادشاہ لشکر وہاں آ پہنچے ہیں سب نے مزاج پرسی کی امیر با توقیر نے جواب دیا کہ فضل خدا
سے اچھا ہوں سب کو خوشی و مسرت حاصل ہوئی اطمینان ہوا پھر سب بدستور صفوں میں داخل
ہوئے بادشاہ لشکر قلب لشکر میں آگئے ادھر صاحبقران نے اپنے مرکب کو مہمیز کر کے وہاں سے

نکلا وہ گویا ایک طبقہ خاک سے لیکر نکلا اُسوقت غوغا سے رعدآواز صاحبقران کو زندہ دیکھکر
نہایت متحیر و متفکر ہوا دریاے حیرت مین غوطہ زن ہوا ابھی غوغا سے رعدآواز غرق دریاے
حیرت تھا کہ صاحبقران نے اُس سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ او نابکار ضرب گرز لگاکر اپنے خیال خام مین
کیا سمجھکر لاف وگذاف کرتا تھا کلمات بیہودہ زبان پر جاری کرتا تھا خوش ہوکر بالیدہ ہوا تھا اب ہوشیار
ہو جا کہ اجل تیری تیرے سر پر آئی ہے تلوار کا وار کرتا ہون وار تیرا روک سکے اگر اب تجھپر وار کرتا ہون کہ بقول
شعر۔ تو ضربے زدی ضرب من نوش کن * ہمہ شادی از دل فراموش کن * اب بھی وحدانیت خدا
کا قائل ہو دین اسلام اختیار کر اپنے دین باطل کو ترک کر اُس نے جواب دیا اے صاحبقران مجکو
نہایت حیرت ہے کہ تم میرے گرز سے بیہوش نہوئے اور میری ضرب گرز سے ہلاک نہوئے [illegible]
تمہارا شاید مضبوط تھا ورنہ میرے گرز سے ممکن نہین کہ حریف بیہوش نہو جائے اور میری ضرب
گرز سے پیوند خاک نہو جائے خیر جانے عجب ہے کہ تم جانبر ہوئے اب تم بھی جو چاہیے مجھپر حربہ لگاؤ مجھکو
ہدایت نکرو مین تمھارا دین قبول نکرونگا یہ کہکے بے خوف و خطر کھڑا رہا یہ خیال کہ مجھپر تو کوئی حربہ
کارگر کبھی نہوگا نہ مجھے کسی طرح کا ضرر پہونچیگا کیونکہ طلسم بند ہون نہ حریف کو میرے لوح طلسم سے شمشیر بران
اور وہ شمشیر بران جو خاص واسطے قتل ساحرون اور اشخاص طلسم بند کے [illegible] عاملی نے تیار کی ہے
دستیاب ہوگی نہ مین قتل ہونگا ادھر صاحبقران نے تقریر اُسکی سنکے اُسکے دین اسلام نہ
قبول کرنے سے برہم ہوکر نعرہ کوہ شگاف کرکے وہی شمشیر جسکا قبضہ سنہری تھا حسب ہدایت
لوح میان سے کھینچکر اور وہی اسم اعظم الٰہی جو لوح نے پڑھنے کی ہدایت کی تھی ورد زبان کرکے شمشیر
پر دم کرکے مرکب کو آگے بڑھاکر سر پر غوغا سے رعدآواز کے لگائی اُس نے اپنا ہاتھ سپر کو اٹھاکر
سر کی پناہ کیا لیکن کچھ فائدہ نہوا تلوار سپر کو کاٹکر اُسکے سر پر آئی سر سے گذر کر صراحی گردن سے بھی گذر کر
سینے مین ذرا دم لیکر شکم و کمر کو کاٹکر گردن پر آئی پھر اُس کو مثل راکب کے دو ٹکڑے کرکے مانند برق
جہندہ زمین پر آئی راکب و مرکب چار ٹکڑے ہوکر مانند کوہ بالا سے خاک کے ابھرا تو قیصر نے نعرہ تکبیر
بلند کیا اہل اسلام کو معلوم ہوگیا کہ صاحبقران نے غوغا سے رعدآواز کو قتل کیا سب کو ازحد
خوشی حاصل ہوئی شور تحسین و آفرین بلند ہوکر قصر فلک اول تک پہونچا سواران سپاہ غوغا سے رعدآواز
آواز پہلے تو اپنے حاکم و مالک غوغا سے رعدآواز کے قتل ہونے سے متحیر ہوئے پھر برہم ہوکر سب
یکبارگی صاحبقران پر حملہ کا ارادہ کیا کہ صاحبقران کو قتل کیجیے اور صاحبقران بھی اُن کے ارادۂ حملہ
آنے سے ہوشیار ہوگئے اُن سوارون نے گھوڑے دوڑاکر چہار طرف سے صاحبقران کو گھیر لیا نیزہ و شمشیر
و تبر و تیر لگانے لگے بادشاہ لشکر اہل اسلام نے یہ رنگ جنگ دیکھکر اشارہ کیا فوراً جملہ سرداران سپاہ و تمامی
مردان لشکر کو ہمراہ لیکر گھوڑے اٹھاکر اُن سوارون پر حملہ ور ہوئے جب دونون لشکر ملگئے تلوار چلنے
لگی برق شمشیر میدان جنگ مین چمکنے لگی طرفین کے لشکری کام آنے لگے سر تن سے جدا ہونے لگے کشتون
کے پشتے لاشون کے انبار جا بجا ہونے لگے زخمی سوار مرکبون سے گرکر زمین پر مانند مرغ بسمل کے تڑپ تڑپ
کر نالہ و فریاد کرنے لگے صاحبقران موصوف بھی اُس جنگ مغلوبہ مین بضرب شمشیر آبدار اُن سواران
نابکار کو قتل کرنے لگے ایسی شمشیرزنی کی کہ سواران سپاہ غوغا سے رعدآواز تاب ثبات قدمی
نلاکر میدان جنگ سے بے اختیار طرف قلعہ دوم بھاگ نکلے کہ مالک اس قلعہ کا [illegible] ادھر جو
بھاگے اہل اسلام نے کچھ اُن کا تعاقب کیا بعدہ تمام خیمہ و خرگاہ غوغا سے رعدآواز لوٹ لیا یہ حال

حسینان سبز قبا نے کہ بادشاہ بے بہار قلعہ ہوا سبز قلعے پر سے دیکھکر نہایت متحیر و متعجب ہوکر بجاے خود کہا کہ یہ کیا واقعہ در پیش آیا غوغاے رعد آواز تو طلسم بند تھا یہ کیونکر قتل ہوگیا ہاے یہ کیا غضب ہوا کچھ سمجھ مین نہین آتا عقل اس جگہہ حیران ہے غوغاے رعد آواز کی موت تو بجز اس شمشیر کے جو در قلعہ شمشیر جنبان پر لٹکتی ہے اور کسی حربے سے نتھی نہین وہ طلسم کیا ٹوٹ گیا لوح طلسمی کیا صاحبقران کے ہاتھ آگئی کیا وہ تلوار بھی صاحبقران کو دستیاب ہوگئی جو غوغاے رعد آواز آج میدان جنگ مین قتل ہوگیا یہ باتین شاہ مذکور بالاے قلعہ کرسی زر نگار پر بیٹھا ہوا کر رہا تھا کہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ بعد قتل کرنے غوغاے رعد آواز کے اور بھگانے اُن سواران نابکار کے یکبارگی مع تمامی اپنی سپاہ کے داخل قلعہ اول سرخ ہوے قلعہ مذکور پر اپنا قبضہ کیا فتیابی سے سجدہ شکر پروردگار عالم کیا پھر بصد مسرت و جشن قلعہ مین قیام کیا مال و زر جو قلعہ مین تھا وہ ہاتھ آیا لشکر اہل اسلام فروکش ہوا سب کو خوشی ہوئی جملہ اہل لشکر شادمان ہوئے صاحبقران موصوف تو داخل قلعہ مذکور رہین مگر اب حال اُن سواران فراری کا لکھا جاتا ہے کہ جو میدان جنگ سے بھاگ گئے تھے وہ ایسے بدحواس اور مضطر و پریشان ہوکر بھاگے کہ اپنے قلعہ سرخ مین بھی خوف صاحبقران و اہل اسلام کے نہ گئے افتان و خیزان باحال پریشان قلعہ دوم سبز نگار پر پہونچے قلعدار سبز نگار اپنے قلعے مین بآرام و راحت کرسی زر و جواہر نگار پر شاہانہ بیٹھا تھا رفقا اُس کے یمین و یسار اُس کے بیٹھے ہوے قلعدار دوم قلعہ سبز نگار سے عرض کر رہے تھے آج صاحبقران نے بھی غوغاے رعد آواز سے مقابلہ کیا ہے یقین ہے کہ آج غوغاے رعد آواز اُن کو بضرب گرز ہلاک کرے بعد ازان اُن کے لشکر کو پراگندہ و تباہ کرے اُس سے صاحبقران باوجود شجاع و بہادر ہونے کے کیا اُر کر فتیاب ہون گے حضور تھوڑی دیر مین یہ خبر سُن لین گے کہ صاحبقران دست غوغاے رعد آواز سے مارے گئے بیران کج ابرو قلعدار و پہلوان زبردست سنکر جواب اُن کو دے رہا تھا کہ تم سچ کہتے ہو غوغاے رعد آواز صاحبقران سے قتل و زیر نہو گا اس مین ایک راز ہے بلکہ صاحبقران پر کیا موقوف ہے وہ کسی سے قتل نہوگا مثل اُس کے ہم بھی ہین کہ ہمارے اوپر تیغ و تبر و نیزہ و شمشیر و گرز وغیرہ کوئی حربہ کسی قسم کا کارگر ہو ہی نہین سکتا ہے ہم وہ بہادر ہین کہ ہم سے کوئی دنیا مین لڑ ہی نہین سکتا ہے ہان وہی ہم سے مقابلہ و مجادلہ کرے گا جو اجل رسیدہ ہو گا رفقا خوشامدانہ عرض کر رہے تھے واقعی حضور ایسے ہی شجاع و بہادر ہین کہ روے زمین پر کوئی ہمسر حضور کا نہین ہے دنیا مین کوئی جری و بہادر حضور سے لڑ نہین سکتا ہے کوئی صاحب ضرب نیزہ و گرز حضور سے بچکر زندہ رہ نہین سکتا ہے شجاعت و بہادری مین مثل و نظیر حضور کا زیر فلک بالاے زمین کوئی نہین ہے پیران کج ابرو تقریر اپنے رفقا کی سنکے خوش ہو رہا تھا کہ یکایک کان مین صدا اسنے شور نالہ و فریاد آئی گھبرا کر اپنے رفقا وغیرہ ملازمون سے کہا ذرا دریافت تو کرو یہ شور نالہ و فریاد کیسا ہے حسب الحکم اکثر خادم و خدمتگار گئے بعد ایک لمحہ کے واپس آکر عرض کرنے لگے اے حضور فیض گنجور اسوقت پچیس تیس ہزار سواران لشکر غوغاے رعد آواز نہایت مضطر و بدحواس نالان و گریان باحال پریشان اکثر زخمدار مجروح نیزہ و تیغ آبدار در قلعہ پر آئے ہین اُن سے معلوم ہوا کہ اسوقت غوغاے رعد آواز دست صاحبقران سلطان کیوان شکوہ سے ہنگام مقابلہ و مجادلہ معرکہ جنگ مین مارا گیا لاشہ اُس کا جنگاہ مین پڑا ہے قلعہ اول سرخ چھوٹ گیا ہے سب فریادی حضور کے پاس آئے ہین پیران کج ابرو یہ خبر سنتے ہی پہلے تو دنگ ہوگیا حیرت و غم سے چہرے کا زرد رنگ

ہوا بحر مواج حیرت و افسوس مین غوطہ زن ہوا حواس خمسہ بجا نہے سکتہ سا ہوگیا لیکن پھر کچھ خیال
کرکے اُن ملازمون پر غصہ کرکے بولا کہ اے بدخواہو نمک حرامو کیا بیہودہ بکتے ہو فال بد اپنی زبان
سے نکالتے ہو تمھارے دریافت کرنے اور سننے مین فرق ہوا ہے کوئی اور واقعہ ہے غوغاے رعد
آواز مارا نہ گیا ہوگا اُسے دنیا مین کون قتل کرسکتا ہے اُس پر کسی کا حربہ کارگر ہو ہی نہین سکتا ہے ہرگز ہرگز
وہ قتل نہوا ہوگا جاؤ دور ہو میرے سامنے سے تم سب نالایق و بیہودہ گو و بدخواہ ہو وہ ملازم تو قہر و
غضب ہیران کج ابرو سے تھراتے ہوئے سامنے سے ہٹ گئے لیکن ہیران کج ابرو نے
واسطے دریافت کرنے خبر صحیح کے اپنے دیگر ملازمون سے کہا کہ اُن سوارون کو جو در قلعہ پر آئے ہین
اُن سب کو تو یہان نہ لاؤ ہان اُن مین سے چند سوارون کو ہمارے روبرو بلا لاؤ ملازم گئے اور اُن
سوارون مین سے چند سوارون کو اپنے ہمراہ لے کر سامنے ہیران کج ابرو کے لے گئے سواران
مذکور نے قلعدار دوم قلعہ سبز نگار ہیران کج ابرو کو با دب تمام سلام کیا اُس نے اُن سے پوچھا
کہ تم سب یہان کیون نالہ کنان آئے ہو باعث تمھارے نالہ و فغان کا کیا ہے اُنھون نے دست بستہ
عرض کیا حضور آج ہمارے مالک و آقا غوغاے رعد آواز و صاحبقران سے مقابلہ ہوا اثنا
ہنگام جنگ ہمارے آقا نے نعرہ کرکے ایسے زور سے گرز سر صاحبقران پر مارا کہ وہ گرد و غبار
مین نہان ہوگئے ہمارے آقا کو یقین ہوا کہ صاحبقران ضرب گرز گران سے پیوند خاک ہوگئے
یہ یقین کرکے وہ خوش ہوکر کلمات دل شکن اہل اسلام اپنی زبان پر لائے ہنوز تھوڑی دیر نگذری
تھی کہ صاحبقران نے اُس گرد و غبار سے زندہ ظاہر ہوکر بعد گفتگوے بسیار ایسی تلوار ہمارے
آقا کے سر پر لگائی کہ وہ دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرے گینڈا نہین نہین بلکہ گردن اُن کا بھی جس پر وہ
سوار تھے دو ٹکڑے ہوا اسپ و مرکب چار ٹکڑے ہوکر زمین پر لوٹنے لگے ہم سب یہ واقعہ جانگزا اور
سانحہ مصیبت افزا دیکھکر تاب ضبط نہ لاکر صاحبقران پر حملہ آور ہوئے چاہا کہ عوض خون آقاے
نامدار غوغاے رعد آواز کا اُن سے لین اُن کو تہ تیغ کرین ہنوز ہم سب حملہ آور ہوئے تھے
گھوڑے اٹھائے تھے کہ ناگاہ علم بادشاہ لشکر اسلام سے جملہ سواران لشکر اسلام بھی بڑھے جب
ہم و ملے تلوار چلنے لگی سینے دلیرانہ صدہا اہل اسلام کو قتل کیا ہم مین سے بھی ہزارون قتل ہوئے
جنگ مغلوبہ خوب ہوئی آخر کار وہ سب لاکھون تھے ہم تھوڑے تھے تاب جنگ و پیکار نہ لاکر میدان
جنگ سے بھاگ کر حضور کے پاس فریاد کنان آئے ہین لاشہ ہمارے آقا کا ابھی تک میدان رزم مین
پڑا ہے ہم اُن کے لاشے تک بھی نہ جاسکے لاشہ اُن کا اٹھا نہ سکے ہیران کج ابرو یہ خبر حیرت اثر
سنکے بہت حیران و پریشان خاطر ہوکر دنگ ہوگیا ہمہ تن تصویر حیرت و تصویر گل ہوگیا دیر تک
اُس کو سکتہ سا رہا اُس کے رفقا بھی جو اُس کے پاس بیٹھے تھے اُن کے چہرون سے بھی رنگ اڑگیا
ہر ایک کا چہرہ فق ہوگیا غم سے جسم مین خون خشک ہوگیا صورت تصویر بیحس و حرکت و خاموش
ہوگئے دریاے حسرت و الم مین غوطہ زن ہوئے ہیران کج ابرو نے بعد حیرت و صدمہ بسیار
اُن سوارون سے کہا کہ تم سب جاکر ہماری فرودگاہ لشکر پر مقیم ہو یہین حال قتل غوغاے رعد
آواز معلوم ہوا خیر دیکھا جائے گا انتقام خون غوغاے رعد آواز صاحبقران سے لیا جائیگا
وہ سوار یہ سنکے قلعہ سے نکلکر بیرون قلعہ آکر فرودگاہ سپاہ پر مقیم ہوئے ہیران کج ابرو نے
اپنے رفقا سے مخاطب ہوکر کہا کہ جاے حیرت و مقام عجب ہے کہ غوغاے رعد آواز دست صاحبقران

سے مار اگیا صاحبقران کو وہ اشیار کہان سے دستیاب ہوئین کہ جن سے غوغاے رعد آواز
کی قضا تھی ان اشیار تک تو صاحبقران کا پہونچنا اور ان کا ہاتھ آنا کسی طرح ذہن و عقل مین نہین
آتا ہی وہان تک تو کسی جن اور دیو کا بھی گذر نہین ہو سکتا ہی لیکن بظاہر یہ ثابت ہوتا ہی کہ فی زمانہ
غوغاے رعد آواز خداوندگل نرگس سے بد اعتقاد ہو گیا ہو گا اسی وجہ سے خداوندگل نرگس
نے برہم ہو کر صاحبقران کو اس پر مسلط کیا انھون نے اس کو قتل کیا بجز اس احتمال کے اور کوئی
بات ذہن مین نہین آتی ہی یہ تقریر سنکے عرض کیا کہ حضور نے بجا فرمایا ہی یہ احتمال قریب القیاس ہی ورنہ
غوغاے رعد آواز قتل نہوتا پیران پنج ابرو نے کہا کہ مین خداوندگل نرگس سے کبھی بد اعتقاد
نہین ہوا اب تک مجکو اعتقاد ہی مین انہین کی پرستش کرتا ہون مجھ سے خداوندگل نرگس خوش
ہون گے مین معتوب خداوند کبھی نہونگا پس اس وجہ سے ہی کوئی مجکو قتل کر نہین سکتا یہ کہکر حکم دیا
کہ ہمارے لشکر مین طبل جنگ بجایا جاے وقت سحر ہم میدان کارزار مین صاحبقران سے
مقابلہ و مجادلہ کر کے انتقام خون غوغاے رعد آواز ان سے لین گے سر میدان ان کو اس طرح
قتل کرین گے کہ ماہیان دریا اور مرغان ہوا ان کے حال زار پر نالان و گریان ہون گے دیکھنے
والون کو بھی حیرت ہو گی ملازمون نے حسب الحکم طبل جنگ بجوایا صداے کوس حربی بلند ہوئی
لشکریان پیران پنج ابرو کے صداے طبل جنگی سنکے آگاہ ہوے کہ کل صبح کو لڑائی ہو گی ہمارے
آقا و مالک صاحبقران سے جنگ آزما ہون گے ہم لشکریان صاحبقران سے وقت ضرورت
لڑین گے لہذا سامان جنگ و جدال کرنا چاہیے یہ سمجھکر تیاری جنگ مین مصروف ہوے اودھر پیران
پنج ابرو قلعہ دار قلعہ دوم سبز نگار نے تو طبل جنگ بجوایا ہی صداے طبل جنگی بلند ہی لیکن اب حال
بہادران لشکر اہل اسلام کا تحریر کیا جاتا ہی کہ جو ہرکارے یا جاسوس و خبر رسانی پر مامور تھے مبدل
در قلعہ دوم پر موجود تھے انھون نے تمام حال بچشم خود مشاہدہ کر کے طبل جنگ بجتے دیکھ کے بعجلت
اپنے لشکر کی راہ لی بعد قطع راہ خدمت صاحبقران سلطان کیوان شکوہ مین جا کر موافق
قاعدہ بعد ادب دست بستہ ہون دعا دیا اور مدائح شجاعت و جو دہشت صاحبقران اپنی زبان
پر لا کر خبر نواختن طبل جنگ بیان کی کہ بمقتضاے این

قطعہ

ہر آنکہ عالم غیب است راست انور تو
ز بزم تو بچہ جمال شود و شام جہان
سپہر ظلمہ انکہ رود برابر مظفر تو
اگرچہ خصم تو دعواے سلطنت سازد
بود مسخر دوران چرخ و اختر تو

بسر فرازی ازان پایہ سر گذشت کہ نیز
فلک غرق کند از شرم بوسہ گہ تو
بماند دشمن و خیال صورت در گل
زمانہ خون نماید ز بخشش و افسر تو
بدون عصمت حق و دولت جہان بادا

توئی کہ ملک تفاخر کند بتو ہر لو
ہماست سایہ تو انداز فگند بر سر تو
ہمیشہ نصرت تائید پیش رو آید
چو خبر ز صاعقہ گرز گاو پیکر تو
ہمیشہ تا ر دل اندر جہان کون تو باد
اگر چہ چرخ از بن دندان شود مسخر تو

حضور کی نذر در نذر ہو سواران لشکر غوغاے رعد آواز میدان جنگ سے بھاگ کر در قلعہ دوم سبز نگار پر گئے تھے
نالہ و فریاد ان کی سنکے قلعہ دار قلعہ دوم سبز نگار مسمی پیران پنج ابرو پہلوان قوی ہیکل نے ان کو
طلب کر کے ان سے حال پوچھا تھا انھون نے تمام حال قتل غوغاے رعد آواز و جنگ مغلوبہ کا
بیان کیا تھا قلعہ دار دوم مذکور نے بعد حیرت و افسوس بسیار آخر کار برہم ہو کر طبل جنگ بجوایا ہی ارادہ اس
بد اندیش کا یہ ہی کہ وقت سحر اپنے قلعے سے مع اپنی سپاہ کے میدان رزم مین آکر ملازمان حضور سے ہم نبرد
ہو باقی خبر یہ ہی صاحبقران نے فرمایا کہ خدا وہ ہمارے لشکر ظفر اثر مین بھی بتائید ربانی کوس جنگی بجایا جاے

ہم کو بیران کج ابرو سے کچھ خوف نہین ہی کیونکہ اگر وہ قوی ہی تو نگہبان ہمارا اس سے قوی تر ہی
بمصداق اس مصرع ع دشمن اگر قویست نگہبان قوی تر است انشاء اللہ تعالی مثل عوج غاسکے
رعد آواز کے بیران کج ابرو کو بھی قتل کرینگے یہ فرما کر خاموش ہو گئے انہی کارروائیون سے
نقارہ نوازون سے جا کر حکم صاحبقران بیان کیا انھون نے موافق قاعدہ چوب اٹھا کر بسم اللہ الخ آخر
زبان پر جاری کر کے نقارے پر لگائی صدائے نقارہ بلند ہوئی پھر تو دیگر نقارچیون نے بھی دیگر نقارے بجائے
صدائے نقارہ ہائے رزمی تا گنبد فلک گئی اہل لشکر نے ادنی صدائے نقارہ ہائے رزمی سنکے باخبر ہوئے
کہ صبح کو پھر میدان جنگ مین لڑائی ہوگی تلوار چلیگی یہ خیال کر کے سب صغار و کبار سردار و سوار تیاری جنگ
مین مصروف ہوئے جا بجا خیمون مین تو نقارہ جنگی بج رہا ہی دونون طرف تیاری جنگ خوب ہو رہی ہی لیکن اب
حال سنیے سمرقیا بادشاہ ہر چہار قلعہ کا لکھا جاتا ہی کہ جس وقت سے اس نے بالائے قلعہ سے عوج غاسکے
رعد آواز کو قتل ہوتے دیکھا ہی نہایت متردد و متفکر و حیران ہی بار بار زانو پہ ہاتھ مارتا ہی اور کہتا ہی کہ
ہائے یہ کیا غضب ہوا عوج غاسکے رعد آواز کس طرح قتل ہو گیا یہ تو طلسم بند تھا اس پر تو کوئی حربہ
اثر ہی نکرتا تھا اس کے قتل کرنے کی تلوار جمشید عاملون نے دور جا کر ایسی جگہ رکھی تھی کہ وہان کبھی انسان
کا گذر ہی نہو اور اگر گذر بھی کسی طرح سے ہو تو دستیاب نہو سکے جب تک لوح طلسمی اُس کو نصیب نہ ہو اور
لوح ہدایت نکرے اور لوح طلسمی ایسی جگہ پوشیدہ کی تھی کہ وہان کسی کو گمان لوح کے ہونے کا بھی نہو
اور وہان تک کبھی کسی کا گذر نہو سوائے چند زن و مرد کے کہ وہ دشمن تہ مین ہین وہ سنتا ہی کہ
صاحبقران مقام لوح طلسمی تک پہونچے طلسم شمشیر جنبان کو فتح کر لیا وہ دونون تلوارین ہاتھ آگئین
جو عوج غاسکے رعد آواز انھین ایک تلوار سے دونیم ہو گیا سوا اس کے اور کوئی وجہ ہوئی قتل
عوج غاسکے رعد آواز کا یہ حال کیونکر دریافت ہو کس سے پوچھون یہ باتین تنہائی مین خود ہی کرتا
تھا اور متاسف ہوتا تھا اپنی جان کے بھی جانے کا اندیشہ تھا اسی حالت مین اس کو خیال
آیا کہ لاشہ عوج غاسکے رعد آواز کا میدان جنگ مین پڑا ہی سوا اس کے لاشے کے اور بھی لاشے
سرداران و سواران مقتول کے مقتل مین پڑے ہین مین بادشاہ ہر چہار قلعہ ہون صاحب اقتدار و اختیار
ہون میری زندگی مین لاشہ ہائے مذکور کا مقتل سے نہ اٹھنا باعث ننگ و بدنامی ہی لوازم اس سے
اپنے ملازمون کو حکم لاشون کے اٹھانے کا دون فکر و تردد و حیرت مین تا کے رہون جو کچھ ہونے والا
ہوگا اس کا ظہور ہوگا یہ خیالات کر کے اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ لاشہ عوج غاسکے رعد آواز اور
ہمارے مذہب و ملت والون کا جو آج قتل ہوئے ہین جا کر اٹھا لاؤ دفن کرینگے ملازم اُسی وقت گئے
لاشے میدان جنگ سے اٹھا لائے پھر موافق ملت بادشاہ ہر چہار قلعہ ان کو دفن کیا اُدھر صاحبقران
نے بھی اپنے ملازمون کو روانہ کر کے اپنے لشکر کے جو سوار قتل ہوئے تھے ان کو موافق مذہب
ابراہیمی دفن کرایا بعد ازین حکم صاحبقران سے بیرون قلعہ سرخ میدان وسیع مین بارگاہ زرین اور
خیام استادہ و برپا ہوئے لشکر فرودگاہ سپاہ پر فروکش ہوا ہنگام شام بادشاہ لشکر اہل اسلام و
اکثر سرداران لشکر کی رات سے اس فتحیابی کا جشن ہوا بزم عشرت مین نازنینان خوبرو و خوش گلو
روبروئے بادشاہ لشکر موصوف و صاحبقران ممدوح و جملہ سرداران سپاہ کے رقص و نغمہ
کرنے لگین ایک مطربہ خوش آواز نے یہ غزل گائی

غزل

وہ نور حسن شمع جو پرتو فگن ہوا | پروانہ جمال دل انجمن ہوا
اسباب کاسہ نہ مجکو یار کا تا بیت حسن ہوا

اثبات ہی کی فکر مین مین کم سخن ہوا
ہر دم کو تیری چشم سے ہے بیخودی
آتے ہی فصل گل کے مجھے دیوانہ پن ہوا
پھولی نہین سمائی ہے بلبل چمن مین آج
جس کا پسینہ عطر گل یاسمن ہوا
قرب خدا رہے گا قیامت مین سرخرو

زلف رسا کی بو جو سنگھائی نسیم نے
آنکھین ملکے مست غزال ختن ہوا
کیون چٹکیون مین یار اڑانے لگا مجھے
رونق فزاے باغ جو وہ گلبدن ہوا
اس بت کی اک جھلک نظر آئی تو دیکھنا
بس دل سے جو فداے امام زمن ہوا
منظور خاص و عام جو اپنا سخن ہوا

وحشت بڑھی کچھ ایسی کہ دیوانہ پن ہوا
صحرا ہی مین ہون قیس ہی وحشت کا جوش ہے
کیا صحبت رقیب مین پھر بدچلن ہوا
مین جان نثار اس بت خوش پیرہن کا ہون
واعظ کہے پکار کے مین برہمن ہوا
اے مہدوی یہ ہاتف غیبی کا فیض ہے

اہل بزم خوش ہوکر بجاے خود اُس نازنین خوش گلو کی گانے کی تعریف کرنے لگے دو پہر رات تک بزم عشرت آراستہ رہی بعدہٗ بزم مذکور سے بادشاہ و صاحبقران وغیرہ تمامی سرداران سپاہ اسلام اپنی اپنی بارگاہ و خیام مین جاکر داخل ہوئے اکثر قلعے مین رہے جب وہ شب بسر ہوکر سحر ہوئی تمامی اہل لشکر نے بیدار ہوکر بعد وضو نماز سحر بخضوع و خشوع ادا کی اور واسطے اپنی حاجات کے خدا سے دعا کی بادشاہ لشکر اسلام و امیر عالی مقام نے بھی بعد ادا ے فریضہ سحری برجوع قلب واسطے فتحیابی کے پروردگار عالم سے دعا کی بعدہٗ صاحبقران نے حکم تیاری سپاہ و کمربندی کا دیا ہر ایک سردار و سوار مسلح و مکمل ہونے لگا صاحبقران بھی مسلح ہوئے اتنی دیر مین بادشاہ لشکر اسلام برآمد ہوئے صاحبقران و تمامی سرداران لشکر نے بادب سلام کیا بعد ازین حکم شاہ موصوف سے سب اعلے ادنی مرکبون پر سوار ہوکر گروہ گروہ خیل خیل بادب ہمراہ سواری بادشاہ جمجاہ چلے سواری بادشاہ لشکر اسلام اُسوقت قابل دید تھی الحاصل جب سواری بادشاہ نبرد گاہ مین پہونچی سب لشکر سے انتظار آنے پیران پنج ابرو کا کرنے لگے یکایک سامنے سے غبار بلند ہوا جب دامن غبار دست نسیم سحر نے چاک کیا سب نے دیکھا کہ پیران پنج ابرو ترش رو قوی ہیکل نہایت قوی بازو جوان زبردست ہے مسلح و مکمل گینڈے پر سوار ہے نیزہ طویل اُس کے ہاتھ مین ہے چہرے سے بانکپن اور شجاعت ظاہر ہے کمر مین تیغہ خارا شگاف ہے زرہ و چار آئنہ و خود و جلم وغیرہ لباس و اسباب جنگ سے آراستہ ہے ساتھ ساتھ اُس کے اعرابیے پر ایک گرز گاؤ سر طویل و نہایت گران ہے پس پشت اُس کے چالیس پچاس ہزار سواران آزمودہ کار ہین اس شان و شوکت و صولت سے دلیرانہ و شیرانہ بخندان پیشانی آتا ہے صاحبقران موصوف و دیگر سرداران لشکر اہل اسلام نے پیران پنج ابرو پر نظر کرکے کہا کہ یہ جوان و پہلوان کیا اچھا ہے عجب خوشی و مسرت ہو جو یہ دلاور دین اسلام قبول کرکے داخل لشکر اہل اسلام ہو ابھی جملہ صغار و کبار آمد پیران پنج ابرو دیکھ رہے تھے کہ وہ جلد راہ طے کرکے میدان جنگ مین آپہونچا گینڈے کو روک کر ٹھہرا غور سے جانب لشکر اہل اسلام دیکھنے لگا دل مین کہنے لگا ان اہل اسلام نے بہت اپنا عروج و فروغ کیا ہے بادشاہ لشکر اہل اسلام کا لشکر کثیر و عظیم ہے سرداران سپاہ بھی کیا چیدہ چیدہ و منتخب ہین بظاہر دلاور و بہادر بھی معلوم ہوتے ہین لیکن یہ سب منحرف خداوند گل نرگس ہین بعد دیکھنے لشکر اسلام کے حکم دیا کہ میدان جنگ کی درستی کیجائے بحکم بیلدار پھاوڑے کاندھون پر رکھے وردیان مرزائیان نکی بانات کی پہنے ہوئے دھوتیان مارکین وغیرہ بارچہ خشن کی باندھے ہوئے پگڑیان سرون پر رکھے ہوئے اپنے لشکر سے نکلے لشکر اہل اسلام سے حکم صاحبقران سے بہلیہ بردار چند در چند وردیان زرق برق پہنے ہوئے

بیلچہ کاندھوں پر رکھے ہوئے اپنے لشکر سے نکل کر جانب میدان رزم گئے بیلداروں اور بیلچہ
برداروں نے زمین ناہموار کو ہموار کیا پہاڑی جھنڈی کو کاٹ کر پہاڑوں سے کھود کر میدان
رزم سے دور کیا بلکہ خار و خس کو میدان کارزار میں رہنے نہ دیا صورت آئینہ صاف و پاک و برابر
میدان جنگ کو کر دیا نشیب و فراز مطلق نہ رہا جب اس صورت سے درستی میدان کارزار ہو چکی
بیلدار و بیلچہ بردار جگہ سے ہٹ گئے فوراً دونوں لشکروں سے سقے مشکیں پانی سے بھرے
ہوئے بہشت سے نکلے انہوں نے میدان جنگ میں آ کر چھڑکاؤ کیا مانند ابر باران کے زمین کو
تر کیا گرد و غبار کو دور کیا ایسا سرد تر کیا کہ میدان رزم سے ہوائے سرد آنے لگی محرور مزاجوں
کو وہ ہوائے سرد و خنک اچھی معلوم ہونے لگی جب سقے بخوبی چھڑکاؤ کر چکے میدان جنگ
سے اپنے اپنے لشکر میں داخل ہو کر پس پشت لشکر ٹھہرے اسی اثنا میں حکم پیران پنج ابرو
و حکم صاحبقران سے دونوں سمت صف آرائی ہوئی میمنہ میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمین گاہ
حسب دلخواہ ہر ایک لشکر کا درست ہوا جوانان پیل تن و صف شکن میمن و یسار لشکر مقرر کئے
گئے افسران سپاہ و سرداران ذیجاہ جو بڑے بہادر نامی و نامور تھے وہ لشکروں کے
میمن و یسار ایستادہ کئے گئے اور قلب لشکر میں مانند دولہے کے بادشاہ لشکر اسلام اکبر سرداران
نامور کے حلقے میں مانند ماہ انور کے ستاروں میں جلوہ گر تھے اسی طرح ساقہ و کمین گاہ قلب و جناح
ہر ایک سپاہ کا جوانان آزمودہ کار و سرداران شور شعار سے آراستہ کیا گیا صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ چالیس قدم آگے اپنے لشکر کے بعدہ سپہ سالاری کھڑے ہوئے
یوسف مصری نے علم کا پھریرا کھولا زیر سایہ علم صاحبقران بالائے مرکب بقروشان ایستادہ
ہوئے علم زرکوب سے صدا یا صاحبقران یا صاحبقران کی آنے لگی پھریرے سے ایسی خوشبو
تمام میدان رزم میں لشکر پھیلی کہ سب میدان جنگ معطر ہو گیا وہ خوشبو جو کہ علم مشک زرچہ بالا
سے نکلتی ہے بہتر از بوئے مشک و عنبر تھی دماغ ہر ایک سردار و سوار کا خوشبو سے معطر و عنبر ہو گیا
ہر ایک اہل اسلام درود پڑھتا تھا در عالم وجد میں تھا دماغ ہر ایک کا خوشبو سے ایسا ہوا تھا اسی طرح
بکثرت علم لشکر سر بلند ہوتے پھریرے اڑنے لگے علمبرداران لشکر علموں کو جلوہ دینے لگے سرداران
سپاہ اپنی اپنی فوج و سپاہ کے متصل ایستادہ ہوئے جنگی باجے ہر غول و ہر گروہ لشکر میں بجنے لگے
لشکری ان باجوں کی صدائے دلپسند کو سنکے گویا مست ہو کر جھومنے لگے اس اثنا میں دونوں
لشکروں سے نقیبان خوش آواز اور نکہت نکالکر وسط میدان معرکہ میں آ کر اپنے اپنے لشکر کے
جوانوں سے مخاطب ہو کر اس طرح باواز بلند ان کو آمادہ جنگ و کارزار کرنے لگے بے ثباتی عالم
و عالمیان میں اشعار عبرت آمیز سنانے لگے حال گذشتگان سے ان کو موت یاد دلانے لگے کہ
اے جوانان نامدار و سرداران شور شعار اے دلیران جنگجو و اے بہادران تندخو اے شیران
دشت وغا و اے صف شکنان روز معرکہ آگاہ ہو ذرا گوش ہوش ہماری تقریر سنو کہ تمہارے
مطلب کی ہے جملہ جوانان لشکر ان کی طرف متوجہ ہوئے شور باجوں کا موقوف ہوا نقیب اور کڑکیت
پکار کر کہنے لگے سنو اے جوانو اور غور کرو کہ یہ دنیا عالم اسباب و فانی ہے اور اہل دنیا بھی فانی ہیں
ایک روز ایسا آنے والا ہے کہ ہم اور تم اس دنیا سے سدھاریں گے عدم مثل اپنے آبا و اجداد کے چلے
جائیں گے اہل دنیا کی نظر سے نہاں ہو جائیں گے زیر خاک جا کر مقیم ہوں گے کیڑے زمین کے

ہمارے اور تمھارے گوشت و پوست کو کھالینگے بلکہ ہڈیان بھی باقی نرہینگی وہ بھی خاک ہو کر
خاک مین ملجائینگی نام و نشان باقی نرہیگا جس طرح ہمارے اور تمھارے آبا و اجداد دنیا مین نرہے
ہم تم بھی ایک روز اس سرائے عالم مین نرہینگے جس طرح وہ خالی ہاتھ دنیا سے چلے گئے سوائے
دو گز کفن کے کچھ اپنے ساتھ نہ لے گئے مثل اُنکے ہم بھی کچھ اپنے ساتھ دنیا سے سوائے اعمال
نیک و بد نہ لے جائینگے دنیا مین خالی ہاتھ آئے تھے خالی ہاتھ چلے جائینگے اسباب دنیا سے کچھ
بھی ساتھ نہ لے جائینگے سب اسباب دنیا جس کو بڑی فکر و کوشش سے اپنے راحت و آرام
کے واسطے فراہم کیا ہے یہین چھوڑ جائینگے زر و جواہر باغ مکان اثاث البیت ملک و مال سب
اسی دار فانی مین چھوڑ جائینگے اغیار و دشمن و عزیز و اقارب وہ سب مال و اسباب اپنے
قبضے مین کرینگے روح کو اُس مال و متاع کی جدائی اور احباب و عزیزان سے مفارقت کا سخت
رنج و ملال ہوگا غرضکہ ہنگام مرگ کچھ مال و اسباب کام نہ آئیگا مرگ سے نہ بچائیگا اگر قلعہ مضبوط
و مستحکم مین بھی جا کر چھپینگے تو وہان بھی دست اجل پہونچیگا ملک الموت کا وہان بھی گذر ہوگا
قبض روح ہو جائیگی ہم پر اور تم پر کیا موقوف ہے خیال تو کرو اگلے زمانے والے اب کہان ہین رستم
پہلتن اور سہراب و بہرام و اسفندیار و فرامرز و گستہم و بیژن وغیرہ پہلوانان نامی و
نامور اور شاہون مین سکندر و دارا و کیکاؤس و ضحاک و فریدون و کیخسرو اور
افراسیاب و گشتاسپ شاہ والی ایران و توران اسوقت کہان ہین وہ ملک و مال و
خزانہ اُنکا کہان ہے کس کے قبضے مین ہے اُنکے ساتھ کچھ بھی بجز کفن و اعمال نیک و بد گیا ہے
افسوس ہزار افسوس گذشتگان مذکور اجل سے مجبور و لاچار ہو کر سوئے عدم چلے گئے کچھ بھی تو
اُنکے مال و خزانہ و ملک و زور بازو کام نہ آیا کسی نے اُنکو قضا سے نہ بچایا آخرکار وہ سب نامی
و نامدار مر کر زیر زمین پنہان ہوئے گوشہ قبر مین جا کر سو رہے ابتک وہ سب خاک مین دبے ہوئے
ہین ہزار من مٹی اوپر اُنکے پڑی ہے وہ اپنی زندگی مین ذرا سا بھی غبار اپنے تن پر آنا ناگوار جانتے
تھے گرد و غبار کو اپنے اوپر پڑنے نہ دیتے تھے پا اب وہی سب ہزارون من خاک مین دبے ہین
اکثر اُن مین سے ایسے ہین کہ اُنکی قبرون کا نشان بھی نہین ہے بعض بعض ایسے ہین کہ اُنکی قبرونکا
نشان اب تک باقی ہے مقبرے اُنکے شکستہ و خراب و ویران ہین کوئی اُنکی قبرون پر جاروب کشی
و روشنی کرنے والا فاتحہ پڑھنے والا نہین یاد کر کے رونے والا نہین ہے کیا خوب کسی شاعر نے یہ شعر
کہا ہے نہایت عبرت آمیز ہے شعر — پردہ داری میکند بر قصر قیصر عنکبوت ✝ بوم نوبت میزند بر گنبد افراسیاب ✝
واقعی یہی حال اُنکے مقابر و مقبرون کا ہے مقام عبرت و جائے افسوس ہے خلاصہ تقریر یہ ہے کہ جب وہ
نامور نرہے تو ہم بھی نرہینگے بجز ذات خدا کسی کو بقا نہین ہے سب کو ایک دن فنا ہے بمصداق آیہ وافی
ہدایہ کل من علیہا فان کے دیکھو گذشتگان مذکور اب نہین ہین مگر اُنھون نے جو کارہائے نمایان دنیا
مین کئے ہین اسوجہ سے وہ گویا ابتک زندہ ہین ذکر اُنکا زبان زد خلائق ہے اہل دنیا اُنکی سخاوت
و شجاعت و عدالت وغیرہ امور نیک کو اپنے دل سے محو نہین کرتے ہین اکثر مصنفون نے بزمون مین
گذشتگان کو بذکر اُنکے افعال کے یاد کیا کرتے ہین حاتم کو بوجہ سخاوت کے رستم و سہراب
و اسفندیار و فرامرز وغیرہ پہلوانون کو بسبب شجاعت کے نوشیروان وغیرہ بادشاہون کو بوجہ
اُنکی عدالت کے پس آج وہ روز ہے کہ سامنا تم سے تمھارے حریفون کا ہے روز امتحان جرأت و

شجاعت ہی یہ میدان جنگ گویا ایک معیار ہی ہر ایک سردار و سوار کی شجاعت و بزدلی اس میدان
مین ظاہر ہو جائے گی کچھ دیر اب نہین ہی وقت جنگ و جدال قریب ہی صفین ہر دو سپاہ کی آراستہ
ہین تلوارین چلنے ہی کو ہین کھرے کھوٹے کا حال کھلنے پر ہی لہذا تم کو لازم و مناسب ہی کہ تم بھی مانند گذشتگان
مذکور کے آج اس جنگ مین ایسے کارہاے نمایان کرو کہ صفحۂ عالم پر باقی رہین مانند رستم و زال
و سام و سہراب پہلوانان نامی و نامور کے تمھاری بھی جنگ و جدال یادگار رہے بعد تمھارے
تمکو بھی اہل دنیا مانند رستم پہلوان وغیرہ کے یاد کرین تمھاری بھی شجاعت کا ذکر کرین دنیا سے جاؤ
تو عمل نیک کرکے جاؤ یہ نیکی اپنے عمل مین لکھوا کر جاؤ دنیا سے خالی ہاتھ جاؤ بلکہ نیکیان ساتھ اپنے
لیتے جاؤ ان نیکیون مین سے ایک نیکی یہ بھی ہی کہ حق نمک خواری اپنے بادشاہ کا آج ادا کرو دلیرانہ
دشمنون سے لڑو بڑھ بڑھ کر تلوار اور نیزہ و گرز و تیر اپنے حریفون کو لگاؤ نعرے شیرانہ کرو حتی الامکان
لڑائی مین قدم اپنے آگے بڑھاؤ تاک تاک کر اپنے حریفون کو قتل کرو خون اعدا سے زمین عرصۂ
جنگ کو رنگین کرو زخم سنان و تیر و شمشیر خوش ہو کر تنون پر کھاؤ قدم ہنگام جنگ پیچھے نہ ہٹاؤ رتبہ
اپنا بہادرون مین نہ گھٹاؤ مرد میدان نبرد ہو کر نامرد و بزدل نہ کہلاؤ کرکیت اپنی سپاہ کے جوانون
کی طرف متوجہ ہو کر یون باواز بلند کہنے لگے کہ اے جوانان خنجر گذار و اے دلیران نامی و نامدار خبردار
ہو کہ یہ دنیا مقام گذرگاہ ہی یہان ہمیشہ کسی کو قیام نہین ہی خیال کرو کہ فہیم عالی اسوقت کہان ہین
دنیا سے چلے گئے جہان وہ گئے تم سب کو بھی وہین جانا ہی دیکھو عوغا سے رعدآواز کیسا زبردست
پہلوان تھا کہ مثل اس کا کم کوئی روے زمین پر ہوگا وہ بھی نرہا اپنی بد اعتقادی سے قتل ہو گیا اگر خداوند
گل نرگس سے بد اعتقاد نہوتا تو قتل نہوتا تم سب بھی خداوند مذکور سے منحرف نہونا باوجودیکہ عوغا سے
رعدآواز قتل ہو گیا وہ نرہا لیکن شہرہ اس کی شجاعت کا دنیا مین رہگیا اسوقت سامنا اہل اسلام کا
ہی تم کو لازم ہی کہ دلیرانہ اپنے ان دشمنان جان و ایمان سے لڑنا لڑائی مین کوتاہی نکرنا دشمنون سے
نڈرنا پیران پنج ابرو ایسا بہادر تمھارا افسر و سردار تمھارے ہمراہ ہی کہ جس سے کوئی دنیا مین مقابلہ
و مجادلہ کرنے مین غالب نہین ہو سکتا ایسے بہادر و شجاع کی افسری و ہمراہی مین ثبات قدمی اختیار
کرکے ہنگام جنگ دلیرانہ لڑنا قدم میدان جنگ سے نہ ہٹانا مرد میدان کارزار ہو عورتون کی طرح
برق شمشیر چمکتے دیکھکر ڈرکر اور خوفناک ہو کر نہ بھاگنا نامرد و بزدل مشہور نہونا آبرو اپنی سر میدان
جنگ سامنے بہادرون کے نہ دینا ذلیل و رسواے خلق نہونا اپنے خداوند کو ناراض نکرنا ہم نے تمکو سمجھا دیا ہی
آئندہ تم کو اختیار ہی یہ کہکر نقیب کرکیت میدان جنگ سے ہٹ گئے اسوقت دیکھنے والون نے
دیکھا کہ صفوف لشکر پر ایک سناٹا تھا ہر ایک بگوش دل تقریر نقیبان خوش گو کی سنکے آمادۂ جنگ
تھا دنیا کو بے ثبات یقین کرکے ہر ایک نے ناموری کا ارادہ کیا چاہا تھا کہ صف لشکر سے نکلکے پہلے ہین
اپنے حریفون سے ایسا مقابلہ و مجادلہ کرین کہ دیکھنے والون کو حیرت ہو جائے بے اختیار سب تحسین
و آفرین کرین نام ہمارے دفتر شجاعان روزگار مین لکھ لین لیکن ہنوز صف لشکر سے کوئی بہادر مرکب کو
چھیڑکر نکلا نہ تھا کہ پیران پنج ابرو نے گینڈے کو اپنے بڑھا کر وسط میدان کارزار مین آکر گینڈے
کو روک سوے لشکر اہل اسلام نظر تند و تیز سے دیکھکر باواز بلند مانند فیل کے چنگھاڑ کر کہا کہ اے
کہا جبغران سلطان کیوان شکوہ خاص کر تمھین میرے سامنے آؤ مجھسے مقابلہ کرو کسی اور کو
میرے مقابلے کے واسطے نہ بھیجو مین تمھین سے مقابلہ کرون گا تمنے عوغا سے رعدآواز کو نہین معلوم

کسی عنوان و تدبیر سے قتل کیا ہو اُس کے خون کا عوض لیتا ہوں گا جبتک تم کو قتل نکروں گا مجھکو
خوشی حاصل نہوگی دل کو میرے قرار نہوگا تم بھونقا سے رعد آواز کو قتل کیا ہے دل سے دور نہوگا قلب کو
سرور حاصل نہوگا آج یہ نیزہ سر تیز تمہارے خون قلب و جگر سے رنگین کرونگا صاحبقران
موصوف حریف مذکور کے طلب کرنے سے خود بھی مرکب کو بڑھا کر روبرو سے بادشاہ لشکر اہل اسلام
جاکر طالب اذن جنگ ہوئے ہنوز بادشاہ موصوف نے اجازت جنگ نہ دی تھی کہ پہلوان ملک
مالک سہراب بن لندھور یوسف [illegible] وغیرہ سرداران نامی و نامور نے عرض کیا کہ
اے صاحبقران عالیجاہ آپ تامل فرمائیں ہم میں سے کسی کو واسطے مجادلہ و مقابلہ کے روانہ
فرمائیں تماشہ ہماری لڑائی کا دیکھیں کہ ہم کس طرح بہران پنج ابرو سے لڑتے ہیں ہم کو آرزو ہی
کہ اس بے دین سے جنگ آزمائی کریں [illegible] پھر آپ کو اختیار ہے اس نابکار سے واسطے مقابلے
کے جائیں گا صاحبقران نے جواب دیا کہ مناسب نہیں ہے کہ بہران پنج ابرو نے خاص ہمیں کو واسطے
مقابلے کے طلب کیا ہے وہ اور کسی سردار لشکر سے نہ لڑے گا اور ہم سے بھی یہ نہیں ہوسکتا کہ حریف
ہم کو طلب کرے اور ہم اُس سے مقابلہ نکریں لہذا تم سب ہمیں کو جانے دو یہ سنکے سرداران مذکور
لاجواب و خاموش رہے اس حالت میں بادشاہ لشکر اہل اسلام نے صاحبقران کو اجازت جنگ
دیکر فرمایا جائیے آپ کو خدا و رسول کے حوالے کیا انشاء اللہ مدد خداوند عالم سے دشمن پر فتحیاب
ہوجیے گا صاحبقران نے اجازت حاصل کرکے مرکب پر دست بڑھا کر لوح طلسم شمشیر جہان کو
ہاتھ میں لیا تو دیکھا کہ بہران پنج ابرو سے کیونکر لڑوں کہ یہ نابکار طلسم بند ہے اس کے قتل کرنے کی
تدبیر کیا ہے لوح طلسمی مذکور نے جو کچھ ہدایت کی صاحبقران نے اُس کو یاد کرلیا اپنے ذہن میں رکھا
بعدہ مرکب کو جولان کیا سامنے حریف مذکور کے گیا اُسوقت لشکر کے علموں کو علمداروں نے جلوہ دیا جنگی
باجے بجنے لگے [illegible] شور بپا ہوا کان کا آواز سنائی نہ دیتی تھی اتنی دیر میں صاحبقران روبرو
بہران پنج ابرو کے جا کر [illegible] کیا بہران پنج ابرو نے حریف مندرجہ بالا نے صاحبقران
کے سراپا پر نظر کرکے پوچھا کہ تمہیں صاحبقران قاتل بھونقا سے رعد آواز ہو جس نے یہاں
آکر شعلہ نار فتنہ و فساد کو بلند کیا ہے صاحبقران نے جواب دیا کہ ہاں میں ہی ایک بندہ حقیر خالق
کونین و مکان کا ہوں سب مجھی کو صاحبقران کہتے ہیں میں نے ہی بھونقا سے رعد آواز کو
قتل کیا ہے اگر خدا نے چاہا تو اسوقت تجھکو بھی قتل کروں گا لیکن تجھ ایسے جوان کو خاک و خون میں بھرنا
دل کو ناگوار ہے اگر تو دین اسلام کو قبول کرے تو پھر تجھ کو قتل نکروں تیرے خون سے زمین کو رنگین
نکروں اُس نے برہم ہوکر جواب دیا تجھکو [illegible] دین اسلام نکروں میں ہرگز سوائے خدا وند گل نرگس
کے کسی کو سجدہ نکروں گا مذہب کے باپ دادا پر ثابت ہوں یہ جائے جنگ ہے نہ مقام ہدایت جو ہوسکے
تیرے دل میں ہو اُس کو جس [illegible] لڑنے کا قصد ہو اُس حربے سے مجھے پر ضرب گرز لگاؤ یا
نیزہ لگاؤ یا تلوار لگاؤ صاحبقران نے جواب دیا ہم اہل اسلام ہیں ہمارا یہ قاعدہ نہیں کہ لڑنے میں
حریف پر سبقت کریں پہلے حریف کی ضرب کو روک لیتے ہیں یا خالی دیتے ہیں بعدہ ہم وار کرتے ہیں
پس پہلے تو ہم پر کوئی وار کر حسب خدا ہمارا اپنی ضرب سے بچالے گا اسوقت ہم بھی وار کریں گے یہ
سنکے بہران پنج ابرو نے کہا معلوم ہوا اجل تمہاری تمہارے نزدیک آگئی ہے خیر ہوشیار و خبردار
ہوجاؤ یہ کہکر اُس نے نیزے کو سنبھال کر بقوت تمام مشت میں محکم پکڑ کر گینڈے کو بطور مرکب کے

کلاوے پر ڈالا ادھر صاحبقران نے حسب ہدایت لوح وہ اسم اعظم الٰہی جو گوشہ لوح پر دیکھا تھا
اُسے چند مرتبہ ورد زبان کرکے اُسی شمشیر سنہری قبضہ کو نیام سے کھینچکر اُس پر دم کیا اتنے میں ہیران
پیچ ابرو فن نیزہ بازی دکھا کر نیزہ تکان اور گردش دیتا ہوا قریب صاحبقران کے آیا پھر قلب
کو تاک کر چالاکی سے نیزہ سینے پر لگایا ادھر امیر با توقیر نے اپنی سپہ گری کی پھرتی سے مرکب کو بڑھا کر
ایسی تلوار لگائی کہ نیزہ اُس کا درمیان سے مانند خیار تر قلم ہوا دیکھنے والوں نے خصوصاً اہل اسلام
نے شور تحسین و آفرین بلند کیا کفار کو صدمہ ہوا خاص کر ہیران پیچ ابرو اپنے نیزے کے قلم ہونے
سے ایسا غمگین و خجل ہوا کہ سراپا عرق ندامت و خجالت میں تر ہو گیا بلکہ ایسا نیزہ عرق انفعال میں
غرق ہو گیا تھوڑی دیر تک غرق دریائے حیرت و ندامت رہا بعد ازاں نیزہ قلم شدہ کو خاک پر ڈال کر
برہم ہو کر اعراب سے گرز نگاؤ سر کو جو نہایت گرانبار تھا رستم پہلوان بھی اُس کو اگر اٹھاتا تو نہ اٹھ سکتا
بسہولت اٹھا کر بصد قہر و غضب نعرہ کیا کہ اے صاحبقران اب اس ضرب گرز گران سے جانبر نہ ہوگے
ہوشیار ہو جاؤ کہ یہ گرز مثل قضائے تمھارے سر پر آتا ہے یہ وہ بلا ہے جو کہ ٹالے سے نہیں ٹلتی ہے یہ
وہ گرز ہے کہ گرز سام بن نریمان سے بھی گران تر ہے اگر اس گرز کو سر کوہ پر لگاؤں تو وہ بھی ریزہ
ریزہ ہو جائے انسان کی تو کیا مجال کہ اس گرز گران کو روک سکے یا اس کی ضرب شدید سے جانبر ہو دیو
اور جن بھی میرے اس گرز کی ضرب سے بچ نہیں سکتا ہنگام ضرب گرز قلعہ گردوں ہل جاتا ہے گاؤ زمین
دہل جاتی ہے تا دیر تھرائی ہے بجز میرے کوئی پہلوان دنیا میں ایسا نہیں کہ اس گرز کو اٹھا کر گردش دیسکے
بلکہ گردش دینا تو کجا اعراب سے بھی کوئی قوی بازو اٹھا نہیں سکتا ہے سوا میرے کسی میں ایسی طاقت
و قوت نہیں کہ اس گرز کو اٹھا کر گردش دے کر سر دشمن پر لگا سکے یہ تقریر میں نے اسواسطے کی ہے کہ
تم کو اس گرز کی گرانی سے اور میرے قوت بازو سے بخوبی آگاہی ہو جائے تاکہ ہوشیار و خبردار ہو جاؤ
یہ عذر نہ ہو کہ ہم کو اطلاع نہ دی صاحبقران نے اُس کی تقریر غرور آمیز سنکے دل میں کہا کہ اس نابکار
نے بہت اپنے زور بازو کی ثنا کی ہے اور اپنے گرز کی گرانی ظاہر کی ہے انتہا کا غرور کیا ہے اس کو ایسا ذلیل
کرنا چاہیے کہ یہ نابکار خجل و نادم ہو کر سر جھکا لے اور عرق ندامت سے سراپا تر ہو جائے مردان
ہر دو لشکر کی نظر سے گر جائے سر میدان ذلیل ہو جائے یہ خیال کر کے خاموش رہے اس اثنا میں
اُس نابکار نے وہی گرز نگاؤ سر اٹھا کر پھر کہا ہوشیار و خبردار باش صاحبقران نے مسکرا کر جواب دیا
ہم ہوشیار ہیں ضرب گرز اچھی طرح لگانا جو کہا ہے وہی کرنا خلاف اپنے قول کے عمل نہ کرنا ہمارے سر کو ریزہ
ریزہ کر دینا اُس نے برہم ہو کر جواب دیا مردان عالم کبھی جھوٹ و خلاف نہیں کہتے ہیں جو کچھ کہتے ہیں
وہی کر دکھاتے ہیں یہ کہکے گرز کو گردش دے کر گینڈے کو آگے بڑھا کے یا خدا و تانگل نرگس کہکر سر
صاحبقران پر دو دستی ضرب گرز لگائی ادھر امیر با توقیر نے بعجلت تمام اپنے مرکب کو حریف کے
پہلو سے چپ کی طرف بڑھا یا وار کو خالی دیا گرز تو اس زور سے زمین پر گرا کہ اُس کے گرنے سے زمین
تھرائی گرز زمین میں در آیا ایسا غار زمین میں ہو گیا گرد و غبار اٹھا ہیران پیچ ابرو نے خوش ہو کر
پکار کر کہا زدم و بستم کردم حریف خود را اے اہل اسلام دیکھا تم نے کہ میں نے کس بہادری
و شجاعت سے سر میدان صاحبقران کو ضرب گرز گران سے نیست و نابود خاک کیا ہے کہاں صاحبقران کا
نام و نشان بھی سارا زمین میں پیوست و ملصق ہوگئے غرق زمین ہوگئے پیوند خاک ہوگئے آخر ضرب گرز
سے جانبر نہ ہوسکے دیکھو جو میں نے کہا تھا وہی کیا صاحبقران کو ہلاک کیا ایسا خون خون خوشنما سے

رعد آواز نے لیا دل کو میرے خوشی حاصل ہوئی روح کو آرام ملا ساری صاحبقران کی صاحبقرانی
خاک میں ملگئی جن کی شجاعت پر تمکو ناز تھا وہ مثل قارون زمین میں دھنس گئے اب اگر تمکو حوصلۂ
جنگ ہو تو آؤ مجھسے مقابلہ کرو ورنہ میرے قلعے کے سامنے سے بھاگ جاؤ اب کبھی ادھر آنے کا خیال
بھی نکرنا ہنوز بہرام رنج ابرو بیہودہ بک رہا تھا گرد و غبار بلند تھا کہ صاحبقران نے چالاکی سے
بڑھکر کلائی اسکی مروڑکر ہاتھ سے اسکے گرز چھین لیا پھر نعرہ کیا کہ او نابکار پر غرور گرا ز دی
و گرا بست کردی منم صاحبقران سلطان کیوان شکوہ دیکھ بہادر ایسے ہوتے ہیں کہ تجھ ایسے
حریف زبردست سے گرز گران چھین لیتے ہیں او بیدین بیہودہ گو تجکو اپنی ابھی قوت و طاقت پر
ناز تھا سر میدان گرز چھنوا دیا حال تیری قوت کا سب پر ظاہر ہوگیا واقعی تجھ ایسا کوئی قوی پہلوان
دنیا میں نہوگا تو نے عجب کار نمایان کیا جو کچھ تو نے کہا تھا وہی کیا مردان ہر دو لشکر تیرے ثنا خوان
ہیں تو سب کی نظر میں کھپ گیا ہر ایک قوت و زور بازو کا قائل ہوگیا خوب تو نے عوض خون غوغلے
رعد آواز لیا واہ وا کیا کہنا کیا جوانمردی دلاوری و شجاعت تو نے دکھائی ہے یہ لڑائی تیری
اہل دنیا کو یاد رہے گی حسین صد قبا تیرا بادشاہ اس کار نمایان پر تیرے نظر کرکے تجکو خلعت اور
انعام دیگا مرتبہ تیرا زیادہ کریگا او بیدین تو نے ہنگام ضرب گرز لگانے کے اپنے خداوند گل نرگس
کو پکارا تھا اس سے اعانت و مدد چاہی تھی اسنے ہی خوب تیری مدد و اعانت کی تیری طرف کچھ بھی
اس نے نظر توجہ نہ کی یہان گل دیگر شگفتہ ہوا جو تو نے چاہا تھا وہ نہوا گل آرزو تیرا نہ کھلا شاخ تمنا
تیری ہری نہوئی مطلق پھلی نہ پھولی دیکھنے والون کو حیرت ہوگی یقین ہے تجکو بھی حیرت ہوئی ہوگی کیا
جلد تیرے نخل غرور پر خزان آئی باغ حسرت تیرا شاداب نہوا چمن امید تیرا صرف خزان ہوا گلشن
تمنا تیرا باد سموم خزان سے کیا جلد تر پژمردہ ہوگیا کچھ بھی بہار باقی نرہی او خداوند گل نرگس پرست
کیا متحیر آنکھیں ہوگئے ہے ادھر دیکھ ہماری طرف نظر کر ذرا پہچان تو یہ گرز کا ہے جو تیرا ہی جو ہمارے دست
قدرت میں ہے یا یہ گرز اور کسی کا ہے جواب دے کیوں خاموش ہے کیوں گھور رہا ہے آنکھیں تو تیری بڑی بڑی
ہیں کیا مانند گل نرگس تیری آنکھوں میں روشنی نہیں ہے بہرام رنج ابرو نے از حد منفعل و شرمندہ
ہوکر جواب دیا اے صاحبقران میں نے تو اپنی دانست میں تمہارے سر پر گرز مارا تھا نہیں معلوم
تم کس طرح ضرب گرز سے محفوظ رہے اور ہنگام ضرب گرز گرد و غبار بلند ہوا تھا اس گرد و غبار میں میں نے
تمکو نہیں دیکھا اسوجہ سے میں نے کہا کہ صاحبقران کو میں نے ہلاک کیا اور اسی کثرت غبار میں
تم نے حالت غفلت و ناواقفی میں میرے ہاتھ سے کہ منہ موڑ گرز کو میں نہ پکڑے تھا تم نے میرے ہاتھ سے
لے لیا مجھے ستارا خیال بھی نہوا میں سمجھا تھا کہ میرے لشکر کا کوئی سردار میرے ہاتھ سے گرز اس خیال سے
لیتا ہے کہ اب ابھی گرز کو دیجیے کیون اپنے ہاتھ میں رکھیے کہ دشمن کا کام تمام ہوچکا ہے میں نے بھی خیال
کیا کہ سردار لشکر میرا سچ کہتا ہے گرز کو ہاتھ سے چھوڑ دینا چاہیے بس یہی وجہ و خیال میں نے گرز اپنے
ہاتھ سے چھوڑ دیا ورنہ دیدہ و دانستہ کوئی پہلوان اپنے حریف سے گرز چھنوا دیتا ہے افسوس کرتا ہون
میں کہ غفلت و نادانی سے یہ خفت و ندامت مجھے حاصل ہوئی ہے اگر آگاہ ہوجاتا کہ تم میرے ہاتھ سے
گرز لے لینا چاہتے ہو تو کبھی نہ چھوڑتا روح میری میرے تن کو چھوڑ دیتی مگر میں اس گرز کو نہ چھوڑتا او بزم تجکو
کاذب خیال کرتے ہو حالانکہ میں اپنے قول میں صادق ہوں واقعی مثل میرے گرز کے کسی کا گرز
ایسا بھاری نہ تھا نہ اب ہے نہ ہوگا اور جسقدر مجھ میں قوت ہے ایسی طاقت رستم پیلتن میں بھی نہوگی

اتفاقاً دعوے کے سے یہ واقعہ ہوا ہے تم مجکو نشانہ تیر ملامت نکرو منصف ہو تو انصاف کرو کہ یون بھی کوئی
پہلوان اپنے حریف کو سر میدان جنگ گرز اپنے ہاتھ سے دیدیتا ہے نہ کہ مجھ ایسا شجاع و بہادر و قوی
بازو گرز کو تم ایسے حریف کو جان بوجھ کر دیدیتا صاحبقران نے مسکراکر جواب دیا خیر اگر دعوے کے سے
تو نے گرز کو اپنے ہاتھ سے نہین دیدیا ہے تو یہ گرز پھر ہم تجکو دیتے ہین تو پھر ہم پر ضرب گرز لگا ایکے ہم
آگاہ کیے دیتے ہین کہ ہم تیرے ہاتھ سے گرز پھر چھین لین گے ذرا ہوشیار و خبردار رہنا گرز کو مضبوط
پکڑے رہنا لاکھ ہم چھینین ہرگز نہ چھوڑنا اُس نے کہا ہان اب تم نے آگاہ کردیا ہے دھوکا نہ کہا کون کا دیکھون
تم ابکی مرتبہ کیونکر جانبر ہوتے ہو اور گرز میرے ہاتھ سے چھین لیتے ہو یہ تقریر بہران سج ابرو کی سنکے
صاحبقران نے بے اختیار مسکراکر گرز اُس کے حوالے کرکے کہا کہ ہان اے رستم و اسفندیار
پھر اس گرز گران کا وار کر خبردار ابکی دفعہ بقوت تمام تر ضرب گرز لگانا حتے الامکان میرے مار ڈالنے
مین کوتاہی نکرنا اور اگر مین گرز تیرے ہاتھ سے چھینون تو نہ چھوڑنا اُس نے کہا کہ اب ایسا ہی کرونگا یہ
کہکر گرز کو اپنے گرد سر گردش دیکر پھر سر صاحبقران پر لگایا ابکی مرتبہ صاحبقران نے بفن سپہ گری
بعجلت تمام گھوڑا اپنا حریف مذکور کے آگے کسی قدر بڑھا کے گرز کے اوپر نظر کی جب گرز قریب سر آیا جھٹ
سر مثبت بہران مذکور پر ہاتھ اپنا ڈالکر زور کرکے بکوشش و قوت بازو پھر اُس کے ہاتھ سے گرز چھین لیا
اسوقت بہران سج ابرو نے غضبناک ہوکر جھکاکر ہاتھ اپنا جانب کمر صاحبقران بڑھایا تھا
اور ارادہ کیا تھا کہ صاحبقران کی کمر کے کی زنجیر مین ہاتھ ڈالکر پشت فرس سے اٹھاکر خاک پر پٹک کر
ہلاک کیجیے کہ صاحبقران اُس کے ارادے سے آگاہ ہوکر اُس کے گرز کو بالاے خاک ڈالکر
فی الفور وہی شمشیر آبدار جس کا قبضہ سنہری تھا اور جس پر قبل اس کے حسب ہدایت لوح طلسمی
اسم اعظم الٰہی پڑھکر دم کیا تھا نیام سے کھینچکر چالاکی سے اس طرح اُس کی کمر پر لگائی کہ وہ نابکار
دو ٹکڑے ہوکر زین پر کینڈے سے گرا وہ کیا گرا گویا پہاڑ زمین پر گرا گرد و غبار بلند ہوا صاحبقران
نے نعرۂ تکبیر کیا اہل اسلام نے شور تحسین و آفرین بلند کیا سب اہل اسلام خوش ہوئے کفار کو نہایت
صدمہ ہوا دیکھتے ہی اس حال کے سواران لشکر بہران سج ابرو تاب ضبط نہ لاکے برہم ہوکر
صاحبقران پر حملہ ور ہوئے ادھر سے بھی بحکم بادشاہ لشکر اہل اسلام سپاہ اہل اسلام بڑھی غرضکہ
دونون فوجین بالکین لڑائی ہونے لگی تلوار چلنے لگی صاحبقران بھی اُن سواران بے دین کو تہ تیغ
کرنے لگے کشتون کے پشتے لاشون کے انبار میدان کارزار مین جابجا ہونے لگے برق شمشیر چمکنے لگی
بہادران لشکر رعد آسا نعرے کرنے لگے زخمیون کے خون کی بارش زمین پر ہونے لگی زمین خون
مجروحان و مقتولان سے رنگین ہونے لگی گھوڑون کی گشت سے گرد و غبار پیدا ہوا حصین شہرنیا
بادشاہ ہر چہار قلعہ نے اپنے خاص قلعے پر سے قتل ہونا بہران سج ابرو کا اور جنگ اس کی دیکھی
یہ جنگ بھی دیکھکر متحیر ہوکر اپنے دل مین کہتا تھا کہ ہاے یہ کیا غضب ہوا آج دست صاحبقران
سے بہران سج ابرو بھی مارا گیا ہنوز بادشاہ مذکور بالاے قلعہ سے لڑائی دیکھکر افسوس کرکے
متحیر و متردد ہو رہا تھا اپنے وزیر دانشمند سے کہہ رہا تھا کہ کچھ یہ راز سمجھ مین نہین آتا کہ صاحبقران
نے غوغاے رعد آوا نزو بہران سج ابرو کو کیے بعد دیگرے کس تدبیر سے قتل کیا یہ پہلوانان
نامی تو کسی کے ہاتھ سے قتل نہو سکتے تھے کہ سواران لشکر بہران سج ابرو تاب جنگ و پیکار نلاکر
بے اختیار خیمہ و خرگاہ وغیرہ چھوڑکر لاشہ بہران سج ابرو کا بھی نہ اٹھاکر اسطرح مضطرب و بدحواس

ہوکر بھاگے کہ اپنے قلعہ سبز نگار پر بھی نہ گئے سیدھے افغان وغیرہ در قلعہ سوم زر نگار کی طرف جس کا قلعدار مسمی تیغ طار ویلن تن تھا گریزان ہوئے صاحبقران کو فتح وظفر حاصل ہوئی اہل اسلام نے تمام خیمہ وخرگاہ پیران پنج ابرو کا لوٹ لیا اور ان سواران سپہ دین کا کچھ دور تک تعاقب کیا پھر ہمراہ صاحبقران ذیشان شادی کنان داخل قلعہ دوم سبز نگار ہوئے یہ قلعہ بھی ہاتھ آیا مال واسباب جو کچھ قلعے مین تھا اُس پر قابض ومتصرف ہوئے از حد سب کو خوشی حاصل ہوئے عنایت واعانت خدا سے فتح کفار پر حاصل ہوئی صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے فتحیاب ہوکر قلعہ دوم سبز نگار مین داخل ہوکر سجدہ شکر خداوند عالم کیا بعدہ حکم دیا کہ جو اہل لشکر شہید کام جنگ سے کام آئے ہین اُن کو غسل وکفن دے کر دفن کرو اور جو اہل اسلام زخمی ہوئے ہین اُن کا علاج کیا جاے ملازم حسب الحکم کار بند ہوئے لشکر فرودگاہ سپاہ پر اترا بادشاہ لشکر اہل اسلام ونیز دیگر سرداران سپاہ کی راے سے بزم عشرت آراستہ ہوئی جشن فتحیابی قلعہ دوم کا ہونے لگا نازنینان خوش رو وخوش گلو مع اپنے سازندون کے محفل عیش وعشرت مین حاضر ہوکر اندر قاعدے کے روبرو ئے بادشاہ لشکر اسلام وصاحبقران عالی مقام وجملہ سرداران سپاہ نیکنام کے رقص ونغمہ کرنے لگین اہل بزم خوش وخرم ہوکر گانا اُن کا سننے لگے ازانجملہ ایک نازنین خوش رو وخوش گلو نے بزم عشرت مین روبروئے اہل بزم یہ غزل شروع کی باالحان خوش گانے لگی اہل جلسہ عشرت سننے لگے۔ غزل

رشک اُس کو اگر ملا ہوتا
مین نہ جاتا اگر تو کیا ہوتا
رنج بے حد سے نہین جاتے
ایک دل اور بھی دیا ہوتا
رنج ہوتا اگر نہ تم تھے سا
مجھ سے اتنا تو کہہ دیا ہوتا
اے ستمگر ظالم اگر کیا پیدا
مجھے دشمن بنا دیا ہوتا
وہ کسی سے نہ آشنا ہوگا

غیر دو دن مین مر گیا ہوتا
پہلے مائل ہوئے تھے آپ کہ مین
مجھے یارب اٹھا لیا ہوتا
خلق مین کیا تری کمی ہوتی
عشق ہوتا تو بے مزا ہوتا
غم اٹھانے کو گھر بنایا تھا
تو مجھے بے وفا کیا ہوتا
غم سے پھر دہن تلخ ہوتا کم
مجھ سے ہوتا تو آشنا ہوتا
عاشق زار مر گیا ہوتا

بزم دشمن مین کیون ذلیل ہوا
اتنا انصاف تو کیا ہوتا
ایک جاتا تو دوسرا رہتا
مجھے پیدا نہ گر کیا ہوتا
اُن پہ مائل کیا خراب کیا ہی
تو مجھے اپنا غم دیا ہوتا
دیکھنا شوق مین یہ کہتا ہون
گر کہے بند آنکھ پی لیا ہوتا
بزم دشمن مین تو نے بات نہ کی

نازنین مذکور پھر بالاے غزل مذکور اس خوبی سے بہزار عشوہ وناز وادا گائی کہ اکثر اہل بزم سے بجاے خود اُس کی تعریف کی نازنین کو انعام دیا گیا وہ انعام کثیر لیکر بزم عشرت سے چلی گئی پھر اور ایک مطربہ حاضر بزم عیش ہوکر رقص ونغمہ کرنے لگی اور یون فتح کی مبارکباد دینے لگی۔ سہ

صاحبقران وشاہ زمان وبلند جاہ
روشن ہے جہان مین ترا نام مثل ماہ
ہر روز روز عید ہو ہر شب شب برات

حضرت رہ ہدایت ودین رتبہ دین پناہ
جب تک ہون زیب چرخ شب وروز مہر وماہ
دشمن ہون پائمال ترے شاہ خیرخواہ

قلعہ دوم مین تو جشن فتحیابی قلعہ وخوشی قتل پیران پنج ابرو ہو رہی ہی ہر شخص بادہ عشرت سے سرشار ہی دور دل سے فکر روزگار ہی جس طرف دیکھیے صداے نوشا نوش ہی ہر ایک نغمہ دل سے فکر ودماغ خوش ہی

لیکن اب دو کلمہ داستان ان سواران فراری کے بیان کیے جاتے ہین

کہ جو بعد قتل ہونے پیران رنج ابرو کے میدان جنگ مین اہل اسلام سے فرار ہو کے قلعہ سوم بھاگ گئے
تھے وہ جملہ سواران نابکار فریاد کنان افغان و خیزان در قلعہ سوم پر پہونچے محیط روئین تن
قلعدار قلعہ سوم زرنگار بالاے کرسی زرنگار حلقۂ رفقا مین خوش و خرم بیٹھا ہوا تھا دور ساغر
مئے ناب ہو رہا تھا ساقی گلپیرہن محیط روئین تن وغیرہ کو جام بلورین مین شراب ناب بھر بھر کے
دے رہا تھا محیط روئین تن وغیرہ سب پے دین مشغول میخواری تھے بعض اوس کے رفقا
مین سے اوس سے باادب عرض کر رہے تھے کہ آج پیران رنج ابرو نے مقابلہ و مجادلہ صاحبقران
سے کیا ہے سنتا ہون کہ پیران رنج ابرو نے میدان رزم مین دلیرانہ مقابلہ کیا ہے بعد نیزہ بازی کے
دو مرتبہ ضرب گرز بقوت تمام اپنے حریف پر لگائی ہے کار نمایان کیا ہے محیط روئین تن عالم میخواری
مین اس طرح جواب دے رہا تھا کہ پیران رنج ابرو پہلوان زبردست ہے نہایت قوی بازو ہے بدولت
کا عزیز قریب ہے جنگ آزمودہ ہے سحر بھی ہے اوس پر کوئی فتحیاب ہو محال ہے وہ صاحبقران اور ان کے
تمامی لشکر کو قتل و تباہ و برباد کر دے گا کسی کو زندہ نہ چھوڑے گا مابدولت کے جنگ کرنے کی اب
ضرورت نہو گی کہ یکایک کان مین صداے فریاد و فغان آئی محیط روئین تن نے متردد ہو کر چند
اپنے ملازمان ادنی سے کہا جلد جا کر دریافت تو کرو یہ شور و نالہ و فریاد ہمارے در قلعہ پر کیسا ہے ہماری
حکومت مین کس نے بے خوف و خطر ہو کر کس غریب پر ظلم کیا ہے کیا ہمارا اوس ظالم و جفاکار کو خوف
نہین ہے کیا وہ ستمگار آگاہ نہین ہے کہ مالک و قلعدار اس سرزمین و اس قلعہ کا محیط روئین تن ایسا
فرمانروا عادل و شجاع و بہادر ہے کہ جو اپنا مثل و نظیر روے زمین پر نہین رکھتا ہے قسم ہے خداوند لقا کی کس
کی جس ظالم نے ان بیکسون پر ظلم و ستم کیا ہے ایسی اوس کو سزاے سخت دونگا کہ وہ بھی یاد کرے گا
ملازمان مذکور حسب الحکم محیط روئین تن اوسی وقت دروازۂ قلعہ پر گئے دیکھا کہ ہزارہا سواران
لشکر پیران رنج ابرو گریان و نالان ہین اکثر ان مین زخمی ہین یہ حال دیکھ کر ان سے پوچھا کہ سبب
تمھارے نالہ و فریاد و فغان کا کیا ہے بیان کرو ہمارے آقا و مالک نے ہمین روانہ کر کے تمھارا حال زار
سننے کے منتظر ہین انھون نے بعد گریہ و بکا تمام حال قتل پیران رنج ابرو کا بیان کر کے کہا
ہماری جانب سے بصد ادب محیط روئین تن سے عرض کرنا کہ اب ہم کو کیا حکم ہے حاضر رہین یا کہین
چلے جائین وہ ملازم یہ حال پر از ملال سنکے اندر قلعے کے جا کر روبروے محیط روئین تن استادہ ہو کر
دست بستہ عرض کرنے لگے کہ اے خداوند نعمت ہم حسب الحکم حضور براے دریافت خبر گئے تھے جو کچھ
ہمنے وہان دیکھا ہے اور سنا ہے اوسے ہم فدوی کیا عرض کرین ہم فدویون سے عرض نہین کیا جاتا کہ خبر غم و
الم ہے ہم نمکخوار نہین چاہتے کہ خبر مذکور بیان کر کے حضور کو غمگین کرین اس عالم میخواری و عیش و عشرت
مین خبر غم بیان کرین محیط روئین تن نے متردد ہو کر پوچھا کہ وہ کونسی خبر غم اثر ہے کہ جس کو تم بیان
نہین کر سکتے ہو اور یقین جانتے ہو کہ اس خبر کے سننے سے مجھکو رنج ہوگا انھون نے عرض کیا کہ حضور وہ ایسی
ہی ایک خبر ہے کہ فدویون سے بیان نہین کی جاتی محیط روئین تن نے برہم ہو کے کہا کہ تم ہمارے

غمگین ہونے کا خیال نکرو جلد بیان کرو کہ تردد رفع ہو اُن ملازمون نے جو کچھ اُن سوارون سے سنا
تھا حرف بحرف بیان کیا مجیط روبین تن خبر قتل پیران کج ابرو سنتے ہی بے اختیار اشکبار ہوا
کثرت غم سے بیقرار ہوا وہ شراب اُس کو جام زہر سے بھی بدتر ہو گئی ساغر مے کو ہاتھ سے پھینکدیا رفقا
نے بھی اُس کے میخواری سے ہاتھ اٹھاکر اشکباری شروع کی وہ بزم عیش بزم غم ہو گئی تھوڑی دیر تک
مجیط روبین تن نے گریہ و بکا کرکے اپنے رفقا سے مخاطب ہوکے کہا کہ جائے عجب اور مقام
حیرت ہے کہ صاحبقران نے غوغاے رعد آواز اور پیران کج ابرو کو قتل کیا نہین معلوم
باعث قتل نامبردگان کا کیا ہے شاید خداوند گل نرگس کا عتاب ہے کہ دست اہل اسلام سے اپنے بندگان کو
قتل کروا رہے ہین اہل اسلام سے خوش ہین اپنی خاص پرستش کرنے والون سے ناراض ہین حالانکہ
اہل اسلام اُن کو برا کہتے ہین اُن کی خداوندی کے قائل نہین ہین رفقا نے عرض کیا کہ حضور ہمکو ایسا
ثابت ہوتا ہے کہ اس مین کچھ اسرار ہے جو ہم پر اور آپ پر ابھی آشکار نہین ہے بھلا کب ہو سکتا ہے کہ خداوند
اپنے بندون کو دست اہل اسلام سے قتل کرائین گے اپنے دشمنون سے نیکی کرین گے دوستون سے
دشمنی کرین گے ہان ایک بات ذہن مین آتی ہے شاید یہی وجہ قتل غوغاے رعد آواز و پیران
کج ابرو کی ہوئی ہو کہ ان دونون نے فی زمانہ اُن کی پرستش موقوف کر دی ہوگی یا اُن سے منحرف
ہوگئے ہون گے یا بد اعتقاد ہوگئے ہون گے اور کسی خداوند کی طرف متوجہ ہوئے ہون گے یا اور
کوئی سبب ہوا ہوگا کہ جس کو ہم بیان کر نہین سکتے جیسا کہ قبل اس کے ہم نے عرض کیا ہے کہ اس مین کوئی
راز مخفی ہے مجیط روبین تن نے جواب دیا کہ غوغاے رعد آواز و پیران کج ابرو تو خداوند سے
منحرف نہ تھے ہمکو خوب معلوم ہے ہان ایک اندیشہ ہے اور اُس کا خیال ہے عجب نہین کہ جو ہمکو خیال اس وقت
ہوا ہے وہی امر ہوا ہو لیکن یہ بھی ذہن مین نہین آتا کہ اُس کا انتظام صاحبقران نے کیونکر کیا ہوگا
وہان تک رسائی کیونکر ہوئی ہوگی وہان تو انسان کا گذر ممکن نہین اور بالفرض و محال گذر بھی کسی
تدبیر سے ہوا ہو اور دروازے تک پہونچے بھی ہون تو اندر دروازے کے کیونکر داخل ہوئے
کیونکہ غیر تو درون دروازہ مکان معلومہ مین جا نہین سکتا اگر جانے کا ارادہ کرے تو شمشیر سے
ایک آن مین قتل ہوجائے تاوقتیکہ ایسی کوئی شے اُس کو دستیاب نہو کہ وہ دروازہ معلومہ مکان
کے اندر جانے کی تدبیر نہ بتائے اور وہ شے کسی غیر کو معلوم نہین بجز مخصوص اشخاص کے وہ اشخاص
ایسے معتبر و معتمد ہین اور ایسے امین راز ہین کہ انھون نے ہرگز افشائے راز نہ کیا ہوگا پس ایسی صورت
مین تقاضائے عقل یہی ہے کہ وہ شے دستیاب نہوئی ہوگی کہ جس کے دستیاب ہونے سے ایک
ایسی شے ملے کہ جس کے باعث سے بربادی و قتل و تباہی قلعہ داران و بندگان خداوند
گل نرگس کی ظہور مین آئے رفقاے مذکورہ نے عرض کیا کہ حضور یہ تقریر تو ہم نہ سمجھے عجب پیچیدہ و پوشیدہ
تقریر حضور نے کی ہے امیدوار ہین کہ اس تقریر کو مفصل طور سے ارشاد کرین تاکہ ہم بھی سمجھین
مجیط روبین تن نے جواب دیا کہ جو کچھ ہم نے کہا وہ ہمین جانتے ہین یا دو چار اشخاص اس راز
سے آگاہ تھے یہ راز کہنے کا نہین ہے مبادا دشمنون کو اس راز سے آگاہی ہو جائے انھون نے
عرض کیا کہ یہان تو کوئی اہل اسلام و بدخواہ نہین ہے ہم سب نمک خوار جان نثار رفقاے حضور ہین
مجیط روبین تن نے کہا کہ تم سچ کہتے ہو لیکن کیا تم نے سنا نہین ہے کہ خردمندون نے کہا ہے کہ
دیوار دارد ہم گوش دارد لہذا ہم سے دریافت نکرو ہم اس راز مخفی کو جلی نکرین گے ہرگز بیان

کر بن گئے اپنے ہی دل مین رکھین گے ہنوز محیطار و ہمین تن تقریر کر رہا تھا کہ فرمان حسین سبز قبا
بادشاہ ہر چہار قلعہ حسب الطلب آیا محیطار و ہمین تن اسی وقت بادشاہ مذکور کے پاس گیا دیکھا
کہ بادشاہ کے چہرے پر آثار رنج و ملال و تردد ہین تنہا بیٹھا ہوا ہے کوئی پاس نہین ہے سر جھکائے
ہوئے ہے جب اس نے سر اٹھا کر دیکھا محیطار و ہمین تن نے بادب سلام کیا بادشاہ مذکور نے
اشارہ قریب اپنے بالائی کرسی پر بیٹھنے کا کیا محیطار و ہمین تن قریب تخت حکومت بادشاہ کرسی
زرنگار پر بیٹھ گیا حسین سبز قبا نے کہا کہ اے محیطار و ہمین تن سنا تم نے کہ عوج غاسے
رعد آواز و بہران پنج ابرو قلعہ داران اول و دوم قلعہ دست صاحبقران سے یکے بعد
دیگرے قتل ہوئے سخت حیرت ہوئی دیکھیے اب کیا ہوتا ہے فقط تمہارا اور ہمارا قلعہ باقی ہے صرف
ہم اور تم زندہ ہین بعد تمہارے اور ہمارے اہل اسلام ان دونون قلعون پر قابض و متصرف
ہو جائین گے ہم نے اسوقت تم کو اسواسطے طلب کیا ہے کہ تم سے رائے لین اس بارے مین کہ
اب کیا کرنا چاہیے ان اہل اسلام سے کس طرح پیش آنا چاہیے تمہارا کیا ارادہ ہے اور واقعہ کیسا
حیرت افزا ہے کچھ سمجھ مین نہین آتا ہے کہ جو قلعہ دار صاحبقران سے مقابلہ کرتا ہے وہ مارا جاتا ہے عوج غاسے
رعد آواز و بہران پنج ابرو یکے بعد دیگرے دست صاحبقران سے قتل ہوگئے تم اس
راز سے آگاہ ہو کہ یہ دونون بغیر اس تلوار کے کہ جو تہمیم عالم نے در قلعہ شمشیر جنبان پر سامنے اس
تلوار کے کہ جو خاص واسطے قتل شاہ طلسم برق جادو کے لٹکائی تھی کسی اور تلوار سے کب قتل ہو سکتے
تھے کیا وہی تلوار صاحبقران کو دستیاب ہوگئی ہے ان کے قبضے مین آگئی ہے اسکے انتفا سے عقل تو یہ
نہین ہے کہ ایسا ہی خیال کیا جائے کیونکہ وہان تک جانا ان کا غیر ممکن ہے پھر کیا سبب ہوا ہے کہ یہ دونون
عوج غاسے رعد آواز و بہران پنج ابرو قتل ہوگئے محیطار و ہمین تن نے بادب جواب
دیا کہ اسے بادشاہ جمجاہ مین بھی اسی فکر و تردد مین ہون ہر چند اس بارے مین مین نے بہت فکر
کی مگر کچھ بھی سمجھ مین نہین آیا اگر بعد فکر بسیار ذہن نشین ہوا تو یہ ہوا کہ فی الحال کسی سبب سے خداوند
گل نرگس ناراض ہو گئے ہین اسی وجہ سے عوج غاسے رعد آواز و بہران پنج ابرو کو انہون نے
دست صاحبقران سے قتل کرا ڈالا ہے میرا ارادہ ہے کہ آج کی شب خداوندی کی پرستش کر کے ان کو
کہ اب عتاب نفرمائین اہل اسلام پر مجھکو غالب کرین یقین ہے کہ عرض میری قبول کرین پھر مین طبل جنگ
بجوا کر ہنگام سحر صاحبقران سے مقابلہ کر کے ان کو قتل کرونگا انتقام خون عوج غاسے رعد
آواز و بہران پنج ابرو سرسپیداں لونگا پھر لشکر کو ان کے قتل و تباہ و برباد کر کے دونون
قلعون کو از سر نو اپنے اور حضور کے قبضے مین کرونگا حسین سبز قبا نے کہا کہ تم سچ کہتے ہو تمہاری
رائے ہم پسند کرتے ہین خیر اب جاؤ لاشہ بہران پنج ابرو کا مع لاشہ ان سوارون کے جو چار
لشکر کے قتل ہوئے اٹھاؤ اور پھر طبل جنگ اپنے نام پر بجوا کر صبح کو صاحبقران سے لڑائی کرو قتل
کرو رنج و غم ہمارے دل سے دور کرو محیطار و ہمین تن حسب الحکم بادشاہ مذکور اسی وقت رخصت
ہوکر اپنے قلعے مین آیا ملازمون کو حکم دیا کہ لاشہ بہران پنج ابرو کا میدان جنگ سے اٹھاؤ اور
اسکے لشکر کے سواران مقتول کو بھی میدان جنگ سے اٹھا لاؤ ملازم فی الفور محیطار و ہمین تن
کے حکم کی تعمیل کر آئے محیطار و ہمین تن نے اپنے خداوندی کی پرستش کرنے کی بہت عذر و معذرت اور
اعانت چاہ کر سر شام اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ مدد ہمارے لشکر مین کوس حربی بجایا جائے وقت سحر

ہم صاحبقران سے عرصۂ جنگ مین مقابلہ کرینگے ایک دم مین بضرب گرزگران اُن کو پیوند خاک کرینگے وہ ہم سے کیا لڑ سکتے ہین اور ہمین کیا قتل کر سکتے ہین اول تو ہم روئین تن ہین ہم پر کوئی حربہ اثر کر ہی نہین سکتا ہی دوسرے ایک سبب اور بھی ہی کہ اُس سبب سے کوئی حربۂ جنگ ہم پر اثر نکرے گا ہم سب کو قتل کرینگے کوئی ہمین قتل نکرسکے گا ملازمون نے عرض کیا کہ حضور بجا فرماتے ہین یہ عرض کرکے اُنھون نے نقارہ نوازون سے جا کر کہا حکم محیط روئین تن یہ ہی کہ طبل جنگی بجایا جائے کیونکہ صبح کو ارادہ صاحبقران سے لڑنے کا ہی نقارہ نوازون نے حکم کی تعمیل کی اسی وقت نقارۂ جنگی پر چوب لگائی صداے نقارہ بلند ہوئی ہرکارے جو بامر جاسوسی و خبر رسانی لشکر اسلام کے متعین مقرر تھے وہ تمام حال دریافت کرکے صداے طبل رزمی سنکے جلد تر اپنے آقا و مالک یعنی صاحبقران کی خدمت مین گئے شرائط عبودیت و قواعد فدویانہ بجا لا کر اس طرح ثنا و صفت دعا اپنی زبان پر جاری کرکے خبر نواخت طبل جنگی عرض کرنے لگے کہ بمصداق این

قطعہ

مگر دریچ کس از ہیچ نقصہ استیصال
بجمع لشکر خصمان بتیغ اخضر
نبود اور اخبر باگلوے خصم وصال
زمین سینۂ اعدا بہ تیغ تنگنائی
ز انقلاب امور و تغیر احوال
بہ بردہ مرکب تو دست از صبا و ربود

مثال ساحت میدان بتیغ فلک
کند زبانہ تیغت زبان گردون لال
جہان بعہد تو ہرگز خراب چون گردد
پس آنگہی کہ بنشانی و دوز رخ پنہان
جہان ز ذات تو خالی مباد گرچہ توئی
بہ بستہ حشمت تو راہ بر جنوب و شمال

ز سہم سپاہ تر ابیشتر ز فتح و ظفر
نمونہ سر چوگان تست شکل ہلال
بزاد تیغ تو چندین ہزار بچہ فتح
چو تو بہ رسم دہاقین روی برو ز قتال
ہمیشہ تا ز جہان نیست موضعے خالی
بذات خویش جہانی بگیر و با دحلال

اسوقت یہ نقارہ از سرکار عالی وقار

در قلعہ سوم زر نگار رنگ بصورت مبدل براے جاسوسی گئے تھے قلعہ دار قلعہ سوم زر نگار مسمی محیط روئین تن نے بعد غم و الم کرنے بیران رنج ابرو کے اپنے نام پر طبل جنگ اپنے لشکر مین بجایا ہی ارادہ اُس بد گوہر کا یہ ہی کہ ہنگام سحر بجمعیت اپنی سپاہ کے میدان جنگ مین آکر بد خواہان حضور سے جنگ آزما ہو سوا اس کے یہ معلوم ہوا ہی کہ حسین سبز قبا بادشاہ ہر چہار قلعہ غوغا سے رعد آواز و بیران رنج ابرو کے قتل ہونے سے نہایت محزون و متردد ہی باقی خیریت ہی صاحبقران ذیشان نے فرمایا کہ بعد ہمارے لشکر ظفر اثر مین بھی بتائید ربانی نقارہ رزمی پر چوب لگائی جاے فتح و ظفر شکست و ہزیمت خدا کی مصلحت سے ہوگی جو کچھ اُس کو منظور ہوگا وہ ہوگا انسان کو بالکل اپنے امور کے انصرام مین اختیار نہین ہی دل مین کہا کہ اُس نے اپنے فضل و کرم سے مجھکو لوح طلسمی عطا کرادی مین نے ساحرونکو قتل کیا غوغاے رعد آواز و بیران رنج ابرو وغیرہ کو تہ تیغ کیا اب انشاء اللہ محیط روئین تن کو بھی شمشیر آبدار سے قتل کرونگا ہرکارے حسب الحکم نقارخانے مین گئے نقارچیون سے حکم صاحبقران بیان کیا اُنھون نے اُسی وقت چوب اُٹھا کر بسم اللہ اور آیہ نصر من اللہ و فتح قریب زبان پر جاری کرکے نقارے پر چوب لگائی صداے نقارۂ جنگی لشکر اسلام مین بھی بلند ہوئی دونون طرف تیاری جنگ و جدال خوب ہونے لگی جوانان شمشیر زن اپنی تلوارون پر صیقل کرنے لگے نیزہ باز اپنے نیزون کو دیکھ بھال کر ترکشون مین بھرنے لگے تیر انداز اپنے تیرون کو درست کرنے لگے کمانون کو حسب دلخواہ تیار کرنے لگے پہلوانان صف شکن اپنے اپنے گرز ہاے گاؤ سر کی طرف نظر کرکے نشہ صہباے شجاعت مین جھوم جھوم کے باہم کہنے لگے کہ انشاء اللہ کل یہ گرز گران ہمارے ہین اور سرہاے اعدا ہین نہایت شوق جنگ ہی کہ جلدی سحر ہو میدان جنگ مین جائین زور بازو اپنا پے در پے ضرب گرز لگا کر بہادران لشکر کو دکھائین

لشکر محیط روئین تن مین جو سوار بزدل و ناتجربہ کار جنگ سے ناآشنا تھے اُن کو سخت تردد تھا کہ
جب سے نقارہ جنگی بجا تھا خوف جان سے دل اُن کے دھڑک رہے تھے چہرہ زرد تھا حواس باختہ تھے
جس جس جگہ چند بزدل بیٹھے ہوئے تھے باہم کہتے تھے کہ بھائیو غضب ہوا آج طبل جنگی بجایا گیا سامان جنگ
ہو رہا ہی کل صبح کو میدان جنگ مین لڑائی ہوگی ہم کو بھی مسلح ہو کر میدان جنگ مین جانا پڑے گا کیونکہ چہرہ
اپنا بھی سوارون مین لکھا ہی ایک مدت سے ملازم ہین برسون سے محیط روئین تن و حسین
سبز قبا کے تنخوار ہین جنگاہ مین برق شمشیر چمکے گی کشت و خون بہت ہوگا ہر ایک سوار اپنے حریف کو
تہ تیغ کرے گا اگر جنگ مغلوبہ ہوئی تو اور غضب ہوا دونون لشکر باہم ملجائین گے اضطراب و بدحواسی مین
اُسوقت جو کوئی کسی کے سامنے آئے گا وہ اُس کو اپنا دشمن جان کر تیغ و تبر و گرز و تیر لگا کر قتل کرے گا
خواہ وہ اُس کا دشمن ہو یا دوست ہو ہمنے آج تک کوئی لڑائی نہین دیکھی نہ شریک جنگ ہوئے نہ کسی کو
قتل کیا نہ کسی کے ہاتھ سے کوئی زخم کھایا جب سے یہان نوکری ہوئی چہرہ سوارون مین لکھا گیا راحت و
آرام سے شب و روز زندگی بسر کی کوئی لڑائی حسین سبز قبا و محیط روئین تن کسی دشمن سے
اپنے کبھی نہین لڑے آج یہ آفت تازہ اور بلاے ناگہانی درپیش ہوئی ہی کہ طبل جنگ بجایا گیا ہی لڑائی مین
خوف جان ضرور ہی اگر ہم کسی دشمن کی ضرب سے قتل ہوئے تو آہ اپنی جان سے گئے جوانی ہماری
خاک مین ملگئی اگر میدان جنگ سے بھاگے تو سر میدان ذلت حاصل ہوگی اگر ہم نہ لڑے نہ بھاگے
فقط صف لشکر مین کھڑے ہوئے اور ہمارے سامنے کشت و خون ہوا تو بھی ہم سے خونریزی دیکھی نجائیگی
خون ہمارا اُبلتا ہی بارہا آزمایا ہی کہ جب کسی مرغ یا کبوتر کو کسی نے ہمارے سامنے ذبح کیا ہی اور اُس کے
گلے سے خون نکلا ہی اور وہ زمین پر تڑپا ہی تو دیکھتے ہی اُس مرغ بسمل کو ہمین غش ایسا آیا ہی کہ قریب مرگ
ہوگئے ہین دانت بیٹھ گئے ہین آنکھین پتھرا گئی ہین عزیز و اقارب و احباب ہماری ردی حالت پر نظر
کرکے رونے پیٹنے لگے ہین نالہ و فریاد کرنے لگے ہین سامان خرید کفن و تیاری قبر کا کرنے لگے ہین جب
بڑی مشکل اور بڑی دیر مین ہمکو تدبیر کلی سے ہوش آیا ہی تو سب عزیز و اقارب و احبا کو خوشی حاصل
ہوئی ہی ہمارے والدین نے خدا اُن کو داخل جنت کرے ہمین بڑے ناز و نعم سے پالا ہی کیونکہ اول تو
الفت پدری و مادری دوسرے وہ صاحب مال و دولت تھے نوکر چاکر اندر باہر رہتے تھے اسپ و فیل
بھی اصطبل خانہ اور فیلخانہ مین تھے مگر کبھی ہم خوف سے سوار نہوتے تھے اگر کبھی والد ہمارے یا عزیزان
دیگر ہم کو گھوڑے کی پشت پر بٹھا دیتے تھے باوجود اس کے کہ ہم نوجوان تھے لیکن خوف سے بے اختیار
رونے لگتے تھے بلکہ غش لگتے تھے اس اندیشہ سے کہ کہین گر نہ پڑین چوٹ نہ لگے یا گرنے مین پامال ہم نہ
ہو جائین لوگ دوڑ کر ہمکو گھوڑے سے اُتار لیتے تھے آنسو ہمارے پونچھتے تھے بالفت و شفقت پیش
آتے تھے علی الخصوص والدین از حد ہمپر الطاف کرتے تھے اُس روز ضرور صدقہ ہم پر سے اُتارا جاتا
تھا اور فیل کے اوپر سوار ہونا تو کجا کبھی ہاتھی کے سامنے بھی مارے ڈر کے نہ جاتے تھے ایسے
خائف اور بودے تھے کہ گھر سے باہر بھی نہ نکلتے تھے عورتون میں شب و روز رہا کرتے تھے محل تھا
اور ہم تھے اگر بروز عید فطر یا بروز عید الضحیٰ والد وغیرہ بزرگون کے کہنے سے عیدگاہ تک جاتے تھے
تو بڑا اہتمام کیا جاتا تھا چند ملازم ہمارے راست و چپ اور پشت و روبرو ہوتے تھے درمیان مین اُنکے
ہم اپنے والد کے ساتھ ہاتھ اُن کا پکڑے ہوئے نہایت ڈرتے ہوئے جاتے تھے راہ مین اگر گھوڑا یا
ہاتھی یا اونٹ یا بگھی کہین ملجاتی تھی تو نہایت خائف و ترسان ہو کر چیخ کر اپنے باپ سے لپٹ جاتے تھے

وہ اپنے دور تسلی و تشفی دے کر پیار کرتے تھے فی الفور ہمین اپنی آغوش مین اٹھا لیتے تھے سینے و جگر
سے لپٹا لیتے تھے اور پھر اثنائے راہ سے ہمین گھر مین لے آتے تھے عیدگاہ تک نہ لیے جاتے تھے ہم جس
بات پر ہٹ کرتے تھے جس چیز کے لینے کی ضد کرتے تھے والدین ہمارے حسب منشا ہماری خوشی کے عمل
کرتے تھے کبھی انھون نے ہمارے اوپر غصہ نہین کیا نظر تند و تیز سے کبھی نہین دیکھا پھول کی چھڑی بھی
کبھی ہمارے تن نازک و ناتوان پر نہین لگائی جب انھون نے انتقال کیا وہ مال و دولت والدین ہمنے
اپنی نادانی سے تھوڑی مدت مین صرف کر ڈالا بلائے تکلیف نے صورت نازیبا اپنی دکھائی چونکہ زمانہ حیات
والدین مین عقد ہمارا بڑی دھوم سے ہو چکا تھا بعد رحلت والدین ہم صاحب اولاد ہوئے تھے اہل و عیال
کی فاقہ کشی دیکھی نہ گئی مجبور و لاچار ہو کر ملازمت اختیار کی مختصر یہ کہ ہمین تن و حسین سیر قلعہ بادشاہ
ہر چہار قلعہ کی خدمت مین حاضر ہو کر درخواست نوکری کی دی حسن تقدیر سے جبر و سوارون مین لکھ گیا
گھوڑا سواری کو مع آلات حرب و ضرب ملا جب سے اب تک ماہ بماہ زر تنخواہ وصول کر کے ہم مع اہل و عیال
عشرت سے بسر کرتے تھے زمانہ حیات تکلیف سے بسر ہوتا تھا اب یہان سامان بیڈھب ہے طبل جنگ
بج چکا ہے تیاری جنگ ہو رہی ہے کل صبح کو قیامت کا سامنا ہے حریفون سے مقابلہ ہے ہمین آج تک تلوار کا لگانا
نیزے سے دشمن کو قتل کرنا اچھی طرح گھوڑے پر بیٹھنا کچھ بھی معلوم نہین ہے یہ ہتھیار فقط دکھانے کے واسطے
حکم حاکم سے ہم نے اپنے تن پر آراستہ کئے ہین والا ہمین مطلق فنون سپہ گری سے آگاہی نہین ہے پس ہمارا
جنگاہ مین جانا بیکار ہے ہم سے لڑا بھڑا ہرگز نہ جاسکے گا نہ ہم متحمل زخمی ہونے کے ہون گے مقام غور و انصاف
ہے کہ جب ہم نے اپنے تن نازک پر پھولون کی چھڑی کبھی نہین کھائی ہے تو زخم تیغ و تبر و نیزہ و گرز وغیرہ ہم اپنے
اس تن پروردہ ناز و نعمت پر کیونکر کھائین گے اور کیونکر متحمل ایذا اسکے زخم کے ہون گے ایک ہی ضرب دشمن
سے گھوڑے سے گر پڑین گے مرغ بسمل کی طرح زمین پر تڑپین گے خاک پر ایڑیان رگڑین گے کوئی نابکار ایسی حالت
مین ہماری خبر نہ لے گا گھوڑون کے سمون کے نیچے آجائین گے پامال سم اسپان ہو جائین گے کسی نامعقول کو
ہمارا خیال بھی نہو گا نہ ملال ہو گا بیوی پیاری ہماری بیوہ ہو جائے گی بچے یتیم ہو جائین گے گور و
کفن بھی نصیب نہو گا لاشہ میدان جنگ مین پڑا رہے گا شب کو درندے گزندے آکر گوشت ہمارا
مزے سے برغبت کھا لین گے اسکے ہڈیان بھی چبا لین گے ہمارے لاشہ کا نام و نشان بھی نہ رکھین گے
اہل و عیال ہمارے غم و الم مین ہمارے روتے روتے مر جائین گے کوئی ان کو تسلی و تشفی بھی نہ دے گا نہ کوئی
ان کی خبر لے گا ایسی نوکری سے ہم باز آئے کہ جس نوکری مین جان جائے اہل و عیال تباہ و برباد و غمگین
ہو کر مر جائین صاف صاف تو یہ ہے کہ ہم نے نوکری واسطے جان دینے اور سر اپنا تیغ دشمن سے کٹانے کے
واسطے نہین کی ہے فقط اپنی تن پروری و شکم پروری اور اہل و عیال کی بسر اوقات کے واسطے کی ہے جان
عزیز ایسی شے ہے ہم سے ہرگز نہ دیجائے گی کوئی ہمین برا کہے یا بھلا کہے اگر کوئی بزدل و نامرد کہے گا تو کہے ہم
اس کے کہنے سے نامرد نہو جائین گے ہمارے کئی لڑکے لڑکیان موجود ہین اور بیوی حاملہ بھی ہے ہم نامرد
کیونکر ہونے لگے اب رہا بزدل ہونا یہ اعتراض بھی کہنے والون کا بیجا و درست نہین یہ محض عقلمندی ہے کہ انسان
اپنی جان کی حفاظت کرے اپنے تئین ضرر سے بچائے جہان لڑائی ہوتی ہو وہان سے ٹل جائے جان اپنی
ایسے مقام خوفناک پر خطر کر ندے دیدہ و دانستہ باعث اپنے مرگ کا نہو اگر معترض اور بدگو اس قول کو
ہمارے کہ مدلل ہے اور صحیح ہے تسلیم نکرے تو نکرے ہمین قدر اس کا دل چاہے برا کہے چاہے بزدل کہے چاہے
نامرد کہے ہم تو کہتے ہین برا کہنے والے بڑے بڑون کو برا کہتے ہین لوگ بادشاہون کو امیرون کو اولیا کو

برا کہتے ہین اُن کے بُرا کہنے سے وہ بُرے ہو نہین جاتے ہین بہت تجھے اکثر آدمی نیکون کو بُرا کہتے ہین
ذرا تاریکی شب محیط عالم ہوجائے تو لشکر محیط اروہین تن سے نکلکر اپنے گھر کا راستہ لین اپنے اہل و عیال
مین جاکر شب بسر کرین چین سے بیخوف و خطر سوئین صبح کو رزق دینے والا رزق پہونچائے گا یہان کی
نوکری سے دست بردار ہوئے کہین کسی کی نوکری کرلین گے اگر نوکری نملے گی تو بھیک مانگین گے بہر طور
اپنی زندگی بسر کرین گے لیکن یہان اپنی جان ندین گے قربان ایسی نوکری کے کہ جس نوکری مین جان جائے
اہل و عیال تباہ و برباد ہوکر مرجائین ہمارے مان باپ نے اس روز بد کے واسطے ہمین نہین پالا تھا کہ میدان
جنگ مین دشمنون کے ہاتھ سے ٹکڑے ٹکڑے پرزے پرزے اعضا ہوکر جان جائے جان کا دینا دشمنون
سے لڑنا زخمی ہونا یہ عقلمندی نہین ہے بلکہ جہالت ہے لیسے ہم جاہل نہین ہین کہ جو اپنے نفع و ضرر کو نہ سمجھین
یہ باتین کرکے خاموش ہوئے جب ہنگام شب آیا تاریکی محیط عالم ہوئی وہ سب نامرد و بزدل باتفاق رائے
اپنے بسترون سے اُٹھکر اپنے گھرون کی طرف چلے اکثر جوانان لشکر نے جو اُن سے پوچھا کہ اسوقت گھبرائے
ہوئے کہان جاتے ہو خیر تو ہے اُنھون نے جواب دیا کہ ہان جان کی خیر ہے بضرورت جاتے ہین ابھی آتے
ہین یہ کہتے ہوئے سیدھے اپنے گھرون کو چلے گئے اکثر سواران لشکر امید و بیم مین تھے اکثر کہتے تھے کہ دیکھیے
کل فتح ہوتی ہے یا شکست وہ سواران نابکار جو لشکر غوغائے رعد آواز و ہیران تیغ ابرو کی سیاہ
ستی تھے وہ باہم یہ عہد کیے تھے کہ جب تک محیط روہین تن قتل نہوگا جنگاہ مین رہین گے جس وقت
محیط روہین تن دست صاحبقران سے مانند غوغائے رعد آواز و ہیران تیغ ابرو کے
قتل ہوگا اسی وقت میدان جنگ سے گریزان ہون گے ایک دم بھی پھر وہان قیام نہ کرین گے اور جو سوار
ستور شعار تھے وہ تیاری جنگ مین مصروف تھے ارادہ اُن کا لڑنے مرنے کا تھا غرضکہ دونون لشکرون مین
شب بھر خوب تیاری لڑائی کی ہوئی جب وہ وقت آیا کہ بمصداق

نظم

سحر سے ہوا جلوہ گر آسمان
رہا کچھ سیاہی شب کا نشان + ہوئی روشنی آسمان پر عیان
لگے ہونے آنکھون سے تارے نہان + ہوا مؤذن اذان ہو کے پھر [illegible]
ہوئی بانگ اللہ اکبر بلند + لگی چلنے جب دم نسیم سحر
لگے ہونے ہر طرف جا نور + [illegible] طاعت سب نیاز
لگے بسترون سے برائے نماز

صاحبقران و بادشاہ لشکر اہل اسلام و جملہ سرداران عالی مقام و تمام مردمان
لشکر بھی برائے طاعت داور خواب غفلت سے ہوشیار ہوکر اپنے اپنے بستر سے اُٹھے بعد وضو آمادہ طاعت
باری تعالی ہوئے صفین آراستہ ہوئین بعد اذان و اقامت تکبیر تحریمۃ الاحرام کہی گئی نماز بجماعت ہونے
لگی جب اتمام نماز و وظیفہ و دعائے فتح و ظفر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے کمر بندی کا حکم
دیا جملہ اہل اسلام حسب الحکم صاحبقران نیکنام جلد جلد مسلح و مکمل ہونے لگے تھوڑی دیر مین سب مسلح
ہوئے صاحبقران نے بھی اپنے تن پر آلات حرب و ضرب زرہ پہنکر آراستہ کیے پھر صاحبقران
ذیجاہ اپنی بارگاہ سے برآمد ہوئے جملہ سرداران سپاہ نے با دب سلام کیا امیر با توقیر نے جواب سلام
دے کر اُن سب کو ہمراہ لیکر دربارگاہ بادشاہ عالیجاہ پر جاکر توقف کیا ناگاہ پردہ بارگاہ کا اٹھا
بادشاہ موصوف بالاے تخت زرین اس طرح نظر آئے کہ تاج بر سر قبائے شاہی در بر کمربان نوجوان
نوجوان حسین و خوش رو اپنے دوش پر تخت زرین اُٹھائے ہوئے نقیبان نے با آواز بلند کہا ظل اللہ [illegible]
سبھون نے سوے دربارگاہ نظر کی پھر نقیبان نے پکار کر کہا اے ظل اللہ نگاہ روبرو بادشاہ ممدوح نے
دیکھا کہ صاحبقران و جملہ سرداران سپاہ نے حسب قاعدہ با دب تمام سلام کیا بادشاہ ممدوح نے
حسب دستور سلام لیکر اشارہ سوار ہونے کا کیا صاحبقران و جملہ سرداران لشکر [illegible]

سوار ہوئے تمام لشکری بھی اپنے گھوڑون پر سوار ہوئے ڈنکے پر چوٹ پڑی حسب دستور سواری بادشاہ بخدم و حشم و بشان و شوکت و تجمل مع تمام جلوس لشکر ظفر اثر جانب میدان رزم روان ہوئی اُس وقت روانی لشکر اہل اسلام کی قابل دید تھی جب سواری بادشاہ ممدوح بانشان بادبہاری کے میدان جنگ مین آئی سنو سواری بادشاہ ممدوح جنگاہ مین پہونچی ہی تھی کہ اُس طرف سے چھیطر روئین تن ساٹھ ہزار سوارون کی جمعیت سے گرگدن پر سوار بصد کبر و غرور و چین بجبین میدان جنگ مین آیا لشکر نشین صاحبقران پر نظر کرکے حیران ہوا تا دیر بنظر تند و تیز دیکھا کیا پھر دونون طرف سے بیلدار و بیلچہ بردار موافق قاعدہ واسطے درستی میدان جنگ کے نکلے انھون نے جھاڑی جھنڈی کاٹ کر خس و خاشاک دور کرکے پست و بلند و ناہموار زمین کو جلد جلد ہموار کیا پھر سقون نے آب پاشی سے میدان رزم کو سرد کیا گرد و غبار کو دفع کیا بعدہ دونون جانب حسب دلخواہ صف آرائی ہوئی میمنہ میسرہ ساقہ و کمینگاہ ہر ایک لشکر کا جوانان پر جگر سے مزین و آراستہ کیا گیا ایسے ہنگام مین لشکر اہل اسلام کی طرف سے نقیبان خوش تقریر اور چھیطر روئین تن کی سپاہ سے کرکیت واسطے آمادہ جنگ کرنے جوانان لشکر کے نکلے وسط میدان جنگ مین ٹھہر کر اول نقیبان مذکور نے جوانان سپاہ اہل اسلام سے مخاطب ہو کر باواز بلند کہا کہ اے بہادران بے مثال و اے دلاوران ذی کمال آگاہ ہو کہ تمھارے آبا و اجداد بڑے نامی و نامور تھے اخبار سے ثابت ہوتا ہے کہ سپہگری مین وہ یکتائے روزگار اور شجاعت و ہمت مین وحید دہر تھے یکہ و تنہا میدان جنگ مین ہزارون اعدا سے باحواس ہو کر ثبات قدمی اختیار کرکے شیرانہ لڑتے تھے تیغ آبدار سے اپنے دشمنون کو قتل کرتے تھے اُن کی برق شمشیر خرمن جمعیت اعدا کو جلا کر خاک کر دیتی تھی میمنہ میسرہ فوج دشمن کا حملہ شیرانہ کرکے درہم و برہم کر دیتے تھے اعدا اُن کی ہمت سے بھاگتے تھے صف شکن و تیغ زن مشہور تھے اکیلے ہزارون دشمنون سے لڑ کر اُن کو میدان مصاف سے بھگا دیتے تھے ہجوم اعدا سے گھبراتے نہ تھے شیرانہ نعرے کرتے تھے بڑھ بڑھ کر اپنے حریفون سے لڑتے تھے اگر دست اعدا سے زخمی ہوتے تھے تو پھر اُن کو غصہ زیادہ آتا تھا حالت زخمداری مین کچھ خیال اپنے زخمی ہونے کا نہ کرکے یون دشمنون پر حملہ ور ہوتے تھے کہ جیسے شیر گرسنہ گلہ گوسفندان پر حملہ کرے اگرچہ وہ دنیا مین نرہے لیکن شجاعت اُن کی اب تک زبان زد خلائق ہے ایسے ایسے کار ہائے نمایان لڑائیون مین وہ کر گئے ہین کہ اہل دنیا کو اب تک یاد ہین اخبارون مین حال شجاعت اُن کا درج ہے تم سب بھی انھین کے فرزند ہو انھین کے خون و جگر ہو شجاعت و بہادری مین مانند انھین کے ہو ورثہ مین شجاعت بھی آئی ہے لہذا تم کو بھی لازم ہے کہ مثل اپنے جد و آبا کے جنگاہ مین شجاعت اپنی ظاہر کرو دیکھو آج سامنا کفار سے ہے لشکر چھیطر روئین تن میدان مین صف آرا ہے ہر ایک سوار لشکر کفار کا تم سے آمادہ جنگ و کارزار ہے جان دینے اور مرنے پر تیار ہے ہر ایک ان مین تمھارا دشمن جان ہے تم بھی ان کو تاک رکھو ہنگام جنگ ٹوک ٹوک کر شیرانہ نعرے کرکے ان بیدینون کو تہ تیغ کرنا جمعیت کفار کو پراگندہ کر دینا ثبات قدمی اختیار کرنا بڑھ بڑھ کر لڑنا قدم پیچھے نہ ہٹانا خوف جان سے ارادہ بھاگنے کا نکرنا رو برو بہادرون کے ذلیل و بے عزت ہونا اپنی اور اپنے بزرگون کی عزت و آبرو کا خیال رکھنا مانند اپنے بزرگون کے مقابلہ و مجادلہ کرنا اپنے آبا و اجداد کا سر میدان نام روشن کرنا تم سب اہل اسلام ہو کافرون سے لڑائی ہے حق و باطل کا سامنا ہے ذرا حمیت دین اسلام کا خیال رکھنا عزت و آبرو کا دھیان رہے کافرون سے مغلوب ہونا فروغ دین اسلام مین نہایت کوشش کرنا لڑائی مین ہمت نہ ہارنا

دنیا اور اہل دنیا دونون بے ثبات ہین کوئی دنیا مین ہمیشہ رہا ہی نہ رہیگا آخر ایکبار ضرور مرنا ہی دنیا سے سوئے عدم جانا ہی مناسب یہی ہی کہ بے خوف و خطر دشمنون سے لڑو اگر اعدا کو قتل کیا تو مثل آبا و اجداد اپنے کے تم بھی شجاع و بہادر مشہور عالم ہوگے نامی و نامور ہوگے خلعت و انعام پاؤگے عہدے تمھارے بڑھین گے بہادرون مین محسوب ہوگے اور اگر ہنگام جنگ دست دشمنان سے قتل ہو جاؤگے تو بھی تمھارے حق مین بہتر ہوگا غازی و جوانمرد کہلاؤگے آخرت مین اجر ان کا فزون سے لڑنے کا پاؤگے اور یہ بھی خیال رکھو کہ اگر اجل تمھاری نہین آئی ہی تو کسی دشمن سے لڑائی مین قتل نہوگے قضا تمھاری خود تمھاری حافظ رہے گی تیغ و تیر و نیزہ و گرز دشمنان بے دین سے ہلاک نہوگے اور اگر وقت اجل آگیا ہی تو کسی طرح جانبر نہوگے اگر بخوف جان میدان جنگ سے گریزان بھی ہوگے تو بھی اجل تمھاری سد راہ ہوگی بخوبی بھاگ نہ سکوگے کہ قضا از نخیرپا ہوجائیگی کسی دشمن کی ضرب تیغ وغیرہ سے ضرور قتل ہو جاؤگے زندہ نہ رہوگے بس ایسی حالت مین بھاگنا اور ہنگام جنگ دشمنون سے پسپا ہونا نہایت نادانی ہی کبھی عقلمند و دلاور میدان جنگ سے نہین پھرتے سر کٹ جاتا ہی مگر پاؤن جنگاہ سے نہین ہٹاتے تم بھی نادان نہین ہو عاقل و دانا ہو اپنے نیک و بد امور پر نظر کرو بھاگنے پر لڑنے کو ترجیح دو ہمارے اس قول پر ضرور عمل کرو کل دشمنان بے دین سے دلیرانہ لڑو ان سب کو وقت مقابلہ قتل کرو یون جوہر اپنی تیغ شجاعت کے دکھاؤ کہ بمصداق نظم مؤلف

سپر ہاتھ مین ہو نہ وقت مصافت
بچانے سپر و کو سینہ پہ وار
ہر اک ضرب شمشیر ایسی تو ہو
کہین سب شہیدین مرحبا مرحبا

علم کرکے شمشیر الماس رنگ
گلے دیتے ہین تم سے ہم صاف صاف
دلیرانہ آگے بڑھا کر قدم
کہ اک وار مین دشمن جان ہو دو

نیامون کو توڑ دو بہ ہنگام جنگ
کرے وار جب دشمن نابکار
علمدار لشکر سے کہیو مسلم
کرو اس طرح دشمنون سے وغا

لشکر کفار کے کرگیا تباہ لشکر کہ جوانون سے متوجہ ہو کر اس طرح باآواز بلند ان سے کہتے تھے کہ اے جوانان شمشیر زن والے لشکریان محیط رو بین تن آگاہ ہو کہ آج سامنا اہل اسلام کا ہی یہ وہ لوگ ہین کہ تمھارے دشمن جان و ایمان ہین ان کو قتل کرنا لازم ہی کیونکہ نہایت سرکش ہین اپنے دین کا فروغ چاہتے ہین اور دین دنیا سے مٹانا چاہتے ہین ہمارے نزدیک ان کا قتل کرنا ضرور ہی یہ لوگ تمھارے خداوند کی پرستش نہین کرتے اُن کو برا کہتے ہین سوا اس کے آمادہ شر و فساد پر ہین تم بھی ان کو ہنگام جنگ زندہ نچھوڑنا ان کی خونریزی مین کوشش کرنا حتے الامکان ان مین سے کسی کا نام و نشان نرکھنا اس سرزمین سے ان کو زندہ جانے ندینا انھون نے یہان آکر بے دیپے صدمہ و رنج دیا ہی غوغا سے رعد آواز و بہران کج ابرو کو کہ جو پہلوانان بے مثل و نظیر تھے انھین قتل کیا ہی آج تم اُن کے خون کا ان سے انتقام لینا ہنگام رزم دلیرانہ ان کو قتل کرنا خداوند تم سے خوش ہونگے محیط رو بین تن اور حسین سنبر قبا بادشاہ جنگلے ہم اور تم نمکخوار ہین وہ بھی تم سے رضامند ہو کر خلعت و انعام دینگے دیکھو دنیا بے ثبات ہی اور اہل دنیا فانی ہین حیات چند روزہ کے واسطے دنیا مین پیدا ہوئے ہو ایک دن تم کو مرنا ضرور ہی جس طرح کہ آبا و اجداد تمھارے دنیا مین نرہے یاد رکھو کہ تم بھی نرہوگے اجل کو اپنے سے دور نہ سمجھو کہ بمصداق این شعر

اجل لگا ہوئے تاک ہر کسی پر ہی	بہوش باش کہ عالم رواروی پر ہی

زمانہ ایک حال پر نہین رہتا ہی نہ انسان ہمیشہ زندہ رہ سکتا ہی بس مناسب ہی کہ حیات چند روزہ مین وہ کام دنیا مین انسان کرجائے

کہ بعد مرنے کے اہل دنیا اُن کو یاد کرین مطلب ہمارا اس تقریر سے یہ ہی کہ آج تم بھی اس میدان جنگ مین ان مسلمانون سے ایسا لڑو کہ لڑائی تمھاری یادگار رہے یہ کہکر گرگیت اور نقیب وسط میدان جنگ سے علحدہ ہوئے اُسوقت دونون لشکرون کے جوان بے ثباتی دنیا اور اہل دنیا پر نظر کرکے گرگیت اور نقبا کی تقریر سنکے ایسے آمادہ جنگ ہوئے کہ مرگ کو بہتر از حیات جاننے لگے جو پہلے نام ہوئے جوش شجاعت سے بے اختیار اپنے حریفون پر ارادہ حملہ کرنے کا کیا قبضون پر تلوارون کے ہاتھ ڈالے صفون سے نکلنے کا ارادہ کیا کہ یکایک سب کے پہلے محیط روئین تن نے جوش شجاعت مین اپنا گردن بڑھاکر وسط میدان جنگ مین آکر اہل اسلام کی طرف دیکھکر باواز بلند کہا کہ اے اہل اسلام تم سب مین وہ کون ہی کہ جس کا نام صاحبقران ہی اور تو نہا سے رعدآوازو ہیران پیچ ابرو کا قاتل ہی چاہتا ہون کہ وہی میرے مقابلے کو آئے مجھسے جنگ آزما ہو یہ تقریر اُس کی سنکے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ بادشاہ لشکر اہل اسلام سے اذن جنگ حاصل کرکے لوح طلسمی کو بامینانیت دیکھنے لگے کہ محیط روئین تن سے کیونکر مقابلہ و مجادلہ کیا جائے اور یہ نابکار کیونکر قتل ہوگا تدبیر اس کے قتل کرنے کی کیا ہی لوح طلسمی نے جو کچھ ہدایت کی صاحبقران نے اُس کو یاد کرکے مرکب اپنا بڑھایا جب روبرو حریف نامدار کے پہونچے مرکب کو روک کر کہا کہ اے جوان جس کو تونے طلب کیا تھا وہ مین ہی ہون سب لوگ مجھی کو صاحبقران کہتے ہین مین نے ہی نہا سے رعد آواز و ہیران پیچ ابرو کو قتل کیا ہی اسوقت تجکو بھی مین اگر چاہا خداوند عالم نے تو قتل کرونگا میری شمشیر آبدار خونریز کفار ہی صدہا بلکہ ہزارہا کافران قوی بازو کو مین نے قتل کیا ہی شجاعت میری مشہور عالم ہی محیط روئین تن نے بصد غرور و تکبر جواب مین یہ اشعار رجز اپنی زبان پر لاکر اپنی شجاعت و بہادری ظاہر کی کہ نظم مولف

نہین میرا ثانی کوئی پُر غضب
سمجھتا ہون شیر ژیان کو غزال
نہین ہی مرا قول کذب و غلاف
لگاؤن اگر ضرب گرز گران
تو سمجھون لئے پشہ ناتوان
اُسے تجسے میدان مین گر کوئی دیو
مرے تن پہ ہرگز نہ ہوگا اثر
نہین کوئی ایسا بروے زمین
بھلا تم کروگے مجھے قتل کیا

اگر نعرہ زن ہون مین وقت ستیز
بہنگام حرب و جدال و قتال
کسی سے نہین بند مین جنگ مین
عدو کا نہ باقی رہے پھر نشان
ہوئے سرکشان جہان مجھسے پست
گریزان ہوسکتے ہی میرا غریو
یل نامور صفدر و صف شکن
جو تجکو کرے قتل از روے کین

مین ہون وہ جہان مین یل نامور
تو کیسے شیر بھی ڈر کے راہ گریز
مری تیغ بران ہی خارا شگاف
در آتا ہی نیزہ مرا سنگ مین
مقابل ہو گر مجھسے پیل دمان
کبھی بار لشکر کو دی ہی شکست
لگاے عدو گرچہ تیغ و تبر
محیط دلاور ہون مین روئین تن
یہان لائی ہی خود تمھاری قضا

مین وہ بہادر ہون کہ دلیران روے زمین مجھسے زیر و پست ہین میرے نزدیک مثل پشتون کے فیلان مست ہین میری ضرب گرز گران کی پناہ نہین میری نظر مین کچھ بھی یہ تمھاری سپاہ نہین ایک حملے مین سب کو بھگا دونگا تم کو قتل کرکے جو کہتا ہون لوگون کو دکھا دونگا دنیا مین میرا مثل و نظیر نہین ہی مجکو جنگ مین ضرورت شمشیر نہین ہی علاوہ ضرب گرز گران کے ضرب مشت میری برلیے ہلاک عدو کافی ہی نعرہ شیرانہ میرا بہر میدان جنگ براے پرواز مرغ روح عدو وافی ہی جس کو نظر تند سے دیکھون وہ کثرت خوف سے ہلاک ہوجاے مرے خرمن تن پر برق شمشیر میری گرے وہ جلکر خاک ہوجاے رستم پیلتن شاید میرے خوف سے

گوشۂ قبر مین پنہان ہوا ہی قابل میرے زور و قوت بازو کا ایک جہان ہوا ہی دلیران عالم میرے
حلقہ بگوش ہین میرے مطیع دلیران صاحب عقل و ہوش ہین مین بھی مانند اسفندیار کے روئین تن ہون
مشہور جہان صفدر و صف شکن ہون مین وہ بہادر ہون کہ قدم بڑھا کر کبھی پیچھے نہین ہٹاتا ہین وہ
کوہ گران ہون کہ کوئی حریف مجکو پشت تا کر گردن سے نہین اُٹھاتا وہ مجھ سے آمادہ جنگ ہو جو شخص
اپنی زندگی سے تنگ ہو تلوار میری حریف کو راستہ ملک عدم کا بتاتی ہی ضرب گرز گران میری دشمن کو
خاک مین ملاتی ہی خنجر میرا تشنہ خون دشمن ہی خوف ضرب سنان نیزہ میرے سے نیلگون چرخ کہن ہی
فنون سپہگری مین طاق ہون شجاعت و دلاوری مین شہرۂ آفاق ہون سوائے حسینان سبز قبا
بادشاہ ذیجاہ اکثر سلاطین جہان مجھسے خائف و ترسان ہین سرکشان دنیا میرے قہر و غضب سے
لرزان ہین دم جنگ جنون کو مجھ سے جان بچانا دشوار ہو اگر ان سے میدان مصاف مین کارزار
ہو مرد میدان نبرد ہون قلعہ دار قلعہ زرد ہون شیر بیشۂ شجاعت ہون نہنگ دریائے شہامت ہون
فرمانروائے اقلیم بہادری ہون شہنشاہ کشور دلاوری ہون جرأت مین منتخب روزگار ہون مرد میدان
کارزار ہون محیط روئین تن ہون شجاع و صفدر و صف شکن ہون میری ضرب گرز سے جانبر
ہونا محال ہی قوت میری رشک طاقت رستم و زال ہی محیط روئین تن تا دیر تقریر کر کے
خاموش ہوا جبتک اُس نے اپنی تعریف کی صاحبقران نے سپہری آئینہ دوبارہ پر این نیت لوح کو دیکھا
کہ محیط روئین تن کو کیونکر قتل کرنا چاہیے لوح طلسمی سے جو کچھ ہدایت کی صاحبقران
نے اُسے یاد رکھا جب محیط روئین تن اپنی قوت و شجاعت کی ثنا کر چکا صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ نے برہم ہو کر جواب دیا کہ او مغرور متکبر بے حد تو نے اپنی شجاعت کی ثنا کی قول
تیرا غلط ہی آگاہ ہو کہ بے مثل و نظیر ذات خدا ہی عبث تجکو اپنی شجاعت پر ناز ہوا اور دعوائے یکتائی
ہی تجھ ایسے بہت سے بہادر خدا نے پیدا کئے ہین مانند اسفندیار کے کہ وہ بھی روئین تن تھا
اب بھی تجھسے زیادہ قوی دنیا مین موجود ہین خداوند عالم نے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہی
او یا وہ گو تیرے نعرے سے شیر ژیان کیا بھاگے گا تو ایسا قوی نہین ہی کہ شیر ژیان کو غزال سمجھے
اور شمشیر تیری ہنگام ضرب سنگ کو کاٹ ڈالے اور نیزہ تیرا سنگ مین گیا در آئے گا ضرب گرز
سے او درع کو کیا فیل مست کو ہلاک کرے گا تنہا لشکر کو شکست دینا دشوار تر ہی ہمین یقین
نہین کہ تو نے دم جنگ لشکرون کو شکست دی ہو گی یہ بھی قول تیرا صحیح نہین معلوم ہوتا کہ تیرے
نعرے سے دیو بھاگ گیا ہو یا اب تیرے نعرے سے دیو بھاگ جائے تو کیا ہی اور تیرا نعرہ کیا ہی اور
یہ قول تیرا کہ مین روئین تن ہون مجھ پر کوئی حربہ اثر نہین کرتا یہ بھی خلاف ہی جب طرح کہ اسفندیار
ہلاک کیا گیا ہی تو بھی اسی طور یا اور عنوان سے قتل ہو سکتا ہی دیکھنا کہ ہم تجکو کیونکر قتل کرتے ہین
ہم تیری تمام تقریر کا کیا جواب دین کہ تقریر کو ہماری طول ہو گا مختصر و خلاصہ جواب تیرے تمام دعوون
یہ ہی کہ تو کاذب ہی اور نالائق ہی کہ تعریف اپنی خود ہی بے انتہا کرتا ہی اپنے روئین تن ہونے پر غرور
کرتا ہی دیکھ یہ نخل غرور بارور نہو گا بلکہ باعث تیری ندامت و پستی کا ہو گا دنیا سرائے فانی ہی ہمیشہ
یہان نہ کوئی رہا ہی نہ رہے گا اگرچہ تو روئین تن ہی لیکن جب وقت اجل تیری آئے گی تو بھی نہ بچیگا
ایک دم مین قتل ہو جائے گا روئین تن ہونا تیرا تجکو قضا سے نہ بچائے گا او کاذب اگر تو نے
دعوے شجاعت کیا ہی تو دلاوری بھی ظاہر کر شجاعت و قوت اپنی دکھا کوئی وار کر تلوار یا ضرب

گرز لگا یا نیزے سے جنگ آزما ہو ہم بھی تو دیکھیں کہ تجھ میں قوت کس قدر ہے ماہر فنون جنگ ہے یا نہیں
ہے دعوی بے دلیل اچھا نہیں ہوتا ہر ایک عاقل راست گو جانتا ہے کہ دعوی با دلیل خوب ہے پس جو جو
تو نے قبل اس کے دعوے کیے ہیں اُن کو بدلائل صحیح ثابت کرو ورنہ مردان ہر دو سپاہ تجھکو یاوہ گو
اور کاذب تصور کریں گے محیط روئین تن نے جواب دیا کہ میں نے جو کچھ کہا ہے صحیح کہا ہے لیکن
مصلحت وقت یہ ہے کہ تم حوصلہ اپنے دل کا نکال لو مجھپر وار کرو شمشیر و نیزہ و گرز لگا لو تمنا سے جنگ
لے کر دنیا سے نہ جاؤ دیکھو میں سپر سر جھکائے ہوں بقوت تمام ضرب شمشیر لگاؤ یا گرز لگاؤ یا نیزے کا
وار کرو یا تیر لگاؤ بعد تمھارے وار کرنے کے میں ایک ہی ضرب میں کام تمھارا تمام کروں گا صاحبقران
نے فرمایا ہم اہل اسلام کا یہ دستور نہیں ہے کہ پہلے اپنے حریف پر کوئی حربہ جنگ کا لگائیں لڑائی میں سبقت
کریں جب تیری ضرب گرز یا نیزے سے خدا ہمارا ہم کو بچالے گا اسوقت ہم بھی تلوار لگائیں گے محیط
روئین تن نے کہا معلوم ہوا کہ اجل تمھاری آگئی خیر اگر تمھاری خواہش یہی ہے تو ہوشیار ہو جاؤ
قلب و جگر و سینے کو اپنے بچاؤ اگر ضرب نیزہ تم سے رک سکے تو روکو صاحبقران نے جواب دیا کہ ہم
خبردار ہیں اللہ ہمارا حافظ و نگہبان ہے تو ضرب نیزہ لگانے میں کوتاہی نکر خوب دیکھ بھال کر نیزہ لگا مگر اپنے
نیزے سے بھی ہوشیار رہنا ایسا نہو کہ قلم ہو جائے پھر دست ندامت اس مجمع کثیر میں تجکو حاصل ہو
محیط روئین تن یہ سنکے بولا کہ نیزہ میرا آجتک کسی نے قلم نہیں کیا تم اس نیزہ خطی کو کیا قلم کرو گے
یہ کہکر نیزے کو اٹھا کر فن نیزہ بازی دکھا کر نیزے کو گردش دے کر خبردار خبردار کہکر سینے پر لگایا ادھر
صاحبقران نے اپنی تلوار کو علم کر کے مرکب کو حسب دلخواہ بڑھا کر ایسی چالاکی سے شمشیر لگائی
کہ نیزہ درمیان سے بانڈنے کے قلم ہو گیا نصف نیزہ مع سنان کٹ کر زمین پر گرا محیط روئین تن
کو حیرت ہوئی ندامت سے ہمہ تن پسینے سے تر ہو گیا گویا ایک نیزہ عرق ندامت میں غرق ہو گیا اہل اسلام نے
شور تحسین و آفرین بلند کیا بعد ایک لمحہ کے محیط روئین تن نے برہم ہو کر ڈانڈ نیزے کی کر گردن کو
بڑھا کر سر صاحبقران پر لگائی ادھر امیر با توقیر نے وار اس کا خالی دے کر مسکرا کر کہا کہ اے محیط
روئین تن خداوند عالم نے تیرے نیزے سے ہمارا قلب و جگر بچایا جو تو نے کہا تھا وہ نہوا نیزہ ہی تیرا
تیرے غرور سے قلم ہو گیا اب اور کوئی وار کر بہادری و شجاعت اپنی دکھا اپنے دعووں کا خیال کر قول
کو اپنے یاد کر محیط روئین تن نے کلمات طعن آمیز سنکے از حد غضبناک ہو کے گرز نہایت گران اٹھا کر
دونوں ہاتھوں سے مضبوط پکڑ کر گردش دے کر اپنے خداوند گل نرگس کو پکار کر بقوت تمام ضرب گرز
سر صاحبقران پر لگائی اس طرف امیر با توقیر نے تلوار نیام میں رکھکر مرکب کو حسب دلخواہ بڑھا کر کلہ
گرز پر نظر کر کے دوسرا ہاتھ اپنا برابر مشت محیط روئین تن پہونچا کر نعرہ کر کے بزور قوت بازو زور
کر کے گرز اس کے ہاتھ سے چھین لیا اسوقت اہل اسلام نے فرط خوشی سے بکثرت شور تحسین و آفرین
بلند کیا مردان لشکر کفار کو حیرت ہوئی خصوصاً حسین سبز قبا بادشاہ قلعہ سبز نگار کہ اپنے قلعہ پر
سے یہ جنگ دیکھ رہا تھا نیزہ قلم ہونے اور گرز چھین جانے سے نہایت متحیر و رنجیدہ ہوا ادھر محیط روئین
تن کے بھی ہوش و حواس حیرت سے بجا نرہے گھبرا گیا سارا نشہ بادہ غرور اتر گیا خجالت سے سر
جھکا کر کہا کہ افسوس ہزار افسوس اگر ضرب میرے اس گرز کی سر صاحبقران پر پڑ جاتی تو یہ ندامت
حاصل نہوتی حوصلہ میرے دل کا نکلجاتا افسوس نکرتا صاحبقران نے تقریر اس کی سنکے کہا کہ اے
محیط روئین تن ہر چند کہ کوئی عاقل حربہ اپنے دشمن سے چھین کر پھر اُس کو نہیں دیتا ہے مگر ہم تجھکو

دیتے ہین سے یہ گرز ایکی مرتبہ پھر بقوت تمام ضرب لگا حوصلہ اپنے دل کا نکال لے ہمین منظور یہ ہے کہ تجکو
اس میدان جنگ مین اچھی طرح ذلیل و نادم کرکے قتل کرین یہ فرماکر اوس کو گرز دیدیا اوس نے گرز لیکر
دوبارہ گرز کو گردش دے کر سر صاحبقران پر مارا ایکی مرتبہ امیر باتوقیر نے وار اوس کا خالی دیا
محیط روئین تن گرانی گرز سے جھکا اسی حالت مین بعجلت تمام صاحبقران نے پھر گرز مذکور کو
اوس کی کلائی مروڑ کر چھین لیا بعدہ خاک پر ڈال کر جلد ہاتھ اپنا زنجیر کمر محیط روئین تن مین ڈال کر نعرہ
کرکے جھٹکا دیا کہ رکابین اوس کے قدمون سے جدا ہوئین پھر زور کرکے پشت فرس سے اوس کو تا سینہ اٹھایا
زور دوم مین برابر سر کے اونچا کیا تیسرے زور مین سر سے بلند کرکے گردش دے کر خاک پر زور سے
پٹکا محیط نے ارادہ اٹھنے کا کیا صاحبقران نے مرکب سے اتر کر اوس کے سینہ پر کینہ پر قدم رکھکر
پوچھا کہ حالا در شناختن پروردگار عالم و عالمیان چہ میگوئی اوس بے دین و بد انجام نے جواب دیا کہ بجز
خداوند گل نرگس کے اور کسی کو سجدہ نکرونگا یا صاحبقران تمھارے خدا کو اپنا خدا جانونگا ایسے
وقت مین اپنے خداوند سے منحرف نہونگا اپنے دین آبائی سے بیزار نہونگا یہ کلام اوس بد انجام کا سنکے
امیر باتوقیر کو نہایت غصہ آیا فی الفور وہی تلوار جس کا قبضہ سنہری تھا نیام سے کھینچکر وہی اسم اعظم
الہی جو لوح طلسمی مین دیکھکر یاد کر لیا تھا سات مرتبہ ورد زبان کرکے تلوار پر دم کرکے اس طرح اوپر
گردن کے ضرب شمشیر لگائی کہ گردن اوس کی اوس کے تن سے جدا ہوگئی ایسے وقت مین صاحبقران
نے نعرہ تکبیر کیا جملہ اہل اسلام کو معلوم ہوگیا کہ امیر کشورگیر نے محیط روئین تن کو قتل کیا یکبارگی
اہل اسلام نے شور مرحبا و جزاک اللہ و تحسین مرحبا کا کیا سب کو نہایت خوشی حاصل ہوئی مگر سواران
لشکر محیط روئین تن کو رنج ہوا علے الخصوص حسین سبز قبا کو قتل محیط روئین تن کا صدمہ
ہوا تا دیر سر بزانو رہا دریاے حیرت مین غرق رہا بعدہ سر زانو سے اوٹھا کر اپنے وزیر دانشمند سے کہا
جاے تعجب ہے کہ شمشیر صاحبقران سے محیط روئین تن قتل ہوگیا کیسی تلوار تھی کہ روئین تن پر
بھی کارگر ہوئی وزیر مذکور نے عرض کیا کہ اے بادشاہ مین بھی متحیر ہون کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ یہ کیا غضب
ہوا تینون پہلوان جو طلسم بند تھے وہ یون قتل ہوئے وزیر مذکور اگرچہ مسمی دانشمند تھا اسم با مسمی
تھا لیکن اس راز سے آگاہ نہ تھا کہ ببرکت اسماے الہی کے جو لوح طلسمی پر نظر آتے تھے اور لوح مذکور
نے انھین اون اسم اعظم الہی کے پڑھنے کی ہدایت کی تھی تلوار عوغا سے رعد آواز و ہیران کج ابرو
و محیط روئین تن پر کارگر ہوئی تھی ورنہ اشخاص مذکور طلسم بند تھے کبھی قتل نہوتے خصوصا محیط
روئین تن تلوار سے قتل نہوتا الحاصل شاہ و وزیر مذکور الصدر تو بالاے قلعہ سبز نگار دریاے حیرت
مین غرق تھے ادھر لاشہ محیط روئین تن کا بعد جدا ہونے سر کے زمین پر تڑپا سواران لشکر
محیط روئین تن نے جو اپنے مالک و افسر محیط روئین تن پر نظر کی ایسا خوف و رعب صاحبقران
و اہل اسلام کا اون پر غالب ہوا کہ بغیر لڑے بے اختیار جنگاہ سے سوے قلعہ چہارم سبز نگار بھاگے سب
لشکر اہل اسلام نے خیمہ و خرگاہ و بارگاہ وغیرہ تمام اسباب اون کا لوٹ لیا اور تھوڑی دور تک اون کا
تعاقب کیا آخر کار حکم صاحبقران سے ہمراہ رکاب امیر تعاقب سواران مذکور کا ترک کرکے داخل قلعہ
سوم ہوئے قلعہ کو اپنے قبضہ و تصرف مین کیا تمام مال و اسباب قلعہ پر قبضہ کیا ہر ایک دیندار از حد
خوش ہوا خصوصا اس فتحیابی سے بادشاہ صاحبقران موصوف از حد شادمان ہوئے سجدہ شکر
پروردگار کیا اہل لشکر اسلام فرودگاہ سپاہ پر مقیم ہوئے حکم بادشاہ لشکر اسلام وراے صاحبقران

عالی مقام سے سامان جشن فتحیابی ہونے لگا بزم عیش آراستہ ہونے لگی ارباب نشاط حاضر ہوئے بادشاہ اہل اسلام وصاحبقران عالی مقام وجملہ سرداران نیکنام زینت افزاے بزم عشرت ہوئے نازنینان خوش گلو وخوب رو حسب الحکم بادشاہ موصوف وصاحبقران ممدوح مع اپنے سازندون کے حاضر محفل عشرت ہوکر رقص ونغمہ کرنے لگین ہر ایک اعلیٰ ادنیٰ مرتبہ والا اس جشن سے خوش تھا جملہ اہل بزم بصد خوشی رقص ونغمہ نازنینان خوبرو دیکھنے سننے لگے اُن نازنینان خوب رو مین سے ایک مطربہ خوبصورت و خوش گلو نے یہ غزل شروع کی۔

غزل

ہر وقت خلش کی گفتگو ہے — کانٹوں کی طرح تمہاری خو ہے
وہ دل کی تلاش میں پھرے ہے — کس کھوئے ہوئے کی آرزو ہے
حیران بنا کھڑا ہے کوئی — آئینہ تمہارے روبرو ہے
یہ گنبد آسمان بھی زندہ — خم خانۂ دہر کا سبو ہے
کیونکر تجھے چھوڑ کر ہیں ڈھونڈنا — اب تو ہمیں اپنی جستجو ہے
ہم ہونگے وہین جہان وہ ہوگا — ساقی سے ہماری آبرو ہے
قاتل کیسے تو مین دکھاؤن — یہ دل ہے یہ خون آرزو ہے
مشتاق ہمارے کان احسان — ہم سنتے ہین یار خوش گلو ہے
اس گھر کا دیکھو تو تماشہ — ٹھہرو کہ ہجوم آرزو ہے
کیون بنتے ہو رکی (?) تمنا — کیا تجھ سے زیادہ خوبرو ہے
دل کو تو کرے پسند ناوک — خنجر کے لیے مرا گلو ہے
ماسنے کی نہ لیے اٹھے سر بزم — یہ آنکھ تری وہ جنگجو ہے
کہتے ہین وہ شکے وصف گیسو — الجھی ہوئی تیری گفتگو ہے
دل کشتۂ غم کا تھا جو نازک — پھولون مین بھی جابجا لہو ہے
کس طرح رگ گلو کٹے گی — اے یار اسی کے پاس تو ہے

تمامی اہل بزم اشعار مندرجہ غزل بگوش سننے لگے ماہران فن شعر وسخن جو وہان موجود تھے وہ اکثر اشعار کی بجاے خود تعریف کرنے لگے جوانان اہل بزم مطربہ مذکورہ کی خوش آوازی کے ثنا خوان ہوئے جب مطربہ مذکورہ نے غزل تمام کی حکم امیر با توقیر سے انسے انعام کثیر دیا گیا وہ انعام لیکر بزم سے باہر گئی بعدہٗ حسب الحکم اور ایک مہ جبین نہایت حسین وکمسن مطربہ خوش گلو مع اپنے سازندون کے حاضر ہوکر روبروے اہل بزم رقص ونغمہ کرنے لگی اہل بزم عشرت بخوشی وخرمی ناچ گانا اُس کا دیکھا سنا کیے جب نصف شب سے زیادہ گذری بزم عشرت برخاست وموقوف ہوئی بادشاہ وصاحبقران وجملہ شاہ وشاہزادگان وتمامی سرداران سپاہ بزم عشرت سے اٹھکر اپنی اپنی بارگاہ وخیمے مین جاکر راحت پذیر ہوئے جب صبح ہوئی بعد اداے نماز سحر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے کچھ فکر وغور کرکے ایک نامہ بعد لکھوانے القاب اور آداب شاہانہ کے اس مضمون کا لکھوایا کہ اے بادشاہ ذی جاہ عالی منزلت والا ہمت عنایت وامداد خداوند عالم وعالمیان سے ہم نے تینون قلعے فتح کیے غوغاے رعد آواز وپیران تیغ ابرو وبحیطار وتکین رتن کو تہ تیغ کیا قلعون پر اپنا قبضہ کیا اب آپکو کیا منظور ہے سر میدان ہم سے مقابلہ ومجادلہ کیجیے گا یا قلعہ بند ہو بیٹھیے گا ہم آپکو بزرگ اپنا جان کر چاہتے ہین کہ آپ راہ حق اختیار کرین راہ باطل کو چھوڑین طریق ضلالت سے روگردان ہون اب خداوند گل نرگس کی پرستش نکرین باغ پربہار دین اسلام کی سیر کرین کہ دین حق یہی ہے بہتر اس دین سے کوئی دین نہین ہے جاے عجب ہے کہ آپ ایسا عاقل وفہمیدہ ایک شاخ گل نرگس کو سرسبز وشاداب دیکھکر اُس کو خداوند بصدق ویقین جان کر سجدہ کرے اور یہ خیال نکرے کہ شاخ گل نرگس لائق سجدہ نہین ہے اور یہ ڈالی نرگس کے پھول کی خدا نہین ہے مانند دیگر شاخہاے گل کے ہے ہان لائق سجدہ اور خالق برحق اور معبود مطلق یقین جانیے کہ وہ باغبان عالم کون ومکان ہے کہ جس نے اپنی قدرت کاملہ سے زمین وآسمان ومہر وماہ درختان شجر وحجر برگ وبار گل وغنچہ وشاخ چرند وپرند انسان وحیوان دیو وجن وپری وحور وغلمان و

بلا ئکہ وغیرہ کو پیدا کیا ہی اور قابل ثنا سے لاتعد وہ رب لایزال ہی کہ جس نے اپنی حکمت بالغہ سے ہزارہا گلہاے رنگین و شجر و غنچہ ہاے رنگ برنگ کو گلستان عالم مین ہویدا کیا ہی کہ بمصداق این **نظم**

ثنا کے ہی قابل وہ یکتا خدا | نہین جس کا ثانی کوئی دوسرا
وہ قدوس ہی اور سبوح ہی | خدا سے ملک الک روح ہی
سپید و سیہ روز و شب مہر و ماہ | یہ مصنوع ہین اور صانع الہ
وہ رزاق ہی ذات رب قدیر | کہ قبل از ولادت کیا خلق شیر
اسیکے لیے ہی ہمیشہ ثبات | اسیکے ہی قبضے مین موت و حیات
کیا جو ارادہ وہ فوراً ہوا | نہین ایسا قادر کوئی دوسرا
ستارون سے کی زینت آسمان | بشر سے مزین زمین جہان
کسی شے کی اسکو نہین احتیاج | وہ چاہے جسے دے اُسے تخت و تاج
وہ جبار ہی اور قہار ہی | وہ غفار ہی اور ستار ہی
وہ ہی مرتفع اُس کا قصر جلال | کہ ہی نارسا مرغ وہم و خیال
نہین چشم و گوش اُسکے لیکن عجب | یہ بینا ہی وہ اور سنتا ہی سب
فقط اپنی قدرت سے پیدا کیا | نہان جو کہ تھا وہ ہویدا کیا
یہ کیا تاب ہر ناکس حکم الہ | کرین مہر و مہ قطع اک ذرہ راہ
اگر حکم سے اُسکے پروانہ آئے | یہ کیا تاب پھر شمع اسکو جلائے
اگر رنگ قدرت کرے آشکار | تو فصل خزان مین ہو پیدا بہار
سر خار رشک رگ گل بنے | دھوان آہ بلبل کا سنبل بنے
ہو مین جزو مین گر جگہ کل کو دے | تو اک غنچہ مٹھی مین گلشن کو لے
وہ چاہے تو گلشن کو گلخن کرے | وہ چاہے تو گلخن کو گلشن کرے
وہ چاہے تو معمول عامل بنے | وہ ناقص کو چاہے تو کامل بنے

وہ یکتا ہی ذات خداے غفور | کہ ہی سب سے نزدیک اور سب سے دور
وہی باعث رفعت آسمان | اُسی نے بنایا ہی سارا جہان
بشر تھا نجس ایک قطرہ مگر | کیا صورت پاک سے جلوہ گر
وہی باعث فضل و احسان و جود | کیا اُس ہی نے کون و مکان کو نمود
بلاشک وہی ہی علیم و خبیر | عیان اُس پہ ہی حال ما فی الضمیر
کیا اپنی قدرت سے ہر شے بشر | عیان ظلمت شب سے نور سحر
وہی اُس کو بخشا مناسب جو تھا | اُسیکے ہین مملوک شاہ و گدا
وہ قادر بھی ہی اور توانا بھی ہی | وہ عالم بھی ہی اور دانا بھی ہی
محب ہی وہی اور محبوب ہی | ہی طالب وہی اور مطلوب ہی
لکھے کل جہان وصف اسکا اگر | رہے تا ابد مبتدا بے خبر
عیان ہی جو یہ صنعت ذو الجلال | نمونہ تھا اس کا نہ کوئی مثال
زہے حکم خلاق دشت و جبل | کہ چلتا ہی دریا سا اسکے سبل
کھلین گل جو بے حکم پروردگار | تو ہون شاخ پر بار مانند خار
دکھاے بہم وہ اگر لطف و قہر | تو ہو زہر تریاق تریاق زہر
شگفتہ ہو اس رنگ سے بوستان | کہ ہو غیرت افزاے باغ جنان
کرے گل کو گر جزو سے آشکار | تو اک گل سے پیدا ہون گلشن ہزار
وہ چاہے تو قطرے سے دریا بنے | وہ چاہے تو قطرون مین دریا سمائے
وہ چاہے تو ذرہ بنے آفتاب | وہ چاہے تو ہو آسمان پر حباب
وہ چاہے تو زندہ کو مردہ بنائے | وہ چاہے جسے مار کر پھر جلائے

کیونکہ وہ قادر ہی ہر شے پر ہر رنگ گل مین قدرت اُس کی آشکار ہی اور غنچہ و نخل و شاخ و ثمر سے صنعت اُس کی اظہار ہی شاخ گل نرگس بھی اُسی کی مخلوق شے ہی پس معبود کو چھوڑ ایک مخلوق کی پرستش کرنا اُس کو سجدہ کرنا کفر و بے دینی ہی مناسب و لازم ہی کہ ترک پرستش شاخ گل نرگس کیجیے گل نرگس کی طرف بہ نظر خداوندی نہ دیکھیے اس شاخ مین شان خداوندی نہ پیدا سمجھیے گمراہ نہ ہوجیے راہ راست پر آئیے اعتقاد اپنا درست کیجیے اپنے معبود حقیقی کو پہچانیے اُسی کو سجدہ کیجیے رستگار ہوجیے بندگان نیک خداوند عالم مین داخل ہوجیے حیات مستعار کا کچھ اعتبار نہین ہی نہین معلوم کس وقت اجل آجاے تو دنیا سے باسلام و ایمان جائیے سلاطین زمانہ سابق ملک و خزانہ و مال و اسباب سب دنیا مین چھوڑ گئے بجز اعمال و کفن کچھ بھی اپنے ساتھ نہین لے گئے سکندر را ایسا بادشاہ ذی جاہ دنیا سے خالی ہاتھ گیا بمصداق این شعر ع فنا کے بعد کچھ سامان نہ ملکی و نہ مالی تھے سکندر جب گیا دنیا سے دونون ہاتھ خالی تھے + ایمان و اعتقاد و اعمال نیک و بد ہر بشر کے ساتھ جاتے ہین ملک و مال وغیرہ کچھ ساتھ نہین جاتا ہی عاقل کو لازم ہی کہ دولت و مال جو کہ ساتھ چھوڑنے والا ہی اُس کی طرف توجہ نہ کرے اپنے عقبا کہ وہیں کی طرف نظر کرے اُن کی درستی مین شب و روز سعی کرے تاکہ انجام بخیر ہو روز حشر داخل جنت ہو

آپ بھی اپنے عقائد مذکور درست کیجیے مذہب باطل کو ترک کیجیے کلمہ طیبہ پڑھکر مسلمان ہوجیے خداوند
گل نرگس کی پرستش سے انحراف اختیار کیجیے جنگ سے صلح بہتر ہوتی ہے آیندہ آپ کو اختیار ہے جواب اس
نامے کا جلد ارسال کیجیے تاکہ موافق جواب نامہ عمل کیا جاے یعنی اگر آپ دین اسلام اختیار کرین تو فہو المراد
ورنہ سامان جنگ کیا جاے جب نامہ باین مضمون میر منشی لکھ چکا سرنامے مین نامہ رکھکر مزین بمہر صاحبقران
کیا گیا حسب قاعدہ سرنامہ بھی درست کیا گیا صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے سر دربار موافق
قاعدہ قدیم ایک چوکی نقرئی مرصع کار پر نامہ اور جام شربت اپنے ملازمون سے رکھوا کر باواز بلند فرمایا کہ
اے سرداران لشکر اسلام واے دلیران سپاہ اہل اسلام خیر انجام تم سب مین کون ایسا بہادر ہے کہ یہ جام
شربت پیے اور اس نامے کو حسین سبز قبا بادشاہ قلعہ سبز نگار تک پہونچا کر جواب اس نامے کا لاے
ہنوز صاحبقران نے بابت نامہ بری ارشاد کیا تھا کہ یکایک اپنے دنگل سے مملوک بن مالک
نے اٹھکر عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو مین نامہ لیے جاؤن صاحبقران نے فرمایا تم کو اختیار ہے مملوک بن
مالک نے وہ جام شربت نوش کرکے بیڑہ پان کا کھایا اور اس نامے کو با احترام اپنی کلاہ زرین مین رکھکر
بالاے سر رکھا بعد مین دربار سے باہر جاکر اپنے لشکر سے ساٹھ ہزار سواران آزمودہ کار منتخب کرکے مرکب
پر سوار ہوگئے ان کو اپنے ساتھ لے کر سوے قلعہ سبز نگار مرکب کو جولان کیا ہنوز دلاور مذکور قلعہ
مذکور تک نہ پہونچا تھا کہ جتر سنگ پا نے اپنے بادشاہ حسین سبز قبا سے جاکر مملوک بن مالک
کے نامے کر آنے کی خبر بیان کی شاہ مذکور نے حکم دیا کہ جلد دربار آراستہ ہو انواع واقسام کی زینتون
سے مزین کیا جاے اور نامہ دار کو نہ روکا جاے بلکہ اس کے استقبال کے واسطے اپنے وزیر دانشمند
واکثر امراے نامی کو بجمعیت سپاہ کثیر روانہ کیا وزیر و امراے مذکور نے ہمراہی سپاہ کثیر قلعہ سے باہر جاکر
مملوک بن مالک کا استقبال کیا بعدہ اسکو بصد عزت وحرمت داخل قلعہ کیا جب مملوک
بن مالک داخل قلعہ ہوا ہر طرف براے سیر نگران ہوا شہر کو پاکیزہ وآباد دیکھا مرد وزن کو نہایت
حسین وخوبرو پایا شہر مین عمارات پختہ ونفیس بکثرت نظر آئین سوا اس کے شہر کو انواع واقسام کی
زینت وآرایش سے آراستہ دیکھا مگر جملہ ساکنان قلعہ مذکور کو بد دین و بد اعتقاد پایا کہین مسلمان و
خداپرست نہ دیکھا غرضکہ دلاور موصوف شہر کی سیر کرتا ہوا دربار حسین سبز قبا مین پہونچا دربار کو نہایت
آراستہ پایا انواع واقسام کی زینتون سے مزین دیکھا سرداران سپاہ و امرا ورفقا کا مجمع دربار مین دیکھا
ہر ایک کو علے قدر مراتب دنگل کرسی میز وغیرہ پر باادب بیٹھے دیکھا اور صدر دربار مین بالاے تخت زرین
حسین سبز قبا کو تاج جواہر نگار بر سر قباے شاہی در بر کیے ہوئے بیٹھا ہوا پایا جب مملوک
بن مالک قریب شاہ مذکور پہونچا بادشاہ نے بھی نامہ دار کو شاہزادہ و ذی عزت جان کر کچھ تخت
سے اٹھکر استقبال کیا یا کرنا چاہا اور نظر اٹھا کر دیکھا نامہ دار ممدوح نے موافق دستور سلام بطرز اہل اسلام
کیا شاہ مذکور نے قریب اپنے بالاے دنگل زرین وجواہر نگار اشارہ بیٹھنے کا کیا نامہ دار اسی دنگل پر
بیٹھا اسی وقت شاہ مذکور نے ایک ساقی کو کہ وہ خداپرست تھا طلب کیا وکشتی شراب کی مع شیشہ و
ساغر لیے کر حاضر دربار رہا پھر بایمار بادشاہ ساقی نے جام بلورین شراب ناب سے بھر کر مملوک
بن مالک کو دیا اس نے اس کو مسلمان پاکر جام اس کے ہاتھ سے لے کر شراب پی جب نشہ شراب
ہوا اور دماغ بادہ تند وتیز سے گرم ہوا یکبار کہ منم نامہ دار صاحبقران سلطان کیوان شکوہ
شاہ مذکور نے نامہ طلب کیا مملوک بن مالک نے شاہ مذکور سے احترام نامہ مذکور کا کراکر جیساکہ

قاعدہ و دستور ہی انھین شرائط پر شاہ مذکور سے عمل کرا کر کلاہ زرین سے نامہ نکال کر حسین سبز قبا
کو دیا اس نے نامے کو باحترام سے کر میر منشی کے حوالے کیا اس نے سر نامے کو چاک کرکے نامہ نکال کر
حکم بادشاہ سے باواز بلند پڑھا حسین سبز قبا نے تمام و کمال عبارت نامہ حرف بحرف سنکے اپنے
وزیر دانشمند سے بقدمہ جواب نامہ مشورہ کرکے میر منشی کو حکم دیا کہ بعد القاب و آداب مناسب
کے یہ عبارت جواب مین اس نامے کے بالاے پشت نامہ مذکور تحریر کرو کہ یا صاحبقران عالی مقام
نامہ آپ کا ہمین پہونچا مضمون نامہ سے کما حقہ ہم کو آگاہی ہوئی جو آپ نے ہم کو ہدایت دین اسلام
کی کی ہے ہمین مسلمان ہونے مین سوا اس کے اور کوئی عذر نہین ہے کہ فہیم عالی جو عامل زبردست
تھے جنھون نے اپنے علم و حکمت و زور عمل خوانی سے یہ چارون قلعے مع تین قلعدار کہ جن کو آپ نے
کسی تدبیر سے قتل کیا ہے اور ہم کو اب تک ان کے قتل ہونے کی حیرت ہے بنا کیے تھے اور ایک شاخ
گل نرگس اس قلعے مین بالاے طاق رکھ گئے تھے اور یہ کہہ گئے تھے کہ یہی تمھارے خداوند ہین
انھین خداوند گل نرگس کی پرستش کیا کرنا اسوقت سے ہم خداوند گل نرگس کو سجدہ کرتے ہین باین دلیل
قوی اس کو خداوند اپنا جانتے ہین کہ فہیم عالی کو یہان سے جانب قاف گئے ہوئے ایک زمانہ بعید
گذرا ہے اور وہ شاخ گل نرگس اب تک اسی طور سے سرسبز ہے ذرا بھی خشک و پژمردہ نہین ہوئی ہے
نہ وہ گل نرگس سوکھا ہے اسی طرح سے اب تک تر و تازہ ہے اور شاخ بھی ہری ہے اگر ہمکو اسرار گل و
شاخ مذکور کے سرسبز و تازہ رہنے کا معلوم ہو جاے یا شاخ مذکور مع گل خشک ہو جائے تو بیشک
ہم خداوند گل نرگس کو اپنا خداوند سمجھین اور آپ کی ہدایت پر عمل کرین اگر آپ اس باب مذکورہ
بالا مین کوشش کرکے اسرار سرسبز رہنے شاخ گل نرگس سے آگاہ کر دین تو پھر ہم سب عذر و انکار مع
اپنے تمامی ساکنان شہر کے مسلمان ہو جاینگے ہم کو آپ سے لڑنا اور قلعہ بند ہونا منظور نہین ہے فقط
مسلمان ہونے مین یہی عذر ہے کہ کیا وجہ ہے جو برسون سے شاخ مذکور اسی طور سے سبز و شاداب ہے
اس مین کیا بھید ہے جب جواب نامہ بعبارت مندرجہ میر منشی لکھ چکا لفافے مین رکھی نامہ مع جواب
رکھکر سر مہر کرکے سر نامہ حسب قاعدہ درست کرکے شاہ کو دیا بادشاہ مذکور نے وہ نامہ ملوک
بن مالک کو دیا پھر کشتی خلعت فاخرہ کی کہ لائق بادشاہون کے وہ خلعت تھا ملبس کرکے
ملوک بن مالک کو دیا نامہ بر خلعت سے متخلع ہو کر رخصت ہو کر ہمراہ اپنی سپاہ کے خدمت
صاحبقران مین آیا نامہ مذکور دے کر تمام حال جو دیکھا سنا تھا بیان کیا بعد کو لینے دنگل پر بیٹھا
صاحبقران نے جواب نامہ کی عبارت پر نظر کرکے کچھ نہ فرمایا جب دربار برخاست ہوا امیر با توقیر
اپنی بارگاہ مین گئے طیفور گرد پا بھی ہمراہ تھا صاحبقران نے اپنے عیار طرار طیفور گرد پا
سے تخلیے مین فرمایا کہ اے یار وفادار کوئی ایسی تدبیر کر کہ اسرار سرسبز رہنے شاخ گل نرگس کا ظاہر ہو
تاکہ حسین سبز قبا مسلمان ہو اور تمامی اہل قلعہ بھی اس کے دین اسلام اختیار کرین تاکہ ترقی
دین اسلام ہو خواجہ طیفور گرد پا نے عرض کیا کہ آپ لوح طلسمی کو ملاحظہ فرمائین شاید اس سے کچھ
حال سرسبز رہنے شاخ گل نرگس کا معلوم ہو امیر با توقیر نے لوح طلسمی مذکور پر نظر کی اس کو مشکل
سا پایا روشن نہ پایا طیفور نے عرض کیا کہ مین اس بارے مین کوشش کرونگا چنانچہ اسی روز
سے طیفور گرد پا نے نہایت ضعیف لوگون سے جا کر دریافت کیا کہ کچھ تم کو سبب ہرا رہنے
شاخ گل نرگس کا معلوم ہے سب نے تو بیان کیا کہ ہمکو آگاہی نہین ہے لیکن ایک مرد پیر زن مین گھر اندھا ضعیف

ہمدم یوسف واستخوان مسمی حجاج شامی نے کہا کہ مین رہنے والا شام کا ہون عنوان شباب مین
اپنے وطن سے یہان آیا تھا اُسی زمانے مین مجھسے اور فہیم عالی سے رسم و راہ ہوگئی تھی کہ اکثر مین
اُس کے پاس جاتا تھا اور وہ مجھسے بلطف پیش آتا تھا عالی کمال علم و حکمت و کل خوانی مین وحید روزگار
تھا پہلے اُسی نے واسطے اپنے علم و حکمت ظاہر کرنے کے اور نام اپنا باقی رکھنے کے یہ چارون قلعے
بزر لاتعداد صرف کر کے بصد فکر و کوشش بنوائے تھے تین قلعدار اور ایک بادشاہ چوتھے قلعے کا مقرر
کیا تھا اور قلعون کو آباد کیا تھا پھر وہ یہان سے آٹھ سات کوس کے فاصلے پر ایک شہر ہی وہان گیا تھا
اور ایک باغ مسمی باغ طائران وہان اُس نے بنایا تھا جب وہ باغ تیار ہوا تھا اُس طرف سے جو کوئی
گذرتا تھا کوئی ایسا سبب ہوتا تھا کہ وہ ہلاک ہو جاتا تھا مجکو اس حال کے دریافت کرنے کا اشتیاق ہوا
ایک روز مین دور تر اُس باغ سے ایک بلندی پر جاکر ٹھہرا تھوڑی دیر مین ایک مسافر اُس طرف سے
گذرا جب وہ حد باغ طائران مین آیا دیکھا مین نے کہ فی الفور چند طائران سبز رنگ دیوار باغ پر آکر
بیٹھے اُن مین سے جو طائر سبز تھا اور سب طائرون سے بڑا تھا اُسی طائر نے اُس مسافر اجل رسیدہ
سے آنکھ ملائی آواز دردناک افسوس کیا اُس طائر کے یہ صدا دیتے ہی وہ مسافر بیچارہ غریب الوطن
آواز دیتے فی الفور جھلس کر راکھ ہوگیا وہ طائر سبز رنگ باغ مین چلے گئے مین یہ حال عجیب و غریب بچشم خود
دیکھکر حیران و پریشان نا ظر اُفتان و خیزان اپنے مکان مین آیا پھر سُنا گیا کہ فہیم عالی جانب پردہ
قاف گیا ہی اُس زمانے سے اب تک وہ یہان نہین آیا نہین معلوم وہ زندہ ہی یا مرگیا اس قدر حال مجکو
معلوم ہی سوا میرے اُس زمانے کا اور کوئی نہین ہی کہ جس کو اس قدر بھی حال معلوم ہو خواجہ طیفور
کر دیا نے اُس مرد شامی سے تمام حال جو سُنا تھا وہ خدمت صاحبقران مین حاضر ہوکر بیان کیا
امیر با توقیر نے اُس کو اپنے پاس طلب کر کے پوچھا کہ اے حجاج شامی تمھارا کیا مذہب ہی اور تمنے
کیا یہان آکے دیکھا تھا ہم سے بیان کرو اُس نے عرض کیا کہ اے امیر با توقیر یہ فدوی اہل اسلام سے
ہی بعد اس کے جو کچھ حال طیفور کر دیا سے بیان کیا تھا وہی حال صاحبقران سے بھی بیان
کر کے کہا کہ افسوس فہیم عالی نہین معلوم ہم سے جدا ہوکر کہان گیا اب زندہ ہی یا مرگیا یہ کہکر پوچھا کہ
آپ نے مجکو کیون طلب فرمایا تھا اور حال فہیم عالی کا کیون مجھسے پوچھا تھا صاحبقران نے فرمایا کہ
فہیم عالی تو پردہ قاف مین جاکر مرگیا پردہ قاف مین اُس کا بنایا ہوا طلسم ہی ہمنے بعنایت الٰہی و بہدایت
لوح طلسمی فتح کیا یہان آکر تین قلعدارون کو بھی بہدایت لوح طلسمی قتل کیا قلعون کو اپنے قبضے مین
کیا ہی قسطین سبز قبا بادشاہ قلعہ سبز نگار کو ہمنے ہدایت دین اسلام کی تھی اُس نے اس شرط پر
دین اسلام اختیار کرنے کا اقرار کیا ہی کہ فہیم عالی جو ایک شاخ گل نرگس طاق پر رکھ گیا ہی وہ سرسبز
اب تک کیون ہی اسی وجہ سے خداوند گل نرگس کی ہم پرستش کرتے ہین اگر شاخ مذکور کے سرسبز رہنے کا
اسرار ہم پر آشکار ہو جاویگا یا وہ شاخ سوکھ جاوے تو ہمکو کچھ عذر دین اسلام اختیار کرنے مین نہین اگر تم کو کچھ
حال سرسبز ہونے شاخ گل نرگس کا معلوم ہو تو بیان کرو اور جو کچھ تمنے کہا وہ تو ہمنے سنا مرد شامی
نے عرض کیا کہ اے امیر با توقیر یقیناً تو مین عرض کر نہین سکتا لیکن احتمالاً کہتا ہون کہ عجب نہین کہ بنانے
باغ طائران باعث سرسبزی شاخ گل نرگس ہو لیکن وہان تک جانا ناممکن ہی کوئی سرحد باغ مین قدم
رکھکر زندہ رہ نہین سکتا ہی جیسا کہ قبل اس کے مین بیان کیا ہی کہ ایک طائر سبز افسوس کہتا ہی اُسکے
کہتے ہی وہ شخص جس نے سرحد باغ مین قدم رکھا ہی جل کر راکھ ہو جاتا ہی کوئی اُس راستے سے [illegible]

یہاں تک نہیں آیا ہے اب راستہ بند ہے کوئی اُدھر نہیں جاتا ہے ایک صحرا سے مہیب اُس باغ کے پاس ہو گیا ہے وہ راہ نہایت پر خوف و خطر ہے ضروری اُس راہ میں جان کے جانے کا خوف ہے یہ حال بیان کر کے خاموش ہوا صاحبقران نے اُس کو زر و جواہر بعوض اظہار کرنے بنا باغ طائران سبز فہیم عاملی کے دے کر رخصت کیا وہ مرد پیر شامی دعا سے خیر دے کر چلا گیا بعد جانے اُس مرد شامی کے ہنگام شب صاحبقران نے لوح طلسم شمشیر جنبان کو کہ مائل بہ سیاہی ہو گئی تھی آب طاہر سے دھو کر صحرا میں ایک خیمہ استادہ کرا کر برجوع قلب خداوند عالم سے اس امر میں دعا کی کہ یہ لوح طلسمی روشن ہو جائے اور حال سے سرسبز و شاداب رہنے شاخ گل نرگس کی خبر دے چونکہ ذات خدا ارحم الراحمین ہے دعائے صاحبقران مقبول ہوئی لوح طلسمی روشن ہوئی صبح کو صاحبقران نے جو لوح کو دیکھا تو روشن پایا سجدہ شکر خدا کیا بعدہ بہ نیت تدبیر خشک ہو جانے اُس شاخ گل نرگس کے جو فہیم عاملی نے قلعہ سبز نگار میں بالائے طاق رکھی تھی لوح کو دیکھا لوح طلسمی نے ہدایت کی کہ اے فاتح طلسم شمشیر جنبان آگاہ ہو کہ باعث ہمیشہ سرسبز رہنے اُس شاخ گل نرگس کا یہ ہے کہ فہیم عاملی نے بزور اپنے عمل کے چند جنوں کو باغ میں طائران سبز بنا کر چھوڑ دیا ہے اور اسی باغ میں اُن کو مقرر کیا ہے اُن میں سے ایک طائر سبز کلاں ہے جب کوئی شخص حدود میں باغ مذکور میں قدم رکھتا ہے وہ طائر مع دیگر طائروں کے بالائے دیوار باغ آتا ہے اور اُس شخص کو دیکھ کر باآواز بلند کہتا ہے افسوس افسوس افسوس جب وہ یہ کہہ کر خاموش ہوتا ہے وہ شخص پانی ہو کر بہ جاتا ہے نام اُس طائر سبز کلاں کا عزاب جنی ہے وہ اسی کام پر مقرر ہے تاوقتیکہ وہ طائر کلاں ہلاک نہ ہو وہ شاخ گل نرگس خشک نہ ہوگی اور تدبیر اُس کے ہلاک کرنے کی یہ ہے کہ یہاں سے سوئے باغ مذکور رستہ جاؤ اور حد باغ مندرجہ بالا میں قدم رکھو وہ جملہ طائران سبز فی الفور دیوار باغ پر آئیں گے اُس وقت کہو کہ اے عزاب جنی آگاہ ہو کہ فہیم عاملی مر گیا اُس کا بنایا ہوا طلسم شمشیر جنبان بہدایت لوح طلسمی ٹوٹ گیا برق جادو حاکم طلسم شمشیر جنبان قتل ہوا تینوں قلعے یعنی قلعہ سرخ نگار اور قلعہ زرنگار اور قلعہ یاقوت نگار بھی فتح ہو گئے قلعہ داران یعنی عفو ثما سے رعد آواز و بہران کج ابرو و محیط ر... تن جو طلسم بند تھے وہ بھی بہدایت لوح طلسمی قتل ہو گئے اب صرف قلعہ سبز نگار باقی ہے وہ فتح نہیں ہوا ہے انشاء اللہ تعالیٰ قریب وہ بھی فتح ہو جائے گا وہ شاخ گل نرگس جو فہیم عاملی نے بالائے طاق قلعہ سبز نگار میں رکھی ہے وہ بھی خشک ہو جائے گی تیری اجل آ پہنچی دیکھ یہ لوح طلسم شمشیر جنبان ہمارے گلے میں ہے یہ کہہ کر لوح کو دکھانا وہ طائر سبز کلاں نہایت غمگین ہو کر باآواز بلند و دردناک افسوس کرے گا اُس وقت تم کو لازم ہے کہ یہ اسم اعظم الٰہی جو کہ تم لوح پر کندہ ہے تین مرتبہ پڑھ کر تیر پر دم کر کے اُس کے حلق کے اندر لگانا اگر اُس کی منقار رکھو لینے اور افسوس کرنے کی مدت میں تیر تمہارا اُس کے حلق میں پہنچ کر پشت سر سے اُس کے نکل گیا تو مراد دلی تمہاری حاصل ہوگی اور اگر کچھ دیر تیر لگنے میں کمی کی تو تم بھی مانند دیگر اشخاص کے پانی ہو کر بہ جاؤ گے پھر بھی لوح طلسمی تمہاری حفاظت نہ کرے گی لہٰذا لازم ہے کہ جلدی تیر کے لگانے میں کرنا اور حتی الامکان اس طرح تیر تاک کر لگانا کہ تیر خطا نہ کرے والا باعث تمہاری ہلاکت کا ہوگا اور اب مجھ سے امید ہدایت نہ رکھنا صاحبقران موصوف ہدایت لوح طلسمی سے آگاہ ہو کر اُس اسم اعظم الٰہی کو یاد کر کے روبروئے بادشاہ لشکر اسلام گئے اور تمام حال اپنا پہنچ کے اُٹھا لیے جانے کا پردۂ قاف میں پہنچنے کا وہاں عورجنی سے ملنے کا اور لوح کے حاصل کرنے کا پھر طلسم شمشیر جنبان کے فتح کرنے کا بعدہٗ اپنے عقد کا حال تمام و کمال بیان کر کے عرض

کیا ابھی ہمکو لوح طلسمی نے جو ہدایت کی اُس پر عمل کرنا ضرور ہے تاکہ وہ شاخ گل نرگس خشک ہو جائے
عقرابِ جنی مارا جائے یہ مرحلہ بھی سر ہو جائے حسین سبز قبا موافق اپنے اقرار کے مسلمان ہو جائے
لہذا ہم آپ سے اسوقت رخصت ہوتے ہین جانب باغ طائران سبز جاتے ہین اگر دو تین روز کی مدت مین
ہم وہان سے یہان آجائین تو خوالمراد ورنہ سمجھ جائیے گا کہ صاحبقران نے راہ عدم اختیار کی دنیا فانی
سے جانب عالم جاودانی کوچ کیا ہمارے غم و الم مین حال اپنا ابتر نہ فرمائیے گا صبر کیجیے گا یہان سے مع لشکر
کسی جانب تشریف لے جائیے گا یہان قیام نہ کیجیے گا گاہ گاہ ثواب سورۂ فاتحہ بخش کر ہماری روح کو شاد کیجیے گا
ہمکو اپنے دل سے نہ بھلائیے گا اگر کوئی دیو یا جن پردۂ قاف سے یہان آجائے تو اُس سے حال ہمارے
انتقال کا کہدیجیے گا تاکہ وہ خبر ہماری رحلت کی پردۂ قاف مین جا کر صاحبقران اعظم و سلیمان
صاحبقران و سلیمان کوچک و جواہر پری ہماری زوجہ منکوحہ سے کہدے وہان بھی سب کو حال
انتقال ہمارا معلوم ہو جائے اور بعد ہمارے انتقال کے ہمارے دفن و کفن کی فکر نہ فرمائیے گا حد باغ طائران
سبز مین نہ جائیے گا ورنہ خدانخواستہ آپ بھی مثل ہمارے ہلاک ہو جائیے گا لاشہ ہمارا زیر دیوار باغ طائران
سبز سے دستیاب نہوگا ہم پانی ہو کر بہ جائین گے استخوان بھی باقی نہ رہینگے ایسی صورت مین صبر کیجیے گا
ارادہ تنہا یا مع لشکر جانب باغ طائران سبز جانے کا نہ کیجیے گا یہ مرحلہ نہایت سخت ہے خداوند عالم ثواب
کرے بادشاہ موصوف نے تقریر صاحبقران سنکے متردد و محزون ہو کے فرمایا کہ اگر یہ ایسا مرحلہ سخت و
صعب ہے کہ جان کے جانے کا خوف ہے تو نہ جائیے حفاظت جان ضرور ہے آپکی ذات سے جملہ امور کا انصرام
و انتظام ہے اور بہت مردان لشکر اعلیٰ و ادنیٰ آپ ہی کے دم سے وابستہ ہین بغیر آپ کے یہ جمعیت
درہم و برہم ہو جائے گی صاحبقران نے عرض کیا کہ حافظ جان بشر خداوند عالم ہے سفر مین ہو یا حضر مین
بلکہ ہر ایک مخلوق کا وہی نگہبان ہے جبتک اجل نہین آتی ہے کوئی کسی کو ہلاک کر نہین سکتا ہے جس وقت
قضا آجاتی ہے اگرچہ قلعہ مستحکم مین ہو کوئی روز زندہ رہ نہین سکتا ہے پس اگر ہماری اجل آگئی ہے تو یہان بھی
رہنے سے اور وہان بھی جانے سے کسی طرح جانبر نہون گے اور اگر حیات ہماری باقی ہے تو انشاءاللہ تعالیٰ
یہان سے حد باغ طائران سبز مین جا کر حسب ہدایت لوح طلسمی عقراب جنی کو ہلاک کرکے مع الخیر یہان
پھر چلے آئین گے آپ کچھ تردد نفرمائین ہمارے جانے سے متردد و محزون نہون دعا فرمائین بادشاہ کامروج
نے فرمایا کہ اگر ارادہ آپکا ہم جانیکا ہے تو ہم بھی مع لشکر ساتھ چلین گے تنہا آپکا جانا اچھا نہین ہمین
اپنے حال پر مع تنہا آپکو جانا گوارا نہین ہے امیر با توقیر نے عرض کیا کہ ہمکو لوح طلسمی نے یہی ہدایت کی ہے کہ
یہان سے جانب باغ طائران سبز تنہا جاؤ لشکر کو اپنے ہمراہ نہ لو پس بلا خلاف حکم لوح طلسمی ہم کیونکر عمل
کر سکتے ہین بادشاہ لشکر اہل اسلام و جملہ سرداران نے یہ انجام گفتگو سے صاحبقران عالی مقام سنکے
بمجبوری خاموش رہے صاحبقران موصوف سب سرداران سے بھی رخصت ہو کر مرکب پر سوار
ہو کر لوح طلسمی کو اپنے گلے مین ڈال کر بسم اللہ اور آیہ نصر من اللہ زبان پر جاری کرکے سوئے باغ طائران
سبز چلے خواجہ طیفور رگڑ دیا ہمراہ رکاب ہوئے ہر چند صاحبقران نے منع کیا کہ ہمارے ساتھ نہ چلو یہ
مقدمہ طلسمی نہایت ہونا ہے لوح نے تنہا جانے کا حکم دیا ہے لیکن خواجہ نے آبدیدہ ہو کر عرض کیا کہ یہ فدوی
وہان نثار و خیر خواہ اکیلا ہرگز آپ کو جانے نہ دے گا خود بھی ہمراہ رکاب چلے گا صاحبقران نے
لاچار و مجبور ہو کر فرمایا اچھا ہمارے ساتھ نہ چلو پیچھے پیچھے ہمارے آنا اور جو کچھ ہم پر گذرے یہان آکر
بادشاہ لشکر اہل اسلام وغیرہ سے کہدینا یہ فرما کر صاحبقران روانہ ہوئے خواجہ طیفور رگڑ دیا بھی بعدہ

پیچھے پیچھے اپنے آقا کے روانہ ہوئے بعد قطع راہ دراز صاحبقران نزدیک اُس باغ کے پہونچے دیکھا کہ صحرا نے مہیب ہے اُس کی جانب دیکھنے سے ایک طرح کا خوف پیدا ہوتا ہے سنّاٹا ایسا ہے کہ دل کو وحشت ہوتی ہے بلکہ زہرہ آب ہوتا ہے ہر خار دشت ہر قدم پر مانند نشتر کے نظر آتا ہے اول تو میدان ہے اگر کچھ درخت کلان بھی ہیں تو وہ آپس میں گنجان ہیں جس وقت وہ ہوا سے تند سے حرکت میں آتے ہیں اور اُن کے پتے جنبان ہوتے ہیں اور صدا اُن سے پیدا ہوتی ہے وہ ایسی آواز مہیب ہوتی ہے کہ پناہ بذات خدا اگر رستم پہلتن بھی سنے تو خوف سے ہلاک ہو جائے سوا اس کے صاحبقران نے دیکھا کہ صحرا میں ہوائے تند سے جابجا گرد و غبار بلند ہو رہا ہے غبار اُٹھ اُٹھ کر سوئے فلک جاتا ہے گویا وہ صحرا ایسا مہیب و وحشت ناک ہے کہ غبار بھی اُس سرزمین دشت سے سوئے فلک گریزان ہے کوسوں تک نہ چاہ ہے نہ چشمہ ہے نہ کوئی پرند ہے الا اکثر چارپائے مانند شیر وغیرہ درندوں کے نظر آتے ہیں صاحبقران موصوف دشت مذکور کو دیکھتے ہوئے چلے جاتے تھے کہ خواجہ طیفور کر دیا نے قریب آکر عرض کیا کہ اے آقائے نامدار اگر مناسب ہو تو آپ آگے نہ جائیے یہ صحرا نہایت پُرخوف و خطر ہے باوجود اس کے کہ میں نے اکثر صحرا دیکھے ہیں مگر ایسا مہیب و پُرخطر صحرا کوئی نہیں دیکھا ہے صاحبقران نے جواب دیا کہ اے خواجہ اگرچہ یہ صحرا بقول تمھارے پُرخوف و خطر ہے لیکن ہمیں جانا ضرور ہے اول تو ہمکو ترقی دین اسلام کی مدنظر ہے اسو جہ سے اس صحرا سے جان ستان میں قدم رکھا ہے تاکہ باغ کی سرحد تک میں جاکر موافق ہدایت لوح کار بند ہوں ہر مرحلہ سر کریں مثل گل نرگس خشک ہو جائے حسین سبز قبا مع اپنے ساکنان شہر کے کلمہ طیبہ پڑھکر دائرۂ دین اسلام میں آگئے وہ ہمسے ہم کو اہل جہان بہادر و شجاع جانتے ہیں اگر خوف جان سے اس جگہ سے لوٹ گئے تو جہانگیری کا دعویٰ باطل ہو جائے گا [illegible] ہیں کیا کہیں گے ہم خود بھی یہاں سے بے نیل مرام سوئے لشکر جانا خلاف مناسب جانتے ہیں [illegible] اب تم اسی جگہ قیام پذیر ہو ہم یہاں سے آگے جاتے ہیں وہ سامنے دیوار باغ نظر آتی ہے تم ہمکو دیکھتے رہنا اگر خدانخواستہ ہم سرحد باغ میں پہونچکر ہلاک ہو جائیں تو تم ہمارے پاس نہ آنا اسی جگہ سے سوئے لشکر اسلام چلے جانا اور تمام حال جو دیکھنا وہ بادشاہ لشکر اسلام سے [illegible] کہدینا ہم نے تم کو مکرر تاکیداً فہمائش کی ہے یہ فرما کر مرکب اپنا آگے بڑھایا پھر کمان کیانی دوش سے لے کر ترکش سے تیر نکال کر وہی اسم اعظم الٰہی جس کو گوشہ لوح پر دیکھکر یاد کر لیا تھا تین مرتبہ زبان سے برجوع قلب جاری کر کے تیر کو چلہ کمان میں رکھکر تھوڑی راہ طے کر کے سرحد زمین باغ طائران سبز میں قدم رکھا سنکر الغفور چند طائران سبز رنگ سر دیوار باغ پر آکر بیٹھے صاحبقران نے طائروں کو دیکھتے ہی پکار کر کہا کہ اے شہاب جنی آگاہ ہو کہ میں طلسم کشا ہے طلسم شمشیر جنبان دیکھ یہ لوح طلسمی میرے گلے میں ہے لاکھ فہیم عاملی نے پردۂ قاف میں جاکر اندر ون طلسم شمشیر جنبان قبر میں اپنی لوح طلسمی کو پوشیدہ کیا تھا لیکن عنایت خدا سے ہمارے ہاتھ آگئی ہم نے طلسم شمشیر جنبان فتح کیا برق جلاد و بادشاہ طلسم مذکور کو قتل کیا پھر پردۂ قاف سے یہاں آکر ہم [illegible] رعد آواز و بہران رنج اسیر و دو مجیطار و بکٹ تن کو حسب ہدایت اسی لوح کے قتل کیا ہر چند کہ وہ طلسم بند تھے مگر اسی لوح کی ہدایت سے ببرکت اسماء الٰہی اُن کو بھی قتل کیا اب یہاں ہم آگئے ہیں تجکو بھی تنگ کریں گے فہیم عاملی دنیا سے جاچکا ہے تجکو بھی اسی کے پاس روانہ کریں گے بہت دنوں تو نے زندگی کی اب اجل تیری آگئی ہے ہوشیار ہو جا ہم تجکو قید زندگی سے آزاد کرنے کو یہاں آگئے

آئے ہیں یہ سنکے اُن میں سے جو طائر سبز رنگ سب طائروں سے بڑا تھا اُس نے جانب امیر با توقیر
بہ نظر تند و تیز دیکھکر منقار اپنی وا کرکے کہا افسوس افسوس افسوس ابھی وہ طائر منقار کھولے صدائے
افسوس دے رہا تھا کہ صاحبقران نے بسم اللہ کہکر کمان کو کھینچکر حلق اُس کا تاک کر تیر مارا قدرت
پروردگار عالم سے وہ تیر عین اُس کے حلق میں لگا اور اُس کی پشت سر سے نکل گیا طائر مذکور نشانہ
تیر مذکور ہوکر دیوار باغ سے بالاے زمین گر کر تڑپنے لگا بعد تھوڑی دیر کے تڑپ تڑپ کر مر گیا وہ طائران
سبز جو دیوار باغ پر بیٹھے تھے وہ زمین پر لوٹ کر بصورت جن ہوکر روبرو صاحبقران آکر بادب
سلام کرکے یوں ملتمس ہوئے کہ اے امیر عالی مقام آپ نے ہم پر از حد احسان کیا کہ قید سے رہا
کیا ایک زمانہ بعید گذرا کہ فہیم عالم نے اپنے عمل کے زور سے ہم کو اور اس غراب جنی جس کو آپنے
تیر مار کر ابھی ہلاک کیا ہے اور لاشہ اُس کا یہ پڑا ہے اس باغ میں قید و معین کیا تھا ہم سب بصورت
طائران سبز رہتے تھے تاکہ شاخ گل نرگس جو فہیم عالم نے بزور عمل تیار کی تھی ہری سبز رہے اب
غراب جنی آپکے ہاتھ سے مارا گیا ہم سب اپنی صورت اصلی پر آگئے وہ شاخ گل نرگس بھی اب
تر و تازہ نہ رہی ہوگی خشک ہوگئی ہوگی خداوند عالم ہماری رہائی کی جزا آپکو دے دنیا میں
تا زندہ ایم بندہ ایم یہ کہکر سب صاحبقران پر گرے امیر با توقیر نے اُن کے سر اٹھا کر اپنے سینے سے
لگالئے اتنی دیر میں طیفور کرد پا جو دور سے کھڑا ہوا دیکھ رہا تھا قریب آیا اپنے آقا کی ثنا کرنے لگا
بعد غور کرکے جو اُس نے دیکھا تو اُس صحرا کی صورت ہی اور ہوگئی وہ وحشت اُس کی باقی نہ رہی
صاحبقران نے اُن جنوں سے فرمایا کہ تم قبل ہمارے حسین سبز قبا بادشاہ قلعہ سبز نگار کے
پاس جاؤ ہم بھی وہاں آتے ہیں اور تمام حال فہیم عالم کے قید کرنے کا اُس شاہ سے بیان کرکے
کہنا کہ عامل مذکور نے ہمکو عمل کے زور سے باغ طائران میں اسواسطے اسیر کیا تھا کہ شاخ گل نرگس
ہری سبز رہے کیونکہ وہ عمل جو فہیم عالم نے پڑھکر ہمکو بصورت طائران سبز بنایا تھا وہ خاص ایسا ہی
عمل تھا کہ جبتک شاخ گل نرگس ہری رہے اب غراب جنی تیر صاحبقران سے ہلاک ہوگیا
اور ہم اپنی صورت اصلی پر آگئے وہ شاخ گل نرگس جو بالاے طاق اس قلعے میں عامل مذکور نے
رکھی تھی ہری نہ رہی ہوگی اُن جنوں نے عرض کیا کہ حسب الحکم حضور ہم ابھی جاتے ہیں اور جو کچھ
آپ نے ارشاد فرمایا ہے اُسے بجالاتے ہیں کیونکہ آپ ہمارے محسن ہیں آپ نے ہمیں قید سے رہا
کیا ہے یہ کہکر وہ چند جن نظر سے غائب ہوکر سوئے قلعہ سبز نگار روانہ ہوئے بعد اُن کے جانے کے
امیر با توقیر نے اُس باغ طائران میں جاکر سیر کی دیکھا کہ تمام باغ خشک ہوگیا ہے گل غنچہ و ثمر و نہال
و شگوفہ سب سوکھ کر کانٹا ہوگئے ہیں پہلے ہرے سبز و شاداب تھے غراب جنی کے قتل ہوتے ہی
باغ پر خزاں آگئی پہلے دروازہ بند تھا غراب جنی کے مارے جانے سے باغ کا دروازہ بھی
کھل گیا صورت صحرا کی بھی بدل گئی ہے صاحبقران نے اس باغ طائران کو چہار جانب سے دیکھکر
تھوڑی دیر وہاں ٹھہر کر طیفور کرد پا سے فرمایا کہ اسقدر عمل بھی عجیب و غریب ہے تم نے زور سے
دیکھا ہوگا کہ قبل قتل ہونے غراب جنی یہ باغ کیسا ہرا بھرا تھا دیوار باغ سے جو درخت بلند تھے
وہ کیسے ہرے سبز و شاداب دکھائی دیتے تھے بوسے گلہاے رنگا رنگ کیسی اس باغ سے آتی تھی
جس سے دماغ معطر ہوتا تھا اب یہ باغ وہی ہے کہ خاک اُڑ رہی ہے کوئی درخت چھوٹا بڑا ہرا نہیں ہے
سب خشک ہوگئے ہیں طیفور نے عرض کیا کہ واقعی پہلے یہ باغ شاداب تھا اب خشک ہوگیا ہے

بہار کا زمانہ گیا اب دور خزان کا وقت آگیا ہی آپ نے یہ عجب کارنمایان کیا ہی اپنی جان شیرین کا کچھ خیال نکرکے اس طرف آنے کا ارادہ کیا تھا خداوند عالم نے آپ کی مدد کی جان آپ کی بچائی تیر جو آپنے طائر سبز کی منقار کے اندر حلق مین لگایا تھا اُس نے خطا نہ کی صد شکر خداوند عالم کہ یہ مرحلہ بھی سر ہوگیا یہ ہمت و حوصلہ و جرأت آپ کی تھی ورنہ کوئی شخص ایسے مقام خوفناک و خطرناک مین قدم نہ رکھتا کہ یہان جان کے جانے کا یقینی خیال تھا بلکہ آپ کی زبانی معلوم ہوا ہی کہ لوح طلسمی نے بھی ہدایت کی تھی کہ طائر سبز کلان کو اسم اعظم الٰہی تیر پر دم کرکے لگانا اگر تیر طائر کے لگا تو خیر ورنہ پانی ہوکر بہ جاؤ گے الحمد للہ کہ تیر کارگر ہوا یہ مرحلہ سر ہوا جان آپ کی بچی وہ شاخ گل نرگس خشک ہوگئی ہوگی کیونکہ بیان تھا غواب جنی تک اُس کی تازگی موقوف تھی عمل فہیم عاملی بھی تھا کچھ اسی واسطے کیا تھا کہ جبتک غواب جنی زندہ رہے اور بھورنگ طائر سبز رنگ رہے شاخ گل نرگس بھی سرسبز و ہری رہے صاحبقران نے فرمایا کہ اسے ظہور کر دیا جو کچھ تم نے بابت اس باغ و طائر کے کہا سچ کہا فہیم عاملی نے اپنے عمل کے زور سے شاخ گل نرگس اتنی مدت دراز تک ہرا رکھکر ہزارون بندگان خدا کو گمراہ کیا باوجود اس کے کہ وہ خود مسلمان تھا نہین معلوم اُس سے پھر کیون یہ امور خلاف کیے شاید شیطان نے اُس کو اغوا کرکے گمراہ کیا تھا یا سوا اس کے اور کوئی وجہ ہو کہ ہم اُس سے آگاہ نہین ہین یہ فرماکر اُس باغ خزان رسیدہ سے باہر تشریف لاکر مرکب پر سوار ہوکر طبل کوچ بجوا دیا کو ہرا ولے کر جانب قلعہ سبز نگار روانہ ہوگئے اثناء راہ مین جو لوح کو دیکھا سرا سر اُس کو تاریک و تیرہ پایا سمجھے کہ اب لوح بیکار ہوگئی ہی جن امور کی ہدایت کے واسطے تیار کی گئی ہی وہ سب امور ہو چکے اسوجہ سے لوح بھی تاریک ہوگئی اب یہ ہدایت کسی امر مین نہ کرے گی یہ سمجھکر بے حد خوشی و مسرت مرکب کو جولان کرکے سوئے قلعہ سبز نگار روانہ ہوئے صاحبقران تو مع اپنے عیارکے سوئے قلعہ سبز نگار جاتے ہین مگر اب

وو کلمہ داستان اُن جنون کے مع دیگر حالات بیان سے کیے جاتے ہین

محفل مین دیکھ بھال کے پہچانتے نہین
نا آشنا سے ہین تجھے پہچانتے نہین

ہم بھی کبھی تھے آپ کے مد نظر جناب
اب آپ ہم کو جانتے پہچانتے نہین

حاضر ہین وار سہنے کو میرے دل و جگر
کیون تیغ ناز شوق سے تم تانتے نہین

بدلا نہین نہ آپ ہوا ہے دو سرے حضور
پھر کیا خطا کہ بات مری مانتے نہین

سب عہد بھولے دوستی دو دن نبھ سکی
اپنے پرائے قول وہ گردانتے نہین

دل دے کے مین نے آپ کو دشمن بنا لیا
ہان ہان بجا ہی آپ مجھے جانتے نہین

جب وہ جن حسب الحکم امیر یا توقیر دربار مین حسین سبز قبا بادشاہ قلعہ سبز نگار کے پہونچے دیکھا کہ وہ بادشاہ بالاے تخت حکومت بیٹھا ہی جملہ اہل دربار بہین و یسار علی قدر مراتب و درنگل کرسی وغیرہ پر باادب بیٹھے ہین دربار نہایت آراستہ ہی ہنوز وہ جن بصورت انسان خوش رو باصباحت نفیس و پاکیزہ دربار مین داخل ہوئے تھے ابھی بادشاہ مذکور کو سلام بھی نہ کیا تھا کہ شاہ قلعہ سبز نگار نے اُن کو دیکھکر برہم ہوکر پوچھا کہ تم کون ہو کہان سے آئے ہو بے حکم و اجازت ہمارے دربار مین

ہمارے کیون آئے ہو کیا مطلب ہے کسی کے فرستادہ ہو یا خود اپنی کوئی حاجت لے کر یہان آئے
ہو صاف صاف بیان کرو ورنہ تم کو سزا سخت دیجائیگی کہ دربار مین ہم ایسے بادشاہ سے
بے طلب و بے اجازت چلے آئے ہو کچھ ہمارا تم نے خوف بھی نہ کیا نہایت دلیری کی انھون نے
بعد سلام کرنے کے عرض کیا اے بادشاہ آگاہ ہو کہ ہم دراصل جن ہین فہیم عالی نے ایک عمل
اس طرح کا پڑھا تھا کہ ہم سب کو بصورت طائران سبز بغرض سرسبز رہنے شاخ گل نرگس کے بناکر
باغ طائران مین چھوڑ دیا تھا گویا قید کیا تھا اور وہ شاخ گل نرگس آپ کے قلعہ مین بالاے طاق
رکھدی تھی جس کو آپ اپنا خداوند شاخ گل نرگس جان کر سجدہ کرتے تھے اور اب بھی آپ اُسی شاخ
کو اپنا خداوند جانتے ہین فہیم عالی نے اس عمل کے کرنے سے آپ کو اور ہزارہا بندگان خدا کو گمراہ
کیا تھا نہین معلوم اس بابت مین اُس کی کیا مصلحت تھی کہ ایک دین باطل پھر جاری کر کے بندگان خدا کو
گمراہ کر کے مرگیا اب مقام شکر کا ہے پہلے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے پردۂ قاف
مین جاکر لوح طلسمی قبر سے فہیم عالی کے کسی تدبیر سے حاصل کر کے طلسم شمشیر جہان کو فتح کیا بادشاہ
طلسم مذکور کو کہ نام اُس کا برق جادو تھا قتل کیا پھر پردۂ قاف سے یہان آکر بہدایت لوح
طلسمی غوغاے رعد آواز و بہران بیچ ابرو و جھار و بن تن کو قتل و ہلاک کیا کہ یہ سب
پہلوانان نامی طلسم بند تھے بغیر ہدایت لوح طلسمی قتل نہو سکتے تھے اب صاحبقران ممدوح نے
وہ باغ جس کو فہیم عالی نے بزور عمل سرسبز و شاداب ہمیشہ کا بنایا تھا اور ہم سب جنون کو بصورت
طائران سبز بناکر باغ مذکور مین قید کیا تھا اُسے لوح طلسمی کی ہدایت سے خشک کر دیا ہے اب جنی
کو جس کو کہ ہمیر افسر کیا تھا اُسے قتل کیا ہے لاشہ اُس کا ابھی تک در باغ مذکور پر پڑا ہے باغ خشک
ہوگیا ہے رنگ دگرگون ہوگیا ہے ملاحظہ فرمائیے وہ شاخ گل نرگس بھی خشک ہوگئی ہوگی ہم حسب الحکم
صاحبقران واسطے اطلاع حال مذکور کے آپ کے پاس آئے ہین وہ جناب بھی تشریف لاتے
ہین غالباً تھوڑی دیر مین اس دربار مین داخل ہونگے حسین سبز قبا نے تمام حال اُن جنون
سے سنکے متحیر و خوش ہو کے اشارہ کیا کہ بیٹھ جاؤ وہ حسب الحکم کرسیون پر بیٹھے شاہ مذکور نے
اُسی وقت اُس شاخ گل نرگس کو جو دیکھا تو اُسے خشک پایا از حد خوش ہو کر صاحبقران کے کارہاے
نمایان پر بجاے خود تحسین و آفرین کر کے حکم دیا کہ دربار ہمارا مع تمامی شہر انواع و اقسام کی زینتون
سے ایک دو ساعت مین آراستہ ہو تاخیر نہو حسب الحکم بادشاہ دربار اور شہر بہت جلد جلد ہر قسم
کی زینتون سے ایسا مردم سے آراستہ کیا کہ شاید کسی بادشاہ سابق نے اپنے عہد حکومت مین
اپنے دربار کو اس طرح آراستہ کیا ہوگا اور اس طرح اپنے شہر کو بھی زینتون سے رونق دی ہوگی
جب دربار و شہر بخوبی تمام آراستہ ہو چکا شاہ مذکور منتظر تشریف لانے صاحبقران موصوف
کا ہوا بلکہ جملہ اپنے ارکان دولت و اعیان سلطنت کو حکم دیا کہ جلد بجمعیت تمامی ہمارے لشکر کے
سوے باغ طائران سبز جاؤ غالباً وہ اثناے راہ مین تم کو ملینگے اُن کا استقبال باحترام و تعظیم و
تکریم کر کے یہان اُن کو لاؤ انھون نے عجب کار نمایان کیا ہے ہم سب کو فہیم عالی نے شاخ گل نرگس
طاق پر رکھکر گمراہ کیا تھا صاحبقران نے اپنی تدبیر و شجاعت سے اُس شاخ کو خشک کر دیا ہے جو
اسرار پنہان شاخ مذکور کا تھا وہ ہم پر ظاہر کر دیا ہے نہایت ہم پر احسان کیا ہے گمراہی سے بچایا ہے
راہ راست کی ہدایت کی ہے ایک مدت دراز سے ہم غرق بحر ضلالت تھے آج اُن کی بدولت ہم

گمراہی سے آگاہی ہوئی ہے فہیم عاطی نے ہم سے عجب بدسلوکی کی تھی ایک شاخ گل نرگس کی پرستش کرائی تھی آج روز نہایت خوشی کا ہے ظاہر ہو جانے اسرار شادابی گل نرگس کا جشن کرین گے سامان جشن کے مہیا کیے جائین گے ارباب نشاط طلب کیے جائین گے ارکان دولت و اعیان مملکت وغیرہ تقریر بادشاہ سنکے اسیوقت مع جملہ مردان سپاہ کے کہ تخمیناً اسی ہزار کے تھے جانب باغ طائران سبز روانہ ہوئے اثنائے راہ مین دیکھا کہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ مرکب پر سوار فرحان و شادان تشریف لاتے ہین ہمراہ رکاب خواجہ طیفور گردیا ہین ارکان دولت وغیرہ نے اُن جناب کو دیکھتے ہی باادب سلام کرکے عرض کیا کہ ہم سب کو ہمارے بادشاہ نے واسطے استقبال حضور کے روانہ کیا ہے ہم سب محض برائے استقبال جناب آئے ہین بادشاہ ہمارا منتظر تشریف آوری جناب ہے صاحبقران یہ کلمات اُن سے سنکے خوش ہوئے پھر اُن سب کے ہمراہ جانب قلعہ سبز نگار چلے چونکہ اسیوقت چند ہرکارے لشکر اہل اسلام اس جگہ واسطے بالا دوی کے و نیز خبر کے آئے تھے انھون نے تمام حال دیکھے اور کچھ باتین سنکے شکر خدا کیا بعدہٗ صاحبقران موصوف کو باادب تمام سلام کرکے اپنے لشکر کی طرف بصد خوشی و خرمی روانہ ہوئے لشکر مین پہونچتے ہی خدمت بادشاہ لشکر اہل اسلام مین جاکر سر دربار اس طرح اوصاف حمیدہ وثنا و دعاے شاہ موصوف حسب دستور قدیم بجا لاکر خبر فرحت اثر تشریف آوری صاحبقران موصوف عرض کی کہ بمصداق این نظم

گو گر دراز صولت آتش امان دہد
پر ست چرخ و اختر بخت تو نوجوان
گشت علم تو بہ سایہ چتر آشیان دہد
اعجاز تو موسوی نبود دہر کجا کسے
اقبال در کف چو تو صاحب جہان دہد
ہر کو چو تیغ با تو زبان آوری کند
تا روز بوسہ بر قدم پاسبان دہد
در عہد چون تو شاہی کہ فضلہ سحاب
گاہ از شہاب سوزن و گہ ریسمان دہد

ہر جا کہ رایت از در تدبیر وا شود
آن بہ کہ پیر نوبت خود با جوان دہد
ہر آہنے کہ بر سر چوبے کنند راست
چوبے شعیب وار بدست سنان دہد
در رزم رستمی تو و در بزم حاتمے
قہرت چو آب او بزبان سنان دہد
پوشیدہ زہرہ جامہ زربفت مشتری
دستور چرخ رایت دریا و کان دہد
بادا چنانکہ کسوت عمر ترا قضا

اے خسروی کہ حفظ تو ہنگام اہتمام
تقدیر بر وساد و حشمت مکان دہد
فرہا سے سلطنت آنرا بود بحق
چون رمح تو چگونہ قرار جہان دہد
صد تیر ازین جہان گذرد تا زمام ملک
گردون ترا عنان قدح ہر آن دہد
در گرد بارگاہ تو کیوان شب الیاق
محتاج خرقہ البیت کو ر طیلسان دہد
تا آسمان چو کسوت شب را رفو کند
یکسر طراز مملکت جاودان دہد

اسوقت عنایت خدا و کرم کبریا سے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ جانب باغ طائران سبز سے فرحان و شادان مع خواجہ طیفور گردیا مرحلہ باغ طائران سبز کو فتح کرکے اس سمت تشریف لاتے تھے کہ اثنائے راہ سے حسب الحکم حسین سبز قبا بادشاہ قلعہ سبز نگار اعیان مملکت اُس کے استقبال اُن کا کرکے بعزت و حرمت و احترام قلعہ سبز نگار کو لے گئے ہین لہذا مبارک ہو کہ صاحبقران ذیشان بخیر و عافیت تشریف لائے ہین اور حسین سبز قبا نے اپنے دربار و شہر کو انواع و اقسام کی زینتون سے آراستہ کیا ہے سنا ہے کہ وہ شاخ گل نرگس جو کہ فہیم عاطی نے بالاے طاق قلعہ سبز نگار مین رکھی تھی خشک ہو گئی ہے غالبًا اب شاہ قلعہ سبز نگار موافق اقرار مطیع و فرمانبردار ہو کر دین اسلام اختیار کرے گا بادشاہ لشکر اہل اسلام خبر مندرجہ بالا ہرکارون سے سنکے از حد شادمان ہوئے تمامی سرداران لشکر بھی بہت خوش ہوئے اُن ہرکارون کو انعام کثیر دیا گیا اس خبر فرحت اثر سے جملہ اہل لشکر بھی شادمان ہوئے سپاہ اہل اسلام مین تو صاحبقران کے مع الخیر آنے کی سب کو نہایت خوشی ہے ہر ایک شادان ہے ہند رونیاز تھوری لیکن

اب حال صاحبقران و دربار حسین سبز قبا بادشاہ قلعہ سبز نگار کا لکھا جاتا ہے

جھکائے سر کھڑا ہون وار تیرا کیون نہین ہوتا
اگر ہونا نہین ہے وصل اُس گل کا تو موت آ جائے
غضب ہے بھولے پن سے نعش پر میری وہ کہتے ہین
کوئی جا کر بت پردہ نشین سے پوچھ دے اتنا
نہین ہے گر مبتلا تیرا تو پھر بتلائیے مجھکو
یہ باعث ہے کہ وہ وعدہ شکن ہرگز نہ آئے گا
ادب ملنے سے ہمنفس مانع ہے اُس قاتل کا مقتل ہین
شناور بحر الفت کے لب گور آ نکلتے ہین

تیرے قربان قاتل سطے یہ تھا کیون نہین ہوتا
جو کچھ تقدیر کا لکھا ہے پورا کیون نہین ہوتا
کہو اب وصل کا ہے تقاضا کیون نہین ہوتا
جو پردہ ہے تو پھر غیرون سے پردا کیون نہین ہوتا
مرا دل پھر کسی صورت پہ شیدا کیون نہین ہوتا
مجھے یارون کے کہنے کا بھروسا کیون نہین ہوتا
وگرنہ رقص بسمل کا تماشا کیون نہین ہوتا
یہ ساری باتین جھوٹی ہین کنارا کیون نہین ہوتا

ہمارے ان کے یہ اک بار ہے پوچھو نہ اے یارو
وہ اچھا کیون نہین کرتے ہین اچھا کیون نہین ہوتا

الغرض جب صاحبقران سلطان کیوان شکوہ ہمراہ وزیر دانشمند و امرائے نامدار و جملہ اہل دربار کے داخل قلعہ سبز نگار ہوئے دیکھا کہ شہر نہایت آراستہ ہے جا بجا سامان خوشی و سرور ہے ہر ایک دوکان و مکان وغیرہ شہر کا طرح طرح کی زینتون سے مزین کیا گیا ہے صاحبقران شہر کی سیر کرتے ہوئے دربار حسین سبز قبا مین پہونچے دربار کو بھی از حد آراستہ پایا حسین سبز قبا صاحبقران کو دیکھتے ہی کسی قدر اپنے تخت حکومت سے اٹھا پھر اپنے تخت کے برابر جو دنگل پر زر نہایت نادر و نفیس بچھوایا تھا اُسی دنگل پر بٹھایا خواجہ طیفور گرد پا بھی موافق اپنے عہدے کے دربار مین جاگزین ہوئے جملہ اہل دربار بھی علے قدر مراتب دنگل کرسی مینر وغیرہ پر بیٹھے حسین سبز قبا نے صاحبقران سے مخاطب ہو کر بعد مزاج پرسی کہا کہ آپ نے کارہائے نمایان کیے ہمین آگاہی ہوئی ان جنون سے جو ہمارے دربار مین بیٹھے ہین اور آپ نے ان کو قید سے گویا رہا کیا ہے تمام حال ہم نے سنا ہے آپ کی ہمت و دلاوری و شجاعت کی تعریف ہو نہین سکتی زبان آپ کی ثنا مین قاصر ہے نہایت سلوک نیک آپ نے کیا کہ ہم کو ہدایت دین اسلام کی کر کے دین باطل سے منحرف کیا ہم کو ثابت ہو گیا کہ جو دین و آئین ہمارا ہے وہ باطل ہے آپ کا دین حق ہے شاخ گل نرگس خشک ہو گئی اسرار سرسبزی شاخ گل نرگس ہم پر ظاہر ہو گیا اب ہم کو دولت دین اسلام سے مالا مال کیجیے کلمہ طیبہ پڑھا کر مسلمان کیجیے واقع مین دین اسلام دین حق ہے آج تک ہم سب گمراہ تھے و نیز عاملی کے کہنے سے اور گمراہ کرنے سے شاخ گل نرگس کی پرستش کرتے تھے اُسی کو اپنا خدا جانتے تھے اُسی کو سجدہ کرتے تھے اب اُس کے خشک ہو جانے سے یقین کامل ہوا کہ شاخ گل نرگس ایک شاخ ہے لائق خداوندی نہین ہے صاحبقران موصوف نے تقریر حسین سبز قبا سنکے نہایت خوش ہو کے کلمہ طیبہ تعلیم و تلقین کیا شاہ مذکور کلمہ طیبہ بصدق دل زبان پر جاری کر کے مسلمان ہوا پھر جملہ اپنے دربار اور اہل شہر و اہل و عیال کو مسلمان کیا بعد حکم صاحبقران سے مساجد کی بنا جا بجا ہونے لگی دین اسلام کے آئین پر اعلی ادنی عمل کرنے لگے حسین سبز قبا نے اپنے راہ راست پر آنے کا جشن کیا بزم عشرت بعنوان احسن از حد تکلفات سے اور انواع و اقسام کی آرائشون سے آراستہ کی گئی اس بزم جشن میں حسین سبز قبا

نے بادشاہ لشکر اہل اسلام و جملہ سرداران لشکر اسلام کو بھی شریک کیا مطیع بادشاہ لشکر اہل اسلام ہوا
سامان دعوت و ضیافت صاحبقران و بادشاہ لشکر اہل اسلام و سرداران لشکر اسلام وغیرہ اہل لشکر کا
نہایت عنوان شائستہ سے کیا گیا بزم عیش و عشرت و جشن میں ساقیان گلچہرین و گلبدن حسب الحکم
حسین سبز قبا کشتیاں شراب ناب کی مع شیشہ ہاے بلوریں لیکر حاضر ہوئے جملہ اہل بزم عشرت کو
جام پُر از مئے صہباے گلگون دینے لگے ہر ایک شراب ناب خوش ہو کر پینے لگا ناظرین پر واضح ہو کہ یہاں مراد
شراب سے عرق مفرح قلب ہے کہ گل رنگ و خوشبودار مقوی قلب و دماغ و جگر ہے اور یہی جملہ اہل اسلام
ہر ایک بزم عیش و عشرت میں نوش کرتے ہیں نہ یہ شراب مشہور کہ جس کا پینا شرعاً ناجائز ہے پس اگر کہیں
اس جلد میں اہل اسلام کی بادہ خواری کا ذکر آجائے تو خاص بادہ خواری کا خیال نہ کیا جائے بلکہ اسی
عرق مقوی قلب و دماغ کا ذہن ناظرین کے نکتہ بین میں خیال رہے الحاصل جب سب اہل بزم عشرت
شراب مذکورہ بالا کے دو دو چار چار جام پی چکے اور دماغ بادۂ ناب مذکور سے گرم ہوا ساقیان
سیمین ساق کشتیاں شراب ناب کی اٹھا کر بزم عیش سے لے گئے بعدہ نازنینان ماہرو نہایت خوش گلو
یکے بعد دیگرے مع اپنے سازندوں کے حاضر بزم عشرت ہو کر ناچنے گانے لگیں اہل بزم بصد خوشی
ناچ اور گانا اُن کا دیکھنے سننے لگے محلسرا میں جب سے دختر حسین سبز قبا نے خبر تشریف آوری
صاحبقران سنی ہے اور حال فتحیابی مرحلہ باغ طائران سبز ستار ہے نہایت شادمان ہے کلمہ طیبہ بھی اپنے
باپ کے حکم سے اپنی زبان پر جاری کر چکی ہے اسی طرح وزیرزادی اُس کی دختر وزیر دانشمند مسماۃ
فتانہ بہار آرا و جملہ اعلیٰ ادنیٰ عورتیں بھی مسلمان ہو چکی ہیں سب کو از حد خوشی ہے خصوصاً ملکہ
حسین گلگون قبا دختر حسین سبز قبا بادشاہ قلعہ سبز نگار کو بدرجہ کمال مسرت ہے اپنی وزیرزادی
سے خلوت میں اکثر کہتی ہے کہ ہماری مراد دلی بر آئی اس قلعے میں صاحبقران تشریف لائے لڑائی موقوف
ہوئی ہمارے والد نے مع ہم سب کے دین اسلام اختیار کر لیا جشن اسی خوشی کا ہو رہا ہے سامان دعوت و
ضیافت کیا جاتا ہے شکر ہے خدا کا ہم سب بدولت صاحبقران مسلمان ہوئے مذہب باطل کو ترک کیا اور
مذہب اسلام کہ دین حق ہے اُسے اختیار کیا ہے ہم کو بھی محلسرا میں ظہور خوشی کرنا ضرور ہے تو سامان آراستگی
بزم عشرت کر نازنینان خوبرو کو طلب کر تاکہ ہم بھی زینت آراے بزم عشرت ہو کر ناچ اور گانا نازنینوں کا
دیکھیں اور سنیں وہ عرض کرتی ہے اے ملکہ مبارک ہو کہ اب شادی آپ کی صاحبقران سے ہو گی
والد آپ کے یقین ہے کہ صاحبقران ہی سے آپ کو منسوب کریں گے حوصلہ و اشتیاق وصل نکلنے کا تمنا
دل بر آنے کی ایام فراق گئے زمانہ وصل قریب آیا میں حسب الحکم حضور سامان بزم عیش و عشرت کرتی ہوں
آپ بھی محلسرا میں خوشی اسی عنوان سے ظاہر کیجیے مگر اے ملکہ عالم بعد ہونے عقد کے مجکو نہ بھول جائیے گا
گاہ گاہ تو یاد فرمائیے گا ملکہ نے کچھ شرمگیں اور کچھ خوش ہو کر جواب دیا او بیوقوف یہ کیا کہتی ہے ہم تجکو نہ
بھولیں گے بلکہ اپنے ہی پاس رکھیں گے تو گھبرا نہیں خدا وہ دن تو دکھائے ہم نے سنا ہے کہ جس شاہزادی
کے ساتھ صاحبقران کا عقد ہوتا ہے اُس شاہزادی کی وزیرزادی کا نکاح اُن کے یار وفادار نامی و
نامدار خواجہ طیفور گرد پا عیار سے کیا جاتا ہے شاہزادی اور وزیرزادی دونوں ایک ہی جگہ رہتی ہیں
فتانہ بہار آرا نے تیوری چڑھا کر سر جھکا کر کچھ شرما کر عرض کیا کہ اے ملکہ اس طرح سے مجکو حضور کا ساتھ
منظور نہیں ہے خدا نکرے کہ ساتھ میرا اس طور سے ہو چار روپیہ کے پیادے لنگوٹے عیار مکار سے میرا
عقد ہو حالانکہ وہ عیار بلاے روزگار مجھ پر بدل نثار ہے میرا عاشق ہے مگر اے ملکہ مجکو عیار کا ساتھ منظور نہ ہوگا

یہ ذلت گوارا نہو گی آپکی وزیرزادی ہو کر ایک عیار سے منسوب ہون باعث میری ذلت و رسوائی کا ہی ملکہ نے مسکرا کر جواب دیا کہ تجکو اپنے عقد کے بارے مین کیا اختیار ہی جو ہم نے قبل اس کے کہا ہی دیکھہ ہی لینا اُس کا ظہور ہو گا اگر خدا نے چاہا ورنہ بغیر انشاء کے چاہے کوئی کار نیک نہین ہوتا ہی یہ کہکر ملکہ موصوفہ خوش ہو کر خاموش ہوئی وزیرزادی مذکورہ نے سامان جشن کیا بزم عشرت محلسرا کی آراستہ کرائی نازنینان خوبرو کو طلب کیا ملکہ مذکورہ وغیرہ اُس کی ہمراز و ہم جلیس عورتین بزم عشرت مین بیٹھین نازنین رقص کرکے گانے لگین اُن مین سے ایک نازنین خوش آواز نے یہ غزل شروع کی

غزل

اے دل تجھے اُس کی آرزو ہی
اُن کے مرے آج دوبدو ہی
خلوت مین ذرا تو چلکے سن لے
ہان حور بھی یون تو خوب رو ہی
اظہار وفا یہ سچ کیسا
اب اُن کو وفا کی جستجو ہی
انصاف ترے ستم کا او بت
اس عشق مین خاک آبرو ہی

وہ لاکھہ مین ایک تند خو ہی
اُس بت کو لکھا ہی حال گریہ
مطلب ہی کی تیرے گفتگو ہی
جب کام کا یہ نہین تمھارے
کیا یہ بھی شکایت عدو ہی
کیا جلوہ مہر و ماہ دیکھون
محشر مین خدا کے روبرو ہی
کیا سجدہ کرین بتون کی صورت

ہنگامہ حشر روبرو ہے
یارب ترے ہاتھ آبرو ہے
تیرا سا کہان جمال تو یہ
پھر کس لیے دل کی آرزو ہی
دل کو مرے خاک مین ملا کر
آنکھون مین مری پسند تو ہی
شامت ہی مری جو دل لگاؤن
ہر وقت ہمارے روبرو ہے

اے رشک ملو عدو سے جاکر
ملنے کی جو اُس کے آرزو ہی

ملکہ حسین بیگم گلگون قبا اور فتانہ بہار آرا وغیرہ جسقدر عورتین اُس بزم مین بیٹھی تھین سب اشعار غزل سننے لگین بجائے خود مضمون اشعار سمجھکر تعریف کرنے لگین خصوصاً ملکہ اور وزیرزادی مذکورہ چند شعر اس غزل کے اپنے حسب حال و دل پسند سنکے بہت خوش ہو کر مطربہ کو انعام دینے لگین وہ مطربہ بھی انعام کثیر پا کر بناز و ادا نہایت خوبی سے قاعدہ و اصول سے رقص کرنے لگی ایک ایک شعر غزل کو کئی کئی مرتبہ بتا بتا کے روبرو ملکہ کے گانے لگی یہانتک کہ اشعار تمام غزل کے گا کر غزل اُس نے تمام کی بعدہٗ اُس نے ملکہ کو عاشق طبیعت پا کر غزلین عاشقانہ گانی شروع کین ملکہ وغیرہ سب اشعار غزل عاشقانہ سننے لگے محلسرا مین تو بزم عشرت آراستہ ہی جیسا کہ حال بزم عشرت تحریر کیا گیا ہی مگر اب کیفیت بزم جشن جو حسین سبز قبا نے آراستہ کرائی ہی تحریر کی جاتی ہی کہ درمیان بزم عشرت کے اکثر نازنینان خوش رو نے رقص و نغمہ کیا انعام کثیر پایا اہل محفل کو خوش کیا از انجملہ ایک مطربہ خوبرو و از حد خوش گلو نہایت حسین مہ جبین کم سن نوجوانی کے دن کہ جس کا حسن و جمال مشہور دور دور تھا ہزارون خاص و عام اُس کے اوپر عاشق ستھے وہ بپا جو مغرور حسن عشاق کش کسی اپنے عاشق پر توجہ نکرتی تھی کسی طالب وصل کی آرزو بر نہ لاتی تھی سب کو اپنے فراق مین مبتلا کے درد و بیقراری رکھتی تھی بلکہ اپنا جمال جہان آرا بھی اپنے عشاق کو نہ دکھاتی تھی حسب الحکم حسین سبز قبا مع اپنے سازندون کے بزم عشرت مین حاضر ہو کر بعد درست ہونے سازون کے واسطے رقص کرنے کے کھڑی ہوئی جوانان اہل بزم کو دزدیدہ نگاہون سے دیکھنے لگی اکثر جوانان بزم عیاش بھی اُس پری چہرہ کو بغور دیکھکر دل دینے پر آمادہ ہوئے بعضے جوانان عاشق تو اُس کی صورت زیبا دیکھکر گویا از خود رفتہ ہوئے محو جمال ہو کر سکتہ سا اُن کو ہو گیا کچھ اہل بزم چہرہ روشن اُس کا دیکھکر باہم آہستہ یہ کہنے لگے کہ یہ مطربہ کس قدر حسین ہی کیا خوب اس کا جمال ہی آنکھین مانند چشم غزال کے ہین پیشانی مانند ماہ تابندہ کے ہی عارض مثل گل تر

کے ہیں مژگان عجب برچھیاں ہیں یا تیر دلدوز ہیں ابروئے خمدار خنجر بران براے قتل عاشقان کھنچے ہوئے ہیں دہن مانند غنچہ تنگ سا کے ہے بلکہ غنچے سے بھی تنگ تر ہے گویا نظر سے مفقود ہے گردن صورت صراحی بلورین ہے شانے بازو بھرے بھرے ہیں کلائی عجب کلائی ہے کہ بغیر ان کے دستیاب ہونے کے عشاق کو نہ کل آئی پنجہ مرجان سے بہتر اس گل کے دست حنائی ہیں عشاق کے خون سے شاید اس قاتل نے اپنے ہاتھ رنگین کیے ہیں اگر سر دستا یہ دست حنائی کسی دلدادہ کے ہاتھ آئیں تو عشاق سرفراز ہو جائیں روح کو اُن کی راحت ہو دل آرام پاے سینہ وہ گنجینہ حسن ہے کہ جس کو دیکھکر عابد کی دست ہوس بڑھ جائے تاب نہ آئے جوش شباب سینے سے نمود ہے یہ دو قمقمہ بلورین ہیں یا دو ڈبیان معجون مبہی کی ہیں یا یہ دو سرکش ہیں مگر اس نازنین کی ایسی باریک ہے کہ بغور دیکھنے سے کچھ ثابت ہوتی ہے پانون وہ پانون ہیں کہ دل عشاق کے پامال کرنے میں ہمیشہ سرگرم رہتے ہیں مانند سبزے کے پامال کیا کرتے ہیں چال اس کی قیامت ہے کبک دری اس کی رفتار سے مجوب ہے خوشا مقدر اُس کا جس سے یہ نازنین ہم آغوش ہو اہل بزم تو اُس مہ جبین کو دیکھ رہے تھے اور باہم آہستہ اُس کے حسن و جمال کی تعریف کر رہے تھے اور وہ بھی اہل بزم کو دزدیدہ نظروں سے بناز و ادا دیکھ رہی تھی کہ سازندون نے اُس کے جلد جلد ساز موافق اپنی طبع کے اور خواہش دل کے درست کیے وہ نازنین واسطے رقص کرنے کے کھڑی ہوئی سازندون نے ساز بجاے وہ پری رو ناچنے لگی اہل بزم ناچ اور گانا اُس کا بغور دیکھنے لگے تا دیر وہ مطربہ ایسی ناچی کہ جوانان اہل بزم کے دلون کو اُس نے مانند حنا یا مثل سبزے کے پامال کر دیا ہر ایک خوش ہوا سب نے تعریف اُس کے ناچنے کی بجاے خود کی بعد رقص کرنے کے اُس نازنین نے روبرو سے بادشاہ لشکر اہل اسلام و صاحبقران عالی مقام وغیرہ یہ غزل بخوش الحانی شروع کی غزل

وو دن کی بہار رہی نمو ہی	بلبل کی صدا یہ چار سو ہے	دل میں ہے ابھی ہوئی محبت	اب ورد زبان اگر یہی تو ہے
سرخی نہیں نشہ کی یہ زاہد	آنکھوں میں چھلک رہا لہو ہے	کرتے ہیں نگاہوں ہی میں وہ باتیں	کیا طرز ہے کیا ہی گفتگو ہے
میں کون ہوں کیا ہے میری عزت	اغیار کی اب تو آبرو ہے	دل میں رہے او بتا پر پوش	غم تیرا ہے تیری آرزو ہے
امید وفا کی بیوفا سے	کیونکر ہو وہ شوخ تند خو ہے	آنسو کی طرح گرا نظر سے	کیا ابر کی خاک آبرو ہے

اہل بزم اشعار غزل مندرجہ سننے لگے تعریف اشعار اور ثنا اُس مطربہ کی اس حسن و خوبی سے گانے کی بجا خود کرنے لگے جب اُس مطربہ نے غزل تمام کی حسین سبز قبا نے اُس کو انعام کثیر دیا وہ انعام لے کر بزم سے باہر گئی پھر اور ایک نازنین خوب رو مطربہ خوش گلو بزم عیش میں حاضر ہو کر رقص و نغمہ کرنے لگی اہل بزم گانا اُس کا سننے لگے ناچ دیکھنے لگے اسی طرح چار روز و شب نازنینان خوب رو رقص و نغمہ کیا کیں پانچویں روز بھی بدستور بزم آراستہ تھی نازنینان مہ جبین رقص و نغمہ کر رہی تھیں کہ حسین سبز قبا نے صاحبقران سے کہا کہ آپ نے ہم کو دولت دین اسلام عطا کی ہے ہم آپ کے سلوک نیک کا کیا عوض کریں زر و مال کی آپ کو احتیاج نہیں کچھ آپ ملک و مال دوسرون کو دیتے ہیں الا ایک نور نظر پارہ جگر کہ جسے ہم اپنی جان سے بہتر جانتے ہیں نذر کرتے ہیں امید کہ قبول کیجیے یہ کہکر جانب وزیر دانشمند اشارہ کیا چونکہ حسین سبز قبا نے قبل اس کے اپنے ہمراز سب ماجرا سے حال عشق صاحبقران اور اپنی دختر کا سنا تھا وزیر مذکور سے تنہائی میں کہہ رکھا تھا کہ جس وقت ہم اشارہ کریں فی الفور ترنج خوشبو سینہ صاحبقران پر مارنا وزیر دانشمند نے حسب الحکم و تاکید اپنے بادشاہ کے بمجرد اشارہ کرنے کے ترنج خوشبو سینہ صاحبقران پر لگایا جملہ اہل دربار سمجھ گئے کہ ترنج خوشبو سینے پر مارنا ایک رسم و قاعدہ

پادشاہان ہی کہ جس شخص کو اپنی دامادی مین قبول کرتے ہین سر بزم اُس کے سینے پر ترنج خوشبو لگانے کا
حکم دیتے ہین پس حسین سبز قبا نے بھی شاید صاحبقران کو اپنی دامادی مین قبول کیا ہی اسی وجہ سے
دانشمند وزیر نے سینہ صاحبقران پر ترنج خوشبو اسوقت لگایا ہی یہ سمجھ کے سب شادمان ہوئے امیر
با توقیر نے بھی خوش ہو کر سر اپنا جھکا لیا دانشمند وزیر نے دست بستہ عرض کیا کہ اے صاحبقران عالیشان
مبارک ہو کہ ہمارے بادشاہ نے آپ کو اپنی دامادی مین قبول کیا ہی صاحبقران نے مسکرا کر خاموشی اختیار
کی کچھ جواب نہ دیا خاموشی سے صاف ظاہر ہو گیا کہ منظور ہی خواجہ طیفور گردپا یہ رنگ خوشی و شادی دیکھکر
پہلے تو خوش ہوے بعد ازان جانب وزیر دانشمند دیکھنے لگے چونکہ وزیر مذکور کو یہ قاعدہ معلوم ہو چکا تھا کہ
جس شاہزادی سے صاحبقران اپنا عقد کرتے ہین اُس شاہزادی کی وزیرزادی صاحبقران کے عیار
سے منسوب ہوتی ہی پس بنا برین قاعدہ مقرر دانشمند نے دوسرا ترنج خوشبو سینہ طیفور گردپا پر لگایا
خواجہ بھی بہت خوش ہوے دل مین خیال کیا کہ عنایت خداوند عالم سے امید دلی میری بھی بر آئی اب
قتانہ بہار آرا دختر وزیر دانشمند سے ہمارا عقد ہوگا وصل محبوبہ مذکورہ حاصل ہوگا خواجہ یہ خیال
کر کے از حد خوش ہوے اُس وقت جو نازنین خوبرو رقص و نغمہ کر رہی تھی اُس نے مبارکبادی گانا شروع
کی تمام اہل بزم بصد خوشی سننے لگے نازنین کو بار بار انعام کثیر ملنے لگا حسین سبز قبا نے زمانہ جشن مذکور
مین نجومیون اور رمالون کو طلب کر کے اُن سے پوچھا کہ اس ماہ مین کونسی تاریخ اور دن اور وقت واسطے
عقد و نکاح کے سعد و مبارک ہی اُنھون نے عرض کیا کہ ہم اپنے قاعدے کے موافق عرض کرین گے پھر کے
نجومیون نے ستارون کی نحوست اور سعادت پر نظر کر کے اور رمالون نے زائچہ کھینچکر اشکال پر نظر ڈالکر
فکر و غور کر کے متفق الرائے ہو کر عرض کیا کہ اے بادشاہ جمجاہ سکندر حشم جمشید قدم ہمکو ہمارے علم اور
قاعدے سے ایسا ثابت ہوتا ہی کہ پرسون کی تاریخ سعد ہی کیونکہ ماہ و مہر ایک برج مین یکجا ہون گے
قران السعدین ہی اور روز جمعہ ہی دن بھی مبارک و نیک ہی لہذا وقت شب بساعت نیک اگر عقد و نکاح
ہو تو خوب ہی مدام زن و شوہر مین دوستی و الفت و انس و محبت از حد رہے گی اور کبھی نااتفاقی و دشمنی
باہم نہوگی حسین سبز قبا نے اُن کی تقریر سنکے بہت خوش ہوکے اُنکو خلعت و انعام دے کر رخصت کیا
جب روز جمعہ آیا موافق کہنے نجومیون اور رمالون کے سر بزم علما کو طلب کیا گیا عقد و نکاح صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ کا ساتھ ملکہ حسین گلگون قبا دختر حسین سبز قبا کے پچاس کرور زر سرخ
وغیرہ پر بعد ایجاب و قبول کے ہوا اور عقد خواجہ طیفور گردپا کا ساتھ قتانہ بہار آرا کے ہوا مگر در باب زیادتی
مہر کے خواجہ طیفور گردپا نے انکار کیا تا دیر مقدمہ مہر مین گفتگو ہوئی خواجہ نے اپنی ناداری ظاہر کی آخرکار
صاحبقران نے فرمایا کہ اے خواجہ زر نقد ادا مہر ہم تمکو دین گے تم اُس زر کثیر کو ادائے مہر مین دینا
خواجہ نے عرض کیا کہ اگر آپ دینے مین سہو فرمائین تو مین غریب و محتاج کیا کرون گا ادائے مہر کیونکر کرونگا
لہذا اسیوقت زر مہر مرحمت ہو تاکہ دل کو میرے اطمینان ہو جائے امیر با توقیر نے ہنسکر زر کثیر مہر معین
خواجہ کو دلوا دیا خواجہ نے وہ سب زر کثیر لے کر اپنی زنبیل مین رکھکر کہا کہ دادا جان اس روپے کو
بہت حفاظت سے رکھیے گا کوئی روپیہ اس مین سے کم نہونے پائے بلکہ کوئی روپیہ گننے بھی نہ پائے ورنہ
میرا نقصان ہوگا صاحبقران نے فرمایا کہ اے خواجہ جو زر کثیر ہمنے تمکو دیا تھا وہ کیا کیا خواجہ نے عرض کیا
کہ وہ روپیہ موجود ہی دیدیا جائے گا ابھی جلدی کیا ہی اہل بزم گفتگوے خواجہ پر ہنسے صاحبقران
بھی مسکرائے حسین سبز قبا بھی بے اختیار متبسم ہوا دانشمند وزیر بھی خواجہ کی تقریر سے مطلع ہو

مسکرایا ناظرین پر واضح ہو کہ مؤلف و مصنف گلستان باختر نے بخیال طول تحریر دیگر رسومات شادی
کے سامان کو مثل مانجھا و ساچق و حنابندی وغیرہ کے ترک کیا ہے فقط حال عقد صاحبقران و خواجہ
طیفور کر دیا خلاصہ طور سے تحریر کیا ہے الحاصل جب عقد و نکاح شاہانہ طور سے صاحبقران کا ہو چکا اور
نازنینان خوبرو نے سہرے بزم مبارکباد و گا کے زر کثیر انعام میں پایا جب شب عقد نصف سے کچھ گذری تو امیر
باتوقیر و خواجہ طیفور کر دیا بزم شادی سے حسب الطلب محلسرا میں گئے امیر باتوقیر بعد رسوم نسوان
اپنی زوجہ ملکہ حسین گلگون قبا کے پاس گئے اور خواجہ اپنی زوجہ قتانہ بہار آرا کے نزدیک گئے
جب دونوں عاشق و معشوق یکجا ہوئے وصل سے شادکام ہوئے مراد دلی بر آئی صبح کو صاحبقران و
خواجہ داخل حمام ہوئے غسل کیا لباس پاکیزہ زیب تن کیا اس روز رسم چوتھی کی بھی شاہانہ طور سے
ہوئی فقرا و غربا کو اس شادی میں دونوں طرف سے زر کثیر دیا گیا ملازموں کو حسب قدر مراتب انعام اور
جوڑے دیئے گئے خلاصہ یہ کہ دونوں جانب اس شادی میں القصہ بے انتہا روپیہ صرف ہوا اور
نہایت حسن و تکلف اور دھوم سے بطور شاہانہ ہر ایک رسم شادی کی کی گئی چوتھے روز حسین سبز قبا
نے صاحبقران سے کہا کہ اب یہ شہر و تخت و تاج آپ کا ہے یہ بھی ہم نے اسوقت دیدیا صاحبقران
نے کہا کہ اس ملک و تاج و تخت کی ہمیں احتیاج نہیں ہے یہ تاج و تخت شاہی آپ کا آپ کو مبارک ہو حسین
سبز قبا نے صاحبقران کی اس سیر چشمی پر بجائے خود ثنا کی اور بزم عشرت و عیش موقوف کی بدستور
اسی طور سے بزم عشرت آراستہ رہی نازنینان خوبرو رقص و نغمہ کیا کیں بعد چند روز کے صاحبقران
نے حسین سبز قبا سے کہا کہ اب آپ ہم کو رخصت فرمائیں ہمیں یہاں سے جانب طلسم زلزلہ جانا ہے اس طلسم
کو بھی اگر خدا نے چاہا تو فتح کریں گے اب تک تو طلسم مذکور تک پہونچ گئے ہوتے اگر ان قلعہ سرخ و زرد اور
یاقوت رنگ میں جنگ و جدال واقع نہوتی حسین سبز قبا نے کہا معلوم ہو کہ نام اس شہر کا شہر حسن آگین
ہے یہاں کے زن و مرد نہایت خوبصورت شیرنگین و باحیا ہوتے ہیں خصوصاً عورتیں یہاں کی بہت
صاحب عصمت و عفت و باحیا ہوتی ہیں اپنے شہر سے کہیں دور جانا گوارہ نہیں کرتی ہیں میری دختر
نیک اختر بھی یہاں سے سوئے طلسم زلزلہ جانا قبول نکرے گی لہذا اپنے عزم کو موقوف رکھیے سوا اس کے
دل کو گوارہ نہیں کہ آپ سے جدائی ہو جیتے کیونکر ہو سکتا ہے کہ ہم آپ کو اجازت جانے کی دیں دیدہ و
دانستہ جانب طلسم زلزلہ رخصت جانے کی دیں چندے یہاں قیام پذیر ہو جیسے ہم بھی یہاں سے سامان
سفر کر کے آپ کے ساتھ سوئے طلسم زلزلہ مع اپنی سپاہ کے چلیں گے صاحبقران نے بادشاہ مذکور
کہنے سے مجبور ہو کر برائے چندے قلعہ سبز نگار میں قیام کیا ہے حال ان کا بمقام مناسب لکھا جائیگا

اب وہ کچھ داستان دلسوز جانشین صاحبقران لخت جگر کردہ شاہ مردان و درویش آفتاب صورت و قمر ثانی و عراق حسن کلاہ بادشاہ شہر عراقیہ کے بیان کیے جاتے ہیں

ہوا نہ ہو جو کبھی وصل گل میں نذرانی
مجھے نصیب ہو قسمت سے زمزمہ خوانی

وہ خاک جانے مرا حال درد پنہانی
مگر قفس میں سنے مجھ حسرت و پریشانی

نوا سے کبوتر بام حرم چہ میدانی

تپیدن دل مرغان رشتہ بپا را

خوشی عروج پہ کرتا ہی سخت نادانی
نہ دیکھ چشم حقارت سے مرغ بستانی
ہوا مین بھر کے نہ تو زمزمہ خوانی
کہ جانتا نہین آزاد حال زندانی

تو اے کبوتر بام حرم چہ میدانی
تپیدن دل مرغان رشتہ بر پا را

نہ پوچھ حال دل زار مرغ بستانی
رہون قفس مین نہ کیون صرف مرثیہ خوانی
نہین ہی قابل اظہار درد پنہانی
نہ دید گل ہی نہ آب و ہواے بستانی

تو اے کبوتر بام حرم چہ میدانی
تپیدن دل مرغان رشتہ بر پا را

مین اس چمن مین ہون وہ نامراد زندانی
فضاے باغ کہان اور کہان خوش الحانی
کہ بال بال ہی وابستۂ پریشانی
شرار بار ہی مجھے سوز آہ پنہانی

تو اے کبوتر بام حرم چہ میدانی
تپیدن دل مرغان رشتہ بر پا را

جب جانسوز بن مہتر قران نظر کردہ شاہ مردان دنیا سے جانب ملک عدم جانے لگا تھا تو اُس کی زوجہ منکوحہ حاملہ تھی زمانہ وضع حمل مین تھوڑی مدت باقی تھی جانسوز عیار نامدار نے اپنی زندگی سے مایوس ہوکر ایک پرچے پر کچھ اپنے ہاتھ سے لکھکر اپنی زوجہ مذکورہ کو دے کر کہا تھا کہ اس پرچہ قرطاس کو مانند تعویذ کے اپنے بازو پر باندھ لو اگر تمھارے بطن سے لڑکا پیدا ہوا اور وہ جب سمجھدار و ہوشیار ہو تو اُس کو یہ پرچہ قرطاس دیدینا اور اگر دختر پیدا ہو تو اُسے یہ کاغذ نہ دینا میرے اس کہنے کا خیال رکھنا اب مجکو امید حیات نہین ہی عجب نہین کہ دو چار روز مین دنیا سے جانب ملک بقا روانہ ہون بعد میرے تم زیادہ تر میرے غم و الم مین نالہ و فغان نکرنا گذشتگان کو یاد کرکے صبر اختیار کرنا خواہ لشکر صاحبقران مین داخل ہوکر زندگی اپنی بسر کرنا یا جہان تمھارا دل چاہے وہان سکونت اختیار کرنا اگر فضل و عنایت خدا سے تمھارے بطن سے فرزند پیدا ہو تو اُس کی پرورش اور تعلیم علم مین حتی الامکان کوشش کرنا جاہل اُسے نہ رہنے دینا معلم کے حوالے کردینا تاکہ وہ پڑھ لکھکر لیاقت حاصل کرے اور اپنے عقائد مذہبی سے آگاہ و ماہر ہو خبردار اس وصیت پر میری ضرور عمل کرنا زوجہ جانسوز نے باشکباری و فغان جوابدیا تھا کہ خدا وہ دن نہ دکھلاے کہ تم دنیا مین نہ ہو اور مین تمھاری وصیت پر عمل کرون تم سے پہلے اگر مین دنیا سے سوے ملک عدم چلی جاؤن تو میرے حق مین اچھا ہی پروردگار عالم تم کو زندہ و سلامت رکھے جانسوز نے کہا تھا کہ بظاہر میرا جانبر ہونا دشوار ہی اجل میری قریب آئی ہی آثار قضا ہویدا ہین ہمیشہ دنیا مین کون رہا ہی ایک روز سب کو مرنا ضرور ہی جب خاصان خدا دنیا مین نرہے تو پھر کون رہ سکتا ہی بہت ایسا ہوا ہی کہ شوہرون نے انتقال کیا ہی اور ازواج اُن کی زندہ رہی ہین جو حکم خدا ہوتا ہی وہ ہوتا ہی تم بھی ہمارے غم مین صبر اختیار کرنا پہلے ہم کتنے دنیا سے جاتے ہین یہ دنیا ایک سرا ہی اس سرا مین اتنی ہی مدت ہمارا اقیام منظور خالق خاص و عام تھا اب بظاہر یہان حکم رہنے کا نہین ہی جو اُس کی خوشی بشر کو لازم ہی کہ رضاے خدا پر راضی رہے تم بھی رضاے الٰہی پر راضی رہو اشکبار و بیقرار میرے غم مین ابھی نہو کہ زندہ ہون بعد مرگ رو لینا مگر نہ اسقدر کہ باعث تمھاری ہلاکت کا ہو یہ وہ مثین کہکے دو چار دن

کے بعد جانسوز بن مہتر قران مرگیا تھا زوجہ نے اُس کی بعد اُس کی تجہیز و تکفین کے کثرت غم
سے لشکر اہل اسلام میں رہنا قبول نکر کے دوری لشکر اسلام اختیار کی تھی بعد دو چار ماہ کے اُس کے بطن
سے لڑکا پیدا ہوا تھا صورت و شکل میں ہو بہو اپنے باپ کے تھا زوجہ جانسوز عیار نے نام اُس طفل کا
دلسوز رکھا تھا جب وہ فرزند پرورش مادر سے پانچ چھ سال کا ہوا اُس کی مادر نے موافق وصیت
اپنے شوہر مرحوم کے اُس کو معلم کے سپرد کر دیا تھا معلم نے دلسوز کو بدلسوزی چار پانچ برس کی
مدت میں پڑھا اور لکھا کر اس قابل کر دیا تھا کہ لکھنے اور خط پڑھنے کی لیاقت اُسے حاصل ہو گئی تھی
ایک روز مادر دلسوز کو وصیت اپنے شوہر جانسوز بن قران کی یہ یاد آئی کہ قبل مرگ اُس نے
ایک رقعہ لکھکر دیا تھا اور کہا تھا کہ اس قرطاس کو اپنے بازو پر بطور تعویذ کے باندھ لو جب لڑکا تمہارے
شکم سے پیدا ہو کر دس گیارہ برس کا ہو اور کچھ پڑھنے اور لکھنے میں اُسے لیاقت حاصل ہو تو یہ رقعہ ہمارا
لکھا ہوا اُسے دکھا دینا اور کہدینا کہ اے فرزند جو کچھ تمہارے باپ نے اس پرچہ قرطاس پر تمہین لکھا ہے
لازم ہے کہ اُس پر عمل کرو یہ بمجرد یاد آنے وصیت مذکورہ کے زوجہ جانسوز بن مہتر قران نے وہ
تعویذ اپنے بازو سے کھول کر اپنے فرزند کو دے کر کہا اے نور نظر پارۂ جگر دیکھو اس پرچہ کاغذ کو ہنگام
قرب رحلت تمہارے باپ مرحوم و مغفور نے اپنے ہاتھ سے لکھکر ہمین دے کر کہا تھا کہ جب ہمارا
فرزند ہوشیار ہو اور سن اُس کا دس گیارہ برس کا ہو تو یہ پرچہ کاغذ اُسے دے کر کہدینا کہ جو کچھ اس
کاغذ پر لکھا ہے اُس پر عمل کرو اب چونکہ بفضل خدا سے تمہارا سن گیارہ سال کا ہوا ہے اور مجکو بھی اب
تمہارے باپ کی وصیت یاد آئی ہے اس پرچے کو دیکھو اور جو کچھ اس میں لکھا ہے اُس پر عمل کرو دلسوز
نے وہ کاغذ اپنی والدہ سے لیکر اُسے جو پڑھا تو اُس میں بعد دعاے درازی حیات کے لکھا تھا کہ اے
فرزند دلبند آگاہ ہو کہ ہم بھی عیار تھے اور ہمارے والد بھی نامی و نامور عیار تھے نام اُن کا مشہور
جہان ہے خاص و عام اُن کو مہتر قران کہتے تھے وہ نظر کردہ شاہ مردان تھے بعد نظر کردہ ہونے کے
وہ کبھی گرفتار نہیں ہوئے لیکن جب اجل اُن کی آئی اُسوقت اسیر پنجۂ قضا ہوئے تھے کبھی اُنھوں نے
صورت بنکر عیاری نہیں کی تھی ہمیشہ بصورت مردہ عیاری کرتے تھے اور دلیرانہ سامنے دشمن
کے جاتے تھے اور بضرب بغدہ گران کام دشمن کا تمام کرتے تھے ذیجاہ و ذی وقار تھے شہر حلب کے
فرمانروا کے داماد تھے تمکو بھی لازم ہے کہ پیشہ عیاری اختیار کرنا کسی مکار سے مکر و فریب یاد کرنا تم پوتے
ہو مہتر قران نظر کردہ شاہ مردان کے اپنے باپ دادا کی طرح فن عیاری میں نام برآوردہ ہونا
ہمارا اور اپنے دادا کا نام دنیا میں روشن کرنا جیسے ہم دونوں لشکر صاحبقران میں رہکر ہزارہا عیاریاں
کی تھیں خلعت و انعام پایا تھا نامور ہوئے تھے تم بھی بمثل ہمارے اور اپنے دادا کے نامور ہونا
عیاری و مکاری میں ضرب المثل و نظیر ہونا خبردار اے فرزند خلاف اس تحریر کے عمل نہ کرنا فرزند وہی
فرزند ہے جو اپنے باپ دادا کے خصائل و عادات و حرکات اختیار کرے وہ پسر لائق نہیں ہے جو خلاف
اپنے آبا و اجداد کے افعال کرے اگر تم ہمارے خلف الصدق ہو تو ہماری تحریر پر عمل کروگے زیادہ
والدعا دلسوز نے جو یہ عبارت مرقومہ اُس پرچہ قرطاس میں لکھی ہوئی دیکھی اور اُس عبارت
کو حرف بحرف پڑھا اپنی مادر سے جو کچھ اُس کاغذ پر لکھا ہوا تھا بیان کیا اُس نے آبدیدہ ہو کے اپنے شوہر
کو یاد کر کے کہا کہ اے فرزند باپ تمہارا قبل تمہاری ولادت کے کچھ زر و جواہر مجکو دے کر مرگیا تھا سو
آجتک اُسی روپیہ میں سے اپنی زندگی بسر کی اور تمہین بھی پالا پڑھوایا لکھوایا اب ماشاء اللہ تم

قریب عہد جوانی پہونچے ہو حصول زر کی فکر کرو وہ روپیہ ہو چکا ہی جو تمھارے باپ نے مجھے دیا تھا اب تم
اپنے پدر مرحوم کی تحریر پر عمل کرکے زر و مال بقوت بازوے خود پیدا کرو تاکہ تمھاری اور میری زندگی
بآرام بسر ہو میں نے تم کو نہایت محنت و مشقت سے پالا ہی کفارت اپنے تئیں اور تمھیں بچایا ہی آبادی
شہر کو چھوڑکر ویرانے میں جا بسے امن پاکر سکونت اختیار کی ہی دلسوز نے کہا کہ اے مادر گرامی آپ نے
اب یہ رقعہ مجھے دیا اگر قبل اس کے آپ مجکو یہ تحریر دکھا دیتیں تو اب تک میں نے بہت کچھ زر و مال پیدا
کیا ہوتا خیر اب بھی حصول مال و زر کی فکر کی جاوے گی اور اس تحریر پر اپنے والد مرحوم کے عمل کیا جائیگا
مگر بالفعل کچھ روپیے کی ضرورت ہی سفر میں روپیہ تھوڑا ہو یا بہت ہو ضرور ہونا چاہیے ارادہ میرا یہاں سے
دور تک جانے کا ہی کچھ مال دنیا سے پاس اپنے ضرور ہونا چاہیے کہ وقت ضرورت کام آوے مادر
دلسوز نے پانچ روپیے اسے دے کر کہا کہ اے فرزند بس مال دنیا سے یہی روپیہ میرے پاس ہیں
ان کو تم لے لو اپنے پاس رکھو حق تعالے رازق العباد ہی کسی نہ کسی طور سے مجھے بھی رزق دے گا محنت
مزدوری سے میری بسر ہو جاے گی دلسوز نے وہ پانچ روپیے اپنی مادر سے لے کر کہا کہ آپ کا مجھے
خیال رہے گا انشاء اللہ کہیں نہ کہیں سے مال و دولت حاصل کرکے یہاں آکر وہ دولت و مال آپکو
دے جاؤں گا بآرام آپ اپنی زندگی بسر کیجیے گا اطمینان رکھیے خدا مسبب الاسباب ہی چندے زمانہ
تکلیف ہی پھر انشاء اللہ زمانۂ راحت و آرام آئے گا یہ تکلیف و عسرت دور ہو جاے گی یہ کہکر لباس
اپنے تن پر آراستہ کرکے والدہ سے رخصت ہوکر اُس کو اپنی جدائی میں گریان چھوڑ کر دلیرانہ ایک جانب
روانہ ہوا بعد قطع راہ دور و دراز ایک صحرا میں پہونچا دیکھا کہ ایک بھیڑیا چلا آتا ہی اور بھیڑیے نے بھی
دلسوز کو دیکھکر نرم و فربہ غذا اپنی جان کر جانب دلسوز رخ کیا اس طرف دلسوز نے دل میں اپنے
خیال کیا کہ اس بھیڑیے سے اپنی جان بچانا چاہیے کوئی فکر و تدبیر کرنا چاہیے کہ جس سے جانبر ہوں شکار
پنجۂ گرگ نہ ہوں ہر چند کہ اسوقت ہاتھ میں کوئی حربہ کسی قسم کا نہیں ہی مگر خدا نے عقل تو دی ہی عقل
سے کوئی فکر ایسی کرنا چاہیے کہ جس سے جان بچے یہ خیال کرکے دیکھا کہ قریب ایک درخت صحرائی نہایت
کلاں ہی تنہ اُس درخت کا ایسا ہی کہ اگر دو تین آدمی دست بدست ہو کر اُس درخت کی جڑ کو آغوش
میں لینا چاہیں تو اُس درخت کی جڑ آغوش میں نہ آسکے بس اُس درخت کو دیکھتے ہی جلد قدم بڑھا کر پیچھے
اُس شجر کے پہونچا اتنی دیر میں وہ گرگ بھی اپنے چنگل سے بار بار زمین پر خط دیتا ہوا قریب آگیا دلسوز
اُس درخت کی جڑ میں چھپا جب وہ گرگ اُس کی طرف آیا یہ گھوم کر دوسری طرف گیا اسی طرح تا دیر اُس
گرگ سے اپنی جان بچاتا رہا اور بہ رجوع قلب خدا سے واسطے اپنی جانبری کے دعا کرتا رہا مشہور ہی کہ
جب کوئی بدل رجوع جانب خدا ہو کر دعا کرتا ہی تو دعا اُس کی مستجاب ہوتی ہی دلسوز کی بھی ایسی حالت
میں دعا مستجاب ہوئی زندگی باقی تھی سبب جانبری پیدا ہوا یعنی حسب اتفاق ایک سوار سامنے سے
ظاہر ہوا اُس سوار نے جو دور سے دیکھا کہ ایک لڑکے کو ایک گرگ نے گھیرا ہی دل میں اُس کے رحم آیا
فی الفور اپنے مرکب کو کوڑا مارا وہ ضرب تازیانہ سے تیز رو ہوا سوار نے جلد قریب اُس درخت کے
آکر نعرہ کیا کہ او گرگ دور ہو کیا غضب کرتا ہی ایک طفل کو شکار کیا چاہتا ہی خبردار اس طفل کو ہلاک نکرنا
میں آ پہونچا [illegible] ہاتھ سے بچکر کہاں جائیگا اور دلسوز سے پکار کر کہا کہ اے طفل نہ گھبرا نا میں آتا ہوں
اس گرگ کے ہاتھ سے تجھے بچاتا ہوں دلسوز نے صداے سوار سنکے کچھ سوچکر جانب سوار [illegible] نظر
کرکے [illegible] پانچ روپیے گرد اس درخت کی جڑ کے ڈالدیے اس اثنا میں وہ سوار نیزہ بدست عنقریب

آگیا اُس کے نعرے سے گرگ مذکور خائف ہو کر جانب صحرا بھاگا اور دلسوز نے اُس سوار سے مخاطب
ہو کر چیں بجبیں ہو کر کہا کہ اے سوار بیہودہ کردار ارے غضب کیا تو نے کہ گرگ زردار کو نعرہ کر کے
بھگا دیا میرا نقصان کیا سوار مذکور نے متحیر و متعجب ہو کر جواب دیا کہ اے طفل کیا عوض احسان دنیا میں
بدی و شکایت ہے میں نے تو رحم کھا کر گرگ سے تیری جان بچائی عوض احسانمند ہونے کے تو مجھے
شاکی ہے یہ تو بتا کہ تیرا کیا نقصان ہوا ہمارے نزدیک تیرا فائدہ ہوا کہ جان تیری پنجہ گرگ خونخوار
سے بچ گئی از سر نو گویا تیری زندگی ہوئی دلسوز نے کہا کہ نقصان جو میرا ہوا وہ ظاہر ہے اگر تو بینا ہے تو
دیکھ لے یہ چار روپیے پڑے ہیں ہر گردش میں ایک روپیہ مجکو یہ گرگ زردار اپنے دہن سے نکال کر
دیتا تھا ابھی چار ہی روپیے چار گردشوں میں گرگ نے مجھے دیے تھے کہ تو نے آ کر اُسے بھگا دیا
افسوس ہزار افسوس کہ سو دو سو روپیہ بھی تو نے مجھے اس گرگ زردار سے لینے نہ دیے آج وہ
تمام روپیہ اپنے شکم میں بھرے ہوئے چلا گیا سوار نے کہا اے لڑکے اسقدر جھوٹ بولتا ہے ایسی بات
کہتا ہے کہ جس کو عقل قبول نہیں کرتی اسے کہیں گرگ بھی روپیہ اُگلتا ہے کیا اُسکے پیٹ میں روپیے
بھرے ہوئے ہیں دلسوز نے برہم ہو کر جواب دیا کہ او جوان نادان یہ گرگ اسی طور کا ہے
دلیل صداقت میرے قول کی ظاہر ہے دیکھ یہ چاروں روپیے پڑے ہیں کیا ممکن نہیں ہے کہ خداوند
عالم اپنی قدرت سے یہ گرگ ایسا پیدا کرے کہ جو دہن سے زر اُگلے اور اُسکے پیٹ میں روپیے بھرے
ہوں ہر روز وہ زر اُگلتا ہو پھر وہ زر ویسے ہی شکم میں پیدا ہوتے ہوں سوار مذکور نے تقریر طفل مذکور
کی سنکے روپیے زمین پر پڑے ہوئے دیکھ کر دل میں کہا کہ یہ لڑکا تقریر تو ایسی کرتا ہے کہ جس کو عقل
قبول کرتی ہے بیشک خدا میں ایسی ہی قدرت ہے بلکہ اس سے زیادہ تر قدرت رکھتا ہے وہ جو چاہے کرے
یہ باتیں دل میں کر کے اُس لڑکے سے کہا کہ اے طفل جو کچھ ہوا وہ ہوا میں اس حال سے آگاہ نہ تھا اب تو
گرگ کو میں نے بھگا دیا دلسوز نے کہا کہ اے سوار اب بھی اگر تو چاہے تو یہ گرگ پلٹ آئے ہر گردش میں
تیرے سامنے ایک روپیہ منہ سے نکال کر مجھے دے سوار نے پوچھا کہ گرگ کے پلٹ آنیکی کیا تدبیر ہے تو
بیان کر دلسوز نے کہا کہ اپنے مرکب سے اُتر کر پیادہ جاؤ دیکھو ابھی وہ گرگ سامنے بھاگا ہوا جاتا ہے
آواز بلند اُس سے کہو کہ اے گرگ زردار ادھر آ وہ لڑکا تجھے بلاتا ہے جب چند مرتبہ اس طور سے تم اُسے
کہوگے اور اپنی ناواقفی ظاہر کروگے اور اُس سے عذر بہت کروگے یقین ہے وہ گرگ پلٹ آئیگا یہ
گرگ اس قسم کا ہے کہ آدم خوار مثل اور گرگوں کے نہیں ہے اگرچہ بظاہر درندہ ہے لیکن کسی بشر کا گوشت نہیں کھاتا
ہے لڑکوں سے کھیلتا ہے روپیے دیتا ہے سوار مذکور گفتگوے دلسوز سنکے فی الفور اپنے مرکب سے اُتر کر گھوڑے کو
وہیں چھوڑ کر صرف تازیانہ بدست جانب گرگ باواز بلند یہ کہتا ہوا چلا کہ اے گرگ زردار میں تیرے
حال سے آگاہ نہ تھا اب پلٹ آ خطا میری معاف کر میں نے تجکو بھگا دیا واقعی بُرا کیا مگر وہ گرگ صحرائی
عذر سوار مذکور کب سُنتا تھا اُس کے بلانے سے کب آسکتا تھا بلکہ سوار مذکور کو اپنی سمت آتے دیکھکر متوجہ
ایک جھاڑی کی طرف ہوا اُسوقت سوار مذکور کو حرص حصول زر دامنگیر ہوئی دل میں کہنے لگا کہ اب یہ
گرگ زردار جھاڑی میں جاتا ہے تم بھی مانند اُس لڑکے کے گرد جھاڑی کے ساتھ اس گرگ کے پھرو
ہر پھیرے اور ہر گردش میں اس جھاڑی کے یہ گرگ تم کو ایک روپیہ اپنے دہن سے اُگل کر دیگا اسوقت
سے شام تک کی گردشوں میں زر کثیر ہاتھ آ جائیگا پھر خیال کرنے لگا کہ یہ زحمت کیوں گوارا کرو اس
گرگ کو کسی تدبیر سے اسیر کر کے اپنے گھر لیے چلو تمہارے گھر میں درخت کلاں نیب کا ہے اس درخت کے

گردش ساتھ اس گرگ کے اگر روز گردش کیا کروگے تو ہر روز زر کثیر اس گرگ زردار سے ملا کرے گا
اب نوکری رسالے کی چھوڑ کر خانہ نشینی اختیار کر لینا اور اگر یہ گرگ اسیر نہو سکے تو اس کو تلوار وغیرہ
سے مار ڈالو پیٹ میں اس کے جس قدر روپیہ ہو وہ لے لو اور چھٹی لیکر گھر اپنے چلے چلو زر کثیر اس تدبیر
سے ہاتھ آئیگا اپنے اہل و عیال کے حوائج میں صرف کرنا یہ خیال محال کر کے جانب گرگ مذکور چلا
گرگ جھاڑی میں چلا گیا سوار مذکور گرد جھاڑی کے پھرنے لگا اور گرگ کی اپنے ساتھ پھرنے کی آرزو
کرنے لگا تاکہ مثل اُس طفل کے مجکو بھی یہ گرگ زردار ایک روپیہ ہر گردش میں دے جب چند مرتبہ گرد
اُس جھاڑی کے پھرا گویا اُس جھاڑی اور گرگ کے صدقے و قربان ہوا اور وہ گرگ جھاڑی سے نکلکر
ساتھ اس کے گردش کنان نہوا تو سوار مذکور کو غصہ آیا پکار کر کہا کہ او گرگ نابکار زردار میرے ساتھ
کیوں اس جھاڑی کے گرد نہیں پھرتا مجکو کیوں نہیں مثل اُس لڑکے کے زر دیتا میں تو جوان ہوں خوب
گردش کرتا ہوں چند گردشیں کر کے تھکا ہوں تو دیکھ بھی تھکا ہے کیا وجہ ہے کہ مجکو ہر گردش میں زر نہیں
دیتا ہے کیا تو مجھسے بوجہ وہاں سے بھگا دینے کے ناراض و ناخوش ہے اگر رنجیدہ ہے تو میں تجھسے طالب عفو
تقصیر ہوں خطا میری معاف کر اب جھاڑی سے نکل ساتھ میرے اس جھاڑی کے گرد گردش کر ورنہ
تجکو مار ڈالوں گا خنجر سے شکم تیرا چاک کر کے تمام روپیہ جو تیرے پیٹ میں بھرا ہوا ہے نکال لونگا جان
تیری مفت جائے گی بہتر یہی ہے کہ میرے کہنے پر عمل کر جھاڑی سے نکلکر ساتھ میرے گردش کر ہر گردش
میں ایک روپیہ مجکو بھی دے گرگ مذکور کب اُس سوار کی تقریر سمجھتا تھا اندر جھاڑی کے چھپا رہا اور
ناشنیدنی کے غصہ میں بھونکا کیا سوار تو حرص حصول زر میں پاس جھاڑی کے کھڑا ہوا تھا گرگ جھاڑی
میں پوشیدہ تھا ادھر دلسوز نے موقع سوار کے گھوڑا نے جانے کا پاکر جلد اُس عربی و تیز رو کی پشت پر
سوار ہو کر ایک گھونسا مارا اور دو چار مرتبہ پاؤں سے ٹھکرایا وہ گھوڑا اپنے سوار پشت کی موافق رائے
ایک طرف بسرعت و شتابی چلا چونکہ میدان وسیع تھا دور سے سوار مذکور نے دیکھا کہ وہی لڑکا میرے
عربی گھوڑے پر سوار ہے اور گھوڑے کو دوڑائے ہوئے لیے جاتا ہے یہ دیکھتے ہی غضبناک ہو کر چلایا
کہ او لڑکے کیا غضب کرتا ہے گھوڑا میرا کیوں لیے جاتا ہے ٹھہر جا کہ میں آتا ہوں دلسوز نے جواب دیا کہ او
سوار ناداں و بیوقوف آگاہ ہو کہ میں دلسوز نہیں جانسوز ہوں مہر قران نظر کردہ شاہ مردان
یہ پہلی عیاری تھی جو میں نے کی ہے کیا فریب تجکو دیا ہے اور گھوڑا تیرا لیا ہے اب اس گھوڑے سے صبر کر تجکو یہ اسپ
کبھی نہ دونگا تو مجھے اب پا نہیں سکتا اگر آئیگا تو کیا پائیگا گرد سمند بھی تو میرے نہ پائیگا گھوڑا ملنا تو کجا میں
جانسوز ایسا عیار طرار خنجر گذار کا فرزند ہوں جو کچھ لے لیتا ہوں پھر نہیں دیتا ہوں اور یہ پہلے بھی تجھسے
کہا گیا ہے کہ یہ پہلی عیاری میں نے کی ہے پہلا پہلی عیاری ہیں جو مال و دولت وغیرہ ہاتھ آئے اُسے دیدینا
ایسا ہے کہ جیسے مشہور ہے عوام میں کہ بہنی کے وقت نیت کا ہونا یہ آواز بلند کہکر گھوڑے کو جولان کرتا ہوا
ایک سمت روانہ ہوا سوار بیچارہ اپنا اپنے ہاتھوں سے سر پیٹتے ہوئے نالاں و گریاں پیچھے پیچھے بہت دوڑا
آخر کار تھک گیا طاقت دوڑنے کی نرہی عرق میں سراپا تر ہو گیا مجبور و لاچار ہو کر آہستہ آہستہ نشان سم
مرکب دیکھتا ہوا اور یہ کہتا ہوا چلا کہ او لڑکے اس سن میں تو تیری یہ چالاکی و ہوشیاری و مکر و فریب ہے آگے
جوان ہو کر تو نہیں معلوم تو کیا قیامت برپا کرے گا مجھ ایسے زیرک کو تو نے فریب دیا اور میں بھی تیرے
فریب میں آگیا خیر جو ہونا تھا وہ تو ہوا مگر میں بھی رسالے کا سوار ہوں جہاں تو جائے گا میں بھی اپنے تئیں
وہاں پہنچاؤں گا گھوڑا تجھسے ضرور لے کر تجھے قتل کروں گا کہ تو نے مجکو اپنے دام فریب میں پھنسایا ہے

قسم کھاتا ہون اپنے دین و مذہب کی کہ بغیر گھوڑا لیے نجاؤنگا رسالے مین جاکر رسالدار و دیگر جوانان
رسالہ کو کیا منھ دکھاؤنگا بڑی ذلت و رسوائی ہوگی سب رسالے کے سوار مجھے ہنسینگے رسالدار خفا ہو
بہادر مجکو بیوقوف و نالائق جان کر چہرہ میرا فرد سواران رسالہ سے کاٹ دینگے نوکری سے برطرف
ہوجاؤنگا روزگار جاتا رہیگا پھر ایسی نوکری نملیگی اہل و عیال میرے میری نوکری کی برطرفی سے
مبتلاے عسرت ہوکر ہلاک ہوجائینگے مین کثرت فاقہ کشی سے مرجاؤنگا یہ تقریر کرتا ہوا سوار تو پیچھے چلا
آتا ہی حال اسکا آئندہ لکھا جائیگا مگر اب حال دلسوز بن جانفسوز کا لکھا جاتا ہی کہ یہ طفل بلا
روزگار گھوڑے کو دوڑاتا ہوا صحرا کو طے کرتا ہوا قریب شام ایک آبادی مین پہونچا دیکھا کہ چند مسافر
اسباب مسافرت سر و پشت پر اپنے رکھے ہوئے یہ کہتے ہوئے باہم چلے آتے ہین کہ شکر کا مقام ہی منزل
تمام ہوئی وہ سرا سامنے ہی آج اس سرا مین قیام کرینگے صبح کو پھر یہان سے روانہ ہونگے دلسوز
نے اُنکی تقریر سنکے کہا کہ اے مسافرو ہم بھی مسافر ہین دور سے آتے ہین چلو تمہارے ساتھ ہم بھی
سرا مین مقیم ہونگے انھون نے جواب دیا کہ اے طفل خوش خو تو نے اس سن و سال مین سفر اختیار
کیا اور سفر بھی تنہا کیا ایسی مصیبت تجھ پر پڑی کہ اس ایام طفلی مین صعوبت سفر اختیار کی ہی دلسوز
نے جواب دیا کہ میرا قصہ طول و طویل ہی سرا مین چلو اگر مزاج میرا درست ہوگا تو بتفصیل بیان کرونگا
اسوقت تو صعوبت راہ دور و دراز سے حواس خمسہ میرے درست نہین ہین وہ مسافر طفل مذکور کو
اپنے ساتھ لیے ہوئے داخل سرا ہوئے بھٹیاریان اور بھٹیارے دوڑے ہر ایک کہنے لگا کہ اے
مسافرو آؤ ہمارے یہان قیام پذیر ہو ہر طرح کی تمکو راحت ملیگی دلسوز نے اُن بھٹیاریون کیطرف
نظر کی دیکھا کہ ایک بھٹیاری خوبصورت نوجوان کنگھی کیے ہوئے پٹیان بنائے ہوئے تیل سر مین
ڈالے ہوئے رنگین دوپٹہ اوڑھے ہوئے انگیا کرتی بھی نفیس و رنگین پہنے ہوئے لہنگا کمخواب سوتی کا
پہنے ہوئے سر سے پا تک طلائی و نقرئی اسباب و زیور مین لدی ہوئی ہی جملہ زیور تخمیناً دو تین ہزار
روپے کا ہی زیور مذکور پر نظر کرتے ہی دلسوز نے اپنے دل مین کہا کہ اس بھٹیاری نے مسافرون کی
آمدنی سے اسقدر پیدا کیا ہی کہ یہ زیور بنا کر پہنا ہی مناسب لازم ہی اسی بھٹیاری کے یہان اترو اور
شب کو یہان قیام پذیر ہوکر صبح کو یہان سے کسی طرف روانہ ہونا یہ تجویز کرکے اس بھٹیاری کے ساتھ
ہولیا اور اسکے یہان مرکب سے اتر کر قیام پذیر ہوا بھٹیاری نے جلد چارپائی بچھا کر فرش مثل قالیچہ
پلنگ پر بچھا کر کہا کہ اے صاحبزادے اس پلنگ پر راحت پذیر ہو دلسوز بیٹھا بعدہ بھٹیاری مذکور
سے کہا کہ تو یہ روپیہ اسمین دانہ واسطے ہمارے گھوڑے کے لے آ اور جو مناسب ہو وہ پکا مگر یہ
خیال رہے کہ گھوڑا ہمارا بھوکا نہ رہنے پائے ورنہ ہمارا نقصان ہوگا بھٹیاری نے ایک روپیہ پڑھکر
لے لیا اور یہ وہ نہ سمجھی کہ گھوڑے کے بھوکا رہنے سے کیا نقصان ہوگا بعد ایک روپیہ دینے کے
دلسوز نے پوچھا بی بھٹیاری تمہارا نام کیا ہی اُس نے کہا کہ نام میرا پیاری بھٹیاری ہی یہ سنکے دلسوز نے کہا
کہ ہمارا گھوڑا بمقام مناسب باندھ دو اور جلد گھوڑے کا دانہ منگواؤ اور اسکو دیدو مکرر کہتا ہون
کہ گھوڑے کو بھوکا نرکھنا ہم بھی گرسنہ ہین ہمارے بھی کھانے کا جلد سامان کرو منزل کے تھکے ہوئے
تمہاری سرا مین آئے ہین اُس نے کہا کہ میان صاحبزادے جو کچھ تم نے کہا ہی بہت وہی کرونگی ابھی
پیاری بھٹیاری یہ کہہ رہی تھی کہ وہ مسافر بھی جو ہمراہ دلسوز کے سرا مین آئے تھے پیاری بھٹیاری کے
یہان آئے اسباب اپنا اتار کر بیٹھے اتنی دیر مین پیاری کا شوہر آیا اُسکو پیاری نے وہ ایک [illegible]

اور جو کچھ مسافرون سے ملا تھا تمام وکمال روپے پیسے دے کر کہا کہ آرد وغیرہ اشیا خرید لاؤ اور واسطے
گھوڑے کے دانہ بھی لانا وہ گیا بعد تھوڑی دیر کے دانہ وغیرہ جملہ اشیاء مطلوب وآرد وگوشت بازار
سے خرید کر لایا لیکن دانہ کم لایا گھوڑے کی خوراک سے دانہ بہت کم تھا پھر اُس نے جملہ اشیا اپنی زوجہ کو
دے کے چنے بھگو کر توبڑے مین رکھکر وہ دانہ گھوڑے کو دیدیا جب گھوڑا دانہ کھا چکا پانی بھی اُسے
پلا دیا دلسوز بیٹھا ہوا دیکھا کیا ادھر بھٹیاری مذکورہ نے جلد جلد واسطے سب مسافرون کے طعام
تیار کیا پھر ہر ایک کو دیا دلسوز نے کھانا کھایا بعدہ سیر وسیراب ہو کر پانی سے ہاتھ دھو کر اُن مسافرون
سے پوچھا کہ تم کہان سے آئے ہو کہان جاؤ گے کس غرض سے تمنے سفر کیا ہے انھون نے تباہی وپریشان
حالی ظاہر کرکے کہا کہ ہم واسطے نوکری کرنے کے اپنے شہر سے بیزار دشواری محنت ومزدوری کے
ہوئے راہ مین سنکتے ہوئے یہان تک آئے ہین ارادہ ہے کہ راجہ اقبال بہادر کی خدمت مین
جاکر درخواست ملازمت گذرانین یہ سنکے دلسوز نے خیال کیا کہ یہ سب مسافر غریب ومحتاج ہین ان کے
پاس مال دنیا سے روپیہ اشرفی نہوگا یہ خیال کرکے چارپائی پر راحت پذیر ہوا اور قبل صبح کے بیدار
ہوکر سب کو خواب غفلت مین پاکر وہ چار روپے جو اس کے پاس تھے اپنے گھوڑے کی لید مین اٹھا کر
رکھدیے پھر اپنے بستر پر آکر لیٹ رہا جب صبح ہوئی سب مسافر بیدار ہوگئے یہ بھی اپنے بستر سے اٹھا
وضو کرکے دو رکعت نماز سحر بجالایا اتنی دیر مین پیاری بھٹیاری بھی جاگی دلسوز نے اُس سے کہا کہ اے
پیاری بھٹیاری ذرا گھوڑے کی لید کو دیکھو جو کچھ اُس لید مین ہو وہ لے آؤ بھٹیاری نے جواب دیا
کہ میان مسافر گھوڑے کی لید مین کیا ہوگا سوا لید کے کچھ بھی نہوگا صبح کے وقت عبث میرے ہاتھ
لید مین آلودہ کراتے ہو تمکو اس سے کیا فائدہ ہے دلسوز نے جواب دیا اٹھکر دیکھو تو ممکن نہین کہ
لید مین ہمارے مرکب بے مثل ونظیر کے کچھ نہو یہ وہ گھوڑا نہین ہے کہ جو دانہ کھالے اور لید مین
اُس کی مال دنیا سے نہو بھٹیاری یہ سنکے اٹھی گھوڑے کی لید کو جو دیکھا تو اُس مین سے چار روپے پائے
متحیر ہوکر وہ روپے لیے ہوئے دلسوز کے پاس آئی اور کہا کہ صاحبزادے تمھارے گھوڑے کی لید
مین یہ چار روپے مین نے پائے ہین انھین لے لو دلسوز نے وہ روپے لے کر برہم ہوکر کہا کہ کیون بی
بھٹیاری ہمنے تمسے تاکیداً کہا تھا کہ ہمارے گھوڑے کو دانہ کم نہ دینا مگر تمنے دانہ کم دیا ہمارا نقصان کیا
یہ گھوڑا نایاب زمانہ ہے جسقدر اس کو دانہ زیادہ دیا جاتا ہے اُسی قدر اس کی لید مین زیادہ روپے صبح کو
نکلتے ہین افسوس ہزار افسوس تمنے غضب کیا ہمارے گھوڑے کو بھوکا رکھا اُس نے بھی چار ہی روپے
دیے یہ کہکر محزون ہوکر سر بزانو ہوکر بیٹھا بھٹیاری مذکورہ بالا نے بجاے خود خیال کیا کہ ایسا گھوڑا کبھی
نہ دیکھا نہ سنا تھا آج دیکھنے مین آیا ہے یہ تو عجیب نایاب گھوڑا ہے اکسیر اس کے قدم کی خاک ہے اگر یہ گھوڑا
اس لڑکے سے بمکر وفریب والتجا ہاتھ آجائے تو کیا اچھا ہو دنیا مین مثل میرے کوئی بے محنت ومشقت
روپیہ حاصل نکر سکے کیمیاگری میرے آگے کچھ بھی حقیقت نرکھے دو چار مہینے کی مدت مین مالا مال
ہوجاؤن سوداگرون اور مہاجنون کی دولت سے بھی سوا مالدار ہوجاؤن یہ خیال کرکے اٹھی اور
دلسوز کے پاس آکر دست بستہ کہنے لگی کہ اے صاحبزادے ذرا تنہائی مین چلو تجھسے کچھ کہنا ہے
دلسوز اپنے بستر سے اٹھکر بمقام خلوت گیا اُس بھٹیاری نے ہاتھ جوڑکر سر اپنا پاے دلسوز پر رکھکر
بہا جنی بسیار کہا کہ اے صاحبزادے اگر یہ گھوڑا فروخت کرو تو مجکو دیدو مین اس کو اپنے پاس
رکھون گی دلسوز نے جواب دیا کہ اول تو یہ گھوڑا بے مثل ونایاب ہے مین اس کو نہ بیچون گا پھر ایسا

گھوڑا مجھے نہ ملے گا میرے دادا کا یہ گھوڑا ہی انھون نے سفر کیا تھا گذر اُن کا ایک جزیرے مین ہوا تھا
وہان یہ گھوڑا اُن کو خوبی مقدر سے ملا تھا زر کثیر انھون نے قیمت دے کر اس کو خرید کیا تھا بعد
مرنے دادا کے یہ گھوڑا ہمارے والد کے پاس رہا بعد اُن کی رحلت کے یہ گھوڑا ہمارے قبضے مین
آیا ہی ہم اس کو اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز رکھتے ہین کبھی اس کو بھوکا نہین رکھتے ہین جب سے یہ
گھوڑا ہاتھ آیا ہی سنا ہی کہ ہمارے دادا اور باپ نے کسی کی نوکری نہین کی نہ کوئی پیشہ اختیار کیا اسی
گھوڑے کو دانہ زیادہ دیا کیے یہ گھوڑا ہی ہر صبح چالیس پچاس روپے لید مین اپنے شکم سے نکال کر دیتا رہا
بعد اُن کے ہم کو بھی اسی طرح اس گھوڑے نے ہر روز چالیس پچاس روپے دیے ہین آج تمھارے دانہ
کم دینے کے سبب سے چالیس پچاس روپے کا نقصان ہوا اور اگر ہم اس گھوڑے کو بالفرض بیچنا بھی
چاہین تو دنیا مین کون اس کو خرید سکتا ہی قیمت کثیر اس کی کوئی دے نہین سکتا ہی تم بیچاری اسکو
کیا مول لے سکو گی اُس نے کہا میان ہما عجز ادے مین تو ایک غریب بھٹیاری ہون مسافرون کی
خدمتگذار ہون زیادہ مال و دولت نہین رکھتی ہون لیکن زیور جو سونے چاندی کا پہنے ہون تخمیناً
ڈھائی تین ہزار روپے کا ہی اگر بعوض اس گھوڑے کے اس زیور کو قبول کرو تو حاضر ہی زیادہ میری
اوقات نہین ہی دلسوز نے جواب دیا کہ تمھاری عاجزی کرنے سے اس زیور کو اس اقرار پر خیر ہم قبول
کر لین گے کہ ایک سال تک یہ گھوڑا تمھارے پاس رہے گا بعد گذرنے ایک برس کے پھر ہم آکر اپنے
اس گھوڑے کو کتنے لے لین گے پیاری بھٹیاری نے اپنے دل مین کہا کہ زیور اپنا دے کر واسطے
ایک ہی سال کے اس گھوڑے کو لے لو بعد ایک سال کے جب یہ لڑکا آئے گا تو ہم سے یہ گھوڑا کیا
لے جائے گا اسوقت مصلحت یہی ہی کہ جو کچھ یہ کہتا ہی اسی کو قبول کرو یہ باتین اپنے دل مین کر کے کہا کہ
مین اقرار کرتی ہون کہ بعد ایک سال کے یہ سند تمکو دیدون گی دلسوز نے کہا کہ دیکھو اس اقرار کے
خلاف عمل نہ کرنا اُس نے کہا کہ کبھی خلاف اقرار نکرون گی یہ کہکے کڑے اور کنگن بالیان بجلیان ہیکل
طوق پازیب چوسے دتیان زنجیر چھڑے چھاگل انگوٹھیان چھلے چوڑیان لچھے ستھے پائون کے کڑے
وغیرہ تمام زیور اپنا اُتار کر دلسوز کے حوالے کیا طفل مذکور نے وہ جملہ زیور نقرہ طلا اُس سے لیکر اپنے
قبضے مین کیا پھر کچھ طعام لذیذ اُس بھٹیاری نے پیش کش کر کے کہا کہ اس طعام لذیذ و خوشگوار کو کھا کر
اگر ارادہ جانے کا ہو تو جانا ورنہ سرا مین مقیم رہنا ہنوز دلسوز وہ طعام لذیذ کھا رہا تھا کہ شوہر اُس
بھٹیاری کا بیرون سرا سے آیا اُس نے اپنی زوجہ کو بے زیور دیکھکر گھبرا کر پوچھا کہ کیون ری تو نے زیور
اپنا کیا کیا اُس نے چین بجبین ہو کر جواب دیا کہ تجکو دریافت کرنے سے کیا فائدہ ہمارا زیور تھا ہم نے جو چاہا
وہ کیا ہمین نے اپنی کمائی سے بنوایا تھا کچھ تو نے ہمین نہین بنوا دیا تھا جو زیور کو پوچھتا ہی کیا کیا تو شوہر
ہمارا برا سے نام ہی ہم نے ہزارون مسافرون کی خدمت کر کے شب کو اُن کے پہلو مین سو کے تکلیف
اُٹھا کے زیور بنایا تھا تو ہی کہہ اُس زیور مین کوئی انگوٹھی چھلا تیری کمائی کا بھی بنوایا ہوا تھا جو اسوقت
پہنے اُس زیور کو اس طرح پوچھتا ہی شوہر اُس کا جواب معقول پا کر خاموش ہو رہا دلسوز نے جلد وہ طعام
خوش ذائقہ کھا کر دل مین کہا کہ اب اس سرا مین ٹھہرنا اچھا نہین ہی یہان سے جلد روانہ ہونا چاہیے
مبادا وہ سوار کہ جس کا یہ گھوڑا ہی ہمکو تلاش کرتا ہوا یہان آجائے یا یہ بھٹیاری اپنا زیور کسی کی
راے سے پھیر لیوے تو اچھا نہو گا یہ خیال کر کے بعد کھانا کھانے کے سرا سے نکلکر باہر آیا وہ ایک سمت
روانہ ہوا اودھر بھٹیاری نے بطمع زر کثیر دس سیر چنے لا کر اُس گھوڑے کو ملکر کھلائے اور پانی بھی

گئی مرتبہ اُس کے سامنے سے گئی گھوڑا زیادہ دانہ کھانے سے بیمار ہو گیا دست اُس کو آنے لگے بیچاری
بھٹیاری متردد ہوئی بعد مین گھوڑے کی کوڑی بھی نہ دیکھکر بلکہ اُس کو قریب بہلاکت پاکر نہایت غمگین
اور افسوس کنان ہوئی اپنے زیور طلا و نقرہ کے اس طرح برباد و تلف ہونے کا صدمہ کرنے لگی سرا مین
تو بھٹیاری مذکورہ مبتلاے صدمہ و غم ہی گھوڑا بیمار ہو قریب بہلاکت ہی زمین پر پڑا ہوا ہی بیمار ہی دست
اُس کو آرہے ہین کوئی علاج کرنے والا اُس کا نہین ہی بیچاری بھٹیاری اپنے زیور کے جانے کے غم مین
مبتلا ہی مگر ایسا حال جانسوز عیار کے فرزند کے لکھا جاتا ہی کہ دلسوز سرا سے نکلکر جو ایک طرف روانہ ہوا تھا
بعد قطع راہ دور و دراز قریب شام ایک صحراے سبزہ زار اور میدان فرحت افزا مین پہونچا وہان دیکھا
ایک لشکر کثیر کے اترنے کا سامان ہو رہا ہی بارگاہین اور خیام برپا اور ایستادہ ہو رہے ہین سرداران
لشکر اور سواران سپاہ کچھ مرکبون پر بیٹھے ہین کچھ گھوڑون سے اترکر ٹہل رہے ہین اُن مین ایک جوان
نہایت خوش رو قوی بازو ہی اُس کے چہرے سے آثار شجاعت و بہادری ظاہر ہین اور ایک گنبد
جواہرکار طلائی مانند سکھپال یا مثل منڈفی کے ہی اُس گنبد طلائی جواہرکار مین شیشہ آلات نہایت گران
قیمت بطرز احسن و بعنوان خوب موقع و محل پر آویزان ہی شعاع آفتاب جو اُس پر پڑتی ہی تو وہ گنبد
طلائی جواہرکار مانند آفتاب کے ضو دے رہا ہی نظر اُس گنبد پر اچھی طرح نہین پڑتی ہی جس طرح کوئی
آفتاب کو بخوبی دیکھ نہین سکتا ہی اسی طرح کوئی اُس گنبد طلائی جواہرکار کو بھی دیکھ نہین سکتا ہی نظر
خیرگی کرتی ہی کیونکہ اول تو وہ گنبد طلائی ہی اُس پر ایسے جواہرات بیش قیمت مانند لعل و یاقوت و عقیق و
زبرجد و پکھراج وغیرہ کے نصب ہین کہ اُن کی چمک سے اُس گنبد طلائی کو بخوبی دیکھنا ممکن نہین ہی سوا
اس کے کہ جو اُس گنبد کے اندر شیشہ آلات لگا ہی اُن کی بھی ضو اور چمک از حد ہی درمیان مین اُس
گنبد کے ایک درویش لباس نادر و نفیس و پر ضو شاہانہ پہنے ہوئے موتیون کے مالے گلے مین ڈالے
ہوئے بالاے سر کلاہ درویشی بجاے رشتہ تاج جواہر نگار رکھے ہوئے بیٹھا ہی اُس گنبد کو چند کہار دوش پر
اپنے اٹھائے ہوئے ایستادہ ہین درویش موصوف ریش سفید و دراز رکھتا ہی چہرہ اُس کا مانند آفتاب
کے تابان ہی ہاتھ کی انگلیون مین اس کے انگوٹھیان جواہرات بیش بہا کی ہین وہ درویش بھی جانب
سبزہ شاداب دیکھ رہا ہی دلسوز ہین جانسوز نے اُس لشکر اور اُس جوان رشک رستم پہلتن اور اس
درویش کو دیکھکر ایک سوار لشکر سے پوچھا یہ لشکر کس کا ہی اور یہ جوان خوش رو قوی بازو کون ہی اس کا
نام کیا ہی اور نام اس درویش کا کہ جو اس گنبد طلائی مین بیٹھا ہوا ہی کیا ہی اور یہ لشکر کہان سے یہان آیا
ہی اور کہان جائے گا اُس سوار نے کہا کہ یہ لشکر دراصل فرامرز ثانی کا ہی اور بادشاہ اس لشکر کا عمان
شاہ ہی دیکھو وہ عمان شاہ بالاے تخت زرین تاج بر سر رکھے فرمانروائی در پرے بشوکت شاہانہ
بیٹھا ہوا ہی جس کے تخت کو چند کہار عمدہ و نفیس وردیان پہنے ہوئے اٹھائے ہین اور وہ جوان
خوش رو قوی بازو فرامرز ثانی ہی شجاع و بہادر ایسا ہی کہ چیدہ روزگار ہی وہ دراصل سپہ سالار اور
بادشاہ لشکر یہی جوان ہی اور نام اس درویش گنبد نشین کا درویش آفتاب صورت ہی وجہ تسمیہ
یہ ہی کہ ان کا چہرہ پر ضو ایسا ہی کہ کوئی اچھی طرح ان کی صورت پر نظر کر نہین سکتا ہی اور لشکر کثیر شہر عمانیہ
سے یہان تک آیا ہی اب فروکش ہوگا کل یہان سے جانب لشکر صاحبقران سلطان کیوان
شکوہ روانہ ہوگا سنا ہی کہ لشکر صاحبقران موصوف کا جانب طلسم زلزلہ جاتا ہی ہنوز اثناے راہ مین ہی
یہ کہکر اُس سوار نے پوچھا کہ اے [illegible] تیرا نام کیا ہی اور [illegible] سے یہان آیا ہی اب کہان جانے کا ارادہ ہی

دلسوز نے جواب دیا کہ نام میرا اطرار ہے دور و دراز سے یہان آیا ہون غریب و مسکین و یتیم اور
فاقہ کش ہون کہین جانیکا ارادہ نہین ہے بلاے عسرت مین مبتلا ہون دام مصیبت مین پھنسا ہون
چاہتا ہون کہ ان درویش گنبد نشین تک جاؤن کچھ اپنا حال تباہ و خراب سے اطلاع دیکر خواستگار
اعانت ہون شاید یہ درویش باکمال میرے حال پر مہربان ہوکر اس عسرت مین میرے دستگیر ہون
ابھی فرزند دلسوز اس سوار سے ہم سخن تھا کہ بحکم درویش گنبد نشین کہارون نے وہ گنبد طلائی
جواہر کار اپنے کاندھون سے اتارکر بالاے زمین رکھا سوار مذکور نے دلسوز پر رحم کھا کر کہا کہ اے
لڑکے اگر تجکو عرض حال کرنا منظور ہے تو جا یہ وقت خوب ہے کہارون نے گنبد طلائی دوش سے اتارکر
بالاے زمین رکھدیا ہے درویش آفتاب صورت گنبد مین ابھی بیٹھے ہوئے ہین پھر سبزہ زار کر رہے
ہین تھوڑی دیر مین داخل بارگاہ ہون گے بارگاہ اُن کی استادہ ہوچکی ہے دلسوز یہ سنکے سامنے
درویش موصوف کے گیا با ادب جھک کر سلام کیا درویش ممدوح نے سر اٹھا کے طفل مذکور پر نظر
کرکے پوچھا کہ او لڑکے کیا چاہتا ہے مضطر و بدحواس و پریشان کیون ہے نام تیرا کیا ہے دلسوز نے
سر جھکا کر کہا کہ نام میرا اطرار ہے مبتلاے دام عسرت ہون غریب و یتیم ہون تنہا ہون چاہتا ہون کہ
آپکے مریدون مین داخل ہوکر آپکے ہمراہ رہون شرف قدمبوسی حاصل کیا کرون اور فیض
کرامات جناب سے مین بھی کامیاب ہون اسیوقت آپ سے بیعت کرون دلسوز نے جو نرمی آواز
سے یہ دردناک تقریر کی درویش موصوف کو اُس کے حال پر رحم آگیا اُس کی عرض کو قبول کرکے کہا
کہ تو ہمارے لشکر مین ہمارے ساتھ رہا کر دلسوز نے ہاتھ اپنا واسطے بیعت کے بڑھایا اور درویش
نے ہاتھ اپنا دست دلسوز پر مارا دلسوز نے وہ انگوٹھی جواہر کی جو سب انگوٹھیون سے بہتر اور
قیمت مین برتر تھی اس طور سے انگشت درویش آفتاب صورت سے اتار لی کہ درویش موصوف
کو مطلق خبر نہوئی جب دلسوز بیعت کرچکا شاہ صاحب نے خوش ہوکر کہا کہ اے مرید مین اب
عسرت تیری دور ہوجاے گی ہم تجکو تربیت و تعلیم دقائق و غوامض علوم فقیری کرین گے ہمارے
برکات فیوض سے محروم نرہے گا جا اُس خیمے مین جو ہماری بارگاہ کے قریب ایستادہ ہے یہ کہکر اشارہ
اُس خیمے کی طرف کیا دلسوز سلام کرکے اُس خیمے کی طرف چند قدم جاکر درویش ممدوح کی نظر بچاکر
لشکر سے نکلکر ایک طرف روانہ ہوا درویش موصوف بعد برپا ہونے بارگاہ و خیام کے اُس گنبد طلائی
جواہر کار سے نکلکر ہمراہ فرامرز ثانی کے داخل بارگاہ ہوا احسان شاہ بھی اپنے تخت زرین سے
اُترکر اپنی بارگاہ مین ہمراہ سرداران سپاہ کے گیا پھر سرداران لشکر اپنے اپنے بارگاہ و خیمے مین داخل
ہوئے جملہ سوار بھی مرکبون سے اُترکر مرکبون کو سائیسون کے حوالے کرکے خیام مین گئے سلاح جنگ
تن سے دور کرکے اپنے اپنے بستر پر آرام پذیر ہوئے درویش آفتاب صورت نے داخل بارگاہ ہوکر
ہنگام شام براے نماز مغرب وضو کرنا چاہا وقت وضو کرنے کے ایک انگشت اپنی انگشتری الماس
سے خالی دیکھکر متحیر ہوکر دریاے فکر مین غوطہ زن ہوئے بعد دیر کے خیال کیا کہ وہی لڑکا جو آج میرا
مرید ہوا ہے وہی وقت بیعت کرنے کے میری اُنگلی سے انگوٹھی اُتار لے گیا ہے غضب کا چالاک و ہوشیار
و عیار لڑکا ہے کہ مجھ ایسے عیار نامدار کے ہاتھ سے انگوٹھی اس طرح اُتار لے گیا کہ مجھکو خبر بھی نہوئی یہ
خیال کرکے حکم دیا کہ اُس لڑکے کو ہمارے روبرو لاؤ جس نے ہمسے بیعت کی تھی ملازمون نے
ہرچند تلاش اُس کی کی لیکن کہین لشکر مین اُس کو نپایا آخرکار درویش ممدوح سے مجبور ہوکر ان ملازمون نے

عرض کیا کہ ہر چند حسب الحکم تمام لشکر مین اُس طفل کی تلاش کی مگر وہ لڑکا نہ ملا کہین لشکر سے چلا گیا
درویش موصوف نے یہ سنکے اپنے دل مین کہا کہ اس سن و سال مین تو یہ لڑکا ایسا چالاک و زود کار ہی
جوان ہوگا تو قیامت ہی برپا کریگا عیارون مکارون کے کان کاٹیگا نہین معلوم یہ لڑکا کس کا تھا
کہان سے آیا تھا اور اب کہان گیا یہ باتین دل مین کرکے درویش موصوف نے بعد وضو نماز مغرب
پڑھی شب کو لشکر اُسی جگہ فروکش رہا صبح کو حکم عمان شاہ سے صمصام تیغزن دس ہزار سوارون کی
جمعیت سے اثالہ بارگاہ و خیام کا لیکر آگے روانہ ہوا بعد جانے صمصام تیغزن کے درویش آفتاب
صورت و فرامرز ثانی و عمان شاہ وغیرہ مع جملہ مردان سپاہ کے روانہ ہوئے دلسوز جو لشکر
عمان شاہ سے نکلکر آگے روانہ ہوا تھا اثناے راہ مین زمانہ شب کا آگیا تاریکی شب سے اور خستگی مسافت
راہ سے آگے جانا مناسب نجان کر نیچے ایک درخت کے وہ تمام زیور طلا و نقرہ جو ہمراہ اپنے لایا تھا دفن
کرکے اُسی درخت پر جاکر بیٹھا کیونکہ صحرا تھا خوف درندون اور گزندون سے بہت تھا جب صبح کاذب
نمایان ہوئی جلد درخت سے اترکر قریب چشمہ جاکر وضو کرکے نماز سحر پڑھکر جو کچھ اُس کے پاس طعام تھا
اُسے تناول کرکے اُسی چشمے سے سیراب ہوکے زیر درخت آکے وہ زیور زمین سے نکال کر ارادہ
آگے جانیکا کیا تھا کہ دور سے آثار آمد لشکر ظاہر ہوئے گرد و غبار بلند دیکھا جب اُس غبار کو دست
بادتند نے پارہ پارہ کیا دیکھا کہ ایک سردار دس ہزار سوارون کی جمعیت سے اثالہ بارگاہ و خیام کا
لیے آتا ہے دیکھتے ہی اُس لشکر کے دلسوز اُس جگہ سے بصد شتابی آگے روانہ ہوا جاتے جاتے ایک
شہر مین داخل ہوا مردمان شہر سے پوچھا کہ نام اس شہر کا کیا ہے بادشاہ یہان کا کون ہے کیا مذہب رکھتا ہے
اُنھون نے کہا کہ اے لڑکے کیا تو تازہ وارد ہے اس نے جواب دیا کہ ہان اسیوقت اس شہر مین داخل
ہوا ہون اسی وجہ سے ناواقف ہون انھون نے کہا آگاہ ہو کہ نام اس شہر کا عراقیہ ہے حاکم یہان کا
عراق آہن کلاہ ہے نہایت شجاع و بہادر ہے فنون سپہ گری پہلوانی سے خوب ماہر ہے مذہب اُس کا
بلکہ تمامی اہل شہر کا لات پرست ہے تین لاکھ سپاہ ہمارے بادشاہ کی آزمودہ کار ہے حالانکہ اکثر سرداران
سپاہ ہین لیکن دو سردار سپہسالار پیران ہبر سوار و اسفندیار روئین تن ایسے نامی و نامور و
بہادر شجاع ہین کہ اپنے وقت کے رستم و اسفندیار ہین دلسوز نے پوچھا کہ لشکرگاہ تمہارے بادشاہ کا
کہان ہے یہان سے کتنی دور ہے اُنھون نے کہا کہ یہان سے نزدیک ہے وہ سامنے قلعہ سر بفلک کشیدہ ہے
اس قلعے مین کچھ لشکر ہے کچھ بیرون قلعہ خیام و بارگاہ مین فروکش ہے ایک سردار سپاہ مع سپاہ قلعے مین
رہتا ہے اور ایک سردار بیرون قلعہ مع لشکر قیام پذیر رہتا ہے بادشاہ ہمارا مکانات شاہی سے ایک
مکان مین رونق افزا ہے دلسوز تمام حال دریافت کرکے طرف اُسی قلعے کے روانہ ہوا بعد قطع راہ
در قلعہ مذکور تک پہونچا دیکھا کہ قلعہ نہایت مستحکم ہے بیرون قلعہ دور تک خیام استادہ ہین درمیان
خیام ایک بارگاہ ہے در بارگاہ پر ایک سردار شہور شعار بالاے کرسی زرنگار بیٹھا ہے یمین و یسار اُسکے
بہت سرداران لشکر ماتحت اُس افسر کے چوبی کرسیون پر بیٹھے ہین سواران سپاہ بھی اکثر اُس کی خدمت مین
ایستادہ ہین دلسوز نے آگے بڑھکر قریب اُس سردار کرسی زرین نشین کے جاکر بادب سلام کیا اُس نے
پوچھا کہ اے لڑکے کہان سے آیا ہے کیا تیرا مطلب ہے دلسوز نے جواب دیا کہ مین ایک یتیم و مبتلاے دام غربت
ہون تازہ وارد ہون اپنے شہر سے خوبی اس شہر کی اور یہان کے بادشاہ کی سنکے آیا ہون آپ کا کچھ
خیرخواہ ہون چاہتا ہون کہ آپ قتل نہون یہ قلعہ قبضہ دیگران مین نجاے اسفندیار کج کلاہ نے پوچھا کہ

اے لڑکے کیا تو دیوانہ ہی جو ایسی باتین کرتا ہی بھلا مجھے کون قتل کرسکتا ہی اور یہ قلعہ کون لے سکتا ہی
اگر تو ہمارا خیر خواہ ہی تو کوئی خیر خواہی کر دعوی با دلیل اچھا ہوتا ہی دلسوز نے کہا کہ جو مین نے دعوی
خیر خواہی کیا ہی خلاف نہین کیا ہی دلیل دعوے یہ ہی کہ مین آپ کو خبر دیتا ہون کہ ایک بادشاہ تین لاکھ
سوارون کی جمعیت سے ادھر آتا ہی اُس کے لشکر کا ایک سردار اُٹالہ اُس کی بارگاہ وخیام کا لیکر دس ہزار
سوارون کی جمعیت سے آگے آگے اپنے بادشاہ کے ادھر آتا ہی عجب نہین کہ دو تین ساعت مین
وہ سردار لشکر داخل شہر ہوکر اس قلعے پر قبضہ کرے اور آپ کو ہنگام جنگ قتل کرے بادشاہ کو بھی
تمھارے قتل یا اسیر کرے کیونکہ وہ سردار شجاع و آزمودہ کار ہی اسفندیار کجکلاہ نے یہ خبر سنکے
کہا کہ اے پسر اگر یہ خبر صحیح نہوئی جو تو نے دی ہی تو کیا سزا اس کی دلسوز نے عرض کیا کہ آپ کو سزا
دینے کا اختیار ہی جو چاہیے گا سزا سخت دیجیے گا اسفندیار کجکلاہ طفل مذکور کو صادق القول
جان کر اُسیوقت اپنے لشکر سے چیدہ و منتخب دس ہزار سواران جنگی و آزمودہ کار اپنے ہمراہ لے کر
مرکب دورکا پر مسلح ہوکر سوار ہوا اور دلسوز کو ساتھ لے کر جانب لشکر عمان شاہ بعجلت روانہ ہوا بعد
قطع راہ دراز کے صحرا مین پہونچکر دیکھا کہ واقعی ایک سردار شور شعار پیش خیمہ عمان شاہ کا اٹالہ پر
دس ہزار سوارون کی جمعیت سے لیے ہوئے آتا ہی یہ دیکھتے ہی دلسوز سے مخاطب ہوکر کہا کہ اے
لڑکے واقعی تو نے جو خبر دی تھی صحیح دی تھی مین تجھکو انعام کثیر دونگا کیونکہ اگر تو خبر نہ دیتا تو واقعی
غفلت مین یہ لشکر مع لشکر عمان شاہ غراقیہ مین داخل ہوجاتا باعث خرابی شہر کا ہوتا بیشک تو ہمارا
اور ہمارے بادشاہ کا خیر خواہ ہی یہ کہکر آگے بڑھکر نعرہ شیر اندکر کے پکارا کہ او اجل رسیدہ تو کون ہی
تیرا کیا نام ہی ادھر آنے کا جو ارادہ کیا ہی مطلب کیا ہی آیا واسطے ملک گیری کے تیرا بادشاہ آتا ہی یا اور
کسی وجہ سے صمصام تیغزن نے جواب دیا کہ او مغرور نام میرا صمصام تیغزن ہی ایک سردار
ہون سرداران سپاہ شاہ عمان ذیوقار سے پیش خیمہ بادشاہ موصوف میرے ہمراہ ہی بادشاہ ہمارا
عقب مین ہمارے مع فوج کثیر و سرداران بے نظیر آتا ہی ارادہ ہی کہ اس طرف سے جانب لشکر
صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کے جائے سنا ہی کہ لشکر صاحبقران موصوف اثناے راہ
طلسم زلزلہ مین فروکش ہی اسفندیار کجکلاہ نے جواب دیا کہ خبردار اب آگے قدم نہ بڑھانا ادھر سے
ہٹ جاو اور پیچھے سے بادشاہ کو راہ جانے کی نہ ملیگی بہتر یہی ہی کہ اس طرف سے ارادہ جانے کا نکرو ورنہ
بچ نجائیگا میرے ہاتھ سے مارا جائیگا صمصام تیغزن نے برہم ہوکر نعرہ شیر آسا کرکے جواب دیا کہ
او نابکار تو نے مجھے کیا سمجھا دیکھیگا او کیا قتل کرے گا تیری حقیقت کیا ہی مین اپنے بادشاہ کے حکم سے
اسی طرف سے جاؤنگا اگر تو سد راہ ہوگا تو پچھتائیگا مین بھی تیری تہدید سے یا ہٹنے کا نہین رکھتا ہون
ہرگز تیرے کہنے پر عمل نہ کرونگا اگر ارادہ جنگ ہوگا تو تجھسے مقابلہ و مجادلہ کرونگا اپنی تیغ آبدار سے
تجھکو قتل کرونگا اسفندیار کجکلاہ نے تقریر صمصام تیغزن کی سنکے از حد غضبناک ہوکے مرکب
اپنا آگے بڑھاکر کہا کہ او سرکش اگر دعوی بہادری ہی تو مجھسے مقابلہ کر دیکھون تو مجھے قتل کرتا ہی یا
مین تجھکو قتل کرتا ہون صمصام تیغزن دلیرانہ اُس کے سامنے آیا اسفندیار کجکلاہ نے فن نیزہ بازی
دکھاکر گھوڑے کو اپنے کاوے پر ڈالکر حریف کو اپنے بنظر قہر دیکھکر سینہ تاک کر نیزہ سر تیز بقوت تمام
بالاے سینہ صمصام تیغزن لگایا ادھر اس بہادر نے بفن نیزہ بازی نہایت چالاکی و خوبی سے سنان
نیزہ اُس کی اپنی سنان نیزہ پر روکی دو سنانون کے ملنے اور رگڑنے سے چنگاریان پیدا ہوئین اور

دیکھنے والون کو گویا یہ ثابت ہوا کہ دو ماہ سیاہ یا دو اژدر زبانین اپنی نکالے ہوئے باہم منھ سے شعلے
ملاتے ہوئے شعلہ فشان ہین اسفندیار کجکلاہ اپنے دل مین کہنے لگا کہ یہ حریف میرا فن نیزہ بازی
سے خوب ماہر ہی وار میرے نیزے کا نہایت خوبی سے اسنے روکا ہی اگر فن نیزہ بازی سے ماہر نہ بخوبی
ہوتا تو میری ضرب نیزہ روک نہ سکتا ابھی سردار سپاہ مذکور اپنے دل مین تعریف نیزہ بازی حریف
انصاف کر رہا تھا اہل لشکر ہر دو جانب بھی تعریف صمصام تیغزن کی کر رہے تھے کہ صمصام تیغزن
نے بھی نیزے کا وار کیا اسنے بھی اسی طرح ضرب نیزہ بالائے سنان نیزہ روکی جوانان منصف مزاج
نے اسکی بھی بجائے خود ثنا کی اسی طرح بعد چند طعن ہائے نیزہ کے صمصام تیغزن نے ایک بند
نادر باندھ کر سنان نیزہ اسفندیار کجکلاہ سے نکال دی وہ مانند تیر شہاب کے چمکتی ہوئی دور
جا کر گری اسوقت سواران لشکر صمصام تیغزن نے شور تحسین و آفرین کیا لشکریان اسفندیار
کجکلاہ کو حیرت ہوئی بلکہ خود اسفندیار کجکلاہ دریائے حیرت مین غوطہ زن ہوا تا دیر خجالت اور
ندامت سے سر جھکائے رہا گویا ایک نیزہ دریائے خجالت مین غرق ہو گیا سر میدان ننگ ذلیل ہوا
بعد دیر کے سر اٹھا کر پکارا کہ او صمصام تیغزن آگاہ ہو کہ سنان نیزہ میرے نیزے سے بوجہ کم قوتی
کے نہین نکل گئی ہی اہل دنیا جانتے ہین کہ مین نہایت قوی بازو ہون قوت و توانائی مین میرے
کسی طرح کمی نہین ہی ہان خطا چوب نیزہ کی ہی کہنہ و بوسیدہ ہو گئی تھی اس سبب سے سنان نیزہ
نکل گئی ہی غیر جو ہونا تھا وہ ہوا یہ کہکر بہر و غضب ڈانڈ نیزے کی مرکب کو بڑھا کر سر صمصام تیغزن
پر لگائی ادھر اسنے بہادرانہ اسکے نیزے کی ڈانڈ کو اپنے نیزے کی ڈانڈ پر اس عنوان سے روکی
کہ ڈانڈ اسکے نیزے کی دو ٹکڑے ہو گئی گویا شکست حاصل ہوئی اسفندیار نے منفعل ہو کر چوب
شکستہ مذکور زمین پر ڈال کر قبضہ شمشیر آبدار پر ہاتھ ڈال کر کہا کہ نیزہ بازی خلال بازی گرز بازی
جہال بازی تیغ بازی راستہ بازی تیغ آبدار کی لڑائی خوب ہی دونون کا جھگڑا یہ ایک دم مین بیچ مین دو حریفون
کے پرکٹے کر دیتی ہی ہان خبردار و ہوشیار ہو جا کہ اب اجل تیری تیرے سر پر آتی ہی یہ تیغ میری گویا
تیغ اجل ہی اسی تیغ تیز سے صدہا پہلوانون اور دلاورون کو مینے قتل کیا ہی بہت سے بہادرون کا
اسنے خون بہایا ہی زبان کو اس کی مدت سے خون دلاوران کے چاٹنے سے لذت حاصل ہوتی ہی
اسوقت یہ تیغ خونریز تیرا ابھی خون بہائے گی راستہ ملک عدم کا رہنما ہو کر تجھے بتائے گی یہ کہکر تیغ بران
نیام سے نکال کر علم کی صمصام تیغزن نے مسکرا کر جواب دیا کہ او مغرور و خود پسند کیون اسقدر
زور کرتا ہی اپنے منھ سے اپنی تعریف کرتا ہی حال تیری قوت و سپہگری کا کھل گیا ہی کیا خوب تونے
نیزہ بازی مین کمال حاصل کیا ہی اسی طرح تیغزنی مین بھی تو ماہر ہوگا اگر تلوار علم کی ہی تو جوہر تیغ کے
بھی دکھا دیر کیون کرتا ہی ضرب شمشیر لگا خداوند عالم حافظ و نگہبان ہی اگر اسکی مصلحت ہوگی تو وہ
ہم کو تیرے شر سے بچائے گا تو ہمکو ہرگز قتل نکر سکے گا جو اسکو منظور ہوگا اسکا ظہور ہوگا اسفندیار کجکلاہ
کہ لات پرست ہی نام خدا سنتے ہی غضبناک ہو کر مرکب کو بڑھا کر حملہ آور ہوا جب اسکو تلوار کی زد پر دیکھا
تیغ بالائے سر لگائی ادھر صمصام تیغزن نے سپر اٹھائی چاہا کہ سپر سے حفاظت اپنے سر کی کرے
اتفاقاً مرکب نے سکندری کھائی ہاتھ اسکا کچھ ہوا تیغ آبدار گرانبار سر پر ایسی پڑی کہ تا جبین آ گئی
صمصام نے اسی حالت مین مرکب کو سنبھال کر دستانہ مارا تیغ تو سر سے نکل گئی لیکن چادر خون
کی سر سے جو نکلی ہمہ تن خون مین نہا گیا صمصام کو زخمی ہو کر از حد غصہ آیا مشہور ہی کہ جب شیر زخمی

ہوتا ہے تو اُسے پھر غضب کا غیظ آتا ہے چونکہ صمصام بھی شیر بیشۂ جنگ تھا حالت غصہ و زخمداری میں رو وہاں سے
زخم سر کو باندھ کر شمشیر آبدار کھینچکر اُس کے بھی سر پر یہ کہکر لگائی کہ شعر تو ضربے زدی ضرب من بین کن
ہمہ شادوی از دل فراموش کن - اسفندیار کجکلاہ نے گو کہ سپر کو اپنے چہرہ و سر کی پناہ کیا لیکن شمشیر آبدار
صمصام تیغ زن اُس کی سپر کو کاٹ کر دو انگل اُس کے سر میں در آئی ابھی آگے نہ بڑھی تھی کہ اُسنے
بھی دانستانہ مارا تلوار سر سے نکل گئی زخم اوچھا سا آیا خون تھوڑا سا سر کے زخم سے بہا صمصام تیغ زن
ضرب شمشیر لگا کر بوجہ زیادہ خون نکلنے کے کثرت ضعف سے آنکھیں بند کرنے لگا اُس کو غش سا آنے لگا
لجام فرس ہاتھ سے چھوٹنے لگی رکابوں سے قدم جدا ہونے لگے گھوڑے سے بالاے زین گرنے لگا
اسی حالت میں سواران لشکر صمصام تیغ زن تاب ضبط نہ لا سکے ارادہ کیا کہ آگے بڑھ کر اپنے سردار کو
لشکر میں لے آئیں چارہ زخم سر کریں اُدھر اسفندیار کجکلاہ نے مرکب کو اپنے بڑھا کر چاہا کہ شمشیر آبدار
سے سر صمصام تیغ زن کا جدا کیجیے سواران سپاہ صمصام تیغ زن نے ارادۂ اسفندیار کجکلاہ سے آگاہ ہو کر
اثالہ بارگاہ و خیام کا چھوڑ کر اُس کی حفاظت کا ایسے وقت میں چنداں خیال نکرکے یکبارگی حملہ کیا اور اسفندیار
کے شر سے بعد جنگ اپنے سردار کو بچایا اُدھر سے بھی اس صورت میں جملہ سواران لشکر اسفندیار کجکلاہ
بڑھے جب دونوں لشکر باہم مل گئے تلوار چلنے لگی جنگ مغلوبہ ہونے لگی کشتوں کے پشتے لاشوں کے
انبار چاروں جانب میں ہونے لگے بہادران ہر دو لشکر نعرے کرکے دلیرانہ لڑنے لگے اسفندیار کجکلاہ نے
عین جنگ مغلوبہ میں فکر و غور کرکے دیکھا کہ اثالہ بارگاہ و خیام کا جس جگہ ہے وہاں کوئی اُس کا محافظ نہیں
دل میں کہا کہ سواران سپاہ صمصام تیغ زن تو لڑ بھڑ کر اپنے سردار کو جنگاہ سے لے گئے اور اسوقت
جنگ میں مصروف ہیں تو اثالہ بارگاہ کا لے لے اسی پر اپنا قبضہ کر لے کچھ تو نام پیدا کر یہاں سے اثالہ
بارگاہ کا لے کر اپنے بادشاہ کی خدمت میں جا بادشاہ تجھ کو خلعت و انعام دے گا تجھ سے بہت خوش
ہوگا شہرہ تیری شجاعت کا دور دور ہوگا یہ دل میں خیال کرکے تین چار ہزار سواروں کو اپنے ہمراہ لیکر
جانب پیش خیمہ عمان شاہ جا کر اثالہ بارگاہ کا اپنے قبضے میں کرکے طبل بازگشت بجوا دیا اہل اسلام نے
لڑائی سے ہاتھ روکا لات پرست بھی جنگ سے دست بردار ہوئے کافروں سے اہل اسلام علیحدہ
ہوئے اثالہ بارگاہ و خیام کا نہ دیکھ کر ملول ہوئے پھر اسوقت باہم مشورہ کیا کہ اسفندیار سے اثالہ بارگاہ
کا چھین لینا چاہیے اس کو یہاں سے نہ لے جانے دیجیے اسفندیار کجکلاہ نے سواران سپاہ صمصام
تیغ زن کو آمادہ جنگ پا کر اسیوقت وہاں سے اثالہ لے کر کوچ کیا اکثر سواران سپاہ صمصام تیغ زن
نے چاہا کہ حملہ کرکے لڑ بھڑ کر اثالہ چھین لیں لیکن بعض بعض سواروں نے کہا کہ اثالہ بارگاہ و خیام کا کھو آنا
دشوار ہے حالت ہمارے سردار صمصام تیغ زن کی بھی زخم کاری سے اچھی نہیں ہے مصلحت وقت ہمارے
نزدیک یہی ہے کہ اس واقعہ کی خبر اپنے بادشاہ عمان شاہ کو کریں اثالہ بارگاہ کا کہاں جائیگا فرامرز
ثانی سپہ سالار وہ بہادر ہے کہ اس خبر کے سنتے ہی شہر غراقیہ کو تباہ و برباد کر دے گا ملک وال غراقیہ
آہن کلاہ کا مع اپنے اثالہ بارگاہ کے اپنے قبضے میں کر لے گا پس ہمارے نزدیک ستیز راہ ہونا اور لڑنا
اسفندیار کجکلاہ سے اسوقت خوب نہیں ہے چونکہ صمصام تیغ زن زخمی ہو چکا تھا جوانان لشکر اُسکے
زخمی ہونے سے کو نہ بے دل بھی ہو گئے تھے اسوجہ سے سب نے اُن کی راے پسند کی پھر بذریعہ چند
سواروں کے اس واقعہ کی خبر فرامرز ثانی و عمان شاہ و درویش آفتاب صورت کو دی اور
صمصام تیغ زن کے علاج میں کوشش کی اسی جگہ قیام بھی کیا اپنے لشکر کے جوانان مقتول کو وہیں

دفن کیا جب بذریعہ سواران لشکر فرامرز ثانی و عمان شاہ کو یہ معلوم ہوا کہ اسفندیار کجکلاہ سردار
سپاہ غزاق آہن کلاہ بادشاہ شہر غزاقیہ اثالہ بارگاہ کا بعد جنگ و جدال صمصام تیغزن سے لگیا
ہی اور صمصام کو اس نے زخمی کیا ہی نہایت غصہ آیا لشکر کو حکم دیا کہ اسی جگہ فروکش ہو کیعد اتریہ لشکر کے
موافق رائے کردونش آفتاب صورت فرامرز ثانی عمان شاہ نے بادشاہ شہر غزاقیہ کو بعد
القاب و آداب کے اس مضمون کا نامہ لکھا کہ تمہارے سردار سپاہ مسمی اسفندیار کجکلاہ نے ہمارے
لشکر کے ایک سردار مسمی صمصام تیغزن کو زخمی کر کے اور خود بھی اس کے ہاتھ سے زخمی ہو کر عین
جنگ مغلوبہ میں قابو پا کر اثالہ ہماری بارگاہ کا لے لیا ہی لہذا بمجرد پہونچنے ہمارے نامہ کے اس سردار
بدکردار کو سزا دو اور اثالہ بارگاہ و خیام کا اسی سردار کے ہاتھ بھیجدو اور اپنے دین باطل سے انحراف
کر کے خالق کون و مکان کو معبود کرو بہتری اپنی اور اپنے شہر کی اسی میں سمجھو ورنہ طبل جنگ بجوا کر
ہم سے مقابلہ و مجادلہ کرو اور جواب ہمارے نامہ کا فی الفور ارسال کرو جب نامہ بایں مضمون تیار
ہو چکا سر نامے میں رکھکر سر نامے کو مہر شاہی سے مزین کیا بعدہ نامہ مذکور قمہور قزاق کو دے کر کہا کہ
اس نامے کو پاس غزاق آہن کلاہ بادشاہ شہر غزاقیہ کے لے جاؤ اور اس کا جواب اس سے لاؤ
قمہور قزاق کو ایسا ایک سردار سپاہ ہو حسب الحکم عمان شاہ و فرامرز ثانی کے نامہ لے کو بجمعیت
ساٹھ ہزار سواران آزمودہ کار کے جانب شہر غزاقیہ روانہ ہوا اس کو تو راہ میں چھوڑا جاتا ہی اور اب
حال اسفندیار کجکلاہ کا لکھا جاتا ہی کہ یہ سردار بعد جنگ بسیار اثالہ بارگاہ و خیام عمان شاہ کا
لے کر بخوشی و خرمی مع اپنی ہمراہی سپاہ کے داخل شہر ہوا یہ خبر غزاق آہن کلاہ بادشاہ شہر
غزاقیہ کو ہوئی اس نے بہت خوش ہو کر اسفندیار کجکلاہ کو طلب کر کے بعد تحسین و آفرین خلعت و
انعام اسے دیا اور کہا اے بہادر تو نے خوب کیا کہ اہل اسلام کا پیش خیمہ جو ہمارے شہر کی طرف
صمصام تیغزن لاتا تھا چھین لیا کارنمایاں کیا اسفندیار کجکلاہ خلعت و انعام پا کر نہایت خوش ہوا
پھر دربار بادشاہ سے مخلع بخلعت ہو کر اپنے خیمہ میں گیا دلسوز کو طلب کر کے اس کی خیر خواہی خبر رسانی
کی تعریف کر کے زر و جواہر اسے دے کر کہا کہ اے لڑکے تو اب ہمارے خیمے کے برابر رہا کر دلسوز
زر و جواہر پا کر خوش ہوا اور ایک خیمے میں برابر خیمہ اسفندیار رہنے لگا ایک روز شہر غزاقیہ میں یہ
خبر مشہور ہوئی کہ ایک سردار لشکر عمان شاہ ساٹھ ہزار سواروں کی جمعیت سے نامہ اپنے بادشاہ
کا لے کر ادھر آتا ہی جب یہ سردار مذکور سر حد غزاقیہ پر پہونچا بادشاہ شہر غزاقیہ نے حکم دیا کہ جو سردار نامہ
لے کر آیا ہی اسے آنے دو قمہور قزاق ہمراہ اکثر ملازمان بادشاہ شہر غزاقیہ کے داخل شہر ہوا شہر
کو نہایت آباد دیکھا کوچہ و بازار کو صاف و پاکیزہ پایا کثرت مردم کی بازاروں میں دیکھی رعایائے شہر کو
آسودہ خاطر مشاہدہ کیا غرضکہ قمہور قزاق سیر شہر غزاقیہ کی کرتا ہوا دربار میں بادشاہ شہر غزاقیہ
کے پہونچا دیکھا کہ دربار خوب آراستہ ہی ارکان دولت و سرداران سپاہ وغیرہ امرائے دربار بھرا ہوا
ہی غزاق آہن کلاہ بسطوت و صولت تاج شاہی سر پر رکھے ہوئے قبائے شاہی پہنے ہوئے بالائے
تخت بیٹھا ہوا ہی وزرا حاضر ہیں قمہور نے بادشاہ و اہل دربار پر نظر کر کے بطریق اہل اسلام سلام کیا
کسی نے جواب سلام کا نہ دیا بلکہ بادشاہ مذکور چین بجبین ہوا مگر اشارہ بیٹھنے کا کیا قمہور قزاق قریب
تخت بادشاہ بالائے کرسی زرین بیٹھا چونکہ بادشاہ مذکور چین بجبین ہو چکا تھا ساقی کو بھی نہ طلب کیا
قمہور سے نامہ طلب کیا اس نے حسب قاعدہ لشکر اسلام نامہ دیا بادشاہ نے نامہ لے کر میر منشی کے

جوالے کیا اُس نے سرنامہ چاک کرکے نامہ نکال کر بآواز عبارت نامہ پڑھی جب غراق آہن کلاہ
تمام وکمال عبارت نامہ سن چکا برہم ہوکر میر منشی سے مخاطب ہوکر کہا پشت نامہ پر لکھدے کہ ہمکو
دین اسلام قبول کرنا اور اثاثہ تمھاری بارگاہ کا دینا منظور نہین ہر ہان ہمکو تمسے جنگ منظور ہر اگر
ہمارے سردار سپاہ نے تمھارا اثاثہ بارگاہ کا چھین لیا تو خوب کیا کیونکہ مسلمان ہو اہل اسلام سے ہمکو
عداوت قدیمی ہر میر منشی نے جو کچھ بادشاہ نے کہا وہ پشت نامہ پر لکھدیا پھر نامہ مذکور کو لفافے
مین رکھکر سرنامہ درست کرکے باپائے بادشاہ خود قمہور کے حوالے کیا یہ سردار نامدار جواب نامہ
لیکر بادشاہ سے رخصت ہوکر دربار سے اٹھکر اپنے لشکر مین جاکر بلا توقف مرکب پر سوار ہوکر اپنے
لشکر کی طرف روانہ ہوا ادھر غراق آہن کلاہ بادشاہ شہر غراقیہ نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین
طبل جنگ بجایا جاے ہم ان اہل اسلام سے مقابلہ ومجادلہ کرین گے یہ لوگ خدا پرست ہین ان کی
خونریزی ہمین منظور ہر ملازمون نے موافق حکم اپنے بادشاہ کے طبل جنگی بجوایا صداے طبل جنگی بلند
ہوئی اور اکثر راویون نے یون بھی بیان کیا ہر کہ جب قمہور دربار سے جواب نامہ لیکر چلا گیا شاہ
غراقیہ نے اپنے سرداران سپاہ مانند اسفندیار کجکلاہ وپیران پیر سوار وغیرہ کو بجمعیت تین لاکھ
سواران آزمودہ کار کے مع سامان جنگ سوئے لشکرگاہ عمان شاہ روانہ کیا قمہور صف شکن
جواب نامہ لیکر اپنے لشکر مین داخل ہوا جو کچھ دیکھا اور سنا تھا بیان کرکے وہ نامہ دیا عمان شاہ
و فرامرز ثانی و درویش آفتاب صورت نے نامہ مذکور کا جواب میر منشی سے پڑھوا کر سنا معلوم ہوا کہ
شاہ غراقیہ کو جنگ منظور ہر ہنوز قمہور صف شکن اپنے لشکر مین داخل ہوا تھا کہ سرداران مذکور
تین لاکھ سوارون کی جمعیت سے آکر بارگاہ و خیام صحراے سبزہ زار مین ایستادہ کرا کر فروکش ہوے
اور بمقابلہ لشکر عمان شاہ قیام پذیر ہوئے دلسوز بن جانسوز بن مہتر قران بھی ہمراہ اسفندیار
کجکلاہ تھا شب کو اس نے عالم خواب مین دیکھا کہ ایک بزرگ فرماتے ہین اے دلسوز تو اہل اسلام
سے ہر جائے عجب ہر کہ ہمراہ کافرون کے ہر ان کی خیرخواہی مین سرگرم ہر تجھکو لازم ہر کہ اس لشکر کفار
سے نکلکر کچھ تحفے برائے درویش آفتاب صورت لیجا اور عذرخواہ ہوکر اپنا نام اصلی اور اب وجد
کا نام اُن سے بیان کر کیونکہ دراصل وہ حضرات فرزند خواجہ عمرو کے ہین عیار نامدار ہین
وہ تجکو پیشہ عیاری خوب تعلیم کرین گے یہ فرماکر وہ بزرگ تو نظر سے غائب ہوے دلسوز یہ خواب
دیکھکر بیدار ہوا جو مردان سپاہ اسوقت بیدار تھے اُن سے پوچھا رات کسقدر گذری ہوگی انھون نے
کہا ابھی نصف شب بھی نہین گذری ہر دلسوز یہ سنکے اپنے خیمے سے نکلا دل مین خیال کرنے لگا
کہ کیا تحفے واسطے درویش آفتاب صورت کے لیجاؤن کہ جن تحفون سے وہ خوش ہون بعد فکر
بسیار ذہن مین آیا کہ یہان سے پاسے شاطری مارتا ہوا محلسراے غراق آہن کلاہ بادشاہ شہر غراقیہ
تک اپنے تئین پہونچا وہان پہونچکر تحائف کے باب مین فکر کرنا یہ خیال کرکے اسیوقت تاریکی شب مین
بسرعت تمام سوئے محلسرا غراق آہن کلاہ روانہ ہوا جب متصل محلسراے مذکور کے پہونچا نگہبانون کو
غافل دیکھکر کمند جو اُس نے بہم پہونچائی تھی اسفندیار کجکلاہ کی چرائی تھی دیوار محلسرا پر مارکر بذریعہ
حلقہاے کمند دیوار محلسرا پر جاکر اندر محلسرا کے کیا دیکھا کہ غراق شاہ اپنے فرش خواب پر غافل پڑا
سوتا ہر تلوار اُس کی اور تاج اُس کا علیحدہ قریب اُس کے رکھا ہوا ہر محلسرا مین بھی سب عورتین سوتی
ہین دلسوز نے سب کو غافل خواب مین دیکھکر شمشیر و تاج شاہی جواہر دوز لے کر پھر بذریعہ کمند دیوار

ماسرا سے اٹھ کر سوئے لشکر عمان شاہ روانہ ہوا حال اس کے پہونچنے کا آیندہ لکھا جائے گا مگر اب
حال اُس سوار کا تحریر کیا جاتا ہے کہ جس کا مرکب دلسوز نے فریب دے کر لے لیا تھا اور سرا میں کی پیاری
بھٹیاری کے ہاتھ ایک سال کی مدت پر فروخت کیا تھا جب دلسوز اس کے مرکب پر سوار ہو کر مرکب
کو جولان کر کے اُس کی نظر سے غائب و نہان ہوا سوار مذکور تلاش میں دور دور گیا چند روز تک
سرگردان رہا آخر کار تلاش کنان اُسی سرا میں آیا جس سرا میں پیاری بھٹیاری تھی دیکھا کہ گھوڑا
سرا میں موجود تو ہے مگر بیمار ہے سوار نے اُس بھٹیاری سے کہا کہ یہ تو گھوڑا میرا ہے تو نے کیونکر پایا تیرے
ہاتھ کس طرح آیا اُس نے اشکبار ہو کر کہا میاں کیا کہوں میں لٹ گئی تباہ ہو گئی کبھی ایسے دام فریب میں
نہ پھنسی تھی جیسا کہ اب پھنسی ہوں سوار مذکور نے پوچھا کہ کچھ بیان تو کرو کیونکر لٹ گئیں تباہ ہو گئیں
اُس نے کہا کہ میاں ایک روز سر شام چند مسافر اس سرا میں آئے اُن میں ایک لڑکا بھی تھا وہ لڑکا دس
گیارہ برس کا ہوگا اسی گھوڑے پر سوار تھا میرے یہاں آکر ٹھہرا مجھکو ایک روپیہ دے کر کہا کہ اس
روپے میں ہمارے واسطے کھانا بھی پکاؤ اور گھوڑے کا دانہ بھی لاؤ مگر اسقدر گھوڑے کو دانہ دینا کہ گھوڑا
بھوکا نہ رہے میں نے اپنے شوہر سے دانہ وغیرہ جو کچھ درکار تھا منگوایا گھوڑے کو ہنگام شام دانہ دیا اور اُس
لڑکے کو کھانا پکا کر کھلایا صبح کو اُس لڑکے نے مجھسے کہا کہ جاؤ اس گھوڑے کی لید میں دیکھو جو کچھ ہووے آؤ
میں گئی گھوڑے کی لید میں جو دیکھا تو چار روپے پائے وہ روپے میں اُس لڑکے کے حوالے کر کے اپنے
کاروبار میں مصروف ہوئی اُس نے افسوس کر کے کہا کہ بی بھٹیاری تم نے ہمارا نقصان کیا ضرور دانہ اس
گھوڑے کو کم دیا اگر پیٹ بھر کے اس کو دانہ دیتیں تو چالیس پچاس روپے اس کی لید میں نکلتے میں نے
پوچھا کہ یہ گھوڑا کہاں سے تمھیں ملا اُس نے بیان کیا کہ میں نے اپنے بزرگوں کے ورثہ میں پایا ہے یہ گھوڑا
نایاب ہے مجھے طمع زر ہوئی میں نے کہا کہ یہ گھوڑا ہمارے ہاتھ بیچ ڈالو اُس نے بعد تقریر بسیار کے کہا کہ خیر
تمھارے ہاتھ واسطے ایک سال کے فروخت کروں گا قیمت میں اس گھوڑے کی میں نے اپنا تمام اسباب
زیور طلائی و نقرئی سوا ڈیڑھ تین ہزار روپیہ کا تھا اُسے دیدیا وہ گھوڑا یہاں چھوڑ کر زیور مذکور لے کر چلا گیا
میں نے اس گھوڑے کو دانہ بہت کھلایا یہ بیمار ہو گیا دیکھو اب اس کو دست آتے ہیں اس سے کھڑا نہیں
ہوا جاتا ہر وقت پڑا رہتا ہے حالت اس کی خراب ہے دیکھوں زندہ رہتا ہے یا نہیں میں نے تو اُس لڑکے
کے کہنے کے موافق اس کو زیادہ دانہ اسوجہ سے دیا تھا کہ پچاس چالیس روپے صبحکو اس کی لید سے
نکلیں گے لیکن آج تک اس کی لید میں سے ایک کوڑی بھی نہیں نکلی ہے کیا لڑکے نے مجھے فریب دیا ہے
مجھے لوٹ کر گیا ہے تمام زیور میرا لے گیا ہے اب تم اپنا حال کہو سوار نے تمام حال اپنا ابتدا سے تا انتہا بیان
کر کے کہا کہ مجھکو بھی اُسی طرار نے فریب دیا ہے سوار مذکور ابھی یہ کہہ رہا تھا کہ وہ گھوڑا خاک پر تڑپنے لگا
تھوڑی دیر میں تڑپ کر مر گیا سوار اور بھٹیاری کو صدمہ و رنج ہوا گھوڑے کو تو چماروں کے حوالے
کیا لیکن پیاری بھٹیاری خود کو کثرت غم زیور سے رونے پیٹنے لگی سوار نے کہا کہ اس رونے سے
کیا فائدہ ہوگا بہتر یہ ہے کہ میرے ساتھ اُس لڑکے کی جستجو میں کوشش کرو جہاں وہ ملجائے اُس سے
روپیہ یا زیور اپنا طلب کرو اور میں تو اُس کو تلوار سے قتل کروں گا زندہ نہ چھوڑوں گا پیاری
بھٹیاری کو سوار کی رائے پسند آئی اُسی وقت اُس سوار کے ساتھ دلسوز کی تلاش میں چلی کوچہ کوچہ
محلہ محلہ تلاش کرتی ہوئی کوچ اور مقام کرتی ہوئی لشکر عمان میں آئی سواران لشکر سے پوچھنے لگی
کہ اس لشکر میں کوئی لڑکا اس سن و قد و قامت و اس صورت کا تو نہیں آیا ہے سواروں نے جواب دیا

کہ وہان ایک لڑکا آیا تو تمھاتھے اُس کو درویش آفتاب صورت کی خدمت مین جانے کو کہا تھا وہ وہ لڑکا اُن کی خدمت مین حاضر ہوا تھا پھر لشکر سے چلا گیا تم درویش موصوف کے روبرو جاکر اُن سے دریافت کرو شاید اُن کو کچھ حال اُس طفل شوخ و شریر کا معلوم ہو سوار اور بھٹیاری دونون درویش آفتاب صورت کے سامنے گئے اور جھک کر سلام کیا درویش ممدوح نے پوچھا کہ تم کہان سے آئے ہو تمھارا کیا مطلب ہی سوار اور بھٹیاری نے رو رو کر جو کچھ اُس لڑکے نے اُن کے ساتھ فریب کیا تھا سب مفصل بیان کیا پھر پوچھا کہ فرمایئے وہ لڑکا آفت روزگار کہان ہی درویش نے مسکرا کر جواب دیا کہ اُس لڑکے نے مجھ پیر جہاندیدہ کو بھی فریب دیا ہی میرے ہاتھ سے ایک انگشتری الماس کی نہایت بیش قیمت اُتار لے گیا ہی اب نہین معلوم وہ کہان ہی مجکو بھی اُس کی تلاش ہی تم دونون کیون روتے ہو اور اُس کی تلاش مین کو بکو پھرتے ہو اُس کا ہاتھ آنا دشوار ہی وہ لڑکا بلاے روزگار ہی اپنے گھر جاؤ اپنے کاروبار مین مصروف ہو دونون نے دست بستہ عرض کیا کہ اے درویش ذی کمال ہمکو تو اُس لڑکے نے تباہ و برباد کر دیا ہی اب ہم کہان جائین جبتک زندہ ہین اس کی تلاش کرین گے جہان وہ ہمین ملجائے گا ضرور اُس کو مار ڈالین گے درویش موصوف نے اُن دونون کے حال زار پر رحم کر کے سوار کو تو ایک گھوڑا اپنے لشکر سے دلوا دیا اور بھٹیاری کو کچھ زر سرخ و سفید دلوا دیے دونون درویش موصوف کو دعاے خیر دے کر اپنے اپنے مکان کی طرف روانہ ہوئے جس روز سوار اور بھٹیاری کو درویش آفتاب صورت نے اسپ و زر دے کر رخصت کیا تھا اُسی روز وقت شام دلسوز نے داخل لشکر عمان شاہ ہوکر روبرو سے درویش موصوف جاکر با ادب سلام کر کے دست بستہ عرض کیا کہ مین نے جو تقصیر و خطا کی ہی اُس سے بحل فرمایئے یہ انگوٹھی آپ کی موجود ہی مجکو آپ کے نام نامی اور اسم گرامی سے آگاہی ہوئی ہی عالم خواب مین مجھسے ایک مرد بزرگ نے آپ کی تمام کیفیت بیان فرما کر ہدایت بھی کی ہی اور مین واسطے آپ کے دو تحفے بھی لایا ہون یہ کہکے وہ شمشیر و تاج جواہر دوز بطور نذر دیا درویش ممدوح نے نذر مذکور قبول کر کے پوچھا کہ تو نے خواب مین کیا دیکھا تھا اور تجھسے مرد بزرگ نے کیا بیان کیا تھا صاف صاف بیان کر اور اپنے حال سے آگاہ کر دلسوز نے جو کچھ خواب مین دیکھا تھا اور مرد بزرگ نے جو کچھ فرمایا تھا وہ تمام و کمال بیان کر کے عرض کیا کہ دراصل نام میرا دلسوز ہی مین فرزند ہون جانسوز بن مہتر قران کا آپ تو اُن سے آگاہ ہون گے درویش موصوف نے تمام حال اُس کا سنکے بہت خوش ہوکے اُسکو اپنے سینے سے لگا کر کہا کہ اے دلسوز جو انگوٹھی تو نے ہمارے ہاتھ سے اُتار لی تھی وہ ہمنے بخوشی تجکو دیدی تجکو لازم ہی کہ جو کچھ اسباب و مال و زر تیرے پاس ہی وہ سب جاکر اپنی مادر کو دے آ پھر ہمارے پاس آ ہم تجکو موافق فرمانے اُس بزرگ کے تعلیم و تربیت کرین گے عیاریان تجھے بتائین گے اگر خدا چاہے گا تو مانند مہتر قران کے تو بھی دنیا مین نامی و نامور عیار ہو جائے گا دلسوز تقریر درویش موصوف سنکے خوش ہوا بعدہٗ موافق اُن کے ارشاد کے اپنی والدہ کی خدمت مین جاکر جو کچھ اُس کے پاس مال دنیا سے زر و جواہر تھا اپنی والدہ کو دے کر تمام حال جو کچھ گذرا تھا اُن سے بیان کر کے شب کو قیام کیا صبح کو اپنی مادر سے رخصت ہوکر بعد قطع راہ پھر خدمت درویش آفتاب صورت مین آکر با ادب سلام کیا درویش نے خوش ہوکر فرمایا کہ اے دلسوز تو ہماری بارگاہ کے برابر خیمہ مین رہا کر اکثر اوقات ہمارے پاس آیا کر ہم تجکو طریق عیاری و مکاری سے آگاہ کیا کرین گے تربیت و تعلیم کرو

تیزی کوشش کرین گے مگر یہ کسی سے نہ بیان کرنا کہ یہ خضران بن خواجہ عمر وہین اسمین ایک مصلحت ہی
اُسنے عرض کیا کہ جو کچھ آپنے فرمایا ہی بسر و چشم بجالاؤن گا خلاف حکم نکرونگا درویش موصوف
اُسی روز سے اُس کو طریقے عیاری و مکاری کے بتلانے لگے لیکن خلوت مین تاکہ راز افشا نہو دلسوز
بھی ذہین و عاقل تھا بتوجہ تمام طریقے عیاریون کے حاصل کرنے لگا ہنوز چند روز دلسوز کو شاگردی
خواجہ خضران مین گذرے تھے کہ درویش آفتاب صورت نقلی نے ایک روز ہنگام صبح عمان
شاہ و فرامرز ثانی سے کہا کہ عُراق آہن کلاہ بادشاہ شہر عراقیہ نے بعد جواب نامہ اپنے سرداران
سپاہ کو بجمعیت تین لاکھ سواران ہزارہ کے برائے جنگ و جدال تور وانہ کیا ہی اور وہ آکر ہمارے
مقابلے مین فروکش ہوگئے ہین مگر ابھی تک طبل جنگ نہین بجوایا ہی نہین معلوم کیا سبب ہی ہم چند
روز سے بیکار اس جگہ مقیم ہین نہ یہ لات و منات پرست طبل جنگ بجواکر ہمسے مجادلہ و مقابلہ کرتے ہین
نہ ہم اُنکے روبرو سے بغیر مقابلہ و مجادلہ و بصلح و آشتی جاسکتے ہین جانا ہمکو جانب طلسم زلزلہ ضروری
اسی ارادے سے یہانتک آئے ہین عمان شاہ و فرامرز ثانی نے بادب جواب دیا کہ باعث طبل جنگ
نہ بجوانے کا کوئی ہوگا ابھی تک جو طبل رزمی نہین بجوایا ہی کوئی اسمین مصلحت ہوگی ابھی فرامرز ثانی
عمان شاہ درویش موصوف سے ہمسخن تھے کہ یکایک عُراق آہن کلاہ بہمراہی ارکان دولت
و جمعیت سپاہ قریب اپنی سپاہ کے آیا اسفندیار کجکلاہ و بیران بہرسوار وغیرہ سرداران سپاہ
نے جاکر اُس کا استقبال کیا جب شاہ مذکور لشکر مین داخل ہوا بارگاہ فلک فرسا مین جاکر بالاے
تخت زرین بیٹھکر بیران بہرسوار و اسفندیار کجکلاہ سے مخاطب ہوکر پوچھا کہ تمنے طبل جنگ بجوایا ہی
یا نہین انھون نے دست بستہ عرض کیا کہ ہم نمکخوارون کو حضور کی تشریف آوری کا انتظار تھا و نیز ہمکو
حکم بھی طبل جنگ بجوانے کا نہین دیا گیا تھا اس سبب سے ابھی تک طبل جنگ نہین بجوایا ہی شاہ
مذکور نے کہا کہ خیر اگر طبل جنگ تمنے نہین بجوایا ہی تو اب ملازمان بادولت کو کہ جو نقارہ نواز ہین حکم
دیا جاوے کہ وہ نقارہ جنگی پر چوب لگائین سرداران مذکور نے بذریعہ ملازمان نقارہ نوازون کو حکم
بادشاہ سے آگاہی دی انھون نے حسب الحکم اپنے بادشاہ کے کوس رزمی پر چوب لگائی صداے
نقارہ جنگی بلند ہوئی لشکریان عُراق آہن کلاہ آواز نقارہ رزمی سنکے آگاہ ہوگئے کہ ہمارے لشکر
مین طبل جنگی بجایا گیا ہی کل ہنگام سحر ان اہل اسلام سے لڑائی ہوگی میدان جنگ مین تلوار چلیگی کشت و
خون ہوگا پس ہمین آلات حرب و ضرب کی درستی کرنا چاہیے ادھر تو لشکریان عُراق آہن کلاہ درستی
آلات حرب و ضرب مین مشغول ہوگئے اُدھر دلسوز کہ واسطے بالا دوی کے آیا تھا صداے نقارہ
جنگی سنکے بسرعت تمام سر دربار و بروے جہاندار و فرمانرواے لشکر اہل اسلام یعنی عمان شاہ
و نیجاہ کے جاکر حسب دستور پایہ تخت کو بوسہ دیکر مراسم عبودیت شاہی بجالاکر بصد ادب ثنا و
دعاے بادشاہ موصوف اس طرح زبان پر جاری کرکے خبر نواخت طبل جنگی بیان کرنے لگا کہ **نظم**

اے خسروی کہ در صف ہیجا تو خرد
در چشم باشہ و دل باز آشیان نہاد
دست سر مخالف دین را بہار داد
خود تو داغ بر دل دریا و کان نہاد
جز سرمہ اجل نبر دخیمہ گی دہر

ہیہات پیل جنگی و شیر ژیان نہاد
چشم نبفشہ صورت قہرت بخواب دید
زان بادہ کہ در سر گرز گران نہاد
طبع جہان اگرچہ پر از شور فتنہ بود
در چشم دشمن تو بنوک سنان نہاد

از انتقام عدل تو با ضعف خویش کسا
سر چون عداوت بر سر زانو از ان نہاد
جاہ تو اسپ بر سر مہر و سپہر تاخت
عدل تو باز عادت امن و امان نہاد
تیر تو مصرعیست کہ بیش از زرہ کمان

تقدیر مژدۂ ظفر بخش در دہان نہاد | تا در قبول عقل نیاید کہ آدمی | دل بر بقاے مملکت جاودان نہاد
جاوید زی کہ نوبت ملک ترا قضا | در وجہ دفع فتنۂ آخر زمان نہاد

اسوقت عزاق آہن کلاہ نے ہمراہی ارکان دولت و اعیان مملکت و جمعیت سپاہ کے آکر داخل لشکر ہوکر طبل جنگ بجوایا ہی ارادہ اُس بد اندیش کا یہ ہی کہ کل ہنگام میدان جنگ مین مع تمامی سپاہ آکر نائرۂ آتش فتنہ و جنگ بلند کرے باقی خیریت ہی عمان شاہ نے جانب دلسوز دیکھکر اور تقریر اُس کی بگوش دل سُنکے پہلے تو دل مین یہ کہا کہ یہ لڑکا چند روز سے آکر ہمارے لشکر مین داخل ہوا ہی ہنوز زمانہ زیادہ نہین ہوا ہی مگر کس قدر ہمارا خیر خواہ ہی اور کس درجہ چالاک و ہوشیار خرد مند ہی ابھی سے تو یہ طفل اسیا طرار ہی جوان ہوکر رشک عیاران ہوگا بعدہٗ دلسوز سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ کہدو نقارہ نوازون سے کہ بعنایت ایزدی اور بامید مدد الٰہی چوب نقارۂ رزمی پر لگاوین دلسوز نے فوراً دربار سے جاکر حکم عمان شاہ کی تعمیل کی نقارہ نوازون سے بعد زبان پر جاری کرنے بسم اللہ کے آخرہ کے چوب نقارۂ رزمی پر لگانے کو کہا صداے کوس جنگی بلند ہوئی جملہ لشکریان اہل اسلام صداے نقارۂ جنگی سُنکے سمجھ گئے کہ کل وقت سحر عزاق آہن کلاہ مع سپاہ میدان جنگ مین آسکے گا اُس سے اور اُس کے لشکرِ خونخوار دون سے مقابلہ و مجادلہ ہوگا یہ سمجھکر درستی آلات حرب و ضرب مین مصروف ہوئے دونون طرف کبر و مسلمان تیاری جنگ و درستی آلات حرب و ضرب مین مصروف و مشغول ہوئے جب وہ دن گذرکر شب بھی بسر ہوئی اور وہ وقت آیا کہ شاہ انجم خوف مقابلہ شاہ خاور سے مع سپاہ کواکب کے پنہان ہوا اور سفیدہ سحر صادق فلک پر عیان ہوا طیور اپنے آشیانون سے نکل کر اپنی زبان مین حمدِ خدا و ذکر الٰہی کرنے لگے اور موذن مسجدون مین اذان دینے لگے لشکریان عزاق آہن کلاہ گھنٹے اور ناقوس بجانے لگے نسیم سحری چلنے لگی شگفتہ گلشن مین ہر ایک کلی ہونے لگی بلبلین چہچہ کرنے لگین شاخ گل پر نغمہ سرا ہونے لگین بادشاہ ذیشان و عالیجاہ عمان شاہ و فرامرز ثانی و درویش آفتاب صورت و تمامی اہل لشکر عمان شاہ بیدار ہوکر وضو کرکے فریضہ سحری ادا کرکے آمادہ تیاری جنگ ہوے جملہ اہل لشکر مسلح ہوکر آمادۂ جنگ و جدال ہوگئے یک بیک عمان شاہ اپنی بارگاہ سے مثل مہر برآمد ہوا اہل لشکر نے بادب سلام کیا شاہ مذکور نے حسب قاعدہ شاہان سلاطین لے کر اشارہ سوئے میدانِ رزم چلنے کا کیا جملہ سواران سپاہ مرکبون پر سوار ہوئے فرامرز ثانی پہلوان لاثانی و قمصور صف شکن قزاق بھی مسلح ہوکر گھوڑون پر سوار ہوئے اس اثنا مین درویش آفتاب صورت بھی اپنی بارگاہ سے برآمد ہوکے اُسی گنبد طلائی و نقرئی مین جو جڑا مین جواہرات و شیشہ آلات اور آئینے حلبی کی آرایش سے ضیا و روشنی عکس آفتاب عالمتاب سے فزون ترتھی داخل ہوکر بیٹھے فرامرز ثانی و قمصور وغیرہ نے بادب سلام کیا کہارون نے وہ گنبد طلائی جواہرکار اپنے دوش پر اُٹھایا سواری عمان شاہ سوئے جانب جنگگاہ مثل باد بہاری بڑھی جملہ اعلےٰ ادنیٰ ہمراہ سواری حسب قاعدہ بصد ادب چلے درویش آفتاب صورت بھی براے دید جنگ و جدال سوئے میدان رزم و قتال چلے ہنوز عمان شاہ عالی جاہ عرصہ جنگ مین پہونچا ہی تھا کہ اُس جانب سے عزاق آہن کلاہ بادشاہ شہر عزاقیہ بھی تین لاکھ پچاس ہزار سوارون کی جمعیت سے بصد کر و فر میدان مصاف مین آیا بنظر تند و تیز جانب لشکر اہل اسلام دیکھکر دل مین کہنے لگا کہ ان اہل اسلام نے بہت جمعیت بہم پہونچائی ہی تو سہی جو ان سب کو قتل نہ کرون

اس طرف بھی عمان شاہ و فرامرز ثانی و درویش آفتاب صورت وغیرہ نے غراق آہن کلاہ
اور اُس کے اہل لشکر پر نظر کی خصوصًا فرامرز ثانی نے غراق آہن کلاہ اور اُس کے سرداران
سپاہ کو دیکھکر اپنے دل مین کہا کہ یہ بادشاہ بھی جری و بہادر معلوم ہوتا ہے اور سرداران لشکر بھی اسکے
شجاع و بہادر و دلاور ثابت ہوتے ہین کیا خوشی و شادمانی حاصل ہو جو یہ بادشاہ مع اپنی تمامی فوج
و اہل شہر کے مسلمان ہو ہنوز فرامرز ثانی اپنے حریفون کو دیکھکر تمنا اُن کے مسلمان ہونے کی کر رہا
تھا کہ یکایک دونون بادشاہون کے حکم سے جانبین کے لشکرون سے بیلدار اور بیلچہ بردار پھاوڑے
اور بیلچے کاندھون پر رکھے ہوئے نکلے وسط میدان جنگ مین آکر انھون نے جھاڑی جھنڈی خس و خاشاک
سنگ و کلوخ دور کرکے پست و بلند زمین کو ہموار کیا عرصۂ جنگ کو صورت آئینہ صاف کیا جب اس طرح
میدان رزم صاف اور درست ہو چکا بیلدار و بیلچہ بردار میدان کارزار سے ہٹ گئے سقے مشکین پُر آب
دوش پر رکھے ہوئے دونون طرف سے نکلے اُنھون نے پانی چھڑک کر عرصہ کارزار کو سرد کر دیا غبار
دور ہوا گرد برطرف ہوئی بعد آب پاشی کے سقے بھی عرصۂ مصاف سے علحدہ ہوئے دونون طرف
صفین آراستہ ہونے لگین میمنہ میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمین گاہ ہر ایک لشکر کا حسب دلخواہ آراستہ
ہوا قلب ہر لشکر مین بادشاہان لشکر قرار گزین ہوئے گرد اُن کے امراء وزرا پہلوانان قوی بازو و
جوانان جنگجو مقرر و معین کیے گئے بعد ازین دونون لشکرون سے نقیبان خوش آواز اور کرکیت نکلکر
وسط میدان کارزار مین آئے اُنھون نے جوانان لشکر کو اس طرح آمادہ جنگ کیا کہ اُن سے مخاطب
ہو کر باواز بلند کہا کہ اے جوانان رشک رستم پیلتن و اے دلیران صف شکن آگاہ ہو کہ فی الحال رستم
و اسفندیار روئین تن و گیو و بیژن و سام و زال و سہراب و شغاد و گستہم و برزو و قوی بازو
خودنہاد و افراسیاب و کیخسرو و سکندر و دارا و کیقباد و کیکاؤس و سکندر و فریدون و نوشیروان
عادل و ملک کسریٰ و جمشید و ضحاک ماران شاہان جہان و پہلوانان دوران کہان ہین ان مین سے
کسی کا بھی کچھ نشان بجز قبرون بھی اُن سب کی ظاہر نہون گی اس دنیائے فانی سے نامواران نامبردگان
چلے گئے خاک مین مل گئے ہزارون من مٹی مین دب گئے زمین کے کیڑون نے اُن کا گوشت پوست
کھا لیا ہڈیان بھی اُن کی باقی نہین مگر دنیا مین اُنھون نے جو کارہائے نمایان کیے اور جو نیکیان کی ہین
اُن کے افعال نیک و بد کے سبب سے اب تک اہل دنیا اُن کو یاد کرتے ہین ذکر اُن کا زبان پر لاتے ہین
ہر چند اُن کو دنیا سے گئے ہوئے صدہا برس ہو گئے ہین لیکن افعال نیک کرنے سے گویا وہ اب تک
زندہ ہین اہل جہان ذکر اُن کی شجاعت و بہادری و دلاوری و دلیری و جرأت کا اکثر باہم بیٹھکر
کرتے ہین تعریف و ثنا و صفت اُن کی زبان پر لاتے ہین وہ تو دنیا مین نرہے لیکن نام اُن کا رہگیا
بقول شخصے کہ شعر۔ رستم رہا زمین پہ نہ بہرام رہگیا ۔ مردون کا آسمان کے تلے نام رہگیا ۔ اسی طرح
شاہان مندرجہ بالا دنیا مین نرہے لیکن اُن کا عدل و انصاف ایسا تھا کہ اب تک مردمان دہر اُن کی
تعریف کرتے ہین اور جو گذشتگان سے بد افعال ہین اُن کے بھی بدی افعال کو لوگ یاد کرکے تواریخ
و اخبار مین اُن کی برائیان لکھی ہوئی دیکھکر انھین برا کہتے ہین بہ بدی اُن کو یاد کرتے ہین پس لازم
ہے کہ حیات چند روزہ مین انسان دنیا مین اپنے افعال نیک کرے کہ بعد اُس کے اہل دنیا اُس کو
بہ نیکنامی یاد کرین اور اپنے امور بد اس سرائے فانی مین نکرے کہ بعد اُس کے مرنے کے لوگ اُس کو
بہ بدی یاد کرین یہ تقریر پہنچے تمھارے سامنے اس واسطے کی ہے کہ آج سامنا اور لڑنا حریفون سے ہے

دیکھو دلیرانہ اپنے دشمنوں سے بڑھ بڑھکر لڑنا شجاعت و بہادری اپنی دکھانا اپنے آبا و اجداد کا نام
سرِ میدان روشن کرنا تیغ و خنجر و شمشیر و تبر و گرز بڑھ بڑھکر اپنے اعدا پر لگانا ثبات قدمی اس میدان
رزم میں اختیار کرنا یہ خیال رہے کہ اگر سر بھی کٹ جاوے مگر قدم عرصۂ جنگ سے نہ ہٹے اگر ایسی بہادری
کروگے تو مانند پہلوانان گذشتگان کے تم بھی دنیا میں مشہور ہوگے اہل دنیا تمکو بہ نیکنامی یاد کرینگے
تواریخ و اخبار میں تمھاری شجاعت مورخ و اخبار نویس تحریر کرینگے شہرہ شجاعت تمھارا دور دور
ہوگا حاکم و آقا و بادشاہ بھی تمھارا راستہ خوش ہوگا نمک حلال و خیرخواہ و جان نثار کہلاؤگے اور
اگر میدان جنگ سے ہنگام رزم قدم ہٹاؤگے خوف جان سے بھاگوگے تو اہل جہان تمکو نامرد و بزدل
کہینگے نمک حرام مشہور ہوگے اپنے بادشاہ کو ایسے وقت میں رنجیدہ کروگے اسکی حمایت و مدد
رفاقت سے ہاتھ اٹھاؤگے تو اس فعل بد کا پھل تمہیں یہ ہوگا تمکو بھی اہل دنیا اچھا نہ کہینگے
خواہ زندہ رہوگے یا مرجاؤگے تیر نشانہ ملامت ایسی صورت میں ضرور ہوگے دیکھو اسوقت مقابلہ
اہل اسلام و لات پرستوں کا ہے عداوت مذہبی بھی ہے ابھی سے اپنے اپنے حریف کو تاک لو آمادہ مار ڈالنے
اور خود قتل ہو جانے پر ہو جاؤ خبردار اے بہادرو جنگ سے منھ نہ پھیرنا دشمنوں سے پسپا ہونا مرد
میدان نبرد ہوکے نامرد و بزدل مشہور دنیا ہونا آبرو بھاگنے میں گھٹ جائیگی پھر عزت ہاتھ نہ آئیگی
اگر ثبات قدمی اختیار کروگے دلیرانہ لڑوگے اور قضا تمھاری نہیں ہے تو یاد رکھو کہ ہرگز کسی حریف کے
ہاتھ سے قتل نہوگے اور اگر اجل تمھاری آئی ہے تو بھاگنے سے ہرگز جانبر نہوگے ضرور کسی حریف
کے ہاتھ سے قتل ہو جاؤگے ہمنے تم کو بطور نصیحت تاکید کی ہے ماننے نہ ماننے کا تمھیں اختیار ہے ہمارا
کام یہی تھا کہ تمکو نیک و بد امور سے آگاہ کردیں بقول کسے ع بر رسولان بلاغ باشد و بس
نقیبا اور گرگیت نے جو بہادران میدان جنگ کے روبرو اس طرح تقریر کی ہر ایکنے بگوش ہوش
سنی اگرچہ لاکھوں جوانوں کا مجمع تھا مگر سب خاموش تھے جب نقیبا اور گرگیت چپ ہوئے دیکھنے والوں
نے دیکھا کہ ہر ایک نشۂ بادۂ شجاعت سے مست ہوکر جھومنے لگا قبضۂ شمشیر کو چومنے لگا ارادہ کرنے لگا
کہ سب سے پہلے ہمیں صف لشکر سے نکلکر لشکر دشمن پر حملہ آور ہوں اس طرح دلیرانہ لڑیں کہ سب کو
حیرت ہو جائے اور وہ کارہاے نمایاں کریں کہ اہل دنیا کارزار رستم و سہراب و اسفندیار وغیرہ
پہلوانوں کا بھول جائیں باوجود عزم مصمم مذکور کے ہنوز کوئی جوان صف لشکر سے نکلا نہ تھا کہ
اسفندیار کجکلاہ نے اجازت جنگ اپنے بادشاہ سے حاصل کرکے مرکب دوڑا کر اپنا صف لشکر
سے نکالا اسوقت لشکر غزاق آہن کلاہ میں جنگی باجے بجے علمداروں نے علموں کو جلوہ دیا
غزاق آہن کلاہ کے نزدیک جو ارکان دولت کھڑے تھے ان سے شاہ مذکور نے کہا کہ دیکھو
سردار نامور ہمارے لشکر کا صف لشکر سے نکل کر براے مقابلہ مسلمانان کے گیا ہے گویا ملک الموت
واسطے قبض روح اہل اسلام کے گیا ہے جو کوئی اس کے سامنے آئیگا یہ اسکو ایک ہی ضرب میں
دو کرے گا یہی ایک سردار مشہور شعار ہمارا سرکشان اہل اسلام کو کافی ہے چن چن کر دلیران اہل اسلام
کو تہ تیغ کرے گا اعیان دولت نے عرض کیا کہ حضور بجا فرماتے ہیں واقعی اسفندیار کجکلاہ اپنے
وقت کا اسفندیار روئین تن ہے صرف فرق یہ ہے کہ یہ روئین تن نہیں ہے بادشاہ مذکور بھی اہل دربار
کی گفتگو سنکے خوش ہوا سردار مذکور نے وسط میدان جنگ میں جاکر مرکب کو روک کر جانب لشکر
اہل اسلام بنظر قہر و غضب دیکھکر دل میں خیال کیا کہ پہلے ان اہل اسلام پر فنون سپہگری ظاہر کرنا

چاہیے اپنی قوت و کمال سے ماہر کرنا چاہیے بعدہ اپنا نام اور اپنی شجاعت زبان سے ظاہر کرکے مبارز طلب کرنا چاہیے تاکہ اہل اسلام پر تیرا رعب غالب ہو یہ خیال کرکے نیزہ اُٹھا کر مرکب کو کاوے پر ڈال کر نیزہ ہلانے لگا کمالات نیزہ بازی دکھانے لگا اہل اسلام بنظر غور اُس کی طرف دیکھنے لگے خصوصاً فرامرز ثانی اُس کی جانب متوجہ ہوا بجائے خود اُس کی صورت و قوت و نیزہ بازی کی ثنا کرنے لگا جب اسفندیار کجکلاہ ہنر نیزہ بازی دکھا چکا سراپا عرق مین تر ہو چکا نیزہ زمین پر گاڑ کر مرکب کو روک کر اس طرح اپنی مدح و ثنا کرنے لگا

نظم مولف

میں ہون وہ بہادر میان جہان
کہ کرتا ہون شیر ژیان کا شکار
اگر مجھسے لشکر ہو گرم ستیز
کرون اُس کو چورنگ اک آن مین
دکھانا جو قوت کا منظور ہو
شکستہ کرون اُس کا ہر استخوان
دلیرانہ روشن کیا نام کو
جسے زندگی اپنی دشوار ہو

نہین ہے میرے مانند کوئی جوان
لرز جائے میدان جو ہون نعرہ زن
کرون اُس کو دم مین تہ تیغ تیز
اُٹھاؤن جو میدان مین گرز گران
اُٹھاؤن مین اک ہاتھ سے فیل کو
وہی ہون مین سردار جنگی سپاہ
کیا مین نے مجروح صمصام کو

شجاعت ہے سب پر مری آشکار
مین ہون غیرت رستم پیلتن
مقابل ہو کر دیو میدان مین
کہے کوہ بھی الامان الامان
لڑے مجھسے کشتی جو کوئی جوان
کہ جو سے کیا جیسے مین کر بارگاہ
وہ آئے مجھسے سر گرم پیکار ہو

اے اہل اسلام آگاہ ہو کہ میرا ہی نام اسفندیار کجکلاہ ہے تابع حکم میرے جنگی سپاہ ہے تم سب مین جس کو سوئے عدم جانا منظور ہو وہ مجھسے آکر مقابلہ و مجادلہ کرے یا مثل صمصام تیغ زن میری شمشیر آبدار سے مجروح ہو اور اگر تم مین سے کوئی جوان بوجہ خوف جان کے روبرو میرے آکر مقابلہ و مجادلہ نکرے تو مین ہی یکہ و تنہا تمھارے لشکر پر حملہ آور ہون تم سب کو تہ تیغ کرون یہ کہکر خاموش ہو کر انتظار اپنے حریف کے آنے کا کرنے لگا لشکر اہل اسلام سے اول قہور صف شکن قزاق نے اپنا مرکب نکال کے فرامرز ثانی سے اجازت جنگ چاہی فرامرز ثانی نے اُس کو اذن جنگ نہ دے کر کہا کہ اے بہادر یہ سردار لشکر نہایت زبردست ہے اس نے صمصام تیغ زن کو زخمی کیا ہے تم اس بے دین سے لڑنے نہ جاؤ ہم اپس سے جنگ آزما ہون گے سنتے کہ اس کے اشعار رجز کس درجہ مبالغہ آمیز ہین قہور صف شکن فرامرز ثانی کے روکنے سے مجبور ہو کر داخل صف لشکر ہوا فرامرز ثانی دلیرانہ صف لشکر سے نکل عمان شتابی سے کہ اس کو بضرورت بادشاہ اپنے لشکر کا کیا ہے اجازت رزم لے کر پاس نور ویش آفتاب صورت کے جاکر طالب اذن مصاف ہوا درویش موصوف نے بسرگوشی کہا کہ اے فرامرز ثانی یہ سردار سپاہ یعنی اسفندیار کجکلاہ نہایت زبردست و بہادر و شجاع ہے مبادا تم کو کچھ اس بے دین سے ضرر پہونچے لہذا وہ انگ جو درویش مرجان سرخ مو سے ہمین دستیاب ہوا ہے اور اُس کی خاصیت یہ ہے کہ جس کے بازو پر باندھ دیا جائے وہ کسی سے زیر و مغلوب نہین ہوتا ہے اور ببرکت اسمائے الٰہی و نقوش انگ مذکور غالباً غالب ہی ہوتا ہے اسوقت وہی انگ جیب جامہ درویش مرجان سرخ مو سے نکال کر تمھارے بازو پر باندھے دیتا ہون یہ کہکر جیب جامہ مذکور مین ہاتھ ڈالا فرامرز ثانی نے عرض کیا کہ آپ نے مجکو فنون سپہ گری سکھانے مین تربیت و تعلیم کی ہے ذرا اسوقت میری قوت بازو اور جنگ میری ملاحظہ فرمائیے انگ مذکور میرے بازو پر نہ باندھیے انشاء اللہ تعالیٰ بغیر اُس انگ کے مین اس سردار سپاہ سے مقابلہ کرون گا اور بمدد الٰہی و نیز برکت دعائے جناب سے اس بے دین سے مغلوب نہون گا بلکہ اُس پر غالب ہونگا

ارادہ ہے کہ ہنگام جنگ اس سردار ہشیار شعار کو بشرط قبول دین اسلام قتل نہ کروں گا درویش
آفتاب صورت نے تقریر فرامرز ثانی سے مجبور ہو کر بغیر اکہ باندھنے کے اجازت جنگ و حرب دی
فرامرز ثانی نے سرگوشی میں سب باتیں کر کے کسی کو اپنی تقریر نہ سنا کے اجازت جنگ لے کر مرکب کو
سوئے حریف جولان کیا اور بہ تہور اشد و دلیرانہ و بیپروائی کے جا کر مرکب کو روک کر کہا کہ اے جوان مغرور
و متکبر اب کیا انتظار ہے کوئی حربہ جنگ اٹھا وار کر بہت تو نے اپنی شجاعت اپنی ہی زبان سے ظاہر کی ہے
ہم بھی تو دیکھیں کہ تجھ میں قوت و شجاعت کس قدر ہے اسفندیار نے سراپائے فرامرز ثانی پر نظر
کر کے جوان قوی بازو و خوش رو دیکھ کر پوچھا کہ اے جوان کیستی و چہ نام داری تیری جوانی پر مجھے
رحم آتا ہے کہ تجھ ایسا جوان قوی بے دریافت نام نشان میرے ہاتھ سے قتل ہو جائے اس بہادر
نے جواب دیا کہ آگاہ ہو کہ نام میرا فرامرز ثانی ہے نسل رستم پہلتن سے ہوں اور سپہ سالار لشکر عمان
شاہ کا ہوں اکثر شجاعان جہان و پہلوانان دوران کو میں نے بزور بازو کے سخت زیر کیا ہے اور بہت سے
سرکشوں کو تہ تیغ کیا ہے تو میرے حال پہ عبث رحم کھاتا ہے وار کر حوصلہ اپنے دل کا نکال اس نے جواب دیا
کہ میری ضرب سے کوئی حریف سالم نہیں رہتا اور جانبر نہیں ہوتا ہے لہذا بہتر یہ ہے کہ تو ہی پہلے مجھ پر
وار کر فرامرز ثانی نے جواب دیا کہ ہم اہل اسلام کا یہ قاعدہ ہے کہ پہلے اپنے دشمن پر ضرب نہیں لگاتے ہیں
پہلے وار اس کا روک لیتے ہیں بعدہٗ اس پر ضرب نیزہ یا ضرب شمشیر لگاتے ہیں اسفندیار کجکلاہ نے کہا
خیر اگر تیرا یہی دستور ہے تو ثابت ہوا کہ اجل تیری آگئی ہے ہوشیار و خبردار ہو جا یہ کہہ کر نیزہ زمین سے
اکھاڑ کر مرکب کو کاوے پر ڈال کر نیزہ گردش دے کر سینۂ بے کینہ فرامرز ثانی کو تاک کر حریف کو نیزے
کی زد پر پا کر وار کیا ادھر فرامرز ثانی نے اس کی سنان نیزہ کو اپنی سنان نیزہ پر اس حسن و خوبی سے
روکا کہ جملہ اہل اسلام خوش ہوئے بلکہ جملہ اہل لشکر عراق آہن کلاہ بادشاہ شہر عراقیہ بھی بجائے خود
ثنا کرنے لگے عراق شاہ بھی اپنے دل میں تعریف کرنے لگا درویش آفتاب صورت چونکہ بغور
دیکھ رہے تھے ضرب نیزہ روکنے سے اپنے گنبد طلائی مذکور میں بے اختیار خوش ہو کر اچھل پڑے اور
بے اختیار پکار اٹھے کہ اے فرامرز ثانی کیا عنوان شایستہ سے تو نے ضرب نیزہ حریف روکی ہے
ماشاء اللہ خدا تمکو نظر بد سے بچائے اسوقت دیکھنے والوں نے دیکھا کہ بوقت روکنے ضرب نیزہ مذکور کے
دو سنانوں کے باہم ملنے اور رگڑنے سے چنگاریاں پیدا ہوئیں گویا دو اژدروں کے دہن سے شعلہ ہائے
خفیف ظاہر ہوئے اسفندیار کجکلاہ بھی فرامرز کے وار روکنے سے حیران ہوا دل میں کہنے لگا کہ یہ
جوان فن نیزہ بازی میں شاید کامل ہے ورنہ میری ضرب نیزہ اس عنوان سے نہ رکتا ابھی حریف
بیدین مذکور الصدر اپنے دل میں احتمال کمال اپنے حریف کا خیال کر رہا تھا کہ فرامرز ثانی نے بھی اپنے
نیزے کو گردش دے کر اس کے پہلو پر نیزہ لگایا اس نے بھی دلیرانہ نیزے سے نیزہ روکا اسی طرح چند طعنہائے
نیزہ کی باہم ردوبدل ہوئی آخرکار ایک بندہ نادر باندھ کر فرامرز ثانی نے سنان نیزہ اس کے ہاتھ سے
نکال دیا لشکر اہل اسلام میں شور تحسین و آفرین ہوا درویش آفتاب صورت کو بدرجہ کمال خوشی
ہوئی نہایت تعریف فرامرز ثانی کی کی عراق آہن کلاہ بادشاہ شہر عراقیہ کو از حد حیرت ہو کر صدمہ
ملے اتنا ہوا اور اس کے تمامی مردان سپاہ کو ایسا تعجب ہوا کہ سب کو حیرت سے سکتہ سا ہو گیا اسفندیار
کجکلاہ سنان نیزے کی نکل جانے سے سخت نادم و خجل ہو کر تھوڑی دیر سر جھکائے رہا بعدہٗ از حد برہم ہو کر
مرکب کو آگے بڑھا کر نہایت سرعت و چالاکی سے گھوڑے کو اپنے مرکب حریف سے ملا کر بجبر کمر

فرامرز ثانی مین ہاتھ ڈال کر زور کرکے یہ چاہنے لگا کہ حریف کو پشت فرس سے اُٹھاکر سر سے بلند کرکے اس طرح بالا سے خاک پٹکے کہ پیوند خاک ہوجائے استخوان تک ریزہ ریزہ ہوجائین فرامرز ثانی نے ایسی حالت مین مسکرا کر اُس سے کہا کہ اے اسفندیار کجکلاہ اسوقت میرے ہاتھ مین نیزہ سر تیز ہی اگر چاہون تو بضرب نیزہ مین تجھے ہلاک کرسکتا ہون اسوقت تیرا مار ڈالنا بہت ہی سہل ہی مگر مار ڈالنا تیرا اس طرح منظور نہین ہی اگر تو آمادہ زور آوری و کشتی ہی تو خیر ہم اسمین بھی تجھسے بند نہین ہین دیکھ نیزے کو اپنے ہاتھ سے رکھے دیتے ہین تجھے ہلاک نہین کرتے ہین تیرے بازو مین جس قدر قوت و زور ہو اُس قدر زور کر آپنی دانست مین کمی نکر تجکو پشت فرس سے اُٹھالے یہ کہکر نیزہ زمین پر گاڑ کر اپنا ہاتھ بھی اُس کی زنجیر کمر مین ڈال دیا دونون بہادر جانبین سے خوب زور کرنے لگے یہانتک کہ گھوڑے اُن کے زور آوری کے متحمل نہوکر زبانین دہن سے نکال کر زمین پر بیٹھنے لگے ایسی حالت مین دلسوز و دیگر لات پرستون نے قریب اُن کے جاکر کہا کہ اے جوانان بے نظیر و اے پہلوانان کشتی گیر اگر ارادہ تمھارا کشتی لڑنے کا ہی تو فرس سے اُتر کر بالائے زمین کشتی لڑو باہم زور آزما ہو دیکھو یہ گھوڑے بیچارے بے زبان تمھاری زور آوری سے ہلاک ہوئے جاتے ہین کیون ان کے خون ناحق مین مبتلا ہوتے ہو یہ سنکے دونون بہادر فرسون سے اُتر کر دامن عبا و قبا کو گردان کر تھا بدل کر کشتی بہ تیر دستی لڑنے لگے اسوقت عمان شاہ و درویش آفتاب صورت و عراق آہن کلاہ بادشاہ شہر عراقیہ نے خیال کیا کہ یہ کشتی پہر دو پہر مین نہوگی غالبًا دو تین روز مین ان دونون مین سے کوئی مغلوب ہوگا لہذا اسی طرح صف آرا رہنا خوب نہین ہی یہ خیال کرکے دونون بادشاہون نے حکم دیا کہ اس میدان رزم مین فرش و صندلی و کرسیان وغیرہ جلد تر بچھائی جائین اور خیام و بارگاہین بھی ایستادہ کی جائین حسب الحکم دونون بادشاہون کے ملازمون نے جلد تر اپنے اپنے بادشاہ کے حکم کی تعمیل کی اُسوقت دونون بادشاہ اور درویش آفتاب صورت و تمامی اہل اسلام و کفار جملہ سوار اپنے اپنے مرکبان سے اُتر اُتر کر گھوڑون کو سائیسون کے حوالے کرکے مسلح علی قدر مراتب بیٹھے بادشاہان مذکور بارگاہون مین بالائے تخت زرین بیٹھے پردے بارگاہون کے اُٹھوادیے درویش آفتاب صورت بھی ایک کرسی زرین پر قریب تخت عمان شاہ بیٹھے دلسوز پس پشت ٹھہرا تھہور صف شکن بھی موافق اپنے مرتبہ کے ایک کرسی پر اپنے خیمے مین بیٹھا صمصام سیفزن اگرچہ زخمی تھا مگر وہ بھی اشتیاق دید کشتی مین ایک کرسی پر اپنے خیمے مین بیٹھا پردے خیمے کے اُٹھوادیے سواران ہر دو لشکر بھی اکثر بالائے فرش اکثر زمین پر بیٹھے غرضکہ جملہ اہل اسلام و کفار بطریق مذکور بیٹھکر بغور کشتی دیکھنے لگے اسفندیار کجکلاہ زبردستی کرنا چاہتا تھا فرامرز ثانی بقوت بازو اُس کو دستی کرنے سے باز رکھتا تھا اور جب کوئی داؤن فرامرز ثانی کرتا تھا تو اسفندیار کجکلاہ اُس کا توڑ کرتا تھا غرضکہ دونون پہلوان قوی و توانا تھے اور نہایت ہوشیار و دانا تھے کوئی کسی کے داؤن پر نہ چڑھتا تھا ہر ایک داؤن سے بچتا تھا منصف مزاج ناظرین کشتی مین دونون بہادرون کی ہر مقام پر تعریف و ثنا کرنے لگے جب وہ روز گذر کر زمانہ غروب آفتاب کا آیا تاریکی آناً فاناً زیادہ ہونے لگی اسفندیار کجکلاہ نے بازو سے فرامرز ثانی پر ہاتھ رکھکر کشتی لڑنے سے اُسے روک کر کہا کہ اے بہادر روز واسطے محنت و مشقت کے ہی اور شب واسطے راحت و آرام کے ہی لہذا ہم تم کل صبح پھر زور آزما ہون گے فرامرز ثانی نے مسکرا کر جواب دیا کہ اے دلاور حالانکہ اب آفتاب نہان ہوگیا ہی زمانہ شب آگیا ہی مگر بادشاہون کے نزدیک کثرت روشنی سے شب کو دن کی مثل کر دینا کچھ دشوار نہین ہی یہ تاریکی دفع ہوجائے گی اور جو بہادر ہوتے ہین وہ بغیر حریف کو زیر کیے نہین ہٹتے ہین یا خود زیر ہوجاتے

ہین بغیر معاملہ یکسو ہوئے جنگاہ سے قدم نہین ہٹاتے ہین ہان اگر تمہارے اعضا مین درد پیدا ہوگیا ہو
اور کشتی سے باز رہنے کو دل چاہتا ہو تو وہ بات دوسری ہے اسفندیار کجکلاہ نے جواب دیا کہ میری
قوت مین ابھی مطلق فرق نہین آیا ہے نہ اعضا میرے دردمند ہین اگر تم بغیر معاملہ یکسو کیے یہان سے نہ
جاؤگے تو مین بھی اب نجاؤنگا ورنہ نزدیک تمہارے اور بقول تمہارے زمرۂ بہادران سے شمار
نہ کیا جاؤنگا یہ کہکر اپنے بادشاہ کی جانب دیکھا وہ سمجھ گیا فوراً اُس نے حکم دیا کہ جھاڑ بلیجک کے اور
کنول اور فانوس اور پنجشاخے اسقدر روشن کیے جائین کہ یہ شب گویا روز روشن ہو جائے حسب الحکم
ملازمون نے جلد حکم شاہ کی تعمیل کی اس طرف عمان شاہ نے بھی اپنے ملازمون کو حکم روشنی کرنے کا
دیا انھون نے بھی سامان روشنی کرنے کا فی الفور کیا غرضکہ دونون شاہون کے حکم سے دونون جانب
اسقدر روشنی کی گئی کہ وہ شب تاریک گویا مبدل بہ روز روشن ہو گئی پھر کٹورے شیر خالص کے
اور کاسے دونون طرف سے آئے دونون بہادرون نے بعوض غذا کے نان و گوشت و برنج وغیرہ
وہ شیر گاؤ کاسے مین بھر بھر کر نوش کیا جب دونون دلاور شیر و سیراب خوب ہوچکے کٹورے اور کاسے
دور کر کے پھر بدستور روز گذشتہ باہم لپٹ کر کشتی لڑنے لگے اُس روشنی مین جملہ ناظرین اہل اسلام اور
کفار کشتی دیکھنے لگے جب وہ شب بھی بسر ہوئی صبح کو بعد ادائے نماز اور بدستور مرقوم سیر و سیراب
ہونے کے پھر کشتی ہونے لگی داؤن پیچ دونون طرف سے درپے ہونے لگے ماہران فن کشتی نے
غور سے جو دیکھا تو دونون بہادرون مین سے کسی مین کمی قوت مین نہ دیکھی کہان تک مفصل حال اس
کشتی کا تحریر کیا جائے خلاصہ یہ کہ برابر تین روز اور تین شب کشتی ہوئی دونون مین کوئی غالب و مغلوب
نہوا بعدہٗ اسفندیار کجکلاہ نے فرامرز ثانی سے کہا کہ اے بہادر تین روز اور تین شب مین سے کشتی
لڑا اور کوئی نتیجہ حاصل نہوا اب مین زور آخری کرتا ہون ہوشیار ہو جاؤ فرامرز ثانی نے بشیرین زبانی
کہا کہ اے دلاور ہم خبردار ہین تم زور کرو اُس نے دونون ہاتھ اپنے دونون شانون پر فرامرز ثانی
کے رکھکر سر اپنا سینہ فرامرز سے لاکر بقوت تمام زور کر کے ریلنا شروع کیا فرامرز ثانی تیس قدم تک
پسپا ہوا پھر اسفندیار کجکلاہ نے جھٹکا اس طور سے دیا کہ ایک گھٹنا فرامرز ثانی کا زمین سے آشنا ہوا
جب زور آخری سے بھی اسفندیار غالب نہوا تھک کر کہنے لگا کہ اے بہادر مین تمام قوت اپنی صرف
کر چکا دم میرا آگیا اب تمکو اختیار ہے فرامرز ثانی نے کہا کہ اب ہم بھی زور کرتے ہین تم بھی خبردار ہو جاؤ
اُس نے کہا کہ مین ہوشیار ہون فرامرز ثانی نے مانند اسفندیار کجکلاہ کے جو زور کیا تو ساٹھ قدم
تک حریف کو پسپا کر کے زور سے جو جھٹکا دیا تو دونون پاؤن اُس کے زمین سے آشنا ہوئے اسی
حالت مین اُس کی زنجیر کمر مین ہاتھ ڈال کر زور کر کے زمین سے گھٹنون تک اُسے اٹھایا بعدہٗ زور دوم
مین سینے تک زور سوم مین سر سے بلند کر کے چرخ دے کر پوچھا کہ حالا درشنا خالق خلق کون ہے مکان ہے یگو
اُس نے طالب امان ہو کر کہا مجکو یقین کامل ہو گیا کہ دین اسلام دین حق ہے مجھے مسلمان کرو مین نے اُس
تین روز و شب مین لات و منات سے بدل اعانت چاہی مگر کسی نے میری مدد نکی یہان تک کہ تمنے
مجھے اس طور سے زیر کیا معلوم ہوگیا کہ تمہارا دین برحق ہے اور تمہارا خدا حق ہے کہ اُس نے تمکو مجھ ایسے
پہلوان زبردست پر غالب کیا لات و منات کچھ بھی نہین فقط پتھر کی مورتی ہین فرامرز ثانی نے
از حد خوش ہو کر اُس کو کلمہ تعلیم کیا وہ صدق دل سے کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا فرامرز ثانی نے اُسے
آہستہ زمین پر رکھدیا وہ اس طور سے زیر ہو کر قدم فرامرز کی طرف بڑھا فرامرز نے سر اُس کا اپنے سینے سے

لگا یا اہل اسلام نے شور تحسین و آفرین بلند کیا درویش آفتاب صورت نے کثرت خوشی سے اُٹھکر
فرامرز ثانی کو مانند فرزند اپنے کے پیار کیا زر و جواہر اُس کے سر پر سے نثار کیا اور بہت تعریف اُس کی
قوت و شجاعت کی کی عمان شاہ و قہور صف شکن و صمصام بیقرن و جملہ اہل اسلام از حد شادان
ہوئے بار بار شور تحسین و آفرین کا بلند کیا غراق آہن کلاہ بادشاہ شہر غراقیہ اپنے سردار سپاہ کے زیر
ہونے سے اور مسلمان ہو جانے سے بہت محزون و رنجیدہ ہوا اور تمامی اُس کے ملازم اعلیٰ ادنیٰ غمگین
ہوئے ہر ایک اعلیٰ ادنیٰ کو یہ حیرت ہوئی کہ اسفندیار کجکلاہ ایسے پہلوان زبردست کو فرامرز ثانی نے
زیر کر کے مسلمان کر لیا ہے دیکھیے آئندہ کیا ہوتا ہے فرامرز ثانی نہایت قوی بازو ہے کفار کو تو صدمہ شدید ہوا
لیکن اسفندیار کجکلاہ نے زیر ہو کر کلمہ شہادتین اپنی زبان پر جاری کر کے اپنے ماتحت سواران سپاہ
سے مخاطب ہو کر و نیز شاہ غراقیہ سے بھی متوجہ ہو کر کہا کہ اے بادشاہ شہر غراقیہ میں نے تو فرامرز
ثانی سے زیر ہو کر دین اسلام اختیار کیا ہے آپ کو بھی لازم ہے کہ اس بہادر سے ارادہ جنگ نہ کیجیے دین
اسلام کہ دین حق ہے اختیار کیجیے آپ کے حق میں بہتر ہوگا پھر اپنے سواران سپاہ سے مخاطب ہو کر اسی طور
سے کہا کسی نے کچھ جواب نہ دیا عمان شاہ بفتح و فیروزی جنگاہ سے مع فرامرز ثانی پر زر و جواہر نثار کرتا ہوا
بصد خوشی و خرمی جانب فرودگاہ سپاہ روانہ ہوا بعد قطع راہ فرودگاہ لشکر پر پہونچکر ہر ایک مرکب سواری
سے اُتر کر سلاح جنگ اپنے تن سے دور کر کے داخل بارگاہ و خیمہ و خرگاہ ہوا اس طرف غراق آہن کلاہ
بھی نہایت حزین و غمگین مع تمامی اپنی سپاہ کے جنگاہ سے جانب لشکرگاہ روانہ ہوا جب فرودگاہ سپاہ پر
پہونچا تخت سے اُتر کر بارگاہ میں داخل ہو کر جملہ اہل دربار و سرداران سپاہ کو طلب کیا جب سب حاضر ہو کر
حسب قدر مراتب بیٹھے بادشاہ مذکور نے آبدیدہ ہو کر کہا کہ آج بابدولت کو اسفندیار کے زیر ہو کر مسلمان ہونے کا
نہایت سخت صدمہ ہوا ہے ہنوز ارکان دولت سے کوئی کچھ عرض کرنے نہ پایا تھا کہ پیران پیر سوار نے
اپنے و لشکر سے اُٹھکر با دست تمام عرض کیا کہ اے بادشاہ فلک بارگاہ اگر اسفندیار کجکلاہ فرامرز ثانی سے
کشتی میں زیر ہو گیا تو حضور کچھ رنج نہ کریں بنام اس نمکخوار کے طبل جنگ بجوائیں میں ہنگام مقابلہ فرامرز ثانی
کو بضرب شمشیر آبدار دو نیم کروں گا حضور کے اس رنج کو مبدل بہ سرور و خوشی کروں گا اسفندیار کجکلاہ
تین روز و شب کشتی لڑکر زور آخری کر کے ایسا ہمت ہار گیا تھا کہ اُس نے فرامرز کی زنجیر کمر میں ہاتھ ڈالکر
زور کر کے لنگر بھی اُس کا نہ اُٹھایا یہ نمکخوار قدیم مانند اُس کے کم ہمت نہیں ہے حضور ملاحظہ کریں گے کہ ہنگام
مقابلہ و محاربہ فرامرز ثانی کو کس طرح تہ تیغ یا زیر کر کے ہلاک کرتا ہوں کہ ماہیان دریا اور مرغان ہوا کو اسکے
ہلاک ہونے کا صدمہ ہوا اور بجاؤ افسوس ذرا بھی نہ ہوگا بلکہ خوشی بے حد ہوگی اُس کو ہلاک کر کے اُس کے
لشکر کو قتل و تباہ کر کے تمام مال و اسباب لوٹ کر حضور کو خوشنود کروں گا عوض زیر کرنے اسفندیار کجکلاہ
کا اس طور سے لوں گا کسی کو ان اہل اسلام سے زندہ نہ چھوڑوں گا مگر اسفندیار کجکلاہ کو قتل نہ کرونگا بلکہ فہمایش
دین آبائی کے اختیار کرنے کی کروں گا اگر اُس نے میرے کہنے پر عمل کیا تو اُس کو حضور کی خدمت میں لے آؤں گا
ورنہ اُس کو بھی تہ تیغ کروں گا حضور میری شجاعت سے خوب آگاہ ہیں کیا کیا میں نے کارہائے نمایاں کیے
ہیں فرامرز ثانی اور مردان سپاہ عمان شاہ میرے آگے کیا چیز ہیں ان کا قتل کرنا کچھ دشوار نہیں ہے بعد
قتل کرنے فرامرز کے شمشیر خون آشام علم کر کے جب اہل اسلام پر حملہ کروں گا تو سب مانند گلہ گوسفندان
[illegible] اُسوقت مثل اہل اسلام کے ان کو ذبح کروں گا زمین پر خون اُن کا بہاؤں گا
غراق آہن کلاہ گفتگوے پیران پیر سوار سردار سپاہ جرار سنکے میں صدمہ و ملال میں خوش ہوا

آثار خوشی اُس کے چہرے سے عیان ہوئے اسی صورت سے ارکان دولت و اعیان مملکت نے بھی عرض کیا
کہ اے بادشاہ ذیجاہ بہران پیر سوار واقعی مرد میدان کارزار ہی غالبًا جو کچھ اس نے عرض کیا ہی بہادر
ایسا ہی کرے گا آج اہل اسلام کو خوشی حاصل ہوئی ہی کل حضور کو مسرت بیحد حاصل ہوگی سر فرامرز ثانی
طشت میں روبروئے حضور رکھا ہوگا بلکہ سرہائے عثمان شاہ و تہمور صف شکن و درویش آفتاب
صورت وغیرہ سامنے حضور کے نیزوں پر عام ہوں گے اسفندیار کجکلاہ سردار سپاہ حضور اسوقت
اہل اسلام میں ہی کل بعد قتل فرامرز ثانی و عثمان شاہ وغیرہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوگا ہمیں
یقین ہی کہ اسفندیار کجکلاہ نے بصدق دل دین اسلام اختیار نہیں کیا ہی وہ ایک مرد جہاندیدہ کار آزمودہ ہی
بخوف جان اُس نے طوطے کی طرح واسطے اپنی جان بچانے کے زیر ہو کر کلمہ پڑھ لیا ہی دل سے وہ لات و منات
کا اعتقاد رکھتا ہوگا عجب نہیں کہ وہ قابو پا کر آج کی شب سر فرامرز ثانی شمشیر آبدار سے قلم کر کے برائے نذر
حضور لائے کیونکہ وہ ہم سردار وہم عیار رہی بارہا ہم نمکخواروں نے اُس کا امتحان کیا ہی اُس کا فعل خالی
مکاری و عیاری و کذب سے نہیں پایا ہی پس حضور فیض گنجور مطلق صدمہ و ملال نکریں اگر وہ زیر ہو گیا تو
ہو گیا یہی ہوتا ہی کہ دو شخص لڑتے ہیں ایک غالب ہوتا ہی دوسرا مغلوب ہوتا ہی ایک اُس کے مفقود
ہونے سے حضور کے لشکر میں کیا کمی ہو گئی اول تو بہران پیر سوار دوسرے اکثر سردار لشکر حضور میں موجود
ہیں ہر ایک جان نثار شور شعار شمشیر زن شیر افگن ہی خصوصًا بہران پیر سوار سب سرداروں میں بیمثل و
لاجواب ہی اسوقت ہم کہتے ہیں کہ اسفندیار کجکلاہ سے بہران پیر سوار بدرجہا شجاع و بہادر و قوی
ہی ہماری بھی رائے ہی کہ حضور بنام بہران پیر سوار طبل جنگ بیدرنگ بجوائیں کل اس کی لڑائی کا تماشہ
دیکھیں جو قلق و رنج حضور کو صدمہ ہوا ہی اُس سے ہزار حصہ زیادہ خوش ہونگے کیونکہ بہران پیر سوار صادق القول
ہی جو اس نے ابھی عرض کیا ہی ضرور ہی کہ وہی کرے گا اس میں فرق نہ ہوگا ہاں آفت ارضی و سماوی سے ہمیں
آگاہی نہیں ہی کیونکہ بیشتر سُنا اور دیکھا کہ بعض امور ایسے بھی ہوتے ہیں جو حیرت انگیز ہوتے ہیں جیسا کہ بعض
عقرب زہردار ایسے ہوتے ہیں کہ اُن کے ڈنک مارنے سے مار سیاہ کہ جو نہایت زہردار ہوتے ہیں مانند
آب سے ہو کر بہ جاتے ہیں چھوٹے جانور بڑے جانوروں پر غالب آجاتے ہیں فتح و شکست کی خبر نہیں
جس کے جو مقدر میں ہوتا ہی اُس کا ظہور ہوتا ہی ظاہر دیکھ کر انسان نیک و بد جان سکتا ہی حال باطنی سے
خبر نہیں رکھتا ہی اگر پشہ یا چیونٹی فیل مست کو مار ڈالے تو یہ تقدیری بات ہی بظاہر ہاتھی ہاتھی ہی اور چیونٹی
مور چیونٹی ہی اُس کو اس سے کیا مناسبت ہی اسی طرح لحاظ کرنا چاہیے کہ اسفندیار کچھ فرامرز ثانی سے
تن و توش وغیرہ میں کم نہ تھا بلکہ کچھ فرامرز ثانی سے قوی الجثہ تھا بدی مقدر سے آج اپنے جثہ سے زیر
ہو گیا ہی غرضکہ اقبال و بد اقبالی سے کسی کو کوئی واقف و آگاہ نہیں ہی کہ یہ موقوف بخوبی و بدی مقدر ہی
عراق شاہ نے کہا کہ تم سچ کہتے ہو تمہارے کہنے کو بادولت پسند کرتے ہیں اور بہران پیر سوار کی شجاعت
و بہادری پر نظر کر کے اُس کی التماس کو بھی منظور کرتے ہیں یہ کہکر اُسیوقت اپنے ملازموں سے کہا کہ
کہہ دو نقارچیوں سے کہ ہمارے لشکر میں بنام بہران پیر سوار طبل جنگ و نقارہ رزمی پر چوب
لگائیں ملازموں نے اپنے بادشاہ کے اس حکم کی تعمیل کی نقارہ نوازوں نے حسب الحکم بادشاہ
چوب نقارہ رزمی پر لگائی صدائے نقارۂ رزمی بلند ہوئی جملہ اہل لشکر کفار صدائے نقارۂ جنگی سے
آگاہ ہوئے کہ کل پھر میدان رزم میں لڑائی ہوگی ابکی مرتبہ نقارہ جنگی بنام بہران پیر سوار بجایا گیا ہی
دیکھیے انجام جنگ کیا ہوتا ہی بظاہر کوکب اقبال اہل اسلام کا اوج پر ہی اور ہم لوگوں کا ستارۂ اقبال

پر چوب لگائی جائے ہمکو ذات خدا سے امید قوی ہے کہ جس طرح آج اُس نے ہمکو فتحیاب و خندان کیا ہے
اسی طرح کل بھی اپنے لطف و کرم سے شادان و فرحان کرے گا اور امید دلی ہماری بر لائے گا کہ ہم اہل اسلام
ہیں اور کفار کو صدمہ ہوگا جیسا کہ ہوا ہے اور تو نے ظاہر کیا ہے دلسوزین جانسوز نے حسب الحکم بادشاہ
موصوف نقارہ خانے میں جاکر نقارہ نوازوں سے حکم بادشاہ بیان کیا اُنھوں نے بعد بسم اللہ و آیہ
نصر من اللہ و فتح قریب اپنی زبان پر جاری کرکے چوب اٹھا کر نقارہ پر لگائی صدائے نقارہ زری بلند ہوئی
اہل لشکر آگاہ ہوکر تیاری جنگ میں مصروف ہوئے اُس طرف بھی لات پرست درستی آلات حرب و
ضرب میں مصروف تھے یعنی عراق آہن کلاہ بادشاہ شہر سواقیہ بعد نقارہ جنگی بجوانے کے اور دربار
برخاست کرنے کے روبروئے لات و منات گیا اُن کی پرستش کرکے یون ملتجی ہوا کہ اے
لات و منات کل صبح کو اہل اسلام سے پھر مقابلہ و مجادلہ ہے سردار سپاہ میرا مسمی بہران ببر سوار
قرامرز ثانی سے مقابلہ کرے گا چاہتا ہوں کہ سردار سپاہ مذکور قرامرز ثانی پر غالب ہو اُس کو قتل
کرے اور اُس کے لشکر کو تباہ و برباد کر دے مجھکو فتحیابی اور اہل اسلام کو شکست فاش حاصل ہو بلکہ جملہ
لشکریان عمان شاہ نیست و نابود و قتل ہو جائیں تاکہ میرے دل کی خوشی حاصل ہو اور اگر یہ مراد میری
حاصل نہوئی اور مسلمان مجھ پر فتحیاب ہوئے یعنے بہران ببر سوار بھی مثل اسفندیار کجکلاہ کے
قرامرز ثانی سے زیر ہو گیا یا دست نامردہ سے قتل ہو گیا تو میں تمھاری پرستش سے دست بردار ہوکر
خدائے نادیدہ کی پرستش اختیار کروں گا کلمہ پڑھکر مسلمان ہو جاؤں گا تمسے بداعتقاد ہو جاؤں گا پس
امیدوار ہوں کہ میرے حال پر رحم کرکے میری مدد کیجیے گا تمنائے دلی میری بر لائیے گا اسی طور سے تمام
شب پیش لات و منات بعجز و انکسار واسطے طلب حاجت اپنی کے دست بستہ التجا کیا کیا جب صبح ہوئی
لباس شاہی پہنکر تاج سر پر رکھکر بارگاہ سے برآمد ہوا ارکین دولت نے جو در بارگاہ پر حاضر تھے بادب
سلام کیا شاہ مذکور نے تخت زرین پر سوار ہوکر سب کو حکم سوار ہوکر سوئے میدان جنگ چلنے کا دیا
حسب الحکم جملہ اعلیٰ و ادنیٰ مرکبون پر سوار ہو لیے ڈنکے پر چوب پڑی سواری تخت بادشاہ مذکور کو کہاروں
نے اٹھایا عراق آہن کلاہ ساٹھ تین لاکھ سواروں وغیرہ کی جمعیت سے مع بہران ببر سوار
جانب جنگگاہ چلا بعد قطع راہ میدان مصاف میں پہونچکر انتظار آنے عمان شاہ کی سپاہ کا کرنے لگا ابھی
تھوڑا زمانہ بھی نہ گذرا تھا کہ عمان شاہ مع جوانان قرامرز ثانی و اسفندیار کجکلاہ و صمصام شیرافگن
مجروح و منصور صف شکن و درویش آفتاب صورت جمعیت تین لاکھ سواران جنگی و آزمودہ کار
وارد میدان کارزار ہوا اُس وقت حسب دستور قدیم درستی میدان جنگ کی ہوئی سقے پانی چھڑک کر
میدان جنگ کے گرد و غبار کو دور کرکے میدان سے علحدہ ہوئے بعد صف آرائی موافق قاعدہ
نقیب اور کڑکیت دونوں لشکروں سے نکلے اُنھوں نے ہر دو جوانان سپاہ کو بے ثباتی دنیا و اہل دنیا
سے آگاہ کرکے تعریف اُن کے آبا و اجداد کی شجاعت کی کرکے اُن کو آمادہ جنگ کیا اول بہران ببر سوار
صف لشکر سے اجازت جنگ اپنے بادشاہ سے حاصل کرکے بصد نخوت و غرور نکلا وسط میدان جنگ میں
آکر ٹھہر کر جانب لشکر اہل اسلام دیکھکر چلیپا مکلوم ہوکر نیزہ اٹھا کر فن نیزہ بازی دکھا کر پکارا کہ اے اہل اسلام
آگاہ ہو کہ نام میرا بہران ببر سوار ہے تمام عالم پہلوانان سے بہتر و افضل ہوں جملہ سرکشان جہان مجھسے
ڈرتے ہیں ہزارہا پہلوانوں کو میں نے زیر کیا ہے اور بہادروں کو ہنگام جنگ قتل کیا ہے [illegible]
کو شکست دی ہے [illegible] مکر آکر مار ڈالا ہے اژدہا و فیلان [illegible]

مین نے ہلاک کیا ہی بارہا مین نے اپنے گرز گران سر سے در قلعہ کو توڑ کر قلعون مین داخل ہو کر اہل قلعہ کو
قتل کیا ہی سلاطین جہان مانند رستم پیلتن مجھسے بھی ڈرتے ہین ضرب گرز میری سپر کوہ کو ریزہ ریزہ کرتی ہی
نیزہ میرا سینۂ کوہ مین در آتا ہی تیغ میرا خارا شگاف ہی ہزارون بہادرون کو مین نے ایک ضرب تیغ تیز سے
دو کیا ہی دیو و جن کی ہنگام جنگ کچھ اصل و حقیقت نہین جانتا ہون پیل مست کو برابر پشہ کے شمار کرتا ہون
مجکو مثل اسفندیار کجکلاہ خیال کرنا مین وہ ہون کہ فنون سپہگری و شجاعت و ہمت مین وحید عصر ہون
قوت و طاقت و جوانمردی مین یکتاے روزگار ہون میرے نعرۂ کوہ شگاف سے کوہ و دشت و صحرا تھراتے
ہین درندے اور دیو و جن خائف و ترسان ہوکر بھاگ جاتے ہین زیر فلک و بالاے زمین کوئی شجاع و
بہادر ایسا نہین ہی کہ جس سے ڈرتا ہون مجھی سے سب خائف ہین کوئی مجھسے لڑ نہین سکتا اور کوئی مجھپر
غالب ہو نہین سکتا افسوس کرتا ہون کہ اس زمانے مین رستم پیلتن و اسفندیار رویین تن نہین ہین
ورنہ اُن سے مقابلہ کرکے اُنکو زیر کرکے اپنا مطیع و فرمانبردار و حلقہ بگوش کرتا تم لوگ بھلا مجھسے کیا لڑوگے
میرے ایک حملے کے متحمل نہوگے اس طرف تم سب کو تمھاری اجل لے آئی ہی یہان سے زندہ تم سب کا
جانا دشوار و ناممکن ہی مین تم سب کو تہ تیغ کرونگا آج ہی تمھارا خاتمہ کرونگا پہلے فرامرز ثانی کو تہ تیغ کرون
پھر تمسے سمجھونگا اسوقت فرامرز ثانی کہان ہی لشکر مین ہی یا میرے خوف سے کہین چلا گیا ہی اگر لشکر مین ہو تو
اُسے واسطے میرے مقابلے کے بھیجو اگر وہ خائف ہوکر سامنے میرے نہ آئے تو مین خود آؤن یہ کہکر خاموش ہوکر
انتظار کرنے لگا تقریر پیران پیرسوار کی جب ختم ہوئی اسفندیار کجکلاہ نے برہم ہو کر صف لشکر سے ارادہ نکلنے کا
کیا بلکہ مرکب اپنا صف لشکر سے نکالا اسوقت فرامرز ثانی نے اُسے روک کر کہا کہ اے بہادر کیا تو نے نہین سنا
کہ پیران پیرسوار واسطے مقابلہ و مجادلہ کے مجھے طلب کرتا ہی اور یہ قاعدہ ہم اہل اسلام کا ہی کہ حسب قاعدہ
میدان جنگ مین جس کو واسطے مقابلے کے طلب کرتا ہی وہی اُس سے جاکر مقابلہ کرتا ہی پس تم توقف کرو ہم
جاکر پیران پیرسوار سے مقابلہ کرتے ہین یہ کہکے عمان شاہ سے اجازت جنگ حاصل کرکے درویش
آفتاب صورت کی خدمت مین گیا اُن سے بھی طالب اذن جنگ ہوا درویش موصوف نے سرگوشی مین
کہا کہ اے فرامرز ثانی حالانکہ شجاعت و ہمت و قوت مین تیرے کچھ شک نہین ہی مگر ابھی تین روز اور
تین شبین برابر تو کشتی لڑ چکا ہی اعضا تیرے خستہ و دردمند ہون گے ایسی حالت مین پیران پیرسوار
سے کہ یہ سردار اسفندیار کجکلاہ سے بھی زیادہ قوی معلوم ہوتا ہی لڑنے کو جاتا ہی میری راے یہ ہی کہ ایسے
وقت مین وہ اکہ کہ جس کا ذکر مین نے کیا تھا اپنے بازو پر باندھ کر جنگاہ کی طرف جا تاکہ حریف تیرا تجھے زیر
نکر سکے اُس نے جواب دیا آپ کچھ تردد نفرماوین اگر خدا نے چاہا تو بغیر اکہ بازو پر باندھنے کے مثل اسفندیار
کجکلاہ کے پیران پیرسوار کو بھی زیر کرونگا اگر اکہ باندھکر حریف سے مقابلہ کیا تو کیا میرے نزدیک خلاف
شجاعت ہی یہ اکہ تو ایسی جگہ بازو پر میرے باندھیے گا کہ جہان ضرورت شدید اکہ باندھنے کی ہوگی مثلاً جبکہ مین
صاحبقران سلطان کیوان شکوہ سے لڑونگا اسوقت یہ اکہ باندھ دیجیے گا کیونکہ صاحبقران
وہ ہین کہ وہ کسی حریف سے زیر نہین ہوتے ہین بلکہ شجاعون کو قوت دادالہی سے زیر کرتے ہین لہذا
یہان اکہ باندھنے کی ضرورت نہین ہی بعوض اکہ باندھنے کے میرے حق مین دعا کیجیے کہ آپکی برکت دعا سے
خداوند عالم مجکو اس حریف پر بھی غالب کرے درویش موصوف تقریر فرامرز ثانی کی سنکے لاجواب ہوکر
خاموش رہے فرامرز ثانی مرکب کو جولان کرکے شادان و خندان سوے حریف مذکور گیا جب اُس کے
قریب پہونچا مرکب کو روک کر طالب ضرب ہوا چونکہ یہ جنگ طویل ہی اگر بتفصیل لکھی جاوے تو خیال ناظرین

سکے ناخوش ہونے کا ہوا اور ناظرین بھی وہ ناظرین دفاتر جو مختصر پسند ہیں لہذا اس جنگ کو بطرز اختصار و
خلاصہ تحریر کرنا منظور رہی جب فرامرز ثانی پیران پیر سوار سے خواہان ضرب ہوا اُس نے نیزہ مارا اس
بہادر نے ضرب نیزہ روک کر خود بھی نیزے کا وار کیا اُس نے بھی وار نیزے کا روکا اسی طرح بعد چند
طعنہائے نیزے کی فرامرز ثانی نے سنان نیزہ ایک بندنا دربا ندھ کر اُس کے ہاتھ سے نکال دی اہل اسلام
نے شور تحسین و آفرین کیا کفار کو رنج ہوا خصوصاً غراق آہن کلاہ کو بہت صدمہ ہوا پیران پیر سوار
نے مشتعل ہوکر ڈانڈ نیزے کی اٹھا کر سر فرامرز پر لگائی فرامرز نے اپنے نیزے کے اوپر اسطور سے اسے روکا
کہ چوب نیزہ پیران پیر سوار شکستہ ہوگئی پھر شور تحسین آفرین ہوا غراق آہن کلاہ کو پھر صدمہ ہوا آخر
پیران پیر سوار نے بعد جنگ تیر و گرز گران کے تیغہ آبدار و گرانبار نیام سے کھینچکر از حد غضبناک ہوکر مرکب کو
بڑھا کر خبردار خبردار کہکر بتمامی قوت سر فرامرز ثانی پر لگایا ادھر اس بہادر نے شمشیر و سپر بائیں ہاتھ
میں لیکر بازو پر اُس کے تیغہ کے نظر کی جب تیغہ اُس کا قریب سر آیا فرامرز نے چالاکی سے بسرعت تمام
اُس کی کلائی پر ہاتھ ڈال کر کلائی مروڑ کر تیغہ اُس کے ہاتھ سے زبردستی چھین لیا اُس نے جھلا کر کمر زنجیر
میں ہاتھ ڈال کر زور کرکے چاہا کہ پشت فرس سے اٹھا کر زمین پر پٹک دیجیے لیکن فرامرز ثانی پشت فرس
سے جدا نہو سکا آخر کار اکثر مردم کے کہنے سے مرکبوں سے اتر کر دامن عبا و قبا گردان کر باہم لپٹ کر
کشتی لڑنے لگے اُسوقت دونوں بادشاہوں کے حکم سے بارگاہیں اور خیمے برپا و استادہ کیے گئے فرش
بچھایا گیا تخت و کرسی و میز وغیرہ بچھائی گئی پھر جملہ اعلیٰ ادنیٰ سواریوں سے اتر کے علیٰ قدر مراتب بیٹھے
کشتی دیکھنے لگے ابھی تین روز اور تین شبوں کے جس طرح فرامرز ثانی نے اسفندیار بچہ کلاہ کو زیر کیا تھا
اسی طرح پیران پیر سوار کو بھی زیر کیا اور کلمہ پڑھا کر مسلمان کیا اہل اسلام نے شور تحسین و آفرین کیا
غراق آہن کلاہ کو سخت صدمہ ہوا فرامرز ثانی نے پیران پیر سوار کو زیر کرکے دائرہ دین اسلام میں
لاکر غراق آہن کلاہ سے مخاطب ہوکر با آواز بلند کہا کہ اے بادشاہ شہر غراقیہ ہمنے بعنایت الٰہی و بامداد
ربنا کارساز تمہارے دونوں سردار نامی و ناموروں کو سر میدان جنگ زیر کرکے مسلمان کیا اب اور
کسی سردار قوی بازو کو واسطے ہمارے مقابلے کے روانہ کرو یا خود ہمسے آکر مقابلہ کرو ابھی ایک پہر روز
صرف آیا ہے تین پہر دن باقی ہے یہ روز جنگ و جدال میں بسر ہونا چاہیے اور اگر جنگ منظور نہو تو صلح کیجیے
دین اسلام اختیار کیجیے اپنے معبود حقیقی کو پہچان کر اسی کو سجدہ کیجیے لات و منات کی پرستش سے ہاتھ
اٹھائیے کہ یہ دین لاطائل و باطل ہے دین اسلام دین حق ہے خیال کرو کہ شجر و حجر گل و ثمر مہر و ماہ زمین و آسمان
انسان و حیوان وغیرہ سب مخلوقات خداوند عالم سے ہیں پتھر بھی مخلوق خدا ہے سنگتراشوں
نے پتھر کو تراش کر تصویریں بنائی ہیں وہ کچھ قدرت نہیں رکھتی ہیں جائے عجب تمہاری عقل و فہم
سے کہ سنگتراشوں کی تصویریں بنائی ہوئی کو تم اپنا خداوند جان کر اُن کو سجدہ کرتے ہو واہ کیا تمہارا
خداوند ہیں کہ بنائے ہوئے سنگتراشوں کے ہیں جن میں کچھ قدرت نہیں ہے لائق سجدہ و پرستش وہ
خالق کون و مکان ہے کہ جس نے اپنی قدرت کاملہ سے زمین و آسمان و ما فیہا کو پیدا کیا ہے نہ پتھر کی صورتیں
دیکھو ہمنے اپنے معبود حقیقی سے واسطے فتحیابی کے دعا کی تھی اُس نے ہماری دعا قبول کی تمہارے لشکر
کے دونوں سرداروں کو بمدد خداوند عالم ہمنے زیر کیا تھا اُنہوں نے بھی اپنے خداوندوں سے اعانت چاہی ہوگی
اُنہوں نے کچھ تمہاری مدد نکی غراق آہن کلاہ نے جواب دیا کہ اے فرامرز ثانی ہمکو تمسے لڑنا منظور
نہیں ہے حالانکہ سرداران سپاہ موجود ہیں ہم بھی تنہا خان جہان سے ہیں لشکر کثیر رکھتے ہیں گو ہم

قسمت سے یہ کون آگیا ہے	آج اپنی یہ کس سے گفتگو ہے	بگڑی بگڑی سی ہے طبیعت	اکھڑی اکھڑی سی گفتگو ہے
ہمسے تو کچھ عشق مین نہ ہوگا	ایسا ہی جو پاس آبرو ہے	تصویر مین اس کی کیا دھرا ہے	جو کچھ ہے سو لب خیال تو ہے
ارمان پڑے بھٹک رہے ہین	دم توڑ کی دل مین آرزو ہے	مجھسے بھی تو مدعا پوچھ	میرے بھی تو دل مین آرزو ہے
تلوار کا تیری پیٹ بھر جائے	اتنا تجھ مین کہان لہو ہے	مین ہون زلف مین اور شب غم	وہ مین خلوت ہے اور عدو ہے
عالم مین پتا نہین تمھارا	عالم کو تمھاری جستجو ہے	تجھ سا کوئی اور ہے فدائی	تم سا کوئی اور خوبرو ہے
	بنتا ہے عزیز اب بھی ان سے	جن کو کہ محبت عدو ہے	

اہل بزم بگوش ہوش سن رہے تھے بجاے خود اہر لینا خوش گلوئی مطربہ و اشعار غزل مندرجہ کر رہے تھے نازنین بھی نہایت خوبی سے رقص و نغمہ کر رہی تھی کہ ناگاہ ایک ناقہ سوار معزز لباس فاخرہ پہنے ہوئے مندیل وزارت سر پر رکھے ہوئے در دولت بادشاہ شہر غرا قیہ پر آیا ناقہ سے اترکر اجازت حاصل کرکے بزم عشرت مین گیا اس کے آنے سے نازنین مذکورہ نے رقص و نغمہ موقوف کیا بزم عشرت سے انعام لے کر چلی گئی جب وہ وزیر داخل محفل ہوا حسب قاعدہ بادشاہ کو سلام کرکے اشارہ پاکر موافق اپنی عزت کے بیٹھا شاہ غرا قیہ نے اس سے پوچھا کہ اے جوان تو کون ہے کہان سے آیا ہے نام تیرا کیا ہے یہان کس غرض سے آیا ہے اس نے عرض کیا کہ یہ کمترین وزیر ہے شاہ ماہر نقش مین کا شہر نقش مین سے یہان آیا ہے نام اس خاکسار کا روشن راے ہے ایک نامہ اپنے بادشاہ کا لے کر آیا ہون سنا ہے کہ اس دربار مین ایک درویش نیک خوخلیق و بے آرزو صاحب کمال عدیم المثال خدارسیدہ عابد و پارسا متقی و پرہیزگار بندہ برگزیدہ پروردگار صاحب کرامات ہمراہ عمان شاہ والی شہر عمان و فرامرز ثانی پہلوان لاثانی شہر غرا قیہ نو اسلام آباد مین تشریف شریف لائے ہین ان کو ایک نامہ بطور رقعہ ہمارے بادشاہ ذیجاہ نے لکھکر میرے ہاتھ روانہ کیا ہے مین ایک نامہ دار ہون چاہتا ہون کہ درویش موصوف کی خدمت عالی مین جاکر وہ نامہ ان جناب کو دون اور جواب حاصل کرکے اپنے بادشاہ عالی جاہ کی خدمت مین جاؤن شاہ غرا قیہ نے کہا کہ اے وزیر روشن راے تم کو جن صاحب کمالات کی تلاش ہے دیکھو وہ سامنے تشریف فرما ہین واقعی بقول تمھارے یہ درویش نہایت نیک و صاحب کمال ہین ان کی زبان مین اثر ہے وزیر نے اٹھکر با ادب سلام کرکے عرض کیا کہ جائے شکر ہے بعد بہت جستجو کے در مدعا ہاتھ آیا مین نے آپ کو پایا اب امید ہے کہ مراد دلی بھی برآئے کی جس واسطے مین نے اتنی مسافت بعیدہ اٹھائی ہے وہ کام سرانجام پائے گا آپ کے سبب سے مدعاے دلی برآئے گا درویش موصوف نے اپنی ریش دراز و سفید پر ہاتھ رکھکر بآواز نحیف پوچھا کہ اے وزیر خوش تدبیر قبل نامہ دینے کے یہ تو بیان کر کہ تیرا بادشاہ کس امر کی مجھسے اعانت چاہتا ہے آیا خواستگار دعا ہے یا اولاد کی حاجت رکھتا ہے حالانکہ اس فقیر کو آگاہی ہے جس واسطے تو آیا ہے مگر بیان کر فضل خدا سے ہم لاچار نہین ہین اس نے عرض کیا کہ واقعی آپ درویش کامل ہین شہرہ آپ کا دور ہے ہمارے بادشاہ نے بھی اوصاف حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ اور کمالات عجیب و غریب آپ کے سنے ہین پس آپ سے اظہار حاجت کیا ضرور ہے آپ تو خود ہی اس حاجت سے ماہر و آگاہ ہوچکے ہین درویش موصوف نے مسکرا کر ارشاد کیا اس مین تو شک نہین کہ مجکو سب حال سے تیرے شہر کے آگاہی ہے مگر نامہ بادشاہ کا لینا اور اسے نہ دیکھنا یہ بھی خلاف ادب ہے یہ سنکے وزیر مذکور نے نامہ دیا درویش موصوف نے نامہ کو دیکھکر عبارت نامہ پڑھکر کہا کہ ہان وہی لکھا ہے جس سے

سب آگاہی ہوچکی ہی عمان شاہ و عزاق آہن کلاہ و فرامرز ثانی و صمصام تیغزن و قہور صف شکن نے عرض کیا کہ ہم سب چاہتے ہین کہ آپ عبارت اس نامہ کی ہمین آگاہ فرمائین یا مضمون نامہ سے اطلاع دین درویش ممدوح نے وہ نامہ عمان شاہ کو دے کر کہا کہ دیکھ لو جو کچھ اس مین لکھا ہی عمان شاہ نے وہ نامہ لے کر پڑھوایا بعد القاب و آداب کے یہ عبارت اُس نامہ مین لکھی تھی کہ اے درویش صاحب کمال واضح ہو کہ شاہ عدیم المثال چند ماہ سے مجکو صدمہ و ملال ہی اور سبب رنج و غم یہ ہی کہ میرے شہر کی حد مین ایک کوہ واقع ہی نام اُس کا کوہ صندلین ہی اور اُس پر کسی زمانے کا ایک قلعہ بنا ہوا ہی رنگ قلعہ صندلی ہی اسو جہ سے اُس کوہ کو بھی خاص و عام کوہ صندلین کہتے ہین قبل چند ماہ مین اپنے شہر مین بآرام و راحت بخوشی و خرمی و بعدل و داد زندگی اپنی بسر کرتا تھا رعایا مجھسے بہت خوش تھی کوئی بادشاہ بقصد ملک گیری و جنگ و جدال مجھسے آکر مقابل نہوتا تھا بلکہ میرے خوف سے رُخ بھی کبھی میرے شہر کی طرف نکرتا تھا کیونکہ مین تین لاکھ سواران آزمودہ کار اور ایک سردار سپاہ لاجواب و یکتائے روزگار رشک رستم و پیلتن شجاع و صف شکن رکھتا تھا نام اُس سردار بہادر شعار کا صارف تیغزن تھا لیکن ایک دیو مثل بلائے ناگہانی میرے شہر مین آکر بالائے کوہ صندلین قیام پذیر ہوا وہ کہین سے ایک نقارہ کلان لایا تھا ایک روز اُس نے اُس نقارے پر چوب لگائی صدائے نقارہ مذکور سے جملہ نقارے میرے لشکر کے اور تمام ڈھول اور تاشے چاک چاک ہوگئے ہر ایک نقارہ دہل کا جگر صدائے نقارہ مذکور سے شق ہوگیا ہر ایک پھٹ گیا اس واقعہ حیرت افزا سے جو مجکو آگاہی ہوئی کیا کہون کیسا غصہ مجکو آیا کہ حد اُس کے اظہار سے نہین کی جاسکتی اسی عالم غصہ و غضب مین مین نے حکم کیا کہ جلد سب فوج ہماری مسلح ہو حسب الحکم تین لاکھ سواران آزمودہ کار مسلح ہوئے مین مع سامان جنگ تمامی لشکر اپنا اپنے ساتھ لے کر زیر کوہ صندلین پہونچا دیکھا کہ وہ دیو سیاہ بیٹھا ہی نقارہ بھی رکھا ہی یہ دیکھکے مجکو بدرجہ کمال غصہ آیا تیر اندازون کو حکم دیا کہ زیر کوہ یا کسی بلندی پر سے اس دیو کو نشانہ تیر کرو پس لشکر تیر اندازون نے میرے حکم کی تعمیل کی مگر کوئی تیر اُس دیو تک نہ پہونچا آخر کار سردار سپاہ میرا مسمی صارف تیغزن نے مرکب اپنا صف لشکر سے نکال کر آواز بلند کہا کہ او دیو نابکار و ناہنجار اگر مرد ہی تو کوہ سے اُتر کر میرے سامنے آ مردانہ وار مجھسے مقابلہ کر کیا بالائے کوہ بیٹھا ہوا نقارہ بجا رہا ہی دیو نے کہ زیر کوہ مجمع کثیر سپاہ دیکھکر اور مجکو بھی بالائے تخت زرین مشاہدہ کرکے دل مین اپنے یہ خیال کرکے کہ اسی بادشاہ کو سزا دینی چاہیے جو اس قدر فوج میرے قتل کرنے کے واسطے لایا اور تیر اندازون کو حکم دیا ہی کہ مجھے تیر لگائین اپنی جگہ سے بصد غضب اُٹھا اور مجکو بالائے تخت زرین سے لے گیا مین بیہوش ہوگیا جب مجکو ہوش آیا اُس دیو نے مجھسے کہا کہ مین نے تیری کیا خطا کی تھی کہ تو مجھپر غضبناک ہوکر یہ فوج لایا ہی شرط کہ ابھی تجکو کھا جاؤن مین نے کہا کہ ہان مجھسے نادانی ہوئی اب ایسی حرکت نہوگی دیو نے مجھے بالائے کوہ سے زیر کوہ پہونچا دیا مین تو جانبر ہوکے مع تمامی فوج اپنی کے اپنے شہر مین چلا آیا اور فکر مین رہا لیکن بعد چند روز کے ایک روز میری دختر نے کہ نام اُس کا ملکہ روشن آرائے جہان ہی حمام مین نہاکر بالائے بام جاکر ارادہ اپنے بالون کے سکھانے کا کیا تھا اور کنیزین وغیرہ عورتین بہت سی حاضر خدمت تھین کہ ناگاہ وہی دیو سیاہ آکر میری دختر مذکورہ کو دیکھکر پنجہ بنکر اُٹھا لے گیا یہ خبر مجکو جو ہوئی الفت فرزندی و بکثرت غیرت و حیا و شرم سے تاب تحمل نہ لاکر پھر مع اپنی تمامی فوج کے زیر کوہ مذکور پہونچ گیا مین ارادہ کہ ابکی بھی مرتبہ دیو سیاہ اُٹھا کر لے جائے گا اور کھا لے گا صدمہ و رنج و ذلت سے مجھے نجات و فرصت ہوگی

چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ اُس دیو نے غضبناک ہوکر ایک نفیر نکال کر بجائی مین اور سب لشکر میرا بیہوش ہو گیا وہ دیو مجکو اُٹھا لے گیا ارادہ میرے کھانے کا کیا کہ یکایک مجھے ہوش آیا دیکھا کہ دختر میری بیٹھی ہی اور وہ اُس دیو سے کہہ رہی ہی کہ اے دیو واے تجہپر کہ تجھسے دعوئے الفت رکھتا ہی اور میرے سامنے میرے والد کو کھاتا ہی دیو کہہ رہا ہی کہ ایک مرتبہ مین نے تمھارے باپ کو اس اقرار سے چھوڑ دیا تھا کہ اب کبھی ادھر پھر نکا ارادہ آنے کا نہ کرنا اس نے خلاف اقرار کیا ہی اسی وجہ سے اس کو کھاتا ہون کہ یہ دشمن میری جان کا ہی میری دختر نے جواب دیا تھا کہ اگر تم ہمکو چاہتے ہوا ور ہمسے محبت رکھتے ہو تو ہمارے والد کو چھوڑ دو زیر کوہ پہونچا دو ورنہ مجکو رنج عظیم ہوگا مین ابھی اس کوہ سے سر ٹکرا کر اپنی جان دیدونگی دیو نے یہ تقریر میری دختر کی سنکے پھر مجکو زیر کوہ پہونچا دیا اُس روز سے اب تک مین اپنی دختر کی جدائی مین نالان و گریان ہون باوجودیکہ بادشاہ اپنے شہر کا ہون جملہ سامان عیش و راحت کے موجود و مہیا ہین مگر فراق دختر کے غم سے زندگی تلخ ہی چاہتا ہون کہ جلد ہلاک ہو جاؤن یا اپنی دختر نیکو رہ کو پاؤن چونکہ اس زمانے مین سنا گیا اور اخبار سے معلوم ہوا کہ آپ ایسے درویش صاحب کمال نے ہمراہ بادشاہ شہر عمانیہ کے اسطرف قدم رنجہ کیا ہی اور آپکی برکت دعا سے قرامز ثانی نے اسفندیار کجکلاہ و بہران ہیر سوار کو زیر کرکے مسلمان کیا ہی اور عراق آہن کلاہ نے بھی دین اسلام اختیار کیا ہی اپنی تمامی رعایا کو بھی مسلمان کیا ہی اسوجہ سے بامید حاجت روائی خود یہ نامہ آپکی خدمت عالی مین بدست وزیر اعظم اپنے کے روانہ کیا ہی امیدوار ہون کہ براے اپنے معبود حقیقی کے میرے حال زار پر رحم کرکے یہان تشریف لاکر مجھے قید غم سے رہا کیجیے یا تعویذ کے ذریعہ سے مجھے میری دختر سے ملا دیجیے اور شر دیو سے آئندہ بھی مطمئن کر دیجیے گا تو مین بھی مثل عراق آہن کلاہ بادشاہ شہر عراقیہ کے دین اسلام اختیار کرونگا دین آبائی جو بتپرستی ہی اُس سے تارک ہونگا تا زندگی آپکا احسان مند رہونگا زیادہ کیا لکھون جب نامہ مذکور باین عبارت مندرجہ بالا پڑھا گیا تمام اہل بزم عشرت سنے دانتے۔ قرامز ثانی و عمان شاہ وغیرہ نے پوچھا کہ اس نامے کے جواب مین آپ کیا ارشاد فرماتے ہین درویش آفتاب صورت نے ہاتھ اپنا اپنی ریش دراز و سفید پر پھیر کر فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ شاہ ماہر فرمانروا ے شہر نقش بین کی حاجت بر آئے گی چونکہ اُس نے بصد التجا نامہ لکھا ہی اور اقرار مسلمان ہونے کا کیا ہی لہذا ہم یہان سے اُس کے شہر مین جاکر بمدد الہی اُس کی دختر کو اُس سے ملا دینگے یہ کام کچھ ایسا دشوار نہین ہی یہ فقیر جامع کمالات ہی پس اے عمان شاہ اب جلد تر یہان سے سوے شہر نقش بین روانہ ہو کار خیر مین تعجیل کرنا ضرور ہی یہ سنکے وزیر روشن راے ازحد خوش ہوا قریب تھا کہ شادی مرگ ہو جائے عمان شاہ نے موافق ارشاد درویش موصوف حکم سامان سفر اور کوچ کا دیا عراق آہن کلاہ نے قرامز ثانی و عمان شاہ سے کہا کہ مین بھی تمھارے ہمراہ چلونگا یہ کہکر حکم دیا کہ آج ہمارے شہر کے جملہ عمائد ہمارے دربار مین آئین و نیز جملہ اہل دربار بھی حاضر دربار رہون حسب الحکم سب عمائد شہر و اہل دربار دربار مین حاضر ہوکے علی قدر مراتب بیٹھے شاہ عراقیہ نے اپنے وزیر اعظم مسمی عاقل کو سب اہل دربار کے سامنے اپنے تخت حکومت پر بٹھا کر تاج حکومت اُس کے سر پر رکھکر جملہ حاضرین دربار سے مخاطب ہوکر باواز بلند کہا کہ اے ایہا الناس آگاہ ہو کہ بالفعل ہمکو ہمراہ عمان شاہ جانب شہر نقش بین جانا منظور ہی لہذا ہم اسے چندے بیٹے اپنے وزیر اعظم دستور معظم کو بجاے اپنے حکومت یعنی تخت حکومت پر بٹھا دیا ہی تم سب کو لازم و مناسب ہی کہ بجاے ہمارے اس وزیر کو جان کر اُسکی فرمانبرداری و اطاعت کرنا خلاف اس کے کوئی امر

نکلنا ورنہ ہم شہر نقش بین سے آکر سزا سے سخت دین گے اہل دربار و جملہ عمائد شہر نے عرض کیا کہ ہم حضور
کے حکم کی تعمیل کرینگے بادشاہ مذکور اپنے سامنے اہل دربار و عمائد شہر سے وزیر مذکور کو نذرین
تخت نشینی کی دلواکر ہر ایک کو حسب قدر مراتب خلعت و انعام دلواکر تمام ساکنان شہر کو وزیر کا فرمانبردار
کراکر پچاس ہزار فوج واسطے انتظام شہر کے چھوڑکر سامان سفر مہیا کرکے تین لاکھ سواران آزمودہ کار
اپنے ہمراہ لیکر ساتھ عمان شاہ و فرامرز ثانی و درویش آفتاب صورت وغیرہ کے ہوکر اپنے شہر
سے سوئے شہر نقش بین چلا درویش آفتاب صورت کے ہمراہ رکاب وزیر روشن رائے و دلسوز
بین بیانسو زین بستر فرزان ہوا اب چھ لاکھ سواروں کا لشکر مع سرداران سپاہ یعنی صمصام
شیر زن و منصور صف شکن و بیران بر سوار و اسفندیار کج کلاہ و دو بادشاہ عمان شاہ اور
عراق آہن کلاہ کے ہمراہ درویش آفتاب صورت ہوا فرامرز ثانی بعہدہ سپہ سالاری ہمراہ لشکر
منزل رحیم بالا ہوا درویش موصوف باین جمعیت سپاہ گران شادان و فرحان سوئے شہر نقش بین روانہ
ہوئے اثنائے راہ مین سیر کرتے ہوئے کوہ و دشت و صحرا کی بہار و کیفیت دیکھتے ہوئے جابجا شہر و آبادی
کی سیر کرتے ہوئے کوچ و مقام کرتے ہوئے قریب شہر نقش بین کے پہونچے وزیر روشن رائے نے
اپنے بادشاہ کو درویش آفتاب صورت کے آنے کی اطلاع دی وہ بصد خوشی اپنے ارکان دولت
و اعیان مملکت کے ساتھ مع تین لاکھ سواروں کے واسطے استقبال درویش موصوف کے آیا اثنائے راہ
مین ملا بہت شادمان ہوا عمان شاہ و عراق آہن کلاہ و فرامرز ثانی سے بھی ملا پھر درویش
موصوف وغیرہ کا استقبال کرکے اپنے شہر مین بصد عزت و حرمت و تعظیم و تکریم لے گیا اپنے مکانات
وسیع و آراستہ مین فروکش کیا سامان دعوت و ضیافت کا کیا دعوت و ضیافت درویش موصوف و
ہمراہیان موصوف و سرداران سپاہ مذکور وغیرہ کی نہایت حسن و خوبی و تکلف سے ہونے لگی بعد چند
روز کے شاہ ماہر والی شہر نقش بین نے درویش آفتاب صورت سے عرض کیا کہ اگر مناسب ہو تو
آپ اُس کوہ کو ملاحظہ کرکے کوئی فکر ایسی کرین کہ وہ دیو ہلاک ہو دختر میری مجھسے ملجائے رنج و غم دل سے
دور ہوجائے آپ کے برکت قدم سے مراد دلی میری برآئے درویش نے ارادہ جانب کوہ جانے کا کیا
تھا سواری طلب کی تھی فکر و غور کرکے کچھ عیاری کرنے کا ارادہ کیا تھا کہ دلسوز جو اُس جگہ موجود تھا اُسنے
بادب عرض کیا کہ آپ ابھی وہان نہ جائین تکلیف نہ اُٹھائین مجکو اجازت جانے کی دین پہلے مین وہان
جاکر دیکھ آؤن جو دیکھنا اور دریافت کرنا منظور ہے اُسے دیکھ آؤن اور دریافت کر آؤن پھر آپ وہان
تشریف لے جائیے گا درویش موصوف نے متحیر ہوکے کہا کہ او چھوکرے تو وہان جاکر کیا کارنمایان کرے گا
شغل مشغول رہ کے آمدی و کے پیرشادی چند روز سے تو ہماری خدمت مین رہتا ہے ابھی تجکو کیا ایسا فیض پہنچے
حاصل ہوا ہے جو ایسے کارنمایان کے کرنے کا ارادہ کیا ہے ارے وہ دیو سیاہ ہے تجکو پکڑکر کھا جائے گا مفت
جان تیری جائے گی مدعائے دلی تیرا بر نہ آئے گا تا وقتیکہ ہم وہان نہ جائینگے گوہر مطلب ہاتھ نہ آئے گا
ہم ہین تو تو ہی ہے تیرا وہان کام جانے کا نہین ہے بعد دو چار برس کے ہماری خدمت مین رہنے سے
اور ہماری تربیت و تعلیم کی وجہ سے لائق ایسے کارہائے نمایان کے ہوگا ابھی تو اُس دیو کی صورت دیکھکر
ڈر کر مرجاے گا تیری جان جائے گی ہمکو صدمہ ہوگا دلسوز نے دست بستہ عرض کیا کہ آپ مجھے اجازت
جانے کی تو دیں دیکھیے گا کہ مین وہان جاکر کیا آفت برپا کرتا ہون کیونکر اُس نابکار کو اسیر کرتا ہون شاہ
ماہر یہ تقریر دلسوز کی سنکے حیران ہوا دل مین اپنے کہنے لگا کہ اس درویش کے مرید اور مرید بھی کیسے کم

طفل اُن کی یہ حالت ہی کہ دیو سیاہ کے مار ڈالنے کا ارادہ کر کے زیر کوہ جانے کی اجازت حاصل کرتے ہین کیا یہ درویش کامل ہین اور کیا تعلیم اس طفل کو کیا ہی ابھی شہزادہ باہر اپنے دل مین یہ باتین کر رہا تھا کہ درویش نے دلسوز کے اصرار سے بمجبوری اجازت جانے کی دی اور کہا کہ تو جا ہم بھی بعد تیرے زیر کوہ آئین گے دلسوز یہ سنکے وہان سے سوے کوہ تنہا روانہ ہوا چونکہ اب اس کے پاس کسوت عیاری اور سامان عیاری و اشیاے ضروری عیاری مہیا و موجود ہو چکے ہین جاتے جاتے صحرا مین ایک جھاڑی مین بیٹھکر رنگ و روغن نکال کر آئینہ روبرو اپنے رکھکر صورت اپنی ایک نٹنی کی لڑکی کی بنائی اور لہنگا گلابی اطلس کا پہنکر دوپٹہ رنگین ململ کا اوڑھ کر کنگھی چوٹی کر کے انگوٹھیان چھلے ہاتھ کی انگلیون مین پہنکر خوب اچھی طرح بن ٹھن کر بالکل صورت و شکل نٹنی کی سی بناکر لباس بھی معقول پہنکر ڈھولک لیکر زیر کوہ بجا کر یہ غزل ذیل کی آواز سے گانے لگا

غزل

خبر یہ نامہ بر نے آج لا کر مجکو دی اچھی
ملے گا جلد تیرا یار قسمت ہو تری اچھی

بتون کے ہجر مین رونا تڑپنا جان و دل کھونا
مقدر مین یہ میرے بات کاتب نے لکھی اچھی

دل ناشاد کا میرے لہو مل کے ہاتھون مین
وہ کہتے ہین یہ ہنس ہنس کر کہ کیا مہندی رچی اچھی

جمال یار کو جب چاہتے ہین دیکھ لیتے ہین
ہماری آنکھ مین دی ہی خدا نے روشنی اچھی

گل خلد بریں سے خار دشت بھی اُنکے بہتر ہین
فضا مین باغ جنت سے مدینے کی گلی اچھی

ملین گے بیت جنت مین مجھے ہر بیت کے بدلے
لکھی ہی نعت احمد مین نے میری شاعری اچھی

ریاض ظاہری مین بوریا کی پائی جاتی ہی
جہان تک ہو سکے لے برق طاعات خفی اچھی

نٹنی نقلی ڈھولک تال سُر سے بجا کر ناچتی جاتی تھی اور اشعار غزل مندرجہ بالا گاتی جاتی تھی چونکہ آواز دلسوز کی اس درجہ اچھی تھی کہ پرند و چرند صحرا کے مست و مبہوت ہو گئے تھے دیو سیاہ نے بالاے کوہ سے جو صدا اے دلسوز سنی بے اختیار ہو کر کہنے لگا کہ اے ملکہ کوئی عورت اس خوبی سے گا رہی ہی کہ دل کو میرے اُس کی آواز بہت ہی اچھی معلوم ہوتی ہی مین ابھی جا کر اُس کو اٹھا کے لاتا ہون اُس کو بھی تمھارے پاس رکھون گا وہ گایا کرے گی مین بھی خوش ہونگا تمھارا بھی دل بہلے گا ملکہ نے کہا تمھین اختیار ہی دیو اُسیوقت بالاے کوہ سے نیچے آیا اُس نٹنی مذکورہ نے اپنی امان خالہ کو پکارنا شروع کیا دیو اُس کو کوہ پر لے گیا جب اُس کو ہوش آیا دیو کو دیکھ کر وہ نٹنی نقلی کہنے لگی کہ اے دیو یا تو مجکو میری مان خالہ کے پاس پہونچا دے ورنہ مجھے کھا لے دیو نے کہا کہ او نٹنی مین تجکو ہرگز نہ کھاؤن گا اطمینان کر کہ تجکو جب میرا دل چاہے گا زیر کوہ پہونچا دون گا اسوقت میرے اور ملکہ کے سامنے اُسی طرح سے گا جس طرح تو زیر کوہ گا رہی تھی ہم تجکو انعام دین گے نٹنی نے بہت سی باتین بنا کر دیو کے کہنے سے ڈھولک بجا کر یہ غزل شروع کی

غزل

اے تیغ بھرا ہوا لہو ہی
پڑھتے لیکے نماز اگر وضو ہی

اس موت کے ہاتھون جی بلا ہون
مرتا ہون کہ تیری آرزو ہی

کھاتے ہین قسم سمجھ کے مصحف
آئینہ جوان کے روبرو ہی

ہی وصل و وصال دو لون کا لطف
خنجر ہی ترا اور گلو ہی

مقتل سے سرک اے میرے قاتل
بسمل ترا تجھسے سرخرو ہی

خوش ہون گل یاسمن کی بو پہ
تیرے ہی پسینے کی سی بو ہی

مانا کہ عدو کی آبرو ہی
تم تم ہو شرف عدو عدو ہی

ہم گل سے ملا کے گال دیکھو
ان دونون مین کون خوبرو ہی

سینے کو تمھارے دیکھتا ہون
تمنے بھی سوال سے سنو ہی

اپنا ہی پتہ نہین ہی مجکو
کس پر ہے یہ اُسکی آرزو ہی

ابھرے ہوے سینے سے دبا دو
دل مین مرے درد آرزو ہی

دامن سے نہین چھٹے گا قاتل
کچھ اور نہین مرا لہو ہی

گردش میں ہے چشم مست حیرت | کیا اس کو بھی تیری جستجو ہے
دشنام تو بات بات پر ہے | یہ آپ کی طرز گفتگو ہے

دیو خوش ہوکر بے اختیار اٹھکر ناچنے لگا اور کہنے لگا کہ او مٹی واہ وا کیا خوب گاتی ہے ہاں ہاں کہیو شعر پھر گا کیا مضمون اس کا اچھا ہے مجھے بہت پسند ہے مٹی وہی شعر غزل جو وہ کہتا تھا بار بار گاتی تھی دیو سیاہ بے تکان اچکتا تھا واہیات طور سے ہاتھ مٹکاتا تھا ادھر سے ادھر ادھر سے ادھر آتا تھا کبھی اچکتا تھا گاہ خوش ہوکر نعرہ کرتا تھا بار بار مٹی کی تعریف کرتا تھا غرضکہ تا دیر مٹی گایا کی اور دیو ناچا کیا جب مٹی نے غزل کے تمام اشعار گا کر غزل کو تمام کیا دیو نے بھی ناچنا موقوف کیا ملکہ اس کے ناچنے اور اچکنے سے بہت ہنسی دیو نے ملکہ سے کہا کہ دیکھو اے ملکہ کیا اچھی گانے والی تمھارے خوش ہونے کے واسطے میں لے آیا ہوں تمکو کس قدر چاہتا ہوں تمھاری خوشی مجکو مد نظر ہے مگر تم میرا کہنا نہیں مانتی ہو میرے وصل سے انکار کرتی ہو جب سے تمکو یہاں لایا ہوں آجتک تمنے میری آرزو نہیں نکالی مجھے ہاتھ بھی نہیں لگانے دیا یہ تمھاری جفا اور یہ میری وفا ہے خیر تمکو چاہتا ہوں تمھاری صورت ہی دیکھکر تمھارا گانا ہی سنکر دل کو اپنے خوش کر لیتا ہوں جبر تہر نہیں کرتا ہوں تمکو لازم ہے کہ اپنے ایسے عاشق پر کہ جو تمھاری خوشی کا خواہان ہے اور طرح طرح کے میوے نفیس و نایاب و شیرین تمھارے واسطے دور دور سے لا کر تمھیں کھلاتا ہے اس کے حال پر رحم کرو کبھی کبھی اس کی بھی خوشی کہا کرو اپنے وصل سے شاد کام کیا کرو ملکہ نے چین بجبین ہوکر بنا زو ادا جواب دیا کہ او بد زبان دور ہو کیا بیہودہ باتیں بکتا ہے امر محال کا خواہان ہے دیو اور انسان سے وصل ہو نہیں سکتا دیو ملکہ کی ان باتوں پر گویا مرگیا حسرت سے ملکہ کی طرف دیکھکر رہ گیا بالاے کوہ تو مٹی گاتی دیو ناچا خوش ہوا ملکہ ہنسی مٹی کو دیو نے میوہ دیا ہے وہ کھا رہی ہے باتیں بنا رہی ہے مگر اب حال درویش آفتاب صورت و فرامرز ثانی و شاہ ماہر بادشاہ شہر نقش بین کا لکھا جاتا ہے کہ بعد جانے دلسوز کے جب دیر ہوئی درویش موصوف نے گھبرا کر ماہر شاہ سے کہا لشکر کو حکم دو کہ مسلح ہو ہم سوئے کوہ جائینگے تدبیر گرفتاری دیو نابکار کرینگے حسب الحکم شاہ جملہ سوار مسلح ہوکر مرکبوں پر سوار ہوئے فوج عمان شاہ و عراق آہن کلاہ بھی مسلح ہوکر آمادہ چلنے پر ہوئے تمامی سرداران سپاہ بھی مسلح ہوئے فرامرز ثانی بھی مسلح ہوا درویش آفتاب صورت نے اپنی جیب جامہ درویش مرجان سرخ مو سے منڈھی نکالی اسے حکم دیا کہ بحکم درویش مرجان سرخ مو اے منڈھی سو گز کی طول میں ہوجا وہ منڈھی ویسی ہی ہوگئی درویش نے اس منڈھی میں بیٹھکر پھر یہ کہا کہ اے منڈھی ہمکو سوئے کوہ صندلین لے چل وہ منڈھی بلند ہوئی جو لوگ ناواقف تھے وہ یہ کرامت درویش کی دیکھکر حیران ہوئے خصوصا ماہر شاہ اور اس کا وزیر دونوں حیران ہوئے غرض سواری درویش آفتاب صورت بر ہوا چلی نو لاکھ سواران آزمودہ کار مع تین بادشاہوں اور تمامی سرداروں کے ہمراہ ہوئے فرامرز ثانی بھی ساتھ ساتھ چلا جب اس شان و شوکت سے درویش موصوف سامنے کوہ صندلین کے پہونچے ٹھہر گئے اور سب کو زیر کوہ ٹھہرا کر سوئے کوہ دیکھنے لگے فرامرز ثانی بھی بالاے کوہ مذکور دیکھنے لگا یکایک وہ دیو سیاہ سامنے آیا فرامرز ثانی نے کہا کہ اگر آپ اجازت دیں تو میں اس دیو کو للکار کر زیر کوہ بلا کر کشتی لڑکر زیر کروں یا بضرب گرز گران یا بضرب شمشیر آبدار قتل کروں درویش آفتاب صورت نے منع کیا لیکن فرامرز ثانی نے نمانا آخر فرامرز ثانی نے بڑھکر نعرہ کیا کہ او دیو سیاہ اگر مرد ہے تو نیچے کوہ کے آکر مجھسے مقابلہ کر اس دیو نے نعرہ اس بہادر کا سنکے زیر کوہ دیکھا نو لاکھ سواروں کا مجمع دیکھا اور فرامرز ثانی کو سب کے آگے گرز بدست دیکھا از حد غضبناک ہو کہنے لگا کہ دیکھو اے ملکہ تمھارے واسطے یہ فوج کثیر لے کر زیر کوہ آئے ہیں ایکی مرتبہ

مین سب کا خاتمہ کیے دیتا ہون کسی کو زندہ نچھوڑون گا جتنے سوار اور آدمی ہین سب کو ہلاک کرون گا
خصوصا اس جوان قوی ہیکل موٹے تازے کو ابھی کھاؤن گا اس کا گوشت نہایت نمکین ہوگا یہ کہکر وہی
نفیر نکال کر زور سے اُس نے بجائی صدا اُس نفیر کی جو زیر کوہ آئی سوائے درویش آفتاب صورت
کے کہ اس نے اپنے کانون مین روئی بکثرت رکھ لی تھی پہلے ہی انتظام نفیر کی آواز گوش مین نہ پہونچنے کا
کرلیا تھا سب کے سب مرکبون سے دھم دھم بیہوش ہوکر بالائے خاک گرے عمان شاہ و عزاق
آہنین کلاہ و شاہ ماہر و جملہ سرداران سپاہ و فرامرز ثانی بھی تخت ہاے زرین اور مرکبون سے بر روئے
زمین گرے بالائے کوہ سوائے دلسوز کے کہ اُس نے بھی روئی اپنے کانون مین خوب رکھ لی تھی سب
بیہوش ہوئے یعنی ملکہ روشن آرائے جہان اور دیو بھی بیہوش ہوگیا لیکن بیہوش ہونے وقت
ایک تختی ایک ہاتھ سے جیب سے نکال کر عکس اُس کا اپنے اوپر ڈالا اُس بیہوشی مین ہوشیار ہوگیا دیکھا
تو ملکہ بیہوش پڑی ہی اور دلسوز بھی آنکھین بند کیے ہوئے بصورت ٹٹنی پڑا ہی اور زیر کوہ سب اعلیٰ ادنیٰ
خاک پر بیہوش پڑے ہوئے ہین یہ رنگ دیکھکر دیو مذکور بالائے کوہ سے زیر کوہ آیا اور فرامرز ثانی کو
بالائے کوہ لے گیا پھر اُس تختی کو نکال کر ملکہ مذکورہ اور ٹٹنی پر عکس ڈال کر دونون کو ہوشیار کیا بعدہٗ
ملکہ سے کہا کہ اے ملکہ مین جاتا ہون ٹک اور پھر چلے آؤن تو اس آدمزاد کے کباب کھاؤن ٹٹنی نے
کہا کہ ہمارے واسطے بھی کوئی بکری لیتے آنا ہم بھی اُس کے کباب کرکے کھائین گے کیونکہ ہم کباب
آدمزاد کے نہین کھاتے ہین اور یہ ملکہ بھی نہین کھاتی ہین دیو نے کہا کہ مین تم دونون کے واسطے ایک
بکری بھی لیتا آؤن گا یہ کہکر وہ دیو سیاہ مسمی قران دیو کوہ سے ایک جانب روانہ ہوا یہان پر ملکہ
روشن آرائے جہان نے فرامرز کی جانب بنظر الفت دیکھکر آہ سرد کی ٹٹنی نقلی سمجھ گئی کہ ملکہ اس
جوان پر عاشق ہوئی ٹٹنی مذکور نے پوچھا کہ اے ملکہ سچ کہو اسوقت آپ کے آہ سرد کرنے کا کیا باعث ہوا
ملکہ نے کہا کہ اس جوان رعنا کے حال پر مجھے رحم آیا کہ ابھی تو یہ بیہوش پڑا ہی تھوڑی دیر مین قران دیو
اس کے کباب کھانے لگا اس بیچارے کی جان جائے گی اسی وجہ سے مینے آہ کی ٹٹنی نے عرض کیا کہ اگر یہ
جوان جانبر ہو دیو قران کے ہاتھ سے ہلاک نہو تو کیا انعام دیجیے گا ملکہ نے جواب دیا کہ مین تجکو بہت
انعام دون گی مالامال کردون گی مگر تو عورت بلکہ چھوکری ہی اس جوان کو ایسے دیو زبردست سے کیونکر
بچاوے گی کیا حکمت و تدبیر کرے گی اُس نے عرض کیا کہ مین تو کوئی ایسی فکر کرون گی کہ جس سے جان اس
جوان کی بچ جاوے گی صدمہ اس کے ہلاک ہونے کا آپ کو نہوگا بلکہ بہت خوشی ہوگی ملکہ نے جواب دیا کہ
مجھے تیری بات کا یقین نہین ہی بھلا تو کیونکر اس جوان کو ایسے ظالم کے ہاتھ سے بچا سکتی ہی دیوانی ہی ٹٹنی
نے عرض کیا کہ مین اس جوان کو دست دیو قران سے ضرور بچالون گی بلکہ آپ کو بھی اس دیو کے
ہاتھ سے چھوڑا دون گی آپ کو آپ کے والدین سے ملا دون گی دیو کو قتل یا اسیر کرون گی مجکو دیوانی
نجانیے ٹٹنی نہ خیال کیجیے مین عیار ہون نام میرا دلسوز ہی ٹٹنی کی صورت بنکر یہان تک بتدبیر آیا ہون اب
انشاء اللہ تعالیٰ آپ کو دست ظلم دیو سے نجات حاصل ہوگی ذرا دیو نابکار یہان آئے تو مگر یہ راز
دیو سے نہ کہہ دیجیے گا ذرا خیال رکھیے گا مین اب تک اس نابکار کو مار ڈالتا فقط اسوجہ سے نہین قتل کیا
کہ حال اس نقارہ و نفیر و تختی کا اس سے دریافت کرنا منظور تھا مجھے تو دیو قران نہ بیان کرے گا
لیکن آپ اُس سے دریافت کیجیے گا تو وہ کہدے گا ملکہ مذکور نے حال سے ٹٹنی کے آگاہ ہوکر اُس کی
تقریر سنکے بہت خوش ہوکے پوچھا کہ اے دلسوز کیونکر اس دیو سے دریافت کرون کہ وہ مجھے صاف صاف

کہا ہے دلسوز نے عرض کیا کہ اے ملکہ یہ تو ظاہر ہے کہ دیو قران آپ سے الفت رکھتا ہے اگر آپ واسطے
تھوڑی دیر کے اُس کے پاس بیٹھکر الفت اپنی اُس پر ظاہر کر کے یہ پوچھیے گا کہ یہ نقارہ و نفیر و تختی تجکو
کہاں سے ملی ہے تیرے ہاتھ کیونکر آئی ہے اور تو ہی ان دونوں کو بجا سکتا ہے یا اور بھی کوئی ان کو بجا سکتا
ہے اور جو تاثیر واثر تیرے بجانے سے نقارہ و نفیر کے ظاہر ہوتے ہیں اگر کوئی اور ان دونوں کو بجائے
تو بھی ایسی ہی تاثیر ظاہر ہو گی یا نہ ملکہ نے کہا کہ اچھا جس طرح تمنے بتایا ہے اسی طرح اُس سے پوچھوں گی
ابھی ملکہ دلسوز سے ہم سخن تھی کہ قران دیو نمک مرچ آتش اور ایک بکری لے کر آیا مٹی نے خوش ہو کر
کہا کہ ہاں اس بکری کے کباب ملکہ اور ہم کھائیں گے تم اس جوان کے کباب کھانا مجکو ایسے مزے کے
کباب تیار کرنا آتے ہیں کہ اگر میرے ہاتھ کے تیار کیے ہوئے کباب کھاؤ گے تو بہت خوش ہو گے کبھی
اس لذت و ذائقہ کے کباب نہ کھائے ہوں گے دیو نے کہا کہ اچھا تو ہی کباب تیار کر مٹی نے بکری اور نمک
مرچ آتش اُس سے لیکر علیحدہ جا کر بکری ذبح کر کے گوشت کے چار حصے کر کے ایک حصے کے کباب بغیر
بیہوشی آمیز تیار کیے اور تین حصہ گوشت کے کباب میں بکثرت بیہوشی ملا کر تیار کیے اور روبرو ملکہ مذکورہ
اور اُس دیو کے سامنے لائی جس حصہ گوشت میں بیہوشی نہیں ملائی تھی اُس گوشت کے کباب ملکہ کے
روبرو رکھے ملکہ نے اُس میں سے کچھ کباب کھائے مٹی نقلی نے بھی کچھ کباب کھائے دیو نے کہا کہ او مٹی
تو نے ہمارے واسطے کباب تیار نہیں کیے مٹی نے عرض کیا کہ ذرا نمک مرچ پیس لوں تو ابھی تیار کرتی
ہوں دیو نے کہا کہ میں گوشت اس آدمزاد کا کاٹتا ہوں جلد نمک مرچ لا مٹی نے کہا کہ ابھی گوشت اس
آدمزاد کا نہ کاٹو مجھے نمک مرچ پیس لینے دو ورنہ اتنی دیر میں سڑ جائے گا بدمزہ و خراب ہو جائے گا کیونکہ
گوشت آدمزاد کا نرم و نازک ہوتا ہے جلد سڑ جاتا ہے یہ سنکے دیو نے گوشت کے کاٹنے سے ہاتھ روکا مٹی
تو نمک مرچ پیسنے گئی ادھر ملکہ نے دیو مذکور کے قریب تر جا کر ہاتھ اپنا اُس کے شاخ سر اور بازو پر رکھکر
مسکرا کر پوچھا ذرا یہ تو بتا کہ یہ نقارہ اور یہ نفیر اور یہ تختی تجکو کہاں سے دستیاب ہوئی ہے تیرے ہی بجانے
سے ان میں یہ تاثیر ہوتی ہے کہ نقارے سے پھٹ جاتے ہیں اور آدمی بیہوش ہو جاتے ہیں یا دوسروں
کے بجانے سے بھی یہی تاثیر پیدا ہو گی دیو مذکور کہ ملکہ کے اوپر عاشق تھا اور ملکہ اُس سے علیحدہ رہتی تھی
کبھی اُس کے قریب نہ بیٹھتی تھی آج جو ملکہ اُس کے قریب تر بیٹھی اور دست نازک اپنا اُس کی شاخ
سر و بازو پر رکھا دیو بہت خوش ہوا دل میں سمجھا کہ اب ملکہ بھی مجھ سے الفت کرنے لگی ہے مدعائے دلی پورا
ہو جانے کا نصیب نہیں کہ آج ہی وصل اسکا میسر ہو یہ سمجھکر دیو نے کہا کہ اے ملکہ ہر چند کہ یہ راز بتانے کا
نہیں ہے مگر تجھسے بیان کرتا ہوں کہ جب آصف شاہ بن برخیا نے جملہ حکما و اہل علم کو جمع کر کے مرحلات طلسم
بنائے اور لوح بھی اُن کی تیار کیں بعد ازاں اُن کے دل میں یہ خیال آیا کہ یہ طلسم ایکبار ہ وز لٹ جائیگا
کیونکہ بسبب لوح طلسمی طلسم کشا کو دستیاب ہو جائے گی طلسم کشا حسب ہدایت لوح طلسمی میرے طلسم کو
بھی فتح کر لے گا نام و نشان طلسم باقی نہ رہے گا پس کوئی ایسی فکر کرنا چاہیے کہ اگر طلسم کشا لوح طلسمی بھی
پا جائے تو بھی طلسم کو فتح نکر سکے اور ساکنان طلسم یا بادشاہ طلسم اُس کو ایک لحظہ میں اسیر کر کے اُسے
قتل کر ڈالے یہ خیال کر کے پھر انھوں نے حکما اور اہل علم کو جمع کر کے کہا کہ کچھ اشیا بزور حکمت و علم
ایسی تیار کرو کہ جو نایاب زمانہ ہوں کسی نے ویسی اشیا کبھی نہ بنائی ہوں بلکہ کسی حکیم نے بھی نہ تیار
کی ہوں اور وہ اشیا ایسی ہوں کہ اگر طلسم کشا کو لوح طلسمی بھی ملجائے اور اُس کے گلے میں بھی
لوح طلسمی ہو تب بھی وہ گرفتار ہو جائے اور جو نقارہ کلان یا خرد اُس کے لشکر کے ساتھ ہوں

وہ بھی سالم نہیں اور سب مردان لشکر ایک آن میں اسیر ہو جائیں پادشاہ طلسم یا کوئی ساکنان طلسم سے بذریعۂ ان اشیاء کے
طلسم کشا و مردان لشکر طلسم کشا کو چشم زدن میں مع نوبت و نقارہ کر کے اسیر کرلے حکما نے متفق الرائے ہوکر نہایت محنت و
جانکاہی سے یہ نقارہ جو تمھارے سامنے رکھا ہے اور نام اس کا نقارۂ سنگین ہے تیار کیا خاصیت اسکی یہ ہے کہ جو کوئی اس
نقارے کو بجائے جہانتک اسکی آواز جائے گی جسقدر نقارے اور ڈہل و رتاشے وغیرہ ہونگے وہ سب دفعتہً پھٹ جائینگے
بعد اس نقارہ تیار کرنے کے حکما و علمائے ازحد کوشش و محنت سے یہ نفیر تیار کی ہے تاثیر اس کی آواز
کی سنئے دیکھی کہ زیر کوہ اب تک چھ لاکھ سوار بیہوش پڑے ہیں تا وقتیکہ یہ تختی ان کے تمنوں سے
مس نہ کی جائے یا عکس اس کا ان پر نہ ڈالا جائے گا اسوقت تک ان کو ہوش نہ آئے گا مگر اس
تیاری میں ایک نقص بھی باقی رہا وہ یہ ہے کہ جو شخص اس نفیر کو بجاتا ہے وہ بھی بیہوش ہو جاتا ہے اگرچہ
تھوڑی ہی دیر کے واسطے بیہوش ہو غرضکہ جب یہ دونوں اشیاء نادر زمانہ حکما تیار کر چکے تو آصف
بن برخیا کو دیں وہ بہت خوش ہوئے حکما کی بہت تعریف کر کے یہی دو تین اشیاء نادر روزگار ایک
دیو کے ہاتھ انھوں نے پاس اپنے بادشاہ طلسم کے یعنی جس طلسم کو آصف بن برخیا نے حکما کو
جمع کر کے زر و جواہر بے انتہا خرچ کر کے تیار کرایا تھا اس طلسم کا جس کو بادشاہ بنایا تھا اور مقرر کیا تھا
اس کے پاس یہی تین اشیاء یعنی نقارہ و نفیر و تختی بھیجی چونکہ میں خدمت آصف بن برخیا میں اکثر
جایا کرتا تھا ان اشیاء کے حال سے مجھکو آگاہی تھی اتفاق سے وہی دیو مجھکو راہ میں ملا تھا میں نے
اس سے پوچھا تھا کہ کہاں جاتا ہے اس نے کہا کہ یہ چند اشیاء لیے جاتا ہوں شاہ طلسم کو دینے جاتا ہوں
میں نے اس اشیاء کو دیکھکر پہچان کر اس دیو کو مار ڈالا اس سے یہ اشیاء لے کر پردۂ قاف سے
یہاں آکر سکونت پذیر ہوا تھا کہ تمکو دیکھا اور تم پر عاشق و شیدا ہو کر تمھیں اٹھا لایا آج تمکو اپنے
حال پر مہربان پاتا ہوں امید کرتا ہوں کہ اب تمھارے وصل سے شاد کام ہونگا یہ تقریر دیو کی ملکہ اور
نقلی نٹنی نے بخوبی سنی بعد گفتگو کرنے کے دیو نے کہا کہ او نٹنی ارے ابھی تک تو نے کباب مرچ نہیں بنایا
اس نے عرض کیا کہ حاضر کرتی ہوں فی الفور نٹنی مذکورہ وہ کباب گوسفند از حد بیہوشی آمیز لے کر
پاس دیو مذکور کے آئی اور کہا کہ پہلے یہ کباب گوسفند کھائیے دیکھیے کیا لذیذ و خوش ذائقہ ہیں ملکہ بھی
کھا چکی ہیں میں بھی کھا چکی ہوں بعد ان کباب کے کھانے کے اس آدم زاد کے کباب کھانا نمک
مرچ یہ موجود ہے دیو نے وہ کباب سب یکبارگی اپنے منھ میں رکھ لیے اپنے [illegible] تھے کہ دیو قزان
کھاتے ہی لذت سے خوش ہو کر کہنے لگا کہ اے نٹنی کیا خوب تو نے کباب تیار کیے ہیں مگر کھاتے ہی
گرمی معلوم ہوئی سر گھوما جاتا ہے نٹنی نے عرض کیا کہ ان کبابوں کی یہی تاثیر ہے ذرا اٹھ کر ٹہل کر دل کو
بہلائیے ہوا کھائیے دیو اٹھا وہ کیا اٹھا گویا جہان سے اٹھا ایسی سر کو گردش ہوئی کہ بے اختیار مانند
کوہ کے بالائے کوہ گرا دلسوز نے نعرہ کیا کہ منم دلسوز ہیں جانسوز ہیں مہتر قران او قزان دیو
نابکار یوں عیاری کر کے تجھ ایسے دیو زبردست کو میں نے بیہوش کیا ملکہ روشن آرا سے جہان
دلسوز کے اس کار نمایاں پر حیران ہو کے بہت خوش ہوئی تعریف بہت کی دلسوز نے جلد وہ
نفیر و تختی لے کر اپنے قبضے میں کی اور ایک پھاہا سفوف بیہوشی کا بنا کر اس کے دماغ پر رکھ دیا تاکہ
ہوش نہ آئے ابھی دلسوز نے دیو کو بیہوش کر کے ارادہ فرامرز ثانی کے ہوشیار کرنے کا کیا تھا
بلکہ عکس اس تختی کا اس پر ڈالا تھا اس کو ہوش آنے لگا تھا کہ ایک درویش آفتاب صورت
اپنی منڈھی میں بیٹھے ہوئے بالائے کوہ آئے دیکھا کہ فرامرز ثانی ہوشیار ہو کر اکڑ رہا ہے دیو بیہوش

پڑا ہوا ہی ملکہ مذکورہ بیٹھی ہی جب تک ملکہ مذکورہ آنکھ پوشیدہ ہو فرامرز ثانی نے اُسے دیکھ لیا دیکھتے ہی
عاشق ہوا اتنی دیر میں درویش موصوف نے دیکھ کر جہان کردلسوز کی طرف نظر کی دلسوز نے کہا کہ
آپ نے یہاں تشریف لانے کی زحمت کیوں گوارہ کی میں سب کام کرچکا نقارہ و نفیر کی کیفیت و حقیقت
معلوم کرچکا تختی کی بھی تاثیر دریافت کرچکا دیو قران کو بھی سفوف بیہوشی آمیز کباب کھلا کر بیہوش
کرچکا فرامرز ثانی کو شر دیو سے بچا چکا لیجیے یہ نقارہ ہی نام اس کا سہمگین ہی اور یہ نفیر ہی اور یہ تختی وہ ہی
کہ جس کے عکس ڈالنے اور مس کرنے سے ہر ایک بعد سننے صداے نفیر کے اور بیہوش ہونے کے ہوشیار
ہوتا ہی اس کے بعد جو کچھ ان اشیا کی بابت دیو سے سنا تھا بیان کیا درویش آفتاب صورت
نے دلسوز کے سراپا پر نظر کرکے اُس کے اس کارنمایاں کے کرنے پر تحسین و آفرین کرکے نقارہ و نفیر
کو اُس سے لے کے داخل جیب جامہ درویش مرجان سرخ مو کیا اور تختی کو لے کر اور دیو قران کو
کہ بیہوش تھا منڈھی پر ڈال کر ملکہ روشن آراے جہان اور فرامرز ثانی و دلسوز کو منڈھی
میں داخل کرکے جو کچھ مال و اسباب دیو قران کا بالاے کوہ صندلین تھا اُس کو بھی نذر جیب جامہ
درویش مرجان سرخ مو کرکے منڈھی سے کہا کہ اے منڈھی بحکم درویش مرجان سرخ مو ہم
سب کو یہاں سے نیچے اس کوہ کے پہونچا دے منڈھی وہاں سے زیر کوہ سب کو لے کر آئی درویش
موصوف نے فرامرز ثانی اور دلسوز کو منڈھی سے باہر کرکے اُس تختی کا عکس ماہر شاہ والی و حاکم
شہر نقش میں پر ڈالا اُس کو ہوش آیا درویش نے کہا کہ اے شاہ شہر نقش میں دیکھو یہی تمھاری دختر
ہی اس سے ملو اور اس کو محافہ وغیرہ میں بٹھاؤ اور دیکھو یہ دیو وہی ہی کہ جس کے ہاتھ سے تم عاجز
ہوئے تھے یا نہیں شاہ موصوف اپنی دختر کو دیکھتے ہی از حد شادمان ہو کر اُس سے ملا دوڑ کر اُس کو
اپنے سینے سے لگایا وہ اپنے پدر سے لپٹ کر رونے لگی بعد گریہ وزاری شاہ موصوف نے اپنی دختر
کی پردہ داری کی فکر و تدبیر کی پردے میں اُسے محافے کے بٹھایا پھر قدم درویش موصوف کو چوم کر
گویا ہوا کہ اے درویش باکمال واقعی آپ کا مثل و نظیر نہیں ہی آپ نے اپنی کرامت و کمال سے
میری حاجت و آرزو کے بر لانے میں خوب سعی کی تا زندہ ایم بندہ ایم درویش موصوف نے کہا کہ
جو تو نے اقرار کیا تھا اُس کا بھی تمھیں کچھ خیال ہی اُس نے کہا کہ ہاں یاد ہی آپ مجکو ہدایت و تلقین کلمہ
کیجیے درویش ممدوح نے اُس کو کلمہ طیبہ تلقین کیا وہ کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوا فرامرز ثانی
اور درویش موصوف اُس کے مسلمان ہونے سے شادمان ہوئے پھر درویش موصوف نے عکس
اُسی تختی کا ہر ایک اعلی ادنی پر ڈال کر ہوشیار کیا سب کو ہوش آیا بعد دریافت حال ہر ایک نے
درویش موصوف کی بہت تعریف کی اکثر نے ہاتھ جوڑے ہزاروں سوار قدمبوس ہوئے عراق
آہن کلاہ بادشاہ شہر عراقیہ و عمان شاہ نے بھی کہ انکا ہمسایہ یہ دونوں بادشاہ بھی حال درویش
آفتاب صورت سے ماہر و آگاہ نہیں ہیں بہت کچھ ثنا و تعریف درویش کے کمال کی کی درویش
نے بعد ہوشیار کرنے جملہ بیہوشوں کے دیو کے اسیر کرنے کا سامان کیا فرامرز ثانی نے عرض کیا کہ
آپ اس کو اسیر نکریں بلکہ ہوشیار کریں درویش موصوف نے جواب دیا کہ اے فرامرز ثانی اگر یہ ہوشیار
ہوگا تو بدشمنی پیش آئیگا اور چلا جائے گا فرامرز ثانی نے جواب دیا کہ کیا مجال اس دیو کی کہ اب
کسی کو کچھ ضرر پہونچا سکے اور میرے سامنے سے کہیں جا سکے درویش ممدوح نے عکس اُس تختی کا تو
اُس دیو پر نہ ڈالا تختی مذکورہ کو داخل جیب جامہ درویش مرجان سرخ مو کرکے کہا پہونچنے کا

اُس کے دماغ سے دور کرکے فتیلہ دفع بیہوشی اُس کو سنگھایا دیو کو ہوش آیا اپنے تئین زیر کوہ پایا حیران ہوا فرامرز ثانی نے اُس سے کہا کہ او قران دیو آگاہ ہو کہ نقارہ و نفیر و لوح مجھسے لیگئی ملکہ روشن آرا ے جہان اپنے والدین سے ملی تجکو بیہوش کیا تھا اب ہوشیار کیا ہی اگر تو اطاعت ہماری کریگا تو زر و انعام پاویگا تجھے لازم ہی کہ ہمارے ہمراہ رہ گوشت تجکو واسطے کھانے کے اسقدر دیا جائیگا کہ تو سیر ہو جائیگا قران دیو نے فرامرز ثانی کو کلمات درشت کہکے ارادہ جانے کا کیا اُسوقت فرامرز نے سب کے سامنے بصد غضب اُس کو پکڑ کر زمین پر گرا کر سر اُس کا دھڑ سے کھینچ لیا جملہ اہل لشکر و سرداران سپاہ و بادشاہ یہ قوت و طاقت و شجاعت فرامرز ثانی کی دیکھکر حیران و شادمان ہوئے خصوصًا درویش آفتاب صورت نے بہت خوش ہو کر اُسکے زور بازو کی ثنا کی ماہر شاہ نے بھی تعریف کی اور اُس کو ہر طرح لیاقت و شرافت مین اچھا پایا یہ خیال واسطے اپنی دامادی کے پسند کیا کہ اس نے میری دختر کو بالائے کوہ جا کر دیکھا ہوگا بہتر و مناسب یہی ہی کہ اُسی جوان سے اپنی دختر کو منسوب کردون ایسا جوان پھر بہر دامادی نہ ملے گا یہ خیال کرکے خاموش رہا پھر وہان سے بصد ہزار خوشی اپنی دختر اور درویش آفتاب صورت پر زر و جواہر نثار کرتا ہوا مع اپنی تمامی سپاہ کے اپنے شہر مین آیا ملکہ روشن آرا ے جہان محافہ زرین سے اُتر کر داخل محلسرا ہوئی جملہ عورات محلسرا اُس کے دیکھنے اور آنے سے از حد شادمان ہوئین خصوصًا مادر ملکہ مذکورہ اپنی دختر کو دیکھکر بہت خوش ہوئی ملکہ نے اپنی مادر کو بادب سلام کیا اُس نے اس کو اپنے سینے سے لگا کر گریہ و بکا کیا دیگر عورات بھی ملکہ موصوفہ سے ملکر روئین بعد گریہ و بکا کے اور ملنے کے سامان خوشی و جشن ہوا محلسرا مین ملکہ کے آنے سے گویا عید ہوئی ملکہ پر سے ہزارہا روپیہ اشرفیان جواہرات تصدق کیا گیا غربا محتاجون کو دیا گیا فقرا وہ تصدق پا کر امیر کبیر ہو گئے بادشاہ شہر نقش بین نے اپنے دربار مین آکر عمان شاہ اور درویش آفتاب صورت کا شکریہ ادا کرکے کہا کہ اب اس تخت حکومت پر آپ دونون شاہون مین سے کوئی صاحب جلوس کرین مجکو اپنا فرمانبردار جانئین عمان شاہ نے اُس کے تخت حکومت پر بیٹھنے اور حکمران ہونے سے عذر و انکار کیا درویش آفتاب صورت نے کہا کہ مین ایک درویش ہون مجکو تخت نشینی سے کیا غرض یہ تخت و تاج تمھارا تمکو مبارک ہو یہ کہکے ماہر شاہ کو بالائے تخت حکومت بٹھا دیا پھر خود بھی برابر تخت ماہر شاہ کے بالائے کرسی بیٹھے عمان شاہ و عزاق آہن کلاہ بھی برابر تخت ماہر شاہ کے تختہائے زرین پر بیٹھے جملہ سرداران سپاہ بھی حسب قدر مراتب دنگاون پر رونق افزا ہوئے خصوصًا فرامرز ثانی برابر تخت ماہر شاہ کے زرین دنگل پر بیٹھا شاہ شہر نقش بین نے پہلے اپنے اہل دربار کو پھر تمامی ساکنان کو حکم دیا کہ جملہ ادنی اعلی لقا پرستی چھوڑ کر حق پرستی اختیار کرین کلمہ طیبہ پڑھکر مسلمان ہون حکم بادشاہ موصوف سے جملہ اعلی ادنی مسلمان ہوئے مساجد کی بنا ہونے لگی شہر نقش بین مین آواز اذان موذن اکثر جگہ بلند ہونے لگی مردمان شہر پابند نماز پنجگانہ ہوئے پھر حکم سے بادشاہ کے اہل شہر نے خوشی ملکہ کے آنے کی کی شہر نقش بین اس خوشی مین ایسا آراستہ کیا گیا کہ رشک نگار خانہ چین و ماچین ہوگیا بادشاہ شہر نے بھی ساتھ روز برابر شب و روز جشن کیا صدہا نازنینان خوبرو و خوش گلو نے حاضر بزم عشرت ہو کر مبارکباد ملکہ کے آنے کی دی غزلین بھی عاشقانہ گائین اہل بزم خوش ہوئے اور دعوت و ضیافت بھی درویش آفتاب صورت و عمان شاہ و عزاق آہن کلاہ

و فرامرز ثانی و قہور صف شکن و صمصام تیغ زن و بہران پر سوار و اسفندیار کجکلاہ و
صارف تیغ زن وغیرہ جملہ سرداران سپاہ نامی و نامور کی بجشن و خوبی نہایت تکلف سے ہونے لگی
اور بزم عیش و عشرت مین اکثر اوقات ساقیان سیمین ساق گشتیان شراب ناب کی یعنی عرق مقوی
اعضا و خوشبو دار شیشون مین مع ساغرہاے بلورین لاکر اہل بزم عشرت کو پلانے لگے اہل بزم بصد
خوشی و مسرت بایں طور میخواری کرنے لگے اثنار زمانہ جشن مذکور مین ماہر شاہ فرمانرواے شہر نقش بین
نے عقد اپنی دختر نیک اختر کا شاہانہ سامان و جلوس سے ساتھ فرامرز ثانی کے کر دیا جہیز مین علاوہ مال و
اسباب و زر و جواہر کے شہر نقش بین بھی دیدیا بعد عقد و نکاح طالب و مطلوب یکجا ہوئے فرامرز ثانی
نے وصل ملکہ روشن آراے جہان حاصل کیا مراد دل برآئی اسی طرح بعیش و عشرت وصل چند روز
گذرے ایک روز درویش آفتاب صورت و فرامرز ثانی نے ماہر شاہ والی شہر نقش بین سے
کہا کہ اب ہم کو اجازت جانے کی دیجیے یہان ہمین زمانہ زیادہ گذرا ہمین جانا جانب طلسم زلزلہ ضرور ہے اخبار
سے معلوم ہوا ہے کہ لشکر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ اسی طرف روان ہے شاہ موصوف نے
بمجبوری کہا چندے یہان اور قیام کیجیے سامان سفر دور و دراز مہیا ہو جائے تو پھر یہان سے روانہ
ہو جیے ہم بھی ہمراہ چلین گے فرامرز ثانی و درویش موصوف نے چندے اور قیام کیا جب سامان سفر
حسب دلخواہ مہیا و فراہم ہو چکا درویش آفتاب صورت نے فرامرز ثانی کے بازو پر وہی اکہ جو
درویش مرجان سہرح موسے ہاتھ آیا تھا اور جس کی تاثیر یہ تھی کہ جس کے بازو پر وہ اکہ باندھا جاے
وہ کبھی کسی سے زیر نہو جیب جامہ درویش مرجان سہرح موسے نکال کر باندھا اور اُس کے چہرے پر
نقاب سبز ڈالی بعدہٗ قہور صف شکن و صمصام تیغ زن و اسفندیار کجکلاہ و صارف
تیغ زن ان چارون سرداران نامی و نامور کو بھی نقاب دار سبز بناکر رفیق فرامرز ثانی اُن کو قرار دیا
اور علمدار لشکر جملہ سپاہ گران بہران پر سوار کو کیا علم سبز و طویل اُس کو دیا سوا اُس کے اور بھی چند
علمدار سپاہ مقرر کرکے اُن کو بھی علم دیے علاوہ اس کے جملہ سامان جنگ و جلوس مہیا و فراہم کرکے
ماہر شاہ سے رخصت چاہی وہ بھی ہمراہ چلنے پر آمادہ ہوا درویش موصوف و فرامرز ثانی نے کہا کہ
آپ ہمراہ ہمارے نہ چلیے تکلیف سفر نہ اٹھائیے واسطے انتظام شہر کے یہین تشریف رکھیے فرامرز کے کہنے
سے ماہر شاہ نے ہمراہ چلنا اپنا موقوف رکھا مگر تین لاکھ سوار اور ایک سردار سپاہ مسمی صارف تیغ زن
کو ہمراہ کیا فرامرز ثانی بہنگام سفر داخل محلسرا ہو کر اپنی زوجہ ملکہ روشن آراے جہان سے رخصت
ہونے گیا ہر چند اُس نے کہا کہ ابھی یہان سے نجاؤ مجھے تنہا نہ چھوڑو یا اپنے ہمراہ مجکو بھی لیتے چلو مگر فرامرز
ثانی نے نمانا کہا کہ اے ملکہ ہم واسطے چند مدت کے جاتے ہین اگر خدا نے چاہا تو جلد وہان سے آکر تمسے ملینگے
اس سفر مین تمکو ہمراہ لے جانا مصلحت نہین ہے اس تقریر فرامرز سے ملکہ آبدیدہ ہوئی فرامرز ثانی اُسکو
سمجھا کر اقرار پھر آنے کا کرکے بمشکل اجازت جانے کی لے کر محلسرا سے باہر آیا پھر اپنے خسر ماہر شاہ سے بھی
رخصت ہوا ماہر شاہ بہنگام رخصت آبدیدہ ہوا بعدہٗ درویش آفتاب صورت سے بھی رخصت ہوا
اس اثنا مین نقارہ کوچ پر چوب لگائی گئی صداے نقارہ بلند ہوئی سب خرد و کلان آگاہ ہوئے کہ
اب یہان سے لشکر کا کوچ ہے فوراً اسپ سوار و سردار سپاہ مسلح ہوئے عمان شاہ و عراق آہن کلاہ
بادشاہ شہر عراقیہ بھی آمادہ سفر ہوئے پوشاک پہنکر تاج شاہی سرون پر رکھکر تختہاے زرین پر بیٹھے
کہارون نے اپنے کاندھون پر تخت اٹھاے درویش آفتاب صورت بھی اپنے اُسی گنبد طلائی

جواہر نگار میں کہ جو بہزار زیب و زینت آراستہ تھا وہی لباس پر جنو زیب تن کرکے بیٹھے کہاروں نے اس گنبد طلائی کو اپنے دوش پر اٹھایا فرامرز ثانی نے نقاب سبز برخ و قمہور صف شکن و صمصام تیغزن و اسفندیار کجکلاہ و صبار فنا تیغزن بھی نقابداران سبز و رنقاب فرامرز ثانی کے ہمراہ سوار ہوئے جملہ سواران سپاہ بھی کہ نو لاکھ تھے بسرعت تمام مرکبوں پر سوار ہوئے غرضکہ یہ لشکر کثیر جب آمادہ سفر ہوا درویش آفتاب صورت اس شان و شوکت و جلوس و نوبت و نقارہ طبل و علم سے جانب کوکب انجم حصار روانہ ہوئے کہ آگے آگے ایک فیل مست و بلند پر نشان پیچھے ان کے صدہا فیلان مست کہ جن کی جھولیں زرین اور ہودے نقرئی و طلائی تھے فیلبان وردیان زرق برق پہنے ہوئے قطار در قطار عقب میں ان کے اشتر کئی ہزار زرین مہار نوبت و نقارہ ہائے کلان کی آواز شتاکی صدا علمہائے رنگ برنگ علمداران لشکر لیے ہوئے پھر ہرے ان کے ہوا سے اڑتے ہوئے پہران پر سوار علمدار خاص سپاہ تہور شعار علم سبز کلان لیے ہوئے مرکب پر اور بقوسے شیر پر سوار پھر ہرے پر اس کے حمد خدا و نعت ابراہیم خلیل اللہ بخط جلی تحریر اسی طرح ہر ایک علم پر بھی حمد خدا و نعت ابراہیم خلیل اللہ رقم کی ہوئی ہزاروں جھنڈے اور برچھے بردار یہ بھی قطار در قطار نو لاکھ سواران جنگی و آزمودہ کار مرکبوں پر سوار رہروی میں برابر دو دو سوار تہور شعار نیزے ہاتھوں میں لیے ہوئے سنانیں نیزوں کی چمکتی ہوئی ہر ایک گروہ و غول کے ساتھ ایک ایک سردار و علمدار علم لیے ہوئے پھر ہرا علم کا کھولے ہوئے پھر ہرے ہوا سے اڑتے ہوئے سقے برابر راہ میں پانی چھڑکتے ہوئے گرد و غبار راہ دور کرتے ہوئے نقیبان خوش آواز چوبدار و عصابردار بولتے ہوئے اسطرح آوازیں لگاتے ہوئے کہ شعر | ہمیشہ ہو ترقی حشمت و اقبال و دولت کی | سواری ہے یہ شاہ ذرہ پرور مہر صورت کی | گاہ صدائے دور باش دیتے ہوئے درویش آفتاب صورت اپنے گنبد طلائی میں بیٹھے ہوئے ماہی مراتب ساتھ ڈنکے پر چوب لگتی ہوئی علمدار و سرداران سپاہ باادب روان با دشتاہان شہر و دیار ہمراہ درویش موصوف اپنے جاہ و جلال و شوکت و اقبال و جلوس بے حد و انتہا پر نظر کرتے ہوئے بار بار مسکراتے ہوئے ریش دراز پر ہاتھ پھیرتے ہوئے زیرہ سی آنکھوں سے یمین و یسار دیکھتے ہوئے گنبد طلائی میں بیٹھے ہوئے روان ہیں جانب انجم حصار جاتے ہیں حال اس کا بمقام مناسب تحریر کیا جائیگا انشاء اللہ تعالے اب

دو کلمہ داستان ساریق بن لقا برادر لقا مثل ابلیس مردود بارگاہ خدا و صاحبقران سلطان کیوان شکوہ و درویش آفتاب صورت کے بیان کیے جاتے ہیں

پلا ساقیا بادۂ تند و تیز　کہ اب آگیا وقت جنگ و ستیز　ترے ہاتھ سے گر میں پاؤں شراب
تعاقب میں دشمن کے جاؤں شتاب　نہ دم بھر بھی ٹھہروں کہیں زینہار　روانہ ہوں میں سمت انجم حصار
گیا ہے اسی سمت ساریق اب　لقا کا خلف اسکو کہتے ہیں سب　خدائی کا کرتا ہے دعوی وہ کب
بغیر اس کے مارے نہ آئے گا صبر　وہیں جاؤں گا وہ جہاں جائے گا　مرے ہاتھ سے کب امان پائے گا
سپہ درج حالات کب ہی قلم　مرے ہاتھ میں تیغ زیر علم

راویان شیرین سخن اس داستان کہن کو بتازگی الفاظ و عبارت یون بیان کرتے ہین کہ جب ساریق
بن بقا خداوند مشرکین و کفار بے حیا بعد جنگ و جدال خوف قتل سے اور صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ کے ڈر سے گلستان باختر سے مضطر و حیران با خاطر پریشان مع جمعیت
فوج جانب انجم حصار گریزان ہوا تھا اثنار راہ مین خوف صاحبقران سے آرام و راحت و پناہ کی
جگہ نپاکر کہین چند سے بھی قیام نکر کے سوئے انجم حصار بدل بیقرار بعد صعوبت راہ بسیار جاکر ایک روز
قریب شام نزدیک انجم حصار کے پہونچا خستگی و مسافت راہ سے عاجز ہوکر وہین قیام کیا یہ خبر کوکب
انجم حصاری کو پہونچی کہ خداوند ساریق بن بقا برائے طلب پناہ بھاگ کر اس طرف آئے ہین
نہایت مضطر و پریشان ہین کچھ فوج بھی اُن کے ہمراہ ہی یہ خبر سُنکے کوکب انجم حصاری مع اپنے رفقا
و امرا وغیرہ کے واسطے استقبال کے آیا خداوند نابکار مذکور سے ملکر بصد عزت و حرمت و تکریم و تعظیم
انجم حصار مین لے گیا بعنوان شائستہ سامان دعوت و ضیافت کیا بعدہٗ سبب ادھر آنے کا دریافت
کیا ساریق بن بقا نے تمام حال جو گذرا تھا بیان کرکے کہا کہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ
کے ہاتھ سے ہمنے صدمہاے سخت اُٹھاے ہین آخر یہان تک آئے ہین کوکب انجم حصاری نے متحیر
ہوکے تمام حالات سُنکے کہا جاے عجب ہی کہ آپ نے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ اور اُسکے
مردان سپاہ کو تقدیر کرکے تباہ و برباد و ہلاک کیون نکیا وہان سے یہان تک اس حال خراب سے
کیون آگئے ہنوز ساریق نے کچھ جواب ندیا تھا کہ اُس کے وزیرا در شیطان بارگاہ سخنگان بن سخنگان
نے جواب دیا کہ خداوند رحم دل ہین جفا و ظلم و جور صاحبقران و اہل اسلام اُٹھاتے ہین بوجہ رحم دلی
کے اُن کو تباہ و غارت نہین کرتے ہین ذلت و رسوائی اپنی گوارہ کرتے ہین یہی سبب ہی کہ آج تک اُن کو
نیست و نابود نہین کیا ہی کہتے ہین کہ ان لوگون کو کیا برباد و تباہ کرون یہ جاہل ہین میرے رتبہ شناس
نہین ہین جب جہالت سے باز آئین گے مجکو پہچانین گے فی الحال یہ آپ کے پاس طالب پناہ ہوکر آئے
ہین آپ کو مناسب ہی کہ ان کی مدد و اعانت فرمائیے پناہ دیجیے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ
کے ہاتھ سے اور دیگر اہل اسلام کے شر و فساد سے ان کو بچائیے کوکب انجم حصاری نے گفتگوئے
سخنگان سُنکے ساریق بن بقا کو اپنا مہمان کیا دعوت و ضیافت خداوند مردود مذکور کی ہونے لگی
چونکہ کوکب انجم حصاری کہ ایک بادشاہ ہی حوالی و قرب طلسم زلزلہ مین اور حاکم انجم حصار کا ہی ماتحت
و فرمانبردار ہیود سرمست بادشاہ طلسم زلزلہ کا ہی اور ہود سرمست بوتا ساحر مشہور کا ہی اسوجہ سے
کوکب انجم حصاری نے ایک نامہ بطور عرضداشت کے اس مضمون کا لکھا کہ فی الحال خداوند
ساریق بن بقا گلستان باختر سے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ سے عاجز و شکست کھاکر
مضطر و پریشان خاطر ہوکر بھاگ کر انجم حصار مین آئے ہین مین نے اُن کو مہمان کیا ہی ساتھ اُن کے
اُن کا وزیر و شیطان بارگاہ سخنگان ہی اور کچھ سپاہ ہی اگر ارشاد اور مناسب ہو تو مین اُن کو پناہ
دون اور اگر حکم پناہ دینے کا نہو تو اُن کو پناہ ندے کر انجم حصار سے باہر کردون امیدوار جواب کا
ہون جب نامہ بعد القاب و آداب بمضمون مندرجہ بالا لکھ چکا سرنامہ درست کرکے نامے کو اندر
لفافے کے رکھکر مقیم جادو دیا کہ جو ہود سرمست بادشاہ طلسم زلزلہ کے حکم سے انجم حصار مین
رہتا تھا اور خدمت اُس کے متعلق یہ ہی کہ جب نامہ بھیجنے یا کچھ عرض و دریافت کرنے کی ضرورت
ہوتی ہی تو اُسی ساحر کے ہاتھ نامہ روانہ کیا جاتا ہی وہ ساحر جاکر نامہ یا پیغام ہود سرمست کو پہونچا دیتا ہی

اور جواب بھی گاہ گاہ لا دیتا ہی فی الحال بھی بدستور مرقوم نامہ اُسی ساحر کو دیا گیا وہ نامہ لیکر گیا
بعد چند ساعت کے در قلعہ طلسم زلزلہ پر پہونچا نامہ مذکور کو بذریعہ دیگر ساحران نامی کے خدمت
پُر مسرت مین پہونچایا شاہ طلسم مذکور نے نامہ مذکور پڑھکر کہا کہ کہدو مقیم جادو سے کہ وہ
کوکب انجم حصاری سے کہدے کہ بمقدمہ پناہ دینے سماریق بن لقا کے ہم سمجھکر جواب دینگے
بالفعل اُن کو مہمان رکھو کیونکہ وہ خداوند ہین گلستان باختر سے یہان تک آئے ہین جو ساحر نامہ
مقیم جادو سے لیگئے تھے اُنھون نے مقیم جادو سے حکم بادشاہ طلسم زلزلہ آکر ظاہر کیا
مقیم جادو نے انجم حصار مین آکر تخلیہ مین کوکب انجم حصاری سے حکم بادشاہ طلسم زلزلہ بیان
کیا کوکب انجم حصاری نے منتظر جواب نامہ مذکور ہوکر سماریق بن لقا کو مہمان رکھا ہی حال اس کا
آئندہ بمقام مناسب لکھا جائیگا مگر

اب حال زلزلہ قاف ثانی سلیمان مردم ربا سے بے درنگ شیر بیشہ جنگ شکنندہ کمان رستم دستان صاحب گرز سام بن نریمان صاحبقران بن صاحبقران یعنی سلطان کیوان شکوہ حق پژوہ کا بیان کیا جاتا ہی

رہین گمان کیا کیا مجھے اُس شوخ بدظن کی طرف
آگئی فصل بہاری دوڑتے ہین اسکے جنون
جب نہ پایا بعد میرے کوئی مجھسا باوفا
گلشن آفاق مین وہ سوختہ قسمت ہوں مین
بزم دنیا مین نہوگا کوئی مجھسا صلح کل
پاس ہی دونون کا مجھ وحشی کو راہ عشق مین
کشتہ رخسار تھا دو گل چڑھاتے بعد مرگ
سینہ پر داغ تا کانا دکھ دلدوز نے
کوئی دیکھے تجکو تیری آرسی کا دیکھنا
چودھوین شب بام پر تم سو رہے ہوکے نقاب
شاعری کا ہی تنزل ہر طرف اے واحسرتا کہان

رک رہا کیون آتے آتے میرے مدفن کی طرف
پاؤن صحرا کی طرف اور ہاتھ دامن کی طرف
بیکسی گھبرا کے دوڑی میرے مدفن کی طرف
آتے آتے رک رہی بجلی نشیمن کی طرف
دوست کی نظرون سے دیکھا ہین دشمن کی طرف
آنکھ ہی رہرو کی جانب دل ہی رہزن کی طرف
خاک بھی لیکر نہ آئے میرے مدفن کی طرف
راہ پیدا بھی نکالی میرے گلشن کی طرف
تکتکی سی لگ گئی ہی روے روشن کی طرف
چاند کو دیکھے کوئی یا روے روشن کی طرف
اہل جوہر کی توجہ کیا ہوا اس فن کی طرف

کہ بعد عقد کرنے کے قلعہ سبز نگار مین شب و روز براحت و آرام چندے بسر کرکے اور وصل ملکہ
حسین گلگون قبا دختر حسین سبز قبا فرمانرواے قلعہ سبز نگار موصوف شہر حسن آگین سے
شاد کام ہوکے ایک روز اپنے خسر حسین سبز قبا سے کہا کہ اب ہمکو رخصت کیجیے اجازت یہان سے
جانے کی دیجیے یہان زیادہ توقف کرنا مناسب نہین ہی ہمین تعاقب مین سماریق بن لقا خداوند
مردان گمراہ مین جانا ہی گلستان باختر سے ہم یہان تک اسکے تعاقب مین آئے ہین اخبار سے
دریافت ہوا ہی کہ وہ نابکار گلستان باختر سے بھاگ کر جانب انجم حصار گیا ہی ہمین تعاقب میں

اُس نابکار کے جانا ضرور ہی جبتک ہم اُس کو مسلمان یا قتل نہ کرلین گے اور اُس کی خدائی روے زمین
سے نہ مٹا لین گے ہرگز ہمکو راحت و آرام حاصل نہوگا بادشاہ قلعہ سبز نگار معروف شہر حسن آگین
نے بمجبوری اجازت جانے کی دی صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے اپنی زوجہ منکوحہ ملکہ
حسین گلگون قبا سے کہ نامتبع اُس کا یہی ہی بعد گفتگوے بسیار بمشکل رخصت ہوکر اقرار پھر آنے کا
کرکے محلسرا سے باہر تشریف لاکر حکم کیا کہ پیش خیمہ ہمارا یہان سے سوے انجم حصار روانہ کیا جاے
کل ہم بھی یہان سے یا آج ہی روانہ ہون گے حسب الحکم اُسیوقت سہراب بن لند صور اٹالہ و
بارگاہ و خیمہ و خرگاہ کا ہمراہ لے کر چالیس ہزار سوارون کی جمعیت سے جانب انجم حصار روانہ ہوا
صاحبقران سلطان کیوان شکوہ بھی اُس کے جانے کے بعد مع اپنے تمامی سرداران سپاہ و
بادشاہ لشکر اہل اسلام و جملہ مردان لشکر اسلام کے بصد شوکت و شان بجمعیت سپاہ گران سمت
انجم حصار روانہ ہوئے حسین سبز قبا بادشاہ قلعہ سبز نگار اور اپنی زوجہ ملکہ حسین گلگون قبا
کو وہین چھوڑا اپنے ہمراہ نہ لیا اثناے راہ مین سیر شہر و کوہ و دشت و بیابان کرتے ہوئے رنگ قدرت
و شان خداوند عالم و عالمیان کا مشاہدہ کرتے ہوئے جابجا کوچ و مقام کرتے ہوئے ایک روز ایک صحراے
سبزہ زار فرحت افزا مین پہونچے اُس صحراے سبزہ زار کی بہار دیکھکر فرمایا کہ ایسے صحراے سبزہ زار مین
کہ انجم حصار سے قریب ہی بارگاہ و خیام برپا و استادہ کیے جائین حسب الحکم نقارۂ سلیمانی پر چوب لگائی
گئی صداے نقارہ سلیمانی بلند ہوئی مشہور ہی کہ آواز نقارہ سلیمانی چو تسعہ کوس تک جاتی ہی ادھر
جملہ مردان سپاہ صداے نقارہ سلیمانی سنکے سمجھ گئے کہ یہ نقارہ اسوقت بجست آگاہی قیام بجایا گیا ہی
یہ سمجھکر سب ٹھہر گئے ملازمون نے جلد جلد بارگاہین اور خیام اُسی صحراے سبزہ زار پر بہار مین دور تک
ایستادہ و برپا کیے بادشاہ لشکر اسلام و صاحبقران عالی مقام و جملہ سرداران نیکنام و تمامی سواران
سپاہ تخت اور مرکبون سے اُترکر داخل بارگاہ و خیام ہوئے سلاح جنگ تنون سے دور کرکے راحت و
آرام پذیر ہوئے اُدھر یعنے انجم حصار مین ساریق بن لقا بعزت پاس کوکب انجم حصاری کے
بیٹھا ہوا تھا تشنگان بھی موجود تھا ساقی خوب روکشتی شراب ناب کی لایا تھا شیشہ کے ساغر بلورین
مین مئے گلگون بھرکے جام مذکور ساریق بن لقا کو دیا تھا اُس کے ہاتھ مین ساغر مے تھا ارادہ میخواری کا
کیا تھا کہ ناگاہ یک صداے نقارہ سلیمانی آئی زمین انجم حصار تھرائی ساریق بن لقا آواز نقارہ مذکور
سنکے ایسا ڈرا اور کانپا کہ ہاتھ سے اُس کے جام مے بالاے فرش گرا رنگ چہرہ ساریق بن لقا کا خوف
سے اُڑ گیا گھبرا کر یمین و یسار دیکھنے لگا ارادہ اُٹھکر بھاگنے کا کیا مگر وحشت و ہول کے تھرانے اور کانپنے سے
بھاگ نہ سکا کوکب انجم حصاری نے پوچھا کہ اے خداوند اسوقت مزاج کیسا ہی کیا حال ہی یہ لرزہ
تمامی تن مین کیون ہو گیا تپ لرزہ آگئی ہی اور جام شراب ہاتھ سے کیون گر گیا ہی یا خود برہم ہوکر ساغر
شراب فرش پر پھینک دیا ہی کیا شراب ناقص ہی غصہ سے آپ تھرا رہے ہین یا اور کوئی وجہ ہی مفصل
بیان فرمائیے ساریق بن لقا سے تو بسبب خوف صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کے کہ تھرا رہا
تھا مثل بید کانپ رہا تھا بولا نہ گیا جواب نہ دے سکا مگر تشنگان نے عرض کیا کہ حضور مجھے سبب اس
ساغر مے کے گرنے کا سینے مین خوب آگاہ ہوگیا ہون اسوقت مزاج خداوند درست نہین ہی حواس
خمسہ بجا نہین ہین یہ شراب جو ساغر بلورین مین تھی یہ بھی اچھی تھی بری نہ تھی غصہ بھی اسوقت
خداوند کو نہین ہی کانپنا ان کا نہ غصہ سے ہی نہ تپ لرزہ آئی ہی صاف صاف یہ ہی کہ نقارہ سلیمانی

بالائے تخت حکومت بیٹھا ہو سارق بن بقا بھی بعزت تمام بیٹھا ہوا ہے سختگان بھی موجود ہے ارکان
دولت حاضر دربار ہیں ابھی خواجہ طیفور داخل بارگاہ و دربار کوکب انجم حصاری ہوئے تھے
بصورت خدمتگار کھڑے تھے کہ ناگاہ کوکب انجم حصاری کو مملوک بن مالک کے آنے کی
اور نامہ صاحبقران لانے کی خبر ہوئی فی الفور اُسنے اپنے اہل دربار امرائے نامدار وارکان دولت
ذی وقار کو بجمعیت چالیس ہزار سواروں کے واسطے استقبال نامہ دار ممدوح کے روانہ کیا
اُنہوں نے جلد تر جاکر مملوک بن مالک کا استقبال کیا پھر اُس کو بعزت و حرمت دربار میں لائے
مملوک بن مالک نے دربار و اہل دربار پر نظر کر کے بطریق اہل اسلام سلام کیا کسی نے جواب سلام
نہ دیا الا خواجہ طیفور نے آہستہ کہ کسی نے کفار سے نہ سنا جواب سلام دیا کوکب انجم حصاری
نے مملوک بن مالک کو ذی عزت و لیاقت جان کر قریب اپنے تخت کے کرسی زرین پر اشارہ
بیٹھنے کا کیا نامہ دار موصوف کرسی مذکور پر بیٹھا سختگان نے کہا کہ ابھی تو آپ کے یہاں قدم مبارک
آئے ہیں نامہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ لیکر آئے ہیں دیکھیے انجام کیا ہوتا ہے اس
دربار میں کون کون آتا ہے آثار اچھے پائے نہیں جاتے ہیں کوکب انجم حصاری نے بہ تراشنگی و تیز
باتیں سختگان دیکھکر کہا کہ اے سختگان کیا کہتے ہو اُس نے کہا کہ اے بادشاہ جو کچھ میں نے کہا
سچ کہا میں جہان دیدہ و آزمودہ کار ہوں ایسے امور کا مجھے تجربہ ہو چکا ہے اسی وجہ سے میں نے
کہا ہو کہ آثار اچھے نظر نہیں آتے ہیں سارق بن بقا نے کہا کہ اس کی باتوں پر کچھ خیال نکرنا چاہیے
یہ شیطان درگاہ و بد دولت ہے ہمیشہ ایسی ہی باتیں کرتا ہے کوکب انجم حصاری نے گفتگوے سارق
بن بقا سنکے ساقی کو طلب کیا وہ کشتی شراب مع شیشہ و ساغر بلورین لایا اپنے بادشاہ کے حکم سے شراب
ساغر بلورین میں رو برو نامہ دار موصوف لے گیا نامہ دار نے میخواری سے عذر کیا کوکب انجم حصاری
نے نامہ طلب کیا مملوک بن مالک نے کہا کہ نامہ حسب دستور شرائط دیا جائے گا شاہ مذکور نے شرائط
کو دریافت کیا مملوک بن مالک نے جواب دیا کہ اول تو واسطے تعظیم نامہ کے اٹھکر چند قدم بڑھکر
نامہ لیجیے بعد کو اس نامے پر کشتیاں زر و جواہر کی نثار کیجیے عزت اس نامے کی یہ ہے کہ سر پر رکھیے پھر اسکو
پڑھوا کر مضمون نامہ سے مطلع ہو جیے یہی شرائط ہیں ملک جی بیٹھے ہیں ان سے دریافت کیجیے کہ یہی شرائط
اس نامے کے لینے کے ہیں یا نہیں شاہ مذکور نے رخ اپنا جانب سختگان کیا اُس نے عرض کیا کہ بیشک حضور
یہی شرائط صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کے نامہ لینے کے ہیں مگر نامہ لینے والوں کو اختیار ہے
خواہ اعزاز نامہ کریں یا نکریں نامہ لیں یا نہ لیں چونکہ کوکب انجم حصاری کو نامہ لینا منظور تھا لہذا
سختگان کی بیہودہ و شرآمیز تقریر پسند نکر کے کشتیاں زر و جواہر کی طلب کیں ملازموں نے فی الفور حاضر
کیں پھر شاہ مذکور نے واسطے تعظیم نامہ صاحبقران کی سرو قد اٹھکر دو چار قدم بڑھکر نامہ طلب کیا
نامہ دار نے حسب قاعدہ نامہ دیا پھر اُس نامے پر کشتیاں زر و جواہر کی نثار کی گئیں دربار میں زر و جواہر
جا بجا گرا خدمتگاروں نے ارادہ اُس کے اُٹھانے کا کیا ہی تھا کہ خواجہ طیفور گردیا نے فی الفور زنبیل
سے جال الیاسی نکال کر بعجلت تمام جال اُس زر و جواہر پر مارا تمام زر و جواہر جو نامے پر نثار کیا گیا تھا
اور کچھ پگڑیاں خدمتگاروں کی جو واسطے لینے زر و جواہر کے جھکے تھے اور بہت سی مٹی بھی جہاں زر و جواہر
پڑا تھا سب جال میں آگیا خواجہ نے جلد نذر زنبیل کیا خدمتگاران مذکور سر ننگے ہو گئے نہایت حیران و
پریشان ہوئے ہاتھ بڑھا کر رہ گئے زر و جواہر سے کچھ بھی نپایا بلکہ گرہ سے اپنے سر کی پگڑیاں کھوئیں

سخت نادم و پشیمان ہوئے کہ یہ کیا واقعہ ہوا ملک جی یعنی نختگان یہ واقعہ دیکھکر کھڑے ہوگئے خدمتگارون
سے کہا کہ اے نالائقو کیون حیران پریشان ہو دور ہو شکر کرو کہ بلا سر سے ٹل گئی پگڑیون ہی کے سر سے
جانے سے خیر گذری تمکو خبر نہین ہی کہ ہمارے جناب مستطاب معلی القاب صاحب قنطورہ درنگ قلعہ گیر
پیر جنگ سر برندہ ساحران رئیس تراشندہ کافران خواجہ طیفور گردیا تشریف لائے ہین دربار مین
انھون نے قدم رنجہ کیا ہی یہ زر و جواہر جو نثار بالائے نامہ کیا گیا تھا انھین کا حق تھا تمنے بطمع حصول زر
کیون ہاتھ بڑھایا تھا تمھارے ہاتھ بڑھانے کی سر دست تمکو سزا ملگئی پگڑیان تمھارے سر سے اتر گئین
نذر زنبیل ہوگئین یہ کہکر خواجہ سے مخاطب ہوکر بعجز و انکسار کہا کہ اگر آپنے یہان قدم رنجہ کیا ہی تو میرے
حال پر رحم فرمایئے کہ مجکو اپنا فرمانبردار سمجھیے تا اگر حکم ہو تو کچھ زر و جواہر بین راہ خرچ کے واسطے نذر کرون
خواجہ طیفور گردیا نختگان کو بنظر تند و تیز دیکھکر جلد تر دربار سے نکلکر اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوئے
بعد قطع راہ خدمت صاحبقران مین جاکر جو کچھ دربار کوکب انجم حصاری مین دیکھا اور سنا تھا
عرض کیا صاحبقران سلطان موصوف سنکے خاموش رہے خواجہ تو بعد بیان کرنے حالات دربار کوکب
انجم حصاری کے بارگاہ سے نکلکر اپنے خیمے مین گئے اس طرف کوکب انجم حصاری نے نامہ
صاحبقران ممدوح میر منشی کو دیا اس نے لفافہ چاک کرکے نامہ نکال کر آواز بلند پڑھا شاہ مذکور
عبارت نامہ مذکور حرف بحرف سنکے متردد ہوا کہ اس نامے کا جواب کیا دیا جاوے ہنوز اسی فکر مین تھا
کہ برقش جادو طلسم زال سے آیا اس نے جواب نامہ دیا کوکب انجم حصاری نے عبارت جواب نامہ
پیش نظر کی یہ لکھا ہوا پایا کہ اے کوکب انجم حصاری اگر خداوند ساریق بن لقا طالب پناہ ہوکر آئے
ہین تو انکو پناہ دو اور دشمنون کے شر سے انکو بچاؤ جو کوئی انکا دشمن ہو اسے قتل کرو اگر
صاحبقران آگئے ہین اور آمادہ جنگ ہین تو مقابلہ کرو نقابدارون سے انکو مع انکے مردان
سپاہ کے اسیر کراؤ کوکب انجم حصاری نے عبارت جواب نامہ خود پڑھکر اسیوقت مملوک
بن مالک کو خلعت فاخرہ دیکر میر منشی سے کہا کہ پشت نامہ پر جواب نامہ مین یہ عبارت لکھدے
کہ ہم کو آپکی اطاعت و فرمانبرداری منظور نہین ہی اور دین اسلام اختیار کرنا منظور نہین ہی خداوند
ساریق بن لقا یہان آکر طالب پناہ ہوئے ہین خلاف مروت ہی کہ ہم انکو پناہ ندین اور آپکے
واسطے انکو گرفتار کر دین ہان مقابلہ کرنا منظور ہی میر منشی نے حسب الحکم یہی عبارت پشت نامہ پر تحریر کردی
پھر سر نامے کو درست کرکے نامہ سربستہ مین رکھکر بادشاہ کو دیا اس نے مملوک بن مالک کے
حوالے کیا سردار نامدار و ہوشیار موصوف جواب نامہ لیکر دربار سے اٹھکر بیرون دربار آیا مرکب
پر سوار ہوکے مع اپنے ہمراہی سوارون کے اپنے لشکر مین آیا مرکب سے اترکر روبروئے صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ کے جاکر سر دربار جواب نامہ دیا اور تمام حال جو دیکھا تھا بیان کیا اسکندر
کشور گیر نے وہ نامہ میر منشی کو دیا اس نے سر دربار آواز بلند پڑھا صاحبقران موصوف نے
عبارت جواب نامہ سنکے برہم ہوکے فرمایا کہ کوکب انجم حصاری نے ہمارے حکم سے سرکشی کی نتیجہ
دیکھا چاہیے گا ابھی صاحبقران یہ فرما رہے تھے کہ کوکب انجم حصاری نے سر شام حکم دیا کہ ہمارے
لشکر مین طبل جنگ بجایا چاہیے بمجرد حکم ملازمون نے نقارہ جنگی پر چوب لگائی صدائے نقارہ [illegible]
بلند ہوئی کفار خبردار ہوئے سامان جنگ و جدال ہونے لگا ہرکارے جو لشکر اہل اسلام کے برائے
دریافت خبر وہان موجود تھے صدائے نقارہ جنگی سنکے بخوبی خبر دریافت کرکے وہان سے بعجلت

اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوکر دربار دُربار بادشاہ لشکر اہل اسلام مین آئے اور بعد ثنا و دعا کے بادشاہ اس طرح اپنی زبان پر جاری کرکے خبر نواخت طبل جنگ ظاہر کرنے لگے کہ بعد اول نظم

زیبا شہے کہ ہیبت پیکان بخشش وجود
زبان خنجر تو شرح کارزار دہد
نخست تخت حسودت چنانکہ بیداری
سہیل را بستم ہیبت بجوار دہد
دران زمان کہ بپا داشت چشم خصم ترا
کہ سرعت قاعدہ افلاک را حصار دہد
سریر ملک عطا داد کردگار ترا
کہ بوسہ بر لب پا شمشیر آبدار دہد
عدوت مثل تو آنکہ شود کہ خنجر تو بہ
براستادار فنا ... بدار دہد

لگان و دریا سپہر مایہ بسیار دہد
حمایت تو شب تیرہ را اگر خواہد
زمانہ روز وشنیش کوکب کو کنار دہد
ترا چو دشمن ناکس فرو نیارد سر
قضا بسیل سنان سر بہ غبار دہد
سنان بیچ گز جوئے فتح آب خورد
بجائے خویش بود ہر چہ کردگار دہد
اگر بنائے اہل سہندم شود بزدان
بروز معرکہ آثار ذوالفقار دہد
تو پایدار بمان زانکہ جائے اندازی

سپہر خیمہ در انداز دار طرب چو لطف بپا
ز زخم خنجر خورشید زینہار دہد
سنان زخم تو از چرخ سر کشیدہ چنانکہ
ہمین بود کہ تیا بر و کار دہد
سپاہ سپہ عدوت چو آن بود آن روز
بوقت حملہ سپر بد سگال بار دہد
عروس ملک ... در کنار گیر و شناسا
ز حفظ خویش ترا حصن استوار دہد
ہمیشہ تا کہ درین چرخ بد معاملہ را
کہ کردگار ترا عمر پایدار دہد

اسوقت کوکب انجم حصاری نے اپنے لشکر مین معین و مددگار ساریق بن لقا ہوکر طبل جنگی بجوایا ہے ارادہ اُس بد اندیش کا یہ ہے کہ ہنگام سحر میدان مصاف مین آکر جنگ آزما ہو باقی خیریت ہے بادشاہ لشکر اہل اسلام نے خبر نواخت طبل جنگی سیاہ رو سیاہ کوکب انجم حصاری مین سنکر جناب صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نظر کی صاحبقران موصوف نے بایماے بادشاہ موصوف حکم دیا کہ ہمارے لشکر ظفر اثر مین بھی لہذا سپہ ایزدی و تائید ربانی طبل جنگی و نقارہ سلیمانی پر چوب لگائی جاے اُن ہرکارون نے نقارہ نوازون کو حکم صاحبقران جاکر سنایا انھون نے موافق قاعدہ قدیم خواجہ طیفور کو دیا کو چند اشرفیان نذر دے کر چوب نقارہ جنگی پر لگائی صداے نقارہ زری بلند ہوئی مردان سپاہ اسلام آگاہ ہوکر تیاری آلات جنگ مین مصروف ہوے جب دونون طرف طبل و نقارہ جنگی بجایا گیا یہ خبر ملکہ ہلال ابرو دختر نیک اختر کوکب انجم حصاری کو پہونچی کہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ تعاقب مین ساریق بن لقا کے یہان آئے ہین کوکب انجم حصاری نے ساریق بن لقا کو پناہ دے کر اُس کے معین و مددگار ہوکر طبل جنگ بجوایا ہے صاحبقران کے بھی لشکر مین نقارہ جنگی بجایا گیا ہے دونون طرف تیاری و سامان جنگ ہو رہا ہے کل میدان جنگ مین مقابلہ ہوگا کشت و خون بہت ہوگا یہ خبر سنکے ملکہ ہلال ابرو بہت گھبرائی نہایت پریشان خاطر ہوئی کیونکہ یہ صاحبقران موصوف پر مائل ہو چکی تھی اور صاحبقران بھی اس پر عاشق ہو چکے تھے حال عشق و الفت ملکہ و صاحبقران قبل اس کے لکھا گیا ہے غرضکہ ہنگام شب ملکہ مذکورہ نے اسی حالت اضطراب مین اپنی کوکا مسمی خورشید زرین قبا سے کہ ملکہ مذکورہ کا رازدار ہے بلا کر کہا کہ اسوقت صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کی خدمت مین جاکر تنہائی مین اُن سے کہنا کہ ملکہ ہلال ابرو نے آپ کو بلایا ہے تھوڑی دیر کے واسطے جسطرح ممکن ہو پوشیدہ طور سے تشریف لائیے خورشید زرین قبا نے کہا کہ مجھے خدمت صاحبقران مین جانا اور جو کچھ تمنے کہا ہے اُن سے کہدینا اور اُن کو بلا لانا تو کچھ دشوار نہین ہے مگر ایسے خطرے مین اُنکا بلانا اچھا نہین ہے مبادا دشمنو نکو آگاہی ہو جائیگی تو باعث تمھاری بدنامی کا ہوگا اور صاحبقران کے حق مین بھی اچھا نہوگا میری لسکے

یہ ہی کہ بیرون انجم حصار جو تمہارا باغ ہی اسوقت تم اپنے باغ میں جاؤ میں وہیں اُن کو ہمراہ لیکر
آؤنگا ملکہ مذکورہ کو راے اسکی کو ماکی پسند آئی اُسی وقت سوار ہو کر چند کنیزیں وغیرہ جو ہمراز
تھیں فقط انہیں کو ہمراہ لیکر سمت اپنے باغ کے گئی بعد جانے ملکہ مذکورہ کے خورشید زرین قبا
پوشیدہ طور سے انجم حصار سے نکلکر جانب لشکر اہل اسلام روانہ ہوا اسطرف لشکر اسلام میں نقارہ جنگ
پر چوب پڑتے ہی بادشاہ لشکر اہل اسلام نے دربار برخاست کیا ہر ایک سردار لشکر دربار سے اٹھکر
اپنے اپنے بارگاہ و خیمہ میں گیا صاحبقران بھی اپنی بارگاہ فلک فرسا میں آئے خواجہ طیفور گرد پا
بھی ہمراہ امیر با توقیر آئے ہنوز امیر کشور گیر اپنی بارگاہ میں داخل ہوکر بیٹھے تھے کہ خورشید زرین قبا
نے داخل بارگاہ ہو کر با دب سلام کیا صاحبقران ذی شوکت نے اُس کو مہربان کر اشارہ بیٹھنے کا
کیا خورشید زرین قبا سلام کرکے موافق اپنے رتبے کے بیٹھا امیر با توقیر نے پوچھا کہ اے خورشید
زرین قبا اسوقت تمہارے آنے سے دل خوش ہوا کہو ملکہ کا مزاج کیسا ہی زمانہ دراز ہوا کہ مدتے
اُن کو نہیں دیکھا ہو مشتاق اُنکی دید کے ہیں اور یہ بتاؤ کہ اسوقت تم اس تاریکی شب میں
کیوں آئے ہو اُس نے عرض کیا کہ جب سے آپ اس سرزمین میں تشریف لائے ہیں اور ملکہ نے
خبر آپکے تشریف لانے کی سنی ہی ہیں مسرور و بیتاب ہیں مگر جسوقت سے کہ طبل جنگ جانبین
سے بجایا گیا ہی اسوقت سے نہایت مترد د ہیں مجکو آپکی خدمت میں بھیجا ہی کہ ساتھ اپنے صاحبقران
ذی وقار کو لیکر آؤ وہیں کچھ اُن سے باتیں کرنا منظور ہیں اور مشتاق دید بھی ہیں پس اگر مناسب ہو
تو میرے ہمراہ چلئے صاحبقران گفتگوے خورشید زرین قبا سنکے بہت خوش ہوئے چونکہ محبوبہ
نے طلب کیا تھا اور شوق دید بھی بہت تھا فی الفور اٹھکر خواجہ طیفور گرد پا کو ہمراہ لیکر ساتھ
خورشید زرین قبا کے چلے بعد قطع راہ خورشید زرین قبا اُسی باغ میں صاحبقران کو لے گیا
امیر با توقیر نے داخل باغ ہو کر دیکھا کہ ملکہ ہلال ابرو صحن باغ میں بالاے چبوترہ سنگ مرمر مسند زرین پر
بیٹھی ہی سرور جنگ نواز اور حضور جنگ نواز دونوں مصاحبین ملکہ موصوفہ کی ہیں کہ ان میں ایک تو
خواجہ طیفور گرد پا پر عاشق ہی اور دوسری مصاحب ملکہ خواجہ خضر ابن عمرو تالیث پر عاشق ہی
اور چند کنیزیں مودب سر ہاتھوں میں لیے ہوئے کھڑی ہیں مختصر روشنی کچھ کنول اور فانوسین شمعہاے
مومی و کافوری روشن ہیں باغ پر بہار ملکہ ہلال ابرو و دیگر نازنینان گلرو کے وہاں موجود ہونے
سے زیادہ تر رونق و بہار باغ پر ہی صاحبقران سلطان کیوان شکوہ دیکھتے ہی ملکہ موصوفہ
کو از حد خوش ہوئے سرور جنگ نواز خواجہ طیفور گرد پا کو دیکھتے ہی شاد ماں ہوکر مسند زرین
سے اٹھی صاحبقران اُسکے برابر بیٹھے اور دوسرا گل و بلبل ایکجا ہوئے اسوقت طالب و
مطلوب کا ایک مسند پر بیٹھنا وہ ملکہ کا شکوہ و شکایت دوری کرنا کبھی اظہار شوق دیدار صاحبقران
کا عذر عدم فرصتی کرنا گاہ شوق دیدار کا اظہار کرنا کیا تحریر کیا جاے کہ خیال طول عبارت کا ہی خلاصہ
یہ کہ بعد شکوہ و شکایت دوری و اظہار شوق دید ملکہ نے صاحبقران سے کہا کہ جب سے میرے
والد نے طبل جنگ بجوایا ہی مجکو نہایت تردد و فکر ہی دیکھیے انجام اس جنگ کا کیا ہوتا ہی غالبا
نقابداران طلسمی سے مقابلہ ہوگا وہ نقابدار ایسے ہیں کہ اُنکو دیکھتے ہی حریف بیخود ہو جاتا ہی
خیال جنگ نہیں رہتا ہی اسی حالت میں وہ نقابدار طلسمی اپنے حریف کو اسیر کر لیتے ہیں خدا
اُن کے شر سے آپکو بچاے جہاں تک ممکن ہو اُن نقابداروں سے مقابلہ نہ کیجیے گا اُن کے سامنے

آپ کی شجاعت کچھ بھی کام نہ آئے گی افسوس ابتک ہمارے بھائی دو دو شریک خورشید زرین قبا نے کچھ نگران نقابداروں کی بربادی کی نہ کی اگر یہ نقابدار ہلاک ہوگئے ہوتے تو آج مجکو کیون تردد
وانتشار ہوتا صاحبقران نے جواب دیا کہ اسے ملکہ اگر وہ نقابدار طلسمی ہین اور اپنے حریف کو اسیر کر لیتے ہین مگر اُن سے ڈرنا عبث ہی خداوند عالم ہو عالمیان حافظ و نگہبان ہی بقول کہ مصرع
دشمن اگر قویست نگہبان قوی تراست - جو ہمارے مقدر مین کاتب تقدیر نے لکھا ہی اُس کا ظہور ہوگا
تمنہ از راہ الفت کہا ہی لیکن بغیر مقابلہ ایسا کیا چارہ ہی طرفین سے طبل و نقارہ جنگی بج چکا ہی سامان
جنگ دونون لشکرون مین ہو رہا ہی ایک پہر شب آچکی ہی تین پہر شب باقی ہی صبح کو جو ہونا ہوگا اُس کا
ظہور ہوگا تم کچھ تردد و فکر و پریشان خاطر نہو اللہ مسبب الاسباب ہی وہ اپنی قدرت کاملہ سے کوئی سبب
فتحیابی پیدا کر دیگا یہ نقابدار طلسمی کیا ہین اگر خدا چاہے تو امر دشوار تر آسان ہو جائے غرض
اسی طور سے تا دیر باتین باہم ہوئین گفتگوئے از دنیا زطالب و مطلوب مین دو ساعت تک رہین پھر صحبت
میخواری ہوئی کنیزین کشتی شراب یعنی وہی عرق مقوی قلب و دماغ لے آئین صاحبقران نے اپنے
ہاتھ سے ملکہ کو جام مے مذکور دیا ملکہ نے جام لیکر شراب مذکور پی پھر خود شراب سے ساغر لبریز کرکے
صاحبقران کو جام دیا صاحبقران نے بھی ملکہ سے مندرجہ بالا لیکر بصد خوشی یہ کہکر شراب پی کہ شعر

گر یار سے پلائے تو پھر کیون نہ پیجیے	زاہد نہین مین شیخ نہین کچھ ولی نہین

ایک طرف تو امیر با توقیر ملکہ سے ہمسخن تھے دوسری طرف اسی طور سحر و رجنگ نواز خواجہ طیفور کر دیا ستے شکوہ و شکایت کر رہی
تھی! ہم باتین راز و نیاز کی ہو رہی تھین جب صاحبقران میخواری سے فارغ ہوکے حضور رجنگ نواز
نے دست بستہ پوچھا کہ خواجہ خضران بن عمرو نابالش آپ کے ساتھ نہین آئے کیا سبب ہوا
صاحبقران نے کہا کہ خضران ہمسے ناراض ہوکر جانب خانہ کعبہ چلا گیا حضور رجنگ نواز کو یہ سنکر
ملال و صدمہ ہوا کیونکہ وہ خضران پر مائل ہوئی تھی اپنے محبوب کو نہ دیکھکر اور خبر اُس کی سمت
خانہ کعبہ جانے کی سُنکے غمگین ہوئی خضران بن عمرو کا تصور کرکے آبدیدہ ہوکے خاموش بیٹھی رہی
امیر با توقیر قریب نصف شب کے ملکہ سے رخصت ہوکے اپنے لشکر کی طرف ہمراہ طیفور کر دیا کے
روانہ ہوئے اور ملکہ ہلال ابرو ہمراہ اپنی مصاحبون اور کنیزون کے سوئے انجم حصار گئی اور
خورشید زرین قبا بھی سمت انجم حصار گیا وہ بہار باغ کی باقی نرہی صاحبقران بعد قطع راہ
ہمراہ اپنے عیار و فادار کے داخل بارگاہ ہوئے بجز اشخاص مخصوص اور عورتان مخصوص مذکورہ
کے کوئی اس حال سے ماہر نہوا جب وہ نصف شب بھی بسر ہوگئے وہ وقت آیا کہ آثار سحر بالائے
فلک ظاہر ہوئے سفیدۂ صبح گردون پر عیان ہوا مرغان سحر اپنے اپنے آشیانے سے نکل نکلکے
نغمہ سرا ہونے لگے اپنی زبان مین حمد خدا کرنے لگے بلبلین نغمہ سرا ہوئین موذنون نے مساجد
مین بانگ اللہ اکبر بلند کی سیاہی شب کا فور ہونے لگی فلک سے دور ہونے لگی روشنی سحر دمبدم
بڑھنے لگی تارے نہان ہونے لگے ماہتاب کے منہ پر اُداسی چھائی انجمن ماہ پر بلاے بربادی آ
پرونق آئی عبادت گذار و طاعت گذار بندے اور اسے نماز سحری اپنے اپنے بسترون سے بیدار ہوکے
اُٹھے خصوصًا صاحبقران عالی مقام و بادشاہ لشکر اسلام و جملہ مردان سپاہ اسلام خواب غفلت
سے ہوشیار ہوکے واسطے پڑھنے نماز سحر کے بسترون سے اُٹھے بعد وضو و طہارت نماز بجماعت
پڑھی بعد اختتام نماز سحر و اوراد و وظیفہ ہر ایک دینداروں نے دعائے بہبودی کونین واسطے اپنے اور

سادات و مومنین کرکے یہی درگاہ خدا مین التجا کی کہ خداوندا اگر تیری مصلحت ہو تو ہمین شتاب
ان کفار پر فتحیاب کر ورنہ جو تیری مصلحت ہم نقابداران طلسمی سے کیا لڑین گے کیونکہ وہ طلسم بنا
ہین تو ہی اپنے فضل و کرم سے ہمین ان پر غالب کرے گا تو غالب ہون گے ورنہ ہم ان نقابداروں پر
غالب نہون گے غالبا مغلوب ہون گے تھوڑی دیر مین یہان سے میدان جنگ مین جائین گے
امیدوار ہین کہ تو ہمکو عرصۂ جنگ مین ثابت قدم رکھنا دلیران جہان سے محجوب و شرمسار نہ کرنا
خوف نقابداران سے ہمکو پسپا نہونے دینا عرصۂ جنگ سے ہمین گریزان نہونے دینا وہ ہمت و
جرأت و شجاعت اپنے لطف و کرم سے ہمین عطا کرنا کہ اگر سر بھی کٹ جاے تو بھی قدم اپنا جنگگاہ سے
نہ سرکے یہ دعائین بجناب ایزد دیندار کرکے سجدہ شکر کرکے مصلون سے اٹھے صاحبقران کشورستان
نے حکم کمربندی و آراستگی سلاح جنگ دیا سپاہ نے بعجلت تمام حکم کی تعمیل کی بادشاہ لشکر اہل اسلام
و صاحبقران عالی مقام سوار ہوئے جملہ سرداران سپاہ و سواران لشکر بھی مرکبون پر سوار
ہوے سواری بادشاہ دینپناہ موصوف بجذم و حشم و شان و شوکت سوے جنگگاہ روانہ ہوئی
جملہ سرداران و سواران ہمراہ رکاب ہوئے جب سواری کفیل بادیہاری جنگگاہ مین پہونچی انتظار
کوکب انجم حصار ہی کے آنے کا کیا تھوڑی دیر گذری تھی کہ کوکب انجم حصار بھی مع سپاہ
کثیر اور تین نقابداران طلسمی کے بکر و فر عرصہ کارزار مین آیا پہلے حسب قاعدہ قدیم درستی میدان
مصاف ہوئی پھر دونون طرف سے صف آرائی لشکر ہوئی میمنہ میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمینگاہ
ہر ایک لشکر کا حسب دلخواہ جوانان جنگی و قوی بازو سے آراستہ کیا گیا بعد ازین دونون لشکروں سے
نقیبا سے خوش آواز اور کڑکیت نکل کر وسط میدان جنگ مین کھڑے ہو کر جوانان ہر دو سپاہ
سے مخاطب ہو کر اس طرح ان کو آمادہ جنگ و جدال کرنے لگے کہ باآواز بلند گویا ہوئے کہ اے جوانان
رشک رستم و اسفندیار و اے دلاوران بے مثل روزگار آگاہ و خبردار ہو کہ دنیا اور اہل دنیا
دونون فانی ہین ثبات کسی کو نہین ہے جو پیدا ہوا ہے اس کو ایک روز مرنا بھی ضروری ہے خواہ کہین ہو
صحرا مین ہو دریا مین ہو یا بالاے کوہ ہو یا شہر مین ہو یا سفر مین ہو یا قلعہ مستحکم مین ہو یا جنگل مین ہو
طفل ہو یا جوان ہو یا ضعیف ہو پنجہ ملک الموت سے ہنگام مرگ نہ بچے گا لاکھ تدبیرین دفع مرگ کی
کرے گا کچھ فائدہ نہوگا وقت قضا کا ہرگز نہ ٹلے گا کسی تدبیر سے موت سے جانبر نہوگا خیال کرو کہ رستم
پیلتن وصف شکن کیسے قوت و طاقت رکھتا تھا سوا اس کے صدہا پہلوانان قوی بازو کیسے کیسے قوی
اس دنیا مین تھے جب ان کا جام عمر بادۂ زندگی سے لبریز ہوا اس سے خانۂ عالم سے چلے گئے ایک دم
بھی نہ ٹھہر سکے اسی طرح شاہان اولوالعزم صاحب تخت و تاج و سپاہ و خزانہ فریدون مانند سکندر و
دارا و ضحاک و جمشید و کیقباد و افراسیاب و کیخسرو وغیرہ وغیرہ وقت مقررہ اجل سے اس
دار فانی سے طرف عالم جاودانی کے سب ملک و مال چھوڑ کر خالی ہاتھ چلے گئے بجز کفن یا اعمال
نیک و بد کچھ بھی اپنے ساتھ نہ لے گئے ہرچند ان کے ملازم بڑے بڑے طبیب و حکیم تھے اور خزانہ دار
ان کے قبضے مین تھا مگر نہ علاج حکما سے وہ زندہ رہ سکے نہ زر خزانہ سے وہ جانبر ہو سکے کسی سے کچھ
تدبیر نہو سکی سب دیکھتے رہے وہ سوے عدم چلے گئے زیر خاک جا کر مقیم ہوئے جن کو ذرا سے بھی
گرد و غبار کا اپنے لباس و تن پر پڑنا ناگوار تھا وہ ہزار دن من مٹی مین دب گئے زیر زمین کیڑون نے
ان کا گوشت و پوست کھا لیا استخوان بھی باقی نہ رہے نشان ان کی قبور کا بھی نہین ہے اگر کسی بادشاہ

گذشتہ کا کہیں مقبرہ بھی ہے تو عبرت افزا ہے شکستہ و بوسیدہ ہے وہ وہ مقبرہ وبال سے مقبرہ پر پرندوں
نے اپنے آشیانے بنائے ہیں خس و خاشاک و گرد و غبار بکثرت ہے کوئی ایسا دلسوز نہیں کہ اس کی
قبر پر شمع روشن کرے اگر سناٹا ہے چادر گل چڑھائے جاروب کشی سے خس و خاشاک دور کرے
مقبرے کی مرمت کرے غرضکہ وہ مقبرہ شاہ بزبان حال اہل دنیا سے مخاطب ہوکر کہتا ہے کہ فاعتبروا
یا اولی الابصار پس عاقلوں کو چاہیے کہ اس دنیائے فانی میں حیات چند نفس کی کچھ فکر بہت
بذلت و رسوائی نکریں بلکہ کسی حال میں بھی تدبیر بقائے حیات نکریں راضی برضائے الٰہی رہیں
حفاظت حیات ہر مخلوق خود اس کی موت کرتی ہے جب تک اس کی زندگی ہے خدا نگہبان ہے پس اے ان
شور شعار و اے دلیران نامدار تمکو اپنی زندگی کی تدبیر بذلت و رسوائی نکرنا چاہیے کیونکہ ایسی
تدبیر سے کچھ نفع و فائدہ نہوگا اگر اجل تمہاری آئی ہے تو بچانے کی تدبیر سے بھی نہ بچوگے ضرور
قتل ہوجاؤگے اور اگر تمہاری حیات باقی ہے تو کوئی تمکو قتل کر نہیں سکتا ہے نہ انسان نہ دیو نہ جن
نہ ساحر نہ یہ نقابداران طلسمی جو اس وقت تمہارے سامنے موجود ہیں کیونکہ خدا تمہاری خود ایسا
تعویذ حفاظت واسطے تمہارے ہے ایسی حالت میں مقتضائے عقل و ہمت و شجاعت یہ ہے کہ دلیرانہ
کفار سے ہم پنجہ ہوکر زخم سنان و تیر و شمشیر و خنجر دشمنوں پر لگاؤ قدم نہ ہٹاؤ یہ میدان کارزار
جائے امتحان بہادران ہے یہ تو تقاضائے دینداری تھی یہ بیان کی گئی اب لشکر کفار کے کوائفوں کی گفتگو تحریر
کیجاتی ہے کہ وہ نابکار اپنے جوانان سپاہ سے متوجہ ہوکر باواز بلند یوں کہنے لگے کہ اے دلیران
میدان وغا و اے بہادران عرصہ ہیجا دیکھو آج سامنا تمہارے اہل اسلام کا ہے یہ وہ لوگ ہیں کہ تمکو اور
تمہارے خداوندوں کو برا کہتے ہیں بدزبان و سرکش انتہا کے ہیں بدراہ و بددین و دراز دست ہیں سلطان
لشکر کو آئے ہیں تمہاری خونریزی پر آمادہ ہیں تمہارے بادشاہ کی بدخواہی چاہتے ہیں کہ اس کو
قابو پاکر قتل کریں انجم حصار پر اپنا قبضہ کریں ساکنان انجم حصار کو اپنے دین میں لائیں سب کو
کلمہ پڑھا کر مسلمان کریں مساجد کی بنا ڈالیں اس شہر کو اسلام آباد کریں خلاصہ یہ کہ اہل اسلام
تمہارے اور تمہارے بادشاہ کے سخت دشمن جان و ایمان ہیں ہنگام مقابلہ و جنگ خبردار
ان کے حال پر رحم نکرکے ان کو تہ تیغ کرنا ان کی خونریزی میں کمی نکرنا ان دشمنوں کا مار ڈالنا بہت
مناسب ہے ان سے وقت کارزار روگردانی نکرنا شیر صفدر ہوکر تلواریں لگانا نعرہ شیرانہ کرنا ان کے
خونوں سے زمین میدان جنگ رنگین کرنا زخمی کو بھی زندہ نہ رکھنا پڑا تڑپتا نہ چھوڑنا ایک ہاتھ ایسا تلوار کا
لگا دینا کہ ہلاک ہوجائے دنیا سے جلد سوئے عدم چلے حتی الامکان ان سب اہل اسلام میں سے
ایک بھی زندہ نہ رہنے پائے وقت جنگ مغلوب کوئی مسلمان بھاگ کر جانے نہ پائے سب کو دلیرانہ
و شیرانہ گھیر کر قتل کرنا ان کے خوف سے قدم پیچھے نہ ہٹانا عزت و آبرو اپنی سر میدان جنگ نہ گنوانا
مطلق ان سے خوف نہ کرنا کیونکہ اول تو معین تمہارا بادشاہ تمہارا کوکب انجم حصاری ہے اور
یہ تین نقابدار طلسمی ہیں کہ جو کسی کے ہاتھ سے قتل ہو نہیں سکتے کوئی ان کو تلوار و نیزہ و تیر و خنجر
وغیرہ لگا نہیں سکتا ہے ان کو خاک و خون میں ملا نہیں سکتا ہے یہی لاکھوں کو اسیر کرسکتے ہیں سوا
ان کے ہمدست جادو مالک و بادشاہ طلسم زلزلہ تمہاری حمایت و اعانت کو موجود ہے لہذا
قوی دل ہوکر ان مسلمانوں سے لڑنا خبردار خبردار ہرگز ہمارے کہنے پر ضرور عمل کرنا خلاف
ہمارے کہنے کے نکرنا ورنہ تمہارے حق میں برا ہوگا جان بھی جائیگی ایمان بھی جاتا رہیگا اور

گرگیسٹ اپنی اپنی تقریر کرکے جوانان ہر دو لشکر کو آمادہ جنگ کرکے میدان مصاف سے ہٹ گئے
اُس وقت دیکھنے والوں نے دیکھا کہ صفوں پر سناٹا آگیا ہر ایک نے اپنے دل میں خیال کیا کہ واقع میں
نقلیس و گرگیسٹ سچ کہتے ہیں آج نام کرنے کا دن ہے یہ میدان جنگ جائے امتحان ہے شجاعت و جوانمردی
اپنی دکھانا چاہیے قدم میدان جنگ سے نہ ہٹانا چاہیے اگرچہ قتل بھی ہو جائیں لیکن معرکہ جنگ
سے قدم نہ سرکائیں یہ خیال کرکے ہزاروں بہادروں نے تلواریں علم کرکے نیاموں کو توڑ کر پھینکدیا
صدہا دلاوروں نے واسطے اظہار شجاعت و ہمت و بخوف ہونے کے سپروں کو پھینک دیا
زرہیں تن سے دور کیں باریک لباس پہنے رہے اور گویا ہوئے کہ آج اس لباس باریک کو پہنکر
لڑینگے بڑھ کر تلواریں ماریں گے سینوں پر بجائے سپر تلواریں روکیں گے اکثر نے ارادہ کیا کہ
پہلے ہم صفوف لشکر سے نکلکر میدان جنگ میں جائیں مبارز کو طلب کریں ہنر جنگ اس کو دکھا کر
قتل کریں سر میدان جنگ نام کریں دیکھنے والے تحسین و آفرین کریں ہنوز کوئی دلاوران مذکور
سے صفوف لشکر سے نہ نکلا تھا فقط ارادہ ہی کیا تھا کہ لشکر کوکب انجم شماری سے نقابدار
نورالقا مرکب کو جولان کرکے وسط میدان کارزار میں آیا سب نے دیکھا کہ اُس کے پاس نہ تلوار
ہے نہ نیزہ ہے نہ تیر و کمان ہے نہ خنجر ہے کوئی حربہ آلات حرب و ضرب سے نہیں ہے ابھی سب اہل اسلام
نقابدار مذکور کو دیکھ رہے تھے کہ اُس نے آواز بلند کہا اے گروہ اہل اسلام تم میں سے جس کو
حوصلہ جنگ ہو وہ مجھسے آکر مقابلہ کرے یہ کہکے خاموش ہوا صاحبقران نے اپنے لشکر کی داہنی طرف
دیکھا فی الفور سہراب بن لندھور اپنے مرکب کو صف لشکر سے نکال کر روبروئے صاحبقران
ممدوح آکر طالب اذن جنگ ہوا صاحبقران نے اُس کو اجازت جنگ دی وہ دلاور مرکب
جولان کرکے سوئے نقابدار مذکور گیا جب روبرو اُس کے پہونچا مرکب کو روک کر ٹھہرا نقابدار
مذکور نے پوچھا اے جوان تیرا کیا نام ہے تو نے مجھ سے کچھ خوف نہ کیا دلیرانہ میرے روبرو آیا شاید اپنی
زندگی و راحت و آرام و آزادی سے بیزار ہے جو تو نے ایسا ارادہ کیا ہے سہراب نے جواب دیا
او نقابدار آگاہ ہو کہ نام میرا سہراب ہے فرزند دلبند لندھور کا ہوں تنہا عالم روزگار سے
ہوں تیری تو کیا حقیقت ہے کسی سے ہنگام جنگ نہیں ڈرتا ہوں زندگی و حیات کو سب کو عزیز ہے
مگر مجھکو دین اسلام کی ترقی چاہتے ہیں اور کفار کے ہاتھ سے قتل ہوکر مرتبہ شہادت پانے میں عزیز
نہیں ہے اب توقف نکر کوئی وار کر اُس نے جواب دیا کہ میرے پاس تلوار و تیر و نیزہ نہیں ہے کہ
جس سے تجھپر وار کروں پہلے تو میری صورت پر نظر کر بعدہ جلا و تجھپر ضرب شمشیر لگا یہ کہکر
نقاب اپنے چہرے سے اٹھاکر کہنے لگا کہ مصرع اے جوان بنگر مرا شاید که بشناسی مرا سہراب
بن لندھور نے جو اُس کے رخ زیبا پر نظر کی دیکھتے ہی اُس پر شیفتہ و فریفتہ ہوگیا اظہار عشق
کرنے لگا طالب وصل زن خوب رو متحمل ہونے لگا بیقراری و بیتابی دل بیان کرنے لگا اشعار
عاشقانہ پڑھنے لگا از خود رفتہ ہوگیا بھول گیا خیال جنگ و جدال نزدیک دوست و دشمن کی تمیز نہ رہی
دونوں ہاتھ اُس کی طرف بڑھا کر گویا ہوا کہ مجھکو شوق ہم آغوشی از حد ہے نقابدار نے جواب دیا
اے سہراب ابھی تو آمادہ جنگ تھا میرے قتل کرنے کو آیا تھا سلاح تن پر آراستہ کرکے
بقصد جدال میرے سامنے آیا تھا یا ابھی تو مجھسے اظہار محبت و الفت کرتا ہے معلوم ہوا کہ تو کاذب ہے
اور سزاواری کاذب میں نے یہ تجویز کی ہے کہ اُس کو اسیر کروں یہ کہکے نقاب چہرے پر ڈال کر زنجیر طوق

طلب کر کے اُس کو طوق و سلاسل میں اسیر کیا سہراب نے بخوشی و خرمی اپنے تئیں اسیر کرا دیا اور ہنگام
اسیری یہ کہا کہ خوشا مقدر میرا کہ تجھ ایسا محبوب دلچسپ مجھے اپنے اس دست ناز کے سے اسیر کرے ایسا
معلوم ہوتا ہے کہ تو مجکو اپنا اشتیاق سے اسیر کرتا ہے جب نقاب دار نور القا سہراب بن لندھور کو غل و
زنجیر میں اسیر کر چکا پکارا کہ اس قیدی کو لے جا کر زندان میں اسیر کرو ملازمان کوکب انجم حصاری
فی الفور آئے اور سہراب بن لندھور کو سوئے زندان لے گئے اہل اسلام کو اسیری سہراب
بن لندھور سے نہایت صدمہ ہوا خصوصاً صاحبقران و بادشاہ اہل اسلام کو رنج و غم زیادہ ہوا
اُس طرف کفار خوش ہوئے خصوصاً کوکب انجم حصاری اور ساریق بن لقا بہت خوش
ہوئے بعد خوش ہونے کے ساریق بن لقا نے منجمان سے مسکرا کر کہا دیکھا تم نے کہ سمجھے
تھے کیا تقدیر یہ معقول کی کہ بغیر شمشیر و نیزہ و تیر لگائے اور بغیر لڑائی ہوئے اہل اسلام خود
اپنے تئیں بخوشی اسیر کرائے دیتے ہیں مثل سہراب کے یہ تمام اہل اسلام اسیر ہو جائیں گے
صاحبقران سلطان کیوان شکوہ و بادشاہ لشکر اہل اسلام بھی قید ہو جائیں گے جب یہ کل
اہل اسلام قید ہو جائیں گے اُسوقت ہم ایسی تقدیر کریں گے کہ سب قتل ہو جائیں گے ملک بھی
یعنی منجمان نے عرض کیا کہ خداوند تقدیر تو آپ نے خوب کی ہے مگر پلٹا نہ دیجیے گا پیشتر ایسا ہو چکا ہے کہ
آپ تقدیر کر کے تقدیر پلٹا بھی دیتے ہیں اور خوشی مبدل بغم ہو جاتی ہے فتح مبدل بہ شکست ہو جاتی ہے
مگر دل میں کہا کہ یہ نابکار کیا تقدیر کرے گا خود اس کی تقدیر گردش میں ہے گلستان باختر سے
سہیان ہی کا بھاگتا ہوا آیا ہے بدی مقدر نے در بدر کی ٹھوکریں کھلوائی ہیں کو بکو پھرایا ہے کوہ کوہ دشت
دشت صحرا صحرا قدم فرسا کیا ہے عبث اپنی خداوندی مانند دال کے بگھارتا ہے اس کی تقدیر تو دوال
ہے کہ یہ کافر ذرہ کچھ بھی قدرت نہیں رکھتا ہے ناحق اپنے تئیں خداوند کہلاتا ہے بندوں کو گمراہ کرتا ہے
ابھی کیا خوش ہو رہا ہے اور منجمان اپنے دل میں تقریر مندرجہ بالا کر رہے تھے کہ یکایک
نقابدار نور القا نے پھر مبارز طلب کیا امیر با توقیر نے پھر سوئے یمین دیکھا فوراً یوسف کرانی
صف لشکر سے نکل کر اذن جنگ امیر با توقیر سے حاصل کر کے جانب نقاب دار مذکور گیا بعد گفتگو کے
دریافت نام و نشان و اظہار اسم و شجاعت حریف نقاب دار مذکور نقاب اپنے چہرے سے اٹھا کر
کہنے لگا کہ او یوسف کرانی دیکھو مجکو شاید کہ پہچانا تو مجکو یوسف کرانی نے جو اس کی صورت پر
نظر کی دیکھتے ہی بدل و جان خریدار اس کا ہو گیا حواس خمسہ درست نہ رہے اس سے اظہار عشق
کرنے لگا نقابدار نے کہا کہ اگر تم ہمارے عاشق کا دعوی کرتے ہو تو آؤ ہم تمکو اسیر کریں تمہارا
امتحان کریں دیکھیں کہ تم ہمارے عاشق صادق ہو یا نہیں یوسف کرانی نے جواب دیا کہ ہم
سچے عاشق ہیں واسطے امتحان دینے کے موجود ہیں نقابدار مذکور نے زنجیر و طوق بیڑیاں ہتکڑیاں
طلب کر کے اُس کو اسیر کرا دیا پھر مردم کو طلب کر کے کہا کہ لیے جاؤ اس کو بھی جہان سہراب
بن لندھور کو اسیر کیا ہے اس کو بھی قید کرو وہ ملازم فی الفور لے گئے پاس سہراب بن لندھور
کے اس کو بھی قید کیا پھر نقابدار نے مبارز طلب کیا مملوک بن مالک صف لشکر سے نکل کر
اجازت رزم لے کر گھوڑے کو دوڑا کر طرف اُس نقابدار کے گیا نقاب دار نے نام دریافت
کر کے نقاب اٹھا کر کہا کہ ذرا دیکھ تو سہی تو مجکو بھی پہچانتا ہے جو لڑنے کو مجھ سے آیا ہے مملوک
اُس کے رخ پر نظر کرتے ہی ہیچ و ویسے حواس ہو گیا اُس کی عاشقی کا دم بھرنے لگا اظہار محبت و

الفت کرنے لگا نقابدار نے کہا کہ تمہارے قول کا ہمکو یقین کیونکر ہو ہملوک نے کہا کہ میری
الفت و محبت کا امتحان کر لو اگر کہو تو آپ مین کو ڈبو دون اگر حکم کرو تو دریا مین اپنے تئین گرا دون
اگر تمہارا فرمان ہو تو اپنی تلوار سے اپنے گلے کو کاٹون غرضکہ جو کہو وہ حکم بجا لاؤن مجھے کچھ عذر
نہین ہے نقابدار نے کہا کہ اچھا ہم تمکو گرفتار کرتے ہین آگے آؤ ہملوک قریب آ گیا اُس نے
بدستور مرقوم اس بہادر کو بھی زیور آہنی سے آراستہ کر کے ملازمون کے حوالے کیا وہ اس دلاور
کو بھی لے گئے اسی زندان مین اسے بھی قید کیا کفار ہر مرتبہ اسیری سردار سپاہ لشکر اہل اسلام سے
از حد شادمان ہوتے تھے باجے خوشی کے بجاتے تھے باہم کہتے تھے کہ یہی نقابدار اسی طور سے
چند مدت مین ان سب اہل اسلام کو اسیر کر لیگا سارق بن لقا بھی کہ سامنے لشکر اہل اسلام کے
بالاے تخت زرین سوار تھا اور پہلو مین اُس کے سنجگان تخت پر بیٹھا ہوا تھا ہر مرتبہ کہتا تھا کہ
اے شیطان درگاہ من دیدی کہ چہ خوش تقدیر کردہ ام سنجگان جواب دیتا تھا کہ تقدیر تو
مقبول کی ہے مگر ثبات اس تقدیر کو ہونا چاہیے اور یہ ناممکن ہے کیونکہ زمانہ ایک رنگ پر نہین رہتا ہے
دگرگون ہو جاتا ہے مین نے بارہا دیکھا ہے کہ جب اہل اسلام پر کوئی سختی ہوتی ہے اور وہ قتل ہوتے ہین
یا اسیر ہوتے ہین تو منجانب خدا و از طرف غیب اُن کی مدد ہوتی ہے کوئی نہ کوئی اُن کا معین و مددگار آکر
اُنکو اُس بلا سے بچاتا ہے پس کیا عجب ہے کہ اب بھی صاحبقران اور اُن کے سرداران سپاہ
بر وقت تنگی کوئی اُن کا مددگار بحکم خدا سے یہان آئے اور اس نقابدار کے شر سے اہل اسلام
کو بچائے سارق بن لقا نے کہا کہ اے شیطان درگاہ من آگاہ ہو کہ ابکی مین نے تقدیر
مضبوط کی ہے بودی نہین کی ہے اس تقدیر کو ثبات حاصل ہوگا اُس نے کہا کہ مجھے یقین نہین کیونکہ
مصرع - چشم من بسیار ازین خواب پریشان دیدہ اند ابھی سنجگان سارق بن لقا سے ہم سخن تھا
کہ نقابدار نے پھر اپنا حریف طلب کیا جانب یسار سے ایک سردار مسمی بہمن کوہی صف لشکر
سے نکل کر صاحبقران سے طالب اذن جنگ ہوا امیر کشور گیر نے اُس کو اجازت جنگ دی
وہ دلاور گھوڑا جولان کرتا ہوا سوے نقابدار مذکور روانہ ہوا جس وقت روبروے نقابدار
حور القا گیا وہ بھی شکل اُس کی دیکھتے ہی مثل سہراب بن لنلوصور و یوسف مکرانی و
ہملوک بن مالک کے فریفتہ نقابدار مذکور ہو کر جنگ سے باز رہ کر اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا
الفت اپنی ظاہر کرنے لگا نقابدار مذکور نے نقاب اپنے رخ پر ڈال کر دست و پا مین اُس کے
بیڑیان ہتکڑیان گلے مین طوق خاردار ڈال کر سلاسل مین گرفتار کر کے بدستور مرقوم ملازمون کے
حوالے کیا وہ اُس دلاور کو زندان مین لے گئے اسی طرح صمصام فیل زور و ایوب سالم
مصری و ابو سہیل مصری و حمید دکھنی و معالی ہمارانی و ستم عراقی و اعظم
عظیم الجثہ و بہمن زاد یونانی سرداران سپاہ اہل اسلام کو دوپہر روز تک اسیر کیا جب بارہ
سرداران نامی و نامور کو اسیر کر چکا بوجہ حرارت آفتاب و خستگی کے میدان جنگ سے لشکر کوکب
انجم حصاری مین چلا گیا بعد تھوڑی دیر کے ایک نقابدار سرخ پوش مسمی نقابدار گلرخسار
کہ نام صحیح اس کا یہی ہے لشکر سے نکل کر مرکب کو جولان کر کے وسط میدان مین صاف پہنچ کر سوے
لشکر اہل اسلام دیکھکر پکارا کہ اے گروہ اہل اسلام تم سب مین کون ہے جس کو دعوے شجاعت و دلاوری
ہو وہ مجھسے آکر مقابل ہو مین اس میدان رزم مین تمہین آیا ہون گویا موسم بہار آیا ہے اور فصل بہار

مین اکثر مردم کو وحشت و دیوانگی و ازخود رفتگی سے صحرانوردی و جامہ دری اچھی معلوم ہوتی ہے
لہذا تم سب مین جس کو میرے گلہاے عارض کی بہار دیکھنی منظور ہو وہ آئے دیر نہ لگائے کیونکہ پھر
ایسا وقت ہاتھ نہ آئے گا یہ کہکے خاموش ہوا اہل اسلام اس نقابدار دوم سرخ پوش کی گفتگو
سنکے باوجود اسیر ہوجانے بارہ سرداران لشکر کے خائف و ترسان نہوکر اسیری و قتل سے
خوفناک نہوکر جادۂ جان نثاری و شجاعت و دلاوری پر قدم رکھکر بہ دلو دانستہ اسیری
منظور و قبول کرکے آمادہ صفوف لشکر سے نکلنے اور مقابلہ کرنے پر ہوئے مگر سب سے پہلے افتخار
چینی سردار زبردست و نامورنے جانب میسرۂ لشکر سے سمند اپنا نکالا بڑھا حضور ان سے
رخصت عرصہ کارزار لیکر بعد شوق جنگ سوے نقابدار سرخ پوش روانہ ہوا بعد قطع راہ
روبرو اُس کے جاکر مرکب کو روککر ٹھہرا نقابدار مذکور نے پوچھا کہ اسے جوان تنومند و
قوی بازو نام تیرا کیا ہے بہت تیز و تند میری طرف آیا ہے آلات حرب و ضرب بھی اپنے تن پر آراستہ
کیے ہے زرہ و بکتر و چار آئینہ سے مردانہ مزین ہے سب آلات حرب و ضرب و سلاح جنگ آیا
کس واسطے تونے اپنے تن پر آراستہ کیے ہین بہادر مذکور نے جواب دیا کہ او نقابدار گلرخسار
سرخ پوش آگاہ ہو کہ نام میرا افتخار چینی ہے میں وہ بہادر و دلاور ہون کہ اقلیم چین مین مجھ سا
کوئی بہادر نہ تھا نہ اب ہے مین نے ہزارہا دلاورون کو سر میدان جنگ بضرب ہاے گرز نیزہ و شمشیر
ہلاک کیا ہے شہرون مین شہرہ میری شجاعت کا ہے کوئی دنیا مین دلاورون سے ایسا نہین ہے کہ میری
بہادری سے آگاہ نہو اگر تو بہادر ہے تو ضرور تونے بھی میری دلاوری سنی ہوگی یا اخبار مین میری
شجاعت کے حالات دیکھے ہونگے آج ان آلات حرب و ضرب سے تجھے قتل کرون گا ہرچند کہ تو
سرخ پوش ہے مگر تجھکو بضرب گرز گران ہمہ تن خون سر سے رنگین کرون گا نام و نشان تیرا دنیا مین
نہ رکھون گا تیرا نام گلرخسار ہے بہار گلشن عدم تجھے شمشیر آبدار میری دکھلائے گی رنگین چمن شباب
مین تیرے خزان آئے گی او گلرخسار تیری بہار گل رخسار اب باقی نرہے گی خلش خار فنا سے
تجھکو اذیت ہوگی موسم بہار حیات تیرا آخر ہوا زمانہ خزان مرگ تیرا قریب آگیا آمادہ سفر عدم ہوجا
کہ اب گل حیات تیرا خزان دیدہ ہوا چاہتا ہے اور یہ زرہ و خود و چار آئینہ و بکتر مین اسواسطے اپنے
تن پر آراستہ کیے ہون کہ ضرب شمشیر دشمن سے اعضا میرے محفوظ رہین تلوار کارگر نہو نقابدار
سرخ پوش نے جواب دیا کہ تو نے بڑا عزم کیا ہے تیری تقریر سے ثابت ہوتا ہے کہ تو شجاع جہان سے
ہے میرے چمن ہستی کو ویران کر دینے کا ارادہ کرتا ہے بہتر ہے مجھکو قتل کرنا پہلے میری صورت پر نظر کرکے
مجھکو پہچان لو یہ کہکے اُس نے اپنے رخ سے نقاب اٹھائی افتخار چینی نے اس کے رخ زیبا پر نظر
کرتے ہی عزم جنگ و جدال فسخ کیا اُس کے چہرۂ زیبا کو دیکھکر نقش و نگار چینی بھول گیا ازخود رفتہ
ہوکر محو جمال روے نقابدار ایسا ہوا کہ گویا نقش بر دیوار ہوگیا پھر دیوانہ ہوکر جوش وحشت سے
صحرانوردی کا ارادہ کرکے آلات حرب و ضرب اپنے تن سے دور کرکے جیب و گریبان چاک
کرنے لگا لباس کے ٹکڑے ٹکڑے پرزے پرزے کرکے یہ شعر اپنی زبان پر لایا کہ شعر تن کی عریانی
سے بہتر نہین دنیا مین لباس * یہ وہ جامہ ہے کہ جسکا نہین الٹا سیدھا * اسی حالت دیوانگی مین
اظہار عشق کرکے روتا تھا کبھی ہنستا تھا کبھی کچھ خیال کرکے اپنے ہاتھون سے سر اپنا پیٹتا تھا موے سر
نوچتا تھا آخرکار مرکب سے اترکر لباس اپنا زیادہ تر پارہ پارہ کرکے اور عزم صحرانوردی جوش جنون مین

کرکے یہ مطلع اپنی زبان پر لایا - مطلع قیس جنگل میں اکیلا ہے مجھے جانے دو خوب گذرے گی جو مل بیٹھیں گے دیوانے دو
نقاب دار سرخ پوش نے پوچھا کہ اے افتخار جنی کہو کیا ارادہ ہے اب ہمکو قتل کروگے یا سوئے
صحرا جاؤگے دشت کی ہوا کھاؤگے اُس نے کہا کیا مجال میری کہ تجھ ایسے حسین دلربا پر ہاتھ اٹھاؤں
ٹوٹ جائیں وہ ہاتھ جو تیرے قتل کے واسطے اٹھیں اور پھوٹیں وہ آنکھیں جو تجھ ایسے جوان محبوب کو بری نظر سے دیکھیں
ہاں شوق دشت نوردی ہے ہوائے صحرا نوردی دل میں چاہتا ہوں کہ سیدھا یہاں سے بیابان جاؤں
نقاب دار نے کہا کہ اگر ارادہ صحرا کی طرف جانے کا ہے تو مزین بطوق وسلاسل ہوکر جانب صحرا جاؤ
بہار دشت دیکھو جنگل کی ہوا کھاؤ گردباد کا تماشہ دیکھو خود بھی خاک اڑاؤ افتخار جنی نے کہا کہ
بہتر تو یہ ہے کہ زیور آہن پہنکر شور وغل کرتا ہوا سوئے بیابان جاؤں کیونکہ فصل بہار آگئی ہے جس طرف
دیکھتا ہوں سبزہ زار وگلزار نظر آتا ہے نقاب دار نے کہا کہ اچھا ہمارے قریب آؤ دلاور بحالت
دیوانگی میں نزدیک اُس کے گیا اُس نے سلاسل میں گرفتار کرکے ملازموں کو بلاکر کہا کہ یہ ہمارے
شیفتۂ حسن وجمال ہیں سب در عالم المثال ہیں ہمارے عشق میں دیوانے ہوگئے ہیں آلات
حرب وضرب ان کے اٹھا کر ان کو منزل دیوانگان یعنی زندان میں لیجاؤ یہ پابند سلسلہ محبت و
الفت ہیں زندان میں ان کو بند کرو بعد دو تین ساعت کے ان کو ہوش آئیگا جوش جنون
دور ہوگا ملازم مذکور سردار سپاہ منظور کو سوئے زندان لے گئے جملہ اہل اسلام اسیری افتخار جنی
پر متاسف ہوکر مغموم ہوئے علی الخصوص صاحبقران کو صدمہ ہوا لیکن لشکر سنگساری کو خوشی
حاصل ہوئی سارق بن لقا شادان وفرحان گرفتاری افتخار جنی سے ہوکر سنگدلان سے
مخاطب ہوکر کہنے لگا دیکھو اے شیطان درگاہ من اب جتنے عنوان گرفتاری اہل اسلام تقدیر کرکے
بدل دیا ہمکو منظور رہا کہ اہل اسلام تمام دیوانہ وازخود رفتہ ہوکر خود اسیری اپنی بخوشی منظور
کریں اُس نے عرض کیا کہ کہیں بھولے سے برعکس تقدیر نہ پیچے گا نہیں تو غضب ہوجائیگا یہاں سے
بھی بھاگنا ہوگا بالفعل یہ جائے امن وراحت ہے بعد ایک مدت کے یہاں باطمینان چند روز بسر
ہوئے ہیں حالانکہ اطمینان خاطر بخوبی نہیں ہے آج گرفتاری اہل اسلام کی خوشی ہے کل نہیں معلوم
کیا ہوگا سارق بن لقا نے کہا کہ اب اور کچھ بھی نہ ہوگا بس یہی ہوگا کہ جملہ اہل اسلام مع صاحبقران
وبادشاہ لشکر اہل اسلام سب اسیر وگرفتار ہوں گے ملک جی یعنی سنگدلان نے عرض کیا کہ مجھے
یقین نہیں ہے کہ یہ سب اہل اسلام اسیر ہوجائیں گے غرضکہ بعد اسیر کرنے افتخار جنی کے نقابدار
سرخ پوش نے پھر مبارز طلب کیا ابکی مرتبہ لشکر اہل اسلام سے قمبور دیوبند لغاتی واسطے اُسکے
مقابلے کے گیا بعد گفتگوئے بسیار نقاب دار نے اُس کو چہرہ اپنا دکھاکر دیوانہ کرکے مثل افتخار جنی
کے اسیر کرکے ملازموں کے حوالے کیا وہ زندان میں لے گئے کہاں تک تفصیل لکھا جائے مختصر
یہ کہ قریب شام تک نقاب دار سرخ پوش نے بیالیس سرداران سپاہ کو شکل اپنی نقاب اٹھا کے
دکھلاکے دیوانہ کرکے اسیر کیا نام ان کے یہ ہیں شیر افگن آسا عوض عثمان شیر ضیغم
ہمدانی سنبھل ناوک فگن منصور شامی سرخ کلاہ شہزادہ اقتدار بلند قدر شہزادہ فرخ کیوان
بخت [illegible] کیبو جشم قسیم ابن موسی [illegible] شیر افگن جمیل شیر [illegible] سیستانی
کمال سیستانی فتح نژاد [illegible] قمبور دیو [illegible] شمشاد [illegible] لقمان
کجکلاہ سعید مکرانی سہیل خاوری [illegible] شیر کلاہ ضیغم جبری [illegible] وار

اعتشام غازی ۔ ہلال تیغ زن ۔ رافع فیل زور دکھنی ۔ تہور فراخ پیشانی ۔ فرخ خشمگین ۔
کمال تیر انداز ۔ حران عراقی ۔ خالد زنگباری ۔ مبارک خنجر گذار ۔ رسد ہمدانی نعرہ زن
شہزادہ منصور رومی ۔ ہنوز نقابدار سرخ پوش نے شہزادہ منصور رومی کو نقاب اپنی اٹھا کے
صورت اپنی دکھا کے دیوانہ اُس کو کر کے سلاسل میں گرفتار کر کے سوئے زندان روانہ کیا تھا اور
ارادہ کیا تھا کہ پھر مبارز طلب کرے کہ یکایک ایک غبار عظیم جانب جنوب سے ایسا بلند ہوا کہ مردان
ہر دو لشکر اُس غبار عظیم کو دیکھتے ہی متردد ہوئے نقابدار سرخ پوش بھی جانب غبار دیکھنے لگا ۔
دل میں کہنے لگا کہ یہ غبار عجیب غبار ہے ایسا غبار کبھی آنکھوں نے نہیں دیکھا ہے اگر یہ کہا جائے کہ یہ
آثار آندھی آنے کے ہیں تو بھی ذہن قبول نہیں کرتا کہ ایسا غبار آندھی کا نہیں ہوتا ہے لہذا یہ معلوم
ہوتا ہے کہ آمد سپاہ کثیر ہے یہ خیال کر کے مبارز طلب کرنے سے باز رہ کر سوئے غبار دیکھنے میں مصروف ہوا
مردان ہر دو سپاہ بھی متوجہ جانب غبار مذکور ہوئے ہر ایک موافق اپنی فہم کے دوسرے سے
کہنے لگا کہ کیا یہ آندھی زور شور سے آتی ہے اُس نے جواب دیا کہ کہیں سے کوئی شاہ و شہریار بجمعیت فوج
بسیار راہ میں آتا ہے سارق بن لقا بھی سمت غبار دیکھ کر سنجگان سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ اے
شیطان درگاہ میں حالا چہ تقدیر ہے کہ وہ امام میدانی اُس نے جواب دیا واہ وا خود آپ نے تو نئی
تقدیر کی ہے اور مجھ سے پوچھتے ہیں کہ کیا تقدیر کی ہے مجھے کیا علم لیکن ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایسی تقدیر
تیری کی ہے کہ جس سے آپ کی لاش پر کچھ رنگ خرابی دکھائے گی یا قتل کرائے گی یا پھانسی پہنچائے گی یا
ابھی سنجگان سارق بن لقا سے ہم سخن تھا ادھر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ و بادشاہ
لشکر اہل اسلام و تمامی مردان لشکر اہل اسلام جانب اسی غبار عظیم کے دیکھ رہے تھے اُدھر نقابدار
سرخ پوش مسمی بہ کلکر خونخوار سمت غبار خیال سے دست بردار ہو کر دیکھ رہا تھا کوکب انجم حصاری
و سارق بن لقا و سنجگان وغیرہ بھی سب متحیر ہو کے طرف غبار عظیم مذکور جو سمت جنوب سے
اٹھا تھا نگران تھے کہ یکایک دست اوقات و تیر سے دامن غبار چاک ہوا جملہ کفار و اہل اسلام
نے دیکھا کہ آمد جلوس و لشکر گراں ہے پھر ہر ایک کافر و مسلمان متفکر ہوا کہ یہ لشکر عظیم کس کا ہے صاحب لشکر
کون ہے اور یہ لشکر اس طرف کیوں آتا ہے کوئی معین و مددگار کوکب انجم حصاری کا آیا ہے یا کوئی
ناصر بہر کمک صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کا آیا ہے غرضکہ سب اسی فکر و تردد میں تھے کہ
سامنے سے ایک فیل کلاں جس کی جھول نہایت زرین تھی پیدا ہوا اُس پر نشان شیر تھا بعد اس کے دو
دو ہاتھیوں کی قطار آئی جن کی جھولیں زرین اور ہودے نقرئی و طلائی فیل بان نوجوان
پگڑیاں سروں پر رکھے ہوئے وردیاں زرق برق پہنے ہوئے گج بانک ہاتھوں میں لیے ہوئے
آنے لگے سو ہاتھی اسی طور سے گذر گئے بعد ان کے قطار در قطار اونٹ آنے لگے اونٹوں پر بھی
عمدہ و نفیس و پر زرکار عماریں ان کی شتربان ان پر لباس معقول پہنے ہوئے بیٹھے تھے کئی ہزار
اونٹ بھی اسی طرح سے گذر گئے بعد ازاں نوبت و نقارے کی صدا آئی شہنا نواز شہنا کو دم دیتے ہوئے
نہایت خوبی سے بجاتے ہوئے نقارچی نقار خانوں میں بیٹھے ہوئے نقاروں کو بجاتے ہوئے گذرے
بعد ازاں جھنڈی بردار اور پرچم بردار بیشمار برچھیاں و جھنڈیاں رنگ برنگ و زرین ہاتھوں میں
لیے ہوئے گذرے پھر دو رو سواران جنگی مسلح و مکمل مرکبوں پر سوار آنے لگے ہر رسالہ و گروہ کے
ساتھ سردار و علم بردار علم کو جلوہ دیتے ہوئے شان و شکوہ دکھاتے ہوئے سردار گروہ و رسالہ دار تمامی و

نامدار شور شعار آہستہ آہستہ خراماں خراماں گزرنے لگے یہان تک کہ نولاکھ سوار اسی طور سے
گذرے بعد ازان دو بادشاہ ذی وقار تختہائے زرین پر سوار کہار تخت اٹھائے ہوئے اور گنبد
طلائی اُن پر جو جواہر کار و از حد خوبی سے آراستہ تھا درویش آفتاب صورت لباس زرین و زرق
برق پہنے ہوئے کہ جس پر اچھی طرح بوجہ چمک اور ضو کے نظر نہ پڑ سکتی تھی بیٹھے ہوئے نقیب و چوبدار
عصا بردار آگے آگے با آواز بلند پکارتے ہوئے مطلع ہمیشہ ہوتی حشمت و اقبال و دولت کی بڑ
سوار و باہر یہ شاہ ذرہ پرور مہر صورت کی پہچان و لیبار پانچ چار نقیب دار سبز پوش مرکبون پر
سوار ایک علمدار خاص کل سپاہ ذی جاہ علم ہاتھ مین دلیرانہ لیے ہوئے مرکبون پر سوار زیر سایہ
علم سپہ سالار فرامرز ثانی نامدار نقیب دار ہر ایک علم پر حمد خدا اور نعت جناب ابراہیم خلیل اللہ
بخط جلی مرقوم یہ سب بھی قریب آگئے درمیان دونون لشکرون کے گذرے درویش آفتاب
صورت نے دونون لشکرون پر بغور نظر کر کے میدان جنگ مین دونون لشکرون کو صف آرا
دیکھکے سواری اپنی ٹھہرا کے باآواز بلند کہا کہ یہ صف آرائی ہر دو جانب کیون ہے کس واسطے لڑتے ہو
باہم جنگ و جدال کیون کرتے ہو بہتر یہ ہے کہ جنگ و جدال موقوف کرو باہم صلح کرو اگر صلح نکرو گے
تو اب ہم یہان آئے ہین فیصلہ کر دین گے یہ تقریر کوکب انجم حصاری اور صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ نے سنی دونون کو حیرت ہوئی کہ یہ درویش باین عظم و شان و شوکت
کون ہے کہان سے آئے ہین یہ کیا فیصلہ کرین گے آیا دونون لشکرون کا فیصلہ کرین گے یعنی
دونون لشکرون کو قتل کرین گے یا فیصلہ باین معنی کہ فساد و محبت و دشمنی باہمی کو دور کرین گے
امیر باتوقیر اور کوکب انجم حصاری تو اسی فکر و تردد مین رہے درویش موصوف کے حکم
سے سواری آگے بڑھی سب نے دیکھا کہ جانب شمال جا کر اُسے سبزہ زار مین درویش موصوف
علیحدہ دونون لشکرون کے بارگاہ و خیام بکثرت برپا و ایستادہ کر کے فروکش ہوئے لشکر
نولاکھ کا اُترا ہر ایک اعلیٰ ادنیٰ اپنی اپنی سواری سے اُتر کر داخل بارگاہ و خیمہ ہوا چونکہ لشکر
درویش آفتاب صورت کے آنے اور دیکھنے مین لڑائی موقوف ہو گئی تھی اور اس عرصے مین
شام بھی ہو گئی تھی نقیب دار سرخ پوش طبل بازگشت بجوا کر مع کوکب انجم حصاری و سارق
پری لقا و تمامی سپاہ بصد خوشی و خرمی فرودگاہ سپاہ پر گیا اس طرف صاحبقران بھی مع اپنے
تمامی لشکر اور بادشاہ لشکر اہل اسلام و سرداران لشکر کے محزون و ملول سمت لشکرگاہ روانہ
ہوئے جب فرودگاہ سپاہ پر پہونچے بادشاہ لشکر اہل اسلام معصوم تخت زرین سے اُتر کر داخل
بارگاہ ہوئے پھر صاحبقران موصوف و جملہ سرداران سپاہ موجودہ بھی اپنے مرکبون سے
اُتر اُتر کر داخل بارگاہ و خیام ہوکے سلاح جنگ اتنون سے دور کیے بعد ایک دو ساعت کے
دربار دربار بادشاہ لشکر اہل اسلام مین صاحبقران اور جملہ سرداران سپاہ موجودہ جا کر اپنے
اپنے دنگل پر بیٹھے بادشاہ لشکر اہل اسلام تخت زرین پر رونق افزا تھے اور جس قدر سرداران
سپاہ نقیب دارون کی صورتین دیکھکر فریفتہ و دیوانے ہو کر اسیر و گرفتار ہوئے تھے اُن کے
دنگلون پر غاشیے ڈالدیے گئے تھے اور وہ سرداران اسیر شدہ بعد اسیری دو چار ساعت کے
زندان مین ہوشیار ہوگئے تھے دیوانگی و عشق و الفت کا اثر اُن مین کچھ بھی نہ رہا تھا حیرت سے
اپنے حال پر نظر کرتے تھے طوق و زنجیر وغیرہ مین جکڑے ہوئے زندان مین بیٹھے تھے باہم کہتے تھے

کہ نہیں معلوم ہمکو کس نے اسیر کیا ہم کیونکر اسیر ہوگئے یہاں ہمکو کون لایا کس نے ہمکو قید کیا
ہم تو اپنے لشکر سے نکل کر نقاب داروں سے لڑنے کو گئے تھے پھر نہیں معلوم کیا ہوا اس زندان میں
آکر بعد دو چار ساعت کے ہمکو ہوشیاری اور اپنے حال سے آگاہی ہوئی سرداران گرفتار شدہ
تو زندان میں متحیر ہوکر باہم گفتگو کے حیرت آمیز اسیری کرتے ہیں زندان میں مبتلائے طوق و سلاسل
ہیں مگر اب حال دربار بادشاہ لشکر اسلام بیان کیا جاتا ہے کہ جب دربار آراستہ ہوا بادشاہ لشکر اہل اسلام
نے صاحبقران سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ نہیں معلوم یہ دونوں نقاب دار کیسے بلائے روزگار تھے کہ انکی
صورتیں دیکھتے ہی سینتالیس سرداران لشکر اسلام نے بغیر جنگ و جدال دست نقاب داران سے
اپنے تئیں اسیر کرا دیا اور بعد بیہوشی اسیر ہوکے سوئے زندان چلے گئے صاحبقران نے بادب تمام
جواب دیا کہ بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونوں نقاب دار طلسمی ہیں اسی وجہ سے سرداران اسیر شدہ
صورت اُن کی دیکھتے ہی از خود رفتہ ہوگئے ورنہ وہ سب شجاع و بہادر ایسے ہیں کہ وحید عصر ہیں اور
فرید روزگار ہیں ایک ایک اُن میں ہزاروں سواروں سے میدان جنگ میں لڑسکتا ہے ہزاروں کو
شکست دے سکتا ہے بعد ذکر نقاب داران و سرداران مذکور کے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ
نے خواجہ طیفور گردپا سے فرمایا کہ اے خواجہ ذرا لشکر درویش آفتاب صورت میں جاکر دریافت تو کرو
کہ یہ فقیر کون ہے کہاں سے آیا ہے بڑے شان و شوکت و جاہ و حشمت سے اس طرف آیا ہے کیا ارادہ رکھتا ہے
خواجہ طیفور اسی وقت رنگ و روغن سے صورت اپنی تبدیل کرکے جانب لشکر درویش مذکور روانہ ہوئے
بعد قطع راہ داخل لشکر ہوکر دربار میں گئے دیکھا کہ درمیان میں بارگاہ فلک فرسا وہ بادشاہ ذی وقار
برابر دو تختوں زریں پر بیٹھے ہیں اور چار پانچ نقاب داران سبز پوش عمدہ و نفیس دنگلوں پر بصد
صولت و شوکت جلوہ گر ہیں اور اکثر سرداران سپاہ بھی دنگلوں پر بیٹھے ہیں درویش مذکور اسی اپنے
گنبد طلائی میں بہ نخوت رعب و صولت بیٹھے ہیں حاضرین دربار بادب تمام حاضر دربار ہیں دربار شاہانہ ہے
کوئی ادب و رعب سے درویش موصوف سے بات نہیں کرتا ہے سب بادب خاموش بیٹھے ہیں ابھی طیفور
گردپا داخل دربار مذکور ہوکر بصورت مبدل دیکھ رہا تھا کہ یکایک اُس درویش نے ایک نقابدار سے
متوجہ ہوکے کہا کہ آج ہم ہنگام شام یہاں آئے ورنہ آج ہی ان دونوں صاحبان ہر دو لشکر و سپاہ
کا فیصلہ بعنوان احسن کر دیتے خیر آئندہ دیکھا جائے گا اُس نقابدار سبز پوش نے عرض کیا کہ آپ بجا
فرماتے ہیں جب تک آپ فیصلہ نہ فرمائیں گے یہ دونوں شاہ و شہریار باہم جنگ و جدال سے باز نہ آئینگے
کشت و خون ہر دو طرف سپاہ ہوا کرے گا ہزارہا بندگان خدا کی جانیں تلف ہوں گی یہ گفتگو نقاب دار
مذکور کرکے خاموش ہوا خواجہ طیفور گردپا نے یہ تقریر فقیر و نقاب دار سنکے کچھ اپنے مطلب کی بات
نہ سنکے بارگاہ درویش سے باہر نکل کر اہل لشکر سے بصورت فقیر و سائل پوچھا کہ یہ لشکر کس کا ہے کہاں سے
آیا ہے صاحب لشکر کون ہے کیا اُس کا نام ہے میں ایک سائل محتاج ہوں دور سے بامید حاجت روائی
آیا ہوں سواران لشکر نے جواب دیا کہ اے سائل آگاہ ہو کہ در اصل یہ لشکر درویش آفتاب صورت
کا ہے شہر عراقیہ سے یہاں آیا ہے اگر تو حاجتمند ہے تو دن کو یہاں آنا تجھکو زر و جواہر موافق تیری حاجت
کے ملجائے گا سائل مذکور لشکر سے نکلکر اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوکر دربار بادشاہ لشکر اہل اسلام میں
بصورت اصلی آیا صاحبقران نے پوچھا کہ کہو خواجہ گئے تھے کیا دریافت کیا خواجہ نے جو کچھ دربار
درویش میں دیکھا سنا تھا سب بیان کرکے عرض کیا کہ اے صاحبقران ذیشان کچھ معلوم ہوا کہ یہ درویش

دراصل کون ہی صاحبقران یہ سنکے خاموش رہے کوکب انجم حصاری جو بصد خوشی و خرمی میدان جنگ سے گیا تھا بعد قطع راہ اپنے دربار مین جاکر بالاے تخت زرین بیٹھا اہل دربار حاضر دربار ہوئے علیٰ قدر مراتب کرسیون دنگلون پر بیٹھے ساریق بن بقا بھی مع سخنگان دربار کوکب انجم حصاری بہ عزت تمام تخت پر بیٹھا پہلے کوکب انجم حصاری نے ساریق بن بقا سے مخاطب ہوکر کہا کہ خداوند دیکھا آپ نے نقاب دارون نے آج ہی سینتالیس سرداران سپاہ صاحبقران کو اسیر کیا ہی چند روز مین یہی نقاب دار خاتمہ لشکر صاحبقران کا کر دینگے بلکہ صاحبقران کو بھی مثل سرداران اسیر شدہ کے اسیر کرینگے بادشاہ لشکر اہل اسلام یا توخوف نقاب داران طلسمی سے شب تاریک مین پوشیدہ طور سے یہان سے بھاگ جائینگے یا وہ بھی مانند اورون کے اسیر ہونگے ہمارا ارادہ ہی کہ پہلے جملہ سردارون اور صاحبقران اور بادشاہ لشکر اہل اسلام کو اسیر کرائین اور اہل لشکر کو اسیر و تباہ کرا دین پھر سب اسیرون کو آپ کے روبرو قتل کرائین آپ کو شادمان و فرحان کرین ساریق بن بقا نے مسکرا کر جواب دیا کہ اس اسیری سرداران سپاہ اہل اسلام کی باعث درحقیقت ہم ہین ہمین نے یہ تقدیر کی ہی کہ نقاب داران طلسمی ان سب اہل اسلام کو اسیر کرلین کوکب انجم حصاری نے خلاف الیہ ساریق بن بقا جواب نہ دیا بعد تھوڑی دیر کے کوکب انجم حصاری نے اہل دربار سے مخاطب ہوکر کہا کہ آج یہ درویش باکمال نہین معلوم کہان سے یہان آیا ہی بظاہر صاحب کمال معلوم ہوتا ہی نہایت شوکت و شان و جاہ و حشمت سے آیا ہی ہمکو فقرا سے ایک انس ہی خصوصاً اُن فقیرون سے جو صاحب کمال ہون جسوقت سے یہ درویش یہان آیا ہی ہمین یہی فکر ہی کہ اس کے حال سے بخوبی آگاہی ہوجائے کونسی تدبیر کی جائے کہ تمام حال اور نام و نسب اس فقیر کا معلوم ہوجائے بعض اہل دربار نے با دب عرض کیا کہ ہم غلامون کے نزدیک مناسب وقت یہ ہی کہ کسی شخص کو واسطے دریافت کرنے حال درویش مشار الیہ کے حضور روانہ فرمائین تاکہ تمام حال درویش سے حضور کو آگاہی ہو جائے کوکب انجم حصاری نے کہا کہ راے تمھاری ہم پسند کرتے ہین مگر کس شخص کو ہم یہان سے واسطے دریافت حال کے روانہ کرین کون ایسا ہی کہ یہان سے جاکر درویش سے ہم سخن ہوکر کل حال دریافت کرکے ہمسے آکر بیان کرے اہل دربار نے عرض کیا جاری راے یہ ہی کہ سخنگان کو حضور روانہ فرمائین ساریق بن بقا نے کہا کہ اہل دربار کی راے خوب ہی سخنگان جاکر درویش سے ملکر تمام حال دریافت کر آئیگا اس کام کے لائق یہی ہی کوکب انجم حصاری نے سخنگان سے مخاطب ہوکر کہا کہ کیون ملک جی تم پاس درویش نو وارد کے جاؤگے حالات اُن کے دریافت کر آؤگے اُس نے عرض کیا کہ مجھے جانے مین تو کچھ عذر نہین ہی لیکن خالی ہاتھ اُس درویش کے پاس نجاؤنگا کیونکہ درویش مذکور صاحب کمال و ذی لیاقت و ذی اقتدار ہی حضور نے آج جاہ و حشم اُس کا ملاحظہ کیا ہی کس شان و شوکت سے آیا ہی علاوہ جلوس سواری و دیگر سامان شاہانہ کے نو لاکھ سواران مسلح اور دو بادشاہان ذی وقار اور پانچ چار نقاب دار با شان تابعدار و فرمانبردار اُس کے جلو مین تھے لہذا ایسے درویش کے پاس تہیدست جانا مجھے ناپسند ہی اگر جناب کشتیان زر و جواہر کی اور کچھ تحفہ و ہدایا میرے ہمراہ فرمائیے تو البتہ مین اُس درویش سے جاکر ملون اور جو یہان سے لے جاؤن بطور نذر پیش کرون تاکہ اُس کی نظر مین سماؤن اور وہ مجھسے مخاطب ہوکے ہم سخن ہو اور مین اُس سے حالات اُس کے دریافت کرون ساریق بن بقا نے تقریر

سخنگان سنگھ کو کب انجم حصاری سے کہا کہ جو کچھ اس نے کہا سچ کہا ہی یہ فہیم و عاقل ہی اسکی
رائے خوب ہی کوکب انجم حصاری نے اسی وقت چند کشتیان زر سرخ و سفید و جواہرات
کی اور چند تحفہ ہاے نادر و نایاب طلب کر کے سخنگان کو دے کے کہا کہ اب تو تجھکو جانے مین
کچھ عذر نہین ہی اُس نے عرض کیا کہ اب کچھ عذر نہین ہی یہ کہکے اُن کشتیون کو اور تحائف
مذکورہ کو اپنے ہمراہ لے کر مع چند خدمتگارون کے اپنی بچھری پر سوار ہو کر سمت لشکر درویش
مذکور روانہ ہوا بعد قطع راہ لشکر مین پہونچا درویش موصوف کو خبر ہوئی اُس کے رتبے کے
موافق چند ادنی سرداران سپاہ کو حکم دیا کہ استقبال اُس کا کر کے اُس کو ہمارے روبرو لاو
سرداران مذکور حسب الحکم درویش فی الفور گئے اور استقبال کر کے ملک جی کو سامنے درویش
ممدوح کے عین دربار مین لائے سخنگان نے اہل دربار پر نظر کر کے دل مین اپنے کہا کہ یہ دربار
اس درویش کا تو ایسا ہی کہ جیسا دربار شاہان اولو العزم کا ہوتا ہی یہ فقیر کاہے کو ہی شاہ ہی بلکہ شہنشاہ
ہی جملہ سامان شاہانہ اس کے دربار مین موجود ہی یہ باتین اپنے دل مین کر کے روبروے درویش
موصوف جا کے با دب سلام کر کے وہ کشتیان اور تحفت نذر دے کر رعب و صولت و شوکت درویش
ممدوح سے ایستادہ رہا بلکہ رعشہ اُس کے دست و پا مین پیدا ہوا درویش موصوف نے نذر مذکور
کو مسکرا کر قبول کر کے اشارہ بیٹھنے کا کیا سخنگان دوبارہ با دب سلام کر کے موافق اپنے رتبے کے
بیٹھا بعد تھوڑی دیر کے شاہ صاحب نے پوچھا کہ سچ کہہ تو کون ہی کہان سے آیا ہی کیا مطلب تیرا ہی
کیا غرض لے کر مجھ درویش کے پاس آیا ہی جو حاجت ہو بیان کر کہ تیری حاجت بر لائی جاے گی
ہرچند بظاہر مین فقیر ہون لیکن حکم خدا سے جس کو چاہتا ہون بادشاہ کر دیتا ہون بہت سے
غریبا و محتاجون کو مین نے امیر کبیر و بادشاہ کر دیا ہی زبان مین میری خدا نے اثر دیا ہی اسوقت
بھی جس کو چاہون بادشاہ کر دون اور جس بادشاہ کو چاہون فقیر کر دون خداوند عالم کی
پرستش اور اُس کی عبادت و ریاضت کرنے سے زبان مین میری اثر پیدا ہو گیا ہی حالانکہ مین
تجھسے اور تیرے جد و آبا سے اور تیرے مطلب سے آگاہ ہو چکا ہون مگر ان اہل دربار کے روبرو
تیرا ہی بیان منظور خاطر ہی تا کہ میرے اہل دربار بھی سنین اور تو مجھکو ایسا مجبور و لاچار درویش
نہ سمجھنا اگر چاہون تو ابھی تجھکو نابینا کر دون اور اگر ارادہ کرون تو ابھی تجھکو جلا کر خاک کر دون
صرف زبان کو حرکت دینا پڑیگی فی الفور جو چاہون گا وہ ہو جاوے گا تا خبر مطلق نہ ہوگی
سخنگان گفتگو سے درویش موصوف سنکے زیادہ تر خائف و ترسان ہو کر مانند بید کانپنے لگا
دل مین کہنے لگا کہ اے سخنگان تو یہان کیون آیا اگر اس درویش نے تجھسے ناراض ہو کے
اپنی زبان کو حرکت دی اور بد دعا کی تو غضب ہو جائے گا یا اندھا یا شعلۂ آتش غضب درویش
سے جل کر خاک ہو جائے گا خیر اب تو یہان تو آیا ہی دیکھ کہ کیا ہوتا ہی زندہ یہان سے جاتا ہی یا
نہین آنکھون مین میری روشنی بھی رہتی ہی یا نہین اس فقیر سے ڈرنا چاہیے جان اور آنکھین
اپنی بچانا چاہیے خلاف طبع اس کے کوئی کلمہ اپنی زبان پہ نہ لانا چاہیے جو کچھ اس کی خوشی ہو
وہی کرنا چاہیے ہرچند کہ تیری عادت یہ ہی کہ بیشتر کلمات بیہودہ تیری زبان پر جاری ہوتے ہین
بارہا جھوٹ بھی بولتا ہی بغیر ان باتون کے تجھکو چین آرام نہین ملتا ہی مگر یہان اپنی عادت و خصلت کو

ترک کر دے تھوڑی دیر تک اپنی حرکت اسکے پدر سے باز رہ زبان کو بدکلامی سے نگہ رکھ ابھی
سنگتکان اپنے دل میں یہ باتیں کر رہا تھا کہ درویش موصوف نے اُسکے چہرے کو متغیر دیکھکر
دست و پا میں رعشہ خوف سے پاکر کہا کہ خائف نہو حواس اپنے درست کرکے جو کچھ ہمنے پوچھا ہے
اُس کا جواب دے سنگتکان نے دست بستہ عرض کیا کہ اس کمترین کو خاص و عام ملک اجی بھی
کہتے ہیں نام میرا سنگتکان ہے بیٹا سنگتکان کا ہوں سنگتکان بیٹا سنگتک کا تھا سنگتک فرزند
چکیارک کا تھا خداوند سارلقی میں لقا کا وزیر یا کلید عقل یا شیطان بارگاہ یا مونس و ہمدم
یار رفیق صادق جو کچھ کہیے وہ میں ہوں معزز ہوں آبا و اجداد میرے اسی عہدہ جلیل پر فائز تھے
افسوس صد افسوس اسوقت یاد آگیا خواجہ عمرو اولی کا اُس جہان میں برا ہو منھ اُس کا
کالا ہو یعنی آخرت میں جہنم میں جائے آتش جہنم میں مدام جلے کبھی وہان سے نہ نکالا جائے سخت
عذاب اُس پر کیا جائے اُس نے ہمارے ایک بزرگ کا آبا و اجداد سے حلوا بنکر صلصال میں
ڈال میں دیوبن تماشہ جادو کر کھلا دیا وہ حضور صاحبقران اولی کا عیار تھا اکثر عیاران
لشکر اسلام سے مجکو اور خداوندون کو صدمات پہونچے ہیں عمرو نے ڈاڑھی خداوند لقا کی
تراشی تھی ہمارے آبا و اجداد سے بزرگون کو جوتیان لگائی تھیں مال و زیور لوٹا تھا تباہ و برباد
کیا تھا بیشتر ذلتیں دی تھیں حال میں چھتران عیار نابکار پسر خواجہ عمرو ثالث نے گلستان باختر
ہمارے خداوند سارلقی میں لقا سے چھڑوایا ہے وہان سے بھاگ کر خداوند یہان آئے ہیں میں بھی
انھیں کے ساتھ آیا ہون چھتران نالائق کا میں بھی شاکی ہون اُس نے بھی مجکو بارہا ذلیل کیا ہے
اسوقت آپکی خدمت عالی میں واسطے آپکی قدمبوسی و دریافت حال حضور کے آیا ہون
چاہتا ہون کہ آپ اپنے نام نامی اسم گرامی سے آگاہ فرمائیں اپنے حسب و نسب سے اطلاع دین
کرامات و کمالات تو آپکے ظاہر و آشکار ہیں لیکن یہ نہیں معلوم کہ مرشد کا آپکے نام کیا ہے
آپ کس خاندان فقرا سے ہیں کس مرشد صاحب کمال کے آپ جانشین ہیں وطن آپ کا کہان ہے
یہان کس ارادے سے تشریف لائے ہیں یہ جاہ و اقتدار یہ شان و شوکت و حشم کیونکر آپکو
حاصل ہوئی ہے فقرا کو تو دنیا سے کنارہ کش ہونا چاہیے ہے آپنے کس غرض سے اپنی اس درجہ
شان و شوکت پیدا کی ہے اس خدم و حشم و فوج کثیر کے حاصل و فراہم کرنے سے کیا مدعا ہے ارشاد
فرمائیے بہت مشتاق ہون اپنے حالات سے آگاہ فرمائیے درویش آفتاب صورت نے تقریر
سنگتکان کی سنکے از حد برہم ہوکے غصہ کو ضبط کرکے پوچھا کہ ملک اجی یہ تو بتاؤ کہ عیاران لشکر اسلام
کی خصوصاً اولاد خواجہ عمرو کی کچھ پہچان شناخت بھی تمکو ہے یا نہیں اُس نے عرض کیا کہ شناخت
اولاد خواجہ عمرو عیار نابکار کی یہ ہے کہ آنکھ میں تل سبز ہوتا ہے دیکھنے سے ثابت ہو جاتا ہے کہ یہ عیار
مکار ہے درویش آفتاب صورت نے سنگتکان سے آنکھ ملاکر آنکھ اپنی پھیر کر چشم کو ذرا [illegible]
دے کر تل اپنی آنکھ کا اُسے دکھایا سنگتکان سبز تل آنکھ میں دیکھتے ہی پہچان گیا کہ یہ چھتران
بن عمرو ثالث ہے [illegible] ایک [illegible] کو مار کر خداوند
سارلقی میں لقا کو اپنا [illegible] پہچان [illegible] نکلوا [illegible] کے ہاتھ
[illegible] سے پہونچے ہیں [illegible] ذلیل و رسوا کیا ہے
عیاران کر کے لوٹا ہے تباہ و برباد کیا ہے [illegible] چھتران عیار ہے [illegible] دل میں [illegible] لگا

اے سنگنگان غضب کیا تو نے کہ سر دربار خواجہ عمرو کو اور ان جناب یعنی خضران بن عمرو کو
نا دانستہ تو نے برا اور لعنت و سست کہا دیکھیے اب کیا ہوتا ہی کیونکہ خضران سے جان تیری بچتی ہی
یہاں سے دیکھیے تو زندہ روبرو سے خدا وند ساریق بن لقا جاتا بھی ہی یا نہیں تقریر تو ایسی تو نے
یہاں کی ہی کہ اگر خضران بن عمرو تیرا بھی حلوا گھوٹ کر خداوند ساریق بن لقا اور کو کیا انجم حصاری
کو بطریق تحفہ روانہ کرکے کھلا دے تو کچھ عجب نہیں ہی ہائے تو نے اپنی عادت بد سے یہاں بھی
کنارہ نہ کیا باز نہ آیا بہت برا کیا زبان اپنی تو نے نہ روکی کیا ضرور تھا کہ خواجہ عمرو اور خضران کو
تو نے یہ بدی یاد کیا یہ باتیں اپنے دل میں کرکے سبز تل آنکھ میں خضران بن عمرو کے دیکھتے گویا
خوف سے مرگیا دم نکل گیا لہو خشک ہوگیا رنگ چہرے کا متغیر ہوگیا سناٹا سا ہوگیا بلکہ سکتہ ہوگیا
بعدہ دل میں خیال کرنے لگا کہ اے سنگنگان جو کچھ تو نے کہا وہ تو کہا اب کوئی تدبیر ایسی کر کہ جان
یعنی خضران بن عمرو سے بچ جائے تو یہاں سے زندہ و سلامت دربار میں کو کیا انجم حصاری
کے جائے یہ خیال کرکے تدبیر سوا اس کے نہ سوچا کہ خواجہ عمرو کی اور خضران بن عمرو کی تعریف
کرے جس قدر ان کو برا کہا ہی اس سے زیادہ ان کی ثنا و صفت کرے شاید اس تدبیر سے جانبری ہو
یہ خیال کرکے دست بستہ تھرا کر کہنے لگا کہ حضور لامع النور سے یہ فدوی اب آگاہ ہوگیا غور سے
جو حضور کے رخ زیبا پر نظر کی پہچان گیا کہ آپ ذیجاہ و عالی مرتبہ ہیں مثل و نظیر اپنا دنیا میں نہیں
رکھتے ہیں وحید عصر ہیں جید روزگار ہیں آپ کے کمالات سب پر ظاہر و آشکار ہیں بھلا کس کو آپ کے
کمالات میں کلام ہی آپ دنیا میں وہ ہیں کہ ثانی اپنا نہیں رکھتے ہیں شہرہ آپ کی خوبی و کمالات کا
مشہور دور و دور ہی آپ کے جد و آبا بھی اپنے اپنے زمانے میں یکتا و بے مثل و بے نظیر تھے سب
وحید عصر و بے عدیل زمانہ تھے خدا ان کو داخل جنان کرے اور جو زندہ ہوں خدا ان کی عمر
میں ترقی کرے میرے آبا و اجداد آپ کے بزرگوں سے فیضیاب ہوئے ہیں یہ فدوی بھی حضور
سے فیضیاب ہوا ہی بیشتر خدمتگذاری کی ہی سر اطاعت جھکایا ہی غیظ و غضب حضور بسر و چشم
قبول و منظور کیا ہی آج تک نشانات فرمانبرداری موجود ہیں یہ سر میرا شاہد ہی دماغ گواہ ہی
یہ فدوی بھی ایک خدام حضور سے ہی حضور آگاہ ہیں درویش آفتاب صورت نے سنگنگان کی
گفتگو سنکے کچھ مسکرائے بعدہ برہم ہوکر کہا کہ اس مردود زنگی کا لباس اتار کر پرانی نعلینوں سے
خوب مار و سزائے مقتول دو بعدہ ایک لنگوٹی بندھوا کر ہمارے دربار سے دور کرکے کچہری پر
سوار کرکے ہمارے لشکر سے نکال دو ملازموں نے فی الفور اس کی پگڑی اور اچکن وغیرہ تمامی
لباس اتار کر لنگوٹی بندھوا کر جوتوں سے مارنا شروع کیا سنگنگان نالہ و فریاد کرنے لگا ہاتھ جوڑ کر
کہنے لگا خطا میری معاف فرمائی جائے میں اپنی سزا کو پہونچ گیا دماغ جوتیوں سے درد کرنے لگا
جا بجا سر سے خون نکلنے لگا بخوبی علاج درد سر ہوگیا سر ہلکا ہوگیا اب زیادہ علاج کی ضرورت نہیں
ہی بدستور سابق فیضیاب ہوچکا عطیہ سرکار دولتمدار سے بہرہ مند ہوچکا دیکھیے سربلندی حاصل
ہوگئی سر اونچا ہوگیا دماغ جوتیوں کی ضرب سے سوج گیا برداشت ضرب نعلین کی اب نہیں ہی
رحم فرمائیے للہ رحم فرمائیے اس غلام بلکہ غلام بلکہ اخلام کو آزاد کیجیے درویش آفتاب صورت
و جملہ اہل دربار ملک جی یعنی سنگنگان کی گفتگو پر بے اختیار مسکرائے درویش موصوف نے اپنے
ملازموں سے ایما و اشارہ کہا کہ بس اب نہ مارو یہاں سے اس کو نکال دو انھوں نے حسب الحکم

اُسی حال سے اُس کو دربار سے نکال کر ٹچّر پر سوار کر کے لشکر سے نکال دیا اُس کے جانے
کے وقت درویش موصوف نے اُس سے کہا کہ خبردار ہمارے راز کو افشا کرنا سوا اسکے وَ اگر
بتا دیگا کوئی تقریر درویش موصوف و ملک جی کی گفتگو نہ سمجھا کہ درویش موصوف نے کیا کہا
اور ملک جی نے کیا تقریر کی الحاصل ملک جی لنگوٹی باندھے ہوئے سر کو اپنے ہاتھ سے سہلاتے
ہوئے اُف اُف ہائے ہائے کرتے ہوئے اپنے ٹچّر کو دوڑاتے ہوئے جلدی جلدی بھاگتے
ہوئے بایں خیال کہ مبادا پھر درویش موصوف الصدر گرفتار کرا کے سزائے سخت دین
قریب دربار کوکب انجم حصاری پہونچے بادشاہ انجم حصاری کو خبرداروں نے خبر دی کہ
ملک جی بذلت و خواری آتے ہیں کوکب انجم حصاری اس خبر کے سننے سے متردد ہوا اور
فکر و تردد میں بیٹھا ہوا تھا اہل دربار تمام دربار میں حاضر تھے ساریق بن لقا بھی بیٹھا ہوا تھا
کہ ملک جی لنگوٹی باندھے ہوئے آہ آہ کرتے ہوئے سر کو سہلاتے ہوئے اشک آنکھوں میں
بھرے ہوئے دربار میں آئے اہل دربار سنخگان کو اس حالت سے دیکھتے ہی بعضے مسکرائے
بعضے متحیر ہوئے ساریق بن لقا نے سر اپنا جھکا لیا حال خراب اُس کا دیکھا نہ گیا کوکب انجم
حصاری نے از حد متحیر ہو کے پوچھا کہ اے سنخگان یہ کیا تمہارا حال ہے کس نے تمہارے کپڑے
اُتار لیے کیا واقعہ تیر گذرا کیوں آہ آہ کرتے ہو کس نے تمہارا یہ حال کیا کیا خبر لائے کیا حالات
درویش دریافت کر آئے بیان کرو ملک جی یعنی سنخگان نے اپنے سر کو جھکا کر کہا کہ دیکھیے یہ حال
میرے سر کا کر دیا اتنی جوتیاں درویش کے ملازموں نے حکم درویش سے میرے سر پر لگائی ہیں کہ میرے
سر کی یہ صورت ہو گئی ہے خون جا بجا سے جاری ہے سر بہت سوج گیا ہے درد بہت ہو رہا ہے کپڑے
تمام درویش کے حکم سے ملازموں نے اُتار لیے اور ننگا لنگوٹی باندھ کر مجھکو اپنے دربار سے نکلوا دیا
ناحق و بیکار میں یہاں سے گیا اگر یہ جانتا کہ درویش مجھسے اس طرح بدی پیش آئیگا تو ہرگز
نہ جاتا افسوس ہزار افسوس میری بڑی بے عزتی ہوئی حالات درویش کیا عرض کروں کہہ نہیں سکتا
ہوں اسقدر عرض کرتا ہوں کہ یہ درویش ہمارے اور آپ کے دشمنوں سے ہے اس کا یہاں آنا
اچھا نہوا مجھکو یقین ہے کہ اب انجم حصار تباہ و برباد ہو جائیگا عملداری اہل اسلام کی یہاں بھی
ہو جائے گی کوئی بغیر دین اسلام قبول کیے یہاں زندہ نہ رہیگا سب قتل ہو جائینگے آپ بھی
قتل یا اسیر ہو جائینگے یہ شہر اسلام آباد ہو جائیگا ہزار افسوس خداوندی یہاں راحت و
آرام سے نہ رہینگے نہیں معلوم ان کا کیا حال ہوگا اس درویش نے یہاں آ کر پہلے مجھے پر ہاتھ صاف
کیا ہے آیندہ دیکھیے کیا کرتا ہے ہائے جو یہاں آتا ہے ہمارا اور خداوند ساریق بن لقا کا دشمن ہی آتا ہے
یہ کہکے اشکبار ہوا کوکب انجم حصاری نے تمام حال سنخگان سنکر از حد غضبناک ہو کے کہا کہ
اس درویش سرکش و بدکردار کی قضا آئی ہے اجل اس کی اس کو یہاں لائی اپنے جاہ و حشم و خدم و سپاہ
پر بہت مغرور ہے بادہ نخوت سے ایسا انسانیت سے دور ہے کہ ظلم و جفا کاری اختیار کی ہے ناحق و
غیبت سنخگان کو زد و کوب کرا کر ذلیل و رسوا کیا ہے تو سہی ہے اس کو بھی سزائے سخت نہ دوں
اس کو بھی رسوائے خلق کر کے نہ قتل کروں پہلے اسی درویش سے مقابلہ و مجادلہ کروں گا بعدہ
صاحبقران سے جنگ آزما ہونگا یہ تقریر کر کے حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں نقارۂ جنگی پر چوب
لگائی جائے صبح کو اس درویش بدکردار بد افعال سے سمجھوں گا نقاب و ارسرخ پوش اس کو

اسقدر ہمارے کہنے سے سر پٹوائے گا کہ اپنا سر پیٹتے پیٹتے ہلاک ہو جائے گا یہ تقریر غصے کے عالم مین
کر کے خاموش ہوا ملازمون نے حسب الحکم چوب نقارۂ جنگی پر لگائی صدائے نقارۂ جنگی بلند
ہوئی اہل لشکر کوکب انجم حصاری صدائے طبل رزمی سنکے آگاہ ہوئے کہ صبح کو لڑائی ہوگی
میدان جنگ مین جانا ہوگا دشمنون سے سامنا ہوگا تلوار چلے گی کشت و خون ہوگا زمین عرصۂ جنگ
خون دلیران جنگ جو سے رنگین ہوگی جنگ مغلوبہ مین جابجا کشتون کے ڈھیر لاشون کے انبار
ہونگے برق شمشیر چمکے گی گھٹا ڈھالون کی اٹھیگی بہادر رعد آسا نعرہ زن ہونگے زمین پر
بارش خون بہادران ہوگی میدان کارزار مین جوئے خون روان ہوگی لہذا درستی آلات
حرب و ضرب کرنا چاہیے لشکری تو تیاری جنگ مین مصروف ہوئے ولسوز کہ بصورت مبدل
بارگاہ کوکب انجم حصاری مین واسطے دریافت کرنے خبر کے گیا تھا تمام تقریر شہنشاہ و گفتگو
کوکب انجم حصاری سنکے بارگاہ کوکب انجم حصاری سے نکل کر صدائے نقارۂ جنگی سنتا ہوا اپنے
لشکر کی طرف روانہ ہوا بعد قطع راہ اپنے لشکر مین پہونچا سامنے درویش آفتاب صورت کے
جا کر با ادب تمام جو کہ شہنشاہ نے کوکب انجم حصاری سے کہا تھا اور جو کچھ شاہ انجم حصاری نے
عالم غصہ مین بیہودہ بکا تھا وہ سب حرف بحرف بیان کر کے عرض کیا کہ شاہ انجم حصاری نے
بہت ناراض ہو کر اپنے لشکر مین نقارۂ جنگی بجوایا ہے ارادہ اس کا یہ ہے کہ صبح کو مع سپاہ کثیر و
نواب دلاوران طلسمی میدان جنگ مین آکے خاص آپ سے آمادۂ جنگ ہو باقی خیریت ہے درویش
آفتاب صورت نے تمام حال بزبانی دلسوز بن جانسوز بن مہتر قران سنکے از حد غضبناک
ہو کے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجایا جاوے یہ حکم دے کے نقارۂ سنگین کو جیب
بالا سے درویش مرجان شیخ موسے تنہائی مین نکال کر نقارہ نوازون کو دیا گیا کہ آج اسی
نقارے پر چوب لگائی جاوے حسب الحکم نقارہ نوازون نے پہلے نقارۂ سنگین پر چوب لگائی
صدا اس نقارۂ کلان کی لشکر کوکب انجم حصاری و لشکر صاحبقران سلطان کیخوان شکوہ
کے کانون تک گئی جسقدر کہ نقارے اور طبل وغیرہ سپاہ کوکب انجم حصاری مین تھے سب پھٹ کے
گویا پھٹ گئے آواز نقارۂ سنگین سے مگر نقارون اور طبل وغیرہ کے پھٹ گئے نقارہ نوازیہ
واقعہ عجیب و غریب دیکھکر نہایت حیران ہوئے بعد حیرانی بسیار کے یہ خبر حیرت افزا کوکب انجم
حصاری کو کی وہ بھی اس خبر حیرت فزا سے متعجب ہوا اسی طرح لشکر صاحبقران مین بھی
صدائے نقارۂ سنگین سے سوائے نقارۂ سکندری اور نقارۂ سلیمانی کے تمام نقارے
پھٹ گئے اور نقارۂ سکندری و نقارۂ سلیمانی کی آوازین بہت کم رہ گئین درویش
آفتاب صورت کی سپاہ مین بھی جسقدر طبل و نقارے تھے وہ بھی آواز نقارۂ سنگین
سے پھٹ گئے کیونکہ اس نقارے کی صدا کی یہی تاثیر ہے حال اس نقارے کا قبل اسکے
لکھا گیا ہے غرضکہ جب لشکر کوکب انجم حصاری و سپاہ درویش آفتاب صورت مین نقارۂ جنگی
بجا سے گئے اور صدائین اُن کی بلند ہوئین ہرکارے لشکر صاحبقران کشور گیر کے خبر نواخت
نقارۂ جنگی ہر دو سپاہ مذکورے کے بعجلت تمام دربارہ دربار بادشاہ لشکر اہل اسلام مین جا کر
بعد ادب اس طرح دُعا و ثناے بادشاہ لشکر اہل اسلام اپنی زبان پر لا کر خبر نواخت نقارۂ
جنگی بیان کرنے لگے کہ نظم

خسروا گر کین تو بر آسمان سازد مقام — مشتری بہرام گردد زہرہ کیوانی کند
ساکنان ربع مسکون را کہ منقاد تو اند — مہر تو در ہر مکان چون روح جولانی کند
ہر مبارز روز ہیجا تیغ مذلولی تو دید — پیکرش با سر نیایان خود و خفتانی کند
تیغ تو ابریست خون افشان کہ موج سیل او — ہر زمان در کشور خصم تو طوفانی کند
بر درت خورشید گر جبہت نہد وقت کسوف — جبہتش را خاک درگاہ تو نورانی کند
خصم شیطان سیرت تو گر کند با تو خلاف — آن خلاف الحق از وسواس شیطانی کند
تیر عزمت از کمان فتح چون گردد جدا — سوے بر اعضاے اعداے تو پیکانی کند
تا وجود عقل کامل جہل را نقصان دہد — تا بقاے عدل شامل فتنہ را فانی کند
باش باقی در جہان باقی ز عدل شاملت — تا ز فتنہ رستہ تو دین را نگہبانی کند

قبل اس کے ملک جو یعنی سنگتان حکم کوکب انجم حصاری سے دربار درویش آفتاب صورت میں چند کشتیان زر و جواہر کی لے کر گیا تھا وہان اُس نے درویش مذکور سے کچھ ایسی گفتگو کی کہ درویش مذکور نے کہ جسے اُس کے اثر واسکے لنگولی بناہوا کر بہت پٹوا کر اپنے دربار سے اُس کو نکلوا دیا اُس نے جا کر کوکب انجم حصاری سے رو رو کر شکایت کی شاہ انجم حصاری نے غضبناک ہو کر درویش مذکور کے لڑنے کے ارادے سے نقارہ جنگی بجایا ہی درویش مسطور کی سپاہ میں بھی ایک نقارہ ایسا بجایا گیا ہی کہ جس کی آواز سے جملہ نقارے اور ڈھول وغیرہ جو باجے کھال سے منڈھے ہوئے لشکر انجم حصاری و سپاہ درویش کے پھٹ گئے ہین اور سپاہ ظفر اثر حضور کے بھی نقارے اور ڈھول پھٹ گئے ہین فقط نقارہ سکندری اور نقارہ سلیمانی سالم ہین باقی خیریت ہی بادشاہ لشکر اہل اسلام نے تمام اخبار مذکور ہرکارون کی زبانی سنکے سوئے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ دیکھا امیر کشور گیر نے نقارون کے پھٹ جانے سے حیران ہو کے حکم دیا کہ نقارہ سکندری پر چوب لگائی جائے کل لشکر ہمارا بھی میدان جنگ میں صف آرا ہوگا اگر کسی سے کوئی دونون لشکرون مین سے خواہان رزم و پیکار ہوگا تو اس سے لڑین گے ورنہ میدان جنگ مین صف آرا ہو کر دیکھین گے کہ شاہ انجم حصاری درویش آفتاب صورت سے کیونکر مقابلہ و مجادلہ کرتا ہی اور درویش مذکور کس طرح کوکب انجم حصاری سے لڑتا ہی یہ فرما کر خاموش ہوئے ہرکارون نے حسب الحکم نقارہ سکندری و نقارہ سلیمانی بجوایا دونون نقارون سے صدا کچھ پیدا ہوئی بادشاہ لشکر اہل اسلام و صاحبقران حیران ہوئے کہ یہ تو وہ نقارے تھے کہ جو بے مثل و بے نظیر تھے جنکی آواز چودہ کوس تک جاتی تھی آج ان نقارون کو کیا ہوا ہی کہ ان سے ایسی آواز پیدا ہوتی ہی جیسے پرانے ٹوٹے ہوئے نقارون سے صدا اٹھتی ہی سبب ان نقارون کی بدی آواز کا انھون سپاہ درویش کی صدا ہی جو بجایا گیا تھا جیسا کہ ہرکارون سے معلوم ہوا ہی امیر با توقیر مین بیٹھے ہوئے ہین ذکر نقارہ سپاہ درویش کا کر رہے ہین فرما رہے ہین کہ غضب ہی درویش اس کو کہان سے لایا ہی کیونکر اس کے ہاتھ یہ نایاب نقارہ آیا ہی مگر اہل نقارہ جنگی بجنے سے خبردار ہو کر درستی آلات حرب و ضرب مین مصروف ہوئے

اسی طرح سے لشکر درویش و عمان شاہ و کوکب انجم حصاری مین بھی سامان جنگ
ہو رہا ہے ہر ایک لشکری ہر سہ لشکر کا اپنے آلات حرب و ضرب کی درستی کر رہا ہے مگر اب حال
دلسوز بن جانسوز کا بیان کیا جاتا ہے چونکہ اس عیار نے ایک روز درویش آفتاب صورت
سے یہ سنا تھا کہ خواجہ طیفور گردپا نے بصورت خواجہ عمرو بنکر ہمسے تمام بانے عیاری سکے اور زنبیل
بھی لے لی ہے عیاری کی ہے دل مین اس کے آیا کہ تو بھی عیاری کر کے عوض اپنے استاد کا
طیفور گردپا سے لے چنانچہ اسی شب کو کہ جس شب مین ملک جی یعنی سنجگان کو ملازمون نے
حکم درویش موصوف سے جوتیان لگائی تھین لنگوٹی بند ہوا کر دربار سے نکال دیا تھا اور تینون
لشکرون مین طبل جنگ بجا تھا نقارے تینون لشکرون کے نقارہ سہگین کی صدا سے بجتے تھے
رنگ و روغن عیاری لگا کر بصورت نامہ دار بنکر ایک رقعہ لے کر اپنے لشکر سے جانب
لشکر اہل اسلام چلا چونکہ خواجہ طیفور گردپا کو پہچان چکا تھا راہ مین آ کر دیکھا کہ خواجہ موصوف
بصورت اصلی چلے جاتے ہین اس نے پاس جا کر بادب سلام کیا خواجہ ممدوح نے پوچھا کہ
اے طفل نیک خو تیرا کیا نام کیا مطلب ہے اس نے کہا کہ نام میر اطہر ہے ایک رقعہ لے کر
آیا ہون لیجیے اس کا جواب ابھی دیجیے یہ کہکر رقعہ نکال کر خواجہ طیفور گردپا کو دیا خواجہ
نے پوچھا کہ یہ رقعہ کس کا ہے کہان سے لایا ہے طفل مذکور نے جواب دیا کہ آپ اس رقعہ کو
پڑھیے خود حال معلوم ہو جائیگا خواجہ نے کہا کہ اس تاریکی شب مین یہ رقعہ یہان کیونکر پڑھا جائیگا
ہمراہ میرے لشکر مین چل وہان روشنی مین اس رقعہ کو پڑھ کر جواب اس رقعہ کا دونگا
طرار نے کہا کہ اپنے لشکر مین مجکو کیون لیجاییے اتنی تاخیر جواب رقعہ مین کیون کیجیے اسی جگہ
کیون نہ پڑھ لیجیے یہ کہکر ایک فتیلہ عیاری بیہوشی آمیز اپنے کسوت عیاری سے نکال کر اور اسکو
روشن کر کے چہرہ خواجہ طیفور گردپا کے برابر لے گیا اور کہا کہ اس فتیلے کی روشنی مین یہ رقعہ
پڑھ لیجیے صاحب فرستادہ رقعہ سے آگاہ ہو کر جو مناسب ہو جواب رقعہ دیجیے چونکہ وہ رقعہ مسموم
تھا خواجہ طیفور گردپا اس کو کھولنے لگے اتنی دیر مین دود بیہوشی جو دماغ مین پہونچا
سر کو گردش ہوئی بے اختیار تیورا کر زمین پر گر کے بیہوش ہو گئے وہ رقعہ پاس خواجہ کے
پڑا رہا دلسوز نے نعرہ کر کے کلاہ عیاری خواجہ طیفور گردپا کی اتار لی اور وہ خنجر جو خواجہ عمرو
اولی کے وقت سے ورثے مین ان کی اولاد کو ملتا رہا ہے وہ خنجر آبدار کمر سے خواجہ طیفور گردپا
کے نکال لیا بعدہ چند گلہاے دافع غشی جو سفوف بیہوشی سے ہو سوراخ ناک مین خواجہ
طیفور کے برابر اسکے واسطے ڈالدیے تاکہ خواجہ کو ان گلون کی بو سے ہوش آجاے پھر وہان
سے بعجلت شتابی اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا جب اپنے لشکر مین پہونچا روبروے درویش
نقلی جا کر تخلیے مین وہ کلاہ عیاری خواجہ طیفور گردپا اور وہ خنجر خواجہ عمرو اولی کا پیش
کر کے عرض کیا کہ مین نے خواجہ طیفور گردپا پر عیاری کر کے یہ کلاہ اور خنجر لے لیا ہے اب ان
دونون کو آپ اپنے پاس رکھیے درویش موصوف دلسوز کی اس عیاری کرنے سے بہت
خوش ہو کے ہنسنے لگا بعدہ زین خنجر و کلاہ کو لے کر داخل جیب جامہ درویشی مرجان
[illegible] ہو گیا اس طرف خواجہ طیفور گردپا کو ہوش آیا خنجر و کلاہ کو نہ پاکر بہت متردد ہوا کر اس
[illegible] لشکر مین اپنے جا کر پڑھا اس مین لکھا تھا کہ اے خواجہ طیفور گردپا آپ کو معلوم

کہ نام میرا دلسوز ہی فرزند ہون جانسوز بن مہتر قران کا ہمراہی درویش آفتاب صورت
مین نے اختیار کی ہی واسطے آگاہ کرنے کے و نیز اشیاء بزرگان کو تبرکا اپنے پاس رکھنے کے لیے
عیاری کر کے مین نے کلاہ و خنجر آپ سے لیا ہی اطلاعا یہ رقعہ لکھا گیا ہی آپ کچھ تردد و فکر
نفرمائیے گا خنجر و کلاہ مذکور کسی غیر کے پاس نہین گیا ہی میرے پاس ہی یہ نشانیان اور تبرکات
بزرگان اب میرے پاس رہینگے خواجہ طیفور گرد یانے رقعہ کو پڑھکر دل مین کہا کہ یہ چھوکرا
اس سن و سال مین نہایت چالاک عیاری کرنے مین مشتاق ہی مجھ ایسے عیار پر اس نے عیاری
کی مجکو دھوکا دیا میرا مال لے گیا جوان ہوکر بلاے بے درمان ہوگا عیاری کرنے مین نامی و
نامور ہوگا خیر اس طفل سے کیا بدی پیش آؤن روح جانسوز کو کیا صدمہ پہونچاؤن مہتر
قران کی روح کو کیا ملول کرون ورنہ اس طفل بے ادب کو اس عیاری کرنے کی سزا سخت
دیتا یہ باتین اپنے دل مین کر کے زنبیل سے اور ایک کلاہ نکال کر بالاے سر رکھی بعد ازان اپنے
خیمہ مین داخل ہوکر راحت پذیر ہوا جب وہ شب گذر کر صبح ہوئی آثار سحر فلک پر عیان ہوئے
طائران خوش الحان پنے اپنے آشیانون سے نکل کر چہچہہ کنان ہوئے بلبلین نغمہ سرا ہوئین جملہ طیور
اپنی زبان مین حمد خدا و ذکر خدا کرنے لگے نسیم سحر چلنے لگی اہل اسلام و دیندار براے طاعت خالق
لیل و نہار اپنے بسترون سے بیدار ہوکر اٹھے خصوصا بادشاہ لشکر اہل اسلام و صاحبقران
عالی مقام و جملہ سرداران و سواران لشکر اسلام و درویش آفتاب صورت و عمان شاہ
و شواق آہن کلاہ و فرامرز ثانی وغیرہ تمامی اہل لشکر عمان شاہ بادشاہ شہر عمانیہ نے
بعد وضو کرنے کے نماز سحر بصد خضوع و خشوع پڑھی پھر اوراد و وظیفہ سے فارغ ہوکر دست دعا
بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کر کے بتضرع و زاری خالق باری سے براے فتحیابی و دیگر حاجات
کی برآری کے لیے دعا کی بعدہ ادھر حکم صاحبقران کشورستان سے جملہ اہل لشکر مسلح و مکمل
ہوئے ادھر حکم عمان شاہ و فرمان درویش آفتاب صورت سے تمام اہل سپاہ مسلح ہوئے اسوقت
بادشاہ لشکر اہل اسلام و صاحبقران عالی مقام مع اپنے تمامی سرداران موجودہ کے اور
تمامی سواران لشکر کے سوار ہوکر مرکبون کو جولان کر کے سوے میدان کارزار روانہ ہوئے
بعد قطع راہ میدان جنگ مین پہونچکر انتظار آنے کوکب انجم حصاری و عمان شاہ و درویش
آفتاب صورت کا کرنے لگے یکایک غبار بلند ہوا ایک جانب سے عمان شاہ و درویش
موصوف مع اپنی تمامی سپاہ و نقابدارون کے بصد کر و فر و ہزار شوکت و حشم و خدم پیدا
ہوکے عرصۂ کارزار مین آگئے ایک سمت سے کوکب انجم حصاری مع نقابداران طلسمی
سماریق بن لقا دستگان و تمامی اپنی سپاہ کے میدان مصاف مین آیا تین سمت ہر سہ لشکر
مذکور ٹھہرے پھر تینون لشکرون سے حکم سے تینون بادشاہان مسطور کے بیلدار او بیلچہ بردار
براے درستی میدان کارزار نکل کر درمیان عرصۂ جنگ کے آکر جھاڑی جھنڈی کانٹا کرس
خاشاک کو دور کر کے زمین ناہموار کو ہموار و ملائم کرنے لگے جب بخوبی عرصۂ جنگ کی درستی
کر چکے اور میدان مصافا سے ہوشیار سقون نے تینون لشکرون سے نکل کر پانی چھڑکا
گرد و غبار دفع کیا بعد اس کے صف آرائی ہوئی پھر تینون لشکرون سے حسب دستور قدیم
نقیبان اور کڑکیت نکل کر وسط میدان جنگ مین کھڑے ہوکے اپنے اپنے لشکر کے جوانون سے

مخاطب ہوئے پہلے نقیباے ہر دو لشکر اسلام نے پکار کر کہا کہ اے جوانان دیندار و اے
سپاہ دلان نامی و نامدار آگاہ ہو کہ یہ دنیا اور اہل دنیا دونون فانی ہین مخلوقات خداوند عالم و
عالمیان سے کسی کو بقا نہین ہے سواے ذات خدا کے کہ فقط اسی کو بقا ہے ہمیشہ سے ہے وہ اور
ہمیشہ رہیگا باقی سب کو ایک روز فنا ہے کوئی باقی نرہے گا ایک روز ایسا آئیگا کہ ہر کوئی دنیا سے
سوئے عدم جائے گا اس مین کوئی ہو خواہ انسان ہو یا حیوان یا شجر یا حجر یا زمین یا آسمان یا
دیو یا جن یا پری وغیرہ ہو سب کو مرنا ضرور ہے ایسی صورت یقین مین عاقل و دانا کو لازم و مناسب
ہے کہ اپنی حیات چند روزہ مین کچھ ایسے کار نمایان دنیا مین کرے کہ بعد مرنے کے اہل دنیا بہ نیکی یاد
کرین ہر ایک بزم و جلسے مین ذکر کرین ثنا و تعریف کے سوا ایک بھی برائی بیان نکرین غور کرو کہ
اسوقت پہلوانان نامی و نامور مانند رستم پیلتن و سہراب و اسفندیار روئین تن کے
کہان ہین اور شاہان زمانہ گذشتہ اسوقت کہان موجود ہین افراسیاب و سکندر و فریدون
و نوشیروان ملک عادل کسریٰ وغیرہ زیر خاک نہان ہین مگر انھون نے جو اپنی زندگی مین
عدل و انصاف کیا ہے اس وجہ سے اُن کو اب تک اہل دنیا بہ نیکی یاد کرتے ہین تعریف اُن کی
کرتے ہین گو وہ بادشاہان نامی مرگئے ہین مگر نیکیان کرنے سے اور اہل دنیا کے ثنا کرنے سے گویا
وہ اب تک زندہ ہین اسی طرح پہلوانان مذکور الصدر و دیگر پہلوانان گذشتگان نے اس دار فانی
مین ایسے ایسے کارہاے نمایان کیے اور ایسی ایسی دلاوری و بہادری سر میدان جنگ انھون نے
کی ہے کہ بعد اُن کے مرنے کے بھی ساکنان جہان اُن کو اکثر یاد کیا کرتے ہین خصوصًا جو لوگ مرد
میدان نبرد ہین وہ بیشتر اُن کو یاد کرتے ہین تم سب بھی دلاور و بہادر مرد میدان جنگ ہو
بحر شجاعت کے نہنگ ہو آبا و اجداد بھی تمھارے شجاع و دلیر تھے شہرۂ آفاق تھے چاہیے کہ آج
شجاعت و جوانمردی اپنی دکھاؤ اپنے جد و آبا کے نام سر میدان جنگ لڑ بھڑ کر روشن کرو بڑھ بڑھ کر
اپنے حریفون سے لڑو نعرے شیر آسا کرو میدان جنگ مین ثبات قدمی اختیار کرو جہان تک ممکن ہو
وقت مقابلہ و جنگ قدم اپنے آگے ہی بڑھاؤ دشمنون کو شمشیر و نیزہ و خنجر و تیر و گرز گرانبار وغیرہ
آلات حرب و ضرب سے قتل کرو مانند شجاعان گذشتگان تم بھی کارہاے نمایان سر میدان کرو
تا بعد تمھارے تمکو بھی مانند رستم و اسفندیار وغیرہ کے اہل دنیا بہ نیکی یاد کرینگے زندگی مین بھی
عزت و توقیر حاصل ہوگی بہادران عالم مین محسوب ہوگے دیکھو کہ آج حسن اتفاق سے تین لشکر
تین طرف صف آرا ہین بادشاہان ہر سہ لشکر مستعد جنگ و جدال ہین یہ صحراے سبزہ زار تمام
فوجون کی کثرت سے مملو ہے جہان تک کہ پیک نظر جاتا ہے سیاہ ہی سیاہ نظر آتی ہے گا و زمین باران
لشکرہاے کثیر کا نہین اٹھا سکتی ہے کبھی کم ایسی فوجین میدان کارزار مین جمع ہوئی ہونگی غالبًا
آج لڑائی بھی ان تینون لشکرون مین ایسی ہوگی کہ کبھی چشم فلک نے بھی نہ دیکھی ہوگی ہنگام جنگ
مشاہدہ وہ تمکو اسطرح کی کہ عیاذًا باللہ یادگار یہ لڑائی ہوگی اخبار نویس اپنے اخبارون مین اس جنگ عظیم
کو خوب لکھینگے مورخ بھی درج کرینگے ہر ایک بادشاہ و لشکری چاہیے گا کہ ہم فتحیاب ہون
پس ایسی جنگ عظیم مین تمکو بھی لازم و مناسب ہے کہ ایسی دلیری و بہادری سے لڑو کہ تا قیامت
تمھاری ہمت و شجاعت و کارزار اہل جہان کو یاد رہے اہل دنیا تمھاری شجاعت کی تعریف کرین
اگر برعکس ہمت و شجاعت کروگے تو اپنے حق مین برا کروگے دنیا مین بدنام ہوگے نامرد و بزدل

کوکب انجم حصاری بادشاہ انجم حصار کے جاکر اجازت جنگ چاہی شاہ مذکور نے کہا کہ اے
حشام رستم انجم حصاری سب جانتے ہین کہ مین تجکو مانند اپنی جان کے عزیز رکھتا ہون اور
ذات تیری زینت لشکر ہی تجھی سے میری سپاہ کی رونق ہی توہی سپہ سالار فوج ہی توہی فی زمانہ
شجاعت مین یکتا ہی ہمتا تیرا اس سرزمین پر بلکہ دیگر شہرون مین کوئی پہلوان نہین ہی لقب تیرا
رستم انجم حصاری ہی تجکو اجازت جنگ نہ دون گا مبادا کسی حریف کے ہاتھ سے زخمی ہو علاوہ
اس کے تیرے میدان جنگ مین جانے کی اور حریف سے لڑنے کی فی الحال کیا ضرورت ہی ان
نقاب دار طلسمی سے ایک نقاب دار صف لشکر سے نکل کر میدان کارزار مین جائیگا وہ قتل
روز گذشتہ اہل اسلام کو نقاب اٹھاکر صورت اپنی دکھاکر دیوانہ و شیفتہ و فریفتہ اپنے حسن پر
کرکے اسیر کرے گا تجکو لازم ہی کہ صف لشکر مین جاکر قیام پذیر ہوکر نقاب داران طلسمی کی جنگ
وکارزار دیکھا ان وقت ضرورت شدید تو بھی صف لشکر سے نکل کر حریفون سے لڑنا اپنی
شجاعت دکھانا اہل اسلام کو تہ تیغ کرنا اسوقت تیرے لڑنے کی ضرورت نہین ہی ایک نقابدار
طلسمی ان دونون لشکرون کے جملہ سردارون اور سوارون کو کافی ہی سب کو اسیر کرلے گا
اہل اسلام سے قید خانون کو بھر دے گا تنہا لڑائی فتح کرے گا کوئی اس پر غالب نہو گا حشام
رستم انجم حصاری نے باادب عرض کیا کہ جو کچھ حضور نے فرمایا درست و بجا ہی مگر اب تو یہ نمکخوار
قدیم صف لشکر سے نکل چکا ہی جو اہالیان ہر سہ لشکر مجکو صف لشکر سے نکلتے دیکھ چکے ہین شجاعت
و بہادری سے میری خاص و عام واقف ہین رستم انجم حصاری کے لقب سے مشہور جہان
ہون اگر ایسی صورت مین بغیر حریفون سے لڑے صف لشکر مین جاؤن گا تو باعث میری ذلت
و بدنامی کا ہوگا ہر سہ اہل لشکر موجودہ بلکہ جملہ اہل جہان فرد اسمار شجاعان دہر سے نام میرا
نکال ڈالین گے اور فرد اسمار بزدلان و نامردان مین اسم میرا درج کردین گے اس اپنی عمر
مین جو نام و آبرو و عزت بوجہ ہمت و شجاعت پیدا کیا ہی وہ مٹ جائیگا جلیل ہوکر ذلیل ہو جاؤنگا
رسوائے خلق ہوکر شمشیر غم سے ہلاک ہو جاؤن گا زندہ نرہون گا لہذا امیدوار ہون کہ حضور اذن
جنگ دین تا وسط میدان جنگ مین جاکر درویش آفتاب صورت کو یا اس کے سرداران
سپاہ کو تہ تیغ کرون مین نے نمک سرکار ایک مدت دراز سے کھایا ہی کچھ حق نمکخواری ادا کرون
دو چار ہی سرداران سپاہ درویش مذکور کو قتل کرون بعدہ صف لشکر مین چلا جاؤن گا
بعد میرے لڑنے کے کسی نقاب دار طلسمی کو واسطے اسیری اہل اسلام کے روانہ فرمایئے گا
کوکب انجم حصاری نے اپنے سپہ سالار حشام رستم انجم حصاری کی تقریر سے مجبور ہوکر
کہا کہ خیر تیری خوشی مجھے منظور ہی جا صرف ایک ہی اپنے حریف کو لشکر درویش آفتاب صورت
سے قتل کرکے چلا آ داخل صف لشکر ہو جا حشام مذکور اذن جنگ پاکر خوش ہوکر مرکب دوڑا کر
کو جولان کرکے وسط میدان مصاف مین آکر گھوڑے کو روک کر سوئے لشکر درویش
آفتاب صورت رخ اپنا کرکے باواز بلند پکارا کہ اے درویش جفاکار ستمگار بد افعال و
بدکردار مغرور و سرکش و بد اطوار کہان ہی تو جلد لشکر سے نکل کر میرے سامنے آ اگر مرد ہی تو
جوہر شمشیر و فنون جنگ دکھا یا اپنے لشکر سے کسی کو واسطے میرے مقابلے کے جلد بھیج آج تجھسے
یا تیرے سرداران سپاہ سے لڑنا منظور ہی تونے یہان آکر بڑا ستم کیا ہی ملک جی [illegible]

ظالم کیا ہی لباس اُس بے قصور کا اُترواکر اپنے روبرو اپنے ملازمون سے خوب زد وکوب کرایا
ہی ہمارے بادشاہ عالی جاہ وخداوند سار یوق بن یقا کے قلوب کو صدمہ پہونچایا ہی اے قوسی
جو عوض ستم مذکور کا مجھسے نہ لون شجاع و بہادر ہون سپہ سالار کوکب انجم حصاری ہون نام
میرا احتشام ہی لقب میرا مشہور خاص وعام رستم انجم حصاری ہی زمانہ سابق مین رستم پہلتن
پہلوان صف شکن تھا اس زمانے مین رستم انجم حصاری میرا لقب بوجہ شجاعت مشہور ہوا ہی
جو میری شجاعت وجوانمردی و بہادری وہمت سے واقف ہی وہ تو واقف ہی اور جو آگاہ
نہین ہی وہ اب ماہر و آگاہ ہو کہ مین وہ بہادر یکتاے زمانہ ہون کہ سرکشان جہان مجھسے پست
وزیر ہین وہ کون بہادر ہی جو میرے نام سے مانند صاحب تپ لرزہ نہین کانپتا ہی اور زیر فلک
وہ کون دلاور ہی جو مجھسے نہین ڈرتا ہی صدہا پہلوانان نامی ونامور زیر کردہ میرے حلقہ بگوش
ہین بارہا عرصۂ جنگ مین ہنگام جنگ مغلوبہ تنہا مین نے لشکر حریف کے میمنہ کو میسرہ پر حملہ آور
ہوکے الٹ دیا ہی کشتون کے پشتے لاشون کے ڈھیر لگاکر زمین عرصۂ جنگ کو خون جوانان سپاہ
سے گلرنگ کر دیا ہی بارہا تنہا لشکرون کو شکست دی ہی اگر کوئی اجل رسیدہ بہادران نامی
سے مجھسے لڑا ہی تو ایک ہی ضرب مین مین نے کام اُس کا تمام کیا ہی کیونکہ شیر بیشۂ جنگ ہون
بحر شجاعت کا نہنگ ہون فیل مست کو پشہ جانتا ہون دیو کی کیا مجال جو مجھسے لڑسکے جن کی
کیا جان جو مجھسے مقابلہ کرے اگر نعرہ کرون تو زمین عرصۂ جنگ تھرا اٹھے بہادران نامی کو بھی
خوف سے غش آجائے اگر ضرب گرز گرانبار سر کوہ پر لگاؤن تو وہ ریزہ ریزہ ہو جاے نیزہ
سر تیز میرا سینۂ کوہ مین در آتا ہی تیغ آبدار میری حریف کو اگرچہ کیسا ہی زبردست ہو چورنگ
کرتی ہی مجکو اپنے قوت بازو پر ناز ہی اگر چاہون تو فیل مست کو بائین ہاتھ سے اٹھالون اگر
للکارون تو شیر نر کو مانند بازاری کتے کے بھگادون لشکر حریف کی صفون کو چیونٹیون کی
قطار شمار کرتا ہون وقت کارزار جوانان جنگجو کو خاک وخون مین بھرتا ہون پس جس کو
زندگی اپنی دشوار ہوا اور حیات سے اپنی بیزار ہو وہ مجھسے آکر مقابلہ کرے جوہر میری شمشیر
شجاعت کے دیکھے زیادہ تعریف اپنی اپنے منہ سے خوب نہین ہی اسوجہ سے مین اپنی شجاعت
و قوت کا زیادہ اظہار کرنا مناسب نہین جانتا یہ کہکے خاموش ہوا درویش آفتاب صورت
نے تقریر اس پہلوان زبردست کی سنکے برہم ہو کے واسطے مقابلہ کرنے کے ارادہ لشکر سے
نکلنے کا کیا اُسوقت فرامرز ثانی نے باادب کہا کہ آپ کیون تکلیف گوارا فرماتے ہین لڑنے
اس حریف سے کیون جاتے ہین مجکو اجازت دیجیے مین جاکر اس یاوہ گو سے مقابلہ کرون
سارا غرور اس کا خاک مین ملادون گو یہ پہلوان نہایت زبردست ہی لیکن میرے قوت بازو
کے آگے پست ہی اس کی کیا حقیقت ہی اگر حکم ہو تو اس کو مع راکب و مرکب چورنگ کرون اگر
ارشاد ہو تو زیر کرکے اسیر کرون بھلا میری موجودگی مین آپ اس ادنی سے کیا مقابلہ کیجیے گا
یہ آپ کے مقابلے کے لائق نہین ہی ہرچند کہ بیہودہ گو نے اول یہی خواہش اپنی ظاہر کی یہی
کہ آپ سے جنگ آزما ہو مگر کچھ مضائقہ نہین اس نے کہا ہی کہ اپنے لشکر سے کسی کو واسطے میرے
مقابلے کے روانہ کرو غرضکہ درویش آفتاب صورت کا بتقریر فرامرز ثانی غصہ کم ہوا کہا اچھا
تم ہی اس مغرور سے جاکر مقابلہ کرو جا کر دل اس کی باتین سنکر اختیار ہی کہ چاہے اس کو قتل کرو

چاہیے اس کو اسیر کرو فرامرز ثانی نے اجازت جنگ درویش موصوف سے لیکر عمان شاہ
سے بھی اجازت جنگ حاصل کر کے مرکب اپنا صف لشکر سے دلیرانہ نکالا پھر گھوڑے کو جولان
کر کے روبرو کے حشام رستم انجم حصاری کے آکر سمند کو روک کر طالب ضرب نیزہ و شمشیر ہوا
اُس نے سراپا سے فرامرز ثانی پر نظر کر کے پوچھا کہ اے نقاب دار چہرہ تو تیرا نقاب میں نہان ہے
شناخت تیری ہو نہیں سکتی ہے اپنے نام سے آگاہ کر تا کہ بے دریافت نام تو میرے ہاتھ سے قتل نہ ہو
فرامرز ثانی نے جواب دیا کہ اے حشام دریافت نام سے کیا فائدہ اسقدر کافی ہے کہ تیرا حریف
ہوں یہ میدان جنگ ہے تقریر کا مقام نہیں ہے یہ جائے جنگ ہے اور اگر نام بہادران زبان تیغ
تیز سے ظاہر ہو جائے گا حشام نے یہ سنکے کہا کہ خیر کسی وجہ سے اگر تجھکو اپنے اظہار نام میں تامل ہے
تو نہ بتا حوصلہ اپنے دل کا نکال لے نیزہ و شمشیر و تبر و تیر وغیرہ آلات حرب و ضرب سے وار
کر لے میری ضرب سے جانبر نہو گا فرامرز ثانی نے جواب دیا کہ ہم اہل اسلام میں حریف سے
جنگ میں سبقت نہیں کرتے ہیں طریقہ ہمارا یہ نہیں ہے کہ پہلے اپنے حریف پر وار کریں جب خدا وند کریم
ہمکو تیری ضرب سے بچا لے گا اسوقت ہم بھی تجھپر وار کرینگے حشام نے کہا کہ اگر تیری یہی خوشی
ہے تو خبردار رہو ہوشیار ہو جا یہ کہکے نیزے کو دیکھ بھال کے بشت میں محکم پکڑ کر مرکب کو کاوے پر
ڈال کر نیزہ سر تیز کو گردش دے کر حریف کو نیزے کی زد پر پا کر نیزہ سینہ فرامرز ثانی پر لگایا
اس طرف اس بہادر نے اُس کی سنان نیزہ کو اپنی سنان نیزہ پر روکا حشام کو تعجب ہوا
دیکھنے والوں نے بے اختیار کہا کہ کیا اچھے طور سے ضرب نیزہ روکی ہے جبکہ دو سنانیں باہم ملیں
اُن کے ملنے اور رگڑنے سے چنگاریاں پیدا ہوئیں گویا دو اژدرون نے شعلے اپنے دہنوں سے
نکالے بعد ضرب مذکور روکنے کے فرامرز ثانی نے بھی سینہ پر کینہ اُس کا تاک کر نیزہ لگایا اُسنے
بھی چالاکی سے سنان نیزہ کو اپنے نیزے کی سنان پر روکا اسی طرح تا دیر جنگ نیزے سے ہوئی
دیکھنے والوں منصف طبع نے دونوں بہادروں کی تعریف کی خصوصا صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ نے نقاب دار سبز پوش یعنی فرامرز ثانی کی بجائے خود بہت ثنا کی اور فرمایا کہ یہ
نقاب دار سبز پوش نیزہ بازی میں کامل ہے آخر کار فرامرز ثانی نے ایک بند نادر نیزے کا باندھکر
حشام سے کہا ہوشیار ہو جا کہ ابکی مرتبہ سنان تیرے نیزے سے نکل جاویگی سر میدان تیری
نیزہ بازی پر حرف آجاوے گا تجھکو ندامت حاصل ہوگی اُس نے مسکرا کر غصے میں کہا کہ آج تک تو
کسی حریف نے میری سنان نیزہ کو چوب نیزہ سے نہیں نکالا ہے بڑے بڑے نامی و نامور نیزہ داروں
سے میں نے مقابلہ کیا ہے بھلا تو کیا میری سنان نیزہ کو چوب نیزے سے نکال دے گا فرامرز ثانی نے
یہ تقریر اُس کی سنکے اس طرح نیزے کو پیچ دیا کہ بے اختیار سنان نیزہ چوب نیزہ حشام سے مثل
تیر شہاب چمکتی ہوئی نکل کر دور جا کر گری اسوقت منصف طبع جوانان لشکریوں نے شور تحسین و
آفرین بلند کیا خصوصا درویش آفتاب صورت و صاحبقران موصوف نے بہت خوش ہو کر
تعریف کی حشام رستم انجم حصاری سنان نیزہ کے نکل جانے سے متحیر ہو کے سرنگون ہوا
تا دیر غرق دریائے ندامت و خجالت رہا ہمہ تن پسینے میں تر ہو گیا گویا ایک نیزہ عرق انفعال میں
غرق ہو گیا بعد ازاں سر اٹھا کے کہنے لگا کہ اے جوان آگاہ ہو کہ میری قوت میں مطلق کمی
نہیں ہے نہایت قوی بازو ہوں کچھ میرا قصور نہیں ہے اور فن نیزہ بازی میں میرے نقص و خرابی

بھی نہیں ہے ہاں خرابی اس چوب نیزہ کی ہے کہ کہنہ ہو گئی تھی اسی وجہ سے سنان نیزہ ہنگام جنگ
نکل گئی اس سنان نیزہ کے نکل جانے سے اپنے دل میں زیادہ شادمان نہ ہو اپنی قوت بازو
پہ ناز نہ کر مجھے کمزور نہ خیال کر ابھی ابھی اس سنان نیزہ کے نکال دینے کا عوض تجھ سے لیتا ہوں
تجھے ہلاک کرتا ہوں ہوشیار ہو جا فرامرز ثانی نے جواب دیا کہ اے جوان ہماری اور تیری قوت
و کمال نیزہ بازی کو جوانان ہر دو لشکر نے دیکھ لیا ہے اگر بقول تیرے تیری قوت میں کمی نہیں ہے
تو اب اپنی قوت ظاہر کر کوئی وار کر ہم ہوشیار و خبردار ہیں حشام نے غضبناک ہو کر وہی چوب نیزہ
دو دستی مرکب کو بڑھا کر سر پر بقوت تمام لگائی ادھر فرامرز ثانی نے اپنے نیزے کی ڈانڈ پر اس کی
نیزے کی ڈانڈ کو اس عنوان سے روکا کہ ڈانڈ اس کے نیزے کی بیچ میں سے ٹوٹ گئی جملہ اہل اسلام
نے خوش ہو کر شور تحسین و آفرین بلند کیا کوکب انجم حصاری کو سخت صدمہ ہوا حشام نے وہ
چوب شکستہ زمین پر ڈال کر تبر ہاتھ میں لے کر کہا کہ اے جوان خبردار رہ ہوشیار کہ میری ضرب تبر
سے تیرا جانبر ہونا دشوار ہے اکثر بہادروں کو میں نے بضرب تبر قتل و ہلاک کیا ہے ضرب تبر میری
بہر دشمن باعث اجل ہوئی ہے کوئی حریف میرا ضرب مذکور سے جانبر ہو نہیں سکتا نقاب دار
مبارز نے سنکر جواب دیا کہ ہم ہوشیار ہیں اس حربے سے بھی تیرے خدا ہمیں بچا لے گا
حشام رستم انجم حصاری نے حسب قاعدہ بالا سے کمر فرامرز ثانی پر تبر مارا ادھر اس بہادر نے
چالاکی و ہوشیاری سے ضرب تبر کو خالی دے کر مرکب کو اپنے بڑھا کر پہلو سے حریف مذکور میں جا کر
بچالاکی تمام زنجیر کمر حریف مذکور میں ہاتھ اپنا ڈال کر چاہا کہ پشت فرس سے اٹھا لیجیے ہر چند اس نے
چاہا کہ ہاتھ اپنا زنجیر کمر فرامرز میں ڈال کر خود بھی زور کرکے پشت سمند سے اپنے حریف کو جدا کرکے
بالائے خاک پٹکے لیکن نقاب دار نے اتنی مہلت اس کو نہ دی کہ وہ تمنائے دل اپنی بر لائے زنجیر کمر
میں ہاتھ ڈالے اور بعجلت تمام زور کرکے ایسا جھٹکا دیا کہ قدم اس کے رکابوں سے جدا ہو کے کچھ بلند ہوئے
اسی حالت میں حشام گھبرا گیا نقاب دار نے زور کرکے اس کو مع مرکب زمین سے اٹھا کر سر سے بلند
کرکے اس طور سے گردش دی کہ بالکل قدم اس کے رکابوں سے جدا ہوئے مرکب اس کا بالائے
خاک گرا بعد ازاں حشام کو بھی گردش دے کر بالائے زمین زور سے پٹکا چونکہ حشام تنومند و
قوی ہیکل جوان تھا زمین پر گرتے ہی ارادہ اس نے اٹھنے کا کیا اس وقت دلسوز بن عیاشون
قریب نقاب دار مذکور کھڑا تھا فی الفور کمند مار کر حشام کو کمند میں لے کے اسیر کیا فرامرز نے بھی
وقت اسیری حشام مرکب سے اتر کر اعانت دلسوز کی حشام رستم انجم حصاری مجبور ہو کے
اسیر ہو گیا درویش آفتاب صورت و جملہ مردان لشکر ایران شاہ نے شور تحسین و آفرین بلند کیا
صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے بھی بجائے خود قوت و بہادری نقاب دار مذکور کی ثنا کی
بادشاہ لشکر اہل اسلام و سرداران سپاہ اہل اسلام نے قوت و ہمت و شجاعت نقاب دار سطور
پر نظر کرکے اپنے دل میں کہا کہ یہ نقاب دار بھی بہادران عالم سے ہے کوکب انجم حصاری کو اپنے
سپہ سالار کے اسیر ہو جانے کا ایسا صدمہ و ملال ہوا کہ آبدیدہ ہو کر از حد حیرت و تعجب کرکے دل میں
کہنے لگا کہ میرا سپہ سالار اور اس نقاب دار کے ہاتھ سے اسقدر جلد اسیر ہو جائے حیرت کی جا ہے
کوئی اس میں اسرار ہے شاید یہ درویش عامل ہے بزور عمل یا تعویذ نقاب دار سبز پوش کو حشام رستم
انجم حصاری پر غالب کیا ہے ورنہ یہ حشام کسی سے اسیر نہ ہوتا یہ خیال سراسر خام کرکے نقارہ بدلہ

حور القا سے مخاطب ہوکر کہا کہ جاؤ اس نقاب دار سبز پوش کو جس نے حشام کو اسیر کیا ہے
گرفتار کر کے ہمارے پاس بھیجدو تا کہ ہم ابھی اس نقاب دار کو قتل کر کے اپنے دل کو خوش کرین
ہنوز کوکب انجم حصاری عالم صدمہ اسیری حشام مین نقاب دار حور القا سے ہم سخن تھا
اور نقابدار حور القا نے صف لشکر سے ارادہ نکلنے کا کیا تھا کہ فرامرز ثانی نے حشام کو اپنے لشکر مین
اسیر کر کے روانہ کیا درویش آفتاب صورت نے فرامرز ثانی پر زر و جواہر نثار کر کے
کہا کہ اے نقاب دار ماشاء اللہ کس قوت و شجاعت سے تم نے اپنے حریف کو اسیر کیا ہے نقابدار
نے اس کو بادب سلام کیا اس اثنا مین نقاب دار حور القا صف لشکر سے نکل کر جانب وسط
میدان جنگ چلا ادھر درویش نے نقاب دار سبز پوش کو جنگگاہ سے اپنے پاس بلا لیا اور کچھ
اس سے آہستہ کہا اس نے عرض کیا کہ جو کچھ آپ نے ارشاد کیا ہے اس پر عمل کیا جائے گا ابھی
اس کا انتظام کیا جائے گا یہ کہکے نقاب دار مذکور نے موافق حکم درویش آفتاب صورت
انتظام کیا اتنی دیر مین نقابدار حور القا نے وسط میدان جنگ مین آ کر مرکب کو روک کر
باواز بلند کہا کہ اے درویش نقابدار سبز پوش کو واسطے میرے مقابلے کے روانہ کر یا اور
کسی سردار سپاہ کو بھیج کہ وہ آ کر مجھ سے مقابلہ کرے یا تو خود آ کر مجھ سے جنگ آزما ہو درویش
آفتاب صورت نے باواز بلند جواب دیا کہ اے نقاب دار حور القا نقابدار سبز پوش وغیرہ
کے بھیجنے کی ضرورت نہین ہم آتے ہین تجھ سے مقابلہ کرین گے یا آج تو ہی نہین یا ہم ہی کو تو
مانند دیگر سرداران سپاہ کے اسیر کرے گا اس درویش نے برسون اپنے مرشد کی خدمت
کی ہے فیضیاب ہوا ہے آج اپنے کمال و کرامت کو دکھا وے گا اس فقیر کو تو نے طلب کیا اپنے
حق مین اچھا نہ کیا یہ کہکے جس بارے مین نقاب دار سبز پوش سے کہا تھا اس کا انتظام بخوبی کر کے جلد تر
امور مطلوب سے فارغ ہو کے کہارون سے کہا کہ سواری ہماری سوئے جنگگاہ بڑھاؤ کہار وہ گنبد
طلائی و جواہر کار اپنے دوش پر اٹھائے ہوئے سوئے نبردگاہ چلے جملہ جوانان ہر سہ لشکر نے دیکھا
اور صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے بھی ملاحظہ کیا کہ درویش موصوف اپنے لشکر سے
برائے مقابلہ نقاب دار حور القا نکلا ہے ہر ایک کو تعجب ہوا کہ یہ فقیر بھلا کیا مقابلہ و مجادلہ کرے گا
دیدہ و دانستہ اپنے تئین اسیر کرا دے گا صورت زیبا نقاب دار حور القا کی دیکھکر مانند دیگر سواران
لشکر صاحبقران کے بے خود و از خود رفتہ ہو کر عاشق فریفتہ نقاب دار حور القا پر ہو کر اسیر ہو جائیگا
اکثر جوانان سپاہ کوکب انجم حصاری درویش موصوف کی سواری اور اس کو عزم جنگ و
پیکار پر آتے دیکھکر بے اختیار ہنسے اور باہم کہنے لگے کہ درویش کیا دیوانہ ہے جو نقابدار سے برائے مقابلہ
آمادہ ہے اول تو اس کو فنون جنگ سے کیا آگاہی ہوگی کیونکہ فقیر ہے سوا عبادت کے اس نے اپنی
زندگی اور کسی فن کے حاصل کرنے مین نہ بسر کی ہوگی دوسرے یہ کہ بالفرض و محال اگر اس کو
فنون جنگ مین بھی دخل ہے تو روبروے نقابدار حور القا اس کی کیا حقیقت ہے صورت دیکھتے ہی
نقابدار مذکور کی از خود رفتہ ہو جائے گا دم عاشقی کا بھرنے لگے گا نقابدار حور القا مانند سرداران
سپاہ صاحبقران کے اس کو بھی اسیر کر کے ملازمون کے حوالے کر دے گا وہ زندان مین پہنچا کر
بند کر دینگے سارا بھاؤ فقیری بھول جائے گا بعض بعض جوانان سپاہ کوکب انجم حصاری
درویش آفتاب صورت کو بقصد جنگ آتے ہوئے دیکھکر دوسرے سوارون سے کہتے تھے کہ

اس فقیر کو اجل نے گھیرا ہی اپنے ہاتھون سوت کے منھ مین چلا ہی بھلا اسکو بھی مجال وطاقت ہی کہ
یہ نقابدار حور القا سے سر بسر ہوسکے بعض بعض جو سمجھدار تھے اُن کا قول تھا کہ بھائی یہ نہ کہو ہر فرعونرا
موسیٰ سمجھو تو اس فقیر کو زور ہی جو یہ یون ہمت کرکے اُس کے سامنے چلا ہی ورنہ دیکھو ہر سہ لشکر
مین سے کسی کا اتنا دل نہین ہی کہ اس نقابدار سے مقابلہ کرسکے یہ فقیر بہت کامل و اکمل ہی عجب نہین
کہ اپنے کمال سے کوئی ایسی صورت پیدا کرے کہ نقابدار خود ہی وارفتہ ہو جاوے ادھر لشکر اسلام
مین صاحبقران ذیشان کو حیرت وتعجب نے گھیرا تھا بار بار سرداران لشکر سے فرمارہے تھے کہ
خداوند کریم اس درویش کو نقابدار کے ہاتھ سے بچائے اس سے مقابلہ کرنا نہایت مشکل ہی
کہ صورت دیکھتے ہی آدمی آپ سے گذر جاتا ہی اور عشق آتا نقابدارین تو درویش کیا آپ ہی تیکین گرفتار
کروا دیتا ہی بھلا یہ درویش صاحب اُسکے سامنے جا کر کیا کرلین گے اپنا سا منھ لے کر پھر آئینگے ساری
فقیری کے ڈھکوسلے بھول جائینگے بادشاہ لشکر اسلام نے فرمایا کہ کہنا آپ کا بجا و درست ہی
لیکن یہ شخص بھی بہت خدا رسیدہ اور کامل معلوم ہوتا ہی دیکھا نہ آپ نے کہ اس کے نقارے
کی آواز سے سوائے نقارہائے سلیمانی کے ہر دو لشکر کے نقارے پھٹ گئے پھر ایسے شخص سے
نقابدار کو گرفتار کر لینا کیا دور ہی ادھر تو یہ باتین تھین اُدھر درویش آفتاب صورت مقابلے
مین نقابدار حور القا کے جاکے ٹھہرے نقابدار نے جو صورت درویش آفتاب صورت کی دیکھی
تو اپنے دل مین یہ خیال کرکے کہ اس بوڑھے کی شامت آئی ہی جو میرے مقابلے مین آیا ہی نہایت
زور سے قہقہہ لگایا اور بولا او بوڑھے درویش تجھکو تو چاہیے تھا کہ کسی کونے مین بیٹھکر یاد خدا کرتا
دنیا کے لوگون سے کم ملتا جلتا یہ کیا کہ بادشاہ لشکر اور فوج لے کر شہر بہ شہر پھرتا ہی لوگون کے
خون ناحق سے مدت ہاتھ بھرتا ہی دیکھ اسوقت تجھکو وہ سزا دونگا کہ عمر بھر یاد رہے پھر تو کسی کے
ستانے کو یہ سمجھ مجھے شرم نہین آتی کہ تو نے اپنے دربار مین ہمارے ملک جی کی یہ گت بنوائی اب تجھے
مجھسے اُس کا بدلا لینا ہی ہشیار ہو جا مین کوئی تلوار و تیر و گرز و خنجر نہین رکھتا ہون صرف تیغ ابرو
سے کام لیتا ہون لیکن میرا مارا کبھی پانی نہین مانگتا ہی سیدھا ملک عدم کو سدھارتا ہی درویش
آفتاب صورت نے کہا کہ وہ کوئی اور ہی ہوتے ہون گے جو تیری صورت دیکھکر ہوش و حواس
کھو دیتے ہین ہم و ڈیو دیتے ہین ہم نے ایسے ایسے کھیل بہت سے کھیلے ہین برسون یہ پاپڑ بیلے ہین
دنیا کے حسینون انکھون سے گذرے ہین ہم کہین تیرے دام مین آنے والے ہین تجھ اپنے نہین معلوم
کہ تو ہمارے دیکھے کا ہوا ہی ہین یہی کو سمجھ لینا ہی ہر دو لشکر نگران ہی آج تجھے اپنی حقیقت
معلوم ہو جائیگی ساری شیخی کرکری ہو جائیگی تو جو اپنی صورت و شکل پر بہت بھولا ہی یہ اکدم
مین مٹ جائیگی وہم بھر کی مہلت نہ پائیگی صیاد اجل تیری گھات مین لگا ہی وقت تیرا پورا ہو گیا
ہی اب تک جو جو کار بد تو نے کیے ہون اُن کی خدا سے معافی مانگ لے پھر مہلت نہین ملیگی ولکی
دل ہی دل مین رہیگی نقابدار حور القا کو یہ سنکر نہایت غصہ آیا اور اُسنے لگایا کہ یہ کہکر بس مین نظر بس
نظر شاید کہ شناسی مرا نقاب اٹھائی ادھر درویش آفتاب صورت نے زیر جامے سے قرآن دیو
والی انفیر نکال کر اور منھ اپنا تجھ رکھکر جو بجائی تو مع نقابداران تینون لشکر بیہوش ہو گئے اُسوقت
درویش آفتاب صورت نے بڑھکر نقابدار حور القا کی مع دو سر سے نقابدار کے گردن
کاٹ ڈالی اور جو جو کفار بیہوش تھے اُن کی تلاشی وغیرہ لے کر جو جو مال و اسباب خزانہ سرکاری مین

داخل کیا اور بعد اس کے عکس تختی کا ڈال کر ہر ایک کو ہوش مین لایا مردان ہر سہ لشکر کو جب
ہوش آیا تو عجیب سانحہ ہوش ربا دیکھا یعنی آنکھون کے سامنے نقابدارون کے لاشے پڑے تھے
درویش آفتاب صورت سامنے کھڑے تھے کوکب انجم حصاری کے تو اوسان جاتے رہے
حواس باختہ ہوئے زانو پر ہاتھ مار کر بے ساختہ پکار اٹھا کہ ہائے یہ کیا ستم ہوا کسنے ان نقابدارونکو
مار ڈالا ارے یہ تو قتل ہونا جانتے ہی نہ تھے کیونکر اجل آگئی کیا قیامت برپا ہوئی ادھر ہر دو لشکر کے
مردان لشکر حیران تھے کہ یہ کیا تماشہ ہوا کہ آن کی آن مین ان نقابدارون کا خاتمہ ہو گیا ہم لوگون
نے کچھ دیکھا بھی نہین خدا جانے اس درویش نے کیا جادو چھو کا کہ ہم لوگون کو مطلق ہوش نہ رہا
واقعی یہ درویش صاحب کمال ہے اس سے سر بر ہونا کسی کی مجال ہے یہ ضرور کوکب انجم حصاری کو
شکست فاش دیگا اسکو بھاگتے راستہ نہ ملیگا جب شاہ انجم حصار کے ہوش و حواس ٹھکانے ہوئے
تو ساریق سے پوچھا لگا کہ معلوم ہوتا ہے یہ درویش کوئی بڑا جادوگر ہے جس نے میرے نقابدارونکا
جنکا دنیا مین مثل و نظیر نہ تھا اس طرح خاتمہ کر دیا کہ گویا نام و نشان ہی نہ تھا میری عقل کچھ کام نہین
کرتی کہ یہ کیا طلسمات تھا سخنگان تو چوتڑون پر ہاتھ رکھکر تا دھنا تا دھنا ناچنے لگا اور ساریق سے بولا
صلواۃ بر محمد و بر آل محمد مین نہ کہتا تھا کہ یہ درویش صاحب بڑے حضرت ہین ابھی انھون نے ہزارون
ساحرون کی مقتلون مین تیغ چلا دی ہے ان کے آگے بھلا نقابدارون کی کیا حقیقت تھی اور میری تو
جیندیا ابھی تک ان کی ضرب دست مبارک کا دم بھر رہی ہے جہان ان کے قدم جاوین وہ شہر
اسلام آباد ہو گیا معنی ہین بس خیریت اسی مین ہے کہ جلد یہان سے بھاگیے ورنہ کوئی دم مین یہ فوج دریا موج
ہم سب کا قیمہ بنا ڈالے گی مین تو پہلے ہی سمجھا تھا کہ آپ کی تقدیر الٹ جائے گی آپ بھی مثل اپنے
باپ دادا کے بودی ہی تقدیر ہمیشہ کیا کرتے ہین کبھی کوئی مضبوط تقدیر نہ لی جو ایک جگہ آرام سے
بیٹھنا نصیب ہوتا در در پھرنا قسمت مین لکھا ہو تو جب تک کہ مقدر سیدھا ہے ورنہ ایک نہ ایک روز اسی
درویش کے ہاتھون اپنی موت ہے ساریق مین تھا سخنگان سے یہ کلمات سنکے گھبرایا اور بولا حالا
چہ تقدیر کنم ملک بھی بولے کہ تقدیر فرار ورنہ جان ماد تا در دست اجل است شاہ انجم حصار خرسیدم
است این راگذاشتہ راہ گریز اختیار کنید ساریق بولا ارے یہ تو بتا کہ یہ درویش کون ہے کہ جسکو
دیکھکر میرے تن بدن مین رعشہ پیدا ہوتا ہے دل کانپ اٹھتا ہے خدا جانے یہ کون ہے اخذ سخنگان
نے کہا لغت الٰہی میرے منھ سے کچھ نہ کہلوائیے تھا تو ہی کے ساتھ تماشہ دیکھنے جائیگے یہ وہ شخص ہے
جسکے نام سے گور کا فران تھراتی ہے اسکے ساتھ ستوسے جادو اور دیوون کو بھی موت آتی ہے دنیا مین کون ہے
جو اس سے مقابلہ کر سکے آپ نے تقدیر تو خوب کی اگر اسکے نقابدارون ہی کی اجل آگئی ہم تو سمجھے
تھے کہ چند دنون یہان آرام کرین گے مگر قسمت ہی خراب ہے ادھر کوکب انجم حصاری نے دیکھا
کہ درویش ہمارے دونون نقابدارون کو قتل کرکے صاف نکل جانا چاہتا ہے تو اپنے اہل تبہ
اپنے مردان لشکر کو للکارا کہ کیا کھڑے منھ تاک رہے ہو بڑھکر اس درویش سگ خصلت کے ٹکڑے
اڑا دو اس نے میرے دل مین ناسور کر دیے ہین خبردار یہ صحیح و سلامت لشکر تک پھر کر
نہ جانے پائے یہ سنکر اہل لشکر تلوارین میان سے کھینچکر جانب درویش آفتاب صورت بڑھے
ادھر سلطان شاہ نے بھی اہل لشکر کو اشارہ کیا پھر کیا تھا دونون فوجین آپس مین غٹ پٹ
ہو گئین لڑائی ہونے لگی تلوار چلنے لگی قہر الٰہی نازل ہوئے بڑھکر وہ تلوار برسائی کہ جوانان انجم حصار

کی آنکھوں میں اندھیاری چھائی ایک برق شرربار تھی کہ ادھر گری ادھر گری چمک جاتی تھی لوگوں کو نظر آتی تھی
میدان میں کشتوں سے پشتے لاشوں کا انبار تھا کوئی دو ٹکڑے کوئی چار تھا ایک پر ایک گر رہا تھا خون کا دریا موجزن
تھا تکبیر و ہزن کی صدا سے گنبد گردوں اڑا جاتا تھا لشکر پہ لشکر پلا جاتا تھا نقاب دار سبز پوش یعنی فرامرز ثانی نے
وہ تلوار کے جوہر دکھائے کہ صاحبقران تک عش عش کرنے لگے جو تھا اس کا مرجوان تھا ان ہزاروں میں
یہ ایک جوان تھا جس طرف رخ کرتا تھا پرے کے پرے صاف نظر آتے تھے جو منہ پر چڑھتے تھے منہ کی کھاتے
تھے دلسوز بن جانسوز نے بھی اس جنگ میں عجب کار نمایاں کیا کہ ہزاروں کو تلا پہ نفتی سے پھونک دیا
جس نے ذرا بھی سر اٹھایا اس نے وہیں اس کو نیچا دکھایا مرتے ہوئے ایک اور شخص رسید کیا جب وہ
مر گیا تو اس کی کمر ٹٹولی جو کچھ نقد و جنس مال دنیا سے پایا وہ اپنی گرہ میں رکھا ہزاروں کے کپڑے اتار کے
خاک میں دبا دیا لاکھوں کو تلوار کے سائے میں سلا دیا جب کہ پاانجم حصاری نے دیکھا کہ اب وقت
تنگ ہے طبل آسایش کے بجنے کا حکم دیا اہل لشکر نے تلواروں کو میان میں کیا اپنا اپنا رخ جانب خیمہ و خرگاہ
پھرایا میدان صاف نظر آیا جب درویش آفتاب صورت نے یہ رنگ دیکھا تو فرامرز ثانی کو بھی آواز
دے کر اپنے پاس بلایا اور زر و جواہر نثار کرتا ہوا لشکر میں لایا ہر ایک نے دست درویش پر بوسہ دیا کہ
آپ نے کیا کار نمایاں کیا مرشد نے ایک مرتبہ ریش سفید پر ہاتھ پھیر کر فرمایا کہ اب کل صاحبقران
دلشان کے لشکر سے مقابلہ ہوگا ان میں ایک ایک چیدہ روزگار ہے جو ہے وہ لاجواب ہے سراپا آتش ہے ذرا
خوب سمجھکر ان لوگوں سے مقابلہ کرنا یہ وہ ہیں جنکا دنیا میں مثل و نظیر نہیں ہے ان کے نام سے بہادران
جہان تھراتے ہیں ان کے نعروں سے زمین و آسمان ہل جاتے ہیں فرامرز ثانی نے عرض کیا کہ آپ کی
توجہ درکار ہے کل دیکھیے گا میں کس طرح ان سے لڑتا ہوں اور کیا کرتا ہوں اگر خدا نے چاہا تو ایک ایک کو
باندھ کے سامنے حاضر کروں گا یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ دلسوز بن جانسوز نے حاضر بارگاہ ہو کر مجرا گاہ
پر سے مجرا عرض کر کے خدمت میں درویش کے وہ نقد و جنس جو کفاروں کے مردوں سے دستیاب ہوا
تھا حاضر کیا درویش آفتاب صورت نے گلے لگا کر پیار کیا اور فرمایا کہ ہم تجھ سے بہت خوش ہیں تو نے
خوب خوب اپنی کارگذاری دکھلائی دلسوز نے کہا یہ سب حضور کا صدقہ ہے ورنہ یہ بندہ کیا ہے اب یہاں تو
سب خوش خوش نظر آتے ہیں شادیانے خوشی کے بج رہے ہیں عیش و عشرت کا ہنگامہ ہے اور لشکر صاحبقران
میں ہر ایک کی زبان پر یہ تذکرہ ہے کہ نہیں معلوم یہ درویش کون ہے اور دیکھیے کل اسے اس سے کیسی
نپٹتی ہے ان دونوں کو تو اسی حالت میں رکھا جاتا ہے پھر ان کی داستان اپنے موقع پر بیان ہوگی۔

اب وہ کلک داستان صاحبقران بن صاحبقران بن صاحبقران اژدر و شہزادہ طیمور شیر پرور کے معرض بیان میں آتے ہیں صاحبقران سلیمان کا کوہ قاف میں ان کو بلانا اور پرستان قاف کا ان کے ہاتھ سے زیر ہو کر حلقہ غلامی کان میں پہننا ساقی نامہ بہت

چھلکا دے آج تو ساقی کہ فصل گل پھر آئی ہے | ہوائے دختر رز پھر مرے دل میں سمائی ہے
پرستان کی پری ہے وہ نہ رکھ شیشہ میں بند اسکو | مرے دل کو ولے جا نستان کیا اسکی سمائی ہے

گردون مین سیر کوہ قاف بنی کر ساغر گلگون
مین اک مدت کا میکش ہون ہر میری جان دختر رز
یہ وہ چسکا ہر ساقی کہ اس سودائے الفت مین
مری خاطر سے اب تو پی بھی لے اک جام او زاہد
بہت دن ہو گئے صحرا نوردی سے ہون تنگ آیا

نئی وحشت پہ اب وزون مرے دل پہ چھائی ہر
ہر باطن مین تو اس کا وصل تھا ہر مین جدائی ہر
برائی مین بھلائی ہر بھلائی مین برائی سے
ارے کمبخت یہ کالی گھٹا گردون پہ چھائی ہر
خدا نے اب کوئی صورت بھلائی کی دکھائی ہر

صحرا نوردان بادیہ حیرانی و پریشانی رہروان شاہراہ سخندانی اس داستان کو یون بیان کرتے ہین کہ شہزادہ طہمورث شیر پیکر جو صاحبقران سے رنجیدہ ہو کر ایک طرف کو نکل گئے تھے بعد طے مراحل و منازل شہر صحا کیہ مین پہونچے اور ایک سبزہ زار مین ہوائے خنک و مقام راحت افزا دیکھکر قیام کیا ہر اٹھارہ انیس شہزادے جو مصاحبین خاص مین داخل ہین ہمراہ ہین ایک آہو شکار کرکے کباب بنا رہے ہین سب مل کر کھا رہے ہین آپس مین چہلین ہو رہی ہین صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کے متعلق باتین ہو رہی ہین کہ ارادہ ان کا طرف طلسم زلزلہ جانے کا ہر ایسا سنا جاتا ہر کہ آجکل شہر انجم حصار مین کوکب انجم حصاری ہے جو نبرد آزما ہین اُس نے ان کے بہت سے سرداروں کو اسیر کر لیا ہر ایک نقابدار زمردپوش ہر اس مین خدا جانے کیا سحر ہر کہ جو کوئی اس کی صورت دیکھ لیتا ہر شیفتہ و فریفتہ ہو کر خود اپنے تئین گرفتار کرا دیتا ہر اور یہ بھی بیان کرنے والے نے کہا تھا کہ کوئی درویش ہر مسمی آفتاب صورت اُس نے لشکر کشی کی ہر دو بادشاہ اور ایک پہلوان سپہ سالار لشکر رکھتا ہر بڑوں بڑوں کو اس نے نیچا دکھایا ہر قران دیو اپنے زبردست کو مار کر ماہر شاہ والی شہر نقش مین کی دختر کو اس سے ملایا ہر اور اس شہر کو اسلام آباد کیا ہر نو لاکھ کا لشکر اُس کے ہمراہ ہر اور ہر ایک ان مین رستم وقت ہر اور عجیب لشکر و سپاہ ہر شہزادہ طہمورث شیر پیکر نے یہ سنکر ایک آہ سرد بھری اور کہا افسوس ہم صاحبقران سلطان کیوان شکوہ سے ناراض ہو کر لشکر سے دور چلے آئے ورنہ ایسے وقت مین ان لوگون کی مدد کرنا چاہیے تھی پھر دیکھا جاوے گا اب میرا ارادہ ہر کہ قبل پہونچنے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کے طلسم زلزلہ کو چل کر توڑنا چاہیے تاکہ صاحبقران کو بھی معلوم ہو کہ ہان یہ بھی کوئی شخص ہر ادھر تو یہ باتین ہو رہی ہین وہان سلیمان صاحبقران کوہ قاف ایک بار و زاہی بارگاہ مین بیٹھے ہین امرا و نو کسار بارگاہ جمع ہین کہ کچھ دیو آستان عالی پر حاضر ہو کر باریابی کے اجازت خواہ ہوئے چنانچہ سلیمان صاحبقران نے اجازت دی تو انھون نے روبرو آکر اور مجرا گاہ سے مجرا عرض کرکے یون دعا و ثنا کے بعد عرض کیا کہ فی الحال باشندگان طلسم سکندری نے بہت سر اٹھایا ہر ان دشمنان دین نے ارادہ کیا ہر کہ ہم اُس پر مسلط ہو کر تمام دیوان نومسلم کو قتل و غارت کرین لہذا ہم برائے خبر حاضر خدمت ہوئے ہین کہ حضور اُس طرف کبھی سردار کو ان کی سرکوبی کو روانہ فرمائین ورنہ آئندہ پھر بہت مشکل پڑ جائے گی سلیمان صاحبقران نے اہل بارگاہ کی طرف دیکھکر فرمایا کہ کس سردار کو اُدھر روانہ کیا جائے اور اس معاملہ مین کیا کرنا چاہیے کہ یہ دیوان قاف روز بروز بہت سر اٹھاتے جاتے ہین اور طلسم سکندری کی فتح معلوم نہین کس کے ہاتھ سے ہو لوگون عرض کیا کہ حضور شمس جنی کو جو نجومی کامل ہر طلب فرمائین اور اس سے استفسار فرمائین جس کے نام پر اس کی فتح ہو اُس کو طلب کیا جائے تاکہ یہ مشکل آسان ہو صاحبقران سلیمان نے حسب مشورہ شمس جنی کو طلب کیا اور سب حال اس سے بیان کرکے فرمایا کہ تم اپنے قاعدہ نجوم سے ذرا یہ تو بتاؤ کہ طلسم سکندری

فاتح کون ہو اور کس کے ہاتھ سے یہ طلسم ٹوٹے گا اور کس طرح فتح ہوگا اُس نے بعد تحقیق بسیار بنہایت
ادب سے عرض کیا کہ میرا نجوم تو یہ بتلاتا ہے کہ اگر شہزادہ طیمور شیر پیکر اِس طرف جاوے گا ضرور
فتحیاب ہوگا گرفتار اُس کے ہاتھ سے تہ تیغ ہونگے سوا اِس کے ایسا بھی ثابت ہوتا ہے کہ زر و جواہر
اور وہ اشیاے نادر زمانہ وہاں سے اُسے دستیاب ہونگی جس پر ایک عالم کو رشک آئیگا
تمام دشمن بیدین اُس سے زیر ہو کر مطیع اسلام ہونگے اور سرکشان ذات اپنی سرکشی سے باز آئینگے
جو اطاعت اُسکی نکریگا وہ قتل ہوگا حضور اُن کو پردۂ دنیا سے بلاکر اُس طرف روانہ فرمائیں انشاء اللہ
جو کچھ میں عرض کر رہا ہوں حضور آنکھوں سے ملاحظہ فرمالینگے سلیمان صاحبقران یہ مژدہ سنکر
بہت خوش ہوے شمس جنی کو خلعت فاخرہ دیا گیا بعدہ انھیں دیوؤں کو جو خبر لائے تھے فرمایا کہ
اب تم جاؤ وہ سلام کر کے چلے گئے سلیمان ثانی نے شمس جنی سے بعد خلعت دینے کے یہ بھی پوچھا
کہ اب تم اپنے قاعدہ رمل سے یہ بھی بتلاؤ کہ شاہزادہ طیمور شیر پیکر فی الحال کہاں ہے کس سرزمین
پر ہے اور کس کام میں مشغول ہے اور ہماری طلبی پر وہ آئیگا بھی یا نہیں اُس نے موافق طریقہ رمل
زائچہ کھینچکر اشکال پر نظر کر کے خوش و مسرور ہو کر عرض کیا کہ حضور پر نور قاعدہ نجوم سے ایسا ظاہر
ہوتا ہے کہ شاہزادہ موصوف مع تیغ زن شاہزادگان وغیرہ جانب شمال ایک صحراے سبزہ زار میں
شکار کھیل رہا ہے قبل اِس کے جو آہو کو شکار کیا تھا اُس آہو کے کچھ آدمی کباب تیار کر رہے ہیں اور
صحراے مذکور سرزمین ضحاکیہ میں ہے ضحاک شاہ وہاں کا حاکم ہے اور شہزادہ ذبیحاہ کو اُسنے اپنے یہاں
بنہایت عزت و احترام سے مہمان کیا ہے اگر حضور طلب فرمائینگے تو وہ بلا کچھ تامل بسر و چشم حاضر خدمت
ہوکر کار مفوضہ انجام کو پہونچائیگا سلیمان صاحبقران نے یہ تقریر شمس جنی سے سنکر شادمان ہو کر
اُسیوقت چند دیوؤں کو طلب کر کے فرمایا کہ ابھی تم مع تخت زرین جانب سرزمین ضحاکیہ روانہ ہو وہاں
ایک صحراے سبزہ زار میں شاہزادہ طیمور شیر پیکر شکار کھیل رہے ہیں ہماری جانب سے اُن کو
بہت بہت دعاے ترقی عمر و دولت کے بعد یہ کہنا کہ آپ کو سلیمان صاحبقران نے بضرورت
شدید بلایا ہے اگر وہ شہزادہ ذبیحاہ آنا چاہیں تو بلا توقف تمام تخت پر بٹھا کر ہمارے پاس
لے آنا ورنہ جو کچھ وہ کہیں آکر بیان کرنا وہ دیو حسب الحکم سلیمان صاحبقران
اُسیوقت ایک تخت زرین جواہر کار اپنے دوش پر اُٹھا کر سمت ضحاکیہ روانہ ہوے بعد قطع
راہ دور و دراز اُسی صحراے سبزہ زار میں پہونچے دیکھا کہ شاہزادہ طیمور شیر پیکر بہزار خوشی
و رغبت مع اکثر شاہزادگان وغیرہ شکار آہوان میں مصروف ہے صحراے سبزہ زار
ایسا ہے کہ جہانتک نگاہ جا سکتا ہے زمردیں فرش سبزہ شاداب کا ہے یا مخمل سبز کا فرش ہے اُس
سبزہ کے دیکھنے سے آنکھوں میں تازگی و شگفتگی دل کو فرحت حاصل ہوتی ہے مردہ دلوں کے واسطے
وہاں کی ہواے سرد گویا عیسی النفس ہے کوسوں تک سبزہ لہلہا رہا ہے گل خودرو جابجا شگفتہ ہو
بہار اپنی دکھا رہے ہیں انواع و اقسام کے رنگ برنگی پھول کھلے ہوے اُن رنگینی و بوے
خوش نے قدرت پروردگار عالم آشکارا ہے عجیب اُس سبزہ کی بہار ہے دیوانگان عشق کے لیے
تو گویا وہ زمین رشک ارم ہے کہیں گل گریبان چاک کہیں نرگس چشم براہ ہے وحشت زدگان کوے
الفت کا اگر اُس صحرا میں گذر ہو جاوے تو بجاے جیب و گریبان کے دل و جگر کے ٹکڑے اُڑاویں
نعرہ ہاے عاشقانہ سے زمین سر پر اٹھا دیں شور زنجیر سے حشر برپا ہو قیامت آ جاوے سچ پوچھو تو

اُس بیچارے کی شامت آئے طائران صحرا الحان خوش چہچہے کر رہے ہین اپنے پیدا کرنے والے کا دم بھر رہے ہین زبان حال سے پکار پکار کر کہہ رہے ہین کہ اے دنیا والو اُس کی قدرت کا کرشمہ دیکھو کہ اس صحرا کو رشک صد گلزار بنا یا ہی اپنی قدرت کا کرشمہ دکھایا ہی یہان خزان وبہار یکسان ہی سبزہ فرش و آسمان سائبان ہی یہ وہ سرزمین ہی جس کی ہوا مین بوے مشک چین ہی دیکھیے ناز و انداز سے آہستہ آہستہ چل رہی ہی گویا کنار سبزہ مین مچل رہی ہی سبزہ شاداب لہلہا کر زبان حال سے سنا رہا ہی ہر ایک کے دل کو لبھا رہا ہی کہ ذرا سنبھل کر قدم رکھنا کہین کانٹون مین نہ الجھنا دامن بچائے رہو ورنہ دست جنون کے ہاتھون پرزے اُڑتے پھرین گے ڈھونڈھنے سے بھی جیب و داماں نہ ملین گے ایک طرف آہوان صحرائی شوخ چشم گروہ گروہ جا بجا شکارگاہ سے دور دور بےخبر تمام اُس سبزہ شاداب کو چر رہے ہین دیکھنے والون کے دل قدمون سے مل رہے ہین اُن کی مست آنکھین دیکھکر چشم محبوب یاد آتی ہی ہر اداے مستانہ دل کو برماتی ہی وہ اُن کا کسی کو اپنی طرف آتے ہوے دیکھکر چوکڑیان بھرنا وہ شوخی وطراری سے چھلانگین مارنا وہ ذرا سی آہٹ پر چونکنا ہو کر ادھر اُدھر نظر کرنا وہ سبزہ شاداب کو اپنے لب نازک سے مس کرنا اور وہ سبزہ بھی وہ سبزہ تھا کہ

سبزہ ایسا تھا قلب فرسودہ	مردہ ہو جس کو دیکھکر زندہ	سوے اُس سبزے پر اگر بیمار
تندرستی کے ساتھ ہویدا ار	تھی ہوا اُس کی یا دم عیسیٰ	روح آتی تھی جسم مین گویا
سبزہ ہر سو جو لہلہاتا تھا	شان اللہ کی دکھاتا تھا	دیو وَن نے صحراے مذکور مین

شاہزادہ طہمورث شیر پیکر کو شکار آہو مین مصروف دیکھکر اور بخوبی پہچان کر اور اپنا اطمینان کر کے ایک نے دوسرے سے کہا کہ ہو نہو یہی وہ شاہزادہ ہی جسکی طلبی کے لیے سلیمان صاحبقران نے ہمکو بھیجا ہی یہ کہکر پردے ہوا سے نیچے اتر کر ہمراہیان شہزادہ مذکور مین سے ایک ہمراہی سے یون پوچھنے لگے کہ کیون بھئی یہ کون سرزمین ہی اور یہان کا کون بادشاہ ہی یہ شاہزادے کون کون ہین اور وہ جو سب مین خوبصورت اور شکل و صورت سے کوئی بڑا ذی قدر و صاحب جلال و شان معلوم ہوتا ہی کون ہی اور اس صحراے سبزہ زار مین یہ سب صرف براے شکار ہی آئے ہین یا اور بھی کوئی کام درپیش ہی اُس نے کہا معلوم ہوتا ہی کہ تو کوئی نو وارد ہی اچھا سُن یہ جو سب مین سردار معلوم ہوتا ہی یہ صاحبقران بن صاحبقران بن صاحبقران رستم شکوہ واژدر در شہزادہ طہمورث شیر پیکر ہی جس کی تیغ شمشیر سے بڑے بڑے دشمن ڈرتے ہین اسکے نام سے پہلوان جہان چونک چونک اٹھتے ہین یہ وہ صاحب رتبہ و شان ہی کہ جو صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کے مقابلے مین گوے سبقت لے گیا اور کل بارگاہ نشینان لشکر و صاحبقران کو قید کرتے نہ بن پڑا اور آخر مین ان سے رنجیدہ ہو کر اس طرف چلا آیا اور یہ سب جو اس کے ساتھ ہین یہ سب رفیق خاص با اختصاص ہین ایک ایک ان مین ہزارون پر بھاری ہی رستم ان کے سامنے ایک ادنیٰ مردم بازاری ہی یہ سرزمین شہر صنعاکیہ ہی بادشاہ یہان کا ہمارے شہزادے کا مطیع ہی اُسنے بڑی دھوم سے مہمانی کی ہی یہان یہ براے تفریح طبع شکار کو تشریف لایا ہی وہ دیو یہ سُنکر بہت خوش ہوے کہ فضل خدا سے منزل پر پہونچے بعدہ روبروے شہزادہ طہمورث شیر پیکر جا کر بصدا دب غائبانہ سلام کیا اور یون دعا و ثنا شاہی بجا لائے۔ ؎

الٰہی در جہان باشی باقبال	جوان بخت و جوانی و لت جوان سال

شہزادہ کی عمر دراز ہو اقبال روز افزون ترقی پر رہے دوست شاد و دشمن برباد ہون شہزادہ موصوف

نے پوچھا کہ تم کہان سے آئے ہو اور تمھارا کیا مطلب ہی انھون نے دست بستہ عرض کیا کہ اے شہزادۂ ذیجاہ ہم
پردۂ قاف سے حسب الحکم سلیمان صاحبقران پردۂ قاف حاضر خدمت حضور ہوئے ہین سلیمان
صاحبقران نے حضور کو یاد فرمایا ہی یہ تخت زرین و جواہر کار براے سواری حضور عالی اقبال کیا ہی بغرض
شہریار آپ کو طلب کیا ہی اگر مناسب طبع عالی ہو تو جانب پردۂ قاف تشریف لیچلکر اپنے قدوم میمنت لزوم سے
سرزمین کوہ قاف کو مشرف فرمائیے ہم خادمون کی امید بر لائیے ورنہ جو حکم ہو ہم فدویان و فرمانبردار عمل
مین لائین کیونکہ سلیمان صاحبقران نے ہمکو یہی حکم دیا ہی کہ اگر شہزادہ صاحب بخوشی تشریف لائین تو اپنے
ہمراہ لانا ورنہ واپس چلے آنا شاہزادہ طہمورث شیر پرور نے گفتگو اُن دیوون کی سنکے اور نام سلیمان
ثانی استماع کرکے مسکرا کر فرمایا کہ سلیمان صاحبقران پردۂ قاف ہمارے بزرگ و استاد ہین اکثر فنون جنگ
انھون نے ہمکو سکھائے ہین ہمنے اُن سے بہت سے فیض پائے ہین ہمارے بزرگ ہین ہمپر بزرگانہ شفیق ہین
اور مانند اپنے فرزند کے سمجھتے ہین ہم اُن کے ارشاد کے موافق عمل کرینگے تمھارے ہمراہ سوئے پردۂ قاف
چلینگے اور جو کچھ وہ ارشاد فرماوینگے اسکی تعمیل کو اپنا فخر جانینگے کبھی اُن کے حکم سے سرتابی نکرینگے
یہ کہکر اور شکار آہوان سبزہ زار سے دست بردار ہوکر سب مردان لشکر کو جمع کرکے اور کل حال طلبی
سلیمان صاحبقران کہکر یون ارشاد فرمایا کہ ہم بضرورت شدید تھوڑے دنون کے لیے عازم قاف ہین
تم ہمارے بعد بربود رعد آواز سپہ سالار لشکر کو بجاے ہمارے سمجھتے رہنا اُسکے کسی حکم کی تعمیل مین قصور
نکرنا ہم انشاء اللہ بہت جلد وہان سے لوٹکر پھر آ ملینگے یہ کہکر بربود رعد آواز کو تمام لشکر کا حاکم و مختار
کیا اور بعد اُسکے ضحاک شاہ والی قلعہ نشاکیہ سے سب حال بیان کرکے اجازت خواہ ہوئے ضحاک شاہ
نہایت ادب و عاجزی سے یون عرض پیرا ہوا کہ مجھے آپکے تشریف رکھنے سے جو خوشی حاصل تھی وہ
احاطۂ بیان سے باہر ہی مین آپ کی خدمت کو اپنا باعث فخر سمجھتا ہون اور کبھی رخصت نہ کرتا میرا تو قصد
یہ تھا کہ حضور کو تخت سلطنت پر بٹھا کر مثل خادمان خود خدمت عالی مین کمربستہ رہون کہین جانے نہ دون
نہ کہ کوہ قاف کا سفر اللہ اکبر خدا جانے کہ پھر کبھی یہ قدم آنکھون سے لگانے کو ملینگے یا نہین مگر مجبوری
یہ ہی کہ آپ یہ بھی کہہ چکے ہین کہ وہ ہمارے بزرگ و استاد ہین پھر بھلا میری کیا مجال ہی کہ روک سکون
اچھا رخصت ہو جائیے خداوند کریم پھر بخیریت ہمکو یہ صورت زیبا دکھلائے اور آپکو مدارج عالیہ پر پہونچائے
شہزادہ طہمورث شیر پرور ضحاک شاہ سے رخصت ہوکر شہزادہ سکندر رستم خو و شاہزادہ شہریار غالیوقار
و شاہزادہ رفیع الحجت وغیرہ اٹھارہ انیس شہزادگان اولاد اسد نظر کردۂ امیر عرب وغیرہ سے
جو اسوقت ہمراہ رکاب فیض انتساب تھے اور آہوان صحرا کا شکار کھیل رہے تھے مل کر اور مسکرا کر یون
گویا ہوئے کہ تم سب سے اب ہم رخصت ہوکر سوئے کوہ قاف جاتے ہین سلیمان صاحبقران کوہ قاف
نے ہمکو طلب کیا ہی دیکھیے وہان سے یہان بار دیگر کب تک آنا ہو اور کیا کیا معاملات روبکار ہوتے ہین
اسلیے ہماری آپ لوگون سے یہ خواہش ہی کہ اگر آپ سب صاحب مناسب سمجھین تو براے چندے
آپ سب صاحب لشکر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ مین تشریف لے جائین اُن کے ساتھ لشکر
مین رہین جب ہم یہان آ رہینگے پھر آپ سب صاحبون کو اپنے پاس بلالینگے آپ سب صاحب بھی
چلے آئیے گا مجکو آپ حضرات کی جدائی شاق ہی ایک منٹ کا جدا ہونا برا معلوم ہوتا ہی مگر کیا کرون مجبوری
و معذوری کیونکہ وہان میرے ساتھ کوئی نہین جا سکتا ہی ورنہ اپنے ہمراہ آپ سب کو بھی کوہ قاف
لیتا چلتا اسوقت مناسب حال یہی ہی کہ چونکہ لشکر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ انجم حصار مین فروکش ہی

اور شاہزادہ انجم حصاری سے معاملہ جنگ درپیش ہی علاوہ اسکے ایک اور لشکر بھی موجود ہی اس لیے میرے خیال مین
یہ بہتر ہوگا کہ اسوقت آپ سب صاحب جاکر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کا ہاتھ بٹایئے جنگ کے جوہر
دکھایئے تاکہ کفاران بہان کا کام تمام ہو دنیا مین آپ کا نام ہو آپ سب صاحب نسل اسکے ہین جو نظر کردہ
امیر عرب تھے آپکے بزرگون نے ہزارہا شہر اسلام آباد کیے ہین کڑوڑہا کفار کو تہ تیغ اتارا ہی بڑے بڑے
سرہرآوردگان جہان کو مار ڈالا ہی اسد بن کرب غازی دلاور کی نقل مشہور ہی کہ صغر سنی مین وہ وہ کارہاے
نمایان کیے ہین کہ بڑون بڑون کے چھکے چھڑا دیے ہین بس آپ سب کو بھی یہ چاہیے کہ اسوقت صاحبقران پر
ایسا احسان کیجیے کہ وہ بھی مان جائین ہرایک سے آپکی مدح وثنا فرمائین یہی وقت ہی کہ آپ
اُنکو اپنا شکر گزار کر سکین اُن پر احسان دھر سکین ایسے ہی وقت کے عقلمند جویا رہتے ہین ایسے ہی وقتون
اپنے اور بیگانے پہچانے جاتے ہین اگر مجھے یہ ضرورت نہ درپیش آجاتی تو اسوقت صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ کی مدد کرکے عالم کو دکھا دیتا کہ بہادر ایسے ہوتے ہین یون تخم الفت کو مزرع دلین
بوسکتے ہین مگر کیا کرون مجبور و معذور ہون سلیمان صاحبقران کا حکم بھی ٹال نہین سکتا ہون اگر زندہ رہا
تو شاید پھر کبھی بعد طلسم زلزلہ مین میری آپکی ملاقات ہو کیونکہ ارادہ صاحبقران کا اُس طرف
جانے کا ہی لہذا ہم بھی کوہ قاف سے وہین واپس آئینگے اور اگر وہان جانے کو دل نہ چاہتا ہو یا آپ
لوگون کی کچھ اور مصلحت ہو تو بصد راحت وآرام قلعہ ضحاکیہ مین رہیے یہان آپ کو کسی قسم کی تکلیف
نہونے پائیگی ہر قسم کا سامان راحت ہر وقت موجود رہیگا سیر وشکار سے دل بہلا سکیگا انشاءاللہ
یہ زمانہ فرقت باتونمین گذشتہ جائیگا پھر ہم آپ ایک جا ہونگے سامان عیش مہیا ہونگے سمجھ جانیے کہ مین آپ
سب کو اپنا قوت بازو جانتا ہون اور مجھے امید ہی کہ آپ بھی مجھے فراموش نکرینگے لیکن اتنا خیال
رہے کہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ سے میرا کچھ ذکر نہ آنے پائے بلکہ اگر وہ آپ سے دریافت
بھی فرمائین تو کہدیجیئگا کہ ہمین کچھ حال اُسکا نہین معلوم اور دیکھیے صاحبقران کو اپنا بزرگ جان کر
کبھی اُنکے کسی حکم مین سرتابی نکیجیئگا خدا اُنکو زندہ وسلامت رکھے وہ اسوقت ہمارے سردار
ہین ہم ہر طرح سے اُنکے خادم وتابعدار ہین شاہزادگان موصوف الصدر نے باتفاق راے عرض کیا
کہ جب آپ یہان سے پردۂ قاف تشریف لیے جاتے ہین تو یہان ہمارا رہنا اچھا نہین بغیر آپکے
دل گھبرائیگا ایک ایک منٹ ایک ایک سال نظر آئیگا ہم سب تو آپ ہی کے دامن دولت سے
وابستہ ہین جبتک زندہ ہین بندہ ہین اس سے انسب یہی ہی کہ ہم سب سلطان کیوان شکوہ کے
لشکر مین جاکر داخل ہون تاوقتیکہ آپ کوہ قاف سے یہان تشریف لائین ہم سب صاحبقران ہی کے لشکر
مین رہینگے وہان دل بہل جائیگا زمانہ فرقت کسی نہ کسی طرح گذر جائیگا امید ہی کہ وہان قلوب ہمارے
مانند گل شگفتہ رہینگے شہزادہ طیمور شمشیر بدور نے ارشاد کیا اچھا جو آپ سب صاحبون کی خوشی مجکو
بہرحال سب کی خوشی منظور ہی یہ کہکر ادرہرایک سے شہزادہ رخصت ہوکر بشرط حیات مستعار وزندگی
ناپایدار وعدہ پردۂ قاف سے آنیکا کرکے اور ہرایک سے گلے ملکے اور اپنا کماشنا بخشو اسکے اس تخت
زرین وجواہر نگار پر بیٹھے جو تخت زرین دیو پردۂ قاف سے لائے تھے اُسوقت بر ہو و رعد آواز رخصت
ہوکر جانب ضحاکیہ مع مردمان سپاہ روانہ ہوا پھر شاہزادگان موصوف بھی ضحاک بشاہ والی شہر ضحاکیہ سے رخصت
ہوکر اپنے اپنے مرکبون پر سوار ہوکر سامان سفر مہیا کرکے سوے انجم حصار روانہ ہوے دیکھیے کبتک یہ لشکر صاحبقران
مین پہنچتے ہین حال ان شاہزادگان علیحدہ علیحدہ موقع موقع پر بیان کیا جائیگا بعد جانے بر ہو و رعد آواز سپہ سالار لشکر

طیمور شیر پرور و جملہ شاہزادگان موصوف کے شاہزادہ طیمور شیر پرور نے دیوون سے کہا کہ تخت اٹھا کو سوئے پردہ قاف چلو حسب الحکم انھون نے تخت اٹھا کر اپنے کاندھون پر رکھا پھر زمین سے بلند ہو کر سوئے پردہ قاف روانہ ہوے دیکھیے یہ شاہزادہ عالی جاہ کب تک پردہ قاف مین پہونچتا ہی اور وہان جا کر کیا کیا کار ہاے نمایان کرتا ہی اور کب وہان سے سوئے قلعہ صفا کیہ آتا ہی

اب دو کلمہ داستان درویش آفتاب صورت و صاحبقران سلطان کیوان شکوہ و کوکب انجم حصاری و ساریق بن بقا و حائل بن شمائل بن کامل خان پیدرین و مرتد و جنگ جو سے کیے بیان کیے جاتے ہین ساقی نامہ مؤلف

ساقی بھر دے پیالہ ساغر بھر	تشنہ کا ہو چکا قرار آخر	پھول سی گر شراب پاؤن مین
گل مضمون یہان لٹاؤن مین	گرم بازار اب فنا کا ہو	جان کی دشمنون کا سودا ہو
مسلم اور کافرون کے لشکر ہون	سب تلے سامنے برابر ہون	

راویان عدیم المثال و محرران حالات جنگ و جدال اس داستان بے عدیل کو یون بیان کرتے ہین کہ جب درویش آفتاب صورت بعد ہلاک کرنے تینون نقاب داران طلسمی کے و اسیر ہو جانے حشام رستم انجم حصاری سپہ سالار کوکب انجم حصاری کے اپنی فرودگاہ سپاہ پر پہونچا بعد ادائے نماز مغربین کے بصد خوشی و مسرت اپنی بارگاہ مین مع شاہان ہمراہی و نقابداران سبز پوش وغیرہ معززین کے بیٹھا اسوقت بادشاہ لشکر عمان شاہ نے کہا کہ آج روز خوشی و مسرت و انبساط ظاہر کرنے کا ہی جلسہ عشرت آراستہ کرنے کا ہی کیونکہ حشام رستم انجم حصاری ایسے پہلوان زبردست کو نقابدار زمرد پوش بہادر نے سر میدان جنگ دلیرانہ زیر کرکے اسیر کیا ہی اور ہر سہ نقابداران کو آپنے اپنے حسن و تدبیر و کمال سے نیست و نابود کیا ہی اُن کے شر و فساد سے اہل اسلام کو بچایا ہی کمال اپنا ظاہر کیا ہی فتح عظیم حاصل ہوئی ہی نقابداران طلسمی وہ نقابدار بلاے روزگار تھے کہ ان کا قتل کرنا اور ہلاک کرنا دشوار بلکہ ناممکن تھا کوئی اُن کو قتل و ہلاک کر ہی نہین سکتا تھا ہمارے سامنے انھون نے پینتالیس سرداران نامی و ناموران لشکر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کو صورت اپنی دکھا کر دیوانہ و عاشق اپنا کرکے بیخود و خود رفتہ کرکے اسیر کیا تھا آج بھی وہ ہمارے لشکر کے سرداروں کو اُسی طور سے اسیر کرتے مگر آپنے کیا کار نمایان کیا عجب کمال اپنا ظاہر کیا کہ اُن کو بیہوش کرکے عجب خوبی سے ہلاک کیا بلکہ ہر سہ مردان سپاہ کو بیہوش کیا آپ جس کو چاہتے قتل کرتے آج تک ایسا کمال کسی درویش خدا رسیدہ نے نہین دکھایا نہ ہمنے کبھی دیکھا آپکے اس اظہار کمال و کار نمایان کی جسقدر تعریف کی جائے وہ کم ہی درویش آفتاب صورت اپنی تعریف سنکے مسکرائے پھر عمان شاہ نے ایما ر درویش موصوف سے حکم آراستگی بزم عشرت کا دیا نازنینان خوش گلو کے بھی بلانے کو فرمایا ملازمون نے فی الفور حکم کی تعمیل کی نازنینان مہ جبین خوش گلو حاضر ہوئین ان مین سے ایک نازنین خوب رو و خوش گلو بزم عشرت مین حاضر ہو کر روبروے عمان شاہ و عراق آہن کلاہ بادشاہ شہر عراقیہ و درویش آفتاب صورت و نقابداران سبز پوش وغیرہ

اہل دربار کے بعد درست ہونے سازون کے بنازو انداز ایستادہ ہوئی سازندون نے ساز بجایے وہ نازنین بصد خوبی رقص کرنے لگی اہل بزم رقص اُس کا دیکھنے لگے بجاے خود اس کے رقص کی ثنا کرنے لگے جب وہ خوب رو ناچ چکی یہ غزل گانے لگی اہل محفل کے دلونکو رجھانے لگی غزل

کیون اڑی عندلیب گلشن سے
آگ جھڑ لی ہی میرے دامن سے
استخوان مثل شمع جلتے ہین
پیچ کھایا ہی ہم نے ناگن سے

کیا وہ تنگ آ گئی میرے شیون سے
نرد الفت جو کھیلتا ہون مین
سوز ظاہر ہی سوزش تن سے
تیر مژگان سے سینہ چھلنی ہی

آنسو سوزش سے عشق کی ہین روان
ہار جاتا ہون یار پُرفن سے
دل زخم زلف مین لٹکتا ہی
کم نہین زخم دل کو روزن سے

چاک دل کی کہان دوا اختر
اس کا بخیہ ہوگا سوزن سے

اہل بزم عشرت بجوشی سننے لگے بجاے خود اس کی خوش گلوئی و اشعار غزل کی ثنا کرنے لگے اور درویش موصوف بھی اشعار غزل سنکے خوش ہوے نازنین غزل مندرجہ تمام و کمال گا کر انعام کثیر لے کر بزم سے چلی گئی بعد اُس کے جانے کے بعد دیگرے نازنینان خوش گلو مع اپنے سازندون کے حاضر بزم عشرت ہوکر رقص و نغمہ اپنے سے اہل بزم کو خوش کرتی رہین تمام شب بزم عشرت آراستہ رہی صبح کو جلسۂ عشرت برخاست ہوا درویش موصوف و شاہان ممدوح وغیرہ جملہ اہل لشکر نے بعد وضو نماز سحر پڑھی بعد ادا ے نماز سحر درویش موصوف کے ایما سے عمان شاہ نے ختشام رستم انجم حصاری کو کہ اسیر تھا روبرو اپنے سر دربار طلب کرکے ہدایت دین اسلام کی اُس نے عرض کیا کہ واقعی دین اسلام دین اچھا ہی مین کسی سے کبھی زیر نہوا تھا ہنگام مقابلہ نقابدار سبز پوش مین نے اپنے خداوندون سے اعانت چاہی لیکن خداوندون نے مدد نہ کی نقابدار سبز پوش کے خدا نے ایسی مدد نقابدار سبز پوش کی کی کہ اُس نے دلیرانہ مجکو مع مرکب اٹھا لیا پھر مرکب سے جدا کرکے مجکو گردش دیکے زمین پر پٹکا آخر مین اسیر کیا گیا ثابت ہوا کہ دین اہل اسلام کا بہت اچھا ہی لہذا مجکو مسلمان کیجیے عمان شاہ نے اشارہ کیا افسر نقابداران سبز پوش یعنی فرامرز ثانی نے اُس کو کلمہ طیبہ پڑھا کر مسلمان کیا وہ بصدق دل مسلمان ہوکر قدم نقابدار موصوف کی طرف جھکا نقابدار نے سر اُس کا اپنے سینے سے لگا کر خلعت سرفرازی بعد رہائی اُس کو دیا پھر قریب اپنے دنگل کے اُس کو ایک دنگل پہ بٹھایا اُس کے مسلمان ہونے سے عمان شاہ و درویش موصوف وجملہ نقابداران سبز پوش وغیرہ خوش ہوے بعد مسلمان ہونے ختشام مذکور کے بمشورہ عمان شاہ درویش موصوف نے ایک نامہ باین مضمون و عبارت میر منشی سے لکھوایا کہ اے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ آپ نے سر میدان جنگ میرے کمالات کو ملاحظہ کیا کہ کس طرح مین نے نقابداران طلسمی وغیرہ کو بیہوش و بدہوش کرکے نقابداران طلسمی کو ہلاک کیا بعدہ کمال دیگر اپنا دکھایا کہ ایک دم مین سب کو ہوشیار کر دیا اگر چاہتا مین تو حالت بیہوشی مین اورون کو بھی قتل و ہلاک کرتا مگر مین نے بجز نقابدارون کے کسی کو قتل نہین کیا سب کو ہوشیار کر دیا آپ کو مناسب ہی کہ مجھسے آمادہ جنگ ہوجیے جنگ سے بہتر صلح ہوتی ہی میرے پاس تشریف لائیے طالب صلح ہوجیے ارادہ جنگ سے باز آئیے بیشتر ایسا ہوا ہی کہ شاہان جہان و سرداران سپاہ گران واسطے ملاقات فقرا کے گئے ہین اگر آپ بھی میرے پاس بخواہش صلح چلے آئیے گا تو کچھ خلاف شان نہوگا جواب اس نامے کا روانہ فرمائیے گا جب نامہ میر منشی تحریر کر چکا لفافے مین رکھکر سرنامہ لکھکر مہر سے مزین

کیا درویش موصوف نے وہ نامہ فرامرز ثانی کو دے کر کہا کہ اسے بہادر یہ نامہ لیجا کر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کو دے کر جواب نامہ لے آ وہ دلاور مسلح ہوکر مرکب پر سوار ہوکر نامہ بطریق نامہ بران لے کر ساٹھ ہزار سے زیادہ سواران چیدہ و آزمودہ کار کو ہمراہ اپنے لے کر بصد شان و شوکت سوے دربار دربار بادشاہ لشکر اہل اسلام روانہ ہوا ہرکارے لشکر اہل اسلام کے جو براے خبر رسانی معین تھے وہ بعد دریافت کرنے خبر کے اور دیکھنے روانگی نامہ بر مذکور کے بعد عجلت اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوے بعد قطع راہ اسوقت دربار بادشاہ لشکر اہل اسلام مین پہونچے کہ دربار آراستہ تھا صاحبقران سلطان کیوان شکوہ اپنے دنگل شوکت پر شاہانہ بیٹھے ہوے تھے یمین و یسار دنگلون پر صدہا سرداران نامی و نامور صف شکن بھی بیٹھے تھے بادشاہ لشکر اہل اسلام بالاے تخت حکومت رونق فزا تھے پہلے ہرکارون مذکورہ نے حسب قاعدہ پایۂ تخت شاہی کا بوسہ باادب لیا پھر سر فرمانبرداری جھکا کے شرائط فدویت و خادمیت بجا لائے بعدہ دست بستہ اس طرح ثنا و دعاے بادشاہ موصوف زبان پر لاکر خبر آمد نقابدار سبز پوش عرض کرنے لگے کہ بمصداق این نظم

ایا شہی کہ بریزد جو باد حملۂ تو — برد ز معرکہ دندان پیل و کام نہنگ
ز بہر نقل جلال تو بستہ اند دنگ — نشان بزم تو پرداخت نقشبند ازل
چنان بدور تو کار زمانہ منظوم ست — کہ پوست از سر زرین بار شد بہ پشت پلنگ
کہ آمدست پدید از میان آہن و سنگ — دران زمان کہ اجل دشمنان چاہ ترا
چنان موافقت افتد سلاح را کہ کند — زہ گوزن زبان در دہان تیر خدنگ
بنقل دل شدگان تیغ بندان چکاچک بنگ — قیامت ست ز تیغ تو در ممالک روم
ہمیشہ تا بہ تجارت ز بر و مشجان کس — بسوی عامل و ساری سپاہ در زنگ
بسوز نے کہ نہ آتش گذر روش نی تنگ — برات بخشش تو بر وجہ دعا ملی مرد

تو ئی کہ خوشہ پروین بریخ واق ہند
ہنوز نازدہ نقش و جو در انیرنگ
اگرچہ آتش و آب ست خنجرت چہ عجب
شود مخالف آمال و ور شتاب ذرنگ
کند سنان تو بازی بجان خصم چنانکہ
مصیبت ست ز گرز تو در بلاد فرنگ
تن عدوی تو نارنگ ار اثر دہ باد
معاش دشمنت از نقد قاضی گیر ننگ

اسوقت درویش آفتاب صورت نے نامہ بدست اس افسر نقابداران سبز کے جس نے عشتام رستم انجم حصاری کو مرکب سے اٹھا کر زمین پر پٹک کر اسیر کیا تھا روانہ کیا ہے وہی نقابدار سبز پوش ساٹھ ہزار سے زیادہ سوارون کی جمعیت سے بطور نامہ داری آتا ہے جوان نہایت زبردست و قوی بازو ہے یہ عرض کر کے ہرکارے تو بارگاہ سے باہر گئے بادشاہ لشکر اہل اسلام نے جانب امیر باتوقیر دیکھا گویا اشارہ کیا کہ آپ آراستگی دربار کا حکم عطا کرین صاحبقران ذیشان نے حسب ایماے بادشاہ موصوف ملازمون سے فرمایا کہ بہت جلد یہ دربار نہایت حسن و خوبی سے آراستہ کرو اور ایک دنگل نفیس روبروے بادشاہ ذیجاہ دربار مین بچھادو تاکہ نامہ دار یہان آکر اسی دنگل پر بیٹھے نقابدار سبز پوش جو نامہ لیے آتا ہے جوان زبردست اور نہایت مرد معقول و ذی عزت و حرمت ہے افسر نقابداران سبز پوش ہے یہ فرما کر شاہان ہفت ملک کو واسطے اس کی عزت افزائی کے براے استقبال روانہ کیا اس طرف ملازمون نے بعجلت تمام دربار کو ایسا آراستہ کیا کہ شاہان گذشتگان سے کسی کا دربار ایسا آراستہ نہوا ہوگا ہنوز دربار آراستہ ہوچکا تھا ہمراہ شاہان ہفت ملک کہ انھون نے اثناے راہ مین استقبال اس کا کیا تھا فرامرز ثانی قریب دربار آیا پھر مرکب سے اتر کر سواران ہمراہی کو میدان وسیع مین چھوڑ کر تنہا ساتھ شاہان ہفت ملک کے داخل دربار ہوا دیکھا کہ دربار نہایت آراستہ ہے انواع و اقسام کی زینتون سے پیراستہ ہے صدہا

سرداران سپاہ قوی بازو دنگلون پر دلیرانہ و شیرانہ بیٹھے ہوئے ہین گرد صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ بہادران عالم کا مجمع ہے یمین و یسار تمامی سردار با دب بیٹھے ہوئے ہین صاحبقران
مانند ضیغم دنگل شوکت پر رونق افزا ہین بادشاہ لشکر اہل اسلام تخت زرین و جواہر کار پر بصد
رعب و سطوت تشریف فرما ہین ندیم و رفقا و حکما وغیرہ اہل دربار بھی حاضر دربار ہین حسب قدر مراتب
بیٹھے ہوئے ہین نقابدار موصوف دربار کی آراستگی و اہل دربار پر نظر کرکے دنگ ہوگیا بعدہ باوضع
بادشاہ لشکر اہل اسلام و صاحبقران عالی مقام کو سلام کیا بادشاہ موصوف نے اشارہ بیٹھنے کا
کیا نقابدار موصوف اُسی دنگل پر جو خاص اُسکے واسطے بچھوایا گیا تھا بیٹھا صاحبقران کشورستان
نے باشارہ بادشاہ لشکر اہل اسلام ساقیان خوب رو کو طلب کیا حسب الطلب کشتیان شراب
گلنار یعنی عرق مقوی اعضا و مفرح قلب کی مع شیشہ و ساغرہاے بلورین لے کر دربار مین حاضر
ہوئے پھر حسب قاعدہ سلام کرکے بایماے صاحبقران کشورستان عرق مقوی و خوشبو سے مذکور
شیشے سے ساغر بلورین مین بھرکر ایک ایک ساقی نے نقابدار سبز پوش نامہ دار مذکور کو دیا اُس نے وہ
عرق مقوی اعضاے رئیسہ پیا پھر ساقی مذکور نے جام پُر از عرق مسطور دیا پھر نقابدار نے جام لیکر
عرق پیا اسی طور سے تین چار جام اُس عرق کے پیے پھر ساقیان گلفام نے جملہ اہل دربار کو وہی
عرق ساغر و جام مین بھر بھر کر دیا ہر ایک نے بصد خوشی و رغبت اُس عرق کو نوش کیا جب سب
اہل دربار بھی گلنار مذکور پی چکے ساقیان گلرخسار کشتیان بادۂ گلناری مع شیشہ و ساغر دربار سے
لے گئے بعد تھوڑی دیر کے نقابدار سبز پوش کو نشہ ہوا دماغ بادۂ تند سے گرم ہوا پکارا کہ ہم
نامہ دار درویش آفتاب صورت صاحبقران عالی مقام نے بایماے بادشاہ لشکر اہل اسلام
نامہ طلب کیا اُس نے حسب دستور نامہ دیا صاحبقران نے نامہ میر منشی کے حوالے کیا اُسنے
لفافے کو چاک کرکے نامہ نکال کر با آواز بلند پڑھا سب نے سنا صاحبقران نے تمام و کمال عبارت
نامہ کو سنکے بعد فکر و غور فرمایا کہ واقعی درویش آفتاب صورت نے نفیر بجا کر سب کو بیہوش
کرکے نقابداران طلسمی کو ہلاک کیا کار نیک کیا اہل اسلام کو اُن کی شر سے بچایا ہم ممنون منت
ہوے مگر نفیر و نقارہ سہمگین سے ہمین کچھ خوف نہین ہے اور اشیاے مذکور کے پاس ہونے سے ہم
درویش مذکور کو صاحب کمال نہین خیال کرتے ہین اور صلح اچھی ہے مگر ہم درویش آفتاب صورت
کے پاس بغرض صلح جانا ننگ و عار جان کر طبل جنگ بجوائینگے مقابلہ کرینگے درویش مذکور
کو اختیار ہے کہ نفیر مذکور دم دنے کر سب کو بیہوش کرے یا نہ کرے مردانہ و دلیرانہ ہم سے لڑے یہ فرما کر
میر منشی سے کہا کہ اسی نامے کی پشت پر صرف اسی قدر لکھدے کہ ہمکو مقابلہ و مجادلہ منظور ہے
تمھارے پاس براے صلح آنا گوارا نہین ہے کہ باعث ہماری کسر شان کا ہے حسب الحکم میر منشی
نے یہی عبارت پشت نامہ پر تحریر کی پھر وہ نامہ لفافے مین رکھکر نقابدار موصوف کے حوالے
کیا گیا نقابدار مذکور نے صاحبقران سے مخاطب ہوکر یہ عرض کیا کہ آپ اطمینان رکھین نقارہ
سہمگین اور نفیر یہ دونون بجاے نہین جائینگے یہ عرض کرکے خاموش ہوا امیر با توقیر نے
ملازمون سے کشتی خلعت فاخرہ منگوائی انھون نے جلد حاضر کی صاحبقران نے وہ خلعت فاخرہ
نقابدار کو دیا اُس نے لیکر اہل دربار سے ایک شخص کو دیدیا قبول نہ کیا پھر رخصت ہوکر دربار
سے باہر جاکر مرکب پر سوار ہوکر مع اپنے تمامی سواران جنگی کے اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا بعد

قطع راہ اپنے لشکر مین داخل ہوکر روبروے درویش موصوف جاکر جواب نامہ دیا اور تمام حال دربار
اور خلق صاحبقران اور تقریر صاحبقران کا اظہار کیا درویش مذکور نے جواب نامہ پر نظر کرکے
کہا کہ صاحبقران نے ہمارے پاس آنے سے انکار کرکے ارادہ لڑنے کا کیا ہی تو یہ فقیر بھی عنایت
خدا سے عاجز نہین ہی یہان بھی سامان جنگ بخوبی موجود ہی انجام جنگ جو ہوگا وہ سب دیکھ لینگے
یہ کہکے حکم دیا کہ نقارۂ جنگی پر چوب لگائی جائے مگر نقارۂ سنگین نہ بجایا جائے کل صبح کو میدان جنگ
مین صاحبقران سے مجادلہ و مقاتلہ بعنایت الٰہی کیا جائیگا قوت بازوے صاحبقران دیکھی جائیگی
کہ انکو بہت اپنے قوت بازو پر ناز ہی دیکھین ہنگام جنگ کشتی کیونکر لڑتے ہین اگر عاجز ہو جائین تو یہ فقیر
اپنا نام دفتر فقرا سے کاٹ سے نکال ڈالے یہ کہکے خاموش ہوا ملازمون نے حسب الحکم اسیوقت
نقارۂ جنگی پر چوب لگائی صداے نقارۂ جنگی بلند ہوئی ہرکارے جو براے خبر رسانی مقرر تھے انھون نے
صداے نقارۂ رزمی سنکے فی الفور روبروے بادشاہ لشکر اہل اسلام جاکر شرایط فدویت و پایہ تخت
بوسی بجا لاکر ثنا و دعاے شاہی بجا لاکر دست بستہ عرض کیا کہ اے ظل اللہ جہان پناہ نقابدار سبزپوش
جب یہان سے جواب نامہ لیکر گیا درویش آفتاب صورت نے عبارت جواب نامہ پر نظر کرکے
کہا کہ امیر با توقیر یہان تشریف نہ لاے جو باعث صلح ہوتے جنگ پر آمادہ ہوے فقیر بھی کچھ لڑنے
اور مقابلہ کرنے مین ماندہ و عاجز نہین ہی وقت مقابلہ امیر کو مشکل پڑے گی یہ کہکر حکم طبل رزمی بجانیکا
دیا نقارہ نوازون نے چوب نقارۂ جنگی پر لگائی مگر نقارۂ سنگین نہین بجایا کیونکہ درویش آفتاب
صورت نے منع کر دیا تھا کہ نقارۂ سنگین پر چوب نہ لگائی جائے اسوقت اُس کے لشکر مین طبل و
نقارۂ جنگی بج رہے ہین ارادہ درویش کا یہ ہی کہ ہنگام سحر میدان کارزار مین آکر حضور سے جنگ آزما ہو
باقی خیریت ہی صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے خبر نواخت نقارۂ جنگی ہرکارون سے سنکے
یہ ارشاد کیا کہ درویش آفتاب صورت مرد معقول ہی ہمارے مقابلے مین اُس نے نقارۂ سنگین
نہین بجوایا کہدو ہمارے لشکر مین بھی بعنایت الٰہی نقارۂ جنگی پر چوب لگائین ہرکارون نے بہمراہی
خواجہ طیفور کر دیا جاکر نقارہ نوازون سے حکم امیر با توقیر بیان کیا انھون نے حسب قاعدۂ قدیم
چند اشرفیان خواجہ طیفور کر دیا کو نذر دے کر بسم اللہ کہکر چوب نقارے پر لگائی صداے نقارۂ جنگی
بلند ہوئی ہرکارون نے سپاہ کوکب انجم حصاری کے آواز طبل و نقارۂ جنگی دونون لشکرون مین
بلند پاکر فی الفور اپنے بادشاہ کوکب انجم حصاری کے دربار مین جاکر حسب دستور مراسم عبودیت
بجا لاکے دست بستہ عرض کیا کہ اے بادشاہ عالی جاہ پہلے درویش آفتاب صورت نے نامہ
بدست نقابدار سبزپوش پاس صاحبقران کے ارسال کیا تھا صاحبقران نے جواب نامہ منظوری
جنگ دیا تھا اب درویش نے اپنے لشکر مین نقارۂ جنگی بجوایا ہی صاحبقران نے بھی خبر نواخت
طبل جنگی سنکے اپنے بھی لشکر مین نقارۂ رزمی بجنے کا حکم دیا ہی دونون لشکرون مین طبل و نقارۂ
رزمی بج رہے ہین ارادہ درویش کا یہ ہی کہ ہنگام صبح خاص صاحبقران سے جنگ آزما ہو اور یہ
بھی ہین دریافت ہوا ہی کہ حشام رستم انجم حصاری درویش و عثمان شاہ کی ہدایت سے مسلمان
ہو گیا ہی درویش نے اُسے خلعت دیا ہی اب وہ اُس کے دربار مین دنگل پر بیٹھا ہی باقی خیریت ہی
کوکب انجم حصاری نے اپنے سپہ سالار مذکور کے مسلمان ہو جانے سے افسوس کرکے ہرکارون
سے کہا کہ کہدو ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجایا جائے ہرچند کہ ابھی شہنشاہ ساحران حاکم طلسم زلزلہ

نے ہمارے نامہ کا جواب نہیں ارسال کیا ہی مگر ایسی حالت ہین کہ دونون اہل اسلام کے لشکرون مین
نقارۂ جنگی بجوایا گیا ہی ہمکو بھی لازم و مناسب ہی کہ نقارۂ جنگی بجوا کر صبح کو مع جمعیت سپاہ میدان
کارزار مین جایئن اگر درویش یا صاحبقران ہمسے آمادۂ جنگ ہون تو اُن سے مقابلہ و محاربہ
کرین ورنہ صف آرا ہوکر تماشہ لڑائی کا دیکھین اہل اسلام باہم جنگ و جدال کرکے قتل ہون ہم
خوش ہون ہرکارون نے موافق حکم اپنے بادشاہ کے اُسیوقت جاکر لشکر مین طبل جنگ بجوایا صداے
نقارہ تینون لشکرون مین بلند ہوئی مردان ہرسہ سپاہ و جوانان ہرسہ لشکر صداے نقارہ و دہل
جنگی سنکے درستی آلات حرب و ضرب مین مصروف ہوئے تلوارون کو صیقل کرنے لگے تیر اندازتیرون کو
حسب دلخواہ درست کرکے ترکشون مین بھرنے لگے کمانین جو ناقص ہوگئی تھین اُنکو موافق طبع
درست کرنے لگے مردمیدان جو سردار و سوار تھے وہ باہم کہنے لگے دیکھیے کل کیا ہوتا ہی کس کو فتح
کس کو شکست ہوتی ہی ہمنے تو یہی ارادہ کیے ہین کہ ہنگام جنگ مغلوبہ دلیرانہ لڑین گے حتی الامکان
بڑھ بڑھ کر اپنے حریفون کو قتل کرین گے قدم اپنا میدان جنگ سے نہ ہٹائین گے اگرچہ سر بھی تن سے
قلم ہوجاے کیونکہ اول تو ہمکو شوق جنگ ہی دوسرے ہمنے مدت مدید اپنے بادشاہ کا نمک کھایا ہی
اداے حق نمکخواری بھی ضرور ہی آبا و اجداد ہمارے بہادر و دلیر مشہور جہان تھے ہم بھی تو کچھ سر میدان
جنگ نام کرین ہنر جنگ دکھائین بہادرون مین سرخرو ہون زخم نیزہ و شمشیر کھائین اور جو سوار بزدل
نامرد تھے حال اُنکا یہ تھا کہ جس وقت سے نقارۂ جنگی بجایا گیا تھا صداے نقارہ رزمی بلند ہوئی تھی
دل اُنکے دہل گئے تھے خوف قتل سے مضطر و پریشان خاطر تھے چہرون پر اُداسی چھائی ہوئی تھی
حواس خمسہ بجا نہ تھے گھبراے ہوے ادھر سے اُدھر جاتے تھے دیوانہ وار پھرتے تھے آہستہ باہم کہتے
تھے کہ لشکر سے کسی تدبیر سے نکل چلو یہان نہ ٹھہرو نوکری ہمنے واسطے جان دینے کے نہین کی تھی
اگر لشکر مین رہ گئے تو صبح کو مسلح ہوکر میدان جنگ مین جانا ہوگا حریفون سے لڑنا ہوگا اگر دشمنون کے
ہاتھون سے زخمی یا قتل ہوے تو غضب ہوجائے گا اہل و عیال ہمارے تباہ و برباد ہوجائین گے
یہ کہتے ہوے لشکر سے تاریکی شب مین نکل گئے جو جو بہادر و دلیر تھے وہ رہ گئے تمام رات اُنھون نے
تیاری آلات حرب و ضرب و شوق جنگ مین بسر کی یہان تک کہ سپیدۂ سحر فلک پر عیان ہوا تاریکی
شب دور ہونے لگی روشنی سحر دمبدم بڑھنے لگی تارے نہان ہونے لگے رخ ماہ پر اُداسی چھائی نسیم سحر
چلنے لگی طائران خوش الحان اپنے آشیانون سے نکلکر بولنے لگے اپنی زبان مین ذکر خدا کرنے لگے
گلستانون مین نسیم سحری سے غنچے گل ہونے لگے پھول کھلنے لگے بلبلین چہکنے اور نغمہ سرا ہونے لگین
موذن مسجدون مین اذان دینے لگے ہر طرف سے صداے اللہ اکبر آنے لگی کسی سمت سے آواز
گھنٹے اور ناقوس کی بلند ہوئی دیندار نمازگذار براے اطاعت پروردگار عالم و عالمیان بیدار ہوکر
اپنے فرش خواب سے اُٹھے بعد وضو واسطے اداے نماز سحر کے روبقبلہ ایستادہ ہوے بعد اذان و
اقامت نیت نماز سحر کرکے تکبیرۃ الاحرام کرکے تلاوت و قرأت سورۂ حمد و دیگر سورون مین مصروف
بخشوع و خضوع ہوے پھر رکوع و سجود بجالاکر کھڑے ہوکر دوسری رکعت بھی مثل رکعت اول پڑھکر
قنوت بھی سوے فلک ہاتھ اُٹھاکے بہ رجوع قلب پڑھکر رکوع مین جاکر ذکر رکوع کرکے دو سجدون سے
فراغت حاصل کرکے باطمینان بیٹھکر تشہد پڑھکر سلام پھیرکر نماز کو تمام کیا بعد ازان اوراد و وظیفہ
سے زبان کو آشنا کیا صاحبقران کشورستان و بادشاہ لشکر اہل اسلام و جملہ سردار و سواران

لشکر نے بھی بیدار ہوکے بعد وضو نماز سحر پڑھی اسی طرح عمان شاہ و درویش آفتاب صورت
کے بھی لشکر مین ہر ایک دیندار نے فریضہ سحری کو ادا کیا پھر دونون لشکرون کے بادشاہون نے
سرداران سپاہ کو حکم کمر بندی و مسلح ہونے کا دیا جملہ دیندار دونون لشکرون کے جلد جلد مسلح ہوے
اس طرف سے عمان شاہ و عراق آہن کلاہ ہمراہ درویش آفتاب صورت ہمین و سیار تختہا
جواہر نگار پر سوار و نقابداران سبز پوش جلو مین پس پشت نو لاکھ سواران جنگجو مرکبون پر سوار آزمودہ کار
مع طبل و علم و نوبت و نقارہ و نشان شوکت و شان میدان کارزار مین آگئے اس جانب سے
صاحبقران سلطان کیوان شکوہ حق پژوہ ہمراہ بادشاہ لشکر اہل اسلام و جملہ سرداران عالیمقام
و جمعیت سپاہ کثیر بصد خدم و حشم عرصہ جنگ مین تشریف لائے انجم حصار سے کوکب انجم حصاری
بھی مع سنا برق بن یقا و سخنگان و تمامی فوج اپنی کے بکر و فر جنگاہ پر آیا جب تینون لشکر ہاے
مذکور میدان مصاف مین آگئے وہ صحراے سبزہ زار کثرت سپاہ بے قیاس سے پامال و مملو ہوگیا
جہان تک پیک نظر جا سکتا تھا تین طرف فوجین ہی فوجین دکھائی دیتی تھین بجز خیمہ و بارگاہ و سواران
جنگی و طبل و علم و نشان ہاے سپاہ کچھ دکھائی نہین دیتا تھا بوجہ کثرت فوجہاے بیشمار سم سمندان
سواران سپاہ سے بکثرت غبار بلند تھا گاو زمین بار کثرت مردان ہر سہ لشکر سے دبی جاتی تھی
زیر فلک ایسے لشکر عظیم میدان مصاف مین مقابل کبھی نہوے ہون گے الحاصل جب تینون لشکر
مذکور وارد میدان نبرد ہوے حسب دستور ہر ایک لشکر سے بیلدار و بیلچہ بردار حکم سے ہر ایک
بادشاہ لشکر کے براے درستی میدان جنگ نکلے انھون نے جھاڑی جھنڈی خار و خس
میدان کارزار سے دور کرکے پست و بلند زمین کو جلد جلد ہموار کیا پھر سقون نے ہر سہ سپاہ سے
باہر آکے میدان جنگ درست کردہ بیلچہ برداران پر بخوبی پانی چھڑک کر گرد و غبار کو دور کیا
جب سقے اور بیلچے بردار و بیلدار بعد درستی میدان کارزار عقب ہر سہ لشکر چلے گئے ہر ایک لشکر
حسب دلخواہ صف آرا ہوا میمنہ و میسرہ و قلب و جناح ساقہ و کمین گاہ ہر ایک سپاہ کا جوانان
آزمودہ کار و بہادران نامدار سے آراستہ کیا گیا قلب ہر سہ لشکر ہاے مذکور مین بادشاہ ہر سہ
لشکر مانند دل کے جاگزین ہوئے علمہاے لشکر ہر سہ سپاہ علمداران لشکر نے بلند کیے پھر ہر سہ
علمون کے کھلے جنگی باجے ہر ایک لشکر مین بجے جوانان ہر سہ لشکر ان باجون کی آواز بو قلمون
و دلپذیر سنکے عالم وجد مین جھومنے لگے شوق و اشتیاق کارزار مین قبضہاے شمشیر چومنے لگے
مست و مبہوت ہوکر آمادہ ستیز ہوے بعد کہ شور باجون کا موقوف ہوا نقیبا اور کڑکیت بھی
حسب قاعدہ قدیم تینون لشکرون سے نکل کر وسط میدان کارزار مین آکر ٹھہرے اول نقیبان
خوش آواز نے اپنے اپنے جوانان سپاہ سے مخاطب ہوکر باواز بلند یون کہنا شروع کیا اور
اس طور سے انکو آمادہ جنگ کیا کہ اے جوانان عرصہ وغا و اے دلاوران میدان ہیجا ذرا
ہماری طرف متوجہ ہوکر تقریر ہماری کہ مفید تمھارے ہے بگوش دل سنو اور عمل کرو آگاہ و خبردار
ہو کہ دنیا ایک سراے فانی ہے مورد آفات ناگہانی ہے اہل دنیا بھی فانی ہین مسافرانہ مقیم ہین
سفر دور در پیش ہے قیام مدام کی امید نہین بلکہ یقین نہین حالات گذشتگان پیش نظر ہین ہر وقت
و ہر ساعت خوف سفر ملک عدم ہے تعداد زمانہ حیات سے بیخبر ہین کہ نہین معلوم کس وقت
اجل آ جائے اور اس سراے دہر سے کوچ ہو جائے تا حال خدا نے حیات مستعار کا کچھ اعتبار

ہو کر کے اجل کو اپنے نزدیک جان کے زوال دنیا کی جانب سے منہ پھیر کے یاد الٰہی مین اپنی زندگی
چند روزہ بسر کی ہی جب وہ دنیا سے گئے ہین تو اپنے نامۂ اعمال مین عبادت اور نیکیان
کراماً کاتبین سے لکھوا کر گئے ہین اہل جہان آج تک اُن کے نیک اعمال کرنے کو یاد کرکے انکی
ثنا کرتے ہین اور اہل جنان اُن کو جانتے ہین خلاصہ اس تقریر کا یہ ہوا کہ اعمال نیک واسطے اہل دنیا
کے خوب ہین اس مین کوئی عمل نیک ہو خواہ عبادت خدا ہو یا محتاجون اور مسکینون اور غریبون
کے ساتھ نیکی کرنا ہو یا پیاسون اور بھوکون کو سیر و سیراب کرنا ہو یا غرباے عریان تن کو لباس
دینا ہو یا اہل حاجت کی حاجت شرعیہ بر لانا ہو یا اپنے آقا کے سینہ سپر ہونا ہو دشمنون سے اُسے
بچانا ہو ذرا غور کرو تمھارے بادشاہ نے تمسے کیسا سلوک نیک کیا ہی ایک زمانہ دراز سے
تمھاری تنخواہ معین کی ہی بیشتر خلعت و انعام تمکو دیا ہی زر خزانہ تمھارے واسطے وا کیا ہی راحت و
آرام سے تمکین رکھا ہی خاص اسی روز کے واسطے کہ میدان جنگ مین اپنے بادشاہ کے دشمنون
سے دلیرانہ لڑو دشمنون سے اپنے بادشاہ کو بچاؤ حق نمکخواری ادا کرو تم بھی نیکی اپنے مالک و آقا
سے کرو اسوقت اُس کی رفاقت سے منھ نہ موڑو جان کے خوف سے ارادہ بھاگنے کا نکرو بیوفائی
اور نمک حرامی شعار اپنا نہ کرو یہ عمل بد ہی اپنے فرد عمل مین کراماً کاتبین سے نہ لکھواؤ دنیا
مین ذلیل و رسوا نہو وہ کام کرو کہ رستگار ہو دنیا مین آقا و مالک و بادشاہ تمھارا تمسے شادمان
دیکھنے والے اور سننے والے بھی تمھاری ثبات قدمی و کارزار کی تعریف و ثنا کرین بہادران
عالم مین محسوب ہو مردان عالم مین شامل ہو دلاورون مین سرخرو ہو مرد میدان نبرد ہو
شجاعت اپنی دکھاؤ دلیرانہ اپنے حریفون اور اپنے بادشاہ کے دشمنون سے بہ تیر و نیزہ و
شمشیر و گرز و خدنگ و خنجر آبدار پیکار کرو اپنے آبا و اجداد کے نام سر میدان جنگ روشن کرو
بڑھ بڑھ کر دشمنون سے سرگرم کارزار ہو نعرے شیر کی مانند کرو برق تیغ سے خرمن حیات
حریفان کو باقی نہ رکھو ثبات قدمی اختیار کرو یہ جاے امتحان ہی مرد و نامرد کی میدان جنگ
ہی مین تمیز کی جاتی ہی اسوقت لاکھون جوانون کا یہان مجمع ہی ان کے سامنے ایسے ایسے کارہاے
نمایان کرو کہ حاسدون کو رشک ہو مانند رستم پیلتن و گیو و بیژن و سہراب و زال و
سام و نریمان و اسفندیار روئین تن وغیرہ کے جنگ و جدال کرو مرنا ایک روز ضرور ہی
کچھ قتل ہونے کا خیال نکرو جان کے خوف سے پسپا کبھی نہو دشمنون کے سامنے سے بھاگنا
یا پسپا ہونا مردون کو ننگ و عار ہی جو بہادر و شجاع ہین وہ لڑ بھڑ کر نزد دشمنان و انبوہ
بد اندیشان سے خائف و ترسان نہو کر عزت و آبرو کا اپنی اور اپنے آبا و اجداد کی خیال کر کے
قتل ہو جاتے ہین مگر پیچھے قدم نہین ہٹاتے ہین زندگی بذلت سے مر جانا بہ دلاوری اچھا
جانتے ہین اگر انکھون بہادرون کے سامنے سے بھاگ کر ذلیل سر میدان ہو کر زندہ رہنے
بھی تو کیا ایسی زندگی پر خاک ہی جب عزت و آبرو نرہی تو لطف حیات نرہا اور اگر بھاگتے وقت
دست دشمنان سے قتل ہو گئے تو جان بھی گئی اور عزت و آبرو بھی گئی پس اے بہادران
و صفدران تم اپنی عزت و آبرو کا خیال کرنا دلیرانہ اپنے حریفون سے لڑنا ارادہ بھاگنے کا
نہ کرنا یہ کہکر ذرا ٹھہرے و لشکر اہل اسلام خاموش ہوے کہ لیث جو لشکر کوکب انجم حصاری
سے نکلے تھے وہ اپنے لشکر کے جوانون سے مخاطب ہو کر پکارے کہ اے جوانان جنگجو ذرا غور کرو

آج روز نہایت خوشی کا ہے اس روز کے دلیران عالم مشتاق رہتے ہین خوبی تقدیر سے آج تین لشکر
میدان جنگ مین صف آرا ہین نہایت مناسب ہے کہ بعد خوشی ان اہل اسلام سے دلیرانہ لڑنا معرکہ جنگ
مین سرخرو ہونا بہت ہی پایا ہو کر ارادہ کیا ہے کہنے کا انکو نامہ کہکر کیت اور نقیبان اپنے اپنے لشکر مین داخل ہوے
اُسوقت جوانان بہرہ لشکر اپنے آمادہ جنگ ہوے کہ فرط شجاعت و ہمت سے ہر ایک جوان لڑنے
اور قتل ہوجانے پر آمادہ ہو گیا اکثر دلیرون نے صف لشکر سے ارادہ نکلنے کا کیا ہنوز کوئی جوان
لشکر کوکب انجم نصاری و لشکر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ سے نہ نکلا تھا کہ لشکر
عمان شاہ سے نقابدار سبزپوش نکلا یعنی فرامرز ثانی کہ وہی اکہ اس کے بازو پر بندھا ہوا ہے جو
حضرات الیاس بن عمرو کو درویش مرجان سرخ موسے مع جامہ وغیرہ ہاتھ آیا تھا اور خاصیت و تاثیر اس
اکہ منقش کی یہ ہے کہ جس کے بازو پر بندھا ہو وہ کبھی کسی اپنے حریف سے زیر نہو اور قوت مین بھی
اُس کی کمی نہو غرضکہ جب نقابدار مذکور عمان شاہ و درویش آفتاب صورت وغیرہ سے رخصت ہوکر
صف لشکر سے نکلکر وسط میدان جنگ مین آیا مرکب کو روک کر سوے لشکر بادشاہ لشکر اہل اسلام
رخ اپنا کرکے باواز بلند یون گویا ہوا کہ اے صاحبقران عالی مقام مین چاہتا ہون کہ آپ ہی سے
مجادلہ و مقابلہ کرون آپ کے لشکر کے سردارون سے جنگ آزما ہون جنگ کو طول ندون اگر آپ پر
فتحیاب ہوا تو گویا کل آپ کے لشکر پر ظفریاب ہوا سب کو زیر کیا لہذا آپ بھی صف شکن و تیغزن جملہ
سرداران لشکر سے زیادہ تر ہین آپ ہی میرے روبرو بہر مقابلہ و مجادلہ تشریف لائیے کسی سردار سپاہ
کو واسطے میرے مقابلے کے روانہ نفرمایئے کہ مین بجز آپ کے کسی سے جنگ آزما ہونگا کیونکہ مجکو
آپ ہی سے اشتیاق جنگ ہے شہرہ آپ کی شجاعت و قوت و فنون سپہ گری کا سنا ہے اسوقت قوت
آپکی دیکھنا منظور خاطر ہے یہ کہکے خاموش ہوا اُسوقت علمہاے لشکر جلوہ گر ہوے صاحبقران نے
اپنے دل مین کہا کہ یہ نقابدار بہادران روزگار سے ہے سچ کہتا ہے کہ جنگ کو طول دینے سے کیا فائدہ
ہے مرد دانا و معقول ہے یہ باتین دل مین کہکے زیر علم اژدہا پیکر سے روبروے بادشاہ لشکر جاکر
اجازت جنگ حاصل کرکے دلیرانہ مرکب کو سوے نقابدار مذکور جولان کیا جب قریب نقابدار
سبزپوش پہونچے گھوڑے کو روک کر فرمایا کہ اے نقابدار سبزپوش حسب الطلب تمہارے ہم ہی
واسطے مقابلے کے آئے ہین مشتاق تمہاری ضرب نیزہ و شمشیر و گرز کے ہین لہذا وار کرو فنون جنگ
ہمپر آشکار کرو نقابدار مذکور گفتگو سے صاحبقران سنکے نیزہ اُٹھاکے مرکب کو اپنے کاوے پر
ڈال کر نیزے کو گردش دے کے ہنر نیزہ بازی تادیر دکھا کے عرق مین سراپا تر ہوگئے نیزہ بازان
کامل سے تعریف و ثنا اپنی نیزہ بازی کی کراکے پکارا کہ اے صاحبقران ہوشیار ہو جائیے کہ
اب مین وار کرتا ہون یہ کہکر نیزے کو گردش دے کر بچالاکی تمام پہلو سے صاحبقران عالی مقام پر ضرب
نیزہ لگائی ادھر صاحبقران نے اُس کی سنان نیزہ کو بعنوان شایستہ اپنی سنان نیزہ پر روکا دو
سنانون کے ملنے سے اور باہم رگڑنے سے چنگاریان پیدا ہوئین گویا دو اژدرون نے اپنے دہنون
سے شعلہاے آتش نکالے دیکھنے والون نے تعریف نقابدار کے نیزہ لگانے کی اور صاحبقران کے
نیزہ روکنے بہت کی پھر صاحبقران نے نیزے کا وار اُسکے سینے پر کیا اُس نے بھی اس خوبی سے روکا
کہ دیکھنے والون کا تو کیا ذکر خود صاحبقران خوش ہو گئے دل مین کہنے لگے کہ یہ طریقہ نیزہ بازی تو
ہمارے سپاہیان کا ہی سوا ہمارے اور کہین یہ طریق نیزہ بازی نہین ہو جاسکے عجیب ہے کہ اس نقابدار سبزپوش کا

طریقہ نیزہ بازی مثل ہمارے اور ہمارے اہل لشکر کے ہی نہین معلوم کہ یہ جوان کون ہی نقاب اسکے
چہرے پر ہی شناخت ہو نہین سکتی ہی ابھی صاحبقران اپنے دل مین یہ کہ رہے تھے اور منصف طبع
تھے نقابدار مذکور رہے تھے درویش آفتاب صورت بھی قریب نقابدار سبز پوش اپنے گنبد
طلائی مین بیٹھے ہوے نقابدار ممدوح کی تعریف کر رہے تھے دل اُس کا بڑھا رہے تھے نقابدار بھی
ہر ایک کے تعریف کرنے سے خوش ہو کر نہایت حسن و خوبی سے لڑ رہا تھا چالاکی و ہوشیاری سے
وار کرتا تھا اور روکتا بھی تھا ہنر نیزہ بازی جو سیکھا تھا اپنے استاد سے اُس کو ظاہر کر رہا تھا دوست
دشمن سب تعریف کر رہے تھے کہ نقابدار سبز پوش نے وار نیزہ صاحبقران کا روک کر خود بھی
وار نیزے کا کیا صاحبقران نے پھر روکا اسی طرح ڈیڑھ دو سو طعن باسے نیزہ کی باہم رد و بدل ہوئی
دیکھنے والون نے متحیر ہو کر دونون بہادرون کو فن نیزہ بازی مین کامل فرد اکمل پا کر بے حد تعریف
کی خصوصاً صاحبقران نے خود اپنے دل مین تعریف نیزہ بازی نقابدار مذکور کی بہت کی آخرکار
صاحبقران نے مسکرا کر نقابدار مذکور سے ارشاد کیا کہ اے نقابدار سبز پوش اب کی مرتبہ اپنی سنان
نیزہ سے بہت ہوشیار رہنا سنان نیزہ کو چوب نیزہ سے نکلنے نہ دینا نقابدار نے جواب دیا کہ آپ وار کرین
مین ہوشیار ہون حتی الامکان سنان نیزہ اپنی چوب نیزہ سے نکلنے نہ دونگا صاحبقران نے یہ تقریر
اُس کی سنکے وہ بند نیزہ جو مخصوص واسطے صاحبقران کے تھا اور اُس سے کوئی سردار آگاہ نہ تھا
وار نیزے کا کرکے باندھا اور ایسا کچھ بقوت بازو سے قوی دیا کہ سنان نیزہ چوب نیزہ نقابدار مذکور
سے نکل کر مثل تیر شہاب کے چمکتی ہوئی دور جا کر گری جملہ جوانان ہر سہ لشکر نے بجائے خود صاحبقران
کی تعریف کی نقابدار مذکور سنان نیزہ کے نکل جانے سے شرمندہ و منفعل ہوا کثرت شرمندگی سے
عرق مین تر ہو گیا گویا ایک نیزہ عرق انفعال مین غرق ہو گیا سر جھکا لیا درویش آفتاب صورت کو
نیز اُس کے مردان سپاہ کو رنج ہوا بعد ایک لمحے کے نقابدار سبز پوش نے سر اپنا اٹھا کر غضبناک
ہو کر مرکب کو بڑھا کر وہی چوب بے سنان بقوت تمام سر صاحبقران پر لگائی صاحبقران نے
ضرب چوب نیزہ حریف کو اس عنوان سے روکا کہ چوب نیزہ نقابدار درمیان سے ٹوٹ گئی نقابدار
سبز پوش نے وہ چوب شکستہ نیزہ اپنے ہاتھ سے خاک پر ڈال کر عرابے پر سے گرز گرانبار اٹھا کر
کہا کہ اے صاحبقران عالی مقام اب ہوشیار ہو جائیے گرز گران سر اٹھائیے میری ضرب گرز کو
روکیے شجاعان جہان سے میری ضرب گرز رک نہین سکتی ہی جس حریف پر مین نے اس گرز گرانبار
کا وار کیا ہی اُس کو تہ خاک جانا نصیب ہوا ہی پیوند خاک کر دیا ہی استخوان تک اُس کے سالم نہین
رہے ہین راکب و مرکب دونون راہی ملک عدم ہوے ہین بہت سے پہلوانون اور سرداران
نامی و نامور کو اسی گرز سے مین نے پیوند خاک کر دیا ہی میری ضرب گرز سے حریف میرا جانبر
ہو نہین سکتا ہی اطلاع آپ سے کہا ہی صاحبقران نے مسکرا کر گرز گاؤ سر نہایت گرانبار اٹھا کر
فرمایا کہ اے بہادر تیری بہادری و قوت و ہمت مین کلام نہین ہی اور تیری لیاقت مین بھی
شک و شبہ نہین ہم خبردار و ہوشیار ہین خداوند عالم تیری ضرب گرز سے بھی ہمین بچائے گا تا خیر نکر
ضرب گرز لگا کہ ہم مشتاق ضرب گرز ہین دیکھین کس قوت سے ضرب گرز تو لگاتا ہی نقابدار نے
دونون ہاتھون سے گرز کو محکم پکڑ کر مرکب کو بڑھا کر گرز کو بالاے سر گردش دے کر بقوت تمام
بالاے سر صاحبقران ضرب گرز لگائی ادھر صاحبقران نے دیرانہ اُسکے گرز کو اپنے گرز پر روکا

ایک تڑاقا عظیم ہوا آواز مہیب و بلند پیدا ہوئی گویا دو فیل مست باہم جنگ آزما ہوئے ٹکر دونون
بصد غضب ہوئی دیکھنے والون کے دل سینون مین تھرا گئے اکثر جوانان کفار تھرا کر مرکبون سے
گر پڑے زمین کھسکی کانپی غبار بلند ہوا دونون دلیران مذکور غبار مین نہان ہوئے نقابدار سبز پوش
نے ضرب گرز لگا کر خوش ہو کر پکار کر کہا کہ زدم و بستم کردم صاحبقران سلطان کیوان شکوہ
را اے خواجہ طیفور گرز دیا خبر لو صاحبقران کی دیکھو کیا حال ہے خواجہ مذکور نے چھاگل پانی سے
بھری ہوئی لیکر اُس غبار مین جا کر دیکھا کہ صاحبقران کی آنکھین بند ہین گرز دونون ہاتھون مین مثل میل
فولادی بلند کیے ہوے ہین پیشانی پر عرق آگیا ہے مرکب قریب سمون تک غرق زمین ہو گیا ہے زندہ
و سالم ہین یہ دیکھکر خوش ہو کر چھاگل سے پانی لے کر چھینٹا منہ پر صاحبقران کے دیا پھر پانی سے
گرد و غبار کو دور کیا صاحبقران نے آنکھین کھولین خواجہ نے مزاج پوچھا امیر با توقیر نے فرمایا الحمد للہ
اچھا ہون زندہ و سلامت ہون کچھ تردد نکرو ہان ضرب گرز گرانبار کے روکنے سے کچھ گرانی
مرفق و بازوون پر ہوئی ہے یہ فرما کر اپنے مرکب کو مہمیز کر کے زمین سے نکالا گھوڑا بقوت تمام گویا ایک طبقہ
لے کر زمین سے نکلا پھر گرد و غبار بلند ہوا بعد دفع ہونے اُس غبار کے اور ہٹ جانے خواجہ طیفور گرد یا
کے صاحبقران نے نقابدار سبز پوش سے مخاطب ہو کر فرمایا غضنفر تو ضربے زدی ضرب من نوش کن
ہمیشہ یادی از دل فراموش کن ہے یہ ارشاد کر کے اپنے گرز گرانبار کو گرد سر چرخ دے کر مرکب کو آگے
بڑھا کر خبردار و ہوشیار کر کے ضرب گرز بالائے سر نقابدار سبز پوش بقوت تمام لگائی اس طرف نقابدار
نے چالاکی و دلاوری سے اپنے کل گرز پر ضرب گرز صاحبقران روکی ہنگام ضرب مذکور بہ نسبت
ضرب گرز نقابدار مذکور زیادہ تڑاقا ہوا اور صدائے مہیب بلند ہوئی گھوڑے بھڑکے اکثر سواران
لشکر کفار رخاک پر گر پڑے جوانان جنگی کے دل ہل گئے جگر تھرا گئے میدان جنگ ہل گیا بہت سے بزدلون کو
جو سپاہ کفار مین تھے غش آگیا غبار زیادہ بلند ہوا یہ حال دیکھکر درویش آفتاب صورت کو
تاب صبر باقی نرہی دلسوز سے کہا کہ جلد جا کر دیکھو تو سہی کہ نقابدار سبز پوش کا کیا حال ہے دلسوز بھی
چھاگل پانی سے بھر کر ہمراہ اپنے لے کر اُس غبار کے اندر گیا پانی چھڑک کر غبار کو دور کر کے دیکھا کہ
نقابدار کی آنکھین بند ہین دل درد مند ہے گرز گرانبار ہاتھون مین بلند ہے ہمہ تن پسینے مین تر ہے گھوڑا
تا کمر زمین مین غرق ہو کر مر گیا ہے کمر اُس کی ٹوٹ گئی ہے بوجہ غرق ہو جانے زمین کے بالائے خاک گر انہین
ہے نقابدار با وجود اس کے کہ آنکھین بند کیے ہے اور سراپا عرق مین تر ہے مگر زندہ ہے یہ حال دیکھکر
فی الفور پانی چلو مین لے کر منہ پر نقابدار کے پانی کا چھینٹا دیا ہوش نہ آیا پھر دوبارہ پانی کا چھینٹا دیا
نقابدار نے ہوشیار ہو کے آنکھین کھولین دلسوز نے پوچھا کہ کیا حال ہے مزاج کیسا ہے اُس نے جواب دیا
کہ الحمد للہ اچھا ہون مگر ضرب گرز گرانبار صاحبقران سے میری کلائیون اور بازوؤن کو سخت صدمہ
پہونچا دلسوز نے کہا کہ درویش آفتاب صورت متردد ہین مرکب سے اتر کر دوسرے مرکب پر
سوار ہو جیے دیکھیے مرکب آپ کا ہلاک ہو گیا ہے اعدا خوش ہوے ہین احباب کو آپ کے تردد
نہایت ہے یہ سنکے نقابدار سبز پوش نے اپنے مرکب پر نظر کر کے غضبناک نہایت ہوئے مرکب مردہ سے
اترنے کے ارادہ پیدا کرنے مرکب صاحبقران کا کیا ادھر صاحبقران نے اپنے گھوڑے سے جلد
اُتر کر اُسکے روکنا اُس نے بہم ہو کے زنجیر کمر صاحبقران مین ہاتھ ڈالدیا صاحبقران نے بھی
دامن عبا و قبا کو گردان کر اُس کی زنجیر کمر مین ہاتھ ڈال کر زور کرنا شروع کیا دونون جانب سے

خوب زور ہونے لگے کشتی لپٹ کر ہونے لگی داؤن پیچ توڑ جوڑ دونون طرف سے ہونے لگے دستی
زبردستی ہر ایک ہنگام کشتی کرنے کا قصد کرنے لگا کوئی ارادہ نکال کا کرنے لگا کوئی اکھیڑ لگانیکی
فکر مین ہوا غرض ہر ایک دونون بہادرون مذکور سے اپنے اپنے داؤن کی فکر کرنے لگا کشتی زبردستی
ہونے لگی جملہ جوانان ہر سہ سپاہ بنظر رغبت کشتی دیکھنے لگے اسوقت دونون لشکرون کے ہرکارون
و نقیا وغیرہ نے باواز بلند کہا ایہاالناس آگاہ ہو کہ یہ کشتی ان بہادرون کی ایسی ویسی کشتی نہین ہے
کہ دو چار گھڑی مین ہوجائیگی ان مین سے ایک غالب و مغلوب جلدی سے ہوجائیگا یہ کشتی غالبا
کئی روز و شب ہوگی کہان تک تم سب مرکبون پر سوار رہوگے اور صف آرا رہوگے لہذا بہتر و
مناسب یہ ہے کہ مرکبون اور دیگر سواریون سے اتر اتر کر خیمہ و بارگاہ ایستادہ کر اسکے تخت و کرسی و فرش
پر بیٹھکر باآرام و راحت سیر اس کشتی کی کرو بنظر غور کشتی دیکھو تا کہ لطف کشتی دیکھنے کا باآرام و بخوبی حاصل
ہو بادشاہان ہر سہ سپاہ نے تقریر ہرکارون وغیرہ کی سنکے خیال کیا کہ یہ ہرکارے وغیرہ سچ کہتے ہین
یہ کشتی چند روز تک ہوگی اس طور سے کب تک بالاے تخت بیٹھے ہوے کشتی دیکھین گے یہ خیال کرکے
ہر ایک بادشاہ نے حکم دیا کہ قریب قریب مقام کشتی کے خیام و بارگاہ استادہ و برپا جلد تر ہون جملہ
سردار و سوار مرکبون سے اترکر علی قدر مراتب کرسیون اور فرش پر بیٹھکر براحت و آرام یہ کشتی
دیکھین کیونکہ یہ دونون جوان نامی و نامور ہین کشتی ان کی قابل دید و یادگار ہے ایسی کشتی کبھی کسی نے
نادیکھی ہوگی ایسے جوان و پہلوان زبردست و قوی بازو و قوی ہیکل نامی و نامور و حید عصر جریدہ
روزگار باہم کبھی کشتی نہ لڑے ہونگے ان کی کشتی جو نہ دیکھے گا وہ پچھتاوے گا پھر ایسی کشتی زیر فلک شاید
ہو یا نہو یہ حکم شاہان لشکر سنکے ملازمون نے جلد جلد سامان کیا بارگاہین اور خیمے قریب جاے کشتی
کے دور تک بکثرت ایستادہ و برپا کرکے تخت زرین اور کرسیان زرین و چوبین اور فرش نفیس
وغیرہ نفیس بمقام و جاے مناسب بچھایا پردے خیمون اور بارگاہون کے اٹھا دیے جب یہ انتظام
ملازمون مذکور نے کیا پھر ایک بادشاہ لشکر مع تمامی مردان سپاہ اعلی و ادنی کے اپنی اپنی سواری
اور مرکب سے اترکر سائیسون کو مرکب حوالے کرکے ہر ایک علی قدر مراتب کرسی اور فرش پر بیٹھا
بادشاہان لشکر بالاے تخت زرین بیٹھے درویش آفتاب صورت بھی عنقریب مقام کشتی نقوبے
اپنے آسمی گنبد طلائی مین بیٹھے اور بقول راوی دیگر بالاے کرسی زرین بیٹھے اور باواز اوسے تعریف
و ثناے نقابدار بمقام مناسب کشتی کرنے لگے دل اس کا بڑھانے لگے وہ بھی تعریف و ثنا کرنے سے
چمک چمک کر تیزی و چالاکی سے کشتی لڑنے لگا اب سب اعلی و ادنی بمقامات تعریف دونون
بہادرون کی تعریف و ثنا کرنے لگے باآرام تمام سب بیٹھے ہوے کشتی دیکھنے لگے یہان تک کہ
زمانہ شام کا آگیا آفتاب جانب مغرب جاکر نہان ہوا تاریکی محیط عالم ہونے لگی وقت شام
نقابدار سبزپوش نے ہاتھ اپنے شانہ و بازوے صاحبقران پر رکھکر کشتی لڑنے سے روکا کر کہا
کہ اے صاحبقران عالی مقام ملاحظہ فرمائیے کہ آفتاب نہان ہوگیا تاریکی شب نمود ہوئی ہے یہ
ظاہر ہے کہ دن واسطے محنت و مشقت و کار کرنے کے ہے اور شب واسطے راحت و آرام کے ہے
لہذا اگر مناسب ہو تو جاکر اپنی بارگاہ مین راحت پذیر ہو جیے صبح کو پھر مجھسے کشتی لڑیے گا مین نے
صرف آپکے راحت و آرام کی غرض سے کہا ہے یہ خیال نہ فرمائیے گا کہ نقابدار سبزپوش کشتی
لڑتے لڑتے تنگ گیا ہے دم اس کا آگیا ہے صاحبقران نے جواب دیا کہ بہادران عالم بغیر غالب و

مغلوب

مغلوب ہوسکے کشتی موقوف نہین کرتے ہین اور تاریکی شب کا دفع کرنا نزدیک شاہون کے
مشکل نہین ہی ممکن ہی کہ اسقدر روشنی کردی جاوے کہ اس میدان جنگ مین کثرت روشنی
سے تاریکی شب معدوم ہوجائے اب رہا کلام اکل وشرب کے بارے مین اس بارے مین
بھی یہ سنتا ہی کہ بعوض نان خورش شیر تازہ و خالص پر اکتفا کی جاوے نقابدار سبزپوش نے
جواب دیا کہ بہتر ہی مجکو رات کو بھی لڑنے مین کچھ عذر و تامل نہین ہی یہ کہنے واسطے روشنی
کرنے کے کہا درویش آفتاب صورت کے حکم سے اسطرف اُدھر پادشاہ لشکر اہل اسلام
کے فرمان سے ملازمون نے سامان روشنی کرنے کا کیا پٹھک کے جھاڑ چند در چند بمقام کشتی
لاکر رکھا دیے کنولون مین شمعہاے مومی و کافوری چڑھا دین پھر روشن کردین سوا ان کے
ہزار و ہزار کنول اور فانوسین اور لاکھون مشعلین اور پنجشاخے حسب جگہ جو مناسب روشنی تھا
روشن کیا کوکب انجم حصار ہمی نے بھی اپنے لشکر مین روشنی کرائی کثرت روشنی سے میدان
جنگ مین سیاہی شب کا اثر بھی نرہا جب اس طرح روشنی ہوچکی کٹورے شیر خالص سے بھرے ہوے
چند در چند ملازم مع کاسہ مسی و جام بلورین لیکر دونون جانب لشکر سے آئے بہادران کشتی گیر
مذکور نے شیر گاؤ کاسون مین بھروا کر ہر ایک کاسہ دہن سے لگاکر شیر مذکور پیا جب کاسہ
خالی ہوا پھر ملازمون نے کاسہ شیر سے بھر دیا پھر دونون بہادرون نے کاسہ دہن سے لگاکر وہ
شیر نوش کیا اسی طور سے کئی کاسے شیر کے پیکر ہر ایک سیر و سیراب ہوکر پھر کشتی لڑنے پر آمادہ
ہوا ملازم کٹورے اور کاسے اٹھا کر لے گئے دلاوران موصوف بعد ادا ے نماز مغرب بدستور
روز گذشتہ کشتی لڑنے لگے جمیع اعلی و ادنی صغار و کبار بنظر غور کشتی دیکھنے لگے ماہران فن کشتی
بمقام تعریف کشتی ثنا کرنے لگے یہان تک کہ وہ شب تمام ہوئی دونون دلاور برابر کشتی لڑلیے
کسی کے زور مین کمی نہوئی کوئی غالب و مغلوب نہوا صبح کو بھی بعد ادا ے نماز صبح اور شیر گاؤ سے
سیر و سیراب ہونے کے پھر کشتی لڑنے لگے کہان تک بتفصیل حال اس کشتی کا تحریر کیا جاوے خلاصہ
یہ کہ آٹھ روز اور آٹھ راتین برابر کشتی ہوئی دونون مین سے کوئی غالب و مغلوب نہوا نہ کسی کے
زور و قوت مین کمی پائی گئی اکثر دیکھنے والے حیران ہوے کہ یہ عجب پہلوانان قوی بازو ہین کہ آٹھ
روز و شب سے کشتی لڑ رہے ہین ابھی تک ان مین سے کوئی زیر نہین ہوا نہ کسی کی قوت مین
کمی ہوئی برابر بدستور روز اول اب تک کشتی لڑ رہے ہین یہ تو دیو اور جن سے بھی کچھ قوت و
زور مین بڑھ گئے ہین خیر صاحبقران تو اپنے زمانے کے صاحبقران ہی ہین یہ نقابدار سبزپوش کی
قوت پر عجب ہی کہ اس کی اب تک قوت مین کمی نہین ہوئی ہی اسی طرح صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ نے بھی اپنے دل مین خیال کیا کہ جاے حیرت اور مقام عجب ہی کہ اب تک یہ
نقابدار سبزپوش بطریق روز اول جیسے کشتی لڑ رہا ہی آٹھ روز اور آٹھ شبین گذر کر یہ نوان روز ہی
ابھی تک اس کی قوت مین کمی نہین ہوئی ہی اور انداز اس کی جنگ نیزہ و گرز و کشتی کا بعینہ
ہمارے ہی بیان کا ہی شاید یہ شاہزادہ طیمور شیر پیرو ہی وہ بھی پہلے آکر اسی طور سے کشتی
لڑا تھا مگر حیرت یہ ہی کہ وہ نقابدار سرخ پوش تھا اور یہ نقابدار سبزپوش ہی اگر طیمور شیر پیرو ہوتا
تو اس کی نقاب سرخ ہوتی کبھی نقاب سبز نہوتی دیکھا چاہیے کہ آخر یہ کون ہی طیمور شیر پیرو ہی
یا کوئی اور ہی کسی طرح مغلوب ہوتا ہی نہین ہی کسی طرح اس کی قوت مین کمی ہوتی ہی نہین سے یہ

انسان ہی یا جن ہی یا کوئی اور ہی یہ خیال کرتے ہی ہنگام کشتی لڑنے کے صاحبقران نے اپنے اُسکے
نقاب پر ہاتھ ڈال کر نقاب کو چہرے سے اٹھا کر پہچان کر کہا کہ اے فرامرز ثانی تم مجھسے کشتی
لڑ رہے ہو تم تو دریا مین ہمراہ ملکہ گرگ غرق دریائے مواج ہو گئے تھے کیونکر دریا سے بکنار سلامتی
پہونچے اور یہ تو بتاؤ کہ اسقدر زور و قوت تمنے کہان سے پائی کیا بعد مرنے کے پھر زندہ ہوکر
خدا سے اسقدر قوت طلب کرکے دنیا مین ہمسے مقابلے کو آئے ہو یہ قوت و زور آخر تمکو کیونکر حاصل
ہوا ہی جائے حیرت ہی اور مقام عجب ہی ہنوز نقابدار سبز پوش یعنی فرامرز ثانی نے صاحبقران کو کچھ
جواب نہ دیا تھا فقط ارادہ جواب دینے کا کیا تھا کہ یکایک از جانب صحرا گردے بر خاست گردی تیرہ تیرہ
سر گرد با سمان رسیدہ درمیان گرد و غبار تیرہ جلوہ برق عیان مردان ہر سہ سپاہ طرف اُس گرد و غبار
عظیم کے دیکھکر مختلف خیالات کرنے لگے اکثر مردان سپاہ کہنے لگے کہ اس طرف سے بڑے زور سے
سیاہ آندھی آتی ہی برق بھی چمکتی ہوئی دمبدم نظر آتی ہی ایسی آندھی کبھی کم آئی ہوگی یہ خیام اور
بارگاہین آندھی مین اڑ جائینگی بعض بعض سواروں نے کہا کہ خیال تمھارا غلط ہی یہ آندھی نہین ہی
ابر سیاہ اس جانب سے آتا ہی بجلی بھی چمکتی ہی اگر یہ ابر سیاہ محیط ہوکر برسنے لگا تو خوب ہی بارش ہوگی
یہ خیام و بارگاہ اس ابر دریا بار سے اس صحرا مین حباب آسا نظر آئینگے ہزاروں آدمی طغیانی
آب سے بہ جائینگے ہوشیار ہو جاؤ ابھی سے فکر ایسی کرو کہ بارش باران سے ضرر نہ پہونچے اکثر
مردم سپاہ نے کہا کہ تم غلط کہتے ہو یہ آثار آمد سپاہ کثیر کے ہین غالبًا کوئی بادشاہ بجمعیت فوج کثیر ادھر
آتا ہی نہین معلوم وہ ہمارا اور ہمارے بادشاہ کا دوست ہی یا دشمن ہی اگر دوست ہی تو فہو المراد
اور اگر دشمن ہی تو یاد رکھو کہ آج اس صحرا مین ایسی لڑائی ہوگی کہ کسی نے کم دیکھی ہوگی کشت و خون
از حد ہوگا لاشوں کے انبار کشتوں کے ڈھیر اس صحرا مین جا بجا ہو جائینگے بلکہ یہ صحرائے سبزہ زار
خون کشتگان و مجروحان سے لالہ زار ہو جائیگا دریائے خون اس صحرائے سبزہ زار مین روان
ہوگا اسوقت تین لشکر ہائے عظیم یہان موجود ہین چوتھا لشکر عظیم یہ آتا ہی سخت تلوار چلیگی جنگ
مغلوبہ غضب کی ہوگی لاکھوں مردان لشکر کام آجائینگے ہزارہا مجروح ہونگے زمین پر تڑپ تڑپ کر
نالہ و فریاد کرینگے صدہا بلکہ ہزارہا مردان سپاہ کشاکش مین دب کر مرکبوں سے گر کے مانند
سبزہ صحرا پامال سم اسپان ہو جائینگے استخوان تک ریزہ ریزہ ہو جائینگے مقتضائے عقل یہ ہی
کہ ہوشیار ہو جاؤ جلد جلد اپنے اپنے مرکبوں پر سوار ہو تلوارین علم کر لو نیزے ہاتھوں مین سنبھال لو
گرز گران سر اٹھا لو دیکھو پھر وقت اتنی نہ ملیگی کہ مرکبوں پر سوار ہوکر آلات حرب و ضرب سے لیکر
دشمنوں کو قتل کر سکو اکثر نے اُن کو جواب دیا کہ تمکو عقل خاک بھی نہین ہی محض بیوقوف ہو جوانان
لشکر کو ڈراتے ہو آپ بھی ڈرتے ہو دوسروں کو بھی ڈراتے ہو بزدلوں کی سی باتین کرتے ہو
قبل از وقوع واقعہ جوانان جنگجو کو قتل و زخمی ہو جانے کی خبر دیتے ہو تم تو درویش خدا رسیدہ بھی
نہین ہو نہ کوئی اولیا سے ہو نہ منجم نہ رمال نہ کاہن ہو کہ تمھارے قول کا اعتبار کیا جاوے تمھین
ایسے لوگ مردان جنگجو کو بھی میدان جنگ مین ثابت قدم رہنے نہین دیتے ہین جو کوئی آتا ہی
آنے دو کیا اندیشہ ہی مرنا ایک روز ضرور ہی اگر آندھی آتی ہی تو آنے دو اور اگر ابر آتا ہی تو وہ بھی آنے دو
پانی برسے اگر لشکر آتا ہی تو آنے دو جو کوئی ہمسے لڑیگا ہم اُس کے فرشتوں سے آمادہ جنگ ہونگے
حتی الامکان دلیرانہ لڑینگے زندگی ہوگی تو زندہ رہینگے اگر اجل نزدیک آئی ہی تو قتل ہو جائینگے

گھبراہٹ عبث ہی یہ اضطراب و خوف بیکار ہی جو کچھ پیش آئے گا دیکھا جائیگا ناگاہ جانب گرد و غبار پیشت دیکھتے ہوا ادھر متوجہ ہو دیکھو صاحبقران ذیشان اپنے حریف سے کچھ ہم نظر ہو سکتے پہلے کشتی لڑ رہے تھے اب کشتی موقوف ہی یہاں معلوم کیا سبب ہی ہم اور تم تو دور ہین اگر قریب ہوتے تو مفصل حال موقوف ہونے کشتی کا معلوم ہوتا ابھی مردان ہر دو سپاہ یہ تقریر کر رہے تھے اکثر جانب گرد و غبار مذکور دیکھ رہے تھے کہ صاحبقران و فرامرز ثانی بھی دونوں برابر سوے غبار دیکھنے لگے ناگاہ دامن غبار و بست با دتند سے صدا چاک ہوا دیکھا کہ دس ہزار فیلان کوہ پیکر و بلند قامت چلے آتے ہین آگے سب ہاتھیون کے ہو فیل کلان ہی اُس پر بھی نشان ہی ایک جوان زبردست مسلح نشان لئے ہوے بالاے پشت فیل بیٹھا ہی رنگ نشان کے پھریرے کا سیاہ ہی علامت و نشان فوج کفار کے آنے کا ہی اُس ہاتھی کے خرطوم مین دو تیغے جنگی دو طرفہ دھار نہایت آبدار ہی بندھے ہین پیچھے اُس ہاتھی کے پچاس ہزار فیلان بلند ہین ہر ایک ہاتھی پر ایک پہلوان زبردست مسلح بیٹھا ہوا ہی اور مثل فیل اول کے جسپر نشان ہی ہر ایک ہاتھی کی سونڈ مین دو تیغے طویل دو طرفہ دھار دار بہت آبدار بندھے ہوے ہین جسوقت کوئی فیل اپنی سونڈ کو حرکت دیتا ہی وہ تیغے مانند بجلی کے چمکتے ہین پچاس ہزار ہاتھی ہین سَو ہزار تیغے ہین اُن سَو ہزار پٹون کی چمک پناہ بذات خدا ایکبارگی سَو ہزار بجلیون کا چمکنا پیدا ہوا یا تمام صحراے سبزہ زار روشن ہو جاتا ہی پیچھے اُن سب ہاتھیون کے ایک لاکھ سواران جنگی ہین حاکم سپاہ مذکور ایک فیل مست پر سوار ہی چتر اُس کے سر پر ہی جوان از حد قوی ہیکل دیو پیکر ہی اُس ہاتھی کی بھی سونڈ مین دو تیغے بندھے ہوے ہین مستک پر ہاتھی کی ایک پہلوان دیو پیکر بدصورت ترش رو مہیب صورت مسلح بیٹھا ہی گرز گران اُس کے ہاتھ مین ہی وہ جملہ فیل اور تمام سواران لشکر گھوڑے دوڑاتے ہوے فیلبان فیلون کو کج بانک سے ہولتے ہوے بصد عجلت آتے ہین یہ حال دیکھکر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ اور فرامرز ثانی متردد ہوکر زمین سے اٹھے ملازمون سے مرکبون کو طلب کیا صاحبقران نے اپنے لشکر کے جملہ سردارون اور سوارون کو حکم دیا کہ جلد مرکبون پر سوار ہو نہین معلوم یہ کون بداندیش ادھر آتا ہی اسی طرح عمان شاہ و درویش آفتاب صورت و عزاق آہن کلاہ و کوکب انجم حصاری نے بھی اپنے جملہ مردان سپاہ کو حکم مرکبون پر سوار ہونے کا دیا اور خود بھی تخت پر سے اٹھکر مرکب پر ہر ایک بادشاہ نے سوار ہونے کا ارادہ کیا ہنوز صاحبقران اور فرامرز ثانی اور کچھ سرداران سپاہ اور سواران ہر دو لشکر اہل اسلام مرکبون پر سوار ہوے تھے اور باقی جملہ سردار و سوار فکر سواری اسپ مین تھے کہ یکایک وہ تمام فیل صحرا مین آہی گئے اُن کے آنے سے وہ صحراے سبزہ زار گویا بجلی بن ہو گیا گویا تمام صحرا ہاتھیون سے بھر گیا بعد آنے ہاتھیون کے صاحب لشکر یعنی حمائل بن شمائل بن چنداکل کہ پوتا پروتا لند هور بن سعدان کا ہی ایک لاکھ سوارون کی جمعیت سے حسب اتفاق اُس طرف آیا جب جانب لشکر کوکب انجم حصاری کا تھا کوکب انجم حصاری مضطر و پریشان خاطر ہوکر سارپق بن بقا سے کہ رہا تھا کہ دیکھیے کیا ہوتا ہی نہین معلوم یہ لشکر اس کروفر سے کس کا آیا ہی سارپق بن بقا جواب مین اُس کے کہ رہا تھا کہ اسوقت مینے تقدیر تازہ کی ہی کیون گھبراتا ہی کچھ تمام حال منکشف ہو جائے گا ایکا ایک حمائل خان نے قریب آکر سارپق بن بقا کو

پہچان کر باادب سلام کر کے کوکب انجم حصاری سے پوچھا کہ یہ دونون لشکر اس صحرا مین کس کیسکے
فروکش ہین اور یہ لشکر کس کا ہی اُس نے آبدیدہ ہو کر کہا کہ یہ لشکر تو صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ کا ہی اور وہ لشکر عمان شاہ و عراق آہن کلاہ و درویش آفتاب صورت
کا ہی یہ دونون لشکر اہل اسلام کے ہین جب سے یہ دونون لشکر اس سرزمین پر آئے ہین کیا کہون
کیسے کیسے صدمات میرے قلب کو پہونچے ہین اور جو لشکر میرا ہی اس وقت نقابدار سبزپوش اور
صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے کچھ باتین ہوئین کشتی موقوف ہوئی قبل اس کے آٹھ
روز و شب نامبردگان سے برابر کشتی ہوئی تھی تمھارے آنے سے مردان لشکر کچھ مرکبون پر سوار
ہو چکے ہین لاکھون ابھی تک سوار ہونے کی فکر مین ہین اپنے مرکبون کو سائیسون سے طلب کر رہے
ہین کہ جلد لاؤ دیکھیے سائیس مرکبون کو لیے ہوے چلے آتے ہین شور و ہنگامہ ہو رہا ہی یقین ہی کہ ان
اہل اسلام کا مصمم یہی ارادہ ہی کہ آپ سے بھی مقابلہ و مجادلہ کرین حمائل خان نے یہ تقریر
کوکب انجم حصاری کی سُنکے از حد برہم ہو کے حکم سب فیلبانون کو دیا کہ وہ بولی بولین کہ جس
بولی کے بولنے سے ہاتھی سمجھ جاتے ہین کہ ہمارے ہمین خرطوم ہلانے کو کہتے ہین اور پٹے ہلانے کا حکم
دیتے ہین فیلبانون نے حسب الحکم اپنے آقا و مالک کے حکم سے وہی بولی جنگی قواعد کی بولی کہ جو
ہاتھیون کو سکھائی گئی تھی تمام ہاتھی اُس بولی کے سنتے ہی سمجھ گئے کہ ہمسے اسوقت سونڈ ہلانے اور
اور پٹے ہلانے کو ہمارے فیلبان کہتے ہین فی الفور وہ قواعددان ہاتھی سونڈین ہلانے لگے
اسوقت حمائل خان بن شمائل بن حبائل خان نے سب فیلبانون کو حکم دیا کہ یکبارگی
سب ہاتھی ان دونون لشکرون اہل اسلام کی طرف کہ اس صحرا مین پھیلے ہوے ہین بڑھاؤ دونون
لشکرون کے مردان کو ان ہاتھیون کے پیرون سے قتل و پامال کراؤ اور تم بھی بہ تیر و نیزہ و شمشیر
اہل اسلام کو قتل کرو جو اہل اسلام تمھارے قریب تمھارے تیر یا نیزہ یا شمشیر کی زد پر آجائے اُسے
دلیرانہ قتل کرو ان کے قتل کرنے سے منھ نہ موڑو کیونکہ ان اہل اسلام نے ہمارے بزرگون کو قتل
کیا ہی اور مسلمان کیا ہی اور یہان آکر خداوند ساریق کو گھیرا ہی ارادہ ان کے قتل کرنے کا کیا ہی
کوکب انجم حصاری بادشاہ انجم حصاری کو بھی گھیرا ہی برباد و تباہ کرنے انجم حصار کا قصد کیا ہی
سخت صدمے پہونچائے ہین یہ لوگ خداپرست ہین ہمکو ان سے عداوت قلبی مذہبی ہی ہمکو ان سے
انتقام لینا منظور ہی ہرگز یہ لوگ قابل رحم نہین ہین لقا پرستون کے دشمن جان و ایمان ہین
فی الحال خداوند ساریق بن لقا کے قتل کرنے پر موجود ہین فیلبانون نے حکم سے حمائل خان
بدین و بدآئین کے بادشاہ لشکر اہل اسلام کی جانب و سپاہ درویش آفتاب صورت کی طرف
کہ صحرا مین مردان سپاہ پھیلے ہوے تھے ہاتھی بڑھا کے ایسی بولی جنگی بولی کہ وہ سب ہاتھی
دوڑتے ہوے سوے مردان ہر دو لشکر اہل اسلام متفرق طور سے بڑھے خرطوم اپنی ہر ایک
ہاتھی ہلاتا ہوا اپنے یمین و یسار خرطوم کے بندھے ہوے ہون سے ضرب حریفانہ طور سے لگاتا ہوا
بڑھا یہ حال دیکھکر اکثر سرداران سپاہ و صدہا سواران جنگی جو اسوقت مرکبون پر سوار ہو چکے
تھے بغرض بچانے صاحبقران کے اور قتل کرنے فیلبانان مذکور کے سمت صاحبقران مرکبونکو جولان
کر کے روانہ ہوے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ و فرامرز ثانی و درویش آفتاب
صورت و عمان شاہ و عراق آہن کلاہ و نقابداران سبزپوش وغیرہ صدہا مردان لشکر اہل اسلام

جلد جلد مرکبون پر اور تخت زرین و گنبد طلائی مین سوار ہوے اور لاکھون سواران ہر دو لشکر
اہل اسلام و بادشاہ لشکر اہل اسلام فکر سواری مین مصروف ہوے سواریان طلب کین شور و غل
ہوا کہ جلد سواریان لاؤ بعجلت تمام اسے سائیسو گھوڑے لاؤ پہ جنگی قواعد دان ہاتھی ادھر بقصد جنگ و
قتل کرنے کے چلے آتے ہین سائیسان چالاک و تیز رو مرکبون کو دوڑا کر لے چلے بادشاہ تخت زرین
پر سوار ہوے مردان لشکر بھی مرکبون پر سوار ہونے لگے اس اثنا مین وہ سب ہاتھی نزدیک تر
آ ہی گئے صحرا مین جہان جہان اہل اسلام تھے پھیل گئے مردان لشکر کو اُن ہاتھیون دو طرفہ دھاردار
سے بیلن و بسیار خرطوم مین اٹھا کر قتل کرنے لگے سرداران سپاہ اور سواران جنگی اُن ہاتھیون کے
ہاتھون سے زخمی و قتل ہونے لگے صاحبقران اور فرامرز ثانی و سرداران سپاہ لشکر اہل اسلام
بہ جہد چالاکی و ہوشیاری و خبرداری اُن ہاتھیون کے ہاتھون کی ضرب سے بچ بچا کر اُن کے پاؤن
بضرب شمشیر آبدار قلم کرنے لگے اکثر ہاتھی زخمی ہو کر گرنے لگے فیلبان اُن کے بھی ہاتھیون کے
پاؤن قلم ہونے سے زمین پر گر کے بہ نیزہ و تیغ لڑنے لگے دست حریفان سے زخمی و قتل ہونے
لگے اور اہل اسلام کو ہنگام جنگ ہلاک کرنے لگے ادھر تو صاحبقران وغیرہ لڑ رہے ہین ہزارہا
مردان سپاہ قتل و زخمی ہو رہے ہین ہاتھی پٹے ہلا رہے ہین اکثر ہاتھی قتل ہو چکے ہین کچھ ہاتھی
تیر و نیزہ سے زخمی ہین چنگھاڑ رہے ہین غبار عظیم بلند ہے شور و غل اسقدر بلند ہے کہ پناہ بذات خدا
زخمی سواران لشکر گھوڑون سے گر رہے ہین مانند مرغ بسمل تڑپ رہے ہین صدہا سواران مقتول
زیر پاے فیلان مندرجہ بالا پڑے ہین پامال ہو رہے ہین ہاتھی سونڈین ہلا رہے ہین بے راستہ
حرکت کرتے ہین چمک اُن کی ایسی ہے گویا بجلیان چمک رہی ہین تمام صحرا جہان تک اہل اسلام
ہین یہی حال ہے کہ بجلیان ان ہاتھون کی دمبدم ہر طرف چمکتی ہین دلاوران لشکر نعرے کر رہے ہین قدم
جمائے ہین حتی الامکان ہاتھیون کی پشت کی طرف جا کے شمشیر آبدار سے اُن کے پاؤن قلم کرتے
ہین ہاتھی گرتا ہے زمین پر فیلبان ہو کر چنگھاڑتا ہے فیلبان بہ تیغ و نیزہ حملہ آور ہوتا ہے اہل اسلام قابو
پا کر اُس کو بھی قتل و زخمی کرتے ہین لیکن جس طرف صحرا مین بادشاہ لشکر اسلام ہین اور وہ مردان
سپاہ و سواران لشکر بھی جو مرکبون پر سوار ہین اور اُن مین صدہا سوار نہین ہوے ہین ہزارون سوار
مرکبون پر سوار ہو چکے ہین بادشاہ بھی تخت پر بیٹھے ہین کہار تخت کو اٹھائے ہین بکثرت فیلان مذکور
فیلبان ادھر لے گئے ہین پیادہ جو سوار ہین وہ بہت مضطر و پریشان ہین ہاتھی اُس طرف
مردان سپاہ کو زیادہ تر قتل و ہلاک کر رہے ہین آگے بھی بڑھتے جاتے ہین اُن مین سے کوئی قتل و
زخمی نہین ہوتا ہے اہل اسلام جو اُس طرف ہین بمجبوری پسپا ہو رہے ہین ہزارہا سوار ہاتھون کی ضربہا
سے دو نیم بلکہ چور چور ہو کر خاک پر پڑے ہین مرغ بسمل کی طرح خاک پر تڑپ رہے ہین وہ سبزہ زار
خون بہادران سے گلنار ہو رہا ہے جو سردار و سوار بچے ہین وہ دلاوری و چالاکی سے قابو پا کر اُن
ہاتھیون کے پاؤن قلم کرنے کی کوشش کر رہے ہین مگر پیادہ سوار تاب اُن ہاتھیون کے ہاتھون کی
ضرب کی نہ لا کر دمبدم پسپا ہوتے جاتے ہین اور جس سمت لشکر گیہان شاہ ہے اُس جانب بھی
فیلان جنگی ہین مگر کم ہین درویش آفتاب صورت بھی اپنے گنبد طلائی سے تیر اور حقہاے
آتشبازی ان فیلون پر مار رہے ہین ادھر بھی ایک ہنگامہ عظیم ہے سیکڑون سواران سپاہ کام
آ چکے ہین بہت زخمی ہین فیلون کے ہاتھون کی ضرب سے کوئی سوار و پیادہ بچ نہین سکتا ہے جو کوئی

ہاتھیون کی ٹپون کی ضرب سے دو نیم ہو جاتے ہین لاچاری و مجبوری سے ٹھہر نہین سکتے ہین جوانان لشکر اسلام پسپا ہوتے جاتے ہین اکثر سرداران سپاہ گرد تخت بادشاہ موصوف ہین وہ لڑتے بھی جاتے ہین اور بادشاہ کو بھی تیر فیلبانان نابکار و فیلان کوہ وقار اور اُن کے ٹپون کی ضرب سے بچاتے بھی ہین ایسی حالت مین بادشاہ موصوف نے پسپا ہو کر اُن ہاتھیون سے جانبر ہونا مشکل جان کر ہزارون جوانون کو زمین پر کشتہ دیکھکر اُن ہاتھیون کے قتل کرنے پر قادر نہو کر دست دعا بدرگاہ کبریا اٹھاکر برجوع قلب یون دعا کرنا شروع کیا کہ اے خالق برق و سحاب و لے مسبب الاسباب اے معین وا ماندگان و اے مددگار عاجزان اے قاضی الحاجات و اے رب مخلوقات تو حاضر و ناظر ہے اسوقت ہم سب اہل اسلام جس حال مین ہین تجھپر ظاہر ہے واسطہ تجھکو اپنے عزت و جلال کا اور واسطہ تجھکو اپنی ہی قدرت کاملہ کا واسطہ پروردگارا تجھکو حضرت ابراہیم ملقب بہ خلیل اللہ کا اسوقت ہم سب اہل اسلام کو ان کافرون کے شر سے بچا کوئی سبب اپنی قدرت کاملہ سے ایسا پیدا کر کہ ہم سب مسلمان ان کفار پر فتحیاب ہون یہ جنگی قوا عددان ہاتھی قتل و دور ہو جائین ابھی بادشاہ لشکر اہل اسلام آبدیدہ ہو کر دعا کر رہے تھے اکثر اہل اسلام مکرر آمین آمین کہہ رہے تھے اور خود بھی جانبری و فتح کے طالب تھے کہ یکایک ایک جانب صحرا سے کچھ غبار بلند ہوا اُس ہنگامہ و خوف ہلاکت مین کچھ سواران لشکر نے سوئے غبار دیکھا جب دست بادشتہ سے دامن غبار پارہ پارہ ہوا دیکھا کہ انیس بیس جوانان خوب رو و قوی بازو مسلح مرکبون پر سوار گھوڑون کو دوڑاتے ہوے بصد عجلت ادھر آتے ہین چہرون سے اُن کے آثار شجاعت و بہادری آشکار ہین ثابت ہوا ہے کہ شاہزادگان ذی وقار ہین ابھی سواران مذکور دیکھ رہے تھے کہ ان جوانان نے تو رشتہ و شاہزادگان نامی و نامور نے بادشاہ لشکر اہل اسلام کو دیکھکر خوب پہچان کر ایسی حالت مجبوری مین مبتلا پا کر بے اختیار ہر ایک نے نعرہ کر کے اُن فیلان جنگی و قواعد دان کے پس پشت جا کے تلواریں نیامون سے کھینچکر فیلون کے پانون قلم کرنا شروع کیے جس ہاتھی کے پانون پر جس دلاور نے بقوت بازو شمشیر آبدار کا وار کیا اُس کا پانون مثل خیار تر کٹ گیا اُن انیس بہادرون نے پہلی ہی ضرب مین انیس ہاتھیون کے پانون قلم کیے وہ ہاتھی پا بریدہ خاک پر گرے فیلبانون کو بھی اُن سے تہ تیغ کیا فیلان پا بریدہ مذکور جنگل ار کے زمین پر لوٹنے لگے یہ سب بہادر آگے بڑھے اکثر ہاتھیون کی خرطوم کو بچا لاکی شمشیر آبدار سے قلم کیا اکثر کے پانون بطریق فیلان اول قلم کیے فیلبانان اُن کے ہاتھیون سے کود کر مقابل ہوے ہنگام جنگ اُن کو تہ تیغ کیا یہ حال دیکھکر بادشاہ لشکر اہل اسلام خوش ہوے اُن سب شاہزادون کو پہچان کر کہا کہ ان مین کچھ شاہزادے طرفدار دست راستی ہین اور کچھ دست چپی ہین اور نسل اسد بن کرب نظر کردہ امیر عرب وغیرہ سے ہین یہ دیکھکر دل مین کہا کہ ہمارا تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا دعا ہماری مستجاب ہوئی خدا وند عالم نے ان شاہزادون کو ہماری مدد کے واسطے ایسے وقت سخت و مشکل مین بھیجا یہ باتین دل مین کر کے غور کیا تو معلوم ہوا کہ اتنی دیر مین اُن شاہزادون نے بہت سے ہاتھیون کے پانون اور سونڈین قلم کی ہین فیلبانون کو قتل کیا ہے اب فیلبان جو زندہ ہین وہ اس طرف اپنے ہاتھی نہین بڑھا سکتے ہین فیلون کو روکے ہوے ہین مگر وہ رک نہین سکتے ہین جن ہاتھیون کی سونڈین شاہزادگان موصوف نے قلم کی تھین وہ کثرت درد و زخم کاری سے اس درد سے چنگھاڑ کر کے بے اختیار ایک سمت صحرا کے

بھاگے جاتے ہیں اور اُن کے ساتھ ساتھ اور بھی ہاتھی جو زخمی نہیں ہیں بھاگے ہوئے چلے جاتے ہیں
ہر چند فیلبان اُن ہاتھیوں کو روکتے ہیں مگر وہ نہیں رکتے ہیں یہ حالت اُن فیلوں کی دیکھکر بادشاہ
موصوف نے تیراندازوں کو حکم دیا کہ اب تو یہ فیل آگے نہیں بڑھتے ہیں ان کو تیر مارو تاکہ یہ بھی
ہاتھی زخمی ہوکر انھیں ہاتھیوں کی طرف بھاگیں تیراندازوں نے حکم کی تعمیل کی مینھ تیروں کا اُن
ہاتھیوں پر برسا دیا جس ہاتھی کے دو چار بھی تیر لگے وہ زخمی ہوکر منھ پھیر کر چنگھاڑتا ہوا جس طرف اور
ہاتھی بھاگے ہوئے گئے اُسی طرف وہ بھی بھاگا اسی طرح سے تیراندازوں نے اس جانب سے
تیر لگا کر ہاتھیوں کو زخمی کر کے منشر اُن کا سو سے پھرا جدھر لشکر اسلام تھا پھیر دیا اُس طرف
شاہزادگان مذکور نے اپنی پشت سے ہاتھیوں کے پاؤں فیلان جنگلی کے قلم کیے اور سونڈیں اُنکی
بچالاکی روبرو اُن کے آگے قلم کیں تھوڑی دیر میں سارا ہاتھی اسی طور سے قتل و زخمی ہوئے
اور بھاگنا شروع کیا آخر کار سب ہاتھی باقی ماندہ بھی اُن باروں تیر کے سنکر بھاگے میدان ہاتھیوں
سے اُس طرف خالی ہو گیا کوئی ہاتھی نہ رہا بادشاہ نے شکر خداوند عالم کا کیا پھر وہاں سے بادشاہ
مع سپاہ جانب صاحبقران کہ جہاں جنگ عظیم ہو رہی تھی تلوار چل رہی تھی ہاتھی اپنے پاؤں سے
مردان لشکر کو قتل کر رہے تھے روانہ ہوئے اثنائے راہ میں اُن شاہزادوں سے کہ شاہزادگان
ممدوح نے بصد ادب سلام کیا بادشاہ بہت خوش ہوئے جواب سلام دیا بعدہ فرمایا کہ اسوقت آپ
سب صاحبوں نے یہاں آکر فیلان جنگلی سے یہاں بچایا ہزاروں کو یہ ہاتھی قتل و ہلاک کر چکے
تھے ہم سب باقی تھے تھوڑی دیر میں ہم سب کو بھی اپنے پاؤں کی ٹھوکر سے قتل کرتے ہم میں سے
کسی کو زندہ نہ چھوڑتے اب صاحبقران کی طرف یہاں سے چلنا ضرور ہے ہم تو یہاں ہو کے بہا آ
آئے تھے یہ فرما کے ہمراہ اُن شاہزادگان موصوف کے بعد قطع راہ اُس جگہ پہنچے جہاں تلوار
چل رہی تھی اور ہاتھی فوج اہل اسلام کو قتل و پامال کر رہے تھے شاہزادگان موصوف بھی
مع بادشاہ لشکر اہل اسلام جمعیت سپاہ شریک جنگ ہوئے اسی اثنا سے میں مقبول بن مقبل
دس ہزار تیراندازوں کی جمعیت سے آکر شریک جنگ ہوا اُس کے کہتے ہی تیراندازوں نے یکبارگی
دس ہزار تیر اُن فیلان جنگلی اور کفار پر لگائے بہت کفار تیر کھا کر ہلاک ہوئے ہزاروں کافران نابکار
زخمی ہوئے فیلان مذکور بھی زخمی ہو کر چنگھاڑنے لگے شاہزادگان موصوف نے اُن ہاتھیوں کو
بھی ہنگام جنگ زخمی کیا اکثر ہاتھیوں کی پشت پر جا کر پاؤں اُن کے قلم کیے اکثر ہاتھیوں کی سونڈیں
مانند خیار ترکے تلواروں سے کاٹیں فیلان کو دیکھکر زمین پر گر کے چنگھاڑنے سے غرض تمام ہاتھی
چنگھاڑتے ہوئے بھاگے اب رنگ لڑائی کا بدل گیا ہاتھی فیل اس کے کفار نابکار پر ٹوٹ آتے تھے
اہل اسلام قتل ہو رہے تھے پا اب اہل اسلام نے فیلان جنگلی کے بھاگنے اور قتل ہونے سے
خوش ہو کر دلیرانہ حملہ کیا کفار کو تہ تیغ کرنا شروع کیا کفار پرستے وسیارہ پرستان نقار پرست ہلاک
ہونے لگے مقبول بن مقبل نے مع اپنے ماتحت دس ہزار تیراندازوں کے پھر بار بار دونوں لشکروں
کفار پر مینھ تیروں کا برسانا شروع کیا کافران نابکار نشانہ تیر ہو کر راہی دار البوار ہونے
لگے سواران و سرداران سپاہ ہر دو لشکر اہل اسلام نے ان فیلان قوی ہیکل کے اکثر قتل
ہونے اور بکثرت میدان جنگ سے بھاگ جانے کے سبب سے فی الجملہ سکون اور شادمان ہو کر
اُن کے خوف سے اور اُن کے شر سے نجات پاکر دلیرانہ بڑھ بڑھ کر کافروں کو قتل کرنا شروع کیا

عیاران لشکر اہل اسلام نے ہاتھی فیلان جنگی پربان اور گولے آتشبازی کے مارنا شروع کیے
شاہزادگان یعنی سکندر رستم خو و شاہزادہ شہریار عالی وقار و شاہزادہ رفیع البخت
وغیرہ نے جو شاہزادہ طیمور شیر پرور کی ہمراہی سے ادھر گئے تھے انھون نے بھی پے در پے
حملہاے دلیرانہ و غیرانہ کر کے چن چن کے سردارون اور پہلوانون کو قتل کرنا شروع کیا نعرے
کر کے کافرون کو تہ تیغ آبدار کرنا اختیار کیا جس طرف وہ بہادر گئے کفار کو پسپا کر دیا لاشون کے
انبار لگا دیے کشتون کے پشتے کر دیے شجاعت و بہادری دکھائی بعض بعض اُن مین سے زخمی بھی
ہوے مگر حالت زخمہاے خفیف مین بھی بدستور سابق لڑتے رہے جنگ سے ہاتھ نہ روکا افواج زنگی
و نقابداران سبز پوش و سواران سپاہ عمان شاہ و عراق آہن کلاہ بھی میدان جنگ مین
ثابت قدم ہو کر نہایت دلاوری سے لڑنے لگے کفار کو بہ تیر و نیزہ و شمشیر و گرز قتل کرنے لگے
لاشون پہ لاش کافران نابکار کی گرانے لگے اسی اثنا مین صاحبقران سلطان کیوان شکوہ
کفار کو شیرانہ بضرب شمشیر آبدار قتل کرتے اور نعرہ ہاے کوہ شگاف بلند کرتے ہوے کفار کو پسپا
کرتے ہوے قریب تخت سارق بن لقا پہونچے وہ گمراہ کنندہ مردان صاحبقران کو اپنے قریب
دیکھ کر بہت مضطر و پریشان ہو کر سنجنگان سے گھبرا کر کہنے لگا کہ اے شیطان درگاہ من جلد اپنی
تدبیر کرو اُس نے کہا کہ اب تدبیر کرنی بیچ ہے صاحبقران بہت قریب آپ کے لڑتے بھڑتے آ گئے
ہین تلوار ہاتھ مین عالم ہی لہو سے رنگین ہر چہرہ سے آثار قہر و غضب بکثرت آشکار ہین سارق
بن لقا نے سنجنگان کی راے پر عمل کرنے کا ارادہ کیا تھا قصد فرار میدان مصاف سے کیا تھا
کہ اتنا مین صاحبقران نے نعرہ کوہ شگاف کیا سارق بن لقا دہل گیا بلکہ کانپنے لگا بدحواس ہو گیا
گھبرا کر یمین و یسار اپنے معین و مددگارون کی طرف دیکھنے لگا رنگ چہرے کا خوف سے اُڑ گیا
کثرت مردمان سپاہ سے راہ گریز نہ پا کر مجبور ہو گیا بھاگ نہ سکا صاحبقران نے غضنفر سا اُسکے
پہونچ کر ہاتھ اپنا اُس کی زنجیر کمر مین ڈال کر نعرہ تکبیر کر کے تخت زرین سے اُسے اٹھا لیا خواجہ طیفور
گرد یا لکہ ہمراہ صاحبقران تھے انھون نے بڑھکر زنجیر کمر سنجنگان مین ہاتھ ڈال کر تخت سے بہ سہولت
اُس کو اٹھا لیا اور صاحبقران نے سارق بن لقا کو اٹھا کر سر سے بلند کیا اور خواجہ طیفور
نے بھی سنجنگان کو اپنے سر سے بلند کیا دونون نابکارون کا گویا دم نکل گیا سمجھے کہ پنجہ ہاے
شیران مین آ گئے اب زندگی دشوار ہے ضرور قتل کیے جائین گے کسی طرح جانبر نہ ہون گے ابھی
نابکاران مذکور زندگی سے اپنی مایوس ہوتا چاہتے تھے کہ صاحبقران نے سارق بن لقا کو چرخ
دے کر زمین پر آہستہ پٹکا خواجہ نے عیاب بیہوشی مار کر اُس کو بیہوش کر کے اُس [illegible]
ایک ہاتھ سے بعجلت تمام زنبیل کیا پھر اسی طور سے سنجنگان کو بھی بیہوش کر کے داخل زنبیل کیا
صاحبقران موصوف لڑتے ہوے آگے بڑھے جس طرف حمائل خان بن شمائل بن جمائل
خان اپنے فیل بلند پر بیٹھا ہوا لڑ رہا تھا تیر چلہ کمان مین رکھ رکھ کر اہل اسلام کو تاک تاک کر مار رہا
تھا اور اپنے سرداران سپاہ و سواران لشکر کو ترغیب جنگ اس طرح دے رہا تھا کہ اے
بہادران عرصہ کارزار ہان دلیرانہ ایسا لڑو کہ لشکر اسلام کو شکست فاش دو مسلمانون کو
میدان جنگ سے بھگا دو ان خدا پرستون پر فتحیاب ہو مین تمکو انعام کثیر ایسا دونگا کہ تمھارے
حوصلے و تمنا سے زیادہ ہوگا زر سفید و سرخ سے ڈھالین تمھاری بھر دونگا علاوہ اس کے

اور خداوند کے بھائی کو بچاؤ ان کی حمایت کرو اور اپنی بھی خیر چاہو ورنہ اپنی جانبری کی کر یہ سنکے
اُس نے شمشیر آبدار لگائی صاحبقران نے ساریق بن لقا کے آگے اور اُس کی تلوار کو روکنا چاہا
بجلے سپر ساریق بن لقا کو اپنے سر کی پناہ کیا حمائل خان نے تلوار لگانے سے ہاتھ روکا ادھر
صاحبقران نے بائیں ہاتھ میں تلوار کو بھی لے کر دہنے ہاتھ سے جھپٹ کر اُس کے بند دستار پر ہاتھ
ڈالکر تلوار اُس کے ہاتھ سے کلائی مروڑ کر چھین کر بالا سے زین ڈال کر کمر کی زنجیر میں اُس کے
ہاتھ ڈالکر نعرہ کر کے اُس کو پشت فیل سے اُٹھا لیا پھر ساریق بن لقا کو چرخ دے کر زمین پر پٹکا
خواجہ طیفور گرد پا نے جلد اُس کو حلقہ کمند میں اسیر کر کے ایک عیار کے حوالے کیا اُس نے لیجا کر
قید کیا بعدہ خواجہ نے سنگان کو قتل نکر کے پیچھے پر سے اُس کو اُٹھا کر اپنے ہاتھ پر بلند کیا
فرامرز ثانی نے سپہ سالار حمائل خان کو تلوار اُس کی چھین کر پشت فرس سے زنجیر کمر میں ہاتھ
ڈالکر اُٹھا لیا شاہزادہ سکندر رستم خو نے کوکب انجم حصاری کو بھی اسی طور سے اُٹھایا
اسی طرح جملہ شاہزادگان موصوف نے ایک ایک سردار سپاہ کفار کو اُٹھا لیا اس اثنا میں
صاحبقران و سکندر رستم خو نے ساریق بن لقا و کوکب انجم حصاری کو بالا سے سر چرخ
دے کر ارادہ زمین پر پٹکنے کا کیا اُسوقت وہ دونوں امان طلب ہوئے مردان سپاہ
ہر دو لشکر کفار نے بھی اپنے بادشاہوں کو دست اجل پر بلند دیکھکر بیدل ہو کر امان چاہی اور
چاروں طرف ہزاروں کفار میدان سے بھاگ گئے جب شور الامان بلند ہوا اور کوکب
انجم حصاری اور حمائل خان نے بھی امان چاہی سکندر رستم خو اور صاحبقران نے فرمایا کہ
امان بشرط قبول دین اسلام دی جاوے گی حمائل خان نے تو کچھ جواب نہ دیا صاحبقران نے
اُس کو زمین پر پٹکا عیاروں نے حلقہ کمند اُس پر مار کر اسیر کیا داخل زندان کیا لیکن کوکب
انجم حصاری نے کہا کہ اسوقت ہمکو چھوڑ دیجئے ہم کل یا آج ہی ہنگام شب دربار بادشاہ
لشکر اہل اسلام میں آکر جواب اس کا دینگے سکندر رستم خو نے صاحبقران سے اجازت
رہائی لیکر اُس کو چھوڑ دیا بالا سے زین بٹھا دیا اُس نے مرکب پر سوار ہو کر صاحبقران سے کہا
کہ ہمارے خداوند ساریق اور سنگان کو بھی رہا کر دیجئے آج شب کو ہم مع خداوند ساریق
کے آپکے پاس آکر جو کچھ آپ فرمائینگے اُسے بجا لائینگے صاحبقران نے عیاروں سے
ساریق کو طلب کر کے کہا کہ اسوقت ہم تجھکو کوکب انجم حصاری کے کہنے سے رہا کرتے ہیں
خبردار سرکشی نکرنا ضرور کوکب انجم حصاری کے ساتھ دربار بادشاہ اہل اسلام میں آنا اور اگر تو
نہ آئیگا اور کہاں بھاگ کر جاویگا ہم بھی مانند تیر قضا کے وہیں پہونچینگے اُس نے
کہا کہ ہم نہ بھاگینگے صاحبقران نے اُسے رہا کر دیا اُس نے رہا ہو کر سو سنگان دیکھکر
کہا کہ اس کو بھی رہا کر دیجئے امیر بالوقر نے اُس کو بھی چھوڑ دیا خواجہ نے اُسکو امیر کشورگیر کے
ارشاد سے رہا کیا اور کہا کہ اگر تو وقت شب ہمراہ کوکب انجم حصاری و ساریق بن لقا
کے نہ آئیگا تو ضرور آج کی شب تجھکو مار ڈالونگا اُس نے اقرار آنے کا کیا اس عرصے میں پھر
کفار نے امان چاہی صاحبقران نے باواز بلند فرمایا کہ امان بشرط قبول دین و ایمان دیجائیگی
انہوں نے کہا کہ جو ہمارے ہر دو بادشاہ منظور کرینگے اُس کو ہم بھی منظور و قبول کرینگے
یہ سنکے صاحبقران نے نقارہ امان بجوایا ہر ایک اہل اسلام نے لڑنے سے ہاتھ روکا کفار اہل اسلام سے

جدا ہوئے لڑائی موقوف ہوئی کوکب انجم حصاری مع ساریق بن بقا اور سرہنگان و سپاہ باقی ماندہ خود و نیز سپاہ حمائل خان کی کہ جو قتل ہونے سے باقی رہی ہی جانب انجم حصار کے قریب شام روانہ ہوا ادھر شاہزادگان موصوف و فرامرز ثانی نے جن سرداروں کو مرکبوں سے اٹھا کر اپنے ہاتھ پیر اونچا کیا تھا ان کو پہنچ دیا وہ طالب امان ہوئے ان سے بھی سب نے کہا کہ اگر تم دین اسلام اختیار کرو گے تو تمکو امان دیجائے گی انھون نے دین اسلام کے اختیار کرنے اور مسلمان ہونے سے انکار کیا فرامرز ثانی اور ان سترہ اٹھارہ شاہزادون نے ان سردارون کو خاک پر پٹک کر قتل و ہلاک کیا بعد اس کے فرامرز ثانی نے صاحبقران سے عرض کیا کہ اب مین اپنے لشکر مین جاتا ہون امیر با توقیر نے کہا اے فرامرز ثانی آج کی شب ضرور ہمارے پاس آنا تم سے کچھ باتین کرنا اور پوچھنا منظور ہے پس اس نے آنے کا اقرار کیا پھر مع اپنی سپاہ کے ہمراہ درویش آفتاب صورت و عمان شاہ و عزاق آہن کلاہ اپنے زودگاہ لشکر لشکر پر گیا ادھر صاحبقران منظفر و منصور ہوکر ہمراہ بادشاہ لشکر اہل اسلام سمت لشکرگاہ مع تمامی سپاہ روانہ ہوئے جب بادشاہ لشکر اہل اسلام داخل بارگاہ ہوئے اور صاحبقران بھی داخل بارگاہ ہو چکے تو ملازمون کو طلب فرماکے حکم دیا کہ ہمارے لشکر کے آج کی جنگ عظیم مین جسقدر سوار کام آئے ہین ان دیندار و غازیان و مجاہد کو موافق شریعت ابراہیمی اچھے طور سے دفن کرو اور تعداد ان کی بیان کرو ملازم حسب الحکم گئے اور جنگاہ سے لاشون کو اٹھا کر ایک جگہ عمیق دور تک کھدوا کر غسل و کفن سب کو دے کر نماز میت پڑھکر اسی غار عمیق مین سب کو دفن کیا گویا گنج شہیدان بنایا اسی طرح عمان شاہ و عزاق آہن کلاہ و درویش آفتاب صورت و فرامرز ثانی کے ملازمون نے اپنے لشکر کے سواران مقتول کو دفن کیا یہ خبر کوکب انجم حصاری کو پہونچی کہ اہل اسلام نے اپنے لشکر کے کشتون کو دفن کیا ہے بمجرد سننے خبر مذکور کے اس نے اپنے دل مین خیال کیا کہ یہ طریقہ اہل اسلام اچھا ہے میت اور کشتون کو میدان جنگ مین پڑا نہین رہنے دیتے ہین غسل و کفن دے کر دفن کر دیتے ہین لہذا تو بھی اپنے اور حمائل خان کی فوج کے کشتون کو دفن کرا دے کیونکہ وہ بھی بقا پرست و ساریق پرست تھے یہ خیال کر کے اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ موافق ہمارے مذہب کے ہمارے لشکر کے اور حمائل خان کی سپاہ کے کشتون کو بہت جلد دفن کرو اور تعداد کشتون کی بیان کرو ملازم کاربند ہوئے کفار کے لاشون کو موافق اپنی ملت کے دفن کیا بعدہ کوکب انجم حصاری کے روبرو جا کر عرض کیا کہ حضور کے اور حمائل خان کے لشکرون کے ملازم و سوار سب ساڑھے تین لاکھ سے کچھ کم قتل ہوئے کوکب انجم حصاری نے یہ سنکے افسوس کیا اسی طور سے ملازمان صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے بعد دفن کرنے کشتون مذکور کے خدمت صاحبقران مین جا کر عرض کیا کہ حضور کے لشکر ظفر اثر کے جملہ سوار ایک لاکھ سے کچھ زیادہ قتل ہوئے اور بہت سے زخمی ہین تعداد زخمیون کی چالیس ہزار سے زیادہ ہے امیر با توقیر نے بہت افسوس کر کے فرمایا کہ وہ دیندار تو راہ خدا مین لڑکر سوئے جنان گئے خداوند عالم ہمارا بھی انجام بخیر کرے دنیا سے ہمکو بھی با سلام و ایمان جب اس کی مرضی ہو اٹھا لے اور رستگار کرے پھر فرمایا کہ جو سوار و سردار سپاہ ہمارے لشکر کے زخمی ہوئے ہین ان کا علاج کیا جائے پٹیان مرہم کی ان کے زخمون پر چڑھائی جائین ملازمون نے حکم کی تعمیل کی عمان شاہ و عزاق آہن کلاہ و درویش موصوف کے ملازمون نے بھی بعد دفن کرنے کشتون کے جا کر عمان شاہ سے دست بستہ عرض کیا

کہ ہمنے حضور کے حکم پر عمل کیا جملہ لشکر حضور کے کشتون کو دفن کیا عمان شاہ نے تعداد اُن کی پوچھی
انھون نے عرض کیا کہ ایک لاکھ پانچ ہزار سوار قتل ہوے ہین اور پچاس ہزار سوار و سردار
زخمی ہوے ہین ایاسے درویش موصوف سے عمان شاہ نے حکم دیا کہ اطبا و جراح حاضر ہون
زخمیون کا علاج کرین ملازم کار رسید ہوے جراح حاضر ہوے زخمیون کا علاج ہونے لگا بعد دفن
ہو جانے کشتون کے بادشاہ لشکر اہل اسلام نے دربار کیا جملہ اہل دربار و سرداران سپاہ حاضر
دربار ہوے صاحبقران بھی کہ ایک پاس شب گذری تھی اپنی بارگاہ سے برآمد ہوکر دربار بادشاہ
مین گئے پہلے باادب بادشاہ لشکر اہل اسلام یعنی داراب بن داراب شہریار کو سلام کیا بادشاہ
نے بھی جواب سلام دے کر نیم قد اٹھکر تعظیم بوجہ مراتب صاحبقران کے کی جملہ اہل دربار نے
سر وقد اٹھکر تعظیم صاحبقران کی کی بعدہ صاحبقران اپنے دنگل پُر شوکت پر بیٹھے کچھ سردار اپنی اپنی
جگہ پر بیٹھے بعد گھڑی بھر کے صاحبقران نے بادشاہ لشکر اہل اسلام سے مخاطب ہوکر عرض کیا
کہ آج کی جنگ عظیم مین ہمارے لشکر کے ایک لاکھ سوارون سے زیادہ قتل ہوے اور چالیس ہزار
سوار و سردار لشکر زخمی ہوے شکر خدا کا کہ فتح حاصل ہوئی بادشاہ لشکر اہل اسلام نے
یہ سنکے نہایت افسوس کیا اور فتح ہونے کی خوشی ظاہر کی ابھی بادشاہ خاموش ہوے تھے کہ
شاہزادگان سکندر رستم تو و شاہزادہ رفیع البخت وغیرہ دربار بادشاہ مین آئے اور بادشاہ
لشکر اہل اسلام و صاحبقران عالی مقام کو باادب سلام کیا صاحبقران نے جواب سلام بطریق
احسن اسلام دیا پھر اُن کو دیکھکر بہت خوش ہوکر قریب اپنے دنگلون پر بٹھایا و بسیار اُن کی
شجاعت و بہادری کی تعریف کر کے فرمایا کہ آج آپ صاحبون نے یہان آکر کار ہاے نمایان کیے
لڑائی کو گویا فتح کیا فیلان جنگی کے پامال کرنے سے اور قتل کرنے سے اہل اسلام کو بچایا بعدہ بہت سے
کافرون کو تہ تیغ کیا بادشاہ انجم حصاری و سرداران سپاہ ہردو لشکر کفار کو ہنگام جنگ مرکب پر سے
اور تخت سے اٹھا لیا شجاعت و بہادری اپنی ظاہر کی ہمکو خوش کیا سکندر رستم تو وغیرہ نے
عرض کیا کہ آپ نے ہماری تعریف شجاعت کر کے ہماری عزت زیادہ کی ورنہ ہمنے تو کچھ ایسا کار نمایان
نہین کیا ان شریک جنگ ہوے بادشاہ لشکر اہل اسلام و صاحبقران عالی مقام نے پوچھا کہ
آج آپ سب صاحب کہان سے یہان آئے کیونکر آنے کا اتفاق ہوا مفصل حال اپنا بیان کیجیے
مگر مجمل طور سے انھون نے عرض کیا کہ جب ہم لشکر سے جدا ہوے ایک ساحر نابکار نے بزور سحر ہم سبکو
اسیر کیا تھا پھر وہ ساحر ہمکو بجانب طلسم زلزلہ لایا تھا ارادہ اُس کا یہ تھا کہ شاہ طلسم مذکور سے
اجازت حاصل کر کے قتل کرے یا طلسم زلزلہ مین ہمین قید کرے جب یہ خبر ملکہ ناہید ہلال ابرو دختر
کوکب انجم حصاری کو ہوئی اُس نے ہم سب پر رحم کر کے اپنے گو کا خورشید زرین قبا کو کہ وہ
عیار بھی تھا واسطے ہماری رہائی کے روانہ کیا اُس نے اُس ساحر نابکار پر عیاری کر کے آتے بیہوش
کر کے ہمکو قید سے رہا کیا اور کہا کہ تم لوگون کے حال سے بخوبی ملکہ ناہید ہلال ابرو نے آگاہ ہوکر
مجکو واسطے تمھاری رہائی کے بھیجا تھا مین نے یہان آکر عیاری کر کے اس ساحر نابکار کو بیہوش
کیا اب اُس کو مار ڈالون کا تمکو مین نے رہا کیا ہے اب جہان تمھارا دل چاہے وہان جاؤ یہ سنکے ہم
سب وہان سے چلے اثناے راہ مین سنا کہ شاہزادہ ظہور شیر پیر ورکی قید آدم خوارون مین
آئی ہے یہ سنکے ہمنے تعجیل تمام جا کے دلیرانہ اُن آدمخوارون سے مقابلہ کر کے اُن کو قتل کیا سیکڑون کو

بھگا دیا آخر سردار آدمخواران کہ ہمارے ہمراہ آیا ہے اُس نے ہماری اطاعت اختیار کی شاہزادہ طیمور شیر پرور کو قید سے رہا کیا اپنے قلعہ سنگین حصار مین لے گیا اُس قلعے پر قبضہ کیا وہان کے بادشاہ سابق کو کہ ضحاک شاہ تھا اور اسیر تھا اُس کو مسلمان کرکے پھر اُس کے تئین تخت پر بٹھایا پھر ہم ہمراہی مین شاہزادہ طیمور شیر پرور کے رہے ایک روز صحرائے سبزہ زار مین شکار آہو ہمراہ طیمور شیر پرور کے ہم سب کھیل رہے تھے دو چار ہرن شکار کیے تھے کباب اُن کے تیار کراکے کھا رہے تھے کہ یکایک چند دیو ایک تخت زرین جواہر کار اپنے دوش پر رکھے ہوئے آئے انھون نے شاہزادہ طیمور شیر پرور کو سلام کرکے دست بستہ عرض کیا کہ ہم پردۂ قاف سے آئے ہین یہ سواری حضور یہ تخت زرین وجواہر کار لائے ہین سلیمان صاحبقران نے آپ کو یاد کیا ہے ایک کار ضروری آپ سے درپیش ہے اسی واسطے آپ کو بلایا ہے شاہزادہ طیمور شیر پرور نے تقریر ان دیو کی سنکے ہم سب کے باب مین کہا کہ اگر تمھارا دل چاہے تو قلعہ ضحاکیہ مین رہو تا وقتیکہ ہم پردۂ قاف سے یہان آئین اور اگر دل چاہے تو لشکر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ مین جاکر داخل ہو ہمنے قلعہ ضحاکیہ مین رہنا قبول نہ کرکے کہا کہ ہم خدمت صاحبقران مین جائینگے انھون نے کہا کہ بہتر ہے پھر انھون نے اپنے ایک سردار سپاہ کو اپنے کل لشکر کا مالک و مختار کیا اور اُس سے اور ہم سبھون سے رخصت ہوکر تخت زرین مذکور پر بیٹھے دیوون نے تخت اُٹھاکر اپنے دوش پر رکھا پھر وہ زمین سے بلند ہوکر سوے پردۂ قاف گئے ہم سب اس طرف آئے الحمد للہ والمنۃ کہ اچھے وقت یہان آکر پہونچے شریک جنگ ہوے ہمنے بطور اختصار تمام حال اپنا عرض کیا بموجب آپکی ارشاد کے اپنی تقریر کو طول نہین دیا صاحبقران کو اُن کی گفتگو سے معلوم ہوا کہ شاہزادہ طیمور شیر پرور جانب پردۂ قاف پاس سلیمان صاحبقران کے گیا ہے بعد اس آگاہی کے صاحبقران نے فرمایا کہ آپ صاحبون کا حال معلوم ہوا تمام کیفیت سے آگاہی ہوئی یہان آپ سب صاحبون کے آنے سے دل کو ہمارے بہت خوشی حاصل ہوئی کیونکہ زینت لشکر اہل اسلام کی آپ ہی صاحبون سے ہے یہان تو صاحبقران موصوف شاہزادگان نسل اولاد اسد بن کرب غازی سے سخن مین لیکن اب حال فرامرز ثانی کا تحریر کیا جاتا ہے کہ جب سے بہادر میدان جنگ سے اپنے لشکر مین گیا اور سواران مقتول دفن ہوچکے اور اکل وشرب سے بھی فراغت حاصل ہوچکی اُسوقت اُس نے درویش آفتاب صورت سے کہا کہ صاحبقران نے مجکو آج کی شب اپنے پاس آنیکو فرمایا تھا مین نے اُن سے آنے کا وعدہ کیا ہے اگر آپ کی اجازت ہو تو جاؤن اندنون حال تو میرا اُن پر ظاہر ہوگیا ہے بہنگام کشتی وہ میرے رخ سے نقاب اُٹھاکر مجھے پہچان چکے ہین پھر جو کچھ انھون نے مجھسے باتین کہین وہ بھی آپ سن چکے ہین درویش موصوف نے گفتگو سے فرامرز ثانی سنکے کہا کہ اگر صاحبقران نے تمھین بلایا ہے اور تمنے اُن سے وعدہ آنے کا کیا ہے تو جاؤ کچھ اندیشہ نہین ہے یہ سنکے فرامرز ثانی نے کچھ آہستہ سرگوشی مین پوچھا درویش موصوف نے بھی سرگوشی مین جواب اسکا دیا عمان شاہ وغراق آہن کلاہ وسرداران سپاہ وغیرہ کو نہ معلوم ہوا کہ فرامرز ثانی نے کیا پوچھا اور درویش موصوف نے کیا جواب دیا غرضکہ فرامرز ثانی درویش ذروح سے اجازت لیکر پوشاک نفیس پہنکر مرکب پر سوار ہوکر کچھ سوارون کو ہمراہ اپنے لیکر جانب لشکر صاحبقران روانہ ہوا ہرکارون نے خبر آمد فرامرز ثانی سے صاحبقران کو آگاہ کیا صاحبقران نے اکثر سرداران لشکر

وشاہان ملک کو واسطے اُس کے استقبال کے روانہ کیا اُنھون نے جاکر اُس کا استقبال کیا پھر اُسکو
بعزت وحرمت دربار بادشاہ لشکر اہل اسلام مین لائے فرامرز ثانی نے دربار مین آکر بطریق
اہل اسلام بادشاہ موصوف وصاحبقران ممدوح کو سلام کیا امیر باتوقیر نے بعزت وحرمت
اُس کو دنگل پر موافق اُس کی عزت ورتبے کے بٹھایا بعد تھوڑی دیر کے صاحبقران موصوف
نے فرامرز ثانی سے یہ پوچھا کہ تم تو بعد گرنے ملکہ کے دریا مین گر کے ڈوب گئے تھے ساتھ ہی ملکہ
کے تمنے بھی اپنے تئین دریا مین گرا دیا تھا ہرچند ہمنے ماہی گیرون سے جال دریا مین ڈلوائے
لیکن تمھارا اور ملکہ کا کچھ بھی پتہ نملا تھا ہمکو سخت تمھارا اور ملکہ کا صدمہ ہوا تھا آخر مجبور ہو کر صبر اختیار
کیا تھا اور دل مین اپنے یہ کہا تھا کہ اگر ہمکو یہ معلوم ہو جاتا کہ اگر ہم عقد ملکہ کا ساتھ خواجہ طیفور گردپا
کے کرین گے تو ملکہ اور تم دونون اپنے تئین دریا مین ڈالدو گے تو ہم ہرگز محافہ واسطے سواری
ملکہ کے نہ بھیجتے اور نہ عقد ملکہ کا ساتھ خواجہ طیفور گردپا کے قرار دیتے خیر شکر ہے خدا کا کہ تمکو ہمنے
دیکھا دل کو خوشی حاصل ہوئی یہ تو بتلاؤ کہ دریا سے کیونکر جانبر ہوئے بعد ازان یہ لشکر کثیر کس طور
سے جمع کیا اور یہ درویش آفتاب صورت کون بزرگ ہین ان کے بھی حالات سے اطلاع دو
اور یہان تم ہمراہ درویش موصوف کے کس غرض سے آئے تھے مفصل تمام حالات بیان کرو
تاکہ جملہ حالات سے آگاہی ہو تردد رفع ہو فرامرز ثانی نے عرض کیا کہ جب آپ نے عقد ملکہ کا
ساتھ خواجہ طیفور گردپا کے کرنا چاہا اپنے عیار کا رنج وملال گوارا نکیا اور محافہ واسطے سواری
ملکہ کے مع جلوس مختصر ہمراہ اپنے ملازمون کے بھیجا اور ملکہ کو انھین ملازمون سے یہ معلوم ہوا
کہ صاحبقران نے اسواسطے طلب کیا ہے کہ عقد ونکاح میرا ساتھ خواجہ طیفور گردپا کے کردین یہ امر اسکے
ایسا خلاف طبع ہوا کہ سخت اُس کو صدمہ ہوا بے اختیار آبدیدہ ہوئی چونکہ ملکہ مذکورہ کو مجھ سے
بدرجہ کمال محبت والفت تھی اور خواجہ کے ساتھ اُس کو اپنا عقد ہونا کسی طرح منظور نہ تھا اسوجہ
سے وہ محافے مین سوار نہوئی مجھسے کہا کہ اسوقت صاحبقران کشورگیر نے واسطے میری سواری
کے محافہ بھیجا ہے اور اُن ملازمون سے یہ معلوم ہوا ہے کہ عقد میرا ساتھ خواجہ طیفور گردپا کے کر دیا
جائیگا لہذا مجکو اپنا عقد ونکاح ساتھ خواجہ طیفور گردپا کے کسی طرح منظور نہین ہے مجکو تمسے الفت ہے
اگر اس لشکر مین رہونگی تو ضرور صاحبقران عقد میرا ساتھ خواجہ کے کر دینگے اُس کے
جواب مین مین نے کہا تھا کہ تمکو اپنے عقد کے بارے مین اختیار ہے جس کے ساتھ مناسب جانو
اُس کے ساتھ کرو تمپر جبر نہ کیا جائیگا محافہ صاحبقران ذیشان نے بھیجا ہے چلی جاؤ تعمیل حکم کرو
اُن کے روبرو جاکر جو عذر بابت اپنے عقد کے منظور ہو وہ کرنا اُس نے مجھے جواب دیا تھا کہ مجھے
محافے مین سوار ہو کر لشکر صاحبقران مین جانا کسی طرح منظور نہین ہے باعث میری بے آبروئی کا
ہوگا اور یہان بھی رہنا مجھے قبول نہین ہے بلکہ اس حالت خوف ہلاکت عفت وعصمت مین اپنا
زندہ رہنا گوارہ نہین ہے لہذا اگر ہم اپنی جان دین تو ہماری مفارقت اور صدمہ مرگ مین تم
غمگین نہونا دل کو اپنے بہلا لینا مین نے اُس سے یہ کلمات سنکے آبدیدہ ہو کے کہا تھا کہ اے ملکہ
یہ کیا کہتی ہو مین بھی تمھارے بعد زندہ نہ ہونگا جان اپنی دیدونگا اُس نے جواب دیا تھا کہ
خبردار ایسا نہ کرنا میرے بعد اور کسی زن خوبرو سے الفت کر کے زندگی اپنی باآرام وراحت
بسر کرنا لا کبھی کبھی ہمکو بھی یاد کر لینا ثواب سورۂ فاتحہ سے ہماری روح کو محروم نہ کرنا یہ کہکر روتی ہوئی

اٹھی تھی مین نے پوچھا تھا کہ اے ملکہ کہان جاتی ہو اُس نے کہا تھا کہ ذرا دریا کے کنارے تک جاتی ہون دل گھبراتا ہی وقت گرمی کا ہی کنارے دریا جا کر ہوا سے سرد سے میرے دل کو فرحت ہوگی یہ سنکے مین خاموش رہا اُسی جگہ بیٹھا رہا ملکہ مذکورہ نے کنارے دریا کے جا کر اپنے تئین دریا مین گرا دیا ابھی ملکہ نے ایک غوطہ ہی پانی مین کھایا تھا کہ مین بھی بعد اُس کے جانے کے متردد ہوکر کنارہ دریا گیا اور ملکہ کو آب دریا مین غوطے کھاتے دیکھکر مین نے بھی اپنے تئین دریا مین ڈالدیا اُس کے بعد زندہ رہنا گوارہ نکیا مردمان لشکر کنارہ دریا سے دیکھ رہے تھے مین ساتھ ملکہ کے پانی مین غوطے کھا رہا تھا دفعتاً یہ معلوم ہوا کہ مجکو کوئی جانور آکے نگل گیا بعد دو ساعت کے مین نے اپنے تئین ایک جنگل ویران مین اندر بارہ دری کہنہ و شکستہ کے پایا تھا آنکھین کھول کر اپنے پہلو مین ملکہ کو بھی دیکھا تھا مین نے اپنے تئین مردون مین شمار کرکے پھر آنکھین بند کرکے کہا تھا شکر ہی خدا کا کہ بعد مرنے کے مجھ ایسے گنہگار سراپا خطا کار کو خدا نے اپنی رحمت کاملہ سے یہ باغ و بارہ دری میرے رہنے کو عطا فرمائی اور چونکہ خداوند عالم جانتا تھا کہ مجکو ملکہ سے الفت قلبی ہی اور اُسکی مفارقت گوارہ نکرکے مین نے اپنے تئین دریا مین گرا دیا تھا اسی وجہ سے اللہ نے میرے حال پر رحم کرکے ایک حور بھی بصورت و شکل ملکہ مجھے عنایت کی ہی وہ میرے پہلو مین لیٹی ہی تاکہ مین خوش ہون صدمہ ملکہ کی جدائی کا میرے دل سے دور ہو ابھی مین تقریر مذکور کرکے خاموش ہوا تھا کہ ملکہ مذکورہ نے بھی غش سے ہوشیار ہوکر آنکھین کھول کر مثل میرے بارہ دری اور باغ پر اور مجپر نظر کرکے اُس نے بھی اپنے تئین مردہ شمار کرکے یہ کہا تھا کہ الحمد للہ بعد ہمارے مرنے کے خدا نے ہمپر رحم کیا یہ بارہ دری و باغ ہمین رہنے کو دیا ہی اور جس شخص سے دنیا مین ہمکو الفت تھی اُسی شخص کی ہمصورت ایک فرشتے کو ہمارے پاس لٹا دیا ہی تاکہ بعد مرگ دل خوش رہے اسی قسم کی بہت سی باتین ملکہ اپنی زبان پر جاری کر رہی تھی کہ یکایک ایک شخص بارہ دری مین نظر آیا اُس نے قریب آکے کہا کہ تم دونون اپنے تئین مردہ نہ خیال کرو میرے خوف سے نہ کانپو مین تمھارا دشمن نہین ہون مجھے ملک الموت خیال نکرو آنکھین جو تم نے بند کرلی ہین کھولو اُٹھکر بیٹھو مین تمھارا دوست ہون تم دونون دریا مین ڈوب رہے تھے مین اُدھر سے اِدھر آتا تھا تمکو ڈوبتے دیکھکر میرے دل مین رحم آیا چونکہ بصورت نہنگ تھا تمکو نگل گیا تھا اب یہان آکر تمکو لٹا کر مین واسطے ایک ضرورت کے گیا تھا ابھی آیا ہون نام میرا عمان جادو ہی مین انسان ہون مجھ سے خائف و ترسان نہو یہ باتین ہم دونون نے اُس شخص کی سنکے آنکھین کھولین اُس کو اپنے حال پر مہربان پاکر اُسکے کہنے سے اُٹھے اُس نے کچھ میوہ تر و خشک کھلایا اُس باغ کی سیر کرائی پھر ہم دونون باغ سے بارہ دری مین گئے جا کر بیٹھے اپنے تئین زندہ سمجھکر خوش ہوے پھر عمان جادو کا شکریہ ادا کیا ہنگام شب وہ نظر سے غائب ہو گیا صبح کو پھر ظاہر ہوا ہمکو میوہ تر و خشک دے کر کہا کہ اس میوے کو کھاؤ باغ مین جا کر چشمے سے پانی پیو باغ کی سیر کرو مین جاتا ہون شام تک آؤنگا یہ کہکر وہ نظر سے غائب ہو گیا جب زمانہ شب کا آیا حسب وعدہ عمان جادو آیا ہم دونون کے واسطے میوہ تر و خشک لایا ہم دونون کو دیا اسی طرح چند روز گذرے شب کو وہ آتا تھا اور دن کو چلا جاتا تھا ایک روز مین نے اُس سے پوچھا کہ تم دن کو کہان جاتے ہو اور شب کو بھی اگر آتے ہو تو بھی تھوڑی دیر ہمارے پاس روشنی مین بیٹھتے ہو پھر نظر سے غائب ہو جاتے ہو اس کا کیا باعث ہی مفصل بیان کرو پہلے تو

اُسنے بیان کرنے سے عذر و انکار کیا جب مین نے اصرار کیا تو اُس نے عہد و اقرار لے کر آبدیدہ ہو کر اسطرح
اپنا حال بیان کیا کہ در اصل مین بادشاہ شہر عمانیہ کا تھا اپنے شہر کا بادشاہ تھا عدل و انصاف
کرتا تھا رعایا مجھسے بہت خوش تھی کوئی صدمہ و رنج نہ تھا لیکایک میرے شہر مین ایک دیو مسمیٰ دیو اسلم
کا ظہور ہوا وہ دیو سحر بھی جانتا تھا مین اُس زمانے مین سحر کرنے سے واقف نہ تھا کوئی سحر مجکو یاد نہ تھا
مین نے بشور و غوغاے رعایا سے اُس دیو کو اپنے شہر سے دفع کرنا چاہا تمام اپنی سپاہ لے کر اُس کے
دفع و قتل کرنے کے واسطے گیا وہ بھی مجھسے آمادۂ جنگ ہوا ہنگامۂ جنگ و جدال اُس نے مجھ
اور میرے تمام لشکر پر سحر کیا پھر مجکو گرفتار کرکے خود بالاے تخت حکومت بیٹھکر فوج کو میری اپنا
مطیع بجبر کر لیے اُن پر سے سحر کو دفع کیا پھر مجھسے کہا کہ اگر تو اس شہر و ملک سے چلا جائے اور پھر یہان نہ آئے
مجھسے نہ لڑے تو مین تجکو چھوڑ دون مین نے اقرار کیا کہ تجھسے کبھی نہ لڑونگا اس شہر سے چلا جاؤنگا
اُسنے مجھے چھوڑ دیا مین نے جاکر ساحرون سے سحر سیکھا جب چند در چند سحر یاد کر چکا تو کچھ فوج جمع کرکے
حکومت و سلطنت کے لالچ سے اپنے عہد پر وفا نکرکے اُس سے آمادۂ جنگ ہوا وہ دیو بھی قلعہ سے
نکل کر مع سپاہ میرے مقابلے پر آیا اُس نے مجھپر سحر کیا مین نے اُس کے سحر کو دفع کرکے اُس پر سحر کیا
تا دیر یونہین لڑائی سحر کی رہی آخر کار مین اُس پر سحر و ساحری مین غالب آیا اُس کو اسیر کیا داخل قلعہ
ہو کر تخت پر بیٹھا فوج و رعایا میری میرے دوبارہ تخت پر بیٹھنے سے خوش ہوئی مین نے اُس دیو کے
قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا کہ معشوقہ اُس دیو کی ازلال جادو کہ جو سحر و ساحری مین یگانۂ آفاق تھی
اور دیو اسلم کو چاہتی تھی اور سحر بھی اُس نے دیو اسلم کو کچھ سکھا دئے تھے مانند بلاے بد آئی اور
مجھپر غضبناک ہو کر اُس دیو کو اُٹھا لے گئی پھر آکر مجھسے لڑائی آخر وہ ساحرہ سحر مین مجھپر غالب آئی
مجکو اُس نے پکڑ کر اپنے سحر مین گرفتار کیا زبان مین میری سوزن لگا دی پھر میدان جنگ سے
قلعے مین جاکر دیو اسلم کو تخت حکومت پر بٹھا کر مجکو طلب کرکے کہا کہ او عمان جادو دل تو
یہی چاہتا ہے کہ تجکو قتل کرون لیکن پھر رحم بھی تجھپر آتا ہے کہ تیرے قتل سے باز آؤن اگر تو ایکمرتبہ
مجھسے یہ اقرار کرے کہ اب کبھی اپنی صورت نہ دکھاؤنگا اور نہ کبھی پھر اسے جنگ ادھر آؤنگا تو
مین تجکو چھوڑ دون مین نے جان کے خوف سے پھر اقرار کیا کہ اب تم کبھی مجھے نہ دیکھنا اُس نے کہا
کہ اگر اب کہین تجکو دیکھ لونگی تو ضرور قتل کرونگی یہ کہکر اُس نے مجکو چھوڑ دیا تھا اُس زمانے سے
مین آوارہ و پریشان خاطر ہو کر بھاگ کر ادھر آیا تھا اس باغ و بارہ دری کو صحرا مین دیکھکر رہنا
یہان اختیار کیا تھا چنانچہ اب تک یہین شب کو رہتا ہون صبح کو یہان سے اسی دریا مین چلا جاتا
ہون بصورت نہنگ سحر سے بنکر دریا مین صبح سے شام تک رہتا ہون شام کو تاریکی مین یہان آکر
بدستور اکل و شرب کرکے سو رہتا ہون جس زمانے مین یہان آیا تھا تھوڑے سوار میرے لشکر
کے جو نمک حلال تھے وہ بھی میرے ساتھ یہان تک آگئے تھے آجتک وہ سب اسی باغ کے
دروازے کے سامنے میدان مین فروکش ہین تنخواہ اُن کی ماہ بماہ دیتا ہون وہ سب سوار
اسی ویرانے مین فروکش ہین مجکو ازلال جادو سے اسقدر خوف ہے کہ دن کو بصورت اصلی بھی
نہین رہتا ہون بلکہ یہان سے بھی بھاگ جاتا ہون خبردار تم اس راز سے کسی کو آگاہ نہ کرنا مبادا
ازلال جادو میرے حال سے آگاہ ہو جائے یہان آکر مجکو قتل کرے یہ کہکر وہ خاموش ہو کر
بے اختیار اشکبار ہوا تھا مین نے اُس کے حال پر بہت افسوس کرکے کہا تھا کہ اے عمان جادو

تمنے ہمپر احسان کیا ہی اگر خدا نے چاہا تو ہم بھی بعوض اس تمھارے احسان کے تمکو تمھارے
تخت حکومت پر بٹھا دینگے اُس نے خوش ہوکر پوچھا تھا کہ یہ عورت تمھاری کون ہی مین نے
بیان کیا تھا کہ یہ ملکہ ہین دختر بادشاہ ہین اُن سے مجھے محبت ہی لیکن ابھی کچھ واسطہ قربت و
نزدیکی نہین ہی اُس نے وجہ پوچھی تھی مین نے بیان کیا تھا کہ ہم اہل اسلام ہین تاوقتیکہ عورت سے
عقد و نکاح نہین کرتے نزدیکی اُس سے نہین کرتے ہین یہ سنکے اُس نے ملکہ کو اپنی دختر ظاہر کیا اور
مجھے اپنا فرزند کہا پھر وہ ایک روز دو نکاح پڑھنے والون کو لے آیا عقد و نکاح ہمارا ساتھ ملکہ کے
کر دیا ہم اُس روز سے بعد عیش و عشرت اُسی باغ و بارہ دری مین رہا کرتے تھے ایک روز مین نے
عمان جادو سے کہا کہ بہت دل چاہتا ہی کہ واسطے شکار آہو کے صحرا مین جائین اگر تمھاری اجازت
ہو تو شکار کھیل کر جلد واپس چلے آئین اُس نے کہا تھا اچھا جاؤ مگر ایک سمت نہ جانا یعنی جانب
شہر عمانیہ نجانا ورنہ اُس دیو یا اُسکی آشنا ازلال جادو سے تمھین صدمہ پہونچیگا ہم اُس سے
مقابلہ کر نہین سکتے ہو اول تو وہ دیو ہی دوسرے ساحر ہی سوا اُس کے اُسکی آشنا ساحرہ مذکورہ
بلائے بے درمان ہی مین نے کہا تھا کہ مین شہر عمانیہ کی طرف نجاؤنگا اُس نے میرے ساتھ انھین
اپنے ملازم سوارون کو کہ تعداد مین تخمیناً چار سو پانچسو ہونگے یا کم کر دیا تھا غرضکہ مین ہمراہ اُن سوارون کے
جانب صحرا سے سبزہ زار گیا اور صحرا مین شکار آہو کھیلا تھا بعد شکار کھیلنے کے ارادہ اپنے مسکن
کی طرف جانے کا کیا تھا بلکہ اُسی باغ کی طرف روانہ ہوا تھا مگر راہ بھول کر شہر عمانیہ کی طرف نکل گیا
تھا نہین خوب یاد آیا ایک ہرن پر شکار گاہ مین تیر مارا تھا وہ زخمی ہوکر بھاگا اُس کے تعاقب
مین جانب شہر عمانیہ روانہ ہوا تھا حوالی شہر عمانیہ مین ایک صحرا سے سبزہ زار تھا وہ آہوے
تیر خوردہ اُسی صحرا مین بھاگتا ہوا گیا وہان دیو اسلم کا فرزند دیو سلیم شکار آہو کھیل رہا تھا اُسنے
اُس آہوے تیر خوردہ کو دیکھکر تیر لگا کر زمین پر اُسے گرا کر ارادہ لیجانے کا کیا تھا کہ اتنے مین مین بھی
پہونچا تھا دیو سلیم سے بابت اُسی آہو کے بطے محبت و تکرار ہوئی تھی آخر کار نوبت لڑائی کی پہونچی
تھی ہنگام جنگ مین نے اُسکو قتل کیا تھا اُس آہو کو اپنے قبضہ مین کیا تھا اس اثنا سے مین
میرے ہمراہی سوار بھی میری تلاش مین وہان آگئے تھے اُن سے معلوم ہوا تھا کہ یہ صحرا حوالی
شہر عمانیہ ہی مین وہان سے سوے باغ اپنے مسکن کی طرف روانہ ہوا تھا اور دیو سلیم مقتول کو
اُسکے ہمراہی و ملازم نالان و گریان اُٹھا کر سوے قلعہ عمانیہ لے گئے تھے ہنوز تھوڑی ہی راہ مین نے
ہمراہی سواران مذکور طے کی تھی کہ چند سوداگر سامنے سے نالان و گریان بحال پریشان آئے
مین نے اُن سے سبب نالہ و فغان دریافت کیا اُنھون نے کہا کہ ہم سوداگر ہین اپنے شہر سے
مال و اسباب بکثرت لاکھون روپیہ کا واسطے تجارت کے یہان لاتے تھے قافلہ ہمارا صحرا مین
زیر کوہ سے گذرا بالاے کوہ پچاس چالیس ہزار قزاق مسلح رہتے ہین اُن کے حالات سے ہمکو
آگاہی نہ تھی اُن کے افسر نے حکم دیا کہ اس قافلے کو لوٹ لو بحملہ قزاق ہنگام شب ہمارے قافلے
پر گرے بہت سے آدمی ہمارے قافلے کے اُن سے لڑکر قتل ہوے باقی ماندہ ہم سب کو اسیر کیا
مال و اسباب ہمارا تمام و کمال لوٹ لیا آج صبح کو افسر قزاقان نے ہمارے حال پر رحم کر کے
چھوڑ دیا ہی اسی وجہ سے ہم نالان ہین کہ تہیدست ہوگئے ہین ہمراہی سب مارے گئے ہین
مین نے اُن پر رحم کر کے کہا کہ ہمکو اُن قزاقون کے پاس لے چلو ہم تمھارا تمام مال و اسباب

اُن سے دلوا دین گے اور اگر وہ نہ دین گے تو اُن کو قتل کرین گے اُن کو پہلے تو ہمارے قول کا
یقین نہ آیا مگر بعد وہ ہمکو اسی صحرا مین روبرو سے کوہ کے لے گئے وہان جا کر ہمنے دیکھا کہ بالاے کوہ
قلعہ ہے اُس مین ہزارہا قزاق ہین اہل قافلہ صحرا مین قتل کیے ہوے پڑے ہین یہ دیکھتے ہی
ہمنے نعرہ کیا پکار کر کہا کہ اے قزاقو غضب کیا تمنے کہ ان بیچارے تاجرون کو لوٹ لیا ہمراہیون کو
ان سبکے قتل کیا اب بہتر و مناسب یہی ہے کہ مال و اسباب جو کچھ ان کا لوٹا ہے اُن کو واپس دو
ورنہ ہم تمکو قتل کرین گے یہ سنکے افسر قزاق کہ نام اُس کا قہور قزاق تھا تمام قزاقون کو اپنے
ہمراہ لے کر زیر کوہ آیا لڑائی ہوئی ہمنے جنگ کو فتح کیا قہور کو زیر کیا وہ مطیع ہمارا ہو کر مع جملہ
پچاس چالیس ہزار قزاقون کے مسلمان ہوا ہمکو مع تاجرون کے بالاے کوہ لے گیا بعد دعوت
و ضیافت کے تمام مال و اسباب جو لوٹا تھا تاجرون کے حوالے کیا وہ ہمکو دعائین دیتے ہوے
ایک طرف روانہ ہوے قہور قزاق نے پیشہ قزاقی ہماری ہدایت سے موقوف کر کے ہمکو اپنا
مہمان کیا اے صاحبقران عالی مقام یہ بھی آپ کو معلوم ہو کہ جب ہم اور ملکہ دونون دریا مین
گر کے غائب ہو گئے تھے انھین ایام مین خواجہ خضران بن عمرو ہمارے اور ملکہ کے دریا مین غرق
ہو جانے سے نہایت مغموم و ملول ہوے تھے اور چونکہ آپ باعث ہمارے اور ملکہ کے دریا مین
گرنے کے ہوے تھے اسی وجہ سے خواجہ خضران بن عمرو آپ سے کشیدہ خاطر ہو کر آپ سے رخصت
ہو کر گریان و نالان جانب خانہ کعبہ روانہ ہوے تھے اثناے راہ مین انھون نے خیال کیا تھا
کہ جب ہم خانہ کعبہ جائین گے تو خواجہ عمرو زنبیل و بانہاے عیاری و اسباب عیاری نہ دیکھکر
پوچھین گے کہ زنبیل وغیرہ اسباب عیاری تونے کیا کیا اُسوقت اگر سچ سچ کہا جائے گا کہ خواجہ طیفور
گر دیانے آپ کی صورت رنگ و روغن سے بن کر عیاری کر کے تمام یلنے عیاری کے مع زنبیل چھین
لیے تو وہ نالائق اور بیہودہ کہکر بہت ناخوش ہون گے لہذا خانہ کعبہ کی طرف نجا اور کسی سمت
چلے یہ خیال کر کے ایک صحرا مین بعد قطع راہ بسیار پہونچے تھے بالاے کوہ جا کر ارادہ کوہ پر سے اپنے
گرا دینے کا کیا تھا اپنی جان کے دینے کا قصد کیا تھا کہ ناگاہ غفلت مین ایک بزرگ نے اُن کو
ہدایت کی تھی کہ اے خضران بن عمرو کیون اپنی جان دیتا ہے یہان سے فلان جانب جا وہان
تجکو ایک فقیر سے ایسی اشیاء نادر دستیاب ہونگی کہ جو بہتر زنبیل وغیرہ سے ہونگی خواجہ خضران
بن عمرو اُس غفلت سے ہوشیار ہو کے کوہ سے اُترکے موافق ارشاد اُن بزرگ کے ایک سمت
روانہ ہوے تھے بعد قطع راہ دور و دراز ایک صحرا مین کہ قبرستان بھی تھا پہونچے تھے وہان ایک
درویش کامل روشن ضمیر خدا پرست مع چالیس اپنے مریدون کے اپنے مرشد کی قبر پر بیٹھا تھا خواجہ
خضران موصوف نے قریب اُس کے جا کے اُسے سلام کیا تھا اُس نے جواب سلام دے کر
کہا تھا کہ بابا آؤ بیٹھو مین تو تمھارے انتظار مین تھا مرشد کی امانتین رکھتا ہون جس کو انھون نے
کہا ہے کہ اُسی کو وہ امانتین دے کر یہ درویش شکر خدا بجالانے لگا یہ کہکر خواجہ خضران ممدوح کو
اپنے پاس بٹھایا اپنا مہمان کیا بعد چند روز کے تمام اپنے مریدون کو قریب اپنے بلا کے درویش
مرتاض سرخ مو نے کہا کہ دیکھو یہ جامہ ہمارے مرشد کا ہے وہ بڑے صاحب کمال تھے قریب
اپنی مرگ کے یہ جامہ ہمکو دے کر کہا تھا کہ بالفعل تو اس جامے کو تو پہن جب کوئی ایسا شخص تیرے
پاس آئے کہ جس کے تن مین یہ جامہ درست اور ٹھیک ہو اُسی کو دیدینا چنانچہ بعد اُن کے جو کوئی

شخص میرے پاس اس ویرانے مین آیا مین نے حسب وصیت مرشد یہ جامہ پہنایا کسی کے تن پر درست
و ٹھیک نہوا آج یہ بندۂ خدا کہ مین اس کے حالات سے خوب آگاہ ہون آیا ہی اس کو بھی حسب دستور قدیم
یہ جامہ پہناؤن گا چاہتا ہون کہ پہلے اس شخص سے تم سب باری باری اس جامے کو پہنو شاید تمھارے
تن پر ٹھیک اور درست ہو یہ کہکے ہر ایک اپنے مرید کو وہ جامہ پہنایا کسی مرید کے تن پر ٹھیک اور درست
نہوا سب مرید اپنی بدی قسمت سے افسوس کنان ہوے بعد اُن مریدون کے درویش مرجان سرخ مو
نے وہ جامہ اپنے مرشد کا خواجہ خضران بن عمرو کو پہنایا بالطاف خدا سے اُن کے تن پر درست اور
ٹھیک ہوا درویش موصوف نے مسکرا کر کہا کہ بابا مبارک ہو کہ یہ جامہ تیرے تن پر درست ہوا اس
جامہ درویش کو نظر حقارت سے نہ دیکھنا یہ وہ دولت ہی کہ شاہان ہفت اقلیم کو بھی ممکن نہین ہی یہ
جامہ میرے مرشد کا ہی اُنھون نے اپنے مرشد سے پایا تھا اسی طور سے ہفتاد قرن تک اس جامے کی
یہی صورت رہی کہ ایک نے دوسرے کو دیا ہی یہان تک کہ مجھسے تم تک پہونچا ہی خاص تمھارے ہی
واسطے یہ جامہ قطع ہوا تھا شکر خدا کا کہ ایسی بے مثل شے دستیاب ہوئی ہی خواجہ موصوف نے
پوچھا تھا کہ اے درویش مرجان سرخ مو تمنے اس جامے کے اوصاف تو از حد بیان کیے ہین لیکن
میری سمجھ مین نہ آیا کہ باعث اسقدر اس کی تعریف کا کیا ہی درویش موصوف نے کہا کہ بابا اس جامے
کی جو کچھ مین نے تعریف کی ہی زیادہ نہین کی ہی بلکہ کم کی ہی فقیر خدا پرست ہی جھوٹ نہین بولتا ہی
دروغگوئی گناہ کبیرہ ہی ذرا یہ جامہ اُتار کر مجھکو دے تو ابھی اس کی خوبی تجھپر ظاہر کرون خواجہ نے وہ
جامہ اُتار کر اُس درویش کو دیا اُس نے پہن کر اُسی جامے کی جیب مین ہاتھ ڈالکر پہلے ایک الکہ
نکال کر دکھایا اور کہا کہ یہ وہ الکہ ہی کہ اگر کوئی اپنے بازو پر باندھ کر اپنے حریف سے لڑے گا تو کبھی
زیر نہوگا اور اگر خدا چاہے تو اُسپر غالب ہوگا اور اگر مصلحت خدا سے غالب نہوگا تو زیر بھی نہوگا
پھر ایک منڈھی نکالی اور کہا کہ دیکھو یہ وہ منڈھی ہی کہ اگر اس کو حکم کرون تو دو چار ہزار آدمیونکے
بیٹھنے کی اس مین گنجایش ہو جائے جب حکم کرون پر بلند ہو کر جہان چاہون یہ منڈھی مجھے لیجائے
سوا اس کے اگر کوئی اس منڈھی مین بیٹھے اُس پر سحر کسی ساحر کا اثر نکرے ہر بلا و آفت سے محفوظ
رہے اسی طور سے صدہا اشیاے نادر اس جامے کی جیب سے نکال کر دکھا سکتا ہون تم بھی جس
شے کی نیت سے اس جامے کی جیب مین ہاتھ ڈالوگے وہی چیز تمھارے ہاتھ مین آجاے گی
اور جو کچھ اس جامے کی جیب مین رکھوگے غائب ہو جائے گی وقت ضرورت اگر اسی رکھی ہوئی شے
کو نکالنا چاہوگے تو پھر ہاتھ مین آجائے گی کہان تک اس کی اشیاے نادر نکو نکال کر دکھاؤن
اور اس کی تعریف کرون یہ کہکر وہ جامہ اُتار کر پھر خواجہ خضران کو دیدیا تھا خواجہ خضران
اُس درویش کے مرنے کے بعد اُن چالیسون مریدون مین سے ایک مرید کو اُن سب مریدون کا
افسر کر کے رنگ و روغن عیاری سے صورت اپنی تبدیل کر کے اُسی منڈھی مین بیٹھکر زمین سے
بلند ہو کر اس ویرانے سے چلے تھے مین نے جو دیو سلیم کو قتل کیا تھا اور رفقا اُس کے لاشے کو
لے کر سوے قلعہ عمانیہ روانہ ہوے تھے جب وہ قلعے مین پہونچے تو اُس کے باپ نے یعنی دیو اسلم
نے اپنے فرزند کے لاشے کو دیکھکر بہت گریہ وزاری کر کے پوچھا تھا کہ اس کو کس نے قتل کیا ہی
رفقاے دیو سلیم مذکور نے کہا تھا کہ ایک جوان فرامرز ثانی آیا تھا اُس نے اس آپ کے فرزند کو
قتل کیا ہی یہ سنکے دیو اسلم نالہ کنان ہوا ابھی دیو اسلم رو رہا تھا نالہ و فریاد کر رہا تھا لاشہ دیو سلیم کا

پڑا تھا کہ ازلال جادو آئی اُس نے جو اپنے فرزند کو کشتہ دیکھا بہت روئی بعدہٗ لاشہ فرزند کو
کہ ازلال جادو کے شکایت سے تھا دفن کر کے یا جلا کے یا دریا میں بہا کے ازلال جادو نے اپنے
سحر کے زور سے دریافت کیا کہ عمان جادو فلان صحرا میں جو باغ ہے اُس میں ہے اور قاتل دیو سلیم
کو وہی دریا سے لایا ہے یہ حال دریافت کر کے اُس نے ایک سردار یعنی صمصام تیغ زن کو چند ہزار
سواروں کی جمعیت سے مع ایک شاگرد ساحرہ اپنی کے روانہ کیا اُس نے جا کر باغ کا محاصرہ کیا
اُس ساحرہ نے عمان جادو کے باغ کو دیکھ کر عمان جادو کو کلمات درشت کہے عمان جادو نے
باغ سے نکل کر اُس ساحرہ سے مقابلہ کیا سحر و ساحری میں کچھ اُس سے کم نہ تھا ادھر تو عمان جادو یعنی
بادشاہ شہر عمانیہ اُس ساحرہ سے لڑ رہا تھا اُدھر ملکہ یعنی میری زوجہ باغ میں پریشان و بد حواس تھی کہ
میں جمہور رہزن کے ساتھ چالیس ہزار قزاقوں کی جمعیت سے مع مال و اسباب کثیر کوہ مذکور سے
عین وقت جنگ پر پہونچا صمصام تیغ زن نے مجھسے مقابلہ کیا میں نے ہنگام جنگ اُسے زیر کیا اور
اُس کو مسلمان کر کے چھوڑ دیا تمام مردان سپاہ بھی اُس کے مسلمان ہوئے اس عرصے میں اتفاقاً
وہ ساحرہ سحر میں عمان جادو پر غالب آئی اُس کو اپنے سحر میں مبتلا کر کے سوزن اس کی زبان میں
دے کے اُس نے ہمکو اور صمصام تیغ زن اور جمہور تیغ زن کو اپنے سحر میں مبتلا کر کے اسیر کیا پھر
ملکہ اور تمامی مردان سپاہ کو اپنے سحر سے پتھر کا کر کے ہم چاروں اشخاص مذکور کو تخت سحر پر ڈالا
سوسے قلعہ عمانیہ روانہ ہوئی بعد قطع راہ دیو سلیم و ازلال جادو کے پاس جا کر تمام حال جنگ
بیان کر کے ہم چاروں کو دکھا کر کہا کہ میں ان کو گرفتار کر لائی ہوں اور ساٹھ ہزار سواروں کو اپنے
سحر سے پتھر کا کر آئی ہوں ازلال جادو نے اُس سے خوش ہو کر کہا کہ تو نے کار نمایان کیا اب میں
ان چاروں کو قتل کرتی ہوں چونکہ وہ ساحرہ اثنائے راہ میں مجھپر مائل ہو چکی تھی کہنے لگی کہ ابھی
ان کو قتل نہ کیجیے بعد ایام عزائے شاہزادہ دیو سلیم ان کو قتل کیجیے گا ازلال جادو نے اس کی رائے
کو پسند کر کے کہا کہ ان چاروں مجرموں کو زندان میں لے جا کر قید کر علاوہ داروغہ زندان کے
تو بھی ان قیدیوں کی نگہبانی کرتا تا وقتیکہ میں ان کو قتل کروں وہ ساحرہ حسب الحکم ازلال جادو
اپنی استانی کے زندان میں لے گئی تھی پابزنجیر سب کو کیا اکثر زندان میں آیا کرتی تھی طالب وصل
ہوتی تھی میں اُس کے سحر سے انکار کرتا تھا جب وہ زمانہ عزائے دیو سلیم گذر گیا ازلال جادو
نے اسی ساحرہ سے کہا کہ اب ان چاروں قیدیوں کو زندان سے لے آ تاکہ اُن کو قتل کروں اپنے
فرزند کے قاتلوں اور دشمنوں کو تہ تیغ کر دوں اُس نے بوجہ میری الفت کے اشخاص مذکور کو
زندان سے لانے میں تامل کیا ازلال جادو نے اُس کو کلمات نازیبا و بیہودہ کہے اُس کو سخت صدمہ
ہوا اسی عالم صدمہ میں سوسے زندان جا کر داروغہ و جملہ نگہبانوں پر پوشیدہ ہو کر ایسا سحر کیا کہ
وہ سب بیہوش ہو گئے پھر وہ ساحرہ زندان میں آئی ہم سب سے کہا کہ پہلے تو میں تمہاری دشمن
تھی تمکو اسیر کر کے لائی تھی اب تمہاری دوست ہوں اور تمہاری شریک ہوں ازلال جادو
کی دشمن جان ہوں اس زندان سے نکلو چلو میں تمکو تمہارے باغ میں پہونچا دوں یہ کہکر زنجیر وغیرہ
صمصام تیغ زن و جمہور رہزن شکن کے تن سے دور کر کے ہم چاروں کو قید سے رہا کر کے
بہت عذر و معذرت کر کے ہنگام شب تاریک تخت سحر پر بٹھا کر اسی باغ کے پاس جا کر تخت سحر کو اپنے
اُتارا ہم اور وہ ساحرہ وغیرہ تخت سحر سے اُترے ساحرہ مذکورہ نے اُن ساٹھ ہزار سواروں کو جو

ملکہ کے اوپر سے اپنا سحر دفع کیا سب بدستور صورت اصلی پر آئے پھر ہم اور عمان جادو
اور وہ ساحرہ داخل باغ ہوئے ملکہ سے ملے یہ جو خبر ازلال جادو کو پہونچی کہ میری شاگردہ
نے اُن قیدیون کو رہا کیا اور خود اُن کی شریک ہوگئی غضبناک ہوئی ہنگام سحر تخت سحر پر سوار
ہوکر ایک ساحرہ اپنی شاگردہ کو اور دیو اسلم کو لیکر مع تمامی سپاہ کے قریب باغ آئی پہلے اُس کی شاگردہ
ساحرہ نے در باغ پر آکر پکارکر کہا کہ او عمان جادو ہوشیار ہوجا کہ مین آپہونچی یہ تقریر اُس
ساحرہ کی سنکے ہمراہ عمان جادو اور وہ ساحرہ باغ سے نکلے پہلے اُسی ساحرہ نے جو ہمیر مائل
ہوئی تھی اُس ساحرہ سے سحر و ساحری مین مقابلہ کیا بعد جنگ بسیار اُس ساحرہ کو اس ساحرہ
نے ہلاک کیا عمان جادو اور ہم سب خوش ہوئے ازلال جادو جو دور سے بالائے تخت سحر
بلندی ہوا پر لڑائی دیکھ رہی تھی اپنی شاگردہ کو مقتول ہوتے دیکھکر غضبناک ہوکر بزور سحر اژدر
آتشین بنکر ہم سب کی طرف چلی تھی اسوقت ہم سب نے دعا کی یکایک دیکھا کہ بروے ہوا
ایک درویش ایک منڈھی مین بیٹھے ہوئے ظاہر ہوئے انھون نے نعرہ بلندی پر سے کیا کہ او ساحرہ
کیا کرتی ہے ٹھہر ٹھہر میری طرف نظر کر ساحرہ کہ بصورت اژدر تھی اُس درویش کی آواز سنکے
ٹھہری اتنے مین وہ درویش بلندی پر سے بروے زمین آگئے فی الفور انھون نے اپنی جیب سے
ایک آئینہ نکال کر ازلال جادو کو دکھایا وہ ساحرہ آئینے کے معائنہ سے بصورت اصلی ہوکر
سحر بھول گئی اسی حالت مین درویش موصوف نے کہ خواجہ خضران بن عمرو تھے منڈھی سے
نکل کر اُس ساحرہ کو قتل کیا پھر بعد جنگ دیو اسلم کو بھی ہمنے قتل کرکے فتحیاب ہوکے قلعہ عمانیہ
مین جاکے عمان شاہ کو تخت حکومت پر بٹھا دیا بعد چند مدت کے قلعہ عمانیہ سے ہمراہی عمان شاہ
و تین لاکھ سواران جنگی کے جانب طلسم زلزلہ کوچ کیا خواجہ خضران اور ملکہ کو بھی ہمراہ لیا
خواجہ خضران بن عمرو نے نام اپنا درویش آفتاب صورت مشہور کیا بجز میرے سب سے
اپنے تئین پوشیدہ رکھا سوا میرے ابتک کوئی میرے لشکر مین یہ نہین جانتا کہ درویش آفتاب
صورت دراصل خواجہ خضران بن عمرو ہین غرضکہ جب ہم روانہ ہوئے قلعہ عمانیہ سے اثناے
راہ مین صمصام تیغزن کو زخمی کرکے اسفندیار تیغ کلاہ نے کہ سردار سپاہ عراق ہے تیغ کلاہ
بادشاہ شہر عراقیہ کا تھا اثاثہ بارگاہ کا چھین لیا تھا جب یہ خبر ہمکو ہوئی لڑائی عظیم ہوئی آخرکار
اسفندیار تیغ کلاہ اور بہرام پر سوار دونون سرداران سپاہ کو اُس کے ہمنے بقوت بازو زیر کیا وہ سردار
مذکور ابتک ہمارے ہمراہ ہین پھر عراق شاہ بھی مسلمان ہوکر ہمارے ہمراہ تین لاکھ سوارون کی جمعیت
سے ہوا اثناے راہ مین ایک ناقہ سوار فرستادہ شاہ نقش بین بادشاہ شہر نقش بین سے ملاقات ہوئی
اُسنے نامہ دیا جب وہ نامہ پڑھا معلوم ہوا کہ شاہ نقش بین نے درویش آفتاب صورت کو نامہ
لکھا ہے اور بعجز و انکسار اسواسطے طلب کیا ہے کہ اُس کے شہر مین جو پہاڑ ہے اُس پر ایک اژدہا کلان آکے
آکر مسکن گزین ہوا ہے وہ مردمان شہر کو اذیت رسان ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جو نامہ لایا ہے وزیر اعظم
بادشاہ شہر نقش بین کا ہے اور بادشاہ نے اقرار کیا ہے کہ اگر بلاے اژدر آتش فشان میرے شہر سے دفع
ہوجاے گی تو مین بصدق دل مع اپنی رعایا کے مسلمان ہوجاؤن گا جب یہ حالات تحریر نامہ و زبانی
دستور معظم مذکور سے معلوم ہو درویش نے اقرار چلنے کا کیا پھر ہمراہ اُس وزیر کے درویش
موصوف مع سپاہ مذکور اور سرداران مسلمان کے اُسی شہر کی طرف روانہ ہوے وہان پہونچکر اُس

اژدہے کو مین نے ہلاک کیا بادشاہ نقش بین حسب وعدہ مع اپنی رعایا کے مسلمان ہوا چند روز
کے بعد وہان سے کوچ اس طرف کیا شاہ مذکور نے ایک سردار اپنا مسمی صارف تیغزن مع تین لاکھ
سوارون کے ہمارے ساتھ کیا وہان سے ہم سب یہان آئے آپ سے مین نے مقابلہ کیا بہنگام کشتی
آپ نے نقاب میرے چہرے سے اٹھا کر مجکو پہچان لیا مین نے آپ سے مقابلہ بوجہ کہنے خواجہ خضران
بن عمرو کے کیا تھا اور وہ اکہ جو درویش مرجان سرخ مو سے دستیاب ہوا تھا وہ اپنے بازو پر باندھ لیا تھا
بلکہ خود خواجہ خضران بن عمرو نے میرے بازو پر باین خیال باندھ دیا تھا کہ آپ سے کبھی زیر نہون
اور قوت مین کمی نہو چنانچہ ایسا ہی ہوا مین نے تمام حال بطور خلاصہ اور بطرز اختصار عرض کیا
صاحبقران نے تمام حالات سنکے فرمایا کہ خیر خواجہ خضران بن عمرو کو وہ جامہ درویش مرجان
سرخ مو ایسا ملگیا کہ جو مثل زنبیل خواجہ طیفور گردپا کے ہے اور ہم تو خواجہ خضران بن عمرو کو اپنا
عمو اور بزرگ جانتے ہین اگر وہ ہمسے خفا و ناخوش ہین تو ہم جا کر اُن کو منا کر لے آتے ہین یہ فرما کر مرکب کو
طلب کیا ملازم مرکب دربارگاہ پر لائے صاحبقران دربار سے اٹھکر مع اکثر شاہان ملک وغیرہ کے جانب
لشکر عمان شاہ روانہ ہوئے دلسوز نے یہ خبر درویش آفتاب صورت کو دی کہ صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ اس طرف واسطے آپ کی دید کے و نیز آپ سے ملنے کو آتے ہین ارادہ اُن کا یہ ہی کہ آپ سے
ملکر آپ کو اپنے لشکر مین بعزت و حرمت لیجائین یہ خبر سنکے خواجہ خضران بن عمرو بصورت اصلی ہوکر
مع عمان شاہ و عراق آہن کلاہ بادشاہ شہر عراقیہ و بہران ببر سوار و اسفندیار رجکلاہ و
قہور تیغزن و صمصام صف شکن و صارف تیغزن وغیرہ جملہ نامی و نامور و ذی عزت
سردارون اور بادشاہون کو اپنے ہمراہ لیکر برائے استقبال صاحبقران سلطان کیوان شکوہ
یہ کہکر روانہ ہوا کہ اگر صاحبقران موصوف پاس اس فقیر کے تشریف لاتے ہین تو ہم بھی اُن کے
استقبال کے واسطے جاتے ہین اثنائے راہ درمیان دونون لشکرون کے جسوقت پہونچے
صاحبقران کا استقبال کیا صاحبقران نے فرمایا کہ اے خواجہ اے عمو سے نامدار ہم آپ کے لینے کو
آئے ہین جو آپ نے چاہا تھا وہی ہمنے کیا آپ کے پاس خود آئے آپ ہمارے ساتھ ہمارے لشکر مین
چلیے نادانستہ بابت ملکہ اور فرامرز ثانی کے جو ہمسے وقوع مین آیا ہی اُس صدمہ و ملال سے درگذر کیجیے
خواجہ خضران نے بھی تقریر بانکساری کی پھر صاحبقران خواجہ خضران بن عمرو وغیرہ کو یعنی
اُن کے ہمراہیون کو مع خواجہ خضران کے اپنے لشکر مین لاکر داخل بارگاہ ہوئے خواجہ خضران
نے بادشاہ لشکر اہل اسلام کو سلام کیا بعد مین صاحبقران نے بعزت تمام قریب تر اپنے خواجہ خضران
بن عمرو کو بٹھایا اور اُن کے ہمراہیون کو علے قدر مراتب دربار مین بٹھایا ہر ایک اہل دربار خواجہ
خضران بن عمرو کے دربار مین آنے سے خوش ہوا خواجہ طیفور گردپا نے بزرگ اپنا جانکر خواجہ
خضران بن عمرو کو سلام کیا بعدہ عذر خواہ ہوا ہنوز خواجہ خضران بن عمرو موصوف دربار
بادشاہ لشکر اہل اسلام مین ہمراہ صاحبقران ممدوح کے آکر بیٹھے ہی تھے کہ یکایک چند ہرکارے جو کہ
برائے خبررسانی معین و مقرر تھے انھون نے دربار مین آکر روبروے بادشاہ لشکر اہل اسلام و
صاحبقران عالی مقام بعد دعا کے دست بستہ بصد ادب عرض کیا کہ اسوقت کوکب انجم حصاری
حسب وعدہ مع ساریق بن لقا و سنگان اور اُن انتالیس سرداران سپاہ کے جنکو نقابداران
طلسمی نے میدان جنگ مین صورت اپنی دکھا کر دیوانہ و شیفتہ کر کے اسیر کر کے داخل زندان کیا تھا

اس طرف آتا ہی باقی خیریت ہی یہ خبر ہرکارون سے سُنکے بادشاہ لشکر اہل اسلام صاحبقران
عالی مقام نے چند بادشاہان ملک و سرداران سپاہ کو فی الفور واسطے اُس کے استقبال کے روانہ کیا
شاہان ملک وغیرہ نے جاکر استقبال کوکب انجم حصاری کا کیا پھر اُس کو اپنے ہمراہ بعزت وحرمت
بارگاہ بادشاہ موصوف یعنی دربار بادشاہ لشکر اہل اسلام مین لائے کوکب انجم حصاری نے بادشاہ
لشکر اہل اسلام و صاحبقران موصوف کو سلام کیا صاحبقران نے اُس کے آنے سے دل مین خیال کیا
کہ کوکب انجم حصاری نے ایفاے وعدہ کیا بادشاہ لشکر اہل اسلام نے قریب اپنے اُسے بیٹھنے کو
اشارہ کیا وہ بعزت وحرمت بیٹھا ساریق بن لقا نے بھی سلام کیا کیونکہ سنجنگان نے ساریق کو
سمجھا دیا تھا کہ لشکر اہل اسلام مین جاکر دربار مین داخل ہوکر غرور نکرنا مصلحت وقت ہی کہ بادشاہ لشکر
اہل اسلام کو سلام کرنا اور جو کچھ صاحبقران کہین اُسے منظور کرنا کچھ عذر و انکار نکرنا آئندہ دیکھا جائیگا
پس موافق راے سنجنگان کے ساریق بن لقا نے بادشاہ لشکر اہل اسلام کو سلام کیا اور بقول
راوی دیگر سلام کسی کو نہین کیا غرض بہر طور اشارہ بادشاہ موصوف سے ساریق بن لقا موافق
اپنے رتبے کے بیٹھا سنجنگان نے بطریق اہل اسلام سلام کیا اور کہا کہ مین تو بادشاہ لشکر اہل اسلام و
صاحبقران عالی مقام کا خیرخواہ ہون خواجہ طیفور کر دیا خواجہ خضران بن عمرو کا فرمانبردار
ہون بدل مسلمان ہون خواجہ طیفور و خواجہ خضران وغیرہ اُس کی ان باتون پر منہ بادشاہ لشکر اہل اسلام
کی طرف سے پھیر کر مسکرائے بجاے خود کہا کہ یہ نابکار دروغگو ہی صاحبقران نے بادکاے بادشاہ
اُس کے بھی بیٹھنے کو اشارہ کیا وہ سلام بار دگر کرکے موافق اپنے مرتبے کے بیٹھا پھر وہ اُنتالیسون
سردار لشکر صاحبقران کے بادب بادشاہ و صاحبقران سلام کرکے اشارہ بیٹھنے کا پاکے دربار
مین اپنے اپنے دنگل پر پھر ایک سردار مذکور بیٹھا صاحبقران کو اُن سردارون کے رہا ہوکر آنے سے
خوشی حاصل ہوئی بادشاہ لشکر اہل اسلام وغیرہ سب خوش ہوے اُسوقت صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ نے اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ حمائل خان کو زندان سے ہمارے روبرو لاؤ ملازم
فی الفور جاکر اُس کو دربار مین لاے اُس نے اہل دربار پر نظر کی صاحبقران نے اُس کی جانب نظر
کرکے حکم دیا کہ جلد حمائل خان کے تن سے سلاسل وغیرہ کو دور کرو قید سے رہا کرو حمائل خان کو
طوق و سلاسل مین گرفتار رہتے دیکھا نہین جاتا اسوقت ہمکو لندھور بن سعدان کا خیال آگیا ہی
حمائل خان کو لندھور سے قرابت قریبہ ہی ہمکو یہ منظور نہین کہ روح لندھور بن سعدان حمائل خان
کی اسیری سے ملول ہو ملازمون نے فوراً اُس کو قید سے رہا کیا اُس نے سلام کیا صاحبقران نے
اشارہ بیٹھنے کا کیا وہ بھی بعزت وحرمت دربار مین بیٹھا بعد تھوڑی دیر کے صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ نے کوکب انجم حصاری و حمائل خان و سنجنگان و ساریق بن لقا سے
مخاطب ہوکے ان کو اس طرح ہدایت کی راہ راست دکھائی اور یکتائی و قدرت و صنعت و ہمیشگی
و رزاقی و معبودی پروردگار عالم ظاہر کی کہ اے کوکب انجم حصاری بادشاہ انجم حصار و اے
حمائل خان ستور شعار و اے ساریق بن لقا و اے سنجنگان آگاہ ہو کہ لائق حمد و ثنا ذات
خدا ہی سزاوار حمد پروردگار ہی ہی اور قابل سجدہ بھی خالق کون و مکان ہی بجز اُس کے کوئی لائق سجدہ
نہین ہی سجدہ معبودی کے قابل وہی خداے لایزال ہی کہ جسکو کبھی زوال نہین ہی ہمیشہ سے ہی
اور ہمیشہ رہیگا اُس کی ذات کو ہمیشہ بقا ہی وہ حادث نہین ہی طفلی اور جوانی و ضعیفی جسطرح کہ واسطے

انسان وحیوان کے ہی اُس کے واسطے نہین ہی ہمیشہ سے جیسا تھا ویسا ہی اب بھی ہی اور مدام بدستور
مرقوم رہیگا تغیر اُس کے واسطے نہین ہی اُس نے اپنی قدرت کاملہ سے تمامی مخلوقات کو پیدا کیا ہی
وہ کسی سے پیدا نہین ہوا ہی نہ اُس کا کوئی بیٹا ہی نہ وہ مل کر کسی شے سے بنا ہی نہ وہ جسم رکھتا ہی صرف نور ہی ہی
دیکھنے مین نہ وہ کبھی کسی کے آیا ہی نہ آئیگا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت نے حضرت موسیٰ سے کہا تھا
کہ تم اپنے خدا کو ہمین دکھا دو دیکھین وہ کیسا ہی اور اگر تم اپنے خدا کو ہمین نہ دکھا ؤ گے تو پھر ہم گوسالہ
پرستی بدستور کرینگے ہم اُس کو دیکھتے بھی تھے وہ بولتی بھی تھی باتین بھی کرتی تھی حضرت موسیٰ نے اُن کو
جواب دیا کہ تم اپنے اس ارادہ سے باز آؤ تمناے دید خدا وند عالم و عالمیان نکرو وہ تمھارے دیکھنے مین
نہ آئیگا نہ تم اُس کو دیکھ سکو گے اُنھون نے نمانا آخرکار جناب موسیٰ علیہ السلام نے کوہ طور پر جاکر
عرض کیا کہ پروردگارا میری امت کے مردمان جاہل تجکو دیکھنے کی خواہش ظاہر کرتے ہین ہر چند
مین نے اُن کو سمجھایا کہ اس تمنا و ارادہ سے باز آؤ مگر وہ ایسے جاہل اور سخن ناشنو ہین کہ نہین مانتے ہین
یہ کہتے ہین کہ اے موسیٰ تم اپنے خدا کو ہمین دکھا دو دیکھین وہ کیسا ہی پروردگارا تو عالم و دانا ہی کہ
مین نے بہت اُن کو اس باب مین فہمائش کی لیکن وہ ہرگز نہین مانتے ہین میرے ہمراہ سب آئے ہین
تیرے دیکھنے کے مشتاق ہین اُسوقت جانب خدا سے آواز آئی کہ اے موسیٰ کہدو کہ تم اپنے معبود حقیقی
کو دیکھ نہ سکو گے سوا تمھارے کوئی بھی نہ دیکھیگا پھر حضرت موسیٰ نے موافق حکم خدا کے اپنی امت
کے مردمان کو دید خدا سے باز رہنے کو فرمایا اُنھون نے کہا کہ اے موسیٰ اگر تم اپنے خدا کو نہین دکھا
تو ہم گوسالہ پرستی کرینگے وہ اپنا دیدار دکھاتا ہی باتین کرتا ہی یہ قصہ طویل ہی خداوند عالم نے قرآن مین
اس قصے کو ذکر بھی فرمایا ہی مختصر یہ کہ آخرکار برق چمکی حضرت موسیٰ کو غش آگیا کوہ طور جل گیا وہ لوگ
بھی جو خدا کے دیکھنے پر مصر تھے جل کر خاک ہوگئے اُس نور مین اختلاف کیا ہی بعض علما کا قول ہی کہ وہ
نور محمدی تھا جو مانند برق چمکا تھا بعض کا یہ خیال ہی کہ وہ نور کسی کروبی کا تھا نہ کہ جلوہ چہرہ پر نور خدا
تھا کیونکہ وہ جسم و جسمانیت سے پاک و منزہ ہی غرضکہ حضرت موسیٰ کو ہوش آیا کوہ طور کو اور اُن جہلا کو
جلا ہوا پایا جب حضرت موسیٰ تاب نظارہ نور مذکور جو مانند برق کے چمکا تھا نہ لاسکے بیہوش ہوگئے تو
اور کوئی کب خدا کو دیکھ سکیگا جاننا چاہیے کہ خدا وحدہ لاشریک ہی صفاتیہ ثبوتیہ اُس کے یہ آٹھ ہین نظم

آٹھ ثابت صفات ہین اُس کی
پاس سب بھید اور بیچھا نے
سب کا خالق ہی سب جگہ حاضر
ہی ہمیشہ سے اور رہیگا سدا
بلیا بلیٹی نہ اُس کے نان ہی نہ باپ

زندہ ہی موت اسے نہین ہی کبھی
بولے قدرت سے اور وہ بات کرے
سب کے اعمال اُس پہ ہین ظاہر
سیکنیے جو بیان صفات اُس کے
ہی نزنکار سب سے آپ ہی آپ

سب پہ قادر ہی سب کے تئین جانے
سنے اور دیکھے اپنی قدرت سے
سچا ہی اور آپ ہی سچا
سبھی جانتے ہین عین ذات اُس
اور یہ آٹھ صفتین اُس کی وہ ہین

جو لائق اُس کی ذات کے نہین ہین انھین کو صفات سلبیہ کہتے ہین نظم

ذات اُس کی کوئی نہین پاسکے
سب کا خالق ہی بنائے سب اُس کے
نہین وہ جسم اور نہین محتاج
اُس نے پیدا کیا ہی ہم سب کو
چھ طرف ہی مکان نہ جان اُس کا

دیکھے مین نہ یان نہ وان آئے
نہ کسی چیز مین سما سکے وہ
پہلے جیسا تھا ویسا ہی وہ آج
نہ برائی وہ چاہے اسے خوش خو
لامکان ہی نہین مکان اُس کا

نہ وہ مل کر بنا کسی شے سے
نہ کہین جائے اور نہ آئے وہ
نہین وہ رنگ اور نہین وہ بو
نہ برا فعل بھاتا ہی اُس کو
نہین ہین یہ صفات لائق شان

ہم ہین ہیں یہاں شجر و حجر گل و ثمر سبزہ شاداب ہے قد

خداوند عالم و عالمیان عادل ہی ظالم نہین ہی عدل کہتا ہیں ٹھنڈا گرم و سرد و معتدل کرتا ہی جو خدا کو عادل نجانے وہ دوزخی ہی اور گمراہ ہی اللہ وعدہ جھوٹ اور خلاف نہین کرتا چاہیے کہ کسی پر ستم نہین کرتا ہی کفر و کافری سے کسی کی براضی نہین ہی ذات اُس کی مدام ظلم سے پاک ہی اور ظالم کرنے والون پر لعنت اُس کی ہمیشہ ہی نہ وہ ہمیشہ بُرے افعال کرانا چاہتا ہی نہ بری باتین کسی سے کراتا ہی نہ کسی اپنی مخلوق سے افعال بد کراتا ہی نہ کسی کو وہ گمراہ کرتا ہی مخلوقات خدا کو اپنے افعال کے کرنے پر مجبوری نہین ہی اُسنے اپنی مخلوقات کو بعطائے قدرت راستہ انسان و حیوان کو عقل و فہم و شعور و سمجھ دی ہی اور واسطے ہدایت کرنے کے ایک لاکھ چوبیس ہزار اور بقولے ایک لاکھ اسی ہزار پیغمبرون کو دنیا مین بھیجا ہی کہ وہ انسان و جن وغیرہ کو ہدایت کرین راہ راستہ دکھائین جیسا کہ اس نظم سے ظاہر ہی کہ۔ نظم

اور عادل ہی وہ کرے انصاف	کام اس کا نہین ہی جھوٹ خلاف	نہ کسی ذات پر ستم وہ کرے
نہین راضی وہ کفر و کافر سے	ظلم سے پاک ذات ہی وہ مدام	کرے لعنت وہ ظالمون پہ تمام
نہ بدی پر ہماری اُس کی چاہ	نہ کسی کو کبھی کرے گمراہ۔	اپنے فعلون ہی ہم نہین مجبور
ہی بُرے اور بھلے کا اسکو شعور	سمجھ اور عقل پہلے ہمکو دی	بھیجا پیغمبرون کو پھر بخشی
کہ دکھا دین وہ راہ دین سب کو	یاد ہر دم کیا کرین رب کو	اصول دین پانچ ہین پہلے توحید

یعنی خدا کو وحدہٗ لا شریک یقینا جاننا ۔ دوسرے خدا کو عادل جاننا تیسری اصل نبوت ہی یعنی اپنے پیغمبر کو پیغمبر برحق جاننا اور اسکی امر و نہی پر عمل کرنا اور جملہ پیغمبران سلف کو بھی پیغمبران برحق اور معصوم جاننا اور مذہب حق ہین چوتھی اصل دین کی امامت ہی یعنی اپنے پیغمبر کے بعد اُن کی اولاد کو کہ بارہ امام ہین اُن کو اپنے پیغمبر دینی کا وصی برحق اور جانشین مطلق ماننا اور اُن کو مثل اپنے پیغمبر کے معصوم یقینا جاننا اور ماننا اپنے نبی کے اُن کے احکام پر عمل کرنا پانچویں اصل معاد یعنی قیامت ہی اُس روز پروردگار عالم جملہ اپنی مخلوق کو اپنی قدرت کاملہ سے زندہ کرے گا اور وہ روز سب کے اعمال نیک و بد کی جزا و سزا کا ہی میزان عمل مین اعمال نیک و بد اُسی روز تولے جاینگے جن کے اعمال اچھے ہین وہ حکم خدا سے داخل جنت ہون گے اور جن کے اعمال بد ہین وہ داخل نار دوزخ ہون گے وہ روز پرسش اعمال کا ہوگا لہذا آپ صاحبون کو لازم و مناسب ہی کہ اپنے معبود حقیقی اور نبی پیغمبر و آل پیغمبر کے جلیے امر و نہی خدا و رسول پر عمل کیجیے تاکہ رستگار رہو جیسے راہ باطل سے روگردان ہو جیسے راہ حق پر قدم رکھیے دین حق کہ دین اسلام ہی اختیار کیجیے گناہان کبیرہ و صغیرہ سے توبہ کیجیے تاکہ انجام بخیر ہو یہ سفر آخرت کا ہی چند روز یہان ہر ایک کا قیام ہی ہمیشہ تو وہین رہنا ہی اس دنیا مین خاص کر انس و جن اسواسطے پیدا کیے گئے ہین کہ وہ عبادت کرین اور خدا کو پہچانین اور خدا وہی ہی کہ جس نے بغیر ستونون کے اسقدر وسیع و بلند آسمان پیدا کیا ہی دیکھیے کوئی خیمہ بغیر چوب کے ایستادہ نہین ہوتا ہی اُسنے اپنی قدرت کاملہ سے بغیر چوب خیمہ فلک کو ایستادہ کیا ہی اور یہ جو دکھائی دیتا ہی سوا اس آسمان کے چھ آسمان اور خدا نے پیدا کیے ہین ایک آسمان سے دوسرا آسمان ایسا بڑا ہی کہ جیسے دانہ خردل صحرا کے وسیع مین ہو اور پہلے آسمان کو خدا نے کواکب سے زینت دی ہی آٹھوان عرش ہی جسکو عرش الٰہی اور عرش اعظم کہتے ہین وہ ایسا عظیم ہی کہ کوئی اُس کی عظمت کما حقہ کیا بیان کر سکتا ہی عرش کے ساٹھ ہزار قائمے ہین ہر قائمہ ایسی وسعت رکھتا ہی کہ یہ کون و مکان اگر ساٹھ ہزار درجہ وسیع ہو جاوین تو بھی اُس مین سما جاوین چنانچہ منقولست

عرش مین لکھا ہی کہ ایک فرشتہ کے واسطے نہین ہی ہمیشہ سے جو عالم نے اُس کو ساٹھ ہزار پر عطا فرماے ہین
ہر ایک پر اُس کا اتنا بڑا ہی کہ واسطے نہین ہی اُس نے ایک پر سے ڈھانک لے ایک روز اُس نے اپنے
دل مین خیال کیا کہ مجھسے کوئی فرشتہ کا کوئی پر و بال مثل میرے نرکھتا ہوگا خدا نے مجھکو ساٹھ ہزار پر عطا
فرماے ہین کسی روز عظمت عرش کو دریافت کرون اُڑ کر ابتدا و انتہاے عرش معظم کو معلوم کرون چونکہ
خدا عالم و دانا و واقف راز نہان ہی وردائیل کے ارادے سے آگاہ ہوا فی الفور اُس کو ساٹھ ہزار حصہ
زیادہ پر عطا فرماکر حکم دیا کہ تو اُڑکر عظمت عرش کو دریافت کر فرشتہ مذکور اپنی جگہ سے اُڑا ساٹھ ہزار سال
تک اُڑا ایک قائمہ عرش سے دوسرے قائمہ عرش تک نہ پہونچا آخرکار تھک کر عذر خواہ ہوا اپنی خستگی و
ماندگی سے اُڑنے سے عاجز رہا ایک قائمہ عرش کی بھی عظمت دریافت نہ کرسکا اُس پر عتاب الٰہی ہوا پر و بال
اُس کے نوچ کر زمین پر ڈال دیا گیا بعد ایک مدت دراز کے اُس کی گریہ وزاری پر خدا نے رحم کیا فرزند
رسول خدا کے تن اطہر سے تن اپنا اُسنے آکر مس کیا امام حسین علیہ السلام کے طفیل سے پھر خدا نے اُس کو
پر و بال عطا فرماے وہ شادان و فرحان سوے فلک گیا اس تقریر سے نتیجہ یہ حاصل ہوا کہ عظمت عرش خدا
ایسی ہی کہ کوئی اُس کی انتہا نہین جان سکتا ہی خدا نے اپنی قدرت کاملہ سے عرش اطلس و کرسی و سماوات
اور اس عالم دنیا کے سیزدہ ہزار عالم پیدا کیے ہین کہ ایک عالم کے لوگون کو دوسرے عالم کے لوگون اور
دوسرے عالم سے آگاہی نہین ہی وہی خالق کون و مکان و ہیزدہ ہزار عالم لائق سجدہ ہی وہی معبود حقیقی
ہی وہی رزاق مطلق ہی انس و جن و حیوانات چرند و پرند و کل اپنی مخلوقات کو رزق عطا فرماتا ہی وہی برآرندہ
حاجات ہی وہی مجیب الدعوات ہی وہی قاضی الحاجات ہی اُسی نے تمام اپنی مخلوقات کو بطفیل اپنے حبیب
جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیدا کیا ہی اگر خدا اُن کو نہ پیدا کرتا تو پھر کسی اپنی مخلوق کو
ہویدا نہ کرتا اُس کے ذرہ ذرہ سے ظاہر و آشکار ہی اگر انسان غور و فکر کرے اور ذرا بھی تامل سے دیکھے
تو اُس کی خدائی اور معبودی اور قدرت و صناعی اُس پر ظاہر و آشکار ہو جاے آفتاب و ماہتاب کو اُسی نے
واسطے انتظام عالم کے پیدا کیا ہی شب و روز کو اُن کی روشنی سے منور کیا ہی ستارون اور سیارون کو خلق
کرکے آسمانون کو اُن سے زینت دی ہی ستارے اسقدر سماوات پر پیدا کیے ہین کہ اُن کی تعداد کا علم
اُسی کو ہی یا وہ جسکو چاہے آگاہ کردے ماہتاب کو آسمان اول پر اُس نے جگہ دی ہی آفتاب عالمتاب
کو چوتھے آسمان پر اُس نے جگہ دی ہی رخ آفتاب کا بمصلحت خود نہین ہی پشت آفتاب جانب دنیا ہی ایسی
اسقدر تمازت و حرارت اُس کی زمین تک ہی کہ اہل دنیا تاب تمازت و حرارت آفتاب لا نہین سکتے ہین
اگر رخ آفتاب کا جانب دنیا ہوتا تو زمین اور دنیا مانند دانے کے بریان ہو جاتی کوئی زندہ نہ رہتا
نہ زمین اس طرح رہتی نہ کوئی فرد بشر حیات رہتا آفتاب کو خدا نے زمین سے بہت بڑا پیدا کیا ہی وسعت
دنیا کی آفتاب کے آگے کچھ بھی نہین ہی مثلاً سمجھ لینا چاہیے کہ آفتاب کو بمنزلہ ایک صحراے
لق و دق ناپیدا کنار کے خیال کرنا چاہیے اور تمامی دنیا کو بمنزلہ دانہ خردل کے تصور کرنا چاہیے ماہتاب
آفتاب سے چھوٹا ہی خدا نے اپنی قدرت سے بدر کو مہر سے چھوٹا کم پیدا کیا ہی باوجود اس کے ماہتاب بھی
دنیا سے چھوٹا نہین ہی بڑا ہی ہر ایک آسمان دوسرے آسمان سے پانچ سو برس کی راہ شہسوار کی ہی آسمان
اول بھی زمین سے پانچ سو برس کی راہ ہی خدا نے اپنی قدرت کاملہ سے مابین زمین و آسمان کئی کرہ
قائم کیے ہین اول کرۂ ہوا ہی بعدہ کرہ آتش ہی پھر کرہ آب ہی ایک دریا مشرق سے مغرب تک رواں ہی
کوئی قطرہ اُس کا زمین پر بے حکم خدا نہین گرتا ہی زمین پر خداوند عالم و عالمیان نے اپنی قدرت کاملہ سے

پیدا نہوتا اگر گردن نہوتی توبھی ایک صورت جسم انسان مین خرابی کی ظاہر ہوتی خوشنائی نہوتی
علاوہ اس کے حلق سے جو لقمہ شکم مین جاتا ہی وہ بغیر نری اور نرخرے کے کیونکر جاتا اور آب و طعام معدہ مین
کیونکر پہونچ سکتا سینے مین خداوند عالم نے ایک پہلو مین دل کو کہ جو بادشاہ اعضا اور اشرف الاعضائے ازسرتاپا
ہی جگہ دی ہی اگر دل نہوتا تو کسی شے کی خواہش نہوتی انسان جو کچھ چاہتا ہی وہ خود نہین چاہتا ہی بلکہ
اس کا دل خواہش کرتا ہی تن ہر فرد بشر مین دل ایک گھوڑی یا دغدغا کا دوسرے پہلو مین جگر ہی یہ بھی
اعضائے رئیسہ سے ہی اگر اس کو خدائے انسان مین خلق نکرتا تو غذا کے ہضم مین فتور رہتا بلکہ ہضم نہو سکتی
سوا اس کے اور بھی فوائد اس سے ہین کہانتک شرح اعضا اور خوبیہائے اعضا کا بیان کیا جائے جو
عضو ہی وہ خالی از فائدہ رسانی نہین ہی دست و پا عجب نعمت ہائے عمدہ ہین اگر ہاتھ نہوتے تو کاروبار
دنیا انسان نکر سکتا اگر پاؤن نہوتے تو راہ روی سے باز رہتا اگر عقل نہوتی توبھی انسان بیکار رہتا غرضکہ
انسان سراپا مین جسقدر اپنے عضو رکھتا ہی سب اعضائے انسانی ظاہر کرنے والے عطا و جود و انعام
خدا کے ہین اور صنعت و قدرت خداوند کون و مکان کے مظہر ہین اسی طرح ہر ایک شے سے صنعت و قدرت
پروردگار ہویدا و آشکار ہی درختون کو دیکھو ان کے پتون پر نظر کرو کیسے کیسے سرسبز و شاداب و نرم و
نازک انواع و اقسام کی صورت و شکل و قطع کے ہین رگیت پتون کی کیسی باریک باریک ہین کہ جن کے
دیکھنے سے قدرت خدا ظاہر ہوتی ہی جیسا کہ ایک شاعر نے کہا ہی۔ مطلع برگ درختان سبز در نظر ہوشیار
ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار۔ درختون کو بھی خدا نے اپنے جود و عطا سے محروم نہین رکھا ہی
ہر قسم کے گل و ثمر اشجار کو عطا فرمائے ہین اس کے فضل و کرم و بخشش و عطا سے وہ بھی نہال ہین
باغ دنیا مین پھولے پھلے ہین ہوا سے یا دالٰہی مین عالم وجد مین جھومتے ہین چرند و پرند پر نظر کرو توبھی
قدرت معبود حقیقی ظاہر ہوتی ہی کیسے کیسے چرند و پرند انواع و اقسام رنگ برنگ مختلف آواز و صدا
و شکل و صورت کے پیدا کیے ہین فتبارک اللہ احسن الخالقین سربلندی کوہ و درازی و طوالت کوہہائے
مختلف سنگ اگر نظر کی جائے توبھی قدرت خالق ارض و سما ظاہر ہو جائے پہاڑون کے ہونے سے
بڑے بڑے فوائد متصور ہین زمین پانی پر بچھائی گئی ہی پہاڑ ہر طرف سے دبائے ہوئے ہین سوا اسکے
پہاڑون سے یاقوت لعل بدخشانی وغیرہ اشیائے نفیس و بکار آمد پیدا ہوتی ہین دریا خدا نے بہر احتیاج
بندگان ہر ایک شہر و دیار مین بلکہ صحرا و دشت مین جاری کیے ہین اس کے فیض انعام سے اور اسکے
چشمہ لطف و کرم سے اور اس کے بحر مواج جود و انعام سے کوئی مخلوقات سے محروم نہین ہی پانی کی
ہر ذی حیات بلکہ نباتات کو بھی احتیاج ہی باعث حیات انسان و حیوان و نباتات وغیرہ پانی ہی جیسا کہ
مشہور ہی کل شئی حی من الماء اس مین شک نہین کہ کل چیزون کی حیات پانی سے ہی اگر ابر حکم خدا
سے نہ برسے تو اجناس کی پیدایش نہو اہل عالم کی پرورش کیونکر ہو ابر و ہوا برق و رعد آفتاب و ماہتاب
وغیرہ سب تابع حکم خدا ہین جسوقت جو اس کا حکم ہوتا ہی اسے بجالاتے ہین جس کام پر معین ہین اسی
کام مین سرگرم رہتے ہین کیا مجال کہ خلاف حکم خدا کرین مہر و ماہ کے روز و شب طلوع و غروب پر نظر
کرو ماہ کے عروج پر غور و فکر کرو کیسے تابع حکم خدا ہین روز و شب فرمانبرداری خدا مین بسر کرتے ہین
یہ تقریر صاحبقران سے ہدایت آمیز حائل خان و کوکب انجم حصاری و سنگان و ساریق
بن بقا سے مخاطب ہو کر کی ہر ایک نے بگوش ہوش سنی بعد تقریر مذکور کے صاحبقران نے مخصوص
ساریق بن بقا سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے ساریق بن بقا تم جو دعوی خدائی کرتے ہو اور

بندگان خدا کو گمراہ کرکے اپنے تئین سجدہ کراتے ہو تم مین کچھ قدرت ہی تم بھی پانی برسا سکتے ہو اجناس کو مانند
پروردگار عالم کے پیدا کرسکتے ہو تمنے کوئی آسمان پیدا کیا ہی کوئی طبقہ کہین تمنے بھی ہو پیدا کیا ہی آفتاب و
ماہتاب وستارے اور سیارے بتاؤ تمنے بھی پیدا کیے ہین ہی کوئی دریا کوئی پہاڑ تمنے بھی پیدا کیا ہی اگر
ان مین سے کچھ پیدا کیا ہی تو وہ کہان ہی مہر وماہ کی مانند تمنے بھی آفتاب وماہتاب پیدا کیے ہین کوہ ودشت
واشجار وبحر وجود دریا وانہار وگل وغنچہ وحیوان وانسان وچرند وپرند وغیرہ تمنے بھی پیدا کیے ہین اگر
پیدا کیے ہون تو دکھاؤ تم مین بھی کچھ قدرت ہی تمہارا بنایا ہوا آسمان کہان ہی پیدا کی ہوئی تمہاری زمین
کس جگہ ہی خداوند عالم تو ہیزدہ ہزار عالم کی مخلوقات کو رزق پہونچاتا ہی اپنی مخلوقات کو روز وشب
سیر وسیراب کرتا ہی تم بھی کسی کو رزق پہونچا سکتے ہو خداوند عالم عالم ہی تم بھی راز دل سے کسی کے آگاہ ہو
اللہ کے واسطے ہمیشہ بقا ہی تمکو بھی حصول بقا ہی اگر کہو کہ ہان تو ہم ہرگز یقین نکرینگے کاذب ودروغ گو
جانینگے جسطرح تمہارے آبا واجداد مرگئے ہین اسی طرح تم بھی ایک روز مرجاؤگے بقا اسوقت کہان ہی
زہر دشناہ یا خنجر کا کچھ بھی نشان ہی تمتیا میتادم خیثمہ سراقہ ہینا کا کچھ لات ومنات وہبل وغیرہ فی الحال
کہان ہین سب نیست ونابود ہوگئے کیسے وہ مردود خدائی کا دعویٰ کرتے تھے کہ باقی نرہے فنا ہوگئے
فنا ہوجانا واسطے مخلوق کے ہی شان خدا سے حدوث بعید ہی تم دعویٰ خدائی کرتے ہو اور ہمسے عاجز ہو
گلستان باختر سے خائف وترسان ہوکر یہان تک بھاگتے ہوے آئے ہو یہان بھی تمکو شکست حاصل ہوئی
ہمنے تمکو تخت سے بقوت بازو اٹھا لیا ہی تم اٹھ آئے ہو طالب امان ہوے ہو اسی اپنی عاجزی کی سے
دعویٰ خدائی کرتے ہو توبہ کرو بندہ خدا سے دو جہان ہوکر دعویٰ خدائی کرتے ہو بندون کو خدا سے
گمراہ کرتے ہو بہت برا کرتے ہو خدا سے ہمسری کرتے ہو گناہ کبیرہ وصغیرہ کرتے ہو کھاتے ہو اور پیتے ہو
سوتے ہو جاگتے ہو بول وبراز کرتے ہو چلتے ہو پھرتے ہو تن اور اعضا رکھتے ہو جو باتین کہ ذات خدا اور صفات
خدا کے لائق نہین ہین وہ تم مین موجود ہین کیون مثل شیطان مردم کو گمراہ کرتے ہو دعویٰ خدائی کرتے ہو
اپنے تئین عبث سجدہ کراتے ہو قہر وغضب وعذاب آتش جہنم سے ڈرو توبہ واستغفار کرو اپنے تئین ایک
ادنیٰ وکمتر بندگان خدا سے جانو بہتری اسی مین اور جانبری تمہاری اسی صورت مین ہی کہ کلمہ طیبہ زبان پر
جاری کرکے بصدق دل مسلمان ہو دین اسلام اختیار کرو ورنہ تمہارے حق مین اچھا نہوگا دنیا ودین مین
تمہارے واسطے بہت خرابی ہوگی دیکھو بہت پچھتاؤگے اب بھی راہ راست پر آؤ دعویٰ خدائی نہ کرو
ہمسری خدا کی نکرو راہ مستقیم اختیار کرو یہ دنیا فانی ہی اور اہل دنیا بھی فانی ہین جس طرح اکثر مردود ناہنجار
دنیا مین دعویٰ خدائی کرکے جہنم مین بعد مرگ گئے تم بھی مثل ان کے ایک روز اس دار فانی سے سوے
عدم جاؤگے نار دوزخ مین مبتلاے عذاب شدید ہمیشہ رہوگے دیکھو فرعون ہامان شداد نمرود
وغیرہ کہان ہین مانند ان کے تم بھی دنیا مین نرہوگے مال ودولت دنیا کوئی چیز نہین ہی یہ بھی فانی ہی
حکومت ملک بھی مدام نہین ہی ایکدن تم بھی مانند شاہان گذشتگان خالی ہاتھ دنیا سے چلے جاؤگے سوا
اعمال کے نیک ہون یا بد ہون کچھ اپنے ساتھ نلے جاؤگے تمہارے پاس اعمال نیک کہان ہین بجز
اعمال بد کے اور ایسے بد اعمال کہ پناہ بذات خدا تم اپنے تئین بندۂ خدا ہوکر خدا کہلواتے ہو تم کو واجب
لازم ہی کہ اپنے معبود حقیقی کو سجدہ کرو نہ یہ کہ خود اپنے تئین سجدہ کراتے ہو یہ فعل جو کہ باعث ناخوشی خدا
ہی خدا جانے کہ تم نے کیا سمجھ کے اختیار کیا ہی کیا ہمیشہ زندہ رہوگے کیا ہمیشہ بادشاہت وحکومت کیا کروگے
ہرگز نہین کسی کے واسطے زندگی مدام نہین ہی نہ کسی بادشاہ کی حکومت کو ثبات ہی نہ ملک ومال ودولت

ہمیشہ کسی کے قبضہ مین رہی ہی نہ رہیگی اس حیات چند روزہ کے واسطے کیون فکر تدبیر الٰہی کی ہی کہ
جس سے مردود خدا ہوگئے ہو اب بھی اگر توبہ کرو تو توبہ تمھاری بکار آمد ہو جاسکی کیونکہ ابھی تک
در توبہ کھلا ہی حق تعالیٰ ارحم الراحمین ہی تمھاری توبہ قبول کریگا گناہ کبیرہ و صغیرہ تمھارے اگر اسکی
مصلحت ہوگی تو عفو بھی فرمائیگا عجز و انکساری گریہ و زاری ہنگام دعا و حاجت خوب ہی حق تعالیٰ کو
عاجزی پسند ہی کسی کا فخر و دانش کو پسند نہین ہی سزاوار غرور کبر اُس کے کوئی نہین ہی غنیمت چند نفس
کی زندگی مین اپنے عزم پر کمر باندھی ہی کہ جس سے خدا کے کون و مکان غضبناک ہو بہتر و لازم ہی کہ اب
باقی حیات اپنی عبادت و اطاعت و فرمانبرداری پروردگار عالم و عالمیان مین بسر کرو جاہ و حشم و مال و
دولت دنیا پہ توجہ نکرو دولت رستگاری عقبیٰ کی چاہو اپنے اعمال نیک کرو کہ بعد مرگ رستگار ہو
داخل جنت ہو سیر باغ بہشت کرو خدا نے بہشت و دوزخ واسطے نیک و بد اپنے بندون کے خلق
کیا ہی تمنے تو کوئی چمن بھی اپنی قدرت سے نہین بنایا ہی نہ کوئی مکان مانند مکانات دوزخ کے تمنے بنایا
ہی کچھ بھی تم مین قدرت ہی ذرا بھی تمنے اپنی قدرت کبھی ظاہر کی ہی کوئی بھی ایسا کام کیا ہی کہ جس سے
کوئی تمکو خداوند کہے محض عاجز و ماندہ ہوکر بالکل بے قدرت و قوت و طاقت ہوکر تمنے دعویٰ خدائی
کیا ہی ایسا ابلیس نے تمکو بہکایا ہی کہ تم ابلیس سے بھی بڑھکر بندگان خدا کو بہکاتے ہو اپنی زندگی تمنے
بندگان خدا کے گمراہ کرنے مین اور خود گمراہ ہو جانے مین بسر کی سخت نادانی و بیوقوفی کی کچھ بھی تمنے
خیال مرگ و آخرت کا نہین کیا سگ دنیا ہوکر طالب دنیا رہے دنیا مین بھی بخوبی آرام و راحت
بسر نکی اچھے طور سے دنیا بھی تمھارے ہاتھ نہ آئی اطمینان تمکو حاصل نہوا راحت سے بیٹھکر تمنے
دعویٰ خدائی نکیا تھا ہاتھ سے در بدر بھاگے پھرے یہان تک کہ گلستان باختر سے بھاگکر اگر تم حصار
مین آکر کوکب انجم حصاری سے جو اسوقت سامنے بیٹھے ہین اُن سے تم طالب پناہ ہوئے انھون نے
رحم کھاکر تمکو پناہ دی ہی تم خداوند بوسے ہو کہ بھاگتے پھرتے ہو طالب پناہ ہوتے ہو اگر کچھ قدرت
رکھتے ہوتے تو نہ بھاگتے نہ طالب پناہ ہوتے واہ واہ کیا خداوند گمراہ کنندہ ہو ایسی بے قدرتی و
عاجزی پر دعویٰ خدائی کرتے ہو تمکو شرم نہین آتی ہی بڑی ذلت کی بات ہی باز آؤ افعال بد سے
خصوصاً دعویٰ خداوندی سے اپنے معبود حقیقی کو جانو اور پہچانو اُس کو سجدہ کرو کہ وہ لائق سجدہ ہی
سوا اُس کے کوئی قابل سجدہ و معبودیت نہین ہی یہ ہدایت کرکے خاموش ہوئے سارے لشکر مین لقا
نے سر اپنا جھکا لیا خجالت سے کچھ جواب نہ دیا لیکن کوکب انجم حصاری بادشاہ شہر انجم حصار نے بعد سننے
ہدایت صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کے آئینہ دل سے زنگ کفر دور ہوا خواہش نور ایمان کا
ظہور ہوا بے تامل صاحبقران سے گویا ہوا کہ واقعی آپنے بجا درست فرمایا ایسی رہنمائی و ہدایت
کی کہ میرے دل پہ موثر ہوئی بیشک وہی خدا لائق پرستش و سجدہ ہی کہ جو بقول آپ کے خالق کونین
ہی سوا اُس کے کوئی قابل سجدہ و بندگی دیکھتا نہین ہی افسوس اتنی زندگی مین نے اپنی ناخدا شناسی اور
باطل پرستی مین بسر کی جاے شکر ہی کہ اسوقت آپ کی ہدایت سے مین راہ راست پر آیا راہ خدا مجکو
معلوم ہوئی مذہب حق پہچانا بیشک مذہب اسلام ہی بڑا احسان کیا آپ نے کہ مجکو راہ خدا دکھائی ظلمت کفر
سے مجھے نکالا جلوۂ نور ایمان کی طرف مائل کیا چاہتا ہون کہ اب آپ مجکو مسلمان کیجیے یہ سنکے
صاحبقران نے از حد شاد و دلشاد ہوکے کلمۂ شہادتین اُسے تعلیم کیا وہ کلمہ طیبہ پڑھکر بصدق دل
مسلمان ہوا اُس کے دین اسلام اختیار کرنے سے بادشاہ لشکر اہل اسلام و جملہ اہل دربار خوش

ہوئے بعد مسلمان ہونے کوکب انجم حصاری کے حمائل خان نے بھی صاحبقران سے عرض کیا
کہ مجھکو بھی دولت اسلام و ایمان عطا فرمایئے صاحبقران موصوف نے خوش ہوکر اسکو بھی کلمہ پڑھاکر
مسلمان کیا پھر ساریق بن لیقا کی جانب سے سنخنگان نے صاحبقران سے یہ عرض کیا کہ اے
صاحبقران عالی مقام جائے خوشی و شادمانی ہے اور مقام فخر و افتخار کا ہے کہ آپکی ہدایت و رہنمائی
سے یہ خداوند بھی کہ جو خود دعوی خداوندی کرتے تھے اور اپنے تئین سجدہ کراتے تھے معبود و واجب
کے سجدہ کرنے کی تمنا ظاہر کرتے ہین اور بندون مین خدا کے اپنے تئین بھی شامل کرنا چاہتے ہین
دعوی خداوندی سے باز رہکر توبہ و استغفار کرکے مابقی حیات اپنی خداشناسی و عبادت الہی مین
بسر کرنا چاہتے ہین کبھی کوئی خداوند کسی کی رہنمائی و ہدایت سے مسلمان نہوا تھا مگر یہ خداوند ہوتے
آپکی ہدایت سے دین اسلام اختیار کرنے پر آمادہ ہین انکو کلمہ طیبہ پڑھا کے مسلمان کیجیے اور مین تو
بہ باطن ایک مدت مدید اور عرصہ بعید سے مسلمان تھا لیکن ظاہر ان خداوند کو خداوند کہتا تھا خلوت مین
نمازین پڑھتا تھا خالق کون و مکان معبود انس و جان کو برجوع قلب سجدہ کیا کرتا تھا ان خداوند کی
ہمراہی مین اپنا دین اسلام ظاہر نہ کرتا تھا دین و دنیا دونون کی طرف مائل و متوجہ تھا اگر آپکو یا
اور کسی صاحب کو اس دربار دربار و فیض آثار مین میرے قول کا یقین نہو تو وہ سن لین یہ تقریر
کرکے باواز بلند کلمہ طیبہ اپنی زبان پر جاری کیا اہل دربار انکی باتون پر سنکر اسکے اور انکے
مسلمان ہونے سے خوش ہوئے خصوصاً صاحبقران کشورستان شادمان ہوئے خواجہ طیفور
گردپا بھی مسکرا اسکے بعدہ خوش ہوئے صاحبقران نے نہایت خوش ہوکر از حد شادمان ہوکر
ساریق بن لیقا کو کلمہ طیبہ پڑھاکر مسلمان کیا اہل دربار اور بادشاہ عالی وقار جملہ صغار و کبار
بہت خوش و خرم ہوئے ہر ایک نے اپنے دل مین کہا کہ مقام شکر خدا ہے کہ ساریق بن لیقا جو
دعوی خدائی کرتا تھا اسوقت وہ ہدایت صاحبقران سے کلمہ طیبہ پڑھکر مسلمان ہوگیا جملہ
اہل دربار تو اشخاص مندرجہ بالا کے مسلمان ہونے سے بہت خوش ہوئے اور سب کو یہ یقین ہوگیا
کہ چارون اشخاص نامبردہ مسلمان ہوئے لیکن خضران بن عمرو تاقی نے جو چہرہ ہائے نامبردگان
پر بغور نظر کی تو معلوم ہوا کہ پیشانی کوکب انجم حصاری نور ایمان سے نورانی ہے اور حمائل خان
اور سنخنگان و ساریق بن لیقا کی پیشانیان روشن نہین ہین تاریکی کفر سے تیرہ ہین جب خواجہ
موصوف کو پیشانیون کے دیکھنے سے ثابت ہوگیا کہ کوکب مسلمان ہوا ہے اور تینون اشخاص
مذکور مسلمان نہین ہوئے ہین چپکے سے کرگوش صاحبقران مین کہا کہ ساریق بن لیقا اور سنخنگان
اور حمائل خان مسلمان بصدق دل نہین ہوئے ہین انکی پیشانیان سیاہ ہین نور ایمان سے
روشن نہین ہین ہان کوکب انجم حصاری بصدق دل مسلمان ہوا ہے اسکی پیشانی نورانی البتہ ہے
صاحبقران نے بھی سرگوشی مین جواب دیا کہ اے عمو صاحب مدار ظاہر پر ہے اور ہمکو عمل شریعت پر
ظاہر سے ہے باطنون سے تعلق نہین ہے اسوقت تو ان لوگون نے ہماری ہدایت سے کلمہ پڑھا ہے تو ہمکو لازم
ہے کہ ہم انکو مسلمان جانین اگرچہ انھون نے بصدق دل کلمہ طیبہ اپنی زبان پر جاری نہ کیا ہو ظاہر پر
عمل کرنا ضرور ہے اب اس مین شک و شبہ نہ کرنا چاہیے اگر یہ لوگ مسلمان نہین ہوئے ہین اور کسی وقت
کفر اپنا ظاہر کرینگے یا ہمسے بد دشمنی پیش آئینگے تو اسوقت دیکھا جائیگا کیونکر ہمارے ہاتھ سے
بچکر جا سکینگے انشاء اللہ ایسی صورت مین ہم انکو قتل کرینگے بالفعل تو ہم انکو اپنا دوست

اور مسلمان جانتے ہین خواجہ خضران یہ سنکے خاموش رہے اس اثناے مین وقت دربار کے
برخاست کا آیا بادشاہ لشکر اہل اسلام نے دربار برخاست کیا کوکب انجم حصاری بادشاہ موصوف
و صاحبقران ممدوح سے رخصت ہوکر مع ساریق بن بقا و سخنگان و حمائل خان اپنی
دولت سرا کی طرف بخوشی روانہ ہوا بعد قطع راہ اپنے در دولت پر پہونچا حمائل خان و ساریق
بن بقا و سخنگان کو ایک مکان شاہی مین کہ بہت آراستہ تھا داخل کرکے خود اپنی محلسرا مین گیا
اپنی زوجہ اور اپنی دختر سے تمام حال اپنے مسلمان ہونے کا اور تمام حال حمائل خان و ساریق بن بقا و
سخنگان کے دین اسلام اختیار کرنے کا اور صاحبقران کے ہدایت کرنے کا مفصل بیان کیا بعدہ اپنی دختر
مسمی ملکہ ناہید ہلال ابرو کو اور اپنی زوجہ وغیرہ کو کلمہ پڑھاکر مسلمان کیا جملہ عورتین محلسرا کی کلمہ پڑھکر
مسلمان ہوئین ملکہ ناہید ہلال ابرو کہ قبل سے دین اسلام اختیار کرچکی تھی بظاہر بقا و ساریق پرست
تھی اپنے پدر کے سامنے بھی کلمہ پڑھکر مسلمان ہوکر بعد خوشی کہنے لگی کہ جب سے صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ مع اپنے لشکر کے یہان آئے اور لڑائیان ہوئین مین نے بقا اور ساریق بن بقا اور
تیتیا بیتیا دم حبشیہ وغیرہ بہت سے خداوندون کی طرف متوجہ ہوکر یہ نیت کی تھی کہ اگر لڑائی موقوف
ہوجائے اور جان آپ کی دشمنون سے بچ جاے تو طعام لذیذ و لطیف تیار کراکے نذر دیکر غربا و مساکین
و گرسنگان کو کھلاؤن گی مگر کسی خداوند نے اعانت و مدد نہ کی تمناے دلی میری بر نہ آئی یہانتک کہ بقا بدنام
طلسمی بھی ہلاک ہوے جب مین نے مسلمانون کے خدا سے حاجت مذکور کے باب مین مدد چاہی تو حاجت
میری بر آئی جان آپ کی دست دشمنان سے بچی لڑائی موقوف ہوئی ملک و مال عزت و آبرو میری بھی
بچی لہذا کل ایفاے عہد کرون گی طعام ہاے خوش ذائقہ پکوا کر بطہارت تمام تیار کراکے نذر خدا اہل اسلام کو
کھلواؤن گی اہل اسلام مین سب سے بہتر و افضل لشکر بادشاہ اہل اسلام مین سوا صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ و خواجہ طیفور کردیا و خواجہ خضران بن عمرو ثانی کے نہین ہین بس کل آپ ان کو بذریعہ
اپنے وزیر مسمی چلپسا کے یہان بلاکر نذر خدا سے و نوجوان محلسرا مین کھلوا دیجے گا مین بخوبی کھانے کا انتظام
کرون گی دعوت اہل اسلام موصوف مین تکلف کا خیال رکھون گی کوکب انجم حصاری اپنے دل مین
سمجھ گیا کہ دختر میری صاحبقران سے الفت رکھتی ہے ان کا بلانا اس کو مقصود ہے چونکہ خود بھی اپنے
دل مین یہ ارادہ کرچکا تھا کہ عقد اپنی دختر کا ساتھ صاحبقران کے کرون گا اسوقت تقریر اپنی دختر کی سنکے
خیال کیا کہ صاحبقران کا محلسرا مین آنا کوئی قباحت نہین ہے اگر میری دختر کا سامنا بھی ہو جائے گا تو بھی
کچھ ہتک عزتی نہین ہے انھین کے ساتھ تو اپنی دختر کا عقد کرون گا یہ باتین اپنے دل مین کرکے ہنسکر اپنی
دختر مذکور سے کہا کہ اچھا تمھارے کہنے کے موافق عمل کیا جائے گا تم طعام ہاے لذیذ و خوش ذائقہ کل صبح کو
پکوانا ہم اپنے وزیر کو روانہ کرکے صاحبقران وغیرہ کو یہان طلب کرین گے تم انھین کو کھانا کھلوانا یہ سنکے
ملکہ مذکورہ اور حضور جناب نواز اور سرور جنگ نواز کہ یہ دونون معشوقہ خواجہ طیفور کردیا اور
خضران بن عمرو ثانی کی تھین اپنے اپنے دل مین خوش ہوئین کوکب انجم حصاری فرش خواب پر
جاکر راحت و آرام پذیر ہوا ملکہ ناہید ہلال ابرو نے بہت خوش ہوکر اپنی رفقا نامبردہ سے مخاطب ہوکر
آہستہ کہا کہ خدا نے یہ دن دکھایا عجب نہین کہ تمھاری مراد دلی جلد بر آئے انھون نے سنکر عرض کیا
کہ ہماری مراد دلی اسیوقت بر آئے گی جب آپ کی تمناے دلی بر آئیگی اسی قسم کی باتین ہوتی رہین اور اسیوقت
سے انتظام تیاری طعام کا ہونے لگا عورات محلسرا زینت محلسرا مین اسی وقت سے مصروف ہوئین محلسرا مین

سامان تیاری طعام نذر و آراستگی محلسرا مین بدرجہ کمال کوشش ہو رہی ہی مگر اب حال ساریق بن لقاء
حمائل خان و سختگان کا لکھا جاتا ہی کہ جب یہ ہر سہ کس بلکہ تاکس داخل مکان ہو کر ایک جا بیٹھے سختگان
نے ساریق بن لقا سے کہا کہ اسے خداوند آج آپ نے میری راے پر عمل کیا مصلحت وقت یہی تھی کہ
طوطے کی طرح کلمہ پڑھ کر جان اپنی آپ نے بچائی ورنہ صاحبقران کے ہاتھ سے آپ جانبر ہوتے نہ مین بچتا
مین نے بھی ان کے خوش کرنے کو کلمہ اپنی زبان پر جاری کیا اس مین کیا قباحت ہوئی بہت سی اچھی بری
باتین شب و روز مین زبان پر جاری ہوتی ہین ازانجملہ ایک کلمہ بھی زبان پر جاری کیا اس سے کچھ دین مین
خلل نہین آیا ظاہر کا فعل اور ہوتا ہی اور باطنی فعل اور ہوتا ہی آج مصلحت وقت یہی تھی کہ ظاہرا کلمہ پڑھ لیا
عزت و جان اپنی بچائی آئندہ دیکھا جاے گا صاحبقران سے سمجھ لیا جاے گا اہل دربار بادشاہ لشکر
اہل اسلام بھی کیا نادان ہین اور صاحبقران بھی کیا سادہ لوح ہین کہ ہمارے ان خداوندکے کلمہ پڑھنے
سے خوش ہوگئے دل مین سب سمجھے کہ دراصل خداوند مسلمان ہوگئے یہ خیال کسی نے نہ کیا کہ بھلا خداوند
اور مسلمان ہون گے حمائل خان نے ہنس کر سختگان سے کہا کہ ملک جی ہمنے بھی فقط اپنی جان بچانے کو
کلمہ اپنی زبان پر جاری کر لیا ہی ظاہرا مسلمان ہوے ہین بباطن ہم اپنے دین آبائی پر ہین بیشک بقول
تمھارے آج مصلحت یہی تھی کہ کلمہ پڑھکر جان اپنی صاحبقران وغیرہ سے بچائیے آئندہ دیکھا جاے گا
جب اپنا قابو ہوگا اس کا انتقام لے لیا جاے گا ساریق بن لقا حمائل خان اور سختگان کی گفتگو سنکے
مسکرایا پھر گویا ہوا کہ ہمنے تو سختگان کی راے پر عمل کیا اُسی کی راے کے موافق تقدیر بھی کی ہی آئندہ
تقدیر تازہ حسب دلخواہ کی جاے گی فی الحال بمصلحت ایسی ہی تقدیر کی گئی ہی حمائل خان نے عرض کیا کہ
درست و بجا ارشاد ہوا یہ کہکے حمائل خان وغیرہ کہ مہمان کوکب انجم حصاری تھے بعد اکل و شرب
راحت پذیر فرش خواب ہوے جب صبح ہوئی ملکہ ناہید ہلال ابرو نے حمام مین جا کر غسل کیا بعد غسل و
طہارت پوشاک نفیس نہایت نادر و کمیاب شاہزادیون جلیل القدر کی پہنی عورات نے مانند عروس
شب اول زیور جواہرات و بناو سنگھار و حنا مہندی سے آراستہ کیا اسوقت ملکہ موصوفہ کا وہ حسن و
جمال دلفریب تھا کہ اگر عابد و زاہد بھی دیکھ لیتے تو اُس کے مصحف رخ کی دید مین محو ہوتے جانماز کو سلام کرتے
صورت اُسی کی دیکھا کرتے ادھر تو ملکہ موصوفہ کو عورتون راز دار نے مثل عروس ہر ایک زینت و زیب
سے آراستہ کیا ادھر دیگر عورتون نے فرش و آراستگی محلسرا کا بخوبی تمام انتظام کیا حالانکہ شب ہی سے
انتظام ہو رہا تھا باقی صبحکو بھی محلسرا کی خوب زینت انواع و اقسام کی زینتون سے کی گئی باورچیون نے
حکم ملکہ موصوفہ سے ایسی ایسی غذائین نفیس و لطیف تیار کین کہ جو بادشاہون کے کھانے کے لائق
تھین وہ طعامہاے لذیذ و نفیس و لطیف و خوشبو و مرغن ظروف نقرئی وغیرہ مین نکال کر ایک مقام
پاکیزہ پر رکھے گئے نقرئی کشتی مین قریب طعامہاے رنگارنگ مذکور اگر سوز کہ جس مین انواع و اقسام
اشیاے خوشبو دار کے بخار بلند تھے رکھی گئی جب یہ سب سامان و انتظام ہو چکا کوکب انجم حصاری
نے اپنے وزیر اعظم مسمی ابلیسا کو کہ زیرک و خیر خواہ تھا طلب کر کے حکم دیا کہ اسی وقت خدمت صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ مین جا کر باادب میری جانب سے عرض کرنا کہ ملکہ ناہید ہلال ابرو دختر
نیک اختر اس تازہ مسلمان نے کچھ طعام نذر خدا بطہارت اپنے ملازمون سے تیار کرایا ہی باین سبب
کہ اُس نے عہد و اقرار خداوند عالم سے کیا تھا کہ اگر جنگ موقوف ہو جاے گی تو مین نذر خدا دو تین
اشخاص پابند نماز کو کھانا کھلاؤن گی بس مراد اُس کی بر آئی ہی آپ سے بہتر اور خواجہ طیفور کر دیا اور

خواجہ خضران بن عمرو ثانی سے بہتر کوئی شخص نظر نہیں آتا ہے لہذا تکلیف فرما کر محلسرا میں مع ہر دو
خواجہ موصوفین تشریف لا کر طعام نذر مذکور نوش فرمایئے باعث میری اور میری دختر کی عزت افزائی
کا ہوگا وزیر مذکور حسب الحکم اپنے بادشاہ کے مرکب پر سوار ہو کر تھوڑے سوار و پیادے اپنے ہمراہ لیکر
جانب بارگاہ صاحبقران روانہ ہوا ادھر کوکب انجم حصاری نے اپنے شہر میں منادی کرائی کہ جو
کوئی ہماری رعایا سے دین اسلام اختیار نکرے گا قتل کیا جائے گا جملہ ساکنان شہر نے حکم شاہ سے
دین اسلام قبول کیا برنا و پیر کلمہ پڑھکر مسلمان ہوئے بتکدے منہدم ہو گئے مساجد کی بنا ہوئی ادھر
وزیر مذکور خدمت صاحبقران میں آیا جو کچھ کوکب انجم حصاری نے کہدیا تھا بادب عرض کیا
صاحبقران سمجھ گئے کہ ملکہ ناہید ہلال ابرو نے طعام نذر خدا کھلانے کو جو بلایا ہے مطلب اس کا
تجھے دیکھنے اور کلام کرنے کا ہے اور خواجہ طیفور گردپا اور خواجہ خضران کو اسواسطے بلایا ہے کہ ان کی
محبوبہ معشوقوں نے اس سے کہا ہوگا کہ ان کو بھی بلایئے ہم بھی ان کو دیکھیں مشتاق دیکھنے اور ہم سخن
ہونے کی ہیں غرضکہ بعد آگاہ ہونے کے خوش ہوکر صاحبقران نے فرمایا کہ کیا مضائقہ ہے ہم چلنے کو
موجود ہیں یہ فرماکر مرکب کو طلب کیا ملازم مرکب لائے صاحبقران پوشاک نفیس پہنکر گھوڑے پر
سوار ہوکر خواجہ خضران بن عمرو و خواجہ طیفور گردپا کو ہمراہ اپنے لیکر بفیض شادمانی ساتھ وزیر مذکور کے
سوئے محلسرائے کوکب انجم حصاری روانہ ہوئے جب یہ خبر کوکب انجم حصاری کو پہونچی کہ
صاحبقران کشورستان تشریف لاتے ہیں فوراً مع اپنے ارکان دولت کے واسطے استقبال صاحبقران
کے آیا اثنائے راہ میں استقبال کرکے بعد تعظیم و تکریم محلسرا میں لے گیا چونکہ پردہ ہوچکا تھا صاحبقران
مع خضران و طیفور کے کوکب انجم حصاری کے داخل محلسرا ہوئے دیکھا کہ محلسرا انواع و اقسام کی
زینتوں سے آراستہ و مثل خلد سامان ہے ایک دریچے میں محلسرا کے اندرون پردہ ملکہ ناہید ہلال ابرو و
سمن در جبیں ناز و غفور جنگ نواز ہم جلیسان ملکہ وغیرہ ہیں سامنے اس دریچے کے جو مقابل اس کے
دوسرا دریچہ ہے اس میں طعام رنگا رنگ ظروف میں زیر چادر پنہاں رکھا ہوا ہے اگر سوز میں لوبان وغیرہ اشیاء
خوشبو کا بخار بلند ہو رہا ہے ایک مقام صدر پر چند و دنگل کرسیاں نقرئی و چوبی رکھی ہیں ابھی صاحبقران
آراستگی محلسرا پر بجاے خود تعریف کر رہے تھے ملکہ موصوفہ کی دیدہ مشتاق تھے کہ کوکب انجم حصاری
نے بالائے کرسی زریں صاحبقران کو بٹھایا اور عرض کیا کہ اگر دل چاہے تو دنگل پر کہ وہ بھی موجود ہے بیٹھئے
پھر خواجہ خضران بن عمرو ثانی و خواجہ طیفور گردپا کو بھی عقب صاحبقران بالائے کرسی ہائے چوبی پر
بٹھایا پھر ملازم حضور والا سے مخاطب ہوکے کہا کہ جناب معلی القاب صاحبقران کشورستان تشریف
لائے ہیں میں اسوقت بغیر رخصت جاتا ہوں طعام پیش نذر و لواحق حسب قاعدہ شاہانہ دسترخوان بچھا کر طعام
نذر خدا صاحبقران وغیرہ کو بعنوان شائستہ کھلا دو یہ کہکر صاحبقران سے بھی اجازت لیکر بحیلہ ضرورت
کوکب اس جگہ سے چلا گیا بعد اس کے چلے جانے کے اکثر عورتیں بھی بہ بہانہ و حیلہ ہٹ گئیں صرف ملکہ موصوفہ
اور دو عورتیں جو رازدار تھیں رہ گئیں اسوقت ملکہ ناہید ہلال ابرو نے صاحبقران سے کہا کہ
میں نے آپ کو یہاں تشریف لانے کی تکلیف دی ہے جب بلایا ہے تو آپ آئے ہیں ورنہ یہاں آنے کی آپ کو
کیا ضرورت تھی ہم چاہتے تو کبھی آپ کی خاطر خواہ خدمت بخوبی اپنے مقدور کی ہو سکتی سے کیا گلہ اور شکوہ اس کھانے پر
نذر دے کر نوش فرمایئے خواجہ طیفور گردپا و خواجہ خضران کو بھی شریک طعام نذر کیجیے میری امید
برآئی جنگ و جدال موقوف ہوئی ہمارے والد مع تمامی اپنی رعایا کے مسلمان ہوئے اس محلسرا میں بھی

جملہ عورتین مسلمان ہوئین انکے یہان قدم آئے خدا نے یہ دن دکھایا اس روز کی ایک مدت سے آرزو تھی
کہ روبرو نادرو بدر کے بھی آپ کا تشریف لانا ہو یہی عہد کیا تھا کہ جب حسب دلخواہ مراد بر آئیگی اسوقت
نذر دلواکر کھانا کھلاؤنگی بس موافق عہد و اقرار مجکو ایفائے عہد کرنا پڑا ہی صاحبقران نے جواب دیا شکایت
تمھاری بجا ہی مگر مجبوری کم فرصتی و امور مرجوعہ واقعی تم تک ہمارا آنا کم ہوا ہر چند کہ بیقراری دل نے راحت کا
آرام سے نہین رکھا دوری مین تمھاری ہمنے راحت سے بسر نہین کی ہر وقت تمھارا ہی خیال رہا لیکن
بخیال افشائے راز و آبروریزی صبر و تحمل کیا اب خدا نے ایام مفارقت و جدائی دور کیے ہین یہ کہکر اُس
طعام پر نذر دی بعد کچھ کھانا علیحدہ رکھا ہوا دیکھکر صاحبقران نے پوچھا کہ یہ طعام علیحدہ کیسا رکھا ہی کیا
اسپر بھی کسی کی نذر ہوگی ملکہ نے مسکرا کر کہا کہ یہ کھانا بی ترتی بھرتی کی نذر کا ہی تاکہ جو مراد دلی ہی وہ جلد تر
بر آئے صاحبقران نے مسکرا کر پوچھا کہ بی ترتی بھرتی کون ہین اُن کے حال سے آگاہ کرو ملکہ نے
مسکرا کر جواب دیا کہ آپ فقط اتنا ہی سمجھ لین کہ ہم عورتین ہنگام خواہش مراد و تمنائے دلی یہ نیت
کرتے ہین کہ اگر یہ کام ہمارا یا یہ مراد ہماری جلدی سے بر آئیگی تو ہم بی ترتی بھرتی کی نذر دلائینگے
ہمیشہ سنا ہی کہ اس نیت سے لوگون کی یعنی عورتون کی مرادین بر آئی ہین حالانکہ حاجت روا خدا و ند عالم و عالمیان
ہی کوئی کیا کسی کی حاجت بر لائیگا مگر یہ طریقہ نسوان ہی عورتین ناقص العقل مشہور ہین جہالت ان کا
شعار معروف ہی مگر سب عورتین ایسی نہین ہین سنئے یہ طعام بی ترتی بھرتی کی نذر کا علیحدہ اپنے ہاتھ سے
نہین رکھا ہی یہ اور عورتون نے رکھا ہی اور انھون نے بی ترتی بھرتی سے اپنی مراد دلی کے بر آنیکی
التجا کی ہی وہ سرور جنگ نواز و حضور جنگ نواز ہین جو میری ہمجلیس ہین یہ کام انھین کا ہی صاحبقران
ملکہ موصوفہ کی باتون پر بار بار مسکرائے خواجہ طیفور اور خواجہ خضران بن عمرو اپنی اپنی محبوبہ و معشوقہ
کا نام و ذکر سنکے خوش ہوے اس اثنا مین پھر ملکہ نے کہا کہ اب کیا تامل ہی بسم اللہ ماحضر موجود ہی
نوش کیجیے صاحبقران نے فرمایا کہ اکیلے تو ہم یہ کھانا ہرگز نہ کھائینگے تا وقتیکہ تم بھی ہمارے ساتھ بیٹھکر نہ کھاؤ
ملکہ نے عذر کیا صاحبقران نے عذر اُس کا منظور نکرکے کہا اے ملکہ اب شرم و حجاب و خوف و خطر عبث ہی
یہان دشمنون سے کون ہی نہ کوئی شخص یہان ایسا ہی کہ اُس کے لحاظ سے ہمارے ساتھ کھانا کھانے کا تمھین عذر
ہی تمھاری والدہ وغیرہ بھی یہان سے کچھ خیال کرکے چلی گئی ہین کوئی بزرگون سے یہان موجود نہین ہی
پھر اب کس کا لحاظ مانع ہی پردے سے باہر آؤ ہمارے ساتھ بیٹھکر کھانا کھاؤ سرور جنگ نواز و حضور
جنگ نواز کو بھی ہمراہ لیتی آؤ ورنہ خواجہ طیفور کو دیا اور خواجہ خضران بن عمرو ناہدار بھی کھانا
کھانے سے غالبًا انکار کرینگے خدا نے یہ دن دکھایا کہ اسطرح ہمارا یہان آنا ہوا پوشیدہ طور سے ملنے کا
زمانہ گیا ملکہ موصوفہ تقریر امیر کشور گیر سنکے خاموش رہی اُسوقت حضور جنگ نواز و سرور جنگ نواز
وغیرہ دیگر عورتون راز دار نے ملکہ سے عرض کیا کہ حضور مناسب یہی ہی کہ اسوقت صاحبقران کے ساتھ
بیٹھکر آپ بھی غذا نوش فرمائین خاطر صاحبقران ضرور ہی گو آپ شرماتی ہین بیشک شرم و حیا مانع ہی مگر مصلحت
وقت یہی ہی کہ عذر و انکار نہ کیجیے شرم و حیا و غیرت کا خیال و عذر نہ کیجیے پردے سے نکلیے جمال
جہان آرا اپنا اپنے مشتاق دیدار کو دکھائیے آپ اُن کے چہرۂ زیبا کو دیکھیے خوش و مسرور ہو جیے خدا کا
شکر کیجیے کہ ایام مفارقت دور ہو گئے زمانہ وصل آگیا اب دن عید رات شب برات کی طرح بسر کیجیے عنقریب
عقد و نکاح آپ کا صاحبقران سے ہو جائیگا آپ کے والد ماجد کو قرینہ قیاس اور شاید کسی کے
اطلاع دینے سے حال آپکے عشق و الفت کا معلوم ہو گیا ہی اسیوجہ سے وہ یہان سے ہٹ گئے ہین بہانہ

وشبلہ ضرورت کا رسکے چلے گئے ہین مرہا تھا سلم و فہیم ہین کچھ نادان و نافہم نہین ہین ورنہ
آپ سکے والد تنہا آپکو فقط ہم چند عورتون سکے یہان چھوڑکر چلے نہ جاتے ملکہ موصوفہ نے آہستہ جواب دیا
کہ تمھاری تقریر سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ تمکو اپنے چاہنے والون سکے وصل کی خوشی ہے اپنے چاہنے والونکے
پہلو مین بیٹھنا چاہتی ہو اُن کو دیکھنا دکھانا اپنے تئین تمھین منظور ہے در پردہ شوق دید تمھین انھین کا ہے ہمکو
بہت مژدہ وصل دیتی ہو انھون نے عرض کیا کہ جب آپ سے صاحبقران کو وصل حصول ہوگا حضور سکے
طفیل سے ہم بھی اپنی مراد کو پہونچین گے ملکہ نے حضور جنگ نواز او بہروز جنگ نواز کی تقریر مندرجہ بالا
جسے بظاہر مجبور باطن خواستگار ہمنشینی صاحبقران سمجھ کر کہا کہ خیر تمھاری خوشی تمکو منظور ہے پھر پردہ سے
اسطرح باہر آئی کہ جیسے ابر سے ماہ درخشان اور ہم جلیسین اُس کی مانند ستارہ ہاے درخشان سکے اُس
پریچہرہ کو جو ہزار زیب و زینت آراستہ کی گئی تھی صاحبقران نے دیکھا ایسے محو جمال ہوئے کہ گویا ہمہ تن
تصویر حیرت ہوگئے اسی طور سے خواجہ طیفور گرد یا اور خضران بن عمرو ثانی اپنی اپنی معشوقہ کو دیکھکر
اُس کی زیب و زینت و حسن پر نظر کرکے بیخود ہوے شوق و اشتیاق وصل نے اجازت دی کہ اب
دیر کیا ہے اغیار سے مکان خالی ہے مگر بوجہ خیال فعل حرام بجبر و صبر ہر ایک نے اپنے تئین دست درازی
و ہم آغوشی سے باز رکھا خلاف شریعت آگے قدم نہ رکھا لیکن اُن کے دیکھنے سے ہر ایک نہایت خوش ہوا
پھر بعد گفتگوے شکوہ و شکایت بسیار ہر ایک عاشق لے اپنی معشوقہ کے ساتھ دسترخوان پر بیٹھکر بصد
خوشی وہ کھانا تناول کیا بعد ازان کنیزین آفتابہ و سلفچی لائین ہر ایک نے ہاتھ دھویا بعدہ تا دیر ہر ایک نے
اپنی اپنی محبوبہ سے آہستہ آہستہ باتین راز و نیاز کی کین پھر برسم متعارف بیڑہ پان کھاکر ہر ایک
اپنی اپنی محبوبہ سے رخصت ہوکر بیرون محلسرا گیا صاحبقران نے بہنگام دربار کوکب انجم حصاری
پہونچکر دیکھا کہ کوکب انجم حصاری مع اپنے ارکان دولت کے دربار مین بیٹھا ہے ہنوز صاحبقران نے
دربار مین قدم رکھا ہی تھا اور سلام بطریق اہل اسلام کیا ہی تھا کہ کوکب انجم حصاری دیکھتے ہی
صاحبقران کو جواب سلام دے کر تخت سے براے تعظیم سر و قد اٹھا بعد عرض کیا کہ آپ نے قدم رنجہ
کرکے مجکو سرفراز کیا دنیا مین سربلندی و عزت مجکو حاصل ہوئی یہ کہکے کہا کہ آپ اس تخت حکومت پر آکے
جلوس فرمائین صاحبقران نے جواب دیا کہ یہ تخت و تاج تمہارا تمکو مبارک ہو ہمین تخت نشینی کی خواہش
نہین ہے جسنے دین اسلام اختیار کیا ہے اس کی خوشی ہمکو تخت نشینی سے بڑھکر ہوئی یہ فرماکر جو دنگل برابر
تخت زرین کے کوکب انجم حصاری نے بصد تکلف بچھوا رکھا تھا اسی دنگل پر صاحبقران کوکب
انجم حصاری کو تخت پر بٹھاکر بیٹھے پھر سب ارکان دولت و حمائل خان و شمشگان وغیرہ بھی اپنی اپنی
جگہ پر بیٹھے تھوڑی دیر صاحبقران نے دنگل مذکور پر بیٹھکر کچھ باتین کرکے وقت رخصت سرگوشی مین
کوکب انجم حصاری سے کہا کہ تمھاری دختر نیک اختر نے تو طعام نذر ہمکو کھلا دیا تم نے دین اسلام لاکر ہماری
کچھ دعوت و ضیافت معقول نہین کی کوکب انجم حصاری نے یہ تقریر صاحبقران کی سمجھکر سرگوشی مین
جواب دیا کہ یہ کمترین و ناچیز آپ کی کیا نذر کرے کوئی شے لائق نذر آپکے نہین رکھتا ہے الا ارشاد آپکا
یہ خاکسار سمجھا ہے انشاء اللہ حسب تمنا آپکے یہ خاکسار وہ شے جو اپنی جان سے زیادہ تر عزیز رکھتا ہے
اُس کو جلد تر نذر کرے گا دعوت و ضیافت بھی آپکی ہوگی جو آپ چاہتے ہین اگر خدا نے چاہا تو حسب دلخواہ
آپکے اُس کا سامان کیا جائیگا تامل و تاخیر نہ کی جائے گی اطمینان رکھیے صاحبقران کفرستان
گفتگو سے کوکب انجم حصاری سُنکے خوش ہوے پھر رخصت ہوکر خواجہ طیفور و خواجہ خضران بن عمرو کو

اپنے ہمراہ لے کر اپنے لشکر مین آگئے دوسرے روز پھر کوکب انجم حصاری نے اپنے وزیر جلیل کو
تخلیے مین طلب کر کے اُس سے کچھ باتین بابت عقد و شادی اپنی دختر کے کر کے پھر آگاہی و اطلاع
ظاہری خدمت صاحبقران مین روانہ کیا صاحبقران کو جو اُسکے آنے کی ہرکارون سے خبر معلوم ہوئی
چند سردارون کو واسطے اُس کے استقبال کے روانہ کیا اُن سرداران لشکر نے جا کر اُس کا استقبال
کیا پھر اُس کو دربار بادشاہ لشکر اہل اسلام یعنی دارا بن داراب سپہین زرہ مین لائے اُس نے بادشاہ
و صاحبقران کو باادب سلام کیا پھر باشارہ بادشاہ ممدوح دربار مین موافق اپنی عزت کے بیٹھا
صاحبقران نے پاس اپنے بادشاہ سبب آنے کا پوچھا اُسنے بخندہ پیشانی باادب عرض کیا کہ یہ کمترین
مژدہ شادی لیکر آیا ہے مبارک ہو کہ آپ کو ہمارے بادشاہ ذیجاہ نے سہر دامادی تجویز کیا ہے ارادہ
ہمارے بادشاہ کا یہ ہے کہ بہت جلد شادی مذکور کرے مجکو واسطے اطلاع و آگاہی کے آپ کی خدمت عالی
مین بھیجا ہے لہذا آپ بھی سامان شادی سے غافل نرہین ہمارا بادشاہ بھی سامان شادی مین مصروف ہے
اپنے ملازمون کو حکم دیدیا ہے کہ جملہ اسباب و سامان شادی نہایت حسن و خوبی سے مہیا و فراہم کیا جائے
خیرخواہ دولت انتظام شادی مین سرگرم ہین در خزانہ سلطانی وا ہے بیشمار زر سامان شادی مذکور مین
صرف ہو رہا ہے عنقریب یہ رسم انجام ہونے والی ہے بادشاہ و صاحبقران وغیرہ جملہ اہل دربار یہ خوشخبری
عقد و نکاح و شادی سنکے از حد شادمان ہوے اسی عالم خوشی مین حکم بادشاہ لشکر اہل اسلام سے وزیر
مذکور کو خلعت فاخرہ دیا گیا وزیر مذکور مخلع بخلعت فاخرہ ہو کر رخصت ہو کر اپنے بادشاہ کی خدمت مین گیا بعدہ
جو کچھ اُس نے کہا تھا اور جو کچھ دربار بادشاہ مین دیکھا تھا تمام و کمال اپنے بادشاہ سے عرض کیا کوکب
انجم حصاری نے وزیر مذکور سے کہا کہ جلد اپنی حسن تدبیر سے اس شادی کا ایسا سامان و انتظام کر
کہ شاہان روزگار و سلاطین ذی وقار سے کسی نے نہ کیا ہوا اور میرا ابھی یہی ارادہ ہے کہ یہ شادی ایسی کرونگا
کہ کسی بادشاہ نے اپنی دختر کی شادی ایسی دھوم سے نہ کی ہوگی اور نہ کوئی شاہان روزگار سے کبھی
کریگا کیونکہ مین بجز ایک دختر کے کوئی دوسری دختر و فرزند نہین رکھتا نہ اب امید ولادت اولاد کی
ہے زر چند خزانے کا اسی شادی مین صرف کرنا مقصود ہے بلکہ فکر زر دیگر ہے عمال سے بذریعہ پروانہ جات
زر کثیر طلب کیا جائیگا غالبا علاقون سے زر کثیر آجائیگا وہ بھی اسی شادی مین صرف کر دیا
جائیگا زمانہ میری جوانی کا گذر گیا وقت پیری آگیا ہے امید ترقی حیات نہین ہے نہین معلوم کہ سال آئندہ
تک یا ماہ آئندہ تک زندہ رہون یا نرہون لہذا حوصلہ اپنے دل کا نکالونگا موافق اپنی لیاقت و
مرتبے کے یہ شادی کرونگا دیکھنے اور سننے والون کو حیرت و تعجب ہوگا خصوصا سلاطین جہان کو رشک
حسد ہوگا سمجھو معلوم ہے کہ بیشمار روپیہ خزانے مین ہے سب روپیہ صرف کرونگا زر خزانہ ہاے مذکور سے
ایک حبہ بھی اپنا خرچ بہرہ کبھی باقی نرکھونگا تمام و کمال زر مذکور اسی شادی مین صرف کرونگا دیکھو
کہ تو کیسا انتظام کرتا ہے وزیر مذکور نے دست بستہ عرض کیا کہ حضور ملاحظہ فرماوینگے جیسا انتظام یہ خیرخواہ
حسب دلخواہ حضور کریگا کوکب انجم حصاری نے کہا کہ ہان اے وزیر خوش تدبیر انتظام کرنا تیرا کام ہے
جسقدر روپیے کی ضرورت ہو ہمارے خزانہ ہاے عامرہ سے لے یہ فرما کر موافق خواہش و طلب وزیر مذکور
کئی کرور روپیہ بالفعل خزانون سے دیا گیا وزیر مذکور وغیرہ دیگر ارکان دولت سامان و انتظام
شادی مین مصروف ہوے بادشاہ مذکور بھی بنفس نفیس خود ظروف اسباب و سامان فراہم
کرنے مین سرگرم ہوا اُدھر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کی جانب حکم بادشاہ لشکر اہل اسلام سے

سرداران سپاہ و شاہان ہفت ملک و دیگر اشخاص نے فراہی اسباب شادی کا سامان بہت جلد کرنا شروع کیا بعد چند روز کے کوکب انجم حصاری کی جانب سے مانجھا اس تزک اور دھوم سے آیا کہ دیکھنے والون کو حیرت ہوئی سننے والون کو تعجب ہوا بلکہ فلک پیر سامان جلوس و صدائے نوبت و نقارہ و دہل و شور جلاجل و بوق و شہنا وغیرہ و کثرت جلوس سپاہ کثیر و زیادتی فیل و شتر قطار در قطار و دیگر جلوس بجلہ و نقرئی جواہر کار چوکے و ابریق نقرئی و طلائی و کثرت سواری زنان مانند ہزار در ہزار قفس و سکھپال و محافہ زرین دیکھکر حیران ہوا اور جھک کر بچشم غور و تعجب نگران ہوا گا رزمین بھی کثرت اسپ و فیل و شتر و مردم جلوس سے بیقرار و بیچین ہوئی باجون کی آواز سے گوش انسان و حیوان گویا کر ہوگئے شور و شغب و انواع و اقسام کے باجون کا تا گنبد فلک پہونچا کہان تک مفصل حال جلوس و نوبت و نقارہ و خوبی انتظامی اس رسم مذکور کا تحریر کیا جائے خلاصہ یہ کہ ایسا مانجھا ایسی دھوم اور ایسے جلوس اور ایسے انتظام اور ایسے ہزارہا باجون کے شور و غل سے کسی شاہان گذشتہ و موجودہ نے نہ بھیجا ہوگا اور ایسا زر و جواہر نثار سنا ہوگا غربا و مساکین کو لٹوا رسم مذکور کسی نے شاہون سے کبھی ایسا زر کثیر خیرات نہ کیا ہوگا اور جس خوبی و حسن انتظام سے یہ مانجھا بھیجا گیا ایسا کبھی کسی بادشاہ نے اور اُسکے وزرا وغیرہ ارکان دولت و اعیان مملکت نے انتظام نہ کیا ہوگا جب ایسے تزک اور دھوم سے مانجھا لشکر اہل اسلام مین پہونچا اور دن کا کیا ذکر خود بادشاہ لشکر اہل اسلام سامان و جلوس و کثرت سپاہ وغیرہ پر نظر کر کے حیران ہوئے اور آہستہ شاہان ہفت ملک وغیرہ سے فرمایا کہ ہمکو اس تزک سے مانجھا آنے کی امید نہ تھی بلکہ خیال بھی نہ تھا کوکب انجم حصاری بادشاہ عالی ہمت و حوصلہ ہر چیز ادھر سے بھی رسم ساچق وغیرہ اور برات بھی اس مانجھے کے جلوس و سامان و تزک سے بدرجہا بہتر کی جائے گی اس تزک سے برات جائے گی کہ دیکھنے والون کو حیرت ہو جائے گی بلکہ خود کوکب انجم حصاری بجائے خود مقر ہوگا کہ جس دھوم سے اور تزک سے اُس جانب سے یعنی صاحبقران کی طرف سے رسوم شادی کی ہوئی مجھسے بہ نسبت اُن کے مانجھا نہ بھیجا گیا شاہان ہفت ملک وغیرہ سرداران لشکر نے عرض کیا کہ حضور نے جیسا فرمایا ہے انشاء اللہ ویسا ہی ہوگا بلکہ اُس سے بہتر اور زیادہ سامان ہوگا ابھی یہ باتین تھین کہ سواریان بعد مانجھا آنے کے بارگاہون اور خیام مین اترنے لگین بعد اترنے سواریون عورتون کے نازنینان خوبرو و مہ جبینان خوش گلو و بروئے اُن عورتون کے رقص و نغمہ کرنے لگی غزلین وغیرہ گانے لگین ازانجملہ ایک مطربہ خوبرو و خوش گلو نے یہ غزل روبروئے زنان مذکور شروع کی

غزل

مین اگر رنگ لب [illegible] ان دیکھون	[illegible] کبھی اے لعل بدخشان دیکھون
گریہ آئین رخ قاتل پہ لگا کر [illegible]	نزع کے وقت بھی اُس کا رخ تابان دیکھون
چشم محبوب پہ عاشق تو ہوا ہون لیکن	کیا دکھائے مجھے یہ گنبد گردان دیکھون
حشر پر وعدۂ دیدار وہ ٹہرا رکھتا ہے	یا خدا جلد رخ مہر درخشان دیکھون
چشم جانان کا بصد ناز اشارہ ہے یہی	کیون نہین الفت سے سوئے عاشق گریان دیکھون
وہ پری غیر کو نت تم نہ صوبے سامنے ہے	بزم یاران اُسکے نہین رشک سلیمان دیکھون
ہا دل کے مرے رونے پہ کسی کا ہنسنا	گل کو مین گریۂ شبنم پہ بھی خندان دیکھون
دل مین مردہ ہون ارمان یہ بگرکتا ہے	اپنے پہلو مین نہین گنج شہیدان دیکھون

زنان مذکور اشعار غزل مندرجہ سنکے خوش ہوئے لگین اکثر عورتین اسکو جواہرات و اشرفیان انعام مین

دینے لگین یہان تک کہ جب تک اُس مطربہ نے تمام وکمال اشعار مندرجہ غزل بالحان خوش گائے اسقدر جواہر وزر اُس کو عورتون نے خوش ہو کر انعام مین دیا کہ وہ مالامال ہو گئی اُس سے اور اُس کی ہمراہی عورتون ساز بجانے والیون سے بھی وہ زر و جواہر اٹھ نہ سکا آخرکار بہزار تدبیر وہ تمام زر و جواہر لے کر بزم عشرت سے علٰحدہ گئی بعد اُس کے جانے کے اور ایک مطربہ خوبرو رقص و نغمہ کرنے لگی اسی طرح ہر ایک بارگاہ و خیمہ مین جہان جہان وہ عورتین جو ہمراہ مانجھے کے آئی تھین رو برو اُن کے نازنینان خوبرو رقص و نغمہ کرنے لگین وہ عورتین گانا اُس کا سُنکے ناچنا اُن کا مشاہدہ کر کے شادمان ہو کے زر کثیر انعام مین دینے لگین خصوصًا وہ زن خوبرو جو رشتہ کی بہن ملکہ ناہید ہلال ابرو کی تھی سب عورتون سے زیادہ تر انعام دینے لگی تا دیر ناچ راگ رنگ رہا صدائے سازہائے رنگارنگ بلند رہی گلرخان خوش گلو گا لکین آخرکار صاحبقران سلطان کشورستان کو بارگاہ مین بعد پردہ ہونے کے طلب کیا خواہر مذکور ملکہ ناہید ہلال ابرو نے اپنے ہاتھ سے حسب دستور کلائی مین صاحبقران کی کنگنا باندھا پوشاک زرین و جواہرکار برنگ زرد پہنائی زیور رنگ بھی مانند ہار بدھی وغیرہ کے پہنایا دیگر رسوم بھی ہوئی اسوقت اُس جگہ ایک مطربہ نے مبارکباد گانا شروع کی وہ نازنین اس حُسن و خوبی سے مبارکباد گائی کہ سب عورتین سننے والیان خوش ہو کین بہت انعام اُس کو دیا بعد کنگنا باندھنے اور مانجھا پہنانے کے اور رسوم ادا کرنے کے وہ سب عورتین فنسون مین اور محافون مین سوار ہونے لگین جب سب عورتین سوار ہو چکین جس تزک اور جلوس سے مانجھا وہ لے کر آئی تھین اسی جلوس سے واپس گئین کوکب انجم حصاری کی زوجہ نے اپنی دختر کو از حد خوشی سے مانجھے بٹھایا کنگنا اُس کی کلائی مین باندھا گیا پوشاک متعارف زرد رنگ شاہانہ اُسے پہنائی گئی محلسرا مین بھی نازنینان خوبرو و خوش گلو در پر زوجہ کوکب انجم حصاری و ملکہ ناہید ہلال ابرو کے رقص و نغمہ کرنے لگین ناچ گانا ہونے لگا شور مبارکباد گانا گنبد فلک پہونچا محلسرا مہمان عورتون سے مملو تھی بلکہ کئی مکانات شاہی جو نہایت وسیع تھے زن و مرد سے بھرے تھے علاوہ اس کے صدہا بارگاہین اور خیام ایستادہ تھے اُن مین مہمان فروکش تھے دعوت و ضیافت و مہمانداری نہایت خوبی سے سب کی ہونے لگی ناظرین پر واضح ہو کہ اگر یہ شادی و مراسم شادی بہ تفصیل و طوالت سے تحریر کیے جاین تو بہت طول ہوگا لہذا اختصار پسند طبع ناظرین کے خیال سے خلاصہ و مختصر حال شادی و عقد رقم کیا جاتا ہے کہ بعد رسم مانجھے کے و دیگر رسوم طرفین دولہ دلہن والون کے برات ایسے جلوس و سامان سے خانہ عروس کی طرف روانہ ہوئی کہ دیکھنے والون اور منصف مزاجون نے باہم کہا کہ بہ نسبت جلوس و تزک اس برات کے جلوس و تزک مانجھے کا کچھ بھی نہ تھا جب ایسے جلوس سے صاحبقران و جملہ سرداران سپاہ و بادشاہ داراین داراب ہمراہ قریب تر خانہ عروس کے پہونچے کوکب انجم حصاری جلوس وغیرہ پر نظر کر کے خود متفکر ہوا کہ مین نے مانجھا ایسے سامان و جلوس سے نہین بھیجا تھا جس سامان و جلوس و خدم و حشم و تزک و شان و شوکت سے یہ برات آئی ہے غرضکہ جو مکانات شاہی قبل سے آراستہ فرش و شیشہ آلات وغیرہ سے پیراستہ کیے گئے تھے انھین مین براتی فروکش ہوئے بزم عشرت مین بھی اکثر سرداران سپاہ و سلاطین و شاہزادگان و شاہان ہفت ملک علٰی قدر مراتب دنگلون کرسیون زرین پر قریب مسند صاحبقران بیٹھے نازنینان خوبرو سامنے صاحبقران کے رقص و نغمہ کرنے لگین جملہ اہل بزم شادی ناچ گانا اُن کا دیکھنے سننے لگے ان مین سے ایک مطربہ حسین و جمیل و خوش آواز نے یہ غزل گانا شروع کی۔

غزل

شب وصلت نہ وہ گر پردہ قفل جاتا تو کیا ہوتا
مرے دل سے جو اک ارمان نکل جاتا تو کیا ہوتا

ہمیشہ اے دوستو ہاتھ ملتے پیچ و تاب روتے ہو
سوئے ملک عدم بالفرض نکل جاتا تو کیا ہوتا

پڑھتا فاتحہ لیکن مرے مرقد کی جانب سے
اگر ہنستا ہوا وہ گل نکل جاتا تو کیا ہوتا

دیا بوسہ نہ کیوں لیتے متاع حسن یار صفی کا
درم اک گنج قارون سے نکل جاتا تو کیا ہوتا

شب وصلت جھجک کر کہا کہ میرا یار یہ بولا
کہ او ظالم مرا سینہ مسل جاتا تو کیا ہوتا

اہل بزم سنکے یہ عاشقانہ اشعار عاشقانہ شعر سنکے خوش ہوکر بجاے خود و ثنا اپنا خوش گلو مطربہ و شاہدے اشعار کرنے لگے مطربہ مذکورہ تا دیر رقص و نغمہ کیا کی پھر کچھ بعد دیگرے نازنینان مہ جبین ہمراہ اپنے سازندون کے حاضر بزم عشرت ہوکے ناچنے گانے لگین اہل محفل سننے لگے آخر کار بعد رسومات و قبول اہل عالم کے بزم عشرت مین بساعت نیک و سعید بصیغہ عقد صاحبقران پڑھا بعد عقد و نکاح ہو جانے کے نازنینان مذکور مبارکباد گانے لگین بار بار انعام کثیر لینے لگین بعد اختتام جلسہ عشرت و نعمت و نکاح حسب الطلب صاحبقران داخل محلسرا ہوے رسوم عورتون نے شادی کے ادا کیے پھر صاحبقران نے ملکہ مذکورہ کو آراستہ کرکے فرزندین مین سوار کیا کوکب انجم حصاری نے بطریق جہیز و اسقدر زر و جواہر و اسباب مال و متاع دیا کہ تفصیل اُس کی ہو نہین سکتی لشکر بہ برات رخصت ہوئی لشکرگاہ انجم حصاری سے ایک مکان نہایت آراستہ مین برات اتری یعنی صاحبقران نے ملکہ ناہید ہلال ابرو کو تخت زرین سے اُسی مکان مین اتارا جب وہ روز بسر ہوا ہنگام شب صاحبقران نے پاس ملکہ ناہید ہلال ابرو کے جاکر بہ عاشے دل حاصل کیا تمنا سے حضرت طالب و مطلوب برائی تنچہ ہاے قلوب شگفتہ ہوے اور راوی دیگر نے یون بیان کیا ہے کہ عقد و نکاح صاحبقران کا ساتھ ملکہ ناہید ہلال ابرو کے بہ رسم و قاعدہ ملک عرب ہوا نہ بقاعدہ و رسوم ہندوستان ہوا جیساکہ لکھا گیا ہے غرض بہر طور عقد و نکاح ہوا بعد عقد ہونے صاحبقران کے سرور جنگ نوازش سے عقد خواجہ خضران کا ہوا اور رعفور جنگ نوازش سے خواجہ طیفور رگر کا عقد ہوا یہ دونون بھی اپنی اپنی محبوبہ و زوجہ سے ہم بستر ہوے صبح کو صاحبقران و خواجہ طیفور رگر دیا و خواجہ خضران بن عمرو تامانی داخل حمام ہوے بعد غسل کرنے کے پوشاکین نفیس و عمدہ پہنکر حمام سے باہر آئے صاحبقران و ہردو خواجہ مذکور دربار پادشاہ لشکر اہل اسلام مین گئے صاحبقران بعد سلام کرنے کے اپنے دنگل شوکت پر بیٹھے خواجہ طیفور رگر دیا و خواجہ خضران بھی پادشاہ لشکر اہل اسلام کو سلام کرکے کرسیون پر بیٹھے اسی اثنا مین کوکب انجم حصاری آیا صاحبقران نے دیکھکر اب اپنا خسرا و بزرگ تصور کرکے سلام کیا اُس نے دعاے طول عمر و ترقی اقبال دے کر کہا اب تو میری یہ خوشی ہے کہ میرے تخت پر صاحبقران بیٹھے اور حکمران ہوون نے تمام ملک و مال و خزانہ وغیرہ بھی دیا صاحبقران نے تخت نشینی سے انکار کیا ناظرین کلمہ مین پر واضح ہو کہ ایک ساحر جسکو سبھی معین جادو ساکنان طلسم زلزلہ سے تھی حسب اتفاق وہ کسی ضرورت سے سوے انجم حصار آیا تھا یا فرستادہ پادشاہ طلسم زلزلہ تھا بہر اسے دریافت خبر انجم حصار مین آیا تھا اُس نے سب کی نظر سے پوشیدہ ہوکر تمام حالات اپنی آنکھ سے دیکھے خصوصاً مسلمان ہوکر کوکب انجم حصاری کا صاحبقران کو بلانا امیر کشورگیر کا محلسرا مین جاکر ہمراہ ملکہ کے کھانا کھانا پھر شاہ انجم حصاری کا اپنے وزیر کو دوبارہ خدمت صاحبقران مین بھیجنا پھر اپنی دختر کا عقد کرنا صاحبقران سے اور براے تخت نشینی و فرمانبرداری صاحبقران سے کہنا

اور اُن کی تہنیت نشینی اسکے انکار کرنا بعدہٗ سمت طلسم زلزلہ روانہ ہوا حال اس کا برمقام مناسب تحریر
کیا جائے گا الحاصل ابھی صاحبقران کشورستان وغیرہ وخواجہ مذکور دربار میں بیٹھے تھے دربار آراستہ
تھا فرامرز ثانی بھی وہ نکل پر بیٹھا ہوا تھا اکثر شاہ وشہریار اہل دربار سے صاحبقران سے یہ کہہ رہے تھے
کہ مبارک ہو آپ کا عقد ونکاح دختر کو کسپا بھجم حصار سے ہوگا صاحبقران جواب میں ان سے کچھ کہنا
چاہتے تھے کہ ناگاہ ایوان جانب سے کچھ غبار بلند ہوا فی الفور واسطے دریافت حال کے ہرکارے روانہ
ہوئے بعد دو ساعت کے ہرکارون نے روبرو بادشاہ لشکر اہل سلام وصاحبقران عالیمقام
حاضر ہو کر بصد ادب یہ عرض کیا کہ اس وقت ایک سوداگر مسمی طہماس رومی مال واسباب کثیر و
بیش بہا انواع واقسام کا لیکر براے تجارت ہمراہ قافلے کے ادھر آیا ہے یہان سے آگے قافلہ
اُس کا اترا ہے اُن کی خبر یہ تھا اور یہ بھی دریافت کرنے سے معلوم ہوا ہے کہ تاجر مذکور اپنے ملک و شہر
سے روانہ ہو کر اکثر شہرون میں مال واسباب اپنا فروخت کرتا ہوا اور خریدتا ہوا تا شہر کیا تھا
وہان سے اس طرف آیا ہے صاحبقران نے ایک بادشاہ سے یہ خیال کہ تاجر مذکور سے حال
صاحبقران ثانی وصاحبقران ثالث شاہزادہ بدیع الملک وجملہ شاہزادون کا کہ وہ سب
خانہ کعبہ اور حوالی خانہ کعبہ میں ہیں دریافت ہوگا ونیز مال واسباب تجارتی بھی اُس کا خرید کرنا
مطلوب ہے ہرکارون سے فرمایا کہ اُس تاجر کو مع تمامی مال واسباب اُس کے ہمارے روبرو لاؤ
ابھی جاکر اُس کو بلا لاؤ ہرکارے روانہ ہوئے بعد قطع راہ تاجر مذکور جس جگہ اُترا تھا پہونچے اُس
سوداگر سے کہا کہ چلو تم کو صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے طلب کیا ہے تمام مال واسباب
تم اپنا ہمراہ اپنے لے چلو شاید کل مال واسباب تمھارا بشرط پسند صاحبقران لے لین سوداگر
مذکور ہرکارون سے تقریر ان کی سنکر اسیوقت وہان سے مع تمامی مال واسباب وغلام وکنیزون
وشترون کے چند درچند کشتیون میں تحائف نفیس ونادر مانند جواہرات وغیرہ کے براے نذر
بادشاہ لشکر اہل اسلام وصاحبقران عالی مقام رکھکر کشتی پوش نفیس ہر ایک کشتی پر ڈالکر اپنے
غلامون وغیرہ کے سرون پر اُن کشتیون کو رکھکر اُس جگہ سے روانہ ہوکر قریب بارگاہ بادشاہ
لشکر اہل اسلام آکر فروکش ہوا پھر وہ کشتیان اپنے ساتھ لیکر ہمراہ ہرکارون کے تنہا در بارگاہ پر پہونچا
بعد حصول اجازت اندر بارگاہ کے گیا بادشاہ لشکر اہل اسلام وصاحبقران عالی مقام کو بطریق اہل اسلام
اُس دیندار نے سلام کیا صاحبقران نے جواب سلام دیکر بادشاہ نے اشارہ بیٹھنے کا کیا تاجر مذکور موافق
اپنی عزت کے ایک کرسی پر روبروے بادشاہ وصاحبقران وہ کشتیان تحائف کی نذر دیکر بیٹھا بادشاہ و
صاحبقران نے نذر اُس کی قبول کی بعد تھوڑی دیر کے صاحبقران نے اُس سے پوچھا کہ نام تمھارا کیا ہے کس
شہر سے یہان آئے ہو مال واسباب تجارتی تمھارے پاس کس کس قسم کا ہے فہرست قیمت مال واسباب تم
اپنے ساتھ لائے ہو یا نہیں اُس نے عرض کیا کہ اسم اس خاکسار ذرہ بیمقدار کا طہماس ہے چونکہ روم وطن ہے
اس وجہ سے خاص وعام اس نحیف کو طہماس رومی کہتے ہیں اپنے وطن سے مال واسباب تجارتی لیکر اونٹون پر
بار کرکے بہت سے ملازمون اور غلامون کو اپنے ہمراہ لیکے ساتھ قافلہ تاجرون کے بغرض تجارت سمت
شہر طوفانیہ پہلے گیا تھا وہان کے بادشاہ وحاکم کا نام طوفان ارزق چشم ہے جب اُس کی عملداری میں پہونچا
اور اُسکو قافلہ تاجرون کے آنے کی خبر معلوم ہوئی فی الفور اُس نے طلب کیا فدوی اور دیگر تاجرون نے
روبرو اُس کے جاکر بصد ادب وقاعدہ سلام کرکے نذرین دین کشتیان مال واسباب نادر ونفیس کی

پیش کین اُس نے نذر قبول کرکے پوچھا کہ تم سب تاجر کہان سے آئے ہو مذہب تمھارا کیا ہی ہم سب نے
نام بتا کر عرض کیا کہ ہمارا دین اسلام ہی ہم سب تاجر مسلمان ہین یہ سُنکے وہ بادشاہ نہایت برہم ہوا اور چین بجبین
ہوکر کہنے لگا کہ اے تاجرو آگاہ ہو کہ ما بدولت دشمن جان اہل اسلام ہین و بغیر خداوندون کی پرستش
کرتے ہین خونریزی اہل اسلام مباح جانتے ہین لشکر ہمنے بحد و بے شمار واسطے قتل و خونریزی اہل اسلام
کے خصوصًا بادشاہ لشکر اہل اسلام دارا ین و داراب سیمین زرہ و صاحبقران سلطان کیوان شکوہ
اور اُسکے سرداران سپاہ و جملہ سواران لشکر کے فراہم کیا ہی اور بکثرت سرداران سپاہ رشک رستم و
سُہراب و فرامرز و گیو و گستہم و بیژن وغیرہ پہلوانون کے جمع کیے ہین سامان جنگ مہیا کیا ہی
اور کر رہے ہین عنقریب ہمارا ارادہ ہی کہ یہان سے ہم بجمعیت سپاہ بے شمار و کثیر و تمامی سرداران سپاہ
بے نظیر براے مجادلہ و مقابلہ بادشاہ و صاحبقران موصوفین روانہ ہون اخبار سے دریافت ہوا ہی کہ
لشکر اُن کا جانب انجم حصار و طلسم زلزلہ فردکش ہی انھون نے ہمارے آبا و اجداد کو بے خطا و قصور قتل
کیا ہی خون اُن سب بے گناہون کا بہایا ہی اُن کے لشکریون نے مال و اسباب لوٹا ہی ہمارے بزرگ اور عزیزدار
عورتون کو اسیر کیا ہی اُن بے گناہون کے خون ناحق کا ہمین اُن سے انتقام لینا ہی اسیواسطے ہمنے لشکر
بے حد و بے شمار اور سرداران سپاہ وحید عصر و یکتاے روزگار ایک مدت دراز مین جمع کیے ہین
صاحبقران کو سُنا ہی کہ اپنی قوت و شجاعت پر بہت ناز و غرور ہی اور اپنے سرداران سپاہ اور کثرت
مردان لشکر پر نہایت نخوت و تکبر ہی تو سہی جو ہنگام مقابلہ و مجادلہ اُن کو اور اُن کے تمامی مردان
لشکر کو تہ تیغ نہ کرون اور اُن سب کے خون سے زمین عرصہ جنگ کو رنگین نکرون اُنھون نے اپنا شعار
یہ کیا ہی کہ فوج کثیر اور کچھ سردار قوی بازو فراہم کرکے دارا ین و داراب سیمین زرہ کو براے نام اپنے
لشکر کا بادشاہ کرکے ہرطرف لشکرکشی کرنا اختیار کیا ہی جو سلاطین روزگار اہل اسلام نہین ہین اُن سے جاکر
وہ مقابلہ و مجادلہ کرتے ہین خونریزی بندگان خداوندان مباح جانتے ہین اگر اُن سے شکست کھاکر یا خائف
و ترسان ہوکر بادشاہان غیر اہل اسلام نے دین اسلام قبول و اختیار کرلیا اور کلمہ پڑھکر جادہ دین اسلام
پر قدم رکھا تو اُن کو وہ قتل نہین کرتے ہین چھوڑ دیتے ہین اور جس بادشاہ وغیر بادشاہ نے دین اسلام
کے اختیار کرنے سے انکار کیا ہی اُن کو انھون نے قتل و تباہ و برباد کردیا ہی چنانچہ بہت سے ملک و شہر
اُنھون نے اسلام آباد اسی طور سے کیے ہین ہمارے آبا و اجداد کو بھی اُنھون نے چاہا تھا کہ دین اسلام
اختیار کرین لیکن اُنھون نے اپنا دین آبائی ترک نکیا اس خطا پر اُن کو اُن کے آبا و اجداد نے قتل کیا ہی
اور یہ بھی مثل اپنے آبا و اجداد کے غیر مذہب والون کو قتل و ہلاک کیا کرتے ہین غرضکہ طریقہ و شعار اپنا
خونریزی غیر مذہب اختیار کیا ہی یہ فعل اُن کا اچھا نہین ہی انجام اس کا اُن کے حق مین اچھا نہوگا تم سب
اگر زندہ رہوگے تو سن لینا کہ ہمنے اپنے آبا و اجداد کی خونریزی کا کیسا اُن سے انتقام لیا چونکہ تم سب تاجر ہو
اور ہمارے شہر مین واسطے تجارت کے آئے ہو باین خیال ہم تم سب کو قتل نہین کرتے ہین اگرچہ تم بھی
مسلمان ہو لہذا ہم تم کو حکم دیتے ہین کہ دو تین روز کی مدت مین ہمارے شہر اور ہمارے قلمرو سے نکل جاؤ
صورت اپنی ہمین نہ دکھاؤ کیونکہ ہمکو اہل اسلام کی صورت دیکھنے سے نہایت غصہ آتا ہی اور بغیر قتل کیے
ہمین چین نہین آتا ہی اگر تم سب خلاف ہمارے حکم کے عمل کروگے تو یہ سمجھ لو کہ یہان سے زندہ نجاؤگے تمام
مال و اسباب بھی تمھارا لوٹ لیا جائیگا تم سب کو تہ تیغ آبدار کیا جائیگا اے صاحبقران کشورگیر یہ
تقریر اُس بادشاہ بے دین و بے ایمان کی ہم سب سنکے خوف سے کانپنے لگے بخوف جان و مال کچھ جواب

اُسکو نہ سے سکے بجز اسکے کچھ نہ کہہ سکے کہ اے بادشاہ عالی جاہ ہم ہرگز خلاف حکم حضور نکرینگے آج ہی یہان سے
کوچ کرینگے پہ کہکے اُس بیدین و بے ایمان کے دربار سے باہر آکر ایکدم بھی توقف نکر کے اسباب و مال و
متاع ہم سب نے اونٹون پر بار کر کے اُس شہر سے کوچ کیا اثنائے راہ مین شہر کی سیر کی شہر کو نہایت آباد
پایا لیکن کسی مسلمان کو وہان نہین دیکھا جملہ زن و مرد کو کافر ہی پایا اتفاقاً قافلہ ہمارا اُس طرف سے گذرا
جس طرف اُس بادشاہ نابکار کا لشکر فروکش تھا کمترین نے بچشم خود دیکھا کہ لشکر اُس کا واقعی بہت بڑا ہے
مردمان سپاہ نے حد و بے شمار نظر آئے منزلون تک خیام و بارگاہین ایستادہ دیکھین چند سرداران سپاہ
کو بھی دیکھا کہ وہ دیو صورت و عفریت پیکر تھے اُن کے دیکھنے سے دل کو ایک اضطراب ہوا وہان سے
بعجلت تمام بخوف جان و مال روانہ ہوئے منزل پر بھی پہونچکر شب کو قیام نہ کیا تھوڑی دیر توقف کر کے
پھر کوچ کیا شب و روز برابر رہروی کر کے کئی روز مین اُس کی عملداری سے نکلے پھر ایک جگہ کئی روز تک
مقام کیا وہان کے بادشاہ نے کچھ مال و اسباب ہمسے خرید کیا پھر ہم وہان سے ہمراہ قافلہ کے جانب خانہ کعبہ
گئے حج سے مشرف ہوئے مال و اسباب بھی بہت بدست حجاج وغیرہ فروخت کیا اور بہت مال و اسباب
تجارتی وہان سے خرید بھی کیا صاحبقران ثانی کی خدمت عالی مین بھی ہم گئے تھے فضل خدا سے وہ
مع الخیر ہین اور تمامی رفقا و سرداران سپاہ و جملہ شاہزادگان ہمراہی اُن کے وہ بھی مع الخیر ہین اُن جناب
نے بھی ہمسے اور ہمارے ساتھ والے تاجرون سے بہت مال و اسباب خرید کیا تھا اور بلطف و مدارا ہمسے
پیش آئے تھے پھر ہم سب وہان سے بارادہ تجارت اس طرف روانہ ہوئے حوالی خانہ کعبہ کے قریب
شاہزادہ بدیع الملک صاحبقران ثالث کی خدمت عالی مین حسب الطلب ہم سب کا جانا ہوا دیکھا کہ
صاحبقران موصوف مع اپنے جملہ سرداران سپاہ و شاہزادگان عالی مقام و خواجہ عمر و ثانی کے زندہ
و سلامت ہین لیکن وہان غلہ و اجناس کی قلت ہے گرانی غلہ زیادہ ہے ہر ایک برنا و پیر اعلیٰ و ادنیٰ مبتلائے
بلائے گرانی غلہ ہے ہر چند کہ آبادی زیادہ ہے اور غلہ بھی پیدا ہوتا ہے مگر ارزان فروخت نہین ہوتا ہے حاکم
اُس سرزمین کا اگرچہ اہل اسلام سے ہے لیکن کچھ توجہ حال رعایا پر نہین کرتا ہے بابت ارزانی غلہ و اجناس
کے کوشش بلیغ نہین کرتا ہے اسیوجہ سے ہر ایک شخص وہان پریشان حال دکھائی دیا الغرض جب ہم
صاحبقران ثالث کے روبرو گئے باادب تمام ہم سب نے سلام کیا اُن جناب نے ازراہ بندہ پروری
و ذرہ نوازی و عزت افزائی ہم سب کو قریب اپنے بٹھایا بعدہ سامان دعوت و ضیافت ہم سب کا اُن کے
ملازمون نے اُن کے اشارہ سے کیا کئی روز تک اُن جناب نے ہم سب کو اپنا مہمان کیا اغذیہ لطیف
و آب سرد سے ہمکو اور ہمارے ہمراہیون کو سیر و سیراب کیا باوجود گرانی غلہ کے کچھ بھی خیال صرف زر کثیر
کا نہ کیا بعد کئی روز کے ہمسے پوچھا کہ تمہارے پاس مال و اسباب تجارتی کیا کیا ہے ہمین دکھاؤ ہم سب نے
بعد چند در چند تحائف کے دینے کے جملہ مال و اسباب بیش بہا و بیش قیمت ہر قسم کا پیش کیا اُن جناب نے
اور اُن کے رفقا نے مال و اسباب مذکور سے جو کچھ پسند ہوا وہ ہمسے خرید کیا قیمت مال و اسباب ہم سب کو
دی بعد ازان ہمین آمادہ سفر پا کر پوچھا کہ اب تم سب کا ارادہ کس طرف جانے کا ہے اس کمترین نے
اور ہمراہیان کمترین نے دست بستہ التماس کیا کہ ہم سب کا ارادہ جانب انجم حصار جانے کا ہے سنا ہے
کہ اُسی طرف لشکر صاحبقران رابع یعنی سلطان کیوان شکوہ کا فروکش ہے اُن جناب کے لشکر مین
اثنائے راہ مین مال و اسباب بیچتے اور خریدتے ہوئے ضرور جائینگے ہمکو امید قوی ہے کہ تمام مال و
اسباب ہمارا اور ہمارے ہمراہی تاجرون کا وہ جناب معلی القاب عالی ہمت و الا منزلت شجاع و بہادر

ونجیب الطرفین شرافت مآب عالی جناب خرید کرلینگے نفع کثیر ہوگا یہ سُنکے اُن جناب نے ارشاد کیا
کہ اگر قصد مصمم تم سب کا جانب لشکرگاہ صاحبقران رابع ہی تو ایک نامہ ہمارا لیتے جاؤ اُن کو دیدینا
اور جو کچھ تم نے یہان کا حال دیکھا ہی زبانی بھی کہدینا یہ فرماکر اپنے ہاتھ سے نامہ لکھکر اس حقیر کو دیا
یہ نحیف نامہ لے کر اُن جناب سے رخصت ہوکر مال و اسباب اشترون پر بار کرکے وہان سے اسطرف
روانہ ہوا اثنائے راہ مین جابجا مال و اسباب فروخت کرتا ہوا اور انواع و اقسام کا مال و اسباب
خرید کرتا ہوا کوچ و مقام کرتا ہوا راہ دور و دراز طے کرتا ہوا اس سرزمین پر آیا ہی تھا کہ حسب الطلب
حضور حاضر دربار ہوا یہ کہکے وہ نامہ اور فرد اُسیلے مال و اسباب مع قیمت لکھی ہوئی پیش کی
صاحبقران کشورستان نے نامہ و فرد مال مذکور کو تاجر مذکور سے لیکر نامے کو حوالے میرمنشی کے
کرکے ارشاد کیا کہ اس نامے کو وا کرکے بآواز بلند پڑھو تاکہ جملہ اہل دربار عبارت نامہ ہذا سے آگاہ
ہون میرمنشی مذکور نے نامے کو لفافے سے نکال کر بآواز بلند پڑھنا شروع کیا بعد القاب و آداب کے
عبارت و مضمون جانب صاحبقران ثالث سے بعد دعا و سلام کے صاحبقران رابع سلطان
کیوان شکوہ کو لکھا تھا کہ ہم یہان بعنایت خالق کون و مکان بصحت و عافیت ہین مشتاق تمھارے
دیکھنے کے ہین اور تمام رفقا و شاہزادگان و سرداران بھی سپاہ ہمارے مع الخیر ہین سب کی جانب سے
درجہ بدرجہ بادشاہ لشکر اہل اسلام اور تمام شاہزادون اور سرداران سپاہ کو تسلیم و سلام دعا
پہونچے خصوصاً شاہزادہ ایرج نوجوان و شاہزادہ نورالدہر و شاہزادہ عین الزمان و
شاہزادہ نورالزمان کی طرف سے بادشاہ لشکر اہل اسلام و صاحبقران رابع و جملہ شاہزادون
و سردارون کو درجہ بدرجہ تسلیم و سلام و دعا پہونچے اس نامے کے دیکھتے ہی اگر ممکن ہو تو اپنے تئین
ہم تک پہونچاؤ کہ اشتیاق دید بہت ہی بعد اس عبارت کے یہ عبارت جانب خواجہ عمرو ثانی خواجہ خضران
کو تحریر تھی کہ اے فرزند دلبند میٹے تمکو یہان سے محض اسواسطے لشکر صاحبقران رابع مین روانہ کیا تھا
کہ طیفور کرد یا کو طریقہ فن عیاری تعلیم کرو تمنے وہان جاکر نہایت دیر لگائی لہذا بمجرد دیکھنے ہماری اس
تحریر کے وہان سے روانہ ہوکر اپنے تئین ہم تک پہونچاؤ تاکیداً تمکو لکھا گیا ہی زیادہ دعا اور ہماری طرف سے
بادشاہ لشکر اہل اسلام و صاحبقران رابع و جملہ اہل دربار کو علی قدر مراتب و مناسب تسلیم و سلام و
دعا پہونچے جب نامہ مذکور تمام و کمال میرمنشی پڑھ چکا خاموش ہوا پھر وہ نامہ حوالے صاحبقران کیا اُسوقت
بادشاہ لشکر اہل اسلام و صاحبقران رابع و جملہ شاہزادگان و تمامی سرداران سپاہ نے آہستہ آہستہ
رفقائے صاحبقران ثانی و شاہزادگان مرقوم کے سلام کا جواب دیا پھر ہر ایک نے ان سب کو
یاد کرکے افسوس کنان ہوکر کہا کہ خداوند عالم جلدتر وہ دن دکھائے کہ ہم سب بھی خانہ کعبہ کی طرف
روانہ ہوکر اُن سے ملین اُن کی مفارقت مین زندگی بے لطف گذرتی ہی جب تمامی شاہزادگان و جملہ
سرداران لشکر تقریر اپنی ختم و تمام کرکے خاموش ہوئے خواجہ خضران نے صاحبقران سے عرض کیا
کہ مین کل یہان سے جانب خانہ کعبہ ضرور روانہ ہونگا کیونکہ والد ماجد نے مجکو تاکیداً تحریر کیا ہی کہ دیکھتے ہی
ہماری تحریر کے وہان سے روانہ ہو اگر یہان تاخیر کرونگا تو باعث اُن کی ناخوشی و ناراضی کا ہوگا لہذا
مین آپ سے رخصت ابھی سے ہوتا ہون پھر بادشاہ لشکر اہل اسلام اور تمامی اہل دربار سے عزم اپنا
بیان کرکے کہا کہ ہم آپ سب صاحبون سے رخصت ہوتے ہین اگر عمداً یا سہواً ہمسے کوئی خطا آپ کی ہوئی ہو
تو اُسے معاف فرمائیے گا کیونکہ گناہ و خطا سے بندہ کا لی عظیم ہی خطا و گناہ تو خدا کا ایسا ہی کہ وہ اپنی رحمت سے

بخشدے گا مگر خطائے بندگان جب تک خدا اُن کو راضی نکرے گا یا وہ خود راضی ہو کر عفو نکرینگے صورت
نجات ظہور مین نہ آئے گی خواجہ کے جواب مین ہر ایک اعلیٰ ادنیٰ نے کہا کہ اے خواجہ یہ آپ کیا کہتے ہین آپ نے
کوئی خطا و قصور ہمارا نہین کیا ہی اگر شاید کوئی گناہ کیا بھی ہو تو اُسے ہمنے عفو کیا لیکن جدائی آپ کی
شاق ہی دل نہین چاہتا کہ آپ ہمسے جدا ہون مگر مجبوری ہی روک بھی نہین سکتے ہین آپ عزم خانہ کعبہ
کر چکے ہین ایسے مقام متبرک کی طرف سے آپ کو باز رکھنا بھی گناہ ہی صاحبقران سلطان کیوان شکوہ
نے تقریر خضران بن عمرو ثانی سنکے اُسیوقت ایک نامہ میر منشی سے بعد القاب و آداب بزرگانہ کے
اس مضمون کا لکھوایا کہ نامہ کرامت شمامہ ہمین آپکا پہونچا حالات مندرجہ سے آگاہی ہوئی ہمارا دل بھی
آپکے پاس آنے کے واسطے بیقرار ہی انشاء اللہ تعالیٰ بعد فتح کرنے طلسم زلزلہ کے آپکی خدمت مین ہم
آئینگے اور دس خزانے واسطے آپکے اور صاحبقران ثانی کے صرف و خرچ امور ضروری کے لیے
بدست خواجہ خضران روانہ کیے جاتے ہین امید کہ خزانہاے مندرجہ کو اپنے صرف مین لائیے گا اور
صاحبقران ثانی بھی پانچ خزانے ان خزانون مین سے براے صرف و خرچ امور ضروری کے دیجیے گا
اور ہماری جانب سے اُن جناب کو تسلیم کیجیے گا فقط زیادہ تسلیم بعد اسکے جملہ شاہزادون اور سردارون
کی طرف سے نام بنام تسلیم و آداب تحریر کیا اور بموجب ارشاد بادشاہ لشکر اہل اسلام کا بھی سلام درج کیا
پھر نامہ لفافے مین رکھکر سرنامہ درست کرکے مہر اپنی اُس پر ثبت کرکے خواجہ خضران بن عمرو ثانی
کے حوالے کرکے کہا کہ یہ نامہ صاحبقران ثالث کو دیجیے گا اور دس خزانے اپنے ہمراہ لیتے جایئے گا
وہ بھی اُن جناب کو دیدیجیے گا اور یہان کے حالات زبانی بھی کہدیجیے گا ہر چند کہ آپ کا جانا ناگوار ہی لیکن
بمجبوری ہم آپ کو رخصت کرتے ہین خواجہ خضران نے کہا کہ مین تن تنہا دس خزانے کیونکر اپنے ساتھ لیجاؤنگا
راہ مین لوٹ لیا جاؤنگا بلکہ قتل ہو جاؤن گا راہزن خزانے لے لین گے مجکو قتل کر ڈالین گے صاحبقران
نے فرمایا آپ اپنے اس جامے کی جیب مین ان خزانون کو رکھ لیجیے یہ جیب آپکے اس جامے کی زنبیل
کی مانند ہی بھلا راہزن اس جیب جامے سے خزانے کیا لے سکین گے اور آپ کو وہ کیا قتل کر سکین گے
آپ وہ شاہ عیاران ہین کہ خود اُن کو لوٹ کر انھین کو قتل کیجیے گا تنہا آپ لاکھون دشمنون کو بیہوش
و مدہوش کر دیجیے گا خواجہ نے عرض کیا کہ آپ بجا فرماتے ہین مگر اب یہ جامہ مجھے اپنے پاس رکھنا منظور نہین
ہی یہ کہکے دلسوز کو پاس اپنے بلا کر وہ جامہ اپنے تن سے اتار کر نے اور نقارہ سہگین روبروے صاحبقران
رکھکر کہا کہ یہ اشیاے نادر زمانہ اب آپ اپنے پاس رکھیے مین بخوشی خاطر آپ کو دیتا ہون صاحبقران نے
فرمایا کہ نے کو توڑ ڈالیے کیونکہ یہ شے مردون کے لائق نہین ہی نامردون کے واسطے خوب ہی کہ اسکو بجا کر
اپنے حریفون کو بیہوش کرکے قتل کر ڈالین ہم مرد میدان نبرد ہین خداوند عالم نے ہمکو ہمت و شجاعت
و دلاوری و قوت بازو عطا کی ہی ہمین ایسی شے کی احتیاج نہین ہی ہان یہ نقارہ سہگین واسطے زینت
لشکر و نقار خانہ لشکر کے خوب ہی یہ فرما کر وہ نے جو دیو قران سے دستیاب ہوئی تھی توڑ ڈالی اور نقارہ
سہگین کو حکم دیا کہ اسکو نقار خانے مین جا کر رکھین ہنگام ضرورت اس نقارہ پر چوب لگانیکا حکم دیا جائیگا
کہ حریف کے لشکر کے تمام نقارے اور دہل وغیرہ پھٹ جائینگے ایک شوکت لشکر اہل اسلام کی اس
نقارے سے بھی ظاہر ہوگی ملازم حسب الحکم اُس نقارے کو اٹھا کر نقار خانہ لشکر مین رکھ آئے خواجہ
خضران بن عمرو ثانی نے اُس جامہ درویش مرجان سرخ مو کو اپنے ہاتھ مین لے کر دلسوز بن
جانسوز بن مہتر قران سے کہا کہ او چھوکرے تونے ہماری خدمت و اطاعت بہت کی ہی اور ہمارا

شاگرد بھی ہوا ہی خیر کیا یاد کرے گا کہ ہمارے اُستاد نے کیا شے نایاب زمانہ ہمکو دی تھی لے اس جامے کو
پہن اگر تیرے تن پر درست ہوگا تو مین تجھے دیدونگا دلسوز نے بصد خوشی و تمنا وہ جامہ درویش مرجان
سرخ مو بسم اللہ کہکر جو پہنا تو ببرکت بسم اللہ وہ جامہ اُس کے تن پر بھی درست اور ٹھیک ہوا خواجہ
خضران موصوف نے کہا کہ اے دلسوز خوشا مقدر تیرا کہ یہ جامہ نایاب روزگار کہ جسکی جیب
رشک زنبیل ہی اور تمامی دنیا کی اشیا ہنگام حاجت و ضرورت و طلب اس جامے کی جیب سے نکلسکتی
ہین تیرے تن پر درست ہوا جسوقت ضرورت کسی شے کی ہو بہ نیت اُس چیز کے اس جامے کی
جیب مین ہاتھ ڈال کر یہ کہنا کہ اے جیب جامہ درویش مرجان سرخ مو مجکو فلان شے کی ضرورت ہی
حکم درویش مرجان سرخ مو سے جلد دے فوراً وہ شے جس کو طلب کیا ہی ہاتھ مین آجائے گی خبردار
اس جامے کو بحفاظت تمام رکھنا اس کو اپنے تن سے جدا نہ کرنا اس کی جیب مین منڈھی بھی ہی جو کہ
تو نے دیکھی ہی اُس کے اوصاف بھی تجھے معلوم ہین شادمان ہو کہ مین نے تجکو زنبیل خواجہ عمرو
اولی گویا دیدی ہی دلسوز نے خوش ہو کر عرض کیا کہ بیشک آپ نے وہ نایاب شے مجکو عطا فرمائی ہی
کہ اس کا مثل و نظیر بجز زنبیل اور کوئی نہین ہی اس عطیہ سے میری عزت افزائی فرمائی مین بھی تا حیات
اپنی آپ کے نام کو دنیا مین روشن کرونگا اور اس جامے کو کہ بہتر از خلعت فاخرہ ہی کبھی اپنے تن سے
جدا نکرونگا خواجہ خضران نے دلسوز کی تقریر سے خوش ہو کر بادشاہ لشکر اہل اسلام سے مخاطب ہو کر
عرض کیا کہ مین تو حضور کی خدمت عالی سے سوے خانہ کعبہ جاتا ہون اس اپنے شاگرد کو کہ نہایت چالاک
و ہوشیار و بلاے بے درمان عیار ہی حضور کے حوالے کیے جاتا ہون یہ آپ کی خدمت مین رہے گا مجھے
امید ہی کہ یہ کارہاے نمایان کرے گا عیار نامی و نامور ہوگا اپنے اب و جد کے نامون کو روشن کرے گا
ہمارا بھی اس سے نام روشن ہوگا یہ لڑکا فرزند جانسوز بن مہتر قران کا ہی آفت روزگار بلاے
بے درمان ہی اس کے آفت روزگار و عیار بلاے روزگار ہونے کی تصدیق مین یہ عیاری اس کی ہی
ملاحظہ ہو یہ کہکر خنجر خواجہ عمرو اولی اور ایک کلاہ نکال کر خواجہ طیفور گردپا سے مخاطب ہو کر کہا کہ
کیون طیفور گردپا تم اس کلاہ اور اس خنجر کو بھی پہچانتے ہو یا نہین یہ تمہاری کلاہ ہی اور یہ وہ خنجر ہی
کہ جو خواجہ عمرو اولی کا تھا اور تم تک پہونچا تھا تمہاری کمر مین ہر وقت لگا رہتا تھا اس چھوکرے
نے ایک شب نامہ پہن کر فتیلہ بیہوشی روشن کر کے تمکو بیہوش کر کے تمہاری یہ کلاہ اس نے اتار لی
تھی اور یہ خنجر تمہاری کمر سے اس نے لے لیا تھا پھر تمہاری سورا خہاے بینی کے پاس چند پھول رفع
بیہوشی کے ڈال کر تمھارے ہوشیار ہو جانے کی تدبیر کر کے چلا گیا تھا مجکو یہ کلاہ اور یہ خنجر اسی نے دیا تھا
آج تمہارے سامنے اور بادشاہ لشکر اہل اسلام و صاحبقران عالی مقام و جملہ اہل دربار کے روبرو
مین اس کو یہ کلاہ اور یہ خنجر دیتا ہون تمکو اپنی عیاری پر بہت ناز تھا اس تین روز کے میرے شاگرد
نے تمکو چت پٹ کر دیا تمپر عیاری ایسی کی کہ تم اس کے دام فریب مین آگئے شب تاریک مین نامہ
پڑھنے کی تمھین فکر تھی اس نے فتیلہ آغشتہ سفوف بیہوشی مانند شمع کے روشن کیا اس کی روشنی
مین تم اُس نامے کو دیکھنے لگے ہنوز تمنے اچھی طرح اُس نامے کو نہ دیکھا تھا کہ دود فتیلہ بیہوشی تمہارے
دماغ تک پہونچا تھا تم بیہوش ہوے تھے اس نے تمہاری یہ کلاہ اور یہ خنجر تمھارا لے لیا تھا یہ کہکر
وہ کلاہ اپنے ہاتھ سے سر پر دلسوز کے پہنا دی اور خنجر اُس کی کمر مین لگا دیا بعد اس کے پھر بادشاہ
لشکر اہل اسلام سے عرض کیا حضور نے دیکھا کہ اس کلاہ اور اس خنجر کو اور حال اسکی عیاری کا سنا

مجکو یقین ہی کہ یہ چھوکرا جوان ہوکر عیار بے نظیر ہوگا مین نے اس کو فن عیاری خوب تعلیم کیا ہی خود بھی یہ
عقلمند ہی اپنی طبیعت سے ایک ایک بات ہر ایک کار مین پیدا کرتا ہی رگ رگ مین اس کی چالاکی و عیاری مانند
خون کے بھری ہوئی ہی مکر و فریب کرنے اور دینے مین یہ مشاق ہی رنگ و روغن سے صورت اپنی تبدیل
کرنے مین مہارت کامل رکھتا ہی نقارہ سنگین اور سنہ جو توڑ والے گئی اسی نے عیاری کرکے دیو قہران
سے لے لی تھی اُس زمانے مین یہ دو روز کا میرا شاگرد تھا دیو مہیب صورت سے نہ ڈرا دیو سے
اپنے تئین گرفتار کرا دیا وہ اس کو پہاڑ پر لے گیا اس نے بالاے کوہ جاکر دیو مذکور پر عیاری کرکے اُس کو
بیہوش کرکے لے اور نقارہ مذکور اُس سے اس نے لے لیا تھا اور ملکہ روشن آرا جہان کو اس کے
قید و شر سے اس نے بچایا تھا سوا اس کے اس نے اکثر کار ہاے نمایان کیے ہین چند مرتبہ مجکو اس کی عیاری
و چالاکی پر حیرت ہوئی ہی بڑا ہوشیار و چالاک ہی خداوند عالم اس کو نظر بد سے بچاے اس سن و سال
مین آفت روزگار ہی طیفور گردپا سے عیاری مکاری مین زیادہ تر ہی ابھی تو اس کا یہ حال ہی آئندہ
یہ طفل شاہ عیاران مشہور ہوگا مانند میرے اور خواجہ عمرو ثانی کے نامی و نامور ہوگا لشکر حضور کے
تمام عیارون سے یہ بڑھ کر عیار ہوگا بادشاہ لشکر اہل اسلام نے دلسوز پر نظر کرکے تقریر خواجہ
خضران سنکے خوش ہوکے فرمایا کہ اس لڑکے کی تمنے ایسی تعریف کی ہی کہ ہمین حیرت ہوئی اگر
بقول تمہارے یہ طفل ایسا ہوشیار فن عیاری مین ہی تو ہم اس کا رتبہ روز بروز بڑھائین گے
عیارون مین اس کو ممتاز و سرفراز کرین گے اپنا عیار اس کو شمار کرین گے بیشتر اس کو خلعت و انعام
دیا کرین گے یہ فرما کے بادشاہ موصوف خاموش ہوے خواجہ طیفور گردپا کو ملال و رنج ہوا دل مین
اپنے یہ خیال کیا کہ خواجہ خضران نے سر دربار مجکو ذلیل کیا میری ٹوپی اور میرا خنجر دلسوز کو دیدیا
اور تمام حال اس لڑکے کی عیاری کرنے کا سب کے سامنے بیان کیا جامہ درویش مرجان سرخ مو
مجھے نہ دیا اس اپنے چندروزہ شاگرد کو دیدیا اس جامہ نایاب کا مین مستحق تھا مجکو یہ جامہ پہننا زیبا تھا
نہ اس طفل کو بھلا اُس چھوکرے کی کبھی یہ حقیقت تھی کہ جامہ درویش مذکور خواجہ خضران نے اس کو
دیدیا اور ہمسفر میرا اس کو بنایا معلوم ہوا کہ ان کو مجھسے ملال ابتک ہی مین نے جو عیاری کرکے باسنے(?)
عیاری کے مع زنبیل ان سے لے لی تھی اسی کا ان کو ابتک ملال مجھسے ہی یہ خیال کرکے سر جھکا کر
خاموشی اختیار کی خواجہ خضران کو کچھ جواب نہ دیا اسی اثنا مین فرامرز ثانی نے خواجہ خضران
سے کہا کہ اگر آپ کا ارادہ خانہ کعبہ جانے کا ہی تو مجکو بھی اپنے ہمراہ لیجیے گا مین ہرگز آپ سے جدا نہونگا
خواجہ خضران نے جواب دیا کہ اے فرامرز ثانی تم ہمارے ساتھ جاکر پریشان ہوگے بہتر و مناسب
یہ ہی کہ لشکر صاحبقران مین رہو بآرام و راحت زندگی اپنی بسر کرو سلسلہ خط و کتابت کا رہیگا بذریعہ
خطوط خیر و عافیت ہماری تمکو معلوم ہوتی رہیگی اور ہمکو بھی تمہارے حال سے آگاہی رہیگی
فرامرز ثانی نے کہا کہ مین یہان نہ رہونگا آپ کے ہمراہ ضرور چلونگا خواجہ نے مجبور ہوکر کہا کہ اچھا
سامان اپنے چلنے کا کرو زوجہ کو بھی اپنی اپنے ہمراہ لو یہان اُس کو نہ چھوڑ جانا ہم بھی اسی وقت سے
سامان سفر درست کرتے ہین یہ کہکر دربار سے اُٹھکر باہر گئے اور سامان سفر کے مہیا کرنے مین سرگرم
ہوے دربار مین صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے بعد بیرون بارگاہ جانے خواجہ خضران
کے وہ فرد اسباب و مال جو الماس تاجر نے دی تھی اُسے ملاحظہ کرکے قیمت تمامی اسباب و مال کی
فرد مذکور مین دیکھکر اپنے ملازمون سے فرمایا کہ پانچ لاکھ روپیہ خواجہ الماس کو ہمارے خزانے سے

لے کر دیدو اور تمام مال و اسباب موافق اس فرد کے طہماسپ رومی سے لے کر مال خانے مین داخل
کرو ملازمون نے فی الفور پانچ لاکھ روپیہ تاجر مذکور کو لاکر دیدیا پھر طہماسپ نے تمام مال و اسباب
اپنے غلامون وغیرہ سے منگوا کر ان ملازمون کے حوالے کیا انھون نے مال خانے مین داخل کیا
صاحبقران نے چندروز تک تاجر مذکور کو اپنا مہمان رکھا بعدہ حسب التماس اسکی اسے رخصت کیا
ہنگام رخصت اس کو خلعت اور کچھ روپیہ بطریق انعام عطا فرمایا وہ دعائین بہبودی دنیا و آخرت
کی دے کر کے رخصت ہوا اور فرامرز ثانی اور اس کی زوجہ اور اپنی زوجہ کو ہمراہ لے کر ارادہ چلنے کا
کیا اسوقت صاحبقران نے دس خزانے روپیے کے چھکڑون پر بار کرا کر چالیس ہزار سوارون کو
ہمراہ ان خزانون کے واسطے حفاظت کے کیا خواجہ مذکور نامہ مسطور اور نامبردگان کو ہمراہ اپنے
لے کر مع خزانہاے مندرجہ بالا بجمعیت چالیس ہزار سواران جنگی و مسلح سمت خانہ کعبہ روانہ
ہوے صاحبقران و اکثر سرداران سپاہ وغیرہ ہمراہ ان کے تھوڑی دور تک گئے بعد ازان
ان سے رخصت ہو کر لشکر مین آئے مگر محزون ادھر خواجہ خضران مع فرامرز ثانی وغیرہ کے
جانب خانہ کعبہ روانہ ہوے ملکہ ناہید ہلال ابرو کو اپنی ہم جلیس سرو رجنگ نواز زوجہ خواجہ
خضران بن عمرو کے جانے کا رنج ہوا ابھی صاحبقران وغیرہ سرداران سپاہ خواجہ خضران
و فرامرز ثانی و زوجہ فرامرز ثانی و زوجہ خضران بن عمرو کو تھوڑی دور پہونچا کر آئے تھے اور ان سے خوب
مل کر ان کو گریان و آبدیدہ ہنگام وداع پا کر خود بھی آبدیدہ ہو کر محزون و ملول ان کی جدائی مین
بارگاہ فلک فرسا مین بیٹھے تھے دربار آراستہ تھا بادشاہ لشکر اہل اسلام رونق افزاے تخت
حکومت تھے صاحبقران اپنے دنگل شوکت پر آ کر بیٹھے تھے سرداران دست راست جانب دست راست
صاحبقران بیٹھے تھے اور سرداران دست چپ طرف دست چپ بیٹھے ہوے تھے کوکب
انجم حصاری و ساریق بن لقا و سختگان و حمائل خان یہ سب بھی بیٹھے ہوے تھے مگر سب
خاموش کیونکہ صدمہ مفارقت خواجہ خضران بن عمرو و فرامرز ثانی مین صاحبقران و اکثر سرداران
لشکر و خود بادشاہ لشکر اہل اسلام ملول و حزین تھے ہر ایک کے چہرے سے حزن و ملال آشکار تھا
دلسوز بن جانسوز بن مہتر قران بھی جب سے خواجہ خضران کو تھوڑی دور پہونچا کر آیا تھا
ان کی جدائی مین بہت اشکبار تھا ہر چند دربار بادشاہ پانچہزار پانچ سو پچیس سردارون اور
بہادرون سے بھرا ہوا تھا لیکن سناٹا تھا اکثر سردار سر خمیدہ کیے ہوے آبدیدہ و محزون بیٹھے تھے
بعض بعض سرداران کی مفارقت مین آہ سرد دل پر درد سے کر رہے تھے کہ بادشاہ لشکر اہل اسلام
دارا بن داراب سمین زرہ نے صاحبقران عالی مقام سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ آج خضران
بن عمرو ثانی اور فرامرز ثانی کی جدائی کا صدمہ ایسا ہے کہ غنچہ خاطر اپنا شگفتہ نہین ہوتا ہے صاحبقران
نے عرض کیا کہ آپ نے بجا فرمایا ہمارا بھی ان کی مفارقت مین یہی حال ہے مگر وہ سوے خانہ کعبہ
گئے ہین ارادہ ان کا حج کا بھی ہے گام فرساے راہ خیر ہوے ہین چندان ان کی جدائی کا ملال نفرمایئے
خداوند عالم ان کو مع الخیر خانہ کعبہ تک پہونچا کے اور حج سے مشرف کرے اب دعاے خیر ان کے
واسطے کرنا ضرور ہے کیونکہ سفر دور و دراز انھون نے اختیار کیا ہے راہ مین ہر طرح کا خوف و خطر ہے ہر چند
ہمراہ ان کے اور خزانہاے فرستادہ کے چالیس ہزار سوار آزمودہ کار مسلح و مکمل مع ایک
سردار کے ساتھ کر دیے ہین مگر پھر بھی اندیشہ ہے انکے راہ مین دشت و کوہ و دریا مین صعوبت سفر

مشہور ہی یہ زمانہ فصل گرما کا ہی راہ مین بعض بعض مقامون پر پانی نایاب و کمیاب ہی دن کو لون
چلتی ہی حرارت آفتاب بڑھی ہوئی ہی راستے مین اکثر مقام و صحرا ایسے ملتے ہین کہ کوسون تک
سایہ کا نام بھی نہین کوئی درخت منزلون تک نظر نہین آتا ہی بجز سایۂ آفتاب کے اُن منازل مین
سایۂ شجر کا نظر بھی نہین آتا ہی اسی وجہ سے بخوف ہلاکت و حفظ جان اہل قافلہ شب کو راہ چلتے ہین
اور دن کو مقام کرتے ہین خصوصاً قبل دوپہر سے رہروی موقوف کرتے ہین باوجود اس حفاظت
جان و آرام جان کے پھر بھی اہل قافلہ صعوبت سفر دور و دراز سے علیل و خستہ و ماندہ ہو جاتے
ہین اکثر اہل قافلہ تاب سختی راہ و صعوبت سفر نہ لا کر مر جاتے ہین خانہ کعبہ تک جانا اُن کو میسر
نہین ہوتا ہی جن کی اجل آ گئی ہی اُن کو خانہ کعبہ کے حج سے مشرف ہونا کب نصیب ہوتا ہو راہ ہی مین
ہلاک ہو جاتے ہین اور جن لوگون کی زندگی ہوتی ہی وہ صعوبت سفر اُٹھا کر خانہ کعبہ تک پہونچ
جاتے ہین حج سے مشرف ہوتے ہین خداوند عالم سے دعا کرنا چاہیے کہ خواجہ خضر ان و فرامرز
ثانی وغیرہ کو صعوبت سفر سے ضرر نہ پہونچے مع الخیر تا خانہ کعبہ پہونچین یہ عرض کر کے خاموش
ہوئے اہل دربار سے اکثر نے بجائے خود اُن کے واسطے دعا کی بادشاہ موصوف نے بھی اُن کی
خیریت خدا سے چاہی اس اثنا مین ساریق بن لقا نے سختگان کی رائے سے صاحبقران
کشورستان سے کہا کہ فی زمانہ ہمارا دل گھبراتا ہی سیر و شکار کی طرف دل مائل ہی صحرائے سبزہ زار
کی ہوا کھانے کی خواہش ہی اگر آپ اجازت جانے کی دین تو ہم چندروز کے واسطے سوئے سبزہ زار
جائین سیر صحرائے سبزہ زار بھی کرین شکار بھی کھیلین اپنے غنچۂ دل کو شگفتہ کرین قبل اسکے ارادہ
ہمنے شکار کھیلنے کا کیا تھا مگر بخیال آپ کے ناخوش ہونے اور بے اجازت جانے کے نہ گئے اب
آپ سے اجازت طلب ہین صاحبقران نے گفتگوے ساریق بن لقا سنکے کچھ فکر کر کے جواب دیا
کہ اگر تفریح طبع منظور ہی اور شکار آہو کھیلنا مطلوب ہی تو جاؤ مگر راہ کہ میرا خیال رکھنا اور کوئی فتنہ و
فساد برپا نکرنا ورنہ تمھارے حق مین اچھا نہوگا سختگان نے عرض کیا کہ اے صاحبقران اب
آپ کو ایسے خیالات نکرنا چاہیین کیونکہ خداوند نے اب دین اسلام اختیار کیا ہی کلمۂ طیبہ زبان پر
جاری کیا ہی مسلمان ہوئے ہین مین بھی کلمہ پڑھ چکا ہون فرمانبردار آپ کا ہو چکا ہون آپ ایسا خیال نفرمائین
صاحبقران نے فرمایا کہ اے سختگان ہمنے احتیاطاً کہا ہی اور اطلاعاً کہا ہی یہ فرما کر اپنے لشکر کے کچھ
سوارون کو حکم دیا کہ ہمراہ ساریق بن لقا جاؤ حسب الحکم سواران لشکر مسلح ہو کر مرکبون پر
سوار ہوئے ساریق بن لقا اور سختگان دربار سے اُٹھکر بیرون بارگاہ آکر سامان شکار
آہو کر کے ہمراہ اُن سوارون کے خود بھی سوار ہو کر جانب صحرائے سبزہ زار دونون نامبردہ
روانہ ہوئے بعد قطع راہ دور و دراز ایک ایسے صحرائے سبزہ زار مین پہونچے کہ جسمین
کوسون تک سبزہ سبز و شاداب تھا فرش سبزۂ شاداب زمین پر بچھا ہوا تھا ہوائے سرد فرحت افزا
اُس صحرا کی غنچۂ دل کو شگفتہ کرتی تھی غزالان خوش چشم و شوخ و چالاک بکثرت تھے جا بجا غول و
گروہ اُن کے نظر آتے تھے نہرین بھی بہتی ہوئی نظر آتی تھین ساریق بن لقا اور سختگان اُس
صحرائے سبزہ زار کو دیکھکر ہمراہیون سے گویا ہوئے کہ یہ صحرائے سبزہ زار خوب ہی اسی صحرا مین
شکار آہو کھیلین گے اب آگے یہان سے نجائین گے یہین قیام ایستادہ کرو بارگاہین برپا کرو
خدام نے فی الفور حکم کی تعمیل کی ساریق بن لقا اور سختگان مع اپنے ہمراہیون کے شکار آہو

مین مصروف ہوے تھوڑی دیر مین دو آہوون کو شکار کیا ساریق بن لقانے ملازمون کو حکم دیا کہ ایکسا آہو کے کباب تیار کرو انھون نے کباب آہو کے مذکورکے تیار کیے اُسوقت ساریق بن لقا اور سخنگان دونون بارگاہ مین سواریون سے اُتر کر بیٹھے پردے بارگاہ کے اُٹھا دیے ملازمون نے کباب آہو قاب مین اور پلٹون مین رکھکر پیش کیے پھر اُس کے حکم سے جلد ہمراہی واسطے شکار کرنے آہوان شوخ چشم کے اُس صحرا مین متفرق ہوے جس طرف غول آہوون کا دیکھا اُسی طرف روان ہوے دوش سے کمانین لے کر ترکش سے تیر لیکر چلہ کمانین جوڑکر آہوون کو تاک تاک کر تیر لگانے لگے جو آہو تیر سے زخمی ہوا اُس کے تعاقب مین گھوڑے دوڑاکر جانے لگے پھر خدام پاس ساریق بن لقا کے رہ گئے ساریق بن لقا نے کباب آہوے شکار کردہ پر نظر کرکے کچھ خیال اپنے زمانہ گذشتہ کا کرکے آبدیدہ ہوکر آہ کی سخنگان نے پوچھا کہ اسوقت باعث آہ و بکا کا کیا ہے یہ صحراے سبزہ زار فرحت افزا ہے سبزہ لہلہا رہا ہے ہواے سرد چل رہی ہے ابر سیاہ آیا ہے عجب نہین کہ ترشح ہو کباب آہو آپ کے روبرو رکھے ہین کشتی شراب کی طلب کیجیے بعد میخواری یہ کباب آہو کھایئے شادمان ہوجیے یہ صحراے سبزہ زار جاے فرحت و سرور ہے نہ جاے آہ و بکا ہے چاہتا ہون کہ سبب آہ و بکا سے آگاہ کیجیے ساریق بن لقا نے زیادہ تر اشکبار ہوکے کہا کہ اے سخنگان اسوقت ہمکو اپنا وہ زمانہ یاد آیا کہ ہزارہا مردم ہمارے تابع فرمان تھے ہمکو اپنا خداوند جانتے تھے جو ہم حکم کرتے تھے وہ بسر و چشم بجا لاتے تھے ہمکو سجدہ کرتے تھے افسوس ہزار افسوس وہ جاہ و حشم وہ لشکر کثیر وہ رعب و داب وہ حکم و وقار ہمارا از دست صاحبقران سے تباہ برباد و ذلیل و رسوا ہوے گلستان باختر سے بھاگ کر یہان تک آئے تھے یہان بھی راحت نہ پائی بلکہ وہ ذلت اُٹھائی کہ کبھی نہ اُٹھائی تھی خداوندہو کے بظاہر مسلمان ہونا پڑا اگر تیری تدبیر و راے سے ہمنے جان اپنی دست صاحبقران سے بچائی اور فرمانبردار صاحبقران ہوگئے اسی خیال سے ہم اشکبار ہوے اور ان کباب آہو کے کھانے سے ہاتھ روکا دل اس غم سے خود ہی کباب ہوگیا سخنگان نے عرض کیا اے خداوند اب خیال زمانہ گذشتہ کا کرنا بیکار ہے صدمہ و غم زیادہ نہ کیجیے دل کو اپنے بہلایئے فکر و تدبیر سے غافل نہ ہوجیے اس وقت بد کو جس طرح ممکن ہو کاٹیے مین بھی فکر و تدبیر سے غافل نہونگا اگر زیادہ رنج و صدمہ کیجیے گا تو ہلاک ہوجایئے گا آپ کا رنج و غم کرنا بجا ہے افسوس ہزار افسوس کہ اب ایسا زمانہ آیا کہ آپ کو اجازت شکار صاحبقران سے لینے کی ضرورت ہوئی خداوند ہوکے تابع حکم صاحبقران سلطان کیوان شکوہ ہوگئے آزادی نرہی گویا قید ہوگئے کہین آپ بے اجازت صاحبقران کہین جا نہین سکتے واقعی لطف زندگی باقی نرہا وہ اوج وہ وقار و جاہ و حشم آپ کا باقی نرہا لیکن غنیمت جانیے کہ جانبری دست صاحبقران سے ہوئی اگر بظاہر میری راے سے آپ مسلمان نہوتے مثل طوطے کے کلمہ اپنی زبان پر جاری نکرتے تو قتل ہوجاتے سر و تن مین جدائی ہوجاتی آپ کے خون سے زمین رنگین ہوتی شمشیر آبدار صاحبقران کی ہوتی اور آپ کا گلا ہوتا اب تک نام و نشان آپ کا باقی نرہتا آپ نے میری راے پر عمل کیا بہت ہی اچھا کیا مصلحت وقت یہی تھی کہ بظاہر کلمہ زبان پر جاری کرلیا اب میری یہ راے ہے کہ صدمہ و غم زیادہ نہ کیجیے اظہار ملال نفرمایئے ایسا نہو کہ افشاے راز ہو اور صاحبقران کو خبر ہوجائے تو غضب ہو گھبرایئے نہین صبر کیجیے مثل مشہور ہے کہ دیر آید درست آید آیندہ دیکھا جائے گا کوئی تدبیر کی جائیگی حتی الامکان صاحبقران سے دشمنی کی باز نہ آؤن گا

کسی نہ کسی بلا میں اپنی تدبیر سے مبتلا کر دونگا آپ کو اُن کی اطاعت سے بچاؤن گا بالفعل صبر و شکیبائی
اختیار کیجیے وہ زمانہ خداوندی اپنا یاد نہ کیجیے خیال کیجیے کہ ہمیشہ کسی کی ایک طرح پر نہیں گذری ہی
جس کو عروج ہوا ہی اُسے زوال بھی ہوا ہی ہمیشہ زمانہ بہار کا نہیں رہتا ہی خزان کا بھی دور ہوتا ہی
بڑے بڑے سلاطین روزگار گردش فلک کج رفتار سے تباہ و برباد و قتل ہوگئے نہ تخت و تاج رہا
نہ ملک و مال رہا نہ طبل و علم رہا نہ لشکر رہا نہ وہ رہے بس عجب ہی کہ آپ صبر و تحمل نہیں کرتے اور دیکھیے تو
کہ آئندہ کیا ہوتا ہی کوئی تدبیر بے تقدیر کارگر نہ ہوسکے گا کوئی نہ کوئی صورت آئینۂ تدبیر میں پیدا ہوگی سارلیق نے
جواب دیا کہ اے شیطان درگاہ مجھ سے صبر و تحمل نہیں ہوسکتا ہی اپنی ذلت و رسوائی ایسی ہوئی
ہی کہ بیان نہیں ہوسکتی افسوس ہی اور صاحبقران کی اطاعت اور بیکار آ ہو کی اُن سے اجازت
یہ کہکر بارگاہ سے نکلکر آواز بلند رونے لگا سخنگان بھی بارگاہ سے باہر آکر اُسے سمجھانے لگا اور خود بھی
اُس کے رونے سے رونے لگا نالہ و فغان کرنے لگا ان دونوں کو تو صحرا میں مشغول نالہ و فغان
چھوڑا جاتا ہی اور اب حال معین جادو کا بیان کیا جاتا ہی کہ ساحر مذکور فرستادہ شہنشاہ ساحران
یعنی ہیو و سمر مست حاکم طلسم زلزلہ جو برائے دریافت خبر کوکب انجم حصاری و حال صاحبقران
طلسم زلزلہ سے آیا تھا اور اُس نے پوشیدہ ہوکر تمام حال مسلمان ہونے کوکب انجم حصاری و تمامی
رعایا کا اور کیفیت شادی و عقد صاحبقران کی دیکھی تھی بعدہ پوشیدہ ہوکر تخت سحر پر سوار ہوکر
جانب طلسم زلزلہ روانہ ہوا تھا جیسا کہ قبل اس کے لکھا گیا ہی ہنوز طلسم زلزلہ تک نہ پہونچا تھا کہ اثنائے
راہ میں وہ صحرائے سبزہ زار میں صدائے نالہ و فغان سنکے متردد ہوکے دل میں کہنے لگا کہ دریافت
کرنا چاہیے یہ کون اشخاص مصیبت زدہ ہیں کہ اس طرح نالہ و فغان کر رہے ہیں یہ باتیں اپنے دل میں
کرکے بزور سحر صورت اپنی دہقانی کی بناکر اُن خدام و سواران جنگی کے پاس آیا جو ہمراہ سارلیق
بن لقا آئے تھے پھر اُن سے پوچھا کہ یہ دونوں کون مبتلائے رنج و محن ہیں جو رو رہے ہیں خدام و
سواران مذکور نے کہا تم نہیں جانتے کہ یہ کون ہیں اُس نے کہا کہ اگر میں آگاہ ہوتا تو کیون دریافت
کرتا میں تو ایک مرد دہقانی ہون ابھی اس طرف سے میرا گذر ہوا ہی اس صحرائے سبزہ زار میں تم سب کا
مجمع دیکھا ہی ان دونوں اشخاص کو نالہ کنان مشاہدہ کیا ہی خدام اور سواروں سے دو چار آدمیون
نے اُس سے کہا آگاہ ہو کہ یہ دونوں شخص جو رو رہے ہیں ان میں ایک تو سارلیق بن لقا ہی جو خداوند
اپنے تئین جانتا ہی اور دوسرا اُس کا وزیر سخنگان ہی دہقانی نقلی نے پوچھا تو بیان کرو کہ یہ کیون
اس طرح نالہ و فغان کر رہے ہیں کیا زبردست مصیبت پڑی ہی کس درد جان ستان میں مبتلا ہیں
کس بات کا ان کو غم ہو گیا سبب ان کے نالہ و بکا کا ہی اُن سواروں اور خادموں نے جواب دیا
کہ ہمیں ان کے رونے کا سبب معلوم نہیں ہی ہان ہم یہ جانتے ہیں کہ اس صحرائے سبزہ زار میں
یہ دونوں واسطے شکار آ ہو کے آئے ہیں ہم سب ان کے ساتھ آئے ہیں تھوڑی دیر گذری ہی کہ دو
آ ہو شکار کیے تھے اُن میں سے ایک آ ہو کے کباب تیار کرکے اُن کے روبرو لے گئے تھے انھون نے
کباب تو نہ کھایا نہیں معلوم کیا خیال کرکے بارگاہ سے نکل کر نالہ و فغان کرنے لگے اگر تم کو سبب
نالہ و فغان دریافت کرنا ہی تو ان کے پاس جاکر پوچھو یہ تمھیں بیان کرینگے دہقان مذکور نے پاس
سارلیق بن لقا کے جاکر سخنگان سے پوچھا کہ تمھارا کیا نام ہی اور یہ تمھارے پاس جو رو رہے
ہیں نالہ و فغان کر رہے ہیں ان کا کیا نام ہی اور سبب نالہ و فغان کیا ہی سخنگان نے جواب دیا کہ

تجکو ہمارے نام کے دریافت کرنے سے کیا مطلب و غرض ہی اور سبب نالہ و فغان پوچھنے سے کیا مدعا ہی
ہم اور یہ کوئی نام رکھتے ہین تجھے کیون بتائین اور جس صدمہ و غم مین مبتلا ہین تجھسے کیون بیان کرین
ہمکو تجھسے یہ امید نہین کہ ہم دونون وہ دردسیدہ کا تو کوئی علاج کرے گا مرد دہقانی نے جواب دیا کہ
اظہار نام و سبب نالہ و فغان مین تمھین عبث تامل ہی اپنے حال سے آگاہ کرو اپنے نام کو مجھسے پوشیدہ
نہ کرو شاید تمھارے دفع رنج و غم کی کوئی فکر و تدبیر مجھسے ہوسکے درد دل کے بیان کرنے مین کیا قباحت
متصور ہی آدمی آدمی ہی سے اپنا رنج و غم ظاہر کرتا ہی ستمکشگان نے کہا کہ ہمین اندیشہ افشاے راز کا ہی
اسوجہ سے اظہار رنج و غم مین تامل کیا گیا خیر اگر تجکو سبب نالہ و فغان دریافت کرنا ہی تو چل بارگاہ مین
بیٹھ ہمارا اور ان کا وہ قصہ پر ملال و طولانی ہی کہ مفصل نہ ہم بیان کرسکتے ہین نہ تو سن سکتا ہی ہان
بطور اختصار و خلاصہ بیان کرین گے مگر یہ تو بتادے کہ تو کون ہی نام تیرا کیا ہی تاکہ ہمین بھی تو معلوم ہو
کہ تو ہمارے دوستون سے ہی یا دشمنون سے اس نے کہا کہ مین بھی اپنا نام تمھین بتادون گا پہلے
تم تو اپنے حالات سے آگاہ کرو ستمکشگان ساریق بن بقا کو ساتھ لیکر بارگاہ مین آیا وہ مرد دہقانی
یعنی صنعین جادو بھی اُن کے ہمراہ آکر بارگاہ مین بیٹھا بعد تھوڑی دیر کے ستمکشگان نے اس سے
کہا اے شخص آگاہ ہو کہ یہ خداوند ساریق بن بقا ہین ان کی اکثر لوگ پرستش کرتے ہین ان کے
بزرگ بھی خداوند تھے دعوی خداوندی کرتے تھے قبل اس کے یہ گلستان باختر مین تخت حکومت
پر رونق افزا تھے جاہ و حشم ان کا بہت تھا فوج و لشکر و طبل و علم تخت و تاج کے یہ مالک تھے
خداوند مشہور تھے اور اب بھی ہم خداوند اپنے تئین جانتے ہین صاحب عزت و وقار ہین ایک
زمانہ ایسا آیا تھا کہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے کہ وہ مسلمان ہین اور صاحب زور و قوت
و مال و لشکر کثیر ہین اُن کے لشکر کے بادشاہ کا نام داراب ستمین زرہ ہی بوجہ عداوت
مذہب و ملت کے ان پر لشکر کشی کی تھی گلستان باختر مین جنگ عظیم ہوئی تھی ایک زمانہ تک لڑائی ہوئی
تھی کشت و خون بہت ہوا تھا مردان سپاہ طرفین کے بہت کام آئے تھے آخر کار بخیال خونریزی
بندگان یہ وہان سے روانہ ہوے جنگ و جدال صاحبقران سے کرنا مناسب نجان کر اسطرف
روانہ ہوے انھون نے ان کا تعاقب کیا انھون نے اُن کا ہر انہ چاہا اُن کے برباد و تباہ و غارت
کرنے کی فکر کی اُن کے ظلم و جور کا تحمل کیا یہان بھی آکر اُن کے ہاتھ سے ان کو راحت نملی کوکب
انجم حصاری کے یہان یہ مقیم ہوے تھوڑے روز بھی نہ گذرے تھے کہ صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ مع لشکر گران ان کے تعاقب مین یہان بھی آئے کوکب انجم حصاری نے انکی اعانت
کی صاحبقران سے مقابلہ و مجادلہ کیا کئی لڑائیان ہوئین کشت و خون بہت ہوا اس اثنا مین ایک
درویش آفتاب صورت نورانی سوار ولی کی جمعیت سے اور چند نقاب داران سبز پوش مع دو
بادشاہون کے آیا بعد دریافت ہمکو معلوم ہوا کہ وہ خضران بن عمرو ثانی ہی اور خدا پرست ہی پہلے
اُسکے ہمکے سردار تھے ایک سردار سپاہ مسمی احتشام رستم انجم حصاری کو ہنگام جنگ کشتی لڑکر زیر کیا
پھر اُس درویش یعنی خضران بن عمرو ثانی نے ایک نفیر بجا کر مردان ہر سہ سپاہ کو بیہوش کرکے
نقاب داران طلسمی یعنی نقاب دار نور الضیا و نقاب دار گلرخسار سرخ پوش وغیرہ کو گڑھا مین ڈالکر کھولتے
ہوے تیل مین جلا دیا پھر اُس کا ایک سردار سپاہ بلکہ سپہ سالار مسمی فرامرز ثانی صاحبقران سے جنگ آزما
ہوا سات آٹھ روز لگے بعد آٹھوین روز صاحبقران نے عین کشتی لڑنے مین اُس کے رخ پر سے نقاب کو

دور کیا معلوم ہوا کہ فرامرز ثانی ہے پہلے کچھ باہم باتین ہوئین پھر کشتی موقوف ہوئی اسی اثناے مین
حمائل خان کہ لقا پرست تھا ڈیڑھ لاکھ سواروں کی جمعیت سے آیا اُس کے ساتھ پچاس ہزار جنگی
ہاتھی تھے وہ صاحبقران کے لشکر پر اور خضر ان کی سپاہ پر چڑھ آورہوے کوکب انجم حصاری بھی
اُس کا شریک ہوا جنگ مغلوبہ ایسی ہوئی کہ شاید کبھی نہوئی ہوگی صبح سے قریب شام تک لڑائی
ہوئی تینوں لشکروں کے چھ ساتھ لاکھ مردان سپاہ کام آئے تمام صحراے حربگاہ کشتوں سے
بھر گیا ہاتھیوں نے ہزارہا مردان سپاہ کو قتل و پامال کیا انجام جنگ یہ ہوا کہ اہل اسلام کی فتح ہوئی
کوکب انجم حصاری اور حمائل خان کے لشکر کو شکست حاصل ہوئی صاحبقران وغیرہ نے
کوکب انجم حصاری اور حمائل خان وغیرہ کو پکڑ لیا ان کو بھی تخت زرین سے اُتار لیا انھون نے
دم نہ مارا خاموش رہے فکر اُن کے تباہ کرنے کی نہ کی اب یہ اپنے حال پر نظر کرکے گریان ہین صاحبقران
دختر کوکب انجم حصاری کو مسلمان کرکے اور خود اُس کو بھی مسلمان کرکے عیش و عشرت مین ہین
عقد اپنا دختر کوکب انجم حصاری سے کر چکے ہین تمام رعایاے انجم حصار مسلمان ہو چکی ہے اور
صاحبقران کو خوشی حاصل ہے ان کو رنج و ملال ہے مین ان کا وزیر ہون تمام میرا خستگان ہے ان کا ہمدم و
خیر خواہ ہون صاحبقران و بادشاہ لشکر اہل اسلام کا بدخواہ ہون چاہتا ہون کہ ہم دونون کی طرح
وہ بھی کسی رنج و غم مین مبتلا ہون جس طرح ہم روتے ہین وہ بھی روئین خلاصہ حال تمام و کمال
ہمنے تمسے کہدیا اب تم اپنے حال سے آگاہ کرو حسب و نسب و جاے اپنا نام بتاؤ ہمارے درد دل کا علاج
کرو اُس دہقانی نے سنکے سکوت اختیار کیا تھوڑی دیر تک کچھ اپنے دل مین سوچا کیا بعدہ سایہ
ہین بقا اور خستگان کی نظر سے غائب ہوگیا ایک بی کو حیرت ہوئی سارنگ بین لقا بھی دریاے حیرت
مین غوطہ زن ہوا اُن خدام اور سوارون کو بھی نہ معلوم ہوا کہ وہ کون تھا اور کیا اُس نے خستگان سے
گفتگو کی اور وہ کس طرف چلا گیا جاتے ہوے بھی نہ معلوم ہوا سب کو حیرت ہوئی سواران مذکور و خدام
مسطور شکار کھیلنا آہو کا بھول گئے خود شکار پنجہ شہباز حیرت ہوے ان سب کو تو فیلسوف فکر و حیرت
چھوڑا جاتا ہے مگر اب حال معین جادو نابکار کا بیان کیا جاتا ہے کہ جب اس نے تمام حال خستگان
سے سنا دل مین اپنے خیال کیا کہ اہل اسلام نہایت سرکش ہین یہان آکر کوکب انجم حصاری وغیرہ
کو انھون نے مسلمان کیا اُس کی لڑکی سے اپنا عقد صاحبقران نے کیا بہت خوشی و شادمانی ظاہر کی
کوکب انجم حصاری ماتحت ہمارے بادشاہ کا تھا اُس کو اپنا فرمانبردار کیا ہے اپنے دین مین اُس کو لاکر
دین آبائی اُس کا اُس سے ترک کرایا ہے ان سے بھی کچھ انتقام اس کا لینا چاہیے ان مسلمانون نے
ہمارے شہنشاہ کے ماتحت بادشاہ کوکب انجم حصاری کو مسلمان کیا ہے ان کے بھی بادشاہ لشکر
کے ساتھ کچھ بدی پیش آنا چاہیے یہ خیال کرتا ہوا پھر سوے لشکر اہل اسلام و جانب انجم حصار گیا
جب انجم حصار کی حد مین پہونچا وقت شب کا تھا جملہ سرداران لشکر اہل اسلام و بادشاہ لشکر اہل اسلام
جو صاحبقران کے عقد کی شب جاگے تھے اس شب غافل سو رہے تھے گرد لشکر اہل اسلام و گرد
بارگاہ بادشاہ لشکر اہل اسلام دگر دبارگاہ صاحبقران عالی مقام یوسف کرانی دس ہزار سوار کی
جمعیت سے طلایہ پر رہا تھا صدا اے خبردار باش و ہوشیار باش سواران ہمراہی اُس کے دے رہے
تھے مشعلیں اور پنجشاخے وغیرہ بکثرت روشن تھے خواجہ طیفور گرد بارگاہ صاحبقران مین پہرے
حفاظت اُن کی کر رہے تھے کبھی بارگاہ سے باہر آتے تھے کبھی اندر بارگاہ کے جاکر دیکھ لیتے تھے سواران

طلایہ گرد لشکر پھر رہے تھے بادشاہ لشکر اہل اسلام کی بارگاہ کے گرد بھی سواران مذکور پھر رہے تھے قیام
سرداران سپاہ کے بھی چار طرف گردش کر رہے تھے معین جادو نے آگے بڑھکر بارگاہ بادشاہ لشکر
اہل اسلام کو عقل و فہم سے و نیز بزور سحر دیا فتا کرکے قریب بارگاہ بادشاہ لشکر اہل اسلام آکے بلندی
سے ایسا سحر کیا کہ ہوا سے سرد چلی وہ سواران طلایہ اُس ہوا سے سرد سے آرام طلب ہوئے ہر ایک نے
آنکھیں بند کیں خواب غالب ہوا کسی کو حواس و ہوش نہ رہا سب غافل ہو گئے معین جادو اُن سب کو
اپنے سحر میں مبتلا کرکے پردہ بارگاہ کا اٹھا کر اندر بارگاہ کے گیا دیکھا کہ بادشاہ لشکر اہل اسلام سو رہے ہیں
بارگاہ میں روشنی ہے شمعیں مومی و کافوری روشن ہیں شیشہ آلات وغیرہ سے بارگاہ خوب آراستہ ہے
یہ دیکھتے ہی بیتاب بارگاہ سے قریب بادشاہ موصوف جاکر جو تدبیر اس نے سوچی تھی وہی تدبیر کی بعد ازاں
بارگاہ سے باہر آکر سوے انجم حصار روانہ ہوا شب کو جانب طلسم زلزلہ جاتا تھا سبب شب ہونے کے انجم حصار
میں شب بسر کرکے وقت صبح صادق انجم حصار سے جانب طلسم زلزلہ روانہ ہوا بعد قطع راہ اسی صحرائے
سبزہ زار میں پہونچا دیکھا کہ ساریق بن لقا و سختگان وغیرہ صحرا میں ہنگام سحر مصروف شکار ہیں یہ
رنگ دیکھتے ہی بلندی سے بالائے زمین آیا سختگان و ساریق نے دیکھا کہ ایک شخص ایک باز اپنے
ہاتھ پر بٹھائے آتا ہے جب وہ قریب آیا سختگان نے اُس سے پوچھا کیا تم بھی شکار پر نکلے ہو اُس نے
جواب دیا کہ میں شکار کھیل آیا سختگان نے کہا کہ یہ باز ہمیں دو تھوڑی دیر ہم اس باز سے طائروں کو شکار کریں
اُس نے ہنسکر کہا کہ اس باز کے لینے سے باز آؤ یہ باز ایسا نہیں ہے کہ ہم تمکو دیدیں اور تم اس باز سے شکار
کھیلو سختگان نے وجہ پوچھی اُس نے کہا کہ سبب دریافت نکرو بس اسی قدر سمجھ لو کہ یہ باز قابل شکار
طائران نہیں ہے ساریق بن لقا نے کہا کہ اے شخص کچھ حال اس باز کا بیان کر کہ یہ باز کیسا ہے اُس نے
کہا کہ تمہارے اصرار کرنے سے بیان کرتا ہوں یہاں سے بارگاہ میں چلو تخلیے میں بیان کرونگا ساریق
بن لقا اور سختگان اُسکو ہمراہ اپنے بارگاہ میں لاکر بیٹھے تنہائی میں اُس نے کہا آگاہ ہو جیسے کہ یہ باز
در اصل نہیں ہے یہ بادشاہ لشکر اہل اسلام ہے میں ساحر ہوں نام میرا معین جادو ہے حاکم طلسم زلزلہ
نے مجکو واسطے دریافت کرنے حال کوکب انجم حصاری و لشکر صاحبقران کے ادھر بھیجا تھا میں نے
یہاں آکر تمام حال سے آگاہ ہو کر چاہا کہ خالی ہاتھ نہ جاؤں کوئی تحفہ اپنے بادشاہ کے واسطے یہاں سے
لیے جاؤں پس مجکو لشکر اسلام میں سے یہی تحفہ پسند آیا اب اس تحفے کو روبرو اپنے بادشاہ و حاکم کے
لیے جاؤنگا تمام حال جو دیکھا ہے اور سنا ہے وہ بیان کرونگا یقین ہے کہ شاہ طلسم زلزلہ اس تحفے کی
نذر کو قبول کرکے مجھے انعام دیگا مجھسے بہت خوش ہوگا پھر اس باز کے قتل کرنے سے نہ باز آئیگا
ضرور اس کو قتل کریگا کیونکہ اُس کو اہل اسلام سے بڑا عداوت قلبی ہے علاوہ اس کے اس باز کے
ہلاک کرنے سے منظور لشکر اہل اسلام کا پراگندہ کرنا بھی ہوگا صاحبقران بھی غمگین و ملول ہوکر
یہاں سے کسی طرف چلے جائینگے یا کثرت صدمہ و رنج سے ہلاک ہو جائینگے ساریق بن لقا و
سختگان نے بہت خوش ہوکے کہا کہ تمکو بھی اپنے شہنشاہ کے پاس لیے چلو ہم اُن کے دیدار اور
اُن سے ملنے کے بہت مشتاق ہیں سوا اس کے اگر ہم دونوں اُن تک پہونچ جائینگے تو دست ظلم
صاحبقران سے امان پائینگے تمہارے احسانمند ہونگے اُس نے جواب دیا کہ آپ صاحبوں کا
وہاں لیجانا اچھا نہیں ہے مبادا شہنشاہ ناراض ہوں سختگان نے کہا کہ اے معین جادو
یہ کیا کہتے ہو بھلا ان کے اور ہمارے وہاں لے جانے سے بادشاہ طلسم تمسے ناخوش ہونگے ہرگز نہیں

بلکہ بہت تجھسے خوش ہونگے انعام کثیر دینگے ہم تمھاری تعریف اُن سے کرینگے خلعت و انعام کثیر تمکو
دلوائینگے خداوند بھی تجھسے خوش ہونگے تمھاری بہبودی چاہینگے معین جادو نے سنفتگان و
ساریق بن لقا کے کہنے سے چند دانے ماش کے نکال کر اسنے سحر اُن پر دم کرکے اُن دونون پر
مارے فی الفور وہ لوٹ کر بصورت زاغ سیاہ ہوگئے معین جادو نے اُن دونون زاغون کو بالاے
ہر دو دوش خود بٹھا کر سحر سے بلند ہوکر تخت سحر پر بیٹھکر سوارون وغیرہ کو چھوڑکر سوے طلسم زلزلہ
روانہ ہوا سواران ہمراہی ساریق بن لقا نے ہرچند کہ شور وغل کیا اور تعاقب اُس کا کیا مگر کچھ فائدہ
نہوا وہ دفعتًا زمین سے بلند ہوکر غائب ہوگیا اسی حالت مین سواران مذکور و خدام وغیرہ مجبور ولاچار
ہوکر صحراے سبزہ زار سے سوے لشکر اہل اسلام روانہ ہوے حال ان کا بمقام مناسب لکھا جائیگا
بالفعل حال لشکر اہل اسلام کا لکھا جاتا ہے کہ جب معین جادو بادشاہ لشکر اہل اسلام کو بزور سحر باز
بناکر لیگیا اور وہ شب گذر کر سحر ہوئی تمامی اہل لشکر ہنگام سحر براے اداے نماز صبح بیدار ہوے
اور وہ سوار طلایہ بھی ہوشیار ہوے کیونکہ معین جادو نے ایسا سحر اُن پر کیا تھا کہ جس سحر کا اثر فقط
شب تک رہا کیونکہ مدت بقاے سحر مذکور شب ہی تک تھی صبح کے ہوتے ہی وہ بھی ہوش مین آکے
ہرایک نے بعد طہارت و وضو نماز سحر پڑھنے کا ارادہ کیا صاحبقران نے بیدار ہوکے قصد اداے
فریضۂ سحری کیا جب ہرایک شخص اعلی و ادنی نماز سحر پڑھ چکا اور صاحبقران بھی نماز صبح کو پڑھ چکے
حسب دستور جملہ سرداران لشکر دربارگاہ صاحبقران عالی مقام پر آکے اس اثنا مین
صاحبقران بھی بارگاہ سے برآمد ہوے ہرایک سردار و سوار نے باادب سلام کیا صاحبقران
نے جواب سلام دے کر سب سردارون کو ہمراہ اپنے لیکر دربارگاہ بادشاہ لشکر اہل اسلام پر
جاکر توقف کیا دیر تک انتظار برآمد ہونے بادشاہ ممدوح کا کرکے متردد ہوکے سرداران سپاہ سے
فرمایا آج کیا باعث ہے کہ اب تک بادشاہ ذیجاہ بارگاہ سے برآمد نہین ہوے وقت برآمد ہونے کا
گذر گیا اکثر سردارون نے عرض کیا کہ آپ بجا ارشاد کرتے ہین کبھی ایسا نہین ہوا کہ اتنی دیر برآمد
ہونے مین ظل اللہ کے ہوئی ہو معلوم نہین خدا خیر کرے اگر مناسب ہو تو بارگاہ مین جاکر دیکھا
جائے صاحبقران نے کہا کہ ہان ہماری بھی یہی راے ہے یہ کہکر خود داخل بارگاہ ہوے اکثر
سردار و عیار بھی بارگاہ مین گئے وہان عجب واقعہ غم افزا و حیرت فزا نظر آیا کہ ہرایک کا کثرت
رنج و ملال سے بیتاب و بیقرار ہوا کہ تن [illegible] ہرایک متحیر ہوکر
رونے لگا شور نالہ و فغان بلند ہوا سواران لشکر اہل اسلام نے متردد ہوکر پوچھا کہ یہ شور و فغان
کیون ہے سبب نالہ کیا ہے خیریت تو ہے سرکاروں عیارون نے رو کر کہا کہ غضب ہوا ہم ابھی بارگاہ
بادشاہ لشکر اہل اسلام کے اندر سے باہر آئے ہین بچشم خود دیکھ آئے ہین کسی دشمن نے سر اُن کا شمشیر
آبدار سے کاٹ کر ان کے سینے پر رکھدیا ہے پوشاک ظل اللہ و فرش مسہری تمام خون سے تر ہے ایسا معلوم
ہوتا ہے کہ قریب صبح بعد نصف شب کے کسی دشمن نے بارگاہ مین داخل ہوکر یہ ظلم عظیم کیا ہے بحالت خواب
غفلت مین بادشاہ عالیجاہ کو قتل کیا ہے کیا ہی نامرد تھا وہ نابکار جس نے یہ ستم کیا ہے اگر مرد ہوتا
تو حالت بیداری مین مقابلہ و مجادلہ کرتا سواران لشکر یہ خبر غم اثر عیارون سے سنکے بے اختیار
رونے لگے نالہ و فغان کرنے لگے تمام لشکر مین جب یہ خبر پھیلی کہ بادشاہ لشکر اہل اسلام کو کسی نے
قتل کیا تو وہ شور نالہ و فغان بلند ہوا کہ تا فلک پہونچا کسی نے اس غم مین گریبان اپنا چاک کیا کسی نے

سر پر اپنے خاک اڑائی کوئی کثرت گریہ سے زمین پر غش کھا کر گرا کسی کو اس خبر کے سننے سے سکتا سا
ہو گیا کوئی فریاد کرنے لگا کوئی آہ سرد دل پر درد سے کرنے لگا کسی نے خنجر بران اپنی کمر سے کھینچکر
کہا یارو اب زندگی کا لطف باقی نرہا بادشاہ ہمارا قتل ہو گیا اُن کے غم میں ہم بھی اپنے تئین ہلاک
کرتے ہین بعد اُن کے زندگی خوب نہین یہ کہکر ارادہ خودکشی کا کیا جو سوار وغیرہ اُس کے قریب
کھڑے تھے اور دور رہے تھے انھون نے دوڑکر اُس کے ہاتھ سے خنجر چھین لیا اور کہا کہ اے برادر
خودکشی اچھی نہین ہے کیا غضب کرتے ہو اپنے ہاتھ سے اپنے تئین ہلاک کرتے ہو حالانکہ صدمہ قتل
بادشاہ موصوف بہت ہے مگر ذرا دریافت اچھی طرح کر لو کہ درحقیقت بادشاہ قتل ہوئے ہین یا
نہین کوئی سردار سپاہ نالہ و آہ کرتا تھا کوئی سردار اس غم مین سر اپنا پیٹکر گلا کرتا تھا کوئی یہ خبر
جان گسل سنکے بے اختیار رونے لگا کوئی سوار جان اپنی اس غم جانکاہ مین کھونے لگا کوئی فریاد
کرنے لگا کوئی اس صدمے مین جان سے گذرنے لگا کوئی اشکبار ہوا کسی کا دل اس واقعہ سے بیقرار
ہوا کوئی سردار سپاہ کثرت گریہ سے زمین پر گر کے بسمل ہوا کوئی جوان خنجر غم سے گھایل ہوا کسی نے
اس ماتم مین اپنے سر پر خاک ڈالی کسی نے افراط الم سے واسطے ہلاک کرنے اپنے کے میان سے
تلوار نکالی کوئی آہ سرد کھینچ کے پکارا کہ افسوس ہزار افسوس بادشاہ ہمارا گیا کوئی اشکبار ہو کر کہنے لگا
حیف شاہ ذیجاہ ہمارا مارا گیا شاہان ہفت ملک بے اختیار رونے لگے کثرت گریہ و بکا سے جانین
کھونے لگے عیاران لشکر اہل اسلام کا یہ حال ہوا کہ روتے روتے زمین پر گر کے غش کر گئے
دیکھنے والون نے خیال کیا کہ یہ تاب صدمہ و غم نہ لا کر مر گئے کسی نے کہا کہ افسوس بڑا غضب ہوا
کوئی بولا قتل ہونا بادشاہ کا اس عنوان سے عجب ہوا کوئی سردار اس غم مین محزون ہوا کسی کی آنکھون سے
اس غم مین بجائے اشک روان خون ہوا کسی نے آہ کر کے کہا عجب نہین کہ ہمارے بادشاہ کو ساریق
و سختگان نے قتل کیا ہو وہی دونون حیلہ شعار کھانے کا کر کے لشکر سے گئے تھے کسی نے اشکبار
ہو کے کہا عجب نہین کہ ہمارے بادشاہ کو حمائل خان نے قتل کیا ہو کیونکہ یہ نابکار لشکر مین موجود ہے
دل سے مسلمان نہوا ہو گا عداوت اس کے دل مین ہو گی صاحبقران سے تو بس نہ چلا ان کو تو
خوف سے قتل کر نہ سکا بادشاہ لشکر اہل اسلام کو قتل کر ڈالا لشکر سے اسواسطے نہین گیا تا کہ قتل کرنا
ثابت نہو کسی نے رو کر آہستہ جواب دیا کہ یہ کام حمائل خان کا بظاہر معلوم نہین ہوتا ہے اور کوئی
بداندیش کا یہ کام ہے بڑی دلیری اُس نے کی کہ بارگاہ مین جا کر بادشاہ کے سر کو جدا کیا ہزارون
سواران لشکر طلایہ لشکر پر رہتے تھے ان سے نہ ڈرا افسوس کسی نے اُس کو بارگاہ مین جاتے ہو
نہ دیکھا کوئی دلیر آبدیدہ ہو کر کہنے لگا افسوس بادشاہ ہمارا آج ایسا فرش خواب پر لیٹا کہ زندہ نہ اٹھا
کوئی جوش غیض سے سر اپنا ٹکرا کر کہنے لگا کاش قاتل ہمارے بادشاہ کا عوض ہمارے بادشاہ کے ہم کو قتل کرتا
سر ہمارا ہمارے تن سے جدا کرتا کوئی جوان دانا اشکبار ہو کر دوسرے جوان سے مخاطب ہو کر یون
گویا ہوا کہ ہماری سمجھ مین یہ نہین آتا ہے کہ قاتل نے سر تن سے جدا کر کے تکیے پر کیون رکھدیا ہے اس کا
کیا باعث ہے کوئی دیندار زار زار رو کر کہتا تھا کہ آج کا دن بھی کیا نامبارک ہے کہ ہم اپنے بادشاہ سے
جدا ہو گئے بیدار ہوتے ہی غم شاہ ذیجاہ مین رونے کوئی بے اختیار روتا تھا کوئی دامن آنسوون سے
بھگوتا تھا جملہ سرداران لشکر نے کثرت گریہ سے ایسی فریاد و فغان کی کہ حالت ہر ایک کی ابتر ہوئی
صاحبقران نے بھی صدمہ قتل بادشاہ موصوف مین روتے روتے رومال آنسوون سے تر کیے اسقدر

رو دیے کہ حالت قریب بہ غشی پہونچی کثرت گریہ و بکا سے لشکر گاہ ماتم سرا ہوئی جملہ اعلیٰ و ادنیٰ صغیر و کبیر
برنا و پیر فریاد و فغان و نالہ و آہ کنان ہوے ہر ایک کی نظر میں اس غم سے زمانہ تیرہ و تار ہو گیا آخر کار
بعد گریہ و زاری بیحد و بسیار کے حسب اتفاق راے اکثر سرداران سپاہ و صاحبقران عالی جاہ
سامان دفن و کفن ہونے لگا اُسوقت بعض بعض عقلانے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ سے
عرض کیا کہ ابھی لاشہ بادشاہ نہ اٹھائیے سامان دفن و کفن نہ کیجیے کیونکہ ایسا ثابت ہوتا ہے کہ بادشاہ
لشکر اہل اسلام زندہ ہیں قتل نہیں ہوے ہیں ذرا خواجہ زادون کو طلب فرمائیے ان سے پوچھیے وہ
بزرجمہر کے فرزند ہیں علم رمل وغیرہ سے خوب آگاہ ہیں وہ اگر موافق اپنے قاعدہ اور علم کے
کہیں کہ بادشاہ لشکر موصوف ضرور قتل ہو گئے تو اُسوقت میت اٹھانے کا سامان کیجیے تا وقتیکہ وہ
نہ کہیں ہرگز میت بادشاہ نہ اٹھائیے کہ ہمیں کچھ اس میں اسرار پایا جاتا ہے شک و شبہہ بھی ہوتا ہے کہ یہ لاشہ
بادشاہ لشکر کا نہیں ہے دلیل اس کی یہ ہے کہ اگر در اصل لاشہ بادشاہ کا ہوتا تو قاتل بادشاہ کا سر تن سے
جدا کر کے لے جاتا یا لاشہ سمیت سر کے اٹھا لے جاتا یہ کار خانہ قدرت سے ہوتا ہے صاحبقران نے ان عقلا کی تقریر سنکے
فی الفور خواجہ مہران و خواجہ بزرجمہر و رشید پسران حکیم بزرجمہر کو طلب کیا جب وہ تشریف لاے بعد سلام
انھوں نے پوچھا کہ اسوقت ہنگام غم و الم میں آپنے ہمیں کیوں طلب کیا ہے صاحبقران نے فرمایا کہ آپ
صاحبون کو اسواسطے طلب کیا ہے کہ آپ سے بمقدمہ حیات و ممات بادشاہ لشکر اہل اسلام دریافت
کرنا منظور ہے لہذا آپ دونون صاحب موافق اپنے قاعدہ علم رمل وغیرہ کے دریافت کیجیے کہ بادشاہ
لشکر اسلام زندہ ہیں یا نہیں اور اگر زندہ ہیں تو کہاں ہیں اور کب تک وہ لشکر میں تشریف لائینگے
اور یہ بھی اپنے علم کے قاعدے سے بتائیے کہ یہ لاشہ بادشاہ لشکر اہل اسلام کا ہے یا اور کسی شخص کا
ہے خواجہ زادون نے بعد غسل و وضو آیۂ قرآنی و دعاے حصول حاجت بر جوع قلب پڑھکر قرعہ
ڈالا اُن کی اشکال پر نظر کر کے زائچہ کھینچا اشکال پر بخوبی تمام نظر کر کے خوش ہو کر کہا یا صاحبقران
کشورستان ہمکو ہمارے علم سے ایسا ثابت ہوتا ہے کہ بادشاہ لشکر اہل اسلام بفضل خدا ابھی زندہ ہیں
خانہ حیات اُن کا اسکا شاہد ہے کہ وہ ضرور زندہ ہیں کسی دشمن کے قبضے میں ہیں خدا چاہے گا تو ایک
زمانہ ایسا آئیگا کہ وہ آپ سے ملینگے آپ اُن سے ملینگے بعدہٗ وہ پھر اس لشکر میں آئینگے
اور یہ جو آپ نے سوال کیا ہے کہ یہ لاشہ بادشاہ کا ہے یا اور کسی کا ہے اس بارہ خاص میں ہمکو ہمارے
علم سے ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ ہرگز یہ لاشہ بادشاہ لشکر اہل اسلام کا نہیں ہے الا اُن کا ہم شبیہ ہے پس
آپکو مبارک ہو کہ بادشاہ لشکر اہل اسلام حیات ہیں اور یہ لاشہ کسی اور شخص کا ہے صاحبقران
خواجہ زادون سے یہ مژدہ جانفزا سنکے فی الجملہ شادمان ہوے جملہ شاہ و شہریار و سرداران سپاہ
و شاہزادگان عالی جاہ و تمامی مردان لشکر اس خوشخبری سے شادمان ہوے وہ رنج و غم وہ صدمہ و
الم وہ نالہ و فغان فی الجملہ دل سے ہر ایک کے دور ہوا خواجہ زادون کے حکم مذکور لگانے سے
قلب کو حاصل سرور ہوا صاحبقران نے کشتیان خلعتہاے فاخرہ کی طلب کر کے خواجہ زادون کے
پیش کیں پھر ملازمون کو حکم دیا کہ لاشہ ہم شبیہ بادشاہ لشکر اہل اسلام کو آب گرم سے خوب ملکر نہلاؤ
اگر رنگ و روغن سے صورت تبدیل کی ہے تو صاف اس کا بہروپ جو اصلی ظاہر ہو جائے گا ملازمون
نے حکم صاحبقران کی تعمیل کی مگر صورت لاشہ مذکور بدستور رہی کچھ بھی فرق نہوا اُس وقت
صاحبقران نے خواجہ زادون سے مخاطب ہو کر ارشاد کیا کہ آپ صاحبون نے تو یہ حکم لگایا تھا کہ یہ

لاشہ بادشاہ لشکر اہل اسلام کا نہین کسی اور شخص کا ہے حالانکہ ہمارے ملازمون نے آب گرم تیز سے لاشہ مذکور کو دھویا نہلایا مگر کچھ بھی فرق نہ ثابت ہوا خواجہ زادون نے جواب دیا ہم اب بھی کہتے ہین کہ یہ لاشہ بادشاہ موصوف کا نہین ہے اگر آپ نے اس لاشے کو آب گرم سے نہلوایا اور کچھ فرق ثابت نہوا تو جائے اعتراض نہین ہے کیونکہ یہ لاشہ ہم شبیہ بادشاہ رنگ و روغن عیاری سے بنایا نہ جانے والے نہین بنایا ہے کہ جو آب گرم کے دھونے سے رنگ و روغن دور ہو جائے چہرہ اصلی ظاہر ہو جائے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ بزور سحر یہ لاشہ ہم شبیہ بادشاہ بنایا ہے خداوند عالم نے آپ کو صاحب اسم اعظم کیا ہے لہذا ایک وضو کے کٹورے سے پانی پر اسم اعظم الٰہی پڑھکر دم کرکے وہی پانی چہرۂ و ہیکل لاشہ ہم شبیہ بادشاہ پر چھڑکیے بہ برکت اسم اعظم الٰہی سحر دفع ہو جائیگا صورت اصلی ہویدا ہوگی صاحبقران کشورستان نے جو موافق ارشاد خواجہ زادون کے عمل کیا تو صورت مدعا آئینۂ ظہور میں آئی یعنی وہ صورت و شکل پانی کے چھڑکتے ہی بدل گئی غور کرکے جو دیکھا گیا ثابت ہوا کہ ایک مرد کوہی کا لاشہ ہے لاشہ بادشاہ لشکر اہل اسلام نہین ہے صاحبقران اور جملہ اعلی ادنی ظاہر ہونے سے لاشہ مرد کوہی کے بیحد خوش ہوے وہ جو کسی قدر شک و شبہ و تردد دلتھا وہ بھی دفع ہوا ہر ایک کے چہرے پر آثار خوشی ظاہر ہوے خصوصا صاحبقران کے چہرے پر آثار خوشی پیدا ہوے اسوقت صاحبقران نے حکم دیا کہ اس لاشہ مرد کوہی کو دفن کر دو بموجب حکم ملازمون نے لاشہ مذکور کو غسل کفن دے کر نماز جنازہ پڑھکر دفن کر دیا بعد اس کے صاحبقران نے خواجہ زادون کے علم و فضل کمال کی بہت تعریف کرکے ان سے بیحد خوش ہوکے دوبارہ ان کو خلعتہاے فاخرہ دے کر رخصت کیا بعد رخصت کرنے خواجہ زادون کے جملہ سرداران سپاہ سے فرمایا الحمد للہ و المنہ یہ تو یقین کامل ہو گیا کہ لاشہ ہم شبیہ بادشاہ کا لاشہ ایک مرد کوہی کا تھا جس کو دفن کرا دیا اور یہ بھی بارشاد خواجہ زادگان یقین ہوا کہ بادشاہ لشکر اہل اسلام زندہ ہین کسی دشمن کے قبضے مین ہین پس قبضۂ دشمن مین ہونا بادشاہ موصوف کا چندان جای گسل نہین ہے ایسا بارہا ہوا ہے ہمارے بزرگون پر ایسے واقعات گذرے ہین اگر خدا نے چاہا تو وہ زمانہ بھی آئیگا کہ ہم تم ان سے پائینگے جو زمانہ ان کی مفارقت کا ہے وہ بہر لازم ہے کہ زمانہ فرقت بادشاہ لشکر اہل اسلام زیادہ تر صدمہ و رنج و ملال نہ بسر کیا جائے ان کی تلاش و جستجو کی جائے اور ان کے دشمن کو دریافت کیا جائے تاکہ اس سے انتقام لیا جائے سب نے عرض کیا کہ آپ نے بجا و درست فرمایا ہے یونہین عمل کرنا چاہیے ہنوز سرداران سپاہ صاحبقران کشورستان سے ہم سخن ہوکر خاموش ہوے تھے کہ وہ خدام و سواران جنگی اور پیادے میر شکار باز دار وغیرہ جو ہمراہ ساریق بن لقا و سخنگان کے سوے صحراے سبزہ زار برائے شکار گئے تھے نہایت حیران و پریشان روبروے صاحبقران آئے سب نے باادب سلام کیا صاحبقران نے ان سے پوچھا کہ ساریق بن لقا و سخنگان کہاں ہین تم ان کو کہاں چھوڑ آئے ان کے ہمراہ کیون نہ آئے انھون نے دست بستہ عرض کیا کہ حضور ان کا حال عجیب و غریب ہے جو واقعہ گذرا ہے اور دیکھا ہے وہ حیرت افزا ہے صاحبقران نے فرمایا بیان کرو انھون نے عرض کیا کہ ہم سب لشکر ارحضور حسب الحکم ہمراہ ساریق بن لقا و سخنگان کے سوے صحراے سبزہ زار گئے تھے جب صحراے سبزہ زار مین پہونچے نامبردگان کے ہمراہ شکار کھیلنے لگے تھوڑی دیر مین ہمنا دیکھا دو آہو تھوڑے شکار کیے ساریق نے کہا کہ ایک آہو کے کباب تیار کیے جائین ملازمون نے اسکے کہنے پر

عمل کیا جب کباب مذکور ظروف مین رکھکر اُس کے روبرو بارگاہ مین لے گئے تھوڑی دیر تک وہ اُن کبابِ
آہو کو دیکھا کیا پھر کچھ باتین سختگان سے کرکے بارگاہ سے نکل کر صحرا لے سبزہ زار مین آواز بلند رونے لگا
سختگان اُسے سمجھانے لگا ہم غمخوار شکار آہو مین مصروف تھے اُس کے نالہ و فغان کرنے سے متردد ہوکر قریب
اُس کے آئے تاکہ سبب نالہ و فغان دریافت کرین ابھی ہم غمخوارون نے وجہ نالہ و فغان دریافت نکی تھی
کہ ایک دہقانی آیا اُس نے ہمسے پوچھا کہ یہ دونون شخص کون ہین جو اس طرح سے نالہ و فغان کر رہے ہین
ہمنے اُس سے کہا کہ ایک ان مین ساریق بن لیقا ہے دوسرا شخص ان مین سختگان نامی ہے پھر اُس نے
پوچھا یہ دونون کیون روتے ہین ہمنے جواب دیا سبب گریہ و زاری ہمین معلوم نہین تم خود اُن سے پوچھو
اُس نے اُن کے پاس جاکر پوچھا کہ تم دونون کیون اسطرح بیقراری سے نالہ و فریاد کرتے ہو کیا تمپر مصیبت
پڑی ہے کس بلا مین مبتلا ہوے ہو مفصل بیان کرو اُسوقت ساریق نے تو کچھ نہ کہا مگر سختگان نے اُس سے
کہا کہ اے شخص ہم دونون کسی سبب سے روتے ہین تجھے کیا تو ہمسے کیون سبب نالہ و آہ دریافت کرتا ہے
جہان تجھے جانا مطلوب ہے وہان جا اُس نے دریافت کرنے مین اصرار کیا سختگان اُس دہقانی کو مع
ساریق کے بارگاہ مین لے گیا وہان روبرو کرتا دیر اُس سے تمام حال ساریق بن لیقا کا بیان کیا پھر وہ
دہقانی بیٹھے بیٹھے نظر سے غائب و نہان ہوگیا ہم سب کو تعجب ہوا دوسرے روز ہنگام سحر ایک
شخص اسی صحرا مین آیا وہ اپنے ہاتھ پر ایک باز بٹھائے ہوے تھا سختگان نے اُس شخص سے پوچھا کہ
کیا تم بھی پرندون کا شکار کھیلوگے اُس نے جواب دیا مین بڑا شکار کھیل آیا اب شکار نہ کھیلونگا سختگان
نے کہا کہ یہ باز اپنا ہمکو دو تاکہ ہم اس باز سے پرندون کا شکار کھیلین اُس نے کہا کہ اس باز کے لینے
سے باز آؤ ساریق نے سبب دریافت کیا اُس نے کہا کہ یہ باز لائق شکار نہین ہے ساریق نے پوچھا
کہ کیا وجہ ہے جو باز قابل شکار نہین ہے اُس نے جواب دیا کہ اس کا سبب دریافت نکرو جب بہت اُس سے
اصرار کیا تو اُس نے کہا کہ چلو بارگاہ مین وہان تمسے بیان کرونگا اُسوقت سختگان اور ساریق بن لیقا
اُس نووارد شخص کو اپنے ہمراہ لیکر بارگاہ مین گئے ہم سب تو بارگاہ کے باہر تھے نہین معلوم اُس شخص نے
آہستہ آہستہ کیا کہا دور سے ہمنے جو دیکھا تو سختگان اور ساریق کو شادان و خندان پایا کبھی باہم کچھ چپکے
چپکے باتین ہوئین ہمنے اُن باتون کو نہین سنا بعد کہ ہمنے دیکھا کہ اسی شخص نے پھر ایسی تدبیر کی کہ ساریق
اور سختگان دونون زاغ سیاہ ہوگئے پھر وہ شخص دونون زاغون کو اپنے دونون شانون پر
بٹھا کر بارگاہ سے نکلکر دفعتاً غائب ہوگیا ہرچند ہمنے اُس کی جستجو کی اور شور و غل کیا مگر وہ نہ ملا مجبور و لاچار
ہوکر ہم سب وہان سے چلے بعد قطع راہ ابھی حضور کے روبرو آئے ہین سلاح جنگ بھی تن سے دور
نہین کیے ہین صاحبقران نے اُن سوارون وغیرہ سے تمام حال سُنکے اُن سے کہا کہ اب تم لشکر مین
داخل ہو سلاح جنگ تن سے دور کرو کمر بندی کی اب تکلیف نہ اُٹھاؤ خیام مین راحت پذیر ہو سواران
مذکور وغیرہ سلام کرکے داخل لشکر ہوکر خیام مین راحت پذیر ہوے صاحبقران نے جملہ سرداران سپاہ
سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ ان سوارون وغیرہ کی تقریر سے ثابت ہوتا ہے کہ کوئی ساحر بادشاہ لشکر اہل اسلام
کو بارگاہ سے باز بنا کر لے گیا تھا پھر اُس نے ساریق بن لیقا اور سختگان کو بصورت زاغ سیاہ سحر سے
بنا کر اپنے شانون پر بٹھا کر اپنی منزل مقصود کی راہ لی سب کی نظرون سے نہان ہوگیا اب ہمکو ضرور
فکر و جستجو بادشاہ لشکر اہل اسلام کی کرنا ضروری ہے اور اُس شخص کا بھی مقام قیام اور نام دریافت
کرنا لازم ہوا ان سوارون کے آنے سے اور بیان کرنے سے اتنا تو معلوم ہوگیا کہ ضرور کوئی ساحر یا

کوئی دشمن بادشاہ لشکر اہل اسلام کو اور ساریق بن بقا اور سختگان کو لے گیا ہی جنھون نے عرض کیا
کہ آپ کا فرمانا صحیح ہی یہ کام ضرور کسی ساحر نابکار کا ہی نہین معلوم وہ نابکار کہان رہتا ہی کس سمت گیا ہی
صاحبقران نے ارشاد فرمایا کہ خدا چاہیگا تو سب حال معلوم ہو جائیگا بالفعل یہان کوئی ایسا
نہین ہی کہ اس سے پوچھین اور وہ صحیح طور سے تمام حال بیان کر دے کوکب انجم حصاری نے عرض کیا
تھوڑا زمانہ گذرا ہی بلکہ قبل آپکے یہان تشریف لانے کے انجم حصار مین ایک مرد دیندار و ابرار و
متقی و پرہیزگار مسلمان مسمی حکیم سالوک درویش سیرت تشریف رکھتے تھے شب و روز عبادت خدا
مین مصروف رہتے تھے بیشتر ساکنان انجم حصاری اپنے امور دشوار و مشکل مین عاجز آ کر ان سے
سوال کرتے تھے وہ جواب شافی دیتے تھے اگر کوئی گم ہو جاتا تھا اور لوگ ان سے گم شدہ کو پوچھتے
تھے تو وہ بوجہ عبادت و ریاضت کرنے کے بتا دیتے تھے کہ گم شدہ فلان جا لیا گیا ہی افسوس اب
حال ان کا معلوم نہین کہ وہ کہان ہین انجم حصار سے کہین چلے گئے ہین اگر وہ جناب یہان ہوتے
تو حال بادشاہ لشکر اہل اسلام کا ان سے دریافت کرتے صاحبقران نے تقریر کوکب انجم حصاری
کی سنکے تا دیر کچھ فکر کرکے عمان شاہ و عراق آہن کلاہ و صمصام تیغزن و قمہور صف شکن و
بہران بہر سوار و اسفندیار کجکلاہ و صارف تیغزن و حشام رستم انجم حصاری سے مخاطب ہوکے
فرمایا کہ خواجہ خضر ان جو بصورت درویش آفتاب صورت تھے وہ تو سوے خانہ کعبہ کے ساتھ لشکر
امیر ثانی بھی گیا یہان بادشاہ لشکر اہل اسلام کا جو واقعہ ہوا وہ آپ صاحبون پر ظاہر ہی اس کے
بیان کرنے کی ضرورت نہین ہی ہم بوجہ نہونے لشکر مین بادشاہ موصوف کے نہایت پریشان خاطر
ہین ارادہ ہی کہ لشکر سے اپنے علحدہ ہوکر لشکر کو اپنے اسی جگہ بالفعل چھوڑکر کسی طرف بہر جستجوے بادشاہ
موصوف جائین سوا اس کے فی زمانہ اب کسی سے مقابلہ و مجادلہ بھی نہین ہی لہذا آپ سب صاحبون سے
کہا جاتا ہی کہ اگر مناسب ہو تو اپنے اپنے سردارون کو لیکر مع اپنی اپنی سپاہ کے اپنے اپنے شہر مین جاکر حکمران
ہوجیے یہان کیون تکلیف گوارا فرمائیے ہم بخوشی خاطر آپ صاحبون کو رخصت کرنا چاہتے ہین لہذا
آپ کو مناسب ہی کہ ہمارے کہنے پر عمل کیجیے یہ تقریر صاحبقران کی سنکے جملہ نامبردگان نے
با ادب عرض کیا کہ ہمارا تو یہی ارادہ تھا کہ آپ کے لشکر مین تا حیات داخل رہین مگر آپ کے ارشاد سے
مجبور ہوکر آپ کی خوشی پر عمل کرنا ضرور ہوا یہ عرض کرکے عمان شاہ نے اپنے ملازمون اور لشکر کے
سوارون کو حکم دیا کہ سامان سفر درست کرکے آج ہی یہان سے سوے شہر عمانیہ روانہ ہو اسیطرح
عراق آہن کلاہ نے اپنے ملازمون سے کہا ملازمان ہر دو بادشاہان مذکور نے سامان سفر
فی الفور درست کیا عمان شاہ و عراق آہن کلاہ صاحبقران وغیرہ سے رخصت ہوکر مع اپنے
اپنے سرداران سپاہ اور اپنے اپنے لشکر کے اپنے اپنے شہر کی طرف روانہ ہوے بعد جانے دونون
بادشاہون کے صارف تیغزن سپہ سالار لشکر بادشاہ نقش ہین بھی مع اپنی سپاہ کے سوے
شہر نقش ہین روانہ ہوا بعد جانے صارف تیغزن کے حائل خان نے صاحبقران سے عرض کیا کہ
اگر ارشاد ہو تو مین بھی جاؤن اپنے شہر کا بندوبست کرون اہل شہر کو مسلمان کرون بتخانے منہدم
کراؤن مسجدین بناؤن اہل شہر کو عقائد دین سے آگاہ کرون صاحبقران نے فرمایا کہ اچھا تم بھی جاؤ
حائل خان خوش ہوکر سامان سفر درست کرکے کوکب انجم حصاری و صاحبقران سے رخصت
ہوکر اپنے شہر کی طرف مع باقی ماندہ اپنی سپاہ کے روانہ ہوا حشام رستم انجم حصاری نے صاحبقران

سے دست بستہ عرض کیا کہ یہ فدوی سردار سپاہ کوکب انجم حصاری ہی جو ہنگام مقابلہ و مجادلہ و کشتی فرامرز ثانی سے زیر ہوکر داخل لشکر فرامرز ثانی ہوا تھا فرامرز ثانی تو سوے خانہ کعبہ گئے بادشاہ ہمارا بھی مانند ہمارے مسلمان ہوا ہی اب ہم بھی بدستور قدیم رفاقت اپنے بادشاہ کی اختیار کرینگے صاحبقران نے سوے کوکب انجم حصاری دیکھا اُس نے کہا کہ اگر شاہ بدستور قدیم میرا نمکخوار ہونا چاہتا ہی تو مجھے بھی کچھ عذر نہین ہی شاہ رستم انجم حصاری اپنے دنگل سے اٹھکر سوے قادم کوکب انجم حصاری جھکا اُس نے خوش ہوکر سر اُس کا اپنے سینے سے لگایا پھر اُس کو اپنے لشکر مین داخل کیا اسی طرح ہر ایک سردار و بادشاہ لشکر صاحبقران سے جو تازہ مسلمان ہوکے داخل لشکر ہوا تھا وہ بھی حکم صاحبقران سے مع اپنی سپاہ کے اپنے شہر کی طرف روانہ ہوا فقط خاص سپاہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کی رہ گئی اور خاص خاص سرداران سپاہ صاحبقران موصوف لشکر مین رہ گئے جنکی تعداد پانچہزار یا پانچ سو پچیس ہی جب وہ روز گذر کر زمانہ شب کا آیا اور شب بھی بسر ہوکے صبح ہوئی بعد نماز سحر صاحبقران نے اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ سامان شکار آ ہو کرین ہمارا دل بہت پریشان ہی چندروز تک صحراے سبزہ زار مین جا کر شکار کھیل کر دل اپنا بہلاتین گے صدمہ فراق بادشاہ اہل اسلام مین سیر و شکار سے کمی ہوگی جب ملازمون نے درستی سامان شکار مہیا کیا صاحبقران جملہ سرداروں سے رخصت ہوکر سوے صحراے سبزہ زار واسطے شکار آ ہو کے ہمراہی خواجہ طیفور کر دیا و مختصر سوارون وغیرہ کے روانہ ہوے ان کو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہی اور اب حال معین جادو کا لکھا جاتا ہی کہ جب ساحر مذکور صحراے سبزہ زار سے ساریق بن لقا و سختگان کو بزور سحر زاغہاے سیاہ بناکر دوش پر اپنے بٹھا کر سوے طلسم زلزلہ روانہ ہوا تھا بعد قطع راہ کے سرحد طلسم زلزلہ پر پہونچکر اندرون حد طلسم مذکور جانے کا ارادہ کیا تھا کہ مالک اول سرحد طلسم مذکور نے اُس کو روک کر پوچھا کہ یہ تیرے ہاتھ پر باز کیسا بیٹھا ہی اور تیرے شانے پر ایک ایک زاغ سیاہ کیسے بیٹھے ہین دراصل یہ طائر نہین ہین بشر ہین اگر ساحر ہی تو ہم بھی ساحر ہین تجھ سے ہزار حصہ زیادہ سحر و ساحری مین ہین بلکہ ایسے ساحر زیردست ہین کہ شہنشاہ طلسم زلزلہ نے ہمکو مالک مرحلہ اول کیا ہی تجھ سے تو ہم آگاہ ہین اور تیری آمد و رفت کی مخالفت نہین کرتے ہین اغیار کو ہم بغیر حکم شہنشاہ ساحران کے ہرگز نجانے دینگے کیونکہ زمانہ لقا اس طلسم کا کم ہی اور فتاح اس طلسم کا ایک اہل اسلام ہی اس یہ باز بھی دراصل بشر ہی اور اہل اسلام ہی اگر یہی فتاح طلسم زلزلہ ہوا اور ہم تجکو اسے لیجانے کی اجازت دیدین تو عتاب شہنشاہ مین مبتلا ہونگے معین جادو نے کہا کہ مین شہنشاہ کا خیرخواہ ہون بدخواہ نہین ہون جو طلسم کشا کو داخل طلسم کرون اور یہ طلسم کشا نہین ہی بادشاہ لشکر اہل اسلام ہی نام اس کا داراب دارا بن سپین زرہ ہی اور یہ دونون زاغ سیاہ اہل اسلام سے نہین ہین ان مین ایک ساریق بن لقا ہی اور دوسرا ساریق کا وزیر سختگان ہی یہ تحفہ ہاے نادر واسطے نذر شہنشاہ کے لئے جاتا ہون مالک مرحلہ اول نے ترش رو ہوکر جواب دیا کہ ان طائرون مین کوئی بھی ہوتا کیون نہو خواہ لقا پرست ہو یا مسلمان ہو ہم کسی کو جانے ندینگے تا وقتیکہ حکم شہنشاہ سے حاصل نکر لینگے تم توقف کرو ہم اپنے شہنشاہ کو تمھارے اس طور سے آنے کی اطلاع دینگے جو کچھ حکم ہوگا اُس پر عمل کرینگے معین جادو مجبور ہوکر ٹھہرا مالک مرحلہ اول نے ایک عریضہ بمقدمہ معین جادو اس مضمون کا لکھا کہ آج خلاف عادت و قاعدہ

طلسم معین جادو و تین آدمیون کو بصورت طائران سحر سے بنا کر لایا ہی سر حد طلسم مین قدم رکھنا چاہتا ہی
فدوی کو اندیشہ طلسم کشا کا ہی و نیز خوف عتاب حضور ہی اگر حکم ہو تو معین جادو کو اپنے مرحلے سے راہ
دین ورنہ اُس کو اپنے مرحلے مین قدم بھی رکھنے دین جب عریضہ اس مضمون کا تحریر کر چکا کچھ اسماے سحر
پڑھکر دستک دی فی الفور ایک طائر خوشرنگ سامنے سے اُڑتا ہوا آیا اُس نے قریب آکر بزبان فصیح
پوچھا کہ کیون مجکو طلب کیا ہی کیا کام ہی بیان کرو مالک مرحلہ اول نے وہ عریضہ اُسے دکھا کر کہا کہ یہ
عریضہ خدمت شہنشاہ ساحران مین لے جا اور جواب اگر شہنشاہ اس عریضے کا کچھ دین تو اُسے مجھ تک
پہونچا فقط اسی کام کے واسطے تجھے طلب کیا ہی اُس نے کہا کہ یہ تو کوئی کار مشکل نہین ہی مجھے خیال تھا
کہ کوئی امر عظیم کے واسطے شتر تجھے بلایا ہی یہ کہکر وہ عریضہ اپنی منقار مین دبا کر مانند باد تیز پرواز کرکے
اُڑ کر سوے شہنشاہ طلسم زلزلہ گیا ہود سر مست پوتا ساحر سمنش کا کہ مالک و حاکم طلسم زلزلہ ہی اور
دعوی خداوندی بھی کرتا ہی اپنے دربار مین بیٹھا ہوا تھا کہ اُس طائر سحر نے جا کر وہ عریضہ آغوش
شہنشاہ طلسم مذکور مین ڈالدیا ہود سر مست نے اُس عریضے کو اُٹھا کر اُس کی عبارت کو پڑھکر طائر سحر
مذکور سے کہا کہ تو جا جواب اس عریضے کا روانہ کیا جاے گا طائر مذکور مالک دربند اول کو حکم
ہود سر مست سے آگاہ کر کے ایک سمت چلا گیا یہان شہنشاہ ہود سر مست نے اپنے طلسم کے
جملہ مرحلات و مقامات پر پروانجات مالکان و حاکمان مرحلات و دربند وغیرہ کو بذریعہ ساحران
روانہ کر کے اُن کو آگاہ کیا کہ معین جادو ہمارے فرستادہ و ملازم قدیم کو نہ روکنا اُسے آنے دینا
جب مالک مرحلہ اول طلسم مذکور حکم شہنشاہ مسطور سے آگاہ ہوا معین جادو کو اجازت جانے کی دی
معین جادو بازو زاغہاے مذکور الصدر کو لیے ہوے مرحلات و مقامات صعب و سخت طلسم
زلزلہ سے گذر کر اسوقت دربار شہنشاہ ساحران ہود سر مست جادو بادشاہ طلسم زلزلہ مین
پہونچا کہ دربار اُس کا آراستہ تھا چاہ ساحران نامی و نامور اُس کے دربار مین حاضر تھے علی قدر مراتب
بیٹھے ہوے تھے علاوہ رفقا و ساحران نامی و نامور کے حکیم جالوس ساکن و حاکم شہر جالوسیہ
کا کہ عاقل و فہیم تھا ہود سر مست جادو نے اُس کو اپنا وزیر کیا تھا وہ بھی اسوقت بعہدہ
وزارت حاضر دربار تھا جالوس مرید باطن و دشمن مسلمانان و دین اسلام ہی اور سالوس اُس کا
بھائی یہ دین اسلام کی رغبت رکھتا ہی جالوس کی طرح بد اعتقاد و نابکار بھی نہین ہی طبیعت اس کی
مائل بہ فساد و خونریزی و دشمنی اہل اسلام نہین ہی غرضکہ معین جادو نے روبروے ہود سر مست
جادو جا کر بصد ادب سلام کیا اُس نے اُن بازو زاغہاے سیاہ پر نظر کر کے پوچھا کہ انھین کیون
لایا ہی اُس نے عرض کیا کہ یہ باز واسطے نذر حضور کے لایا ہون یہ کہکر اُن باز کو نذر کے طریق سے
پیش کیا ہود سر مست نے کہا کہ اس کو بحالت اصلی لا اور سبب اس کے لانے کا بیان کر اور
جس واسطے ہمنے تجکو روانہ کیا اُسے بھی بیان کر ساحر مذکور نے عرض کیا کہ حسب الحکم شہنشاہ
کے یہ نمکخوار قدیم واسطے دریافت حال کوکب انجم حصاری و لشکر صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ و دریافت احوال جنگ و جدال کے گیا تھا جب انجم حصار مین پہونچا تو بعوض
جنگ و جدال کے سامان خوشی و شادی وہان نظر آیا ناچ رانگ رنگ بزم عشرت ہی پایا نوبت
و نقارہ شادی کو بجتے ہوے دیکھا نازنینان خوبرو کو بچشم خود رقص و نغمہ کرتے ہوے دیکھا
جملہ ساکنان انجم حصار کو مسلمان و خدا پرست پایا کوکب انجم حصاری و دختر کوکب انجم حصاری

وجملہ زنان محلسرا وتمامی زن ومرد کو مسلمان وفرمانبردار بادشاہ لشکر اہل اسلام وصاحبقران دیکھا بعدہٗ عقد صاحبقران کا ساتھ ملکہ ناہید ہلال ابرو دختر کوکب انجم حصاری شاہان ذیشان و جلوس سے ہوتے دیکھا اسے شہنشاہ ذیجاہ وبیخیر خواہ جملہ اہل اسلام کو شادی وعقد مذکور مین شادان وخندان دیکھا اور لشکر صاحبقران کو مانند دریاے ناپیدا کنار مشاہدہ کر کے ناخوش ہوا اور بہمی طبع اپنی سے تحمل عشرت وخوشی اہل اسلام کا نکر کے فذوسی نے چاہا کہ ایسی کوئی تدبیر کرنا چاہیے کہ یہ اہل اسلام نالہ وفریاد کرین جسقدر عقد صاحبقران وملکہ ناہید ہلال ابرو مین شادان وخندان ہوے ہین اس سے زیادہ تر گریہ وبکا ونالہ وفغان کرین اہل لشکر پریشان ومتفرق ہوجائین جمع بیحد مردمان سپاہ کا منتشر ہوجائے انجم حصار سے لشکر مع صاحبقران کے بیدل وپریشان ہوکر کہین چلا جائے نام ونشان سپاہ سے قیاس باقی نرہے غرضکہ بعد فکر بسیار اس نابکار نے بوجہ عداوت قلبی کے کہ اہل اسلام سے رکھتا ہے تجویز کیا کہ اگر بادشاہ لشکر اہل اسلام لشکر مین نرہے گا تو یہ لشکر تباہ وپریشان ہوجائے گا یہ خیال کر کے بادشاہ لشکر اہل اسلام کو بزور سحر بازبنا کر لے آیا ہون تاکہ اہل اسلام اس کی جستجو مین صحرا صحرا کوہ کوہ دشت دشت دریا دریا شہر شہر آوارہ وسرگردان ونالہ کنان ہون دشمنان شہنشاہ شادمان ہون اپنے اس بادشاہ کی جدائی مین عداوت شہنشاہ سے باز رہین یہ عرض کر کے سحر اپنا دفع کر کے باز مذکور کو بصورت اصلی بنایا بادشاہ لشکر اہل سلام نے بصورت اصلی ہوکر بہت متحیر ہوکر اپنی بارگاہ مین اپنے تئین نپاکر از حد حیران ہوکر پہلے تو یہ خیال کیا کہ خواب پریشان دیکھ رہا ہون پھر خواب پریشان کا خیال نکر کے یقیناً بیدار اپنے تئین جان کر بادشاہ طلسم زلزلہ اور اس کے اہل دربار کی طرف توجہ کی دیکھا کہ بادشاہ ایسا سیاہ روسیاہ رنگ مہیب صورت دیو پیکر بالاے تخت زرین بیٹھا ہے کہ بمصداق مضمون این اشعار

رکھے فرق پر اپنے زرین کلاہ
کرے اسکے رخ کی طرف گر نگاہ
سیہ قلب وبدصورت وتیرہ رو

ترش رو وبدصورت وبدمزاج
تو ڈر جائے بس دن کو دیو سیاہ

نہایت ہی بدشکل اک روسیاہ
بصد کبر رکھے ہوے سر پہ تاج
قوی ہیکل وساحر تند خو

دربار مین اس کے ہزارون ساحران نامی وگرامی کو علی قدر مراتب ومناصب کرسیون بچون وغیرہ پر بیٹھے دیکھا دربار ساحران نابکار سے بھرا ہوا پایا ہر ایک ساحر ان مین سامری وقت بظاہر نظر آیا ابھی بادشاہ موصوف جانب شاہ طلسم مذکور وساحران بطرت دیکھ رہے تھے کہ ہود مست نے چین بجبین ہوکر پوچھا کہ تمنے ہمکو سجدہ وسلام کیون نکیا کیا ہمکو لائق سجدہ وسلام تمنے نجانا یا ازراہ غرور تمنے ہمین سلام نہ کیا شاہ موصوف نے دلیرانہ جواب دیا کہ او نامرد بیدین وظالم ونا انصاف تو عبث سلام وسجدہ نہ کرنے کی شکایت کرتا ہے اہل عزت وشاہان ذی وقار تجھ ایسے بیدین ونامرد وظلم پسند کو سلام کرنا اچھا نہین جانتے ہین اگر ہمنے سلام نہ کیا تو کیا قباحت ہوئی تجھ ایسے نابکار کو سلام کرنا باعث ننگ وعار ہے خدا وندعالم نے ہمکو رتبۂ شاہی وتخت نشینی کا دیا ہے سیکڑون شاہ وشہریار وعزت دار خود ہمکو با دب سلام کرتے ہین ہرگز تو ہم سے بیدم لائق سجدہ نہین ہے ہان قابل پرستش وعبادت ذات خالق کونین ہے جس نے اپنی قدرت کاملہ سے جملہ مخلوقات کو پیدا کیا ہے کیونکر تجھکو کوئی مرد عاقل ودانا سجدہ کرے کہ تو قابل سجدہ نہین ہے اوصاف خدا تجھ مین نہین ہین تو ایک بندہ گنہگار خدا ہے مانند شیطان کے لوگون کو بہکاتا ہے گمراہ کرتا ہے اور

حکومت و سلطنت پر اپنے غرور کرتا ہے نامردی و ظلم پسندی تیرا شعار ہے ظلم و خود پسندی وغیرہ کسی کا
خدا کو پسند نہیں ہے ان باتوں سے باز آ عدل و انصاف و خدا شناسی اختیار کر اپنے معبود حقیقی کو سجدہ
کر جادۂ حق پر قدم رکھ دین اسلام اختیار کر ہودسرمست گفتگوے بادشاہ لشکر اہل اسلام سنکے ازحد
برہم ہوا عالم غصہ مین کہنے لگا کہ تم اہل اسلام نہایت بدزبان و دلیر ہو لائق قتل ہو مجھ ایسے شہنشاہ
و خداوند سے بے ادبانہ ایسی تقریر کرتے ہو خیر دیکھو تمسے اور تمھارے مردان لشکر سے کس طرح
پیش آتا ہون معین جادو نے اچھا کیا کہ تمکو یہان لے آیا یہ کہکر جلاد کو طلب کیا بمجرد حکم جلاد تیغ بکف
حاضر ہوا بعد سلام کے دست بستہ عرض کرنے لگا کہ شہنشاہ نے کیون مجکو طلب کیا ہے کس گنہگار کی
خونریزی منظور ہے بازو پر قوت تیغ آبدار رکھتا ہون دل مین نام کو بھی رحم نہین رکھتا ہون تابع حکم
شہنشاہ ہون ہودسرمست نے کہا کہ ہمنے تجکو اسوقت اسواسطے طلب کیا ہے کہ تجھ سے اس مرد
مسلمان و زبان دراز و سرکش کو تہ تیغ کرا دین ابھی تیغ آبدار سے سر اس کا جدا کر جلاد مذکور نے
بازو بادشاہ موصوف کا پکڑا تیغہ اٹھایا ارادہ قتل کرنے کا کیا اسوقت حکم جالوس وزیر کہ دین اسلام
کی طرف سے ایک مدت سے بدشمنی مائل تھا ہودسرمست سے گویا ہوا کہ اے شہنشاہ ذیجاہ خلاف
قاعدہ طلسم عمل کرنا اچھا نہین ہے خون اس اہل اسلام کا اگر زمین طلسم پر گرے گا تو ضرور یہ طلسم
ویران و برباد و شکست و تباہ و خراب ہو جائے گا بانیان طلسم لکھ گئے ہین کہ خون کسی اہل اسلام
کا سرزمین طلسم کے گرانا باعث بربادی طلسم ہوتا ہے علاوہ اس کے یہ بھی لکھ گئے ہین کہ اگر کسی
مجرم مسلمان کو قتل کرنا منظور ہو تو بیرون طلسم اسے قتل کرین بس میری راے یہ ہے کہ موافق
احکام بانیان طلسم کے شہنشاہ عمل کرین ہودسرمست نے جلاد کو قتل کرنے بادشاہ سے منع کرکے
اپنے وزیر مذکور سے پوچھا کہ اگر سرزمین طلسم پر بادشاہ لشکر اہل اسلام کو قتل نہ کیا جائے تو بیرون طلسم
کس جگہ خونریزی اس بدزبان کی کی جائے اس نے بعد فکر عرض کیا میری رائے یہ ہے کہ بیرون طلسم
حضور اسرار اختر شناس رہتا ہے وہ مطیع و فرمانبردار شہنشاہ ہے اسی کے پاس بادشاہ لشکر اہل اسلام
کو اسیر کرکے روانہ فرمائیے اور حکمنامہ اس مضمون کا اسے روانہ کیجیے کہ سر اس کا تن سے جدا کرکے
لاشہ ان کا دفن کر دے چونکہ حیات و زندگی بادشاہ لشکر اہل اسلام کی باقی تھی قدرت خدا سے
ہودسرمست کو راے اپنے وزیر جالوس کی پسند آئی فی الفور ایک حکمنامہ موافق مضمون متذکرہ
وزیر کے لکھا گیا سرنامہ مہر ہودسرمست سے درست ہوا بعدہ شہنشاہ طلسم مذکور نے چند ساحران
معتمد و خیرخواہ سے مخاطب ہوکر کہا کہ تم سب بادشاہ لشکر اہل اسلام کو قید سحر مین مبتلا کرکے تختۂ سحر پر
ڈال کر پاس اسرار اختر شناس منجم کے لیجاؤ اور یہ حکمنامہ بھی اس کو دے کر کہدینا کہ تمکو شہنشاہ
نے تاکیداً زبانی بھی یہ حکم دیا ہے کہ موافق مضمون اس نامے کے کاربند ہو اگر یہ کام تمسے انجام پائے گا
تو ہم تمسے بہت خوش ہونگے ساحران مذکور حسب الحکم حکمنامہ مذکور لے کر بادشاہ موصوف کو
اپنے سحر مین مبتلا کرکے تختۂ سحر پر ڈال کر خود بھی سحر کی سواریون پر مانند عقاب و طاؤس سحر و اژدر سحر
کے سوار ہوکر بعجلت تمام سوے مکان اسرار اختر شناس منجم کے روانہ ہوے حال ان کا آئندہ
لکھا جائے گا لیکن بعد جانے ساحران مذکور کے کچھ حال ہودسرمست کا تحریر کیا جاتا ہے کہ جب شہنشاہ
طلسم زلزلہ بادشاہ لشکر اہل اسلام کو ہمراہ ساحرون کے پاس منجم مذکور کے روانہ کرچکا معین جادو
سے مخاطب ہوکر پوچھنے لگا کہ اب یہ بتا کہ یہ دو زاغ سیاہ جن کو اپنے شانون پر بٹھا کر لایا ہے یہ کون ہین

ان کے حال سے آگاہ کرا ور سبب ان کے لانے کا بھی ظاہر کرا ور ان کو بھی بحالت اصلی لامعین جادو نے عرض کیا کہ اے شہنشاہ یہ دونون زاغ سیاہ مردان نامی و نامور ہین ان مین ایک تو ساریق بن یقا ہی جو اپنے تئین خداوند جان کر مردمان سے اپنے تئین سجدہ کراتا ہی اور ایک ان مین اُس کا وزیر ہی نام اُس کا سختگان ہی شہنشاہ کو یاد ہوگا کو کب انجم حصاری نے دو تین عریضون مین حال ان کے آنے کا اور جنگ و جدال کا تحریر کیا تھا یہ دونون ایک صحراے سبزہ زار مین شکار کھیل رہے تھے صید آہو مین مصروف تھے ناگاہ انھون نے مجکو دیکھکر بصد عاجزی پاس اپنے بلاکر کہا کہ ہم دونون کو اشتیاق حضوری و باریابی شہنشاہ ساحران بالک و حاکم طلسم زلزلہ کا از حد ہی لہذا تم ہمکو اُن کی خدمت عالی مین لے چلو ہر چند مین نے اُن سے عذر کیا لیکن اُنھون نے عذر میرا نمانا آخر اُن کے اصرار اور عاجزی سے کہنے سے بزور سحر زاغہاے سیاہ بناکر یہان لایا ہون یہ کہکر اُن پر سے سحر اپنا دفع کیا دونون نے بصورت اصلی ہوکر شاہ طلسم و اہل دربار کو دیکھا معین جادو نے کہا کہ اے سختگان و اے ساریق آگاہ ہو کہ شہنشاہ طلسم زلزلہ روبرو تمھارے بالاے تخت زرین رونق افزاے دربار ہین مقام ادب ہی سلام کرو سختگان و ساریق بن یقا نے معین جادو کے کہنے سے ہو دسر مست جادو کو سلام کیا اُس نے باشارہ سلام لیکر اشارہ بیٹھنے کا کیا ساریق بن یقا بالاے کرسی زرین اور سختگان ایک کرسی چوبی پر عقب ساریق بیٹھا بعد تھوڑی دیر کے سختگان نے مدح و ثناے شاہ طلسم زلزلہ بعنوان شائستہ کرکے دست بستہ عرض کیا کہ ایک مدت دراز سے شہنشاہ کی خدمت مین آنے کی آرزو تھی نہایت اشتیاق تھا کہ حضور کی خدمت مین باریاب ہون گلستان باختر سے انجم حصار تک ہمکو شوق حضوری حضور لایا تھا اب خوبی تقدیر سے معین جادو کی اعانت سے ہمارا روبرو سے حضور آنا ہوا مدعاے دلی برآیا صاحبقران و مردم لشکر صاحبقران سے جان بھی ہماری اور ان خداوند کی بچی جو جاہ و حشم و خدم و سطوت و صولت و خوبی دربار شہنشاہ کی سنی تھی یہان آکر بچشم خود دیکھی ہو دسر مست جادو نے کہا کہ اے ساریق بن یقا تم دعوی خدائی کرتے ہو اور صاحبقران اور اُنکے مردان سپاہ سے عاجز ہوکے خداوند ہوکہ گلستان باختر سے بھاگتے ہوے صاحبقران کے خوف سے مضطر و پریشان ہوکر ہماری سرحد مین آئے ہو طالب پناہ ہوے ہو تم تو دسے خداوند او بنے ہوے خداوند ہو ہم بھی خداوندی کا دعوی کرتے ہین ساکنان طلسم زلزلہ ہمین اپنا خداوند جانتے ہین اگر تم بھی اپنا ہمین خداوند جان کر ہمین سجدہ کرو تو حق مین تمھارے بہتر ہوگا تمکو پناہ دیجاےگی اور عزت و حرمت تمھاری کی جاےگی ورنہ مثل بادشاہ لشکر اہل اسلام کے تمکو اور تمھارے وزیر کو ہم قتل کرائین گے دو خداوندون کا ایک جا ہونا اچھا نہین ہی ساریق بن یقا نے شاہ طلسم مذکور کو کچھ جواب نہ دیکر مڑکر سوے سختگان دیکھا اُس نے عرض کیا کہ اے شہنشاہ عالی جاہ بابت سجدہ کرنے کے ہمارے خداوند سے نفرمایئے ہان یہ آپ کی دیگر امور مین متابعت کرین گے حضور غور فرمائین یہ بھی خداوند ہین جو خود مردم سے سجدہ کرائے وہ دوسرے کو کیونکر سجدہ کرسکتا ہی خداوند خداوند کو سجدہ نہین کرسکتا ہو دسر مست نے جواب دیا کہ او سختگان آگاہ ہو کہ ہمکو سب خبر ہی کیا یہ جانتا ہی کہ ہم بیخبر ہین ہمین معلوم ہوچکا ہی کہ تونے اور تیرے خداوند نے اطاعت صاحبقران اختیار کرکے کلمہ پڑھا ہی تیرے خداوند دعوی خداوندی کرکے مسلمان ہوچکے ہین یہان پر دعوی خداوندی کرکے

ہمارے تئیں سجدہ کرنے سے اُنھیں انکار ہی معلوم ہوا کہ تو بھی مکار ہی اور تیرا خداوند بھی مکار ہی
دروغگوئی و فریب تم دونوں کا شعار ہی سختگان نے تہرا کر عرض کیا کہ اے شہنشاہ ارشاد حضور
نسبت ہم دونوں کے کلمہ پڑھنے کے بجا و درست ہی مگر بصدق کلمہ اپنی زبانوں پر جاری نہیں کیا تھا
محض واسطے اپنی جانیں بچانے کے زبان پر کلمہ جاری کر لیا تھا اور خداوند نے اس جبر پر بھی صبر
کیا تھا پس ایسی اطاعت و مسلمانی باعث زوال رتبہ خداوندی ہو نہیں سکتی ہی ہود سرمست
نے برہم ہو کر جواب دیا کہ اگر ہو تم دونوں سجدہ نکروگے تو ابھی قتل کیے جاوگے ہم تم دونوں کو بھی
ابھی اسرار اختر شناس کے پاس بھیجدینگے جس طرح کہ بادشاہ لشکر اہل اسلام کو ہمنے برائے قتل
اُس کے پاس بھیجدیا ہی ساریق بن بقا اور سختگان اس گفتگو سے شاہ طلسم زلزلہ سے بخوف قتل
کانپنے لگے ساریق بن بقا نے سوے سختگان دیکھکر بایماے چشم و ابرو اشارے سے کہا کہ
او شیطان درگاہ میں کیا تجکو قتل ہی کرا دے گا جان میری بچانے کی فکر و تدبیر نہ کرے گا کیا خود بھی
قتل ہو جاویگا مجکو بھی قتل کرا دیگا جلد کوئی فکر و تدبیر ایسی کر کہ تو بھی اپنی جان بچا اور مجکو بھی
قتل ہونے سے بچا سختگان نے اُس کے اشارے سے مطلب دل اُس کا سمجھ کر دست بستہ بصد
عجز و انکساری شاہ طلسم سے عرض کیا شعر یکے عرض حال من گوش کن * اگر خوش نیاید فراموش کن
ہود سرمست جادو و بادشاہ طلسم زلزلہ نے غصہ کو ضبط کر کے پوچھا کہ کیا کہتا ہی سختگان نے عرض کیا
کہ ہمارے خداوند کو سجدہ کرنے میں اب اگر عذر ہی تو یہ ہی کہ صاحبقران اور جملہ اُن کے سرداران
سپاہ اور تمامی مردان لشکر ابھی زندہ ہیں بادشاہ لشکر اہل اسلام بھی ابھی تک موجود ہیں ہرچند کہ
حضور نے اُن کو واسطے قتل کرانے کے روانہ کیا ہی لیکن ابھی تک وہ بھی قتل نہیں ہوئے ہیں
نہیں معلوم قتل ہوں یا نہوں کیونکہ واسطے اہل اسلام کے غیب سے ایک نہ ایک صورت جانبری
و بہبودی کی پیدا ہوتی ہی دشمن اُن کے دوست اُن کے ہو جاتے ہیں بلائیں اُن کی بچ جاتی ہیں
قتل نہیں ہوتے ہیں بلکہ بیشتر جانبر ہو جاتے ہیں پس عجب نہیں کہ بادشاہ موصوف بھی قتل ہونے سے
بچ جائیں جب سب دشمنان خداوند ساریق بن بقا نیست و نابود ہو جائینگے اور کوئی دشمنان
مذکور سے زندہ نرہیگا آپ سب کو تباہ و قتل کر ڈالینگے اُسوقت ہمارے خداوند اپنے سے زبردست
خداوند آپ کو جان کر ضرور سجدہ آپ کو کرینگے یہی شرط بابت سجدہ کرنے کے ہی آئندہ آپ شہنشاہ
زبردست ہیں اور ہم کم قوت و مجبور و لاچار آفت رسیدہ ہیں بامید اعانت و تباہ دردولت
حضور تک آئے ہیں اختیار ہی چاہیے ہم دونوں کو قتل کریں چاہیں اس التماس کو ہماری قبول فرمائیں
یہ سر ہمارے حاضر ہیں ان کو تیغ آبدار سے کاٹ لیں جو مناسب ہو عمل میں لائیں یہ کہکر سختگان نے
سر اپنا آگے ہود سرمست کے جھکا کر دست بستہ عرض کیا کہ پہلے حضور اس فدوی کے سر کو تن سے
جدا کریں بعدہ خداوند ساریق بن بقا کے بارے میں جو مناسب ہو کریں یہ کہکے رونے لگا بہت سے
اشک آنکھوں سے بہانے لگا بے اختیار سر در بار نالہ و فغان کرنے لگا ہود سرمست جادو
بنظر غور اُس کی طرف دیکھنے لگا آخر کار ایسی عجز و انکساری سے تقریر سختگان نے کی اور اسقدر
گریہ و بکا کیا کہ ہود سرمست کو اُس کے حال پر رحم آگیا غصہ فرو ہوا بلطف کہا کہ اے سختگان
گریہ و زاری موقوف کرو ہمنے عرض تیری قبول کی ذرا ایفاے شرط کا خیال رہے تمہارے خداوند
ساریق بن بقا کو بقول تیرے ایفاے شرط مذکور کرنا ہوگا ہمارے نزدیک صاحبقران اور اُن کے

تمام مردان سپاہ کو اسیر و قتل کرنا کچھ مشکل نہین ہی بلکہ ایک ادنیٰ ہمارا ملازم اس کام کو سرانجام
کر سکتا ہی اہل اسلام ساحر نہین ہین ایک ساحران سپاہ کے واسطے کافی ہی وہ سب کو اپنے سحر مین
مبتلا کرکے ہلاک کر ڈالنے گا تمھارے اور تمھارے خدائی دشمنون سے کسی کو زندہ نہ چھوڑیگا
بلکہ کوکب انجم حصاری کو بھی سزا دیگا مقصود یہ ہی کہ وہ ہمارا مطیع و فرمانبردار ہوسکے تسلیع
صاحبقران ایسا ہوگیا ہی کہ مسلمان ہو کر اُس نے اپنی دختر کو اُن کے ساتھ منسوب کر دیا ہی بالفعل
تم اور تمھارے خداوند ہمارے طلسم مین قیام پذیر ہون آئندہ اس مقدمہ خاص مین دیکھا جائے گا
جلدی اس کام مین کیا ضرور ہی یہ کوئی کام دشوار و مشکل نہین ہی واسطے اس کام کے فکر و تدبیر
ابھی سے کرنا کیا ضرور جب ہم ارادہ کرینگے ایک ساحر کو روانہ کرینگے سب تمھارے دشمنون کو نیست و
نابود کرا دینگے سخنگان یہ سنکے بہت خوش ہوکے پایہ تخت کو چوم کر دعائین دینے لگا شاہ طلسم
اُس سے خوش ہوا پھر اُن دونون کو حکم دیا کہ معین جادو کے ہمراہ جاؤ ہمارے طلسم مین بآرام و
راحت رہو آب و طعام و دعوت و ضیافت سے سیر و سیراب ہو پھر معین جادو کو خلعت دیکر
کہا کہ ان دونون کو ہمارے مکانات سے ایک مکان مین مقیم کرو ساحر مذکور نے اپنی کارگذاری مذکور
سے خلعت سے سرفراز ہوکر سخنگان اور ساریق کو اپنے ہمراہ دربار سے لیجا کر حسب الحکم شاہ طلسم
ایک مکان مین اُن کو جگہ رہنے کی دی سامان و اسباب ضروری فراہم کر دیے گئے دونون نابکار
و مردود مذکور بآرام و راحت مکان مذکور مین رہنے لگے آب و طعام و دعوت و ضیافت سے سیراب و
سیر ہونے لگے تب معین جادو سخنگان و ساریق بت لقا کو دربار سے بحکم شاہ طلسم لیگیا ناظرین
واضح ہو کہ سخنگان نے تو غضب ہی کیا تھا درباب قتل کرانے بادشاہ لشکر اہل اسلام کے ایسی تقریر
کی تھی کہ جس سے یہ خوف پیدا ہوا تھا کہ کہین شاہ طلسم زلزلہ خود وہان جاکر اپنے سامنے اسرار
اختر شناس سے بادشاہ لشکر اہل اسلام کو قتل نہ کرا ڈالے مگر رسیدہ بود بلاے ولے بخیر گذشت
بادشاہ طلسم زلزلہ نے سخنگان کی اُس تقریر پر کچھ توجہ نہ کی ورنہ غضب ہوتا بیان تو ہو دست
جادو دربار مین بالاے تخت حکومت بیٹھا ہوا ہی جالوس وزیر حاضر دربار ہی سخنگان و ساریق
بت لقا دونون نابکار و ناہنجار بآرام و راحت طلسم زلزلہ مین ہین مگر اب حال اُن ساحرون کا بیان
کیا جاتا ہی کہ جو بادشاہ لشکر اہل اسلام کو حکم شاہ طلسم زلزلہ سے ہمراہ لیکر سوے مکان اسرار
اختر شناس منجم کے روانہ ہوے تھے وہ ساحران نابکار بادشاہ موصوف کو اپنے سحر مین مبتلا
کیے ہوے اُن کو تخت سحر پر ڈالے ہوے خود مختلف سواریون پر سحر کی سوار سیر دشت و کوہ طلسم
دیکھتے ہوے بصد خوشی و خورمی قطع راہ کرتے ہوے بیرون طلسم مکان پر اسرار اختر شناس منجم کے
پہونچے بلندی سے بروے زمین آئے اسرار اختر شناس کو پکارا وہ اپنے مکان سے باہر آیا دیکھا کہ
چند ساحران نابکار وارد ہوے ہین ایک تخت پر ایک جوان خوش رو تاج شاہی سر پر رکھے ہوے
لباس شاہی پہنے ہوے محزون و غمگین بیکس و حرکت پڑا ہی چہرے سے اُس کے باوجود آثار غم و الم کے
رعب و داب شاہی آشکار ہی ہنوز اسرار اختر شناس جانب بادشاہ موصوف دیکھ رہا تھا دل مین
حیران و متردد تھا کہ یہ جوان خوش رو کون ہی اور یہ چند ساحر آج کیون آئے ہین اور یہ بھی خیال کرتا تھا
کہ شاید یہ وہ نوجوان تو نہین ہی کہ جس سے عقد میری دختر کا ہوگا ناگاہ ایک ساحر نے حکمنامہ بادشاہ
طلسم زلزلہ اُس کو دیا اور سب ساحرون نے آہستہ سلام کیا پھر جو زبانی شاہ طلسم نے کہا تھا وہ بھی

اسرار اختر شناس سے کہا منجم مذکور نے تقریر ان کی سنکے عبارت حکمنامہ مذکور کو پڑھکر کہا کہ ہمین بجاآوری
حکم شہنشاہ مین کیا عذر ہی ہم ان کے تابع فرمان ہین تم یہان توقف کرو ہم اس مجرم شہنشاہ کو ابھی
قتل کرتے ہین مگر زیر آسمان خونریزی اہل اسلام اچھی نہین ہی باعث خرابی وتباہی و بربادی ملک
وعالم جس کے حکم سے قتل کیا جائے ہوتی ہی لہذا اس جوان کو ہمارے گھر مین لے چلو زیر سقف
اس کو قتل کرینگے تاکہ ہم بھی اور شہنشاہ بھی تباہی و بربادی سے محفوظ رہین یہ کہکر اپنے گھر مین
گیا اپنی دختر مسماۃ سفیہ سے کہا کہ اے دختر پس پردہ بیٹھ کہ چند ساحر ایک جوان مجرم کو ہمارے
پاس برائے قتل لاتے ہین ہم حکم بادشاہ طلسم زلزلہ سے اس جوان کو قتل کرینگے دختر اسکی
حکم پدر سے پس پردہ جا کر بیٹھی منجم مذکور نے ان ساحرون سے کہا کہ اب اس جوان کو اٹھا کر گھر مین
لے آؤ وہ حسب الحکم منجم مذکور بادشاہ کو اس کے گھر مین زیر سقف مکان لے گئے منجم مذکور نے
ساحرون سے کہا کہ اب تم اس جوان پر سے سحر کو دور کرو اطمینان رکھو یہ جوان مجھسے بھاگ کر
جا نسکیگا انھون نے سحر اپنا بادشاہ موصوف پر سے رفع کیا دست و پائے شاہ موصوف حس و
حرکت مین آئے پھر منجم مذکور نے ان ساحرون سے کہا کہ تم سب مکان سے باہر چلے جاؤ خونریزی
اس جوان مجرم کی نہ دیکھو اگر دیکھوگے تو سحر بھول جاؤگے دیوانے ہو جاؤگے وہ ساحر یہ کلمہ
گفتگو سے منجم مذکور کو سچ جان کر کہنے لگے کہ آپ نے خوب کیا کہ ہمکو اس امر سے آگاہ کر دیا ہمکو یقین
ہوگیا کہ آپ ہمارے شہنشاہ ذیجاہ کے خیر خواہ ہین اور ہمارے بھی دوست ہین خرابی و برائی ہماری
نہین چاہتے ہین اسی وجہ سے تو شہنشاہ نے جالوس اپنے وزیر خوش تدبیر کی رائے سے اس
جوان مجرم کو آپ کے پاس واسطے قتل کرنے کے روانہ کیا ہی یہ کہکے مکان سے باہر گئے سفیہ دختر
نے اپنے پدر کو اپنے پاس بلا کر جوان موصوف کو دیکھکر پوچھا کہ اے پدر ذی وقار کیا اس جوان کو
آپ حکم شاہ طلسم سے قتل کیجیے گا خون اس بے گناہ کا زمین پر بہائیے گا اس نوجوان سے خون مین
گرفتار ہوجیے گا کچھ روز باز پرس کا خیال نہ کیجیے گا خوف خدا سے نہ ڈریے گا خونریزی اس کی روا
رکھیے گا رحم اس نوجوان غریب پر نہ کیجیے گا اسرار اختر شناس نے تقریر اپنی دختر کی سنکے دل مین
کہا کہ یقینًا دختر میری اس جوان خوش رو پر مائل ہوئی ہی جب ہی تو ایسی تقریر کرتی ہی یہ باتین اپنے
دل مین کرکے آہستہ اس کو جواب دیا اے دختر آگاہ ہو کہ ایک روز ہمنے تیرے عقد کے مقدمے مین
زائچہ کھینچا تھا بذریعہ علم رمل و نجوم ہمکو ثابت ہوا تھا کہ ایک جوان خوش رو کہ وہ بادشاہ ہوگا اسکے
ساتھ تیرا عقد ہوگا چنانچہ ظہور اس زائچے کے حکم کا اب ہوا تو باطمینان تمام بیٹھی رہ ہم اس جوان کو قتل
نکرینگے کیا ہمکو روز حشر کا خیال نہین ہی دختر مذکور گفتگو اپنے والد کی سنکے سر جھکا کر دل مین خوش
ہوئی ادھر اسرار اختر شناس منجم نے شمشیر آبدار نیام سے نکالی بادشاہ لشکر اہل اسلام نے اسکو
تلوار برہنہ لائے ہوئے دیکھکر پہلے تو پروردگار عالم سے رجوع قلب دعا کی بعدہ دل مین کہا کہ
اگر یہ شخص برائے قتل ہمارے قریب آئیگا تو دیکھا جائیگا سحر ہمارے سر سے رفع ہوگیا سر دست
ہاتھ پاؤن قابو مین ہین گو مرد بیمار ہین مگر ہم جوان ہین طاقت و قوت مین اس سے زیادہ تر ہین تلوار اس کی
ہاتھ سے چھین لینگے اگر یہ شخص مسلمان نہین ہی تو اس کو ہدایت کرینگے ابھی بادشاہ موصوف
یہ باتین اپنے دل مین کر رہے تھے کہ منجم مذکور قریب آیا با دب سلام کرکے کہنے لگا آپ بیخوف و
خطر تشریف رکھیں یہ تلوار اسمنے واسطے آپ کے قتل کرنے کے علم نہین کی ہی کیا مجال ہماری کہ

ہم آپ کو تہ تیغ کرین آپ لقا کے مراتب سے ہمین آگاہی ہی یہ کہکر ایک مرد پیر کو کہ وہ کافر تھا اور
ایک مدت سے بیمار تھا صاحب فراش تھا تنہا زیر دیوار مکان ایک شکستہ و بوسیدہ چار دیواری
مین رہتا تھا اُس مرد پیر بیمار کو منجم مذکور نے جاکر قتل کیا سر اُس کا تن سے جدا کیا پھر اُس کو کفن مین
لپیٹ کر کشان کشان دیوار شکستہ کی طرف اپنے مکان مین لاکر بادشاہ موصوف کو اپنے مکان کے
تہ خانے مین ہوشیار کرکے اُن ساحرون کو پھر اپنے مکان مین بلاکر اُن سے کہا کہ دیکھو مجرم شہنشاہ
کو ہمنے اس شمشیر آبدار و خون چکان سے قتل کیا ہی اب تم سب میت اس مجرم کی بیرون مکان لے چلو
ساحر مذکور وہ میت ایک تختہ پر رکھکر باہر مکان کے لیگئے چونکہ میت مذکور کفن سے لپٹی ہوئی تھی
پہچان نسکے کہ یہ میت کس کی ہی اور نہ اُن لاشہ کی انھین ضرورت دیکھنے کی تھی کہ جو کفن کو چہرے سے
ہٹاکر صورت دیکھتے کیونکہ منجم مذکور کو اپنا اور اپنے بادشاہ کا شیر خوار پہلے ہی سے سمجھے ہوئے تھے غرضکہ
لاشہ مذکور کفن سے لپٹا ہوا باہر مکان کے رکھا گیا منجم مذکور نے گورکن کو طلب کرکے قبر ایک جگہ اُس
کھدواکے اُس لاشہ مذکور کو روبرو اُن ساحرون کے قبر مین دفن کیا پھر بدستور قبر بنا دی گئی
بعدہ منجم مذکور نے ایک عریضہ بعد القاب و آداب شاہی کے اس مضمون کا شاہ طلسم زلزلہ کو لکھا
کہ اے شہنشاہ ذیجاہ حسب الحکم حضور کے مین نے بادشاہ لشکر اہل اسلام کو روبرو ساحران حامل
عریضہ ہذا کے قتل کرکے دفن کر دیا اب جو حکم ہو اُسے بجا لاؤن کیونکہ تابع حکم حضور ہون جب عریضہ
با این مضمون لکھ چکا ملفوف کرکے سر نامہ عریضہ درست کرکے ساحران مذکور کے حوالے کیے کہا اب
تم سب جاؤ یہ عریضہ ہمارا شہنشاہ کو دیدینا اور یہ کہہ دینا کہ ہمارے روبرو اسرار اختر شناس نے بادشاہ
لشکر اہل اسلام کو تیغ آبدار سے قتل کرکے کفن دیکے قبر مین دفن کر دیا ساحران نابکار عریضہ مذکور
لیکر مختلف سحر کی سواریون پر سوار ہوکے زمین سے بلند ہوکے صوبہ دربار شاہ طلسم زلزلہ روانہ
ہوئے بعد قطع راہ خدمت شاہ طلسم مین جاکر وہ عریضہ منجم مذکور شاہ طلسم کو دیکے جو کچھ اسرار
اختر شناس منجم نے کہہ دیا تھا لفظ بلفظ حرف بحرف عرض کیا شاہ طلسم زلزلہ نے اُس عریضے کو پڑھکر
مضمون سے اُس کے آگاہ ہوکر خوش ہوکر کہا کہ سنگگان اور سارق بن لقا کو ہمارے روبرو جلد
حاضر کرو ساحران نابکار بعجلت تمام گئے دونون نامبردگان سے جاکر کہا کہ چلو تمکو شہنشاہ ساحران
نے یاد کیا ہی سنگگان و سارق بن لقا ہمراہ اُن ساحرون کے دربار مین آئے دونون نے
بادشاہ طلسم زلزلہ کو سلام کیا شاہ طلسم نے اشارہ بیٹھنے کا کیا سارق و سنگگان حسب الحکم
علی قدر مراتب بیٹھے شاہ طلسم زلزلہ نے وہ عریضہ اسرار اختر شناس منجم سنگگان کو دیا اور کہا کہ
اس عریضے کو پڑھکے سارق بن لقا کو سنا اُس نے وہ عریضہ باواز بلند پڑھکے سارق کو سنایا
شہنشاہ طلسم زلزلہ نے کہا کہ اے سنگگان و اے سارق بن لقا دیکھا تم نے کہ ہمارے حکم سے
بادشاہ لشکر اہل اسلام قتل ہوگئے بلکہ دفن بھی ہوگئے لشکر صاحبقران تو بغیر بادشاہ کے ہو گیا
آئندہ صاحبقران اور ان کے تمامی مردان سپاہ کی بھی فکر کی جائے گی اُن سب کو بھی
قتل کرین گے سارق بن لقا عبارت عریضہ و تقریر شاہ طلسم سنکے بہت خوش ہوا سنگگان
بھی بظاہر شاد و مان ہوا لیکن اس بد ذات نے اپنے دل مین کہا کہ بادشاہ لشکر اہل اسلام کا قتل
ہو جانا خلاف عقل ہی ہرگز ہرگز وہ قتل نہوے ہونگے کسی طور سے زندہ بچے ہونگے لیکن
اسوقت یہ کہنا کہ بادشاہ لشکر اہل اسلام زندہ ہونگے قتل نہوے ہونگے لازم و مناسب نہین ہی

مبادا بادشاہ طلسم زلزلہ ہاں خیال ناخوش و غضبناک ہو کہ ہمکو سخنگان دروغگو جانتا ہے
پس مصلحت وقت یہی ہے کہ خاموش رہنا چاہیے یہ باتیں دل میں کرکے خاموش بیٹھا رہا جب
شاہ طلسم زلزلہ نے دربار برخاست کیا سخنگان و ساریق بھی دربار سے اپنے مکان مسکونہ
میں گئے سخنگان نے داخل مکان مذکور ہو کر ساریق بن لقا سے کہا مجھے یقین نہیں ہے کہ
بادشاہ لشکر اہل اسلام قتل ہوئے ہوں کیونکہ اہل اسلام خصوصاً سرداران لشکر اہل اسلام تو
قتل ہوتے ہی نہیں ہاں زخمی و اسیر ہو جاتے ہیں پھر صحت پاتے ہیں اور رہا ہو جاتے ہیں ایک
شہ ایک سبب ایسا پیدا ہوتا ہے کہ وہ جانبر ہی ہوتے ہیں سر و تن میں جدائی نہیں ہوتی ہے شاید
اگر کبھی ایسا ہوا تو وہ اپنی قضا سے مجبور ہوگئے سوے عدم گئے اور بادشاہ اسلام کا اس قدر
جلد قتل ہو جانا خلاف قیاس و عقل ہے ساریق بن لقا نے جواب دیا کہ او شیطان درگاہ میں
خاموش رہ یہاں ایسی باتیں نہ کر دیوار و در ہم گوش دارد سپاد اپس دیوار کوئی سنتا ہوا سے
یہ طلسم زلزلہ ہے ساحران نابکار کی کثرت ہے اگر کوئی ساحر بزور سحر صورت اپنی تبدیل کرکے یہاں
موجود ہو اور تیری باتیں سنکے شہنشاہ ساحران سے جاکر کہدے تو کیا ہو یقیناً باعث غضب و قہر
شہنشاہ ساحران کے ہے ایسا ہو کہ تو قتل کیا جائے اور ساتھ تیرے میری بھی بربادی و خرابی ہو
یا تجکو اور ہمکو بادشاہ طلسم زلزلہ ناراض ہو کر نکال دے یا حوالے صاحبقران کے کردے
تو کیسی خرابی و پریشان خاطری ہو تجکو اس فکر و اندیشے سے اب کیا غرض ہے اگر بادشاہ لشکر
اہل اسلام قتل ہوئے یا قتل نہیں ہوئے ہیں زندہ ہیں تو ہمارا اور تیرا یہاں کیا کر سکتے ہیں یہ
جاے محفوظ ہے ان کا یہاں گذر ہو نہیں سکتا لہذا اب آرام و راحت و اطمینان سے بیٹھ اور
یہاں بھی آرام و راحت سے یہاں رہنے دے بعد مدت کے اس جاے محفوظ میں اپنا آنا ہوا
ہے یہاں کسی دشمن کا گذر ہو نہیں سکتا ہے جبتک یہ طلسم باقی ہے کوئی ہمکو اور تجکو ضرر پہونچا نہیں سکتا
ہے ذرا خیال تو کر کہ ہمنے کیسی برجستہ تدبیر کی ہے کیا مقام محفوظ واسطے رہنے کے پایا ہے سخنگان
نے جواب دیا کہ آپ کا قدم یہاں آیا ہے ضرور ہے کہ بعد چندے آپکے نحوست قدم سے یہ طلسم
ٹوٹ جائیگا دیکھ ہی لیجئے گا تباہ و برباد ہو جائیگا یہاں سے بھی بھاگنا ضرور پڑے گا
دشمن آپکے یہاں بھی ایک روز ضرور آجائیں گے اس مقام محفوظ میں بھی آپ آرام و
راحت سے نہ رہ سکیں گے جو تقدیر آپکی ہے وہ پلٹ جائیگی اس تقدیر کو ثبات
نہوگا صاحبقران سلطان کیوان شکوہ صاحب اسم اعظم ہیں لشکر انکا بدستور فراہم و
موجود ہے سرداران سپاہ ان کے تمام و کمال ابھی لشکر میں ہیں مجکو اندیشہ قوی ہے کہ یہاں
بھی چین سے بیٹھنا نصیب نہوگا آپکے ساتھ مجھے بھی بھاگنا ہوگا جس طرح گلستان باختر
سے بھاگتے ہوئے یہاں تک آئے ہیں یہاں سے بھی ایک روز کسی طرف بھاگنا ہوگا بشرطیکہ
ہاتھ سے صاحبقران و خواجہ طیفور وغیرہ کے قتل نہوے اور اگر دشمنوں کے ہاتھ آگئے
تو ایکی مرتبہ جانبری دشوار ہے ساریق بن لقا نے جواب دیا کہ او بد اندیش و بدخواہ میں
بس خاموش رہ رفاقت تیری اور دوستی تیری دشمن آزار ہے جب تو تقریر کرتا ہے بری ہی باتیں
اپنی زبان پر جاری کرتا ہے خیال یہی کرتا ہے بادولت کو قتل ہونے سے کورا کرتا ہے زبان
تیری رکتی ہی نہیں سخنگان ساریق بن لقا کے کہنے سے خاموش ہو کر بیٹھا ہے ان دونوں کو

تو طلسم زلزلہ مین چھوڑ جاتا ہی حال ان کا بمقام مناسب بیان کیا جائیگا مگر اب حال صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ کا لکھا جاتا ہی کہ یہ جو واسطے شکار کے اپنے لشکر سے روانہ ہوے تھے
بعد قطع راہ دور و دراز ایک صحراے سبزہ زار مین پہونچے دیکھا کہ عجب صحراے سبزہ زار فرحت افزا ہی
کوسون تک فرش مخمل سبز کا گویا زمین پر بچھا ہوا ہی سبزہ شاداب نہایت نرم و نازک تر و تازہ
ایسا ہی کہ بے اختیار اس سبزہ شاداب پر لیٹنے کو دل چاہتا ہی مخمل سبز کے فرش سے بھی وہ سبزہ
بہتر معلوم ہوتا ہی دیکھنے سے اس کے آنکھون کو خنکی دل کو تازگی و شگفتگی حاصل ہوتی ہی ہرچند
کہ صحراے سبزہ زار ہی لیکن کثرت گلہاے رنگا رنگ سے رشک گلزار ہی ایسے انواع و اقسام
کے رنگا رنگ کے پھول شگفتہ ہین کہ ان سے قدرت پروردگار صنعت کردگار ہویدا و آشکار ہی اس
سبزہ شاداب پر کوڑیالے کی عجب بہار اس کی ثنا کیا رقم ہو کہ مصداق این شعر کوڑیالے کے
وصف کیا ہون بیان + غیرت زلف یار پرافشان + بیلین گلون کی اس سبزہ شاداب و نرم و نازک
پر ایسی نظر آتی ہین کہ بمقتضاے مضمون این شعر بیل بوٹے یہ تھا بنا جوبن + دامن دشت پر چڑھی تھی چکن
ہواے سرد و فرحت افزا ایسی اس سبزہ زار کی تھی کہ اگر بیمار بھی وہان کی ہوا کھاے تو جلد شفا
پاے اس سبزہ زار مین آہوے شوخ چشم بہت سے ہر طرف گروہ گروہ نظر آتے تھے کہ شعر
مثل اطفال نو روش ہر سو + مست تھے جست و خیز مین آہو + صاحبقران اس صحراے
سبزہ زار اور آہوان شوخ چشم کو بکثرت دیکھکر خوش ہوے ملازمون سے فرمایا کہ اسی صحرا مین بمقام
مناسب خیمہ و بارگاہ ایستادہ کرو اسی صحرا مین شکار کھیلین گے اس صحرا سے بہتر کوئی صحرا واسطے
شکار کھیلنے کے نہوگا خدام نے حسب الحکم ایک جگہ بارگاہ برپا کی قریب بارگاہ خیام ایستادہ کیے
صاحبقران نے مع اپنے ہمراہیون کے ان آہوان چالاک و شوخ کی طرف گھوڑے دوڑائے
ہر ایک نے کمان دوش سے ترکش سے تیر نکال کر چلہ کمان مین جوڑ کر قریب آہوون کے پہونچکر
ان کو تاک تاک کر تیر لگانے صاحبقران نے ایک آہوے چالاک کے سینہ پر تیر لگایا نشانہ سینہ پر
پہونچا آہو زخمی و تیر خوردہ ہوکر ایک جانب جست کرتا ہوا بھاگا ہمراہ صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ و خواجہ طیفور کردیا تعاقب مین اس آہوے کے چلے ہمراہیون نے بھی تعاقب
آہوے مذکور مین مرکبون کو جولان کیا وہ غزال جست و خیز کرتا ہوا راہ دور و دراز تک لیگیا سب
ہمراہی تو تھک کر پیچھے رہ گئے مگر صاحبقران سوا سواے تعاقب آہوے مذکور سے ہاتھ
نہ اٹھایا خواجہ طیفور بھی گوشہ زین پوش پکڑے ہوے پاے شاطری بار رستے ہوے ہمراہ سواری
صاحبقران چلے جاتے تھے آخر کار وہ آہو جست و خیز کرکے تھک گیا زخم کاری تیر سے
درد مند ہوکے پہنچے ایک پہاڑی کے بالاے زمین گر صاحبقران نے بجا بجا پہونچکر اس آہوے
خستہ و ماندہ کو کہ زمین پر تڑپ رہا تھا گھوڑے سے اتر کر ذبح کیا خواجہ طیفور سے کہا دل چاہتا ہی کہ
اسی جگہ اس آہو کے کباب لگائین لطف شکار آہو اٹھائین خواجہ مصروف تیاری کباب آہو
ہوے ہنوز کباب آہو کے تیار نہوے تھے صاحبقران سیر صحراے سبزہ کر رہے تھے ناگاہ
بالاے کوہ یعنی پہاڑی پر نظر کی دیکھا کہ پہاڑی پر ایک مرد دیندار بیٹھا ہوا عبادت پروردگار
کر رہا ہی ادھر جانب صاحبقران نگران ہوا امیر باتوقیر نے آواز بلند کہا کہ السلام علیک اے
بندہ عبادت گذار پروردگار عالم و عالمیان کیا اچھا یہ مقام واسطے عبادت و طاعت خدا کے ہی

خوشا بمقدر تمھارا کہ اہل دنیا سے کنارہ کش ہو کر ایسی اچھی جگہ پر عبادت الٰہی کر رہے ہو ہم بھی
تمھارے پاس آئے ہیں اس مرد بزرگ و دیندار نے جواب سلام دینے کر پکار کر کہا کہ اے صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ تشریف لائیے ہیں آپ کی تشریف آوری کا منتظر تھا آج صبح سے مجھکو
آپ کا انتظار تھا الحمد للہ والمنہ کہ آپ تشریف لائے آئیے پہاڑی پر مجھکو سرفراز کیجیے خوشا قسمت
میری کہ آپ نے مجھے اپنی تشریف آوری سے ممتاز کیا باعث میری عزت افزائی کا ہوا صاحبقران
اس مرد پیر روشن ضمیر کے نام لے کر پکارنے سے دل میں خیال کرنے لگے کہ ضرور یہ مرد خدا رسیدہ
صاحب کشف و کرامت ہے عبادت خدا اور تارک دنیا ہے یہ شرف اس کو حاصل ہوا ہے کہ روشن ضمیر
ہو گیا ہے اول تو تمنے اس کے پاس جانے کی خواہش ظاہر کی تھی اب یہ مرد پیر بھی تمھیں بلاتا ہے
لازم ہے کہ جس طرح ممکن ہو اس پہاڑی کی راہ کو طے کر کے اس کے پاس چلو کباب آہو ابھی تیار بھی
نہیں ہوئے ہیں جبتک کباب تیار ہوں اس عابد سے کچھ باتیں کریں یہ خیال کر کے خواجہ طیفور گردباد
سے کہا کہ اے خواجہ ہم اس پہاڑی پر جاتے ہیں تم کباب تیار کرو یہ فرما کر پہاڑی پر قدم رکھا راہ طے
کرنا شروع کیا بعد قطع راہ اُس مرد پیر کے پاس پہونچے وہ مصلے پر سے اٹھا سرو قد تعظیم کرکے عرض کیا
کہ اس درویش کو یہی حصیر ممکن ہے اور کوئی فرش نفیس موجود نہیں ہے کہ آپ کو اُس فرش پاکیزہ و
نفیس پر بٹھاؤں مرتبہ آپ کا بڑا ہے لیکن بمجبوری یہی بوریہ و حصیر پر بٹھانا چاہتا ہوں اگر خلاف طبع عالی
نہو تو بسم اللہ ہم نشین اس فقیر و نادار کے ہوجیے صاحبقران نے جواب دیا کہ یہ فرش حصیر بہتر ہے
تخت شاہی سے یہ فرما کر اُس حصیر پر قدم رکھا مرد پیر نے اپنی جگہ پر صاحبقران کو بٹھایا خود روبرو
باادب بیٹھا بعدہ مزاج پوچھا صاحبقران نے فرمایا شکر ہے پروردگار عالم کا زندہ ہوں مگر چونکہ دنیا
دار محن ہے اس سبب سے صدمات بھی گذرتے ہیں فی زمانہ بادشاہ و لشکر اہل اسلام کو کوئی بد اندیش و
بدخواہ فرش خواب پر سے اٹھا کر لے گیا ہے نہیں معلوم وہ کہاں ہیں زندہ ہیں یا نہیں ان کی مفارقت
میں دل کو پریشانی ہے شب و روز صدمے میں بسر ہوتی ہے ہم اس صحرائے سبزہ زار میں محض برائے شکار
نہیں آئے ہیں بلکہ سیر سبزہ زار سے کچھ دفع صدمہ و رنج مطلوب خاطر ہے دیکھیے کب تک اس صدمے
میں ہم مبتلا رہتے ہیں اس مرد پیر نے جواب دیا کہ انشاء اللہ تعالیٰ یہ صدمہ آپ کا مبدل بخوشی
ہو جائے گا گھبرائیے نہیں خداوند کریم بندہ نواز و مسبب الاسباب ہے اگر آپ کو بادشاہ
لشکر اہل اسلام کے حال سے آگاہ ہونا منظور ہے تو اُس کی تدبیر کی جائے گی آپ شاہ موصوف کے
حال سے آگاہ ہو جائیے گا اپنی آنکھوں سے دیکھ لیجیے گا صاحبقران نے خوش ہو کر پوچھا پہلے تو
یہ فرمائیے کہ اسم شریف آپ کا کیا ہے قبل اس کے آپ کہاں فروکش تھے یہاں کس زمانے سے
قیام پذیر ہیں بسر اوقات کی کیا صورت ہے بعدہ یہ ارشاد ہو کہ کس طرح ہم بادشاہ و لشکر اہل اسلام کے
حال سے آگاہ ہونگے آپ کیا تدبیر کیجیے گا کہ جس سے ہم بادشاہ موصوف کو دیکھ سکیں گے اور اُن کے
حال سے آگاہ ہونگے اُس مرد پیر نے جواب دیا کہ اے صاحبقران آگاہ ہوجیے کہ نام میرا سالوک
ہے خاص و عام مجکو سالوک درویش کہتے ہیں قبل اس کے میں انجم حصار میں رہتا تھا وہیں کچھ
عبادت پروردگار عالم کرتا تھا چند سال سے انجم حصار سے باین خیال کہ وہاں جنگ و جدال ہوگی آپ بہ
سارق بن لقا کے تعاقب میں تشریف لائیں گے بعدہ اس صحرا میں قدم رنجہ فرمائیں گے اس پہاڑی
پر آکر بیٹھا ہوں شب و روز براحت و آرام بسر کرتا ہوں رزاق مطلق رزق رسان ہے نعمتہائے گوناگون

اس صحرائے سبزہ زار میں مجھے دیتا ہی زبان اُس کی شکر گذاری میں قاصر ہی وہ ایسا رازق العباد ہی کہ
علاوہ انس و جن وحش و طیور کے دہن سنگ میں بھی رزق پہونچاتا ہی چنانچہ بقول شاعر۔ آسیا کہتی ہی
ہر صبح با آواز بلند ۔ رزق سے بھرتا ہی رزاق دہن پتھر کے ۔ مجکو کچھ فکر آب و طعام کے لانے کی نہیں ہوتی
ہی اس پہاڑی پر اس براحت سے زندگی خداوند عالم میری بسر کرتا ہی اور بے منت خلق نعمتیں
طرح طرح کی دیتا ہی کہ شکر کچھ بھی مجھسے اپنے رب کا ادا ہو نہیں سکتا ہی ہر چند کہ یہ پہاڑی مسکن مار و
عقرب ہی اور یہ صحرا مسکن وحوش و درندگان کا ہی لیکن وہ حافظ حقیقی کہ ذات خدا ہی ہر ایک دشمن کے
ضرر سے مجھے بچاتا ہی کوئی درندوں گزندوں سے میرے قریب بھی نہیں آتا ہی دراصل میں ایک بندہ
گنہگار اُس کا ہوں وہ ارحم الرحمین ہی میرے حال پر رحم فرماتا ہی بلکہ جملہ اپنی مخلوق پر رحم و کرم کرتا ہی کوئی
مخلوقات خدا سے ایسا نہیں ہی کہ اُس کے خوان احسان کی نعمتوں سے محروم ہو علی قدر مراتب ہر ایک
کو رزق دیتا ہی ہر ایک کا حاجت روا ہی ہر ایک کا حافظ و نگہبان ہی مجھ سے اُس کی فرمانبرداری کچھ بھی
نہیں ہوسکتی عبادت و یادِ خدا جیسی کرنا چاہیے ممکن نہیں ہی باوجود اس کے کہ جس طرح عبادت
کرنی چاہیے اُس کے ہزاروں حصوں میں سے ایک حصہ بھی عبادت میں نے نہیں کی ہی لیکن اُس
پروردگار عالم نے میرے تحمل عبادت کا پھل مجھے عطا کیا ہی دل میرا روشن کر دیا ہی آپ محزون و ملول
ہوں خدا چاہے گا تو پھر بادشاہ لشکر اہل اسلام سے ملیگا جو زمانہ اُن سے مفارقت کا ہی بس
وہی ہی پھر انشاء اللہ آپ اُن سے ملیگا وہ آپ سے ملیں گے رنج دوری دور ہو جائیگا اور یہ جو
آپ نے ارشاد کیا ہی کہ بادشاہ لشکر اہل اسلام کو کیونکر دکھا دیگا تدبیر اُس کی یہ ہی کہ ایک ساحر معزز
مسمی فخر بن چاد وہ ہمارا دوست قدیم ہی ہر چند کہ وہ کافر ہی اور ہم اہل اسلام ہیں مگر وہ بہت
پر دوستی پیش آتا ہی اور ہم بھی اُس سے دوستانہ برتاؤ رکھتے ہیں گاہ گاہ ہم اُس سے ملنے کو جاتے ہیں
کبھی کبھی وہ بھی ہمارے پاس آتا ہی ہم بھی اُس سے بلطف پیش آتے ہیں اُس کے پاس ایک آئینہ ہی
نام اُس کا آئینہ حیرت ہی واقعی وہ آئینہ عجیب و غریب و حیرت افزا آئینہ ہی نہیں معلوم کس مرد کامل
نے اسے بنایا ہی یا کسی ساحر نے بزور سحر اُس کو تیار کیا ہی یا کسی عامل زبردست نے بزور کسی عمل
کے اسکو بنایا ہی اُس کے حالات سے حیرت ہوتی ہی اسی وجہ سے اُس آئینہ کو آئینہ حیرت کہتے ہیں یا
وہ آئینہ آئینہ طلسمی ہی حکما نے اسکو اپنی حکمت و علم سے تیار کیا ہی خاصیت اُس آئینے کی ایک یہ ہی کہ
اگر کوئی شخص کسی کو دیکھنا چاہے اور اُس سے باتیں کرنا چاہے اگرچہ وہ مشرق میں ہو اور دیکھنے والا
مغرب میں ہو تو بھی اُس آئینے میں اسکو معاینہ کر سکتا ہی اور باتیں بھی اُس سے کر سکتا ہی وہ اُس آئینہ
میں بعد نظر آنے کے ہمکلام بھی ہو سکتا ہی اور جس بات کو اُس سے پوچھو وہ جواب دے سکتا ہی سوا
اس کے یہ بھی اُس آئینے میں معلوم ہو سکتا ہی کہ جس کو دریافت کرنا ہو اُس نیت سے اُس آئینے
میں دیکھے اور یہ کہے کہ اے آئینہ حیرت مثلاً زید کس جگہ ہی پس اُس آئینے میں حال زید کا معلوم
ہو جائیگا اگر زید کوہ کے زیر ہی تو بالائے کوہ نظر آئیگا اور دریا میں ہی تو دریا میں دکھائی دیگا
اور اگر دشت یا مکان یا درخت پر ہی تو جہاں وہ ہی وہ جگہ آئینے میں نظر آئیگی اگر زندہ ہی تو زندہ
نظر آئیگا اگر مر گیا ہی تو مردہ دکھائی دیگا آئینہ مذکور اُس کے آبا و اجداد سے یکے بعد دیگرے
وراثت میں اُس تک پہونچا ہی اپنے قلمرو کا حاکم ہی دریا و دشت اور تھوڑی سی آبادی کا مالک ہی اپنے
مقبوضہ بحر و بر کا گویا بادشاہ ہی ہزار ڈیڑھ ہزار ساحر اُس کے مطیع و فرمانبردار ہیں وہ بھی ساحر زبردست ہی

اُس آئینے کے پاس ہونے سے نام اُس کا دنیا مین مشہور و روشن سب پر ہی کہ سحرین جادو صاحب
آئینہ حیرت ہوئی زمانہ اُس کی عملداری مین ایک خوشی اور ایک میلہ بھی ہونے والا ہی اُس میلہ اور
خوشی کے ہونے سے اُس نے ہمین قبل اُس کے آگاہ کرکے بلایا ہی پندرہ روز اُس خوشی و جشن کے
ہونے مین باقی ہین یہان سے سحرین جادو بہت دور ہی آٹھ روز کا راستہ ہی اگر پیادہ کوئی جائے
لیکن بغیر اُس کی اجازت کے اور بے اُس کے طلب کرنے کے کوئی اُس تک جا نہین سکتا ہی درمیان
مین دو دریا حایل ہین وہ دونون دریا ملے ہوئے ہین نہایت پر خوف و خطر ہین بہت زور شور سے
بہتے ہین کیا مجال کسی غیر کی یا کسی دشمن کی جو اُن دریاؤن سے عبور کر سکے اور بغیر اذن اُس کی
عملداری مذکور مین قدم رکھ سکے اگر کوئی بغیر اجازت اُن دریاؤن سے عبور کرنا چاہے یا اُس کی سرحد مین
قدم رکھے تو فی الفور غرق دریا ہو جائے اور زمین پر قدم رکھے تو گرفتار ہو جائے مین تمکو اپنے ہمراہ وہان
لے چلونگا سحرین جادو سے ظاہر کرونگا کہ یہ ہمارے دوست ہین آپ سے ملنے کو آئے ہین اور نیز
ایک اپنے معشوق یا اپنا دوست صادق سے جدا ہو گئے ہین اُس کی جدائی مین مضطر و بیقرار
و مغموم و حزین ہین کثرت رنج مفارقت سے دیوانہ وار باتین کرتے ہین جس وقت کچھ حواس خمسہ درست
ہوتے ہین اپنے معشوق دلدادہ کو دیکھنا چاہتے ہین اُس کے دیکھنے اور حال اُس کا دریافت کرنے کے
بہت مشتاق ہین کیونکہ ان کا معشوق خوبرو ایک مدت سے مفقود الخبر ہی نہین معلوم کہان ہی زندہ
ہی یا مر گیا ہی حبیب مین اس طرح اُس سے کہونگا اور سفارش آپ کی کرونگا تو یقین ہی کہ وہ میری خاطر
سے آپ کو اجازت دے گا کہ جائیے اُس آئینے مین اپنے معشوق کو معاینہ کیجیے اگر باتین کرنا مقصود
ہون تو باتین بھی کر لیجیے آپ اُس آئینے تک جا کے پردہ آئینے پر سے بہ نیت دیکھنے بادشاہ لشکر
اہل اسلام کے اور اُن سے باتین کرنے کے اُٹھائیے گا اُس آئینے مین وہ ظاہر ہونگے اُن کو دیکھ بھی
لیجیے گا اور اُن سے باتین بھی کر لیجیے گا مگر یہان سے اس طور سے چلیے گا کہ لباس کثیف پہن لیجیے گا
اُس کو بھی پارہ پارہ کر لیجیے گا موے سر پریشان کر لیجیے گا سر پر گرد و غبار و خاک ڈال لیجیے گا
دیوانون کی صورت و شان بنا لیجیے گا یہ لباس جو اسوقت شاہانہ اپنے جسم مین پہنے ہین اُسے اُتار ڈالیے گا
اگر خدا نے چاہا تو اس تدبیر و صورت سے آپ بادشاہ لشکر اہل اسلام کو دیکھ لیجیے گا اور اُن سے باتین
بھی کر لیجیے گا صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے تمام تقریر مرد دیندار و عابد و پرہیزگار سالوک
صحرا نشین کی سنکے خوش ہو کے فرمایا کہ آپ یہان سے سحرین جادو کی طرف کب چلیے گا اُس نے
جواب دیا کہ آج تو آپ یہین قیام فرمائین دن آخر ہو چکا ہی کل ہنگام سحر یہان سے میرے ہمراہ وہان
چلیے گا صاحبقران نے شادمان ہو کے کہا کہ آپ کو تکلیف تو ہمارے ہمراہ یہان سے چلنے مین ہوگی
مگر ہم ممنون منت آپ کے ہونگے اُس نے کہا کہ آپ یہ کیا ارشاد کرتے ہین کار خیر مین تکلیف کا خیال
کرنا نچاہیے خوشا مقدر و زہے نصیب میرے کہ میری کوشش و تدبیر سے کار مذکور انجام پا جائے اور
مدعا حسب دلخواہ آپ کے ہاتھ آئے میری آبرو اس کارگذاری سے بڑھے کونین مین بہبودی حاصل
ہو ایسی سالوک صحرا نشین درویش خو صاحبقران موصوف سے ہمکلام تھا کہ خواجہ طیفور
گردپا نے کباب آہوے مذکور کے تیار کر کے زنبیل سے ظروف نکال کے اُن مین وہ کباب رکھکر
سپاہی پر جاکر روبروے صاحبقران رکھے امیر باتوقیر نے سالوک صحرا نشین سے فرمایا کہ یہ
کباب آہو موجود ہین ہمارے ساتھ کھائیے اُس نے کہا کہ کباب آہو آپ ہی تناول فرمائین یہ وقت

میرے کھانے کا بھی نہیں ہے جسوقت میرے کھانا کھانے کا وقت آئے گا غیب سے کھانا میرے
واسطے آجائے گا جب صاحبقران نے اصرار کیا اُس نے بخاطر صاحبقران دو چار کباب آہو ہمراہ
صاحبقران کھاکر ہاتھ کھینچا پھر ہاتھ منھ دھوکر یاد خدا و ذکر الٰہی مین مصروف ہوا ہنوز صاحبقران
کباب آہو تناول کر رہے تھے کہ سواران ہمراہی تلاش صاحبقران مین وہان آئے خواجہ طیفور گردپا
نے اُن سے باواز بلند پہاڑی پر سے کہا کہ اے سواران لشکر ادھر آؤ صاحبقران ذیجاہ اس
پہاڑی پر تشریف فرما ہین سواران مذکور بالاے پہاڑی آکر ٹھہرے اس اثنا مین وقت غروب
آفتاب آیا سالوک و صاحبقران و خواجہ طیفور گردپا و جملہ سواران مذکور نے نماز مغرب پڑھی
بعد اکل و شرب کے سب نے اُسی جگہ شب بسر کی صبح کو سالوک و صاحبقران وغیرہ نے نماز سحر
پڑھکر ارادہ جانب بحر بہ مسکن عفریت جادو کے کیا صاحبقران و سالوک و خواجہ طیفور گردپا
پہاڑی سے اُترے صاحبقران نے سالوک کو ایک سوار سے مرکب لیکر پر سوار کیا پھر خود اپنے گھوڑے پر
سوار ہوکر خواجہ طیفور گردپا کو ساتھ لے کر جملہ سواروں کو وہین چھوڑکر اُن سے کہا کہ دس پندرہ روز تک
تم یہان ہمارا انتظار کرنا اگر ہم یہان آئے تو خیر ورنہ تم سب لشکر اسلام مین چلے جانا سرداران لشکر سے
کہہ دینا کہ صاحبقران جستجوے بادشاہ لشکر اہل اسلام و نیز براے تدبیر فتح طلسم زلزلہ گئے ہین تم سب بدستور
و باطمینان خاطر مقیم رہو یہ کہکر وہان سے روانہ ہوے اثناے راہ مین صاحبقران نے موافق کہنے
سالوک کے لباس اپنا تبدیل کیا پوشاک میلی اور جا بجا سے چاک چاک زیب تن کی موے سر کو
پریشان کیا دیوانون کی سی صورت بنائی بعدہٗ سوار ہوکر مع اپنے ہمراہیون کے آگے روانہ ہوے
اثناے راہ مین سیر دشت و کوہ و دریا کرتے ہوے جا بجا مقام کرتے ہوے بعد کئی روز کے ایکروز
وقت دوپہر کنارے ایک ایسے دریاے مہیب و پر خوف و خطر کے پہونچے کہ اُس کی ہر ایک موج
طوفان خیز تھی بلکہ ہر موج اُس کی قیامت نشان تھی وہ تلاطم آب سا تھا کہ اُٹھکر دو موجہ دریا کی کئی کئی
کوسون تک پاٹ اُس کا تھا جل اُس سے بحر عمان تھا گھاٹ اُس کا گویا فضا کا گھاٹ تھا دیکھکر اُسکو
زہرہ آب ہوتا تھا وہ زور شور سے بہنا پانی کا وہ تلاطم آب وہ مینڈھون کا اچھلنا کہ ساتھ اُن کے دل
سینون مین خوف سے اچھلتے تھے مثل بخت سیاہ پانی اُس کا تیرہ و تار تھا سخن بکر کی طرح سے
تہ دار تھا آب تیغ اجل سے بھی زیادہ پانی اُس کا تھا لب ساحل اُس کا بشر کا تشنہ خون تھا دہن گور
گویا ہر حلقہ گرداب تھا ہر ایک بیادر اُس کی بہر قطع کفن بشر آشکار تھی طول اُس دریاے ناپیدا کنار کا
مانند طول عمل عاصی و گنہگار تھا عرض مین مثل دامن عدم تھا ہر ایک ادنی موج اُس کی شور انگیز تھی
ہر ایک تنور حباب اُس کا طوفان خیز تھا مرغابی و بط کو بھی اُس دریاے پر خطر سے ایسا خوف تھا کہ
اُس دریا مین جانا اور پیرنا تو کجا خوف بچاتے کنارے پر اُس کے نہ آتے تھے سواے بط و مرغابی کے
کوئی چرند و پرند بھی خوف شور نہر مذکور سے قریب ساحل کبھی نہ آتا تھا دوری سے دیکھکر بھاگتا تھا
دریا سے کنارہ اختیار کرتا تھا پیاسا رہنا ہر جانور اور ہر حیوان قبول کرتا تھا بلکہ شدت عطش سے
مرجانا گوارہ کرتا تھا اور کنارے جاکر پانی اُس دریا کا پینا پسند نہ کرتا تھا و منجملہ اُس دریا مین بڑے
بڑے نہنگ گھڑیال اور مچھیان کلان اچھلتی تھین اُن کے طول و عرض کو دیکھکر حیرت ہوتی تھی
خوف سے زہرہ آب ہوتا تھا کشتی و جہاز بوجہ اُس کے زور و شور سے بہنے کے دریا مین ٹھہر نہ سکتا تھا
بلکہ آ بھی نہ سکتا تھا کوئی تاجر کبھی جہاز اپنا اُس دریا کی راہ سے نہ لاتا تھا خوف غرق ہو جانے کا تھا

صاحبقران نے بغور اُس دریا کو دیکھکر پوچھا کہ یہ دریا عجب دریا ہی ایسا دریا کبھی پہلے نہ دیکھا تھا نام اس دریا کا کیا ہی سالوک صحرانشین درویش خو نے مسکرا کر جواب دیا کہ لے صاحبقران دریاے بحرین یہی ہی وہ دریا مل کر بہتے ہین یہ دریا بھی عملداری مین بحرین جادو کے ہی کیا مجال کسی کی کہ بغیر اجازت بحرین جادو کے اس دریا سے عبور کر سکے اگر بے اجازت اس دریا مین قدم بھی رکھے فوراً غرق بحر فنا ہو جائے طعمہ نہنگ و ماہیان ہو جائے یہ جو آپ گھڑیال اور مگرا ور ماہیان کلان اس دریا مین دیکھتے ہین یہ سب ساحر ہین واسطے حفاظت و نگہبانی کے دریا مین رہتے ہین بحرین جادو نے ان کو بہر حفاظت مقرر کیا ہی تاکہ کوئی بغیر ہماری اجازت کے اس دریا سے عبور نکرنے پاوے اور اگر کوئی دشمن دریا مین قدم رکھے تو یہی سب ساحر اُسے ہلاک کرین اور یہانی اس دریا سے سحر کا اُسے ایکدم مین غرق کر دے ہر چند کہ بحرین جادو کوئی بڑا بادشاہ و حاکم نہین ہی لیکن بڑا ساحر ہی سحر و ساحری مین نامی و نامور ہی عاقل و ہوشیار منتظم بہت ہی تھوڑی سی حکومت پر اُس نے یہ انتظام کیا ہی ہم اور آپ اسی دریا سے عبور کرین گے صاحبقران نے کہا کہ اس دریا مین تو کوئی جہاز وغیرہ نہین ہی کیا انتظار جہاز کے آنے کا کیجیے گا چندے یہان توقف ہو گا سالوک نے کہا کہ نہین ابھی ایک کشتی کلان آئے گی ہم کو اور آپ کو اس کنارے سے دوسرے کنارے تک پہونچائے گی بحرین جادو کو ہمارے آنے کی خبر ہو جائے گی وہ کشتی ہمارے واسطے روانہ کرے گا یہ کہکر کنارہ دریا بیٹھکر سالوک صحرانشین درویش خو آہستہ آہستہ کچھ پڑھنے لگا خواجہ طیفور کر دیا بنظر غور اُس دریاے شورافزا کو دیکھکر صاحبقران سے عرض کرنے لگے کہ یہ عجب دریاے پُرخوف و خطر ہی ایسا دریاے مہیب مین نے کبھی نہین دیکھا ہی خواجہ مذکور کیونکر اُس دریا کو مہیب و پُرخوف و خطر نہ کہتے کہ دراصل وہ دریا ہی ایسا تھا کہ بمصداق مضامین این نظم

نظم

اُس کی ہر ایک موج تھی طوفان | خجل اُس سے تھا چشمہ عمان
گھاٹ گویا تھا اُس کا موت کا گھاٹ | ایسا دریا تھا وہ بلا انگیز
نظر آتا نہین تھا کوسون پاٹ | اُس کی ہر موج تھی قیامت خیز

ابھی خواجہ اُس دریا کو دیکھ رہے تھے اور صاحبقران سے ہمسخن تھے صاحبقران جواب مین ارشاد کر رہے تھے کہ واقعی یہ دریا عجیب و غریب و مہیب ہی کہ سالوک صحرانشین پڑھ چکا بعدہٗ ایک ٹھیکری پر کچھ لکھ کر دریا مین اُس ٹھیکری کو ڈالنا چاہا یکایک ایک نہنگ پیدا ہوا کنارے دریا کے آیا او منھ اپنا اُس نے کھولا سالوک نے وہ ٹھیکری اُس کے منھ مین ڈال کر کہا کہ جلد جا کر ہمارے آنے کی اطلاع کر دو وہ نہنگ یہ سنکے دریا مین غائب ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے خواجہ طیفور وغیرہ نے دیکھا کہ ایک کشتی کلان اس طرف چلی آتی ہی بالاے کشتی ایک شخص ساحر وضع بیٹھا ہوا ہی کشتی خود بخود چلی آتی ہی وہ شخص کھیتا بھی نہین ہی فقط بیٹھا ہوا ہی خواجہ طیفور کر دیا کشتی اس طرح آتے دیکھکر حیران ہونے لگا یکایک وہ کشتی کنارے پر آ کر ٹھہر گئی اُس ساحر نے سلام کر کے کہا کہ اے سالوک صحرانشین آپ کے تشریف لانے کی خبر نہنگ جادو نے ہمارے حاکم بحرین جادو کو دی تھی اور آپکی دستخطی ٹھیکری اُن کو دکھائی تھی انھون نے خوش ہو کر مجکو طلب کر کے حکم دیا کہ جلد تر کشتی کنارہ دریا کے لے جا کر سالوک اور اُن کے ہمراہیون کو کشتی پر سوار کر کے کنارہ دریا تک لے آئین حسب الحکم کشتی لایا ہون سوار ہوجیے بحرین جادو آپ کے منتظر ہین یہ زور و شور دریا سے آپ کے ہمراہی خائف ہون آپ کے تشریف لانے سے تلاطم آب مین کمی ہو جائے گی سالوک صحرانشین گفتگوے ساحر مذکور سنکے خوش ہوا اور صاحبقران سے گویا ہوا تشریف لائیے اس کشتی پر سوار ہوجیے صاحبقران سلطان

کیوان شکوہ ہمراہ سالوک و خواجہ طیفور گردیا کے بالائے کشتی بیٹھے کشتی مذکور پر بیٹھتے ہی وہ زور و
شور تلاطم آب باقی نرہا کشتی مذکور خود بخود جانب بحرین جادو روانہ ہوئی اثنائے راہ مین جابجا
نہنگ و ماہیان دریا نے سر اپنے پانی سے نکال کر سالوک عجم کو دیکھکر بزبان فصیح سلام کرکے کہا کہ آپکے
تشریف لانے کی خبر جب ہمارے مالک بحرین جادو کو ہوئی تو ہم سب کو اطلاع دیدی کہ سالوک ہمارے دوست
صادق واسطے ہماری ملاقات کے ہمارے پاس آتے ہین خبردار کچھ مزاحم اُن سے نہونا پس آپ
اور آپکے ہمراہی بخوف و خطر دریا سے عبور کرین سوا آپ کے اور کس کی مجال تھی کہ ہماری یہان
موجودگی مین دریا سے عبور کر سکتا یہ کہکر وہ نہنگ وغیرہ جانوران آبی کہ وہ سب ساحر تھے دریا
مین غائب ہوگئے خواجہ طیفور گردیا متحیر ہوکر جانب صاحبقران دیکھنے لگے اور دل مین اپنے
کہنے لگے کہ عجب انتظام بحرین جادو نے کیا ہی خواجہ مذکور بحر حیرت مین غوطہ زن ہی تھے کہ کشتی
دوسرے کنارے پر پہونچکر خود بخود ٹھہر گئی سالوک صحرا نشین و صاحبقران سلطان کیوان
شکوہ و خواجہ طیفور گردیا مع اس ساحر کے کشتی سے اُترکر کنارے دریا کے گئے ہنوز کنارہ دریا پر قدم
رکھا تھا کہ بہت سے ساحران نامی واسطے استقبال سالوک کے آئے انھون نے بعد سلام دستبستہ
عرض کیا کہ ہم حسب الحکم بحرین جادو واسطے استقبال حضور کے آئے ہین تشریف لے چلیے بحرین
جادو آپکی تشریف آوری سے بہت خوش ہین منتظر آپکے ہین یہ کہکر تخت سحر پر بیٹھنے کے واسطے
عرض کیا سالوک نے جواب دیا کہ ہمارے ساتھ مرکب ہین ہم مرکبون پر سوار ہوکر چلینگے تخت سحر
پر بیٹھکر نہ چلینگے انھون نے عرض کیا کہ آپکو اختیار ہی سالوک و صاحبقران عالیشان گھوڑون پر
سوار ہوئے خواجہ طیفور گردیا ہمراہ رکاب امیر با توقیر ہوئے تمامی ساحران نامی بھی مانند خدام کے
ساتھ چلے اثنائے راہ مین غرائب و عجائب اشیا کی سیر کرتے ہوئے دولتسرائے بحرین جادو تک
پہونچے اُسوقت وہ اپنے مکان سے برائے استقبال سالوک باہر آیا بعد سلام بڑی گرمجوشی سے ملا
خیر و عافیت مزاج دریافت کی سالوک نے کہا کہ مع الخیر ہون پھر سالوک نے اُس کی خیر و عافیت
استفسار کی اُس نے بھی بیان کیا کہ بحمد للہ اچھا ہون کوئی فکر و تردد و غم نہین ہی نہ کسی درد و
بیماری کی شکایت ہی ہان ایک تمہارا خیال بیشتر رہا کرتا تھا اسوقت تمہارے یہان آنے سے میری
طبیعت خوش ہوئی ہی کہ اگر دولت و ملک و مال بھی ملتا تو ایسی دل کو خوشی حاصل نہوتی جیسا تمہارے
آنے سے دل خوش ہوا ہی یہ باتین کرتا ہوا ساتھ ساتھ سالوک و صاحبقران کے اپنی نشستگاہ
پر پہونچا تخت حکومت پر قدم رکھکر سالوک و صاحبقران عالی مقام کو بالائے کرسی ہائے زرین
بٹھایا خواجہ کو ایک چوبی کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا حسب مراتب سب بیٹھے اور ساحران نامی بھی اس کے
دربار مختصر مین علی قدر مراتب بیٹھے اسوقت بحرین جادو نے بخندان پیشانی سالوک سے پوچھا
کہ تمہارا آنا فی زمانہ قبل زمانہ ایام خوشی اور میانہ جو ہوا ہی خیر تو ہی کبھی ان ایام مین تم یہان نہین
آتے تھے اور جب آتے تھے تنہا آتے تھے کسی کو اپنے ہمراہ نہ لاتے تھے ابکی مرتبہ تم اپنے ساتھ
ان دو صاحبون کو بھی لائے ہو کچھ ان کی تعریف بیان کرو اور سبب ان کے ہمراہ لانے کا
اظہار کرو تاکہ ہمکو بھی معلوم ہو سالوک صحرا نشین نے جانب صاحبقران اشارہ کرکے کہا کہ یہ
ہمارے ایک دوست ہین نامی و نامور ہین اہل عزت سے ہین مرد معقول و شریف و لائق ہین چونکہ
جوان ہین طبیعت ان کی مائل بعیش و عشرت و عیاشی ہی قبل اس کے ان کا ایک معشوق خوبرو تھا

اور خوش رو ایسا تھا کہ مثل اُس کے کوئی محبوب اُن کی نظر مین کہین نہ تھا اور وہ خوش گلو بھی بہت تھا اُس کے وصل سے یہ شب و روز بعیش و راحت زندگی اپنی بسر کرتے تھے کوئی رنج و غم ان کو نہ تھا نہ کوئی اپنا کو صدمہ تھا یہ دوست ہمارے اپنے محبوب خوبصورت ہی کو دیکھا کرتے تھے اُس کے نازبردار تھے کبھی اُس کو اپنے پاس سے جدا نکرتے تھے نہ خود اُس سے جدا ہوتے تھے ہجر و صدمات کے فراق کا زمانہ کبھی نہ آیا تھا صدمہ جدائی معشوق سے دل ان کا آشنا نہ تھا دیو شب فراق دلربا نے کبھی ان کو منہ اپنا نہ دکھایا تھا اپنی خوبی مقدر پر ان کو ناز تھا بیشتر یہ اپنے ہم نشینون سے کہا کرتے تھے کہ عشاق کو اکثر شکایت محبوبان خوبرو کے فراق کی ہوتی ہی کوئی عاشق اپنی محبوبہ کی جدائی مین آہ سرد کرتا ہی کوئی دلدادہ اپنے یار مہرو کے ہجر مین فریاد کرتا ہی کوئی اسیر زنجیر زلف اپنے گلرو کے فراق مین نالہ کرتا ہی کوئی شیفتہ محبوب خوش چشم کی فرقت مین روتا ہی جوے اشک آنکھون سے بہاتا ہی کوئی فریفتہ گیسوے عنبرین یار سرو قامت کے فراق مین سودائی ہو جاتا ہی سر و پا کا اُسے ہوش نہین رہتا ہی کوئی عاشق اپنی شاہد لیلی وش کے ہجر مین مجنون وار مضطر و بیقرار گریبان چاک سر پر خاک ڈالتا ہوا سوے صحرا نکلجاتا ہی جنگلون مین پھرتا ہی آہ و فغان کرتا ہی رہروی سے تلوے خار صحرا سے فگار کرتا ہی آبلہ پا اُس کے حال زار پر پھوٹ پھوٹ کے روتے ہین چرند و پرند صحرا کے اُس کی حالت پر نظر کر کے رحم و افسوس کرتے ہین شبنم اُن کے حال زار پر روتی ہی دن کو صحرانوردی مین جب ہر وہ نالہ کنان جاتے ہین گردباد اُٹھکر اُن کو دیکھتے ہین اکثر عشاق دشت پیمائی مین ہلاک ہو جاتے ہین دامن دشت سے کفن بھی اُن کو نہین ملتا ہی ہان میت عریان پر اُن کی باد تند چادر گرد ڈالدیتی ہی کانٹے دشت وحشت اثر کے میت اُس کی اُٹھاتے ہین شبنم اُن کو غسل دیتی ہی غبار اُن کے اجسام کو نہان کر دیتا ہی گویا ان کو زیر خاک دفن کر دیتا ہی کوئی عاشق دور افتادہ کوچہ یار تمناے دید مین سایہ دیوار دلربا مین تڑپ تڑپ کر جان کھوتا ہی فلک پیر تا در دلدار اُس کے جانے کا روادار نہین ہوتا ہی کوئی عاشق زار در یار تک اگر پہونچا بھی تو بزم دلربا سے بے اعتنائی مین جانا اُس کو نصیب نہین ہوتا ہی آستانہ در یار پر سر ٹکرا کر یا زیر سایہ دیوار یار تڑپ کر مرتا ہی اغیار کو خوشی حاصل ہوتی ہی ایک ہم ہین کہ خوبی مقدر سے معشوق ہمارا ہمارے روبرو ہی ہر وقت وصل اُس سے نصیب ہی ہمنے کبھی خواب مین بھی روے ہجر و فرقت و مفارقت و جدائی محبوب نہین دیکھا ہی نا امید ہی کہ کبھی مبتلاے درد فراق دلربا ہون گے رفقا ان کے ان سے عرض کرتے تھے کہ واقعی آپ بڑے خوش نصیب ہین کہ معشوق آپ کا آپ کے روبرو ہی یہ غرور و تکبر ان کا ان کے آگے آیا فلک نے سنگ تفرقہ درمیان عاشق و معشوق ڈالا یعنی اتفاقاً وہی معشوق ان سے ایسا جدا ہو گیا ہی کہ مفقود الخبر ہی دیکھیے ان کی صورت کو اور سراپا پر ان کے نظر کیجیے اسکی جدائی مین ان کی یہ حالت ہو گئی ہی کہ دیوانہ وار لباس ان کا ہی بقول ع گریبان پرزے پرزے ٹکڑے ٹکڑے جیب و دامان ہی شب و روز نالہ و فریاد و بکا کرتے ہین اکثر سوے ویرانہ نکلجاتے ہین چوپاؤن سے مخاطب ہو کر پوچھتے ہین کہ کہو تمنے کہین ہمارے محبوب خوش رو کو تو نہین دیکھا ہی کبھی باد صبا سے کہتے ہین کہ اے باد صبا جہان کہین میرا محبوب ہو وہان جا کر میرے حال سے اُس کو آگاہ کر دے کبھی یہ روتے ہین کبھی یہ ہنستے ہین کبھی از خود رفتہ ہو جاتے ہین کبھی فی الجملہ ہوش و حواس مین آجاتے ہین اسوقت جو تمھارے روبرو بیٹھے ہین فی الجملہ حواس و ہوش ان کے بجا ہین یہ ایک روز مفارقت محبوب مین اپنی جان دینے پر آمادہ ہوے تھے مین نے تمھاری

دوستی کے بھروسے پر ان سے وعدہ کر لیا ہی کہ ہم تمکو تمھارے معشوق کو اپنے ایک دوست کے پاس
لے جاکر آئینے میں دکھا دینگے تم اُس سے باتیں کر لینا یہ بھی دریافت کر لینا کہ تو کس سرزمین پر ہی
کس مکان میں ہی اور کس حال میں ہی اور اپنے حال ظاہر و باطن سے اُس کو آگاہ کرنا یہ میری تقریر
مذکور سے خوش ہوئے جان دینے سے باز رہے اب میں ان کو مع ان کے ایک خادم کے کہ جو
پس پشت ان کے بیٹھا ہی تمھارے پاس لایا ہوں مجکو امید تمھاری دوستی و الطاف و محبت
سے یہ ہی کہ میری خاطر سے ان کے حال زار پر رحم کھاؤ مجھپر یہ احسان کرو کہ آئینہ حیرت نشان کو
جانے دو اس آئینے میں جاکر یہ اپنے محبوب کو معائنہ کریں بچشم اُس سے باتیں کر لیں اپنے حال زار
سے اُس کو اطلاع دیں یہی دوست میرے اور ان کی حاجت باعث میرے خلاف عادت فی زمانہ
یہاں آنے کی ہوئی ہی لہذا تم اگر مناسب سمجھو تو ان کی حاجت بر لاؤ مجھپر احسان کرو ورنہ جو مناسب
ہو وہ کہو بحرین جادو نے تمام تقریر سالوک اپنے دوست کی سنکے صاحبقران کے سراپا پر
ظاہری نظر کرکے نہ بزور سحر دریافت حال کرکے مسکرا کر جواب دیا کہ جب تم ہمارے دوست صادق
ہوا اور یہ تمھارے دوست ہیں تو پھر میں کیا عذر کر سکتا ہوں ان کو اجازت آئینہ حیرت تک
جانیکی دی جائے گی یہ اُس آئینے میں اپنے محبوب کو معائنہ کر لینگے بالفعل تو آپ یا رہیں اور
توقف کریں ہمارے مہمان ہوں طعام دعوت و ضیافت کھائیں ہمارے قلمرو میں جو اشیائے عجائب و
غرائب ہیں ان کی سیر کریں بعد ازاں گوہر مراد بھی ان کے ہاتھ آجائے گا وہ آئینہ موجود ہی اپنے
محبوب مفقود الخبر کے حال سے کماحقہ آگاہ ہو جائینگے عشق معشوقان خوبروسے عقلا کو بچنا
چاہیے کبھی اس منزل پر خوف میں قدم نرکھنا چاہیے یہ وہ وادی پر خطر ہی کہ جس میں صدہا آفات
ہیں یہ وہ دریائے قہار موج افزا ہی کہ اس سے کنارہ کش ہی ہونا چاہیے جس نے اس دریا میں
قدم رکھا اور آشنائے بحر مذکور ہوا وہ غرق قلزم بلاہائے رنج و الم ہوا آخر کار قدم فرسائے منزل ملک
عدم ہوا یہ وہ مرض لاعلاج ہی کہ جس کے علاج سے حکما و اطبا عاجز ہیں اس کی کوئی دوا ہی نہیں
ہی بجز دوائے شربت وصل محبوب کے کہاں تک عشق ہوشان میں جو رسوائیاں اور ذلتیں
اور بدنامیاں اور خرابیاں ہر رنگ میں بیان کی جائیں یہ کوچہ بہت بُرا ہی جیسا کہ مصداق ان اشعار

عشق ایسی بری بلا ہی آہ	کرتا ہی ذی شعوروں کو وہ تباہ	ہوئے دیوانے اس میں دانشمند
سیکڑوں اس میں ہوگئے دلبند	سیکڑوں اس میں ہوگئے مجنون	عاقل و ذی فنون ہوئے مفتون
پر نہ اس نے کسی کا پاس کیا	ان غموں پر بھی دل کو داغ دیا	یہ تقریر کرکے چند ساعت بیٹھکر

اپنے ملازموں سے کہا کہ ان صاحبقران کو اپنے ہمراہ ہمارے اس مکان میں جس میں بہ ہمہ راحت و
آرام کے اسباب مہیا و فراہم ہیں اور طرح طرح کے آئینوں سے آراستہ ہی لیجاؤ اور ان کی
فرمانبرداری خدمت میں سرگرم رہو یہ کہکر اپنے تخت حکومت سے اُٹھا سالوک صدر النشین و
صاحبقران عالی مقام و خواجہ طیفور گردیا وغیرہ بھی اُٹھے ملازمان مذکور حسب الحکم بحرین جادو
اُس مکان کی طرف سالوک و صاحبقران و خواجہ طیفور کو با دب اپنے ہمراہ لے چلے بحرین
جادو کچھ سوچ کر خود بھی اپنے دوست سالوک کے ہمراہ چلا یہاں تک کہ اُس مکان میں پہونچا
سالوک وغیرہ سے کہا کہ اس مکان میں آپ سب صاحب قیام پذیر ہوں کسی طرح کی تکلیف نہوگی
یہ چند میرے ملازم حاضر خدمت رہینگے یہ کہکر ہمراہ اپنے اہل دربار کے اپنے در دولت کی طرف

روانہ ہوا جب درِ دولتسرا پر پہونچا اہل دربار سلام کرکے رخصت ہوئے بحرین جادو داخل
دولتسرا ہوا یہان صاحبقران عالی جاہ نے مکان مذکور مین داخل ہوکر ملاحظہ کیا کہ مکان
عالیشان ہی شاہی مکانات سے ہی شیشہ آلات و فرش نفیس وغیرہ جملہ اسباب ضروری و اشیاے
راحت و آرام سے بخوبی آراستہ ہی بادشاہون کی بود و باش کے قابل ہی غرض مکان کو دیکھکر
ہمراہ سالوک صحر النشین فروکش ہوے وقت شام بحرین جادو نے چند خوان طعام لذیذ و خوش ذائقہ
ونیز میوہ تر و خشک ہمراہ اپنے ملازمون کے ارسال کیا سالوک و صاحبقران و خواجہ نے صرف میوہ
کھایا اُس طعام کو ملازمون کو دیدیا وہ بہت خوش ہوے اسی طور سے دو چار روز گذر گئے ایکروز
حسب دستور بحرین جادو اپنے دربار مین بیٹھا تھا کہ سالوک صاحبقران و خواجہ طیفور کو ہمراہ
لیکر دربار بحرین جادو مین گیا سلام اُس کو کیا وہ دیکھتے ہی براے تعظیم اُٹھا پھر اپنے برابر بالاے
کرسی ہاے زرین سالوک و صاحبقران کو بٹھایا خواجہ بھی علحدہ ایک کرسی پر بیٹھے بعد تھوڑی
دیر کے سالوک نے بحرین جادو سے کہا کہ ہمین یہان آئے کئی روز ہوے یہ دوست ہمارے
اپنی معشوقہ کے دیکھنے اور اُس سے ہم کلام ہونے کے بہت مشتاق ہین اگر مناسب ہو تو آج یہ جاکر
اُس آئینے مین اپنی معشوقہ کا معاینہ کرین تاکہ ہوش و حواس ان کے بجا ہون وحشت و دیوانگی و
غم و الم فی الجملہ دور ہو بحرین جادو نے کہا کہ اچھا آج ہی یہ اپنی معشوق کو دیکھ لین اُس سے باتین
کرلین مگر تنہا جائین کسی کو اپنے ہمراہ نہ لیجائین جسوقت قریب آئینہ حیرت کے پہونچین پوشش
آئینہ مذکور سے اس نیت سے اُٹھائین کہ معشوق ہمارا اس آئینہ حیرت ہمکو نظر آئے تو ہم کلام ہو
بعدہ آئینہ مین دیکھین مطلوب ان کا آئینے مین نظر آئےگا اور ہمکلام ہوگا جو کچھ اُس سے یہ سوال
کرینگے وہ جواب دیگا لیکن ان کو لازم ہی کہ اُس آئینے کو ہاتھ نہ لگائین کچھ آئینے سے ہٹکر
ہم سخن ہون بیتابی و بیقراری مین آئینے مین معشوق کو دیکھکر کہین آئینے سے لپٹ نہ جائین ورنہ
باعث خرابی و ضرر ہوگا پہلے اطلاع کا کہدیا ہی اور پھر وہ آئینہ بھی ناقص ہو جائےگا یعنی ٹوٹ کر پھر صفت
اُس کی یہ نہ رہیگی کہ پھر کوئی کسی نیت سے کچھ اُس مین دیکھ سکے آپ بھی ان سے تاکیداً کہدیجیے کیونکہ
دماغ ان کا صحیح اچھی طرح نہین ہی ایسا نہو کہ دیکھتے ہی اپنے معشوق کو آئینے سے لپٹ جائین سالوک
نے صاحبقران سے مخاطب ہوکے کہا کہ سُنا آپنے جو کچھ بحرین جادو ہمارے دوست نے کہا ہی
صاحبقران نے جواب دیا کہ مینے سنا جو کچھ انھون نے کہا ہی ہم آئینے سے دور رہینگے بحرین جادو
نے گفتگو سے دوست سالوک موصوف سنکے چند اپنے ملازمون سے کہا کہ ہمارے دوست کے
دوست کو گنبد آئینہ حیرت مین لیجاؤ خادمانہ ساتھ جاؤ تم اندر گنبد کے نجانا اگر محافظان گنبد حیرت
اندر گنبد کے جانے نہ دین تو کہدینا کہ یہ بحکم و باجازت بحرین جادو آئے ہین ان کو تنہا اندر گنبد
کے پاس آئینہ حیرت کے جانے دو ملازمان مذکور صاحبقران کو اپنے ساتھ لیکر جانب گنبد حیرت
چلے سالوک دربار مین بیٹھا رہا صاحبقران ہمراہ انھین ملازمون کے ایک جانب چلے جاتے تھے
اثناے راہ مین آبادی و مکانات و مرد و زن اور بازار کو دیکھتے ہوے جاتے تھے جملہ مرد و زن بیدین و
بدآئین نظر آتے تھے بازار مین مردم سے بھری ہوئین دوکاندار دو طرفہ دوکانون پر بیٹھے ہوے
ہر قسم کی اشیا رکھی ہوئین خریدارون کے ہاتھ بیچ رہے تھے خریدارون کا ہجوم تھا گذرنا بازارون
سے مشکل تھا محلات پختہ و عالم بکثرت نظر آتے تھے لیکن مردمان بازاری صاحبقران کو دیکھکر

باہم کہتے تھے کہ یہ شخص تازہ وارد معلوم ہوتا ہی ساکنان بحر نیہہ سے نہین ہی نہین معلوم کہان سے
یہان آیا ہی صاحبقران تقریر اُن کی سنتے ہوئے چلے جاتے تھے کسی کو جواب نہ دیتے تھے جب راہ دور
قطع ہوئی عنقریب گنبد آئینہ حیرت کے پہونچے اُن ملازمون نے عرض کیا کہ دیکھیے یہی گنبد آئینہ حیرت ہی
صاحبقران نے دیکھا کہ ایک چہار دیواری پختہ ہی دروازہ کلان اُس احاطے کا ہی اُس دروازے پر
چند ساحر بیٹھے ہوئے ہین مانند دربانون کے تپائیون پر بیٹھے ہین جب صاحبقران ہمراہ اُن ملازمون کے
اندر اُس احاطہ پختہ کے جانے لگے اُن دربانون نے روکا ملازمان ہمراہی مذکور نے اُن سے کہا کہ
ان کو نہ روکو ہمارے حاکم بحرین جادو نے ان کو گنبد آئینہ حیرت کے دیکھنے کو بھیجا ہی ہم کو ان کے ہمراہ
کیا ہی وہ دربان یہ سنکے کہنے لگے کہ اگر ہمارے حاکم کا حکم یہی ہی تو اچھا ان کو لے جاؤ ملازمان مسطور
صاحبقران کو اندر اُس احاطہ پختہ کے لیے گئے امیر با توقیر نے جا کر اندر اُس احاطے کے دیکھا کہ احاطہ
عرض و طول مین خوشنما و وسیع زیادہ ہی درمیان مین اُس کے ایک چبوترہ سنگ مرمر کا ہی مگر مربع ہی
اُس چبوترے پر ایک گنبد کلان ہی اور بہت خوشنما و نقش و نگار ہین ہی کلس اُس کا طلائی ہی اُس
گنبد کے اندر جانے کا بھی ایک دروازہ ہی در گنبد مذکور سے کچھ ہٹ کر بہت سے لوگ بیٹھے ہوئے
دف و دائرہ بجا رہے ہین کچھ اُن مین سے بھجن گا رہے ہین اکثر لوگ با دب بیٹھے ہوئے سُن رہے
ہین وہ گانے والے پھول ہار یدھی وغیرہ گلے مین ڈالے ہین کنور چند ان کے نشان اُن کی
پیشانی اور بازوؤن پر ہین قشقہ سیندور کا بھی پیشانی پر ہی گرد اُس گنبد کے انواع و اقسام کے
پھولون کے چمن ہین ہر ایک چمن خوبصورت و خوش قطع ہی کوئی چمن گلاب کا ہی کوئی چمن نسترن کا
ہی کوئی نسرین کا چمن ہی لالے کا چمن کسی طرف بہار اپنی دکھا رہا ہی کوئی چمن داؤدی کا ہی
کوئی چمن گل صد برگ کا ہی غرضکہ بکثرت طرح طرح کے گلون کے چمن ہین ہر ایک چمن تر و تازہ ہی مرغان
خوش الحان کا ہجوم ہی ہر ایک طائر چہچہہ کر رہا ہی احاطہ گلہاے رنگا رنگ و خوشبو سے بسا ہوا ہی خوشبو
پھولون کی اسقدر ہی کہ دماغ معطر ہوتا ہی القصہ صاحبقران موصوف سیر چمنہاے مذکور کرکے
جونہی قریب اُس گنبد کے پہونچے وہ لوگ جو وہان بیٹھے تھے اور جو گا رہے تھے اور جو پوجاری
تھے سب کے سب صاحبقران کو دیکھکر برہم ہوکر کہنے لگے خبردار اندر گنبد آئینہ حیرت کے نجانا بلکہ چبوترے
پر بھی قدم نہ رکھنا تمکو کسی نے روکا نہین یہان تم کیونکر چلے آئے بتاؤ تو تم کون ہو کہان سے آئے
ہو تم تو ساکنان بحر نیہہ سے نہین ہو تمھارے پوشاک یہان کے ساکنون کی سی نہین ہی ہنوز صاحبقران
نے جواب اُن کے سوالات کا نہ دیا تھا کہ اُن ملازمون نے بڑھکر اُن سب سے کہا کہ خبردار خاموش رہو
کچھ ان سے حجت و تکرار نہ کرو ان کو اندر گنبد کے جانے دو یہ ہمارے اور تمھارے حاکم بحرین جادو
کے دوست ہین راہ دور و دراز سے واسطے دیکھنے آئینہ حیرت کے آئے ہین انکا معشوق
مفقود الخبر ہوگیا ہی اُس کا حال انھین دریافت کرنا اور اُسے دیکھنا منظور ہی بحرین جادو نے انکے
ہمراہ ہمین بھیجا ہی ہم سب سے تاکیداً کہا ہی کہ خبردار ان کو نہ روکنا اندر گنبد آئینہ حیرت کے جانے دینا مزاحم
نہونا پس اگر تم ان کو روکوگے تو عتاب حاکم تمپر ہوگا یہ سنکے وہ سب بدین مجبور ہوکر کہنے لگے کہ اگر حکم
حاکم ان کے بارے مین یہی ہی تو خیر ان کو اب ہم نہ روکین گے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ
اُس چبوترہ سنگ مرمر پر گئے پھر آگے بڑھکے اکیلے دروازے کی راہ سے اندر اُس گنبد کے گئے
دیکھا کہ وہ گنبد اندر سے بہت وسیع ہی تصویرین طرح طرح کی آویزان ہین اندر سے بھی گنبد منقش ہی

شیشہ آلات بھی حسب ضرورت ہر ایک زینت و زیبائی سے آراستہ ہیں پھول ہار اُس آئینے پر
بکثرت چڑھے ہوئے ہیں گرد اُس آئینہ حیرت کے کہ طولاً بقد آدم ہے تصویریں بہت سی عکسی و خیالی
شیشوں میں گلتیوں میں جابجا دیواروں پر آویزاں ہیں تھوڑی دیر تک صاحبقران نے
چہار جانب گنبد کے اندر سیر کی بعدہٗ قریب اُس آئینے کے جاکر دل میں کہا کہ اے آئینہ حیرت
میں چاہتا ہوں کہ بادشاہ اہل اسلام داراب ابن داراب سیمیں زرہ کو دیکھوں اُن سے ہم کلام
ہوں یہ نیت مذکور کرکے پوشش آئینے پر سے دور کرکے اندر آئینے کے دیکھا پھر دیکھنے آئینہ مذکور
کے تصویر بادشاہ لشکر اہل اسلام آئینے میں ظاہر ہوئی صاحبقران نے اُن کو دیکھکر بہت خوش
ہوکر بادب سلام کرکے پوچھا کہ آپ کا مزاج کیسا ہے آپ کس سرزمین پر ہیں کس کے مکان میں تشریف
رکھتے ہیں اسیر ہیں یا رہا ہیں راحت سے ہیں یا تکلیف میں ہیں مفصل حال اپنا ارشاد فرمائیے تاکہ
ہمارے تئیں معلوم ہو بادشاہ موصوف نے بعد دینے جواب سلام کے فرمایا کہ اے صاحبقران
ذیشان مفصل حال ہمارا یہ ہے کہ ہم اپنی بارگاہ میں ہنگام شب حسب دستور آرام پذیر تھے آخر شب
ایک ساحر مسمی معین جادو فرستادہ ہودسر مست بادشاہ طلسم زلزلہ جو برائے دریافت خبر
انجم حصار میں آیا تھا بعد دریافت خبر سوے طلسم زلزلہ جاتا تھا اثناے راہ میں ساریق بن لقا
و سنگخشگان کو ایک صحرا میں اُس نے نالہ کناں دیکھکر بلندی سے بالاے زمین آکر بصورت مبدل
پاس ساریق و سنگخشگان کے جاکر سبب نالہ و فغان اُس نے دریافت کیا تھا اُس سے نبی سنگخشگان
نے بہت شکایت و ایذا رسانی ہم لوگوں کی اور جفا و تعدی آپ کی اُس سے بیان کی تھی اور یہ بھی
بیان کیا تھا کہ صاحبقران نے مع اپنے لشکر کے یہاں آکر کوکب انجم حصاری کو مسلمان کیا ہے
اہل شہر کو بھی مسلمان کیا ہے ہمکو دیا اسیر اپنا کرکے تابع و فرمان بردار اپنا کیا ہے اسی وجہ سے ہم نالہ
و فریاد کرتے ہیں کہ اب کہاں جائیں سوا اس کے اور کچھ باتیں ایسی کہیں کہ اُس ساحر نے ہماری
بارگاہ میں آکر ہمارے ہم شبیہہ ایک شخص کو سحر سے بناکر سر اُس کا تن سے جدا کرکے اُس کے سینے پر
رکھکر اور ہمکو بزور سحر بصورت باز بناکر لے آیا پھر اُسی صحرا میں پاس سنگخشگان و ساریق کے بصورت اصلی جاکر
اُن سے کہا کہ دیکھو میں بادشاہ لشکر اہل اسلام کو بزور سحر باز بناکر اپنے ہاتھ پر بٹھاکر لے آیا ہوں
اب تو تم خوش ہوئے اگر تم سے میں سبب نالہ و فغان دریافت نہ کرتا اور تم مجھسے کچھ ایسی باتیں کہ
جس سے مجھے غیظ و غضب آیا تھا نہ بیان کرتے تو میں بادشاہ لشکر اہل اسلام کو بزور اپنے سحر کے باز
بناکر نہ لے آتا اب اس باز کو نذر بادشاہ طلسم زلزلہ کو دونگا جو کچھ میں نے دیکھا ہے اور جو کچھ میں نے
تمسے سنا ہے سب اپنے بادشاہ سے بیان کرونگا یقین ہے کہ وہ تمام مردمان لشکر اہل اسلام کو برہم ہوکے
قتل و تباہ و برباد کریگا سنگخشگان اور ساریق نے اُس سے کہا کہ ہمکو بھی اپنے ساتھ طلسم زلزلہ میں
روبرو بادشاہ طلسم زلزلہ کے لیے چلو پہلے تو اُس نے عذر کیا پھر اُن کے اصرار سے ساحر مذکور
اُن دونوں کو بصورت زاغ سیاہ سحر سے بناکر دونوں شانوں پر اپنے بٹھاکر سوے طلسم زلزلہ روانہ
ہوا بعد قطع راہ کے سرحد طلسم زلزلہ میں پہونچا تھا کہ ان دربانوں نے اُسے روکا تھا آخر بعد حصول
اجازت اپنے بادشاہ مذکور کے اجازت جانے کی دی تھی معین جادو ہمکو روبروے بادشاہ طلسم
لے گیا تھا وہاں ہم پر سے سحر دفع کیا تھا اور تمام حال جو دیکھا اور اُس نے سنا تھا بیان کیا تھا
بادشاہ طلسم زلزلہ نے کچھ باتیں ہمسے کرکے بسبب برہم ہوکے ہمارے قتل کا حکم دیا تھا جلاد بیداد

تیغ بکف موجود ہوا تھا اس اثنا میں بادشاہ طلسم زلزلہ کے وزیر نے کہ نام اس کا جالوس
ہو شاہ زلزلہ کو ہمارے قتل کرنے سے اسوقت باز رکھکر کہا تھا کہ بیرون طلسم زلزلہ بادشاہ لشکر
اہل اسلام کو کہ یہ مسلمان ہیں قتل کرائیے بلکہ بہتر تو یہ ہے کہ اسرار اختر شناس منجم کے پاس جو بیرون
طلسم زلزلہ رہتا ہے اور مطیع بادشاہ ذیجاہ ہے ان کو روانہ کر دیجیے وہ سر ان کا کاٹ کر حضور کے
پاس بھیجدے گا یا بعد قتل کرنے کے سر و تن ایک چادر میں لپیٹ کر زمین میں دفن کر دے گا
شاہ طلسم کو یہ رائے اپنے وزیر کی پسند آئی فوراً ہمکو ہمراہ چند ساحروں کے بیرون طلسم زلزلہ
پاس اسی منجم کے بھیجا یا تھا چونکہ وہ مرد مسلمان تھا اور دختر اس کی ہمیں دیکھکر ہمپر مائل ہوکر
اپنے باپ سے شفاعت خواہ ہوئی تھی اسوجہ سے منجم مذکور نے ہمکو تو ایک اپنے مکان کے
تہ خانے میں چھپا دیا تھا اور اپنے ہمسایے کے ایک مرد بیدین کو قتل کر کے چادر میں لپیٹ کے
روبرو انھیں ساحروں کے قبر میں دفن کر دیا تھا وہ ساحر یہ سب حال دیکھکر چلے گئے تھے
اس روز سے ہم براحت و آرام مکان میں اسرار اختر شناس منجم کے ہیں مکان منجم مذکور بیرون
طلسم زلزلہ ہے آپ صدمہ و غم نہ کیجیے گا ہم مع الخیر ہیں انشاء اللہ تعالیٰ پھر آپ سے ملیں گے اور
اے صاحبقران یہ بھی آپکو معلوم ہو کہ ہمنے طلسم زلزلہ میں جاکر دیکھا ہے کہ یہ طلسم بہت بڑا ہے
اور نہایت سخت ہے دربندی اس کے از حد دشوار گذار ہیں بندوبست و انتظام بھی خوب ہے لہذا اگر
مناسب ہو تو فتح طلسم مذکور سے باز آئیے ساریق میں لقا کے قتل سے دست بردار ہوجیے اپنی جان کا
خیال کیجیے صاحبقران نے تمام تقریر بادشاہ کی سنکے عرض کیا کہ اگر خدا نے چاہا تو میں اپنے
تئیں آپ تک پہونچاؤں گا اور طلسم زلزلہ کو ضرور فتح کروں گا ساریق نابکار کو تہ تیغ کروں گا بشرطیکہ
وہ دوبارہ بھی بصدق مسلمان نہوا اور اگر مسلمان بدل ہوجائے گا تو اسے قتل نکروں گا یہ کہکر
خاموش ہوے پوشش آئینے پر ڈالنے کا ارادہ کیا تھا کہ تصویر بادشاہ موصوف آئینے میں سے
غائب ہوگئی امیر با توقیر نے بابت لوح طلسمی بھی کچھ حال دریافت نکر سکے پردہ آئینے پر ڈالدیا پھر
اس گنبد سے بصد خوشی نکل کر انھیں ملازموں کے ہمراہ راہ قطع کر کے دربار میں آئے سالوک
و بحرین جادو نے دیکھا کہ آثار خوشی و انبساط چہرے سے ہویدا ہیں یہ رنگ دیکھکر سالوک و بحرین جادو
نے پوچھا کہ کیسے آپ نے آئینے میں اپنے معشوق کو دیکھا صاحبقران نے مسکرا کر کہا کہ ہاں ہمنے
اپنے محبوب کو آئینے میں دیکھا اور اس سے ہمسخن بھی ہوے دل خوش ہوگیا آرزوے دلی بر آئی
بیتابی و بیقراری دور ہوئی آپ صاحبوں کی عنایت سے ہم اپنے مطلب کو پہونچے سالوک سحر النشین
نے بحرین جادو سے کہا کہ اب ہمکو رخصت کیجیے آپ کو معلوم ہے کہ مسکن ہمارا یہاں سے کسقدر
دور ہے چند روز راہ میں رہروی میں بسر ہونگے بعد ازاں مقام قیام پر پہونچیں گے علاوہ اس کے
آپ سے ملنا مقصود تھا اور اپنے ان دوست کا مطلب تھا وہ دونوں کام ہوچکے ہیں بحرین جادو
نے کہا کہ اے مہربان من ابھی ایک ہفتے یہاں اور تشریف رکھیے بعد ازاں یہاں سے جائیے گا
ابھی ہم آپ کو رخصت نہ کریں گے کیونکہ زمانہ خداوند کا پلٹا کے چولا بدلنے کا عنقریب ہے اور
اس خوشی کا میلہ بھی عنقریب ہے بعد میلہ ہونے کے آپ یہاں سے جائیے گا ابھی سالوک نے
جواب ندیا تھا کہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ بے اختیار ہنسے بحرین جادو نے پوچھا کہ
اسوقت کیوں بے محل و موقع آپ ہنسے باعث ہنسنے کا کیا تھا صاف صاف بیان کیجیے

آپ کے ہنسنے سے تردد ہوا تھا صاحبقران نے جواب دیا کہ سبب ہمارے اسوقت ہنسنے کا آپ کا
سخن ہوا آپ نے جو خداوند کا پاپلٹ کہا ہمکو بے اختیار ہنسی آئی کیونکہ یہ عجب خداوند ہین کہ
جنکو کاپاپلٹ کہتے ہین پہلے بہت سے مکار و نابکار خداوند سنے ہین ازانجملہ زمرد شاہ باختری
لقا سے لقا اور بتیک ہیتکل دم خنجر سرا کا بچھڑا وغیرہ لیکن خداوند کا پاپلٹ
آج ہی سنا ہی کیا خداوند ہین جن کا یہ نام ہی تحریر ہی جاو یہ تقریر صاحبقران کی سنکے غصے سے کانپنے لگا
چہرے سے آثار غیظ و غضب ظاہر ہوے لیکن بمشکل غصے کو ضبط کرکے کہا کہ معلوم یہ ہوتا ہی کہ آپ
مسلمان ہین از راہ طعن و تشنیع آپ نے یہ تقریر کی ہی اور ہمارے خداوند کے نام ثانی کو سنکے آپ
ہنسے ہین کیا کہون مجھے صرف یہ خیال مجبور کیے ہوے ہی کہ اول تو آپ ہمارے دوست کے دوست
ہین دوسرے یہ کہ آپ ہمارے یہان اپنی غریب الوطن ہین ورنہ ہم غصے کو ضبط نہ کرتے عالم غصہ مین
جو کچھ بھی ہمسے امور سزا وغیرہ سرزد ہوتے وہ کم تھے قبل اسکے کوئی ہمارے خداوند پر نہ ہنسا تھا اور نہ
ایسے کلمات طعن آمیز کسی نے ہمارے روبرو کہے تھے بارہ تیرہ سو برس کا زمانہ ہوا ہی کہ ایک
جوگی صاحب یہان آئے تھے اُن کے آنے کے بعد یہ خداوند ظاہر ہوے تھے ہمارے آبا و اجداد
یکے بعد دیگرے انھین خداوند کی پرستش کرتے آئے یہان تک کہ وہ مرگئے اب ہم ان کی پرستش
کرتے ہین اور تمامی ساکنان بحر بیضہ خداوند کا پاپلٹ کی پرستش کرتے ہین ہمکو مع بحر بیضہ بھی بارہ
تیرہ سو برس سے ہمارے خاندان مین چلی آتی ہی آبا و اجداد ہمارے اس سرزمین بحر بیضہ پر قابض و
متصرف ہوتے آئے ہین یہان تک کہ بعد اُن کے یہان کی حکومت اب ہم کرتے ہین تمام ساکن
اس سرزمین کے ہمارے تابع حکم ہین ہمکو اپنا حاکم جانتے ہین خداوند بعد سو برس کے یا قریب سو برس
کے چولا اپنا بدلتے ہین بارہ تیرہ سو برس کی مدت مین بارہ تیرہ چولے خداوند ہمارے بدل چکے ہین
جب چولا اُن کا کمزور اور پرانا ہو جاتا ہی تو قوی اور نیا چولا بدلتے ہین فی زمانہ بھی ملازم اور اکثر پوجاری
لوگ جو سے ندی جو ہمارے قلعہ و ملک ہی اُس کے کنارے پر مقیم ہین جو مردہ بہتا ہوا ندی مین
آتا ہی اُسے نکال کر دیکھتے ہین اگر کوئی مردہ خوبصورت و حسین کسی نوجوان مرد کا ان کو ملے گا
تو وہ بصد خوشی اسکو لاکر خداوند کے حوالے کر دینگے وہ اس نوجوان کے کالبد مین اتر آئینگے
اپنا چولا چھوڑ دینگے وہ پرانا چولا ہمارے ملازم اور پوجاری جسکو اولی اعلی یہان کے بصد
خوشی و شادمانی کنارے اسی ندی کے لے جائینگے لکڑیان جمع کرکے اس کو جلا دینگے
جب وہ چولا خداوند کا خاک ہو جائیگا تو تمام یہان کے ساکن ذرا ذرا سی خاک اس چولے
کی بطور پرشاد جس کو تبرک کہتے ہین وہان سے لے آئینگے اس کو بحفاظت تمام رکھینگے
کیونکہ وہ خاک بہتر اکسیر سے ہوگی جو مریض ہوگا اُس کے تن پر ملی جائیگی صحت و شفا اُسے
حاصل ہو جائیگی ابھی تک دیکھنا کوئی مردہ خوبصورت جوان مرد کا ہاتھ نہین آیا ہی وگرنہ
پوجاری لوگ وغیرہ اُسے ہزار خوشی و شادمانی سے لے آتے خداوند کے حوالے کر دیتے خداوند
اپنے گنبد کا پاپلٹ مین اُن لوگون کے آنے کے منتظر ہونگے ہم سب خداوند کے آرام و
راحت کا خیال رکھتے ہین طعامہاے لذیذ و نفیس نمکین و شیرین انھین پہونچاتے رہتے
ہین گنبد کے روشن دان کلان سے اُن کو دیتے ہین وہ یہ نذر یہان کے ساکنون کی
قبول کرتے ہین ہر روز صبح و شام مٹھائی پوری کچوری میوہ ہاے تر و خشک و طعامہاے لذیذ

وتفیس وغیرہ کا بہ ہر روز خدا وند کو دیا جاتا ہے وہ کسی کے ہدیے کو واپس نہیں کرتے قبول ہی کر لیتے ہیں صاحبقران عالی مقام نے پھر ہنسکر جواب دیا کہ معلوم ہوا کہ آپ کے خدا وند بڑے مکار اور گمراہ کنندۂ مردان ہیں بہت سے سادہ لوحون کو گمراہ کر چکے ہیں خصوصاً آپ کو اور آپ کے آبا و اجداد کو اُس نے گمراہ کیا ہے لہٰذا ہم کہتے ہیں اُسی جوگی نے خداوند ظاہر کر کے سب سے سجدہ کرایا ہے جائے عجب ہے کہ آپ کے آبا و اجداد نے اُس کے دام فریب میں آ کر اُس کو اپنا خداوند جانا تھا اور اب آپ اُسکو اپنا خداوند جانتے ہیں ہرچند کہ صاحب عقل و فہم ہیں مگر اُس جوگی کے دام فریب میں پھنسے ہوئے ہیں اگر یہ حجت و دلیل پیش کیجیے کہ اگر وہ خداوند نہیں ہیں تو چولا کیونکر بدلتا ہے صورت اُس کی یہ ہے کہ یہ ایک طرح کا علم و قاعدہ ہے کہ اُس کے ذریعے سے روح اپنی دوسرے کے جسم میں لے جاتے ہیں یہ روح کا دوسرے کے جسم میں لے جانا ایک شعبدہ اور ایک علم و قاعدہ ہے جو کوئی اُس علم و قاعدے کے اوپر عمل کرے وہی اپنی روح کو جسم مردہ میں لے جا سکتا ہے آپکو لازم ہے کہ ایسے گمراہ کنندہ کو اپنا خداوند نہ جانیے اُس کو سجدہ نہ کیجیے لائق سجدہ وہ معبود حقیقی ہے کہ جس نے اپنی قدرت کاملہ سے زمین و آسمان انس و جن و حیوان شجر و حجر وغیرہ کل اشیا کو پیدا کیا ہے وہ جسم نہیں رکھتا ہے نہ کسی شے میں سماتا ہے نہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے نہ دیکھنے میں آتا ہے نہ کوئی اُس کو دیکھ سکتا ہے نہ وہ رنگ ہے نہ وہ بو ہے نہ اُس کو تغیر ہے جیسا کہ ہمیشہ سے تھا ویسا ہی اب بھی ہے اور ہمیشہ ایک ہی طور سے رہیگا اُسکو ہمیشہ بقا ہے فنا نہیں ہے اسے بحرین جادو آگاہ ہو کہ ہم صاحبقران اپنے زمانے کے ہیں خاص و عام ہمکو صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کہتے ہیں ہمنے ہدایت دین اسلام پر کمر باندھی ہے جو لوگ خداشناس نہیں ہیں ہم ان کو ہدایت کرتے ہیں راہ راست دکھلاتے ہیں آپ کو بھی ہدایت کرتے ہیں کہ اپنے معبود حقیقی کو پہچانیے خالق زمین و آسمان و مافیہا کو یقینی اپنا معبود جان کر سجدہ کیجیے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جیے مذہب باطل کو ترک کیجیے تاکہ رستگار ہو جیے ظلمت کفر سے نکلیے جس کو آپ خداوند کا پیشوا کہتے ہیں اُس کی پرستش سے باز آئیے بہت آپ شراب میخانۂ کفر سے پی چکیے اب بادۂ عرفان خالق کون و مکان لیجیے ساقی ہادی سے امید آرزو و تمنا طلب کیجیے کہ بمقتضائے نظم

پلا وہ مے نور ایمان فروز
وہ مے خضر کی جو ہوئی خضر راہ
وہ مے جس کا پینا ہے شرعاً حلال
وہ مے جام جس کا ہے عارف کا دل
وہ مے جس سے ہو پاک تر دامنی
وہ مے جسکے پینے سے اے خوش سیر

جسے کہتے ہیں اہل دین کوثر [illegible]
وہ مے جس کی تھی ماہ کنعان کو چاہ
وہ مے آب رحمت ہے جسکا زلال
وہ مے جس سے ہو شرمسار جنت خجل
وہ مے جس سے آسان ہو جانکنی
کھلے صورت یار پیش نظر

مدد ہو تو اے ساقی [illegible]
وہ مے اپنا جس نے [illegible] جان
وہ مے جسکی ہے تشنہ [illegible] تاک
وہ مے جسکو قاضی بھی کرتا نوش
وہ مے جسکی کشتی ہے نوح نجات
وہ مے جسکا شیشہ ہے رنگ پری
اُس سے عرفان خدا کے [illegible]

عطا کر مجھے جلد اک جام مے
وہ مے جسکے [illegible] صباح خوان
وہ مے جو کہ ہے آب کوثر سے پاک
وہ مے جسکا [illegible] ہے جرم پوش
وہ مے جو کہ ہے رشک آب حیات
وہ مے جو کہ ہے [illegible]
[illegible] آپ رستگار ہو [illegible]

بندہ آپ کو اختیار ہے بحرین جادو نے تمام تقریر صاحبقران کی سُنکے کہا معلوم ہوا کہ آپ مسلمان ہیں اپنے دین کی ہمکو بھی ہدایت کرتے ہیں کیونکر ہم اپنے آبائی دین کو ترک کر سکتے ہیں ہاں اگر کوئی خرابی کی صورت ظاہر ہو تو البتہ اپنے دین کو ہم ترک کر سکتے ہیں لیکر سالوک سے مخاطب ہو کر کہا کہ اے دوست صادق میں آپ سے جانے عجب اور مقام شکایت ہے کہ آپ ایسے شخص کو کہ جو ہمارے خداوند کو ہمارے روبرو برا کہے اپنے ساتھ لے کر آئے ہیں ہم مجبور ہیں کہ یہ ہمارے مہمان ہیں اور آپ کے دوست ہیں ورنہ

شعبدہ باز اور مکار اور گمراہ کنندہ ہمارے خداوند کو کہنے کا ان سے انتقام لیا جاتا سالوک نے سر
جھکا کر جواب دیا ہم نہ جانتے تھے کہ یہاں ان کو لا کر مذہبی گفتگو ایسی ہوگی کہ جس سے آپ کو ملال ہوگا
خیر جو ہونا تھا وہ ہوا آپ کی شکایت بجا ہے اب باہم زیادہ حجت و تکرار نہ کیجیے ہماری رائے تو یہ ہے کہ
دو باتوں میں اس جھگڑے کو طے کیجیے آپ کے نزدیک خداوند کا یہ پلٹ لائق پرستش ہیں اور
صاحبقران کہتے ہیں کہ خداوند کا یا پلٹ ایک شعبدہ باز مکار گمراہ کنندہ ہے کوئی جوگی ہے کہ وہ اپنے
علم ریاضت کے ذریعے سے روح اپنی جسم میت میں لے جاتا ہے چولا بدلا کرتا ہے پس اگر یہ کسی فکر و تدبیر سے اس
جوگی کی شعبدہ بازی آپ کو دکھا دیں یا کوئی ایسی تدبیر و فکر کریں کہ جس سے آپ اس کو لائق
خداوندی بجا لائیں تو آپ دین اسلام اختیار کریں اور اگر صاحبقران خداوند کا یا پلٹ کی شعبدہ
بازی و مکاری و فریب دہی آپ پر ثابت نہ کر سکیں تو خود خداوند کا یا پلٹ کی پرستش کریں یہی شرط
ٹھہرا لیں ہو جائے بحرین جادو نے بے اختیار کہا کہ اے دوست صادق میں تمھاری رائے پسند
کرتا ہوں اگر یہ ہمارے خداوند کی شعبدہ بازی و فریب دہی و مکاری ہم پر ظاہر و ثابت کر دیں گے
تو ہم اقرار کرتے ہیں کہ خود بھی دین اسلام اختیار کریں گے اور تمامی اپنی رعایا کو بھی مسلمان کریں گے
اور اگر یہ خداوند مذکور کی فریب دہی و مکاری ثابت نہ کر سکیں تو ان سے بھی اقرار کرا لیجیے کہ یہ بھی
دین اسلام کو ترک کر کے ہمارے خداوند کی پرستش کریں سالوک صحرانشین نے یہ تقریر
بحرین جادو کی سنکے جانب صاحبقران دیکھا صاحبقران نے سمت خواجہ طیفور کر دیا نظر کر کے پوچھا
کہ کیوں خواجہ اس بارے میں کچھ فکر و تدبیر ہو سکے گی ہم اقرار کر لیں خواجہ نے عرض کیا کہ آپ
بلا تامل اقرار و عہد کر لیں یہ کام کوئی مشکل نہیں ہے انشاء اللہ تعالیٰ جلد اس کام کا سرانجام
مناسب دلخواہ کر دوں گا خداوند کا یا پلٹ کی اصل و حقیقت سے بحرین جادو کو آگاہ کر دوں گا
صاحبقران نے گفتگو سے خواجہ مذکور سنکے روبرو سالوک کے بحرین جادو سے اقرار کیا کہ
اگر آپ کے خداوند کی فریب دہی آپ پر ہم نہ ثابت کر سکیں گے تو دین اسلام ترک کر کے خداوند کا یا پلٹ
کی پرستش اختیار کریں گے بحرین جادو یہ سنکے گویا ہوا کہ اس کام کا انصرام کب تک ہوگا صاحبقران
کے پیراے خواجہ طیفور ارشاد کیا کہ ایک ہفتہ عشرہ کے درمیان میں اس راز کا ظہور ہو جائے گا یہ امر
مخفی آپ پر جلی ہو جائے گا ہنوز صاحبقران نے اقرار کیا تھا کہ خواجہ طیفور نے صاحبقران سے عرض
کیا کہ میں واسطے ایک کار ضروری کے جاتا ہوں اگر دیر ہو تو کچھ اندیشہ نہ کیجیے گا یہ تقریر سرگوشی
میں کر کے اور ٹھہرا اجازت برائے سیر جانے کی لے کے دربار سے اٹھ کر ایک جانب بصورت
مبدل روانہ ہوئے اثنائے راہ میں آیندہ و روندہ سے دریافت کیا کہ وہ ندی کہاں ہے جس ندی
پر ملازمان بحرین جادو اور پوجاری وغیرہ چند روز سے واسطے اچھے چولے خداوند کا یا پلٹ کی
فکر میں بیٹھے ہیں انھوں نے ندی کا نشان بتایا اور کہا کہ وہ ندی چھوٹی ہے اگر اس طرف سیدھے
چلے جاؤ گے تو اسی ندی کے کنارے پہونچ جاؤ گے خواجہ طیفور کر دیا اسی سمت روانہ ہوئے
بعد قطع راہ کنارے اس چھوٹی ندی کے پہونچے دیکھا کہ بہت سے ملازمان بحرین جادو اور اکثر
پوجاری لوگ کنارے دریا کے بیٹھے ہیں بعضے ڈفلی بجا کر کچھ گا رہے ہیں اکثر کچھ باہم باتیں کر رہے
ہیں بعض بعض خداوند کا یا پلٹ کے چولے کی بابت کہہ رہے ہیں کہ ابھی تک کوئی چولا لائق خداوند
کے دستیاب نہیں ہوا ہے دیکھیے کب تک آتا ہے زمانہ خداوند کے چولا بدلنے کا کم رہ گیا ہے ابھی وہ

آپس مین باتین کر رہے تھے کہ دو مردے کٹیونپر رکھے ہوے بہتے نظر آئے ملازمان بحرین جادو
پوجاری وغیرہ ان کو دیکھکر خوش ہوے ان مین سے دو چار دریا مین کودے ان دونون مردون کو
مع کٹیون کے کنارے پر لائے پوجاریون نے کٹیون سے مردون کو کھول کر کپڑا ان کے منھ سے
ہٹاکر دیکھا دیکھتے ہی کہا کہ ان مین ایک عورت بڑھیا ہی اور ایک مرد نہایت ضعیف ہی خداوند کے چولا
بدلنے کے لائق نہین ہی ہم چاہتے ہین کہ کسی نوجوان نہایت خوبصورت مرد کا تازہ مردہ ہاتھ آئے
تاکہ اُس مردہ تازہ کے چولے مین خداوند کا یا پلٹ سائین چولا اپنا بدلین خوشی وشادمانی ہم سب کو
حاصل ہو بسیلہ اس خوشی کا حسب دستور قدیم ہو خواجہ طیفور گردیا بصورت ملازمان بحرین جادو
رنگ وروغن سے بن کر تمام تقریر ان پوجاریون کی ان کے قریب بیٹھکے بخوبی سنکے کچھ سوچ کے
وہان سے جس طرف جانا منظور تھا اُسی سمت روانہ ہوے بعد قطع راہ دور کنارے اُسی چھوٹی ندی
کے بیٹھکر زنبیل سے کچھ بانس اور نیا کپڑا اور پھونس وغیرہ جو چیزین مطلوب تھین نکال کر اُس صحرا
مین کہ گرد وپیش کوئی نہین تھا ٹکٹی تیار کی پھر زنبیل سے معجزہ طلب کرکے بصورت ایک نوجوان
مرد نہایت خوش رو کے بنے بعدہٗ مہندی لیپے ہاتھون مین مل کر سہرا پھولون کا اپنے سر پر باندھکر
وہ جامہ نو اپنے سراپا لپیٹ کر ٹکٹی پر لیٹ کر مردہ بنکر ٹکٹی کو حسب دستور ہر طرح کی زینت مروجہ سے
مزین کرکے پھکلے ندی مین ڈالدی۔ درین دریاے بے پایان درین طوفان موج افزا و دل افگنہ بسم
اللہ مجریہا و مرسہا + ہرچند کہ خواجہ عمر واولی موت اور دریا اور نقابدار سے ڈرتے تھے دریا سے
علحدہ رہتے تھے دریا سے کنارہ کیا کرتے تھے دریا مین بخوف غرق قدم نرکھتے تھے لیکن خواجہ طیفور
گردیا نے کہ اُن کی نسل سے مین کچھ خوف پانی سے نہ کیا اپنے مرجانے کا بھی اندیشہ نہ کیا نہایت بہادری
و دلاوری سے ٹکٹی پر لیٹ کر کفن پوش ہو کر پانی مین بہتے ہوے مع ٹکٹی چلے جب وہ ٹکٹی اُس جگہ
بہتی ہوئی پہونچی جس جگہ ملازمان بحرین جادو وپوجاری وغیرہ جن کا ذکر کیا گیا ہی بیٹھے ہوے تھے
تو اسدم اُن مین کچھ لوگون نے اُس ٹکٹی کو دیکھکر خوش ہو کر کہا کہ دیکھو ایک ٹکٹی مع مردہ بہتی ہوئی
آتی ہی سب دیکھنے لگے بعدہٗ چند کس اُن مین سے دریا مین اُترے اور کڑی ملاحی پیر کر اُس ٹکٹی تک
پہونچکر اُسے کنارے پر لائے خواجہ مذکور نے اُسوقت اپنی سانس کو روک لیا پس ایسا دم کھایا کہ
گویا مردہ ہوگئے پوجاریون وغیرہ نے کفن کو دور کرکے میت کو جو دیکھا از حد خوش ہوے اور باہم
کہنے لگے کہ یہ نوجوان خوبصورت لڑکا شاید بن بیاہا مرا ہی اس کے مان باپ یا دیگر عزیزون نے
اس کے سر پر سہرا باندھ دیا ہی مہندی لگا دی ہی ارمان اپنا دولہ بنانے کا جو تھا بعد اس کے مرنے کے
اسے دولہ بنا کر دیکھ لیا ہی یہ جوان ایسا خوبصورت ہی کہ لاکھون جوانون مین ایک ہی نہین معلوم
یہ پھول کس بوستان کا ہی فصل بہار مین خزان سے دوچار ہوا ہی اس نوجوانی مین افسوس
اس نے انتقال کیا ہی اس کے غم مین والدین اس کے زندہ نرہینگے جس کا ایسا فرزند نوجوان
مرجائے بھلا وہ کیونکر زندہ رہ سکتا ہی غرضکہ ایسی ہی تقریر تا دیر کرکے بہت افسوس کرکے باہم خوش
ہوکے کہا کہ اب کی مرتبہ ایسا چولا خداوند کے بدلنے کے لیے ہاتھ آیا ہی کہ کبھی ایسا چولا خداوند کا یا پلٹ
کو ممکن نہوا تھا عجب یہ جوان خوبرو ہی تازہ مرا ہی بلکہ ابھی تک اس کا گونہ گرم ہی تن اس کا بوسیدہ
مطلق نہین ہوا ہی ایکی خوبی تقدیر سے ایسا مردہ دستیاب ہوا ہی یہ باتین کرکے اُن ملازمون نے
بحرین جادو کے جملہ اعلیٰ ادنیٰ ساکنان بحرینہ کو اطلاع دی ہر ایک بصد خوشی کنارے دریا کے حاضر

آیا سامان اُٹھانے کا کیا گیا غرضکہ بنہایت جلوس سے مردہ مذکور اُٹھایا گیا تھا کنان بحر نیہ بصد شادمانی
باجے بجاتے ہوئے گاتے ہوئے در دولت بحرین جادو پر آئے صورت مردہ مذکور کی بحرین جادو
کو دکھا کر پوجاریوں نے عرض کیا کہ دیکھیے ابکی مرتبہ اس چولے میں خداوند سمائیں گے یہی شکل
خداوندی کی ہوگی بحرین جادو نے دیکھکر کہا کہ ابکی مرتبہ کیا اچھا جوان مردہ خوبصورت دستیاب
ہوا ہے خیر لے جاؤ معلوم ہوا کہ ابکی مرتبہ خداوند کی یہی صورت ہوگی پوجاری وغیرہ ہم بحرین جادو
سے فی الفور اُسی طرح گاتے بجاتے ہوئے سنکھ پھونکتے ہوئے گھنٹے بجاتے ہوئے شور و غل کرتے
ہوئے ٹکٹی کو کاندھوں پر رکھے ہوئے برابر گنبد قیام خداوند کا پلٹ کے پہنچے اُسوقت چند
پوجاریوں نے پکار کر کہا کہ اے خداوند کا یہ پلٹ آپ کے چولا تبدیل کرنے کا زمانہ آگیا ہے لیجیے یہ
تازہ نوجوان و خوش رو مردہ ہے اُسدم دیکھنے والوں نے دیکھا کہ اُس گنبد کے روشندان کلان
و کشادہ کے برابر دو ہاتھ بلند ہوئے پوجاریوں نے ٹکٹی پر سے میت جوان خوش رو مذکور کی
اُسی روشندان میں سے دیدی بعد ازاں سب خرد و کلان اُسی جگہ ٹھہرے رہے خداوند نابکار
مذکور نے میت مذکور روشندان سے اندر گنبد کے لاکر بالائے زمین رکھکر سراپائے مردہ مذکور پر نظر
کرکے بہت خوش ہوکے کچھ پڑھنا شروع کیا بعد تھوڑی دیر کے اُس کے دہن سے ایک سیاہ بھونرا
نکلا نکلتے ہی اُس بھونرے کے تن بے جان اُس کا زمین پر گرا وہ بھونرا یعنی روح اُس کی جانب
دہن میت مرقوم السدر چلی فی الفور خواجہ طیفور کردپا اُٹھ بیٹھے اور کہا کہ او نابکار بھونرے
کہاں حصر آتا ہے دور ہو کیا مجھ زندہ میں سمائے گا وہ بھونرا یعنی روح اُس کی پھر اُسی کے دہن کیطرف
واسطے سمانے کے چلی خواجہ طیفور کردپا نے فی الفور خداوند مذکور کے منھ کو بند کرکے ایک بندر کا
مردہ جلد زنبیل میں سے نکالا قبل اس عیاری کرنے کے خواجہ نے راہ میں بندر کا مردہ پڑا ہوا
دیکھکر جو زنبیل میں رکھ لیا تھا اُسوقت اُسی مردے کو نکال کر اُس بھونرے سے کہا کہ او روح
خداوند نابکار و ناہنجار اس بندر میں سما جا ورنہ تجکو اس گنبد سے نکل کر جانے نہ دونگا بہتر یہی ہے
کہ اس بندر میں حلول کر وہ بھونرا یعنی روح جو خداوند کا یہ پلٹ کی بصورت بھونرے کے دہن سے
نکلی تھی بمجبوری و لاچاری اُس بندر کے منھ میں جاکر تمامی اعضا میں اُس کے پھیل گئی مانند
خون کے رگ رگ میں دوڑ گئی وہ بندر زندہ ہوکے اُٹھ بیٹھا خواجہ نے ایک زنجیر آہنی محکم
زنبیل سے نکال کر بندر کو اُس زنجیر سے باندھا پھر ایک میخ آہنی نکال کر درون گنبد زمین پر
گاڑ کر زنجیر کو اُس میخ میں باندھا بعد ازاں اُس تن بے جان و ضعیف و لاغر کو روشندان
گنبد سے باہر کردیا پوجاری وغیرہ نے بہزار خوشی اُس تن بے جان کو ہاتھوں ہاتھ لے کر کفن
یعنی نئے کپڑے سے حسب قاعدہ لپیٹ کر بدستور ٹکٹی پر رکھکر اُسی جلوس و سامان و تزک
و جمعیت سے بصد خوشی گھنٹہ و ناقوس بجاتے ہوئے طرف مرگھٹ کے روانہ ہوئے بحرین جادو
بھی ہمراہ ہوا اُسوقت کوئی ساکنان بحر نیہ سے ایسا نہ تھا کہ ہمراہ نہو لاکھوں مردم کا مجمع تھا
گھنٹہ و مبدم بجاتے تھے بعضے ناقوس بجاتے تھے اکثر مردم بھجن وغیرہ گاتے تھے طرح طرح کے
باجے بجتے جاتے تھے ہر ایک خوش تھا گویا روز عید تھا ایک دوسرے سے گلے ملتا تھا اور کہتا تھا
مبارک ہو کہ خداوند کا پلٹ نے چولا بدلا الحاصل تمام اعلیٰ ادنیٰ بصد خوشی ہمراہ تھے جب سب
کنارے دریا کے پہنچے موافق اپنے ملت و مذہب کے لکڑیاں جمع کرکے وہ مردہ اُن لکڑیوں پر

رکھکر آگ لکڑیون مین لگا دی گئی ساتھ لکڑیون کے مردہ مذکور بھی جلنے لگا شعلہ آتش بلند ہونے لگا
اسوقت بھی وہ لوگ گانے بجانے لگے شادمانی وخوشی ظاہر کرنے لگے جب مردہ مذکور تمام وکمال
جل کر خاک ہوگیا ہر ایک ادنی اعلی نے اُس کی خاک کو اپنی آنکھون اور پیشانی پر لگایا پھر تھوڑی
تھوڑی خاک ہر ایکنے اٹھا کر باحتیاط ظرف شیشہ یا چینی یا کاغذ مین رکھ لی بحرین جادو نے
بھی تھوڑی سی خاک واسطے دفع مرض کے اٹھالی پھر سب وہان سے بصد خوشی اپنے اپنے
گھر گئے ہنگام شب خاص اُن لوگون نے جن کا ذکر ہوا ہی اندر گنبد قیام خداوندکا پلٹ کے دربان اور پوجاری
وغیرہ کے اُس بزم عیش وعشرت مین اور کوئی نہین گیا وہی مخصوص تھوڑے آدمی محفل عشرت
مین بیٹھے رہے سامنے در گنبد مذکور کے نازنینان خوبرو رقص ونغمہ کیا کین خداوندکو اندر گنبد
کے بیٹھے ہوئے سنا کیے اسی طرح کئی روز تک بزم عشرت روبرو سے گنبد خداوندکا پلٹ آراستہ
رہی بعد چند روز کے موقوف ہوئی پھر سب کو تقرری روز خوشی یعنی دن میلے کے مقرر کرنے کا
خیال ہوا ہنوز دن میلے کا مقرر نہوا تھا کہ ایک روز صاحبقران سے بحرین جادو نے کہا کہ
کچھ آپ کو اپنے وعدے کا بھی خیال ہی ابھی تک آپنے خداوندکی شعبدہ بازی ومکاری اور
فریب دہی ہمپر ثابت نہین کی ہی زمانہ آپکے وعدے کا گذر رہا ہی چونکہ خواجہ طیفور گرد یا کئی روز
سے گنبد مین بیٹھے ہوئے تھے صاحبقران کی خدمت مین حاضر نہین ہوسکتے تھے اسوجہ سے
صاحبقران سمجھ گئے کہ خواجہ نے ضرور عیاری کی ہی خداوندکا پلٹ کو الٹ پلٹ دیا ہی یا اُن کو
گرفتار کیا ہی کچھ نہ کچھ خداوندسے بحرین جادو وغیرہ کے خواجہ نے یہان سے جا کر سلوک کیا
کیا ہی یہ سمجھکر صاحبقران نے جواب دیا کہ حال مکاری وفریب دہی وتمام حقیقت آپکے خداوند
کی آئینہ حیرت سے ثابت ہو جائیگی ذرا چل کر آئینے مین معاینہ کیجیے بحرین جادو ہمراہ اپنے
دوست سالوک اور صاحبقران کو لیکر اسی روز گنبد آئینہ حیرت مین گیا جب جادو
دربان در گنبد مذکور نے کہ ساحر معزز تھے سلام کیا بعدہٗ جسقدر مردم ادنی اعلی اندرون احاطہ
گنبد آئینہ حیرت تھے سب نے باادب بحرین جادو کو سلام کیا بحرین جادو نے داخل گنبد مذکور کے
ہوکے صاحبقران کے کہنے سے یہ نیت کی کہ اے آئینہ حیرت فی الحال جو شکل وصورت خداوند
کا پلٹ کی ہی وہ ظاہر ہو اور جو کوئی گنبد قیام خداوند مین ہو وہ بھی ظاہر ہو بعد اس نیت
کرنے کے پوشش آئینے پر سے دور کی بحرین جادو وغیرہ نے دیکھا کہ ایک مرد نوجوان
خوبصورت بندر زنجیر مین بندھا ہوا لئے موجود ہوا یعنی آئینے مین آیا صاحبقران زمان سلطان
کیوان شکوہ اُس بندر کو ایک خوبرو جوان مرد کے قبضے مین بستہ زنجیر دیکھ کے بے اختیار ہنستے
سالوک کو نہایت تعجب ہوا بحرین جادو دریاے حیرت مین غوطہ زن ہوا دل مین کہنے لگا کہ یہ
بندر کیسا ہی یہ کیا واقعہ ہی مجکو آئینے مین عوض خداوند کے ایک بندر ایک مرد نوجوان کے ہاتھ
مین زنجیر مین بندھا ہوا دکھائی دیتا ہی کیا ابکی مرتبہ خداوندکا پلٹ بندر بن گئے ہین گھنٹے مین
اور پوست مین بندر کے سما گئے ہین ابھی بحرین جادو متحیر تھا سوے بوزنہ مذکور بنظر حیرت
دیکھ رہا تھا صاحبقران سلطان کیوان شکوہ بار بار مسکراتے تھے سالوک صحرانشین
درویش خوبی بچشم حیرت آئینہ حیرت مین نگران تھا جب جادو بھی پاس کھڑا ہوا بندر کو
آئینے مین معاینہ کر رہا تھا کہ یکایک اُس بندر نے نہایت عاجزی سے دانت اپنے نکال کر

کتّے کی طرح دُم ہلا کر بحرین جادو کی طرف دیکھنا شروع کیا اور اپنی عاجزی و اسیری کو دانت
نکال کر دُم ہلا کر ظاہر کرنے لگا بحرین جادو نے بندر سے پوچھا کہ سچ کہہ تو کون ہی اور یہ شخص کون
ہی اُس بندر نے کہ دراصل روح اُس جوگی کی کہ جس نے خداوندا کا یہ پلٹ اپنے کو بنایا اور ظاہر کیا
تھا مردہ بندر کے جسم مین سما گئی تھی بزبان فصیح کہا کہ اے بحرین جادو اے حاکم و مالک پہلے
آگاہ ہو کہ تمھارے آبا و اجداد کے عہد مین ہم مرد مردہ کے اجسام مین بارہ تیرہ سو برس سے
سماتے رہے چولا اپنا بدلتے رہے وہ سب ہماری پرستش باعتقاد تمام کرتے رہے تعظیم و تکریم
ہماری کیا کیے اپنا خداوند ہمین جانا کیے زمانہ مقررہ مین مرد مردہ کو واسطے ہمارے چولا بدلنے کے
اپنے ملازمون کے ہاتھ ہمارے گنبد قیام مین بھیجا کیے ہم بآرام و راحت اپنے گنبد مین رہے
اکل و شرب سے لطف اُٹھایا کیے دعوی خدائی و خداوندی کیا کیے تمھارے عہد مین ہم اس
بلا مین مبتلا ہو گئے بندر ہو گئے جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو فی الحال تمنے اور سب نے اس شخص کو
جو یہان زنجیر مین گرفتار کیے ہوئے ہی مردہ سمجھ کر بھیجا تھا حالانکہ یہ دشمن عزت و جان ہمارا زندہ تھا
مردہ نہ تھا اس نے ہمین ایسا عاجز اور تنگ کیا کہ ہمین بندر کے جسم مین سمانا پڑا افسوس ہی تمنے
غفلت کی ایک مرتبہ تمنے مردے کو اچھی طرح دیکھ بھال نہین لیا کہ یہ دراصل مردہ ہی یا زندہ ہی
بس تم سب باعث ہماری بے عزتی کے ہوئے ہم اس حال کو پہونچ گئے غضب کیا تم سب نے
کہ ایسے مرد مکار عیار کو مردہ خیال کر کے ہمارے گنبد مین بھیجا جس کے گنبد مین آنے سے ہماری
یہ صورت ہو گئی اب ہماری اس مرد بدخواہ سے رہائی کی فکر کرو اس بارے مین تاخیر و غفلت
نہ کرو ورنہ ہم ہلاک ہو جائینگے اس سرزمین سے بلکہ دنیا سے چلے جائینگے تم سب سے
ناخوش ہو کر جائینگے یہ کہکر وہ بندر اور وہ مرد نوجوان آئینے مین نظر سے غائب ہو گیا
بحرین جادو تمام تقریر بندر کی سُنکے تمام حال سے آگاہ ہو کے ملول ہوا سر جھکائے ہوئے وہان سے
اپنے دربار مین آیا سالوک صحرا نشین درویش خو اور صاحبقران سلطان کیوان شکوہ
بھی شادان و خندان ہمراہ بحرین جادو کے اُس کے دربار مین آئے بحرین جادو نے اپنے
اہل دربار کو جمع کر کے سالوک صحرا نشین و صاحبقران کو بعزت و حرمت بٹھا کے اپنے
ملازمون کو حکم دیا کہ جلد جا کر گنبد قیام خداوندا کا یہ پلٹ مین داخل ہو کر اُس شخص کو جو اُس
گنبد مین ہی مع بندر کے ہمارے روبرو لاؤ خدام گئے بعد تھوڑی دیر کے اُس نوجوان مرد
خوش رو کو مع بوزنہ مذکور کے اُسوقت روبرو بحرین جادو کے لائے کہ سالوک صحرا نشین
درویش خو و صاحبقران سلطان کیوان شکوہ و اکثر ساحران نامی و نامور و حاجب جادو
دربار مین بیٹھے تھے جملہ اشخاص مذکور نے دیکھا کہ ایک نوجوان و شکیل مرد ایک بندر کو زنجیر مین
باندھے ہوئے ہمراہ ملازمان بحرین جادو کے آیا ہی ابھی سب جانب میمون مذکور دیکھ رہے تھے
اور وہ نظر یاس سے جانب بحرین جادو دیکھ رہا تھا گاہ عاجزی سے سر جھکا کر دانت نکال کر
دُم ہلاتا تھا کبھی دامن قبا بحرین جادو اپنے ہاتھ سے پکڑ کر اشارہ کرتا تھا کہ اس ظالم کے
ہاتھ سے مجکو چھوڑا دیجیے اور بندر کے چولے سے مجھے یعنی میری روح کو کسی انسان کے مردے
مین جانے دیجیے جلد کسی مردے کو میرے سامنے لائیے یا کسی سے منگوائیے بحرین جادو نے
اُس کے حرکات و اشارات دیکھکر برہم ہو کر پوچھا کہ سچ کہہ تو دراصل کون ہی اگر سچ کہے گا تو خیر

مین

کیوان شکوہ نے گفتگوے بحرین جادو سنکے شادمان ہوکے دوش سے کمان اور ترکش سے
تیر نکال کر چلہ کمان مین رکھکر کبوتر مذکور کو دیکھا کہ وہ زمین سے بلند ہوکر ایکجانب ارادہ جانیکا
کرتا تھا کہ اسی حالت مین صاحبقران نے تاک کر ایسا تیر مارا کہ وہ کبوتر تیر مین چھد کر قریب
دربار کے بیروے زمین گرکر تڑپنے لگا آخر بعد ایک لحظہ کے تڑپ تڑپ کر مرگیا بروح اس بیدین و
گمراہ کنندہ کی سوے جہنم روانہ ہوئی اُس کے مرنے سے سب خوش ہوے خصوصا صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ و سالوک صحرانشین درویش خو و بحرین جادو بہت شادمان
ہوے صاحبقران و سالوک نے خدا کا شکر کیا دل مین کہا کہ عجب نابکار گمراہ کنندہ دنیا سے
ہوے سقر گیا ابھی صاحبقران و سالوک شکر پروردگار عالم کر رہے تھے کہ بحرین جادو نے
اُس نوجوان خوبرو مرد کی طرف نظر کرکے پوچھا کہ اے جوان سچ کہہ تو کون ہے کہان رہتا ہے
نام تیرا کیا ہے تونے کس حکمت و تدبیر سے جوگی جی کو بندر مردہ کے تن مین اُتارنے اور مارنے کو کیا تھا
بیان کر جوان مذکور نے بحرین جادو سے پوچھا کہ کیا آپ مجکو نہین جانتے ہین بحرین جادو نے
جواب دیا کہ بیشک مین تجھسے آگاہ نہین ہون جوان خوبرو مستور نے صاحبقران کی جانب
مخاطب ہوکر دریافت کیا کہ آپ مجھسے آگاہ ہین یا نہین صاحبقران نے بعقل و فہم خداداد
کاربندان ہم تے ماہر ہین تمھین خوب جانتے ہین جوان مذکور نے پوچھا کہ اگر آپ مجھے جانتے ہین تو بتایئے
کہ تمھارا کیا نام ہے صاحبقران نے جواب دیا کہ نام تمھارا خواجہ طیفور گردیا ہے تم ہمارے برادر و عیار ہو
مگر اسقدر چند کہ اسوقت صورت تمھارا [illegible] لیکن تمھین ہمارے عیار وفادار ہو یہ سنکے اُس جوان
خوش رو نے مسکرا کر عرض کیا کہ [illegible] نے مجھے خوب پہچانا مین ہی طیفور گردیا ہون یہ عرض
کرکے بصورت اصلی ہوکر بحرین جادو و صاحبقران کو سلام کیا ہر ایک نے تعریف و ثنا کی
خصوصا بحرین جادو و سالوک و صاحبقران نے بہت اُس کی عیاری کی ثنا کی بعدہ باشارہ
بحرین جادو بالاے کرسی خواجہ طیفور گردیا نے بیٹھکر تمام حال اپنی عیاری کا ابتدا سے تا انتہا
مفصل بیان کیا ہر ایک نے پھر ثنا کی جب خواجہ طیفور گردیا حال اپنی عیاری کا بیان کرکے
خاموش ہوے سالوک صحرانشین درویش خو نے اور صاحبقران نے بحرین جادو سے
کہا کہ کہیے آپ پر حال خداوند کا یہ پلٹ کا کماحقہ ظاہر ہوگیا یا نہین اگر ظاہر ہوگیا ہے تو اب ایفاے
شرط مین کیا تامل ہے بحرین جادو نے جواب دیا کہ واقعی تمام حال خداوند کا یہ پلٹنا کا ہمپر حالی اور
ثابت ہوگیا کہ وہ جوگی تھا اُس نے ہمین گمراہ کیا تھا آپ صاحبون کے یہان آنے سے اور
صاحبقران آپ کی ہدایت سے ہم راہ راست پر آکے اپنے معبود حقیقی کو پہچانا ظلمت کفر سے نکلا اور
مسلمان ہونے مین ہمین اب کوئی عذر نہین ہے الا ہمکو آگاہی یہ ہے کہ آپ فتاح طلسم زلزلہ ہین زمانہ فتح
طلسم زلزلہ کا قریب آگیا ہے ہمین یہ منظور ہے کہ آپ کی اس بارے مین شرکت کرین لڑائیون مین
آپ کے ہمراہ رہین آپ کے دشمنون سے مقابلہ و مجادلہ کرین دشمنون کی شر سے آپ کو بچائین
اگر اسوقت کلمہ پڑھکر ہم مسلمان ہوجائین گے تو سحر بھول جائین گے پھر آپ کے دشمنون سحر [illegible]
مقابلہ و مجادلہ کر سکین گے آپ نے ہمیں ہدایت دین اسلام کرکے احسان عظیم کیا ہے پھر ہم کبھی
عوض آپ کے اس احسان کا ذکر سکین گے پس اگر مناسب ہو تو بالفعل ہمین کلمہ پڑھا کر مسلمان
نہ کیجیے ہان بعد فتح طلسم زلزلہ اگر زندہ رہے تو ہم کلمہ پڑھکر ضرور مسلمان ہونگے بالفعل ہم مطیع دین اسلام

ہوتے ہیں اور تمامی اپنی رعایا کو جو غیر ساحر ہیں حکم مسلمان ہونے کا دیتے ہیں اُن کو آپ کلمہ پڑھا کر مسلمان
کیجیے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے فرمایا کہ اے بحرین جادو تم سچ کہتے ہو ہم تمہاری رائے
کو پسند کرتے ہیں اچھا فی الحال تم مطیع دین اسلام ہو مگر اپنی رعایا کو مسلمان ہونے کا حکم دو بعدہٗ
ہم یہاں سے طرف اپنے لشکر کے جائیں تمہیں رخصت ہوں ہمیں یہاں آئے ہوئے زمانہ زیادہ ہوا ہے
بحرین جادو نے حسب ارشاد صاحبقران مطیع دین اسلام ہو کے اپنی رعایا کو مسلمان ہونے کا حکم
دیا حسب الحکم جملہ مرد و زن غیر ساحر صاحبقران کی خدمت میں حاضر ہو کر کلمہ پڑھ کر صدق دل سے
مسلمان ہوئے عقائد دین و ایمان سے بہدایت صاحبقران آگاہ ہوئے مساجد کی بنانے میں
سرگرم ہوئے اپنے قدیم معبدوں کو منہدم کیا جب تمامی رعایا مسلمان ہو چکی بحرین جادو نے صاحبقران
سے عرض کیا کہ اگر مناسب ہو تو آئینہ حیرت کو کہ تحفہ عجیب و غریب ہے قبول کیجیے اپنے پاس رکھیے
اس سے عجیب عجیب امور دریافت ہونگے خصوصاً حال لوح طلسم زلزلہ کا معلوم ہوگا کہ کس جگہ ہے
کس ساحر کے قبضے میں ہے حالانکہ بعد معلوم ہونے کے بھی لوح طلسم زلزلے کا حاصل کرنا نہایت دشوار
ہوگا ساحران نامی سے اکثر مقاموں پر جنگ عظیم ہوگی کشت و خون بے حد ہوگا کیونکہ طلسم زلزلہ
چھوٹا سا طلسم نہیں ہے بہت بڑا طلسم ہے لاکھوں ساحران نامی وغیر نامی اس طلسم میں ہیں دربند
بھی از حد سخت گذار ہیں مالکان دربند بھی بلاے بے درمان آفت روزگار اپنے وقت کے سامری و
جمشید ہیں یہ تمام حالات شنیدہ ظاہر کیے ہیں اور لوح طلسم کے بارے میں تو مجھ کو بھی معلوم
نہیں ہے کہ وہ کہاں رکھی گئی ہے صاحبقران نے مسکرا کر کہا کہ اگر چہ زلزلہ بہت بڑا طلسم ہے اور
ساحران نامی وغیر نامی اُس طلسم میں لاکھوں ہیں تو ہوں اندیشہ نہیں ہے خداوند عالم حافظ
حقیقی ہے وہ ہمیں اُن کی شر سے بچائے گا وہ نابکار ہمیں قتل نہ کر سکیں گے اگر دشمن ہمارے قوی
ہیں تو نگہبان ہمارا قوی تر ہے اسی مضمون کو ایک شاعر نے بھی نظم کیا ہے ع دشمن اگر قوی ست
نگہبان قوی تر است - خداوند کریم اپنے فضل و کرم سے واسطے ہمارے ایسے اسباب مہیا کر دیگا
کہ وہ اسباب باعث ہماری بہبودی کے ہونگے دربند سخت گذار سے گذر جائیں گے مالکان
دربند جو سامری وقت و جمشید روزگار بقول تمہارے ہیں وہ بھی ہمیں روک ٹوک نہ سکیں گے
اگر سد راہ ہونگے تو ہمارے ہاتھ سے قتل ہونگے اور بابت آئینہ حیرت کے جو تم نے کہا ہے کہ اس
آئینے کو بہر دریافت لوح طلسمی پاس رکھنا مناسب ہے اس رائے کو بھی تمہاری ہم پسند کرتے ہیں
الا پہلے اس آئینے کا امتحان اس صورت سے کیا جائے کہ گنبد آئینہ حیرت سے آئینہ حیرت کو
اُٹھا کر دوسری جگہ رکھا جائے بعدہٗ بہ نیت دریافت کسی شخص یا کسی شئے کے آئینے میں دیکھا جائے
اگر بدستور سابق آئینہ مذکور میں وہی شخص یا وہی شئے جس کے دیکھنے کی نیت کی جائے نظر آئے تو
البتہ آئینہ حیرت عجب آئینہ ہے ضرور ہم اس کو اپنے ساتھ رکھیں گے اس تمہارے ہدیے کو قبول
کریں گے اور اگر دوسری جگہ آئینہ مذکور کے رکھنے سے صورت مدعا کے دلی ظاہر نہ ہو تو آئینہ مذکور
قابل توڑ ڈالنے کے ہوگا اور صاف یہ روشن ہو جائے گا کہ جس نے اس آئینے کو بنا کر گنبد کے
درمیان رکھا ہے اُس نے خاص گنبد مذکور ہی میں آئینہ مذکور کے واسطے تاثیر دریافت حال
مخفی کی ہے بحرین جادو نے حسب ارشاد صاحبقران آئینہ حیرت کو دوسری جگہ رکھوا کر خود
صاحبقران قریب آئینہ جا کر کہا کہ اے آئینہ حیرت ہم سالوک صحرا نشین کے حال سے آگاہ ہونا

صاحبقران

چاہتے ہین کہ وہ اسوقت کہان ہین کس کار مین مصروف ہین باین نیت پردہ آئینے پر سے اُٹھا کر دیکھا آئینے مین کچھ نظر نہ آیا اُسوقت صاحبقران نے حاجب جادو دربان گنبد آئینہ حیرت کو طلب کرکے فرمایا کہ اے حاجب جادو اس آئینے کو اُٹھا کر پھر اُسی گنبد مین رکھ اور اس کی دربانی کر اُسنے عرض کیا کہ اس آئینے کی قلعی آپ پر کھل گئی ہر آپ کی نظر سے یہ آئینہ گر گیا ہے مین ایک مدت تک دربانی اس آئینے اور گنبد کی کر چکا ہون اب یہ دل چاہتا ہی کہ آپ کے در دولت کی دربانی کرون ہمراہ رکاب آپ کے رہون یا عبادت خدا مین زندگی اپنی بسر کرون اپنے دل کے آئینے کو نور ایمان سے روشن کرون لہذا امیدوار ہون کہ اس آئینے کو کسی دیگر شخص کے حوالے کیجیے یا جو مناسب ہو وہ کیجیے مجھے کلمہ پڑھا کر مسلمان کیجیے بہت زندگی میری کفر کی حالت مین گذری ہی اب کچھ زندگی جو باقی ہی عبادت الٰہی و خدا پرستی مین بسر کرون صاحبقران نے اُس سے خوش ہو کر کلمہ طیبہ اُس کو پڑھا کر مسلمان کیا وہ بصدق دل کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوا کہتا ہون سے اپنے تائب ہوا صاحبقران نے آئینہ حیرت کو بیکار آمدنہ جان کر توڑ ڈالا پھر گنبد آئینہ حیرت اور گنبد قیام خداوند کا یہ پلیٹ کو منہدم کرا کر حکم کیا کہ ان دونون مقامات پر مساجد بنائی جائین حسب الحکم مسجدون کی بنا ڈالی گئی بعد اس کے صاحبقران نے بحرین جادو سے فرمایا کہ اب ہمین رخصت کر اُس نے عرض کیا کہ آج آپ توقف فرمائین یہان قیام کیجیے کل یہان سے تشریف لے جائیے گا یہ مرہون منت بھی آپ کے ہمراہ چلے گا صاحبقران نے اُس کے کہنے سے اُس روز بھی وہان قیام کیا دوسرے روز ہنگام سحر بعد پڑھنے نماز صبح کے صاحبقران نے ارادہ چلنے کا کیا بحرین جادو بجائے خود حاجب جادو کو مالک و حاکم بحرینہ کا کرکے رعایا کو مطیع و فرمانبردار اُس کا کرا کے سامان سفر و جنگ فراہم و مہیا کرکے ڈیڑھ ہزار ساحرون کی جمعیت سے ہمراہ رکاب صاحبقران ہوا یعنی تمام لشکر ساحرون کا بزور سحر اس طرح چلا کہ ہر ایک ساحر طائر سحر کی سواری پر سوار ہوا کوئی عقاب سحر پر کوئی ساحر اژدر سحر پر کوئی ساحر طاؤس سحر پر سوار ہوا اسی طرح ہر ایک ساحر مختلف سحر کے درندون اور پرندون پر سوار ہوئے بحرین جادو تخت سحر پر سوار ہوا پھر سب ساحرون کو اپنے ساتھ لے کر زمین سے بلند ہو کر ابر سحر مین غائب ہو کر سوے لشکر صاحبقران چلا امیر با توقیر سالوک سحر انشین و خواجہ طیفور کو ہمراہ لے کر مرکب پر سوار ہو کر تخت سحر پر ساتھ بحرین جادو کے بیٹھ کر ناپسند کرکے وہان سے الگ روانہ ہوے اثناے راہ مین منزل بمنزل قیام کوچ کرتے ہوے دشت و کوہ و دریا کی سیر کرتے ہوے دریاے بحرین سے عبور کرکے قطع منازل کرکے ایک روز قریب فرودگاہ لشکر اہل اسلام پہونچے ہرکارون نے لشکر اہل اسلام کے خبر تشریف آوری صاحبقران سرداران لشکر اہل اسلام کو دی یہ خبر دیتے خبر تشریف آوری صاحبقران کے شاہان ہفت ملک و صدہا سرداران سپاہ براے استقبال صاحبقران مرکبون پر سوار ہو کر بصد خوشی روانہ ہوے اثناے راہ مین استقبال صاحبقران سے سرفرازی و شادمانی حاصل کرکے صاحبقران کو بہزار خوشی و تعظیم و تکریم لشکر مین لائے صاحبقران موصوف داخل لشکر ہو کر مرکب سے اُتر کر بارگاہ فلک فرسا مین داخل ہوئے سالوک بھی مرکب سے اُترا خواجہ طیفور بھی ہمراہ صاحبقران بارگاہ مین گئے بحرین جادو بھی مع اپنے لشکر کے بلندی سے بالاے زمین آیا کثرت مردان لشکر اہل اسلام پر نظر کرکے خوش ہوا پھر خیام و بارگاہ ایستادہ کرا کے داخل بارگاہ ہوا تمام ساحر بھی سحر کی سواریون سے اُتر کر داخل

شام ہوئے جملہ مردان اہل لشکر کو صاحبقران کے آنے سے خوشی ہوئی لشکر اہل اسلام میں صاحبقران
کیا داخل ہوئے گویا بہار باغ میں آئی ہر ایک لشکری و سپاہی و سردار و رئیس شادمان ہوا صدائے
نقارہ ہائے کلان بلند ہوئی ہنگام شام بعد نماز مغرب صاحبقران سلطان کیوان شکوہ اپنی
بارگاہ سے برآمد ہو کر دربار میں جا کر اپنے دنگل شوکت پر بیٹھے جملہ سرداران لشکر و شاہان
ہفت ملک نے حاضر دربار ہو کر باادب سلام کیا بعد ازاں ہر ایک سردار اپنے اپنے دنگل پر بیٹھا
سالوک صحرا نشین و بحرین جادو و کوکب انجم حصاری و خواجہ طیفور کو دیا بھی دربار میں آئے
علی قدر مراتب دربار میں بیٹھے شاہان ہفت ملک و دیگر سرداران لشکر اہل اسلام نے بعد مزاج پرسی
عرض کیا کہ جب سے آپ لشکر سے واسطے شکار کے تشریف لے گئے باوجود راحت و آرام کے ہم سب نے
پریشان خاطری سے زندگی بسر کی اندیشہ و تردد میں شب و روز گذارے چند روز کا زمانہ گذرا ہے کہ جو
سواران سپاہ و خدام آپ کے ہمراہ سمت شکارگاہ گئے تھے وہ آ گئے تھے اُن سے صرف یہ معلوم
ہوا تھا کہ آپ ہمراہ سالوک صحرا نشین درویش خو کے سمت بحرینہ برائے دریافت حال بادشاہ
لشکر اہل اسلام گئے ہیں یہ خبر سواران مذکور سے سنکے فی الجملہ اطمینان ہوا تھا اب آپ جو تشریف
لائے تو ہمارے غنچہ ہائے قلوب کثرت خوشی سے شگفتہ ہو گئے تردد و اندیشہ دفع ہوا صاحبقران
کشورستان نے فرمایا کہ ہاں ہم ہمراہ سالوک دیندار عابد و پرہیزگار کے کہ وہ ہمارے ہمراہ آئے
ہیں اور یہ دربار میں بیٹھے ہیں سوے بحرینہ گئے تھے شاہان ہفت ملک نے پوچھا کہ فرمایئے کچھ حال
بادشاہ لشکر اہل اسلام سے آگاہی ہوئی یا نہیں امیر با توقیر نے تمام حال جو کچھ بحرینہ میں گذرا تھا
مفصل بیان کیا شاہان ہفت ملک اور ہر ایک سردار لشکر اہل اسلام تمام حال سنکے شادمان ہوا
ہر ایک کو معلوم ہوا کہ بادشاہ موصوف مع الخیر ہیں بادشاہ انجم حصار نے صاحبقران سے دریافت
کیا کہ کچھ حال لوح طلسم زلزلہ کا بھی آپ کو کسی سے معلوم ہوا کہ وہ کہاں ہے بانیان طلسم نے اُسکو
کس جگہ بحفاظت رکھا ہے امیر کشورستان نے فرمایا کہ ہمکو تو کسی سے کچھ حال لوح طلسمی کا معلوم
نہیں ہوا ہے اگر آپ کو معلوم ہو تو بیان کیجیے تاکہ فکر حصول لوح مذکور کی جاوے کوکب انجم حصاری
نے کہا کہ ہمکو حال لوح طلسم زلزلہ سے مطلق آگاہی و خبر نہیں ہے جب سے ہمنے ہود سرمست بادشاہ
طلسم زلزلہ کی اطاعت و ماتحتی اختیار کی تھی شاہ طلسم مذکور نے خوش ہو کر ہماری دختر نیک اختر کو
اپنی دختر تصور کرکے وہی چند نقابداران طلسمی جنکو خضران بن عمرو ثانی نے آپ کے روبرو
نیست و نابود کیا ہے حوالے کیے تھے دختر میری اُن نقابداران طلسمی کی حاکمہ تھی نقابداران مذکور
میری دختر کے فرمانبردار تھے سوائے اُن نقابداروں کے اور کوئی شے طلسمی ہمارے یا ہماری دختر
کے حوالے شاہ طلسم نے نہیں کی تھی صاحبقران نے بحرین جادو سے مخاطب ہو کے پوچھا کہ
اے بحرین جادو ہر چند کہ قبل اس کے تم ہمسے کچھ سنتے ہوئے حالات طلسم زلزلہ کے بیان کر چکے ہو
اور بابت لوح طلسمی کے بھی تم کہہ چکے ہو کہ جائے لوح طلسم زلزلہ سے آگاہی نہیں ہے لیکن کچھ تمھی
بابت لوح طلسمی کبھی کسی سے کچھ تمنے سنا ہے اگر سنا ہو تو بیان کرو تاکہ فکر حصول لوح مذکور کی جاوے
اُس نے دست بستہ عرض کیا کہ سال گذشتہ اس کمترین نے ایک میلہ کیا تھا اس میلے میں میں نے
اکثر سلاطین و حاکمان دربند و شاہان قلعہ کو طلب کیا تھا از انجملہ ہود سرمست جادو بادشاہ
طلسم زلزلہ کو بھی بذریعہ نامہ بلایا تھا وہ بادشاہ متکبر و مغرور خود تو نہیں آیا تھا مگر اُس نے بعض

اپنے اپنے وزیر اعظم و دستور معظم حکیم جالوس ساکن شہر جالوسیہ کو میلے مین بڑے سامان و جلوس و
شان و شوکت سے بھیجا تھا وہ بصد کروفر مع سپاہ کثیر ساحران بحرین کے میلے مین آیا تھا بہت بڑا
میلہ ہوا تھا تمام صحرا اتنا کچا کچ مردمان تماشائی سے بھرا ہوا تھا کثرت ساحران و سوداگران سے
صحرائے مذکور مین راہ چلنے کی بھی جگہ نہ تھی اگر تمام حال میلے کا عرض کرون تو میری تقریر کو بہت
طول ہوگا خلاصہ یہ کہ ایسا بڑا میلہ ہوا تھا کہ شاید اب کہین کسی جگہ مثل اس میلے کے نہ ہوا اس میلے مین
بہت سے حاکمان قلعہ و دربند و شاہ کوہ و دشت و دریا بھی بڑے بڑے جلوس و سامان سے آئے تھے
اور علی قدر مراتب فوج و لشکر بھی اپنے ساتھ لائے تھے از انجملہ حکیم جالوس مذکور بھی سب سے
زیادہ تر جلوس و سامان سے آیا تھا مین نے اس کو بعزت و حرمت مہمان اپنا کیا تھا دعوت و ضیافت
و خاطر داری سب سے زیادہ مین نے حکیم جالوس کی کی تھی وہ بہت خوش ہوا تھا مین نے اس سے
تخلیے مین یہ دریافت کیا تھا کہ تمھارا بادشاہ فی زمانہ کس شغل مین ہے اور طلسم زلزلہ کا کیا حال ہے بدستور
سابق ہے یا کچھ آثار شکست طلسم زلزلہ پیدا ہوئے ہین کیونکہ حساب کی رو سے زمانہ بقائے طلسم زلزلہ
اب بہت کم باقی رہا ہے اور لوح طلسم مذکور ابھی تک تمھارے بادشاہ کے قبضے مین ہے یا نہین اور اگر لوح
طلسمی قبضہ شاہ موصوف مین ہے تو جائے محفوظ مین ہے یا نہین کہ طلسم کشا سے طلسم زلزلہ پیدا ہونیوالا
ہو اس نے مسکرا کر جواب دیا تھا کہ ہر چند زمانہ طلسم زلزلے کے ٹوٹنے کا اور فتح ہونے کا قریب آگیا ہے
مگر ایسے بحرین جادو طلسم زلزلہ وہ طلسم ہے کہ جس کا فتح کرنا نہایت دشوار ہے دربند ایسے ایسے سخت و
دشوار گذار ہین کہ طلسم کشا کے فرشتے بھی ان دربندون سے اور مرحلون سے گذر نہین سکتے ہین
ایک ایک دربند ایک ایک مرحلہ ادنی سا ایسا دربند اور مرحلہ ہے گویا ایک مختصر طلسم ہے بند و بست و
انتظام اسقدر ہر ایک دربند پر ہے کہ اگر مفصل بیان کرون تو گفتگو بہت ہو جائے علاوہ اسکے اور ایسے ایسے
ساحران نامی و نامور و حید عصر و یکتائے روزگار ساحری وقت جمشید روزگار حاکم و مالک جانب
بادشاہ طلسم زلزلہ سے مرحلون اور دربندون کے ہین جو بلائے روزگار ہین سحر و ساحری مین یگانہ
آفاق ہین فریب و مکاری و عیاری مین بے عدیل و بے نظیر ہین انکے سحر سے ساحر نامی بھی جانبر
نہین ہو سکتا ہے بادشاہ طلسم زلزلہ بھی نہایت عاقل و ہوشیار ہے بھلا اس کے اختیارات اور سحر کا
کیا حال اظہار کیا جائے اس کی جانب سے مین نے سنا ہے اپنے اپنے سامان گرفتاری طلسم کشا کیے ہین کہ
ان کو زبان پر خیال افشائے راز لا نہین سکتا اور لوح کو ایسے مقام محفوظ مین اس نے اپنے حسن تدبیر
سے رکھا ہے کہ وہان تک کسی کا گذر ہو نہین سکتا کوئی وہان تک جا نہین سکتا کوئی مقام لوح طلسمی
تک طلسم کشا کو پہونچا نہین سکتا مجھکو اپنے ایک عزیز سے اندیشہ تھا اس کو بھی مین نے ازراہ خیر خواہی
اپنے بادشاہ کے ایسی جگہ قید کرا دیا ہے کہ وہان تک کوئی فرد بشر جا نہین سکتا دلیرانہ اس کو رہا نہین
کر سکتا مین نے اس سے پوچھا تھا کہ کس اپنے عزیز کو تمنے کس وجہ سے اور کس خیال سے قید کیا ہے
اس نے پہلے اظہار کرنے سے تامل کیا تھا آخر میرے اصرار سے مجھے دوست اپنا جان کر بد خواہ
تصور نہ کر کے اسقدر بیان کیا تھا کہ ہمارا برادر خورد حقیقی بھائی ہے اور نام اس کا حکیم سالوس ہے
نہایت عاقل و فہیم و دانا ہے علم رمل و نجوم وغیرہ علوم مین مہارت کامل رکھتا ہے مین جب اکثر ورود
گلزار اپنے شہر جالوسیہ مین جاتا تھا اپنے اہل و عیال مین چند روز بسر کرتا تھا اکثر اوقات حالات طلسم
زلزلہ اور لوح طلسم زلزلہ و نیز حال مرحلات طلسم زلزلہ جس جس مقام اور جگہ کا انتظام کر کے طلسم زلزلہ

سے اپنے گھر جاتا تھا اپنے اہل وعیال اور اپنے بھائی سالوس سے بیان کرتا تھا وہ
سنا کرتا تھا اور اکثر باتین وہ بھی مجھسے پوچھا کرتا تھا مین اُس کو اپنا بھائی اور امین راز جان
کرتا تھا پھر اُس سے مجھکو خوف افشاے راز ا ور اندیشہ دشمنی بادشاہ طلسم زلزلہ نہ تھا
کیا کہ برادر مذکور میرا مائل بدین اسلام ہونے لگا مین نے بخیال دور اندیشی اُس کو بار
اے برادر بجان برابر تمہارے اطوار وطرز تقریر سے ایسا پایا جاتا ہی کہ تمکو رغبت طرف
کے ہی لہذا اپنے دین آبائی کو برا نہ جانو دین اسلام کی طرف مائل نہو اُس نے یہ جواب
برادر مکرم یہ فقط آپ کا خیال ہی ہی مین اپنے آبائی دین پر ثابت قدم ہون ہرگز ز
کی طرف نہین ہی لیکن مجکو اُس سے کہنے کا یقین نہوا بجاے خود خیال کیا کہ اکثر راز طلسم
مین نے اس کے سامنے بیان کیے ہین اور یہ خود بھی بعض بعض حالات طلسم سے بذریعہ
کے آگاہ ہو سکتا ہی اگر طلسم کشا تک یہ پہونچ جائے گا یا خود طلسم کشا اس کے پاس
پہونچ جائے گا اور راز ہاے طلسم زلزلہ علی الخصوص حال لوح طلسمی اس سے دریا
اور یہ بوجہ راغب ہونے جانب دین اسلام کے بتا دے گا تو غضب ہو جائے گا یہ خیال
اپنے بھائی کو گرفتار کرکے جالوس سے روبرو شہنشاہ طلسم زلزلہ کے لے گیا تھا او
بھائی کا حال ظاہر کیا تھا شہنشاہ ساحران نے مجھسے بہت خوش ہوکر بہت بڑا خیر خواہ
جان کر مجھسے پوچھا تھا کہ اے جالوس تیرے بھائی کے بارے مین کیا تدبیر کی جائے مین
عرض کیا تھا کہ شہنشاہ اس کو کہین قید کرین یا کسی اپنے معتمد ومعتبر ملازم کے حوالے کرین کہ وہ
اس کو لے جاکر کہین ایسی جگہ قید کرے کہ کوئی اس تک جا نہ سکے نہ اس کو کوئی بہادر دلیرانہ رہا
کر سکے شاہ طلسم نے گفتگو میری سنکے تعریف میری خیر خواہی کی کر کے جانب اہل دربار دیکھا
تھا اُسوقت ابر باران جادو کہ اُس کو بھی ایک وزیر شہنشاہ سمجھنا چاہیے حاضر دربار تھا
اُس سے کہا کہ اے ابر باران جادو حکیم سالوس کہ بھائی حکیم جالوس ہمارے وزیر کا ہی
اور یہ راغب جانب دین اسلام بھی ہی اور کچھ راز ہاے طلسم زلزلہ سے آگاہ بھی ہی اس سے
اندیشہ دشمنی ہی لہذا اس کو ایسے صحراے ہولناک مین لے جاکر اپنے سخت تر سحر مین اسطرح
اسیر کر کہ فتاح طلسم اس کو کسی فکر وتدبیر سے رہا کر نہ سکے ابر باران جادو نے عرض کیا تھا کہ
حسب الحکم شہنشاہ اس بدخواہ حضور کو ایسی جگہ قید کرونگا کہ وہ مقام پر خوف وخطر ہوگا اور اسے
اپنے سحر مین مبتلا کرونگا کہ کوئی ساحر میرے سحر کو دفع نکر سکے علاوہ قید سحر کے ہمت علما کی بھی
اپنے سحر مین شرکت کرونگا اور خود مع اپنے قبیلہ ہاے سحر کے نگہبانی کرونگا کیا مجال کسی کی کہ
میری زندگی مین کوئی اس کو رہا کر سکے شہنشاہ ساحران نے خوش ہوکر اُسے خلعت وانعام
کثیر دیا تھا وہ میرے برادر کو واسطے قید کرنے کے لے چلا اُسوقت مین نے کچھ خیال کرکے
ابر باران جادو سے کہا کہ چند ساعت میرے بھائی کے قید کرنے مین تامل کر شہنشاہ
ساحران نے سبب پوچھا تھا مین نے دستبستہ عرض کیا تھا کہ اس میرے برادر کے چار شخص
رفیق اور ہمدم وہمراز ہین شاید ان سے اس نے وہ راز جو کہ یہ جانتا ہی بیان کیے ہون اور وہ طلسم کشا
سے وہی راز ہاے طلسم زلزلہ جو متعلق لوح طلسمی و مرحلات وغیرہ کے ہین بیان کر دین جو کہ
باعث وسبب خرابی وبربادی اس طلسم کا ہوگا پس مین اُن کو بھی جاکر گرفتار کرلاؤن تاکہ

غلام مرتضی صاحبقران
وہان پہلے ہوا صدا کے
ان سکا وہ اپنی
لشکر وشاہان
جنگل پر بیٹھا
دیا بھی دربار مین آکے
بلا غم کے بعد مزاج پرسی
کرام کے ہم سبانے
زمانہ گذرا ہی کہ جو
ہے صرف یہ معلوم
دریافت حال بادشاہ
تا اب آپ جو تشریف
ہوا صاحبقران
مراد آکے
مین کچھ حال

ذی وقار سے اپنے اپنے خیمہ و بارگاہ میں گیا صاحبقران اپنی بارگاہ میں داخل ہوئے سالوس
صحرا نشین و بحرین جادو بھی اپنے اپنے خیمہ و بارگاہ میں گئے اور ہر ایک اپنے کارہائے ضروری میں مشغول ہوا

رہائی حکیم سالوس وغیرہ کی و نیز ذکر بر باران جادو و بحرین جادو و خواجہ طیفور کردیا و دیگر حالات متضمن داستان ہذا۔ مخمس

اے زمین دنیا کے مفتون ہونے والے ہوشیار
دیکھ اے کشت ضلالت بونے والے ہوشیار
اے متاع فرزا [illegible] کھونے والے ہوشیار
بے خبر دشت فنا کے سونے والے ہوشیار
چونکہ اب اے گرگ اجل کرنے کو ہی تیرا شکار

کیونکہ اے دامن سے گل بس کر چکا سیر چمن
جا چکا ہنگام عشرت آگیا وقت محن
ہوش میں آ ترک کر دے الفت اولاد و زن
کھول آنکھیں بے خبر کر فکر گور و کفن
تا کجا غفلت بس اب تجویز کر جائے مزار

کیونکہ بیٹھا ہو دل اے دنیا پہ کیوں مغرور ہی
حشمت و اجلال نازیبا پہ کیوں مغرور ہی
چند روزہ رتبۂ اعلیٰ پہ کیوں مسرور ہی
فرش نرم و مخمل و دیبا پہ کیوں مغرور ہی
حال کھلجائیگا جب دم قبر میں ہوگا فشار

دیکھ فرش مخمل و دیبا نہیں ہے دائمی
گر تصور عشرت دنیا نہیں ہی دائمی
یاد رکھ جاہ و حشم تیرا نہیں ہی دائمی
اس سرا میں بے خبر رہنا نہیں ہی دائمی
ایک ساعت میں گذر جائیگا یہ رہگذار

گور باطن کی طرح کا تو بنا لے دیدہ ور
ہی سفر نزدیک کر لے توشہ کچھ زاد سفر
اے ظاہر بین ذرا یہ ہی دھیان ہی تیرا کدھر
وا رے ہو غفلت یہ تیری کچھ نہیں تجکو خبر
رشتۂ ایام نفس کو جانتا ہی استوار

دم نکلنے کی اذیت کا تصور چاہیے
بیخبر وقت [illegible] کا تصور چاہیے
چاہنے والوں سے فرقت کا تصور چاہیے
گوشۂ تاریک تربت کا تصور چاہیے
مست خواب عیش دنیا ہی بہت ناپائدار

دل ترا ہو جائیگا درد و محن سے چاک چاک
وہ نہ آئینگے نظر جن سے نہایت تھا تپاک
اٹھ نہ سکیگا [illegible] ہی صاف و پاک
ایکدن ان نرگسی آنکھوں میں بھر جائیگی خاک
خواب [illegible] جائیگا ذکر سر سر دنبالہ دار

نصیحت و پند و ہدایت کی نہیں ہی تجکو خو
یہ بھلا کیسی غضب کی بات ہی کچھ دیکھ تو
مان لے اس بات کو سمجھائے عاقل تجکو جو
بے ثباتی جہان کے ذکر پہ برہم نہو
یاد رکھ اس حال پر اسکو نہیں ہم بھر قرار

محرران جادو رقم و کاتبان عالی ہمم اس داستان بے نظیر و دلپذیر کو اس طرح تحریر کرتے ہیں
کہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے بعد تشریف لانے بحرینہ سے چند روز تک اپنے لشکر

ظفر اشین رہکر ایک روز سر دربار ارشاد کیا کہ انشاء اللہ تعالیٰ کل ہم یہان سے جانب مقام زندان رہا
حکیم سالوس برائے رہائی حکیم صاحب موصوف روانہ ہونگے لہٰذا لے بحرین جادو سامان سفر
درست کر لینا اور اشیاے ضروری فراہم کر لینا ہمارے ہمراہ چلنا مقام زندان حکیم صاحب ممدوح ہمین
دکھا دینا چہار سرداران لشکر اہل اسلام نے عرض کیا کہ ہم سب بھی ہمراہ رکاب جناب چلین گے مگر رہائی
حکیم صاحب موصوف کرینگے اگر ابر باران جادو اگر سامنے آیا تو اُس سے بہ تیغ و تیر و خدنگ
لڑینگے اُس کو مع اُس کے اہل لشکر کے قتل کرینگے بشرطیکہ وہ دلیرانہ مقابلہ کرے سحر نکرے
اور اگر سحر بھی کریگا تو ہم سب جان نثار و سرفروش ہین مرنے سے ڈرتے نہین ہین پیدا اسلیے
چند روزہ حیات سے کیے ہوئے ہین ہمیشہ دنیا مین رہنا نہین ہے ایک روز مرنا ضرور ہے ابر باران جادو
پر نیمچہ تیرون کا برسا کر ہم اور جنگہا نکال کر اُس کے سحر سے بے قابو ہو کر مرجائینگے دنیا مین نام کر جائینگے
صاحبقران نے مسکرا کر جواب دیا کہ آپ صاحبون کے بہادر و دلاور ہونے مین کچھ شک نہین لیکن
وہان آپ صاحبون کا جانا عبث ہے بہتر و مناسب یہ ہے کہ ایسی جگہ قیام پذیر رہیے ہمارے ساتھ
جانے کا ارادہ نہ کیجیے انشاء اللہ تعالیٰ بشرط حیات ہم وہان سے اس طرف جلد آئینگے وہان توقف
نہ کرینگے بعد رہا کرنے حکیم سالوس کے اس طرف آئینگے اور اگر قضا نے یہان تک آنے کی
مہلت نہ دی تو مجبوری ہے نزدیک جو آپ صاحبون کو مناسب ہو وہ کیجیے گا الا ثواب سورۂ فاتحہ سے ہمین
محروم نہ کیجیے گا گاہ گاہ یاد کر لیجیے گا بھول نہ جائیے گا بحرین جادو سے سنا ہے کہ ابر باران جادو سحر مین
کامل ہے سحر اُس کا ایسا ہے کہ کوئی ساحر دفع نہین کر سکتا ہے اُس کو اپنے سحر پر ناز و غرور ہے غالب
اُس سے بھی سامنا ہوگا اکثر سرداران نے عرض کیا کہ ایسی صورت مین تو ہم سرفروشون کا بھی
ہمراہ رکاب جانا بہتر معلوم ہوتا ہے صاحبقران نے جواب دیا کہ خلاف بہادری ہے کہ ایک ساحر ملازم
شاہ طلسم زلزلہ کے خوف سے اور نیز اُس سے مقابلہ کرنے کی غرض سے ہم تمام اپنا لشکر یہان سے
لے جائین ہم تو تنہا مع خواجہ طیفور کہ دیا ہے واسطے رہائی حکیم سالوس کے یہان سے جاتے
مگر مقام زندان حکیم صاحب موصوف ہم نہین جانتے ہین لہٰذا بحرین جادو کو بغرض اس ضرورت کے
ساتھ لیے جاتے ہین کہ وہ جاے زندان حکیم صاحب ممدوح جانتا ہے ہمین وہان تک لے جائیگا ورنہ
ہم بحرین جادو کو بھی ہمراہ نہ لے جاتے خداوند عالم کی مدد و اعانت پر بھروسہ کر کے تنہا مع خواجہ
کے جاتے پس آپ صاحبون کا وہان جانا مناسب نہین ہے یہ فرما کر خاموش ہوئے سرداران
سپاہ نے ہمراہ رکاب جانے کے بارے مین پھر کچھ تقریر نہ کی بحرین جادو نے عرض کیا کہ یہ خاکسار
آج ہی سے سامان وہان کے چلنے کا کرے گا اور جو کچھ تدبیر سوچا ہے وہان جا کر کرے گا یہ عرض
کر کے خاموش ہو کر اُسی وقت سے درستی سامان جنگ مین مصروف ہوا اور اسباب سحر و ساحری
احتیاطاً فراہم کرنے مین مشغول ہوا جب وہ روز و شب بسر ہوگئے وہ زمانہ آیا کہ شاہ انجم سپاہ خورشید
آمد شاہ خاور سے جانب غرب جا کر پوشیدہ ہونے لگا اور انجمن انجم سے بے رونق ہونے لگی شاہ
انجم سپاہ کے چہرے پر خال نیزہ ہاے خطوط شعاعی شاہ خاور سے اوداسی ظاہر ہونے لگی سپیدی
رخ انور سے عیان ہونے لگی رنگ چہرہ فق ہو گیا سپیدی سحر دمبدم زیادہ ہونے لگی سیاہی شب
دور ہونے لگی کوکب تابان نہان ہونے لگے آثار سحر فلک پر نمایان ہونے لگے نسیم سحر چلنے لگی
لیلی شب کے آنکھ کھلنے لگے مرغان خوش الحان چہچہے کرنے لگے بلبلین نغمہ سرا ہوئین طیور اپنی زبان مین گویا

کرنے لگے جھونکے بادِ سحر کے چلنے لگے غنچہ لیلیٰ شب کا اُٹھنے لگا فرش نور سحر زمین پر بچھنے لگا آفتاب
روشنی سحر بڑھنے لگی تاریکی شب گھٹنے لگی موذن مساجد میں بانگ اللہ اکبر بلند کرنے لگے دیندار و
نمازگذار و عباد خواب غفلت سے بیدار ہوکے فکر ادائے نماز سحر کرنے لگے صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ و جملہ سرداران حق پژوہ و تمامی اہل لشکر اسلام خواب سے بیدار ہوکے فکر ادائے
نماز سحری کرنے لگے بستروں سے اُٹھے ہر ایک نے بعد وضو کرنے کے سجادہ بچھایا صاحبقران
موصوف اپنی بارگاہ سے برآمد ہوئے جملہ سرداروں اور سواروں نے بصد ادب سلام کیا
صاحبقران عالی مقام جواب سلام دیکر اپنے سجادہ عبادت پر تشریف لائے موذن نے آواز
بلند و خوش الحانی اذان کہی دیندار و نمازگذاروں نے عقب امیر کشورگیر صفیں آراستہ کیں
بعد اقامت صاحبقران نے ایستادہ ہوکر بہ نیت ادائے نماز سحر تکبیرۃ الاحرام کہی پھر ہر ایک نے
پیشوا ادائے نماز صبح تکبیر آواز بلند کہی نماز بجماعت ہونے لگی ہر ایک دیندار جو قریب تر ایستادہ
ہونے شامل تھا وہ قرات سورہ ہائے قرآنی بگوش حق نیوش سننے لگا بعد ختم ہر دو سورہ رکعت اول
ہمراہ پیش نماز یعنی صاحبقران موصوف کے ہر ایک نے رکوع کیا بعد ازاں سب سجود بجا لائے پھر
ساتھ اپنے پیش نماز کے سب اُٹھے صاحبقران نے مثل رکعت اول کے رکعت ثانی میں بھی دو سورہ
قرآن کی بخوش آوازی تلاوت کی پھر قنوت پڑھکر رکوع کیا ہر ایک دیندار نے بھی متابعت اپنے
پیش نماز ممدوح کی بعد ذکر رکوع سب ہمراہ صاحبقران سجدے میں گئے بہ رجوع قلب ذکر سجدہ
کرکے سجدے سے سر اُٹھا کے استغفر اللہ ربی و اتوب الیہ کہکے دوسرا سجدہ کیا پھر ذکر دوسرے سجدہ کا
بھی کرکے سب نمازی دو زانو ہوکر بیٹھے ہمراہ صاحبقران کے ہر ایک نے تشہد پڑھکر سلام پھیر کر
نماز کو ختم کیا بعدہ ہر ایک دیندار وظائف پڑھنے میں مصروف ہوا خصوصاً صاحبقران و اکثر سرداران
لشکر اہل اسلام وظائف میں مشغول ہوئے بعد وظائف صاحبقران عالی مقام و جملہ مردان لشکر
اہل اسلام نے دست دعا سوئے فلک بلند کیے حاجت اپنے دنیا و آخرت کی بر آنے کی خالق کون و
مکان سے چاہی صاحبقران نے واسطے رہائی خواجہ عالوس کے بھی بہ رجوع قلب خداوند عالم کی
بارگاہ سے دعا کی بعد دعا سجدہ شکر کیا اسی طرح ہر ایک نے بعد دعا کرنے کے سجدہ شکر خدا کیا
پھر سب نے سجدہ شکر سے سر اُٹھایا صاحبقران عالی مقام نے بعد سجدہ شکر مصلے سے اُٹھکر اپنی
بارگاہ میں جاکر مسلح ہوکر مرکب اپنا طلب کیا حسب الحکم شبدیز قائم کو خدام نے زین و لجام سے
آراستہ کرکے دربارگاہ پر لائے اس اثنائے میں صاحبقران سلطان کیوان شکوہ مشرق بارگاہ
سے مانند آفتاب تابان نمایاں ہوئے پھر بسم اللہ ورد زبان کرکے مرکب پر سوار ہوئے بعد سوار
ہونے امیر کشورگیر کے شاہان ہفت ملک و جملہ سرداران لشکر اہل اسلام بھی مرکبوں اور تختوں پر
بیٹھے ہر ایک سردار سپاہ و شاہ و بادشاہ اپنی اپنی سواری پر سوار ہوا بہشت سے سواران عنکلی
بھی ٹٹوؤں پر جلد جلد سوار ہوئے پھر جادو بھی مع اپنے ڈیڑھ ہزار ساحروں کی سپاہ کے
تخت سحر کی سواریوں پر سوار ہوا خواجہ طیفور کہ دانا نے چند عیاروں کو شیرینی [illegible]
کھلا کر بیہوش کرکے اُن کو نذر زنبیل کرکے کہا کہ ان عیاروں سے کوئی کام نہ لیا جائے ان کو راحت
و آرام رکھا جائے اور بقول بعض بعض راویوں کے خواجہ موصوف نے چند عیاروں کو اپنے ہمراہ
لیا اُن کو بیہوش کرکے نذر زنبیل نہیں کیا غرض بہرطور خواجہ نے چند عیاروں کو اپنے ساتھ لیا

سواری صاحبقران مثل باد بہاری سوے صحرا روان ہوئی جابجا ہمراہیان مذکور ہزار دیہات سے
پہونچانے دو تین منازل تک صاحبقران کے ہمراہ ہوئے بحرین جادو خادمانہ براے رہنمائی راہ
جانب زندان حکیم سالوس وغیرہ آگے آگے روانہ ہوا صاحبقران سلطان کیوان شکوہ معہ
شاہان ہفت ملک و تمامی سرداران لشکر اہل اسلام میں سیر دشت وکوہ آبادی کرتے ہوئے
چلے جاتے تھے یہانتک کہ آخر روز ایک صحراے سبزہ زار میں کہ جس میں چرند و پرند بکثرت تھے خصوصاً
غزالان شوخ چشم بیشمار تھے ہر طرف گروہ گروہ غول غول جست وخیز کرتے ہوے اور سبزہ شاداب
چرتے ہوے نظر آتے تھے اور طیور ہزار در ہزار خوشنما اقسام و انواع گونہ گون رنگ و صورت کے
جو اشجار شاداب پر خوش آواز و خوش الحان تھے دکھائی دیتے تھے گروہ گروہ چہچہے کرتے ہوے ایک طرف
سے دوسری طرف جاتے تھے صحرائی اشجار میوہ دار پر شگفتہ خاطر ہو کر بیٹھتے تھے درختان میوہ دار
انواع و اقسام کے پیدا تھے کئی نہریں بھی اس صحراے سبزہ زار میں فاصلے فاصلے سے رواں تھیں
پانی ان کا بہت سے زیادہ سرد اور مانند صفائی کے شیرین تھا صفائی آب ایسا تھا کہ آب گوہری
نخجیر و شرمندہ تھا سبزہ شاداب ایسا تھا کہ زمرد غیرت سے منفعل سبز ہوتا تھا اسی صحراے مذکور سرد و فرحت افزا
بلکہ مسیحاے بیماران و افسردہ دلان تھی صاحبقران نے اس صحرا کو بہت پسند کرکے شاہان ہفت ملک
و اکثر سرداران لشکر سے مخاطب ہو کے فرمایا دل چاہتا ہے کہ آج اسی صحراے سبزہ زار میں قیام پذیر
ہو کر اسوقت سے شام تک شکار آہوان شوخ چشم و شکار طیور کریں یہان سے آگے نہ جائیں ایک
منزل راہ ہی طے کی ہے اسی وادی سبزہ زار میں شب بسر کریں کوکب انجم حصاری و شاہان
ہفت ملک و سرداران نامی و نامور نے عرض کیا کہ واقعی یہ صحرا قابل سیر و شکار ہے بہتر و مناسب
یہی ہے کہ یہیں قیام پذیر ہوجیے آگے یہان سے تشریف نہ لیجائیے ایسا مقام راحت و سیر و شکار چھوڑ کر
رہروی اختیار نہ کیجیے ہم سب کو بھی یہ صحراے سبزہ زار مرغوب الطبع ہے واسطے شکار کھیلنے کے خوب ہے
کبھی ایسا وادی سرسبز و شاداب مملو آہوان و طیور سے ہمنے نہ دیکھا تھا صاحبقران نے تقریر انکی
سنکے حکم دیا کہ بحرین جادو سے کہو کہ اب آگے نہ جائیں یہیں قیام کریں خیام و بارگاہیں ایستادہ کرائیں
ملازموں نے بحرین جادو وغیرہ کو حکم صاحبقران کشورستان سے آگاہ کیا سب حسب الحکم نہر کے
بعد کنارہ نہر بارگاہیں اور خیام ایستادہ کرنے لگے اسیر با توقیر کثرت شوق صید افگنی سے دم کمبر کبی
مرکب سے اتر کر زرا تجنیق پذیر ہو کر ساتھ اکثر سرداروں کے شکار آہو میں مصروف ہوئے اکثر سرداران
شور شکار صید افگنی طیور پر مائل ہوئے کمانیں دوش سے لیکر ترکشوں سے تیر نکال نکال کر چلہ کمان
میں جوڑ جوڑ کر غزالان دشت و طیور کو تاک تاک کر تیر لگانے لگے چرند و پرند کا شکار کھیلنے لگے تا شام
صاحبقران سلطان کیوان شکوہ و صدہا سرداران لشکر اہل اسلام نے بہت سے آہوان شوخ چشم
و ہزارہا طیور کو شکار کیا جب تاریکی شب محیط عالم ہونے لگی سب ہمراہ صاحبقران کے مقام قیام پر
آکر داخل خیام ہوئے صاحبقران اپنی بارگاہ فلک فرسا میں داخل ہوے ملازم حسب الحکم
صاحبقران وہ تمام آہوان شکار کردہ و طیور ذبح کرکے کباب تیار کرنے لگے صاحبقران و تمامی
ہمراہیان ہمراہی صاحبقران نے سلاح جنگ تنوں سے دور کیے ہر ایک اپنے اپنے خیمے میں بالاے
فرش استراحت راحت پذیر ہوا اکثر ملازموں نے سامان روشنی کا کیا وہ جنگل فیض قدم و قیام
صاحبقران سے آباد و رشک گلستان ہو گیا کیونکہ صدہا جوانان گلرخ کا وہاں مجمع تھا جاے حیرت تھی

کہ دشت مین فصل بہار آئی تھی صحرا کے دن پھرے تھے کثرت روشنی سے وہ صحرا وادی ایمن نور ضیا
مین گویا ہو گیا تھا غرضکہ بعد تیاری کباب آہو وطیور صاحبقران وجملہ شاہان وسرداران ہمراہی نے
بصد خوشی بعد میخواری یعنی وہی عرق مقوی دماغ وقلب دو دو ساغر پی کر بارگاہ مین بیٹھکر ہمراہ
صاحبقران کے کباب مذکور کھائے سب نہایت شادمان ہوے بعد ازان اکل وشرب آب وطعام
سے فراغت حاصل کرکے چند ساعت تک بارگاہ مین بیٹھکر حکم صاحبقران سے ہر ایک بارگاہ مذکور
سے باہر جاکر اپنے اپنے خیمے مین راحت پذیر ہوا صاحبقران اپنی بارگاہ مین فرش خواب پر راحت پذیر
ہوے خواجہ طیفور گرد یا در بارگاہ پر براے حفاظت ونگہبانی بیٹھے یوسف نکرانی ہمراہ دس ہزار سوار کے
گرد بارگاہ وخیام گردش کرنے لگا نگہبانی وحفاظت مین مصروف ہوا سوار آواز مین خبردار وہوشیار
باش کی دینے لگے درندون اور گزندون وغیرہ سے اہل بارگاہ وخیام کو بچانے لگے جب وہ شب بسر
ہوکے سحر ہوئی صاحبقران وجملہ شاہ وشہریار وسرداران تہور شعار اپنے اپنے بسترون سے بیدار
ہوکر براے اداے فریضۂ سحری اُٹھے بعد وضو کرنے کے عقب صاحبقران سب نے نماز سحر ادا کی
پھر سب مصروف وظیفہ خوانی ہوے بعد دعا سب نے سجدۂ شکر برجوع قلب کیے پس از نماز بجماعت
ہر ایک دیندار بارگاہ مین ہمراہ صاحبقران عالیشان جاکر بیٹھا پھر ہمراہ امیر باتوقیر جملہ نامورون نے
طعام لذیذ تناول کیا بعد اکل وشرب اُس سحر اسے پیش خیمہ لشکر صاحبقران بحرین جادو وغیرہ
حسب الحکم امیر باتوقیر لیکر آگے روانہ ہوے ادھر صاحبقران مرکب پر سوار ہوے تمامی شاہ وشہریار
وسرداران سپاہ وغیرہ بھی مرکبون پر سوار ہوے ہمراہ رکاب امیر کشورگیر اُس صحرا سے سبزہ زار سے
آگے روانہ ہوے اثناے راہ مین جو دشت وجبل ملے اُن کو دیکھتے ہوے عجائب وغرائب اشیا کا
مشاہدہ کرتے ہوے آخر روز قریب ایک پہاڑی کے پہونچے چونکہ ایک منزل سے کچھ زیادہ راہ
طے کر چکے تھے حکم صاحبقران سے سب نے درمیان بیابان قیام کیا ہر ایک سردار سپاہ وشاہ
وشہریار اپنے اپنے خیمہ وبارگاہ مین فروکش ہوکر راحت پذیر ہوا صاحبقران اپنی بارگاہ مین آرام پذیر
ہوے جب وہ روز وشب گذر کر صبح نمایان ہوئی بعد اداے نماز سحر واکل وشرب پھر سب ہمراہی
ہمراہ رکاب امیر باتوقیر اُس بیابان سے آگے روانہ ہوے بعد قطع راہ منزل سخت قریب شام کنارے
ایک دریاے شورافزا کے پہونچے دیکھا کہ آب دریا نہایت زور وشور سے روان ہے ہر ایک موج
اُس کی سوے فلک بلند ہوتی تھی تلاطم آب ہے کہ الحذر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے
اُس دریا کی سیر کنارے سے کرکے بحرین جادو واکثر سرداران سپاہ سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ یہ دریا
بھی عجب دریاے مہیب وپرخوف وخطر ہے کس قدر زور وشور سے بہتا ہے پاٹ بھی اس دریا کا ایسا
ہے کہ دوسرا کنارہ نظر نہین آتا ہے بہتر ومناسب یہ ہے کہ آج اسی دریا کے کنارے بارگاہ وخیام
ایستادہ وبرپا کیے جاوین بحرین جادو وغیرہ نے عرض کیا کہ واقعی یہ دریاے مواج نہایت
مہیب دریا ہے یہ عرض کرکے ملازمون سے بارگاہ وخیام ایستادہ کراکے جملہ شاہ وشہریار وسرداران
نامدار مع صاحبقران ذی وقار وغیرہ گھوڑون سے اُترکر داخل خیام وبارگاہ ہوے بعد
اکل وشرب تا دیر بارگاہ صاحبقران مین جملہ شاہ وشہریار وسرداران ذی وقار علی قدر مراتب
بیٹھکر حکم صاحبقران سے بارگاہ مذکور سے اٹھکر ہر ایک اپنی اپنی بارگاہ مین اور خیمے مین جاکر خستگی
راہ سے فرش خواب پر آرام پذیر ہوا جب صبح ہوئی سب نے ہمراہ امیر کشورستان نماز سحر پڑھی

بعد ازان اکل و شرب سے سیر و سیراب ہوکے صاحبقران نے وہان سے بھی ارادہ آگے چلنے کا کیا
جلد شاہ و شہریار و سرداران سپاہ نے بھی قصد ہمراہی کیا امیر با توقیر نے اُن سے بلطف و الطاف فرمایا
کہ اب آپ سب صاحب یہان سے اپنے لشکر مین جائین ہمارے ساتھ نہ جائین تین منزلون تک ہمارے
ساتھ آئے آگے ہمراہ ہمارے چلنا اچھا نہین ہے لشکر ہمارا عنقریب انجم حصار پڑا ہے مبادا کوئی دشمن فوج
لیکر بارادہ جنگ آئے مردمان لشکر کو قتل کرے پس آپ صاحبون کا لشکر مین ہونا ضرور ہے زیادہ تر
خوف ہے سرمست جادو بادشاہ و حاکم طلسم زنرنے کا ہے سب نے عرض کیا ہرچند کہ دل ہمارے
یہ گوارہ نہین کرتے کہ آپ سے جدا ہوکر لشکر مین جائین مگر آپ کے حکم سے مجبور ہین صاحبقران نے
ارشاد کیا کہ اگر خداوند عالم نے چاہا تو ہم بعد رہا کرنے حکیم سالوس کے جلد لشکر مین آئین گے چند روزہ
بضرورت آپ سب صاحبون سے جدا رہین گے ہماری خوشی یہی ہے کہ آپ یہان سے لشکر مین جائیے
الفت و خیرخواہی و بہادری آپ صاحبون کی ہم پر ظاہر ہے یہ فرماکر جلد شاہ و شہریار و تمامی سرداران
شہور شعار وغیرہ کو رخصت کیا سب نے بمجبوری و لاچاری وہان سے سوے لشکر اہل اسلام روانہ ہوے
امیر با توقیر کشتی پر سوار ہوے خواجہ طیفور گردپا بھی بالاے کشتی بیٹھے کشتیبان کشتی کو جانب کنارہ دیگر
لیے چلا بحرین جادو بھی مع خیمہ و خرگاہ ساتھ دو ڈیڑھ ہزار ساحرون کے تخت سحر پر سوار ہوا ساحران
ہمراہی اُس کے خشت سحر کی سواریون پر سوار ہوکے ہمراہ بحرین جادو زمین سے بلند ہوکے عجائبات
و غرائبات سحر کے دکھلاتے ہوے چلے بعد دو پہر کے کشتیبان نے صاحبقران کو دوسرے کنارے پر
دریاے مذکور کے پہونچایا امیر با توقیر کشتی سے اُترکر خواجہ کو ہمراہ لے کر کشتیبان کو زر کثیر دیکر
آگے روانہ ہوے بعد قطع راہ بسیار عنقریب شام ایک دشت پرخوف مین پہونچے بحرین جادو
مع اپنے ہمراہی ساحرون کے بلندی سے بروے زمین آیا بارگاہ و خیام ایستادہ کراے پھر اسی
دشت مین سب نے قیام کیا اسی طرح نو دس منزلین طے کین شاہ و شہریار و سرداران سپاہ
جو صاحبقران سے رخصت ہوکر روانہ ہوے تھے وہ سب مع الخیر لشکر اہل اسلام مین پہونچے
سرداران سپاہ اُن کے آنے سے خوش ہوے بعد نو دس منازل طے کرنے کے صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ نے بحرین جادو سے پوچھا کہ اب یہان سے زندان حکیم سالوس
کتنی دور ہے اُس نے عرض کیا کہ یہان سے قریب ہے کل دو پہر تک یا قبل دو پہر مقام زندان حکیم
سالوس تک پہونچ جائین گے امیر با توقیر نے تقریر بحرین جادو کی سنکے خوش ہوکے فرمایا کہ الحمد للہ
کہ منزل مقصود کے قریب پہونچ گئے ہین کیا خوشی حاصل ہوگی جسوقت حکیم صاحب سالوس
کو قید سے رہا کرینگے یہ فرماکر اُس منزل پر قیام کیا جب وہ شب بسر ہوکے سحر ہوئی صاحبقران
وہان سے مع خواجہ و بحرین جادو وغیرہ آگے روانہ ہوے بعد قطع راہ قریب وقت دوپہر ایک
ایسے صحراے ہولناک و وحشت انگیز و پرہول و خوفناک و خطرناک مین پہونچے کہ اگر رستم پہلتن بھی
اُس صحراے ہولناک مین قدم رکھتا تو خوف سے زہرہ آب ہو جاتا ہرچند کہ دشت اور بیابان مسکن
شیر کا ہے لیکن وہ صحرا ایسا تھا کہ شیر نر بھی خوف و خطر سے اُس دشت مین کبھی نہ آتا تھا ہوا گرم و
سموم آلود چلتی تھی گرد باد اُٹھ اُٹھکر زمین سے اُس طرف آنے والون کو گویا منع کرتی تھی کہ خبردار
اس طرف نہ آؤ اگر زندگی اپنی تمکو درکار ہے تو پلٹ جاؤ یہ صحرا صحراے جان ستان ہے اگر اس صحرا
مین قدم رکھوگے تو ہلاک ہو جاؤگے یہ جاے پرخوف و خطر ہے متاع جان تلف ہو جانے کا ڈر ہے

ہوا کبھی یہاں سے دبکر بصد خوف گذرتی ہے دیکھو اس صحرا سے خوفناک ہو کر غبار سوے فلک جاتا ہے کوئی
درندہ و گزندہ کا بھی یہاں گذر نہیں انسان کی تو کیا مجال ہے دیو اور جن بھی مقام زندان حکیم سالوس
سے گذر کر نہیں سکتے ہیں شیاطین بھی یہاں سے بھاگتے ہیں صاحبقران نے دشت مذکور میں پہونچکر
صحراے مہیب و ہولناک مسطور پر نظر کرکے بحرین جادو سے پوچھا کہ یہاں سے زندان حکیم سالوس
کتنی دور ہے اور باعث اس صحرا کے زیادہ تر خوف انگیز ہونے کا کیا ہے بحرین جادو نے عرض کیا کہ اے
صاحبقران عالی مقام وہ صحرا یہی ہے جسمیں حکیم سالوس قید ہے ملاحظہ فرمائیے وہ سامنے ایک میل
کے فاصلے پر ایک تالاب ہے درمیان تالاب ایک میل فولادی نصب ہے بالاے تالاب ابر محیط ہے
آثار سحر آمیز تالاب و ابر محیط سے ظاہر ہیں یہی سحر ابر باران جادو کا ہے وہ کبھی کہیں اس صحرا میں ضرور
بالضرور براے نگہبانی و حفاظت موجود ہو گا یہ سحر ابر باران جادو کا ہے کہ سحر ابر باران جادو
کے کوئی ساحر دفع کر نہیں سکتا اور زیر ابر سحر کوئی انس و جن بھی جا نہیں سکتا ہے اور اس تالاب
کے اندر کوئی قدم بھی نہیں رکھ سکتا ہے کیونکہ یہ تالاب و میل و مربع محض ابر باران جادو نے
اپنے ہی سحر سے نہیں بنایا ہے اس میں شرکت ملکا کی بھی ہے بیچ اس تالاب کے زندان ہے جسمیں حکیم
سالوس اور اس کے رفقا قید ہیں سبب اس صحرا کے مہیب و وحشتناک ہونے کا یہ ہے کہ مقام
زندان حکیم موصوف سحر بند ہے اب آگے یہاں سے تشریف نہ لے جائیے حضور مثل زیر سایۂ ابر سحر جائیے
ورنہ ابر باران جادو کو خبر ہو جائیگی وہ فی الفور سامنے آ جائیگا ہم سب کو دیکھکر برہم ہو کر بدی
پیش آئیگا عجب نہیں کہ جنگ پر مائل ہو اپنے سحر سے ہم سب کو ہلاک کر دے آپ صاحب اسم اعظم ہیں
آپ پر تو وقت پڑھنے اسم اعظم الٰہی کے سحر اس کا اثر پذیر نہو گا الا ہم سب پر سحر اس کا کارگر ہو گا
جنگ عظیم ہو گی ہمراہی ساحر میرے سب مارے جائینگے میں بھی اس پر غالب نہو سکونگا اگرچہ تا در
اس سے سحر میں مقابلہ کرونگا کیونکہ اسباب سحر ہمراہ لایا ہوں سامان جنگ درست کرکے یہاں
آیا ہوں مگر کیا ضرور ہے کہ جنگ و جدال ہو یہ صحرا ساحروں کے لاشوں سے بھر جائے کثرت و خون ہو
صاحبقران کشورستان نے بحرین جادو کے کہنے کے موافق جو یہ فاصلہ قریب ایک میل اس
میدان صحرا میں دیکھا تو عجیب عنوان ابر سحر دیکھا کہ تالاب پختہ و سلیج میں پانی بھرا ہوا ہے پانی بستہ ہے
روان نہیں ہے آب تالاب سے دمبدم کبھی دھوان گاہ شعلہ ہاے آتش نکل کر بلند ہو کر سوے
فلک جاتے ہیں جو ابر کہ بالاے تالاب محیط ہے اس میں برق کی چمک دمبدم ہے بار بار صداے رعد
اس ابر سے ایسی آتی ہے کہ پناہ بخدا اشخاص وہ مہیب و بلند آواز ہے کہ ساحران ہمراہی کے زہرے
آب ہوے جاتے ہیں دل سینوں میں دھڑک رہے ہیں اوسان خوف سے کانپ رہے ہیں سب کے
چہرے کا رنگ اڑا ہے ہرچند کہ زندہ ہیں لیکن خوف جان سے گویا مردے ہیں کبھی اس ابر سے
انگارے برستے ہیں گاہ سنگ باری ہوتی ہے کبھی برف باری ہوتی ہے گاہ ابر سے برق ہویدا ہوتی
ہے کڑک ایسی ہوتی ہے کہ وہ تمام صحرا کھڑا جاتا ہے شیر و پلنگ و گرگ و طیور خوف سے دور دور
بھاگ جاتے ہیں پیران دشت کے زہرے آب ہو جاتے ہیں اکثر ساحران لشکر بحرین جادو کثرت
خوف سے زمین پر گر پڑتے ہیں بعض بیہوش ہو جاتے ہیں تھوڑی دیر تک صاحبقران نے جانب
تالاب و ابر سحر دیکھا بحرین جادو سے کہا کہ اگر تمھاری راے پر عمل کرکے ہم یہاں سے جانب
تالاب نجائیں اور اسی جگہ ٹھہرے رہیں تو کیا فائدہ ہو گا رہائی حکیم صاحب کی کیونکر ہو گی ہم تو

اعانت خدا پر بھروسہ کر کے آگے جائیں گے تالاب کے کنارے تک اپنے تئیں پہونچائیں گے بلکہ
تالاب میں بھی قدم رکھیں گے جب ابر باران جادو کو خبر ہو جائے گی اور وہ نابکار ہمارے سامنے
آئیگا تو دیکھا جائے گا اگر اسکو اپنے اس سحر پر ناز ہے تو ہم صاحب اسم اعظم الٰہی ہیں ہمکو برکت و تاثیر و اثر
اسم اعظم الٰہی پر تکیہ و بھروسہ ہے آگے اسم اعظم الٰہی کے سحر کی کیا حقیقت ہے سامنے حق کے باطل کی
کیا وقعت ہے اے بحرین جادو تم نہیں جانتے کہ ہم لوگ پیشہ شجاعت و جرأت ہیں ابر باران جادو
تو کیا ہے ایک ساحر ہے ہم شجاعان نامی سے نہیں ڈرتے ہیں یہ فرما کر آگے قدم بڑھایا بحرین جادو کچھ خیال
کر کے فی الفور دست بستہ قدم صاحبقران پر گر کر یوں ملتمس ہوا کہ اے صاحبقران کشورستان
آپکے شجاع و بہادر ہونے میں کلام نہیں ہے اور یہ بھی مجھے یقین کامل ہے کہ ابر باران جادو آپ پر
ہرگز ہرگز غالب نہوگا بلکہ مغلوب ہی ہوگا کیونکہ آپ صاحب اسم اعظم الٰہی ہیں مگر آپکے آگے جانے سے
اور زیر ابر سحر تشریف لے جانے سے انجام اچھا نہوگا جنگ عظیم ہوگی ابر باران جادو غضبناک ہوکر
سامنے آجائیگا اپنے ابر حسرت سے آگ برسا کر میرے تمامی لشکر کے ساحروں کو ہلاک کرے گا مجھسے بھی
لڑیگا میرے ہلاک کرنے میں کوشش کرے گا ہر چند کہ میں اس سے لڑ سکتا ہوں مگر اس پر غالب
نہو سکونگا اس کے اس سحر کو دفع نہ کر سکونگا یہ تالاب خشک نہوگا یہ ابر سحر دفع نہوگا رسائی میل فولادی
تک نہو سکیگی گذر زندان حکیم صاحب موصوف تک نہوگا در مدعا دستیاب نہوگا یہاں تک آنے کا
کوئی نتیجہ اور کوئی فائدہ نہوگا بلکہ ضرر و نقصان یہ ہوگا کہ ہمارا لشکر قتل ہو جائیگا سوا اس کے
ہنگام جنگ و مقابلہ ابر باران جادو آپکے روبرو نہ آئیگا آگاہ ہو جائیگا کہ آپ طلسم کشائے
طلسم زلزلہ و نیز صاحب اسم اعظم ہیں ہاں دور سے مقابلہ و مجادلہ کرے گا آخر عاجز ہوکر بھاگ جائیگا
شاہ طلسم زلزلہ کو آپکے آنے کی خبر کر دے گا وہ بمدد و کمک ساحران نامی و نامور کو مع فوج کثیر
ساحران ادھر روانہ کرے گا وہ یہاں آکر آفت برپا کریں گے کسی طرح آپکو تالاب تک جانے نہ دینگے
اگر آپ دلیرانہ ببرکت اسم اعظم الٰہی تالاب تک چلے بھی جائیے گا اور کسی ساحر کے روکے نہ رکئے گا تو بھی
کچھ فائدہ نہوگا جسوقت آپ تالاب میں قدم رکھیے گا مانند اولے کے گل جائیے گا کیونکہ پانی اس تالاب کا
دراصل پانی نہیں ہے ایسا تیزاب ہے کہ فولاد کو بھی ایک دم میں پانی کر دیتا ہے پس ایسی حالت میں
دشمن آپکے ہلاک ہو جائیں گے اور اگر کشتی پر سوار ہوکر تالاب میں جائیے گا تو کشتی بھی تیزی تیزاب
سے گل جائیگی آپکو بھی خدانخواستہ ضرر پہونچیگا علاوہ اسکے یہ بھی خیال ہے کہ اگر آپ اس جگہ
سے زیر سایہ ابر سحر تشریف لے جائیے گا تو ضرور ابر باران جادو کو آپکے آنے کی اطلاع ہو جائیگی
فی الفور وہ نمایاں ہوگا پہلے تو ابر حسرت سے قیامت برپا کریگا آخر بوجہ اسم اعظم الٰہی کے آپ پر قابو
نہ پاکر حسرت سے غرق زمین ہوکر حکیم سالوس کو زندان سے نکال اور جگہ لیجائیگا یہاں نہ رکھیگا اور پھر
نہیں معلوم کہاں لے جائے اور کس جگہ قید کرے ابھی تک حکیم موصوف اسی زندان میں قید ہیں
مجکو معلوم ہے لہذا میری التماس کو قبول کیجیے آگے یہاں سے نہ جائیے جو کچھ میں عرض کروں اس پر
عمل کیجیے یہاں شجاعت و بہادری سے کام نہ نکلیگا بلکہ دلاوری و جرأت سے کام بگڑ جائیگا
در آرزو ہاتھ نہ آئیگا یعنی رہائی حکیم صاحب موصوف کی نہوگی صاحبقران سلطان کیوان شکوہ
نے انکی عاجزی و انکساری پر نظر کر کے تمام تقریر اسکی سنکے ارشاد کیا کہ اے بحرین جادو
پھر اپنا قدم سے اٹھاؤ بیان کرو کہ پھر رہائی حکیم صاحب ممدوح کی کیونکر ہوگی اس نے قدم امیر پا توقیر

سے سر اُٹھا کر عرض کیا کہ اگر حضور میری راے پر عمل کرین گے تو امید قوی ہی کہ ضرور حکیم سالوس کو زندان سے آپ رہا کر سکین گے اور ہم سب بھی مع الخیر رہین گے لیکن کسی قدر توہین آپ کی ضرور بظاہر ہوگی یعنی مین آپ کو ایک خیمے مین طوق و زنجیر مین گرفتار کرکے بٹھاؤن گا بعدہ دام مکر پھیلاؤنگا صاحبقران نے مسکرا کر فرمایا کہ کیا اگر تھوڑی دیر کے واسطے ہم پابزنجیر ہو کر بیٹھین گے تو رہائی حکیم صاحب کی ہو جائے گی تمھارے دام مکر مین ابر یاران جادو پھنس جائے گا اُس نے عرض کیا مین امید کرتا ہون کہ اس تدبیر سے ضرور مدعاے دلی حضور بر آئے گا امیر با توقیر نے ارشاد کیا کہ اچھا اس شرط سے ہمین اپنی اسیری بھی منظور ہی کہ پہلے تم آب تالاب کا تیزاب ہونا ہمپر ثابت کردو اُس نے عرض کیا کہ ضرور آب تالاب کا تیزاب ہونا آپ پر ظاہر کردونگا بلکہ آپ خود اپنی آنکھ سے دیکھ لیجیے گا صاحبقران نے فرمایا کہ اگر تم موافق اپنے قول کے عمل کروگے تو ہم بھی براے چند نفس تمھاری خاطر سے اور براے رہائی حکیم صاحب موصوف اسیری اپنی گوارا کرلین گے بحرین جادو نے یہ سنکے پہلے ایک خیمہ کلان کہ جس مین دو ہزار آدمی بیٹھ سکین ایستادہ کرایا اور گرد اُس کے حصار سحر کیا اُس خیمے مین صاحبقران سلطان کیوان شکوہ اور خواجہ طیفور گردپا اور جملہ اپنے لشکر کے ساحرون کو بٹھا کر کہا کہ اس خیمۂ حفاظت سے باہر نہ نکلیے گا پردے خیمے کے اُٹھا دیے جاتے ہین جو کچھ درپیش واقعہ ہو اُسے دیکھیے گا پھر سب ساحرون سے کہا کہ تم مین سے بھی کوئی اس خیمۂ حفاظت سے جب تک ہم نہ کہین باہر نہ نکلے ورنہ ہلاک ہو جائے گا بعد نصب کرنے خیمہ حفاظت کے اور اُن سب کو درمیان خیمہ بٹھانے کے صاحبقران کو پابزنجیر کیا پھر خواجہ طیفور گردپا سے کہا کہ ہمین چند آدمی ایسے چاہیے ہین کہ جو واجب القتل ہون اور ایک کشتی درکار ہی خواجہ موصوف نے اپنی زنبیل سے چند قیدی اور ایک ملاح کافر کہ وہ سب واجب القتل تھے نکالے سب نے دیکھا کہ وہ قیدیان زنبیل خواجہ طیفور گردپا ہمہ تن پوست و استخوان ہین لباس اُن کے تن پر نہین ہی صرف لنگوٹیان باندھے ہین ہاتھون مین اُن کے چھ چھ ماشے کی گڑ کی ڈلی ہی ناخن اُن کے مانند انگشت دست کوچک کے بڑھے ہوے ہین اسی طرح موے سر و ریش بیحد و انتہا زیادہ ہین مٹی اور گرد و غبار مین سراپا آلودہ ہین ٹوکریان مٹی اُٹھانے کی اُن کے ہاتھون مین ہین آنکھون مین حلقے پڑے ہوے ہین کثرت گرسنگی و لاغری سے شکم ہر ایک کا پشت سے ملا ہوا ہی دست و پا مانند نے کے خشک و لاغر ہین بحرین جادو نے اُن سب کے سراپا پر نظر کرکے اُن کے حال پر اپنے دل مین افسوس کرکے پوچھا کہ تم زنبیل مین کب سے قید ہو وہان کیا کام کرتے تھے اُنھون نے کہا کہ ہم پانچ برس سے زنبیل مین قید تھے آج خوبی تقدیر سے زنبیل سے نکالے گئے ہین ہواے دنیا کھائی ہی زنبیل مین سخت مصیبت مین مبتلا تھے محنت مزدوری کرتے تھے ٹوکری مین مٹی بھر کر سر پر رکھکر اُس پشتے پر جو ایک مدت مدید سے تیار ہو رہا ہی ڈالا کرتے تھے ایک گڑ کی ڈلی چھ ماشے کی فی ٹوکری ہمین ملا کرتی تھی دیکھیے ابھی تک ایک ایک گڑ کی ڈلی ہمارے ہاتھ مین ہی دوسرے ہاتھ مین ٹوکری ہی سراپا ہم سب کا مٹی سے آلودہ ہی کھانا زنبیل مین نہین ملتا تھا صرف مٹھی مٹھی بھر چنے ہر ایک کو ملتے تھے پہلے ہم سب بہت فربہ تھے بھوکے رہتے رہتے اسقدر دبلے ہوگئے ہین کہ اُٹھنا اور بیٹھنا بھی دشوار ہی یہ کہکے وہ رونے لگے اُسوقت اشارۂ خواجہ طیفور گردپا سے بحرین جادو نے اُن سے کہا کہ اگر تم ہمارا ایک کام کرو تو ہم ابھی تمکو قید سے رہا کرا دین جہان تمھارا دل چاہے

وہان چلے جاؤ یہ سُنکے اُن کے تن لاغر مین قوت آگئی جسم مین گویا ہر ایک کے جان تازہ آئی خوش ہوکر
عرض کرنے لگے کہ جو حکم ہوا سے بجالائین مگر آپ ایفاے وعدہ کیجیے کا قید سے چھڑا دیجیے گا خلاف
وعدہ نہ کیجیے گا خواجہ طیفور گرد پا سے ہم بہت ڈرتے ہین ایسا نہو کہ پھر ہم ہو کر ہم سب کو زنبیل مین
ڈالدین بحرین جادو نے کہا کہ تم سب اطمینان رکھو اب زنبیل مین نہ ڈالے جاؤگے بشرطیکہ
جو کچھ ہم کہین وہ کام کرو انھون نے پوچھا کہ وہ کام کیا ہے بیان کیجیے بحرین جادو نے کہا کہ یہ کشتی
اُٹھا کر تم سب یہان سے اُس تالاب کے کنارے تک لے جاؤ پھر تالاب مین کشتی ڈال کر بالاے
کشتی بیٹھو اور جو تم سب مین ملاح ہے وہ کشتی کو کھیے کر اُس میل فولادی تک لے جائے بعد اس کے
اگر تم سب تالاب سے پھر ہم تک آؤگے تو ہم تمکو چھوڑ دینگے قید سے آزاد کرائینگے تم اپنے اپنے
وطن چلے جانا اپنے اہل و عیال سے ملنا انھون نے جانب اُس تالاب مذکور دیکھکر باہم کہا کہ بھائیو
ہر چند کہ مقام خوفناک و خطرناک ہے مگر ایسے کام کے بجالانے پر رہائی منحصر ہے چلو کشتی اُٹھاؤ تاکہ تالاب مین کشتی
کو ڈال کر اُس پر سوار ہوکر میل فولادی تک جا کر یہان واپس آکر قید سے رہائی پائین اگر زندہ
وہان سے پلٹ کر نہ بھی آئینگے تو بھی اچھا ہے قید ہستی سے چھوٹ جائینگے یہ تقریر باہم کر کے
نوکری ہر ایک نے خواجہ کو دی گرگی ڈلی کھائی پھر سب نے وہ کشتی خرد بمشکل اُٹھائی بعد ازان
اُس کشتی کو وہ سب کنارے تالاب تک لے جا کر اور اپنے آپ تالاب مین ڈال کر خود بھی اُس پر سوار
ہوے پھر ملاح اُس کشتی کو کھیتا ہوا جانب میل فولادی کے چلا صاحبقران و بحرین جادو و
خواجہ طیفور گرد پا وغیرہ سب نے دیکھا کہ ہنوز ملاح مذکور بانس سے کھیکر کشتی کو دو چار قدم بھی سوے
میل فولادی مذکور نہ لے گیا تھا کہ دفعتاً آب تالاب مین تلاطم ہوا موجین بلند ہوئین دھوان اور
شعلے اور شرارے بہ نسبت قبل آب تالاب سے زیادہ تر نکلنے لگے ابر سحر سے انگارے اور سنگ
پارہ برف فزون تر برسنے لگے کڑک اور چمک برق کی زیادہ تر ہونے لگی ابر جو بالاے تالاب
محیط تھا آناً فاناً محیط صحرا ہونے لگا دمبدم پھیلنے لگا رعد کی آواز دمبدم ایسی آنے لگی کہ بجز
صاحبقران سب کے قلب و جگر تھرانے لگے ساحران لشکر بحرین جادو خوف سے کانپنے لگے
بحرین جادو بھی ایسا متردد ہوا کہ رنگ رخ اُس کا اُڑ گیا چہرہ متغیر ہو گیا لیکن صحرا مین بیرون خیمہ
حفاظت کھڑا رہا اس اثنا مین اُس ابر سے مانند اولون کے آگ کے انگارے اور سنگ گران
اسقدر برسنے لگے کہ تمام وہ صحرا سنگ و اخگر سے پٹ گیا روے زمین صحرا آتش و سنگ سے گھٹنون
تک پنہان ہو گیا ادھر تو ابر سحر مذکور سے آتش و سنگ برابر برس رہے تھے سوا صاحبقران
کشورستان خیمہ حفاظت مین سب ڈر رہے تھے قضا کا سامنا تھا جان نکلنے کے لالے پڑے تھے
کسی کو امید جانبری نہ تھی ہوا سے تند و تیز تر چل رہی تھی بڑھتے بڑھتے اختیار سحرائی مذکور جز سے
اکھڑ اکھڑ کر اُس باد تند سحر مین مانند خس و خاشاک اُڑ اُڑ کر دور دور جا کر گر رہے تھے آفت برپا تھی
ایک دوسرے سے کثرت خوف سے لپٹا جاتا تھا کسی کے حواس بجا نہ تھے کسی کے منہ سے
نکلتا تھا آواز بھی خوف سے کم نکلتی تھی تاریکی دمبدم بڑھتی جاتی تھی ادھر تالاب مین اُس کشتی کو
صاحبقران وغیرہ نے دیکھا کہ جیسے ہی ملاح کشتی کو تالاب مین ڈال کر سب کو سوار کر کے سوے
میل فولادی چلا پانی مین تالاب کے تلاطم عظیم پیدا ہوا موجین بلند ہونے لگین شعلے ہزار در ہزار
آب تالاب سے نکل کر سوے فلک جا کر کشتی مانند رانگ کے آتش سحر و آب تیزاب تالاب سے

پگھلنے لگی نصف ساعت بھی نہ گذری تھی کہ وہ کشتی مع اُن سب قیدیون اور ملاح کے پگھل کر تیزاب
مین مل گئی نیست و نابود ہوگئی استخوان تک بھی اُن قیدیون کے گھل گئے سب کے سب بحر جہان
سے پار ہوگئے حباب آسا زندگی آب تالاب مین مل گئی آب زندگانی سے ہاتھ دھو کر وہ قیدی زلیل
بحر فنا مین مانند اولون کے گھل گھل کر غائب ہوگئے ایسے غرق دریاے فنا ہوے کہ پھر نہ ابھرے
آشناے شاید مرگ ہوگئے قید ہستی سے ایک دم مین چھوٹ گئے زندان زندگی سے آزاد ہوگئے اس
کشتی کا مع اہل کشتی تعل پڑا نہ بالیقوے بشعر نہ کشتی رہی وہ نہ قیدی رہے ستم ہوگئے سب کے ایسے سوے
ابھی صاحبقران جانب تالاب دیکھکر متحیر تھے دل مین کہہ رہے تھے کہ یہ عجب تالاب و آب تالاب ہی
کہ کشتی کو مع چند قیدیون کے ایک دم مین گلا دیا واقعی بحرین جادو نے جو کہا تھا وہی ہوا آب
تالاب محض پانی نہین ہو بلکہ تیزاب ہو اور ابر باران جادو بڑا ساحر ہی سحر و ساحری مین کامل ہی
خدا اس کے شر سے سب کو بچائے بحرین جادو نے بڑی خیر خواہی کی کہ تمکو آب تالاب مین جانے نہ دیا
اگر تم جاتے تو جو قیدیون کا حال ہوا وہی تمھارا بھی حال ہوتا لیکا یک برق کی کڑک اسقدر ہوئی
کہ تمام وہ صحرا تھرا گیا ابر کڑک کے ہوتے ہی شق ہوا بحرین جادو نے دیکھا کہ ابر باران جادو
بصد غیظ و غضب بالاے تخت سحر بیٹھا ہوا ہی پس پشت اُس کے پانچ سو سواران سحر مرکبون پر
سوار ہین آنکھین ابر باران جادو کی غصے سے سرخ ہین بلکہ روے سیاہ بھی اُس کا آتش قہر و
غضب سے سرخ ہی کف دہن مین ہی بلندی سے سوے پستی آرہا ہی ہنوز بحرین جادو وغیرہ
دیکھ رہے تھے کہ ابر باران جادو خیمہ حفاظت کے پاس آکر آواز آدمیون کی باتون کی
سنکے متردد ہوکے دل مین کہنے لگا کہ اے ابر باران جادو بلاے عجب اور مقام حیرت ہی کہ تیرے
سحر سے اس خیمے کے آدمیون کو کچھ بھی ضرر نہ پہونچا بلکہ خیمہ تک بھی آتش سحر تیری نہ پہونچی تو نے تو
اپنے سحر سے ایسے آگ کے انگارے اور بڑے بڑے پتھر مانند آسیا کے برسائے کہ پھرا تمام پتھر سے
کوہستان بن گیا ہی اور آگ کے انگارون سے ایک کوہ آتش فشان نمایان ہی کہ جس نے تمام اشجار صحرا
جلا کر خاک کر دیے ہین اور ہواے سحر ایسی چلائی ہی کہ اگر اس صحرا مین کوئی پہاڑ بھی ہوتا تو وہ بھی اُڑ جاتا
مگر یہ خیمہ بدستور ایستادہ رہا اور گرا نہین نہ ہواے سحر سے اڑا نہ اہل خیمہ سے کوئی ہلاک ہوا دیکھو تو
کیا سبب ہی یہ کس کا خیمہ ہی کون اس مین ہی یہ باتین کرتا ہوا پاس خیمے کے بروے زمین آیا سواران بھی
اُسکے ہمراہ بروے زمین آکر اُس کے اشارے سے ایک جانب ٹھہرے پھر غور کرکے جو دیکھا تو
معلوم ہوا کہ گرد خیمہ تو سنگ و آتش سحر کا اثر پایا جاتا ہی مگر بالاے خیمہ کچھ اثر اُن ٹکڑے آتش سحر و سنگہاے
سحر کا مطلق نہین ہی ابھی ابر باران جادو قریب خیمہ حفاظت حیران و متردد کھڑا تھا کہ یکایک نظر اُسکی
بحرین جادو پر پڑی دیکھتے ہی پہچان کر کہا کہ اے بحرین جادو غضب کیا تم نے کہ اس صحرا مین بغیر ہماری
آگاہی کے قدم رکھا ہم کو تم سے یہ امید نہ تھی ہم تو تمکو اپنا دوست جانتے تھے مگر اب ثابت ہوگیا کہ تم ہمارے
اور ہمارے بادشاہ و شہنشاہ و خداوند کے دشمن جان ہو برباد ی طلسم زلزلہ چاہتے ہو حکیم سالوس کو جو
ہماری قید مین ہی اُسے رہا کرنے آئے ہو طلسم کشا سے ملگئے ہو چونکہ زمانہ طلسم کشائی کا قریب ہی اسوجہ سے
براے فتاح طلسم تمکو لوح طلسمی کے حاصل کرنے کی ضرورت ہی دیکھو چونکہ اس راز سے ہمنے تمکو آگاہ کر دیا ہی کہ
حکیم سالوس ہماری قید مین ہی اور وہ مقام لوح طلسمی سے آگاہ ہی ہرچند کہ اب جس جگہ لوح طلسمی ہی
وہان تا زہ بند و بست ہوگیا ہی انسان کی تو کیا مجال ہی جن اور دیو کا بھی وہان گذر نہین ہوسکتا ہی

حکیم سالوس اگر رہا بھی ہو جاتا تو لوح طلسم زلزلہ تک نہ تو دہ جا سکتا نہ کسی کو اُس کا نشان بخوبی بتا سکتا نہ طلسم کشا لوح مذکور کو پا سکتا پس ثابت ہو گیا ہو کہ تم محض برائے رہائی حکیم صاحب موصوف یہاں آئے تھے تدبیر تو اچھی کی تھی کہ کشتی پر چند آدمیوں کو سوار کر کے تالاب میں سوئے کمیل فولادی بھیجا تھا لیکن تدبیر تمھاری کچھ بن نہ پڑی ہمارے دل کتا را برہ آیا اہل کشتی کی حکیم سالوس تک رسائی نہو سکی وہ سب ہمارے سحر سے ہلاک ہو گئے عبث تمنے چند آدمیوں کو ہمارے سحر و تدبیر سے ہلاک کرایا خود تالاب میں دلیرانہ قدم رکھا ہوتا ہمارے سحر کو دفع کیا ہوتا یا ہمسے مقابلہ کیا ہوتا میل فولادی پر زور آزمائی کی ہوتی خیر تمنے جو خلاف جادہ دوستی تھا اُس جادے پر قدم رکھا ہو تو پھر تم ہمارے عدو ہوئے تو اب ہمسے بھی امید دوستی کی نہ رکھو خبردار و ہوشیار ہو جاؤ ہم سحر کرتے ہیں تم دفع کرو کیا قریب خیمہ کھڑے ہو ہمارے روبرو آؤ اسباب سحر سے کار دیا ترنج یا نارنج یا گولا فولادی وغیرہ ہاتھ میں اپنے اٹھاؤ اگر اسباب سحر سے کچھ پاس نہو تو ہمسے لو اسمائے سحر دم کر کے نارنج ترنج کوئی تو ہمپر لگاؤ اپنی سحر و ساحری ہمیں بھی دکھاؤ سر میدان ہمسے مقابلہ کرو دیکھیں تو سہی کہ کیسے سحر ہیں یا وہیں نام تو تمھارا سحر میں جادو ہو ذرا روانی سحر بھی دکھاؤ ہمسے لڑو تو ہم بھی دیکھو تو سہی کیا ہوتا ہو ہمیں بھی کوئی ایسا ویسا ساحر سمجھا ہو کہ اپنے بحر سحر میں ڈبو دوگے ہم وہ ساحر نہیں ہیں کہ جو تمھارے ورطہ سحر میں پھنس جائیں ساحل دریائے مرگ تک پہونچ جائیں لاکھ تم بھی ساحر زبردست ہو مگر ہمارے سحر کو کیا دفع کر سکتے ہو تمھاری یہ مجال نہیں کہ تم ہمارے اس سحر کو دفع کر سکو اگر کچھ دعوی ہو تو سامنا کرو کیا خاموش کھڑے ہو دشمنی کے ارادے سے آئے ہو تو عداوت روبرو کرو پوشیدہ جو فوج ساحران ساتھ لیکر آئے تھے وہ فوج کہاں چھپائی ہو اس سے ہمیں تھوڑی سپاہ معلوم ہوتی ہو انھیں ساحروں کو خیمے سے نکال کر ہمسے لڑو دیکھو ہم اکیلے ہیں کوئی دوسرا ساحر ہمارا معین و مددگار نہیں ہو سوا ہمارے سحر کے پتلے ہیں دراصل یہ ساحر نہیں ہیں تم اپنے تمامی ساحروں کی جمعیت سے ہمسے لڑو جو کوئی سحر سخت تیار کیا ہو وہ سحر ہمپر کرو حوصلہ اپنے دل کا نکال لو آخر تو ہمارے ہاتھ سے جانبر نہو گے اس صحرا سے زندہ نہ جاؤ گے اس دشمنی کے عوض میں ہمارے ہاتھ سے قتل ہو گے دنیا سے آرزوئے حصول لوح طلسم زلزلہ و رہائی حکیم سالوس اپنے دل میں لیکر جاؤ گے ہم تمھیں دیر سے کہ رہے ہیں مہلت حوصلہ دل نکالنے کی دے رہے ہیں تامل کیا ہو آمادہ جنگ ہو جاؤ سامنے آؤ سحر کرو اگر ہم پہلے سحر کریں گے تو پچھتاؤ گے مبتلائے سحر سخت ہو جاؤ گے پھر دفع سحر تم نہ کر سکو گے حسرت سحر کرنے کی دل میں رہ جانے کی جان تمھاری جانے کی ہمکو تمسے یہ امید ہرگز نہ تھی کہ تم اپنے لشکر ساحران کو لیکر ہمپر چڑھ آؤ گے دوست قدیم ہو کر ہمسے دشمنی کرو گے سچ ہو ہمیں سے نادانی ہوئی کہ ہمنے ہمیشہ تمکو اپنا دوست تصور کیا تمھاری دوستی پر اعتبار کیا کیونکہ بقول شاعر مصرع وفا کا لاکھ جہان میں کرے قرار کوئی پر کسی کی الفت کا اعتبار کوئی۔ آج سے اعتبار تمھاری دوستی کا نہ رہا دشمنی تمھاری ثابت ہو گئی اگر ہم غافل ہوتے ہوشیار نگہبان و خبردار زندان حکیم سالوس نہوتے اور اس جگہ موجود نہوتے تو غضب ہی ہو جاتا نہیں معلوم تم کیا کیا فکر و تدبیریں کرتے کسی نہ کسی طور سے حکیم سالوس کو یہاں سے رہا کر کے لیجاتے ہمکو شہنشاہ ساحران کرتے دنیا میں ذلیل و رسوا کرتے حکیم سالوس سے دریافت کر کے لوح طلسم زلزلہ تک طلسم کشا کو لے کر جاتے بعد حصول لوح تخریب طلسم گشتا ہو کر طلسم زلزلہ کی بربادی و تباہی کرتے خیر ہوئی کہ ہم یہاں موجود تھے ہمیں تمھارے یہاں آنے کا بھی خیال نہ تھا نہ تمسے دشمنی کا اندیشہ تھا افسوس ہزار افسوس ہم ملت و ہم مذہب ہو کر ہمسے دعوی دوستی کر کے تم نے

خصومت کی نتیجہ اس عداوت کا اب یہ ہوگا کہ تمھین قتل کرکے سر تمھارا تن سے جدا کرکے پاس شاہ طلسم زلزلہ کے ہم لے جائین گے تمام حال دشمنی کا اُس شہنشاہ ساحران سے بیان کرین گے وہ بھی غالبًا ایسا غضبناک ہوگا کہ بڑے نامی ساحرون سے کسی ساحر کو سوے بحر نیہر روانہ کرکے بحر نیہر کو بحر سحر مین غرق کردے گا کوئی اہل بحر نیہر سے زندہ نہ چھوٹنے گا اے بحرین جادو آگاہ ہو کہ تمنے جو ہمسے دشمنی کی ہی فوج اپنے ساحرون کی لیکر ادھر آئے ہو سمجھ لو کہ خود اپنے پاؤن سے اپنے جائے مرگ پر آئے ہو یا قضا تمھاری خود تمکو کشان کشان یہان تک لائی ہی یہ تمام تقریر ابر باران جادو نے عالم غصہ مین کرکے کارد سحر اٹھاکے کہا کہ اے بحرین جادو اب بھی جو سحر کرنا ہو وہ کرو مقابلہ و مجادلہ سحر و ساحری مین ہمسے کرلو ورنہ یاد رکھو اور یقین جانو کہ اس کارد سحر سے ہم تمھین ہلاک کرین گے بحرین جادو نے مسکراکر جواب دیا ع انچہ از دوست میرسد نیکوست اچھا بہتر و مناسب یہی ہی کہ دوست کو کارد سے ذبح کیجیے کارد سحر کا وار کیجیے صاحب ہمسے آپ قائل مین خوب پہچانا کہ ہم برائے دشمنی و عداوت ادھر آئے ہین حکیم سالوس کی رہائی کی غرض سے اس صحرا مین وارد ہوئے ہین واہ وا شکی بربا دگند لازم سچ کہا ہی کسی نے کہ نادان و نافہم کی دوستی مین ضرر ہوتا ہی یہ تو نہ پوچھا کہ بعد ایک مدت کے کیون آئے مزاج کیسا تھا نہ یہ خیال کیا کہ بحرین جادو دوست قدیم ہمارا بے سبب و بے وجہ یہان نہ آیا ہوگا ذرا دریافت تو کرین کہ کیون آیا ہی کیا کام اس کو ہمسے درپیش ہی اگر خیال کیا بھی تو بدخیال کیا دوست کو اپنا دشمن تصور کیا بلکہ یقینًا اپنا دشمن جان کر آمادہ جنگ ہوے وہ کلمات اپنی زبان پر جاری کیے کہ جو دل شکن تھے اور صدمہ رسان تھے ہمکو تمسے اے ابر باران جادو یہ امید نہ تھی خوب تمنے حق دوستی ادا کیا بے سمجھے ہمکو اپنا دشمن جان سمجھکر کلمات نامناسب اپنی زبان پر جاری کرکے کارد سحر اٹھائی ارادہ ہمارے ہلاک کرنے کا کیا ہمکو رہائی حکیم سالوس وغیرہ سے کیا غرض لوح طلسم زلزلہ کے حاصل کرنے کی فکر سے کیا مطلب شہنشاہ ساحران یعنی مالک و حاکم طلسم زلزلہ سے دشمنی کرنے کی کیا وجہ بربادی طلسم زلزلہ سے ہمین کیا فائدہ ہم تمھارے اور شاہ طلسم زلزلہ کے دوست و خیرخواہ ہین یا عدوے جان و مال ہین بوجہ ہم ملت و ہم مذہب ہونے کے تمسے اور تمھارے شہنشاہ سے جو نیکی پیش آئین گے یا بدشمنی تمسا کوئی شخص دنیا مین دشمن فہم و عقل و بدنفس نہوگا ایسی قدر اپنے دوست کی کون کرے گا جیسی عزت و توقیر تمنے ہماری کی ع این کار از تو آید و مردان چنین کنند ہمنے تو محض تمھاری دوستی و خیرخواہی سے کتب مین زمانہ آخر طلسم زلزلہ کا حال دیکھکر طلسم کشا سے طلسم زلزلہ کو اسیر کرکے ادھر راہ دور و دراز سے آنا گوارہ کیا ہنوز ہمنے طلسم کشا سے طلسم زلزلہ کا تحفہ بھی پیش نہ کیا تھا کہ تمنے ہمکو اپنا دشمن جان کر ارادہ ہمارے قتل کا کیا اگر یہ کہو کہ اپنے آنے سے ہمین آگاہ کیون نہ کیا جواب اس کا یہ ہی کہ ہمکو ابکی مرتبہ یہی منظور ہوا کہ چند آدمی ایک کشتی پر سوار کرکے اس تالاب مین بھیجین اس عنوان سے اپنے آنے کی اطلاع تمکو دین علاوہ اس کے ہمکو امتحان دوستی لینا منظور تھا انھین وجوہ سے ہمنے اپنے آنے کی بذریعہ نامہ اطلاع نہین دی کیا معلوم تھا کہ تم ہمسے اس طرح پیش آؤگے خیر جو کچھ تمنے ہماری نسبت خیال کیا اور جو کچھ زبان سے کہا بہت خوب کیا یہی مناسب تھا مگر ہمکو اس امتحان سے حال دوستی ظاہری تمھارا معلوم ہوگیا ہم سمجھے گئے کہ تم ہمارے دشمن جان ہو دوست نہین ہو تمنے بڑی نادانی کی کہ تم ایسے دشمن سے یہ دوستی کی

کہ طلسم کشا سے طلسم زلزلہ کو اسیر کرکے تمھارے پاس لائے آئندہ کسی طور سے تم سے دوستی نکرینگے
دشمن ہی تمکو تصور کیا جائے گا ہمنے تو طلسم کشا سے طلسم زلزلہ کو بہزار دشواری و محنت و کوشش
باین خیال اسیر کیا تھا کہ یہ تحفہ لاجواب تمھاری نذر کرین گے تم خوش ہو کر اپنے بادشاہ کے پاس
لیجاؤ گے وہ تمکو اپنا بہت خیر خواہ جانکر خلعت و انعام کثیر دے گا تمھارا احسانمند ہوگا طلسم زلزلہ
فتح ہونے سے محفوظ رہیگا طلسم کشا کو قتل کرائے گا لیکن تمنے بوجہ بدنفسی و نافہمی کے ہماری
دوستی و محنت و کوشش پر نظر نہ کرکے دشمن اپنا تصور کیا خیر اب ہم جاتے ہین طلسم کشا سے طلسم زلزلہ
کو بھی لیے جاتے ہین بحر ینہ مین پہونچکر چھوڑ دینگے قید سے رہا کر دینگے تم سے ترک ملاقات و دوستی
کرین گے یہ کہکے اپنے ساحران ہمراہی سے کہا کہ اے خیر خواہو سامان یہان سے چلنے کا کرو خیمہ وغیرہ
اسباب کو اٹھا کر تخت سحر پر رکھو طلسم کشا کو جس طرح یہان لائے تھے اسیطرح لے چلو ابر باران جادو نے
یہ تقریر بحرین جادو کی سنکے بہت نادم و منفعل ہوگئے بہت عذر نافہمی و غلط خیالی اپنی کا کرکے کہا کہ
اے دوست صادق مین اس ہماری بے اعتنائی و بدزبانی کی خطا کو عفو کرو ہمین اس حال سے
آگاہی نہ تھی غصے مین کچھ خیال تمھاری دوستی کا نرہا بے اختیار کلمات خلاف شان تمھارے ہمنے
اپنی زبان پر جاری کیے سخت صدمہ تمکو پہونچایا جو خیال تمھاری نسبت نہ کرنا تھا وہ کیا سخت نادانی
و بیوقوفی کی اپنی نافہمی سے نادم و منفعل ہوے اب رنج و ملال دل سے دور کرو آؤ ہمسے
گلے ملجاؤ ہمسے رنجیدہ ہو کر نجاؤ تم بھی ہمکو جو کچھ چاہو کہو سزا ہماری نافہمی کی اور بدنفسی کی ہمکو دو ہم
نہایت تم سے نادم ہوے افسوس ہمنے عالم غصہ مین تمکو کلمات سخت کہے تم ایسے دوست کو اپنا دشمن
خیال کیا واقعی تم ایسا دوست کون ہمارا دنیا مین ہوگا کہ جو ایسا خیر خواہ ہو کہ طلسم کشا سے طلسم زلزلہ
کو بصد فکر و کوشش واسطے ہمارے بہبودی و ناموری کے اسیر کرکے ہمارے پاس لے کر آئے
اے بحرین جادو تمنے ہمپر بڑا احسان کیا ہے ایسی دوستی ہمارے ساتھ کی ہے کہ کوئی دوست
اپنے دوست سے دنیا مین نکرے گا تمنے اسیری طلسم کشا سے طلسم زلزلہ کی خبر خوش ایسی سنائی ہے
کہ خوشی و خرمی سے ہمارا غنچہ دل شگفتہ و باغ باغ ہوگیا ہے اس تمھاری نیکی کرنے سے شہنشاہ
ساحران جہان یعنی بادشاہ طلسم زلزلہ ہمسے ایسا شادمان ہوگا کہ جو کچھ وہ ہمین انعام مین دے
وہ کم ہے اگر تمامی اپنے طلسم کا ہمین مختار کار کر دے تو عجب نہین اے دوست صادق مین تم نے
عجب کار نمایان کیا ہے کہ کوئی ساحر بہ دلیری و بہادری ایسا کام نہین کر سکتا یہ کہکر درمیان خیمہ
حفاظت نظر کرکے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کو سلاسل مین اسیر دیکھکر از حد شادمان
ہو کر نہایت گرمجوشی سے ہاتھ بحرین جادو کا پکڑ کر کہا کہ اے حبیب واثق ہمسے اب تو رنجیدہ نہین ہو
ہمنے اسقدر تمسے ،، کیا ہے کہو تمنے ہماری تقصیر عفو کر دی یا نہین بحرین جادو نے پہلے اپنے
دل مین کہا کہ صد شکر کہ یہ نابکار تمھارے دام فریب مین آگیا تمھین اپنا دوست سمجھا اب یہ نابکار
کہان بچکر جا سکتا ہے یہ میرے دام فریب مین کیا آیا ہے گویا اسکی اجل آئی ہے بعدہ مسکرا کر کہا کہ
اے مہربان ابر باران جادو خیر تمھارے عذر کرنے سے ہمارے دل سے رنج و ملال دور ہوگیا
یہ کہکے جلد تر ایک بارگاہ برپا کرا کر فرش و کرسی و مسہری وغیرہ اسباب ضروری راحت و آرام
سے آراستہ کرا کر ابر باران جادو کو اسی بارگاہ مین لاکر بٹھایا پھر خود بھی برابر اس کے بیٹھا
ابر باران جادو نے کہا کہ اے دوست ہم شکریہ تمھارا ادا نہین کر سکتے تہ حسب دلخواہ تمھاری

خاطر و دعوت و ضیافت بیان کر سکتے ہین مگر حتی الامکان دعوت تمھاری کی جائے گی چند روز تک تمکو یہان قیام پذیر ہونا پڑے گا بعدہ ہم تم ساتھ ساتھ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کو بحالت اسیری خدمت شاہ طلسم زلزلہ مین لے چلین گے بحرین جادو نے جواب دیا کہ ہمین تمھارے ساتھ چلنے مین تو کچھ عذر نہین ہے الا ہم چاہتے ہین کہ ایکی مرتبہ ہم تمھاری دعوت و ضیافت کرین جس طرح تمنے ہدیہ و تحفہ طلسم کشائے طلسم زلزلہ کا قبول کیا ہے اسی طرح دعوت و ضیافت بھی منظور و قبول کرو ہمکو خوش و مسرور کرو حالانکہ یہ امر خلاف قاعدہ ہے کہ ہم ہی تمھارے پاس آئین ہم ہی تمھاری دعوت و ضیافت کرین مگر خوشی ہماری اسی مین ہے کہ دعوت و ضیافت بالفعل ہماری تم منظور و قبول کرو ابر باران جادو نے کہا کہ اے مخلص خالص مین تمنے ایسا ہمین خوش کیا ہے کہ اس خوشی مین ہے تمھاری ہی خوشی منظور ہے بحرین جادو نے یہ سنکے خوش ہو کر اُس کے پاس سے بحیلہ فکر و تدبیر و برا حکم تیاری طعامہاے دعوت و ضیافت وغیرہ اٹھکر خیمہ حفاظت مین کہ بارگاہ سے کچھ دور تھا جا کر صاحبقران سے عرض کیا کہ آپنے ملاحظہ کیا مین نے ابر باران جادو کو کیونکر دام فریب مین اپنے پھنسایا ہے یہ عرض کر کے خواجہ طیفور کو دیا تے کچھ سرگوشی مین کہا خواجہ نے اقرار کر کے کہا کہ ہان ممکن ہے تم ابر باران جادو کے پاس جاؤ ہم درستی تمھارے کام کی حسب دلخواہ کرتے ہین بحرین جادو نے خواجہ طیفور کو دیا تے کچھ کہ سنکے اپنے ملازمونکو حکم تیاری طعامہاے لذیذ دے کے خیمہ حفاظت سے نکل کر پاس ابر باران جادو کے جا کر کہا کہ اے دوست خالص مین اگرچہ تمنے ہماری دعوت و ضیافت قبول کر کے ہمین خوش کیا ہے تو ہم بھی دوسرا ہدیہ ایسا تمھین دیکے خوش کرینگے کہ تم کثرت خوشی سے اپنے جامے مین نہ سما سکو گے وہ ہدیہ خاص ہم تمھارے واسطے لائے ہین عجیب انایاب ہدیہ ہے کہ جس کے دیکھنے سے بہت خوش ہوگا ابر باران جادو نے پوچھا کہ وہ ہدیہ کیا ہے بحرین جادو نے جواب دیا کہ بعد اکل و شرب و میخواری وہ ہدیہ مرغوب دل تمھارے آگے آئے گا اُس کے دریافت کرنے سے کیا فائدہ خود ہی اُس ہدیے کو دیکھ لوگے اور مقر ہوگے کہ ہان یہ ہدیہ دلپسند ہے ابر باران جادو یہ سنکے خاموش ہوا بحرین جادو نے اُن نازنینون مین سے جو کہ ہمراہ لشکر آئی تھین ایک نازنین سبزہ رنگ خوش گلو کو طلب کیا وہ خوب رو حسب الطلب مع اپنے سازندون کے بارگاہ مین آئی باران جادو و بحرین جادو کو بادب و ناز و انداز سلام کر کے کھڑی ہوئی سازندون نے ساز بجائے وہ مطربہ ناچنے لگی ابر باران جادو و بحرین جادو رقص اُس کا دیکھنے لگے جب وہ نازنین رقص کر چکی یہ غزل گانے لگی۔

غزل

ہوئی ہے جب سے محبت اک حسین سے
تو اُن کو چاہیے ملنا ہمین سے
جہان پر دفن ہین کشتے تمھارے
مقابل آسمان کب ہے زمین سے
اگر وہ بت جھلک اپنی دکھا دے
کہا سب حال دل کا اس حسین سے

نہین مطلب ہمین دنیا و دین سے
وہ بجلی کی چمکسے کیون نہ چمکے
قیامت سر اُٹھائے گی وہین سے
تیری فرقت مین اے ظالم یہ ہے حال
نہ سنبھلے دین و ایمان اہل دین سے
چھپا جاتی نہین دردِ نہان کی

تلاش عاشق جادو ق اگر ہے
مشتاق ہے آہ آتشین سے
عذاب گور سے ہے صاف ثابت
دھکی رہتی ہین آنکھین آستین سے
برا ہو اس ہجوم بیخودی کا
ہوئی الفت جو اک پردہ نشین سے

ذرا ہو جائے سنبھلے ہین اخگر — جو دسبس اور آ جا لین ہمین سے

باران جادو کہ عاشق مزاج تھا بعض بعض اشعار غزل مندرجہ کو پسند کر کے تعریف کرنے لگا نازنین مذکورہ اشعار غزل بعد ناز و ادا بتا کے گانے لگی ہر دو ساحران بزم اُس کے رقص و نغمے سے

خوش ہونے لگے اس اثناے مین طعام دعوت تیار ہوا ملازمون نے اجازت حاصل کرکے دسترخوان حسب قاعدہ بچھاکر طعام لذیذ نفیس ولطیف ظروف مین لاکر بالاے دسترخوان رکھا پھر باران جادو وبحرین جادو آفتابے مین ہاتھ دھوکر باہم طعامہاے مذکور تناول کرنے لگے خدام آب سرد پلانے لگے جب دونون اکل وشرب سے سیر وسیراب ہوچکے پھر آفتابے مین ہاتھ دھوکر بیٹھے اسوقت بحرین جادو نے کشتی شراب کی طلب کی ملازم فی الفور کشتی شراب ناب لیکر حاضر ہوے ایک ساقی گلبدن شیشہ مو سے ساغر بلورین مین شراب تند بھر بھر کر ابر باران جادو وبحرین جادو کو جام مے ناب دینے لگا دونون ساحران مذکور بصد خوشی شراب پینے لگے بعد میخواری باران جادو نے بحرین جادو سے کہا کہ اے مخلص خالص من اب تو ہم تم آب وطعام سے بھی سیر وسیراب ہوچکے میخواری سے بھی لطف اٹھاچکے آفتاب بھی غروب ہوا مگر وہ ہدیہ ابھی تک تمنے نہین دیا ہم اس تحفے کے بہت مشتاق ہین جاو جلد اسے لاو ہمین دکھاو بحرین جادو نے کہا کہ جاتا ہون اس تحفہ بیمثل وبے نظیر کو تمہارے سامنے لاتا ہون یہ کہکے بارگاہ سے اٹھکر اسی خیمۂ حفاظت مین گیا خواجہ طیفور کر دیا اتنی دیر مین بصورت زن حسین وحورلقا بن چکے تھے زیور جواہرنگار طلائی ونقرہ سر سے تا پا مع لباس رنگین ونفیس قیمتی پہن چکے تھے ولسوز بن جانسوز بن مہتر قران ودیگر عیاران کو جن کو زنبیل مین ڈال کر لائے تھے نکال چکے تھے طبلے سارنگی منجیرے وغیرہ ضروری سازان کو دے چکے تھے مستعد بیٹھے ہوے تھے بحرین جادو دیکھتے ہی نازنین مذکورہ کو متحیر ہوکر صاحبقران وغیرہ سے باشارہ پوچھنے لگا کہ یہ نازنین کہان سے آئی ہے خواجہ طیفور کر دیا کہان ہین صاحبقران نے بھی باشارہ جواب دیا کہ یہی نازنین جس کو تم دیکھ رہے ہو خواجہ طیفور کر دیا ہین بحرین جادو نے اپنے دل مین کہا کہ خواجہ بھی عیار بلاے روزگار ہین ایسی زن جمیلہ وحور صورت بنے ہین کہ مین نے نہ پہچانا یہ باتین بجاے خود کرکے کہا کہ اے نازنین مہ جبین روبروے باران جادو چل رقص ونغمہ کر ایسا کمال اپنا دکھا کہ دُر آرزو تیرے ہاتھ آئے نازنین نے جواب دیا کہ دیکھنا کیسا اپنا ہنر وکمال دکھاتی ہون کہ تمکو حیرت ہوجائے مدعائے دلی بر آئیگے یہ کہکے مع اپنے سازندون کے اٹھی ہمراہ بحرین جادو کے ایسی رفتار معشوقانہ سے راہ طے کرنے لگے کہ دیکھنے والون کے قلوب مانند حنا پامثل سبزۂ پا شادا ب ہین گئے اکثر ناواقف حسن وجمال پر نظر کرکے آہ سرد دل پر درد سے کرنے لگے بعد قطع راہ بارگاہ مین روبروے باران جادو پہونچی حسن وجمال اپنا ناز وادا عشوہ وغمزہ دکھاکر شرم وحیا سے ابر باران جادو کی طرف سے روگردان ہوئی ابر باران جادو اس کی صورت کو دیکھتے ہی بہزار دل اسپر شیفتہ ہوگیا اشتیاق وصل دل مین پیدا ہوا بحرین جادو نے پوچھا کہ کیون مہربان یہ ہدیہ مرغوب طبع ہوا یا نہین اس نے آہستہ جواب دیا کہ اے دوست واقعی کیا تحفہ بے بدیل تم ہمارے واسطے لائے ہو کہ اس کی تعریف نہین ہوسکتی ہے ایسی نازنین خوب روے زمین پر نہو گی حسن مین بے نظیر جمال مین لاثانی رفتار مین غیرت رفتار طاوس ملناز ہے واقعی نازنین نقلی مذکورہ ایسی ہی تھی کہ بمصداق مضامین اشعار ہذا۔ اشعار

مثل رکھتی نہ تھی وہ دنیا مین
اسکے عارض سے جسنے کھایا داغ
آنکھ نرگس سے جب لڑاتی تھی

سیکڑون اسکی تھے تمنا مین
لاکھون ہی مہ وشون نے پایا داغ
پاؤن اس کا بھی لڑکھڑاتی تھی

خوبصورت جو تھی سوا وہ حسین
تیغ ابرو سے تھا جہان بسمل
باغ مین غم سے ہوتی تھی وہ خم

چاند چہرہ تھا آفتاب جبین
ایک عالم کی وہ بنی قاتل
شرم سے ہوتا تھا عجب عالم

شجرِ باغِ نوجوانی تھی ۔ گلِ گلزار کامرانی تھی
صفتِ شعلہ تھی سراپا نور ۔ شمع قامت مین تھی تجلیِ طور
نورِ عارض تھا برقِ خرمنِ ہوش ۔ زلف دامِ بلا سے تھی ہمدوش
تھی نظرین تھین رہزنِ دل و ہوش ۔ تیرِ مژگان اجل سے ہم آغوش

جوش پر تھی بہارِ حسنِ شباب ۔ گلِ رخ تھا شگفتہ و شاداب
تھی جبین آفتابِ صبحِ بلور ۔ موے سر مشک و دود شعلۂ طور
شوخ چشمی عیان تھی چتون سے ۔ سحر کرتی تھی چشمِ پُرفن سے

جب ابرباران جادو نے نظر سحر نظر ڈال کر اور نازنین مذکورہ کو دیکھکر اس پر عاشق و فریفتہ ہوکر تعریف اُس کے حسن و جمال و خوبی کی بحرین جادو سے کرکے اُس کی دوستی کا مقر ہوکے اظہار اپنے مائل ہونے کا کیا تو بحرین جادو نے کہا کہ خیر معلوم ہوا کہ یہ تحفہ بھی تمہارے دل کو مرغوب و پسند ہوا ابرباران جادو نے کہا کہ اے محب صادق یہ تحفہ تو تمنے ہمین ایسا دیا ہی کہ ہمکو بہت خوش کیا ہم تمہارے ممنون احسان ہوے دوست ہو تو تم ایسا ہو ہدیہ ہو تو ایسا مرغوب طبع ہو اب چاہتا ہون کہ یہ دلربا میری طرف رخ کرکے رقص و نغمہ کرے جمال بھی اپنا ہمین دکھاتی جائے رقص و نغمہ بھی کرتی جائے اسوقت صورت مرغِ بسمل دل اپنا بیتاب ہی اس کے ناز و انداز و ادا نے ہمین مارا ہی بحرین جادو نے نازنین نقلی سے مخاطب ہوکر کہا کہ اے دلربا حالانکہ ناز و انداز شوخی و شرارت و شرم و حیا و ظلم و جفا و جور و بے اعتنائی طریقہ خوبرویان ہی علی الخصوص تیرا شعار ہی لیکن انتہا ہر شے کی ہوتی ہی بس زیادہ ناز و ادا شرم و حیا شوخی و شرارت نہ کر ہمارے دوست خالص ابرباران جادو تیرے رقص و نغمے کے مشتاق ہین علاوہ اس کے طالبِ دیدار بھی ہین اس طرف رخِ انور اپنا کر اچھی طرح حسن و جمال اپنا ہمارے محبِ خالص کو دکھا گانا اپنا سُنا رقص اپنا دکھا اس طرح رقص و نغمہ کر کہ ہمارے دوست کو پسند آئے دل ان کا خوش ہو جائے اگر یہ شاد ان ہوے تو پھر باعث تیری بہبودی کا ہوگا عزت و آبرو تیری بڑھے گی دولت بے انتہا تجکو ملے گی ان کی خوشی پر تجھے عمل کرنا ضرور ہی یہ ہمارے دوست ہین ان کی خوشی گویا ہماری خوشی ہی نازنین مذکورہ نے بحرین جادو کے کہنے سے بصد شرم و حیا و ناز و ادا جانب ابرباران جادو رخ اپنا کیا سازندون نے ابرباران جادو سے مخاطب ہوکر عرض کیا کہ اے خداوند نعمت ذرا اس گل رعنائے بوستان خوبی و سرو حدیقۂ محبوبی کو نظر بد سے بچائیے کہین پسند کر لیجیے گا یہ دُرِ ناسفتہ ہماری تونگری کا سہارا ہی یہ وہ گوہر ہی کہ لاجواب ہی دنیا مین یہ نازنین انتخاب ہی ہم لوگ اس کے دعاگو اور خیرخواہ ہین اسی کے سبب سے روٹی پیٹ بھر کر کھاتے ہین خلعت و انعام و زر تونگرون سے پاتے ہین عاشقون کی خواہش سے ہمیشہ اسے بچاتے رہتے ہین اور یہ کہتے ہین مطلع

نگاہِ بد سے اور مکر و دغا سے ۔ خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے

ابرباران جادو گفتگوے سازندہ نازنین مذکورہ سنکے مسکرایا سازندون کو کچھ جواب نہ دیا سازندون نے حسب ایمانازنین مذکورہ سازون کو حسب دلخواہ درست کیا کیونکہ ہر ایک سازندہ ایسا تھا کہ بمصداق این اشعار ۔ اشعار

وہ ملک بابلین کی وطلے کی تھاپ ۔ نور کا تھا ہر ایک سازندہ
اور وہ سارنگیون کے سُر کی ملاپ ۔ سحرکار ایک اک نوازندہ

جب سازندے سازونکو درست کرکے سازندہ و ساز بجانے لگے نازنین مذکورہ نے ہاتھ اپنے براے رقص اٹھائے سازندون نے بھی سرون مین اُس کا ساتھ دیا غرضکہ اس عنوان و حسن و خوبی سے وہ نازنین رقص کرنے لگی کہ بمصداق مضامین اشعار

ٹھوکرون سے جگ کیا پامال ۔ تلچنے مین اگر اٹھا یا ہاتھ
وہین انشا ہمین پیار زومال ۔ سازنے بھی دیا سرون مین ساتھ
لیا توڑا تو کر دیا بسمل ۔

بچھ گیا پاؤں کے تلے ہر دل
کیا دم رقص ٹھاٹھ باندھا تھا
کچھ نہ تھی اُس کو حاجت مشعل

ٹھاٹھ تھا اُس پری کا آفت ہوش
طرز طاؤس بوستان کا تھا
ہر اس چپ مشعلوں کا یوں انداز

سر سے پا تک تھی وہ گلابی پوش
دونوں عارض تھے غیرت مشعل
جیسے کھولے پری پر پروانہ

ابر باران جادو بصد خوشی و رغبت رقص نازنین مذکورہ دیکھکر بار بار تعریف کرنے لگا نازنین مسطورہ نے حالت رقص میں یہ غزل شروع کی + غزل

دیکھتا پھر وہ نہ بھولے سے اٹھا کر آئنہ
گر بناتا میری خاطر سے سکندر آئنہ

موت کی صورت نظر آتی ہے مجھ جانباز کو
صاف روشن ہے کہ ہے قاتل کا خنجر آئنہ

شاید اُس کم سن کو میرے دل کا کچھ دھوکا ہوا
سیکڑوں ٹکڑے کیے اُس نے پٹک کر آئنہ

میری آنکھوں میں نظر آتا تھا وہ کافر ضرور
ہاتھ سے میرے نہ چھوٹا زندگی بھر آئنہ

یہ مرا مطلب نہیں تم شب کو تھے دشمن کے گھر
اپنی صورت تو ذرا دیکھو اٹھا کر آئنہ

تیری صورت کے تصدق تیرے جلوے کے نثار
جام سمجھا جم مرے دل کو سکندر آئنہ

تیرے جلوے کے مقابل کس کا جلتا ہے چراغ
ہو نہیں سکتا مرے دل کے برابر آئنہ

طرفہ حیرت ہے تمہارے عکس عارض سے مجھے
تو نظر آتا ہے آئینے کے اندر آئنہ

سنگ در کو دیکھ لیتا ہوں تو پس جاتا ہوں میں
ہو گیا رفتار سے اُس بت کے پتھر آئنہ

عشق تیرے رخ کا عالم بھر کو ہے جلتا ہوں میں
دیکھ لے اب تو نظر آتا ہے گھر گھر آئنہ

تیری زینت سے نہایت رشک ہوتا ہے مجھے
دل میں رکھ لیتا ہے عکس ہے انور آئنہ

دیکھتا ہوں اپنی بھی آنکھ اُس کا جلوہ دیکھکر
رکھتا ہوں سینے میں دل سینے سے باہر آئنہ

نازکی تیری عیاں ہے تیرے خواب ناز سے
عکس آئینہ ہے تو اور تیرا بستر آئنہ

ہے یہ کیا اندھیر وہ جلوہ مہ و خور میں نہیں
بن گیا ہے میری قسمت کا ہرا اختر آئنہ

طور پر دیکھا تھا جلوہ اُس کا موسیٰ نے کلیم
آنکھ رکھتا ہوں تو ہو جاتا ہے پتھر آئنہ

ابر باران جادو و سحر مین جادو دونوں اشعار غزل بھی سننے لگے نازنین ہر ایک شعر کو بتا بتا کے لحن داؤدی گانے لگی ساحران مذکور اُس کے پُر تاثیر گانے سے عالم وجد میں جھوما کیے بارگاہ سے سر ٹکرانے لگے گاہ آہ کبھی واہ لب پر لانے لگے اسوقت نازنین کے رقص کرنے سے ایک سمان بندھ گیا کیونکہ درحقیقت رقص و نغمہ اُن کا ایسا ہی تھا کہ بمصداق مضامین این اشعار اشعار

دیکھکر اُس کے ناچ کا عالم
ساکن خلد کہتے تھے باہم
بزم انسان میں حور رقصاں ہے
شعلۂ برق طور رقصاں ہے
ناچ اُس گل کا لاکھ اُڑائے پری
پھر وہ چتون کہاں سے لائے پری
حور کو ایسی وہ مٹک بھائے
دامن بھر دل سے سک جائے
ناچی اس طرح گت وہ باندھا
وجد کرنے لگا تدرو ادا
ناز سے مٹکے اُلٹا ہاتھ
گائی وہ کافر ادا کے ساتھ
سننے والوں کے کھنچے یہ ہاتھ
دم پھڑکتا تھا ہر ادا کے ساتھ
جب وہ لیتی تھی کھولی اوپر کی تان
ڈھاڑی کہتے تھے علی کی امان
کب وہ مست ادا بتاتی تھی بھاؤ
حسن کے جنس کا بتاتی بھاؤ
جس کو تیوری بدل کے بتلایا
وہیں تیور کے اُس کو غش آیا
برق آسا نظر میں کوندتی تھی
جاے سبزہ دلوں کو روند گئی
ناچنے والوں کا ہوا توڑا
ستھری تھے ... چھوڑا

الغرض حالت رقص و نغمہ میں نازنین نے اشعار غزل مندرجہ بالا تمام و کمال گا کر ختم کیے

ابر باران جادو و بحرین جادو دونون مست و مدہوش ہو گئے کچھ دین و دنیا کا ہوش نہ رہا مسطر یہ
یہ حال اہل انجمن کا دیکھکر ٹھہر گئی بعد تھوڑی دیر کے ساحران مذکور کے ہوش و حواس درست
و بجا ہوے ابر باران جادو نے از حد تعریف کرکے کہا کہ اے جان من اسوقت رقص و نغمے سے
تیرا باز رہنا میرے دل کو شاق ہی چاہتا ہون کہ دوسری غزل عاشقانہ گا تجکو انعام کثیر دون گا
سازندون نے عرض کیا کہ اے جم رتبہ فریدون فر ہم زر کثیر و جواہر بیش قیمت شاہون اور شہر یارون سے
جب پاتے ہین اسوقت کمال اپنا دکھاتے ہین اور دلربا ے خوش آواز بھی اُسی ہنگام مین کمال
علم موسیقی اپنا دکھاتی ہی جب حسب دلخواہ انعام پاتی ہی وعدہ وعید سے ہم لوگ مطمئن و خوش نہین
ہوتے ہین اسوقت وہ کمال و ہنر ہم سب نے اس بزم مین دکھایا ہی کہ اگر کسی شاہ و شہر یار یا
کسی اہل فن یا قدر دان کے سامنے یون رقص و نغمہ کرتے تو وہ مالا مال کر دیتا زر و جواہر سے
ہمارے دہنون اور ہمارے سازون کو بھر دیتا نا قدرون کے آگے رقص و نغمہ کرنا عبث ہی ابر باران
جادو نے تقریر سازندون کی سنکے فی الفور اپنے گلے سے وہ موتیون کا ہار کہ جس کی قیمت کی انتہا
نہین تھی اُتار کر اپنے ہاتھ سے نازنین کو دے کر کہا کہ اے مہجبین بالفعل تو یہ انعام لے بعدہ اور انعام
تجھے دون گا نقد دل کے دینے مین بھی عذر و انکار نہ کرون گا جو کچھ تو مانگے گی دون گا مگر ایک
غزل اور بناز و ادا اسی خوش آوازی سے گا کے مجھے سنا نازنین نے مسکرا کر وہ ہار موتیون کا
اُس کے ہاتھ سے لے کر اپنی کمر تک لا کر غائب کر دیا بعدہ یہ غزل اُس نے شروع کی

غزل

لگا کر دل بتِ پردہ نشین سے
جلایا ہم نے آہِ آتشین سے
موے پر بھی نہ نکلی حسرتِ دید
ملایا آسمان ہم نے زمین سے
نہ پہونچے ہائے جب یا رب اثر تک
کہین ہان تو کرے ظالم نہین سے
اگر گر وہ جو اُلٹتے ہین دمِ نزع
صدا رونے کی آتی ہی کہین سے
جب انگڑائی مین دونون ہاتھ اٹھے تھے
فلک جھک جھک کے ملتا ہی زمین سے
وہ در وا نے تک آکر آپ سے جا بین

ہوا لکم دیدۂ اہلِ یقین سے
کھو گیا ہی تنہائی مین دیکھا
قیامت تک دلِ اندوہگین سے
اگر دیکھین تری محشر خرامی
کمند آہ بس ہوئے وہین سے
نگاہِ ناز نے جس دل کو تاکا
سناتا ہون نگاہِ واپسین سے
کسی دن مہربان ہو جائے ہم پر
دوپٹہ ہٹ گیا ہوتا کہین سے
بس فردون ہماری بات رکھ لو
کوئی دل دینے آیا ہی کہین سے
سکے مل کر بتِ تازہ آفرین سے

شبِ غم مین چراغِ داغِ ہجران
پہ پوچھین گے کسی خلوت نشین سے
غبارِ دل نہین دودِ فغان ہین
قدم اُٹھ اُٹھکے لین فتنے زمین سے
نکل آئے گا پہلو وصل کا بھی
نشانہ اُڑ گیا اُس کا وہین سے
دلِ غمگین جدا چاہے کہان ہی
ذرا کہہ دو نگاہِ خشمگین سے
وہ سرکش تم ہو کچھ مین تمہارے
اُٹھالو پھول دستِ نازنین سے
جگر تم بھول جاتے ہو خدا کو

ابر باران جادو و بحرین جادو دونون بگوش دل سننے لگے نازنین ہر ایک شعر کو بتا بتا کے
حالت رقص مین گانے لگی یہانتک کہ بحرین جادو بہت خوش ہو کر مبہوت ہو گیا کہ وجد مین جھومنے لگا
مگر ابر باران جادو کا تو عجب حال ہو گیا بار بار بے اختیار ہر شعر کو سنکے بیحد تعریف کرکے قلب و
جگر پہ ہاتھ رکھکر کہتا تھا کہ اے نازنین الف الف تو نے مار ڈالا دل و جگر تو نے حالت رقص و نغمہ
مین اپنے تیرہا ے ناز و ادا سے ایسے زخمی کر دیے کہ جن کا مندمل ہونا ممکن نہین تیرا کیا کہنا دنیا مین
بے مثل و نظیر ہی نہ مانند تیرے کوئی خوب رو ہی نہ مثل تیرے کوئی مطرب خوش گلو ہی خوش آوازی

بلبل بھی تیرے آگے ہیچ ہی کیا پاکیزہ تیرا گلا ہی کیا اچھی تان لیتی ہی کیا بانکی تیری چتون ہی تونے
حالتِ رقص مین میرے دل کو مانند سبزہ روند ڈالا اس صورت وحسنِ زیبا پر یہ آوازو یہ کمالات
علم موسیقی مین نے تجھی مین پائے ہین تو بھی مجمع خوبی وکمال ہی دراصل تیرا ثانی کمالات علم موسیقی
وحسن وجمال مین کوئی نہوگا کبھی اپنے دل مین کہتا تھا کہ اے ابر باران جادو تو بھی کیا خوش تقدیر
ہی کہ گھر بیٹھے ایسا معشوق خوب رو وخوش جمال عدیم المثال بذریعہ دوست بحرین جادو دستیاب
ہوا اگر اپنی خوبی مقدر پر فخر وافتخار کرون تو بجا ہی اور جسقدر بحرین جادو کی دوستی ومحبت قلبی کا
شکر کرون وہ کم ہی حیف تیری نادانی پر کہ تونے اپنے ایسے دوست کو اپنے خیالات بدا ور بدباطنی
سے کلمات نامناسب کہے تھے اگر بجائے بحرین جادو اور کوئی ہوتا تو وہ کبھی تجھسے صاف دل
نہوتا دوست ہوکر دشمن جان تیرا ہو جاتا بلکہ حتی الامکان تجکو اسیوقت مار ڈالتا نام ونشان تیرا پیوند
پیوند خاک کر دیتا واقعی بحرین جادو دوست صادق ہی میری ایسی بدباطنی پر بھی اُس نے
چندان توجہ نہ کی اور صرف کچھ عذر کرنے سے دل اُس کا مجھسے صاف ہو گیا گرد ملال اُس کے
آئینہ دل سے دور ہو گئی کوئی دوست دنیا مین کسی کا ایسا بھی ہوگا جو دوستی ایسے اپنے دوست کو
راہ دور ودراز سے لا کر دے خیر مین بھی عوض ان ہدایا کا کرون گا بالفعل تو اس نازنین سے وصل
سے آج کی شب شادکام ہون کل یا بعد دو تین روز کے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کو
اسی طور سے پا بزنجیر تحت سحر پر ڈال کر روبرو اپنے بادشاہ ہوو سرمست جادو بادشاہ طلسم زلزلہ
کے پاس لے جاؤن گا کہون گا کہ مین نے زندان مین حکیم سالوس کے بھی حفاظت ونگہبانی کی
اور طلسم کشا سے طلسم زلزلہ کو بھی مین نے اسیر کیا امید قوی ہی کہ میری اس تقریر کے سننے سے
شاہ طلسم زلزلہ جو کچھ انعام کثیر مجھے نہ دے وہ کم ہی عجب نہین کہ تمامی اپنے طلسم کا اختیار سپید و
سیہ کا مجھی کو دیدے کبھی چہرۂ نازنین مذکورہ پر نظر کرکے اشارے سے کہتا تھا کہ اے جان من
جلد اپنے اس عاشق زار سے آکر لپٹ جا تاب دوری نہین ہی دل پہلو مین بیقرار ہی آرزومند
ہم آغوشی ہی نازنین مندرجۂ بالا بھی ہا یا واشارہ جواب دیتی تھی کہ او دیو صورت کریہ منظر کیا محال
خیال و آرزو کرتا ہی ایسے خیالات سے باز آ میرے آرزوے وصل کا سودا اپنے سر سے دور کر
مجھ ایسی پری رو سے تو عفریت شکل ہم بستر ہو ہرگز یہ امید نہ بر آئے گی اس آرزو مین تیری جان
جائے گی شوق وصل میرا باعث تیری ہلاکت کا ہوگا او ساحر سیہ فام وبدشکل تجھے شرم نہین آتی
ہی کہ مجھ ایسی حور شمائل کا طالب وصل ہی کچھ دیوانہ ہوا ہی اپنے ہوش وحواس مین آ اپنے
سراپا پر نظر کرکے میری آرزو کر بارہا جوانان قوی بازو میری صورت پر مائل ہوکر میرے ہاتھ سے
سوے عدم گئے ہین آج تجکو بھی اس دار فنا سے روانہ سوے ملک فنا کر دون گی تو بھی مانند
انھین جوانون کے میرے وصل کی حسرت مین نالان سوے عدم جائے گا اونا بکار کسی کو بھی میرا
وصل میسر ہوا ہی کہ تجھے بھی ہوگا ابر باران جادو گفتگوے نازنین وجوابات باشارہ سمجھ کر بے اختیار
یون پکار اٹھتا تھا شعر ~ ہم تو ہین طالب تمھاری وصل کے ~ خوش کرو یا قتل جو چاہو کرو
کبھی کسی شعر غزل مندرجہ کے مضمون کو پسند کرکے کہتا تھا کہ اس شعر کو مکرر گاؤ کیا خوب کہا ہی
میرے دل کو مرغوب ہی نازنین اسی شعر کو کئی مرتبہ بعنوان دیگر بتا بتا کے گاتی تھی ساحر مذکور
بہت خوش ہوتا تھا کبھی عالم وجد مین اپنے سر کو چوب بارگاہ سے ٹکراتا تھا گاہ آہ کرتا تھا کبھی

بے اختیار سنا کرتا تھا غرضکہ جبتک نازنین مذکور اشعار غزل گاتی اور ناچتی ابر باران جادو کی یہی حالت رہی جب نازنین مذکورہ نے جملہ اشعار غزل مندرجہ بالا گا کر غزل کو تمام کیا ابر باران جادو نے بحرین جادو سے مخاطب ہو کر کہا کہ اے دوست سچ ہے اب ہمکو نیند کا غلبہ ہے بہرات سے زیادہ گذر چکی ہے دل چاہتا ہے کہ سو رہیں مگر اکیلے نہیں اس نازنین کے ساتھ لہذا مین تو جاکر مسہری پر لیٹتا ہون تم اس نازنین کو میرے پاس بھیجدینا کیونکہ مجکو اس کے وصل کا ازحد اشتیاق ہے صبر نہین ہو سکتا ہے مجبوری سے بے حجابانہ تمسے کہا ہے میرے کہنے سے یہ نازنین میرے ساتھ مسہری پر نہ چلے گی الا تمہارے کہنے سے یہ معشوقہ میرے نزدیک آئیگی آرزوے دلی میری بر آئے گی بعد بھیجنے اس نازنین کے تم اس بارگاہ سے چلے جانا اپنے خیمے مین آرام پذیر ہونا یہان تخلیہ کر دینا بلکہ تاکیداً کہدینا کہ کوئی اس بارگاہ مین قدم نہ رکھے سازندے بھی یہان سے چلے جائین ہم عاشق و معشوق مین راز و نیاز کی باتین ہونگی چھیڑ چھاڑ ہوگی عجب لطف و مزے کی کشتی ہوگی اُس طرف ناز اس طرف نیاز کبھی ہوگا بس یہ سب باتین کوئی نہ دیکھے نہ سُنے ہرچند کہ یہ باتین تمسے کہنا بدتہذیبی و بے حجابی پر دال ہین لیکن تمکو اپنا سچا دوست جان کر ان کامون کے کرنے کو بھی کہا ہے بحرین جادو نے مسکرا کر آہستہ جواب دیا کہ خیر کیا یاد کروگے ہم یہ سب کام بھی کرینگے ہم ایسا دوست کوئی دنیا مین نہ پاؤگے جاؤ مسہری پر آرام پذیر ہو ہم تمہارے کہنے سے اس نازنین کو سمجھا کر تمہارے پاس بھیجدینگے ابر باران جادو یہ سُنکے بہت خوش ہوا دل مین دوستی بحرین جادو کا مقر ہوکے مسند زرین سے اُٹھکر مسہری پر جاکر لیٹا ادھر بحرین جادو نے نازنین مذکورہ سے مخاطب ہو کر آہستہ کہا کہ اے دلربائے خوش آواز آگاہ ہو کہ ابر باران جادو تجھپر فریفتہ ہوا ہے تیرے وصل کا طالب ہے ساحر نامی و نامور ہے شاہ طلسم زلزلہ کا گویا ایک وزیر خوش تدبیر یہی ہے ذی عزت و ذی لیاقت ہے کوئی ایسا ویسا ساحر نہین ہے اگر اس کی خوشی پر تو عمل کریگی تو حق مین تیرے اچھا ہوگا مال دنیا سے تجکو یہ مالا مال کر دیگا باعث ہماری بھی خوشی کا ہوگا لہذا اسوقت تھوڑی دیر کے واسطے اُس کے پاس چلی جا نازنین مذکورہ نے پہلے تو بظاہر بناز و ادا جانے سے انکار کیا بعدہٗ بحرین جادو کے کہنے سے زیادہ انکار نکر کے خاموش ہوئی لیکن سازندون نے اس امر سے آگاہ ہو کر شور و غل کیا اور کہا کہ اے بحرین جادو تم آگاہ ہو کہ دلربائے خوش آواز ابھی ناکتخدا ہے نزدیکی مرد سے نا آشنا ہے یہی باعث ہمارے حصول دولت و مال کی ہے ہم ہرگز اس کو پاس ابر باران جادو کے نہ جانے دینگے بحرین جادو نے بظاہر چین بجبین ہوکے کہا کہ تمکو اس بارے مین کیا دخل ہے بس زیادہ شور و غل نکرو دور ہو یہان سے چلے جاؤ سازندے تو خائف ہو کر بظاہر شور و غل کر کے خاموش ہوے لیکن بائی جی ضعیفہ جو ہمراہ دلربائے خوش آواز کے آئی تھی اور جس نے دلربا کو بظاہر اپنی نوچی قرار دیا تھا اُس نے آزردہ خاطر ہو کر کہا کہ اے بحرین جادو بابت دلربائے خوش آواز جو بات آپ نے تجویز کی ہے مجھے منظور نہین ہے بہتر و مناسب یہ ہے کہ اپنے ارادے سے باز رہیے ہمکو مع دلربا رخصت کیجیے ظلم و جفا ہمپر نہ کیجیے ورنہ ہم فریاد و فغان کرینگے حتی الامکان فساد و غل بھی کرینگے ہم سب اپنی جانین دیدینگے مگر جو آپ چاہتے ہین ہرگز اس بات کو گوارہ نکرینگے ہرچند کہ پیشہ ہمارا برا ہے مگر بے عزتی گوارہ نہین ہے جبر و ظلم خوب نہین ہے ہم کو اپنی دلربا کو یہان واسطے ناچنے گانے کے لائے تھے نہ اور

کسی بدکام کے واسطے لائے تھے یہ طریقہ ہمارا نہین ہی بجز مجرے کے ہم دلربائے خوش آواز کو کسی
شاہ و شہریار کے پاس نہین لے جاتے ہین یہان بھی اس کو خاص واسطے مجرے کے لائے تھے نہ
اور کسی کام کے واسطے اگر ہمکو یہان آنا منظور ہوتا تو آپ سے کبھی اس باب خاص مین کلام نہ کرتے
اس دلربا کے فی زمانہ سیکڑون بلکہ ہزارون عاشق و مائل موجود ہین ہر ایک طالب اس کے وصل کا
ہی ہزارہا روپے کا لالچ ہمین دیتا ہی شاہ و شہریار بھی خواہان وصل ہین ملک و مال دیتے ہین مگر ہمکو
ملک و مال و دولت اس طور سے لینا منظور نہین ہی بحرین جادو نے جواب دیا کہ ہمارے
دوست ابرباران جادو بھی دلربائے خوش آواز پر فریفتہ ہین زر و جواہر کثیر دینے کو کہتے ہین
اگر تمہاری خوشی و مرضی نہین ہی تو ہم تم پر جبر و ظلم بھی نہین کرتے ہین تمھین دلربائے خوش آواز
کا اختیار ہی مگر بائی جی اس امر مین تو کچھ مضائقہ نہین ہی کہ تھوڑی دیر کے واسطے دلربا کو پاس
ابرباران جادو کے محض اس غرض سے کہ اُس کے پاس جاکر بیٹھے اور کچھ باتین کرکے چلی آئے
بھیجدو اور ہم سے اس کے عوض مین زر و جواہر کثیر لو اُس نے کہا کہ ہان اس کا مضائقہ نہین ہی لیکن
اور کوئی بات بزور اس سے نہ کی جائے بحرین جادو نے جواب دیا کہ تم اطمینان رکھو دوست
ہمارے ابرباران جادو ہمارے کہنے سے اور منع کر دینے سے دلربا کو ہاتھ بھی نہ لگائین گے
دو بہ اُس سے باتین کرین گے صورت اُس کی دیکھین گے دل اپنا خوش کرین گے بائی جی نے
کہا کہ اگر آپ کے دوست موافق آپ کی اس تقریر کے عمل کرین تو مین دلربا کو بھیجدون یا خود بھی
اُس کے ساتھ جاؤن بحرین جادو نے جواب دیا کہ تمہارے ساتھ جانے کی ضرورت نہین ہی
فقط دلربا ہی کو بھیجدو تھوڑی دیر مین پھر وہ تمہارے پاس چلی آئے گی ہم تمسے خوش ہونگے
مال و دولت بھی تمکو کثیر دینگے بائی جی اقرار مذکور پر راضی ہوئی بحرین جادو سے سازندون
اور بائی جی نے جو اسقدر تقریر کی سبب اس کا یہ تھا کہ ابرباران جادو ساحر زبردست تھا
اور ہوشیار و خبردار تھا مبادا حسب المطلب اُس کے اگر دلربائے خوش آواز کو بھیجدیا جاتا تو
اُس کو اندیشہ و شک پیدا ہوتا اور بزور سحر حال دلربا کو دریافت کرلیتا چنانچہ جب تمام تقریر
سازندون کی اور بائی جی کی ابرباران جادو نے مسہری پر جاکر سنی اُس کو یقین کامل ہوگیا
کہ بحرین جادو ہمارا دوست ہی بابت دلربا کے سازندون اور بائی جی سے تقریر بغرض اجرائے
مطلب کر رہا ہی سوا اس کے اور کچھ اُس کے خیال مین نہ آیا کچھ اندیشہ و تردد اس لئے نہ کیا
خوف اپنی جان کے جانے کا اور اندیشہ حکیم سالوس کے رہا ہو جانے کا مطلق نہ کیا الحاصل
بحرین جادو نے دلربا کو پاس ابرباران جادو کے تنہا بھیجدیا اور خود مع بائی جی نقلی اور
سازندون نقلی کے بارگاہ سے اٹھکر اُس خیمے مین جس مین صاحبقران سلطان کیوان شکوہ
وغیرہ سب بیٹھے ہوئے تھے آیا اور سرگوشی مین تمام حال جو گذرا تھا بیان کرکے کہا کہ مین نے
تو دام مکر خوب پھیلایا ہی اب خواجہ طیفور کو دیکھیے کیا کار نمایان کرتے ہین اُس کو سفوف
بیہوشی سنگھا کر بیہوش کرتے ہین یا خنجر سے اُس کا کام تمام کرتے ہین صاحبقران نے جواب دیا
کہ غالبا خواجہ اُس کو بیہوش ہی کرین گے بشرطیکہ وہ حال خواجہ سے آگاہ نہو ورنہ اندیشہ ہی
خواجہ کے اسیر ہو جانے کا خیال ہی کیونکہ ساحر زبردست ہی اگر اُس نے بزور سحر دریافت حال کیا
تو بُرا ہوگا یہ تمام تدبیر برباد ہو جائے گی بحرین جادو نے عرض کیا کہ تھوڑی دیر مین

جو کچھ ہوگا وہ آپ پر ظاہر ہی ہو جائے گا یہ کہکے خاموش ہو کر بیٹھا اُدھر نازنین نقلی یعنی خواجہ طیفور گردیا بصد ناز و ادا ڈرتی ہوئی ہر ایک قدم پر جھجکتی ہوئی جا بجا ٹھہرتی ہوئی نیچی نظروں سے دیکھتی بھالتی ہوئی ابرباران جادو کے قریب جاکر زیر مسہری ایستادہ ہوئی ساحر مذکور نے ہرچند بصد عاجزی و خوشامد بالائے مسہری بلایا نازنین مذکورہ نے انکار کیا آخر بعد گفتگوے عاجزی سکے ابرباران جادو عاجز ہوکر نازنین مذکورہ پر قابو نہ پاکر دل مین خیال کرنے لگا کہ اے ابرباران جادو اس نازنین کو شراب پلاکر اپنا مدعاے دلی حاصل کر جس وقت اس کو نشۂ شراب ہوگا اُسوقت جو تو کہے گا یہ نازنین وہی کرے گی بے حجابانہ مسہری پر قدم رکھے گی عالم نشے مین خود تجھسے لپٹ جاینگی اُس حالت مین بصد شوق و رغبت اس سے ہم بستر ہونا بغیر اس تدبیر کے یہ نازنین تیرے سکھنے پر عمل نکرے گی وصل اس کا تجکو میسر نہوگا یہ خیال کرکے مسہری سے اُتر کر ہاتھ نازنین کا گرمجوشی سے پکڑکر عاجزی و خوشامد کرکے بٹھایا خود بھی زیر مسہری بیٹھا دست درازی کرنے لگا جانب سینۂ نازنین کبھی ہاتھ بڑھانے لگا کبھی اُس کو اپنی آغوش کیطرف بصد اُلفت کھینچنے لگا نازنین مذکورہ اپنے تئین بچانے لگی چین بجبین ہوکر کہنے لگی کہ دیکھو بیٹھو ذرا اپنے ہوش و حواس مین آؤ یہ ہاتھا پائی یہ دست درازی مجھے پسند نہین ہے مین ان باتون کی عادی نہین ہون یہ کہکے پھر غمزہ و ناز کرکے یہ کہنے لگی نظم

بولی غمزہ جتا کے وہ خوش خو
لپٹے جانا مجھے نہین بھاتا
اتنا بدذات مین نہ جانتی تھی

ہین ہین کیا خوب ہوش مین آؤ
ابھی چسکا پڑا ہوا تھا کون
یہ تری گھات مین نہ جانتی تھی

گفتگو کیجیے الگ سے ذرا
کسکو سکتا تھا مر رہا تھا کون

ابرباران جادو نے یہ جواب دیا نظم

جب سے صورت کو تیری دیکھا ہے
یا مری جان تجھ پہ ہے ظاہر
پاؤن پر گر پڑا وہ یہ کہکر
تھامے دل کا اور یہی عالم
اسلیے چھیڑ چھاڑ کرتا تھا

کیا کہون دل کا اور لکھا ہے
پوست اور گوشت تیری نذر کیا
ہے برا ماننا تو اے دلبر
ضبط بالکل نہ کر سکا اے ماہ
جان و دل کر چکا تھا دونون فدا

مین ہون کب اپنے حال سے باہر
جامۂ عشق تن پہ مین نے سیا
حرکت مجھسے جو ہوئی اس دم
بات کرنے کی پائی کوئی نہ راہ

یہ کہکے کشتی شراب سے شیشہ و ساغر اُٹھاکر شراب گلرنگ جام بلورین مین بھرکر تضمین دے کر کہنے لگا کہ اے نازنین یہ جام محبت ہے ہمارے ہاتھ سے لے لے اسقدر تو ہماری بات مان لے اُس گلرخسار نے بناز و ادا جواب دیا کہ یہ شراب واہیات مین نہین پیتی تم ہی ایسی شراب پیو مین وہ شراب ناب پیتی ہون کہ جس کا ایک قطرہ مست و مدہوش کر دیتا ہے ساحر مذکور نے پوچھا کہ وہ شراب کیسی ہوتی ہے کہان ملتی ہے اگر معلوم ہو جائے تو مین ابھی جاکر تیرے واسطے لاؤن یا کسی سے منگواؤن نازنین نے مسکراکر اپنے سینے پر ہاتھ رکھکر اشارے سے کہا کہ دیکھو ہم ایسی شراب خالص پیتے ہین ابرباران جادو نے دیکھا کہ اُس نازنین کے بالاے سینہ درمیان دو جامہاے بلورین یا دو قمقمون نور کے یا دو مجمون لنبی کی ڈبیون کے بیچ مین ایک قلم شراب آتش رنگ کی رکھی ہے رنگ یاقوت احمر اُس کے رنگ سے شرماتا ہے ایسا ثابت ہوتا ہے کہ بیڑہ پان جو اُس نازک بدن نے کھایا ہے ایک لکیر سرخی کی سینے پر نمودار ہے ابرباران جادو نے اُس قلم شراب یاقوت رنگ کو سینۂ محبوب پر دیکھکر بہزار عاجزی و خوشامد کہا کہ اے نازنین اس قلم شراب سے ذرا سی شراب مجھے بھی اپنے

ہاتھ سے دنیا مین کبھی دیکھون کہ یہ شراب کیسا نشہ کرتی ہو مین نے بارہا شاہ طلسم زلزلہ کے میخانے
کی شراب پی ہو اکثر شاہ طلسم زلزلہ کے پینے کی شراب بھی پی ہو کہ جس کا مثل و نظیر نہین ہو نازنین نے
جواب دیا کہ اس شراب سے بہتر دنیا مین کوئی شراب نہوگی مانند اس شراب کے کسی شراب مین خوشبو
اور مزہ اور نشہ نہوگا یہ شراب شاہون کو بھی میسر نہین ہو ایک شاہان جہان سے جمشید گذرا ہو اسکو بھی
ایسی شراب ممکن نہوئی ہوگی یہ قلم شراب نہایت قیمتی ہو اس شراب کے نشے مین عجب عجب سیر چمن و
گلشن میخوار کرتا ہو ابر باران جادو نے کہا کہ واقعی یہ شراب ایسی ہی ہوگی کیونکہ قلم شراب تمہارے
پینے سے مس ہو جو کچھ اس کی تعریف کرو وہ کم ہو بیشک اس شراب ناب مین نشہ زیادہ ہوگا خوش مزہ
بھی ہوگی اسوقت تمہارے ہاتھ سے یہ شراب ہمارے پینے مین بھی آئے گی کیفیت اس شراب کے
پینے سے زیادہ تر ثابت ہوگی آج مرتبہ میرا جمشید بادشاہ سے بھی زیادہ ہو جائیگا اگر تم اپنے ہاتھ
سے یہ شراب مجھے دوگی تو وہ جام بلورین رشک جام جم ہو جائے گا مین اپنی خوبی مقدر پر جتنا فخر
کرون وہ کم ہو اب تاب ضبط نہین ہو شوق اس میخواری کا بے حد ہو جلد یہ شراب مجھے پلاؤ خود بھی
پیو نازنین مذکورہ نے اُس کے کہنے سے وہ قلم شراب اپنے سینے کے جوبن کو دکھا کر بالاے سینہ
سے نکالی پھر جام بلورین اٹھا کر تھوڑی سی شراب اُس مین سے بھر کر جام دست نازک پر رکھکر
منہ پھیر کر کہا کہ لو تمہاری خاطر سے ہم اپنے ہاتھ سے تمہین جام مے دیتے ہین ساحر مذکور نے وہ
جام دست ساقی گلفام مذکورہ سے لیکر بیک دفعہ انجام دہن سے ملا کر شراب پی بعدہ کہا کہ
اے نازنین چاہتا ہون کہ ایک جام اور اسی مے ناب کا مجھے دے نازنین مذکورہ نے اپنے
بہت سی شراب جام بلورین مین اونڈیل کر اسکو جام مے دیا اُس نے وہ جام بھی بصد خوشی
لے کر میخواری کا لطف بہت اٹھایا چونکہ وہ شراب سفوف بیہوشی آمیز تھی اور زیادہ تعداد سے
ابر باران جادو نے پی تھی حلق سے اترتے ہی اُس نے نشہ کیا ہوش و حواس اُس کے بجا نرہے
دماغ اُس کا اُس بادۂ ناب سے گرم ہوگیا تاثیر سفوف بیہوشی نے دکھائی آنکھین بہت نظر آئین
اسی حالت نشہ مین بے اختیار ہاتھ اپنا اُس نے سوے نازنین بڑھایا چاہا کہ اپنی آغوش مین کھینچکر
مدعاے دل حاصل کرے نازنین نے اُس کے ارادے سے آگاہ ہو کر اُس جگہ سے اٹھکر بظاہر
ارادہ بیرون بارگاہ جانے کا کیا ابر باران جادو فی الفور اپنی جگہ سے اٹھ کر چاہتا تھا کہ ہاتھ
نازنین مذکورہ کا پکڑے کہ یکایک اُس کے سر کو ایسی گردش ہوئی کہ وہ تیورا کر بالاے فرش
گرا گرتے ہی بیہوش ہوگیا اسوقت نازنین مذکورہ نے نعرہ کیا کہ منم خواجہ طیفور گرد پا اوتا بکار
تو مجکو نازنین سمجھے ہوئے تھا سیہ وصل کا طالب تھا سحر و ساحری مین زبردست ساحر تھا بڑا
عاقل و ہوشیار تھا مجکو نہ پہچان سکا آخر سہ سے دام مکر و فریب مین گرفتار ہوا کچھ بھی ہوشیاری
تیری تیرے بکار آمد نہوئی اوتا ہجار تو نے عجب تدبیر و حکمت سے حکیم سالوس وغیرہ کو قید کیا ہو
دیکھ تو سہی کہ تجھسے کس طرح پیش آتا ہون یہ نعرہ کرکے نکلے کی مانند سوزان زبان مین اُس کے
دے کر بعجلت تمام نذر زنبیل کیا بعدہ کُل اشیاے جو وہان موجود تھین اُن سب کو بھی اٹھا اٹھا کر
داخل زنبیل کیا اور صورت اپنی حالت اصلی پر لاکر پوشاک بھی تبدیل کرکے در بارگاہ سے نکلکر
خراماں خراماں خواجہ منکا اپنے ہوے جانب خیمۂ حفاظت مذکور چلے یہان صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ مع ڈیڑھ ہزار ساحرون کے جو جادو کی زلف سے پابزنجیر ہوئے تھے

بحرین جادو با ادب روبرو بیٹھا ہوا یہ کہہ رہا تھا کہ خواجہ کو گئے ہوئے دیر ہوئی نہیں معلوم ابرباران
جادو کو بیہوش کیا یا نہیں مجھکو اندیشہ ہے کیونکہ وہ نابکار نہایت ہوشیار ہے اگر اس نے بزور سحر دریافت
کیا تو ساری تدبیر میری ضائع وبرباد ہوجائیگی صاحبقران موصوف فرماتے تھے کہ خواجہ
طیفور گرد یا فی زمانہ عیاری و مکاری و فریب دہی مین بے مثل ہین وہ کسی نہ کسی عنوان سے
اُس نابکار کو ضرور بیہوش کرینگے بحرین جادو عرض کرتا تھا کہ آپ بجا فرماتے ہین مگر ابرباران
جادو بھی بلائے بے درمان ہے عقل کا پتلہ ہے بڑا عقیل و فہیم ہے مجھکو سخت اندیشہ ہے خواجہ تنہا گئے
ہین کسی عیار کو بھی اپنے ساتھ بضرورت عیاری نہین لے گئے ہین باعث تردد ہے اکیلے ایسے ساحر
زبردست پر کیا عیاری کرینگے کوئی عیار بھی ہمراہ اُن کے اُن کا معین نہین ہے دلسوز وغیرہ
عیارون نے جواب دیا کہ اے بحرین جادو کیا خیالات کرتے ہو خواجہ طیفور گرد یا گوہا نت دوسرے
عیار کی ایسی جگہ درکار نہین ہے اگر ابرباران جادو بلائے بے درمان ہے تو وہ بھی آفت روزگار
ہین بڑی بڑی انھون نے عیاریان کی ہین اس ساحر نابکار کی اُن کے آگے کیا حقیقت ہے تم کچھ
اندیشہ و فکر و تردد نکرو وہ ضرور اُس کو بیہوش کرکے یہان آئینگے تم ابھی خواجہ کی عیاریون
سے چندان آگاہ نہین ہو اُن کے کمالات سے بخوبی ماہر نہین ہو اگر تھوڑی دیر گذری ہے تو کچھ جائے
فکر و اندیشہ نہین ہے کہ یکایک سامنے سے خواجہ طیفور گرد یا آئے صاحبقران نے پوچھا کہو
خواجہ شیر یا بھیڑ ابرباران جادو کو بیہوش کیا یا خالی ہاتھ وہان سے چلے آئے اُس پر عیاری نکر سکے
خواجہ نے قریب آکر عرض کیا کہ آپ کے اقبال سے مین نے اُس کو اپنے دام مکر مین گرفتار کرکے
بیہوش کرکے نذر زنبیل کیا ہے بھلا مین شیر بیشہ عیاری و مکاری ہوکر بزدلی کر سکتا ہون خالی ہاتھ
بے گوہر مراد آسکتا ہون یہ سنکے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ و بحرین جادو و جملہ
عیاران ہمراہی و تمامی ساحران لشکر بحرین جادو نہایت خوش ہوئے اندیشہ و تردد دل سے
دور ہوا ہر ایک بہت مسرور ہوا چہرون پر آثار خوشی ظاہر ہوئے بحرین جادو وغیرہ نے
خواجہ کی بہت تعریف کی صاحبقران نے زنجیر اپنے پاؤن سے حالت خوشی مین دور کرکے
خواجہ سے کہا کہ ابھی ابرباران جادو کو زنبیل سے نکالو ستون خیمہ سے مضبوط اُسے باندھو
تاکہ اُس کو ہدایت کرین خواجہ نے عرض کیا کہ اے امیر باتوقیر میری تو رائے یہ ہے کہ اس ساحر
نابکار کو ہدایت نکیجیے مجھے یہ حکم دیجیے کہ زنبیل سے نکال کر قتل کر ڈالون تاکہ سحر اُس کا برطرف
ہوا ابر جو بالائے تالاب محیط ہے دفع ہو آب تالاب خشک ہو صورت مخلصی حکیم سالوس وغیرہ جملہ
ظہور مین آئے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے رائے خواجہ کی پسند نکرکے فرمایا کہ اے
خواجہ ہدایت دین اسلام کرنا ضرور ہے شاید یہ ساحر زبردست ہماری ہدایت سے مسلمان ہو بواسطہ
دین اسلام ہو تو اس سے بڑے بڑے کام نکلینگے خواجہ نے حسب الحکم ابرباران جادو کو
زنبیل سے نکال کر رسن سے چوب خیمہ مین محکم باندھا پھر فتیلہ رفع بیہوشی سنگھا کر اُسے ہوشیار
کیا اُسنے ہوشیار ہوکر اپنے تئین چوب خیمہ سے بندھے ہوئے دیکھا زبان مین اپنے سوزن پایا
سخت برہم و غضبناک ہوکر بہ نظر تند و تیز صاحبقران و بحرین جادو کو دیکھکر بہت دست و پا
اپنے ہلائے مگر چونکہ دست و پا اُس کے نہایت مضبوط رسن مستحکم سے چوب خیمہ مین بندھے ہوئے
تھے رہا ہو نسکا بہت کچھ ہاتھ پاؤن مارے آخر عاجز ہوکر سوے بحرین جادو وغیرہ دیکھنے لگا

اُسوقت صاحبقران نے ایک پرچۂ قرطاس پر اپنے ہاتھ سے یہ عبارت لکھی کہ اے ابریاران جادو
آگاہ ہوکہ زمانہ طلسم زلزلے کے ٹوٹنے کا قریب آگیا ہی ہم طلسم کشاے طلسم زلزلہ ہین دیکھ کس طور
سے ہمارے عیار وفادار نے تجکو بمکر و فریب بیہوش کرکے اسیر کیا ہی اگر تو مسلمان ہو یا مطیع
دین اسلام ہو تو ہم تجکو رہا کرین تیری خونریزی سے باز آئین رتبہ و مرتبہ تیرا زیادہ کرین اپنے
رفقا مین تجھے داخل کرین اگر مسلمان ہونے سے اور ہماری اطاعت سے انکار و سرکشی کرے گا
تو ابھی سر تیرا تیغ بران سے کاٹا جائیگا بعد لکھنے اس عبارت کے پرچہ قرطاس مذکور خواجہ
نے اُسے دکھایا اور کہا کہ اے ابریاران جادو گو یہ قلم و دوات بھی موجود ہی مگر تو اشارے
سے اس تحریر کا جواب دے اُسنے ایما و اشارہ عبارت مذکور پڑھکر جواب دیا کہ اے صاحبقران
مین نے تو سُنا تھا کہ آپ یکتاے جہان روزگار سے ہین لیکن اسوقت ثابت ہوگیا کہ بڑے بزدل ہین
باوجودیکہ مہرین جادو والیسے ساحر زبردست کے موجود ہونے کے اور ڈیڑھ ہزار جمعیت ساحران و
چند عیارون کے آپ مجھسے اسقدر خائف و ترسان ہین کہ میرے ہاتھ بھی پس پشت بندھوا دیے
ہین زبان مین سوزن گڑا دی ہی نہ تو مین ہاتھ سے کچھ لکھ سکتا ہون نہ زبان سے جواب دے سکتا ہون
اگر آپ واقعی شجیع و بہادر ہین تو مجھے رہا کرا دیجیے بعدہ مجھسے اس تحریر کا جواب لیجیے صاحبقران
نے اُس کی اس ایما و اشارے کی تقریر سے آگاہ ہوکر خواجہ سے کہا کہ اس ساحر کے دست و پا کھولدو
سوزن بھی اسکی زبان سے نکال لو ہم شیر بیشۂ شجاعت ہین خدا ہمارا معین و مددگار ہی یہ ساحر
اگر ہمسے بعد رہائی دشمنی بھی کرے گا تو ہمکو ضرر نہ پہونچا سکے گا اس کو ہماری بہادری و شجاعت
مین کلام ہو اپنی سحر و ساحری پر نازان ہی دیکھین رہا ہوکر کیا کرتا ہی اور کس طرح ہمسے بدشمنی
پیش آتا ہی خواجہ طیفور کر دیا اور مہرین جادو نے عرض کیا کہ اے صاحبقران اس کو اپنا
دشمن تصور فرمائیے ہرگز یہ مسلمان نہوگا نہ مطیع دین اسلام ہوگا نہ اطاعت آپکی اختیار کرے گا
بلکہ یقین کامل ہی کہ بدشمنی پیش آئیگا ہنوز صاحبقران نے کچھ جواب نہ دیا تھا کہ ابریاران
جادو نے جانب مہرین جادو دیکھکر بایما و اشارہ کہا کہ اے مہرین جادو مجھے تجکو یہ امید
نہ تھی افسوس ہی تجھے تیری بہادری و دلاوری سے تونے مجھے گرفتار نہ کیا بمکر و فریب مجھے
اسیر کیا کچھ تو حق دوستی اسوقت ادا کر و دشمنی تو کر چکے ہو کچھ دوستی بھی کرو مجھے رہا کرا دو پھر
جو کچھ تجھے کرنا ہی وہ صاحبقران سے کہونگا مہرین جادو نے تو اُسے کچھ اس کی تقریر کا جواب
نہ دیا مگر صاحبقران نے پھر خواجہ سے کہا کہ اے خواجہ اس کو ابھی رہا کر دو کچھ اندیشہ کسی طرح کا
نکرو ہیچ کونسا ہی کہ شجاعان جہان سے یہ بعید ہی کہ بمکر و فریب کسی حریف کو گرفتار کرین خواجہ
نے مجبور ہوکر ہاتھ اور پاؤن اُس کے رسن سے کھولنا شروع کیے مہرین جادو نے متردد ہوکر
اسباب سحر پر پھونک پڑھا اپنے ہمراہی ساحرون سے کہا کہ ہوشیار ہو جاؤ تیغ و ترنج گولے
فولادی وغیرہ اسباب سحر اپنے ہاتھون مین اٹھالو اسواسطے کہ جلد بچشکل اسباب سحر پر دم کر لو
ابریاران جادو رہا ہونے نہ پایا تھا اور جنگ ہوگا ابھی مہرین جادو اپنے لشکر کے ساحرون سے
ہم سخن تھا اور رفو چکی گولہ فولادی اٹھا کر مستعد جنگ ہوا تھا کہ ابریاران جادو قید سے
رہا ہوگیا اسوقت اُس نے اپنے ہاتھ سے اور بقول راوی دیگر صاحبقران نے اپنے ہاتھ
سے اُس کی زبان سے سوزن کو نکال لیا اور فرمایا کہ اے ابریاران جادو کہ اب کیا کہتا ہی

وہ زبان کو اپنے دہن مین لے جا کر اور جوش کر اسماے سحر زبان پر جاری کر کے مشل پر کالہ
آتش سوے فلک جا کر بصد غیظ و غضب کڑ کڑا کر مانند برق جہندہ بلندی سے بالاے سر
صاحبقران گرا بحرین جادو وغیرہ جملہ ساحرون کی آنکھون مین خیرگی ہوئی اسی حالت مین
صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے مطلق خائف نہو کر بعجلت تمام اسم اعظم الٰہی ورد زبان
کر کے خیمۂ حفاظت سے باہر قدم نکالا کہ برق مذکور پہونچکا فی الفور ببرکت اسم اعظم و معظم الٰہی
ابر باران جادو بصورت اصلی ہو کر بے حس و بیہوش کر سامنے بالاے زمین گرا اسوقت امیر کشورگیر
نے نعرہ کوہ شگاف کر کے شمشیر آبدار نیام سے کھینچکر اس طرح اُس نابکار پر لگائی کہ وہ دو ٹکڑے ہو کر
بالاے خاک تڑپنے لگا بحرین جادو وغیرہ نے بہت تعریف شجاعت و ہمت صاحبقران موصوف
کر کے عرض کیا کہ کیا جلدی آپ نے اس دشمن پر تلوار لگائی کہ گر کے سنبھل کر بھاگ بھی نہ سکا اتنی بھی
مہلت آپ نے نہ دی کہ سنبھل کر گریزان ہوتا اسی طرح خواجہ موصوف نے ثنا کی دیگر ساحرون کو حیرت
ہوئی کہ ایسے ساحر زبردست کو کس خوبی سے صاحبقران نے تہ تیغ کیا ابھی سب تعریف امیر باتوقیر
کر رہے تھے اور خوش ہو رہے تھے کہ اسیوقت ابر باران جادو تڑپ تڑپ کر مر گیا دنیا سے سوے
جہنم گیا اُس کے مرتے ہی وہ ابر جو بالاے تالاب محیط تھا دفع ہو گیا پانی بھی اُس تالاب کا اسطرح
خشک ہو گیا کہ گویا کبھی اس جگہ پانی کا نام و نشان بھی نہ تھا اندرون تالاب خاک اڑنے لگی مگر ابھی
درمیان تالاب جو میل فولادی تھا وہ بدستور نصب رہا اُسکو کچھ تغیر نہوا راوی ناقل ہے کہ بعد
مرنے ساحر زبردست مذکور کے اسقدر ہواے تند و تیز چلی اور ایسی آندھی سیاہ زور شور سے آئی کہ بڑے
بڑے درخت جڑ سے اکھڑ کر مانند خس و خاشاک کے کوسون اڑ گئے سوا اس کے ابر سیاہ بالاے
فلک پیدا ہوا اُس ابر مین برق کی سی چمک رعد کی سی آواز ظاہر ہوئی پھر سنگ باری و برف
باری ہونے لگی تاریکی محیط صحرا ہوئی وہ روز کہ وقت صبح صادق کا تھا کثرت تاریکی سے مانند
شب تاریک کے ہو گیا تا دیر علامت مرگ ساحر مذکور کی اسی طرح رہی بعدہٗ وہ ابر اور سنگ باری
و برف باری و تاریکی دور ہوئی مطلع صاف ہوا اسوقت ساحر مقتول کے پیرون نے اُسی کے
نام سے یون پکار کر بصداے دردناک کہا کہ افسوس مردیم و قتل شدیم و بمطلب خود نرسیدیم
نام ما ابر باران جادو بود بعدہٗ نالہ کنان ایک سمت چلے گئے اس اثناے مین آفتاب
عالمتاب جانب مشرق سے نمایان ہوا سب نے دیکھا کہ وہ تالاب خشک ہو گیا ہے ابر جو بالاے
تالاب محیط تھا وہ دفع ہو گیا ہے تالاب مین خاک اڑ رہی ہے لاشہ دو نیم ابر باران جادو
خاک پر پڑا ہوا ہے یہ حال دیکھکر بحرین جادو نے از حد خوش ہو کر صاحبقران سے عرض کیا
کہ اسوقت عجلت کرنے کا ہے اسوقت پوچھیے تو میری راے یہ ہے کہ بلا تامل حکیم سالوس وغیرہ کو
زندان سے رہا کیجیے دیر نہ کیجیے یقین کامل ہے کہ ابر باران جادو کے مرنے کی حکیم جالوس
وزیر اعظم بادشاہ طلسم زلزلہ کو و نیز شاہ طلسم مذکور کو خبر ہوئی وہان سے فوراً ساحران نامی
و دلاور مع لشکر ساحران یہان آجائینگے رہائی حکیم سالوس کے مانع ہو کر آمادہ فتنہ و فساد
ہونگے یا خود حکیم جالوس بصد قہر و غضب قتل ابر باران جادو سے آگاہ ہو کر یہان
آئے گا ضرور آمادہ جنگ و جدال ہوگا رہائی حکیم سالوس وغیرہ سے آپ کو باز رکھے گا لہذا
مصلحت وقت یہ ہے کہ بعجلت تمام تدبیر رہائی حکیم صاحب موصوف الصدر کیجیے صاحبقران سلطان

کیوان شکوہ نے پوچھا کہ فکر و تدبیر رہائی حکیم سالوس کیا ہی اُس نے عرض کیا کہ مین نے
قبل اسکے بھی کچھ عرض کیا تھا اب بھی جو کچھ معلوم ہی وہ عرض کرتا ہون سُنا ہی کہ زیر میل
فولادی ایک زندان تاریک ہی اُسی زندان مین حکیم سالوس مع اپنے رفقا کے اسیر ہی پس
آپ کو مناسب ہی کہ جو میل فولادی درمیان اس تالاب کے نظر آتا ہی اُس کو بقوت بازو ایک
زور مین اُکھیڑ لے ایک دہنہ نقب پیدا ہوگا اُس نقب مین جائیے گا بس زندان حکیم سالوس تک
پہونچ جائیے گا یہ کام آپ ہی سے متعلق ہے مین اس کام کو نہین کرسکتا نہ سوا آپ کے اور کوئی
شخص ساحر و غیر ساحر کر سکتا ہی کیونکہ آپ ہی طلسم کشا ہین اور بابت دریافت لوح طلسمی
رہائی حکیم صاحب ممدوح مین کوشش کر رہے ہین صاحبقران نے تدبیر رہائی حکیم سالوس
سے آگاہ ہوکر بے تامل آگے بڑھکر درمیان تالاب مذکور کے جاکر میل فولادی مذکور پر
ہاتھ رکھا اور اُس کو محکم پکڑ کر جھٹکا دے کر زور کیا تو آناً فاناً مین اُس جگہ سے اُکھاڑ کر دور پھینکدیا
بحرین جادو نے قوت صاحبقران پر نظر کرکے شادمان و حیران ہوکے بہت تعریف کی
اُسوقت دیکھنے والون نے دیکھا کہ بجرد اُکھڑنے اُس میل فولادی کے ایک تتق گرد و غبار زمین
سے بلند ہوا گویا تمام وہ صحرا گرد و غبار سے گونہ تاریک ہوگیا بعد برطرف ہونے گرد و غبار کے
غور کرکے جو سب نے دیکھا تو ایک دہنہ نقب کی مانند پیدا ہوا اُس دم بحرین جادو نے عرض کیا
کہ اے امیر باتوقیر یہ دہن نقب گویا ایک دروازہ زندان ہی آپ شجاع و بہادر ہین دلیرانہ اس
دہنہ نقب مین اپنے تئین گرا دیجیے زندان مین پہونچ جائیے گا وہان حکیم سالوس وغیرہ سے
ملیے گا جلد اُن کو رہا کرکے یہان تشریف لائیے گا دیر نہ لگائیے گا ورنہ باعث تردد و انتشار
ہوگا یہ خیرخواہ اسی جگہ حاضر رہے گا اگر حکیم جالوس یا اور کوئی ساحر نامی و نامور فرستادہ حکیم
جالوس یا شاہ طلسم زلزلہ کا بھیجا ہوا یہان آئے گا تو مین اُسے حتی الامکان روکون گا تالاب
اور دہنہ نقب تک جانے نہ دونگا اگرچہ ہنگام جنگ سحر و ساحری زخمی بھی ہونگا لیکن کبھی کسی
دشمن کو قدم آگے بڑھانے نہ دونگا تا وقتیکہ آپ حکیم سالوس کو ہمراہ لے کر یہان تشریف لائیے گا
صاحبقران نے موافق کہنے بحرین جادو کے عمل کرنا چاہا اُسوقت خواجہ طیفور کردیا عیار باوفا
نے عرض کیا کہ یہ فدوی آپ کو اس دہنہ نقب مین اکیلا جانے نہ دے گا خود بھی ساتھ چلے گا صاحبقران
نے فرمایا کہ اے خواجہ تمھارے ساتھ چلنے کی کوئی ضرورت نہین ہی ہمین کو جانے دو تم ہمارے
ساتھ نہ چلو خواجہ نے ادب تو کچھ جواب نہ دیا مگر جسوقت امیر باتوقیر بسم اللہ کہکر اُس دہنہ نقب مین
کود کے بعد ایک لمحہ کے خواجہ نے خود بھی اپنے تئین دہنہ نقب مذکور مین گرا دیا اُسوقت دونون
اشخاص موصوفین غلطان و پیچان چلے جاتے تھے بعد تھوڑی دیر کے دونون کے پانون زمین سے آشنا ہوے
اول صاحبقران نے زمین پر پہونچکر جو دیکھا تو سوا ے تاریکی کے کچھ نظر نہ آیا کیونکہ وہ زندان ایسا
تیرہ و تاریک تھا کہ اگر اسکو مثلاً قبر کافر کہیے تو بجا ہی بلکہ اُس سے بھی زیادہ تاریک تھا یا اُس زندان کو پردہ
ظلمات سے تشبیہ دیجیے یا اُس قیدخانہ تاریک کی تاریکی کو سیاہی دل کافر سے مثال دیجیے یا
سیاہی شب دیجور سے نسبت دیجیے تو درست ہی بعد تھوڑی دیر کے جب نظر قائم ہوئی غور کرکے
جو دیکھا تو صاحبقران کو معلوم ہوا کہ تہخانہ نہایت مستحکم و پختہ ہی اندر اُس کے کئی درجے ہین
ہر ایک درجہ وسیع ہی تہخانہ بھی بہت وسیع ہی ابھی صاحبقران موصوف تہخانے کو دیکھ رہے تھے

کہ خواجہ طیفور گردپا بھی عقب صاحبقران پہونچے جب امیر با توقیر آگے روانہ ہوئے خواجہ بھی
پیچھے پیچھے ہو چلے بعد قطع راہ تیرہ و تاریک صاحبقران نے دیکھا کہ ایک درجہ مین چار شخص نہایت
ناتوان و لاغر لباس کثیف بر رنگ خاک پہنے ہوئے سر جھکائے ہوئے بیٹھے ہین سراپا طوق و سلاسل
مین گرفتار ہین اُس کے مقابل مین جو دوسرا درجہ ہے اُس مین ایک مرد نحیف الجثہ چادر اوڑھے
ہوئے سو رہا ہے خواب ایسا اُس پر غالب ہے کہ گویا بیہوش و بدہوش پڑا ہوا ہے وہ شخص بھی
سلاسل و مطوق ہے بمجرد دیکھنے قیدیان مذکور کے صاحبقران نے اپنے دل مین شکر خدا کیا
اور کہا کہ ظاہرا یہ چار شخص رفقائے حکیم سالوس ہین اور وہ جو شخص سو رہا ہے غالبا حکیم سالوس
ہے یہ باتین دل مین کر کے آگے بڑھے جب قریب ان قیدیون کے پہونچے پاؤن کی آہٹ سے
اُن چارون نے سر اپنے زانوئے غم سے اٹھا کر دیکھا اُن مین سے ایک شخص نے صاحبقران
کو دیکھ کر با آواز نحیف کہا کہ انا للہ و انا الیہ راجعون بعد کو اپنے اُن ہمنشینون سے مخاطب ہو کر کہا
کہ کیا ہو تم سب ہمارے اسلام و ایمان کے شاہد رہنا کیونکہ کلمہ شہادتین اپنی زبان پر جاری کیا
اُن تینون قیدیون نے پوچھا کہ آج کیا باعث ہے کہ تم ایسے کلمات حسرت آیات اپنی زبان پر جاری
کر رہے ہو اُس نے با آواز ضعیف جواب دیا کہ شکر ہے خداوند عالم کا کہ آج اُس نے ہمکو قید مصیبت
و تکلیفات سے رہا کیا ہمارے حال پر رحم کیا تم بھی سجدہ شکر خدا کرو کہ اس زندان میں ہم مین
ترا لگا ملک الموت کا گذر ہوا ہے سوا اُس کے یہان کون آسکتا ہے کس مین اتنی قوت و طاقت ہے
کہ یہان قدم رکھ سکے کوئی دوست تو ہمارا یہان آ نہین سکتا ہے جو یہان آکر رہا کرے
حکیم صاحب سے ایک روز سنا تھا کہ اس زندان مین طلسم کشا سے طلسم زلزلہ آئے گا وہی ہمکو
رہا کرے گا گو ہمنے حکیم صاحب سے یہ خوشخبری سنی تھی مگر نہین معلوم کب طلسم کشا یہان آئے گا
ہمارے نزدیک تو گذر بھی طلسم کشا کا نہو گا نہ یہ جو ہو گا وہ کسی وقت و زمانے مین ہو گا
بالفعل تو اس زندان مین قابض ارواح کا گذر ہوا ہے سبب نہین کہ ہمارے ہی قبض روح کو آئے
ہون یا ہم مین سے کسی ایک کی قبض روح کے واسطے یہان ملک الموت نے قدم رنجہ کیا ہے تم سب بھی
دیکھ لو وہ ادھر آئے ہین پس ہم بھی خوش ہین تم سب بھی خوش ہو کر کلمہ شہادتین اپنی زبانون پر جاری
کر لو اپنے گناہان کبیرہ و صغیرہ سے توبہ کر لو تاکہ دنیا سے ثابت قدم ہو کر سفر اختیار کرو کہ
یہان بعد چند ماہ کی قید کے ملک الموت تشریف لایا الحمد للہ اب قید حیات سے رہا ہو جائینگے
اور جو مصائب اٹھائے تھے وہ اٹھا چکے آئندہ اس زندان کے مصائب سے فرصت و فراغت
حاصل ہو جائے گی یہ اسلئے کہ وہ شخص جو مدہوش سوا ہوا تھا ہمنشینون تینون قیدی اُس کے کہنے سے بغور
دیکھ کر کہنے لگے کہ اے برادر تمنے سچ کہا تمہارا ایسی کوئی صاحب اسی طرف چلے آتے ہین نہین معلوم
کون ہین یا تو بقول تمہارے ملک الموت ہین یا کوئی ہمارا ہی یا کوئی فرد بشر ہین مگر بقول تمہارے
یہ تو وہ زندان ہے کہ اس زندان مین بجز ہم اسیرون کے کوئی قدم رکھتا ہی نہین نہ کوئی اس زندان
مین آسکتا ہے کیونکہ محافظ اس زندان کا جانب حکیم سالوس شاہ طلسم زلزلہ سے ابر باران جادو
زوجین ہے جس نے ہمین قید کیا ہے وہ ایسا زبردست ساحر ہے کہ اس کے سحر کو کوئی ساحر دفع نہین کر سکتا
بجز طلسم کشا بغیر اُس کے قتل کئے یہان کب آسکتا ہے اور ساحر مذکور کا قتل کرنا کوئی کار سہل
نہین ہے بہت دشوار ہے ہان اگر ہمارے مقدر مین رہائی ہے تو بقول حکیم صاحب اس زندان سے

ایک روز رہا ہونگے ورنہ اسی قیدخانے مین مرجائینگے کسی کو خبر بھی ہمارے مرنے کی
نہوگی نہ کوئی ہمارے غم مین غمگین ہوگا بلکہ بسبب ہمارے دشمنون کو ہمارے مرنے کی آگاہی ہوگی
تو وہ خوش ہونگے ہنوز وہ چارون قیدی باہم بآواز نحیف و ضعیف یہ باتین کررہے تھے
اور کلمۂ شہادتین اپنی زبانون پر جاری کررہے تھے کہ صاحبقران نے اُن کے قریب تر
جاکے اُن پر سلام کیا اُنھون نے خائف ہوکر جواب سلام دیا صاحبقران نے ان سے پوچھا
کہ تم کب سے یہان اسیر ہو اور تم مین حکیم ساؤس کون ہی اُنھون نے جواب دیا کہ پہلے آپ
یہ فرمائیے کہ آپ کون صاحب ہین جو ایسے زندان تیرہ و تار مین کیون آئے ہین یہان آنے سے
کیا مطلب ہی یہ زندان تو مخصوص ہم قیدیون کے رہنے کی جگہ ہی ہم سب اس محبس تیرہ و تار رکھے ہین
گیا ہین گویا زندہ درگور ہین خداوند عالم اب کسی کو اس قیدخانے مین نہ لائے آپ کا یہان آنا تعجب کی
آپ بنی جان سے ہین یا بنی آدم سے ہین یا فرشتون سے ہین اگر آپ ملک الموت ہین تو بسم اللہ قبض
ارواح کیجیے ہمکو قید ہستی سے رہا کرکے زندان کلفت سے آزاد کیجیے ہر ایک فرد بشر کو اپنے مرنے کا
ملال ہوتا ہی ہم ایسے قیدی ہین کہ ہمین اپنے مرجانے کی خوشی ہوگی صاحبقران سلطان کیوان شکوہ
نے ان کی تقریر سنکے اُن کے حال پر بہت افسوس کرکے فرمایا آگاہ ہو کہ ہم نہ کوئی جان سے ہین نہ
ملائکہ سے ہین بنی آدم ہین واسطے تم سب کی رہائی کے یہان آئے ہین خاص و نام ہمکو صاحبقران
بن صاحبقران بن صاحبقران بہروز صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کہتے ہین اگر خداوند عالم
نے چاہا تو ہم طلسم زلزلہ کو فتح کرینگے حکیم ساؤس سے لوح طلسم زلزلہ کو دریافت کرنا بھی مطلوب ہی
اُن چارون اشخاص نے خوش ہوکر کہا کہ الحمد للہ کہ جو حکیم صاحب نے ہمسے کہا تھا اُس کا ظہور ہوا
ایک روز حکیم صاحب نے اسی زندان مین ہمسے کہا تھا کہ زمانہ طلسم زلزلہ کے ٹوٹنے کا نزدیک آگیا ہی
غالبا اس زندان مین طلسم کشا سے طلسم زلزلہ کا گذر ہوگا یہ فرماکر بہت بہت سی گولیان ادویہ کی
ہمین دے کر خدا سے اُنھون نے دعا کی تھی کہ ہمیر اُسوقت تک خواب کو غالب کر جب تک طلسم کشا
اس زندان مین قدم رکھے جب وہ ہمین جگائے جب ہی ہم بیدار ہون پس اُن کی دعا کو حق تعالی
نے مستجاب کیا ہی اُس روز سے وہ اب تک سورہے ہین دیکھیے اُس درجے مین آرام پذیر ہین
وہی گولیان عطیہ حکیم صاحب موصوف ہم چارون شخص موافق تعداد کے روز کھالیتے تھے
اُن کی تاثیر سے نہ تو ہمکو بھوک معلوم ہوتی تھی نہ پیاس ابھی تک تھوڑی گولیان ہم سب کے پاس
موجود ہین قاعدہ ہی کہ قیدیون کو بھی آب و طعام دیتے ہین لیکن ہم سب ایسے قیدی ہین کہ
جب سے قید ہوے ہین آج تک آب و طعام کی ہمنے شکل و صورت بھی نہین دیکھی ہی نہ ہوا آنا یہان
گذر ہی آج تک صرف قدرت خدا سے زندہ ہین آپ نے ہم سب پر احسان کیا کہ ہماری رہائی
کے واسطے یہان آئے مگر ہمکو حیرت ہی کہ ابرباران جادو جو نگہبان ہمارا تھا اُس نے آپ کو
نہین روکا صاحبقران نے جواب دیا کہ ہمنے عنایت و مدد خدا سے ابرباران جادو کو تہ تیغ
کیا ہی سحر اُس کا دور ہوگیا ہی یہ سنکے رفقاے حکیم صاحب ممدوح خوش ہوے صاحبقران کے
حق مین دست بدعا ہوے پھر بمشکل براے تعظیم اُٹھکر عرض کرنے لگے کہ اس فرش خاک پر
اگر مناسب ہو اور خلاف شان والا نہو تو تشریف رکھیے اور ہماری اس بے ادبی کو معاف
فرمائیے کہ پہلے ہمنے آپکی تعظیم و تکریم نہ کی کیونکہ ہم آپ سے ناواقف تھے صاحبقران نے

اُن کو نہایت نحیف و زار لائق کھڑے ہونے کے نہ دیکھکر فرمایا کہ آپ سب صاحب اب ہماری
تعظیم نکریں بیٹھ جائیں پاؤن آپکے کانپ رہے ہیں اندیشہ قوی گر پڑنے کا ہی ہم کو اتنی فرصت
نہیں ہی کہ آپکے پاس بیٹھیں ہمکو حکیم صاحب کو بیدار کرکے اس زندان سے مع آپکے
جلد بیرون قید خانہ جانا منظور ہی مبادا شاہ طلسم زلزلہ کو ابر باران جادو کے قتل ہوجانیکی
خبر ہوجائے اور وہ فوج ساحران اس طرف روانہ کرے تو آپ سب صاحبوں کی رہائی مین مشکل و
دشواری ہوگی یہ سنکے وہ چارون شخص بھر اگر بمشکل تمام بیٹھ گئے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ
دوسرے درجے کی طرف بڑھے جب اُس درجے مین پہونچے دیکھا کر زیر چادر حکیم صاحب موصوف
سو رہے ہین مگر ایسے نحیف و ناتوان ہین کہ بجز چادر کے یہ نہین معلوم ہوتا ہی کہ نیچے چادر کے کوئی شخص
بھی ہی صاحبقران نے بالین پر حکیم صاحب بیٹھکر آہستہ آہستہ دو چار مرتبہ پکارا کہ حکیم صاحب
خواب سے بیدار ہوجیے مدت قید منقضی ہوئی زمانہ رہائی آگیا جب آواز صاحبقران گوش حکیم صاحب
مین پہونچی خواب غفلت سے بیدار ہوکے بمشکل اٹھے اور چہرہ صاحبقران پر نظر کرکے بغور دیکھا
صاحبقران نے موافق قاعدہ اہل اسلام سلام کیا حکیم صاحب نے جواب سلام دیکر پوچھا کہ
کیا آپ ہی صاحبقران سلطان کیوان شکوہ ہین فتاح طلسم زلزلہ آپ ہی ہین امیر یا توقیر نے
فرمایا کہ ہان عبد ذلیل رب جلیل مین ہی ہون میرا ہی نام صاحبقران سلطان کیوان شکوہ ہی
یہ سنکے حکیم سالوس نے خوش ہوکر کہا کہ مرحبا جزاک اللہ آپ نے بڑے عزم پر کمر باندھی ہی طلسم زلزلہ
کے فتح کرنے کا ارادہ کیا ہی ہمین اپنے علم رمل وغیرہ علوم سے دریافت ہوا ہی کہ آپ ہی برباد و شکست کنندہ
طلسم زلزلہ اور حاصل کنندہ لوح طلسم زلزلہ ہین ہماری رہائی کی بابت آپ نے کوشش کی خداوند کریم اس
کار خیر کی آپ کو کونین مین جزا دے ہمکو جو کچھ بمقدمہ لوح طلسم زلزلہ معلوم ہوا ہی آپکو آگاہ کردینگے
اور بربادی طلسم زلزلہ مین ہم آپکی شرکت بھی کرینگے ہم پہلے بھی پوشیدہ طور سے مسلمان تھے اور
اب ظاہرا طور سے مسلمان ہین یہ کہکے کلمہ شہادتین اپنی زبان پر جاری کیا پھر صاحبقران کی ہمت
و شجاعت کی تعریف کی امیر با توقیر نے ارشاد کیا کہ مین تو ایک ادنی بندہ خدا ہون قابل تعریف و ثنا
نہین ہون یہ کہکے فرمایا کہ اب یہان سے بیرون زندان سحر رشتہ کے جلد تشریف لے چلیے تا خیر نفرمایئے
حکیم صاحب موصوف بمجرد سننے اس کلام کے بمشکل تمام کثرت ضعف و نقاہت سے اٹھے اتنی
دیر مین خواجہ طیفور گرد یا بھی آگئے انھون نے بازو حکیم صاحب موصوف کا پکڑا پھر اُن کے رفقاے
مذکور کو بھی ہمراہ لیا بعد اُس جگہ سے بصد مشکل و تدبیر حکیم صاحب وغیرہ کو خواجہ و صاحبقران
باہر لائے بحرین جادو منتظر تھا دیر جو ہوئی تھی متردد تھا دل مین کہتا تھا کہ ابھی تک صاحبقران
مع حکیم صاحب وغیرہ کے نہین آئے ہین اندیشہ ہی کہ ابر باران جادو مارا گیا ہی اگر اُس کے قتل
ہونے کی خبر شاہ طلسم زلزلہ یا حکیم جالوس کو ہوگی تو غضب ہوجائیگا ساحران نامی کو مع ساحران
وغیر ساحران شاہ طلسم زلزلہ روانہ کریگا وہ یہان آکر رہائی حکیم سالوس ہرگز نہ چاہینگے جنگ عظیم
بھی ہوگی نہین معلوم ایسی صورت مین انجام کیا ہو ہنوز یہ خیالات کر رہا تھا کہ صاحبقران موصوف
و خواجہ طیفور گرد پا و حکیم سالوس وغیرہ کو اپنی طرف آتے دیکھکر بہت خوش ہوکر برائے استقبال
صاحبقران موصوف و حکیم سالوس وغیرہ آگے بڑھا بعد قطع راہ استقبال کرکے اپنی خیمہ
حفاظت مین لایا صاحبقران سلطان کیوان شکوہ و حکیم سالوس وغیرہ علی قدر مراتب بیٹھے

بحرین جادو نے بھی حکم صاحبقران سے بیٹھکر بعد ایک لمحہ کے عرض کیا کہ مقام شکر و جائے خوشی و خرمی ہے کہ آپ نے اس کار سخت و مشکل پر جو کمر ہمت باندھی تھی انجام اسکا اچھا ہوا جو آرزو سے دلی تھی بر آئی جناب حکیم صاحب وغیرہ کی رہائی ہوئی ابریاران جادو قتل ہوا لیکن اب یہ خوف ہے کہ اگر شاہ طلسم زلزلہ کو خبر قتل ابریاران جادو پہونچے گی تو غضبناک ہوکر یہاں ساحران نامی کو مع سپاہ کثیر روانہ کریگا حکیم صاحب موصوف نے جواب دیا کہ کچھ خطرہ نہ کرو شاہ طلسم زلزلہ سے نہ ڈرو اب وہ ہمکو کسی ساحر سے اسیر نہین کرا سکتا ہمکو تو ہمارے بھائی حکیم جالوس نے حالت غفلت مین اسیر کیا تھا اب اسکی کیا مجال کہ ہمین اسیر کر سکے کیونکہ اب ہم ہوشیار رہینگے اسیطرح صاحبقران نے فرمایا کہ اگر خبر قتل ابریاران جادو حکیم جالوس یا شاہ طلسم زلزلہ کو فی الحال ہو جائیگی تو کیا اندیشہ ہے خدا وند عالم معین و مددگار ہے یہ فرماکر حسب رائے بحرین جادو وغیرہ صاحبقران نے اس جگہ سے کوچ کرنے کا عزم کیا سب ہمراہی چلنے پر آمادہ ہوے حکیم صاحب موصوف سے کہا گیا کہ اب آپ بھی یہان سے سوے لشکر اہل اسلام چلیے اپنے شہر کو جایئے مبادا پھر آپکے بھائی آپسے بعناد پیش آئین حکیم صاحب نے جواب دیا کہ اے صاحبقران کشورستان بالفعل تو ہمین شہر جالوسیہ جانا ضرور ہے کیونکہ اپنے اہل و عیال سے ملنا ہے اور تمامی مردمان شہر جالوسیہ کو مسلمان کرنا بھی مقصود ہے سوا اس کے اور بھی کچھ فکرین اور تدبیرین بابت حصول لوح طلسمی کرنا منظور ہین لہذا آپ اپنے لشکر مین جایئے انشاء اللہ تعالی بشرط حیات مستعار بعد انصرام امور مرجوعہ آپکے لشکر مین ضرور آئینگے جہان تک ممکن ہوگا جلد آئین گے ہمارے آنے کا انتظار کیجیے گا بغیر ہمارے آنے کوئی فکر و تدبیر حصول لوح طلسمی وغیرہ نہ کیجیے گا ہم آکر داخل لشکر اہل اسلام ہوکر تدابیر حصول لوح طلسمی و نشان لوح طلسم زلزلہ بتائینگے آپنے جیسے نیکی کی ہے ہم بھی ہو نیکی پیش آئینگے بر باد دی و شکستگی دنیا ہی طلسم زلزلہ مین تمرکیا آپکے ہونگے تدابیر فتح طلسم مذکور بھی بتائینگے ہماری شرکت آپکے بہت مفید ہوگی یہ کہکر خاموش ہوے اسوقت صاحبقران نے جواب دیا کہ انشاء اللہ آپکے ارشاد کے موافق عمل کیا جائیگا بغیر آپکی راے کے کوئی کام بابت فتح طلسم زلزلہ نہ کیا جائیگا مگر جہان تک ممکن ہو جلد تشریف لائیے گا تا خیر نفرمائیے گا حکیم صاحب موصوف نے کہا کہ انشاء اللہ تعالی بہت جلد ہم آئینگے صاحبقران نے تقریر حکیم صاحب موصوف سنکے مطمئن ہوکے بوجہ اشتہاے طعام کے خاصہ طلب کیا ملازمون نے حسب قاعدہ دسترخوان پر انواع و اقسام کے طعام لذیذ اور خوش ذائقہ ظروف مین لاکر رکھے پھر صاحبقران کشورستان نے حکیم صاحب و رفقاے حکیم صاحب کو بھی شریک طعام کیا بعد اکل و شرب سامان سفر تو ہو ہی رہا تھا اس جگہ سے کوچ کیا حکیم صاحب و رفقاے حکیم صاحب بھی بسواری اشتر و اسپ ہمراہ صاحبقران وہان سے چلے اثناے راہ مین دوراہا ملا حکیم صاحب اپنے شہر کی جانب مع اپنے رفقا کے روانہ ہوے بعد قطع راہ اپنے شہر مین داخل ہوے مردمان شہر کو ان کے آنے کی از حد خوشی ہوئی اکابر شہر نے ان کا استقبال کیا بعدہ ان کو بعزت تمام تا در دولت لائے حکیم صاحب اپنی محلسرا پر پہونچکر سواری سے اترکر داخل محلسرا ہوے اپنے اہل و عیال سے ملے تمام حال اپنی رہائی کا بیان کیا اہل و عیال وغیرہ جملہ عورتین محلسرا کی شاد و خرم ہوئین اسی طرح جملہ ساکنان شہر شاد و خرم ہوئے

اُن کے آنے سے شہر مین دوبارہ رونق ہوئی تمام رعایا نے سامان عیش وعشرت کا کیا شہر مین
چراغان ہوا نوبت ونقارے اس خوشی مین جابجا بجنے لگے کئی روز تک اہل شہر نے خوشی کی
ایک روز حکیم سالوس نے تخت حکومت پر جلوس کرکے جملہ اہل دربار کو جمع کرکے حکم دیا کہ سب
ساکنان شہر خدا پرست ہون دین اسلام اختیار کرین حسب الحکم جملہ اعلیٰ وادنیٰ نے حکم حکیم صاحب
کی تعمیل کی مساجد کی بنا ڈالی گئی معبد قدیم آبائی اپنے اہل شہر نے منہدم کرائے بعد اسلام آباد
ہونے شہر مذکور کے حکیم صاحب موصوف اُن تدابیر مین مصروف ہوے جو تدبیرین اُن کو کرنا
منظور تھین اور جو مفید مطلب صاحبقران کشورستان کے تھین حکیم صاحب تو مصروف تدابیر
حسب دلخواہ ہین ان کو اسی حال مین چھوڑا جاتا ہی آئندہ حال ان کا بیان کیا جائیگا مگر اب
حال صاحبقران کشورستان کا لکھا جاتا ہی کہ جب حکیم صاحب موصوف اثنائے راہ سے
رخصت ہوکر اپنے شہر کی طرف روانہ ہوے تھے صاحبقران اپنے لشکر ظفر اثر کی طرف مع
بحرین جادو وخواجہ طیفور کردیا وغیرہ روانہ ہوے بعد قطع راہ بعید اپنے لشکر کے قریب پہونچے
لشکر کے ہرکارون نے خبر تشریف آوری صاحبقران سلطان کیوان شکوہ سے آگاہ ہوکر
بصد عجلت اپنے لشکر مین جاکر شاہان ہفت ملک وجملہ سرداران لشکر فیروزی اثر کو خبر تشریف آوری
امیر باتوقیر دی تمامی سرداران سپاہ وجملہ شاہ وشہریار وکوکب انجم حصاری خبر مذکور سنکے شادان
ہوکے فی الفور مع سپاہ گران بہزار خوشی وخرمی براے استقبال صاحبقران ذی وقار روانہ
ہوے بعد قطع راہ استقبال کرکے لشکر فیروزی اثر مین لائے امیر باتوقیر داخل بارگاہ ہوے
دوسرے روز صاحبقران نے دربار کیا تمامی سرداران لشکر وجملہ شاہ وشہریار وکوکب
انجم حصاری حاضر دربار ہوے ہر ایک علی قدر مراتب بیٹھا امیر باتوقیر اپنے دنگل شوکت
پر رونق افزا ہوے کوکب انجم حصاری وغیرہ جملہ سرداران لشکر نے با ادب پوچھا ارشاد
ہو کہ حکیم سالوس برادر حکیم جالوس کو آپ نے رہا کیا یا نہین اور اس نے نشان لوح طلسم
زلزلہ آپ کو بتایا یا نہین ہم سب امیدوار ہین کہ یہان سے جاکر جو واردات پیش آئے ہون اُن کو بطور
اختصار بیان فرمایئے تاکہ ہم سب خیرخواہون کو خوشی حاصل ہو امیر باتوقیر نے جو کچھ حالات
گذرے تھے بیان کیے ابر باران جادو کا قتل کرنا حکیم سالوس وغیرہ کا رہا کرنا پھر اُن کا اپنے
شہر جانا پھر اقرار لوح طلسم زلزلہ کے بتانے کا اور اس شہر مین جانے کا ظاہر کیا ہر ایک نے سنکے خوش
ہوکر تعریف ہمت وشجاعت صاحبقران سلطان کیوان شکوہ بہت کی بعد اس کے امیر باتوقیر
نے دریافت کیا کہ بعد ہمارے جانے کے یہان تو کوئی واقعہ کسی طرح کا نہین ہوا خیروعافیت
سے ہمارا لشکر یہان فروکش رہا سب نے عرض کیا کہ فضل خدا شامل حال رہا کوئی واقعہ درپیش
نہین ہوا امیر باتوقیر بھی یہ خوشخبری سنکے شکر خدا کرکے خوش ہوے بعد ازان اپنے لشکر مین شب وروز
براحت وآرام بسر کرنے لگے اور انتظار تشریف لانے حکیم سالوس کا کرنے لگے ان کو تو انتظار
حکیم صاحب موصوف مین چھوڑا جاتا ہی اور اب حال حکیم جالوس وشاہ طلسم زلزلہ وحکیم سالوس
کا بیان کیا جاتا ہی کہ جن دنون مین صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے ہمراہ بحرین جادو
کے جاکر صحراے ہولناک مین ابر باران جادو کو قتل کیا تھا اور حکیم سالوس کو قید خانے سے
رہا کیا تھا حکیم جالوس دستور معظم بحکم شہنشاہ ساحران یعنی حاکم طلسم زلزلہ کے اپنے مکان

مسکوئہ مین کہ اندر طلسم زلزلہ کے واقع ہی داخل ہوا تھا چونکہ حکیم جالوس مرد عاقل وانجام بین
وکارگذار وخیر خواہ حاکم طلسم زلزلہ کا ہی بعد اسیر کرنے اپنے برادر حکیم سالوس کے اُس نے
بجائے خود خیال کیا تھا کہ ایسی کوئی تدبیر کرنا چاہیے کہ جس سے ہر وقت اپنے بھائی کی اسیری اور
ابر باران جادو کی خیریت دریافت ہوتی رہے تا باعث اطمینان خاطر اندیشہ ناک ہوا کرے یہ
خیال کرکے اس نے ایک گلدستہ اپنے سحر سے حیات ابر باران جادو محافظ ونگہبان حکیم
سالوس کا بنا کر اپنی خواب گاہ مین روبرو اپنے رکھا تھا صبح وشام اور جس وقت چاہتا تھا اُسکو
دیکھ لیا کرتا تھا اُس گلدستے کی تروتازگی وشادابی پر نظر کرکے سمجھ جاتا تھا کہ ابر باران جادو
بقید حیات ہی اور بھائی میرا اُس کی حفاظت وحراست مین اسیر زندان ہی غرضکہ دید تروتازگی وشگفتگی
گلدستہ مذکور باعث اطمینان خاطر وشگفتگی غنچہ دل ہوا کرتی تھی اور بجائے خود حکیم جالوس اپنی
عقل وفہم پر فخر وناز سے یہ خیال کیا کرتا تھا کہ مین نے خیرخواہی مین اپنے بادشاہ کی اپنے بھائی کو کہ رازدار
لوح طلسمی تھا قید کرلیا ہی اور حکم شاہ طلسم زلزلہ سے ابر باران جادو نے اُس کو ایک ایسے صحراے
وحشت ناک وہولناک مین ایسی تدبیر سے قید کیا ہی کہ کوئی شخص میرے بھائی کو رہا نہین کرسکتا ہی
بلکہ تالاب مین بھی قدم نہین رکھ سکتا ہی طلسم کشاے طلسم زلزلہ بھی آب تالاب مین نہین جاسکتا ہی
ابر باران جادو ایسا زبردست ساحر اُس کی حفاظت صبح وشام ہر وقت وہر ساعت کررہا ہی سحر
اُس کا ایسا ہی کہ کوئی ساحر زبردست بھی اُس کے سحر کو دفع نہین کرسکتا ہی بلکہ کوئی اُس صحرا مین
بھی قدم نہین رکھ سکتا ہی نہ کسی کو سواے میرے اور شہنشاہ کے مقام قیدخانہ حکیم سالوس
سے آگاہی ہی پس جب تک بھائی میرا کہ رازدار لوح طلسم زلزلہ ہی رہا نہوگا یہ طلسم کبھی فتح نہ ہوگا
اور لوح طلسمی بھی ایسی جگہ رکھی ہی کہ وہان بھی پہونچنا دشوار تر ہی بلکہ ناممکن ہی اگر طلسم کشاے
طلسم زلزلہ بھی پیدا ہوگا تو کیا کرے گا جب اُس کو نشان لوح طلسمی نہ معلوم ہوگا اور لوح طلسم زلزلہ
دستیاب نہوگی تو اس طلسم زلزلہ کو کیونکر فتح کرے گا الحاصل حسب قاعدہ دستور حکیم جالوس
نے اپنے مکان مین داخل ہوکر اپنی خواب گاہ مین جاکر گلدستہ مذکور پر نظر کی تو دیکھا وہ گلدستہ پژمردہ
وخشک ہوگیا ہی بلکہ جل گیا ہی یہ رنگ گلدستہ دیکھتے ہی رنگ رخ اُڑ گیا دل کو یقین کامل ہوگیا کہ
ابر باران جادو مارا گیا ہی گلدستہ اُس کی حیات کا جل گیا ہی اُسی وقت بیتاب وبیقرار ہوکے ازحد
متردد ہوکے اپنے سحر سے یہ بھی دریافت کیا کہ بھائی میرا زندان مین اسیر ہی یا نہین معلوم ہوا کہ
صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے اُس صحرا مین جاکر ابر باران جادو کو تیغ آبدار سے قتل
کرکے حکیم سالوس کو زندان سے رہا کیا ہی حکیم سالوس اپنے شہر مین رہا ہوکر گیا ہی صاحبقران
فتاح طلسم کشاے زلزلہ سے نشان لوح طلسم زلزلہ کے بتانے کا اقرار کیا ہی ابھی تک نشان لوح
مذکور نہین بتایا ہی جب یہ حال تمام وکمال پتلہ سحر نے کاغذ پر لکھ دیا اور حکیم جالوس نے اُس کاغذ کو
اُٹھا کر حرف بحرف پڑھا نہایت صدمہ وتردد ہوا اپنے برادر کی رہائی سے متحیر ہوکے صدمہ بیحد وانتہا
کرکے اُسی وقت حواس باختہ وپریشان خاطر خدمت شاہ طلسم زلزلہ مین گیا اور تمام حال جو اپنے
پتلہ سحر کی تحریر سے معلوم ہوا تھا شاہ طلسم زلزلہ سے عرض کیا ملہو سرمست جادو حاکم طلسم زلزلہ
نے تخلیے مین حکیم جالوس سے کہا کہ اے دستور معظم من بڑا غضب ہوا کہ رسائی طلسم کشا کی مقام زندان
حکیم سالوس تک ہوگئی نہین معلوم کس نے اُس کو نشان زندان مذکور بتایا اور اُس نے ابر باران جادو

کو نہین معلوم کیونکر قتل کر سکے تمھارے بھائی حکیم سالوس کو زندان سے رہا کیا اب وہ طلسم کشا کو
نشان لوح طلسمی بتاے گا طلسم کشا بعد حصول لوح طلسمی حسب ہدایت لوح مذکور ہمارے اس طلسم کو فتح
کرنا شروع کرے گا حکیم جالوس نے عرض کیا کہ جو ہونا تھا وہ تو ہوا اگر حضور اطمینان رکھین یہ نمکخوار و خیرخواہ
کوئی ایسی معقول تدبیر کرے گا کہ جس سے تردد شہنشاہ فلک بارگاہ دفع ہو جائے گا یہ عرض کرکے
اجازت اپنے شہر کو جانے کی حاصل کرکے اسی وقت اپنے شہر کی طرف روانہ ہوا اثنائے راہ مین
سوچا کہ کوئی تدبیر ایسی کرنا چاہیے کہ اپنے بھائی حکیم سالوس پر غالب ہون بعد فکر بسیار ایک تدبیر ایسی
ذہن مین آئی کہ خود ہی اپنی عقل و فہم و فراست پر نازان ہو کر ثناخوان ہوا غرضکہ بعد قطع راہ شہر جالوسیہ
مین پہونچکر دیکھا کہ مردمان شہر نے جابجا مساجد بنانا شروع کی ہین اکثر ساکنان شہر کو نماز پڑھتے اور اذان
کہتے ہوئے دیکھا سمجھا کہ برادر سالوس نے ساکنان شہر کو مسلمان کیا ہے یہ سمجھکر زیادہ تر اپنے بھائی کا
دشمن ہوا لیکن غصے کو ضبط کرکے دار العمارت شاہی مین آیا دیکھا کہ حکیم سالوس بعد ادائے نماز مغرب
مصلے پر بیٹھا ہوا اوراد و وظائف مین مصروف ہے جب وہ اوراد و وظائف سے فارغ ہوا روبرو اسکے
جاکر اسنے سلام کیا اور کہا کہ خوشا حال اے برادر ذیجاہ و ذی وقار کہ آپ عبادت پروردگار عالم
کرتے ہین حکیم سالوس نے جواب سلام دے کر پوچھا کہ اے برادر فی الحال یہان آنے کا کیا سبب ہوا
کیا اب پھر ہماری گرفتاری کے واسطے آئے ہو ایک مرتبہ تو غفلت مین ہمین اسیر کرکے داخل زندان
بلا کر چکے ہو حکیم جالوس نے بصد عجز و انکسار نادم و منفعل ہو کے کہا کہ اے برادر عالی وقار واقعی
مین خطا کار و گنہگار ہون مجھسے حرکت نالائق و نامناسب ظہور مین آئی قابل سزا و نفرین ہون محض
برائے خوشنودی شہنشاہ ساحران یعنی ہود سرمست جادو حاکم طلسم زلزلہ کے مین نے آپکو بے خطا
و قصور بحالت غفلت مین اسیر کیا تھا سخت نادانی و بیوقوفی کی تھی واسطے حصول دنیا کے ظلم و جفا
آپ پر کی تھی اُس کی ندامت اب تک ہے چاہتا ہون کہ حال میرا بگوش دل سُنکے و دروغ نہ جان کے
میری خطا کو عفو فرمائیے حکیم سالوس نے استفسار حال کیا حکیم جالوس نے اسطرح اظہار کیا کہ
پرسون ہنگام شب مین نے بعد آنے دربار شاہ طلسم زلزلہ سے اپنے مکان مسکونہ مین طعام تناول
کیا تھا آب سرد و شیرین پیا تھا بعد اکل و شرب خواب مجھپر غالب ہوا تھا فرش خواب پر جاکر آرام پذیر
ہوا تھا عالم خواب مین مین نے دیکھا تھا کہ ایک میدان نہایت وسیع مین میرا گذر ہوا ہے بکثرت
مردم اُس میدان مین جمع ہین کہ اُن کا شمار نہین ہو سکتا ہے ہر ایک شخص اپنے حال مین مبتلا ہے مین بھی
انھین لوگون مین جاکر کھڑے ہو کر ادھر اُدھر دیکھنے لگا یکایک ایک طرف جو دیکھا تو ایک باغ پر بہار
ایسا نظر آیا کہ جس کی تعریف مین میری زبان قاصر ہے اُس باغ کے گلون کی بہار اور رنگ و بو و تازگی
و شگفتگی کی تعریف نہین ہو سکتی ہے ایسے خوشبودار وہ پھول انواع و اقسام کے تھے کہ جنکی خوشبو سے
دماغ میرا معطر ہو رہا تھا اشجار میوہ دار بھی خوشنما اُس باغ مین قرینے سے بکثرت تھے ثمر اُن اشجار
کے ایسے لطیف و نازک و شیرین تھے کہ دیکھنے سے اُن کے ذائقہ زبان پر آتا تھا لب بند ہوئے
جاتے تھے دروازہ اُس باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا تھا اندر اُس باغ کے قصرہائے رفیع در و
یاقوت و زبرجد وغیرہ جواہرات کے نظر آتے تھے عورتین بھی اُس باغ بہشت بہار مین با لباس نفیس
و پاکیزہ ایسی حسین و جمال دکھائی دیتی تھین کہ جن کا حسن و جمال رشک مہر و ماہ درخشان تھا
مانند اُن عورتون کبھی مین نے دنیا مین کسی عورت کو صاحب حسن و جمال نہین دیکھا بلکہ اُن

عورتون کے حسن و جمال نے شرمندہ بھی کسی عورت کو دنیا مین حسین نہین پایا اُن کے لباس و صورت
زیبا و خرام نازکی کیا ثنا ہو سکتی ہو زبان عاجز ہو نگاہ اُن کی دید سے خیرگی کرتی تھی وہ نور و ضیا اُنکے
چہرون سے ہویدا تھا کہ آفتاب و ماہتاب مین بھی وہ نور و ضیا نہین ہوا جو اُس باغ کی جانب سے
آتی تھی وہ غنچہ دل کو شگفتہ کرتی تھی مسیحا نفس تھی تن بیجان مین جان آجاتی تھی بائین طرف جو
مین نے دیکھا تو عجب آتش سوزان کو شعلہ ور پایا شعلے اُس آگ کے دھواں بلند ہوتے تھے وہ آتش
سوزان بھی ایک احاطے مین گھری ہوئی اور حد وسیع تھا دور سے دکھائی دیتی تھی اُس احاطے مین بھی
ایک دروازہ کلان تھا وہ کھلا ہوا تھا اندر اُس کے مکانات دکھائی دیتے تھے ہر ایک مکان آگ
کا تھا سانپ بچھو بڑے بڑے اُن مکانات مین غور کرکے دیکھنے سے نظر آتے تھے جو لوگ ان مکانات
مین دکھائی دیتے تھے اکثر اُن مین جھرتن آگ سے تھے بہت سے مانند کوئلے کے جلے ہوئے
دکھائی دیتے تھے باوجود ایسی حالت کے وہ لوگ باواز بلند فریاد و نالہ کرتے تھے نہایت
دردناک آواز سے کہتے تھے کہ ہائے آگ ہمین جلائے دیتی ہو قلب و جگر و اعضا ہمارے مانند
ہیزم خشک کے جلا کر خاک کیے دیتی ہو ہم متحمل اس عذاب نار کے نہین ہو سکتے ہین توبہ اپنے
گناہون سے کرتے ہین خداوندا ہمارے گناہون کو عفو کر جب وہ اس طرح نالہ و فریاد و فغان
کرکے اشکبار ہوتے تھے تو کچھ لوگ کہ نہایت ہیبتناک و مہیب صورت تھے وہ اُن کو گرز ہائے
آتش سے مارتے تھے سر اُن اہل نار کے ضرب گرز سے پارہ پارہ ہوتے تھے اور پھر بدستور
ہو جاتے تھے پھر وہ لوگ اُن آگ کے مکانون مین نالہ و فریاد کرتے تھے سو کلان عقوبت پھر انکو
گرز ہاے آتش سے صدمہ پہونچا کر اُن سے مخاطب ہو کر کہتے تھے کہ اب تمھارا نالہ و فریاد کرنا اور
توبہ کرنا عبث ہو تمنے دنیا مین سخت گناہ کیے ہین سے تو پہلے مرے ہوتے اپنی زندگی بت پرستی
مین بسر کی ہو تمنے اپنے معبود و حقیقی کو نہین جانا نہ اُس کو پہچانا نہ اُس کے حکم پر عمل کیا نہ روزہ رکھا
نہ نماز پڑھی نہ اُس کو اپنا خالق جان کر سجدہ کیا نہ دین اسلام اختیار کیا نہ امر و نہی پر عمل کیا خلاف
حکم خدا و رسول دنیا مین کام کیے یہ انھین کاموں کا بدلا ہو اور بیباکی کی تمکو سزا دیجاتی ہو اگر
تم سب دنیا مین عمل نیک و امور خیر کرتے دین اسلام کہ دین حق ہو اُسے اختیار کرتے غیر خدا کی پرستش
نکرتے تو آج اس عذاب الیم مین مبتلا نہوتے ان مکانات آتش مین ساکن نہوتے اُس باغ پُربہار
کے مکانات مین بآرام و راحت و عیش و عشرت ہمیشہ قیام پذیر ہوتے پس جیسے تمنے اعمال دنیا
مین کیے ہین ویسی ہی اب تمکو سزا دیجاتی ہو اُن اہل نار سے اکثر مردم ایسے بھی تھے کہ اُن کے
دہن سے ماران سیاہ بڑے بڑے لپٹے ہوئے تھے اور انکو کاٹے لیتے تھے وہ لوگ اول تو
عذاب نار کی اذیت سے دوسرے اُن سانپون کے کاٹنے سے نالان و گریان تھے ہر چند اُنکو
دفع کرنا چاہتے تھے مگر وہ کسی طرح دفع نہوتے تھے اگر بھاگ جاتے تھے تو پھر آگ بھی نہ سکتے تھے
آگ اُن کو کھینچ لیتی تھی بعض اشخاص اُس نار مین ایسے بھی دکھائی دیتے تھے کہ اُن کے بڑے
بڑے بچھو سیاہ لپٹے ہوئے تھے وہ بھی بصد درد فریاد و کنان تھے ہوا جو اُس طرف سے آتی تھی
دل و جگر جلاتی تھی مین نے اُس آتش سوزان کو اور اہل نار کو مبتلاے عذاب دیکھکر خوف سے
کانپ کر ایک مرد بزرگ نورانی چہرہ سے پوچھا کہ یہ باغ جو دور سے نظر آتا ہو اس کا کیا نام ہو
اور یہ احاطہ جس مین دروازہ کلان لگا ہو اور درمیان مین اس کے بیشمار مکانات ہیں اُن مین

مردم مبتلائے عذاب نار دکھائی دیتے ہین اس کا نام کیا ہی اُن مرد بزرگ نے جواب دیا کہ اے
حکیم جالوس آگاہ ہو کہ یہ باغ باغ بہشت ہی اس باغ مین وہی لوگ داخل ہونگے جو خدا پرست
ہین خصوصًا اہل اسلام اور اہل اسلام بھی وہ جو نیکوکار ہین نہ بدکار اور اس احاطے پر آتش کو
جو تو دیکھ رہا ہی اس کا نام جہنم ہی اس مین وہی لوگ ہین جو گنہگار ہین اور بے دین و ایمان
ہین فاسق و فاجر ہین نہایت بداعمال ہین مین نے اُن بزرگ سے کہا کہ اس عذاب نار سے مین
بہت ڈرتا ہون خوف سے کانپ رہا ہون حالانکہ دور ہون عجب جہنم کی آگ ہی کہ اُس آگ کی گرمی
مجھ تک پہونچتی ہی اعضا میرے جلے جاتے ہین اُن مرد بزرگ نے جواب دیا کہ اے حکیم جالوس
تم بھی بیدین و بدآئین ہو بعد مرنے کے مثل اہل نار کے آگ مین ڈالدیے جاؤگے مانند انھین
لوگون کے جلوگے نالہ و فریاد کروگے تمھارے بھی تن پر سانپ بچھو لپٹین گے موکلان عذاب جہنم
اسی طور سے تمکو بھی گرز ماریںگے آتش جہنم سے اذیت رسان ہونگے تم بھی انھین لوگون کی طرح
نار جہنم مین جلوگے کیونکہ بیدین و بدآئین ہو اعمال تمھارے نہایت بد ہین اسے برادر عالی قدر
مین نے بیتاب و بیقرار و اشکبار ہو کے اُس مرد بزرگ سے پوچھا کہ کوئی ایسی بھی تدبیر ہی کہ مبتلائے
عذاب نار نہون باغ جنت مین جاؤن اُس مرد نیک خو نے جواب دیا کہ ہان اگر تو دین اسلام اختیار
کرے اور اپنے گناہان صغیرہ و کبیرہ سے توبہ کرے اور خداوند عالم کو مانند اہل اسلام کے سجدہ
کرے حکم خدا و رسول پر عمل کرے تو عجب نہین کہ خالق زمین و آسمان اپنے فضل و کرم سے تیرے
جملہ گناہان صغیرہ و کبیرہ کو عفو کرکے تجھے رستگار کرکے اس باغ مین داخل کرے قصر جنت تجھے
رہنے کو عطا فرمائے یہ عورتین حسین و خوبرو کہ سب حورین ہین ان مین سے ایک یا کئی حورین تجکو
بھی ملین آب و طعام جنت و میوہ درختان جنت تجکو بھی میسر ہو کیونکہ خداوند عالم رحمان و رحیم ہی
اور ہر ایک شے پر قادر ہی اور توانا ہی اُس کے جود و احسان و فضل و کرم سے نا امید نہونا چاہیے
بقولے + اُسے فضل کرتے نہین لگتی بار + نہو اُس سے مایوس امیدوار + مین نے اُس مرد
ہدایت شعار سے دریافت کیا کہ مسلمان کیونکر ہوتے ہین کس کے پاس جاؤن کس سے کہون
کہ مجھے بھی مسلمان کرے اور دعاے توبہ پڑھائے آئین خداپرستی تعلیم و تلقین کرے عقاید دین
سے آگاہ کرے طریقہ اداے صوم و صلوٰۃ مجھے سکھائے تاکہ خدا میرے حال پر بھی رحم کرکے اپنی
رحمت سے میرے تمامی گناہون کو بخش دے مجھے اہل نار کو اہل جنت کر دے اُس مرد دیندار نے
مجھسے کہا کہ اگر رستگار ہونا چاہتا ہی تو اپنے بھائی حکیم سالوس کے پاس شہر جالوسیہ مین جا پہلے
اُن سے اپنی خطا عفو کرا بعد کو اُن کے رفقا سے عفو تقصیر چاہ پھر اپنے بھائی سے کہہ کہ وہ تجکو کلمہ پڑھا کر
مسلمان کرکے عقاید دین اسلام تعلیم کرے طریقہ نماز و روزے کے بجا لانے کا تجھے سکھائے تجھسے
صاف باطن ہوکے جو تو نے اُس کی خطا کی ہی اُس سے درگذر کرے رفقا بھی اُس کے تیرے حال پر
رحم کرکے جو تو نے اُن کے ساتھ دشمنی کی ہی اُس گناہ کو معاف کرین اے حکیم جالوس آگاہ ہو کہ
دنیا اور اہل دنیا دونون فانی ہین سب کو ایک دن فنا ہی بجز ذات خداوند عالم و عالمیان و خالق
زمین و آسمان کسی کو بقا نہین ہی ایک روز سب کو مرنا ہی نہ کوئی دنیا مین ہمیشہ رہا ہی اور نہ رہے گا
جس طرح تیرے جد و آبا مر گئے ہین ایک روز تو بھی مر جائے گا خالی ہاتھ دنیا سے سوے عدم جائیگا
مال و دولت و ملک و مال کچھ بھی تیرے کام نہ آئے گا ان مال دنیا سے اگر تیرے مقدر مین ہی تو

کفن پائے گا فقط اعمال خواہ نیک ہون یا اعمال بد ہون وہ تیرے ساتھ رہین گے سوائے اعمال
کوئی بھی تیرا ساتھ نہ دے گا زن و فرزند دوست دشمن کوئی ہنگام مرگ تیری ہمراہی نکرے گا سب
تجھ سے جدا ہو جائین گے مال و دولت و ملک جو تیرا ہی وہ بھی وقت مرگ تیرے کام نہ آئے گا شاہ
طلسم زلزلہ جس کا تو بہت خیر خواہ ہی وہ بھی وقت اجل موت سے تجھے نہ بچا سکے گا پس لازم ہی کہ مال
دنیا پر توجہ نکر دولت عقبیٰ پر نظر کر مال دنیا فانی ہی دولت عقبیٰ کو زوال نہین ہی ملازمت شاہ طلسم
ترک کر اُس کی وزارت سے دست بردار ہو گوشہ نشینی اختیار کر حیات باقی ماندہ کو اپنی یاد خدا اور بجا آوری
احکام احکم الحاکمین مین بسر کر مانند اپنے برادر حکیم سالوس کے زندگی اپنی عبادت خدا مین آخر کر تارک
مال دنیا ہو قناعت اختیار کر ہنوز وہ مرد بزرگ مجکو ہدایت کر رہے تھے کہ ناگاہ شعلہ وری آتش جہنم سے
آنکھ میری کھل گئی دیکھا تو اپنے فرش خواب پر لیٹا ہون نہ وہ صحرا و میدان ہی نہ وہ مجمع ہی نہ وہ باغ ہی
نہ وہ جہنم ہی پس اے برادر عالی جاہ وہ باقی ماندہ شب مین نے بیقراری مین بسر کی دل مین سوچا کیا کہ
اس خواب کو ایک خیال تصور کرون یا رویائے صادقہ جان کر اُن بزرگ کی ہدایت پر عمل کرون بعد فکر
بسیار دل نے یہی کہا کہ راحت دنیا کی کوئی حقیقت نہین ہی فکر راحت و آرام عقبیٰ کر جب صبح ہوئی حوائج
ضروری سے فراغت کر کے وقت دربار روبروے شاہ طلسم زلزلہ جا کر مین نے اپنی ملازمت سے استعفا
دیا ہر چند کہ شاہ مذکور نے سبب ترک ملازمت مجھسے دریافت کیا لیکن مین نے صحیح طور سے اسکو جواب
نہ دے کر صرف یہی کہا کہ اب مجھسے ملازمت حضور کی ہو نہین سکتی ہی یہ عرض کر کے دربار شاہ طلسم زلزلہ
سے روانہ ہو کر ابھی آپ کے پاس آیا ہون چاہتا ہون کہ اپنے رفقا کو طلب کیجیے خود بھی معاف
کیجیے اور ان سے بھی خطا میری عفو کرا دیجیے بعد ازان مجکو مسلمان کیجیے عقائد دین اسلام سے آگاہ
فرمائیے چونکہ حکیم سالوس ایک مرد دیندار و خداپرست و نیک خو و سادہ لوح ہی اپنے بھائی کی تقریر
سنکے اُس کے خواب کو جھوٹا اور اُس کو کاذب تصور نکر کے فی الفور اُٹھکر اُس سے بغلگیر ہوا و فرط الفت
سے اُس کو سینے سے لگا کر پاس اپنے بٹھا کر کہا کہ اے برادر شکر ہی خدا کا کہ تمکو عالم خواب مین ایک
مرد بزرگ نے ایسی ہدایت کی اور بہشت و دوزخ کی تمنے ایسی سیر کی کہ زنگ کفر سے آئینہ دل
تمھارا دور ہوا شاباش و مرحبا تمنے خیال آخرت کیا دنیا سے دون پر توجہ نکی راہ کفر سے روگردان
ہوئے جادۂ دین حق کے جویان ہوئے عذاب جہنم سے ڈرے شوق دخول جنت دل مین پیدا کیا
ہمکو نہایت خوش کیا جو کچھ تمنے ہمارے ساتھ دشمنی کی تھی اب ہمکو اُس کا خیال نہ رہا دل اپنا تمسے مانند
آئینہ صاف ہو گیا جو خطا و قصور تمنے کیا تھا ہمنے عفو کیا یہ کہکے اپنے رفقا کو طلب کر کے اُن سے تمام حال
حکیم جالوس کے خواب دیکھنے کا اور راہ کفر سے بیزار ہونے کا دین اسلام کے طریق پر ارادہ قدم
رکھنے کا مفصل بیان کر کے کہا کہ ہمنے تو جو کچھ خطا و قصور انھون نے کیا تھا بخوشی عفو کیا تم بھی اِن سے
ملجاؤ قلوب اپنے ان سے صاف کرو ان کی خطا معاف کر دو اب یہ بتوفیق الٰہی تمھارے برادر دینی
ہوا چاہتے ہین مقام شکر ہی کہ ہمارے ان برادر کو خیال دولت و نعمات آخرت کا ہوا دنیا کو انھون نے
ہیچ سمجھا سچ ہی بقول شخصے ع • بگڑی بن جاتی ہی جب فضل خدا ہوتا ہی • دیکھو ان کے بیدین و بدآئین
ہونے سے انجام ان کا کیسا خراب تھا بوجہ ان کے کافر ہونے کے قلب ان کا کیسا تیرہ و سیاہ تھا
دین اسلام و اہل اسلام سے کیسی ان کو بیزاری و نفرت تھی اب بتوفیق الٰہی کیسی رغبت ہوئی ہی
راہ راست اختیار کرنے کا انھون نے ارادہ کیا ہی مسلمان ہونے پر آمادہ ہوئے ہین دین باطل کو

چھوڑتے ہیں خداپرستی پر مائل ہوئے ہیں انھون نے عرض کیا کہ واقعی جائے حیرت ہی مقام عجب ہی
کہ دفعتاً آپکے بھائی صاحب ایسے راہ راست پر آگئے اپنے کفر و دین باطل سے کنارہ ہوئے اگر
آپکے نزدیک یہ صادق القول ہین اور آپ نے خطا ان کی عفو کر دی ہی تو آپکے ارشاد و حکم سے
ہمنے بھی قصوران کا معاف کیا ان کی طرف سے دل اپنا صاف کیا گرد ملال کو اپنے آئینۂ دل سے
دور کیا یہ کہکے خود اٹھکے خادمانہ طور سے حکیم جالوس سے گلے ملے بعدہٗ عرض کیا کہ آج سے
آپکے بھی ہم خادم و خیرخواہ ہین حکیم جالوس تقریر اپنے بھائی کی اور اپنے برادر کے رفقا کی سنکے
بظاہر خوش و شادان ہوکے کہنے لگا کہ واقعی مجکو دین اسلام اور اہل اسلام سے نفرت کلی تھی توفیق
الٰہی سے دفعتاً دل میرا خواب مذکور دیکھکر مائل خداپرستی پر ہو گیا ہی گویا مجکو بشارت ہوئی ہی کہ ظلمت
کفر سے نکلنے کی مین نے آرزو کی ہی اور نور دین و ایمان حق کی طرف توجہ کی ہی چاہتا ہون کہ اب
تامل و تاخیر نہو جلد دعا سے توبہ پڑھکر تائب ہون اور کلمۂ شہادتین بصدق دل اپنی زبان پر جاری
کرکے مسلمان ہون اتنی عمر تو میری کفر مین بسر ہوئی باقی ماندہ حیات عبادت خدا مین گذرے پس
اے برادر عالی مرتبت مین اپنے تمامی گناہان کبیرہ و صغیرہ سے آپکے اور آپکے رفقا کے سامنے
توبہ کرتا ہون پیش خدا میرے اس توبہ کرنے کی اور تائب ہونے کی شہادت دیجئے گا بعد توبہ کرنیکے
اپنے بھائی سے کہا کہ اب آپ مجکو کلمہ پڑھاکر مسلمان کیجئے اور اگر آپ فرمائین تو مین خود ہی کلمۂ شہادتین
اپنی زبان پر جاری کرون کیونکہ کتب اہل اسلام مین کلمۂ شہادتین لکھا ہوا دیکھ چکا ہون مجکو یاد ہی
حکیم سالوس نے کہا کہ اے برادر نیک شعار اگر تمکو کلمۂ شہادتین سے آگاہی ہی تو بصدق دل خود
ہی اپنی زبان پر جاری کرو ہمارے کلمہ پڑھوانے کی کیا ضرورت ہی حکیم جالوس نے بے صدق دلی
زبان سے کچھ صحیح کچھ غلط آہستہ اس طرح کلمۂ شہادتین اپنی زبان پر جاری کیا کہ حکیم سالوس اور
اس کے رفقا نے اچھی طرح نہ سنا چونکہ حکیم سالوس مرد صاف باطن و سادہ لوح امور دین مین تھا
اسوجہ سے مکرر کلمہ پڑھوانے کی ضرورت و احتیاج نہ جان کر سمجھا کہ بیشک یہ مسلمان ہو گیا ہی کلمۂ
طیبہ اپنی زبان پر جاری کر چکا ہی ظلمت کفر سے باہر آچکا ہی اور رفقا بھی حکیم سالوس کے یہ جسارت نہ
کر سکے کہ دوبارہ با آواز بلند صحیح طور سے اس کو کلمۂ شہادتین پڑھوائین اور بگوش خود سنین
غرضکہ حکیم جالوس بظاہر کلمہ غلط و بے معنی مانند طوطے کے اپنی زبان پر آہستہ جاری کرکے نزدیک
اپنے بھائی کے اور اس کے رفقا کے مسلمان ہوا اسوقت حکیم سالوس نے اٹھکر نہایت الفت
سے اپنے بھائی کو گلے سے لگایا پھر بہت خوشی و مسرت ظاہر کی اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ سامان
اس خوشی کے جشن کا کرین اور دعوت و ضیافت کا بھی نہایت خوبی سے سامان کرین حسب الحکم
ملازم کار پرداز ہوکے بزم عشرت شاہانہ آراستہ کی گئی اور اسباب نشاط جدید جدید طلب کیے تیاری
طعام دعوت و ضیافت ہونے لگی حکم حکیم صاحب موصوف سے اکابر شہر بزم عشرت مین آئے تمامی
مردمان شہر کو مسلمان ہونے حکیم جالوس سے آگاہی ہوئی ہر ایک خوش ہوا حکیم سالوس بھی
اپنے بھائی کے مسلمان ہونے کی خوشی مین شریک بزم عشرت ہوا درمیان بزم عشرت کے بیٹھا
وہ رفقا اس کے جو ساتھ اس کے زندان مین قید ہوئے تھے وہ بھی جلسۂ عیش و عشرت مین
آکر بیٹھے جب بزم عیش مذکور جا بجا دور و نزدیک شہر جالوسیہ سے مملو ہو گئی اسوقت نازنینان
خوبرو و خوش گلو یکے بعد دیگرے ہمراہ اپنے سازندون کے حاضر بزم عشرت ہوئے

مبارکباد ی مسلمان ہونے حکیم جالوس کی گانے لگین رقص کرنے لگین اہل بزم عشرت بصد خوشی و مسرت ناچ گانا ارباب نشاط کا دیکھنے سننے لگے حکیم جالوس بھی بزم مذکور مین بیٹھکر نغمہ نازنینان خوش آواز سننے لگا حکیم سالوس مطربان خوش گلو کو درمیان بزم عشرت کے زر و جواہر انعام مین دینے لگا ارباب نشاط انعام کثیر پا کے کمال علم موسیقی دکھلانے لگے بنہایت خوبی و حسن سے ناچنے گانے لگے ازانجملہ ایک نازنین نہایت حسین نوجوان ماہر علم موسیقی سے کہ جو اُس زمانے مین مشہور جہان اور شہرۂ آفاق تھی اُس نے حسب الطلب بزم عشرت مین مع اپنے سازندون کے حاضر ہوکے گت ناچ کے یہ غزل شروع کی غزل

بے نشانی کا ہین لیے جرخ سزاوار تھا ۔ دہن یار نہ تھا کچھ کہ یار نہ تھا
فتنہ تھا قہر تھا جلوہ ترا اے یار نہ تھا ۔ جب تلک دل کو سنبھالوں ہین دل زار نہ تھا
جب کہا اُس سے شب غم کوئی غمخوار نہ تھا ۔ پیچ دے اُٹھ کے کہا کیا یہ گنہگار نہ تھا
کیا بلا تھی نگہ ہوش ربا ساقی کی ۔ اُٹھ گئی آنکھ تو کوسون کوئی ہشیار نہ تھا
بات رکھ لی مری قاتل نے گنہگار ہین ۔ اس گنہ پر مجھے مارا کہ گنہگار نہ تھا
جوش وحشت اسے کہتے ہین کہ آتے ہی بہار ۔ ہاتھ ڈالا تو گریبان مین کوئی تار نہ تھا
صاف دو ہاتھ سر وہی سکا اگر چل جاتے ۔ پھر مجھے تیشے کہین جیسے سر و کار نہ تھا
کیا مزہ تجکو ملا دست کے فلک تجکو شکست ۔ عہد ساقی مین خم تھا تو یہ میخوار نہ تھا
خون ناحق سے حنا پا تھا غضب کا لاکھا ۔ لب معشوق سے کچھ کم لب سوفار نہ تھا
وقت پدین ہنوا کوئی اسیر اپنا شریک ۔ یار سمجھا تھا مین جس کو وہ مرا یار نہ تھا

اہل بزم عشرت اشعار غزل مندرجہ بالا سننے لگے اکثر اشعار و نیز خوبی نغمہ و خوش آوازی نازنین مذکورہ کی ثنا کرنے لگے حکیم سالوس اپنے ملازمون سے حکم کرکے بار بار زر کثیر انعام مین اُس کو دلوانے لگا نازنین بھی کمال اپنا دکھلانے لگی ماہران علم موسیقی بے اختیار تعریف اُس کے گانے کی اور ناچنے کی بجائے خود کرنے لگے اکثر اہل بزم سر اپنا دیوار سے ٹکرانے لگے بعضے حالت وجد مین جھومنے لگے نوجوانان ماہرو جو اُس بزم عشرت مین بیٹھے ہوئے تھے اُن کا یہ حال تھا کہ محو دید حسن و جمال نازنین مذکورہ کے تھے اُن کو دنیا و دین سے آگاہی نہ تھی اکثر حاضرین جلسہ مذکور جگر کو پکڑے ہوئے آہ آہ کرتے تھے کوئی وسیدہ بے اختیار واہ واہ کہتا تھا غرضکہ سمان بندھا ہوا تھا انسان کا تو کیا ذکر ہی چرند و پرند جو وہان تھے وہ بھی آواز نغمہ نازنین پر گوش لگے مست و بیخود تھے ہنگام رقص نازنین دلہائے اہل بزم عشرت مانند سبزہ پامال ہوئے جاتے تھے جب اُس نازنین نے تمام اشعار غزل مرقومہ گا کر غزل کو تمام کیا حکیم سالوس نے بہت انعام اُسے دیا وہ نازنین قریب نصف شب کے بزم عشرت سے باہر گئی اُسوقت جلسہ برخاست ہوا حکیم سالوس نے خاصہ طلب کیا ملازمون نے حسب قاعدہ شاہانہ و شہریار دستر خوان نفیس پر طعامہائے لذیذ و خوش ذائقہ ظروف نقرہ و طلا مین لاکر رکھا پھر حکیم سالوس و حکیم جالوس و رفقائے حکیم سالوس و روسائے شہر و عمائد شہر نے حسب دستور کھانا کھانا شروع کیا بعد اکل و شرب جملہ روسا و عمائد شہر جالو بہ حسب الحکم حکیم سالوس طعام مذکور تناول کرکے رخصت ہوکر اپنے اپنے مکانون کی طرف گئے صرف رفقائے حکیم جالوس رہ گئے اُسوقت حکیم سالوس اور حکیم جالوس و رفقائے مذکور اندر بارگاہ کے مسہریون وغیرہ پر

راحت پذیر ہوئے جب رفقائے مذکور الصدر اور حکیم سالوس پر خواب غالب ہوا اور بے خبر ہو کے سو گئے
تو حکیم جالوس نے اٹھکر اپنے سحر سے جملہ دربانان بارگاہ وغیرہ کو جو وہاں جاگ رہے تھے بیہوش کیا
بعدہ باآواز اوسط کہا کہ اے برادر حکیم سالوس واسئے تمہاری حکمت و دانائی پر کہ تم بہت دام
فریب میں آگئے جو کچھ میں نے اظہار کیا اُس کو سچ سمجھے مجھ ایسے دشمن جادوستان کو اپنا دوست اور
برادر خیر خواہ سمجھے یہ خیال نہ کیا کہ بھلا میں مسلمان ہونگا دین آبائی و قدیم اپنا ترک کر کے اہل اسلام
کے خدا کی پرستش کرونگا کلمہ طیبہ بصدق دل اپنی زبان پر جاری کرونگا شہنشاہ ساحران
یعنی خداوند ثمرہ وسر دست جادو حاکم طلسم زلزلہ کی اطاعت کو ترک کرونگا حکومت و دولت دنیا
سے دست بردار ہونگا عاقل بے نظیر و عادل میں ہوں کہ تکو اپنا ہمرتبہ سمجھا ہے خیر خواہی بخوشنودی
بادشاہ طلسم زلزلہ قید کر چکا تھا خوبی تقدیر سے تم رہا ہوگئے تھے مجھے تمہاری رہائی نہایت ناگوار
تھی کیونکہ باعث اندیشہ بربادی طلسم زلزلہ تھی اسوجہ سے یہاں آیا تھا کہ تمہیں کسی تدبیر سے ہلاک
کروں اس سے بہتر کوئی تدبیر نہ تھی کہ تجسے بمکر و حیلہ و فریب دشمنی کروں اگر دلیرانہ تجسے مقابلہ کرتا
تو غالبًا غالب نہوتا تم عامل کامل ہو علوم رمل وغیرہ سے آگاہ تھے سحر میرا تم پر حالت ہوشیاری میں
کارگر نہوتا یہ کہکے خنجر پران سے پہلے اپنے بھائی کا سر کاٹا پھر اُس کے چاروں رفیقوں کو قتل کیا
سر اُن کے تنوں سے جدا کیے بعدہ بجائے خود کہا کہ اے حکیم جالوس اب کوئی سراغ لوح طلسمی
لگانے والا نشان لوح طلسم زلزلہ بتلانے والا باقی نرہا اندیشہ دشمنی برادر مقتول نرہا تردد دفع ہو گیا
اب کوئی اندیشہ نہیں رہا صرف صاحبقران کی طرف سے خیال دشمنی ہے اُن کے قتل کی بھی کوئی
فکر کی جائیگی حالانکہ اب کوئی دشمنوں سے لوح طلسم زلزلہ کا پتہ بتانے والا نہیں ہے جب لوح
ہی طلسم زلزلہ کی طلسم کشا کو دستیاب نہوگی تو وہ کس طرح طلسم کو فتح کرے گا مگر دشمن کو حقیر جاننا اور
اُس سے غافل ہونا خلاف عقل و نادانی ہے لازم و مناسب یہی ہے کہ خیر خواہی شاہ طلسم زلزلہ میں
صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کو بھی قتل کرونگا اُن کی جانب سے بھی اندیشہ باقی نرکھونگا
پھر کون طلسم زلزلہ کو فتح کرے گا ہمیشہ یہ طلسم قایم رہے گا میری اس تدبیر سے شاہ طلسم بہت
خوش ہوگا خلعت و انعام کے سوا جو کچھ وہ مجھے دیگے وہ کم ہے جب میں اُس کے ساتھ ایسی خیر خواہی
کرونگا تو وہ بھی ضرور مجھکو اپنا سب سے زیادہ خیر خواہ جانیگا رتبہ میرا بڑھ جائے گا یہ باتیں
اپنے دل میں کر کے پانچوں سرِ بریدہ کو لیکے لاشوں کو فرش خواب پر تڑپتا چھوڑ کے دربارگاہ سے
باہر آکر تخت سحر پر سرون کو رکھکر خود بھی بالائے تخت سحر بیٹھکر زمین سے سوئے فلک بلند ہو کر
اُڑا وہ سوئے فلک جانے لگا اُسوقت اپنے شہر جالوسیہ پر نظر کر کے دل میں خیال کرنے لگا کہ اے
حکیم جالوس تیرے شہر کے باشندوں نے تیرے برادر کے رہا ہو کے آنے کی بہت خوشی کی ہے
اور اُن کی حکم و فرمانبرداری ایسی کی ہے کہ اپنا دین آبائی ترک کر کے سب نے دین اسلام اختیار کیا ہے
یہ سب باشندے تیرے برادر دشمن کے دوست ہیں یہ بھی تو تیرے دشمن ہیں لہذا ان کو بھی اس
شب تاریک میں سزا دینی چاہیے ساکنان شہر اور مکانات شہر کو تباہ و برباد و منہدم کر دینا چاہیے
اس شہر آباد کو مثل صحرا کر دینا چاہیے یہ خیال کر کے تھوڑی سی روئی کے گالے نکال کر اُن پر
شیشے سے چاہ جمشید کا پانی چھڑککر اسمائے سحر اُن پر دم کیا وہ روئی کے گالے بصورت پارہ ہائے
ابر بلند ہو کے محیط شہر ہونے لگے بعد تھوڑی دیر کے وہ روئی کے گالے ابر سیاہ ہو کے محیط شہر

جالوسیہ ہوگئے پھر حکیم جالوس نے کچھ ایسا اشارہ جانب ابر کیا کہ اُس مین برق کی سی چمک اور رعد کی سی آواز پیدا ہوئی بارش آتش و سنگہائے گران ہونے لگی مکانات شہر اور مردمان شہر جلنے لگے جس پر آتش سحر کی گری وہ مانند شمع کافوری جلنے لگا جس مکان پر آتش سحر پڑی وہ مثل خس و خاشاک جل کر خاک ہونے لگا جس انسان اور مکان پر سنگ سحر گرا وہ دب کر فنا ہوگیا شہر مین گویا قیامت برپا ہوئی تمام شہر تباہ و برباد ہونے لگا مکانون مین دھوان بلند ہونے لگا آتش سحر سے مکان و بازار دونون جلنے لگے شعلے ہر مکان و در و دیوار سے بلند ہونے لگے باشندے شہر کے اس آفت آسمانی اور بلائے ناگہانی سے دوچار ہوکر اکثر بھاگ گئے لگے ہزارون شور و غل فریاد و نالہ کرنے لگے جو لوگ غافل سو رہے تھے وہ بھی اس آفت مین مبتلا ہوگئے بیدار ہوکر اپنے جان و مال بچانے کی فکر کرنے لگے اسوقت شہر جالوسیہ اور باشندگان جالوسیہ کا یہ حال تھا کہ تمامی شہر مین ہر طرف مکانون مین آگ لگی تھی شعلے بلند تھے دھوان زمین سے بلند ہوکے سوئے فلک بکثرت جاتا تھا مردمان شہر جل رہے تھے مال و اسباب بھی اہل شہر کا جل رہا تھا پتھر الگ برس رہے تھے بڑے بڑے مکانات سنگین و سخت گر رہے تھے ہزارہا آدمی فریاد و نالہ و فغان کر رہے تھے گویا شور محشر تھا آتش و سنگ سحر کے برسنے سے ایسا قیامت بپا تھی شہر تباہ و برباد ہو رہا تھا دمبدم برق چمکتی تھی ابر گرجنے صدا ایسی رعد آتی تھی تھوڑی دیر تک یہی صورت رہی آخرکار حکیم جالوس نے اپنی دانست مین تمامی شہر اور تمامی مردمان شہر کو جلا کر اپنے سحر کو تھوڑی دیر دفع کرکے عالم غصہ مین پکار کر کہا کہ کیون اے باشندگان شہر جالوسیہ کیسا مین نے تمسے انتقام لیا تم سب میرے بھائی کے رہا ہوکر آنے سے بہت خوش ہوکر اُس کی ہدایت سے مسلمان ہوئے تھے مسجدین بنائی تھین اذان با آواز بلند کہتے تھے نمازین پڑھتے تھے خداپرستی اختیار کی تھی اپنے دین آبائی کو ترک کیا تھا ہمارے برادر دشمن کے دوست ہوئے تھے ہمارا تمھین کچھ بھی خیال نہ رہا تھا اگر باشندگان شہر سے کوئی زندہ ہو تو وہ سن لے اور جانے کہ مین حکیم جالوس دستور معظم حاکم طلسم زلزلہ حکیم سالوس و رفقائے حکیم سالوس کے سرون کو تن سے جدا کرکے خدمت شاہ طلسم زلزلہ مین لیے جاتا ہون خبردار اب اپنے دین آبائی کو اختیار کرنا خداپرستی سے باز رہنا یہ کہکر سوئے طلسم زلزلہ روانہ ہوا بعد جانے حکیم جالوس کے اور رفع ہونے ابر سحر کے وہ آتش باری اور سنگ باری موقوف ہوئی جو آگ سے مکان اور مردمان شہر جل گئے تھے وہ تو خاک سیاہ ہوگئے تھے اور جو مردم و مکان جلنے سے بچے تھے وہ بدستور رہے لاکھون آدمی جل گئے تھے ہزارہا مکان جل کر خاک ہوگئے تھے جو لوگ زندہ رہے تھے انھون نے خدا کا شکر کیا اس اثنا مین آثار سحر فلک پر ہویدا ہوئے جو لوگ بھاگ گئے تھے وہ پھر آکے پھر اپنے شہر مین داخل ہوئے عجب حال خراب شہر کا دیکھا باہم کہا کہ بڑا غضب ہوا شہر برباد و تباہ ہوگیا قابل بود و باش نہ رہا نہین معلوم یہ بلائے آسمانی اور آفت سماوی اس شہر پہ کیون آئی جن لوگون نے ہنگام موقوفی سنگ باری و آتش باری تقریر حکیم جالوس سنی تھی انھون نے تمام حال بیان کرکے کہا کہ اس شہر کو حکیم جالوس نے تباہ و خراب کیا ہے محض اس خطا پر کہ اہل شہر نے حکیم سالوس کے آنے کی قید سے چھوٹنے کی خوشی کی تھی بعدہ اُن کی ہدایت سے دین اسلام اختیار کیا تھا بخوشی خود

ایسی ہی تقریر حکیم جالوس کی سنی ہوگی اُس نے پکار کر کہا تھا کہ مین حکیم سالوس اور اُس کے
رفقا کے سحر سے جدا کر کے برابر [illegible] حاکم طلسم زلزلہ لیے جاتا ہون چلو دیکھین لاشے بھی مقتولان
کے خلاف ہین یا وہ بھی آتش سحر حکیم جالوس سے جل کر خاک ہوگئے جس طرح کہ مردان شہر اور
مکانات شہر لاکھون جل گئے ہین یا [illegible] کرکے ثنا سحر پڑھکے دار العمارت شاہی و بارگاہ حکیم
سالوس کی طرف آئے دیکھا کہ لاشے [illegible] پڑی ہین قدرت اور حفاظت خدا سے نہین جلی ہین
لاشے اُن کے خون آلودہ دیکھکر [illegible] روئے پھر اُن سب کو غسل و کفن دے کر دفن کیا
حکیم جالوس کے پاس [illegible] ان لوگون مین سعید رومی بھی تھا لاکھون روپے کا مال و
اسباب تجارتی [illegible] لایا ہوا [illegible] ون خادم و غلام اُس کے ہمراہ تھے خیمہ و بارگاہ
اُس تاجر [illegible] تھے ہنوز وہ روبرو ے حکیم سالوس مال و متاع
تجارتی [illegible] نے شہر کو اپنی آتش سحر سے تباہ و برباد کیا تھا
مال و اسباب تاجر مذکور کا [illegible] غلام جل گیا تھا کچھ مال و اسباب مع چند غلامون کے
باقی رہ گیا تھا وہ بھی [illegible] نالان و گریان تھا تباہ و برباد ہوگیا تھا اپنی بدقسمتی
پر زار زار روتا تھا باقی ماندہ اہل شہر اس طرح اُس کو سمجھاتے تھے کہ اے سعید شکر خدا کر کہ تو مع
اپنے چند غلامون کے اور [illegible] مال و اسباب کے زندہ و باقی رہا وائے برحال اُن لوگون کے
کہ جو مع اپنے مال و اسباب و مکانات جل گئے ہین اور ایسے جلے ہین کہ خاک ہوگئے ہین دفن کرنے کے
قابل بھی نہین ہین دیکھو اس شہر مین لاکھون آدمیون کی آبادی تھی اب سوا ہم دو چار آدمیون
کے کوئی بھی شہر مین نظر آتا ہے سب جل گئے ہین مکانات بھی جل کر خاک ہوگئے ہین شہر ویران و
تباہ و خاک سیاہ ہوگیا ہے کسی کا مال و اسباب تمام کو بھی باقی نہین رہا ہے ہم سب بھی محتاج و تباہ
ہوگئے ہین تمام مال و اسباب و مکانات ہمارے جل کر خاک ہوگئے ہین صرف وہ مکانات نہین
جلے ہین جن پر آگ پہونچی نہین گرے ہین باقی سب مکانات شہر کے اور آدمی شہر کے جل کر خاک
ہوگئے ہین کسی کا بھی کچھ نشان نہین ہے ہر طرف خاک کے ڈھیر ہین وہی آدمی زندہ رہ گئے ہین
جن کی حیات باقی تھی اور وہی مکان و مال و اسباب جلنے سے بچا ہے جس کا جلنا منظور خدا نہ تھا پس
جو کچھ ہونا تھا وہ تو ہوا اب فریاد و نالہ کرنے سے کیا فائدہ ہوگا جو اسباب و مال تمھارا لاکھون روپیہ
کا جل گیا ہے وہ رونے پیٹنے سے مل نہ جائے گا اور جو لونڈیان اور غلام و خدام تمھارے جل کر فنا
ہوگئے ہین وہ سب نالہ و فریاد کرنے سے زندہ ہو جائین گے پس صبر کرو تمھاری جان بچ گئی
اس کا شکر کرو تجارت سے پھر روپیہ حاصل ہو جائے گا مال و اسباب پھر تمکو ممکن ہو جائے گا خداوند
عالم فضل و کرم کرے گا پھر تمکو مثل سابق مالدار کر دے گا سعید تاجر سب کے سمجھانے سے فی الجملہ
نالہ و فریاد سے باز رہا لیکن اُسیوقت اُن سب سے رخصت ہوکے مع اپنے مال و اسباب تجارت
کے اور خدام و غلام باقی ماندہ کے جالوسیہ سے سوے انجم حصار روانہ ہوا حال اُس کا بمقام
مناسب لکھا جائے گا اہل شہر جالوسیہ جو زندہ بچے تھے وہ بصد رنج و غم اُسی شہر مین کار و بار
مین مصروف ہوے زندگی اپنی [illegible] بسر کرنے لگے حکیم جالوس جو اپنے شہر کو اپنے
سحر سے تباہ و برباد کرکے مع سر [illegible] مقتولان مذکور جانب طلسم زلزلہ روانہ ہوا تھا بعد قطع راہ
اُسیوقت سرحد طلسم زلزلہ مین پہونچا کہ شہنشاہ ساحران ہو دمر مست جادو لے اپنی دولتسرا سے

باہر آکر دربار میں ہنگام سحر بالاے تخت حکومت جلوس کیا تھا کل اہل دربار حاضر دربار ہوے تھے
ہزار ہا ساحران نامی و نامور اہل دربار سے علی قدر مراتب بیٹھے ہوے تھے شہنشاہ مذکور نے
متردد ہو کر اپنی زندگی اور اپنی بقاے طلسم سے نا امید ہو کر کے بیدار مغزان کاہنون کو جو شہرۂ
آفاق سے نامی و کامل تھے اور ساکنان طلسم زلزلہ سے تھے طلب کیا تھا اُن سے پوچھا تھا کہ تم سب
اپنے علم سے بتاؤ کہ دن ہمارے اس زلزلے میں کیسے ہیں جان ہماری طلسم کشا سے بچیگی یا نہین
اور یہ طلسم ہمارا دست صاحبقران سلطان کیوان شکوہ سے لوٹنے سے بچیگا یا نہین انھون نے
زائچہ کھینچکر قرعہ ڈالکر اشکال پر نظر کر کے بہت فکر و غور کر کے دست بستہ عرض کیا تھا کہ شہنشاہ
اگر جان بخشی ہو تو جو ہمکو ہمارے علم سے ثابت ہوا ہی اُسے ہم صاف صاف بیان کرین عالم طلسم زلزلہ
نے کہا تھا کہ جان بخشی تمھاری ہے ہمکو بخشیں بے خوف و خطر صاف صاف جو کچھ تمھارے علوم سے تمکو
ظاہر ہوا ہو بیان کرو انھون نے عرض کیا کہ اے شہنشاہ عالی جاہ ہمکو ہمارے علوم سے ایسا ثابت
ہوتا ہی کہ فی زمانہ دن آپکے از حد سخت ہین تین مہینے شہنشاہ پر گران ہین خوف جان و مال کے
ضائع ہونیکا ہی سوا اسکے یہ بھی ثابت ہوتا ہی کہ بربادی و تباہی اس طلسم کی دست طلسم کشا
یعنی صاحبقران سلطان کیوان شکوہ سے ہوگی جو دشمن ہین شہنشاہ فلک بارگاہ کے اُن کین
سے اگر دشمن جان و مال و طلسم حضور ہو جائینگے شہزادہ صاحبقران ہون سے اُن کی اعانت
کرینگے آپ سے دشمنی کرینگے بربادی و تباہی طلسم چاہینگے مشتبہ ورنہ قصد و کوشش
ایسی کرینگے کہ یہ طلسم لوٹ جاے تباہ و برباد ہو جاے تا ہم اُن سے ظاہر شوخی ہوسکتے ہین مگر
وہ رعایا و نمکخوار حضور سے ہونگے اور بعض عزیزان حضور سے بھی ہونگے لہذا اگر شہنشاہ فلک
بارگاہ ہم خیر خواہون کی عرض کو پذیرا فرماکر موافق ہمارے علوم کے احکام پر عمل کرینگے تو عجب
نہین کہ جان و مال و طلسم شر و فساد طلسم کشا سے طلسم زلزلہ بچ جاے ورنہ باعث خرابی و
ضرر ہوگا اہل درباری سے حضور کو ضرر و صدمہ پہونچیگا خیرخواہون نمکخوارون غلامزادون ہی سے
خوف جان و تباہی طلسم کا قوی اندیشہ ہی شاہ طلسم زلزلہ نے پوچھا کہ تم اپنے علوم سے موافق
کیا حکم لگاتے ہو بیان کرو ہم اُن احکام پر بخیال حفظ جان و مال و طلسم عمل کرینگے انھون نے
عرض کیا کہ ہماری راے یہ ہے کہ بغرض ورشد و بحفاظت جان و مال آپ طلسم باطن مین تشریف رکھین
طلسم ظاہر مین کبھی نہ رہین کیونکہ دوستون اور نمکخوارون سے اندیشہ قوی دشمنی کا ہی حالانکہ یہ نحوست
یہ چالیس روز از حد سخت و گران ہین اور باقی ایام چندان گران نہین ہین مگر احتیاطاً مناسب یہ ہی
کہ تین ماہ تک طلسم باطن مین قیام پذیر رہین اگر تین ماہ بخیر گذر گئے تو پھر طلسم کشا سے طلسم زلزلہ
و دیگر دشمنون سے کچھ اندیشہ نہوگا اور اشکال زائچہ پر نظر کرنے سے یہ بھی ثابت ہوتا ہی کہ قبل
ایک ساعت کے ایک امر عجیب و حیرت انگیز کہ ضرر دشمنان سے ہوگا درپیش ہونے والا ہی یہ عرض
کر کے خاموش ہو رہے تھے شاہ طلسم نے کشتیان خلعت فاخرہ کی طلب کر کے اُن نجومیون اور
رمالون کاہنون کو دی تھین علاوہ اسکے دولت و زر کثیر دیا تھا وہ انعام مذکور لیکر جانے کو
تھے کہ حاکم جالوس نے ملاقات و دربندہاے طلسم زلزلہ کو طے کر کے دربار شاہ طلسم مین آکر تخت شاہ
سے اتر کر اُن سرون کو طشت طلا مین رکھکر اور بقیہ کشتی مین رکھکر سامنے اپنے بادشاہ کے آکر
با ادب سلام کر کے وہ طشت طلا یا وہ کشتی نقرئی کہ جس پر کشتی پوش پڑا ہوا تھا بطور نذر پیش کی

شاہ طلسم نے پوچھا کہ اے دستور معظم من اس میں کیا ہی بیان کرو اُس نے عرض کیا کہ حضور ملاحظہ فرمائیں
پھر کشتی پوش دور کیا یا لالے طشت سے رومال علیحدہ کیا غرض بہر طور شاہ طلسم نے دیکھا کہ پانچ
سر کٹے ہوئے سر ہیں خون میں آلودہ ہیں متحیر و متردد ہوکے پوچھا کہ یہ سر کس کس کے ہیں ان کو کیوں
قتل کیا اگر قتل کیا تھا تو ہمارے روبرو کیوں لائے ہو وزیر مذکور نے عرض کیا کہ یہ سر تو میرے بھائی کا
ہے جس کا نام حکیم سالوس حضور نے سنا تھا اور قبل اس کے میں نے اس کو گرفتار کرکے حسب الحکم حضور
امیر باران جادو کے حوالے کیا تھا اُس نے صحرا میں جاکر ایک تالاب کے تہ خانے میں اُس کو اسیر
کیا تھا جب صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے کسی سے نشان زندان حکیم سالوس دریافت
کرکے امیر باران جادو کو قتل کرکے اس کو رہا کیا اور یہ اپنے شہر میں گیا مجکو یقین کامل ہوا کہ اب
یہ بھائی میرا صاحبقران کو ضرور نشان لوح طلسم زلزلے کا بتائے گا بلکہ خود وہاں سے جانے کا حصول
لوح مذکور میں کوشش کرے گا پس اسی خیال سے خیرخواہی حضور میں میں نے اپنے شہر میں جاکر مکر و فریب
اس سے اظہار کرکے عذر خواہ ہوکر خیال دشمنی کا اُس کے دل سے دور کرکے عالم خواب میں اس کو اور
اس کے ان چاروں رفقا کو تہ تیغ کیا پھر سر کاٹ کر برائے نذر شہنشاہ لے کر آیا ہوں اس نمکخوار نے
حضور کی خیرخواہی کے آگے کچھ رنج و ملال نہ کیا برادر حقیقی کو قتل کیا شہنشاہ ساحران یعنی ہودسر مست جادو
[illegible] طلسم زلزلہ یہ ازحد متحیر و متعجب ہوکے دل میں کہا کہ حکیم جالوس سے بہتر دنیا میں میرا کوئی
خیرخواہ نہیں ہے کہ اس نے صرف میری خیرخواہی سے اپنے بھائی کو قتل کر ڈالا ہے یہ خیال کرکے پوچھا
کہ اس کے ان چاروں رفقا کو کیوں قتل کیا حکیم جالوس نے عرض کیا کہ میں نے ان کو بایں خیال
قتل کیا ہے کہ یہ چاروں شخص میرے بھائی مقتول کے بڑے دوست و خیرخواہ تھے شاید آن تینوں حال
لوح طلسم زلزلے کا کہا ہو نشان اور مقام لوح طلسم زلزلے کا ان کو بتا دیا ہو اور یہ صاحبقران
[illegible] مقام لوح کے رکھنے کا اُن کو بتائیں اور وہ کسی طور سے وہاں جاکر لوح طلسم مذکور کو
حاصل کر لیں تو [illegible] جاسکے گا یہ طلسم حسب ہدایت لوح طلسمی فتح ہو جائے گا حالانکہ میں نے
[illegible] مقام لوح کے رکھنے کا اپنے اس برادر مقتول سے کبھی ظاہر نہیں کیا تھا اور
[illegible] اس نے اپنے ان رفقا سے بھی بیان نہ کیا ہوگا مگر میں نے احتیاطاً ان سب کو قتل کر ڈالا
تاکہ اطمینان [illegible] ہو جائے کہ یہ سب زندہ رہیں گے نہ مقام لوح کا صاحبقران کو معلوم ہوگا اور لوح
طلسم زلزلہ کی ایسی جگہ رکھی گئی ہے ایسی حفاظت اس کی کی گئی ہے کہ وہاں تک پہونچنا دشوار تر ہے سوا
میرے اور حضور کے کوئی بھی بخوبی تمام حال لوح طلسمی سے آگاہ نہیں ہے کہ وہ کس جگہ ہے کہاں
رکھی گئی ہے کس کے قبضے میں ہے کون اُس کا محافظ ہے شہنشاہ ساحران نے تمام تقریر حکیم جالوس
کی سنکر دریائے حیرت میں غرق ہوکے کہا کہ اے وزیر خوش فکر و تدبیر ہم تجکو اپنا ایسا خیرخواہ
[illegible] نہ جانتے تھے نہ ایسی خیرخواہی کرنے کی تجھ سے امید تھی تو نے وہ کام کیا ہے کہ کبھی
سنگدل [illegible] کسی بیرحم قاتل سے بھی نہ ہوگا اور تو نے وہ خیرخواہی ما بدولت کی کی ہے کہ کوئی
نمکخوار ہمارا ایسی خیرخواہی نہ کرے گا آج سے ہم تجکو اپنا بہت بڑا خیرخواہ جاننے لگے فقط اس
احتمال پر ان سب کو تہ تیغ کر ڈالا کہ شاید یہ لوگ مقام لوح طلسمی کے رکھنے کا طلسم کشا کو بتا دیں
حالانکہ تیری تقریر سے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ اچھی طرح ان کو حال لوح طلسمی سے آگاہی نہ تھی خیر
پھر بھی تو نے کیا بہتر کیا اب ان سروں کو ہمارے سامنے سے دور کر جو مناسب ہو وہ ان کے

خوش ہو کر یہ کہکے اپنے ملازمون سے مخاطب ہو کر کہا کہ جلد کشتی خلعت فاخرہ کی لاؤ بمجرد حکم ملازمون نے
حاضر کی شاہ طلسم نے بعوض دور اندیشی و خیر خواہی خوش ہو کر وہ خلعت فاخرہ حکیم جالوس کو دیا
اس نے با دب سلام کر کے بصد خوشی خلعت مذکور پہنا اہل دربار حکیم جالوس کی اس دور اندیشی و
خیر خواہی سے دنگ ہو گئے گو کہ اسوقت دربار مین ہزارہا ساحران نامی و نامور نمکخوار و خیر خواہ
شاہ طلسم بیٹھے ہوئے تھے مگر ان مین سے کوئی ایسی تدبیر و فکر کرنے پر قادر نہ تھا اسی سبب سے
ہر ایک ساحر اپنے دل مین کہتا تھا کہ ہمسے کبھی ایسا کام خیر خواہی مین نہو سکتا اپنے برادر حقیقی کو اپنے
ہاتھ سے نہ قتل کیا جاتا ہرگز خیر خواہی نہو سکتی کبھی اپنے برادر حقیقی پر تلوار نہ اٹھائی جاتی واقعی اسنے
وہ کام کیا ہے کہ ہمسے کبھی نہو سکتا ابھی سب کو ایک عجب تھا ہر ایک ساحر دربار مین حیرت تصویر
بیٹھا ہوا تھا کہ حکیم جالوس نے سر ہاے مذکور اٹھوا کر کہا کہ ان کو بیرون طلسم لیجا کر ڈال دو
یا زمین کھود کر گڑھا کھودوا کر ان سرون کو دفن کر دو ساحران دربار سے ایک ساحر مسمی سرہنگ
جادو نے وہ سر اٹھا کر طلسم سے باہر جا کر وزیر مذکور کے حکم پر عمل کیا بعدہ دربار مین آکر بیٹھا اس
اثناے مین شہنشاہ ساحران نے کچھ متردد ہو کر حکم دیا کہ کل ہمارے دربار مین جملہ ساحران ذی عزت
مرد و زن سب آئین جو کبھی ہمارے دربار مین نہین آئے ہین وہ سب ساحر بھی آئین ہمین ایک
کار ضروری کرنا منظور ہے چاہتے ہین کہ سامنے سب ساحران نامی کے خواہ درباری ہون یا غیر درباری
ہون وہ کار ضروری کیا جاوے جو ساحران نامی یہان سے دور دور ہین ان کو بھی بذریعہ پروانہ
طلب کیا جاوے یہ حکم اپنے ملازمون کو دیکر دربار برخاست کیا اہلکارون نے حسب الحکم
شاہ طلسم زلزلہ بنام مالکان دربند طلسم زلزلہ و حاکمان کوہ و دشت و دریا وغیرہ اور سوا ان کے
جسقدر ساحران نامی و اہل عزت تھے اور جتنی ساحرہ ذی مرتبہ تھین سب کو طلبی پروانے لکھ
لکھکر مہر شاہی سے مزین کرکے بدست ساحران روانہ کیے ساحرون نے جلد جا جا کے وہ حکمنامے
اور پروانے ساحرون اور ساحرہ عالی مرتبہ کو دیکر زبانی بھی عرض کیا کہ حکم شہنشاہ یہ ہے کہ
کل سب ہمارے دربار دربار مین آئین ہر ایک ساحرہ اور ساحر نے زبانی حکم شہنشاہ سے
اور نیز عبارت حکمنامے سے آگاہ ہو کر بجاے خود کہا کہ نہین معلوم کیا سبب ہے کہ شہنشاہ نے بذریعہ
حکمنامہ سب ساحران معزز کو اپنے دربار مین طلب کیا ہے ہر چند ہر ایک نے فکر کی مگر کچھ سبب طلب ثابت
نہوا دوسرے روز جملہ ساحران نامی و نامور و اہل عزت ساکنان طلسم زلزلہ ہر طرف سے حسب لیاقت
و مرتبہ جاہ و حشم و تزک سے یکتہ و قسم قسم کی سواریون پر سوار ہو کر دربار شہنشاہ مذکور مین آکے
علی قدر مراتب بیٹھنے لگے اہلکارون نے دربار کو بھی ایسا آراستہ کیا تھا کہ کبھی ایسا آراستہ ہوا
تھا اس اثناے مین ہزارہا ساحرون اور ساحرہ کے آنے سے وہ دربار وسیع تمام مملو ہو گیا اسوقت
شہنشاہ ساحران ہود سرمست جادو اپنی محلسرا سے برآمد ہوا جملہ ساحر و ساحرہ واسطے تعظیم
شاہ طلسم زلزلہ کے اٹھ کھڑے ہوئے ہر ایک نے بصد ادب سلام کیا شہنشاہ مذکور نے ہر ایک کا سلام
لیکر سب کو بنظر غور دیکھکر تخت حکومت پر بیٹھکر اشارہ بیٹھنے کا کیا ہر ایک ساحر و ساحرہ پھر سلام
کرکے اپنی جگہ مقررہ پر بیٹھا اسدم شہنشاہ مذکور نے پھر اپنے اہل دربار و تمامی حاضرین دربار
پر نظر کرکے اپنی حکومت اور اپنے فرمانبردارون کو بکثرت و بے شمار مشاہدہ کرکے بجاے خود
ناز و فخر سلاطین طلسم دیگران پر کیا بعد ازان سب سے مخاطب ہو کے باواز بلند کہا کہ اے بہادران

مایہ دولت واسطے ساحران نامی و ذی عزت آگاہ ہو کہ زمانہ اس طلسم کے ٹوٹنے کا قریب آگیا ہے
طلسم کشا اس طلسم کا پیدا ہوا ہے فکر حصول لوح طلسمی کر رہا ہے اسیر یاران جادو کو قتل کر چکا ہے حکیم
سالوطس برادر حکیم جالوس ہمارے وزیر خوش تدبیر کو رہا کر چکا ہے حالانکہ فی الحال ہمارے
دستور معظم حکیم جالوس نے بخیال دور اندیشی ہماری خیر خواہی مین اپنے برادر کو رکو مع اسکے
رفقا کے مابین اندیشہ قتل کر ڈالا ہے کہ مبادا طلسم کشا کو نشان لوح طلسم زلزلہ کا بتلائے اور طلسم کشا
لوح طلسمی کو حاصل کرکے اس ہمارے طلسم کو فتح کرے ہم اپنے وزیر کی اس خیر خواہی سے بہت خوش
ہوئے اور جو کوئی تم سب مین مایہ دولت کا خیر خواہ ہوگا اور خیر خواہی کرے گا اُس سے بھی مایہ دولت
خوش ہوکر خلعت و انعام دینگے یا ہماری جانب سے ہمارا وزیر اُس کو انعام کثیر دیگا مرتبہ و
رتبہ اُس کا زیادہ کریگا کل ہفتہ کا ہنوز ہی نجومیون رمالون کو طلب کرکے اُن سے دریافت کیا تھا
کہ اپنے علوم کے قواعد سے حکم لگاؤ کہ فی زمانہ ہمارے کیسے ہین اُن سب نے بعد فکر و غور اپنے
اپنے علم کے ذریعہ سے باتفاق رائے یہی عرض کیا کہ تین ماہ سخت ہین از انجملہ چالیس روز نہایت
ہی سخت و گران ہین ہنوز جان و مال کا سہری یہ عرض کرکے انھون نے اپنی رائے یہ ظاہر کی تھی
کہ شہنشاہ کو ایسے زمانہ و ایام سخت مین لازم و مناسب ہے کہ طلسم باطن مین تشریف رکھین پس
مایہ دولت واسطے انتظام و احکام و حکومت و تدابیر کے اپنے وزیر حکیم جالوس کو کہ ہمارا نہایت
خیر خواہ و خوش تدبیر و عاقل ہے اپنا جانشین کرتے ہین تین مہینے تک یہ ہمارا جانشین رہیگا
بعد گذرنے زمانہ سخت مذکور کے پھر ہم طلسم باطن سے آکر اس تخت حکومت پر جلوس کرینگے
بالفعل بضرورت حفاظت جان طلسم باطن مین قیام پذیر ہونگے مگر تم سب کے امور اور خیر خواہی
سے ہمکو اطلاع ہوتی رہیگی ہم تمھاری کارگذاری و خیر خواہی سے خوش ہوکر حکم خلعت و انعام
دینے کا کرتے رہینگے پس تم سب کو واجب و لازم ہے کہ تین مہینے تک جس طرح تم ہمکو اپنا شہنشاہ
اور حاکم سمجھتے تھے اور سمجھتے ہو اسی طرح ہمارے اس وزیر حکیم جالوس کو بھی اپنا حاکم سمجھنا
جو کچھ یہ حکم کرے اُس کو بجا لانا خلاف اس کے حکم کے عمل نکرنا سرکشی و نافرمانی ہرگز ہرگز نکرنا ورنہ
تمھارے حق مین اچھا نہوگا باعث ہمارے قہر و غضب کا ہوگا یہ کہکر ایک تاج جواہر نگار اپنے ہاتھ سے
حکیم جالوس کے سر پر رکھکر اپنے تخت حکومت پر اُس کو بٹھا کر جملہ حاضرین دربار کو حکم دیا کہ ہمارے
روبرو اس کو اپنا حاکم جان کر نذرین علی قدر مرتبہ دو اور اقرار اپنی اپنی زبان سے اس وزیر کی
اطاعت و فرمانبرداری کا کرو پھر دو اس حکم کے سننے کے جملہ امرا و رؤسا اور تمامی حاضرین دربار
نے علی قدر مراتب حکیم جالوس کو باری باری باادب تمام نذرین دین حکیم مذکور نے خوش ہوکر ہر ایک
کی نذر قبول کرکے اُس کی نذر پر ہاتھ رکھا جب سب حاضرین دربار نذرین دے چکے ہر ایک نے
دست بستہ عرض کیا کہ اے شہنشاہ ہمارے اور اے ہمارے شہنشاہ ہمارے آپ کے حکم سے ہم حکیم
جالوس کو اپنا حاکم و مالک جانکر ان کی اطاعت و فرمانبرداری بدل کرینگے خلاف ان کے حکم
کے کوئی کام نکرینگے ہرگز ان کے فرمان سے سرکشی نکرینگے ان کو بھی لازم ہے کہ ہم کو اپنا اور
شہنشاہ کا خیر خواہ و فرمانبردار جان کر ہمیشہ پیش آئین تعدی و ظلم خلاف عدالت نکرین شہنشاہ
سلامت یہ نہین کہ ہم سے فرمانبرداری و جانثاری جب تک زندہ ہین کیا مجال طلسم کشا و دیگر دشمنان شہنشاہ
کی کہ اس طلسم میں قدم رکھ سکین فتح کرنا در کنار دون کا تو امر محال ہے ہو وہ سر مست جادو بادشاہ

طلسم زلزلہ نے ہر ایک حاضرین دربار سے حکیم جالوس کو نذرین دلوا کر تقریر حسب دلخواہ اپنے
ہر ایک کی سنکے خوش ہوکے ہر ایک کو علی قدر رتبہ و مرتبہ خلعت اور ہار دینے کے ارادے
سے کشتیان ہزار در ہزار خلعت کی طلب کین پھر علی قدر مرتبہ کسی کو خلعت فاخرہ دیا کسی ساحر کو
کشتی خلعت کی مع دیگر انعام کے عطا کی کسی ساحرہ کو زرین ہار دیا غرضکہ اسی طرح ہزار در ہزار خلعت
کی کشتیان علی قدر مراتب ساحران حاضرین دربار مذکور کو مع دیگر انعام و جاگیر کے دی گئین
ہر ایک ساحر و ساحرہ نے خلعت و ہار پہنکر خوش ہوکر بجائے خود اپنے شہنشاہ کی قدر شناسی کی
ثنا کی اس دربار مین ساریق بن لقا اور سخنگان بھی تھے انھون نے بھی تمام تقریر شہنشاہ ساحران [illegible]
ہوشربا مست جادو کی سنی تھی اور نذرین حکیم جالوس کو برائے خوشی شاہ طلسم گذرانی تھین
ان کو بھی خلعت اور ہار ملے تھے سخنگان تمام باتین سنکے اور رنگ دربار دیکھکے بار بار چاہتا تھا
کہ کچھ تقریر کرے مگر ساریق بن لقا کے بار بار منع کرنے سے مجبور ہوکر کچھ نہ کہتا تھا چپکا بیٹھا
ہوا دیکھتا تھا اور جو کوئی کچھ تقریر کرتا تھا اُسے سنتا تھا دل مین اپنے کہتا تھا کہ ساریق بن لقا
کے اس طلسم مین قدم آئے ہین بھلا اب یہ طلسم آباد رہ بھی سکتا ہے یہ تو بوم کی خاصیت رکھتے
ہین جدھر ان کا گذر ہوتا ہے وہ ملک و شہر ویران و تباہ ہو جاتا ہے یہ طلسم بھی دست صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ سے ان کی نحوست قدم سے تباہ و برباد ہو جائیگا لاکھ ہوشربا مست
جادو شاہ طلسم زلزلہ طلسم باطن مین جا کر اپنی جان کی حفاظت کریگا لیکن کچھ فائدہ نہوگا ضرور
دست طلسم کشا سے قتل ہوگا یا مسلمان ہوگا یہ طلسم ضرور فتح ہوگا دوست صاحبقران کے ضرور
پیدا ہو جائینگے یہی اہل دربار جو دشمنی صاحبقران پر آمادہ ہین یہی اکثر اُن کے دوست
ہو جائینگے گھر ہی سے آگ لگ جائیگی اس بندوبست و انتظام و حفاظت سے کچھ بھی نفع نہوگا
افسوس ہزار افسوس کہ مجکو اور ساریق بن لقا کو بعد چندے کے یہان بھی امان نہ ملیگی [illegible]
شجاعت یعنی صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کا یہان بھی گذر ہوگا یا تو اُن کے ہاتھ سے قتل
ہونا نصیب ہوگا یا یہان سے اور کسی طرف بھاگنا ہوگا آرام و راحت سے یہان کبھی بیٹھنا نصیب [illegible]
دیکھیے مقدر کیا دکھاتا ہے سخنگان تو اپنے دل مین خیالات مندرجہ کر رہا تھا مگر ساحران تمامی [illegible]
نامور خلعت فاخرہ پہنے اور زرین ہار گلون مین ڈالے ہوئے بیٹھے تھے کہ یکایک شہنشاہ ساحران یعنی
ہوشربا مست جادو حاکم طلسم زلزلہ نے ہر سب ساحرون اور ساحرہ حاضرین دربار سے تاکید
اکید کہا کہ خبردار خلاف ہمارے حکم کے عمل نکرنا جو کچھ آبرو و دولت نے تمہے نسبت [illegible]
حکیم جالوس کے اور خیرخواہی کے کہا ہے اُس کے برعکس عمل نکرنا سب نے عرض کیا [illegible]
ہم لوگ اروا سے اطمینان رکھیے سواے خیرخواہی بدخواہی نکرینگے اور [illegible]
قدم بھی واسطے کسی کام کے نہ اٹھائینگے شہنشاہ مذکور نے دوبارہ بھی [illegible]
سب کو رخصت کرکے خود بھی اُسی وقت طلسم باطن مین جاکر وہان ہوا امور [illegible]
سب حکیم جالوس کے حوالے کیا وزیر مذکور تخت حکومت پر بیٹھکر کاروبار ملکی [illegible]
در بندون سے خبرداری و ہوشیاری کی تاکید کرنے اور دیگر امور کے انصرام مین [illegible]
کرنے لگا حکیم جالوس تو تخت نشین ہوکر انتظام طلسم زلزلہ مین حسب دلخواہ سرگرم [illegible]
مستعد سوداگر کا لکھا جاتا ہے کہ تاجر مذکور جو شہر جالوسیہ سے سوے انجم [illegible] روانہ ہوا تھا [illegible]

دور و دراز بعجلت تمام انجم حصار مین پہونچا دیکھا کہ سرحد انجم حصار مین ایک لشکر بے شمار فروکش ہی لوگون
سے دریافت کیا کہ یہ لشکر کس کا ہی ساکنان انجم حصار نے جواب دیا کہ یہ لشکر ظفر اثر صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ کا ہی تاجر مذکور بخیال فروخت اسباب و مال سمت لشکر مذکور چلا ادھر ہرکارون
سے صاحبقران کو معلوم ہوا کہ ایک تاجر شہر جالوسیہ سے ادھر آیا ہی بمجرد سننے اس خبر کے صاحبقران
نے حکم دیا کہ اُس سوداگر کو ہمارے روبرو لاؤ اُس سے حال شہر جالوسیہ و حکیم سالوس کا معلوم ہوگا
ہرکارون نے تاجر مذکور سے جا کر کہا کہ چلو تمکو ہمارے مالک و آقا صاحبقران سلطان کیوان شکوہ
نے طلب کیا ہی اُس نے کنارہ لشکر خیام مین فروکش ہو کر چند کشتیون مین اسباب نفیس و نادر رکھا اور وہ کشتیان
اپنے غلامون کو دے کر اُن کو ہمراہ لے کر خدمت امیر با توقیر مین آیا با ادب سلام کیا صاحبقران نے
اشارہ بیٹھنے کا کیا وہ بار دیگر سلام کر کے با ادب روبرو بیٹھا پھر وہ کشتیان پیشکش کین صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ نے اسباب جو اُن کشتیون مین تھا پسند کر کے فرمایا کہ یہ سب اسباب ہمکو پسند آیا
فرد قیمت اس اسباب کی پیش کرو اُس نے فرد قیمت پیش کی صاحبقران نے موافق فرد قیمت کے زر کثیر
اُسے دلوا دیا بعد ازان اُس سے پوچھا کہ تمھارا کیا نام ہی وطن تمھارا کہان ہی یہان کس شہر سے
تمھارا آنا ہوا ہمنے سنا ہی کہ تم شہر جالوسیہ سے اس طرف آئے ہو اگر کچھ حال حکیم سالوس حاکم شہر جالوسیہ
کا تمکو معلوم ہو تو بیان کرو ہمسے حکیم سالوس نے یہان آنے کا وعدہ کیا تھا زمانہ زیادہ گذرا ابھی تک
وہ یہان نہین آئے ہم اُن کے منتظر ہین تاجر مذکور نے نام شہر جالوسیہ سنکے آہ سرد دل پُر درد سے
کی بعدہ اشکبار ہو کے عرض کیا کہ یہ کمترین جالوسیہ ہی سے اسطرف آیا ہی نام اس خاکسار کا سعید ہی
سب سعید سوداگر مجکو کہتے ہین وطن اس نخیف کا روم ہی اپنے وطن سے مال و اسباب کثیر انواع و
اقسام کے لیکر مع کئی سو غلامون اور کنیزون کے ہمراہ قافلے کے شہر جالوسیہ مین آیا تھا چند ہی روز
شہر جالوسیہ مین گذرے تھے اور کچھ اسباب تجارتی میرا اور میرے قافلے والون تاجرون کا فروخت
ہوا تھا کہ شہر مین یہ خبر مشہور ہوئی کہ بادشاہ و حاکم اس شہر کا جو قید ہو گیا تھا وہ مع اپنے چند رفقا
کے ادھر آتا ہی عمائد شہر اور روسائے شہر واسطے اُس کے استقبال کے گروہ گروہ چلے جا رہے ہین یہ احقر خبر
مذکور سنکے اپنے خیمے سے باہر آیا دیکھا کہ عمائد شہر بصد شوکت و شان برائے استقبال چلے ہین بعد تھوڑی
دیر کے پھر شور و غل ہوا مین نے پوچھا کہ یہ شور و غل کیسا ہی لوگون نے بیان کیا کہ جو عمائد شہر واسطے
استقبال کے گئے تھے وہ سب استقبال کر کے اپنے بادشاہ کو شہر مین لائے ہین اُس کے آنے کی
خوشی بے حد ہی مردمان شہر شادمان ہین یہ سنکے پھر مین اپنے خیمے سے باہر نکلا دیکھا کہ ایک مرد نیک و
جلیل القدر کو روسائے شہر بصد عزت و حرمت لائے ہین زر و جواہر اُس مرد جلیل الشان پر نثار
کرتے ہوئے آتے ہین مین نے پوچھا کہ یہ مرد نیک خو کون ہین ان کا نام نامی کیا ہی اہل شہر نے
بیان کیا کہ اس مرد عالی مرتبہ کا نام نامی حکیم سالوس ہی یہی ہمارا بادشاہ ہی تھوڑے زمانے سے یہ
حاکم ہمارا اس شہر سے کہین قید کر دیا گیا تھا اُس کے برادر حقیقی نے اس کو اسیر کر لیا تھا اب یہ کسی طور
سے رہا ہو کر یہان آیا ہی یہ کیا آیا ہی گویا اس شہر ویران مین بہار تازہ آئی ہی یہ کمترین تمام حال سنکے
خاموش رہا وہ مرد بزرگ داخل دار العمارت شاہی ہوا اُس کے آنے سے تمامی شہر مین خوشی و
مسرت سے چراغان ہوا شہر آئین بند ہوا تمامی شہر مین سامان خوشی و خرمی کے ہوئے ہنوز اُس
بادشاہ شہر کو ایک دو روز آئے ہوئے گذرے تھے کہ وہی بھائی اُس کا جس نے اسکو قبل

اسیر کیا تھا آیا لوگون کی زبانی نام اُس کا معلوم ہوا کہ اُس کو حکیم جالوس کہتے ہین اُس نے اپنے
بھائی سے صفائی حاصل کرکے دین اسلام اختیار کیا حکیم سالوس نے اپنے بھائی کے مسلمان ہونے کی
خوشی کا جشن کیا جس روز جشن ہوا اُس کی شب کو حکیم جالوس نے اپنے بھائی حکیم سالوس کو مع ایک
چار رفیقون کے قتل کیا سر اُن کے تنون سے جدا کیے پھر آدھی رات کو اُس نے اپنے سحر سے ایک
ایسا ابر سیاہ پیدا کیا کہ وہ محیط شہر جالوسیہ ہوگیا برق دمبدم چمکنے لگی رعد کی سی آواز اُس ابر تیرہ و
تاریک سے آنے لگی اہل شہر اُس ابر و برق کو دیکھکر خائف و ترسان ہوئے اکثر ساکنان شہر گھبرائے
بہت متردد ہوئے یہ فدوی بھی پریشان خاطر ہوا دل مین کہنے لگا کہ ایسا ابر اور ایسی چمک برق
کی اور ایسی آواز رعد کی کبھی نہین دیکھی تھی یہ ابر کیسا ہے خدا خیر کرے ابھی یہ خاکسار اور کل مردان
شہر جو بیدار تھے وہ متردد و پریشان خاطر تھے کہ یکایک اُس ابر سیاہ سے آگ اور پتھر برسنے لگے
آگ سے مکانات اور اثاث البیت ہر ایک شخص کا جلنے لگا پتھرون سے مکانات گرنے لگے ایک قیامت
کے آثار نمود ہوئے مردمان شہر بھی جلنے لگے پتھرون سے بھی دب دب کر ہلاک ہونے لگے مردمان
شہر نالہ و فریاد کرنے لگے دو ساعت تک یہی آفت برپا ہوئی اس عرصے مین ہزارہا مردمان شہر
جل کر اور پتھرون سے دب کر ہلاک ہوگئے ہزارہا مکان گر گئے مال و اسباب بھی اہل شہر کا جلگیا
جو تھوڑے سے آدمی شہر سے بھاگ گئے تھے وہ تو زندہ رہے باقی سب ہلاک ہوگئے مین بھی مع
چند غلامون کے بھاگ کر شہر سے کچھ دور نکل گیا تھا اسوجہ سے بچ گیا بعد دو ساعت کے اُس
ابر سیاہ سے ایک آواز بلند پیدا ہوئی مین نے بگوش خود یہ سنا کسی نے پکار کر کہا کہ اے اہل شہر جالوسیہ
تمنے حکیم سالوس کے آنے کی خوشی بہت کی تھی اور اُس کے ہدایت کرنے سے تم سب کلمہ پڑھکر
مسلمان ہوئے تھے مین نے اسی وجہ سے تم سب کو سزا دی آگاہ ہو کہ نام میرا حکیم جالوس ہے
اپنے بھائی کا اور اُس کے رفقا کے سر کاٹ کر لیے جاتا ہون اگر کوئی اہل شہر سے زندہ رہا ہو تو
وہ آگاہ ہو جائے یہ تقریر کرکے حکیم جالوس اُس ابر تیرہ کو دور کرکے چلا گیا ہم سب کہ شہر کے قریب صحرا مین پڑے تھے
بعد دفع ہونے ابر آتشبار و سنگبار کے پھر شہر مین آئے وہ حال شہر کا دیکھا کہ خدا ایسا حال کسی شہر کا نہ کرے ہر ایک
ہمراہی میرا بربادی و تباہی شہر اور اپنے اہل و عیال و مال و اسباب و مکانات کے تلف و ضائع و برباد ہونے سے
نالان و گریان ہوا مین نے بھی جو اپنا مال و اسباب دیکھا وہ بھی بہت سا جلکر خاک ہوگیا تھا کچھ اسباب قدرت خدا سے بچگیا
اپنے مال و اسباب کے ضائع و برباد ہونے سے مین بھی اسقدر غمگین ہوا کہ قریب بہ ہلاکت ہوگیا
قافلے والون کا نام و نشان بھی نہ پایا اُن کی ہلاکت کا بھی صدمہ ہوا اسی عالم صدمہ مین باقی ماندہ
باشندگان شہر نے مجکو سمجھایا اُن کے سمجھانے سے فی الجملہ میرے صدمے مین کمی ہوئی پھر سب نے
لاشہ حکیم سالوس کا مع اُس کے رفقا کے لاشون کے کہ وہ سب بقدرت خدا جلنے سے محفوظ رہے
تھے اُن کو غسل و کفن دے کر دفن کیا بعد دفن ہونے اُن لاشہائے بے سر کے مین اُس شب کی
صبح کو وہان سے بعجلت اس طرف روانہ ہوا بعد قطع راہ یہان تک پہونچا ہون کیا عرض کرون
کہ اپنے سفر مین کیسا تباہ و برباد ہوگیا ہون عوض نفع کے نقصان میرا بہت ہوا ہے سیکڑون غلام اور
کنیزین میری ہلاک ہوگئین لاکھون روپے کا اسباب میرا جل کر خاک ہوگیا احباب و اعزا میرے
جو قافلے مین ساتھ تھے وہ سب بھی آتش سحر سے جل کر خاک ہوگئے نام و نشان بھی اُن کا نہ رہا
مین ایک سخت جان مع چند غلامون کے واسطے نالہ و فغان کرنے کے اور صدمہ اٹھانے کے

زندہ رہا کاش کہ ہمیں یا تنہا اہل قافلہ کے ہلاک ہو جاتا یہ کہکے بے اختیار رونے لگا صاحبقران سلطان کیوان شکوہ حال قتل حکیم سالوس کا سنکے محزون ہوئے نہایت افسوس کیا بعدہ تاجر مذکور سے فرمایا کہ اسے مرد دیندار صبر کر جو کچھ ہونا تھا وہ ہوا اس صدمہ و رنج کرنے سے کیا فائدہ ہوگا یہ فرماکے زر کثیر اپنے خزانہ عامرہ سے اُس کو دے کر ارشاد کیا کہ اے سعید سوداگر اس زر کثیر سے تجارت کر خداوند عالم تیرے حال پر رحم فرمائے گا پھر اُسی قدر مال و متاع تیرے پاس ہو جائیگا اُس تاجر نے زر کثیر عطا صاحبقران پر نظر کرکے جو دوسخاوت و غربا پروری پر غور کرکے خوش ہوکے عرض کیا کہ حضور نے تو اس فدوی کو اسقدر زر کثیر عطا فرمایا ہے کہ اگر تمامی مال و اسباب اپنا جو اپنے وطن سے لیکر چلا تھا اگر وہ ضائع و برباد نہوتا اور اُس کو بہ نفع کثیر فروخت کرتا تو بھی اسقدر زر کثیر مجکو دستیاب نہوتا حضور نے میرے حال پر ایسا رحم کیا کہ کوئی شاہ و شہریار بھی ایسا رحم نکرتا اسقدر زر کثیر اپنے خزانے سے عطا نہ کرتا خداوند عالم آپکے مقاصد دینی و دنیوی بر لائے مجکو مالا مال کردیا غم و رنج اسباب مال ضائع شدہ کا میرے دل سے دور کردیا یہ عرض کرکے تاجر مذکور صاحبقران سے رخصت ہوکر وہ تمامی زر کثیر لیکر دعائیں دیتا ہوا اپنے خیمے کی طرف گیا بعد قطع راہ داخل خیمہ ہوا صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے حکیم سالوس وغیرہ کے قتل ہونے کا بہت صدمہ کیا اور حکیم چالوس کے ظلم و جور پر نظر کرکے ارشاد کیا کہ عجب ظلم حکیم چالوس نابکار و بے دین نے مرد دیندار حکیم سالوس پر کیا افسوس ایسے مرد با خدا کو یوں قتل کیا کہ ہمیں سننے سے بے حد صدمہ ہوا خیر انشاء اللہ تعالی حکیم چالوس سے سمجھا جائے گا انتقام خون حکیم سالوس وغیرہ اُس سے لیا جائے گا پھر یہ بیان دو خواجہ طیفور کردیا و دیگر سرداران لشکر نے عرض کیا کہ حضور نے بڑی ہی کوشش و ہمت و شجاعت سے سفر دور و دراز اختیار کرکے صعوبت راہ اُٹھاکے ابرباران یاد و کو جا کر قتل کیا تھا حکیم سالوس وغیرہ کو زندان سے رہا کیا تھا اُس مرد دیندار نے لوح طلسم زلزلہ کے مقام کے بتلانے کا اقرار کیا تھا یہاں آنیکا وعدہ کیا تھا افسوس ہزار افسوس حکیم چالوس نابکار و ظالم نے اُس کو مع اُس کے رفقا کے قتل کر ڈالا مسرا اُن دینداروں کے کاٹ لیے کچھ رحم نہ کیا بھائی نے اپنے برادر حقیقی پر ظلم روا رکھا ہم سب کو امید و خوشی اس امر کی تھی کہ حکیم سالوس حسب اقرار یہاں آئینگے جس جگہ شاہ طلسم زلزلہ نے لوح طلسمی رکھی ہے وہ جگہ بتلائینگے حصول لوح مذکور سے آگاہ کرینگے دربارہ فتح طلسم زلزلہ فکر و کوشش و شرکت کرینگے وہ قتل ہوگئے اب حال لوح طلسم زلزلہ کا کس سے دریافت ہوگا کیونکہ لوح مذکور دستیاب ہوگی جب لوح طلسم ہی نملے گی تو دربند طلسم و دیگر مرحلات طلسم زلزلہ کیونکر فتح ہونگے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے جواب دیا کہ خداوند عالم مسبب الاسباب ہے کوئی ایسا سبب اور پیدا کریگا کہ جس سے نشان لوح معلوم ہو جائے گا وہ پروردگار عالم و عالمیان ایسی کوئی صورت پیدا کردیگا کہ لوح طلسمی دستیاب ہو جائے گی بعدہ اُس کی مدد و اعانت فضل و کرم سے ہم طلسم زلزلہ کو فتح کرینگے انشاء اللہ تعالی بغیر طلسم زلزلہ فتح کیے راحت و آرام سے نہ بیٹھینگے نہ کسی دوسرے کام میں مصروف ہونگے کیونکہ اول تو بادشاہ لشکر اہل اسلام کی جستجو مقصود ہے دوسرے سیابرق بن لقا بے دین و گمراہ کنندہ کو قتل کرنا یا اُس کا مسلمان کرنا منظور ہے وہ نابکار مع سنگان کے طلسم زلزلہ میں ہے تا وقتیکہ ہم داخل طلسم زلزلہ نہونگے اور طلسم مذکور کو

فتح کرین گے سابق ناکارہ ہاتھ نہ آئے گا بحرین جادو نے عرض کیا کہ ارشاد آپ کا درست و بجا ہے
آپ کی ہمت و شجاعت مین شک نہین ہے اور خدا بھی ضرور مسبب الاسباب ہے مگر بظاہر اب کوئی
ایسا شخص نہین ہے کہ جس سے نشان لوح معلوم ہو مین نے جو کچھ سنا تھا اور جو کچھ معلوم
تھا وہ مین نے عرض کیا تھا فی الحال کوئی تدبیر حصول لوح طلسمی کی ذہن مین نہین آتی ہے کس سے
پوچھین کہ لوح طلسم زلزلہ بانیان طلسم نے کہان رکھی ہے کس ساحر کے قبضے مین ہے وہ ساحر کہان
ہے دریا مین ہے یا دشت مین ہے یا زیر زمین ہے غرضکہ ایسا لوح طلسمی کا حال معلوم ہونا دشوار تر ہے بلکہ ناممکن
ہے کیونکہ میرے نزدیک کوئی اب ایسا نہین ہے کہ حال لوح طلسمی سے آگاہ ہو اور ازراہ دوستی کشان
لوح سے آگاہ کرے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے جواب دیا کہ اے بحرین جادو ہمکو
ذات خدا سے امید قوی ہے کہ ہماری اعانت ضرور کرے گا کیونکہ اللہ حاجت روائے بندگان ہے
ہم بھی اُس کے ایک بندہ ادنی ہین خواہان ترقی دین اسلام ہین رہرو منزل کار خیر ہین
بحرین جادو وغیرہ نے عرض کیا کہ آپ سچ فرماتے ہین بیشک خالق ارض و آسمان حاجت روائے
بندگان ہے

دوکلمہ داستان جانا صاحبقران کا برائے فکر لوح طلسم زلزلہ مع دیگر حالات متضمن داستان ہذا۔ مخمس

دیکھ غافل تھی تکلف پر سدا جن کی نظر
دھوپ مین آنے سے رہتا تھا جنھین خوف و خطر
قصر کی زینت مین جو مصروف تھے شام و سحر
اُن کو دیکھا خاک مین ملتے ہوئے او بے خبر
جو ملا در رہ گئے جسم اُن کا سب گیا اُڑ کر غبار

مٹ گیا اک آن مین ایسا سکندر کا حشم
مل گیا مٹی مین وہ سارا سکندر کا حشم
کچھ کبھی تھا ہی نہین گویا سکندر کا حشم
یاد تو ہوگا تجھے جو تھا سکندر کا حشم
گوشۂ تربت مین اب حیران ہے آئینہ وار

کاٹنے کو وقت کافی سایۂ دیوار ہے
اس سرا مین کیا تکلف کیا تزک درکار ہے
ہے وہ یکسان فرش گل کا ہو کہ فرش خار ہے
تربت و قصر و محل و مرتفع بیکار ہے
کنج تربت مین بسر کرنا ہے تا روز شمار

پاس تربت کے کوئی [illegible]
جان تیرے رنج مین کھو دے کسی کو کیا ہے
آنسوؤن سے منہ کوئی دھوئے نہ دھوئے ایکبار
بعد تیرے کوئی روئے یا نہ روئے ایک سا ہے
نفع کیا تجھکو زمانہ ہو جو تیرا سوگوار

خاک کے بستر پہ سوتا ہے نہین اس کی خبر
روشنی کیسی نہین ہوگا ہوا کا بھی گذر
وہ مکان رہنے کو ہے جسمین نہین دیوار و در
راحت دنیا پہ کیون مغرور ہے یہ دھیان کر
جھیلنا ہے ایک دن تکلیف وقت احتضار

خلق تھی جن کے نظارے کے لیے ٹوٹی ہوئی
سیکڑون اب تک ہین جنکی بستیان لوٹی ہوئی
جو بنا دیتے تھے الموت مٹین پھوٹی ہوئی
دوش پر رہتی تھین جن کی کاکلین چھوٹی ہوئی
ہے محل عبرت کا ان کے جسم پہ ٹیلے ہین بار

قیصر و فغفور و دارا سے جو لیتے تھے خراج — خلق میں کشورستانی کا ہوا جن سے رواج
پر اقامت فرق پر رہتا تھا ہر دم جن کے تاج — گر نظر ان پر کرو ڈھیرون خاک کے نیچے ہیں آج
جن کو قصر تنگ میں رہنا بہت تھا ناگوار

جس میں رہتا ہے ہمیشہ بس وہ ہے ایسا مکان — تا قیامت تو نہیں دیکھے گا شکل آسمان
جامہ زیبی پر بہت مغرور ہے او بدگمان — جو بدلوتے ہیں کپڑے وہ نہیں ہونگے وہاں
کیا کرے گا پھر کفن ہو جائے گا جب تار تار

ہیں عبث گلکاریاں یہ سب در و دیوار میں — زرد ہو جائے گا سبزی رہے گی خار میں
خشک ہو جائے گی پتی ہر طرف اشجار میں — چار دن کے بعد آئے گی خزان گلزار میں
ہے عبث مسرور وقت آمد فصل بہار

جو نشہ مستی یا دہ غفلت نہیں تجکو خبر — رہ چکا اک عمر اب کر جلد سامان سفر
قصد توبہ کا نہیں کرتا خدا کا خوف کر — جانتا ہے کچھ کہ چلنے میں ہے عرصہ کس قدر
نشہ چڑھتا ہے کبھی آتا نہیں وقت خمار

ہے جہان فانی نہیں ہے کیا تجھے اسکی تمیز — یہ ترا جاہ و حشم غافل بھلا ہے کوئی چیز
آج تو خدمت کو ہیں موجود خدام و کنیز — کل اٹھائیں گے تجھے تابوت میں کہکر عزیز
فائدہ کیا آج اگر تخت روان پر ہے سوار

بعد مرنے کے حکومت ہے نہ ہے یہ مال و زر — ابتدا سے ہے یہی انداز چرخ فتنہ گر
یہ زمانہ ایک دم رہتا نہیں اک حال پر — آج زندہ ہے تو ہے فرمان روا او بے خبر
کل ترے اموال پر ہے دوسرونکو اختیار

تو تصور کر غلط اسکے سوا سمجھا ہے جو — چاہیے ہے اس نصیحت سے کبھی غافل نہ ہو
جھوٹ کہتا ہے کہ سچ ہے بے خبر یہ دیکھ تو — ہے یہی قول جدید اک ہے بقا اللہ کو
سب کا یاد رکھتا ہے فنا ہر ایک کا انجام کار

راویان شیرین سخن اس داستان کہن کو تازگی عبارت یوں بیان کرتے ہیں کہ جب صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کو سعید تاجر سے حال قتل حکیم سالوس مفصل معلوم ہو گیا بعد رنج و افسوس و صدمہ کے اس کے دوسرے روز سر دربار مجمع جملہ سرداران سپاہ میں ارشاد کیا کہ حکیم سالوس تو قتل ہو گئے ہم ان کے آنے کے منتظر تھے خیال تھا کہ وہ یہاں آ کر ہمکو نشان لوح طلسم زلزلہ سے آگاہ کریں گے ہم موافق ان کی رائے کے فکر حصول لوح طلسمی کریں گے اب ان کے آنے سے تو نا امید ہوئے کیونکہ وہ اپنے بھائی ظالم کے ہاتھ سے قتل ہو گئے انتظار ان کا کرنا عبث ہے کہ وہ زندہ ہی نہیں رہے دنیا سے سوئے جنان گئے پہلے قید زندان سے رہا ہوئے تھے اب قید ہستی سے چھوٹ گئے ساتھ ہی ان کے ان کے رفقا بھی دنیا سے سوئے جنت گئے ہم اب تک ان کے یہاں آنے کے منتظر تھے اب بذات خاص ہم فکر و جستجوئے حصول لوح طلسمی کے واسطے جائیں گے خداوند عالم معین و مددگار ہے مسبب الاسباب ہے کوئی سبب حصول لوح مذکور کا پیدا کرے گا کسی نہ کسی سے کچھ حال لوح طلسمی کا معلوم ہی ہو جائے گا پھر صورت حصول لوح بھی پیدا ہو گی لہذا کل ہنگام سحر ہم یہاں سے توکلت علی اللہ ایک سمت روانہ ہونگے جستجوئے نشان لوح طلسمی میں صحرا نورد ہونگے

اللہ قادر و توانا ہے حاجت ہماری بھی برلائے گا آپ سب صاحبون کو لازم و مناسب ہے کہ جب تک ہم
یہان آئین یا جب تک ہم آپ سب صاحبون کو مع تمامی مردان لشکر نہ طلب کرین اسی جگہ قیام پذیر
رہین ہمارے واسطے دست بدعا رہین بعد ہر نماز کے یہی دعا کرین کہ خداوند عالم یہ ذرہ مراد ہمکو عطا کرے
کہ نشان لوح طلسم زلزلہ کا کسی سے معلوم ہو پھر لوح طلسمی بھی دستیاب ہو بعدہ طلسم زلزلہ فتح ہو
ساریق بن بقا یا تو مسلمان ہو یا قتل ہو بادشاہ لشکر اہل اسلام سے ملاقات ہو پھر وہ اس لشکر مین
ہمارے ساتھ آئین اس دعا کرنے سے عجب نہین کہ خداوند کریم اپنی قدرت کاملہ سے آرزوے دلی پوری
ہماری برلائے ایک سال یا چھ مہینے تک ہمارا انتظار کیجیے گا اگر ہم اس مدت مین مع الخیر آ گئے تو فہو المراد
ورنہ آپ سب صاحب سمجھ جائیے گا کہ سلطان کیوان شکوہ نے انتقال کیا اسوقت زیادہ صدمہ و
ملال نکر کے ہدیہ ثواب سورۂ فاتحہ ہمین پہونچائیے گا روح کو ہماری خوش کرتے رہیے گا فاتحہ خوانی سے
غافل نہو جیے گا گاہ گاہ یاد کیجیے گا بھول نہ جائیے گا ہمارے انتقال اور مر جانے کے بعد آپ لوگون کو
اختیار ہے کہ جہان دل چاہے وہان چلے جائیے گا جس کا جس جگہ دل چاہے وہان چلا جائے لشکر مین
چاہے رہے چاہے نرہے کیونکہ زندگی کا کچھ اعتبار نہین ہے نہین معلوم یہان سے کہان جانا ہو سفر
مین رہروی سے صحیح رہین یا بیمار ہو کر مر جائین یا کسی دشمن کے ہاتھ سے قتل ہو جائین کیونکہ شاہ
طلسم زلزلہ اور اُس کا وزیر نابکار حکیم جالوس ہمارے دشمن جان ہین ہمکو فکر حصول لوح و طلسم کشائی
ہے اُن کو ہمارے ہلاک کرنے کی ضرور فکر ہوگی ہزارون تدبیرین ایسی وہ کرین گے کہ جس سے ہم
اسیر و قتل ہو جائین اگر خداوند عالم دشمنون کے شر و فساد سے بچائیگا تو زندہ رہین گے ورنہ
دست دشمنان سے جانبر ہونا بظاہر مشکل ہے شاہان ہفت ملک و کوکب انجم حصار یہی و جملہ سرداران
لشکر نے متفق اللفظ ہو کر عرض کیا کہ خداوند کریم وہ دن نہ دکھلائے کہ آپ کا انتقال ہوا اور ہم سب زندہ
رہین آپکے دشمنون کے انتقال کی خبر سنین اگر آپ کا ارادہ جستجوے لوح طلسمی کے لیے جانے کا ہے
تو ہمکو بھی ہمراہ لیجیے تنہا نہ جائیے دشمنون سے دشمنی کا اندیشہ قوی ہے بلکہ یقین کامل ہے کہ وہ سب ساحر
بعداوت و عناد پیش آئین گے صاحبقران موصوف نے جواب دیا کہ آپ سب صاحبون کے ہمراہ
چلنے کی ضرورت نہین ہے یہ مقدمہ طلسم ہے طلسم کشا کو چاہیے ہے کہ تنہا امور طلسم کشائی سر انجام دے
سوا اس کے نہین معلوم جستجوے لوح طلسمی مین ہم کہان کہان جائین کس کس دامن دشت و کوہ و
دریا مین اپنا گذر ہو کہان کہان جانا ہو آپ سب صاحبین ہمارے ساتھ کہان کہان جائین گے
اگر یہ کہیے کہ ہم برائے حفاظت ہمراہ چلین گے تو جواب اُس کا یہ ہے کہ آپ صاحبون کی حفاظت سے
بہتر حفاظت و نگہبانی خدا ہے وہی سب کا حافظ و نگہبان ہے اُسی کی حفاظت کافی و وافی ہے پس ایسی
صورت مین کیون آپ سب صاحب تکلیف و زحمت گوارہ کرین ہان وقت ضرورت آپ صاحبون کو
اپنے پاس طلب کرین گے بالفعل ہمراہ چلنے کی کوئی ضرورت نہین ہے بحرین جادو و خواجہ تلیفور گردیا
نے عرض کیا کہ ہم ہرگز آپ کو تنہا نہ جانے دین گے خود بھی ہمراہ رکاب چلین گے صاحبقران نے
جواب دیا کہ تمہارے بھی چلنے کی کوئی ضرورت نہین ہے ہمارا تنہا ہی جانا خوب ہے ہماری تنہائی کے
خیال سے کیون تکلیف صحرا نوردی اختیار کرو بحرین جادو و خواجہ موصوف نے دست بستہ
عرض کیا کہ اگر حضور اپنے ہمراہ ہمکو نہ لین گے تو باعث ہماری ہلاکت کا ہوگا ہم اپنے تئین اس
صدمہ و رنج مین ہلاک کرین گے صاحبقران نے اُن کی اس تقریر سے مجبور ہو کے کہا کہ اچھا خواجہ

تم ہمارے ساتھ چلنا مگر اے بحرین جادو تم ہمارے ساتھ ساتھ تو نہ چلنا بہت دور دور رہنا وقت
ضرورت اپنے تئین ہم تک پہونچانا اُس نے عرض کیا کہ بہتر فدوی ایسا ہی کرے گا یہ فرما کر خاموش ہوے
بحرین جادو نے اسیوقت سے سامان ضروری کرنا شروع کیا دوسرے روز صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ نے بعد ادائے فریضۂ سحری تسبیح اُٹھا کر بہر جوع استخارہ باین نیت دیکھا کہ اے مسبب الاسباب
و اے بر آرندہ حاجات اگر ہم براے جستجوے وحصول لوح طلسم زلزلہ کے یہاں سے جانب غرب روانہ
ہون تو ہمارے حق مین بہتر ہوگا استخارہ منع آیا بعد اس کے جانب شرق کی نیت سے دیکھا جب بھی
منع آیا اسی طرح جانب شمال جانے کو بھی استخارہ دیکھا اچھا نہ آیا جب بہ نیت جانب جنوب چلنے پر استخارہ
کیا تو بہتر بلکہ واجب آیا صاحبقران نے سرداران سپاہ سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ ہمنے اپنے چلنے کیواسطے
استخارہ دیکھا تھا جانب جنوب چلنے کو واجب آیا ہے سب نے عرض کیا کہ بسم اللہ سوافق حکم خدا عمل
کیجیے انشاء اللہ تعالیٰ ذرمراد آپکے ہاتھ آئے گا یقین کامل ہے کہ نشان لوح طلسمی ملے گا بلکہ
لوح طلسم زلزلہ دستیاب ہوگی کیونکہ استخارہ بھی اک وحی ربانی ہے صاحبقران کشورستان یہ سنکے
خوش ہوے پھر سب سے رخصت ہوکر مرکب کو طلب کیا خدام عالیمقام اسپ صبا دم کو زین ولجام سے
آراستہ کرکے لائے صاحبقران موصوف بادپا پر سوار ہوے صدہا سرداران لشکر وشاہان
ہفت ملک وکوکب انجم عیاری ہمراہ رکاب ہوے صاحبقران نے اُسوقت بھی ہمراہ چلنے سے
سب کو منع کیا سب نے عرض کیا کہ ہم کو ایک منزل تک تو ہمراہ چلنے کی اجازت دیجیے صاحبقران
نے کہا کہ اچھا اگر تمھاری خوشی یہی ہے تو خیر چلو یہ سنکے سب سرداران لشکر خوش ہوکر مرکبون پر سوار
ہوے سامان ضروری مثل خیام وبارگاہ وغیرہ اپنے ہمراہ لیا بحرین جادو مع اپنے لشکر ساحران
کے کہ ڈیڑھ ہزار تھے تخت سحر پر سوار ہوکر قبل روانہ ہونے صاحبقران کے ایک سمت روانہ
ہوا ساحران ہمراہی بھی اُس کے سحر کی سواریون پر مانند عقاب سحر واژدر سحر وطاؤس سحر ونقل
سحر وغیرہ کے سوار ہوکر جھولیان اپنی اسباب سحر سے بھر کے ترسول اور پنسول ہاتھون مین لیکر
عقب سواری بحرین جادو اس طرح روانہ ہوے کہ چند پارۂ ابر سیاہ وسرخ مین غائب ہوکر ساتھ
ساتھ بحرین جادو اپنے حاکم وبادشاہ کے چلے اُسوقت جملہ اہل لشکر نے دیکھا کہ اُن پارہ ہاے
ابر سیاہ وسرخ سے دمبدم برق عیان ہوتی ہے صداے رعد آتی تھی کسی پارۂ ابر سے بارش
آب ہوتی تھی کسی پارۂ ابر سرخ سے گل سرخ وسفید برستے تھے کسی پارۂ ابر سیاہ سے بارش مروارید
ہوتی تھی غرض جب بحرین جادو ودیگر ساحران اپنے سحر کے تماشے دکھلاتے ہوے
ایک سمت دور تر چلے گئے اُسوقت صاحبقران ساحرکُشان کیوان شکوہ نے بسم اللہ کہکر
مرکب اپنا جانب جنوب بڑھایا خواجہ طلبیدہ رکردیا ہزارہا عیاری سے آراستہ وپیراستہ ہمراہ رکاب
صاحبقران کشورستان پیدل شاطری نارتے ہوے بصد خوشی چلے اُسوقت جملہ عیاران لشکر
اہل اسلام وتمامی سواران سپاہ نے بصد ادب سلام کرکے بآواز بلند کہا شعر بسفر رفتنت مبارکباد
بسلامت روی وباز آئی + اکثر مردم نے کہا آمین آمین صاحبقران ذیشان اپنے لشکریان کو
دیکھتے ہوے مرکب کو بڑھاتے ہوے چلے جاتے تھے عقب سواری امیر با توقیر صدہا سرداران
لشکر باادب تمام خرامان خرامان آہستہ آہستہ اپنے مرکبون کو لیے جاتے تھے اکثر سرداران نامی و
ناموسکین ولیبار صاحبقران بصد ادب روانہ تھے غرضکہ باین جاہ وحشم وشوکت وشان سواری

صاحبقران عالی شان روانہ ہوئے بعد قطع راہ آبادی و ویرانہ وصحرا ملا صاحبقران کشورستان
سرداران لشکر سے ہنس ہنس و بسیار مخاطب ہوکر باتیں کرتے ہوئے سیر صحرائے سبزہ زار و گلہائے
رنگارنگ صحرا کرتے ہوئے چلے جاتے تھے صحرا میں جابجا آہوان شوخ چشم نظر آتے تھے انکی جست و
خیز بھی ملاحظہ کرتے ہوئے سرداروں سے یہ ارشاد کرتے ہوئے کہ یہ آہوان شوخ چشم اس صحرا میں
نظر آتے ہیں ہر چند دل چاہتا ہے کہ ان کو شکار کریں مگر سنا ہے کہ ہنگام سفر شکار آہو کرنا اچھا نہیں ہوتا ہے
اسوجہ سے ان کو شکار کرنا مناسب نہیں جانتے ہیں ورنہ ان آہوان شوخ کو صید کرکے کباب ان کے
بعد میانشی کھاتے لطف بے حد حاصل ہوتا سرداران دست راستی و چپی عرض کرتے تھے کہ آپ
بجا فرماتے ہیں ہر چند کہ شکار کرنا غزالان دشت کا مرغوب طبع ہے اور کباب ان کے برائے گزک خوب
ہیں لیکن یہ وقت مناسب شکار نہیں ہے خداوند عالم آپ کو اس سفر جستجوئے لوح طلسم زلزلہ میں بخیر
رکھے حافظ حقیقی آپ کا نگہبان ہر حال میں ہر وقت و ہر دم رہے اور بعد حصول لوح طلسمی و فتح
طلسم زلزلہ بخیر و عافیت آپ کو لشکر ظفر اثر میں لائے غرضکہ ایسی ہی باتیں کرتے ہوئے اور حفاظت
لشکر کے باب میں سرداران لشکر سے تاکید کرتے ہوئے اور دیگر امور ضروری کے باب میں بھی
فہمائش کرتے ہوئے چلے جاتے تھے یہانتک کہ قریب شام ایک صحرائے سبزہ زار میں گذر ہوا کہ جو
نہایت پر بہار و فرحت افزا تھا اور نہریں دو تین دور دور اس صحرا میں جاری تھیں صاحبقران
نے اسی صحرا میں لب نہر ٹھہرکر حکم کیا کہ اسی جگہ پر قیام ہو بارگاہ و خیام ایستادہ و برپا کیے جائیں اب
آج یہاں سے آگے نہ جائینگے کیونکہ وقت غروب آفتاب قریب ہے نماز عصر کا پڑھنا ضرور ہے بمجرد
اس حکم کے ملازم و خدام بارگاہ و خیام برپا کرنے لگے فراش درستی فرش میں مصروف ہوئے
صاحبقران و جملہ سرداران سپاہ نے مرکبوں سے اترکر آب نہر سے وضو کرکے بالائے فرش
اسی صحرا میں نماز عصر و ظہر پڑھی اتنی دیر میں آفتاب پوشیدہ ہوا اول وقت نماز مغرب کا آیا اسی
وضو سے صاحبقران وغیرہ نے نماز مغرب و عشا بھی پڑھی اتنی دیر میں ملازموں نے جلد جلد خیام
و بارگاہ ایستادہ و برپا کیں فراشوں نے فرش اور مسہری وغیرہ کی خیام و بارگاہ میں درستی کی
باورچیوں نے طعام ہائے لذیذ و نفیس کی تیاری میں کوشش و عجلت کی جب صاحبقران کشورستان
اوراد و وظائف سے فارغ ہوکر بارگاہ فلک جاہ میں تشریف لاکر دنگل پر بصد شوکت بیٹھے اور
تمامی سرداران لشکر بھی علی قدر مراتب بہ ہمراہ صاحبقران دنگلوں پر بیٹھے پردے بارگاہ
کے اٹھا دیے گئے ملازموں نے بخوبی سامان روشنی کا کیا سیر صحرائے سبزہ زار اس روشنی میں
سب کرنے لگے ہوائے سرد صحرا سے قلب کو فرحت ہونے لگی صاحبقران سلطان کیوان شکوہ
نے سرداران دست راست و دست چپ سے مخاطب ہوکر ارشاد کیا کہ یہ شب بھی غنیمت ہے کہ
اس صحرائے سبزہ زار میں تمام سامان عیش و راحت مہیا و موجود ہیں ہم آپ سب صاحب
اس بارگاہ میں بیٹھے ہوئے ہیں سیر صحرا کر رہے ہیں ہوائے سرد آرہی ہے غنچہ دل شگفتہ ہو رہا ہے
کل ہم نہیں معلوم کس سرزمین پر ہونگے صرف خواجہ ہمارے ساتھ ہونگے آج کی شب کا جلسہ
کل ہم کو یاد آئے گا دل گھبرائے گا شغل ہمارے آپ سب بھی ہمیں شب آئندہ یاد کریں گے
سبھوں نے عرض کیا کہ بیشک یہ شب بھی یادگار رہے گی ایسے صحرائے سبزہ زار میں زیر بارگاہ براحت
و آرام آپ کے پاس بیٹھے ہوئے ہیں ہوائے سرد صحرا کھا رہے ہیں دل کو فرحت حاصل ہو رہی ہے

کل ہم سب اپنے لشکر مین ہونگے آپ کی تصویر پیش نظر ہوگی اس صحرائی ہوا سے سرد و سیر صحرا
ضرور یاد آئیگی خصوصاً آپ کا خیال ہم سب کو ہوگا اگر خلاف طبع نہو تو ہم سب آپ سے جدا ہونے
ہر ایک منزل پر اسی طرح خدمت عالی مین حاضر رہین صاحبقران نے مسکرا کر فرمایا ہرچند کہ جدائی آپ
سب صاحبون کی دل کو ناگوار ہو اور سوہان روح ہو لیکن بمجبوری یہ مفارقت ہو کیونکہ جستجوے لوح طلسم زلزلہ
و طلسم کشائی مد نظر ہو طلسم کشا کو لازم و مناسب ہو کہ تنہا یا مع اپنے عیار کے امور طلسم کشائی طے کرے
اپنے ہمراہ جمعیت کثیر نہ لیجائے انشاء اللہ بعد چند ماہ بشرط حیات مستعار لوح طلسم زلزلہ حاصل کرکے
طلسم زلزلہ کو بہدایت لوح طلسمی فتح کرکے سارنیق بن لقانا بکار و گمراہ کنندہ کو قتل کرکے بادشاہ
لشکر داراب بن داراے سیمین زرہ کو ڈھونڈھ کر اُن کو ہمراہ لے کر مع تمامی مال و اسباب تحفہ و
نایاب طلسمی و زر و جواہر طلسمی ہم پھر لشکر مین اپنے آئینگے آپ صاحبون سے ملینگے یہ تھوڑا
زمانہ مفارقت جلد بسر ہو جائے گا آپ صاحبون کا لشکر ہی مین رہنا مناسب ہو کیونکہ لشکر ہی بغیر
آپ صاحبون کے بے دل و پریشان خاطر ہوکر متفرق ہو جائینگے سردارون نے عرض کیا کہ
ہم سب تابع حکم ہین جو آپ فرماتے ہین بجا لائینگے مگر آپ کی مفارقت مین پریشان خاطر رہینگے
جہان تک ممکن ہو جلد تشریف لائیے گا یا ہم سب کو اپنے پاس بلائیے گا صاحبقران نے ارشاد کیا
کہ انشاء اللہ یا تو ہمین بعد فتح طلسم زلزلہ اپنے لشکر مین جلد آئینگے یا بضرورت آپ سب صاحبونکو
مع تمامی لشکر طلب کرینگے جو مناسب ہوگا وہ کرینگے ابھی تو لوح طلسم زلزلہ کی جستجو ہو دیکھیے
اُس کا نشان بھی کسی سے ملتا ہو یا نہین کیونکہ لوح طلسم مذکور مفقود الخبر ہو اب تک کچھ بھی حال
لوح سے آگاہی نہین ہو کہ وہ کس جگہ ہو اور کس کے قبضے مین ہو اگر خدا نے اپنا فضل و کرم شامل حال
کیا اور مقام لوح طلسمی سے آگاہی ہوئی تو پھر اُس کا حاصل کرنا ہو یقین کامل ہو کہ بعد مشکل
دستیاب ہو غور کرنا چاہیے کہ لوح طلسمی کا حاصل کرنا کچھ آسان نہین ہو خدا ہی چاہیے گا اور وہی
اس کارخیر مین ہمارا معین و مددگار ہوگا تو تو لوح طلسم زلزلہ دستیاب ہوگی ورنہ اُس کا ہاتھ آنا
دشوار تر ہو بانیان طلسم نے جاے حفاظت مین لوح طلسمی کو رکھا ہوگا بڑا بند و بست کیا ہوگا
اور فی الحال تو حاکم طلسم زلزلہ و حکیم جالوس نے زیادہ تر حفاظت و نگہبانی لوح کی کی ہوگی کیونکہ
اُن کو معلوم ہو چکا ہو کہ زمانہ طلسم زلزلے کے ٹوٹنے کا قریب آگیا ہو طلسم کشاے طلسم زلزلہ ظاہر
ہوا ہو اُسے جستجوے لوح طلسمی ہو لیکن حفاظت و نگہبانی لوح طلسمی سے کیا ہوگا جب زمانہ طلسم مذکور
کے فتح ہونے کا عنقریب ہو تو کسی نہ کسی صورت سے لوح بھی ہاتھ آجائے گی کوئی نہ کوئی سبب
ایسا پیدا ہوگا کہ لوح طلسم زلزلہ باوجود حفاظت و نگہبانی ہمین دستیاب ہو جائیگی ہنوز صاحبقران
یہ تقریر کر رہے تھے کہ طعامہاے رنگارنگ و انواع و اقسام تیار ہو گیا مقام مقررہ خورش مین کہ ایک
خیمہ وسیع تھا ملازمون نے حسب قاعدہ ظروف مین طعام نکال کر اُسی خیمہ کلان مین رکھا پھر عرض کیا
کہ طعام تیار ہو تناول فرمائیے صاحبقران و جملہ سردارون نے جا کر اُسی خیمے مین غذاے لذیذ
تناول کی بعد اکل و شرب پانی سے ہاتھ دھو کر رومالون سے ہاتھ پاک کرکے پھر اُسی بارگاہ مین
آکر اُسی طور سے بیٹھے اُسوقت صاحبقران کشورستان کے حکم سے چند ساقیان خوب رو
کشتیان شراب کی یعنی اُسی عرق مقوی اعضا و خوشبو کی مع شیشہ و ساغر لے کر آئے صاحبقران
و جملہ سرداران لشکر کو جامہاے بلورین مین بھر بھر کے پلانے لگے ہر ایک بعد خوشی و رغبت وہ

عرق مانند بادہ ناب کے بہنے لگا جب سب اہل بارگاہ محو مذکوری ہچکے اور دماغ اس مے مندرجہ سے گرم ہوا شاہان ہفت ملک نے صاحبقران سے عرض کیا کہ اس نشہ بادہ اور ایسے صحرائے سبزہ زار فرحت آثار مین دل چاہتا ہے کہ بحالت نشہ و سرور رقص نازنینان خوب رو دیکھین گانا سنین لطف ہے حد اُٹھائین آپ کی ہمراہی مین اسوقت جلسہ عشرت ہو پھر نہین معلوم کتنی مدت کے بعد آپ کا لشکر مین آنا ہو یہ شب بقول حضور کے غنیمت ہے جیسا کہ شاعر نے بھی کہا ہے۔ شعر

غنیمت جان اس مل بیٹھنے کو ۔ جدائی کی گھڑی سر پر کھڑی ہے

صاحبقران نے ارشاد فرمایا کہ دریافت کیا جائے اگر آپ حضرات کے ساتھ ہمارے لشکر سے کچھ ارباب نشاط آئے ہون تو انکو طلب کیا جائے خواجہ طیفور رگردپا نے عرض کیا کہ اس فرمانبردار کو خوب معلوم ہے کہ چند نازنینان خوب رو و خوش گلو مع اپنے سازندون کے محض اسی خیال سے کہ شاید حضور کو یا سرداران لشکر کو ناچ گانا دیکھنا سننا منظور ہو تو حسبِ ارباب نشاط کی دیکھ لے ہمراہ آئی ہین امیر یاقوتیر نے ارشاد کیا کہ ان ارباب نشاط سے ایک نازنین خوش آواز کو بلاؤ حسب الحکم خواجہ نے جاکر ایک نازنین سے کہ خوش رو و خوش گلو تھی حکم امیر یاقوتیر ظاہر کیا وہ اُسیوقت مع اپنے سازندون کے پشواز زرین و نفیس و رنگین زیب تن کرکے زیور طلا و نقرہ جواہر نگار وغیرہ سے آراستہ ہوکے حسب دلخواہ اپنی آرائش کرکے حاضر خدمت جملہ اہل بارگاہ ہوئی صاحبقران وغیرہ کو بادب سلام کیا سازندون نے اپنے اپنے سازکو درست کیا نازنین مذکور آمادہ رقص ہوئی سازندون نے ساز بجائے وہ خوب رو گت ناچنے لگی شاہان ہفت ملک و تمامی اہل بارگاہ و صاحبقران عالیجاہ ناچ اُس مطربہ کا دیکھنے لگے شادمان ہونے لگے جب وہ گت ناچ چکی تو یہ غزل گانے لگی۔ غزل

نہ پوچھو تم دل اندوہگین سے
لہو دھوتا ہے قاتل آستین سے
ٹھہرنا دیکھکر میرا دم ذبح
نہ چھوٹے گا تمھاری آستین سے
بتلاتے ہین پتہ ہم دل جاون کا
بہت ہاری تو نے یہین سے

ہمارا ماجرا سُن لو ہمین سے
گمان تجکو ہوا چین جبین سے
نہ سنبھلی تیغ دستِ نازنین سے
جگر تھامے ہوے مین رو رہا ہون
نکل کر جا بجا شعلے زمین سے
بنا وہ تیر سے آواز دل کو

قیامت کرکے آیا ہے کہین سے
کشیدہ ہین وہ شاید مجھ حزین سے
قیامت ہے ہمارے خون کا داغ
وہ آنسو پونچھتے ہین آستین سے
سمجھکر زلف مین کیا ہو کالے دل
ڈھلا آنسو چشم سرمگین سے

اہل بزم سننے لگے اشعار عاشقانہ غزل مندرجہ بالا کی بجا ہے تو وہ تعریف و ثنا کرنے لگے اس نازنین خوش آواز کی بھی خوش آوازی و رقص کی تعریف کرنے لگے بعد رقص و نغمہ کرنے اس مطربہ کے دیگر نازنینان خوش گلو بھی یکے بعد دیگرے حاضر بزم ہوکر ناچنے اور گانے لگین اہل بزم ان کے رقص و نغمے سے خوش ہونے لگے جب زلف لیلی شب تا کمر پہونچی حکم امیر یاقوتیر سے نازنین مطربہ نے اپنا رقص و نغمہ موقوف کیا پھر مع اپنے سازندون کے انعام لیکر اپنے خیمے مین گئی ادہر صاحبقران اپنی بارگاہ مین اور جملہ سرداران لشکر اپنے اپنے خیمہ و بارگاہ مین جاکر فرش خواب پر آرام پذیر ہوے جب صبح ہوئی صاحبقران سلطان کیوان شکوہ و جملہ سرداران لشکر وغیرہ اہل اسلام نے خواب سے بیدار ہوکے بعد وضو بہ خضوع قلب نماز سحر پڑھی پھر اوراد و وظائف سے فارغ ہوکر دست دعا بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کرکے ہر ایک نے اپنے مقاصد دینی و دنیوی کے واسطے دعا کی خصوصاً ہر ایک نے واسطے حصول لوح طلسم زلزلہ و فتح طلسم مذکور کے دعا کی

صاحبقران کشورستان نے بھی بنفس نفیس بہ رجوع قلب حصول لوح طلسم زلزلہ و فتح طلسم زلزلہ
کے لیے خدا سے دعا کی بعد دعا مانگنے کے سب نے سجدہ شکر کرکے ادائے فریضہ سحری سے فراغت
کی اسوقت حسب الحکم صاحبقران ملازمان خدمتگذار و خیر خواہ نے دستر خوان وسیع بچھایا ظروف
مین انواع و اقسام کا طعام نکال کر رکھا صاحبقران و تمامی سرداران سپاہ نے ہمراہ امیر کشورگیر کے
طعام تناول کیا بعد اکل و شرب صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے جملہ سرداران سپاہ ہمراہی سے
مخاطب ہوکر فرمایا کہ اب ہم اس مقام سے آگے روانہ ہوتے ہین آپ صاحبون سے رخصت ہوتے ہین اب
مناسب ہی کہ آپ سب صاحب یہان سے سوے لشکر جائین ہمارے واسطے دعا کرتے رہین یہ سنکے
ہر ایک سردار جدائی صاحبقران موصوف سے محزون و آبدیدہ ہوا پھر حسب الحکم امیر والا توقیر سب نے
ملازمون کو حکم دیا کہ بارگاہ و خیام یہان سے اٹھا و اونٹون پر لادو یہان سے سوے لشکر اہل اسلام
چلو ملازمان مذکور کار بند ہوئے صاحبقران کشورستان سلاح جنگ تن پر آراستہ کرکے مرکب پر سوار
ہوئے جملہ سردارون سے ملکر رخصت ہوکر صرف خواجہ طیفور کو ہمراہ لیکر بھروسہ
خداوند عالم کی اعانت و حاجت روائی پر کرکے آگے روانہ ہوئے بعد جانے صاحبقران کے جملہ سرداران
لشکر محزون و مضطر و گریان اُس صحراے سبزہ زار سے اپنے لشکر مین آئے سوداگر باقی ماندہ مال و
اسباب اپنا لیکر خدمت سرداران لشکر اہل اسلام مین آیا حال اپنی تباہی و بربادی کا تمام و کمال رو کر
بیان کیا سرداران سپاہ نے اُس کے حال پر رحم کرکے تمام مال و اسباب اُس کا بضرورت خرید کرکے
قیمت مال و اسباب کے سوا زر کثیر اپنی طرف سے قربۃ الی اللہ اُس کو عطا کیا تاجر مذکور لاکھون روپیہ
لیکر عطا و جود صاحبقران و سرداران لشکر صاحبقران کی تعریف و ثنا کرتا ہوا لشکر اسلام سے
اپنے وطن روم کی طرف روانہ ہوا اثناے راہ مین جا بجا یہ خیال کرتا تھا کہ جس قدر میرے اسباب و مال
کی آتش سحر حکیم جالوس سے تباہی و بربادی ہوئی اُس مال و اسباب کی قیمت و نفع سے بھی زیادہ
صاحبقران اور اُن کے سرداران لشکر نے مجھکو میرے حال پر رحم کرکے روپیہ دیدیا اب مجھکو رنج و غم
تلف و ضائع و برباد ہونے اپنے مال و اسباب کا نہین رہا خداوند عالم ایسے صاحبان عالی قدر کو برابر
سخی و دیندار کو سلامت رکھے مطالب دینی و دنیوی اُن کے بر لائے المختصر تاجر مذکور ایسے ہی خیالات و
گفتگو اپنے دل سے کرتا ہوا سوے روم کوچ اور مقام کرتا ہوا جاتا ہی اس کو تو اثناے راہ مین چھوڑا جاتا ہی
اور اب حال صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کا تحریر کیا جاتا ہی کہ جب اُس صحراے سبزہ زار سے
آگے روانہ ہوکر صحرا نوردی اختیار کی خواجہ طیفور کو ہمراہ رکاب ہوکر دعاے حصول مطالب دل مین خدا
سے کرتے ہوئے ساتھ ہوئے اثناے راہ مین سیر شجر و اشجار صحرا کے برگ و بار تماشہ پر نظر کرتے ہوئے
چلے جاتے تھے یہان تک کہ سر شام زیر کوہ بلور پہونچے دیکھا کہ صحراے سبزہ زار مین ایک کوہ سر بلند
واقع ہی مانند آئینے کے روشن ہو صفائی اُس کی اور ضیا اُس کی مثل دل مومن دیندار ہی زیر کوہ مذکور
جا بجا مین طویل و عریض وسیع اُسی کوہ بلورین کی پڑی ہین اکثر اُن مین مربع ہین جو مثل چبوترے کے ہین
جا بجا اُسی صحرا مین فاصلے سے نہرین بھی جاری ہین چرند و پرند کا لب نہر زیادہ ہجوم ہی صحراے سبزہ زار
پر بہار ہی سبزہ اُس کا ایسا نرم و نازک و سبز و شاداب ہی کہ آنکھون کو اُس کی دید سے سیری نہین
ہوتی ہی دل کی خواہش ہی کہ اسی فرش سبزہ نرم پر کہ بہتر از فرش مخمل سبز کا ہی تمام عمر سو رہیے کوسون
تک وہ سبزہ کشادہ ایسا ہی کہ نظر آتا ہی گویا فرش مخمل سبز بچھا ہوا ہی قدرت خدا سے بحر و بر اُس کے مشتاق ہین

آشکار ہوتی ہی جا بجا اُس سبزے مین گلہاے رنگارنگ جو شگفتہ ہین اُن کی سیر قابل دید ہی وہ عجیب
بہار اپنی دکھا رہے ہین زردی یا سرخی اُن گلون خودرو کی سبزۂ تازہ مین بہار تازہ دکھلاتی ہی
صحرائیت رشک گلشن معلوم ہوتی ہی کہین کوڑیالے کے پھولون کی بہار ہی بیلین گلہاے سفید و نیلگون
کی اُس سبزے پر کہین پھیلی ہوئی ہین گویا دامن صحرا پر چکن کڑھی ہوئی ہی کثرت گلہاے انواع و اقسام
سے اور اُن کی خوشبو سے تمام صحرا پر بہار و غیرت گلزار ہی دماغ اُن گلون کی خوشبو سے معطر ہوتا ہی
جب ہواے سرد آتی ہی بو گلہاے رنگارنگ لاتی ہی بلکہ عطر مجموعہ مین بسی ہوئی آتی ہی عکس کوہ
بلورین جو اُس سبزے پر پڑتا ہی گویا برق کی سی چمک پیدا ہوتی ہی یا فرش نور و ضیا بالاے فرش سبزۂ
گستردہ پایا جاتا ہی آفتاب کی شعاع جو اُس کوہ پر پڑتی ہی ایک چمک پیدا ہوتی ہی اُس چمک سے تمام صحرا
روشن و منور ہوجاتا ہی برق طور کا گویا گمان ہوتا ہی وہ کوہ بلور ایسا صاف و روشن ہی کہ بصورت آئینہ
یا مثل قلب مومن روشن ہی ظاہر سے حال باطن اُس کوہ کا کثرت صفائی و ضیا سے روشن ہوتا ہی وہ کوہ
اُس صحرا مین مثل عابد روشن ضمیر قیام پذیر ثابت ہوتا ہی گویا اہل دنیا سے کنارہ کیے ہوے انزوا گزین
ہی برائے یاد الٰہی ثابت قدم ہی صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے تھوڑی دیر تک اُس کوہ پر ضیا
و صفا و صحراے سبزہ زار و گلہاے خودرو پر نظر کر کے گلہاے رنگارنگ کی سیر کر کے خوشبوے
گلہاے خوشبودار کی سونگھ کے حمد و ثناے خداے لایزال و ستائش قادر متعال کی اور سید انبیا
بار بار درود پڑھ کر قدرت پروردگار بحر و بر کوہ و صحرا کی دید سے مشاہدہ کر کے خواجہ طیفور کر پا
سے خوش ہو کر کہا کہ دیکھو اے برادر وفادار کیا اچھا یہ صحراے سبزہ زار ہی کیا جوش پر اس جگہ
فصل بہار ہی سبزہ کیا تر و تازہ و شاداب ہی کہ دیکھنے سے آنکھون مین خنکی اور دل کو فرحت ہوتی ہی
گلہاے رنگارنگ پر ذرا غور کرو کیا بے مثل و نظیر خوشبودار طرح طرح کے چھوٹے بڑے پھول ہین یہ
صحراے سبزہ زار غیرت گلشن ہی یہ کوہ بھی عجب کوہ ہی کوہ صفا اگر اسکو کہیے تو بجا ہی کیا صاف و
روشن ہی دنیا مین یہ طبقہ جنت کا معلوم ہوتا ہی گویا فردوس سے مشابہ ہی کیا اچھا بہار ہی اور کیا خوب
یہ صحرا ہی اگر اس کی تعریف مین یہ شعر پڑھا جائے تو بجا ہی ~ اگر فردوس بر روے زمین ست
ہمین ست و ہمین ست و ہمین ست + دنیا مین اس جگہ سے بہتر کوئی مقام شاید نہوگا یہ صحرا ایسی نور و ضیا مین
مانند وادی ایمن کے ہی قدرت و شان خدا اس کوہ و صحراے سبزہ زار سے ہویدا و آشکار ہی واسطے
عابدون زاہدون کے اس مقام سے بہتر کوئی دنیا مین مقام غالبا نہوگا عبادت خداے دو جہان
ذکر خالق کون و مکان اس جگہ اگر کوئی کرے تو مناسب ہی ہمین یہ مقام بہت پسند آیا دل چاہتا ہی
کہ اسی جگہ قیام کرین دو چار روز تو کم از کم اسی صحرا مین بسر کرین عبادت خدا و ذکر خالق دو جہان
کرین اگر فکر طلسم کشائی نہوتی تو زیادہ زمانے تک اس مقام پر قیام کر کے عبادت خدا و حقیقی کرتے
اگر وہ توفیق عبادت دیتا تو پھر ہم اپنی زندگی اسی جگہ بسر کرتے یہان سے کہین نکلتے ہمیشہ روز و شب
یاد خدا کرتے وہ رازق العباد ہمین یہین اپنی قدرت کاملہ سے رزق پہونچاتا جس طرح کہ اکثر دشت و
کوہ مین عابدون کو رزاق مطلق رزق پہونچاتا ہی ملائک بصورت انسان ہو کر حکم خدا سے آب و
طعام دے جاتے ہین سیر کتب سے پایا جاتا ہی کہ خاصان خدا نے بیشتر صحرا مین عبادت خدا کی ہی
اہل دنیا سے دور ہو کے یاد خدا مین مصروف ہوے ہین قدرت خدا و شان الٰہی کا انھون نے
زیادہ تر مشاہدہ صحرا نشینی سے کیا ہی جبھی تو اُن کے مراتب پیش خدا زیادہ ہین وہی خاصان درگاہ

ہین کثرت عبادت و ذکر الٰہی سے مراتب اُن کے بڑھتے ہین دنیا مین عبادت خدا سے بہتر کوئی کام
نہین ہی اگر زمانہ انسان کو مہلت دے تو ذکر خدا ہی مین شب و روز مشغول رہے جن و انس
کو خدا نے اپنی قدرت کاملہ سے واسطے عبادت ہی کے پیدا کیا ہی جیسا کہ خود قول خدا سے ظاہر
ہی وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون ۔ یہ آیہ قرآن شریف مین موجود ہی خواجہ طیفور گردیا نے
عرض کیا کہ اس خیر خواہ نے اس کوہ بلور کو اور اس صحرا سے سبزہ زار کو بغور دیکھا بلکہ یہ کوہ و صحرا
عجب کوہ و صحرا ہی کبھی ایسا صحرا نظر سے گذرا تھا نہ ایسے کوہ بلند و صفا کو دیکھا تھا آج خوبی تقدیر سے
آپ کی ہمراہی مین اس جگہ گذر ہوا ہی واقعی یہ مقام لائق قیام ہی جائے عبادت الٰہی بھی ہی تفریح
طبع کے واسطے بھی یہ صحرا بہت اچھا ہی یہان ہوا عیسیٰ نفس ہی اگر کوئی بیمار یہان بلب بھی ہو اور
یہان کی ہوا کھائے تو جلد اچھا ہو جائے مرض دفع ہو صحت نصیب ہو بلکہ اگر مردہ صد سالہ بھی اس
صحرا کی ہوا کھائے تو کیا عجب ہی کہ خداوند عالم اپنی قدرت کاملہ سے اُسے زندہ کر دے کیونکہ
پروردگار عالم ہر شے پر قادر ہی اور ہر شے مین ایسا زیادہ اثر و تاثیر عطا کر سکتا ہی اور کی ہین جیسا کہ
ادویہ اور نباتات مین بہت سی تاثیرین عطا کی ہین اگر یہان کی ہوا مین بھی مثل آب بقا کے تاثیر
اُس نے دیدی ہو تو کیا عجب ہی جب ہوائے سرد یہان کی فرحت بخش دل افسردہ ہی تو جان بخش
ہونے مین بھی اس کے کیا کلام ہی بشرطیکہ حکم خدا بھی ہو ورنہ بے حکم خدا آپ کو واقع نہین پہونچاتی
بلکہ کوئی کام نیک دنیا و مافیہا مین بے حکم خدا سرزد نہین ہوتا ہی اور بقول آپ کے یہ مقام واسطے
عبادت خدا کے خوب ہی اگر آپ کا دل چاہتا ہی تو اسی صحرا مین قیام فرمایئے دو چار روز یہان کی
ہوا کھایئے عبادت خدا کیجیے خدا سے دعا برائے حصول لوح طلسمی کیجیے فتح طلسم زلزلہ کی التجا
کیجیے غالباً دعا آپ کی قبول ہوگی کہ آپ بھی بندگان نیک سے ہین ظاہر دیکھنے مین یہ جگہ ہی واسطے دعائے
مطالب کے اچھی ہی بیشتر ایسے ہی مقامات پر رجوع قلب ہوتا ہی دعا بھی برجوع قلب کی جاتی ہی کیونکہ
دامن دشت و کوہ مین قدرت خدا اہل نظر کو نظر آتی ہی سنا ہی کہ وہی دعا جلد تر قبول ہوتی ہی جو برجوع
قلب کی جائے پس آپ بھی چند روز یہان عبادت خدا زیادہ کیجیے ذکر خدا سے زبان کو یہان بھی آشنا کیجیے
برجوع قلب خدا سے دعا کیجیے قاضی الحاجات مجیب الدعوات آپ کی بھی دعا کو قبول کرے گا اپنی
درگاہ سے محروم مدعا نہ کرے گا درگاہ رب غنی سے آپ ایسا سائل کہ سوال نیک کرنا چاہتا ہی ضرور ہی
کہ محروم نہ پھرے وہ تو ایسا حاجت روا ہی کہ اپنی تمامی مخلوقات کی حاجت براری کرتا ہی صاحبقران
موصوف نے تقریر خواجہ کی سنکے خوش ہو کے زیر کوہ بلور ایک چٹان وسیع و مربع چبوترہ نما کو برائے
عبادت و قیام پسند کر کے مرکب سے اتر کر بسم اللہ کہکر اُس چبوترہ نما سنگ بلورین پر قدم رکھا چونکہ
نماز ظہر و عصر راہ مین پڑھ چکے تھے اور وقت مغرب قریب آگیا تھا اسوجہ سے امیر با توقیر نے خواجہ
موصوف سے فرمایا کہ اے خواجہ پہلے ہمکو نہر سے پانی لا دو تاکہ ہم وضو کر کے اول وقت نماز مغرب
پڑھ لین حکم خدا بجا لائین بعد پانی کے لانے کے پھر فکر تیاری طعام کرنا خواجہ نے عرض کیا کہ نہر یہان سے
قریب تر ہی پانی لیے آتا ہون مگر تنہا آپ کو چھوڑ کر سوے نہر جانا اچھا نہین معلوم ہوتا کیونکہ یہ صحرا ہی
اگرچہ صحرائے سبزہ زار و پُر بہار ہی مگر پھر صحرا ہی درندون گزندون کا مسکن ہی سوا اس کے شاہ طلسم
زلزلہ و حکیم جالوس وغیرہ و جملہ ساحران طلسم زلزلہ آپ کے دشمن ہین آگاہ ہو چکے ہین کہ آپ ہی
طلسم کشائے طلسم زلزلہ ہین مبادا مین واسطے لانے پانی کے جاؤن اور کسی دشمن سے آپ کے

دشمنوں کو ضرر پہونچے لہذا میری راے یہ ہی کہ آپ منڈھی میں حضرت دانیال کی تشریف
رکھیں شب کو بھی اندر منڈھی کے استراحت کریں تاکہ پھر ایک دشمن کے ضرر پہونچانے سے محفوظ رہیں
یہ عرض کرکے فی الفور زنبیل میں ہاتھ ڈال کر منڈھی مذکور نکال کر اُس چبوترے پر استادہ کر کے کہا
کہ اے منڈھی اسقدر طویل و عریض و وسیع ہوجا کہ تیس آدمی بخوبی لیٹ بیٹھ سکیں پھر واس کہنے کے
منڈھی تیس آدمیوں کے بیٹھنے اور آرام کرنے کے قابل وسیع ہوگئی خواجہ نے عرض کیا کہ اب آپ
منڈھی کے اندر بیٹھیے میں پانی لینے جاتا ہوں حالانکہ زنبیل سے بھی نکال سکتا ہوں مگر ایسی حالت میں
پانی سامنے موجود رہی زنبیل سے نکال لینا صرف بیجا جانتا ہوں صاحبقران یہ کلام خواجہ کا سنکے
خالات وبا دات خواجہ عمرو اولی جو بزرگوں سے سنتے تھے یاد آگئے بعدہ مسکرائے اور اندر اُس منڈھی
کے بیٹھے خواجہ پانی لانیکے واسطے گئے بعد ایک لحہ کے ایک سبو میں پانی لائے پھر ایک ظروف
مسی بصورت ابریق نکال کر اُس میں پانی بھر کر صاحبقران کو دیا امیر کشورگیر نے جلد وضو کرکے
رو بقبلہ مستعد براے اداے نماز مغرب ہوکے نیت اداے فریضہ مغرب کی بعدہ تلاوت کلام و
سورۂ دیگر میں مصروف ہوئے خواجہ نے بھی وضو کرکے نماز مغرب پڑھنی شروع کی جب صاحبقران
کشورستان و خواجہ طیفور گرد دیا دونوں نماز مغرب پڑھ چکے اُسوقت خواجہ نے زنبیل سے
کنول اور فانوس اور اسکے سمع شمعہاے موی کافوری نکالیں بعدہ منڈھی میں جاکر بطور روشنی
روشنی کی پھر چند خدمتگذار اور ایک باورچی جنکو مدت سے زنبیل میں ڈال رکھا تھا نکال کر ان سے
کہا کہ اگر تم زنبیل سے اپنی رہائی چاہتے ہو تو جو کچھ ہم کہیں وہ کام کرو بعد چند روز کے تمکو چھوڑ دینگے
جہاں تمہارا دل چاہے چلے جانا مگر شرط یہ ہی کہ کام ہمارے حسب دلخواہ کرنا ورنہ پھر ہم تمکو زندان زنبیل
میں بند کرینگے چونکہ وہ سب نحیف و لاغر و پریشان خاطر تھے کم غذا ملنے سے اور تنہا وہ زندگی زنبیل میں
کرنے سے قریب بہ ہلاکت ہوگئے تھے کپڑے اُنکے بوسیدہ و شکستہ و کثیف ہوگئے تھے ذکر رہائی
زنبیل سنکے خوش ہوے دست بستہ عرض کرنے لگے کہ جو کچھ حکم ہوگا لائیں خواجہ نے خدمتگاروں سے
کہا کہ تم خدمتگذاری صاحبقران میں جاکر مصروف ہو باورچی سے کہا کہ مجھے ہمیں تھوڑا کھانا
پکوانا منظور ہی اُس نے عرض کیا کہ فدوی موجود ہی جو حکم ہو وہی طعام تیار کروں خواجہ نے آرد گندم
و برنج و گوشت وغیرہ جملہ اشیا جو درکار تھیں زنبیل سے نکال کر اُسے دیں وہ درستی طعام میں
مصروف ہوا خدمتگاران مذکور خدمتگذاری صاحبقران و دیگر امور میں مصروف ہوے جب
طعام نمکین و شیرین انواع و اقسام کا تیار ہوچکا صاحبقران کشورستان و خواجہ طیفور گرد دیا نے
تناول کیا باقی خدمتگاروں کو دیدیا باورچی نے بھی بعد مدت طعام لذیذ کھایا خدمتگاروں نے
بھی ایک زمانہ دراز کے بعد ہواے دنیا و غذاے لذیذ کھائی دو پہر رات تک صاحبقران بعد
اکل و شرب عبادت خدا و ذکر الہی و دعا میں مصروف رہے جب غلبہ خواب ہوا زیر سایہ خیمہ یعنی اندر
منڈھی کے آرام پذیر ہوے خدمتگذار وغیرہ بھی سو رہے خواجہ بھی آرام پذیر ہوے جب وہ شب
گذر کر سحر ہوئی صاحبقران و خواجہ موصوف نے نماز سحر بیدار ہوکر پڑھی بعد نماز بہ جمع قلب براے
آگاہی مقام لوح طلسمی و حصول لوح مذکور دعا کی بعد ازاں صاحبقران نے خواجہ سے کہا کہ اے خواجہ
زیادہ زمانہ ہوا جو کہ تمنے نی ہمارے روبرو نہیں بجائی ہی آج خود بخود دل گھبراتا ہی کسی وقت تو نی
بجانا گھڑ گانا خواجہ نے عرض کیا کہ انشاء اللہ آخر روز نی بجاؤنگا آپکے روبرو گاؤنگا یہ سنکے خواجہ

امیر با توقیر خاموش رہے خواجہ نے بدستور مرقومہ اشیائے مطلوبہ دے کر باورچیوں کو حکم تیاری
طعام دیا وہ درستی طعام میں مصروف ہوا صاحبقران ذکر خدا میں مصروف ہوئے یہاں تو امیر با توقیر
مسند ہی میں بیٹھے ہوئے ذکر خدا کر رہے ہیں ان کو اسی حال میں چھوڑا جاتا ہے مگر اب حال حکیم جالوس
اور اُس کے اہل دربار کا بیان کیا جاتا ہے کہ بعد حاکم و نائب ہونے کے حکیم جالوس ہر روز بجائے
ہود سرمست جادو مالک و حاکم طلسم زلزلہ تخت کیا و مسند پر بیٹھکر امور سلطنت میں مصروف ہوتا تھا
اہل دربار و دیگر ساحران طلسم زلزلہ کو احکام حسب دلخواہ دیتا تھا انتظام طلسم و بند و بست میں ہمیشہ
فکر کرتا تھا جس روز صاحبقران کشورستان زیر کوہ بلور شب بسر کرکے عبادت خدا میں مصروف ہوئے
تھے اُسی روز حکیم جالوس نے سر دربار کلہ اہل دربار پر نظر کی دیکھا کہ صدہا ساحران نامی و نامور حاضر دربار
ہیں ساحرہ بھی بہت سی حاضر دربار ہیں سب زن و مرد علی قدر مراتب بیٹھے ہوئے ہیں از انجملہ
آفات جادو و کلنگ جادو و اژدر جادو و مہیب جادو و آتشباز جادو و نیرنگ جادو و نیرنگ
جادو و خونخوار جادو و سرسنگ جادو و معین جادو و عقرب جادو و ملکہ شہناز جادو و ملکہ
بہار گل پوش جادو و مجمر جادو وغیرہ بھی دربار میں موجود ہیں ملکہ شہناز جادو ساحرہ معزز و عزیزداران شاہ
طلسم زلزلہ سے ہے قرابت بعیدہ رکھتی ہے نہایت سن رسیدہ ہے ہمسایہ میں عقرب جادو کے باہر طلسم
زلزلہ رہتی ہے سحر و ساحری میں شہرہ آفاق ہے عاقلہ و فہیمہ ہے با وجود کبیر السن ہونے کے مغرور المزاج
ہے کیونکہ ذی عزت و عالی وقار ہے شاہ طلسم زلزلہ بھی اس کو اہل عزت سے جانتا ہے اپنے بزرگوں میں
شمار کرتا ہے ملکہ بہار گل پوش اس کی نواسی ہے نہایت حسینہ و جمیلہ ہے حسن و جمال اس کا طلسم زلزلے
میں مشہور ہے کیونکہ کم سن ہے چودہ پندرہ سال سے زیادہ عمر نہیں ہے مگر سحر و ساحری میں طاق و مشتاق ہے
بڑے بڑے سخت سحر اس کو یاد ہیں سحر اس کا ہر ایک ساحر دفع نہیں کر سکتا ہے مادر اس کی مسماۃ گلشن جادو
انتقال کر چکی ہے شہناز جادو نے کہ اس کی نانی ہے بڑے ناز و نعمت سے پرورش کیا ہے اپنی جان اور
روح سے زیادہ اسے عزیز رکھتی ہے از حد اس سے محبت رکھتی ہے اس کے شمع حسن کی پروانہ ہے ہر وقت
اس کو دیکھا ہی کرتی ہے بیشتر اس کو سحر سکھاتے تھے ہمیشہ اس کے چہرے پر نقاب ڈالے رکھتی ہے تاکہ
حسن و جمال بخوبی دیکھ کر کسی کی نظر نہ لگے ملکہ مجمر جادو ملکہ شہناز جادو کی بھانجی ہے ملکہ بہار
گل پوش سے سن و سال میں زیادہ ہے پچیس برس کا سن رکھتی ہے یہ بھی خوش جمال ہے مگر سبزہ رنگ ہے
سحر و ساحری میں یہ بھی کچھ کم نہیں ہے ساحران نامی سے سحر و ساحری میں چندان پایہ کمی کا نہیں
رکھتی ہے اس کی مادر ملکہ اخگر جادو مر چکی ہے ملکہ شہناز جادو اس کی خالہ نے اس کو بھی پالا ہے الفت و
محبت اس سے بھی کرتی ہے مگر ملکہ بہار سے زیادہ تر محبت رکھتی ہے گاہ گاہ دربار میں آتی ہے بعد چند ماہ
کے دربار میں آئی ہے ساتھ اپنے اپنی نواسی اور بھانجی مذکورہ کو بھی لائی ہے الحاصل حکیم جالوس
حاکم و نائب شاہ طلسم زلزلہ نے جملہ اہل دربار پر نظر کرکے سب سے مخاطب ہوکے باواز بلند کہا کہ اے
ساحران نامی و نامور و اے اہل دربار تم سب میں کون ساحرہ و ساحر ایسا ساحر زبردست و صاحب
ہمت ہے کہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ طلسم کشائے طلسم زلزلہ کو بعد جستجو اسیر کرکے ہمارے
روبرو لاوے تا مستحق خلعت و انعام کثیر ہو شہنشاہ ساحران ہود سرمست جادو بادشاہ طلسم زلزلہ
کو اس کار نمایان کرنے سے خوش کرکے ہم کو بھی شادمان کرے بلکہ شہنشاہ کی جان بچانے کے
ساکنان طلسم زلزلہ کو شر طلسم کشا سے محفوظ رکھے طلسم زلزلہ کو فتح ہونے سے بچائے جملہ ساکنان

طلسم زلزلہ پر احسان کرے ہنوز تمامی ساحران اہل دربار سے کسی نے کچھ جواب نہ دیا تھا کہ یکایک ملکہ
بہار گل پوش جادو نے اٹھکر جواب دیا کہ یہ کار نمایان مین کر سکتی ہون صرف صاحبقران طلسم کشا
کا تلاش کرنا ہے اسیر یا قتل کرنا اس کا ہمارے نزدیک آسان ہے ایک شخص غیر ساحر کو اسیر کرنا یا سر اُسکا
کاٹ لانا مشکل ہی کیا ہے اگر صاحبقران کے اسیر کرنے سے جان شہنشاہ کی بچ جائے گی و نیز یہ طلسم فتح
ہونے سے محفوظ رہے گا تو اس کام کو مین کرون گی حکیم جالوس نے اُس کے حسن و جمال بے مثال پر نظر
کر کے اور اُس کی شیرین سخنی پر غور کر کے متحیر ہو کے کہا کہ اے ملکہ بہار گل پوش جادو اگر تمہارے
نزدیک اسیر کرنا طلسم کشا کے طلسم زلزلہ کا کچھ دشوار نہین ہے تو اس کام کو انجام دو جلد ساحران طلسم زلزلہ
پر احسان کرو اس طلسم کو ٹوٹنے سے بچاؤ شہنشاہ ساحران کی جان بچاؤ شہرۂ آفاق حسن و جمال مین تو ہو
طلسم کشا کو اسیر یا قتل کر کے خیر خواہی شہنشاہ مین بھی نامور ہو جاؤ شہنشاہ ساحران تمہارے اس
کار نمایان سے وہ رتبہ و مرتبہ تمہارا بڑھائین گے کہ تمامی ساحران طلسم زلزلہ کو رشک ہو گا ملکہ بہار
گل پوش جادو نے کہا کہ آج ہی طلسم کشا کو اسیر کر لاؤن گی یا سر اُس کا کاٹ کر لے آؤن گی ملکہ شہناز
جادو اس کی نانی نے بعد الفت کہا کہ اے نور چشمی اس کار کے انصرام کا اقرار نہ کر طلسم کشا کے قید
کر لانے یا اُس کا سر لانے کا دعوی نکر تجھ سے یہ کام نہو سکے گا تلاش طلسم کشا مین کہان جائے گی اُسکو
کہان پائے گی کیونکر اُس کو اسیر یا قتل کرے گی نادانی و بیوقوفی نکر اس کام پر کمر نہ باندھ اسیری طلسم کشا
سے باز آ کیا تو نے نہین سُنا ہے کہ اُس نے ابر باران جادو ایسے زبردست ساحر کو مار ڈالا ہے تو ابھی
ناکردہ کار ہے تیرا کورا سینہ ہے کبھی کسی کو تو نے اسیر و قتل نہین کیا ہے بجز اپنے مکان یا اس دربار کے
کہین نہین گئی ہے طلسم زلزلہ سے کبھی تو نے قدم نہین نکالا ہے مین نے تجھکو ناز و نعم سے پالا ہے اپنی جان
سے زیادہ تجھکو عزیز رکھتی ہون اپنی نظر سے ایک پل بھی تیرا اوجھل ہونا گوارا نہین کرتی ہون مجھے منظور
نہین کہ تو اس کام کے واسطے طلسم زلزلہ سے شہر شہر دشت دشت کوہ کوہ پھرے طلسم کشا کی
تلاش کرے بعدہ اس کو اسیر یا قتل کرے تیرے نزدیک اسیر کرنا یا قتل کرنا اُس کا مشکل نہین ہے میرے
نزدیک نہایت دشوار ہے پس ایسی باتین بیہودہ نادانی کی نکر دیوانی نہو بغیر سوچے اقرار کار مذکور
کے انصرام کا نکر اب بھی حکیم جالوس سے کہدے کہ طلسم کشا سے طلسم زلزلہ مجھ سے اسیر نہو گا جب
ملکہ شہنازہ جادو آہستہ آہستہ ملکہ بہار گل پوش جادو سے تقریر کر کے خاموش ہوئی ملکہ بہار
جادو نے بھی چپکے چپکے اپنی نانی کو جواب دیا کہ اب تو جو کچھ ہو مین اس کام کو کرون گی سر دربار اقرار
کر چکی ہون اپنے قول سے نہ پھرون گی آپ کی محبت و الفت ظاہر ہے آپ نے مجھکو پرورش کیا ہے بعد
مرگ مادر کے آپ ہی نے مجھے پالا ہے مادر سے زیادہ آپ مجھ سے محبت کرتی ہین کوئی گھڑی مجھکو
اپنی آنکھ سے اوجھل نہین کرتی ہین از حد الفت و محبت سے پیش آتی ہین میری بہبودی کی خواہان
رہتی ہین گو کہ آپ کے نزدیک مین نادان و بیوقوف ہون لیکن عاقلہ و ہوشیار ہون آپ نے بہت سے
سحر مجھے سکھائے ہین دیگر ساحرون سے بھی صدہا سحر مین نے سیکھے ہین بڑے بڑے ساحرون کی
میرے آگے کیا اصل و حقیقت ہے میرے سحر سے دشمن کا جانبر ہونا ممکن نہین میرے نزدیک
طلسم کشا غیر ساحر کا اسیر کرنا یا اُس کا سر لانا اے نانی جان کیا دشوار ہے آپ مجھے اس امر مین مانع
نہو جیے دیکھئے تو کہ اس کام کو کتنا جلد کرتی ہون اس کام کے کرنے سے باعث شہرت و ناموری ہوگا
شہنشاہ پر احسان ہو گا وہ ہم سے اور آپ سے خوش ہو گا جان اُس کی دست طلسم کشا سے بچ جائے گی

پہ طلسم فتح ہونے سے محفوظ رہے گا آپ کا بڑا نام ہوگا کہ تو اسی نے ملکہ شہناز کی کیا کار نمایاں کیا ہی
آپ نے جو برسوں بڑے بڑے سخت سحر مجھے سکھائے ہیں آخر وہ کس دن کے واسطے سکھائے ہیں
ذرا اپنی تعلیم و تربیت کا امتحان تو لیجیے مجھے اس کام کے انصرام کے واسطے جانے تو دیجیے طلسم کشا
کے اسیر کر لانے کی اجازت تو دیجیے دیکھیے تو کیا کار نمایاں کرتی ہوں شہناز جادو نے بھی چپکے
جواب دیا کہ اسے چھوکری باوجود عاقل ہونے کے نادانی نکر طلسم کشا کی اسیری پر ہنوز کہیں نہیں معلوم
انجام اس کام کا کیا ہو ملکہ بہار گل پوش جادو نے کہا کہ اے نانی صاحبہ اب آپ اس باب میں کچھ
نہ فرمائیے میں بھرے دربار اسیر کرنے طلسم کشا کا اقرار کر چکی ہوں اگر اب انکار کروں گی تو اہل دربار خیال کرینگے
کہ ملکہ بہار گل پوش جادو طلسم کشا سے ڈر گئی علاوہ اس کے مختلف خیالات کر کے ہنسیں گے مجکو
بھرے دربار ذلت ہوگی نہایت محجوب و شرمندہ ہونگی ملکہ شہناز جادو نے ہر چند سمجھایا منع کیا لیکن ملکہ
بہار گل پوش جادو نے نمانا آخر کار ملکہ شہناز جادو مجبور ہو کے خاموش ہوئی ملکہ بہار گل پوش
جادو حکیم جالوس سے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ طلسم کشا سے طلسم زلزلہ کے اسیر کر لانیکا
اقرار و عہد کر کے اپنے سحر سے جائے قیام طلسم کشا دریافت کر کے طاؤس سحر پر سوار ہو کر اسباب سحر
کی جھولی احتیاطاً ساتھ لے کر سوے کوہ بلور روانہ ہوئی اثناے راہ میں جستجوے طلسم کشا کرتی ہوئی
بلندی سے جا بجا زمین دیکھتی ہوئی دشت و کوہ و دریا طے کرتی ہوئی صاحبقران کی تلاش
کرتی ہوئی قریب وقت شام آخر روز پریشان و سرگردان ہو کر کوہ بلور تک پہونچی بلندی سے دیکھا کہ
زیر کوہ ایک مختصر سا خیمہ ایستادہ ہے پیچھے اس کے ایک مرد نوجوان خوش رو بیٹھا ہوا ہے چہرے سے
اس کے آثار شجاعت آشکار ہیں مدد و اس کے ایک شخص نوجوان خوبصورت و شوخ چشم و چالاک
بیٹھا ہوا نے بجا رہا ہے نے میں بالحان داؤدی یہ غزل گا رہا ہے غزل

ہوئی ہے شب جلق زلف نازنین سے
ہیں تا وکے کھائے مانگے ہیں سے
عبث دھوتے ہیں پاشکوں سے اپنا
جھڑ اڑ او ستاروں کو جبیں سے
جہاں تیرے شہیدوں کا ہو مدفن
شگوفے ہیں کلہ شکوہ نگین سے
نظارے کے لیے جاتی ہیں حسرت
کہ جیسے ہاتھ لگے آستین سے
وہیں لپٹا ہوا ہے سارا
نکالو ہاتھ تم بھی آستین سے

سحر پیدا ہوئی اس کی جبیں سے
کیا ہے قتل ناحق مجھکو لیکن
نہ چھوٹے گا مرا خون آستین سے
عیان ہے عشق اس ماہ جبین کا
نکلتے سرخ آنسو ہیں زمیں سے
تماشا حال دل تو ہلس کے بولے
پڑا ہے ہی نگاہ واپسین سے
کرو تم بیچ ہمارا یہ دل زار
فلک کو رشک ہے جس سرزمیں سے
بسی ہے کیا مکان یار واقف

ادھر دیکھو نگاہ خشمگیں سے
ہرے خوش ہیں صدا سے آفریں سے
اگر ہوتا سحر کا جاسے ہو
شگفتہ ہیں نہیں چین کی جبیں سے
نزاکت بیہودوں کی غمازی سے کیا کام
کہانی کا سر آگیا تھا بہیں سے
ہنسی کا کٹی سے یوں شمشیر قاتل
چرالا کے کر پایا ہے کہیں سے
دکھاتے ہیں ہیئت کو موسی
قدم اٹھتا نہیں تجھ ایسی زمیں سے

وہ جوان خوش رو بیٹھا ہوا سن رہا ہے چند خدمتگار و غیرہ کاروبار میں مصروف ہیں یہ حال دیکھ کر
اور نے کی سہولی و دلکش آواز سے مست ہو کر بے سبب جھولی بے اختیار کوہ بلور پر ٹھہر کر بگوش دل
اشعار عاشقانہ غزل مندرجہ سننے لگی چونکہ ملکہ بہار گل پوش جادو رشک حسینان جہان ہے ہی
شباب کا عالم ہے جوانی کی امنگ ہے بادۂ شباب سے مست و مدہوش ہے علاوہ حسن و جمال بیمثال
کے خوش آواز بھی بہت ہے شوق گانے اور گانا سننے کا بھی زیادہ تر ہے ماہر علم موسیقی ہے اسوجہ سے

لطف اس کو زیادہ حاصل ہونے لگا بے اختیار اشعار سنکے مانند مست میخوار کے جھومنے لگی یہانتک حالت وجد میں سر اپنا کوہ سے ٹکرانے لگی بے اختیار بار بار تعریف کرنے لگی جب خواجہ طیفور گردیا نے اشعار غزل تمام و کمال گاکر غزل کو تمام کیا اپنے کو ہاتھ سے رکھکر دست بستہ عرض کیا کہ اے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ بس یا اور کوئی غزل عاشقانہ گاؤں تو بجاؤں صاحبقران نے بہت تعریف کرکے ارشاد کیا کہ اے خواجہ ابھی تو گانا سننے سے سیری نہیں ہوئی ہے تم ایسی تو بجاتے اور گاتے ہو کہ دل یہی چاہتا ہے گائے جاؤ گانا موقوف نکرو گوش مشتاق صدا ہے تو ہیں خواجہ نے ارشاد صاحبقران سے نے اٹھائی دہن سے ملاکر یہ غزل گانا شروع کی۔ غزل

نکلتی کس طرح ہے جان مضطر دیکھتے جاؤ	ہمارے پاس سے جاؤ تو پھر کر دیکھتے جاؤ
نسیم نوبہاری کی طرح آئے ہو گلشن میں	تماشائے گل و سرو و صنوبر دیکھتے جاؤ
جدھر جاتے ہو ہر گھر سے یہی آواز آتی ہے	مسیحا ہو تو بیماروں کو دم بھر دیکھتے جاؤ
قدم انداز سے باہر ہوئے جاتے ہیں پائے	ستم رفتار میں کرتی ہے ٹھوکر دیکھتے جاؤ
یہیں جو راہ میں آئے تو کہدوں کان میں چپکے	دکھاؤ گھر مجھے اپنا مرا گھر دیکھتے جاؤ
خرام ناز میں عاشق سے ہو اس کا اشارہ تھی	کبھی اپنی تیغ ابرو کے بھی جوہر دیکھتے جاؤ
روش مستانہ چلتے ہو قدم مستانہ پڑتے ہیں	خدا کے واسطے پھر کے سراسر دیکھتے جاؤ
کوئی ان سے کہے منہ پھیر کر جو دل کو لیتے ہیں	ہوا شیدا جو تمہارا اک شب کیونکر دیکھتے جاؤ
نقاب اک دن الٹ کر تم نے جو منہ سے نظر آیا	جمال آفتاب و ذرہ پرور دیکھتے جاؤ
نہ پھیرو اس سے لب آتش جو کچھ در پیش آجاتے	دکھاتا ہے جو آنکھوں کو مقدر دیکھتے جاؤ

صاحبقران تو زیر کوہ غزل سنکر جے کے اشعار عاشقانہ سننے لگے اور بالائے کوہ سے ملکہ بہار گل پوش جادو پر غیبت تمام بگوش دل سننے لگی ہر ایک عاشقانہ شعر کو پسند کرکے تعریف کرنے لگی صدائے نے سے مست و مدہوش ہونے لگی کبھی بے اختیار زبان سے واہ نکالتے آہ کرنے لگی بعض بعض شعر عاشقانہ غزل سنکر جب بالا کو تو سنکے یہ حال ہو گیا کہ اپنے قلب و جگر کو دونوں ہاتھوں سے تھام کر بار بار آہ آہ کرکے کہنے لگی کہ او ظالم تو نے بغیر تیغ و خنجر و تیر کے مجھے قتل کر ڈالا کیا اچھی تیری آواز ہے کیا حسن و خوبی سے نے بجاتا ہے علم موسیقی سے بھی کس قدر ماہر ہے کہ تیری تعریف نہیں ہو سکتی اوبیدرد کیا تو نے مجھے اس کوہ پر آتے دیکھ لیا ہے کیا مجھ پر مائل ہو گیا ہے کیا میرا حسن و جمال تجھے بھایا ہے جو تو نے دوسری غزل ایسی گانا شروع کی ہے کہ جس کا ہر ایک شعر مجھے مخاطب ہے میری الفت میں میرے عشق میں جان مضطر تیری کیوں نکلی جاتی ہے میں بار بار تجھے دیکھ رہی ہوں ہاں نسیم بہار کی طرح اس صحرائے سبزہ زار میں آئی ہوں نام بھی میرا ملکہ بہار گل پوش ہے تماشائے گل و صنوبر تیرے عارض کے رنگ کو دیکھ رہی ہوں بیشک و بے شبہہ تیرا قول سچ ہے میں جس طرف جاتی ہوں جو کوئی مجھے دیکھتا ہے مرض عشق میں مبتلا ہو کر یہی کہتا ہے کہ اے ملکہ بہار گل پوش جادو اپنے بیمار الفت کو دیکھتی جاؤ میں کسی پر توجہ نہیں کرتی ہاں اے نوجوان رفتار میری ایسی ہی ہے کہ ہر قدم پر دل عشاق مانند سبزہ پامال ہوتے ہیں مگر تو نے میرے دل کو پامال کیا ہے تقدیر تیری اچھی ہے ہم راہ میں تجھے مل گئے مکان تیرا دیکھ لیا ہے اپنا بھی مسکن تجھے بتا دینگے کیوں پھرا رہی ہم ہنگام رفتار کسی عشاق سے اشارہ نہیں کرتے ہیں خود اپنی تیغ ابرو کے جوہر دیکھتے ہیں اگر تیری آرزو ہے تو اچھا تجھے اپنی

تیغ ابرو کے جوہر دکھاوینگے خود تیرے قریب آئینگے مگر تجھ ایسے خوش رو جوان خوش گلو ماہر علم موسیقی
کو کیا قتل کرون خود تیری زخمی تیر الفت ہو گئی ہون مین نے تو تجھے قتل نہین کیا ہی جھوٹ نہ بول نہ میرا
ستمگار قتل کرنے کا ہی نہ مین نے تجھ سے منھ پھیرا ہی تجکو دیکھ رہی ہون نقاب میرے چہرے پر پڑی ہی کب
تو نے خواہش دید رخ کی تھی اب نظارہ میرے حسن وجمال کا کر ہان لازم و مناسب یہی ہی کہ جو خوشی و
رنج پہنچ آ کے اُس سے انسان منھ نہ موڑے عشق والفت مین جو کچھ ہو قدم میدان محبت سے نہ ہٹائے
یہ تقریر بیشتر خلاصہ مضامین اشعار غزل مندرجہ کو اپنی طرف منسوب کر کے تا دیر کہا کی اور بالائے کوہ سے
دیکھا کی کہ چرند و پرند گرد اُس مرد نوجوان نی نواز کے مست و مدہوش بیٹھے ہوئے ہین کچھ اُن مین
حس و حرکت بھی نہین کرتے یہ دیکھکر دل مین خیال کرنے لگی کہ کیا یہ اثر اس شخص کا گانا ہی کیا سمان
بندھا ہوا ہی کیا خوش آواز ہی کہ علاوہ بشر کے حیوان بھی اس کے گانے کو پسند کر کے سنتے ہین
ابھی یہ باتین بہار بسر خود کر رہی تھی کہ خواجہ نے غزل تمام کر کے نی کو ہاتھ سے رکھکر باواز بلند کہا کہ اے
صاحبقران سلطان کیوان شکوہ آج تو آپ کے حکم سے مین نے نے بجائی اور دو غزلین پریشان
خاطری مین گائی ہین لیکن اقرار کرتا ہون کہ جب آپ کو لوح طلسم زلزلہ کا کچھ حال کسی سے معلوم ہو گا
اور لوح طلسم آپ کے ہاتھ آئے گی اُس روز دستیابی لوح کی خوشی مین اچھی طرح سے گاؤنگا
یہ تقریر ملکہ بہار گل پوش جادو نے سنکے دل مین کہا کہ اے ملکہ بہار زہے مقدر کہ اچھی جگہ آئی
تجکو تلاش طلسم کشا کی تھی ہر طرف نگران تھی یہ جانا کہ زیر کوہ طلسم کشا بیٹھا ہوا ہی تو بھی عجب نادان ہی بقول
شعر یار در خانہ و من گرد جہان میگردم ہ اسیلئے تو نے صبح سے اسوقت تک تلاش صاحبقران مین
اپنے تئین پریشان کیا اور یہ نہ معلوم کیا کہ زیر کوہ صاحبقران موجود ہین خیر جو کچھ ہونا تھا وہ ہوا
اب اس کوہ پر سے زیر کوہ چل اپنے دلدادہ کو بھی دیکھ اور صاحبقران کو بھی اسیر کر یہ تجویز کر کے
بالائے کوہ سے زیر کوہ آئی خواجہ طیفور گرد پا اُس کے حسن وجمال پر نظر کر کے اُس پر مائل ہو کے
بے اختیار پکار اٹھا ؎ رواق منظر چشم من آشیانۂ تست ہ کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانۂ تست
حالانکہ ہم صحرا نشین ہین وطن آوارہ ہین گھر اپنا یہان کہان ہی صحرا نورد ہین مبتلائے دام فکر و تشویش
ہین مگر ہم اسی صحرائے لق و دق کو اپنا گھر تصور کرتے ہین تم نے اس صحرا مین آ کر اپنا حسن وجمال دلفریب
دکھا کر عاشق نوازی و مہربانی کی اس عنایت و سرفرازی عاشق زار کا کیا شکر کیا جائے خوشا قسمت
کہ تم ایسا معشوق خوش رو مجھ ایسے مائل کو یون سرفراز کرے جسقدر فخر و افتخار کیا جائے کم ہی یہ کہکے
آغوش تمنا وا کر کے اُس کی جانب بڑھے ملکہ بہار گل پوش نے بناز معشوقانہ چین بجبین ہو کر پیچھے
قدم ہٹا کر کہا کہ ذرا اپنے حواس مین رہو بیجا قدم نہ بڑھاؤ بیہودہ تقریر نکرو ہمین ایسی باتین اچھی نہین
معلوم ہوتین بلکہ ایسی باتون سے نفرت ہی دور سے گفتگو خوب ہی گفتگو بھی وہ گفتگو جو ساتھ تہذیب
کے ہو بد تہذیبی مجھے ناپسند ہی یہان آنا میرا اس وجہ سے ہوا ہی کہ کچھ حالات دریافت کرنا منظور ہین وہ
یہ ہین کہ اول تو یہ بیان کرو کہ تمھارا کیا نام ہی کیا تمھین نی بجا رہے تھے اشعار غزل تمھین
گا رہے تھے پھر تجاہل عارفانہ پوچھا کہ یہ کون شخص ہین جو نیچے اس منڈھی خیمہ نما کے بیٹھے ہین
خواجہ نے جواب دیا کہ اے سرتاج محبوبان جہان و اے سر دفتر خوب رویان و بتان صاف صاف
اور سچ سچ یہ ہی کہ نام میرا خواجہ طیفور گرد پا ہی مین ہی نی بجا رہا تھا اشعار غزل تمھاری یاد مین گا رہا
تھا جب سے تمکو دیکھا تھا مضطر و بیقرار تھا دل بیتاب کو پہلو مین قرار نہ تھا تمھارے پاس پہونچا

دشوار تھا آج جذب الفت نے اپنا اثر دکھایا تم خود یہان آئین تمھارے دیکھنے سے غنچۂ دل افسردہ
شگفتہ ہوگیا مراد دلی برآئی صورت زیبا تمھاری نظر آئی اگرچہ چہرہ روشن تمھارا زیر نقاب پنہان ہی
مگر رخ آفتاب کی ضیا اس ابر نقاب سے کب نہان ہوسکتی ہی روشنی مہر رخ انور لامع ہی نور حسن رخ
سے یہ صحرا روشن ہوگیا ہی تم یہان اس صحرا مین کیا آئین گویا گلشن مین بہار آئی اب یہ صحرا میری نظر مین
رشک گلشن ہی تمھارے فیض قدم نازک سے ہر ایک کانٹا صحرا کا غیرت گل تازہ ہوگیا ہی اور یہ جو پیچھے
سنڈھی کے بیٹھے ہین ہمارے مالک و آقا ہین یہ از راہ عزت افزائی ہمین اپنا برادر کہتے ہین چاہتا ہون
کہ اگر سرافراز کیا ہی تو آپ بیٹھیے تا آرزوے دل حاصل ہو آئے ملکہ بہار گل پوش خواجہ کی تقریر سحر آمیز
سے ونیز مائل ہونے سے زیر سنڈھی جاکر بہ ملاحظہ صاحبقران سے بیٹھی ایکدم پوچھا کہ نام تمھارے اپنے
آقا کا ہمین نہ بتایا خواجہ نے کہا کہ اسم گرامی ہمارے آقا کا سلطان کیوان شکوہ ہی خاص و عام
فی زمانہ انھین کو صاحبقران کہتے ہین ملکہ نے پوچھا کہ سبب ان کے یہان آنے کا کیا ہی خواجہ نے
جواب دیا کہ اے مہجبین سچ تو یہ ہی کہ ہمارے آقا جستجوے لوح طلسم زلزلہ مین اپنے لشکر سے
یہان تک آئے ہین مین بھی ان کے ساتھ یہان تک آیا ہون اب یہان سے تلاش لوح مین آگے روانہ
ہونگے اب تم اپنے نام نامی سے آگاہ کرو پھر ظاہر کرو کہ گل تازہ ترکس باغ کی ہو اور سرو رعنا
کس بوستان کی ہو کہان سے اسوقت اس صحرا مین تمھارا آنا ہوا ہی اور کس غرض سے تنہا اس
صحرا مین آنے کا اتفاق ہوا ہی محض مجھ عاشق کو سرافراز کرنا منظور تھا یا اور کوئی کام تھا جو اس صحرا مین
تن تنہا قدم رکھا ہی ملکہ بہار گل پوش نے جواب دیا آگاہ ہو کہ نام میرا ملکہ بہار گل پوش ہی ملکہ
شہناز جادو میری نانی ہین جو سحر و ساحری مین یگانہ روزگار ہین ساحرہ معزز ہین قرابت دار
شاہ جادو طلسم زلزلہ ہین آج مجھکو میری نانی اپنے ہمراہ دربار حکیم جالوس مین لے گئی تھین
ہنوز جاکر دربار مین بیٹھی ہی تھین کہ حکیم جالوس نے جملہ ساحران دربار سے مخاطب ہوکر کہا تھا
کہ تم سب مین کون ایسا زبردست ساحرہ خیرخواہ شاہ طلسم زلزلہ ہی کہ طلسم کشاے طلسم زلزلہ کو
تلاش کرکے اسیر کرلائے خلعت و انعام پائے مین نے اسکا اقرار کیے دربار سے روانہ ہوکر جستجو مین
دن بسر کیا تھا اسوقت سرگردان ہوکر اس کوہ بلور پر توقف کیا تھا ناگاہ سنے مین تمھارے
گانے کی آواز سنی براے دریافت نام بالاے کوہ سے زیر کوہ آئی یہان استفسار سے ثابت
ہوگیا کہ یہی تمھارا آقا صاحبقران سلطان کیوان شکوہ طلسم کشاے طلسم زلزلہ ہی اس حال کے
دریافت ہونے سے کمال خوشی حاصل ہوئی ہی کیونکہ جسکے واسطے مین ادھر آئی تھی اور
سرگردان ہوئی تھی اسے مین نے پایا کوشش و جستجو میری بکار آمد ہوئی خواجہ طیفور گرد بلے نے
پوچھا کہ اب تمھارا کیا ارادہ ہی ملکہ نے جواب دیا کہ تمھارے آقا کو اپنے سحر مین مبتلا کرکے اسیر کرکے
روبروے حکیم جالوس حسب وعدہ لے جاؤنگی خواجہ نے مسکرا کر جواب دیا کہ ہمارے آقا کو اسیر
کرکے لے جانا تجھے آسان نہین ہی اگر تم ساحرہ ہو تو ذرا اپنے سحر مین مبتلا کرکے ہمارے مالک و آقا کو لے تو جاؤ
دیکھین کیونکر لے جاتی ہو ذرا سحر کے الفاظ ہی اپنی زبان پر جاری تو کرو ہم بھی سنین ملکہ بہار جادو
نے ہر چند سحر جو سیکھے تھے اور زبانی خوب یاد تھے یاد کیے مگر کوئی سحر یاد نہ آیا متعجب و متحیر ہوکے کہا
عجب ہی کہ اسوقت مجھے کوئی سحر نہین یاد آتا ہی بلکہ کوئی لفظ بھی کسی سحر کا یاد نہین ہی نہین معلوم
کیا سبب ہی خواجہ نے مسکرا کر کہا کہ اے ملکہ بہار گل پوش جادو تمھین اپنے سحر و ساحری پہ

بہت بھروسہ تھا صاحبقران کشورستان کو اسیر کرنے آئی تھیں اب سحر کرکے کیون نہیں اسیر کرتین صاحبقران طلسم کشاے طلسم زلزلہ تو تمھارے پاس بیٹھے ہین انھین اسیر کرکے حکیم جالوس نابکار کے سامنے لیے جاؤ ملکہ مذکورہ نے سرجھکا کر غرق دریاے حیرت ہوکر جواب دیا مجھے سمجھ مین نہین آتا کہ مجکو صدہا سحر یاد تھے اسوقت ایک سحر بھی یاد کرنے سے یاد نہین آتا شاید تم بھی ساحر زبردست ہو تمنے اپنے سحر مین مجھے ایسا مبتلا کیا ہی کہ سب سحر مجھے فراموش ہوگئے ہین - خواجہ نے ہنسکر کہا کہ کہو اے ملکہ اسوقت تمکو تو کوئی سحر یاد نہین آتا ہی کہ بزور سحر صاحبقران کو اسیر کرسکو مجبور ہو اگر اسوقت کوئی تمکو اسیر کرے تو ممکن ہی یا نہین ملکہ نے نادم ہوکر جواب دیا کہ ہان ایسے وقت مین خود میرا اسیر ہوجانا ممکن ہی اگر ارادہ اسیری ہی تو مین کیا کرسکتی ہون خواجہ نے جواب دیا کہ اے ملکہ میری کیا مجال کہ مین تمھارے قید کرنے کا ارادہ کرون خود تمھارے حلقہ گیسو اور زنجیر زلف معنبر کا اسیر ہون بہر حال وشیفتہ ہون ملکہ نے کہا کہ اگر مجکو سحر یاد بھی آتا تو بھی تمھاری وجہ سے صاحبقران کو اسیر نکرتی کیونکہ تمھاری نے نوازی مجھے پسند آگئی ہی گانا تمھارا مجھے مرغوب ہی تمھاری صدا سننے نے مجکو رہروی سے باز رکھا کوہ پر مین نے جاتے جاتے توقف کیا بگوش دل تمھارا گانا سنا واقعی تمھاری نے نوازی اور گانے کی تعریف نہین ہوسکتی تمکو کمال حاصل ہی مجکو بھی شوق گانے اور گانا سننے کا ہی اسی سبب سے اس کوہ پر ٹھہر کر مین نے تمھارا گانا سنا حال صاحبقران سے بھی آگاہ ہوئی اگر چاہتی تو بالاے کوہ سے تمکو اور صاحبقران کو مبتلاے سحر کرکے اسیر کرلیتی چونکہ مجکو بعد تمھارا گانا سننے کے اسیر کرنا تمھارا اور صاحبقران کا مقصود نہ تھا اسیوجہ سے بالاے کوہ سے زیر کوہ آئی برا ہو اس گانے اور گانا سننے کے شوق کا کہ اس نے مجکو تمھارے اور صاحبقران کے اسیر کرنے سے باز رکھا خواجہ ملکہ بہار کی گفتگو سنکے سمجھ گئے کہ یہ ساحرہ خوب رو تمھاری نے نوازی کی وجہ سے تمپر مائل ہوئی ہی ورنہ دشمن کب اپنے دشمن سے باز رہتا ہی اور دوستی کرتا ہی یہ خیال کرکے خاموش رہے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے خواجہ سے فرمایا کہ اے خواجہ خاطر مہمان ضرور ہی ملکہ بہار گل پوش جادو راہ دور و دراز سے یہان آئی ہین تمھاری نے نوازی کی تعریف کرتی ہین غالبًا ان کو شوق مے کشی بھی ہوگا خواجہ موصوف نے تقریر امیر با توقیر کو سمجھ کے شیشہ و ساغر زنبیل سے نکال کر کشتی شراب مین رکھکر وہ کشتی بدست خدمتگار روبرو سے ملکہ مذکور پیش کش کی بعدہ کہا کہ اے ملکہ اگر دل چاہے تو اپنے ہاتھ سے شغل مے خواری کرو ورنہ ہم تمھین بادہ تند جام بلورین مین دین جکو ساقی گری مین بھی کمال حاصل ہی اُس نے کہا کہ مجھے مے خواری کی عادت نہین ہی ہان شوق گانا سننے کا ہی خواجہ نے بھونپے اٹھاکر اپنے دہن سے ملاکر نے نوازی شروع کی اور یہ غزل گانے لگے - غزل

کیون نہون صرف تو اضع ہمہ تن جان ہوکر
آئی ہی میری اجل گھر مرے مہمان ہوکر

عاشق رخ ہون مگر زلف پہ رہتی ہی نگاہ
آنکھین ہندو سے لڑاتا ہون مسلمان ہوکر

لُٹے پاؤن وہ پھرے پاس تک آکر میرے
وقت آخر ہوئی مشکل مری آسان ہوکر

چین سے سوتا ہون مین زلف کے سودے مین کہان
نیند بھی آتی ہی تو خواب پریشان ہوکر

گرمی ضبط فغان سے ہوئی سوائی دل
کھل گیا راز نہان داغ نمایان ہوکر

اسکو واجب ہی وضو رخ کی زیارت کے لیے
آیا ہی سبزۂ خط سورۂ قران ہوکر

فضل حق شامل گردش مری تقدیر کے ہی
کوئی مشکل بھی جو آتی ہے تو آسان ہوکر

چین محشر میں کبھی پایا نہ سینہ سختی سے	بڑھ گیا روز قیامت شب ہجراں ہوکر
ایک آسان ہوئی سو مشکلیں آپہنچیں اور	سخت مشکل ہیں ہوئی مشکل مری آساں ہوکر
غم میں اُس تیغ تبسم کے جو روتا ہوں کبھی	دہن زخم ہنسا دیتے ہیں خنداں ہوکر
اُس پریزاد سے پہلو مرا خالی جو ہوا	گھر نے دیوانہ بنایا مجھے ویراں ہوکر
مرکے بھی دشت نوردی کا ہی شوق لے ڈالا	خاک اڑاتی ہے مری گرد بیاباں ہوکر

ملکہ بہار گل پوش جادو بصد خوشی و رغبت سننے لگی اکثر شعر خواجہ نے حسب حال و مناسب وقت ملکہ بہار سے مخاطب ہوکر بالحان داؤدی بتا بتا کے پڑھے گئے تو ملکہ مذکورہ کے دل پر ایسا اثر ہونے لگا کہ وہ عالم وجد میں جھومنے لگی بجائے خود تعریف کرنے لگی جب خواجہ نے تمام اشعار غزل مرقوم الصدر کے نے نوازی میں گاکر غزل تمام کی صاحبقران نے بہت تعریف کی ملکہ مذکورہ بھی خواجہ کی نے نوازی سے از حد خوش ہوئی جب زمانہ غروب آفتاب کا قریب آیا ملکہ بہار گل پوش جادو نے خواجہ و صاحبقران سے مخاطب ہوکر کہا کہ اب میں جاتی ہوں نانی میری ملکہ شہناز جادو میری منتظر ہونگی بلکہ متردد ہونگی کہتی ہونگی کہ ابھی تک ملکہ بہار گل پوش جادو نہیں آئی کیا سبب ہے وہ مجھے زیادہ الفت کرتی ہیں عجب نہیں کہ بیتاب و بیقرار ہوکے وہ میری تلاش میں گھر سے نکلی ہوں یا کچھ جادو کو میری جستجو کے واسطے روانہ کیا ہو زیادہ میرا یہاں بیٹھنا خوب نہیں ہے مبادا نانی صاحبہ یا کچھ جادوگر کوئی ساحر مجھے یہاں بیٹھا ہوا دیکھ لے تو غضب ہوجائے خواجہ نے کہا کہ اے ملکہ ہرچند کہ تمہارا جانا گوارا نہیں ہے مگر تمہارا عذر قوی ہے جاؤ مگر اقرار آنے کا کرجاؤ اور اگر کچھ حال لوح طلسم زلزلے کا معلوم ہو تو بتاتی جاؤ اُس نے کہا کہ مجکو تو کچھ حال لوح طلسمی کا معلوم نہیں ہے الا ہماری نانی صاحبہ ملکہ شہناز جادو کو کہ نہایت کبیر السن ہیں اور ساحرۂ معزز و قرابت دار شاہ طلسم ہیں اُن کو معلوم ہوگا میں اُن سے دریافت کرکے کسی حیلے و بہانے سے ادھر آکے کہدونگی تمکو حال لوح طلسمی سے آگاہ کردونگی یہ کہکر منڈھی سے نکل کر صاحبقران و خواجہ سے رخصت ہوکر طاؤس سحر پر سوار ہوکر جلد تر سوئے طلسم زلزلہ روانہ ہوئی اثنائے راہ میں خیال کرنے لگی کہ اسوقت دربار حاکم جالوس میں جانا کچھ ضرور نہیں ہے نانی صاحبہ ہماری دربار سے ابھی مکان میں آئی ہونگی میری منتظر ہونگی لہذا اپنی نانی ہی کے پاس چلو جسوقت وہ پوچھینگی کہ صاحبقران طلسم کشائے طلسم زلزلہ کو اسیر کرکے کیوں نہ لائی خالی ہاتھ آئی کہدونگی کہ اُن کی بہت تلاش کی وہ نہیں ملے پھر اُن کی جستجو کرونگی اس حیلے سے اکثر ادھر آیا کرونگی اور نے نوازی خواجہ کی سنا کرونگی اپنے دل کو خوش کرونگی صورت خواجہ طیفور کر دیا پر بھی نظر کرونگی یہ خیالات کرتی ہوئی داخل طلسم ہوکر اپنی دولتسرا میں داخل ہوئی دیکھا کہ ملکہ شہناز جادو متردد اور پریشان خاطر و بدحواس بیٹھی ہے مہر جادو سے کہہ رہی ہے کہ ابھی تک ملکہ بہار گل پوش نہیں آئی مجکو ہر طرح کا تردد ہے حسینہ و جمیلہ و نادان ہے مبادا اُس کی عزت و عصمت میں کہیں خرابی ہو تو باعث بدنامی ہو صاحب حسن و جمال کے سب خواہاں ہوتے ہیں خود غرض دام فریب میں مبتلا کرتے ہیں کبھی وہ ہوکر ہی تنہا بیرون طلسم نہیں گئی تھی آج پہلے پہل اپنی ضد سے گئی ہے میں نے لاکھ منع کیا انجام کو سوچ کر ہی نے مانا آخر اپنا ہی کہنا کیا تلاش طلسم کشا میں گئی کنیزوں میں سے بھی کسی کو ساتھ نہ لے گئی تنہا ہی گئی مہر جادو عرض کر رہی ہے کہ خالہ جان اگر برا نہ مانیے تو میں کہوں آپ ملکہ بہار گل پوش کو زیادہ چاہتی ہیں الفت و محبت اُن سے زیادہ رکھتی ہیں اسی وجہ سے وہ ناز و ضد کرتی ہے آپ ناز برداریں

خود ہی آپ نے اُن کی نازبرداری سے اُن کو دلیر کیا ہی گھبرائیے نہین وہ اب آتی ہونگی غالبا
طلسم کشا کو اسیر کرکے لاتی ہونگی راہ دور و دراز تک جستجو سے طلسم کشا مین گئی ہونگی گو کہ سن اُن کا
میری عمر سے کم ہی لیکن عاقلہ و ہوشیار ہین سحر و ساحری مین آپ نے اُن کو طاق و مشاق شہرۂ آفاق
اپنی تعلیم و تربیت سے کر دیا ہی بھلا کوئی بدبین و خودغرض اُن کو اپنے دام فریب مین کیا لا سکتا ہی اگر
حکم ہو تو مین اُن کی جستجو مین جاؤن ہنوز مہجبین جادو یہ تقریر کر رہی تھی کہ ملکہ بہار گل پوش جادو
اپنی نانی کے روبرو آئی ملکہ شہناز جادو نے خوش ہو کر اس کے چہرے پر نظر کی دیکھا کہ چہرہ اترا ہوا ہی
رخ پر زردی لبون پر خشکی نمایان ہی آنکھین مے الفت مین مست ہین رنگ دیکھتے ہی تردد پیدا ہوا دل مین
کہنے لگی کہ آج اس چھوکری کے چہرے سے آثار عشق ظاہر ہوتے ہین بعد اس خیال کے پوچھا کہ اے
بہار کیو تلاش طلسم کشا مین گئی تھی کہین اس کو پایا اسکو اسیر کرکے حوالے نائب خداوند حکیم جالوس
کے کر دیا یا نہین ملکہ بہار گل پوش نے لے آغوش ملکہ شہناز مین بیٹھکر عرض کیا کہ نانی جان جب سے
مین دربار نائب خداوند سے برائے تلاش طلسم کشا گئی سرگردان و پریشان صحرا صحرا دشت دشت
کوہ کوہ دیکھتی پھرا کی کہین طلسم کشا کو نہین پایا بہت خستہ و ماندہ ہوئی آمد و رفت سے از حد
تھک گئی تمازت آفتاب و صعوبت راہ سے میرا عجب حال ہو گیا ہی کچھ درد سر مین پیدا ہو گیا ہی
گرد و غبار راہ سے سراپا خاک مین آلودہ ہون دیکھیے کسقدر چہرے پر اور سر کے بالون پر گرد و غبار
پڑا ہی اگر پہلے جانتی کہ طلسم کشا تلاش سے ہاتھ نہ آئیگا تو ہرگز نہ جاتی اسقدر تکلیف و زحمت گوارا نکرتی مین نے
پیدا کیا ہو آپ کے کہنے پر عمل نکیا جا کر بہت پچھتائی خالی ہاتھ سرگردان ہو کر یہان آئی آپ سے شرمندہ
ہوئی نائب خداوند حکیم جالوس سے بھی شرمندہ ہونگی اہل دربار نائب خداوند سے بھی محجوب ہونگی اور
ساحران دربار نائب خداوند سے ضرور کہینگے کہ ملکہ بہار اسیری طلسم کشا کا دعوی کرکے گئی تھی
لیکن طلسم کشا کو اسیر کرکے نہ لائی جو کہا تھا وہ نکیا اسی طرح حکیم جالوس بھی غالبا مجھسے کہیگا اسکے
جواب مین کیا کہونگی کہ بہت تلاش طلسم کشا کر چکی اگر آج طلسم کشا نہین ملا کسی روز تو کہین ملجائیگا
اسکو گرفتار کرکے آپکے حوالے کردونگی یہ کہکے دوسری زیادہ شکایت کرنے لگی ملکہ شہناز
جادو کہ اسکو از حد چاہتی ہی اپنی جان سے بھی زیادہ اسکو عزیز رکھتی ہی تمام تقریر اُس کی سنکے
فرط محبت سے خیال بد دل سے دور کرکے سمجھی کہ یہ لڑکی جو کچھ کہتی ہی سچ کہتی ہی اس نے جستجو طلسم کشا
کی بہت کی ہوگی طلسم کشا اس کو کہین نہ ملا ہوگا آخر دشت و کوہ مین سرگردان ہو کر بے نیل مرام چلی
آئی ہی اسی سرگردانی و زحمت و صعوبت رہروی راہ دور و دراز سے رنگ رخ اس کا متغیر ہی لب
خشک ہین آنکھون مین حلقے پڑے ہوے ہین چہرہ مثل زعفران زرد ہو گیا ہی سر مین درد شدید
اسی سبب سے پیدا ہوا ہی سراپا گرد و غبار راہ سے آلودہ ہی ابھی بیوقوف و نادان ہی گو جوان ہی مگر عشق
عاشقی سے آگاہ نہین ہی تو نے جو خیال قبل اس کے کیا تھا وہ غلط تھا یہ نادان چھوکری ہی گو حسن
عشق و الفت سے ناواقف ہی شیشۂ ناموس اس کا سنگ بدنامی سے محفوظ ہی یہ سمجھکر کثرت الفت
و محبت سے سراپا کی بلائین لے کر اپنے سینے سے لگا کر پیشانی کا بوسہ لے کر بہ شفقت بزرگانہ کہا کہ کیون
اے بہار آخر تو نے اپنی ضد کی ہمارا کہنا نمانا دیکھا تو نے کہ انجام کیا ہوا نصیب دشمنان رہروی
راہ دشت و بیابان و تمازت آفتاب تابان سے درد سر پیدا ہو گیا اس تکلیف و زحمت پر بھی در مراد
پر سے ہاتھ نہ آیا آخر شرمندہ ہوئی اسپ دربار مین بھی جاکر شرمندہ ہوئی جو اپنے بزرگون کا کہنا

نہین مانتا اُس کا یہی حال ہوتا ہی انجام نافرمانی بزرگان بد ہوتا ہی خیر جو کچھ ہوا سو ہوا اب کبھی تلاش
طلسم کشا کے واسطے نجانا نائب خداوند حکیم جالوس سے کہدینا کہ طلسم کشاے طلسم زلزلہ تجھ سے
گرفتار نہوسکے گا اُس کا کہین نشان نہین ملتا اُسکی تلاش بیہودہ ہی وہ کہین نہین ملتا شاید خوف
خداوند یا نائب خداوند سے اپنے وطن کی طرف چلا گیا یا حکیم جالوس کی خبر قتل سنکے دستیابی
لوح طلسمی سے نا امید ہوکر طلسم کشائی سے دست بردار ہوکر کسی جانب چلا گیا ہی اب اُس کا ہاتھ
آنا دشوار ہی ملکہ بہار گل پوش جادو نے اپنی نانی سے لپٹ کر اٹھلا کر پوچھا کہ اے نانی جان
یہ تو بتلایئے کہ لوح کس کو کہتے ہین وہ کیسی ہوتی ہی جواہرات سے کسی جواہر کی ہوتی ہی یا سونے
چاندی تانبے پیتل لوہے مٹی کی ہوتی ہی چھوٹی ہوتی ہی یا بڑی ہوتی ہی اُس پر کچھ لکھا ہوا ہوتا ہی یا
صاف ہوتی ہی اُس سے کوئی کام نکلتا ہی یا بے کام ہوتی ہی اُسکو کون بناتا ہی کیونکر بنائی جاتی ہی اُس کے
بنانے سے کیا فائدہ مقصود ہوتا ہی اُسکو چھپا کر کہان رکھتے ہین اس طلسم کی لوح جو بنائی گئی ہی وہ کہان
رکھی گئی ہی کس کے قبضے مین ہی اگر ممکن ہوتا تو مین بھی اُسے دیکھتی معلوم کرتی کہ لوح طلسمی ایسی ہوتی ہی
مین نے اپنی زندگی مین کبھی لوح طلسمی نہین دیکھی ہی اُس کے دیکھنے کا بہت اشتیاق ہی اگر وہ لوح طلسم
کو ملجائے تو وہ اُس لوح سے کیا کسی کو قتل کرسکتا ہی لوح مین نا تلوار اسے کیا دھار اور آبداری ہوتی ہی
میری سمجھ مین نہین آتا کہ طلسم کشا کو کس وجہ سے جستجوے لوح ہی بھلا طلسم کشا کو لوح طلسمی مل سکتی ہی
یا نہین اور اگر مل سکتی ہی تو کیونکر ملیگی اور جب اسکو دستیاب ہوجائے گی تو وہ اُس لوح طلسمی سے
کیا کام لیگا اور اگر اُس کو نملیگی تو بقول آپ کے وہ مجبور و لاچار ہی بس میرے نزدیک ایسی
صورت مین کہ طلسم کشا کو لوح طلسمی دستیاب نہین ہوئی ہی اُس کو گرفتار کرکے قتل کرنا یا قیدخانے مین
بند کرنا بیکار و فضول ہی ناحق کسی کو ستانا اور درپئے ایذارسانی ہونا اچھا نہین ہی سراسر ظلم ہی عبث تلاش
طلسم کشا نائب خداوند حکیم جالوس کرتا ہی جبکہ اُس کے پاس لوح طلسمی نہین ہی تو اُس سے کیا اندیشہ ہی
ایسا اندیشہ کرنا خلاف مردان ہی خوف کرنا ایک تن تنہا سے خلاف حکومت شایان اولوالعزم ہی اور خداوند
ہو دم سست جادو اور نائب خداوند حکیم جالوس کو تو بہت نازیبا ہی کہ وہ خداوند و نائب خداوند ہین
صاحب حکومت و اختیار ہین اُن کو تو کسی سے نہ ڈرنا چاہیے نہین معلوم کیا سبب ہی کہ خداوند طلسم باطن
مین جاکر پوشیدہ ہوے ہین نائب خداوند کو خوف سے طلسم کشا کی تلاش ہی اگر آپ کو ان سب حالات سے
آگاہی ہو خصوصاً جہان لوح طلسمی رکھی گئی ہی اُس جگہ سے اطلاع ہو تو بیان کیجیے تاکہ مجھکو بھی کچھ معلوم
ہوجائے ملکہ شہناز جادو نے جو تقریر ملکہ بہار گل پوش جادو کی سنی گھبرا کے خود خیال کرنے لگی کہ اس
چھوکری نے کبھی مجھسے ایسی باتین نہین پوچھی تھین خصوصاً حال لوح طلسمی کا کبھی اس نے مجھ سے
دریافت نہین کیا تھا آج یہ کیا سبب ہی کہ یہ لڑکی مجھ سے پوچھ رہی ہی ضرور ہی کہ اس کے دریافت
کرنے سے اس کا کچھ مطلب ہی یہی وجہ اور یہی سبب ہی جو دریافت نہین کرتی ہی اگر یہ سمجھا جائے کہ
نادانی و بیوقوفی سے پوچھتی ہی تو ایسی نادان بھی نہین ہی چودہ پندرہ برس کا سن ہی سمجھدار ہی
عاقلہ و بالغہ ہی دنیا کی باتون سے آگاہ ہی اگرچہ نا کتخدا ہی مگر اپنی ہم جولیون مین بیٹھکر اُن کی صحبت مین
رہ کر سب باتون سے ماہر ہوگئی ہی یقیناً ضرور ہی کہ دریافت حال لوح طلسمی سے اس کا کوئی مدعا ہی
مجھے شبہ ہی کہ یہ چھوکری جو اُن سلطان گیوان شکوہ طلسم کشاے طلسم زلزلہ کے ڈھونڈھنے
اور اُن کے اسیر کرنے کو گئی تھی اُن کو دیکھکر اُن پر عاشق و فریفتہ ہوئی ہو اور اُن کے کہنے سے

اس نے مجھ سے حال لوح طلسمی دریافت کیا ہو کبھی اس نے مجھسے ایسی تقریر نہین کی تھی آج اس کی
اس گفتگو سے ضرور خیال ہوتا ہے کہ یہ طلسم کشا پر مائل ہوگئی ہے اُس کی بہبودی کے واسطے حال لوح
طلسمی مجھسے دریافت کرتی ہے تاکہ جو کچھ مجھسے سنے وہ اُس سے جاکر بیان کرے اور وہ فکر حصول
لوح طلسمی کرے اسے ملکہ شہناز جادو تو جہان دیدہ ہے نہایت سن رسیدہ ہے بہت سے امور و
واقعے تو نے اپنی زندگی مین دیکھے ہین صاحب عقل و فہم ہے یہ لڑکی تجکو اپنے دام فریب مین شاید گرفتار کرنا
چاہتی ہے نادانی کے حیلے سے حال لوح طلسمی تجھسے دریافت کرنا چاہتی ہے تجکو لازم ہے کہ فریب مین اس
چھوکری خود غرض کے نہ آ اسکو نادان نہ سمجھ یہ تجھ سے چال کرتی ہے یہ خیال کرکے برہم ہوکر اپنی آغوش
سے اُسے دور کرکے چین بجبین ہوکر قہر و غضب سے تھرا کر پوچھا کہ او گیسو بریدہ سچ کہہ کس غرض سے
حال لوح طلسمی کا مجھ سے پوچھتی ہے دریافت حال لوح طلسمی سے کیا مطلب ہے تجکو لوح طلسم زادلہ کے
حال سے کیا کام ہے تجکو تیری اس تقریر سے اندیشہ ہے کیا کہون کیا کیا خیالات میرے دل مین گذرتے
ہین زبان پر ابھی اُن کا لانا مناسب نہین جانتی ہون مگر یقین کرتی ہون کہ تو نے دربار ناسپاہ خداوند
سے جاکر صحرا مین کوئی گل کھلایا ہے جب تو گھر مین آئی تھی اسیوقت تیرے چہرے پر نظر کرنے سے میرے
دل مین کچھ خیالات بد گذرے تھے مگر مین نے اُن خیالات کو تیری باتون سے ہیچ بجان کر تجھے پیار کیا تھا
اب تیری گفتگو سے صاف ظاہر ہوگیا ہے کہ تو نے ہمارے خاندانی طریقے کے خلاف کوئی فعل کیا ہے تیرے
چہرے سے ظاہر ہو رہا ہے یہ زردی رخ یہ خشکی لبون کی یہ حلقے نرگسی آنکھون کے سب شہادت تیری
بدچلنی کی دے رہے ہین پس تجکو لازم و مناسب ہے کہ اسوقت مجھسے صاف صاف کہدے کوئی
بات پوشیدہ نکر ورنہ مجھسے برا اور دشمن اپنا کسی کو نجاننا میری الفت و محبت کرنے پر نازان نہونا مین
بدچلن کی ہرگز دوست نہین ملکہ بہار گل پوش جادو نے عتاب و غصہ مادر مادر سے خائف و
ترسان و لرزان ہوکر دست نازک خدائی جوڑکر آبدیدہ ہوکر کہا کہ اے نانی جان مین نے یون ہی
آپ سے حال لوح طلسمی پوچھا ہے آپ اور کچھ خیال نہ کیجیے تہمت بدچلنی کی مجھے نہ لگائیے میری زردی
رخ اور لبون کی خشکی پر نظر کرکے خیال بد نہ کیجیے رہروی و تمازت آفتاب عالمتاب سے میرے
چہرے کی یہ حالت ہوگئی ہے واسطے اطمینان خاطر کے مجھ سے قسم لیجیے کہ مین نے کوئی فعل خلاف
آپ کے خاندان کے نہین کیا ہے مین تو تکوڑی تلاش طلسم کشا مین گئی تھی جب وہ کہین نہ ملا تو
چلی آئی جب سے میری مادر و پدر نے انتقال کیا آپ ہی نے میری پرورش کی اتنا بڑا کیا تربیت و
تعلیم و تربیت مین میری آپ نے بسر کیسے بھلا مین کوئی کام خلاف عزت و حرمت و عصمت کر سکتی
ہون کیا مجکو آپ کا خوف نہ تھا جو ایسے کام پر کمر باندھتی ملکہ شہناز جادو نے کوڑا طلب کرکے نہایت
غصے سے کہا کہ او ننگ خاندان تو مجھسے چھپاتی ہے صاف صاف نہین کہتی ہے اگر اذیت و رنج سے
محفوظ رہنا چاہتی ہے تو صاف صاف بیان کردے ورنہ مارے کوڑون کے پشت تیری فگار کردونگی
بلکہ تجکو زندہ نرکھونگی تیرا زندہ رہنا گوارا نکرونگی افسوس تو نے غضب کیا کیا کہون کیا کیا ہے
مجھ ضعیفہ کی عزت کو تو نے خاک مین ملا دیا ہے اگرچہ تو اپنی زبان سے اقرار نکرے مگر تیرے چہرے
سے ظاہر ہو رہا ہے ملکہ بہار گل پوش جادو نے پھر وہی کہا جو کہا تھا جب ملکہ شہناز جادو نے
دیکھا کہ کسی طرح ڈرانے غصہ کرنے سے یہ دختر صاف صاف اظہار نہین کرتی ہے کوڑے سے مارنا
مناسب بجان کر زیادہ برہم ہوکر کہا کہ او گیسو بریدہ اگر تو سچ سچ بیان نہین کرتی تو اور مجھسے

چھپاتی ہے تو تیرے سوا اس پوشیدہ کرنے سے کیا ہوگا کیا میں تیرے تمام حال سے آگاہ نہیں ہو سکتی
یہ کہکے وہ گڑیاں جو ملکہ بہار گل پوش کے کھیلنے کی تھیں اُن میں سے ایک گڑیا کو اُٹھاکر دست و پا
اُس کے پہلے مروڑ کر بنظر سحر آگین پھر اُس کو دیکھکر کارد سے پیشانی کو اپنی زخمی کرکے خون پیشانی
چلو میں لیکر الفاظ و اسماء سحر آہستہ پڑھ کر خون مذکور پر دم کرکے وہ خون اُس گڑیا پر ڈالکر
زمین پر اُس کو رکھکر کہا کہ اے پتلی سحر ساحری تمام حال مفصل ملکہ بہار گل پوش کا بیان کر جس وقت
سے یہ دربار نائب خداوند سے گئی تھی کس کس جگہ اس کا گذر ہوا تھا اس نے کس کس سے کلام کیا تھا
اس سے کس نے گفتگو کی تھی اور کیا تقریر کی تھی جو کچھ افعال نیک و بد اس سے وقوع میں آئے ہوں
بیان کر بمجرد اس کہنے کے وہ گڑیا کھڑی ہوکر بزبان فصیح اس طرح گویا ہوئی کہ اے ملکہ شہناز جادو آگاہ
ہو کہ جب ملکہ بہار گل پوش جادو تمہاری نواسی دربار نائب خداوند حکیم جالوس سے روانہ ہوئی
تلاش طلسم کشائے طلسم زلزلہ میں دشت و کوہ کو طے کرتی ہوئی ہر طرف دیکھتی ہوئی کوہ بلور تک پہونچی
تھی زیر کوہ بلور خواجہ طیفور کہ دیا عیار روبروے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ طلسم کشائے
طلسم زلزلہ کے نے بجا رہا تھا اشعار غزل نے میں گا رہا تھا تمہاری نواسی صحرا میں زیر کوہ چند آدمیوں کو
دیکھکر برائے دریافت حال کوہ بلور پر جاکر ٹھہری تھی عیار مذکور جو نے نوازی کر رہا تھا اشعار گا رہا
تھا یہ نواسی تمہاری بگوش دل اُس کا گانا سننے لگی اُس کی آواز اس کو ایسی پسند آئی اور اس کا گانا
اس کو ایسا مرغوب ہوا کہ یہ گویا مست و مدہوش ہوکر جھومنے لگی بجائے خود اُس کے گانے کی تعریف
کرنے لگی جب عیار مذکور نے غزل تمام و کمال گاکر نے نوازی موقوف کی صاحبقران مذکور نے کہا
کہ اور کوئی غزل کے اشعار عاشقانہ نے بجاکر گاؤ عیار مذکور حسب الحکم اپنے آقا کے دوسری غزل کے
اشعار نے بجاکر گانے لگا ملکہ بہار گل پوش جادو پھر برغبت تمام اُس کا گانا سننے لگی اور جھک
جھک کر بالائے کوہ سے زیر کوہ اُس عیار نے نواز کو دیکھنے لگی آخرکار اُس کی صورت پر نظر کرکے اسکی
نے نوازی اور گانے پر یہ عاشق ہوئی جب عیار مذکور نے وہ دوسری غزل بھی گاکر تمام کی تو تمہاری
نواسی نے بے اختیار کوہ بلور سے اُترکر اس عیار مکار کے روبرو جاکر پوچھا کہ تو کون ہے نام تیرا کیا ہے
اور تیرے سامنے جو بیٹھے ہیں اُن کا نام کیا ہے اس صحرا میں تیرے آنے کا اور یہاں قیام کرنے کا
کیا سبب ہے اُس نے اپنا نام صحیح بتاکر حسن و جمال پر تمہاری نواسی کے نظر کرکے مائل ہوکے عشق
اپنا ظاہر کرکے ملکہ بہار گل پوش کو بٹھا لیا تھا پھر نام صاحبقران کا ظاہر کرکے کہا تھا کہ یہی طلسم کشائے
طلسم زلزلہ ہیں واسطے تلاش لوح طلسمی کے یہاں تک آگئے ہیں سوا اس کے اور بھی تا دیر اُس نے
تقریر کی تھی پھر اُس نے پوچھا تھا کہ تمہارا کیا نام ہے یہاں آنا تمہارا کیونکر ہوا اس صحرا میں کس کام
کے واسطے آئی ہو تمہاری نواسی نے جواب دیا تھا کہ سچ تو یہ ہے کہ میں واسطے اسیری صاحبقران
طلسم کشائے طلسم زلزلہ کے دربار نائب خداوند سے یہاں تک آئی ہوں یہاں آکر طلسم کشائے
طلسم زلزلہ کو میں نے دیکھا ہی عیار مذکور نے کہا تھا کہ اے ملکہ بہار کیا ایسا ہمارے آقا کو گرفتار
کرکے لیجاؤگی اگر ان کا اسیر کرنا تمہارے امکان میں ہو تو ان کو قید کرکے لیجاؤ اُس وقت
تمہاری نواسی نے جواب دیا تھا کہ آئی تو میں اسی واسطے تھی مگر تیری نے نوازی اور گانے سے
خوش ہوکر دل اپنا تجھکو دیچکی ہوں اب تیرے آقا کو گرفتار نکروں گی یہ سنکے وہ عیار اور صاحبقران دونوں
خوش ہوئے تھے پھر عیار مذکور نے تمہاری نواسی کے روبرو ایک اور غزل نے بجاکر گائی تھی

دل اس کا بہت خوش کیا تھا بعدہ عیار مذکور نے حال لوح طلسمی کا دریافت کیا تھا اس نے یہ
بیان کیا تھا کہ مجھکو تو حال لوح طلسمی سے آگاہی نہین ہی لیکن مین اپنی نانی سے دریافت کر کے
یہان آ کر تجھسے کہدونگی تم کو نشان لوح طلسم زلزلہ سے آگاہ کر دونگی تم جا کر لوح مذکور کو لے آنا
یہ کہکر وہان سے تمہارے پاس آئی تھی یہ کہکر وہ پتلی سحر خاموش ہو کر خاک پر گر پڑی گرتے ہی
اس کے دہن سے ایک ایسا شعلہ آتش نکلا کہ اس شعلے سے وہ ہمہ تن جل کر خاک ہو گئی ملکہ شہناز جادو نے
تمام تقریر پتلی سحر سامری کی سنکے بصد قہر و غضب ملکہ بہار گل پوش سے کہا کہ کیون او گیسو بریدہ
تو نے جا کر یہ گل کھلایا کہ عیار طلسم کشا کی سنے نوازی پر عاشق ہو کے طلسم کشا کو اسیر نکیا
وہان سے یہان آ کر حال اپنے جانیکا اور طلسم کشا کے اسیر نکرنے کا صاف صاف مجھسے بیان نکیا
مجھسے چھپایا اپنے عاشق ہونے کا بھی کچھ حال نکہا اس کو بھی مجھسے پوشیدہ کیا اور بموافق وعدہ کے
مجھسے حال لوح طلسم زلزلہ دریافت کرنا چاہا تھا مین جہان دیدہ تھی پہلے ہی سمجھ گئی تھی کہ بے سبب
تو حال لوح طلسمی دریافت نہین کرتی ہی اب کہ تیرا تمام حال ظاہر ہو گیا تیری دروغ گوئی و عشق و
عاشقی کی تجھکو کیا سزا دون مارے کوڑون کے تیری پیٹھ کو فگار کر دون یا تجھکو اسیر کرون یا تجھ ایسی
ننگ خاندان کو مار ڈالون یا تیرا تمام و کمال حال نائب خداوند سے جا کر کہدون یہ کہکر کوڑے مارنے کا
ارادہ کیا اسوقت مجمر جادو نے درمیان مین آ کر اپنی خالہ کے قدم پر گر کر آبدیدہ ہو کر کہا کہ خالہ جان
مین قسم دیتی ہون آپ کو خداوند ہو دسمست جادو کی کہ ملکہ بہار گل پوش جادو میری بہن کو
کوڑے نہ ماریے گا یہ نازنین و گلبدن ہی برداشت نکریگی اذیت کی نہوگی یقین ہی کہ مر جاویگی طائر روح
اس کا ابھی اس کے قفس تن سے نکل جائیگا مین بھی اس کے غم مین مر جاؤنگی اس کی عوض جو
چاہیے مجھے سزا دیجیے اور اس کی خطا کو معاف کیجیے یہ ابھی نادان ہی نافہمی سے یہ قصور اس سے ہوا ہی
میری اچھی خالہ اب غصہ نکیجیے کوڑا ہاتھ سے رکھدیجیے جو کچھ ہوا اس سے درگذر کیجیے یہ ایسی بے عزتی
نہین ہوئی ہی عزت و آبرو اس کی نہین گئی ہی صرف عاشق ہوئی ہی آپ کی اس چشم نمائی سے خائف
ہو کر عشق و عاشقی سے باز آویگی اب کبھی حال لوح طلسمی آپ سے دریافت نکریگی دیکھیے یہ خود
اپنی خطا پر نادم ہی سر جھکائے ہی زار زار رو رہی ہی آنسو جاری ہین ہچکی لگی ہی روتے روتے آنکھین
سوج گئی ہین آپ کے خوف سے مانند بید تھرا رہی ہی ہاتھ جوڑے کھڑی ہی چہرہ اس کا کسقدر متغیر ہو گیا
ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ جیسے کوئی برسون کا بیمار ہو اپنی دیرین خوف سے لب اس کا خشک ہو گیا ہی مجھے
خوف یہ ہی کہ اس کی روح آپ کے ڈر سے کہین نکل نہ جائے بس یہ اپنی سزا کو پہونچ چکی مجھے امید ہی
اب کبھی ایسی حرکت اس سے وقوع مین نہ آویگی اگر بارہ دیگر ایسی ہی حرکت اس سے سرزد ہو تو
اسے جو چاہیے گا سزا دیجیے گا پھر مین آپ سے اس کے بارے مین کچھ نہ کہونگی دیکھیے خالہ جان
غصے کو اپنے روکیے تقصیر اس کی عفو کر دیجیے ورنہ یہ نازکبدن تاب تازیانے کی ذرا اگر ابھی تڑپ کر
مر جائیگی اس کے مرنے سے مین بھی زندہ نرہونگی اپنی جان دیدونگی مجھے یقین کامل ہی کہ بعد
ہم دونون بہنون کے آپ بھی ہم دونون کے صدمہ و غم مین زندہ نرہیے گا ضرور ہلاک ہو جائیے گا
خانہ بربادی ہو جائیگی یہ گھر تباہ و برباد ہو جائیگا کسی کا اس مکان مین نام و نشان باقی نرہیگا
دوستون کو رنج ہوگا دشمن خوش ہونگے ابھی تک خیر ہی بدنامی عالمگیر نہین ہوئی ہی بجز میرے کسی نے
حال عشق و عاشقی ملکہ بہار گل پوش جادو کا نہین سنا ہی اگر آپ کے درہ لگانے سے سنکر شہرت

دینے سے میری ہمشیرہ مر جائے گی تو اس کا چرچا تمام ساحران طلسم میں ہوگا یہ راز افشا ہو جائیگا
بڑی ذلت و رسوائی آپ کی ہوگی آپ اہل عزت زندان شاہی سے ہیں خداوند سے قرابت رکھتی ہیں
ذرا انجام پر نظر کیجیے اس آغاز عزا دہی کا انجام بد ہوگا ذلت و رسوائی بہت ہوگی یہ خبر پوشیدہ نہ رہے گی
خداوند و نائب خداوند تک بھی خبر ضرور پہونچے گی سراسر آپ کی ذلت ہوگی جب تک زندہ رہیے گا انگشت
نما رہیے گا ساکنان طلسم زلزلہ نظر حقارت سے آپ کو دیکھیں گے یہ عزت و آبرو آپ کی پھر نہ رہے گی
بہتر یہی ہے کہ اس عیب کو چھپائیے اسکی خطا پر خاک ڈالیے غیروں پر ظاہر نہ کیجیے آپ نے اس خوب رو
کو ناز و نعم سے پرورش کیا ہے بچوں سے خطا و تقصیر اکثر ہو ہی جاتی ہے بزرگ بہ شفقت بزرگانہ معاف
کر دیتے ہیں آپ بھی اس لڑکی کی بزرگ ہیں یہ بیچاری ماں باپ کی دکھیاری ہے اس کے حال پر رحم کیجیے سوا آپ کے
بزرگ و سرپرست اس کا کوئی نہیں ہے مثل اس کے مجھکو بھی آپ نے پالا ہے میرے بھی والدین زندہ
نہیں ہیں بزرگوں میں بجز آپ کے دم کے کوئی نہیں ہے آپ کے اشفاق بزرگانہ کا ہم دونوں شکریہ
ادا نہیں کر سکتے ہیں بڑے ناز و نعمت سے آپ نے ہم دونوں کو پرورش کیا ہے بیشتر ناز برداری کی ہے
پال پوس کر اتنا بڑا کیا ہے بڑا احق ہے آپ کا ہر چند کہ یہ غصہ آپ کا بیجا نہیں ہے لیکن زیادہ غصہ بھی اچھا
نہیں ہے یہ کہکے بے اختیار آواز بلند رونے لگی جان اپنی کھونے لگی ملکہ شہناز جادو نے مجمر جادو کے
قسم دینے سے و نیز اس کی تمام تقریر سنکے انجام پر اپنے غصے کے غور کیا اور مجمر جادو کی رائے کو
پسند کر کے بجائے خود اسی عالم غصہ میں یہ خیال کیا کہ بھانجی میری جو کچھ کہتی ہے سچ کہتی ہے گو کہ لڑکی
ہے مگر عقل بزرگانہ رکھتی ہے یہ سوچکر غصہ کو ضبط کر کے کوڑا ہاتھ سے زمین پر ڈال کر مجمر جادو کے سر کو اپنے
قدم سے اٹھا کے کہا کہ او چھوکری تو نے مجھکو خداوند کی قسم دی ہے اور قدم پر میرے سر رکھکر ہاتھ
جوڑ کر اس گیسو بریدہ کے بابت میں کوڑے نہ مارنے کو کہا ہے خیر تیرے کہنے سے اب اس کو کوڑے
نہ ماروں گی الا نظر بند کروں گی گھر میں اپنے اس کو قید کر دوں گی تاکہ پھر یہ سوئے صاحبقران
طلسم کشائے طلسم زلزلہ و روبروئے خواجہ طیفور گرد یا جس پر مائل ہوئی ہے نجا سکے یہ کہکر ہاتھ ملکہ
بہار کا پکڑ کر آہستہ آہستہ کھینچکر پاس اپنے لائی پھر طمانچے لگا کر پکڑ کر حجرے میں بند کیا بعد ازاں کہا کہ او ننگ خاندان
واہ واہ طلسم کشا کو تو نے خوب اسیر کیا خود جاکر زنجیر عشق میں اسیر ہوئی اب نائب خداوند اگر پوچھیگا
تو اس سے کیا کہوں گی مجمر جادو نے عرض کیا کہ اے خالہ جان اب تو وقت شب ہے کل ہنگام سحر میں
جاکر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ طلسم کشائے طلسم زلزلہ و خواجہ طیفور گرد یا کو اسیر و گرفتار
کر کے آپ کی خدمت عالی میں لے آؤں گی آپ دونوں اسیروں کو اپنے ہمراہ نائب خداوند کے
پاس لے جائیے گا اس سے کہیے گا کہ میری نواسی ملکہ بہار گل پوش جادو نے بمشکل ان کو گرفتار
کیا ہے میں ان اسیروں کو لے کر آئی ہوں یہ سنکے وہ بہت خوش ہوگا آپ کا تمام طلسم میں شہرہ ہوگا
خداوند بھی آپ سے بہت خوش ہونگے عزت و توقیر آپ کی زیادہ کریں گے عجب نہیں کہ علاوہ خلعت
کے مال و حکومت مرحلات طلسم زلزلہ آپ کو دیں اور بیحد ممنون منت ہوں ملکہ شہناز جادو نے
جواب دیا کہ او چھوکری کیا اب تو بھی وہاں جا کر کسی پر عاشق و فریفتہ ہوگی تیری بہن تو مبتلائے عشق
عیار مکار طلسم کشا ہو چکی ہے اس نے عرض کیا کہ مجھکو شوق گانا سننے کا نہیں ہے نہ مثل اپنی خواہر کے
نافہم ہوں عشق و عاشقی سے مجھکو نفرت ہے اگر میں بھی مانند اپنی بہن ملکہ بہار کے صاحبقران
یا ان کے عیار یا اور کسی سے آشنائی کروں تو مجکو جو چاہیے گا سزا دیجیے گا ملکہ شہناز جادو نے پوچھا کہ تو کیونکر

طلسم کشا کو اسیر کر لائے گی اُس کے ساتھ عیار ہی وہ بلاے روزگار ہی مجمر جادو نے کہا کہ اگر ہمراہ
طلسم کشا عیار ہی تو کیا اندیشہ ہی اگر عیار ہی پر عیاری نکی ہو تو کچھ کام ہی نہ کیا آپ کی تعلیم سے
صرف سحر و ساحری ہی مین طاق و مشاق نہین ہون بلکہ اپنی طبیعت سے عیارہ و مکارہ بھی ہون
میرے دام فریب مین پھنسکر نکلنا ممکن نہین اگر آپ مجھکو جانے کی اجازت دین گی تو یہان سے جاکر
وہ عیاری کرون گی کہ عیار اور طلسم کشا دونون کو دام فریب مین مبتلا کر کے فی الفور اسیر کر لاؤنگی
اُن کے گرفتار کر لانے کی تدبیر میرے ذہن مین آچکی ہی ملکہ شہناز جادو اُس کی گفتگو سنکے خاموش
رہی جب وہ شب گذر کر صبح ہوئی مجمر جادو نے پھر کہا کہ خالہ جان اگر مجھکو اجازت دیجیے تو ابھی
جاکر طلسم کشا کو گرفتار کرنے کے لیے آؤن اُس نے اُس کے مکرر کہنے سے جواب دیا کہ اچھا جا طلسم کشا کے
طلسم زلزلہ کو مع اُس کے عیار مکار کے اسیر کر لا خبردار تو مانند اُس گیسو بریدہ کے کسی پیر
بالکل بھونا اُس نے کہا کہ خالہ جان آپ اطمینان رکھین میری طبیعت ملکہ بہار کی طبیعت سے جدا ہی
کہکے جو کچھ تدبیر اس کو کرنا منظور تھی وہ تدبیر کر کے تخت سحر پر سوار ہو کر سوے کوہ بلور روانہ ہوئی
بعد قطع راہ دور و دراز کے قریب کوہ بلور پہونچی بلندی سے دیکھا کہ ایک منڈھی کی مانند چھوٹا سا
خیمہ زیر کوہ استادہ ہی اندر اُس خیمے کے ایک نوجوان خوش رو جس کے رخ سے آثار شجاعت و
جرأت آشکار ہین دلیرانہ بیٹھا ہوا بیحد گریہ و زاری کر رہا ہی تسبیح ہاتھ مین ہی کچھ پڑھ رہا ہی عیار
اُس کا اُس کے سامنے موجود ہی چند خدمتگار وغیرہ کار و بار مین مصروف ہین سب کو دیکھتی ہوئی
آگے بڑھ کر بلندی سے پائین زمین مسکراتی ہوئی آئی تخت سحر سے اُتری خواجہ طیفور کر دیا اُسکو
دیکھتے ہی پہنچتے ہوے اُس کی طرف دوڑے کہ اے جان جہان واے آرام دل مشتاقان
کیا مجھکو اپنے یہان آنے سے شاد کیا ہی کہ بیحد خوشی و خرمی حاصل ہوئی ہی جب سے تم
یہان سے سوے طلسم زلزلہ گئی ہو تمہین کیا کہون کہ تمہاری جدائی مین کیسا بیتاب و بیقرار تھا
مانند مرغ نیم بسمل کے زمین پر تڑپتا تھا بیتابی و بیقراری و درد جدائی سے نالہ و فریاد کرتا تھا میری
گریہ و زاری پر اس صحرا کے چرند و پرند رحم کرتے قریب میرے آکے میرے حال پر وہ بھی نالان و
گریان تھے عجیب بے چینی سے گریہ و زاری مین شب فرقت مین نے تمہاری یاد مین بسر کی ہی شکر ہی
خدا کا کہ تم میرے پاس آئین مین نے تمہین دیکھا دل بیتاب کو قرار ہوا صدمہ جدائی دور ہوا آؤ آؤ
سینے سے لپٹ جاؤ میری آغوش مین آؤ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے دیکھا کہ ملکہ بہار
شکل پوش جادو اُسی صورت سے اپنے رخ پر نقاب ڈالے وہی زیور و لباس رنگین پہنے ہوے آئی ہی
خواجہ اپنی معشوقہ کے روبرو کھڑے ہین حال بیتابی و بیقراری دل ظاہر کر رہے ہین وہ سر جھکائے
ہوے مسکرا رہی ہی ابھی صاحبقران کشور ستان جانب ساحرہ مذکورہ و خواجہ طیفور کر دیا دیکھ ہی رہے
تھے و دل مین کہہ رہے تھے کہ یہ ساحرہ صادق القول ہی اس نے وعدہ آنے کا کیا تھا حسب اقرار آئی
ہی نہین معلوم حال لوح طلسم زلزلہ کا بھی اپنی نانی سے دریافت کر کے آئی ہی یا نہین نزدیک آنے
تو اس سے دریافت کیا چاہیے خدا کرے کہ اسی کے ذریعے سے لوح کا پتا ملجائے کہ خواجہ موصوف
ہاتھ اُس نازنین کا اپنے ہاتھ مین گرمجوشی سے پکڑے ہوے عشق اپنا ظاہر کرتے ہوے قریب
لے گئے اور نازنین مذکور کو اندر اُس منڈھی کے بالائے فرش نفیس بٹھایا اُس ساحرہ نے کہا کہ اے
خواجہ کل تم نے مجھسے بابت لوح طلسمی طلسم زلزلہ کے کہا تھا مین نے یہان سے جاکر اپنی نانی صاحبہ

لوح طلسم زلزلہ کو دریافت کیا تھا تب انھون نے بمشکل بیان کیا کہ لوح طلسم زلزلہ میرے پاس ہے ز
خداوند ہو دہ سر مست جادو نے مجھے امین و خیر خواہ جان کر لوح طلسمی سپرد کی ہے مین نے کہا کہ
مین بھی دیکھون وہ لوح کیسی ہے انھون نے میرے ضد کرنے سے مجبور ہو کر لوح طلسمی مجھے دکھائی
پھر صندوقچے مین بند کرکے رکھدی جب وہ نائب خداوند کے دربار مین گئین مین صندوقچہ کھولکے
لوح طلسم زلزلہ لیکر یہان چلی آئی لو یہ لوح طلسمی موجود ہے تمھاری محبت مین مین نے بربادی
طلسم زلزلہ گوارا کی ہے یہ کہکر رومال سے لپٹی ہوئی ایک لوح خواجہ کے حوالے کی بعد ازان کہا کہ
ذرا میرے اس احسان کا خیال رکھنا لوح کی حفاظت کرنا میری الفت سے دست بردار نہ ہونا
مین نے اپنی جان اور اپنے دین کا بھی کچھ خیال تمھاری الفت مین نہ کیا خداوند و نائب خداوند
بلکہ تمامی ساحران طلسم کی دشمن جان ہوئی بربادی طلسم کی خواہان ہوئی اپنی رسوائی کا بھی
کچھ اندیشہ نہ کیا تمکو بھی لازم و مناسب ہے کہ مجھ سے ترک محبت نکرنا اس لوح طلسمی کے لیے آنے
سے اور تمھین دینے سے جو کچھ قہر و عتاب و اسیری میرے مقدر مین ہے وہ ہوگی مین خداوند و نائب
خداوند و نیز اپنی نانی صاحبہ کے قہر و غضب مین مبتلا ہو کر قید ہونا گوارا کرونگی لیکن تمھاری محبت
سے ہاتھ نہ اٹھاؤنگی اگر اسیر نہوئی تو پھر تمھارے پاس آؤنگی ورنہ اب میرا یہان آنا نہوگا
قید خانے مین جانا نصیب ہوگا زندان مین تمھاری تصویر خیالی سے باتین کیا کرونگی جبتک تم
ہمراہ صاحبقران کے داخل طلسم ہو کر مجھے زندان سے رہا نکروگے رہا نہونگی خواجہ طیفور کردیا
نے وہ رومال دست ساحرہ سے لیکر رومال پیچیدہ سے لوح کو نکال کر جو دیکھا تو وہ عجیب لوح
پر ضیا نظر آئی ایسی چمک اس مین تھی کہ نظر اُس کے دیکھنے سے خیرہ ہوتی تھی مانند آفتاب کے چمک
رکھتی ہے کچھ نقوش و طلسم اس پر کندہ بھی بمشکل تمام نظر آتے تھے خواجہ لوح مذکور کو دیکھکر خوش
ہوے بعد ازان وہ لوح صاحبقران کو دے کر کہا لیجیے دعا آپ کی قبول ہوئی لوح طلسمی
دستیاب ہوئی امیر با توقیر نے دست خواجہ سے لوح مذکور لیکر اُس پر نظر کی خوش ہو کر شکر خدا
کیا اس اثنا مین ساحرہ مذکورہ نے اپنے دل مین کہا کہ مین نے اس حیلہ سے کیا خوب عیاری
کی ایسا عیار بلا سے روزگار میرے دام فریب مین گرفتار ہو گیا اب تاخیر کرنا کیا ضرور ہے جلد ان
دونون کو اپنے سحر مین مبتلا کرکے تخت سحر پر ان کو ڈالکر سوے طلسم زلزلہ چل اپنی خالہ اور نائب
خداوند سے سرخرو ہو طلسم زلزلہ مین نامور ہو خداوند کی جان بخش و خیر خواہ مشہور عالم ہو یہ
باتین اپنے دل مین کرکے الفاظ سحر اپنی زبان پر جاری کرنا چاہے ہر چند جو سحر یاد تھے خوب اُن کو یاد
کیا مگر کوئی سحر یاد نہ آیا ہر ایک سحر فراموش ہو گیا اُسوقت ساحرہ مذکورہ نے گھبرا کر سخت متردد ہو کر
سر اپنا اٹھایا آنچل دوپٹے کا جو اپنے سر و رو پر ڈالکر زیر سایہ صندلی بیٹھی تھی سرکایا تردد و فکر سے
جو پسینہ آگیا تھا اپنے رومال سے اُس پسینے کو زیر نقاب چہرہ سے پونچھا ناگاہ صاحبقران کی شوریدہ
و خواجہ طیفور کردیا نے اُس کے چہرے پر نظر کی متردد ہو کر دل مین خیال کیا کہ یہ ساحرہ پہلے
تو بصورت ملکہ بہار گل پوش بنکر یہان آئی تھی اب اس کی صورت کچھ اور ہی ہو گئی ہے نہ
اُس کا سا اس کا چہرہ ہے نہ رنگ ہے ایک ساحرہ جوان سبزہ رنگ ہے بعد تامل بسیار عقل سے یہ دریافت
ہوا کہ یہ ساحرہ کوئی اور ساحرہ ہے بزور سحر ملکہ بہار گل پوش کی صورت بنا کر واسطے گرفتاری اور
عیاری کے یہان آئی تھی صندلی حضرت دانیال کے سامنے مین بیٹھی تھی سحر اس کا دفع ہو گیا

صورت اصلی پر آگئی اور سحر بھی بھول گئی کیونکہ یہ خاصہ منڈھی مذکور کا ہی کہ تبرکات پیغمبر سے ہی بعد
معلوم ہونے حال ساحرہ مکارہ کے خواجہ نے پوچھا کہ اے ملکہ نام نامی تمھارا کیا ہی اُس نے جواب دیا
کہ اے خواجہ جانئے حیرت و مقام عجب ہی کہ تم مجھکو نہیں پہچانتے ہو میرا نام نہین جانتے ہوا ایسا جلد
مجھکو بھول گئے کل مین تمھارے پاس آئی تھی تمھنے تو بجا کر غزلین گائی تھین عشق اپنا ظاہر کیا تھا
واسطے لوح طلسم کے مجھسے کہا تھا آج جو لوح طلسمی لے کر تمھارے پاس آئی ہون لوح حوالے کر چکی
ہون تو مجھکو تم پہچانتے بھی نہین یہ خوبی زمانہ ہی اور اپنی بدقسمتی ہی افسوس ہزار افسوس مین نے
تم ایسے خودغرض و بے وفا سے الفت کرکے لوح طلسمی لاکر تمھارے حوالے کر دی مین کیا جانتی تھی
کہ تم ایسے خودغرض و بے وفا صورت نا آشنا ہو گیا مین نے نادانی و بیوقوفی کی بے سمجھے تمسے الفت
کر بیٹھی تمھاری الفت و محبت پر نظر کرکے تمھارا اعتبار کیا اپنا عاشق صادق تصور کیا حالانکہ مجھکو ایسا
نکرنا چاہیے تھا بقول شاعر ؎ وفا کا لاکھ کسی سے کرے قرار کوئی + کرے کسی کی نہ الفت کا اعتبار کوئی
مین نے تمھاری محبت کا جو اعتبار کیا تو سزا سے سخت کبھی ہی پائی کہ اب تمام زندگی کسی سے محبت نکرونگی
نہ کسی کی الفت کا اعتبار کرونگی سبحان اللہ تم ایک ہی روز مین مجھے بھول گئے مطلب جو نکل گیا آشنا سے
بے آشنا ہو گئے ہان صاحب کیون نہین اب تو لوح طلسمی جس کے دستیاب ہونے کی آرزو تھی مجھ
نادان و بیوقوف کے ہاتھ سے پاگئے اب کیا ہی بے خوف و خطر مصروف طلسم کشائی ہو طلسم زلزلہ کو
تباہ و برباد کرو دربندون کو فتح کرو ہر حالات طلسمی کو سر کرو ساحران طلسم زلزلہ کو حسب ہدایت
لوح طلسمی قتل کرو ابتدا ہم سے کرو کہ سب سے پہلے اپنی نانی کے صندوقچے سے چرا کر لوح لاکر تمکو دیدی ہی
بڑا قصور کیا ہی ایسی کوئی خطا کرتا ہی قابل سزا سے سخت ہون واجب القتل ہون کیون دیر لگائی ہے
قتل کرو میری خونریزی مباح و جائز جانو یہ کہکر آبدیدہ ہوئی صاحبقران اُس کی تقریر کو سنکے مسکرائے خواجہ
بے اختیار ہنسے ساحرہ مذکورہ ان کے مسکرانے ہنسنے سے زیادہ برافروختہ ہوئی اُسوقت خواجہ
طیفور ترکردپا نے مسکرا کر اپنی زنبیل سے ایک آئینہ نکال کر ساحرہ مذکورہ کو دے کر کہا کہ اے ملکہ
ذرا اس آئینے مین اپنے چہرے کا معاینہ کرو اپنے تئین پہچانو ہم تو تمکو پہچان چکے ہین تم بھی اس آئینہ
مین اپنی صورت کو دیکھو پہچانو بلکہ ہمارا کل پہنچا ہوا دو ہو یا کوئی اور ساحرہ مذکورہ نے بعد حجت
بسیار آئینہ لیکر اپنے منہ کو اُسمے مین دیکھا دیکھتے ہی حیرت ہو گئی کیونکہ اپنی اصلی صورت آئینے مین
نظر آئی دل مین کہا کہ اے بگڑ گیا دو یہ کیا واقعہ عجیب پیش آیا سحر میرا کس طرح دفع ہو گیا کس نے
دفع کیا یہان ایسا کون ساحر زبردست تھا جس نے مجھ ایسی ساحرہ کے سحر کو اس طرح دفع کیا
کہ مجھے خبر ہوئی اور راز میرا فاش ہو گیا عیاری تو کی تھی مگر بڑی بری حال میرا کھل گیا علاوہ اس کے
حیرت یہ ہی کہ سحر بھول گئی شاید صاحبقران یا خواجہ ساحران زبردست ہین کہ انھون نے اپنے
سحر سے میرے سحر کو دفع بھی کر دیا اور میرا سحر بھی مجھے بھلا دیا پیشتر تو یہی سنا ہی کہ اہل اسلام ساحر
نہین ہوتے ہین یہ مسلمان کیسے ہین کہ جن کے پاس بیٹھنے سے باتین کرنے سے سحر دفع ہو جاتا ہی اور
جو جو سحر یاد ہوتا ہی وہ بالکل بھول جاتا ہی یہی وجہ تھی کہ خواجہ نے مجھ سے تیرا نام پوچھا تھا صاحبقران
اور یہ عیار دونون مجھکو دیکھکر پہچانتے تھے تو بے خبر تھی آئینہ دیکھنے سے مجھے اپنی صورت کا معاینہ ہوا
خیر راز تو افشا ہو گیا جو تدبیر کی تھی وہ بن نہ پڑی اب اپنی جان بچا کر بھاگ کر پنہان ہو ورنہ گرفتار
ہو جائیگی ان کو گرفتار کرنے آئی تھی خود ہی اسیر ہو جائے گی بلکہ عجب نہین کہ تاخیر کرنے سے

یہ عیار تجکو گرفتار کرکے قتل کرے تیرے خون گلو سے اپنی شمشیر آبدار و زمین صحرا کو رنگین کرے یہ باتین
بلیجات تمام دل مین کرکے جلد اُٹھکر منڈھی سے نکلنے کا ارادہ کیا اُسوقت خواجہ نے کہا کہ اے منڈھی
حضرت دانیال پیغمبر کی یہ ساحرہ جانے نپائے اس نے بھاگنے کا ارادہ کیا ہے برائے دشمنی و اسیری
صاحبقران یہ آئی تھی اب عاجز ہوکر بھاگتی ہے اس کو اسیر کرلیجے پھر داس سُنکے اُن خدمتگارون نے
دیکھا کہ یکایک وہ ساحرہ منڈھی مین اس طرح لٹک گئی کہ سر اُسکا نیچے پاؤن اُسکے اونچے ہوکر رسنا
محکم مین جو منڈھی مین تھین بندھ گئی اُسوقت ساحرہ مذکورہ فریاد و عاجزی کرنے لگی خواجہ نے کہا کہ
اے ساحرہ عیارہ اب کہ تجکو تیغ سے یا خنجر بران سے قتل کرون یا تجکو نشانہ تیر کرون اگر اپنی زندگی
چاہتی ہے تو ہماری اور صاحبقران کشورستان کی اطاعت اختیار کر کلمہ طیبہ پڑھکر مسلمان ہو یا مطیع
دین اسلام ہو اور اپنے نام سے آگاہ کر صاف صاف حال اپنا بیان کر تو نے مجھ ایسے عیار سے عیاری
کرنا چاہی تھی واسطے اسیر کرنے صاحبقران کشورستان میرے مالک و آقا کے آئی تھی یہ کہکر کوڑا
زنبیل سے نکال کر ارادہ مارنے کا کیا اُسوقت ساحرہ مذکورہ نے بصد عاجزی کہا کہ اے خواجہ
مین سچ سچ تمام حال اظہار کرتی ہون اطاعت تمہاری اور صاحبقران کی اختیار کرتی ہون مطیع
دین اسلام ہوتی ہون کوڑے سے مجکو اذیت نہ پہنچاؤ تاب تازیانہ نہ لاسکون گی ہلاک ہو جاؤنگی خواجہ
نے ہاتھ اپنا روکا اُس نے بیان کیا کہ اے خواجہ آگاہ ہو کہ نام میرا مجمر جادو ہے بھانجی ملکہ شہناز
جادو کی ہون جب ملکہ بہار یہان سے اپنے گھر گئی میری خالہ نے اُس سے پوچھا کہ تو نے طلسم کشا
کو اسیر کیون نہ کیا اُس نے جواب دیا کہ باوجود تلاش بسیار صاحبقران طلسم کشا سے طلسم زاد کہ
مجھے نہین ملے اسوجہ سے مین خالی ہاتھ آئی ورنہ طلسم کشا کو اسیر کرکے لے آتی یہ کہکر اُس نے
حال لوح طلسمی کا اپنی نانی سے دریافت کیا تھا ہماری خالہ نے متردد ہوکر بزور سحر تمام حال اُسکے
یہان آنے کا اور عاشق ہونے کا دریافت کرکے ارادہ سزائے سخت دینے کا کیا تھا مین نے
سزائے سخت سے اُس کو بچاکر اقرار کیا تھا کہ طلسم کشا کو اسیر کرکے مین لے آؤن گی حسب وعدہ
واسطے گرفتار کرنے کے یہان آئی تھی نہین معلوم کیا سبب ہوا کہ سحر میرا دفع ہو گیا پہلے بصورت ملکہ
بہار سحر سے بنکر یہان آئی تھی [illegible] ہی بصورت اصلی ہو گئی سحر بھی بھول گئی آئینہ دیکھکر مجکو اپنی
اصلی صورت ہو جانے سے آگاہی ہوئی پھر مین نے یہان سے بھاگنے کا ارادہ کیا تھا ناگاہ
مین اس منڈھی مین لٹک گئی [illegible] پاؤن خود بخود بندھ گئے چاہتی ہون کہ
مجھے چھوڑ دو اب [illegible] پیش نہ آؤن گی خواجہ نے اُسکے چہرے پر نظر کرکے [illegible]
جان سے اُس کو رہا کر دیا وہ صاحبقران و خواجہ سے رخصت ہوکر سوئے طلسم [illegible] تخت پر
سوار ہوکر روانہ ہوئی بعد قطع راہ اپنے گھر مین پہونچی ملکہ شہناز جادو نے پوچھا کہ اے
مجمر جادو تو بھی خالی ہاتھ آئی طلسم کشا کو اسیر کرکے کیون نہ لائی اُس نے کہا خالہ جان ہر چند
مین نے چاہا کہ طلسم کشا کو اسیر کرون لیکن اُس کو اسیر نہ کرسکی مجبور ہوکے چلی آئی ملکہ شہناز
جادو مجمر جادو سے بہت غضبناک ہوئی بعدہ کہا معلوم ہوتا ہے کہ تو بھی مانند ملکہ بہار
گل پوش جادو کے صاحبقران یا اُسکے عیار پر عاشق ہوئی جس طرح وہ طلسم کشا کو
اسیر کرکے نہ لائی اسی طرح تو بھی خالی ہاتھ آئی یہ کہکے عالم غصہ و غضب مین اُس کو بھی سزا دی
ایک ساحرہ [illegible] جادو [illegible] مین ملکہ شہناز جادو کے رہتا ہوا [illegible] قلبی ملکہ شہناز جادو

سے رکھتا ہے آپنے تمام حالات ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ مجمر جادو کے گوش خود سنکے فی الفور دربار
نائب خداوند حکیم جالوس مین جاکر بعد سلام دست بستہ جملہ حالات ملکہ بہار جادو و مجمر جادو کے
جانے کے اور خالی ہاتھ واپس آنیکے بیان کرکے اپنی طرف سے عرض کیا کہ اے نائب خداوند
ملکہ شہناز جادو بھی طلسم کشا سے مل گئی ہے مطیع دین اسلام ہو گئی ہے بذریعہ ملکہ بہار جادو و ملکہ
مجمر جادو کے اُس نے طلسم کشا سے ساز کیا ہے اقرار بتانے لوح طلسم زلزلہ کا کیا ہے اسیوجہ سے وہ
آپ کے دربار مین نہین آئی نہ کچھ حال ملکہ بہار جادو و مجمر جادو کے جانے کا اُس نے آکر بیان
کیا اس نمک خوار قدیم نے از راہ خیر خواہی جو کچھ اپنے کانون سے سُنا اور آنکھون سے دیکھا ہے
آپ سے عرض کیا ہے اطلاع اُس کی سرکشی اور ارادہ دشمنی سے حضور کو دیدی ہے آئندہ حضور کو اختیار
ہے یہ کہکے خاموش ہو کر اجازت حاصل کرکے اپنی جگہ پر دربار مین بیٹھا حکیم جالوس نے
عقرب جادو سے تمام حالات ملکہ بہار جادو و مجمر جادو و ملکہ شہناز جادو بگوش دل سُنکے
از حد غضبناک ہوکے بغیر دریافت کیے عقرب جادو کے کہنے کا یقین کرکے آفات اجول چشم
جادو سے کہا کہ جلد جاکر ملکہ شہناز جادو کو یہان اپنے ہمراہ لے آ اگر وہ یہان آنے مین کچھ حیلہ و
حوالہ کرے اور ہمارے حکم سے سرکشی کرے تو اُس کو بذلت کشان کشان ہمارے روبرو لانا
کچھ پاس و لحاظ اُس کا نکرنا ہمارے حکم پر عمل کرنا ہرگز اُس سے نہ ڈرنا اگر وہ ساحرہ زبردست ہے تو
تو بھی تو ساحر نامی ہے و نامور ہے سحر و ساحری مین کچھ اُس سے کم نہین ہے مقابلہ و مجادلہ کرنا غرض جسطرح
ممکن ہو اُس کو ضرور میرے سامنے لے آنا اگر وہ سوے طلسم کشا جانے کا ارادہ کرے تو اُسے
جانے نہ دینا سد راہ ہونا اور ہم کو اطلاع دینا آفات جادو حسب الحکم نائب خداوند اسیوقت
کئی ہزار ساحرون کو ہمراہ لیکر تخت سحر پر سوار ہوکر سوے مکان ساحرہ مذکورہ روانہ ہوا بعد
قطع راہ مکان ملکہ شہناز جادو پر پہونچا ملکہ شہناز جادو کو جو اُس کے آنے کی خبر ہوئی فی الفور اپنے
محل سے باہر برآمد ہوکر پوچھا کہ اے آفات اجول چشم جادو خیر تو ہے اسوقت کیون آئے ہو اُس نے
کہا کہ آپ کو نائب خداوند نے یاد کیا ہے واسطے بلانے کے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے لہذا مناسب ہے کہ جلد
دربار مین چلیے نائب خداوند آپ کے منتظر ہین ملکہ مذکورہ نے پوچھا کہ تمکو کچھ معلوم ہے کہ ہمین کیون
بلایا ہے اُس نے کہا کہ مجھے معلوم نہین کہ کس واسطے طلب کیا ہے غالباً کوئی کام ضروری ہوگا ملکہ شہناز
جادو ہمراہ آفات اجول چشم جادو بعد تردد سوے دربار حکیم جالوس نائب خداوند گئی جب سامنے
اُس کے گئی سلام کرکے پوچھا کہ اے نائب خداوند اسوقت مجکو کیون طلب کیا ہے اُس نے غضبناک
ہوکے کہا کہ تجھے ہمیں کچھ حال ملکہ بہار گل پوش جادو کا نہ آکر بیان کیا اُس نے سر دربار طلسم کشا
کے اسیر کرانے کا اقرار کیا تھا بلکہ برائے گرفتاری طلسم کشا سے طلسم زلزلہ روانہ بھی ہوئی تھی اُس کو اسیر کرائی
یا نہین ملکہ مذکورہ نے جواب دیا کہ اے نائب خداوند میری نواسی برائے تلاش و اسیری صاحبقران
طلسم کشا سے طلسم زلزلہ جو گئی تھی بعد تلاش بسیار و سرگردانی و رہروی افزون بے نیل مرام آئی طلسم کشا
اُس کو کہین نہین ملا اگر وہ طلسم کشا کو گرفتار کرلاتی تو وہ خود یہان مع قیدی دربار مین آتی حکیم جالوس
نے بقہر و غضب کوڑا طلب کرکے کہا کہ او ضعیفہ مکارہ معلوم ہوا کہ تو اپنی نواسی سے بہتر رکھتی ہے اُس کا
حال چھپاتی ہے ہمکو سب حالات سے آگاہی ہو گئی ہے ہم نائب خداوند ہین جانب خداوند سے مالک و
حاکم و منتظم طلسم زلزلہ ہین امور ملکی و واقعات سے سب خبر رکھتے ہین غافل نہین ہین تو جھوٹی ہے اسیس

پیرانہ سالی مین دروغ گوہی ہے تمام حالات چھپاتی ہی سر دربار جھوٹ بولتی ہی یہ بات معلوم ہو چکا ہی کہ یہ بھانجی اور نواسی تیری طلسم گشتا سے مل گئی ہی تو نے بھی طلسم گشتا سے سازش کی ہی اُس کی شریک مخفی اور سے ہو گئی ہی بد خواہی خدا وند پر تو نے کمر باندھی ہی بربادی و تباہی طلسم زلزلہ چاہتی ہی یہ کہکے عالم غصہ مین کچھ اُس کی عزت و لیاقت و عالی مرتبہ ہونے کا خیال نکر کے انجام پر نظر نہ کرکے حکم دیا کہ اس مکارہ و بد خواہ خداوند پر کوڑے لگاؤ دروغگوئی و بد خواہی خداوند کی ہمارے حکم سے اس کو سزا دو بجرد اس کہنے کے عقرب جادو وغیرہ ساحران نابکار واسطے کوڑے مارنے کے اٹھے نائب خداوند نے پہلے اپنے ہاتھ سے ایک کوڑا اُس پر لگایا پھر عقرب جادو کے کوڑا حوالے کرکے کہا کہ مارے کوڑون کے پیٹھ اس بد اندیش شہنشاہ کی فگار کر سر دربار سزا اسے سخت دے تاکہ پھر کوئی ساحران طلسم زلزلہ سے شریک طلسم گشتا ہوکر بد خواہ خداوند نہو عقرب جادو کہ دشمن ملکہ شہناز جادو تھا حسب الحکم نائب خداوند کوڑے مارنے لگا ملکہ شہناز جادو نالہ و فغان کرنے لگی زمین پر تڑپنے لگی ہنوز چند کوڑے مارے تھے کہ حکیم جالوس نے اشارے سے منع کیا عقرب جادو نے ہاتھ روکا نائب خداوند کو رستے برہم ہوکر حکم دیا کہ اس دروغگو مکارہ ضعیفہ کو ہمارے دربار سے نکال دو اگر بار دیگر کوئی خبر اس کی بد اندیشی و بد خواہی کی ہمکو پہونچیگی تو ایسی سزا دی جائیگی کہ یہ بھی یاد کریگی حسب الحکم بعض ساحران دربار نے اُس کو دربار سے نکال دیا اکثر ساحران دربار نامی و نامور ملکہ شہناز جادو کے حال پر متاسف ہوے اور بجائے خود کہنے لگے کہ نائب خداوند نے اچھا نہ کیا ایسی ساحرہ معزز و قرابت دار خداوند کو سر دربار کوڑا مارا اور عقرب جادو کو بھی حکم کوڑے لگانے کا دیا سر دربار اُسکو ذلیل کیا بغیر دریافت حال ایسی سزا سخت دی خلاف عدالت یہ فعل کیا اپنے خیر خواہ کو اپنا دشمن کیا ضرور ہی کہ انجام اس کا بد ہوگا یہ باتین اپنے دلمین کرکے خاموش رہے خوف قہر و غضب نائب خداوند مذکور سے کچھ زبان پر نہ لا سکے ملکہ شہناز جادو اپنی ذلت اور کوڑون کی اذیت سے روتی ہوئی اپنے گھر گئی ملکہ بہار جادو و گلچہر جادو کو جب تمام حال سے آگاہی ہوئی دونون رونے لگین نائب خداوند کو کلمات سخت کہنے لگین ملکہ شہناز جادو نے کہا کہ اے لڑکیو تمہاری ہی وجہ سے یہ ذلت میرے واسطے سر دربار ہوئی اگر تم دونون واسطے سیری طلسم گشتا کے نجاتین تو یہ ذلت میرے واسطے نہوتی سر دربار کوڑے نہ کھاتی نائب خداوند حکیم جالوس مجھپر غضبناک نہوتا کلمات سخت و ناگفتہ بہ مجھکو نہ کہتا افسوس عزت و آبرو میری باقی نرہی اراکین طلسم زلزلہ کو صورت دکھانے کے قابل نرہی بڑی میری بے عزتی ہوئی اب اس طلسم مین نرہون گی جی چاہتا ہی جنگل مین جاکر چند روزہ حیات بسر کرون کہ نائب خداوند نے میری عزت و لیاقت کا کچھ خیال نہ کیا مطلق پاس و لحاظ میرا نہ کیا مین وہ ہون کہ خود خداوند ہود سرمست جادو اپنا بزرگ جان کر میرا پاس و لحاظ کرتا ہی تعظیم و تکریم میری کیا کرتا ہی اس نالائق و بیہودہ و ظالم نائب خداوند نے ذرا بھی میری قدر و منزلت نہ کی ایسا مجھکو ذلیل و حقیر جان کر کوڑے لگائے کہ کسی ادنی کو بھی اس طرح نہ لگاتے پنہان و ہتھکڑیاں بین میں نے اُس کے ظلم پر صبر کیا سر دربار آمادہ جنگ نہوئی تیغ کھینچ کے اپنی جوہر نہ دکھائے خیر دیکھا جائیگا یہ نابکار اسوقت تخت حکومت پر بیٹھا ہوا ظلم کرتا ہی کبھی تو کسی کے ہاتھ سے یہ بھی ذلیل ہوگا ایسی تقریر تا دیر کرکے چلے سکے دریافت مت طلسم زلزلہ کتاب سامری کھولی اور اُسمین تھوڑی مدت بقائے طلسم مذکور کی دیکھی اور ہوا اس کے پھر حالات نسبت طلسم گشتا کی

شراکت کے دریافت کرکے تمام مال و اسباب اپنا سے کر مکان کو اپنے اپنے سحر سے برباد و تباہ و منہدم
کرکے چند کنیزون اور ملکہ بہار گل پوش جادو و نجم جادو کو ہمراہ لے کر تخت سحر پر سوار ہوکر ابر سرخ
رنگ اپنے سحر سے پیدا کرکے اُس ابر مین غائب ہوکے سوے کوہ بلور چلی اُسوقت دیکھنے والون نے
دیکھا کہ اُس ابر سرخ رنگ سے دمبدم برق ظاہر ہوتی تھی صداے رعد آتی تھی بجاے بارش آب بارش
خون تازہ ہوتی تھی یہ دیکھکر اکثر ساحران طلسم زلزلہ باہم کہنے لگے کہ یہ ابر سحر سرخ رنگ اور یہ بارش خون
تازہ علامت قہر و غضب ملکہ شہناز جادو کی ہے نائب خداوند سے ناراض و آزردہ خاطر ہوکر کہین جاتی ہے
عجب نہین کہ طلسم کشاے طلسم زلزلہ کی طرف جاتی ہو اُس کی شریک ہوکر بربادی طلسم کی درپے ہو
اگر کہین ملکہ شہناز جادو کہ رازداران طلسم سے ہے شریک طلسم کشا ہو گئی تو غضب ہوا کیونکہ ساحرہ
زبردست ہے نامی و نامور ہے قرابتداران خداوند سے ہے اس کے سحر کی پناہ نہین اس سے ساحران
نامی بھی سحر و ساحری مین عاجز ہونگے نائب خداوند نے عالم غصہ و قہر و غضب مین بے سمجھے بوجھے ایسی
معزز ساحرہ کو کوڑے مارے سر دربار ذلیل کیا اچھا نہ کیا دیکھنا حکیم جالوس پچھتاے گا انجام اس
ظلم کرنے کا برا ہوگا بعض ساحرون نے جواب دیا کہ قول تمہارا سچ ہے لیکن ملکہ شہناز جادو کے
جانے کی خبر نائب خداوند سے کر دینا چاہیے مبادا وہ ہمپر بھی عتاب کرے کہ تم سب نے اسکو جاتے
ہوے دیکھکر ہمکو اطلاع کیون نہ کی تو اُس کا جواب کیا دینگے یہ کہکر فی الفور روانہ ہوکر خدمت نائب خداوند
مین سر دربار جاکر بعد اداے مراسم سلام دست بستہ عرض کیا کہ اے نائب خداوند آگاہ ہو جیے کہ ملکہ
شہناز جادو حضور کے دربار سے کوڑے کھاکر ہوا سے گھر مین نالان و گریان گئی تھا دیر رویا کی
بعد ازان اپنے مکان کو عالم رنج و صدمہ سے غرق اپنی ناب بالکل منہدم و برباد کرکے ملکہ بہار
گل پوش جادو و ملکہ نجم جادو و چند کنیزون کو اپنے ہمراہ لے کر مع اپنے مال و اسباب کے حضور
سے ناخوش و ناراض ہوکر ابھی سمت کوہ بلور روانہ ہوئی ہے غالبا پاس طلسم کشاے طلسم زلزلہ کے
جائے گی اس کی شریک و معاون و مددگار ہوکر بربادی طلسم زلزلہ مین سعی و کوشش کرے گی بدخواہی
و دشمنی پر کمر باندھے گی ساحرہ معزز و رازداران طلسم زلزلہ سے ہے نشانیان لوح طلسمی سے طلسم کشا کو
آگاہ کر دیگی اُس کی جانب سے لشکر اران حضور سے مقابلہ مجادلہ کرے گی غالبا فتنہ و فساد برپا
کرے گی کیونکہ نہایت آزردہ ہو گئی ہے ابھی اثناے راہ مین ہوگی کوہ بلور تک نہ پہونچی ہوگی ہم ملکہ
شہناز جادو کو روک نہ سکے اُس کے مقابلہ کرنے کے لائق نہ تھے وہ ہمارے روکنے سے بھلا
کیا رک سکتی ہے سوا اس کے ہم کو حکم اُس کے روکنے کا بھی نہ تھا اس سبب سے اُس کے سد راہ نہ ہوکر
اُس کے جانے کی خبر خدمت حضور مین حاضر ہوکر عرض کی ہے ایسی حالت مین جو مناسب ہو حضور انتظام
کرین حکیم جالوس نائب خداوند و سحر پرست جادو یہ خبر سنکے بہت گھبرایا ملکہ شہناز جادو
کو کوڑے لگاکر سر دربار اُس کو ذلیل کرکے دل مین پچھتایا بعد ازان اہل دربار سے مخاطب
ہوکر کہا کہ اے ساحران نامی و نامور و اے مطیعان خداوند زیبو قار تم سب مین کون ایسا ساحر زبردست
و خیر خواہ خداوند ہے کہ جاکر ملکہ شہناز جادو کا سد راہ ہوکر اُس کو مع اُس کی بھانجی اور نواسی
ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ نجم جادو کے ہمارے روبرو لے آئے اگر وہ بخوشی نہ آئے تو اُس کو
قتل کرکے زمین کو اُس کے خون سے رنگین کرے کیونکہ وہ بارادہ بدخواہی خداوند یہان سے
گئی ہے ہم اس کارنمایان کے عوض مین خلعت و انعام کثیر دینگے مرتبہ بھی زیادہ کرینگے خداوند بھی

بہت خوش ہونگے خلعت و منصب و جاگیر دینگے اُسوقت سب کے پہلے اہل دربار سے رعدلوسہر
جادو نے اپنی جگہ سے اُٹھکر باادب عرض کیا کہ اے نائب خداوند ہم نمکخوار حسب الحکم جائینگے اور
ملکہ شہناز جادو کو سمجھا کر روبرو حضور کے لے آئینگے اگر وہ نہ آئیگی تو اُس کو قتل کرونگا ملکہ
بہار رنگ گل پوش جادو و ملکہ مجمر جادو کو بھی ہلاک کرونگا اطاعت و فرمانبرداری حضور کرونگا
ہرچند کہ ملکہ شہناز جادو عزیز داران خداوند سے ہے اور ساحرہ معزز ہے سحر و ساحری میں یگانہ روزگار
ہے مگر فدوی اپنے سحر خاص سے اُسے ہلاک کریگا جسوقت اُس کے روبرو پہنچیگا اور آواز اپنی بلند
کریگا ضرور وہ بیہوش ہو کر پڑیگی ایسی حالت میں اُس کو قتل کرنا کیا مشکل ہوگا اگر حکم ہو تو
سر بھی اُس کا کاٹ کر لیتا آؤن حالانکہ سر عورت کا کاٹنا اچھا نہیں ہے نائب خداوند مذکور نے خوش
ہو کر اُس کو خلعت دے کر کہا کہ تجکو ملکہ شہناز جادو کے بارے میں اختیار ہے چاہے بحفظ اُسکو
مع ملکہ بہار جادو و ملکہ مجمر جادو کے قتل کرنا چاہے بعد قتل کرنیکے سر بھی نامبردگان
کے کاٹ کر لیتے آنا مگر جہان تک ممکن ہو اُس کو زندہ اسیر کرکے یا سمجھا کر میرے روبرو لانا قتل
نکرنا کیونکہ وہ عزیز داران و بزرگان خداوند سے ہے اُس کے قتل ہو جانے کا خداوند کو رنج ہوگا
رعدلوسہر جادو رخصت ہو کے دربار سے باہر جاکر پندرہ ہزار ساحرون کو اپنے ہمراہ لیکر ابر سیاہ سحر پر
اور بقولے تخت سحر پر سوار ہو کر ساحران ہمراہی مذکور کو اپنے ساتھ لیکر زمین سے بزور سحر
بلند ہو کر ابر سحر میں غائب ہو کر مع سامان جنگ سمت کوہ بلور روانہ ہوا حال اس کا بمقام مناسب
آئندہ لکھا جائیگا بالفعل ساحر مذکور کو تو راہ میں چھوڑا جاتا ہے اور اب حال صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ و خواجہ طیفور کردیا و ملکہ شہناز جادو و ملکہ بہار رنگ گل پوش جادو و ملکہ مجمر جادو
وغیرہ کا لکھا جاتا ہے جب ملکہ مجمر جادو مطیع دین اسلام ہو کر اطاعت و فرمانبرداری صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ کی اختیار کرکے دیو کوہ بلور سے اپنے گھر کی طرف گئی تو صاحبقران
کشورستان نے خواجہ طیفور کردیا سے کہا کہ اے خواجہ دشمنون کے خوف سے منڈھی میں بیٹھے
رہنا خلاف ہماری شجاعت و جرأت و ہمت کے ہے اگر کوئی دیکھے تو یہی کہے کہ صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ بڑے بودے بزدل ہیں ساحرون و دیگر دشمنان نابکار کے خوف سے
منڈھی کے اندر چھپ کے بیٹھے ہیں باہر منڈھی کے نہیں نکلتے ہیں یہ شجاع و بہادر نہیں ہیں پس
اب ہم منڈھی کے اندر نہ بیٹھیں گے تمہارے کہنے سے دو تین روز تک اس منڈھی میں بیٹھے
شب بسر کی اب منڈھی سے باہر نکل کے سیر و شکار کرینگے چند روز یہان بسر کیجئے اب آگے
روانہ ہوونگے خواجہ نے عرض کیا کہ آپ کو اختیار ہے لیکن میں نے تو منڈھی محض اسی خیال سے استادہ
کی تھی اور آپ سے عرض کیا تھا کہ اس منڈھی کے اندر بیٹھ کے شب کو آرام بھی کیجئے تاکہ دشمنون
سے آپ کو کچھ ضرر نہ پہونچے پس جو میں نے خیال کیا تھا وہی ہوا ملکہ بہار رنگ گل پوش جادو و مجمر جادو
کے شر و فساد سے آپ محفوظ رہے اب اگر منڈھی کے اندر بیٹھنا آپ کو منظور نہیں ہے تو نہ بیٹھیے لیکن
یہ خیال کر لیجئے کہ پے در پے دشمنون سے سامنا ہوگا حکم نائب خداوند علیم جالوس سے ساحران
نابکار ادہر آئینگے دشمنان حضور کو اسیر کرنا چاہینگے صاحبقران موصوف نے جوش شجاعت
میں فرمایا کہ ہمکو ساحرون کے شر و فساد سے کچھ اندیشہ نہیں ہے خداوند عالم اپنا حافظ و نگہبان ہے
اُسی کی حفاظت ہمیں کافی و وافی ہے منڈھی کے اندر بیٹھا رہنا منظور نہیں ہے کیا تم نہیں جانتے ہو کہ

ہم شیر بیشہ شجاعت ہین اپنے کسی دشمن سے نہین ڈرتے ہین اعانت خدا پر تکیہ رکھتے ہین یہ فرما کر منڈھی
سے باہر آئے خواجہ طیفور گرد پا نے پہلے منڈھی کو زنبیل مین داخل کیا بعدہٗ کچھ مٹھائی زنبیل سے نکالکر
اُن خدمتگارون وغیرہ کو دے کر کہا کہ اس شیرینی کو کھاؤ دیکھو کیا خوش ذائقہ یہ مٹھائی ہی انھون نے
خوش ہو ہوکر ذری سی وہ مٹھائی کھائی چونکہ وہ شیرینی سفوف بیہوشی آمیز تھی کھاتے ہی
اُن کو گرمی معلوم ہوئی گھبرا کر کہنے لگے کہ یہ کیسی مٹھائی تھی کہ کھاتے ہی اس نے سینے مین آگ لگا دی
ہی خواجہ نے مسکرا کر کہا کہ یہ مٹھائی نہایت عمدہ ہی اگر گرمی معلوم ہوتی ہی تو اٹھ کر ٹہلو وہ سب بیچارے چاہتے تھے
کہ اٹھکر ٹہلین کہ یکایک سرون کو گردش اور پاؤن کو لغزش ہوئی تیورا کر زمین پر گرکے بیہوش ہوگئے
خواجہ نے اُن کو مع اشیاے دیگر کے جو بضرورت زنبیل سے نکالی تھین داخل زنبیل کیا ادھر صاحبقران
کشورستان نے بقصد شکار آہو مرکب طلب کیا خواجہ نے گھوڑے کو زین و لجام سے آراستہ کرکے
حاضر کیا امیر باتوقیر مرکب پر سوار ہوئے خواجہ طیفور گرد پا ہمراہ رکاب ہوئے بعد تھوڑی سی دور
جانے کے صاحبقران نے خواجہ سے کہا کہ ہم یہان کھڑے ہین تم جاؤ آہوؤن کو گھیر کر ادھر لاؤ تاکہ
ہم اُن کو صید کرین خواجہ حسب الحکم براے تلاش آہوان شوخ چشم بسرعت تمام صحراے سبزہ زار مین
بہت دور تک چلے گئے یہان صاحبقران کھڑے تھے ناگاہ چند آہو ایک طرف نظر آئے
صاحبقران نے اُن کی طرف گھوڑا اٹھایا جب قریب اُن کے پہونچے آہوؤن نے دیکھکر صداے
سم مرکب پاکر ارادہ بھاگنے کا کیا ادھر امیر باتوقیر نے دوش سے کمان کیانی اور ترکش سے تیر لیکر
ایک آہوے شوخ چشم کو تاک کر چلہ کمان مین تیر کو جوڑ کر کمان کو کھینچکر تیر لگایا وہ تیر اُس آہو کی
ران پر پڑ کر ترازو ہوا غزال مذکور زخمی ہوکر ایک سمت لنگڑاتا ہوا حتی الامکان جست و خیز کرتا ہوا چلا
صاحبقران نے اُس کے تعاقب مین گھوڑے کو ڈالا وہ آہو بھاگتا ہوا دور تر چلا گیا یہان تک کہ
اُس صحراے سبزہ زار سے ایک ایسے دشت پر خار مین پہونچا کہ وہ نہایت وحشتناک تھا کوسون تک
سبزہ و نخل کا نام و نشان بھی نہ تھا سایہ بجز سایۂ آفتاب زمین پر نہ تھا وقت جو نصف النہار کا تھا
تمازت آفتاب سے دو قدم بھی چلنا دشوار تھا تشنگی سے دہن مین زبان خشک ہوئی جاتی تھی
حلق مین کانٹے پڑ گئے تھے لب خشک ہو گئے تھے خاک اڑ رہی تھی ہواے سموم چل رہی تھی گرمی کی فصل تھی
زمین حرارت دھوپ سے مانند تابۂ آہنی گرم تھی ہر ذرۂ ریگ صحرا ایک شعلۂ آتش تھا ایسی گرمی مین خواہش
آب تھی پانی کوسون نظر نہ آتا تھا کوئی چشمہ تالاب چاہ دکھائی نہ دیتا تھا اگر تعاقب آہو مین کسی جگہ
کوئی تالاب نظر بھی آتا تھا تو وہ خشک نظر آتا تھا عجب دشت تھا کہ پانی اس بیابان مین مانند گوہر
نایاب تھا گرد و باد بار بار جا بجا اٹھکر بلند ہوتے تھے گویا زمین اس صورت سے تاب تیزی
آفتاب نہ لاکر سوے فلک براے پناہ جاتی تھی یا وہ گرد و باد زمین سے بلند ہوکر اُس دشت جانستان مین
آنے والون کو گویا منع کرتی تھی کہ خبردار اس دشت پر خار و پر خطر مین آنے کا ارادہ نہ کرنا اگر ادھر آؤ گے
ہلاک ہو جاؤ گے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ باوجود تشنگی و حرارت آفتاب کے اُس دشت
پر خار و خطرناک مین عقب آہو مرکب کو جولان کرتے ہوے چلے جاتے تھے کہ یکایک وہ آہوے
اجل رسیدہ نزدیک ایک جھاڑی کے پہونچا اُس جھاڑی مین بسبب تمازت آفتاب کے شیر نر بیٹھا ہوا
ہانپ رہا تھا گرمی سے بیتاب تھا آہوے مذکور کو اپنی جانب آتے دیکھکر شکر روزی رسان خالق
کون و مکان کا کرکے نعرہ کرکے جھاڑی کے اندر سے نکلا اور اُس آہوے تیر خوردہ و خستہ و ماندہ کو

جھپٹ کر طمانچہ مارا کہ وہ زمین پر لوٹنے لگا بعدہ شیر اُس کے گلو پر منھ مار کر گوشت اُس کا کھانے لگا
ہنوز ضیغم مذکور گوشت آہو بیٹھا ہوا کھا رہا تھا کہ صاحبقران سامنے اُس شیر کے پہونچے دیکھا کہ اُسی
آہوے تیر خوردہ کو شیر نے شکار کیا ہی گوشت اُس کا کھا رہا ہی دیکھتے ہی صاحبقران بے برہم ہوکر مرکب سے
اُتر کر چند قدم آگے بڑھکر نعرہ گوشگاف کیا اور بآواز بلند کہا کہ او سگ صحرائی غضب کیا کہ
ہم ایسے شیر بیشۂ شجاعت کے صید کو تو نے شکار کیا تجھ سے خائف و ترسان نہوا یہ دلیری تیری
باعث تیرے اجل کی ہوگی جس طرح تو نے ہمارے آہوے تیر خوردہ کو شکار کیا ہی اُسی طرح ہم بھی تیرا
شکار کرینگے اگر تجھکو دعویٰ دلیری ہی تو آ مقابل ہو ورنہ ہم خود آتے ہین شیر مذکور جو پشت جانب
صاحبقران کیے ہوے حالت گرسنگی مین سر جھکائے ہوے گوشت آہوے مذکور کھا رہا تھا نعرہ
صاحبقران سے سر اُٹھاکر امیر با توقیر کے ٹوکنے اور للکارنے سے از حد برہم ہوکر اپنے شکار کو چھوڑکر
صاحبقران پر جھپٹا اور ارادہ کیا کہ ایک طمانچہ مارکر اُس شیر بیشۂ جرأت کو ہلاک کرے اور صفدر
صاحبقران نے خائف و ترسان نہوکر جلد تر اُسکے دونون ہاتھون سے کلائیان شیر کی محکم پکڑکر
جھٹکا دے کے اس طرح خاک پر اُس کو پٹکا کہ کمر اُس کی ٹوٹ گئی اور دیگر اعضا کو بھی صدمہ سخت پہونچا
تاب درد اعضاے شکستہ کی نہ لا کر تڑپ تڑپ کر مرگیا بعد ہلاک کرنے شیر نر کے صاحبقران جانب اسپ
متوجہ ہوے دیکھا کہ گھوڑا نظر نہین آتا سخت حیرت ہوئی ہرچند صحرا مین ڈھونڈھا مگر مرکب کو نپایا
خیال کیا کہ غالباً براے جستجوے آب و دانہ و گیاہ دور چلا گیا ہی اُس کی تلاش کرنا باعث اپنی
ہلاکت کا ہی ایسے دشت پُر خار و جان ستان مین بحالت تشنگی و تمازت آفتاب تلاش اسپ بیکار ہی
آخر دست بردار ہوکے براے جستجوے آب ایک جانب پا پیادہ روانہ ہوے بعد قطع راہ دراز
و صعوبت راہ و خلش ہاے صحرا و تکلیف آبلہ پائی قریب ایک بلندی کے پہونچے دیکھا کہ بالاے
بلندی تین گنبد گلی بد قطع سے بنے ہوئے ہین ایک گنبد مین ایک فقیر زار و ناتوان ہمہ تن پوست و استخوان
بیٹھا ہوا ہی زیر پا اُس کے فرش حصیر کہنہ ہی سر اُس کا جھکا ہوا ہی آہستہ کچھ پڑھ رہا ہی لبہا ہی یہ معلوم ہوتا
ہی کہ ذکر خدا کر رہا ہی اُسکو مطلق کسی شے کی خبر نہین ہی بلکہ دنیا سے بے خبر ہی محو ذکر الٰہی ہی کسی طرف
اُس کو توجہ نہین ہی کسی جانب نظر اُٹھا کر دیکھتا بھی نہین ہی بجز ایک تہبند کے کوئی لباس اُس کے
تن پر نہین ہی موے سر اُس کے جو بڑھ گئے ہین گرد و غبار مین آلودہ ہین گویا قبل مرگ خاک مین ملا ہوا ہی
مال و اسباب دنیا سے اُس کے گنبد مین کچھ نہین ہی صرف وہی حصیر کہنہ و بوسیدہ ہی جس پر بیٹھا ہوا
ہی یا مال دنیا سے اُس کے پاس وہی تہبند ہی جو باندھے ہوے ہی صاحبقران درویش مذکور کو
دیکھکر خوش ہوے دل مین کہا الحمد للہ کہ اس صحراے پُر خار و وحشت آثار مین صورت بنی آدم نظر
آئی اس درویش کے پاس چلنا چاہیے شاید اس کے پاس پانی ہو یا یہ درویش کہین سے کچھ پانی
کی سبیل کرے یہ تجویز کرکے قریب اُس کے جاکر سلام کیا اُس نے سر اُٹھا کر دیکھا منھ سے تو نہ بولا
مگر ہاتھ سے اُس نے بھی سلام کیا گویا جواب سلام دیا بعدہ پھر سر جھکا کر بدستور آہستہ کچھ پڑھنے
مین مصروف ہوا صاحبقران کشورستان نے کہا اے درویش با خدا مین اسوقت بہت پیاسا
ہون فرط تشنگی سے دل و جگر میرے جلے جاتے ہین اگر تھوڑا سا پانی کہین ہو تو مجھے پلاؤ اُس نے
دوسرے گنبد کی طرف اشارہ کیا یعنی باشارہ کہا کہ اُس گنبد مین جاکر پانی پی لو یہان پانی نہین ہی
صاحبقران اُس کے اشارہ کرنے سے سمجھ گئے دوسرے گنبد کی طرف گئے جب گنبد مذکور مین

قدم رکھا دیکھا کہ ایک سبوے گلی بنا آب سرد سے بھرا ہوا رکھا ہی بالاے سبوے گلی ایک ساغر
گلی بھی رکھا ہوا ہی اُس کٹورے کو دیکھکر گویا تن بے جان مین جان آگئی دل کو بدرجہ کمال دستیابی
آب سے خوشی حاصل ہوئی جلد تر سبوے مذکور سے ساغر مین پانی لیکر پیا تسکین قلب وجگر
ہوئی تشنگی دفع ہوئی حواس درست ہوے وہ پانی کیا تھا گویا آب حیات تھا از سر نو زندگی
ہوئی شکر خدا کیا پھر اُس گنبد سے نکل کر اُس درویش کے پاس آئے اُس نے اشارے سے
کہا کہ بیٹھ جاؤ امیر با توقیر اُس کے برابر بیٹھ گئے تا دیر اُس کے ہمنشین رہے گر وہ مرد تارک دنیا
ہم سخن نہوا یہ بھی نہ پوچھا کہ تم کون ہو کہان سے آئے ہو پانی تو پی چکے ہو اب نہ جانے کیا سبب ہی
کیون یہان بیٹھے ہو کیا مطلب ہی جب وہ فقیر نہ بولا اور صاحبقران موصوف کو خواہش طعام
ہوئی اُس مرد با خدا سے کہا کہ ہمکو اشتہاے طعام ہی یہان کہین کچھ غذا دستیاب ہو سکتی ہی یا نہین
اُس عابد نے ہاتھ سے اشارہ تیسرے گنبد کی طرف کیا یعنی باشارہ کہا کہ جاؤ تیسرے گنبد مین
وہان تمکو آب وطعام ملیگا امیر کشورگیر اُس کے پاس سے اٹھکر تیسرے گنبد کی جانب گئے جب
اُس گنبد مین داخل ہوے دیکھا کہ دسترخوان معقول بچھا ہی بالاے دسترخوان ظروف چینی مین
طعامہاے رنگارنگ گرم رکھا ہوا ہی صراحیان مع ساغر آب سرد سے بھری ہوئی رکھی ہین معلوم
ہوتا ہی کہ ابھی کوئی دسترخوان بچھا کر و ظروف پر از طعام نمکین و شیرین رکھکر چلا گیا ہی گنبد خالی ہی کوئی
نہین ہی صاحبقران نے بالاے فرش نفیس قدم رکھکر ہاتھ دھوکر دسترخوان مذکور پر بیٹھکر اور
بسم اللہ کہکر وہ طعام لذیذ و خوش ذائقہ و خوشبودار چرب و مرغن کھانا شروع کیا خوب سیر ہوکر کھایا
پھر آب سرد پیا بعد اکل و شرب اٹھکر ہاتھ دھوکر شکر رزاق مطلق و روزی رسان بجا لائے اور گنبد مذکور سے
باہر آکر قطع راہ کرکے پھر اُسی درویش کے پاس آکر کہا کہ اے درویش مہمان نواز تیرے لطف و
عنایت سے ہم یہان آکر بخوبی سیر و سیراب ہوے بہت ممنون منت ہوے اب زمانہ شب آگیا ہی
اس دشت پر خوف و خطر و پر خار سے جانا مناسب نہین جانتے ہین اگر تیری اجازت ہو تو شب
اسی گنبد مین بسر کرین ہم بھی ذکر خدا کرین نماز مغرب پڑھین اپنے معبود حقیقی کو سجدہ کرین واجب
کو ادا کرین حکم خدا کو بجا لائین اُس نے اشارے سے کہا کہ اچھا عبادت خدا بھی کرو اور شب بھی اسی
گنبد مین پاس اُس کے بسر کرو صاحبقران نے بعد وضو اُسی گنبد مین نماز مغرب پڑھی بعد
وظایف و اوراد جب وقت خواب آیا اُسی گنبد مین استراحت کا ارادہ کیا ناگاہ ایک مرد جوان
خوش رو لباس پاکیزہ پہنے ہوے ایک ٹوکری مٹھائی سے بھری ہوئی لایا روبروے اُس درویش
کے رکھکر چلا گیا صاحبقران نے اُس سے کہا کہ اے جوان خوش رو یہ درویش باکمال منھ سے
کیون نہین بولتے ہین خاموشی انھون نے کیون اختیار کی ہی اور یہ بھی بتاؤ کہ تم کون ہو نام تمھارا
کیا ہی کہان رہتے ہو مکان مسکونہ تمھارا یہان سے قریب ہی یا دور ہی اُس نے مسکرا کر جواب دیا
کہ تمکو ہمارا احال دریافت کرنے سے کیا فائدہ ہم کوئی ہین کہین رہتے ہین اتنا ہم کہتے ہین کہ بندگان
خدا سے ہین یہ درویش خاموش بیشتر رہتے ہین اگر تم چندے یہان رہوگے تو کسی روز یہ تم سے
فرصت کے وقت کچھ کلام کرینگے ورنہ ہم سخن نہونگے یہ اپنا وقت دنیا کی باتون مین ضایع نہین
کرتے ہین ذکر خدا سے ان کو سروکار ہی اگر شیر بھیڑیے و دیگر چوپایے وغیرہ درندے گزندے
اس گنبد کے گرد آکر جمع ہون تو اُن سے ہرگز نہ ڈرنا وہ تمکو ضرر نہ پہونچا سکینگے رات بھر گرد گنبد

بیٹھے رہیں گے ہنگام سحر سب چلے جاینگے ان درندون گزندون کا ایک مدت سے یہی قاعدہ
ہر شب کو جمع ہوتے ہیں دن کو چلے جاتے ہیں کسی کو ضرر نہیں پہونچاتے ہیں تمکو بھی لازم ہے کہ کسی درندے
گزندے کو نہ مارنا نہ کسی کو ستانا گنبد میں ان کے پاس شب بسر کرنا صبح کو یہان سے چلے جانا صاحبقران
کشورستان نے جواب دیا کہ ہم عنایت خدا سے شیر بیشہ شجاعت ہیں درندون سے کیا ڈرینگے وہ جوان
خوش رو یہ گفتگو سنکے چلا گیا امیر کشورگیر نے وہ شب گنبد میں بسر کی صبح کو بیدار ہوکے نماز سحر پڑھکے
بیٹھے تھے کہ اس درویش نے کچھ مٹھائی پیش کی انھون نے برغبت کھائی اس اثنا میں آفتاب جانب
مشرق سے عیان ہوا درندے گزندے جو گرد گنبد درویش مذکور بیٹھے ہوے تھے سب چلے گئے صاحبقران
تو گنبد میں بیٹھے ہی ہیں درویش خاموش بیٹھا ہوا ہے آہستہ آہستہ کچھ پڑھ رہا ہے مگر اب حال خواجہ طیفور گرد پا
کا بیان کیا جاتا ہے کہ جب یہ حسب ارشاد امیر با توقیر واسطے گھیر کر لانے آہوان دشت کے روانہ ہوے
دور تک چلے گئے کہین کوئی آہو حسب اتفاق نہ ملا جب ادھر سے پھرے جہان صاحبقران کو چھوڑا
تھا نہ پایا بعد فکر و تردد نشان سم اسپ دیکھتے ہوے صحرا کو طے کرتے ہوے اس جگہ پہونچے جس جگہ
شیر مرا ہوا پڑا تھا اور غزال تیر خوردہ بھی شکار کیا ہوا شیر کا پاس اس کے بالاے خاک پڑا تھا
خواجہ شیر و آہو کو خاک پر افتادہ دیکھکر سمجھے کہ یہان تک تو صاحبقران کے آنے کا پتہ ملتا ہے
جب اس جگہ سے آگے بڑھے مرکب صاحبقران کا دکھائی دیا خواجہ نے اسکو اپنے ساتھ لیا آخر
ایک جگہ پر شام ہوگئی اسی جگہ شب بسر کرکے صبح کو وہان سے آگے روانہ ہوے نشان پاے
صاحبقران دیکھتے ہوے تا گنبد درویش پہونچے وہان دیکھا کہ صاحبقران بیٹھے ہیں دیکھتے ہی
خوش ہوے قریب جاکے سلام کیا بعد مزاج پرسی پوچھا کہ آپ یہان تک کیونکر تشریف لائے ہیں
آپکو صحرا سے سبزہ زار میں ڈھونڈھا کیا آخر تلاش کرتا ہوا یہان آیا صاحبقران نے تمام حال جو گذرا
تھا بیان کیا پھر اس درویش سے مخاطب ہوکر کہا کہ اب ہم آپ سے رخصت ہوتے ہیں چاہتے ہیں کہ
ایک تعویذ دیجیے اور اقرار بھی اپنے آنے کا کیجیے کہ ہم بوقت ضرورت طلسم کشائی طلسم زلزلہ میں
آپ سے ملکر امور جو مشکل و اہم ہیں ان میں کچھ عرض و مشورہ کرین درویش مذکور نے ایک تعویذ
دے کر ارشاد کیا کہ اس کو اپنے بازو پر باندھ لو اس تعویذ کے باندھنے سے تمکو بہت سے
نفعے ہونگے علاوہ اس کے دشمنون سے تمھاری حفاظت بھی ہوگی اور جس وقت اس تعویذ کو
آگ پر رکھوگے ہم بہت جلد ملوگے یا ہم آپ سے ملین گے صاحبقران یہ تقریر درویش مذکور سنکر اس سے
رخصت ہوکر مرکب پر سوار ہوکر ایک سمت کو روانہ ہوے خواجہ طیفور گرد پا ہمراہ رکاب ہو لیے
ان کو تو راہ میں چھوڑا جاتا ہے اور اب حال ملکہ شہناز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ
مجمر جادو کا لکھا جاتا ہے کہ یہ سب جو اپنے مکان سے ناسپاس خداوند کے ظلم سے اذیت رسان ہوکر
بہت ناراض و ناخوش ہوکر روانہ ہوئی تھین بعد قطع راہ سرحد طلسم زلزلہ سے نکل کر ایک صحرا سے
سبزہ زار میں پہونچین ملکہ شہناز جادو نے بلندی سے پرے سے زمین پر آکر مجمر جادو و بہار گلپوش
جادو سے کہا کہ اب اسی صحرا میں ہم اپنی بود و باش کرین گے انھون نے کہا ہمارے نزدیک مناسب
یہ ہے کہ جانب کوہ بلور چلیے زیر کوہ بلور صاحبقران سلطان پہلوان شکوہ طلسم کشاے طلسم زلزلہ
فروکش ہیں ان سے چلکے ملیے ان کی شرکت سے ان کو خوشی پہونچیگی وہ آپکی قدر و منزلت
زیادہ کرین گے آپکی شرکت سے ان کو ایک قوت حاصل ہو جائیگی آپ طلسم کشائی میں انکی

اعانت کیجیے گا وہ نہایت مرد نیک و معقول ہین آپ سے بھی بہ نیکی و احسان پیش آئین گے
ملکہ شہناز جادو نے جواب دیا کہ تمھاری راے اچھی ہی مگر باعث میری بے قدری و بے وقاری کا
ہی حالانکہ مین تخت نشین و فرمانروا نشین ہون مگر اہل عزت و قرابت داران خداوند ہو د سرمست
جادو سے ہون عالی خاندان و والا دودمان ہون خود جا کر شریک طلسم کشا ہونا مجھے منظور نہین ہی
میری قدر و منزلت و توقیر کے خلاف ہی کہ خود طلسم کشا کے پاس جاؤن اپنے حالات سے آگاہ
کر کے اپنے شریک ہونے کی خواہش اُس پر ظاہر کرون ہان اگر طلسم کشا خود آ کر مجھ سے خواہش میری
شرکت کی ظاہر کرے اور بعزت و حرمت مجھ کو اپنی فرودگاہ پر لے جائے تو البتہ مجھے جانے مین عذر
نہوگا بغیر اس کے ہرگز نجاؤن گی کیونکہ میری بے عزتی کا باعث ہی ملکہ بہار گل پوش جادو
دمچہر جادو نے عرض کیا کہ اگر آپ کو خود طلسم کشا پاس جانا بوجہ مذکور منظور نہین ہی تو اس صحرا
مین دشمنون سے بے خوف و خطر ہو کر قیام نفرمایے کیا آپ کے ادھر آنے کی خبر حکیم جالوس کو
نہوگی وہ نابکار کیا آپ کے اس طرف آنے سے خوش ہوا ہوگا یقین کامل ہی کہ تا آتش و برہم ہو کر
ساحران نابکار کو ہم سب کی اسیری و گرفتاری کے واسطے روانہ کیا ہوگا وہ آتے ہونگے لہذا اپنی
حفاظت اُن سے ضرور ہی مقتضاے عقل یہی ہی کہ دشمن سے غافل نہونا چاہیے اُس سے اندیشہ
دشمنی رکھنا چاہیے سامان جنگ مہیا کر لینا چاہیے تاکہ بروقت ضرورت دشمن سے مغلوب نہون
حتی الامکان اُس پر غالب ہی ہون ملکہ شہناز جادو نے تا دیر فکر کر کے کہا کہ اے لڑکیو اگرچہ تم
کم عمر ہو مگر بات دور اندیشی کی کہتی ہو یہ راے تمھاری پسند کرتی ہون واقعی دشمن سے اپنی
جان و مال کی حفاظت ضرور ہی دشمن کی دشمنی سے اندیشہ کرنا اور دشمن کو حقیر نہ سمجھنا چاہیے
بقول سعدی شیرازی رح ۔ دشمن نتوان حقیر و بیچارہ شمرد ۔ اور ہمارا دشمن تو نائب خداوند
حکیم جالوس قوی ہی اُس سے تو ضروری اندیشہ دشمنی کرتی ہین میں بھی ملکہ شہناز جادو ہون اگرچہ
دربار مین مین نے صبر کیا اور جوہر اپنی تیغ سحر کے نہ دکھلائے تو کیا اب بھی سحر خوانی مین اپنا ہنر نہ دکھاؤنگی
دیکھنا قیامت تو بپا کر دون گی حکیم جالوس کو مشکل پڑے گی ایسے ایسے سحر کرون گی کہ وہ گھبرا
جائے گا مجھ سے بگاڑ کر پچھتائے گا اُس وقت مصلحت یہی تھی جو مین نے صبر کیا تھا سحر اپنی زبان پر جاری
نہ کیا تھا اب تو اُس سے عداوت ہو گئی ہی کوئی دقیقہ دشمنی کا فروگذاشت نکرون گی یہ کہکر چند ناریل
اور ترنج اسباب سحر سے لے کر الفاظ و اسماے سحر زبان پر جاری کر کے اُن ناریل پر پھونکی اور پھر
دم کر کے چہار طرف زمین پر مارے وہ ناریل زمین پر گر کے پھٹتے دھوان اور شعلے پیدا ہوے وہ
صحراے سبزہ زار کثرت دخان سے تاریک ہو گیا بار بار دھوئین مین شعلے ظاہر ہونے لگے تھوڑی
دیر کے بعد وہ دھوان ہواے تند سے دور ہوا شعلے رفع ہوے سب نے دیکھا کہ ایک قلعہ
سر بفلک کشیدہ مع برج و بارہ کنگورے فصیل نہایت مستحکم و مضبوط و وسیع ایسا تیار و آراستہ ہی
کہ چہار دیواری اُس کی سنگین ہی اور چار دروازے اُس کے بہت بڑے بڑے آہنی ہین
بروج و بارہ کنگورے فصیل خوشنما ہین ہر دروازے پر ایک ایک پتلہ ایستادہ ہی کسی کے ہاتھ مین
تیر و کمان ہی کوئی تیغ بقبضہ ہی مفصل حالات اس قلعہ سحر کے ہنگام مناسب بیان کیے جائین گے
مجملا یہ کہ قلعہ مذکور سحر و سامان جدال سے بخوبی آراستہ نظر آیا خندق پل پختہ وغیرہ سب نے
مشاہدہ کیا ہمراہیون نے متحیر ہو کر از حد تعریف و ثنا کی ملکہ شہناز جادو نے خوش ہو کر مسکرا کر

جواب دیا کہ تمنے ابھی کیا دیکھا ہے یہ قلعہ کیا ہے میرے سحر کا ایک ادنیٰ سا کرشمہ ہے تم اسی کو دیکھکر
متحیر ہو کر تعریف کرنے لگے ہو آئندہ میرے سحر دیکھنا وقت ضرورت جو بڑے بڑے سخت سحر کرونگی
یہ کہکر اُس قلعہ سحر سے جانب طلسم زلزلہ کے بڑھکر دور جاکر چار ترنج نکالے کہ ہر ایک ترنج پہ سحر دم
کر کے چار طرف ایک ایک ترنج زمین پر مارا ہر ایک ترنج پھٹا دھوان زمین سے پیدا ہو کر اٹھا
ہو کر بلند ہو کر سر بفلک کشیدہ ہوا گویا ایک قلعہ دخان ہو گیا شعلے بکثرت پیدا ہونے لگے اُس جگہ
اندھیرا ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے ہمراہی کنیزوں نے دیکھا کہ وہ دھوان و شعلے دفع ہو گئے تاریکی
دور ہوئی ایک چار دیواری پختہ و منقش باغ کی نظر آئی دروازہ باغ کا مانند آغوش عاشق کے
کھلا ہوا دیکھا اُس دروازے سے باغ کے اندر جو نظر کی دیکھا کہ باغ نہایت پُر بہار ہے چمن گلہائے
رنگارنگ سے ہیں کوئی چمن لالہ نعمان کا ہے کوئی نافرمان کا ہے کوئی داؤدی کوئی چمپا کوئی نسترن کوئی
نسرین کوئی سیوتی کا کوئی گل فرنگ کا کوئی گل اشرفی کا کوئی گل آفتاب کا کوئی کیتکی کوئی جعفری
کوئی گل عباسی کوئی گل مرغ وغیرہ وغیرہ کا ہے ہر ایک چمن وسیع و خوشنما ہے نہایت سرسبز و شاداب ہے
گلہائے رنگارنگ شگفتہ ہیں غنچے بھی نمودار ہیں اکثر غنچے چٹک رہے ہیں بلبلوں و دیگر مرغان خوش الحان
کا باغ میں ہجوم ہے طائران خوش الحان چہک رہے ہیں بلبلیں نغمہ سرا ہیں جوش پر فصل بہار ہے
آتش گل شعلہ ور ہے نہریں جاری ہیں لب جو سرو کے اشجار خوشنما ہیں قمریاں اُس پر بیٹھی ہیں
عشق کا دم بھر رہی ہیں ہر سرو مانند قد محبوب ہے اکثر چمنوں کے حوالی اشجار میوہ دار مانند سیب و
ناشپاتی و انار و نارنگی و شریفہ و امرود وغیرہ کے ہیں تھالے اُن کے درست ہیں باغبان وغیرہ
باغ میں موجود ہیں درستی اشجار وغیرہ میں مصروف ہیں باغبانان خوش رو خوش لباس بھی
نظر آتی ہیں خس و خار باغ سے دور ہے درمیان صحن گلشن ایک چبوترہ سنگ مرمر کا ہے اُس پہ
شگیرہ طلائی کا ایستادہ ہے زیر شگیرہ فرش نفیس و نادر بچھا ہے بالائے فرش مذکور مسند زرین
ہے کرسیاں نقرئی و طلائی کار با جواہر نگار بچھا قرینے سے رکھی ہیں ایک سمت بارہ دری ہے وہ
نہایت نفیس و نادر و منقش ہے قصر فریدون سے بدرجہا بہتر ہے بارہ دری کے اندر سامان
قابل دید اسباب ضروری سے آراستہ ہے شیشہ آلات چھت پر دے نہایت قیمتی نفیس و نادر
ایسے ہیں کہ چشم فلک نے بھی کبھی نہیں دیکھے ہیں دروازے بارہ دری کے کھلے ہوئے ہیں
اُن دروازوں سے بارہ دری کے اندر کا حال روشن و آشکار ہو رہا ہے جھاڑ ہر ایک جواہر کا ہے
کنولوں میں اُن کے شمعہائے مومی و کافوری چڑھی ہوئی ہیں جھاڑ فانوس کے بھی نایاب جواہر
رنگارنگ کے ہیں تصویریں قرینے سے لگی ہیں آئینے حلبی قد آدم نہایت خوبی سے اُس میں
دکھائی دیتے ہیں وہ آئینے ایسے ہیں کہ اگر سکندر بھی اُن کو دیکھتا تو اُس کو بھی حیرت ہو جاتی مسہری
پلنگ کرسیاں میز وغیرہ وغیرہ اسباب راحت و زینت سے بخوبی آراستہ ہے قصرہائے سلاطین سے
آراستگی میں بہتر و برتر ہے باغ میں ہوا سے سرد چل رہی ہے نسیم سحر ہوا داری کو موجود ہے اترائی ہوئی
پھر رہی ہے گلوں سے بس کر جو آتی ہے دماغ کو بساتی ہے اُس باغ پر بہار سے رشک گلشن ارم کا ہوتا ہے
غرضکہ کنیزوں نے بیرون باغ سے سیر باغ و بارہ دری کی کے خوبی و آراستگی ہر اُس کے بغور
نظر کر کے ملکہ شعلہ رخسار کے سحر کی بہت ثنا کی اُس نے مجرم بادر کو اپنے قریب بلا کر سرگوشی میں
تادیر کچھ کہا اُس نے عرض کیا کہ بہت خوب میں ایسا ہی کروں گی جو کچھ آپ نے فرمایا ہے اسی پہ عمل

کرون گی ذرا کوئی ساحر نابکار فرستادہ نائب خداوند حکیم جالوس ادھر آئیگا تو دیکھ لیجیے گا کہ اوس کو
کیسا اپنے دام فریب مین پھنساتی ہون اس جگہ دوسرے راوی نے یون بیان کیا ہی کہ قلعہ تحیر کا
قبل اس سے ذکر کیا گیا ہو ملکہ شہناز جادو نے اپنے سحر سے تیار کیا ہی اور باغ مذکور ملکہ بہار گلپوش
جادو نے اپنے سحر سے نمودار کیا اور یہ قول و بیان راوی دیگر اصح ہی الحاصل جب باغ مذکور نمودار
ہوا بقول راوی دیگر ملکہ شہناز جادو و تحیر جادو کو اپنے ہمراہ لیکر ملکہ بہار گلپوش جادو
سے اور اس کی کنیزون سے کچھ کہکر قلعہ سحر مذکور کی طرف جاکر داخل قلعہ مذکور ہوئی ملکہ بہار گلپوش
جادو باغ مین داخل ہوئی کچھ کنیزین خدمت ملکہ مین حاضر رہین کچھ کنیزین در باغ پر بطور درست
شہر مین ملکہ بہار جادو نے داخل باغ ہوکر سحر سے اپنی صورت و شکل تبدیل کی ہنوز درستی قلعہ و باغ
نہو چکی تھی کہ رعد دیو سر جادو جس کا سر مانند سر دیو کے کلان تھا اور برائے اسیری شہناز جادو
دربار نائب خداوند سے پندرہ ہزار ساحرون کو ہمراہ لیکر مع سامان جنگ و جدال روانہ ہوا تھا
اثنائے راہ مین ٹھہرتا ہوا سیر کرتا ہوا اسی صحرائے سبزہ زار پر بہار مین آیا بلندی سے جو اس نے
سوے پستی نظر کی دیکھا کہ درمیان صحرا کے ایک باغ پر بہار عجب شگفتہ و شاداب ہی کہ زیر فلک
مثل اس باغ کے دوسرا باغ نہین ہی اور ایک قلعہ سر بفلک کشیدہ ہی یہ دیکھکر متحیر ہوکر دل مین
کہنے لگا کہ اس صحرا مین کس شاہ و شہریار نے یہ قلعہ محکم اور یہ باغ پر بہار بنایا ہی ذرا ٹھہرکر دریافت
کرنا چاہیے قبل اس کے تو اس صحرا مین نہ کوئی قلعہ تھا نہ باغ تھا سوائے سبزۂ شاداب کے
کوئی گل بوٹا اور کوئی مکان نہ تھا یہ خیال کرکے بلندی سے مع اپنے ہمراہی ساحرون کے سوے
زمین آیا دیکھا کہ دو تین کنیزین قریب در باغ آبدیدہ کچھ درستی ادویہ مین مصروف ہین کوئی چوب
صندل سنگ صاف پر گھس رہی ہی کوئی ہاون دستے مین ادویہ کوٹ رہی ہی کوئی کچھ برگہائے سبز کا
عرق کوٹ کر نکال رہی ہی ان چار کنیزین قریب پہنچی ہوئی آبدیدہ ہوکر باہم یہ کہہ رہی ہین کہ ہماری
ملکہ عالم کے سر مین ایسا درد شدید پیدا ہی کہ حالت ان کی متغیر ہوگئی ہی چہرہ اتر گیا ہی غذا کل سے
اسوقت تک کچھ نہین ہوئی ہی بہت سی تدبیرین کی گئی ہین کسی دوا و تدبیر سے درد سر رفع نہین
ہوتا ہی نہین معلوم کیسا درد ہی کہ ایک حالت پر ہی کچھ کمی نہین ہوئی ہی اب یہ دوا تیار ہو رہی ہی دیکھیے
کچھ نافع ہوتی ہی یا نہین دعا کرنا چاہیے کہ ملکہ عالم اچھی ہو جائین اس دوا سے صحت پائین درد سر
دور ہو جائے ملکۂ عالم تندرست ہو جائین روگ دھوک ان کا ان کی جان کی سلامتی مین دور
ہو جائے غسل صحت کرین ہم سب کو انعام دین غالبًا بعد اپنی صحت کے اپنے صحیح ہونے کا جشن کرینگی
بڑا سامان کرین گی بزم عشرت خوب آراستہ ہوگی کوئی ان مین سے کہتی ہی کہ کہین وہ نیک گھڑی
تو آئے صحت تو ہو اس صحرا مین بلکہ دور دور یہان سے کوئی حکیم و طبیب بھی ایسا نہین ہی کہ جسکو
بلاکر ان کا علاج کیا جائے رعد دیو سر جادو نے در باغ پر آکر گفتگو ان کنیزون کی سنکے کہا کہ ہمکو
حکمت مین دخل ہی اپنی ملکہ سے ہمارے آنے کی خبر کرو ہم ان کا علاج ایسا کرین گے کہ وہ ابھی
اچھی ہو جائین گی اور یہ تو بتاؤ کہ تمہاری ملکہ کا کیا نام ہی انھون نے کھڑے ہوکر با ادب کہا کہ آپ
یہان توقف فرمائین ہم اپنی ملکہ سے آپ کی خبر تشریف آوری بیان کرین اپنے اسم مبارک سے
آگاہ کیجیے آپ اسوقت خوب آئے امید قوی ہی کہ آپ کے علاج سے ملکہ اچھی ہو جائین گی نام
ہماری ملکہ کا خود ملکۂ عالم سے دریافت کر لیجیے گا ہم ادبًا ان کا نام اپنی زبان پر جاری نہین کرسکتی ہین

فقط ملکہ عالم کہتے ہیں ساحر مذکور نے کہا کہ نام ہمارا مشہور جہان ہے سب ہمکو رعد دیو سر جادو
کہتے ہیں ہم مقرب بارگاہ و رفقاے خداوند ہمو دسر مست جادو سے ہیں حکمت و طبابت میں
بھی مہارت رکھتے ہیں سحر میں بھی لاجواب ہیں ہمارا سحر کوئی دفع کرہی نہیں سکتا ہے ہماری آواز بلند
سنکے کوئی ہوشیار نہیں رہ سکتا ہے ضرور بیہوش ہوکر گر پڑتا ہے ہم براے اسیری گرفتاری ملکہ
شہناز جادو وغیرہ حسب الحکم نائب خداوند حکیم جالوس جاتے تھے اس صحرا میں یہ باغ پر بہار
دیکھکر براے دریافت حال زمین پر آئے ہیں یہ کہکر در باغ سے اندر باغ کے نظر کی ہوا جو پھولون
سے بسکر آئی دماغ ساحر مذکور بھی خوشبو سے بس گیا جھوم کر کہنے لگا کہ واہ وا کیا بوے خوش
آئی ہے کہ دماغ معطر ہوگیا ہے کنیزین اُس کی تقریر سنکے اندر باغ کے گئین ملکہ سے تمام حال بیان کیا
اُس نے حکم دیا کہ جو کوئی آیا ہے اُسے بلالو کنیزین پھر در باغ پر آئین دست بستہ کہنے لگین کہ چلیے
حضور ہماری ملکہ نے آپ کو طلب کیا ہے رعد دیو سر جادو اپنے لشکر کے تمام ساحرون کو صحرا میں
چھوڑکر تنہا اندر باغ کے گیا دیکھا کہ باغ مثل گلشن ارم ہے جہان تک اُس کی تعریف کیجیے کم ہے ہر ایک
طرف دیکھتا ہوا چمنہاے رنگارنگ کی سیر کرتا ہوا ہمراہ اُن کنیزون کے بارہ دری میں گیا دیکھا
کہ ایک نازنین مہ جبین گلبدن سیمتن خوش رو عنبرین گیسو نہایت خوبصورت و خوش جمال
عدیم المثال مسہری پر لیٹی ہے دوشالہ از گلو تا پا اوڑھے ہوے ہے سر پر ایک رومال بندھا ہے
آہ آہ کر رہی ہے چند کنیزین حاضر ہین کوئی سر دبا رہی ہے کوئی عطر حسن سنگھا رہی ہے کوئی لخلخہ
عطر مجموعہ قریب لاتی ہے عرض کرتی ہے کہ اے ملکہ اب اس لخلخے کو سونگھیں شاید اس کے سونگھنے
سے درد سر دفع ہو جائے رعد دیو سر جادو اُس نازنین مبتلاے درد سر کو دیکھکر جان و دل سے پھنسا
دام عشق ہوا بے اختیار آہ سرد کی شوق وصل دل میں پیدا ہوا ایک کنیز نے کرسی زرین و
جواہر نگار قریب مسہری و چہرہ ملکہ مذکورہ لاکے بچھا دی بعدہ عرض کیا کہ حضور اس کرسی پر بیٹھیں
رعد دیو سر جادو نے اُس کرسی پر بیٹھکر فرط الفت سے بے اختیار پوچھا کہ اے ملکہ عالم مزاج
کیسا ہے نصیب دشمنان کیا شکایت ہے ہر چند کہ کنیزون سے کچھ حال ناسازی مزاج معلوم ہوا ہے
مگر تم اپنی زبان سے اظہار کرو ملکہ نے زبان سے تو کچھ نہ کہا لیکن دست نازک و حنائی سے
جانب سر و پیشانی اشارہ کیا ساحر مذکور سمجھ گیا کہ یہ پری رو شاکی درد سر ہے اس اثنا میں ایک
کنیز نے واسطے صندل وغیرہ لگانے کے رومال جو بندھا ہوا تھا سر سے دور کیا ارادہ پیشانی پر
صندل لگانے کا کیا رعد دیو سر جادو نے کنیزون سے کہا کہ مجکو ایک طریقہ دفع درد سر کا ایسا معلوم
ہے جب تک کوئی دوا تجویز کی جائے اور وہ تیار ہو اُسی طریقے سے دفع درد سر کی کوشش کرتا ہون
یہ کہکر پیشانی ملکہ پر اپنا ہاتھ رکھکر آہستہ آہستہ کچھ پڑھنے لگا چونکہ پیشانی ملکہ پر عرق آگیا تھا وہ عرق
عرق گل سے خوشبو میں بہتر تھا بلکہ رشک عطر گل تھا صفائی و لطافت میں وہ قطرہ عرق پیشانی
غیرت دُر آبدار تھے دست ساحر مذکور تر ہوگیا چونکہ ہاتھ اُس کا ایسے معشوق حسین و مہ جبین
گلعذار کی پیشانی نورانی تک خوبی اتفاق سے پہونچا تھا عمداً دیر تک ہاتھ رکھے رہا کچھ پڑھ پڑھکر پھونکا
کیا ہاتھ اپنا لوح پیشانی محبوبہ خوب رو سے نہ اُٹھایا بعد ازان پوچھا کہ اے ملکہ اب درد سر کیسا ہے
اُس نے کہا کہ تمہارے ہاتھ پھیرا اور کچھ پڑھکر دم کرنے سے درد سر میں بہت کمی ہے کونسی دعا یا کونسا
منتر تمنے ہمارے ماتھے پر ہاتھ رکھکر پڑھا کہ جس کے پڑھنے اور پھونکنے سے گویا درد سر دفع ہوگیا

نازنین مبتلائے درد سر نے جو مسکرا کر یہ تقریر کی ساحر مذکور نے بے اختیار کہا کہ اے ملکہ کچھ الفاظ
و اسما مین نے پڑھ کر تمھارے سر و پیشانی پر دم کیے ہین یہ طریقہ و عمل برائے دفع درد سر مجرب جاری
جاسے شکر ہی کہ درد سر تمھارا بہت کم ہو گیا باقی ماندہ بھی دفع ہو جاوے گا اس علاج کا مجکو انعام
کیا ملے گا زر و جواہر کی تو خواہش نہین ہے ملکہ مذکورہ نے اُس کی تقریر سنکے اور سمجھ کے شرما کر مسکرا کر
ہار پھولون کا اپنی گردن سے اتار کر اور چند پھول اپنی بدہی سے اُس کو دے کر کہا کہ لو یہ انعام
بہتر از تمامی زر و جواہر ہی اس ہار کو اپنے گلے مین ڈالو پھولون کو سونگھو علاوہ اس کے ہمارے
پسینے کی خوشبو سونگھو وہ پسینہ پیشانی کا جو بہتے تمھارے ہاتھ تم کو دیے ہین عطر گل ہی سر دست
عوض علاج یہ انعام دیا گیا ہی آئندہ دیکھا جائے گا ساحر مذکور نے خوش ہو کر وہ ہار لے کر اپنے
گلے مین ڈالا شادی و خوشی سے پھولون نہ سمایا اُن پھولون کو اور دست آلودہ عرق پیشانی مذکور
کو کہ جو عطر سے بہتر تھا سونگھا سونگھتے ہی دیوانہ ہو گیا اظہار عشق اس طرح کرنے لگا کہ اے ملکہ اشعار

چاک دامن کیے جاتا ہے دیوانون نے / قید خانے سے کیا آباد پریشانون نے
گلشن دہر مین جو فصل بہار آئی ہے / شور عالم مین کیا ہے ترے دیوانون نے
دیکھکر کاکل مشکین تری تیرہ شب ہین / دل لیے زلف پریشان کے پریشانون نے

یہ اشعار پڑھکر جوش دیوانگی و عشق مین از خود رفتہ ہو کر جیب و دامن و گریبان چاک کر کے
کہنے لگا کہ ہم تو مدت سے تم پر فریفتہ ہین تمھارے وصل کے خواہان ہین ملکہ نے جواب دیا کہ ہم کو
کیونکر یقین ہو کہ تم ہمارے عاشق و شیدا ہو دعوی بغیر دلیل ہو نہین سکتا پہلے اپنا عاشق و فرمانبردار
ہونا ہم پر ثابت کر و پھر طالب وصل ہو اُس نے پوچھا کہ کونسی خدمت و فرمانبرداری کرون جسکے
کرنے سے عاشق صادق ہونا میرا تم پر ثابت ہو ملکہ بہار گل پوش جادو نے کہا کہ اے رعد دیو سر
جادو آگاہ ہو کہ ہمارا دشمن نائب خداوند حکیم جالوس ہی ہمارے قتل و بے آبروئی کا درپے ہی
اگر تم ہمارے عاشق صادق ہو تو اُس کا سر کاٹ کر ہمارے روبرو لے آؤ اپنے رقیب اور ہمارے
دشمن کو زندہ نہ رکھو اگر اس کام کا سرانجام کر دوگے تو البتہ ہمارے عاشق سمجھے جاؤگے اور دل مراد
بھی پاؤگے رعد دیو سر جادو نے ملکہ کی یہ تقریر سنکے جواب دیا کہ اے ملکہ عالم نائب خداوندی کی تو
کیا حقیقت ہی اگر کہو تو خداوند ہوش ربا سمست جادو مالک طلسم زلزلہ کا سر لاؤن تمھارے حکم کو
بجا لاؤن تمھاری زبانی اب یہ سنا کہ حکیم جالوس میرا رقیب ہی وہ نابکار بھی شاید تم پر مائل و طالب وصل ہے
نا امید ہو کر تمھارا دشمن جان ہوا ہی ایسے نابکار کو کہ میرا اور تمھارا دشمن ہی ضرور ہلاک کرونگا سر
اُس کا کاٹ کر لے آؤنگا ابھی جاتا ہون سر اُس کا کاٹ کر لیے آتا ہون اول تو مین ہی اُس کے قتل
کرنے کے واسطے کافی ہون دوسرے میرے ہمراہ پندرہ ہزار ساحر ہین جو میرے مطیع و فرمانبردار
ہین تمھارے در باغ پر ٹھہرے ہوے ہین اُن کو ہمراہ لے کر جاتا ہون ملکہ نے کہا کہ اچھا تم کو اختیار ہی
جو مناسب ہو وہ کرو خواہ تنہا جاؤ خواہ اپنے لشکر کے ہمراہ جاؤ یہ کہکر کچھ سوچ کر کنیزون سے کہا کہ
اس کے ہمراہی جو ساحر ہین اور ہمارے در باغ پر آئے ہین وہ بھی ہمارے لطف و مہربانی سے محروم
نہ ہین اُن کو عطر سے اور پھول جو رکھے ہوے ہین جاکر دیدو اور کہدو کہ ہماری ملکہ نے بخاطر
رعد دیو سر جادو تمکو بھی یہ عطر اور پھول بھیجے ہین ان کو سونگھو عطیہ ملکہ عالم کے شکر گذار ہو
کنیزون نے حکم ملکہ کی تعمیل کی ہر ایک ساحر نے ایک قطرہ پایا پھول لے کر خوش ہو کر سونگھکر

مبتلائے سحر ہو کر کہا کہ ملکہ عالم نے کیا ہمیں سرفراز کیا ہے اب ہم فرمانبردار و تابع حکم ہیں جاں نثاری کو
موجود ہیں اُن کے دشمن کے دشمن ہیں کنیزوں نے کہا کہ دشمن اُن کا نائب خداوند ہے اپنے
سردار رعد دیو سحر جادو کے ساتھ جا کر سر حکیم جالوس کا کاٹ کر لاؤ انہوں نے کہا کہ ہمیں
کیا عذر ہے سر اُس کا جا کر کاٹ لائیں گے دشمن ملکہ عالم کو زندہ نہ رکھیں گے یہ کہکر حالت دیوانگی میں
وہ بھی اشعار عاشقانہ مسحور بہ سحر ہو کر پڑھنے لگے اس اثنا میں رعد دیو سحر جادو باغ سے
باہر آیا جملہ ساحران ہمراہی سے کہا کہ یہاں جاؤ نائب خداوند حکیم جالوس دشمن ملکہ عالم کا سر کاٹ کر
لے آئیں حکم ملکہ بجا لائیں سپہ نے عرض کیا کہ چلیے اُس نابکار کو قتل کریں سر دربار گھس کر اُسکو
مع اُس کے اہل دربار کے قتل کریں یہ کہکے رعد دیو سحر جادو اژدر آتش فشان سحر پر سوار ہوا
جملہ ساحران ہمراہی بھی اُس کے مختلف سحر کی سواریوں پر سوار ہوئے پھر رعد دیو سحر جادو
بصد قہر و غضب اپنے لشکر کو ہمراہ لیکر سوئے طلسم زلزلہ روانہ ہوا بعد قطع راہ سرحد طلسم مذکور
میں پہونچا ساحروں نے جلد تر جا کر حکیم جالوس سے عرض کیا کہ رعد دیو سحر جادو جو بیڑا
اسیری ملکہ شہناز جادو وغیرہ کا لیا تھا اس طرح آتا ہے کہ بصد خوشی و خرمی اشعار عاشقانہ پڑھتا ہے
حکیم جالوس یہ خبر سنکے سمجھا کہ ملکہ شہناز جادو کو اور ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ مہر جادو
کو قتل یا اسیر کرکے بصد خوشی آتا ہے یہ سمجھکر اہل دربار سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ سنا تم نے رعد دیو سحر
جادو آتا ہے یقین ہے کہ اُس نے جاتے ہی ملکہ شہناز جادو وغیرہ کو اسیر یا قتل کیا ہوگا بصد خوشی
آتا ہے ہم اُس کو ایسا انعام دیں گے کہ وہ بھی خوش ہو جائیگا اہل دربار نے عرض کیا کہ اے
نائب خداوند رعد دیو سحر جادو ساحر زبردست ہے نامی و نامور ہے اُس کے پہنچنے سے ممکن نہیں
کہ دشمن بیہوش نہو جائے یہ سحر خاص اُس کا ایسا ہے کہ دفعیہ اس کا امکان سے باہر ہے ابھی ساحران
اہل دربار یہ گفتگو کر رہے تھے کہ نائب خداوند حکیم جالوس تخت پر بصد خوشی بیٹھا تھا کہ رعد دیو سحر
جادو مع اپنے لشکر کے آیا سپہ نے دیکھا کہ ایک ہار پھولوں کا گلے میں ڈالے ہوئے ہے کچھ پھول
ہاتھوں میں لیے ہے بار بار ان پھولوں کو سونگھتا ہے لباس اُس کا جابجا سے پھٹا ہوا ہے چہرے سے آثار وحشت
و قہر و غضب ظاہر ہیں ابھی تیس چالیس اہل دربار جو بیٹھے ہوئے تھے وہ سوئے ساحر مذکور دیکھکر
حیران تھے دل میں متردد تھے کہ رعد دیو سحر جادو دربار میں آیا فرط غضب سے سلام نہ کیا
نائب خداوند حکیم جالوس نے پوچھا کہ اے رعد دیو سحر جادو تم نے ہمیں سلام نہ کیا اس کی
کیا وجہ ہے اور اسوقت تجکو کیا ہوا ہے [illegible] ہم کیوں ہیں ملکہ شہناز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و
مہر جادو کو اسیر کر کے لایا یا اُن کو قتل کیا بیان کر ساحر مذکور نے بصد غضب جواب دیا کہ او نابکار
کیا بکتا ہے تو لائق سلام نہیں ہے ملکہ [illegible] ورنہ ہماری محبوبہ کا تو دشمن ہے تیرا سر کاٹنے آیا ہوں یہ کہکر
کانوں پہ ہاتھ رکھکر ارادہ چیخنے کا کیا ہنوز صدا اُس کے دہن سے نہ نکلی تھی کہ حکیم جالوس یہ دیکھ
بزور عمل جلد تر تخت سے اپنے تئیں گرا کر پاؤں اپنے زمین پر مار کر غرق زمین ہوا اور جا [illegible]
پاس خداوند ہوش [illegible] تھا جا کے چھپا یہاں رعد دیو سحر جادو چیختا اُس کی صدا سے
اہل دربار جو اُسوقت حاضر دربار تھے بیہوش ہو گئے ہر چند ساحران اہل دربار نے [illegible]
جالوس سے ارادہ بھاگنے اور غرق زمین ہونے کا کیا مگر رعد دیو سحر جادو نے اتنی مہلت
اُن کو نہ دی کہ وہ اسمائے سحر اپنی زبان پر جاری کریں اور غرق زمین ہو کر بیہوش ہو گئے

محفوظ رہیں غرضکہ جب ساحران دربار بیہوش ہوگئے رعد دیو سر جادو و جملہ ساحران ہمراہی
اُس کے ساحران بیہوش شدہ کو قتل کرنے لگے شور و غل ہونے لگا ساکنان طلسم زلزلہ جو
اس واقعے سے باخبر ہوے وہ حیران ہوے دربار میں تو ایک ہنگامہ برپا تھا اہل دربار مذکور
قتل ہو رہے ہیں مگر حکیم جالوس جو سوے شاہ طلسم زلزلہ گیا تھا بعد ادائے خدمت خداوند
ہو و سرمست جادو میں بد حواس و پریشان خاطر پہونچا با دب سلام کیا خداوند مذکور نے
متردد ہو کر پوچھا کہ اے نائب من خیر تو ہے کیوں گھبرایا ہوا آیا ہے اُس نے عرض کیا کہ خداوند
کیا عرض کروں غضب ہوا شاہ نے کہا بیان تو کر آخر کیا ہوا اسقدر کیوں گھبرایا ہوا ہے یہاں
باحال پریشان کیوں آیا ہے اُس نے تمام حال ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ تحیر جادو و ملکہ
شہناز جادو و رعد دیو سر جادو کا مفصل بیان کیا شاہ طلسم زلزلہ نے کہا کہ اے حکیم جالوس
تو نے برا کیا ملکہ و بدیہ سحر ساز عرف ملکہ شہناز جادو با بدولت کی قرابت دار و بزرگ خاندان کو
سر دربار کوڑے لگائے ذلیل کیا دوست کو دشمن کیا اب رعد دیو سر جادو جو مبتلاے سحر
ملکہ بہار گل پوش جادو ہو کر آیا ہے اہل دربار کو قتل کر رہا ہے کشت و خون ہو رہا ہے جلد اسکے
دفع کی تدبیر کر حکیم جالوس نے پوچھا کہ اے خداوند کیا تدبیر کروں کیونکر سحر ملکہ بہار گل پوش
جادو رعد دیو سر جادو پر سے دفع کروں شاہ طلسم زلزلہ نے جواب دیا کہ سحر ملکہ بہار گل پوش
جادو کا سکھایا ہوا و بدیہ سحر ساز جادو کا ہے یہ سحر اتارے سے نہ اترے گا حکیم جالوس نے پوچھا
کہ اے خداوند پھر کیا کیا جائے شاہ طلسم مذکور نے جواب دیا کہ یہ شیشہ جو طاق پر رکھا ہوا ہے اُسکو
اٹھا کر جلد لے جا جو کچھ اس میں بھرا ہوا ہے ایک ایک قطرہ رعد دیو سر جادو و اور اُس کے
لشکر کے ساحروں پر ڈال دے تا کہ سب جل جائیں قصہ پاک ہو یہ ہنگامہ موقوف ہو لیکن
خبردار اب ایسی حرکت تجھ سے نہ کرنا حکیم جالوس وہ شیشہ اٹھا کر جلد تر راستے طے کر کے
اپنے دربار میں آیا دیکھا کہ گویا ایک قیامت برپا ہے رعد دیو سر جادو و ساحران ہمراہی اسکے
اہل دربار بیہوش شدہ کو قتل کر رہے ہیں علامت اُن کے مرنے کی ظاہر ہو رہی ہے آندھیاں
مختلف رنگ کی زور و شور سے آ رہی ہیں ہوا سے تند چل رہی ہے تاریکی محیط عالم ہے ساحران
مقتول کے سحروں کے جو پیر ہیں وہ اُن ہی کے نام سے آوازیں آ رہے ہیں طلسم زلزلہ میں
زمین کو زلزلہ ہے سنگ باری و برف باری و آتش باری ہو رہی ہے شور و غل ہو رہا ہے ساکنان
طلسم اس واقعے سے متحیر و پریشان ہیں طلسم میں ایک تہلکہ پڑا ہے یہ حال دیکھکر حکیم جالوس نے
اُسی شیشے سے چند قطرہ آب رعد دیو سر جادو پر اُس تاریکی میں ڈالے ان قطروں کے پڑتے ہی
رعد دیو سر جادو نے آہ کی پھر مثل شمع کافوری جلنے لگا اور کہنے لگا کہ او نابکار حکیم جالوس
تو نے غضب کیا تاریکی میں پوشیدہ طور سے میرا کام تمام کیا او نابکار دلیرانہ سامنے نہ آیا تجھسے
مقابلہ نہ کیا تا کہ ہنگام مقابلہ سر تیرا کاٹ کر اپنی محبوبہ ملکہ عالم کے پاس لے جاتا اُس کے حکم کو بجا لاتا
پھر اُس کے وصل سے شادکام ہوتا افسوس آرزوے دلی بر نہ آئی او بزدل اپنا وار کر کے
غائب ہو گیا دلیرانہ سامنے نہ ٹھہرا ورنہ میں بھی حوصلہ اپنے دل کا نکالتا ایسی ہی تقریر کرتے
کرتے جلتے جلتے آخرکار خاک ہو گیا اس کے بھی مرنے کی علامت ظاہر ہوئی حکیم جالوس نے
رعد دیو سر جادو کے ہر ایک ساحر ہمراہی پر بھی وہ آب شیشہ چھڑکا وہ سب بھی جلنے لگے

ان کے تنوں سے شعلے نکل نکل کر دوسرے ساحروں پر جو گرے وہ بھی مانند اُن کے جلنے لگے
دربار میں اور قریب دربار عجب آفت تھی ایک آگ سی لگی ہوئی تھی ہر ایک ساحر مذکور جلتا
تھا حکیم جالوس عالم غصہ میں کہہ رہا تھا کہ اے ناہنجارو تمھاری یہی سزا ہے جیسا تم نے کیا ویسا پایا ایسی
نادانی و بیوقوفی کی کہ سحر ملکہ بہار گل پوش جادو میں مبتلا ہو گئے اور ہمارے اور ہمارے اہل دربار
کے قتل کرنے کو آئے ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و معروف ملکہ شہناز جادو وغیرہ کو اسیر کر کے نہ لائے
تو واسطے سحر میں مبتلا ہو کے اسیر دام الفت ہو گئے ہنوز نائب خداوند مذکور یہ گفتگو کر رہا تھا کہ
وہ سب ساحر بھی جل کر فریاد و آہ کر کے خاک ہو گئے جب سب ساحر مذکور جل گئے اور تاریکی و ہوائے
تند و تیز دفع ہوئی مطلع صاف ہوا حکیم جالوس نے لاشے ساحران اہل دربار کے بعد رنج اٹھوائے
بعد اٹھنے لاشوں کے اور درستی دربار کے نائب خداوند مطلق ہو کر بالائے تخت حکومت بیٹھا
جملہ اہل دربار وغیرہ جو اس ہنگامے کی خبر سنکے جمع ہو کے دربار میں آ گئے تھے علی قدر مراتب بیٹھے جو
قابل دربار نہ تھے وہ چلے گئے حکیم جالوس نے تخت حکومت پر جلوس کر کے اہل دربار سے مخاطب
ہو کر کہا کہ اے ساحران نامی و نامدار والے نمکخواران خداوند عالی وقار دبدبہ سحر ساز عرف
ملکہ شہناز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ مجمر جادو نے خداوند سے منحرف و سرکشی کر کے
سکونت طلسم زلزلہ میں اختیار نہ کی بیرون طلسم زلزلہ جا کر رہا کی ایسی دشمن جان ہوئیں کہ رعد
دیو سر جادو کو اپنے سحر میں مبتلا کر کے ہمارے قتل کرنے کے واسطے بھیجا اس نے یہاں آ کر اپنے
سحر خاص سے ہمارے بیہوش کرنے کا ارادہ کیا تھا اگر ہم بعجلت غرق زمین نہ ہو جاتے تو ضرور
اس کے چیخنے سے آواز اس کی سنکر ہم بھی بیہوش ہو جاتے ایسی صورت میں وہ یہاں قتل کرتا
سر ہمارا کاٹ کر حسب الطلب و موافق حکم پاس دبدبہ سحر ساز و ملکہ بہار گل پوش جادو کے
لیجاتا اور اگر ہم حسب فرمان خداوند شیشہ آب یا شیشۂ روغن سوزان نہ لاتے یا رعد دیو سر جادو وغیرہ
پر وہ آب یا روغن نہ چھڑکتے اور ان سب کو نہ جلا دیتے تو بڑا غضب ہوتا رعد دیو سر جادو طلسم زلزلہ
میں آفت برپا کرتا اب ہم کو باغیان مذکورہ کی طرف سے سخت اندیشہ ہے علی الخصوص دبدبہ سحر ساز
کی جانب سے اندیشہ قوی ہے وہ ساحرہ زبردست ہے رازداران طلسم سے ہے بالفعل تو ہماری ہی
دشمن جان ہے اگر کہیں شریک طلسم کشا ہو گئی تو آفت برپا کرے گی طلسم زلزلہ میں تہلکہ ڈال دے گی نشان
لوح طلسمی سے طلسم کشا کو آگاہ کرے گی سوا اس کے نصرت و یاری طلسم کشا کرے گی مرحلات طلسمی
کے راز و کیفیت سے خبر دے گی طلسم کشائی طلسم زلزلہ میں سعی و کوشش کرے گی اس کا زندہ رہنا
اور شریک طلسم کشا ہونا اچھا نہیں ہے تا وقتیکہ وہ قتل و گرفتار نہ ہو گی ہمیں اطمینان حاصل نہ ہو گا بعض
اہل دربار نے عرض کیا کہ بیشک حضور وہ بلائے بے درمان ہے قہر ساحرہ ہے نہ زبردست ہے اس کی
ذات سے فتور پیدا ہوں گے کیونکہ وہ رازداران طلسم زلزلہ سے ہے نواسی اس کی ملکہ بہار گلپوش
جادو بھی پرکالۂ آفت ہے اس سن و سال میں علاوہ حسن و جمال کے سحر و ساحری میں ساحران نامی
سے کچھ کم نہیں ہے ملکہ مجمر جادو بھی کچھ ایسی ویسی ساحرہ نہیں وہ بھی سحر و افسوں میں طاق و
مشتاق ہے دبدبہ سحر ساز جادو نے اپنی نواسی اور بھانجی کو خوب سحر سکھائے ہیں ان سب کا مارا [illegible]
جانا اچھا نہ ہوا ان کے بارے میں غفلت خوب نہیں ہے ان کی گرفتاری یا قتل واجب و لازم ہے
اگرچہ رعد دیو سر جادو وغیرہ مبتلائے سحر ہو کر سزا یاب ہوئے جلا کر خاک کر دیے گئے مگر ہم سے

جان نثار و نمکخوار موجود ہین جس کو حکم ہو وہ جائے ملکہ دبدبہ سحر ساز وغیرہ کو اسیر کر لائے یا خود قتل
و ہلاک ہو کر حق نمکخواری سے ادا ہو جائے آج حضور نے واقعی کار نمایان کیا ہی اگر یہ سر ہلاکت
رعد دیو سر جادو وغیرہ نہ کی جاتی تو بڑا غضب ہو تھا سحر ان مسحور بہ سحر مذکور زیادہ تر آفتین
برپا کرتے کشت و خون زیادہ ہوتا بڑی آفت و بلاے ناگہانی سے نجات حاصل ہوئی بقول کسے ع
رسیدہ بود بلاے و لے بخیر گذشت۔ حکیم جالوس نے اپنے حسن و تدبیر کی تعریف سے خوش ہو کر کہا
کہ اب کوئی تدبیر سمجھکر اسیری و گرفتاری ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو کی پھر کی جائے گی اس کی جانب سے
غفلت ہرگز نہ کی جائے گی کیونکہ وہ دشمن سخت ہی اس کی طرف سے ہر طرح کا اندیشہ دشمنی ہی تم
سب خیر خواہوں نمکخواروں سے امید قوی جان نثاری و خیر خواہی کی ہی وقت ضرورت تمسے
حکم کیا جائے گا حکیم جالوس تو تدبیر گرفتاری و قتل ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو وغیرہ مین فکر و
غور کرتا ہی دیکھیے کیا تدبیر کرتا ہی متردد زیادہ ہی بجائے خود اپنی نادانی کا مقر ہی دل مین کہتا ہی
کہ دبدبہ سحر ساز غضب ملکہ شہناز جادو کو سر دربار کوڑے مارنا مناسب نہ تھا غصہ مین انجام کا
کچھ خیال نہ کیا غضب کیا ایسا فعل کوئی نادان و نافہم بھی نہ کرتا جو تو نے کیا دوست کو اپنا دشمن جان
کیا خود بربادی طلسم زلزلہ کا باعث ہوا خداوند کو بھی اس حرکت سے ناخوش کیا لیکن اب عنان کمیت قلم
جانب میدان بیان حال صاحبقران سلطان کیوان شکوہ طلسم کشاے طلسم زلزلہ و خواجہ
طیفور گردیا منعطف کی جاتی ہی قبل اس کے تحریر کیا گیا ہی کہ صاحبقران موصوف درویش
گنبد نشین سے رخصت ہو کر تعویذ اس سے لے کر اپنے بازو پر باندھ کر ہمراہ خواجہ طیفور گردیا
کے موافق بتانے اس درویش کے ایک جانب روانہ ہوئے تھے اثناے راہ مین جا بجا ٹھہرتے
ہوئے سیر دشت و کوہ کرتے ہوئے اس صحراے سبزہ زار مین آئے جس صحرا مین ملکہ دبدبہ سحر ساز
نے قلعہ سحر تیار کیا تھا دیکھا کہ ایک باغ وسیع و پختہ دروازہ باغ کا کھلا ہوا ہی خوشبو گلہاے
رنگا رنگ کی جانب باغ سے ایسی آتی ہی کہ دماغ معطر ہوتا ہی صداے مرغان خوش الحان اندرون
باغ سے چلی آتی ہی آوازین قمریون اور نغمہاے بلبل سے باغ مین ایک شور ہی دو تین کنیزین
جوان جوان گوری سانولی در باغ پر کھڑی ہین باہم چہلین کر رہی ہین صاحبقران سلطان کیوان
شکوہ نے خواجہ طیفور گردیا سے کہا کہ اے خواجہ اس صحراے سبزہ زار مین یہ باغ پر بہار کس کا ہی
ذرا جاکر دریافت تو کرو کنیزین دروازہ باغ پر کھڑی ہین ان سے پوچھو کہ یہ باغ کس کا ہی مالک
باغ کا کیا نام ہی اگر صاحب باغ اجازت دے گا تو اس باغ کی سیر کرینگے تمازت آفتاب سے
تکلیف ہی تھوڑی دیر سایے مین بیٹھکر سیر باغ کر کے اپنے غنچہ دل کو شگفتہ کرینگے خواجہ نے
حسب الحکم آگے بڑھکر در باغ پر جاکر ان کنیزون سے پوچھا کہ اے جنگل والیو بتاؤ یہ باغ کس کا ہی
صاحب باغ کا کیا نام ہی اگر اس کی اجازت ہو تو ہم اور ہمارے آقا اس باغ کی سیر کرین تم اسوقت
کس فکر مین اور کس کی تاک مین کھڑی ہو انھون نے چین بجبین ہو کر جواب دیا کہ او بد زبان و بد نظر
ہمکو جنگل والیان کہتا ہی ذرا اپنی صورت تو آئنے مین دیکھ صحرائی آسیب کی شکل ہی رات کو اگر
کوئی دیکھے تو ڈر جائے تیرا اس صحرا مین اسوقت آنا دلیل ہی کہ تو کوئی بھوت پریت وغیرہ سے ہی
نام مالک باغ کا کیون دریافت کرتا ہی دور ہو سامنے سے دفان ہو جا جنگل کی سیر کر ہمکو تجھسے اندیشہ
ہی یہ باغ لائق تیری سیر کے نہین ہی باغ مین تیرا کیا کام ہی مرگھٹ مین جا نوچ تیرا باغ مین گذر ہو

اس باغ مین ہماری ملکہ عالم تشریف رکھتی ہین تیری صورت و لباس و کلاہ پر نظر کرکے ہماری ملکہ
ڈر جائین گی فوراً غش آجائیگا تیرے مالک و آقا کہان ہین اُن کا کیا نام ہی کہان سے آئے ہین
خواجہ نے ہنسکر کہا مشہور ہی کہ جو جیسا ہوتا ہی وہ دوسرون کو بھی ویسا ہی تصور کرتا ہی تمھارے
قول سے ثابت ہوا کہ تم کوئی قسم بھوت پریت سے ہو جب ہی آئندہ و روندگی ایذا رسانی کے واسطے
کھڑی ہو میری تو صورت ایسی اچھی ہی کہ شاہزادیان مجھپر مرتی ہین جانثاریان ہین مین تم ایسیون
پر توجہ نہین کرتا لالچ تم اپنی ناز و ادا و گفتار سے مجھے اپنے اوپر مائل کرو مین بھائی صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ طلسم کشائے طلسم زلزلہ کا ہون نامی و نامور ہون خاص و عام مجھکو
خواجہ طیفور کر دیا کہتے ہین مجمع کمالات ہون دیکھو وہ آقا و برادر ہمارے سامنے مرکب پر سوار
ایستادہ ہین یہی طلسم کشائے طلسم زلزلہ ہین یہی صاحبقران کشورستان ہین وہ کنیزین گفتگو
خواجہ سنکے قہقہہ مارکر ہنسین پھر باہم مسکراتی ہوئی چہلین کرتی ہوئی باغ کے اندر گئین خدمت
ملکہ بہار گل پوش جادو مین جاکر دست بستہ عرض کرنے لگین کہ اے ملکہ عالم اسوقت ایک شخص
عجیب و غریب در باغ پر آیا ہی طویل القامت ہی آنکھین اُس کی زیرہ سی ہین کان بڑے ہین پیچھے
اوپر سے دم مین گی و زیادتی ہی نہایت چست و چالاک ہی لمبی ٹوپی سر پر رکھے ہی زبان آور
اور دل لگی باز ہی اپنے آقا و برادر کے ساتھ ہی نام اپنا خواجہ طیفور کر دیا بتاتا ہی اور اپنے آقا
و برادر کا نام صاحبقران سلطان کیوان شکوہ ظاہر کرتا ہی کہتا ہی کہ مین مجمع الکمالات ہون
نامی و نامور ہون اور یہ پوچھتا ہی کہ صاحب باغ کا کیا نام اگر مالک باغ کی اجازت ہو تو ہمارے
آقا اور ہم باغ کی سیر کرین اور یہ بھی کہتا ہی کہ ہمارے برادر و آقا طلسم کشائے طلسم زلزلہ ہین پس
جو حکم ہو اُس سے جاکر کہدین وہ در باغ پر ایستادہ ہی اور اُس کے برادر و آقا مرکب پر سوار
در باغ سے کچھ دور کھڑے ہین ملکہ بہار گل پوش جادو کنیزون کی گفتگو سنکے سمجھ گئی کہ خواجہ
اور صاحبقران کشورستان کوہ بلور سے ادھر آگئے ہین یہ سمجھکر فی الفور مسند زرین سے اُٹھکر ہمراہ
کنیزون کو لیکر برائے پیشوائی صاحبقران عالیشان در باغ تک گئی دیکھا کہ واقعی خواجہ در باغ
پر ایستادہ ہین اور صاحبقران در باغ سے کچھ فاصلے پر بالائے مرکب سوار کھڑے ہین یہ دیکھتے ہی
آگے بڑھکر صاحبقران کو سلام کرکے عرض کیا کہ خوشا قسمت کہ آپکا ادھر آنا ہوا میری سرفرازی کا
باعث ہوا یہ باغ میرا ہی آئیے قدم رنجہ فرمائیے صاحبقران کشورستان اُس کو دیکھتے ہی پہچان گئے
کہ یہ ملکہ بہار گل پوش جادو ہی اور خواجہ تو اُسکے دیکھتے ہی بہت خوش ہوے غنچۂ دل شگفتہ
ہوگیا گویا باغ زندگی مین بہار آئی شادی و خرمی سے نہال ہوگئے چہرے پر آثار خوشی ہویدا
ہوے اور یہ اشعار بے اختیار اپنی زبان پر جاری کیے ۔ اشعار

نزدیک آچلی ہی سواری بہار کی ۔ برگ خزان رسیدہ گلستان سے دور ہون
ممکن نہین نجات اسیران عشق کو ۔ یہ قید وہ نہین کہ جو زندان سے دور ہون
مدت کے بعد آئے ہین صحرا مین اے جنون ۔ دو آبلے تو خار بیابان سے دور ہون

ملکہ بہار گل پوش جادو نے بھی کہ مائل تھی خواجہ کو دیکھ کے اشعار خواجہ کی زبان سے سنکے
اور خوش ہوکر اپنے حال سے اس طرح خواجہ کو آگاہ کیا اور یہ اشعار بخیال صاحبقران آہستہ آہستہ
اپنی زبان پر جاری کیے ۔ اشعار

روز تنہائی مین رہتی تھی یہان | گفتگو پہرون خیال یار سے | خضر لاکر دین اگر آب حیات
مین نہ بدلون شربت دیدار سے | جاے آسائش نہین ہی دوسری | بڑھ گئے تیرے سایہ دیوار سے
خواہش گرد اور یہ جا گیسو پشت | پہنے یا عشق کی سرکار سے

خواجہ موصوف اشعار مندرجہ کو سنکے مطلب ملکہ سمجھ گئے ظاہر ہو گیا کہ یہ نازنین ظاہر کرتی ہی کہ تمھارا ہمکو خیال رہا اور تمھارے شربت دیدار سے اگر خضر آب حیات بدلنا چاہین تو نہ لون اور راحت و آرام مجکو تمھارے روبرو ہونے سے حاصل ہوتا ہی جدائی مین دل کو راحت نہین ہوتی ہی اور تمھارے عشق کے سبب سے پہنے لباس تن گرد و غبار کو اختیار کیا ہی آبادی چھوڑ کر دشت نشینی اختیار کی ہی اگر تم عاشق ہوتی تو یہ انجام و حال ہوتا یہ سمجھ کر خاموش ہو رہے صاحبقران کشورستان کے اوس سے زیادہ تقریر نکی الحاصل ملکہ بہار گل پوش جادو کے کہنے سے صاحبقران مرکب سے اتر کر اندر باغ کے ہمراہ ملکہ مذکور کے گئے دیکھا کہ عجب پر بہار باغ ہی کہ ایسا باغ کسی شاہ و شہریار کا بھی شگفتہ اور شاداب نہ دیکھا تھا نہ ایسی بارہ دری نہ ایسا اسباب و سامان زیب و زینت کبھی دیکھا تھا متحیر ہو کر پوچھا کہ اے ملکہ بہار گل پوش جادو کیا اچھا تمھارا باغ ہی لائق سیر و قابل دید ہی اس کی شادابی و شگفتگی کی کیا تعریف کی جائے اُس نے کہا کہ یہ سحر کا ایک ادنی شعبدہ ہی یہ باغ سحر کا ہی تو دیکھ لو دیدہ تعریف کے لائق کہاں ہی یہ کہکے صاحبقران کو اپنے ہمراہ لیے جاکر مسند زرین پر بٹھایا کنیزین براے خدمتگذاری حاضر ہوئین خواجہ بھی روبرو صاحبقران بیٹھے ملکہ بھی ادبا روبرو صاحبقران خواجہ سے ہٹکے بیٹھی حکم ملکہ مذکور سے اسباب راحت و آرام مہیا و موجود کیے گئے صاحبقران نے پوچھا کہ اے ملکہ تمھارے یہان رہنے کا کیا باعث ہی پہنے تو قبل اس کے ظاہر کیا تھا کہ ہم درمیان طلسم زرنیہ کے رہتے ہین ملکہ نے تمام حال مفصل حکیم بیالوس سے ناخوش ہو کر ادھر آنے کا بیان کر کے کہا کہ ہماری نانی صاحبہ نے اسی صحرا مین ایک قلعہ اپنے سحر سے تیار کیا ہی وہ مع مجمع جادو اس قلعے مین رہتی ہین اگر ارشاد ہو تو اُن سے آپ کے تشریف لانے کی خبر بیان کرون وہ آپ کے یہان آنے سے خوش ہو کر آپ کی شریک ہونگی طلسم کشائی مین آپ کی شرکت و اعانت کرین گی صاحبقران کشورستان نے جواب دیا کہ اے ملکہ تمکو اس بارے مین اختیار ہی جو مناسب ہو وہ کرو ہمکو اعانت خدا پر تکیہ ہی یہ سنکے ملکہ مذکور بعد چند ساعت کے اپنے باغ سے اپنی نانی کے پاس قلعہ سحر مین گئی اُن سے خبر تشریف آوری صاحبقران بیان کی اُنہون نے خوش ہو کر کہا کہ اے نور نظر مین اُن کی تشریف آوری سے خوش ہوئی اُن کو یہان لے آ مین اُن سے ملنے کی بہت مشتاق ہون یعنی اُن کے دیکھنے کا مجھے اشتیاق ہی اگر انہون نے مجھے سرفراز فرمایا ہی تو اس قلعے مین بھی تشریف لائین مین اُن کے استقبال کے واسطے آؤنگی ملکہ بہار گل پوش جادو حسب ارشاد اپنی نانی کے قلعہ مذکور سے اپنے باغ مین آئی اور صاحبقران سے عرض کیا کہ ہماری نانی صاحبہ آپ کی تشریف آوری کی مشتاق ہین اپنے قلعہ سحر سے براے استقبال آتی ہین اگر مناسب ہو تو سوے قلعہ تشریف لے چلیے مجھے سرفراز فرمایا ہی تو اُن کو بھی سرفراز فرمائیے آپ کی ذات ستودہ صفات سے یہ امید ہی کہ بیع . شاہان چہ عجب گر بنوازند گدارا . صاحبقران نے جواب دیا کہ اے ملکہ اگر تمھاری نانی صاحبہ مشتاق ہمارے دیدار کی ہین اور ہمارے استقبال کے واسطے آتی ہین تو ہم بھی بخیال تمھاری خوشی و خاطر کے اُن سے ملنے کے واسطے موجود ہین تاکہ بیشتر خوشی کا خیال ہتا ہی اپنے کسی دوست کو ہم رنجیدہ نہین کرتے

کبر و نخوت و غرور و خود بینی سے ہمیں نفرت ہے علی الخصوص اپنے دوستوں سے ہم تواضع ملتے ہیں
ملکہ بہار گل پوش جادو تقریر صاحبقران سنکے خوش ہوئی صاحبقران اٹھے ملکہ مذکورہ و
خواجہ طیفور کر دیا و جملہ کنیزیں ہمراہ ہو کے باغ سے قدم نکال کر سوے قلعہ سحر ملکہ دبدبہ سحر ساز عرف
ملکہ شہناز جادو چلے بعد قطع راہ قریب در قلعہ پہونچے دیکھا کہ در قلعہ کھلا ایک ضعیفہ ذی وقار لباس نفیس
در بر ہمراہ نجم جادو و چند کنیزوں کے پا پیادہ آئی ہے ہنوز اس ضعیفہ نے چند ہی قدم در قلعہ
سے واسطے کی تھی کہ امیر با توقیر قریب تر اس کے پہونچے اس نے باادب سلام کیا نجم جادو نے بھی
جھک کر سلام کیا بعدہ عرض کیا کہ ہماری خالہ جان جناب کی تشریف آوری کی بہت مشتاق تھیں اور
ہمیں بھی مشتاق قدمبوسی جناب کی تھی شکر ہے کہ آپ تشریف لائے آرزوے دلی بر آئی آپ کے تشریف
لانے سے ہمکو سرفرازی حاصل ہوئی تشریف لانا آپ کا باعث فخر و افتخار ہوا اسی طرح بعد مزاج پرسی
ملکہ دبدبہ سحر ساز نے بھی گفتگو کی بعد ازان استقبال صاحبقران کر کے بعد عزت و تعظیم و تکریم
اندر قلعے کے لے گئی اور جا کے صدر پر بعزت بٹھایا خود بھی مع ملکہ بہار گل پوش جادو اور ملکہ
نجم جادو روبرو با ادب بیٹھی کنیزیں دست بستہ کھڑی رہیں صاحبقران سلطان کیوان شکوہ
نے قلعہ و آراستگی قلعہ پر نظر کر کے فرمایا کہ کیا اچھا قلعہ ہے نہایت مستحکم و مضبوط ہے آراستہ بھی خوب
ہے یہ ایسا قلعہ ہے کہ حریف اس کو فتح نہیں کر سکتا ہے ملکہ دبدبہ سحر ساز نے عرض کیا کہ یہ حصن حصین
اس عاجزہ کے سحر کا ایک گھروندا ہے براے ضرورت و سکونت تیار کیا ہے ہاں اگر کوئی دشمن نابکار
اس قلعے پر چڑھ آئیگا تو یکایک یہ قلعہ فتح نہوگا کشت و خون زیادہ ہوگا حالانکہ میں تنہا ہوں
فوج و لشکر میرے پاس نہیں ہے نہ کوئی سامان جنگ ہے آپ نے ملکہ بہار گل پوش جادو سے
تو جملہ حالات میرے یہاں آنے کے سنے ہی ہونگے عجلت میں ادھر آئی ہوں کوئی سامان و اسباب
لائق اپنے ہمراہ نہیں لائی ہوں ان دونوں لڑکیوں سے میں نے آپ کے اوصاف حمیدہ و اخلاق
پسندیدہ سُنے تھے آپ کے دیکھنے کا بدرجہ کمال اشتیاق تھا اسوقت آپ تشریف شریف یہاں
لائے سبب میری عزت افزائی و فخر و افتخار کا ہوا یہ لڑکیاں تو قبل ہی سے آپ کی مطیع و فرمانبردار
ہو چکی ہیں اب میں بھی آپ کی مطیع و فرمانبردار ہوتی ہوں حتی الامکان بمقدمہ طلسم کشائی سعی
و کوشش کروں گی آپ کے دشمنوں سے مقابلہ کروں گی واسطے حصول لوح طلسمی کے بھی
تدبیر کروں گی جب تک زندہ ہوں بہبودی و خیر خواہی میں آپ کی سعی کروں گی اب آپ مجھسے
اطمینان رکھیں جو کچھ میں نے کہا ہے یہی کروں گی خداوند ہود سرمست جادو مالک طلسم زلزلہ
و حکیم جالوس نابکار کی دشمن جان و مال و طلسم ہو کر آپ کی دوستی کے جادے پر قدم رکھونگی
صاحبقران نے جواب دیا کہ ہمنے بھی ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ نجم جادو سے تمہارے
اوصاف و اخلاق سُنے تھے آج یہاں آکے اوصاف و اخلاق تمہارے ہم پر ظاہر ہو گئے تمہاری
شرکت سے ہمکو ایک قوت حاصل ہو گئی فی الحال لوح طلسم زلزلہ کا سراغ لگانا چاہیے کہ وہ کس جگہ
ہے کس کے پاس ہے تاکہ تدبیر حصول لوح طلسمی کی جاے کیونکہ بغیر لوح مذکور کے طلسم زلزلہ فتح ہوگا
ملکہ دبدبہ سحر ساز عرف ملکہ شہناز جادو نے عرض کیا کہ ابھی تو آپ اس قلعے میں تشریف
لائے ہیں چندے قیام فرمایئے راحت و آرام سے بسر کریں بعدہ فکر حصول لوح طلسمی کیجائیگی
جو کچھ مجھکو معلوم ہے بیان کروں گی مجھکو آپکے دشمنوں سے مقابلہ کرنا ہے ورنہ فی الحال ہم

دین اسلام اختیار کرتی بالفعل مطیع دین اسلام ہوتی ہون جس طرح کہ یہ دونون لڑکیان مطیع دین اسلام ہوگئی ہین واقعی دین اسلام سے بہتر کوئی دین نہین ہی صاحبقران نے تو تقریر ملکہ مذکورہ سُن کے خوش ہوکے سکوت اختیار کیا ہی ملکہ دبدبہ سحر ساز نے حکم دعوت وضیافت اپنے ملازمون کو دیا ہی سامان دعوت وضیافت ہوتا ہی بعیش وراحت وآرام صاحبقران عالی مقام قلعے مین قیام پذیر ہین لیکن اب حال نائب خداوند حکیم جالوس وغیرہ کا بیان کیا جاتا ہی کہ بعد ہلاک کرنے اور جلا کر خاک کرنے رعد دیو سہر جادو وغیرہ کے ایک روز حکیم جالوس دربار مین تخت حکومت پر بیٹھا ہوا تھا جملہ اہل دربار حاضر دربار تھے کہ یکایک چند ساحران نابکار مضطر وبیقرار وپریشان خاطر دربار مین آگئے بعد سلام کے دست بستہ انھون نے عرض کیا کہ اے نائب خداوند آپ کو معلوم ہو کہ آج ہم سب برائے تفریح طبع وسیر بیرون طلسم زلزلہ گئے تھے جب صحرائے سبزہ زار مین سیر کنان پہونچے تو دیکھا کہ ایک باغ پُر بہار درمیان صحرا واقع ہی آگے اُس باغ کے ایک قلعہ سر بفلک کشیدہ سامان جنگ وجدال سے نہایت آراستہ ہی ابر اُس قلعے پر محیط وقائم ہی حیران ہوکر ہمنے باہم کہا کہ دریافت کرنا چاہیے یہ باغ وقلعہ محکم اس صحرا مین کس کا ہی کس نے بنایا ہی پہلے تو اس جنگل مین یہ باغ تھا نہ یہ قلعہ تھا شاید فی الحال کسی نے بنایا ہی بعدہ دریافت کرنے سے یہ ثابت ہوا کہ دبدبہ سحر ساز عرف ملکہ شہناز جادو جو مع اپنی نواسی اور بھانجی کے حضور سے ناراض ہوکر طلسم زلزلہ سے چلی گئی تھی اُسی نے وہ قلعہ سحر وباغ سحر تیار کیا ہی مالک باغ ملکہ بہار گل پوش جادو ہی رعد دیو سہر جادو وغیرہ اُسی کے سحر مین مبتلا ہوکر یہان بر سر جنگ ودشمنی حضور آئے تھے جن کو حضور نے اپنی حکمت وتدبیر سے جلا کر خاک کر دیا اور حاکم قلعہ ملکہ دبدبہ سحر ساز ہی اُس نے حضور ونیز خداوند سے باغی ہوکر لڑنے کا ارادہ کیا ہی بخوبی سامان جنگ مہیا کیا ہی اطلاعاً ہمنے عرض کیا ہی یہ کہکے وہ ساحر تو دربار سے چلے گئے نائب خداوند حکیم جالوس نے از حد غضبناک ہوکے اپنے دل مین کہا کہ ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے ہمسے لڑنے کا سامان کیا ہی ایسی سرکشی وبدخواہی پر اُس نے کمر باندھی ہی اپنے دل مین وہ اپنے تئین کیا سمجھتی ہی اُس باغیہ کی کبھی یہ حقیقت ہی کہ ہمسے سرکشی کرکے لڑسکے اور طلسم زلزلہ مین شریک طلسم کشا سے فتنہ وفساد برپا کرے یہ باتین اپنے دل مین کرکے عالم غصہ مین اہل دربار سے مخاطب ہوکر کہا کہ اے نیکخواہان وبندگان خداوند تمنے سنا جو ابھی ساحرون نے ہماری خدمت مین حاضر ہوکر بابت سرکشی وفتنہ انگیزی ملکہ دبدبہ سحر ساز کے اظہار کیا ہی خداوند سے اور ہمسے ناراض ہوکر ایسی سرکشی پر کمر باندھی ہی کہ قلعہ برائے جنگ تیار کیا ہے دشمنی پر آمادہ ہوئی ہی چاہتی ہی کہ طلسم زلزلہ تباہ وبرباد ہوجائے عجب نہین کہ شریک طلسم کشا ہوکر اُس نے قلعہ بنایا ہو ایسی باغیہ ودشمن خداوند وطلسم زلزلہ کا زندہ رہنا ناگوار ہی پس تم مین سے کون ایسا ہی کہ یہان سے جاکر قلعہ دبدبہ سحر ساز جادو کو مٹا دے اور اُس کو مع اُس کی بھانجی اور نواسی کے اسیر کرکے ہمارے روبرو لے آئے خلعت وانعام کثیر ہمسے پائے اُس وقت طوفان آتشبار جادو کہ ساحر زبردست ومعزز تھا اپنی جگہ سے اُٹھکر باادب ملتمس ہوا کہ اے نائب خداوند یہ نیکخواہ حکم سرکار بجا لائے گا قلعہ ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو کو جلا کر نیست ونابود کر دیگا باغ ملکہ بہار کو اپنی آتش سحر سے جلا دے گا ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو وملکہ بہار گل پوش جادو وملکہ شجر جادو کو اسیر کرکے لے آئے گا جانفشانی وسعی وکوشش بخوبی کرے گا مگر چاہتا ہی کہ حضور بھی

دور سے میری جانفشانی کو ملاحظہ کریں حکیم جالوس نے اُس کی عرض کو پذیرا کر کے کہا کہ اے
طوفان آتشبار جادو پہلے تو سوے قلعہ و باغ باغیان خداوند روانہ ہو بعد تیرے جانے کے
ہم بھی آئیں گے تا وقتیکہ ہم وہاں نہ آئیں قلعے پر حملہ آور نہ ہونا کیونکہ موافق تیری تمنا کے ہمیں تیری
لڑائی دیکھنا منظور ہے طوفان آتشبار جادو ایک اہل دربار سے ہے اور ساحر زبردست و معزز ہے سحر
اس کا مشہور ہے کہ جس پر ناریل چوبی دار الفاظ سحر دم کر کے مارتا ہے اُسے جلا دیتا ہے آتش سحر اس کی
جلا کر خاک کر دیتی ہے اس کے اس سحر سے حریف جانبر نہیں ہو سکتا ہے الا وہ حریف کہ جو اس سے
زبردست ہو وہ اس کے سحر کو بھی رد کر سکتا ہے الحاصل ساحر مذکور حسب الحکم نائب خداوند دربار
سے اٹھ کر بیرون دربار جا کر بارہ ہزار اپنے لشکر کے ساحروں کو ہمراہ لے کر تخت سحر پر بیٹھ کر
زمین سے سوے فلک بلند ہو کر بقہر و غضب روانہ ہوا ساحران ہمراہی بھی اُس کے مختلف سحر کی
سواریوں پر سوار ہو کے جھولیاں اسباب سحر سے بھری ہوئی دوش پر رکھ کر ترسول پسول
ہاتھوں میں لے کر خداوند ہود سرمست جادو و سامری و جمشید کو آواز بلند پکارتے ہوے
ہمراہ طوفان آتشبار جادو اپنے سردار کے روانہ ہوے پارہ ہاے ابر سیاہ سحر میں نہاں
ہو کر سوے قلعہ ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو چلے دیکھنے والوں نے دیکھا کہ طوفان آتشبار جادو
بڑے زور شور سے روانہ ہوا ہے پارہ ہاے ابر سحر سے اُس کے دمبدم برق چمک چمک کر سوے
زمین آ کر پھر ابر میں نہاں ہوتی ہے اور صداے رعد ایسے زور سے اُن پارہ ہاے ابر سحر سے
پیدا ہوتی ہے کہ جس کے سننے سے دلہاے جوانان بہادر و قوی ہیکل دہل جاتے ہیں جگر
بزدلوں کے شق ہو جاتے ہیں قہر و غضب ساحر مذکور سے برق و رعد کی آواز ہویدا و آشکار تھی
جب وہ پارہ ہاے ابر سحر نظر سے نہاں ہوے نائب خداوند یعنی حکیم جالوس نابکار قابل
برادر حقیقی خود مع فوج دربار سے اسباب ضروری جنگ ہمراہ لے کر ساٹھ ہزار ساحروں کی
جمعیت سے تخت پر بیٹھ کر جانب قلعہ ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو بکر و فر و بشان و شوکت روانہ ہوا
طوفان آتشبار جادو جو حسب الحکم نائب خداوند نابکار مذکور کے روانہ ہوا تھا بعد قطع راہ
اُس صحراے سبزہ زار میں پہنچا جس صحرا میں ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار رنگیں پوش
جادو نے باغ و قلعہ سحر بنایا تھا دیکھتے ہی اُس باغ و قلعہ کو بلندی سے بروے زمین آ کر حکم دیا
کہ بارگاہ و خیام ایستادہ کیے جائیں تا کہ حرارت آفتاب سے ہمکو اور ہمارے اہل لشکر کو تکلیف
نہ ہو حالانکہ یہاں دو چار روز کے قیام کرنے کی بھی ضرورت نہیں ہے صرف دو چار ساعت کے واسطے
یہ سامان و اسباب راحت کی احتیاج ہے نائب خداوند یہاں تشریف لائے اور پہنچنے آگے بڑھ کر باغ
و قلعہ سحر کو اپنی آتش سحر سے جلا کر نیست و نابود کر دیا اور سب باغیوں کو اسیر و گرفتار کر کے حوالے
حکیم جالوس کے کر دیا ہمارے نزدیک یہ کام کچھ دشوار نہیں ہے نہ اس کام کے انصرام میں
تاخیر ہوگی ساحران ہمراہی نے عرض کیا کہ واقعی آپ کا سحر و ساحری میں عدیل و نظیر نہیں
ہے جو کچھ آپ نے ارشاد کیا درست و بجا ہے زیادہ توقف کرنے کی یہاں آپ کو کیا ضرورت ہے
طوفان آتشبار جادو نے خوش ہو کر کہا کہ تم سچ کہتے ہو تم میرے سحر بے پناہ سے آگاہ ہو
میرے مراتب عالی سے باخبر ہو بیشتر میری ماتحتی میں میری جنگ و جدال اور میرے سحر خاص
سے آگاہ ہو چکے ہو میں تمکو محض براے اظہار شان و شوکت اپنے ہمراہ لایا ہوں تم دور سے

ٹکڑے ہو کر میری سحر و ساحری و جنگ دیکھنا قریب بھی میرے نہ آنا جنگ میں شرکت بھی نہ کرنا تھوڑی
ہی دیر میں یہ باغ و قلعہ جلا کر خاک میں ملا دوں گا نام و نشان بھی باقی نہ رکھوں گا ایک دم میں دشمنان
خداوند و بدخواہان نائب خداوند کو گرفتار کر لوں گا میرے ہاتھ سے وہ بھاگ کر کہاں جا سکتے ہیں
اور مجھ ایسے ساحر زبردست سے کیا مقابلہ و مجادلہ کر سکتے ہیں میں رعد دیو سحر جادو نہیں ہوں
کہ سحر میں ملکہ بہار گل پوش جادو یا ملکہ دلبر سحر ساز جادو یا ملکہ [illegible] جادو کے مبتلا ہو کے عاشق و
دیوانہ ہو کر اپنے خداوند یا نائب خداوند کا بدخواہ ہوں سر کٹانے کے واسطے جاؤں وہ نادان بیوقوف
تھا سحر و ساحری میں اُس کو چنداں مہارت و لیاقت نہ تھی اسی وجہ سے وہ دام سحر باغبان مذکور میں
پھنس گیا تھا انجام اُس کا دیکھا تم سب نے کہ کیا ہوا اپنی نافہمی کی اُس نے سزا پائی اگر خردمند ہوتا
تو کبھی مبتلائے سحر نہ ہوتا سب نے عرض کیا کہ آپ نے درست و بجا ارشاد کیا بیشک آپ نہایت عاقل و
زبردست ساحر ہیں آپ سے کون مقابلہ کر سکتا ہے کس کی مجال ہے کہ آپ سے جنگ آزما ہو ہم تو
سمجھے ہیں کہ آپ ہی کے ہاتھ سے یہ قلعہ سر ہو گا اور اس باغ پر بہار سحر پر خزاں آئے گی نہیں معلوم
آپ کے یہاں آنے کی ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ دلبر سحر ساز جادو کو خبر ہوئی یا نہیں
بظاہر ثابت ہوتا ہے کہ خبر و آگاہی نہیں ہوئی ورنہ وہ سب آپ کے خوف سے بھاگ جاتے یا برائے
عذرخواہی بصد عاجزی آپ کے روبرو فی الفور آتے طالب پناہ ہوتے اور یہ ضرور کہتے کہ اے
طوفان آتشبار جادو جو کچھ ہم سے خطا سرزد ہوئی ہے خداوند و نائب خداوند سے سعی و سفارش
کر کے معاف کرا دو تو بڑا احسان کرو ایسی حالت میں عجب نہیں کہ آپ کو اُن کے حال پر رحم آ جاتا
اُن کو اسیر و گرفتار نہ کرتے اُن کی سفارش خداوند و نائب خداوند سے کر کے اُن کی تقصیر معاف
کرا دیتے اگر آپ ہم کو حکم دیں تو ہم آگے بڑھ کر در باغ تک جائیں ملکہ بہار گل پوش جادو کو
سمجھائیں [illegible] اگر اُس کو آپ کے روبرو لے آئیں اسی طرح ملکہ دلبر سحر ساز جادو
کو بھی آپ کے آنے کی [illegible] بھی انجام پر نظر کر کے آپ سے مقابلہ کرنا
مناسب نہ جان کر گھبرا کر [illegible] یہاں چلی آئے طوفان آتشبار جادو نے جواب دیا کہ
دشمن پر رحم کرنا [illegible] عقل ہے خبردار یہاں سے آگے قدم نہ بڑھاؤ
و بر باغ [illegible] دشمن غافل کو ہوشیار نہ کرو مبادا ہمارے
آنے کی خبر پا کر ہوشیار ہو کر [illegible] یا خوف سے بھاگ جائیں تو اُن کا ہاتھ آنا
دشوار ہو گا [illegible] منظور ہے کہ ان سب دشمنان خداوند کو
حتی الامکان [illegible] ان کو ہلاک کریں کہیں بھاگ کر انکو جانے نہ دیں
اور یہ خیال [illegible] ملکہ بہار گل پوش جادو خبر ہمارے بقصد جنگ آنے کی سن کے برائے
عذرخواہی [illegible] نہ آئے گی کیونکہ وہ قرابت دار خداوند ہے یہ ذلت و
توہین [illegible] جان دے دے گی لیکن خلاف اپنی شان و مرتبے
کے دست بستہ برائے عذرخواہی کو نہ آئے گی اور ملکہ دلبر سحر ساز جادو تو اپنے تئیں شاہزادیوں
سے زیادہ مرتبے میں جانتی ہے سوا اس کے اُس کو اپنے سحر پر بھی ناز ہے اُس کی طرف ایسا گمان بھی
نہ کرنا چاہیے کہ وہ گھبرا کر طالب پناہ ہو کر یہاں آئے گی خواستگار سفارش کی ہو گی لہذا تم سب اپنے
ارادے سے باز رہو ان باغیوں کو ہمارے آنے سے آگاہ نہ کرو ورنہ ہوشیار ہو کر وہ بھی کوئی

فکر و تدبیر کر رہیں گے ذرا نائب خداوند کو آلینے دو اُن کے یہاں آتے ہی تماشہ ہمارے سحر کا دیکھنا
ہے تو سہی جو سب کو جلا کر خاک نہ کر دیا ہو غالبًا ملکہ بہار گل پوش جادو اسی باغ سحر میں ہوگی اس
باغ سے کہیں گئی نہ ہوگی حالت غفلت میں اُس کے جا کر اپنے سحر سے اس باغ کو مع اُس کے
جلا دوں گا بعد کو قلعے کو بھی ایک ہی ناریل سحر دم کر کے اس طور سے ماروں گا کہ قلعے کا نام و نشان
بھی نہ رہے گا باغیوں کو اپنی غفلت پر بہت افسوس ہوگا سب نے عرض کیا کہ رائے آپ کی خوب
ہے واقعی افسر کی عقل لشکریوں سے زیادہ ہوتی ہے یہ عرض کر کے سب خاموش ہوے تا کہ شور و غل
سے ملکہ بہار وغیرہ باغیوں کو ورود لشکر سے آگاہی نہ ہو جائے ساحران لشکر شقاوت اثر نے تو
خاموشی اختیار کی لیکن ملازمان و خدام نے طوفان آتشبار جادو کے حکم سے بارگاہ و خیام برپا
و ایستادہ کیے طوفان آتشبار جادو داخل بارگاہ ہوا براحت و آرام تمام فرش پر بیٹھا انتظار
نائب خداوندنا بکار کا کرنے لگا ساحران لشکر طوفان جادو بھی اپنے اپنے خیام میں فروکش ہوے
وقت ورود لشکر مذکور صاحبقران سلطان کیوان شکوہ مع خواجہ طیفور گرد بالعہ ملکہ دبدبہ
سحر ساز جادو میں بآرام تمام بیٹھے ہوے تھے ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ مجمر جادو روبروے
صاحبقران حاضر تھیں ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو بھی بیٹھی تھی بابت حصول لوح طلسمی باہم کچھ باتیں
ہو رہی تھیں کہ یکایک قلعے کے باہر سے ایک کنیز شوخ و چالاک نے آ کر عرض کیا کہ اے ملکہ عالم
آپ کیا غافل بیٹھی ہیں طوفان آتشبار جادو جس کو میں خوب جانتی ہوں بجمعیت ساحران کثیر
در باغ سے دور ہٹ کے خیام و بارگاہ ایستادہ کرا کے فروکش ہوا ہے غالبًا بارادہ جنگ ادھر آیا ہے
ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے جواب دیا کہ گروہ نابکار بارادہ پیکار آیا ہے تو کیا اندیشہ ہے جس ارادے
سے آیا ہے وہ ارادہ اُس کا اُس کے دل ہی میں رہے گا حسرت اُس کی ہر نہ آئے گی ہمارے
قلعۂ سحر کو مثل سکۂ باہم سب کو اسیر کرے کیا مجال اُس کی جس طرح رعد دیو سر جادو دیوانہ ہو کر
ہم سب کا فرمانبردار ہو کر بیراے قتل حکیم جالوس چلا گیا تھا اُسی صورت سے یہ بھی سحر میں مبتلا ہو کے
چلا جائے گا عجب کیا حکم سے ادھر آیا ہے اُسی کو اپنا دشمن تصور کر کے قتل کرنا چاہے کہ ہم اس کے
آنے سے نہیں ڈرتے ہیں یہ کہہ کے صاحبقران سے عرض کیا کہ آپ تو شمشیر و نیزہ و گرز و تیر و تبر
وغیرہ ہتیاروں سے کام دشمن کا تمام کرتے ہیں لشکر کو درہم و برہم کرتے ہیں ہم ساحر ہیں سحر
سے دشمن کو ہلاک کرتے ہیں آج ہماری لڑائی ملاحظہ کیجیے کہ قلعے میں بیٹھے رہیے گا قلعے سے
باہر نہ جائیے گا صاحبقران کشورستان نے جواب دیا کہ اے ملکہ آگاہ ہو کہ ہم شیر بیشۂ شجاعت
ہیں کبھی قلعہ بند ہو کر دشمن سے نہیں لڑتے ہیں جب لڑتے ہیں سر میدان لڑتے ہیں ہماری بہادری
و شجاعت کے خلاف ہے کہ قلعہ بند ہو کر بیٹھیں ہرگز ایسے وقت میں قلعے میں نہ رہیں گے اگر طوفان
آتشبار جادو آیا ہے تو اس کی آتش سحر کو ہم اپنی آب شمشیر سے یوں بجھا دیں گے کہ پھر جہاں میں
نام و نشان طوفان [illegible] کا وہ نابکار [illegible] کیوں آیا ہے ارادہ محاصرہ قلعہ کا کیوں کرے
ہم ابھی [illegible] تنہا اُس [illegible] جو ہر شمشیر آبدار اُس کو دکھاتے ہیں اگر وہ ساحر زبردست
ہو تو ہم [illegible] اسم اعظم الٰہی ہیں اُس کا سحر [illegible] وقت پڑھتے اسم اعظم الٰہی کے ہم بیاشتہ [illegible] لگا
ہم [illegible] اُس سے دو [illegible] کے جیسا افسانہ بار اچھا لگا
[illegible] اسم اعظم الٰہی ساحر مذکور پر [illegible]

یہ فرماکر ارادہ اُٹھنے کا کیا ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و مجمر جادو نے بصد
عجز و انکسار کہا کہ ہم قسم دیتے ہین آپکو اُس خدا کی جس کی آپ پرستش کرتے ہین اور جس کو آپ
خالق کون و مکان جان کر سجدہ کرتے ہین ہماری موجودگی مین آپ طوفان آتشبار جادو سے یا
اُس کے ہمراہیون وغیرہ سے مقابلہ نکیجیے ہمین کو لڑنے دیجیے ہماری لڑائی کا تماشہ دیکھیے ہان ایسی
حالت مین کہ ہم سب مغلوب ہوکر اسیر ہوجائین ہماری مدد و اعانت کیجیے گا دست دشمنان سے
ہمکو رہا کیجیے گا صاحبقران نے سب کے قسم دینے سے مجبور ہوکر فرمایا کہ اچھا ہم اس تمھاری
عجز و انکساری کرنے سے اور قسم خداوند عالم دینے سے طوفان آتشبار جادو وغیرہ سے بالفعل
مقابلہ نکرینگے تمھارے کہنے پر عمل کرینگے مگر اس قلعے مین نرہینگے میدان نبرد اور
صاحبقران کشورستان مشہور ہوکر قلعہ بند نہونگے یہان سے دور جاکر تمھاری لڑائی دیکھینگے
اگر تم سب طوفان وغیرہ پر غالب ہوے تو فہو المراد و گرنہ ہم تمھاری اعانت کے واسطے ضرور
آئینگے حتی الامکان اپنے تئین تم سب کے پاس پہونچائینگے خواجہ طیفور گردپا نے عرض کیا
کہ اے امیر با توقیر آپ کی راے مین پسند کرتا ہون ہرگز قلعہ بند ہوکر یہان قیام نفرمایئے پھر
ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو وغیرہ سے مخاطب ہوکر کہا کہ اب اس باب
مین صاحبقران ذیشان سے کچھ نکہنا ہرگز صاحبقران نہ ٹھہرینگے بہتر یہی ہے کہ ان کی خوشی
پر عمل کرو سب نے کہا کہ اے خواجہ بمجبوری ارشاد صاحبقران ہم منظور کرتے ہین ورنہ ہمارا
دل نہین چاہتا کہ ایسے وقت مین اس قلعے سے صاحبقران کشورستان کو کہین جانے دین
کیونکہ دشمنون کا ہجوم ہے لشکر ساحران فروکش ہے طوفان آتشبار جادو آگیا ہے غرض صاحبقران
کشورستان اُسی وقت قلعے سے باہر آکر مرکب پر سوار ہوکر خواجہ کو ہمراہ لیکر ایک کوہ کی جانب
کہ وہان سے قریب تھا روانہ ہوے بعد قطع راہ درہ کوہ مین جاکر ٹھہرے اُسوقت خواجہ طیفور گردپا
نے کچھ سوچ کر عرض کیا کہ اگر مجھکو اجازت دیجیے تو مین بھی کچھ فکر و تدبیر کے واسطے جاؤن صاحبقران
نے اجازت دی خواجہ موصوف ایک جانب روانہ ہوے حال ان کا بمقام مناسب بیان کیا
جائیگا اب ذکر ناسپاس خداوند نابکار کیا جاتا ہے کہ یہ نابکار جو ساٹھ ہزار ساحران نابکار کو ہمراہ
لیکر روانہ ہوا تھا بعد قطع راہ اُسی صحرا مین آیا جس صحرا مین طوفان آتشبار جادو مقیم تھا اسکو
مع اُس کی سپاہ کے فروکش دیکھکر قریب ہی اُس کے بارگاہ و خیام استادہ کرا کے ہنوز حکیم چالوس
اپنی بارگاہ مین داخل نہوا تھا کہ قلعے مین ملکہ بہار گل پوش جادو نے اپنی نانی ملکہ دبدبہ سحر ساز
جادو سے کہا کہ اگر آپ اجازت دین تو مین اپنے باغ مین جاؤن طوفان آتشبار جادو کو روکون
اُس نے کچھ خیال کر کے کہا کہ اے دختر نیک اختر اسوقت تیرا اسطرح باغ جانا اچھا نہین ہے ہرگز
تنہا نجانے دونگی اپنے پاس سے جدا نکرونگی ملکہ بہار اپنی نانی کے کہنے سے مجبور ہوکر
جانب باغ مذکور نگئی وہان حکیم چالوس نابکار نے طوفان آتشبار جادو کو یہ حکم دیا کہ اب
تاخیر نکر جلد سوے باغ و قلعہ جا اور اپنی آتش سحر سے جلا دے یا اُن کو قتل و اسیر کر سب جادو
جانفشانی و جنگ اپنی ہمین دکھا اُس نے عرض کیا کہ یہ خیر خواہ حضور کے آنے کا منتظر تھا اب حضور
یہان تشریف لائے اور حکم دیا فرمانبردار جاتا ہے کار نمایان کر کے آتا ہے یہ کہکے سوے باغ روانہ
ہوا جب قریب تر باغ کے پہونچا کئی ناریل چوبی دار جھولے سے نکال کر الفاظ واہیات سحر ایک پر

دم کرکے متواتر کئی بعد دیگرے وہ کئی ناریل چار طرف باغ پُربہار ملکہ بہار گل پوش جادو پر
مارے دیکھنے والون نے دیکھا کہ وہ ناریل شق ہوئے شعلے بکثرت پیدا ہوئے وہ باغ پُربہار
ملکہ بہار جو آتش گل سے دہک رہا تھا لیکا یک انھین شعلون سے اس طرح جلنے لگا کہ ہر ایک سرو
لب جو مانند سرو چراغان کے ہوگیا ہر گل تر بشکل گل چراغ ہونے لگا ہر ایک درخت صورت ہیزم
خشک جلنے لگا یا مانند شمع کافوری روشن ہوگیا برگ درختان سبز و شاداب حرارت آتش سحر
طوفان آتشبار جادو سے زرد خزان دیدہ و پژمردہ ہوکر کف افسوس ملنے لگے کہ ہائے وقت
خزان آگئی بلبلین عوض نغمہ سرائی نالہ و فریاد کرنے لگین قمریان سرو پر جل جل کر کباب ہونے لگین
غنچے باغ بہار کی شگفتگی لے گئے مرغان خوش الحان نالہ کنان ہوکر مثل کباب آتش سحر سے بریان
ہونے لگے دھوان بلند ہوا گویا دود آہ عنادل عیان ہوا اکثر طائران خوش آواز بیدا سے
درد کے پکارنے لگے کہ گل مین بلبلہا فغان غرضکہ تھوڑی دیر مین وہ باغ پربہار تمام و کمال جلکر
بے نام و نشان ہوگیا صرف دیکھنے والون نے دیکھا کہ جا بجا کچھ جلا ہوا تاکا پتلی پتلی لکڑیون اور پتھر
سینیون مین لپٹا ہوا ہے جب باغ مذکور جلکر نیست و نابود ہوگیا طوفان آتشبار جادو نے خوش
ہوکر نعرہ لگایا کہ سن طوفان آتشبار جادو سے ملکہ بہار گل پوش جادو کو ٹھیرا اور تمہارے باغ سحر
پر کیسی خزان آگئی مین نے اپنی آتش سحر سے کیسا جلایا کوئی استخوان بھی تمہارا باقی رہا یا نہین
کہو خوبی و خردمندی سے میرے تمکو مع تمہارے باغ کے جلا دیا تھا مین میرے آنے کی خبر بھی
سنی ہوگی آرزوے دلی و حسرت جنگ لے کر اس گلشن دنیا سے لیکن کیسا پھل بغاوت نمک خداوند
کا پایا تمہارے پھول بھی نہ کھلنے پائے تھے جہان سے سدھارین تازہ تازہ نہال قامت تمہارا
قد لایا تھا ہنوز سے شیا تھا عارض تمہارے رشک گل تر تھے قامت تمہارا غیرت سرو چمن تھا نانی
تمہاری قلعے مین مخفی ہے اُس کو تمہارے حال سے ابھی خبر نہین ہے جسوقت وہ سنیگی بےقتل
کیسے مرجائیگی سنتے تو رعد دیو سحر جادو کو اپنے سحر مین مبتلا کرکے ایسا دیوانہ کر دیا تھا کہ سحر اُسکا
اوپر سے اُتر نہ سکا یہان تک کہ اُس کو جلا دیا تمہیر سے کوئی سحر نہ کیا جسطرح وہ جلا دیا گیا تھا اسیطرح
مین نے بھی تمہین جلا دیا اب تمہاری نانی اور تمہاری خالہ زاد بہن کی فکر ہلاکت مدنظر ہے اسیطرح
تھوڑی دیر تک ساحر مذکور بکا کیا حکیم جالوس نے آواز بلند اُس کی تعریف کی اُس نے جھک کر
سلام کرکے پوچھا کہ کیون نائب خداوندی کیا ظلم کیا حضور نے کہ کیونکر مین نے ملکہ بہار گل پوش جادو
کو مع اُس کے باغ سحر کے نیست و نابود کر دیا حکیم جالوس نے جواب دیا کہ اے طوفان آتشبار
جادو واقعی تمنے کار نمایان کیا ہمکو بہت خوش کیا اب اسی طرح قلعہ ملکہ دیدبہ سحر ساز جادو کو بھی اپنے
سحر سے جلا کر معدوم کر دو پھر آکر خلعت و انعام کثیر لو دیکھو یہ کشتی خلعت پر زر تمہارے ہی واسطے رکھی ہے
ایسا نہ ہو خیر خواہ ملکہ دیدبہ سحر ساز جادو کو بھی قلعے سے نکل کر جانے دینا مثل بہار گل پوش جادو
اس کو بھی مع سحر جادو اپنی آتش سحر سے جلا کر خاک کر دینا طوفان آتشبار جادو نے عرض کیا کہ
حضور کے اقبال سے قلعے کا بھی محاصرہ کرتا ہون ملکہ شہنشاہ جادو کو ہرگز نکل کر جانے نہ دونگا یہ
کہکر بارہ ہزار ساحرون کو اپنے ہمراہ لے کر سوے قلعہ جاکر قلعہ مذکور کا محاصرہ کیا اور خود در قلعہ پر
جاکر پکار کر کہا کہ اے ملکہ دیدبہ سحر ساز مین طوفان آتشبار جادو ہوشیار ہو کہ مین باغ ملکہ بہار گل پوش
جادو کو مع اس کے جلا کر تمہارے قلعے کی بربادی کے واسطے آیا ہون غضب کیا تمنے کہ بغاوت

نائب خداوند یہ کمر باندھی بس کے گذارم کہ از دست با زندہ و سلامت بدر روی ملکہ مذکورہ نے
بالائے قلعہ آکر جواب دیا کہ او نابکار تیری بھی یہ لیاقت ہی کہ میرے قلعہ سحر کو برباد کرے اگر آیا ہی تو حوصلہ
اپنے دل کا نکال لے دیکھون کیونکر میرے اس قلعہ سحر کو برباد کرتا ہی ہان تونے عدم موجودگی بہار مین اسکو
جلا دیا ہی دیکھ یہ نور نظر نواسی میری ملکہ بہار رنگین پوش جادو زندہ موجود ہی او کاذب و بیہودہ گفتار
خاک تیرے منھ مین میرے سامنے میری پارۂ جگر کے بارے مین ایسی افترا پردازی کرتا ہی جا دور ہو ورنہ جلا دینگا
ساحر مذکور نے سر اٹھا کر جو دیکھا تو ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو کو بالائے کرسی زرین بیٹھا ہوا دیکھا اور ملکہ
بہار رنگین پوش جادو و ملکہ مجمر جادو کو بھی ویسا ہی اس کے کرسیون پر بیٹھے ہوے دیکھا ابر سحر کو بالائے
قلعہ محیط پایا اس مین برق کی چمک رعد کی ایسی صدا پا کر اپنے دل مین خفیف و شرمندہ ہو کر ناریل چوٹی دار
پر سحر دم کر کے سوئے ابر و در قلعہ پر برابر مارنا شروع کیے وہ ناریل پھٹے بجائے شعلہ ہائے آتش
گلہائے شگفتہ و تر برسنا شروع ہوے ساحر مذکور نے وہ گلہائے خوشبو اٹھا کر جو سونگھے فی الفور
مبتلائے سحر ہو گیا پکارا کہ قربانت شوم اے ملکہ عالم مین تو فرمانبردار اور جان نثار تمھارا ہون مدت سے
تابع حکم ہون جو حکم ہو بجا لاؤن ملکہ نے جواب دیا کہ اگر تو ہمارا فرمانبردار ہی تو ابھی جا کر نائب خداوند
حکیم جالوس نابکار و ناہنجار کا سر لا وہ ہمارا دشمن جان ہی طوفان آتشبار جادو نے دست بستہ
عرض کیا کہ حکیم جالوس بدکرداری تو کیا اصل و حقیقت ہی اگر حکم ہو تو خداوند ہوس مست جادو کا
سر کاٹ کر برائے نذر لاؤن یہ کہکر اپنے لشکر کے تمامی ساحرون کو ہمراہ اپنے لیکر کہا کہ چلو حکم ملکہ عالم
بجا لائین حکیم جالوس دشمن جان ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو کا سر لائین سب نے عرض کیا کہ چلیے
حضور بیشک وہ نابکار و بدکردار ہی ہماری ملکہ عالم کا بدخواہ ہی مگر پہلے اُس کو قتل کرین وہ لائق قتل
ہی اسوقت کیا ہوا سرد چل رہی ہی پھول برس رہے ہین خوشبو سے گلون کی صحرا مہک رہا ہی
جنگل مین بہار آئی ہی دل چاہتا ہی کہ گریبان و جیب و دامن اپنے اس جوش بہار مین چاک کرے
یہ مصرع کسی شاعر کا اپنی زبان پر جاری کرین ع بہار آئی ہی دیوانون کے دامن چاک ہوتے ہین
اس نے جواب دیا کہ تم سچ کہتے ہو ہمارا بھی مثل تمھارے یہی دل چاہتا ہی کہ اپنا گریبان چاک کرین
اشعار عاشقانہ پڑھین فصل بہار آگئی ہی انھون نے کہا کہ پھر آپکو کون مانع ہی طوفان آتشبار جادو
نے جوش دیوانگی مین گریبان و جیب و دامن چاک کیے اشعار عاشقانہ زبان پر جاری کیے اسکی
فوج کے ساحرون نے بھی مانند اپنے سردار کے اپنے لباس کو چاک چاک کیا پھر اشعار عاشقانہ
پڑھتے ہوے پھول سونگھتے ہوے ہمراہ طوفان آتشبار جادو کے جھومتے ہوے سوے حکیم
جالوس چلے ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو بالائے قلعہ سے ان سب دیوانون کو دیکھکر مسکرائی ملکہ
بہار رنگین پوش جادو و ملکہ مجمر جادو بھی ہنستی ہین صاحبقران کشورستان نے درہ کوہ سے دیوانون
نظر کرکے خوش ہو کر دل مین کہا کہ یہ سب پہلے تو با ارادۂ دشمنی آئے تھے اب مبتلائے سحر ملکہ او دیوانے
ہو کر جانب حکیم جالوس جاتے ہین ابھی صاحبقران ان دیوانون کی سمت درہ کوہ سے دیکھ رہے
تھے ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو کے شعبدہ و سحر سے متحیر تھے کہ وہ سب دیوانے گریبان چاک قریب
حکیم جالوس پہنچے اسنے جو سنا کہ طوفان آتشبار جادو پریشان مو یہ کہتا ہوا آتا ہی شعر

بہار آئی ہی دیوانون کے دامن چاک ہوتے ہین | گریبان پھٹتے ہین ٹکڑے ٹکڑے جیب و داماں ہوتے ہین

سمجھا کہ مبتلائے سحر ملکہ بہار رنگین پوش جادو یا ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو ہو گیا ہی از خود رفتہ

آتا ہی اُس کے لشکر کے ہمراہی سب ساحر بھی اسیر دام سحر ہین جب ہی تو اشعار عاشقانہ پڑھتے ہوئے
کبھی ہنستے کبھی خود بخود روتے ہین مانند دیوانون کے ہو گئے ہین یہ دیکھکر پریشان خاطر و متردد
ہوکر پھر بیٹا ناہنجار طوفان آتشبار جادو نے برہم ہوکر پکار کر کہا کہ او نابکار نائب خداوند ستمگار
تو نے غضب کیا کہ مجھکو برائے اسیری ملکہ دلبریہ سحر ساز جادو وغیرہ بھیجا تھا اور چاہا تھا کہ میرے ہاتھ
سے اُن کو قتل کرائے بہلا کہین عاشق نے اپنے معشوق کو قتل کیا ہی جو مین اُس کو قتل کرتا اب
اُس کے حکم سے تجھے قتل کرنے آیا ہون پیچھے کیون ہٹتا ہی کیا بھاگنے کا ارادہ رکھتا ہی او ملعون میرے
ہاتھ سے بھاگکر کہان جائیگا بغیر تیرا سر کاٹے ہوئے مجھکو قرار نہ آئیگا یہ کہکر اپنے لشکر کے ساحرون سے
کہا کہ اے جوانو خبردار و ہوشیار یہ نابکار بھاگا چاہتا ہی چار طرف سے اس کو گھیر لو جانے نہ پائے
ورنہ معشوقہ ملکہ دلبریہ سحر ساز جادو سے شرمندہ ہونا پڑیگا اُس نے اس نابکار کے سر نحس
کی فرمائش کی ہی یہ ضرور اُس کے واسطے لیجانا ضرور ہی سب نے عرض کیا کہ ہان اے سردار ہمارے
ہمکو بھی بخوشی خاطر ملکہ کا خیال ہی ابھی اس ناہنجار کو گھیر کر قتل کرتے ہین ملکہ بالاے قلعہ کرسی پر بیٹھی
ہوئی ہین اس کے سر کی طالب ہین آپ آگے بڑھیں ناریل چوبی دار سحر پڑھ کر اس پر لگائین ہم بھی
آتے ہین طوفان آتشبار جادو اپنی جھولی سے ناریل لیکر الفاظ و اسماے سحر پڑھنے مین مصروف
ہوا لشکری ساحر اُس کے بڑھے حکیم جالوس نے خیال کیا کہ غضب ہوا یہ دیوانے مدہوش و غافل
ہوئے اپنے بیگانے کو مبتلاے سحر ہوکر نہین پہچانتے ہین میرے قتل کرنے پر آمادہ ہین جلد کوئی تدبیر
ایسی کرنا چاہیے کہ سحر ان پر سے دفع ہو جائے اور باعث اپنی ناموری کا ہو لہذا ابر سحر دشمن
سے اپنا کام حسب دلخواہ لے اپنا کمال و اختیار دیکھنے والون پر ظاہر کرا سکے کمال و سحر سے تو سب
عامل و ساحر کام لیتے ہین دشمن کے ابر سحر سے کام لینا دشوار ہوتا ہی یہ خیال کر کے کچھ پڑھکر سوئے
ابر سحر ملکہ دلبریہ سحر ساز جادو دیکھکر دستک دی ابر سحر جو بالاے قلعہ محیط و قائم تھا متحرک ہوکر
سوئے حکیم جالوس چلا ملکہ دلبریہ سحر ساز جادو کے روکنے سے نہ رکا جب اُن سب دیوانون کے
سرون پر پہونچا تب خداوند نے انگشت سے اشارہ کیا وہ ابر قائم ہوکر برسنے لگا جب دیوانے
کے اوپر ایک قطرہ آب بھی پڑا سحر اُس کے اوپر سے دفع ہو گیا ہوش مین آیا اپنے لباس پر نظر
کر کے پارہ پارہ دیکھکر حیران ہوا از انجملہ طوفان آتشبار جادو بھی ہوشیار ہوا اپنے ہاتھ مین ناریل
چوبی دار اور اپنے لباس تن کو ٹکڑے ٹکڑے دیکھکر متحیر ہوا حکیم جالوس نے سب دیوانون کو
بارش ابر سحر سے ہوشیار کر کے وہ ابر کو باشارہ دفع کیا طوفان آتشبار جادو وغیرہ سے
مخاطب ہوکر کہا کہ واہ واہ تم سب خوب برائے قتل و اسیری ملکہ دلبریہ سحر ساز جادو گئے تھے تو خود ہی
اُس کے سحر مین مبتلا ہوکے اس طرف ہمارے قتل کرنے کے واسطے آگئے تھے اگر ہم اسوقت
تمہارا دفع سحر نکرتے تو ضرور تم سب ہم سے لڑتے ہمارے قتل کرنے کے درپے ہوتے بلکہ قتل و
اسیر کرنے مین کوئی دقیقہ دشمنی فروگذاشت نکرتے سب نے اپنے حال سے آگاہ ہوکے غیرت سے
سر جھکالیے خصوصاً طوفان آتشبار جادو نے بہت نادم و شرمندہ ہوکر عرض کیا کہ اے نائب خداوند
معاف فرمائیے گا مین اپنے حواس و ہوش مین نہ تھا مبتلاے سحر ہوگیا تھا اب جاتا ہون ملکہ دلبریہ
سحر ساز جادو کو ضرور ہلاک کرونگا حکیم جالوس نے کہا کہ تیرے ہاتھ سے وہ قتل و اسیر نہوگی
اب ہرگز نہ جا ورنہ پھر مبتلاے سحر ہو جائیگا اُس نے پوچھا کہ کیا اب آپ بذات خاص در قلعہ پر جا کر

اُس سے مقابلہ کیجیے گا حکیم نے کہا کہ ہم نائب خداوند ہین ہماری شان و عزت کے خلاف ہے کہ دو تین
باغیون کی اسیری کے واسطے ہم دیو قلعہ پر جا کر جادو و مقابلہ کرین آگاہ ہو کہ ہم عامل کامل بھی ہین
اپنے عمل سے موکلون کو روانہ کر کے اُن کو ابھی اسیر کیے لیتے ہین یہان ہم تجھ کو بھی کے آئے ہین
ہم حاکم ساحران ہی نہین ہین جنون پر بھی حکومت رکھتے ہین ہمارے قبضے مین اکثر جن ہین جو تابع حکم
ہین ہم جس کام کے واسطے کہتے ہین وہ فی الفور کرتے ہین اگر تجھ کو ہماری حکومت جنون پر دیکھنا منظور
ہو تو دیکھ لے ہم ایسا بھی کوئی عامل زبردست تو نے نہ دیکھا ہو گا نہ سنا ہو گا ساحر مذکور نے عرض کیا
کہ یہ غلام مشتاق دید ہے جنون کو دکھلایئے دیکھون وہ کس طرح ملکہ دلبہ سحرساز جادو وغیرہ کو اسیر
کرتے ہین حکیم جالوس نے جواب دیا کہ اچھا ٹھہر جاؤ ابھی ہم موکلون کو طلب کرتے ہین یہ کہکے
خیمہ کے [illegible] مین بیٹھکر اشیاے بخور مانند مشک و عنبر و قرنفل و کافور و لوبان وغیرہ آگ پر ڈال کر جپ
پڑھنے لگا بعد دو ساعت کے سمت صحرا سے غبار بلند ہوا ہوا سے تند چلی جب وہ غبار دور ہوا
دیکھا کہ چار جن بصورت مہیب پیدا ہو کر روبرو آ کر کہنے لگے کہ اے حکیم جالوس کیون تو نے اسوقت
ہمکو طلب کیا ہے کیا کار دشوار درپیش ہے حکیم مذکور نے جواب دیا کہ اے موکلان عمل تسخیر اسوقت
تمسے یہ کام لینا منظور ہے کہ جو سامنے قلعہ سر بفلک کشیدہ نظر آتا ہے اس قلعے مین ملکہ دلبہ سحرساز
جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و مجمر جادو ہماری دشمن جان و بدخواہ خداوند موجود ہین
اُن کو جا کر اسیر کر لاؤ اور یہ چار تختیان ہین ایک ایک تختی اپنے گلے مین ڈال لو بے خوف و خطر
چلے جاؤ کسی کا سحر تمپر اثر نہ کرے گا نہ کوئی کسی طرح کا تمپر کارگر ہو گا جب اُن کو اسیر کر لینا تو
اس کمند کے حلقون مین اُن کو گرفتار کر کے ہر ایک کی زبان مین سوزن دے کر ہمارے روبرو
لے آنا طوفان آتشبار جادو وغیرہ نے دیکھا کہ وہ چارون جن مانند باد تند و تیز یا مثل برق
نہایت عجلت تمام سوے قلعہ مذکور چلے ملکہ دلبہ سحرساز جادو مع اپنی بھانجی و نواسی کے بصد خوشی
بیٹھی تھی کہ رہی تھی کہ طوفان آتشبار جادو وغیرہ بشتابی سے سحر ہو گئے ہین یقین ہے کہ حکیم
جالوس نے کوئی تدبیر اُن کے دفع سحر کی ہو گی یا کوئی فکر کر رہا ہو گا اب طوفان آتشبار جادو
تو بچا لیا بعد دفع سحر بھی ادھر نہ آئے گا ہان حکیم جالوس نابکار اگر خود آئے یا کسی کو اس طرف
روانہ کرے تو عجب نہین کیونکہ مجکو دریافت ہوا ہے کہ حکیم جالوس بھی اس صحرا مین وارد ہوا ہے
بہ اعانت طوفان آتشبار جادو آیا ہے اگر وہ نابکار بھی اس طرف بارادہ جنگ و مقابلہ آئے گا
تو دیکھا جائے گا مین بھی دلبہ سحرساز جادو ہون اس طرح اُس سے دغا کرون گی کہ وہ بھی عاجز
آئے گا گھبرا جائے گا مگر ابر سحر کا قائم کرنا بر [illegible] قلعہ ضرور ہے یہ کہکے یکبار دگر ابر سحر بالاے قلعہ
قائم کرنے کی فکر مین مصروف ہونے کا ارادہ کیا تھا کہ سامنے سے چار شخص بصورت مہیب و قامت
طویل نظر آئے ملکہ مذکورہ اُن کی شکل خوفناک دیکھکر متردد ہوئی ملکہ بہار گل پوش جادو و
ملکہ مجمر جادو سے کہا کہ اے لڑکیو ہوشیار ہو جاؤ اسباب سحر ہاتھون مین اٹھا لو یہ چار شخص جو بصورت
مہیب اسی طرف آتے ہین شاید یہ [illegible] اور کوئی ہین حکیم جالوس نے بھیجا ان کو روانہ
کیا ہے روکنا ان کا ضرور ہے [illegible] ہوئی ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ مجمر جادو نے نارنج
ترنج گولے فولادی وغیرہ اسباب سحر کے [illegible] اٹھا لیا اور بہت سا اسباب سحر سے اپنے قریب رکھا
ملکہ دلبہ سحرساز جادو نے اُس قلعے کے چارون سمت جو چار پتلے تھے اُن کی طرف مخاطب ہو کر

کہا کہ اے پتلہ اسے سحر سامری اگر یہ چار شخص اس قلعے کے اندر آنے کا ارادہ کریں تو ان کو آنے نہ دینا
یہ سنتے ہی وہ پتلے گویا ہوا سب سے پیدا ہوئے کسی نے ترکش سے تیر و دوش سے کمان لی تیر کو چلہ کمان
میں جوڑا دشمنوں کو تاکا کسی پتلے نے چاہا ہی سے گرز انھیں کھول کر جھولی سے ہی تلوار کے قبضے پر ہاتھ رکھ کر
علم و علم کی کسی پتلے نے انگڑائی لے کر بھالا سنبھالا جو تشتے پتلے نے سر بلند کر کے ہوشیار ہو گئے خواب آلودہ
آنکھیں ہاتھ سے مل کے بہ نظر تند و تیز سوئے دشمنان ہر چہار مذکور دیکھ کر اپنے پہلو سے گرز گاؤ سر
اٹھا کر دوش پر رکھا پھر اپنے ہاتھ میں محکم پکڑ کر بلند کیا اس اثنا میں وہ چار موکل قریب در قلعہ کر
پکارے کہ اے ملکہ و بہار بہ سحر ساز جادو آگاہ ہو کہ ہم کو ہمارے حاکم نے تمھاری اسیری و دیگر اہل قلعہ
کی اسیری کے واسطے روانہ کیا ہے ہم وہ ہیں کہ تمھارے روکنے سے بلکہ کسی کے روکنے سے
نہ رکیں گے دلیرانہ داخل قلعہ ہو جائینگے تمھارا اور اہل قلعہ کا سحر ہم پر اثر مطلق نہ کرے گا اپنے اس قلعہ سحر پر
نازاں نہ ہو پتلے سحر کے جو چہار جانب قلعہ مستعد جنگ ہیں یہ بھی ہم کو نہ روک سکیں گے کوئی حربہ
ان کا ہم پر کارگر نہ ہوگا لہذا مناسب یہ ہے کہ تم سب خود مع اہل قلعہ کے چلے آؤ ہمارے ساتھ تم کو ہم جالوس
نائب خداوند کے روبرو بعزت لیے چلیں ورنہ ہم تم کو بذلت اسیر کر کے لے جائیں گے ملکہ نے جواب دیا
کہ کیا مجال تمھاری کہ تم ہم سب کو اسیر و گرفتار کر کے لے جاؤ اگر تم کو اپنی زندگی عزیز ہے اور اپنی ذلت
گوارا نہیں ہے تو ہمارے کہنے پر عمل کرو یہاں سے دور ہو ورنہ پچھتاؤ گے ایک دم میں تم کو جلا کر خاک
کر دوں گی نام و نشان تک تمھارا باقی نہ رکھوں گی یہ سنکے ان کو غصہ آیا اور پکار کر کہا کہ او ساحرہ ہم
تجھ کو گرفتار کرنے آئے ہیں بھلا ہمیں روک تو سہی دیکھیں کہ تو کیسی ساحرہ ہے یہ کہکر بسرعت تمام
جانب قلعہ چلے ملکہ مذکورہ نے ان کو اپنی جانب آتے ہوئے دیکھ کر گولہ فولادی اٹھا کر اس پر سحر دم
کر کے مارا وہ قریب اس کے آ کے شق ہوا انھوں نے تختیوں کا عکس اوپر ڈالا وہ موم ہو کر
خاک پر گرا ملکہ بہار گل پوش جادو نے گلدستہ سحر دم کر کے مارا جب ان کے قریب پہونچا
عکس سے ان تختیوں کے ہر ایک گل و غنچہ اس گلدستے کا جدا جدا ہو کر مانند غبار و خس کے جل گیا ملکہ
مجمر جادو نے نارنج سحر دم کر کے مارا جب ان کے قریب پہونچا شق ہو کر زمین پر گرا کارگر نہوا ان
تختیوں دافع سحر کے سبب سے تاثیر نارنج سحر نے مطلق نہ کی جب وہ چاروں خیریت زیر سایہ ابر سحر آئے
جو چاروں پتلے سحر کے قلعہ کی چاروں جانب آلات حرب و ضرب لیے ایستادہ تھے انھوں نے پے
درپے وار کرنا شروع کیے ابر سحر سے آگ سے انگارے اور سنگ گران بکثرت گرنے لگے لیکن
آفت و بلا سے ان کو کچھ ضرر نہ پہونچا جو انگارا آگ کا یا سنگ گران سحر کا یا کوئی حربہ پتلہ ہائے سحر کا
ان کے سروں پر آیا ان تختیوں منقش کی برکت و تاثیر سے وہ کارگر نہوا ہر چند ملکہ و بہار سحر ساز جادو
و ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ مجمر جادو و کنیزان ملکہ مذکورہ و ابر سحر و پتلوں نے قلعہ سحر نے
روکا اور پے در پے سحر کیے آگ برسائی فولادی گولوں سے تیرہ و دھواں دھار کر دیا طبقہ زمین
کو زلزلہ سا ہوا بہت کوشش و سعی کی کوئی دقیقہ ان کے ہلاک کرنے میں فروگذاشت نہ کیا
مگر وہ کسی طرح سے نہ رکے دلیرانہ سینہ کشادہ گھسے اور ترنج و ناریل نارنج جو لیے وار تلوار تیر گرز نیزہ
وغیرہ اپنے سروں پر روکتے ہوئے ہر ایک سحر کو ان تختیوں کے عکس سے دفع کرتے ہوئے اندر
قلعے کے پہونچ گئے کنیزیں گھبرا کر شور و غل کرنے لگیں نالہ و فریاد بلند کرنے لگیں کلمات سخت و درشت
ان کو کہنے لگیں انھوں نے فریاد و فغاں پر ان کے توجہ نہ کر کسی کے حال پر رحم نہ کر کے ارادہ

اسیر و گرفتار کرنے کا کیا ہر چند ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے اور ملکہ بہار رنگ گل پوش جادو و ملکہ
مجمر جادو نے اپنی حفاظت کی فکر و تدبیر کی اور چاہا کہ اسیری سے بچیں مگر ایک جن نے ملکہ دبدبہ
سحر ساز جادو کو جھپٹ کر پکڑ لیا دوسرے جن نے ملکہ بہار رنگ گل پوش جادو کو آگے بڑھ کر پکڑا
تیسرے جن نے ملکہ مجمر جادو کو دوڑ کر پکڑ لیا چوتھے جن نے تینوں ساحرہ کی زبانوں میں سوزن
چبھو دیا اور ہمی کمند کے حلقوں میں سب کو اسیر کر کے کنیزوں سے متعرض ہوکے ان کو قلعے میں رہنے دیا
چھوڑ کے اسیروں کو ایک تختہ چوبی پر ڈال کر تخت کو اٹھا کر قلعہ سحر سے باہر نکل کر سوئے نائب خداوند
حکیم جالوس روانہ ہوئے جب حضرت سلطان کیوان شکوہ نے دور سے یہ حال دیکھ کر
بہت رنج و افسوس کر کے ارادہ کیا کہ ان جنوں موکلوں کے ہاتھ سے اسیران مذکور کو رہا کریں مگر بوجہ
خیال ناراضی ملکہ و نیز اس خیال سے کہ دیکھنا چاہیے کہ انجام ان اسیروں کا کیا ہوتا ہے تامل کیا اسیران
ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و غیرہ تابع شور و غل کر کے فریاد کناں سوئے فرودگاہ حکیم جالوس چلیں موکلان
طلسم تسخیر مذکور اسیروں کو تخت پر ڈالے ہوئے روبروئے نائب خداوند لا کر رکھ دیئے اور کہا کہ
آپ کے حکم سے ہم ان کو اسیر کر کے لے آئے ہیں اب ہم کو کیا حکم ہوتا ہے حکیم جالوس نے خوش ہو کر
ان سے کہا کہ اب تم جاؤ ان اسیروں کے تخت کو یہاں رکھ دو وہ حسب الحکم تخت اسیران کو
روبرو اس کے رکھ کر سوئے صحرا جا کر غائب ہوگئے طوفان آتشبار جادو نے عرض کیا کہ اے
نائب خداوند میں نے حضور کے اختیار و کمالات کو دیکھا آپ کی تعریف میں زبان قاصر ہے حکیم
جالوس نے خوش ہو کر اپنے کمال پر نازاں ہو کر جلاد کو طلب کیا جلاد نے حسب الحکم حاضر ہو کر
دست بستہ عرض کیا کہ حضور نے مجھ کو کیوں طلب کیا ہے لاؤ گردن زدنی کون ہے کیا کسی کا قتل کرانا
منظور ہے بازو پر قوت رکھتا ہوں تیغہ آبدار اپنے قبضے میں رکھتا ہوں نہایت سنگدل ہوں
ذرا بھی رحم میرے دل میں نہیں ہے حکیم جالوس نے اسیران مذکور کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ ہم نے
تجھ کو اس واسطے طلب کیا ہے کہ ان باغیوں کو میرے ہاتھ سے قتل کرا لیں پس تاخیر نکر جلد ان گرفتاروں کو
قتل کر جلاد حسب الحکم آمادۂ قتل ہوا طوفان آتشبار جادو نے باوجود دشمنی ملکہ دبدبہ سحر ساز
جادو ہونے کے دست بستہ عرض کیا کہ اے نائب خداوند یہ عورتیں ہیں حالانکہ دشمن حضور و
خداوند ہود سمر ہیں بہت جادو ہیں تباہی و بربادی طلسم زلزلہ پر انھوں نے کمر باندھی ہے مگر ایسے
سر تن سے جدا کرانا اچھا نہیں ہے اگر مناسب ہو تو ان کو قتل سے امان دے کر قید شدید میں
بند کر اپنے جیلخانہ میں رکھیں خود ہی یہ سب ہلاک ہو جائیں گی بغاوت کی سزا پائیں گی حضور بھی
ان کے خون میں گرفتار نہ ہوں گے ان کے قتل کرنے کی بدنامی سے بچیں گے حکیم جالوس نے
چین بجبین ہوکر جواب دیا کہ اے طوفان آتشبار جادو اپنے دشمنوں کو زندہ نہ رکھنا چاہیے انھیں
قتل سے امان نہ دینا چاہیے اس میں خواہ مرد ہوں یا عورتیں ہوں بدنامی کا خیال بھی نکرنا چاہیے
ان کی خونریزی سے باز نہ آنا چاہیے جس نے اپنے دشمن پر رحم کیا غلطی کی انجام رحم کا برا دیکھا
خود ان کے ہاتھ سے کسی وقت و زمانے میں قتل ہوا تو نا فہم ہے ہم حکیم ہیں عاقل و دور اندیش
ہیں وہ تدبیر کرتے ہیں کہ آئندہ ان سے اندیشہ نہ رہے جان بھی نہ بچے طلسم زلزلہ میں بھی ان کی ذات
سے کوئی فتنہ و فساد برپا نہ ہو سو اس کے رعب اپنا جلد ساکنان طلسم زلزلہ پر بیٹھ جائے پھر کوئی
ساحر یا ساحرہ ہم سے یا خداوند سے بغاوت نکرے سب ڈر جائیں خیال دشمنی ہمارا اور خداوند کا

اپنے دل میں نہ لائیں ہر وقت تابع حکم و فرمان رہیں ہمارے قہر و غضب و عتاب سے خائف و
ترساں رہیں ذرا سمجھ تو سہی ان کے قتل کرانے سے مقصود اپنا یہی ہے کہ یہ خبر طلسم میں مشہور
ہو کہ نائب خداوند نے بوجہ بغاوت کے عورتوں کو بھی قتل کرا ڈالا دے ان کے سر کٹوا دے
ذرا ان کے اوپر رحم نہ کیا قید کرنا ان کا کافی نہ جانا طوفان آتشبار جادو نے عرض کیا کہ اب میری
مجال زیادہ نہیں کہ اس مقدمے میں کچھ عرض کروں جو حضور مناسب سمجھیں وہ کریں کیونکہ آپ
نائب خداوند ہیں حاکم و فرمانروا ہیں ہم آپ کے محکوم ہیں اطاعت کرنا ہم کو آپ کی ضرور ہے حکیم جالوس
نے بڑی جواب دیا کہ اے طوفان آتشبار جادو مصلحت وقت یہی ہے کہ ان کو قتل ہی کراؤں
اُس نے عبارت و خیر خواہی کر کے پھر کہا کہ حضور ان کو قتل کرائیں مگر یہ خیال فرمائیں کہ یہ سب
قرابت داران خداوند سے ہیں بلکہ دبدبہ سحر ساز جادو کو سر دربار حضور نے ایک دو کوڑے
لگائے تھے یہ خبر سنکے تو خداوند کو ناگوار ہوا تھا اور یہ کہا تھا کہ برا کیا کوڑے لگانا نہ چاہیے تھا اب
ان کے قتل ہونے کی خبر جو خداوند کو پہونچے گی تو ان کو کیسا ملال ہوگا اور کیسی شکایت حضور سے
کریں گے عجب نہیں کہ عتاب کریں حکیم جالوس نے برہم ہو کر جواب دیا کہ تمھیں امور سلاطین میں
کیا دخل ہے جو کچھ ہم کرتے ہیں سمجھ بوجھ کر کرتے ہیں اگر ان کے قتل ہونے کی خبر خداوند تک پہونچی
تو کیا ہوگا مجھکو خداوند کی طرف سے اندیشہ عتاب نہیں ہے وقت شکایت کہہ دوں گا کہ اے خداوند
ان کو قتل کرانا ہی میرے نزدیک بہتر و مناسب تھا باعث بہبودی حضور و طلسم حضور تھا یہ
جواب سنکر وہ انجام کار سمجھ عتاب نہ کریں گے بلکہ خوش ہو کر میری فہم و عقل و فراست و انتظام و
کارگذاری کی بہت تعریف کر کے خلعت و انعام و ملک و مال دیں گے طوفان آتشبار جادو
نے کہا کہ اگر آپکو اس کا یقین ہے تو پھر ضرور قتل کرائیے یہ کہکر خاموش ہوا حکیم جالوس نے
جلاد کو حکم ثانی اسیروں کے قتل کرنے کا دیا جلاد نے بڑھکر ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار
گل پوش جادو و ملکہ مجمر جادو سے کہا کہ اب تمھارے قتل ہونے کا وقت قریب ہے تھوڑی دیر
میں تمھارے سر و تن سے جدائی ہو جائے گی زمین صحرا تمھارے خون سے رنگین ہو جائے گی
لہذا جو حسرت و تمنا باقی رہ گئی دل میں ہو اُسے اشاروں سے ظاہر کرو پیاسی ہو تو پانی پی لو
گرسنہ ہو تو کھانا کھا لو مگر تم سب طعام کیونکر کھاؤ گے زبانوں میں تو سوزن ہے اگر اس آخر وقت میں
کسی کا دیکھنا منظور ہو تو اسے دیکھ لو یہ وقت غنیمت جانو پھر ایسا وقت ہاتھ نہ آئے گا کوئی دم میں
رشتہ حیات ٹوٹ جائے گا سر و تن میں جدائی ہوگی حسرت و تمنا دل کی دل ہی میں رہ جائے گی ملکہ دبدبہ سحر ساز
جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ مجمر جادو نے اس حالت اسیری و گرفتاری میں آبدیدہ ہو کر
بایما و اشارہ جلاد و تیغ افگن کو جواب دیا کہ ہمکو آب و طعام کی خواہش نہیں ہے کسی کا دیکھنا بھی منظور
ہے ہاں تمنائے رہائی ہے کہ اگر رہا ہو جاتے تو بربادی طلسم زلزلہ میں سعی و کوشش کرتے جلاد مذکور
اچھی طرح تقریر اسیروں کی نہ سمجھا فقط اسقدر سمجھا کہ آب و طعام کی خواہش نہیں ہے یہ سمجھکر چبوترہ
ریگ کا بنانے لگا بوریہ ہلاکت چبوترے پر بچھانے لگا اسیروں کو تخت چوبی سے اتار کر بوریے پر
ڈالنے لگا صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے جب درہ کوہ سے یہ دیکھا کہ بحکم حکیم جالوس
سے جلاد ناہنجار ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ مجمر جادو کو قتل کیا چاہتا
ہے سب کو زیر تیغ بٹھایا ہے دل میں کہا کہ اے امیر ایسے وقت میں درہ کوہ میں کھڑے رہنا سیران

دوستون کے قتل ہونے کی دیکھنا اُن کی اعانت ایسے حال مین نکرنا تمھاری بہادری و شجاعت سے
بعید ہے یہ خبر پوشیدہ نرہے گی ضرور مشہور ہوگی اہل دنیا ہر مجمع مین باہم کہین گے کہ سلطان کیوان
شکوہ اپنے زمانے کے صاحبقران ہو کے درۂ کوہ مین کھڑے ہوئے دیکھا کیے جلاد اُن کے
دوستون کو قتل کیا کیا اُنھون نے اُن کی اعانت نکی نتیجہ جلاد سے اُنکو رہائی ندی شاید حکیم
جالوس اور اُس کے لشکر کے ساحرون سے ڈر گئے درۂ کوہ مین چھپے ہوئے کھڑے رہے قدم
آگے نہ بڑھایا سعی و کوشش اپنے دوستون کی جانبری مین نکی ایسے شجاع و بہادر تھے کہ شجاعت و جوانمردی
اس صورت مین نہ دکھائی دوست اُن کے دست جلاد سے قتل ہو گئے اور وہ دیکھا کیے ان کی
دوستی سے دست بردار ہونا چاہیے ایسے شخص سے دوستی نکرنا چاہیے جو وقت پر کام نہ آوے یہ
خیالات کرکے بے اختیار درۂ کوہ سے برائے اعانت اسیران مذکور چلے ادھر حکیم جالوس نابکار نے
تیسرا حکم اسیران مذکور کے قتل کا دیا جلاد نے تیسرا حکم سنکے تیغ اٹھایا چاہا کہ اسیرون کو قتل کرے
ناگاہ ایک جانب سے ایک پارہ ابر سیاہ بسرعت و بجلدی تمام آیا اُس پارۂ ابر سے ایک برق بصعوبت
تمام کڑکڑا کر اس طرح جلاد پر گری کہ وہ نابکار جل کر خاک ہو گیا پھر اُس برق نے مجسم ہو کے سوزن
زبان ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ نحجرین جادو سے نکال کر نعرہ کیا کہ ہم
نحجرین جادو مطیع و خیر خواہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ و خیر خواہ دوستان
صاحبقران موصوف ہے اے حکیم جالوس نابکار غضب کیا تھا تو نے کہ ان دوستان و خیر خواہان
صاحبقران کشورستان کو قتل کراتا تھا یہ نعرہ کرکے زمین سے بلند ہو کر پکار کر کہا کہ اے ملکہ
دبدبہ سحر ساز جادو والے ملکہ بہار گل پوش جادو والے ملکہ نحجر جادو اب آگے اپنے دشمنون سے
سمجھ لو مین بھی تمھارے دشمنون کو قتل و ہلاک کرونگا جنگ مین تمھاری شرکت کرونگا ملکہ
دبدبہ سحر ساز جادو وغیرہ کی زبانون سے جب سوزن نکل گئی اور نحجرین جادو کی اُنھون نے
تقریر سنی فی الفور سب نے دہن مین زبان کو چوس کر اسماے سحر پڑھکر زمین سے بلند ہو کر برق بنکر
لشکر حکیم جالوس و طوفان آتشبار جادو کی سپاہ پر گرنا شروع کیا ساحرون کو جلا کر ہلاک کرنا شروع
کیا حکیم جالوس یہ حال دیکھکر متحیر ہوا دل مین کہنے لگا کہ نحجرین جادو نے آکر غضب کیا اسیرونکو
رہا کیا سوزن ان کی زبانون سے نکال لیا کیا معلوم تھا کہ ایسے وقت مین وہ مددگار ان باغیون کا
نحجرین جادو آجائے گا برق بن کر آئے گا جلاد کو ہلاک کرے گا خیر جو ہونا تھا وہ ہوا اب ان باغیون
بدخواہون سے لڑنا چاہیے انھون نے تو میرے لشکر کو جلا کر ہلاک کرنا شروع کیا ہے افسوس یہ بدخواہ
رہا ہو گئے آرزوے دلی نبر آئی قتل نہوسے جانبر ہوے یہ باتین بکتے ہوئے خود لڑنے کو آمادہ جنگ ہوا
اس اثنا مین ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو بصورت برق حکیم جالوس پر بصد غضب گری نائب خداوند
نابکار نے کچھ پڑھکر اُس پر پھونکا وہ بصورت اصلی ہو کر زمین پر گری حکیم جالوس نے ارادہ
اُس کے ہلاک کرنے کا کیا ملکہ بزور سحر غرق زمین ہو گئی اس اثنا مین ملکہ بہار گل پوش جادو
بھی برق بنکر گری حکیم نابکار کچھ پڑھکر غرق زمین ہو کر دور جا کر زمین سے نکلا ملکہ بہار نے ایک گلدستہ
اپنے گلبن سحر سے گلون کا تیار کر کے پھر اُس پر دم کر کے ساحران طوفان آتشبار جادو کی فوج پر مارا
وہ گلدستہ چھٹا ہر ایک غنچہ و گل جدا جدا اُن پر گرا فی الفور ہوا سے سرد چلی خوشبوے گلون کی پھیلی ساحرون
نے وہ پھول اُٹھا اٹھا کر سونگھے سونگھتے ہی مبتلاے سحر ہو کر دیوانہ وار از خود رفتہ ہو کر اشعار

عاشقانہ پڑھتے ہوئے سامنے ملکہ مذکورہ کے آکر عاشق ہونا ظاہر کرنے لگے ملکہ نے کہا کہ اگر تم ہمسے
محبت رکھتے ہو تو ہمارے دشمنون کو قتل کرو حکیم جالوس اور اس کی فوج کو قتل کرو اپنا عاشق ہونا
ہمپر ثابت کرو انھون نے عرض کیا کہ ہم تو جان نثار و فرمانبردار ہین کب ہمکو آپنے دشمنون کے
قتل کرنے کا حکم دیا تھا اب حکم ہوا ہی قتل کرتے ہین اپنا عاشق ہونا تمپر ثابت کرتے ہین یہ کہکر
حالت دیوانگی مین پکارے کہ یارو فصل بہار آئی ہی جوش جنون ہوا ہی دست وحشت جیب و
دامن و گریبان تک پہونچا ہی عریانی تنی مرغوب ہی صحرا جوش بہار سے لالہ زار معلوم ہوتا ہی
واہ واہ کیا گل کھلے ہین کیا ہوا سرد چل رہی ہی سیر گلشن پیش نظر ہی ایسے موسم بہار مین ہم
ملکہ بہار گل پوش جادو کا بجا لانا ضرور ہی معشوق کی فرمائش ہی کہ حکیم جالوس نابکار اور اس کے
لشکر کے ساحران ناہنجار کو قتل کرو عاشق و فرمانبردار ہونا ثابت کرو دعوی بغیر دلیل کے عبث ہی اور
یہ سچ ہی ہم تو اپنا عشق ملکہ عالم پر ثابت کرکے طالب وصل ہونگے استحقاق بوس و کنار کا پیدا کرینگے
سرفروشی و جانبازی ظاہر کرین گے دیکھو ملکہ عالم وہ سامنے زیر شجر کھڑی دیکھ رہی ہین اپنے عاشقون کو
ملاحظہ کر رہی ہین امتحان عاشقان خود مد نظر ہی ہم تو اُن کے دشمنون کو قتل کرنے جاتے ہین نہین معلوم
حکیم جالوس نابکار اسوقت کہان چلا گیا ہی یہان دکھائی نہین دیتا ہی ورنہ پہلے اُسی ناہنجار کا سر
کاٹ کر ملکہ عالم کے روبرو لیے جاتے اُن کے دل کو خوش کرتے خیر اگر وہ بداندیش بھاگ گیا تو
اُس کے ساحران سیاہ تو ہین یہ کہکر وہ کئی ہزار ساحران مسحور بہ سحر ملکہ بہار گل پوش جادو جنکے
سرون پر پھول گلدستہ سحر کے گرے تھے اور اُنھون نے اُٹھا اُٹھا کر سونگھے تھے نارنج ترنج
گولے فولادی ناریل چوٹی دار سرسون ماش کار دستہ بنولے روئی کے گچھے پیکان کے و دیگر
اسباب سحر جھولیون سے ہاتھون مین لے کر اسمائے سحر پڑھتے ہوئے آگے بڑھے اور وہ سب
ساحران فوج نائب خداوند پر مارے ترنج و نارنج وغیرہ شق ہوے دھوان شعلے پیدا ہوئے جسکے
سر پر کوئی شعلہ شعلہا سے اسباب سحر سے گرا وہ جلنے لگا نالہ و فریاد کرنے لگا شور و غل بلند ہوا جس کے سینہ
پر گلولہ کاردستہ سحر پڑی سینے کو توڑ کر پشت سے نکل گئی جس بد معاش پر دانہ ماش کا پڑا وہ آتش سحر سے جلنے لگا
مانند دانہ بریان ہونے لگا جسکے پہلو و سینے پر گولہ فولادی پڑا سینے کو توڑ کر نکل گیا ادھر ملکہ بہار اپنے
سحر کو زور دینے لگی اور گلدستہ اپنی بدھی سے پھولون کا بنا کر اسما و الفاظ سحر اُس پر دم کرکے
باقی ماندہ ساحران لشکر طوفان آتشبار جادو پر لگانے لگی وہ بھی بطریق مذکور پھول سونگھ کر دیوانے
ہوکر حکم ملکہ بہار گل پوش جادو سے ساحران حکیم جالوس سے لڑنے لگے ملکہ دیدبہ سحر ساز جادو
زمین سے نکلی تھی کہ طوفان آتشبار جادو نے ناریل چوٹی دار سحر دم کرکے مارا جب وہ ناریل قریب آیا ملکہ
دیدبہ سحر ساز جادو نے سحر پڑھکر اُس کے پلٹ جانے کا اشارہ کیا فوراً وہ ناریل طوفان آتشبار جادو
کی طرف پلٹا ہرچند ساحر مذکور نے اپنے ہی ناریل سحر سے بچنا چاہا مگر ممکن نہوا سر پر آکر پھٹا شعلے پیدا
ہوے اُن شعلون نے جلا کر اُسے خاک کر دیا علامت اُس کے مرنے کی ظاہر ہوئی آندھی سیاہ آئی
ہواے تند چلنے لگی ابر نمودار ہوا سنگ باری ہونے لگی تھوڑی دیر کے بعد وہ تاریکی و سنگباری
دفع ہوئی اُس کے سحر کے بیرون نے اُس کا نام سے پکار کر کہا کہ کشتہ ہوا کہ نام من طوفان آتشبار
جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم حکیم جالوس نے طوفان آتشبار جادو
کے ہلاک ہونے کا صدمہ کیا بعدہ دیکھا کہ سپاہ طوفان آتشبار جادو مبتلاے سحر ملکہ بہار ہوکر میری

فوج کے ساحرون کو قتل کر رہی ہی جنگ عظیم ہو رہی ہی جانبین سے جنگ مین سعی و کوشش ہو رہی ہی لاش پر لاش گر رہی ہی ساحران بتا بلسے سحر ملکہ بہار رنگل پوش جادو دلیرانہ بڑھتے ہی چلے آتے ہین یہ رنگ جنگ دیکھکر ارادہ کیا کہ سحر ملکہ بہار کو ان ساحرون پر سے دفع کیجیے ہنوز دفع سحر کا ارادہ کیا تھا کہ ملکہ مجمر جادو اسباب سحر مہیا کرکے بزور سحر برق بن کر گری حکیم جالوس نے اُسے آتے دیکھکر کچھ پڑھکر پھونکا ملکہ مجمر جادو بصورت اصلی ہوکر زمین پر گری حکیم جالوس نے اُس کے ہلاک کرنے کا ارادہ کیا کہ اس اثناے مین بحرین جادو مع اپنے ڈیڑھ ہزار ساحرون کی جمعیت سے حکیم جالوس وغیرہ پر گرانا سنج و ترنج گولے فولادی ناریل چھوٹی دارچینی وغیرہ اسباب سحر پر سحر دم کرکے یکبارگی سب اسنے لگاے حکیم جالوس پر گویا آتش سحر برسادی اسنے گھبراکر ان ساحرون کے سحرون کو دفع کرنے کا ارادہ کیا کہ نرغۂ دشمنان سے نکل جاے جان اپنی بدخواہون سے بچاے کس کس سے لڑے کس کس کا سحر دفع کرے لیکن ممکن نہوا غرق زمین بھی نہو سکا کیونکہ ملکہ دیدبۂ سحر ساز جادو نے زمین کو اپنے سحر سے سنگ لاخ کر دیا تھا آخرکار مجبور ہوکر گھر گیا چار طرف سے ساحرون نے گھیر لیا ملکہ دیدبۂ سحر ساز جادو و ملکہ مجمر جادو و بحرین جادو و ملکہ بہار رنگل پوش جادو وغیرہ نے چار طرف سے گھیر کر ایسی بارش جر ہلاے سحر سے اُس کو تنگ کیا کہ وہ پریشان ہو گیا دشمنون کے دفع سحر کرنے مین اور اپنی حفاظت جان مین مصروف ہوا کبھی برق بن کر چمک کر بلند ہو گیا کبھی بجلی کی طرح بدخواہون پر گرا ادنی ساحرون کو ہلاک کیا نامی ساحرون نے اپنے تئین بچایا پھر چار طرف سے پے در پے سحر کرکے ارادہ اُس کے قتل کا کیا اُس نے ہر ایک سحر پایا و اشارہ وغیرہ دفع کیا غرضکہ حکیم جالوس گھبرا گیا اگر جان اپنی دشمنون سے بچانے لگا گاہ عاجز و پریشان ہوکر بے اختیار اپنی زبان پر یہ لانے لگا کہ آہ کیا کرون ان دشمنون سے جان کیونکر بچاؤن انھون نے چار طرف سے گھیرا ہی نکل کر جانے بھی نہین دیتے ہین ایسے وقت مین ان پر کیا سحر کرون اتنی مہلت کہان ہی کہ عمل پڑھون پھر موکلون کو طلب کرون جان اپنی بچانے مین مصروف ہون دیکھیے جان بچتی بھی ہی یا نہین بے طرح دشمنون مین گھر گیا ہون ادھر تو حکیم جالوس کا یہ حال ہی جو لکھا گیا اُدھر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ جو براے اعانت ملکہ دیدبۂ سحر ساز جادو وغیرہ درہ کوہ سے چلے تھے اثناے راہ مین رہائی ملکہ مذکورہ وغیرہ پیش نظر کرکے بحرین جادو کے وقت پر آنے سے خوش ہوکر اپنے ارادے سے باز رہکر دور سے لڑائی دیکھنے لگے ملکہ بہار رنگل پوش جادو و ملکہ دیدبۂ سحر ساز جادو و بحرین جادو و ملکہ مجمر جادو کی جانفشانی و ہمت و سحر و ساحری کی ثنا کرنے لگے کہ حکیم جالوس ایسے کامل و ساحر زبردست کو عجب طرح سے گھیرا ہی کہ اُس کو عاجز کر دیا ہی ابھی صاحبقران ثناے ہمت و جرات بحرین جادو وغیرہ کر رہے تھے ناگاہ ہواے تند و تیز چلی غبار صحرا کی طرف سے بلند ہوا بعد ازان ایک پارۂ ابر سیاہ پیدا ہوا اُس ابر مین بکثرت بارش ہوتی تھی دمبدم برق ظاہر ہوتی تھی صداے رعد آتی تھی صاحبقران اُس پارۂ ابر کی طرف متوجہ ہوکر دل مین کہنے لگے خدا خیر کرے یہ ابر کا ٹکڑا کیسا آیا ہی ابھی امیر یا فقیر یہ کہہ رہے تھے کہ بسرعت تمام وہ پارۂ ابر صحراے سبزہ زار مین بمقام جنگ سغلوبہ پہونچکر ہوا پر قائم ہوا پھر یکایک شق ہوا صاحبقران سلطان کیوان شکوہ وغیرہ نے دیکھا کہ ایک تخت سحر بصورت بساط ہی چار طاؤس چارون طرف سے اُسے اُٹھائے ہوے ہین اُس تخت بساط نما پر ایک ضعیفہ نہایت کبیر السن خمیدہ کمر سیاہ رو سفید مو خشمناک و

ہیں بجہان مٹی ہوئی ہی دیکھنے سے اُس کے ثابت ہوتا ہی کہ ایک بلا سے سبے دربان ہی بالائے سر
ساحرہ مذکورہ ایک منڈھی سی ایستادہ ہی وہ منڈھی بصورت گنبد پائی جاتی ہی منڈھی کے اوپر
ایک پارۂ ابر مائل بسرخی سایہ فگن ہی دمبدم اُس سے برق عیان ہوتی ہی اور صدائے رعد پیدا ہوتی
ہی ہنوز دیکھنے والے اُس ساحرہ پر کالۂ آفت کو دیکھ رہے تھے کہ یکایک اُس ساحرہ نے سر
اٹھا کر غضبناک ہو کر پکار کر کہا کہ او گنہگار و بیہودہ ننگ خاندان دبدبۂ سحر ساز جادو ہوشیار ہو جا کہ
میں آ پہونچی تیرے تمام حالات سے مجھے آگاہی ہوئی ارے غضب کیا تو نے کہ نائب خداوند سے
سرکشی کی اُس کی دشمن جان ہوئی طلسم زلزلہ سے بارادۂ جنگ ادھر آئی شریک طلسم کشائے
طلسم زلزلہ ہوئی کچھ پاس و لحاظ اپنے دین آبائی اور اپنے خاندان کا نہ کیا تجھ کو خداوند ہو د سر مست
جادو کے قہر و غضب سے بھی نہ ڈری دشمنی و بربادی طلسم زلزلہ پر کمر باندھی اے حکیم جالوس نائب
خداوند کو تو نے اور تیری بیباکی و لواسی وغیرہ نے گھیرا ہی اُس کو عاجز کیا ہی ارادہ اُس کے قتل کا کیا ہی
سنو بساط جادو کے گذارم کہ از دست ما نہ بُرد و سلامت بدر رود یہ تقریر آواز کر کے اُس پارۂ ابر
مائل بسرخی کی طرف انگشت سے اشارہ کیا وہ ٹکڑا ابر کا ملکہ دبدبۂ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش
جادو و ملکہ مجمر جادو و بحرین جادو وغیرہ دشمنان حکیم جالوس پر محیط ہو کے برسنے لگا برق چمکنے لگی
صدائے رعد پیدا ہونے لگی جب بدخواہ حکیم جالوس پر ایک قطرۂ آب بھی اُس ابر سے گرا وہ مبتلائے سحر
ہو کر سحر بھولا از خود رفتہ ہو گیا اور جب خیر خواہ حکیم جالوس و نیز حکیم جالوس پر اُس ابر کا پانی برسا وہ
بدستور رہا مبتلائے سحر نہوا تھوڑی دیر میں ملکہ بہار گل پوش جادو و مجمر جادو و بحرین جادو
و ملکہ دبدبۂ سحر ساز جادو وغیرہ بارش ابر سحر سے سحر بھی بھولے اور از خود رفتہ ہو کر بیہوش ہو گئے
ملکہ بساط جادو نے اپنے تخت بساط نما سے اتر کر تخت بساط نما کو ہوا پر قائم رکھا اور خود مانند بلائے بے
روبروے نائب خداوند آ کر بادب سلام کر کے پوچھا کہ حضور نے مجھے پہچانا حکیم جالوس نے
جواب دیا کہ ہاں صورت آشنا تو ہوں مگر اسوقت حواس میرے درست نہیں ہیں تمہارا نام یاد نہیں آتا
ہی اُس نے عرض کیا کہ میرا نام بساط جادو ہی ملکہ دبدبۂ سحر ساز جادو کی خالہ ہوں خیر خواہ ہوں
دشمنان حضور کی ہوں ہر چند کہ حضور نے مجھ کو طلب نہیں کیا تھا لیکن اس جنگ کی خبر سنکے حضور
کے اوپر نرغۂ اعدا کے حال سے آگاہ ہو کے بعجلت تمام ادھر آئی ہوں یہاں عین وقت پر پہونچی
ہوں داخل فرد خیر خواہاں ہوئی حکیم جالوس نے خوش ہو کر جواب دیا کہ اے ملکہ بساط جادو اب
میں نے تمکو بخوبی پہچانا تم نے یہاں آ کر ان بدخواہوں کو اپنے اس ابر سحر سے بیہوش کیا ہماری خوشی کا
باعث ہوا بیشک تم نے خیر خواہی کی اگر تم نہ آتیں تو بھی ہم ان سب کو اسیر کر لیتے یہ کوئی وقت سخت نہ
تھا بھلا یہ بد اندیش ہم سے کیا لڑ سکتے کب تک مقابلہ کرتے آخر کار یہ بدولت ان کو اسیر ہی کر لیتے
ایک مرتبہ قبل دو ساعت ان کو اسیر کر چکے تھے یہ بحرین جادو مالک بحرنیہ عین وقت پر
ان کی مدد کو آ گیا اس کے آنے کی خبر و آگاہی نہ تھی ہم غافل تھے جلاد کو حکم قتل دے چکے تھے کہ
یکایک بحرین جادو نے ان بدخواہوں کی زبانوں سے سوزن کو آ کر دور کر دیا یہ بدخواہ رہا ہو گئے
تھے ہم سے لڑ رہے تھے اس اثنا میں تم آگئیں تم نے ان کو اپنے ابر سحر کی بارش سے بیہوش کیا
اس خیر خواہی کا انعام تمکو خداوند دیں گے اور ہم بھی دیں گے یہ کہکر جلاد کو طلب کر کے حکم دیا کہ
ملکہ دبدبۂ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ مجمر جادو و بحرین جادو کو پہلے قتل کر

بعد ازان اور ساحر جسقدر ہمارے دشمنون سے بیہوش پڑے ہین اُن کو قتل کرنا جلاد حسب الحکم
بڑے قتل بڑھا ملکہ بساط جادو نے دست بستہ عرض کیا کہ میری خیرخواہی تو حضور پر ظاہر ہو گئی ہے
کہ مین نے مطلق اپنی بھانجی حقیقی ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو اور اُسکی بھانجی اور نواسی کا کچھ بھی
پاس ولحاظ نہ کیا نہ قرابت قریبہ کا خیال کیا حضور کا دشمن جانکر ان کو بیہوش کیا لیکن مجھسے ان کی
خونریزی نہ دیکھی جائیگی مقتضی یہ ہے کہ یہ میرے سامنے قتل کیجائین اور مین دیکھون لہذا اگر مناسب ہو تو
ان کو بالفعل قتل نہ کیجیے زندان مین قید کرا دیجیے اگر یہ اطاعت حضور کی اختیار کرین تو فہو المراد
ورنہ ان کو قتل کرائیےگا الا میرے روبرو قتل نہ کرائیےگا مجھسے ان کا قتل ہوتا نہ دیکھا جائیگا
اور دیگر ساحران بد اندیش جو بیہوش پڑے ہین انکو بھی قتل نہ کرائیے کہ دو گھڑی بعد چار پہر کے
یہ ہلاک ہو جائینگے یہ سحر میرا اُن پر ہے میری زندگی مین دفع نہین ہو سکتا اور خاصیت
میرے اس سحر کی یہی ہے کہ دشمن بعد چار پہر کے ہلاک ہو جاتا ہے پس احتیاج قتل کرنیکی نہین
ہے حکیم جالوس نے کچھ سوچ کر جلاد کو قتل کرنے سے باز رکھکر ملکہ بساط جادو سے کہا کہ اب
ان ہلرو دن بد نہاد ہون کا تمکو اختیار ہے جس طرح چاہو ان کو سوے طلسم زلزلے چلو اُس نے
عرض کیا کہ مین ان کو بحفاظت لیے چلون گی کیا مجال کسی ساحر دشمن کی جو انکو چھڑا سکے یہ کہکر
اپنی بساط سحر کی طرف دیکھکر اشارہ کیا کہ وہ بلندی سے سوے پستی آئی بساط جادو وغیرہ
الغرض ساحرون نے ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ عجم جادو و بحرین
جادو کو زمین سے اُٹھا اُٹھا کر اُس بساط پر ڈالا بعد ازان ملکہ بساط جادو نے کچھ پڑھکر اشارہ کیا
پھر وہ بساط زمین سے بلند ہو کر ہوا پر قائم ہوئی اور وہ ابر سحر مائل بسرخی ہو کر سا تھا سمٹ کر
مختصر ہو کر بدستور مرقوم آسی منتہی گنبد نما پر سایہ فگن ہوا حکیم جالوس نے کہا کہ اے ملکہ
تمھارے تخت سحر بساط صورت مین تو اب جگہ تمھارے با آرام بیٹھنے کی نہین ہے ہم چاہتے ہین
کہ ہمارے تخت سحر پر ہمارے ساتھ سوار ہو کر باتین کرتی ہوئی چلو ہمارے برابر پہلو نشین ہو کر
تو نے خیرخواہی کی ہے ہم بھی تمھارا مرتبہ بڑھاتے ہین اُس نے عرض کیا کہ میری تو یہ توقیر نہین ہے کہ
آپکے برابر بیٹھون مگر حضور میرا مرتبہ بڑھاتے ہین سرفراز کرتے ہین میرے فخر کا باعث ہے آپ
بمنزلہ آفتاب کے ہین بندہ ذرہ حقیر بے مقدار ہے چہ نسبت خاک را با عالم پاک حکیم جالوس نے خوش
ہو کر جواب دیا کہ اے ملکہ تم سچ کہتی ہو مگر تمھاری خیرخواہی کا با افضل یہ عوض و انعام ہے کہ آئندہ
طلسم زلزلے مین چلکر ایسا انعام تم کو دینگے کہ کسی بادشاہ نے اپنے کسی خیرخواہ کو نہ دیا ہوگا
ملکہ بساط جادو نے خوش ہو کر پھر عرض کیا کہ میری تو یہ بساط و حقیقت نہین ہے کہ آپ کے برابر بیٹھون
مگر تعمیل حکم مین مجھکو کیا عذر ہے یہ سنکے حکیم جالوس تخت سحر پر بیٹھا ملکہ بساط جادو کو اپنے پاس
بٹھایا ساحران باقی ماندہ کو حکم دیا کہ ہمراہ ہماری سواری کے آہستہ چلو اسوقت ہمکو حصول مسرت
ہے زمین سے تھوڑی ہی بلندی پر تخت سحر ہمارا آہستہ آہستہ چلیگا زیادہ بلند ہو کر بسرعت تمام
روان نہوگا کیونکہ ہمکو سیر اس صحرا کے سبزہ زار کی اور اُس دامن کوہ کی منظور ہے سب نے عرض کیا
کہ ہم سب بموجب حکم حضور کی تعمیل کرینگے غرضکہ موافق مندرجہ بالا سواری حکیم جالوس چلی
ساحران ہمراہی بھی حسب الحکم چلے اثناے راہ مین نائب خداوند مردود و ناپکار سیر صحرا اور
سبزہ زار دیکھتا ہوا ملکہ بساط جادو سے باتین کرتا ہوا جاتا تھا وہ بساط بھی ساتھ ساتھ بساط جادو

کے بالاسے ہوا چلی آتی تھی صاحبقران سلطان کیوان شکوہ یہ حال دیکھکر برہم ہوکر بخیال
اعانت اسیران مذکور پھر چلے جب سواری حکیم جالوس قریب دامن کوہ کے پہونچی دیکھا کہ
ایک چھوٹا سا گانون ہی چھوٹے چھوٹے مکانات خام زمیندارون اور کسانون کے ہین چنے کے
کھیت سرسبز و شاداب ہین بیلین و بسیار کھیت ہین درمیان انکے پراہی کچھ کوہی کسان کھیتونکی
مینڈھون پر بیٹھے ہوے ہین حقہ انکے آگے رکھا ہی کنڈون مین آگ لگائی ہی وہ جل رہے ہین
دھوان ہو رہا ہی بیچ مین اُن کے ایک شخص دہقانیون کا سا لباس پہنے ہوے بیٹھا ہوا ہی دستار
بڑی اُس کے سر پر ہی کچھ باتین ہدایت آمیز کر رہا ہی سب کوہی کسان گوش ہوش سُن رہے ہین ہنوز حکیم
مذکور اُن کوہیون کی طرف دیکھ رہا تھا کہ یکایک اُن کوہیون نے جانب سواری حکیم جالوس نظر کی باہم
کہا کہ یہ آفت و بلا ادھر کیسی آتی ہی بالاسے ہوا چوپاؤن درندون اور پرندون پر یہ سب سوار ہین
نہین معلوم یہ کون ہین ادھر کیون آتے ہین اُس مرد کوہی نے جو پگڑی باندھے تھا انکی زبان مین ان سے
کہا کہ یہ ایک بلاے عظیم آتی ہی اس بلا سے بچو جہان تک بھاگا جائے بھاگو ورنہ یہ بلا تمکو ضرر پہونچائیگی
یہ لشکر بلا تمپر گرے گا سب کو کھا جائے گا تم مین سے کوئی زندہ نرہے گا یہ سُنکے وہ سب کوہی بے اختیار
اپنے گانون کی طرف بھاگے جب وہ خوف سے دور بھاگ گئے اور سواری حکیم مذکور قریب تر ان
چنیون کے کھیتون کے پہونچی تو وہ مرد کوہی جو اپنے سر پر دستار رکھے ہوے تھا دوڑتا ہوا آیا اور دست بستہ
عرض کیا کہ اے نائب خداوند مجھ اس فدوی کو عرض کرنا ہی حکیم جالوس نے سواری روک کر پوچھا
کہ کیا کہتا ہی کہو اُس نے عرض کیا کہ حضور مین نے عہد کیا تھا کہ جب حضور اپنے دشمنون پر فتحیاب ہونگے
اور اُن کو اسیر کرکے اس طرف سے گذرینگے تو مین ان کھیتون کو بلا زبان حضور کی نذر کرونگا اور
کہونگا کہ جس قدر دل چاہے بوٹ اُکھیڑ کر کھائین لہذا مجھ ادنی زمیندار کا یہ ہدیہ قبول ہو اس لائق
تو نہین کہ زر و جواہر حضور کو نذر کرون الا یہ چند کھیت جو میرے ہین نذر بلا زبان سرکار کرتا ہون اگر
میری تمنا بر آئے گی عزت و آبرو میری میرے ہمچشمون مین بڑھ جائے گی آپ نائب خداوند ہو دست
جادو ہین آپ کے نمکخوارون کے کھانے سے زراعت میری زیادہ ہو جائے گی پیداوار زیادہ تر
ہوگی حکیم جالوس نے اُس کی تقریر سُنکے ملکہ بساط جادو کی طرف دیکھا اُس نے عرض کیا کہ حضور
یہ مرد کوہی نہایت عجز و انکسار سے عرض کرتا ہی اپنی عزت افزائی چاہتا ہی مناسب ہی کہ اس کی التماس کو
قبول فرمائیے اپنے ساحران لشکری کو حکم دیجیے کہ سحر کی سواریون سے اتر کر ان دونون کھیتون مین
جا کر چنے کے درخت زمین سے اکھیڑ کر کھائین ایک لحظ حضور یہان توقف فرمائین یہ سیر بھی قابل دید
ہی چنے کے کھیت ہرے بھرے اچھے معلوم ہوتے ہین حکیم جالوس نے ملکہ بساط جادو کے کہنے
سے اور مرد کوہی کے عاجزی کرنے سے اپنے لشکر کے ساحرون کو حکم دیا کہ سواریون سے اتر کر
ان کھیتون مین جا کر اپنے ہاتھ سے بوٹ زمین سے اکھیڑ اکھیڑ کر کھاؤ وہین اس مرد کوہی کی خاطر منظور
ہی ساحران لشکر حسب الحکم فی الفور سحر کی سواریون سے بصد خوشی و خرمی اتر کر کھیتون کے اندر گئے
اور درختان نخود اکھیڑ اکھیڑ کر کھانے لگے فوجی ساحرون نے گویا لوٹنا شروع کیا کھیتون کو غارت کیا
گرد و غبار درختان نخود کے اکھڑنے سے بلند ہوا وہ غبار جس جس ساحر کے دماغ تک پہونچا اُس کو
بے اختیار چھینک آئی پھر تیورا کر کھیت مین گر کے بیہوش ہو گیا تھوڑی دیر مین حکیم جالوس و ملکہ
بساط جادو و تمامی ساحران سپاہ بیہوش ہو گئے حکیم جالوس و ملکہ بساط جادو بیہوش ہو گئے

لاشہ پہر دوڑا پایا مال شیم اسپان کیا عوض و قصاص دونون نامبردہ سے لیا بندۂ خواجہ سے کہا کہ ان ساحران بیہوش شدہ کو بھی قتل کرو یہ بھی ہمارے اور ہمارے دوستون کے دشمن ہین خواجہ نے عرض کیا کہ ان کو کہان تک قتل کرون گا یہ ہزار ہا ہین ان کو یون ہی پڑا رہنے دیجئے پہر خود بخود مرجاینگے لاکہون من سفوف بیہوشی ان کہیتون مین زنبیل سے نکال کر ڈالا ہی مہینون ان کہیتون مین اثر سفوف بیہوشی رہیگا یہ ہوشیار نہون گے آخر کار دو چار روز مین خود ہی مرجاینگے پہر ناحق قتل کرنا ان کا عبث ہی امیر باتوقیر نے خواجہ کی راے کو پسند کیا پہر وہان سے سب کو لیکر قلعہ ملکہ دلبر سحر ساز جادو مین آئے بحرین جادو وغیرہ نے عرض کیا کہ خداوند عالم نے حکیم جالوس وغیرہ پر آپ کو فتحیاب کیا ہی اس خوشی کا جشن کیجئے صاحبقران عالم نے انکی عرض کو پذیرا کرکے ارشاد کیا کہ اچھا بزم عشرت آراستہ کی جاے ارباب نشاط طلب کیے جائین خوشی قتل حکیم جالوس ونامہ بساط جادو کا جشن کیا جائے حسب الارشاد بحرین جادو وغیرہ نے سامان جشن کیا ارباب نشاط دور دور سے طلب کیے گئے بزم عشرت بمقام مناسب بصد خوبی آراستگی کی گئی صاحبقران کشورستان و ملکہ دلبر سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ سحر جادو و اور بحرین جادو وغیرہ بزم نشاط و عشرت مین علی قدر مراتب بیٹھے ارباب نشاط حسب الطلب مع اپنے سازندون کے حاضر ہوکر ناچنے گانے لگے اہل بزم عشرت بصد خوشی ان کا ناچ گانا دیکھنے سننے لگے از انجملہ ارباب نشاط سے ایک نازنین خوش رو و خوب گلو نے سر بزم عشرت یہ غزل حسب فرمائش ملکہ بہار گل پوش جادو شروع کی غزل

کیون نہون صرف تواضع ہمہ تن جان ہوکر
آئی ہی میری اجل گھر مرے مہمان ہوکر

عاشق زار زندہ ہون اپنے جیسے پہ مرتی ہی نگاہ
آنکھین ہندو سے لڑاتا ہون مسلمان ہوکر

اسلئے پاؤن دہ کیسے پاس ہمیشہ آکر میرے
داغ ہجران ہوئے مشکل مرے آسان ہوکر

چین سے سوتا ہون میں زلف کے سودے میں نہان
نیند بھی آئی ہی تو خواب پریشان ہوکر

کر چکی ضبط فغان سے ہوئی رسوائی دل
کھل گیا راز نہان داغ نمایان ہوکر

ابتو واجب ہی وضو تیغ کی زیارت کے لیے
آیا ہی سبزۂ خط سورۂ قرآن ہوکر

وصل حق شامل گردش مری تقدیر سے ہو
کوئی مشکل بھی جو آتی ہی تو آسان ہوکر

چین محشر میں کبھی پایا نہ سیہ بختی سے
بڑھ گیا روز قیامت شب ہجران ہوکر

ایک آسان ہوئی سو مشکلین آئیں جو چمین اور
سخت مشکل ہوئی مشکل مری آسان ہوکر

آستین پکڑی تھی کسی پاؤن جو اچھلے صاحب
کیجئے اٹھا فتنہ ذرا سر بگریبان ہوکر

نظم ہوتا ہی ہنسے تبسم کے جو روتا ہون میں
دہن زخم ہنسا دیتے ہین خندان ہوکر

رہین سپرد دست پہلو مرا خالی جو ہوا
گھر نے دیوانہ بنایا ہے مجھے ویران ہوکر

مر کے بھی دشت نوردی کا ہی شوق ایسے ذوال
خاک اڑتی ہی مری گرد بیابان ہوکر

اہل بزم عشرت پہ خوش ہوکر اشعار مندرجہ غزل سنکے ملکہ بہار گل پوش جادو بعض بعض اشعار کی تعریف کرنے لگی دیگر اہل بزم بھی بجائے خود ثنا کرنے لگے تین روز اسی طور سے بزم عشرت آراستہ رہی نازنینان خوش گلو رقص و نغمہ کیا کین تیسرے روز قریب ہنگام شام ملکہ بہار گل پوش جادو نے کہ عاشق فخر نوازی خواجہ طیفور کر دیا ہی خواجہ سے کہا دل چاہتا ہی کہ اسوقت کچھ گاکر

کوئی غزل گاؤ یہ جلسۂ عشرت اپنی نے نوازی پر ختم و تمام کرو خواجہ نے اس کے کہنے سے باجا صاحبقران زنبیل سے نکال کر دہن سے لگا کر بجانا شروع کی اور یہ غزل فوہیں گانے لگے اور مخاطب ملکہ بہار گل پوش جادو سے ہوئے غزل

غیرت مہر رشک ماہ ہو تم	خوبصورتوں کے بادشاہ ہو تم	جس نے دیکھا تمہیں وہ مر ہی گیا
حسن کی تیغ سے پناہ ہو تم	کیونکر آنکھیں نہ ہم کو دکھلاؤ	کیسی خوش چشم و خوش نگاہ ہو تم
حسن میں آپ سے ہے شان خدا	عشق بازوں کی سجدہ گاہ ہو تم	ہر لباس آپ کو ہے نہ زیبندہ
جامہ زیبوں کی بادشاہ ہو تم	فوق ہے سارے خوش جمالوں پر	کل حسینوں کی بادشاہ ہو تم
کیوں محبت بڑھائی سختی سہنے	ہم گنہگار ہے گناہ ہو تم	جو کہ حق وفا بجا لاتے
شاہد اللہ ہے گواہ ہو تم	ہے تمہارا خیال پیش نظر	جس طرف جائیں سد راہ ہو تم
دونوں شانے سے ہیں آتش	خواہ تم ہو وہیں یہیں خواہ ہو تم	

ملکہ بہار گل پوش جادو اشعار غزل سن سنکے از حد خوش ہونے لگی اور شرم سے منہ بھی چھپا لگی ملکہ دلبر سنکر ساز جادو وملکہ تجمر جادو و بحرین جادو نے خواجہ سے کہا کہ اے خواجہ علم موسیقی میں بھی تمہارا مثل و نظیر نہیں ہے تمہاری نے نوازی کی تعریف ہو نہیں سکتی صاحبقران کشورستان نے بھی تعریف کی جب خواجہ نے بجوش آوازی غزل مندرجہ گا کر تمام کی بزم عشرت موقوف ہوئی ارباب نشاط کو زر کثیر انعام میں دے کر رخصت کیا صاحبقران کشورستان تو داخل قلعہ میں جشن ہو چکا ہے لیکن اب حال ان ساحروں اور سحر کے پیروں کا لکھا جاتا ہے جو میدان قتل حکیم جالوس وملکہ بساط جادو سے نالان وگریان مضطر و پریشان سوئے طلسم زلزلہ روانہ ہوئے تھے وہ بعد قطع راہ داخل طلسم زلزلہ ہوئے خبر قتل حکیم جالوس وملکہ بساط جادو وطوفان آتشباز جادو انھوں نے پہونچائی جملہ ساکنان طلسم زلزلہ و نیز ہودسر مست جادو کو اطلاع ہوئی سب کو صدمہ و رنج ہوا خاص کر خداوند نابکار ہودسر مست جادو کو بہت ملال ہوا بہانے خود کہا کہ یہ آثار بربادی و تباہی طلسم زلزلہ ہے یہی زمانہ طلسم زلزلے کے ٹوٹنے کا بقول رکا ہنوں اور نجومیوں کے قریب معلوم ہوتا ہے میری زندگی بھی اب تھوڑی ہے طلسم باطن میں ہر چند آکر بیٹھا ہوں مگر یہاں بھی حفاظت جان نہوگی طلسم کشا سے طلسم زلزلہ مانند ملک اللموت کے یہاں آکر میری قبض روح کریگا افسوس میں نہیں رہونگا نہ یہ طلسم رہے گا خیر خواہ و دوست چھوٹے جاتے ہیں یعنی قتل ہوئے جاتے ہیں مگر حتی الامکان تدابیر حفاظت جان و طلسم سے غافل نہ رہنا چاہیے جب تک زندگی ہے فکر و تدبیر سے دست بردار نہونا چاہیے حکیم جالوس ایسا خیر خواہ تو قتل ہوگیا اب اُس کی جگہہ کسی وزیر کو قائم مقام برائے حکومت و انتظام کرنا چاہیے تاکہ وہ بندوبست کرے یہ باتیں کہاکے خود کرے اشتفاق جادو کہ دوسرا وزیر تھا اسکو اپنے پاس طلب کرکے خلعت نیابت اُس کو دے کر ایک فرمان بھی باین مضمون اُس کو دیا کہ اے ساحران ساکنان طلسم زلزلہ واسے بندگان مابدولت آگاہ ہو کہ حکیم جالوس وزیر اعظم کو ہمنے پہلے اپنا نائب کرکے تم سب کو اُس کی فرمانبرداری کا حکم دیا تھا وہ تو قتل ہوگیا اب ہمنے اشتفاق جادو اپنے وزیر دوم کو اپنا نائب مقرر کیا ہے لہذا تم سب کو لازم ہے کہ اس نائب جدید کو بھی مثل حکیم جالوس کے نذریں دے کر اپنا حاکم جانو اور جو کچھ کہ یہ حکم دے اُس کو بجا لاؤ اس کی فرمانبرداری گویا ہماری اطاعت ہے تاکید جانو اگر اس نائب جدید کی فرمانبرداری نکروگے اور سرکشی کروگے تو قہر و غضب

میں ہمارے گرفتار ہوگئے بعد دینے فرمان نیابت کے کہا کہ اے اشفاق جادو ہمارے جلسے دربار
میں جا کر جملہ ساحران نامی و نامور وغیرہ کو جمع کر کے یہ فرمان ہمارا سب کو دکھا اور ہمارے تخت حکومت پر
بہ نیابت ہماری جلوس کر اور ایسا انتظام و بندوبست کر کہ طلسم کشا قتل ہو جائے یا اسیر ہو جائے اور
طلسم زلزلہ اس کے شر و فساد سے محفوظ رہے اور فتح ہونے سے بچ جائے اگر ہمارے حکم کے موافق تو عمل
کرے گا تو ہم تجھ سے بہت خوش ہو کر ایسا انعام دیں گے کہ تو بھی بہت خوش ہوگا اس نے دست بستہ
عرض کیا کہ فدوی شہنشاہ کے حکم کی تعمیل کرے گا حتی الامکان ایسا انتظام کرے گا کہ طلسم کشا کو قتل
کرے گا یا اسیر کر کے داخل زندان کرے گا پروانجات حاکمان دربند کو روانہ کر کے ان سب کو طلب
کرے گا بابت حفاظت و نگہبانی مرحلات و دربند تاکید اکید کرے گا خود بھی مصروف بندوبست ہوگا
حضور نے میرا رتبہ بڑھایا ہے تو میں بھی وہ کارگذاری کروں گا کہ شہنشاہ خوش ہوں گے طلسم کشا سے طلسم زلزلہ
کا فتح و اسیر کرنا میرے نزدیک چنداں مشکل نہیں ہے کیونکہ ابھی وہ بے دست و پا ہے جائے لوح طلسمی
سے آگاہ نہیں ہے نہ وہاں تک جا سکتا ہے نہ لوح اس کے ہاتھ آ سکتی ہے نہ اس کا کوئی یار و مددگار ساحران
طلسم زلزلہ سے ایسا ہے کہ اس کی وجہ سے وہ لوح طلسمی حاصل کر سکے اگر ملکہ وبدیہ سحر ساز جادو اور اسکی
بھانجی اور نواسی نے بغاوت پر کمر باندھی ہے تو ان سے چنداں اندیشہ نہیں ہے یہ عرض کر کے رخصت ہو کر
بہ اہتمام دربار آیا اور پروانجات اور حکمنامے لکھوا کر نام بنام فرمانروایان و حاکمان دربند و مالکان مرحلات و جملہ
ساحران نامی و نامور کو بدست ساحران روانہ کیے انہوں نے جلد جلد جا کر نام بنام ساحران مذکور کو
حکمنامے اور پروانے دیے وہ سب حسب الطلب حاضر ہوئے اگر ان کے آنے کا جلوس و سامان
فرداً فرداً تحریر کیا جائے تو نہایت طول ہوگا مختصر یہ کہ سب ساحران نامی و نامور بڑی شان و شوکت
و جاہ و تجمل سے حاضر ہوئے اشفاق جادو کو سلام کیا اس نے علی قدر مراتب بیٹھنے کا اشارہ کیا
جب سب دربار میں بیٹھ چکے اشفاق جادو وزیر دوم حاکم طلسم زلزلہ نے وہ فرمان نیابت جو شاہ
طلسم زلزلہ نے دیا تھا میر منشی کو دے کر حکم دیا کہ اس فرمان شہنشاہ ساحران ہود سر مست جادو
کو با آواز بلند پڑھ تاکہ جملہ اہل دربار سنیں اور موافق حکم خداوند عمل کریں میر منشی مذکور نے فرمان مذکور
با آواز بلند تمام و کمال لفظاً بلفظاً و حرفاً بحرف پڑھا تمامی ساحران نامی و نامور موجود دربار نے عبارت
فرمان بخوبی سنی بعد ازاں اشفاق جادو نے خود با آواز بلند سب سے کہا کہ اگر تم سب میں سے کسی کو
بابت اس فرمان کے کچھ خیال جعلی ہونے کا ہو یا اور کسی طرح کا تردد ہو تو وہ شخص اس فرمان پر مہر
خداوند کو ثبت دیکھ لے یا بذریعہ عریضہ شہنشاہ ساحران سے دریافت کر لے کہ آیا میرے بارے میں
شہنشاہ ساحران عالم نے یہ فرمان نیابت اپنی مہر و دستخط سے لکھا ہے یا نہیں یہ کہہ کر وہ فرمان بھی فرداً
فرداً سب کو دکھایا گیا ہر ایک ساحر و ساحرہ نامی نے بنظر غور دیکھ کر متفق اللفظ عرض کیا کہ اے نائب
خداوند ہم کو بابت اس فرمان خداوند کے کسی طرح کا شک و شبہہ نہیں ہے ہم تہنیت و مبارکبادی نہایت
بصد خوشی و خرمی دیتے ہیں کہ آپ جانب خداوند سے آج ہمارے حاکم و فرمانروا ہوئے ہم کو آپ کی
اطاعت و فرمانبرداری میں کچھ عذر و انکار حسب الحکم خداوند ہود سر مست جادو نہیں ہے جس وقت
تک ہم سب مثل حکیم جالوس کے نائب خداوند آپ کو یقینی جانیں گے اور آپ کا حکم حکم خداوند
خیال کریں گے جو حکم آپ ہم سب کو دیں گے اسی پر عمل کریں گے خلاف اس کے عمل میں نہ لائیں گے
خیر خواہی و سر فروشی و جان نثاری کے کوچے سے قدم باہر نہ رکھیں گے اس تحریر فرمان خداوند پر

ضرور عمل کرین گے حضور تخت حکومت پر جلوس فرمائین تاکہ ہم تہنیت و مبارکبادی فرمانبرداری
بجا لاوین و ملازمانہ ادا کرین اور ہم نمکخوارون سے اطمینان تمام خیرخواہی رکھین اور امید سرفروشی و بہبودی
کی رکھین ہم سب کو دشمن جان طلسم کشاے طلسم زلزلہ یقینا جانین بدخواہ و بداندیش اپنا و نیز خداوند
تصور کرین بدی و دشمنی کا خیال بھی ہم سب کی جانب نکرین ہم سب مین سے کوئی نمک حرام و
بدخواہ حضور کا نہو گا جب تک زندہ ہین حلقہ اطاعت حضور ہمارے گوش مین رہیگا ہرگز خیال سرکشی
و نافرمانی کبھی ہمارے دلون مین نہ آئے گا اشتفاق جادو نے جملہ حاضرین دربار سے تقریر مندرجہ
سنکے شادمان ہوکے تخت حکومت پر جلوس کیا سب نے علی قدر مراتب بعد ادب نذرین دین اشتفاق
جادو نے سب کی نذرین قبول کرکے حسب لیاقت و مرتبہ ہر ایک کو خلعت سرفرازی دیا بعد ازان
سب سے مخاطب ہوکر کہا کہ اے ساحران نامی و نامور و ذیجاہ و اے نمکخواران شہنشاہ ہم تم سے تاکید
اکید کہتے ہین کہ اپنے اپنے دربند اور مرحلے سے بہت ہوشیار و خبردار رہنا حفاظت لوح و خنجر از حد کرنا
بند و بست طلسم خوب سا کرنا حفاظت و نگہبانی سے غافل نرہنا جادۂ خیرخواہی خداوند پر قدم رکھے رہنا
و بیجو سرکشی و نافرمانی نکرنا زمانہ پر آشوب ہے چند باغی و بدخواہ نمک ہے طلسم کشا ہوگئے ہین فی الحال
انہون نے دشمنی پر کمر باندھی ہے ساحران طلسم سے درپے ہین یہ خبر سنی ہے کہ حکیم جالوس وزیر اعظم
جسکو خداوند نے قبل اس کے اپنا نائب کرکے برائے انتظام و بند و بست بمصلحت مستقل
ہمارے تخت حکومت پر بٹھایا تھا ہمکو معلوم ہوا کہ وہ باغیون مین گھر کر دست عیار طلسم کشا سے قتل
ہوا ہے بلکہ بساط جادو بھی کہ ساحرہ زبردست و خیرخواہ خداوندی تھی ساتھ ہی حکیم جالوس کے ماری
گئی ہے سب نے عرض کیا کہ ہمکو حضور نے جو حکم دیا ہے وہی کرینگے ہرگز بدخواہی و سرکشی نکرینگے اطمینان
تمام ہم نمکخوارون سے حضور رکھین ہم ہرگز فرمانبرداری و اطاعت سے منہ نموڑینگے حتی الامکان طلسم کشاے
طلسم زلزلہ کو قتل و اسیر کرینگے ذرا وہ سرحد طلسم مین قدم تو رکھے یہ عرض کرکے نیابت اشتفاق جادو
سے آگاہ ہوکے نذرین گذران کر اقرار فرمانبرداری و اطاعت و خیرخواہی کا کرکے بایمان مرحلات و دربند
وغیرہ خلعت و انعام سرفرازی و خیرخواہی لیکے حسب الحکم نائب خداوند جمشید اشتفاق جادو اپنے اپنے
مساکن و اماکن کی طرف خوشی خوشی روانہ ہوے صرف اہل دربار دربار مین رہگئے اشتفاق جادو کہ
نہایت مدبر الامور ہے انتظام و بند و بست طلسم مین خود بھی مصروف ہوا شب و روز فکر و تدبیر قتل و گرفتاری
طلسم کشاے طلسم زلزلہ مین بسر کرنے لگا حال اسکا آئندہ لکھا جائیگا

دو کلمہ داستان جانا صاحبقران کشورستان کا ہمراہ ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و خنجر وغیرہ کے پہلے حصول خنجر و لوح طلسم زلزلہ و عیاری خواجہ ... کر دیا و دیگر حالات مشتمل داستان ہذا بیان کیے جاتے ہین

مخمس

گھر مین مہمان ایک ہو تو کہون — تیر اپیکان ایک ہو تو کہون
عشق مین دھیان ایک ہو تو کہون — دل پہ ارمان ایک ہو تو کہون
اے مری جان ایک ہو تو کہون
صدمہ و رنج و غم کی گنتی کیا — تیرے درد و الم کی گنتی کیا

تیرے لطف و کرم کی گنتی کیا | تیرے ظلم و ستم کی گنتی کیا
تیرا احسان ایک ہو تو کہوں

عرق رخ پہ ہی لہو صدقے | تیغ پہ سر فدا گلو صدقے
تجھپہ ہی جان و آبرو صدقے | دل تصدق ہی آرزو صدقے
تجھپہ قربان ایک ہو تو کہوں

اُن کے حیلے ہزار ہوں تو سنوں | اُن کے نخرے ہزار ہوں تو سنوں
اُن کے قصے ہزار ہوں تو سنوں | اُن کے شکوے ہزار ہوں تو سنوں
اپنا ارمان ایک ہو تو کہوں

غم سے احباب بیچ سہتے ہیں | اشک آنکھوں سے میری بہتے ہیں
پھر بھی یکساں نہیں وہ رہتے ہیں | مرنے جینے کو رو رہے کہتے ہیں
اُن کا فرمان ایک ہو تو کہوں

جان سے اپنی میں گذرتا ہوں | دم ہر اک بیوفا کا بھرتا ہوں
سب حسینوں کو پیار کرتا ہوں | جتنے بیٹھے ہیں ان سب پہ مرتا ہوں
میرا ایمان ایک ہو تو کہوں

جب کہ بہتوں میں پاؤں اُن کا پتہ | کہو کیونکر جتاؤں اُن کا پتہ
ہائے کیونکر سناؤں اُن کا پتہ | نامہ بر کیا بتاؤں اُن کا پتہ
اُن کی پہچان ایک ہو تو کہوں

غم وصلت جو ایک ہو تو مٹے | نقش الفت جو ایک ہو تو مٹے
داغ فرقت جو ایک ہو تو مٹے | ایک حسرت جو ایک ہو تو مٹے
ایک ارمان ایک ہو تو کہوں

ہی حکیم ایسا نغمہ سنج فراق | داغ فرقت سے دل ہی گنج فراق
ہی ہر اک زخم دل ترنج فراق | پوچھ مجھ سے نہ میرا رنج فراق
ارے نادان ایک ہو تو کہوں

راویان سحر تقریر و ناقلان بے عدیل و نظیر یوں بیان کرتے ہیں کہ جب قتل حکیم جالوس ملکہ بساط جادو کی خوشی کا جشن ہو چکا صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے ملکہ و بدیع سحر ساز جادو و عرف ملکہ شمشاد زرجادو سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے ملکہ فضل خدا اور مدد الٰہی سے ہمکو نائب شاہ طلسم زلزلہ و ... پر تو فتحیابی حاصل ہوئی کہ اُن کو قتل کیا مگر اب تک کچھ حال لوح طلسم زلزلہ سے آگاہی نہوئی کہ وہ کس جگہ رکھی گئی ہی کس ساحر کے قبضے میں ہی وہ ساحر نابکار کہاں رہتا ہی اور قتل شاہ طلسم زلزلہ کا حال بھی اطلاع نہوئی کہ وہ نابکار کیونکر قتل ہوگا کوئی آلہ حرب و ضرب مخصوص اُس کے قتل کے واسطے بانیان طلسم زلزلہ نے بنایا ہی یا نہیں حالانکہ بابت قتل شاہ طلسم زلزلہ و دیگر امور نسبت فتح طلسم مذکور لوح طلسمی ہدایت کرے گی مگر تم قرابت داران شاہ طلسم زلزلہ سے ہو ساحرہ معتبر ہو عجب نہیں کہ رازداران طلسم سے ہو اگر تمکو کچھ حالات لوح طلسمی و قتل شاہ طلسم مذکور سے معلوم ہوں تو بیان کرو تاکہ واسطے حصول لوح طلسمی کے کوشش کی جائے اور اگر تمسے فکر و سعی بقدر مذکور

کچھ ہو سکے تو کرو کیونکہ کیفیت اس صحرا نورد دیون سرحد طلسم سے باہر ہیں رہیں گے لیکن لوح
طلسمی داخل طلسم ہونا محال ہی ہمکو اپنے لشکر سے ادھر کے ہوئے ایک زمانہ گذرا ہو گا بسبب
اہل لشکر کو یہ خیال ہوگا کہ صاحبقران کو لوح طلسمی ملگئی ہوگی طلسم زلزلہ میں داخل ہوئے ہونگے
در بند و مرحلات طلسمی فتح کر رہے ہونگے یا فتح کر چکے ہونگے طلسم زلزلہ کو تباہ و برباد کر چکے ہونگے
شاہ طلسم کو قتل کر چکے ہونگے مال و زر و جواہرات طلسمی اپنے ہمراہ لیے ہوئے بکر و فر آتے ہونگے
یہاں ابھی ہم بے نیل مرام اس صحرا سے سنرہ زار میں فروکش ہیں لوح طلسمی کا ملنا طلسم زلزلے کا
فتح ہونا شاہ طلسم کا قتل کرنا مال و اسباب طلسمی کا ہاتھ آنا سارق بن لقا و شیخکان کا تہ تیغ کرنا تو کجا
حال لوح طلسمی کے بھی کچھ آگاہی نہیں ہوئی ہی ہم شجاعان جہان سے ہیں اگر یہ طلسم ہم سے فتح نہوا اور
ہم بغیر فتح کیے طلسم کے اپنے لشکر میں گئے تو ہماری ذلت و بدنامی کا باعث ہوگا اعدا یہ جانینگے خود ہمکو
شجاع و بہادر نہ کہیں گے بلکہ دلارام سحر ساز جادو نے عرض کیا کہ مجکو جس جگہ لوح طلسم زلزلہ ہو آگاہی ہی
اور یہ بھی اگر حرب و ضرب سے شاہ طلسم زلزلہ ہو و سرمست جادو قتل ہوگا اس سے بھی بخوبی اطلاع
ہی کیونکہ میں رازداران طلسم سے ہوں مگر جس جگہ لوح طلسمی و خنجر قتل شاہ طلسم زلزلہ ہی اور جس جس کے
پاس ہی وہاں تک پہونچنا نہایت دشوار ہی بلکہ کہ سکتی ہوں کہ ناممکن ہی کیونکہ اول تو پہلے ہی سے
جس جگہ لوح طلسمی و خنجر قتل شاہ طلسم زلزلہ ہی بند و بست و انتظام ایسا تھا کہ وہاں تک گذرنا کسی
جن و انس و وحش و طیور کا ناممکن تھا محافظان لوح و خنجر مذکور ساحران نامی و نامور تھے جو اپنے سحر سے
کسی کو غیر جنس سے اور غیر ساحر و بداندیش سے اپنے پاس نہ آنے دیتے تھے ہوا کا بھی گذرنا وہاں
دشوار تھا اب تو ادھر میرے آنے کی خبر تمام طلسم میں مشہور ہوگئی ہی علاوہ اس کے نجومیوں اور
کاہنوں نے شاہ طلسم کو اپنے علوم سے دریافت کرکے یہ اطلاع دی ہی کہ زمانہ فتح طلسم زلزلے کا
قریب ہی صاحبقران سلطان کیوان شکوہ اس طلسم کو فتح کرینگے یہ طلسم ٹوٹ کر ضرور تباہ و برباد
ہو جائیگا حضور کی جان کا بھی خطرہ ہی اس وجہ سے اب زیادہ تر بند و بست و انتظام ہوگا پروانے
حکم نامے محافظان لوح و خنجر مذکور و مالکان در بند و مرحلات وغیرہ کو در باب انتظام و بند و بست جانب
شاہ طلسم سے پہونچے ہوں گے فی الحال خواجہ نے عیاری کرکے حکیم جالوس و ملکہ بساط جادو
کو قتل کیا ہی طوفان آتشبار جادو وغیرہ لڑائی میں مارے گئے ہیں کشت و خون بسیار ہوا ہی اسکی خبر
بھی ضرور شاہ طلسم وغیرہ کو پہونچی ہوگی طلسم زلزلے میں تہلکہ پڑا ہوگا شاہ طلسم طلسم باطن میں چھپا ہوا
بیٹھا ہوگا فکر اسیری دشمنان حضور و تدبیر ہم سب کی ہو رہی ہوگی ایسی حالت میں فکر حصول لوح طلسمی
و خنجر قتل شاہ طلسم کیا ہو سکتی ہی اور اگر کوئی فکر و تدبیر حصول لوح و خنجر مذکور کی بھی جائے تو بکار آمد
نہوگی کیونکہ سب ساحران نابکار طلسم زلزلہ خبردار و ہوشیار ہونگے صاحبقران گیہان ستان نے
جواب دیا کہ اے ملکہ جو کچھ تمنے بیان کیا سچ ہی لیکن انسان جویائے کار کو لازم ہی کہ اپنی فکر و تدبیر سے
غافل نرہے حتی الامکان اپنے اجرائے کار میں کوشش کرے حق تعالی حامی و مددگار ہی اگرچہ بقول
تمہارے حکم شاہ طلسم سے بند و بست و انتظام بخوبی ہوگا ساحران بیدین ہوشیار و خبردار ہونگے
کسی کو اس جگہ جہاں لوح و خنجر رکھا ہی جانے ندینگے بلکہ اس کے حوالی میں بھی قدم رکھنے دینگے
مگر فکر حصول لوح و خنجر ضرور کرنا چاہیے دستیاب ہوں یا نہوں تم ہمکو اس جگہ لے چلو جہاں لوح طلسمی
اور خنجر ہی اگر وہاں لیجانا ممکن نہو تو اس کے حوالی ہی میں لے چلو خدا مسبب الاسباب ہی کوئی سبب

حصول لوح و خنجر اپنی قدرت کاملہ سے پیدا کرے گا اور تم بھی ضرور کوئی فکر و تدبیر کرو جو کچھ تمھارے
امکان میں ہو اور یہ بتاؤ کہ لوح طلسمی سرحد طلسم زلزلہ میں ہے یا حد طلسم سے باہر ہے اور خنجر قتل شاہ طلسم
کس کے قبضے میں ہے نام اُس کا کیا ہے اور وہ کہاں رہتا ہے اور جس کے پاس لوح طلسمی ہے وہ کہاں رہتا ہے
اور اُس کا نام کیا ہے ملکہ دبدبۂ سحر ساز جادو نے عرض کیا کہ اے صاحبقران کشورستان آگاہ ہو جیئے
کہ لوح طلسم زلزلہ گوہر جادو کے پاس ہے اور خنجر قتل شاہ طلسم میری ہمشیرہ مسماۃ ملکہ آفاق جادو کے
قبضے میں ہے یہ دونوں ساحر و ساحرہ حد طلسم کے باہر ایسے کوہستان و صحرائے ہولناک و وحشت خیز
میں رہتے ہیں کہ جہاں انسان ضعیف البنیان کا تو کیا ذکر ہے دیو و جن بھی خوف سے نہیں جا سکتے اگر
شیر صحرائی بھولے سے وہاں چلا جائے تو خوف سے زہرہ اُس کا آب ہو جائے گوہر جادو کے سحر سے
منزلوں تک ایسی تاریکی ہے کہ ظلمت چشمۂ آب بقا بھی اُس سے شرمندہ ہے بلکہ اُس سحر کی سیاہی کے
آگے تاریکی چشمۂ حیوان گویا روشنی ہے اُس سیاہی و تاریکی سحر گوہر جادو میں کوئی دو قدم بھی راہ
طے نہیں کر سکتا ہے بلکہ درمیان تاریکی مذکور جا نہیں سکتا اگر کوئی ساحر و غیر ساحر بغیر اطلاع و اجازت
گوہر جادو اُس تاریکی سحر میں قدم رکھے تو فوراً گوہر جادو کو اطلاع ہو جائے اور اسیر ہو جائے
پس جبکہ ایک دو قدم بھی کوئی اُس تاریکی میں بغیر اجازت گوہر جادو محافظ لوح طلسم زلزلہ راہ طے
نہیں کر سکتا اور اسیر ہونے سے بچ نہیں سکتا تو منزلوں تک راہ طے کر کے گوہر جادو اور میری
ہمشیرہ ملکہ آفاق جادو تک کیونکر پہونچ سکتا ہے اور بالفرض و محال اگر کوئی کسی تدبیر و فکر سے اُس
منزلوں کی تاریکی کو طے بھی کر کے میری ہمشیرہ مذکورہ کے مکان مسکونہ تک بھی پہونچے تو وہاں
دیگر علامتیں ایسی ایسی ہیں کہ ان علامتوں کی وجہ سے ہمشیرہ مذکورہ ساحرہ زبردست کو ثابت ہو جاتا
کہ کوئی ساحر و غیر ساحر یہاں آیا ہے وہ فوراً اُس کو گرفتار کرے گی صدف جادو فرزند ہمشیرہ بھانجا
اُس کا بھی ساحر زبردست گویا سامری وقت ہے وہ ہر وقت علاوہ اپنی مادر کے نگہداشت کرتا ہے
کسی کی کیا مجال کہ بغیر اُس کی اجازت کے کوئی اُس کی سرحد میں قدم بھی رکھ سکے صدہا ساحر اُس کے
اور اُس کی مادر کے تابع فرمان ہیں ہر وقت دست بستہ موجود رہتے ہیں اسباب سحر اپنے پاس رکھتے
ہیں ان میں ہر ایک ساحر بلائے روزگار ہے اسی طرح گوہر جادو کے مطیع ہزاروں ساحر ہیں اور گرد
مکان مسکونہ گوہر جادو جو ساحران مذکور فروکش ہیں کسی پرندے کو بھی جانب مکان گوہر جادو
محافظ لوح طلسمی جانے نہیں دیتے ہیں ہر وقت نگران رہتے ہیں اسباب مانند تاریخ ترنج گولے
فولادی ناریل چوبی دار کار د سحر وغیرہ ان کے ہاتھوں میں رہتی ہیں ہوا کا بھی وہاں گذرنا مشکل
ہے چہ جائے انسان اور انسان بھی وہ کہ جو دشمن گوہر جادو و بدخواہان لوح طلسمی ہو اگر کوئی
شخص تاریکی سحر اور جائے مسکونہ ہمشیرہ مذکورہ و صدف جادو سے بھی کسی طور سے گذر کر کے
راہ دور و دراز طے کرے اور ان ہزارہا ساحران نگہبان کی نظر سے بھی پوشیدہ ہو کے اندر مکان
گوہر جادو کے چلا جائے تو گوہر جادو پہچان اور جان جائے کہ میرے مکان میں کوئی دشمن آیا ہے
دشمن اُس کو جستجو کرنے کی بھی اُس نے تدبیر کی ہے فی الفور اُس علامت شناخت وارد دشمن سے آگاہ ہو کر
اُس کو اسیر کرے گا اور جس جگہ لوح طلسمی رکھی ہے وہاں تک جانے نہ دے گا اور یہ سب باتیں ہو چکیں
بہت محال و دشوار ہیں بھلا مکان مسکونہ ہمشیرہ و صدف جادو تک کون جا سکتا
اور خنجر ... جس سے کہ شاہ طلسم زلزلہ قتل ہو گا اُس کو میری ہمشیرہ سے لے سکے اور اُسکے

فرزندی زندگی میں لے سکتا ہی پھر وہاں سے کوسوں راہ تاریک طے کرکے کیونکر گوہر جادو تک
پہونچ سکتا ہو اور لوح طلسمی حیات گوہر جادو میں ہزار بلاؤں سے بچکر حاصل کرسکتا ہی ہاں اگر میری
ہمشیرہ یا صدف جادو کسی کو اپنے پاس بلانا چاہے تو گوہر جادو سے اجازت لے کر
بلا سکتا ہو بغیر اُس کی اجازت کے ہرگز ہرگز باوجود خود حاکم و مالک ہونے اپنی سرحد سے کسی اور
ساحر زبردست ساحری وقت ہونے کے نہیں بلا سکتا ہی ایسے بندوبست و انتظام میں میں کیونکر
آپ کو وہاں تک پہونچا سکتی ہوں بلکہ خود بھی نہیں جا سکتی ہوں صاحبقران سلطان کیوان
شکوہ نے تمام تقریر اُس کی سنکے بندوبست و انتظام نگہبانی و حفاظت گوہر و لوح طلسمی پر غور
کرکے متحیر ہوکے کہا کہ اے ملکہ دیدبہ سحر ساز جادو تم ہم کو اُسی مقام تک لے چلو جہاں سے وہ تاریکی
شروع ہوئی ہی ملکہ نے عرض کیا کہ اگر میں آپکو شروع تاریکی سحر ساحر مذکور تک لے بھی جاؤں تو کیا
فائدہ ہوگا اس طرف تاریکی کے آپ قیام کرکے کیا نفع اُٹھائیں گے برسوں بیٹھے بیٹھے مراد قیام پذیر رہیں گے
بلکہ قریب تاریکی سحر ساحر مذکور چند سے بھی قیام نکر سکیں گے ساحران نگہبان آپ کے حال سے
گوہر جادو و صدف جادو اور میری ہمشیرہ سلیقہ کو آگاہ کردیں گے صاحبقران یہ سنکے خاموش
رہے خواجہ طیفور کردیا نے کہا کہ اے ملکہ تم وہاں تک لے تو چلو دیکھا جائے گا ہم عیار بلا سے
روزگار ہیں کوئی فکر و تدبیر کریں گے اپنے آفتاب عقل کی روشنی سے اُس تاریکی سحر کو بعنایت الٰہی
دفع کرینگے اسی طرح صاحبقران کشورستان نے بھی کہا آخر ملکہ مذکور نے بعد فکر و غور بسیار عرض کیا
کہ اچھا میں آپ کو لے چلوں گی اور ایک تدبیر بھی میں کروں گی بشرطیکہ وہ تدبیر بن پڑے صاحبقران
موصوف و خواجہ ممدوح نے پوچھا کہ وہ تدبیر کیا ہی اُس نے کہا کہ اسوقت مجھے یاد آیا کہ چار برس قبل
اس کے میری ہمشیرہ نے میرے پاس آکر بہ نسبت خواستگاری ملکہ گوہر جادو میری بھانجی کی جو مجھ سے
کی تھی میں نے بوجوہ چند انکار کیا تھا ہر چند ہمشیرہ مذکورہ نے مجھ سے کہا تھا کہ اے بہن تمہارا
بھانجا صدف جادو نہایت لائق ہی ذی عزت و نامی و ناموری اُس کو اپنی فرزندی میں لے لو
اور گوہر جادو کو کہ بعد مرنے اُس کی مادر کے تمنے اُسے مانند مادر مہربان کے پالا ہی مجھے دیدو لیکن
میں نے اُس کا کہنا نہ مانا عذر و حیلہ کرکے نسبت مذکور کو منظور نکیا تھا وہ کسی قدر ناخوش ہوکر مجھ سے
رخصت ہوکر چلی گئی تھی اُس زمانے سے اب تک پھر اُس نے بابت نسبت و شادی مذکور
کے مجھ سے نہیں کہا ہی بلکہ بوجہ ناراضی کے ملنا بھی چھوڑ دیا ہی اب میرا ارادہ ہی کہ بابت نسبت مذکور
خود اُس سے تحریک کروں اور اس مکر و حیلے سے اُسے بلا کر قتل یا اسیر کروں خواجہ نے خوش ہوکر
جواب دیا کہ اے ملکہ رائے تمہاری خوب ہی تم یہی تدبیر کرو میں بھی تمہاری اس تدبیر میں شرکت
اپنی رائے کی کروں گا میری رائے پر عمل کرنا اُس نے منظور کیا بعد ازاں خواجہ موصوف و ملکہ دیدبہ
سحر ساز جادو سے اس بارے میں تا دیر صلاح و مشورہ ہوا بعد مشورہ دو روز شب باہر کرکے
ہنگام صبح ملکہ دیدبہ سحر ساز جادو سامان ضروری کرکے صاحبقران کشورستان و خواجہ
طیفور کردیا و ملکہ بہار گل پوش جادو و مجمر جادو و بکرین جادو و جملہ ساحران لشکر بکرین
جادو و کنیزان اپنی کے اپنے قلعہ سحر سے ایک جانب روانہ ہوئے اور بعد قطع راہ دور و دراز
کے ایک روز کوہستان و خارستان میں پہونچے دور سے تاریکی کو دیکھکر صاحبقران و خواجہ سے
کہا کہ دیکھئے وہ تاریکی و سیاہی جو نظر آتی ہی تاریکی سحر گوہر جادو کی ہی میں نے اسی تاریکی کا ذکر

کیا تھا یہ تاریکی یہاں سے بہت دور ہی اور اب میری رائے یہ ہی کہ یہاں سے آگے بڑھنا چاہیے اسی جگہ
قیام کرنا چاہیے تاکہ شر دشمنان سے ضرر نہ پہونچے اور گوہر جادو وغیرہ کو خبر نہو جائے سب نے
اُس کی رائے کو پسند کیا پھر ملکہ نے اسی جگہ ایک درۂ کوہ میں صاحبقران کشورستان بحرین جادو
و ملکہ بہار گل پوش جادو وغیرہ کو چھوڑ کر کہا کہ تم سب اسی جائے محفوظ میں پوشیدہ رہنا تا وقتیکہ میں
نہ آؤن درۂ کوہ سے باہر نہ آنا بحرین جادو وغیرہ نے قبول کیا ملکہ مذکورہ مجمر جادو اور خواجہ کو
بصورت کنیز ہمراہ لیکر آگے روانہ ہوئی قریب اُس تاریکی سحر کے جاکر بالائے کوہ دو خیمے مختصر و
کوچک ایستادہ کر کے فروکش ہوئی ایک خیمے میں خود بیٹھی دوسرے خیمے میں ملکہ مجمر جادو کو مع
اُس کنیز نقلی کے بٹھایا مجمر جادو کو زیور لباس و زینت سے خوب آراستہ کیا بعدہ اپنے خیمے میں تنہا
بیٹھکر آر د ماش نکال کر شیشۂ آب چاہ جمشیدی نکال کر پانی اُس میں سے لیکر آرد ندکور کو گوندھا اور
ایک پتلہ کلان بنایا پھر اشیائے بخارات مانند گوگل و لونگ و کافور وغیرہ آگ پر ڈال کر سحر خوانی میں
مصروف ہوئی تا دیر سحر پڑھنے میں مصروف رہی اور اُس پتلے پر دم کرتی رہی یہانتک کہ وہ پتلہ
ماش کا حلول کرنے سے پیر کے ایستادہ ہوکے بزبان فصیح گویا ہوا کہ اے ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو
آج مجھے بعد عرصہ دراز کیوں مجھے یاد کیا ہی کیا کار سخت و دشوار تکو درپیش ہی ملکہ نے اُس کی پیشانی
پر ایک گوہر شب چراغ سحر نصب کر کے کہا کہ اے پتلہ سحر سامری ہمکو تجھسے اسوقت یہ کام لینا منظور ہی کہ
ایک رقعہ ہمارا ہماری بہن ملکہ آفاق جادو کو جاکر دے آ اور جواب اُس کا لے آ اُس نے کہا کہ اچھا اس
کار سخت کو انجام دونگا راہ تاریک کو طے کر کے تمہاری بہن تک جاؤن گا رقعہ تمہارا دے کر جواب تو
لا دون گا مگر میری خوراک لاؤ ملکہ نے فی الفور کارد سے اپنی پیشانی زخمی کر کے خون پیشانی چلو میں
لیکر کہا کہ لے اُس نے منہ کھولا ملکہ نے وہ خون اُس کے منہ میں ٹپکایا بعد پانے اپنی خوراک مذکور
کے پتلے نے خوش ہوکر کہا کہ اے ملکہ وہ رقعہ کہاں ہی لاؤ ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے رقعہ مذکور اُس کو
دیا وہ رقعہ لے کر اُس گوہر شب چراغ مذکور کی روشنی کو غنیمت جان کر اندر اُس تاریکی سحر کے جاکر مثل
برق چمکتا ہوا بسرعت تمام راہ طے کرتا ہوا روانہ ہوا ہر چند کہ وہ تاریکی ایسی تھی کہ رشک ظلمت و آب بقا یا
سیاہی شب ہجران یا تاریکی پردۂ ظلمات یا سیاہی دل کافر یا تاریکی قبر بے دین و ایمان تھی مگر پتلہ مذکور بوجہ
روشنی اُس گوہر شب چراغ سحر کے راہ تاریک طے کرتا ہوا چلا جاتا تھا وہ ضیائے گوہر اُس اندھیرے میں
اُس کے واسطے روشنی مشعل سے زیادہ تھی بلکہ تمام طریق تاریک تھی غرضکہ بعد قطع راہ دور و
دراز وہ پتلہ سحر پاس ملکہ آفاق جادو بادر صدف جادو کے پہونچا بعد سلام رقعہ مذکور اُس کو دیکر
طالب جواب ہوا پہلے تو ہمشیرہ ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے اُس پتلے پر نظر کر کے بعد تعجب و حیرت دریائے
حیرت میں غوطہ زن ہوکے اپنے دل میں کہا کہ یہ پتلہ سحر کس ساحر زبردست کا ہی کہ ایسی تاریکی سحر کو طے
کر کے یہاں تک آیا ہی نہیں معلوم کس کا فرستادہ ہی شاید فرستادہ خداوند ہو و سمرست جادو ہی یا
نائب خداوند نے کسی ضرورت شدید سے اس کو بھیجا ہی یا اور کسی ساحر زبردست نے اس کو رقعہ
دے کر ادھر روانہ کیا ہی مگر بعدہ رقعے کے اوپر نظر کر کے پہچانا اور جانا کہ یہ پتلہ سحر فرستادہ ہمشیرہ
ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو ہی کیونکہ رقعہ مذکور میں بعد القاب و آداب مناسب کے یہ لکھا تھا کہ اے
ہمشیرہ عالی مرتبہ واضح ہو کہ ایک تو زمانہ دراز سے تم سے ملنے کا اشتیاق تھا دوسرے یہ کہ کئی زمانہ
نائب خداوند نے بے وجہ و بے خطا مجھپر عتاب کیا ہی اور یہ بھی مجھے دریافت ہوا ہی کہ اب بدنیت

طلسم زلزلہ ختم ہو چکی ہے زمانہ تباہی و بربادی و شکست طلسم زلزلے کا قریب آیا ہے طلسم کشا بے طلسم زلزلہ
پیدا ہوا ہے ضرور طلسم فتح ہو جائے گا بعد آگاہی تباہی طلسم مین نے اپنے دل مین یہ خیال کیا کہ
نہین معلوم ایسے زمانۂ شور و شر مین دست طلسم کشا سے زندہ بھی ہون یا شہید کیا جاؤن لیکن آنے بیس
ایک وہ زمانہ تھا کہ تمنے ملکہ مجمر جادو کی خواستگاری کی تھی فی الحال مین لڑکی والی ہو کر چاہتی ہون کہ
ملکہ مجمر جادو کو تمھارے حوالے کرون اپنی زندگی و آخر زمانہ طلسم زلزلہ مین اس کی شادی کر دون
سہرا اس کا دیکھ لون دل اپنا اس کے بیاہ سے خوش کر لون میرے حال عسرت و ناداری سے آگاہ ہو
مال دنیا سے کچھ نہین رکھتی ہون صرف خالی دختر مذکور رکھتی ہون اس کو اپنے ہمراہ لیکر آئی ہون
تم تک خود اس کو لیکر آنا مشکل تھا اس وجہ سے مین نے بذریعہ پتلہ سحر رقعہ روانہ کیا ہے اس کا جواب
تحریر کرنا اور اگر ہو سکے تو مجھ تک آؤ مجھے اپنی صورت دکھاؤ کہ تمھارے دیکھنے کا بہت اشتیاق ہے
اور برخوردار صدف جادو کے بھی دیکھنے کا اشتیاق ہے مدت سے اسے نہین دیکھا ہے ہماری جانب
سے بہت بہت دعا و پیار کے بعد اس سے کہنا کہ اے فرزند ہمشیرہ تمھاری امانت لیکر
آئی ہون مناسب ہے کہ اپنی امانت مجھ سے لے لو کیونکہ تمھارے نامزد کر چکی ہون ہر چند کہ لڑکی والی ہو کر
مجکو ایسی باتین لکھنا مناسب نہین باعث بے شرمی و غیرت ہے مگر بسبب غیرتی مصلحت مذکور گوارا کرتی
ہون میری زندگی تو بعزت و حرمت بسر ہو گئی ہے اب چراغ سحری ہون لیکن دختر مذکورہ جوان ہے
اس کی بے عزتی و بے حرمتی کا ایسے زلزلے مین اندیشہ ہے طلسم کشا تنہا طلسم مین نہ آئیگا عقب مین
اس کے اس کا لشکر بھی ضرور آئیگا لشکری اکثر جاہل و بدنظر ہوتے ہین مبادا دختر خوبرو
مذکورہ پر ان کی نظر پڑ جائے تو باعث بے عزتی کا ہو اسے بہن اس وقت مین اس لڑکی کے انجام پر نظر
کر کے آبرو ریزی کے خیال سے متردد ہو کر بے شرم و بے عزت ہو کر یہان تک آئی ہون بالائے
کوہ قیام پذیر ہون زیادہ کیا لکھون مادر صدف جادو عبارت رقعہ پڑھکر روئی بعدہ وہ رقعہ
اپنے فرزند کو دکھا کر کہا کہ یہ عبارت تمھاری خالہ ملکہ [illegible] سحر ساز جادو نے لکھی ہے ان کو ہم سے
اور تم سے ملنے کا اشتیاق ہے ملکہ مجمر جادو اپنی بھانجی کو جس کی مین نے خواہش تمھارے واسطے
کی تھی لائی ہے اس زمانے مین اس نے تامل کیا تھا فی زمانہ وہ خود اس کا بیاہ تمھارے ساتھ
کر دینا چاہتی ہے جائے خوشی و مسرت کہ گھر بیٹھے مراد آئی ہے مبارک ہو کہ جو حسرت تمھارے دل مین
تھی وہ اب بر آیا چاہتی ہے صدف جادو نے عبارت رقعہ پڑھکر تقریر اپنی مادر کی سنکے از حد خوش
ہو کے اپنی مادر سے کہا کہ آپ ہماری خالہ صاحبہ کو یہان طلب فرمائیے وہ بالائے کوہ قیام پذیر
ہین ان کا وہان قیام اچھا نہین ہے وہ ہماری بزرگ ہین ان کی عزت و حرمت کرنا چاہیے دعوت و
ضیافت ان کی لازم ہے اگر ان کو یہان بلایا نہ جائے گا تو غالباً ان کو صدمہ ہوگا اور یہ شکایت کرینگی
کہ ہمین نادار و محتاج جان کر قدر و منزلت نہ کی اپنے گھر بلایا بھی نہین ذلیل و حقیر سمجھا مادر
صدف جادو نے جواب دیا کہ اے نور نظر مین تمھاری خالہ کو بغیر اجازت گوہر جادو کے
یہان بلا نہین سکتی تمکو لازم ہے کہ ابھی گوہر جادو کے پاس جاؤ یہ رقعہ اسے دکھا کر اجازت ان کے
بلانے کی حاصل کر کے جلد یہان آؤ پھر ہمارے ساتھ چلو تمھاری خالہ صاحبہ اور تمھاری نامزد
ملکہ مجمر جادو کو وہان سے یہان لے آئین اسی جگہ رسوم شادی عمل مین لائین تمھاری خانہ آبادی
ہو جائے صدف جادو اپنی مادر کی گفتگو سنکے بصد شادی و خوشی وہ رقعہ لیکر تخت طاؤسی پر

سوار ہوکر بہت سے ساحرون کو ہمراہ لیکر بخانم وحشتم جلد تر سوے گوہر جادو روانہ ہوا بعد قطع
راہ دور و دراز اُسکے مکان پر پہونچا اُس کو اطلاع ہوئی فوراً اُس نے اپنے پاس طلب کیا
صدف جادو نے اُسکے سامنے جاکر باادب سلام کیا اُس نے اُس کو دیکھکر خوش ہوکے اپنے قریب
بٹھاکر پوچھا کہ اے صدف جادو خیر تو ہی اسوقت خلاف عادت یہان کیون آئے ہو تمھاری والدہ
تو خیریت سے ہین کوئی فتنہ و فساد تو درپیش نہین آیا بحق قتل خداوند ہود مرمست جادو تو ابھی تک
اُنکے قبضے مین نہ ہو ہمکو تو کچھ فتنہ و فساد کی اطلاع نہین ہوئی ہی ہمارے سحر کی تاریکی مین ابھی تک
کسی دشمن نے قدم نہین رکھا ہی نہ طلسم کشاے طلسم زلزلہ نے ہماری سرحد سحر مین پاؤن رکھا ہی
اگر کوئی واقعہ ہوتا تو ہمکو ضرور خبر ہوجاتی صدف جادو نے مسکراکر باادب کہا کہ ہماری والدہ صاحبہ
نے آپکو سلام کہا ہی وہ اب تک صحیح و سلامت ہین کوئی فتنہ و واقعہ و فساد نہین اُٹھا ہی بدستور خیریت
ہی کسی کی مجال نہیں ہی کہ آپکے سحر کی تاریکی مین قدم رکھ سکے اور میری حفاظت و نگہبانی مین کوئی
بداندیش ادھر آسکے میرے یہان آنے کی وجہ خلاف قاعدہ و عادت یہ ہی کہ ہماری خالہ صاحبہ ملکہ
دبدبہ سحر ساز جادو جن سے آپ بخوبی واقف ہین مع اپنی بھانجی ملکہ قمر جادو کے بضرورت عقد دختر
نامبردہ و نیز ملاقات کے لیے راہ دور و دراز سے آئی ہین کوہ پر قیام پذیر ہین یہ رقعہ دستخطی انھون نے
بدست قبلہ سحر ہماری والدہ کو بھیجا ہی والدہ چاہتی ہین کہ اپنی بہن بھانجی کو اپنے پاس بلالین ہر وقت
مجکو انھون نے محض اسی واسطے آپکے پاس بھیجا ہی کہ آپ سے اجازت اُنکے بلانے کی لیجاے
یہ کہکر رقعہ مذکور پیش کیا گوہر جادو نے عبارت رقعے کی ابتدا سے انتہا تک دیکھکر مہر و دستخط
ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو پر نظر کر کے کہا کہ ہان رقعہ دستخطی ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو کا ہی اس مین شک
نہین کہ وہ ساحرہ معززہ ہی اور براے عقد قمر جادو یہان آئی ہی مگر ایسے زمانہ شور و شر مین اُس کا
یہان بلانا خلاف عقل و انتظام بندوبست ہی کیا تمنے نہین سنا ہی کہ طلسم کشاے طلسم زلزلہ نے ہمراہ
بحرین جادو حاکم بحر بینہ کے صحراے پرہول مین جاکر ابر یاران جادو محافظ زندان حکیم سالوس
کو بیماری اپنے عیار خواجہ طیفور کر دیا قتل کیا حکیم سالوس اور اُسکے رفقا کو زندان سے رہا کیا
ہین کو حکیم جالوس نے جالوسیہ مین جاکر تیغ کیا فی زمانہ تمنے سنا ہوگا کہ طوفان آتشبار جادو
و حکیم جالوس و ملکہ بساط جادو دست بداندیشان سے قتل ہوے ہین خداوند کا مضمون اور
بچہ میون [illegible] کے موافق براے حفاظت جان طلسم باطن کے اندر بیٹھے ہین طلسم زلزلہ مین
ظہور طلسم کشا سے متعلم پڑا ہوا ہی فرمان منجانب خداوند و نائب خداوند جملہ مالکان دربند و محلات
طلسم وغیرہ ساحران معزز کو بتاکید بندوبست و انتظام آچکے ہین تمھاری والدہ کے پاس بھی فرمان
خداوند و نائب خداوند ضرور آیا ہوگا تمھاری نظر سے بھی ضرور گذرا ہوگا تم عاقل و فہیم و ہوشیار ہو
بتاؤ ایسی حالت مین ہو سکتا ہی کہ ہم تمکو اجازت ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو کے بلانے کی دیدین اگر
اُنکے ساتھ [illegible] طلسم کشاے طلسم زلزلہ یا عیار طلسم کشا کسی طور سے چلا آئے تو غضب ہو جائے
تمھاری [illegible] والدہ سے [illegible] قتل خداوند اور [illegible] طلسمی مکر و فریب اُن کو اور ہمکو قتل کر کے لے جائے
[illegible] بدنامی بھی ہو پس ہم اُنکے بلانے کی اجازت نہین دینگے ہمکو اندیشہ قوی
[illegible] سحر ساز جادو کے یہان طلب کرنے سے ہمارا بھی ایک مطلب خاص ہی اور وہ
[illegible] بہار گلپوش جادو جو حسن و جمال مین شہرہ آفاق ہی طلسم زلزلہ مین [illegible]

اکثر مقاموں اور شہروں میں مثل ملکہ بہار گل پوش جادو کے کوئی خوبصورت عورت نہیں ہے اپنی
طبیعت اُس کے اوپر کئی سال سے مائل ہے شب و روز تصویر خیالی ملکہ بہار ہمارے پیش نظر رہتی ہے
رات دن ہمکو اُسی کا خیال رہتا ہے اُس کا فراق باعث تلخی حیات ہے ہر دم اُس کی مفارقت میں مانند
مرغ بسمل تڑپتے ہیں جب سے ہمنے اُس کو دیکھا ہے تمسے کیا کہیں کہ اُس کے دام عشق میں کیسے گرفتار
ہوگئے ہیں باوجود اپنی ایسی حالت کے اُس کو یہاں بلا نہیں سکتے ہیں مبادا اُس کے ہمراہ طلسم کشا
یا اُس کا عیار کسی صورت سے یہاں چلا آئے تو قیامت برپا ہو جائے پس ہم بھی اپنی مدعا براری میں
صبر کریں اور تم بھی تحمل کرو بالفعل اُن کو یہاں طلب نہ کرو شادی بیاہ موقوف رکھو ہم بھی ابھی ملکہ دبدبہ
سحر ساز جادو سے بابت شادی ملکہ بہار گل پوش جادو کی خواہش نکریں جب طلسم کشا سے
طلسم زلزلہ کو قتل یا اسیر کر چکیں گے اور اُس کے عیار مکار کو گرفتار کر لیں گے اُسوقت بے خوف و خطر
ہو کر تم ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو کو بلانا ملکہ مجمر جادو کے ساتھ شادی کرنا ہم بھی ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو
سے درخواست شادی ملکہ بہار گل پوش جادو کی کریں گے جلدی اس بارے میں خوب نہیں ہے مشہور
ہے کہ دیر آید درست آید سوچ سمجھکر کام کرنا صبر و تحمل کرنا جلدی نکرنا اچھا ہوتا ہے انجام اُس کار کا خوب
ہوتا ہے بقول شخصے کہ۔ صبر تلخ ست ولیکن بر شیرین دارد۔ صدف جادو نے اپنی شادی کے
نہونے سے اور مراد دلی بر نہ آنے سے آبدیدہ و محزون ہوکے کہا کہ اگر آپ اُن کے بلانے کی اجازت
نہیں دیتے ہیں تو ہماری والدہ اور ہمکو وہاں جانے کی اجازت دیجیے تاکہ خالہ صاحبہ ہی کے پاس
جاکر رسم شادی ادا کر لی جائے آپ سے صبر و تحمل ہو سکتا ہے مجھسے اس بارے میں صبر نہیں ہو سکتا ہے
گوہر جادو محافظ لوح طلسم زلزلہ نے صدف جادو کی آنکھوں سے گوہر اشک ٹپکتے ہوئے دیکھکر
اور خیال اُس کے رنج و ملال کا کر کے مجبور ہوکے کہا کہ اچھا تمکو اور تمہاری والدہ کو اجازت دی جاتی ہے
کہ پاس ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو کے بالائے کوہ تم اور وہ دونوں جائیں ملکہ مجمر جادو کو بلا تاخیر بیاہ لائیں
اور جس وقت ہم ملکہ مجمر جادو کو طلب کریں تو تمہاری والدہ اُس کو لے کر ہمارے پاس آئیں تاکہ ہم
بھی اُس کو دیکھکر خوش ہوں اور شک و شبہہ اُس کے دیکھ لینے سے دور ہو جائے صدف جادو
نے کہا اقرار کرتا ہوں کہ ملکہ مجمر جادو کو دوسرے ہی روز ہمراہ اپنی والدہ کے آپ کے پاس واسطے
سلام کرنے کے بھیجدونگا اور جلد رسم شادی ادا کر کے یہاں چلا آؤں گا بالائے کوہ زیادہ توقف نکروں گا
آپ اطمینان رکھیں کیا مجال طلسم کشا اور اُس کے عیاروں کی جو ہمارے ساتھ اس طرف آسکے ہماری
ہوشیاری و خبرداری و بندوبست و انتظام سے آپ خوب آگاہ ہیں سحر بن جادو جو مطیع طلسم کشا ہے
وہ ہمارے آگے کیا حقیقت رکھتا ہے اگر وہ بھی بالائے کوہ آجائیگا تو سزا پائیگا فوراً گرفتار
کر لیا جائیگا ہمکو امید نہیں کہ ہماری خالہ کے ساتھ کوئی آیا ہو ہرگز وہ طلسم کشا اور اسکے عیار کو اپنے
ساتھ نہ لائی ہوں گی وہ ہماری اور آپ کی خیر خواہ ہیں بدخواہ نہیں ہیں ہم احتیاطاً ہمراہیان خالہ صاحبہ
پر نظر سحر ڈالکر دیکھ لیں گے گوہر جادو نے کہا کہ ہاں خوب ہوشیاری سے وہاں رسم شادی ادا
کرنا اور ادھر آنے کے وقت ملکہ مجمر جادو پر بھی نظر سحر ڈالکر اصلی نقلی پہچان لینا خبردار اس بات سے
غفلت نہ کرنا ہم نے محض تمہاری خوشی کی وجہ سے تمکو جانے کی اجازت دی ہے ورنہ یہ وہ زمانہ شور و شر
کا ہے کہ نہ کہیں جانا چاہیے نہ کسی کو اپنے گھر میں بلانا چاہیے دشمنوں سے خوف و بیم ہے صدف جادو
یہ سنکے گوہر جادو سے رخصت ہو کے بصد خوشی راہ قطع کر کے اپنی ماں ... کے پاس آیا اس ...

پوچھا کہ کیون اے فرزند گوہر جادو نے اجازت دی یا نہین صدف جادو نے تمام تقریر جو فیما بین
ہوئی تھی بیان کر کے کہا کہ گوہر جادو نے میری خاطر سے اور میرے پاس و لحاظ سے فقط اسقدر
اجازت دی ہے کہ تم مع اپنی والدہ کے پاس ملکہ دیدہ بہ سحر ساز جادو کے جاکر تہنیت رسم شادی ادا کر کے
چلے آنا دیر نہ لگانا اور اپنی زوجہ گوہر جادو کو بھی ضرور دکھانا اپنی والدہ کے ساتھ اسے ہمارے پاس
بھیجنا مین نے اسی اجازت کو غنیمت جان کر دوسرے روز بلکہ گوہر جادو کے بھیجنے کا اقرار کیا ہے
مادر صدف جادو نے خوش ہو کر کہا کہ اے فرزند تیری خوبی قسمت سے گوہر جادو نے تجھے
اتنی بھی اجازت دی ہے ورنہ مجھکو تو یقین تھا کہ بوجہ دور اندیشی کے وہ فی زمانہ نہ کہین جانے کی اجازت دے گا
نہ ملکہ دیدہ بہ سحر ساز جادو کے یہان جانے کی اجازت دے گا کیونکہ زمانہ پر آشوب ہے طلسم کشا نے
ظہور کیا ہے چند ساحران نامی و نامور قتل ہو چکے ہین طلسم زلزلے مین زمین گویا زلزلہ ہی تہلکہ برپا ہوا
ہے بڑا اندوہ و نسبت کیا گیا ہے حکیم جالوس وزیر اعظم نائب خداوند مار ڈالا گیا ہے طوفان آتشبار جادو
و ملکہ بسباطا جادو کے قتل ہونے کی خبر پہونچ چکی ہے اور یہ خبر بھی سنی ہے کہ چند ساحر اس کے شریک
ہو گئے ہین نہین معلوم وہ کون ساحر ہین ساکنان طلسم زلزلہ سے ہین یا اور کہین کے رہنے والے ہین
صدف جادو نے کہا مین نے سنا ہے کہ سحر بین جادو الکسا بحریہ ڈیڑھ دو ہزار ساحرون کی جمعیت
سے شریک طلسم کشا ہوا ہے غالباً اسی کی شرکت سے طلسم کشا نے نائب خداوند وغیرہ کو قتل کیا ہے خوف
اس تقریر سے یہ ہے کہ صدف جادو اور اس کی مادر کو اور گوہر جادو کو شریک ہونا ملکہ دیدہ بہ سحر ساز
جادو وغیرہ کا معلوم نہین ہے الحاصل جب صدف جادو کو گوہر جادو سے اجازت جانے کی لے کر آیا
اس کی مادر آفاق جادو نے سامان ضروری عقد و شادی مہیا و فراہم کر کے اس پتلہ سحر سے کہا
کہ تو جا ہماری جانب سے ہماری ہمشیرہ ملکہ دیدہ بہ سحر ساز جادو سے کہہ کہ آفاق جادو مع اپنے
فرزند صدف جادو کے بسامان و جلوس شادی آتی ہین اطلاعاً کہا ہے پتلہ یہ سنکے فی الفور بسرعت تمام
وہان سے روانہ ہو کر اسی تاریکی راستے سے روبرو ملکہ مذکورہ آیا اور بزبان فصیح کہنے لگا کہ اے
ملکہ آگاہ ہو کہ مین نے حسب الحکم تمہاری بہن کو رقعہ تمہارا دیا انہون نے کہا ہے کہ ہم مع اپنے
پسر مسمی صدف جادو کے بسامان و جلوس شادی آتے ہین ملکہ مذکورہ یہ خبر سنکے خوش ہوئی
پھر اس پتلہ سحر پر چند دانے ماش کے دم کر کے مارے فی الفور وہ زمین پر گر کے بصورت اصلی
پہنچے وہی ہم آئے دانہ ماش کا پتلہ ہو گیا بعد اس کے ملکہ دیدہ بہ سحر ساز جادو نے کنیز تقلی یعنی طیفور سے کہہ دیا
سے کہا کہ سنا تم نے ہماری ہمشیرہ صاحبہ مع اپنے فرزند کے واسطے شادی کرنے اپنے فرزند کے
یہان آتی ہین کنیز مذکورہ نے ہنسکر جواب دیا مبارک ہو کہ مراد دلی بر آئی ہنوز اس طور کی گفتگو ہوتی
تھی کہ آفاق جادو مع شاہانہ سامان و جلوس سے مع اپنے فرزند صدف جادو کے پہونچی جو ساحر
کہ بصورت طائر برائے خبر رسانی ہمراہ سحر بین جادو کے دور دور درختون پر بیٹھے تھے انھون نے
ملکہ آفاق جادو و صدف جادو کو بجلوس شادی آتے دیکھکر جلد از جلد خدمت سحر بین جادو
و مہا سپہر ان کشورستان مین درمیان درہ کوہ کے جاکر اور بصورت اصلی ہو کر آنا ملکہ آفاق جادو
و صدف جادو کا برائے عقد و شادی بیان کیا سب کو اطلاع ہوئی ادھر ملکہ دیدہ بہ سحر ساز جادو
اپنی ہمشیرہ کو دیکھتے ہی اٹھی چند قدم آگے بڑھی اس طرف سے آفاق جادو اپنی خواہر کی طرف واسطے
ملنے کے بصد جوش الفت و محبت دوڑی آخر دونون بہنین گلے مل کر تھوڑی دیر تک رو کر بعد ازان

دونون بالاے فرش ومسند زرین بیٹھکر باہم شکوہ وشکایت کرنے لگین اس اثنا سے مین
صدف جادو نے آکر سلام کیا ملکہ دبدبہ سحرساز جادو نے اُس کی بلائین لیکر خوش ہوکر
دعاے طول عمر دی پھر مسند زرین پر اُس کو بٹھایا مزاج پوچھا اُس نے عرض کیا کہ آپ کی دعا کی
برکت سے اچھا ہون ایک زمانے سے آپکے دیکھنے کا اشتیاق تھا آج آپکو دیکھکر بدرجہ کمال
خوشی ہوئی آپنے یہان آکر مجکو سرفراز کیا مین مثل اپنی والدہ کے آپکو جانتا ہون آپ سے بھی
بوے شفقت مادری آتی ہے ملکہ دبدبہ سحرساز جادو نے جواب دیا کہ اے نور نظر پارہ جگر مین
تمکو دیکھکر شادمان ہوئی تمھاری سعادتمندی ہے کہ تم مجکو مثل اپنی مادر کے جانتے ہو مین بھی اپنی
روح وجان کہ جسکو مین نے پالا پرورش کیا ہے تمھارے ملنے کو بے غیرت بنکر آئی ہون
صدف جادو نے موافق کہنے کے پھر جادو نے اپنی خالہ مذکورہ پر نظر سحر ڈالی ظاہر ہوا کہ ملکہ
دبدبہ سحرساز جادو اصلی ہے بعد نظر سحر ڈالنے اور دریافت کرنے کے صدف جادو کو اطمینان
ہوا بے خوف وخطر خوش وخرم بیٹھا کنیز نکلی اُسوقت وہان سے پیلہ وہ لیے چلی کہ ملکہ آفاق جادو
نے بعد بہت باتین کرنے کے کہا کہ اے ہمشیرہ عزیزہ بُرا نہ ماننا مجھسے اس کا شکوہ نکرنا کہ مین اپنے
گھر مین نہ بلایا خود ہی ہمارے پاس آئین کیا کہون مجبور ہون کہ ہر جادو محافظ لوح طلسمی نے اس
زمانہ شور وشر مین شہر بند وبست وانتظام کیا ہے کوئی بغیر اُس کے حکم کے نہ تو اُس طرف سے ادھر
آسکتا ہے نہ اس جانب سے کوئی اُدھر جاسکتا ہے اسی سبب سے مین تمکو اپنے گھر مین بلا نہ سکی خود ہی
یہان آگئی تم سے ملی دل خوش ہوا تمھارا رقعہ مین نے پڑھا تمھاری دوراندیشی وعقل وفہم کی
مین نے بجائے خود بہت تعریف کی تمھاری راے مین نے پسند کی اولاد کی شادی جلدی سے
کر دینا اچھا ہے خصوصاً شادی دختر جلد تر کر دینا خوب ہے صاحبان عزت اہل حیا وغیرت عقد دختر مین
تعجیل کرتے ہین تمنے بھی اپنی زندگی مین اس کا جلد عقد کرنے کا جو خیال کیا تو بہت اچھا کیا یہان
خود آنا تمھارا کوئی بے عزتی کی بات نہین ہے یہ بھی تمھارا گھر ہے حالانکہ اپنے گھر مین تمکو بلا نہ سکی تم سے
شرمندہ ہوئی خود ہی یہان آئی ملکہ دبدبہ سحرساز جادو نے جواب دیا کہ اے بہن تمنے خوب کیا
کہ ایسے زمانہ شور وشر مین مجکو اپنے گھر مین نہ بلایا اگر کوئی کسی طرح کا فتنہ وفساد واقعہ ہوتا تو
میرا اور تمھارا ہی تو نام بدنام ہوتا اب کچھ اندیشہ وفکر نہین ہے نہ الزام کا خیال ہے مجکو تمھارے یہان
آنے کی خوشی حاصل ہوئی اور اپنے گھر مین نہ بلانے کا رنج وملال نہین ہوا ملکہ آفاق جادو
نے بھی براے اطمینان خاطر خود ملکہ دبدبہ سحرساز جادو پر نظر سحر ڈالکر دریافت کر لیا کہ دراصل ملکہ
دبدبہ سحرساز جادو ہے کوئی دشمنون سے نہین ہے بعد مطمئن خاطر ہونے کے پوچھا کہ اے خواہر
ملکہ نجم جادو کہان ہے اُس کے دیکھنے کو دل چاہتا ہے ملکہ دبدبہ سحرساز جادو نے کہا کہ اے خواہر
دیکھو اُس خیمے مین وہ پس پردہ شرمائی ہوئی سر جھکائے بیٹھی ہے مجھسے جدا ہونے کا اُس کو
رنج وملال ہے جبسے یہان آئی ہے اپنی شادی کی خبر سنکے رو رہی ہے جاؤ دیکھو آفاق جادو
اُٹھکر خیمہ دیگر مین پردہ اُٹھا کر گئی دیکھا کہ ملکہ نجم جادو مثل عروس پہنے زیور ولباس وزیب
زینت سے آراستہ بیٹھی ہوئی رو رہی ہے جیسے ہی ملکہ آفاق جادو خیمے مین داخل ہوئی ملکہ
نجم جادو نے اٹھکر باادب سلام کیا ملکہ آفاق جادو نے براے اطمینان خاطر خود اُس پر بھی
نظر سحر ڈالی معلوم ہوا کہ دراصل ملکہ نجم جادو ہے بعد اطمینان دل بصد الفت ومحبت اُسکو اپنے

گلے سے لگا کر پیار کیا اور کہا کہ اے نور چشمی کیون آبدیدہ ہوگیا تم اپنے پالنے پرورش کرنیوالی
سے ہمیشہ کے لیے چھٹ جاؤگی جب تمھارا دل چاہے گا ہماری ہمشیرہ کو بلا لینا یا خود تم اُس کے پاس چلی جانا
یہ کہکے اس کے پاس بیٹھ گئی آنسو اُس کے عارض گلرنگ اور دیدۂ فتان سے پونچھے بعدہ کہا کہ یہ
رونا موقوف کرو رو رو کر اپنے تئین ہلاک نکرو شادی مین رونا ہمارے نزدیک ایک بدشگونی ہے غرضکہ
تا دیر اُس کے پاس بیٹھکر خوب دیکھ بھال کر پیار کرکے خیمے سے باہر آکے پھر اپنی خواہر ملکہ کے [?]
پاس بیٹھی بعد بیٹھنے کے ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو سے کہا کہ اے ہمشیرہ عزیزہ آگاہ ہو کہ گوہر جادو محافظ
لوح طلسمی نے کہا ہے کہ آج ہی بیرون حد تحریر سے بعد فراغ رسم شادی چلی آنا لہذا مناسب ہے کہ
رسم شادی ہو جائے تاکہ ہم مع دولھا دلہن آج ہی اپنے گھر بخیر و عافیت چلے جائین کسی آفت و
بلا مین مبتلا نہو جائین اُس نے جواب دیا کہ اے خواہر مجکو تمھاری خوشی منظور ہے رسم شادی کی جو
ہمارے دین مین ہے اُس رسم کے کرنے مین تمھین اختیار ہے خواہ اسی وقت وہ رسم عقد و نکاح
کی جائے یا بعد مجکو کچھ عذر و انکار نہین ہے کیونکہ نادار و محتاج ہون کچھ دینے کو میرے پاس نہین ہے
مبتلائے عسرت ہون ہر طرح کی قسم سے اس بے سر و سامانی مین کچھ فکر نہین کی ہے الا جو اُس کی قسمت
مین ہے نقد زر و جواہر وغیرہ دیدون گی ملکہ آفاق جادو یہ سنکے خوش ہوئی اسی وقت ایک گنبد
مانند ترنج خوشبو نکال کر اپنے فرزند صدف جادو کو دیکے کہا کہ اے فرزند چلو رسم شادی ادا کرو
یہ وقت ساعت سعید ہے صدف جادو وہ ترنج خوشبو اپنی مادر سے لیکر بصد خوشی مسند سے
اٹھا ساتھ ہی اُس کے اٹھنے کے اُس کی مادر اور خالہ اُس کی ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو بھی
اٹھین سب جانب خیمہ عروس چلے اُسوقت حکم ملکہ آفاق جادو سے باجے بجانے والون سے
کہا گیا کہ ہوشیار ہو جاؤ رسم عقد و شادی کی جاتی ہے بعد رسم عقد مبارکباد و تہنیت وغیرہ مین گانا باجے
بجانا باجے بجانے والے گروہ گروہ غول غول جا بجا باجے انواع و اقسام کے لیکر ایستادہ
ہوئے اتنی دیر مین صدف جادو ترنج خوشبو بکف ملکہ مجمر جادو کے خیمے تک مع اپنی خالہ اور
مادر کے پہونچا پردہ خیمے کا اُٹھا کر عروس مذکور کو بنظر سحر دیکھکر جونہی اُس پر نظر سحر بار بار ڈالی کہ
ملکہ مجمر جادو کے ہونے سے خوش اور مطمئن ہوکر وہ ترنج خوشبو تاک کر اُس کے سینے پر مارا وہ سینے پر
پڑتے ہی شق ہوا اور رنگ و خوشبو سے لباس عروس رنگین و معطر ہوگیا مادر صدف جادو اُسوقت
از حد خوش ہوئی بجائے خود کہنے لگی کہ میری زندگی مین مراد دلی میری بر آئی میرے فرزند کی شادی
ہوئی خانہ آبادی ہوئی بہو مجکو گویا چاند کا ٹکڑا ملی جس کی مین نے خواہش کی تھی وہی بہو گھر بیٹھے ملی
ابھی آفاق جادو خوشی سے باغ باغ ہو رہی ہے صدف جادو بھی کثرت خوشی عقد و شادی سے
بار بار مسکراتا تھا اپنے جامے مین نہ سماتا تھا کہ ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے ترنج خوشبو ایک کنیز سے
طلب کر کے ملکہ مجمر جادو کو بصد مشکل و دشواری و منت و خوشامد شفقت دے کر کہا کہ اے نور چشمی
تم بھی اپنے شوہر صدف جادو کے سینے پر یہ ترنج مارو تاکہ رسم شادی کامل طور سے ادا ہو جائے
چندان شرم و غیرت نکرو جھجکی بجاؤ ترنج خوشبو اپنے ہاتھ سے بالائے مسند بر رکھدو کہ نہ مارا تا تو ہر چند
ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و کنیزون نے کہا مگر ملکہ مجمر جادو نے ترنج خوشبو سینہ صدف جادو پہ بسبب
کثرت شرم و حیا کے نہ مارا آخر کار بعد تاخیر بسیار کے ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے اپنے سر کی قسم دیکر
کہا کہ اے نور چشمی بس بس زیادہ شرم و حیا و غیرت نکر رسم عقد و شادی کی تکمیل کر ہمارے دین مین

رونے لگی عروس نے سر اپنا دوش پر ملکہ مذکورہ کے رکھکر نالہ و گریہ آغاز کیا اور اسی عالم گریہ میں آہستہ آہستہ
گوش ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو میں یہ کہا کہ میں نے ملکہ مجمر جادو کو اپنی زنبیل میں رکھ لیا ہے خود مجمر جادو
کی صورت بن کر جاتا ہوں اطلاع کسی سے کیجے جاتا ہوں ملکہ مذکورہ حالت گریہ و زاری میں یہ سنکر اپنے
دل میں خوش ہوئی خواجہ عطفور کر دیا کی جسارت و عیاری و مکاری پر بہت حیران ہوئی بجائے خود
ثنا کرنے لگی اور بظاہر لپٹ کر عروس مذکورہ سے رونے لگی آخر بہت گریہ و زاری کے عروس
سے جدا ہوئی صدف جادو نے بعد خوشی آغوش تمنا وا کرکے عروس مذکورہ کو اپنی گود میں
اٹھاکر حسب دستور محافہ زرین میں سوار کیا بعدہ خود بھی تخت طاؤسی پر سوار ہوا ملکہ آفاق جادو بھی
طاؤس زرین بال سحر پر سوار ہوئی باجے والوں نے باجے بجائے جلوسی آگے بڑھے نوبت و
نقارے بجے برات بہ نہایت کثرت جلوس وغیرہ سے بہ تزک سوئے مکان صدف جادو روانہ ہوئی
اندر اُس تاریکی کے جاکر پہلے تو کچھ نظر آئی بعدہ غائب ہوئی ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو بعد جانے
برات کے کوہ سے اتر کر درہ کوہ میں گئی تمام حال صاحبقران سے بیان کیا صاحبقران
نے خوش ہو کر کہا کہ خواجہ نے بڑی دلیری کی ہے ملکہ مجمر جادو عروس کی صورت بنکر ساتھ صدف
جادو و آفاق جادو کے گئے ہیں خداوند عالم و عالمیان اُن کو شر ساحران نابکار سے محفوظ
رکھے کوئی ساحر ناہنجار اُن کو پہچان نہ لے تو غضب ہو تحرین جادو نے عرض کیا کہ آپ مطلق ہیں
کچھ فکر و اندیشہ نکریں خواجہ نہایت ہوشیار و چالاک ہیں صدف جادو و آفاق جادو و گوہر جادو
وغیرہ ساحران نابکار کی شر سے بچیں گے فکر حصول لوح طلسمی و خنجر قتل شاہ طلسم زلزلہ ضرور کرینگے
کیونکہ وہ محض اسی واسطے یہاں سے گئے ہیں اُن کو کوئی کیا پہچانے گا صاحبقران کشورستان تو
تحرین جادو کی تقریر سنکر خاموش بیٹھے ہیں اور ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو اپنی نواسی کو اپنے ہمراہ
لیکر بالا سے کوہ جاتی ہے سیر کرتی ہے تحرین جادو و صاحبقران درہ کوہ سے نکل کر سیر صحرا
کرتے ہیں دل بہلاتے ہیں لیکن اب حال برات مذکور کا بیان کیا جاتا ہے کہ جب برات رخصت ہو کر
چلی اور بعد قطع راہ صدف جادو عروس مذکورہ کو بڑی دھوم سے لیکر اپنے گھر پہونچا تو ملکہ مجمر
جادو کو محافہ سے اتار کر اپنے مکان میں لا کر بالا سے مسند زرین بٹھایا براتی رخصت ہونے لگے
ملکہ آفاق جادو خوش ہو کر اپنے دل میں کہنے لگی عجب آج روز خوشی کا ہے کہ بہو گھر میں بیاہ کر
آئی ہے سر پر فرزند کے سہرا بندھا دولہا بنا آرزوے دلی بر آئی خانہ آبادی ہوئی گوہر جادو نے تو
ایسا کچھ کہا تھا کہ جس سے مجھکو اندیشہ فتنہ و فساد و خوف جان ہوا تھا لیکن اُس کو فقط خیال ہی تھا
کچھ بھی وہاں جانے سے ضرر نہ پہونچا کوئی بھی دشمن نظر نہ آیا ہنسی خوشی میں یہاں سے بیاہنے
گئی وہاں سے مع الخیر مع اپنے فرزند اور بہو کے اپنے گھر میں آئی ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو اور ملکہ
مجمر جادو پر نظر سحر ڈال کر خوب دیکھ بھال لیا کسی طرح کا اندیشہ باقی نہ رہا اب کل ہنگام صبح اپنی بہو کو
گوہر جادو کے پاس لیے جاؤں گی کہوں گی کہ دیکھیے یہی میری بہو ہے اس کو میں جا کر بیاہ لائی
نہ کوئی عیار ملا نہ مکار ملا نہ طلسم کشا سے سامنا ہوا کوئی بھی فتنہ و فساد برپا نہ ہوا آپ کو اسقدر طلسم کشا
اور اس کے عیار وغیرہ کی طرف سے اندیشہ تھا کہ ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو میری خواہر کو یہاں
آنے کو منع کیا تھا ورنہ مجھکو خود بیٹا آنے کی تاکید کی تھی قبل اس سے اس شادی کے بہ سبب وہم بیہودہ
بیکار آپ نے کیا تھا کہ اپنے سحر سے راہ آمد و رفت بند کر دی تھی اب سحر اپنا دفع کر دیجیے کچھ اندیشہ

نہ پہنچے طلسم کشا و عیار طلسم کشا و بحرین جادو کو بیان کے حالات سے یہ آگاہی نہیں ہے کہ لوح طلسمی اور
خنجر قتل خداوند ہود سرمست جادو و ملکہ آفاق جادو و گوہر جادو کے پاس ہے یہی دونوں محافظ
ہیں اور اگر بالفرض و محال کسی طور سے اُن کو معلوم بھی ہو جائے گا تو کیا خوف ہے طلسم کشا و عیار
طلسم کشا غیر ساحر ہیں ایک ادنیٰ ساحر اُن کو اپنے سحر میں مبتلا کر سکتا ہے اب رہ گیا بحرین جادو کہ ساحر
کسی قدر زبردست ہے وہ بھی بہت سے اور صدف جادو اور آپ سے کیا مقابلہ کر سکتا ہے اُس کی کیا
اصل و حقیقت ہے آپ کے روبرو اور میرے سوا آگے ایک ادنیٰ سے سحر میں مبتلا ہو جائے گا اور اگر
گوہر جادو در جواب میری اس تقریر کے یہ کہے گا کہ میں اپنا سحر کیوں دفع کر دوں کیوں راستہ
صاف کر دوں راہ کیوں کھول دوں بند و بست براے حفاظت لوح طلسمی و خنجر مذکور و نگہبانی جان
بد اندیشوں سے کیوں نکروں تم اس بارے میں کیا سمجھکر کس وجہ سے ایسی تقریر کرتی ہو تو جواب
اُس کا یہ دوں گی کہ اول تو آپ کے سحر دفع ہو جانے سے آمد و رفت ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو میری خواہر
کی ہوا کرے گی وہ اپنی بھانجی کے دیکھنے کو مجھ سے ملنے کو آیا کرے گی دوسرے یہ کہ آپ نے جو اپنے
سحر سے راہ آمد و رفت بند کر دی تھی اس سے ایک طرح کا خائف و ترسان ہونا آپ کا سمجھا جاتا ہے دیکھنے
والے اور سننے والے بجائے خود کہہ سکتے ہیں کہ گوہر جادو نے باوجود ساحر زبردست ہونے کے
طلسم کشا وغیرہ کے خوف سے راستہ بند کر دیا ہے پس میں چاہتی ہوں کہ اس الزام سے آپ محفوظ رہیں
یہ باتیں بجائے خود کہ کے کاروبار شادی و مراسم بعد شادی میں مصروف ہوئی جب وہ روز گذر کر
زمانہ غروب آفتاب کا آیا ملکہ آفاق جادو نے واسطے دولہا دلہن کے اپنے مکان کے ایک درجے میں
مسہری بچھوا دی اور دیگر اسباب ضروری بھی وہاں رکھوا دیا اور آپ اُس درجے سے علحدہ ایک درجہ
مکان مذکور میں بیٹھی ہنگام شب بعد اکل و شرب صدف جادو و ملکہ مجمر جادو نقلی کے پاس اُسی مسہری
پر سرا پردہ زفاف گیا پردے چھوڑ دیے گئے عورتیں جو عزیز و احباب کی بغرض شرکت شادی آئی تھیں
وہ بھی اُس درجے سے علحدہ ہو کر راحت پذیر و قیام پذیر ہوئیں صدف جادو نے تخلیے میں جانب
ملکہ مجمر جادو نقلی دست ہوس دراز کیا اپنی آغوش کی طرف کھینچنا چاہا مدعا یہ کہ وصل یعنی وصل حاصل
کرنا چاہا ملکہ مذکورہ اپنے تئیں بچانے لگی ہاتھا پائی کی نوبت پہونچی ناز و نیاز کی بھی صورت ظہور میں
آئی اسی عالم میں ملکہ مذکورہ نے کہ پتیاں روئی کی اپنے سوراخ بینی میں قبل سے رکھ چکی تھی عطر
بیہوشی اپنے لباس میں کچھ مل بھی چکی تھی کچھ عطر مذکور ہاتھوں کی انگلیوں میں بھرا تھا وہ ہاتھ
اُن کے سر تک پہونچایا خوشبوے عطر مذکور سے جو دماغ صدف جادو اُس بند درجہ مکان میں
معطر ہوا فوراً چھینک آئی چھینک کے آتے ہی بیہوش ہو گیا عروس مذکورہ نقلی یعنی خواجہ
طیفور گرد پا نے اُس کا لباس اُتار کر اُسی وقت اُس کو داخل زنبیل کیا اور جلد تر روغن عیاری
زنبیل سے نکال کر روشنی میں آئینہ روبرو رکھکر صدف جادو کی صورت بنکر اُسی کا لباس
پہنکر بآرام و راحت مطمئن ہو کر مسہری پر بیٹھے پھر ملکہ مجمر جادو اصلی کو زنبیل سے نکال کر تمام حال
عیاری کا سرگوشی میں اُس سے کہکر کہا کہ مصلحت وقت یہ ہے کہ آج کی شب تم ہمارے ساتھ اس
مسہری پر سو رہو کچھ اندیشہ نکرو ہم اہل اسلام ہیں فعل حرام نہیں کرتے ہیں تا وقتیکہ عقد عورت
کے ساتھ نکریں بستر بھائی بہن ایک پلنگ پر سوتے ہیں تم ہمکو اپنا بھائی سمجھکر اس پلنگ یعنی اس
مسہری پر سو رہو ہم اپنی کروٹ لیٹ رہیں تم دوسری کروٹ لیٹ رہو ہمنے صدف جادو کو

داخل زنبیل کر لیا ہے اُس کی صورت بن کر تیار ہوئے ہیں تاکہ ملکہ آفاق جادو کو صدف جادو
جلنے اور جیب بچکی خنجر قتل شاہ طلسم رکھا ہے بعد دریافت وہاں تک اپنا گذر ہوا اور وہ اس تدبیر و
عیاری سے دستیاب ہو جائے اسکے ملکہ حجر جادو آگاہ ہوئی حسب وعدہ ملکہ آفاق جادو کو حکم تھا
تکو یہاں سے اپنے ساتھ گوہر جادو کے پاس لے جاتی کہ وہاں جا کر تم اُس کو سلام کرنا اور جو کچھ
وہ تمسے پوچھے سمجھ کر جواب دینا میرے حال سے آگاہ نکرنا کوئی بات ایسی نکرنا کہ جس سے
گوہر جادو کو اندیشہ تردد پیدا ہو غرض خواجہ موصوف نے بخوبی تمام اُس کو سمجھایا اُس نے کہا کہ میں
تمہارے کہنے پر عمل کرونگی یہ کہکر خاموش ہو رہی پھر ملکہ مذکورہ اور خواجہ دونوں ایک مسہری پر
لیٹے وہ تو سو رہی لیکن خواجہ اس خیال سے جاگتے رہے کہ مبادا میرے حال سے آفاق جادو
بذریعہ اپنے سحر کے آگاہ ہو جائے اور مجھے حالت غفلت میں اسیر کر لے یا گوہر جادو اپنے سحر کے
ذریعے سے آگاہ ہو کر ملکہ آفاق جادو کو میری عیاری سے اطلاع دے اسی اندیشے سے
تمام رات ہوشیار و بیدار رہے جب صبح ہوئی مسہری سے اُٹھکر اُس درجے سے باہر آئے ملکہ
آفاق جادو کو سلام کیا اُس نے خوش ہو کر دعا سے جان درازی دی پھر اُس درجے میں گئی
دیکھا کہ ملکہ حجر جادو خواب سے بیدار ہو کر بیٹھی ہے فوراً اُس کے پاس پہنچ گئی اُس نے
سلام کیا ملکہ آفاق جادو نے اُسے اپنے سینے سے لگا کر پیار کیا بعد ازاں اکل و شرب سے
فراغت حاصل کر کے دولہا دلہن کو کھانا کھلا کے سامان گوہر جادو کے یہاں جانے کا کیا اور
صدف جادو نقلی سے مخاطب ہو کر کہا کہ اے فرزند تم یہاں خبردار و ہوشیار رہنا میں تمہاری
زوجہ کو اپنے ہمراہ لیکر حسب اقرار گوہر جادو کے پاس جاتی ہوں صدف جادو نقلی نے کہا
کہ اچھا آپ جائیے مگر وہ خنجر جیب کی آپ مجھ کو لا دیجیے میرے حوالے کر جائیے تاکہ میں اُسکی حفاظت
کروں آج مہمان بہت ہیں شادی کا گھر ہے کسی کا اعتبار نہیں ہے دوست بہ تنگ دشمن بھی ہو جاتے
ہیں پردہ دوستی میں دشمنی کرتے ہیں پس مقتضائے عقل و ہوشیاری یہ ہے کہ غافل نہ رہنا چاہیے
ملکہ آفاق جادو نے اُس کی تقریر سنکے کچھ اندیشہ و خیال خنجر اُسکے حوالے کرنے میں نکرکے
کہا کہ اے فرزند کیا تجھکو معلوم نہیں ہے جہاں خنجر رکھا ہے صدف جادو نے جواب دیا کہ اے میری
مادر مہربان پہلے تو معلوم تھا اب اس ہنگامہ شادی میں نہیں معلوم آپ نے کہاں پر رکھا ہے کیا اُسی جگہ
رکھا ہے جہاں رکھا رہتا تھا یا اور کہیں رکھ دیا ہے اسی وجہ سے آپ سے پوچھا گیا ملکہ نے کہا کہ لے
نور نظر دیکھ وہ صندوقچہ [illegible] اسی میں خنجر ہے [illegible] قفل کی مہر سے پاس یہ [illegible] سامان
جلوس ہمراہ ملکہ حجر جادو کو سوار کر کے خود بھی تخت سحر پر سوار ہو کر سوئے گوہر جادو روانہ
ہوئی بعد قطع راہ مکان گوہر جادو پر پہونچی اُس کو ملکہ آفاق جادو و حجر جادو کے آنے کی
اطلاع ہوئی فوراً اپنے پاس بلایا ملکہ حجر جادو نے داخل مکان ہو کر دیکھا کہ خانہ باغ نہایت وسیع
شاہانہ ہے [illegible] فرش نفیس [illegible] آلات وغیرہ انواع و اقسام کی زینتوں سے
آراستہ ہے تمام اسباب عیش و راحت شاہانہ ہے اُس خانہ باغ کے درمیان چمن کھلا ہے رنگارنگ
ایک ساحر جوان خوش لباس کفنی ہمرنگ کلاہ زرین و جواہر و زر سر پر رکھے ہوئے بالائے
کرسی زرین بیٹھا ہے بالائے سر گلیم [illegible] نہایت تحفہ و نفیس خوش قطع ایستادہ ہے بالائے
گلیم [illegible] ایک تخت زرین اوسط نہ بڑا نہ چھوٹا بجواہر [illegible]

بچھا ہوا ہے اُس کے چاروں گوشوں پر چار گلدستے کہ جن کے پھول تازہ تر و خوشبودار ہیں
طلائی و نقرئی و جواہر نگار ظروف میں رکھے ہیں وہ ظروف بصورت و شکل گلدانوں کے ہیں
غور سے جو دیکھا تو درمیان اُن گلدستوں کے ہر ایک گلدستے کے نیچے ایک ایک لوح ہے اور
ہر ایک لوح جتنی گاؤں سے سچا ہیرے مانند ہلال ضو دے رہی ہے چاروں لوحیں ایک صورت کی ہیں
ضیا و ضو میں بھی برابر ہیں کچھ کمی و زیادتی نہیں ہے ملکہ مجمر جادو نے اپنی عقل سے سمجھا کہ کسی
طلسم کی چار لوحیں نہیں ہوتی ہیں ایک لوح بانیان طلسم بیشتر بناتے ہیں وہی ایک طلسم کشا کو ہنگام
طلسم کشائی ہدایت کرتی ہے اُسی کی ہدایت سے فتاح طلسم در بند و مرحلات طلسم و قلعہ طلسم کو فتح
کرتا ہے یہاں چار لوحیں نظر آتی ہیں یقین ہے کہ ان چاروں میں ایک لوح طلسمی اصلی ہے اور تین
لوحیں طلسمی نہیں ہیں یہ تین لوحیں وضعی شاید بلکہ یقیناً اس واسطے رکھی ہیں کہ اگر کسی طور سے
بعد کوشش و فکر و جستجو طلسم کشا یہاں تک آ بھی جائے اور ساحران محافظ و نگہبانان لوح طلسمی
سے خصوصاً گوہر جادو محافظ لوح طلسمی کے ہاتھ سے طلسم کشا جانبر بھی ہو تو ان چاروں لوحوں
میں سے لوح طلسمی اصلی کی تمیز نہ کر سکے اگر خوبی مقدر سے لوح طلسمی اصلی اُٹھا لیے تو بہتر ہی ہے
اور اگر کوئی لوح وضعی دھوکا کھا کر اُٹھا لے تو فوراً اسیر و گرفتار ہو جائے لوح اصلی کے دستیاب
ہونے کی اُس کو حسرت رہ جائے بانیان طلسم کی اس دھوکا دینے اور تدبیر کرنے سے تمنائے
دلی بر آئے اور واقعی اسی غرض سے بانیان طلسم نے واسطے دھوکا دینے اور تسخیر کرنے طلسم کشا
کے چار لوحیں ایک صورت و شکل و طول و عرض چمک اور روشنی میں برابر تیار کر کے رکھی ہیں کہ
طلسم کشا لوح کے اُٹھانے میں دھوکا کھائے غرضکہ ملکہ مجمر جادو زیر دیدہ نظروں سے ہر طرف دیکھتی
ہوئی ہمراہ آفاق جادو و مادر صدف جادو کے جاتی ہے جب ملکہ آفاق جادو نزدیک و روبرو
گوہر جادو کے زیر ابر مذکور مع مجمر جادو کے پہونچی گوہر جادو نے سر اُٹھا کر دیکھا آفاق جادو
نے با ادب سلام کیا اور اپنی بہو یعنی ملکہ مجمر جادو سے کہا کہ اسے دختر نیک اختر تو بھی جھک کر با ادب
سلام کر یہی گوہر جادو محافظ لوح طلسمی ہیں بڑے ذی عزت و حرمت ہیں ساحران زبردست
سے ہیں تمامی ساحران طلسم زلزلہ ان کو ذی اقتدار و ذی جاہ و نامی و نامور جانتے ہیں ان کی عزت و
توقیر کرتے ہیں نہایت معتبر و امین و خیر خواہ خداوند ہو و شہنشاہ جادو ان کو جانتے ہیں اور
در اصل بھی یہ عالی مرتبہ ہیں اور نہایت معتمد و امین و خیر خواہ شاہ طلسم ہیں اگر یہ معتبر و معتمد خیر خواہ
اور ساحر زبردست نہ ہوتے تو بانیان طلسم اور خداوند مذکور ان کو سپرد نہ کرتے لوح طلسمی
نہ کرتے اور لوح طلسمی وہ شے ہے کہ جس کی ہدایت سے طلسم کشا طلسم کو فتح کر سکتا ہے بغیر دستیابی
لوح طلسمی اور بغیر ہدایت لوح طلسمی طلسم کشا ہرگز ہرگز طلسم کو فتح نہیں کر سکتا ہے یہ لوگ ہماری
اس تقریر کرنے سے ان کا مرتبہ ظاہر کرنا منظور ہو دیکھنا اور راست دختر نا واقف تھی تو آگاہ کرنا تھا ملکہ
مجمر جادو نے گفتگو ملکہ آفاق جادو کی سن کے گوہر جادو کو با ادب سلام کیا اُس نے سلام لے کر
نظر جانب ابر مذکور کی طرف دیکھا کہ ابر بدستور محیط و قائم ہے ابر سحر میں کچھ علامت و نشانات طلسم کشا
و دیگر دشمن و بد خواہ شاہ طلسم کے پیدا نہیں ہوئی جب سمت ابر سحر مذکور دیکھ کر دل میں خیال
کرنے لگا کہ ان دونوں عورتوں میں کوئی طلسم کشا و عیار طلسم کشا وغیرہ دشمنان شاہ طلسم سے
نہیں ہے اگر طلسم کشا یا عیار طلسم کشا وغیرہ دشمنوں سے ہوتا تو اس ابر سحر سے ایسی علامتیں ظاہر

ہوتی ہین کہ جن سے صاف ظاہر ہو جاتا ہی کہ طلسم کشا یا عیار طلسم کشا وغیرہ کوئی دشمن آگیا ہی
غرضکہ بعد پہنچنے جانب ابر سحر مذکور کے اور مطمئن ہونے کے گوہر جادو نے خوش ہو کر کہا کہ اے
آفاق جادو آؤ ہمارے پاس یہین بیٹھو یہ کہکر قریب اپنے کرسی پر ملکہ آفاق جادو کو بٹھایا اور
دوسری کرسی پر پہلوے آفاق جادو مین ملکہ تحیر جادو کو بیٹھنے کا اشارہ کیا عروس مذکورہ بھی
سلام کرکے کرسی پر بیٹھی گوہر جادو نے کہا کہ اے ملکہ آفاق جادو یہی تمھاری بہو ہی کیا اسی کو
بیاہ کر لائی ہو اسی کا نام تحیر جادو ہی اُس نے کہا کہ ہان یہی بہو میری ہی اسی کا نام تحیر جادو ہی کل
اس کو بیاہ لائی ہون آج یہ واسطے سلام کرنے کے آپکے روبرو آئی ہی آپکے حکم سے میں صرف
اسی کو ہمراہ ساحر جو ضرورت سے لائی ہون اس کی خالہ ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو اپنی ہمشیرہ کو
اپنے ساتھ نہین لائی بعد اس کے آفاق جادو نے کہا کہ آپ کو جانب طلسم کشا اور اُس کے عیار
مکار وغیرہ سے ایسا اندیشہ تھا کہ وہان توقف کرنے کی بھی آپ نے اجازت نہ دی اور ہمشیرہ کے
یہان طلب کرنے کو منع کیا تھا مین نے تو موافق ارشاد عمل کیا مگر جو خیال آپ کا تھا اُس کا کچھ ظہور
نہوا طلسم کشا و عیار طلسم کشا کو وہان جا کر نہ دیکھا سواے ہمشیرہ عزیزہ وغیرہ کسی دشمن کو وہان
نہین دیکھا وہان سے مع الخیر چلی آئی آپ نے اپنے سحر سے جو تاریکی کر دی ہی اور راہ آمد و رفت
بند کر دی ہی مقتضاے عقل و حفاظت تو یہی ہی لیکن اس بند و بست کرنے سے طلسم کشا سے آپ کا
خائف ہونا ثابت ہوتا ہی اگر مناسب ہو تو سحر اپنا دفع کر دیجیے تاکہ راستہ کھل جائے طلسم کشا و عیار
طلسم کشا یہان تک آ نہین سکتے اگر راستہ بند کرنا ہی منظور ہی تو اپنا سحر دفع کر کے اور کسی ساحر
کے سحر سے راہ بند کرا دیجیے گوہر جادو نے جواب دیا کہ اس بات مین بعد فکر و غور جو مناسب ہو گا
کیا جائے گا یہ کہکے گوہر جادو نے ملکہ تحیر جادو سے مخاطب ہو کر پوچھا کہ ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو تمھاری
خالہ اپنی نواسی ملکہ بہار گل پوش جادو کو بھی ہمراہ لائی ہین یا نہین اُس نے ادباً عرض کیا کہ ہان
ہماری خالہ صاحبہ ملکہ بہار کو بھی ہمراہ لائی ہین بالاے کوہ بیرون تاریکی سحر مقیم ہین جب مین ادھر آنے لگی
تھی میری خالہ صاحبہ اور ملکہ بہار گل پوش جادو نے بھی میرے ساتھ آنے کا ارادہ کیا تھا مگر دو سبب
سے اُن کا آنا اس طرف نہوا اول تو یہ کہ ہماری خوشدامن و خالہ صاحبہ جو آپکے روبرو بیٹھی ہین
آپکے حکم سے اُن کو نہین لائین دوسرے یہ کہ بخوف ہلاکت جان اس طرف نہ آئین خصوصاً ملکہ
بہار گل پوش جادو کو تو یقیناً اپنے جان سے جانے کا خیال ہوا تھا گوہر جادو نے پوچھا کہ خوف
جان اُس کو کس وجہ سے ہوا تھا تحیر جادو نے جواب دیا کہ آپ کے سحر کی تاریکی وہ غضب کی تاریکی
ہی کہ اُس کو دیکھکر وہ ڈر گئی اور کہنے لگی کہ اگر اس تاریکی مین قدم رکھون گی تو اندھیرے مین گھبرا کر
دم نکل جائے گا گھٹ کر مر جاؤن گی اگر سحر آپ کا نہوتا اور تاریکی سحر نہوتی تو وہ ضرور آتی کیونکہ اس نے
مجھ سے وقت رخصت یہ کہا تھا کہ میرا دل بھی چاہتا ہی کہ تمھارے ساتھ چلون گوہر جادو
کو دیکھون اُن کے دیکھنے کا اشتیاق زیادہ ہی مین نے پوچھا کہ اُن کے دیکھنے کا کیون اشتیاق ہی اس کا جواب
اُس نے کچھ نہین دیا شرما کر سر جھکا لیا گوہر جادو نے یہ تقریر تحیر جادو کی سنکے بے اختیار آہ سرد
کھینچی دریاے عشق جوش زن ہوا دل مین خیال کرنے لگا کہ اے گوہر جادو تو ہی اُس پر عاشق و
شیدا نہین ہی وہ بھی تجھ پر فریفتہ ہی تیری تاریکی سحر سے وہ ڈر گئی ورنہ وہ میرے پاس ضرور آتی
صورت زیباے معشوق تجھے نظر آتی وصل بھی اُس کا نصیب ہوتا دل مضطر کو میرے قرار آتا

بیتابی دل دور ہوتی اسے کہا جاتا تھا کہ فی زمانہ وہ میری دید کی مشتاق ہوکر ادھر آئیگی میری
سحر کی تاریکی سے ڈر جاتی کی بھتا اسے بوجہ خوف جان کے نہ آسکنے کی خبر جو کچھ ہونا تھا وہ تو ہوا اب
مجکو لازم و مناسب ہے کہ بخیال ہلاکت نمونے ملکہ بہار گل پوش جادو سے اپنی سحر کی تاریکی کو
دفع کرکے اُسکو اپنے پاس بلاؤن مدعائے دلی حاصل کرون چند سال سے اُسکے فراق مین
مبتلا ہون وصل سے اُسکا میسّر ہون یہ خیال کرکے وہ ہار موتیون کا جو اپنے گلے مین پہنے ہوتا ملکہ
تحیر جادو کے گلے مین ڈال کر کہا کہ اے ملکہ اول تو بطور رشتہ دکھائی ہمین تمکو کچھ دینا ضرور تھا
دوسرے تمنے ایسی خبر خوش سنائی کہ سنکر ہمارا موتیون سے کچھ دینا لازم ہوا بالفعل تو یہ تمکو یہ
ہار موتیون کا دیا ہے آئندہ اُس زمانے مین جبکہ در مراد ہمارے ہاتھ آئیگا تو زیور جواہر کار و دیگر اشیائے
نفیس و نادر دینگے یہ کہکر خاموش ہوا ملکہ آفاق جادو نے تھوڑی دیر بیٹھکر کہا کہ اب مین جاتی ہون
گوہر جادو نے کہا کہ جاؤ ملکہ مذکورہ تحیر جادو کو ہمراہ لیکر اُسی جلوس سے بسواری تخت طاؤسی کے
اپنے مکان کی طرف روانہ ہوئی ملکہ آفاق جادو و تحیر جادو کو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہے اور اب حال
صدف جادو نقلی کا تحریر کیا جاتا ہے کہ بعد جانے آفاق جادو کے حال خنجر قتل شاہ طلسم زلزلہ و
بردلیتی تیغہ فنا کا ملکہ آفاق جادو سے دریافت کر چکا تھا قفل کو توڑکر تیغہ فنا کو صندوق سے
نکالکر زنبیل مین داخل کیا بعدہ ویسا ہی قفل زنبیل سے نکالکر اُس صندوق مین لگا دیا مہانون مین
سے کسی کو اس حال سے آگاہی بھی نہوئی ہنوز صدف جادو نقلی صندوق مذکورہ سے خنجر قتل
شاہ طلسم زلزلہ یا تیغہ فنا نکالکر داخل زنبیل کرچکا تھا کہ ملکہ آفاق جادو مع تحیر جادو کے آئی
صدف جادو نے پوچھا کہ اے مادر مہربان آپ گوہر جادو کے پاس گئی تھین اپنی بہو کو لیکے گئی
تھین کیا باتین ہوئین اُس نے تمام باتین جو فیما بین ہوئی تھین بیان کرکے کہا کہ دیکھو ہماری بہو
کو گوہر جادو نے یہ ہار موتیون کا نہایت بیش بہا دیا ہے اور اقرار کیا ہے کہ بعد دستیاب ہونے
گوہر مراد کے اور بھی اسباب و زیور دینگے صدف جادو نقلی یہ سنکر مسکرایا اس اثنا مین
ملکہ آفاق جادو سے سب مہمان عورتین رخصت ہوکر اپنے گھر گئین فقط ملکہ آفاق جادو اور
تحیر جادو یہ دونون عورتین مکان مین رہ گئین صدف جادو نے ملکہ آفاق جادو سے کہا کہ
مجھے آپ سے کچھ خلوے مین کہنا ہے یہان آئیے آفاق جادو اُسکے قریب گئی پوچھا کہ اے
فرزند کیا کہتا ہے وہ کونسی ایسی بات ہے جسے خلوے مین کہنا مقصود ہے صدف جادو نقلی نے ہاتھ
اپنا اُسکے رخ کی طرف بڑھا کر حباب بیہوشی جو کہ پوروان مین دبی ہوئی تھی تاکہ اُسکے
سوراخہائے ناک پر ماری اثر حباب بیہوشی دماغ تک ایسا جلد پہونچا کہ ایک دم کی بھی مہلت
قیام ندی فوراً چھینک آئی چھینک کے آتے ہی تیورا کر زمین پر گری گرتے ہی بیہوش ہوگئی
صدف جادو نقلی نے جلد تر اُسے داخل زنبیل کرکے رنگ و روغن عیاری سے آفاق جادو
کی صورت بنکے مثل اُسی کے لباس پہنکر مسکراتے ہوئے تمام آگے بڑھا جب پاس تحیر جادو
کے آفاق جادو نقلی آئی اور صدف جادو نظر نہ آیا تو تحیر متردد ہوکر پوچھا کہ اے
مادر مہربان فرزند آپ کا کہان ہے اُس نے مسکراکر جواب دیا کہ اے تحیر جادو صدف جادو
نقلی مین ہی ہون یہ سنتے ہی تحیر جادو ملکہ مذکورہ نے پوچھا کہ ملکہ آفاق جادو اصلی کہان ہے خواجہ
نے جواب دیا کہ یہان صدف جادو ہے وہی آفاق جادو بھی اپنے فرزند کے دیکھنے کو

گئی ہی بالکہ مجھر جادو نے بخوبی آگاہ ہوکر کہا کہ کیا جلد اُس کو بیہوش کرکے داخل زنبیل کیا ہی
[illegible] حیرت ہی خواجہ سے کہا کہ لے ملکہ ہمنے حباب بیہوشی مارکر اُسے بیہوش کرکے زنبیل مین
داخل کیا ہم عیارون کو بیہوش کرنے مین کچھ دیر نہین لگتی ہی ملکہ مذکور نے خواجہ کی بہت تعریف
کی خواجہ نے کہا کہ اے ملکہ اب بے خوف و خطر اس مکان مین رہو تا وقتیکہ کو ہر جادو سے
لوح طلسمی دستیاب نہو صدف جادو و ملکہ آفاق جادو کو ہم داخل زنبیل کرچکے مین مجھر قبل
شاہ طلسم زلزلہ و بقول تیغہ قنا بھی ملکہ آفاق جادو سے دریافت کرکے داخل زنبیل کرچکے
ہین صرف لوح طلسمی لینا منظور ہی اُس کے بارے مین بھی کوئی فکر کی جائے گی مجھر جادو تو گفتگوے
خواجہ سنکر خوش ہوکے بے خوف و خطر اُسی مکان مین مع خواجہ ممدوح قیام پذیر رہی حال ان کا
آئندہ بیان کیا جائے گا لیکن اب حال گوہر جادو محافظ لوح طلسم زلزلے کا رقم کیا جاتا ہی کہ بعد
رخصت ہوکر روانہ ہونے ملکہ آفاق جادو و ملکہ مجھر جادو کے وہ تمام روز و شب خیال ملکہ
بہار گل پوش جادو مین گذارا تصویر خیالی اُس کی پیش نظر رہی فراق مین اُس کے مانند مرغ
بسمل فرش خواب پر غلطان رہا نالہ و فریاد و آہ کیا کیا جب صبح ہوئی خیال کیا کہ فکر حصول مدعا
اس طرح کرنا چاہیے کہ انتظام و بند و بست بھی رہے اور معشوقہ خوبرو بھی پاس آجائے یہ
خیال کرکے اپنے لشکر کے سردار و سپہ سالار تاریک سیاہ رو جادو کو اپنے روبرو طلب کیا
جب وہ آیا اُس نے حاضر ہوکر سلام کیا گوہر جادو نے اشارہ بیٹھنے کا کیا وہ اجازت بیٹھنے کی
پاکر سلام کرکے موافق اپنے رتبے کے بیٹھا بعد ازان اُس نے دست بستہ عرض کیا کہ اسوقت
حضور نے مجھکو کیون طلب کیا ہی گوہر جادو نے کہا کہ اے تاریک سیاہ رو جادو آگاہ ہوکہ ہم
چند سال سے ملکہ بہار گل پوش جادو نواسی ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو پر مائل ہین فی زمانا ملکہ
بہار گل پوش جادو ساتھ اپنی نانی ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو کے کوہستان مین بالاے کوہ
فروکش ہی ملکہ مجھر جادو سے سنا ہی کہ ابھی تک کوہستان سے اپنے مکان کی طرف نہین گئی ہی
بالاے کوہ مقیم ہی چونکہ ملکہ بہار ہماری معشوقہ ایک نازنین مہ جبین نازک بدن گل پیرہن ہی
ہمارے سحر کی تاریکی سے ڈرتی ہی اپنی ہلاکت کا خوف رکھتی ہی اور ہمین اُس کو اپنے پاس بلانا منظور
ہی اور اُس کا ہلاک ہونا مطلوب نہین ہی لہذا ہم اپنے سحر سخت کو واسطے بلانے اپنی معشوقہ کے
دفع کرتے ہین تجھکو لازم ہی کہ اپنے سحر سے راہ کو تاریک و تیرہ کردے تیرے سحر کی ایسی تاریکیا
نہو کہ ہماری معشوقہ مذکورہ اُس تاریکی مین داخل ہوکر یہان تک آنے مین ہلاک ہو جائے
اسکے [illegible] سیاہ رو تجھکو لازم ہی کہ بعد ہمارے حکم کی تعمیل کرنے کے یعنی بعد رفع ہونے ہمارے
سحر کے [illegible] راہ بند کرنے کے پاس ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو کے کہ بالاے کوہ مقیم ہی جانا
اور [illegible] اُس سے کہنا کہ ملکہ بہار گل پوش جادو کو طلب کیا ہی بعد گذرنے ان ایام
[illegible] کہ خدا [illegible] ہو دمعہ مسستا جادو پر [illegible] ہوکر رسم عقد کی جائیگی اگر وہ کچھ
[illegible] معشوقہ مذکورہ کے یہان پہنچنے مین کرے تو اُس سے کہنا کہ جس طرح ملکہ مجھر جادو
[illegible] اسی طرح ملکہ بہار گل پوش جادو کو بھی سمجھے فرق یہ ہی کہ اس کی رسم عقد ادا
[illegible] بعد [illegible] کی جائے گی یقین ہی کہ اس تقریر کو سنکے وہ ملکہ بہار گل پوش
جادو [illegible] کسی طرح کی [illegible] ایسی حالت مین مناسب ہی کہ ہماری معشوقہ مذکورہ کو راحت [illegible]

آرام روشنی مشعلہاے سحر مین یہان لانا تاکہ دل اُس کا نہ گھبرائے دم اُس کا نہ گھٹے ذرا بھی اُسکے
دل نازک کو صدمہ نہ پہونچے اور اگر شاید ملکہ دیدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو
ہماری معشوقہ کو تیرے ہمراہ آوے نہ بھیجے تو زبردستی اُس کو لیے آنا اگر آمادہ جنگ ہو تو اُس سے
مقابلہ کرکے ہماری نافرمانی کی اُس کو سزا دینا ہرگز اُس سے خائف نہونا اور اُس کے ہمراہیون سے
جو کوئی اُس کی حمایت کرے اُس کو بھی سزا دینا ہمارے اس حکم کو ضرور بجا لانا وہان سے خالی ہاتھ
نہ آنا ہماری معشوقہ کو لیکر آنا یہان آکر ہم سے خلعت و انعام کثیر لینا تاریک سیاہ رو جادو نے
عرض کیا کہ یہ نمکخوار حکم حضور بجا لائے گا گوہر جادو نے اُس کی تقریر سنکے خوش ہو کے تاریکی راہ یعنی
اپنے سحر کو دفع کیا اُسی وقت حسب الحکم گوہر جادو تاریک سیاہ رو جادو نے جاکر پہلے طلب سحر سے
راہ کو پیدا و تاریک کیا بعدہ اسباب سحر سے جھولی بھر کے تخت سحر پر سوار ہو کے سوے ملکہ دیدبہ سحر ساز
جادو بعجلت روانہ ہوا اب حال یہان کا لکھا جاتا ہے کہ ملکہ دیدبہ سحر ساز جادو بالک کوہ لنگ سے
مین پہنچی تھی اُس کے پاس ملکہ بہار گل پوش جادو و بحرین جادو دونون موجود تھے باہم سب
یہ کہہ رہے تھے کہ خواجہ نے وہان جاکر اب تک ضرور کوئی چالاکی کی ہوگی یا خنجر قتل شاہ طلسم زلزلہ یعنی
تیغہ فنا اپنے قبضے مین کیا ہوگا صدف جادو و ملکہ آفاق جادو کو اسیر کر لیا ہوگا فکر حصول لوح طلسم
کر رہے ہون گے بیکار و فضول وہان نبیٹھے ہون گے تدبیر حصول مطلب سے غافل نہون گے
کہ ناگاہ درمیان تاریکی سحر ایک برق سی چمکی بحرین جادو نے کہا کہ اے ملکہ مبارک ہو شاید خواجہ
ظہور کر دیا کامیاب ہو کر آتے ہین تیغہ فنا و لوح طلسمی لاتے ہین ملکہ دیدبہ سحر ساز جادو و ملکہ
بہار گل پوش جادو نے سوے تاریکی دیکھا کہ یکایک اُس تاریکی سے ایک ساحر سیہ فام نہایت
کریہ منظر تخت سحر پر سوار جھولی اسباب سحر سے بھری دوش پر رکھی ہوئی تارہاے چوبدار ہاتھون مین لیے
ہوے بار بار اُس کو اچھالتا ہوا ظاہر ہوا یہ دیکھتے ہی سب متحیر ہوے کہ یہ ساحر کیون آتا ہے بعد حیرت و
تردد ملکہ دیدبہ سحر ساز جادو نے خیال کیا کہ شاید یہ ساحر فرستادہ ملکہ مجمر جادو ہے ابھی سب
اُسی کی طرف دیکھ رہے تھے کہ وہ ساحر کلاہ سر پر رکھے ہوے بصد نخوت و غرور روبروے
ملکہ بہار گل پوش جادو و دیدبہ آکر پکارا کہ اے دیدبہ سحر ساز جادو آگاہ ہو کہ مین فرستادہ خداوند
نعمت ساحر نامی و ذی عزت و حرمت گوہر جادو محافظ لوح طلسم زلزلہ کا ہون مجھے اُس نے کہلا بھیجا
ہے کہ اپنی نواسی ملکہ بہار گل پوش جادو ہماری معشوقہ و محبوبہ کو ہمارے پاس بھیجدو لہذا تمکو لازم
ہے کہ حسب الحکم گوہر جادو ملکہ بہار گل پوش جادو کو میرے ہمراہ روانہ کردو یہ تقریر اُس ساحر
نابکار کی سنتے ہی ملکہ مذکورہ یعنی ملکہ بہار گل پوش جادو تو آپے سے باہر ہو کر اپنی نانی سے لپٹ گئی اور
کہنے لگی کہ اے نانی جان مین تو ہرگز نجاؤن گی مجھے اس ساحر نابکار کے ساتھ نکر دیجیے گا گوہر
جادو حرامزادے نے کیون مجھے طلب کیا ہے شاید میری بے عزتی و بے حرمتی کا درپے ہوا ہے لیکن
ملکہ دیدبہ سحر ساز جادو نے برہم ہو کر جواب دیا کہ او بدزبان و نابکار اول تو یہان آکر تو نے ہمین
سلام نہ کیا ہمارا رتبہ و مرتبہ کچھ نہ سمجھا دوسرے بیہودہ تقریر کی دور ہو یہان سے ہم ملکہ بہار گلپوش
جادو کو تیرے ہمراہ روانہ نکرین گے اور وجہ بھیجنے کی کیا ہے جو ہم اپنی نواسی کو اُس کے کہنے سے
اُس کے پاس بھیجدین اُس کی حقیقت ہی کیا ہے ایک ملازم شاہ طلسم زلزلہ ہے ہم شاہ طلسم زلزلہ کے
عزیز ہین جیسا شاہ طلسم زلزلہ کا ملازم ویسا ہمارا ملازم اُس کی کبھی یہ لیاقت و حقیقت ہے کہ ہماری

نواسی کو اپنی معشوقہ کہے اور طلب کرے اگر وہ اس بات پر ناز کرے کہ مین محافظ لوح طلسم زلزلہ
ہون تو بھی کوئی اس سے فخر و افتخار اُس کو نہ کرنا چاہیے اور ہمسے دعوی ہمسری و برتری رکھنا چاہیے
کیونکہ ہماری ہمشیرہ ملکہ آفاق جادو کے قبضے مین تیغہ فنا ہی اور تیغہ فنا یا خنجر قتل شاہ طلسم زلزلہ
وہ آلہ ضرب ہی کہ اُسی کی ضرب سے شاہ طلسم زلزلہ کی قضا ہی پس ہم عزیزون کو اُس نے اپنا ایسا ہی
معتبر و حافظ جان اپنا سمجھا ہی جب تو تیغہ فنا ہمارے حفاظت حوالے کر دیا ہی اور مدام وہ ہم سب کی تعظیم
و تکریم کرتا ہی ساحر مذکور نے جواب دیا کہ مجھے اس سے بحث نہین کہ تم عزیزداران خاوند ہو و
ہمسبت جادو سے ہو ذی عزت ہو یا نہین ہو مین تو فرستادہ اپنے آقا و مالک کا ہون ملکہ
بہار گل پوش جادو کو لینے آیا ہون دیکھو نافرمانی و سرکشی نکرو حسب الحکم گوہر جادو ملکہ
بہار گل پوش جادو کو میرے ساتھ کر دو مین ابھی لے جاؤن وہ بیٹھے ہوے میرا انتظار
کر رہے ہون گے جس طرح تمنے ملکہ مجمر جادو کو صدرف جادو و ملکہ آفاق جادو کے ساتھ
کر دیا ہی اور وہ یہان سے آکر لے گئی ہین اسی طرح ملکہ بہار گل پوش جادو کو بھی تم میرے ساتھ
کر دو مین روبرو گوہر جادو لیے جاؤن انھون نے کہا ہی کہ بعد گذرنے ان ایام سخت کے جو شاہ
طلسم پر بھی وگران ہین ہم بہار گل پوش جادو سے رسم عقد کرین گے بالفعل براے تسکین
قلب اپنے پاس رکھین گے ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے غضبناک ہو کر جواب دیا کہ او نابکار آگاہ ہو
کہ ہمنے اپنی بہانجی ملکہ مجمر جادو کو موافق رسم و قاعدہ دنیا کے بعد رسم عقد صدرف جادو ہمشیرہ زادہ
کے حوالے کر دیا ہی اور وہ بعزت لے گیا ہی اور تو ملکہ بہار گل پوش جادو کو گوہر جادو کے
حکم سے ساتھ بے عزتی و رسوائی کے اپنے ہمراہ لیے جانا چاہتا ہی کیا دیوانہ ہی اور تیرا مالک و آقا
بھی کیا ہمکو ذلیل و حقیر تصور کرتا ہی جو ہماری نسبت ایسے خیال بد کرتا ہی بس یہان سے چلا جا کہدینا
کہ ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے ملکہ بہار گل پوش جادو کو نہین بھیجا اور کہا ہی کہ او گوہر جادو
اپنے ہوش و حواس مین آ حصول منصب حفاظت لوح طلسمی پر نازان ہو غرور و نخوت نکر اپنی اصل و
حقیقت پر نظر رکھ کہ تو ایک چار الازم ہی اور نمک خوار قدیم ہی خیال نمک حرامی و آبرو ریزی
شاہزادیون سے باز آ تو بکر عذر و معذرت کر ورنہ تیری شکایت شاہ طلسم زلزلہ سے کیجاے گی
وہ غضبناک ہو کر سزاے سخت دے گا عجب نہین کہ بہ ہم ہو کر قتل کرا دے ساحر مذکور نے
کہا کہ اے دبدبہ مین تمھارے سر پہ سے ڈرتا نہین ہون عبث میرے روبرو دیر سے ایسی
تقریر کر رہی ہو بہتر یہی ہی کہ ملکہ بہار گل پوش جادو کو میرے حوالے کر دو تاکہ مین اُس کو روبرو
گوہر جادو کے لیے جاؤن اگر کچھ عذر کرو گی تو اچھا نہوگا مین ضرور لے جاؤنگا خالی یہان سے
نہ جاؤنگا ہو نکہ مجکو یہی حکم ہو کہ تنہا نہ آؤ ملکہ بہار کو ضرور لیکر آنا ملکہ بہار یہ سنکر کانپ اٹھی بیساختہ رونے لگی اور ملکہ
دبدبہ سحر ساز کے سینے سے چمٹ گئی ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے ملکہ بہار کو اپنے سینے سے لگا کر پیار کر کے کہا
کہ اے لڑکی تو کیون ڈرتی ہی کیا مجال اس ساحر نابکار کی جو تجکو یہان سے لیجاے مگر اُس ساحر سیہ فام سے مخاطب ہو کر
از حد غضبناک ہو کر کہا کہ اگر اپنی زندگی چاہتا ہی تو یہان سے دور ہو ورنہ ہمارے ہاتھ سے قتل
ہو گا تیری کیا مجال ہی کہ تو ہماری نواسی کو زبردستی لیے جاے یہ تقریر ملکہ مذکورہ کی سنکے ساحر
مذکور نے غضبناک ہو کے بعجلت تمام وہی نارجیل چھوٹی دار جو ہاتھ مین تھا سحر دم کر کے ملکہ
دبدبہ سحر ساز جادو وغیرہ پر مارا انار دل شق ہوا دود غلیظ سحر اور شعلے سیاہ اٹھ کے بلند ہوے

پہر اُسمین دہوئین اور شعلون نے بلندی سے بصورت گنبد ہوکے جلدی تمام مانند سرپوش کے
ملکہ وبادیہ سحر ساز جادو وغیرہ کو ڈہانک لیا چارطرف سے بند کرلیا اُسوقت ساحر مذکور نے
نعرہ کیا کہ میتم تاریک سیاہ رو جادو دیکہاتے کہ مین نے تمکو تمہاری نافرمانی وسرکشی کی کیسی
سزا دی تمنے تو ارادہ میرے قتل کرنے کا ظاہر کیا تھا مین نے تمکو اپنے سحر مین مبتلا کرلیا ہے
کہ تہوری دیر مین اس دودغلیظ سحر سے مع اپنے ہمنشینون کے گھٹ گھٹ کر مرکر سوے ملک عدم
جاؤگی ہرچند مین نے کہا تہا میرے کہنے پر عمل نہ کیا تجہ ایسے تند وبدمزاج سے کہ تو سے سخت کی
خلاف میرے مرتبے کے کلام کیا میرے آقا ومالک کے حکم سے سرکشی کی مین نے تمکو سزا سخت
دی اس سحر سے میرے تمہارا جانبر ہونا ممکن ہی نہین ہرچند دفع سحر کرنا چاہو گی لیکن ممکن نہوگا اس
دود غلیظ سحر سے ایسا ناک مین دم ہوگا اوردل گہبرا جائیگا دم گہٹیگا کہ ایک لفظ بہی رد سحر کا تمہاری
زبان پر جاری نہوگا رد سحر کرنے کی حسرت ہی رہ جائیگی یہانتک کہ تہوڑی ہی دیر مین تم سب
ان شعلہاے آتش سحر سے جلتے وبہنتے تمکو عدم جاؤگے نہ تم رہو گے نہ تماشا طلسم زلزلہ سے میری
اور میرے آقا ومالک کی شکایت کروگے تمکو اپنی نواسی ملکہ بہار گل پوش جادو بہت ہی عزیز تہی
اُس کے گل رخسار پر بلبل وار عاشق تہین تمہاری سرکشی ونافرمانی کی وجہ سے اُس کے بہی باغ حسن و
جوانی پر خزان آگئی تمکو ہوس اس کے پہول کہلانے کی رہ گئی تمہارے ساتہہ ہی یہ بہی راہی ملک عدم
ہوئی راہ مین تمہاری نواسی تمہاری تمہارے ساتہہ ہوگی راستہ عدم کا تمہین بتاتی ہوئی تمہارا ہاتہ
پکڑے ہوے تمکو سوے عدم لیے جائیگی راہ عدم نواسی کی ہمراہی مین بآرام وراحت طی ہوجائیگی
تمکو اپنے سحر پر اور اپنے شاہزادی ہونے پر بہت ناز تہا سارا غرور تمہارا خاک مین مل گیا مین نے تمکو
اتنی مہلت بہی نہ دی کہ تم مجہپر سحر کرسکو پہلے ہی مین نے بعجلت تمکو اپنے سحر مین مبتلا کرلیا اب تمہارا کوئی حامی و
مددگار بہی یہان نہین ہے کہ تمہاری مدد کرکے میرے سحر سے تمہین رہا کرے اسوقت مین تمہاری شرکت
کرے اور دلیرانہ اگر تمہاری نصرت ومدد کرے تجہ ایسے ساحر زبردست سپہ سالار کو ہر جادو سے مقابلہ
کرے میرے اس سحر سخت کو دفع کرے اور اسے سحر مین جادو تم بہی وقت تقریر میری طرف بہ نظر تند
وتیز دیکہہ رہی تہی اسوقت اپنے سحر کا دریا روان کرو اگر سحر مین جادو تمہارا نام ہے تو کوئی طوفان دسحر
اٹہا کر مانند موج دریا میرے سحر سخت کی ایذا وتکلیف سے مثل ماہی بے آب کی طرح تڑپ تڑپ کر
جان نہ دو سحر پڑہو اگر پڑہ سکتی ہو رد سحر میرا کرو مین بہی تو دیکہون کیسے زبردست ساحر ہو تم ایک سیاہ رو
جادو نے سحر مین ملکہ وبادیہ سحر ساز جادو وغیرہ کو مبتلا کرکے نعرہ کرکے بصد نخوت وغرور سر نخوت
تہا مانند سرو سرکش اکڑ رہا تہا کلمات طعن وتشنیع زبان پر جاری کررہا تہا مبتلاے سحر مذکور درمیان
اُس غلیظ وبدبو کے سحر وشعلہاے آتش کے بیٹہے ہوے سُن رہے تہے دم گہٹا جاتا تہا بدبو سے
دود غلیظ سے دم گہٹا جاتا تہا شعلہاے آتش سحر اوٹہا چاہتے تہے دونون پر جادو تہا
رد سحر کرنا چاہتے تہے مگر دود غلیظ وبدبو سے منہ نہ کہولا جاتا تہا سحر پڑہا نہ جاتا تہا جواس خمسہ جاتے
رہے تہے گہبرائے ہوے تہے بہ رجوع قلب اپنی بیکسی وبیچارگی کی نسبت دعا ودعا مانگ رہے تہے دل مین دعا
کر رہے تہے کیونکہ منطبع دین اسلام ہو چکی تہی ظاہر ہے کہ جب کوئی بہ رجوع قلب وقت بلا ومصیبت
خدا ونددعالم سے طالب اعانت ہوتا ہے اور دعا کرتا ہے تو اُس کی دعا قبول ہوتی ہے ان اسیران گرفتار
سحر کی بہی ایسی حالت مجبوری ولاچاری مین دعا قبول ہوئی تیر دعا ہدف مراد پر ہوا جسکا بیان آگے

وجانبری اس عنوان سے پیدا ہوا کہ چند ساحر لشکر سحرین جادو کے اُسوقت درۂ کوہ سے نکل کر
بضرورت باہر آئے تھے اُنھون نے جو ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار رنگ گل پوش جادو و سحرین
جادو کو مبتلاے سحر دیکھا بیتاب و بیقرار ہوئے تاب ضبط نہ لاکے جلد تر درۂ کوہ مین واسطے
خبر رسانی کے گئے جاتے ہی تمام حال جو دیکھا تھا صاحبقران سے بیان کیا اُسوقت صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ جوشش شجاعت مین آکے تاب ضبط نہ لاسکے مرکب پر سوار ہوکر اسم اعظم
الٰہی پڑھتے ہوئے درۂ کوہ سے باہر آکر سوے تاریک سیاہ رو جادو روانہ ہوئے جب نزدیک
اُس کے پہونچے نعرہ کیا کہ منم صاحبقران سلطان کیوان شکوہ طلسم کشاے طلسم زلزلہ او
ساحر نابکار خبردار و ہوشیار کہ ہم آپہونچے غضب کیا تو نے کہ ہماری لاعلمی مین تو نے یہان آکر ہمارے
دوستون کو مبتلاے سحر کر لیا اب ہمارے ہاتھ سے تیرا بچنا دشوار ہے آمادۂ مرگ ہو مہیاے قتل ہوجا
یہ نعرہ کرکے پھر اسم اعظم الٰہی متواتر و پے درپے پڑھنے لگے اور اپنے اوپر دم کرنے لگے تاریک
سیاہ رو جادو نے تقریر صاحبقران و نعرۂ طلسم کشاے طلسم زلزلہ سنکے مسکرا کر کہا کہ آپ اپنے
آپ خوب آئے گویا مراد دلی برآئی ساحران طلسم زلزلہ کو تو آپ کی جستجو تھی کسی ساحر کو آپ
نہ ملے پھر اسقدر اچھا تھا کہ میرے روبرو بے جستجو آپ خود ہی آگئے مجکو تو کیا قتل کیجیے گا خود ہی
اسیر سحر ہوکر یہان سے سوے طلسم زلزلہ روانہ کیے جائیے گا وہان آپ کے حق مین تجویز معقول
کی جائیگی مجکو وہ دولت و انعام کثیر ملیگا کہ دیکھنے سننے والون کو رشک و حسد ہوگا کیا اچھی ساعت
سے مین ادھر آیا تھا یہ کہکر اپنی جھولی سے ناریل چوٹی دار نکال کر سحر پڑھنے لگا اس اثناے مین
صاحبقران کشورستان نے عالم غصہ مین تیز تر مرکب کو جولان کرکے مہلت تمام و کمال سحر پڑھنے
اور ناریل پر دم کرنے کی نہ دے کر تلوار نیام سے کھینچکر اسم اعظم الٰہی اوپر شمشیر آبدار کے دم کرکے
دوبارہ نعرہ کرکے اس طرح اُس کے اوپر تلوار لگائی کہ وہ نابکار مانند خیار دو ٹکڑے ہوکر بالاے
خاک گرا زمین پر گرتے ہی اُس کی لاش کے تڑپنے لگے تھوڑی دیر مین تاریک سیاہ رو جادو تڑپکر
مرگیا دنیا سے سوے جہنم گیا اُس کے مرتے ہی علامت مرگ ساحر ظاہر ہوئی یعنی ہواے تند و تیز
چلی ابر سیاہ سوے فلک آیا آندھی بھی آئی ابر مذکور سے برق و رعد کی آواز پیدا ہوئی اور پھر
سنگ باری و برف باری ہوئی بعد ازان وہ آندھی سیاہ اور وہ ابر و بارش سنگ و برف دفع
ہوئی پیرون نے سحر کے اسی کے نام سے باواز بلند و دردناک پکار کر کہا کہ افسوس مردیم و جاندادیم
و بمطلب خود نرسیدیم یعنی قتل کیا مجکو طلسم کشاے طلسم زلزلہ نے افسوس مطلب دل اپنا نہ برآیا یہ
آوازین دے کر وہ سب پیر سحر کے نالہ کنان ایک سمت روانہ ہوئے تاریک سیاہ رو جادو
کے مرنے سے سحر اُس کا دفع ہوا ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار رنگ گل پوش جادو اور
سحرین جادو جو اُس کے سحر مین مبتلا تھے جانبر ہوئے سحر ساحر مقتول سے رہائی پائی سب نے
اُٹھکر خدمت صاحبقران مین آکر بہت تعریف شجاعت و بہادری کرکے پوچھا کہ آپ نے اس
ساحر نابکار کو کیونکر تہ تیغ کیا صاحبقران نے فرمایا کہ جب ہمنے سنا کہ تم سب اُس کے سحر مین
مبتلا ہوگئے تاب ضبط نہ لاکر مرکب پر سوار ہوکے درۂ کوہ سے نکل کر ادھر آکر نعرہ کیا ساحر نابکار
مقتول ہمکو دیکھتے ہی بعد تقریر بسیار بزور سحر زیر کوہ آکر ناریل چوٹی دار اپنی جھولی سے
نکال کر اسماے سحر پڑھنے لگا ہمنے اسکو اتنی مہلت نہ دی کہ وہ تمام و کمال اسماے سحر پڑھکر ناریل

دم کرکے وہ ناریل پہلے لگائے گھوڑے کو دوڑا کر اسم اعظم الٰہی پڑھ کر اپنی شمشیر آبدار پر دم
کرکے اُس پر تلوار لگائی کہ وہ نابکار بھاگ نہ سکا آخر تلوار سے دو ٹکڑے ہوا سب نے عرض کیا
کہ آپ نے بڑی جسارت کی ایسے ساحر نابکار کے آگے چلے آئے اپنے تئین ظاہر کر دیا عجب شجاعت و
بہادری آپ سے ظہور مین آئی آپ کے سبب سے ہماری رہائی و جانبری ہوئی ابھی بحرین جادو
وغیرہ باتین کر رہے تھے تعریف شجاعت صاحبقران کر رہے تھے کہ جملہ ساحران لشکر
بحرین جادو بھی درہ کوہ سے نکل کر جھولیان اسباب سحر سے بھری ہوئی دوش پر رکھے ہوے
ترسول بسول ہاتھون مین لیے ہوے سامان جنگ کیے ہوے حاضر ہوے یہان آکر دیکھا کہ وہ
ساحر نابکار قتل کیا ہوا پڑا ہے مبتلاے سحر قید سحر سے رہا ہوگئے ہین بحرین جادو نے ان سب سے
کہا کہ اب تم یہان آئے ہو جب دشمن ہمارا دست صاحبقران کشورستان سے قتل ہوگیا پہلے
سے کیون نہ آئے اُنھون نے عرض کیا کہ حضور واقعی ہمکو یہان آنے مین دیر ہوئی وجہ دیر کی
یہ ہوئی کہ ہم سامان جنگ کے مہیا کرنے مین مصروف تھے جب سب آراستہ ہوچکے اور سامان جنگ
مہیا کر چکے اسوقت یہان آئے بحرین جادو نے چین بجبین ہوکے اُنسے کہا کہ خبردار اب ایسی
تاخیر ہنگام مقابلہ دشمن نکرنا ورنہ تمکو سزا دی جائیگی سب نے عرض کیا کہ آئندہ ہمسے ایسی تقصیر
نہوگی ابھی وہ سب ساحر عرض کر رہے تھے ناگاہ ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے اُس طرف دیکھا کہ
جس جانب تاریکی سحر تھی دیکھتے ہی خوش ہوکر کہا کہ اے صاحبقران کشورستان دیکھیو وہ تاریکی
سحر جو قبل قتل کرنے اس ساحر مقتول کے تھی اب مطلق نہین ہے شاید اسی ساحر کے سحر کی تاریکی تھی
اس کے قتل ہوتے ہی ہم سب پر سے بھی سحر اس کا دفع ہوگیا اور وہ تاریکی بھی اس کے سحر کی دفع
ہوگئی جو راستہ بند تھا وہ کھل گیا اب اس راہ سے گذرنا بہت سہل ہے خواجہ طیفور [illegible]
وہان عیاری کرکے صدرف جادو وغیرہ کو بیہوش کرکے داخل زنبیل کرچکے ہونگے یا اُن کی
اسیری کی فکر مین ہونگے ایسی حالت مین جو مناسب ہو وہ کیجیے کیونکہ راستہ صاف ہوگیا ہے سحر کی
تاریکی دفع ہوگئی ہے صاحبقران نے جوش شجاعت مین فرمایا کہ اے ملکہ اگر تاریکی سحر دفع ہوگئی
ہے اور راہ جو سحر سے بند تھی کھل گئی ہے تو اب ہم بھی یہان سے براے قتل گوہر جادو وغیرہ
چلتے ہین خداوند عالم معین و مددگار ہے اُس کی ذات سے امید قوی ہے کہ ہماری مدد و نصرت
کرے گا دشمنون پر ہمین فتحیاب کرے گا وہ ہر شے پر قادر ہے اُسی قادر قیوم کی نصرت پر
ہمین تکیہ ہے اُسی کا ہمکو بھروسہ ہے وہ اگر چاہے گا تو ہمکو ہمارے دشمنون پر غالب کرے گا [illegible]
و لوح طلسم زلزلہ بھی دونون اسکے دستیاب ہونگی یہ کہکر سوے گوہر جادو و مکان [illegible]
و آفاق جادو بسم اللہ کہکر مرکب اپنا بڑھایا بحرین جادو و ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ [illegible]
گل پوش جادو نے عرض کیا کہ آپ تشریف لے چلین ہم بھی یہان وقت پر حاضر خدمت [illegible]
کرکے ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو تو بزور سحر پرقین پر ہوکر سوے [illegible]
گئین بحرین جادو بزور سحر غرق زمین ہوا ساحران لشکر بحرین جادو مختلف سحر کی سواریون پر سوار
ہوکے سوے فلک بلند ہوکر ابر سیاہ سحر مین غائب ہوگئے سوے مکان صدرف جادو و گوہر جادو
بعزم تمام روانہ ہوے ان سب کا حال آئندہ انشاء اللہ بمقام مناسب بیان کیا جائیگا
ذکر صاحبقران کشورستان وغیرہ بیان کیا جاتا ہے کہ جب بحرین جادو و ملکہ دبدبہ [illegible]

وملکہ بہار گل پوش جادو سے جدا ہو کر مرکب کو جولان کر کے بنظر باعانت خالق کون و مکان
کر کے تنہا روانہ ہوئے اثنائے راہ میں دشت پرخار و کوہسار کو دیکھتے ہوئے قدرت خالق کون و
مکان کا مشاہدہ کرتے ہوئے چلے جاتے تھے اسم اعظم الٰہی بھی ورد زبان کرتے تھے راہ بیساختہ (?)
بلند کیا کرتے ہوئے جاتے تھے ان کو تو راہ میں چھوڑا جاتا ہے اور اب حال گوہر جادو وغیرہ کا
لکھا جاتا ہے کہ بعد روانہ کرنے تاریک سیاہ رو جادو اپنے سپہ سالار کے گوہر جادو چشم براہ بیٹھا
تھا منتظر آنے اپنے سپہ سالار مذکور کا تھا بجائے تو دیکھتا تھا کہ تاریک سیاہ رو جادو ابھی تک
نہیں آیا کیا سبب ہوا شاید ملکہ دیہیم سحر ساز جادو نے ملکہ بہار گل پوش جادو کے بیان
سچے میں آ کر کیا ہوگا تاریک سیاہ رو جادو چاہتا ہوگا کہ ملکہ بہار کو ساتھ اپنے یہاں لیکے
کبھی کہتا تھا کہ ملکہ دیہیم سحر ساز جادو نے خائف و ترسان ہو کے میرے حکم سے نافرمانی و سرکشی
نکر کے ملکہ بہار کو میرے سپہ سالار کے حوالے کر دیا ہوگا وہ اُس کی سواری کے ساتھ ساتھ
آتا ہوگا راہ میں ہوگا کبھی دل میں کہتا تھا کہ ملکہ دیہیم سحر ساز جادو عزیزان شاہ طلسم زرانیہ (?)
سے ہے نخوت و غرور اُس کو زیادہ ہے کبھی وہ میری معشوقہ کو ہمراہ میرے سپہ سالار کے نہ بھیجے گی اگر
تاریک سیاہ رو جادو تنہا آیا تو میں خود ہی جاؤں گا اپنے ساتھ اپنی محبوبہ کو لاؤں گا غرضکہ مختلف
خیال بیٹھا ہوا کر رہا تھا آنکھیں سوئے راہ لگی تھیں و بیدم خیال ملکہ بہار گل پوش جادو میں
آہ سرد کرتا تھا تصویر خیالی سے اُس کی باتیں کرتا تھا کہ اے محبوبہ میں تیرے فراق میں کیا کچھ ہوں (?)
تجھ کو صدمات اپنے دل پر اٹھاتے ہیں شب و روز آہ و زاری میں بسر کیے ہیں فرش خواب پر اشک
مرغ بسمل تڑپا ہوں گویا بیمار ہو گیا ہوں چہرہ زرد ہو گیا ہے ہمہ تن سوکھ کر کانٹا ہو گیا ہوں قابل رحم ہوں
وصل سے شاد کر دو ورنہ تیرا عاشق زار ہلاک ہو جائے گا تیرے وصل کی تمنا دل میں لیکر سوئے
عدم جائے گا غرضکہ گوہر جادو اپنے دل میں خیالات سینکڑوں (?) کر رہا تھا اور تصویر خیالی محبوبہ مذکورہ
سے باتیں کرتا تھا کہ یکایک طائران (?) سحر و ساحران محافظ راہ گھبرائے ہوئے آئے انھوں نے خبر دی
کہ اے گوہر جادو آگاہ ہو کہ تاریک سیاہ رو جادو مارا گیا بعد اُس کا برطرف ہو گیا راستہ کھل گیا
ہوشیار ہو جائیے اطلاع کرنا ... گوہر جادو یہ خبر وحشت اثر سنکے نہایت متردد ہوا ...
اُس کے ... خیال کیا کہ شاید ملکہ دیہیم سحر ساز جادو نے غضبناک ہو کے اُس کو ہلاک کیا ہوگا
سوا اس کے میرے سپہ سالار کو کون ہلاک کر سکتا ہے یہ خیال کر کے دل میں کہا کہ ملکہ دیہیم سحر ساز جادو
کیا اچھی آئی ہے ضرور اس کو مار ڈالوں گا اُس نے میرے سپہ سالار کو اگر قتل کیا ہے تو میں بھی اس کو زندہ
نچھوڑوں گا گوہر جادو تو بخیال قتل تاریک سیاہ رو جادو کے عالم غصہ میں آمادہ قتل ملکہ
دیہیم سحر ساز جادو ہوا ہے اپنے سپہ سالار کے قتل کا صدمہ کر رہا ہے پریشان خاطر ہے اس کو یہیں چھوڑ
چھوڑا جاتا ہے اور حال صاحبقران گیتی ستان کا تحریر کیا جاتا ہے کہ یہ قطع راہ کرتے ہوئے سرحد (?)
ملکہ ... جادو کے ... ساحران سپاہ ملکہ آفاق جادو سے چند ساحروں صاحبقران کو دیکھا
پریشان خاطر ہو کر پہلے تو آمادہ سد راہ ہوئے بعدہ دل میں کہا کہ نہیں معلوم یہ سوار کون ہے کہاں سے
آیا ہے کس غرض سے ادھر آیا ہے اس کا سد راہ ہونا بے سمجھے اس کو روکنا ٹوکنا اچھا نہیں ہوتا مناسب یہ ہے
کہ پہلے اس سوار کی خبر ملکہ آفاق جادو کو دینا چاہیے وہ جو حکم دیں اس پر عمل کرنا چاہیے یہ خیال
کر کے ... دو ... ملکہ آفاق جادو پر آئے نگہبانان ... کہا جلد خبر کرو کہ چند ملازم حضور ...

آئے ہین کچھ عرض کرنا چاہتے ہین دربانون نے ملکہ آفاق جادو کو ساحران مذکور کے آنے کی
اطلاع دی ملکہ آفاق جادو نقلی و مجمر جادو اصلی دونون متردد ہوکر دروازے پر آئے پوچھا
کہ کیا ہی کیون گھبرائے ہوئے آئے ہو خیر تو ہی ان سب ساحرون نے عرض کیا کہ اے ملکہ عالم
اسوقت ایک نوجوان سوار اس صورت و شکل کا عجائب ادھر آیا ہی ملازمان حضور آمادہ جنگ و
سد راہ ہین بوجہ نہ حاصل کرنے حکم کے جنگ سے باز رہے ہوئے ہین تاہم ایک سپاہ در رو
جادو مار ڈالا گیا ہی سحر اُس کا برطرف ہو گیا ہی راستہ نکل گیا ہی ہم نمکخوارون نے اطلاع دیدی ہی
اب جو حکم ہو بجا لائین اگر حکم ہو تو اُس سوار کو ہم سب جان نثار روکین ادھر آنے دین ملکہ آفاق
جادو نقلی نے سمجھکر کہ صاحبقران کشورستان تشریف لاتے ہین ساحرون سے کہا کہ خبردار اُس سوار
کو نہ تم روکنا نہ اور کوئی اُسے روکے جلد جاؤ ہمارے لشکر کے ساحرون سے کہدو کہ ہرگز ہرگز اُس
سوار سے آمادہ جنگ نہونا وہ کوئی ہمارے دشمنون سے نہین ہی اُسے ہمارے پاس آنے دو کیونکہ
وہ ہمارا دوست ہی ہمسے ملنے کو آتا ہی ساحران مذکور نے اسیوقت جاکر ساحران لشکر کو حکم ملکہ
آفاق جادو سے آگاہ کیا اُنہون نے کہا کہ اگر یہ سوار ہماری ملکہ کا دوست ہی اور ہمکو اُس کے روکنے
کا حکم نہین ہی تو خیر ورنہ ہم سب آمادہ جنگ ہین جان نثاری و سرفروشی کو موجود ہین یہ کہکر سوار
موصوف سے آمادہ شر و فساد نہوئے ادھر صاحبقران مرکب کو جولان کرتے ہوئے تا در ملکہ
آفاق جادو آئے دیکھا کہ مجمر جادو و نیز ایک ساحرہ کھڑی ہی صاحبقران کشورستان نے
پوچھا کہ اے ملکہ مجمر جادو یہ ساحرہ کون ہی اُس نے بعد سلام آہستہ عرض کیا کہ یہ خواجہ ہین ہماری
خالہ ملکہ آفاق جادو کی صورت بن کر یہان کھڑے ہین صدف جادو و ملکہ آفاق جادو کو خواجہ
نے بعیاری بیہوش کرکے داخل زنبیل کر لیا ہی مجمر قفل شاہ طلسم زلزلہ یعنی مجھ قفل دستیاب ہو گیا
ہی آپ مطلع رہے اور اب یہان سے سوے کوہر جادو تشریف لے چلیے اُس ناپاکار کو بھی قتل و
اسیر کیجیے صاحبقران کشورستان یہ خبر خوش سنکے شادمان ہوے ملکہ آفاق جادو نقلی کی طرف
مخاطب ہو کر فرمایا کہ واہ وا کیا کار نمایان کیا ہی کیا دل خوش ہوا ہی ملکہ آفاق جادو نقلی نے مسکرا کر
سلام کیا پھر بصورت اصلی ہو کر عرض کیا کہ آپ یہان توقف فرماتے ہین سوے کوہر جادو چلیے فکر
حصول لوح طلسمی کیجیے مین نے ملازمان آفاق جادو کو لڑنے سے منع کر دیا ہی کوئی ساحر ملازمان
ملکہ آفاق جادو سے آپ کا سد راہ نہوگا صاحبقران یہ سنکے بہت خوش ہوکے آگے روانہ ہوے
خواجہ طیفور گرد پا گلیم پوش ہمراہ رکاب ہوے ادھر ساحران لشکر کوہر جادو نے جاکر کوہر جادو
سے دست بستہ عرض کیا کہ حضور اسوقت ایک سوار نوجوان مرکب کو جولان کرتا ہوا اسی طرف
آتا ہی ہمراہ اُس کے ایک شخص اور بھی ہی اگر حکم ہو تو اُس کو روکین اُس نے متردد ہو کر حکم دیا
کہ ہان اُس کو روکو ادھر آنے دو ہمارے کل ساحران لشکر سے کہو کہ جلد آمادہ جنگ ہو کر یہان
آئین وہ ساحر فوراً روانہ ہوے لشکر مین جاکر کل ساحران لشکر کو حکم کوہر جادو سے آگاہ کیا
فی الفور بارہ ہزار ساحران بدکردار جھولیان اسباب سحر کی بھرکے مثلث سحری سواریون پر سوار
ہو کے زمین سے بلند ہو کے ابر سحر مین نہان ہو کے خدمت کوہر جادو مین پہنچے وہ اپنے
لشکر کو ہمراہ لیکر نکلا اور ارادہ کیا کہ میدان مین صف آرا ہو کر [illegible] سامنے سے صاحبقران
نمایان ہوے کوہر جادو نے دیکھا کہ ایک سوار ادھر آتا ہی یہ دیکھتے ہی اپنے لشکر کے ساحرون سے

کہا کہ اے ساحران وفاشعار اب معلوم ہوا کہ یہی طلسم کشا ہے اس کو روکو ادھر آنے دو ساحران مذکور
نارنج ترنج گولے فولادی کارد سحر ناریل چوبی دار وغیرہ اسباب سحر اپنی جھولیوں سے نکال کر اسماے
سحر پڑھتے ہوے آگے بڑھے ادھر صاحبقران نے نعرہ کوہ شگاف کرکے باواز بلند کہا کہ ہم
صاحبقران کشورستان طلسم کشائے طلسم زلزلہ او گوہر جادو خبردار و ہوشیار کہ ہم آ پہونچے
اگر تجکو اپنی جان عزیز ہے تو راہ راست پر آ دین اسلام اختیار کر اپنے معبود حقیقی کو پہچان اپنی کوتاہ
کر ہو سرمست جادو کو اپنا خداوند و شانہ تجھہ ہو سرمست جادو مثل تیرے ایک ساحر ہے اور
بندہ نافرمانبردار خدا ہے گمراہ کنندہ مردان ہے اگر خداوند ہوتا تو ہمارے خوف سے لرزان و ترسان
ہو کر نجومیوں اور کاہنوں کے موافق حکم طلسم باطن میں چھپ کر نہ بیٹھتا زمانہ فتح طلسم زلزلہ کا نزدیک
آگیا ہے تجھپر ظاہر ہے کہ ہم بیشک طلسم کشائے طلسم زلزلہ ہیں خدا نے چاہا تو جلد طلسم مذکور کو باعانت الہی
و بہدایت لوح طلسمی فتح کرینگے جو ساحر ہماری اطاعت و فرمانبرداری کرے گا وہ جانبر ہوگا اور
جو کوئی ہمارے فرمان سے سرکشی کرے گا انجام اس کا بد ہوگا تہ تیغ ہو کر سوے جہنم جاوے گا
گوہر جادو محافظ لوح طلسمی نعرہ و گفتگوے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ سنکر غضبناک
ہوکے پکارا کہ اے صاحبقران تمہاری قضا تمکو کشان کشان یہاں لائی ہے طلسم زلزلے کا فتح
کرنا تمکو نصیب نہوگا تجھسے لوح طلسمی دستیاب ہی نہوگی ہمکو تمہاری اطاعت کرنا منظور نہیں ہے ہم ملازمان
شاہ طلسم زلزلہ سے ذی وقار کے نمک حلال ہیں ہرگز نمک حرامی نکرینگے خداوند سے منحرف ہوکر دین اسلام
سے مشرف نہونگے نہ تمہاری اطاعت کرکے تمکو لوح طلسمی دینگے تم دشمن خداوند طلسم خداوند
ہو تمکو قتل کرینگے یا اسیر کرکے خدمت خداوند میں روانہ کر دینگے ہم وہ ساحر ہیں کہ ہمارے سحر
سے کیسا ہی ساحر زبردست ہو بیہوش ہو جاتا ہے تمہاری کیا حقیقت ہے کہ غیر ساحر ہو تمہارا قتل کرنا یا
اسیر کرنا کیا مشکل ہے یہ کہکر اپنے ساحران لشکر سے مخاطب ہو کر کہا کہ جلد طلسم کشا کو مبتلاے سحر کرکے
اسیر کر لو ساحران نابکار بارہ پندرہ ہزار نارنج و ترنج گولے فولادی ناریل چوبی دار پھر فلفل ماش
سرسون کارد سحر وغیرہ اسباب سحر اپنی جھولیوں سے نکال کر اسماے سحر پڑھ پڑھ کے ان پر دم
کرکے ہوے جانب صاحبقران کشورستان بڑھے ادھر صاحبقران موصوف نے جھک کر
ہر کسی سے سنگریزے مٹھی میں زمین پر سے لیکر اسم اعظم الہی ان پر پڑھ کر دم کیے ارادہ ان پر
مارنے کا کیا تھا کہ دفعتاً بالاے فلک ایک پارہ ابر سیاہ نمودار ہوا اس ابر کے ٹکڑے میں برق کی
چمک اور رعد کی سی آواز تھی یکایک وہی پارہ ابر شق ہوا دیکھنے والوں نے دیکھا کہ ڈیڑھ ہزار
ساحران آزمودہ کار مخالف سحر کی سواریوں پر سوار بعجلت تمام یہ کہتے ہوے سوے زمین آگئے
ہیں کہ اے ساحران ملازم گوہر جادو خبردار صاحبقران نامدار پر سحر نکرنا وہ غیر ساحر ہیں
ہم آتے ہیں ہمسے مقابلہ و مجادلہ کرو ہم پر سحر کرو دیکھیں کہ تم کیسے ساحر ہو یہ تقریر باواز بلند کرتے
ہوے فی الفور سوے زمین آگئے ساحران لشکر گوہر جادو نے غضبناک ہو کر پہلے انھیں پر وہ
نارنج و ترنج وغیرہ مارے انھوں نے بھی آتے ہی گولے فولادی کارد سحر ناریل چوبی دار ناش
نارنج و ترنج سحر پڑھ کر ان پر دم کرکے مارنے شروع کیے جنگ مغلوبہ ہونے لگی ساحران
لشکرہاے جانبین کام آنے لگے جا بجا قتل و ہلاک ہو کر گرنے لگے ان کے مرنے کی علامتیں
ظاہر ہونے لگیں ہوائیں تند چلنے لگیں تاریکیاں دمبدم ہونے لگیں پیران کے سحر کے انھیں سے

نام سے شور و غل حسب دستور کرنے لگے چونکہ سپاہ گوہر جادو زیادہ تر تھی ساحران لشکر بحرین
جادو چہار طرف سے دشمنوں مین گرنے لگے اور پسپا ہونے لگے اکثر ساحر صاحبقران
ذیشان سے طالب اعانت ہوئے اسوقت صاحبقران نے وہی سنگریزے جو مٹھی مین تھے
اور اسم اعظم الٰہی اُن پر دم کر چکے تھے بہ نیت دفع ہونے اور پسپا ہونے ساحران لشکر گوہر جادو
کے کھینچ کر اُن پر مارے وہ سنگریزے اُن ساحروں پر پڑے ببرکت اسم اعظم الٰہی ساحران لشکر
گوہر جادو اکثر سنگریزوں سے ہلاک ہوئے بعدہ پسپا ہونے لگے یہ حال جنگ دیکھکر گوہر جادو
نہایت غضبناک ہوکر جو کنٹھا سات دانہ ہاے عقیق سرخ کا اپنے گلے مین پہنے تھا اُس کنٹھے مین سے
ایک دانہ لیکر اُس پر سحر دم کرکے سوے صاحبقران چلایا ادھر صاحبقران نے شمشیر آبدار
نیام سے کھینچکر ساحروں پر حملہ کیا یکایک غزال خواجہ کا آیا دیکھا تو اُن کو نہ پایا متردد ہوکر اسم اعظم
الٰہی پڑھنا موقوف کرکے ہر طرف خواجہ طیفور کو دیکھنے لگے دل مین کہنے لگے کہ نہین معلوم ہمارے
یار وفادار پر کیا گذری زندہ رہا یا اس لڑائی مین کسی ساحر کے ہاتھ سے مارا گیا یا گلیم اوڑھکر نظر ساحران
سے مخفی ہو گیا ہنوز دونون لشکروں مین جنگ مغلوبہ خوب ہو رہی تھی لڑائی سحر کی گھمسان کی ہو رہی تھی
لاش پر لاش گر رہی تھی صداے گیر و دار بلند تھی شور و غل ہو رہا تھا ساحروں کے مرنے سے
ہوا ئے تند چل رہی تھی آندھیان آ رہی تھین گرد و غبار بلند تھا تاریکی بھی ہو رہی تھی صاحبقران
اسم اعظم پڑھنا موقوف کرکے جستجوے خواجہ طیفور کردیا مین مصروف تھے کہ ناگاہ گوہر جادو نے
وہی دانہ یاقوت احمر صاحبقران نامور پر مارا جب وہ بالاے سر آیا درمیان سے شق ہوا دود
غلیظ متعفن و بدبو بکثرت پیدا ہوا اور شعلے ہویدا ہوکر سوے فلک بلند ہوئے پھر مجتمع ہوکر بصورت
گنبد ہوکر بلندی سے سوے زمین آکر محیط صاحبقران موصوف ہوا امیر با توقیر تاثیر سحر و نیز بدبوے
دود غلیظ سے بیہوش ہوکر مرکب سے بالاے خاک گرے دود غلیظ مذکور دفع ہو گیا گوہر جادو
محافظ لوح طلسم زلزلہ بصد خوشی خنجر بکف براے قتل صاحبقران طلسم کشا کے طلسم زلزلہ خراماں
خراماں ہنستا ہوا چلا ہنوز صاحبقران تک نہ پہونچا تھا کہ سوے فلک برق چمکی گوہر جادو نے
سوے فلک دیکھکر جلد ایک دانہ یاقوت احمر اپنے کنٹھے سے توڑکر سحر اُس کے اوپر دم کیا ہنوز دانہ
مذکور پر سحر دم کر چکا تھا کہ وہ برق کڑکڑا کر بالاے سر گوہر جادو گری ساحر مذکور جلد سحر پڑھکر غرق زمین
ہوا لیکن تھوڑی دیر کے زمین سے نکلا دیکھا کہ ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو جو برق بنکر گری تھی بصورت
اصلی ہوکر بالین صاحبقران کشورستان افسوس کنان کھڑی ہے دفع سحر کی فکر مین ہے یہ دیکھتے ہی
غضبناک ہوکر پکارا کہ اے دبدبہ سحر ساز جادو اب معلوم ہوا کہ تمھاری ہی یہ کارروائی تھی تمھین
رازدار طلسم زلزلہ تھین تمھین شریک طلسم کشا ہوکر طلسم کشا کو ادھر لائی ہو واسطے حصول تیغہ فنا و
لوح طلسم زلزلہ کوشش کر رہی ہو تمھاری ہی ذات سے یہ فساد برپا ہوا ہے تمھین فتنہ انگیز ہو عزیزدار
خداوند ہوکے بدخواہی خداوند پر کمر باندھی ہے بربادی و تباہی طلسم زلزلہ چاہتی ہو اپنے
خداوند سے منحرف ہو گئی ہو دوستی طلسم کشا اختیار کی ہے شاید تمھین نے میرے سپہ سالار تاریک
سر جادو کو قتل کیا ہے جب اُس کا سحر دفع ہوا ہے تو برلے حصول لوح طلسم طلسم کشا کو اس طرف
لائی ہو جانا ہے گذارم کہ از دست من زندہ و سلامت بروی یہ کہکر غضبناک ہوکر وہی دانہ یاقوت
کھینچکر ملکہ مذکورہ پر مارا ہر چند ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے چاہا کہ پھر ورد سحر زمین مین غرق ہو یا برق بنکر

سوے فلک جائے اپنے تئین سحر سخت گوہر جادو سے بچائے مگر ممکن نہوا وہ دانہ یاقوت بدستور
مرقومہ بالا شق ہوا دود غلیظ وبدبو پیدا ہوا شعلے نمایان ہوے پھر وہ دھوان مجتمع و پیچیدہ ہوکر
کچھ سوے فلک بلند ہوکر بصورت گنبد دخان ہوکر گرد ملکہ مذکورہ ہوگیا ملکہ مذکورہ مبتلاے سحر ہوگئی
ہرچند مبتلاے سحر ہوکر بھی رد سحر کی فکر کی لیکن رد سحر ممکن نہوا پھر وہ دود غلیظ [illegible] گوہر جادو
سے بیہوش ہوگئی بعد بیہوش ہوجانے کے وہ دھوان دفع ہوگیا گوہر جادو [illegible] وشتم [illegible] ان
اپنی تعریف وثنا آپ ہی کرتا ہوا اپنی سحر وساحری پر ناز کرتا ہوا اپنی جان آگے بڑھا کہ پہلے ملکہ وبدیہ کو
قتل وہلاک کرنا چاہیے کیونکہ یہی بانی فساد تھا اور ساحرہ زبردست ہے بعد اس کے قتل کرنے کے
طلسم کشا کو قتل کرنا چاہیے کیونکہ وہ غیر ساحر ہے اور بیہوش پڑا ہوا ہے اسکا کوئی چارہ و مددگار بھی نہین
ہے ایک ملکہ وبدیہ سحر ساز جادو ہی معین تھی وہ مبتلاے سحر ہوکر بیہوش ہوگئی غرضکہ خیال مذکور
کرتا ہوا جاتا تھا کہ یکایک پھر ایک لکہ ابر آیا برق چمکی گوہر جادو نے جانب ابر دیکھا کہ مقرر دود ہوکر
پھر ایک دانہ یاقوت [illegible] سے گر کر اس پر دم کیا دیکھا کہ اس پارہ ابر سے برق [illegible]
بالاے سر ساحر مذکور گری گوہر جادو نے پھر غرق زمین ہوکر برق جہندہ مذکور سے اپنے تئین بچایا
بعد تھوڑی دیر کے دور جاکر زمین سے نکلا وہان سے دیکھا کہ ملکہ مخمور جادو سرہانے اپنی خالہ ملکہ
وبدیہ سحر ساز جادو کے کھڑی ہوئی رو رہی ہے کبھی سوے صاحبقران دیکھتی ہے اور کہتی ہے
کہ غضب ہوا صاحبقران کشورستان بھی بیہوش ہوکے مبتلاے سحر گوہر جادو ہوگئے ہاے
کیا تدبیر کرون کس طرح یہ سحر دفع کرون افسوس فکر وتدبیر کچھ کی کچھ تھی یہان اور ہی کچھ ظہور مین
آیا اب دیکھیے ان بیہوشون کے حق مین کیا ہوتا ہے جابر ہوتے ہین یا قتل ہوتے ہین ابھی ملکہ
مخمور جادو تقریر مذکور بیان کر رہی تھی آنسو آنکھون سے جاری تھے عالم یاس و مجبوری مین رو رہی
تھی دونون لشکرون مین ایک طرف جنگ مغلوبہ ہو رہی تھی کہ محافظ لوح طلسمی یعنی گوہر جادو
نے اس کو دیکھتے ہی پکار کر کہا کہ او مخمور جادو او گیسو بریدہ ارے تو بھی غمزہ طلسم کشا ہوگئی ہے
اس کی اور اپنی خالہ ملکہ وبدیہ سحر ساز جادو کی اعانت و مددگاری کر او بے [illegible] میرے قبیلے کے
ہوسکا ہی برپا دی طلسم زلزلہ چاہتی ہے ملکہ آفاق جادو و صدف جادو کو کیا تیرے [illegible] سے پھر گئی
وبدخواہی خداوند سے آگاہ ہی نہین ہے انھون نے بھی تجکو منع نہ کیا او حرامی دیا دیکھ تو بھی
کہ تجھ سے کس طرح پیش آتا ہون بیہوش کرکے تیرا سر بھی کاٹتا ہون یہ کہکر قریب آکر ایک اور دانہ
یاقوت مارا بدستور مرقوم الصدر وہ شق ہوا دھوان اور شعلے پیدا ہوے پھر جس طرح
صاحبقران کشورستان اور ملکہ وبدیہ سحر ساز جادو دود سحر مین نہان ہوکر بیہوش
ہوگئے تھے اسی طرح یہ بھی بیہوش ہوگئی وہ دھوان اور شعلے معدوم ہوے گوہر جادو نے
اپنے دل مین کہا کہ اے گوہر جادو قتل ملکہ وبدیہ وطلسم کشا مین تعجیل کر تاخیر کرنا اچھا نہین
ہے کیونکہ طلسم کشا کے مددگارون کے آنے کا سلسلہ قطع نہین ہوتا ہے بعد دیکھیے کہ کون
آکر ان کو بچاتا ہے خود کرکے پھر سوے ملکہ وبدیہ وطلسم کشا بڑھا کہ قتل کرے یکایک پھر برق
کڑک کڑک کر جانب فلک سے سوے زمین گرنے لگی گوہر جادو نے ایکی مرتبہ غرق زمین ہونا مناسب
سمجھا کر جلد اسمائے سحر زبان پر جاری کرکے توقف کیا جب وہ برق قریب سر پہنچی اسپر پھونکا
ملکہ بہار گلپوش جادو کہ برق بنکر گری تھی بصورت اصلی ہوکر بالاے زمین گری گوہر جادو

نے اُس کو دیکھتے ہی خوش ہو کر کہا کہ اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان تم یہان
اسوقت کیون آئی ہو یقیناً میرے قتل کرنے کے واسطے اور اپنی نانی ملکہ وجیہہ اور ملکہ سحر جادو
و طلسم کشا کی مدد کو آئی ہوگی معلوم ہوتا ہی کہ تم بھی شریک طلسم کشا ہو گئی ہو خداوند سے پھر گئی
ہو تباہی و بربادی طلسم زلزلہ چاہتی ہو تم کو خداوند سے منحرف نہونا چاہیے تھا اور مجھ ایسے اپنے
عاشق صادق و فدائی سے دشمنی کرنا مناسب نہ تھا خیر زیادہ اسوقت تم سے کیا شکایت کرون کہ ملکہ دیو پیکر
سحر ساز جادو و ملکہ سحر جادو و طلسم کشا سے طلسم زلزلہ کو تسخیر کرنا ہی پھر اُن سب کے تنون سے جدا
کرنا ہی بعد قتل کرنے نامبردہ گان سب کے تم سے شکایت کی جائے گی ملکہ بہار گل پوش جادو نے بکمال
وسخن سازی کہا کہ واہ واہ اے کوہر جادو تم نے ہماری نسبت عجب عجب خیال کیے ناحق ہم تمہارے
پاس چلے آئے اگر ہم تو ایسا باطن جانتے تو ہرگز نہ آتے اسی بد باطنی و نافہمی پر دعوی عشق کرتے ہو
ہو کہ ہم عاشق صادق ہین ہمارے روبرو ہماری نانی کو اور ہماری خالہ زاد بہن کو قتل کرکے
جاتے ہو سر اُن کے ہمارے سامنے جدا کرنے کا ارادہ کرتے ہو تمکو ذرا بھی شرم و غیرت نہین
آتی ہی دل آزاری محبوب و معشوق تمہارا ہی کام ہی بقول کہ این کار از تو آید و مردان چنین کنند
مثل تمہارے کوئی عاشق کسی حسین مہ جبین کا نہوا ہی نہوگا مشہور جہان ہی کہ صفتہائے عاشق
وفاداری و نازبرداری معشوق و خاطرداری محبوب و خوشی مطلوب و شیوۂ جان نثاری وغیرہ
ہین مگر تم دنیا سے انوکھے ہمارے عاشق ہو برعکس طرق و خصائل عاشقان طریقہ عاشقی تمہارا ہی
[illegible] کرتے ہو ہمارے بھی قتل کا ارادہ رکھتے ہو خونریزی ہمارے عزیزون کی ہمارے سامنے
جائز رکھتے ہو ہان صاحب جب معشوق اپنے عاشق کے پاس آتا ہی اُس کی ایسی ہی قدر و منزلت
ہوتی ہی ایسے ہی سامان اُس کے واسطے کیے جاتے ہین اُس کی اور اُس کے عزیزون کے قتل
کی فکر کی جاتی ہی معشوق کی یہی توقیر کی جاتی ہی یہ خوبی زمانہ ہی جس کو دوست خیال کیجیے اُس سے
یہی امور دشمنی ظہور مین آتے ہین جس عاشق کو وفادار و نازبردار تصور کیا جائے وہی عوض وفا
دغا کرتا ہی اور عوض جان نثاری خواہان قتل محبوب ہوتا ہی تلون مزاجی بھی واسطے انسان کے
خصوصاً واسطے مردون عاشق پیشہ کے نہایت بری ہی کچھ زیادہ زمانہ نہین گذرا ہی دو چار دن بھی نہین
گذرے ہین کہ تمنے تاریک سیاہ رو جادو کو بھیجا تھا وہ ہمارے لینے کو آیا تھا بیقراری و بیتابی
و اضطراب تمہارا ہمارے عشق مین ظاہر کرتا تھا اور یہ بھی کہتا تھا کہ اے ملکہ بہار تمہارے
عشق مین کوہر جادو کا غیر حال ہی قریب المرگ ہی جدائی تمہاری اُس کی ہلاکت کی باعث ہی چلو
ہمکو بلایا ہی مین تمہارے لینے کو آیا ہون مین نے تو اُس کو روبرو اپنی نانی کے کچھ جواب
ندیا تھا الا ہماری نانی صاحب نے ہمکو تمہارے پاس نہ آنے دیا تھا اُس ساحر نے زبردستی و بزور
میرے لیجانے کا ارادہ کیا تھا اور ہمکو سختی کی تھی اسوقت ہماری نانی جادو کو ناگوار ہوا تھا
اُس نے تاریک سیاہ رو جادو کو بعد جنگ بسیار قتل کیا تھا یہ امر ہمکو ناگوار ہوا تھا مصمم ارادہ
کیا تھا کہ پوشیدہ طور سے کسی وقت ہم خود چلینگے اسوقت ہم یہان بصورت برق آئے
ہمکو دشمن جان کر ہم پر تمنے سحر کیا ہمارے قتل کرنے کا ارادہ کیا یہ عوض شکرگذاری و احسان
ماننے کے ہمسے یہ سلوک کیا اتنا پر ہی اکتفا نہوگی دیکھیے آئندہ قتل ہوتے ہین یا اسیر کیے
جاتے ہین بالفعل تو ہمارے بزرگ و حسن عزیز ہمارے روبرو قتل ہوئے کوہر جادو نے کہا کہ

اے ملکہ مین نے احتمالاً اور صرف تمھارے چھیڑنے کے واسطے یہ کہا تھا بھلا مین تکو اپنے
ہاتھ سے کیا قتل کرونگا ہرگز ہاتھ میرا اسے قتل تم پر نہ اٹھیگا کسی عاشق نے بھی اپنی معشوقہ کو
قتل کیا ہی کہ مین تمکو قتل کرونگا پھوٹین وہ آنکھین جو تمھین بنظر قتل و رنج و صدمہ دیکھین
اور ٹوٹین وہ ہاتھ جو تمھارے قتل کے واسطے اٹھین مین تو خود تمھارا کشتہ تیغ فراق ہون حالانکہ
تمھاری نانی اور تمھاری خالہ زاد بہن نے شرکت طلسم کشا کی ہی طلسم کشا کو واسطے حصول تیغہ فنا
و لوح طلسم زلزلہ کے ادھر لائی ہین مجھپر واسطے میرے ہلاک کرنے کے برق بار کر رہی ہین تباہی
و بربادی طلسم زلزلہ پر انھون نے کمر باندھی ہی اور مین نے اُنکو اپنے سحر سے بیہوش کیا ہی
لیکن تمھاری خاطر سے ان کو قتل نکرونگا الا ان کو اسیر کرکے ان کی بقا و قتل کی اطلاع خداوند
و مناسب خداوندکو ضرور دونگا اور طلسم کشا کو ابھی تمھارے سامنے قتل کرونگا تمنے عاشق نوازی
کی کہ یہان آئین تمھارے یہان آنے سے اسوقت کیا کہون جو مسرت حاصل ہی عالم غصہ و قہر و
غضب میرا دفع ہوگیا ہی تمھاری صورت زیبا دیکھکر از خود رفتہ ہوگیا ہون جنگ مغلوبہ ہو رہی ہی
ہزارون ساحر قتل و ہلاک ہو رہے ہین مگر مین تمھین کو دیکھ رہا ہون اس کشت و خون کی طرف
توجہ بھی نہین کرتا ہون خوشا مقدر میرا کہ تم میرے پاس آئین مین تو مشتاق جمال تھا ملکہ بہار
گلپوش جادو نے جواب دیا کہ بس بس زیادہ دروغ گوئی اچھی نہین ہرگز مجھے یقین نہین کہ
تم ہمارے عاشق صادق ہو زبانی اقرار عاشقی کرتے ہو مگر دل مین تمھارے کینہ ہی کوہر جادو نے
کہا کہ اے ملکہ قسم ہی خداوند ہومسر مست جادو کی مین تمھارا دشمن نہین ہون دل سے
دوست و عاشق ہون غرضکہ تا دیر اسی طرح کوہر جادو معذرہ و اظہار عاشقی کرتا رہا اور ملکہ بہار
نے اس کو باتون مین متوجہ کیا اور دل کو اُس کے اپنی زلف تقریر مین الجھایا یہان تک کہ بحرین جادو
بزور سحر زیر زمین قطع راہ کرکے بہزار دشواری و مشکل اندرون مکان کوہر جادو خاص اس
چمنستان مین زیر کنگرہ پہونچا جہان چار لوحین گلدستون مین رکھی ہوئی تھین اور نگہبان کوئی
نہ تھا کوہر جادو بھی اپنے مکان مین نہ تھا میدان مین برائے جنگ گیا تھا ملکہ بہار سے وہان
باتون مین مصروف تھا اُس کا محو دیدار تھا بحرین جادو نے ابر سحر سے جو بالائے کنگرہ قایم و محیط تھا
بچکر برجوع قلب خداوند عالم و عالمیان سے یون دعا کرنے لگا کہ اے معبود حقیقی و اے کارساز و
بندہ نواز و اے مسبب الاسباب تجھپر ظاہر ہی کہ مین مطیع دین اسلام ہون ہرچند کہ کلمہ طیبہ مین نے
اپنی زبان پر جاری نہین کیا ہی مگر تجھکو وحدہ لا شریک و خدائے زمین و آسمان جانتا ہون عہد کرچکا
ہون کہ بعد فتح طلسم زلزلہ کلمہ شہادتین اپنی زبان پر جاری کرونگا بغرض نصرت دین اسلام مین نے
شرکت طلسم کشا اختیار کی ہی اور برائے حصول لوح طلسمی بہزار دشواری ہزار بلاؤن اور آفتون سے
بچکر یہان تک آیا ہون چاہتا ہون کہ در مراد میرے ہاتھ آئے یہان چار گلدستون مین چار لوحین
رکھی ہین یہ جانتا ہون کہ ان چارون مین ایک لوح طلسم زلزلہ اصلی ہی اور تین نقلی ہین مگر یہ نہین معلوم
کہ اصلی لوح طلسمی کون ہی اگر ہرسہ لوحہائے مصنوعی و نقلی سے کوئی لوح اٹھاؤنگا تو یقینا ابھی
اسیر ہو جاؤنگا چاہتا ہون کہ تو اپنی قدرت کاملہ سے اسوقت میرے دل مین شناخت لوح اصلی
کی پیدا کردے یا میرے ہاتھ کو جانب لوح اصلی دراز کرادے تاکہ جب تک کوہر جادو یہان
آئے مجھکو در مراد حاصل و دستیاب ہو جائے یہ دعا جو برجوع قلب کی بوجہ نیت بخیر ہونے کے

درگاہ خدا مین مستجاب ہوئی ہاتھ جو واسطے حصول لوح طلسم زلزلہ کے بڑھایا قدرت خدا سے
اُسی لوح پر ہاتھ پڑا جو لوح طلسم زلزلہ اصلی تھی بمجرد اٹھا لینے لوح طلسمی اصلی کے اُس ابر قائم و
محیط مین سے برق ظاہر ہوئی صداے رعد بزور و شور آئی بحرین جادو فی الفور غرق زمین ہوا
وہ برق اس نگینہ سے وغیرہ پر گری سب گلدستون وغیرہ کو اُس نے جلا دیا بعدہ سوے ابر سے
صداے افسوس آئی چمن رنگا رنگ بھی جل گئے ایک لوح طلسمی کے نہونے سے
رنگ دگرگون ہوگیا ابر متفرق ہوگیا مگر دفع نہوا بحرین جادو لوح طلسمی کو ایک رومال مین لپیٹے
ہوے راہ نقب سحر سے باہر نکل کر سوے صاحبقران کشورستان چلا جب قریب اسیران پہونچا
ملکہ بہار گل پوش جادو نے گوہر جادو سے کہا کہ غضب ہوا تم مجھسے باتون مین مصروف
ہوے میرے محو دید ہوے بحرین جادو لوح طلسمی لے آیا دیکھو وہ لوح طلسم زلزلہ رومال مین
لپیٹے ہوے لیے جاتا ہے افسوس مفت لوح طلسمی تمہارے قبضہ سے نکل گئی کاش اسوقت تم
مجھسے ہمسخن نہوتے حفاظت لوح طلسمی کرتے مجکو یہان آنے کی خوشی مین ملال ہوا جاتا اگر ممکن
ہوسکے تو بحرین جادو سے لوح طلسمی چھین کر پھر اپنے قبضے مین کرو گوہر جادو نے یہ تقریر
ملکہ بہار گل پوش جادو کے جو سنی اس عالم تحیرت سے ہوش و حواس مین آگئے یا مانند خفتہ و غافل
کے بیدار و ہوشیار ہوکے سوے بحرین جادو نظر کی اور مانند سیماب کے بیتاب و بیقرار اور ازحد
غضبناک ہوکر جانب بحرین جادو بصد سرعت یہ کہتا ہوا دوڑا کہ او بحرین جادو ارے غضب کیا
میری عدم موجودگی مین لوح طلسم زلزلہ تو نے لے لی بڑی دلیری و جسارت کی میرے ابر سحر
وغیرہ بلاؤن سے بھی نہ ڈرا اسطرح جانا ہوا کیونکر لوح طلسمی تیرے ہاتھ آئی ٹھہر او ظالم کہ مین پہونچا
مجھسے بھاگ کر کہان جائے گا یہ کہکر اُسی عالم اضطراب و بیتابی مین تین چار دانے جو یاقوت احمر
کے کنٹھے مین باقی تھے اُن کو اپنی گردن سے جلد نکال کر ہر ایک پر اسماے سحر دم کرکے پہلے
ایک دانہ گوہر جادو نے بحرین جادو پر مارا چونکہ اُس کے پاس لوح طلسمی تھی سحر نے تاثیر
نہ کی گوہر جادو نے جھلاکر دوسرا دانہ یاقوت احمر بھی بدستور مرقوم اس پر مارا اس دانہ یاقوت
سحر نے بھی کچھ اپنا اثر نہ دکھایا اس اثنا مین بحرین جادو نے بعجلت تمام جا کے لوح طلسمی
مذکور گردن مین صاحبقران کشورستان کے ڈالدی پھر لوح کو تن صاحبقران سے مس کیا
اور عکس بھی ان کے اعضا پر ڈالا ببرکت اسماے لوح طلسمی کہ اسماے خداوند عالم ہیں سب
اُس پر کندہ تھے صاحبقران پر سے سحر دفع ہوا ہوش آئے اپنے تئین بالاے زمین پڑا ہوا
دیکھا بحرین جادو نے عرض کیا کہ اے صاحبقران مبارک ہو کہ لوح طلسمی چند کوشش و ہزار
دشواری و مشکل سے اس غلام نے لاکر آپ کے گلے مین ڈالدی ہے اب اسے گوہر جادو دوڑا آتا ہے
اُس پر عکس لوح ڈالیے علاوہ اس کے ملکہ دیدبہ سحر ساز جادو و ملکہ مجمر جادو پر عکس لوح طلسمی
بعجلت ڈال کر اُن کے تنون سے لوح کو مس کر دیجیے تاکہ اُن کو ہوش آجائے صاحبقران
موصوف نے موافق کہنے بحرین جادو کے فی الفور زمین سے اٹھکر عمل کیا ملکہ دیدبہ سحر ساز جادو
و ملکہ مجمر جادو کو ہوش آیا سحر برطرف ہوا دونون ہوشیار ہوکر اٹھین اس عرصے مین گوہر جادو
بھی قریب آگیا بحرین جادو نے للکار کر اُس پر گولہ فولادی سحر دم کرکے مارا ملکہ بہار گل پوش
جادو نے گلدستہ سحر مارا مجمر جادو نے نارنج سحر مارا ملکہ دیدبہ سحر ساز جادو نے کارد لگائی

چارون ساحرہ ساحرہ نے یکبارگی اُس پر سحر کیے گوہر جادو برق بنکر سوے فلک گیا وہان سے
پھر برق بنکر اپنے دشمنون پر گرا ہر ایک غرق زمین ہوا بعد کہ بحرین جادو و ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو
وغیرہ زمین سے باہر آئے گوہر جادو نے غضبناک ہوکر وہ دو دوا نہ بھی بار بار سحر دم کرکے
بحرین جادو و ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو پر مارے ہر ایک قبل شق ہونے دانہ ہاے یاقوت
مذکور کے غرق زمین ہوگیا جان بچاکر میدان جنگ سے نکل گیا صاحبقران کشور ستان لب مرکب
پر سوار ہوکر گھوڑے کو بڑھاکر نعرہ کیا کہ او گوہر جادو خبردار و ہوشیار ہو جا کہ ہم آتے ہین دیکھا
تو نے کہ عنایت الٰہی سے کیونکر لوح طلسمی ہمکو دستیاب ہوئی اب تو ہمارا کیا کرسکتا ہے دیکھیو لوح
طلسمی ہمارے گلے مین ہے او مغرور تجکو بہت غرور تھا کہ مجھسے کوئی لوح طلسمی لے نہین سکتا دیکھا
تو نے کہ کیونکر لوح طلسمی ہم تک پہونچ گئی اب خبردار و ہوشیار ہو جا کہ اجل تیری قریب آگئی یہ نعرہ
کرکے آگے بڑھے گوہر جادو گھبرایا چاہا کہ جان بچاکر نکل جائے لیکن ممکن نہوا کیونکہ ایک جانب سے
بحرین جادو دوسری سمت سے ملکہ بہار گل پوش جادو تیسری جانب ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو
چوتھی طرف سے طلسم کشا نے گھیر لیا چاہا کہ غرق زمین ہوکر بھاگ جائے ملکہ مجمر جادو نے ناریل پڑھکر
سحر دم کرکے جلد زمین پر مارا زمین سنگ لاخ ہوگئی غرق زمین نہو سکا مجبور رہا اسی اثنا مین
چارون ساحران مذکور نے پے در پے اسباب سحر پر سحر دم کرکے گوہر جادو پر ناریل و ترنج و نارنج
و گلولہ فولادی وغیرہ لگائے صاحبقران نے بڑھکر اس پر لوح کا عکس ڈالا سحر بھولا ساحرون کے
سحرون مین مبتلا ہوگیا خواجہ طیفور گردپا نے گلیم سے رنج اٹھانا ظاہر کیا پھر گلیم اتار کر کمند زنبیل سے
نکال کر حلقہ حلقے کمند مین سوزن اُس کی زبان مین دے کر اسیر کیا گوہر جادو نے ہرچند ارادہ نکلنے کا
چاہا مگر نہو سکا عکس لوح طلسمی سے زیادہ تر مجبور ہوگیا آخر لاچار ہوکر اسیر ہوگیا بعد اسیر کرنے ساحر
مذکور کے خواجہ نے ارادہ اُس کے قتل کرنے کا کیا صاحبقران نے فرمایا کہ اے خواجہ تامل کرو
ہم پھر اس کو ہدایت کرتے ہین شاید یہ ساحر زبردست اب بھی راہ راست پر آئے خواجہ طیفور گردپا
نے فی الفور صندوق حضرت دانیال کی زنبیل سے نکال کر وہین استادہ کرکے اندر صندوق کے
اُس کو ڈالکر بوجھا سے صندوق اور رسن ہاے صندوق سے بھی دست و پا اُس کے محکم باندھکر
عرض کیا کہ اب کیا حکم ہوتا ہے صاحبقران خاموش تھے ادھر بحرین جادو و ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو
و ملکہ مجمر جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو نے دو چار سحر جو ساحران لشکر گوہر جادو پر کیے وہ تاب و
تحمل اُن کے سحرون کی نہ لاکر ہلاک ہونے لگے آخرکار گوہر جادو کو اسیر دیکھکر اور بحرین جادو وغیرہ
سے مجادلہ و مقابلہ کی قوت و طاقت اپنے مین نہ پاکر امان طلب ہوئے صاحبقران ممدوح نے
فرمایا کہ امان تم سب کو بشرط قبول دین اسلام یا بشرط مطیع دین اسلام ہونے کے دی جائے گی سب نے
عرض کیا کہ جو آپ کا حکم ہوگا ہم بجا لائین گے اسوقت صاحبقران کے حکم سے ساحران لشکر
گوہر جادو کو امان دی گئی گیارہ ہزار ساحران پاکر خاندانہ حاضر خدمت صاحبقران ہوے
سب نے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو کلمہ پڑھکر مسلمان ہون کیونکہ واقعی دین اسلام سے بہتر کوئی
دین اچھا نہین ہے ورنہ ابھی ہم مطیع دین اسلام رہین آپکے دشمنون سے لڑنا ہے طلسم زلزلہ
کے ساحرون سے مقابلہ کرنا ہے بعد فتح طلسم زلزلہ کلمہ طیبہ پڑھکر مسلمان ہوجائین گے اگر اسوقت
کلمہ اپنی زبانون پر جاری کرین گے تو سحر بھولجائین گے صاحبقران موصوف نے بحرین جادو

وغیرہ کی رائے سے فرمایا کہ اچھا بالفعل مطیع دین اسلام ہو آئندہ کلمہ پڑھکر مسلمان ہونا سب نے
منظور کیا امیر با توقیر نے بعد الطاف و عنایت ان سے کہا کہ لاشے اس میدان جنگ سے اٹھاؤ
اور شمار کرو کہ جانبین کے کتنے ساحر جنگ میں کام آئے ہیں حسب الحکم انھون نے میدان جنگ
سے لاشون کو دور کرکے جو شمار کیا تو معلوم ہوا کہ چار ہزار ساحران نابکار سپاہ گوہر جادو کے اور
پانسو ساحر لشکر بحرین جادو کے کام آئے جب میدان مصاف لاشون سے صاف ہو چکا
تھا صاحبقران موصوف و ملکہ دیبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ مجمر جادو
و بحرین جادو گر سیاہ نیز عنبر سیاہ منڈھی کے اسباب سحر اٹھا اٹھا ہاتھون میں لیکے صاحبقران
موصوف نے لوح طلسمی اپنے دست حق پرست میں لیکے خواجہ سے کہا کہ زبان گوہر جادو
سے سوزن کو نکالو خواجہ نے حکم کی تعمیل کی صاحبقران کشورستان نے گوہر جادو سے کہا کہ اے
گوہر جادو دیکھا تم نے قدرت و ید دوانائی پروردگار عالم و عالمیان کو کہ ہم کو کیونکر فتحیاب
کیا لوح طلسمی کیونکر ہمکو دستیاب ہوئی اب کہو کیا کہتے ہو دین اسلام قبول کر چکے یا نہیں یا ابھی مطیع
دین اسلام ہوگے یا اس سے بھی انکار کروگے اگر تم نے مطیع دین اسلام ہونے سے اور ہماری
اطاعت کرنے سے سرکشی کی تو ہم تمکو ابھی قتل کرینگے اور اگر دین اسلام اختیار کروگے تو ہم
تمکو رہا کرکے تمہاری عزت و توقیر زیادہ کرینگے سب بہت خوش ہونگے اس نے جب یہ کلمات
ہوکر تند و تیز دیکھکر برہم ہوکر جواب دیا اے اسم کشائے طلسم زلزلہ آگاہ ہو کہ مجھکو دین اسلام
قبول کرنے اور تمہاری اطاعت و فرمانبرداری کرنے سے اپنا قتل ہونا قبول ہے میں کب ملال
بندگان خداوند سے ہون کہ ساحران لم نہیں ہون کہ تمہاری اطاعت و فرمانبرداری کرسکے مانند ملکہ
دیبہ سحر ساز جادو و ملکہ مجمر جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و خداوند و بندگان خداوند سے مجادلہ
و مقابلہ کرون اور اپنے خداوندی پرستش کو چھوڑکر تمہارے خدا کی پرستش اختیار کرون میرے
آبا و اجداد سے انھین خداوندی پرستش کی کرتے تھے میں بھی انھین کی پرستش کرتا ہون ہرگز دین
آبائی کو ترک نکرونگا ایمان کے آگے جان کی کیا حقیقت ہے ایمان و اعتقاد آبائی سے اگرچہ
جان جاتی ہے کچھ اندیشہ نہیں اس میں بھی میری ناموری کا باعث ہوگا کام طلسم زلزلہ میں یہ خبر
مشہور ہوگی کہ گوہر جادو نے اپنا قتل ہونا گوارا کیا مگر اطاعت طلسم کشا اور ملت دین اسلام
اختیار نکی یہ کہکر چاہا کہ سحر سے قید کو دفع کرکے منڈھی سے نکل جائے بحرین جادو و ملکہ دیبہ
سحر ساز جادو وغیرہ سے مقابلہ کرکے ان کو قتل و اسیر یا زخمی کرکے عوض دشمنی کا ان سے لے مگر سحر
یاد نہ آیا دست و پا مار کے رہ گیا صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے اسکی اس تقریر سے
غضبناک ہوکے شمشیر آبدار نیام سے کھینچکر اس نابکار و بیدین پر ایسی لگائی کہ وہ دو ٹکڑے
ہو گیا ٹکڑے اسکی لاش کے خاک پر تڑپنے لگے خواجہ نے منڈھی اور گریبان داخل زنبیل کئے
بعد تھوڑی دیر کے گوہر جادو تڑپ تڑپ کر مر گیا اس کے مرتے ہی علامت مرگ ساحر زبردست
ظاہر ہوئی یعنی ہوائے تند و تیز چلی آندھی سیاہ زور و شور سے آئی گرد و غبار بلند ہوا تاریکی محیط
ہوئی بڑے بڑے درخت صحرا جڑون سے اکھڑ اکھڑ کر گرنے لگے ابر سیاہ بھی سو کے فلک پیدا ہوا
بجلی بکثرت چمکی صدائے رعد پے در پے آئی پھر سنگ باری و برف باری ہوئی تا دیر یہی ہنگامہ
آفت ہو پیدا رہا بعدہ مطلع صاف ہوا گوہر جادو کے سحر کے بیرون نے گوہر جادو کے ہی نام سے

باآواز بلند و دردناک پکار کر کہا کہ افسوس ہزار افسوس قتل کیا طلسم کشا نے مجکو کہ نام میرا گوہر جادو
تھا اور یہین محافظ لوح طلسم زلزلہ تھا لوح طلسمی مذکور قبضہ طلسم کشا مین ہوگئی اب یہ طلسم زلزلہ
ضرور فتح ہو جائے گا ہر چند مین نے طلسم کشا کو قتل و اسیر کرنا چاہا مگر ممکن نہوا مراد دلی نہ بر آئی کمبری
جان گئی یہ کہکر وہ بہر سحر کے نالہ و فریاد کرتے ہوے سوے دربار اشتغاق جادو نائب خداوند ہود
ہرمست جادو مالک و حاکم طلسم زلزلہ روانہ ہوے حال ان کا آئندہ لکھا جائیگا بالفعل حال
صاحبقران کشورستان وغیرہ لکھا جاتا ہے کہ بعد مرنے گوہر جادو کے جو مکان و عمارت باغیچہ وغیرہ
اُس کے سحر سے پیدا و ظاہر تھے وہ نیست و نابود ہوگئے صرف اصلی مکان و اشیاے اصلی باقی ہین لیکن
خواجہ طیفور کردیا نے مکان گوہر جادو مین جاکر جو کچھ زر و جواہر و ظروف وغیرہ سے وہان پایا سب
داخل زنبیل کیا اور کہا کہ یہ ساحر نابکار ہر چند کہ نامی و نامدار و ذی وقار و زبردست تھا مگر تہیدست و
محتاج تھا مال دنیا سے کچھ زیادہ اپنے پاس نرکھتا تھا یہ کہکر مکان گوہر جادو کو لوٹ کر نقش بوریہ بھی
زمین پر باقی نرکھکر منہ پھلائے ہوے چین بجبین روبروے صاحبقران ذیشان آئے بحرین جادو
نے مسکرا کر کہا کہ خواجہ اسوقت تو مال و اسباب گوہر جادو سے زنبیل آپ کی بھر گئی ہوگی کیونکہ گھر اس کا
آپ نے لوٹ لیا ہے پیسے دبے چال ایسی آپ نے مارے ہین خواجہ نے جواب دیا کہ اے بحرین جادو
آگاہ ہو کہ یہ ساحر نابکار نہایت غریب و محتاج تھا کچھ اس کے گھر مین نہ تھا عبث ہم اس کے گھر مین گئے
کوئی شے مال دنیا سے ہاتھ نہ آئی بلکہ کچھ اپنا ہی نقصان ہوا کچھ اشیاے قیمتی قسم جواہرات سے زنبیل
سے گر گئین ہمکو اُن کے ضائع و تلف ہونے کا صدمہ ہے صاحبقران موصوف و بحرین جادو وغیرہ
خواجہ کی گفتگو سنکے مسکرائے بعدہ تھوڑی دیر تک باتین ہنسنے ہنسانے کے لیے باہم ہوئین پھر ملکہ
دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و مجمر جادو نے عرض کیا کہ اے امیر با توقیر اب
یہان سے مکان آفاق جادو و صدف جادو پہ چلیے وہان توقف کیجیے امیر با توقیر کو اُن کی کہی
پسند آئی اُسیوقت وہان سے مع سپاہ ساحران و نیز اپنے ہمراہیون کے سوے مکان آفاق جادو
مرکب پہ سوار ہو کر بصد خوشی و فتح یابی روانہ ہوے بعد قطع راہ ملکہ آفاق جادو کے مکان پر پہونچے
ملکہ مجمر جادو مکان مین لے گئی پھر صاحبقران موصوف و بحرین جادو و ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و
و ملکہ بہار گل پوش جادو و صدر مکان مین علی قدر مراتب کرسیون پر بیٹھے خواجہ طیفور کردیا بھی ایک
کرسی چوبی پر روبروے صاحبقران با دب بیٹھے اُسوقت ملکہ مجمر جادو نے عرض کیا کہ اگر مناسب ہو تو اب
صدف جادو و ملکہ آفاق جادو ہمارے خالہ زاد بھائی اور خالہ کو زنبیل سے نکلوا کر اُن کو ہدایت
دین اسلام کیجیے عجب نہین کہ وہ بانشاء ہم سب کے مطیع دین اسلام ہو کر آپ کے شریک ہون صاحبقران
کشورستان نے عرض اُس کی پذیرا کر کے خواجہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ صدف جادو و آفاق جادو
کو زنبیل سے نکالو تاکہ اُن کو ہدایت دین اسلام کرین حسب الحکم خواجہ نے اُن کو زنبیل سے نکالا تو
اُنھون نے متحیر ہو کر جانب صاحبقران و خواجہ طیفور کردیا وغیرہ دیکھا ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے
کہا کہ اے ہمشیرہ آگاہ ہو کہ یہ صاحبقران طلسم کشاے طلسم زلزلہ ہین اور یہ خواجہ طیفور کردیا ہین
عیار نامدار و ذی وقار ہین انھون نے ملکہ مجمر جادو کی صورت بنکر یہان تمھارے فرزند صدف جادو
کے ساتھ آکر تمھارے فرزند کو بیہوش کر کے داخل زنبیل کیا پھر صدف جادو کی صورت بنکر تمکو
بیہوش کر کے داخل زنبیل کیا اور تیغہ فنا جو تمھارے قبضے مین تھا اُس کو اپنے قبضے مین کیا بعد ازان

دیکھا اُس نے عرض کیا کہ آپ کو اختیار ہی جو مناسب ہو وہ کیجیے ہماری ہمشیرہ ملکہ آفاق جادو نے تازہ
سیر گلشن دین اسلام کی ہی اگر مناسب ہو تو انھین کی خوشی کیجیے صاحبقران عالیشان نے روح نے
باپاسے ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ عجیب جادو کو بھی کلمہ شہادتین تلقین کیا وہ کلمہ طیبہ پڑھ کے
بصدق دل مسلمان ہوئی بعدہ آفاق جادو نے صاحبقران نامدار و بحرین جادو و خواجہ طیفور گر دیا و ملکہ
دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار رنگ گل پوش جادو کی دعوت و ضیافت بعنوان شایستہ کی کئی روز
تک مہمان رکھا شاہانہ سامان و عنوان سے کئی روز تک دعوت و ضیافت کر کے عرض کیا کہ اے
صاحبقران ذیشان میرے ماتحت بارہ ہزار ساحر ہین لیجیے اور اپنے فرزند کی شرکت کی عوض مین
دس ہزار ساحرون کو مطیع دین اسلام کر کے آپ کی نصرت کے واسطے آپ کے ہمراہ کرتی ہون یہ دس ہزار
ساحر مقابل مین سو ہزار ساحرون کے ہین ہر ایک ساحران مین آزمودہ کار و کامل ہی یہ عرض کر کے
ساحران مذکور کو طلب کر کے اُن کو مطیع دین اسلام کر کے حکم دیا کہ اب تم ہمراہ رکاب صاحبقران
ذیشان رہو طلسم زلزلہ مین جہان کہین ساحرون سے جنگ درپیش ہو لڑنا جان نثاری و سرفروشی
کرنا سب نے بخوشی منظور کیا بعد چند روز کے صاحبقران ملکہ آفاق جادو سے رخصت ہو کر مع
خواجہ طیفور گر دیا و ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار رنگ گل پوش جادو و بحرین جادو اور
بائیس ہزار ساحران شور شعار جانب کوہ بلور روانہ ہوے ملکہ آفاق جادو تو اپنی بستی آفاقیہ مین
کہ بمنزلہ ایک شہر کم آباد کے تھی حکومت کرتی ہی اور یاد خدا مین شب و روز بسر کرتی ہی اپنے فرزند و زوجہ
فرزند کو دیکھکر اپنا دل خوش کرتی ہی مگر اب حال صاحبقران طلسم کشاے طلسم زلزلہ کا لکھا جاتا ہی کہ بعد
قطع راہ درہ کوہ بلور تک پہونچے پھر وہان مقیم ہوے خیام و بارگاہ ایستادہ ہوئین لشکر ساحران
فروکش ہوا

[illegible] ...احبقران کشورستان کا بہدایت لوح طلسمی طلسم زلزلہ کے مع اکثر حالات متعلق کیے جاتے ہین

...ہ جفا دیکھے کے مجکو
...کر وفا دیکھ کے مجکو

...کھیلے مجکو
...کے مجکو

کمبخت نے بوسہ بھی لیا دیکھکے مجکو | کی غیر نے دانستہ خطا دیکھکے مجکو
اب دیجیے گا آپ سزا دیکھکے مجکو

بیکار مجھے خوش کیا بیکار وہ آیا | تسکین مجھے دیکے تو کچھ اور رلایا
الطاف و کرم کرکے ستم اور بھی ڈھایا | جب وصل میں اس گل کی طرف ہاتھ بڑھایا
بہلایا نزاکت سے ذرا دیکھکے مجکو

دانتوں کی چمک رخ کی ضیا دیکھ رہے تھے | آئینہ عارض کی صفا دیکھ رہے تھے
کس حسن سے وہ شان خدا دیکھ رہے تھے | کن نخوتوں سے اپنی ادا دیکھ رہے تھے
آئینہ وہیں پھینکدیا دیکھ کے مجکو

بیزار نہو رہنے دے کچھ روز مرے پاس | جان اپنی سمجھو رہنے دے کچھ روز مرے پاس
دکھ درد نہ رو رہنے دے کچھ روز مرے پاس | دشمن سے کہو رہنے دے کچھ روز مرے پاس
آجائے گی ان کو بھی وفا دیکھکے مجکو

اس سمت سے گالی ہے دعا میری طرف سے | ظلم ان کی طرف سے تو وفا میری طرف سے
کھٹک پھر بھی ہے ان کو بخدا میری طرف سے | کچھ اور انھیں خوف ہوا میری طرف سے
ہاتھوں کی چھپا ڈالی حنا دیکھکے مجکو

پوشیدہ کسی سے بھی نہیں دل کی مسرت | آئینہ ہے اے ماہ جبین دل کی مسرت
ذل میں نہیں ہوتی ہے مکین دل کی مسرت | چھپتی ہے چھپائے سے کہیں دل کی مسرت
وہ لوٹ گئے بند قبا دیکھکے مجکو

حیران ہیں احوال یہ بیتاب بھی میرے | نزدیک پھٹکتا نہیں اب خواب بھی میرے
روتے ہیں مجھے دیدۂ پر آب بھی میرے | اس حال سے جیتا ہوں کہ احباب بھی میرے
اب دیتے ہیں مرنے کی دعا دیکھکے مجکو

دکھلا کے ادا شرم کو شوخی نے تمھاری | مارا بخدا شرم کو شوخی نے تمھاری
رکھا نہ روا شرم کو شوخی نے تمھاری | مجبور کیا شرم کو شوخی نے تمھاری
مٹجاتے ہیں نقش کف پا دیکھکے مجکو

مانند کلیم آج بھی آنکھیں مری نم ہیں | صدما ہے مجھے صدمے ہیں ہزاروں مجھے غم ہیں
کمبخت میں اک اور مجھے اتنے الم ہیں | ہر آن تلاش مجھ پہ نئے جور و ستم ہیں
وان دل سے اوچھتی ہے جفا دیکھکے مجکو

رہروان منازل خوش تقریر و ناقلان داستان بے نظیر اس داستان بے عدیل کو یوں بیان کرتے ہیں کہ جب صاحبقران سلطان کیوان شکوہ بعد حصول تیغۂ فنا و لوح طلسم زلزلہ زیر کوہ بلور بارگاہ فرسا میں مقیم ہوے ایک شب علحدہ اپنے لشکر سے ایک خیمہ ایستادہ کرا کے درمیان خیمہ لباس اپنا عطر گلاب وغیرہ عطروں سے معطر کرکے اشیاے خوشبو مانند مشک وغیرہ و قرنفل و کندر کے آتشدان یعنی مجمر میں بالاے آتش ڈال کے خوشبوئی اشیاے بخارات سے دماغ اپنا معطر کرکے مصلے میں برجوع قلب ذکر خدا و عبادت الٰہی میں مصروف ہوے تمام شب ذکر خدا میں بیدار رہے اور دعاے فتحیابی طلسم زلزلہ کرتے رہے ہنگام سحر بعد ادائے نماز سحر درود پڑھکر

لوح طلسم زلزلہ کو اٹھا کر اپنی پیش نظر بالائے لوح مذکور کی کہ اس جگہ سے کس جانب برائے فتح
دربند اول طلسم زلزلہ جاؤں لوح مذکور نے ہدایت کی کہ اسے طلسم کشائے طلسم زلزلہ اگر تجھکو مدد
و تائید لطف خدا سے لوح طلسمی دستیاب ہوئی ہے تو لازم ہے کہ اس جگہ سے جانب شمال روانہ ہو مگر تنہا
ہی جانا کسی کو اپنے ہمراہ نہ لے جانا اثنائے راہ میں کوئی کام بغیر دیکھے لوح طلسمی کے نکرنا اپنے لشکر کو
یہیں چھوڑ جانا احباب سے بھی کسی کو ساتھ نہ لینا اگر عیار طیفور گرد پا ہمراہ چلنے کا ارادہ کرے
تو اسکو بھی ساتھ نہ لینا اگر وہ پیچھے پیچھے تمہارے دور دور رہے تو چنداں مضائقہ نہیں ہے
سوا اسکے اور کسی کو اتنی بھی اجازت نہ دینا کہ وہ تمہاری ہمراہی میں تمسے دور دور رہے کیونکہ
یہ مقدمہ طلسم ہے طلسم کشا کو لازم و مناسب ہے کہ تنہا سوئے دربند طلسم یا مرحلہ طلسم جائے خبردار
ہوشیار رہے دشمنوں کے دام فریب میں گرفتار نہو جس جگہ ضرورت ہو لوح کو دیکھے موافق ہدایت
لوح کہ رہنمائے راہ طلسم ہے عمل کرے لوح کے دیکھنے سے غافل نہو ورنہ باعث خرابی و اسیری کا
ہوگا صاحبقران ذی وقار نے حکم لوح طلسمی سے آگاہ ہو کے لوح کو زیر قبا اپنے سینے پر
رکھکر رشتہ لوح گردن میں ڈال کے اس خیمے سے باہر آئے اور بحرین جادو و ملکہ دیدبہ سحر ساز
جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و خواجہ طیفور گرد پا سے حکم لوح بیان کرکے فرمایا کہ ہم تو یہاں سے
حسب ہدایت لوح طلسمی جانب شمال برائے فتح دربند اول طلسم زلزلہ جاتے ہیں تم سب اسی جگہ
قیام پذیر رہنا الا اگر راہ صاف پاؤ تو یہاں سے آگے جانا بغیر راستہ صاف و پاک ہونے دشمنوں سے
اس مقام سے کہیں نہ جانا اور ہمارے واسطے دعائے فتح و ظفر کرنا کیونکہ مقدمہ فتح طلسم نہایت
سخت و دشوار ہے سب نے عرض کیا ہمیں یہ گوارا نہیں ہے کہ آپکو تنہا جانے دیں اور ہم سب اسی جگہ
رہیں صاحبقران ذیشان نے جواب دیا کہ ہمکو لوح طلسمی نے یہی ہدایت کی ہے کہ اکیلے سوئے
شمال جاؤ کسی کو اپنے ساتھ نہ لے جاؤ پس ہم خلاف حکم لوح طلسمی تم سب کو اپنے ہمراہ کیونکر
لیجا سکتے ہیں بحرین جادو و ملکہ دیدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو نے تو عرض کیا
کہ اچھا آپ حسب ہدایت لوح طلسمی عمل کیجیے تنہا یہاں سے جانب دربند اول طلسم زلزلہ جائیے
ہم اسی جا قیام پذیر رہیں بذریعہ طائران سحر آپکے حالات سے ہمیں اطلاع ہوتی رہے کی کیفیت
راہ سے ہمیں آگاہی ہوتی رہے گی وقت ضرورت راستہ صاف پاکر ہم سب آپکی خدمت میں
پہونچا کریں گے مگر خواجہ طیفور گرد پا نے عرض کیا کہ اے آقائے نامدار یہ جان نثار و وفادار
آپکے ہمراہ ضرور چلیگا ہرگز آپکو تنہا دشمنان جان میں جانے دیگا ہمراہی اس خادم کی
بکار آمد حضور ہوگی راہ طلسم میں جابجا مکر و فریب ساحران نابکار و دشمنان خونخوار سے حتی الامکان
بچائیگا عیاری و مکاری کریگا صاحبقران نے مسکرا کر جواب دیا کہ اے برادر وفادار حکم
لوح طلسمی سے ہم لاچار ہیں ورنہ ہم تمکو اپنے ہمراہ ضرور لے جاتے تنہا برائے فتح طلسم زلزلہ نجاتے
واقعی اگر تم ہمارے ساتھ چلتے تو ہر جگہ ہمکو دشمنوں کے شر و فساد سے بچاتے سوا اسکے
تمہارے ہمراہ ہونے سے ہمکو ہر طرح کی راحت ہوتی مطلق تکلیف نہوتی تمہاری رائے سے
جابجا راہ طلسم میں کام کرتے مگر لاچار ہیں کہ حکم لوح طلسمی یہی ہے کہ اکیلے جاؤ کسی کو اپنے ساتھ
لیکر نہ جاؤ خواجہ نے عرض کیا کہ آپکا فرمانا بجا و درست ہے لیکن میں ضرور چلونگا وا نسے
اس خادم و جان نثار پر کہ اپنے مالک و آقا کو اکیلا دشمنوں میں جانے دے اور خود ساتھ نجائے

اگر آپ مجکو ساتھ نہین لیے جلتے ہین تو اتنی ہی اجازت دیجیے کہ عقب سواری حضور بہت دور
دور رہون آپ کے حال سے آگاہ رہون صاحبقران نے فرمایا کہ اے خواجہ ہم اس کی بھی
تمکو اجازت نہین دیتے ہین الا تمکو اس بارے مین اختیار ہی خواجہ یہ سنکے خوش ہوے دل مین
خیال کیا کہ اگر زبان سے نہ کہا اور اس بارے مین اختیار دیا تو گویا میری مراد دلی بر آئی یہ خیال کرکے
خاموش ہوے صاحبقران سب سے رخصت ہوکر بسم اللہ کہکر مرکب پر سوار ہوکر موافق ہدایت
لوح طلسمی جانب شمال یکہ و تنہا روانہ ہوے ہر ایک نے دعاے فتح و ظفر کی جب صاحبقران
دور تر چلے گئے خواجہ طیفور گرد پا بھی بصورت مبدل بانے تمام عیاری کے اپنے تن پر آراستہ
کرکے عقب صاحبقران سب سے رخصت ہوکر روانہ ہوے حال ان کا بمقام مناسب
لکھا جائیگا اس جگہ اول حال صاحبقران بیان کیا جاتا ہی کہ یہ جو حسب ہدایت لوح طلسمی
سمت شمال روانہ ہوے اثناے راہ مین سیر کوہ و صحرا کرتے ہوے جا بجا مشاہدہ قدرت خدا
و ثناے خدا کا کرتے ہوے گھوڑے کو بڑھائے ہوے چلے جاتے تھے دو پہر روز تک برابر
رہروی کرکے ایک صحراے سبزہ زار فرحت آثار مین پہونچے دیکھا کہ عجب صحراے سبزہ زار ہی
کہ رشک باغ پر بہار ہی دامن صحرا مین ایک کوہ سنگ مرمر کا ہی اُس پر جو آفتاب کی ضیا پڑتی
ہی ایسی چمک ہوتی ہی کہ گویا برق چمک جاتی ہی صحراے سبزہ زار اُس روشنی و چمک سے پُر نور و
روشن ہوتا ہی درہ کوہ سنگ مرمر قابل دید ہی دور سے نہایت خوشنما معلوم ہوتا ہی کوہ مذکور
مانند دل مومن و عارف کے بصورت آئینہ صاف و پُر نور ہی اُس کی طرف دیکھنے سے نظر خیرگی
کرتی ہی سبزہ صحرا نہایت تازہ و شاداب ہی نرم و نازک ایسا ہی کہ فرش مخمل سبز اُس کی نرمی و سبزی
سے شرمندہ و خجل ہی باوجود وقت نصف النہار ہونے کے اُس صحرا مین ہواے سرد چل رہی
ہی جا بجا گلہاے خودرو طرح طرح کے شگفتہ ہین بہار اپنی دکھا رہے ہین ہر ایک گل سے رنگ قدرت
خدا و صنعت صانع لم یزل ہویدا و آشکار ہی طائران صحراے سبزہ زار اپنی زبان مین حمد و ثناے
پروردگار خالق لیل و نہار کر رہے ہین ہر ایک طائر خوش الحان ہی مختلف رنگ و آواز رکھتا ہی
صاحبقران عالی وقار اُس صحراے سبزہ زار کی سیر کرکے بہت خوش ہوے اور اُس کو دیکھکر ملاحظہ
کرکے شادمان ہوکر حمد و ثناے الٰہی اپنی زبان پر جاری کرنے لگے چونکہ دو پہر تک برابر قطع راہ
کی تھی تشنگی و گرسنگی سے عجب حال تھا خصوصاً خواہش طعام زیادہ تر تھی اُس صحرا مین کوئی شے
ایسی نہ تھی کہ جس کو کھا کر سیر ہوتے لاچار ارادہ کیا کہ چرند و پرند سے کسی چوپاے حلال کا شکار
کیجیے یا کسی طائر حلال گوشت قسم کا صید کیجیے اور اُس کے کباب اپنے ہاتھ سے بمجبوری تیار کرکے کھائیے
بعد ازان اس صحرا سے آگے روانہ ہوجیے ابھی صاحبقران فکر صید و شکار مین تھے کہ ناگاہ
ایک آہوے سیاہ نہایت شوخ و چالاک درہ کوہ سے نکل کر صحراے سبزہ زار کے ایک طرف
خرامان خرامان نہایت شوخی سے چلا چند قدم اُس نے راہ طے کی تھی کہ صداے سم مرکب
صاحبقران اُس وحشی کے کان مین گئی چوکنا ہوکر صاحبقران کو دیکھکر جست و خیز کرتا
ہوا روانہ ہوا صاحبقران نے بھی اُس کو دیکھکر خوش ہوکر کمان دوش سے ترکش سے
تیر نکال کر چلہ کمان مین جوڑ کر مرکب کو جولان کرکے تاک کر اُس کے سینے پر تیر مارا وہ تیر کارگر ہوا
سینہ آہو پر پڑا اور پیوست ہوا آہو تیر کھا کر زیادہ بھاگا مگر بوجہ زخم کاری کے زیادہ بھاگنے کا

مجبور ہوکر بالائے سبزہ شاداب گرکر مانند مرغ نیم بسمل کے تڑپنے لگا صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ بصد خوشی مرکب سے اترکر خنجر بکف واسطے ذبح کرنے اُس آہوے تیر خوردہ و
بسمل کے آگے بڑھے جب اُس کے نزدیک پہونچے دیکھا کہ ایک ساحر تیر خوردہ مردہ پڑا ہی
سینے سے اُس کے لہو جاری ہی یہ واقعۂ حیرت افزا دیکھکر نہایت تعجب ہوا وہ تشنگی و گرسنگی
اُس عالم حیرت میں گویا دفع ہوگئی تھوڑی دیر تک اُس ساحر جوان و کریہ منظر کو نزدیک سے
دیکھا کیے بعدہٗ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اپنی زبان پر جاری کرکے دل میں خیال کیا کہ
اے سلطان کیوان شکوہ اس صحرا نوردی میں بحالت فاقہ و گرسنگی خیال تھا کہ شکار آہو کرکے
اُس کے کباب تیار کرکے کھائیے سیر ہوکر آگے روانہ ہوجیے بعد جستجو و محنت و کوشش ایک
آہوے صیاد کو صید بھی کیا تو وہ آہو نہ تھا دراصل ساحر تھا مقدر میں بھوکا پیاسا ہی رہنا تھا
دیکھیے اب اس صحرا میں آب و طعام کب میسر ہوتا ہی یہ پہلی ہی منزل ہی صرف اپنے لشکر ساحران
سے جدا ہوے دو ڈھائی پہر کا زمانہ گذرا ہی راہ طلسم زلزلہ تمام و کمال طے کرنے میں کیا تکلیف اور
صعوبت ہوگی تنہائی برائے صحرا نوردی و مسافری اچھی نہیں ہوتی لیکن یہ مقدمہ طلسم کشائی ہی یہاں
تنہائی ہی موافق حکم لوح طلسمی ضروری ہی دیکھیں تا فتح یابی طلسم زلزلہ کیا کیا مصائب درپیش آتے ہیں
خداوند عالم ہی اعانت و مدد کرے گا تو سب مشکلیں آسان ہونگی ہنوز صاحبقران ذیشان تقریر
مرقوم اپنے دل میں کر رہے تھے کہ یکایک درہ کوہ سنگ مرمر سے دو عورتیں ساحرہ ایک ضعیفہ
مسماۃ تسخیر جادو دوسری نوجوان نہایت خوش جمال تازہ عروس مہندی سے ہاتھ پانوں
رنگین ملبوس عروسانہ پہنے ہوے سر برہنہ نالان و گریان سینہ و سر پیٹتی اور نالہ و فغان
کرتی ہوئیں باہر آئیں صاحبقران موصوف اُن عورتوں کو دیکھکر متحیر ہوے خیال کرنے لگے
کہ نہیں معلوم یہ دونوں عورتیں کون ہیں کیوں اسقدر بیتابی و بیقراری سے نالہ و فغان برلب با حال
پریشان چلی آتی ہیں کسی صدمہ و رنج سخت میں مبتلا ہیں کہ ایسی مضطر و نالان ہیں ابھی اُن
عورتوں کی طرف دیکھ رہے تھے کہ وہ نالہ کنان قریب تر آکر اس ساحر مردہ پر بیتابی و بیقراری
سے گرکے بین کرنے لگیں خصوصًا وہ ساحرہ ضعیفہ اس طرح نہایت بیقراری سے سر و سینہ پیٹکر
نالہ و فغان کرکے بین جگر خراش کرنے لگی کہ اے نور نظر پارۂ جگر اے فرزند دلبند اے
آہوے جادو افسوس ہزار افسوس کہ اس نوجوانی میں تیر کھاکر تو نے رحلت کی مجھ ماں دکھیا کو
واسطے رونے پیٹنے کے چھوڑا اپنے ساتھ مجھے نہ لیا تو ہی میری ضعیفی کا عصا تھا تو ہی میرا نور نظر تھا تیرے
مرنے سے جہان میری نظروں میں تیرہ و تاریک ہی کچھ دکھائی نہیں دیتا ہی آنکھوں کی بینائی تیری رحلت
سے جاتی رہی ہی درد کمر سے قوت نشست و برخاست باقی نہیں ہی ہاے اے تازہ دولہا اے میرے
بچے اکلوتے کس بیدرد ظالم نے تجھ ایسے نوجوان نئے دولہ کو بے جرم و خطا تیر لگاکر مار ڈالا میری
اس بہو نسیان جادو کو کہ چار دن کی بیاہی ہوئی ہی رانڈ کر دیا جس نے تجکو ہلاک کیا ہی وہ بھی جلد
کسی ظالم کے ہاتھ سے قتل ہو جائے پردۂ دنیا سے اٹھ جائے نام و نشان اُس کا صفحۂ دنیا پر باقی
نرہے جوانی اُس کی بھی خاک میں ملجائے اُس کی مادر و زوجہ بھی مثل ہم دونوں کے نالہ و فریاد
اُس کے غم و الم میں کریں اے میرے گبرو جوان اے میرے فرزند تیری زوجہ نو عروس تیرے
لاشے پر سر کھولے نالان و گریان آئی ہی ذرا آنکھیں کھول کر دیکھ تو سہی تیرے غم میں تیری ماں

نئی عروس کی کیا حالت ہوئی سر کھولے مو پریشان نالان و گریان سینہ و سر پیٹ رہی ہی کچھ اس کو تسکین
دے تیرے غم مین یہ نو عروس بھی زندہ نرہے گی غالبًا مر جائے گی اس رانڈ کی زندگی کیونکر بسر
ہوگی کیا بد قسمت تھی کہ چار ہی دن مین عروس بنکر رانڈ ہوگئی ابھی تو رنگ حنا بھی دست و پا
سے اس کے دور نہین ہوا ہی شرم و حیا بھی نہین گئی ہی گھونگٹ بھی اس نے نہین اُٹھایا ہی
لباس عروسی بھی نہین بدلا ہی حسن و جمال مین لاثانی ہی مجکو اس کا حسن و جمال بہت پسند تھا اسکی
صورت کو دیکھکر خوش ہوتا تھا بے اختیار یہی کہتا تھا کہ میری زوجہ کیا حسین و خوش جمال ہے
کہ رشک پری ہی میری خوبی مقدر سے مجھے ملی ہی اسوقت وہی زوجہ خوب رو تیری تیرے
لاشۂ خون آلود پر بیٹھی ہوئی رو رہی ہی جان اپنی کھو رہی ہی ہاے یہ شادی راس نہ آئی خانہ بربادی
ہوئی تیرے باغ جوانی و زندگی پر دفعتہ خزان آئی اے میرے پیارے بچے کس ساعت بد سے
تو گھر سے بصورت آہو بنکر واسطے ہوا خوری کے اس صحرا مین درہ کوہ سے نکل کر آیا تھا کہ پھر گھر مین
جانا نصیب نہوا گھر بار کو چھوڑا جنگل کو بسایا دنیا سے سفر کیا مجھ مادر ضعیفہ پر کچھ رحم نہ کیا اپنی عروس
نو کا بھی کچھ خیال نہ کیا ہم دونون کی طرف سے منھ کو موڑا ساتھ چھوڑا تو نے تو تیر کسی ظالم کا سینہ
نازک پر کھا کر اس عالم عنفوان شباب مین جان دی قلب و جگر ہم دونون کے سہام غم و الم سے
ایسے زخم رسیدہ ہوے ہین کہ اندمال ان کا کسی مرہم تدبیر سے نہین ہوسکتا ہی تیرے مرنے کا
وہ داغ جگر مین پڑا ہی کہ اس کا علاج ہو ہی نہین سکتا ہی کسی طرح سے دفع نہین ہوسکتا کوئی
حکیم و طبیب تیرے داغ مرگ کا علاج نہین کرسکتا ہی یہ داغ بعد مرنے کے بھی جگر سے نہ جائے گا
یہ غم تیرا جلد مجکو ہلاک کرے گا اچھا ہی کہ بعد تجھ ایسے نوجوان پسر کے زندہ نہون کیا خوشی ہو
اگر ابھی روتے روتے مرجاؤن بعد مرگ تجھسے ملون کیونکہ بعد تیرے خاک ہی زندگانی دنیا پر
لطف حیات اپنا تجھی تک تھا بعد تیرے لطف حیات باقی نہین رہا ہی دنیا آنکھون مین اندھیر ہی کچھ
سوجھتا ہی نہین ہی ہزار حیف تیرے گلشن شباب پر کیسی خزان آگئی کس کی نظر تجھے کھا گئی کچھ بھی
لطف جوانی نہ دیکھا گیا جلد باغ عالم سے سواری تیری سوے عدم گئی کوئی نشانی عیال سے بھی
سواے اہلیہ نہ چھوڑی اسی طرح تا دیر بین جگر خراش اس نے ایسے کیے کہ صاحبقران موصوف بھی
اُس کے بین سنکے اور اُس کی بیتابی و بیقراری و گریہ و زاری پر نظر کرکے بے اختیار رونے لگے
بھوک پیاس اپنی بھول گئے بعد آبدیدہ ہونے کے اس ضعیفہ سے کہا کہ اے غمگین بس اب زیادہ
نالہ و بیقراری و گریہ و زاری نکر صبر کر جو کچھ تیری تقدیر مین تھا اُس کا ظہور ہوا ہمنے تیرے
فرزند کو تیر مار کر نادانستہ ہلاک کیا ہی یہ خطا ہم سے ہوئی ہی ہمین نہ معلوم تھا کہ لباس آہو مین
تیرا فرزند ہی ہمنے ظاہر آہو کو تیر مارا تھا باطن کسے حال سے ہمین آگاہی نہ تھی کیونکہ بصورت آہو
بزور سحر بنا اور صحرا مین آیا کہ ہمارے تیر سے راہی ملک عدم ہوا خیر اب ہم عذر اپنی نادانستگی کا تجھسے
کرتے ہین ہماری خطا معاف کردے اور اب لاشہ اس کا اُٹھا موافق اپنے مذہب کے اس کی
میت کے یا آگ مین جلا یا زیر خاک نہان کر رونے پیٹنے سے اب کچھ فائدہ نہوگا لڑکا تیرا زندہ
نہو جائیگا جو کوئی سوے عدم گیا اُس کا پھر دنیا مین آنا مشکل ہی ہان اگر خدا چاہے تو اپنی قوت
کاملہ سے ابھی زندہ کردے اُس کے نزدیک آسان ہی ضعیفہ مذکورہ نے سراپاے صاحبقران
پر نظر کرکے پوچھا کہ اے جوان تو کون ہی نام تیرا کیا ہی واقعی عذر تیرا درست و بجا ہی تو بے خطا ہی

ہمارا تو نے میرے فرزند دلبند کو قتل نہین کیا ہی پر دہ آہو ہین تو نے اس پر تیر لگایا ہی مگر قاتل میرے فرزند کا تو ہی ہی ہم دونون عورتین ہین اس نوجوان قوی ہیکل کی میت کو کیونکر اٹھا کین یہان سے کیونکر لیکے جائین آگ مین تو اپنے گلبدن وگل اندام کو نہ جلاؤن گی لیکن زیر خاک نہان کرون گی تا زندگی اس کی قبر پر جاکر رویا کرون گی اس اپنے فرزند بلند نشان کے نشان تربت ہی کو دیکھا کرون گی صاحبقران نے جواب دیا کہ اے حسینہ آگاہ ہو کہ ہم مسلمان ہین سب ہکو صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کہتے ہین ہم ہی طلسم کشاے طلسم زلزلہ ہین تو پریشان خاطر نہو ہم بھی تیرے فرزند مردہ کی درستی سامان تجہیز مین کچھ شرکت کرین گے کیونکہ ہمارے ہی ہاتھ سے مارا گیا ہی یہ کہکر شمشیر آبدار سے چند شاخین و ٹہنیان ایک درخت کی کاٹ دین اور کچھ چھال نرم مانند ستلی یا بانس کے نرم و مضبوط تھی تنہ درختا و شاخہا سے درختان سے مانند ریش برگد کے لاکر موجود کر دی اس اثناے مین دو چار ساحر ایسے بطور ٹکٹکی کے اس ہیزم درختان و پوست نرم درختان و ریش برگد وغیرہ سے باندھکر ایک مردہ برداری ایک تختے ورستی کی پھر آہوے جادو کو کفن مین نہان کرکے اس ٹکٹکی کے تختے پر اس نعش کو ڈال کر دوش پر اپنے رکھکر ذکر عقائد دین کا بلند آواز سے کرتے ہوے سوے قبرستان چلے مسخر جادو نادر آہوے جادو و نسیان جادو زوجہ نو عروس آہوے جادو نالہ و فغان کرتی ہوئین عقب میت مذکور چلین چونکہ صاحبقران کشورستان نے آہوے جادو کو غزال صحرائی سمجھ کر تیر مارا تھا اس کی شرمندگی و انفعال سے انھون نے بھی مشایعت جنازہ مذکور کی اور ایسا نسیان ہوا کہ لوح کو نہ دیکھا لوح طلسمی بالائے سینہ زیر قبا نہان رہی بوجہ نسیان کے یا بجہت سحر ہمرد ساحرہ مذکورہ مبتلاے سحر ہوکر لوح کو نہ دیکھا محض لوح کو بھول ہی گئے مطلق خیال لوح کے دیکھنے کا دل مین نہ آیا الحاصل بعد قطع راہ قبرستان مین پہونچے قبر کھودی گئی میت مذکور زیر زمین قبر رکھکر بدستور و قاعدہ مروجہ انکے مذہب کے قبر بنائی گئی مسخر جادو و نسیان جادو دونون قبر سے لپٹ کر رونے پیٹنے لگین نسیان جادو نے اس حالت گریہ و زاری مین گھونگٹ اپنا اٹھایا کچھ خیال شرم و حیا کا غم و شور مین نہ کیا علاوہ اس کے رخ زیبا اپنا صاحبقران کشورستان کو دکھانا بھی منظور رکھتا اور اپنے حسن پر مائل کرنا بھی مقصود و خاطر تھا اسی سبب سے اس نے خیال پردہ و شرم نہ کیا صاحبقران نے جو اس کے چہرۂ زیبا پر نظر کی رشک پری اور غیرت بتان یہان اس کو پاکر دل اس کو دیدیا عاشق و مائل اس ساحرہ حسینہ پر ہوے اپ اس کے عشق مین صورت اس کی دیکھکر ایسے محو دیدار ہوے کہ ذرا بھی خیال لوح طلسمی کے دیکھنے کا نہ کیا دھیان طلسم کشائی دل سے دور ہو گیا اس کے عشق مین مبہوت ہو گئے غرض جب وہ دونون عورتین خوب رو پیٹ چکین قبر سے اٹھکر آہ و فریاد و بکا کرتی ہوئین اپنے گھر کی طرف چلین صاحبقران بھی ان کے ساتھ ساتھ چلے یہان تک کہ وہ داخل شہر ہوکر منزل در منزل ہوکر اپنے مکان کے دروازے پر پہونچین وہ چند ساحران سے رخصت ہوکر چلے گئے جب ہر دو ساحرہ مذکورہ نالہ کنان اپنے گھر مین داخل ہوئین صاحبقران بھی ان کے ہمراہ داخل مکان ہوے دیکھا کہ ایک پختہ مکان ہی نہ بہت وسیع ہی نہ چھوٹا ہی اسباب ضروری سے آراستہ ہی قریب صحن ایک پیپان پتھر کی پڑی ہی برابر اس کے متصل حوض کے ایک غار کم از قد آدم ہی

پانی اُس مین بھرا ہوا ہی کچھ ظروف پیتل کے اُس کے پاس رکھے ہین ابھی صاحبقران سوے
مکان وصحن مکان دیکھ رہے تھے کہ وہ دونون عورتین اُسی پتھر کی چٹان پر بیٹھکر پانی اُس
حوض سے لے لے کر نہائین بعدہٗ دوسرے لباس اُنھون نے پہنے بعد پہننے پوشاک کے
صاحبقران سے مخاطب ہوکر مسخر جادو نے کہا کہ اے جوان رحمدل ہم تو اپنے فرزند
کے مرنے سے گویا مر گئے کیونکہ اب زندگی کیونکر بسر ہوگی اس گھر مین وہی ایک مرد تھا کس کس طور
سے محنت ملازمت کر کے اسقدر روپیہ لاتا تھا کہ ہم عورتون کی اوقات بسر ہوتی تھی اب بھوکے
رہ کر ایک روز مر جائین گے ہائے ہم تو دشمنون کے خیال سے اس درہ کوہ وصحرا مین سکونت پذیر
ہوئی تھی یہان بھی راحت و آرام سے زندگی بسر نہوئی فرزند نوجوان مارا گیا کوکھ اُجڑ گئی
مین ضعیف ہون خاوند بھی میرا مر گیا دوسرا لڑکا پیدا ہونے کی بھی امید نہین ہی یہ بہو میری
چار روز کی بیاہی ہوئی رانڈ ہو گئی ہی صاحبہ حسن و جمال ہی اس کی زندگی عزت و آبرو سے کیونکر بسر
ہوگی ضرور ہی کہ بے عزتی ہوگی صورت بدنامی پیش آئے گی یہ کہکر بے اختیار رونے لگی صاحبقران
نے جواب دیا کہ اے ضعیفہ صبر کر محتاجی کا اندیشہ نکر ہم تمکو واسطے صرف روزمرہ کے اسقدر روپیہ
دین گے کہ بآرام تم دونون کی زندگی بسر ہوگی اُس نے کہا کہ ایسا مشکل یہ بھی ہی کہ مرد دون مین
کوئی نہین ہی کہ جو ہمارے دین کے موافق کریا کرم کرے تمکو لازم ہی کہ مثل ہمارے تم بھی سب
کپڑے اُتار کر رکھدو لنگی باندھ کر نہاؤ کیونکہ رسم ہمارے دین مین یہی ہی کہ بعد دفن کرنے میت
کے نہاتے ہین علاوہ عزیز داران میت کے اغیار بھی جو شرکت و مشایعت جنازہ کرتے ہین وہ
بھی بعد دفن کرنے میت کے نہاتے ہین اگر تمنے مشایعت جنازہ کی ہی تو آپ نہاؤ بھی اور اپنا
اس گھر مین رہو اس گھر کو اپنا گھر جانو میری بہو تمہاری خدمت کرے گی مین بھی تمھارے حق مین
دعا کرون گی کہ ایسے وقت مین تمنے میری شرکت و اعانت کی صاحبقران نے اُس کی
تقریر سنکے کریا کرم کرنے کا تو اقرار نکیا لیکن نہانے کے واسطے موجود ہوے کپڑے اپنے اُتار
اُتار کر رکھنے لگے لوح طلسمی کے بھی اُتار کر رکھنے کا ارادہ کیا یہان تو صاحبقران کپڑے
اُتار رہے ہین لوح طلسمی گلے مین سے اُتار کر رکھنے کی فکر مین ہین نہانے کا ارادہ ہی ان کو تو اسی
حال مین چھوڑا جاتا ہی اور اب حال خواجہ طیفور کردیا کا بیان کیا جاتا ہی کہ یہ جو عقب مین
صاحبقران کشورستان کے چلے جاتے تھے دور دور صاحبقران سے راہ طے کرتے
ہوے صحرا نورد تھے جب صاحبقران صحرا سے سبزہ زار مین پہونچے تھے اور آہو کو تیر مارا تھا اور
مشایعت جنازہ صاحبقران نے کی تھی بعدہٗ داخل درہ کوہ ہوے تھے یہ سب حالات خواجہ
نے دور سے دیکھے تھے دل مین خیال کیا کہ کیا بات ہی جو یہ امر خلاف شرع اور خلاف شان
صاحبقرانی و مسلمانی ان سے ظہور مین آیا ہی اور درہ کوہ مین ہمراہ عورتون کے کیون گئے ہین
ذرا چل کر دیکھنا چاہیے مبادا کسی آفت و بلا مین مبتلا ہو جائین یہ خیال کر کے ایک درخت کے
نیچے بیٹھکر رنگ و روغن زنبیل سے نکال کر آئینہ روبرو رکھکر صورت اپنی ایک جوان خوش رو
ساحر کی بنائی پوشاک بھی مانند لباس ساحرون کے زیب تن کیا پھر جھولی اسباب سحر سے بھری ہوئی
دوش پر رکھکر ترسول ہاتھ مین لے کر سوے درہ کوہ دمرمز تعجلت تمام روانہ ہوے بعد قطع راہ
درکوہ دروازہ مکان مسخر جادو پر مرکب امیر با توقیر کو دیکھکر دروازہ کھلا ہوا پاکر اندر گھس کے

داخل ہوا صاحبقران کو کپڑے اور لوح طلسمی اتارتے دیکھکر نہانے پر آمادہ پاکر غضبناک
ہوکے کہا کہ اے جوان ناآشنا تو کون ہی اس گھر مین کیون آیا ہی کیا ارادہ ہی نہانے کا ارادہ
کیون کیا ہی کیا کرنا چاہتا ہی صاحبقران نے اُسے پہچان کر برہم ہوکر جواب دیا کہ او ساحر تند خو آگاہ ہو
کہ نام ہمارا سلطان کیوان شکوہ ہی خاص و عام ہمکو صاحبقران کہتے ہین ہمین طلسم کشائے
طلسم زلزلہ ہین اس مکان مین صاحب خانہ کی اجازت سے آئے ہین بلکہ صاحب مکان کے ہمراہ
آئے ہین اب یہ مکان گویا ہمارا ہی ارادہ نہانے کا کیا ہی کپڑے اتارے ہین تو کون ہی کہ بیجا جارہ
صاحب خانہ گھر مین چلا آیا ہی یہان پھر اکیلا کام ہی دور ہو یہان سے عورتین بھی اس مکان مین ہین
تجکو کچھ کسی کے ناموس کی بے پردگی و بے عزتی کا خیال نہوا دلیرانہ مکان مین گھس آیا ساحر مذکور
نے چین بچین ہوکر باآواز سخت و درشت جواب دیا کہ مین صاحب مکان فوت شدہ کا دوست و برادر
ہون اُس کے مرنے کی خبر سنکے راہ دور دراز سے آیا ہون برادر فوت شدہ کا وارث مین ہون
مین ہی گھر پا بیٹھونگا ہرت جاکہ مین نہاؤن بلکہ اس مکان سے نکل جا تجکو مین نہین پہچانتا کبھی مین نے
تجھے یہان آتے نہین دیکھا ہی اگر میرے کہنے پر عمل نکرے گا اور کپڑے پہن کر یہان سے
نکل نجائے گا تو ابھی ایک تیر بیخ تیر مار کر کام تمام کرونگا یہ کہکر اپنی جھولی سے ایک تیر بیخ نکالا
صاحبقران نے اُس کی سخت کلامی سے نہایت برہم ہوکر قبضۂ شمشیر پہ ہاتھ ڈالا تلوار کو علم کرکے
اُٹھنے کا ارادہ کیا اُس وقت اُس ساحر نے کہا کہ واہ واہ اے صاحبقران اسی منہ پر طلسم کشائی پر
کمر باندھی ہی دعوی طلسم کشائی کرتے ہو حسین عورت کو خوبصورت دیکھتے ہو اُس کے عشق مین بیہوش
ہو جاتے ہو کیا اسیر ہو جانے کا حوصلہ ہی یا لوح طلسمی چھین جانے کی آرزو ہی ذرا شرم و حیا کرو
لوح طلسمی دیکھو اپنے ہوش و حواس مین آؤ دام فریب ساحران مین گرفتار نہو مین خواجہ طیفور گرد پا
آپکی بہبودی کے واسطے یہان آیا ہون ہوشیار و خبردار کرتا ہون کہ ان دونون ساحراؤن
کے دام مکر مین نہ آئیے گا صاحبقران یہ تقریر سنکے نادم و منفعل ہوکر ہوش مین آئے
لوح طلسمی کو جو باین تیت دیکھا کہ یہ دونون ساحرہ ہماری دوست ہین یا دشمن ہین لوح نے
ہدایت کی کہ اے طلسم کشا غضب کیا تھا تو نے کہ بغیر دیکھے لوح کے ان ساحراؤن کے دام فریب
مین گرفتار رہو کے اس مکان مین آکر کپڑے اتار کر نہانے کا ارادہ کیا تھا خیر ہوئی کہ تجکو تیرے
عیار نے آگاہ کیا اگر لوح بھی اتار کر رکھدیتا اور نہانے مین مصروف ہوتا تو ان دونون مین سے
ایک ساحرہ لوح طلسمی لیکر بھاگ جاتی اپنے تجکو مبتلا کرکے اسیر کرلیتی یہ دونون ساحرہ تیری
دشمن جان ہین دوسرے شیاطین ہین اگر ممکن ہو تو ان کو بضرب تیغ آبدار قتل کر صاحبقران موصوف
حکم لوح سے آگاہ ہوکے سوے مسخر جادو و نسیان جادو چلے انھون نے خواجہ کو سخت و بیہودہ
کہکر ارادہ کیا [illegible] سے ہلاک کرنے کا کیا خواجہ کلیم اُدھر کر غائب ہوگئے مسخر جادو و نسیان
جادو [illegible] طلسم کشا کے موصوف کو جو تیغ بکف و لوح طلسمی در بغل اپنی طرف آتے دیکھا چند نارنج
و [illegible] نارنج فولادی مار کر اُس مکان سے گریزان ہوکر جانب مرغزار اول روانہ ہوئین
یہان صاحبقران کشور ستان کے گلے مین لوح تھی کسی سحر نے ان سے تاثیر نکی بعد بھاگ جانے
نسیان جادو و مسخر جادو کے خواجہ طیفور گرد پا نے کلیم اتار کر اپنے تئین ظاہر کیا صاحبقران
نے نہایت محجوب و نادم ہوکر کہا کہ اے خواجہ کیا کارنمایان کیا ہی تمھاری غمخواری و وفاداری کی

تعریف نہین ہو سکتی ہی اگر تم تھوڑی دیر اور یہان نہ آتے تو ہم لوح طلسمی بھی اُتار کر نہاتے نسیان
جادو یا مسخر جادو کوئی یہ لوح طلسمی ضرور اپنے قبضے مین کرکے ہمکو بذریعہ سحر اسیر کرلیتی تمھارا
اسوقت یہان آنا ہمارے حق مین بہت اچھا ہوا لوح طلسمی بھی نہ چھنی اور ہم بھی مبتلاے سحر
ہوکر اسیر نہوے واقعی ہم نسیان جادو کے عشق مین ایسے مبہوت و بیخبر تھے کہ مطلق
طلسم کشائی و لوح طلسمی کے دیکھنے کا خیال نہ تھا خواجہ نے عرض کیا امیدوار ہون کہ جو کچھ
مین نے بمصلحت آپسے سخت کلامی وغیرہ ہنگام عیاری کی ہی اُسے معاف فرمایئے آیندہ خیال
رکھیے گا کبھی کسی ساحر یا ساحرہ کے دام فریب مین گرفتار نہو جیے گا کسی کے حسن پر بزمانہ طلسم کشائی
مین مائل نہ ہوجیے گا اگر مائل ہوجیے گا تو لوح طلسمی کو پہلے دیکھ لیجیے گا صاحبقران نے فرمایا
کہ اب ایسا ہی ہوگا حتی الامکان مکر و فریب ساحرات سے بچین گے یہ کہکر کپڑے پہنے خواجہ موصوف
نے جال الیاسی نکال کر جملہ اشیاے مکان مسخر جادو پر ڈالکر تمام مال و اسباب نذر زنبیل کیا
زمین پر نقش بوریہ بھی نہ چھوڑا بعد غارت مال و اسباب ہمراہ صاحبقران ممدوح کے اُس مکان
سے نکلے امیر باتوقیر اپنے سمند تیز رو پر سوار ہوے خواجہ ہمراہ رکاب ہوے جب درہ کوہ سے
نکلے حسب الحکم لوح طلسمی بعد اکل و شرب صاحبقران ایک سمت روانہ ہوے خواجہ درہ کوہ
پر ٹھہر گئے جب امیر باتوقیر دور تر مرکب کو جولان کرکے چلے گئے خواجہ بھی اُسی طرف بصورت مبدل
چلے فی الحال صاحبقران کشورستان و خواجہ طفیلی ورکر فیاکو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہی اور اب حال
مسخر جادو و نسیان جادو کا رقم کیا جاتا ہی کہ ہر دو ساحرہ مذکورہ بخوف طلسم کشا بھاگ کر در بند
اول مین گئی تھین بعد قطع راہ مضطر و حیران با خاطر پریشان در بند اول پر پہونچین دیکھا کہ مالک و
حاکم دربند اول حنظل جادو اپنے قوم و خویش بفرحت و سرور ہی گرد اُسکے ساحران نامی بیٹھے ہین
گویا دربار در بار پریوان سے اُس کا آراستہ ہی بعد دیکھنے جانب اہل دربار و حنظل جادو کے مسخر جادو
و نسیان جادو نے سلام کیا حنظل جادو نے متردد ہوکر پوچھا کہ خیر تو ہی اسوقت گھبرائی ہوئی
یہان کیون آئی ہو مسخر جادو و نسیان جادو نے تمام حال طلسم کشا کے آنے کا عرض کرکے
ظاہر کیا کہ میرے فرزند آہو جیسا دیو نے یہان اپنی خیر خواہی شاہ افراسیاب و مسعود جادو و نیز
خیر خواہی حضور مین دے کر چاہا تھا کہ لوح طلسمی طلسم کشا سے دستیاب ہو جائے پھر وہ گرفتار
ہو جائے چنانچہ حصول لوح طلسمی مین اور گرفتاری طلسم کشا مین کچھ ایسی دیر نہ تھی کہ ہم سے وہ
اُتار چکا تھا لوح طلسمی اپنے گلے سے اُتار رہا تھا نہانے کا ارادہ کیا تھا ہم دونون اسی فکر مین تھے
کہ یہ لوح طلسمی گلے سے اُتار رکھے اور نہانے مین مصروف ہو تو ہم لوح طلسمی اپنے قبضے مین
کرکے طلسم کشا کو مبتلاے سحر کرکے اسیر کرلین پھر حضور کی خدمت مین اُس کو لائین لیکن ایکبار اُس کا
عیار بصورت ساحر آیا اُس نے اُس کو ہوشیار کیا کہ لوح کو دیکھو غافل نہو نہانے سے باز رہو
طلسم کشا نے اُس کے ہوشیار کرنے سے لوح کو دیکھا لوح نے اُس کو ہدایت کی وہ شمشیر علم کرکے
ہمارے قتل کے واسطے اُٹھا ایسی حالت مین ہم طلسمی سے مجبور ہوکر اُس کو گرفتار نہ کرسکے وہان سے
حضور کی خدمت مین آئے ہین طلسم کشا ابھی ہمارے تعاقب مین آتا ہوگا یہ واقعہ لائق اظہار تھا اسوجہ
سے حضور سے عرض کیا حنظل جادو نے تمام تقریر مسخر جادو کی سنکے بحر تردد مین غرق ہوکے کہا
کہ افسوس زمانہ بقاے طلسم زوال آخر ہوا طلسم کشا پیدا ہو گیا تھا اب یہ طلسم فتح ہوا چاہیگا

لیکن فکر و کوشش بہ اسیری طلسم کشا ضرور ہی یہاں تک ممکن ہوگا خیر خواہی خداوند کرین گے
طلسم کو فتح ہونے دین گے طلسم کشا کو اسیر کرینگے اے مسخر جادو و نسیان جادو ہم تمہاری
تعریف کرکے خیر خواہ کامل اپنا تصور کرتے ہین واقعی تمنے عجب کام کیا تھا مگر عیار مکار نے بنا ہوا
کام آکر بگاڑ دیا خیر اب ہم ساحرون کو پھر اسے اسیری طلسم کشا روانہ کرتے ہین تم یہان بیٹھو
مسخر جادو و نسیان جادو نے عرض کیا کہ چونکہ حضور نے از راہ قدر دانی ہمارے فکر و تدبیر و کوشش
کی تعریف کی ہے اور عزت افزائی مجمع ساحران نامی ہین کی ہے تو اب پھر ہم تدبیر گرفتاری طلسم کشا
کرنے کے لیے جاتے ہین ابھی حضور اپنے مصاحبین و رفقا سے کسی کو بہر گرفتاری طلسم کشا کے
نہ بھیجے پہلے دوبارہ ہماری کوشش کا نتیجہ دیکھ لیجیے حنظل جادو نے یہ تقریر اُن دونون ساحرون
کی سنکے خوش ہوکے اُن کو انعام کثیر دیا انھون نے عرض کیا کہ چند ساحرہ اور چند ساحر بضرورت
کاروبار و نیز تدبیر اسیری طلسم کشا ہمارے ہمراہ بھیجیے حنظل جادو نے موافق اُن کی عرض
کے عمل کیا مسخر جادو و نسیان جادو اُن ساحرون کو لے کر سوے درہ کوہ مرمر روانہ ہوئین ان کا
حال بمقام مناسب لکھا جائے گا فی الحال ذکر اُن ساحرون اور سحر کے پیرون کا کیا جاتا ہے جو وقت
قتل کوہر جادو میدان جنگ سے بھاگ کر سوے دربار نائب خداوند روانہ ہوے اور حال اُن
سحر کے پیرون کا جو بعد مرنے کوہر جادو کے نالہ کنان سوے طلسم زلزلہ گئے تھے اشفاق جادو
وزیر دوم و نائب خداوند ہو و سر مست جادو کہ جس کی دختر کا نام زہرا ے سیمتن ہے حسینان
جہان سے ہے حسب دستور ایک روز بالاے تخت حکومت بیٹھا تھا جملہ ساحران اہل دربار دربار مین
موجود تھے علی قدر مراتب بیٹھے ہوے تھے اور ساریق بن نقا و سختگان یہ دونون بھی دربار
مین بیٹھے تھے اشفاق جادو نائب خداوند ہو و سر مست جادو اپنے رفقا و اہل دربار سے مخاطب
ہوکر کہہ رہا تھا کہ فی الحال کچھ حال طلسم کشا سے طلسم زلزلہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کا
معلوم نہین ہوا ساحران اہل دربار عرض کر رہے تھے کہ واقعی فی زمانہ کچھ حال طلسم کشا کا دریافت
نہین ہوا فرمانا حضور کا درست و بجا ہے بظاہر وہ فکر حصول لوح طلسمی مین ہوگا لیکن اُسکو دستیاب
ہونا لوح طلسمی کا ممکن نہین ہے ہر چند کہ ملکہ دیدبہ سحر ساز جادو و راز دار طلسم اُس کی شریک
ہوگئی ہے مگر اُس کی شرکت سے بھی لوح طلسمی کا دستیاب ہونا دشوار ہے ابھی ساحران دربار یہ عرض
کر رہے تھے سختگان بیٹھا ہوا سن رہا تھا اور کچھ سوچ کر مسکرا رہا تھا کہ یکایک سوے فلک سے
صداے نالہ و فریاد آئی اشفاق جادو وغیرہ سب متردد ہوکر جانب فلک دیکھنے لگے ناگاہ اُن سحر
کے پیرون نے باواز دردناک پکار کر کہا افسوس ہزار افسوس کوہر جادو محافظ لوح طلسمی
دست طلسم کشا سے مارا گیا ہم سب اُس سحر کے پیر ہین بعد اُس کے مرنے کے براے خبر رسانی
نالہ کنان یہان تک آئے ہین یہ کہکر وہ پیر سحر کے ایک جانب چلے گئے اشفاق جادو وغیرہ کو اس
خبر کے سننے سے حیرت ہوگئی ہر ایک دنگ ہوا چہرہ ہر ایک کا فق ہوگیا رنگ رخ اُڑ گیا دربار مین وہ
سناٹا ہوا گویا کوئی اہل دربار سے زندہ نہ رہا خصوصاً اشفاق جادو کا تو یہ حال ہوا کہ چہرہ اُس کا متغیر
ہوگیا آثار صدمہ و ملال و فکر و تردد چہرہ سے ہویدا ہوے تا دیر دریاے حیرت مین غرق رہا
بعد ازان اہل دربار سے مخاطب ہوکر گویا ہوا کہ بڑا غضب ہوا طلسم کشا نے کوہر جادو محافظ
لوح طلسمی کو قتل کیا غالباً لوح طلسمی بھی حاصل کی ہوگی اب طلسم زلزلہ کا باقی رہنا مشکل ہے

نہین معلوم طلسم کشا گوہر جادو تک کیونکر پہونچا اُس کے مکان مسکونہ تک کون طلسم کشا کو لے گیا
یہ حال مفصل معلوم ہوا ہنوز اہل دربار نے کچھ جواب نہ دیا تھا کہ یکایک چند ساحران نابکار نالان
و بیقرار مضطر و بیتاب با حال پریشان و خراب دربار مین آکے پہلے تو اشفاق جادو کو باادب
سلام کیا بعد ازان زار زار مانند ابر بہار اشکبار ہوے فریاد و نالہ و فغان کرنے لگے اشفاق
جادو نے پوچھا کہ خیر تو ہے تم سب کیون اسقدر فریاد و نالہ کنان ہو کیا مصیبت تم پر پڑی ہے
بیان کرو سب نے دست بستہ تمام حال ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و
ملکہ مجمر جادو و مجمرین جادو کے آنے کا اور کوہ بلورین پر مقیم ہونے کا اور رقعہ بدست تیلہ سحر ملکہ
آفاق جادو کو برائے پیام شادی ملکہ مجمر جادو کے بھیجنے کا صدف جادو و ملکہ آفاق جادو
کے جلنے کا مجمر جادو کو بیاہ کر لانے کا پھر ملکہ مجمر جادو کو گوہر جادو کے پاس لیجانے کا تاریک سیاہ
جادو کے قتل ہونے اور ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو وغیرہ کے آنے کا طلسم کشا سے طلسم زلزلہ
کو اپنے ساتھ لانے کا اور گوہر جادو کا بعد جنگ عظیم گرفتار ہوکر قتل ہونے کا مفصل بیان کیا
اشفاق جادو وغیرہ کو تو پہلے ہی خبر معلوم تھی ان ساحرون سے مفصل حال دریافت ہوا اشفاق
جادو نے ان ساحرون کو حکم دیا کہ تم جاکر داخل لشکر ساحران ہو ہمارے لشکر مین جاکر شامل ہوکر
پریشان خاطر ہوکر بے اختیار اُسی عالم حیرت و ملال مین کہنے لگا کہ اب کیا تدبیر کی جائے کیونکر
طلسم کشا سے جان بچائی جائے کیا ایسی فکر و کوشش کی جائے کہ جس سے طلسم زلزلہ لوٹنے سے محفوظ
رہے اے اہل دربار اس باب مین تم کو کچھ رائے دو کہ اب کیا تدبیر کی جائے اکثر ساحران نابکار نے
عرض کیا کہ حضور نائب خداوند ہین کوئی تدبیر معقول و مفید مطلب کرین یا ہم مین سے کسی کو سوے
طلسم کشا روانہ کرین تاکہ وہ اُس کو جانب دیرہ طلسم زلزلہ نجانے دے اثناے راہ مین روکے مکر و حیلہ و
فریب لوح طلسمی اُس سے لے کر اُسکو گرفتار کرے علاوہ اس کے مالکان دربند کو فرمان روانہ کیے
جائین کہ وہ ہوشیار و خبردار ہو جائین اشفاق جادو نے جواب دیا کہ سوا ان تدبیرون کے اور بھی
کوئی ایسی فکر و تدبیر ہے کہ جس سے یہ بلائے ناگہانی دفع ہو سب نے عرض کیا کہ جتنے موافق اپنی
فہم کے جو کچھ عرض کرنا تھا عرض کیا سخنگان نے کہا کہ اے نائب خداوند رائے و پیام دشوار ہے
ہر ایک کا کام نہین کہ جو امور سلطنت و دیگر کارہاے مرجوعہ مین بعقل سلیم غور و فکر کرکے رائے اپنی
ظاہر کرے یہ کچھ سارے ساحر اہل دربار سحر و ساحری سے خبردار ہین ان کو ایسے معاملات مین
کیا دخل ہے ہم کو افسوس ہزار افسوس ہمارے خداوند سامریق بن لقا اس طلسم زلزلہ کو جائے امن و
امان تصور کرکے یہان آئے تھے مین بھی ان کے ساتھ سایہ گلستان باختر سے یہان تک آیا تھا
خیال تھا کہ یہان بے خوف و خطر دشمنون سے زندگی بسر ہوگی راحت و آرام سے رہین گے آج
اخبار کے سننے سے ثابت ہوگیا کہ یہان سے بھی خداوند سامریق کو بھاگنا ہوگا صاحبقران کے
ہاتھ سے یہان بھی آرام بیٹھنا نصیب نہوگا اے اشفاق جادو آگاہ ہو کہ اب یہ طلسم باقی نرہیگا
ضرور فتح ہو جائیگا قدم صاحبقران ان جلد یہان آئینگے یہ طلسم تباہ و برباد ہو جائیگا کوئی
ساحر زندہ نرہیگا سب کو صاحبقران تہ تیغ کرینگے لوح طلسمی اُن کو دستیاب ہو چکی ہے بھلا
ایسا یہ طلسم فتح ہونے سے محفوظ بھی رہ سکتا ہے پہلے حفاظت لوح طلسمی بخوبی نہ کی بدون طلسم
لوح طلسمی کو کہا جاتا ہے حفاظت لوح و اسیری صاحبقران سے غفلت کی اسی خیال مین رہے کہ

طلسم کشا بے دست و پا ہے کوئی اُس کا معین و مددگار نہین ہے کیونکہ لوح طلسمی اُس کو دستیاب ہوگی
یہ طلسم کیونکر فتح کرے گا اس بات سے بے خبر تھے کہ اہل اسلام کی مدد اُن کے خدا کی طرف سے
ہوتی ہے زمین و آسمان سے اُن کے معین و مددگار پیدا ہو جاتے ہین مشکلین اُن کی آسان ہو جاتی ہین
جہان وہم و گمان بھی پہونچنے کا نہو یہ لوگ وہان پہونچ جاتے ہین دشمن اُن کے دوست ہو جاتے
ہین بیشتر ایسا بھی ہوتا ہے کہ گھر ہی سے آگ لگ جاتی ہے جیسا کہ یہان ہوا دیکھیے نہ دبدبۂ سحر ساز جادو
اور اُس کی نواسی اور بھانجی یہ سب دشمن اُس کے اور عزیز دار شہنشاہ ساحران ہود سرمست
جادو کے تھے مگر صاحبقران کی خوش اقبالی سے اُن کے شریک ہو گئے عجب نہین کہ اِن تینون
ساحراون سے کوئی ساحرہ اُن پر عاشق بھی ہوئی ہو اسی عاشقی مین صاحبقران کو گوہر جادو
محافظ لوح طلسمی کے مکان تک لے گئی ہو جیسا کہ ابھی چند ساحرون کی زبانی مفصل حال آپ نے
سنا ہے اب متردد ہونا بے سود ہے جو ہونا تھا وہ ہوگیا زمانہ بربادی طلسم زلزلہ قریب آگیا پہلے اگر
میری رائے لی جاتی تو یہ انجام نہوتا لوح طلسمی ہاتھ سے نہ جاتی گوہر جادو و آتشبار جادو فرو حکیم
جالوس نائب خداوند اور امیر یاران جادو قتل نہوتے یہ ہنگامہ برپا نہوتا اشتفاق جادو نے کہا کہ
اے ملکہ ابھی اب کوئی تدبیر ایسی بتا کہ جس سے یہ طلسم باقی رہے تباہ و برباد نہو فتح ہونے سے
باز رہے سحر نگان نے جواب دیا کہ اگر پہلے میری رائے پر عمل کیا جاتا تو بہت ہی بہتر ہوتا اور
اب اگر میری رائے پر عمل کیا جائے گا تو مثل وقت گزشتہ کچھ بہبودی بظاہر نہو گی مین رائے اپنی
سر دربار ظاہر نکرونگا مجکو اپنے خداوند ہود سرمست جادو کی خدمت مین لے چلو وہان جاکر
کچھ اُن سے عرض کرونگا اور اپنی رائے بھی ظاہر کرونگا سوا اس کے خبر قتل گوہر جادو بھی
خداوند کو پہونچانا ضرور ہے اُن کو خبر سے اطلاع [illegible] دینا بھی ضرور ہے اشتفاق جادو اسی وقت اُس کو
اپنے ہمراہ لے کر سوئے شہنشاہ ساحران یعنی حاکم طلسم زلزلہ روانہ ہوا دربار برخاست ہوا
بعد قطع راہ اشتفاق جادو مع سحر نگان روبروے شاہ طلسم زلزلہ طلسم باطن مین پہونچا شاہ
طلسم کو با دب سلام کیا سحر نگان نے بھی موافق قاعدہ سلام کیا ہود سرمست جادو نے اشتفاق
جادو سے مخاطب ہوکر پوچھا کہ اسوقت تیرے یہان آنے کا کیا باعث ہوا اور سحر نگان کو یہان اپنے
ساتھ کیون لایا اُس نے عرض کیا کہ اس نمکخوار قدیم کو کچھ عرض کرنا منظور تھا اور سحر نگان کو بھی حضور
سے کچھ التماس کرنا ہے شاہ طلسم نے کہا کہ بیان کر کیا عرض کرنا ہے اشتفاق جادو نے تمام حال گوہر
جادو کے قتل ہونے کا طلسم کشا کو لوح طلسمی دستیاب ہونے کا ملکہ آفاق جادو کے مسلمان
ہونے کا سبب جو تھا اُس کے قبضے سے نکل کر قبضۂ طلسم کشا مین آجانے کا جو کچھ سنا تھا مفصل با دیر
بیان کیا اُسوقت ہود سرمست جادو نے آہ سرد دل پر درد سے کی رنگ چہرے کا متغیر ہوگیا تصویر
تباہی و بربادی طلسم زلزلہ پیش نظر ہو گئی زندگی سے اپنی نا امیدی ہوئی تا دیر سر جھکائے رہا بعدہ
افسوس گوہر جادو نمک حلال و نمک خوار قدیم ہمارا مارا گیا لوح طلسمی طلسم کشا کو دستیاب ہو گئی
[illegible] تھا جس سے ہماری قضا بانیان طلسم نے مقرر کی تھی وہ بھی قبضۂ طلسم کشا مین پہونچ گیا
سب امور بگڑ گئے اے اشتفاق جادو یاد ہو کہ اس سے کہ ہمنے تجھکو اپنا نائب کیا تھا اور سامان
جملہ بندوبست تیرے حوالے کیا تھا تو نے کچھ فکر اسیری طلسم کشا نہ کی گوہر جادو و ملکہ آفاق جادو
کی اعانت و مدد کی اُس طرف کا بندوبست نہ کیا تو نے بڑی غفلت کی اشتفاق جادو نے عرض کیا کہ

اے شہنشاہ ساحران فرمان پہلے سے ہی حسب الحکم حضور بالکان دربند شل گوہر جادو و ملکہ آفاق
جادو وغیرہ ساحران نامی کو روانہ کیے گئے تھے تاکیداً تحریر کر دیا گیا تھا کہ خوب بند و بست کرنا
راہ بند کر دینا طلسم کشا وغیرہ کو اپنی اپنی سرحد میں نہ آنے دینا اور اگر کہیں طلسم کشا کسی کو نظر آئے
تو اُس کو اسیر کر لینا چنانچہ موافق تحریر حکمنامجات جملہ ساحران نامی نے اپنی اپنی سرحد کا بند و بست
و انتظام کر لیا تھا از انجملہ گوہر جادو و ملکہ آفاق جادو نے بھی بند و بست و انتظام بخوبی کیا تھا
سحر سے راہ بند کر دی تھی مگر ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو کوہ بلور پر پہونچی اُس نے اپنی بہن کو ایک رقعہ
اشتیاقیہ و نیز پابستہ سپرد کر کے ملکہ مجمر جادو کے تحریر کر کے بدست تیلۂ سحر روانہ کیا وہ رقعہ ملکہ
آفاق جادو کو پہونچا وہ گوہر جادو سے اجازت حاصل کر کے اپنی بہن ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو
کے پاس گئی وہاں عقد اپنے فرزند صدف جادو کا ساتھ مجمر جادو کے کیا سنا ہو کہ بجائے
مجمر جادو بصورت مجمر جادو عیار طلسم کشا کا ساتھ صدف جادو کے ملکہ آفاق جادو
کے گھر میں گیا وہاں اُس نے عیاری کر کے صدف جادو و ملکہ آفاق جادو کو گرفتار کر لیا
شیشہ قفل کے لیا پھر گوہر جادو نے اپنے سپہ سالار تاریک سیاہ رو جادو کو بڑے طلب ملکہ بہار
گل پوش جادو کو اُس پر بھیجا تھا عاشق تھا روانہ کیا جب وہ کوہ بلور پر پہونچا وہاں طلسم کشا کے
ہاتھ سے مارا گیا اُس کے مرنے سے راستہ کھل گیا ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار و مجمرین جادو
و طلسم کشا یہ سب پہلے ملکہ آفاق جادو کے مکان پر گئے وہاں سے اپنے عیار اور ملکہ مجمر جادو کو
ساتھ لیکر ان سب نے کر جانب مکان گوہر جادو کے گئے وہاں جنگ عظیم ہوئی آخر کار مجمرین جادو
نے لوح طلسمی مکان گوہر جادو سے لاکر طلسم کشا کو دیدی اُس نے لوح پاکر گوہر جادو کو قتل کیا
ان سب حالات سے اب اطلاع ہوئی قبل اس کے اگر آگاہی ہوتی تو فدوی بھی مدد بھیجتا اس فدوی
کو تو اطمینان تھا کہ راستہ بند ہے طلسم کشا وہاں نہیں جا سکتا ہے اس وجہ سے اُس طرف کا کچھ خیال نہیں
کیا گیا تھا اب یکایک خبر مذکور سننے میں آئی ہے میں نے اہل دربار سے کہا تھا کہ اب تمہاری رائے
کیا ہے کیا تدبیر کرنا چاہیے ہر ایک نے جدا جدا اپنی رائے ظاہر کی ملک جی نے کہا کہ مجھکو دربار سے
خداوند کے جلو میں وہاں جاکر کچھ عرض بھی کروں گا اور اپنی رائے بھی بمقدمہ بند و بست و انتظام
طلسم ظاہر کروں گا یہ فدوی اُنہی وجہ سے ملک جی کو آپ کے روبرو لایا ہے شہنشاہ ساحران نے
ملک جی یعنی سختگان سے پوچھا کہ تجھے کیا عرض کرنا ہے اُس نے عرض کیا کہ اے شہنشاہ ساحران
جہان جائے حیرت و مقام عجب ہے کہ آپ ایسا شہنشاہ صاحب اختیار و حکومت ہو کے اور دعوی
خدائی کر کے کاہنوں اور نجومیوں کے کہنے سے کہ فقط طلسم کشا طلسم باطن میں چھپ جا کے
بیٹھے اور امور سلطنت و حکومت اپنے نائب کے سپرد کر دے یہ خوف و ہراس غلط ہے خداوندی
اور بعید شاہنشاہی سے ہے مطیعان شہنشاہ وغیرہ اس خوف و ہراس حضور پر بجائے خود کیا کہتے
ہونگے غالباً بداعتقاد ہو گئے ہونگے علاوہ اس کے اپنے امور سلطنت و حکومت جس طرح شاہ و
شوہر یار سوچ سمجھ کر فکر و غور کر کے کرتے ہیں دیگر ملازم اُس طور سے امور سلطنت کا انصرام و انتظام
نہیں کرتے ہیں اگرچہ وہ کیسے ہی عہدہ جلیل پر فائز ہوں پس اپنا کام اپنے ہاتھ سے خوب
ہوتا ہے نہ کہ دوسرے کے ہاتھ سے جیسا کہ کہا ہے مصرع کار خود را خود کنم تا خوب باشد گفتہ اند
کس نخارد پشت من جز ناخن انگشت من + اے شہنشاہ ساحران خطا معاف آپ کے مخالفان و

ترسان ہوکر طلسم باطن مین بیٹھنے سے اور امور بندوبست و انتظام طلسم زلزلہ اپنے نائب کے
سپرد کرنے سے یہ نوبت تو پہونچی ہی کہ طلسم کشا کو لوح طلسمی و تیغۂ فنا دستیاب ہوگیا ہی اگر چند
یونہی یہان حضور گوشہ نشین اور امور طلسم سے غافل رہین گے تو یہ طلسم فتح ہو جائے گا اور اگر
شہنشاہ والاجاہ یہ فرمائین کہ طلسم باطن مین بیٹھنا برائے حفاظت جان ہی تو اس کا جواب یہ خیرخواہ
یہ دے گا کہ اول تو خداوند ہوکے ڈرنا کسی سے نچاہیے دوسرے یہ کہ اجل سے بچنا کُنا اور
جان بچانا خلاف عقل ہی موت کسی کو نہین چھوڑے گی جس وقت زمانہ حیات ختم ہوگا اگرچہ کوئی
قلعہ مستحکم مین بھی ہوگا وہان بھی موت اُسے نہ چھوڑے گی لہذا عاقل و صاحب فہم کو لازم ہی کہ
دلیرانہ دشمن سے مقابلہ کرے اگر زندگی ہی تو دشمن اُس کا اُس کو ہرگز قتل نہ کر سکے گا اور اگر
اجل ہی اُس کی آئی ہی تو مردانہ و دلیرانہ جان دیدینا دنیا مین شجاع و بہادر مشہور ہوگا کام ایسا
کرے کہ اہل جہان اُس کو نامرد و بزدل نہ کہین خصوصاً شاہون کو مناسب ہی کہ اپنے دشمن سے
خائف و ترسان بظاہر ہون دشمن کو خائف ہوکر لیجیے اور پر دلیر نکرین خود بنفس نفیس دفع دشمن
کی کوشش کرین ایسی تدبیرین اور فکرین کرین جن سے بدخواہ مغلوب و قتل و اسیر ہو جائے
آپ تو خداوند ہین دعوائے خداوندی کرتے ہین آپ کو تو مطلق ڈرنا نچاہیے ڈرنا کسی سے
خداوندی سے بعید ہی پس اب مین اپنی رائے ظاہر کرتا ہون کہ حضور اب اس طلسم باطن سے
برآمد ہوکر طلسم ظاہر مین تشریف لے جاکر اپنے تخت حکومت پر جلوس فرمائین امور جو عمدہ کا بندوبست
و انتظام کرین بندگان خاص و خیرخواہ جو ہین انھین انصرام کار پر مامور کرین جو کوئی بندگان شہنشاہ
سے کوئی کار نمایان کرے اُس کو شہنشاہ خلعت و انعام کثیر دین تاکہ بندگان دیگر کو بھی حوصلہ
و خیال خیرخواہی و کار نمایان کرنے کا ہو آئندہ شہنشاہ کو اختیار ہی ہر چند کہ یہ تقریر میری
اشتفاق جادو نائب حضور کو ناگوار ہوئی ہوگی مگر مین نے از راہ خیرخواہی کی ہی اور رائے اپنی
ظاہر کر دی ہی شہنشاہ ساحران یعنی ہو سرمست جادو گفتگوئے سخنگان سنکے سرنگون ہوا
پیشانی پر عرق انفعال آگیا تا دیر دریائے فکر مین غرق رہا بعد کو بجائے خود سمجھا کہ سخنگان
سچ کہتا ہی طلسم باطن مین بیٹھنا خوف طلسم کشا سے خلاف خداوندی و شہنشاہی ہی اور باعث بدنامی
و رسوائی ہی جو کچھ اپنی غفلت و گوشہ نشینی سے ہوا وہ تو ہو چکا اب خود تخت حکومت پر جلوس
کرکے حسب دلخواہ بندوبست و انتظام مہمات طلسم و تدبیر اسیری طلسم کشا کرنا چاہیے
نجومیون اور کاہنون کے حکم پر خداوند ہوکے عمل کرنا نچاہیے یہ سوچکر اشتفاق جادو سے
مخاطب ہوکر کہا کہ اے نائب بدولت جلد جاؤ ہمارے برآمد ہوتے اور بر تخت حکومت جلوس
کرنے کی اہل دربار وغیرہ کو اطلاع دے اور انواع و اقسام کی زینتون سے دربار کو رونق
دے ہم یہان سے برآمد ہوکر دربار مین آتے ہین اشتفاق جادو حسب الحکم سخنگان کو ہمراہ
لے کر دربار مین آیا جملہ اہل دربار و تمامی ساحران ذی عزت کو برآمد ہونے بادشاہ اور حاضری دربار
وغیرہ سے آگاہ کیا فرمان جلد جلد ساحران نامی کو بذریعہ ساحران روانہ کیے ملازمون نے
دربار کو انواع و اقسام کی زینتون سے آراستہ کرایا جملہ ساحران اہل دربار و تمامی ساحران
نامی و نامدار عبارت فرمان مذکور پر نظر کرکے جلد حاضر دربار ہوکر علی قدر مراتب بیٹھے تمام
دربار ساحران نامی سے بھر گیا ہر ایک انتظار تشریف آوری شہنشاہ ساحران کرنے لگا

چمنوں میں غنچہ و گل دکھائی دیتے ہیں صاحبقران عالیشان در باغ پر بہزار اشتیاق پہونچے
لیکن دروازے پر ٹھہر کر دل میں خیال کیا کہ اے سلطان کیوان شکوہ بے اجازت اندر باغ
کے جانا اچھا نہیں ہے باغ نہیں معلوم کس کا ہی ایسا نہو کہ ہم اس باغ میں جائیں اور مبتلاے سحر
ساحران ہوجائیں یا کسی بلا میں مبتلا ہوجائیں ذرا لوح کو تو دیکھیں کہ یہاں ٹھہریں یا اس جگہ سے
آگے روانہ ہوں یہ خیال کرکے لوح کو دیکھا لوح طلسمی نے ہدایت کی کہ اے طلسم کشا تجکو اس کوہ
پر نہ آنا تھا خیر اب جو آگیا ہی تو یہاں کا رنگ دیکھ اور جو کوئی کام کرنا بغیر حکم لوح نکرنا ورنہ باعث اسیری
ہوگا صاحبقران حکم لوح سے آگاہ ہوکر لوح کو زیر قبا نہان کرکے در باغ پر کھڑے ہوے اندر باغ
کے گانا ہو رہا تھا ناگاہ دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین کہ سن چودہ پندرہ برس کا سن و سال از حد
خوب رو لباس رنگین و شاہانہ پہنے ہوے زیور جواہر کار از سرتا پا پہنے ہوے دریاے جواہر میں
گویا غوطہ مارے ہوے چند کنیزوں اور سہیلیوں کے حلقے میں خرامان خرامان سیر چمن سے
رنگا رنگ کر رہی ہی حسن اس کا زاہد کش عابد فریب ہی جس وقت کسی بات پر ہنستی ہی خندہ دندان نما
سے اس کے ایک برق چمک جاتی ہی عارض اس کے رشک گل تر ہیں گیسو غیرت گیسوے پری
ہیں آنکھوں میں سرمہ دنبالہ دار ہی آنکھیں وہ نرگسی ہیں کہ اگر ان کو غزال شوخ چشم بھی دیکھے
تو اپنی آنکھوں کو ان آنکھوں پر قربان کرے وہ آنکھیں سرمگین اس کی قابل دید ہیں جب کی نظر
ان آنکھوں پر پڑے خوبی دیدہ نرگس اس کی نظر سے گر جائے ابرو اس کی ایسی خمدار کہ رشک خنجر بران
با غیرت وہ ہلال ماہ عید پیشانی نورانی رشک بدر قد مانند سرو دلجو حسن و جمال عدیم المثال نسیان
جادو مذکورہ سے بدرجہا خوبصورتی میں زیادہ تر صاحبقران ذی وقار اس نگار کو دیکھتے ہی
مائل ہوے بے اختیار آہ کرکے قلب و جگر کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ لیا غش آنے لگا اس اثناے میں
ایک کنیز شوخ و چالاک نے سوے در باغ نظر کرکے مسکرا کر دست بستہ عرض کیا کہ اے ملکہ عالم
ذرا سوے بیرون در باغ ملاحظہ کیجئے کوئی غریب مسافر وطن آوارہ وارد در باغ حضور ہوا ہے
کس نظر حسرت سے نگران ہی حضور پر نظر لگائے دیکھ رہا ہی در باغ سے اٹھتا ہی نہیں کوئی سائل
کھڑا ہی مجھکو دیا رہے مگر قابل رحم ہی ملکہ مذکورہ نے جانب بیرون در باغ نظر کی تو صاحبقران کو دیکھ کے
کثرت شرم و حیا سے منہ کو چھپا کے جانب بارہ دری کے بھاگتی ہوئی چلی کہ آج ہمارے در باغ پر کون
آیا ہی یہ تو کوئی مرد محتاج و دور وطن آوارہ ہی شاید کچھ حاجت مال و زر رکھتا ہی یا راہ کا تھکا ماندہ براے
طالب راحت و آرام مشتاق سیر باغ و ہواے سیر ہی تو اس کے حال پریشان پر رحم آیا ہی کوئی
جاکر اس غریب دور افتادہ وطن کو باغ میں لا بہتر تاکہ سیر ہمارے باغ پر بہار کی کرے دید گلہاے
رنگ برنگ سے اپنے غنچہ دل کو شگفتہ کرے زیر سایہ اشجار میوہ دار بیٹھکر دم لے اگر
بھوکا پیاسا ہو تو ہمارے خوان نعمت سے اس کو سیر کردیا جاے اگر گانا سننے کا مشتاق ہو تو
ہماری بزم میں آئے ہم مسافر نواز ہیں یہ کہتے ہوے جب بارہ دری زمرد رنگ میں پہونچی
بالاے مسند زرین بیٹھی عشاق اس کے قریب اس کے آگئے سہیلیاں اس کی با ادب نزدیک
اس کے بیٹھیں کنیزیں دست بستہ عہدے کے ہاتھوں میں لیے ہوے روبرو ایستادہ ہوگئیں
ان میں سے وہی کنیز شوخ و نوجوان و چست و چالاک مسکراتی ہوئی خود بخود ہنستی ہوئی
در باغ پر آئی پوچھا کہ اے مرد غریب یہاں کیوں ٹھہرا ہی کیا آرزو رکھتا ہی کس غرض سے

در باغ پر ایستادہ ہے اگر سیر باغ مطلوب ہے تو ہماری ملکہ عالم کو دعائیں دے کر سیر باغ کی کرے
اگر مشتاق رقص و نغمہ کے دیکھنے سننے کا ہے تو بھی ممکن ہے کہ ہماری ملکہ بہت رحمدل ہیں غربا پرور
مسافر نواز ہیں انہوں نے تیرے حال پریشان سے باخبر ہو کے طلب کیا ہے خوشا قسمت تیری
کہ ہماری ملکہ عالم نے تجھکو اندر باغ کے طلب کیا ہے صاحبقران کشورستان حسب الطلب صاحبہ
باغ بصد آرزو داخل باغ ہوئے مرکب کو دروازہ باغ پر چھوڑا اندر باغ کے داخل ہو کر دیکھا
کہ عجب باغ پر بہار ہے کہ سیر کے قابل ہے کیسی چمن خوش قطع طرح طرح کے گلوں کے ہیں غنچے
چٹک رہے ہیں گلہائے رنگا رنگ کھلے ہیں بلبلیں چہچہا رہی ہیں دیگر طائران خوش الحان بھی
چہک رہے ہیں اشجار میوہ دار بھی کثرت بار سے جھکے ہیں لب جو سرو پر قمریوں کا ہجوم ہے نہروں میں
پانی صاف و شیریں ہے آگے بارہ دری زمرد رنگ ہے عمارت شاہانہ معلوم ہوتی ہے اسی بارہ دری
سے آواز ایک مطرب خوش آواز کے گانے کی آتی ہے صاحبقران سیر تماشائے رنگا رنگ کرتے
ہوئے ہمراہ اس کنیز حسینت و چالاک و شوخ و شریر کے داخل بارہ دری مذکور ہوئے دیکھا کہ

قطعہ۔ دیکھی بارہ دری زمرد کار	سارے پانی کے تھے در و دیوار	سبز ہے فرش سبزہ کا کیا رنگ
ڈھنگ ہے جس سے چرخ زنگار رنگ	تمام بارہ دری کے شیشہ آلات و تصاویر وغیرہ زینتوں سے آراستہ	

پایا درمیان بارہ دری کے ایک مسند زرین پر اسی نازنین مہ جبین پری رو کو جس کو پہروں دل لگا
سے دیکھا تھا بیٹھے دیکھا پہلو میں اس کے ایک غلام حبشی نہایت بدصورت کو بیٹھے پایا اسوقت
صاحبقران نے اپنے دل میں یہ کہا کہ۔ قطعہ

دیکھی اس شخص کی جو شکل سیاہ	کہا یہ بد بخت ہے واللہ	ہے یہ بڑا اور یہ شکل قبیح
فی الحقیقت یہ عشق کی تقصیر	نشست نازنین کی جانب ایک جوان خوبرو گورو مہ جبیناں اور	

مصروف خدمت بدل مشاہدہ کر کے بجائے خود کہا کہ واہ ایسا جوان خوبصورت جو لاکھوں خوبان و
مردوں میں چیدہ ہے وہ تو اس پری چہرہ کا مرد جوان ہوتا دائم خدمت میں مصروف ہو اس سے نشست
نازنین ایستادہ رہے اور یہ حبشی سیاہ رو بہ ہیئت بدصورت کہ جس کی صورت کو دیکھکر بلائیں تمام
دنیا کی اور بلا بھوت پریت پناہ مانگیں خوف سے بھاگ جائیں پہلو نشین پری رو ہو بالکل حیرت ہے اور
مقام عجب ہے ہنوز صاحبقران یہ خیالات اپنے دل میں کرتے ہوئے ہمراہ کنیز مذکور یا
نازنین مسطورہ چلے جاتے تھے کہ اس نازنین نے صاحبقران موصوف کو آتے ہوئے دیکھا تو شرما کر
پہلوے زنگی سے اٹھکر علیحدہ بیٹھی اس زنگی نے اٹھکر صاحبقران کی تعظیم کر کے قریب اپنے
بٹھایا بعد پوچھا کہ آپ کا ادھر آنا کس وجہ سے ہوا راہ بھول گئے یا کسی مطلب سے اس طرف
گذر ہوا ہے صاحبقران نے جواب دیا کہ بہ شوق سیر لالہ و گلہائے رنگا رنگ اس باغ پر بہار میں
لایا ہے پہلے ہم بالائے کوہ آئے وہاں کی طرفہ بہار دیکھی پھر در باغ پر آئے حسب الطلب حصول سیر
باغ اندر باغ کے آئے حبشی نے یہ کہا کہ۔ قطعہ

بولا زنگی مرحبا کیا طالع	آپ آئے یہاں خوشا طالع	اچھے ہو خوش باش آپ چندے
آپ سے ایک ہم تو ہیں بندے	ہم غریبوں پہ ہے بڑا احسان	ہوا روشن یہ کلبۂ احزان

صاحبقران کشورستان نے اس جوان خوبصورت پر نظر کی اور نہایت حیرت و تعجب سے حبشی مذکور
سے متعجب ہو کے حال اس جوان کا بہ اصرار دریافت کیا پوچھا تو اس نے یوں ظاہر کیا کہ۔ قطعہ

یکایک آواز نغمہ مطربہ مذکورہ کان میں آئی خواجہ نے دل میں خیال کیا عجب نہیں کہ صاحبقران
ایسی بزم راگ رنگ میں ہون یہ خیال کر کے اپنی صورت ایک مطربہ نازنین کی بنا کر اس پہاڑی پر
چڑھکر در باغ پر جاکر دروازہ باغ کا کھلا ہوا دیکھکر اندر باغ کے داخل ہوئے اہل بزم نے دیکھکر
متحیر ہوکر بغور نظر کی پھر ان میں سے اس حبشی نے پوچھا کہ تو کون ہے کہان سے آئی ہے مطربہ نقلی
نے عرض کیا کہ مین بھی علم موسیقی مین کمال رکھتی ہون اس طرف سے میرا گذر ہوا تھا گانے کی
صدا سنکے بیچین ہوکے چلی آئی ہون تاکہ دیکھون کون گاتا ہے اور نیز بخیال اسکے بھی یہان آئی
ہون کہ اگر کوئی قدردان میرا گانا سنیگا اور اسکو پسند آئیگا تو انعام کثیر مجھے ملیگا یہ کہکر
قریب صاحبقران بیٹھ گئی وہ مطربہ جس نے واسطے لینے لوح کے ہاتھ بڑھایا تھا اس مطربہ کو
دیکھکر لوح لینے سے باز رہی صاحبقران نے بھی اس مطربہ کی طرف نظر کی پھر پوچھا کہ اے نازنین تیرا
کیا نام ہے اس نے جواب دیا کہ سب مجکو دل آرا کہتے ہین صاحبقران نے ارادہ کیا تھا کہ اس سے
فرمائش گانے کی کرین ناگاہ اس حبشی اور اس زن پہلو نشین غلام حبشی نے نظر ڈالکر کچھ سمجھکر
باہم کچھ چپکے چپکے باتین کین خواجہ نے ان کی سرگوشی دیکھکر جانا کہ اس حبشی وغیرہ نے مجھے پہچان لیا
ہے ارادہ میری گرفتاری کا کیا ہے اسوقت بزبان جنی صاحبقران نامدار سے کہا کہ اے
امیر یا تو قیر افسوس ہے یہان بھی آکر آپ اس خوبرو پر مائل ہوے اگر اسی طرح عاشق و مائل ہوجیے گا
تو فتح طلسم کیونکر کیجیے گا ذرا لوح کو دیکھیے مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب ساحر ہین تدبیر لوح
لینے کی اور آپکے اسیر کرنیکی کر رہے ہین صاحبقران تقریر خواجہ سنکر ہوشیار و خبردار ہو
لوح کو نکالکر دیکھا مطلب یا و حکم لوح سے آگاہ ہوے یعنی لوح نے ہدایت کی کہ اے طلسم کشا
آگاہ ہو کہ یہ غلام حبشی جو تیرے روبرو بیٹھا ہوا ہے یہ وہی مسخر جادو ہے کہ جس کے فرزند ہوے
جادو کو تونے تیر سے مارا ہے اور یہ زن خوبرو پہلوے حبشی مین بیٹھی ہے یہ نسیان جادو ہے اور
یہ مرد خوبرو شمشاد جادو ہے اور یہ مطربہ خوبرو جس کا تو گانا سن رہا تھا تو بہار جادو ہے اسنے
تیرے گلے سے لوح طلسمی اتارنے کا ارادہ کیا تھا اگر تیرا عیار یہان نہ آجاتا اور یہ نازنین اسکی طرف
متوجہ ہوکر یا تقرا اپنا نزدیک لیتی تو نزد لوح تیرے گلے سے لیکر تجکو اسیر کرلیتی تو نے بڑی غفلت کی
لوح طلسمی یا پاس رکھنے کی خبر رسیدہ بود بلاے ولے بخیر گذشت اب ان ساحرون کو یہ اسم اعظم الٰہی
پڑھکر اور دم کرکے یا خنجر پر دم کرکے قتل کرو دیر نکرو ورنہ یہ ساحر بھاگ جائینگے پھر ہاتھ نہین
آئینگے صاحبقران نے اسی اسم اعظم الٰہی کو ورد زبان کرکے پوشیدہ طور سے خنجر نکالکر اس پر
دم کیا خواجہ کلیم اور سحر کے بخیال گرفتاری غائب ہوے وہ مطربہ خوش گلو صاحبقران کے بلند ہونے
دیکھکر بیٹھی تھی حبشی و غیرہ نے قصد گریز کیا مگر صاحبقران نے موافق حکم لوح کے یون کیا

لڑے پہنچے ہی ظالم سے تیز رو	اراس مطربہ ستمگر کو	حبشی پر بھی پھر قلم کی تیغ
ضرب کا کرنے میں نہ کیا نہ دریغ	پیچھے سے اس شکیلہ کے آکر	ماری اک تیغ اڑ گیا بس سر
اس جوان خوبرو کو لے تا جگر	کر دیا دو بضربت شمشیر	ہوا جادوگرون کا جب کہ کام تمام
ہوگیا اس مقام میں کہرام	ہوگیا شور دار و گیر وہان	ہر طرف تھی صداے آہ و فغان
آگ کے پرسے پہلے انگارے	پھر پکارے یہ جادوگر سارے	ہوئی نسیان جادو آخر کار
وقنا ربنا عذاب النار	کوئی کہتا تھا ہوگیا اندھیر	یہ مسخر ہی جادو کا ہے ڈھیر

کوئی کہتا تھا کیا خزان آئی	مر گئی نوبہار جادو بھی	کوئی کہتا تھا اس طرح رو کر
ہوا شمشاد جادو بھی بے سر	بس پھر وہان یہ شور رہا	بعد اس کے یہ پھر نظر آیا
خاک کا ڈھیر اور پتھر ہے	نہ تو وہ کوہ ہے نہ وہ گھر ہے	صاحبقران سلطان کیوان

شکوہ یہ کارخانہ سحر دیکھکر حیران ہوے نہ باغ پر بہار رہا نہ بارہ دری رہی نہ وہ کوہ رہا بلکہ تین
ایک صحراے پُر خار مین بالاے خاک و سنگریزہ ایستادہ پایا اس اثناے مین خواجہ نے گلیم اتار کر
عرض کیا کہ دیکھا آپ نے وہ باغ و بارہ دری زمرد رنگ کہان گئی وہ مرد و زن کیا ہوے امیر
با توقیر نے خواجہ کی تعریف کر کے کہا کہ اے خواجہ تمنے یہان آ کے ہکو ہوشیار کیا ہمنے لوح کو دیکھا
اگر تم نہ آتے ہم ہرگز لوح کو نہ دیکھتے غالبا نوبہار جادو ہمارے گلے میں لوح طلسمی اتار لیتی ابھی
یہ باتین خواجہ سے کر رہے تھے کہ جو ساحر باقی باندہ تھے وہ دربند اول کی طرف گریزان ہوے
اور ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و بحرین جادو یہ سب مع لشکر ساحران
وہان آئے صاحبقران سے حال پوچھا امیر نے تمام حال جو گذرا تھا بیان کیا ملکہ دبدبہ سحر ساز
جادو نے خوش ہو کر کہا مبارک ہو کہ دشمنون پر آپ فتحیاب ہوے مگر یہ کوئی دربند اول طلسم زلزلہ
نہ تھا اثناے راہ دربند اول مین مسخر جادو و نسیان جادو نے اپنے سحر کے زور سے بطور دربند
کے بنایا تھا ارادہ آپ کے روکنے اور اسیر کرنے کا کیا تھا خواجہ نے آ کے آپ کو ہوشیار کیا
آپ نے بحکم لوح طلسمی اُن کو قتل کیا ابھی یہان سے دربند اول دور ہے مالک دربند اول
خنظل جادو ہے بہتر یہ ہے کہ آج اسی جگہ قیام فرمایئے شب بسر کیجیے صبح کو یہان سے آگے جایئےگا
صاحبقران نے منظور کیا اُسی جگہ قیام کیا خیام و بارگاہین ایستادہ و برپا ہوئین ملکہ دبدبہ سحر ساز
جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و بحرین جادو مع بائیس ہزار ساحران جان نثار کے گرد بارگاہ
صاحبقران موصوف فروکش ہوے ہنگام شب بارگاہ صاحبقران مین بحرین جادو و
ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و خواجہ طیفور گردیا داخل ہوے علی قدر
مراتب با دب بیٹھے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو سے مخاطب
ہو کر پوچھا کہ یہان سے دربند اول طلسم زلزلہ کسقدر دور ہے اور مالک دربند اول خنظل جادو
ساحران زبردست سے ہے یا ساحر زبردست نہین ہے اُس نے عرض کیا کہ یہان سے دربند اول
چند کوس کے فاصلے پر ہے خنظل جادو مالک دربند اول نہایت زبردست ساحر ہے ماتحت
اُس کے ساٹھ ہزار ساحر ہین اکثر ساحران مین بھی نامی و نامور ہین مانند خنظل جادو کے سحر و
ساحری مین مشہور زمانہ ہین ایسا ساحر اُس کے رفقا ہین صاحبقران نے ارشاد کیا کہ حق تعالی
معاین و مددگار ہے اگر خنظل جادو اور اُس کے رفقا ساحران زبردست ہین تو ہمارا حافظ و نگہبان
خالق دو جہان سب سے زیادہ قوی و زبردست ہے اگر پروردگار عالم چاہے گا تو جس طرح
نسیان جادو و مسخر جادو و شمشاد جادو و نوبہار جادو کو قتل کیا اُسی طرح صاحبقران اور
اُس کے رفقا وغیرہ کو قتل کرینگے اور جس طور سے اُس پہاڑی اور باغ کو ساحرون کے
قتل کرنے سے نیست و نابود کیا ہے اُسی عنوان سے دربند اول کو بھی فتح کرینگے نام و نشان
بھی دربند اول کا نرکھینگے یہان تو صاحبقران اپنی بارگاہ مین ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو
سے ہمسخن تھے لیکن اب حال اُن ساحرون کا درج کیا جاتا ہے جو ہنگام قتل نسیان جادو و مسخر جادو

وغیرہ بھاگ کر سوے و بند اول گئے تھے بعد قطع راہ نالان و گریان با حال پریشان نہایت مشوش
بیقرار روبرو سے خنطل جادو اسوقت پہونچے کہ وہ نابکار اپنے دربار میں بالاے کرسی زرین
بیٹھا تھا کہ ہم واسکے سو ڈیڑھ سو رفیق اوس کے بیٹھے ہوئے تھے خنطل جادو ہم اپنے رفقا
سے کہہ رہا تھا کہ نسیان جادو و مسخر جادو واسطے اسیری طلسم کشا کے دعوے کر گئے ہیں
اکثر ساحرون کو اپنے ہمراہ یہان سے لے گئے ہیں دیکھے طلسم کشا کو اسیر کر کے لاتے ہیں یا نہیں
رفقا اوس کے عرض کر رہے تھے کہ نسیان جادو و مسخر جادو سحر و ساحری کے علاوہ مکر و
فریب میں کامل و اکمل ہیں ہم ساحرہ و ہم عیارہ ہیں عجب نہیں کہ طلسم کشا کو اپنے دام فریب میں
مبتلا کر کے لوح طلسمی اوس سے لے کے گرفتار کر کے حضور کے دربار میں لائیں انعام کثیر
حضور سے لیں ہنوز رفقاے مذکور خنطل جادو سے عرض کر رہے تھے وہ در جواب ان کے
کہہ رہا تھا کہ طلسم کشا صاحب لوح ہے عیار اوس کا بالاے [illegible] اوس کے ساتھ ہے طلسم کشا کا
اسیر کر لانا مشکل و دشوار ہے ہمین یقین نہیں کہ نسیان جادو وغیرہ اوس کو اسیر کر سکیں ہان اگر
طلسم کشا ہمارے دربند پر آئے گا تو البتہ اوس کی قدر اسیری بخوبی کی جاسکے گی یہ باتیں ہو رہی تھیں
ہو رہی تھیں کہ ساحران مذکور پر نظر پڑی پوچھا کہ خیر تو ہے یوں گھبرائے ہوئے آئے ہو انھوں نے
تمام حال عرض کیا ابتدا سے تا انتہا جو کچھ گذرا تھا کہہ سنایا خنطل جادو نے افسوس کر کے اپنے
رفقا سے کہا کہ دیکھا تم نے جو کچھ ہم نے ابھی تم سے کہا تھا وہی ہوا عیار نے سارا بنا ہوا کھیل بگاڑ دیا
طلسم کشا کو ہوشیار کر دیا اوس نے لوح پر نظر کر کے [illegible] لوح پر عمل کیا نسیان جادو و
مسخر جادو وغیرہ کو قتل کیا پھر کہے ان ساحرون کو سخت و درشت کلمات کہکر کہا کہ جادو دور ہو بھاگ کر
چلے آئے خبر قتل مسخر جادو وغیرہ یہان لائے لڑ بھڑ کر وہان قتل ہو گئے ہوتے تمکو ارمی ادا کیا
جان بچا کر بھاگ آئے راہ نمک حرامی اختیار کی وہ ساحر حقیقی سیاہ ولرزان اوس کے روبرو سے
چلے گئے خنطل جادو نے تمام اپنے ماتحت ساحرون کو کہا تو گاتا ہے حال قتل نسیان جادو وغیرہ
بیان کر کے حکم دیا کہ ہوشیار و خبردار رہو بہ نسبت قبل [illegible] دربند و بستی و انتظام کرو آج یا کل تک
اس طرف بھی طلسم کشا آئے گا درستی سامان جنگ ابھی سے کر لو ہم بھی فکر و تدبیر کرتے ہیں
سب نے عرض کیا کہ ہم حکم حضور بجا لائیں گے یہ کہکر وہ سب ساحر گئے حکم خنطل جادو کی تعمیل
کی یہان صاحبقران کشورستان بعد نصف شب کے اپنی بارگاہ میں راحت پذیر ہوے ملکہ
دبدبہ سحر ساز جادو و سحرین جادو وغیرہ بارگاہ سے اٹھکر اپنی بارگاہ میں جاکر آرام پذیر
ہوے خواجہ عیار و دیگر ساحران آزمودہ کار گرد بارگاہ صاحبقران و بارگاہ
سحرین جادو وغیرہ اسباب سحر ہاتھون میں لیے ہوے براے حفاظت و نگہبانی پھر لیے اور اکثر
بیٹھے رہے روشنی مشعلہاے سحرین ہر چہار طرف نظر کیا کیے یہان تک کہ زمانہ شب گذر کر وہ
وقت آیا کہ آثار سحر فلک پر ہویدا ہوے سفیدۂ سحری گرد ون پر نظر آیا صاحبقران بہر
طاعت خالق انس و جان بیدار ہوے بعد وضو نماز سحر بہ خشوع قلب ادا کر کے دست دعا بدرگاہ
خدا بلند کر کے اس طرح دعا کی کہ اے خالق دو جہان معین [illegible] بیچارگان جان میری سحر ساحران
و بند اول سے بچانا اپنی حفظ و امان میں رکھنا تو عالم و دانا ہے کہ میں [illegible] براے فتح
طلسم زلزلہ بوجہ ترقی دین اسلام و دفع کفر کافران بد انجام ہوا ہے تا دین حق [illegible]

سارق بن لقا و خستگان طلسم زلزلہ مین جاکر جا بجا امن و پناہ سمجھکر سکونت پذیر ہوئے ہین
ان کو راہ راست پر لانا مجھے مدنظر ہی اگر نا سپردگان گمراہ کنندہ بندگان نے میری ہدایت سے
جادۂ راہ دین حق پر قدم رکھا تو فہوالمراد ورنہ ان کافرون کو قتل کرنا منظور ہی اور بغیر فتحیابی
طلسم زلزلہ ان بیدینون کا ہاتھ آنا ممکن نہین ہی پس پروردگارا مین تجھسے طالب اعانت و مدد
ہون بجز تیرے کوئی میرا معین و مددگار نہین ہی اگر تو چاہیگا تو صورت فتحیابی طلسم زلزلہ ظہور
مین آئیگی یہ دعا کرکے سجدۂ شکر کرکے مسلح ہوکر مرکب اپنا طلب کیا خدام نے زین و لجام سے
آراستہ کرکے دربارگاہ پر حاضر کیا صاحبقران کشورستان نے سب سے رخصت ہوکر ارادہ
سوئے دربند اول جانیکا کیا اسوقت ملکہ دبدبہ سحرساز جادو و نخچیرین جادو و ملکہ بہار
گل پوش جادو نے عرض کیا کہ تنہا آپ کا جانا اچھا نہین ہی ہم سب کو بھی مع لشکر ساحران کے
ہمراہ لیجیے قبل اس کے آپ نے تنہا صحرا نوردی کی چندان اندیشہ نہ تھا اب آپ سوئے دربند
اول طلسم زلزلہ جاتے ہین مالک دربند اول حنظل جادو ہی وہ کافر نابکار ساحر زبردست ہی
اور بلا سے کے دربان ہی اس کے حالات سے ہمکو آگاہی ہی مکار بھی ہی مبادا اس کے ہاتھ سے
حضور کے دشمنون کو کچھ ضرر پہونچے صاحبقران ذی وقار نے جواب دیا کہ اللہ ہمارا
معین و مددگار ہی اگر حنظل جادو ساحر زبردست و مکار ہی تو اس کے شر و فساد سے کچھ اندیشہ
نہین ہی وہ کافر ہمارا کیا کر سکتا ہی ملکہ دبدبہ سحرساز جادو نے عرض کیا کہ ارشاد آپ کا
درست و بجا ہی مگر تنہا بمقابلہ ہزارہا دشمنان جانا آپ کا خوب نہین ہی ہم سب کو بھی ضرور ہمراہ
لیجیے طلسم کشائے ممدوح نے جواب دیا کہ خلاف حکم لوح طلسمی کیونکر ہم تم سب کو اپنے ساتھ
ہمراہ سے طلسم کشائی لیے جا سکتے ہین جب سب نے اسی بارے مین بہت اصرار کیا تو صاحبقران
نے لوح کو دیکھکر موافق حکم لوح فرمایا کہ اچھا ہمکو یہان سے اکیلا آگے جانے دو بعد میرے
جانے کے تم سب بھی آنا یہ کہکے مرکب پر سوار ہوکر سوئے شمال روانہ ہوئے خواجہ طیفور کردیا
ہمراہ رکاب ہوئے امیر با توقیر نے ان کو بھی اپنے ہمراہ نہ لیکر فرمایا کہ اے برادر وفادار
تم بھی یہان سے عقب مین آنا خواجہ ٹھہر گئے بعد جانے صاحبقران کے خواجہ طیفور کردیا
روانہ ہوئے پھر ملکہ دبدبہ سحرساز جادو و نخچیرین جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو بھی
بجمعیت بائیس ہزار ساحرون کے مع خیمہ و خرگاہ و سامان جنگ روانہ ہوئے یہان طائران سحر
نے حنظل جادو مالک دربند اول طلسم زلزلہ کو خبر دی اس نے اسی وقت ایک خط بعد
القاب و آداب کے اس مضمون کی شہنشاہ ساحران یعنی ہوژبرست جادو کو لکھی کہ
خداوندا مجکو طائران سحر سے یہ اطلاع ہوئی ہی کہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ طلسم کشا نے
طلسم زلزلہ مع اپنے عیار طیفور کے دیا و ملکہ دبدبہ سحرساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو
و نخچیرین جادو بائیس ہزار ساحرون کی جمعیت سے میرے دربند کی طرف آتے ہین کمپیان
جادو و مسخر جادو واہوے جادو و آتشبار جادو و ملکہ نوبہار جادو وغیرہ جو کہ
بیرون دربند اول صحرا مین سکونت پذیر ہو سکتے تھے اور انھون نے طلسم کشا کو روکنا اور
اسیر کرنا چاہا تھا وہ سب دست طلسم کشائے مذکور سے قتل ہو چکے ہین یہ بندۂ ناچیز و نمکخوار
قدیم بخوبی بند و بست و انتظام و سامان جنگ و جدال کر چکا ہی حتی الامکان طلسم کشا کو بمکر و فریب

اسیر کر کے خدمت عالی میں روانہ کرے گا اور اگر طلسم کشا حسب ہدایت لوح طلسمی میرے مکر و
فریب میں نہ آیا تو یہ نمکخوار قدیم دلیرانہ لڑ کر اپنی جان دے گا حق نمکخواری ادا کرے گا اطلاعاً
عرض کیا جب عرضی مذکور لکھ چکا لفافے میں ملفوف کر کے عرضی کے سرنامے پر نام اپنا باادب تحریر
کر کے ساحروں کے ہاتھ بھیجنا مناسب وقت نجان کر ایک طائر سحر کی منقار میں عرضی مذکور دے کر
کہا کہ جلد جا کر یہ عرضی شہنشاہ طلسم زلزلہ کو پہونچا اور جواب اس کا اگرچہ شہنشاہ دیں تو جلد تر لانا
تاخیر نکرنا طائر مذکور عرضی مسطور لے کر سوے شہنشاہ ساحران یعنی ہودسر مست جادو
روانہ ہوا بعد جلد تر قطع کرنے راہ دور و دراز کے اسوقت روبروے ہودسر مست جادو
پہونچا کہ وہ نابکار بے دین و بے ایمان گمراہ کنندہ مردمان دربار میں بالاے تخت حکومت
تاج شاہی سر پر رکھے ہوے بصد کبر و نخوت بیٹھا ہوا تھا صدہا ساحران نامی و نامور حاضرین دربار
سے علی قدر مراتب بیٹھے ہوے تھے ازانجملہ اشفاق جادو وزیر دوم و سارق بن بقا و
سخنگان بھی دربار میں موجود تھے ہودسر مست جادو اپنے وزیر اشفاق جادو سے کہہ رہا تھا
کہ کچھ حال طلسم کشا کا معلوم نہیں ہوا کہ اب وہ کس جگہ ہے کس فکر میں ہے وہ دست بستہ یہ التماس
کر رہا تھا کہ اس نمکخوار کو بھی کچھ کیفیت طلسم کشا سے آگاہی نہیں ہے کہ یکایک طائر سحر مذکور نے
وہ عرضی اپنی منقار سے آغوش شہنشاہ ساحران ہودسر مست جادو میں ڈالدی مالک طلسم زلزلہ
نے عرضی مذکور الصدر اٹھا کر حوالے میر منشی کے کی اور حکم دیا کہ اس کو باآواز بلند پڑھ اس نے
لفافے کو چاک کر کے عبارت عرضی مسطور اول سے تا آخر پڑھی شہنشاہ ساحران نے مضمون
عرضی سے باخبر ہو کے میر منشی سے مخاطب ہو کے کہا کہ ہماری جانب سے جواب اس عرضی کے
حنظل جادو کو یہ مضمون مختصر لکھ دے کہ اے حنظل جادو اگر طلسم کشا دربند اول طلسم زلزلہ
پر آجائے تو لازم ہے کہ بیرون دربند اول صحرا میں آکر بمقابلہ لشکر طلسم کشا فروکش ہونا یا صف آرا
ہونا مگر جنگ و جدال میں تاخیر کرنا ہم اپنی دادی صاحبہ ملکہ زنبق سحر ساز مردار خوار جادو
کو ظہور طلسم کشا سے آگاہ کر کے یہاں طلب کرتے ہیں ہر چند کہ ایک مدت دراز و عرصہ بعید بلکہ
عہد شباب سے اب تک صدہا برس ہوے ہیں کہ وہ گنبد سامری میں بیٹھی ہیں پوجا پاٹ اور
پرستش کرتی ہیں سحر و ساحری میں مثل سامری ہیں اتش زلزلے سے اب تک گنبد سامری
سے نہیں نکلی ہیں میری الفت و محبت میں عجب نہیں کہ وہ میری مدد کو دربند پر آئیں اور
نہایت آن میں طلسم کشا و جملہ ہمراہیان طلسم کشا کو اسیر و قتل و ہلاک کر دیں لہذا تجکو لازم و مناسب
ہے کہ جب طلسم کشا عنقریب تیرے دربند کے آئے تو جمعیت اپنے ماتحت ساحروں کے دربند
اول طلسم زلزلہ سے باہر صحرا میں آکر فروکش اور صف آرا ہونا جنگ آغاز نکرنا ہماری دادی
صاحبہ کے آنے کا انتظار کرنا اگر وہ نہ آئیں تو پھر لڑائی شروع کرنا اور جہانتک ممکن ہو بمکر و
فریب و حیلہ لوح طلسمی طلسم کشا سے لے کر اس کو اسیر کر لینا اور ہمراہیان طلسم کشا کو بھی قتل یا
اسیر کرنا کسی کو نہ چھوڑنا اگر تجھ سے اس کام کا انصرام ہوگا تو ہم تجھے از حد خوش ہو کر ایسا خلعت و
انعام دیں گے کہ دیکھنے والوں کو تعجب ہوگا اور تیرے حرص و ہوس سے زیادہ ہوگا سوا اسکے
ہم وہ رتبہ تیرا بڑھا دیں گے کہ جملہ ساکنان طلسم زلزلہ کو رشک ہوگا یہ عبارت پشت عرضی مذکور
پر لکھوا کر بدستور سابق اس کو پیچیدہ و ملفوف کر کے اسی طائر سحر کو دی گئی وہ عرضی مع جواب

حکم شہنشاہ ساحران لیے کر قطع راہ کرکے روبروے منقل جادو آیا اور سامنے منقل جادو کے
وہ عرضی ڈال کر گویا ہوا کہ اسے بتاؤ کیا حکم ہوتا ہے منقل جادو نے اس کی طرف نظر تند و تیز کیا اسکے
سحر پڑھ کر دیکھا فوراً وہ طائر مانند شمع کے فوری جل کر خاک ہوگیا بعدہ عرضی مذکور کی پشت پر جو حکم شاہ
طلسم نے تحریر کیا تھا اس سے باخبر ہوکے از حد خوش ہوکے بے اختیار ہنسا مصاحب و رفقا نے
پوچھا کہ پشت عرضی پر کیا عبارت لکھی ہوئی حضور نے پڑھی کہ جس کے پڑھنے سے آپ خوش ہوکر
بے اختیار ہنسے منقل جادو نے تمام حال عرضی روانہ خدمت شہنشاہ ساحران کرنے کا اور پشت
عرضی پر جو عبارت لکھی ہوئی تھی مضمون خلاصہ اس کا بیان کیا انہوں نے عرض کیا کہ اگر ملکہ شفق
سحر ساز مردار خوار جادو یہاں آئیں اور انہوں نے مقابلہ طلسم کشا وغیرہ سے کیا تو ضرور
طلسم کشا کو وہ اسیر و ہلاک کرینگی کیونکہ وہ ساحری و قدرت میں مثل و نظیر اپنا سحر و ساحری میں
نہیں رکھتی ہم تو خواہاں ہیں کہ وہ یہاں نہ آئیں حضور ہی طلسم کشا کو اسیر کریں تاکہ مرتبہ و جاہ آپ کا بڑھے
منقل جادو نے سنکر اگرچہ جواب دیا کہ ٹھیک ہے ملکہ مذکورہ یہاں آتی ہیں یا نہیں ان کے آنے میں
تردد ہی مگر شہنشاہ کے لکھنے سے اور طلب کرنے سے عجب بھی نہیں کہ وہ فرط الفت سے یہاں
چلی آئیں یہاں تو منقل جادو اپنے دربند میں مجمع رفقا میں بیٹھا ہوا ہے رفقا سے سخن ہے لیکن
حال شہنشاہ ساحران ہوشربا مست جادو بیان کیا جاتا ہے کہ بعد ارسال کرنے جواب عرضی منقل
جادو کے ایک رقعہ بنہایت آداب و القاب بزرگانہ سے اس مضمون کا اپنی جدہ ملکہ شفق سحر ساز
مردار خوار جادو کو لکھا کہ اے دادی صاحبہ آپ کو معلوم ہو کہ فی زمانہ طلسم کشا نے طلسم زلزلہ
نے ظاہر ہوکر باعانت چند باغیوں کے آفاقیہ وغیرہ گوہر میں جاکر بعیاری و دلیری تیغہ قضا کہ جس کو
بانیان طلسم زلزلہ نے میرے قتل کے واسطے بنایا تھا اور بجز اس تیغہ کے اور کسی حربے سے
میری قضا نہیں ہے بلکہ آفاق جادو کو بمکر و عیاری اسیر کرکے اس کے گھر میں جاکر تیغہ مذکور اپنے
قبضے میں کیا ہے اور لوح طلسم زلزلہ بھی کو ہر میں جاکر بعد جنگ و جدال کے حاصل کرکے گوہر
جادو محافظ لوح طلسمی کو مارا ہے قبل حصول تیغہ قضا و لوح طلسمی اکثر ساحران نامی بھی کام آئے
ہیں ازانجملہ ابیاران جادو محافظ زندان حکیم سالوس و آتشبار جادو و حکیم جالوس وزیر اعظم ہمارا
و رعد و پوسمر جادو وغیرہ قتل ہوچکے ہیں اب طلسم کشا نے طلسم زلزلہ در بند اول طلسم زلزلہ کی طرف
روانہ ہوا ہے غالباً آج کل تک وہ در بند اول تک مع اپنے لشکر کے پہونچ جائے گا اور بعد اس
لوح طلسمی در بند اول وغیرہ کو فتح کرکے ہم تک پہونچ کر تیغہ قضا سے ہمیں بھی قتل کرے گا نہ تو
طلسم رہے گا نہ اب ہم زندہ رہیں گے چونکہ آپ نے ہمکو پالا ہے اور پرورش کیا ہے مادر مہربان سے
زیادہ تر آپ نے ہمارے اوپر شفقت و الطاف بے حد کیے ہیں اسوجہ سے آپ کی ذات سے
ہمیں امید ہے کہ آپ ہم پر سے اس بلا کو دفع کر دیجئے گا طلسم کشا وغیرہ کو قتل و ہلاک و اسیر کرکے
ہمارے طلسم کو اور ہمکو شر دشمنان سے بچائیے گا اور اگر آپ تشریف آوری میں تامل کیجئے گا تو
پھر ہمکو زندہ نہ پائیے گا فی زمانہ اس قدر بند و بست و انتظام امور طلسم زلزلہ میں مصروف ہوں
کہ آپ کے پاس حاضر نہیں ہو سکتا شب و روز تردد و انتشار میں گذرتے ہیں خیال بربادی و
تباہی طلسم سے و نیز اپنے قتل کے خوف سے خواب و خور میں ہمارے فرق آگیا ہے گویا ہم نیم جان
ہوگئے ہیں بلحاظ آپ کی اعانت و مدد کے ہمکو امید جانبری کی نہیں ہے زیادہ کیا تحریر کیا جائے یہ رقعہ

بعبارت مندرجہ ایک ساحر مسمی عقاب جادو کو دے کر کہا کہ بعجلت تمام گنبد سامری میں جا کر
ہماری جدہ کو ہماری جانب سے تسلیم کہکے رقعہ ہمارا دینا اور جو کچھ وہ کہیں سننا اگر جلد کوٹنا
مگر با ادب تمام اُن کے روبرو جانا شرائط فدویت بجالانا غلامانہ ان کے روبرو ایستادہ رہنا
خلاف ادب کوئی فعل نکرنا کیونکہ جدہ ہماری نہایت غصہ ور ہیں یاد رہے پیرانہ سالی کے بہت
شوریدہ المزاج ہیں ہم خود اُن کی درشتی مزاج سے خائف رہتے ہیں تا وقتیکہ نظر اٹھا کر تجھے مخاطب
نکریں کسیکا دریافت نکریں غلامانہ با ادب ایستادہ رہنا اور اگر اس کے خلاف کرے گا تو ضرور اُن کے
عتاب میں مبتلا ہوگا ساحر مذکور رقعہ مسطور لے کر تقریر شاہ طلسم بگوش ہوش سنکے سوے گنبد
سامری روانہ ہوا بعد قطع راہ دور و دراز نزدیک گنبد سامری پہونچا بلندی سے دیکھا کہ
ملکہ زنبق سحر ساز مردار خوار جادو درمیان گنبد کے بیٹھی ہوئی چھپر کھٹ پر ہے انگیٹھی روبرو
رکھی ہے آگ پر اشیاے خوشبو ڈالتی جاتی ہے دھواں اٹھ رہا ہے چند ہمجلیس خواصیں بکام ضرورت
اُس ملکہ کے اشارے سے اُس کی خدمت کرتی ہیں گنبد مذکور درمیان ایک باغچے کے ہے اُس
باغچے میں گلہاے رنگارنگ شگفتہ ہیں چہار دیواری باغچہ مذکور کی بے شمار صدہا پرستش کنان
سامری در باغچہ و گرد باغچہ پرستش میں مصروف ہیں ساحروں کا ہجوم ہے اکثر لوگ وظائف دائرہ
جا بجا کر بعض سامری سنکھ بجاتے ہیں گنبد میں پھول ہار تصویر سامری پر چڑھے ہیں اکثر پرستش
کرنے والے سراپا آلودہ خاک ایک پاؤں سے کھڑے ہیں بعض لوگ ایک ہاتھ اٹھائے ہوئے ہیں
بعضے دو زانو بیٹھے ہیں اکثر بے دین سجدے میں سر جھکائے ہیں دروازہ باغچہ کی چوکھٹ پر
پیشانی رکھے ہیں جا بجا انگیٹھیوں میں کافور لوبان گوگل مرچیں سلگ رہی ہیں دھواں ہو رہا
ہے یا سامری یا سامری اکثر پکار رہے ہیں عقاب جادو زمین پر آکر ہر ایک پر نظر کرتا ہوا دربانوں
سے اجازت لے کر باغچے کی سیر کرتا ہوا قریب گنبد سامری جہاں جدہ شاہ طلسم بیٹھی تھی پہونچتا ہوا
گیا بعد سر جھکانے و شرائط پرستش کے دست بستہ با ادب کھڑا ہوا تا دیر ایستادہ رہا آخر ایک
ہمجلیس خادمہ ملکہ زنبق سحر ساز مردار خوار جادو نے اُس سے باشارہ پوچھا کہ یہاں کیوں
آیا ہے کس واسطے کھڑا ہے عقاب جادو نے وہ رقعہ دکھا کر اشارے سے کہا کہ یہ رقعہ شہنشاہ
ساحران ہوش سرمست جادو کا لے کر آیا ہوں تمہاری ملکہ کو دینا منظور ہے اُس نے رقعہ
مذکور لے کر ڈرتے ڈرتے روبرو اُس کے جا کر سلام کیا اُس نے اشارے سے پوچھا کہ کیا ہے
کیوں بے طلب یہاں آئی ہے اُس نے سوے عقاب جادو اشارہ کر کے رقعہ پیش کر کے عرض کیا
کہ یہ ساحر یہ رقعہ شہنشاہ ساحران یعنی شاہ طلسم زلزلہ کا لے کر آیا ہے بڑی دیر سے حاضر ہے ملکہ مذکورہ
نے اُس کی جانب نظر کی عقاب جادو نے با ادب سلام کیا ملکہ مذکورہ نے اُس رقعہ کی عبارت
پر نظر کر کے تمام و کمال پڑھ کر آہ سرد کر کے بے اختیار اپنے سینے پر عالم صدمہ و رنج میں ہاتھ
مارا آبدیدہ ہو کر اشارے سے کہا کہ تو جا ہم آتے ہیں تجھے عقاب جادو سلام کر کے باغچے سے
نکل کر اپنے تخت سحر پر بیٹھ کر سوے طلسم زلزلہ روانہ ہوا بعد قطع راہ روبرو شاہ طلسم
جا کر تمام حال عرض کیا ہوش سرمست جادو نے خوش ہو کر اپنے اہل دربار سے مخاطب ہو کر
کہا کہ اب ہمکو یقین کامل ہوا کہ طلسم کشا و ہمراہیان طلسم کشا قتل و اسیر و ہلاک ہو جائیں گے
کوئی زندہ و سلامت نہ رہے گا ہماری جدہ نے اقرار تشریف لانے کا کیا ہے تم سب آگاہ ہو

کہ وہ کیسی ساحرہ زبردست اور بے مثل و نظیر اپنا سحر و ساحری میں نہیں رکھتی ہیں درحقیقت
ساحری وقت میں اُن کے آگے طلسم کشا و ہمراہیان طلسم کشا کی کیا حقیقت ہے حالانکہ بادولت
کے آگے بھی طلسم کشا وغیرہ کی کچھ حقیقت نہیں ہے مگر چونکہ اُس کے پاس لوح طلسمی ہے اور قبضہ
میں تیغہ کشا ہے اور کاہنوں نجومیوں نے واسطے مقابلہ کرنے کے منع کیا ہے نیز حرارت شان
کے بھی فی زمانہ خلاف ہے کہ خود اُس کے مقابلہ کے واسطے جائیں خداوند ہو کے طلسم کشا وغیرہ
سے مجادلہ و مقابلہ کریں اہل دربار نے دست بستہ عرض کیا کہ شہنشاہ بجا فرماتے ہیں آپ کی
والدہ صاحبہ فی زمانہ سحر و ساحری میں عدیل و نظیر اپنا نہیں رکھتی ہیں ہم نمک خواروں کو بھی
اُن کی تشریف آوری سے نہایت خوشی حاصل ہوئی امید قوی ہوئی کہ اب طلسم زلزلہ دست
طلسم کشا سے تباہ و برباد نہ ہوگا بلکہ عالم طلسم کشا وغیرہ کو قتل و ہلاک و اسیر ضرور کریں گی
اور حضور کے نزدیک بھی طلسم کشا وغیرہ کا غارت کر دینا کچھ مشکل نہیں ہے لیکن مصلحت
شہنشاہ طلسم کشا وغیرہ سے مقابلہ و مجادلہ نہیں کرتے ہیں کیونکہ خلاف شان حضور ہے اور
یہ دن بھی حضور پر گراں ہیں شاہ طلسم نابکار و مردود کی گفتگو سے اہل دربار کے خوش ہوا
یہ مردود نابکار تو بصد خوشی و امید قوی قتل طلسم کشا وغیرہ میں بیٹھا ہوا ہے لیکن اب حال
صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کا رقم کیا جاتا ہے کہ یہ جو روانہ ہوئے تھے بعد قطع راہ
دراز آخر روز قریب دربند حنظلیہ کے پہنچے طائران سحر و ساحران خبر رسان نے جلد تر
جاکر روبرو حنظل جادو بادشاہ ایستادہ ہوکے عرض کیا کہ حضور غضب ہوا طلسم کشا قریب
دربند حضور آگیا ہے صحرا میں ہم اُس کو دیکھتے ہوئے آئے ہیں یہ خبر سنکے رنگ رو سے حنظل جادو
صورت طائر اُڑ گیا نہایت متردد و متفکر ہوکر حکم دیا کہ ہمارا تمام لشکر تیار ہو بموجب حکم کمر بندی
ہونے لگی ساحران نابکار تیاری جنگ و کمر بندی میں مصروف ہوئے حنظل جادو اور تمام
اُس کے اہل دربار و رفقا بھی بمقابلہ طلسم کشا چلنے پر آمادہ ہوئے درستی و سامان جنگ میں
ہر ایک مصروف ہوا ساحران دربند اول حنظلیہ میں ایک تہلکہ پڑ گیا زندگی سے ہر ایک کو یاس و
ناامیدی ہوئی چہرہ ہر ایک کا متغیر ہو گیا صدمہ و خوف مرگ سے اجسام میں لہو خشک ہونے لگا
حالت حیات میں صورت مردنی رخوں سے ہویدا ہوئی مگر مجبوری و حکم حاکم اہل لشکر مصروف
کمر بندی ہوئے دربند اول میں تو ایک تہلکہ پڑا ہے کمر بندی فوج میں ہو رہی ہے خیام و بارگاہیں
نکالی جاتی ہیں ارادہ کیا ہے کہ طلسم کشا کو دربند تک آنے نہ دیں خود ہی صحرا میں جاکر مع لشکر
فروکش ہوکر اُس کو روکیں اور مقابلہ و مجادلہ کریں لیکن اب خواجہ طیفور کا و ذکر صاحبقران
موصوف کا لکھا جاتا ہے کہ بعد قریب آنے دربند اول کے صاحبقران کشورستان نے ارادہ
آگے بڑھنے کا کیا تھا کہ ناگاہ خواجہ طیفور گرد یا بصورت مبدل قریب تر صاحبقران ذیشان
کے آئے بیر ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و سحر بیں جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو مع
بائیس ہزار لشکر ساحران کے یہ سب بھی آئے ملکہ نے عرض کیا کہ یا صاحبقران میری رائے
یہ ہے کہ آج اسی صحرائے سبزہ زار میں فروکش ہو جیے آگے نہ چلیے کیونکہ تھوڑی دور یہاں سے
دربند اول طلسم زلزلہ ہے جس کو دربند حنظلیہ بھی کہتے ہیں مالک دربند حنظل جادو سوا اس کے
زمانہ غروب آفتاب قریب ہے شب یہاں بسر کرکے صبح کو سویرے دربند مذکور تشریف لے جائیگا

صاحبقران ذیشان نے رائے ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو کی پسند کرکے حکم دیا کہ اسی جگہ خیام و
بارگاہیں ایستادہ و برپا کی جائیں حسب الحکم ملازم کار بند ہوئے جلد تر خیام و بارگاہ برپا ہوئیں
جملہ اعلیٰ و ادنیٰ فروکش ہوئے ہنوز صاحبقران گیتی ستان بارگاہ میں داخل ہوئے تھے لشکر
فروکش ہوا تھا کہ سامنے سے حنظل جادو ساٹھ ہزار ساحروں کی جمعیت سے بصد کر و فر مع
سامان جنگ و جدال آکے بمقابلہ لشکر طلسم کشا کے موصوف خیام و بارگاہ ایستادہ و برپا
کرکے فروکش ہوا اس عرصہ میں آفتاب پنہان ہوا تاریکی شب محیط عالم ہونے لگی دونوں
لشکروں میں سامان روشنی ہونے لگا مشعلہائے سحر وغیرہ کی روشنی ہوئی حنظل جادو نے بہ پاس
استظہار ملکہ زہرہ جبیں سحر ساز مردار خونخوار جادو کے اپنے لشکر میں نفیر سحر بجائی نقارہ حربی و
کوس جنگی نہ بجوائے لیکن حکم دیا کہ دو ہزار ساحر تمام شب لشکر کی حفاظت و نگہبانی کریں گرد
لشکر طلایہ پھرتے رہیں ہوشیار و خبردار رہیں اسی طرح یاں سے صاحبقران بلکہ دبدبہ سحر ساز
جادو نے بھی دو ہزار ساحر واسطے نگہبانی لشکر کے مقرر کیے پہرے بیٹھے روشنی سحر دونوں
لشکروں میں بکثرت ہوئی تمام شب دونوں لشکروں میں ہوشیاری و خبرداری بخوبی رہی
ساحران طلایہ دونوں لشکروں کی حفاظت میں مصروف و مشغول رہے اکثر ساحران لشکر
جا بجا تیاری سحر میں سرگرم ہوئے جب وہ شب بسر ہوگئی صبح ہوئی دونوں لشکر میدان
جنگ میں صف آرا ہوئے ہنوز لڑائی شروع نہ ہوئی تھی کہ سوئے فلک ایک پارۂ ابر سرخ رنگ کا
نمودار ہوا جھرین جادو نے دیکھا اس پارہ کے ٹکڑے میں وہ برق کی چمک اور وہ صدا اسکی رعد کہ پناہ بخدا
جھرین جادو نے متردد ہوکر کہا کہ یہ ابر جو اس طرف آتا ہے اس ابر سے اندیشہ ہے کہ شاید کوئی
ساحر زبردست آتا ہے ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے سوئے ابر مذکور دیکھا متفکر ہو کر کہا کہ کچھ
معلوم نہیں کیا کہ جو ساحرہ بصد غضب ادھر آتی ہے اسے جھرین جادو ہوشیار ہو جاؤ آمادۂ مرگ
ہو جاؤ زندگی سے مایوس ہو اب اپنے تئیں مردوں میں شمار کرو اس صحرا کو اپنا مدفن و جائے قتل
یقین تصور کرو ہم بھی یہ سمجھ چکے ہیں کہ ہماری قضا ہم کو اس سرزمین پر لائی ہے اب یہاں سے
بقا مقبر کہیں نہ جائیں گے خاک ہماری اسی صحرا کی خاک میں شامل ہو جائے گی افسوس ہزار افسوس
جو تمنا کہ دل میں تھی وہ نہ بر آئی طلسم زلزلہ فتح نہ ہوا کوئی دربند بھی فتح و فیروزی ملے نہ ہوا کوئی
در حلقہ بھی سر نہ کیا حسرت تباہی و بربادی طلسم زلزلہ دل میں رہ گئی ان آنکھوں سے بربادی
طلسم زلزلہ نہ دیکھی جھرین جادو نے پوچھا کہ اے ملکہ تم جو ایسے کلمات اپنی زبان پر جاری کرتی ہو
بتاؤ تو کہ یہ کون ساحرہ زبردست آتی ہے ملکہ نے جواب دیا کہ آگاہ ہو کہ یہ پارۂ ابر نظارہ ملکہ
زنبق سحر ساز مردار خونخوار جادو کا ہے یہ آثار قہر و غضب جو نظر آرہے ہیں یہ اس کی آمد کے
آثار ہیں یہ دادی ہو وصیت جادو بادشاہ طلسم زلزلہ کی ہے ایک مدت دراز و عرصہ بعید سے
گوشہ نشین سامری میں بیٹھی ہوئی تھی آج شاید حسب الطلب شاہ طلسم واسطے ہم سب کے ہلاک کرنے کے
آتی ہے سحر و ساحری میں اس کا مثل و نظیر نہیں ہے اگر اس کو سامری وقت اور جمشید روزگار
کہا جائے تو بجا ہے ساحر مشمش و دیگر ساحران نامور کے سامنے اس کی کچھ اصل و حقیقت نہیں
ہے بھلا ہماری اور تمہاری اس کے رو برو کیا حقیقت ہے اور یہ لشکر ساحران جو ہمارے
ساتھ ہے اس کی کیا اصل ہے ایک دم بھی اس کے مقابل کوئی [illegible] نہیں لا سکتا ہے اور ح طلسمی

بانیان طلسم نے ایک شے نایاب و تحفہ باطل سحر تیار کی ہی لیکن اس کے آگے اُس کی بھی حقیقت
نہین ہی یہ اگر چاہے تو لوح طلسمی کو بھی سیاہ و بیکار کر دے مین نے اپنی مادر سے و دیگر
بزرگون سے اُس کے حالات سحر و ساحری سنے ہین کہان تک بیان کرون یہ ایک
بلاے عظیم ہی اسوقت اس کا آنا اچھا نہین ہی مگر لشکریون کو اس کے حالات مذکور سے
آگاہ نکرنا ورنہ بیدل و خائف ہوکے ابھی سب بھاگ جائینگے کوئی ساحر میدان جنگ مین
ہمارے اور تمھارے لشکر سے نہ ٹھہرے گا لشکر مین تہلکہ پڑ جائیگا بحرین جادو نے کہا کہ
اے ملکہ تم سچ کہتی ہو مین نے بھی اس کی سحر و ساحری کے حالات اپنے بزرگون سے سنے ہین
واقعی اس کے سحر کی پناہ نہین کوئی ساحر تاب سحر نہین لا سکتا اس کے سحر سے بچ نہین سکتا ہی
مگر اے ملکہ ہم مرد میدان نبرد ہین ایسے وقت مین صاحبقران سلطان کیوان شکوہ سے
جدا نہونگے خوف جان سے گریزان نہونگے رفاقت صاحبقران سے ہاتھ نہ اٹھائینگے اگرچہ
قتل و ہلاک ہو جائین شرط رفاقت و وفاداری سے بعید ہی کہ اپنی جان کا خیال کر کے صاحبقران
کشورستان سے علحدگی اختیار کرین ہم اور تم مطیع دین اسلام ہوچکے ہین خالق زمین و آسمان
سے دعا کرو کہ وہی اس بلا سے ہم سب کو بچائے طلسم کشا بھی اس کی شر سے محفوظ رہے اور اپنی
قدرت کاملہ سے ایسا کوئی سبب پیدا کرے کہ جس سے مرام حاصل ہو یہ ساحرہ ہلاک ہو خواجہ
طیفور گردیا نے تقریر ملکہ دلپذیر سحر ساز جادو و بحرین جادو کی سنکے جواب دیا کہ اگر
درحقیقت یہ کوئی ساحرہ زبردست اس طرف براے مقابلہ آتی ہی تو کیا اندیشہ ہی ہراسان نہو
خداوند عالم مالک و قادر و حافظ و نگہبان ہی اس ساحرہ کی کیا حقیقت ہی بڑے بڑے
ساحرون کو ہمارے جد و آبا نے ہیاری قتل کیا ہی ہم بھی عیار ہین اس کی ہلاکت کی کوئی فکر
و تدبیر کرینگے تم نہ گھبراؤ اس نابکار کو آنے تو دو دیکھا جائیگا ابھی خواجہ طیفور گردیا بحرین
جادو و ملکہ دلپذیر سحر ساز جادو سے ہمسخن تھے لشکر جا بجا ہین صف آرا تھا ایک جانب
صاحبقران کشورستان مرکب پر سوار لوح طلسمی گلے مین ڈالے ہوے ہمراہ سپہ سالاری
ہوالہوس قائم لشکر کے آگے سامنے لشکر کے کھڑے تھے اور سردار سپاہ قلب لشکر مین تھے دوسری سمت
شتال جادو مع اپنے لشکر کے صف آرا تھا تخت طاؤسی سحر پر سوار تھا تمام ساحران لشکر
بھی اس کے مختلف سحر کی سواریون پر سوار تھے جھولیان اسباب سحر سے بھری ہوئی دوش پر
تھین ترسول پنسول ہاتھون مین لیے تھے صاحبقران کشورستان و جملہ ساحران ہر دو
لشکر جانب ابر سحر سرخ رنگ بنظر حیرت و تعجب دیکھ رہے تھے شتال جادو مالک ورشند
اول طلسم زلزلہ بصد خوشی و خرمی جانب ابر سحر مذکور دیکھکر کہہ رہا تھا کہ وہ ملکہ زنبق سحر ساز
سردار خواہر جادو بقہر و غضب آتی ہین بعد مدت مدید و عرصہ بعید آج گنبد سامری کے
اندر سے آئی ہین اب طلسم کشا اور لشکر طلسم کشا کی خیریت نہین ہی ایک دم مین سب کا
خاتمہ کر دینگی یہ کہکر جملہ اپنے رفقا و تمامی ساحران سپاہ کو ہمراہ لے کر بزور سحر زمین سے
بلند ہوکر براے استقبال جانے کا ارادہ کیا تھا کہ وہ پارہ ابر سحر سرخ رنگ قریب آکر
اس طرح شق ہوا کہ پہلے برق چمکی بعد کڑک اس زور سے ہوئی کہ پردہ ہاے گوش سامعین
کو صدمہ پہونچا پھر صدا اسکے رعد آئی بعد اس کے سب نے دیکھا کہ تخت طویل زرین سحر پر ملکہ

زنبق سحر ساز مردار خوار جادو باین صورت و ہیئت و سامان بیٹھی ہوئی ہی کہ بالاے
تخت سحر مذکور ابر سحر سایہ فگن ہی اُس ابر سے برق و صداے رعد کا دمبدم ظہور ہوتا ہی پیش پشت
کنیزیں و بیسار ملکہ مذکور چند جلیس و خادمہ بیٹھی ہیں کوئی جلیس اُسکو طائر مردہ دیتی ہی اُس طائر
کو وہ نوچ نوچ کر کھاتی ہی کوئی جام آب دیتی ہی کوئی خادمہ مروحہ جنبان ہی کوئی جلیس
حسب الطلب ساغر پُر اُس کو دیتی ہی کوئی کباب براے گزک دیتی ہی گاہ کوئی خادمہ بایماو
اشارہ اُس کے طائر مردہ دیتی ہی ملکہ مذکورہ طائر مردہ کو برغبت تمام نوچ نوچ کر بصد خوشی
ہنس ہنسکر کھاتی ہی ہنگام خوردن طائر مردہ رال اُس کے دہن گندہ و متعفن سے ٹپکتی ہی
پیرانہ سالی سے کوزہ پشت ہی موے سر مانند مفیلوں کے نہایت سفید ہیں جوڑا بالوں کا
بندھا ہوا ہی چھریاں دست و پا پر پڑی ہیں کرتے چوڑے کا بو دار پہنے ہی لنگا بھی پارچہ سفید کا
ہی ایسا کثیف و دبیز ہی کہ چربی سے کا معلوم ہوتا ہی بالوں میں تیل ناریل کا ہی چہرہ ایسا مہیب ہی کہ
دیکھنے سے خوف معلوم ہوتا ہی آگے اُس کے سیاہی رخ کی سیاہی چہرہ زنگی گویا ایک روشنی ہی
اور سیاہی شب فرقت سامنے اُس کی سیاہی رخ کے کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتی ہی اُس کا چہرہ
دل کافر سے زیادہ سیاہ ہی اور ظلمت کفر کافر سے زیادہ تاریک ہی قیر جو ایک رنگ سیاہ ہی آگے
اُس کے شرماتا ہی دو دانت مثل بیلچے دہن سے باہر ہیں آنکھیں چھوٹی چھوٹی نہایت زرد
ہیں دیکھنے والوں کو دھوکا ہوتا ہی کہ مرض یرقان ہی غرض ایسی سیاہ رو و بدہیئت ہی کہ اگر دن کو
بلا لحاظ تمامی عالم و جملہ خبیثات و شیاطین اُس کو دیکھ لیں تو عجب نہیں کہ خوف سے ڈر کر ہلاک
ہو جائیں اور اگر رات کو اُس کی صورت بدہیئت خبیثات کو نظر آ جاے تو خوف سے جگر اُن کے شق
ہو جائیں کہاں تک حال صورت و لباس و ہیئت ملکہ مذکورہ کا بیان کیجیے کہ لکھنے سے قلم و فقرہ
عاجز ہی سینہ قلم بھی خوف تصور حلیہ و سراپاے ملکہ مذکورہ سے شق ہو گیا ہی بالاے تخت سحر
پر اسباب رکھا ہی ایک پنجرے میں کچھ جانور چھوٹے چھوٹے زندہ بھرے ہوے ہیں سامنے ملکہ
مذکورہ کے ایک انگیٹھی آگ سے بھری ہوئی رکھی ہی گوگل لوبان کافور لونگ وغیرہ ایک
خادمہ اُس آگ پر قدر قدر سے برابر ڈالتی جاتی ہی دھواں ہوتا ہی خوشبو اور بدبو
سے دماغ ملکہ وغیرہ بسا ہوا ہی دھواں انگیٹھی سے اٹھ رہا ہی ہوا سے منتشر ہو رہا ہی حنظل جادو
ملکہ مذکورہ کو دیکھتے ہی آمادہ براے استقبال جانے پر ہوتا ہی ابواقی الفوریہ کو ہمراہ
لیکر براے استقبال زیادہ و بلند ہو کر روانہ ہوا روبرو جا کر بعث باندھکر پیوستہ ہوا اور بعد
سلام کیا اور دست بستہ عرض کیا کہ حضور کے تشریف لانے سے یقین کامل ہوا کہ اب لشکر
و لشکر طلسم کشا کا نام و نشان بھی نہ رہے گا طلسم زلزلہ فتح ہونے سے محفوظ رہیگا آپ کا
مثل و نظیر سحر و ساحری میں روے زمین پر سنتے ہیں ہی سامری و جمشید و ساحر مشش وغیرہ جتنے
ساحر و خداوند گذرے ہیں ان سے بڑھے ہیں آپ کچھ کم نہیں ہیں فی زمانہ آپ سامری و جمشید
کی طرح سحر و ساحری بہت ہیں اگرچہ دعوی خداوندی نہیں کرتی ہیں لیکن سحر و ساحری میں
عالم بے نظیر سامری و جمشید ہیں آپ یہاں کیا آئیں گویا آثار ظہور فتح جنگ ہویدا ہو سکے
طلسم کشا و ہمراہیان طلسم کشا گویا ... و قتلے گویا آپ رہنماے راہ عدم ہیں تنہا چند خادمہ
عورتوں کے ساتھ حضور تشریف لائی ہیں اس کا تعجب ہی نہ ہمراہ لشکر کثیر ہی نہ خیمہ و خرگاہ ہی

نہ خدم وحشم ہے نہ جلوس سواری شاہانہ ہے شاید عقب حضور لشکر ساحران وخیمہ وخرگاہ ہوگا ملکہ مذکورہ نے
اُس کی تعریف کرنے سے خوش ہو کر مانند بلاے عظیم ہنسکر جواب دیا کہ او حنظل جادو او چھوکرے
نادان ونافہم مجھکو ضرورت لشکر ساحران کی کیا ہے ایک چشم زدن مین طلسم کشا وغیرہ کو قتل وہلاک
کرکے چلی جاؤنگی مجھکو یہان ایک دو روز قیام کرنا منظور نہین ہے ہود سربست جادو نے
میرے تئین بذریعہ نامہ اپنے تردد وظہور طلسم کشا سے آگاہ کرکے چاہا تھا کہ طلسم کشا وغیرہ کو
نیست ونابود ہوجانے مین پس مین اُس چھوکرے کی التجا وفرط الفت سے مجبور ہوکر بنا سامری سے
اُنکرا دھر آئی ہون اُسکی خاطر وخوشی مد نظر ہے ابھی طلسم کشا وغیرہ کو تیرے سامنے نیست ونابود
کیے دیتی ہون یہ کہکر خاموش ہوئی حنظل جادو شاہانہ مع اپنے لشکر کے ہمراہ اُسکے اُس کا
استقبال کرکے میدان جنگ مین آیا اب نزدیک سے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ وخواجہ
طیفور رنگریز وبادبحرین جادو وملکہ بہار گل پوش جادو وغیرہ نے ملکہ زنبق سحر ساز مردار خوار جادو
کو دیکھا اکثر ساحر صورت اُس کی دیکھکر ڈر گئے صاحبقران اُس کے چہرے پر نظر کرکے لاحول ولا قوۃ
الا باللہ العلی العظیم اپنی زبان پر جاری کرنے لگے بعدہ ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو سے مخاطب ہو کر پوچھنے لگے
کہ یہ ساحرہ کریہ منظر خبیث صورت کون ہے کیا بدصورت بدہیئت ساحرہ ہے کہ کبھی ایسی کوئی ساحرہ دیکھنے مین
نہین آئی ہے اُس نے کہا کہ اے صاحبقران یہی ملکہ زنبق سحر ساز مردار خوار جادو جدہ شاہ طلسم
زلزلہ ہے یہ اپنے زمانے کی سامری وجمشید ہے اس کا یہان آنا اچھا نہین ہوا بلاے روزگار وآفت دہر
ہے خدا اس کی شر سے آپ کو اور آپ کے تمامی لشکر بچائے مجھکو سخت تردد ہے صاحبقران ذی وقار
نے جواب دیا کہ اے ملکہ کچھ فکر وتردد نکرو اگر یہ ساحرہ بلاے بد ہے تو کیا غم ہے حافظ حقیقی نگہبان
ہر ساعت وہر دم ہے ابھی صاحبقران کشورستان ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو سے ہمسخن تھے کہ ملکہ
زنبق سحر ساز مردار خوار جادو نے بلندی سے اپنے تخت سحر کو زمین سے بقدر قد آدم ہوا پر قائم
کرکے بے تاخیر وتامل سوے لشکر طلسم کشا بغور نظر کرکے ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو کو پہچان کے پکار کر
کہا کہ او چھوکری او بدخواہ شاہ طلسم زلزلہ او گیسو بریدہ تو بھی شریک طلسم کشا ہو کر بربادی وتباہی
طلسم زلزلہ پر آمادہ ہوئی ہے تجھکو بھی یہ لیاقت وجسارت ہوئی کہ ہمراہ طلسم کشا در بیخ حنظلہ میرے آئی ہے جا
میرے سامنے سے دور ہو مجھے تیرے حال پر بہ این خیال رحم آتا ہے کہ تیری مادر شگوفہ سحر ساز جادو
نے میری بہت خدمت کی ہے برسون جسنے اُس نے سحر یاد کیے تھے میری شاگردی کا فخر کرتی تھی
اسوقت لشکر طلسم کشا سے نکل جا یا دست بستہ مجھسے طالب پناہ ہو کر عفو تقصیر چاہ ورنہ تو بھی ان
سب بدخواہون کے ساتھ ہلاک ہوجائے گی دنیا سے سوے عدم جائے گی میرے سحر ادنی سے
بھی جانبر نہوگی ایک دم مین سب بدخواہون کو قتل وہلاک کردونگی کیا تو نے اپنی مادر سے میرے
سحرہاے بے پناہ کی کیفیت وحقیقت نہین سنی ہے کیا تو میرے قہر وغضب وغصے سے ناواقف ہے
ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے بے خوف وخطر بڑھ کر جواب دیا کہ اے ملکہ زنبق سحر ساز مردار خوار
جادو مین تجھکو تمھارے حالات سے آگاہ ہون دراصل سحر وساحری مین کوئی ساحر وساحرہ
تمھارے برابر نہین ہے بیشک میری مادر کو تمنے اکثر سحر تعلیم کیے تھے وہ تمھاری شاگرد تھین
مین بھی شاہ طلسم زلزلہ کی خیرخواہ تھی مگر اب بدخواہ ہون تمنے یہ سنا ہوگا کہ سر دربار حکیم جالوس
نائب شاہ طلسم زلزلہ نے مجھکو ذلیل وناخوش کیا تھا میرے شان ومرتبے کے خلاف اُس نے

مجھسے گستاخی کی تھی میری توہین سر دربار اُس نابکار و بد انجام نے کی تھی آمادۂ قتل بھی ہوا تھا اسیوجہ سے مین نے کہ تجھ خیر خواہی سے قدم نکال کر راہ بدخواہی اختیار کی ہی اطاعت و فرمانبرداری طلسم کشا قبول کی ہی شکر کرتی ہون کہ فرمانبرداری طلسم کشا سے دولت دین اسلام پا چکی ہون پہلے گمراہ تھی اب راہ راست پر آچکی ہون کلمہ شہادتین تو ابھی زبان پر جاری نہین کیا ہی لیکن مطیع دین اسلام ہو چکی ہون یقیناً دین اسلام سے بہتر کوئی دین نہین ہی اور قابل سجدہ و پرستش بجز خالق کون و مکان کے کوئی خداوند نابکار و ناہنجار نہین ہی جسقدر خداوند گذرے ہین اور جو اب دعوی خداوندی کرتے ہین وہ سب گمراہ کنندہ مثل ابلیس کے ہین خدا وہی ہی کہ جو ہر شے پر قادر ہو وہ خداوند قابل سجدہ نہین ہی جو قدرت نرکھتا ہو عاجز و محتاج نصرت و مدد ہو جیسا کہ شاہ طلسم زلزلہ باوجود دعوی خداوندی کرنے کے ایک طلسم کشا سے عاجز ہو گیا ہی تمکو اُس نے واسطے مدد کے طلب کیا ہی اتنی بھی قدرت نہین رکھتا ہی کہ اپنے امور کا حسب دلخواہ انصرام کر سکے اپنے دشمنون کو دفع کر سکے پس اے ملکہ مجھسے یہ امید نرکھو کہ بدخواہی سے باز آؤن کی خیر خواہی شاہ طلسم اور اطاعت تمھاری اختیار کرون کی مر جانا سوے عدم جانا مجھے بدل منظور ہی لیکن اس لشکر سے تمھارے خوف سے نکلنا اور تمسے عفو تقصیر کرانا قبول نہین ہی جو کچھ تمسے ممکن ہو میرے قتل و ہلاک کرنے مین کوشش و فکر کرو میرے حال پر رحم نکرو ہان اگر اپنا انجام بخیر چاہتی ہو تو فرمانبردار طلسم کشا ہو کر مشرف بہ دین اسلام کرو ایک زمانہ دراز تک تم ہر روسے گمراہ رہی ہو اب طریقہ خدا پرستی اختیار کرو راہ راست پر آؤ مدت بقاے طلسم زلزلہ آخر ہو گئی ہی اب ضرور دست طلسم کشا سے فتح ہو جائے گا ملکہ زنبق سحر ساز مردار خونخوار جادو نے یہ تقریر ملکہ مذکورہ کی سنکر از حد غضبناک ہو کے غصے سے کہا کہ او اجل رسیدہ اگر تو میرے حکم پر عمل نہین کرتی تو تیار ہو مجھسے مقابلہ کر ملکہ دیدبہ سحر ساز جادو نے بھی برہم ہو کر صف لشکر سے نکل کر ارادہ مقابلہ کرنے کا کیا تھا کہ ایک ساحر مسمی سمر ہنگ جادو جو نمکخوار قدیم ملکہ آفاق جادو کا تھا وفادار نے صف لشکر سے نکل کر ملکہ دیدبہ سحر ساز جادو سے دست بستہ عرض کیا کہ اے ملکہ عالم آپ توقف کرین تا کہ اس ساحرہ کے لڑنے کے واسطے جاتے ہین میری لڑائی کا تماشہ دیکھین کہ مین نے بھی ایک مدت تک کسب ساحری کیا ہی بیٹھکر پرستش کی ہی اکثر سحر سیکھے ہین اسوقت سے بہتر کونسا وقت ہوگا کہ اپنے جوہر دکھاؤن دست سے سحر و ساحری لڑونگا ملکہ مذکورہ نے اُسکے روکنے اور کہنے سے مجبور ہو کر کہا کہ اے سمر ہنگ جادو اگر تمکو شوق جنگ زیادہ ہی تو اچھا تمھین اس ساحرہ کو جوہر اپنی تیغ سحر کے دکھاؤ مقابلے کے واسطے جاؤ یہ سنکے ساحر مذکور نے خوش ہو کر صاحبقران سے اجازت جنگ حاصل کر کے سامنے جا کر شاہ طلسم زلزلہ کے جا کے کہا کہ اے ملکہ مجھسے مقابلہ کرو کوئی سحر مجھپر کرو اس نے پوچھا کہ تیرا کیا نام ہی بڑی دلیری تو نے کی ہی کہ مجھ ایسی ساحرہ سے سحر و ساحری کے واسطے لڑنے آیا ہی مگر دیوانہ ہی اگر اپنی زندگی سے عاجز ہی تو مجھپر سحر کر اُس نے جواب دیا کہ مین مطیع دین اسلام اور داخل لشکر طلسم کشاے خوش انجام ہو چکا ہون خلاف قاعدہ اہل اسلام پہلے حریف پر سحر نکرون گا جب تیرے سحر سے عاجز ہو نگا اسوقت سحر کرون گا ملکہ زنبق سحر ساز مردار خونخوار جادو نے اپنی ایک خادمہ سے کہ وہ طائفہ خدمت کیا اُس نے پیشگی سے ہتھیار نکال کر اور کاردا اُس کو دیا اُس نے غضبناک ہو کر سحر پڑھکر

حلق طائر نامہ کو پیچ پھیری ہی تھی کہ تا سینہ و جگر چاک کیا ادھر سرہنگ جادو کا یہ حال ہوا کہ حلق سے
تا سینہ و جگر چاک ہو گیا قلب و جگر سینے سے نکل آیا ملکہ مذکورہ نے اُس کے قلب و جگر کی طرف دیکھ کر
ایسا اشارہ کیا کہ فی الفور قلب و جگر سرہنگ جادو کے سینے سے جدا ہو کر اُس کے ہاتھوں میں پہنچے
اس نے فی الفور [illegible] غضب قلب و جگر کو چبا یا ادھر سرہنگ جادو کہ اژدر سحر پر سوار ہو گیا تھا
خاک پر گر کے تڑپ کے مر گیا علامت مرگ ساحر ظاہر ہوئی تاریکی ہوئی صاحبقران وغیرہ کو لشکر کے
ہلاک ہو جانے کا رنج ہوا نہنگ جادو نے جو دیکھا کہ میرا برادر کام آیا تاب تحمل نہ لا کر صف لشکر سے
نکل کر صاحبقران سے اذن جنگ لے کر عقاب سحر پر سوار ہو کر کارزار سحر آشوب میں کہ گرد و پیش
ملکہ زنبیق سردار خونخوار سحر ساز جادو کے جا کر پکارا کہ او ظالمہ تو نے غضب کیا کہ میرے برادر
خورد کو قتل کیا قلب و جگر کو اُس کے چبا کر کھا لیا اُس کے غم میں دنیا میری نظر میں تیرہ و تار ہے
تجھے بھی سحر کر برادر سے ملحق کر دے ملکہ نے پوچھا کہ او اجل رسیدہ نام تیرا کیا ہے اُس نے کہا
کہ میرا نام نہنگ جادو ہے ملکہ نے اُس کا نام سنکے غضبناک ہو کے کہا کہ او ستمگر ام میں نے تجھکو بھی
پہچانا ملکہ آفاق جادو حافظ نیتہ فنا کا افسر ہے وہ تیرا بھائی بھی سردار سپاہ تھا جس کو ابھی میں نے
قتل کیا ہے یہ کہکر ایسا جادو [illegible] طالب کیا [illegible] عصفور نے اُس کے حوالے کیا ملکہ نے سحر پڑھ کر
کارد اُس کے حلق پر رکھکر ایک خط تا سینہ و شکم کھینچا یعنی حلق سے تا سینہ و شکم چاک کیا ادھر نہنگ
جادو کا حلق سے تا شکم چاک ہو گیا تو وہ اگر عقاب سحر سے پلاسے خاک گرا ملکہ نے اُس کے قلب و جگر
کی طرف دیکھ کے پڑھ کر اشارہ کیا فی الفور قلب و جگر نہنگ جادو کا سینے سے نکل کر اُس کے
روبرو گیا اُس نے ان کو چبا کر چوس کر پھینک دیا اسی طرح گلزار جادو و نرگس جادو و [illegible] جادو
و [illegible] جادو و [illegible] جادو و کیو و [illegible] کہ سرداران لشکر ملکہ آفاق جادو و [illegible] جادو سے
[illegible] براے مقابلہ اپنے لشکر سے نکل کر سامنے ملکہ زنبیق سحر ساز خونخوار
جادو کے گئے ان کے سحر نے اُس پر تاثیر نہ کی آخرکار مانند سرہنگ جادو و نہنگ جادو
کے پانچوں ساحران نامبردہ بھی کام آئے قلب و جگر ان سب کے بھی ساحرہ مذکورہ نے
[illegible] قوم الرعد [illegible] کے بعد باواز بلند پکار کر کہا کہ او چھوکری دبیبہ سحر ساز کیا کھڑی تماشہ
دیکھ رہی ہے ادنی ساحروں کو لشکر سے میرے روبرو بھیج رہی ہے تو خود آ کر میرے مقابلہ کر تحمل
اپنا دیتا [illegible] کا مزا چکھ یا کسی ساحر زبردست [illegible] زندگی کو میرے روبرو براے
مقابلہ بھیج یا طلسم کشا کو جس کے پاس لوح طلسمی ہے اُسی کو براے مقابلہ روانہ کر دیکھوں تو سہی کہ
طلسم [illegible] طلسم زلزلہ صاحب لوح طلسمی ہو کر مجھ سے کیونکر بچا دلہ و مقابلہ کرتا ہے ملکہ دبیبہ سحر ساز
جادو نے کلمات طعن آمیز اُس کے سنکے لشکر سے نکل کر ارادہ اُس سے مقابلہ کرنے کا کیا تھا چاہتا تھا
کہ طاؤس سحر اپنا بڑھائے کہ یکایک صاحبقران کشورستان نے اپنے مرکب اصلی سے اتر کر مرکب
دیگر پر سوار ہو کر ملکہ دبیبہ سحر ساز جادو کو روک کر کہا کہ اے ملکہ تم اس ساحرہ بلا سے درمان
سے مقابلہ نکرو ہم اس کے مقابلے کے واسطے جاتے ہیں سات بندگان خدا قتل ہو چکے ہیں
لاشے اُن کے سامنے پڑے ہوئے ہیں ہمیں منظور نہیں کہ تمکو بھی مانند ان مقتولوں کے
زمین پر لٹا دیکھیں اور اس ساحرہ کے کلمات طعن و تشنیع آمیز سنیں یہ فرما کر بعجلت تمام شمشیر آبدار
نیام سے کھینچکر سمند کو مہمیز کیا مرکب مانند باد تند و تیز سامنے اُس ساحرہ بدبلا کے جا پہنچے

صاحبقران کشورستان نے نعرہ کوہ شگاف کرکے وار شمشیر آبدار کا ہاتھ بلند کر کے غصے مین
کیا ساحرہ مذکورہ نعرہ صاحبقران سے تھرا کر سحر نہ پڑھ سکی نہ کسی طائر کے حلق پر کارد رکھکر
ایسی حالت مین سینہ و شکم طائر چاک کر سکی ہلاکت صاحبقران سے باز رہکر حفاظت جان مین
مصروف ہوئی یعنی جب برق شمشیر صاحبقران ذی وقار سر پر اُس کے چمکی فی الفور اسلیے سحر
پڑھکر سوے چہرہ و سینہ امیر کشورگیر اس طرح پھونکا کہ اُس کے دہن سے بدبو دود غلیظ بکثرت
نکلکر چہرہ و سینہ صاحبقران تک وہ دھوان متعفن کہ بدتر از بوے مردہ چوپایہ آفتاب رسیدہ
تھا پہونچا اُس کی بدبو سے دماغ صاحبقران ایسا متعفن ہوا اور ایسا دم گھبرایا اور دم لبو پر
آیا کہ ہاتھ تلوار کا اُس کے سر پر نہ پڑ سکا شمشیر اُس کے سر سے اونچی ہی رہی شمشیر آبدار آشنائے سر
نہوئی اور اُسی دود غلیظ و بدبو سے لوح طلسمی سیاہ ہو گئی مشہور ہے کہ بوے بد خوشبو پر اکثر
غالب آجاتی ہے اور خباثت اکثر موکلان پاک و نیک علیحدگی اختیار کرتے ہین ابر سیاہ و کثیف
بیشتر آفتاب تابان پر آجاتا ہے روشنی مہر جاتی رہتی ہے ظلمت ابر سیاہ نور آفتاب پر غالب آجاتی ہے
مہر تابان کو چھپا دیتی ہے اگر دود سیاہ غلیظ و سیاہ و بدبو سے لوح طلسمی سیاہ ہو گئی یا مائل بہ تیرگی
ہو گئی تو جاے اعتراض نہین ہے غرضکہ جب حالت صاحبقران کی اُس تاریکی و دود غلیظ مرقوم سے
متغیر ہوکر نوبت بیہوشی ہوئی اور مرکب صاحبقران نابینا ہوکر اُس دھوین مین گھٹ کر ہلاک ہوکر
زمین پر گرنے لگا ملکہ دلبر سحر ساز جادو نے بحرین جادو سے مخاطب ہوکر مضطربانہ و بیتابانہ
کہا کہ جلد صاحبقران کشورستان کی خبر لو دیکھو مع مرکب زمین پر گرے ہین کہین ملکہ زنبق
سحر ساز مردار خوار جادو مثل ساحران مقتول کے کام ان کا بھی تمام نکر دے یا لوح طلسمی
گلے سے اُتار کر برق بن کر یا دیگر طور سے صاحبقران کو قتل و ہلاک نکرے جلد جا کر اسی حالت مین
امیر با توقیر کو اس تاریکی دود غلیظ و بدبو سے لیکر کسی طرف چلے جاؤ تاخیر نکرو ورنہ غضب
ہو جائیگا صاحبقران قتل و ہلاک ہو جائینگے شرط رفاقت و وفاداری یہی ہے کہ ایسے وقت
بد مین کام آؤ اپنے جان کے جانے کا اندیشہ نکرو جان نثاری و سرفروشی کا یہ وقت ہے خواجہ
طیفور کردیا اگرچہ موجود ہین مگر اُن کے اوپر بھروسہ نکرو وہ اگر دلیرانہ اس تاریکی دود غلیظ و
بدبو مین پر لے خبر گیری صاحبقران جائینگے بھی تو کیا کرینگے ہرگز امیر با توقیر کو نہ بچا سکینگے
خود بھی مثل صاحبقران بیہوش ہو جائینگے اس تاریکی و دود غلیظ کو اور اس وقت کو غنیمت
جان کر زنبور سحر پنجہ بنکر امیر کشورگیر کو جلد یہان سے کسی طرف لے جاؤ اس ساحرہ بدبلا کو تاریکی مین
ثبوت نہو گا کہ صاحبقران کو کون لے گیا کیا واقعہ اُن پر گذرا بحرین جادو نے موافق کہنے ملکہ
دلبر سحر ساز جادو کے عمل کیا یعنی زنبور سحر پنجہ بنکر اس تاریکی دود غلیظ و بدبو مین سے
صاحبقران کو اُٹھا کر سوے فلک بلند ہوکر ایک سمت کی راہ لی بعدہ ملکہ دلبر سحر ساز جادو
نے اپنی نواسی ملکہ بہار گل پوش جادو سے کہا کہ اے دختر نیک اختر تجکو لازم ہے کہ خواجہ طیفور کردیا
کو جلد تر لے جا ان کا بھی یہان رہنا مناسب نہین ہے مین بھی بعد تیرے جانے کے اگر ممکن ہوگا تو
آؤنگی ملکہ بہار مذکور بھی پنجہ بنکر خواجہ موصوف کی کمر مین لپٹ کر زمین سے اُٹھکر
سوے فلک بلند ہوکر جس طرف بحرین جادو صاحبقران کو لے کر گیا تھا روانہ ہوئی ادھر ملکہ
زنبق سحر ساز مردار خوار جادو نے بخیال ہلاک و نیست و نابود کرنے طلسم کشا و تمامی مردان

سیاہ طلسم کشاے طلسم زلزلہ کے اسماے سحر زبان پر جاری کرکے سحر دیگر یہ کیا کہ اپنے بالون کے
جوڑے کو کھول کر موے سر کو پریشان کیا سر کے بالون کا پریشان کرنا تھا کہ دود سحر بکثرت وبے حد
موے سر سے پیدا ہوکر سوے فلک جاکر منجمد ہوکر بصورت ابر ہوکر لشکر طلسم کشا پہ محیط ہونے لگا زمین
سے تا بلندی مانند کوہ وہ دود سحر برابر جانے لگا اور سحاب بنکر پھیلنے لگا اسی حالت مین ملکہ دیدبہ
سحر ساز جادو کہ واقف تاثیر سحر ملکہ زنبق سحر ساز مردار خوار جادو تھی اپنے تمامی ساحران لشکر
سے گویا ہوئی کہ جلد یہان سے بھاگو فکر چارہ گری کرو ورنہ تم سب نیست ونابود ہوجاؤگے اس دود سحر
مین گھٹ گھٹ کر مر جاؤگے ایک آن مین یہ دود سحر تم سب پر محیط ہوکر چہار طرف سے گھیر لیگا پھر نکل
نہ سکوگے مین بھی فکر چارہ گری کرتی ہون اس دھوئین سے حتی الامکان نکلتی ہون تم سب بھی میرے ہی
ساتھ چلو دیر نکرو ابھی ملکہ مذکورہ یہ کہہ رہی تھی کہ اُس دود سحر غلیظ وسیاہ وبدبو نے محیط ہوکر سب کو
گھیر لیا ملکہ دیدبہ سحر ساز جادو بزور سحر برق بنکر چمک کر زمین سے بلند ہوئی چند ساحر بھی بعنوان مختلف
یعنی اکثر بصورت طائران رنگا رنگ بنکر اُڑے مگر کوئی اُس دھوئین سے نکل نہ سکا ایسا دم گھٹا
کہ ہلاک ہونے لگے زمین پر گر کے تڑپ تڑپ کر مرنے لگے علامت ان کے مرنے کی ظاہر ہونے لگی
تاریکی وظلمت ہویدا ہونے لگی ہواے تند چلنے لگی اب بہ نسبت قبل زیادہ تیرگی وتاریکی ہونے لگی
سحر کے پیران ساحران مقتول ومردہ کے شور ونالہ کرنے لگے اندھیرا دم بدم زیادہ ہونے لگا ملکہ
دیدبہ سحر ساز جادو نے ہر چند چاہا کہ اُس ابر دود سحر کو توڑ کر نکل جاے مگر ممکن نہوا ملکہ زنبق سحر ساز
مردار خوار جادو نے دیکھ لیا پکار کر کہا کمراو باغیہ او چھوکری کہان جاتی ہے تیری بھی یہ مجال وطاقت
ہے کہ میرے دود سحر سے نکل جائیگی جان بچا کر ٹل جائیگی یہ کہکر پھر کچھ اسماے سحر زبان پر جاری کرکے
اپنے بالون کی لٹون کو جنبش دی اور کچھ اشارہ انگشت سے سوے فلک کیا دھوان سفید بالون کی
لٹون سے بہ نسبت قبل زیادہ نکلنے لگا بوے بد زیادہ پھیلنے لگی تاریکی وتیرگی زیادہ تر ہونے لگی
ایسی صورت مین ملکہ دیدبہ سحر ساز جادو تاب بدبوے دود غلیظ سحر نلاکر اُس دھوئین مین گھٹکر
مجبور ولاچار ہوکر مثل بیہوشون کے جانب فلک سے گرنے لگی یہان تک کہ رفتہ رفتہ قریب تخت
سحر ملکہ زنبق سحر ساز مردار خوار جادو کے بیہوش وبدہوش ہوکر گری ملکہ زنبق سحر ساز مردار خوار
جادو نے اُس کو بیہوش دیکھکر ہلاک کرنا مناسب نہ جان کر زمین سے اُٹھوا کر اُس کو اپنے تخت سحر پہ
ڈالدیا بعد تھوڑی دیر کے اپنے سحر کو خود دفع کرکے جو دیکھا تو بائیس ہزار ساحر صحرا مین مردہ
پڑے ہوے ہین سب دود سحر بدبو وغلیظ سے گھٹ گھٹ کر مرگئے ہین صحرا تمام مردون مذکور
سے دور تک بھرا ہوا ہے بجز ان مردہ ساحرون کے روے زمین صحرا اُس میدان جنگ مین نظر
نہین آتی ہے یہ رنگ میدان جنگ دیکھکر سمجھی کہ طلسم کشاے طلسم زلزلہ وعیار طلسم کشا بھی انھین
مردون مین مردہ پڑے ہون گے اُس کا تلاش کرنا عبث ہے اور لوح طلسمی طلسم کشا کے گلے سے
اُتار کر اپنے تحت وقبضے مین کرنا بھی بے سود ہے کیونکہ میرے دود بدبو دار دہن سے لوح طلسمی
سیاہ وبیکار ہوگئی ہوگی یہ خیالات کرکے کچھ فکر وتلاش طلسم کشا وعیار طلسم کشا وحصول لوح طلسمی
نکرکے حنقل جادو سے مخاطب ہوکے کہا کہ دیکھا تو نے لشکر طلسم کشا وطلسم کشا کو مین نے کس طرح
تھوڑی ہی دیر مین نیست ونابود کردیا اب کوئی بھی دشمنون سے زندہ ہے جو دم مست جادو
جیسو کرے کی الفت مین یہان تک میرا آنا ہوا گنبد سامری سے بعد زمانہ بعید میرا اُٹھنا ہوا خیر اُس

پچھوکرے کی خوشی مجھے مطلوب تھی بلے اب مین تو سوے گنبد سامری جاتی ہون اس فتحیابی کی خبر
اپنے حاکم و مالک کو کر دینا تمام حال میرے آنے کا اور جو کچھ یہان گذرا ہی اُس سے اپنے شاہ کو آگاہ
کر دینا مین بھی یہان سے جا کر ایک نامہ ہود سر مست جادو کو لکھون گی رقم کرونگی کہ اب بخوف و خطر
با آرام و راحت شب و روز بسر کرین مین نے تیری خاطر و خوشی کے خیال سے تیرے سب دشمنون کو نیست
و نابود کر دیا لوح طلسمی کو بھی بیکار کر دیا اب طلسم زلزلہ کبھی کسی سے فتح نہوگا کیونکہ نہ طلسم کشا رہا اور
نہ لوح طلسمی بکار آمد رہی حنظل جادو نے دست بستہ بڑھ کر عرض کیا کہ یہ حضور ہی کے سبب سے
فتحیابی ہوئی ورنہ طلسم کشا سے کوئی ساحر لڑ سکتا تھا اور اُس کو ہلاک کر سکتا تھا واقعی حضور کا سحر و
ساحری بے مثل و نظیر ہے دہ دنیا پر نہین ہی عجب کارنمایان کیا ہی عقل حیران ہی جہان تک حضور کی
تعریف کی جائے کم ہی اگر آپ تشریف نہ لاتین ہرگز یہ طلسم ٹوٹنے سے نہ بچتا طلسم کشا بہدایت لوح
طلسمی ضرور فتح کرتا ساحران طلسم سے کسی کو زندہ نہ چھوڑتا جو اُس کا شریک نہوتا وہ اُس کو تہ تیغ کرتا
اب یہ طلسم برقرار رہے گا یقیناً کسی سے فتح نہو سکے گا آپ نے جملہ ساکنان طلسم کی جانین بچالین
طلسم زلزلہ کو تباہی و بربادی سے بچا لیا شہنشاہ ساحران یعنی شہر طلسم کشا سے محفوظ رہے جان
اُن کی بچ گئی سب تردد و انتشار دل سے دور ہوگیا آپ کے برکت قدم سے یہ مرحلہ تردد سر ہوگیا
حسب الحکم حضور یہ فدوی عرضی مشعر تمام حالات جنگ و فتحیابی خدمت شہنشاہ میں جلد تر ارسال
کرے گا حضور کے اس کارنمایان کو بھی مفصل تحریر کرے گا شہنشاہ فلک بارگاہ اس خبر سے
از حد شادمان ہونگے آپ کی بے حد تعریفین کرینگے اس فتحیابی کا ضرور جشن عظیم کرینگے
شاہان طلسم کو نامے روانہ کر کے طلب کرینگے شہرہ آپ کے اس کارنمایان کا تمام عالم مین ہو جائیگا
حضور تشریف لے جانے پر آمادہ ہین اگر چندے در بند اول طلسم مین آپ قیام پذیر ہوئین تو
باعث فخر و افتخار و سرفرازی اس نمکخوار قدیم کا ہوتا ملکہ مذکورہ نے جواب دیا کہ مجکو بضرورت
جانا منظور ہی یہان توقف نہین کر سکتی یہ کہکے تخت سحر اپنا بلند کر کے اور اسی بر سحر مائل بسرخی مین
پنہان کر کے اُسی کر و فر سے سوے گنبد سامری روانہ ہوئی ادھر حنظل جادو نے اپنے لشکر
کے بصد خوشی و خرمی اپنے در بند مین داخل ہوا اور اپنے قصر مین جا کر ایک عرضی متضمن تمام حالات
جنگ و فتحیابی و شکست لشکر بیضا آوری ملکہ زنبق سحر ساز مردار خوار جادو تحریر کر کے ایک طائر سحر
کے حوالے کر کے حکم دیا کہ جلد جا کر یہ عرضی شہنشاہ ساحران کو پہونچا طائر نامبر عرضی لے کر روانہ
ہوا بعد قطع راہ بعید اُسوقت پہونچا کہ شہنشاہ ساحران ہود سر مست جادو سر دربار اپنے
تخت حکومت پر بیٹھا ہوا تھا اہل دربار حاضر دربار تھے یکایک طائر سحر مذکور نے عرضی مذکور
روبروے شہنشاہ طلسم زلزلہ ڈالدی ہود سر مست جادو مالک و حاکم طلسم زلزلہ نے وہ عرضی
اُٹھا کر میر منشی کو دے کر حکم دیا کہ اس عرضی کو باآواز بلند پڑھ تاکہ سب اہل دربار سنین اُس نے
حاکم کی تعمیل کی شاہ طلسم عرضی مسطور از ابتدا تا انتہا لفظ بلفظ و حرف بحرف سنکے کثرت خوشی سے
مثل گل کے شگفتہ ہوا نہایت خوش ہوا اہل دربار بھی از حد خوش ہوے مفصل حال شاہ طلسم
کی خوشی کا آئندہ تحریر ہوگا فی الحال ذکر ملکہ زنبق سحر ساز مردار خوار جادو کا رقم کیا جاتا ہی
کہ جب یہ ساحرہ مذکورہ بصد خوشی قطع راہ کر کے قریب گنبد سامری اپنے در قصر عالیشان
و شاہانہ پر پہونچی جملہ ملازم مانند دربان چوبدار وغیرہ کے جو وہان موجود تھے دیکھتے ہی

بعدہ شاہ طلسم زلزلہ کو باادب کھڑے ہو گئے سب نے سلام کیا اہل لشکر کو بھی یہ خبر ہوئی کہ ملکہ عالم
نے تنہا جاکر لڑائی کو فتح کیا سرداران سپاہ ملکہ مذکور وغیرہ کو بھی خوشی ہوئی ملکہ زنبق سحر ساز
مردار خونخوار جادو تخت سحر سے اتر کر اپنے قصر میں داخل ہوئی عورتیں ملازم یہ کہتی ہوئی گروہ گروہ
دوڑیں کہ ملکہ عالم تشریف لائیں سنا ہے کہ لڑائی فتح کر آئیں طلسم کشا وغیرہ کو نیست و نابود کر آئیں
قابل تعریف کار نمایاں کر آئیں جب روبرو ملکہ کے آئیں سب نے بادب سلام کیا ملکہ مذکورہ نے
داخل قصر ہو کر تھوڑی دیر راحت پذیر ہو کر ایک نامہ بعد القاب و آداب اس مضمون کا بنام مہرست
جادو شاہ طلسم زلزلہ کو لکھا کہ اے نور نظر پارۂ جگر اے ناز پروردہ من آگاہ ہو کہ میں نے
تیری خواہش و تحریر کے موافق دربند اول طلسم زلزلہ پر جاکر ایک دم میں طلسم کشا و اتباع طلسم کشا
کو ہلاک و قتل کیا ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو باغیہ کو اسیر کر لیا اطلاعاً تجھکو لکھا گیا غالباً عرضی حنظل جادو
مالک دربند اول سے بھی تمام حال جنگ و فتحیابی تمکو معلوم ہوا ہوگا اب با آرام و راحت بےخوف و
خطر عیش و عشرت دنیا میں بسر کر ہمیشہ حکمران رہ فرمانروائی طلسم زلزلہ مدام تجھکو نصیب ہو
زیادہ کیا لکھا جائے جب ایسے مضمون نامہ لکھ چکی سرنامہ درست کر کے اپنی مہر سے مزین کر کے
ازلال جادو اپنے سپہ سالار کو طلب کر کے پہلے نامہ مذکور اسکو دیا بعدہ ایک تختی منقش
تحفۂ حیات طلسمی سے نکال کر اسکو دے کر کہا کہ اے ازلال جادو یہ نامہ میرا جلد جاکر مہرست
جادو حاکم طلسم زلزلہ کو دینا اور جب وہاں سے اس طرف آنا تو اس تختی کو ہمارے ابر سحر کو جو کہ
ہمارے قصر پر محیط ہے دکھانا ایک در پیدا ہوگا اسی دروازے سے ہم تک آنا حالات دربار
شاہ طلسم بیان کرنا اور اگر بغیر اس تختی کے ہم تک آنا چاہیگا تو ہرگز نہ آسکے گا بلکہ تجھکو ضرر
پہونچیگا سوا اس کے اس تختی کی یہ بھی تاثیر ہے کہ اگر صاحب اس تختی کا تخت چوبی یا زرین پر بیٹھکر
بغیر پڑھنے سحر کے سوئے فلک بلند ہونا چاہے تو اس تختی کو اپنے کف دست راست پر رکھکر
ہاتھ کو سوئے فلک اونچا کرے فوراً تخت زمین سے بلند ہو کر بروش ہوا مانند ابر رواں ہوگا
اور اگر چاہیں بلندی سے بالا سے زمین اترنا چاہے تو کف دست چپ پر تختی رکھے اتر آئیگا علاوہ اور بھی بہت ایسی صفتیں
ہیں کہ ان کا بیان کرنا تجھے کچھ ضرور نہیں ہے اس کو بحفاظت اپنے پاس رکھنا کیونکہ تحفۂ حیات
طلسمی سے ہے دست بدست بزرگوں سے مجھ تک یہ تحفہ پہونچا ہے اور یہ تختی تجھکو اس غرض سے
اعتباراً دی گئی ہے کہ میری نشانی تیرے پاس رہے کوئی غیر تجھ تک نہ آنے پائے اور یہ ابر سحر
میں نے اپنے قصر پر بخیال خوف عیار طلسم کشا کیا تھا اور طغل جادو کو مع اس کی مادر گلپیان
جادو کے یہاں سے ایک منزل آگے درۂ کوہ و دامن دشت میں برائے اسیری عیار طلسم کشا
مقرر کیا تھا چنانچہ اب تک وہ دونوں اسی جگہ ہیں اب میں سب دشمنوں کو تنہا ہلاک و
قتل کر کے آئی ہوں کچھ خوف باقی نہیں رہا ہے ان ساحروں کو وہاں سے بلا لونگی اور اس
تختی کے حالات کسی غیر سے بیان نکرنا ورنہ وہ ایسی نایاب شئے کو تجھسے لے لیگا ازلال
جادو تمام تقریر اپنی مالکہ کی سنکے نامہ لیکر پوشاک نفیس درباری پہنکر نامہ کو اپنی دستار میں
رکھکر تختۂ سحر پر بیٹھکر سوئے دربار شاہ طلسم زلزلہ روانہ ہوا یہاں ملکہ زنبق سحر ساز مردار خونخوار
جادو نے بعد روانہ کرنے ازلال جادو کے بجائے خود خیال کیا کہ اے ملکہ ذرا اپنے علم
کو ملاحظہ کر اور دریافت تو کر کہ دربند اول طلسم زلزلہ پر جنگ و جدال کے وقت طلسم کشا

اور عیار طلسم کشا بھی ہلاک ہوئے یا زندہ ہیں لیکن ظاہر تو کسی کو تو نے زندہ نہیں رکھا ہے سب کو اپنے
سحر سے قتل و ہلاک و اسیر کیا ہے یہ خیال کر کے تخلیے میں بعلم کہانت و بزور سحر پتلہ سحر سے دریافت کیا
تو معلوم ہوا کہ طلسم کشا و عیار طلسم کشا دونوں ابھی تک زندہ ہیں جنگاہ سے دونوں کو ہنگام جنگ
ملکہ بہار گل پوش جادو و سحر میں جادو لے گئے ہیں عیار طلسم کشا برائے عیاری یہاں آئے گا
وہی تیرا قاتل ہے جب یہ حال بعلم کہانت اور پتلہ سحر سے معلوم و ثابت ہوا ملکہ زنبق سحر ساز
سردار خوار جادو کو تردد ہوا اُڑ گیا رنگ رخ اُڑ گیا زانو پر ہاتھ مار کر کہا کہ افسوس ہزار افسوس
ابھی تک دشمنان قوی زندہ ہیں میں نے سخت دھوکا کھایا نامہ بھی بدست ازلال جادو روانہ
کر دیا کیا معلوم تھا کہ طلسم کشا اور عیار طلسم کشا دونوں زندہ ہیں قتل و ہلاک نہیں ہوئے ہیں
ورنہ نامے میں حال قتل طلسم کشا و عیار طلسم کشا تحریر نہ کرتی خیر جو ہونا تھا وہ ہوا اب حفاظت
اپنی جان کی کرنا ضرور ہے خوب ہوا کہ میں نے بقاعدہ کہانت اور پتلہ سحر سامری سے حال طلسم کشا
و عیار طلسم کشا دریافت کیا اور ابر سحر کو اپنے قصر پر سے دفع نہیں کیا اور طفیل جادو
نگہبان جادو کو صحرا سے طلب نہیں کیا یہ تدبیر بجائے خود کر کے بند و بست و انتظام اسیری
عیار طلسم کشا حسب دلخواہ کر کے یہ عہد کر کے اپنے قصر میں بیٹھی کہ تا وقتیکہ عیار طلسم کشا اپنے
قاتل کو اسیر و قتل نہ کر لوں گی اپنے اس قصر سے کہ زیر ابر سحر ہے اور بجائے پناہ و امن دشمن ہے
ہرگز ہرگز کہیں نہ جاؤں گی کیونکہ چند روز گران میں خوف ہلاکت جان ہے یہاں تو ملکہ زنبق سحر ساز
سردار خوار جادو بخوف ہلاکت خود اپنے قصر میں کہ بالائے قصر ابر سحر ہے اور وہ ایسا ابر سحر ہے
کہ اُس کے نیچے عیار طلسم کشا سے طلسم زلزلہ آجائے تو اُس ابر کو چاک کی مانند گردش ہو دریافت
ہو جائے کہ عیار طلسم کشا آگیا ہے مگر اب حال ازلال جادو کا لکھا جاتا ہے کہ ساحر مذکور نامہ لیے ہوئے
سیر دشت و کوہ کرتا ہوا بصد خوشی و خرمی راہ طے کرتا ہوا ایسے وقت میں روبروئے شاہ طلسم زلزلہ
پہونچا کہ وہ مردود ونا بکار بہزار خوشی و شادی تخت حکومت پر بیٹھا ہوا تھا کوئی فکر و تردد و رنج و
صدمہ اُس کو نہ تھا عرضی حنظل جادو مالک دربند اول طلسم زلزلہ مشتمل فتحیابی و مشعر قتل و ہلاکت
طلسم کشا و عیار طلسم کشا وغیرہ آچکی تھی بعد حیرت اطمینان ہو چکا تھا اس فتحیابی کے جشن کا ارادہ
تھا اہل دربار بھی بصد خوشی دربار میں بیٹھے ہوئے تھے ساریق بن بقا و سخنگان بھی دربار
میں موجود تھے کہ یکایک شہنشاہ ساحران ہو د مست جادو یا دشاہ طلسم زلزلہ نے اپنا سر
اُٹھا کر دیکھا ازلال جادو نے حسب قاعدہ سلام کیا شاہ طلسم مذکور نے پوچھا کہ تیرا نام کیا ہے
کہاں سے آیا ہے اُس نے عرض کیا کہ اسم اس فدوی کا ازلال جادو ہے مقام گنبد سامری سے
آیا ہوں نامہ ملکہ زنبق سحر ساز سردار خوار جادو کا لایا ہوں انھیں کے لشکر کا سپہ سالار ہوں
شاہ طلسم نے اُس کی یہ گفتگو سُنکے نامہ طلب کیا اُس نے نامہ دیا شاہ نے نامہ میر منشی کو دیکر
حکم دیا کہ با آواز بلند پڑھ اور ازلال جادو کو باشارہ بیٹھنے کو کہا وہ موافق اپنے مرتبے کے دوبارہ
سلام کر کے بیٹھا میر منشی نے حسب الحکم با آواز بلند نامہ مذکور اول سے آخر تک پڑھا شاہ طلسم
زلزلہ تمام و کمال عبارت نامہ سُنکے بے حد اپنی دلدہی کی تعریف و ثنا کر کے خوش و خرم ہوا یقین
کامل ہو گیا کہ طلسم کشا و عیار طلسم کشا و مردان لشکر طلسم کشا قتل و ہلاک ہو گئے کوئی زندہ
نہ رہا عرضی حنظل جادو کے آنے سے ہی یقین ہوا تھا اب یقین کامل ہو گیا کہ طلسم کشا وغیرہ

سب قتل ہوگئے کوئی باقی نہین رہا صرف ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو زندہ رہی اُس کو اسیر
کرلیا بعد یقین کامل ہونے کے از حد خوش ہو کر تاج شاہی کو اپنے سر پہ کج رکھکر اہل دربار سے
مخاطب ہو کر گویا ہوا کہ اے اہل دربار بادولت واے بندگان نیک سیرت آگاہ ہو کہ اب
ہمکو اطمینان تمام حاصل ہوا تردد دفع ہوگیا طلسم ہمارا شر طلسم کشا سے محفوظ رہا طلسم کشا کو مع
اُس کے لشکر کے ہماری جدہ نے ایک دم مین قتل کیا لوح طلسمی کو بیکار کردیا جیسا کہ تم سب نے
ابھی عبارت نامہ سے تمام حال جنگ سُنا اب ہمکو مناسب ہے کہ اس خوشی کا جشن عظیم کرین پھر
اشتفاق جادو اپنے وزیر دوم سے مخاطب ہو کر کہا کہ اے وزیر خوش تدبیر جلد سامان جشن عظیم
پروانجات نام بنام ساحران معزز طلسم زلزلہ کو لکھوا کر روانہ کر سب کو اس جشن کی شرکت مین
طلب کر از انجملہ تمامی مالکان دربند خصوصاً حنظل جادو کو بھی طلب کر کشتیان خلعت کی ہزارہا
فراہم و مہیا کر ارباب نشاط کو طلب کر بزم عشرت ایسی آراستہ کی جائے کہ کبھی کسی نے ایسی
نہ دیکھی نہ سنی ہو بالفعل کشتی خلعت کی واسطے ازلال جادو نامہ دار کے طلب کر وزیر مذکور نے
حسب الحکم کشتی خلعت طلب کر کے حکم شاہ طلسم سے ازلال جادو کو خلعت دیا وہ خلعت سے
متخلع ہو کر خوش خوش تسلیم بجالایا شاہ طلسم زلزلہ نے ایک نامہ اپنی جدہ ملکہ زنبیق سحر ساز
مردار خوار جادو کو مشتمل شکریہ و احسان عظیم لکھوا کر سر نامہ کو اپنی مہر سے مزین کر کے
حوالے ازلال جادو کر کے اُسے رخصت کیا وہ نامہ شاہ طلسم سے لیکر خلعت فاخرہ پہن کر
تسلیم بجالا کے تخت سحر پر سوار ہو کر سوے گنبد سامری روانہ ہوا حال اس کا بمقام مناسب
لکھا جائے گا یہان اشتفاق جادو نے شاہ طلسم سے عرض کیا کہ فدوی حسب الحکم سامان
جشن کرے گا چند روز کے بعد بزم عشرت آراستہ کی جائے گی فی الحال پروانے اور عرضنامے
مالکان دربند و مالکان قلعہ و دریا و صحراے طلسم زلزلہ کو لکھوا کر روانہ کیے جاتے ہین سوا ان کے
جس قدر معزز ساحران طلسم مین اُن کو بھی پروانے ارسال کیے جاوین گے ایک نامہ حضور کی
طرف سے ملکہ عالم جدہ حضور کو بھی مشتمل شرکت جشن فتح جنگ و خوشی قتل طلسم کشا و لشکر
ارسال کیا جائے گا آپ کا تشریف لانا اور شریک جشن ہونا ضرور ہے شاہ طلسم نے کہا کہ
بیشک جدہ کا آنا اس جشن مین ضروری ہے یہ جشن عظیم تیری راے اور تیرے حسن انتظام پر
موقوف ہے پھر بعد دو چار روز کے بزم عشرت آراستہ کی جاوے اس دو چار روز کی مدت مین
انتظام و اہتمام و سامان ضروری کر وزیر نے عرض کیا کہ بہتر خداوند ایسا ہی کرے گا اشتفاق جادو
حسب الحکم شاہ طلسم زلزلہ کار پرداز ہوے پھر کیا ہو سکتے ہین اب حال ساریق بن لقا و سنگان
کا لکھا جاتا ہے کہ جب بانی شاہ طلسم زلزلہ ونیز عرضی حنظل جادو و عبارت نامہ جدہ شاہ طلسم سے
معلوم ہوا کہ طلسم کشا سے طلسم زلزلہ مع اپنے لشکر ساحران کے میدان جنگ مین قتل ہوگیا تو
ساریق بن لقا و سنگان کو بعد بے حد خوشی کے نہایت حیرت ہوئی علی الخصوص سنگان
کو بدرجہ کمال حیرت ہوئی آخر تاب ضبط نہ لاکر دست بستہ عرض کرنے لگا کہ اے شہنشاہ
ساحران جہان باوجود اس کے کہ عرضی حنظل جادو کی اور نامہ آپکی جدہ کا آیا اور دونون کی
عبارتون سے یہ ظاہر ہوا کہ طلسم کشا و عیار طلسم کشا و لشکر طلسم کشا ہنگام جنگ قتل ہوگیا مگر
مجکو یقین نہین ہے کہ طلسم کشا اور عیار طلسم کشا یہ دونون قتل ہوے ہون کیونکہ یہ اہل اسلام

بیشتر و اکثر مرنا جانتے ہی نہیں ہیں نہایت سخت جان ہوتے ہیں کسی طرح دشمن کے ہاتھ سے قتل
ہی نہیں ہوتے ہیں ہاں زخمی ہوتے دھوکے سے اسیر ہو جاتے ہیں ان کا لشکر مبتلائے بلا
ہو جاتا ہے مگر صاحبقران کشورستان و خواجہ طیفور گردیا ان کا عیار کہ نسل خواجہ عمرو
نامدار سے ہے یہ دونوں ہرگز ہرگز قتل نہ ہوسکینگے ان کو کوئی قتل کر ہی نہیں سکتا ہے اپنے ہزاروں
دشمنوں کو قتل کرچکے ہیں میری سمجھ میں نہیں آتا کہ طلسم کشا صاحب لوح طلسمی ہیچ کے ہونکر
ہاتھ سے مارا گیا اگر کوئی یہ جواب دے کہ لوح طلسمی تو ساکنان طلسم پر غالب ہے ساحران غیر مقام پر غالب
نہیں ہے اور نہ اُن کے باب میں کچھ ہدایت کرسکتی ہے تو اس قول کو ہم تسلیم کرکے یہ جواب معقول
دے سکتے ہیں کہ سحر کسی ساحر کا ہو لوح طلسمی پر کیا حقہ غالب آ نہیں سکتا ہے لوح طلسمی کو بیکار
نہیں کرسکتا ہے نہ طلسم کشا کو بحالت موجودگی لوح طلسمی ہلاک کرسکتا ہے اگرچہ کیسا ہی ساحر
زبردست ہو پس اے شہنشاہ اس خبر کو اور تحریر عبارت عرضی و نامہ کو صحیح نہ جاننا چاہیے اور
خوشی قتل طلسم کشا و عیار طلسم کشا کا جشن نکرنا چاہیے پہلے بخوبی دریافت کرلینا لازم ہے شاہ طلسم
نے جواب دیا کہ اے ملک جی کیا تقریر غلط نہ کرتے ہو مجھکو یہ یقین نہیں آتا کہ طلسم کشا و عیار طلسم کشا
دونوں مع لشکر کے قتل ہوگئے کیا حنظل جادو اور ہماری سپاہ نے جھوٹ لکھا ہے سخنگان
نے عرض کیا کہ اے شہنشاہ کبھی طلسم کشا بحالت موجودگی لوح طلسمی کسی ساحر کے سحر سے
قتل و ہلاک و مردہ ہو نہیں سکتا لوح طلسمی پر کبھی سحر بخوبی غالب نہیں آسکتا حنظل جادو اور
حضور کی فوج نے جو لکھا ہے وہ بظاہر لکھا ہے دراصل و درحقیقت طلسم کشا و عیار طلسم کشا قتل
نہوے ہونگے انھوں نے حضور کو دھوکے سے لکھا ہے ضرور ان کو کوئی ان کا دوست میدان
جنگ سے لے گیا ہوگا بیشتر وقت پر ہیں اہل اسلام کے دوست زمین و آسمان سے پیدا
ہو جاتے ہیں کسی نہ کسی طرح اُن کی جان بچاتے ہیں صاحبقران سلطان کیوان شکوہ و خواجہ
طیفور گردیا کو بھی کوئی ان کا دوست جنگاہ سے اٹھا لے گیا ہوگا ضرور ایسا ہوا ہے میں نے خود
دیکھا ہے شاہ طلسم زلزلہ نے جواب دیا کہ ملک جی ہمکو تو یقین کامل ہوگیا ہے کہ طلسم کشا وغیرہ سب
قتل ہوگئے ہاں اگر اس کا یقین نہیں ہے تو نہ ہو یہ تمہاری عقل کا قصور ہے سخنگان نے عرض کیا
کہ اے شہنشاہ دیکھیے گا یا سن لیجیے گا کہ بعد چند روز کے طلسم کشا و عیار طلسم کشا کی زندگی
کی خبر آئے گی اُسوقت یہ خوشی حضور کی مبدل بہ غم ہو جائے گی بلکہ خود دیکھیے گا کہ سخنگان
سچ کہتا تھا اور اگر میں ایسے وقت میں دربار میں بیٹھا ہونگا تو حضور کو سلام کروں گا شاہ طلسم
نے یہ تقریر سنکے اُس کی طرف سے منہ پھیر لیا یہاں تو شاہ طلسم نے حکم آراستگی بزم عشرت
وزیر کو دیا ہے وہ سامان جشن خوشی قتل طلسم کشا وغیرہ کر رہا ہے اس کو تو اسی حال میں چھوڑا جاتا ہے
اور اب حال صاحبقران سلطان کیوان شکوہ و خواجہ طیفور گردیا عیار نامدار طلسم کشا سے
طلسم زلزلہ کا تحریر کیا جاتا ہے کہ جب بحرین جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو صاحبقران
کشورستان و خواجہ طیفور گردیا کو جنگاہ سے لیکر روانہ ہوئے بعد قطع راہ دور ایک درہ
کوہ میں نا ... صحرا الائے بحرین جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و خواجہ موصوف نے متفق
ہوکر ... فکریں اور تدبیریں کیں تو صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کو ہوش آیا
... خواجہ نے پوچھا مزاج کیسا ہے صاحبقران نے جواب دیا کہ اے برادر اچھا ہوں

اب تک قلب وجگر سینے مین تپان وسوزان ہی ایک آگ سی لگی ہی اسی وجہ سے بات کرنا دشوار
ہی روح کو راحت نہین ہی ضعف بھی ہی اتنے مین نظر لوح طلسمی پر پڑی دیکھا کہ وہ
بالکل سیاہ ہی اسما و نقوش اُس کے نظر نہین آتے ہین اُسوقت صاحبقران کشورستان نے
خواجہ طیفور کو دیا وسحرین جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو سے پوچھا کہ اس لوح طلسمی کی
درستی کیونکر کی جائے کیا فکر وتدبیر کی جائے جس سے بدستور قبل یہ روشن ہو سب نے بعد فکر و
غور عرض کیا کہ آپ نے ایک روز فرمایا تھا کہ صحرا مین ایک درویش نے ایک تعویذ دے کر کہا تھا
کہ اس کو اپنے بازو پر باندھو اگر کوئی کار ضروری ہو اور ہمارا طلب کرنا مقصود ہو تو اس تعویذ کو
زیر سنگ دبانا یا گرمی آتش یا گرمی دہن پہونچانا ہم فی الفور تمہارے پاس آئین گے پس اسی تعویذ کو
اسوقت اپنے بازو سے کھول کر کسی طور سے اُس کو گرمی پہونچائیے تاکہ وہ درویش ذی کمال
یہان آئے اُن سے اس لوح طلسمی کی بابت پوچھیے جو کچھ وہ کہے اُس پر عمل کیجیے صاحبقران
نے رائے سحرین جادو و خواجہ و ملکہ بہار گل پوش جادو کی پسند کر کے اس تعویذ کو اپنے بازو
سے کھول کر آتش سے ہم پہونچا کر حرارت آتش اُس کو پہونچائی فی الفور دیکھا کہ وہ درویش اپنے اُسی
بوریے پر جس پر بیٹھا ہوا عبادت خدا کرتا تھا بیٹھا ہی بوریہ ہوا پر معلق و قائم ہی راہ دور و دراز
طی کر کے بکرامت آیا ہی صاحبقران نے بعد سلام کہا کہ مین نے آپ کے یہان تشریف لانے سے
دولت سرفرازی حاصل کی باعث تکلیف دینے کا اور طلب کرنے کا یہ ہی کہ یہ لوح طلسمی بالکل
سیاہ ہو گئی ہی درویش مذکور نے پوچھا کہ باعث اس کی سیاہی کا کیا ہوا ہی صاحبقران نے
تمام حال ملکہ زیبق سحر ساز مردار خوار جادو کے آنے کا اور لڑنے کا اور اُس کے پہونکنے اور
دھوان دہن سے بدبو و غلیظ پیدا ہونے اور دماغ پریشان ہو کر بیہوش ہونے کا اور لوح کے
سیاہ ہونے کا بیان کیا درویش موصوف نے ایک اسم اعظم الٰہی تعلیم کر کے کہا کہ اس اسم کو
ایک چلہ یا کم با وضو پڑھو اُسوقت تک کہ لوح طلسمی روشن ہو اور بیتابی و سوزش تمھارے
قلب وجگر کی دفع ہو اور اس اسم اعظم الٰہی کو ہر روز ہزار مرتبہ پڑھ کر سوے سینہ ولوح پہونکو
ببرکت اسم اعظم الٰہی قلب وجگر سے تمہارے التہاب و سوزش اور لوح طلسمی سے سیاہی دفع
ہو جائے گی بدستور اول روشن ہو جائے گی یہ کہکر رخصت ہو کر اپنے مسکن عبادت کی طرف
روانہ ہوا سب نے دیکھا کہ بوریہ اُس درویش کا مانند بساط حضرت سلیمان کے ہوا پر بسرعت
تمام جاتا ہی درویش بیچ پر چڑھ رہا ہی تھوڑی دیر تک سب درہ کوہ سے نکل کر درویش کو دیکھتے
رہے بعدہ بوریہ مع درویش نظر سے نہان ہوا سحرین جادو نے کہا کہ یہ فقیر کیا خوب
صاحب کمال ہی کہ اپنے بوریے پر مانند تخت سحر کے بیٹھا ہوا ہی بوریہ اڑا کرتا ہوا چلا جاتا ہی
صاحبقران نے مسکرا کر جواب دیا کہ تخت کی بوریہ درویش مذکور کے آگے کیا حقیقت ہی
یہ فرما کر درہ کوہ کے اندر آ کے بعد وضو کرنے کے اُسیوقت سے وہی اسم اعظم الٰہی پڑھنا اور
اپنے سینہ و لوح پر پہونکنا شروع کیا مصروف عمل خوانی ہوئے خواجہ طیفور کردیا نے خدا کی
قسم کھا کے کہا کہ تاوقتیکہ ملکہ زیبق سحر ساز مردار خوار جادو کو قتل و ہلاک نکرون گا مجھے چین
نہ آئے گا مین نسل خواجہ عمرو بن امیہ ضمیری سے ہون انھون نے بڑے بڑے ساحرون کو
مارا ہی مین بھی ساحرہ مذکورہ کو بغیر ہلاک کیے نہ ہون گا یہ کہکر سحرین جادو و ملکہ بہار گلپوش جادو

سے کہا کہ تم تو خدمت صاحبقران مین رہو مین جاتا ہون ملکہ زنبق سحر ساز مردار خوار جادو کو اگر
جا کر بیمار ہی نہ مارا تو کچھ کام نہ کیا اس نے تمام لشکر ساحران کو قتل و ہلاک کیا ہی ملکہ وید بہ سحر ساز
جادو کو نہیں معلوم قتل کیا ہی یا اسیر کر کے لے گئی ہی لوح طلسمی کو کمبخت ساحرہ مذکورہ نے لینے
دو دو دہن سے سیاہ کر دیا ہی اگر تم دونون بھی اور صاحبقران کو جلد سے یہان نہ لاتے تو
نہین معلوم کیا انجام ہوتا یہ کہکر صاحبقران وغیرہ سے رخصت ہو کر بصورت ساحر رنگ و روغن
سے بنکر اعانت خدا پر بھروسا کر کے درہ کوہ سے نکل کر ایک سمت روانہ ہوا اور بسرعت تمام
ایسے شاطری مارتا ہر طرف دیکھتا سیر کرتا راہ دشت و بیابان طی کرتا ہوا ایک صحرا مین پہنچا
دیکھا کہ درہ کوہ مین ایک عابد درویش صورت بیٹھا ہوا عبادت خدا مین مصروف ہی چہرہ اُس کا
نورانی ہی پیشانی پر نشان سجدہ ہی وہ نشان سجدہ مانند ستارہ کے ضو دے رہا ہی چند درندے
گرد و پیش بیٹھے ہین خواجہ نے اُس عابد کے پاس جانے کا ارادہ کیا اُن درندون نے قصد حملہ
کرنے اور ایذا رسانی کا کیا اُس وقت اُس عابد صحرا نشین نے اُن درندون کو باواز بلند یون
ایذا رسانی سے منع کیا کہ اے شیر و گرگ و خرس وغیرہ یہ شخص ہمارا دشمن نہین ہی اہل حاجت سے
ہی اس کو ہمارے پاس آنے دو ایذا رسان نہو خبردار اپنے ارادے سے باز رہو راہ دو کیونکہ یہ
بندہ خدا ہمارے پاس آتا ہی پھر واپس گئے وہ درندے ڈر کے دور بیٹھ گئے عابد نے
باواز بلند کہا کہ اے خواجہ بلیقور گرد پا اگر ہمارے پاس آنا چاہتے ہو تو آؤ اب یہ درندے تمسے
مزاحم نہونگے خواجہ بعد اُسکے عابد تک گئے اُس کے روبرو گئے با ادب سلام کیا اُس نے بالاے
فرش سنگ کہ جس پر خود بیٹھا ہوا تھا بیٹھنے کو کہا خواجہ بیٹھے بعد کہا کہ آپ بھی اولیاے خدا
سے ہین کہ میرے نام سے آگاہ ہو گئے حالانکہ مین بصورت ساحر ہون لیکن آپ نے مجھے پہچان لیا
یقین ہی کہ آپ میرے مطلب سے بھی آگاہ ہو گئے ہونگے راہ دور و دراز سے یہان تک آیا ہون
ایک حاجت رکھتا ہون یہ تو فرمایئے کہ آپ کا اسم شریف کیا ہی کب سے آپ یہان براے عبادت
الٰہی بیٹھے ہین کیونکر یہان صورت بسر اوقات ہوتی ہی اکل و شرب کی کیا صورت ہوتی ہی عابد موصوف
نے جواب دیا کہ اے خواجہ آگاہ ہو کہ نام ہمارا منصور روشن ضمیر ہی چالیس سال سے ترک آبادی
و امور دنیا کر کے یہان آ کر بیٹھے ہین یہ درندے حکم خدا سے ہماری حفاظت کرتے ہین آب و طعام
من جانب اللہ شب و روز پہونچتا ہی خداوند عالم روزی رسان ہی وہ یہین اسی صحرا مین آب و
طعام پہونچتا ہی شکر ہی خدا کا کہ نہایت راحت و آرام سے زندگی بسر ہوتی ہی اے خواجہ اولیاے خدا
سے ہونا بہت مشکل ہی خداوند عالم اپنی عنایت سے ہمکو شاید اپنے دوستون مین شمار کرے ہماری تو
یہ لیاقت نہین کہ دوست خدا ہون ہان ذکر خدا کرتے کرتے اسقدر صفائی قلب حاصل ہو گئی ہی
کہ ہم تمہارے نام سے اور ارادے سے آگاہ ہو گئے تم ایک ساحرہ مسماۃ ملکہ زنبق سحر ساز
مردار خوار جادو کے قتل کرنے جاتے ہو مرتبہ تمہارا بھی بڑا ہی ترقی دین اسلام مین کوشش
کرتے ہو یہان واسطے اعانت کار مذکور کے آئے ہو ہم تمہاری حاجت کے بارے مین
کچھ اعانت نہین کر سکتے الا ہدایت کرتے ہین کہ یہان سے دور تر تمکو ایک درویش صاحب کمال
ملے گا اُس سے تمہارا مطلب حسب دلخواہ بر آئے گا بس اب جاؤ ہم ذکر خدا مین مصروف
ہوتے ہین خواجہ منصور روشن ضمیر عابد سے رخصت ہو کر درہ کوہ سے نکل کر جس طرف اُس نے

جاتا تھا ادھر روانہ ہوے اثناے راہ مین مخلوقات خدا پر نظر کرتے ہوے قدرت شان الٰہی کا مشاہدہ
کرتے ہوے حمد و ثناے الٰہی زبان پر جاری کرتے ہوے ایک صحرا مین پہونچے دیکھا کہ دامن کوہ
مین سامنے درہ کوہ کے ایک طفل نو دس برس کا بیٹھا ہوا کھیل رہا ہے گھروندا بنا رہا ہے اور
بگاڑ رہا ہے خود ہی یہ باتین کر رہا ہے کہ لے یہ گھروندہ ہمارا خوب نہین بنا ہے پھر بنانا چاہیے اب ایسا اچھا
گھروندا بناؤن کہ بگاڑنا نہ پڑے خواجہ اس طفل حسین کو دور سے دیکھکر باتین پیاری پیاری اسکی
سنکے بھولی صورت اس کی دیکھکر رحم کھا کر دل مین خیال کرنے لگے کہ نہین معلوم یہ طفل حسین
کس کا فرزند ہے اس صحراے ناپیدا کنار مین کیونکر آگیا ہے اس کے مادر و پدر کس قدر اپنے پسر سے
غافل ہوے کہ یہ لڑکا کھیلتا ہوا اس صحرا مین چلا آیا شاید آبادی یہان سے قریب ہے اگر دریافت
کرنے سے نام اس کے مادر و پدر کے معلوم ہو جائین اور مقام رہنے کا دریافت ہو جائے
تو اس لڑکے کو اس کے والدین کے پاس پہونچا دینا چاہیے خالی از ثواب و خوشنودی خداے
نہوگا ورنہ اس لڑکے کو کوئی درندہ یا گزندہ صحرا ضرر پہونچاے گا بیچارہ مر جائے گا والدین کو
اس کی جدائی کا بیحد صدمہ ہوگا یہ خیال کرتے ہوے قریب اس کے آئے دیکھا کہ وہ طفل
لباس پاکیزہ و سفید پہنے ہے کلاہ زرین اس کے سر پر ہے بندے طلائی دونون کانون مین ہین
ناک مین بلاق ہے ٹھیکرے ریگ صحرا جمع کرکے گھروندا بنا رہا ہے ادھر ادھر دیکھتا بھی جاتا ہے کبھی چیخنے
لگتا ہے باواز بلند باتین بھی کرتا ہے خواجہ نے اس کے نزدیک جاکے پوچھا کہ اے لڑکے تیرا کیا نام
ہے مکان تیرے مان باپ کا کہان ہے یہان صحرا مین تیرا آنا کیونکر ہوا والدین نے تیرے تیری طرف
سے بڑی غفلت کی کہ تو بھٹکتا ہوا اس صحرا مین چلا آیا اس طفل حسین نے گفتگوے خواجہ
سنکے زمین سے اٹھکر بغور خواجہ کو دیکھکر کہا کہ اے شخص تو کون ہے کیون نام میرا اور میرے
والدین کا پوچھتا ہے کیا میرا اسباب و زیور اتارنے گا تیری صورت و تقریر سے ایسا ثابت
ہوتا ہے کہ تو کوئی مکار و راہزن ہے عجب نہین کہ تو عیار ہو رنگ و روغن سے صورت ساحر بنا ہو
اگر درحقیقت عیار ہے تو نام تیرا لطیفور گرد یا ہوگا سچ کہہ کہ تیرا نام لطیفور گرد یا ہے خواجہ یہ تقریر
اس کی سنکے سمجھ گئے کہ دراصل یہ لڑکا نہین ہے کوئی ساحر ہے میری گرفتاری کے واسطے یہان
بیٹھا ہے تیرا نام مجھسے دریافت کرتا ہے لہذا اس کی شر سے بچنا چاہیے اور کسی حکمت سے اس کو
اسیر کرنا چاہیے یہ خیال کر ہی رہے تھے کہ درہ کوہ سے ایک عورت ادھیڑ لباس کثیف پہنے
ہوے مو پریشان نکلی اور اس لڑکے سے باواز بلند پوچھا کہ کیون اے فرزند کیا ہے کس سے باتین
کرتا ہے کیا وہی عیار ہے جس کے گرفتار کرنے کا ہم کو حکم ملکہ زنبق جادو نے دیا ہے طفل نے
جواب دیا کہ اے مادر مہربان بظاہر تو یہ شخص ساحر ہے الا اس کی تقریر سے صاف ثابت ہوتا ہے
کہ وہی عیار مکار ہے کہ جس کے گرفتار کرنے کو ہمین اور آپ کو ملکہ عالم نے مقرر کیا ہے اس ساحرہ
نے کہا کہ اے فرزند اس شخص کو گرفتار کرلے خبردار جانے نہ دے مین بھی آتی ہون اپنے
سحر مین مین بھی اسیر کرتی ہون یہ کہکر اسماے سحر زبان پر جاری کرتی ہوئی چلی لڑکا بھی اپنی
مادر کے کہنے سے سحر خوانی مین مصروف ہوا خواجہ نے یہ رنگ دیکھکر جلد تر گلیم زنبیل سے
نکال کر اوڑھ لی اس اثناے مین وہ ساحرہ قریب اس طفل کے آئی پوچھا کہ وہ شخص کہان
گیا اس نے جواب دیا کہ اے مادر مہربان مجھے تعجب ہے کہ مین تمھارے کہنے سے سحر پڑھنے لگا

مصروف ہوا تھا چاہا تھا کہ اُس کو گرفتار سحر کر لون لیکن یک بیک وہ نظر سے غائب ہو گیا نہین معلوم
کہان چلا گیا غرق زمین ہو گیا یا سوئے فلک سحر مخفی کر کے بیلا گیا ساحر صورت تو تھا ہی مجھسے اور
آپ سے ڈر کر بھاگ گیا ساحرہ مذکورہ نے جواب دیا کہ اے فرزند تو نے اُس کے گرفتار
کرنے مین تاخیر کی غضب کیا خیر جو ہونا تھا وہ تو ہوا مگر یہ معلوم ہوا کہ وہ کون تھا دراصل وہی
عیار مکار تھا یا کوئی ساحر تھا اب تجکو لازم ہے کہ جو کوئی مردون سے تیرے سامنے آئے اُسے
بے تامل اسیر سحر کر لینا طفل نے کہا کہ اب ایسا ہی کرون گا واقعی مین نے اُس کے اسیر کرنے مین
اتنی دیر کی کہ وہ غائب ہو گیا نہین معلوم کہان گیا چلیے اس صحرا مین تلاش کرین شاید کہین ملجائے
تو اُس کو گرفتار کر لیجیے اور ملکہ زنبق سحر ساز مردار خوار جادو کے پاس لے جا کر خلعت و انعام
پائیے یہ کہکے اُس کی والدہ مع اپنے فرزند کے واسطے تلاش کے چلی دونون ہر طرف صحرا مین مصروف تلاش ہوئے
خواجہ طیفور کردہاں نے ان مادر و پسر کی گفتگو سنکے دل مین کہا کہ خیر اسے نابکار دیکھا
جائے گا یہ باتین اپنے دل مین کر کے ایک جانب واسطے انصرام ایک تدبیر کے گئے ہنوز وہ طفل
مع اپنی مادر کے تلاش ساحر مذکور مین چہار طرف درمیان صحرا پھر رہا تھا کہ ناگاہ سامنے سے ایک
ضعیفہ نہایت سن رسیدہ کوزہ پشت سفید مو عصا در دست دو تہرے ہاتھ مین ایک دونا لیے
ہوئے اُس پر ایک پتہ ڈھاک کا ڈھکا ہوا ہانپتی ہوئی جا بجا ٹھہرتی ہوئی دم لیتی ہوئی خود بخود
بہکتی ہوئی کہ کہان گیا میری مراد بر آئی دل ٹھنڈا ہوا صدمہ و رنج دفع ہوا قریب اُس لڑکے کے
آئی کہا کہ اے لڑکے یہ شیرینی لے تو بھی طفل نابالغ ہے کئی بچون کو مین نے مٹھائی دی ہے تو بھی
تھوڑی سی کھالے مادر طفل مذکورہ نے پوچھا کہ اے بڑی بی یہ مٹھائی کیسی ہے کیون میرے
فرزند کو دیتی ہو تمہارا نام کیا ہے اس صحرا مین تمہارا آنا کیونکر ہوا ضعیفہ نے جواب دیا کہ میرا نام
وحشیا ہے لڑکا میرا سوتے کہین ساحری گیا تھا ایک مدت سے مجھسے جدا ہو گیا تھا آج وہ
آکے مجھسے ملا ہے مین نے عہد کیا تھا کہ جب میرا فرزند مجھسے ملے گا بنذر خداوند شیرینی لڑکون
وغیرہ کو کھلاؤنگی کئی بچون کو تھوڑی تھوڑی مٹھائی دے آئی تھوڑی مٹھائی تمہارے
لڑکے کے واسطے لے کر آئی ہون یہان سے تھوڑی دور آگے مجھ آبادی ہے جہان سا پرگنہ ہے
اسی پرگنے مین رہتی ہون تم بتاؤ کہ تمہارا کیا نام ہے اس صحرا مین مع اپنے فرزند کے کیون
ادھر ادھر پھر رہی ہو اسقدر کیون گھبرائی ہوئی ہو خیر تو ہے مادر طفل نے کہا کہ اے ضعیفہ نام
میرا بلا سنک جادوہ ہے اور میرے اس فرزند کا اسم آفت جادو ہے ملکہ زنبق سحر ساز
مردار خوار جادوہ کے ہم دونون ملازم ہین اُس نے ہمکو اس درہ کوہ مین بغرض گرفتاری
عیار بد سیرت زیرلب مسمی خواجہ طیفور کردہاں کے مقرر و متعین کیا ہے قبل دو ساعت
ایک شخص ساحر صورت ادہر طرف آیا تھا میرے اس فرزند سے پوچھتا تھا کہ تیرا نام کیا ہے اور
والدین تیرے کہان ہین اس صحرا مین کیون بیٹھا ہوا ہے اس طفل نے اُس سے کہا کہ
تم کون ہو نام میرا اور والدین کا کیون پوچھتے ہو کیا میرا زیور لینے تاکا ہے یہ کہکر اس
لڑکے نے مجھ سے کہا اے فرزند اس شخص کو گرفتار کر لے شاید یہ وہی عیار مکار
ہے جس کی گرفتاری کے واسطے ملکہ عالم نے ہمکو یہان مقرر کیا ہے ہنوز یہ فرزند دلبند میرا مصروف
ہوا تھا کہ وہ شخص نظر سے غائب ہو گیا زیادہ دو ساعت کا گذرا ہے کہ ہم پسر و مادر دونون

اُسی کو صحرا میں ڈھونڈھ رہے ہیں کہیں اُس کا پتہ نہیں ملتا ہے نہیں معلوم وہ کہاں چلا گیا یقیناً وہ عیار
مکار تھا ضیغم نے جواب دیا کہ اُس بلا سے جادو شکر کرو کہ جو بلا آئی تھی وہ ٹل گئی تمہارا لڑکا
آفت سے محفوظ رہا خوب ہوا کہ وہ شخص چلا گیا ورنہ تمہارے فرزند کو مار ڈالتا زیور اتار لیتا یقینہ
تمہارا ہی اچھی تھی کیونکہ تقویم ہے - رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت + اسباب صحرا میں اُن کی جستجو کرو
جادو نے یہ کہکر وہ ڈلیاں برفی کی دونے سے نکال کر اُس طفل سے بھی آفت جادو کو دین اور پھر
بلاے جادو سے کہا کہ تم بھی ذرا سی مٹھائی کھا لو یہ کہکر وہ ڈلیاں شیرینی مذکور کی اُس کو بھی دیا
دین فرزند نادر نے وہ مٹھائی اُسی جگہ کھائی خوش ذائقہ جو معلوم ہوئی آفت جادو نے
کہا کہ اسے بڑھیا اور مٹھائی کھلا کیا اچھی مزے کی مٹھائی ہے ضیغم نے کہا کہ اس کے لیے ایسا دو
ڈلیاں اس دونے میں اور بچی ہیں سے واسطے اپنے اور اپنے فرزند کے رکھی ہیں خیر تھیں
کھا لو یہ کہکے وہ دو ڈلیاں بھی دیدیں ایک ڈلی آفت جادو نے کھائی اور دوسری
بلاے جادو نے نوش کی بعد ایک لمحہ کے آفت جادو نے کہا کہ یہ مٹھائی کیسی تھی کہ کھاتے ہی
سینے میں آگ لگا دی سر میں درد ہونے لگا بلاے جادو نے بھی یہی کہا ضیغم نے ہنسکر کہا کہ یہ
مٹھائی نہایت نفیس وعمدہ تھی اُس نے گرمی کی ہے ذرا تم دونوں ٹہلو ہوا سے سر ٹھنڈا ہوگا اور
سوزش سینہ دفع ہو جائے گی بلاے جادو و آفت جادو دونوں نے ارادہ ٹہلنے کا کیا
چلتے ہی قدم اُٹھایا سر کو گردش سی ہوئی آنکھوں میں اندھیرا آیا چکرا کر دونوں زمین پر گر کے
بیہوش ہو گئے ضیغم نے نعرہ کیا کہ منم خواجہ طیفور رگر دپا اور آفت جادو و بلاے جادو تم
دونوں نے غضب ہی کیا تھا مجھکو گرفتار کرنا چاہا تھا اگر میں بعجلت گلیم نہ اوڑھ لیتا تو یقیناً اسیر سحر
ہو جاتا تم دونوں مجھکو گرفتار کرکے پاس ملکہ زنبیق سحر ساز مہر وار خونخوار جادو کے لیے جاتے
خلعت و انعام پاتے وہ ظالمہ مجھکو قتل کر ڈالتی پس تمہیں تو میرے گرفتار کرنے کی فکر تھی میں نے
تمہارے قتل و اسیر کرنے کی کیسی تدبیر کی جو سمجھی مقوت کی مٹھائی کھائی بُری یا مزے کی
معلوم ہوئی دوبارہ ناگاہ کر دو ڈلیاں برفی کی زہر مار لیکن میرا نقصان کیا اپنا نقصان شیرینی
کی عوض میں تمہاری جان کا نقصان کیا جاتا ہے یا سر اسے اسیر ہی ادی جائے گی یہ نعرہ کر کے
… ارادہ قتل کرنے کا کیا دفعتاً خیال آیا کہ اگر ان ساحروں کو قتل کر ڈالا تو خبر
ان کے مرنے کی ملکہ زنبیق سحر ساز مہر وار خونخوار جادو کو پہنچے گی لہذا مناسب وقت یہ ہے کہ
ان کو داخل زنبیل کر لینا چاہیے یہ خیال کرکے اُن دونوں کو اُٹھا کر داخل زنبیل کیا بعدہ وہاں سے
بصورت مبدل آگے روانہ ہوئے بعد قطع راہ دور و دراز ایک روز قریب شام آبادی ایک
درویش قوی الجثہ خاکستری لباس کو پوست آہو پر ویرانے میں بیٹھے ہوئے دیکھا گرد اُسکے
چند اشخاص بھی با ادب بیٹھے تھے ہر ایک اپنی اپنی حاجت اُس سے بیان کر رہا تھا درویش کو
صرف تہمد باندھے ہوئے پوست آہو پر آلودہ خاک بیٹھا ہوا ہر ایک کی تقریر سن رہا تھا
خواجہ موصوف نے بصورت مبدل نزدیک اُس درویش کے جاکر با ادب سلام کیا اُس نے
جواب سلام دیکر کہا کہ بابا بیٹھ جا آرام پذیر ہو راہ دور و دراز سے آتا ہے خستہ و ماندہ ہو گیا
ہے راحت سے تھوڑی دیر بیٹھ خواجہ روبرو اُس کے بیٹھنے کے … دیکھا کہ درویش
مذکور مال دنیا سے اکثر اشیاء سے رکھتا ہے کرسی زنجیر نقرئی وغیرہ پہنے ہے گویا اُن کی قسم سے

لگا سے بکری گھوڑے بھی بندھے ہیں جنہیں پرداش کے اُس سے علیحدہ بیٹھے ہیں کاروبار میں
مصروف ہیں خواجہ نے اپنے دل میں خیال کیا کہ یہ فقیر مالدار ہے مال و اسباب اُس کا لے لینا
چاہیے یہ خیال کر کے شیشہ و ساغر قریب اُس کے رکھا ہوا دیکھکر عقل سے دریافت کیا کہ یہ
درویش شاید میخوار ہے اس کو شراب پلانا چاہیے یہ تجویز کر کے ایک شیشہ پر از شراب گلرنگ
مع ساغر نکال کر پیش کش کیا درویش نے پوچھا کہ یہ کیا ہے خواجہ نے کہا کہ یہ شراب تند و تیز ہے
بطریق نذر و تحفہ آپ کے واسطے لایا ہوں چاہتا ہوں کہ ساغر ناب آپ بھی نوش کیجیے اور
ان سب کو بھی پلائیے ہدیہ میرا قبول فرمائیے وہ مرد درویش تقریر خواجہ ممدوح کی سنکے مسکرا کر
گویا ہوا کہ کیوں اے خواجہ حیلہ نور کر دیا تم ہکو شراب بیہوشی آمیز پلا کر بیہوش کر کے مال و اسباب
ہمارا لوٹنا چاہتے ہو بصورت مبدل یہاں آئے ہو نہیں جانتے ہو کہ یہ فقیر روشن ضمیر ہے خواجہ
نے نادم و منفعل ہو کے سر جھکایا بعد ازاں کہا کہ میں آپ کو آزماتا تھا آپ کی کرامت و کمال کی
آزمائش کرتا تھا بھلا میں آپ کے مال و اسباب کو کیا لیتا اس آزمائش سے دریافت ہو گیا کہ
بیشک آپ صاحب کمال ہیں درویش صورت منصور روشن ضمیر عابد صحرا نشین نے مجھے خبر
دی تھی کہ یہاں سے آگے ایک درویش صاحب کمال و کرامت سے ملاقات ہوگی حاجت تیری
اُسی درویش سے بحکم خدا بر آئیگی پس میں نے یہاں آکر آپ کے کمال کی آزمائش کرنی چاہی
تھی درحقیقت آپ کے صاحب کمال و کرامت ہونے میں شک نہیں ہے مجھے امید قوی ہے کہ میرا
مدعاے دلی آپ کی توجہ سے بر آئیگا جب آپ ایسے روشن ضمیر ہیں کہ مجھ سے آگاہ ہو گئے تو میرے
مطلب دلی سے بھی آپ ماہر ہو گئے ہونگے درویش نے ایک لمحہ سر جھکا کر جواب دیا کہ ہاں
تیرے مدعاے دلی سے بعنایت و فضل خدا یہ بندہ آگاہ ہو گیا ہے مطلب دلی تیرا سمجھ گیا ہے
تو نے بڑے سخت کام پر کمر باندھی ہے نہایت مشکل و دشوار کام کا ارادہ کیا ہے اب صاف
صاف کہتا ہوں کہ تو نے بلکہ رفیق تیرے سپہ سالار مردار خوار جادو جیدہ شاہ طلسم زرافشاں قتل
کرنے کا قصد کیا ہے اُس کا قتل کرنا نہایت مشکل و دشوار ہے وہ ساحرہ نہایت زبردست و
بلا کی ہے درفات ہے لیکن زمانہ کی رفتار ساحری جمشید ہے حفاظت اُس نے اپنی بخوبی
کر لی ہے بلکہ یہ بہتیری گرفتاری کی بھی کی ہے ایسا اُس کا قتل کرنا دشوار ہے تمکو اپنی بھی جان اُس سے
بچانا چاہیے فکر اُس کے قتل کی عبث ہے خواجہ نے کہا کہ میں نے قسم خالق کون و مکان کھائی ہے
اُس ساحرہ تک میں اپنے تئیں ضرور پہنچاؤنگا اگر اُس کے قتل کرنے کی ضرور کرونگا یا
اُسی کو قتل کروں گا یا خود اسیر و قتل ہو جاؤں گا آپ کے پاس یہ امید اعانت آیا تھا منصور
روشن ضمیر عابد صحرا نشین نے مجھے بھیجا تھا جا کے افسوس ہے مجھ پر ہے کہ آپ سے مجھے میری
اعانت کی شرکت اہل اسلام کا خیر میں نہیں ایک کافر کے قتل کی تدبیر بتانی ہے مجھے فکر قتل
ساحرہ مذکورہ کی صاحب کمال و کرامت ہو کے خاص اس بات سے میں کچھ کمال و کرامت
اپنی دکھائی گویا جواب صاف مجھے دیدیا مجکو آپ کی ذات فیض آیات سے یہ امید نہ تھی نام نامی
آپ کا شہرہ آفاق ہے اور میری اعانت آپ کو بھی واجب تر ہے اگر آپ چاہیں تو کوئی فکر
مقتول اُس کے قتل کرنے کی کر سکتے ہیں یا مجکو بتا سکتے ہیں یہ کہکر خواجہ متوحش دل شکستہ
ملول ہو کر طالب رخصت ہوئے درویش مذکور نے رنجیدگی خواجہ پر نظر کر کے رخصت نکر کے

کہا کہ اے خواجہ دربارۂ قتل ملکہ زنبیق سحر ساز مردار خوار جادو ہم تمھاری اعانت کیا کرسکتے
ہیں ہاں تمھاری ناراضی کے خیال سے ایک صورت ذہن میں آئی ہے کہ وہ یہ ہے کہ ہمنے بہ عمل خوانی
بڑی محنت و مشقت سے چلہ کشی کر کے ایک خبیث شیطان سخت مردم آزار و مردم خوار کو اسیر
کیا ہے اگر وہ تمھارے ساتھ جانے پر راضی ہو تو اُس کو اپنے ساتھ لے جاؤ وہ ایسے ہی لقمہ ملکہ
زنبیق سحر ساز مردار خوار جادو کا کر لیگا مدعائے دلی تمھارا حاصل ہو جائیگا مگر شیطان
مذکور کہ نام اُس کا جہانیس ہے اور نسل عزازیل ابلیس سے ہے تمھاری اطاعت کاہے کو کرے گا
مطیع و فرمانبردار تمھارا کیوں ہوگا تمھارے ساتھ برائے خوردن ملکہ مذکورہ کیوں جائے گا
ہم ہی ایسے عامل زبردست تھے کہ ہمنے اُس کو اسیر کیا ہے اور جو وہ اسیر کرنے کے ہمارا ابھی مطیع و
فرمانبردار نہیں ہے خواجہ نے جواب دیا کہ وہ شیطان و خبیث تو کیا ہے میں اُس کے باپ کو اپنا فرمانبردار
کرلونگا ایسی تدبیر و حکمت کرونگا کہ وہ میرا مطیع و فرمانبردار ہو جائے گا ذرا اُسکو بلائیے مجھے تو
دکھائیے وہ کہاں اسیر ہے درویش موصوف الصدر نے خواجہ کی باتوں پر بے اختیار ہنس کے
کہا کہ اے خواجہ ہمارے مریدوں کے ساتھ جاؤ یہ تمکو مقام اسیری خبیث مذکور دکھا دینگے
یہ کہکے اپنے مریدوں سے کہا کہ چند گوسفند اُس خبیث کی خوراک کے واسطے اپنے ہمراہ لیتے جاؤ
اور خواجہ کو بھی ساتھ لے جاؤ اُس خبیث سے ہماری جانب سے کہنا کہ چل تجکو منیر ریاضت کش
نے بلایا ہے اور یہ چند گوسفند تیری خوراک کے واسطے ارسال کیے ہیں جب وہ حصار سے باہر
آئے تو یہ اسما جو ہم تمکو تعلیم کرتے ہیں فی الفور پڑھ کر گرد اُس کے حصار کر دین تاکہ وہ اُس
حصار سے نکل کر بھاگ کر جانے نپائے یہاں سے ہم اپنا حصار دفع کیے دیتے ہیں اور نگہداشت
بھی اُس کی کرتے ہیں یہ کہکے ایک مرید کو اپنے قریب بلا کے کچھ اسما و آیات سرگوشی میں
اُس کو تعلیم کیے وہ مرید منیر ریاضت کش درویش مع دیگر مریدوں اور خواجہ کے چند
گوسفند اپنے ہمراہ لیکر وہاں سے چلا بعد تھوڑی دور کے دیکھا کہ ایک احاطہ تمام ہے گرد اُسکے
غبار ہے وہی غبار اُس خبیث و ناری کے لیے حصار ہے اندر اُس احاطہ تمام کے وہ خبیث شیطان
مردم آزار و مردم خوار بند ہے مریدوں نے خواجہ کو جانب احاطہ مذکور اشارہ کر کے کہا کہ دیکھیے
اسی احاطے میں وہ خبیث بند ہے اور یہ غبار حصار ہے خواجہ نے کہا کہ ہم پہلے ہی سمجھ گئے تھے اب
اُس شیطان کو احاطے سے باہر نکالو بطور ضیافت یہ چند گوسفند اُس کے پیش کرو خواجہ ابھی
یہ کہہ رہے تھے کہ وہ غبار جو گرد احاطہ محیط تھا دفع ہونے لگا اُسوقت ایک مرید نے بڑھ کر
پکار کر کہا کہ اے جہانیس خبیث چل تجکو ہمارے مرشد نے طلب کیا ہے جلد احاطے سے نکل کر
گوسفند نوش کر بعد اس کہنے کے اُس احاطے میں ایک برق سی چمکی اور آواز گڑگڑاہٹ کی سی
ایسی آئی کہ سب مرید ڈر گئے بعد گڑگڑاہٹ کے وہ خبیث احاطے سے باہر آکر ان گوسفندوں
کے کھانے میں متوجہ ہوا ادھر اُس مرید تعلیم اسمائے حصار و آیات حصار نے انھیں آیات و
اسماء کو جلد پڑھ کر گرد اُس کے حصار کیا پھر وہ سب مرید اور خواجہ اُس خبیث اسیر کردہ کو
روبروے منیر ریاضت کش درویش کے لائے فقیر موصوف نے خبیث مذکور سے
مخاطب ہو کر کہا کہ اے جہانیس ہمنے اسوقت تجکو محض اس واسطے بلایا ہے کہ خواجہ طیفور کو دیا
جائے یہ برادر دینی ہمارے پاس براہ دور و دراز سے آئے ہیں اگر اُن اطاعت و فرمانبرداری

اختیار کرکے اُن کے حکم کو بجالائے تو تیرے حق مین اچھا ہوگا خبیث مذکور نے برہم ہوکر جواب دیا
کہ اے منیر ریاضت کش اگرچہ تمنے اپنے عمل کے زور سے مجھے اسیر کیا ہی لیکن مین تمھاری
اطاعت نہین کرتا نہ کہ تمھارے کسی دوست کا تابع حکم ہونگا درویش کے سوے خواجہ موصوف
دیکھکر کہا کہ یہ خبیث سرکش باوجود اسیر ہونیکے سرکشی سے باز نہین آتا ہی اطاعت اختیار نہین
کرتا ہی خواجہ نے سرمۂ سلیمانی اپنی آنکھون مین لگا کر کہا کہ اگر مین اس حصار مین داخل ہوکر نزدیک تر
اس خبیث کے جاؤن تو اس کی سرکشی کی اس کو ایسی سزا دون کہ یہ اطاعت اختیار کرے اور
فرمانبرداری قبول کرے چاہتا ہون کہ اندر حصار کے جاؤن درویش نے کچھ پڑھکر اشارہ جانب
حصار کیا پھر خواجہ سے کہا کہ جلد در حصار سے داخل حصار ہو خواجہ در حصار سے داخل حصار
ہوے پھر درویش نے کچھ پڑھکر در حصار بند کر دیا تاکہ خبیث مذکور راہ پاکر گریزان نہو خواجہ
نے داخل حصار ہوکے جلد تر گلیم نکال کر اوڑھ لی صرف آنکھین کھلی رکھین تاکہ اُس خبیث کو
دیکھتے رہین بعد اوڑھنے گلیم کے خواجہ نے دیکھا کہ خبیث مسطور نہایت مہیب صورت و بلند قامت
ہی قوی بازو و قوی ہیکل ہی یہ دیکھکر کوڑا نکال کر پس پشت اُس کے جاکر زور سے کوڑا اُس کی
پشت پر مارا خبیث مذکور نے پیچھے مڑکر دیکھا کسی کو نپایا حیران ہوا پھر خواجہ نے اُس کے
پس پشت جاکر کوڑا مارا خبیث متاذی ہوکر چلایا اور کہنے لگا یہ کون ہی کہ مجھے مارتا ہی اور
دکھائی نہین دیتا ہی درویش موصوف اور سب مرید وغیرہ جو وہان موجود تھے خواجہ کے
کوڑے اور گھونسے طمانچے وغیرہ مارنے پر اور اُس کے چیخنے چلانے پر بے اختیار اس قدر
ہنسے کہ بعض اشخاص کی آنکھون سے آنسو جاری ہوگئے مرید ہنستے ہنستے زمین پر لوٹنے لگے
منیر ریاضت بھی بے اختیار ہنسنے لگا اور کہنے لگا کہ خواجہ خبیث پر بھی غالب آگئے ابھی
درویش موصوف ہنس رہا تھا مرید وغیرہ بھی کثرت خندہ سے زمین پر لوٹ رہے تھے کہ
اُس خبیث نے بیتاب و بیقرار و متاذی بدرجہ کمال ہوکے کہا کہ اے منیر ریاضت کش
منع کرو کہ یہ کون بار بار مجکو مارتا ہی اور دکھائی نہین دیتا ہی جب مجکو کوڑے وغیرہ مارتا ہی
پس پشت ہی سے آکر لگاتا ہی کبھی طمانچے مارتا ہی کبھی نعلین لگاتا ہی روبرو نہین آتا ہی دکھائی
نہین دیتا ہی آخر مجکو کیون ایذا دیتا ہی مین نے کیا خطا کی ہی منیر ریاضت کش نے ہنسی کو
ضبط کرکے کہا کہ اے جاہل آگاہ ہو کہ جب تک تو اطاعت و فرمانبرداری خواجہ طیفور کردیا
کی بصدق دل اقرار نکریگا اُس وقت تک اسی طور سے سزاے سرکشی تجکو ملے گی خبیث
نے لاچار و مجبور ہوکے پشت پر تاب کوڑے اور گھونسے اور نعلینین سر پر لیکے کھانے کی
نہ لاکر اقرار کیا کہ جو آپ حکم کرینگے بجالاؤنگا اطاعت آپ کے دوست و برادر دینی خواجہ
طیفور کردیا کی کرونگا درویش نے کہا کہ قسم کھا اُس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی
قسم کھائی درویش نے خواجہ سے کہا کہ اب اس کی اذیت رسانی سے باز رہو خواجہ نے ہاتھ
روکا گلیم اپنے منھ پر سے ہٹائی خبیث نے دیکھا کہ فقط ایک چہرہ نظر آتا ہی اور دست و پا و
صدر نظر نہین آتا ہی حیران ہوکے پوچھا کہ اے چہرۂ آدم زاد تو کون ہی کہ تن تیرا دکھائی نہین
دیتا ہی کیا تو بھی کوئی خبیث یا آسیب ہی کیون مجکو ایذا رسان ہی مین نے تیری کیا خطا کی ہی خواجہ
نے جواب دیا کہ او خبیث سرکش جب تک تو میری اطاعت نکریگا قسم کھاکر میری فرمانبرداری

اختیار نکرے گا اسی طرح تجکو مارونگا اُس نے عاجز و لاچار ہوکر قسم کھا کر اقرار اطاعت و
فرمانبرداری کا کیا خواجہ نے کہا کہ مجکو تجسے بالفعل ایک کام ہی اگر تو وہ کردے گا لقمہ لذیذ تیرے
کھانے مین آئے گا اُس نے پوچھا کہ وہ کیا کام ہی خواجہ نے کہا کہ ایک عورت ہماری دشمن جان
ہی اُس کو کھالے خبیثہ نے اقرار کیا اور کہا کہ مجبور ہاکرا دو مین تمکو اپنا ایک موے سر دیتا ہون
اپنے بازو پر رکھو جس وقت اُس موے سر کو گرمی پہونچاؤگے فی الفور حاضر ہونگا جو حکم
کروگے وہی کرونگا اب تجسے اطمینان رکھو قسم کھا چکا ہون خلاف قسم نکرونگا تمنے مجھے
ایذا دے لی اب مین ایذا رسان نہونگا خواجہ نے اُس کے قول کا اعتبار کرکے منیر ریاضت کش
سے کہا کہ اب حصار دفع کر دیجیے اُس نے حصار کو دفع کیا خبیثہ مذکور نے خواجہ کو موے سر
اپنا دیا خواجہ نے تعلیم اُتار کر وہ موے سر اپنے بازو پر باندھا خبیثہ نے خواجہ کے سراپا پر نظر
کرکے اپنے دل مین کہا کہ اس دُبلے پتلے بنی آدم نے کس قدر ایذا پہونچائی اگر پہلے سے اسکی
کم قوتی ظاہر ہو جاتی تو کبھی قسم کھا کر اس کی اطاعت نہ کی جاتی خیر اب تو قسم کھالی ہی مجبوری ولاچاری
ہی اس کی اطاعت کرنی ضرور ہی یہ خیال کرکے منیر ریاضت کش اور خواجہ سے یہ کہکر نظر سے
غائب ہوگیا کہ مین جاتا ہون جب مجکو یاد کروگے میرے موے سر کو گرمی پہونچاؤگے
فوراً حاضر ہونگا جو کہوگے عمل مین لاؤنگا خواجہ موصوف نے بعد غائب ہونے خبیثہ مذکور
کے منیر ریاضت کش عامل زبردست و درویش کامل سے رخصت چاہی اُس نے اور
سب نے پہلے خواجہ کی حکمت و تدبیر کی بہت تعریف کی بعدہٗ درویش نے خواجہ کو رخصت کیا
اور کہا کہ گنبد سامری ابھی یہان سے دور ہی اگر اس جانب سے قطع راہ کروگے تو جلد
پہونچ جاؤگے خواجہ موافق بتانے درویش مذکور کے اُسی راہ سے سوے گنبد سامری
روانہ ہوے اثناے راہ مین رنگ و روغن سے صورت اپنی ایک ساحر زبردست کی بنائی
کالے کوڑیالے موم کے بنا کر اپنے گلے مین ڈالے جھولی اسباب سحر سے بھری ہوئی اپنے دوش پر
رکھی پوشاک مانند لباس ساحرون کے پہنے ہاتھ مین ترسول لیا بایں صورت و ہیئت رہ نورد
ہوے بعد قطع راہ دراز خواجہ کو اشتہاے طعام ہوئی صحرا مین زیر درخت قیام کیا زنبیل سے
جو کچھ غذا کھانا منظور تھی نکال کر اپنے روبرو رکھی پانی بھی ایک ظرف مین زنبیل سے نکال کر
اپنے آگے رکھا ابھی ارادہ کھانا کھانے کا کیا تھا کہ دیکھا پس پشت سے ایک ساحر خلعت زرین
پہنے ہوے فرط خوشی سے ہنستا ہوا کلاہ زرین کو اپنی کج کرتا ہوا تخت سحر کو اپنے سوے زمین
اُتارتا ہوا آتا ہی خواجہ نے بغور اُس ساحر پر نظر کرکے اپنے دل مین کہا کہ اس ساحر نابکار کو ہلاک کر
خلعت و کلاہ زرین وغیرہ اس سے لے لینا چاہیے اس نابکار کو دام فریب مین لاکر بیہوش
کرنا چاہیے واسطے زادراہ کے یہی تدبیر کرنا چاہیے سوا اس کے شاید اس ساحر کے بیہوش
کرنے سے اور بھی کوئی عیاری بن پڑے یہ خیال کرکے پکار کر کہا کہ اے برادر آؤ آؤ خوب
آئے اچھے وقت پر آئے مین نے ارادہ تناول طعام کیا تھا اب ہم تم دونون کھائین اور
یہان سے سوے گنبد سامری چلین راہ مین ہمارا تمہارا ساتھ ہوگا باتین کرتے ہوے چلینگے
بعد مدت کے آج تمکو دیکھا ہی غالباً تم ہم کو بھول گئے ہوگے ہمنے تمھین پہچان لیا کہین تم کو
ضرور دیکھا ہی ساحر مذکور براے ضرورت بول و براز بلندی سے سوے زمین آتا تھا تقریر

محبت آمیز اس ساحر نقلی کی جو تھی تو تخت سحر کو بروے زمین لاکر بعد دفع ہول و ہراس کے قریب آکر
پوچھا کہ اے برادر نام تمھارا کیا ہی مین نے درحقیقت تمکو نہین پہچانا یہان تمھارا آنا کس طرف سے
ہوا ہی کہان رہتے ہو تمنے ہمین کہان دیکھا ہی ساحر نقلی نے جواب دیا کہ نام ہمارا دلیر جادو
ہی کوہ و صحرا مین جانب شمال رہتے ہین یہان گنبد سامری کی دید کے مشتاق ہوکر آئے ہین ایسا
خیال ہی کہ کسی میلے مین ہمنے تمکو دیکھا ہی نام تمھارا یاد نہین رہا لیکن صورت آشنا ہین آؤ بیٹھو یہ
آب و طعام موجود ہی کھاؤ اور یہ بتاؤ کہ اسوقت کہان سے آتے ہو کس کام کو گئے تھے اب کہان
جاؤگے اس خلعت اور اس تختی کی مفصل کیفیت بیان کرو اپنا نام بھی بتاؤ ساحر تخت سحر نشین نے
جواب دیا کہ نام ہمارا ازلال جادو ہی ہم سپہ سالار ملکہ زنبیق سحر ساز ہر دار خونخوار جادو گر ہین
تا سہ فتحیابی جس مین احوال قتل و ہلاک ہونے طلسم کشا سے طلسم زلزلہ و عیار طلسم کشا و لشکر
طلسم کشا کا درج تھا ملکہ موصوفہ کے حکم سے شاہ طلسم زلزلہ کے پاس لے گئے تھے اُس نے
خوش ہوکر ہمکو یہ خلعت زرین دیا ہی اور یہ کلاہ زرین عطا کی ہی شاہ طلسم سے رخصت ہوکر یہان تک
آیا ہون اب سوے گنبد سامری اپنی ملکہ مذکورہ کی خدمت مین جاؤنگا جو کچھ پیام شاہ طلسم ہی
اُس کو پہونچاؤنگا اور یہ تختی جو تم ہمارے گلے مین دیکھتے ہو تحفہ جات طلسمی سے ہی ایک شے
نایاب زمانہ ہی اوصاف اس کے بے حد ہین از انجملہ یہ صفتین ہین کہ جب سیدھا اس تختی کو داہنے
ہاتھ کی ہتیلی پر رکھو جس سواری پر سوار ہو وہ اس تختی کی تاثیر سے خود بخود بلند ہوکر بروے
ہوا مثل بساط سلیمان راہ طے کرے گی اور جس سمت کو چاہو گے جائے گی کچھ حاجت سحر پڑھنے
کی نہین ہی اور اگر اسی تختی کو اُلٹا بائین ہاتھ کی ہتیلی پر رکھو اور ہاتھ کو نیچا کرو تخت یا مرکب یا کوئی
سواری ہو زمین پر خود بخود اُتر آئے گی اور اگر کسی حصار سحر کے اندر جانا منظور ہو تو اس تختی کو
مانند آئینے کے اُس حصار سحر کو دکھاؤ فی الفور دروازہ پیدا ہو جائے گا اُس دروازے سے
گذر جاؤگے داخل حصار ہو جاؤگے ہمکو یہ تختی ملکہ ہرگز نہ دیتین مگر واسطے پہچاننے کے اور اپنی
نشانی کے دی ہی عجب تحفہ و نایاب شے ہی ساحر نقلی نے کہا کہ واقعی یہ خوب شے ہی آؤ کھانا کھاؤ
تو پھر ہم بھی تمکو ایسی شے دکھاتے ہین کہ تم بھی حیران ہو جاؤ اور بے اختیار کہو کہ اس تختی کی روبرو
اس بٹوے کی کچھ حقیقت نہین ہی یہ کہکر اُس کو شریک طعام کیا کھانا بیہوشی آمیز اُس کو کھلایا جب
وہ کھانا کھا چکا اور خود بھی طعام غیر بیہوشی آمیز کھا چکے ازلال جادو کو گونہ گرمی معلوم
ہونے لگی دل گھبرانے لگا ایسی حالت مین ساحر نقلی نے گھنڈیان زنبیل کی کھول کر ازلال جادو
سے کہا کہ تختی کو گلے سے اُتار کر رکھدو اور جھانک کر اس بٹوے مین دیکھو عجب سیر کروگے
کبھی تمنے ایسی سیر روے زمین پر کبھی نہ دیکھی ہوگی چونکہ ازلال جادو کو کچھ نشہ سفوف بیہوشی آمیز
طعام کا ہو چکا تھا اور دل گھبراتا تھا کہنے لگا کہ اسوقت دل بھی ہمارا گھبراتا ہی گرمی بھی معلوم
ہوتی ہی اچھا سیر کرین تاکہ یہ گھبراہٹ عالم سیر مین دفع ہو جائے یہ کہکر بٹوے مین یعنی زنبیل مین
جھانک کر دیکھنے لگا اور خوش ہوکر کہنے لگا کہ واہ وا یہ بٹوا تو نایاب روزگار ہی اس مین چند
شہر آباد نظر آتے ہین دریا زور و شور سے رواں ہین ایک پشتہ بن رہا ہی ہزارہا مزدور ٹوکریان
مٹی سے بھری ہوئی پشتہ پر ڈال رہے ہین صدہا بیلدار ہموار و درست کر رہے ہین ایک
سیٹھ بیٹھا ہوا ہی ہر ایک مزدور کو فی ٹوکری ایک گڑ کی ننھی سی ڈلی دے رہا ہی ہر ایک مزدور

کثرت گرسنگی سے تھکا رہا ہے جملہ مزدور نحیف وزار ولاغر ہیں بجز لنگوٹی کسی کے تن پر لباس نہیں ہے سوا
اس کے اور بہت سی اشیاے و مکانات وغیرہ نظر آرہے ہیں مردمان شہر جوق جوق گروہ گروہ
بازارون مین چل پھر رہے ہین دوکاندار ہر قسم کی اشیاے و اجناس خریدارون سے استفروخت
کر رہے ہین ساحر نقلی نے کہا کہ ذرا اور جھک کر دیکھو جو تمنے سیر کی اُس سے زیادہ اشیاے
عجائب وغرائب کی سیر کروگے ازلال جادو نے یہ سنکے بصد رغبت و خواہش تا سینہ و کمر جھک کر
سیر کرنی شروع کی ساحر نقلی نے سرین پر اُس کے ہاتھ رکھکر زور سے ایک ایسا دھکا دیا کہ وہ نابکار داخل
زنبیل ہو گیا اُسوقت ساحر نقلی نے نعرہ کیا کہ منم خواجہ طیفور گردیا او نابکار اپنی خوبی تقدیر
سے تیرا ادھر آنا ہوا خوب میرے دام مکر مین گرفتار ہوا آب و طعام مال مفت جان کر خوب
تو نے کھایا پیا کچھ بھی ہمارے نقصان مال کا خیال نہ کیا اس کا عوض تجھسے لیا جائیگا مدت العمر تک
تجھسے مزدوری کرائی جائیگی ایک کوڑی بھی مزدوری مین نہ دی جائیگی یہ کہکر کہا کہ داداجان
ازلال جادو آیا ہے ذرا اس کے کپڑے اور خلعت و کلاہ زرین اترواکر اچھی طرح سے اسکا کام خشتا
اس نابکار سے لیجیے گا اس نے میرے مال کا نقصان کیا ہے آب و طعام نالائق نے کھا لیا ہے یہ
کہکر گنڈہ بان زنبیل کی لگاکر رنگ و روغن سے ازلال جادو کی صورت بنکر وہی تختی اپنے
گلے مین ڈال کر اسی کے تخت سحر پر بیٹھکر تختی کو اپنے دستہا تھ کی ہتھیلی پر سیدھا رکھکر کہا کہ اے
تخت سحر سوے گنبد سامری ہمین لے چل بلکہ اندر حصار ملکہ زنبیق سحر ساز مردار خوار جادو
کے ہمین جانا ہے فی الفور تخت بلند ہو کر مانند باد تند و تیز کے سوے گنبد سامری چلا خواجہ اسی کا
لباس پہنے ہوے تختی مذکور گلے مین ڈالے ہوے ازلال جادو کی صورت بنے ہوے شاہانہ
تخت سحر پر بیٹھے ہوے سیر دشت و کوہ کرتے ہوے ہین ولیسا رو برو دیکھتے ہوے جلد
سامنے گنبد سامری کے پہونچے دیکھا کہ صدہا ساحر اندر اور باہر گنبد مذکور کے ہو ہا ہات مین
سرگرم ہین پہلوے گنبد مین ایک قصر بلند و مرتفع ہے بالا ے قصر ابر گہرا ہوا ہے گرد اس قصر کے ایک
تاریکی ہے اور کچھ غبار محیط ہے خواجہ نے اس قصر و ابر و تاریکی و غبار کو دیکھکر اپنے دل مین کہا کہ یہی
قصر ملکہ زنبیق سحر ساز مردار خوار جادو کا ہے اسی قصر مین وہ ساحرہ بحفاظت بیٹھی ہے یہ باتین
اپنے دل مین کرکے برابر اُس تاریکی و غبار حصار سحر کے پہونچکر اس تختی کو مانند آئینے کے اس حصار
کو دکھایا فی الفور اُس تاریکی و غبار مین ایک دروازہ پیدا ہوا خواجہ مع تخت سحر اندر اس حصار سحر
کے داخل ہوے فی الفور ابر سحر کو جو بالاے قصر مذکور محیط تھا چاک کی مانند گردش ہوئی برق ابر مین
چمکنے لگی صداے رعد ابر سے آنے لگی ملکہ زنبیق سحر ساز مردار خوار جادو مع اپنی کنیزون
اور صدہا خدمتگارون وغیرہ ملازمون کے اندر قصر کے بیٹھی ہوئی تھی ازلال جادو پر نظر پڑتے ہی
نظر کرکے سمجھ گئی کہ عیار طلسم کشا بصورت ازلال جادو میرے حصار سحر مین داخل ہو کر میرے
قصر مین آگیا غضب ہوا نہین معلوم ازلال جادو کو اس عیار مکار نے کہان پایا کہ اس پر عیاری
کرکے اس کی صورت بن کر تختی اس سے لے کر یہان آیا ہے جلد اس کو ہلاک کرنا چاہیے مگر پہلے
ذرا سمجھ بوجھ بھی لینا چاہیے یہ سمجھکر اور اپنے دل مین باتین کرکے نقلی ازلال جادو سے مخاطب ہوئی اور
اپنی مسند زرین سے اٹھکر پوچھا کہ کہا اے ازلال جادو ہمنے تجھکو کس کام کے واسطے بھیجا تھا
تو نے یہان سے جاکر کیا کام کیا ازلال جادو نقلی نے بعد سلام کرنے کے تخت سحر سے اتر کر عرض کیا

که یه نگخوار حسب الحکم حضور نامه لے کر شاہ طلسم کی خدمت مین گیا تھا اسوقت پہونچا تھا که دربار
آراسته تھا شہنشاہ کسا جران بالاے تخت حکومت بیٹھے تھے امرا و وزرا و اہل دربار دربار مین
حاضر تھے پہلے شہنشاہ کو باادب سلام کیا پھر حسب الطلب نامه دیا شہنشاہ نامه حضور کو پڑھوا کر
عبارت نامه بگوش دل سنکے از حد شادمان ہوے بہت تعریف آپکی زبان پر لائے اہل دربار
بھی سب خوش ہوے پھر مجکو بیٹھنے کا اشارہ کیا مین سلام کرکے ایک کرسی پر بیٹھا شاہ نے
کشتی خلعت طلب کی ملازمون نے حاضر کی پھر وہ خلعت زرین ملازمون نے حکم شاہ طلسم سے
مجکو دی مین نے سلام کرکے بصد خوشی خلعت پہنا بعدہ سلام کیا وقت رخصت کرنے کے شاہ طلسم
نے یه نامه لکھوا کر مجکو دیا ہے اور فرمایا ہے که ہمارا نامه ہماری جدہ ماجدہ کو دیدینا اور ہماری جانب سے
بعد تسلیم شکر گذاری سے اپنی کارنمایان کرنے کی بہت کرنا یه عرض کرکے وہ نامه پیش کیا ملکه مذکورہ
نے لفافے پر نظر کرکے مہر شاہ طلسم زلزال اس پر دیکھکر حیران ہوکر لفافے کو چاک کیا اور نامه
لفافے سے نکال کر اول سے آخر تک پڑھا بعد پڑھنے کے اپنے دل مین خیال کیا که جو کچھ
مین نے سوال کیا تھا اس نے جواب معقول دیا ہے نامه شاہ طلسم بھی مزین مہر شاہی لاکر دیا ہے
بظاہر یه ازلال جادو معلوم ہوتا ہے مگر ابر سحر کی گردش سے صاف ثابت ہوتا ہے که یه ازلال
جادو نہین ہے کوئی غیر شخص ہے لہذا کوئی بھی ہو اس کو قتل کرنا چاہیے کیونکه مین نے ابر سحر اپنے
اوپر قائم کرکے یہی شناخت رکھی تھی که جب کوئی شخص غیر زیر ابر سحر آوے گا ابر سحر کو گردش
ہوگی مجھے معلوم ہو جاے گا که غیر شخص کا ضرور گذر ہوا یه خیالات کرکے کارد اٹھا کر سحر
پڑھنے مین مصروف ہوئی خواجه سمجھ گئے که اس نے مجکو پہچان لیا ہے کارد اٹھائی ہے سحر پڑھ رہی
ہے اب اسی کارد سحر سے مجکو ہلاک کرے گی بہتر و مناسب یہی ہے که اپنی جان کی حفاظت کرو یه تجویز
کرکے فی الفور مجرد صورت اپنی ملکه کے ایک خدمتگار کی بن کر خدمتگارون مین شامل ہو گئے
اتنے عرصے مین ملکه مذکورہ سحر پڑھکر کارد پر دم کر چکی دیکھا تو ازلال جادو کو نه پایا سخت
حیران ہوئی تا دیر دریاے حیرت مین غوطه زن رہی بعدہ دل مین کہنے لگی که شاید میرے
خدمتگارون مین عیار طلسم کشا آکر چھپکر شامل ہو گیا ہے اب اپنے سب خدمتگارون مین سے
اس کو تلاش کرکے قتل کرنا چاہیے یه خیال کرکے جمله خدمتگارون کو اپنے روبرو طلب کرکے
حکم دیا که صف آرا ہو خدمتگار تین صفین آراسته کرکے ایستادہ ہوے خواجه بھی صف اول
مین کھڑے ہوے ملکه نے ہر ایک صف پر نظر کی صورت غیر شخص نظر نه آئی حیران ہوکر ارادہ
کیا که پہلے صف اول کے جمله خدمتگارون کو قتل کرنا چاہیے یه ارادہ کرکے وہی کارد سحر
اٹھانے لگی اتنی دیر مین خواجه صف اول سے نکل کر صف دیگر خدمتگاران مین شامل ہوگئے
ملکه نے اس کارد سحر سے اشارہ کیا صف اول کے تمام خدمتگار دو نیم ہوکر بالاے زمین گرے
ملکه نے صف اول کے خدمتگارون کو قتل کرکے ابر سحر پر نظر کی دیکھا که اسی طرح ابر سحر کو
گردش ہے ابر مذکور کو گردش مین دیکھکر سمجھی که ابھی وہ عیار مکار قتل نہین ہوا ہے سمجھکر صف دوم
کی طرف نظر کی خواجه صف دوم سے نکل کر صف سوم مین چلے گئے مگر ملکه نے نه دیکھا اور
دوسری صف کو بھی مثل صف اول کے قتل کیا بعد قتل کرنے کے پھر سوے ابر نگاہ کی
دیکھا که بدستور ابر سحر گھوم رہا ہے سمجھی که ابھی تک وہ عیار زندہ ہے قتل نہین ہوا ہے یه سمجھکے

تیسری صف خدمتگاران پر نظر کرکے ارادہ کیا کہ اُس صف کو بھی مانند صف اول و دوم
کے کار دستی سے دو نیم کریں کہ یکایک خواجہ چالاکی سے صف خدمتگاران سے نکل کر سوے
مجمع کنیزان وغیرہ چلے ملکہ زنبیق سحر ساز مردار خوار جادو نے ایکی مرتبہ دیکھ لیا فی الفور
بے اختیار زبان سے اُس کی لفظ گیر نکلا یعنی لے زمین اس شخص کے پاؤں پکڑ لے تاکہ یہ بھاگنے
نپاوے بڑی جسارت و دلیری اس نے کی ہے کہ یہاں تک آیا ہے اب میرے ہاتھ سے زندہ بچ کر کہاں
جا سکتا ہے میں نے پہلے ہی تدبیر اپنی حفاظت اور اسکی گرفتاری کی کر لی تھی یہ کہکر سوے خواجہ بڑھی
اُسوقت خواجہ بہت گھبرائے سمجھے کہ اب جان بچنا محال ہے ضرور یہ ساحرہ مجکو قتل کرے گی
افسوس ہزار افسوس میری اجل مجکو کشان کشان کہاں لائی کیا کروں کیونکر جان اپنی بچاؤں
زنبیل تک ہاتھ بھی نہیں پہونچ سکتا ہے کہ گلیم نکال کر اوڑھ لوں یہاں کون دوست ہے کس کو اپنی
مدد کے واسطے پکاروں صاحبقران سلطان کیوان شکوہ یہاں سے منزلوں دور ہیں
بحرین جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو بھی دور ہیں کوئی بھی معین و مددگار اپنا موجود
نہیں ہے بجز خداوند عالم کے اسوقت کوئی میری مدد نہیں کر سکتا وہی اپنی قدرت کاملہ سے مجکو
بچاوے گا تو بچوں گا ورنہ جانبر نہیں ہو سکتا یہ خیال لاتے ہی آبدیدہ ہوکے سوے فلک ہاتھ
اٹھا کر درگاہ خدا میں واسطے اپنی جانبری کے دعا کرنے لگے یکایک دعا مستجاب ہوئی گویا کہ
کسی نے کان میں کہا کہ اے خواجہ کیوں گھبراتے ہو خوف ہلاکت جان سے ڈرتے ہو عاجز و ماندہ
عبث ہو مہرہ سر خبیث تمھارے بازو پر بندھا ہے اُسے گرمی پہونچاؤ اگر آگ اسوقت ممکن نہیں
ہے گرمی دہن ہی پہونچاؤ وہ خبیث حسب وعدہ اقرار ضرور حاضر ہوگا جو حکم کروگے وہ عمل میں لائیگا
خواجہ اس الہام جانب اللہ سے خوش ہوے سمجھے کہ ضرور یہ تائید خدا ہے جو ایسے وقت میں
کسی نے میرے کان میں یہ تدبیر جانبری بیان کی اور میرے دل میں یہ حکمت جان دشمن سے
بچانے کی آئی فوراً اپنے بازو کو متصل دہن لاکر گرمی دہن مہرہ سر خبیث مذکور کو پہونچائی
اُسوقت دیکھنے والوں نے دیکھا کہ دفعتہً ایک برق سی چمکی وہ خبیث دروازہ حصار مذکور
کی راہ سے بسرعت تمام مانند برق کے چمکتا ہوا روبرو خواجہ کے آیا پوچھا کہ اے خواجہ بتاؤ
تمنے مجکو کیوں یاد کیا ہے کیا کام ہے جو کہو ابھی بجا لاؤں میں تمسے ڈرتا ہوں اور وعدہ بھی
کر چکا ہوں خواجہ نے سوے ملکہ زنبیق سحر ساز مردار خوار جادو اشارہ کرکے کہا کہ یہ ساحرہ
ہماری دشمن جان ہے ہمارے قتل کے واسطے آئی ہے نزدیک آ چکی ہے جلد اس کو کھا لے خبردار
دیر نہ کر مجھ تک اس کو نہ آنے دے خبیث مذکور نے جانب ملکہ مذکورہ دیکھکر کہا کہ گذارم
کہ از دست من زندہ و سلامت روی او ظالمہ ساحرہ تو خواجہ طیفور کی دیانی دشمن جان ہے
برائے قتل کار دیدہ آئی ہے اے مردار خوار کیا تو نے یہ قصد کیا ہے کہ قلب و جگر خواجہ کو
کھاؤں ہرگز تمنا تیری نہ بر آئے گی میں تجھی کو کھا لیتا ہوں اسوقت بھوکا بھی ہوں
یہ کہکر مانند برق جھپٹ کر چلا صورت اصلی اپنی دکھائی ملکہ مذکورہ صورت مہیب مذکور کو دیکھ کر خود
بھی ایک خبیثہ تھی مگر ایسی ڈری کہ وہ کارد سحر جو لیے تھی دست و پا کے ہاتھ سے گر پڑی
چلائی کہ یہ کون بلاے جان ستان ہے یہ کہتی ہوئی پیچھے ہٹی گھبراہٹ میں ٹھوکر کھائی نہ ٹھہر سکی قریب
کہ غش کھا کر زمین پر گرے یکایک خبیث مذکور نے اُس کے گلے پر ہاتھ ڈالکر توڑ مروڑ کر اپنے

دہن میں رکھ لیا ساحرہ مذکورہ ایک لقمہ خبیث ہو گئی قبل کھانے کے روح اُس کی قفس تن سے
اُس کے نکل کر سوے جہنم روانہ ہوئی تو یون ہوا کہ زمین نے چھوڑے سحر اُس کا برطرف
ہو گیا ابر سحر و تاریکی سحر و غبار سحر دفع ہو گیا آندھی سیاہ زور و شور سے آئی تاریکی پھیلی ہوئی
علامت مرگ ساحرہ مذکورہ ظاہر ہوئی ابر سیاہ فلک پر ہویدا ہوا برق چمکنے اور کڑکنے لگی
صداے رعد ابر مذکور سے آنے لگی برف باری و سنگ باری ہونے لگی عالم تیرہ و تاریک ہو گیا
ہواے تند سے بڑے بڑے درخت جڑ سے اکھڑ اکھڑ کر مانند خس و خاشاک دور جا جا کر گرنے
لگے ایسے آثار قیامت نمایان کنیزین ملکہ مذکورہ کی اور باقی ماندہ خدمتگار و ساحران لشکر ملکہ
مذکورہ حیران و پریشان خاطر ہو کر بے اختیار بھاگے اور جسقدر ساحر گنبد سامری کے اندر اور
باہر تھے وہ سب بھی از حد حیران ہو کر پوجاپاٹ اور سحر خوانی سے دست بردار ہو کر اکثر تو
بھاگے بہت سے گھبرا کے یہ کہنے لگے کہ یہ آفت تازہ اور بلاے تو کیسی آئی ہے یہ تاریکی اور سیاہ
آندھی زور شور سے صاف اسکی دلیل ہے کہ کوئی ساحر زبردست مار ڈالا گیا ہے یہ علامت مرگ کسی ساحر
کی ہے کیا غضب ہوا ارے یارو کون ساحر مار ڈالا گیا کس نے مارا ذرا خبر تو لو قاتل کو ساحر مقتول
کے گرفتار کرو خبردار بھاگ کر جانے نپائے ہیں تو تاریکی میں کچھ دکھائی نہین دیتا ہے کہان جائین
کس سے دریافت کرین یہ کیا واقعہ ہوا ایسے مقام میں تعجب ہے کہ کسی نے کسی ساحر کو مار ڈالا
ہے کچھ حال مفصل دریافت نہین ہوتا ہے تا دیر یہی شور و غل رہا آخر کار ملکہ زنبیق سحر ساز
مردم خوار جادو کے سحر کے پیرون نے اُسی کے نام سے باواز بلند و دردناک کہا کہ افسوس
قتل کیا اور مارا ہم کو کہ نام ہمارا ملکہ زنبیق سحر ساز مردم خوار جادو تھا جب آواز سحر پیرون کی
سب نے سنی معلوم ہوا کہ زنبیق سحر ساز مردم خوار جادو کو کسی نے قتل کیا بعد آواز
دینے سحر کے پیرون کے وہ تاریکی اور وہ آندھی سیاہ اور برف باری و سنگ باری دفع ہوئی
مطلع صاف ہوا خواجہ نے گلیم اوڑھ لی خبیث مذکور بعد کھا جانے ملکہ زنبیق سحر ساز مردم خوار
جادو کے چلا گیا نظر سے غائب ہو گیا جو جو اشیاے مکان و قصر وغیرہ ملکہ مذکور کے سحر سے
نمایان و ہویدا تھی اُس کے مرتے ہی معدوم ہو گئے سحر اُس کا برطرف ہو گیا اکثر ساحران نابکار
و پیر سحر کے نالان و گریان سوے شاہ طلسم زلزلہ برلے خبر رسانی قتل ملکہ زنبیق سحر ساز
مردار خوار جادو کے روانہ ہوے خواجہ نے جو کچھ اثاث البیت ملکہ مذکورہ کا تھا بعد اُس کے
مرنے کے لوٹ کر نذر زنبیل کیا ساحران ساکنان گنبد سامری وغیرہ کو خصوصاً ساحران لشکر
ملکہ زنبیق سحر ساز مردم خوار جادو کو بدرجہ کمال حیرت ہوئی کہ یہ کیا غضب ہو گیا کس نے
آکر ملکہ کو مار ڈالا ہم کو اطلاع بھی نہوئی ہر ایک نابکار ساحر ناہنجار کو صدمہ عظیم ہوا گنبد سامری مین
تہلکہ پڑ گیا ساحر نابکار ہر طرف برلے خبر رسانی و نیز خائف و ترسان ہو کر بھاگے کہ مبادا
ہم بھی قتل نہو جائین بعض ساحر جانب دربند اول طلسم زلزلہ بھاگ گئے انھون نے
حنظل جادو کو خبر قتل ملکہ زنبیق سحر ساز مردم خوار جادو سنائی وہ یہ خبر ملال اثر سنکے
مغموم و متردد و متحیر ہوا ساحران دربند اول بھی خبر بد کو سنکے تھرانے لگے اور باہم کہنے لگے
[illegible] عجب ہے کہ ملکہ زنبیق سحر ساز مردم خوار جادو [illegible] رشک سامری و جمشید تھین کس نے
اُن کو مار ڈالا کون اُن کا ایسا دشمن جان تھا انھون نے تو یہان آ کر طلسم کشا وغیرہ کو ایکدم مین

اپنے سحر سے قتل و ہلاک کر دیا تھا میدان جنگ دشمنون سے پاٹ دیا تھا سب دشمنون کو نیست و نابود کر دیا
تھا اسی طرح حنظل جادو بھی اپنے رفقا سے کہنے لگا جائے حیرت ہے کہ ملکہ ایسی ساحرہ کو کس نے
مار ڈالا کون دشمن ان کا ان تک پہونچ گیا بڑا غضب ہو گیا بظاہر تو ملکہ مذکورہ نے کسی کو اپنے
عدو اور شاہ طلسم کے معاونون سے زندہ نہ چھوڑا تھا سب کو میدان جنگ مین بزور سحر قتل و ہلاک
کر کے چلی گئی تھین اب کون دشمن تازہ پیدا ہو گیا کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ یہ واقعہ کیا ہوا کیونکر ہوا
تا وقتیکہ کتاب سامری یا پتلہ سحر سے دریافت نہ کیا جائے گا مفصل حال معلوم نہو گا اگر طلسم کشا
طلسم زلزلہ اور اس کا عیار دونون زندہ ہین قتل نہین ہوئے ہین تو یہ طلسم زلزلہ تباہ و برباد نہو
ہو جائے گا اب مثل ملکہ نیلوفر سحر ساز مردم خوار جادو کے کوئی ساحرہ زبردست نہین ہے
ہمکو بہت خوشی حاصل ہوئی تھی کہ طلسم کشا وغیرہ قتل ہو گئے اب کوئی دشمن باقی نہین رہا
اطمینان ہو گیا تھا مگر اسوقت سے پھر تردد ہوا یہ کہکر کتاب سامری و پتلہ سحر سے جو دریافت حال کیا
تو معلوم ہوا کہ طلسم کشا زندہ ہے عیار بھی اس کا زندہ ہے اسی نے اپنی فکر و تدبیر و حکمت و عیاری
سے ملکہ نیلوفر سحر ساز مردار خوار جادو کو قتل کیا ہے حنظل جادو کو جب یہ حال معلوم ہوا
کانپ گیا خوف سے تھرانے لگا رفقا سے اپنے کہنے لگا کہ عیار طلسم کشا سے طلسم زلزلہ عجب عیار
مکار ہے اس کی شر سے جو محفوظ رہے وہ ساحر خوش نصیب ہے دیکھو کہان جا کر ملکہ عالم کو مارا ہے
کیا جسارت کی ہے خیال کرنے سے طائر ہوش و حواس اڑے جاتے ہین یہ کہکے اپنے رفقا و تمامی
ماتحت ساحرون کو حکم دیا کہ خبردار و ہوشیار رہو سامان جنگ و جدال کرو اسباب جنگ فراہم
و موجود کرو خوشی قتل طلسم کشا دور کرو وہ جو خیال قتل طلسم کشا کا تھا محض غلط تھا وہ ابتک
زندہ ہے امروز و فردا مین یا دمرآئے گا فکر فتح و بندو بست طلسم کرے گا صاحب لوح طلسمی ہے اس پر سحر تو
اثر نہ کرے گا الا یکبارگی حملہ ور ہو کر اس کو گرفتار کر لینا یا دام مکر و فریب مین اسیر کرنا جو اسوقت
مناسب ہو عمل مین لانا مگر ابھی سے سامان جنگ کر لینا آمادہ جنگ ہو جانا اچھا ہے سب نے عرض کیا
ہم سب حضور کے حکم کی تعمیل کرین گے یہان تو خبر قتل ملکہ مذکورہ پہونچ چکی ہے سامان جنگ
ہو رہا ہے ساحران بیدار مین اپنے اپنے سحر کی تیاری اور فکر مکاری کر رہے ہین کچھ ساحر حسب حکم
حنظل جادو سے بیرون در بند برائے اظہار خبر طلسم کشا گئے ہوئے ہین لیکن اب حال دربار
شاہ طلسم ہود مست جادو کا لکھا جاتا ہے کہ شاہ مذکور بعد غرور جلسہ عیش و عشرت مین مع
اپنے اہل دربار کے بیٹھا ہوا تھا جشن عظیم تھا اکثر بلکہ صدہا ساحران نامی و نامور جلسہ جشن مین
بیٹھے تھے ساریق بن ایقا و سحستان یہ دونون بیٹے بھی شریک بزم عشرت
مذکور تھے جشن قتل طلسم کشا و لشکر طلسم کشا کا ہو رہا تھا ہر ایک اہل بزم عشرت خرم و شادمان تھا
خصوصاً ہود مست جادو خوشی سے پھولے نہ سماتا تھا ارباب نشاط جو دور دور سے طلب
کیے گئے تھے ان مین سے ایک مطرب خوش گلو و خوبرو یہ غزل گا رہی تھی شاہ و وزیر و
اہل دربار وغیرہ علیٰ قدر مراتب بیٹھے ہوئے بعد خوشی سن رہے تھے

غزل

نکلے صیاد میرے آشیان سے
وہ آئی ہین بلائین آسمان سے
ملا یا خاک مین جس نے ان سے مجھکو

گرے شاید نہ بجلی آسمان سے
ملا ہے وہ تو میرے رازدان سے
زمین کو ہے کدورت آسمان سے

مٹا دو جلد ہمکو اب جہان سے
بہت عاجز ہون مین اپنی زبان سے
جنون مین چاک ہو کیونکر گریبان

سمجھی آتا ہے وہم اُس بدگمان سے
محبت کی نظر چھپتی نہیں ہے
سنون گالی مگر اُس کی زبان سے
کیا اسواسطے ظالم نے بیدل
بیان غیر اُن کو دیکھیگا کہان سے
مجھے صیاد ہی نے کر لیا قید
چھانگا زور کیا مجھ ناتوان سے

کیا ہی تیرہ سر بسر رونے نے ایسا
ستون کی چار آنکھین پاسبان سے
وہ صیاد آگیا بجلی سے کہدو
بہت نالان تھا وہ میری فغان سے
اداسی شام غم مجھ اس قدر ہی
غرض اب برق گویا آشیان سے
فلک کو پھونکتی پھرتی نہ بجلی

گرے تو سرد ہو برق آشیان سے
تمنا ہی مجھے ذلت کی ہر دم
کہ اب ہو جائے ہستیار آشیان سے
میرے سینے مین دل ہے دل مین وہ ہین
کہ نسبت بات ہی میرے مکان سے
سما جاؤن گا مین اُن کی نظر مین
مشابہ ہی جو میرے آشیان سے

تلمیذ ایسا ہون یاد دوست مین محو — مکان کو بھی ہے نسبت لامکان سے

اہل بزم بجائے خود تعریفیں اس مطربہ خوش گلو کی بناز و ادا گانے اور ناچنے کی کر رہے تھے جو
سخن فہم تھے وہ اکثر اشعار غزل مندرجہ کو سنکے مضامین پسند کرکے ثنا کر رہے تھے سختگان
بھی اشعار غزل مطربہ سنکے اور سبکو خوش و خرم دیکھکر اپنے دل مین کہہ رہا تھا کہ یہ سب دیوانے
اور پاگل ہین عبث اسقدر شادمان ہین بیکار محفل رقص سے ہین جسقدر ہنسنے رونا تھا ہی وہین
خصوصاً شاہ طلسم نہ لہذا احمق ویسے شعور ہی قتل طلسم کشا وغیرہ کا جشن کیا ہی کیسا بیکار ہنس رہا ہی
یقین ہو گیا ہی کہ طلسم کشا و عیار طلسم کشا وغیرہ دستا ملکہ زنبیق سحر ساز مردار خوار جادو کے
ہاتھ سے قتل ہو گئے حالانکہ غلط فہمی اُس کی آشکارا ہی کبھی طلسم کشا صاحب لوح طلسمی درحالت موجودگی
لوح طلسمی پاس ہوتے کسی ساحر کے قتل نہین ہو سکتا ہی اور سحر کسی ساحر کا اس پر اثر نہین کر سکتا ہی
ہوشیار ہو احتیاط ضرور کرے وہ پاس ایسے عیار چالاک و ہوشیار کو کوئی ساحر و غیر ساحر قتل کرے کیا ممکن ہی ان سب
ہو جانا اُن کا ممکن ہی قتل ہو جانا نامبردگان کا تو کسی طرح دل عاقل قبول کر ہی نہین سکتا ہی یکایک
سوے فلک سے صداے نالہ و فریاد آئی سب اہل بزم متردد و حیران ہو کر سوے فلک دیکھنے لگے
خصوصاً شاہ طلسم پریشان خاطر ہو کر جانب آسمان دیکھنے لگا سختگان نے اپنے دل مین کہا کہ ضرور
کوئی واقعہ غم افزا کوئی خبر اُس واقعہ پر الم کی ساحر وغیرہ لایا چاہتے ہین بلندی سے سوے
پستی نالہ کنان آیا چاہتے ہین ہنوز سختگان اپنے دل مین خیالات مندرجہ کر رہا تھا کہ ناگاہ کچھ ساحر
پریشان خاطر نالان گریان بلندی سے سوے پستی آکر روبرو شاہ طلسم دست بستہ کھڑے ہوے
اور بے اختیار نالہ و فریاد و فغان کرنے لگے بزم عیش و عشرت مین شور فریاد و فغان ہونے لگا
شاہ طلسم نے گھبرا کر از حد متردد ہو کر پوچھا کہ اے نالائقو بزم عیش و عشرت مین آکر کیون
رو پیٹ رہے ہو بزم عشرت کو محفل غم بنا رہے ہو بد تمیزی اپنی ظاہر کر رہے ہو جو کچھ سبب گریہ و نالہ
بیان تو کرو انھون نے تمام حال بجانب ملکہ زنبیق سحر ساز مردار خوار جادو مفصل بیان کیا ہنوز
ساحران مذکور خبر قتل ساحرہ مذکورہ بیان کر رہے تھے کہ یکایک پھر سوے فلک صداے نالہ و
فریاد آئی اب جو دیکھا تو کچھ نظر تو نہ آیا مگر سب نے بیرون سے آواز بلند و حزین خبر قتل و ہلاک
ملکہ زنبیق سحر ساز مردار خوار جادو کی سنائی اور نالہ و فغان کرتے ہوے ایک جانب روانہ
ہوے شاہ طلسم خبر قتل ملکہ مذکورہ سنکے فق رنگ ہو گیا صدمے سے رنگ چہرہ متغیر ہو گیا
خوشی و خرمی مبدل برنج و غم ہوئی اشک آنکھون مین بھر آئے دست افسوس زانو پر مارنے
لگا مطربہ حیرہ و سرود نابچ رہی تھی اور گا رہی تھی یہ رنگ بزم دیکھکر ساکت ہوئی بعض اہل بزم نے

اشارے سے کہا کہ او مطربہ جلد بزم سے دور ہو خوشی میں رنج کا ظہور ہو گیا ہے خبر قتل ملکہ عالم
آئی ہے مطربہ مع اپنے سازندوں کے بزم عیش سے چلی گئی صحبت عیش درہم و برہم ہوئی جملہ
اہل بزم بھی سوائے سارق بن بقا و ستمگان کے مغموم و حزین ہوئے سب کو حیرت ہوگئی
خوشی دلوں سے دور ہوئی رخوں سے آثار حزن و ملال آشکار ہوئے شاہ طلسم نے بعد
اشکبار ہونے کے آہ سرد دل پر درد سے کر کے کہا کہ ہمکو ملکہ کی جانب سے بڑی قوت تھی
امید قوی تھی کہ اُن کی زندگی میں یہ طلسم دست صاحبقران سے فتح نہوگا مگر اب سخت تردد ہے کیونکہ
اُن کا سایہ ہمارے سر سے عجب طور سے اٹھ گیا کہ لاشہ بھی اُن کا کسی کو دستیاب نہوا خدا کے
دشمن جان ہو گئیں ستمگان نے عرض کیا کہ کیوں اے شہنشاہ میں نے قبل اس کے کیا عرض
کیا تھا یاد تو ہوگا جو کچھ عرض کیا تھا اسی کا ظہور ہوا طلسم کشا اور اُس کا عیار دونوں زندہ
ہیں شہنشاہ کو یقین ہو گیا تھا کہ وہ قتل ہو گئے مگر میں نے یہی عرض کیا تھا کہ اُن کو کوئی قتل
نہیں کر سکتا ہے ہرگز وہ قتل نہوئے ہوں گے احباب اُن کے اُن کو جبتک دستگیر ہونگے
دوست اُن کے زمین و آسمان سے وقت بد میں پیدا ہو کر اُن کی مدد کو موجود ہونگے آخر ویسا ہی ہوا جو
کہا تھا اب سمجھیے جو ہونا تھا وہ ہوا شہنشاہ ساحران نے کہا کہ اے ملکہ جی صدمہ ہلاکت
جدہ میں زندگانی تلخ ہے ابھی جا کر طلسم کشا و عیار طلسم کشا کو ہلاک کرتا ہوں میں شہنشاہ ہوں
صاحب اختیار ہوں اگر لوح طلسمی قبضہ طلسم کشا میں گئی ہے تو ہو دیکھا جائے گا یہ کہکر بزم عیش و
عشرت سے اٹھ کر ارادہ کیا کہ طلسم کشا و عیار طلسم کشا کو بزور سحر دریافت کر کے جائے قیام
سے اُن کے آگاہ ہو کے اُن کی ہلاکت و قتل میں کوشان ہو اس ارادے سے تمام اراکین دولت
اشفاق جادو وزیر و تمامی مشیر و اہل دربار و جملہ ساحران نامی و نظم مدار باخبر ہو کر اُس کے
قدم سے لپٹ گئے اور دست بستہ عرض کیا کہ اے خداوند ہم سب کی موجودگی میں آپ
طلسم کشا کے سامنے جائیں وہ صاحب لوح ہے یہ دن شہنشاہ پر گران ہیں خوف و خطر جان
ہے ہم میں سے کسی نامور کو برائے اسیری طلسم کشا و عیار طلسم کشا روانہ فرمائیں یا طلسم کشا
کو سوئے دربند اول جانے دیں حنظل جادو مالک دربند اول نہایت زبردست ساحر ہے
وہ مکر و فریب اُس کو اسیر کر کے خدمت حضور میں بھیجے گا عیار کو بھی اُس کے گرفتار
کرے گا علاوہ حنظل جادو کے مالکان دربند ہیں اور ہیں اُن میں سے کوئی نہ کوئی اُن کو
کسی فکر و تدبیر سے قتل و اسیر کرے گا ابھی تمام طلسم زلزلہ بدستور ہے سب ساکنان طلسم
زندہ ہیں سرفروشی و جان نثاری کو موجود ہیں حضور کے خلاف شان و مرتبہ ہے کہ خود تن تنہا
برائے مقابلہ طلسم کشا و عیار طلسم کشا جائیں ان ایام سخت و گران میں قدم اپنا طلسم سے
نکالیں ہم خیر خواہ ہیں ہرگز نجانے دیں گے شہنشاہ ساحران اپنے تمامی اہل دربار کی تقریر
سنکے خیر خواہ اپنا اُن کو جانکے ارادہ مرقوم سے باز رہا پھر بزم عشرت سے ہمراہی جملہ
اہل بزم عشرت تا در دولت گیا بعد کو دولتسرا میں داخل ہوا سب ساحر بھی اپنے اپنے
مکان مسکونہ کی طرف روانہ ہوئے سارق بن بقا مع ستمگان اپنے مکان و قیامگاہ
کی طرف جا کر داخل مکان ہو کر ستمگان سے مخاطب ہو کر گویا ہوا کہ اے وزیر من فہمیدی
حالا چہ تقدیر تازہ کردہ ام ستمگان نے جہلا کر جواب دیا کہ آپ کی تقدیر ہی بری ہے تقدیر

تازہ مفید مطلب کیا کیجیے گا اتنی آپ مین قدرت کہان ہی کہ کچھ تقدیر کیجیے گا اور جو تقدیر بقول آپ کے
آپ نے فی الحال کی ہی میرے نزدیک بہت بری کی ہی آثار بد کا ظہور ہوا ہی جدہ شاہ طلسم کا ہلاک
ہونا اچھا نہین ہوا ہی یہ ایک ایسی زبردست ساحرہ قتل و ہلاک ہوئی ہی کہ جس کے مرنے سے
شاہ طلسم کی قوت مین فرق آگیا ہی جس ساحرہ پر بہت بھروسہ تھا وہی ہلاک ہو گئی ہی مجھے
ایسا معلوم ہوتا ہی کہ بعد چند مدت کے صاحبقران بہدایت لوح طلسمی دربندون کو فتح کرتے ہوئے
دلیرانہ یہان تک آجاوینگے اور آپکو یہان سے بھی بھاگنا پڑے گا سارتق نے جواب دیا کہ ابھی
تو آرام سے زندگی بسر ہو رہی ہی جب طلسم کشا یہان تک آئے گا دیکھا جائے گا یہان سے
اور کسی طرف روانہ ہونگے بھاگ کر اور کسی شاہ و شہریار کے ملک مین جا رہین گے فی الحال بار اپنا غم
اگر یہ جدہ شاہ طلسم قتل و ہلاک ہو گئی تو ہو گئی ہمنے یہی تقدیر کی تھی سحرنگار نے تقریر یہ
سارتق سے سنکے کچھ جواب نہ دیا سمجھا کہ یہ جاہل ہی یہان تو شاہ طلسم کو اپنی دادی کے مرنے کی خبر
ہوئی ہی اُس سے صدمۂ مرگ مین آبدیدہ ہو کر بزم عشرت سے اُٹھکر داخل دولتسرا ہوا ہی مگر اب
حال خواجہ بلیغور کا دیا لکھا جاتا ہی کہ جب جائلیس خبیث و شیطان نے حسب الطلب آکر ملکہ
زنبیق سحر ساز مردار خوار جادو کو کھا لیا اُس کے مرنے کی علامت دفع ہو چکی مقام گنبد
ساحری مین چمک اور شعلہ پیدا ہو گیا ساحر بھاگے خواجہ نے مال و اسباب ملکہ مذکورہ لوٹ کر خلعت
مذکور کو رخصت کر کے دیکھا کہ اصلی مکان ملکہ زنبیق سحر ساز مردار خوار جادو مین ایک قفس
آہنی کلان لٹکا ہوا ہی اُس مین ملکہ دلربا سحر ساز جادو اسیر ہی زبان مین اُس کی سوزن
ہی گو کہ مرگ ملکہ مذکورہ سے سحر اُس پر سے دفع ہو گیا ہی مگر ابھی تک بے حس و حرکت ہی کیونکہ دست و پا
رسن وغیرہ سے بندھے ہوئے ہین اندرون قفس سے دیکھ رہی ہی گو کہ اسیر ہی مگر چہرے پر
آثار مسرت ہین خواجہ نے اُس کے قفس کے پاس جا کر در قفس کھول کر دست و پا بھی اُس کے
وا کر کے قفس سے اُس کو نکالا اُس نے قفس سے باہر آکر سوزن اپنی زبان سے نکال کر زبان کو
چوس کر قابو مین لا کر کہا کہ اے خواجہ ماشاء اللہ کیا کار شایان کیا ہی عجب طور سے جدہ شاہ طلسم
کو ہلاک کیا ہی مین قفس کے اندر سے دیکھ رہی تھی مگر چونکہ تم بصورت مبدل تھے تمھارے
آنے کا خیال بھی نہ تھا بعد ہلاک ہونے جدہ شاہ طلسم کے ثابت ہوا کہ تمنے عیاری کر کے
اُسے ہلاک کیا واقعی تمھارا مثل و نظیر عیاری مین نہین ہی اب یہ جگہ توقف کرنے کی نہین ہی
جلد یہان سے چلو صاحبقران کشورستان کہان ہین مجھ سے اُن کا حال بیان کرو خواجہ نے
کہا کہ امیر با توقیر درہ کوہ مین ہین مع حورین جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو اُن کے پاس
ہین مین اُن کو درہ کوہ مین چھوڑ کر اس طرف آیا تھا وہ برائے دفع تاریکی لوح طلسمی اسلئے اُنکی
سے ایک اسم اور دعا سے تعلیم کردہ درویش پڑھنے کو بیٹھے تھے چلہ کشی کا ارادہ کیا تھا
ملکہ مذکورہ نے جواب دیا کہ جدہ شاہ طلسم ہلاک ہو گئی ہی سحر اُس کا دفع ہو گیا ہی سیاہی لوح
بھی دفع ہو گئی ہوگی اب خدمت صاحبقران مین چلو یہان توقف نکرو خواجہ نے کہا کہ
ہان چلو تو سہی مگر جس طرح مین کہون اُس طور سے چلو بزور سحر اپنی صورت ایک ساحر کی بناؤ اور
گیروی پوشاک زیب تن کرو ملکہ نے خواجہ کے کہنے پر عمل کیا پھر خواجہ بصورت برہمن گنگا نشین
بنے مانند جوگیون فقیرون کے لباس گیروی پہنا بڑے بڑے بالون کا ایک زنار مانند

دستار کے اپنے سر پر رکھا غرضکہ منت وضع ہو کر کہا کہ اے ملکہ اب اپنے سحر سے ایک تخت سحر
ایسا بناؤ کہ چار اژدر آتش فشان چہار طرف سے اُس کو اُٹھا کر لے چلیں اور بالائے تخت سحر
مذکور ایک ایسا ابر سحر ہو کہ جس سے بارش مروارید پے در پے ہوا کرے ملکہ نے موافق کہنے
خواجہ کے تخت سحر تیار کیا ابر سحر بھی بالائے تخت سحر سایہ فگن کیا جب یہ سامان حسب دلخواہ ہو چکا
خواجہ بصورت مذکور بالائے تخت مذکور بیٹھے اپنے پس پشت ملکہ دیبا پہ سحر ساز جادو کو
لیے ایک پلنگ کی قرینی صورت پر بٹھایا پھر ایک بڑا صندوقچہ زنبیل سے نکال کر اپنے روبرو رکھا
اور ملکہ سے کہا کہ آپ اس تخت سحر کو بزور سحر بلند کر کے سوئے دربند اول طلسم زلزلہ چلو ملکہ مذکورہ
موافق کہنے خواجہ کے تخت سحر کو بلند کر کے جانب دربند اول طلسم زلزلہ ہمراہ خواجہ کے چلی خواجہ
تو بصورت جوگی بیراگی جوڑا بالوں کا مانند دستار کلان کے باندھے ہوئے ڈھیر بالوں کا اپنے
سر پر رکھے ہوئے بہمن گنبد نشین بنے ہوئے ملکہ دیبا پہ سحر ساز جادو کو اپنا یار غار بنائے ہوئے
تخت سحر پر سوار اژدرہائے سحر چار طرف سے تخت اٹھائے ہوئے شعلہائے آتش دمبدم
دہن سے نکالتے ہوئے ابر سحر سے بارش مروارید آبدار ہوتی ہوئی ابر میں بیچ برق چمکتی ہوئی
صدائے رعد ابر سحر سے آتی ہوئی باین کر و فر و باین شان و شوکت سوئے دربند اول چلے آتے ہیں
حال ان کا بمقام مناسب تحریر کیا جائے گا مگر فی الحال احوال صاحبقران کشورستان
طلسم کشائے طلسم زلزلہ وغیرہ کا لکھا جاتا ہے کہ جب صاحبقران موصوف نے تعلیم و ارشاد
درویش مذکور الصدر کے جس نے صحرا میں تعویذ دیا تھا اسم اعظم الٰہی و دعائے دافع سیاہی
لوح طلسمی بطور عمل خوانی پڑھا بہ برکت اسم اعظم الٰہی و دعائے متبرکہ و نیز بالک ہونے ملکہ زنبق
سحر ساز مردار خوار جادو کے لوح طلسمی روشن ہو کر مانند آفتاب کے چمکنے لگی سیاہی دور
ہوئی صاحبقران نے بحرین جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو سے خوش ہو کر فرمایا کہ
شکر ہے خداوند عالم کا کہ ہماری عمل خوانی اور فضل و الطاف ربانی سے لوح روشن ہو گئی سیاہی
لوح طلسمی دفع ہو گئی اب رائے تمہاری کیا ہے انتظار خواجہ طیفور گردیا کے آنے کا کریں یا اس جگہ
سے سوئے دربند اول برائے فتح دربند اول طلسم زلزلہ بے تامل چلیں انھوں نے عرض کیا کہ
ہماری رائے یہ ہے کہ لوح طلسمی کو ملاحظہ فرمائیے جو حکم لوح طلسمی ہو اسی پر عمل کیجیے امیر با توقیر
نے رائے اُن کی پسند کر کے لوح کو دیکھا لوح طلسمی سے ہدایت کی کہ اے طلسم کشا تجھکو لازم و
مناسب ہے کہ جلد یہاں سے جانب دربند اول طلسم زلزلہ روانہ ہو تاخیر و انتظار کسی کا نہ کر
صاحبقران ذیشان نے حکم لوح سے آگاہ ہو کے بحرین جادو وغیرہ سے کہا کہ لوح طلسمی مجھکو
ہدایت کرتی ہے کہ بے تاخیر و تامل یہاں سے جانب دربند اول جاؤ بحرین جادو نے عرض کیا
اگر حکم لوح یہ ہے کہ یہاں سے سوئے دربند اول روانہ ہوں تو موافق ہدایت لوح عمل کیجیے
صاحبقران کشورستان اپنے مرکب پر سوار ہوئے بہدایت لوح طلسمی جانب دربند اول
اعانت خدا پر نظر کر کے تنہا چلے بعد جانے صاحبقران کے بحرین جادو و ملکہ بہار گل پوش
جادو اس درہ کوہ سے ان چند یعنی دس بارہ خدمتگاروں کو جن کو خواجہ طیفور گردیا نے
واسطے کاروبار و خدمت کرنے کے زنبیل سے نکالا تھا ساتھ لے کر عقب صاحبقران
سحر کی سواریوں پر سوار ہو کر اسباب سحر سے جھولیاں بھر کر روانہ ہوئے پہلے صاحبقران

سامنے دربند اول کے پہونچے بعد ازان بحرین جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو مع ان چند
خدمتگارون کے پہونچے جو ایک خیمہ ہمراہ تھا اُس کو صحرا مین ایستادہ کرایا ہنوز صاحبقران
مرکب سے اُتر کر داخل خیمہ نہوے تھے کہ وہ ساحر جو صحرا مین براے خبر رسانی معین و مقرر
کیے گئے تھے اُنھون نے طلسم کشا وغیرہ کو دیکھکر جلد تر صحرا سے روانہ ہوکر روبروے
حنظل جادو جاکر دست بستہ عرض کیا کہ حضور کیا غافل بیٹھے ہین طلسم کشا مع معدودے چند
تخمینا دس پندرہ آدمیون کی جمعیت سے صحرا مین قریب دربند حضور کے آگیا ہے خیمہ ایستادہ
کرایا ہے ہمنے جو غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ ایک ساحر اور ایک ساحرہ ہے باقی سب اشخاص
غیر ساحر ہین اور عیار طلسم کشا ساتھ طلسم کشا کے نہین ہے حنظل جادو یہ خبر سنکے خوش ہوکر
کہنے لگا کہ اگر طلسم کشا ہمراہ دو ساحرون کے آیا ہے تو اُس کا قتل و اسیر کرلینا کیا مشکل ہے ہمکو
خیال تھا کہ سپاہ کثیر لیکر آئیگا لیکن وہ دو ہی ساحرون کے ساتھ آیا ہے یہ اپنی خوش اقبالی
و خوبی بخت ہے یہ کہکر حکم دیا کہ ابھی تمام لشکر ہمارا تیار ہو اسباب جنگ و جدال فراہم و مہیا ہو
مقتضاے دلیری و خیرخواہی شاہ طلسم یہ ہے کہ طلسم کشا کو سرحد دربند مین ہم قدم نرکھنے دین
بیرون دربند جاکر اُس سے مقابلہ کرین جس طرح ممکن ہو طلسم کشا کو قتل و اسیر کرین اُس کے
ساتھیون کو بھی قتل و ہلاک کرین حق نمکخواری شاہ طلسم ادا کرین مستحق انعام کثیر کے ہون
بمجرد حکم کرنے حنظل جادو کے نفیر سحر کو بعض بعض سرداران سپاہ نے بجایا جبکہ ساحر
آگاہ ہوگئے کمربندی ہونے لگی قلعے سے خیمہ و خرگاہ اکثر ساحر نکالنے لگے جھولیان اسباب سحر
سے بھر کے دوش پر رکھین مختلف سواریان سحر کی براے سواری پیدا کین اتنی دیر مین
حنظل جادو بھی لباس سے آراستہ ہوکر تخت طاؤسی سحر پر بیٹھکر چالیس رفقا کو اپنے ساتھ
لیکر قلعے سے برآمد ہوا دیکھا کہ لشکر تیار ہے ہر ایک ساحر لڑنے اور جان نثاری کو موجود ہے
دیکھتے ہی خوش ہوا بعدہ تخت سحر اپنا بڑھایا رفقا بھی اُس کے مختلف سحر کی سواریون پر سوار
ہیلن و پیمار اُس کے چلے ساٹھ ہزار ساحرون کا لشکر ہمراہ ہوا ہر ایک ساحر سواری سحر پر
سوار ترسول پسول ہاتھ مین لیے زمین سے بزور سحر بلند ہوکر چلا صاحبقران گیتی ستان
مرکب پر سوار تھے خیمہ ایستادہ ہوچکا تھا ارادہ مرکب سے اُترنے کا کیا تھا صبح کا وقت تھا
کہ ناگاہ سامنے سے لکہ ہاے ابر سیاہ پیدا ہوے اُن لکہ ہاے ابر مین برق کی چمک رعد کی سی
آواز ظاہر ہوتی تھی کسی ابر سے بارش آب ہوتی تھی کسی ابر کے ٹکڑے سے بجاے آب آگ
کے انگارے برستے تھے کسی ابر کے ٹکڑے سے بارش گلہاے خوشبو ہوتی تھی غرضکہ عجائب و
غرائب بیشمار اُن لکہ ہاے ابر سے ہویدا و آشکار ہوتے تھے صاحبقران ذیشان سمت
لکہ ہاے ابر سحر دیکھکر گویا ہوے کہ یہ لکہ ہاے ابر عجیب و غریب نظر آتے ہین جیسے یہ ابر کے
ٹکڑے ہین جن سے بارش آتش و گلہاے تر وغیرہ ہوتی ہے اور از حد برق چمکتی ہے صداے
رعد بھی ایسی آتی ہے کہ ایسی مہیب آواز رعد نزد و شور سے کبھی سننے مین نہین آئی ہے
بحرین جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو نے عرض کیا کہ یہ لکہ ہاے ابر سحاب سحر ہین شاید
مالک دربند اول طلسم زلزلہ حنظل جادو مع اپنے لشکر کے براے جنگ و جدال ادھر آتا ہے
افسوس کہ آپ مع چند نفر ہین لشکر کثیر آپ کے ہمراہ نہین ہے اگر حکم ہو تو ہم آپ کے لشکریون کو

ایسے وقت میں جا کرے آئیں فرودگاہ لشکر سے اگر آگاہ ہو جائیں تو ابھی سب کو یہاں بلا لائیں
حالانکہ وہ سب غیر ساحر ہیں ساحروں سے کیا لڑ سکیں گے مگر شان و شوکت حضور لشکر
اہل اسلام کے یہاں آنے سے زیادہ ہو جائے گی صاحبقران کشورستان نے جواب دیا
کہ ہمیں اپنے لشکر کے یہاں طلب کرنے کی ضرورت نہیں ہے اہل لشکر یہاں آ کر کیا کریں گے
جنگ یہاں ساحروں سے ہے غیر ساحروں سے نہیں ہے سوا اس کے مقتضائے شجاعت بہادری
سے یہ بعید ہے کہ ہم واسطے اپنی اعانت و مدد کے اپنے لشکر کو یہاں طلب کریں خداوند عالم
حامی و مددگار ہے اگر وہ چاہے تو ایک پشہ کو فیل مست پر غالب کرے وہ قادر و توانا ہے اس کے
اختیار میں ہر شے ہے گو ادھر از حد قلت سپاہ ہے بجز معدودے چند کے جمعیت کثیر نہیں ہے اور حنظل جادو
بقول تمہارے بہمراہی لشکر گراں ادھر آتا ہے مگر کچھ اندیشہ نہیں ہے کہ اس کی اعانت و نصرت کا
بھروسہ ہے وہ مسبب الاسباب ہے کچھ سبب فتح و ظفر اپنی قدرت کاملہ سے مہیا کر دے گا ابھی
صاحبقران کشورستان یہ ارشاد کر رہے تھے کہ وہ لکہ سیاہ ابر سیاہ قریب آ کر شق ہو گیا
بحرین جادو وغیرہ نے دیکھا کہ اس ابر کے ٹکڑوں سے ہزار ساحر مختلف طرح کی سواریوں پر
سوار ہاتھوں میں ترسول و پنسول لیے ہوئے گلوں میں زنار ڈالے ہوئے پیشانیوں اور بانہوں پر
تلک اور کندن کے نشان مرزائیاں پہنے ہوئے دیوتان باندھے دوش پہ جھولیاں [illegible]
سے جھری اوئی پیدا ہوئے حنظل جادو تشنہ طاؤسی پر سوار کلاہ زریں [illegible] سر پر رکھے ہوئے
درمیان اپنے رفقا کے ظاہر ہوا [illegible]
پر نظر کر کے اپنے رفقا سے [illegible] کہنے لگا کہ دیکھو انہی چند ساحر و غیر ساحر کو اپنے
ساتھ لے کر طلسم کشا برائے فتح در بند اول طلسم زرنگار آیا ہے [illegible] اس کی کشا
کشتان اس کو ادھر لائی ہے بھلا ان دس پندرہ آدمیوں کی جمعیت سے طلسم کشا کیا [illegible]
ان دس پندرہ آدمیوں میں بھی فقط ایک ساحر اور ایک ساحرہ ہے باقی غیر ساحر ہیں دیکھنا
ہم ایک چشم زدن میں طلسم کشا کو اسیر کر لیں گے ہمارے لشکری ہجوم کر کے اس کو گرفتار
کر لیں گے رفقا نے عرض کیا کہ حضور بجا فرماتے ہیں آپ کے نزدیک ان چند کسوں کا قتل یا اسیر
کر لینا کیا مشکل ہے بلکہ آپ کے ملازموں کے نزدیک بھی دشوار نہیں ہے طلسم کشا اگرچہ صاحب
طلسمی ہے اور سنا ہے کہ شجاع و بہادر ہے مگر کہاں تک بقوت بازو تنہا حضور کے ساحروں کو [illegible]
کرے گا آخر کار دست و بازو تھک جائیں گے خستہ و ماندہ ہو کر [illegible]
ایسی حالت میں لوح طلسمی اس کے ہاتھ سے لے کر ہجوم کر کے اس کو گرفتار کر لیا جائے گا
حنظل جادو اپنے رفقا کی تقریر سنتا ہوا بلندی سے [illegible] ساحروں
کے آیا فی الفور اس کے حکم سے چند ساحروں نے بزور سحر [illegible]
نے ایک ناریل جوگی دار سحر دم کر کے اچھالا کہ وہ دور جا کر شق ہوا [illegible]
نے تمام اشجار و خار و خس بیابان کی جھنڈی کو جلا کر ایک دم میں خاک کر دیا [illegible]
اس طرح کا سحر کیا کہ ابر سحر سیاہ اور اس ابر سے سیلاب سحر پیدا ہوئے [illegible]
کو والیں وغیرہ آلات چھوٹے چھوٹے زمین پست و بلند کر کے [illegible]
بیسی آ کر بغاوت و رنگ میدان جنگ ہموار کیا کسی ساحر نے ابر سحر پیدا کر کے ایک بارش [illegible]

گرد وغبار کو دفع کیا پھر ملازمون نے بعجلت تمام خیام و بارگاہ ایستادہ و برپا کیں فراشون نے درستی فرش کی حنظل جادو نے ارادہ داخل بارگاہ ہونے کا کیا تھا کہ ناگاہ اُس کے دل مین خیال آیا کہ ان چند اشخاص و طلسم کشا کے مقابلے کے واسطے چند روز یا زیادہ قیام پذیر ہونا عبث ہی آج حسب دستور و قاعدہ طبل جنگ و نفیر سحر اپنے لشکر مین بجوانا چاہیے کل صبح کو میدان جنگ مین ان سب کا کام تمام کر دینا چاہیے طلسم کشا کو قتل و اسیر کر لینا چاہیے یہ خیال کر کے داخل بارگاہ ہو کے بعد فروکش ہونے ساحران لشکر کے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین موافق قاعدہ قدیم طبل جنگ و نفیر سحر بجائی جائے ہنوز طبل جنگ و نفیر سحر کی صدا اُس کے لشکر سے بلند ہوئی تھی کہ صاحبقران کشورستان نے ایک نامے مین حسب دلخواہ عبارت لکھوا کر بحرین جادو کو دے کر کہا کہ یہ نامہ ہمارا حنظل جادو کو دے کر اس کا جواب اُس سے لاؤ بحرین جادو نامہ لے کر مع چند خدمتگارون کے روانہ ہوا بعد روانہ ہونے بحرین جادو کے صاحبقران عالیشان مرکب سے اُتر کر داخل خیمہ ہوئے ملکہ بہار گلپوش جادو بھی طاوس سحر سے اُتر کر روبروے امیر با تدبیر بیٹھی دو تین خدمتگار دست بستہ روبرو سے صاحبقران عہدے ہاتھون مین لیے ہوے کھڑے ہوے صاحبقران کشورستان نگاہ اپنی تنہائی پر نظر کرتے تھے کبھی سوے لشکر حنظل جادو دیکھتے تھے گاہ سوے فلک دیکھ کر امیدوار اعانت و مدد الٰہی ہوتے تھے ادھر تو صاحبقران اپنے خیمے مین بیٹھے ہوے تھے اُدھر حنظل جادو کو بذریعہ ساحران خبر ہوئی کہ بحرین جادو مع چند خادمون کے نامہ طلسم کشا لیے ہوے آتا ہے یہ خبر سنکے باوجود دشمنی اکثر ساحران نامی کو واسطے استقبال کے بھیجا ساحران نامی نے حسب الحکم حنظل جادو کے اپنے لشکر سے آگے بڑھ کر بحرین جادو کا استقبال کیا پھر اُس کو بحرمت بارگاہ مین لیکے بحرین جادو نے داخل بارگاہ ہو کر حنظل جادو کو سلام کیا اُس نے ساحر معزز جان کر اپنے قریب بالاے کرسی زرین بٹھایا پھر ساقی کو مع کشتی شراب طلب کیا ساقی حسب الطلب کشتی بادہ گلنار لے کر حاضر ہوا پھر اشارہ حنظل جادو سے جام بلورین شیشے سے بادہ گلرنگ اُنڈیل کر جام لبالب بھر کر بحرین جادو کو دیا نامبردار مذکور نے جام مے دست ساقی سے لیکر شراب پی جب دماغ بادہ ناب سے گرم ہوا پکارا کہ مین نامہ دار طلسم کشا سے طلسم زلزلہ حنظل جادو نے نامہ طلب کیا بحرین جادو نے موافق شرائط و اعزاز نامہ نامہ دیا اُسنے نامے کو لے کر پڑھا مضمون نامہ یہ تھا کہ اے حنظل جادو مالک دربند اول طلسم زلزلہ آگاہ ہو کہ لائق ستائش و پرستش و سجدہ بجز خالق کون و مکان کے کوئی نہین ہی اور دین اسلام سے کوئی دین بہتر نہین ہی دین حق دین اسلام ہی شاہ طلسم زلزلہ بھی ایک بندہ خدا ہی لیکن گمراہ کنندہ ہی قابل خداوندی و لائق سجدہ نہین ہی اسی طرح جس قدر ساحران ہین سب باطل ہین اگر ہو دسر مست جادو خداوند ہوتا تو ہمسے خائف و ترسان نہوتا کچھ قدرت اپنی دکھاتا ہمارے خوف سے طلسم باطن مین چھپ کر نہ بیٹھا سواے شاہ طلسم زلزلہ کے سابق مین لقا و زمرد شاہ باختری و سامری و جمشید و فرعون وغیرہ جنھون نے دعوی خدائی و خداوندی کیا ہی وہ سب گمراہ کنندہ لائق پرستش نہین ہین سب پرستش کے قابل وہی ہے خدا + ہویدا ہر اک شے کو جس نے کیا + یہین در فلک کو کب و مہر و ماہ +

یہ مصنوع ہین اور صانع آلہ ہے لہذا بذریعہ نامہ تمکو ہدایت کی جاتی ہی لازم ہی کہ راہ راست پر
آؤ دین اسلام اختیار کر کفر و کافری سے اجتناب کر اپنے معبود حقیقی کو پہچانو اور ہماری اطاعت
اختیار کر ہم عنایت خدا سے صاحب لوح طلسمی ہین حسب ہدایت لوح مذکور طلسم زلزلہ کو انشاء اللہ
تعالی بہت جلد فتح کرین گے جو کوئی ساکنان طلسم زلزلہ سے ہماری اطاعت اختیار کر کے دین اسلام
قبول کرے گا وہ تو جانبر ہوگا ورنہ جملہ ساکنان طلسم مذکور کو ہم تہ تیغ کرین گے اپنے کسی دشمن
کو زندہ نچھوڑین گے زمانہ فتح طلسم زلزلہ قریب تر آگیا ہی ضرور یہ طلسم فتح ہوجائے گا ہم سے
قصد جنگ و جدال نکر ہماری دشمنی و بدنیتی سے دست بردار ہو جواب اس کا جلد ارسال کر
بعد پڑھنے نامہ مذکور کے اور آگاہ ہونے مضمون نامہ سے حنظل جادو نے برہم ہو کر
پشت نامہ مذکور پر یہ عبارت بجواب نامہ تحریر کرائی کہ اے طلسم کشا سے طلسم زلزلہ ہم خیر خواہ
و نمکخوار قدیم شاہ طلسم زلزلہ ہین ہرگز نمکحرامی و بیوفائی اپنے شہنشاہ خداوند سے نکرین گے
تمھاری اطاعت کبھی اختیار نکرین گے اپنے دین آبائی کو نچھوڑین گے دیوانہ [illegible] گے
دین اسلام کبھی قبول نکرین گے بعد ازان نامہ مذکور نامہ بر کو دیا بحرین جادو حنظل جادو
سے رخصت ہو کر بارگاہ سے باہر آکر بعد قطع راہ خدمت صاحبقران ذیشان مین آیا نامہ
دے کر تمام حال جو دیکھا تھا اور گذرا تھا عرض کیا امیر با توقیر نے عبارت جواب نامہ کو پڑھکر فرمایا
کہ آمادہ جنگ ہی راہ راست پر نہین آتا ہی خیر اللہ ہمارا معین و مددگار ہی جو اس کو منظور و مناسب
ہوگا اس کا ظہور ہوگا ابھی صاحبقران گلستان بحرین جادو سے ہمسخن تھے کہ یکایک
لشکر حنظل جادو سے صداے طبل رزمی و نفیر سحر بلند ہوئی ہمراہ صاحبقران کے طبل و
نقارے کہان تھے جو اس طرف بھی نقارہ جنگی پر چوب لگائی جاتی جب اس طرف طبل جنگی
و نقارہ حربی پر چوب نہ لگائی گئی حنظل جادو سمجھا کہ طلسم کشا بے سامان و بے لشکر آیا ہی
لہذا مناسب وقت یہ ہی کہ دو چار نقارے اپنے لشکر کے طلسم کشا کے پاس بھیجدینا
چاہیے دشمن سے بھی ایسی ہنسی کرنا چاہیے تاکہ حوصلہ طبل جنگ بجوانے کا دل طلسم کشا مین
نرہے سوا اس کے اسوقت چند نقارے بھیجدینا طلسم کشا کو شرمندہ و ذلیل کرنا بھی ہی
کیونکہ ایسی بے سرو سامانی سے کوئی طلسم کشا کبھی کسی طلسم کے فتح کرنے کو کہین نہ گیا ہوگا
جس طرح صاحبقران ہمارے دربند کے فتح کرنے کو اور ہم سے مقابلہ کرنے کو آئے ہین یہ
بات بھی دنیا مین اہل دنیا کو یاد رہے گی یہ سمجھکر چند نقارے بڑے چھوٹے بدست ساحران
سپاہ اقل صاحبقران مین بھیجدیے ہر چند صاحبقران نے ارشاد کیا کہ ہمکو ان نقارون کی
کچھ ضرورت نہین ہی بجاے طبل و نقارہ نفیر سحر بحرین جادو بجادے گا لیکن ان ساحرون
نے گفتگوے امیر با توقیر کچھ نسنی نقارے سامنے رکھکر یہ کہکر چلے گئے کہ ہمارے مالک
نے یہ نقارے آپکے پاس محض اسواسطے ارسال کیے ہین کہ آپ بھی اپنے لشکر مین
اگرچہ چند آدمیون کا ہی یہ نقارے بجوائیے ان کے سننے سے انکار نہ کیجیے بحرین جادو
و ملکہ بہار و گل پوش جادو نے عرض کیا کہ یا صاحبقران ان نقارون کے آنے سے
کچھ رنج اپنے لشکر و بے سامان ہونے کا نہ کیجیے بلکہ خوش ہوجیے کہ یہ فال مبارک ہی
انشاء اللہ تعالی آپ اپنے اعدا پر فتحیاب ہوجیے گا طبل و علم لشکر عدو آپکے ہا تھ

آئین گے صاحبقران کشورستان نے بحرین جادو و ملکہ مذکورہ کے کہنے سے خوش ہو کر خدمتگاروں کو
حکم دیا کہ ان نقاروں کو بجاؤ انھوں نے سچ آ کے چوب لکڑیاں لاکر وہ نقارے انھیں لکڑیوں سے
بجائے اب دونوں جانب طبل و نقارہ جنگی و نفیر سحر بجائی گئی تیاری جنگ لشکر حنظل جادو
میں ہونے لگی آگیاری ہونے لگی سحر کے پیرائے لگے بچہ خوک بھینٹ دیے جانے لگے تمام
شب تیاری سحر میں اُن ساحروں نے بسر کی ہنگام سحر حنظل جادو بغرور و نخوت ساٹھ ہزار
ساحروں کی جمعیت سے میدان جنگ میں آ کر صف آرا ہوا اس طرف صاحبقران بھی مع
بحرین جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و دس بارہ خدمتگاروں کے بمقابلہ سپاہ
حنظل جادو جا کر کھڑے ہوئے اول ہلال احول چشم جادو حنظل جادو سے اجازت
حاصل کر کے لشکر سے نکل کر میدان جنگ میں بالائے اژدر سحر سوار ہو کر آیا اژدر کو روک کر
پکارا کہ اے طلسم کشا آگاہ ہو کہ شہنشاہ ساحران خداوند ہود سرمست جادو حاکم طلسم زلزلہ
سے مقابلہ و مجادلہ کرنا اس بے سروسامانی میں و بے جمعیت سپاہ کے دشوار تر ہے اور فتحیاب ہونا
غیر ممکن ہے اگر لوح طلسمی و تیغہ فنا قبضے میں آگیا ہے تو ان دو اشیا سے کیا ہو سکتا ہے پس مناسب
یہی کہ طلسم کشائی سے باز آ کر لوح طلسمی و تیغہ فنا حوالہ مالک در بند اول حنظل جادو کے کر کے
بخیر و عافیت سوے انجم حصار اپنے لشکر میں چلے جاؤ جنگ سے ہاتھ اٹھاؤ ذرا اپنی تنہائی و
بے سروسامانی پر نظر کرو شہنشاہ ساحران سے با این بے سروسامانی کیا لڑ سکتے ہو اگر مال دنیا
و خواہش اسباب بے بہاے طلسمی کی ہے تو مال دنیا سے بھی تم کو اس قدر دلوا دیا جائے گا کہ دامن
حرص تمھارا بھر جائے گا اور اگر میرے کہنے پر عمل نہ کرو گے تو پچھتاؤ گے آج اس میدان جنگ
سے اپنے خیمے میں زندہ نہ جاؤ گے یا قتل ہو گے یا اسیر ہو گے میں رفیق حنظل جادو سے ہوں
نام میرا ہلال احول چشم جادو ہے میرے فریب سے بطریق مذکور صلح کر لو تو خوب ہے ورنہ
بحرین جادو کو یا ملکہ بہار گل پوش جادو کو میرے مقابلے کے واسطے بھیج دیجیو صاحبقران
گفتگوے ہلال احول چشم جادو سن رہے تھے جواب اس کو نہ دیا تھا کوئی اس طرف سے
اُس کے مقابلے کے واسطے نکلا تھا کہ یکایک سوے آسمان ایک ٹکڑا ابر ظاہر ہو کر ہوا پر قائم
ہو کر محیط ہونے لگا پھر اس ابر سے بارش مروارید بکثرت ہوئی برق چمکی نہایت زور و شور سے
صداے رعد پیدا ہوئی حنظل جادو وغیرہ ساحر و غیر ساحر دونوں لشکروں کے جانب ابر مذکور
بنظر حیرت و تردد دیکھنے لگے یکایک اس ابر سے زور و شور سے برق کڑکی صداے مہیب رعد ہویدا
ہوئی اکثروں کے دل دہل گئے برق کی چمک سے خیرگی چشم ظہور میں آئی بعدہ دیکھنے والوں نے
دیکھا کہ وہ ابر شق ہوا درمیان ابر سے ایک تخت سحر کہ جس کو چار طرف سے اژدر سحر اٹھائے
ہوئے تھے اور شعلہاے آتش اُن کے دہنوں سے دمبدم بکثرت نکل رہے تھے پیدا ہوا
اُس تخت سحر پر ایک پارہ ابر سایہ فگن تھا اس سے بارش مروارید ہو رہی تھی یہ دیکھ کر سب کو
حیرت ہوئی خصوصاً حنظل جادو کو بدرجہ کمال حیرت ہوئی ہلال احول چشم جادو بھی سوے
فلک جانب تخت سحر مذکور دیکھنے لگا یکایک صاحب تخت نے غضبناک ہو کر آواز بلند کہا کہ
آگاہ باشید اے ساحران ظالم و مغرور کہ ما ہم رسیدیم یہ کہہ کے تخت اپنا بلندی سے قریب
پستی لایا حنظل جادو نے دیکھا کہ ایک جوگی ہمراہ اپنے ایک بالکے کے تخت سحر پر بکرو فر بیٹھا ہے

بالاے سر اُس کے ایک لکہ ابر ہی اُس سے بارش مروارید آبدار ہو رہی ہی جوگی کی بڑی بڑی
آنکھیں غصے سے سرخ ہو رہی ہین آثار قہر و غضب چہرے سے ہویدا ہین ایک انبار بالون کا مانند
دستار کے سر پہ ہی گھبرا کر پوچھا کہ آپ کا نام نامی کیا ہی کہان سے تشریف لائے ہین سبب غصہ
کیا ہی آپ ہمارے ہم مذہب معلوم ہوتے ہین تشریف لائیے آپ کی خدمت گذاری کے لیے
ہمارے صدہا ملازم موجود ہین جوگی مذکور سنکے برہم ہوکر جواب دیا کہ آگاہ ہو کہ خاص و عام ہمکو
سہمن گنبد نشین کہتے ہین کون ایسا ساحر ہی کہ ہمکو نہین جانتا ہی ہم شہرہ آفاق ہین سیر کنان
اپنے مسکن سے ادھر آئے ہین ہمارے غصہ و غضب کا باعث یہ ہی کہ تو اسقدر فوج کثیر کی
جمعیت سے صف آرا ہوا اور مقابل تیرے چند کس ہین ان غریبون پر کیون فوج کشی جائز رکھی ہی
ان لوگون نے کیا خطا کی ہی بظاہر یہ لوگ مظلوم معلوم ہوتے ہین اور تو نہایت ظالم
قسی القلب ثابت ہوتا ہی کیونکہ ان چند شخصون کے مقابلے کے واسطے فوج کثیر ہمراہ لیکر
آیا ہی ان بے گناہون کے قتل کرنے کا ارادہ کیا ہی آخر بتا تو سہی کہ یہ لوگ کون ہین کیا قصور
انھون نے کیا ہی ہم منصف طبع ہین ظالم کے شریک نہین ہوتے ہین مظلوم کے شریک ہوکر
اُس کی مدد کرتے ہین حنظل جادو نے ڈر ڈر کر کہا کہ جو لوح اپنے گلے مین ڈالے ہوے ہی
یہ طلسم کشا ہی دشمن شاہ طلسم زلزلہ ہی واسطے فتح دربند اول طلسم زلزلہ کے مع ان چند کس
کے آیا ہی الگ دربند اول مین ہون نام میرا حنظل جادو ہی واسطے اس کے قتل و اسیر
کرنے کے مع اپنی فوج کے آیا ہون اب اس دشمن شاہ طلسم و عدوے ساحران ساکنان
طلسم زلزلہ کو حتی الامکان قتل و اسیر کرون گا شاہ طلسم سے خلعت و انعام پاؤن گا یہ غریب
نہین ہی نہ مسکین ہی اس پر رحم کرنا اچھا نہین ہی جوگی نے غضبناک ہوکر جواب دیا کہ ہمکو اس سے
غرض و مطلب نہین کہ یہ طلسم کشا ہی اور دشمن شاہ طلسم زلزلہ ہی ہم تو بظاہر دیکھتے ہین کہ
اسوقت یہ شخص بعدہ چند تیرے لشکر کثیر کے آگے ایستادہ ہی یقینا مظلوم معلوم ہوتا ہی پس
اب ہم اس کی طرف داری سے باز نہ آئین گے اس کی جانب سے تجھ سے مقابلہ و مقاتلہ
کرین گے تو مغرور ہی تیرے غرور و نخوت کی سزا تجھکو دین گے یہ کہکر دہن اپنا اپنے بازو کی طرف
لے جاکر موے سر جبت و نسل شیطان کو گرہ ہی ہوا سے دہن پہونچایا فورًا سامنے سے
ایک بجلی چمکتی ہوئی نظر آئی جبت مذکور حاضر ہوا حنظل جادو وغیرہ اُس کی ہیبتناک صورت
دیکھکر خائف ہوے کیونکہ وہ صورت عجیب تھی اگر کبھی قد و قامت اپنا حد سے زیادہ دراز کرنے لگا
گاہ قد اپنا نہایت مختصر کرنے لگا اور جوگی سے مطیعانہ پوچھنے لگا کہ کیا حکم ہی کیون اسوقت
مجکو طلب کیا ہی جوگی نے جواب دیا کہ ہمکو اپنے دشمنون سے تجھے لڑوانا منظور ہی اور تیری
دعوت و ضیافت انھین دشمنون کے گوشت و خون قلب و جگر وغیرہ کی قرار دی ہی لہذا جا
وہ ساحر جو لشکر سے آگے بڑھا ہوا کھڑا ہی اُسی کو جاکر ہلاک کر خون اُس کا پی لے اگر دل چاہے
اور بھوک ہو تو گوشت بھی اُس کا کھا لے یہ سنکے خبیث مذکور اُسی ساحر کی طرف بصورت مہیب
و اصلی مجسم ہوکر چلا ادھر حنظل جادو اپنے دل مین گھبرا کر کہنے لگا کہ شاید یہ سہمن گنبد نشین کا
پتلہ سحر یا کوئی بلاے سخت و جان ستان ہی ادھر صاحبقران جوگی پر نظر کرکے اُس کی
تقریر سنکے حیران ہوے بجاے خود شکر خدا بجا لاکر حنظل جادو وغیرہ سے کہنے لگے دیکھو ہماری

مدد کے واسطے مسبب الاسباب نے عجب سبب پیدا کیا اس جوگی کو ادھر بھیجا پابجھون جادو
وغیرہ نے حیران ہو کر عرض کیا کہ واقعی آپ کا ارشاد بجا ہے خدا جانے یہ جوگی کون ہے کوئی ساحر زبردست
معلوم ہوتا ہے نام اپنا بہمن گنبد نشین ظاہر کرتا ہے مرد معقول معلوم ہوتا ہے کہ ہم سب بے سروسامان
و بے سپاہ کی اس نے شرکت کی ہے ابھی بحرین جادو و ملکہ بہار رنگل پوش جادو دونون
صاحبقران سے عرض کر رہے تھے کہ یکایک خبیث مذکور کہ خلقت اس کی نار سے ہوئی تھی سامنے
ہلال احول چشم جادو کے پہونچا اس نے بعجلت تمام ناریل جوٹی دار سحر دم کر کے اس پر مارا
ناریل مذکور شق ہوا شعلہائے آتش پیدا ہو کر سوئے خبیث مذکور چلے خبیث مسطور ان شعلون کو
اپنی جانب آتے دیکھکر غضبناک ہو کر گویا ہوا کہ او نابکار ساحر تو مجھے اس شرارۂ آتش سے ڈراتا
ہے یہ نہین جانتا کہ مین خود ہی خلقت نار سے ہون اس آگ سے کب ڈرتا ہون یہ کہکر منھ اپنا
مانند دہن بلائے جان ستان کھول کر ان شعلون اور شرارۂ آتش کو دہن مین لے کر مانند برق
چمک کر ہلال احول چشم جادو کے گریبان مین ہاتھ ڈال کر گلا دبا کر لہو اس کا پی کر توڑ مروڑ کر زمین پر
پھینک دیا یہ حال دیکھکر صاحبقران وغیرہ خوش ہوئے ساحر مذکور کے مرنے کی علامت ظاہر
ہوئی تاریکی ہوئی ہوائے تند چلی حنظل جادو کو بدرجہ کمال حیرت ہوئی اور رنج مرگ ہلال احول چشم
جادو بھی ہوا لیکن غضبناک ہو کر فی الفور اپنے رفقا کی طرف دیکھا اسی وقت مجمع رفقا سے ایک
رفیق مسمی اختر جادو نکل کر اژدر سحر پر سوار ہو کر آگے بڑھا میدان جنگ مین آ کر اژدر کو روک کر
بہمن گنبد نشین سے مخاطب ہو کر پکارا کہ او جوگی بیراگی صحرائی آ مجھ سے مقابلہ کر دیکھون تو کہ تو
کیسا زبردست ساحر ہے جوگی نے مسکرا کر کہا کہ اجل تیری کشان کشان تجکو بھی میدان جنگ مین
لائی ہے گھبراتا کیون ہے ہلال کے پاس تجھ بد اختر کو بھی پہونچائے دیتا ہون میری کیا بھلا
شامت ہے کہ تجھ ایسے ذلیل و حقیر ساحر سے خود مقابلہ کرون وہی میرا تیلہ سحر تجھ سے بھی مقابلہ
کرے گا وہ ایک تجکو کیا تیرے تمامی لشکر کو کافی ہے تو ابتدائے جنگ کر کوئی سحر سخت کر حوصلہ اپنے
دل کا نکال لے اختر جادو نے یہ بات سنکے برہم ہو کے نارنج اپنی جھولی سے نکال کر اور
اسمائے سحر اس پر دم کر کے سوئے بہمن گنبد نشین مارا ادھر جوگی کے بالکے نے کارد سحر
لگائی ہنوز نارنج شق نہوا تھا کہ وہ کارد سے درمیان سے کٹ کر دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا
جوگی نے باواز بلند کہا کہ او جانیس کہان ہے جلد آ لے اس نابکار جادو سے دشمن کو خبردار یہ
ناہنجار بھاگنے نہ پائے غرق زمین ہونے پائے نہ سوئے فلک جانے پائے اس کو بھی مانند
ہلال کے ہلاک کر راوی ناقل ہے کہ بمجرد آواز دینے کے وہ خبیث ظاہر ہو کر جانب اختر
مانند برق کے چمک کر چلا ہر چند اختر جادو نے سحر پڑھکر دستک دینے کا قصد کیا تھا تیلہ سحر کو
طلب کرنا چاہا تھا مگر اتنی مہلت نہ ملی کہ دستک دے اور تیلہ سحر کو بلائے خبیث مذکور نے جاتے ہی
اس کی گردن مروڑ کے سر اس کا دھڑ سے کھینچ لیا لہو اس کا گرم گرم برغبت تمام پی لیا سر و
تن کو خاک پر ڈال دیا لاشہ اس کا تڑپ کر سرد ہو گیا اس کے مرنے کی بھی بدستور مرقوم علامت
پیدا ہوئی صاحبقران کو خوشی حاصل ہوئی حنظل جادو کو صدمہ سخت ہوا خبیث مذکور پھر
سب کی نظر سے غائب ہو گیا حنظل جادو نے پھر اپنے جانبداران رفقا کی طرف نظر کر کے کہا
کہ تم مین کون ایسا ساحر ہے کہ جو جا کر اس جوگی کو قتل کرے اس نے یہان آ کر غضب کیا ہے

شہریک طلسم کشا ہوکر دو رفیقون کو ہمارے قتل کیا ہی عجب طرح کا اس کا سحر ہی کچھ سمجھ مین نہین
آتا ہی پھر داس کہنے کے ایک رفیق مسمی بدر جادو مع جمع رفقا سے نکل کر گویا ہوا کہ مجکو اجازت
جنگ دی جاوے مین اس جوگی کو جاتے ہی قتل کر کے سر اس کا کاٹ کر واسطے نذر حضور کے
لے آؤن گا اس کے تیلہ سحر کو آنے بھی ندون گا حنظل جادو نے خوش ہوکر اُسکو اجازت حرب
دی بدر جادو عقاب سحر پر سوار ہوکے گولہ فولادی ہاتھ مین لیے ہوے بار بار اسکو اچھالتا ہوا
اور مانند گیند کے روکتا ہوا اسماے سحر زبان پر اپنی جاری کرتا ہوا لشکر سے نکلکر عرصہ کارزار مین
آیا ادھر جوگی نے اپنے بالکے سے چپکے سے کہا کہ بیٹا بکار نہایت ہوشیار رہو پہلے ہی سحر پڑھتا ہوا
فولادی گولے پر دم کرتا ہوا میدان مین آیا ہی جلد اس کی فکر ہلاکت کرنا چاہیے بالکے نے جواب دیا
کہ آپ کچھ اندیشہ نہ کیجیے دیکھا جاوے گا ابھی جوگی اور بالکے مین آہستہ آہستہ گفتگو ہو رہی تھی اور
مردمان ہر دو لشکر دیکھ رہے تھے کہ بدر جادو نے کارد نکال کر پیشانی اپنی شگاف کر کے
خون پیشانی کا اُس گولہ فولادی پر چلوے سے چھڑک کے سامری کو پکارے وہی گولہ سوے بہمن
گنبد نشین بقہر و غضب مارا ادھر بالکے نے اس گولے پر نظر کر کے کچھ پڑھکر اپنی انگشت سے
اشارہ کیا دیکھنے والون نے دیکھا کہ وہ گولا مانند خیار تر دو ٹکڑے ہوکر خاک پر گرا فی الفور جوگی
نے پکار کر کہا کہان ہی جلد آ پھر دپکارنے اور بلانے کے خبیث مذکور بدستور ظاہر ہوکر گویا ہوا
کہ حاضر ہون کیا حکم ہوتا ہی مین کہین گیا نہین تھا موجود تھا جب تک آپ حکم ندین گے بجاؤن گا
جوگی نے کہا کہ جلد جا اس نابکار ہمارے بدخواہ کا کام تمام کر خبیث مذکور نے بسرعت تمام جاکر
بدر جادو کو پکڑکر توڑ مروڑ کر اعضا اُس کے جدا جدا کر کے کچھ لہو پی کر گوشت فربہ اُس کا کھایا اور
باقی ماندہ کو زمین پر ڈال کر نظر سے غائب ہوگیا اسی طرح چند ساحران نامی و نامور لشکر حنظل جادو
سے نکل نکل کر پیچھے بعد دیگرے میدان جنگ مین آئے اور کام آئے جوگی کے حکم سے خبیث مذکور
نے اُن کو ہلاک کیا آخر کار خوف جان سے کوئی ساحر لشکر حنظل جادو سے برائے مقابلہ
بہمن گنبد نشین نہ نکلا اُسوقت حنظل جادو نے برہم ہوکر اور کشتے لاشے ساحران نامی
کے بالاے خاک دیکھکر بہت افسوس کر کے جملہ ساحران لشکر سے مخاطب ہوکر باواز بلند کہا کہ
اے ساحران وفادار و جان نثار واے نمکخواران شاہ طلسم ذی وقار کیا دیکھ رہے ہو
تم سب ساٹھ ہزار ہو دلیرانہ بڑھکر اس جوگی کو اور طلسم کشا وغیرہ کو چار جانب سے گھیر کر آتش سحر
برسا کر خرمن حیات دشمنون کا جلا کر خاک کر دو پھر مجھسے خلعت و انعام لو مین بھی تمہارے ساتھ
ان دشمنون سے لڑون گا دیکھو یہ وقت حق نمک ادا کرنے کا ہی بہادری و دلاوری و کمال و ہنر
ظاہر کرنے کا ہی لازم ہی کہ یکبارگی ہمراہ میرے بڑھو ان چند اشخاص کو قتل کر کے سر میدان جنگ
نام پیدا کرو یہ کہکر اپنے تخت سحر کو آگے بڑھایا ساٹھ ہزار ساحر بھی یکبارگی اُس کے ہمراہ نارنج و
ترنج گولے فولادی ناریل چوٹی دار کارد سحر وغیرہ اسباب سحر ہاتھون مین لے لے کر اسماے سحر
پڑھتے ہوے اسباب سحر پر دم کرتے ہوے یون بڑھے جیسے دریا بڑھتا ہی یا زور و شور سے
سیل آتی ہی یا طوفان عظیم آتا ہی ادھر جوگی نے پکار کر کہا کہ اے جانچیس جلد آ یہ سب دشمن
ادھر آتے ہین حتی الامکان ان کو روک اور ہلاک کر اور جہان تک ممکن ہو خون ان کا پی لے
گوشت ان کا سیر ہوکر کھالے خبیث مذکور یہ مژدہ سنکے یون چلا جیسے شیر گلہ گوسفندان پر جاتا ہی

پھر جوگی نے اپنے بالکے سے کہا کہ ہوشیار ہو جانا چاہیے سپاہ دشمن آتی ہے جنگ مغلوبہ غضب کی
ہوگی سحر و ساحری از حد ہوگی میرا بھی خیال رہے بالکے نے کہا کچھ اندیشہ نہ کیجیے اگر کچھ خیال
ہو تو پنہان ہو جائیے جوگی نے کہا کہ ہاں یہ رائے خوب ہے مگر وقت ضرورت پنہان ہو جاؤنگا
بالفعل تو بیٹھا ہوں یہ کہکر کچھ گولے صندوقچے سے نکال کر روبرو رکھے ان میں سے ایک گولہ
اٹھا لیا اتنی دیر میں حنظل جادو نے بڑھ کر گھیر لیا نارنج ترنج گولے فولادی کارد سحر باشش
سرسوں بنولے روئی کے سحر دم کرکے مارنے لگے شعلے اور دھوان پیدا ہونے لگا ہر طرف
ابر سحر سے آتش برسنے لگی جنگ مغلوبہ ہونے لگی حنظل جادو بھی سحر کرنے لگا ادھر جوگی کا بالکا
بھی جوگی کی حفاظت کرکے لڑنے لگا ساحرون کا سحر دفع کرکے ان کو قتل کرنے لگا ملکہ بہار
گل پوش جادو بھی یہ رنگ جنگ دیکھکر گلدستہ ہاتھ میں لیکر آگے بڑھی اسماے سحر
دم کرکے فوج دشمن پر گلدستہ مذکور مارا وہ شق ہوا پھول اور کلیاں اس کی جدا ہوئیں
جس جس ساحر پر اس گلدستہ سحر کے پھول اور کلیاں پڑیں اور خوشبوان گلون کی جس کے دماغ
میں پہونچی فی الفور پھول اٹھاکر سونگھکر دیوانہ ہوکر اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا عاشقی ملکہ بہار
کی ظاہر کرنے لگا جنگ و جدال سے باز رہا اسی طرح جس جس ساحر نے ایک پھول یا ایک کلی بھی
اٹھاکر سونگھ لی اس کا یہی حال ہوا آخر دیوانہ وار اشعار عاشقانہ پڑھتے ہوئے سوے ملکہ بہار
گل پوش جادو چلے قریب تر آکے پکارے کہ اے ملکہ عالم ہم تو مدت سے آپ کے حسن و
جمال پر شیفتہ و فریفتہ ہیں ایک زمانے سے مشتاق وصل ہیں امیدوار نظر توجہ ہیں ملکہ مذکورہ
نے جواب دیا کہ اگر تم ہمارے عاشق صادق ہو تو جاکر سر حنظل جادو لاؤ اور اس کے ساحران
لشکر کو قتل کر دیجئے وہ سب ساحر بصد خوشی پھنکتے ہوئے سوے حنظل جادو چلے کہ ہماری
ملکہ کا جو حکم ہے اسے بجالانا ضرور ہے حنظل جادو اور اس کے لشکر کے ساحرون کی کیا حقیقت
ہے اگر حکم ملکہ بہار کا ہوتا تو ابھی جاکر شاہ طلسم زلزلہ کو قتل کرتے سر اس نابکار کا کاٹ کر
برائے خوشی خاطر ملکہ بہار گل پوش جادو لے آتے اپنی معشوقہ گلبدن کے حکم کو بجالاتے
پھینکتے ہوئے نارنج ترنج گولے فولادی ناریل جوئی دار وغیرہ اسباب سحر پر سحر دم کرکے
حنظل جادو و ساحران لشکر حنظل جادو پر بار بار برسانے لگے ساحر قتل و ہلاک ہونے لگے
اپنے ہی لشکر کے ساحرون کو وہ دیوانے مبتلاے سحر ملکہ بہار ہوکر قتل کرنے لگے ملکہ
بہار مذکورہ دمبدم گلدستے مارنے لگی بدستور مرقوم ساحران لشکر حنظل جادو کو مبتلاے سحر
کرکے حالت دیوانگی میں ان کو لڑوانے لگی لشکر حنظل جادو میں دیوانون نے آفت برپا
کر دی سپاہ ساحران میں تہلکہ پڑ گیا حنظل جادو یہ رنگ دیکھکر گھبرایا دل میں کہنے لگا کہ واہ وا
این گل دیگر شگفت میرے لشکر کے ساحر میرے ہی لشکر کے ساحرون کو دلیرانہ بڑھ بڑھ کر قتل
کر رہے ہیں یہ کیا آفت تازہ برپا ہوئی آخر بعد فکر معلوم ہوا کہ یہ سب دیوانے مبتلاے سحر
ملکہ بہار گل پوش جادو ہوکر میرے فوج کے ساحرون کی کشت حیات کو برباد کر رہے ہیں
یہ حال معلوم کرکے دفع سحر ملکہ مذکورہ کرکے ان دیوانون کو اپنے ہی سحر سے ہلاک کرنا شروع
کیا اکثر کو قتل کیا بعدہ سحر کرتا ہوا سوے بہمن گنبد نشین طلسم کشاے طلسم زلزلہ چلا
بہمن جادو نے اپنے سحر سے دریاے امواج و قہار سحر پیدا کرکے ان ساحران سپاہ حنظل جادو

کو اُسی بحر سحر مین غرق کرنا شروع کیا صاحبقران کشورستان نے ایک ہاتھ مین لوح طلسمی لے کر
دوسرے ہاتھ سے شمشیر آبدار لیا ہے کیا بجلی عکس لوح کا ساحرون پر ڈال کر تلوار سے قتل
کرنا شروع کیا نعرے کوہ شگاف دمبدم کرنے لگے جس طرف مرکب کو بڑھا کر گئے سیکڑون
ساحرون کو تہ تیغ کیا لاشون کے ڈھیر کشتون کے انبار لگا دیے جوگی کے بالکے نے بھی ایسے
ایسے سحر کیے کہ دیکھنے والون کو عجب ہوا سیکڑون ساحرون کو ابر سحر پیدا کر کے آتش سحر برسا کر
جلا کر خاک کر دیا جوگی نے بار بار جل کے گولے لے کر لشکر حنظل جادو پر مارنا شروع کیے وہ کچھ عجب
گولے تھے کہ جس غول اور جس گروہ پر گرتے تھے شق ہو کر شعلے پیدا کر کے جلا دیتے تھے
دھوان بھی ان گولون سے پیدا ہوتا تھا اگر کوئی ساحر بزور سحر جوگی کے گولے کو روکنا چاہتا
تھا تو وہ نہ رکتے تھے شوروہ اور بارود کی بو گولون کے شق ہونے سے پیدا ہوتی
تھی کبھی جوگی صاحب ظاہر ہو کر گولے مارتے تھے کبھی کسی ساحر کو نزدیک اپنے پا کر کچھ
پڑھ کر غائب ہو جاتے تھے جنیشا بدکور بھی جس طرف جاتا تھا ساحرون کا کام تمام کرتا تھا غرضکہ
چند شخصون نے وہ کارزار بر شمشیر آبدار و اسباب سحر کی کہ صدہا ساحران لشکر حنظل جادو
قتل و ہلاک ہوئے مگر ساٹھ ہزار ساحر تھے بسبب ہجوم ان کا میدان کم نہوا حنظل جادو تخت
سحر پر جادو کو مٹاتا ہوا ساحران بتلاے سحر بلکہ بہار رکو اپنے سحر سے قتل و ہلاک کرتا ہوا
جوگی کے بالکے کے سحر سے گاہ بچتا ہوا کبھی دفع کرتا ہوا جنیشا بدکور سے جان اپنی بچاتا
ہوا اس سے ڈرتا ہوا سحر کرتا ہوا اڑتا بچتا ہوا قریب طلسم کشا آیا اسوقت جوگی یعنی بہمن
گنبد نشین نے آواز بلند کہا کہ اے طلسم کشا ہوشیار ہو جایئے کہ حنظل جادو نزدیک آگیا ہے
یہ ساحر بلاے روزگار ہے مالک و حاکم درشندا ول ہی ہے عجب نہین کہ طلسم بند ہوا اس کے
شر و فساد سے بچیے اگر کہیے تو اپنے تمام سحر کو کام کرون کہ اس کو کھا جائے نام و نشان اس کا
باقی نہ رکھے صاحبقران کشورستان نے عین جنگ مغلوبی مین با آواز بلند جواب دیا کہ اے
بہمن گنبد نشین تم اپنے تمام سحر کو حنظل جادو کے ہلاک کرنے کے واسطے حکم نہ دو اگر یہ
قریب ہمارے آگیا ہے تو کیا اندیشہ ہے بلکہ باعث خوشی کا ہے ہم تو اس کی فکر مین تھے یہ اپنے پاؤن
سے سوے اجل آیا ہے شمشیر آبدار ہماری کوئی دم مین اس کو راہ عدم بتا دے گی اگر اس نے
ہماری اطاعت اختیار کر لی تو البتہ بچا ہر ہوگا یہ کہکر سوے حنظل جادو مرکب کو موڑا جو ساحر
درمیان مین تھے ان کو قتل کر کے قریب تر اس کے جا کر نعرہ کیا پھر شمشیر آبدار علم کر کے عکس
لوح طلسمی کا اس پر ڈالا حنظل جادو سحر بھولا گھبرا کر ارادہ بھاگنے کا کرنے لگا صاحبقران
کشورستان نے ایسی حالت مین مرکب کو اپنے اڑا کر تخت سحر پر اس کے ہو کر پہلے ارادہ
تلوار لگانے کا کیا پھر کچھ سوچ کر اس کی کمر مین ہاتھ ڈال کر تخت سے اس کو اٹھا کر نعرہ کر کے
اپنے سر سے بلند کر کے گردش دے کر فرمایا کہ اے حنظل جادو جلا در شنا خلق خالق
کون و مکان و معبود انس و جان چہ میگوئی یہ سنکے حنظل جادو خاموش ہوا اس وقت
بحر مین جادو نے پکار کر کہا کہ اے حنظل جادو کیون اپنی جان شیرین کو ضائع و تلف
کیا چاہتا ہے خاموش کیون ہے اطاعت طلسم کشا کیون اختیار نہین کرتا یہ طلسم زلزلہ فتح
ہو جائے گا جو ساحر اطاعت صاحبقران نکرے گا ضرور وہ قتل ہو جائیگا لہٰذا تجکو لازم

ومناسب یہ ہی کہ طالب امان ہوکر اطاعت بصدق دل اختیار کر مثل ہمارے مطیع دین اسلام ہو
انجام تیرا بخیر ہوگا دنیا مین بھی بعیش و راحت زندگی تیری بسر ہوگی ذرا غور تو کر کہ چند مخصوصون کو
خداوند عالم نے تجھ پر اور تیری سپاہ کثیر پر کیسا غالب کیا ہی جو خدا ایسا قادر و توانا ہی وہی قابل
سجدہ ہی یہ کلمات نصیحت و ہدایت آمیز سنکے حنظل جادو نے بجاے خود خیال کیا کہ واقعی دین اسلام
دین حق ہی اور اہل اسلام کا خدا قادر و توانا ہی بیشک قابل سجدہ ہی یہ خیالات کرکے طالب امان
ہوا صاحبقران نے فرمایا کہ امان بشرط قبول ایمان دی جاے گی حنظل جادو نے کہا کہ
بالفعل مطیع دین اسلام مانند بحرین جادو کے ہوتا ہون بعد فتح طلسم زلزلہ مسلمان ہونگا
صاحبقران نے اُس کی تقریر سنکے اُس کو صادق القول جانکر پھر تخت سحر پر اُس کو بٹھا دیا
اُسوقت حنظل جادو نے بآواز بلند اپنے لشکر کے ساحرون سے کہا آگاہ ہو کہ مین نے
اطاعت طلسم کشا اختیار کی اور مطیع دین اسلام ہوگیا تمکو بھی لازم ہی کہ مثل میرے مطیع دین اسلام
ہوکر فرمانبرداری طلسم کشا اختیار کرو یہ سنتے ہی ہزارون ساحرون نے جنگ سے ہاتھ روک کر
عرض کیا کہ اے مالک و آقا ہمارے اگر آپ کی راے یہی ہی تو ہمین کیا عذر ہی مگر کچھ ساحران
سیہ قلب نے تقریر حنظل جادو کی سنکے بجاے خود کہا کہ ہم تو اپنا دین آبائی ترک کرکے اطاعت
طلسم کشا اختیار نکرینگے یہ باتین اپنے دل مین کرکے لشکر سے نکل کر بعض سوے دربند دوم
و بعض جانب شاہ طلسم زلزلہ روانہ ہوے لڑائی موقوف ہوئی حنظل جادو نے مطیع دین اسلام
ہوکر صاحبقران سے عرض کیا کہ اب میرے دربند مین اندر قلعے کے تشریف لے چلیے صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ دربند اول کو بطریق مرقوم الصدر فتح کرکے بصد خوشی و خرمی ہمراہی
حنظل جادو و بحرین جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو مع پینتالیس ہزار سپاہ ساحرون کے
چلے اُسوقت صاحبقران کشورستان نے بہمن گنبد نشین سے کہا کہ تم بھی ہمارے ساتھ
دربند اول طلسم زلزلہ مین چلو ہمارے سبب سے یہان آکر بڑی تکلیف اٹھائی ہی چند ساعت
دربند مین چل کر راحت پذیر ہو تمنے ہمارے ساتھ نیکی کی ہی جنگ مین شرکت کی ہی ہمکو ممنون منت
کیا ہی ہم بھی تمھارے ساتھ بہ نیکی پیش آئینگے بہمن گنبد نشین نے کہا کہ آپکی شرکت و
جنگ مین ہمارا نقصان کثیر ہوا ہی بہت روپیہ صرف ہوا ہی اسوقت ہمکو اپنے زر کثیر کے خرچ
ہوجانے کا خیال ہی صاحبقران نے جواب دیا کہ جو کچھ تمھارا روپیہ اس لڑائی مین خرچ ہوا ہی
تمکو دلوا دیا جاے گا بہمن گنبد نشین یہ سنکے خاموش رہا حنظل جادو نے کہا کہ اے
بہمن گنبد نشین اب مین تمھارا بھی دوست ہون بے تردد و فکر و بے خوف و خطر ہمراہ صاحبقران
تم بھی میرے دربند مین چلو اور سیر دربند کرو مگر اپنے تیلہ سحر کو رخصت کرو اپنے ساتھ نہ لے چلو
اُس کی صورت مہیب و بدشکل سے مجھے خوف معلوم ہوتا ہی عجب تیلہ تمھارے سحر کا ہی ایسا
کوئی تیلہ سحر کا مین نے نہین دیکھا ہی بہمن گنبد نشین یہ تقریر اُس کی سنکے مسکرایا پھر عفریت
مذکور کو رخصت کرکے اپنا تخت بھی سوے دربند اول طلسم زلزلہ بڑھایا ہمراہ صاحبقران
و غیرہ کے سوے دربند مذکور چلا بعد قطع راہ صاحبقران کشورستان داخل دربند مرقوم الصدر
ہوے دیکھا کہ دربند مذکور نہایت آباد ہی مکان پختہ و خام بے شمار ہین دربند مرقوم الصدر
نہایت وسیع ہی حنظل جادو صاحبقران کو قلعے کے اندر لے گیا جاے صدر پر بٹھایا

بحرین جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و بہمن گنبد نشین اور اُس کا لڑکا بھی سب علی قدر مراتب کرسیون پر بیٹھے صاحبقران دنگل پر بیٹھے تھے یمن و یساران کے نامبردگان کرسیون پر بیٹھے تھے ہر ایک طلسم کو دیکھ رہا تھا علی الخصوص صاحبقران ذی وقار اُسکی استواری کو دیکھکر اُس کی تعریف کرنے لگے لوح کو زیر لباس نہان کر لیا تھا تاکہ عکس اُس کا کسی شیشہ پر نہ پڑے ابھی صاحبقران دنگل پر بیٹھے تھے لشکر ساحران بمقام فرودگاہ فروکش ہوا تھا کہ حنظل جادو نے ساقیان گلرخ کو طلب کیا فوراً ساقیان گلعذار کشتیان بادۂ گلنار کی مع شیشہ و ساغر لیکر حاضر ہوے بادب سلام امیر عالی مقام کو کیا پھر اپاسے حنظل جادو وہ ساقیان خوش رو شیشون سے ساغرہاے بلورین مے گلرنگ یعنی وہ شراب جو اہل اسلام علی الخصوص صاحبقران عالی مقام پیتے ہین جسکو عرق مقوی دماغ و اعضاے رئیسہ بھی کہتے ہین بھر کر صاحبقران و بحرین جادو و بہمن گنبد نشین وغیرہ کو بناز و ادا دینے لگے ہر ایک بصد رغبت و خوشی شراب مذکور پینے لگا جب سب صہباے مذکور کے دو دو تین تین جام پی چکے ساقیان مہ جبین وہ کشتیان شراب کی اُٹھا کر لے گئین اُسوقت حکم حنظل جادو سے چند نازنینان خوب رو و خوش گلو مع اپنے سازندون کے حاضر ہوئین اُن میں سے ایک مطربہ خوش رو و خوش گلو مع اپنے سازندون کے روبروے امیر عالی مقام حاضر ہو کر بعد سلام و درستی ہر ایک ساز کے کھڑی ہو کر رقص کرنے لگی اہل بزم ناچ اُس کا دیکھنے لگے اُس کے رقص کی تعریف بجائے خود کرنے لگے جب وہ نازنین گت ناچ چکی دلہاے اہل بزم کو مانند سبزہ پامال کر چکی تو یہ غزل شروع کی

غزل

نہ تو دل اپنا ملا ہمکو نہ دلبر اپنا
ہے نہ قابو ہے نہ دلبر پہ نہ دل پر اپنا

چشم عالم کو دکھائی نہیں دیتا اصلا
کمر یار کی صورت تن لاغر اپنا

دل بیتاب کے مضمون کا لیکر نامہ
اڑ گیا صورت سیماب کبوتر اپنا

امتحان میں نہیں ٹھہرے گا دم قتل رقیب
معرکے میں تری تلوار ہے اور سر اپنا

مردے کی طرح پڑے رہتے ہیں ہم فرقت میں
جیتے جی گور سے بدتر ہے ہمیں گھر اپنا

آج کل مجھپہ وہ الطاف وکرم کرتے ہیں
ہے مقدر صفت بخت سکندر اپنا

شوخ اس عارض گلرنگ پہ ہم مرتے ہیں
ہو کفن بعد فنا پھولوں کی چادر اپنا

اہل بزم بگوش دل سننے لگے بجائے خود تعریف اُس مطربہ کے رقص و نغمے کی کرنے لگے جب وہ نازنین اشعار غزل مندرجہ بالا گا چکی انعام کثیر لیکر بزم عشرت سے ہمراہ اپنے سازندون کے چلی گئی پھر دوسری مطربہ مانند مطربہ اول کے بزم میں داخل ہو کر ناچنے گانے لگی دو پہر تک بزم عشرت آراستہ رہی بعد ازان صحبت رقص موقوف ہوئی حنظل جادو نے سامان دعوت و ضیافت کیا صاحبقران نے بہمن گنبد نشین کی تعریف و ثنا کر کے اُس سے کہا کہ اگر تم ہمارے ساتھ رہو یہان تک کہ ہم تمام طلسم زر نگار فتح کر لین تو مال و اسباب طلسم سے نصف تمکو بھی دینگے تمھارا سحر عجیب و غریب ہے اُس نے کہا کہ اے صاحبقران مجھ آپنے حسب وعدہ آج کا زر نقصان ہمیں دیا ایفاے وعدہ کیا مجھ آپ ہمیں نصف مال و زر دو خواہ طلسمی دیجیے گا صاحبقران نے فرمایا کہ فی الحال روپیہ تو ہمارے پاس نہیں ہے جسقدر روپیہ

تمھارا آج کی جنگ مین صرف ہوا ہی اُتنے روپیے کا ہمسے رقعہ لکھوالو یا خنظل جادو سے
ہم روپیہ لیکر اسی وقت تمکو دیدین جو منظور ہو بیان کرو اُس نے کہا کہ یہ زبانی خرچ مجھے پسند نہین
ہی دس ہزار روپیے کا آج نقصان ہوا ہی اور نقصان سے مراد یہ ہی کہ اسی جنگ مین صرف ہوا ہی
گولے جو مارے گئے ہین اور جو سحر انواع و اقسام کے مین نے اور میرے بالکے نے کیے ہین آخر
اُس مین زر کثیر صرف ہوا ہی یا نہین روپیہ سامنے آئے اور اپنے قبضے مین آئے تو آئندہ بھی
آپسے روپیہ ملنے کی امید کی جائے خنظل جادو سے صاحبقران نے کہا کہ بطور قرض ہو
دس ہزار روپیہ لا دو ہم تمکو دیدینگے اُس نے عرض کیا کہ ابھی جا کر لاتا ہون حاضر خدمت عالی
کرتا ہون یہ کہکر خنظل جادو اتنا روپیہ لینے کو چلا بہمن گنبد نشین دس ہزار روپیے ملنے کا
خیال کرکے ہنسا صاحبقران کشورستان اُس کے ہنسنے سے سمجھ گئے کہ یہ بہمن گنبد نشین
بنے ہوے خواجہ ہین اور اس بالکے مین بھی تردد ہی یہ سمجھکر امیر با توقیر نے فرمایا کہ ہم تمھارے
ہنسنے سے تمھارے حال سے آگاہ ہوگئے بہمن گنبد نشین نے پوچھا کہ آپ میرے حال سے
کیا باخبر ہوے کچھ بیان تو کیجیے صاحبقران کشورستان نے فرمایا کہ ہمین ایسا ثابت ہوتا ہی کہ تم
خواجہ طیفور گردیا ہو بصورت بہمن گنبد نشین گنبد سامری سے ملکہ زمیق سحر ساز
مردار خوار جادو کو قتل کرکے ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو کو قید سے رہا کرکے اس طرف آئے ہو
یہ تمھارا بالکا نہین ہی ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو ہین بہمن گنبد نشین نے مسکرا کر پوچھا کہ آپ نے
کیونکر پہچانا کہ ہم ہی خواجہ ہین اور یہ ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو ہین صاحبقران کشورستان نے
جواب دیا کہ اے خواجہ طیفور گردیا ایک زمانہ دراز بلکہ عہد طفلی سے ہمارا تمھارا ساتھ ہی
تمھارے خصائل و عادت سے ہم آگاہ ہوگئے ہین بہمن گنبد نشین نے عرض کیا کہ آپ نے
خوب پہچانا بیشک مین طیفور گردیا ہون اور یہ ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو ہین یہ کہکر رنگ و روغن
عیاری کو دور کیا بصورت اصلی ہوکر کہا کہ اے ملکہ حال کھل گیا اب تم بھی صورت اصلی پر آؤ اور
رنگ و روغن چہرے سے دور کرو اُس نے بھی خواجہ کے کہنے پر عمل کیا صاحبقران نے خوش
ہوکر حال گنبد سامری پوچھا خواجہ نے تمام حال ابتدا سے تا انتہا بیان کیا صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ نے خواجہ کی از حد تعریف عیاری کی کی پھر حال قتل ملکہ زمیق سحر ساز مردار خوار
جادو دریافت کیا خواجہ نے تمام حال اپنی عیاری اور اُس کے ہلاک کرنے کا مفصل بیان کیا
چونکہ صاحبقران نے وعدہ دس ہزار روپیے دینے کا کیا تھا ایک رقعہ دس ہزار روپیے کا لکھکر
خواجہ کو دیا اور بقول راوی دیگر اسی وقت دس ہزار روپیہ خنظل جادو سے لیکر خواجہ کو
دیا خواجہ نے خوش ہوکر نذر زنبیل کیا خنظل جادو نے چند روز تک صاحبقران کشورستان
وغیرہ کی دعوت و ضیافت بعنوان شائستہ کی اور ہندوول کے اکثر مقامات لائق دید کی سیر کرائی۔

دو کلمہ داستان جانا صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کا جانب دربند دوم طلسم زلزلہ کے مع دیگر حالات متضمن داستان ہذا بیان کیے جاتے ہین مختصر

تجکو دیکھا کرین ایسی کوئی تدبیر نہین
صاف روشن ہی درخشانی تقدیر نہین
سہے اثر نالے ہین اور آہ مین تاثیر نہین
سامنے جب سے تری چاند سی تصویر نہین
اپنے قابو مین ہمارا دل دلگیر نہین

خیر سے ہمنے بھی کمبخت عجب پائے نصیب
ہمتو ہر بات مین ناکام رہے ہائے نصیب
کہ ذرا بھی نہین ہمکو رہی پروائے نصیب
قتل کی اپنے تمنا تھی مگر وائے نصیب
ہاتھ مین اس بت بیرحم کے شمشیر نہین

مین انھین خواب مین دیکھون مری قسمت کب ہی
مین بلاؤن انھین کس منھ سے یہ طاقت کب ہی
مین انھین چاہون مگر انکو محبت کب ہی
مین وہان جاؤن تو جانے کی اجازت کب ہی
خود چلے آئین وہ ایسی مری تقدیر نہین

سخت جان ہین نہین بیکار کا یہ غل کیا ہے
کچھ سمجھ مین نہین آتا یہ تساہل کیا ہی
قتل کہ مین تجھے بولکے تغافل کیا ہی
قتل مین دیر ہی کیون انکو تامل کیا ہی
آیا خنجر نہین تلوار نہین تیر نہین

آہ و نالہ نہ مرا درد نہانی کہنا
اور قصہ نہ کوئی اور کہانی کہنا
حال دل کہنا نہ اشکون کی روانی کہنا
قاصدا ان سے تو اتنا ہی زبانی کہنا
حال دل وہ ہی کہ جو لائق تحریر نہین

چار آنکھین تو کرو دل مین ہو کچھ تو محجوب
ہان جی ہان سچ ہی تمھین تو ہوا ایسے محبوب
اس سے نفرت ہو جو ہر دم ہو تمھارا مطلوب
جرم الفت پہ سزا ہجر کی دینا کیا خوب
ظلم ہی جان جہان یہ کوئی تعذیر نہین

زندگی ایسی تو ہی موت سے اپنی بدتر
فائدہ کچھ نہین ہر وقت منگانے سے خبر
درد دل گاہ ستاتا ہی کبھی درد جگر
تجکو آنا ہی تو آ بہر خدا دیر نہ کر
جان جاتی ہی یہان اب کوئی تاخیر نہین

تجھسے ا[illegible] نکل نہین تیر نگاہ تردد کیا ہی
اے کلیم اپنی خبر تجکو تردد کیا ہی
تیرا کیا اس مین ضرر تجکو تردد کیا ہی
اپنی بخشش مین مگر ہمکو تردد کیا ہی
کیا شفاعت کو تری حضرت شبیر نہین

راویان اخبار عجیب و ناقلان حکایت غریب اس داستان کو اس طرح بیان کرتے ہین کہ جب صاحبقران کشورستان طلسم کشا نے طلسم زلزلہ کے ہنگام جنگ حنظل جادو مالک دربند اول طلسم زلزلہ کو مطیع دین اسلام و فرمانبردار اپنا کر کے اپنی طور دربند مذکور کو فتح کیا تو جو ساحران نابکار میدان کارزار سے بھاگ کر سوے دربند دوم و جانب شاہ طلسم زلزلہ گئے تھے انھون نے زلزلہ جادو مالک دربند دوم و شاہ طلسم زلزلہ کو تمام و کمال احوال دربند اول سے اطلاع دی مالک و حاکم دربند دوم کو سخت تردد و صدمہ ہوا انتظام اپنے دربند کا از سر نو حسب دلخواہ کیا اور خود براے حفاظت و نگہبانی در قلعہ پر بصورت طاؤس بیٹھا فوج ساحران کو پوشیدہ طور سے جابجا مقرر و معین کیا شاہ طلسم زلزلہ یعنی ہودو سرمست جادو خبر دربند اول سنکر مارے رشک کے دنگ ہو گیا رنگ سرخ مانند طائر تیز پرواز اڑ گیا چہرہ فق

ہوگیا دریاے حیرت مین غرق ہوگیا سناٹا ہوگیا دربار مین اگرچہ صدہا ساحران نامی بیٹھے تھے
مگر خبر مذکور کے سننے سے جملہ ساحران اہل دربار کو ایسی حیرت ہوگئی کہ گویا تصویر گلی ہوگئے
اپنی شکل اجل و بربادی وتباہی طلسم زلزلہ گویا آنکھون کے سامنے پھرنے لگی زندگی سے یاس
ہوئی بعضے کانپنے لگے اکثر ساحرون کے دل دہل گئے آثار تردد وانتشار چہرون سے آشکار
ہوے ساریق وسخنگان بھی خبر مذکور الصدر سنکے متردد ہوے ساریق بن بقا نے
سخنگان سے سرگوشی مین کہا کہ میدانی حالا چہ تقدیر تازہ کردہ ام اس نے بھی سرگوشی مین جواب دیا
کہ جو عاجز و بد مقدر ہے وہ تقدیر کیا کر سکتا ہے انجام مجکو بد معلوم ہوتا ہے یہان سے قریب تر بھاگنا
ہوگا اسی کو تقدیر تازہ سمجھ لینا چاہیے صاحبقران دشمن دین وایمان وجان ہمارے اور آپ کے
تعاقب مین فتح طلسم زلزلہ کرتے ہوے آتے ہین دربند اول فتح کر چکے ہین ابھی خبر فتح دربند مذکور
آپ سن چکے ہین ارادہ گر مصمم کیجیے کمر بھاگنے کے واسطے ابھی سے باندھ لیجیے تقدیر گریز
کیجیے ساریق بن بقا تقریر سخنگان سنکے گویا ہوا کہ یہی تقدیر ہمنے کی ہے ہود سرمست جادو
شاہ طلسم زلزلہ ہماری خداوندی سے منحرف ہے ہم بھی چپکے چپکے تقدیرین نئی نئی کرکے دست
صاحبقران سلطان کیوان شکوہ سے اس کو قتل کرادین گے طلسم اس کا نیست ونابود کرادینگے
ہم یہان سے اور کسی طرف روانہ ہونگے یہ بندہ سرکش و نافرمان بردار ہے اس کو سزا دین گے یہ کہکر
خاموش ہوا ہود سرمست جادو نے بعد حیرت وتردد بسیار باتفاق راے وزیر اشفاق
جادو وجملہ ساحران اہل دربار کئی ہزار ساحرون کو ہمراہ عقرب جادو اپنے رفیق خاص
کے کرکے واسطے اعانت زلزلہ جادو مالک دربند دوم طلسم زلزلہ کے مع ایک فرمان کے
اسی وقت روانہ کیا ساحر مذکور بجمعیت چند ہزار ساحرون کے قطع راہ کرکے دربند دوم مین پہونچا
مالک دربند دوم زلزلہ جادو سے ملا فرمان شاہ طلسم اس کو دیا اس نے فرمان مذکور کو پڑھا
خلاصہ مضمون اس کا یہ تھا کہ اے زلزلہ جادو ہمین یہ خبر پہونچی ہے کہ طلسم کشا داخل دربند اول
بعد جنگ ہوگیا حنظل جادو نمک حرام مالک دربند اول نے اطاعت طلسم کشا اختیار کرلی ہے
غالبا طلسم کشا امروز وفردا مین تیرے دربند کی طرف حسب ہدایت لوح طلسمی آئے گا بس تجکو لازم ہے
کہ بند وبست وانتظام مین کمی نکرنا جہان تک ممکن ہو طلسم کشا کو کسی طور سے اسیر کرکے ہمارے
پاس روانہ کردینا دلیرانہ ہنگام جنگ طلسم کشا سے بضرورت مقابلہ بھی کرنا سرفروشی وجان نثاری
کی راہ سے روگردان نہونا مثل حنظل جادو نمک حرامی نکرنا اگر تو بفکر وتدبیر وکوشش طلسم کشا
کو اسیر کرکے پاس ہمارے بدولت کے بھیجے گا تو وہ رتبہ تیرا بڑھایا جائے گا اور وہ خلعت وانعام تجکو
دیا جائے گا کہ دیکھنے والون کو عجب ہوگا بالفعل ہمنے تیری اعانت کے واسطے چھ ہزار ساحرون کو
ماتحت عقرب جادو کے روانہ کیا ہے فردا مہتر کیا دہیز رو عیار بے نظیر وزیر اشفاق
جادو کو کہ ہم عیار و ساحر ہے تیرے پاس روانہ کرین گے اس نے دعوی اسیری طلسم کشا
کیا ہے وقت ضرورت عیار مذکور بھی عیاری کرے گا زلزلہ جادو فرمان شاہ طلسم پڑھکر اور
خوش ہوکر عقرب جادو سے کہنے لگا کہ شہنشاہ جہان نے مجکو واسطے ہماری
اعانت کے روانہ کیا ہے اور عیار مسمی کیا دہیز رو کو براے اسیری طلسم کشا بھیجنے کو تحریر
کیا ہے یہ مصلحت شہنشاہ کی ہے ورنہ مجکو احتیاج عیار وغیرہ کی نہین ہے ہمارا دربندہ دربند ہے

سرحد دربند مین کوئی قدم رکھ ہی نہین سکتا ہان وہی قدم رکھ سکتا ہی جو اپنی زندگی سے
بیزار ہو اور سوے عدم جانا منظور ہو تم ہمارے سحر سے آگاہ ہو اگر طلسم کشا ذرا بھی لوح طلسمی
کے خلاف حکم عمل کرے گا تو اسیر ہو جائے گا یا بغیر دیکھے لوح طلسمی کے سرحد دربند مین
قدم رکھے گا تو بھی اُس کے واسطے باعث خرابی ہوگا ذرا ادھر طلسم کشا آئے تو سہی ہمنے بخوبی
انتظام و بند و بست کر لیا ہی عقرب جادو نے جواب دیا کہ تمھارا دربند بہ نسبت دربند
اول کے نہایت دشوار گذار ہی اور تمھارا سحر بھی مشہور روزگار ہی مگر اعلیٰ حضرت شہنشاہ ساحران
نے مجکو بھی روانہ کیا ہی اور عیار کے روانہ کرنے کو تحریر کیا ہی زلزلہ جادو وبقول بعض
داستان گویان نام مالک دربند دوم کا طاؤس جادو ہی کیونکہ بصورت طاؤس در قلعہ پر
بیٹھا رہتا ہی حفاظت قلعہ و دربند کرتا ہی اسی کے سحر سے قلعہ و حوالی زمین قلعہ کو گردش رہتی ہی
جیسا کہ آیندہ تحریر کیا جائے گا غرضکہ بہر طور زلزلہ جادو یا طاؤس جادو مالک دربند دوم
طلسم زلزلہ گفتگو سے عقرب جادو سنکے خاموش رہا دوسرے روز شہنشاہ ساحران جہان نے
مہتر کیا دبیزرہ کو سوے دربند دوم روانہ کیا یہ عیار مکار نہایت ہوشیار ہی شگفتہ دختر وزیر دوم
یعنی اشتفاق جادو کا ہی ایک مدت سے مائل ہی وبقول بعض راوی نام عیار مذکور کا مہتر شمس
ہی زہرا سیمتن دختر اشتفاق جادو پر عاشق ہی زہرا سیمتن کو بھی اُس کی عاشقی سے
آگاہی ہی مگر اُس پر توجہ نہین کرتی ہی ایک ملازم اپنے باپ کا جان کر اور ادنیٰ مرتبے کا شخص خیال
کرکے کبھی اُس کی مراد دلی نہین بر لاتی ہی مہتر شمس دبیزرہ مشتاق وصل رہتا ہی حال اس کا بمقام
مناسب لکھا جائیگا بالفعل اس کو اثناے راہ مین چھوڑا جاتا ہی اور اب حال صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ وغیرہ کا رقم کیا جاتا ہی کہ جب کئی روز صاحبقران دربند اول مین
قیام پذیر ہو کر دعوت وضیافت حنظل جادو قبول کر چکے اور سیر دربند اول مین عجائب و غرائب
شیاطین کی کر چکے حنظل جادو سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اب ارادہ ہمارا یہ ہی کہ سوے دربند
دوم جائین اور حسب ہدایت لوح طلسمی وبعون الٰہی اُس کو فتح کرین گے لہذا سامان اُس طرف
چلنے کا کرو اور حالات اُس دربند کے بیان کرو اُس نے جواب دیا کہ اے صاحبقران شورستان
جملہ حالات دربند دوم کے تو کیا بیان کر سکتا ہون کہ بے حد ہین الا اسقدر عرض کرتا ہون کہ
دربند دوم بہ نسبت اس دربند کے نہایت سخت ہی جب عنقریب سرحد دربند دوم تشریف
لے چلیے گا تو خود ہی اُس کے حالات ملاحظہ فرمائیے گا طاؤس جادو معروف زلزلہ جادو
نہایت زبردست ساحر ہی سحر اُس کا عجب سخت سحر ہی کوئی بغیر اُس کی اجازت کے اُس کی
سرحد مین قدم رکھ نہین سکتا ہی اگر کوئی اجل رسیدہ بغیر اُس کی اجازت کے اُس کی سرحد
مین قدم رکھے تو فی الفور فنا ہو جائے زمین سرحد دربند دوم جلد سے آسمان سے زیادہ تر ظلم
کرے ایک دم مین نیست و نابود کر دے اگر لاکھون یا کرورہا لشکری بھی کوئی شاہ وغیرہ اپنے
ہمراہ سے جائے تو بھی جانبری سے امان نپاوے مع اپنے لشکر کے ایک دم مین معدوم
ہو جائے کچھ بھی نام و نشان اُس کا نرہے یا اسیر ہو جائے مگر آپ صاحب لوح طلسمی ہین لوح
آپ کو ہدایت کرے گی طریقہ فتح دربند تعلیم کرے گی آپ حسب ہدایت لوح عمل کیجیے گا تو
فتحیاب ہو جیے گا ورنہ باعث خرابی و اسیری کا ہوگا اور یہ فادم آپ کا مع اپنے لشکر کے آپ کے

ہمراہ رکاب چلے گا درباب فتح دربند مذکور حتی الامکان کوشش کرے گا ساحران دربند سے مقابلہ و مجادلہ کرے گا وہان کے حالات سے بھی آگاہ کرتا رہے گا حسب الحکم حضور تیاری لشکر و درستی اسباب جنگ جلد کرے گا یہ عرض کرکے اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ سامان حرب و ضرب و جنگ و جدال اسی وقت سے کرو کل ہنگام سحر یہان سے سوے دربند دوم روانہ ہونگے ملازم اسی وقت سے حسب الحکم کاربند ہوے درستی سامان جنگ مین سے مصروف ہوے جب وہ روز گذر کر شب آئی اور وہ رات بھی بسر ہوکر سحر ہوئی صاحبقران کشورستان اداے فریضۂ سحری سے شرف یاب ہوکر دعاے فتح وظفر درگاہ خدا مین کرکے طالب نصرت خداوند عالم سے ہوکر مرکب پر سوار ہوکر لوح طلسمی گلے مین ڈال کر حسب ہدایت لوح طلسمی تنہا ایک سمت روانہ ہوے عقب صاحبقران خواجہ طیفور گردپا بھی بصورت مبدل چلے عقب خواجہ موصوف حنظل جادو و بحرین جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ دیدبہ سحر سیار جادو و بجمیعت تخمیناً پچپن چھپن ہزار ساحرون کے بسامان جنگ و جدال سحر کی سواریون پر سوار ہوکر زمین سے سوے فلک بلند ہوکر لکہ ہاے ابر سحر مین غائب و پنہان ہوکر عجائب و غرائب سحر دکھلاتے ہوے جابجا ٹھہرتے ہوے سیر کرتے ہوے روانہ ہوے ان سب کا حال بمقام مناسب تحریر کیا جائے گا اولاً حال صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کا لکھا جاتا ہے کہ جب صاحبقران سلطان کیوان شکوہ دربند اول سے سب سے رخصت ہوکر لوح کو دیکھ کر حسب ہدایت لوح طلسمی جانب دربند دوم روانہ ہوے اثناے راہ مین سیر دشت وکوہ کرتے ہوے عجائب و غرائب وحش وطیور وغیرہ دیکھتے ہوے نہایت حیران و پریشان لوح طلسمی کو بار بار دیکھتے ہوے مرکب کو بڑھائے ہوے چلے جاتے تھے ہر مرتبہ کے دیکھنے مین لوح یہی ہدایت کرتی تھی کہ اے طلسم کشا اس راہ مین جو کچھ نظر آئے دیکھ کسی سے ہمسخن نہو نہ کسی چرند و پرند سے شکار کر نہ کسی سے ملتفت ہو یہ مقدمہ طلسم ہے ورنہ منزل مقصد تک نہ پہونچے گا اثناے راہ مین مبتلاے آفات و بلا ہو جائے گا جو سب طائر و خوش عجائب و غرائب بکثرت تجھکو نظر آتے ہین اور بزبان فصیح کلام کرتے ہین دراصل ساحر ہین اپنی جانب تجھکو متوجہ کرتے ہین روکنا چاہتے ہین فکر حصول لوح و تدبیر گرفتاری پر تیری آمادہ ہین خبردار و ہوشیار ان کی باتون پر کچھ نہ ان سے ہمکلام ہو ورنہ پچھتائے گا صاحبقران حسب ہدایت لوح طلسمی خاموش چلے جاتے تھے درندے اور پرندے عجیب وغریب جابجا سد راہ ہوکر بزبان فصیح باہم کہتے تھے کہ دیکھو یہی طلسم کشا ہے ارادے فتح دربند دوم جاتا ہے نہایت ہوشیار و چالاک ہے شاید لوح طلسمی دیکھ چکا ہے نہ کسی کا ملتفت و ترسان ہوتا ہے نہ ہمکلام ہوتا ہے نہ ہم مین سے کسی کو ضرر پہونچاتا ہے نہ کہین ٹھہرتا ہے نہ ہمارے دام فریب مین آتا ہے کیا کرین اس کے پاس لوح طلسمی ہے اس کے عکس سے قریب تر اس کے نہین جا سکتے ہین مجبور ہین صاحبقران اُن کی گفتگو سنتے ہوے بنظر حیرت اُن سب کو دیکھتے ہوے چلے جاتے تھے یہان تک کہ ایک خوش قطع میدان مین پہونچے دیکھا کہ درمیان سبزہ زار قریب قریب اکثر درخت لمبے بلند و خوشنما و سرسبز ہین کہ اشجار اُن کے طویل ہین نصف ثمر زیرین بصورت ماہی ہے اور نصف ثمر بالائی بالشکل چہرہ حور ہے اور وہ اثمار عجائب روزگار بزبان فصیح کلام کرتے ہین صاحبقران کشورستان اشکارا اشجار مذکور دیکھ کر بہ کمال

غرق دریاے حیرت و عجب ہوکر جو قریب تر اُن کے گئے یکایک وہ اثمار بے اختیار قہقہہ مارکر
ہنسے باہم گویا پیچ ہے طلسم کشاے طلسم زلزلہ آگیا غنچۂ دل مانند شگفتہ ہوا اسی کی آرزو سے دید
تھی اب نہال تمنا ہمارا ہرا ہوگا دیکھیں ہم میں سے کس کی طرف طلسم کشا دست ہوس بڑھاتا ہے ہم
وہ میوۂ مرغوب دل ہیں کہ کسی کا ہاتھ ہم تک نہیں پہونچا ہے مدت مدید سے جب سے کہ
پیدا ہوے ہیں خزاں ہمارے گلشن حسن پر نہیں آئی ہے چمن جمال ہمارا سدا بہار ہے صاحبقران
نے اُن اثمار حور اصورت و چہرہ کو قریب سے دیکھکر گیسوے عنبرین و چشم فتان و ابرو و پیشانی
و عارض و لب و دندان پر اُن کے نظر کرکے بے اختیار اُن کی طرف مائل ہوکر گفتگو اُن کی سنکر
طلسم کشائی کی فکر دل سے دور کرکے محو جمال ہوکر مرکب کو روک کر ہاتھ اپنا اُن کی طرف
بڑھانے کے ارادہ کیا کہ ایک ثمر حور اصورت کو درخت سے توڑ کر اپنے سینہ و قلب و بیقرار سے
مس کرکے بوسہ ہونٹ نازک کا لیجیے ناگاہ ہوا سے سرد چلی اور اوراق اشجار مذکور متحرک ہوے وہ ہوا
سرد و فرحت فزا ایسی خوشگوار تھی کہ بے اختیار صاحبقران نے مرکب سے اترنے کا قصد کیا
عالم محویت میں ہاتھ تو جانب ثمر بڑھایا اور پاؤں رکاب سے باہر نکالا ارادہ کیا کہ مرکب سے اترکر زیر سایہ
اشجار مذکور بیٹھیے اور اثمار اشجار سے ایک ثمر کو توڑ کر چہرہ حور اصورت ثمر کے بوسے لیجیے بار بار
پیار کیجیے یکایک پس پشت سے یہ کلمات گوش صاحبقران میں آئے کہ اے امیر با توقیر ارادہ
مرکب سے اترنے اور ان درختوں کے کسی پھل کے توڑنے کا بالفعل نہ کیجیے پہلے لوح کو دیکھ لیجیے
اگر لوح طلسمی حکم دے تو البتہ مرکب سے اترکر ان درختوں کے پھلوں کو ہاتھ لگائیے یہ مقدمہ
طریق طلسمی ہے اس راہ میں ہر قدم پر ذرہ ذرہ زمین و گل و غنچہ و گلزار و باغ و برگ و بار و سبزہ و خار
و نباتات و چرند و پرند وغیرہ سب آپ کے دشمن ہیں اور یہ اثمار و اشجار عجائبات طلسم سے ہیں ان سے
کلام کرنے سے اور ان کی صورت زیبا دیکھنے سے محو دید و مائل ہو جائیے مبادا کسی بلا و آفت
میں اسیر ہو جائیے کلمات مذکور سنکر صاحبقران نے محویت سے باز آکر گویا خواب سے بیدار ہوکر
ہوشیار ہوکر لوح طلسمی کو دیکھا لوح طلسمی نے ہدایت کی کہ اے طلسم کشا غضب کیا تھا تو نے
کہ بغیر دیکھے لوح کے ان اشجار کے اثمار کی طرف ہاتھ بڑھایا تھا اگر کسی ثمر کو درخت سے توڑ لیتا
اور مرکب سے اترکر زیر اشجار بیٹھ جاتا تو لوح چھین جاتی تو بھی اسیر ہو جاتا خیر ہوئی کہ تیرے
عیار نے تجکو ہوشیار کیا اور اُس کے ہوشیار کرنے سے تو نے لوح کو دیکھا اب تجکو لازم ہے کہ
یہ اسم جو گوشۂ لوح پر کندہ ہے چالیس مرتبہ پڑھکر ان اشجار و اثمار کی طرف پھونکنا اور عکس لوح
کا ان پر ڈال پھر قدرت باغبان گلشن عالم دیکھ صاحبقران نے حسب ہدایت لوح طلسمی
وہی اسم اعظم الٰہی چہل مرتبہ پڑھکر اُن اشجار و اثمار پر پھونکا اور لوح کا عکس بھی ڈالا بمجرد اس
عمل کرنے کے اُن اشجار میں آگ لگ گئی شعلہ شعلہ ہاے اشجار مذکور مانند شعلہ ہاے موم و کافوری
کے جلنے لگے دھواں نکلنے لگا اثمار اُن کے بزبان فصیح گویا ہوے افسوس ہزار افسوس تمنا ہے دل
نہ بر آئی پھر خزاں آئی تدبیریں کرکر گئی عیار طلسم کشا نے غضب کیا طلسم کشا کو ہوشیار کر دیا
ورنہ طلسم کشا ہمارے دام فریب میں آچکا تھا لوح طلسمی چھین کر اُس کو اسیر کر لیتے یہ کہہ رہے تھے
کہ وہ بھی پھلنے لگے وہ اثمار کہ جن کے چہرے بصورت حوریاں خوب رو تھے شعلوں سے جلنے لگے
اور خاک ہونے لگے یہاں تک کہ تھوڑی دیر میں وہ سب اشجار مع اثمار جل کر خاک ہوے

دھوان دفع ہوا اب جو صاحبقران نے دیکھا تو ایک ساحرہ کہ یہہ منظر بمقام اشجار و اثمار
جلی ہوئی پڑی ہی نہ وہان کوئی درخت ہی نہ ثمر ہی نہ سبزہ ہی نہ ہوائے سرد و فرحت افزا ہی خاک
اُڑ رہی ہی میدان پر غبار و خس ہی ابھی صاحبقران بنظر حیرت دیکھ رہے تھے کہ اُس ساحرہ
کے مرنے کی علامات پیدا ہوئے ہوائے تند چلنے لگی ابر سیاہ نمودار ہوا تاریکی بھی کچھ ہوئی ابر
مین برق چمکنے لگی آواز رعد ابر سے پیدا ہونے لگی برف باری و سنگ باری ہوئی بعد تھوڑی
دیر کے وہ آندھی اور وہ تاریکی و سنگ باری دفع ہوئی مطلع صاف ہوا اُس ساحرہ کے
سحر کے بیرون نے اُسی ساحرہ کے نام سے یون پکار کر بصدائے دردناک کہا کہ افسوس قتل کیا
اور مارا مجکو طلسم کشا نے بہدایت لوح طلسمی و ہوشیار کرنے عیار مکار کے نام میرا نہال حیرت
جادو تھا اور واسطے اسیری و گرفتاری طلسم کشا کے زلزلہ جادو عرف طاؤس جادو
مالک دربند دوم نے مجکو اس صحرا مین مقرر کیا تھا صد حیف کہ میرے گلشن زندگی پر خزان
آئی اور ثمر مراد ہاتھ نہ آیا یہہ صدائے کر بیرون سحر کے ایک طرف نالان و گریان چلے گئے وہ
صدہا ساحر جو بصورت طائران رنگارنگ حوالی اشجار ثمردار مذکورین درختون پر بیٹھے تھے یہ حال
دیکھکر تاب جنگ نہ لاکر بے اختیار درختون پر سے یکبارگی اُڑکر سوئے دربند دوم بھاگے
طاقت و قوت مقابلہ و مجادلہ کی نہ لاسکے نہال حیرت جادو ساحرہ کامل و منتخب و نامی و نامور
کو دست طلسم کشا سے ہلاک ہوتے ہوئے دیکھکر یارائے جنگ و اقامت نہ لاکر باہم یہہ کہتے ہوئے
گریزان ہوئے کہ جب طلسم کشا نے نہال حیرت جادو ایسی ساحرہ نامی کو بہدایت لوح طلسمی
ہلاک کیا اور اُس کے سحر کو دفع کیا تو ہم سب کی روبرو اُس کے کیا حقیقت ہی دیدہ و دانستہ
اپنی جان دینا خلاف عقل و فہم ہی اگر بجائے طلسم کشا دو چار ہزار ساحر ہوتے تو اُن سے
لڑسکتے تھے طلسم کشا تو صاحب لوح طلسمی ہی سحر اُس پر کارگر نہوتا وہ بہدایت لوح طلسمی ہنگام
جنگ ضرور قتل کرتا ہم مین سے کسی کو زندہ نچھوڑتا ہم کیا بیوقوف تھے جو اُس سے
مقابلہ کرتے عوض مین لڑنے کے مالک دربند دوم کے پاس جاکر تمام حال جو دیکھا ہی عرض
کردینگے یہہ کہتے ہوئے بصورت طائران رنگارنگ بسرعت تمام راہ طی کرکے اُسوقت پہونچے
کہ زلزلہ جادو و بقول راوی دیگر طاؤس جادو سر دربار بیٹھا ہوا تھا گرد اُس کے رفقا اُس کے
جو ساحران نامی و نامور مانند ابرباران جادو و آتشبار جادو مقتولان مذکور کے
تھے باادب بیٹھے تھے دربار آراستہ تھا طاؤس جادو خبر آمد طلسم کشا سے متردد و متفکر تھا
اُس کے اُس سے عرض کر رہے تھے کہ حضور اسقدر کیون متردد ہین دربند آپ کا مثل دربند
حنظل جادو کے نہین ہی یہہ وہ دربند سخت و صعب ہی کہ حد دربند مین قدم رکھنا دشوار ہی
فتح کرنا تو اُس کا ایک امر محال ہی سحر آپ کا وہ سحر سخت ہی کہ ایسا سخت سحر کسی ساحر کا نہوگا علاوہ
اس کے یہان تک آنا طلسم کشا کا ممکن ہی نہین ہی اسلئے راہ مین بہت سے ایسے مقامات ہین
کہ طلسم کشا دھوکا کھاکر مبتلائے بلا ہو جائیگا اسیر ہوکر حضور کے روبرو آئیگا خصوصًا
صحرائے سبزہ زار حیرت سے گذر کرنا اُس کا بہت مشکل ہی کیونکہ آپکے بزرگون سے
نہال حیرت جادو اُس صحرا کی محافظ ہین وہ سد راہ ہونگی اپنی سرحد سے ادھر آنے
نہ دینگی علاوہ اسکے سبزہ زار حیرت بھی گویا ایک دربند سخت و دشوار گذار ہی کیا مجال کہ

ناظر اُس کے اشجار و اثمار سحر کا ہو کر کوئی قتل و اسیری سے محفوظ رہ سکتا ہے طاؤس جادو جواب مین
اُن کی کہہ رہا تھا کہ تقریر تمہاری درست ہے مگر طلسم کشا صاحب لوح طلسمی ہے اگر اُس سے کہین غافل
ہو کر لوح طلسمی کو نہ دیکھا اور دھوکا کھایا تو فہو المراد بقول تمہارے اس دربند تک آنا نصیب ہوگا
ورنہ اگر آئے گا بھی تو اسیر ہو کر آئے گا اور اگر ہر جگہ اُس نے لوح کو دیکھا اور بہدایت لوح عمل کیا تو
ضرور مقام اندیشہ ہے ابھی طاؤس جادو یہ کہہ رہا تھا کہ سامنے سے بہت سے ساحر افتان و خیزان
گھبرائے ہوئے آئے مالک دربند دوم نے پوچھا کہ خیر تو ہے اسقدر گھبرائے ہوئے بھاگتے ہوئے
کیون آئے ہو انھون نے بعد سلام کے دست بستہ عرض کیا کہ حضور غضب ہوا طلسم کشا منازل
دشوار گذار کو طے کرتا ہوا صحرا اسے حیرت مین آیا تھا وہان اشجار عجائب و اثمار غرائب پر نظر کر کے
اُس نے ارادہ ثمر توڑنے کا اور مرکب سے اترنے کا کیا تھا کہ یکایک اُس کے عیار مکار نے
اُس کو ہوشیار کر دیا اُس نے لوح کو دیکھا پھر کچھ حسب ہدایت لوح طلسمی پڑھ کر سوے اشجار
و اثمار پھونکا اور عکس لوح کا ڈالا شہال حیرت جادو بزرگ آپ کی عکس لوح سے مجبور
ہو گئین اور جو اسم کہ بہدایت لوح پڑھ کر پھونکا تھا اُس کی تاثیر سے اشجار مین آگ لگ گئی
شہال حیرت جادو بوجہ عکس لوح کے سحر بھول کر بھاگ نہ سکین آخر کار ہمراہ درختون کے
وہ بھی جل گئین [illegible] طلسم کشا سے بغیر حکم حضور [illegible]
سمجھا اسوجہ سے فقط واسطے خبر رسانی کے حاضر ہوئے ہین طاؤس جادو یہ خبر سُنکے [illegible]
ہوا بے اختیار اپنی نانی شہال حیرت جادو کے الم مین اشکبار ہوا اہل دربار یعنی رفقاء وغیرہ
بھی یہ خبر ملال اثر سُنکے دنگ ہو گئے چہرہ ہر ایک ساحر کا متغیر ہو گیا طاؤس جادو نے بعد
اشکباری و گریہ و زاری اُن ساحران خبر رسان سے مخاطب ہو کر نہایت برہم ہو کر کہا کہ اے
نمک حرامو تم سب مطلع ان نانی صاحبہ تھے اُن کو جلتے ہوئے اور اُن کے سحر کو دفع ہوتے ہوئے
دیکھا کیے طلسم کشا سے لڑ بھڑ کر مر نہ گئے خوف جان سے بھاگ کر خبر مرگ نانی صاحبہ سنانے کو یہان
آئے جاؤ دور ہو اسوقت تو ہم متردد و غمگین ہین طلسم کشا اسطرف چلا آتا ہے اُس کو روکنا اور
اُس سے لڑنا مد نظر ہے آئندہ دیکھا جائے گا یہ کہکر رفقا و جملہ ساحران لشکر کو جمع کر کے کہا
کہ ہم جاتے ہین در قلعہ پر قیام پذیر ہو کر تدبیر اسیری طلسم کشا کرتے ہین تم سب بھی وقت کے
منتظر رہنا قلعہ کے ہر طرف پوشیدہ رہنا وقت ضرورت نمایان ہو کر مقابلہ و مجادلہ کرنا اور
طلسم کشا کو ہماری ہمراہی مین اسیر کر لینا سب نے عرض کیا کہ ہم حکم حضور کی تعمیل کرین گے
یہ کہکر ستر اسّی ہزار ساحر اسباب سحر سے جھولیان بھر کر آمادہ جنگ ہو کر حسب الحکم طاؤس جادو
روانہ ہو کر گرد و پیش قلعہ پوشیدہ ہوئے طاؤس جادو بھی اُسی عالم صدمہ و غم مین [illegible]
صورت طاؤس بن کر سوے قلعہ پرواز کر کے بالاے قلعہ جا کر بیٹھا ادھر صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ نے حسب ہدایت لوح طلسمی اُن اشجار عجائب اثمار کو جلا کر جو دیکھا
تو ایک ساحرہ کریہ منظر کو اُسی جگہ جلا ہوا دیکھا یہ دیکھ کے اپنے دل مین کہا کہ اسی ساحرہ
کے سحر سے شاید اشجار و اثمار عجائب کی نمود تھی ہمنے سخت دھوکا کھایا تھا کہ اُن اثمار سے ہاتھ
دو چار ہوا تھا مرکب سے اترنے کا ارادہ کیا تھا ابھی صاحبقران اپنے دل مین یہ کہہ رہے تھے کہ خواجہ
طیفور گردپا صاحبقران کے روبرو آئے اور عرض کیا کہ اے صاحبقران آپ نے [illegible] کیا

کہ بغیر دیکھے لوح کے سوے تم نے ہاتھ بڑھایا تھا افگار حورا صورت کو دیکھکر مائل ہوے تھے امیر
باتوقیر نے منفعل ہو کر کہا کہ ہان اے خواجہ ہمنے بغیر دیکھے لوح طلسمی کے اتار حورا صورت پر
مائل ہو کر ارادہ توڑنے کا کیا تھا اگر تم ہمکو منع نکرتے تو بیشک ہم کسی بلا مین ضرور مبتلا ہو جاتے
خواجہ نے عرض کیا کہ خیر جو ہونا تھا وہ تو ہوا آئندہ بغیر دیکھے لوح کے اس راہ مین کوئی کام
نکیجیے گا اب یہان سے آگے روانہ ہوجیے میرے نزدیک توقف آپکا اچھا نہین ہی یہ عرض کر کے
کچھ خیال کر کے خواجہ گلیم اوڑھ کر غائب ہوگئے صاحبقران موافق ہدایت لوح طلسمی آگے روانہ
ہوے اثناے راہ مین اکثر اشیاے عجائب و غرائب سحر دیکھتے ہوے مکر و فریب وہی ساحران
مکارہ سے حسب ہدایت لوح طلسمی بچتے ہوے چلے جاتے تھے اگر مفصل حالات راہ تحریر کیے جاوین
تو بہت اوراق جلد ہذا سیہ ہونگے پس بوجہ خیال طول تحریر اُن کو مفصل رقم نکر کے حال طاؤس جادو
و جنگ ساحران رقم کرنا منظور ہی الحاصل امیر باتوقیر بعد قطع راہ دور و دراز و دید سیر عجائب
اور محفوظ رہنے مکر و فریب ساحران راہ در بند دوم سے ایک ایسے میدان وسیع مین پہونچے
کہ یکبیک نظر بھی اُس عرصہ وسیع کو بعد کوشش طی نکر سکتا تھا چند ساعت اُس میدان مین بھی قدم فرسا
ہو کر سامنے ایک ایسے قلعے کے پہونچے کہ جو مانند کوزہ گر کے چاک کے گردش مین تھا باوجود
اس کے کہ قلعہ پختہ و بلند محکم و وسیع تھا مگر اس طرح گھومتا تھا جس طرح کوئی سبک شے گردش
کرتی ہی وہ گردش قلعہ مثل برق کی گردش کے تھی نظر بھی اُس کے دیکھنے سے خیرہ ہوتی تھی
دروازہ قلعہ نہایت کلان و محکم و آہنی تھا گرد قلعہ خندق تھی پل تختہ اُس کا نہ تھا خندق عمیق
معلوم ہوتی تھی پانی اُس مین بھرا تھا وہ آب طوفان خیز تھا ساتھ ہی اُس قلعے کے خندق و زمین
گرداگرد خندق کو بھی گردش تھی اور زلزلہ تھا قلعے سے ایک تیر کے فاصلے تک زمین کو گردش و
زلزلہ تھا جسطرح وہ قلعہ گھومتا تھا اُسی طور سے ہمراہ قلعہ مذکور زمین گرداگرد قلعہ بھی گھومتی
تھی ایک چشم زدن بھی قلعہ و زمین مذکور ساکن نہوتے تھے غور سے جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ در قلعہ
پر ایک طاؤس بیٹھا ہی ساتھ ہی قلعے کے وہ بھی گردش کرتا ہی اُس گردش مین چہار طرف دیکھتا جاتا
ہی دہن اُس کا کھلا ہوا ہی ایسا ثابت ہوتا ہی کہ آمادہ آواز دہن سے بلند کرنے پر ہی درون قلعہ و
بالاے قلعہ بجز اُس طاؤس کے کوئی معلوم نہین ہوتا ہی نہ اُس میدان مین کوئی ساحر اور چرند و
پرند نظر آتا ہی ایک سناٹا ہی نہ قلعے کو قیام نہ زمین گرداگرد قلعہ کو سکون ہی ہان بالاے قلعہ
ایک ابر سیاہ محیط ہی اُس ابر کو بھی گردش ہی ابر مین برق دمبدم زور و شور سے ظاہر ہوتی تھی
اور صداے رعد بھی پیدا ہوتی تھی اور ایسی آواز مہیب آتی تھی کہ اگر رستم پیلتن وغیرہ پہلوانان
سیستان و ایران بھی وہ آواز مہیب سنتے تو زہرے اُن کے خوف سے آب ہو جاتے جگر شق ہو جاتے
صاحبقران شجاعت شعار اُس قلعے کو دیکھکر حیران و متردد ہوے آخر کار لوح کو باین نیت
دیکھا کہ اس قلعے تک کیونکر رسائی کی جائے اور حصار محکم و گردان کو کیونکر فتح کیا جائے گرداگرد
زمین قلعہ کو سکون و قیام کیونکر ہو کیا فکر و تدبیر کی جائے جس سے قلعہ و زمین قائم ہون اور گوہر
آبدار فتح دستیاب ہو لوح طلسمی نے ہدایت کی کہ اے طلسم کشا آگاہ ہو کہ اس قلعہ و زمین کو
جو گردش اور زلزلہ ہی یہ طاؤس جادو کے سحر سے ہی یہ ساحر نہایت زبردست ہی اپنے وقت کا
سامری ہی خاص سحر اس کا یہ ہی کہ جس کو دیکھکر تین مرتبہ ہیہات ہیہات ہیہات باواز بلند کہتا ہی وہ

مبتلائے بلا ہو جاتا ہے اگرچہ تیرے پاس لوح طلسمی ہے مگر پھر بھی اندیشہ گرفتاری و اسیری ہے اس کی
آواز سے ہزارہا ساحر پیدا ہو جائیں گے ابھی تجھکو گھیر لیں گے لوح بھی لے لیں گے تجھکو اسیر
کر لیں گے لازم ہے کہ قبل اس کے آواز بلند کرنے کے در قلعہ پر اس اسم اعظم الٰہی کو پڑھکر دیکھ
ایک طاؤس بیٹھا ہوا بخوبی نظر آئے گا سینے پر اس کے ایک سفید نشان ہوگا اگر اسم اعظم الٰہی کو
سات مرتبہ پڑھکر پیکان تیر پر دم کر کے چلہ کمان میں جوڑ کر اسی سفید نشان پر تیر لگائے گا اور تیر
نشانے پر پڑے گا تو ساحر مسمی طاؤس جادو مالک دربند دوم قتل و ہلاک ہو جائے گا قلعہ
ساکن ہو جائے گا گردش زمین بھی موقوف ہو جائے گی ابر سحر بھی بالائے قلعہ سے دفع
ہو جائے گا پھر اگر فوج ساحران آئے گی بھی تو تجھے ایسا اندیشہ نہیں ہوگا اور اگر تیر نشانے پر
نہ پڑا اور طاؤس جادو نے تین دفع لفظ ہیہات باواز بلند کہا اور اڑ گیا تو باعث تیری
خرابی و اسیری کا ہوگا پس مناسب ہے کہ تاخیر نکر جو کچھ ہدایت کی گئی ہے جلد اس پر عمل کر ورنہ
پچھتائے گا یہ وقت غنیمت تیرے ہاتھ سے نکل جائے گا صاحبقران کشورستان نے مضمون
ہدایت مشحون لوح طلسمی سے آگاہ ہو کر جلد ترکش سے تیر نکال کر وہی اسم اعظم الٰہی سات مرتبہ
پڑھکر دم کر کے چلہ کمان میں جوڑا اور دوسرا اسم اعظم الٰہی پڑھکر سوئے قلعہ جو دیکھا یا تو نظر
خیرہ ہوتی تھی یا بخوبی تمام قلعہ و در قلعہ و طاؤس مذکور گردش کرتا ہوا نظر آنے لگا ادھر صاحبقران
نے اس کے سینہ پر کینہ پر داغ سفید کو دیکھا اور تاکنا چاہا ادھر اس ابر سحر میں زیادہ تر برق
چمکنے لگی اور بشدت صدائے رعد پیدا ہونے لگی طاؤس جادو نے سوئے طلسم کشا دیکھکر
گھبرا کر سخت پریشان خاطر ہو کر بے تامل باواز بلند ہیہات کہا اس کی صدا بسبب دور تک
پہنچی ساحران دربند دوم آگاہ ہوئے ارادہ چلنے کا کیا تہلکہ پڑ گیا سامان جنگ کی درستی میں
مصروف ہوئے طاؤس جادو نے دوبارہ باواز بلند پھر وہی لفظ ہیہات کہا جملہ ساحران
دربند دوم سوار ہو کر ہر طرف سے چلے ادھر تیسری مرتبہ طاؤس جادو نے پھر بطریق مذکور
صدا دینا چاہا منقار کو وا کیا ہنوز آواز اس نے نہ دی تھی کہ صاحبقران کشورستان نے
بسم اللہ تمام و کمال اپنی زبان پر جاری کر کے اسی نشان سفید پر تیر مارا بقدرت خدا حالت
گردش قلعہ میں تیر مذکور سینۂ طاؤس پر بمقام داغ سفید پڑا سینے کو توڑ کر گذر گیا طاؤس مذکور تیر
کھا کر زخمی ہو کر بالائے قلعہ سے زیر قلعہ گرا مانند مرغ نیم بسمل تڑپنے لگا بعد ایک لمحہ کے بوجہ
زخم کاری کے تڑپ تڑپ کر مر گیا اس کے مرنے سے وہ قلعہ ساکن ہو گیا ابر سحر جو بالائے قلعہ
تھا دفع ہو گیا زمین بھی ساکت ہوئی مگر علامت اس کے مرنے کی ظاہر ہوئی نہایت زور و شور
سے آندھی سیاہ آئی از حد ہوائے تند و تیز چلی جہان تیرہ و تاریک ہو گیا ابر سیاہ بکثرت
سوئے فلک ظاہر ہوا برق چمکنے کڑکنے لگی آواز رعد کی سی ابر سے ظاہر ہونے لگی سنگباری
و برف باری زیادہ تر ہونے لگی گرد و غبار بلند ہوا ہوائے تند سے بڑے بڑے درخت
جڑ سے اکھڑ کر مانند خس و خاشاک اڑ اڑ کر دور دور جا گرنے لگے دربند دوم میں تہلکہ پڑ گیا
جس قدر اشیائے سحر طاؤس جادو سے نمایاں تھیں اس کے مرنے سے وہ سب چیزیں
معدوم ہو گئیں قلعہ مذکور وغیرہ جو چیزیں اصلی تھیں باقی رہیں دو ساعت تک تاریکی رہی
ہوائے تند چلی سنگ باری و برف باری ہوئی بعدہ مطلع صاف ہوا حالت سنگباری و برف باری میں

صاحبقران نے حسب ہدایت لوح لوح کو بالاے سر رکھا آفات مذکور الصدر سے محفوظ رہے
ہنوز مطلع صاف ہوا تھا کہ ساحر مذکور کے سحر کے بیرون نے اُسی کے نام سے پکار کر بصد آہ
حزین اس طرح کہا کہ افسوس ہزار افسوس قتل کیا مجھکو کہ نام میرا زلزلہ جادو یا طاؤس جادو تھا
تقدیر سے دلی بہ آئی تدبیر کچھ بن نہ پڑی دست طلسم کشا سے قضا آئی دربند دوم طلسم زلزلہ فتح
ہوگیا طلسم کشا اسیر نہو سکا در مرادہا تھ نہ آیا گوہر حیات اپنا ضائع و برباد ہوا ساحران دربند دوم
نے آنے میں تاخیر کی یہاں تک کہ اپنا کام دست طلسم کشا سے تمام ہوگیا یہ کلمات کہکر ایک طرف
نالان و گریان روانہ ہوے صاحبقران کشورستان نے لوح طلسمی کو بالاے سر سے اٹھا کر
اپنے گلے میں ڈال کر ساحر مذکور کے مرنے سے شکر خدا کیا تھا اور سوے قلعہ و زمین دیکھکر
اور استکوف خم و ساکت پاکر ارادہ چلنے کا کیا تھا کہ ناگاہ تمام ساحران دربند دوم اعلی ادنی
دشتی پیدہ و تلخ کے ستر اسی ہزار ہر طرف سے نمایان و آشکار ہوے پھر لاشہ طاؤس جادو
دیکھکر غمگین و غضبناک ہوکر پھر شور وغل کیا کہ طلسم کشا و قاتل طاؤس جادو کو چہار طرف سے
گھیر کر پکڑ لو لوح کو گلے سے اتار کر اسیر کر لو یہ اکیلا ہے ہم سب ستر اسی ہزار ہیں یہ کہان تک تیغ
لیسے گا تیغ آبدار سے کہان تک قتل کرے گا آخر تھک جاے گا دست و بازو سے اس کے
لپٹ جاؤ سحر نکہو ترسول پنسول چہار طرف سے مار و زخمی کرکے گھوڑے سے گرا دو پھر اسیر کر لو
یہ شور وغل کرتے ہوے قریب آکر چہار طرف سے حملہ ور ہوے صاحبقران نے لوح کو دیکھکر
حسب ہدایت لوح طلسمی شمشیر آبدار نیام سے کھینچکر نعرہ کرکے ان ساحرون پر حملہ کیا جو کوئی ساحر
قریب آیا بضرب تیغ آبدار اُس کو دو کیا چونکہ گھوڑے کو کاوے پر ڈالا تھا جو کوئی ساحر سحر
کرتا تھا سحر اُس کا بوجہ لوح کے تاثیر نکرتا تھا اور جو کوئی پشت و روبرو راست و چپ کی طرف سے
آتا تھا وہ بھی شمشیر آبدار سے دو نیم ہوتا تھا قریب تر کوئی آنہ سکتا تھا ہر چند ساحران نابکار
ہجوم کیے ہوے تھے مگر اسیر نہ کر سکتے تھے اور گو کہ قریب آنے میں ساحر قتل ہوتے جاتے تھے
لیکن ہجوم کم نہوتا تھا ساحران مقتول کا ہر طرف انبار تھا شور وغل ہو رہا تھا رفقاے
طاؤس جادو و دیگر ساحران نامی کد و کوشش و ترغیب گرفتاری طلسم کشا کر رہے
تھے ادنی ساحران فوجی ان کی ترغیب و تحریص سے آگے بڑھ بڑھکر چاہتے تھے کہ لوح طلسمی
گلے سے اُتار کر یا ترسول او پنسول سے زخمی کرکے گھوڑے سے گرا کر اسیر کر لیجیے لیکا یک ہوا سے
فلک لکہ ہاے ابر سیاہ ہویدا ہوے پھر اُن میں برق کی چمک اور کڑک ہوکے پارہ پارہ ہو
اُن میں سے حنظل جادو و تیمرین جادو و ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گلپوش
جادو بجمعیت پچپن چھپن ہزار ساحرون کے مختلف سحر کی سواریون پر سوار آمادہ کارزار پیدا
ہوے بلندی سے سوے پستی نظر کرکے پکارے کہ اے ساحران دربند دوم خبردار و
ہوشیار کہ ہم آپہنچے یہ کہکر بعجلت تمام ساحران نامی مندرجہ بالا مع فوج ساحران سوے
پستی آکر ان ساحرون پر کہ برسے نارنج اور ترنج گولے فولادی ہار فلفل سرسون ماش نبولے
رولی کے کارد خنجر ناریل چوٹی دار وغیرہ اسباب سحر پر سحر دم کرکے ساحران دربند دوم پر
جو طلسم کشا کو گھیرے ہوے تھے برابر مارنے لگے وہ بھی ستر اسی ہزار کے قریب تھے
سنبھل کر لڑنے لگے دونون جانب سے سحر و ساحری ہونے لگی لشکر جانبین کے ساحر قتل

ہونے لگے جنگ مغلوبہ خوب ہونے لگی سحر ہائے ساحران نامی ونامور سے لشکر جانبین سے
ادنی ساحر زخمی و ہلاک و قتل ہونے لگے اُن کے مرنے سے تاریکی ہونے لگی میدان جنگ مین
کشتون کے ڈھیر اور لاشون کے انبار جا بجا ہونے لگے ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو دمبدم سحر
دم کرکے گولے مارنے لگی ملکہ بہار گل پوش جادو گلدستہ بار بار سحر پڑھ کر اعدا پر لگانے لگی
اس کا سحر تو ظاہر ہی قبل اس کے بیان کیا گیا ہی کہ جب گلدستہ سحر شق ہو کر گل و شگوفے جدا ہو کر
جس گروہ دشمن پر گرتے ہین اور اُس گروہ کے ساحر وہ گلستان اور پھول اُٹھا کر سونگھتے ہین
فی الفور مسخر و مجنون ہو جاتے ہین اشعار عاشقانہ پڑھ کر دعوی عاشقی ملکہ بہار کرتے ہین
ملکہ مذکورہ اُن کو جس ایک ساحر یا جس گروہ ساحران سے حکم لڑنے کا دیتی ہی وہ ساحر مسحور
بہ سحر تعمیل حکم ملکہ مذکورہ کرتے ہین اور لڑ بھڑ کر قتل ہو جاتے ہین ہزارون کو قتل کرکے خود بھی
قتل ہو جاتے ہین غرضکہ سحر اس کا مشہور ہی دفعیہ سحر کوئی ساحر ادنی یا اوسط درجہ وغیرہ کا
نہین کر سکتا ہی حنظل جادو مالک دربند اول کہ ساحر بہت زبردست تھا اس کا ناریل جو ان
غول ساحران بدخواہ کے درہم و برہم کرنے لگا جس گروہ ساحران پر اُس نے ناریل سحر دم
کرکے مارا اُس غول یا گروہ کو آتش سحر سے جلا کر خاک کر دیا بحرین جادو اپنے سحر خاص
سے ساحران بدخواہ کو غرق دریائے سحر کرکے ہلاک کرنے لگا خواجہ نیلوفر گرد پانی داخل
عرصہ جنگ ہو کر کلیم اژدہے ہوئے گولے آتشبازی کے ذرا سا منھ کھول کر دشمنون پر مارنے
لگے ساحران گولون کو سحر کے گولے سمجھ کر دفع سحر کرنے لگے لیکن وہ کب رد ہو سکتے تھے جس
غول پر گرتے تھے اُسے آتش اصلی سے جلاتے تھے ایک طرف صاحبقران مصروف
شمشیر زنی تھے ساحرون کو بڑھ بڑھ کر دمبدم نعرے کرکے قتل کر رہے تھے اور دشمنون کو
پسپا کر رہے تھے جس طرف صاحبقران یا حنظل جادو و ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و
ملکہ بہار گل پوش جادو و بحرین جادو جاتے تھے اور لڑتے تھے اُس طرف سے ساحر
قتل و ہلاک ہو کر پسپا ہوتے تھے یہ جنگ عظیم و مغلوبہ کہان تک مفصل تحریر کی جائے خلاصہ
یہ کہ تین ساعت تک خوب لڑائی ہوئی ہزارہا ساحر لشکر جانبین کے کام آئے آخر کار ساحران دربند
دوم بوجہ قتل ہو جانے اپنے سردار و مالک طاؤس جادو مالک دربند دوم کے بیدل
ہو کر اور حنظل جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و بحرین جادو و ملکہ دبدبہ سحر ساز
جادو و صاحبقران سلطان کیوان شکوہ سے تاب زیادہ مقابلے و مجادلے کی نہ لاکر
مجبور و لاچار ہو کر میدان جنگ سے بھاگنے لگے کچھ نابکار تو بھاگ کر سوے شاہ طلسم روانہ
ہوئے کچھ سمت کوہ و صحرا گریزان ہوئے ساٹھ ہزار ساحر طالب امان ہوئے صاحبقران
نے فرمایا کہ اگر تم مسلمان ہو جاؤ گے یا مطیع دین اسلام ہونا منظور کروگے تو البتہ تمکو امان
دی جائے گی ورنہ تم سب کو قتل کرین گے یہ سُنکے اُن مین سے جو ساحران نامی مانند بحرین جادو
وغیرہ کے تھے اُنھون نے بڑھ کر بآواز بلند عرض کیا کہ یا صاحبقران امان دیجیے ہم سب
مطیع دین اسلام ہونگے یہ سنکے صاحبقران نے جنگ سے ہاتھ روکا تلوار کو نیام مین کیا صاحبقران کا
ہاتھ روکنا تھا کہ سب نے جنگ سے ہاتھ روکا اُسوقت اخضر جادو اور ناگ جادو
و نیرنگ جادو و خونریز جادو و تیرہ فام جادو کہ ساحران زبردست و رفقائے

طاؤس جادو مالک دربند دوم سے تھے قریب ساٹھ ہزار ساحرون کی جمعیت سے
خادمانہ خدمت صاحبقران کشورستان مین دست بستہ حاضر ہوکر ملتمس ہوے کہ ہم سب
اطاعت و فرمانبرداری آپ کی اختیار کرتے ہین اور مطیع دین اسلام بھی ہوتے ہین کیونکہ ہمنے
غور کرکے جو دیکھا اور خیال کیا تو ثابت ہوا کہ دین اسلام حق ہی اس دین سے بہتر کوئی دین نہین ہی آپ
تنہا اس طرف آئے تھے کوئی آپ کے ہمراہ نہ تھا یکہ و تنہا آپنے طاؤس جادو ایسے زبردست
ساحر کو کہ جسکا مثل و نظیر سحر و ساحری مین کوئی ساحر اُس کے ہمچشمون مین نہ تھا قتل کیا آپ کے
خدا نے آپکی مدد کی تیر جو آپنے مارا وہ آپ کے خدا کی مدد سے اُس کے سینے پر پڑا ورنہ حالت
گردش قاعدہ طلسم تیر کا نشانے پر پڑنا ممکن نہ تھا بعد ازان ستر اسی ہزار ساحرون نے آپ پر ہجوم کیا
ایسی ہی آپ کو گرفتار نہ کیا ہزارون ہی ساحر تھے کوئی ساحر آپ کو اسیر نکر سکا یہان تک کہ لشکر
آپ کا آگیا جنگ مغلوبہ ہونے لگی پس ثابت ہوگیا کہ دین آپ کا اچھا ہی اور خدا آپ کا یقیناً برحق ہی
کہ اُس نے آپ کی ایسی جائے خوف و تنہائی مین اعانت کی ہی واقعی وہی خدا قابل سجدہ ہی ہم سبھی
بخوبی مسلمان ہوجاتے مگر باین سبب کہ ابھی آپ کے ہمراہ شاہ طلسم وغیرہ ساحرون سے لڑنا ہی
مطیع دین اسلام ہوتے ہین بعد فتح طلسم زلزلہ کا حقہ مسلمان ہوجائینگے امیدوار ہین کہ ہماری
عرض کو قبول کرکے ہماری اس خطا کو کہ آپ سے سر میدان جنگ مقابلہ و مجادلہ کیا ہی عفو فرمایئے
صاحبقران ذی وقار نے اُن کی عرض قبول کرکے خطا سے درگذر کرکے خلعت سرافرازی
اُن کو عطا کیے پھر زیر قلعہ تشریف لاکر حکم دیا کہ اسی میدان فرحت افزا مین خیام و بارگاہ ایستادہ
و برپا ہون لاشے میدان جنگ سے اٹھوائے جائین دونون لشکرون کے کشتون کا شمار بھی کیا جائے
حسب الحکم خدام و فرمانبردار کاربند ہوے خیام و بارگاہ ایستادہ ہونے لگے لاشے میدان مصاف
سے اٹھنے لگے شمار کرنے سے معلوم ہوا کہ پانچ ہزار ساحر لشکر حنظل جادو کے کام آئے اور
پندرہ ہزار سے زیادہ ساحر لشکر طاؤس جادو مالک دربند دوم کے قتل ہوے جب میدان رزم
کشتون سے صاف ہوگیا اور خیام و بارگاہ زیر قلعہ ایستادہ ہوچکے لشکر فروکش ہوا جو ساحر زخمی
تھے اُن کا علاج ہونے لگا صاحبقران مرکب سے اُترکر داخل بارگاہ ہوے جملہ ساحران نامی
بھی سحر کی سواریون سے اُترکر خدمت صاحبقران مین جاکر علی قدر مراتب با دب بیٹھے بعد تھوڑی
دیر کے حنظل جادو و بحرین جادو نے عرض کیا کہ آج حضور کو فتح عظیم حاصل ہوئی ہی
دربند دوم کہ دربند اول سے سخت تر تھا فتح ہوا ہی بعد اکیس اکیس ہزار ساحرون کے
کشت و خون کے یہ لڑائی فتح ہوئی ہی طاؤس جادو ایسا ساحر زبردست کہ جو اس زمانے کا
ساحر تھا قتل ہوا ہی مناسب معلوم ہوتا ہی کہ اسی فتح عظیم کا جشن کیا جائے تاکہ دلہائے احباب
شاد ہون اور قلوب اعدا کو صدمہ پہونچے صاحبقران عالی مرتبت نے اُن کی استدعا سے حکم دیا
کہ ہم سفر ایک خیمہ وسیع مین یا بارگاہ مین جہان مناسب ہو بعنوان شائستہ آراستہ کیا جائے
شب سے پھر یا نصف شب تک جلسہ عیش و طرب ہو اور ارباب نشاط رقص و نغمہ کرین اگر ارباب نشاط
موجود نہون تو راہ دورہ دراز سے طلب کیے جائین چند ساحر جاکر لے آئین اخضر جادو و
نیر تابنک جادو و اوج تابک جادو نے عرض کیا کہ اسی دربند مین اکثر ارباب نشاط ہین دور و
دراز سے طلب کرنے کی کیا ضرورت ہوا میر یا توقیر نے ارشاد کیا کہ اچھا اُن کو طلب کرو حسب الحکم

چند ساحر گئے ارباب نشاط کو اپنے ہمراہ مع اُن کے سازندون کے لیے کر آئے صاحبقران نے آخر روز نماز ظہرین کو ادا کیا اتنی دیر مین بزم عشرت بھی بصد زینت آراستہ ہوئی اور زمانہ شب کا آیا تیاری روشنی کی حسب دلخواہ ہونے لگی امیر باتوقیر نے ادائے نماز مغرب سے فارغ ہوکر بزم عشرت مین بمقام صدر جلوس کیا حنظل جادو و بحرین جادو و ملکہ دیدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار رنگین پوش جادو و رفقائے طاؤس جادو وسمی اخضر جادو و نیرنگ جادو و اورنگ جادو و خونریز جادو وغیرہ و خواجہ طیفور کو دیا علی قدر مراتب بیٹھے بعد میکشی اُسی عرق مقوی دماغ و قلب پینے کے ارباب نشاط سے ایک نازنین خوب رو و خوش گلو کو طلب کیا مطربہ حسب الحکم فوراً ہمراہ اپنے سازندون کے حاضر بزم عشرت ہوئی صاحبقران کشورستان کو باادب سلام کرکے بعد درست ہونے سازون کے ایستادہ ہوکر روبروے اہل بزم بناز و ادا گت ناچنے لگی تا دیر اپنے رقص سے قلوب اہل جلسہ کو خوش کرتی رہی بلکہ صورت سبزہ قلوب اہل بزم عشرت پامال کیا کی بعد ازان رنگ بزم عیش و عشرت دیکھکر یہ غزل گانے لگی غزل

دل مرا بہنے لگا آنکھ سے آنسو کی طرح　　دیدۂ یار مین تاثیر ہی جادو کی طرح
یہی حسرت ہی مری شاد کسی وقت نہو　　غنچۂ دل اپنا مرے سینے مین وہ بو کیطرح
سر کو پتھر سے جو ملتی ہی جنون مین راحت　　فرش کر لیتا ہون اے بت ترے زانو کیطرح
خاک اڑاؤن گا ترے در پہ جو شب کو چھپکر　　چمک آجائے گی ہر ذرے مین جگنو کی طرح
استخوان میرے بس اب خاک مین ملجائین گے　　تجھسے وحشت ہی سگ یار کو آہو کی طرح
اے خدا ہجر مین اب تو یہ دعا ہی میری　　اُس کا پہلو رہے خالی مرے پہلو کی طرح
آپ کے دست تسلی نے تسلی پائی　　دل بیتاب بہا آنکھ سے آنسو کی طرح
دم نظارہ بھی ہوجائے گی دنیا اندھیر　　قد موزون مین درازی نہین گیسو کی طرح
ایک بگڑی ہوئی تصویر فلک پر کھنچی ہی　　تیر سے ناخن کی طرح اور ترے ابرو کی طرح
میری وحشت سے مگر کیسے ہین وحشی واقف　　گو جہان مین کوئی وحشی نہین آہو کی طرح
یاد مین اسکی جو احباب نہ روتے دیکھے　　تیر اپنا ان آنکھ کی بہ جائیگی آنسو کی طرح
آرزو وہی کہ مرے دلکی بھی حسرت نکلے　　میری قسمت بھی رسا ہو ترے گیسو کیطرح
آتش عشق جو ہی دل مین نہان رہتی ہی　　کبھی دیکھا نہین پروانے کو جگنو کی طرح
دیکھ سکتا تھا نہ اُسکو دم نظارہ کلیم　　ہر گھڑی آنکھ سے آنسو ہین رواں جو کیطرح

اہل بزم عشرت اشعار غزل مندرجہ سنکر تعریفین کرنے لگے جب مطربہ نے پورے جملہ اشعار غزل مندرجہ گا کر غزل کو تمام کیا ایماے صاحبقران سے بحرین جادو و حنظل جادو نے زرکثیر انعام مین دیکر اُسے رخصت کیا بعد جانے اُس مطربہ کے ملکہ بہار رنگین پوش جادو نے ملکہ دیدبہ سحر ساز جادو اپنی نانی سے آہستے کہا کہ آپ خواجہ سے کہیے کہ اسوقت نے بجائین کوئی غزل عاشقانہ گائین ملکہ دیدبہ سحر ساز جادو نے کہا کہ اے خواجہ اسوقت یہ لڑکی کہتی ہی کہ خواجہ نے بجاکر کوئی غزل عاشقانہ گائین تاکہ اہل بزم خوش ہون خواجہ نے بخاطر ملکہ بہار رنگین پوش جادو زنبیل سے نے نکال کر اپنے دہن سے ملا کر نے نوازی شروع کی اور یہ غزل بالحان داؤدی گانے لگے غزل

تیرے وحشی سے جو خالی ترا زندان ہو جائے ساری آبادی عالم ابھی ویران ہو جائے
تجھ سے آباد اگر خانۂ زندان ہو جائے جیب تقدیر تنگ ہوا اور اتنا پریشان ہو جائے
چارہ گر سینۂ زخمی کو مرے گر ٹانکے دست وحشت کے لیے وہ بھی زندان ہو جائے
کوے جاناں میں گذر ہو جو کہیں بلبل کا ہر چمن اُس کی نگاہوں میں بیابان ہو جائے
آنکھوں سے اشک وصل آیا جو ہی اے ضعف نگر یہ بھی جم کر نہ کہیں دیدۂ حیران ہو جائے
آمد و رفت رہے تجھ سے بھی اگر غیروں کی عام کوچوں کی طرح کوچۂ جاناں ہو جائے
یہ اثر ہو مری وحشت کا جو دیکھے کوئی رشتۂ تارِ نظر تارِ گریبان ہو جائے
اشک آہوں کا ہماری جو رقیبوں پہ پڑے دل میں وہ اپنے ستم کرکے پشیمان ہو جائے
اسلیے چاک گریبان کفن کرتا ہوں حشر میں یہ نہ کہیں دامن عصیان ہو جائے

اہل جلسہ عشرت بصد رغبت اشعار سننے لگے اور نے نوازی خواجہ کی تنا کرنے لگے بعضے عالم وجد میں جھومنے لگے سماں بندھ گیا بعضے سر اپنا چوب خیمہ سے ٹکرانے لگے جب خواجہ نے غزل کو تمام کیا ہر ایک نے از حد ثنا سے خواجہ موصوف کی بعد غزل مذکورہ مرقوم تمام کرنے کے خواجہ نے چاہا تھا کہ نے کو زنبیل میں رکھیں ملکہ بہار گل پوش جادو نے بے اختیار کہا کہ اے خواجہ دل چاہتا ہے کہ ابھی کچھ اور اشعار کسی غزل کے گاؤ خواجہ پھر نے بجا کر اشعار ایک غزل کے گانے لگے یہاں تو خواجہ بے تردد و اندیشہ بزم عشرت میں بیٹھے ہوئے گا رہے تھے کہ یکایک مہتر شمس عیار اشتفاق جادو جو روانہ ہوا تھا اثنائے راہ میں سیر کرتا ہوا جا بجا ٹھہرتا ہوا اسوقت زیر قلعہ آیا کہ خواجہ طیفور گردیا گا رہے تھے اہل بزم سن رہے تھے بے اختیار تعریف کر رہے تھے لشکر ساحران زیر قلعہ میدان میں فروکش تھا صاحبقران کشورستان بھی درمیان بزم عشرت لوح طلسمی گلے میں ڈالے بیٹھے تھے نے نوازی خواجہ سن رہے تھے مہتر شمس یہ رنگ دیکھکر نہایت حیران ہوا دل میں کہنے لگا کہ اے مہتر شمس یہ کیا غضب ہوا طلسم کشا یہاں تک آگیا یہ دربند بھی فتح کر لیا طاؤس جادو کو مار ڈالا فتحیابی کا جشن کیا ہے افسوس تو نے اس طرف آنے میں بہت دیر کی اثنائے راہ میں برائے سیر جا بجا توقف کیا اگر راہ میں کہیں نہ ٹھہرتا اور یہاں آجاتا تو عیاری کر کے طلسم کشا کو اسیر کر لیتا یہ دربند فتح نہوتا طاؤس جادو مالک دربند دوم قتل نہوتا کشت و خون بسیار بھی نہوتا خیر جو ہونا تھا وہ ہوا اب کوئی فکر و تدبیر اسیری طلسم کشا کرنا چاہیے تو ہم عیار و ہم ساحر ہے تیرے نزدیک اسیر کر لینا طلسم کشا کا کچھ دشوار نہیں ہے یہ باتیں دل میں کر کے بزور سحر صورت اپنی تبدیل کر کے ایسی حالت میں کہ خواجہ طیفور گردیا مصروف نے نوازی تھے اہل بزم و صاحبقران عالی مرتبہ بیٹھے ہوئے سن رہے تھے سب عالم محویت میں تھے کسی کو کچھ فکر و تردد و خوف کسی دشمن کا نہ تھا داخل بزم عشرت ہوا کسی کو یہ معلوم نہوا کہ اس بزم میں کون آیا مہتر شمس نے داخل محفل عیش ہو کر نے نوازی خواجہ طیفور گردیا کی سنکے بلائے خوشنالی اور کہا سنا تھا کہ عیار طلسم کشا علم موسیقی میں بھی کامل ہے اسوقت ثابت ہو گیا واقعی جیسا سنا تھا ویسا ہی پایا نے نوازی سن پر ختم ہے کس خوبی سے نے بجا کر گا رہا ہے مہتر شمس عیار بصورت ساحر بزم عشرت میں داخل رہا یہاں تک کہ زمانہ نصف شب کا آیا خواجہ نے نے نوازی موقوف کی جلسہ بھی برخاست ہوا

پھر ایک ساحر نامی بعد تعریف کرنے خواجہ کے بزم عشرت سے اپنے خیمے میں گیا اور خستگی
راہ و جنگ و جدال سے فرش خواب پر جاتے ہی غافل ہو کر سو رہا صاحبقران بھی اپنی اسی
بارگاہ میں جس میں جلسہ جشن ہوا تھا فرش خواب پر آرام پذیر ہوئے خواجہ دربارگاہ پر
برائے حفاظت بیٹھے اورنگ جادو موافق کہنے خواجہ طیفور کے گرد پانچسو ساحروں کی
جمعیت سے برائے حفاظت و نگہبانی گرد بارگاہ صاحبقران و لشکر ساحران مشعلہائے سحر روشن
کر کے پھرنے لگا صدائے ہوشیار باش بلند کرنے لگا اور اپنے ہمراہی ساحروں سے تاکید کہنے لگا
اسوقت کہ ہنگام حفاظت لشکر و نگہبانی طلسم کشا ہے اسباب سحر سے مانند کارد سحر و ناریخ ترنج
ناریل چوبی دار اسمائے سحر دم کر کے اپنے ہاتھوں میں رکھو مبادا کوئی دشمن آجائے تو فی الفور
اس کو ہلاک کرو ساحروں نے اس کے حکم پر عمل کیا آخر شب تا سحر خود نگہبانی کا ارادہ کیا مگر خستگی
جنگ و جدال سے اورنگ جادو اور اس کے ہمراہی دو تین ساعت تک گرد لشکر پھر کے
ایک جگہ بیٹھ کثرت خواب سے آنکھیں بند کرنے لگے مہتر شمس کہ داخل بارگاہ تھا تنہا پا کر
بصورت اصلی ہو کر پاس صاحبقران کے آیا پہلے مقراض سے رشتہ لوح کاٹ کر لوح کو ایک رومال
سے لپیٹ کر بقول راوی اول بطلسمات سحر کیا اور بقول راوی دیگر سفوف بیہوشی نے سے دماغ
میں پہونچا کر صاحبقران کو بیہوش کیا اور روشنی کو گل کر کے چادر عیاری میں پشتارہ صاحبقران
کا باندھ کر خیمہ عیاری کی لگا کر پشتارہ دوش پر رکھ کر پشت بارگاہ کی طرف جا کر خنجر
سے قنات چاک کر کے بارگاہ کے باہر آکر جو ساحر بیدار تھے اُن پر سحر کر کے اُن کو غافل کر کے
تخت سحر پر پشتارہ صاحبقران کا رکھ کر تخت سحر کو بلند کر کے سوئے اشتفاق جادو وزیر دوم
شاہ طلسم زلزلہ روانہ ہوا اثنائے راہ میں خیال کیا کہ اے مہتر شمس تو نے اسوقت وہ کار نمایان
کیا ہے کہ کوئی عیار مکار ایسا کار نمایان نہیں کر سکتا ہے مناسب یہ ہے کہ اسوقت جانب باغ مسکوئہ
زہرائے سیمتن دختر اشتفاق جادو اپنی محبوبہ کے چل زمانہ صبح قریب ہے نظارہ اپنی
معشوقہ کا بھی کر اور اس کار نمایان سے بھی اُسے آگاہ کر یہ خیال کر کے جانب باغ و سیرگاہ
و جائے مسکونہ زہرائے سیمتن بصد خوشی چلا بعد قطع راہ دور و دراز اسوقت باغ زہرائے
سیمتن میں پہونچا کہ صبح صادق کا زمانہ تھا دختر اشتفاق جادو بیدار ہو کر کنارہ نہر بیٹھی تھی کنیزیں
چند در چند مجرے کے ہاتھوں میں لیے پس پشت کھڑی تھیں وزیرزادی مذکورہ نے ارادہ آبدست
و وضو کا کیا تھا کہ یکایک مہتر شمس اس کے روبرو گیا اپنی معشوقہ خوبرو کو دیکھتے ہی
کثرت خوشی سے نہال ہو گیا اور حصول دولت دیدار یار سے مالا مال ہو گیا چونکہ پدر وزیرزادی مذکورہ
عیار و طلسم کشا زہرائے سیمتن کو سلام کیا اس نے متحیر ہو کر پوچھا کہ اے مہتر شمس اسوقت
یہاں خلاف قاعدہ کیوں آئے ہو یہ پشتارہ کیسا لائے ہو آج تو بہ نسبت قبل زیادہ تر شادان و
خندان نظر آتے ہو کہو تو سہی کہ آج سبب زیادتی خوشی کا کیا ہے اور یہ پشتارہ کیسا ہے کہاں سے
آتے ہو کہاں گئے تھے عیار مذکور نے عرض کیا کہ اول تو اس مبتلائے دام عشق نے حضور کے روئے
زیبائے حضور کا نظارہ کیا یہ باعث خوشی کا ہوا ہے دوسرے آپ کے والد نے مجھکو بحکم شاہ
طلسم زلزلہ برائے عیاری و گرفتاری طلسم کشا روانہ کیا تھا یہ والد آپ کے حضور اسوقت پہونچا کہ
طلسم کشا طاؤس جادو مالک دربند دوم طلسم زلزلہ کو قتل کر چکا تھا جنگ عظیم ہو چکی تھی اور

در بند دوم فتح ہو چکا تھا جشن فتح در بند مذکور ہو رہا تھا بزم عشرت میں عیار طلسم کشا نے بھیا کر
گا رہا تھا اہل بزم بیٹھے ہوئے بعد خوشی و خرمی گانا اُس کا سن رہے تھے میان بند غا ہوا تھا
طلسم کشا بھی درمیان بزم عیش میں بیٹھا ہوا تھا اسی حالت میں دلیرانہ یہ دیوانہ حضور داخل بزم عیش
مسطور ہوا کسی کو خبر نہوئی عیار طلسم کشا کہ جس کو اپنی عیاری کا بڑا دعوی ہے وہ بھی با خبر نہوا تا دوپہر
شب بزم عشرت آراستہ رہی بعدہ جلسہ عشرت برخاست ہوا اہل بزم تو جلسہ عیش سے اٹھکر
اپنے اپنے خیمے میں برائے استراحت گئے طلسم کشا نے طلسم زلزلہ بھی اپنی بارگاہ میں بالائے فرش خواب
راحت و آرام پذیر ہوا اُسوقت اس عاشق زار حضور نے روشنی کو گل کر کے لوح طلسمی طلسم کشا
کے گلے سے نکال کر اُس کو بیہوش کیا اور چادر عیاری میں باندھ کر پشتارہ دوش پر رکھکر پس پشت
بارگاہ سے نکل کر بزور سحر ساحران محافظ کو جو بیدار تھے بیہوش و غافل کر کے تخت پر پشتارہ
رکھکر بے خوف و خطر اسطرف آیا ہے جمال عدیم المثال حضور کو دیکھا ہے اب یہاں سے آپ کے
والد کی خدمت میں جاؤں گا لوح طلسمی مع طلسم کشا کے اُن کے حوالے کروں گا غالباً خلعت و
انعام کثیر پاؤں گا شاہ طلسم زلزلہ بھی یقیناً ایسا انعام کثیر دے گا کہ کبھی کسی کارگزار کو شہنشاہ
ساحران نے نہ دیا ہوگا نہ کسی ملازم نے پایا ہوگا اے محبوبۂ من اگر غور کرو تو میں نے وہ کار نمایان
کیا ہے کہ آج تک کسی ساحر زبردست سے بھی نہوا تھا کسی ساحر نامی و نامور نے طلسم کشا کو اسیر
نہ کیا تھا بڑے بڑے ساحر اسی آرزو میں دنیا سے گئے دعوی گرفتاری طلسم کشا کر کے گئے تھے
آخر خود ہی قتل ہوئے طلسم کشا کو اسیر نہ کر سکے زہرہ سیمتن نے مسکرا کر متحیر ہو کر کہا کہ
اے مہتر شمس واقعی تو نے کار نمایان کیا ہے ہمنے لوح طلسمی کے اوصاف بہت سنے ہیں
مگر کبھی لوح طلسمی کو دیکھا نہیں ہے پس ہم چاہتے ہیں کہ لوح کو دیکھیں اور طلسم کشا کو بھی دیکھیں
سنا ہے کہ بڑا شجاع و بہادر ہے مہتر شمس نے لوح طلسمی و طلسم کشا کے دکھانے میں تامل کیا اور
حیلہ و حوالہ کیا آخر معشوقہ کی ضد سے مجبور ہو کر عرض کیا کہ حضور یہاں سے بارہ دری میں تشریف
لے چلیے یہ محل لوح طلسمی و طلسم کشا کے دیکھنے کا نہیں ہے زہرہ سیمتن جلد مسند سے
کنارۂ نہر سے اٹھ کر بارہ دری میں جا کر بالائے مسند زرین بیٹھی مہتر شمس کو اپنے روبرو
بٹھایا پھر کنیزوں سے کشتی شراب طلب کی کنیزوں نے فی الفور کشتی شراب کی مع شیشہ و ساغر
بلورین حاضر کی روبروئے دختر اشتفاق جادو رکھدی ہمجلیسان زہرہ سیمتن بھی یمین و یسار
آسکے بیٹھیں جب کشتی مے سے زہرہ سیمتن کو ایک ہمجلیس اُس کی ساقی بنکر ساغر بھر کر
دے چکی اور وہ بادہ گلنار پی چکی تو مہتر شمس سے دختر اشتفاق جادو نے کہا کہ اب وہ لوح طلسمی
ہمیں دکھاؤ اور اس پشتارے کو کھول کر طلسم کشا کو بھی دکھاؤ یہ دشمن ہمارے والد و شہنشاہ
ساحران جہان ہو د سمر مست جادو کا ہے ہم بھی اس سے بہادری پیش آئینگے کیونکہ یہ دشمن
جان و ایمان ہے برباد و تباہی طلسم زلزلہ کر رہا ہے مہتر شمس نے پہلے لوح طلسمی اُس کو دیکر
کہا کہ دیکھو اے جان جہان یہی لوح طلسمی ہے بانیان طلسم نے اسکو برائے فتح طلسم بنایا ہے
زہرہ سیمتن نے لوح کو دیکھکر اپنے پاس رکھکر کہا کہ پشتارہ کھول کر اب طلسم کشا کو بھی
دکھا اُس نے پشتارے کو وا کر کے طلسم کشا کو دکھایا زہرہ سیمتن دیکھتے ہی طلسم کشا
پر مائل و عاشق ہو کر دل میں خیال کرنے لگی کہ اگر مہتر شمس طلسم کشا کو میرے پاس سے لیگیا تو

تو بلا پیر اطلسم کشا کو اسیر کرکے خدمت شاہ طلسم مین لے جائے گا وہ یقیناً طلسم کشا کو قتل
یا اسیر کرے گا مناسب وقت یہ ہی کہ ایسی فکر و تدبیر کی جائے کہ طلسم کشا کی جان بچے اگرچہ
طلسم زلزلہ تباہ و برباد و فتح ہو جائے اور دین و ایمان آبائی بھی اپنا مبدل بدین اسلام
ہو جائے جان اپنی بیچ یا جائے لیکن عشق سے دست بردار ہونا اختیار نہ کیا جائے یہ خیال
کرکے بعد فکر و غور مہر شمس کی ثنا کرکے کہا کہ تو نے عجب کارنمایان کیا ہی دل ہمارا خوش
کیا ہی طلسم کشا کو اسیر کیا ہی لوح طلسمی لے کر آیا ہی ہم بھی اسوقت تجھکو شادمان کرتے ہین اپنے
ہاتھ سے تجھکو جام شراب دیتے ہین تو بھی کیا یاد کرے گا کہ ہمنے دست محبوب سے جام شراب
لے کر میخواری کی یہ رتبہ و مرتبہ پایا باعث فخر و افتخار ہوا عشاق مین سرافرازی حاصل ہوئی
ادنی کو رتبہ اعلی نصیب ہوا یہ کہکر شیشہ کشتی شراب سے اٹھا کر جام بلورین مین شراب بھر کر
سفوف بیہوشی کہ اپنے پاس رکھتی تھی اُس کی نظر بچا کر جام شراب مذکور مین خوب ملا کر اپنے
دست نازک و حنائی سے ساغر پر از بادہ بیہوشی آمیز مذکور عیار مسطور کو دیا اُس نے بصد
خوشی و رغبت لے کر اپنے مرتبے پر فخر کرکے شراب ناب سفوف بیہوشی آمیز پی بعد تھوڑی دیر کے
عیار مذکور کو گرمی معلوم ہوئی دماغ بادہ تند سے گرم ہوا گھبرا کر کہا کہ اے جان من اسوقت
مجھکو بہت گرمی معلوم ہوتی ہی سر کو گردش ہی نہین معلوم کیا باعث ہی کہ اسقدر گرمی معلوم
ہوتی ہی اور سر کو گردش ہی زہرہ سیمتن نے مسکرا کر جواب دیا کہ او بیوقوف سبب اسکا
یہ ہی کہ تو نے ہمارے ہاتھ سے جام لے کر شراب پی ہی اگر گرمی زیادہ معلوم ہوتی ہی تو اٹھکر
تھوڑی دیر ٹہل ہوا سے سرد پانی کی کھا آب نہر سے منہ ہاتھ دھو یہ شکایت دفع ہو جائیگی
طبیعت اصلاح پر آ جائے گی مہر شمس یہ سنکے اٹھا اٹھتے ہی ایسی سر کو گردش ہوئی کہ چکرا کر
گرا گرتے ہی بیہوش ہو گیا زہرہ سیمتن نے خوش ہو کر حکم دیا کہ اس نابکار کو قید کرو یہ
ادنی ملازم و نمکخوار ہمارے والد نامدار کا ہو کر اپنے ادنی مرتبے پر نظر نہ کرکے ہمکو نظر بد سے
دیکھتا ہی عاشقی اپنی ظاہر کرتا ہی باعث ہماری ذلت و بدنامی کا ہوتا ہی ذرہ وصل آفتاب چاہتا ہی
سزا سخت اس کو دینا ضرور ہی اگر اس نے عاشق ہونا اپنا مشہور کیا ہوگا جسطرح ابھی اس نے
ہمارے روبرو اور تم سب کے سامنے اظہار عشق کیا ہی تو رسوائی ہماری طلسم زلزلہ مین بہت
ہوگی کوئی یہ نہ سمجھے گا کہ مہر شمس عیار دختر اشتفاق جادو وزیر شاہ طلسم زلزلہ پر فقط مائل ہی
وزیرزادی مذکور پاک دامن ہی اُس کو اس کی طرف توجہ نہین ہی بلکہ ہر ایک یہی خیال کرے گا
کہ عیار مذکور و دختر اشتفاق جادو دونون عاشق و معشوق ہین باہم لطف بوس و کنار
لیل و نہار اٹھاتے ہین علاوہ بدنامی مذکور کے اس نے بخیال و بہ تمنائے حصول دولت دنیا
صاحبقران سلطان کیوان شکوہ طلسم کشائے طلسم زلزلہ کو بے خطا و قصور ہشیاری و
مکاری سے بیہوش کیا ہی بیشتر ان کا مع لوح طلسمی یہان لایا ہی قبل اس کے اس نے ظاہر کیا ہی
کہ طلسم کشا کو حوالہ شاہ طلسم زلزلہ کرکے خلعت و انعام لونگا پس ایسے ظالم کی سزا
یہی ہی کہ اس پر جفا کی جائے ہمجلیسان زہرہ سیمتن نے تقریر وزیرزادی مسطور کی
عالم غصہ مین سنکے باادب عرض کیا کہ حضور کو اسوقت مہر شمس پر عتاب ہی ہر چند کہ ارشاد
حضور کا درست و بجا ہی لیکن اس کا قید کرنا اور اس کو سزا دینا ہمارے نزدیک مناسب نہین ہی

کیونکہ جب یہ خبر آپکے والد کو پہونچیگی تو وہ برہم ہونگے سبب قید کرنے کا دریافت کرینگے اسوقت اگر حال اس کی اظہار عاشقی کا بیان کیا جائیگا تو بھی باعث ذلت حضور ہوگا لہذا اس کو اسیر نکرکے تاکید فرما دیجیے کہ کبھی اظہار عاشقی نکرے زہرہ سیمتن نے جواب دیا کہ تمھاری گفتگو سے ہکو ایسا منظور ہے کہ اس کو زندہ ہی زمین مین زندہ درگور کرنے کا حکم دین نہ یہ زندہ رہیگا نہ اظہار اپنے عشق و عاشقی کا کریگا نہ کسی ذی عزت و ذی وقار پر ظلم کریگا یہ کہکے کنیزون سے کہا کہ ابھی ساحران دربان درباغ کو طلب کرکے کہو کہ اس نابکار کو ہمارے باغ کے صحن مین ایک گڑھا بصورت قبر کھود کر دفن کرو زندہ گڑھے مین ڈال کر زمین کو ہموار کردو اس نابکار کو خاک مین ملا دو زندہ دفن کردو کنیزون نے حسب الحکم ساحرون سے جا کر کہا انھون نے حسب الحکم وزیرزادی مذکورہ کے عمل کیا باغ مین زمین کھود کر مہتر شمس کو زندہ زمین مین گاڑ دیا بعدہ زمین کو برابر کر دیا جب عیار مذکور زندہ دفن کر دیا گیا زہرہ سیمتن نے کنیزون وغیرہ سے کہا کہ طلسم کشا کو ہوشیار کرو ہنوز کنیزون نے ارادہ بندا بھی ہوشیار کرنیکا کیا تھا کہ یکایک بیہوشی ہوا سے سرد سے دفع ہوئی صاحبقران کو ہوش آیا فی الفور اٹھکر جو بغور دیکھا تو اپنے تئین اپنی بارگاہ مین نپایا حیران ہوکر دل مین کہا کہ جائے تعجب ہے کہ ہم اپنی بارگاہ مین درمیان لشکر ساحران کے آرام پذیر ہوئے تھے اسوقت ہم اپنے تئین درمیان بارہ دری باغ کے پاتے ہین روبرو کچھ عورتین خوش رو دکھائی دیتی ہین شاید ہم خواب دیکھ رہے ہین ابھی صاحبقران بنظر حیرت بعد بیہوشی دفع ہونے کے ہوشیار ہوکر دیکھ رہے تھے اور دل مین خیال خواب کا کر رہے تھے اور ادھر بیسان زہرہ سیمتن بجائے خود خیال کر رہی تھین کہ ہماری وزیرزادی کو اسوقت غصہ بے وجہ نہین ہے غالبا صورت زیبائے طلسم کشائے طلسم زلزلہ کو دیکھکر مائل ہوئی ہین اسی وجہ سے طلسم کشا کے دشمن کو زندہ زمین مین گڑوا دیا ہے کہ یکایک باہمی سے وزیرزادی مذکورہ ایک کنیز نے دست بستہ عرض کیا کہ یا صاحبقران کشورستان حیران و پریشان نہوجیے خواب کا خیال نفرمائیے جو کچھ آپ دیکھ رہے ہین حالت بیداری مین دیکھ رہے ہین آپکی بارگاہ سے آپ کو مہتر شمس عیار مکار اشفاق جادو وزیر خوش تدبیر شاہ طلسم زلزلہ بیہوش کرکے ہماری حضور وزیرزادی دختر نیک اختر اشفاق جادو کے پاس حسب اتفاق یہان لایا تھا انھون نے آپکے حال پر رحم کرکے عیار مذکور پر غضبناک ہوکے ابھی اس کو اسی باغ مین زندہ دفن کرا دیا ہے اگر آپ کو ہمارے قول کا اعتبار نہو تو ہماری بلکہ یہ وزیرزادی دختر اشفاق جادو بالائے مسند زرین تشریف رکھتی ہین ان سے دریافت کیجیے صاحبقران فریشان نے تقریر کنیز مذکور سنکے بنظر غور جانب وزیرزادی مذکورہ جو دیکھا تو اس کے حسن زاہد کش و عابد فریب پر مائل و عاشق ہوئے کیونکہ وہ نازنین مہ جبین رشک پری حسن و جمال مین ایسی بے بدیل تھی کہ مصداق مضامین ان اشعار

سیا دی سادی وہ شکل وہ جوبن
شوخیان اس مین تھین قیامت کی
زلفین بکھری ہوئی تھین یون جیسے
جس پہ قوس قزح بھی ہو قربان

حسن و خوبی مین لاجواب تھی وہ
بانکی بانکی ادا وہ بھولا پن
وصف کیا ہو رقم سراپا کا
ہون ہم آغوش جیسے شام و سحر
تھی چتون وہ یون تو پیاری تھی

فرد عالم مین انتخاب تھی وہ
قہر چتون ادا مین آفت کی
آدمی تھی کہ نور کا پتلا
یون خمیدہ وہ ابرو جیسے کمان
دل عاشق کو بس کٹاری تھی

آنکھ پھرتی تھی یون وہ ماہ منیر
گل نرگس حیا سے آنکھ چرائے
غنچۂ ناشگفتہ تھا وہ دہن
گل سوسن ہزار ہون تو نثار
اُس کے دانتون کی تھی چمک ایسی
جس سے ظاہر تھی صاف پان کی پیک
گورے گورے وہ ساعد سیمین
جس طرح دو حباب ہون یکجا
رانین دونون بھری بھری اُسکی
ہو خجل چرخ پر مہ تابان
اودا رومال وہ گلو مین بندھا
وہ جوانی کا جوش اور وہ امنگ
پاسجامہ گرنٹ کا گلنار
کس بناوٹ کا کس سجاوٹ کا
وہ زمردی اُس کی ناک مین کیل
جس پہ صدقے ہو چاند کا ہالا
نونگے بازوون پہ اور جوشن
طرفہ دکھلاتی تھین ادا بانکین
الغرض جب لڑی نظر سے نظر

ہوے برگشتہ جس طرح تقدیر
پھول سے وہ بھرے بھرے رخسار
چاہ نخشب تھا یا وہ چاہ ذقن
پہ ہویدا تھا غنچہ لب سے
دل عشاق پر گری بجلی
دست نازک حنا سے لالون لال
حسن و خوبی مین مثل جن کا نہین
پتلی پتلی وہ پیاری پیاری کمر
نرم چکنی سڈول آفت کی
جامہ زیبی مین بھی وہ ماہ منیر
گوری رنگت پہ خوب کھلتا تھا
خوش نما شیک وہ کسی انگیا
گل لالہ سے بڑھ کے جسکی بہار
بجلیان کانون مین مرصع کار
خوشنمائی مین تھا نہ جسکا عدیل
پیاری پیاری گلے مین ہیکل تھی
دست نازک مین وہ کڑے کنگن
پانون مین جھانجھ چھاگل اور چھڑے
چل گئین برچھیان سینے پہ

جلوۂ چشم مست دیکھ جو پائے
جس پہ بلبل ہزار جان سے نثار
لب نازک پہ وہ مسی کی بہار
باتین کرنے مین پھول ہین جھڑتے
گوری گردن کی جلد وہ باریک
آدمی کیا ملک کی ٹپکے رال
سینے پر وہ اُبھار جوبن کا
تھا نزاکت کا خاتمہ اُس پر
کف پا مین وہ نور جلوہ کنان
اپنا رکھتی نہ تھی جہان مین نظیر
زعفرانی دوپٹہ وہ خوش رنگ
چھٹی چھٹی پھنسی پھنسی انگیا
مانگ مین موتیون کا وہ چھپکا
ہیرے کے بالی پتون کی وہ بہار
طوق گردن مین اُسکے سونے کا
اور جڑاؤ نسب کی وہ تختی
چوڑیون کی وہ خوش نما بانکین
مردہ جس کی صدا سے جی اُٹھے
قریب تھا کہ وقت نظارۂ جمال

وزیرزادی مذکورہ صاحبقران کشورستان کو غش آجائے مگر بزور اپنے تئین سنبھالا بعدہ اُس نازنین سے مخاطب ہوکر کہا کہ اے دلربا و پری چہرہ تمنے ہمسے نیکی کی عیار تھا سے والد ہمکو بیچاری بیہوش کرکے یہان لایا تمنے اُسکے شرون سے ہمین بچایا قتل و اسیر ہونے سے ہمین محفوظ رکھا جان بخشی کی ہمسے عجیب سلوک نیک کیا ہمنے بھی نقد دل تمکو دیدیا زہرہ سیمتن نے شرم سے سر جھکا کر نیچی نظر کرکے جواب دیا کہ ہان جو نیکی ہمسے ہوسکی ہمنے کی لیکن خوف یہ ہے کہ دیکھیے انجام اس نیکی کا کیا ہوتا ہے ہمارے والد اشتفاق جادو وزیر دوم شاہ طلسم زلزلہ دیکھیے ہمسے کس طرح پیش آتے ہین قتل کرتے ہین یا اسیر کرتے ہین یہ کہکر کنیزون سے کشتی شراب طلب کی انھون نے جلد لاکر پیش کی زہرہ سیمتن نے مسند زرین پر صاحبقران کو بٹھا کر خود مسند سے علحدہ کچھ ہٹ کر بیٹھنا چاہا امیر بالوقیر نے اُسکو اپنے برابر بیٹھا لیا پھر ایک ہمجلیس زہرہ سیمتن نے ایک وزیرزادی مذکورہ سے شیشۂ مے سے جام بلورین مین شراب بھر کر تا صاحبقران ذیشان کے روبرو آکر وہ جام پیش کیا اور کہا کہ آپ مہمان ہین ہمارے بلکہ مہمان نواز ہین لہذا اس جام سے مے نوش کیجیے اس ساغر کو جام محبت تصور کیجیے صاحبقران نے بادہ خواری سے انکار کیا سبب انکار بادہ کشی جو دریافت کیا گیا امیر با تدبیر نے جواب دیا کہ اول تو ہم اہل اسلام شراب نہین پیتے ہین عوض شراب عرق مقوی دماغ و قلب

بیٹھے ہیں دوسرے یہ کہ وزیرزادی و مالکہ تمہاری ہم مذہب نہیں ہی اگر ہماری خوشی مطلوب ہو
تو دین اسلام اختیار کرکے عرق مفرح قلب و اعضائے رئیسہ ہیں اپنے ہاتھ سے جام بلورین میں
دین آبائی مذہب کو ترک کریں کہ مذہب باطل ہی یہ تقریر اسیر یا تو قیر کی سنکے زہرہ سیمتن
نے مطیع دین اسلام ہوکے و بقول راوی دیگر مسلمان ہوکے عرق مقوی دماغ و مفرح قلب
طلب کرکے جام بلورین میں بھرکے صاحبقران کو دیا امیر یا توقیر نے بہت خوش ہوکے ساغر
مذکور اُس کے ہاتھ سے لے کر عرق مذکور السدر بجائے شراب پیا پھر اپنے ہاتھ سے وہی عرق
ساغر میں شیشے سے بھرکر دختر اشفاق جادو کو دیا اُس نے بھی مثل شراب ناب وہی عرق
پیا اسی طرح دو دو جام طالب و مطلوب نے پیے بعد ازان لوح طلسمی زر وہاں سے نکال کر
زہرہ سیمتن نے گلے میں صاحبقران کے ڈال کر کہا کہ میرا قصہ عجیب و غریب ہی
صاحبقران نے پوچھا کہ وہ قصہ عجیب و غریب کیا ہی بیان کرو اُس نے کہا کہ شب گذشتہ میں نے
عالم خواب میں ایک مرد بزرگ نورانی چہرہ پاکیزہ لباس کو دیکھا تھا انھوں نے مجھے مخاطب
ہوکر ارشاد کیا تھا کہ اے زہرہ سیمتن ہنگام صبح صاحبقران سلطان گیوان شکوہ
طلسم کشا سے طلسم زلزلہ کو تیرے والد کا عیار بیہوش کرکے تیرے پاس لائے گا تجھے لازم ہی
کہ اُن سے بہ نیکی پیش آنا اور اُن کی ہدایت و رہنمائی سے دین اسلام اختیار کرنا کیونکہ تو
اُن کے عقد میں آئے گی یہ خواب دیکھکر آنکھ میری کھل گئی میں بیدار ہوکے حیران تھی کہ
یہ خواب کیسا دیکھا ہی اسی فکر میں نیند نہ آئی یہاں تک کہ صبح ہوئی مہر شمس لقا یک ستارہ
آپ کا لیے ہوئے آیا بعد دریافت معلوم ہوا کہ آپ ہی کو بیہوش کرکے لایا ہی اُس وقت
میں نے اپنے دل میں کہا کہ خواب میرا صادق تھا بس موافق ارشاد اُن بزرگ کے عمل کیا
بہ نیکی پیش آئی دین آبائی ترک کرکے داخل دین اسلام ہوئی حصول دولت دین اسلام سے
مالامال ہوئی مگر اب یہ اندیشہ قوی ہی کہ والد مجھ سے ناراض ہوکے درپئے قتل و ایذا رسانی
ہونگے یہ خبر اُن کو ضرور پہونچے گی صاحبقران کشورستان نے مسکراکر فرمایا کہ خواب
تمہارا سچا تھا جو کچھ تم نے زبانی اُن بزرگ کی سنا تھا اُس کا ظہور ہوا انشاء اللہ تعالیٰ بعد فتح
طلسم زلزلہ صورت عقد بھی ظہور میں آئے گی یہ فرماکر خاموش ہوئے ہمجلیسان دختر
اشفاق جادو وغیرہ کنیزوں نے عرض کیا مبارک ہو کہ جو کچھ حضور نے عالم خواب میں
دیکھا تھا اُس کا ظہور ہوا وزیرزادی مذکور نے شرماکر جواب دیا کہ ہاں خواب ہمارا عجب
خواب تھا کہ صبح ہوتے ہی جو کچھ عالم خواب میں دیکھا تھا اُس کا ظہور ہوا ہمنے دین اسلام
اختیار کیا تم سب بھی مانند ہمارے دین اسلام اختیار کرو سب نے اپنی مالکہ کے حکم پر
عمل کیا صاحبقران تو بارہ دری باغ زہرہ سیمتن میں ہم پہلوے دختر اشفاق
جادو بیٹھے ہوئے ہیں زہرہ سیمتن نے ارباب نشاط کو طلب کیا ہی ایک نازنین
خوش گلو روبرو حاضر ہوکر رقص و نغمہ کر رہی ہی مبارکباد دی گا رہی ہی اور ایماے
زہرہ سیمتن سے سامان دعوت و ضیافت صاحبقران ہو رہا ہی اہل بزم خوش و
خرم بیٹھے ہوئے رقص و نغمہ میلہ مذکورہ سے لطف زندگی اٹھا رہے ہیں مگر اب حال
اُن ساحروں کا لکھا جاتا ہی کہ جو میدان جنگ سے بھاگ کر سوے شاہ طلسم روانہ ہوے

جب وہ ساحران نا ہنجار بعد قطع راہ دراز در دولت شاہ طلسم زلزلہ نالان و گریان پہونچے شاہ طلسم کو ان کے آنے کی اطلاع ہوئی متردد ہو کر اپنے روبرو سر درباران کو طلب کیا اور پوچھا کہ سبب تمھارے نالہ و فریاد کرنے کا کیا ہی ان سبھون نے بعد سلام کرنے کے تمام حال فتح در بند دوم کا جو گذرا تھا عرض کیا شاہ طلسم کو صدمہ عظیم ہوا جملہ اہل دربار کو ملال ہوا ابھی سب کو رنج و تردد تھا کہ پھر چند ساحرون نے روبروے شاہ طلسم آ کے بعد سلام کے دست بستہ عرض کیا کہ اے شہنشاہ و خداوند اسوقت لشکر طلسم کشا مین ایک تہلکہ پڑا ہوا ہی ہر ایک لشکری آبدیدہ ہی چہرہ ہر ایک کا متغیر ہی شور نالہ و فریاد ہو رہا ہی دریافت جو کیا گیا تو معلوم ہوا کہ طلسم کشا کو کوئی شخص بارگاہ سے عیاری سے بیہوش کر کے لے گیا ہی یہ خبر فرحت اثر سنکے شاہ طلسم خوش ہوا اشتقاق جادو وزیر دوم نے شادمان ہو کر شاہ طلسم سے عرض کیا کہ شہنشاہ کو مبارک ہو شاید طلسم کشا پر مہتر شمس عیار نے یہان سے جا کر ایسی عیاری کی کہ اس کو بیہوش کر کے اور وہان سے لے کر روانہ ہوا مگر ابھی تک یہان نہین آیا شاہ طلسم نے از حد خوش ہو کر کہا کہ اے وزیر خوش تدبیر جا جا کے مہتر شمس کو ہمارے روبرو لاؤ خبر گیری اس کی ضرور ہی مبادا ساحران لشکر طلسم کشا بکوشش و تلاش اس کو گرفتار کر لین لوح طلسمی و طلسم کشا کو اس سے چھین لین اشتقاق جادو حسب الحکم براے جستجوے عیار خود تخت طاؤسی سحر پر بیٹھ کے سوے در بند دوم روانہ ہوا اثناے راہ مین ہر طرف دیکھتا جاتا تھا درمیان راہ کے اشتقاق جادو نے اپنے دل مین خیال کیا کہ مین نے اپنی دختر نیک اختر کو چند روز سے نہین دیکھا ہی نہ کچھ اس کی حالت سے اطلاع ہوئی ہی نہین معلوم طبیعت اس کی کیسی ہی ادھر آیا تو ہون اس کو بھی دیکھتا ہوا براے تلاش مہتر شمس جاؤن یہ تجویز کر کے اپنے تخت سحر کو سوے باغ دختر بزرگوار بڑھا کے ہوا پر روان کیا بعد قطع راہ اندر باغ و بارہ دری کے آیا دیکھا کہ بزم عشرت آراستہ ہی پہلوے دختر مین طلسم کشا بیٹھا ہوا ہی ایک نازنین مہ جبین خوش گلو و خوش رو یہ غزل بناز و ادا گا رہی ہی سب زن و مرد بیٹھے بصد خوشی سن رہے ہین غزل

دل بیتاب پھر صرف نغمہ خوانی ہی مستانہ　　کہ ساغر ہی یہ مستی مین ہو حق بے حجابانہ
خودی جولان پہ ہی دامن ساقی قدرت کا پیمانہ　　بھا منہ بھر بھر کے ہین اور لبالب جام و پیمانہ
ہی صرف اہتمام تشنہ کامان رحمت ساقی　　مزین مستانون سے ہی یکسر فرش کاشانہ
گدایان در دولت کی پاؤنچی نگاہین ہین　　نگاہین ٹھوکرین گردش ہو یا ہو گیا ہی خانہ
رسا ہی نالہ پر درد بابہ کبریائی تک　　کبھی خالی نہین جاتا ہی خوناب گدایانہ
تماشا کرتے ہین ہم شاہد قدرت کے جلوون کا　　تصور سے ہمارا یہ دل ہی پری خانہ
مو و بیا تمنی بابا الکی سبھین ندکھو　　کہان کا مطرب و ساقی کہان کا جام و پیمانہ

بعض عورتین تعریف مطرب مذکورہ کر رہی ہین سمان بندھا ہوا ہی بے خوف و خطر ہر ایک بیٹھا ہوا ہی یہ رنگ بزم دیکھ کر اشتقاق جادو کو بدرجہ تمام و بے حد غصہ آیا کثرت قہر و غضب سے جہان آنکھون مین تیرہ و تاریک ہو گیا اسی اثنا مین زہرہ سیمتن نے اپنے باپ کو دیکھ لیا دیکھتے ہی خوف سے چہرے کا رنگ اڑ گیا چہرے کا متغیر ہو گیا شادی و خوشی مبدل بفکر و تردد

کمال ہوئی یہان تک کہ خوف و رعب پدر سے خون خشک ہوگیا سکتا سا ہوگیا صاحبقران نے
اُس کا یہ حال دیکھکر پوچھا کہ اے نازنین خیر تو ہی مزاج کیسا ہی دفعتاً یہ حال کیون ہوا اُس نے
باشارہ کہا کہ یا صاحبقران غضب ہوگیا دیکھیے اپنی پس پشت ہمارے والد آگئے غالباً عالم
غصہ مین مجکو سزا ے سخت دینگے عجب نہین کہ مار ڈالین کیونکہ صاحب غیرت وحیا مین مین نے
آپ کی محبت مین دین بھی دیا اب جان بھی جائے گی امیر با توقیر نے یہ تقریر اُس کی سنکے اپنی
پس پشت دیکھا مجلیسان زہرہ وسیمتن و کنیزان نے بھی وزیر مذکور کی طرف دیکھا
دیکھتے ہی ہر ایک خوف سے تھرانے لگی چہرہ ہر ایک کا ڈر سے متغیر ہوگیا مطربہ مذکورہ خوف سے
اُٹھکر بھاگنے لگی کنیزین خوف و خطر سے چیخنے لگین بزم عیش درہم و برہم ہوئی اشتفاق جادو
نے اسی عالم غصہ مین بصدا ے سخت کہا کہ او گیسو بریدہ او ننگ خاندان او زہرہ سیمتن
غضب کیا تو نے کہ اپنے دامن عصمت مین دھبا بدنامی و آشنائی کا لگایا تجھے خیال اپنی عزت
اور ہماری لیاقت و حرمت کا نہ کیا بیخوف و خطر کوچہ یاری و آشنائی مین قدم رکھا تمام بزرگان
ذی عزت کا خاک مین ملا دیا طلسم زلزلہ مین رسوا و بدنام کردیا کاش کہ تو پیدا ہوتے ہی مرگئی
ہوتی کہ یہ ذلت و بدنامی نہوتی ہم تجکو ایسا بے غیرت و بے حیا ہرگز نجانتے تھے بلکہ ہمیشہ تیری
عصمت و عفت کی تعریف کرتے تھے افسوس ہزار افسوس کہ اب اس کے لائق نرہے کہ کسی کو
طلسم زلزلہ مین اپنا منھ دکھائین اور چار آنکھ کرکے بات کرین تو نے ہمارے اور شاہ طلسم کے
دشمن جان و ایمان سے دوستی و یاری و آشنائی پیدا کی ہی اپنے پہلو مین ایسے دشمن قوی کو بٹھایا
ہی بزم عشرت آراستہ کی ہی خیر دیکھ تو سہی کہ کس عذاب الیم سے تجکو ہلاک کرتا ہون کہ ماہیان
دریا و مرغان ہوا بھی تیرے حال پر افسوس کرینگے بعد تیرے قتل و ہلاک کرنیکے خود بھی
خودکشی کرونگا زندہ نرہونگا صاحب عزت وحیا ہون بدنام ہوکر زندہ رہنا گوارہ نہ کرونگا
یہ کہکر عالم قہر و غضب مین مانند شعلہ جوالہ برا ے قتل و ہلاکت دختر مذکور آگے بڑھا ادھر
صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے اُٹھکر کہا کہ اے اشتفاق جادو ذرا اپنے
ہوش و حواس مین آؤ عالم غصہ مین آمادہ قتل دختر نہو کلمات بیہودہ و نامناسب اس کی
شان مین نہ کہو دختر تمہاری نہایت عفیفہ و سعیدہ ہی پاک دامن ہی صرف اس نے ہمارے ساتھ
یہ نیکی کی ہی کہ مہتر شمس عیار کے شر و فساد سے ہمین بچایا ہی بیشتارہ ہمارا اُس سے چھین کر
ہمین اپنے پاس بٹھایا ہی ہماری ہدایت و رہنمائی سے اس نے راہ حق کو دیکھا ہی دین اسلام
اختیار کیا ہی یہ ننگ خاندان نہین ہی فخر خاندان ہی تمکو بھی لازم ہی کہ اپنے دین باطل کو چھوڑکر
دین حق یعنی دین اسلام کو اختیار کرو ذرا غور تو کرو کہ ہو دمہ مست جادو شاہ طلسم زلزلہ
کو تم اپنا خداوند جانتے ہو خداوند ایسا بھی عاجز ہوتا ہی کہ ہم طلسم زلزلہ اُس کا فتح کررہے ہین
اور وہ کچھ قدرت اپنی نہین دکھاتا ہی ہمکو قتل و اسیر نہین کرسکتا ہی ہم سے ایسا ڈرتا ہی کہ سامنے
ہمارے نہین آتا ہی کہین چھپا ہوا بیٹھا ہوا ہی بس ہرگز یہ شان خداوندی نہین ہی وہ ایک بادشاہ
بے دین ہی تمکو اور اہل طلسم زلزلہ کو گمراہ کرکے اپنے تئین خداوند کہلواتا ہی اور سجدہ کراتا ہی
آگاہ ہو کہ لائق سجدہ و پرستش وہ معبود حقیقی ہی جس نے اپنی قدرت کاملہ سے زمین و آسمان
و ماہ و آفتاب و شجر و حجر جن و انس و طیور و وحوش وغیرہ مخلوقات کو ہویدا کیا ہی دریاؤن کو

ہماری کیا ہی نباتات کو پیدا کیا ہی خیام افلاک کو بے ستون بلند کیا ہی ابر و برق و ملائکہ و جنات
و دوزخ کو پیدا کیا ہی اگر کوئی نظر معرفت سے دیکھے تو ہر ایک برگ و ہا سے صنعت و قدرت
خدا وند عالم ظاہر ہو جائے انسان کو پروردگار عالم نے آنکھیں واسطے دیکھنے کے اور کان
واسطے سننے کے عقل واسطے سمجھنے کے دست و پا واسطے کام کرنے اور چلنے کے عطا کیے ہیں
تم بھی صاحب عقل و فہم ہو فکر و غور کرو عقل و فہم سے اپنے معبود حقیقی کو جانو گمراہی سے
باز آؤ راہ راست اختیار کرو اپنی وزارت اور چند روزہ کی دولت و حشمت پہ مغرور نہو
یہ دنیا فانی ہی اور اہل دنیا بھی فانی ہیں جو پیدا ہوا ہی اُسے ایک روز مرنا دنیا سے سوے عدم
جانا بھی ضرور ہی خیال کرو کہ تمھارے آبا و اجداد اسوقت کہاں ہیں علاوہ اُن کے بڑے
بڑے سلاطین روزگار جو قبل اس زمانے کے تھے وہ اب کہاں ہیں زیر خاک نہاں ہو گئے
پیدا ہوے تھے جب حکم خدا ہوا دنیا سے سوے عدم چلے گئے ایک روز ایسا آنے والا ہی کہ ہم
اور تم اور جو فی زمانہ زندہ ہیں یہ بھی فنا ہو جائیں گے بجز ذات خدا کوئی باقی نرہیگا لہذا اپنے
اعمال کی درستی کرو راہ دین حق اختیار کرو سفر ملک عدم در پیش ہی زاد راہ مہیا کر لو اور اگر عالم
غصہ میں اپنی سحر و ساحری پر نازاں ہو کر ارادہ جنگ کروگے تو شکست پاؤگے ہمارے ہاتھ
سے قتل ہوگے دیکھو ہم صاحب لوح طلسمی ہیں ہمارے گلے میں یہ لوح طلسمی پڑی ہی یہ لوح طلسمی
رہنمائی کرتی ہی سحر ساحران کی باطل کنندہ ہی اسی لوح کی ہدایت سے ہم اس طلسم زلزلہ کو فتح
کرینگے اگر خدا نے چاہا تو شاہ طلسم زلزلہ وغیرہ جملہ ساحروں کو تہ تیغ کرینگے کسی بیدین
کو زندہ نچھوڑینگے ہاں وہی اشخاص جانبر ہونگے جو ہماری ہدایت سے دین اسلام اختیار
کرینگے زمانہ شکست طلسم زلزلہ قریب آگیا ہی دو دربند فتح ہو چکے ہیں باقی ماندہ طلسم بھی
فتح ہو جائے گا تم ہم سے کیا لڑسکوگے اور ہمارے سامنے اپنی دختر کو کہ اُس نے ہم سے نیکی
کی ہی بدی پیش آسکوگے اشفاق جادو نے جواب دیا کہ اے صاحبقران آپکے پاس
لوح طلسمی باطل السحر ہی اسوجہ سے جو چاہیے کہیے اگر لوح طلسمی آپکے گلے میں نہوتی تو تمھاری
شجاعت و بہادری آپکی آپکے کام نہ آتی ایک ادنی سحر میں ہم آپکو اسیر کر لیتے روبرو
شاہ طلسم لے جاتے خلعت و انعام پاتے تمامی طلسم زلزلہ میں زیادہ تر نامور ہوتے صاحبقران
نے اُس کی تقریر سُنکے جواب دیا کہ اے اشفاق جادو اگر تم دین اسلام اختیار کرو تو سر یہ
ہمارا موجود ہی تن سے جدا کر لو یا ہمکو اسیر کرکے شاہ طلسم کے سامنے لیجاؤ خلعت و انعام
اُس سے پاؤ ہوس حصول مال دنیا کی یہی تدبیر ہی کہ ہمارے کہنے پر عمل کرو ہم شجاع و بہادر
ہیں کچھ ضرورت لوح طلسمی کے یاوری کی ہمکو نہیں ہی بات پر سر دیتے ہیں ترقی خواہ دین اسلام
ہیں جان کے جانے کا اندیشہ نہیں ہی اگر فکر ہی تو یہی ہی کہ بندگان خدا جو گمراہ ہیں وہ راہ راست
پر آجائیں اگر ہماری گرفتاری سے اور ہمارے قتل ہو جانے سے تمھارا نفع ہوتا ہو تو لو
یہ لوح طلسمی اپنے قبضے میں کرکے ہمیں اسیر کرکے شاہ طلسم کے پاس لے چلو یہ کہکر لوح طلسمی
گلے سے اتار کر سامنے اشفاق جادو کے ڈالدی بعدہ سر اپنا جھکا کر فرمایا کہ آہنگرون کو
طلب کرو کہ وہ آکر طوق و زنجیر وغیرہ میں ہمیں اسیر کریں اشفاق جادو یہ تقریر و راستی و
شجاعت صاحبقران کی دیکھکر دنگ ہو گیا دل میں کہنے لگا کہ مانند صاحبقران کے مصفی زمانہ

شاید ہی کوئی شخص نیک و صاحب ہمت و شجاعت ہو بیشک دین ان کا اچھا ہی اور ان کے
ہدایت کرنے سے جو غور کیا تو ثابت ہوا کہ لائق سجدہ وہی ہی جو خالق زمین و آسمان و ما فیہا ہی
لہذا ان کی اطاعت کرنا چاہیے اور راہ راست پر آنا چاہیے کو چہ گمراہی سے روگردان ہونا چاہیے
واقعی دنیا چند روزہ ہی ہوس مال و متاع عبث ہی فقط تو اہش دولت دین اسلام ضرور ہی
یہ قول طلسم کشا بھی درست و بجا ہی کہ طلسم زلزلہ باقی ماندہ بھی جلد فتح ہو جائے گا شاہ طلسم زلزلہ
مارا جائے گا جو دین اسلام قبول کرے گا اُس کا انجام بخیر ہوگا یہ خیالات کر کے غصے کو دور کر کے
لوح طلسمی کو اٹھا کر آگے بڑھکر گئے ہیں صاحبقران کے ڈال کر دست بستہ مؤدبانہ سوے قدم
مہر با تو پھر جھک کر گویا ہوا کہ میری زبان درازی کی خطا کو معاف کر کے اپنی رضا مندی ظاہر
فرمائیے بالفعل مطیع دین اسلام ہوتا ہوں بعد فتح طلسم زلزلہ کلمہ پڑھکر مسلمان ہو جاؤنگا کیونکہ
فی الحال آپ کی ہمراہی میں شاہ طلسم زلزلہ سے مقابلہ و مجادلہ کرتا ہی صاحبقران نے گفتگو
اُس کی سنکے سر اُس کا اپنے سینے سے لگایا مطیع دین اسلام ہونے سے اُس کے خوشی حاصل
ہوئی زہرہ سیمتن وغیرہ جملہ عورتیں بھی شادمان ہوئیں خوف و خطر ہر ایک کے دل سے
دور ہوا اشفاق جادو نے اپنی دختر کو بہ شفقت پدری سینے سے لگا کر کہا کہ اے نور نظر
پارۂ جگر تو خوش نصیب تھا کہ مشرف بہ دین اسلام ہوئی اور تیری ہی وجہ سے ہم بھی مطیع دین اسلام
ہوے اگر تو مہر شمس سے بہ اشارہ صاحبقران کشورستان کا چھین کر صاحبقران کے ساتھ
یہ نیکی پیش نہ آتی لوح طلسمی ہو لے کر کے دین اسلام قبول نکرتی تو ہم بھی دولت دین اسلام
سے محروم رہتے یہ کہکر بمقام صدر صاحبقران کو بٹھایا مع دختر دو برے صاحبقران بیٹھکر
گویا ہوا کہ آپ کی برکت قدم سے اس باغ میں بہار تازہ آئی بہتا سے گمراہ راہ پر آگئے از انجملہ
ہم بھی مطیع دین اسلام ہوے دین آبائی سے منحرف ہوے ملازمت و زارت سے دست بردار
ہوے اب خدمت شاہ طلسم زلزلہ میں جانا ہمیں منظور نہیں ہی جب تک مطیع دین اسلام نہوے
تھے اُس کے خیر خواہ تھے خداوند اپنا اُس کو جانتے تھے اب ہم اُس کے دشمن جانی ایمان
ہیں ہرچند کہ خبر ہمارے مطیع دین اسلام ہونے کی پوشیدہ نرہیگی اور وہ بہت غضبناک ہوکر
دشمن جان ہمارا ہو جائے گا مگر ہمکو اُس کے دشمن ہو جانے سے کچھ خوف نہیں ہی اگر زندگی
ہماری ہی تو وہ ہمیں قتل و ہلاک نہیں کر سکتا اگر ہماری عمر آخر ہو ئی ہی اور اُس کے ہاتھ
سے ہماری قضا ہی تو بجز خداوند عالم کوئی ہمکو اُس کے ہاتھ سے بچا نہیں سکتا ہی یہ کہکے
خاموش ہوا صاحبقران کشورستان نے زہرہ سیمتن و اشفاق جادو سے مخاطب
ہو کر کہا کہ ہمکو رخصت کرو اہل لشکر ہماری جستجو میں پریشان خاطر ہونگے لشکر میں ایک تہلکہ
پڑا ہوگا ہر ایک کو تردد و اندیشہ ہوگا خصوصاً ہمارے سیرا ور وفادار خواجہ طیفور کر دیا کو
سخت تشویش ہوگی زیادہ تر اُن کو ہماری تلاش و جستجو ہوگی بحرین جادو و ملکہ دبدبہ سحر شمار
جادو و حنظل جادو وغیرہ ساحران نامی بھی بہت پریشان خاطر ہونگے خود بھی دور
دور تک ہماری تلاش میں گئے ہونگے ساحروں کو بھی برائے جستجو روانہ کیا ہوگا بالفعل
ہمارا لشکر میں جانا مناسب ہی انشاء اللہ تعالیٰ ہنگام اطمینان یہاں پھر آئیں گے زہرہ
سیمتن نے تو کچھ جواب نہ دیا لیکن اشفاق جادو نے عرض کیا کہ ایسی حالت میں آپ کو روکنا

خلاف عقل و خیر خواہی ہے اچھا آپ اپنے لشکر کی طرف تشریف لے چلیں ہم بھی آپ کے ہمراہ آپ کے لشکر میں چلتے ہیں جان نثاری و سرفروشی کو موجود ہیں تنہا آپ کو جانے نہ دینگے آپ کے دشمن ہزارہا ساحرین خاص کر شاہ طلسم آپ کا عدوے جان ہے یہ کہکے اپنے ملازموں سے کہا کہ جلد ایک مرکب زین و لگام سے آراستہ کرکے لاؤ ساحران مطیع حسب الحکم گئے بعد تھوڑی دیر کے گھوڑا عربی نہایت تیز رو لے کر حاضر ہوے اشفاق جادو بہت سے ساحروں کو گرد باغ برائے حفاظت و نگہبانی اپنی دختر کے معین و مقرر کرکے دختر سے رخصت ہوکے صاحبقران کشورستان سے ملتمس ہوا کہ مرکب برائے سواری جو ہمنے طلب کیا تھا ساحران مطیع و فرمانبردار لے آئے ہیں در باغ پر وہ مرکب ایستادہ ہے اگر دل چاہے تو گھوڑے پر سوار ہوکر اپنے لشکر کی طرف چلیے اور اگر منظور طبع عالی ہو تو تخت سحر پر بیٹھکر تشریف لے چلیے صاحبقران ذیشان نے جواب دیا کہ سواری مرکب خوب ہے یہ فرماکر مسند زرین سے اٹھکر دختر زہرہ سیمتن سے رخصت ہوکر کلمات تسلی و تشفی آمیز زبان پر جاری کرکے وعدہ آنے کا کرکے بارہ دری سے در باغ پر آکر مرکب مذکور پر سوار ہوکر اپنے لشکر کی طرف بصد خوشی چلے اشفاق جادو تخت سحر پر سوار ہوکر چند ساحروں کے ہمراہ روانہ ہوا ان کو تو راہ میں چھوڑا جاتا ہے اور اب حال اہل لشکر کا رقم کیا جاتا ہے کہ جب شب گذر کر سحر ہوئی اور صاحبقران کشورستان حسب دستور برائے ادائے نماز سحر بیدار ہوکر بیرون بارگاہ تشریف نہ لائے خواجہ طیفور گرد پا کو تردد ہوا بیتابانہ بارگاہ میں جاکر جو دیکھا تو بالائے فرش خواب صاحبقران کشورستان کو نہ پایا زمین پر نشان پائے عیار پاکر بیرون بارگاہ ملول و غمگین آکر ساحران نامی سے کہا کہ غضب ہوا کوئی عیار نابکار صاحبقران کو بارگاہ سے لے گیا افسوس کسی کو عیار کے آنے کی اور صاحبقران کو لے جانے کی مطلق خبر نہوئی ہم بھی بیخوف و خطر در بارگاہ پر بیٹھے رہے اندر بارگاہ کے نہیں گئے عیار نابکار قابو پاکر صاحبقران کشورستان کو لے گیا ہے لہذا تم سب کو لازم ہے کہ برائے تلاش صاحبقران جاؤ ہم بھی جستجوے امیر با توقیر کریں شاید کچھ حال اُن کا دریافت ہو جب یہ خبر ملال اثر خواجہ طیفور گرد پا سے ساحران مذکور نے سنی سب کو صدمہ و ملال ہوا کوئی آبدیدہ ہوا کسی نے آہ سرد کی کسی ساحر خیر خواہ نے فریاد و فغان کی غرضکہ اسی طرح ہر ایک ساحر غمگین ہوا لشکر میں تہلکہ پڑ گیا ساحران نامی و نامور مختلف خیالات کرنے لگے کسی نے کہا کہ عیار نابکار کا یہ کام نہیں کہ درمیان میں لشکر ساحران کے آکر داخل بارگاہ ہوکر صاحبقران کو بیہوش کرکے پشتارہ اُن کا اپنے دوش پر رکھکر لشکر کے درمیان سے نکل جائے اور کوئی اُس کو نہ دیکھے خصوصاً وہ ساحر جو ہنگام شب گرد بارگاہ و لشکر پھیرتے تھے یقیناً کوئی ساحر اُن کو لے گیا ہے ہم سب دن کو میدان جنگ میں لڑتے تھے شب کو بزم عشرت میں بیٹھے رہتے تھے چونکہ نہایت خستہ و ماندہ تھے فرش خواب پر جاکر ایسے غافل سوئے کہ کچھ بھی خبر نہ رہی مطلق ہوش نہ رہا اگر غافل سوئے نہوتے تو کیا مجال تھی کسی ادنی ساحر کی کہ وہ لشکر کے درمیان سے صاحبقران کو لے جاتا کوئی گمان کرتا تھا کہ یہ کام کسی ادنی ساحر کا نہیں ہے خود شاہ طلسم آیا ہوگا بلندی سے اُس نے ایسا سحر کیا ہوگا کہ ہم سب بیہوش و غافل ہوگئے ہونگے پھر وہ باطمینان تمام بارگاہ میں جاکر صاحبقران کو اُٹھاکر لوح کو اپنے قبضے میں

گر کے لے گیا ہوگا کوئی ساحر نامی کہنے لگا کہ یہ خیال تمھارا خام ہے شاہ طلسم ہرگز نہ آیا ہوگا
یہاں اُس نے کسی عیار مکار یا کسی ساحر کو بھیجا ہوگا وہ صاحبقران کو لے گیا بحرین جادو
کہتا تھا کہ یقیناً صاحبقران کو کوئی عیار بعیاری لے گیا ہے خواجہ طیفور کر دیا سچ کہتے ہیں قول
خواجہ صحیح ہے ان کو نشان پاے عیار کی شناخت ہے کیونکہ یہ خود بھی عیار نامی و نامور ہیں مثل و
بے نظیر ہیں ملکہ دیدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو کہتی تھیں کہ اس تقریر
و خیالات مختلف سے کیا فائدہ ہے یہ تو ظاہر ہے کہ کوئی صاحبقران کو ضرور لے گیا ہے اب
ایسی فکر و تدبیر کی جائے کہ جو صاحبقران کو لے گیا ہے حال اُس کا معلوم ہو جائے یا یہ ثابت
ہو جائے کہ کس جانب لے گیا ہے کہاں لے جا کر اُس نے اُن کو اسیر کیا ہے تاکہ وہاں جا کر پھر
صاحبقران کو رہا کریں پھر فکر حصول لوح طلسمی کریں اب نہیں معلوم لوح طلسمی کس کے
قبضے میں ہے دیکھیے لوح دوبارہ بھی دستیاب ہوتی ہے یا نہیں حتی الامکان لوح طلسمی کی بھی
تلاش کی جائے کہ جہاں کہیں جس کے پاس ہوگی وہاں سے لانے کی فکر کی جائے سب نے
کہا کہ اے ملکہ دیدبہ سحر ساز جادو و اے ملکہ بہار گل پوش جادو ہمیں تو رائے
آپ کی بہت پسند آئی ہے اب تاخیر و تامل نہ کرنا چاہیے برائے تلاش صاحبقران یہاں سے
ہر طرف ساحروں کو روانہ کرنا چاہیے ملکہ دیدبہ سحر ساز جادو نے کہا کہ اگر تم سب کو
ہماری رائے سے اتفاق ہے تو بلا تامل برائے جستجوے صاحبقران یہاں سے چلنا چاہیے
تو ایک سمت مع ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ دیدبہ سحر ساز جادو تخت سحر پر سوار
ہو کر اکثر ساحروں کو بھی اپنے ساتھ لے کر روانہ ہوئے ایک جانب بحرین جادو و قمر رنگ
جادو مع جمعیت ساحران برائے جستجوے صاحبقران روانہ ہوئے ایک طرف نخل جادو
و اورنگ جادو مع جماعت کثیر ساحران سحر کی سواریوں پر سوار ہو کر تلاش امیر با توقیر میں
نکلے ایک طرف خواجہ طیفور گردیا بصورت مبدل بیتابانہ بہر تلاش امیر کشور گیر رہ نورد ہوئے
ساحران لشکری کہ مطیع دین اسلام تھے دست دعا سوے فلک بلند کر کے اس طرح دعا
بگریہ و زاری درگاہ جناب باری میں کرنے لگے کہ اے جامع المتفرقین و اے خالق آسمان و
زمین تو قادر و توانا ہے ہر کار دشوار و مشکل تیرے آگے سہل و آسان ہے جلد تر اپنی قدرت کاملہ
سے حاجت ہماری بر لا صاحبقران کشورستان سے ہمیں ملا ہم سب کے حال پر رحم کر ہماری
دعا قبول کر الٰہی ہم مطیع دین اسلام ہوے ہیں ہماری حاجت مذکور کو بر لا کر ہمارے اعتقاد
کو قوی کر لشکر میں تو اکثر ساحر دست بدعا ہیں بعضے آبدیدہ ہیں کچھ ساحر تنگ دل ہیں ارادہ
لشکر سے نکل جانے کا کر رہے ہیں کچھ ساحران کو روک کر کہہ رہے ہیں کہ کہاں جانے کا سامان
کر رہے ہو کیوں لشکر سے چلے جاتے ہو صاحبقران کے جدا ہو جانے سے کیوں بیدل ہو
خدا سے امیدوار ساحبقران رہائی رہو اُس سے نا امید نہ ہو یاد رکھو کہ یہ طلسم زلزلہ ضرور فتح ہوگا
امیر با توقیر ہی اس طلسم کو فتح کریں گے کوئی اُن کو فضل خدا سے فی الحال قتل نہیں کر سکتا
ہے یہاں اسیر کر سکتا ہے ایسا ہی تھا سے سامنے ساحران نامی و نامور بجمعیت ساحران برائے
جستجوے صاحبقران سے گئے ہیں خواجہ بھی ایک طرف روانہ ہوئے ہیں ضرور ہے کہ کسی کو کچھ
حال صاحبقران معلوم ہوگا خواجہ طیفور گردیا سے بیان کیا جائے کہ وہ جس طرح ممکن ہوگا

بعیاری و مکاری و تدبیر صاحبقران کو قید سے رہا کرینگے چند ہی روز میں امیر با توقیر
داخل لشکر ہو جائینگے وہ جواب دیتے تھے کہ اب صاحبقران کا لشکر میں آنا دشوار ہی
نہیں معلوم اُنکو کون لے گیا ہی کس جگہ قید کیا ہی وہان تک ساحران نامی و نامور مذکور کا
پہونچنا امیر با توقیر کا رہا کرکے لشکر میں لانا بسا دشوار ہی ہیں جب آنا طلسم کشا کا مشکل ہی تو ہمارا
لشکر میں رہنا بھی بیکار و فضول ہی لشکر بے سردار کے حریف سے کیا لڑیگا خیر تمہارے
کہنے سے دو تین روز تک انتظار تشریف آوری طلسم کشا کرینگے بعدہ لشکر سے چلے جائینگے
مگر خواجہ طیفور گرد باد جو سوے باغ زہرہ ہسپیتن فال مانند خواجہ عمر فرخ اوّلی دیکھکر
روانہ ہوے تھے قطع راہ کرتے ہوے پاے شاطری مارتے ہوے ہر طرف دیکھتے ہوے
دعاے پروردگار عالم سے کرتے ہوے چلے جاتے ہیں دل میں اپنے یہی خیال کرتے جاتے تھے
کہ اے خواجہ اوّل تو خداوند کریم ایسا کرے کہ خود ہی صاحبقران کشورستان تشریف لاکر
لشکر میں داخل ہوں اور اگر وہ نہ آئیں تو اُنکا حال بھی معلوم ہو جائے اگر کسی دشمن نے
اُنکو دریا میں لے جاکر اسیر کیا ہی بشرطیکہ معلوم ہو جائے میں تلاطم امواج میں گھسکر اُس کے
دشمن کو قتل کرکے قید سے اُنکو رہا کرونگا اور اگر کسی عدو نے زیر زمین اُنکو لے جاکر قید
کیا ہی تو وہان بھی اپنے تئیں کسی تدبیر سے پہونچاؤنگا اگر قلعہ آتش میں اُنکو لے جاکر بند
کیا ہی تو وہان بھی بعیاری و مکاری و بد ذاتی دباری اپنے تئیں پہونچاکر اُنکو قید سے
رہا کرونگا اگر کسی عدو نے ہمارے برادر و آقا کو مابین زمین و آسمان لے جاکر بروے ہوا
قید کیا ہی تو بھی کسی فکر و تدبیر سے وہان تک پہونچونگا اور اپنے آقاے نامور کو قید سے
رہا کرکے اُس نابکار کو اس طرح قتل کرونگا کہ مرغان ہوا اُسکے حال زار پر نالہ و فغان
کرینگے مگر مجھکو ذرا بھی رحم نہ آئیگا خواجہ طیفور گرد باد یہ باتیں اپنے دل میں کرتے ہوے
بیتاب و بیقرار ہی تھیں و بسیار دیکھتے ہوے جستجو کرتے ہوے چلے جاتے تھے ناگاہ سامنے
سے صاحبقران کو گھوڑے پر بصد خوشی سوار آتے دیکھا دیکھتے ہی شادان ہوکر دوڑ کر
قدم صاحبقران سے لپٹ گئے امیر با توقیر نے نہ پہچان کر پوچھا کہ اے شخص تو کون ہی
کس درد میں مبتلا ہی کیوں آبدیدہ ہی کیا حاجت رکھتا ہی بیان کر خواجہ نے عرض کیا کہ آپنے اس
اپنے خادم قدیم کو نہ پہچانا فدوی طیفور گرد باد ہی آپ کی جدائی سے بیتاب و بیقرار تھا واسطے آپکی
جستجو کے لشکر سے ادھر آیا تھا الحمد للہ کہ در مراد ہاتھ آیا آپ کو صحیح و سلامت پایا یہ تو فرمائیے کہ
آپکو کون شخص بارگاہ سے لے گیا تھا پھر آپ کا اس طرف تشریف لانا کس طرح ہوا آپکے لشکر
میں نہونے سے سپاہ ساحران میں ایک تہلکہ پڑا ہی اکثر ساحران نامی بھی مع جمعیت ساحران
واسطے آپکی تلاش کے لشکر سے گئے ہیں صاحبقران نے کہا کہ اے خواجہ تم اسوقت اپنی
شکل ایسی تبدیل کیے ہوے تھے کہ ہمنے تمکو مطلق نہ پہچانا یہ کہکر تمام حال اپنا جو گذرا تھا بیان کیا
خواجہ تمام حال سنکے بہت خوش ہوے اشتفاق جادو جو بالاے تخت زر بیٹھا ہوا ساتھ
ساتھ امیر با توقیر کے پردے ہوا آتا تھا خواجہ کو ہمراہ رکاب صاحبقران دیکھکر متردد ہوکر
بلندی سے جانب پستی آکر مستفسر ہوا کہ یہ شخص کون ہی آپکا دوست ہی یا دشمن ہی صاحبقران
نے مسکراکر جواب دیا کہ اے اشتفاق جادو آگاہ ہو کہ یہ ہمارے برادر وفادار بے نظیر عیار

خواجہ طیفور گرد میں بصورت مبدل پریشان خاطر ہو کر واسطے ہماری تلاش کے اسطرف آگئے تھے یہیں دیکھکر خوش ہوئے ہیں حال دریافت کرکے تمہارے دیکھنے کے مشتاق تھے تمہارے مطیع دین اسلام و شریک ہونے سے خوش تھے ان سے ملو یہ سنکے بصد اشتیاق اشفاق جادو خواجہ سے ملا بعدہٗ کہنے لگا کہ صورت اصلی دیکھنے کا اشتیاق ہے تعریف سنی تھی دیکھا نہ تھا اسوقت دیکھا آرزوے دلی برآئی خواجہ نے اپنی صورت اصلی دکھائی اشفاق جادو شکل اصلی دیکھکر شادمان ہوا پھر ہمراہ صاحبقران و خواجہ روانہ ہوا بعد قطع راہ دور و دراز اُسوقت لشکر میں داخل ہوے کہ بحرین جادو و نیرنگ جادو و ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو وغیرہ تلاش صاحبقران میں دور دور جاکر کہیں سراغ نہ پاکر مجبور ہو کر لشکر میں آچکے تھے صاحبقران کے تشریف لانے سے جملہ ساحران اعلیٰ ادنیٰ کو از حد خوشی ہوئی نقارہ ہائے خوشی و شادمانی لشکر میں بجائے گئے سامان جشن ہونے لگا بزم عشرت آراستہ کی گئی تمامی ساحران یمین و یسار روبروے امیر با توقیر بزم عیش و عشرت میں بیٹھے اور تشریف آوری صاحبقران کا جشن ہونے لگا ارباب نشاط مع اپنے سازندوں کے حاضر ہوے مبارکباد گانے لگے اہل بزم ناچ گانا اُن کا دیکھنے سننے لگے رنج دور ہوا خوشی کا ظہور ہوا ایک ساحر نامی اشفاق جادو کے مطیع دین اسلام ہو کر شریک ہونے سے خوش ہوا تمام حال جو گذرا تھا صاحبقران سے سنکے مسرور ہوا عین جشن میں حسب الطلب ساقیان گلرخسار وہی کشتی شراب مع شیشہ و ساغر جو اہل اسلام شراب پیتے ہیں لیکر حاضر ہوے دورجام مجھ کو دست میں آیا بعد میکشی پھر سب متوجہ جانب ارباب نشاط ہوے رقص و نغمہ اُن کا دیکھنے سننے لگا از انجملہ ارباب نشاط سے ایک مطربہ خوش گلو خوش رو گل پیرہن نازک بدن نے یہ غزل آغاز کی غزل

اُس غیرت قمر کو جو پہلو میں پائے دل ؎ سینے میں پھر خوشی سے نہ پھولا سمائے دل
بندے پہ اُس صنم کو جو آتا نہیں ہے رحم کیا سنگ رکھدیا ہے خدا نے بجائے دل
نالہ بھی لب پہ آ نہیں سکتا ہے ضعف سے فرقت میں ہائے ٹوٹ گیا کیا عصائے دل
کیا جانیے کون لے گیا یار و کہاں گیا کیا پوچھتے ہو مجھسے بھلا ماجرائے دل
رسوا ہوا خراب ہوا مبتلا ہوا قابل ہی تھا اسی کے یہی ہے سزائے دل
یاروں کے طعن و طعنۂ اغیار بھی سنے کیا کیا مصیبتیں نہ اٹھائیں برائے دل
دیتا ہوں اب تو بوسۂ عناب سرخ لب دیجیے کہ ہو کہیں حاصل شفائے دل
کچھ کر سکے نہ رعب سے اُس شاہ حسن کے دل ہی میں رہ گئے مرے سب مدعائے دل
خون جگر فراق میں کیونکر پئیں نہ ہم کھانے کو ہے یہی غم جانان غذائے دل
کس درجے جل رہا ہوں تپ ہجر یار سے پہلو میں ہجر آگ لگی ہے جلائے دل

اہل بزم عشرت اشعار غزل مندرجہ بالا بصد خوشی سننے لگے تھا اُس مطربہ کے گانے کی کہنے لگے وہ روز و شب اسی طرح نازنینان خوب رو اپنے رقص و نغمے سے قلوب اہل بزم کو شادمان کرتی رہیں یہاں تو جشن ہوا کیا لیکن جب اشفاق جادو کے آنے میں آٹھ پہر کا زمانہ گذرا شاہ طلسم زلزلہ کو تردد ہوا اہل دربار سے کہا نہیں معلوم کیا باعث ہوا کہ ہمارا وزیر خوش تدبیر جو براے دریافت حال اپنے عیار مہتر شمس کے گیا تھا ابھی تک نہیں آیا

اہل دربار سے بعض ساحرون نے دست بستہ عرض کیا کہ مہتر شمس عیار جو واسطے
گرفتاری طلسم کشا کے گیا تھا شاید ابھی تک اُس نے عیاری نہ کی ہوگی صاحبقران پر
قابو نہ پایا ہوگا فکر عیاری و گرفتاری مین ہوگا اشفاق جادو اُس کا معین و مددگار ہوکر
پوشیدہ طور سے ہمراہ اُس کے ہوگا اسی وجہ سے دستور دوم حضور کی خدمت مین نہین آئے
ہین سخنگان یہ تقریر ان ساحرون کی سنکے بے اختیار مسکرایا شاہ طلسم مذکور نے پوچھا
کہ ملک جی اسوقت بے محل مسکرانے کا سبب کیا ہے بیان کرو اُس نے عرض کیا کہ خداوند سبب
میرے ہنسنے کا دریافت نکرین بیشتر مین گفتگوے اہل دربار سنکے ہنستا ہون زندہ دل ہون
حتی الامکان اپنے دل کو خوش رکھتا ہون شاہ طلسم نے جواب دیا کہ اے سخنگان سبب
اپنے بے محل سر دربار ہنسنے کا جلد بیان کرو ورنہ تمھارے حق مین اچھا نہوگا تم ہمارے دربار
مین بے ادبانہ ہنستے ہو اپنی شوخی سے باز نہین آتے ہو اُس نے عرض کیا کہ جو کچھ مین سمجھکر
ہنسا ہون اگر اُسے بیان کرونگا تو شہنشاہ کو یقین نہوگا بلکہ ملال ہوگا مجھپر عتاب ہوگا بہتر
یہی ہے کہ باعث مسکرانے کا مجھسے دریافت نکیا جاتے جو سبب تاخیر اشفاق جادو کے آنے کا
ہے وہ خود ہی حضور پر ظاہر ہوجائے گا مشہور ہے کوئی اچھی بری بات چھپی نہین رہتی ہے
ظاہر و آشکار ہو ہی جاتی ہے شاہ طلسم نے برہم ہوکر کہا کہ کیون ملک جی کیا سامنے ہمارے
بیان نکروگے سخنگان نے آثار غضب چہرے پر پاکر عرض کیا کہ اے خداوند مجھکو عقل سے
ایسا دریافت ہوتا ہے کہ مہتر شمس پر ضرور کوئی آفت آئی یا اسیر ہوا یا قتل ہوگیا اور
اشفاق جادو کے بارے مین بھی طرح طرح کے خیال ہین وہ بھی کسی سبب سے اب تک
نہین آئے ہین دیکھیے آتے بھی ہین یا نہین شاہ طلسم نے کہا کہ ملک جی یہ کیا کہا کہ دیکھیے
آتے بھی ہین یا نہین سخنگان نے عرض کیا کہ اے شہنشاہ عالی جاہ اُن کے یہان آنے مین
مجھے تردد ہے وہ یہان سے جاکر کہین رہ گئے خواجہ طیفور گرد یا لشکر مین موجود ہون گے
عجب نہین کہ خواجہ نے اشفاق جادو کو موافق اپنی عادت کے شفقت و عنایت کی ہو
نمک سرکاری کا ذائقہ اُنھین چکھایا ہو ابھی سخنگان یہ کہہ رہا تھا شاہ طلسم سن رہا تھا کہ
یکایک کئی ساحر گھبرائے ہوے نہایت پریشان خاطر افتان و خیزان سامنے شاہ طلسم
کے آئے شاہ طلسم کو سلام کرکے دست بستہ عرض کیا کہ اے شہنشاہ غضب ہوا جو نہ ہونا
مناسب تھا وہ ہوا ان نمکحرامون کو جو امید نہ تھی اُس کا ظہور ہوا شاہ مذکور نے پوچھا کہ
خیر تو ہے اسقدر گھبرائے ہوے کیون آئے ہو چہرے تمھارے متغیر کیون ہین کون امر
تازہ خلاف تمھاری امید کے ہوا کیا واقعہ پیش آیا ہے صاف صاف بیان کرو انھون نے
عرض کیا کہ اے خداوند حسب الحکم حضور یا وزیر دوم حضور مہتر شمس عیار نے یہان سے
جاکر بعیاری و ہوشیاری بارگاہ مین داخل ہوکر طلسم کشا کو بیہوش کرکے پشتارہ اُس کا
تخت پر رکھکر لشکر طلسم کشا سے نکل کر ارادہ اس طرف آنے کا کیا تھا مگر اثناے راہ سے
یہ بدی مقدر کچھ خیال کرکے زہرہ سیمتن دختر اشفاق جادو وزیر دوم حضور کے پاس
جاکر داخل باغ زہرہ سیمتن ہوا دختر وزیر موصوف نے حال پشتارہ دریافت کیا
اُس نے تمام حال گرفتار کر لانے طلسم کشا کا بیان کیا تھا زہرہ سیمتن نے شراب پلاکر

مہتر شمس عیار کو بیہوش کرکے زندہ اپنے باغ کے صحن میں دفن کرا دیا پھر طلسم کشا کو دیکھ کر اُس سے
ہمسخن ہوکر اُس پر مائل ہوکر لوح طلسمی اُس کو دے کر بزم عیش آراستہ کرکے طلسم کشا کو اپنے پہلو میں
بٹھایا تھا اور دین اسلام اختیار کیا تھا ہنوز طلسم کشا پہلوے زہرائے سیمتن میں درمیان
بزم عشرت بیٹھا ہوا تھا کہ اشفاق جادو براے تلاش مہتر شمس اپنے عیار کے جو گئے تھے
حسب اتفاق اپنی دختر کے باغ میں بھی گئے وہاں پہلوے دختر میں طلسم کشا کو دیکھ کر سخت برہم
ہوکر واسطے اُس کے قتل کرنے کے کلمات درشت کہکر پڑھتے تھے اس اثناء میں طلسم کشا نے
تا دیر کچھ ایسی تقریر ہدایت آمیز کی کہ اشفاق جادو مطیع دین اسلام ہوکر شریک طلسم کشا ہوگیا بعدہ
ہمراہ طلسم کشا روانہ ہوا چونکہ ہم خیرخواہ خداوند ہیں اگرچہ در باغ زہرہ سیمتن کے نگہبان
و دربان ہیں اس حال سے باخبر ہوکے براے خبر رسانی روبروے حضور آئے ہیں شاہ مذکور
نے اُن کو بعوض خیرخواہی و خبر رسانی انعام دے کر کہا کہ جاؤ ساحران مذکور تو دربار سے
چلے گئے لیکن شاہ طلسم کو اس خبر کے سننے سے سخت رنج ہوا آخر آہ سرد دل پر درد سے کرکے
اہل دربار سے مخاطب ہوکر کہا کہ شریک وقت بد کوئی کسی کا نہیں ہوتا ہے خصوصًا نمک حرام ملازم اپنے
مالک و آقا سے روگردان ہوتا ہے فی الحال جو دست طلسم کشا سے طلسم ہمارا تباہ و برباد و فتح
ہو رہا ہے تو جو نمک حرام ہیں وہ ہم سے منحرف ہوکر نمک حرامی و بدخواہی پر ہمارے کمر باندھے ہیں شریک
طلسم کشا ہو رہے ہیں اور جو نمک حلال و خیرخواہ ہیں وہ دست طلسم کشا سے قتل و ہلاک
ہو رہے ہیں پہلے ملکہ وبدیہ و بہجہ ساز جادو و بہجر جادو و بہار گل پوش جادو ہم سے منحرف
ہوکے ہمارے بدخواہ ہوکر طلسم زلزلے سے جاکر شریک طلسم کشا ہوئیں آفاق جادو و گوہر جادو
تک اس کو اور اُس کے عیار کو لے گئیں یہاں تک کہ آفاق جادو نے بھی اطاعت طلسم کشا اختیار
کی گوہر جادو نمک حلال و خیرخواہ دست طلسم کشا سے مارا گیا تیغہ فنا و لوح طلسمی طلسم کشا کو
دستیاب ہوئی مشعل جادو نابکار نے بھی اطاعت صاحبقران کی منظور کی طاؤس جادو مالک
دربند دوم کہ خیرخواہ قدیم تھا دست طلسم کشا سے قتل ہوگیا فی الحال زہرہ سیمتن اور
اشفاق جادو نے بھی اطاعت و ملت طلسم کشا اختیار کی ہے افسوس کہ جن کو ہم اپنا بندہ و خیرخواہ
جانتے تھے اس ہمارے وقت بد میں ہمارا ساتھ چھوڑ کر ہم سے بغاوت اختیار کر رہے ہیں خیر ہم تو
ہمکو یقین ہے کہ دن ہمارے سخت ہیں اجل عنقریب آئی ہے یہ طلسم تباہ و برباد ہو جائے گا دست طلسم کشا
سے ٹوٹ جائے گا ہم بھی صاحبقران کے ہاتھ سے قتل ہو جائیں گے مگر ہم اپنے ملازم بدخواہوں کو
اُن کی بغاوت کی سزا اُن کو دے کر سر میدان جنگ اُن کو قتل کرکے اپنی جان دیں گے بعد
اپنے دنیا میں اُن کو بہر عیش و راحت چھوڑ کر نہ جائیں گے نمک حراموں کو قتل کرکے ہم قتل ہونگے
اول تو حتی الامکان کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریں گے کہ طلسم کشا کو بھی قتل کریں بعدہ جو ہونا
ہے اُس کا ظہور ہوگا طلسم کشا دو دربند و اکثر محلات ہمارے طلسم کے فتح کر چکا ہے غالبًا امروز و فردا
اس طرف بھی آئے گا ہمارے قتل کا درپے ہوگا ہمکو یہ منظور و مد نظر نہیں ہے کہ خداوند ہوکر
قلعہ بند ہوں اُس سے لڑیں اور اُس کو ادھر نہ آنے دیں بلکہ خود دربند دوم کی طرف جاکر میدان جنگ میں
اُس سے مردانہ لڑیں گے حالانکہ وہ صاحب لوح طلسمی ہے لیکن بزدلی و نامردی اختیار کرکے قلعہ بند
نہ ہونگے اب دیکھیں ہمارے نمک خواروں سے کون کون ہے سرکشی و بغاوت کرتا ہے کون کون

خیر خواہی و جان نثاری کرتا ہی یہ وقت امتحان ہی کھرے کھوٹے کا حال معلوم ہو جائیگا نمک حرام و
نمک حلال کی تمیز کی جائیگی تم سب کی آزمائش ایسے وقت بد مین کی جائیگی یہ کہکر خاموش ہوا
آثار حزن و ملال و نا امیدی جابنری چہرے سے ہویدا و آشکار ہوے ساحران نامی و نامدار
نے دست بستہ عرض کیا کہ خداوند ہم سب سے اطمینان رکھین بلکہ امتحان ہمارا کر لین ہمین ثابت قدم
خیر خواہی مین پائین گے ہم مانند حنظل جادو و اشفاق جادو وغیرہ نمک حرام نہین ہین کہ
جو ایسے وقت بد مین خوف جان سے حضور سے کنارہ کش ہون گے جہان تک ممکن ہوگا دشمنان
خداوند سے لڑین گے جانین اپنی نمکخواری و خیر خواہی مین دین گے ساتھ آپ کا چھوڑین گے
خداوند ملول و حزین نہون اگر دو دربند فتح ہوگئے اور چند نمک حرام بخوف جان طلسم کشا
سے مل گئے تو کیا اندیشہ ہی ابھی صدہا خیر خواہ حضور زندہ موجود ہین سر فروشی و جان نثاری
کو مستعد و تیار ہم مین سے جس کو حکم ہو وہ مع جمعیت سپاہ کثیر واسطے روکنے طلسم کشا کے
یہان سے جاکے میدان رزم مین صف آرا ہو مقابلہ و مجادلہ کرے طلسم کشا کو ایک قدم
بھی ادھر نہ بڑھنے دے لڑ بھڑ کر قتل ہو جائے حق نمک خواری سے ادا ہو جائے خداوند
کیون تکلیف فرمائین کہ خود بنفس نفیس میدان جنگ مین جائین طلسم کشا وغیرہ اپنے دشمنون
سے مقابلہ و مجادلہ کرین بلکہ بعیش و راحت سے محلسرا مین آرام پذیر رہین ابھی سر فروشی اور
جان نثاری و خیر خواہی ہم سب کی دیکھین جب ہم مین سے کوئی زندہ نرہیگا اسوقت
شہنشاہ کو اختیار ہی جو مناسب ہو عمل مین لائین حاکم طلسم زلزلہ نے جواب دیا کہ تم سب نمکخوارون
سے ہمین امید ہی کہ نمک حلالی و خیر خواہی کی وجہ سے قدم نہ سرکاؤگے مگر کب تک ہم اپنے
عزیزون اور خیر خواہون کے اخبار قتل و ہلاکت سنکے صدمات دل پر اُٹھائین لیجئے کس کس
بندے کا رنج و غم قتل کرین دشمنون کو کب تک فتحیاب ہونے سے خندان دیکھین آخر کچھ
حد بھی ہی بہتسے عزیز و رفیق و خیر خواہ قتل ہوچکے ہین کب تک صدمۂ مفارقت و مرگ
ان کے اٹھائین کب تک نمکحرامون کی بغاوت پر نظر کرکے خود آمادہ جنگ و جدال نہون
دشمنون سے مقابلہ و مجادلہ نکرین اپنی جان کا خوف کرین طلسم کشا سے سامنا نکرین کس کس پر
بھروسہ و اعتماد کرین وقت بد مین دوست و ملازم دشمن ہو ہی جاتے ہین کیا اب یہ انتظار
کرین کہ طلسم کشا لڑتا ہوا فتح کرتا ہوا ہماری تخت گاہ تک آجائے اپنی حفاظت و تدبیر سے
کیون غافل رہین اپنا کام آپ ہی کیون نکرین مشہور ہی کہ اپنا کام جس طرح اپنے ہاتھ سے
حسب دلخواہ ہوتا ہی دوسرون سے اس طرح سے نہین ہوتا ہی چنانچہ بقول شاعر ~ شعر

کار خود را خود بکن تا خوب آید کشت من	کس نخارد پشت من جز ناخن انگشت من

جب سے ظہور طلسم کشا ہوا ہی کون کون رفیق و ملازم ہمارا بہر لئے اسیری و گرفتاری نہین
گیا ہی کس کس عزیز و خیر خواہ نے اس باب مین کوشش نہین کی انجام کار یہ ہوا کہ اکثر قتل
ہوے بعض بعض ساحران نامی شریک طلسم کشا ہوگئے ازانجملہ حنظل جادو مالک دربند
زول و اشفاق جادو وزیر دوم نے بدخواہی و نمک حرامی پر کمر باندھکر شرکت طلسم کشا
اختیار کی حقوق نعمت و انعام اپنے خداوند کا خیال نہ کیا سنگتان نے عرض کیا کہ اے
شہنشاہ عالیجاہ اس جہاندیدہ و کار آزمودہ نے تھوڑی دیر قبل اس کے بذریعہ عقل و

فہم و فراست جو کچھ دربارہ اشفاق جادو مجمل طور سے عرض کیا تھا اُس کا ظہور ہو گیا ایسے
وزیر دو ہم یہاں سے گئے کہ اب امید اُن کے آنے کی نہیں شریک طلسم کشائے سحر بیان و سحر
تقریر ہو گئے مع اپنی دختر کے مطیع دین اسلام و فرمانبردار صاحبقران ہو گئے غرض جو کچھ ہونا
تھا وہ تو ہوا طلسم کشا اسیر و بیہوش ہو کے رہا ہو گیا لوح طلسمی ہمت شمس عیار کو دستیاب ہو کر
پیر طلسم کشا کو ملکی عیار مذکور نے صاحبقران کو بعیاری بیہوش کیا تھا بیشتارہ اُن کا سے لے کر جو
آتا تھا قضا اُس کی اُس کو جانب باغ زہر لے سیمتن لے گئی وہاں پہونچکر زندہ درگور ہو گیا
یعنی زندہ زمین میں گڑوا دیا گیا بلکہ صاحبقران لے کر خود ہی ہلاک ہو گیا جو دشمن طلسم کشا
کے تھے وہ اُس کے دوست ہو گئے دختر اشفاق جادو دشمن تھی طلسم کشا کو دیکھتے ہی
عاشق ہو کر اُس کی دوست ہو گئی ایسے ہی سبب بہبودی برائے اہل اسلام اکثر ہوئے ہیں دوست
و احباب ان اہل اسلام کے گویا زمین و آسمان سے پیدا ہو جاتے ہیں دشمن جان ستان بھی
ان کے دوست ہو جاتے ہیں یہ لوگ قتل ہونا جانتے ہی نہیں بیشتر بلاؤں میں مبتلا ہو کر جانبر
ہوئے ہیں اب جو شہنشاہ نے ارادہ خود طلسم کشا سے مقابلہ کرنے کا کیا ہے میری رائے یہ ہے کہ
افسر اپنی سپاہ گران کا کسی ایسے کو کیجیے کہ جو مثل حضور کے ذی رتبہ ہو لڑائیاں دیکھے بھالے ہو
جنگ آزمودہ و ہوشیار ہو ماتحت اُس کے اکثر سرداران سپاہ ہوں وہ افسر تمامی سپاہ و لشکر
[illegible] اپنے ماتحت سرداروں اور لشکریوں کو حکم دے اُسی طور سے میدان جنگ میں دشمنوں سے
مقابلہ کریں اور قبل اپنے جانے کے اُس افسر کلان کو حضور مع سپاہ گران بمقابلہ طلسم کشا روانہ
کریں تاکہ وہ جا کر میدان جنگ میں فروکش ہو نقارہ جنگی بجوائے موافق اپنی حکمت و رائے
کے طلسم کشا و لشکر طلسم کشا سے لڑے وقت جنگ و جدال شہنشاہ بھی عرصہ مصاف میں آئیں
دشمنوں کو قتل و ہلاک کریں اس فکر و تدبیر سے عجب نہیں کہ حضور کو فتح حاصل ہو اگر پہلے سے
ایسی ہی فکر و تدبیر کی جاتی تو اسقدر کشت و خون نہوتا ساحران نامی کام نہ آتے دو دربند
فتح نہو جاتے وادی آپ کی قتل نہو جاتیں ایسی بربادی طلسم و اہل طلسم نہ ہوتی لوح طلسمی
اور تیغ فنا قبضہ صاحبقران میں نجاتا مشہور ہے کہ جب سردار سپاہ شجاع و آزمودہ کار ہوتا ہے
تو بیشتر دشمن پر فتحیاب ہوتا ہے حضور کی غفلت و اعتبار و بلا زمین سے یہ انجام ہوا ہے شہنشاہ خطا
معاف ہو سرداران سپاہ حضور سحر و ساحری جانتے ہیں طریقہ جنگ و عنوان صف آرائے رزم
سے ناواقف ہیں ہاں جو غیر ساحر ہیں وہ فنون جنگ و طریقہ مصاف سے خوب آگاہ ہیں شہنشاہ
ساحران نے جواب دیا کہ اے ملک جی فی زمانہ جاری بداقبالی ہے اور دشمنوں کی خوش اقبالی ہے
علی الخصوص طلسم کشا کا اختر اقبال اوج پر ہے جو چاہے کوئی کیسے جیسا کہ تمنے یہ کہا کہ ہمنے
غفلات کی جس طرح لڑنا چاہیے تھا اُس طور سے جنگ و جدال طلسم کشا سے نہیں کی گئی اسیوجہ سے
ہزارہا ادنی ساحر اور اکثر ساحران نامی قتل ہوئے دو دربند طلسم و دیگر مقامات و مرحلات
فتح ہو گئے خیر جو کچھ ہونا تھا وہ تو ہوا اب ہم کو اگر افسری سپاہ کی دیجائے تو لڑائی کو فتح
کرو [illegible] طلسم کشا وغیرہ کو قتل و اسیر کر دے [illegible] نے عرض کیا کہ ہمکو تو افسری لشکر سے
[illegible] الا [illegible] خداوند کو عہدہ سپہ سالاری لشکر مرحمت فرمایئے یہ قابل و لائق افسری
ہیں ان کی موجودگی میں عہدۂ افسری مجھے منظور نہیں ہے لیکن اُن کی جانب سے انتظام کروں گا

شاہ طلسم زلزلہ نے راے اُس کی پسند کرکے عقرب جادو کو دس ہزار ساحرون کا افسر کیا
اور اژدر جادو کو بیس ہزار ساحرون کا سردار کیا خونریز جادو اپنے رفیق خاص کو بیس ہزار
ساحرون کا افسر کیا ہزبر جادو کو دس ہزار ساحرون کا سردار مقرر کیا گلشار جادو و پلنگ چشم
جادو کو دس ہزار ساحرون کا فرمانروا کیا مقہور جادو کو بیس ہزار ساحرون کا افسر کیا ہیبت جادو
کو دس ہزار ساحرون پر افسر کیا بعدہ تمامی لشکر و سرداران سپاہ کو ماتحت ساریق بن بقا
کا کرکے سپہ سالار اپنی سپاہ کا مقرر کرکے حکم دیا کہ ہمارے قلعے سے خیمہ و خرگاہ وغیرہ اسباب
و سامان ضروری نکالا جائے اور لشکر ہمارا آج سے کل تک سوے دربند دوم طلسم زلزلہ روانہ
ہو کر بمقابلہ لشکر طلسم کشا فروکش و صف آرا ہو ہم بھی ہنگام جنگ میدان جنگ مین آئین گے اپنے
دشمنون سے لڑین گے بدخواہون کو قتل و نیست و نابود کرین گے باغیون کو سزاے بغاوت
دین گے اب ہمین یہ منظور نہین کہ طلسم کشا دربند دوم سے مرحلات و مقامات سخت کو طے کرتا ہوا
ساحران طلسم کو قتل کرتا ہوا طلسم فتح کرتا ہوا تا خاص ہمارے قلعے تک آئے قلعہ کا محاصرہ کرے ہزارون
بندون کا کشت و خون دربند دوم سے ہمارے قلعے تک ہو طلسم تباہ و برباد ہو ہم اپنی جگہ پر
بیٹھے رہین طلسم کشا کو روکین اُس کو دلیرانہ یہان تک آنے دین یہ کہکے خاموش ہوا ملازمون
نے حسب الحکم شاہ طلسم کے بارگاہین و خیام و خرگاہ وغیرہ اسباب و سامان جنگ ضروری نکالا
پھر ایک لاکھ ساحران سپہ قلب اپنے افسرون کے حکم سے جلد جلد کمربندی مین مصروف
ہوے ساریق بن بقا نے عہدہ سپہ سالاری شاہ طلسم سے پاکر اپنے اُس سپاہ غیر ساحر کو بھی حکم
کمربندھنے کا دیا جو گلستان باختر سے ہمراہ رکاب شکست کھا کر آئے تھے سختگان اپنے خداوند
ساریق بن بقا کی طرف سے منتظم ہوا بعد تیاری لشکر و درستی اسباب جنگ ساریق بن بقا
وغیرہ غیر ساحر بھی تخت سحر وغیرہ سواری ہاے سحر پر سوار ہو کر ایک لاکھ لشکر ساحرون کا
اپنے ساتھ لے کر بصد کر و فر جانب دربند دوم روانہ ہوے دربند دوم مین بزم عشرت آراستہ
تھی جشن مع الخیر آنے صاحبقران کا ہو رہا تھا نازنینان خوب رو و خوش گلو رقص و نغمہ کر رہی
تھین جام جو گردش مین تھا صاحبقران سلطان کیوان شکوہ رونق افزاے بزم عیش و
سرور تھے جملہ ساحران نامی و نامور مع ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو
علی قدر مراتب بیٹھین و بسیار امیر ذی وقار بیٹھے ہوے تھے بصد خوشی جام جو پی رہے تھے ناچ
نازنینون کا دیکھ رہے تھے گانا اُن کا سن رہے تھے سواے خوشی و خرمی کسی طرح کا رنج و ملال
نہ تھا ساحران لشکر بھی شادمان تھے اور بقول راوی دیگر جشن ہو چکا تھا صاحبقران کا
ارادہ تھا کہ دربند دوم سے آگے روانہ ہون باین خیال بزم مشورت و براے پرسش حالات طلسم
آراستہ کرائی تھی حنظل جادو و اشتفاق جادو و ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو وغیرہ ساحران
نامی کو جمع کرکے اُن سے دریافت کر رہے تھے کہ یہان سے آگے کونسا مرحلہ ملے گا یا کوئی دربند
ملے گا نام مالک دربند کا کیا ہے ہنوز ساحران نامبردہ نے کچھ ظاہر نہ کیا تھا کہ سوے فلک لکہ ہاے
ابر سیاہ و سفید مائل بہ تیرگی چند در چند پیدا ہوے اُن لکہ ہاے ابر مین برق کی چمک رعد کی آواز
تھی جب وہ لکہ ابر قریب تر آگئے یکایک شق ہوے صاحبقران و اشتفاق جادو و حنظل جادو
وغیرہ نے دیکھا کہ تخت سحر و طاؤس سحر عقاب سحر بط سحر اژدر سحر وغیرہ سحر کی سواریون پر ساحران

سپہ قلب سوار ہین ہر ایک لشکر کا جدا جدا سردار ہی پس پشت اُس کے اُس کی سپاہ ہی اکثر ساحران
زشت خو سیہ رو تھے پیشانیون پر اُن کے قشقے سیندور کے کھینچے تھے ہاتھون پر نشان بیدین ہونے کے
نمودین بر مین مرزائیان سرون پر ٹوپیان بار پیچہ ہاے سفت کی پہنے ہوے دھوتیان باندھے
پس پشت و بالاے دوش جھولیان اسباب سحر کی بھری ہوئی رکھی ہوئی ہاتھون مین ترسول پھنسولا
لبون پر ذکر و اسماے سامری و جمشید ہین تبور و عمل کرتے ہوے آتے ہین قلب سپاہ مذکور مین
ایک تخت سحر کلان پر ساریق بن بقا تاج شاہی سر پر رکھے ہوے قبلہ قبا پہنے ہوے
بیٹھا ہی اپنی شان و شوکت و سراپا پر نظر کرتا ہوا مسکراتا ہوا سیر کرتا ہوا ور برو وپیش و یسار
دیکھتا ہوا آتا ہی پس پشت اُس کے سخنگان ہین سخنگان کے عقب مین لشکری غیر ساحر ہین ہر ایک
مسلح و مکمل ہی اور بقول راوی دیگر ساریق بن بقا و سخنگان مع اپنی سپاہ غیر ساحر کے تخت سحر پر
سوار ہوکے نہین آیا غرضکہ بہر طور ساریق بن بقا سپہ سالار ہوکر ایک لاکھ ساحرون کی جمعیت
سے بکروفر و بشان و شوکت آکر بمقابلہ لشکر صاحبقران کشورستان بارگاہ و خیام برپا و ایستادہ
کراکے فروکش ہوا لشکر اُس کا صحراے وسیع و سبزہ زار مین اترا صاحبقران ذیشان ساریق
بن بقا کو مع سخنگان دیکھکر خواجہ طیفور گردپا وغیرہ سے فرمانے لگے کہ انھین دونون بیدین
وکافرون کے تعاقب مین ہمارا یہان تک آنا ہوا ہی طلسم زلزلہ مین داخل ہوکر انھون نے پناہ لی
تھی آج یہ دونون نابکار نظر آئے ہین ہمراہ لشکر ساحران سپہ بر وجہ سے لڑنے کو آئے ہین عجب نہین
کہ قضا ان کی ان کو کشان کشان یہان لائی ہو اگر یہ دونون نابکار داخل طلسم زلزلہ ہوکر پناہ گزین
نہوتے تو ہرگز ہم براے طلسم کشائی طلسم زلزلہ کمر ہمت نہ باندھتے اور فتح کرتے ہوے اس
طلسم کو یہان تک نہ آتے اگر خداوند عالم نے چاہا تو اب ان نابکارون کو تہ تیغ کرکے باقیماندہ اس
طلسم کو فتح کرکے سوے خانہ کعبہ جائین گے شریک جنگ ہونگے کفار سے لڑین گے اپنے پیغمبر وقت
جناب محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نصرت کرین گے اگر منظور خدا ہوا تو لڑائی کو فتح
کرین گے کفار قریش وغیرہ کو قتل و اسیر کرکے مال و متاع اُن کا غارت کرین گے یا دست کفار
سے قتل ہوکر داخل شہدا ہونگے اشتقاق جادو و حنظل جادو و بحرین جادو و خواجہ
طیفور گردپا نے عرض کیا کہ انشاء اللہ تعالی ان سب بیدینون پر آپ ظفریاب ہونگے آپ کی
تیغ آبدار سے یہ قتل ہونگے ابھی ساحران ناری خدمت گرامی صاحبقران ذیشان مین عرض
کر رہے تھے کہ آفتاب عالمتاب جانب غرب جاکر نگاہ سے نہان ہوا پھر تو دمبدم تاریکی شب
زیادہ ہونے لگی ہنگام شب ساریق بن بقا نے کہ بعہدہ سپہ سالاری آیا تھا حکم دیا کہ ہمارے
لشکر مین طبل جنگی پر چوب لگائی جائے اور نفیر سحر بجائی جائے ہنگام سحر صاحبقران سے بدل و جان و
ایمان سے سر میدان مقابلہ کرین گے حتی الامکان قتل کرین گے ورنہ اسیر کرین گے ان کے
لشکر کو تباہ و برباد و قتل کرین گے شاہ طلسم زلزلہ کو ان کے شر و فساد سے محفوظ رکھین گے
نقد سر تازہ کرکے طلسم کشا وغیرہ کو نیست و نابود کردین گے ملازمان غیر ساحر نے حسب الحکم
ساریق بن بقا نقارہ جنگی پر چوب لگائی گئی صداے کوس حربی بلند ہوئی ساحرون نے
موافق حکم سپہ سالار مذکور نفیر سحر کو بجایا آواز نفیر مسطور بھی بلند ہوئی ساحر و غیر ساحر
صداے نقارہ و نفیر سے آگاہ ہوے کہ طبل و نقارہ جنگی پر چوب پڑی ہی اطلاع دی گئی ہی

کہ اس شب کو اپنے آلات حرب و ضرب کی درستی اور اپنے اپنے سحرون کی تیاری و سامان جنگ
مین مصروف ہون صبح کو میدان مصاف مین لشکر دشمن سے لڑائی ہوگی کشت و خون بے حد ہوگا
یہ سنکر سب ساحر و غیر ساحر تیاری و درستی سحر و آلات حرب و ضرب مین مصروف ہوئے جب
صدائے نفیر سحر و نقارہ جنگی کی سپاہ صاریق بن لقا مین بلند ہوئی خواجہ طیفور گردیا و دیگر ساحران
خبر رسان برائے دریافت خبر بعجلت گئے بعد دریافت خبر خواجہ وغیرہ نے خدمت صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ مین آکر دست بستہ عرض کیا کہ اے امیر با توقیر آگاہ ہوجیے کہ صاریق
بن لقا سپہ سالار ہوکر مع لشکر کثیر آیا ہے اُس نے نقارہ جنگی بجوایا ہے ارادہ اُس نابکار کا بستورہ
سختگان یہ ہے کہ ہنگام سحر میدان کارزار مین آکر شعلۂ آتش کینہ دیرینہ کو اپنے کانون سینے سے
لگائے اور ملازمان و مطیعان حضور سے جنگ آزما ہو باقی خیریت ہے صاحبقران کشورستان
نے بھروسہ مدد الٰہی پر کرکے حکم دیا کہدو کہ ہمارے لشکر ظفر اثر مین بھی بعنایت ایزدی کوس حربی
بجایا جائے اور موافق قاعدہ ساحران جو ساحر کہ ہماری سپاہ مین ہین وہ نفیر سحر بجائین اہل لشکر
کو اطلاع دین کہ وقت صبح میدان رزم مین جنگ عظیم ہوگی لہذا سب اعلیٰ و ادنیٰ ساحر با خبر ہوکر
سامان جنگ مین مصروف و مشغول ہون بحکم خواجہ طیفور گردیا نے جاکر نقارہ جنگی بجوایا
ساحرون نے نفیر سحر کو دم دیا آواز کوس حربی و نفیر سحر بلند ہوئی ہر ایک ادنیٰ اعلیٰ ساحر اس
خبر سے آگاہ ہوکر تیاری سحر مین مصروف ہوا اگیاری کرکے اشلوک پڑھ راتب آگ پر ڈالکر تیاری
سحر مین مشغول ہوا آندھیان دمبدم آنے لگین ہوائے تند و تیز چلنے لگی پیر سحر کے آنے لگے
بچہ خوک یا خون خوک سحر کے پیرون کی بھینٹ دینے لگے چٹکی ہونے لگی ساحران نامی و نامور
بڑے بڑے سحر تیار کرنے لگے گوگل لونگ کافور وغیرہ کی بو آنے لگی جا بجا اگیاری ہونے لگی
پیر سحر کے آنا شروع ہوئے غرضکہ تمام شب دونون لشکرون مین بعد بجنے نقارہ جنگی و نفیر سحر
کے تیاری جنگ خوب ہوئی جب شاہ انجم سپاہ خبر آمد شاہ خاور سنکے خوف سے تاب تحمل قیام
نہ لاکر سوئے غرب رخ کرکے مع اپنی سپاہ کے پوشیدہ ہوا اور سپیدہ سحری آسمان پر جلوہ گر ہوا
تاریکی شب دمبدم دفع ہونے لگی روشنی صبح آنا فانا بڑھنے لگی نسیم سحر چلنے لگی غنچے باغ جہان مین
شگفتہ ہونے لگے طائران خوش الحان اپنے اپنے آشیانے سے نکل نکل کر حمد و ثنائے باغبان
جہان و گلپرور گلشن و چمن کون و مکان مین چہچہے کرنے لگے بزبان بے زبانی ذکر خداوند عالم
کرنے لگے بلبلین نغمہ سرا ہوئین چہرہ گلہائے گلشن پر ہزار جان فدا ہوئین اسلام آباد شہر دین
مؤذن اذان سے بہرہ مند ہوئے صدائے اللہ اکبر بلندی مندرون مین آواز ناقوس
اور گھنٹی کی بلند ہوئی لشکر صاحبقران مین بھی خواجہ طیفور گردیا نے اذان کہی صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ خواب نوشین سے بیدار ہوئے آثار سحر فلک پر پاکر بستر خواب سے
اٹھے بعد فراغ امور ضروری وضو فریضہ سحری بخشوع و خضوع و رکوع قلب پڑھنے مین
مصروف ہوئے خواجہ موصوف نے بھی نماز سحر پڑھی جب صاحبقران کشورستان بھی
نماز و وظیفہ سے فارغ ہوئے سلاح جنگ تن پر آراستہ کرکے لوح طلسمی اپنے گلے مین ڈالکے
بارگاہ سے مانند آفتاب تابان برآمد ہوئے اخلاق جادو و حنظل جادو و بحرین جادو
وغیرہ جملہ ساحران نامی و نامور نے باادب سلام کیا صاحبقران نے جواب سلام دیکر پوچھا

کہ اہل لشکر ہمارے تیار ہیں کمر بندی ہوچکی ہے یا ابھی نہیں اشتفاق جادو وغیرہ نے عرض کیا کہ
ہم مطیعان حضور نے قبل طلوع صبح صادق سے لشکریوں ساحروں کو حکم کمربندی کا دیا تھا اب
سب آمادہ جنگ و سحر و ساحری پر تیار ہیں صاحبقران کشورستان نے سرداران سپاہ کے
حسن انتظام کی ثنا کرکے مرکب اپنا طلب کیا خدام جلد تر مرکب کو زین و لجام سے آراستہ کرکے
لائے امیر با توقیر بسم اللہ کہکر مرکب پر سوار ہوئے پھر اشتفاق جادو و مکرین جادو و مشعل
جادو و ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و نیرنگ جادو وغیرہ جملہ
ساحران نامی بقول راوی اول سحر کی سواریوں پر سوار ہوے ساحران لشکری بھی مختلف
سحر کی سواریوں پر سوار ہوکر ادنا ٹھہرے رہے جب صاحبقران نے مرکب اپنا سوے جنگاہ
بڑھایا جملہ اعلیٰ ادنیٰ ساحر کہ قریب ایک لاکھ کے تھے پس پشت بروے ہوا زمین سے بلند ہوکر
ابر میں غائب ہوکر عجائب و غرائب سحر دکھاتے ہوے سمت عرصہ کارزار چلے اور بقول
راوی دیگر سب بالاے زمین ہمراہ رکاب صاحبقران سوے رزمگاہ کہ نزدیک تھی پا پیادہ
چلے غرضکہ بہرطور صاحبقران کشورستان تھوڑی راہ طے کرکے میدان مصاف میں پہونچے
پہونچ کر حسب قاعدہ درستی میدان جنگ و صف آرائی سپاہ ظہور میں نہ آئی تھی کہ سامنے سے
یکبار چند لکہ ہاے ابر سیاہ و سفید مائل بہ تیرگی وغیرہ پیدا ہوے اُن ابر کے ٹکڑوں میں سے
آناً فاناً برق زور و شور سے ظاہر ہوتی تھی کڑک دمبدم ہوتی تھی صداے رعد ایسی مہیب
آتی تھی کہ پناہ بذات خدا کسی ابر کے پارے سے آگ کے انگارے کسی لکہ ابر سے سنگباری
ہوتی تھی کسی پارہ ابر سے پھول رنگا رنگ برستے تھے زمین پر گرتے ہی غائب و معدوم ہوجاتے
تھے الحاصل ساحران نامی بصد قہر و غضب غیظ و غضب اپنا ظاہر کرتے ہوے عجائب و غرائب
دکھاتے ہوے آتے تھے جب وہ پارہ ابرہاے مختلف رنگ نزدیک آگئے یکایک شق ہوکے
صاحبقران سلطان کیوان شکوہ و مکرین جادو و اشتفاق جادو و ملکہ دبدبہ سحر ساز
جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو وغیرہ نے دیکھا کہ تخت سحر و طاؤس سحر و اژدر سحر و عقاب سحر
وغیرہ مختلف سحر کی سواریوں پر ساحران نابکار سوار ہیں مرزائیاں اُن کے گلوں میں ہیں
دھوتیاں باندھے ہوے ہیں جھولیاں اسباب سحر کی لٹکے دوش پر رکھے ہوے ہیں ہاتھوں میں
ترسول یا سول ہیں مختلف کلمات اپنی زبانوں پر باآواز بلند کہتے ہوے بلندی سے سوے
پستی آتے ہیں کبھی ہو دسر مست جادو کو بخداوندی پکارتے ہیں گاہ نام سامری اور
جمشید اپنی زبانوں پر جاری کرتے ہیں ساریق بن بقا مع سختنگان ایک تخت سحر طاؤسی
پر بیٹھا ہوا ہے سر پر تاج شاہی جواہر نگار رکھے ہے بر میں قبلے شاہانہ پہنے ہے پس پشت اسکے
سختنگان بیٹھا ہوا ہے ساریق بن بقا کچھ پوچھ رہا ہے سختنگان جواب دے رہا ہے ساریق
مسکرا رہا ہے تاج کو اپنے سر پر ٹھیک رکھتا ہے ابھی خواجہ طیفور کر دیا و صاحبقران وغیرہ
دیکھ رہے تھے کہ ساریق بن بقا و سختنگان نے سوے پستی آکر تخت سے اتر کر قیام کیا
تمام ساحر بھی سوے پستی آئے حکم ساریق بن بقا سے پہلے جنگاہ سے دور تر فاصلے سے
بارگاہ و خیام ایستادہ و برپا ہوے بعدہ واسطے درستی میدان کارزار کے چند ساحر لشکر
سے نکل کر صاحبقران کے حکم سے بھی کئی ساحر واسطے میدان رزم کے درستی کی فکر سے

باہر نکلے کسی ساحر نے ایسا سحر کیا کہ صحرا سے تیلے بیلچے دوش پر رکھے ہوئے پیدا ہوئے
انھون نے زمین عرصہ مصاف کی پستی و بلندی کو بیلچون سے ہموار کرنا شروع کیا کسی ساحر نے
اپنے سحر سے تیلے پہاڑے و کلنگ بر دوش صحرا کی سمت سے ظاہر کیے انھون نے بھی ہمواری
عرصہ کارزار مین شرکت کی جھاڑی جھنڈی کو کاٹ کر صحرا سے دور کیا زمین ناہموار کو ہموار کیا
پھر وہ سب تیلے میدان جنگ سے سرکے جن ساحرون نے بزور سحر ان کو جانب صحرا سے طلب
کیا تھا انھون نے پھر ایسا سحر کیا کہ وہ تیلے شمع کی صورت روشن ہوکر معدوم ہوگئے پھر دو
جانب سے ساحرون نے برابر ایسے اپنے سحر کیے کہ ٹکڑے ابر سیاہ کے سوے فلک پیدا ہوکر
عرصہ کارزار پر محیط ہوکر برسنے لگے گرد و غبار کو دفع کرنے لگے زمین خشک کو بارش آب سے
سرد و تر کرنے لگے یہان تک کہ تمام میدان کارزار کثرت بارش ابر سحر سے بخوبی سرد و تر ہوگیا
گرد و غبار دفع ہوگیا زمین میدان رزم نہایت سرد و تر ہوگئی ہوا کے سرد عرصہ مصاف
سے آنے لگی قلب کو برودت پہونچانے لگی جب اس طرح درستی میدان جنگ ہوچکی ان
ساحرون نے اپنے سحر کے ابرون کو دفع کر دیا پھر دونون جانب سے صف آرائی لشکر ہونے لگی
میمنہ و میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمین گاہ ہر ایک لشکر کا حسب دلخواہ آراستہ کیا گیا ساحران
نامی و ناموران و سرداران نامی یمین و یسار و جناح و ساقہ و کمین گاہ مین مقرر و متعین کیے گئے
ادھر قلب لشکر مین ساریق بن لقا و خستگان مع چند ساحران نامی ٹھہرے ادھر صاحبقران
اپنے لشکر سے چند قدم و بقولے چالیس قدم آگے کھڑے ہوئے خواجہ طیفور گردیا گلیم بر دوش
رکاب پر ہاتھ رکھے رہے ہمراہ صاحبقران ہر قلب لشکر مین ملکہ دبدبہ سحر ساتھ جادو و ملکہ
بہار گل پوش جادو کہ خاندان و عزیزداران شاہ طلسم سے تھین حسب ہدایت صاحبقران
قیام پذیر ہوئین جب طرفین سے صف آرائی سپاہ عظیم ہوچکی بقول راوی موافق قاعدہ چند کس
لشکر صاحبقران سے اور کچھ لوگ لشکر مخالف مذکور سے نکل کر درمیان میدان کارزار
آئے انھون نے اپنی اپنی نقابت و نصیحت سے ساحران ہر دو لشکر کو آمادہ جنگ و ستیز کیا
و بقول راوی دیگر صاحبقران کشورستان نے مرکب کو اپنے جولان کرکے قریب صفوف لشکر
حریف جاکر مرکب کو روک کر برائے اتمام حجت و ہدایت باواز بلند کہا کہ اے ساریق بن لقا
ادمر دو دبار گاہ خدا کہان ہے سامنے آ تو بچہ ہم کہتے ہین بگوش شنو اور عمل کر ورنہ تیرے حق مین
اچھا نہوگا ساریق بن لقا ہمراہ خستگان تخت پر سوار ڈرتا ہوا سامنے آیا امیر با توقیر نے
اس سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ اے ساریق بن لقا آگاہ ہوکہ تو گلستان باختر سے شکست کھاکر
اثنائے راہ مین کفار سے پناہ لیتا ہوا یہان تک بھاگ کے آیا مگر ہمنے تیرے تعاقب سے
ہاتھ نہ اٹھایا تو ہی باعث اس طلسم کے فتح ہونے کا ہوا ہے اگر تو اس طلسم مین بھاگ کر نہ آتا
تو ہم ہرگز اس طلسم کے فتح کرنے پر آمادہ نہوتے تو نے تو اپنی دانست مین جاے پناہ اس
طلسم کی زمین کو تصور کیا ہوگا اور یہ خیال کیا ہوگا کہ یہان تک صاحبقران نہ آسکین گے
مگر امداد خدا سے ہمنے لوح طلسمی اور حقیقتاً بدشواری حاصل کیے اکثر مقامات سخت گذار
اور دو دربند اس طلسم کے فتح کیے اکثر ساحران نامی و ناموران کو قتل کیا ہزارہا ساحرون کو
قتل و مطیع دین اسلام کیا تنہا مع خواجہ اپنے لشکر سے ادھر آئے تھے فضل و کرم خدا سے

اسقدر جمعیت سپاہ بہم پہونچائی ہی اشفاق جادو و حنظل جادو و بحرین جادو و ملکہ
بہار گل پوش جادو و ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو وغیرہ وغیرہ ساحران نامی و نامور کو اپنا
مطیع و فرمانبردار اور مطیع دین اسلام کیا ہی باقیماندہ یہ طلسم بھی انشاء اللہ تعالی بہدایت لوح طلسمی
فتح کرینگے جو کوئی مطیع دین اسلام یا مسلمان ہوگا وہ تو جانبر ہوگا ورنہ ہم سب بیدینون کو
تہ تیغ کرینگے کسی کافر کو زندہ نچھوڑینگے آج بعد مدت تو ہمراہ سپاہ آیا ہی ارادہ ہمسے مقابلے
و مجادلے کا رکھتا ہی میدان مین صف آرائے سپاہ عظیم ہوا ہی دانستہ کوچہ نادانی مین تونے قدم
رکھا ہی خیال کر کہ کبھی کسی لڑائی مین تونے ہنگام جنگ ہمکو شکست دی ہی جب ہمسے جنگ آزما ہوا ہی
خود ہی پسپا ہوا ہی یا بھاگا ہی اسوقت ہمسے اور ہمارے لشکر سے مقابلہ کرکے کیا فتحیاب ہوگا
ہرگز اپنی مراد دلی کو نہ پہونچیگا ہماری شجاعت تحریر آشکارہ و عیان ہی علاوہ شجاعت موروثی
کے ہم صاحب اسم اعظم و صاحب لوح طلسمی ہین ہمپر سحر کارگر نہوگا اگر تیرے ہمراہ سپاہ کثیر
ساحران ہی تو ہمارے پاس بھی لشکر عظیم ہی ہنگام جنگ کشت و خون بسیار ہوگا ہزارہا ساحر
جانبین کے کام آئینگے تو بھی ہماری تیغ آبدار سے قتل ہوگا سختگان بھی جانبر نہوگا پس اگر
اپنی زندگی چاہتا ہی تو اب بھی نشہ بادہ گمراہی و ضلالت و غرور و خودبینی دماغ سے زائل و
دفع کرکے ہوش مین آکے راہ راست پر آ دین اسلام کہ دین حق ہی بصدق دل اختیار کر ہم عہد
کرتے ہین کہ تجھسے بہ نیکی پیش آئینگے تجکو صاحب حکومت کرینگے اگر ہود سمست جادو
بادشاہ طلسم زلزلہ بھی راہ راست پر آئیگا تو اُس سے بھی نہ لڑینگے باقیماندہ طلسم زلزلہ کے فتح
کرنے سے دست بردار ہونگے ہمکو مال دنیا کی احتیاج نہین ہی صرف ترقی دین اسلام مطلوب ہی
یہ ہدایت کرکے صاحبقران خاموش ہوئے ساریق بن لقا نے سختگان سے مخاطب ہوکر
کہا کہ تونے سُنا کہ جو کچھ صاحبقران نے کہا ان کی تقریر کا کیا جواب دیا جائے اُس نے عرض کیا
کہ جو آپکو مناسب ہو وہ جواب دیجیے اگر مسلمان ہونا منظور ہی تو اقرار اپنے مسلمان ہونیکا
کیجیے ورنہ دلیرانہ مقابلہ کیجیے شاہ طلسم نے بھی آنیکا وعدہ کیا ہی غالبا وہ بھی آتے ہونگے
شریک جنگ ہونگے ابھی اس طلسم کا فتح ہونا بہت مشکل ہی ساریق بن لقا نے جواب دیا کہ میری
خداوندی سے بعید ہی کہ دین اسلام اختیار کرکے مطیع صاحبقران ہون بس تو ہماری جانب سے
یہ جواب صاف دیدے کہ ہرگز خداوند مسلمان نہونگے سختگان نے موافق کہنے ساریق بن لقا
کے پکار کر کہا کہ اے صاحبقران مجھکو تو تعمیل حکم حضور مین کچھ عذر نہین ہی اگر ہی تو بس اسی قدر
ہی کہ اگر خداوند ساریق بن لقا دائرہ دین اسلام مین آئینگے تو مین بھی ساتھ اُن کے سیر
گلشن دین اسلام کرونگا اور یہ خداوند مین مسلمان ہونا گوارا نہین کرتے ہین نہ اطاعت آپکی
ان کو منظور ہی بات مقابلہ کرنا مد نظر ہی یہ کہکر ہمراہ ساریق داخل قلب سپاہ ہوا ادھر امیر باتوقیر
ہدایت کرکے اپنی جائے قیام پر یہ فرماتے ہوئے تشریف لائے کہ یہ دونون بیدین ہرگز راہ راست
پر نہ آئینگے نہایت مغرور سیہ قلب ہین شیطان ان پر مسلط ہوا ہی اگر خدا نے چاہا تو ان کو
تہ تیغ آبدار کرینگے دنیا سے ان کافرون کو سوئے عدم و جہنم روانہ کرکے اپنے دل کو شادان
کرینگے خواجہ نے عرض کیا کہ ان دونون کو بارہا ہدایت دین اسلام کی کیگئی ہی ایسے سیہ قلب
ہین کہ تا ہنوز راہ راست پر نہ آئے اور نہ آئینگے یہان تک کہ اگر خدا نے چاہا تو آپکے

ہاتھ سے قتل ہونگے یہ ناری دنیا سے سوے دوزخ جائینگے ابھی خواجہ طیفور گردیا
صاحبقران سے عرض کر رہے تھے اور لشکر شاہ طلسم زلزلہ سے کوئی ساحر برائے جنگ و
سحر و ساحری نہ نکلا تھا لڑائی شروع نہوئی تھی صرف صف آرائی لشکر ہوئی تھی کہ ناگاہ ایک
جانب سے غبار غضنفر بلند ہوا صاحبقران کشورستان و خواجہ طیفور گردیا و جملہ ساحران ہمرد
سپاہ جانب غبار مذکور متوجہ ہوکر دیکھنے لگے بجائے خود کہنے لگے کہ اسوقت کون اس طرف
آتا ہے لشکر ہاے جانبین سے کس سپاہ و صاحب سپاہ کا معین و مددگار ہے ابھی سب دیکھ رہے
تھے کہ دست باد تند نے دامن غبار مذکور کو چاک کیا دیکھا کہ دو سوار مرکبوں پر بیٹھے ہوے
بسرعت تمام آتے ہیں ساریق بن لقا نے شختگان سے مخاطب ہوکر کہا کہ فہمیدی حال اچھ
تقدیر تازہ کرواہام آس نے جواب دیا کہ جو تقدیر کی ہے وہ اچھی نہ کی ہوگی بعد ایک لمحہ کے
حال معلوم ہی ہو جائے گا آپ کیا اچھی تقدیر پہنچیے گا آپ کی تقدیر تو خود ہی بری ہے آپ تو
عاجز ہیں بھاگتے ہوے یہاں تک آئے ہیں تقدیر آپ کی خود ہی گردش میں ہے بد تقدیر تقدیر
کیا کرے گا اور عاجز قدرت کیا دکھائے گا ساریق بن لقا اس کی باتوں سے جلیں بھنیں ہوا
ادھر صاحبقران نے جو غور کرکے دیکھا تو معلوم ہوا کہ دارا بن دارا بستین زرہ
بادشاہ لشکر اہل اسلام ہمراہ ایک ہزار سوار کے تشریف لاتے ہیں یہ دیکھتے ہی ازحد خوش
ہوکر نہایت شادمان ہوکر اشتقاق جادو و حنظل جادو و تکرین جادو وغیرہ جملہ ساحران
نامی و نامور او زبدہ سے ساحروں کو ہمراہ لے کر برائے استقبال روانہ ہوے خواجہ بھی
ہمراہ رکاب ہوے بعد قطع راہ قریب جاکر باادب تسلیم کرکے عرض کیا کہ آپ کے تشریف لانے سے
ازحد خوشی و شادمانی حاصل ہوئی لشکر ہمارا بغیر بادشاہ تھا مثل جسد بے جان تھا آپ کیا
تشریف لائے گویا جسد لشکر میں روح آئی یا باغ خزان رسیدہ میں بہار تازہ آئی یا سوے
گلشن باد بہار آئی جسمیں مثل اس کے خواجہ زادوں سے دریافت کیا تھا انھوں نے اپنے
علم کے ذریعے سے بیان کیا تھا کہ بادشاہ لشکر اہل اسلام فضل خدا سے مع الخیر ہیں ایک روز
ایسا آئے گا کہ ان سے ملاقات ہوگی اور شاہ سجاہ پھر اپنے لشکر میں تشریف لائینگے انکے
اس حکم لگانے سے فی الجملہ ہمکو اطمینان اور جملہ سرداران لشکر اسلام کو تسکین ہوئی تھی اور شبہہ بھی آپکی
بعد فکر و تدبیر اصلی نہ پائی گئی تھی اسوجہ سے زیادہ تر اطمینان دل کو تھا ارادہ تھا کہ آپ کی
جستجو میں صحرا نوردی اختیار کی جائے لیکن فکر فتحیابی طلسم زلزلہ سے اسقدر فرصت و مہلت
نہ ملی کہ آپ کی خدمت عالی تک رسائی ہوتی الحمدللہ والمنہ کہ گوہر مراد بے جستجو کے دستیاب ہوا
اب یہ فرمائیے کہ واقعہ آپ پر کیا گذرا اتنے دنوں تک آپ کہاں رہے اور یہ مرد بزرگ کون ہیں
جو آپ کے ہمراہ ہیں تجھ ان کی اپنی زبان سے سنا چاہیے بادشاہ لشکر موصوف نے مفصل حال اپنا
جو گذرا تھا بیان کرکے کہا کہ یہ مرد بزرگ ہمارے بزرگ ہیں منجم و اختر شناس بے بدیل و بے نظیر
ہیں ہمارے جان بخش بھی ہیں انھوں نے فرزندی میں ہمیں قبول کیا ہے ان کی دختر ہمارے
عقد میں آئی ہے اتنے زمانے تک ہم ان کے مکان میں کہ بیرون طلسم ہے بعیش و راحت و
آرام رہے کسی طرح کی تکلیف نہیں اٹھائی فی زمانہ انھوں نے خبر دریافت کرکے جیسا ارشاد
کیا تھا کہ صاحبقران لوح طلسمی حاصل کرکے فتح طلسم زلزلہ کر رہے ہیں علاوہ اکثر مقامات

کشان کشان مانند اجل رسیدہ کے طلب کرکے قتل کرین زمین عرصہ جنگ کو ان کے خون سے
رنگین کرین صاحبقران کو لاشہ ان کا آلودہ خاک و خون مین دکھا کر رلائین سختگان نے
جواب دیا کہ مجھے یہ یقین نہین کہ بادشاہ لشکر اہل اسلام قتل ہون اور صاحبقران ان کے
لاشے پر آج اشکبار ہون ابھی سختگان ساریق بن لقا سے ہمسخن تھا اور دونون لشکر
صف آرا تھے کوئی ساحر و غیر ساحر کسی لشکر سے نہ نکلا تھا کہ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائین چلنے لگے
ہوا سے سرو کے چلے بوے گلہاے خوشبو دور سے آئی سوے فلک دیکھا ایک لکۂ ابر کا کر بسیر خی
ظاہر ہوا اس ابر سے دمبدم زور شور سے برق کی نمود ہوتی تھی صداے رعد ایسی آتی تھی کہ
سننے والون کے جگر تھرا تے تھے ابر مذکور سے متواتر بارش مروارید آبدار و گلہاے خوشبودا
ہوتی تھی ہوا ان گلون کی خوشبو کو دور تک لیجاتی تھی ساحران ہر دو سپاہ و صاحبقران عالیجاہ
ابھی سوے ابر مذکور دیکھ رہے تھے سختگان و ساریق بن لقا یہ دونون بھی جانب ابر
نگران تھے کہ اژدر جادو و مقہور جادو و ضیغم جادو و خونریز جادو و عقرب جادو و
گلنار یاسمن چشم جادو و افسران سپاہ ساحران نے باہم کہا کہ دیکھو خداوند ہوش مست
جادو کس قہر و غضب و شان و شوکت سے ادھر آتے ہین جلد براے استقبال چلو یہ کہکر
ساحران نامبردہ براے استقبال بجمعیت سپاہ کثیر روانہ ہوے جب وہ ابر قریب آکر ہوا پر قائم
ہوا یکایک بجلی کڑکی اور ایسے زور سے کڑک ہوئی کہ بزدلون کے جگر تھرا گئے اکثر ساحر خوف سے
گر پڑے بعد کڑکنے برق کے ابر شق ہوا درمیان ابر سے ایک ایسا تخت طلائی جواہر نگار ظاہر
ہوا دیکھا کہ بالاے تخت مذکور شاہ طلسم زلزلہ تاج شاہی سر پر رکھے قباے قلکار و جواہر دوزی پہنے ہو
نہایت غضبناک بیٹھا ہوا ہے بالاے فرق شاہ طلسم زلزلہ ایک آفتاب سحر جلوہ گر جو ہوا پر قائم تھا
اژدر جادو و ضیغم جادو وغیرہ نے باادب سلام کیا بعدہ دیکھا کہ پس پشت شاہ مذکور کے ساحران
نامی کا ہے ان مین زلزلہ جادو بھی ہے جو اپنے وقت کا سامری ہے شاہ طلسم نے پہلے زلزلہ جادو و
اژدر جادو وغیرہ سے مخاطب ہو کر حکم دیا کہ تم سب جاکر شریک لشکر نابدولت ہو کر ہمارے
دشمنون سے لڑو ہم بھی اپنے بدخواہون نمکحرامون کو قتل و ہلاک کرینگے جملہ ساحران مذکور
حسب الحکم شریک لشکر ہوے ابھی صاحبقران کشورستان وغیرہ سوے شاہ طلسم دیکھ رہے
تھے کہ ہوش مست جادو نے سوے لشکر طلسم کشا دیکھکر اشتفاق جادو اپنے وزیر کو دم پر نظر
کرکے ازحد غضبناک ہوکے پکار کر کہا کہ او اشتفاق جادو نمکحرام تونے بھی نمکحرامی پر کمر باندھکر
ہم سے منحرف ہوکر شرکت طلسم کشا کی اختیار کی ہمنے تجھسے کیا برائی کی تھی جس کے عوض مین تونے
بغاوت اختیار کی وزیر موصوف نے اسے جواب دیا کہ اے شہنشاہ اس سے بڑھکر کوئی برائی کیا ہوگی
کہ برسون آپ نے مجھسے پرستش کرائی اپنے تئین خداوند کہوایا گمراہ کیا اب خوبی قسمت سے
بہدایت طلسم کشا مین نے اپنے معبود حقیقی کو پہچانا اور مطیع دین اسلام ہوکر شرکت طلسم کشا
اپنے محسن کی اختیار کی آپکو لازم ہے کہ دعوی خداوندی سے باز آکر خداپرستی اختیار کیجیے اور
اطاعت طلسم کشا کی قبول کیجیے جنگ و جدال سے باز آئیے کشت و خون بندگان خدا سے دست بردار
ہوجیے اپنی جان و مال و طلسم کو بچائیے شاہ طلسم نے اس کی تقریر سنکے اژدر جادو کو حکم دیا کہ
اس نابکار بدگفتار کو لشکر سے نکالکر قتل کرکے یا اسیر کرکے روبرو نابدولت لا حسب الحکم اژدر جادو

کہ ساحر نامی و ناموس ہوا اور سرداران سپاہ سے ہو تخت سحر پر سوار ہو کر لشکر سے نکل کر پکارا کہ
او اشفاق جادو نمک حرام جلد لشکر سے نکل کر مجھ سے مقابلہ کر اشفاق جادو وزیر دوم شاہ طلسم زلزلہ
صاحبقران سے اجازت لے کر تخت طاؤسی سحر پر سوار ہو کر اپنے لشکر سے نکل کر روبرو ہوا جاکر
حریف نامور کے روبرو ٹھہرا اژدر نے برہم ہو کر گولہ فولادی سحر دم کر کے سینہ اشفاق جادو
پر مارا ادھر وزیر نامور نے فی الفور کارد سحر ایسی لگائی کہ اس گولے کے دو ٹکڑے ہوئے
اژدر جادو نے غضبناک ہو کر ترنج سحر دم کر کے مارا اشفاق جادو نے اسلحہ سحر پڑھ کر
انگشت سے اشارہ کیا کہ وہ ترنج درمیان سے مانند خار کٹ کر زمین پر گرا جب دو سحر اژدر جادو
کے کارگر نہوئے از حد برہم ہو کر بزور سحر اژدر آتش فشان بنکر اپنے تخت سحر سے روبرو ہوا
شعلے دہن سے نکالتا ہوا دہن کھولے ہوئے جانب حریف بارادہ ہلاکت چلا اشفاق جادو
جلد تر بزور سحر برق بنکر سوے فلک جاکر کڑک کر اسطرح اس پر گرا کہ خرمن حیات اس کا جل کر
خاک ہو گیا اژدر جادو دو ٹکڑے ہو کر خاک پر گر کے تڑپ کر مر گیا علامت اس کے مرگ کی
ظاہر ہوئی اشفاق جادو بصورت اصلی ہو کر اپنے تخت سحر پر آیا صاحبقران و بادشاہ لشکر
اہل اسلام وغیرہ خوش ہوئے شاہ طلسم زلزلہ نے منقور جادو کی طرف اشارہ کیا یہ ساحر نابکار
بھی لشکر سے نکل کر ہنگام جنگ دست اشفاق جادو سے بضرب کارد سحر ہلاک ہوا اسی طرح
سات ساحران نامی کو قتل کیا اور خود بھی زخمی ہوا شاہ طلسم نے غضبناک ہو کر حکم دیا کہ اس نمک حرام
و بدخواہ کو ہجوم کر کے گھیر کے گرفتار کر لو یا قتل کر ڈالو بحکم زلزلہ جادو ایک ہزار ساحروں کو
اپنے ہمراہ لے کر عقاب سحر پر سوار ہو کر زمین سے بلند ہو کر سوے اشفاق جادو چلا ادھر حکم
امیر با توقیر سے بحرین جادو بھی ایک ہزار ساحروں کو ساتھ لے کر تخت سحر پر سوار ہو کر بہ
مدد اشفاق جادو روبرو ہوا گیا زلزلہ جادو یہ وہ ساحر ہے کہ طلسم بند ہے اس کے سحر سے
زمین طلسم و قلعہ طلسمی کو ہر وقت زلزلہ رہتا ہے اور قلعے کو گردش رہتی ہے اپنے وقت کا سامری
ہے رتبہ اس کا مثل وزیر کے ہے جب یہ ساحر سامنے اشفاق جادو کے آیا پکارا کہ او اشفاق جادو
نمک حرام غضب کیا تو نے کہ خداوند سے اپنے منحرف ہو کر شرکت طلسم کشا اختیار کر کے چند ساحران
نامی و ناموس کو تو نے سر میدان قتل کیا اب میں تجھ کو قتل کروں گا یا اسیر کر کے خدمت شاہ
طلسم میں لے جاؤں گا اشفاق جادو نے جواب دیا کہ او زلزلہ جادو کیا بکتا ہے گو کہ تو ساحر
زبردست ہے لیکن مجھے کیا قتل و اسیر کرے گا میں تجھ سے سحر و ساحری میں میدان بازی کم نہیں
رکھتا ہوں یہ سنکے زلزلہ جادو کو غصہ آیا ناریل چوٹی دار اپنی جھولی سے نکال کر سحر دم کر کے
سینہ حریف پر لگایا اشفاق جادو نے کارد سحر ناریل پر لگائی ناریل کٹا سحر برطرف ہوا اشفاق
جادو مسکرایا زلزلہ جادو کو زیادہ غصہ آیا کارد سحر لے کر مع ہزار ساحروں کے آگے بڑھا
پھر حکم دیا کہ اس نمک حرام کو گھیر کر ہر طرف سے سحر کرو میں بھی اس پر کارد سحر لگاؤں گا ساحران
نامور بڑھے ادھر سے بحرین جادو ہزار ساحروں کی جمعیت سے بڑھا ہمراہیان زلزلہ جادو نے
اشفاق جادو پر یکبارگی مشکلات سحر کیے ادھر بحرین جادو و ہمراہیان بحرین جادو نے بھی
اپنے حریفوں پر سحر کیے لڑائی ہونے لگی جنگ مغلوبہ کی صورت پیدا ہوئی اشفاق جادو بزور سحر
برق بن کر چمک کر اپنے دشمنوں پر گرنے لگا ان کو قتل کرنے لگا زلزلہ جادو بھی لڑنے لگا

ناریل چوبی دار ساحران لشکر طلسم کشا پر مار کر آتش سحر سے جلانے لگا جابجا ساحر قتل و
ہلاک ہونے لگے لاشیں بلندی سے بر روے زمین گرنے لگیں یہان تک کہ ہنگام جنگ زلزلہ جادو
پر اشتقاق جادو برق بنکر گرا وہ بزور سحر غرق زمین ہوا اشتقاق جادو بصورت اصلی ہوکر جستجوے
زلزلہ جادو مین ادھر ادھر دیکھ رہا تھا کہ زلزلہ جادو نے زمین سے نکل کر کارد سحر لگائی اشتقاق
جادو بھی بزور سحر غرق زمین ہونے لگا مگر کارد مذکور شانے پر پڑی شانہ زخمی ہوا اشتقاق جادو
نے زخمی ہوکر اُس کے بھی کارد سحر لگائی ہرچند اُس نے اپنے تئین بچایا لیکن بازو پر اُس کے
زخم کاری آیا اشتقاق جادو نے چاہا کہ بڑھکر سر اُس کا کارد سحر سے قلم کرکے خدمت صاحبقران
مین لیجائے لیکن شاہ طلسم نے اس حال کے دیکھتے ہی حکم دیا کہ تمامی سپاہ ہماری حملہ ور ہوکر
اشتقاق جادو کو قتل کرے زلزلہ جادو کو بچالے بمجرد حکم ایک لاکھ ساحران سیہ قلب ہمراہ
اپنے سردارون کے اسباب سحر ہاتھون مین لیے ہوے سحر دم کرتے ہوے اسطرح بڑھے کہ
جیسے زور و شور سے سیل آتی ہے ادھر صاحبقران نے بھی اپنے تمامی لشکر کو بڑھنے اور لڑنے کا
حکم دیا اور خود بھی شمشیر آبدار علم کرکے ارادہ بڑھنے کا کیا جب دو دریاے لشکر باہم ملگئے تو
مخالفت سحر ہونے لگے لڑائی سحر کی ہونے لگی شور و غل ہونے لگا ساحران نابکار سامری و
جمشید کو کبھی چنگ ناگ کو پکارنے لگے بالاے زمین و بر روے ہوا بھی لڑائی ہونے لگی بادشاہ
طلسم زلزلہ نے یہ جنگ عظیم دیکھکر اپنے لشکر کو زیادہ قتل ہوتے دیکھکر غضبناک ہوکر سوے
آفتاب سحر انگشت سے اشارہ کیا فی الفور ایک ضو اُس مہر سحر سے موافق اشارہ شاہ
طلسم ایک گروہ ساحران لشکر طلسم کشا کے محیط ہوئی وہ مردمان گروہ حلقہ ضیاے مہر سحر مین
مبتلا ہوکے یون فریاد و نالہ کرنے لگے کہ حرارت ضیاے مہر سحر مانند آتش کے ہمین جلاے دیتی ہے
اس حلقے سے نکل نہین سکتے ہین اے صاحبقران جلد آکر ہماری خبر لیجیے آپ صاحب لوح طلسمی
ہین عکس لوح کا اس حلقے پر ڈالیے اس سحر سے ہمین نجات دیجیے ہم ایسے زبردست ساحر نہین
ہین کہ اس حلقہ ضیاے مہر سحر سے نکل سکین یا اس کو دفع کر سکین صاحبقران اُس گروہ
گرفتہ کی طرف شمشیر آبدار سے ساحرون کو قتل کرتے ہوے چلے ہنوز اُس گروہ تک نہ پہونچے
تھے کہ شاہ طلسم زلزلہ برق بنکر اُسی گروہ ساحران پر گرا سب کو مانند خس جلاکر خاک کر دیا جب
صاحبقران اُس گروہ خاک شدہ تک پہونچے شاہ طلسم زلزلہ طلسم کشا سے خائف ہوکر
عکس لوح طلسمی سے ڈر کر اپنے تخت سحر طلائی پر جو بر روے ہوا قائم تھا جاکر بیٹھا امیر با توقیر
اُس گروہ کے ساحران مقتول و خاک شدہ پر افسوس کرکے اُس جانب لڑتے ہوے چلے
جس طرف دشمنون کا نرغہ زیادہ دیکھا شاہ طلسم زلزلہ نے پھر ایک غول کو تجویز کرکے اُس آفتاب سحر
کی طرف کچھ پڑھ کر اشارہ کیا یہ سلوک اول ایک چمک مانند برق کے اُس آفتاب سحر سے نکل کر اُس
غول ساحران کے محیط ہوئی وہ ساحران بھی فریاد کناں ہوے صاحبقران اُن کی اعانت
کے واسطے ادھر چلے شاہ طلسم نے برق بنکر اُس غول پر بھی گرکے سب کو جلا دیا جب صاحبقران
لوح طلسمی بدست عکس لوح ڈالتے ہوے قریب پہونچے شاہ طلسم اُسی طرح بلند ہوکر اپنے
تخت طلائی پر قائم ہوکر بلندی سے جنگ مغلوبہ دیکھنے لگا کیونکہ جنگ عظیم ہو رہی تھی
صاحبقران ایک طرف نعرہ کوہ شگاف کرکے شمشیر آبدار سے ساحران لشکر حریف کو

پے در پے قتل کر رہے تھے جو ساحر سامنے قریب آتا تھا اُس پر تلوار لگا کر دو نیم کر دیتے تھے جو
ساحر سامنے سے بھاگتا تھا اُس پر عکس لوح کا ڈال دیتے تھے ایک طرف بحالت زخمداری استفاق جادو
لڑ رہا تھا ساحران لشکر شاہ طلسم کو گولے فولادی مار کر ہلاک کر رہا تھا ایک سمت حنظل جادو مالک
ورنبدا اول طلسم زلزلہ ناریل چوبی دار سحر دم کر کے بار بار لشکر حریف پر مار کر ہلاک کرتا تھا ایک سمت
بحرین جادو اپنے دریائے سحر میں دشمنوں کو ڈبو رہا تھا ایک غول میں ملکہ دیدبہ سحر ساز جادو
گولے آتشین جلتی کے گولوں کے سحر دم کر کے لگا رہی تھی اُن گولوں سے حریفوں کو قتل و زخمی
کر رہی تھی کسی گروہ میں ملکہ بہار گل پوش جادو تھی وہ گلدستہ سحر مار مار کر حریفوں کو اپنے
سحر میں مبتلا کر کے اُن کو دیوانہ کر کے اپنا عاشق بنا کے انھیں سے ساحران لشکر شاہ طلسم کو
قتل کرا رہی تھی کسی جگہ شہرنگ جادو کسی سمت اورنگ جادو کسی جانب بادشاہ لشکر اہل اسلام
شمشیر آبدار سے ساحروں کو دلیرانہ قتل کر رہے تھے اکثر ساحر اُن کی نگہبانی کر رہے تھے ساحروں کی
شر سے اُن کو بچا رہے تھے اسی طرح شاہ طلسم کے ساحران نامی بھی لڑ رہے تھے مہتر جادو
ایک سمت نارنج سحر مار کر کام ساحران لشکر طلسم کشا کا بار بار تمام کرتا تھا کسی سمت غبار جادو
اپنے حریفوں کو ترنج سحر بار بار مار کر خاک میں ملا رہا تھا کسی سمت بہر بیر جادو شیرانہ حملہ ور تھا
کارزار سے اپنے دشمنوں کو خاک و خون میں بھر رہا تھا ساریق بن لقا تخت پر بیٹھا ہوا جنگ
مغلوبہ دیکھ رہا تھا اگر کوئی ساحر لشکر طلسم کشا اُس تک پہونچتا تھا وہ نابکار اپنے معین و مددگار کو
برائے اعانت بلاتا تھا وہ ساحر آ کر اُس کو دفع کرتا تھا سخنداں بھی تماشائے جنگ دیکھ رہا تھا
بار بار مسکراتا تھا دل میں کہتا تھا کہ اگر ہمراہی ساریق بن لقا اختیار نکرتا تو یہ کیفیت بیان کی
دیکھنے میں نہ آتی کبھی ساریق بن لقا اپنے ماتحت ساحروں اور اپنے ہمراہی سواروں کو ترغیب جنگ
دیتا تھا صحرائے سبزہ زار میں جنگ مغلوبہ دور تک ہو رہی تھی دامن صحرا جانبین کے ساحروں کی
لاشوں سے بھرا ہوا تھا ہر جگہ کشتوں کے انبار لاشوں کے ڈھیر تھے صحرائے سبزہ زار خونریزی
ساحران سے لالہ زار ہو گیا تھا دریائے خون گویا رواں تھا ادنیٰ ساحر بھی جانبین کے موافق اپنی
لیاقت کے ماش سرسوں رائی بنولے وغیرہ پر سحر دم کر کے اپنے اپنے حریفوں پر مار رہے تھے
شور و غل عظیم بلند تھا دو لاکھ ساحروں میں لڑائی ہو رہی تھی لاش پر لاش گر رہی تھی گھبراہٹ
میں بھائی اپنے برادر پر حملہ ور اپنا جان کر کار دسحر مارتا تھا پدر پسر کو قتل کرتا تھا لڑکا اپنے
باپ کو ہلاک کرتا تھا غبار بلند تھا اچھی طرح دکھائی بھی نہ دیتا تھا بالائے زمین بھی اور بر روئے
ہوا بھی ساحروں سے لڑائی ہو رہی تھی اسباب سحر پر ساحر سحر کر کے دمبدم مار رہے تھے اپنے
اپنے دشمنوں کو قتل کر رہے تھے آتش سحر میدان کارزار میں شعلہ ور تھی ابر سحر سے اکثر ساحروں کے
آگ برس رہی تھی سیاہ حریف کے ساحر اسپند آسا جل رہے تھے ساحروں کے مرنے سے
دمبدم تاریکی ہو رہی تھی آندھیاں آ رہی تھیں ابر کے ٹکڑے آناً فاناً صدہا عیاں ہو رہے تھے
بجلیاں چمک رہی تھیں آوازیں رعد کی ایسی آ رہی تھیں پھر تحریک کے ہر ایک ساحر مقتول کے نام سے
اس طرح آواز بلند و دردناک کہہ رہے تھے کہ افسوس مردیم و بمطلب خود نرسیدیم کہ نام من
اژدر جادو یا نام من مہتر جادو بود اسی طرح ہزارہا اعلیٰ ادنیٰ ساحروں کے نام لے کر
یہ سحر کی آوازیں دے رہے تھے گو کہ جنگ مغلوبہ بروز روشن ہو رہی تھی مگر چونکہ ایک ایک

لگے ہیں صدہا ساحر اپنے دشمنون کے ہاتھ سے قتل ہوکر مر رہے تھے اُن کے مرگ کی علامتین
ظاہر ہو رہی تھیں تاریکی ہر ایک ساحر کے مرنے سے کم و زیادہ ہو رہی تھی بار بار بلکہ آناً فاناً میں
سیکڑون آندھیان مختلف رنگ کی آ رہی تھیں غبار اُڑ رہا تھا تاریکی بڑھتی ہی جاتی تھی کم ہوتی تھی
اُس تاریکی سے تاریکی شب گویا مشابہ تھی اکثر ساحرون نے برائے دفع تاریکی مشعلات سحر
روشن کی تھیں پنجشاخے سحر کے بکثرت دونون سپاہون میں روشن ہو گئے تھے روشنی مذکور
میں تمیز دوست و دشمن کی ہوتی تھی یہ جنگ عظیم مطول بہ مفصل کہان تک لکھی جائے گی مطول
ہی اور یہ جزو آخر جلد سوم گلستان باختر کا ہے ابھی مضامین دیگر بھی بطرز اختصار لکھنے منظور ہیں
لہذا باین سبب بطور خلاصہ تحریر کیا جاتا ہے کہ شاہ طلسم زلزلہ نے چند مرتبہ بدستور مرقوم الصدر
جانب آفتاب سحر کچھ اسماے سحر پڑھ پڑھ کر ارادہ جس غول یا جس گروہ ساحر کے اشارہ کیا
فوراً مثل برق جہندہ ایک ضو آفتاب مذکور سے نکل کر اُسی گروہ یا غول کے حلقہ زن ہوئی
اُس گروہ میں خواہ ساحران نامی ہون یا غیر نامی ہون حلقہ مذکور سے نکل نہ سکے اور حرارت و
تمازت ضیاے آفتاب سحر سے کہ بصورت حلقہ محیط ہو جاتی تھی شاذی ہوکر فریاد کنان ہوکے
صاحبقران کشورستان اُسی گروہ مبتلاے سحر کی طرف برائے دفع سحر لڑتے ہوے درمیان
ساحران بدخواہ کو قتل کرتے ہوے گئے جب تک اُس غول تک گئے شاہ طلسم نے برق بنکر
گروہ مذکور پر گر کر جلا دیا پھر خوف عکس لوح و خطر قتل سے بلند ہوکر اپنے تخت طلائی سحر پر قدم
رکھا امیر با توقیر دیکھتے ہی رہ گئے عکس لوح نہ ڈال سکے نہ اُس کو قتل کر سکے اس حکمت و تدبیر سے
شاہ طلسم نے ساٹھ ستر ہزار ساحرون کو قتل کیا اشتقاق جادو نے یہ رنگ جنگ دیکھ کر نہایت
افسوس کیا بعدہ پکار کر کہا کہ اے شاہ طلسم ارے تو عجب طرح کی جنگ کرتا ہے کیسا مرد ہے کہ نامردون کی سی
حیلہ کرتا ہے طلسم کشا سے بھاگتا ہے دم بھر بھی روبروے طلسم کشا نہیں ٹھہرتا ہے اسی بوتے پر
دعوی خداوندی کرتا ہے شاہ طلسم ہوکر ڈرتا ہے اگر مرد میدان نبرد ہے تو روبروے طلسم کشا آ
کچھ قدرت اپنی دکھا شاہ طلسم پر تقریر اُس کی اُس شور و غل میں پہنچی اُس کی طرف نظر کر کے سحر
اپنا غضبناک ہوا کہ سوے آفتاب مذکور نظر کرکے اشارہ جانب وزیر دوم کیا فی الفور بدستور
مذکور ایک برق کی مانند ضیا اُس آفتاب سے نکل کر اشتقاق جادو کے گرد حلقہ زن ہوئی پھر شاید
کہ وزیر مذکور نے بڑھ کر چاہا کہ برق بن کر اُس حلقے سے نکلے یا غرق زمین ہوکر جان بچائے مگر
ممکن نہ ہوا صاحبقران نے سمت وزیر مذکور جب بڑھایا تھا کہ شاہ طلسم برق بنکر اشتقاق جادو
پر بھی گرا گرتے ہی اُس کو جلا کر معدوم کیا اُس کے مرتے ہی آندھی سیاہ آئی ابر نمود ہوا بجلی
چمکی رعد آئی سنگ باری و برف باری ہوئی پھر اُس کے سحر کے پرون سے اُسی کے نام سے
پکار کر کہا کہ افسوس شاہ طلسم نے قتل کیا مجھ کو کہ نام میرا اشتقاق جادو تھا صاحبقران نے
اشتقاق جادو کو قتل ہوا دیکھ کر روتے ہوے مخزون ہوکر صبر کیا جلد پڑھا کر اس
اثنا میں شاہ طلسم اپنے تخت طلائی سحر پر چلا گیا امیر باتوقیر نے نعرہ کر کے باواز بلند کہا کہ
اے شاہ طلسم اگر مرد ہو تو سامنے ہمارے آ نامردون کی طرح ہمارے سامنے سے کیون اُڑ جاتے ہو
شاہ طلسم نے کچھ سوچ کر جواب دیا کہ اے طلسم کشا ہر چند کہ میں نے ہزارہا ساحرون کو قتل کیا
لیکن دل کو خوشی ایسی حاصل نہ ہوئی تھی جیسی خوشی اشتقاق جادو نامور کے قتل کرنے سے

حاصل ہوئی ہے ہم مرد میدان نبرد ہیں بزدل نہیں ہیں ہوشیار ہو جا کہ واسطے تیری ہلاکت کے
بھی آئے ہیں پھینکے بزور سحر برق بنکر سوے فلک گیا تا دیر غائب رہا بعد ازان بصورت برق
کڑک کر صاحبقران پر گرا صاحبقران نے عکس لوح کا ڈالا شاہ طلسم زلزلہ بصورت بجلی
ہو کر رو برو زمین پر گرا صاحبقران کشورستان نعرہ کر کے تیغ فنا شام سے کھینچکر اُس کی طرف
بڑھے شاہ طلسم نے عمدا بھاگنے اور جان اپنی بچانے میں تامل کیا یہان تک کہ صاحبقران نے
نزدیک جا کے نعرہ کر کے تلوار لگائی اُسوقت شاہ طلسم زلزلہ نے بھی ارادہ بھاگنے کا کیا مگر تلوار
جو سر پہ پڑی سر کو کاٹکر گردن میں مثل قطرہ آب کے اُترکر سینہ پر کینہ میں پہونچکر شکم و کمر سے
گذر کر زمین پر پہونچی اس طرح سے دو نیم کر کے بلند ہوئی لاشہ شاہ طلسم زلزلہ کا زمین پر تڑپ کر
سرد ہو گیا اُس کے مرتے ہی وہ تخت طلائی سحر اور وہ آفتاب سحر معدوم و غائب ہو گیا آثار مرگ
ساحر ظاہر ہوے یعنی آندھی سیاہ آئی ابر سیاہ فلک پر نمود ہوا برق چمکی صدا سے رعد آئی اور
برف باری و سنگ باری بھی ہوئی بعد تھوڑی دیر کے وہ آندھی اور تاریکی دفع ہوئی آواز آئی
کہ افسوس قتل کیا مجکو کہ نام میرا ہود سرمست جادو تھا بادشاہ طلسم زلزلہ کا تھا یہ آواز
دے کر بہر سحر کے چلے گئے افسران سپاہ شاہ طلسم زلزلہ نے جو دیکھا اور سنا کہ بادشاہ ہمارا
دست طلسم کشا سے قتل ہو گیا یا تو بجمعیت سپاہ دلیرانہ لڑ رہے تھے سحر و ساحری میں معروف
تھے دشمنوں کو اپنے قتل و ہلاک کر رہے تھے یا بیدل ہو کے پسپا ہو کر ارادہ بھاگنے کا کرنے لگے
سارق بن لقا بھی شاہ طلسم کے قتل ہوتے ہی سخنگان سے مخاطب ہو کر گویا ہوا کہ اے
شیطان درگاہ مین دیکھا تو نے کہ شاہ طلسم زلزلہ مارا گیا اب کیا کرنا چاہیے اُس نے کہا کہ آپ میری
رائے یہ ہے کہ تا پاسے داری بکر بیجا جان خود را نگاہدار بیدو ازین جا بسلامت جائے دیگر برید
سارق بن لقا نے جواب دیا کہ یہی لقاء بھی نے قبل سے کی تھی یہ کہکر آمادہ بھاگنے پر ہوا
صاحبقران نے جو دیکھا کہ ساحران سپاہ شاہ طلسم زلزلہ پسپا ہو کر بھاگنے پر آمادہ ہیں اور
شاہ طلسم کے قتل ہوتے ہی بیدل ہو گئے ہیں باواز بلند اپنے افسران سپاہ کو حکم دیا کہ دلیرانہ
حملہ ور ہو کر اپنے دشمنوں کو قتل کرو چار طرف سے گھیر لو بھاگنے نہ دو جلد جلد ایسے سحر کرو کہ حریف
بھاگنے نہ پائیں حسب الحکم افسران سپاہ خصوصا حسن قزل جادو و ملکہ و بدیہ سحر ساز جادو
و ملکہ بہار گلپوش جادو و بحرین جادو وغیرہ ساحران نامی نے بجمعیت سپاہ ساحران
بڑھ کر چہار طرف سے اپنے دشمنوں کو گھیر کر اسباب سحر پر سحر دم کر کے آگ پر لگانے شروع کیے آتش سحر سے اُن کو
جلانا اور ہلاک کرنا اور دریاے سحر میں ڈبونا شروع کیا صاحبقران کشورستان نے دلیرانہ
مرکب کو بڑھا کر تخت سارق بن لقا کے قریب جا کر نعرہ کوہ شگاف کر کے ہاتھ بڑھا کر کمربند سارق
بن لقا میں ہاتھ ڈال کر نعرہ اللہ اکبر کر کے تخت سے اُٹھا کر اپنے سر سے بلند کر کے گردش دیکر
کہا کہ اے سارق بن لقا اب شناخت و سجدہ پروردگار عالم و قبول دین اسلام میں کیا کہتا
ہے اُس نے جواب دیا کہ اے صاحبقران خداوند ہو کر ہرگز دین اسلام اختیار نکرونگا یہ سنکے
صاحبقران نے غضبناک ہو کر اسے زمین پر پٹکا کہ اعضا اُسکے سخت درد مند ہوے ہر چند کہ بحالت
درد مندی اعضا سارق بن لقا نے بارادہ جانبری قصد اُٹھنے کا کیا مگر صاحبقران نے
مہلت نہ دے کر بضرب شمشیر آبدار اُس کے دو ٹکڑے کیے اسی طرح خواجہ طیفور کو دیا نے

سنگان کو اٹھا کر سر سے بلند کر کے چرخ دے کر پوچھا کہ اے نابکار شناخت پروردگار عالم مین
کیا کہتا ہے اس نے بھی دین اسلام قبول کرنے اور سجدہ خدا کو کرنے سے انکار کیا تو اجیر نے
غضبناک ہو کر پٹخ کے اس کو قتل کیا صاحبقران کشورستان نے ساریق بن بقا کو قتل کر کے
شکر خدا کیا اور فرمایا کہ جو عہد کیا تھا آج بمدد خدا سے اُسے ایفا کیا ساریق بن بقا کو تہ تیغ کیا ابھی
صاحبقران یہ کہہ رہے تھے کہ ساحران لشکر شاہ طلسم طالب امان ہوئے شور امان کا ہر طرف
سے بلند ہوا امیر با توقیر نے بآواز بلند فرمایا کہ امان بشرط قبول دین اسلام دیجائے گی سب نے منظور
کیا اُسوقت حکم صاحبقران سے نقارہ امان دہی پر چوب لگائی گئی ساحران لشکر طلسم کشا سے
طلسم زلزلہ نے جنگ سے ہاتھ روکا جملہ ساحران نامی جو قتل ہونے سے بچے تھے وہ سب نہایت ادب سے
دست بستہ خدمت صاحبقران مین حاضر ہو کر قدم صاحبقران پر گرے صاحبقران نے سر
ہر ایک کا اٹھا کر اپنے سینے سے لگایا لطف بے حد کیا ہر ایک اعلیٰ ادنیٰ ساحر مطیع دین اسلام ہوا
خصوصاً زلزلہ جادو جو اسکے وقت کا ساحر تھا اور طلسم بند تھا اور اسی کے سحر سے قلعہ و زمین
طلسم کو زلزلہ ہوتا تھا حاضر خدمت صاحبقران ہوا اور مطیع دین اسلام ہو کر کنجیان خزانہ مال اور
اسباب طلسمی کی روبرو امیر با توقیر پیش کر کے عرض کیا مبارک ہو کہ آپ فتحیاب ہوئے
شاہ طلسم مارا گیا صاحبقران کشورستان نے خلعت سرافرازی سے اُس کو سرافراز کیا پھر
وہان سے سب کو ہمراہ لیکر بارگاہ و خیام لشکر شاہ طلسم لیکر فرودگاہ سپاہ پر آئے داخل بارگاہ
ہو کر ساحران نامی کو دربار بادشاہ لشکر اہل اسلام مین طلب کر کے حسب انکے بادشاہ لشکر
اہل اسلام حکم دیا کہ چند ساحر سوئے انجم حصار جائین اور یہ فرمان ہمارا لیجا کر ہمارے
سرداران سپاہ کو دے کر زبانی بھی یہ کہدین کہ تم سب کو مع تمامی سپاہ صاحبقران و بادشاہ
لشکر اہل اسلام نے طلب کیا ہے طلسم زلزلہ فتح ہو گیا ہے ساحران مذکور حسب الحکم روانہ ہوئے
بعد قطع راہ لشکر مین پہونچے فرمان دیا اور زبانی بھی جو کچھ صاحبقران نے کہا تھا بیان کیا
جملہ سرداران لشکر اہل اسلام کو نامہ پڑھ کر اور ساحرون کی زبانی سنکے بہت خوشی حاصل ہوئی
بعدہ جملہ سرداران لشکر تمامی لشکر ہمراہ انہین ساحران کے چلے حال انکا آئندہ لکھا جائیگا
بعد روانہ ہونے ساحران مذکور کے صاحبقران نے حکم جشن خوشی فتح طلسم زلزلہ کا دیا
اور فرمایا کہ میدان جنگ سے لاشین اٹھا کر دفن کی جائین اور شمار کیا جائے کہ ہمارے لشکر
کے اور شاہ طلسم زلزلہ کی سپاہ کے کس قدر ساحر کام آئے حسب الحکم اکثر ساحر اسباب و سامان
جشن کے فراہم کرنے مین مصروف ہوئے بہت سے ساحر واسطے دفن کرنے ساحران مقتول
کے سوئے جنگگاہ گئے جب انھون نے لاشون کو میدان جنگ سے اٹھا کر بڑے بڑے گڑھون مین
ڈال کر شمار کر کے دفن کیا تو معلوم ہوا کہ اسی ہزار ساحر لشکر شاہ طلسم زلزلہ کے قتل ہوئے
اور پچاس ہزار ساحر سپاہ صاحبقران کے جنگ مین کام آئے صاحبقران تعداد کشتگان
سنکے متاسف ہوئے فرمایا کہ بڑا کشت و خون ہوا ابتدا سے اسکے امیر با توقیر نے حکم دیا کہ نقارہ ہائے
خوشی فتح طلسم زلزلہ بجائے جائین خوشی ظاہر کی جائے بمجرد حکم نقارون پر نقارچیون نے
چوب لگائی صدا اسکے نقارہ بلند ہوئی چونکہ یہ جنگ عظیم علی الصباح سے تا بہ غروب آفتاب ہوئی تھی
جملہ ساحران باقی ماندہ خستہ و زخمی تھے بزم عشرت ہنگام شب آراستہ کیگئی ہر ایک اعلیٰ ادنیٰ

ساحر اپنے فرش خواب پر بیہوش و غافل ہو کر بے خوف و خطر ہو کر سویا واسطے نگہبانی لشکر
کے بھی کوئی سردار مع اکثر ساحروں کے بیدار نہ رہا کیونکہ کچھ اندیشہ نہ تھا شاہ طلسم قتل ہو چکا
تھا طلسم زلزلہ فتح ہو چکا تھا کوئی دشمن باقی نہ رہا تھا مگر صاحبقران و بادشاہ لشکر اہل اسلام
و تمامی ساحران اعلیٰ ادنیٰ موجود وہ اس راز سے آگاہ نہ تھے کہ شاہ طلسم نے جنگ مغلوبہ
بے رنگ دیکھکر فتح سے نا امید ہو کے ہزارہا اپنے دشمنوں کو قتل کرکے دھوکا دیا ہے شبیہہ
اپنی قتل کرائی ہے دراصل خود قتل نہیں ہوا ہے جنگاہ سے جس جگہ اُسے جانا منظور تھا تنہا چلا گیا
ہے ارادہ بدی کا رکھتا ہے راوی بیان کرتا ہے کہ بعد آنے میدان جنگ سے بحالت خستگی سب اعلیٰ ادنیٰ
ساحر و غیر ساحر سو رہے تھے کہ بعد نصف شب شاہ طلسم زلزلہ قریب فرودگاہ سپاہ طلسم کشا آیا
دیکھا کہ سب اہل لشکر غافل سو رہے ہیں کوئی ساحر و غیر ساحر بیدار نہیں ہے یہ دیکھکر خوش ہو کر ایک
ترنج پر اسم سحر دم کر کے سوے لشکر اس ترنج مذکور کو پھینکا وہ دور جاکر شق ہوا شعلے اور دھواں پیدا
ہوا بعد تھوڑی دیر کے اُسی جانب سے ایک لاکھ پتلے سحر کے تلواریں ہاتھوں میں لیے ہوئے پیدا ہوئے
ہمراہ اُن کے بہت سے پتلے اژدہاے سحر و پنجشاخے ہاتھوں میں لیے ہوئے تھے وہ سب پتلے
روبرو شاہ طلسم زلزلہ آکر بزبان فصیح گویا ہوئے کہ اے شہنشاہ اس وقت ہمیں کیوں یاد
کیا ہے کس دشمن قوی سے مقابلہ کرانا منظور ہے شاہ طلسم زلزلہ نے جواب دیا کہ دیکھو وہ لشکر
ہمارے دشمن کا پڑا ہے ہر ایک لشکری سو رہا ہے یکبارگی ان پر حملہ ور ہوکے قتل کرو سب نے
عرض کیا کہ بسر و چشم بجا آوری حکم میں کچھ عذر نہیں ہے ابھی جاکر شہنشاہ کے دشمنوں کو قتل کرتے ہیں
یہ کہکر وہ ایک لاکھ سحر کے پتلے یکبارگی لشکر صاحبقران پر گرکے ساحران خفتہ کو تلواروں سے
قتل کرنے لگے جب اکثر ساحر قتل ہو چکے کچھ ساحر بیدار ہوئے انھوں نے یہ رنگ دیکھکر
اہل لشکر کو ہوشیار کیا اور کہا کہ یہ بلاے ناگہانی کہاں سے آئی ہے جانیں اپنی بچاؤ
ان کو دفع کرو ساحر گھبرا کر بستروں سے اُٹھنے لگے اسباب سحر کی تلاش کرنے لگے بہت سے
بزور سحر غرق زمین ہو گئے زلزلہ جادو و بحرین جادو و حنظل جادو و ملکہ دبدبہ سحر ساز
جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو وغیرہ ساحران نامی بیدار ہوکے گولے فولادی اور
ترنج و نارنج ناریل چوبی دار گلدستہ سحر وغیرہ اسباب سحر پر سحر دم کرکے اُن پر مارنے لگے
شور و غل فریاد و نالہ زخمیوں کا بلند ہوا صاحبقران بیدار ہوئے بادشاہ لشکر اہل اسلام
بھی جاگے فی الفور بارگاہوں سے باہر آکر دیکھا تو عجب جنگ عظیم ہوتی نظر آئی آخر تاب ضبط نہ لاکر
صاحبقران جلد اُسی لباس شب خوابی سے مرکب پر سوار ہوکر لوح طلسمی گلے میں ڈال کر اور
شمشیر آبدار دست قوی میں علم کرکے نعرہ کوہ شکاف کرکے اُن پتلوں پر گرے جس پتلے پر
تلوار لگائی کارگر نہوئی آخر لوح طلسمی کو روشنی میں دیکھا لوح نے ہدایت کی کہ اے طلسم کشا یہ پتلے
سحر شاہ طلسم کے ہیں شاہ طلسم ابھی زندہ ہے قتل نہیں ہوا ہے اُس نے ہم شبیہہ کو اپنے قتل
کرایا ہے ان پتلوں پر عکس لوح ڈال پھر تلوار لگا یا نہ لگا معدوم ہو جائیں گے صاحبقران
نے ہدایت لوح پر عمل کیا بہت سے پتلے عکس لوح سے معدوم ہوئے بادشاہ لشکر اہل اسلام و
جملہ ساحران عالی وغیرہ نے ہر چند کوشش اُن پتلوں کے قتل کرنے کی کی مگر کوئی پتلہ کسی کے
سحر سے یا تلوار سے قتل نہوا کیونکہ وہ سب پتلے شاہ طلسم کے بلائے ہوئے تھے انھیں کون ساحر دفع کر سکتا

سوائے طلسم کشا کے غرضکہ دو ساعت تک لڑائی ہوئی اُن پتلوں نے ہزارہا ساحران لشکر طلسم کشا کو
قتل کر ڈالا قریب صبح شاہ طلسم نے خود اپنے سحر کو دفع کرکے اُن پتلوں کو معدوم کرکے ایک سمت کا
راستہ لیا تخت سحر پر سوار ہو کے چلا گیا اس اثنا سے میں سحر دفع ہوا صاحبقران نے لاشوں کو
دفن کرایا تعداد اُن کی جو دریافت کی تو معلوم ہوا کہ تیس ہزار ساحر قتل ہوئے صاحبقران کو رنج
عظیم ہوا بعدہ بارگاہ بادشاہ لشکر اہل اسلام میں ساحران نامی کو جمع کرکے زلزلہ جادو وغیرہ
سے مخاطب ہو کر کہا کہ تمنے ظاہر کیا تھا کہ شاہ طلسم قتل ہوا اور ہمکو بھی یقین تھا کہ ہمارے ہاتھ سے
ہنگام جنگ مارا گیا لیکن وہ ابھی تک زندہ ہے شب گذشتہ یہاں آکر اپنے سحر کے پتلوں سے تیس ہزار
ساحر ہمارے لشکر کے قتل کرائے بعدہ کہیں چلا گیا لہذا تم سب سے کہا جاتا ہے کہ شاہ طلسم کی تلاش
کرو انھوں نے عرض کیا کہ ہم تو حکم کی تعمیل کرینگے اس کی تلاش کرینگے مگر آپ صاحب لوح طلسمی
ہیں لوح میں دیکھیے صاحبقران نے لوح کو بہ نیت دریافت جائے سکونت شاہ طلسم دیکھا
لوح نے کچھ ہدایت نہ کی کیونکہ لوح طلسمی تو سرحد زمین طلسم تک کی ہدایت کرسکتی ہے بیرون سرحد
طلسم سے اس کو تعلق نہیں ہے نہ بیرون طلسم کی ہدایت کرتی ہے صاحبقران نے ساحران نامی
سے کہا کہ اس مقدمے میں لوح طلسمی کچھ ہدایت نہیں کرتی ہے تمہیں تلاش مسکن شاہ طلسم کرو
چنانچہ چند ساحر روانہ ہوئے بعد فکر و جستجوے بسیار ہنگام قریب شام آکر عرض کیا کہ ہمنے بہت
ڈھونڈا اگر شاہ طلسم کو کہیں نہ پایا امیر با توقیر نے کہا کہ آج وہ نابکار عجب نہیں کہ پھر آئے لہذا لازم
ہے کہ اکثر ساحر ہمارے لشکر میں ہوشیار و خبردار رہیں ملکہ دیدبہ سحر ساز جادو نے کہا کہ آج کی شب
میں حفاظت لشکر کرونگی جب زمانہ شب کا آیا ملکہ موصوفہ نے بدستور مرقومہ پتلے سحر کے [illegible]
طلب کیے ایک لاکھ پتلے سحر کے مشعلہائے سحر لیے ہوئے دوسرے ہاتھ میں تلوار علم کیے ہوئے
پیدا ہوئے قریب ملکہ آکر اُن پتلوں نے پوچھا کہ اے ملکہ ہمیں کیوں طلب کیا ہے جواب دیا کہ
ہمارے اس لشکر کی آج کی شب حفاظت کرو اور جو دشمن ہمارا ادھر آئے اسے قتل کرو سبنے
منظور کیا ملکہ دیدبہ سحر ساز جادو وغیرہ اکثر ساحران نامی و غیر نامی بیدار رہے پتلے ایستادہ
رہے جب نصف شب کا وقت آیا شاہ طلسم [illegible] بدستور شب گذشتہ سامنے فرودگاہ سپاہ
صاحبقران کے آیا دیکھا کہ ملکہ دیدبہ سحر ساز جادو وغیرہ ساحر خبردار و ہوشیار ہیں لشکر کی
حفاظت و نگہبانی میں مصروف ہیں پتلے سحر کے ایک لاکھ تلواریں علم کیے مشعلہائے سحر ہاتھوں میں
لیے ایستادہ و آمادہ جنگ ہیں یہ انتظام دیکھکر شاہ طلسم کو نہایت غصہ آیا عالم غیظ میں بدستور سحر
رطوبت شب گذشتہ پتلے ایک لاکھ سنہری روشنی و شمشیر بکف سمت فلک سے پیدا کیے اُن کو حکم دیا
کہ جو لشکر سامنے پڑا ہوا ہے اسی لشکر پر حملہ کرکے اہل لشکر کو تہ تیغ کرو وہ پتلے حسب الحکم حملہ ور ہوئے
ادھر سے ملکہ دیدبہ سحر ساز کے حکم سے فوج پتلے اُن کے مقابلے کو بڑھے جو ساحر بیدار تھے
وہ بھی اسباب سحر پر پھونک دم کرکے برائے جنگ آگے بڑھے جو ساحر و غیر ساحر سو رہے تھے وہ بھی
بیدار ہو کر واسطے لڑنے کے آگے بڑھے صاحبقران کشورستان و بادشاہ لشکر اہل اسلام
بھی جلد مسلح ہو کر مرکبوں پر سوار ہو کر برائے جنگ و جدال ہمراہ ساحران سپاہ فرودگاہ لشکر سے
آگے روانہ ہوئے ہنوز تھوڑی راہ طے کی تھی کہ دونوں جانب کے سحر کے پتلے باہم مل کے تلوار
چلنے لگی پتلے شاہ طلسم کے سحر کے ملکہ دیدبہ سحر ساز جادو کے سحر کے پتلوں کو تلوار اپنی کا نشانہ

خاتمۃ الطبع از جانب کارپردازان

کہان ہین شائقان فسانہ ہاے عجیب کدہر ہین مشتاقان داستانہاے غریب لائین اور اس مژدہ مسرت افزا کو سُن جائین کہ جس محبوب رنگین ادا و دلفریب غارتگر صبر کے دیکھنے کو ایک مدت مدید سے ناظرین کی آنکھین ترستی تھین اور جسکے لیے خطہ پرخطہ فر اور جسکے دیدار فرحت آثار کے لیے لوگون کے دل مضطر و بیقرار تھے اور بار بار یہ عالم [illegible] یہ شعر پڑھنے لگتے تھے ؎

آئے تو وہ یوسف سر بازار کسی دن	ہم بیچکے جان اپنی خریدار بنین گے۔

وہ اب بفضل ایزدی و با ہزاران کوشش و سعی بصد زیب و زینت و تازگی و لطافت نئے نازو انداز سے عالم مین جلوہ گر ہوا ہی اور کشاکش حجاب سے نکل کر بحجاب مثل آفتاب عالمتاب نور افزاے چشم مشتاقان فی نفسہ ہوا ہی۔ اب وہ حضرات جو اس محبوب رنگین ادا کے سوداے عشق و محبت مین ایک زمانہ دراز سے گرفتار او مشتاق دید مین بیتاب تھے آئین آئین اور اس معشوق دلربا و دلکش کو ہاتھون ہاتھ لیجائین دیکھین کون کون منچلے اپنی بات کے پکے قول کے پورے کمر ہمت باندھکر اُس کے طالب دیدار آتے ہین اور اسکے نظارہ سے حظ وافی اُٹھاتے ہین فی زمانہ بوجہ کساد بازاری علوم متدارسہ و متداولہ معائنہ کتب فارسی سے ایکطرح کی غیریت بلکہ لوگون کو مجبوری و دوری ہوگئی ہی علی الخصوص اذہان عوام تو اعلیٰ کتب فارسی [illegible] مفہوم سے صریح قاصر و متعذر رہتا کیونکہ اب اُردو کا دنیا میں رواج ہی فارسی زبان کہین خال خال رہگئی ہی اُردو کی روزافزون ترقی ہو رہی ہی لہذا داستان امیر حمزہ صاحبقران جو ابو الفیض فیضی نے جلال الدین محمد اکبر بادشاہ آنجہانی کے لیے نہایت سلیس و انطف [illegible] زبان مین تصنیف کی تھی اسکے دفتر بھی کمیاب بلکہ کالعدم ہوگئے تھے جب کو منشی نولکشور مرحوم آنجہانی کی دریادلی و فیاضی نے پھر سے اُردو کا جامہ پہناکر مردے سے زندہ کیا جس کو دیکھکر ایک زمانہ اُسکی شیفتگی کا دم بھرنے لگا اور ہر طرف سے صاحبان ذوق اسکے طبع کا اصرار فرمانے لگے چنانچہ بڑی بڑی جلدین معرض طبع مین آئین اور ہاتھون ہاتھ فروخت ہوگئین مگر اس بحر ناپیدا کنار کی تھاہ نہ معلوم ہوئی اور شیخ تصدق حسین داستان گو نے اپنی زندگی تک برابر اس سلسلہ کو قائم رکھا چنانچہ آفتاب شجاعت کے بعد گلستان باختر تین جلدون مین تصنیف فرمائی جسکی جلد اول و دوم طبع ہوکر نذر ناظرین ہوچکی ہی اب بفضل ایزدی گلستان باختر جلد سوم جس کو شیخ تصدق حسین داستان گو مرحوم کی یادگار سمجھنا چاہیے اور کل جدید لذیذ کے مصداق جاننا چاہیے او [illegible] و مصنف مرحوم نے حسب فرمایش مالک مطبع نہایت جانفشانی و محنت و عرقریزی سے اپنے اخیر [illegible] تیار کیا تھا اب بار اول حسب الحکم جناب منشی بشن نراین صاحب مالک مطبع ہذا با حسن انتظام [illegible] ماہ مارچ ۱۹۱۷ء زیور طبع سے آراستہ و پیراستہ ہوکر نذر ناظرین [illegible] ہوتی ہی امید کہ ناظرین اس شاہد رعنا کو [illegible] ہاتھون ہاتھ خریدکر اپنے آغوش محبت مین جگہ دینگے کیونکہ یہ [illegible] مرحوم کی آخری یادگار ہی اور نیز اور کتابین [illegible] انکی تصنیف کردہ جو ابھی تک شائع نہین ہوئی ہین مطبع ہذا مین [illegible] کا جلد طبع ہونا ناظرین [illegible] قدردانی پر منحصر ہے

[illegible] بک جاتے ہین [illegible]
لیکن معیار [illegible]